يُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

مفتاح کنوز اسرار ربانی مشتمل لامع النور فیوض سبحانی مجموعۂ معارف و حقائق ذخیرۂ اسرار و دقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفدا اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی و تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کی افادات کے ساتھ بہت سے فوائد النزالات کی رعایت کی گئی ہے عمادین و ایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہٗ

حبر العلوم العقلیۃ النقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ عالا ماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیہ ترجمہ عالمگیریہ و عین الہدایہ دام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی سرِ ریاستہا ملحسن انتظام

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپی

اعلان۔ حق تالیف و تصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے۔

موا انما غنمتم من

غنیمت لاؤ کچھ

وللرسول ولذي القربى واليتمى والمسكين وابن السبيل

اور رسول کے اور قرابت والے کے اور یتیم کے اور محتاج کے اور مسافر کے

امنتم بالله وما انزلنا على عبدنا يوم الفرقان يوم

اور اوس چیز پر جو ہمنے اوتاری اپنے بندے پر جس دن فیصلہ ہوا

التقى الجمعن والله على كل شيء قدير ۝

بھڑ گئین دو فوجین اور اللہ سب چیز پر قادر ہے

135327

آیت کریمہ کی تفسیر مین مقامات و فوائد ہین لہذا اول جو مفسر رحمہ اللہ نے مختصر لکھا ہے لاتا ہون تاکہ فوائد کے سمجھنے مین دقت نہ ہو ۔ اللہ تعالے نے تفصیل اس غنیمت کی بیان فرمائی جو اس امت کے لیے مخصوص حلال فرمائی ہے ۔ بقولہ ۔ واعلموا انما غنمتم اور جان لو تم یہ بات کہ وہ چیز جو غنیمت حاصل کی تمنے یعنی کافرون سے اسکو بقہر و غلبہ لیا من شيء کل چیز چھوٹی یا بڑی حتی کہ سوئی تک ۔ فان لله خمسه تو حکم اسکا یہ ہے کہ اسکا پانچوان حصہ اللہ تعالے کے واسطے ہے اسکی تعظیم کے واسطے ۔ وللرسول اور رسول یعنی محمد صلعم کے واسطے ۔ ولذي القربى اور قرابت دارون کیواسطے بنو ہاشم و بنو المطلب کے قرابتی آنحضرت صلعم کے ۔ واليتمى اور یتیمون کے واسطے یعنی مسلمانون کے ایسے لڑکے جنکے باپ مر گئے ہین اور وے فقیر محتاج ہین ۔ والمسكين اور مسکینون کے واسطے یعنی مسلمانون مین سے محتاج لوگون کے واسطے ۔ وابن السبيل اور مسافر کے واسطے یعنی مسلمانون مین سے جو کوئی اپنے سفر مین منقطع ہو کہ اسکے پاس کچھ راہ خرچ نہو اگرچہ اسکے وطن مین اسکا مال موجود ہو ۔ حاصل یہ ہے کہ مال غنیمت مین سے پانچوین حصہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم و قرابتی و یتیم و مسکین و مسافر مستحق ہین ۔ پانچ قسم کو پانچوین کا پانچوان حصہ آنحضرت صلعم بانٹتے تھے اور غنیمت کے باقی چار پانچوین حصہ غنیمت حاصل کرنے والون کے ہین ۔ پیادہ و سوار کا حصہ جیساکہ فقہ مین مفصل مذکور ہے لگایا جاویگا ۔ اسمین چند مقامات ہین اول حرف ان وما موصلہ ہے اور قیاس یہ تھاکہ جدا کرکے ان ما لکھا جاوے لیکن مصحف امام مین اسیطرح موصول پایا گیا ہے ۔ غنیمت و فئی مین بعض کے نزدیک فرق ہے اور بعض کے نزدیک نہین ہے ۔ قرطبی نے اتفاق ذکر کیا کہ قولہ انما غنمتم سے وہ مال مراد ہے جو کافرون سے قہر و غلبہ سے فتح پاکر حاصل کیا ہو اور لغت اس تخصیص کو مقتضی نہین ولیکن عرف شرع مین اسی قسم کے مال کا لفظ ہے ۔ پس غنیمت وہ مال ہے جو کافرون سے بایجاف الخیل والرکاب لیا گیا ہو اور فئی وہ ہے جو کافرون سے بطور صلح حاصل ہوا ہو جیسے اموال صلح یا وہ اموال جسکو کوئی ذمی کافر لاوارث چھوڑ مرا ہو اور اموال جزیہ و خراج ۔ علماء کا قول ہے اور بعضے علماء غنیمت و فئی مین کچھ فرق نہین کرتے اسی واسطے قولہ تعالی ما افاء اللہ

صدیقی ... لاہور

Marfat.com

علی رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ الآیۃ مین قتادہ رحمہ اللہ
مین فرق نہین اور غنیمت کو اللہ تعالے نے اسطرح تقسیم فرمایا کہ پانچ حصہ کرکے چار حصہ
اصناف باقیہ مذکورہ کو دیا جاوے۔ قال الحافظ یہ قول بعید ہی کیونکہ یہ آیت بعد
نقل کیا ہی۔ فافہم۔ اور آیۃ الفی واقعۂ بنی النضیر مین اتری اور علماء متفق ہین کہ بنی النضیر واقعہ بدر کے
پس یہ حکم جو یہان مذکور ہی فی کا نہین بلکہ غنیمت کا ہی اور جن علماء کے نزدیک یہ سب امام
آیۃ الفی مین اور یہان کے پانچ حصہ کرنے مین کچھ منافات نہین ہی کیونکہ امام کو اختیار ہی اور یہی قول ہی
کہ فی و غنیمت سب آنحضرت صلعم کے واسطے ہی اور وہ غازیون مین مقسوم نہین ہی اور یہی اختیار آپکے بعد
رحمہ اللہ نے اسکو بہت سے مالکیہ سے نقل کیا اور حجت اُنکی فتح مکہ و حنین کا واقعہ ہی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے
مکہ بزور شمشیر فتح کیا اور مال غنیمت بطور احسان اُنھین لوگون کو پھیر دیا نہ بانٹا نہ فی کیا۔ قرطبی نے فرمایا کہ علماء مین فتح مکہ کی بابت
اختلاف ہی کہ بزور شمشیر تھا یا بالصلح پس اُس سے حجت نہین ہوسکتی اور رہا حنین تو آنحضرت نے انصار کو فرمایا کہ کیا تم لوگ اس بات پر راضی
نہین ہو کہ یہ لوگ دنیا لیجاوین اور تم لوگ رسول اللہ کو اپنے گھرون لیجاؤ پس ایسا فرمانا آنحضرت صلعم کے واسطے مخصوص ہی کوئی دوسرا
نہین کرسکتا لہذا یہ حجت بھی ساقط ہی پس جمہور کا قول اصح ہی کہ غنیمت کے چار پانچوین حصہ غازیون مین مقسوم ہوتے ہین چنانچہ ابن
وابن عبدالبر والدراوردی والمازری وقاضی عیاض وابن العربی نے اسپر اجماع نقل کیا ہی۔ سوم یہ کہ قولہ من شئ بیان ما موصولہ
تاکید ہی حتی کہ سوئی و دھاگے تک پانچ حصہ کرنے مین شامل کرنے کی تاکید کرتا ہی۔ چہارم یہ کہ پانچ حصہ کرنے کے بعد پانچوین حصہ مین
جو تفصیل مذکور ہی بقولہ فان للہ خمسہ الخ اسمین بھی مفسرین نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ اس پانچوین مین سے ایک حصہ اللہ تعالے کے نام کا
بھی نکالا جاوے اور وہ خانہ کعبہ مین صرف کیا جاوے۔ چنانچہ ابو العالیہ رح نے مرسل روایت کی جسمین ہی کہ غنیمت مین سے آنحضرت
صلعم ایک لپ بھر لیکر خانہ کعبہ کے واسطے قرار دیتے اور وہی سہم اللہ تعالے ہی۔ وعلی ہذا یہ حصہ دیگر حصص کے مساوی نہوگا لیکن صحیح
علماء کا قول ہی کہ اللہ تعالے کا نام یہان تبرک کے واسطے آیا ہی اور حصہ قرار دینا آنحضرت صلعم سے شروع ہوگا چنانچہ
روایت ہی کہ جو غنیمت آتی اُسکو آپ پانچ حصہ کرکے پانچوین کے پھر پانچ حصہ فرماتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہی آیت
پڑھی واعلموا انما غنمتم الخ اور کہا کہ اللہ تعالے کے واسطے تمام آسمان و زمین ہی پس اللہ تعالے اور رسول اللہ صلعم کا حصہ
ایک ہی ہی اور ایسا ہی ابراہیم نخعی و حسن بصری و شعبی و ایک جماعت علماء کا قول ہی۔ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہی کہ
ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے غنیمت کو پوچھا تو فرمایا کہ اُسکا پانچوان حصہ اللہ تعالے کے واسطے اور باقی چار پانچوین
کے واسطے ہین الحدیث رواہ البیہقی باسناد صحیح پنجم یہ کہ حصہ رسول مین اختلاف ہی پس ابن عباس رضی اللہ عنہ
کی روایت مین ہی کہ جو حصہ اللہ و رسول کے واسطے ہی وہ آنحضرت صلعم کے قرابتیون کا ہی اور آنحضرت صلعم نے پانچوین حصہ مین سے
کچھ نہین لیا۔ ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی کہ جو حصہ اللہ تعالے کے واسطے تھا وہ اُسکے نبی
نبی صلعم کا تھا وہ آپکی ازواج کے واسطے ہی اور امام احمد نے عبادہ ابن صامت و ابو الدرداء و حارث ابن
روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے مال غنیمت کے ایک اونٹ کی آڑ مین نماز پڑھی اور سلام پھیر کر جنگی سے

اور تم پر سوائے پانچوین حصہ کے کچھ حق نہین ہی وہ پانچوان بھی تمھین پر پھیر آگیا پس تم لوگ سوئی
اور تاگا جو کچھ غنیمت کے ڈھیر مین ڈالو کہ غلول مت کرو کیونکہ غلول اپنے کرنے والون پر دنیا و آخرت مین عار
ہے اور اللہ کی راہ مین کافرون سے خواہ قریب ہون یا دور ہون جہاد کرو اور کسی ملامت کرنے والے کی بات کو اللہ تعالے
کی راہ مین برداشت کرو اور جو حدود اللہ تعالے نے مقرر فرمائی ہین انکو حضر و سفر مین ٹھیک قائم رکھو۔ اور راہ الٰہی مین جہاد کرو
کیونکہ جہاد جنت کے دروازون مین سے وہ بڑا دروازہ ہی اس سے اللہ تعالے ہم و غم دور کرتا ہی۔ قال الحافظ رح ہذا حدیث حسن
عظیم وقد روی الامام احمد و ابو داؤد و النسائی نحوہ۔ اور ابو داؤد و نسائی نے عمرو بن عنبسہ کی حدیث مین بھی حصہ آنحضرت صلعم کا تم
پر پھیرا جانا مرفوعًا روایت کیا ہی اور نبی صلعم کو اختیار تھا کہ مال غنیمت سے کوئی غلام یا باندی یا گھوڑا یا تلوار وغیرہ اپنے واسطے
چھانٹ لین کما نص علیہ محمد بن سیرین و عامر الشعبی وتبعہما اکثر العلماء۔ چنانچہ ذو الفقار کو آپ نے غنائم بدر مین سے چھانٹ لیا تھا
قال الحافظ یہ بات تو چند احادیث جید سے ثابت ہی لہذا اکثر علماء نے اسکو آنحضرت صلعم کے خصائص سے قرار دیا ہی اور بعضون
نے کہا کہ حصہ خمس مین امام کو مسلمانون کی مصلحت دیکھکر مال فئ کے مانند تصرف کرنے کا اختیار ہی۔ اور ہمارے شیخ تقی الدین رح
نے کہا کہ یہی امام مالک و اکثر علماء سلف کا قول اور یہی سب اقوال مین اصح ہی واللہ اعلم۔ ششم یہ کہ جو حصہ آنحضرت صلعم کے واسطے
تھا وہ آپکی وفات کے بعد اب کیا ہوگا۔ قال الحافظ اسمین بھی اختلاف ہی بعض نے کہا کہ جو آپ کے بعد متولی خلافت ہو
اسکو ملیگا اور یہی حضرت ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما و قتادہ و ایک جماعت سے مروی ہی اور اسمین ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہی اور
بعض نے کہا کہ مسلمانون کی مصلحتون مین صرف کیا جاوے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ باقی چارون اقسام یعنی ذوی القربٰی و یتامی و
مساکین و ابن السبیل پر پھیر دیا جاوے اور اسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی اور بعض علماء نے کہا کہ نبی صلعم اور ذوی القربٰی
کے دونون حصے یتامی اور مساکین و ابن السبیل پر لوٹا کر تقسیم کر دیے جاوینگے۔ شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ علماء عراق مین سے ایک
جماعت کا یہی قول ہی قلت اور یہی قول ابو حنیفہ رح کا ہی اور واضح ہو کہ یہان ایک ضعیف قول یہ ہی کہ پورا پانچوان حصہ ذوی القربٰی
کا ہی جیسا کہ ابن جریر رح نے عبد اللہ بن محمد بن علی اور علی بن الحسین بن علی سے روایت کیا اور حسن بن محمد بن علی سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ نے آپ کے حصہ اور ذوی القربٰی کے حصہ مین اختلاف کیا اور آخر ان لوگون
کی رائے اس امر پر متفق ہوئی کہ یہ دونون حصے فی سبیل اللہ تعالے گھوڑے اور لڑائی کے سامان خریدنے مین صرف کیے جاوین
پس حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت مین یہی ہوتا رہا اعمش نے ابراہیم نخعی سے ایسا ہی روایت کیا اور کہا کہ مین نے
ابراہیم سے پوچھا کہ علی رضی اللہ عنہ اسمین کیا کہتے تھے تو کہا کہ وہ اس اہتمام مین زیادہ تشدد کرتے تھے۔ قال ابن کثیر رح
[illegible] سے بڑے گروہ کا قول ہی۔ ہفتم یہ کہ قولہ ذوی القربٰی سے کیا مراد ہی پس اوپر اشارہ گذرا کہ آنحضرت صلعم کے بعد
خلیفہ کی قرابت والے لیے جاوینگے اور اصح یہ ہی کہ ہر حال مین رسول اللہ صلعم کے اہل قرابت مراد ہین مگر انمین سے عبد شمس و نوفل
کی اولاد کو نہ ملیگا بلکہ ہاشم اور مطلب کی اولاد اسکی مستحق ہی اگرچہ یہ چارون عبد مناف کے بیٹے ہین لیکن بنو ہاشم و بنو مطلب
زمانہ جاہلیت و اسلام دونون مین آپس مین متفق و ہمدرد رہے چنانچہ فتح خیبر کے پانچوین حصہ مین سے آنحضرت صلعم نے بنو ہاشم و بنو مطلب
کو دیا اور جبیر بن مطعم جو نوفل کی اولاد سے تھے اور عثمان بن عفان جو عبد شمس کی اولاد سے تھے دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے پاس گئے جبیر نے روایت کی کہ ہم نے کہا یارسول اللہ آپنے بنو [illegible]
کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب دونون ایک ہی ہین والحدیث فی صحیح مسلم اور یہی جمہور علما کا قول
ہین - اور بعض نے کہا کہ وہ سب قریش والے ہین - نجدہ حروری نے ابن عباس رضی اللہ [illegible]
تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ہم کہتے ہین کہ وے ہمین ہین ولیکن ہماری قوم نے انکار کیا [illegible]
والحدیث رواہ مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وعن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کہ رسول اللہ صلعم نے [illegible]
کے ہاتھون کی دھوون سے تمھارے منھ پھیر دیے کیونکہ پانچوین حصہ مین سے جو پانچوان تمکو [illegible]
ابی حاتم وقال الحافظ حدیث حسن الاسناد وعلی ہذا یہ انھین لوگون کے واسطے ہوگا جنکو زکوۃ [illegible] حلال نہین ہوتا فہم [illegible]
معلوم ہو چکا کہ ابو حنیفہ رح کے نزدیک آنحضرت صلعم کا حصہ اور ذوی القربی کا حصہ آپکی وفات کے بعد ساقط ہو کر باقیون کی طرف [illegible]
کیونکہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے غنیمت کو اسی طرح بانٹا ہی وفی الکمالین ظاہر یہ ہی کہ خلفاء راشدین نے اس بنا پر ذوی القربی کو
کے مانند اسکا بھی مصرف ہی پس ایک ہی صنف کو دینا جائز ہی خصوص اُس حالت مین کہ ذوی القربی کو انھون نے تونگر دیکھا اور
یہی امام مالک رح کا قول ہی کہ امام مختار ہی جسکو چاہے دیوے فافہم - ہشتم یہ کہ قولہ والیتامی والمساکین وابن السبیل لعض نے کہا
اہل قرابت ہی مین سے ایسے لوگ مراد ہین اور یہ عطف بغرض تخصیص ہی اور جمہور کے نزدیک جملہ مسلمانون مین سے مقصود [illegible]
پھر واضح ہو کہ یتامی مین فقیر و تونگر دونون داخل ہین یا فقط فقیر مخصوص ہین اسمین علماء کے بھی دو مختلف قول ہین - کما ذکرہ
ابن کثیر رح - پس حاصل یہ ہوا کہ جو غنیمت حاصل ہو اسکے پانچ حصہ کر کے چار حصہ مجاہدین کو بانٹ دیے جاوین اور ایک حصہ مین
پھر پانچ حصہ کیے جاوین اگرچہ امام ابو حنیفہ رح کے قول پر اُس مین سے دو حصہ پھر یتامی و مساکین وابن السبیل تین ٹکڑے
کر دیے جاوینگے لیکن چونکہ نزول آیت کے وقت رسول صلعم حیات تھے لہذا اللہ تعالے نے پانچوان حصہ ان پانچ جگہ تقسیم کرنے
کے واسطے حکم دیا - اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ تعالے پر - وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا عطف ہی
اسم اللہ تعالے پر اے وبما انزلنا - یعنے اور اُس چیز پر جو ہم نے نازل فرمائی اپنے بندہ یعنے محمد صلعم پر اور وہ مدد ملائکہ وغیرہ معجزات
و آیات تھے یَوْمَ الْفُرْقَانِ بروز فرقان یعنے حق و باطل مین فرق کر دینے والے دن اور وہ روز بدر تھا یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ
جسدن بھڑ گئین تھین دونون جماعتین مسلمانون و کافرون کی - جملہ شرطیہ کی جزا محذوف ہی جسپر ما قبل دلالت کرتا ہی اے ان کنتم امنتم
الخ فاعلموا ذلک یعنی اگر تم اسیطرح ایمان لائے ہو تو غنیمت کا یہ حکم جان رکھو - وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اسی مین
سے یہ بات بھی ہی کہ تمھارے تھوڑے ہونے اور دشمن کے بہت ہونے کے باوجود تمکو فتح دی ف - بیضاوی رحمہ اللہ نے
قولہ ان کنتم امنتم باللہ الخ کی جزاء بدلالت قولہ واعلموا انما غنمتم کے یون مقدر کی کہ ان کنتم امنتم باللہ وبما انزلنا یوم الفرقان [illegible]
ان الخمس لھولاء فسلموا الیھم - یعنی اگر تم اللہ تعالے پر اور روز فرقان کی آیات منزلہ پر ایمان لائے ہو تو جان لو کہ غنیمت [illegible]
پانچوان حصہ ان لوگون کا ہی جو مذکور ہوے پس اسپر عمل کرو کیونکہ علمی حکم سے مجرد جان لینا مقصود نہین بلکہ اسپر عمل [illegible]
ہوتا ہی - اور کئی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ و جماعت علماء تابعین سے حاکم وغیرہ نے روایت کیا کہ یوم [illegible]
جسمین اللہ تعالے نے حق و باطل مین فرق کر دیا اور یہ پہلا معرکہ جہاد ہی جسمین رسول اللہ صلعم ہجرت کے

[illegible] صحیح کے ہین سو تیرہ مومنون کی جماعت کے ساتھ کافرون سے جو ایک ہزار کے قریب تھے بدون کسی عذر
[illegible] بلکہ بدون اطلاع از جنگ کے بھڑے اور اللہ تعالے کی نصرت وقدرت کاملہ سے کافرون کے شتر سے زیادہ سرکش سردار
[illegible] عتبہ بن ربیعہ سب کا سردار و ابوجہل وغیرہ تھے اور اسیقدر قید ہوے وکافرون نے شکست فاش کھائی اور مال غنیمت
[illegible] اسمین اختلاف ہوا اور قولہ تعالے یسئلونک عن الانفال ۔ نازل ہوا اور بعض نے کہا کہ یہ آیت یعنی قولہ واعلموا انما غنمتم
اسی غنیمت کی تقسیم کے بارہ مین ہی بالجملہ یوم بدر مین عجیب وقائع قدرت ظاہر ہوئے کہ اہل ایمان کے واسطے موجب مزید تنویر و
ثبات [illegible] مین لہذا اس حکم کی تعمیل کرنے اور برابر بکمال یقین ثابت رہنے کے واسطے اس دن کا انعام یاد دلایا ۔ بقولہ

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ

جس وقت تم تھے ورے کے ناکے اور وہ پرے کے ناکے اور قافلہ نیچے اتر گیا

مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ وَلَٰكِنْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ

تم سے اور اگر آپسمین تم وعدے کرتے تو نہ پہونچتے وعدے پر لیکن اللہ کو کر ڈالنا ایک کام

مَفْعُولًا لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ

جو ہو چکا تھا تا مرے جو مرتا ہی سو جھکر اور جیوے جو جیتا ہی سو جھکر اور اللہ سنتا ہی جانتا

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا اذ ظرف زمان بدل از یوم الفرقان ہی اور وہ ظرف نزول آیات تعالیٰ یعنی جبکہ تم لوگ
عدوۃ الدنیا ۔ مین تھے ۔ عدوہ بحرکات ثلثہ کنارہ وادی و قراءۃ مشہورہ بالضم اور قراءۃ ابن کثیر و ابوعمرو اور یعقوب بالکسر ہی ۔ دنیا
تانیث ادنی ۔ عدوۃ الدنیا کنارہ وادی جو مدینہ سے نزدیک تھا بہ نسبت دوسرے کنارہ وادی کے ۔ وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ
کافر لوگ عدوہ قصویٰ مین تھے یعنی دوسرے کنارہ وادی مین جو مدینہ سے بہ نسبت عدوہ دنیا کے دور تھا ۔ قصویٰ تانیث اقصی اور یہی
بقاعدہ قیاس کے اسم وصفت مین تفرقہ کرنے کو قصیا بمانند دنیا و علیا ۔ بولتے ہین ولیکن خلاف قیاس قصویٰ بدون تبدیل واو بیا
کے اصل پر کثیر الاستعمال ہی وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ جملہ حال از ظرف ہی اور رکب اسم جمع راکب یا جمع یا بمعنی مرکوب ہی
اور مراد قافلہ کے اونٹ یا سوار ہین جو ابوسفیان کے ساتھ چالیس تھے ۔ اسفل اے فی مکان اسفل منکم ۔ منصوب بظرفیت اور بجاے
خبر کے واقع ہی ۔ یعنی درحالیکہ اونٹ یا اسکے سوار تمہاری جگہ سے تین میل نیچے کنارہ سمندر [illegible] تھے ۔ اس کلام کا فائدہ یہ ہی کہ یہ معلوم
ہو کہ دشمن قوی اور قافلہ سے قوی پشت تھے اور بے کھٹکے لڑائی پر حریص تھے ۔ اور مسلمانون کی شان بظاہر ایسی ضعیف تھی کہ عادت کی راہ
سے انکا بچنا دشوار تھا پھر غالب ہو جانا تو بہت ہی بعید تھا اور یہی بات اُنکے ٹھکانے بیان کرنے مین ہی کیونکہ عدوۃ الدنیا کی زمین بالکل
ریگ [illegible] پانی تھی جسمین پاؤن گھسے جاتے تھے بخلاف عدوۃ القصویٰ کے ۔ وعلی ہذا مشرکین پانی پر قابض تھے اور مسلمان اپنے
پہ بمعدگار [illegible] جیسا کہ قولہ اذ تستغیثون ربکم الآیۃ کی تفسیر مین گذر چکا ہی ۔ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ
[illegible] وعدہ گاہ و وقت [illegible] یعنی اگر تم اور مشرکین کسی مقام یا کسی وقت پر لڑائی کا وعدہ کرتے تو ایسی حالت مین وعدہ گاہ سے اختلاف
[illegible] کثرت و اپنی قلت سے تمکو اُنسے ہیبت بیٹھ جاتی اور فتح سے مایوس ہوتے پس اس کلام سے اُنکو یقین دلایا کہ یہ فتح و نصرت
[illegible] تعالے ہی کی طرف سے [illegible] ہی ۔ وَلَٰكِنْ جمع بینکم علی تلک الحالۃ من غیر میعاد ولیکن تمکو بدون میعاد کے ایسی حالت

بر آپس مین بھڑوا دیا لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا تاکہ اللہ تعالے وہ کام پورا کرے جو [illegible]
ہونے کے لایق ہی اور وہ اہل ایمان کی نصرت و فتح اور اہل کفر کی ذلت و خواری ہی [illegible] ابن اسحاق نے [illegible]
قافلہ لیے آتا تھا اور مکہ سے ابو جہل وغیرہ اُسکو بچانے کے واسطے نکلے تھے اور مقام بدر مین صحابہ رسول اللہ [illegible]
نہ یہ اُنکو دیکھتے تھے اور نہ وہ اُنکو یہانتک کہ دونون طرف کے پانی لانے والون سے ملاقات ہوئی اور لوگ جان [illegible]
پس اللہ تعالے نے اس حکمت کے واسطے ایسا کیا کہ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ کہ ہلاک ہو جو ہلاک [illegible]
دلیل واضح معائنہ کرکے وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ اور جیتا رہے جو جیا ایسی حجت سے [illegible] کر لیا یعنی مرنے والے
و جینے والے دونون اس حجت کو معائنہ کرین تاکہ پھر کچھ عذر باقی نہ رہے کیونکہ واقعہ بدر بہت کھلی نشانی تھا [illegible] ایسی حالت مین کہ وہ بالا
باوجود مسلمانون کو کھلی فتح اور کافرون کو فاش شکست ہوئی - قال البیضاوی رح اور شاید ہلاک ہونا کفر سے اور زندہ ہونا اسلام
سے استعارہ ہو یعنی تاکہ جس سے کفر صادر ہوا اور جس سے ایمان ثابت ہوا ہر ایک دلیل روشن معائنہ کرنے کے لیے ہو وَإِنَّ اللَّهَ
لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ اور اللہ تعالے سننے جاننے والا ہی یعنی کافرون کی کفریہ باتون کو سنتا اور اُنکے غرور و عذاب کو جانتا ہی اور مومنون
کے استغاثہ و دعا کرنے کو سنتا اور اُنکی نیت اور ثواب کو جانتا ہی - قال البیضاوی رح کفر و ایمان کے اعتقادی ہونے کے باوجود
یہان علیم کے ساتھ سمیع بھی شاید اسواسطے جمع فرمایا کہ ہر ایک انمین قول و اعتقاد کو شامل ہی ف - فی العرائس قوله تعالے
لیقضی اللہ امرا کان مفعولا تقدیر کی درگاہ مین تدبیر کچھ نہین ہی جو مشیت ازلی مین ہوچکا وہی ظاہر ہوتا ہی بعض آثار مین وارد ہی
کہ مین نے اللہ تعالے کو اسطرح پہچانا کہ آدمی کے ارادے وہمتین ٹوٹ جاتی ہین جعفر رح نے فرمایا کہ جو ازل مین ہوگیا وہی اپنے اپنے
وقت پر ظاہر ہوتا ہی - بعض نے کہا کہ یہ امر الٰہی جاری ہونا اس طرح تھا کہ دونون فریق مین سے ہر ایک کے واسطے جو سابق علم غیب
مین ہوچکا ہی وہ کھلجاوے پھر چونکہ مشیت پر نظر لڑانا علم مخلوق سے باہر ہی کہ وہ اُسکو ادراک نہین کرسکتے لہذا صورت احکام علی
اُنکو لگایا بقوله لیهلک من هلک الخ اول مین مقدر فرمایا اور آخر مین قہر و لطف کی نشانیان راہ مین قائم فرمائین اور آخر کار بازگشت اپنے
مرجع اول کی طرف ہوجاتا ہی اور اسمین ظاہر فرمایا کہ او تعالے جہل و ظلم سے پاک ہی اُسنے بیان حکمت اور اثبات حجت کے واسطے دلائل
و نشانیان قائم کردین تاکہ جو ہلاک ہو وہ حکم سابق کی نشانی پر مرے اور جو زندہ رہے وہ انھین نشانیون سے بتقدیر [illegible]
جو کوئی اپنی خواہش مین ہلاک ہوا وہ ازلی ہلاکت ہی سے مرا اور جو کوئی مشاہدہ اور معرفت سے زندہ ہوا وہ ازلی زندگی [illegible]
دلائل و شریعت کا ظہور مقام امتحان کا ایک حکم ہی اور صورت امر پر حکم ازلی غالب ہی - کما قال تعالے واللہ غالب علی امرہ الآیۃ [illegible]
بعض نے کہا کہ خلق کے واسطے نشانیان ظاہر و قائم فرمائین پھر ایک قوم کی آنکھین کھولدین جو اُسکو دیکھتی ہین اور دوسری [illegible]
اندھا کردیا پھر رسولون و ولیون کو سچے نور و برہان کے ساتھ بھیجا و لیکن اُسکا نور بندون مین سے وہی دیکھ سکتا ہی جسکو وہ [illegible]
پس تقدیم ان مقدمات کی اسواسطے کہ جو ہلاک ہو وہ بینہ و برہان دیکھکر مرے اور جو زندہ رہے وہ مشاہدہ بینہ [illegible]
کہا کسی کو حیات حاصل نہین ہی مگر اُسی کو جو اُسکی یاد سے زندہ ہی اور مخلوقات تمام اپنے اپنے اسباب مین [illegible]
لیکن جو انہین سے بحیات باقی زندہ ہی اُسکی جنبش بقدرت حی القیوم ہی - استاد رح نے فرمایا کہ جو شخص دور [illegible]
کیطرح بھٹکتا پھرتا ہی وہی مردہ ہی اور جو قرب و معرفت کے نور سے بینا ہی وہی درحقیقت زندہ ہی [illegible]

Marfat.com

يُرِيكَهُمُ اللّٰهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ

[illegible] نے دکھائی تیرے خواب مین تھوڑے اور اگر تجکو بہت دکھاتا تم لوگ نامردی کرتے اور

لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

جھگڑا ڈالتے کام مین لیکن اللہ نے بچا لیا اسکو معلوم ہی جو بات ہی دلون مین

وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ

اور جب تمکو دکھائی وہ فوج وقت ملاقات کے تمھاری آنکھون مین تھوڑی اور تمکو تھوڑا دکھایا اونکی آنکھون مین

ع ۵ ۱ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ

تاکر ڈالے اللہ ایک کام جو ہو چکا تھا اور اللہ تک پہونچ ہی ہر کام کی

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللّٰهُ فِي مَنَامِكَ یاد کر جبکہ تجھکو دکھلاتا تھا اللہ تعالے کافرون کو تیرے خواب مین قَلِيلًا تھوڑے مجاہد رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کو خواب مین کافر لوگ تھوڑے دکھلائے اور آنحضرت صلعم نے صحابہ رض کو بھی خبر دی پس اُسمین اُنکے قدم کی استواری تھی وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ اور اگر کافرون کو بہت دکھلاتا تو ضرور تم نامردی کرتے وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ اور ضرور تم ایسی حالت مین کافرون سے قتال کرنے مین اختلاف کرتے۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ولیکن اللہ تعالے نے نامردی اور آپس کے اختلاف سے تمکو سلامت رکھا کیونکہ کافر لوگ تمکو تھوڑے دکھلائے۔ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ اے بما فی القلوب اللہ تعالے دلون کی باتین جانتا ہی۔ واضح ہو کہ اس آیت مین صریح دلیل ہی [illegible] سننے وغیرہ کا جو فعل آدمی سے ثابت ہوتا ہی وہ ہمیشہ بتاثیر الٰہی عزوجل ہی چنانچہ اسی بینائی سے کافرون کو اُنکی تعداد سے بہت تھوڑا دکھلایا پس اگر انسان کے افعال اپنی قدرت سے ہوتے تو ایسا کیون ہوتا۔ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ اور یاد کرو اے مومنو جب دکھلاتا تھا اللہ تعالے تمھین اُن کافرون کو۔ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا جب ملاقی ہوئے تم بہت قلیل تمھاری [illegible] مین یعنی مہربانی سے لڑائی واقع ہونے سے پہلے مومنین جب کافرون کے لشکر کو دیکھتے تو وہ انکی نظر مین تھوڑے معلوم ہوتے یہ لوگ اُن پر دلیری کرین اور عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہی کہ واللہ مرے لوگ ہماری نظرون مین قلیل کر دیے گئے تھے یہانتک کہ مین نے اپنے برابر والے آدمی سے پوچھا کہ تمھین ستر معلوم ہوتے ہین اُسنے کہا [illegible] بلکہ سو ہین یہانتک کہ جب لڑائی مین ہم نے ایک کافر گرفتار کرکے اُس سے پوچھا تو اُسنے کہا کہ ہم لوگ ایک ہزار تھے۔ رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر و اسنادہ صحیح وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ اور تمکو اُنکی نظرون مین قلیل دکھلاتا تھا یہانتک کہ بعضے بدون لڑائی کے انکو گرفتار کر لینا آسان سمجھتے تھے۔ [illegible] فرمایا کہ ہر ایک فریق کو دوسرے پر برانگیختہ کیا بالجملہ کافرون کی نظر مین اسواسطے قلیل دکھلایا کہ وے لوگ پھر نجات مین کیونکہ [illegible] بھگیا اور ابو سفیان نے کہلا بھیجا تھا کہ تم لوگ واپس جاؤ چنانچہ اخنس بن شریق بنی زہرہ کو لیکر واپس [illegible] ایسا ہی بنو عدی [illegible] لڑائی مین حاضر نہوے اور باقیون کو ابو جہل ہٹ کرکے لے آیا تھا پس تقلیل سے اُنکو طمع دلائی تاکہ [illegible] جاوین اگر کہا جاوے کہ سورۂ آل عمران مین فرمایا قد کان لکم آیۃ فی فئتین التقتا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ واخرے [illegible] مثلیھم رأی العین الآیۃ اس سے ثابت ہی کہ کافر لوگ مسلمانون کو اپنے سے دوچند یا مومنون سے دوچند دیکھتے

تو جواب یہ ہی کہ قلیل نظر پڑنا لڑائی سے پہلے تھا پھر جب دونون جماعتین بھڑ گئین [illegible]
فرمائی تو مومنین کافرون کو ویسا ہی قلیل دیکھتے رہے اور کافرون کو مومنین دو چند نظر آنے لگے
پاوین لیکن پہلے کافر مومنون کو بہت کم دیکھتے تھے تاکہ مغرور ہوکر لڑائی پر آمادہ ہوجاوین **لِيَقْضِيَ اللهُ**
تاکہ پورا کردے اللہ تعالے اُس امر کو جو اُسکے علم ازلی مین ہوچکا ہی **وَإِلَى اللهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ** اور اللہ [illegible]
کا مرجع ہی پس جو وہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی اور بندون کا چاہا جب اُسکے خلاف ہو تو پورا نہوگا [illegible] ہی کہ دنیا کے [illegible]
سب مین سے وہی کام کا ہی جو توشۂ آخرت ہو **ف** بیضاوی رح وغیرہ نے کہا کہ نظر مین تقلیل [illegible] اس آیت مین بڑی [illegible]
کیونکہ اس درجہ تک عادت کی راہ سے نظر کبھی خطا نہین کرتی ہی پس باوجودیکہ سب شرطین دیکھنے کی موجود [illegible] لیکن دکھائی نہ دینا
صرف اسی وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالے نے نظر کو معطل فرمایا اور تاثیر نہین دی لہذا جو شخص کہ کلام الٰہی پر ایمان رکھتا ہی وہ یقین جان لیگا
کہ دیکھنا وغیرہ جتنے افعال ہین سب اللہ تعالے کی تاثیر قدرت سے ہین کسی بندے کے اختیار مین خود نہین ہین اور علی ہذا اگر
اللہ تعالے چاہے کہ اس آنکھ سے تہ زمین کی چیز نظر آوے تو ہوسکتا ہی پس قیامت مین جب اللہ تعالے چاہیگا کہ مومن بندے
اسکا دیدار پاک پاوین تو انکی نظرون مین یہ قوت عطا فرماویگا فافہم پھر نصیحت فرمائی بقولہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ
اے ایمان والو جب بھڑو کسی فوج سے تو ثابت رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو شاید تم
تُفْلِحُونَ ۝ وَأَطِيعُوا اللهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ
مراد پاؤ اور حکم مانو اللہ کا اور اسکے رسول کا اور آپس مین نہ جھگڑو پھر نامرد ہوجاؤگے اور جاتی رہے گی تمھاری باد
وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝
اور ٹھہرے رہو اللہ ساتھ ہی ٹھہرنے والون کے

اس آیت مین اللہ تعالے نے مومنین کو جہاد کے آداب اور طریقۂ شجاعت تعلیم فرمائے بقولہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا**
إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا لقا بمعنی ملنا ولیکن غالب استعمال اسکا لڑائی کے بھڑنے پر ہوگیا ہی فئۃ بمعنی جماعت اور اسکے لفظ سے
اسکا مفرد نہین آیا ہی اور جمع اسکی فئات ہی اور مراد یہان جماعت کافرہ ہی۔ المعنی اے ایمان والو جب بھڑ جاؤ لڑائی مین کسی کافر گروہ
سے تو ثابت قدم رہو۔ صحیحین مین عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم بعضے غزوات مین دشمن سے مقابل
منتظر رہے یہانتک کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے لوگو دشمن سے بھڑنے کی تمنا مت کرو اور اللہ تعالی سے عافیت
مانگو لیکن جب تم اُن سے بھڑ جاؤ تو صبر کے ساتھ ثابت قدم رہو اور جان رکھو کہ جنت الخبین تلوارون کے سایے تلے ہی پھر [illegible]
یہ دعا مانگی۔ اللّٰهم منزل الکتاب ومجری السحاب وہازم الاحزاب اہزمہم وانصرنا علیہم۔ اور عبد اللہ بن عمرو کی روایت [illegible]
کے ساتھ ثابت رہو اور اللہ تعالے کو یاد کرو پھر اگر کافر لوگ چیخین چلاوین تو بھی تم خاموش رہو۔ اور عبد الرزاق [illegible]
نے حکم دیا کہ **وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا** اور یاد کرو اللہ تعالے کو بہت یعنی اُس سے فتح کی دعا مانگو۔ زید بن [illegible]
اللہ تعالے کو تین جگہ خاموشی پسند ہی ایک تلاوت قرآن کے وقت دوسرے جہاد مین صفین ملجانے [illegible]

Marfat.com

بڑائی - اور دوسری حدیث مرفوع میں ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ میرا پورا بندہ وہ ہی جو جہاد مین بھڑجانے کے وقت مجھے یاد کرے یعنی میری یاد و مجھسے دعا و استغاثہ سے یہ حالت اسکو باز نہ رکھے - قتادہ وعطاء رح سے روایت ہی کہ لڑائی کے وقت خاموشی واجب ہی - ابن جریج نے کہا کہ مین نے عطاء سے پوچھا کہ جہر سے یاد کرین فرمایا کہ ہان - کعب احبار سے روایت ہی کہ نماز و قتال کے وقت یاد الٓہی بہتر ہی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا واذکروا اللہ کثیرا - لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ شاید تم فوز عظیم حاصل کرو - اگر کہا جاوے کہ اسمین ہر حالت مین ثابت قدمی کا حکم ہی اور اس سے نکلتا ہی کہ قولہ تعالے الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة منسوخ ہی یعنے کسی حال مین پیٹھ پھیرنا جائز نہین ہی تو جواب دیا گیا کہ منسوخ نہین ہی بلکہ ثبات سے کوشش کے ساتھ لڑنا مراد ہی بلکہ گویا یہ مقصود بدون تحرف و تحیز کے حاصل نہین ہو سکتا فافہم - وقال البیضاوی اسمین تنبیہ ہی کہ بندے کو کسی حال مین یاد الٓہی سے غافل نہونا چاہیے بلکہ سختیون شدتون کے وقت تمام دل سے فارغ البال ہو کر اللہ تعالے کی طرف متوجہ ہوا اور اسی کے لطف پر بھروسا کرے کہ وہ کسی حال مین اس سے جدا نہین ہی اور حرف لعل مین اشارہ کیا کہ باوجود ایسے افعال کے اللہ تعالے پر کوئی امر واجب نہین ہی لہذا عاجزی کے ساتھ نصرت و فتح کے امیدوار رہین اور اپنے افعال سے نظر اٹھا کر اسی کے افضال پر نظر رکھین - وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ اور اطاعت کرو اللہ تعالے و اسکے رسول کی ہر حکم مین وَلَا تَنَازَعُوا اور جھگڑا مت کرو جیسے تم نے بدر مین پہلے مختلف آئین نکالین یعنی آپس مین اختلاف مت کرو - فَتَفْشَلُوا کہ تم نامردے ہو جاؤ - وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ اور تمھاری قوت و دولت جاتی رہے - ایک قرآت مین تذہب بجزم ہی اور ظاہر یہ ہی کہ تفشلوا جواب نہی ہی - ریح جو ہوا کے معنی مین ہی یہان دولت و قوت کے واسطے استعارہ ہی کیونکہ احکام دولت ایسے جاری و نافذ ہوتے ہین جیسے ہوا چلتی و نفوذ کرتی ہی - قتادہ و ابن زید رح کے قول مین یہ استعارہ نہین بلکہ حقیقت مراد ہی کیونکہ نصرت ہمیشہ ایک ہوا سے ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ نصرت بالصبا واہلکت عاد بالدبور یعنی مجھے صبا سے فتح دیگئی اور دبور سے قوم عاد ہلاک کی گئی - نعمان ابن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین رسول صلعم کے ساتھ جہاد مین حاضر ہوا ہون پس جب آپ چڑھتے دن مین قتال نہین کرتے تو ٹھہر جاتے تھے یہان تک کہ آفتاب ڈھل جاوے اور ہوا چلنے لگے اور نصرت نازل ہو - رواہ ابو داؤد - حاصل آنکہ جھگڑے و اختلاف سے جو بزدلی کی نشانی ہی بچو - وَاصْبِرُوا اور صبر کرو دشمن سے بھڑجانے کے وقت اور ہزیمت نہ اٹھاؤ - إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ یعنی اللہ تعالی کی مدد و نصرت صابرون کے ساتھ ہی اور یہی اللہ کے ساتھ ہونے کے معنی ہین بالجملہ اس آیت مین مومنون کو صبر و ثابت قدمی کا و پورے اعتقاد و یقین سے اللہ تعالی پر بھروسا کرنے کا حکم دیا اور اسکو ان نیک لوگون نے اچھی طرح مانا قال ابن کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالے و اسکے رسول کے حکم ماننے مین اور جانبازی کرنے مین نہایت حاصل تھی وہ اگلی امتون مین سے کسی کو حاصل نہوئی اور نہ انکے بعد والون مین کسیکو حاصل ہو سکتی ہی کیونکہ انکی آنکھون نے حضرت سید المرسلین صلعم کو اپنی آنکھون سے دیکھا پس انکی ارواح و قلوب کو جو نور و شرف حاصل ہوا وہ نہ کبھی ممکن تھا اور نہ کبھی ممکن ہو - انھون نے روم و فارس و ترک و سقالبی و بربر و حبش و سودان و قبط وغیرہ تمام جہان کے لشکرون کو تھوڑے دنون مین باوجود کمی کے مقہور کر لیا یہان تک کہ کلمہ الٓہی بلند اور اسکا دین تمام دینون پر مشرق و مغرب مین ظاہر ہوگیا اور ظلم و بد خصلتین مٹ کر دنیا مین عدل پھیل گیا - رضی اللہ عنہم اجمعین ف - فی العرائس قولہ تعالے واصبروا ان اللہ مع الصابرین - صبر کا پہلا درجہ آدمی کا زبردستی اپنے نفس کو ثابت قدم رکھنا ہی اور یہی تکلف سے شرع پر قائم رہنے کا مقام ہی پھر جب صبر تحقیقی حاصل

Marfat.com

ہوا تو وہ مقام تشریف ہی پس اول تو مجاہدہ ہی اور دوم مشاہدہ ہی جیسے سوزش [illegible]
کو بھی نیک بندون کی طرف اشتیاق ہی اور نیز اشارہ ہی کہ بلاے محبت مین صبر کرو [illegible]
کرو کیونکہ صابرین پر مقام [illegible] مین تجلی ہی اور نیز میرے ساتھ صبر کرو کیونکہ صبر کو میرا ساتھ حاصل ہی [illegible]
اور نفس وشیطان پر فتحمند ہو گے۔ واسطی رح سے پوچھا گیا کہ صبر کی کیا ماہیت ہی فرمایا کہ محنت سے [illegible]
پس جب محبت کے ساتھ محنت ملی تو اسکو بلا مشقت اٹھالیگا۔ پس صابرون کے ساتھ اللہ عزوجل کی معیت کے [illegible]

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ

اور مت ہو جیسے وہ لوگ کہ نکلے اپنے گھرون سے اتراتے اور لوگون کو دکھاتے اور روکتے

عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ○

اللہ کی راہ سے اور اللہ کے قابو مین ہی جو کرتے ہین

اللہ تعالے نے مومنون کو قتال وذکر الٰہی کی وصیت کے بعد مشرکون کے ساتھ مشابہت کرنے سے منع فرمایا لقولہ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ اور مومنو تم ان لوگون کے مانند مت ہونا جو اپنے دیار سے نکلے واسطے بطر وریاء کے۔ ابن عباس ومجاہد وقتادہ وسدی وضحاک وغیرہم مفسرین نے فرمایا کہ الذین خرجوا۔ سے قریش مراد ہین جو بدر مین آنحضرت صلعم سے لڑنے کو نکلے تھے۔ قال الزجاج رح نعمت مین حد سے باہر ہو جانے اور شکر چھوڑنے اور نعمت کو ناپسندیدہ امور کا وسیلہ بنانے کو بطر کہتے ہین اور قبیح بات چھپا کر ظاہر مین اچھی بات دکھلانے کو ریاء کہتے ہین۔ وقال ابن کثیر رح۔ بطر یعنی حق کو دفع کرنا اور ریاء الناس یعنی فخر وتکبر کرنا۔ اگر کہا جاوے کہ قریش والے اپنا قافلۂ تجارت بچانے کو نکلے تھے۔ بطر وریاء کے واسطے نکلنا کیونکر فرمایا جواب یہ ہی کہ باعتبار انجام کار کے ہی چنانچہ مفسر رح نے کہا کہ اے لاتکونوا کالذین خرجوا من دیارہم لیمنعوا عیرہم [illegible] بعد نجاتہا بطرا ورئاء الناس۔ یعنی تم ایسے لوگون کے مانند مت ہونا جو اپنے دیار سے اپنا قافلۂ تجارت بچانے کو نکلے تھے مگر قافلہ بچ جانے کے بعد بطر وریاء کی وجہ سے واپس نہ گئے۔ محمد بن اسحاق نے ذکر فرمایا کہ رسول اللہ صلعم اسی رخ پر سیدھے چلے گئے یہان تک کہ جب مقام صفراء پر پہونچے تو بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء کو ابوسفیان کی خبر کے لیے جاسوس بھیجا وہ چلکر بدر کے پانی پر آئے اور اتر کر تالاب سے مشک بھر کر روانہ ہوتے تھے کہ انھون نے دو باندیون کو باتین کرتے سنا جو [illegible] مین جھگڑ رہی تھین اور مجدی بن عمرو نے دونون کے درمیان مین فیصلہ کر دیا۔ پس دونون جاسوس روانہ ہوئے اور حضرت صلعم کو خبر دی اور یہان ابوسفیان نے مجدی بن عمرو سے کہا کہ اس تالاب پر تو نے کسی ایسے آدمی کو نہین دیکھا جس سے [illegible] اسنے کہا کہ نہین واللہ ولیکن دو مسافر اسمین سے پانی بھر لیگئے پھر ابوسفیان نے آکر اونٹون کی مینگنیان توڑین اور کہا کہ [illegible] وچارہ ہی اور جلد جاکر قافلہ لیکر تین میل ساحل سمندر کی طرف ہو رہا اور راستے قریش کو کہلا بھیجا کہ تمہارا قافلہ بچ گیا اب [illegible] پس اخنس بن شریق بنی زہرہ کو لیکر پھر گیا اور ابوجہل ملعون نے کہا کہ واللہ ہم نہین لوٹینگے یہان تک کہ بدر [illegible] اترین اور تین دن مقیم رہین اور اونٹون کو ذبح کرین اور کباب و شراب اڑاوین اور ناچ [illegible] مشہور ہو اور اسکے بعد سب کے سب ہم سے ہیبت کیا کرین۔ اور محمد بن اسحاق نے عروہ بن [illegible]

...طالب اور سعد بن ابی وقاص و زبیر بن العوام کو مع چند اور لوگون کے جاسوس بھیجا انھون نے سعید بن العاص و حجاج کی اولاد کے غلامون کو پکڑا اور لائے تو آنحضرت صلعم نماز مین تھے پس لوگون نے اُنسے پوچھا تو وہ بولے کہ ہم قریش کے غلام ہین انکے لیے پانی لینے آئے تھے پس صحابہ رضی اللہ عنہ نے انکی خبر کو مکروہ جانکر مارا حتی کہ انھون نے کہا کہ ہم ابوسفیان کے قافلے کے ہین تو انکو چھوڑا پس حضرت صلعم نے نماز سے سلام پھیر کر فرمایا کہ اے لوگو جب تم سے یہ سچ بولے تو تم نے مارا اور جب جھوٹ بولے تو تم نے چھوڑا واللہ یہ لوگ قریش کے ساتھ ہین۔ تم دونون قریش کی خبر سے مجھے آگاہ کرو وہ بولے کہ وہ اس بڑے عقنقل کے اُدھر ہین جو آپ عدوۃ القصوی پر دیکھتے ہین پھر اُنسے تعداد پوچھی اور قریش کے سردار سب پوچھے پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے سب تمھاری طرف پھینک دیے ہین۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ صبح کو قریش والے روانہ ہوکر آگے بڑھے جب حضرت صلعم نے عقنقل کے پیچھے سے انکو آتے دیکھا تو دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار تو دیکھتا ہے کہ یہ قریش والے اتراتے و فخر و تکبر کرتے چلے آتے ہین تیرے رسول کو جھٹلاتے اور لڑتے ہین اے میرے پروردگار تو انکو کل کے روز ہلاک کر دے۔ حاصل آنکہ بطرًا اور رئاء الناس مفعول لہ فعل محذوف کا ہے اے فلم یرجعوا بطرًا۔ جیسا کہ ابوجہل کا قول مذکور ہوا اور فخر و خیلاء ہمہ انکا اول ہین اور بروقت مواجہہ کے ظاہر ہو چکا۔ **وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ** بیضاوی رح نے کہا کہ بطرًا پر عطف ہے اگر وہ مصدر بجائے حال کے ہو اے باطرین الخ اور اگر مفعول لہ ہو تو بھی اسی پر عطف ہے لیکن تقدیر ان تاکہ مصدر کی تاویل مین ہوکر اسم پر اسم کا عطف ہو۔ المعنی اور لوگون کو راہ حق سے روکتے ہین **وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ** اور اللہ تعالے کا علم انکے اعمال کو محیط ہے۔ ایک قراءۃ مین تعلمون بتاء فوقانیہ ہے۔ حاصل آنکہ اللہ تعالے انکے اعمال کو خوب جانتا ہے انکو انکے موافق جزاء دیگا لہذا بدتر بدلا انکو ملا کہ بدر پر پہونچکر انھون نے شراب موت کے گھونٹ پیے اور رونے والیون کا راگ سُنا اور عذاب ابدی کے کباب چکھے اور عرب مین مشہور ہو گیا کہ قتل و گرفتار و فرار ہوکر واپس ہوئے۔

قال البیضاوی رح مومنون کو منع کر دیا کہ وے انکی طرح بطر کرنے والے و ریاکار نہ بنین اور اخلاص و تقوی اختیار کرین کیونکہ جس چیز سے ممانعت ہو تو اسکے ضد کا حکم ہوتا ہے **فی العرائس** قولہ تعالے ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارہم الخ۔ اللہ تعالے نے اپنے اولیاء کو منع فرما دیا کہ ایسے ریاکارون کی مشابہت نہ رکھین جو اپنے گھرون اور زاویہ عبادت سے رنگے کپڑے مکاری کی جمعیت بنانے کے لیے نکلتے ہین اور صاحب دولت ظالمون کے نزدیک جو خیر و شر مین تمیز نہین رکھتے ہین اپنی آبرو بڑھانے پر آتے ہین اور مریدون کو اہل اللہ کے پاس سے بہکا کر اپنی طرف لیجاتے ہین تاکہ اپنی مکاری کے بازار گرم کرین اور اس نفاق کو خوب رواج دینا اور خلق کی نظرون مین اپنی بڑائی ظاہر کرین اللہ تعالے انکو قہر کے جنگل مین تباہ کرے پھر انکا حال بیان کیا کہ شیطان انکی نظرون مین انکے بداعمالون کی زینت دکھلاتا ہے۔ بقولہ

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ

اور جس وقت سنوار دکھائے شیطان نے انکی نظرون مین انکے کام اور بولا کوئی غالب نہوگا تمپر آج کے دن لوگون مین سے

وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ

اور مین تمہارا حمایتی ہون پھر جب سامنے ہوئین دو فوجین اولٹا پھرا اپنی ایڑیون پر اور بولا مین تمہارے ساتھ نہین

Marfat.com

مِّنْكُمْ اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ

مین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے مین ڈرتا ہون اللہ سے اور اللہ کا عذاب

وَاِذْ - واذکراذ - زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ اور یاد کر جسوقت کہ مزین کیا اُنکے لیے شیطان نے اعمال انکے باین طور کہ مسلمانون سے لڑنے پر اُنکو شجاعت دلائی حالانکہ نکلتے وقت قبیلہ کنانہ مین سے بنی بکر بن وائل سے قریش ڈرتے وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ اور کہا کہ آج کے روز لوگون مین سے کوئی غالب نہین ہے اور مین تمھارا حافظ ہون یعنے بنی بکر سے تمھارے پیچھے تمھارے اہل وعیال کی حفاظت کا ضامن ہون - علماء تفسیر کے یہان دو قول ہین اول آنکہ شیطان کا زینت دینا بطریق وسوسہ تھا اور قول مذکور بھی اسی طور سے تھا - قال البیضاوی معنی یہ ہین کہ شیطان نے انکے دلون مین یہ وسوسہ وخیال ڈال دیا کہ آج تم ہرگز مغلوب نہین ہو سکتے کیونکہ تمھاری تعداد و سامان بہت کثیر ہے اور نیز انکے وہم مین ڈالا کہ یہ امور بت پرستی وغیرہ جنمین وے شیطان کی اتباع کرتے تھے انکے واسطے مجیر یعنے حافظ ہین - وقال المترجم اس تقدیر پر قول مجاز ہوگا یعنی انکے دلون مین وسوسہ ڈالا کہ ایسے بھلے کام جو تم کرتے ہو یہی تمھارے حافظ ہونگے اور علی ہذا کچھ بنی بکر بن وائل کے خوف سے حفاظت مخصوص نہین بلکہ علی الاطلاق ہے - قول دوم جو صحیح ہے وہ یہ ہے کہ شیطان نے یہ قول اسنے بطور تحقیق کہا تھا اور بات یہ ہوئی کہ وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت مین جو بنی مدلج کا سردار اور کنانہ مین سے بڑا شخص تھا ظاہر ہوا اور مشرکون سے کہا کہ آج تمپر کوئی غالب نہین ہو سکتا اور مین اپنی جماعت سے تمھارے ساتھ ہون اور نیز بکر سے تمھارا مجیر ہون پس قریش جلد روانہ ہوے اور قریش ہر منزل مین اسکو سراقہ ہی سمجھتے تھے - فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ جب دونون گروہ یعنی فرقہ کافرہ وفرقہ مسلمہ باہم ایک دوسرے کے سامنے ہوگئے یعنی دونون گروہ صف باندھکر ملاقی ہوے تو ابلیس نے ملائکہ کو دیکھا اور اسوقت ابلیس بصورت سراقہ بن مالک کے حارث بن ہشام کے ہاتھ مین ہاتھ دیے کھڑا تھا - جبرئیل علیہ السلام ابلیس ملعون کی طرف بڑھے تو اسنے حارث کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور بھاگا حارث نے کہا کہ اے سراقہ ایسی حالت مین تو ہمکو کہان چھوڑتا ہے اسنے ایک نہ مانی اور دنگامشتی مین حارث کی چھاتی پر ایک دھکا مار کر مع ساتھیون کے بھاگا وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اور یہ بکتا تھا کہ مین تم سے بری ہون مجھسے تم سے کوئی لگاؤ نہین ہے مین تمھارا ساتھی نہین ہون - اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ مین وہ چیز دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے ہو - اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ مین اللہ تعالے سے ڈرتا ہون - وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور اللہ تعالے سخت عذاب کرنے والا ہے - ابلیس کو یہ خوف ہوا کہ مین بھی مارا جاؤنگا پس اسنے اپنی جان کے خوف سے یہ بات کہی اور صفات آلہی سے ڈرا اور یہ خوف اسکو ایمانی خوف نہ تھا چنانچہ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ واللہ وہ جھوٹ بولا اسکو خوف آلہی نہ تھا ولیکن جان کے خوف سے اسنے دیکھا کہ مجھے ملائکہ سے لڑنے کی قوت نہین ہے تو یہ بات کہی - یعنی یہ جو اسنے کہا کہ مین اللہ تعالے سے ڈرتا ہون اسکے یہ معنی ہین کہ وہ اپنی جان کے مارے جانے کی وجہ سے ڈرا حالانکہ اللہ تعالے شدید العقاب ہے پس یہ تو سچ بولا ولیکن خوف ایمانی اسکو نہ تھا اور [illegible] روایت ہے کہ حارث کے سینہ مین دھکا مار کر اسکو گرا کر ایسا بھاگا کہ دکھلائی نہ دیا اور سمندر مین جا گرا اور [illegible] ہاتھ اٹھا کر کہا اپنا وعدہ پورا کر دے جو تو نے مجھے دیا ہے - رواہ الواقدی - اور طبرانی نے رفاعہ بن رافع سے اسی کے مانند روایت کیا -

اور اسکا حال جو اسکا قول لٰہ تعالےٰ یعدہم ویمنیہم وما یعدہم الشیطان الا غرورا۔ پہلے اپنی پیروی کرنے والون کو غرور مین ڈالتا ہی پھر الگ ہوجاتا ہی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے روز قیامت مین شیطان کا حال نقل فرمایا وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق و وعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلوموني ولوموا انفسکم الآیۃ۔ اور امام مالک رح نے عبید اللہ بن کریز سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شیطان نے کوئی روز ایسا نہ دیکھا جسمین وہ بہت ذلیل وحقیر وراندہ وبگین ہو جیسا کہ عرفہ کا روز دیکھتا ہی کیونکہ اللہ تعالےٰ کی رحمت وعفو گناہ کا نزول بکثرت دیکھتا ہی سوائے روز بدر کے کہ وہ دن اسنے عرفہ سے زیادہ سخت دیکھا الحدیث مرسل۔ بالجملہ جعلی سراقہ یعنی ابلیس تو ہاتھ چھوڑا کر بھاگا اور ابو جہل نے نکلکر لوگون کو آمادہ کیا کہ تم لوگ سراقہ کے بھاگنے سے بددل مت ہو۔ وہ در پردہ محمد سے ملا ہوا تھا۔ اور ہم لوگ قسم ہی لات وعزی کی کہ واپس نہونگے یہان تک کہ سب کو رسیون مین باندھ لیجاوین وانکی شرارت کا مزہ چکھاوین پس انکو بہت قتل نہ کرنا بلکہ باندھ لینا۔ اور لوگ لڑائی مین پڑے اور لڑائی گرم ہوئی کہ آنحضرت صلعم نے ریگ وکنکریان ایک مٹھی لیکر کافرون کو مارین اور فرمایا کہ شاہت الوجوہ۔ یہ چہرے خوار ہون۔ ادھر آپ کا مارنا تھا کہ کافرون کے منھ وناک وآنکھون مین ریگ وکنکریان بھر گئین اور وہ تلملاتے آنکھین ملتے ہوئے بھاگے اور اصحاب رسول اللہ صلعم نے حملہ کرکے انکو قتل وگرفتار کیا اور بھاگے ہوئے قریش اپنے ستّر سردارون کو کھوکر ذلیل وخوار مکہ مین یہ بکتے ہوئے پہونچے کہ سراقہ بن مالک نے ہم لوگون کو شکست دلوائی یہ خبر اصلی سراقہ بن مالک کو پہونچی تو وہ بہت غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ واللہ مجھے تمہارے جانے کا حال بھی معلوم نہین ہوا یہان تک کہ جب تم شکست کھاکر آئے ہو تو تمہاری شکست کی خبر البتہ مجھے پہونچی ہی۔ پھر جب قریش والے اسلام لائے اور پردۂ جہالت سے نکلے ہین تب انکو یقین ہوا کہ سراقہ نہین تھا بلکہ ہم لوگ شیطان کے متبع تھے۔ یہ قصہ بہت تفصیل کے ساتھ کتب التفسیر مین مذکور ہی اور اصل قصہ مختصر جیسا کہ تفسیر مین ذکر ہوا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ وایک جماعت صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے صحیح اسانید کے ساتھ مروی ہی اور یہ صدق نبوت واسلام کے واسطے دلیل کامل ہی کیونکہ جو امر کہ کُھلا کُھلا قرآن مجید مین اور مشہور احادیث مین آیا اسمین ذرا بھی شک نہین ہوسکتا ورنہ اہل عرب پہلے ویہودی ونصرانی وغیرہ تمام جہان کے لوگ باوجود عناد کے جھوٹ ہونے کا اشتہار دیدیتے اور کیونکر جھوٹ بات اسطرح مسلم ہوسکتی ہی پس مومنین کا سلف سے اسوقت تک اجماع ہی۔ ہان اس زمانہ مین بعضے ملحد البتہ اسلام کے پردہ مین انکار کرتے ہین اللہ تعالےٰ انکے شر وفتنہ سے اہل اسلام کو محفوظ رکھے۔ اگر کہا جاوے کہ ابلیس کو یہ قدرت کہان سے حاصل ہوئی کہ بشر کی صورت بنجاوے اور جب بنا تو شیطان کیون کہلایا جواب یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو یہ قدرت دیدی ہی اور ایسی قوت عطا فرمائی ہی جیسے ملائکہ کو بھی ایسی قوت وقدرت دیدی ہی۔ کیا یہ نہین دیکھتے کہ موم کو اپنے ہاتھ سے مختلف صورتون پر بنالیتے ہو پس اگر اسمین جان وقوت خود ہوتی کہ مختلف شکلون پر ہوجاتا تو کچھ بعید نہ تھا ایسا ہی یہان کچھ بھی استبعاد نہین ہی ف۔ فی العرائس قولہ تعالےٰ وازین لہم الشیطان اعمالہم۔ انکے برے اعمال کو بھلا کرکے انکی نظر مین اچھے پیرایہ سے دکھلاتا ہی اور وے فریب مین پڑجاتے ومغرور ہوجاتے ہین۔ بعض نے کہا کہ کافرون کی نظر مین جیسے اعمال قبیح کو بھلا کرتا ہی ایسے ہی خفیہ فتنہ یہ ہی کہ اہل طاعت کی نظر مین انکے طاعات رچاتا ہی کہ تم بڑے عابد واچھی عبادت کرنے والے ہو حالانکہ اللہ تعالےٰ نے جو انپر توفیق واستطاعت وغیرہ کا سرتاسر انعام کیا اسکو نہین دیکھتے پس اپنے طاعات برباد کرتے ہین۔ استاد رحمہ نے فرمایا کہ شیطان جب انسان کے واسطے اپنے وسوسہ سے کوئی امر زینت دیتا ہی اور نفس اسکو کوئی بات اپنے

Marfat.com

فریب سے خوبصورت کر دکھلاتا ہی تو اہل غفلت کی نظر باطنی راہ صواب دیکھنے سے اندھی ہو جاتی [illegible]
کا ہمنشین ہو جاتا ہی اور سابق تقدیر و مکر قدیم ایسی راہ سے اسکو پہونچتا ہی کہ اپنے زعم و طاقت سے [illegible]
اور اگر اللہ تعالے سے ہر وقت یاد کے ساتھ مدد چاہتا تو امید تھی کہ ہلاک نہوتا مگر غفلت کی بلا نے اسکو [illegible]
شیطان نہ اس سے اپنا وعدہ وفا کرتا ہی اور نہ نفس اسکی تمنا پوری کرتا ہی چنانچہ اہل کفر کا [illegible] واسطے اللہ تعالے [illegible]
کہ عبرت حاصل کریں لقولہ فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری مالا ترون - حاصل [illegible]
ڈالکر اس میدان بدر میں ہلاک کیا اور غلبہ کا وعدہ وہ بیچارہ کیا پورا کر سکتا اور خود اُنسے بری ہو کر جا [illegible] اشارت ہی [illegible]
کے حق مین شیطان کچھ امیدین و خیال باطل لاکر ورطۂ غفلت مین ڈالتا ہی تاکہ محبت دنیا و ہوس مین [illegible] ہوکر راہ قرب و مشاہدہ
سے محجوب ہو جاوین اور کرامات و آیات کچھ نہ پاوین پھر اگر مرید پر رحمت الٰہی ہوئی اور اسکی ارادت صادق [illegible] دشمن شیطان
اُلٹے پاؤن ہاتھ ملتا بھاگ کھڑا ہوتا ہی اور مرید بدون شیطانی وسواس کے مشاہدہ جمال مین سرفراز رہتا ہی اور اگر [illegible] مین شقاوت
ہی تو امتحان مین شیطان کی برائے نام عداوت ہی - مرید خالص کے مقابلہ مین شیطان کا نفس سے یہی کلام ہی کہ مین عجائب مکاشفہ
ملکوت دیکھکر خوف کرتا ہون کہ اسی مجاہدہ مین اسیر نہو جاؤن - اور نیز اسمین اشارت سے ثبوت ہی کہ ولی کے نفس کو شیطان
غرہ دلاتا ہی کہ شہوات کے ساتھ اسپر غالب آویگا پھر جب دیکھا کہ وہ اپنے پروردگار سے ہر دم استعانت مانگتا ہی اور انفاس محبت
کے تیر ہر دم شیطان و نفس کو جلائے دیتے ہین تو خود چھوڑ بھاگتا اور نفس کو اسکے پنجہ مین ضیق و مجاہدہ کے ساتھ مقید چھوڑ جاتا [illegible]
واضح ہو کہ اس آیت مین حق تعالے نے آگاہ فرمایا ہی کہ احکام و ملکوت جو اس عالم مین ظاہر ہوتے ہین انمین سے جسقدر شیطان
کو نظر آتے ہین آدمی انکو نہین دیکھ سکتا - اور بات یہ ہی کہ اسنے اس عالم سے پہلے عجائب ملکوت دیکھے ہین اور مومنین کے انوار بھی
اسکو اللہ تعالے دکھلاتا ہی تاکہ حسرت و لعنت مین خوار ہو اور قولہ انی اخاف اللہ - اسکے معنی یہ ہین کہ مین اللہ تعالے کے عذاب
سے خوفناک ہون اور یہ بات اسنے ایسے وقت کہی جب عذاب الٰہی آنکھون دیکھ لیا پس اسکو کچھ نافع نہین ہی - مترجم
کہتا ہی کہ یہان یہ سوال تھا کہ شیطان جب اللہ تعالے سے خائف ہوا تو یہ ایمان ہی پس شیخ نے جواب دیا کہ ایمان تو تصدیق بالغیب
ہی اور آنکھون دیکھنے کے بعد ماننا کچھ ایمان نہین چنانچہ ہر کافر مرتے دم اسلام کی حقیقت دیکھ لیتا ہی مگر کچھ فائدہ نہین ہوتا اور
یہی ایمان الیاس کہلاتا ہی ایسے ہی شیطان نے عذاب دیکھکر یہ اقرار کیا تو کیا فائدہ ہی پھر لکھا کہ اگر شیطان مین خوف الٰہی
کا تحقق ہوتا یعنی خوف ایمانی ہوتا تو ایک دم بھی وہ اللہ تعالے کی نافرمانی نکرتا - واسطی رحمہ اللہ نے [illegible]
گناہون کا چھوڑنا کئی طرح پر ہوتا ہی ازانجملہ یہ ہی کہ حضرت حق سبحانہ تعالے سے حیا کر کے چھوڑا جیسے حضرت یوسف
علیہ السلام نے زلیخا کے لوث سے دامن پاک رکھا اور ازانجملہ یہ ہی کہ خوف عذاب سے چھوڑا جیسے شیطان نے [illegible]
اس مقام پر کفار کا ساتھ چھوڑا - پھر اللہ تعالے نے حضرت حق سبحانہ تعالے پر توکل چھوڑنے [illegible] اور [illegible]
ظاہری پر اعتماد رکھنے والون کا حال فرمایا - قولہ

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ [illegible]

جب کہنے لگے منافق لوگ اور جنکے دلون مین آزار ہی یہ لوگ [illegible]

Marfat.com

عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝
اللہ پر تو اللہ زبردست ہی حکمت والا

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ یہان سے ابتداے کلام ہی منافقین سے وہ لوگ مراد ہین جو اسلام ظاہر کرتے اور کفر دل مین رکھتے تھے - اور یہ اہل مدینہ مین سے بعض لوگ تھے اور معنی یہ کہ یاد کر جسوقت کہ کہتے تھے منافق لوگ - وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور وہ لوگ جنکے دلون مین مرض تھا - غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ مغرور کیا ہی ان مسلمانون کو انکے دین نے - مرض سے یا تو مرض شرک مراد ہی جیساکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی یا مرض نفاق مراد ہی پس عطف تفسیری ہوگا - علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جب بدر کے روز لشکر اسلام و لشکر کفر باہم نزدیک ہوے اور اللہ تعالی نے مشرکون کی آنکھون مین مسلمانون کو قلیل دکھلایا اور اسکے برعکس بھی مسلمانون کی آنکھون مین مشرکون کو قلیل دکھلایا - تو بعض مشرکون نے کہا کہ ان لوگون کو انکے دین نے غرہ مین ڈالا ہی کیونکہ اپنی نظر مین بہت قلیل دیکھکر کچھ شک نہین کرتے تھے کہ عنقریب یہ لوگ شکست کھاکر خوار ہونگے - ابن جریج نے کہا کہ ایسا کہنے والے مکہ کے بعض منافق تھے جنھون نے زبان سے کلمہ پڑھا تھا اور بدر کے روز مشرکین کے ساتھ آئے تھے جب مسلمانون کی قلت دیکھی تو کہنے لگے کہ انکے دین نے انکو مغرور کیا ہی ایسا ہی عامر شعبی و مجاہد رح و معمر و محمد ابن اسحق رح سے مروی ہی - اللہ تعالے نے ان لوگون کے جواب مین فرمایا - وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اے من یثق بہ یغلب - اور جو اللہ تعالے پر بھروسا کرتا ہی وہی غالب ہوتا ہی - جزاے شرط محذوف ہی بقرینہ قولہ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ یہ جملہ جزاے محذوف کی تعلیل ہی یعنے وہی غالب ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالے اپنے امر کے نافذ کرنے مین غالب ہی کوئی چیز اسکو مانع نہین ہوسکتی اور اپنے کام مین حکمت والا ہی پس جو اُسپر توکل کرے وہ مستحق نصرت ہی اور جو نافرمانی کرے وہ لائق عذاب و خواری ہی اسمین تنبیہ ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سے جس کام کا حکم ہو بندہ اُسمین اپنی لے نہ لگاوے بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرکے اُسکی تعمیل مین مشغول ہوجاوے - جب اللہ تعالے نے ان کافرون کا حال حیات بیان فرمایا تو موت کے بعد جو عذاب انکو پہونچیگا اُسکی تشریح فرمائی - بقولہ تعالے

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ
اور کبھی تو دیکھے جسوقت جان لیتے ہین کافرون کے فرشتے مارتے ہین اُنکے منھ پر اور پیچھے

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ
چکھو عذاب جلنے کا یہ بدلا ہی اوسیکا جو تمنے بھیجا اپنے ہاتھون اور اسواسطے کہ اللہ ظلم نہین کرتا

لِّلْعَبِيْدِ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ
بندون کو جیسے دستور فرعون والون کا اور جو اونسے پہلے تھے منکر ہوے اللہ کی باتون سے سو پکڑا اونکو

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا
اللہ نے اونکے گناہون پر اللہ زور آور ہی سخت عذاب کرنے والا یہ اسپر کہاکہ اللہ بدلنے والا نہین

نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝ كَدَاْبِ
نعمت جو دی تھی ایک قوم کو جبتک کہ وہ نہ بدلین اپنے جیون کی بات اور اللہ سنتا ہی جانتا جیسے دستور

اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ

فرعون والون کا اور جو اون سے پہلے تھے جُھٹلائین باتین اپنے رب کی پھر کھپا دیا ہمنے اونکو

اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

ڈوبا دیا فرعون والون کو اور سارے ظالم تھے

وَلَوْ تَرٰۤى اے ولو رایت کیونکہ حرف لو مضارع پر داخل ہوتا ہی تو حرف ان کے برعکس اُسکو ماضی کے معنی مین کر دیتا ہی اور خطاب آنحضرت صلعم کو ہی اے ولو رایت یا محمد - اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ حرف اذ ظرف ہی فعل تری کا اور اسکا مفعول محذوف ہی اور یتوفی بیاء تحتیہ جمہور کی قراءۃ ہی اور ملائکہ اُسکا فاعل ہی اور اسی پر دلالت کرتی ہی قراءۃ ابن عامر کہ تتوفی بتاء فوقانیہ پڑھا ہی اور یہ حال واقعہ بدر کا ہی یعنے ولو رایت یا محمد الکفرۃ او حالہم ببدر اذ کانت الملائکۃ تتوفی الکفرۃ - يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ یہ جملہ الذین کفروا سے حال ہی اور وجوہ سے مراد چہرے اور ادبار سے مراد مقاعد ہین بطریق کنایہ جیسا کہ سعید بن جبیر وغیرہ سے مروی ہی - یا پشت مراد ہین اور بیضاوی رح نے کہا کہ شاید یہ ضرب کی تعمیم ہی یعنے عموماً مارتے تھے - خواہ اگلا جسم ہو یا پچھلا اور بعض نے کہا کہ جب مشرکین مسلمانون کی طرف متوجہ ہوکر بڑھے تو ملائکہ نے اُنکے وجوہ یعنی چہرون کو مارا اور جب پیٹھ پھیر کر بھاگے تو اُنکے پیچھے سے مارا - وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ یہ جملہ یضربون پر بتقدیر قول عطف ہی اے یقولون ذوقوا الخ - اور یہ بطریق تہکم کے عذاب آخرت کے کافرون کو بشارت تھی اور بعض نے کہا کہ اُنکے پاس آگ کے گُرز تھے کہ جب مارتے تھے تو آگ کی لپٹ اُٹھتی تھی اور جواب لو محذوف ہی تاکہ امر ہولناک دلالت کرے - والحاصل لو عاینت یا محمد حال توفی الملائکۃ ارواح الکفار حین یضربون وجوہہم وادبارہم ویقولون لہم ذوقوا عذاب الحریق لرایت امراً ہائلاً فظیعاً - یعنی اگر معائنہ کرتا تو اے محمد ملائکہ کے کافرون کی روحون کو وفات دینے کا حال جبکہ ملائکہ اُنکے چہرون اور مقعدون کو مارتے اور یہ کہتے تھے کہ جلانے والا عذاب چکھو تو البتہ تو ایک بڑا ہولناک بہت خراب حال دیکھتا - اگر کہا جاوے کہ بدر مین کافرون کے مارے جانے کے وقت آنحضرت صلعم وہین موجود تھے تو جواب یہ ہی کہ جو امر آدمی کی نظر سے پوشیدہ کیا گیا ہی وہ آدمی کو نظر نہین آتا اگرچہ وہان حاضر ہو اور حالت وفات بھی نہین امور مخفیہ مین سے ہی - قال الحافظ ابن کثیر رح یہ سیاق اگرچہ بدر کے روز کافرون کی روح نکالے جانے کے حال مین ہی ولیکن یہی حال ہر کافر کا ہر وقت مین ہوتا ہی اسی واسطے اللہ تعالے نے اسکو اہل بدر سے مخصوص نہین کیا اور سورۂ انعام مین قولہ تعالے ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیہم اخرجوا انفسکم الآیۃ - پہلے گذر چکا ہی - حدیث براء بن عازب مین بھی آیا ہی کہ کافر کی موت کے وقت ہیبتناک صورت مین ملائکہ آکر اُسکی روح سے کہتے ہین کہ نکل اے نفس خبیثہ سموم و حمیم و عذاب النار کی طرف یعنی غضب الٰہی اور عذاب دائمی کی بشارت اُسکو سناتے ہین اور وہ نہایت خوفناک ہوکر بدن مین چھپتی پھرتی ہی چنانچہ پوری حدیث سابق مین گذر چکی فتذکر - ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ اے ذلک التعذیب بسبب ما قدمتا ایدیکم یہ عذاب دیا جانا بسبب ان بد کامون کے ہی جنکو تمہارے ہاتھون نے بھیج رکھا ہی اور مراد یہ کہ تمنے وہ بد اعمالیان کین خواہ ہاتھ سے یا زبان وغیرہ سے لیکن فقط ہاتھون سے اُسکی تعبیر اسلیے ہی کہ اکثر کام ہاتھ ہی سے ہوتے ہین یعنی یہ عذاب تمہارے کفر و شرک کا بدلا ہی وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ - ظلام صیغہ مبالغہ ہی اور لفظ عبید کے لحاظ سے جو جمع عبد ہی صیغہ مبالغہ [illegible] العبید مین کثرت

Marfat.com

… اسکی نفی کی تو معنے یہ ہوئے کہ اللہ تعالے اپنے بندون مین سے کسی کے واسطے ظالم
… نہین ہے کیونکہ ظلام صیغہ مبالغہ کی نفی سے بلا مبالغہ یعنی ظالم کی نفی لازم نہین حالانکہ اللہ تعالے ظالم بھی
نہین … نے کہا کہ ظلام صیغہ نسبت ہی یعنے ذی ظلم پس معنے یہ ہوئے کہ ظلم والا نہین ہی پس وہم مذکور دفع ہوگیا۔ مترجم
کہتا ہی کہ وہم مذکور اس بنا پر ہی کہ ظالم و ظلام مین بحسب معنی تفاوت ہی اور صفات الٰہی مین نقص و تغیر نہین وہ بنجہ کمال قدیم و بے زوال
ہین … یہان نفی معنوی یہ صیغہ مبالغہ و غیر مبالغہ واحد ہی لہذا ظلام کی نفی سے ظالم کی نفی ظاہر لہذا وہم ہی بر بنا ے فاسد ہی فافہم
حرام کہو کہ ظالم نہین یا ظلام نہین سب برابر ہی ۱۲
كَدَأْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ اے داب ہولاء کداب آل فرعون۔ داب لغت مین کسی کام پر ہمیشگی کرنے کو کہتے ہین چنانچہ بولتے
ہین کہ فلان داب فی کذا اے وادم علیہ یعنی اس کام پر اُسنے مداومت کرلی ہی پھر عادت کو داب اسواسطے کہنے لگے کہ انسان اکثر
اپنی عادت پر جاری رہتا ہی پس معنی یہ کہ عادت ان لوگون کی رسول کو جھوٹھلانے اور شرک پر ہٹ کرنے مین مانند ہی عادت آل فرعون
یعنی فرعون و اُسکے تابعین کے۔ **وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ** اور عادت اُن لوگون کے جو اُنسے پہلے تھے کہ **كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ** کفر کیا انھون نے آیات الٰہی سے یعنی اپنے کفر پر جمے رہے۔ **فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ** پس گرفتار کرلیا انکو
اللہ تعالے نے عذاب مین بہ سبب اُنکے گناہون کے یعنے بہ سبب اُن گناہون کے جو اُنکے کفر پر مترتب ہوئے جیسے ان مشرکین قریش
کو عذاب روز بدر مین پکڑا اگرچہ ابھی تک بالکل نیست کرنے کے عذاب مین ماخوذ نہین ہوئے بلکہ بطریق عبرت عذاب دیا گیا ہی اور آیندہ
اگر راہ پر نہ آئے تو فرعونیون کی طرح نیستی کے عذاب مین ماخوذ ہونگے۔ **اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ**
اللہ تعالی قوی ہی یعنے جو چاہے وہ کرے اور سخت عذاب دینے والا ہی پس کافرون کو چاہیئے کہ اپنے خالق منعم کی عبادت اور فرمانبرداری سے
غافل نہون کیونکہ شرک و کفر سب سے بڑا کفران نعمت ہی۔ **ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ** اے ذلک التعذیب بہ سبب ان اللہ
کافرون کو یہ عذاب دیا جانا بہ سبب اسکے ہی کہ اللہ تعالے **لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ** نہین بدلتا کسی نعمت کو جو
کسی قوم پر انعام فرمائے یعنی اُس نعمت کو عذاب سے نہین بدلتا **حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ** یہانتک کہ یہی لوگ بدل ڈالین
وہ چیز جو انکے نفس مین ہی یعنے نعمت کو شکر کے عوض کفر سے بدل ڈالین جیسے کہ کفار مکہ کو بھوک سے سیری اور خوف سے امن دیا تھا
کما قال تعالے اطعمهم من جوع وآمنهم من خوف اور آنحضرت صلعم کو اُنکی طرف بھیجا اور اخلاق حمیدہ و عدل و ایمان پسندیدہ اُنکو دنیا
چاہا اور یہ بہت بڑی نعمت تھی مگر انھون نے بجاے شکر کے اُس سے کفر کیا بلکہ راہ الٰہی سے لوگون کو روکا اور مومنون کو اذیت دی اور
اُنسے قتال کیا اور آیات الٰہی کو جھوٹھلایا اور رسول کو ٹھٹھے مین اڑایا اور پروردگار تعالے … ذمیمہ پر ہٹ کی اور بتون
کے آگے سجدہ کیا۔ **وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ** یعنی اللہ تعالے اُنکی دلی باتون کو سننے والا اور اُنکے فعلون کا جاننے والا ہی
پس انھین کی حرکتون پر انکو سزا دی۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ ذلک بان اللہ لم یک الخ ایک سبب عدمی ہی اور وہ ہر حال مین
… ہوئے اگر تغیر نہ ہو پس موجب عذاب نہوگا تو بیضاوی رحمہ نے یہ جواب دیا کہ اللہ تعالے نے جو اُنپر انعام کیا اسکا
تغیر کا سبب نہین ہی بلکہ عرف مین جو اس سے مراد ہوتا ہی وہ مقصود ہی یعنے عادت الٰہی اسطرح جاری ہی کہ بندے جب اپنے حال کو
تغیر کرین تو اللہ تعالے انکو … تغیر فرما… لم یک اصل مین لم یکن تھا بطریق تخفیف کے نون حذف ہوا کیونکہ وہ مشابہ بحروف لینہ ہی
كَدَأْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ ان مشرکون کی عادت مشابہ ہی عادت آل فرعون

یعنی … ہی … کہ ظلام … ظالم … الاہین … حالانکہ … ظالم ہی ۱۲ م

اور اُنسے اگلون کے کہ انھون نے اپنے پروردگار کی آیات کو جھٹلایا [illegible]
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ پس اُنکے گناہون کے عوض ہم نے اُنکو ہلاک کیا چنانچہ بعض [illegible]
سے ڈبویا اور بعض کو ہوا سے تباہ کیا اور بعض کی صورتین مٹا دین اور بندر و سور بنا دین وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ [illegible]
اور فرعون اور اُسکے تابعین کو پانی مین غرق کرکے جہنم کی آگ مین پہونچایا ایسے ہی کفار قریش سے [illegible]
عطا فرمائی اور انھین چند ضعیف کے ہاتھون زبردست مغرور قوم قریش کو عذاب بدر چکھایا وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ
اے وکل من الامم المذکورۃ کانوا ظالمین علی انفسہم بالضلال والاضلال ولم یظلمہم ربہم الکبیر المتعال یعنے جن امتون کا ذکر
ہر ایک اپنی جانون پر خود ظلم کرنے والے تھے کہ آپ گمراہ ہوتے اور دوسرون کو بہکاتے اور روکتے تھے ورنہ انکے پروردگار
تعالے شانہ نے اُنپر کچھ ظلم نہین کیا - ابوذر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ اللہ عز وجل فرماتا ہی کہ اے بندو
مین نے ظلم کرنا اپنے اوپر حرام فرمایا اور تمھارے درمیان بھی حرام کردیا پس تم آپس مین کچھ ظلم مت کرو اے بندو یہ تو تمھارے
ہی اعمال ہین کہ تمھارے ہی واسطے مین اُنکو احصاء کرتا ہون (شمار کرنا) پس جو کوئی بھلائی پاوے اُسپر واجب ہی کہ اللہ تعالے کی حمد وثنا
کرے اور جسکو برائی پہونچے وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے یعنی یہ اُسکی بد اعمالیون کا نتیجہ ہی والحدیث فی صحیح مسلم ف
فی العرائس قولہ تعالے ذلک بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ الخ - اللہ تعالے نے اس قوم کے مقام امتحان سے خبر دی کہ اُنکو بلند
مقام دکھلائے اور بعض تک پہونچایا مگر حقائق سے آگاہ نفرمایا اور نہ انکے شکر کی توفیق دی بلکہ تھوڑی مدت اس حال مین
اونکو رکھکر پھیر بطریق استدراج کے تھوڑا تھوڑا اُنکو محجوب ومحروم کیا پس نفس کے دھوکے مین مغرور ہی مغرور رہگئے اور یہ
اُن لوگون کا حال ہی جو مشیت ازلی کے موافق درجۂ معرفت سے محروم قرار پاتے ہین جیسے بلعم باعورو برصیصا وابلیس وغیرہ
اور رہے وہ بندے جو ازل مین انوار ولایت سے محض فضل کے ساتھ مخصوص ہوچکے ہین وہ ظاہری ذمائم اخلاق سے چندے
ملتبس ہوتے ہین اور آخر مین عنایت ایزدی اُنکی دستگیری کرکے مقام ہدایت پر لاتی ہی - جعفر صادق رح نے فرمایا کہ جبتک بندہ
اپنے اوپر نعمت الٰہی کو پہچانتا اور اُسکا شکر ادا کرتا ہی تب تک اللہ تعا اُس سے اپنی نعمت الگ نہین فرماتا یہانتک کہ جب نعمت کو نہین پہچانتا
اور اُسپر شکر نہین کرتا ہی تو اُسوقت اس لائق ہوجاتا ہی کہ اُس سے نعمت جدا کردیجاوے پھر اللہ تعالے نے اہل شرک مین سے بدتر قوم کا حال وحکم بیان کیا فقولہ
اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ
بدتر سب جانداروں مین اللہ کے یہان وہ ہین جو منکر ہوے پھر وہ نہین مانتے جنسے تونے اقرار لیا ہو
مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
اونمین پھر وہ توڑتے ہین اپنا اقرار ہر بار اور ڈر نہین رکھتے سو اگر کبھی تو پاوے اونکو
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ
لڑائی مین تو ایسی سزا دے کہ دیکھکر بھاگین اونکے پچھلے شاید وہ عبرت پکڑین اور اگر تجھکو ڈر ہو کسی قوم کی
خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝
دغا کا تو جواب دے اونکو برابر کے برابر اللہ کو خوش نہین آتے دغا باز

Marfat.com

[illegible] الذین کفروا دواب جمع دابہ وہ جاندار جو زمین پر چلتا ہو اور انسان بھی اسمین شامل ہو
[illegible] دواب مین سب سے بدتر اللہ تعالے کے نزدیک وہ لوگ ہین جو کفر پر اڑے ہین فھم لا یؤمنون
[illegible] ایمان نہ لاوینگے یعنی انسے ایمان کی توقع نہ کیجاوے - قال البیضاوی رح شاید یہ ایک قوم خاص کا بیان حال ہو جو کفر کی
[illegible] مخلوق ہوے ہین بس وہ ایمان نہ لاوینگے - فاء واسطے عطف کے اور اس تنبیہ کے ہو کہ معطوف علیہ کا تحقق مستدعی تحقق معطوف
[illegible] ایمان نہ لانے پر وہ شر الدواب ہونگے - وقال ابوالسعود - یہ فاء تفریع ہو یعنے کفر اُن مین راسخ اور مطبوع اسطرح ہو کہ کوئی چیز
انکو اس سے نہین پھیر سکتی بس بطور جملہ معترضہ کے یہ حکم فرمایا کہ وہ ایمان نہ لاوینگے اور کفروا پر عطف نہین ہو کہ صلہ مین داخل ہوجاوے
جسمین بالفعل کوئی حکم نہین ہو - ان لوگون کو شر الناس نہین بلکہ شر الدواب قرار دیتے ہین اشارہ ہو کہ جنس انسانیت سے نکل کر
جانورون کی طبیعت مین داخل ہوکر اُنسے بھی بدتر ہوے کیونکہ باوجود عقل کے متبع شہوات ہوے بخلاف بے عقل جانورون کے
پھر الذین سابق سے جملہ بدل فرمایا بقولہ - الذین عاھدت منھم یعنی وہ لوگ جن سے تونے اے محمد صلعم عہد باندھا تھا
قولہ منھم مین من صلہ ہو تو یہ کل لوگ مراد ہونگے یا تبعیضیہ کہ اُنکے سرگروہ مراد ہین - اور آثار مین مروی ہو کہ یہ آیت یہود قریظہ کے حق
مین نازل ہوئی جنسے آنحضرت صلعم نے معاہدہ کیا تھا کہ ہمارے مقابلہ مین مشرکین کی مدد نکرین مگر انھون نے بدر کے روز ہتھیار سے
مشرکون کی مدد کی پھر کہنے لگے کہ ہم بھول گئے تھے پھر غزوہ خندق مین دوبارہ عہد توڑا اور مشرکین کی مدد کی بلکہ کعب بن الاشرف
نے مکہ جاکر قریش سے قسم کے ساتھ عہد باندھا اور اُنکی خاطر سے اُنکے بتون کو سجدہ کیا اور گواہی دی کہ مسلمانون کی نسبت تم راہ
راست پر ہو بالجملہ مکرر انھون نے عہد شکنی کی چنانچہ فرمایا - ثم ینقضون عھدھم فی کل مرۃ پھر وے اپنے عہد کو
معاہدہ کی باریون مین سے ہر بار توڑتے ہین وھم لا یتقون - اور وے کچھ بھی تقوی نہین رکھتے یعنی غدر کرنے مین اللہ تعالے
سے نہین ڈرتے یا اُنکو یہ خوف نہین کہ اللہ تعالے اُنپر مومنونکو فتح و نصرت عطا فرماویگا - قال الخطیب رح ان یہود کو شر الدواب اسواسطے
فرمایا کہ انسان مین کافر بدتر ہین اور کافرون مین سے اصرار وہٹ کرنے والے بدتر ہین اور اصرار والون مین سے عہد توڑنے والے
بدتر ہین - پھر ان لوگون کے حق مین حکم دیا بقولہ فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم اصل مین ان ما ہو
یس ان شرطیہ کا نون ما زائدہ مین ادغام ہوا و تثقفنھم اے تجدن ہؤلاء یعنی تو اُنکو پاجاوے اور اُن پر مظفر و منصور ہو فی الحرب
یعنی لڑائی مین - تشرید بمعنی تفریق باضطراب یعنی مضطرب کرکے متفرق و پارہ پارہ کرنا و قولہ من خلفھم اے المحاربین الذین یکونون
خلفھم یعنی ایسے لڑنے والے جو ان لوگون کے بعد پائے جاوین - و قال ابن عباس رضی اللہ عنہ فشرد بھم من خلفھم اے فنکل بھم من خلفھم
یعنی انکے ساتھ تنکیل و عقوبت کر ان لوگون کو جو انکے بعد ہونے والے ہون اور یہی حسن بصری و سدی و ضحاک رح وغیرہم سے مروی ہو
و معنی آیت یہ کہ اگر تو لڑائی مین ان لوگون پر ظفر و قابو پاوے تو انکو قتل و عذاب کرنے مین اچھی سختی کر تاکہ انکے سوا دیگر عرب وغیرہ کو عبرت
و خوف پیدا ہو کہ پھر کوئی اللہ تعالے کو درمیان دیکر اسطرح عہد شکنی و غدر نکرے اور انکا حال اورون کے لیے عبرت ہوجاوے - لعلھم
یذکرون لعلھم مین ضمیر جمع راجع بجانب من بحسب المعنی ہو اے لعل الذین خلفھم یتعظون بھم - تاکہ انسے پیچھے والے انکے حال سے
نصیحت پکڑین - قال السدی رح تاکہ پچھلے لوگ ڈرین کہ اگر ہم عہد شکنی کرینگے تو ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جاویگا - قال ابن عطیہ رح
پھر حق تعالے نے عموماً ان لوگون کا حکم جنکی طرف سے ظہور علامات کی وجہ سے عہد مین خیانت کا خوف پایا جاوے بیان فرمایا بقولہ -

Marfat.com

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً اور اگر تجھکو خوف ہو کسی قوم [illegible]
مین خیانت کرنا چاہتے ہین یعنی ایسے آثار و علامات پائے جاوین جنسے اُنکی طرف سے عہد شکنی [illegible]
عَلٰى سَوَآءٍ تو پھینک مار اُنکے عہد کو اُنکی طرف بحال سواء نبذ پھینک دینا اور [illegible]
کوئی عہد نہین ہی پس انکے عہد کو ایسی چیز سے مشابہ کیا جو بے رغبتی کی وجہ سے پھینک دیجاتی ہی پھر بطریق [illegible]
پھینکنا لازم کیا اور اسکا مفعول محذوف ہی یعنے فانبذ عہدہم الیہم ۱۲ اور قولہ علی سواء حال ہی [illegible]
پس قولہ علی سواء اے مستویا انت وہم فی العلم بنقض العہد بان تعلمہم بہ لئلا یتہموک بالغدر ۱۲ حال [illegible]
اس حال سے کہ عہد ٹوٹنے مین تیرا اور اُنکا علم مساوی ہو بایطور کہ تو اُنکو عہد توڑنے سے آگاہ کردے تاکہ تجھکو غدر کی [illegible]
نہ لگا دین اور بعض نے کہا کہ علی سواء کے یہ معنی کہ ادنی و اعلی سب برابر جان جاوین تاکہ کسیکو تہمت غدر کا موقع نہ [illegible]
لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ یہ جملہ نبذ عہد علی سواء کے تعلیل ہی یعنے حکم سابق اسوجہ سے کہ اللہ تعالے خیانت کرنے والوں کو دوست
نہین رکھتا پس عہد مین خیانت و غدر کرنے والوں کو بھی عذاب فرماویگا - امام احمد رح نے سلیم بن عامر سے روایت کی کہ امیر معاویہ
ملک روم مین جاتے اور اُنسے و رومیون سے ایک مدت کے واسطے معاہدہ تھا پھر جب مدت گذرنے کو آئی تو چاہا کہ اُنسے [illegible]
ہو رہین تاکہ مدت گذرتے ہی اُنپر حملہ آور ہون کہ ناگاہ گھوڑے پر ایک شخص سوار یون کہتا ہوا آیا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر وفا کرو غدر نکرو
کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس سے کسی قوم کے ساتھ معاہدہ ہو وہ نہ اُسکی گرہ کھولے نہ باندھے یہانتک کہ مدت گذر جاوے
یا علی سواء نبذ عہد کرے پس یہ خبر معاویہ رح کو پہونچی تو وہ لوٹ آئے اور دیکھا تو یہ سوار حضرت عمرو بن عبسہ تھے رواہ احمد و ابو داؤد
یکسان برابر آگاہ کردے ۱۲
والنسائی و ابن حبان والترمذی وقال حسن صحیح - سلمان فارسی رض سے روایت ہی کہ وہ لشکر اسلام کے ساتھ ایک قلعہ تک پہونچے
پھر اپنے ساتھیون سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو مین ان لوگون کو اس طرح بلاؤن جیسے مین نے رسول اللہ صلعم کو دعوت فرماتے دیکھا
پھر قلعہ کے نیچے جاکر مجوس سے فرمایا کہ مین تمھین مین کا ایک شخص ہون کہ مجھکو اللہ تعالے نے اسلام کی ہدایت دی پس اگر تم اسلام
لاؤ تو جو ہمارے واسطے ہی وہی تمھارے لیئے اور جو ہمپر ہی وہی تمپر ہوگا اور اگر اس سے انکار کرتے ہو تو ذلت کے ساتھ جزیہ دو
یعنی معاہدہ کرلو اور اگر تم انکار کرو تو ہم تمہارا عہد تمہاری طرف پھینک دینگے یعنی تمکو آگاہ کردینگے اور اچانک غدر و خیانت نکرینگے
کیونکہ اللہ تعالے خیانت کرنے والون سے راضی نہین ہی - پس تین روز تک یہی کیا پھر چوتھے روز صبح کو لشکر اسلام سوار ہوا اور اللہ تعالے
کی مدد سے وہ شہر فتح کرلیا - رواہ احمد - امام رازی نے کبیر مین لکھا کہ اس آیت کریمہ کا حاصل یہ ہی کہ جو قوم عہد شکنی [illegible]
بُری طرح قتل کرنے کا حکم دیا اور جسکی طرف سے عہد شکنی کا گمان ہو اُسکو اچھی طرح آگاہ کردے کہ آج سے تمہارا ہمارا عہد [illegible]
نہین ہی - اہل علم نے فرمایا کہ امام المسلمین نے جن مشرکون سے عہد باندھا ہی اگر کسی کی طرف سے عہد شکنی کے آثار ظاہر ہوئے [illegible]
حال سے خالی نہین یا تو ظاہر ہونا احتمالی ہوگا یا قطعی ہوگا پس اگر احتمال ہو تو عہد توڑنے سے اُنکو آگاہ کردینا واجب ہی [illegible]
قریظہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عدم اعانت مشرکین کا عہد کیا پھر مشرکون کی [illegible]
صلعم کو اُنکی طرف سے غدر کا خوف ہوا پس ایسی صورت مین نبذ علی السواء واجب ہی - اور اگر نقض عہد [illegible]
عہد کی حاجت نہین چنانچہ مشرکین مکہ نے خزاعہ کے قتل کرنے مین بنو بکر کی مدد کی حالانکہ بنو خزاعہ آنحضرت [illegible]

Marfat.com

... انتہی ملخصاً پھر جب اللہ تعالی نے عہد توڑنے والون کا حال و حکم اور جنگی طرف سے ... انکا حکم بیان فرما دیا تو اسکے بعد روز بدر وغیرہ سے چھوٹ بھاگنے والے کافرون کا حال جو رسول اللہ صلعم کی ایذا دہی مین بڑھ چلے تھے بیان فرمایا بقولہ تعالے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ۝ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝

... کہ وہ بھاگ نکلے وہ تھکا نہ سکینگے اور سامان جنگ مہیا کرو انکی لڑائی کیلیے ... زور سے اور گھوڑے پالنے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنون پر اور تمہارے دشمنون پر اور ایک اور لوگون پر سوا اونکے جنکو تم نہین جانتے اللہ اونکو جانتا ہی اور جو خرچ کروگے اللہ کی راہ مین پورا ملیگا تمکو اور تمہارا حق نہ رہیگا

مفسر رح نے اختیار کیا کہ نزول آیت ان لوگون کے حق مین ہی جو جنگ بدر مین بھاگ بچے تھے یعنی باوجودیکہ آنحضرت صلعم کی ایذا مین رہے پھر بچ گئے تو اس آیت سے تسلی دیدی کہ بچ نہین سکتے اور ان کافرون کو بھی تنبیہ ہی۔ اور بیضاوی رح نے اسکو کلام سابق سے مرتبط تصور کیا چنانچہ کہا کہ کلام سابق مین عہد توڑنے کا اعلام کرتے و دشمن کو ہوشیار کرنے مین جو محذور رہی شاید اسکے دفع کرنے کے لیے اسکا نزول ہوا بدین معنی کہ کافر خواہ غافل ہوں یا بیدار ہوجاوین وہ بہرحال قبضۂ قدرت مین مقہور ہین مشیت آلہی جاری ہونے سے کچھ بھی مانع نہین ہوسکتے چنانچہ فرمایا۔ **وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا** یعنی اے محمد صلعم تو مت خیال کر کافرون کو کہ سبقت کر گئے یعنی چھوٹ بچے پس اب ہمکو انپر قدرت نہین ہی بلکہ ہر حال مین وہ ہمارے قبضۂ قدرت مین ہین بمانند قولہ تعالی ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ساء ما یحکمون۔ یعنی بدکار لوگ کیا یہ گمان باندھتے ہین کہ ہم سے سبقت لے گئے یعنی ہماری گرفت سے بچ رہے یہ ہرگز نہین ہی وے بہت برا حکم لگاتے ہین یعنے برا گمان و خیال باندھتے ہین۔ یہ تفسیر بنابر آنکہ تحسبن بصیغہ خطاب بتا فوقیہ پڑھا جاوے جمہور کی قراءت ہی۔ اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کامل الایمان رسولون کے سردار تمام خلوق سے افضل اور سب سے زیادہ اللہ تعالے کی صفات کے عارف تھے پھر آپ کیونکر یہ گمان کرتے تو جواب یہ ہی کہ خطاب آنحضرت صلعم کو درحقیقت انھین کافرون کو تنبیہ کہ تم ... بلکہ ایمان لاؤ اور نیک کام کرو ورنہ قبضۂ قدرت مین جسوقت مشیت ہوگی گرفتار ہو کر عذاب پاؤگے چنانچہ قراءت ... حمزہ و حفص کی بیا تحتیہ اے لایحسبن الذین کفروا۔ اسی پر دلالت کرتی ہی۔ اگرچہ مانند ابوحاتم لغوی وغیرہ ایک ... نے زعم کیا کہ لایحسبن بالیا پڑھنا لحن ناجائز ہی ولیکن موافق قول شیخ نحاس رح وغیرہ کے یہ زعم باطل ہی کیونکہ الذین ... نہین بلکہ فاعل ضمیر ہی جو من خلفہم کی طرف بحسب اللفظ راجع ہی پس لایحسبن کے دونون مفعول موجود ہین اے لایحسبن من ... الذین کفروا سبقوا۔ اگرچہ قراءۃ بالتاء الفوقیہ زیادہ ظاہر ہی اور خفاجی رح نے لکھا کہ زمخشری نے قراءۃ بالیاء التحتیہ کو ضعیف ... کیا اطلاقاً کہ یہ قراءت سبعہ مین سے ہی اور دوم آنکہ تقدیر کلام یہ کہ لا یحسبن ہو۔ یا۔ لایحسبن قبیل المؤمنین

... بھاگ کر ... خیال نہ کرین

Marfat.com

او الرسول او حاسب او احد - او من خلفهم - اور بعض نے کہا کہ فاعل اسکا الذین کفروا ہی اور [illegible]
اسے لا یحسبن الذین کفروا انفسهم سابقین - مترجم کہتا ہی کہ یہ تقدیر اظہر ہی اگرچہ بعض نحوی اپنے قواعد کی [illegible]
تامل کرین - اور بعض نے کہا کہ ایقاع فعل جملہ قولہ - اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ پر ہوا اور ظاہر یہ ہی بنابر قراءۃ انہم بالفتح کے بتقدیر لانہم
ماسبق ہی - یعنی اہل کفر اپنے آپ کو سبقت کرنے والا مت خیال کریں اسواسطے کہ وے عاجز نہیں کرسکتے ایسی شخص کو جو [illegible]
چاہیے یا دے اللہ تعالے کو عاجز نہیں کرسکتے اور بر تقدیر انہم بالکسر کے بھی یہی معنے ہین غیر ازینکہ تعلیل بطریق جملہ مستانفہ ہی - قال
البیضاوی رح شاید اس آیت سے اس امر کا ازالہ کر دیا کہ مومنین وغیرہ حکم سابق مین یہ وہم کرتے کہ بدعہدی و خیانت کے آثار
جن لوگون سے ظاہر ہوں انکو نبذ عہد سے بیدار و ہوشیار کرنے مین انکو قوی کر دینا ہو گا پس وقت لازم آویگی حاصل آنکہ تم بدعہدی
کے اتہام کو اپنے سر ست لو اور کافر خواہ بیدار رہوں یا غافل ہوں وہ کسی حال مین عاجز نہیں کرسکتے بلکہ جو حکم تقدیر الٰہی انپر جاری ہو اس
کہ ذلیل ہو کر جزیہ دینگے یا اسلام لا دینگے وہ بہر حال انپر تمام ہو گا اور ظاہری امور تو تکالیف امتحانی ہین ورنہ تمام مخلوق قبضۂ قدرت
مین مسخر و مقہور ہی جو اللہ تعالے کا حکم ہی وہ برابر چار و ناچار انپر جاری ہوتا ہی اور مفسر جلال وغیرہ نے اختیار کیا کہ یہ آیت ان لوگون
کے حق مین ہی جو واقعہ بدر مین کافرون مین سے بھاگ بچے تھے - یعنی وے لوگ اگرچہ اس واقعہ مین چھوٹ بچے لیکن تقدیر الٰہی
و انتقام سے اپنے کو رستگار نہ شمار کرین بلکہ جو مشیت الٰہی ہی انپر واقع ہو گی پس دنیا مین قتل یا خوار ہونگے اور عذاب آخرت مین
گرفتار ہونگے اگر کفر ہی پر مرے - اس آیت مین آنحضرت صلعم کو تسلی ہی کہ آپ کے دشمن اور اللہ تعالے سے کافر لوگ ضرور کفر کا
کیفر پاوینگے اور وقعہ بدر سے انکا چھٹکارا مشیت ہی اور وے عاجز کرنے والے نہیں ہین - پھر واضح ہو کہ نصرت اللہ تعالے ہی
کی طرف سے ہی لیکن بندہ اپنے امکان بھر کوشش کرنے مین مامور ہی تاکہ ان اعمال کا ثواب ملے ورنہ اللہ تعالی چاہے تو سب کافر مومن
ہو جاوین یا سب کے سب ہلاک ہو جاوین اور یہان اسرار ہین جنکے زبان پر لانے کو علمار راسخین کو اجازت نہیں پھر مترجم
وغیرہ کس شمار مین ہی بالجملہ بنظر انتظام ظاہر مومنون کو سامان حرب مہیا کرنے کا حکم دیا بقولہ - وَاَعِدُّوْا لَهُمْ اعداد کسی چیز کو حاجت
کے وقت کے لیے جمع کرنا اور ضمیر لہم - بنظر سیاق کے عہد توڑنے والون کی طرف ہی یعنے عہد توڑنے والون کے لیے مہیا رکھو -
مَا اسْتَطَعْتُمْ جسکی تمکو استطاعت حاصل ہو - یا ضمیر مطلقاً کافرون کے لیے ہی اور یہی راجح ہی بحسب المعنی و کلام مابعد کے یعنی
کافرون پر جہاد کے لیے مہیا رکھو جو تمھین استطاعت ہو مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ یہ ما موصولہ کا بیان ہی یعنے قوت اور
رباط الخیل سے - قوت ہر وہ چیز جس سے لڑائی مین تقویت ہو اسمین جملہ ہتھیار و انکے استعمال مین لانے کے طریقے بھی داخل ہین
عقبہ بن عامر رضہ سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے منبر پر فرمایا کہ آگاہ رہو کہ قوت تو تیر اندازی ہی اسکو تین مرتبہ فرمایا کذا فی الصحیحین
بعض نے کہا کہ قوت قلعہ و گڑھی ہین - ابن عباس رضہ سے ہی کہ وہ تیر اندازی و تلوار و ہتھیار ہین - عکرمہ و مجاہد سے ہی کہ قوت نر
گھوڑے ہین جیسے رباط الخیل مادیان ہین - اصح یہ ہی کہ جہاد مین جن چیزون سے تقویت حاصل ہو وہ سب اس مین داخل ہین
اور آنحضرت صلعم نے جو تیر اندازی سے تفسیر فرمائی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکے سوائے اور چیزین نہین بلکہ مراد آنحضرت صلعم
کے کلام سے یہ ہی کہ اسوقت کے مناسب یہ امر بہ نسبت دیگر امور کے افضل تھا چنانچہ باب حج مین فرمایا کہ حج [illegible]
عرفات ہی یعنی آنکہ مقصود اس رکن سے تمام ہی اور جیسے فرمایا کہ الندم توبۃ یعنی ندامت ہو [illegible]

135327

Marfat.com

اگرچہ نزد اہلسنت رضی اللہ عنہم تو ایسا ہی یہان بھی محمول کیا جائیگا کہ تیر اندازی اسباب حرب وقوت مین افضل ہی - بالجملہ آیت کریمہ
سے سامان حرب جمع کرنا اور تیر اندازی وتلوار لگانا اور اس زمانہ مین بندوق لگانا اور گھوڑے کی سواری وغیرہ مسلمانون پر واجب
ہی لیکن بطریق فرض کفایہ ہی - قولہ ومن رباط الخیل - واضح ہو کہ مرابطہ سرحد ملک اسلام پر جو کافرون کے ملک سے ملی ہی وہان
مسلمانون کے قیام کو کہتے ہین اور مقام رباط ہی اور رباط الخیل پانچ سے اوپر جسقدر گھوڑے بمقابلہ دشمن کے باندھے جاوین
ابن محیریز رح نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کافرون کے مقابلہ مین صف بندی کے وقت نر گھوڑون کو پسند کرتے کیونکہ حملہ وغیرہ مین
وہ اچھے ہوتے ہین اور شبخون وغیرہ مین مادیان اچھی جانتے تھے کیونکہ انکی ہنہناہٹ سے امن وخاموشی ہوتی ہی - بعض نے
فرمایا کہ لفظ خیل اسم جنس ہی نر ومادہ دونون کو شامل ہی پس جہاد کی نیت سے جسکا رباط ہو یعنی گھوڑا یا گھوڑی جسکو باندھے ثواب
پاویگا - پھر جسنے قوت کی تفسیر مین کہا کہ ہر وہ چیز جس سے جہاد مین قوت ہو تو اسکے نزدیک قولہ ومن رباط الخیل بطریق عطف خاص
بر عام ہی وہو ظاہر - پھر تیر اندازی وگھوڑون کو مہیا کرنے وکثرت ثواب ان افعال مین جو احادیث کثیرہ وارد ہین الگ تصنیف
مین جمع کرنے کے قابل ہین چنانچہ ایک جماعت علماء نے مستقل رسالہ لکھے ہین - اکثر علماء کے نزدیک تیر اندازی بہ نسبت گھوڑے کی
سواری کے افضل ہی مترجم کہتا ہی کہ اس زمانہ مین بجائے تیر اندازی کے بندوق قرار دیجائیگی واللہ اعلم - امام مالک رح کے
نزدیک گھوڑے کی سواری سیکھنا بہ نسبت تیر اندازی کے افضل ہی ولیکن قول جمہور اقوی ہی کیونکہ حدیث مین ہی کہ تیر اندازی
سیکھو وگھوڑے کی سواری سیکھو اور تمہارا تیر اندازی سیکھنا بہ نسبت سواری سیکھنے کے بہتر ہی - رواہ احمد واہل السنن - اور حدیث
مین ہی کہ گھوڑا ہر فجر کو دعا کرتا ہی کہ اے پروردگار میرے تو مجھے جس آدمی کے خیل مین کرے مجھے اسکے نزدیک اسکے اہل ومال
سے زیادہ محبوب کردے - رواہ النسائی واحمد وغیرہما - اور صحیح حدیث مین ہی کہ الخیل معقود فی نواصیہا الخیر الی یوم القیامۃ
الاجر والمغنم - یعنی قیامت تک گھوڑون کی پیشانی مین بھلائی اجر وغنیمت معقود ہی - مترجم کہتا ہی کہ جب غور سے دیکھو تو فرخندہ
حال قوم مین گھوڑون کی پرداخت کرتی ہین - پھر واضح ہو کہ بخاری وغیرہ مین آیت سے ابن عباس رض کا استنباط بالطریق
منصوص یہ بھی مذکور ہی کہ بیت المال آراستہ بھرا ہوا رکھو - اور جاننا چاہیے کہ اسلام مین خلافت کے یہ معنی ہین کہ نبوت کی
اقتدا کرے اور اللہ تعالے کے ملک مین سے جو آمدنی آوے وہ اقسام اموال کی راہ سے ایک الگ خزانہ مین جمع ہو اور
ہر ایک کے مصرف کے موافق خرچ کیجاوے اور مصارف اسکے حکم کتاب وسنت سے منصوص ہین اور فقہ کی کتاب الزکوۃ مین
مفصل مذکور ہین پھر پہلا فساد یہ برپا ہوا کہ مسلمانون مین جو بادشاہ ہوئے انھون نے تمام آمدنی اپنی ملک تصور کرکے بیجا عیش
وآرام وغیرہ مین جیسے چاہا برباد کرنا شروع کیا اور جورو ون وبیبیون کی کثرت سے تمام مال اڑا دیا پس یہ بڑا فساد پھیلا اور ہم
اللہ تعالے سے اصلاح واستقامت کی دعا مانگتے ہین اور تعالے رحم فرماکر قبول کرے - حاصل آنکہ آیت کریمہ سے ثابت ہوا
کہ مسلمانون پر حکم ہی کہ لشکر فنون حرب سے آلات حرب کے ساتھ آراستہ وخزانہ معمور اور گھوڑے تیار رکھین - **تُرْهِبُوْنَ
عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ** ایک قراءۃ مین ترہبون بتشدید الہاء از باب تفعیل ہی اور ایک قراءۃ مین ارہب ہی اور
معنی اسکے خوف دلانا اور شاید تفعیل لقصد مبالغہ ہی - اور ضمیر بہ راجع بموصول ما استطعتم - یا بجانب اعداد مصدر مفہوم از اعدوا
واقع ہی اور عدو اللہ وعدوکم سے مراد مشرکین مکہ وغیرہ ہین یعنی یہ سامان مہیا کرو درحالیکہ تم اس سے اپنے دشمنون کو

Marfat.com

جو اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں خوف دلاؤ۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ عطف ہے عدوکم پر
غیرہم۔ یعنی اس اعداد وسامان سے خوف دلاؤ عدو اللہ وعدوکم کو اور دوسرے لوگوں کو جنکی تعیین میں
اختلاف کیا بعض نے کہا کہ کفار جن مراد ہیں۔ مجاہد رحمہ نے کہا کہ بنو قریظہ۔ سدی رحمہ نے کہا کہ اہل فارس۔ بعض
نے کہا کہ منافقین۔ اور ابن کثیر رحمہ نے اسی کو راجح قرار دیا۔ اگر کہا جاوے کہ منافقین کو اس سے کیونکر خوف
ہوگا کیونکہ انپر جہاد نہیں پس وہ نہ ڈرینگے۔ جواب دیا گیا کہ شوکت وقوت اسلام کو ظاہری آنکھوں سے دیکھکر
ہو جاوینگے کہ پھر کفر کا غلبہ ہو پس بسا اوقات یہ امر انکے مذبذب ہونے کو دور کریگا جس سے اخلاص کے ساتھ اسلام پر ثابت
ہو جاوین۔ اگر کہا جاوے کہ آخرین سے منافق کیونکر مراد ہو سکتے ہیں جنکو جانتے ہو کیونکہ وہ مراد ہیں جنکی نسبت اللہ تعالیٰ
نے فرمایا۔ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ۔ یعنی تم انکو نہیں جانتے ہو اللہ تعالیٰ انکو جانتا ہے اور جواب یہ ہے کہ
معنی اسکے یہ ہیں کہ شخص شخص کرکے انکو تم نہیں پہچانتے ہو۔ چنانچہ دوسری آیت میں فرمایا وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن
اہل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم الآیۃ۔ اگر کہا جاوے کہ بدین تقریر آیت میں لا تعلمونہم بمعنی لا تعرفونہم ہوگا یعنی تم
انکو نہیں پہچانتے ہو اور اللہ تعالیٰ انکو پہچانتا ہے حالانکہ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر عارف کا اطلاق نہیں صحیح ہے کیونکہ
معرفت کے واسطے ضرور ہے کہ پہلے جہالت واں جان پن ہوا اور یہ جناب باری تعالیٰ میں محال ہے۔ جواب یہ کہ آیت میں اللہ تعالیٰ
پر علم کا اطلاق ہے نہ معرفت کا غایت آنکہ اول میں علم بمعنی معرفت ہے اور ثانی میں علم اپنے معنی پر ہے پس کوئی اشکال نہیں رہا۔
اور بعض نے زعم کیا کہ اس صورت میں نظم کلام میں گونہ دقت ہوگی لہٰذا اولیٰ یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مبہم چھوڑا ہے ان میں
خوض بیکار ہے ہاں اسقدر جان لینا چاہیے کہ قوت وشوکت اسلام سے ان لوگوں کو خوف ورہبت ہوگی پس جان ومال سے
کوشش کرنا چاہیے کہ یہ بھی جہاد کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْکُمْ
من شیء بیان ما موصولہ اور مقصود اس سے تعمیم ہے یعنے کوئی چیز ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اور فی سبیل اللہ یعنے راہ جہاد میں یا مطلق
وجہ طاعت میں اور یوف الیکم بجزم مضارع در اصل یوفی تھا اور چونکہ فیہ میں اسی چیز کا ہوگا بلکہ اسکے ثواب کا ہوگا جو اسکا بدل ہے
پس تقدیر کلام اسے یوف جزاءہ الیکم۔ ومعنی آنکہ جو کچھ قلیل وکثیر کوئی چیز تم اللہ تعالیٰ کی طاعت میں یا جہاد میں خرچ کروگے تمکو
ثواب پورا دیا جائیگا اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نیکی کے عوض دس بھلائیاں اور سات سو اور اسے زیادہ جسقدر اللہ تعالیٰ چاہے
اور دنیا میں بھی اسکا عوض جسقدر اور جسکو اللہ تعالیٰ چاہے عطا فرما دے۔ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ اور تم پر ظلم نہ ہوگا
منصوص فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ مومن کا عمل ضائع نہیں فرماتا اور یہاں منصوص کیا کہ ظلم نہ ہوگا یعنی
ثواب ملنا واجب نہیں بر بنا آنکہ اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں ہو سکتا بلکہ سب کچھ اسکا تفضل واحسان ہے اور جب واجب
نہو تو ظلم کیونکر ہو سکتا ہے تو جواب یہ ہے کہ اس طرح تعبیر فرماتے ہیں کہ تم پر ظلم نہوگا اس اعلان سے کہ اللہ تعالیٰ کے راہ میں
خرچ کرنا ضرور تمہارے کام آویگا اور محروم نہوگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں کسی نقص کا گمان
میں معذور کیا جنکا صدور جناب الٰہی میں محال ہے مانند ظلم وغیرہ کے اور ثواب دینے کو بعبارت
وثوق اور محرومی کا گمان بھی نہو۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ

حاشیہ: من الاعراب وممن حولکم منافقون ومن اہل المدینۃ ... یعنی ان کو وہاں کے لوگ ... جانتے ہم جانتے ہیں ۱۲

Marfat.com

دیا اور خالص قتال کو قوت فرمایا اور یہ قوت الٰہیہ ہی جسکو وہی بندہ عارف پاتا ہی جو اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے روبرو خود ہستی کے ساتھ فناء رہتا ہی اور جب ایسا ہوا تو اسکو لباس عظمت و کبریاء و ہیبت اللہ تعالےٰ کی طرف سے مرحمت ہوتا ہی اور بندہ کافرون پر بد دعاء کرتا ہی - مترجم کہتا ہی کہ معنی یہ ہین کہ بندہ اپنے عندیہ مین محض فناء رہتا ہو اور سب عظمت و کبریاء و جلال خالص اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے یقین کرتا ہی لیکن اورون کی نظرون مین اس سے ہیبت و عظمت سماتی ہی چنانچہ حدیث مین آنحضرت صلعم کے شمائل مین ہی کہ جو کوئی آپ کو دیکھتا وہ ہیبت ناک ہو جاتا تھا پس خود اسکی خاطر مین عظمت و کبریاء کا اپنے واسطے وہم بھی نہین ہوتا بلکہ وہ خشوع و خضوع پر بحالہ مستقیم رہتا ہی اور یہ ہیبت اسپر از جانب حق تعالےٰ چھا جاتی ہی پھر جب وہ بحضور خطرات الٰہیہ کافرون پر بد دعا کرتا ہی تو وے اسی دم خوار ہو جاتے ہین اور یہی تیر بہدف ہی چنانچہ آنحضرت صلعم نے بدر و حنین مین شاہت الوجوہ کہکر ایک مشت خاک سے ایک لشکر بھگایا لیکن یہ پھینک مارنا بقوت الٰہیہ تھا اسی واسطے فرمایا - وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور یہ مقام مفصل گذر چکا - مین نے سُنا کہ ذوالنون مصری رح ایک جہاد مین شریک تھے کہ ناگاہ کفار غالب آئے اور مومنون پر سختی و تکلیف آئی جس سے صبر و استقلال جاتا رہا تو لوگون نے انسے کہا کہ آپ کچھ دعا کیجئے پس اپنے گھوڑے سے اُترکر زمین پر سر ٹیک دیا اور اللہ تعالےٰ کی جناب مین سجدہ کیا اسیوقت کافرون نے ہیبت ناک ہوکر شکست کھائی اور بہت سے قتل و گرفتار ہوئے - آیت کریمہ مین اشارت ہی کہ قوت انکو صفات کمالیہ حق سبحانہ سے بحسب استعداد حاصل ہوتی ہی کہ نفس کے ساتھ محاربہ و مقاتلہ پر قادر ہوتے ہین - ابو علی رودباری رح نے کہا کہ قوت وہ اللہ تعالےٰ پر بھروسا ہی - بعض نے کہا کہ ظاہر آیت یہ ہی کہ کمان سے تیر سے پھینکنا پایا جاوے اور حقیقت مین یہ ہی کہ رات کی اوقات مین خضوع و خشوع کے تیرون کو میدان غیب مین پھینکے اور اللہ تعالےٰ ہی پر اعتماد کرکے اسی کی طرف رجوع ہو اور کسی آلہ و ہتھیار پر نہین بلکہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کی فتح و نصرت پر بھروسا کرے

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور اگر وہ جھکین صلح کو تو تو بھی جھک اوسی طرف اور بھروسا کر اللہ پر بیشک وہی ہی سنتا جانتا

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ جنوح میل کرنا - وسلم بالفتح بمعنی صلح وقال ابن عباس رض سلم بمعنی طاعت - اور استعمال اسکا مذکر و مونث دونون طرح ہوتا ہی جیسے لفظ حرب کا حال ہی اور ابوبکر رحمہ اللہ کی قراءۃ مین بالکسر ہی اور فاعل جنحوا کا تو عموماً اہل کفر ہین خواہ بت پرست وغیرہ ہون یا اہل کتاب ہون یعنے اور اگر میل کرین اہل کفر خواہ بت پرست ہون یا اہل کتاب مانند یہود و نصاریٰ کے طرف صلح کے یا طرف سلم بالکسر یعنے اطاعت و فرمانبرداری کے - **فَاجْنَحْ لَهَا** - تو میل کر اسکی طرف یعنی انکی طرف سے درخواست صلح کو منظور کر لے - اگر کہا جاوے کہ آیۃ السیف سورۂ براءۃ مین عموماً اہل کفر کے قتل کا حکم ہی اور معاہدہ سے بیزاری کی گئی ہی پھر صلح کیونکر ہو سکتی ہی تو جواب یہ ہی کہ ابن عباس و عطاء خراسانی و زید بن اسلم و عکرمہ و حسن و قتادہ نے کہا کہ آیۃ السیف سے یہ آیت منسوخ ہی اور مجاہد رح سے ایک روایت اسکے مانند ہی اور دوسری روایت مین کہا کہ یہ آیت بنو قریظہ یہود کے حق مین ہی یعنی بنو قریظہ اگر صلح کی طرف مائل ہون تو صلح قبول کر لے - شیخ ابن کثیر رح نے ان دونون قول کو منظور فیہ قرار دیا اور کہا کہ یہ سیاق تو سب قصہ بدر مین ہی اور آیۃ السیف مین جو کفار سے قتال کا حکم ہی تو معنی اسکے یہ ہین کہ جب قتال ممکن ہو تو انسے قتال کرو - اور اگر دشمن بہت ہون تو ان سے صلح کر لینا روا ہی جیسے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہی اور جیسے آنحضرت صلعم نے حدیبیہ کے روز مشرکین سے صلح کر لی

Marfat.com

پس آیۃ السیف و اسمین کچھ منافات نہین اور نہ یہان تخصیص ہر اور نہ نسخ ہر واللہ اعلم ولیکن [illegible]
سے استدلال نہین ہوسکتا کیونکہ آیۃ البراءۃ - بعد صلح حدیبیہ کے نازل ہوئی ہر - وقال بعض المفسرین [illegible]
سے مراد عقد جزیہ ہوا ور اگر ایسا عقد مراد ہو جو مفید امن ہر تو بالکل نسخ نہین اسلیے کہ ایسا عقد تو ہر کافر سے جائز ہر [illegible]
کلام اسمین طویل ہر اور اپنے موقع پر بسط سے بیان ہر - اہل اسلام اپنے سردار سے مخالفت و بغاوت نکرین اور [illegible]
کی طرف موافق حکم الٰہی کے رجوع کرے تو اسکی توبہ بالاتفاق قبول ہر - اور حدیث مین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہر [illegible]
کہ عنقریب اختلاف باہمی ہوگا تو تجھسے اگر سلامت ہوسکے تو ایسا کیجیو - رواہ ابن احمد رحمہ اللہ - بالجملہ یہ کہ صلح قبول کرلے
وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ - اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کر کیونکہ وہی تجھے کافی ہر - اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وہی پاک بے نیاز
دعا مانگنے والون کی بات سننے والا اور انکے افعال کا جاننے والا ہر -

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭهُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور اگر وہ چاہین کہ تجکو دغا دین تو تجکو بس ہر اللہ اوسی نے تجکو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانون کا

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭلَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ

اور اونکے دل مین الفت ڈال اگر تو خرچ کرتا جو سارے ملک مین ہر تمام نہ الفت دے سکتا اونکے دل مین

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭاِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

لیکن اللہ نے الفت ڈالی اون مین وہ زور آور ہر حکمت والا

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ - یعنی اور اگر ان لوگون نے یہ ارادہ کیا کہ تجھکو فریب دین یعنی اس غرض سے صلح کی
کہ تجھے فریب مین ڈالین اور دل مین غدر چھپائے رہے اور چاہا کہ اس بہانے سامان و قوت جمع کرلین اور یہ جزاء شرط محذوف ہر
جسکی تعلیل کلام سابق ہر - یعنی تو خوف مت کر اور انسے صلح کرلے - فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ - کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک
تجھے کافی ہر انکے غدر و خیانت وغیرہ کی ہر بدی و برائی کو تجھسے دور رکھیگا اور مکر بد کی بدی انھین کو گھیریگی - هُوَ الَّذِيْٓ
اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ - یہ جملہ تعلیلیہ ہر یعنی تو اس امر کا خوف مت کر کہ بدعہدی کرنے والے تجھسے فریب کرنے کو صلح کرین
کیونکہ اللہ تعالیٰ تجھے کافی ہر اسی نے تجھکو بدر وغیرہ مین تائید دی بنصرت و بالمومنین پس وہی تیرا مددگار [illegible] کافی ہر
مومنین سے مہاجرین و انصار مراد ہین - اگر کہا جاوے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے تائید فرمائی تو وہی کافی ہر - پھر بالمومنین کی کیا حاجت
تھی - جواب یہ کہ نصرت فقط اللہ تعالیٰ ہی کیطرف سے ہر اور درحقیقت اسمین اسباب کی ضرورت نہین مگر بمقتضاے حکمت کبھی اسباب خفیہ سے ہوتی ہر
اور کبھی اسباب ظاہرہ سے پس قولہ ہو الذی ایدک بنصرہ - سے یہی نصرت مراد ہر جو بدون ظہور اسباب کے ہوا اور درمیان مین کوئی واسطہ نہو قولہ [illegible]
سے وہ نصرت مراد ہر جو بسبب ظاہری ہو پس حاصل یہ ہوا کہ اسی نے تجھکو نصرت دی نصرت باطنی و ظاہری یعنی مومنون کا [illegible]
مسبب الاسباب کی طرف سے ہر خصوص ایسی قوم سے جو صدہا برس سے کبھی متفق و مؤتلف نہین ہوئی تھی [illegible] فرمایا
وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ اور ان مومنون کے دلون مین باہم الفت پیدا کردی - ظاہر العموم صحابہ [illegible] مراد ہین [illegible]
دمفسرین نے کہا کہ انصار یعنی اوس و خزرج مراد ہین کہ جنکے درمیان ہمیشہ خانہ جنگی رہی خصوص [illegible]

... تھی کہ انکی ... دل بھی متفق مؤتلف ہونگے لیکن اللہ تعالے نے رسول اللہ صلعم پر ایمان دیکر انکو ... محبت مین مستحکم کر دیا اور ایک دل ہو کر آنحضرت صلعم کے انصار مددگار ایسے متفق ہو گئے کہ سوائے حق تعالی کے اسپر کوئی قادر نہ تھا اور یہ امر آنحضرت صلعم کی صدق رسالت کا عجیب معجزہ تا قیامت باقی ہے اور غنائم حنین کی بابت جب بعضے نوجوان انصار نے کچھ کلام کیا کہ مہاجرین کو غنیمت سے حصے ملتے ہین حالانکہ ہماری تلوارون سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین تو آنحضرت صلعم نے انکو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور اس خطبہ مین ہے کہ اے گروہ انصار بھلا مین نے تمکو گمراہ نہین پایا پھر اللہ تعالے نے تمکو میرے سبب سے ہدایت دی اور محتاج نہین پایا پھر اللہ تعالے نے میرے سبب تمکو تونگر کیا اور تم آپس مین پھوٹے ہوئے دشمن تھے پس اللہ تعالی نے تمکو میرے سبب سے باہم الفت مین کر دیا۔ جب آنحضرت صلعم کوئی بات فرماتے تو انصار سر جھکائے کہتے جاتے کہ اللہ تعالی و اسکے رسول کا احسان بہت بڑا ہے۔ اسی قصہ مین ہے کہ بزرگان انصار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم ہم سے نوجوان لونڈون نے یہ زعم کیا اور ہم کو تو فقط یہ غم تھا کہ آپ کو اپنے وطن سے احسان کرنے مین شاید انکی طرف میلان ہے کہ ہم چھوڑے جاوینگے پس آنحضرت صلعم نے لطیف خطبہ سے انکی تسکین فرمائی جس سے انصار باغ باغ ہو گئے چنانچہ یہ کلمات لطف بھی ہین کہ اے انصار تم یہ نہین پسند کرتے کہ لوگ دنیا کے مالون کو لیکر اپنے گھر لوٹین اور تم اللہ تعالے کے رسول کو اپنے گھر واپس لیجاؤ۔ اے پروردگار میرے تو انصار کو غنی کر دے۔ اور فرمایا کہ اگر لوگ ایک راہ جاوین اور انصار دوسری گھاٹی جاوین تو مین انصار کی گھاٹی چلونگا۔ وتمام الحدیث فی صحیح مسلم وغیرہ۔ بعض مفسرین نے کہا کہ مہاجرین و انصار کی تالیف مراد ہے اور بعض نے کہا کہ آیت عموم پر اولی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے عرب آپس مین عجیب وحشی قوم تھے کہ ایک دوسرے کو کھائے جاتے اور کسی کی جان و مال کی حرمت نہ تھی یہانتک کہ اسلام سے یہ سب رفع ہوا اور جان واحد ہو گئے اور یہ امر سوائے معجزہ و شئون نبوت کے کہین نشان نہین دیا جا سکتا ہے بلکہ ناممکن ہے چنانچہ فرمایا۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ یہ جملہ مضمون سابق کی تقریر ہے یعنے انمین ایسی عداوت و تعصب تھا کہ کسی حال سے اسکا دور ہونا اسباب بشری سے ممکن نہ تھا حتی کہ اگر اس تالیف کے واسطے تو تمام اس چیز کو جو زمین مین سونے و چاندی و جواہرات وغیرہ سے ہے خرچ کرتا تو کبھی یہ الفت تام نہوتی۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ولیکن اللہ تعالے نے انکے درمیان تالیف کر دی اپنی عظیم قدرت و بدیع صنعت سے۔ اسمین دلیل ہے کہ قلوب اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت مین ہین جدھر چاہتا انکو پھیرتا ہے۔ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔ وہ تعالے عزیز ہے ایسا غالب کہ کسی کا پھیر اسکی تسخیر قدرت سے باہر نہین ہو سکتا اور وہ حکیم ہے کہ جو فعل و امر و نہی اسکے جاری ہوتے ہین سب عین حکمت ہین۔ ... ابن عباس رضہ ... نانے کی قرابت کٹ جاوے اور نعمت کی الفت دور ہو جاوے اسطرح آدمی اپنے محسن کے احسان فراموشی ... کر جاوے مگر دلون کی الفت جیسی دیکھی نہین گئی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ... رواہ الحاکم ... ابن مسعود رضہ نے کہا کہ یہ آیت ان لوگون کے حق مین ہے جو اللہ تعالے کے واسطے آپس مین محبت رکھتے ... ایک روایت ... اللہ تعالے کے واسطے محبت رکھنے والون کے حق مین نازل ہوئی۔ رواہ النسائی والحاکم عبدۃ بن ... کہا ... کے وقت مجھسے مصافحہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالے کے واسطے محبت رکھنے والے جب ملتے ہین تو ... ایک دوسرے کی طرف مسکرا دیتے ہین تو انکے گناہ ایسے جھڑتے ہین جیسے پت جھاڑ مین درختون کے پتے

Marfat.com

جھڑتے ہین - تب مین نے کہا کہ یہ تو بہت خفیف کام ہی - فرمایا کہ خفیف مت کہو اللہ تعالے [illegible]
الآیۃ - عبدہ رح کہتے ہین کہ مین پہچان گیا کہ یہ مجھسے زیادہ فقیہ ہین - ایساہی ولید بن ابی مغیث و طلحہ بن [illegible]
اسکے مانند روایت کیا - طبرانی رح نے سلمان فارسی سے یہی مضمون کلام حضرت صلعم سے روایت کیا ہی - ابن [illegible]
روایت کی کہ ہم لوگ حدیث فقہی سناکے جاتے تھے کہ لوگون سے جو بات سب سے پہلے اٹھالی جائیگی وہ الفت [illegible]
حدیث و آثار سے یہ بات قطعاً ثابت ہوئی کہ آیت کریمہ اپنے معنی عموم پر ان مومنون کے حق مین ہی جن سے اللہ تعالے نے اپنے
رسول کریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید فرمائی - اسمین فرقۂ رافضیہ کے اعتقاد کا صریح رد ہی کیونکہ خلاف آیت کریمہ کے وہ لوگ صحابہ
رضی اللہ عنہم کے حق مین بداعتقاد رکھکر گمراہ ہوئے ہین - جیسے خارجی گمراہ ہین - آیت کریمہ مین تنبیہ ہی کہ اللہ تعالے کی تاثیرات قدرت
مخلوقات مین برخلاف ظاہری اسباب کے جاری ہوتے ہین جنپر نظر ظاہری وعقل جزوی سے اطلاع نہین ہوسکتی اور موثر فقط اللہ تعالے
ہی اور محبت الٰہی عین ایمان ہی و محبت دنیا گمراہی اور مومنین کا نشان یہ ہی کہ انہین باہم الفت مستحکم ہو جو کسی دنیاوی خرخشہ
سے زائل نہین ہوتی ہی پس اس سے فرقۂ نیچر و فلاسفہ وغیرہ کا رد ہوگیا جو یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ چیزون مین خود تاثیر ہی اور خلاف
اس تاثیر کے نہین ہوسکتا - یہ اعتقاد کفر ہی نعوذ باللہ منہ ف ــــ فی العرائس قولہ تعالے ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین یعنی
بیان ہی کہ بندہ کو اعتقاد فقط اللہ تعالے کی نصرت پر ہی نہ اسباب و سامان و ہتھیار وغیرہ پر معنی یہ کہ تجھکو نصرت و قوت ازلیہ
سے قوی کیا اور جھگڑالو دشمن قوم کو ایمان کی توفیق دیکر تیری اعانت پر مستحکم کر دیا - و اسطی رح نے کہا کہ تجھکو اپنی نصرت خاصہ سے
قوی کیا اور مومنین کو تجھسے قوی کیا - پھر بیان فرمایا کہ نصرت بمومنین اسی طور سے فرمائی کہ انکو اللہ تعالے و اسکے رسول کی محبت پر
مستحکم کرکے باہم للہ فی اللہ محبت مین انکے دل مجتمع کر دیے لقولہ تعالے والف بین قلوبہم - برخلاف کافرون کے کہ بحکم قولہ وقلوبہم
شتی الآیۃ - کے انکے دل اپنی اپنی تاریکی مین متفرق ہین اور مترجم کہتا ہی کہ ازلی حال کا بیان حدیث مین آیا ہی کہ ارواح جنود
مجندہ تھین جنمین وہان اتفاق ہوا وہ باہم الفت مین ہین اور جنمین وہان اختلاف ہوا وہ یہان نکرت مین ہین لہذا شیخ نے لکھا
کہ ابتداء امر مین ان ارواح کو مشاہدہ و حقیقت کے گھاٹ پر شربت وصال سے سیراب کیا پس مشاہدۂ جلیل کے وقت درگاہ
قدیم مین انسے انجان پن دور ہوکر باہم الفت و محبت صادقہ مستحکم ہوچکی تھی جو کارگاہ امتحان مین بسبب نفس و شیطانی وسوسہ
کے جندے بصورت عداوت رہی پھر نظر نور ایمانی سے اصلی حالت نے عود کیا - پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا - کہ اس تالیف مین
ہرگز کسی مخلوق کے فعل کو یا اپنے کرتب کو دخل نہین ہوسکتا اور نہوا بلکہ یہ محض لطف و رحمت الٰہی تھی کہ اپنے رسول پاک کی متابعت
پر انکو متفق کرکے نور اسلام سے انہین یہ خاصیت پیدا کر دی لقولہ لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت الخ - شکلون و صورتون
مین الفت بطریق تجانس و استیناس ہی کیونکہ وہ اصلی خلقت مین ایک ہی صفت الٰہی سے مخلوق و مظاہر ہوئے ہین [illegible]
خلقت بیدی - اور ارواح مین تجانس و استیناس سے جو الفت ہوئی وہ از راہ فطرت خاصہ ہی جو قولہ ونفخت فیہ من روحی
سے مفہوم ہی اور قلوب مین الفت بمعائنہ صفت خاصہ ہی جو مفہوم از قولہ علیہ السلام القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمن
الحدیث ہی - اور عقول مین باہمی الفت باصل فطرت ہی چنانچہ کہا گیا کہ عقل ہی سب سے اول خلق [illegible]
فرمائی ہی بدلیل قولہ علیہ السلام اول ما خلق اللہ العقل - مترجم کہتا ہی کہ ثبوت حدیث [illegible]

Marfat.com

[illegible] بسیط لکھی جسکا حاصل یہ ہی کہ اول سب سے اللہ تعالےٰ نے نور حضرت محمد رسول اللہ صلعم پیدا کیا اور وہ
[illegible] مخلوق سے اول ہی پھر اسی نور پاک کے طفیل مین مجردات و مادیات وغیرہ تمام مخلوقات پیدا کی پس مجردات مین
سب سے اول عقل کو پیدا کیا اور مادیات مین سب سے اول قلم کو پیدا کیا پھر انھین کے انواع و اجناس کو علی الترتیب پیدا کیا فتدبر۔ شیخ نے لکھا کہ اسرار
باطنہ مین جو باہم الفت دی وہ بمطالعہ انوار قدس ہی لقولہ الذین یومنون بالغیب۔ چنانچہ کہا گیا کہ اسکی حقیقت یہ ہی کہ انوار غیب کو مشاہدہ
کرتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ حدیث مالک بن حارثہ جو سابق بعض آیات کی تفسیر مین اسی سورہ مین گذر چکی ہی اسپر دلالت کرتی
ہی فتذکر۔ پس صورتون و اشباح کا تجانس تو براہ مقامات ہی کہ طاعات و آیات و حصول کرامات مین متوافق ہوتے ہین۔
مترجم کہتا ہی کہ اسی واسطے باہم کثرت عبادت والے تہجد گذار آپس مین زیادہ مانوس ہوتے ہین۔ اور ارواح کی موافقت اپنے مقامات
مشاہدہ و مراقبات مین تجانس کی وجہ سے ہی اور قلوب کی موافقت اس راہ سے کہ صفات کی سیر و مشاہدہ قدرت مین تجانس ہی
پس جسنے قدرت کو مشاہدہ کیا وہ اس شخص سے مالوف ہوگا جو قدرت مین باقی ہی اور ایسے ہی دیدار جملہ صفات کے مقام کا حال
ہی کیونکہ یہ سیر انوار صفات مین ہی۔ اور عقول کی موافقت از راہ ادراک انوار افعال ہی کہ آیات مین فکر و غور کرکے انوار ہدایات
و حکمتین حاصل کرتے ہین۔ اور اسرار کی موافقت اس راہ سے کہ مشاہدہ قدم و مطالعہ ابد ہی پس جو سر باطن کسی مشرب معرفت پر
وارد ہوا خواہ مقام معرفت پر یا محبت یا شوق یا توحید یا فنا یا بقا یا سکر یا صحو وغیرہ مین تو وہ ان اسرار سے جو انھین مشارب
مین سے کسی مشرب پر اسکے ساتھ متوافق ہوے ہین مالوف ہوتا ہی پس کیا پاک پروردگار تعالےٰ شانہ کی صنعت ہی کہ اپنی رحمت سے
ہر جنس کو اسکی جنس سے مالوف کر دیا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ شرح اشارات حکمت ربانیہ نہایت لطیف و دقیق ہی اور شاید فہم
نورانی کو اسمین پیچ و تاب ہو کہ جملہ مقامات داخل ایمان ہین حالانکہ الفت مختلف اجناس کی ثابت ہوئی تو یون سمجھنا چاہیے کہ
شیخ نے ایتلاف بجنب تجانس بیان کیا اور ایتلاف مطلق مین کلام یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ مین ادنیٰ کو اعلیٰ سے اللہ تعالیٰ کیواسطے
الفت ہی اگرچہ انمین تجانس نہوگا اسی واسطے کہا گیا ہی کہ فرق مراتب شرع مین اصل عظیم ہی جو فرق مراتب نہ کرے وہ زندیق
ہی اسی واسطے فقیہ کو اپنے سے اوپر مرتبہ والے افقہ سے بسبب رابطہ فقہ کے محبت و موانست ہی اور عامی کو فقیہ سے اس راہ سے
کہ مرتبہ مافوق ہی الفت ہی اور نفس ایمان کے نور مین تجانس منقطع نہین ہی۔ فافہم۔ شیخ نے لکھا کہ مریدون مین باہم الفت از راہ
ارادت ہی اور محبین مین براہ محبت اور مشتاقین مین بشوق و عاشقین مین بعشق اور مستانسین مین بانس اور عارفین مین بمعرفت
اور موحدین مین بتوحید اور مکاشفین مین بکشف اور مشاہدین مین بمشاہدہ اور مخاطبین مین بسماع خطاب خاص اور اہل وجد
مین بوجد اور اہل فراست مین بفراست اور اہل عبادت مین بعبادت اور اولیاء مین بولایت اور انبیاء مین نبوت اور رسولون مین
برسالت متحقق ہی پس ہر جنس کو اپنی جنس سے الفت ہی اور اپنے متصل مقام والے سے ارتباط الفت اصلی مستحکم اگرچہ متجانس نہین
ہی۔ بعض نے کہا کہ مرسلین کے دلون مین رسالت سے ایتلاف کیا اور انبیاء کے دلون مین نبوت سے اور صدیقین کے دلون مین
تصدیق سے اور شہداء مین شہادت سے اور صالحین مین خدمت سے اور عامہ مومنین کے دلون مین ہدایت سے الفت دیدی
پھر مرسلین کو انبیاء پر رحمت قرار دیا اور انبیاء کو صدیقین پر اسی ترتیب سے صالحین کو عامہ مومنین پر رحمت کیا حتی کہ عامہ مومنین
کو [illegible] رحمت قرار دیا۔ ابوسعید خراز رح نے کہا کہ اشکال مین الفت دی اور اسرار مین دوسرے مقام سے الفت

رکھی پس ہر ایک کو اپنے اہل محبت سے ربط و الفت ہی اور آنحضرت صلعم نے حدیث الارواح جنود
اشارہ فرمایا ہی - پھر اللہ تعالے سبحانہ نے اپنے رسول پاک صلعم پر احسان رکھا کہ وہ اسکی مراد ہی اللہ
اور مومنین کے لیے بھی ہر مراد کو کافی ہی اور بیان کیا کہ آنحضرت صلعم و مومنین اپنے حول و قوت سے
حول و قوت ہی پر اعتماد کیے ہین چنانچہ اپنی نصرت و دشمنون پر فتح و غلبہ کی کفالت کو بیان فرمایا

ع ۶

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ
اے نبی کفایت ہی تجکو اللہ اور جتنے تیرے ساتھ ہوے ہین مسلمان

الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن
مسلمانون کو لڑائی کا اگر ہون تم مین بیس شخص ثابت غالب ہون

يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝ الْآنَ
ہون تم مین سو شخص غالب ہون ہزار کافرون پر اسواسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہین رکھتے

خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا
ہلکا کیا اللہ نے تم پر اور جانا کہ تم مین سستی ہی سو اگر ہون تم مین سو شخص ثابت غالب ہون

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝
دو سو پر اور اگر ہون تم مین ہزار شخص غالب ہون دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہی ثابت رہنے والون کے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ - اے نبی محمد صلعم کافی ہی تجھکو اللہ تعالے - اگر پوچھا جاوے کہ اوپر بھی کفایت بیان
فرمائی ہی تو جواب یہ ہی کہ اول مین ارادہ مکر کی صورت مین کفایت کا وعدہ فرمایا یعنی وان یریدوا ان یخدعوک فان حسبک اللہ لیس کفایت
بطور خاص ہی اور یہان عموماً کفایت کی بشارت ہی یعنی ہر حال مین اللہ تعالی تیرے ہر کام کے سرانجام کے لیے کافی ہی پس کافرون پر جہاد کے
امور مین تجھکو کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیے - وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - واو محتمل ہی کہ نام جلیل پر عطف ... محل رفع مین ہی
اور شیخ جلال رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہی اور معنی یہ ہین کہ کافی ہی تجھکو اللہ تعالے اور کافی ہین تجھکو مومنین - شیخ ... نے
اپنی تفسیر تبصیر الرحمن مین لکھا کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے تجھکو کافی ہی اگرچہ تیرے ساتھ کوئی اور نہو اور اگر تو ظاہری اسباب پر
نظر کرے تو تیری پیروی کرنے والے مومنین تجھے کافی ہین - ہدی البغوی من اسم اللہ تعالی پر عطف ہونے کو ضعیف قرار ...
کاف ہی پر عطف مقصور کیا کہ معنی اسی وجہ پر مستقیم ہین و خفاجی رح نے اسمین مناقشہ کیا اور کہا کہ ...
و کسائی نے اسی کو ترجیح دی اور کلام ماقبل و مابعد اسی کا مؤید ہی - پوشیدہ نہین کہ مومنین کا کافی ہونا اس تاویل
نے ذکر فرمائی ہی کہ نظر با سباب ظاہری تجھکو وہ کافی ہین تو آنحضرت صلعم کی شان نبوت کے ساتھ ... مستبعد ہی
بعید ہونا ظاہر ہی و شیخ ابن تیمیہ رح نے کہا کہ جنے یہ معنی بیان کیے کہ اللہ تعالے و مومنین تجھکو کافی ہین ...
بلکہ اسکا یہ قول از جنس کفر ہی کیونکہ اللہ تعالے فقط بذات وحدہ لا شریک ہر بندے کے واسطے کافی ہی
شانہ ہی و قد قال تعالے الیس اللہ بکاف عبدہ - اور فرمایا - وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل -

Marfat.com

[illegible] کا حال ظاہر ہو چکا۔ معالم میں فرمایا کہ مفسرین نے محل من میں اختلاف کیا پس اکثر مفسرین نے کہا کہ وہ حسبک
[illegible] معطوف ہونے کی وجہ سے محل جر میں ہے اور معنی یہ کہ حسبک اللہ وحسب من اتبعک الخ یعنے کافی ہے اللہ تعالے تجھکو اور
ایمان والوں کو جنھوں نے تیری اتباع کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت کی کہ معنی یہ ہیں کہ حسبک وحسب من شہد معک۔ شاید
[illegible] والوں سے اہل بدر مراد ہوں جیسا کہ مقام نزول میں بیان ہوا کہ بدر میں قتال واقع ہونے سے پہلے [illegible]
بیدا میں اسکا نزول ہوا۔ بعض نے کہا کہ اسمیں مناقشہ ہے اسواسطے کہ بصریوں کے نزدیک اسم ظاہر کا ضمیر پر عطف ایسی صورت
میں منع ہے کیونکہ وہ بمنزلہ جزء کلمہ کے ہے پس معطوف علیہ نہیں ہو سکتی اور کوفیوں نے اسکو جائز قرار دیا ہے۔ فراء رح نے کہا کہ عرب
کے کلام میں بہت نہیں کہ حسبک واخیک۔ کوئی بولے بلکہ حسبک وحسب اخیک۔ باعادہ حرف جار مستعمل ہے پس اگر من مجرور
[illegible] من اتبعک آتا۔ شیخ ابو السعود و قاضی بیضاوی رح نے کہا کہ قولہ ومن اتبعک۔ جملہ محل نصب میں بنا برین کہ وہ مفعول معہ
ہوا تے کفاک وکفی اتباعک ناصراً۔ جیسے عربی شاعر کا قول ہے کہ ے اذا کانت الہیجاء و انشقت العصا + فحسبک والضحاک
[illegible] ضحاک بنصب پڑھا گیا۔ اور اسی کو نحاس رح نے اختیار کیا اور فراء رح نے کہا کہ موضع کاف پر اسکے نصب کی تقدیر
کیجاتی ہے اور اسی کو ابن عطیہ نے اختیار کیا۔ اور احسن وجوہ میں سے تفسیر مرویہ از شعبی رح یا قول بیضاوی رح ہے کہ از راہ درستی
لفظ و استقامت معنی کے بہتر ہے واللہ اعلم۔ پھر واضح ہو کہ زہری رح نے کہا کہ یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی اور بعض نے
کہا کہ مہاجرین و انصار دونوں کے حق میں اتری اور سعید بن جبیر نے کہا کہ جب آنحضرت صلعم پر تینتیس ۳۳ مرد اور چھ عورتیں ایمان
لائیں کے بعد عمر بن الخطاب کے ایمان سے چالیس کی تعداد پوری ہوئی تب یہ آیت نازل ہوئی۔ قال ابن کثیر رح اس روایت
میں نظر ہے چاہیے کہ یہ آیت مدنیہ ہے اور اسلام لانا عمر رض کا ملک حبش کو ہجرت کرنے کے بعد مدینہ کی ہجرت سے پہلے واقع ہوا واللہ
اعلم + اور ایسی کے مانند جامع البیان میں اعتراض کیا گیا ہے اور خازن وجمل نے لکھا کہ یہ آیت مکیہ سورہ مدنیہ میں بحکم آنحضرت
صلعم لکھی گئی ہے واللہ اعلم۔ حاصل معنی آیت کے یہ ہوئے کہ اے محمد صلعم تیرے لیے اللہ تعالے کافی ہے اور جنھوں نے تیری
پیروی کی انکے لیے بھی اللہ تعالے کافی ہے اور وے مہاجرین و انصار سب سے پہلے ہیں اور امید ہے کہ قیامت تک کے مومنین بدرجہ ثانی
اس فضیلت میں شامل ہیں پھر اللہ تعالے نے انھیں مومنوں کو جہاد پر آمادگی کا حکم کیا بقولہ۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ تحریض کسی کو کسی چیز پر اچھی شوق انگیز باتوں وغیرہ سے آمادگی دلانے میں مبالغہ کرنا ماخوذ از حرض
[illegible] ہیں کہ مرض نے اسکو سکھا کے کانٹا کر دیا اور موت کے کنارے لگا دیا ہو۔ اور یہاں گویا اشارہ ہے کہ جس امر کا حکم دیا
[illegible] ہلاکت ہے۔ قتال سے جہاد مراد ہے یعنے جہاد پر انکو تحریض کردے پھر بشارت فرمائی بقولہ۔ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ
عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ صابرین ہونا یہ کہ انمیں قوت و شجاعت ہو پس مقاومت کا مدار عدد پر مع رعایت
[illegible] معنی نہ ہو کما تقرر فی موضعہ۔ اور پہلا خطاب آنحضرت صلعم کو تھا اور مومنوں کو آپ کی طرف سے
[illegible] کر دیا یعنی اگر اے مومنو تم میں سے دس صابر ہونگے تو دو سو پر غالب آویگے۔ وَاِنْ یَّكُنْ
[illegible] یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اور اگر تم میں سے سو ہونگے تو غالب ہونگے ایک ہزار پر ان لوگوں
[illegible] ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ہم لوگوں اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں

Marfat.com

نازل ہوئی ہے - رواہ ابن مردویہ - ان یکن بیار تحتیہ اکثر قرار کی قرارت ہے اور تکن بتاء فوقیہ ابن [illegible]
بیان سوال ہوا کہ آیت مین بشارت ہے کہ مومنون کی کوئی جماعت ہو خواہ تھوڑی ہو یا بہت ہو وہ اپنے سے [illegible]
مین غالب ہوگی حالانکہ جو حالات نظر آتے ہین وہ اسکے برخلاف ہین کیونکہ کبھی جماعت نصف و ثلث وغیرہ کبھی [illegible]
جواب کئی طرح دیا گیا ایک یہ کہ ظاہر مین جہان خلاف واقع ہوتا ہے وہان کسی شرط مین موافقت نہین ہوتی مثلاً گروہ مومنین [illegible]
ایسا نہو گا کہ حرب کے وقت صابر ہون - اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ حکم ابتداء اسلام مین تھا پھر منسوخ ہوا [illegible]
قال المترجم جواب جید لولا المناقشة فیما نسخ بہ فافہم - دوم یہ کہ جملہ شرطیہ بمعنی خبر نہین ہے تاکہ سوال مذکور وارد ہو بلکہ شرطیہ سے مراد
امر ہے یعنے تم مین سے بیس ہون تو دو سو کا مقابلہ کریں اور سو ہون تو ایک ہزار سے مقاتلہ کریں اور صابر و ثابت قدم رہین -
یغلبوا سے اشارہ ہے کہ ثابت قدمی کی صورت مین غلبہ انھین کے لیے ہوگا یعنے وہی غالب ہونگے اور کفار مغلوب ہونگے - **بِاَنَّهُمْ**
قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ اس سبب سے کہ کفار ایسی قوم ہین جنکو فقہ یعنے دین کی سمجھ نہین ہے - **قال الخطیب رح** - دس [illegible] قتال
کرنے کا حکم مقید بصبر ہونے مین دلیل ہے کہ واجب کرنا اس حکم کا اسی شرط سے ہے کہ بندہ صابر و قادر ہو اور یہ شرط جبھی حاصل ہوتی ہے کہ
جب چند باتین حاصل ہون - ازانجملہ یہ کہ اسکے اعضاء مین قوت و شدت و چالاکی ہو - ازانجملہ یہ کہ دل کا قوی دلیر اور جنگجو مرد شجاع
ہو بد دل نہو ازانجملہ یہ کہ متحرف القتال یا متحیز الی الفئة نہو کیونکہ اللہ تعالے نے اگلی آیات مین ان دونون حالتون کو مستثنی کردیا ہے
پھر جب یہ شرطین پائی جاوین تب ہر ایک پر جماعت مین سے واجب ہے کہ ثابت قدم رہے اور ایک ہو تو اسپر واجب ہے کہ دس مقابل
سے نہ بھاگے اور دس ہون تو دو سو سے اور سو ہون تو ہزار سے نہ بھاگین اور غالب آوین اگر پوچھا جاوے کہ حاصل یہ کہ دس [illegible]
ثابت قدمی اختیار کرین پھر طول عبارت مین کیا حکمت ہے تو جواب یہ ہے کہ طول عبارت موافق واقع کے نازل ہوئی کیونکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم چھوٹے چھوٹے سرایا کو بھیجتے تھے - اور غالباً انکی تعداد دس سے کم نہین اور دو سو سے زائد نہین ہوتی تھی لہذا اللہ تعالے
نے انھین دونون تعداد کو ذکر فرمایا - اور نیز جواب دیا گیا کہ ایک بمقابلہ دس کے اگرچہ مفید مقصود ہے لیکن صورت واقعہ سے مناسب
نہین کیونکہ کبھی اکیلا مقابل جماعت کفار واقع ہو پس ایسی اعداد سے ذکر فرمانے مین جنمین باہم مناسبت ہے ایک [illegible]
دوم دلالت ہے کہ مومنون کی جماعت خواہ چھوٹی ہو خواہ بڑی ہو سب کا ایک ہی حکم ہے کہ ثابت قدم رہین اور مومنون کو فتح و غلبہ ہوگا
انشاء اللہ تعالے کیونکہ کفار نا سمجھ قوم ہے - یعنی کافرون و مشرکون کا لڑنا کسی مرتبہ یقین اور طلب ثواب کے لیے نہین [illegible]
قتال کرو تو وہ لوگ بخوف جان و مال کے تمھارے مقابلہ مین ثابت قدم نہ رہینگے کہ مارنہ ڈالے جاوین [illegible]
کلام کے بارہ مین لکھا کہ ذرا غور سے نظر کرکے دیکھو کہ اس کلام مین کیا خوب فصاحت ہے چنانچہ اول [illegible]
اور دوم جملہ شرطیہ نظیرین مین یہ قید حذف کردی اور دوسرے جملہ مین من الذین کفروا - [illegible]
کیا کہ دس پر دو سو قدم غالب ہونا و قتال صرف کفار کے ساتھ ہے اور یہ غایۃ الفصاحۃ [illegible]
ہے تو ہر دو جملہ تخفیف مین اثبات رکھا گیا لیکن دوم سے بسبب دلالت سابقہ کے حذف [illegible]
سے صبر کی مطلوبیت پر تاکید فرمائی - اور ہر دو جملہ تخفیف مین قید کا فر ہونے کی [illegible]
احتباک ہے اور جملہ تخفیف مین باذن اللہ بڑھایا حالانکہ وہ ہر دو کی قید ہے اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] کیونکہ اللہ تعالے جسکی معیت مین ہو وہ مغلوب نہین ہو سکتا اور جملہ اسمیہ دلیل دوام ہی۔ اور دیگر [illegible] اس جگہ بیان مین وقت و تطویل ہی وسبحان اللہ رب العرش عما یصفون اسکے کلام کی بلاغت و فصاحت معجزہ ہی [illegible] عجیب عجیب بلاغات لفظی و معنوی ظاہر ہوتے ہین۔ پھر واضح ہو کہ ابتدا مین بیس صابرین کو بمقابلہ [illegible] کے ثبات کا حکم [illegible] آیندہ منسوخ ہوا اور بشارت باقی رہی۔ بعض نے کہا کہ ضعف اسلام کے وقت کثرت صبر و بشارت غلبہ و کثرت [illegible] بوجہ اسکے کہ اہل اسلام کی کثرت ہوگئی تو منسوخ ہوگیا۔ مترجم کہتا ہی کہ سبب تخفیف کا کثرت مذکورہ کے ساتھ [illegible] وبطریق عکرمہ از ابن عباس رض روایت ہی کہ جب قولہ ان یکن منکم عشرون صابرون الخ نازل ہوا تو مسلمانون پر بہت [illegible] گران گذرا جبکہ اللہ تعالے نے ان پر یہ فرض کیا کہ دس کے مقابلہ سے ایک آدمی نہ بھاگے پھر تخفیف نازل ہوئی یعنی قولہ الآن خفف اللہ [illegible] عنکم الخ۔ ابن عباس نے کہا کہ تعداد کی راہ سے انکے لیے تخفیف کردی اور جسقدر تخفیف کی اسیقدر صبر مین سے بھی گھٹا دیا۔ روی البخاری نحوہ۔ محمد بن اسحاق نے بطریق عطاء رح از ابن عباس رض روایت کی کہ جب یہ آیت اُتری تو مسلمانون پر گران گذری اور انھون نے یہ بات بھاری سمجھی کہ بیس آدمی دو سو سے مقاتلہ مین نہ بھاگین اور سو بمقابلہ ہزار کے نہ بھاگین پھر اللہ تعالیٰ نے تخفیف کردی [illegible] جب دشمن سے (نصف ہوتے ہون) (آدھے کے لگ بھگ ہون) تو اپنے دشمن کے مقابلہ سے بھاگنا روا نہین ہی اور جب اس سے کم ہون تو ثبات واجب نہین بلکہ ہٹ جانا روا ہی۔ وقد رواہ علی بن ابی طلحہ والعوفی عنہ بنحو ذلک۔ اور ایسا ہی مجاہد و حسن و عکرمہ و عطاء خراسانی وابن ابی رباح و ضحاک وغیرہ سے مروی ہی اور کلام ابن عباس مین دلالت ہی کہ عرف مین جسقدر کو آدھا کہتے ہین اسقدر ہونے سے فرار نہین روا ہی اگرچہ ٹھیک نصف نہون مثلاً دو سو سے ایک سو نصف ہی اور ننانوے اٹھانوے بھی نصف کے لگ بھگ ہونے سے نصف ہی کے حکم مین ہین بالجملہ دس گونہ کے مقاتلہ کا حکم منسوخ کردیا بقولہ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ اب اللہ تعالے نے تجپر سے تخفیف کردی یعنی ظاہر فرما دیا کہ اگلا حکم صرف اسوقت تک کے لیے تھا اب آیندہ نہین ہی۔ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا اکثرون کی قراءۃ بضم ضاد معجمہ ہی اور حفص و حمزہ وغیرہ کی قراءۃ بالفتح ہی اور یہ دونون لغت ہین۔ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ۔ منہم یعنی کافرون کے دو سو پر۔ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ اے بارادۃ اللہ تعالے۔ اُسی کی ارادت سے پس دس گونہ سے تخفیف کرکے دو گونہ تک رکھا گیا۔ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ اور اللہ تعالے ساتھ ہی صبر کرنے والون کے۔ یعنی اللہ تعالے کی مدد و نصرت صابرون کے ساتھ ہی پھر [illegible] غالب ہونگے۔ واضح ہو کہ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہی کہ وے لوگ کبھی سو بمقابلہ ہزار کے حتی کہ کبھی دس بمقابلہ ہزار [illegible] تھے اور کبھی تنہا ایک آدمی لشکر پر حملہ کرتا اور اسکو اپنی جان ہلاکت مین ڈالنا نہین خیال کیا جاتا تھا پس آیت کریمہ کے معنی [illegible] دس آدمی کامل الایمان اگر بمقابلہ دس ہزار کے صبر و ثبات اختیار کرین تو روا ہی اور بھاگ جاوین تو بھی روا ہی لیکن اگر اپنے سے دو چند [illegible] آدمیون کے مقابلہ سے بھاگین تو اس عذاب کے مستوجب ہونگے جو جہاد سے بھاگنے والے کے حق مین [illegible] صحابہ [illegible] اہل قوت کا زمانہ تھا انکے بعد تابعین و اتباع سے ضعف ہی ہوتا گیا پس قولہ تعالے ان فیکم [illegible] تک سب [illegible] داخل ہین اور اسیمہ ہی کہ جب تک دو چند کفار کے مقابلہ سے نہ بھاگین مستوجب عذاب نہونگے [illegible] فی العرائس [illegible] النبی حسبک اللہ۔ یعنی مومنون کو ایک دل و الفت والا کرکے جو مین نے تجھسے احسان کیا

Marfat.com

اور تیری مدد مین انکو توفیق دی تو مقام توحید مین تجھکو انکی طرف التفات نہ کرنا چاہیے کیونکہ [illegible]
دینا انھین کے حق مین امتحان وسعادت ہو اور یقین کرنا چاہیے کہ فقط تنہا مین بدون کسی مخلوق کے [illegible]
کو میری طرف سیر کرنے مین قدم کو حدوث سے مفرد رکھ اور کچھ بھی شرک کا لگاؤ مت رکھ [illegible] حقیقت مین [illegible]
ومن اتبعک من المومنین - یعنی میرے سوائے جو کچھ ہو سب سے بین مومنون سکے لیے کافی ہون [illegible]
فرشتہ مقرب یا نبی مرسل کیون نہو اور توحید حقیقیہ مین روا نہین ہو کہ میرے سوائے کسی غیر کی طرف [illegible]
سے کیون نہو چنانچہ قولہ تعالے ما علیک من حسابھم من شئی - مین یہ اشارہ صریح مبین ہو - واسطی رح [illegible]
یعنی حسبک باللہ ولیا ناصرا وحافظا ومن اتبعک من المومنین فاللہ حسبھم - یعنی تجھکو اللہ تعالے حفظ [illegible]
اور جو تیرے متبع مومن ہین انکو بھی اللہ تعالے کافی ہو - مترجم کہتا ہو کہ واسطی رح نے اشارہ کیا کہ قولہ ومن اتبعک [illegible]
اللہ تعالے پر معطوف نہین بلکہ مبتدا ہو جسکی خبر بقرینہ اول کے محذوف ہو اسواسطے کہ اللہ تعالے وحدہ لاشریک کافی ہو [illegible]
کفایت آنحضرت صلعم کے حق مین کیونکر ہوسکتی ہو بلکہ مومنون کے واسطے بھی اللہ تعالے کافی ہو [illegible] پھر اللہ تعالی نے تخفیف
فرمائی لقولہ الآن خفف اللہ عنکم - جو بندہ کہ مجاہدہ وریاضت سے جناب باری تعالے کی طرف سے انوار کشف سے [illegible]
خفیف القلب وخفیف البدن وخفیف الحال ہوتا ہو وہ انوار مشاہدہ کے ساتھ عبودیت کے بہت بوجھ نہین اٹھا سکتا [illegible] اللہ تعالے
رحمت کے ساتھ اپنے اولیا پر تخفیف فرماتا ہو تاکہ مراقبہ وحضوری سے انکے دل کی روح بڑھکر ترقی پاوے چنانچہ جب کثرت عبادت
سے حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاے مبارک ورم کرگئے تو رفع مشقت کے واسطے نازل فرمایا قولہ ما انزلنا علیک القرآن
لتشقی - حالانکہ ابتداء مین لقولہ یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا الآیہ حکم دیا تھا کہ کل شب مین جب لوگ غفلت کی نیند [illegible] سوتے ہین
تو عبادت وحضوری مین قیام کرو حتی کہ رات مین سے کچھ ہی حصہ کم کیا پھر جب آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس مرتبہ کو پہنچ گئے [illegible]
فرماکر حکم دیا کہ الآن خفف اللہ عنکم - یعنی جس قوت تکلیف وامتحان سے تم جہاد وعبادات مین قیام کرتے تھے اس [illegible] بردار
رکھنے سے تخفیف کردی اور اپنی قوت بے کلفت سے معاونت دیدی کہ کشف مشاہدہ کے بعد قوت مجاہدہ [illegible] آسان ہو - ابن
عطاء رح نے کہا جو آسان مین ہو نہین ملتا مگر اسی طور سے کہ فقر ومحتاجی وعاجزی کے ساتھ جستجو ہو [illegible]
کہ اسکی طرف اضطرار ہو - نصر آبادی رح نے کہا کہ یہ تخفیف فقط امت کیواسطے تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیلیے [illegible]
نبوت کا بوجھ اٹھانے کو بھاری نہین سمجھتا تھا وہ اس تخفیف کے واسطے کیونکر مخاطب ہوگا [illegible]
وبک احول - میرا کام سب تیرے حول وقوت سے ہو یعنے وہ از خود فانی اور بقاء حق سے باقی تھے [illegible]
ہوسکے - قال المترجم یہ افادہ لطیف ہو - پھر جب بدر کی لڑائی مین کفار قید ہوکر آئے [illegible]

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا
کیا چاہیے نبی کو کہ اوسکے ہان قیدی آوین جبتک نہ خون کرے ملک مین تم [illegible]
وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ لَّوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا
چاہتا ہو آخرت اور اللہ زور آور ہو حکمت والا اگر نہوتی ایک بات کہ لکھ چکا اللہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] غنمتم حللا طیبا ۖ واتقوا اللہ ۚ ان اللہ غفور رحیم

[illegible] غنیمت [illegible] حلال ستھری اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ ہی بخشنے والا مہربان

ماکان [illegible] مقام **لنبی** نہین ٹھیک ہی کسی نبی کے لیے - **ان یکون** بیاء تحتیہ اکثر کی قرارۃ اور بتاء فوقیہ [illegible] قرارۃ ہی [illegible] **لہ اسریٰ** جمع اسیر یعنی گرفتار وقیدی - یہ اسم تکون بالتاء الفوقیہ ہی اور بیاء تحتیہ کا بھی اسم بوجہ اسکے کہ تانیث حقیقی نہین اور خبر درمیان مین فاصل بھی ہی - اور شاید قرارۃ مین للنبی ہی یعنے محمد صلعم یعنے نبی کو ٹھیک نہین کہ اسکے پاس قیدی کفار ہون **حتی یثخن فی الارض** یہانتک کہ زمین مین اثخان کرے یعنی کثرت سے قتل کرے اور اسمین مبالغہ کرے تاکہ کفر ذلیل ہو اسکے لوگ کم ہون اور اسلام قوی ہو اسکے لوگ غالب ہوجاوین - ثخانہ بمعنی غلظت وکثافت ہی اور اثخنہ المرض - فلان کو مرض نے اثخان کیا یعنی بہت ہی گرا دیا - واثخن فلان فی الامر - یعنی اسنے اس کام مین مبالغہ کیا - پھر اثخان گہرے گھاو سے قتل مین اور بمبالغہ قتل کرنے مین مستعمل ہوا - حاصل اس حکم کا یہ ہی کہ جہاد مین کافرون کو قتل کرڈالنا صواب ہی نہ فدیہ لینے کی نیت سے قید کرنا اور مجاہد رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے اس آیت مین آگاہ فرمایا کہ بدر کے روز مشرکون کو قتل کرڈالنا بہ نسبت انکے قید کرکے فدیہ لیکر چھوڑنے کے اولی تھا - پھر جب مسلمانون کا غلبہ وکثرت ہوئی تو قولہ فاما منا بعد واما فداء - سے رخصت دیدی کہ چاہین یون بطریق احسان کے یا فدیہ لیکر چھوڑدین جیساکہ سورہ قتال مین انشاء اللہ تعالے آویگا - **قال الجلال رح** یہان کی آیت منسوخ ہی بقولہ فاما منا بعد واما فداء الآیہ سے - یہی امام شافعی واحمد رح نے اختیار کیا ہی کہ جب کوئی حربی کافر قید ہو تو امام المسلمین کو اختیار ہی چاہے اسکو قتل کرے اور چاہے احسان کرکے چھوڑدے اور چاہے فدیہ لیوے اور چاہے رقیق بناوے اور یہی ابن عمر رضہ سے مروی ہی اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ امام المسلمین پر متعین ہی کہ اسکو یا قتل کرے یا رقیق بناوے اور آیۃ سورۃ القتال یعنی فاما منا بعد الخ خود منسوخ ہی بقولہ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم - کیونکہ سورہ براءۃ سب سے آخر نازل ہوئی جیساکہ ابتداء سورہ براءۃ مین صحیحین کی حدیث عثمان رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہی اور یہی ابن عباس رضہ کا قول ہی امام رازی نے کہا کہ جس آیت کی تفسیر بیان ہو رہی ہی یہ قول فاما منا بعد الآیہ سے منسوخ نہین ہی بلکہ مفہوم ان دونون آیات کا متوافق ہی اسلیے کہ دونون اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ پہلے اثخان ہوجانا ضروری ہی پھر اسکے بعد احسان یا فدیہ کا اختیار ہی اسکی توضیح مین بعض علماء نے کہا کہ یہان جو احسان وفدیہ سے ممانعت ہی آگی نہایت اثخان تک ہی کما قال حتی یثخن فی الارض - اور مقصود اثخان سے اسکا لازم یعنے ظہور قوت وشوکت اسلام ہی پس حاصل حکم اس آیت کا یہ [illegible] نبی کو روا نہین ہی کہ قوت وشوکت اسلام ظاہر ہونے سے پہلے فدیہ لیکر چھوڑے پھر رہا یہ بیان کہ بعد ظہور قوت وشوکت [illegible] کیا کرے تو اسکو آیہ سورہ قتال مین بیان فرمایا بقولہ فاما منا بعد واما فداء - یعنی بعد اثخان کے جبکہ کفر وفساد ذلیل ہوجاوے [illegible] قیدی [illegible] احسان کرکے چھوڑدو چاہے فدیہ لیکر رہا کرو - مترجم کہتا ہی کہ یہ قول جید ہی واللہ اعلم - واقعہ سبب نزول آیت حضرت عبد اللہ [illegible] رضہ و [illegible] جماعت سلف سے مختصر ومطول یون مذکور ہی کہ بدر کی لڑائی ختم ہونے پر آنحضرت صلعم نے [illegible] سے مشورہ [illegible] قیدیون کے بارہ مین کیا کہتے ہو تو ابو بکر رضہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کی قوم کے [illegible] ہیں اور توبہ کرین [illegible] اللہ تعالے انکی توبہ قبول فرماوے اور عمر رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انھین نے آپکو [illegible] آپ اجازت دیجئے کہ ہم انکی گردنین ماردون - عبد اللہ بن رواحہ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ اس لایق ہین

کہ جنگل مین بہت لکڑیان ہین جمع کیکے اسمین انکو جلا دیا جاوے پس آنحضرت صلعم نے [illegible]
اختلاف کیا بعض نے کہا کہ ہم ابو بکر کا قول لینگے اور بعض نے عمر کا اور بعض نے عبد اللہ بن رواحہ کا قول [illegible]
اور کہا کہ اللہ تعالے بعضے دلون کو نرم کرتا ہی یہان تک کہ دودھ سے زیادہ نرم ہوتے ہین اور بعض دلون کو [illegible]
ہوتے ہین اے ابو بکر تیری مثل مانند ابراہیم علیہ السلام کے ہی کہ کہا فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی [illegible]
مانند عیسیٰ کے ہی کہ کہا ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم تیری مثال [illegible]
اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم - اے عمر تیری مثل مانند [illegible] کہ کہا رب لا تذر علی الارض
من الکافرین دیارا - تم لوگ اسوقت مین مفلس ہو پس ان قیدیون مین سے کوئی رہا نہوگا یہان تک کہ فدیہ دیوے یا گردن
ماری جاوے - ابن مسعود کہتے ہین کہ مین نے زبان لڑا کر کہا کہ یا رسول اللہ سوائے سہیل بن بیضاء کے کہ یہ اسلام کا ذکر کرتا تھا
آنحضرت صلعم خاموش ہوئے اور مجھے اس روز ایسا خوف ہوا کہ کہین مجھپر آسمان سے پتھر پڑین [illegible] اسی خوف مین تھا کہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا سوائے سہیل بن بیضاء کے - بالجملہ ان قیدیون سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا کہ آئندہ اہل اسلام سے نہ لڑین - اور ابن عمر رض سے
روایت ہی کہ جب کفار بدر کے قیدیون مین عباس بن عبد المطلب قید ہوکر آئے تو انصار نے عباس کو وعید کی کہ تجھکو قتل کرینگے اور
یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ مین اس رات کو بسبب اپنے چچا عباس کے نہین سویا اور انصار کا قصد ہی کہ عباس کو قتل
کرڈالین تو عمر رض نے کہا کہ مین عباس کو لے آؤن آپ نے فرمایا کہ اچھا پس عمر روانہ ہوکر انصار پاس آئے اور کہا کہ عباس کو چھوڑدو
انھون نے کہا کہ ہرگز نہین کیون چھوڑین - عمر رض نے کہا کہ اگر اسمین آنحضرت صلعم کی خوشی ہو تو انصار نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو لیجاؤ پس
عمر رض نے عباس کو لیکر کہا کہ اے عباس تم مسلمان ہوجاؤ قسم ہی ذات پاک وحدہ لاشریک کی کہ تمھارا اسلام لانا مجھے اپنے باپ خطاب
کے اسلام سے زیادہ محبوب ہی کیونکہ مین نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم کو تمھارا مسلمان ہونا بھلا معلوم ہوتا ہی الے آخر ما قال - اور علی رض سے
روایت ہی کہ بدر کے روز حضرت جبرئیل اُترے اور کہا کہ یا رسول اللہ قیدیون کے بارہ مین اپنے اصحاب سے مشورہ لیجیے وہ چاہین تو
قتل کرین اور چاہین فدیہ لین اس شرط پر کہ سال آیندہ مین انمین سے اسیقدر شہید ہونگے - اصحاب راضی ہوئے کہ فدیہ لین اور
سال آیندہ مین شہید ہون - رواہ الترمذی والنسائی وابن حبان وہو حدیث غریب جداً - اور قوی ثابت یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے
بطریق اجتہاد کے مشورہ لیکر بعد استقرار رائے کے فدیہ لیکر چھوڑ دیا پس ابن مسعود رض وغیرہ کی روایت مین ہی کہ جب یہ کلام پورا ہوا تو
اللہ تعالے نے نازل فرمایا - ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض الے آخر الآیہ - اور دوسری روایت مین ہی کہ جب
دوسرے روز عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین گئے تو دیکھا کہ آپ اور ابو بکر رض روتے ہین [illegible] کہا کہ یا رسول اللہ آپ
اور یہ کیون روتے ہین مجھے بھی آگاہ فرمائیے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین تیرے ساتھیون کے لیے روتا ہون کہ [illegible]
لینا اختیار کرلیا اور اب مجھپر انکے حق مین مواخذہ اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک پیش کیا گیا [illegible] یعنی سال [illegible]
کے عوض مبتلا ہوکر شہید ہونگے اور عذاب پیش کیے جانے سے آپ کی مراد نزول اس آیت کا ہی [illegible]
ہوگا بلکہ مقصود یہ ہی کہ ایسا فعل واقع ہوا جس سے عذاب بہت قریب ہی اگرچہ اللہ تعالے کی مغفرت [illegible]
کے عذاب نازل نہوگا - فافہم - پس آیت مین آنحضرت صلعم کو لطیف عتاب آمیز یہ خطاب فرمایا [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور اہل اسلام کے غالب و قوی ہوجانے کے فدیہ لیکر کافر قیدیون کو رہا کرے - پھر مومنون
[illegible] عَرَضَ الدُّنْيَا اے مومنو تم اسباب دنیا کو یعنی اسکی حقیر متاع کو چاہتے ہو چنانچہ تم نے
[illegible] وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ - اور اللہ تعالی آخرت کو چاہتا ہی یعنے تمہارے لیے ثواب آخرت کو پسند
[illegible] فدیہ لینے سے باز رہتے اور انکو قتل کرکے ثواب آخرت لینے پر اکتفا کرتے - وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ
[illegible] غالب ہو وہ جو چاہے سو کرے حکمت والا ہی - واضح ہو کہ آیت مین یہ مطلب نہین کہ اللہ تعالی نے تمہارے لیے
[illegible] ہو کیونکہ جو اللہ تعالے چاہے وہی ہوتا ہی بلکہ معنی اسکے فقط یہ ہین کہ اللہ تعالے نے مومنون کے لیے آخرت کو پسند
[illegible] بعض مومنون نے ثواب آخرت لینے مین چوک اٹھائی اور چاہا کہ فدیہ لیوین اور سال آیندہ مین شہادت پاوین
[illegible] فرمایا اور یہ خطا اجتہادی تھی کیونکہ پہلے اسپر یہ حکم نہین آیا تھا کہ قتل ہی کرو فدیہ مت لو - بیضاوی رح نے لکھا کہ
[illegible] آیت مین دلیل ہی کہ انبیاء بھی اجتہاد کرتے ہین اور کبھی اجتہاد مین چوک جاتے ہین لیکن انکو وحی سے مطلع کردیا جاتا ہی
[illegible] یہ کہ اجتہاد کرنا انبیاء کا مختلف فیہ ہی اور اس آیت سے اسپر دلیل تمام نہین ہی - اس آیت سے استنباط ہو سکتا ہی
[illegible] اعمال [illegible] کے واسطے دلیری کرنا نہین چاہیے جیسے بعض صحابہ رض نے آیندہ سال مین شہادت قبول کرکے فدیہ لے لیا -
اور حدیث لا تمنوا لقاء العدو واسئلوا اللہ العافیۃ الخ سے یہ امر مستنبط ہی - بالجملہ اللہ تعالے نے عتاب کیا کہ تمہارے واسطے آخرت کا
[illegible] تھے دنیا کیون اختیار کی - لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ - اگر اللہ تعالی کی طرف سے پہلے لکھا
[illegible] لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ البتہ تمپر نازل ہوتا بسبب اس چیز کے جو تم نے لے لیا ہی عذاب عظیم
یعنی اللہ تعالے نے پہلے لکھ دیا تھا کہ مواخذہ نہوگا ورنہ تم نے جو کافرون سے قبل اثخان کے فدیہ لیکر انکو چھوڑا اسمین تمپر عذاب عظیم
[illegible] آیت مین یہ بیان نہین کہ پہلے اللہ تعالے نے کیا لکھ دیا اور مفسرین کے یہان چند اقوال ہین - اول آنکہ لوح محفوظ
[illegible] ہوچکا کہ جو بندہ مومن اجتہاد مین خطا کرے اسپر عقاب نہوگا - دوم یہ کہ جس قوم پر صریح ممانعت سے آگاہی نہوئی ہو
اسپر عذاب نہوگا - سوم یہ کہ اہل بدر جو عمل کرین بخشے جاوینگے انپر عذاب نہوگا - چہارم یہ کہ اس امت پر مال فدیہ حلال ہوگا - واضح
[illegible] آیت مین وعید عذاب نہین بلکہ فقط تنبیہ ہی اور اظہار اس امر کا کہ تم نے دنیا کی طرف میل کیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت
[illegible] کہ اللہ تعالے نے کمال رحمت سے لکھ دیا ہی کہ ایسی صورت مین عقاب نہوگا - روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا
[illegible] نازل ہوتا تو سوائے عمر اور سعد بن معاذ کے کوئی اس سے نجات نہ پاتا - روایت ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو
[illegible] اموال غنیمت و فدیہ سے ہاتھ کھینچا اور اسکو لینے سے احتراز کیا پس نازل ہوا - فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ
حَلٰلًا طَيِّبًا [illegible] نے تمکو حلال کردیا پس کھاؤ جو تم نے غنیمت مین حاصل کیا ہی اکل حلال طیب - یا در حالیکہ
[illegible] طیب ہی پس اول مین حلالا صفت مفعول مطلق ہی اسے اکلا حلالا - اور دوم مین حال از مال غنیمت
[illegible] کی وجہ سے انکے دلون مین اس مال کی طرف سے وسواس آگیا تھا اسکو دور کردیا - وَ
[illegible] کرو اور دنیا کی طرف میل نہ کرو - اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
[illegible] تم سے ہوا اسکی مکافات کیا اگرچہ صغیرہ تھا اللہ اسپر یہ رحمت زیادہ ہی کہ غنائم تمکو حلال کردین اگرچہ اگلی امتون

Marfat.com

مین سے کسی کے لیے حلال نہ تھین اور یہ امر اس امت کی خصوصیات سے ہی چنانچہ بیان [illegible]
فی العرائس قولہ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ۔ اللہ تعالے نے اسمین نفس امارہ کی طرف
سے یہ بھی ہی کہ کبھی آدمی کو طاعات کے بہانہ سے دنیا کی طرف جو اسکی عین خواہش ہی [illegible] نفس
آیت کریمہ مین خطرات کا بیان ہی اور تریدون سے جلت اور جمی ہوئی بات کا بیان نہین ہی [illegible]
صحابہ رضی اللہ عنہم مین یہ بات نہ تھی کہ دنیا کی خواہش انمین ہوا ور لقاء آخرت نہ چاہتے ہون بلکہ مراد یہ ہی کہ تمھارے [illegible]
یہ خطرہ ولادیا کہ تم سال آیندہ مین شہادت لینا اور اب یہ مال فدیہ لے لو حالانکہ تم اس سے متنبہ نہ تھے اور تمھارا [illegible]
اور دنیا کی طرف رغبت ہوگئی جو نفس کی عین خوشی ہی پس اللہ تعالے نے اس کلام پاک سے انکے خطرات [illegible]
کے قریب سے بچے رہین چنانچہ واتقوا اللہ۔ سے صریح تنبیہ کردی کیونکہ صریح حکم سے یہان کوئی مخالفت نہین پائی گئی اور [illegible]
حرام تھا بلکہ خلاف اولی اور صغیرہ گناہ کہنا چاہیئے ہی پس مقصود یہ کہ خدمت وطاعت مین خطرات نفس سے تقوی رکھین [illegible] نہین
دیکھتا کہ آنحضرت صلعم کو باوجود جلالت قدر کے دنیا کی طرف نظر ڈالنے سے تحذیر فرمائی لقولہ ولا تعد عیناک عنہم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا۔
اور لقولہ ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ الآیۃ وحاصل یہ کہ تم لوگ مجاہدہ مین نفس کی خاطر سے رفاہیت چاہتے ہوا ور اللہ تعالی کی پسندیدہ
پسندیدہ یہ ہی کہ تم کو کشف مشاہدہ و وصول بمقام آخرت وقرب ہو۔ جعفر رح نے کہا کہ قولہ واللہ یرید الآخرۃ۔ جو بات تمھارے لیے اللہ
کو پسند ہی وہ تمھارے نفوس کی خواہش سے بہتر ہی۔ قولہ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا۔ اسمین اشارت سے ثابت ہی کہ جو مال کہ جہاد وغیرہ
کمائی سے حاصل ہو اس سے غذا آدمی کو مورث برکات ہی کیونکہ لقمہ حلال مین نظر لطف سے انوار ہین جن سے صدیقون کے دل اور
مقربین کے دل اور محبین کی ارواح کو تقویت ہوتی ہی اور جو اسمین گوندھا ہوا ہی وہی اس سے پیدا ہوتا ہی یعنی لطف باری تعالی اور
اس سے قلب کو وسواس سے طہارت وخبث شیطان سے پاکی حاصل ہوتی ہی۔ جعفر رح نے کہا کہ حلال کھانا اسوقت ہی کہ حلال ہو کر
اسکی غذا مین اللہ تعالے کی نافرمانی نہ کرے اور طیب اسوقت ہو کہ اللہ تعالے کی یاد سے فراموش نہو۔ بعض نے کہا کہ حلال وہ ہی کہ
کمائی جو تونے بقدر ضرورت لی ہوا ور طیب وہ ہی کہ باوجود فقر وفاقہ کے اپنے نفس کی بہ نسبت دوسرے مسلمانون کو [illegible]
اگرچہ خود بھی اسمین سے کھایا ہو۔ بعض نے کہا کہ حلال وہ ہی جو بدون سبب کے تجھپر ظاہر ہوا ہوا ور طیب وہ ہی جو [illegible]
کی طرف سے تجھے عطا ہوا ہو۔ اور مین نے کسی شیخ کا یہ قول نہین پایا کہ حلال وہ ہی جو حالت مجاہدہ مین کھاوے [illegible]
مشاہدہ مین کھاوے۔ حلال وہ ہی کہ دل مین اس سے دغدغہ نہو اور طیب وہ ہی کہ قلب کو راحت دے [illegible]
شک ہوا سکو چھوڑ کہ ایسے رزق کو لے جس سے شک نہو اگرچہ فتوی دینے والے تجھے فتوی دیتے [illegible]
ہی اور حرام کھلا ہوا ہی اور انکے درمیان مین شبہہ کی چیزین ہین تو جو کوئی شبہہ سے بچ گیا وہ اپنے دین کو بچا لیگیا [illegible]
فتاوی فقہیہ مین لکھا ہی کہ جو لوگ خانقاہون مین بیٹھے لوگون کے اموال سے کھاتے [illegible]
کے قابل ہین اور نیز مشائخ علماء کے اقوال لکھے ہین کہ اسوقت مین حلال گویا عنقا ہی [illegible] حرام [illegible]
اور مسلمانون کے تاجرون وپیشہ ورون کو لازم ہی کہ خرید وفروخت کے مسائل بخوبی سیکھ لین تاکہ [illegible]
وتمام البسط فی الفتاوی الہندیہ۔ حدیث مین ہی کہ گناہ وہ ہی جو تیرے دل مین خلش کرے [illegible]

... وجہ سے کہا کہ جسکے کھانے کی اجازت ہو وہ حلال ہی اور حلال طیب وہ کہ جسکو تو جانے کہ بدون میرے استحقاق کے ... کی طرف سے فضل ہوا ہی۔ فافہم۔ واضح ہو کہ بعد مشورت کے قیدیون سے فدیہ لیکر عہد و پیمان کے ساتھ انکو رہا کیا گیا اور

بعض قیدی باکراہ لڑنے آئے تھے انپر یہ گران گذرا تو استمالت فرمائی لقولہ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ

اے نبی کہدے انکو جو تمہارے ہاتھ مین ہین قیدی اگر جانے گا اللہ تمہارے دل مین کچھ نیکی تو دیگا تمکو

خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ

بہتر اس سے جو تمسے چھن گیا اور تمکو بخشیگا اور اللہ ہی بخشنے والا مہربان اور اگر چاہینگے تجھسے دغا کرنی سو

خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

دغا کر چکے ہین پہلے اللہ سے پھر اوسنے پکڑوا دیے اور اللہ سب جانتا ہی حکمت والا

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے محمد صلعم۔ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰى کہدے اُن لوگون سے جو تمہارے قبضہ مین ہین قیدی لوگ ابو عمرو رح کی قراءۃ مین من الاُسارٰی ہی وہ بھی جمع اسیر ہی ماخوذ از اسر بمعنی قد کیونکہ قد سے وہ قیدی کو باندھتے تھے پھر ہر گرفتار کو اسیر کہنے لگے اگرچہ قد سے بندھا ہوا نہو اور ابن العلاء نے کہا کہ پکڑے جانے کے وقت بندھتے ہوئے ہون تو اُساری کہلاتے ورنہ ہون تو اسرٰی کہلاتے ہین اور شاید یہ بیان اصل لغت کا ہی اور استعمال مین ہر ایک کو دوسرے کے مقام پر بولتے ہین چنانچہ یہان بدر کے قیدیون سے کہنے کا حکم ہی حالانکہ فدیہ لیکر وہ کھول دیے گئے تھے اور مقولہ یہ ہی کہ۔ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا اگر اللہ تعالےٰ کے علم مین ہوگی تمہارے دلون مین خیر۔ یعنی اگر تمہارے دلون مین ایمان و اخلاص معلوم ہوگا تو۔ يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ عطا کریگا اللہ تعالےٰ تمکو بہتر اس چیز سے جو تم سے فدیہ مین لی گئی۔ باین طور کہ دنیا مین اُس سے کئی گونہ زیادہ تمکو دیدیگا اور ثواب آخرت اس سے بھی بڑھکر تمکو ملیگا اور سب سے اعلیٰ یہ کہ وَيَغْفِرْ لَكُمْ اور تمہاری مغفرت فرما دیگا کہ قبل ایمان و اخلاص کے جو تم نے ایذاء و جدال و قتال و فسق و فجور کیا وہ معاف کریگا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور حال یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہی اسکی مغفرت جسکو ملجاوے تو اس سے بڑھکر کون نعمت ہی اور اسکی رحمت کا کون پار پا دے۔ اور معنی قولہ ... کے یہ ہین کہ جملہ قیدیون کے دلون کا حال اور جو کچھ آیندہ انسے ظاہر ہوگا سب اللہ تعالےٰ کو قطعاً معلوم تھا چنانچہ آخر آیہ یعنی ... علیم حکیم سے اسکا استدراک کر دیا اور یہان بطور شرط و صیغہ شک کے بغرض تعمیم ارشاد کیا کیونکہ سب قیدی ایک حال پر نہ تھے ... نے ... سے اقرار کیا تھا کہ ہم اب اسلام کے مقابلہ مین قتال نہ کرینگے اور اپنی قوم کو اسلام کی نصیحت کرینگے اور بعضون نے ... اسکو بشرطیہ بیان کر دیا کہ اگر ایسا ہوگا تو اسکا بدلا یہ ملیگا اور علم سے معلوم مراد ہی یعنی وہ امر جس سے علم متعلق ... سے ... ثواب منوط ہوتا ہی حاصل آنکہ قیدیون سے جنکو فدیہ لیکر چھوڑنا منظور ہی یہ کہدے کہ اگر تم سے ایسی بات ... یعنی ایمان ... و اخلاص تو اللہ تعالےٰ نے تمکو اس مال فدیہ کے عوض مین اس سے بہتر دیدیگا و تمہارے گناہون کی ... وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ اور اگر ان قیدیون نے تیرے ساتھ خیانت کرنی چاہی یعنی زبانی قول سے اپنے ... پیمان دیا اور دل مین عہد و خیانت چھپائی ہی اور تجھکو دھوکا دینا چاہتے ہین تو تجھکو اسکی پروا نہ کرنی چاہیے

کیونکہ اس سے بڑھکر یہ لوگ پہلے کر چکے - فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِن قَبْلُ کیونکہ پہلے [illegible]
خیانت کی اسلیے کہ عہد ازلی اور فطرت کو جو اپنے پروردگار معبود کی توحید کا تھا چھوڑ کر [illegible]
فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ پس اللہ تعالے نے موافق مشیت کے انپر قابو دیدیا چنانچہ ضعیف کمزور [illegible]
باسامان بہت تعداد والے گروہ کفار پر بدر کے روز غالب کر دیا کہ انھون نے انکو قتل کیا اور پکڑ لیا [illegible]
چنانچہ اللہ تعالے نے اسلام کو غالب کرنا مقدر کیا ہو وہ ضرور پھیل جائیگا اور کتنا ہی لشکر [illegible]
کچھ ہوگا اور یہ طریقہ جو فرقۂ اسلام اور فرقۂ کفار کے درمیان جاری ہو رہا ہو یہ بمقتضائے مشیت ازلی حکمت [illegible]
چاہے تو دم مین سب کا فر ہلاک ہو جاوین یا ایکدم سب مسلمان ہو جاوین ولیکن مومن و منافق کے اظہار کے [illegible]
و شہادت وغیرہ سے بعض کو سرفراز و بعض کو کفر و نفاق و نافرمانی سے خوار کرنے کے لیے اور دیگر اسرار و حکمت کے واسطے یہ طریقہ
مشروع فرمایا ہو- وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالے خوب جاننے والا اور کامل حکمت والا ہو چنانچہ اسکو معلوم ہو کہ [illegible]
مین کون سچا ہو اور کون خیانت کی نیت رکھتا ہو- واضح ہو کہ قولہ وان یریدوا خیانتک الخ مشعر ہو کہ اکثر صادق ہین [illegible]
ہوا کہ دوسرے سال اُحد مین وہ لوگ کفار قریش وغیرہ کے ساتھ پھر لڑنے آئے - اگر پوچھا جاوے کہ قولہ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا
بھی مشعر ہو کہ بعض کے حق مین اسکا ظہور ہو تو جواب یہ ہو کہ ہان حضرت عباس بن عبد المطلب وغیرہ اسکے مصداق ہوئے [illegible]
نے ذکر کیا کہ سبب نزول اسکا بھی حضرت عباس ہوئے ہین اور اگر تفصیلی علم منظور ہو تو سنو کہ شیخ ابن کثیر رح نے اپنی تفسیر مین [illegible]
روایات کو جن سے سابق و لاحق مضمون بحسب واقعہ ظاہر ہو یون ذکر کیا کہ محمد بن اسحاق نے اپنے اسناد سے عبد اللہ بن عباس [illegible]
روایت کی کہ بدر کے روز لڑائی سے پہلے حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ بعض بنی ہاشم وغیرہ باکراہ و مجبوری [illegible]
ساتھ ہو کر آئے ہین لہذا جو شخص لڑائی مین ابو البختری بن ہشام کو پاوے تو اسکو قتل نکرے اور جو عباس بن عبد المطلب کو پاوے تو
قتل نکرے کیونکہ وہ باکراہ ساتھ ہو لیا ہو تو ابو حذیفہ بن عتبہ نے کہا کہ ہم لڑائی مین اپنے باپ بیٹون بھائیون [illegible]
تو مار ڈالین اور عباس کو چھوڑ دین واللہ اگر مین نے عباس کو پایا تو اس تلوار سے ماڈالونگا - یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہنچی [illegible]
فرمایا کہ اے ابو حفص - عمر رض کہتے تھے کہ واللہ پہلے پہل اسی روز مجھے آنحضرت صلعم نے ابو حفص سے [illegible]
کہ رسول اللہ کے چچا کے منھ پر تلوار ماری جاوے - عمر رض نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ شخص نفاق کا کلمہ بولا ہو [illegible]
گردن ماردون - ابو حذیفہ اس واقعہ کے بعد کہا کرتے تھے کہ واللہ میری زبان سے جو کلمہ نکلا مجھے [illegible]
ہون کہ میرا کیا انجام ہو مگر آنکہ اللہ تعالے مجھے اپنی راہ مین شہادت دے آخر جنگ یمامہ مین شہید ہوئے [illegible]
ظاہر ہوا کہ عباس وغیرہ زبردستی مجبوری سے ساتھ آئے تھے اور عبد اللہ بن عباس [illegible]
تو قیدی لوگ بندھے ہوئے جکڑے ہوئے قیدگاہ مین پڑے تھے اور رسول اللہ صلعم کو [illegible]
نے عرض کیا کہ آپ کیون نہین سوتے ہین فرمایا کہ مین نے اپنے چچا عباس کے [illegible]
کراہتے تھے اور عباس کو انصار مین سے ایک مرد نے گرفتار کیا تھا [illegible]
نے ذکر کیا کہ بدر کے قیدیون مین سے جن لوگون [illegible]

Marfat.com

اور بخاری وغیرہ نے جماعت صحابہ مثل انس بن مالک رح سے روایت ہی کہ چند انصاریون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمکو اجازت دیجئے کہ ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دین (عباس کی والدہ قوم انصار کی بیٹی تھین) تو فرمایا کہ نہین واللہ ایک درم بھی مت چھوڑو۔ ابن اسحاق نے باسناد صحیح مشائخ زہری رح کی ایک جماعت سے روایت کیا کہ قریش نے اپنے قیدیون کا فدیہ بھیجا اور ہر قوم نے اپنے قیدی کو جسقدر پر راضی ہوئے دیکر چھڑایا اور عباس نے کہا کہ یارسول اللہ مین تو مسلمان تھا تو فرمایا کہ تیرے اسلام کا حال اللہ جانتا ہی ظاہر حال تو ہم پر آیا تھا پس تو اپنا اور اپنے دونون بھتیجون نوفل بن الحارث بن عبد المطلب اور عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب کا اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ دے تو عباس نے کہا کہ اتنا میرے پاس کہان ہی اور ایک روایت مین آیا کہ یہ فدیہ تو دیدیا اور کہا کہ اے بھتیجے محمد تم نے مجھے ایسا مفلس کر کے چھوڑا کہ جیتی زندگی قریش کے سامنے ہاتھ پھیلا کر ٹکڑے مانگون آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پھر وہ مال کہان گیا جو ام الفضل اور تم نے چپکے سے زمین مین گاڑا ہی اور تم نے ام الفضل سے کہا تھا کہ دیکھیے اس سفر مین مجھے کیا پیش آوے پس اگر مین نہ لوٹا تو یہ مال جو مین نے دفن کیا ہی اولاد فضل وعبداللہ وقثم کے واسطے ہی۔ عباس نے کہا کہ یارسول اللہ بتحقیق مین نے جانا کہ آپ اللہ تعالے کے رسول ہین کیونکہ مین نے آدھی رات کے وقت یہ مال گاڑا ہی سوائے ام الفضل کے اس سے کوئی آگاہ نہ تھا۔ اچھا مین فدیہ دیتا ہون لیکن بیس اوقیہ سونا جو میرے ساتھ تھا اور تم نے لوٹ مین پایا ہی وہ اسمین حساب کر دو۔ آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہین وہ تو اللہ تعالے نے ہم کو عطا کیا ہی پس عباس نے فدیہ ادا کیا اور اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی یا ایہا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسرے الی قولہ غفور رحیم۔ عباس کہا کرتے تھے کہ یہ آیت میرے ہی حق مین نازل ہوئی ہی اور اللہ تعالے نے وعدہ پورا کر دیا کہ بجائے بیس اوقیہ سونے کے حالت اسلام مین مجھکو بیس غلام دیے ہین کہ ہر ایک میرے مال کثیر سے میرے لیے تجارت کرتا ہی اور پھر ایک خود بہت قیمت کا ہی چنانچہ جو انمین سے گھٹیا ہی وہ بیس ہزار درم کا اندازہ کیا جاتا ہی اور مجھے زمزم عطا کیا کہ اسکے مقابلہ مین مجھے تمام دنیا ہیچ ہی اور باوجود اسکے مین اللہ تعالے سے ثواب جزیل آخرت کی اور مغفرت کی امید رکھتا ہون۔ مجاہد رح نے کہا کہ یہ آیت عباس کے حق مین نازل ہوئی اور ایسا ہی متعدد طرق سے ابن عباس سے صحیح ہوا ہی۔ اسلام مین عباس کو بہت مال ملا چنانچہ انس بن مالک رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم کے پاس صوبہ بحرین سے مال کثیر آیا تو فرمایا کہ میری مسجد مین ڈال دو اور لوگ سامنے آئے پس آپ متوجہ نہوئے اور نکلکر مسجد مین نماز پر قیام فرمایا پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو بیٹھکر تقسیم کرنا شروع کیا پس جسکو دیکھتے اُسی کو دیتے یہانتک کہ عباس آئے اور کہا کہ یارسول اللہ مجھے بھی دیجئیے مین نے اپنی جان کا فدیہ دیا اور عقیل کا فدیہ دیا ہی تو حضرت صلعم نے کہا کہ لیلو پس عباس نے دونون ہاتھون سے اپنے کپڑے مین رول کر خوب بھرا اور چاہا کہ لادلیجاوین مگر اٹھ نہ سکا تو عرض کیا کہ آپ کسی کو حکم دین کہ اٹھوا دے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ نہین۔ تب عرض کیا کہ اچھا آپ ہی اٹھوا دیجئیے آپ نے فرمایا کہ نہ مین اٹھوا دون آخر عباس نے اسمین سے کچھ نکال ڈالا پھر اٹھا کر کاندھے پر لادا اور بڑے بوجھ کے ساتھ اٹھا لیچلے اور آنحضرت صلعم انکی حرص پر تعجب کی نظر سے انکو دیکھتے رہے پھر آنحضرت صلعم جبتک ایک درم بھی وہان رہا نہین اٹھے اور بالکل جب تقسیم ہوگیا تو اٹھے اور اس مال سے ایک درم بھی اپنے گھر نہین بھجوایا۔ رواہ البخاری وجماعۃ من ائمۃ الحدیث۔ پھر اللہ تعالی نے لوگون کے طبقات بیان فرمائے بقولہ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑا اور لڑے اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ مین اور

الَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِ [illegible]

جن لوگون نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے رفیق ہین [illegible]

مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ [illegible]

تمکو اونکی رفاقت سے کچھ کام نہین جب تک گھر نہ چھوڑ آوین اور اگر [illegible]

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

تو تم کو لازم ہے مدد کرنی مگر مقابلے مین ایسون کے جن مین اور تم مین عہد ہو اور اللہ جو کرتے ہو وہ دیکھتا ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ

اور جو لوگ کافر ہین وہ ایک دوسرے کے رفیق ہین اگر تم یون نکرو گے تو شورش پھیلے گی ملک مین اور بڑی خرابی ہوگی

ان آیات مین اللہ تعالے نے لوگون کے طبقات وانکے احکام جو اسوقت بمقتضاے حکمت آلہیہ مقدر تھے بیان فرمائے اور اسی تفسیر کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ نزول ان آیات کا فتح مکہ سے پہلے ہے قال تعالے۔ اِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا۔ ایسے ہجرت کی اور ہم وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مہاجرت ترک وطن گویا انھون نے وطن چھوڑا اور وطن نے بھی انکو چھوڑا بس مبالغہ ہے کہ بالکل لگاؤ نہ رکھا اور ہجرت تین طرح کی باعتبار احکام وثواب کے ہے اول وہ ہجرت جو ابتداء مین واقع ہوئی جب کہ اسلام بہت ضعیف تھا اور اسکو ہجرۃ اولی کہتے ہین اور دوم وہ ہجرت جو بعد صلح حدیبیہ کے واقع ہوئی کیونکہ بعد فتح مکہ کے ہجرت نہین۔ لقولہ علیہ السلام لا ہجرۃ بعد الفتح۔ اور یہی محققین کا قول ہے۔ اور سوم وہ ہجرت جو عموماً قیامت تک باقی ہے اور وہ ہے ایسے ملک و دیار سے جو کفرستان ہے ہجرت کرکے کسی ملک اسلام مین چلا جانا خواہ مکہ ہو یا کوئی اور ملک ہو اور اس ہجرت کی دو قسمین ہین واجب و مستحب پس جس ملک مین بسبب غلبہ کفر کے آدمی اداے فرائض و واجبات سے عاجز ہو وہان سے ہجرت واجب ہے اور دوم وہ ملک جہان اداے فرائض سے عجز نہو ولیکن غلبہ کفر سے حدود دین نتوڑے ہو تو وہان سے ہجرت مستحب ہے واللہ اعلم۔ پس آیت مین ہجرت یعنی اول مراد ہے اور مہاجرین صحابہ انخلین مومنون کو کہتے ہین کیونکہ انخلین نے اپنے دیار و اموال و اعزہ و اقربا کو دین کے لیے مہجور و متروک کیا اور رسول اللہ صلعم کے پاس مدینہ منورہ مین اقامت دین کے لیے چلے آئے اور اپنی جان و مال کو جہاد مین خرچ کیا پس قسم اول مومنین مین سے یہی مہاجرین ہین اور قولہ تعالے السابقون الاولون من المہاجرین سے مراد ہین۔ اور قسم دوم۔ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا [illegible] وہ لوگ جنھون نے ٹھکانا دیا اور مدد کی۔ ایواء جگہ دینا۔ یہی انصار سابقین اولین ہین اور یہ اہل مدینہ کے مسلمان ہین جنھون نے آنحضرت صلعم اور آپکے ساتھی مہاجرین کو اپنے یہان جگہ دی اور جان و مال سے انکی خدمت کی اور [illegible] رسول اللہ صلعم کی مدد کی حالانکہ وہ وقت تھا کہ اسلام ضعیف اور دشمن قوی تھے اور خود یہ لوگ بھی زیادہ وسعت والے [illegible] انھون نے اپنے پر مہاجرین کی راحت کو پسند کیا پس ان دونون قسمون کی نسبت اللہ تعالے نے فرمایا۔ أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ [illegible] یہ دونون فریق ایسے ہین کہ انمین بعض کے بعض ولی ہین اور باہم موالات ثابت ہے پس [illegible] احق ہے اسی واسطے آنحضرت صلعم نے مہاجرین و انصار کے درمیان عقد مواخاۃ یا [illegible] بنایا تھا چنانچہ ہر ایک کا ایک بھائی ہوگیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ روتے ہوئے آئے کہ آپ نے [illegible]

Marfat.com

[illegible] آخر احکام ہو اور یہ امر منجملہ فضائل علی رضی اللہ عنہ کے ہے- بالجملہ اس مواخات و موالات کے عقد سے انمین
[illegible] میراث جاری ہوتی تھی جو وارث قرابت سے مقدم تھی یہانتک کہ اللہ تعالے نے اس حکم کی انتہا کردی اور آیت مواریث نازل
[illegible] ایک کے لئے ایک حکم بیان کر دیا جیسا کہ صحیح بخاری مین ابن عباس رض سے ثابت ہے- اور بعض نے کہا کہ اولیاء ہونا فقط نصرت و مددگاری
[illegible] حکم اس آیت کا منسوخ نہوگا مگر قول اول اکثر مفسرین نے اختیار کیا ہے اور شیخ جلال رح نے دونون کو جمع کر دیا کہ نصرت و
[illegible] ایک دوسرے کے ولی ہین اور اولیاء کا اطلاق بھی اسی کو چاہتا ہے ولیکن اسپر ایک اشکال وارد ہوتا ہے اس حدیث
[illegible] نے جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ مہاجرین و انصار باہم بعض اولیاء بعض ہین اور
[illegible] وعتقاء ثقیف باہم بعض اولیاء بعض ہین یہ قیامت تک ہے- قال ابن کثیر رح تفرد بہ احمد رح اور ابو یعلی رح نے ابن مسعود
[illegible] اللہ عنہ سے اسی کے مانند مرفوع روایت کی ہے اور جواب یہ ہوسکتا ہے کہ حدیث مین ولایت سے خاص ولایت مراد ہے یعنی ولایت
[illegible] ومعونت چنانچہ اگر انمین سے کسی نے شکار کو تیر مارا اور چوک کر وہ کسی آدمی کے لگا حتی کہ دیت واجب ہوئی تو ایک دوسرے
کی مددگار برادری قرار دیجائیگی- فلیتامل- بالجملہ سابقین اولین از مہاجرین و انصار باقی تمام مومنین پر مقدم ہین اور شیخ ابن کثیر رح
نے مہاجرین کے انصار پر مقدم ہونے پر اجماع نقل کیا ہے- پھر اللہ تعالے نے تیسری قسم کو بیان فرمایا بقولہ- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَلَمْ يُهَاجِرُوْا یعنی جو لوگ ایمان لائے مگر اپنے دیار مین رہے وہان سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ مین نہین آئے تو- مَا لَكُمْ مِّنْ
وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ تمھارے لیے انکی ولایت مین سے کچھ بھی نہین ہے پس تمھارے وانکے درمیان میراث جاری نہوگی اور انکو
غنیمت مین سے بھی کچھ حصہ نہ ملیگا- حَتّٰى يُهَاجِرُوْا یہانتک کہ وے ہجرت کر کے تمھارے ساتھ لاحق ہوجاوین تب انکے واسطے
بھی وہی ہوگا جو تمھارے واسطے ہے- حاصل آنکہ جنمین ایمان و ہجرت دونون باتین ہین انمین تو ولایت متحقق ہے اور جنمین ایمان ہے اور ہجرت
نہین ہے انکو میراث و غنیمت نہ ملیگی اگرچہ فریق اول کے قرابت والے ہون- قولہ ولایتہم من شئی- قراءۃ حمزہ بکسر الواو ہے اور باقیون
کی قراءۃ بالفتح ہے اور من زائدہ واسطے تاکید نفی کے ہے یعنی کچھ بھی ولایت نہین ہے- ظاہر اقوال مفسرین سے نکلا کہ ولایت سے ارث و
حصہ غنیمت مراد ہے نہ مطلق اعانت کیونکہ ولایت کی بالکل نفی فرمائی حالانکہ نصرت واجب فرمائی بقولہ- وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ
فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اور اگر ہجرت نہ کرنے والے مومنین دین مین تم سے مدد چاہین تو تمپر نصرت واجب ہے- یعنی تمپر واجب ہے
[illegible] کافرون پر جہاد مین انکی مدد کرو اور چونکہ یہ عام تھا کہ کافر خواہ ایسے ہون جنسے تمھارا معاہدہ ہے یا ایسے نہون سب پر معاونت واجب
ہے حالانکہ عہد والون پر خلاف شرط کی معاونت نہین ہوسکتی لہذا استثنی فرمایا بقولہ- اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ
سوائے ایسی قوم کافر کے جنکے تمھارے درمیان عہد ہے یعنی یہ مسلمان اگر کسی ایسی قوم کافر پر جہاد کرین جنکے تمھارے درمیان عہد ہے اور تمسے مدد چاہین تو تم ایسی
قوم پر انکی مدد [illegible] بدعہدی و عہد شکنی مت کرو- وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور جو تم کرو اللہ تم سب دیکھتا ہے لیس اہ عمل بصراط مستقیم سے
برخلاف کوئی کام [illegible] مستوجب عذاب ہو- اس جملہ سے تہدید مقصود ہے اگر کہا جاوے کہ معاہدہ والے کافرون نے اگر ایسے مومنون پر جنھون نے
[illegible] حملہ کیا تو مومنین پر مومنون کی اعانت واجب ہے جواب یہ کہ اس صورت مین کافرون نے خود خلاف عہد کر کے عہد توڑا تو مدد کرنا خلاف عہد نہین
[illegible] اہل مکہ قریش کے مقابلہ میں آنحضرت صلعم نے مدد فرمائی حتی کہ فتح مکہ کا یہی سبب ہوا چنانچہ سورہ برائۃ مین آویگا- اور پہلے قول کے
[illegible] معنی ارث و معونت لیجاوینے موافق قول جمہور کے تو اسکا حکم اس سورہ کی آخری آیت سے منسوخ ہے جیسا کہ عنقریب آویگا

Marfat.com

پھر واضح ہو کہ ہجرت ان آیات مین قبل فتح مکہ کے ہجرت ہی جیسا کہ پہلے معلوم ہوا پس تم لوحتی مہاجر ہا
کے بعد ثابت ہوئی اور کلام اسمین عنقریب آتا ہی۔ محصل حکم اس آیت کریمہ مین یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام
ہر ایک کو اپنے ولی سے آگاہ کردیا اور اسکی ولایت کے احکام بیان فرمادیے چنانچہ مومنون مین فرق
اور ان دونون مین موالات کا حکم دیا۔ اور سوم مومنین غیر مہاجرین سوائے انصار کے پس انکے لیے موالات کی نفی فرمائی
انکے درمیان ارث وحصہ غنیمت کی موالات کچھ نہین ہی یہانتک کہ وے بھی ہجرت کرکے آوین اور بعد ہجرت کرنے کے آیا انکی
کامل ہوگی یا نہین تو اسکا حکم آگے آتا ہی یہ سب اقسام تو مومن بندون کے تھے اور رہے کافر تو انکی نسبت فرمایا کہ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ یعنے جو کافر بندے ہین وہ بعض اولیاء بعض ہین اگرچہ طریقہ موالات انکا مانند کفر کے خلاف شرع
راہ شیطانی ہی اور مقصود یہ کہ مدد و میراث مین انکی ولایت انھین کے درمیان جاری ہوگی پس تمھارے انکے درمیان کچھ
موالات نہوگی۔ کافرون کی ملتین مختلف ہونے کے باوجود انہین کچھ تفصیل نہین فرمائی پس ظاہر کلام مین دلیل ہی کہ اگر باپ یہودی
ہو اور بیٹا نصرانی تو انہین ارث جاری ہوگا ولیکن حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ مین مرفوعاً ہی کہ دو مختلف ملت والے باہم وارث
نہونگے اور مسلمان کسی کافر کا وارث نہوگا اور نہ کافر کسی مسلمان کا وارث ہوگا۔ کما رواہ الحاکم۔ اور تفصیلی کلام اسمین فقہ کے ابواب
احکام اہل الذمہ سے متعلق ہی۔ حاصل یہ کہ مومنون کو آپس مین موالات بروجہ مذکور چاہیے اور کافرون سے قطع موالات واجب ہی پھر
مزید تنبیہ کے لیے تاکید فرمائی بقولہ۔ إِلَّا تَفْعَلُوهُ اے فاعملوا فی الموالاۃ کما بین لکم وان لم تفعلوا ما ذکر من تولی المومنین وقطع الکفار
یعنے موالات جسطرح بیان کردی گئی اسی پر تم عمل کرو اور اگر اسکو نہ کروگے یعنی مومنین ہی سے موالات کرنے کو اور کافرون سے بالکل قطع
کرنے کو اگر عمل مین نہ لاؤگے تو۔ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ زمین مین فتنہ و فساد عظیم پیدا ہوگا جسمین سے کفر قوی
اور اسلام ضعیف ہوجائیگا۔ اور صحیحین مین حدیث اسامہ رض سے مرفوعاً آیا کہ مسلمان کسی کافر کا وارث نہوگا اور نہ کافر کسی مسلمان کا۔
مسند احمد و سنن مین مرفوعاً ہی کہ دو مختلف ملت والے باہم وارث نہونگے۔ قال الترمذی حدیث حسن صحیح۔ وفی الحدیث انا بری
سے بری ہون جو مشرکون مین سکونت رکھے۔ وفی حدیث سمرہ بن جندب رفعہ من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ جو مشرک کے ساتھ ملا
اور ساتھ بسا وہ اسکے مثل ہی۔ واضح ہو کہ موالات مسلمین اور قطع کفار پر عمل نہ کرنا ایسے ایسے ظاہری و باطنی اسباب
آدمی کی راے بسا اوقات نہین پہونچتی ہی اور منجملہ انکے یہ ہی جو شیخ حافظ رح نے ذکر کیا کہ امر حق مین التباس
پس فساد عظیم پیدا ہوگا اور مترجم کہتا ہی کہ سبب معنوی زیادہ سخت ہی وہ یہ کہ امور و دستور کافرون کے
اور مرغوب نفس امارہ ہین۔ پس ہر وقت مسلمان کو نفس کی رغبات سے ضعف قلب ہوگا اور اکثر انجام
راغب ہو کر ایمان سے ضعیف یا گم ہوجاوے اللہم ونعفنا وانت ارحم الراحمین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ
اور جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور لڑے اللہ کی راہ مین اور جن لوگون نے جگہ
هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا
تحقیق مسلمان ان کو بخشش ہی اور روزی عزت کی اور جو ایمان لائے پیچھے اور گھر چھوڑے

Marfat.com

[illegible] وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ
[illegible] اور ناتے والے آپس مین حق دار زیادہ ہین ایک دوسرے کے اللہ کے حکم مین تحقیق اللہ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
ہر چیز پر خبردار ہی

[illegible] وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور جو بندے سبقت کرکے ایمان لائے اور [illegible] اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کیا یعنی کافرون سے خالص اس نیت سے لڑے کہ اللہ تعالی کا بول بالا ہوا ور وہ مہاجرین [illegible] اولین ہین بدلیل کلام ابعد یعنے قولہ والذین آمنوا من بعد وہاجروا الخ - وَالَّذِينَ آوَوا وَنَصَرُوا - اور وے بندے [illegible] نے رسول اللہ صلعم ومہاجرین کو اپنے یہان جگہ دی اور اعلاء کلمۃ الحق وتبلیغ رسالت مین آنحضرت صلعم کی جان مال سے مدد کی أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ایسے بندے جنکے اوصاف مذکور ہوے وہی تو مومنین ہین - یہ بات عین یقین ہی - حقا مفعول مطلق فعل محذوف ہی وہ مضمون سابق کی تاکید کرتا ہی اے حق ذلک حقا - پس حذف فعل واجب ہی جیسا کہ علم نحو مین مقرر ہوا اور بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یون ہی اولئک ہم المومنون ایمانا حقا - اے صدقا - سچے ایمان ولے ہین اور توجیہ اسکی یہ ہی کہ اولئک ہم الذین آمنوا ایمانا حقا - ولیکن اول ارجح ہی - ابو السعود رح نے لکھا کہ یہ کلام اللہ تعالے کی طرف سے ان بندون کے واسطے پاکیزہ [illegible] وصفت ہی اور خود اللہ تعالے عزوجل نے دنیا ہی مین انکے واسطے شہادت دیدی کہ ایمان کی منزلت مین وہ انتہا درجہ بلند ہین [illegible] اتباع نبوت مین رکھا گیا ہی مع وعدہ بزرگ کے - مترجم کہتا ہی کہ آنحضرت صلعم منزلت نبوت مین نہایت بالاتر ہین کہ آپ سے اوپر کسی مخلوق کا رتبہ نہین پس آپکی اتباع سے یہ مومنین اسی قیاس پر اگلون وپچھلون سے بالاتر ہوے - اگر پوچھا جاوے کہ اولئک ہم المومنون - مین خبر معرف بالام اور وسط مین تاکید بضمیر منفصل ہی پس مومنون کا انحصار انھین حضرات مہاجرین وانصار مین ہوگیا تو جواب یہ ہی کہ کامل الایمان یہی مومنین تھے اور مترجم کہتا ہی کہ ان بزرگ بندون کے لیے ثبوت کمال ایمان کے ساتھ ثنا مقصود ہی یعنی انکی صفت کمال ایمان انکے واسطے ثابت ہونے مین کچھ کمی نہین ہی لہذا فرقہ رافضہ وخارجہ جو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم [illegible] مین نقص کا بہتان لگاتے ہین وہ صریح شہادت الٰہی سے مخالفت کرتے بلکہ گویا اللہ تعالے کی گواہی کے ساتھ معارضہ [illegible] اسیواسطے ائمہ تحقیق وعلماء فقہ واصول نے انکی تکفیر کی ہی اور انکو مرتد قرار دیا ہی پس انکے ساتھ مناکحت وغیرہ جائز نہوگی اور یہ [illegible] بعض [illegible] مین منصوص ہی واللہ اعلم اور اہل حق بسبب انھین آیات کے جو اللہ تعالے عزوجل کی جناب سے انکے [illegible] کمال ایمانی کے شہادات ہین انکو اہل عدل یقین کرتے ہین اور جملہ وقائع ومعاملات جو انکے درمیان واقع ہوے [illegible] کوئی فتویٰ خلاف آیات وشہادات الٰہی کے نہین دیتے بلکہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے علیم حکیم ہی اسکو گذشتہ وآیندہ [illegible] علم ہی [illegible] واقع ہوا وہ اللہ تعالے کے علم قدیم مین معلوم تھا اور باوجود اسکے جب اللہ تعالے نے انکو کامل الایمان [illegible] درمیان بہت واقع ہوے انمین بوجہ نیت خیر وصدق معاملت وغیرہ کے کسی کو گناہ نہین ہوا کیونکہ اگر ہوتا تو [illegible] تعدیل [illegible] اللہ تعالے نے صریح آیات کثیرہ مین تعدیل فرمائی ہی پس یہ یقین ہی کہ سب راہ صواب پر [illegible] وقائع کو [illegible] کیا جاوے کہ ہمارے علم کے موافق بھی راہ صواب ظاہر رہے تو علماء نے اسکو صحیح بیان

کر دیا ہی ولیکن اولی یہ ہی کہ ہم اس سے بھی بحث نہ کرین کیونکہ مجمل تو آیات سے یقین ہی کہ سب مراد [illegible]
توجیہ بیان کرنے مین اپنے دخل در معقولات کی کچھ ضرورت نہیں ہی - اور یہین سے ظاہر ہوا کہ مرتبہ صحابہ [illegible]
پیچھے قطب و غوث کیون نہو ہرگز انکے رتبہ کو نہین پہونچیگا اور حدیث صحیح مین بھی یہ امر منصوص ہی اور نیز حدیث [illegible]
محبت کرنا عین محبت رسول اللہ صلعم ہی اور انسے بغض رکھنا عین بغض رسول اللہ صلعم ہی لہذا فرقہ رافضہ و خارجہ [illegible]
ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتے ہین اور جو ایسا ہو وہ کافر ہی - اور آیت کریمہ کی تفسیر سے ظاہر ہوا کہ آیت [illegible]
بلکہ اوپر کی آیت تو موالات کے بیان مین تھی جسمین ضمنًا انکے فضائل ثابت ہوے تھے اور یہان صرف انکے فضائل و مراتب کا بیان
مقصود ہی جس سے بحکم حدیث المرء مع من احب - کے انھین سے موالات کرنا ضمنًا نکلتا ہی کیونکہ جو کوئی جن سے محبت کرے اگرچہ
ویسے اعمال عمدہ نہ رکھتا ہو بسبب محبت کے انکے ساتھ ہوگا پس جنکی یہ ثناء و صفت حضرت پروردگار تعالی بیان فرمادے انسے محبت
واجب ہی - لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ - انکے واسطے مغفرت اور رزق کریم ہی - جملہ اسمیہ سے لطافت کے ساتھ
نکلتا ہی کہ ہمیشہ دوام و استمرار کے ساتھ انکے حق مین اللہ تعالے کی مغفرت ثابت ہی پس جو لغزش انسے ہوگئی یا ہو جاوے سب مغفور
ہی اور حدیث صحیح مین اہل بدر کے حق مین ثابت ہی کہ اللہ تعالے نے اہل بدر کے واسطے حکم دیدیا کہ جو چاہین کرین مین نے انکو
بخشدیا - مترجم کہتا ہی کہ جن بندون کے حق مین اسطرح رحمت الٓہی متوجہ ہو وہ سراسر اپنے معبود برحق عز وجل ہی کی طرف متوجہ
ہونگے پس نادان یہ سمجھیگا کہ وہ جاہین جتنے گناہ کرین مختار ہین اور سمجھدار یقین کریگا کہ جو بندے اسطرح رحمت مین غرق ہین وہ سوا
اپنے معبود کے اور طرف نظر ہی نکرینگے مگر آنکہ چوک ہو جاوے اور مثل آدم علیہ السلام کے لغزش ہو جاوے پس وہ خود اللہ کریم کے
بیان قابل عفو و مغفرت ہی - فافہم - اور قولہ رزق کریم - سے یہ مراد کہ جنت مین انکے لیے رزق کریم ہی اور جملہ اسمیہ سے نکلا کہ یہ رزق دائمی
ہی کبھی منقطع نہوگا - وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ اے بعد السابقین الی الایمان والہجرۃ - اور جو بعد کو ایمان لائے یعنی
سبقت سے ایمان لانے والون و ہجرت کرنے والون کے بعد کو ایمان لائے - وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ اور ہجرت
کی اور تمھارے ساتھ ہو کر جہاد کیا - فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ تو یہ لوگ بھی تمھین مین سے ہین - خطاب سابقین اولین مہاجرین و انصار
کو ہی یعنی اے مہاجرین و انصار سابقین یہ لوگ پچھلے بھی تمھارے ساتھ لاحق ہین - واضح ہو کہ مفسرین نے یہین اختلاف کیا کہ [illegible]
سے کس کے بعد ہو تا مراد ہی - پس مفسر جلال رح نے مضاف الیہ اسکا سابقین کو قرار دیا اے بعد السابقین [illegible]
کہ سابقین کسوقت تک کے ایمان لانے والے کہلاتے ہین جنکے بعد والون کی معرفت ہو اور شاید شیخ مفسر [illegible]
کیونکہ ہجرت بجانب مدینہ منورہ معروف ہی اور بعض نے کہا کہ بعد غزوہ بدر کے مراد ہی اور بعض نے کہا کہ [illegible]
مراد ہی لیکن اس قول پر صیغہ آمنوا مجازًا ہوگا کیونکہ والذین یومنون بعد نزول ہذہ الآیۃ - ظاہر ہی مگر آنکہ [illegible]
شرط ہی پس ماضی بمعنی مستقبل ہوگا بدلیل آنکہ خبر پر فاء داخل ہی - اور بعض نے کہا کہ بعد صلح [illegible]
سب اقوال مین یہ کلام ہوگا کہ یہ بعدیت کس حد تک ہی اور ظاہر یہ ہی کہ فتح مکہ تک اسکی [illegible]
ہوگیا کیونکہ وہ دار الاسلام ہوگیا اور یہی جمہور کا قول ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ بعد فتح کے ہجرت [illegible]
یہ ہی کہ قولہ والذین امنوا من بعد - سے دوسری ہجرت والے اہل ایمان مراد ہین جو فتح [illegible]

Marfat.com

[illegible] جیرہ رضی اللہ عنہم بھی ان لوگون مین داخل ہونگے جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لاکر ہجرت کرکے چلے آئے تھے
[illegible] حکم - مین دلالت ہو کہ دوسری ہجرت والے لوگ بہ نسبت سابقین کے کم رتبہ ہین اور اولین سابقین انسے اشرف و
افضل ہین قرطبی رح نے کہا کہ یہ اسوجہ سے کہ اگلون کی ہجرت کے بعد دوسری ہجرت کا رتبہ اول سے کم تھا اگر کہا جاوے کہ آیت کریمہ
مین تو دوسرون کو پہلون مین سے بیان فرمایا ہی تو جواب یہ کہ بیان مح مین دوسرون کو اگلون کے ساتھ کرنا بطور الحاق کے ہی پس جن سے
لاحق کیا وہ ضرور افضل ہین بہ نسبت انکے جنکو لاحق فرمایا ہی اور رجل رح نے کہا کہ یہ تنبیہ یہان کسی نے نہین لکھی کہ دوسرون کا الحاق
آیا حکم توارث مین بھی ہی یعنے اولین مین موالات وارث جاری تھا وہی دوسرون سے بھی ہی یا نہین لیکن خطیب رح نے البتہ منصوص
بیان کیا کہ میراث وغنیمت وغیرہ مین جو سابقین کا حال تھا وہی انکے ساتھ ہی اور مترجم کہتا ہی کہ ہجرت ثانیہ اگر بعد صلح حدیبیہ کے
لیجاوے تو آیت مواریث اگر اس سے پہلے نازل ہوئی ہو تو صرف موالات مین الحاق ہوگا نہ ارث مین کیونکہ آیۃ المواریث سے حکم
توارث بہجرت منسوخ ہوگیا فلیتامل - پھر واضح ہو کہ ان آیات سے توارث بہجرت جاری رہا پس مواخات وہجرت کو میراث مین قرابت
پر تقدیم ہوتی تھی چنانچہ قرابت والا محروم رہجاتا اور ہجرت سے استحقاق والا وارث ہوتا تھا یہان تک کہ اللہ تعالے نے اسکو منسوخ
فرمایا - بقولہ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ اور ناتے والے باہم بعض کے ساتھ بعض اولی
ہین اللہ تعالے کے حکم مین یعنی اللہ تعالے نے حکم دیا کہ آپس مین ناتے والے میراث کے بارہ مین اولی ہین - بعض نے کہا کہ فی کتاب اللہ
یعنی لوح محفوظ - بعض نے کہا کہ قرآن مجید مراد ہی اور یہ حوالہ ہی آیۃ المواریث پر جو سورۂ نساء مین گذر چکی - لیکن اسپر وارد ہوتا ہی کہ اگر
وہان مقدم حکم ہوچکا تو توارث بہجرت کے کچھ معنی نہونگے اور اس آیت کو حکم توارث بہجرت کا ناسخ نہین کہہ سکتے - اسکو یاد رکھنا چاہیے
اسی آیت سے امام ابوحنیفہ وغیرہ نے میراث ذوی الارحام کو ثابت کیا اور علم المواریث یعنی علم الفرائض والترکہ مین ذوی الارحام
ان ناتے دارون کو کہتے ہین جنکے واسطے کوئی حصہ مقدر نہین ہی اور نہ وے عصبہ ہین اور اسمین جو اختلاف ہی وہ کتب فقہ و فرائض
مین معروف و مذکور ہی - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ آیت مین اولوا الارحام سے مخصوص وہی لوگ نہیں مراد ہین جنکو علم الفرائض والے
ذوی الارحام کہتے ہین یعنے جو عصبہ نہون اور نہ انکے واسطے سہم مفروض ہو جیسے خالہ و ماموں و پھوپھی وغیرہ - اگرچہ بعض علماء نے
یہی زعم کیا اور ذوی الارحام کی میراث مین اس آیت کو نص صریح تصور کیا ہی بلکہ حق یہ ہی کہ آیت مین اولوا الارحام کا لفظ بنا بر لغت
کے عام ہی جو جمیع قرابات کو شامل ہی جیسا کہ ابن عباس رض و مجاہد رح و عکرمہ رح و حسن و قتادہ رح [illegible] نے اس امر پر تنصیص کردی کہ اسی
آیت سے منسوخ ہوا ارث بحلف و بمواخات وغیرہ جس سے اول مین وارث ہوتے تھے اور علی ہذا یہ لفظ ان قرابت والون کو بھی شامل ہی
جنکو مصطلح فرائض مین ذوی الارحام کہتے ہین - بالجملہ اس آیت سے اللہ تعالے نے جملہ اسباب ارث کو منسوخ کردیا سوائے قرابت کے
پس یہ امر مقرر ہوا کہ اہل قرابت و ناتے والے اپنے ناتے والون کے وارث ہون جیسا کہ علم الفرائض مین مفصل مذکور ہی - إِنَّ اللَّهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اللہ تعالے ہر شی کا علیم ہی یعنے اسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہی چاہے کوئی شی ہو اور منجملہ ہر شی کے یہ بھی ہی جو ان
[illegible] مذکور تھا کہ [illegible] ایمان وہجرت کے قرابت سے مقدم رکھکر وارث کیا جاوے اور اسمین جو حکمت و مصلحت تھی اس سے
[illegible] واقف ہی پھر فقط قرابت کی وجہ سے میراث کو منحصر کیا پس اب سوائے قرابت کے اور کسی وجہ سے وارث نہین ہوسکتا پس ایمان
و ہجرت [illegible] وارث نہوگا اور جو قرابت رکھتا ہی اگرچہ وہ ایمان وہجرت مین مشارک نہووے وارث ہوگا - فافہم ف

فی العرائس قولہ تعالے۔ والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ۔ اس آیۃ مین اللہ [illegible]
بیان فرمائی کہ ایمان لائے وہجرت کی وراہ حق مین جہاد کیا۔ پس ایمان لانے والے وہ ہین کہ ازلی مین
ذات پاک بقولہ الست بربکم۔ فرماکر پہنچائی تو ارواح سے ازل مین انھون نے مشاہدہ [illegible] کے تا [illegible]
ازلی ان ارواح کے ساتھ ازل سے ابد تک باقی ہین چنانچہ وہ ان انوار کو معاینہ کرتے اور [illegible] خطاب پاک [illegible]
پاتے اور ہمیشہ واردات غیب سے وجد مین ہوکر غیب پر ایمان لاتے ہین۔ اور ہجرت انکی باطنی [illegible] دونون جہان [illegible]
الگ اور اپنے حظوظ طبیعت کو چھوڑے ہوے ہین۔ اور جہاد انکا یہ ہے کہ محل امتحان مین اللہ تعالے کی رضامندی [illegible]
ودوری کے خوف سے نفس وشیطان پر جہاد کرتے ہین اور ان دونون دشمنون کے وسوسہ وفریب سے [illegible] گئے [illegible]
اور اللہ تعالی کی راہ مین اپنے آپ کو قربان کرتے ہین پس جب وہ ان اوصاف سے متصف ہوے اور حقائق ایمان [illegible]
انکو حاصل ہوے تو اللہ تعالے نے انکو یقین وایمان مین صادق وسچا وحقیقت کو پہنچنے والا فرمایا [illegible] ہم المومنون
حقا۔ یہی برحق مومنین ہین یعنے ایمان کی حقیقت ومعرفت انکو حاصل ہے۔ پھر اسکے ساتھ انکے حال پر دوسرا احسان [illegible] مغفرت
مبذول کیا کیونکہ حیات مستعار تک بندہ محل امتحان مین ہے پس اندرونی حرکات وخطرات سے محفوظ نہین اور [illegible] حقیقت [illegible]
الٰہی مین بندہ ہمیشہ قصوروار ہے لہذا کرم وفضل سے بطریق امتنان فرمایا۔ لہم مغفرۃ ورزق کریم۔ انکو [illegible] پوشیدہ کردیا کہ
حوادث قہریات انکو نہ پہونچین اور کشف وصال سے انکو رزق قرب عطا فرمایا۔ شیخ ابویزید کا قول ہے کہ نفس کے ساتھ جہاد اسطرح [illegible]
اسکو مہجور کردے اسطرح کہ جن چیزون کی وہ الفت رکھتا ہے اُس سے جدا کرے اور اہل ومال وغیرہ سے اسکا تعلق [illegible] اسکو راہ حق
مین لگادے۔ بعض نے آیت کریمہ کی تفسیر مین کہا ہجرت وجہاد انکا یہ تھا کہ بُرے ساتھیون کو بداعمال کو باطل [illegible] کو چھوڑ کر اہل [illegible]
کے ہمنشین صالح ہوگئے بعض نے کہا کہ ایمان لانا انکا اسطرح کہ اللہ تعالے کے واسطے دلون کو قربان کیا اور ہجرت اسطرح کہ اہل ومال
کو اللہ تعالے کے ہی واسطے چھوڑا اور جہاد اسطرح کہ اللہ تعالے کی راہ مین جان کو قربان کیا یعنی جنکے قلب کو محبت [illegible]
رضامندی مین اور نفس وروح کو اسکا کلمہ بلند کرنے اور بول بالا کرنے مین قربان کیا اسنے محبت حقیقی [illegible] حقیقی محبت
رکھتا ہے وہی سچا مومن ہے۔ شیخ ابوبکر بن الفارس رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو [illegible] فضیلت حاصل
وہ کسی کو ممکن نہین اول یہ کہ انکو آنحضرت صلعم کا دیدار وہمنشینی نصیب ہوئی۔ دوم یہ کہ انھون نے آنحضرت صلعم کے [illegible]
اور باطن سے بالکل اللہ تعالے ہی کے واسطے منقطع ہوگئے اور اپنے نفوس سے غربت اختیار کی چنانچہ اللہ تعالے [illegible]
کریمہ مین انکی کمال مدح فرمائی ہے کہ وہ ایمان لائے ملکوت غیوب پر اور چھوڑ دیا حوادث کو اور سچی طاعت [illegible]
جہاد کیا وہی تو مومنین صادقین ہین پس اللہ تعالے جن بندون کی ثناء وصفت فرماوے وہ اور [illegible]
معرض مدح مین آنے کے لیے باختیار الٰہی وہ لوگ مختار ہوئے نہ اگلے نہ پچھلے یعنی وہ [illegible]
مختار ہے اگر وہ اورون کو ایسی مدح کے واسطے پسند کرتا تو ہوسکتا تھا۔ پس جب اسنے انھین کو مختار فرمایا [illegible]
زیادہ شرف کیا ہوگا کہ حضرت رب العزۃ جل جلالہ جو انکا خالق ہے انکی مدح فرماتا ہے۔ قولہ تعالے اولوا [illegible]
ان اللہ بکل شیئ علیم۔ مترجم کہتا ہے کہ شیخ نے یہان ارحام سے شیئت [illegible] کہا [illegible]

Marfat.com

... انکے لیے اولی قرار دیا چنانچہ لکھا کہ اللہ تعالے سبحانہ نے اس آیت مین بیان فرمایا کہ علوم غیبیہ وحکمہائے غریبہ ... عجیبہ ومشاہدات واسرار جذب ووجد وواردات ولطائف مقامات وسیر مجاہدات وغیرہ جو انبیاء وصدیقین کی میراث ہی۔ وہ ... اولاد حام ہی کے واسطے مخصوص ہی یعنی انھین سچے مریدون کو ملتی ہی جو طلب مین صادق اور توفیق سے سرفراز اور محبت مین کامل اور ... مین مستغرق اور فکر افعال وصفات مین متدین ہین کیونکہ ارحام عدم سے تجلی قدم وہ اسی طرح نکلے تھے کہ مشاہدہ انوار ذات وصفات سے ان اوصاف مین کامل ومنظور نظر ولایت ہوگئے تھے اور رہے وہ لوگ جو زبانی دعوی کرتے ہین جیسے یہود ونصاری اپنے آپ کو متبع نبوت حضرت موسی وعیسی علیہما السلام قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم فرزندان حق واسکے محبوب بندے ہین حالانکہ اتباع نفس وشیطان مین سرگردان ہین اور اتباع نبوت کا کہین انمین نام بھی نہین اور جیسے اہل اسلام مین جھوٹے دعوے والے عالم ودرویش کہ زبانی خدارسیدہ وپاک اعتقاد نیک کردار بنتے ہین حالانکہ اتباع نبوت وسنت سے دور پڑے ہین اپنے نفس کی خواہشون مین گرفتار اور شیطانی خطرات کو ایمان سمجھے اور چال وچلن خلاف راہ صواب وصراط مستقیم کی اختیار کیے ہوے لوگون کے مال کھاتے اور دنیا پر نظر رکھتے ہین تو ایسے لوگ کبھی اس میراث نبوت وصدق سے حصہ نہ پاوینگے اور کبھی انکو باغ ملکوت کی پاکیزہ ہوا نہ لگیگی اور کبھی گلشن جبروت سے نسیم گلہائے معطر نہ سونگھینگے اور کبھی اسرار الحان کی آواز انکے کانون مین نہ پہونچیگی کیونکہ یہ لوگ نفس وشیطانی پرون سے پرواز کرتے ہین جنکی انتہائی پرواز اُلٹے پاؤن قعر بدافعالی وخصائل ذمیمہ واعتقادات فاسدہ ہین جو کنارہ جہنم پر پہونچاتے ہین پس انجام انکا اسی دوزخ کی بدبو وبدمنظر وبدغذاء ہی جو پردۂ اسرار مین انکو برعکس مزین نظر آتی ہی اور ان لوگون کے پاس وہ پر نہین ہین جنسے پرواز حقیقی ہوتی ہی کیونکہ وہ پرواز بیازوے رسالت ونبوت ومحبت وصدق وحیاء وولایت ہوتی ہی چنانچہ نیک خصلت ونیک انجام کو ہوا گلشن مشاہدہ وصدق وصفا مین انھین پرون کے پرواز سے وصول ہوتا ہی اور وہین پہونچکر نسیم عطر آگین واسرار الحان پاکیزہ سے مشام روح معطر ہوتے ہین۔ تونہین دیکھتا کہ اللہ تعالے نے اپنے خلیفہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وصف مین کیونکر علم منطق الطیر وغیرہ کو ذکر فرمایا ہی پس جو کوئی معرفت کے ان طریقون مین سے کسی طریقہ کے ساتھ انکی طرف منسوب ہو وہی ولایت مین اسکا نسب ذاتا ہی اور اسکو اسی طریقہ کی میراث مین اسی طریق کا علم حقیقت حاصل ہوگا اگرچہ وصول ومنزلت مین سب راہین ایک ہین فرق فقط نزدیکی وزیادہ نیکی کی راہ سے ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ قول جو عوام مین مشہور ہی کہ ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہی اسکا محصل یہی ہی جو یہان شیخ کے کلام سے ظاہر ہوا۔ پھر شیخ نے لکھا کہ اللہ تعالے نے کتاب لدنی مین اس میراث کی قسمت بیان فرمائی ہی۔ کما قال تعالے اولی ببعض فی کتاب اللہ۔ پس ہر ایک کی قسمت قبل اسکے اعمال بلکہ قبل وجود کے مقدر ہوچکی ہی پس یہ فضل الٰہی ہی جسکو چاہا عطا فرمایا اور جو تقدیر پر ایمان نہ لایا وہ کافر رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسمت میراث کا اشارہ فرمایا بقولہ العلماء ورثۃ الانبیاء الحدیث۔ یعنی انبیاء علیہم السلام دنیا کمانے کو نہین آئے بلکہ بندون کو دنیا کے انہماک واسکی وجہ ... اعمال پیدا ہوتے ہین اُنسے چھڑانے کو آئے تھے پس مال ومتاع دنیا انکی میراث نہین ہی بلکہ علوم حقیقت ومعرفت ... ہین امت کے مومنون نے بقدر اپنے اپنے وصلہ وفہم کے ان علوم سے حصہ پایا یعنی جسقدر اتباع شریعت وطریقت ... قدم ہوا اسیقدر اسکا ناتا نزدیک ہوا اور اسیقدر حصۂ میراث اسکو زیادہ ملا اگرچہ میراث کا ملنا اللہ عز وجل

کیطرف سے مخصوص ہو اسمین انبیاء علیہم السلام کو خود عطا کرنے کا دخل نہین ہو جیسے ظاہری ترکہ کی [illegible]
ہو ایسے ہی باطنی حقیقت میراث کی تقسیم بھی اللہ تعالے ہی کی طرف سے ملتی ہو اہذا اسی راہ سے [illegible]
اور خود اشارہ فرمایا۔ بقولہ ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر۔ یعنی حصۂ خلافت و امامت کسی کو نہین [illegible]
کیونکہ اتباع مین انکا قدم سب سے بیشتر تھا پس انکا ناتا سب سے اقرب ہو الہذا حصۂ میراث انکو جناب [illegible]
اور کسی کو نہین ملیگا۔ پھر اللہ تعالے نے قولہ ان اللہ بکل شئی علیم۔ سے اس سورہ کو ختم فرمایا [illegible]
کی ثناء وصفت پاک ہو ویسے ہی اسمین تنبیہ ہو کہ او تعالے علم ازلی سے عالم ہو اسنے ازل مین قبل [illegible]
میراث پہونچا ہو اپنے فضل سے انکو برگزیدہ فرمایا تھا پس صدیقین کو کرامت صدیقیت اور شہداء و صالحین کو اپنے [illegible]
کرامت اسی علم محیط کے موافق بعد انکے ایجاد کے پہونچی و قد قال تعالے ولقد اخترناہم علی علم علی العالمین۔ پس ان اللہ بکل شئی
علیم۔ سے یہ معنی ظاہر ہوئے کہ جو برگزیدگی ان بندون کے لیے ازل سے مقدر فرمائی تھی وہ موافق تقدیر کے [illegible]
شوق لقاء الٰہی مین پاکیزہ طور سے طاعات ادا کرینگے اور اتباع مین پیش قدم رہینگے یہان تک کہ تمام عالم سے [illegible]
کرکے خالص اللہ تعالے ہی کے واسطے ہو جائینگے واللہ تعالی اعلم۔

سورۃ التوبۃ مدنیۃ وہی مائۃ وتسع وعشرون آیۃ

سورہ توبہ مدینہ ہو اور قرطبی رحمہ اللہ نے کہا کہ اسکے مدینہ ہونے پر اتفاق ہو ولیکن مفسر رحمہ نے اختلاف کی طرف اشارہ کیا۔
بقولہ او الا آیتین آخرہا۔ یا سب مدینہ ہی سوائے دو آیتون کے جو آخر سورہ ہین۔ اور یہ سورہ ایک سو تیس آیت کی ہو اور مفسر رحمہ
نے اسمین بھی اختلاف کا اشارہ کیا۔ بقولہ او الا آیۃ یعنی یا ایک آیت کم پس ایک سو انتیس ۱۲۹ آیات ہوئین۔ اس سورہ کے بھی [illegible]
الحمد کے بہت نام ہین از انجملہ سورۃ البراءۃ کیونکہ معاہدہ مشرکین سے برارت ہو یقال بریئت منہ وانا منہ بریٔ یعنی [illegible]
تھا وہ تونے کاٹ دیا۔ سورۃ التوبۃ کہ اسمین مومنین پر توبہ نازل ہونے کا بیان ہو۔ حذیفہ رضہ سے روایت [illegible]
توبہ کہتے ہو حالانکہ وہ سورۃ العذاب ہو۔ سورۃ الفاضحہ کیونکہ اسنے اہل نفاق کو فضیحت کر دیا۔ سورۃ [illegible]
المثیرۃ۔ کیونکہ چھپے نفاق کو بحث کرکے کھود نکالا۔ سورہ مقشقشہ از تقشقش یعنی بیزاری کیونکہ نفاق سے برارت [illegible]
مناسبت سے دیگر نام ہین مانند سورۃ المخزیہ و الحافرۃ و المنکلۃ و المدمدمہ اے مہلکہ و المشردہ و المنفرہ [illegible]
ہو کہ بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی۔ وعنہ ایضاً مدینہ مین نازل ہوئی۔ اور یہی ابن الزبیر و قتادہ سے مروی [illegible]
کہ آخر جو آیت نازل ہوئی قولہ یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الآیہ ہو اور آخر جو سورہ نازل ہوئی [illegible]
پھر یہان ایک سوال وارد ہوتا ہو چنانچہ ترمذی رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جب عثمان رض نے صحابہ [illegible]
قرآن مجید کو مصحف مین جمع کر دیا تو مین نے عثمان رض سے کہا کہ سورۃ الانفال تو مثانی مین سے ہو اور سورہ [illegible]
پھر آپ لوگون نے کیون ان دونون کو نزدیک کر دیا اور درمیان مین بسم اللہ الرحمن الرحیم کو [illegible]
کر دیا۔ تو عثمان رض نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ زمانہ گذرتا اور آپ [illegible]

Marfat.com

جب کچھ نازل ہوتا تو وحی لکھنے والوں میں سے کسی کو بلاتے اور فرماتے کہ اسکو فلان فلان مقام پر لکھو[1] اور سورہ انفال
تو مدینہ میں اول میں نازل ہونے والیوں میں سے تھی اور سورہ براءۃ آخر میں نازل ہوئی اور قصہ اسکا اُسکے قصہ سے مشابہ تھا اور
آنحضرت صلعم نے وفات فرمائی اور ہم کو نہین بتلایا کہ یہ سورہ بھی اسی میں سے ہی اور ہم نے خیال کیا کہ اسی میں سے ہی لہذا دونون کو
ملا دیا اور درمیان میں سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم نہین لکھی اور دونون کو سبع طوال میں رکھا۔ کذا رواہ احمد وابوداؤد والنسائی
وابن حبان والحاکم۔ بعض نے کہا کہ حضرت عثمان رض کے وقت میں جب قرآن لکھا گیا تو صحابہ رضی اللہ عنہم مختلف ہوئے بعض نے
کہا کہ سورۂ انفال وسورۂ براءۃ دونون واحد ہین اور بعض نے کہا کہ دو ہین پس اسطرح اقتران کرکے درمیان میں بسملہ چھوڑی گئی
اور کشاف وغیرہ میں کہا کہ جنھون نے ایک ہی سورۃ قرار دیا انکا قول اظہر ہی اسواسطے کہ مجموعہ دوسو پانچ آیتین ہین پس دونون ملکر
طوال سورتون میں ساتوین سورہ قرار دیجاویگی۔ وقال المترجم ظاہر یہ ہی کہ حضرات صحابہ رض نے بوجہ عدم تیقن کسی جانب کے
سطر بسملہ کو ترک کیا ولیکن یہ قول بنا بر اینکہ بسملہ واسطے فصل کے نازل ہوئی ہی جیسا کہ قدماء حنفیہ کا مذہب ہی وقال المفسر رح
بسملہ اسواسطے نہین لکھی گئی کہ آنحضرت صلعم نے اسکا حکم نہین دیا جیسا کہ مستدرک حاکم کی حدیث سے نکلتا ہی قشیری رح کا بھی یہی مطلب
ہی کہ جبرئیل ع اس سورہ کے ساتھ بسملہ نہین لائے تھے۔ قال المترجم وعلی ہذا یہ سورہ مستقل ہی اور انفال کا ٹکڑا نہین ہی۔
چنانچہ اسکا نام علحدہ بلکہ متعدد نام سے مسمی ہونا بھی اسی پر دلالت کرتا ہی اور یہ امر زمانہ صحابہ رض سے شائع ہی جیسا کہ حذیفہ رض سے
اوپر مذکور ہوا وقال ابو السعود رح ان نامون سے مشتہر ہونا اسکے مستقل سورہ ہونے کی دلیل ہی اور یہ کہنا کہ علحدہ نام سے انھین
صحابہ رض نے مسمی کیا جو اسکو مستقل سورہ جانتے تھے تو یہ خلاف ظاہر ہی۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ بسملہ امان ہی اور
سورہ براءۃ نازل ہوئی تلوار کے ساتھ۔ اسمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ترک تسمیہ کی وجہ کا اشارہ بتلایا۔ اور ایسا ہی سفیان
بن عیینہ رح سے بھی مروی ہی۔ وقال الخفاجی رح یہی قول اصح ہی۔ ابو السعود رح نے کہا کہ تسمیہ ترک ہونے کی یہی حکمت ہی کہ سورہ
براءۃ تو امان دور کرنے کے واسطے نازل ہوئی پس بسملہ سے جو الرحمن الرحیم کو شامل اور موجب امان ہی شروع نہین کی گئی جیسا کہ عرب کا
دستور تھا کہ جب کسی کو عہد توڑنے کا خط لکھتے تو ایسے عنوان سے شروع نہین کرتے تھے پس ترک تسمیہ کی وجہ یہ نہین ہی کہ صحابہ
رضی اللہ عنہم کو اسکے مستقل سورہ ہونے یا غیر مستقل ہونے میں اشتباہ تھا جیسا کہ ابن عباس رض سے حکایت کیا گیا اور یہ رعایت
بھی نہین تھی کہ صحابہ رض میں اختلاف تھا پس ہر دو فریق کی رعایت سے فصل کر دیا گیا کیونکہ ترک تسمیہ وعدم ترک میں کسی کی رائے
کو دخل نہین ہی بلکہ یہ امر توقیفی ہی پس جیسے جہان شارع نے واقف کرادیا ویسا ہی وہان کیا جائیگا اور اسمین شک نہین کہ یہان
بسملہ کا نزول نہین ہوا۔ قال المترجم لیکن یہ اشکال وارد ہی کہ انفال مثانی میں سے اور براءۃ مئین میں سے ہی ان دونون کو
سبع طوال میں کیون داخل کیا گیا ہی اور حق یہ ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کو اجماع کے ساتھ موافق ترتیب لوح محفوظ
کے جیسا کہ آنحضرت صلعم جمع فرمایا اور اللہ تعالے اپنے ذکر پاک کا حافظ ہی پس یہ جمع و ترتیب بعصمت وحفظ الٰہی ہی اور جو حالت
... کسی وہم وگمان شیطانی کو دخل دینا لغو ہی والسلام۔ قال الحافظ رحمہ اللہ اس سورہ کا اول حصہ اسوقت نازل
... آنحضرت صلعم غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اور آپ نے حج کا قصد فرمایا پھر ذکر ہوا کہ موسم حج میں مشرکین اپنی عادت کے
... لوگ ننگے طواف کرتے ہین پس انکے ساتھ خلط ملط ہونا مکروہ جانکر ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحاج

[1] یعنی مثلاً اول سورہ ... [illegible] ... کہ اسکو درمیان میں ... اور کچھ آیات نازل ہوئیں تو بتلا دیتے کہ درمیان میں اسکو فلان جگہ فلان آیت سے پہلے اور فلان آیت کے بعد لکھو ۱۲ م

قرار دیکر روانہ فرمایا کہ لوگون کو مناسک حج پر قائم کرین اور مشرکون کو آگاہ کردین کہ اس سال [illegible]
اور لوگون مین پکار دین کہ براءۃ من اللہ ورسولہ الآیات - جب وہ روانہ ہوے تو انکے پیچھے علی بن [illegible]
صلعم کی طرف سے ایسی بات پہونچانے والا آپ کا عصبہ ہو چنانچہ اسکا بیان عنقریب انشاء اللہ تعالے آتا [illegible]
آیتین لیکر روانہ ہوئے - من قولہ تعالے

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ

جواب ہی اللہ تعالی کی طرف سے اور اوسکے رسول سے اون مشرکون کو جنسے تم کو عہد تھا سو پھر لو اس ملک میں

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَ

چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ تھکا سکوگے اللہ کو اور یہ کہ اللہ رسوا کرتا ہی منکرون کو اور

اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ

سنا دینا ہی اللہ کی طرف سے اور اوسکے رسول سے لوگون کو دن بڑے حج کے کہ اللہ الگ ہی

الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ

مشرکون سے اور اوسکا رسول سو اگر تم توبہ کرو تو تمکو بھلا ہی اور اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم

غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

نہ تھکا سکوگے اللہ کو اور خوشخبری دے منکرون کو دکھ والی مار کی مگر جن مشرکون سے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ

تم کو عہد تھا پھر قصور نہ کیا تمہارے ساتھ اور مدد نہ کی تمہارے مقابلہ مین کسیکی سو اونسے پورا کرو [illegible]

عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

عہد اونکے وعدے تک اللہ کو خوش آتے ہین احتیاط والے

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ - خبر مبتدا محذوف اے ہذہ براءۃ - من ابتدائیہ ہی متعلق محذوف اے [illegible]
من اللہ ورسولہ - اور جائز ہی کہ صفت موصوف ملکر مبتدا ہو جاوے کیونکہ نکرہ مخصصہ ہو گیا اور خبر اسکی اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ
مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ - لیکن اول اولی ہی - عہد زبانی قول جو قسم کے ساتھ موکد ہو اور عاہدتم کا خطاب مومنین کو ہی اور [illegible]
موصول مبہم کا بیان من المشرکین ہی اور حال یہ تھا کہ مومنین نے اس سے پہلے مشرکین مکہ اور دیگر مشرکین سے مختلف معاہدے کیے
تھے بعض مین مدت کا بیان نتھا بلکہ مطلق تھے اور بعض مین مدت تھی پس کسی مین چار مہینہ سے زائد اور کسی مین کم ذلیکن [illegible]
کے معاہدہ کا بیان کسی خبر صحیح سے ثابت نہین ہوتا - بہر حال المشرکین سے عموماً مشرک مراد ہین یا خاص ہین - [illegible]
واسکا رسول دونون بری ہوے اس عہد سے جو تم نے مشرکون سے باندھا - بعض نے کہا کہ کافرون نے [illegible]
عہد کا پھینک مارنا واجب ہوا لیکن اس قول مین تامل ہی بلکہ اظہار اسلام سے معاہدہ اہل کفر [illegible]
کے عہد سے بری ہونے کے یہ معنی ہین کہ مومنون کو مشرکین کا عہد انپر پھینک مارنے کی اجازت [illegible]

Marfat.com

[illegible] شان براءۃ ہے۔ اور براءۃ کو اللہ تعالےٰ و رسول کے ساتھ اور معاہدہ کو مسلمانون کے ساتھ اسواسطے متعلق کیا [illegible] مسلمانون نے مشرکون کے عہود انپر الٹے پھینک مارنا واجب ہی اگرچہ مسلمانون نے جو معاہدے کیے تھے وہ اللہ تعالےٰ کی اجازت اور رسول اللہ صلعم کے اتفاق سے کیے تھے۔ پھر اسمین اختلاف ہی کہ یہ براءۃ کس عہد سے ہی یعنے عہد مطلق سے جسمین مدت کا ذکر نہین تھا یا چار مہینہ سے کم مدت والے عہود سے یا چار مہینہ سے زائد والے عہود سے جنمین نقض عہد کیا گیا اور کلام اسمین آتا ہی [illegible] کے بعد حکم دیا۔ فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ ساح یسیح سیاحۃ سیر کرنا چلنا۔ ابو السعود رح نے لکھا کہ سیاحت زمین مین چلنے کو کہتے ہین جو آسانی و سہولت کے ساتھ ہو پس اسمین اشارہ ہی کہ بہت بے کھٹکے چار مہینہ پھرنے کا حکم دیا یعنے اے مشرکو تم کو مباح ہی کہ پھرتے پھرو زمین مین بے کھٹکے چار مہینہ تک اس مدت تک تمکو امان ہی کوئی تمکو قتل نہین کریگا جہان چاہو پھرو اور خوب غور و فکر کرلو۔ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ اور جان رکھو کہ تم کبھی اللہ تعالےٰ کے عاجز کرنے والے نہین ہو۔ اور یہ مہلت تم کو اسواسطے نہین دی کہ تمھارے مقہور کرنے مین اب کوئی عجز ہی بلکہ رحمت و مصلحت تمھارے حق مین ہی کہ توبہ کرنے والا قبل اسکے آبرو کے ساتھ توبہ کرلے۔ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ اور تم جان رکھو کہ اللہ تعالےٰ کافرون کو خوار کرنے والا ہی۔ مخزیکم۔ نہین فرمایا کیونکہ جو بالفعل مشرک تھے بعضے انہین سے ایمان لے آئے پس اشارہ کردیا کہ بندے سب ہی اللہ تعالےٰ کے ہین مگر جو کفر و نافرمانی کرینگے وہی خوار کیے جاوینگے خواہ دنیا مین بھی چنانچہ مشرکون کے ساتھ واقع ہولیا اور خواہ دنیا مین یا آخرت مین پس قیامت تک جتنے کافر ہین سب کے لیے تہدید و وعید ہی۔ وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ آذان بمد اول اعلام یعنے آگاہ کرنا و خبردار کرنا۔ معنی یہ کہ اور اعلام و اشتہار ہی اللہ تعالےٰ و اسکے رسول کی جانب سے جو بڑا اکرم رسول ہی إِلَى النَّاسِ سب لوگون کی طرف۔ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ حج اکبر کے روز یعنی یوم النحر کے روز جو دسوین تاریخ ذی الحجہ کے قربانی کا دن ہوتا ہی کہ۔ أَنَّ اللَّهَ اسے بان اللہ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ اللہ تعالےٰ بری ہی مشرکون سے اور اللہ تعالےٰ کا رسول بھی۔ مشرکون سے اللہ تعالےٰ و اسکے رسول کے بری ہونے کے یہ معنی ہین کہ مشرکون کے عہد سے بری ہی پس حج مین یوم النحر کے روز یہ اعلام کردیا کہ سب لوگ جان لین پس مشرکین تو چار مہینہ تک امان کے بعد اپنے آپ کو بے امان سمجھین اور جملہ مسلمان بھی واقف ہوجاوین کہ چار مہینہ کے بعد کسی مشرک کے لیے عہد و ذمہ نہین ہی اور نہ آیندہ کوئی مسلمان کسی مشرک سے معاہدہ کرسکتا ہی۔ اور بخاری رح کی روایت مین ہی کہ نوین سال ہجرت مین آنحضرت صلعم نے حضرت علی رض کو بھیجا کہ انھون نے یوم النحر کے روز منی مین باواز بلند اعلام کردیا ان کلمات کے ساتھ اور یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج مین شریک نہو اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے کافرون کو توبہ کی طرف بلایا۔ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ یعنی اس عرصہ مین اے منکر بندو۔ و اگر تم کفر و نافرمانی سے توبہ کرلو تو تمھارے لیے بہتر ہی۔ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ اور اگر نہ مانوگے منھ موڑوگے اور نافرمانی پر اڑوگے تو تمھارا برا ہوگا کسی کا کچھ نقصان نہین۔ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ اور یہ جان رکھو کہ تم کبھی اللہ تعالےٰ کو عاجز کرنے والے نہین ہو اور وہ پاک [illegible] کو پیدا کیا۔ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ اور اے محمد صلعم تو کافرون [illegible]۔ کافرون پر تحکم ہی کہ تو یہ خوشخبری اسی رکھو کہ تم سب مقہور بندے ہو تمھارے لیے کچھ نہین

Marfat.com

ہوسکتا بلکہ دردناک عذاب اُٹھاؤ گے کہ دنیا مین قتل وقید وخوار ہوگے مال واولاد برباد ہوگی اور
بالجملہ یہ اذان واعلام تمام مشرکون وعہدوالون کو دیا مگر انمین سے استثنا فرمایا بقولہ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ سوائے ان مشرکون کے جنسے تم نے عہد کیا۔ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا پھر انھون نے تمھارے ساتھ اس
مین سے کسی شرط مین کچھ نقض نہین کیا۔ وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا اور نہ تمھارے اوپر کسی کی مدد کی یعنی کسی
کافر کے جو تم سے لڑا یا مانند اسکے کوئی امر کیا اسکی انھون نے معاونت بھی نہین کی تو۔ فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى
مُدَّتِهِمْ پورا کر دو انکو انکا عہد انکی مدت تک کیونکہ عہد پورا کرنا از جملہ تقوی ہے۔ اور حال یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَّقِيْنَ اللہ تعالے تقوی والون کو محبوب رکھتا ہے ف مفسرین نے اسمین اختلاف کیا کہ براءۃ کو ن کون عہد والون
سے اور کیسے عہد والون سے ہے اور چار مہینہ کی مہلت کب سے کب تک ہے کیونکہ آگے کی آیت مین ماہہائے حرام گذرنے کے بعد
مشرکون کے حق مین یہ حکم ہے کہ جہان پاؤ قتل کر ڈالو۔ قال ابن کثیر رحمہ اللہ اختلاف اقوال مین سے ایک یہ ہے کہ اس آیت
مین ان عہد والون سے براءت ہے جنکے ساتھ مطلق عہد بدون بیان مدت کے تھا یا جنسے چار مہینہ سے کم مدت تک عہد تھا پس
انکے لیے چار مہینہ کی میعاد دی گئی اور جنکے ساتھ اس سے زائد کسی مدت معلومہ تک عہد تھا انکا عہد اسی مدت تک باقی ہے بقولہ تعالے
فاتموا الیھم عہدہم الی مدتہم۔ اور حدیث مین بھی آیا ہے کہ من کان بینہ وبین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عہد فعہدہ الی مدتہ
یعنی جسکے اور رسول اللہ صلعم کے درمیان کسی میعاد معلومہ تک عہد تھا اسکا عہد اپنی مدت تک ہے۔ اور یہی قول منجملہ اقوال کے
احسن واقوی ہے اور اسی کو ابن جریر رح نے اختیار کیا ہے اور مفسر رح نے ان عہد والون کو بھی اسی مین داخل کیا جنکا عہد کسی مدت
معلومہ تک چار مہینہ سے زائد تھا مگر انھون نے کسی شرط مین خلاف کیا یا مظاہرت کی تو انکا عہد بھی باطل ہوگیا اور یہ بھی صحیح ہے
مجاہد رح سے مروی ہے کہ اصحاب عہد کو اذان دیا گیا کہ چار مہینہ امن سے پھرین اور یہ چارون مہینے درپے ہین یس گیا رہوین
ذی الحجہ سے لیکر ربیع الآخر کی دسوین تک ہین۔ یہی جمہور کا قول ہے۔ انس بن مالک رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے براءۃ کو ابوبکر
رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تھا۔ جب وہ ذو الحلیفہ تک پہونچے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین پہونچا ویگا اس بات کو کوئی سوائے
میرے یا میرے کسی اہل بیت کے پس اسکو علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ روانہ کیا۔ رواہ احمد والترمذی وبیضاوی رح نے کہا کہ یہ
حضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین پہونچا ویگا میری طرف کوئی سوائے میرے یا میرے اہل بیت کے تو یہ عموم پر نہین ہے یعنی ہر بات مین یہی
حکم نہین ہے کیونکہ اکثر آنحضرت صلعم نے ایسے لوگون سے تبلیغ فرمائی جو اہل بیت سے نہ تھے بلکہ یہ فقط عہد سے مخصوص ہے کیونکہ عرب
کی یہ عادت تھی کہ جس قبیلہ کی طرف نقض عہد کا پیغام ہو اسکو سردار یا اسی کا گھر والا کوئی پہونچاتا ہے اور دلیل اسکی یہ
کے الفاظ ہین کہ لا یبلغہا کوئی اس براءۃ کو نہ پہونچا وے الخ۔ مین کہتا ہون کہ اکثر روایات مین بھی انکو مشعر ہین کہ نقض عہد
کے ساتھ تخصیص ہے۔ بعض نے زعم کیا کہ پہلے ابوبکر رض کو مقرر کیا تھا پھر معزول کر دیا اور حضرت علی رض کو مقرر کیا ہے
بلکہ حضرت ابوبکر رض اسی طرح امیر الحاج وامیر الموسم رہے اور براءۃ عہود کے پکارنے کے لیے حضرت علی رض بھیجے گئے
محمد بن اسحاق نے امام ابوجعفر محمد باقر رح سے روایت کی کہ جب سورہ براءۃ نازل ہوئی تو ابوبکر رض کو
امیر کرکے روانہ کیا پھر کہا کہ میری طرف کوئی ادا ے پیغام نہ کرے سوائے میرے اہل بیت

اور یوم النحر کو جب منی مین جمع ہون تو پکار دو کہ جنت مین کوئی کافر نہین داخل ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے
اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور جس کسی سے آنحضرت صلعم سے عہد تھا اسکا عہد اسکی مدت تک ہی پس علی رضہ آنحضرت
صلعم کے ناقہ عضباء پر سوار ہوکر روانہ ہوے اور راہ مین ابو بکر رضہ سے مل گئے پس ابو بکر رضہ نے دیکھکر فرمایا کہ امیر ہو یا مامور
ہو یعنے مجہیر بھیر وامیر کر کے بھیجے گئے ہو یا میری ماتحتی مین ہو۔ حضرت علی رضہ نے کہا کہ مامور ہون پھر دونون چلے یہان تک کہ ابو بکر رضہ
نے لوگون کو حج کرایا اسے آخرا قال۔ بلکہ صحیح یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے ابو بکر رضہ کو اقامت حج اور اعلام براءۃ دونون کے واسطے
بھیجا تھا اور وہ دونون باتون پر قائم رہے اور حضرت علی رضہ کو پیچھے سے اعلام براءۃ کے واسطے بھیجدیا تاکہ اہل عرب مین سے کسی کا
اپنی عادت کے موافق عذر نہ رہے چنانچہ امام بخاری رح نے روایت کی کہ ابو ہریرہ رضہ نے بیان کیا کہ ابو بکر رضہ نے اس سال جن
پکارنے والون کو بھیجا تھا انمین مجھے بھی مقرر کیا تھا کہ یوم النحر کو منی مین ہم پکارتے تھے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج
نہ کرے اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے۔ حمید بن عبد الرحمن نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے پیچھے پیچھے علی بن ابیطالب کو بھی
بھیجا اور حکم دیا کہ براءۃ کو پکار دے۔ ابو ہریرہ رضہ نے کہا کہ ہمارے ساتھ علی رضہ نے بھی منی مین یوم النحر کو بھی پکار دیا۔ دوسری
روایت بخاری مین اس مضمون کے ساتھ یہ بھی ہی کہ یوم الحج الاکبر وہ یوم النحر ہی اور اکبر اس جہت سے کہا گیا کہ لوگ حج اصغر کہتے تھے
پس ابو بکر رضہ نے اس سال مین لوگون کے عہد انپر پھینک مارے پھر سال حجۃ الوداع جسمین رسول اللہ صلعم نے حج کیا کسی مشرک نے
حج نہین کیا انتہی ما فی الروایۃ۔ اور حضرت علی رضہ سے ندا مین چار باتین مروی ہین یعنی کوئی کافر کبھی جنت مین داخل نہوگا اور کوئی مشرک
اس سال کے بعد حج نہ کرے اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور جسکے و آنحضرت صلعم کے درمیان عہد تھا اسکا عہد اسکی مدت
تک ہی۔ رواہ ابن جریر رح وغیرہ۔ پھر واضح ہو کہ یوم الحج الاکبر وہ یوم النحر ہی جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہی اور روایت بخاری
از ابو ہریرہ اوپر گذری اور ابن جریر رح نے خطبہ حجۃ الوداع مین باسناد صحیح مرفوع یہی روایت کیا اور یہی ابن مسعود رضہ و ابن ابی اوفی
و مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہم و مجاہد و جماعت تابعین رحمہم اللہ کا قول ہی اور حضرت عمر و ابن عمر و ابن عباس و طاؤس وغیرہم نے کہا کہ وہ یوم
عرفہ ہی اور مجاہد رح سے یہ بھی روایت ہی کہ جملہ ایام حج ہین۔ حسن بصری و ابن سیرین سے مروی ہی کہ یہ دن فقط حج ابو بکر رضہ اور حج
رسول اللہ صلعم کا دن تھا ثابت نہین ہی۔ ارجح قول اول ہی۔ کما نص علیہ ابن جریر رحمہ اللہ۔ ــــــ فی العرائس قولہ تعالی براءۃ من
اللہ ورسولہ الی الذین عاہدتم الخ۔ جاننا چاہیے کہ عہود معرفت و محبت و عبودیت کا پورا کرنا نہین ممکن ہی مگر اسی شخص سے جسنے
عدم سے نکلتے وقت ربوبیت کو بنور ازلی مشاہدہ کیا ہی اور جو کوئی محبت و عشق قدیم سے خالی ہو وہ وفاء نہین کرسکتا اور کیونکر وفا
کرے کیونکہ درگاہ کبریائی سے مردود ہی اور کبھی ابد تک مقبول نہوگا۔ اللہ تعالے نے ان رعونت والون سے براءۃ فرمائی جو اپنے
نفوس کی خواہشون و دنیا و اسکی زینت و جاہ و مال و منال کو پوجتے ہین اور داغ فراق انپر لازم کر دیا کیونکہ عہد ازل سے باہر ہوگئے ہین
کیونکہ اگر وعدہ فراق سے واقف ہوتے تو اس حسرت مین مرجاتے۔ اللہ تعالے و اسکے رسول نے سوائے شرک کے جملہ عذر کو قبول فرمایا
شرک سے بڑھکر کوئی ظلم نہین ہی اسلیئے کہ مخلوق نے اپنے خالق سے منھ موڑکر یہ غضب سمیٹا کہ دوسری مخلوق کو اپنے معبود قدیم خالق
کا شریک کر دیا۔ بعد عہد کے یہ فرقت واقع ہوئی کیسی سخت بات ہی۔ زمانہ عہود مین تو وصول کی امید تھی کہ ناگاہ غیرت کی بجلی گری
جس نے جلا کر خاک کر دیا۔ پھر حق تعالے نے انکو اتنی مہلت دیدی جسمین کھوئے ہوے کا تدارک ممکن ہی لیکن یہ بھی

Marfat.com

اتمام حجت ہی - کما قال تعالے فسیحوا فی الارض اربعۃ اشہر - اور جمہور خلائق کے درمیان انکی بیعہدی کا اظہار ...
اے الناس یوم الحج الاکبر - بندون کو یوم عیا ںکی معرفت دیدی اور یہ وہ دن کہ آسمان و زمین و عرش و کرسی ...
و اولیاء کے واسطے کشف جلال فرمایا اور وہ اب بروز عرفہ ظاہر ہوتا ہی پس اس روز یہ اشتہار دیدیا کہ اللہ تعالے ان ...
خواہش نفس مین اللہ تعالے و اسکے رسول سے محجوب پڑے ہین بری ہی اور اسکا رسول بھی ان مردودون سے بری ہی کیونکہ ...
حبیب سے موافقت رکھتا ہی اور غیرت توحید اسی امر کو مقتضی ہی کہ وہی وہ رہے اپنی مراد کا نام بھی نہ ... اظہار ...
حضرت باری تعالے سے مخصوص ہی خواہ صفت ہو یا فعل ہو اسمین جو کوئی بندہ اسکے ساتھ کسی غیر کو شریک کرے تو اللہ تعالے ...
غیرت فرماتا ہی یعنے اپنی درگاہ سے اسکو محروم کرکے دور کرتا ہی - پھر اپنے کرم و رحمت سے انکو بالغ امید سے بالکل خارج نہین کیا اور
توبہ طلب کی بقولہ فان تبتم فہو خیر لکم - یعنی اگر اپنے نفوس کے حظوظ دنیاوی مین منہمک ہونے سے پھرو اور اپنے قلوب کے حظوظ مشاہدہ
ربانی مین آؤ تو یہ تمھارے واسطے بہتر ہی یعنے یہی ہی جو کچھ ہی کیونکہ سرتاپا بھلائی قرب و حضور حضرت رب العزۃ جل سلطانہ مین ہی -
اہل اشارہ کے نزدیک توبہ یون ہی کہ مشاہدہ بارگاہ قدیم و درگاہ حی القیوم کے وقت قلب سے حدوث بالکل جاتا رہے یعنی قلب
حادث چیزون سے حتی کہ اپنے آپ سے بھی لگاو نہ رہے اگرچہ خود جیسا حادث ہی ویسا ہی رہیگا یعنی فانی ہوکر باقی بقاء حی القیوم
ہوجائیگا - شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ نے کہا کہ بحکم قولہ تعالے فان تبتم فہو خیر لکم - توبہ ہر بھلائی کی کنجی ہی انتہی پھر جن عہد والون سے برات
فرمائی اور انکا عہد انکو پھینک مارا اور چار مہینہ کی انکو مہلت دی تو انکے حق مین اور بے عہد تمام مشرکون کے حق مین حکم دیا بقولہ تعالے

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ

پھر جب گذر جاوین مہینے پناہ کے تو مارو مشرکون کو جہان پاؤ اور پکڑو

وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ

اور گھیرو اور بیٹھو ہر جگہ انکی تاک پر پھر اگر وہ توبہ کرین اور کھڑی رکھین نماز اور

اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

دیا کرین زکوۃ تو چھوڑدو انکی راہ اللہ ہی بخشتا مہربان

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ انسلاخ الشہر دن دن کرکے مہینہ کا پورا ہوتا جاتا یہان تک کہ گذر جاوے خطابی نے
کہا کہ سلخ کبھی بمعنی کشط آتا ہی یعنی پوست و کھال اتار لینا جیسے سلخت الاہاب عن الشاۃ - مذبوحہ بکری پر سے ... کھال کھینچ ...
اخراج دیا ہر کر دینے کے معنی مین آتا ہی جیسے سلخت الشاۃ عن الاہاب - مذبوحہ بکری کو مین نے کھال مین سے نکال لیا ...
کا اطلاق استعارہ از معنی اول ہی کیونکہ کھال کے مانند زمانہ بھی اشیاء پر محیط ہی - اور ... دوسرے ...
قرار دیا گویا جب گذر گیا تو جسکو محیط تھا وہ اسمین سے نکل آیا - یعنی مومنون کو حکم دیا کہ جب وہ مہینے گذر جاوین ...
فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ تو قتل کرو مشرکون کو جہان کہین تم انکو ...
حرم کہلاتا ہی خواہ ایسے مقامون مین جو حل ہین - اور چاہیے کوئی ... واقع ہو کہ یہان ...
مہینے مراد ہین اور مشرکین کا لفظ اہل کتاب و بت پرستون وغیرہ سب کو شامل ...

[illegible] قول یہ ہی کہ اشہر الحرم سے ذی القعدہ وذی الحجہ ومحرم اور رجب۔ چار مہینے مراد ہین کما فی قولہ منہا اربعۃ حرم۔ اور [illegible] ہین انشاء اللہ تعالے اسکی تفسیر آویگی اور یہ قول امام محمد باقر کا ہی ولیکن ابن جریر رح نے کہا کہ آخر مہینہ اسوقت مین انکے [illegible] ہین محرم ہی اور اسکو علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے حکایت کیا اور یہی ضحاک رح کا قول ہی۔ وقال البیضاوی رحمہ اللہ یہ قول مخل نظم ہی کیونکہ الاشہر الحرم پر الف لام عہدی ہی جو معہود سابق پر دلالت کرتا ہی اور نیز یہ مخالف اجماع ہی کیونکہ یہ مقتضی ہی کہ ان مہینے حرام کی حرمت ابھی تک باقی ہی اسلیے کہ جو بعد کو نازل ہوا اسمین اسکا ناسخ کوئی کلام نہین ہی بالجملہ یہ قول منظور فیہ وخلاف سیاق ہی اگرچہ ابن جریر رح نے اسکو اختیار کیا ہی۔ قول دوم یہ کہ مراد ماہہائے عہدہ ہین جو قولہ فاتموا الیہم عہدہم۔ من مقصود ہین اور یہی مجاہد وابن زید وغیرہ سے حکایت کیا گیا ولیکن یہ قول اضعف ہی اسواسطے کہ مدت معاہدہ چند ماہ جنپر جمع اشہر کا اطلاق جائز نہین اور نہ اشہر کی تعبیر مین کوئی وجہ وجیہ ظاہر ہی اور اسقدر بھی نظم قرآنی مین متحمل نہین ہو سکتا فافہم۔ قول سوم یہ کہ وہ چار مہینے مراد ہین جو قولہ تعالے فسیحوا فی الارض اربعۃ اشہر۔ مین مذکور ہین اور یہی بنظر سیاق ونظم کلام وازراہ معنی وجیہ ہی اور یہی ابن عباس رض ومجاہد وعمرو بن شعیب وابن اسحاق وقتادہ وسدی وابن زید سے مروی ہی اور یہی ائمہ اہل علم کے قول پر درست ہی اور ان چار مہینوں کو اشہر الحرم اسواسطے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ان مہینوں تک مشرکون کی جانون ومالون کو حرام فرمایا ہی۔ المعنی پھر جب چار مہینے گذر جاوین جنمین ہم نے تم پر انکا قتل کرنا حرام کیا ہی تب انکے گذرنے کے بعد مشرکون کو جہان کہین اور جب کبھی پاؤ قتل کر ڈالو۔ لیکن خانہ کعبہ مین قتال اکثر علماء کے نزدیک حلال نہین ہی وہو الاصح۔ اور مشرکین اگرچہ آیت مین عام ہی لیکن مخصوص ہی چنانچہ سنت مین عموماً عورت وطفل کے قتل سے ممانعت ہی اور بوڑھا ضعیف جس سے مضرت نہو وہ بھی قتل نہ کیا جاوے اور ایسے ہی ایلچی قتل نکیا جاوے یا جو امان لیکر آوے اور سدی رح سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے براءۃ کے بعد کسی مشرک سے معاہدہ نہین کیا۔ اور اہل کتاب ایک قول پر داخل ہین تو وہ بھی درصورتیکہ خواری کے ساتھ جزیہ دینا منظور کرین اس سے مخصوص ہونگے اور ایک قول پر داخل ہی نہین پس کچھ اشکال نہین ہی۔ اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار تلوارون کے ساتھ مبعوث ہوے ایک تلوار تو مشرکین عرب کے حق مین کما قال تعالے فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم الآیۃ۔ ہکذا رواہ ابن ابی حاتم مختصراً۔ اور میرا گمان یہ ہی کہ دوسری تلوار اہل کتاب کے حق مین تھی۔ کما قال تعالے قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔ اور تیسری تلوار منافقون کے حق مین کما قال تعالے یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین الآیۃ۔ اور چوتھی تلوار باغیون کے حق مین کما قال تعالے وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احدیہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٔ الی امر اللہ الآیۃ۔ انتہی اور جمہور کے قول پر جن مشرکونکا عہد میعادی [illegible] سبب انکی وفاداری کے پورا کرنے کا حکم ہی انکے حق مین جیسے چار ماہ کی مدت نہ تھی ویسے ہی بعد چار ماہ مذکورہ گذرنے کے قبل انکی [illegible] کے ایسا حکم بھی نہین کہ فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم۔ مار ڈالو مشرکین کو جہان کہین جب پاؤ **وَخُذُوهُمْ** اور [illegible] کرو یعنی قید کیا اسیر بناؤ۔ اخیذ بروزن فعیل بمعنی ماخوذ یعنی پکڑا ہوا۔ **وَاحْصُرُوهُمْ** بعض نے کہا یعنی حرم [illegible] روکو اور حائل ہو جاؤ اور صحیح معنی یہ کہ انکو حصار مین محبوس کرو اور قلعون کا محاصرہ کرو یہان تک کہ ناچار قتل ہونے پر راضی ہون

Marfat.com

یا اسلام لاوین کہ فساد شرک وبداعمالی مٹ جاوے - وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ [illegible]
بیٹھا جاوے یعنی گھات کی جگہ وکمینگاہ - اور نصب م سکو بنا بر ینکہ ظرف ہی اور بعض نے کہا کہ علی کل مرصد [illegible]
ولیکن اول اصح ہی - المعنی انکے لیے ہر گھات کی جگہ بیٹھو - یعنی انکے لیے تاک لگاؤ جدھر ادھر جس راہ جاوین [illegible]
کے لیے انکو مارو وپکڑو - فَاِنْ تَابُوْا پھر اگر وہ توبہ کرلین یعنے جو سبب فتنہ کا تھا اس سے توبہ کرین یعنی [illegible]
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور اسکو اسطرح ظاہر وثابت کرین کہ بدنی اعمال مین سے جو سب سے اعلی ہی یعنی نماز اسکو [illegible]
ٹھیک طور سے جمعہ وجماعات کے ساتھ اداکرین - وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور مالی امور مین سے جو سب سے اعلی عمل ہی یعنی زکوۃ [illegible]
اداکرین - انھین دونون باتون پر اسی وجہ سے اکتفا کیا کہ بدنی ومالی عبادات مین سے یہی دونون اشرف ہین اور باقی انکے تابع [illegible]
پس مقصود آنکہ فرائض وواجبات اسلام کو اداکرین جنمین سے اعلی واشرف یہ دو ہین اور کیا آسان ہین - فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ
توتم انکی راہ خالی کردو پس نہ انکو قتل کرو نہ قید کرو اور نہ انکا محاصرہ کرو اور نہ انکو شرع کے موافق تصرف کرنے سے روکو - اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کیونکہ البتہ اللہ تعالے غفور رحیم ہی - اگلے زمانہ مین جو شرک وفساد وبندگان خدا کی ایذا رسانی جو بوجہ جہالت و
کفر کے انسے صادر ہوئی اسکو اللہ تعالے بخشنے والا ہی - قال البیضاوی رح آیت مین تنبیہ ہی کہ جو شخص نماز کو چھوڑتا یا زکوۃ ندیتا ہو
اُسکی راہ نہ چھوڑی جائیگی - قال ابن کثیر رحمہ اللہ - ابن عمر رض سے مرفوع روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا کہ
مین لوگون سے قتال کرون یہان تک کہ گواہی دین یہ کہ کوئی معبود نہین سوائے اللہ تعالے کے اور یہ کہ محمد اللہ تعالے کے بندے
رسول ہین اور نماز قائم کرین اور زکوۃ اداکرین - الحدیث فی الصحیحین - ابن مسعود رض نے کہا کہ تم لوگون کو حکم دیا گیا ہی کہ نماز کو ٹھیک
اداکرو اور زکوۃ دو پس جسنے زکوۃ ندی اسنے نماز بھی نہ پڑھی - بالجملہ ارکان اسلام وجود اسلام وشرک سے توبہ کے واسطے ضرور ہین
لہذا حدیث صحیح مین نماز چھوڑنے والے پر کفر کا اطلاق آیا ہی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زکوۃ سے مانع لوگون پر جہاد کرنے مین
اسی آیت کریمہ واسکے امثال پر اعتماد کیا اور احادیث مانند روایت ابن عمر رض کے اسکی موید بہت ہین - وقال عبدالرحمن بن زید بن اسلم
اللہ تعالے نے انکار فرمایا کہ بدون زکوۃ کے نماز کو قبول کرے اور کہا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کیا اچھے کامل فقیہ تھے - ربیع بن
انس رح سے مرسل روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جسنے دنیا کو اس حال سے چھوڑا کہ خالص اللہ تعالے ہی کے واسطے وحدہ لا
واسی کی عبادت کرتا تھا کچھ بھی اُس سے شرک نہین کرتا تھا تو اسنے دنیا کو ایسے حال مین چھوڑا کہ اللہ تعالے اُس سے راضی ہی اور ربیع [illegible]
کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اللہ تعالے کا وہ دین ہی کہ جسکو اسکے رسول لائے اور اپنے پروردگار کے حکمون کو پہنچایا اسکے پیشتر
ربیع نے اپنے شیخ کا قول بیان کیا ۱۲
اس سے پہلے کہ لوگون کی گڑھی باتین اور نفسانی خواہشون کے مقتضی اختلاف اسمین مل جاوین اور اسکی تصدیق کتاب اللہ مین
موجود ہی کہ فرمایا - فان تابوا واقاموا الصلوۃ الآیہ - کیونکہ انکی توبہ یون تھی کہ بتون سے یا جو چیزین بتون کے حکم مین ہین انسے [illegible]
چھوڑا کر فقط اپنے پروردگار وحدہ لاشریک کی عبادت کرین اور نماز ٹھیک اداکرین و زکوۃ خلوص سے دین پھر دوسری جگہ فرمایا
فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین - رواہ ابن جریر وابن مردویہ ومحمد بن نصر المروزی - انس رض سے [illegible]
ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہی کہ مین لوگون سے مقاتلہ کرون اسوقت تک کہ وے گواہی دین [illegible]
رسول اللہ - پس جب یہ گواہی دی کہ فقط اللہ تعالے ہی پروردگار معبود ہی کوئی اور ایسا نہین [illegible]

Marfat.com

...ہی جو کہ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ہمارے قبلہ کا استقبال کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا اور ہماری نماز پڑھی تو انکی جانیں انکے مال سب حرام ہوگئے مگر بحق شرع (یعنے مثلاً زکوٰۃ لیجائیگی اور اگر دھوکے سے کسی کو مار ڈالا تو دیت دینا پڑیگی یا عمداً مارا تو قصاص میں قتل کیا جائیگا) - انکے واسطے وہی سب برتاؤ ہوگا جو مسلمانوں کے لیے ہی اور انپر وہی سب لازم ہوگا جو مسلمانوں پر لازم ہی - رواہ البخاری و اہل السنن الا ابن ماجہ - واضح ہو کہ آیۃ السیف یہی کہلاتی ہی اسکے بعد تمام وہ احکام مرتفع ہوگئے جو مشرکوں کے بد افعال سے چشم پوشی وغیرہ کے تھے اور حکم دیدیا گیا کہ اگر حقوق الٰہی توحید و عبادت سے لیکر بندوں بلکہ مردہ لوگوں تک عدل و انصاف و مکارم اخلاق و انسانیت سے برتاؤ نہ کریں تو مار کر انکو راہ راست پر رکھو اور انکا فتنہ و فساد بندگان خدا سے دور کردو - پھر مفسرین رح نے اسمیں اختلاف کیا کہ اس آیت میں سے بھی کچھ منسوخ ہی یا نہیں - ضحاک و سدی و عطاء نے کہا کہ منسوخ ہی بقولہ تعالے فاما منا بعد و اما فداء یعنی مشرک قیدی پر احسان کرکے چھوڑ دو یا فدیہ لیلو - مجاہد و قتادہ رح نے کہا کہ نہیں بلکہ وہی اس سے منسوخ ہی پس احسان و فدیہ کچھ نہیں جائز ہی بلکہ اسلام لاوے یا قتل کیا جاوے - اور ابن زید رح نے کہا کہ نہیں بلکہ دونوں محکمہ ہیں کوئی منسوخ نہیں ہی اور قرطبی رح نے کہا کہ یہی قول صحیح ہی کیونکہ احسان کے طور پر چھوڑنا یا فدیہ لینا یا قتل کردینا اول ہی لڑائی بدر سے برابر بحکم رسول اللہ صلعم جاری رہا - امام رازی رح نے کہا کہ دونوں آیتیں باہم متوافق ہیں اور دونوں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ پہلے سخت گرفت کے بعد پھر فدیہ لینے کا اختیار ہی - واللہ اعلم -

ع ۶ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ

اور اگر کوئی مشرک تجھسے پناہ مانگے تو اوسکو پناہ دے جب تک وہ سن لے کلام اللہ کا پھر پہونچا دے اسکو

مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۠

جہاں وہ نڈر ہو یہ اسواسطے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے

وَاِنْ اَحَدٌ اِن حرف شرط جو فعل ہی پر داخل ہوتا ہی لہذا ضرور فعل محذوف ہی اور وہی احدٌ میں عامل رفع ہی اور مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ متعلق احد یعنی مشرکین میں سے کوئی آدمی - اور فعل محذوف کی تفسیر کرتا ہی قولہ اسْتَجَارَكَ - یعنی وان استجارک احد من المشرکین اور استجارہ طلب الجوار - ومراد امان چاہنا - اور مشرکین سے وہی مراد ہیں جنسے بعد انقضاء چار ماہ کے تعرض کا حکم دیا ہی - والمعنی اور اگر مدت امن گذرنے کے بعد امان مانگے تجھسے کوئی شخص ان مشرکوں میں سے جنسے بعد چار ماہ کے تعرض کا حکم دیا گیا ہی - فَاَجِرْهُ تو اسکو امان دیدے - حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ - تاکہ وہ کلام الٰہی کو سنے اور سمجھکر معلوم کرے کہ وہ ایمان کیا ہی جسکی طرف تم انکو دعوت کرتے ہو اور اسکی خوبیاں و بھلائیاں اسکو معلوم ہوں - ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ - مامن جائے امن یعنی پھر اسکو اسکے دیار میں جہاں سے آیا ہی پہونچا دے اگر وہ بالفعل اسلام نہ لاوے - ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ یہ حکم امن دینے کا اسوجہ سے ہی کہ مشرکین ایسی قوم ہی کہ وہ جانتے نہیں ہیں کہ ایمان کیا چیز ہی اور عدل و اخلاق جمیلہ سے کیونکر بھرا ہوا ہی پس ضرور انکو اسطرح امان دیکر سنانا چاہیے تاکہ اسکی خوبیوں پر واقف ہوں اور حجت الٰہی انپر پوری ہوجاوے - قال ابن کثیر رح ومن ہذا کان صلعم یعطی الامان لمن جاءہ یوم الحدیبیۃ ... الی آخرہ - مراد شیخ کی یہ ہی کہ یہی حکمت آنحضرت صلعم پہلے سے برتتے تھے پس جو کوئی راہ ہدایت دریافت کرنے کو یا ایلچی بنکر آتا اسکو امان دیتے چنانچہ حدیبیہ کے روز قریش کی ایک جماعت آئی جنمیں سے عروہ بن مسعود اور سہیل بن

Marfat.com

عروہ وغیرہ تھے کہ صلح کی بابت طرفین سے گفتگو کرتے اور انھون نے یہان دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
صحابہ رضی اللہ عنہم ایسا مبالغہ کرتے ہین کہ کسی بادشاہ کے یہان نہین دیکھا گیا - اور اگر آپ دہن مبارک
دامنون مین لیتے ہین بس حیران و مبہوت رہگئے اور واپس ہوکر قوم کو اس سے آگاہ کیا اور یہی
آجانے کا باعث ہوا - الحاصل جو کوئی دار الحرب سے دار الاسلام مین پیغام پہونچانے یا تجارت یا صلح چاہنے یا جزیہ
کامون کے لیے آنا چاہے اور امام المسلمین یا اسکے نائب سے امان مانگے تو اسکو امان دیکر آنے دے یہان تک کہ وہ
جاوے ولیکن علماء رح نے کہا ہے کہ اسکو یہ اجازت ندیجائیگی کہ یہین رہا کرے الا آنکہ ذمی ہوکر رہے پھر کبھی دار الحرب مین نہ جا
پاویگا الا بطریق تجارت وغیرہ ورنہ یہان نہ رہنے پاویگا - ہان چار مہینہ تک رہ سکتا ہے اور اس سے زیادہ ایک سال سے کم
مین علماء کے دو قول ہین - پھر ظاہر یہ ہے کہ اگر سوائے دین کے حقیقت سے واقف ہونے کے اور کسی غرض تجارت وغیرہ کے لیے
امان چاہے تو امام کو اختیار ہے چاہے آنے دے یا نہین واللہ اعلم

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ

کیونکر ہووے مشرکون کو عہد اللہ پاس اور اوسکے رسول پاس مگر جنسے تم نے عہد کیا

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝

مسجد الحرام پاس سو جب تک تم سے سیدھے رہین تم اونسے سیدھے رہو اللہ کو خوش آتے ہین احتیاط والے

كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ

کیونکر صلح رہے اگر وہ ہاتھ پاوین نہ لحاظ کرین تمھاری دیبداری کا نہ عہد کا تم کو راضی کر دیتے ہین اپنے منھ کی بات سے

وَتَأْبَى قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ۝

اور اونکے دل نہین مانتے اور بہت اون مین بے حکم ہین

كَيْفَ استفہام تعجب دلانے کو متضمن معنی انکار ہے اے لا يَكُونُ نہین ہوگا - لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ مشرکون کے
لیے کوئی عہد - عِنْدَ اللهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ اللہ تعالے کے نزدیک اور اسکے رسول کے نزدیک - حالانکہ مشرکون کا یہ حال
ہے کہ وہ اللہ تعالے و اسکے رسول سے منکر و غدر کرنے والے ہین - یعنی جسنے عہد وفا نکیا اللہ تعالے اسکے عہد وفا کرنے کا حکم نہ دیگا
اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ان لوگون کے پاس عہد ہونا تعجب ہے - نہین ہوگا کیونکہ تمھارے حق مین وہ غدر دل مین رکھتے ہین لہذا
تم انکی طرف سے عہد کا خیال جی مین نہ لاؤ - إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بعض نے کہا کہ استثنا
متصل ہے اے لا یکون للمشرکین عہد الا الذین عاہدتم الخ - پس مشرکین اپنے عموم پر ہوگا ، و بعض نے کہا کہ الا بمعنی لکن ہے لیکن
وہی مراد ہین جنسے برارة کی گئی ہے اور معنی یہ کہ لیکن وہ مشرکین جنسے تم نے مسجد الحرام کے پاس معاہدہ کیا - یعنی قریش جنسے
حدیبیہ مین معاہدہ کیا اور وہ قریش ہین کہ حدیبیہ مین دس سال تک کا انسے عہد کیا گیا تھا اور وہی سابق
من المشرکین الخ سے مستثنی ہوے تھے - یہی ابن عباس رض و قتادہ رح سے روایت ہے - انھین کے حق مین فَمَا اسْتَقَامُوا
لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ پس جب تک عہد پر وہ لوگ ٹھیک قائم رہین اور نہ توڑین

... پھر قریش نے آخر مین یہ حرکت کی کہ بنو خزاعہ جو حضرت صلعم کے حلیف تھے ... بنو بکر سے جھگڑا تھا پس قریش نے بنو بکر کی خزاعہ پر مدد کی اور کچھ لوگ انکے قتل کیے - پس عہد توڑا اور آنحضرت صلعم نے ... کے مکہ فتح کر لیا اور عنقریب آویگا اور نظم کلام مین مشرکون کی طرف سے عہد ہونے پر تعجب دلانے سے اور قولہ فما استقاموا لکم سے یعنی جب تک وہ قائم رہین - اسطرف اشارہ ہی کہ انکا عہد کچھ نہین ہی لیکن تم بنظر تقوی قائم رہو کہ وہی آخر توڑینگے - سدی رح اور ابن اسحاق نے کہا کہ مراد مستثنی سے بنو ضمرہ ہین کہ قریش کے ساتھ آنحضرت صلعم نے انسے بھی معاہدہ کیا تھا اور قریش کے عہد توڑنے کے وقت انھون نے نہین توڑا پس وہ مراد ہین نہ قریش کیونکہ امر گذشتہ کی نسبت کیونکر یہ فرمایا کہ فما استقاموا لکم فاستقیموا لہم - کیونکہ آیت بعد فتح کے ہی - اور بعض نے کہا کہ قریش کے ساتھ جنھون نے تفسیر کی ہی شاید وہ اس بنا پر ہی کہ یہ آیات قبل فتح مکہ نازل ہوئی ہین اور جامع البیان مین بھی کہا کہ آیات مین تامل سے معلوم ہوتا ہی کہ بعض کا نزول قبل فتح مکہ کے ہی واللہ اعلم - بالجملہ نزول اگر قبل فتح مکہ کے ہی اور قریش مراد ہین ۔ یا بعد فتح مکہ کے ہی اور بنو ضمرہ مراد ہین تو جنھون نے جب تک نقض عہد نہین کیا تب تک اہل ایمان کو وفائے عہد کا حکم دیا کہ عہد پورا کرو - اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ یہ جملہ تعلیل ایفاء عہد ہی یعنے عہد پورا کرو کہ یہ تقوی ہی اور اللہ تعالی اہل تقوی کو دوست رکھتا ہی - مفسر رح نے قریش ہی کے ساتھ تفسیر اختیار کی لہذا کہا کہ اس حکم الہی کے موافق آنحضرت صلعم اپنے عہد پر قائم رہے یہان تک کہ قریش نے خزاعہ پر بنو بکر کی مدد کی اور عہد توڑا - اور بنو بکر سے قریش محالفت یعنی باہمی قسم رکھتے تھے اور خزاعہ نے عبد المطلب سے یہی قسم مضبوط کر لی تھی چنانچہ جب وہ لوگ آنحضرت صلعم کے پاس عبد المطلب کا نوشتہ لائے تو آپ نے اسکو برقرار رکھا اور فرمایا کہ جاہلیت مین جو قسم تھی اسکو اسلام سے اور مضبوطی ہو گئی ولیکن اسلام مین کوئی حلف نہین ہی پھر بنو بکر و خزاعہ مین کچھ خون کے دعوے چلے آتے تھے پس بنو بکر نے قریش سے درخواست کی کہ خزاعہ سے ہم بدلا چاہتے ہین تم ہماری مدد کرو پس قریش نے مدد کی اور خزاعہ کو قتل کیا - آخر انھون نے آنحضرت صلعم کو نظم ایک عریضہ لکھا اور قسم یاد دلائی اور جب حضرت صلعم کو معلوم ہوا تو آپنے مدد فرمائی اور قریش نے ہر چند دوبارہ عہد و میثاق چاہا مگر منظور نہوا اور مکہ فتح ہو گیا والحمد للہ رب العالمین - پھر ظاہر یہ ہی کہ قولہ تعالے کیف یکون للمشرکین عہد - مین مشرکین کا لفظ مشرکین عرب و مشرکین اہل کتاب یعنی یہود وغیرہ و قیامت تک کے مشرکین عجم وغیرہ کو شامل ہی اور مستثنی کیطرف بھی کلام ہی چنانچہ عنقریب بیان آویگا انشاء اللہ تعالے - بالجملہ یہان اہل ایمان کو استفہام انکاری کے ساتھ مشرکین کے عہد سے تعجب دلایا اگرچہ عہد والون کے ساتھ اپنی طرف سے بدون انکی بدعہدی کرنے کے عہد شکنی سے منع کر دیا کیونکہ عہد توڑنا خلاف تقوی ہی پھر ظاہر فرمایا کہ شرک والے بسبب عدم نور ایمان کے امانت سے خارج اور اپنی ہوا و ہوس کے تابع ہوتے ہین لہذا جب جیسا موقع پاتے ہین ویسا کرنے لگتے ہین اور نفس انکا مقید نہین چنانچہ فرمایا - كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ اے کیف یکون للمشرکین عہد و الحال انہم ان یظفروا بکم - لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً لا یراعوا فیکم قرابۃ ولا عہدا بل یوذوکم ما استطاعوا یعنی مشرکون کے لیے عہد کہان سے یا کیونکر ہوگا انکی تو یہ حالت ہی کہ اگر وے تمپر قابو پا جاوین تو نہ لحاظ کرین تمھاری قرابت کا اور نہ کسی عہد کا بلکہ جہان تک انسے ہو سکے تم کو ایذا پہونچاوین - ظہور بتعدیہ علی بمعنی غلبہ و قابو پانا - یقال ظھر علیہ - اے غالب ہوا - الال بمعنی قرابت و عہد کما فی الصحاح و یہان مراد قرابت ہی بقرینہ قولہ ولا ذمۃ اے ضمان و عہد پس دونون لفظ کو ایک معنی پر لیکر ... کرنے سے تاسیس اولی ہی کما اختارہ المفسر رح کیونکہ ذمہ بمعنی عہد و ضمان متعین ہی اور اسی سے ان لوگون کو جو دار الاسلام مین جزیہ

Marfat.com

قبول کر کے کسی دین باطل پر رہتے ہین

انکے جان و مال کی حفاظت موافق شرع کے لازم ہی۔ الحاصل مشرکین نے اپنے [illegible]

کے حلف و قسم سے عہد باندھا اور [illegible] اگر تمپر قابو پاجاوین تو نفس کی عداوت سے ایسی قسم [illegible] قرابت کی [illegible]

سے ہی کچھ لحاظ نہ کرینگے بلکہ جہان تک ممکن ہوگا ایذا پہونچاوینگے چنانچہ بہود لے بار ہا آنحضرت صلعم سے عہد [illegible]

خیر خواہ ہونگے اور تمھارے دشمنون کی اعانت وغیرہ کچھ نہ کرینگے پھر جب موقع پایا تو عہد و قسم کا کچھ لحاظ نہ کیا [illegible]

کرلی اور دل سے یہی چاہا کہ مسلمانون کو ضرر پہونچے بلکہ مٹ جاوین یس انکے پاس امانت و صدق [illegible] کا نام نہین [illegible]

دل مین کچھ اپنے نفس کے بنارے اور بمصداق اس حدیث شریف کے ہین کہ آدمیون مین سے بدتر وہ ہی جو دو منھ والا [illegible]

منھ سے ملتا اور اُس سے دوسرے منھ سے ملتا ہی۔ اگرچہ اصلی بیباکی مین مشرک سب یکسان ہین کہ اپنے نفس کے [illegible]

جیسے امانت مین فی الجملہ اچھے تھے ویسے ہی یہود اسمین سب سے بدتر تھے۔ وقد قال تعالےٰ۔ **يُرْضُونَكُم بِأَفْوَاهِهِمْ** وہ [illegible]

تمکو اپنے سخنون سے یعنی میٹھی باتون سے راضی کرتے ہین **وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ** اور انکے دل انکار کرتے ہین۔ یعنی عہد [illegible]

زبانی تمھارے بھلائی کی باتین کہی ہین انکے پورا ہونے سے انکے دل منکر ہین بلکہ قابو نہین پاتے تو ایسا کہتے ہین اور دل سے [illegible]

بدخواہ ہین۔ **وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ** اور انمین سے بہتیرے فاسق ہین یعنے عہد توڑنے والے ہین۔ قال البیضاوی

قولہ تعالےٰ یرضونکم بافواہہم۔ جملہ مستانفہ ہی اسمین ایسی حالت کا بیان ہی کہ اسکے ہوتے ہوے عہد پر ثابت نہین رہ سکتے اور نہ قابو پانے

کی صورت مین انکی رعایت و مروت کر سکتے ہین اور یہ جملہ قولہ لا یرقبوا کے فاعل سے حال نہین ہو سکتا کیونکہ بعد غلبہ پانے کے وہ مومنون

کو زبان سے راضی نہین کرینگے اور نیز اسوجہ سے کہ مراد تو یہ ہی کہ مومنون کو فی الحال اسطرح راضی کرتے ہین کہ عہد وفا کرینگے اور اسطرح

شریک رہینگے حتی کہ آخر مسلمان ہوجاوینگے اور دل مین کفر و عداوت پوشیدہ رکھتے ہین یہان تک کہ قابو پاوین تو زندہ نہ چھوڑین [illegible]

جملہ کیونکر قرار دیا جا سکتا ہی کیونکہ اس سے تو یہ نکلیگا کہ آیندہ بروقت ظفر کے راضی کرینگے اور یہ خلاف مقصود ہی اور قولہ تعالیٰ وتابی قلوبہم

یعنے جو زبان سے منھ دیکھی باتین بکتے ہین انکے دل مین ان باتون سے انکار و اسکے خلاف ہوتا ہی اور قولہ واکثرہم فاسقون۔ یعنی [illegible]

ہین انکا کوئی عقیدہ نہین یعنی یقین نہین کہ وہ انکو روکے اور نہ مروت ہی کہ وہ انکو باز رکھے۔ اور اکثر کی تخصیص اسواسطے ہی کہ بعضے [illegible]

و مشرکون مین ایسی خصلت ہوتی ہی کہ غدر و بیوفائی سے بچتے ہین اور جن باتون سے انکے حق مین بدگوئی [illegible] بیان کیا جاوے اس سے

باز رہتے ہین۔ قلت انھین بعض مشرکون مین سے اہل قریش تھے چنانچہ آنحضرت صلعم نے قریش کے حق مین [illegible]

اہل امانت و دیانت ہین اور عنقریب تو انکے کامون کے مقابلہ مین اپنے اعمال کو حقیر دیکھیگا [illegible]

بیان ہی ورنہ حالت شرک و کفر مین بسبب اندھے پن کے و بسبب پیروی نفس کے انکے عہد [illegible]

چنانچہ آخرکار انھون نے بدعہدی کی۔ اور انھین اکثر مین سے سب سے اول یہود تھے کہ [illegible]

بدعقیدہ بد دیانت تھے۔ وقد قال تعالےٰ

اِشْتَرَوْا بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا [illegible]

بیچے اونھون نے حکم اللہ کے تھوڑی قیمت پر پھر اٹکے اوسکی راہ سے [illegible]

Marfat.com

[illegible] کے حق میں [illegible] عہد کا [illegible] اور وہی ہیں [illegible] زیادتی پر

اشتروا بآیات اللہ ثمنا قلیلا - اے استبدلوا بالقرآن قلیلا من الدنیا - یعنی قرآن کے بدلے لیا انھون نے قلیل دامون کو دنیا مین سے کیونکہ کل دنیا محض قلیل ہو چنانچہ حدیث مین ہو کہ دنیا کی قدر اگر اللہ تعالے کے نزدیک مچھر کے پر برابر ہوتی تو کسی کافر کو گھونٹ پانی نہ ملتا - پس باوجود اس حقارت کے انکو کل دنیا حاصل نہ ہوئی بلکہ اسمین سے بھی بہت قلیل ملی تو … کے پیچھے انھون نے آیات الٰہی کو نہ مانا اور اشترا خرید لینا جیسے یہان بمعنی استبدال بدل لینا مجازاً ہو تو استبدال بھی بامعنی … قرآن چھوڑ کر دنیا اختیار کی - حاصل آنکہ خواہش نفس کے لیے اتباع حق و آیات قرآن کو چھوڑ کر دنیا کو اختیار کیا اور یہود اسمین … سب مشرکون سے بڑھے ہوئے تھے - فصدوا عن سبیلہ پس انھون نے دین الٰہی سے روکا - یا خود منھ موڑ گئے مروی ہو کہ ابو سفیان عرب کی دعوت کر کے چند لقمہ طعام پر آنحضرت صلعم کے مقابلہ مین لڑنے لایا اور مروی ہو کہ اہل طائف نے مشرکین مکہ کو مال سے مدد دی تھی کہ اللہ تعالے جل جلالہ کے رسول سے لڑین - اور یہود کے عالم تو جان بوجھکر اپنے نذرانہ و ہدیے موقوف ہو جانے کے خوف سے آپ اسلام نہ لاتے اور لوگون کو آنحضرت صلعم کے شمائل پاک و صفت و نعت سے بہکاتے … کہتے کہ آخر زمان پیغمبر تو سانولا گھونگروالے بال والا ایسا ایسا ہوگا پس عوام یہودی سچ مان لیتے اور حضرت صلعم و قرآن پر ایمان نہ لاتے تھے - انھم ساء ما کانوا یعملون انکا یہ عمل بہت برا عمل تھا - کہ شرک کرتے و عہد توڑتے و آیات الٰہی کو چھوڑ کر اتباع نفس و متاع قلیل دنیا لیتے و لوگون کو راہ حق سے بہکاتے تھے - لا یرقبون فی مؤمن الا و لا ذمۃ اسکی تفسیر اوپر گذر چکی اور معنی یہ کہ کسی مومن کے حق مین قرابت و عہد کا لحاظ نہین رکھتے ہین - نحاس رحمہ نے کہا کہ یہ تکرار کلام نہین ہو بلکہ اول جو گذرا وہ تو تمام مشرکون کی حالت کا بیان تھا اور یہ مخصوص یہود کا حال ہو بدلیل قولہ تعالی اشتروا بآیات اللہ ثمنا قلیلا - یعنی منجملہ مشرکین کے یہود ایسے ہین - بعض نے کہا کہ اول مین تو مخصوص ایک گروہ مومنین کے … لحاظ نہ رکھنے کا بیان ہو اور اسمین عموماً سب مومنین کا بیان ہو اور بعض نے کہا کہ اول تو قولہ و ان یظہروا علیکم لا یرقبوا الخ … جواب صورت غلبہ ہو اور یہان انکے تقبیح اعمال کا شمار ہو - و اولئک ھم المعتدون اور یہی لوگ جنکے اوصاف ذمیمہ بیان ہوئے ہین حد سے تجاوز کرنے والے ہین یعنے عہد شکنی مین - یا یہ معنی کہ سرکشی و شرارت و بدکاری مین حد سے گذر جانے والے ہین … فی العرائس قولہ لا یرقبون فی مومن الا و لا ذمۃ الخ بیان ہو کہ مخالف … لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اہل جنت … اور اہل معرفت کا احترام نہین کرتے کیونکہ انکو معرفت سے نصیب نہین ہو اور اہل معرفت پر جو کرامات … انکو نظر نہین آتے ہین - محمد بن الفضل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مومن کی حرمت کرنا اور اسکی تکریم کرنا بڑی طاعت ہو اسی آیت کی دلیل سے - قال المترجم اہل فقہ نے بھی کتاب الکراہیۃ مین اسکے مسائل ذکر فرمائے ہین اور شیخ کا استنباط اچھا ہو بلکہ … کی تعظیم واجب ہو اور مسلمان کا دل خوش کرنا ثواب ہو و فی الحدیث ان تلقی اخاک بوجہ طلیق - نیکی … سے … ہو اللہ تعالے نے حالت کفر و شرک کے انکے اطوار ذمیمہ بیان کرکے لطافت کے ساتھ … ایمان … اخلاق کریمہ کی طرف ارشاد کیا - بقولہ -

Marfat.com

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا [illegible]

سو اگر توبہ کرین اور کھڑی رکھین نماز اور دیتے رہین زکاۃ تو [illegible]

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

ایک جاننے والے لوگون کو

فَاِنْ تَابُوْا - پھر اگر وہ لوگ توبہ کرین یعنے نقض عہد و اتباع نفس و اختیار دنیا و ترک دین وغیرہ سے - قتادہ [illegible] دعوٰی وغیرہ کو چھوڑین اور لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ - کی شہادت دین - وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور ٹھیک [illegible] کرین جو فرض و واجب ہین - وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ - اور زکوۃ اموال ادا کرین جبکہ واجب آوے چنانچہ انکے تونگرون سے لیکر انھین کے فقیرون پر تقسیم کر دیجائیگی اور آنحضرت صلعم اور آپ کے اہل قرابت بنی ہاشم پر مال زکوۃ حرام تھا - یہان بھی اللہ تعالے نے صلوۃ و زکوۃ کو جو اشرف ہی ذکر فرمایا اور مراد یہ کہ تمام شرائع اسلام کا التزام کرین جنمین سے اشرف صلوۃ و زکوۃ ہی اور ایک بدون دوسرے کے مقبول نہین جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مصرح گذرا اور اسی واسطے حضرت خیر الامۃ صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ کے اوپر جہاد کرنے مین صحابہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ واللہ مین ان دو چیزون کو جدا نہونے دونگا جبکہ اللہ تعالے نے یکجا جمع فرمایا ہی - بالجملہ اللہ تعالے نے جملہ اقسام مشرکین کے حق مین حکم دیا کہ اگر توبہ کرلین اور نماز قائم و زکوۃ ادا کرین - فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ - تو دین مین تمہارے بھائی ہین یعنے اسلام مین جو تمہارے واسطے ہی وہی انکے واسطے اور جو تمہارے اوپر ہی وہ انپر بھی ہوگا - اور رہا ایمان تو اسکا علم اللہ تعالے کو ہی اگرچہ جن لوگون کے ایمان کامل ہین وہ آپس مین ایک دوسرے کے لیے آئینہ ہین اور انکے مراتب اتحاد کے بہت بڑھے ہوے ہین - ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت نے نمازیون سے قتال حرام کیا یعنے جو لوگ فرائض و ارکان اسلام کے پابند ہین انسے قتال حرام ہی - وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ - اور مفصل بیان فرماتے ہین ہم آیات کو ایسی قوم کے لیے جو جانتے ہین یعنی علم و فہم رکھتے ہین اور آیات سے مراد اوپر کی آیات متعلقہ باحوال مشرکین ہین کہ ہر ایک مین قلبی بیماری بعد شرک کے وجوہ مختلفہ سے مختلف اقسام کی ہوگئی ہی اور چونکہ ان بیماریون کو اہل علم الٰہی جانتے ہین جو منور بنور ایمان ہین لہذا انھین کو خاص کیا اور یہ جملہ معترضہ ہی - حاصل یہ کہ مشرکین کے حالات بیان فرمانے کے بعد حکم بین تفصیل فرمائی کہ فَاِنْ تَابُوْا الخ - یعنی اگر توبہ کرین اور اصل مرض شرک و کفر سے توبہ کرین تو انکا یہ حکم ہی کہ دین مین تمہارے بھائی ہوگئے پس جو تمہارا رتبہ ہی وہی انکا ہوگا اور اگر [illegible]

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ

اور اگر توڑین اپنی قسمین عہد کیے پیچھے اور عیب دیوین تمہارے دین مین تو لڑو کفر کے سردارون سے

اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝

انکی قسمین کچھ نہین شاید وہ باز آوین

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ - ایمان بفتح اول جمع یمین بمعنی قسم و سوگند - نکث در اصل [illegible] مین مستعمل ہوا اور عہد توڑنے مین مستعار بولا گیا اور مراد ایمان سے یہ نہین کہ فقط قسم ہو تاکہ [illegible] قتال لازم آوے

[illegible] یعنے اگر انھون نے شرک سے توبہ کی بلکہ تم سے قسم کے ساتھ عہد و پیمان رکھا تو جب تک وفا کرتے ہین
[illegible] ہرگز بدعہدی نکرو اگر ان عہدو کو توڑین - مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ بعد ازانکہ تم سے انھون نے عہد باندھا اور قسم سے
[illegible] وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ - اور تمھارے دین مین طعن کرین یعنی صریح اسکو جھٹلا دین اور لوگون سے جھوٹا ہونا کھلم کھلا
بیان کرین اور ایسی دین کے احکام کو جو عین عدل و انصاف و صریح اخلاق جمیلہ و پسندیدہ ہین عداوت کی آنکھ سے دیکھکر قبیح کہین
فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ تو قتال کرو ائمہ کفر سے - اسے فقاتلوهم - پس ان لوگون سے قتال کرو - واضح ہو کہ نکث عہد ہی انسے
قتال کرنے کے لیے کافی ہے مگر قوله وطعنوا - کو جو اسپر عطف کرکے قتال کا حکم دیا تو مومنون کو آمادگی دلا دی کہ عہد توڑنا ایسے ہی فسادی
بیدینون کا کام ہے جو اچھے اخلاق کے پابند نہین ہوتے کیونکہ اپنے پروردگار سے ڈرتے نہین اور آخرت سے بیخوف ہین جو انکا جی
چاہتا ہے وہ کرتے ہین تو ایسے لوگون سے دنیا مین مخلوق کو ہمیشہ خوف و ایذا پہونچیگی کوئی کام اور کوئی قاعدہ ٹھیک نہوگا لہذا انکو
درمیان سے دور کرکے امن و عدل قائم کرو - پھر بجاے قاتلوهم ضمیر کے قاتلوا ائمة الكفر - سے انکا حال قبیح ظاہر کر دیا کہ ایسے لوگ
کفر ہی پر نہین بلکہ کفر کے سرغنہ ہین اور وہ اس فعل سے کفر مین سردار بنے اور قتل کیے جانے کے مستحق ہوئے کیونکہ اگر باقی رہین تو
انھین کی دیکھا دیکھی اور لوگ انکے تابع ہونگے - بعض نے کہا کہ ائمة الکفر سے مشرکون کے بڈھے اور سردار مراد ہین پس انکی تخصیص
اسواسطے کہ بڈھے ہونے کیوجہ سے انکے قتل مین زیادہ اہتمام کر دیا اسلیئے کہ اسلام کے اخلاق مین سے یہ بات ہے کہ جب کسی قوم کا سردار
آوے تو اسکو اسکی لیاقت کے موافق ملحوظ رکھین اور حکم ہے کہ لوگون کو اپنے اپنے درجہ پر رکھین لیکن یہان منع کر دیا کہ ایسے سردار
شرک کے بڑے مفسد ہین انکی کچھ رعایت مت کرو - إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ ایمان لفتح اول اکثر کی قرات ہے اور ابن عامر رح
نے ایمان بکسر اول پڑھا - قال الزمخشری رح جملہ تعلیل ماقبل ہے یعنے قتال اسواسطے کرو کہ یہ لوگ ایسے ہین کہ انکے واسطے عہد کا وجود
نہین یعنے خواہش نفسانی کے پابند ہین پس قسم وغیرہ کسی چیز سے انکا نفس مقید نہین تو انکے پاس عہد کہان سے آیا - اور قسم کہان سے
ہوگی - علماء حنفیہ رح نے اسی سے استشہاد کیا کہ کافر کی قسم کچھ قسم نہین ہے - وقال البیضاوی رح یہ ضعیف ہے کیونکہ معنی یہ ہین
لا ایمان لهم علی الحقیقة انکے واسطے درحقیقت قسم نہین ہے اور مراد اس سے یہ کہ اسپر وثوق نہین ہے اور یہ معنی نہین کہ قسم بھی نہین ہے
کیونکہ قوله تعالی وان نکثوا ایمانهم - دلیل ہے کہ قسم کا انعقاد تھا اسکو توڑ دیا - مترجم کہتا ہے کہ کافر کی قسم مشروع ہونے مین یہ خلاف
[illegible] اور قوله نکثوا ایمانهم - سے استدلال ضعیف ہے اسلیئے کہ مراد عہد ہے ورنہ قسم کے ساتھ نکث مستعمل نہین بلکہ حنث وغیرہ ہے اور قسم شرعی
ہونا کافر کا ظاہر ہے حالانکہ حقیقة قسم نہونے پر اتفاق ہے علاوہ برین عدم وثوق سے قسم بیفائدہ ہے پس مشروع ہونا بیکار ہے لہذا
فرمایا کہ لا ایمان لهم - انکی طرف سے ایمان کا وجود ہی نہین پس انسے قتال کرو لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ - تاکہ وے باز رہین اس
حال سے جسپر اب ہین یعنے قتال سے تمھاری غرض یہ ہو کہ ان اخلاق ذمیمہ سے انکو پھیر دو کہ جنسے وہ خود خراب اور دوسرون کو خراب
کیا کرتے ہین [illegible] مقصود اصلی نہو کہ انکو موذیون کے طور پر اپنی خوشی کی لیے ایذا پہونچاوین - بعض نے ان دونون آیتون
[illegible] بیان کیے کہ قوله تعالی فان تابوا واقاموا الخ یعنے اگر مشرک لوگ شرک سے توبہ کرین اور نماز قائم کرین زکوة دین تو تمھارے
[illegible] سے ہوتا ہے اور اگر انھون نے عہد توڑا یعنے اسلام کا عہد توڑا و مرتد ہوگئے اور دین
[illegible] کو قتل کرو کیونکہ شرک و کفر کے بدافعال انمین ایسے رچے ہوئے ہین کہ عمدہ اخلاق مین داخل ہو

Marfat.com

لسنے واقف ہوکر پھر گئے بلکہ اُلٹے انمین عیب لگایا۔ انهم لا ایمان لهم- انکے لیے ایمان [illegible]
اس سے بعض نے حجت پکڑی کہ مرتد کی توبہ قبول نہین بلکہ قتل کیا جاوے اور یہ حجت [illegible]
کہ علم الٰہی مین انکے لیے ایمان نہین یعنے کسی قوم خاص کی خبر ہوکہ وے ایمان نہ لاوینگے۔ [illegible]
کے حق مین کلام ہی ہان دوسرا جواب جو دیا وہ البتہ قوی ہی کہ قولہ انهم لا ایمان لهم کے یہ معنی [illegible]
انکی رعایت کرکے قتال نکیا جاوے فعلی ہذا اگر توبہ کرکے ایمان کا اعادہ کرین تو مقتول نہونگے [illegible]
نے آیت کو مشرکین کے عہد توڑنے کے بیان مین لیا ہی مرتدون کے ارتداد کے معنی نہین لیے۔ [illegible] استدلال کیا [illegible]
مشرک دارالاسلام مین عہد و پیمان کرکے مطیع ہوکر رہے جسکو ذمی کہتے ہین اگر وہ دین اسلام مین [illegible]
قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ یہان سے استنباط کیا گیا کہ جو شخص کہ آنحضرت صلعم کی شان مین بدگوئی کرے [illegible]
لگاوے وہ قتل کیا جاوے جیسے دین اسلام مین ایسا کرنے سے قتل کیا جاوے۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت سید المرسلین صلوات
اللہ تعالے وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کی شان مین طعن سے قتل کیا جانا میرے نزدیک بھی مختار ہی اگرچہ فقہاء حنفیہ نے اسکے
خلاف اختیار کیا ہی۔ پھر جاننا چاہیے کہ قولہ ائمۃ الکفر۔ کی تفسیر مین اختلاف ہی۔ قتادہ وغیرہ نے فرمایا کہ جیسے ابوجہل وعتبہ و
شیبہ وامیہ بن خلف وغیرہ چند مشرکین کے نام بیان کیے جو مشرکون کے سردار تھے۔ ولیکن مترجم کہتا ہی کہ قتادہ رح کی یہ مراد
نہین کہ جن ائمۃ الکفر سے قتال کا حکم ہی وہ یہ لوگ مراد ہین اسلیے کہ یہ لوگ تو بدر واحد ہی مین فی النار ہو چکے تھے اور آیت کریمہ
ظاہرا نوین سال ہجرت مین بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی اور اگر اس سے پہلے بھی نازل ہوئی ہو جیسا کہ بعض آیات مین تامل سے
ظاہر ہوتا ہی تو بھی بعینہ یہ لوگ مقصود نہین بلکہ مثال دی کہ ائمۃ الکفر ایسے لوگ ہین اور سعد بن ابی وقاص رض ایک خارجی کیطرف
گذرے اسنے طعن سے کہا کہ یہ شخص بھی ائمۃ الکفر مین سے ہی تو سعد رض نے فرمایا کہ بدبخت جھوٹے مین ایسا نہین ہون بلکہ مین نے
ائمۃ الکفر سے قتال کیا ہی۔ رواہ ابن مردویہ۔ حذیفہ رض سے مروی ہی کہ جو لوگ اس آیت مین مراد ہین ابھی [illegible] قتال نہین
کیا گیا اور علی بن ابیطالب رض سے بھی اسی کے مثل مروی ہی۔ قال المترجم یعنی اللہ تعالے عزوجل [illegible]
فرمایا تھا کہ ایسے ایسے لوگ ہونگے پس جب ایسا کرین تو تم انسے قتال کرنا ولیکن شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ [illegible]
آیات کا مشرکین قریش ہین اور صحیح یہ ہی کہ آیت کریمہ عام ہی اور مشرکین قریش و دوسرون کو [illegible]
اور اسی پر دلالت کرتا ہی جو عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر سے مروی ہی کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ [illegible]
کی طرف متوجہ کیا تو انکو فرمایا کہ عنقریب تم ایسی کافر قوم پاؤگے جنکے سرون پر [illegible]
بیچ مین شیطان کی کھڈی رکھائے ہونگے پس شیطان کی کھڈی پر تلوارین مارو قسم اللہ کی [illegible]
ایک کو قتل کر ڈالون تو دوسرے کافرون مین سے ستر کو قتل کرنے سے مجھے [illegible]
ائمۃ الکفر الآیہ۔ اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا یعنی یہ لوگ کفار جنکا یہ پہچان [illegible]
ہوئے شیطان کی کھڈی بنائے ہونگے یہ لوگ دنیا مین بڑے مفسد ہین کہ اللہ تعالے [illegible]
رسولون پر بہتان باندھتے ہین اور باوجود اسکے مالدار ملک و دولت [illegible]

Marfat.com

[illegible] سے روایت ہے کہ ائمۃ الکفر اہل فارس وروم تھے یعنی اس زمانہ مین یہ لوگ مجوسی ونصرانی تھے
[illegible] روایت ہے کہ یہ لوگ اہل دیلم ہین - صحیح وہی ہے کہ آیت عام ہے کسی زمانہ وکسی قوم کے ساتھ خاص نہین ہے چنانچہ
اس زمانہ مین بھی جو لوگ کفر وشرک پر ایسی صفت سے موجود ہین سب ائمۃ الکفر ہین اللہ تعالے اپنے کرم سے اہل حق کو
[illegible] ایمان کامل پر ہو کر زمانہ مین دین حق وعدل پھیلاوین - پھر اللہ تعالے نے اہل ایمان کو فساد
شرک وکفر مٹانے پر آمادہ کیا بقولہ تعالے

أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُم بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ
کیون نہین لڑتے ایسے لوگون سے کہ توڑین اپنی قسمین اور فکرین رہین کہ رسول کو نکال دین اور انھون نے پہلے چھیڑ کی تم سے

أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ
کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ کا ڈر چاہیے تمکو زیادہ اگر ایمان رکھتے ہو لڑو ان سے تا عذاب کرے اللہ انکو

بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَيُذْهِبْ
تمھارے ہاتھون اور رسوا کرے اور تمکو ان پر غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل کتنے مسلمان لوگون کے اور نکالے

غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝
انکے دل کی جلن اور اللہ توبہ دیگا جسکو چاہے گا اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا

أَلَا تُقَاتِلُونَ ہمزہ انکاری داخل ہوا نفی فعل پر پس نفی کی نفی سے اثبات ہوا اور فائدہ اسکا مبالغہ وجود فعل مین ہے کیونکہ کسی فعل کے کرنے کا حکم دینا اس فعل کے وجود کو مقتضی ہے اور اس طرح حکم دینا کہ اس فعل کا عدم نہووے زیادہ مبالغہ ہے لہذا مفسرین نے کہا کہ اسمین تحضیض ہے یعنی خوب برانگیختہ وآمادہ کیا یعنی کیون نہین مقاتلہ کرتے ہو اے مومنو — قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ ایسی قوم سے جسکا حال یہ ہے کہ انھون نے اپنی قسمون کو یعنی معاہدے کو توڑ دیا جو قسم کے ساتھ تھا اور اسمین یہ بھی تھا کہ غیر اقوام کی معاونت بھی نکرینگے پس جنھون نے اپنی قسمین توڑ دین اسطرح کہ خزاعہ جو آنحضرت صلعم کے حلیف تھے انپر جو بنو بکر نے شبخون کے ساتھ چھاپا مارا تو قریش نے اپنے حلیفون بنی بکر کی معاونت کی اور حرم تک [illegible] والون کو فریب سے مارا اور یہ خبر [illegible] صلعم کو پہونچی اور خزاعہ نے نظم عریضہ بھیجکر آنحضرت صلعم کو اپنی مصیبت سے آگاہ کیا اور عبد المطلب حضرت صلعم کے دادا [illegible] حلف قرار پایا یاد دلایا - پس آیت کریمہ مین قوم سے یہی قریش مراد ہین جنھون نے باوجود قسم وعہد وپیمان کے اسطرح عہد توڑا اور [illegible] سے قتال کرنے پر مبالغہ مومنون کو آمادہ کیا اور کتب السیر مین یہ قصہ مفصل مذکور ہے اور قریش کا عہد جب انکی [illegible] سے [illegible] صلعم نے اپنے حلفاء خزاعہ کے ظلم کا بدلا لینے کو مکہ پر چڑھائی کی اور یہ آٹھوان سال ہجرت تھا اور آخر مکہ فتح [illegible] مسلمان ہوگئے اور بہت سے بھاگ گئے آخر وہ بھی آکر مسلمان ہوگئے اور تھوڑے لوگ لڑائی مین مارے [illegible] ایسی قوم سے لڑو جنکا یہ حال ہے کہ انھون نے عہد توڑ دیا اور اپنی قسمون کا کچھ لحاظ نہ کیا - وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ [illegible] اللہ تعالے کے رسول کو نکال دینے کا قصد کیا یعنی جب کہ دار الندوہ مین شیخ نجدی شیطان [illegible] مشورہ کیا تھا جیسا کہ قولہ تعالے وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الآیۃ کی تفسیر مین مذکور ہوا - اور ان لوگون نے

نکال دینے و قید کرنے و مار ڈالنے ہر ایک کا مشورہ کیا تھا لیکن یہان اخراج ہی پر اقتصار کیا ہو...
آنحضرت صلعم اپنے اختیار سے بحکم الٰہی وہان سے نکلکر ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ ...
رسول اللہ صلعم کے عہد کو توڑا اور یہ قصد کیا تھا کہ سب ملکر آپ کو مدینہ سے نکال دین بلکہ ...
و اقول فعلی ہذا آیت کریمہ کے بعد فتح مکہ نازل ہونے مین چندان اشکال نہین اور بنا بر قول اول ...
و رسولہ الآیات جو بعد فتح مکہ نازل ہوئی ہین اُنسے یہ آیت پہلے بلکہ فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی ہر کیونکہ ...
ہر جنھون نے عہد توڑا او ر اخراج الرسول کا قصد کیا تھا۔ دار الندوہ ایک مکان تھا جسکو قریش کے ...
بنایا تھا اور جب اللہ تعالےٰ عز و جل نے کفر توڑا اور وہ مقام داخل مسجد ہوا تو اب مصلائے حنفی ہر پس ... باطل ہو کر
معبد دین حنیف ہو گیا و الحمد للہ علی ذالک۔ پھر اس قوم کا حال فرمایا۔ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ اور حال یہ کہ انھون نے
ابتدا کی تمھارے ساتھ اول بار اسطرح کہ تمھارے ساتھ دشمنی و مقاتلہ کیا کیونکہ آنحضرت صلعم نے انکو دین حق و اخلاق جمیلہ و عدل
کی دعوت کی اور قرآن مجید سے انکی تسکین کے آیات دین اور انکا خیال باطل توڑنے کو قرآن کے مانند لانے کی تحدی کی مگر جب اُنسے
یہ نہو سکا تو دشمنی کرنے و ایذا دینے و مار پیٹ و فساد و ظلم پھیلانے کی طرف لوٹ پڑے پس مومنون کو آمادہ کیا کہ تم کو انکے فساد دور کرنے
و دنیا مین عدل قائم کرنے کے لیے اُنسے لڑکر انکو زیر کرنے سے کون بات روکتی ہر۔ أَتَخْشَوْنَهُمْ ارے کیا تم یہ ڈرتے ہو
کہ اگر اُنسے لڑو گے تو تمکو انکی طرف سے بُرائی پہونچیگی پس اُنسے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ تعالےٰ عز و جل کے قبضۂ قدرت مین تمام مخلوقات
ہر بدون اسکی تاثیر کے ایک ذرہ نہین جنبش کرتا۔ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ پس اللہ تعالےٰ ہی سزاوار ہر کہ اس سے
ڈرو پس جب اسنے حکم دیا تو بے کھٹکے انکا شر و فساد و ظلم و عناد مٹانے کے لیے انپر جہاد کرو اور حکم بجالانے مین ذرا درنگ نہ کرو۔
إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ اگر تم مومن ہو کیونکہ ایمان تو یہی اثر دیتا ہر کہ سوائے حق عز و جل کے کسی سے نہ ڈرے۔ جملہ شرطیہ سے
شک مقصود نہین بلکہ آمادگی دلائی کہ تم تو مومن ہو اور ایمان یہی چاہتا ہر کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرے پس فرمایا حکم کی
تعمیل کرو اور کافرون سے مت ڈرو۔ اس کلام پاک سے جب انکے دلون مین اطمینان دیدیا کہ موجب جہاد موجود ہر تو صریح حکم دیا کہ
قَاتِلُوهُمْ ایسی شریر قوم کافر سے قتال کرو اسکا نتیجہ فرمایا کہ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ اللہ تعالےٰ انکو تمھارے
ہاتھون عذاب دے اگرچہ اللہ تعالےٰ جسطرح چاہے انکو عذاب دیوے اور ایک دم مین نیست کردے لیکن تمھاری بہتری کے لیے یہ
چاہا کہ تمھارے ہاتھون انکو عذاب دے۔ وَيُخْزِهِمْ اور انکو خوار کرے جیسے وہ تکبر و غرور کرتے ... جاہل ...
کو ستاتے و اپنے نفس کی خواہش پر چلنا چاہتے اور راہ راست مین عیب لگاتے ہین۔ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ اور تمکو انپر
غلبہ و فتح دے۔ یہ مومنون کو وعدہ ہر کہ لڑینگے تو انپر فتح پاوینگے اور انکو قتل و خوار کرنے پر قادر ہونگے۔ وَيَشْفِ صُدُورَ
قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ اور قوم مومنین کے سینون کو شفا دے یعنی بنو خزاعہ جنکو بنو بکر کے ساتھ مدد کر کے قریش نے ...
غم سے پیچ رہے ہین دشمنون بد عہدون کو مار کر خوار و ذلیل دیکھکر راحت پاوین۔ بعض نے کہا کہ یمن ...
مین آکر مسلمان ہو گئے تھے انکو قریش نے سخت اذیت و تکلیف دی تھی انھون نے رسول اللہ صلعم ...
سے ... کہ عنقریب فرحت و راحت آیا چاہتی ہر۔ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ اور ...

Marfat.com

[illegible] جو انکے دلون مین جوش غم سے غیظ بھرا ہی اسکو اللہ تعالے انکے ہاتھون انکے دشمنون کو خوار کرکے دور کردے
گا [illegible] شفاء الصدور [illegible] کہنا اور غیظ قلوب دور کرنا تو ایک ہی ہی جواب دیا گیا کہ نہین بلکہ سینہ کے نسبت دل محل خاص ہی
اور بعض نے [illegible] جواب [illegible] کہ شفاء الصدور وعدہ فتح ہی جس سے سینے خوشی مین بھرے جاتے ہین اور غیظ قلوب دور کرنا وقوع فتح
[illegible] کہتا ہی کہ صدور مین مرض غم تھا اور قلب انکے بسبب ایمان کے بالکل تندرست تھے لیکن ایمان کی ضد چیز
جو کفر و شرک ہی اسکا غلبہ دیکھکر انکے قلوب مین غیظ تھا وہ دور کردینے کا وعدہ دیا۔ قال البیضاوی رح یہ آیت کریمہ منجملہ معجزات
کے ہی کہ وقوع سے پہلے خبر فرمائی اور اللہ تعالے نے ان سب باتون کو پورا کردیا۔ فالحمد للہ العلی العظیم۔ اسمین بعض امور محسوسات سے
ہین وہ بھی پورے ہوئے اور بعض امور مخفی دلون کے اندر تھے وہ بھی پورے کیے اور مفصل قصہ سے ثابت ہی کہ ابوسفیان نے
اہل مکہ کی طرف سے پھر جدید عہدنامہ کرنا چاہا وہ منظور نہین کیا گیا پھر مکہ پہونچکر بسبب امان چاہنے سردار مشرکین کے امان دی
ولیکن ایک گروہ مشرکون کا لڑائی پر اڑگیا اور مارا گیا پھر آنحضرت صلعم نے خالد بن الولید سردار بعض لشکر کو قتل سے منع کر بھیجا
لیکن ایلچی کے سننے مین فرق ہوا اسنے ایسا لفظ کہا کہ جس سے قتل سے ہاتھ نہ اٹھانا نکلتا تھا پس بنوخزاعہ وغیرہ کے دل خوب
ٹھنڈے ہوگئے اور یہ تقدیر الٰہی عزوجل تھی کہ جو موافق ارشاد آیہ کریمہ کے پوری ہوئی پھر فرمایا۔ **وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ**۔ یہان سے پھر اخبار شروع ہی کہ کافرون مین سے بعضے کفر سے توبہ کرینگے یعنی وہی جنکے حق مین مشیت الٰہی علم قدیم
مین جاری ہو چکی ہی۔ المعنی اور اللہ تعالے توبہ قبول فرماویگا جسکے حق مین چاہے یعنی ازلی مشیت سے جسکو چاہا اسکو توبہ کی
ہدایت فرماویگا پس اسکی توبہ قبول کریگا۔ قال البیضاوی رح اور یہ خبر غیب بھی واقع ہوئی یعنی انمین سے مثل ابوسفیان و عکرمہ
بن ابی جہل وغیرہ کے مسلمان ہوئے اور اچھے مسلمان ہوئے۔ ایک قراءۃ مین یتوب بنصب ہی پس اَنْ مقدر ہی اور یہ بھی جواب
امر یعنے قاتلوہم کے جوابات مین داخل ہی کیونکہ جہاد جیسے ایک قوم کے حق مین تعذیب ہی کہ اس سے وہ قوم اپنی بدکرداری کی سزا
پاتی ہی ویسے ہی دوسری قوم کے لیے وسیلہ توبہ ہی **وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ** اور اللہ تعالے خوب جانتا ہی ہر چیز کو جو ہوچکی اور جو ہونیوالی
ہی **حَكِيْمٌ** وہ بڑا حکمت والا ہی کوئی فعل اسکا حکمت سے خالی نہین اور کوئی بندہ اسکی حکمت کو نہین گھیر سکتا ہی بیچاری مخلوق
کی کیا طاقت ہی کہ حضرت خالق عزوجل کی حکمت پر حاوی ہو سکے۔ اسکی حکمت بے انتہا [illegible] ہی اسنے فرمایا وہ سب برحق ہی اور
جو حکم دیا وہ عین صواب اور جس سے منع کیا وہ عین حکمت ہی۔ وہی علیم و حکیم ہی۔ اللہم اہدنی و توفنی مومنا مسلما وانت ارحم
الراحمین۔ **ف** فی العرائس۔ قولہ تعالے اتخشونہم فاللہ احق ان تخشوہ الآیۃ۔ اسمین حق تعالے نے بیان فرمادیا
کہ جو کوئی حق تعالے کے سوائے کسی اور چیز سے ڈرے کہ اس سے مجھے ضرر پہونچیگا یعنی اسکو خود کچھ قدرت مجھے ضرر پہونچانے کی ہی
[illegible] اسکو معرفت مین کچھ نصیب نہین۔ دشمنون کو اپنے مطیع بندون کی آنکھون مین حقیر کردیا کہ بھلی باتین سمجھانے و کہتے ہین اور
[illegible] انسے مخالفت [illegible] کچھ گھبراہٹ نہ کرین۔ اور اپنی ہیبت و جلال کے نور سے انکے دل بھر دیے اور دین مین مداہنت
[illegible] ان باتین کرنے سے انکو پرہیز کرنے کا حکم دیدیا اور اپنا جلال و کمال بھیجکر انپر ظاہر کردیا کہ تمام مخلوق اسکے قبضہ قدرت
[illegible] نہین کہ بغیر [illegible] اور کسی مین قوت نہین کہ بلے قدرت حق جنبش کرے سب کے سب عاجز مخلوق ہین
[illegible] ہو حالانکہ وے قہر ربوبیت کے تحت مین مقہور و مسخر بندے ہین۔ ہان مجھسے ڈرو کہ مین پروردگار

Marfat.com

قاہر جبار ہون جو میرے اولیاء سے لڑا وہ میرے قہر و عذاب مین تا ابد مقہور ہوا- اور انکو اپنے سے خوف [illegible]
یعنی اللہ- ذکر فرمایا اور یہ نام پاک عین الجمع بین عین ذات وصفات ہی- بعض نے کہا کہ خشیہ تو ذات [illegible]
کے لیے ہی- کما قال تعالے یخشون ربہم ویخافون سوء الحساب- پھر مومنین کا امتحان فرمایا- [illegible]

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا

کیا جانتے ہو کہ چھوٹ جاؤگے اور ابھی معلوم نہین کیے اللہ نے تم مین سے جو لوگ لڑے ہین اور نہین پکڑا انھون نے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا

سوائے اللہ کے اور اوسکے رسول کے اور مسلمانون کے کسیکو بھیدی اور اللہ تعالےٰ کو خبر ہی

تَعْمَلُوْنَ ۝

تمھارے کام کی ع۱۰

اَمْ حَسِبْتُمْ خطاب مومنون کو ہی کہ بعض نے بمقتضاے طبیعت قتال سے کراہت کی اور بعضے مفسرین نے کہا کہ خطاب منافقون
کو ہی اور حق یہ ہی کہ خطاب اہل ایمان کو ہی لیکن منافقین چونکہ ظاہر مین اسلامی احکام مین شریک تھے لہذا امتحان مین انکا اخراج
مقصود ہی- اَم منقطعہ بمعنی بل ہی اور یہ اضراب ہی ایک کلام سے دوسرے کلام کی طرف- پس اب بیان ہی کہ جہاد جیسے دنیا مین
باعث عزت وحرمت و امن وعدل ہی ویسے ہی دین مین علامت ایمان وکمال رغبت آخرت وموروث ثواب جزیل ہی- اور استفہام
اسمین توبیخ کے لیے ہی اور یہ توبیخ اس حسبان وخیال کرنے پر ہی اور معنی یہ کہ کیونکر تم نے یہ خیال باندھ لیا کہ- اَنْ تُتْرَكُوْا
(توبیخ: ملامت کرنا ۱۲)
تم چھوڑ دیے جاؤ یعنے جس حال پر ہو اسی پر چھوڑ دیے جاؤ- سیبویہ رح کے قول پر اَن تترکوا- حسبان کے دونون مفعول کے
قائم مقام ہی اور مبرد رح کے نزدیک مفعول دوم محذوف ہی اے ام حسبتم ان تترکوا کذالک من غیر ان تبتلوا بما یظہر بہ المومن
والمنافق- یعنی کیونکر تم نے خیال کر لیا کہ تم لوگ ایسے ہی چھوڑ دیے جاؤ بدون اسکے کہ امتحان کیے جاؤ ایسی بات سے جس سے مومن و
منافق کھل جاوے اور وہ جہاد ہی- **وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ** اور حال یہ کہ ظاہر نہین ہوئے تم مین
خالص لوگ جو اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرتے ہین ان لوگون سے جو خالص نہین ہین- واو حالیہ- لمّا حرف نفی مع معنی توقع یعنی ابتک
نہین کھلے ولیکن آیندہ کھل سکتے ہین بخلاف معنی لَم کے اور یہی دونون مین فرق ہی- اسمین علم کی نفی فرمائی حالانکہ مراد اس سے انلوگون
کی نفی ہی جنسے ایسا علم متعلق ہو پس یہ بطریق مبالغہ ہی کیونکہ علم کی نفی گویا دلیل ہی معلوم کی نفی پر [illegible]
کا وجود ہو پس جب علم نہین تو معلوم بھی نہین کیونکہ ہوتا تو اسکا علم بھی ہوتا ولیکن حرف لمّا مین جو معنی توقع ہین اس [illegible]
عنقریب ایسا واقع ہوگا اور اسطرح تعبیر کرنے مین کہ علم الٰہی نہین ہی یہ فائدہ ہی کہ ایسا ظہور مقصود ہی جس پر ثواب [illegible]
حاصل کلام یہ ہی کہ تم نے کیونکر خیال کر لیا کہ تم ایسے ہی خلط ملط چھوڑ دیے جاؤگے اور قتال وجہاد کے بجالانے [illegible]
اخلاص والے اور نفاق والے ظاہر ہوکر ثواب وعقاب کے مستحق ہون اور حال یہ ہی کہ ابھی تک تمھارا [illegible]
علم الٰہی ان لوگون سے متعلق نہین ہوا جو تم مین سے خالص مجاہد ہین یعنے اخلاص والے متمیز نہین [illegible]
اللہ تعالے کو مخلص ومنافق ہر ایک معلوم ہین اور قولہ **وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ** [illegible]

[illegible] برادر داخل صلہ ہی یعنے ظاہر نہین ہوے تم مین سے وہ لوگ جنھون نے جہاد کیا یعنی مخلص ہین اور نہ وہ لوگ جنھون نے
نہین بنایا سوائے اللہ تعالیٰ واسکے رسول و مومنین کے اور کسی کو ولیجہ یعنی بِطانہ اندرونی دوست جس سے موالات کرین اور اپنا بھید اس سے
ظاہر کرین۔ الولج بمعنی دخول از ولج یلج لپس ولیجہ بمعنی دخیلہ۔ ابو عبید نے کہا کہ کسی چیز مین جو ایسی چیز داخل کیجاوے کہ اسمین سے
نہین ہی وہ ولیجہ و دخیلہ ہی اور مفرد و تثنیہ و جمع سب کے واسطے یہی لفظ واحد کافی ہوتا ہی اور کبھی جمع اسکی ولائج و ولج بمانند
صحائف وصحف جمع صحیفہ کے لاتے ہین اور منافقین چونکہ اہل شرک و کفر مین سے پوشیدہ دوست بناتے تھے بدین نظر قتادہ
وضحاک نے خفیہ دوست کے ساتھ تفسیر فرمائی اور راغب رح نے مفردات مین کہا کہ ولیجہ از دخیلہ نہین بلکہ جسکو آدمی اپنا معتمد علیہ بناوے
وہ ولیجہ ہی و بنا برین حاصل یہ ہوگا کہ ایسے لوگ متمیز نہین ہوے جنھون نے سوائے اللہ تعالے واسکے رسول و مومنین کے کسی کو اپنا
معتمد علیہ نہین بنایا اور مقصود یہ کہ تم لوگ ضرور جہاد سے مکلف کیے جاؤ گے تاکہ ظاہر ہوجاوین جہاد والے اور جنھون نے سوائے اللہ تعالیٰ
و رسول و مومنین کے باطنی دوست نہین بنایا یعنے مخلصین و منافقین کھل جاوین۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور جو کام کرتے
ہو اللہ تعالے اس سے خبردار ہی یعنے تمھارے کامون سے جو تمھاری غرض ہی اور جو تمھاری نیت ہی وہ سب اللہ تعالی کو معلوم ہی اور
یہ جو فرمایا کہ لما یعلم اللہ الذین الخ۔ اس سے جاہل بیوقوف مشرک و منافق یہ خیال نہ کرین کہ اللہ تعالے کو معلوم نہین بلکہ او تعالے
عالم الغیب والشہادۃ ہی دونون کے بھید کو جانتا اور تمام مخلوق کی حقیقت و ماہیت کو اور جو کچھ ہوا اور جو ہوگا سب کچھ اسکے حضور
و علم مین قطعاً ایسی طرح معلوم ہی کہ کسی کا علم ایسا ممکن نہین ہی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر۔
ف فی العرائس قولہ تعالے ام حسبتم ان تترکوا و لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم۔ اشارت سے خطاب مین وہ مدعی بھی داخل
ہین جو یہ گمان کرتے ہین کہ مرتبۂ احسان یعنی حقیقت خالی دعوے سے حاصل ہوجاتا ہی بدون اسکے کہ معنوی تحقق ہولیں انکو ایسے
خیالات پر مغرور ہونے سے ملامت فرمائی گئی اور ارشاد ہوا کہ جو کوئی اپنی ہستی کو اپنے خالق پاک کے لیے قربان کرنے والا نہوا اور
خلوص کے ساتھ بشریت کے خصائل ذمیمہ زائل کرکے معرفت حاصل کرنے والا نہوا اور اولیاء الٰہی کی صحبت مین صدق ارادت سے
کمال حاصل کرنے والا نہو وہ اپنے اوہام مین غلط و خیالات مین خطاکار ہی کما اشیر الیہ بقولہ تعالی ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ و
لا المومنین ولیجہ۔ پھر اپنے کلام پاک یعنی قولہ واللہ خبیر بما تعملون۔ سے انکو محال دعوی و باطل خیال سے ڈرایا کہ او تعالے سب خیالات
و نیات و خطرات سے آگاہ ہی اسکو ہر دم اپنی نیت و حال کا عالم تصور کرکے شرم رکھو اور ہوشیار رہو۔ پھر اللہ تعالی نے مشرکین کے
اوہام کو بابت بعض افعال کے جو بھلے کامون کی صورت ہین خصوص مشرکین مکہ کے اوہام کو تنبیہ کے ساتھ مٹایا بقولہ تعالے۔
مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ
مشرکون کا کام نہین کہ آباد کرین اللہ کی مسجدین اور مانتے جاوین اپنے اوپر کفر کو وہ لوگ
حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ○ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ
مٹ گئے او نکے کیے اور آگ مین رہین گے وہ ہمیشہ وہی آباد کرے مسجدین اللہ کی جو یقین لایا
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى
[illegible] اور کھڑی کی نماز اور دی زکوۃ اور نہ ڈرا سوائے اللہ کے کسی سے سو امید وار ہین

أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ

وہ لوگ کہ ہو وین ہدایت والون مین کیا تمنے ٹھہرایا حاجیون کا

وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ

پانی پلانا اور مسجد الحرام کا بسانا برابر اوسکے جو یقین لایا اللہ پر اور پچھلے دن پر اور لڑا اللہ کی راہ مین برابر نہین

عِندَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَ

اللہ کے پاس اور اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو جو یقین لائے اور گھر چھوڑے اور

جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَ

لڑے اللہ کی راہ مین اپنے مال اور جان سے اونکو بڑا درجہ ہی اللہ کے پاس اور

أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ

وہی پہونچے مراد کو خوشخبری دیتا ہی اونکو پروردگار اونکا اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضامندی کی اور باغون کی

فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

جنمین اونکو آرام ہی ہمیشہ کا رہا کرین اونمین مدام اللہ کے پاس بڑا ثواب ہی

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ اے ما صح لهم۔ یعنی مشرکین کے حق مین صحیح نہین ہی۔ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ یعنی کہ اللہ تعالے کی مسجدون کی عمارت کرین۔ یعنی کسی مسجد کی عمارت انسے صحیح نہین تو بھلا مسجد الحرام جو سب سے افضل ہی اسکی عمارت کا دعوی مشرکون کی طرف سے محض وہم و غلط ہی اور یہ معنی بنظر آنکہ عموم مساجد سے نفی فرمائی ہی پس مسجد الحرام جو خاص ہی اس سے بالضرور بنفی الطریق بلیغ ہو گئی۔ اور بعض نے کہا کہ مساجد اللہ سے مسجد الحرام مراد ہی یعنے مسجد الحرام کی عمارت مشرکین سے صحیح نہین۔ اور بصیغہ جمع اسوجہ سے کہ مسجد الحرام جملہ مساجد کے لیے قبلہ و امام ہی پس اسکی عمارت کرنے والا گویا تمام مساجد کا عامر ہی یا اسلیے کہ اسکا ہر بقعہ و ناحیہ ہر جہت سے قبلہ ہی پس وہ مساجد ہی اور قراءۃ ابن کثیر و ابو عمرو اور یعقوب رحمہم اللہ کی مسجد اللہ بصیغہ مفرد بھی اسی کی مؤید ہی جیسے قراءۃ عمارۃ المسجد الحرام۔ بھی اسی تفسیر کا مؤید ہی۔ پھر عمارت سے یا معنی حقیقی مراد ہین یعنی مسجد کی عمارت بنانا مشرک سے صحیح نہین یا معنی مجازی مراد ہین یعنی مسجد مین حاضر رہنا و داخل ہونا و اسمین عبادت کرنا وغیرہ اور یہ بھی مشرک سے صحیح نہین کیونکہ کافرون کی عمارت [illegible] مسجد الحرام سے نزدیک ہونے سے انکو ممانعت ہی۔ یہین سے کہا گیا کہ اگر دار الاسلام مین کسی ذمی کافر نے وصیت کی کہ [illegible] مسجد بنائی جاوے تو اسکی وصیت قبول نہو گی۔ اگر کافر نے مسجد مین داخل ہونے کا قصد کیا تو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اور بعض ائمہ نے کہا کہ مسلمان کی بلا اجازت نہین روا ہی حتی کہ اگر بلا اجازت جاوے تو سزا دیجاویگی اور اجازت لیکر بھی روا نہین پس اگر حاجت ہو اور مسلمان سے اجازت لیوے تو داخل ہو سکتا ہی اور بخاری [illegible] حدیث سے استدلال کیا جسمین آنحضرت صلعم نے ثمامہ بن اثال کو ستون مسجد سے باندھا تھا حالانکہ وہ کافر تھا [illegible] خاص سے یہان استدلال نہین چاہیے کیونکہ حکمت خاص کا احتمال ہی چنانچہ جب اسکو رہا کیا تو [illegible] اور اسلام لے آیا۔ پس نتیجہ قول [illegible] کدورت سے مسجد پاک رکھی جاوے سمجھنا [illegible]

[illegible] ہین اور یہ شہادت باظہار شرک وتکذیب الرسول صلعم ہی اور بعض نے کہا کہ درحالیکہ شاہد ہین وے لوگ اپنے
[illegible] وقال یعنی یہ کہ مشرکین سے یہ بات ٹھیک نہین کہ دو امر متنافی جمع کرین ایک بیت اللہ تعالے کی عمارت
[illegible] اللہ تعالے کے لیے غیر کی عبادت پس جب غیر کی عبادت سے مشرک ہین تو اللہ تعالے کی مسجد کی عمارت اُنسے صحیح نہین۔
[illegible] کہ جب عباس بن عبد المطلب جنگ بدر مین قید ہوکر آئے اور مسلمانون نے انکو ملامت کی اور عار دلایا کہ تم لوگ شرک کرتے
[illegible] اور سب سے زیادہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انکو سخت سخت باتین اسی قسم کی کہین تو عباسؓ نے کہا کہ یہ تمہارا کیا انصاف
ہی کہ تم ہماری برائیان تو بیان کرتے ہو اور جو ہماری بھلائیان ہین انکو نہین کہتے دیکھو کہ ہم مسجد الحرام کی عمارت کرتے ہین اور خانہ
[illegible] حاجب ہین اور حاجیون کو پانی پلاتے ہین اور قیدی کو مال خرچ کرکے چھوڑاتے ہین تب یہ آیت نازل ہوئی اور سمجھایا گیا کہ
[illegible] ہو کر جو کام کرو وہ ہیچ ہی۔ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ یعنی جو لوگ شرک وکفر مین گرفتار ہین انکے اعمال جنپر فخر
کرتے ہین بسبب شرک کے سب حبط ہین۔ وَفِی النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ اور اس شرک کی وجہ سے وہ ہمیشہ دوزخ ہی مین
رہینگے۔ شرک کو اپنے اعمال کا بدلا دنیا مین جو کچھ ملجاوے وہ تو ملا لیکن دنیا خود ہیچ ہی ملا تو کیا اور عاقبت مین اسکے لیے کچھ نہین
سوائے دوزخ کے کیونکہ اللہ تعالے نے حتم کردیا کہ مشرک کبھی نہین بخشا جائیگا۔ پھر اُن بندون کو بیان فرمایا جنسے عمارت مسجد درست
ہی بقولہ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّكٰوةَ
یعنی مساجد کی عمارت ایسی صفات کے لوگون سے درست ہی جنکے اعتقاد شرک سے پاک وتوحید کے ہین اور انکے اعمال موافق حکم الٰہی
کے ہین۔ صلوۃ وزکوۃ کو جمع کیا اور اعمال مفروضہ مین سے دو عمل اشرف ذکر کیے اور مراد جملہ ارکان اسلام ہین اور ایمان برسول اللہ
صلعم اسلیے نہین مذکور ہی کہ اللہ تعالے پر ایمان نہین ہوسکتا جب تک کہ رسول پر ایمان نہو اسلیے کہ رسول ہی سے معرفت حاصل کی
اور صفات کے واسطے سے پہچانکر اسی پر معبود ہونے کا اعتقاد کیا۔ اور یوم الآخر کے یہان ذکر مین نکتہ ہی کہ عمارت مسجد کا فائدہ ثواب
آخرت ہی جو روز جزا یعنی قیامت کو حاصل ہوگا اور مشرکین اسکے قائل نہ تھے پس عمارت مسجد انھین لوگون سے مستقیم ہی جو روز جزا
پر ایمان رکھتے ہین کہ یہان مسجد بناوین اور وہان اچھا بدلا پاوین۔ انس رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جسنے اللہ تعالے
کے واسطے کوئی مسجد بنائی خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ہو اللہ تعالے اسکے واسطے جنت مین گھر دیتا ہی۔ رواہ الترمذی اور حضرت عثمانؓ
[illegible] سے بھی اسی کے مانند مرفوع روایت ہی اور واضح ہو کہ ظاہر کلام اکثر مفسرین کا یہ ہی کہ عمارت یہان بطور عموم مجاز کے
[illegible] اور مجازی عمارت کرنے یعنے آباد کرنے دونون کو شامل ہی۔ وقال البیضاوی رح منجملہ مسجد کی عمارت کے
[illegible] سے آراستہ کرے اور چراغ روشن کرے اور ہمیشہ اسمین عبادت ویاد الٰہی وعلم شریعت کا پڑھنا پڑھانا
[illegible] کے لیے مسجد نہین بنائی گئی ہی اُسنے محفوظ رکھے جیسے دنیا کی باتین کرنا۔ قلت اور حنفیہ رح نے کہا کہ
[illegible] اسکو مسجد مین سونا مکروہ ہی اور ابن عمر رض وغیرہ سے جو مسجد مین سونا [illegible] وہ لغا ہر اس غرض سے
[illegible] مقام پاک ملنے سے آسانی ہو واللہ اعلم۔ ابو سعید خدری رض [illegible] ہی کہ آنحضرت صلعم نے
[illegible] جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ معتاد طور پر مسجدون مین آمد ورفت رکھتا ہی تو شہادت دو کہ وہ مومن ہی
[illegible] انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ الآیۃ۔ رواہ احمد والدارمی [illegible] ماجہ وابن المنذر وعبد بن حمید و

Marfat.com

البیہقی وحسنہ الترمذی- اس حدیث مین سے فائدہ بھی یاد رکھو کہ اگر دیکھنے سے کوئی امر ثابت ہو [illegible]
ہو والکلام فی الفقہ- بالجملہ مسجد سے دل لگائے رہنے واسکو آباد کرنے واسکی تعمیر وعبادت کے لیے [illegible]
بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین- انس بن مالک رضہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مسجدون کے [illegible]
وہی اہل اللہ تعالے ہین یعنے اولیاء اللہ وہی ہین واہل حق ہین رواہ عبد بن حمید والبزار رح اور عبد الرزاق نے عمرو بن
میمون الاودی سے روایت کی کہ مین نے اصحاب رسول اللہ صلعم کو پایا وے لوگ فرماتے تھے کہ زمین پر مسجدین خانہ خدا ہین
اور جو انمین زیارت الٰہی کو حاضر ہوا اللہ تعالے اپنے دیدار کے طالب کو کرامت عطا فرماویگا- وفی تفسیر الحافظ رح ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جسنے اذان کی آواز سُنی پھر وہ تعمیل کر کے مسجد مین حاضر نہوا تو اسکی نماز نہین اور اسنے اللہ تعالیٰ واسکے رسول کی
نافرمانی کی کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا انما یعمر مساجد اللہ الآیہ- رواہ ابن مردویہ وقد روی مرفوعا من وجہ آخر ولہ شواہد اخرے-
بالجملہ ایمان سے ہو کہ مسجدین آباد ہون لہٰذا آخر زمانہ مین جب ضعف اسلام کا حال بطور معجزہ وخبر غیب کے آنحضرت صلعم نے بیان
فرمایا تھا تو اسمین یہ بھی فرمایا تھا کہ قریب قیامت کے مسجدین ان لوگون کی ویران ہونگی اور گھر انکے آباد ہونگے- والمترجم
بعد الاستغفار وطلب التوفیق والہدایۃ کہتا ہو کہ یہ معجزہ نبوت اَب مشاہدہ کرو اور دیکھو کہ یہی حال ہو- انا للہ وانا الیہ راجعون-
حاصل آنکہ مسجد کی عمارت وآبادانی ایسے لوگون سے درست ہو جو اللہ تعالے پر بواسطہ تعریف رسول اللہ صلعم کے اور روز آخرت پر ایمان
لایا اور نماز ٹھیک ادا کرتا اور زکوۃ دیتا ہو- وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ - اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اسکو کسی سے خوف نہین
وفی البیضاوی یعنی دین کے امور مین اسکو سوائے حق تعالیٰ کے کسی بھوت پلید وبت وجن کسی کا خوف نہین- اور رہا خوف ایسی چیزون
سے جن سے ضرر پہونچا کرتا ہو مثلاً شیر سامنے آیا تو خوفناک ہو جانا جبلت کی بات ہو اسمین آدمی کا اختیار نہین ہو- وقال المترجم ظاہرا
کامل ایمان والے جب تاثیر فقط اللہ تعالے کی طرف سے یقین جانتے ہین تو انکو کسی چیز سے خوف نہین ہوتا اور تحقیق یہ ہو کہ جو امر خوفناک
پیش آیا وہ دو حال سے خالی نہین یا تو اسمین کوئی حکم از جانب حق تعالیٰ قرآن یا حدیث مین موجود ہو مثلاً دو ہزار لشکر اسلام کے مقابلہ
مین چار ہزار کافر آگئے تو خوف نہ کرنا مقتضائے ایمان ہو کیونکہ بھاگنا یہان حرام وکبیرہ گناہ ہو اور یا ایسا ہو گا کہ اسمین کوئی حکم صریح [illegible]
پر نہین مثلاً جنگل مین شیر سامنے آگیا تو خوف یہ آوے کہ شاید عذاب کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اسکو بھیجا [illegible]
ہی سے ڈرا اور چونکہ بنظر احتیاط اسکے سامنے سے ہٹنے وبچاو کرنے کا حکم ہو لہٰذا اس نظر سے بھاگنا وغیرہ [illegible]
مین خوف اسکو فقط اللہ تعالیٰ ہی سے ہوا اور یہ مقام بہت وسعت چاہتا ہو اور اسقدر اشارہ امید ہو کہ کافی ہو [illegible]
اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ پس ایسے لوگ البتہ ہدایت یافتہ ہین- ابن عباس نے فرمایا کہ [illegible]
تحقیق ہو وابن اسحاق کا کہنا [illegible] قول ہو اور شاید عسیٰ بندون کیطرف ہو یعنی تم امید رکھو اور معنی یہ کہ [illegible]
پائے ہوؤن مین سے [illegible] ذکر فرمانے مین مشرکین کی طمع کاٹ دی [illegible]
از مشرکین باوجود نجاست [illegible] کے بار ان اعمال سے انتفاع حاصل کرنے کی [illegible]
کس برتے پر قطعی دعوی [illegible] حالانکہ [illegible] اعمال مذکور ہوا [illegible]
مسجدین آباد کرنے [illegible] طرح سے کامل ہین انکا حال [illegible]

مومنون کو تنبیہ کردی کہ کبھی اپنے اعمال پر نظر نہ رکھین اور غرہ نہون کیونکہ عظمت وجلال الٰہی کے سامنے کسی مخلوق
کی طاعت کچھ چیز نہین ہی بلکہ بیچارگی و عجز و بندگی سے سربسجدہ ہون کہ اے پروردگار ہم تو اولاد آدم سب ظلوم جہول ہین ہم تیری بندگی کی
قدر شان کیسے [illegible] ہین تیرے لائق کون بندگی کرسکتا ہی تیری مخلوق مین جو سب سے اشرف تیرا رسول ہی وہ تو فرماتا ہی کہ ماعبدناک
حق عبادتک - میرے مولی مین تیری شان کے لایق تیری بندگی نہ کرسکا - وہ گڑگڑاتا ہی کہ ماعرفناک حق معرفتک - میرے مولی تو نے
مجھے دینی معرفت حاصل کرنے ہی کے لیے پیدا کیا تھا مگر مین تیری معرفت جیسی چاہیئے نہین حاصل کرسکا تو عفو کردے تو بخشدے پھر ہم
یا کس شمار مین ہین جو ہم سے ادا ہو تیرا فضل ہی جو ہم سے خدمت ہو وہ تیری ہی توفیق کا کرم ہی جب تو نے ازل سے کرم ہی کرم فرمایا
تو اب بھی ہم تیرے ہی کرم پر نظر لگائے ہین - ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وتوفنا مع الابرار - پھر اہل شرک کا
دعوی ایک تنبیہ سے رد فرمایا بقولہ - اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کیا قرار دیا تم نے اے
مشرکو حاجیون کے پانی پلانے اور مسجد الحرام کی عمارت کرنے کو - كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مانند اس شخص کے جو ایمان لایا اللہ تعالے پر اور روز آخرت پر اور راہ خدا مین جہاد کیا - جسکو تشبیہ دی وہ تو مصدر
ہی یعنی سقایہ وعمارۃ اور جس سے تشبیہ دی وہ آدمی ہی یعنے کمن آمن یعنی مومن - اور مصدر کی تشبیہ اعیان سے ظاہر نہین ہی لہذا تقدیر
کلام دو طرح سے ہی ایک یہ کہ - اجعلتم اہل سقایۃ الحاج کمن آمن یعنی کیا تمنے حاجیون کے پانی پلانے والون کو مانند قرار دیا ایسے شخص کے جو
ایمان لایا اللہ تعالے پر الخ - پس معنی اسکا یہ کہ ایسی صفت والون کو اوس صفت والون کے مثل کیا - دوم یہ کہ - اجعلتم سقایۃ الحاج کایمان
من آمن - یعنی کیا تم نے حاجیون کے پانی پلانے کو مانند کیا اس شخص کے ایمان لانے کے جو الخ - اسکا معنی یہ کہ تم نے یہ فعل مشابہ اس
فعل کے قرار دیا - تقدیر وتوجیہ اول کی مؤید اس شخص کی قرارۃ ہی جسنے آیت مین یون پڑھا - اجعلتم سقاۃ الحاج وعمرۃ المسجد الحرام
سقاۃ جمع ساقی یعنے پانی پلانے والے - عمرۃ بمانند کفرۃ جمع عامر ہی - ہمزہ اجعلتم - انکاری ہی - المعنی انکار ہی اس بات سے کہ مشابہ
ہووین مشرکین یا مشرکون کے اعمال حبط شدہ اہل ایمان یا انکے اعمال مثبتہ سے - یعنی موافق تقدیر اول کے معنی یہ ہین کہ مشرکین کبھی مومنین
سے مشابہ نہین اور دوسری تقدیر پر معنی یہ کہ مشرکون کے کام جو حبط ہین وہ کبھی مومنین کے اعمال سے مشابہ نہین جنکے عوض خصوص
آخرت مین ثواب جمیل پاوینگے پھر اسی امر کو مصرح فرمایا بقولہ - لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ یہ لوگ اللہ تعالی کے نزدیک برابر
نہین ہین یعنی مشرکین ومومنین یکسان نہین - یہ بھی مؤید توجیہ اول ہی پھر انکے یکسان نہونے کی وجہ کی طرف اشارہ فرمایا بقولہ - وَاللّٰهُ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ یعنی کافر لوگ بوجہ شرک کے جو انتہا درجہ کا ظلم ہی ظالم ہین اور آنحضرت صلعم کی عداوت سے
مردود اور چاہ ضلالت مین ڈوبے ہوے ہین وہ کیونکر ایسے بندون کے برابر ہوسکتے ہین جنکو اللہ تعالے نے ہدایت فرمائی اور انکو
راہ صواب کی توفیق دی - بعض نے کہا کہ ظالمین سے وہ مشرک مراد ہین جو اپنے آپ کو مومنون [illegible] کہتے تھے - پھر مومنین کا
ذکر فرمایا بقولہ - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ [illegible] اَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
[illegible] ایسے اپنے نیک کام ہین وے - اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ [illegible] کے نزدیک بہت بڑے
[illegible] انکے درجہ کو سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا اور جو کرامت [illegible] مین [illegible] آسکتی - کما قال تعالے
[illegible] قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون - اور حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے نے [illegible] صالحین کے لیے مہیا فرمایا وہ

Marfat.com

ایسی چیزین ہین کہ نہ آنکھون نے دیکھی اور نہ کانون نے سُنی اور کسی بشر کے دل پر اُنکا خطرہ گذرا [illegible]
بنا برینکہ اعظم علی الاطلاق ہی اور اگر اسم تفضیل کسی کی نسبت سے ہی تو کہا گیا کہ انکی بڑی درجہ [illegible]
ساتھ ایسی صفات نہین ہین - یا شرکون پر رد ہی کہ سقاۃ الحاج وعمرۃ المسجد الحرام تمہارے [illegible]
اللہ تعالے کے یہان بہت بڑھا ہوا ہی اگرچہ تمہارے زعم والون کا درحقیقت کچھ بھی درجہ [illegible]
بقولہ تعالے وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ اللہ تعالے کے نزدیک ثواب و درجات [illegible]
شرک کچھ نہین بلکہ عذاب و خواری مین پڑینگے پھر بھلا مشرکین کیسے مومنین کی برابری کا دعوی کرتے ہین باوجود اسکے [illegible]
ہی کہ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنّٰتٍ مومن بندون کا پروردگار جو [illegible]
خالق ہی اپنے ان بندون کو بشارت دیتا ہی اپنی طرف سے رحمت و رضوان کی اور جنتون کی کہ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ جنمین
انکے لیے دائمی نعمتین ہین اور رحمت و رضوان وغیرہ کو نکرہ فرماکر اشارہ کیا کہ یہ ایسی چیزین ہین جنکی معرفت اللہ تعالے کے [illegible]
بندون کے حق مین تعریف نہین ہو سکتی اور جنت مین بھی جو نعمتین ہین انکی تعریف نہین ہو سکتی یہان یہ فرمادیا کہ وہ نعمتین پائدار
ہین پس اہل جنت بھی ان نعمتون والے ہو کر ضرور پائدار ہین اور صریح فرمایا - خٰلِدِيْنَ فِيْهَا - ان جنتون مین وے لوگ
خلود کے ساتھ رہینگے اور چونکہ خلود کو عرب والے کبھی مدت دراز تک ہونے کے معنی مین بولتے ہین اور یہان مراد ہمیشگی ہی لہذا فرمایا
اَبَدًا یعنی خلود ابد تک ہوگا جسکی چھور نہین یعنے ہمیشہ رہینگے - ابوحیان رح وغیرہ نے ذکر کیا کہ قولہ برحمۃ منہ و رضوان وجنات -
ان تینون مین تنوین تنکیر کی تعظیمی ہی یعنے انکی تعریف بندون کے فہم کے لیے نہین ہو سکتی اور کسی کے تصور مین نہین آسکتی ہین
اور چونکہ مومنین کے تین وصف بیان فرمائے یعنی ایمان اور جہاد بجان و مال اور ہجرت از وطن تو انکے مقابلہ مین انکو تین نعمتون سے
بشارت دی رحمت و رضوان وجنات - پس رحمت بمقابلہ ایمان کے ہی کیونکہ رحمت اسی پر موقوف ہی - اور رضوان بمقابلہ جہاد کیونکہ
جان و مال سے قربان ہوئے تو انتہا مبالغہ احسان کے لائق ہوئے اور جنات بمقابلہ ہجرت کہ اپنے آبائی وطن چھوڑ دیے تو انکو جنات
نعیم پائدار دائمی عطا ہوئین - اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ اللہ تعالے جل جلالہ کے یہان اجر عظیم ہی [illegible]
کے لائق ہوئے وہ بہت حقیر ہی یا دنیاوی چیزین اسکے مقابلہ مین بہت حقیر ہین یا اشارہ ہی کہ یہ بشارت بھی [illegible]
سمجھ سکین ورنہ انکے واسطے زیادت ہی جسکو پاوینگے تو جانینگے والحمد للہ رب العالمین ف [illegible]
اللہ من آمن - جس شخص سے عمارت مسجد صحیح ہی اور وہ اہل معرفت و عبادت کی مجلس [illegible]
کہ ایمان و یقین مین کامل ہو اور معرفت مین واثق و فرائض و سنن ادا کرنے مین مداوم ہو [illegible]
کے وقت اسکا دل سوائے اللہ تعالے کے سب چیز سے خالی ہو اور وسوسہ و خیال [illegible]
کی عمارت و آبادی [illegible] یعنے اسمین صدق نیت و طہارت باخلاق [illegible]
سنے مسجد مین داخل ہو [illegible] برحمۃ منہ و رضوان بجنات [illegible]
و مغفرت کے طلب [illegible] خارج ہو گئے [illegible]
اور سوائے [illegible] انکو بشارت [illegible]

[illegible] خود بشارت فرماوے پس بشارت اسکا خطاب بکشف مشاہدہ ہوا ور کشف جمال کے ساتھ بشارت خطاب کی کون طاقت
[illegible] کے ساتھ بشارت رحمت اول درجہ عارفین ہے پھر رضوان کی بشارت دی اور وہ ایسے وصال کو کہتے ہین جسمین
خوف ہجران نہو پھر انکو جنات مین داخل ہونے کی بشارت دی یعنے جنت قرب ذات وصفات سے بشارت دی جس سے علوم لدن
وابدا حاصل ہوتے ہین اور ہمیشہ اسکی نعمتون مین باقی رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالے کی تجلی جلال وجمال سے بڑھکر کون
نعمت [illegible] ہے۔ بعض نے کہا کہ مومنون کو رحمت کی اور مطیع بندون کو جنت کی اور عارفون کو رضوان وصلت کی بشارت ہے۔ اور
نیز توبہ کرنے والون کو رحمت کی اور [illegible] کو مشاہدہ کی اور محبین کو جنات قرب کی بشارت فرمائی۔ ابو عثمان رح نے کہا کہ رضوان سے
قرب وجوار جنت ملتا ہے جن سے دوام نعمت حاصل ہے۔ بعض نے کہا کہ دلون کی جبلت یہ ہے کہ جو انکو بھلائی کی خوشخبری دے اس سے محبت
کرتے ہین پس حق سبحانہ تعالے نے خصوص محبت سے کرامت کرنے کو خود بشارت فرمائی اور کوئی واسطہ درمیان مین نہین رکھا فافہم
واضح ہو کہ تفسیر قولہ اجعلتم سقایۃ الحاج الخ جو مذکور ہوئی اس تقدیر پر تھی کہ عباس بن عبد المطلب وغیرہ نے جنگ بدر مین مقید
ہو کر سقایۃ الحاج وغیرہ کو افضل اعمال مین قرار دیکر مشرکین کو مومنین سے مساوی قرار دیا پس یہ آیہ نازل ہوئی اور انکا قول رد
کردیا گیا پس خطاب مشرکین کو ہوا اور ابن جریر رح نے محمد بن کعب القرظی سے اسکی تفسیر مین روایت کیا کہ عثمان بن طلحہ از بنی
عبد الدار اور عباس بن عبد المطلب وعلی بن ابی طالب رض نے باہم افتخار کیا۔ عثمان بن طلحہ نے کہا کہ مین خانہ کعبہ کا حاجب
ہون میرے پاس اسکی کنجی ہے چاہون اسی مین سو رہون اور عباس رض نے کہا کہ مین پانی پلانے والا ہون چاہ زمزم سے اور
چاہون مسجد مین سو رہون اور علی رض نے کہا کہ مین نہین سمجھتا کہ تم کیا کہتے ہو مین نے لوگون سے چھ مہینہ پہلے قبلہ کی طرف
نماز پڑھی اور مین صاحب جہاد ہون پس نازل ہوا قولہ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام الآیۃ۔ اور اسی کے مانند
سدی رح کا قول مروی ہے۔ رواہ عبد الرزاق باسنادہ عن الحسن بنحوہ۔ مترجم کہتا ہے کہ ایسی گفتگو کی نسبت حضرت امیر المومنین علی رض
کی طرف اہل تحقیق کے نزدیک بدین عنوان خالی از بعد نہین ہے۔ قال الحافظ اس آیت کی تفسیر مین ایک حدیث مرفوع بھی وارد ہوئی
جسکا یہان ذکر کرنا ضرور ہے۔ نعمان بن بشیر انصاری رض سے روایت ہے کہ مین چند صحابہ کے مجمع مین منبر رسول اللہ صلعم کے پاس بیٹھا تھا انمین سے
ایک بولا کہ مجھے پروا نہین کہ اللہ تعالے کے واسطے کوئی عمل نہ کرون بعد اسلام کے الا آنکہ حاجیون کو پانی پلاؤن۔ دوسرے نے کہا بلکہ
مین مسجد الحرام کی عمارت کرون اور تیسرے نے کہا بلکہ اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرنا اس سے بہتر ہے جو تم نے کہا پس عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے ان سب کو جھڑک دیا اور کہا کہ تم لوگ منبر رسول اللہ صلعم کے پاس آوازین مت بلند کرو اور یہ واقعہ جمعہ کے روز تھا
ولیکن مین جمعہ پڑھکر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہونگا اور آپ سے اس بارہ مین فتوی لے لونگا جسمین تم جھگڑتے ہو۔
نعمان بن بشیر رض نے کہا کہ حضرت عمر رض نے یہی کیا تو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا قولہ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام۔ تا قولہ۔ واللہ
لا یہدی القوم الظالمین۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ اسکو مسلم وابوداؤد وابن جریر وابن مردویہ وابن ابی حاتم وابن حبان وغیرہم نے روایت
کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ قوی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ اجعلتم کا خطاب مومنین کی طرف ہے ولیکن مقصود یہ ہوگا کہ جو افعال مشرکین کے
[illegible] وہ فخر [illegible] کیا تم [illegible] مومنون کے برابر کرتے ہو حالانکہ وہ مشرک ظالم ہین اور اللہ تعالے قوم ظالم کو ہدایت نہین کرتا
[illegible] جنہون نے بعض مومنون کے ساتھ گفتگو کی [illegible] کہ محمد بن کعب وسدی رحمہ اللہ کے

Marfat.com

کلام سے ظاہر ہوا۔ فلیتامل فی المقام لتنقیح المرام۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ [اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ]

ای ایمان والو نہ پکڑو اپنے باپون کو اور بھائیون کو رفیق اگر وہ عزیز رکھیں کفر کو

عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ

ایمان سے اور جو تم مین اونکی رفاقت کرے سو وہی لوگ ہین گنہگار توکہہ اگر تمہارے باپ

وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

اور بیٹے اور بھائی اور عورتین اور برادری اور مال جو کماتے ہین اور سوداگری جسکے بند ہونے سے ڈرتے ہو

وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ

اور حویلیان جو پسندیدہ رکھتے ہو تمکو عزیز ہین اللہ سے اور اوسکے رسول سے اور لڑنے سے اوسکی راہ مین تو راہ دیکھو جبتک

يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ ع ۸

بھیجے اللہ حکم اپنا اور اللہ راہ نہین دیتا نافرمان لوگون کو

اللہ تعالے نے راہ الٰہی مین خواہ جہاد ہو یا ہجرت ہو یا کوئی اور امر ہو ہر مانع سے قطع کی نصیحت کی اگرچہ مخالف راہ مین والدین و اولاد کیون نہو چنانچہ فرمایا۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ یہ خطاب جملہ مومنین کو عموماً قیامت تک باقی ہی اور یہی ظاہر خطاب ہی اور بنظر اصول اسی کا اعتبار ہی۔ رہا سبب نزول تو مجاہد رح نے کہا کہ یہ آیت اپنے ماقبل سے متصل ہی اور قصہ عباس و طلحہ حجبی اور انکے امتناع ہجرت کے بارہ مین نازل ہوئی مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ مراد ہی کہ انکے انکار ایمان پر مومنون کو بطریق عبرت کے نصیحت فرمائی ورنہ ظاہر ہی کہ اوسوقت تک عباس مسلمان نہوئے تھے پھر خطاب انکو کیونکر ہو سکتا ہی ابن عباس رض نے کہا کہ جب مومنون کو ہجرت کا حکم دیا گیا تو بعضون کی آل و اولاد انسے لپٹتی و قسمین دلاتی کہ ہمکو ضائع و برباد مت چھوڑو تو وہ سست ہو جاتے اور کہتے کہ اگر ہم ہجرت کر جاوین تو اپنے والدین و اولاد و اقارب کا ناتا قطع کرین اور ہماری تجارات جاتی رہین اور ہم برباد ہونگے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ مقاتل رح نے کہا کہ نو آدمی جو مرتد ہو کر کفار مکہ سے جا ملے تھے انکے اقارب کو انسے موالات کرنے سے ممانعت مراد ہی اور معنی یہ ہین کہ تم انکو اپنے ایسے دوست مت بناؤ کہ تمکو ایمان و طاعت سے روکین اور حق یہ ہی کہ یہ اسباب جزوی ہین اور اعتبار عموم لفظ کا ہی اور جو معنی ہین وہ یہ ہین کہ اے ایمان والو لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ مت بناؤ اپنے والدین و بھائیون کو اولیا کہ انکے ساتھ موالات کرو۔ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ بشرطیکہ انکی یہ حالت ہو کہ کفر کو ایمان پر محبوب رکھین یعنی ایمان سے نفرت و انکار کرین اور کفر کو محبوب رکھین و اختیار کرین پس تم کو بھی برباد کرینگے وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ اور جو کوئی تم مین سے انکو دلی بنا وے پس ایسے ہی لوگ ظالم ہین۔ کیونکہ موالات جسکا موقع اللہ تعالے و رسول و مومنین تھے اسکو بےموقع مشرکون و کافرون مین رکھا۔ کلام مجید مین بہت جگہ موالات اہل شرک سے منع فرمایا اور انکے موالات کرنے والے کو انھین مین سے قرار دیا علماء رح نے کہا کہ اسلام کے فرقون مین سے جو ایسے ہین کہ شرع انپر شرک و مرتد ہونے کا حکم دیتی ہی جیسے بعض فرقہ [illegible] و فرقہ نیچریہ وغیرہ وہ تو صریح اسی حکم مین داخل ہین اور جو فرقہ مبتدعہ اس حد تک بحکم ظاہر شرع نہین پہونچا مگر اہل سنت کے خلاف ہی وہ فاسق ہین اور انکا حکم جملہ نفاق کا یہ حکم ہی کہ انسے موالات حرام ہی۔ ائمہ تصوف مجدد [illegible]

جائز نہی ہی اسمین زیادہ تقریری استدلال کی نہ گنجایش ہی نہ حاجت کیونکہ آیات واحادیث مین اس سے ممانعت کافی ہی چنانچہ
یہان اہل ایمان کے واسطے سخت ممانعت فرمائی کہ کافر سے موالات نہ کرین گو باپ وبھائی ہو اور اس سے یہ لازم نہین کہ نان نفقہ
کافر والدین کو نہ دین بلکہ دل کی حفاظت مقصود ہی۔ بیہقی رح نے روایت کی کہ ابو عبیدۃ بن الجراح رضہ کے باپ نے جنگ بدر کے
روز ابو عبیدہ سے بتون کی تعریف اور انکی پرستش کی خوبیان بیان کرنی شروع کین اور دین اسلام سے بے رغبتی دلائی اور ابو عبیدہ رض
اسکو روکتے اور منع کرتے تھے یہان تک کہ جب انکے باپ نے مبالغہ کیا تو قصد کرکے ابو عبیدہ رض نے خالص اللہ تعالے واسکے
رسول صلعم کی رضا کیلئے قتل کر دیا پس اللہ عز وجل نے نازل فرمایا۔ لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ
یعنی اے محمد صلعم تو نہین پاویگا ایسی قوم کو جو اللہ تعالے و روز قیامت پر ایمان لائے ہین اس حال مین کہ دوستی کرین ایسے کافرون
سے جو دشمنی رکھتے ہین اللہ تعالے واسکے رسول سے الی آخرہ - ایسے ہی یہان بھی کافرون سے موالات کرنے کو منع کیا بلکہ موالات والون کو
ظالم فرمایا۔ پھر سخت تہدید کی کہ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ
اے اقربا کہ تمہارے ناتے دار لوگ۔ اور ابو بکر رح کی قراءۃ مین وعشیراتکم جمع ہی اور شاذ قراءۃ مین وعشائرکم ہی اور معنی واحد ہین -
وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا اور وہ اموال جنکو تم نے اقتراف کیا یعنی کمایا ہی - وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا اور وہ تجارت
جسکے کساد سے ڈرتے ہو۔ یعنی تجارت نہ چلیگی یا وقت نکل جائیگا۔ وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اور ایسے مسکن جنکو تم اپنی مرضی کے
موافق پسندیدہ رکھتے - حاصل آنکہ اے محمد صلعم تو ان لوگون سے کہدے کہ اگر تمہارے والدین واولاد و جورو وغیرہ امور مذکورہ
أَحَبَّ إِلَيْكُمْ تمکو زیادہ محبوب ہون مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ بہ نسبت اللہ تعالے واسکے
رسول کے واسکی راہ مین جہاد کرنے کے - فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ - تو منتظر بیٹھے رہو یہانتک کہ اللہ تعالے
اپنا امر لاوے یعنی اسکا عذاب تمپر آوے خواہ جیتی زندگی مین یا مرنے پر۔ بعض نے کہا یعنی مکہ فتح ہو جاوے مگر اول اصح ہی اسواسطے
کہ یہ سورہ بعد فتح کے نازل ہوئی ہی الا آنکہ یہ آیات اس سے پہلے اتری ہون واللہ اعلم - سیاق آیت یا تو دربارہ جہاد ہی یا دربارہ
ہجرت ہی اور تلخیص یہ کہ تو ایمان لانے والون سے کہدے کہ اگر والدین واولاد وغیرہ امور مذکورہ تمکو بہ نسبت اللہ تعالے واسکے
رسول وجہاد کے زیادہ محبوب ہین تو تم بیٹھے انتظار کرو جہاد مین قدم نہ دھرو بخوف ان چیزون کے جو تمکین محبوب ہین یا اپنے وطنون
سے ہجرت نکرو یہانتک کہ تمپر عذاب آوے اور تمہاری آنکھین کھلیں اور بیفائدہ پچتاؤ - اور مراد تربصوا- امر سے اسکی تعمیل نہین
ہی بلکہ تہدید ہی اور حاصل آنکہ ایسا کرنے والا فاسق وطاعت سے خارج ہوگا - وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ
اور اللہ تعالے قوم فاسق کو راہ نہین دیتا ہی پس ان چیزون کی محبت سے اپنے آپ کو راہ حق وایمان سے خارج نہ کرنا چاہیے ورنہ عاقبت
کی بربادی ہی - اللہم اہدنا وسہل علینا الشدید وانت ربی نعم المولے ونعم الوکیل - اور قولہ احب الیکم - مین کمال رحمت وآسانی ہی کیونکہ
در واقع مخلوق کو لائق اپنے خالق پاک کے جسنے اسکو پیدا کیا اور ایسے ایسے انعام غیر متناہی تعداد سے سرفراز کیا ہی اور کسی سے محبت
نہ کرے بلکہ ہم مین اسکو ہمہ تن اپنے معبود پاک ہی سے محبت ہونا چاہیے یا اسی کے واسطے اور سے ہو جو در حقیقت اسی کی محبت ہی ولیکن آدمی
کا نفس انسان اپنی اولاد وغیرہ کی محبت مین بمقتضاے طبیعت پھنسا ہوا ہی کہ طبیعت اسپر غالب ہوتی ہی لہذا کرم سے اسیقدر رکھا
کہ اس محبت سے حب الہی غالب رہے پس کوئی چیز اسکو ہرگز تعمیل حکم الہی سے مانع نہونے پاوے - مفسرین نے کہا کہ حب سے

Marfat.com

محبت اختیاری مراد ہی کیونکہ محبت طبعی بے اختیاری ہی اس سے بندہ مکلف نہیں ہو سکتا اور
عند التحقیق جب محبت ایمانی متحقق ہوتی ہی تو محبت طبعی پست ہو جاتی ہی اگرچہ کبھی تعارض ہو
مین معارضہ نہین رہتا واللہ اعلم۔ وقد قال تعالے والذین آمنوا اشد حباً للہ۔ اور عبد اللہ بن ہشام سے روایت ہی
کی کہ ہم لوگ حضرت رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے اور آپ حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے تھے تو عمرؓ نے عرض کیا کہ
آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہین سوائے میری اپنی جان کے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی تم مین سے مومن نہوگا
اسکو اسکی جان سے زیادہ محبوب ہو جاؤن تو عمرؓ نے عرض کیا کہ واللہ یا رسول اللہ اب تو آپ مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہین
تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہان آب اے عمر تو پورا مومن ہوا۔ رواہ البخاری۔ مترجم کہتا ہی کہ ایمانی محبت کمال الٰہی
عمرؓ سے سچے صحابی کو فوراً اس فیض سے سرفراز فرمایا والحمد للہ علی ذالک۔ اور صحیحین کی حدیث مین ہی کہ قسم اوسکی جسکے
قدرت مین میری جان ہی کہ کوئی تم مین سے مومن نہین ہوگا یہان تک کہ مین اسکو اسکے والدین و اولاد و تمام لوگون سے زیادہ محبوب
ہون۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ جب تم لوگ بطور عینہ خرید و فروخت کروگے اور گائے بیلون کی
دُمین پکڑوگے اور زراعت پر راضی ہوگے اور جہاد چھوڑ دوگے تو اللہ تعالے تمپر ذلت کو مسلط و غالب کردیگا اسکو تم سے نہین ہٹائیگا
یہان تک کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ رواہ احمد و ابو داؤد و قد رواہ احمد من طریق شہر بن حوشب باسنادہ عن عبد اللہ بن
عمر ایضاً بنحو ذالک۔ مترجم کہتا ہی کہ عینہ کی خرید و فروخت بالاتفاق مکروہ ہی اور اسکی تفسیر مین اختلاف ہی چنانچہ ترجمہ عالمگیریہ
کتاب البیوع سے مفصل تلاش کرنا چاہیے۔ بیضاوی رح نے کشاف کی تبعیت مین بعد تفسیر اس آیت کریمہ کے لکھا کہ اس آیت مین
تشدید عظیم ہی یعنے بڑی سختی ہی کمتر اس سے کوئی چھوٹا ہوگا اور مترجم کہتا ہی کہ یہ الفاظ نا کارہ ہین اور اللہ تعالے نے جسکو ایمان
عطا فرمایا وہ اللہ تعالے کے حول و قوت سے باسانی اس سے چھوٹے اور خوش رہے اور ہم اللہ تعالے سے عاجزی کے ساتھ مانگتے
ہین کہ اللہ تعالے اپنی رحمت کے صدقے مین ہم کو ایمان کی توفیق و ہدایت دے اور خاتمہ بخیر کرے آمین یا رحم الراحمین

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ
مدد کر چکا ہی اللہ تمکو بہت میدانون مین اور دن حنین کے جب اترا گئے تم اپنی بہتایت پر پھر وہ کچھ کام نہ آئی
شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ
تمہارے اور تنگ ہوگئی تمپر زمین ساتھ اپنی فراخی کے پھر ہٹے تم پیٹھ دیکر
سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ
اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر اور ایمان والون پر اور اتاری فوجین جو تمنے نہین دیکھین اور
كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ
کافرون کو اور یہی سزا ہی منکرون کی پھر توبہ دیگا اللہ اسکے بعد
يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
چاہیے اور اللہ بخشتا ہی مہربان

[illegible] نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کی کہ سورہ براءۃ مین یہ آیت سب سے پہلے نازل ہوئی وقال
[illegible] قول ابن عباس کے سورہ براءۃ بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی پس جن آیات مین توہم ہوتا ہے کہ قبل فتح مکہ نازل
[illegible] الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانہم وہموا باخراج الرسول الآیات وہ یہود وغیرہ کے حق مین محمول ہین ہان بیان نظرا اصلی
[illegible] تمام اہل کفر وشرک کو شامل ہے بدین معنی کہ اتباع نفس وہوی مین تمام وہ قلوب جو نور ایمان سے خالی ہین سفاہات ونشابہت
[illegible] مین پس مشرکین مکہ کا بھی وہی حال ہے اگرچہ یہود جان بوجھکر چاہ ضلالت مین گرنے سے زیادہ قابل ملامت ہوئے اور مترجم
[illegible] ان آیات کی تفسیر مین مفصل یہ اشارہ کردیا ہے وہان تامل کرنا چاہیے بالجملہ کلام الٰہی سب اپنے موقع ومعنی مین استوار صحیح ومستقیم
[illegible] اختلاف وتنقید ہے چنانچہ ائمہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سب سے آگاہ تھے اور انھون نے سب تبلا دیا لیکن پچھلون کی
[illegible] فہم اس کنگرۂ بلند تک کبھی پہونچنے مین قصور کرجاتی ہے۔ فاحفظہ۔ اس آیت مین اللہ تعالے نے جہاد وہجرت بجالانے مین متردد
ہونے والون کو مطمئن فرمایا کہ جب کسی امر مین حکم حق تعالے صریح ہے تو اسمین تردد کی کوئی جگہ نہین کیونکہ وہ تمہارے اجتہاد پر نہین
چھوڑا گیا کہ اسمین خداداد عقل سے سمجھ بوجھکر جو رائے مین آوے وہ کرو بلکہ متعین کردیا کہ یون کرو پس تمہاری اصلاح کے لیے
اور تعالے خود کریم کارساز ہے اور سامان واسباب پر نظر رکھنا حکم منصوص مین بیہودہ ہے اور جہاد وہجرت اسی قسم سے ہے پس انکو
اپنے حکم کی پابندی کرنے کی صورتون مین اپنے فضل وکرم سے انکا کام درست کرنے کی نعمتین یاد دلائین کہ بدون سامان ظاہری
کے تمکو فتح ونصرت دی تاکہ مطمئن ہوجاوین کہ فتح ونصرت وکارسازی سب اللہ عزوجل کے قبضۂ قدرت مین ہے اور اسباب پر
کچھ بھی بھروسا نہین بلکہ اسپر بھروسا کرنا الٹا ضرر ہے چنانچہ یاد دلایا بقولہ۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ
یعنی امر جہاد وغیرہ مین فقط اللہ تعالی ہی پر بھروسا کرکے فرمانبرداری کرو کہ واللہ بے شک تمکو اللہ تعالے نے مواطن کثیرہ مین نصرت
دی اور تم اسکو آزما چکے حالانکہ بے سامان تھے مگر اللہ تعالے پر بھروسا کیے تھے۔ مواطن۔ جمع موطن۔ جائے قرار وبود وباش اور
یہ وطن بمعنی واحد ہین اور دلیر لوگ چونکہ مقام جنگ سے ہٹنا نہین چاہتے بلکہ وہین کھیت رہنا منظور کرتے ہین یا دشمن کو مارین تو
اسکو بھی موطن کہنے لگے اور جائز ہے کہ موطن ظرف زمان لیا جاوے یا ظرف مکان پر مضاف مقدر کرکے ایام مواطن کہا جاوے اور
فائدہ اسکا عنقریب ظاہر ہوگا۔ ولام لقد موطیۃ القسم ہے اور کثر بدون قد مستعمل ہے بلکہ شاید نہو لما مرفی ما سلف مستوفاۃ۔ والمعنی البتہ
تمکو نصرت دی اللہ تعالے نے مواطن کثیرہ مین۔ یعنی بہت سے مقامات یا ایام حرب مین۔ [illegible] قریظہ ونضیر کے اور صحیح بخاری
وغیرہ مین جملہ غزوات رسول اللہ صلعم کے بروایت زید بن ارقم رض کی انیس[19] مذکور ہین اور بریدہ رض کی روایت مین یہ بھی ہے کہ ان
غزوات مین سے آٹھ مین قتال کیا۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ غزوات وسرایا وبعوث سب ملاکر ستر[70] ہین اور بعض نے کہا کہ اسّی[80] ہین
اور قولہ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ کے اعراب مین دو وجہ ہین ایک یہ کہ ظرف منصوب بفعل مقدر ہے اے واذکر یوم حنین۔ اور فعل ظاہر
یعنی نصرکم سے منصوب نہین کیونکہ قولہ۔ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ بدل از یوم ہے پس اگر منصوب بفعل مذکور ہو تو محل قولہ فی
مواطن پر عطف ہوگا۔ حالانکہ جمیع مواطن مین انکی کثرت نے انکو اعجاب مین نہین ڈالا بلکہ جمیع مواطن مین وہ کثرت سے نہ تھے لہذا
منصوب بفعل مقدر ہے اور وجہ دوم یہ کہ یوم حنین عطف ہے فی مواطن پر اور اذ اعجبتکم کا بدل ہونا کچھ مضر نہین کیونکہ یہ عطف اس امر
[illegible] معطوف کی طرف جو باعتبار مضاف ہے یعنی کثرت واعجاب اسمین معطوف علیہ اپنے معطوف کے ساتھ جمیع مواطن مین

Marfat.com

شارک ہو پس جب یہ بات نہین تو تقدیر فعل کی کچھ ضرورت نہین اور یہی بیضاوی جو لے [illegible]
معنی یہ ہین کہ یاد دلا دے روز حنین کو اس وقت کو کہ اعجاب مین ڈالا تمکو تمھاری کثرت نے [illegible]
نے تمکو مواطن کثیرہ مین اور حنین کے روز جبکہ تمکو تمھاری کثرت نے اعجاب مین ڈالا تھا۔ واضح ہو کہ [illegible]
ہوا کہ دیگر مواطن مین اہل اسلام کی نہ کثرت تھی اور نہ انکو اعجاب ہوا اور حنین مین کثرت تھی اور اعجاب [illegible]
تمام توکل سے نظر چوکی اور اللہ تعالے نے انکو نتیجہ دکھلا دیا کہ کثرت و ظاہری اسباب کچھ کام نہ آئے اور شکست [illegible]
معدودے چند اہل توکل کو فتح دی۔ حنین بروزن سُہَیل ایک وادی ہی درمیان مکہ و طائف کے [illegible]
مشرکین سے مقاتلہ ہوا۔ اور قصہ مختصر یون ہی کہ فتح مکہ کے بعد جب اکثر لوگ مسلمان ہو گئے اور قید یان کو آنحضرت صلعم نے [illegible]
وہان کا انتظام کر دیا تو آپ کو خبر پہونچی کہ قبیلہ ہوازن نے لڑائی کے لیے لشکر جمع کیا ہی اور مالک بن عوف نضری انکا سردار [illegible]
اور بنو ثقیف تمام اور بنو جشم اور بنو سعد بن بکر اور تھوڑے بنی ہلال و بنی عمرو بن عامر و عون بن عامر انکے ساتھ [illegible]
لوگ جان پر کھیل کر مع عورتون و بچون و ذرہ ذرہ اسباب کے اس میدان مین آکر متفق ہوئے ہین کہ ہرگز نہ بھاگینگے اور یہ [illegible]
مین معروف تھے پس آنحضرت صلعم آٹھوین سال ہجرت کے ماہ شوال مین انکی طرف روانہ ہوے اور آپ کے ساتھ مہاجرین و انصار [illegible]
قبائل عرب کا لشکر دس ہزار تھا جو فتح مکہ کے لیے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار کے اندر وہ اہل مکہ تھے جو مسلمان ہوے تھے اور انکو طلقا [illegible]
تھے اور بعضے انمین سے دل سے مسلمان بھی نہ تھے اور بہتیرے اس وجہ سے ساتھ ہو لیے تھے کہ ہوازن فتح نہ پاوین کیونکہ قریش کی شکست [illegible]
ہوگی پس راہ مین یہ قصہ ہوا کہ بعض نے ذات انواط[سلہ] دیکھکر حضرت صلعم سے درخواست کی کہ ہمارے لیے بھی مشرکون کا سا ایک ذات
انواط بنوا دیجئے تو فرمایا کہ اللہ اکبر یہ تو ویسا ہی قول ہی جیسے بنو اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ اجعل لنا الٰھا کما لھم الٰھۃ۔ یہ امت [illegible]
آخر اگلون کے قدم بقدم ہو جائیگی۔ بعض نے کہا کہ اب کہ اہل مکہ و مدینہ ایک ہو گئے ہین فتوحات خوب ہونگے اس کلام کو آنحضرت صلعم
نے مکروہ جانا اور بعض نے اپنی جماعت کی کثرت دیکھکر کہا کہ قلت کی وجہ سے جو شکست ہوتی تھی اب نہ ہوگی الخ یہ کلام بھی آنحضرت
صلعم کو ناگوار ہوا۔ بالجملہ جب وادی حُنین مین پہونچے تو وادی مین پو پھٹتے ترکے اترے اور ہوازن نے اسکے [illegible]
لگائی تھی اور اموال سب ظاہر کر دیے تھے پس سوارون نے حملہ کیا اور قوم ہوازن پیٹھ پھیر کر بھاگی اور [illegible]
کار صحابہ مہاجرین و انصار پیچھے تھے وہ اب تک پہونچے نہ تھے اور بعض جو موجود تھے انھون نے [illegible]
نو مسلم لوگون نے نہ سُنا اور قوم نے گھات سے نکلکر تیر اندازی کی تو گھوڑے پھرے اور لشکر والون نے [illegible]
فرار ہوے کہ بعض نے مکہ مین آکر دم لیا مگر رسول اللہ صلعم اپنی جگہ پر قائم تھے اور [illegible]
پڑھاتے صحیحین مین براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے اُنسے کہا کیا [illegible]
لیا تو فرمایا کہ لیکن رسول اللہ صلعم نے فرار نہین کیا۔ ہوازن تیرانداز قوم تھی جب ہم اُنسے [illegible]
اموال غنیمت پر ٹوٹ پڑے اس حال مین ان لوگون نے تیر برسائے اور تلوارین کھینچین [illegible]
پس لوگ بھاگ کھڑے ہوے اور واللہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ [illegible]
لگام پکڑے تھے اب فرماتے تھے کہ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب یعنی مجھے دروغ نہین [illegible]

سلہ ذات انواط [illegible]
سلہ [illegible]

[illegible] سبحان اللہ تعالے اپنے رسول صلعم کو صفات مخلوق مین فرد اکمل فرمایا کہ آپ کا مثل نہین
[illegible] اور یہ وثوق و ایقان ہی جو تم نے سُنا۔ بالجملہ آنحضرت صلعم اس کمال شجاعت سے قائم اور عباس بن عبد المطلب
[illegible] اور ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب آگے سے بغلہ بیضاء کی لگام مضبوط پکڑے تھے کیونکہ آپ اسکو اس
حال مین آگے بڑھاتے تھے اور وہی فرماتے تھے جو بیان ہوا۔ اور آپ کے ساتھ قریب ایک سو صحابہ کے ثابت قدم رہے جنمین سے ابو بکر
و عمر و عباس و فضل بن عباس و علی بن ابی طالب و اُسامہ بن زید وغیرہم تھے اور براء بن عازب و ابن مسعود رضہ بھی انھین مین تھے۔
بالجملہ آنحضرت صلعم لوگون کو پکارتے تھے کہ اے بندگان خدا میری طرف آؤ میری طرف آؤ پھر اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو جو بہت بلند آواز
تھے حکم دیا کہ اصحاب الشجرۃ کو آواز دین۔ یعنی سال حدیبیہ مین درخت کے نیچے جن لوگون نے بیعۃ الرضوان اس عہد پر کی تھی کہ لڑائی
مین نہین بھاگینگے پس عباس رضہ نے آواز دینی شروع کی کہ اے اصحاب سمرہ اور کبھی کہتے کہ اے اصحاب سورہ بقرہ پس لوگون نے لبیک
کہتے ہوئے قبول کیا اور بڑھے۔ ابن جریر رح نے عبد الرحمن مولی ام برثن سے روایت کی کہ ایک شخص نے جو اُسدن مشرکین کے ساتھ
تھا ہم سے بیان کیا کہ جب ہم لوگ اصحاب رسول اللہ صلعم سے بھڑ گئے تو وہ ہمارے سامنے اتنی دیر بھی نہ ٹھہرے کہ جتنی دیر مین بکری
کا دودھ دوہا جاتا ہی اور بھاگے تو ہم نے انکو بھگانا شروع کیا یہان تک کہ ہم وہان تک پہونچے کہ جہان بغلہ بیضاء پر ایک شخص سوار تھا
جب دیکھا تو وہ رسول اللہ صلعم تھے اور آپ کے گرد ہم کو گورے گورے خوبصورت لوگ ملے اور اسی حال مین تھے کہ آنحضرت صلعم نے
ہم لوگون کی طرف جھڑک کر فرمایا۔ شاہت الوجوہ ارجعوا۔ تمھارے چہرے خوار ہون پیچھے پھرو۔ اور ہم نے گھبرا کر بھاگنا شروع کیا اور وہ لوگ
ہمارے کندھون پر سوار ہو گئے گویا وہی ہمارے کندھے ہین۔ جب عباس رضہ کی آواز سے اصحاب بڑھے تو تیزی کے ساتھ وہ آنحضرت صلعم
کی حضور مین حاضر ہوئے یہان تک کہ اگر کسی کا اونٹ بڑھنے مین جلدی نکرتا تو وہ زرہ پھینک کر اسپر سے کود پڑتا اور پیرون دوڑتا
ہوا آپ کے پاس حاضر ہوتا۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ جب تھوڑے لوگ آنحضرت صلعم کے پاس ہو گئے تو حکم دیا کہ صدق نیت سے
حملہ کرو اور دعا کرکے ایک مشت خاک مشرکون کو پھینک ماری اور وہ لوگ بھاگے۔ امام احمد نے یہ قصہ جو ابو عبد الرحمن الفہری سے
[illegible] مین ہی کہ پھر شاہت الوجوہ کہکر وہ مشت خاک انکو پھینک ماری اور مشرکین بھاگے اور یعلی بن عطار نے کہا کہ مشرکین کے
[illegible] نے یہ قصہ روایت کیا کہ ہم لوگون مین سے کوئی نہین بچا ہر ایک کی آنکھہ و مُنہ مین خاک و کنکریان
[illegible] کانون مین ایک سخت جھنکار سمائی جیسے طشت پر کوئی لوہے کی زنجیر رگڑتا [illegible] پس بد حواس ہو کر ہم لوگ بھاگ
[illegible] البیہقی رح فی دلائل النبوۃ۔ پس اللہ تعالے عز و جل نے یہان یہی واقعہ یاد دلایا کہ جہاد وغیرہ مین اسباب ظاہری پر نظر مت
[illegible] مت کرو اور دیکھو کہ تمکو اللہ تعالے نے فتح دی بہت مواطن مین اور حنین کے روز بھی جبکہ تم نے اپنی کثرت
[illegible] کہتا تھا کہ اب ہم لوگ بوجہ قلت کے مغلوب نہونگے پس اسی کلمہ پر پکڑے گئے کہ بھروسا تمام اللہ تعالے پر
[illegible] فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا اغناء اسقدر دینا کہ حاجت دور کر دے اے لن تدفع کثرتکم عنکم شیئا۔ تمھاری کثرت
[illegible] لوگ بھاگے یعنی تم مین سے اکثر بھاگے اگرچہ تینتیس[۳۳] مہاجرین و ستتر انصار حضرت صلعم کے ساتھ ثابت قدم رہے
[illegible] بیہقی رح مین اسّی مہاجرین و انصار مذکور ہین بالجملہ اکثر بھاگے۔ وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ
[illegible] مقام وسیع اور با بمعنی مع و بعض نے کہا بمعنی علی ہی اور ما مصدریہ اے مع رحبها۔ یا علی

مفیض مہاجرین و انصار

Marfat.com

رجبها-معنی یہ کہ تنگ ہوگئی تمپر زمین باوجود اپنی فراخی کے یعنی تم ایسے بدحواس ہوئے کہ ایسی فراخ زمین میں
بے ٹھکانے والے آدمی کا حال ہوتا ہی- ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ-ادبار دبر یعنے پیٹھ پھیر کر الٹے بھاگنا
ہی یعنے پھر تم نے کافرون کو اپنے پیٹھون کا متولی کیا درحالیکہ تم پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے تھے-کلام مین تعبیر بملامت
شعر ملامت ظاہر ہی- جب شکست ہوئی تو بعضے منافقون و مذبذب لوگون نے کہا کہ جلو زور ختم ہوا اب یہ شکست مکہ تک
بن اسحاق نے جابر بن عبد اللہ رض سے قصہ حنین روایت کیا اسمین ہی کہ بھاگنے کے بعد پہلے جو لوگ بلائے گئے وہ انصار تھے اور
خزرج بعد اوس کے تھے اور یہ لوگ جہاد مین بہت ثابت قدم تھے پس یہ لوگ حاضر ہوکر قوم ہوازن سے بھڑ گئے اور اللہ تعالے و رسول
کے روبرو جانین فدا کرنے کی نیت کی اور رسول اللہ صلعم نے رکاب پر ٹیک دیکر نظر فرمائی کہ قوم انصار اس قلت کے ساتھ ان گروہ
کفار سے جو چار ہزار تھے دلیری سے لڑتی ہی تو فرمایا کہ اب البتہ تنور گرم ہوا پھر عبد اللہ بن مسعود رض سے ایک مشت خاک لیکر مشرکون
کو پھینک ماری اور کہا کہ شاہت الوجوہ انھزموا ورب الکعبہ-یہ چہرے ننگ کے ساتھ خوار ہون-قسم ہی رب کعبہ کی اب بھاگے ادھر
پھینکنا تھا کہ کافرون کی آنکھین و منھ کنکریون وریگ سے بھر گئے اور وہ بھاگ نکلے-بالجملہ پہلے لشکر اسلام ہی نے شکست اٹھائی
فقط رسول اللہ صلعم مع عباس بن عبد المطلب کے اور ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب کے بنابر مختار مفسر رح کے یا آنحضرت صلعم
مع سو آدمیون کے باقی رہے-کما قال تعالے ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ-یہان ثم-ترتیب بیانی ہی کیونکہ آنحضرت
صلعم پر سکینہ وطمانینہ ہر حال مین نازل تھی-معنی یہ کہ پھر سنو کہ اللہ تعالے نے اپنی طرف سے جو طمانینت اتاری وہ اپنے رسول صلعم پر
وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ اور مومنین پر-مفسر رح نے کہا یعنی آنحضرت صلعم کی اجازت سے عباس رض نے جب آواز دی اور وہ پھرے
تو انپر ثابت قدمی وطمانینت نازل تھی پس جمکر لڑے-اور بعض مفسرین نے کہا کہ جو آپ کے ساتھ قائم رہے تھے انپر نازل ہوئی کہ
بیہقی و احمد نے ابن مسعود رض سے روایت کی کہ حنین کے روز مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھا پس لوگون نے پیٹھ پھیری اور مین اسّی
مہاجرین و انصار مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہگیا اور ہم لوگ قائم رہے ہم نے پیٹھ نہین پھیری اور یہی وہ لوگ ہین جنپر اللہ تعالے
نے اپنی طرف سے طمانیت اُتاری تھی-مترجم کہتا ہی کہ وجہ توفیق روایات کی طرف مین نے بیان قصہ مین اشارہ کردیا ہی کہ کچھ
جلد باز لوگ دلیری کرکے آگے بڑھگئے تھے اور وہی قریب مین پڑکر بھاگ نکلے اور اسوقت آنحضرت صلعم کے پاس سوائے عباس و
ابو سفیان کے کوئی نہین تھا ہان اسّی آدمی یا سو آدمی بہت قریب تھے وہ ریلے والون کے شریک نہوئے بلکہ فوراً انھون نے آنحضرت
صلعم کے سامنے سے قوم کو روکا اور عباس رض کے آواز دینے سے سابقین مہاجرین و انصار جو پیچھے تھے تیزی سے کہ ...
حتی کہ اگر اونٹ جلدی نہ کرتا تو کود پڑتے اور پیرون دوڑتے اور چونکہ خلط ملط زیادہ ہوگیا تھا لہذا ...
حتی کہ پچھلے لشکر والون کو بعض نے بھاگ کر واپس آنے والا تصور کیا-فافہم واللہ اعلم-وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا
جنود یعنی جتھے ولشکر اُتارے جنکو تم نے نہین دیکھا یعنی ملائکہ کو نازل کیا-اور قصہ بدر مین تحقیق گذر چکی کہ ملائکہ لڑے یا
بدر کے واللہ اعلم ولیکن کثرت جماعت کے واسطے نزول ضرور ہوا چنانچہ روایت ابن جریر از عبد الرحمن مولی ام برثن ...
گذر چکی-بیہقی رح نے اپنی اسناد سے شیبہ بن عثمان سے جو فتح مکہ کے نومسلم لوگون مین تھے ... روایت
صلعم کے ساتھ مین بھی نکلا تھا ولیکن واللہ مین کچھ اسلام یا اسکی معرفت سے نہین نکلا بلکہ اس ...

لہ تعبیر بملامت ... ۱۲

[illegible] میں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ یا رسول اللہ میں ابلق گھوڑون کے سوار دیکھتا ہون تو فرمایا کہ
[illegible] کافر کے کہیں نہین دیکھتا پھر میرے سینہ پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے اللہ تعالے پاک میرے تو شیبہ کو ہدایت فرما اور
[illegible] تین مرتبہ کیا پھر واللہ تیسری مرتبہ میرے سینہ سے اپنا ہاتھ نہین اٹھایا تھا کہ میری یہ کیفیت ہوگئی کہ تمام مخلوق الٰہی مین کوئی بھی مجھے
آنحضرت صلعم سے زیادہ محبوب نہ تھا۔ پھر جنگ کا تمام قصہ لوگون کا بھڑنا اور شکست اٹھانا و عباس رضہ کا پکارنا اور آنحضرت صلعم کا
خچر کی لگام کھینچے ایک مٹھی خاک مارنا اور مشرکون کا بھاگنا سب بیان کیا۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہو کہ حنین کے روز میں رسول اللہ صلعم
کے ساتھ تھا اور لوگ لڑتے تھے کہ ناگاہ مین نے دیکھا کہ ایک سیاہ کملی آسمان سے گرتی نظر آئی یہان تک کہ زمین پر مومنون و مشرکون
کے درمیان گری اور ناگاہ اسمین سے چیونٹیان نکلین جن سے تمام وادی بھر گیا اور یہ ہوتی ہی مشرکین نے شکست کھائی پس ہمکو کچھ
شک نہ تھا کہ وہ ملائکہ ہیں۔ رواہ ابن اسحاق۔ مترجم کہتا ہو کہ مشرکون کو ابلق گھوڑون کے سوار نظر آتے تھے اور مومنون کو اس
حال خوفناک سے نہین معلوم ہوتے بلکہ مرغوب اوضاع و اطوار سے نظر آتے اور اکابر اہل اللہ کو لعمائم بھی دکھلائی دیتے تھے۔ یزید بن
عامر السوائی سے روایت ہو کہ مین حنین کے روز مشرکین کے ساتھ تھا اور رعب کی یہ کیفیت تھی جیسے طشت مین کوئی کنکریان ڈالکر
بجاوے بس ہم لوگ اپنے سینہ مین اسطرح اضطراب پاتے تھے۔ اور بکثرت روایات سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے ایک مٹھی
خاک کنکریلی لیکر مشرکون کو ماری کہ ہر ایک کی آنکھون و منھ مین ریگ و کنکر بھر ہوئے اور وہ مضطرب ہوکر بھاگے۔ اور قتل و قید
ہوئے و مسلمانون مین سے صرف چار آدمی شہید ہوے وقال تعالے **وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا** اور کافرون کو اللہ تعالے
نے عذاب کیا۔ یعنی قتل و قید ہوے و انکے مال لیے و سدی رح نے کہا کہ تلوار سے مقتول ہونے کا عذاب کیا۔ بعض نے کہا کہ
عورتین و بچے سمیت چھ ہزار قیدی تھے اور غنیمت اتنی بڑی ہاتھ آئی کہ اس سے پہلے کبھی نہین ملی تھی چنانچہ فقط بارہ ہزار اونٹ
تھے اور بکریون وغیرہ کا شمار نہین۔ **وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ** اور یہ جو کچھ انکے ساتھ کیا گیا کافرون کی جزا ہی
یعنے دنیا مین انکے کردار کی یہ جزا ہی اگرچہ آخرت مین جو کفر پر مرے انکی سزا بہت سخت ہی۔ **ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ
ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ** پھر اسکے بعد اللہ تعالے توبہ کی توفیق دیگا انمین سے جسکو چاہے یعنی کفر سے توبہ کرکے اسلام لانے کی
توفیق دیگا **وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ** اور اللہ تعالے غفور رحیم ہی انکے گذشتہ اعمال سے تجاوز کرکے انپر فضل کریگا۔ چنانچہ
یہی ہوا کہ ہوازن کے جسقدر لوگ باقی بچے تھے وہ سب مسلمان ہوگئے اور واقعہ جنگ کے بیس روز بعد۔ روانہ ہوکر آنحضرت صلعم سے
جعرانہ مین قریب مکہ کے ملے اور درخواست کی تو آنحضرت صلعم نے انکو مختار کیا کہ قیدیون و مال دونون مین سے ایک چیز جو چاہو پسند
کرکے لیلو پس انھون نے اپنے قیدیون کو لینا پسند کیا پس آپ نے منادی کرا کے منگوا کر انکو واپس کردیے اور اس سے استدلال
کیا گیا کہ غنیمت کا اختیار حضرت رسول اللہ صلعم کو تھا جسکو چاہین دیوین اور اول سورہ انفال مین کچھ کلام و آیۃ الخمس مین کچھ بحث
گذر چکی ہی اور نیز اسی پر دلالت کرتا ہی یہ قصہ کہ قیدی انکو واپس کردیے اور باقی اموال غنیمت کو آپ نے تقسیم کیا اور اسمین سے
طلقا یعنی مکہ کے نو مسلم لوگون مین سے بعض کو تالیف قلوب کے طور پر سو سو اونٹ دیے اور مالک بن عوف نضری سردار قبیلہ ہوازن کو
بھی سو اونٹ دیے اور اسی کو اسکی قوم پر بدستور سردار کیا او۔ اسنے آنحضرت صلعم کی مدح مین قصیدہ لکھا جسکے دو تین اشعار مین
یہ مضمون ہی کہ محمد صلعم کا مثل نہین ہو بے مثل ہین جب سخاوت سے عطا فرماوین اور خبر غیب پوچھو تو بتلاوین شجاعت ایسی کہ اگر

Marfat.com

تیر وتلوار سے لشکر کے چھکے چھوٹ جاوین تو اپنے مقابل والون پر تنہا مثل شیر کے حملہ آور [illegible]
راہ روک دین وہ بھاگتے راہ نہ پاوین آخر سر تسلیم جھکا کر انکے سامنے آوین۔ قال الشیخ [illegible]
ف ــــــ فی العرائس قوله تعالے لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرة ویوم حنین الآیة۔ استدلال عظیم [illegible]
قلوب بھی امتحانی خطرات سے خالی نہین ہوتے ہین باوجودیکہ انکو شرف ولایت حاصل ہی اور اس سے یہ بھی [illegible]
ہو جاوے کہ بدرجہ ولایت انکا مشرف ہونا کچھ انکے اعمال سے متعلق نہین ہی اور اس سے انکو معرفت حاصل ہو کہ یہ نعمت ولایت [illegible]
انکے واسطے پسند فرمائی محض فضل ورحمت ہی اسمین انکا کچھ دخل نہین ہی۔ معنی آیت کے یہ ہین کہ جہان تم نے اپنی طاقت وقوت
سے لگاؤ الگ کیا اور میری ہی طرف محتاج ہوئے اور مجھسے میری ہی طرف فرار کیا تو مین نے اپنے حول وقوت سے تم کو تمھارے دشمن پر
فتح دی کہ تمھاری نگاہ میری ہی عظمت وجلال پر رہے اور جب تمھاری نظر چوکی ادھر اپنے حول وقوت پر بھی پڑی اور مشاہدہ قدرت حقہ
سے محجوب ہوئے تو مین نے تمکو تمھارے نفوس پر چھوڑ دیا۔ جعفر رح نے فرمایا کہ نصرت کا حصول ایک ہی چیز پر تھا اور وہ ذلت وعاجزی
ومحتاجی بجناب باری تعالے ہی لقوله لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرة۔ ایسے بہت مواطن مین جہان تم نے اپنے نفوس کے ساتھ قیام نہین
کیا اور اپنی قوت وکثرت کو مشاہدہ نہین کیا اور یقین رکھا کہ نصرت کچھ اپنی قوت واسباب سے نہین ہوتی ہی بلکہ اللہ تعالے ہی نصرت
دیتا ہی اور جب بندہ اپنی حقیقی عاجزی پر یقین رکھے تو اللہ تعالے اسکی نصرت فرماتا ہی اور خواری کا آنا بھی ایک ہی چیز سے ہی اور
وہ عُجب ہی لقوله تعالے ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم۔ چنانچہ جب انھون نے اپنے نفوس کی کثرت سے قوت کو دیکھا تو حق تعالے نے انکو
ہزیمت دکھلائی اور زمین وسیع انپر تنگ کر دی۔ قوله تعالے ثم ولیتم مدبرین۔ ادبار یہ تھا کہ اپنے حول وقوت وکثرت کے حوالہ کیے
اور اسی کی وکالت مین سونپے گئے تھے۔ پھر جب انھون نے اس تقصیر کو جان لیا کہ مشاہدہ الٰہی سے آنکھ اٹھا کر اپنی طرف
ڈالی تھی اور اسپر نادم ہوے تو امتحان سے نکالکر پھر انکو لباس وانوار قدرت سے اور آثار ہیبت سے مزین کر دیا۔ کما قال تعالے
ثم انزل اللہ سکینته علی رسوله وعلی المومنین۔ آنحضرت صلعم اگرچہ برابر ثابت قدم تھے اور تن تنہا اس محبوب خاص کے یہ فتح ونصرت
ایک مشت خاک سے ظاہر فرمائی اور آنکھین کھول دین کہ عدم ووجود تمام مخلوق ولشکر انصار کا برابر ہی اور تن تنہا وجود مسعود عزیز
واسطے اعلاء کلمة حق کے کافی وافی ہی لیکن جب آفتاب عظمت وجلال کا ظہور ہو تو مخلوق پردہ عدم مین ہی لیس رسول اللہ صلعم پر انزال
طمانینت سے اشارہ ہی کہ قلب آنحضرت صلعم بھی شواہد امتحان سے خالی نہین کیونکہ حق عز وجل ہی حق ہی اور مخلوق پھر مخلوق ہی اور
ایسے معنی مین حضرت صلعم نے فرمایا انه لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم سبعین مرة۔ یعنی میرے قلب پر بھی میل آجاتا ہی اور
مین ہر روز اللہ تعالے سے ستر مرتبہ مغفرت مانگتا ہون اور غایت مافی الباب یہ ہی کہ علی قدر مراتب خطرہ [illegible]
اس شان مین اس امتحان کا مرتبہ ہو گیا کہ انزال سکینہ کی عنایت ودستگیری کی ضرورت ہوئی۔ سکینہ [illegible]
ازل سے خوف کیا تو اللہ تعالے نے اصطفائیت ازلی کا نمونہ دکھلا کر خوف مکر سے مطمئن کر دیا اور یہ یقین ہوا تھا کہ ایک [illegible]
مکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کی طرف ملتفت ہوا ہو لیکن یہ ہوا کہ جب وہ دریائے قدم مین غرق ہوا [illegible]
ومخلوق کو قبضۂ عظمت مین مضمحل شئی ونابود دیکھا پس اس سے فزع ہوا اور اللہ تعالے نے کرم سے انکو [illegible]
وطمانینت آپ کو قرب سے حاصل ہوئی۔ کما قال تعالے ودنا فتدلی۔ اور کمال ثبات بسبب قرب [illegible]

... سے لقاء ... قدم کی حالت مین ادب سے حادث پر نظر کرنا بالکل صادر نہوا تو مزید وصف فرمایا بقوله مازاغ ... سکینہ طمانینت جو آنحضرت صلعم کو حاصل ہوئی وہ دیدار ذات سے تھی اور مومنین کو دیدار صفات سے تھی۔ بعض نے کہا کہ سکینۃ الرسول وہ تھی جو سدرۃ المنتہی کے وقت شب معراج مین ظاہر ہوئی۔ کما قال تعالے مازاغ البصر الآیہ بلکہ مقام قرب مین حسن ادب سے قیام اور حق کی طرف کان لگانا اسی سے ثبات ہی بقوله علیہ السلام التحیات للہ والصلوات الخ اور سکینۃ المومنین وہ صدق اعتقاد انکا اور یہ جو حضرت مصطفے علیہ السلام لائے از قسم وعدہ ووعید وبشارت وغیرہ۔ بعض مشائخ نے کہا کہ سکینۃ وہ قیام مع اللہ تعالے بلا خطوط نفسانیہ ہی۔ استاد رحہ نے کہا کہ سکینۃ اسطرح ہی کہ حکم پروردگار تعالے جاری ہونے کے وقت قلب کا مستحکم ہونا بصفت طمانینت اور رفع معارضہ بشریت اسطرح کہ تقاضاے نفس بالکل بجھا ہوا کالمعدوم ہو اور جو کچھ غیب کے احکام ظاہر ہون انپر خوشی خاطر سے راضی ہو جاوے اور بعض نے کہا کہ مقام مشاہدہ مین بیداری وہوشیاری کے ساتھ قائم رہنا اور آداب عبودیت اچھی طرح ادا کرنا بدون اسکے کہ گرانی ومشقت کو جبر سے برداشت کرے اور رگ نفس اچھلتی وکودتی رہی۔ قال المترجم حدیث مین آیا ہی کہ صحابہ مین سے بعض نے رات مین قرآن مجید کی قراءۃ کی پس گھوڑا جو قریب بندھا تھا وہ بھڑکا اور آخر ہوتے ہوتے مانند ابر سپید نے جسمین بکثرت شمع تھین انکو گھیر لیا اور صبح تک یہی حال رہا پھر وہ اونچا ہوکر غائب ہوگیا جب ان بزرگ نے اپنے سرتاج حضرت سید عالم صلعم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سکینۃ تھی قرآن کی تلاوت پر نازل ہوئی۔ فافہم۔ پھر اللہ تعالے نے ملائکہ اتارکر اس موقع کے انعام کو پورا کیا۔ کما قال تعالی وانزل جنودا لم تروہا۔ اسمین لطیف اشارہ ہی کہ جنود روادف آثار قوت تجلی الحق سبحانہ تعالے بغیر احتجاب وانقطاع ہی۔ استاد رحہ نے کہا کہ جنود مین سے یہان اشارت بو فور یقین وزوائد استبصار ہی۔ پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ ازل مین بعض لوگ جو نور سعادت سے داغ دیے گئے تھے اور یہان اپنی بد افعالی سے پنجہ بدبختی وقہر مین گرفتار تھے انکو سابقۂ رحمت وحکمت سے نکالا بقوله ثم یتوب اللہ من بعد ذلک علی من یشاء۔ بعض انوار غیب ان پر منکشف فرماکر شہود کی ہدایت فرمائی اور عین احسان ورحمت سے نور ہدایت مین غرق کیا۔ واللہ غفور رحیم۔ یہ کیا اچھا کرم ورحمت ہی کہ ازل مین بدون وجود کے ان انوار ایمان سے سرفراز کیا جنکا حال مومن ہی جانتا ہی حالانکہ بعد وجود کے انکے گناہ وکردار بد کی یہان تک نوبت پہونچی کہ اس نعمت عظمی ہبہ کرنے والے سے قتال کرتے تھے۔ کیا بڑی مغفرت ہی کہ سب سے پردہ پوشی فرماکر اس نور سے سرفراز کیا کہ اسکا مثل ومانند نہین ہی۔ استاد رحہ نے فرمایا کہ جہالت سے انکو حقائق علم دیے اور اس تاریک جنگل سے مشاہد یقین دکھلائے پھر اس تفرق وحشت سے انکو عین الجمع ... مین پہونچایا سبحان اللہ بحمدہ وسبحان اللہ العظیم والحمد للہ رب العالمین۔ پھر تمکو آگاہ فرمایا کہ جو بحر توحید سے پاک وطاہر نہوا ہو وہ پلید کبھی لائق مقام قرب نہین ہی لقولہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ

اے ایمان والو مشرک جو ہین سو پلید ہین سو نزدیک نہ آوین مسجد حرام کے اس برس کے بعد

هَٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اور اگر تم ڈرتے ہو فقر سے تو آگے غنی کریگا تمکو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے اللہ ہی

عَلِيمٌ حَكِيمٌ

سب جانتا حکمت والا

Marfat.com

اللہ تعالے نے مومنون کو ممانعت کر دی کہ مسجد الحرام مین مشرکون کو نہ آنے دین یقولہ یٰایھا [illegible]
نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا اے ایمان والو [illegible]
کے بعد وے لوگ مسجد الحرام کے قریب نہ آوین۔ نجس بفتحتین و بکسر جیم ونیز بضم جیم و بکسر اول و سکون ثانی [illegible]
بھی بولا جاتا ہی۔ یقال رجل رجس نجس۔ اور اصل مین مصدر ہی لہذا حالت تثنیہ و جمع و تذکیر و تانیث مین مفرد ہی [illegible]
جمع نہین آیا اور بعض نے کہا کہ نجس بفتحتین اسم جنس بمعنی عین نجاست و پلیدی ہی لہذا ابن عباس [illegible]
و سور کے نجس ہین اور یہی حسن بصری رح سے مروی ہی اور حسن بن صالح نے کہا کہ جو کوئی کسی مشرک سے [illegible]
کہتا ہی کہ حسن بن صالح کے قول سے استدلال انکے نجس العین ہونے پر نہین ہوسکتا کیونکہ یہ حکم بنظر استحباب ہوسکتا ہی تو نہین [illegible]
اگرچہ نجس العین کے قائل نہین لیکن مصافحہ مین یہی حکم دیتے ہین۔ کما فی الفتاوی الھندیہ۔ ومراد [illegible]
احادیث مین یہ استعمال آیا ہی اور واضح ہو کہ ظاہریہ بھی نجس العین ہونے کے قائل ہین اور امام مالک کی طرف بھی یہی قول منسوب کیا جاتا
ہی۔ ولیکن اصح قول مالک سے مانند قول جمہور علماء صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین و فقہاء مذاہب اربعہ کے یہ ہی کہ کافر کی ذات نجس نہین ہی
کیونکہ اللہ تعالے نے انکا طعام حلال کر دیا اور حضرت صلعم نے انکے برتنون مین کھایا پیا بلکہ یہودیہ کا پکا کھانا بھی کھایا جسمین اس
جیشہ نے زہر ملایا اور ثمامہ بن اثال کو مسجد کے ستون سے باندھا اور وفد ثقیف کو مسجد مین اتارا بالجملہ بدلائل جیدہ یہی صحیح ہی کہ ظاہری
حکم نجاست انکے نفس ذات پر نہین ہی پس معنی قولہ تعالے انما المشرکون نجس۔ اے ذو نجس۔ یعنی مشرکین نجاست والے ہین بسبب
اسکے کہ انکے باطن مین خبث و پلیدی شرک کی ہی یا بسبب اسکے کہ طہارت نہین کرتے اور غسل نہین کرتے اور نجاسات سے پرہیز نہین کرتے
پس نجاستون مین لتھڑے رہتے ہین۔ کما قال قتادہ و معمر وغیرہما رحمہم اللہ بالجملہ طہارت کا طریقہ انکا خود ناپاک ہی وہ کبھی پاک نہین
ہوتے ہین اور کیونکہ بدون تام پاک پروردگار کے نجس طور سے پاک ہو سکتے ہین۔ اور مضاف حذف کرکے نجس انپر محمول ہونا مبالغہ ہی
کہ انکی باطنی خباثت اس درجہ کی بڑھی ہوئی ہی کہ گویا ظاہر و باطن بالکل نجس ہین پس جب سمجھا دیا کہ مشرکین نجس ہین تو اسپر تفریع فرمائی
کہ فلا تقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ہذا۔ فاء تفریع بر علت سابقہ ہی یعنے جب نجس ہین تو بعد اس سال کے مسجد الحرام سے قریب نہ ہون
مسجد الحرام کا اطلاق کبھی نفس مسجد پر ہوتا ہی اور وہ بیت الحرام ہی اور کبھی تمام حرم پر ہوتا ہی جیسے قولہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا
من المسجد الحرام۔ حالانکہ اس رات آپ حضرت ام ہانی اپنی پھوپھی کے گھر تھے اور وہ داخل حرم ہی۔ پس مسجد الحرام سے قریب ہونے
سے ممانعت فرمائی حالانکہ مقصود یہ ہی کہ داخل نہون اسلئے کہ قریب نہ آوینگے تو مقصود خوب حاصل ہی کہ داخل ہو نہین سکتے اور [illegible]
مسجد مین بالضرور نہین داخل ہو سکتے اور اشارہ ہی کہ نجاست ایسی بڑھی ہوئی ہی کہ قریب ہونے کے قابل نہین رہے جیسے [illegible]
آدمی نجاست کو پاس نہین آنے دیتا ہی چھونا کیسا۔ بیضاوی رح نے کہا کہ فلا یقربوا کا حکم جو مشرکون کو دیا گیا اس سے [illegible]
کہ فروع اعمال کا مشرکون سے خطاب ہی یعنے ایسے ہی روزہ و نماز و زکوٰۃ وغیرہ کا بھی انکو خطاب ہی اور یہی شافعیہ کا قول [illegible]
کہا کہ انکو ایمان لانے کا خطاب ہی پھر جب ایمان لاوین تب ان اعمال کا خطاب البتہ متعلق ہی ورنہ حالت کفر مین [illegible]
کیونکہ مشرک کی کیا نماز و کیا روزہ لہذا صاحب کشاف رح نے کہا کہ فلا یقربوا سے نہی راجع بجانب مومنین ہی یعنے [illegible]
تم انکو مسجد الحرام کے پاس مت آنے دو۔ یہی ابو السعود وغیرہ نے ذکر کیا اور یہی اوجہ ہی۔ اور جابر [illegible]

Marfat.com

ودہ دیکہ انہون نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ مشرکین قریب مسجد الحرام نہ آوین مگر آنکہ کوئی مشرک تمہارا خادم ہو یا تمہارے ملک
میں عہد و ذمہ کے ساتھ رہتا ہو۔ یعنی مشرکین سے ذمی وخادم مستثنیٰ ہین۔ وقد روی عنہ مرفوعاً۔ وقال الحافظ والموقوف اصح۔ اب
واضح ہو کہ مسجد الحرام سے دو نون اطلاق مین سے کون معنی مراد ہین پس عطاء رح نے کہا کہ تمام حرم مراد ہی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس
و عطاء و سعید بن جبیر و مجاہد سے روایت کی کہ قرآن مین جہان اطلاق مسجد الحرام ہی وہان حرم مراد ہی پس تمام حرم سے مشرکین منع
کیے جاوینگے اور یہی قول امام شافعی رح نے اختیار کیا۔ کہ سوائے مسلمانون کی مصلحت کے امام سے اجازت لیکر اور کسی وجہ سے تجارت
وغیرہ کے لیے مشرک کسی وقت حرم مین نہ آنے پاویگا۔ اور دیگر اہل علم کے نزدیک معنی دوم مراد ہین پس نفس مسجد سے منع کیا جاوے
نہ تمام حرم سے۔ اور بیضاوی رح نے امام ابو حنیفہ رح کا قول اس سے بھی اخص ذکر کیا کہ مسجد الحرام سے بھی حج وعمرہ ادا کرنے کی غرض سے
منع کیا جاوے نہ مطلقاً۔ اور کمالین مین کہا کہ آیت محمول ہی کہ بطور غلبہ کے یا بغرض حج وعمرہ کے یا ننگے طواف کرنے کے داخل مت
ہونے دو۔ حق یہ ہی کہ نجاست کی علت پہلے بیان کر کے ممانعت ہر حال مین داخل ہونے سے ثابت ہی۔ اور ضرورت کا وقت شرع
مین مستثنیٰ ہونا مشروع ہی۔ پھر مفسرین کے دو قول ہین کہ مشرکین سے خاص مراد ہین یا عام پس بعض نے کہا کہ خاص بت پرست
مراد ہین نہ دیگر اصناف اور یہ تخصیص ظاہرا اسوجہ سے کہ اسوقت مسجد الحرام مین آنے والے بت پرست ہی تھے ورنہ لفظ عام ہی لہذا
قول دوم یہ کہ عام مراد ہین خواہ بت پرست ہون یا یہود ونصاری ومجوس وغیرہ۔ اور یہی شافعی رح کا قول ہی اوزاعی رح نے کہا کہ
عمر رح بن عبد العزیز نے عمال کو لکھ بھیجا کہ مسلمانون کی مسجدون مین یہود ونصاری کو گھسنے سے منع کرو اور پیچھے یہ آیت لکھی قال اللہ تعالیٰ
انما المشرکون نجس الآیۃ۔ یہی قول صحیح ہی کہ عموماً مشرکین کو دخول مسجد الحرام سے منع کیا جاوے۔ رہا یہ کلام کہ سوائے مسجد الحرام کے
دیگر مساجد مین کیا حکم ہی تو علماء مدینہ منورہ کا مذہب یہ ہی کہ مشرک کو ہر مسجد سے منع کیا جاوے اور عمر بن عبد العزیز سے اوپر منصوص
مذکور ہوا اور یہی امام مالک کا قول ہی اور شافعی رح نے کہا کہ سوائے مسجد الحرام کے دیگر مساجد سے منع نہ کیے جاوین اور امام ابو حنیفہ رح
سے مثل قول شافعی کے مروی ہی اور قتادہ رح نے کہا کہ جو مشرک کہ ذمی ہو اسکو روا ہی اور حربیوں کو ممانعت ہی۔ اور ابن العربی رح نے اس
قول سے بنظر تخصیص علت نجاست کے استبعاد کیا اور قول اول ہی اختیار کیا۔ بعض نے کہا کہ کافرون کے لحاظ سے بلاد اسلام
کے تین اقسام ہین۔ اول حرم پس کسی کافر کو خواہ ذمی ہو یا امان لیکر آیا ہو یہ روا نہین ہی کہ وہان داخل ہو بنا بر قول شافعی واحمد ومالک
کے لیکن اگر کافر ایلچی بادشاہ کو [illegible] کی بات دریافت کراوے۔ دوم حجاز
کے لیے فقط تین روز تک رہنا جائز ہی۔ اور یہ بلاد یمن وحجاز۔ مدینہ شریفہ کے درمیان ہی اور بعض نے اس سے وسیع بیان کیا پس امام کی اجازت سے کافر وہان جا سکتا ہی
لیکن تین روز سے زیادہ نہ رہنے پاوے کیونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہی کہ وہان سوائے مسلمان کے اور کوئی نہ رکھا جاوے اور
در حقیقت یہ حکم تمام جزیرۂ عرب کے حق مین ہی۔ سوم دیگر بلاد اسلام پس انہین امان واجازت وعہد سے کافر رہ سکتے ہین لیکن
بنا بر قول شافعی وغیرہ علماء کے بدون حاجت واجازت کے وہان کی مسجد مین داخل نہونے پاوینگے۔ اور قوم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کا مسجد الحرام مین اوپر مذکور ہوا اور دیگر مقامات وبلاد مین اسی اصل پر قیاس کرنا چاہیے۔ بالجملہ آیت کریمہ سے مومنون کو جو از راہ
دین وشریعت کے پاک وپاکیزہ ہین یہ حکم ہوا کہ مشرکون کو جو دین کی راہ سے نجس ہین مسجد الحرام کے قریب نہ آنے دین بعد اس سال کے
یعنی سنہ نو ہجرت تھا جسمین حضرت علی رض کو حضرت ابو بکر الصدیق رض کے ساتھ روانہ کیا تھا کہ مشرکین کو منادی کر دین کہ بعد

Marfat.com

اس سال کے کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے کما فی تفسیر البراءۃ [illegible]
بعد عامہم ہذا - مراد سال دہم ہی تو یہ خلاف جمہور ہی اور شاید مراد انکی بعد حج کے تفسیر ہی یعنی اس سال [illegible]
قریب نہ آنے پاوے وہذا محل صحیح - ابن عباسؓ ومجاہد وعکرمہ وسعید وقتادہ وغیرہم رح نے کہا کہ جب یہ حکم [illegible] لوگون نے کہا کہ ایسی
صورت مین ہماری بازارین بند ہوجائینگی اور تجارت منقطع ہوجائیگی اور جو آرام وراحت ملتی تھی وہ جاتی رہیگی [illegible] تعالیٰ نے
اطمینان کے لیے نازل فرمایا قولہ - وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَاءَ عیلۃ فقر
ومحتاجی از باب ضرب وقیل من باب نصر اور علقمہ رح کی قراءۃ مین عائلہ بمصدر مانند عافیہ وغیرہ کے ہی اور بعض نے کہا عیلہ سے مراد
صورت مشقت ہی ماخوذ از محاورہ - عالہ الامر اے شق علیہ - یہ امر اسپر شاق گذرا - یہ معنی اگرچہ آیت مین محتمل ہین لیکن بقرینہ عدم
تونگری کے اول ارجح ہی - والمعنی اور اگر تم فقر ومحتاجی کا خوف کرتے ہو بسبب انکے حرم مین آنے سے روکنے کے کیونکہ جو راحت تمکو انکے
آنے سے ملتی تھی وہ منقطع ہوجائیگی تو عنقریب تمکو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی کردیگا یعنی دوسرے طور سے تمکو عطا فرمادیگا اور یہ
وعدہ اللہ تعالیٰ نے پورا فرمایا کہ آسمان سے اچھی بارش ہوئی جس سے پیداوار غلہ خود انکے یہان خوب ہوئی اور اہل صنعاء ویمن
وغیرہ کو اسلام کی ہدایت فرمائی جو مکہ مین بہت رسد اناج وغیرہ کی لائے پھر شام وروم وغیرہ فتح کردیے کہ اموال غنیمت وجزیہ وغیرہ سے
مالامال ہوگئے اور آیت مین قولہ ان شاء - کی قید لگائی یعنی اپنے فضل سے تمکو تونگر کریگا اگر چاہے - تو یہ قید اسواسطے کہ ہر چیز سے
امید توڑ کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کیطرف امید لگاوین اور اسواسطے کہ آگاہ رہین کہ یہ فضل محض ہی کچھ لکے اعمال کا اللہ تعالیٰ پر
استحقاق نہین ہی اور جان رکھین کہ جس تونگری کا وعدہ ہی وہ یکسان سب کو ہر وقت نہین بلکہ موافق مشیت الٰہی کے بعض وقت
اور بعض آدمیون کے واسطے ہوگی - إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہی اسکی حکمت وعلم سے بعض کو ملتا اور بعض کو
نہین اور بعض چیز ملتی اور بعض نہین اور بعض وقت ملتی ہی اور بعض وقت نہین ملتی ہی اور یہی عین حکمت وصواب ہی پس امر قضاء
وقدر پر راضی رہین اور عقل وتدبیر جس واسطے عطا ہوئی ہی اسکو کام مین لاوین ولیکن اسپر اعتماد نہ کرین ف - فی العرائس
قولہ یا ایہا الذین آمنوا انما المشرکون نجس الخ - شیخ رح نے اول بیان کردیا ہی کہ مسجد الحرام کے کلمہ سے بطریق اشارت وہ مقامات
داخل ہین جن سے اللہ تعالیٰ کی جناب مین قرب ورسائی حاصل ہوتی ہی پس یہان رمز واشارہ ذکر کیا کہ اس کلام سے ظاہر ہوا کہ
جس بندے کے دل مین اپنے معبود کی بندگی مین غیر کی طرف لگاو وخطرہ رہا اگرچہ اپنے نفس کی طرف کیون نہو وہ نجس رہا اس قابل
نہین ہی کہ جن مجالس ومقامات سے قرب حاصل ہوتا ہی انکے پاس جاوے کیونکہ اسکے جانے سے اہل مجالس صالحین کے خاطر پریشان
ہونگے اور اسکے دم کی نجاست سے انکے انفاس پاکیزہ مکدر ہونگے اور اس کلام مین عارفون کو بھی نصیحت ہی کہ خلاف راہ حق چلنے
والون کی صحبت سے اپنے آپ کو بچاوین جنید رح نے کہا کہ صوفیہ لوگ ایک گھرانے کے ہین انمین غیر داخل نہین ہوسکتا اور اس مین
یہ بھی اشارہ ہی کہ جسپر قہر قدم کے آثار کا عکس پڑا وہ اپنے نفس کی طرف نگاہ کرنے لگتا ہی اور یہی نظر اسکے حق مین اسکے [illegible]
کی نجاست ہی جس سے وہ پاکیزہ عالم ملکوت وجبروت کے پاس نہین جاسکتا - شیخ حمدون ابو صالح رح نے کہا کہ [illegible] مشرک [illegible]
ہی جو لوگون کی ملاقات کے لیے اپنے آپ کو آراستہ کرے اور جو بھلائی اس سے ممکن ہو مخلوق [illegible]
ظاہر کرنے سے اسکو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے پس اسکا باطن بسبب مخالفت ظاہر کے نجس [illegible]

رن بس جو شخص اپنے اعمال عبادت سے مشرک ہو اور مقام قرب کے لایق نہین کیونکہ منزل قدس کے لائق وہی ہوتا ہی جو ظاہر و باطن و پوشیدہ و علانیہ یکسان پاک و پاکیزہ ہو چنانچہ حق تعالے نے فرمایا انما المشرکون نجس - پس جو شخص نجس ہوا وہ کسی مقام کی کثرت سے پاک نہین ہوتا اور ظاہری پردہ کی وجہ سے وہ درواقع پاکیزہ نہو جائیگا - استاد رح نے مشرکون کے نجس ہونے کا نکتہ یہ بیان کیا کہ آب توحید سے انکے اسرار دہل جاتے اسکو چھوڑ بیٹھے اور اپنے وہم و گمان سے گڑھے اعتقادات کو دلمین جگہ دی جو دلیل و حجت سے محض مضمحل ہین پس اس گندے پانی مین ڈوبے اسی واسطے انکو مساجد کے پاس پھٹکنے سے ممانعت فرمائی اسلیے کہ یہ جگہین تو انوار قرب سے منور ہونے کے لیے ہین اور وہ اندھیرے کے سوائے نور کے قابل نہین - پھر حق تعالے نے عارفین کو وعدہ دیا کہ انکو لباس تونگری جاوید سے آراستہ کیا جائیگا کہ غیر کی طرف محتاجی کی نظر کرکے ناپائداری کی برہنگی سے محفوظ رہین لقولہ تعالے وان خفتم عیلۃ فسوف الخ - اسمین اشارت سے ان لوگون کے لیے بھی حکم موجود ہی جو اہل اسلام مین سے تقوی طہارت کی راہ سے امیر امراء مالدار اہل فسق و فساد سے پرہیز کرتے ہین یعنی جب تم نے دنیا دارون کو اپنی نظر سے دور کیا اور دلی تعلق کچھ نہ رکھا اور انھین لوگون سے ملے جو فقیر وصاف باطن و ظاہر صوفی ہین اور اپنے معبود برحق کے سوائے کسی قول و عمل وغیرہ مین کچھ شرک نہین کرتے اور خالص اللہ تعالے ہی کی طرف متوجہ ہین پھر تمھارے دلون مین یہ خطرہ گذرا کہ دنیا دارون سے ملنا جلنا چھوڑنے مین سخت مشقت و محتاجی و پریشانی ہوگی کام کیسے چلیگا تو وعدہ دیا جاتا ہی کہ تمکو ایسے وسیلہ سے رزق دیا جائیگا جس سے تم درگاہ حق سے محجوب نہو جاؤ - قال المترجم حدیث مین ہی کہ اچھی تونگری نفس کی تونگری ہی - اور دوسری حدیث سے ثابت ہی کہ قناعت نہ کرنے والا مالدار ہو تو بھی خوار و حریص و ہروقت محتاج بنا ہوا داغ ذلت سے رسوا ہوتا ہی وفی الباب طائفۃ صالحۃ من الاحادیث فلیطلب فی الصحاح - استاد رح نے کہا کہ جو سبب وحیلہ آدمی نکالتا ہی ایسی بہبودی کی امید کرنے سے شرک مین پڑا اور توحید کا در دولت بند ہوگیا اور وہ دربدر پریشان پھریگا اور جسنے یہ یقین کر لیا کہ میرے معبود نے جو میری قسمت مین مقدر کیا وہ لامحالہ مجھے ملیگا اور جو نہین مقدر کیا وہ کبھی نہ ملیگا پس وہی خالق قادر ہی تقدیر اسی کی ہی تو وہ تونگر ہی اور جسنے یہ یقین نہین کیا وہ ہمیشہ خوار محتاج فقیر ہی - قال المترجم لبعضے نادان یہ سمجھے ہین کہ پھر ہم محنت مشقت کیون اٹھاوین تو یہ انکی جہالت ہی کیونکہ ہاتھ پاؤن ہوش و حواس فقط اسلیے دیے ہین کہ تدبیر سے کام کرو اور اسکا اثر تمھاری تدبیر وغیرہ پر نہین ہی لہذا اسقدر حکم بجالانا ضرور ہی پھر دینا نہ دینا اسکے اختیار مین ہی اور جو کوئی لنجا اپاہج بن بیٹھے اسکو بھی اسکا رزق مقدر پہونچ جائیگا - رہا یہ کہ گنہگار ہوگا یا نہین تو اسمین علماء نے اختلاف کیا اور اصح یہ ہی کہ اپاہج بننا برا کام ہی اور تفصیل ترجمہ عالمگیری یعنے فتاوی ہندیہ مین سے تلاش کرو - واللہ اعلم - بعض نے کہا کہ جسنے کرم مولے پر اعتماد کیا اور اسی کے باران رحمت پر ٹکٹکی لگائی وہ ہر سبب و تدبیر سے تونگر ہوا اور اسنے ہر مشقت سے راحت پائی اور اسکی ہر امید بر آئی اور بے مانگے مراد پائی - والحمد للہ رب العالمین - پھر اللہ تعالے عز و جل نے نجس مشرکون مفسدون کا پتا بتلا کر انپر جہاد کا حکم دیا - لقولہ تعالے

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

لڑو ان لوگون سے جو یقین نہین رکھتے اللہ پر نہ پچھلے دن پر نہ حرام جانین جو حرام کیا اللہ نے اور اسکے رسول نے

وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ

نہ قبول کرین دین سچا وہ جو کتاب والے ہین یہانتک کہ دیوین جزیہ سب ایک ہاتھ سے اور وہ

Marfat.com

صٰغِرُوْنَ

بے قدر ہیں

سورۂ براءۃ شروع سے یہان تک مشرکین عرب کے حق مین کلام فرمایا اب اہل کتاب کے حق مین شروع کیا - مجاہد [illegible]
پر جہاد کا حکم ہی اور اسی کے بعد آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک کا سفر کیا - کلبی رح نے کہا کہ مدینہ کے یہود بنو قریظہ و نضیر پر جہاد کا حکم [illegible]
نے جزیہ دینا قبول کیا اور یہ پہلا جزیہ اور پہلی خواری اہل کتاب کی ہوئی - اقول اہل کتاب سے غالباً مراد دونون فریق یہود و نصاریٰ ہوتے
ہین جیسے بنو اسرائیل سے یہود اور نصاریٰ سے عیسائی مراد ہوتے ہین - پس اصح یہ ہی کہ یہ حکم ہر دو فریق کے حق مین ہی قَاتِلُوا الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ - قتال کرو ان لوگون سے جنکی صفت یہ ہی کہ ایمان نہین لاتے ہین اللہ تعالے پر - الخ [illegible]
ہین چنانچہ آگے بیان آتا ہی - حافظ رح نے لکھا کہ جزیرۂ عرب مین مشرکین کی اصلاح ہونے کے بعد نوین سال ہجرت کے یہ پہلا حکم اہل
کتاب پر جہاد کا آیا لہذا آنحضرت صلعم نے سخت گرمی و قحط کے موسم مین تیس ہزار اہل مدینہ و اطراف کے لوگ [illegible]
قصد فرمایا جسکو غزوۂ تبوک کہتے ہین اور اسی غزوہ سے بعضے مومنین بھی پچھڑ رہے تھے جنکا عجیب قصہ انشاء اللہ تعالے آگے آویگا اقول اس آیت مین نص صریح
کہ اہل کتاب کا اللہ تعالے پر ایمان نہین ہی پس ہم اسکو تو یقین رکھتے ہین پھر مفسرین نے مختلف وجوہ بیان کیے کہ عدم ایمان کیونکر ہی پس
مفسر جلال رح نے لکھا کہ ایمان نہین ہی ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور توضیح اسکی شیخ حافظ کی تفسیر مین ہی کہ ایمان
اللہ تعالے پر بدون متابعت کسی رسول کے ممکن نہین ہی اور سب رسولون نے حضرت سید الرسل محمد صلعم کی بشارت دی اور ایمان
لانا فرض عین کر دیا اور انکی کتابون مین صریح بشارت ہی پس اگر کسی نبی پر ایمان ہوتا تو ضرور محمد صلعم پر ایمان لاتے - پس جب کسی
نبی پر ایمان نہوا بلکہ صرف اپنی رائے و ہوا و ہوس کے پابند ٹھہرے تو اللہ تعالے پر انکا ایمان نہوا - بعض نے کہا کہ اللہ تعالے پر
اسلیے انکا ایمان نہین ٹھیک ہی کہ یہود تو ایسے خدا پر ایمان لائے جسکے واسطے ناقص صفتین ثابت کرتے ہین اور عزیر علیہ السلام کو اسکا
بیٹا بتلاتے ہین پس باپ بھی اپنے بیٹے کی جنس سے آدمی یا مخلوق ہوا حالانکہ اللہ تعالے وحدہ لا شریک جل جلالہ ہر نقص و عیب سے پاک ہی
اسپر یہود کا ایمان ثابت نہین - اور یہی حال نصاریٰ کا ہی کہ کمال نادانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے [illegible] حقیقت
وے لوگ اللہ تعالے وحدہ لا شریک پر ایمان نہین رکھتے بلکہ ایسے خدا پر ایمان لائے ہین جسکا بیٹا مسیح ہی اور جورو مریم ہی اور وہ [illegible]
ہوگا کیونکہ بالیقین اللہ تعالے جل جلالہ ایسا نہین ہی پس حضرت معبود برحق خالق مطلق جامع صفات کمال منزہ از نقص و زوال و مشابہت
مخلوق پر جو اللہ تعالے سبحانہ ہی اسپر انکا ایمان نہوا لہذا حکم دیا کہ جہاد کرو ایسے لوگون پر جو ایمان نہین لاتے اللہ تعالے پر وَلَا بِالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ اور نہ ایمان لائے روز آخر یعنے روز قیامت پر - یہ بھی صریح نص ہی کہ یہود و نصاریٰ مین سے کسی کا [illegible] آخرت پر ایمان نہین
ہی - اگر کوئی کہے کہ نصاریٰ بھی قیامت کے قائل ہین اور یہود بھی چنانچہ قرآن مجید مین خود مذکور ہی کہ قَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا
اَوْ نَصٰرٰى - یعنی یہود دعوی کرتے کہ جنتی فقط یہودی ہین اور نصاریٰ کہتے کہ فقط نصرانی [illegible]
کہ قائل ہین - مین جواب دیتا ہون کہ اللہ تعالے پر ایمان لانے کا بھی وے لوگ دعوی کرتے ہین مگر جو حال [illegible]
یہی روز قیامت پر ایمان لانے کا حال ہی - حاصل آنکہ جو چیز جس طرح پر واقع مین ہی اگر اسی طرح [illegible]
ہوا اسپر بالکل بھی ایمان نہین چنانچہ روز آخرت یہود تو اس دن کو کہتے ہین جسمین وہ لوگ [illegible]

Marfat.com

[illegible] کسی کا مواخذہ اُنسے نہوگا اور فقط وہی جنت بھر کے مالک ہونگے کسی اور کا نام بھی نہوگا اور نصاریٰ بھی [illegible] کہ مسیح ؑ ہمارے گناہوں کے بدلے خود سولی چڑھ چکے اب ہمیں ہم جنت میں نظر آوینگے اور کوئی نہیں اور دنیا میں جو کچھ گناہ کرینگے ہم سے کچھ پوچھ گچھ نہوگی - پس یہ لوگ ایسے روز آخر کے قائل ہیں اور حقیقت میں ایسا کوئی دن نہوگا بلکہ روز قیامت تو وہ دن ہی کہ ذرہ ذرہ حساب ہوگا اور پورا عدل و انصاف ہوگا جو اللہ تعالے پر ایمان لایا اور نیک کام کیے وہ ثواب و آرام پاویگا چاہے کوئی ہو اور جو کافر رہا مشرک بدکار گناہگار موذی ظالم رہا وہ اپنے کیے پر گرفتار ہوکر عذاب پاویگا اور کوئی دوسرے کا بوجھ اپنے سر نہیں اُٹھاویگا اور نہ کسی کی بدکاری میں دوسرا پکڑا جائیگا بلکہ ہر ایک اپنے کیے کی سزا پائیگا - بعض علماء نے کہا کہ اہل کتاب اسلیے قیامت کے منکر ٹھہرے کہ انکا یہ اعتقاد ہی کہ خالی روح کا حشر ہوگا نہ جسم کا اور انکا اعتقاد ہی کہ جنت میں نہ کھانا نہ پینا نہ حور نہ قصور کچھ بھی نہیں ہی خالی روح کو فرحت یا غم ہوگا اور ایسے ہی بہت سے واہیات اعتقاد ہیں سو ایسا اعتقاد ہونا اور نہ ہونا برابر ہی روز آخرت و قیامت جو واقعی ہی اُسکا وہ ہرگز معتقد نہوا پس مومن نہیں اگرچہ دعوے کرے - مترجم کہتا ہی کہ ہمارے زمانہ میں فرقہ نیچر کا بھی یہی اعتقاد ہی پس اس قول سے نکل آیا کہ نیچری بھی مومن نہیں ہیں - بعض علماء نے اگرچہ احتیاطاً اس فرقہ کی تکفیر میں تامل کیا و لیکن اصح یہی ہی کہ انکے کافر ہونے کا فتوی شرع سے ثابت ہوتا ہی اور نیز ثابت ہوا کہ فلاسفہ کا جیسا اعتقاد فقط روح کی لذت یا الم کا مذکور ہی کہ یہی جنت و دوزخ ہی تو اسکا معتقد بھی کافر رہیگا یہانتک کہ جو بات اللہ تعالے و رسول نے فرمائی ہی اسپر اعتقاد لاوے اور دین میں وہ برتاو کرے جو اللہ تعالے و رسول نے بتلایا اور اگر یہ برتاو نہ کیا بلکہ رشوت حرامخوری و فسق و فجور پر کمر باندھی اور یہ سمجھا کہ اُوہ جی انکے کرنے میں کچھ پروا نہیں تو کافر ہوا اور اگر ڈرتے ڈرتے کیا تو فاسق ہوا لیکن ایک آدھ مرتبہ تو ڈرتے ڈرتے کرتا ہی پھر آخر نڈر ہوکر بے دھڑک کرنے لگتا اور کافر ہو جاتا ہی دیکھو یہود کا یہی حال ہوا چنانچہ فرمایا - وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ - اور حرام نہیں رکھتے اس چیز کو جسکو اللہ تعالے و اسکے رسول نے حرام کردیا - چنانچہ یہود پر چربی کھانا حرام کی گئی تھی انھوں نے اسکو پگھلاکر فروخت کرکے اسکے دام لیے اور کھائے - حدیث صحیح میں یہود کے اس فعل پر لعنت آئی ہی اور حضرت صلعم نے اس سے اپنی امت کو تنبیہ کردی ہی کہ یہودیوں کے مانند حیلہ و فریب نکریں اسی واسطے علماء ربانی سمجھاتے ہیں کہ بعض لوگ جب سال ختم ہونے کو آیا تو اپنا تمام مال جورو وغیرہ کو ہبہ کیا تاکہ زکوۃ نہ دینی پڑے پھر جب سال ہوچکا تو مہینہ دو مہینہ بعد پھر ہبہ سے رجوع کرلیا تو یہ حرکت حرام ہی جیسے یہود کی حرکت تھی - بعض نے کہا کہ رسولہ میں رسول سے آنحضرت صلعم مراد ہیں یعنے جو اللہ تعالے نے کتاب میں حرام کیا جیسے سور کو اور جو آنحضرت صلعم نے سنت میں حرام کیا جیسے رشوت جسکو حرام نہیں رکھتے یا اللہ تعالے و رسول کی حرام کی ہوئی چیز جیسے شراب کو حرام نہیں رکھتے ہیں اور بعض نے کہا کہ رسولہ سے انکا رسول مراد ہی جسکی پیروی کا دعوے کرتے ہیں چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے یہود پر چربی حرام کی اسکو نہیں کرتے - بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالے و رسول نے جسکے وے معتقد ہیں جو کچھ توریت و انجیل میں حرام کیا اسپر عمل نہیں کرتے ہیں بلکہ اسکو تحریف کرکے بدل ڈالا اور بجاے انکے اپنے مطلب و غرض سے عبارتیں بناکر لکھ لیں چنانچہ انجیل کے نسخہ جب مقابلہ ہوئے تو کئی لاکھ جگہ فرق ایک دوسرے میں نکلا اور پتا نہیں لگتا کہ اصل انجیل کیا ہوئی اور اسمیں کیا مضمون تھا اور یہی یہود کا حال ہی اور انکے عوام جاہلوں کا یہ طریقہ ہی کہ جو کچھ انکے علماء نے کہا اسکو ہمیں ایمان کرلیتے ہیں یہ نہیں پوچھتے کہ اللہ تعالے و رسول کا حکم کیا ہی چنانچہ قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون اللہ الآیۃ

Marfat.com

سے ثابت ہی اور مسلمان بھی اب ناسمجھی کرتے اور فتوی یون مانگتے ہین کہ پیغمبر مائدہ علمائے دین [illegible] ہین حالانکہ یون لکھنا چاہیے کہ اس مسئلہ مین شرع سے اللہ تعالے و اسکے رسول کا کیا حکم ثابت [illegible] فرماکر بڑا ثواب کماوین - بالجملہ اہل کتاب جنپر جہاد کا حکم دیا عموماً انکا یہ حال تھا کہ جو اللہ تعالے و رسول [illegible] رکھتے لیعنی اسپر نہین چلتے ورنہ اسکے حکم کے موافق سید الانبیاء محمد صلعم پر ایمان لاتے اسی واسطے فرمایا [illegible] الحق اور برتاو نہین پکڑتے دین حق کا لیعنے دین اسلام کا جسنے اور دینون کو منسوخ کیا اور اب یہی [illegible] قیامت آجاوے - عیسائی تو کہتے ہین کہ نسخ نہین ہو سکتا اور یہودی بھی یہی دعوے کرتے ہین اور [illegible] عجیب واہی تباہی باتین کرتے اور انکو دلیل سمجھتے اور لوگون کو بہکاتے ہین لہذا مین مختصر لکھہ دون [illegible] پہلا برتاو سے جاتا رہتا اور جدید کا عمل درآمد ہوتا ہی پس اول کو منسوخ اور دوم کو ناسخ کہتے ہین اور دونون [illegible] صحیح ہوتے ہین - اسکا بیان یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اپنی حکمت کاملہ سے مخلوق کو پیدا کیا اور ہر ایک کی حالت [illegible] ہر زمانہ مین جدا جدا رکھا حتی کہ پوری حالت سے کوئی بندہ خود واقف نہین ہو سکتا پھر تمام مخلوق کو مہمل نہین [illegible] ہو جاوین کرتے پھرین بلکہ انکو عقل و شرع کے موافق پابند کر دیا چنانچہ عقلمند آدمی قطع نظر شرع کے اپنی عقل سے جھوٹ بولنا [illegible] وغیرہ برا جانتا ہی اور بعض امور ایسے ہین کہ عقل انکو جسقدر دی ہی وہ حکمت الٰہی کی ماہیت کو نہین پہونچتی اور حکمت الٰہیہ مین بعض [illegible] اور بعض سے باز رہنے کا حکم ہی پس بندہ وہی سمجھدار ہی کہ اپنی کملی سے پاؤن نہ نکالے اور حکمت الٰہی کا اپنے خالق [illegible] بلکہ لیقین کرلے کہ یہ کام عین مصلحت و حکمت ہین اگرچہ میری ذراسی عقل اسکو نہین پہونچتی ہی پس ان کامون کا برتاو کرے پھر ان [illegible] مین سے بعضے کام ایسے ہین کہ وہ بعض قوم کے لیے مفید ہین اور بعض کے لیے نہین - اور بعض زمانہ تک مفید ہین اور [illegible] یا اسکے بعد دوسرا کام اس سے زیادہ مفید ہی چنانچہ طبیب کو دیکھو کہ بچہ کے لیے ایک غذا تجویز کر دیتا ہی حالانکہ عمر بھر استعمال [illegible] رکھنا حماقت ہی وہ بچپن ہی تک کے لیے تھی پھر جوان ہوا تو مضر ہوگی اسی طرح ایک زمانہ مین اللہ تعالے نے ایک رسول بھیجا اور [illegible] ایک حکم نازل کیا تو قیامت تک وہی حکم مراد نہین ہی بلکہ یہ سمجھنا حماقت ہی بلکہ جب تک اسکا وقت [illegible] اسی حکم کا برتاو کرنے پر تاکید کرتے رہے جیسے موسیٰ کے بعد بہت رسول آتے گئے اور توریت ہی کا حکم [illegible] ہوا تو عیسیٰ بھیجے گئے اور بہت سے احکام منسوخ ہوے منجملہ انکے جہاد ہی چنانچہ موسیٰ و یوشع و سلیمان علیہم السلام وغیرہم [illegible] خوب جہاد کیے پھر انجیل مین یہ حکم منسوخ ہوا - اس سے معلوم کر لو کہ نسخ کے یہ معنی ہین کہ ناسخ سے یہ ظاہر کر دیا گیا کہ [illegible] اسکی انتہا اسی وقت تک کے واسطے تھی اب آگے وہ نہین بلکہ ناسخ حکم ہی اور اللہ تعالے جب چاہے جو چاہے [illegible] وہ مختار ہی اسپر کوئی اعتراض نہین ہی لیکن سواے کافر بے ایمان کے ہر شخص یقین کریگا کہ جسوقت جو حکم [illegible] الٰہی ہی اگرچہ بندہ کو وہ حکمت معلوم نہین ہو سکتی ہی - تعجب ہی کہ نصاریٰ توریت کو عہد عتیق اور انجیل کو عہد جدید [illegible] کے احکام فرض ہونے کے قائل ہین حالانکہ توریت مین خود جہاد کا حکم بڑے زور شور سے ہی اور انجیل مین تلوار [illegible] پھر یہ نسخ نہین تو اور کیا ہی ولیکن ہٹ دھرمی سے مسلمانون پر اعتراض کرتے ہین اور اللہ تعالے عزوجل [illegible] دین حق کی پیروی اختیار نہین کرتے حاصل آنکہ اللہ تعالے نے جہاد کا حکم دیا ایسے لوگون پر جنکے صفات [illegible]

[illegible] ان چیزون کو حرام رکھتے جنکو اللہ تعالےٰ واسکے رسول نے حرام فرمایا ہو اور نہ دین حق کی پیروی کرتے
[illegible] بیان کردیا بقولہ **مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ** ۔ من بیانیہ اور کتاب پر الف لام جنس کا یعنی کتاب
[illegible] انجیل ہو یعنے ایسے لوگ جنکا حال اوپر بیان ہوا وہ لوگ ہین جنکو آسمانی کتاب دی گئی ہو یعنے یہود و نصارے۔
[illegible] تو مجوس و ہنود دونون پر بھی صادق تھے لیکن من بیانیہ سے ظاہر ہوگیا کہ مراد اہل کتاب ہین اور اس سے نکلا کہ
[illegible] اہل کتاب نہین جیسا کہ بعض لوگون کو وہم ہوا اور حضرت عمر رض کو مجوس سے جزیہ قبول کرنے مین تامل ہوا تھا یہان تک کہ حضرت عبدالرحمن
[illegible] نے حدیث سنائی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ سنوا بہم سنۃ اہل الکتاب یعنی اہل کتاب سے جو برتاو ہو وہی انکے ساتھ بھی برتو یعنے
[illegible] مجوس کا حکم مانند اہل کتاب کے ہو اور علماء رح مین اتفاق ہو کہ یہان فقط یہود و نصارے مراد ہین بدلیل اوتوا الکتاب اور
[illegible] فرمایا۔ قل یا اہل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوراۃ والانجیل الآیۃ ۔ اگر پوچھا جاوے کہ پہلے کیون بلفظ الذین موصول
[illegible] پھر بیان کردیا تو جواب یہ ہو کہ پہلے قتال کا حکم دیا ایسے ایسے لوگون سے جنکے یہ اوصاف ہین تاکہ اہل ایمان کو انکے اوصاف
[illegible] جاوے کہ یہ لوگ واقعی ظالم و مفسد قابل جہاد ہین پھر متوجہ ہون کہ دنیا مین وہ کون ہین پھر بیان کردیا کہ خوب جم جاوے
[illegible] بلاغت ہو۔ ابوالوفاء رح نے کہا کہ قولہ قاتلوا سے سزا دینے کا حکم دیا۔ الذین مبہم کو پھر قولہ لا یومنون باللہ سے انکا جرم
[illegible] موجب عقوبت ہین بیان کیا۔ پھر قولہ ولا بالیوم الآخر۔ سے اعتقادی جرم کی تاکید کی۔ پھر قولہ ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ
[illegible] عملی جرم کا بیان ہو اور اس سے اظہار ہو کہ اعتقادی جرم موکد ہی پر اکتفاء نہین بلکہ اس سے بڑھکر بھی عملی مجرم اور دنیا مین فساد
[illegible] والے ہین پھر قولہ ولا یدینون دین الحق ۔ سے اس جرم کی مزید تاکید ہو کہ زبانی فہمایش پر اکتفاء نہین ہو سکتا کیونکہ انکو راہ
راست سے انحراف و عناد اور [illegible] ہو پھر قولہ من الذین اوتوا الکتاب ۔ سے انکے عناد اور ہٹ دھرمی کا بیان بتاکید حجت ہو کیونکہ یہ
لوگ اپنی آسمانی کتابون مین آنحضرت صلعم و دین اسلام و اسکی خوبی کو لکھا پاتے تھے مگر ہٹ دھرمی و عناد سے انکار کرتے تھے پس ایسے
[illegible] اور اسکو راہ راست پر رکھنے کا یہ طریقہ تبلا یا کہ ان پر جہاد کر کے انکو ٹھیک راہ پر رکھو پھر انتہاء بیان فرمائی کہ
حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ یہان تک قتال کرو کہ وے لوگ جزیہ دین ہاتھ سے درحالیکہ وے ذلیل
ہونے والے ہون [illegible] قتال کیے جاؤ یہان تک کہ اگر اسلام لاوین تب راہ راست پر ہو جاوینگے پس تمہارا اور انکا حال یکسان ہو جائیگا
اور دین مین تمہارے بھائی ہو جاوینگے اور یا اسلام نہ لاوینگے تو جزیہ دین اپنے ہاتھ سے ذلت و خواری کے ساتھ کیونکہ کفر پر رہکر تمہارے
برابر والے نہین ہو سکتے ہین اگر کہا جاوے کہ حدیث امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ الخ مجھے حکم دیا گیا کہ لوگون سے
قتال کرون یہان تک کہ لا الہ الا اللہ کہین الخ۔ مین قتال کی انتہاء یہ کہ اسلام لاوین جزیہ مذکور نہین تو جواب یہ ہو کہ حدیث مین لفظ
الناس سے [illegible] یعنی عرب کے مشرکین مراد ہین کہ انسے سوائے اسلام کے اور کچھ قبول نہین ولیکن عرب مین جو اہل کتاب یہود و نصاریٰ
[illegible] جزیہ قبول ہو ۔ وقال الحافظ رح ۔ اسی آیت سے امام شافعی و احمد وغیرہ نے استدلال کیا کہ جزیہ سوائے اہل کتاب کے
[illegible] قبول ہوگا ۔ اور امام ابوحنیفہ رح نے کہا کہ عرب مین یہی حکم ہو اور عجم مین سب سے جزیہ قبول ہو خواہ اہل کتاب
[illegible] امام مالک رح نے کہا کہ جملہ اصناف کفار سے جزیہ قبول کیا جائیگا ۔ مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ امام شافعی و احمد
[illegible] امام ابوحنیفہ [illegible] وغیرہم کا یہ مذہب ہو کہ سوائے اہل کتاب کے اور کسی سے جزیہ قبول نہوگا ۔ وقال

Marfat.com

المترجم صحیح قول امام ابوحنیفہ رح کا اسی تفصیل سے ہی جو شیخ حافظ رح نے ذکر فرمائی ہی دا[illegible]
حدیث صحیح مذکورہ بالا کے داخل اہل کتاب ہین اور امام ابوحنیفہ رح کے قول پر کچھ اشکال ہی نہیں [illegible]
اختلاف ہی عطاء و یحییٰ بن آدم وغیرہ نے کہا کہ جسقدر پر صلح کرین وہی مقدار ہی اور یہی [illegible] شیخ ابن جریر [illegible]
ہی اور شافعی رح نے کہا کہ ہر آزاد بالغ پر ایک دینار ہی کم نہوگا خواہ غنی ہو یا فقیر ہو اور اگر اس سے زیادہ [illegible]
بڑھاوین تو روا ہی و امام مالک رح نے کہا کہ سونے کی مالیت والون پر چار دینار اور چاندی والون پر چالیس درم [illegible] خواہ غنی ہون یا
ہون اور مراد یہ کہ سولے سے اداکون تو چار دینار اور چاندی سے اداکرین تو چالیس درم ہین سوا امام ابوحنیفہ و انکے اصحاب اور امام احمد
نزدیک باعتبار وسعت کے ہی چنانچہ اعلیٰ درجہ کے مالدار پر اڑتالیس درم اور اوسط درجہ پر چوبیس درم اور ادنیٰ درجہ پر بارہ درم ہین [illegible]
جو فقیر کمائی والا نہو اسپر کچھ نہیں ہی اور اس امر پر اجماع ہی کہ طفل و عورت و مجنون سے کچھ نہیں لیا جائیگا۔ اور دیگر تفاصیل وقت ادا وغیرہ
کتب فقہ مین مبسوط ہین اور صحیح مسلم مین حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً ظاہر صریح ہی کہ جن کفار پر جہاد کیا جاوے پہلے انکو دعوت اسلام
کیجاوے و علماء رح نے کہا کہ تین مرتبہ سمجھانا مستحب ہی پھر نہ مانین تو انسے صلح و جزیہ دینے کو کہا جاوے پھر اسکو بھی نہ مانین تو آخر انسے
قتال کیا جاوے خالص واسطے اللہ تعالےٰ کے یہان تک کہ قدم پیچھے نہ ہٹاوین اور مفسد کافرون کو مغلوب کرین پھر علماء کا قول ہی کہ
امام کو اختیار ہی کہ مغلوب کر کے انپر احسان کرے اور جزیہ پر انکو آباد رکھے۔ پھر علماء مین دو قول ہین بعض نے کہا کہ جزیہ بغرض حفظ جان
ہی اور بعض نے کہا کہ بغرض اذلال اہل کفر ہی اور اسی قول کو شیخ ابن القیم نے ترجیح دی اور علیٰ ہذا جزیہ کا اشتقاق از جزاء ہی یعنے
جزاء کفر و شرک و فساد یہ ہی کہ ذلت کے ساتھ اسقدر مال ادا کیا کرین اور بنا بر قول اول کے جزاء اتق ہی ولیکن سیاق قولہ حتی یعطوا
الجزیۃ عن ید وہم صاغرون۔ دلالت کرتا ہی کہ یہ جزاء راجع بمعنی عقوبت ہی یعنے بطریق عقوبت اسکو ادا کرین اور اسی سے واضح ہوا کہ عطا
بمعنی اداء ہی اور مراد اس سے اداء کا التزام ہی اگرچہ ہنوز وقت ادا نہ آیا ہو یعنی انکی سزا ہی کہ اسلام نہ لائے تو جزیہ ادا کرنے کا التزام
کرین بدلیل قولہ عن ید۔ یہ حال ہی یا تو ضمیر یعطوا سے اور یا الجزیۃ سے پس اول پر معنی یہ کہ یعطوا عن ید یعنی [illegible] ادا کرین یا
اپنے ہاتھون آپ ادا کرین کسی غیر کے ہاتھ نہیں بھیجین اسیواسطے جزیہ ادا کرنے پر وکیل کرنا منع ہی یا یہ معنی کہ [illegible] یعنی
اسقدر دسترس ہو کہ ادا کر سکین اسی واسطے امام ابوحنیفہ و احمد رح نے کہا کہ فقیر بے کمائی والے پر [illegible] اور اگر ید سے جزیہ
لینے والے کا ہاتھ مراد ہی تو بنا بر اس قول کے کہ جزیہ بغرض عقوبت و اذلال ہی عن ید۔ مین ید سے ید قہر مراد لینا اولیٰ ہو یعنی قہر و غلبہ
کے ہاتھ کے نیچے ذلیل و عاجز ہو کر ادا کرین اور بنا بر قول اول کے کہا گیا کہ ید بمعنی انعام سے یا [illegible] عن ید بمعنی عن انعام ہی کیونکہ
جزیہ لیکر انکو باقی چھوڑ دینا انکے حق مین بڑی نعمت ہی اور بعض نے کہا کہ نقد مسلم ایک ہاتھ سے دوسرے [illegible] مراد ہو اور [illegible]
یہ ہی کہ معنی اذلال و حقارت ہی کی ترکیب ارجح ہی کیونکہ عامہ آثار اسی کے مؤید ہین اور نیز قولہ وہم صاغرون [illegible]
ذلت و خواری پھر اس صغار مین اختلاف ہی کہ تاکید مفہوم سابق ہی یا کوئی مزید صورت [illegible] عن [illegible]
کی طرح وصول کرنے والے بیٹھے ہوے کو ادا کرے۔ بعض نے کہا کہ جہان لینے والا بیٹھا ہی وہان [illegible]
کرے۔ بعض نے کہا کہ وہ دیتا ہو تب بھی اس سے کہا جاوے کہ ارے جزیہ جلد دے اور [illegible]
جاوے اور ایسے ہی دیگر اقوال ہین کہ انمین سے کوئی پسندیدہ نہیں ہی امد سلمان فارسی [illegible]

Marfat.com

مجبور ہو کر اپنے اسلام چھوڑ کر یہ اختیار کرنا انکے حق مین تعریف نہین کیونکہ خصائل حمیدہ وصفات پسندیدہ چھوڑ کے مسلمانون کی برابر
چھوڑ بیٹھی اور حماقت وجہالت سے بڑی باتون کو ان دامون خریدا اور مرجع اس قول کا یہ ہی کہ یہ ذلت وہی مفہوم سابق ہی کچھ اور نہین ہی
اور یہی صحیح ہی حاصل یہ کہ اسلام نہ لائین اور نہ مانین تو قتال کرو یہان تک کہ مغلوب و ذلیل ہو کر جزیہ ادا کرین کہ یہ فعل انکے حق مین
خواری ہی اور ابن القیم رح نے کہا کہ مزید صغار کے جو اقوال مذکور ہوئے وہ ثابت نہین اور بلا دلیل ہین اور صواب یہ ہی کہ صغار یہی ہی کہ
انھون نے اداے جزیہ کا اور دیگر احکام قوانین شرع کا التزام اپنے اوپر جان ناچار قبول کیا - وقال المترجم یہی قول اقرب ہی اسواسطے
کہ مجبور کرنا اور انسے سخت کلامی کرنا وغیرہ بلا ضرورت انکے حق مین ایذاء ہی کیونکہ انکا شر و فساد بسبب انکے مغلوب ہونے کے دفع ہوا اور ایمان
کی ہدایت باختیار الٰہی عزوجل ہی بس خواہ مخواہ اسلام پر مجبور کرنا بدون علم مشیت الٰہی کے نہین ہو سکتا اور یہ علم فقط اہل عرب کے حق مین
معلوم ہوا تھا اور دوسرے کے حق مین متعین نہین علاوہ برین بعد التزام جزیہ کے وہ لوگ عہد و ذمہ مین ہین اور محققین علماء نے اتفاق
کیا کہ موافق مفاد قول حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے یہ حلال نہین کہ ذمیون کو عمداً ایسے امر کی تکلیف دیجاوے جسکی وہ قدرت نہین
رکھتے یا خلاف شرع وحکم الٰہی کے انکو ماخوذ کیا جاوے جیسے ظالم بادشاہ وحاکم ذمیون کو مفت بیگار مین پکڑتے ہین جیسے بنی اسرائیل کو فرعون
پکڑتا تھا اور حلال نہین کہ اداے جزیہ کے لیے انکو بیجا طور سے عذاب دے چنانچہ جزیہ کے لیے مقام فلسطین مین کسی قوم ذمی کو لغو سزا
دیجاتی تھی ادھر سے ہشام گذرے تو فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ جو لوگ دنیا مین لوگون کو عذاب دیتے ہین اللہ تعالے
قیامت کے روز جو بدلا دینے کا دن ہی انکو عذاب کریگا - عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے مثل مروی ہی - اور حضرت عمر رض کے
پاس بہت سا مال جزیہ لایا گیا تو فرمایا کہ تم نے لوگون کو تباہ تو نہین کیا - عرض کیا گیا کہ واللہ نہین بلکہ ہم نے انکے بچے ہوے مین سے لیا ہی -
فرمایا کہ بدون سخت کلامی و زبان درازی اور ہاتھ چھوڑنے کے - عرض کیا گیا کہ ہان واللہ تو حضرت عمر رض نے اللہ تعالے کا شکریہ ادا کیا کہ
الحمد للہ کہ میرے ہاتھ سے ایسا نہوا اور میری خلافت مین دوسرون کے ہاتھ سے بھی نہین ہوا - حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عکبری پر جو عامل
مقرر کیا تھا اسکو [illegible] کہ خراج وجزیہ کے لیے لوگون کے گاے گورو نہ بیچنا اور نہ مال و اسباب کچھ بھی بلکہ انکے ساتھ نرمی کا برتاو کرنا
اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ رسی والے سے رسی اور کمھار سے برتن اور اسی طرح ان چیزون کو لے لیتے تاکہ ان لوگون پر آسانی
ہو اور ابو عبید رحمہ اللہ نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ان پیشہ والون پر جو روپیہ جزیہ کا ہوتا اسکے واسطے انکے اموال کو فروخت نہ کراتے بلکہ بھرپور قیمت مین
اپنے یہ چیزین اسکے عوض خرید لیتے اور مقصود اس سے یہ تھا کہ اللہ تعالے کے بندے راحت و آرام سے عدل و انصاف کے سایہ مین بسر
کرین اور رہی اسلام کی ہدایت تو وہ اللہ تعالے جسکو چاہے عطا فرماوے اسپر کچھ جبر نہین ہی ہان یہ ضرور ہی کہ ذمیون کی جن حرکات سے شر
و فساد پیدا ہوتا ہی انسے وہ ضرور منع کیے جاوینگے جیسے شراب پینا اور ناچنا وغیرہ اور نیز انکی تعظیم اسوجہ سے نہ کیجاویگی کہ عوام انکی اچھائی پر
گمان نہ کرین یا انکو عدل و انصاف والا نیک چال چلن نہ سمجھین لہذا حدیث مین حکم دیا کہ یہود وغیرہ کو سلام کرنے مین پہل مت کرو اور
راستہ مین [illegible] کر چلو تاکہ دب کر نکل جاوین - قال المترجم اللہم اعز الاسلام واہلہ فانہم یختلفون وانت العزیز القدیر - اور
[illegible] جو اہل ذمہ کے اوپر باندھے جاوین وہ بھی مصلحت وحکمت کے ساتھ اسی غرض سے ہوتے ہین کہ کفر و شرک کی
[illegible] کی تعلیم عدل و انصاف کو چھوڑ کر راہ شر و فساد و ظلم و عناد اختیار کرتے و شیطنت بتلاتے ہین تاکہ فساد مٹ جاوے
[illegible] ہشام کے نقاب پر باندھا تھا عبد اللہ بن احمد رح نے اپنے استاد سے عبد الرحمن بن غنم رض سے

روایت کی ... شام کے نصاری نے صلح چاہی تو مین نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو انکی طرف سے ...
یہ خط فلان فلان شہر کے نصاری کی طرف سے حضرت عبد اللہ عمر بن الخطاب امیر المومنین کو ہی کہ جب آپ ہمارے یہان ... آئے
اپنی جان و مال و اولاد و اہل ملت کے واسطے امان مانگی اور آپ کے واسطے اپنے اوپر یہ شرط کی کہ ہم اپنے شہر یا اسکے نواح مین کوئی دیر
یا قلایہ یا صومعہ راہب جدید نہین ایجاد کرینگے اور جو اسمین سے خراب ہو جاوے اسکی تجدید عمارت نہ کرینگے اور جو اسمین سے خطہ ...
اسکی احیاء ہم نکرینگے اور رات یا دن مین جسوقت کوئی مسلمان ہمارے کنیسہ مین اُترے ہم اسکو مانع نہونگے اور گذرنے والون کے لیے
دروازے وسیع کر دینگے اور جو مسلمان ہماری طرف سے گذرینگے تین دن تک انکو اتار کر دعوت و ضیافت کرینگے اور اپنے کنیسون مین
مین کسی جاسوس کو جگہ نہ دینگے اور مسلمانون کے لیے کوئی مکر یا غش پوشیدہ نہ کرینگے اور اپنی اولاد کو قرآن نہ پڑھاوینگے اور شرک کو کھلا
اظہار نہ کرینگے اور کسی کو شرک کی طرف نہ بلاوینگے اور اپنے قرابت والون مین سے کسی کو اسلام مین داخل ہونے سے ممانعت نکرینگے
وہ اسلام مین داخل ہونے کا ارادہ کرین۔ اور مسلمانون کی توقیر کرتے رہینگے اور اگر ہماری مجلس مین بیٹھنا چاہین تو انکی تعظیم کے لیے
ہم کھڑے ہو جاوینگے اور مسلمانون کے لباس مین سے کسی چیز سے مشابہت نہ کرینگے نہ ٹوپی مین نہ عمامہ مین نہ نعلین مین اور نہ سر کے
بالون کے بیچ سے مانگ نکالنے مین اور نہ انکے کلام سے گفتگو کرینگے اور نہ انکی کنیتون سے اپنی کنیت رکھینگے اور نہ زینون پر سوار
ہونگے اور نہ تلوارین حمائل کرینگے اور نہ ہتھیارون مین سے کوئی ہتھیار بناوینگے اور نہ اپنے ساتھ رکھینگے اور نہ عربی مین اپنی انگوٹھیون
کے نقش کرینگے اور نہ شراب فروخت کرینگے اور ہم شرط کرتے ہین کہ سرون کو آگے سے کچھ کترا دینگے اور جیسے ہماری پوشش ہو ایسی ہی
رکھینگے اور کمر پر زنار باندھینگے اور اپنے کنیسون پر صلیب بلند نہ کرینگے اور نہ مسلمانون کی راہون و بازارون مین سے کسی راہ و بازار
پر اپنی کتابین ظاہر کرینگے اور اپنے کنائس مین ناقوس خفی آواز سے بجاوینگے اس سے زیادہ آواز سے نہ بجاوینگے ... مسلمانون کے حضور مین
ہم اپنی کنائس مین کسی چیز کے پڑھنے سے آواز بلند نہ کرینگے اور ہم لوگ شعانین و بعوث نہ نکالینگے اور مردون کے ...
نکرینگے اور مسلمانون کی راہون مین سے کسی راہ مین ہم آگ ظاہر نکرینگے اور نہ انکی بازارون مین ایسا کرینگے اور ...
نہ بڑھاوینگے اور جو مسلمانون کے حصہ مین آچکا اسکو اپنا مملوک نہین بناوینگے اور مسلمانون کے حق مین بھلائی ... اور انکے گھرون مین
نہین جھانکینگے۔ عبد الرحمن بن غنم رض نے کہا کہ جب مین مسودہ عہدنامہ کا لیکر حضرت عمر رض کے پاس آیا تو آپ نے ... یہ عبارت اور
بڑھائی۔ اور ہم کسی مسلمان کو نہ مارینگے یہ سب ہم نے آپ لوگون کے واسطے اپنے اوپر اور اپنی ملت والون پر شرط کیا ... اور اسکے عوض
ہم نے اپنے حق مین امان لینا قبول کیا پھر اگر ہم نے ان شرطون مین سے جو ہم نے تمہارے واسطے قبول کی ہین ... کسی
شرط مین خلاف کیا تو ہمارے واسطے کچھ ذمہ نہوگا اور آپ کو ہم سے وہ سب کرنا حلال ہوگا جو اہل عناد و شقاق سے حلال ہے
وقد رواہ الائمۃ الحفاظ انتہی وقال الشیخ ابن القیم وشہرۃ ہذہ الشروط تغنی عن اسنادہا فان الائمۃ تلقوہا بالقبول
ولم یزل ذکر الشروط العمریۃ علی السنتہم وفی کتبہم وقد انفذہا بعدہ الخلفاء وعملوا بموجبہا ...
کا ہوتا ہی اسکو باہر شہر کے اسواسطے بناتے ہین کہ رہبانیت کے لیے وہان جمع ہون ...
اور اسمین درواز وغیرہ کچھ نہین ہوتا صرف ایک سہ طاقہ ...
ہوتا ہی اور صومعہ بمانند قلایہ ...

اہل کتاب کے مومن ہونے کے باوجود سخت بہتان کی باتین کہنے واسکے مفسدہ کو تمام جہان مین پھیلانے کو ایسا
عرض ہے کہ اہل ایمان ان کلمات کو جنسے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین سنکر تہ دل سے جہاد پر آمادہ ہوجاوین بیان فرمایا بقولہ

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ

یہود نے کہا عزیر بیٹا اللہ کا اور نصاری نے کہا مسیح بیٹا اللہ کا یہ باتین کہتے ہین اپنے منہ سے

يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ

ریس کرنے لگے اگلے منکرون کی بات کی
مارے اونکو اللہ کہان سے پھرے جاتے ہین

قَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ ایک قراءہ مین عُزیر بتنوین بنابرینکہ اسم عربی سوائے علمیت کے منع صرف کا دوسرا سبب نہین رکھتا پس منصرف ہی اور بعض کے نزدیک علم عجمی ہونے سے غیر منصرف ہی یہی دوسری قراءۃ ہی بہرحال وہ مبتدا اور ابن اللہ خبر ہی اسی واسطے ابن مین الف باقی رہا کیونکہ صفت ہونے کی صورت مین حذف ہوتا ہی علاوہ ازینکہ قولہ المسیح ابن مریم مین باوجود صفت کے رسم الخط قرآنی مین باقی ہی وسیاقی۔ بالجملہ یہود نے عزیرؑ کو کہا کہ وہ ابن اللہ ہی اور یہ انکا افتراء وشرک بلید ہی اور ظاہر یہ کہ سب یہود ایسا کہتے تھے اور ارجح یہ ہی کہ بعض کا مقولہ سب کی طرف منسوب ہوا اور کہنے والے یہود مدینہ تھے یا بعض متقدمین بعض علماء نے ذکر کیا کہ آنحضرت صلعم سے بعض یہود مدینہ نے کہا تھا اور شاید نصاری نجران کے ساتھ مباحثہ مین یہود سے یہ قول سرزد ہوا ہو۔ اور اشبہ یہ ہی کہ جب نصاری سے مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ قول سرزد ہوا تو یہود نے انکا مقابلہ حرص وہوس کے ساتھ اصطلاح کیا واللہ اعلم۔ اور سدی وغیرہ علماء رحمہ نے ذکر کیا کہ یہود نے یہ عقیدہ قائم کرنے کا شبہ یون پیدا کیا کہ جب عمالقہ نے بنی اسرائیل پر غلبہ پاکر علماء ورؤساء کو قید کیا اور توریت کے نسخے جو جنگ تلف کردیے تو عزیرؑ جنگل مین علم الٰہی گم ہونے پر روتے پھرتے یہانتک کہ ایکبار روتے تھے ناگاہ ایک قبر پر ایک بڑھیا کو روتے دیکھا کہ ہائے میرے کھانا وکپڑا دینے والے تو اس سے کہا کہ تجھے کون کھانا دیتا تھا اسنے کہا کہ اللہ تعالے تو فرمایا کہ پھر کیون روتی ہی وہ حی قیوم ہمیشہ زندہ ہی وہ بولی کہ پھر وہی علم دینے والا ہی تم کیون روتے [illegible] ہوئے پھر حکم ہوا کہ فلان نہر پر جاکر غسل کرکے دو رکعت پڑھو وہان ایک بڈھے سے ملاقات ہوگی پیر ایسا ہی ہوا۔ اسنے تین انگارے کی صورت لال چیزین انکے منھ مین بھردین جس سے انکو تمام توریت حفظ ہوگئی پھر ایک زمانہ کے بعد جب بنی اسرائیل چھوٹ کر اپنی زمین مین آکر آباد ہوئے اور علماء نے جو بعض نسخ توریت [illegible] وغیرہ مین پوشیدہ کردیے تھے انکو نکالا تو عزیرؑ کے ہاتھ سے زبانی یاد پر لکھی توریت کے مطابق پایا پھر یہ عجب مشہور رہا یہانتک کہ ایک وقت مین بعض جاہلون نے کہا کہ یہ امر اسی سبب سے ہی کہ وہ اللہ تعالے کا بیٹا تھا۔ اور بعض نے یہ وجہ شبہ کی ذکر کی کہ قولہ تعالے او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا۔ مین یہی حضرت عزیرؑ تھے چنانچہ بعد سو برس کے جب زندہ ہوکر گھر پہونچے تو بیٹے پوتے انکے سن سے زائد تھے پھر بعض جاہلون نے انکے عجیب واقعہ کی نسبت یہ رائے جمائی کہ انکی اسقدر عمر اور یہ حالت اسوجہ سے تھی کہ وہ ابن اللہ تھا۔ بہرحال [illegible] ہی کہ یہود نے عزیرؑ کی نسبت ابن اللہ ہونے کا افترا باندھا تھا جیسے نصاری کا حال بیان فرمایا کہ۔ وَقَالَتِ النَّصَارَى [illegible] نصاری نے کہا کہ [illegible] بیٹا ہی اللہ کا۔ علماء رحمہ نے کہا کہ سبب اس شبہ کا یہ ہوا کہ وہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور [illegible] اللہ تعالے نے یہ رد فرمایا کہ ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم۔ اس سے توجیہ مذکورہ کا استنکار

نکلتا ہے کہ عیسیٰ کی اسطرح پیدائش موجب زعم الوہیت یا ابن اللہ نہیں ہو سکتی ورنہ آدم [illegible]
بدون ماں و باپ کے تھے۔ بعض نے کہا کہ انجیل میں بعض جگہ عیسیٰ کی نسبت خدا کا فرزند ہونا مجازی [illegible]
بولا گیا پس نصاریٰ نے جہالت سے غلو کرکے ایسا کہنا شروع کیا حالانکہ اسمیں مشاہیر عبد المطلب میں [illegible]
کا جو علماء قسطنطین نے جمع کیا تھا اور اس قول پر رائے لی تھی تو ایک جماعت کثیر دنیا کی لالچ سے اسپر متفق [illegible]
علماء نصاریٰ اس سے منکر ہوئے جنکو سزائے سخت دی گئی پس احتمال ہے کہ جماعت اتفاق کنندگان نے تحریف [illegible]
ثابت کرنے کو ترجمہ میں یا اصل میں یہ لفظ بے موقع بڑھایا ہو اور دوم یہ امر ہے کہ جب اس زمانہ کی بولی چال تھی تو لفظ [illegible]
حقیقی معنی میں قطعاً نہیں ہے جیسے مولوی روم کا شعر ۵ اولیاء اطفال حق اند اے پسر + حاضر و غائب [illegible]
مجازاً مراد ہے علاوہ بریں تعجب ہے کہ سوائے عیسیٰ کے انجیل میں نیک لوگوں بلکہ عام لوگوں تک یہی لفظ مستعمل ہوا چنانچہ [illegible]
کیے ہوئے ترجمہ اسوقت انجیل کے پائے جاتے ہیں انمیں تو بہت جگہ یہی محاورہ عام لوگوں کے ساتھ موجود ہے تعجب ہے کہ [illegible]
نے خلاف عقل و خلاف راہ صواب کے حضرت عیسیٰ کی نسبت حقیقی معنی لیے اور ایسا سخت شرک و بہتان اختیار کیا اور شیطان نے
انکو سمجھایا کہ تم رسول اللہ عیسیٰ سے بڑی محبت کرنے والے ہو۔ امام رازی رح نے تفسیر کبیر میں لکھا کہ میرے نزدیک لگتی ہوئی بات
یہ معلوم ہوتی ہے کہ انجیل میں عیسیٰ کی نسبت بیٹے کا لفظ جیسے ابراہیم ع کی نسبت خلیل کا لفظ جو محض شرافت و بزرگی ظاہر کرنے کی غرض
سے تھا اسکو انکے بعض علماء نے غلو کرکے حقیقی بیٹے کے معنی میں تفسیر کیا اور جاہلوں نے اسکو قبول کر لیا یہاں تک کہ یہ اعتقاد ہو کر
پھیل گیا اور سخت شرک میں پڑ گئے۔ بہر حال عیسائی تو جب دلیل عقل و دلیل نقل سے پکڑے جاتے ہیں تو ہر طرح لاجواب ہو جاتے اور بہت
ہو کر رہ جاتے ہیں اور بیٹا ثابت کرنے کی کوئی راہ نہیں پاتے ہیں لیکن کمال ہٹ دھرمی اور دلیری سے کھلم کھلا یہی کہے جاتے ہیں
کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا۔ بالجملہ اس بہتان و شرک میں یہود و نصاریٰ مشابہ ہیں اگرچہ اصل میں یہود قائل توحید [illegible]
توحید کے مدعی ہیں پاں ثابت ہوا کہ بعضے مانند نصاریٰ کے شرک کے قائل ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے [illegible]
ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۔ یہ انکی بات انکے منھوں سے ہے۔ یعنی سوائے افترا و بہتان [illegible]
کچھ بھی حجت و دلیل نہیں ہے۔ بافواہھم سے یہ فائدہ نکلا کہ یہ باتیں ایسی ہیں کہ صرف انکے منھ سے نکلتی ہیں خارج میں انکے معنی [illegible]
نہیں جیسے مہمل لفظ ہوتا ہے کہ اسکے کچھ معنی نہیں پس کلمہ بافواہھم کی تاکید۔ اسی فائدہ کے واسطے ہے ورنہ قول تو منھ ہی سے ہوتا ہے [illegible]
بعض اہل علم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بات کو بتاکید افواہ و السنہ (جمع لسان یعنی زبان ۱۲) ذکر کیا جو قول باطل ہے جیسے قولہ یقولون بافواہھم ما لیس فی
قلوبھم۔ اور جیسے قولہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔ اور قولہ یقولون بالسنتھم ما لیس فی قلوبھم۔ بعض نے کہا کہ کلمہ بافواہھم [illegible]
فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ اہل ایمان بسبب کمال شناعت و ظہور فساد اس قول کے ایسا نہ سمجھیں کہ یہ قول انکا حقیقی [illegible]
مجازی ہے بدلیل آنکہ جسکو ذرہ برابر عقل ہو وہ بھی ایسا نہیں کہیگا پس بافواہھم سے مؤکد فرمایا کہ یہ بے عقل [illegible]
ہیں پس جب یہ حالت ہے تو انکو معرفت الٰہی سے لگاؤ بھی نہیں پھر ایمان انسے کوسوں دور ہے لہذا فرمایا [illegible]
قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مشابہ ہوتے ہیں یعنے مشابہ ہے یہ قول انکا قول ان لوگوں سے جو [illegible]
اور مراد اس سے انکے اگلے لوگ ہیں بر تقدیریکہ یضاہئون کا فاعل ہر دو فریق یہود و نصاریٰ ہوں [illegible]

Marfat.com

[illegible] بن ثابت ہوا کہ انمین کفر کا وجود قدیم سے ہی اور اگر یضاہون کا فاعل فقط ضمیر نصاریٰ ہو تو اگلون سے مراد [illegible] عزیر علیہ السلام کو فرزند خدا کہا تھا انھین کی مشابہت مین نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کو بھی کہا۔ یا اگلے کافرون سے [illegible] کہ ملائکہ کو خدا کی بیٹیان کہتے تھے بس یہود و نصاریٰ نے انکی مشابہت مین عزیر و مسیح کو بیٹا بنایا۔ قاتلھم اللہ [illegible] ان کافرون سے مقاتلہ کرے یعنی ہلاک کرے کیونکہ اللہ تعالےٰ جس سے مقاتلہ فرماوے وہ خواہ مخواہ مارا جاویگا اور مقصود [illegible] ان مشرکون پر بددعا ہی جیسا کہ عرب کا دستور ہی کہ ایسے موقع پر اسی لفظ سے بددعا و تشنیع کرتے ہین یا مقصود اس سے تعجب [illegible] اپنی شنیع قول سے۔ انّٰی یؤفکون کیف یصرفون عن الحق۔ دیکھو تو حق سے کیسے پھرے ہوئے باطل و بہتان [illegible] جھکائے گئے جاتے ہین اور باوجودیکہ نہ عقل ایسی بیہودہ بات کو تسلیم کرتی اور نہ شرع اسکو حلال رکھتی ہی نہ کسی طرح اجازت [illegible] ہو بلکہ صریح رد کرتی ہی مگر نفس کی خوشی اور کفر کی چاہ مین افترا کیے جاتے اور جو کچھ انکے اگلے پڑھے لکھے اور درویش لوگ کفر کی بات [illegible] اسی کو بدون دلیل شرعی اور دلیل عقلی کے مانتے اور حکم خدا و رسول سے باہر ہو کر کفر مین منہمک ہوے جاتے ہین لہذا فرمایا۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا

ٹھہرا لیے ہین اپنے عالم اور درویش خدا اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح بیٹا مریم کا اور حکم یہی ہوا تھا

اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ يُرِيْدُوْنَ

کہ بندگی کرین ایک صاحب کی کسیکی بندگی نہین اسکے سوائے وہ پاک ہی انکے شریک بنانے سے چاہتے ہین

اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ

کہ بجھاوین روشنی اللہ کی اپنے منہ سے اور اللہ نہ رہے بن پوری کیے اپنی روشنی اور پڑے برا مانین

الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ

منکر اسی نے بھیجا اپنا رسول ہدایت لیکر اور دین سچا تا اسکو اوپر کرے

كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

ہر دین سے اور پڑے برا مانین مشرک

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ احبار جمع حَبر بفتح اول و بقول فرا ء ح فتح و کسرہ دونون طرح ہی اس شخص کو کہتے ہین جو خوش تقریر و شائستہ گفتگو کرتا ہو۔ لیث نے کہا کہ حبر بمعنی عالم ہی جو اہل کتاب مین سے ہو خواہ ذمی ہو یا مسلمان ہو گیا ہو اور یہ [illegible] نے علماء یہود سے تفسیر کی۔ رہبان جمع راہب ماخوذ از رہبہ اور بعض نے کہا کہ نصاریٰ مین سے زاہدون کو کہتے ہین اور بعض نے کہا کہ علماء نصاریٰ بمقابلہ احبار علماء یہود کے اور بعض نے کہا کہ صومعہ کے رہنے والے اور ظاہر یہ ہی کہ نصاریٰ مین سے ایسے علماء جو صومعہ [illegible] ہین زیادہ مستند سمجھے جاتے تھے اور وہی درویش ہوتے تھے اور معنی یہ کہ یہود نے اپنے احبار کو اور [illegible] رہبان کو اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ سوائے اللہ تعالےٰ کے ارباب بنالیا۔ ارباب جمع رب جسکی پرستش [illegible] اسکے حق مین کوئی ایسا عمل اختیار کرے جو حضرت باری تعالےٰ کی جناب مین لائق ہی مثلاً چیزون کے حلال و حرام کرنے کو [illegible] عدی بن حاتم طائی سے روایت ہی کہ جب عدی کو آنحضرت صلعم کی دعوت پہونچی تو شام کو بھاگ گیا اور زمانہ

التوبة

جاہلیت مین نصرانی ہوگیا تھا پھر گروہ نبی عنتر کے ساتھ عدی کی بہن بھی قید ہوکر آئی [illegible]
جو سخاوت وکرم مین مشہور تھا اس لڑکی کو اسکی سفارش سے تمام قوم کو چھوڑ دیا [illegible] اپنے [illegible]
کی خوبیان وعدل وخلق کریم سے آگاہ کر کے رغبت دلائی پس عدی بن حاتم ردا [illegible] آیا [illegible]
عدی کی گردن مین چاندی کی صلیب پڑی تھی پس آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا [illegible]
احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ۔ عدی رض نے روایت کی کہ مین نے عرض کیا کہ ان لوگون نے [illegible]
رہبان کی عبادت نہین کی تو فرمایا کہ ارے ضرور رب بنایا اسطرح کہ احبار نے یا رہبان نے جو کچھ حرام [illegible]
کردیا اسکو حلال مان لیا پس یہی ان لوگون کی انکے واسطے عبادت تھی۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ [illegible]
ضرر نظر آتا ہی کہ تو کہے کہ اللہ اکبر بھلا تجھے اللہ تعالے سے کوئی اور چیز اکبر معلوم ہوتی ہی اور تجھے کیا ضرر نظر آتا ہی کہ تو کہے لا الہ الا اللہ
بھلا تو سوائے اللہ تعالے کے کوئی اور بھی معبود جانتا ہی پھر اسکو اسلام کی دعوت کی پس عدی نے صدق دل سے [illegible]
عدی رض کہتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ کا چہرۂ مبارک لہلہانے لگا پھر فرمایا کہ [illegible]
غضب ہوا ہی وہ یہود ہین اور قولہ غیر المغضوب علیہم۔ مین وہی مراد ہین اور فرمایا کہ الضالین نصارے ہین [illegible]
اور ایک روایت مین ہی کہ عدی رض نے کہا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ واضح رہی کہ وے لوگ انکی [illegible] عبادت نہین کرتے
تھے ولیکن یہ بات تھی کہ جب احبار ورہبان کسی چیز کو حلال کرتے تو اسکو حلال جان لیتے اور جسکو حرام کرتے اسکو حرام جان لیتے
رواہ احمد وابن جریر وابن مردویہ وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن المنذر وابن حمید والترمذی والبیہقی۔ حاصل آنکہ [illegible] کہ
وے لوگ اپنے احبار ورہبان کی اطاعت اس درجہ کرتے تھے کہ جیسے رب معبود کی اطاعت ہی حالانکہ جسقدر حکم الہی کے موافق [illegible]
لازم تھی اسیقدر رکھتے نہ آنکہ اس درجہ تک پہونچایا جو حضرت حق تعالے کی شان ہی۔ شیخ [illegible]
سے پوچھا کہ رب بنا لینا کیونکر تھا تو شیخ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی یہ حالت پہونچی تھی کہ لیا اوقات وہ لوگ کتاب الہی مین ایسی بات پاتے
جس سے انکے احبار ورہبان کا قول برخلاف ہوتا تو کتاب الہی کا حکم قبول نہین کرتے بلکہ اپنے احبار ورہبان [illegible] قول قبول کر لیتے تھے
امام رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا کہ ہمارے شیخ استاد رح فرماتے تھے کہ مین نے فقہاء کے مقلد بہت لوگ ایسے دیکھے کہ بعض [illegible] مین
مین نے انکو بہت سے آیات سنائین حالانکہ انکا مذہب ان آیات کے برخلاف تھا پس انھون نے ان آیات کو قبول [illegible]
فقہاء مجتہدین ہی کا قول مانا۔ اور میری طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگے یعنی ان آیات کے ظاہر کا [illegible]
سے اسکے برخلاف ثابت ہی اور اگر تو خوب تامل سے دیکھے تو تجھے نظر آنے لگیگا کہ بہت سے [illegible]
ہذہ ترجمہ کلامہ اور مترجم کہتا ہی کہ شیخ کی غرض اس کلام سے یہ ہی کہ یہود ونصاری مین جو [illegible]
لے انکو اتخاذ ارباب کا مشرک فرمایا اسکی ابتدا ایسی ہی تھی جیسے اہل امت کے سفہا مین [illegible]
کلام صادق مصدوق حضرت رسول اللہ صلعم کا کہ یہ امت بھی قدم بقدم یہود ونصارے [illegible]
انکو اس فساد سے روکیگا اسکے دشمن ہوجاوینگے اور آگ کے پتنگون کی طرح اپنے نفس کی [illegible]
آگ مین گرینگے اور در واقع یہ بات کبھی زیبا نہین ہی کہ آیات الہی جل [illegible]

Marfat.com

[illegible] حدیث کو منکر دلمین جگہ دے اور اسکے لیے نرم ہو جاوے اور پڑھے آمنا باللہ وما انزل الینا جیساکہ اوتعالے شانہ [illegible] بیان کیا ہو والسلام - امام رازی رح نے اس آیت کی تفسیر مین ایک اور معنی بیان کیے ہین اور جملہ تین وجہین ذکر کی ہین چنانچہ اسکا ترجمہ یہ ہو کہ احبار و رہبان کو رب بنانے کی یہ بھی صورت ہو کہ جیسے اس امت مین جاہل صوفی اور حشویہ لوگ جب اپنے پیر کی تعظیم مین مبالغہ کرتے ہین تو یہان تک نوبت پہونچ جاتی ہو کہ انکی طبیعت اس جانب مائل ہوتی ہو کہ شیخ مین الوہیت کا حلول ہو یا یہان مرتبہ اتحاد ہو اور انکا پیر اگر طالب دنیا ہو اور دین سے در باطن منھ موڑے ہو تو بسا اوقات اپنے مریدون کو حکم دیتا ہو کہ مجھے سجدہ کرو یا میرا طواف کرو اور یہ کہتا ہو کہ تم میرے بندے ہو اور حلول و اتحاد کی بہت سی باتین انکو سمجھاتا ہو اور اکثر اوقات جب بعضے احمق مریدون کو خلوت مین پاتا ہو تو واہی قصہ کہانی کہکر انکے سامنے الوہیت کا دعوے کرتا ہو پس جب اس امت مین یہ باتین پھیلی ہوئی ہین تو اگلی امتون مین بحکم قولہ یا موسی اجعل لنا الہا کما لہم آلہۃ حلول کے لیے مستعد اور بچھڑا پوجنے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے پھر یہ باتین بعید ہو سکتی ہین - قال المترجم اس امت مین تو بہت مبالغہ موجود ہو چنانچہ شیطان کے بہکانے سے لغت کا جہاد کیے شاعر کہتا ہو ؎ شکل انسان مین خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا + بعضے ایسے ہین کہ حضرت صلعم کو بشر نہین کہتے اور اسکو عار جانتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون یہ امور قول اہل کتاب سے بھی بڑھے ہوے ہین اللہم اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین - پھر امام رازی رح نے لکھا کہ حاصل کلام یہ ہو کہ رب بنا لینے مین یہ صورتین ہین - ایک یہ کہ خلاف حکم آلہی کے جو کچھ انکے پیر و عالم حکم لگاتے اسکو ماننے پر مستعد ہو جاتے تھے اور دوم یہ کہ انھون نے انواع کفر کو قبول کیا گویا انھون نے ارباب بنالیے وسوم یہ کہ احبار و رہبان کے حق مین حلول ربوبیت کا اعتقاد کیا اور اتحاد و وحدت وجود سمجھے اور یہ تو اس امت مین بھی مشاہدہ ہی - مترجم کہتا ہو اعتماد ان وجوہ مین سے قول اول پر ہو کیونکہ مرفوع حدیث مین آچکا پس باقی وجوہ داخل عموم آیت ہین یا بدلیل آیت کریمہ وہ بھی اتخاذ ارباب کو مستلزم ہونے کی وجہ سے انواع کفر مین داخل ہین پس تشنیع یہ ہو کہ یہود و نصارے نے احبار و رہبان کو ارباب بنالیا - وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ اور رب بنایا نصارے نے مسیح کو جو مریم کا بیٹا ہی اور اسمین اشارہ ہو کہ یہود نے عزیر ع کو رب معبود نہین بنایا تھا بخلاف نصاری کے کہ انھون نے حلول و اتحاد و انفصال کا کوئی دقیقہ جو عقل سے ہزارون کوس دور ہی نہین چھوڑا حاصل یہ کہ یہود و نصارے نے عالمون دیرون فقیرون کو رب بنایا اور نصاری نے مسیح بن مریم کو بھی رب بنایا - وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا اور حال یہ ہو کہ کتاب آلہی و رسول کی زبانی یہ لوگ فقط یہی حکم کیے گئے تھے کہ الہ واحد کی عبادت کرین [illegible] اللہ تعالے ہی اسکے حرام کرنے سے چیز حرام ہوتی اور اسی نے جس چیز کو حلال فرمایا وہ حلال ہو اور کسی کو یہ اختیار نہین ہو [illegible] حلال ہو کہ [illegible] کا فاعل خود یہی احبار و رہبان و مسیح ہون یعنے ان لوگون نے تو احبار و مسیح وغیرہ کو رب بنایا حالانکہ وہ [illegible] ان لوگون کو یہی حکم دیتے تھے کہ الہ واحد کی پرستش کرو - کما قال تعالے وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم [illegible] کہ انھین کو ارباب بنا دین اگر کہا جاوے کہ جب سوائے اللہ تعالے کی طاعت کے اور کسی کی طاعت [illegible] تو رسول علیہم السلام وغیرہ کی طاعت کیونکر ہو سکتی ہو تو جواب یہ ہو کہ رسول وغیرہ کی طاعت اگر مستقل ہو یعنی انکے نفس [illegible] انکی طاعت اپنے اوپر فرض کرے تو شرک ہو اور اگر اس نظر سے انکی طاعت کرے کہ اللہ تعالے [illegible] طاعت آلہی ہو تو کچھ تردد نہین ہو بالجملہ یہی حکم ہو کہ طاعت اپنے معبود حق سبحانہ کی بجا لادین -

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یہ جملہ الٰہًا کی دوسری صفت ہو یعنے ایسے الٰہ کی جو واحد [illegible]
وہی۔ یا یہ جملہ مستانفہ ہو جس سے توحید کی تقریر ہوتی ہو۔ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ [illegible]
عبادۃ وغیرہا۔ تنزیہ دیا کی ہو اسکے لیے اشراک سے خواہ طاعت مین ہو یا کسی اور چیز مین [illegible]
نہین ہو۔ یہ سب تو انکی گمراہی کا بیان تھا جسمین توفیق سے دور ہو کر راہ جہالت و ضلالت [illegible]
ضلالت کا بیان شروع کیا بقولہ۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ [illegible]
متمنی ہوتا ہو اور اسکو پاکر راہ پر آجاتا ہو برخلاف ان بدبختون کے کہ یہ چاہتے ہین کہ بجھا دین نور الٰہی کو اپنے مونہون سے [illegible]
کہ اپنے سخنون سے شرک کی باتین بنا کر یا رسول اللہ صلعم یا قرآن کو جھٹلا کر نور الٰہی کو یعنے روشن دلائل کو [illegible]
فرزند وغیرہ ہر نقص سے پاک ہونے پر دلالت کرتی ہین مٹا دین۔ وَيَاْبَى اللّٰهُ اور انکار کرتا ہو اللہ تعالےٰ یعنی اسکی رضا [illegible]
نہین ہو۔ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ مگر یہی کہ اپنے نور کو پورا کرے باین طور کہ کلمہ توحید کو بلند اور اسلام کو عزت دے [illegible]
یہ مشرک گمراہ چاہتے ہین کہ شرک کی باتون سے یا رسول و قرآن کو جھٹلا کر توحید کو نہ پھیلنے دین ولیکن اللہ تعالےٰ کی مرضی یہی ہو کہ توحید
کی روشنی پھیلا وے پس ضرور یہی واقع ہوگا اگرچہ تمام مخلوق توحید سے سرفراز نہو کیونکہ یہ مشیت الٰہی مین جاری نہین ہوا [illegible]
اور بہت سی آیات قرآنی اسپر صریح دلالت کرتی ہین پس جن بندون کے ساتھ مشیت متعلق ہو وہی موحد ہو جاوینگے اور جنسے متعلق
نہین وہ کافر و مشرک ہی رہینگے۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ مشرکین جو توحید کو مٹانا چاہتے تھے آیت کریمہ مین انکے حال کی تمثیل ہو یعنی
یہ لوگ جو محض زبانی بک بک اور بہتان باندھنے سے نور توحید کو مٹانا چاہتے ہین تو انکی مثال اس فعل مین ایسی ہو جیسے کوئی شخص
چاہتا ہو کہ پھونک مار کر سورج یا چاند کے نور کو بجھا دے حالانکہ درحقیقت اسکی کوئی راہ نہین بلکہ وہ نور تو خود چمکنے والا ہو ایسا ہی آنحضرت
صلعم جس نور کے ساتھ بھیجے گئے وہ ایسے مشرکون کی باتون سے نہین مٹ سکتا بلکہ ضرور پھیلنے والا ہو۔ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ
اگرچہ کافر پڑے برا مانا کرین اللہ تعالےٰ ضرور اسکو پورا فرما دیگا۔ بالجملہ کوئی تفسیر لیجاوے بہر تقدیر اس آیت کریمہ [illegible]
جو قیامت تک ہر ایسے شخص پر حجت واضح ہو جو اسلام کا منکر ہو۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا ہی [illegible]
کر دیا کہ دین اسلام ضرور پھیل جائیگا۔ حالانکہ اسوقت تمام عرب ہی اسلام لانے کو پڑا تھا علاوہ برین شام و روم و فارس [illegible]
مین بڑی زبردست سلطنتین قوم نصارے کی تھین کہ تمام عرب متفق ہو کر ظاہر مین کسی طرح سلطان [illegible]
انکا مقابلہ نہین کر سکتا تھا پھر بڑا ہٹ دھرم وہ شخص ہو کہ اس کلام معجز نظام پر غور نہین کرتا کہ [illegible]
جسکے دشمن بھی اسکے بچپن سے اسکے نہایت سچے امانت دار ہونے کے مقر تھے ایسی بات کہتا جو [illegible]
عادت و نظر تدبیر کے واقع ہونے کا کبھی حکم نہین لگا سکتے تھے اور اس سچے آدمی کو اپنے جھوٹ [illegible]
چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم بوحی الٰہی آگاہ کرتے تھے پس قطعی یقین تھا کہ اللہ تعالےٰ جل جلالہ [illegible]
بالاتر ہو جو وہ چاہے خواہ مخواہ واقع ہوگا اسکو کوئی نہین روک سکتا کیونکہ وہ پاک [illegible]
سب اسکے عاجز بندے مخلوق ہین وہ ہر بات پر قادر ہو۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى [illegible]
وہی آسمانون و زمین کا اس تمام صنعت و خوبی کے ساتھ پیدا کرنے والا ہو جسکی [illegible]

Marfat.com

[illegible] کے ہمراہ رسول کو ہدی ودین حق کے ساتھ۔ یعنی اللہ تعالے عزوجل کی معرفت کے اچھے صحیح و ٹھیک
[illegible] توحید کے ساتھ جو علم وہدی ہین اور پاکیزہ اخلاق واعمال کے ساتھ جو دین حق ہین اور دنیا ودین مین جو علم وعمل مفید
کے لیے کا ہر کوئی اسمین چھوٹ نہین رہا پھر مصرح کردیا کہ حضرت محمد صلعم کا بھیجنا اسی غایت تک نہین تھا کہ کافر جا بے ایمان لا دین یا نہ
لا وین اور کوئی اس دین پر ہو یا نہو جیسے بعض دیگر انبیاء کے ساتھ واقع ہوا بلکہ۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ اسواسطے کیا
تمام دینون پر غلبہ دے [illegible] شرک نصرانیت وبت پرستی وآتش پرستی وغیرہ جو ظلم و دروغ کے ساتھ پھیل رہے ہین سب پر غالب کرے الحمد للہ
کہ ایسا ہی واقع ہوا اور جو وحی الٰہی سے اسکے رسول نے خبر دی تھی ایسی حالت مین کہ کافر ومنافق ہنستے تھے اور سچ نہین مانتے تھے وہ
ٹھیک ٹھیک پوری اتری۔ پس اسلام سے ورسالت رسول اللہ صلعم وتوحید سے انکار کرنے والے عجب ہٹ دھرمی کرتے ہین کہ
ایسے ایسے کھلے معجزے دیکھکر پھر بھی اسلام سے منکر ہین قطع نظر اسکے جو اعتقادات توحید اور جو اخلاق جمیلہ اس دین مین تعلیم ہوئے
ہین وہ خود اس امر کے لیے کافی تھے کہ ایک بے پڑھے لکھے کی طرف سے ان کمالات کی تعلیم اگر معجزہ ووحی نہین تو اور کیا ہے اور
اس سے قطع نظر اگر تم اپنے خالق کو پہچانتے ہو تو تم کو اسکی معرفت واخلاق آدمیت کے سوا ے جس سے دین ودنیا کا نفع دونون
ملتا ہے اور کیا چاہیے اور سوائے اسکے دوسری بات اس پاک دین توحید مین نہین ہے۔ افسوس اگر قرآن مجید پر سچی آنکھ سے نظر
کرین اور غور سے دیکھین تو انکو بہت سے معجزے ملین جو صریح اس بات کی دلیل ہین کہ یہ کلام پاک وحی الٰہی ہے اور صحیحین کی حدیث
مین ثابت ہے کہ اللہ تعالے نے میرے لیے زمین کی مشرق ومغرب کو تہ کیا یعنی مجھے ایک حد پر مطلع کردیا اور عنقریب میری امت کا
ملک وہان تک پہونچیگا جسقدر میرے لیے تہ کی گئی ہے۔ امام احمد رح نے قبیصہ بن مسعود رض سے مرفوع روایت کی کہ عنقریب تمہارے
واسطے زمین کے مشارق ومغارب سے مفتوح کردیے جاوینگے ولیکن ان ملکون پر جو حاکم ہونگے وہ دوزخ مین جاوینگے سوائے ایسے
حاکمون کے جو اللہ تعالے سے ڈرے اور تقوی پر ثابت قدم رہے۔ اور امام احمد رح نے حدیث عدی بن حاتم سے روایت کیا
جسمین ہے کہ پھر آنحضرت صلعم نے مجھسے فرمایا کہ تو خبردار رہ مجھے معلوم ہے کہ جو خیال تجھکو مسلمان ہونے سے روکتا ہے تو اس خیال
مین پڑا ہے کہ اس شخص پر ایمان لانے والے وپیروی کرنے والے لوگون مین سے ضعیف وکمزور بیچارے غریب ہین اور عرب کے
زبردست لوگون نے مانا نہین بلکہ پھینک دیا اور نہین قبول کیا سو بھلا تو نے حیرہ دیکھا ہے مین نے عرض کی کہ مین نے دیکھا نہین
مگر سنتا ہے تو فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ اللہ تعالے ضرور اس امر کو یعنی اسلام وتوحید کو پورا
کردیگا یہانتک کہ عورت بدون کسی کے ساتھ ہونے کے حیرہ سے آکر خانۂ کعبہ کا طواف کرجاویگی اور واللہ تم لوگ کسری بن ہرمز کے
خزانے فتح کرکے قبضہ مین لاؤگے۔ مین نے کہا کہ کسری بن ہرمز بادشاہ فارس کے خزانے یعنی جس سے آج کوئی بادشاہ مقابلہ نہین
کرسکتا۔ فرمایا کہ ہان کسرے بن ہرمز کے خزانے فتح کروگے واللہ یہ ہوگا کہ مال خیرات کیا جائیگا اور کوئی اسکو قبول نہین کریگا یعنے
تونگری کے سبب سے خیرات جو فقیر لے سکتا ہے کوئی نہین لے سکیگا۔ عدی بن حاتم نے یہ حدیث بیان کرنے کے وقت کہا کہ آنحضرت
صلعم کا فرمانا آنکھون دیکھو کہ حیرہ سے مکہ تک بے کھٹکے عورت جاتی اور طواف وحج کرکے چلی آتی ہے حالانکہ کوئی بھی اسکے ساتھ نہین ہوتا
اور کسرے بن ہرمز کے خزانے فتح ہونے کے وقت واللہ مین شریک تھا اور واللہ باللہ کہ تیسری بات بھی ضرور واقع ہوگی کیونکہ حضرت
[illegible] نے اسکو فرمایا ہے۔ رواہ احمد۔ اور اس قسم کی احادیث بہت کثرت سے ہین جنکا یہان لانا موجب [illegible]

تعجب وبڑا افسوس ہی کہ کوئی فرقہ راہ توحید و اسلام و رسالت حضرت خیر الانام سے [illegible]
دیتا ہی وہی اپنی مخلوق کا دانا تر ہی۔ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔ اگرچہ مشرکین ناکارین [illegible]
کرسے گا۔ اگر کہا جاوے کہ قرآن مجید مین حضرت عیسیٰؑ کی اتباع کرنے والوں کے حق مین قیامت [illegible]
فی قولہ اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ الآیۃ [illegible]
کیونکر نصارے پر غالب ہوے تو جواب یہ ہی کہ آیت مین حضرت عیسیٰؑ سے کفر و انکار کرنے والے [illegible] کی خبر ہی [illegible]
کے منکر ہین پس نصاری قیامت تک ان پر غالب رہینگے اور مسلمان کبھی حضرت عیسیٰؑ کے منکر نہین ہین بلکہ انکو اللہ تعالیٰ عز وجل
بندہ رسول جانتے ہین اور یہ آیت کریمہ بھی صریح معجزہ ہی کہ قیامت تک کی خبر برابر صادق ہی پھر افسوس ہی کہ [illegible] انکار کرتے
ہین۔ اب رہے مسلمان و نصارے تو انمین سے جو متبع حضرت عیسیٰؑ ہوگا وہ بطریق اشارت کے غالب معلوم ہوتا ہی اور تحقیق بتفصیل
اس آیت کی تفسیر مین گذر چکی اور خلاصہ یہ ہی کہ اتباع دو طرح کی ایک بحقیقت و دوسری براے نام پس اتباع بحقیقت یہ کہ حضرت
عیسیٰؑ کو بندہ رسول جانکر جو کچھ انھون نے اللہ تعالیٰ کی توحید و معرفت سکھلائی ہی اسپر یقین و ایمان رکھے اور اتباع براے نام
یہ کہ انکی پیروی کا دعوے کرے اور نام لیوا کہلاوے اگرچہ درحقیقت اسکے کوسون دور بلکہ بالکل دروغ و زور ہو جیسے متاخرین
نصارے ہین پس حقیقی اتباع کرنے والے تو ضرور بدلیل اشارت کے غالب ہین اور جو شخص سچا مسلمان ہی اور دل سے اسلام کا
یقین رکھتا ہی وہ درحقیقت عیسیٰؑ کا متبع ہی بلکہ امت محمدی صلعم مین سے سچے مسلمان گستاخی نہو تو حضرت عیسیٰؑ کے واسطے
متبع ہونے مین فخر ہین اسیواسطے صحابہ رضی اللہ عنہم تمام نصارے پر غالب ہوے اور برابر نصرانیون سے کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ
کے تم کون ہو ہم ہی انکی اتباع کے واسطے اولی ہین۔ اور رہے وہ لوگ جو نام کے مسلمان ہین راہ توحید سے غافل ہین دل مین یقین
نہین ہی کہین سیتلا پوجنے دوڑے اور کہین شیخ صدو کے نام پر بکرے مارے اور کہین قبرون پر ناک رگڑتی گرد پھرے۔ جب
اعتقادی امور مین یہ حال ہی تو نور ایمان کہان سے آیا پھر انکے اعمال پوچھنا کیا۔ کوئی بدفعلی اُنسے نہین چھوٹی اور کوئی بدخلقی نہین
بچی ہی۔ زناکاری شرابخواری جھوٹ فریب مکاری فتنہ پردازی مرغ بازی بٹیر بازی غرض کوئی کہان تک بیان کریگا یہ اُنکے اعتقاد
اور یہ اُنکے اعمال ہین اور اُنکے عالم لوگ تو اپنا معتقد بنانے پر مرتے ہین اور پیر لوگ اپنے مریدون کو مسئلہ وحدت وجود سکھلانے
پر فخر کرتے ہین جب یہ نوبت پہونچی تو اللہ تعالیٰ انکے ایمان کا دانا تر ہی پھر انمین حاکم کی حرکتین ظاہر اور قاضی کی رشوت خواری ظاہر
اور ثقہ گواہ کہان جسپر فیصلہ ہو پھر حکومت سوا ے ظلم و فساد کے اور کیا ہوگی لہذا ایسی صورت مین سب نام لیوا عیسیٰؑ معلوم ہوتے ہین [illegible]
اللہ تعالیٰ جسکو چاہے حاکم فرماوے اور وہی ہر چیز پر قادر ہی اللھم اعز الاسلام واید نالہ ووفقنا انت ارحم الراحمین۔ اے لوگو راہ
توحید و اسلام کو مضبوط پکڑو تاکہ دین و دنیا مین اللہ تعالیٰ کی نصرت سے سرفراز ہو اور علماء پہلے صلاحیت اختیار کرین اور اللہ تعالیٰ [illegible]
توفیق عطا فرماوے۔ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ یہود و نصاری و مجوس جو اسلام مین اس نظر سے عیب لگاتے ہین کہ [illegible]
وہ دنیا کے لوگون مین سے اہل اسلام مین زیادہ ہین لہذا یہ مذہب قابل قدر نہین ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ [illegible]
نہین دکھلائی دیتی ہی بلکہ اس مذہب کے اعتقاد و اعمال کو دیکھو تو معلوم ہوا اور ان لوگون کو [illegible]
مدعی ہین کیونکہ یہ لوگ تو براے نام اس مذہب کے ہین نام لیوا ہو کر گویا بدنام کرتے ہین۔ [illegible]

سورہ آل عمران [illegible]
نصف اول [illegible]

بعثت اسلام اور تصدیق رسالت کی دلیل ہے اور غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی اس امر کی بھی خبر فرمائی تھی کہ جیسے اہل کتاب نے دین بگاڑا ویسی یہ امت بھی اُنسے ایک عدد زائد تہتر فرقہ ہو جائیگی - اور امام مسلم نے اپنی صحیح مین ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ رات و دن نجائینگے یہانتک کہ لات و عزی پوجے جاوینگے تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب اللہ تعالے نے نازل فرمایا قولہ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ - الآیہ تو مجھے یقین تھا کہ یہ تمام و کمال ہوگا آپ نے فرمایا کہ ہان جسقدر اللہ عزوجل کی مشیت ہوگی وہان تک ہوگا پھر اللہ تعالے ایک پاکیزہ ہوا چلاویگا جس سے ہر وہ شخص مرجاویگا جسکے دل مین رائی کے دانہ برابر ایمان ہوگا اور باقی وہ لوگ رہجاوینگے جنمین کچھ بھلائی نہین ہے پس وے اپنے باپ دادون کے دین کی طرف پھر جاوینگے - رواہ مسلم - اگر کہا جاوے کہ قولہ علی الدین کلہ مفرد کیونکر ہے تو جواب آنکہ کفر کے دین سب شیطانی راہ و کج ہونے مین یکسان ہین کما قیل الکفر ملۃ واحدۃ - اگر کہا جاوے کہ دین موکد بلفظ کل ہے اور دین اسلام بھی ایک دین ہے وہ بھی داخل ہو جائیگا تو جواب یہ کہ الدین مین الف لام عہد کا ہے اور مراد کل ادیان باطلہ ہین پس دین اسلام اسمین داخل نہین ہے - واضح ہو کہ راہ مستقیم مانند خط مستقیم کے ایک ہی ہو سکتی ہے اور ماسوائے اسکے جانب افراط یا تفریط مین جملہ راہین کج ہونگی لہذا اہل اسلام امت وسط و عدل ہین انپر لازم ہے کہ اپنے دین مین جو امور قرآن و حدیث سے ثابت ہین بس ٹھیک ٹھیک انھین پر انکی حد تک مستقیم رہین کسی جانب کو ہوا و ہوس سے تجاوز و میلان نہ کرین ورنہ اسلام سے خارج ہو جاوینگے اگرچہ اپنے زعم مین توحید کے مدعی بنے رہین اور اپنے آپ کو محب رسول اللہ صلعم تصور کرین کیونکہ دعوی دروغ ہے و السلام فی العرائس قولہ تعالے اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من الخ معتقدی نے جس شخص کی اقتدا و تقلید کی اگر اسی پر نظر رکھی اور دیدار حق تعالے سے نظر غافل کیے رہا تو اسکو رب بنانے والا و مشرک قرار دیا یعنے طاعت فقط حق تعالے عزوجل کی ہے اگرچہ درمیان مین انبیاء و اولیاء وسیلہ ہوتے ہین پس ان وسائل کی طاعت کرنے مین یہ لحاظ نہ رکھے کہ یہ طاعت انکی طاعت ہے بلکہ یہ طاعت عین طاعت الٰہی ہے جو بوسیلہ انکے معلوم ہوئی ہے کیونکہ توحید کے دین مین یہی ہے کہ قدم کو جو فقط باری تعالے جل جلالہ ہے حدوث سے جو تمام ماسوائے حق تعالے ہے مفرد کرے اور اس افراد مین وسائط و وسائل پر نظر رکھنا شرک ہے اور تصدیق اسکی پوری آیت مین ہے یعنے قولہ وما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا - وحدانیت کی غیرت نے درمیان مین شاہد و آیات و جملہ مخلوقات مین سے کسی کو باقی نہین رکھا چنانچہ فرمایا - قل اللہ ثم ذرہم - یعنی دین توحید مین صرف اللہ ہی اللہ تعالے ہے اور ماسوائے اسکے جو کچھ ہے وہ کچھ نہین ہے - اسیواسطے جب آنحضرت علیہ السلام نے غیرت قدم کو لحاظ کیا تو اپنی مدح مین اپنی حد سے تجاوز کرنا منع کیا یعنی حدوث کی تعریف اسی کی حد تک رہے اور شان قدم تک نہ پہونچنے پاوے چنانچہ فرمایا - لا تطرونی کما اطرت النصاری المسیح - یعنی میری تعریف مین تم ایسے نہ اطرا نا جیسے مسیح کی شان مین نصرانی اطراء چلے اور مشرک ہو کر ضال و گمراہ ہو گئے چنانچہ قولہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین - کی تفسیر صحیح حدیث مین یہی آئی ہے کہ مغضوب علیہم یہودی ہین اور ضالین نصرانی ہین اور ان دونون کی راہون سے پناہ مانگنے کی سورہ فاتحہ کی اس آیت مین تعلیم ہے - آنحضرت علیہ السلام کو ملت ابراہیم حنیف علیہ السلام کی متابعت کا حکم دیا یعنی کہ جتا کہ درگاہ قدم کو حدوث کے لگاو سے پاک منزہ رکھتے ہین ابراہیم بمرتبہ خلت فائز تھے یہ نہین دیکھتے کہ نمرود ملعون نے جب آگ مین ڈالنے کا قصد کیا اسوقت ملائکہ آسمان و زمین کو اضطراب و جنبش ہوئی کہ الٰہی یہ کیا شان ہے جہان مخلوق کو دم مارنے کی مجال نہین کہ کافر ملعون ایک موحد خلیل کو آگ مین ڈالنے پر قابو دیا گیا اور انکو اجازت ملی کہ جو ابراہیم تم سے مدد چاہے وہ مدد دو لیکن

Marfat.com

حضرت خلیل علیہ السلام تمام یقین رکھتے تھے کہ تاثیر فقط قدرت الٰہی کی ہر کسی اوسکی حرکت سے [illegible]
کہ جب درمیان مین غیر کا وجود محض ہیچ ہی اگرچہ جس حکمت کیواسطے حدوث پیدا ہوے ہین وہ حکمت [illegible]
پس اس معنی سے تو یہ باطل نہین اور باطل کہنا باین معنی ہی کہ انکی ہستی مستقل و موثر گمان کیجاوے لہذا قول [illegible]
صدق ہی اور قولہ ؎ الا کل شئی ما خلا اللہ باطل بھی درست ہی کذا سنح للمترجم واللہ تعالےٰ اعلم۔ پھر شیخ نے کہا کہ آنحضرت علیہ السلام
کو ملت حنیفیہ ملت ابراہیمؑ کی اتباع کا حکم تھا پس آپ نے حالت صحو مین فناء الکل فی الکل کی اور قدم کے حدوث سے پاک منزہ ہر طرح
بے لگاو ہونے کی خبر فرمائی بقولہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ الحدیث یعنی اللہ تعالےٰ کے ساتھ میرا ایک وقت ہی کہ اسوقت مجھمین کسی رسول
مکرم و فرشتہ مقرب کی گنجائش نہین یعنے اشارہ کردیا کہ میرا سر باطنی اللہ تعالےٰ کی توحید و تفرید کے لیے فارغ ہی اسمین کسی حادث کا گذر
نہین ہی۔ قال المترجم علماء رح نے کہا کہ یہ حدیث نہین بلکہ کسی امتی بزرگ کا قول معلوم ہوتا ہی و طریقہ سند سے بعض نے کہا کہ موضوع
ہی اور بعض نے کہا کہ ضعیف ہی واللہ تعالےٰ اعلم۔ ابو یزید رح نے مقالۃ التوحید مین کہا کہ خبردار توحید مین کسی کا لحاظ نہ رکھنا یہ نہین ہوسکتا
کہ تو حبیب علیہ السلام یا کلیمؑ و خلیلؑ کو لحاظ کرے اور اللہ تعالےٰ کی جناب مین راہ پاوے۔ قال المترجم قول توحید بہت دقیق ہی
اور اسکی صحت مین شک نہین اور اسیواسطے شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ نے تفسیر عزیزی مین بعض صوفیہ کے طریقہ تصور شیخ پر انکار
کیا یعنی بعضے صوفی اپنے مریدون کو تعلیم کرتے ہین کہ مراقبہ مین اپنے پیر کی صورت کا تصور باندھو یہانتک کہ غیر مراقبہ مین بھی ہر وقت تمہارے
سامنے وہی صورت نظر آوے تو شاہ صاحب نے اسکو توحید کے خلاف بلکہ صاف شرک کہدیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ تصور کی تحقیق و
اسکے اسرار کی توضیح بہت طول چاہتی ہی اور اتنا یاد رکھو کہ تصور کے عجیب آثار و غریب اسرار ہین اور توحید مین اگر جناب باری تعالی کی نسبت
کوئی تصور کسی قسم کا آوے یعنی کسی طرح کی کوئی صورت خیال مین سماوے تو اسکو فوراً رد کردے کہ میرا پروردگار تعالےٰ اس سے پاک منزہ ہی
اور یہ سب نفس و شیطان کے تخیلات ہین ونعوذ باللہ منہا۔ قال الشیخ رح شبلی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جبرئیل علیہ السلام کے تقرب
و خصائص کیا کیا ہین اور کیونکر ہین تو کہا کہ واللہ ایک مہینہ ہوا کہ مجھے یہ خیال بھی نہین آیا کہ اللہ تعالےٰ نے جبرئیل کو پیدا بھی کیا ہی
اسمین شیخ شبلی رح نے اشارہ کیا کہ شہود الٰہی عز وجل کے سامنے شبلی خود نابود ہی تو غیر کا مشاہدہ کہان رہا۔ بعض مشائخ نے کہا کہ یہود و
نصارے نے کچھ پر پھیلائے اور اللہ تعالےٰ کے طلب مین اڑنا چاہا لیکن ایسی چیز سے سکون و آرام پاکر طلب و کوشش سے مطمئن ہو بیٹھے
جو خود انکے مثل ہی یعنے وہ بھی انکے مانند ایک مخلوق بشر ہی کہ آدمی سے پیدا ہوا پس انھون نے حق تعالےٰ کو ایسی راہ سے ڈھونڈھا جو اسکی
راہ نہین پس گمراہ ہوئے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے جسکی آنکھ مین نور توفیق کا سرمہ عنایت کیا اسکے سامنے راہ کھلی ہوئی ہی [illegible]
وہ راہ حق سے مردود ہی اور راہ شیطان و نفس پر بھٹکا پھرتا ہی اور عجب یہ ہی کہ ان لوگون کو خود معرفت نہین مگر اہل معرفت [illegible]
کو بے راہ بتلاتے ہین۔ اور خود اپنے باپ دادون کی راہ پر تقلید کیے جاتے اور مقام توحید سے کہین نیچے گرے پڑے ہین [illegible]
کما اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ قل یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل الآیہ یعنی اے [illegible]
یہود و نصارے سے کہدے کہ اے لوگو تم اپنے دین مین حق کے برخلاف غلو مت کرو کہ عزیرؑ و عیسیٰؑ کو بیٹا بناو [illegible]
ست کرو جنھون نے اپنے جی کی چاہی بات کو شیطان کی سجاوٹ سے گراہ کر مان لیا اور خود بھٹکے اور دوسرون کو [illegible]
مین بھیڑ یا چنا رج گیا اور جنھون نے مورتین گڑھی ہوئی اپنے معبود ٹھہرائے اور جنھون نے [illegible]

Marfat.com

[illegible] بھلا وسے یک عقل کی نورانی راہ پر آوینگے جہان سوائے ذات پاک وحدہ لاشریک کے کسی حادث چیز کا گذر
نہیں ہے اور [illegible] کمان وہ بے لگاؤ قدیم پاک جامع صفات کمال معبود کو مانینگے لیکن اللہ تعالے ہدایت فرماوے تو ہو سکتا ہے
شیخ نے لکھا کہ اس امت میں جو مکار پیر ہیں کہ درحقیقت شیطان کے نائب ہین اور صورت اپنی ان نیک لوگون کی سی بناتے ہین جو
رسول اللہ صلعم کے نائب ہوتے ہین پس صورت ولباس وظاہر مین تو عباد الرحمن بنتے ہین اور سیرت وبد باطنی مین شیطان ہین بڑی بڑی
والے جہان انکا لے رنگے کپڑے وتہ بند وجبہ ودستار جائے یہ کہتے پھرتے ہین کہ ہم بزرگ خانوادے کے ہین ہم فلانے بزرگ کی اولاد
ہین اللہ تعالے انکے مکر سے بچاوے اور زمانہ مین انکی لنبی داڑھی کی ہنسائی پھیلاوے یہ بدبخت سمجھتے ہین کہ معرفت وتوحید بھی کچھ نسب
وخانوادہ سے ملتی ہے اور لوگون کو مرید بناتے اور خود گمراہ ہین انکو بھی گمراہ کرتے ہین تو یہ تو بھلا جسکو اللہ تعالے نے معرفت وتوحید سے
باتباع سنت سید المقربین صلے اللہ علیہ وسلم کے سرفراز فرماکر اسکا دل تمام اغیار سے پاک کرکے قبول نہین کیا وہ اللہ تعالی کا ولی ہو جاوے
یہ ہرگز ممکن نہین ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس فساد کی اصل جڑ تو فرقہ شیعہ ورافضہ سے نکلی ہے اللہ تعالے انکے شر سے بچاوے۔ جنید رح نے
کہا کہ بندہ کے حق مین بھلائی کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالے اسکو علم نافع دے اور بحث وجدال ونام ومال وجاہ ومنال چاہنے والون کی
صحبت سے بچاکر ایسی صاف باطن قوم کی صحبت عطا کرے جو دنیا سے درحقیقت بے رغبت اور خاموش وگمنامی پسند وراہ سنت پر مستقیم
واپنے نفس کی ہوا وہوس سے دور بھاگنے والے وبندگان خدا پر شفقت کرنے والے امانت دار دین کے خیرخواہ اور اسکی حفاظت مین
ہمہ تن مصروف ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ عالم ہو یا صوفی ہو جب اسنے دنیا کا نام ومال چاہا تو اسکی محنت کا
ثمرہ اسکو یہان ملجائیگا پس متدین عالم کو چاہیئے کہ اپنی گمنامی پر اسکے مقابلہ مین رنج وحسد نہ کرے اور نفس کے جھگڑے مین صبر وثبات
کی توفیق چاہے اگرچہ وہی نام کے چاہنے والے بیدین گمراہ اسکی تحقیر وتوہین کرین اور آخر مین اللہ تعالے چاہتا ہے تو وہ خود بخود نیکنام
مشہور ہو جاتا ہے جیسے یہود ونصاری نے دین اسلام کی نسبت بھی چاہا لیکن اللہ تعالے کو منظور نہ تھا بلکہ اسکا بلند وظاہر کرنا چاہا اور وہی ہوا
چنانچہ قولہ تعالے یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم الآیۃ۔ سے ظاہر ہے شیخ نے کہا کہ یہ ان مشرکون کی پوری جہالت تھی جس سے صاف
ظاہر ہے کہ معرفت سے انکو کچھ نصیب نہ تھا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے خیالات کی آگ روشن کرکے وے ایسے سورج وچاند کی روشنیان مٹا دیتے
جو توحید مین بے غبار دمک رہے ہین کہ انپر کسی نجس مشرک ازلی کی نگاہ نہین ٹھہرتی ہے اور جن بندون مین یہ توحید ہے انکے روبرو شیطانی
آگ والے کی کیا قدر ہوگی کیونکہ وہان بحکم قولہ نور علی نور۔ کے بسبب اسکے کہ صفات الٰہی کے واسطے نہایت نہین ہے وہ آپ تاب روز افزون [illegible]
ہے کہ وہان آگ کا وجود نابود ہے۔ قولہ تعالے ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی الخ اللہ تعالے نے تمام حکمت بالغہ ودقائق امتحان کے لیے یہ طریقہ
مقرر فرمایا ہے کہ ایک رسول پاک کے واسطہ سے بندون کو اپنی راہ کا علم وعمل تعلیم فرماوے پس وہ اس واسطہ ایلچی سے اسطرح سیکھے کہ نظر
والی عبادت اصل یعنی حق سبحانہ تعالے ہو اور کمال قدر سے واسطہ کا شکریہ جان ومال سے ادا کرے کیونکہ اس نعمت کے فیض مین اللہ تعالے
نے نبی کو واسطہ کردیا پس وہی انکو اللہ تعالے کی راہ عبودیت بتلاویگا یعنی پہلے انکو آگاہ کریگا کہ تمہارا خالق جل جلالہ وہ پاک پروردگار ہے جسکی
[illegible] صفات ہرگز تم بندون کی عقل وگمان مین نہین آسکتی ہے لیکن یہ سمجھو کہ وہ قدیم ہے جسکی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے اسکا کوئی شریک نہین
[illegible] چاہے وہ کرے اسی کی قدرت مین تمام مخلوقات آسمان وزمین وحیوان ونبات سب مسخر ہین جس دم جسپر جو تاثیر ہوتی ہے وہی اسکا اثر
ہے [illegible] دیکھتا سنتا جانتا ہے لیکن آنکھ وغیرہ سے نہین بلکہ جسطرح اسکی شان کے لائق ہے وہ کسی چیز سے مشابہ نہین وہ سب سے

Marfat.com

پاک منزہ ہی جو بات عیب ونقصان ہوا کرتی ہی وہ کوئی بھی جناب الٰہی مین گنجائش نہین [illegible]
نہین وہ پاک ہی غرضکہ پہلے اس طریقہ سے حضرت معبود عز وجل کو پہچوادیگا جب جان لیگے کہ ہمارا معبود [illegible]
ہی جسنے ایسی ایسی مخلوقات پیدا کی جسمین عجیب عجیب حکمتین ہین جسکی ایک پتی بھی کوئی نہین پیدا کر سکتا ہی اور [illegible]
اسنے اپنے فائدہ کے لیے کچھ نہین پیدا کیا کیونکہ وہ پاک ہی وہان کسی احتیاج کو دخل نہین ہی لیکن ہمپر واجب ہی کہ اسکا شکریہ ادا کرین جو
ہمکو اس خوبی وعقل کے ساتھ پیدا کیا مگر یہ معلوم کہ اسکے شکریہ کے لیے کوئی چیز کہان سے لاوین بلکہ اگر ہمین ہاتھ پاؤن زبان ودل سے
ادا کرینگے پھر بھلا شکریہ کیا ادا ہوگا لیکن اسکی رحمت ہی کہ اسکو قبول کیا پھر یہ بھی ہم سے نہین ممکن کہ ہر آتی جاتی سانس پر شکر ادا کرین لیکن
اسپر اور زیادتی یہ کہ صحت وسلامتی وعافیت ورزق وغیرہ ہزارون نعمتین دین جنکا شمار نہین ہوسکتا تو کن کن نعمتون کا شکریہ کیسے ادا ہو
آخر ضرور اقرار ہوا کہ الٰہی ہم عاجز ہین ہم سے کہان شکریہ ادا ہوسکتا ہی اسپر مزید رحمت دیکھو کہ جنت ونعمت دینے کا وعدہ فرمایا الٰہی تیری
رحمت کا کون پار پاوے لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ۔ تیرے ہی واسطے بندگی کرنا واجب ہی پس رسول پاک نے سکھلایا کہ اللہ تعالیٰ
کی بندگی دل وجان سے خوش ہوکر اسطرح ادا کرو اور اسکا یہ طریقہ ہی اور زنا وچوری ودغابازی وظلم وفساد وغیرہ ایسی ایسی بری باتون سے
باز رہو اور عفت وامانت ودیانت وعدل ودانش وخیرخواہی وغیرہ عمدہ اخلاق سے آراستہ ہوکر دنیا کی چندروزہ زندگی بسر کرو کہ تم
اس قیدخانہ سے چھوٹ کر راحت وآرام مین پہونچو اللہم توفنی مسلما موسنا وانت ارحم الراحمین۔ پس جسکو واسطہ مقرر کیا اسپر اللہ تعالیٰ
کا بڑا فضل ہی کہ اسکے واسطے سے ہمپر یہ فضل فرمایا اگرچہ واسطہ کو خود یہ اختیار نہین کہ یہ فضل جسکو چاہے اسکو عطا فرمادے بلکہ ہدایت و
توفیق حضرت باری تعالیٰ عز وجل کے اختیار مین ہی وہی قادر مختار ہی جو کرتا ہی عین حکمت ہی کسی بندہ کی مجال نہین کہ اس حکمت کو پہونچے
لہذا جس بندے نے اپنے خالق معبود کو پہچانا وہ صدق دل سے اقرار کرتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جو کیا وہ عین عدل وسراسر حکمت ہی
اور کسی بندہ کا وہان کچھ دعوے نہین اور کسی زاہد وعابد کا جو شب وروز عبادت ہی مین رہا ہی کچھ استحقاق نہین چنانچہ اوپر بیان
ہوگیا لیکن اسکا فضل ہی کہ نہ شکریہ ادا ہوا اور نہ عبادت مگر اپنے فضل سے جنت دی اسمین کوئی سبب واستحقاق نہ تھا والحمد للہ
رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی عبادۃ الصالحین۔ پھر جسکو رسول وواسطہ کیا وہ ادب سکھلانے مین واسطہ ہی
اور اللہ تعالیٰ سے قرب ومقبول کرنے مین واسطہ نہین ہی پھر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے افضل کیا اور اسکو گنہگارون کا
شفیع بنایا لیکن کسی معاملہ ہدایات مین شریک نہین کیا اور یہ ہو ہی نہین سکتا پس اسکی طرف گمان ہی نہین۔ پھر قولہ بالہدی ودین الحق
مین ہدی تو قرآن نورانی ہی اور دین الحق حقائق شریعت ہین اور بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسولون کو اپنی درگاہ تک
پہونچنے کی راہ بتایا کہ دے راہ مستقیم پر علامات ہین اور اس اندھیرے گھر مین نور ہین جنکے پیچھے پیچھے چلنے والا اس درگاہ عظمت وجلال
تک پہونچ جاویگا۔ قال المترجم واضح رہے کہ راہ بہت باریک ہی اسمین لوگون کی عقل ٹکراتی پھرتی ہی اور ہرگز اسپر اعتماد نہین [illegible]
کرم فرماکر رسول بھیجے پس علماء کا اجماع ہی کہ جو شخص کھاتے پیتے سوتے اٹھتے بیٹھتے بسر کرنے مین آخر دم تک ہر [illegible]
طریقہ برتے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا تو عین صواب ہی اور نیت صادقہ سے وہ ٹھیک راہ مستقیم پر [illegible]
جو فرائض وواجبات وسنن موکدہ مین مستقیم ہو پھر جو فرائض وواجبات مین مضبوط ومتقی قریب [illegible]
واللہ اعلم۔ پھر اہل کتاب کے سرگروہ لوگون کا شر وفساد بیان کیا [illegible]

Marfat.com

... اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ

... بہت عالم اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہین مال لوگون کے ناحق

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ

اور اٹکتے ہین اللہ کی راہ سے اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہین سونا اور روپا اور خرچ نہین کرتے

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا

اللہ کی راہ مین سو انکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی جسدن آگ دہکا دینگے اسپر دوزخ پھر داغینگے اس سے

جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا

انکے ماتھے اور کروٹین اور پیٹھین یہ ہی جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ

مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

اپنے گاڑنے کا

اللہ تعالے نے احبار و رہبان کی پیروی کرنے والون کا حال تو اوپر بیان کردیا کہ کمال حماقت سے انکو ارباب بنالیا اور حکم اللہ تعالی و رسول کو معطل چھوڑ دیا اور شرک و ضلالت مین پڑ گئے اب احبار و رہبان کا حال کہ کیسے دنیا مین منہمک و دین مین مفسد ہین بیان فرمایا بقولہ تعالے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے ایمان والو تم آگاہ ہو کہ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ احبار و رہبان مین سے بہتیرے۔ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ البتہ کھا جاتے ہین اموال لوگون کے بباطل۔ ضحاک رح نے کہا کہ احبار سے علماء یہود اور رہبان سے علماء نصاریٰ مراد ہین۔ مشہور یہ کہ راہب وہ نصرانی جو حجرا بنکر صومعہ مین عبادت کے لیے تنہا ہو بیٹھا ہو اور شاید اکثر انہین کے علماء ایسا کرتے ہونگے۔ اور قولہ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ سے معلوم ہوا کہ قلیل انہین سے ایسے نہ تھے بلکہ وہ تقوی رکھتے تھے اور بدون تحریف و تبدیل کے اصل کتاب الٰہی کی پابندی کرتے تھے کذا قیل اور مترجم کہتا ہے کہ قید کثیر سے یہ بات نہین نکلتی کہ متقی اور اصل دین پر تھے بلکہ اتنا ثابت ہوا کہ بعضے لوگ باطل طور پر مال کھانے والے نہ تھے اور یہ معلوم نہین کہ تحریف و تبدیل کرتے تھے یا نہین مگر احبار یہود مین سے مانند عبداللہ بن سلام رض وغیرہ کے متقی تھے اگرچہ انکی کتابین تو مدت سے تحریف ہو گئی تھین لہذا اصل کو تحریف سے تمیز کرنے مین انکو خود پریشانی تھی بہرحال مومنون کو انکی بد افعالی و حرکات سے بیدار کردیا تاکہ انکو عالم سمجھکر انکے فریب سے دھوکا نہ کھا دین اور انکو مایہ فساد سمجھکر بندگان خدا کو انکے دام تزویر سے بچا وین اور خود اپنے درمیان انکے مانند حرکات سے حفاظت رکھین۔ اور الناس سے ظاہرا ان لوگون کے معتقد و متبع مراد ہین اور شاید عموما ہو یعنے انکی بد دیانتی یہ ہے کہ باطل سے عام لوگون کا مال کھا جاتے ہین۔ اور کھا جانے سے یہ مراد کہ لے لیتے ہین اور محاورہ کے طور پر اسکو کھانے سے تعبیر کیا کیونکہ مال لینے کا بڑا نفع یہی ہے کہ کھایا جاوے و بالباطل اے باطل کے معاوضہ مین چنانچہ یہودی اپنے ہاتھون کتابین لکھتے اور اسمین احکام کی تحریف کرتے اور کہتے کہ توریت یہی ہے اور بعض مفسرین نے کہا کہ بالباطل اے بالوجہ الباطل یعنے باطل وجہ و ذریعہ سے جو حلال نہین ہے جیسے احکام مین رشوت لینا وغیرہ ... وجہ ہے اور یہود و نصاریٰ سب کو اور جملہ وجوہ کو شامل ہے اور حاصل آنکہ احبار و رہبان کا یہ حال ہے کہ باطل وجوہ سے لوگون ... بعض نے کہا کہ عوام انکے سامنے یہ دعوی کرتے کہ اللہ تعالے کی رضامندی بدون انکے حاصل نہین ہو سکتی کہ احبار و رہبان

کوراضی رکھو اور جان و مال سے انکی خدمت کرو اور عوام ہر چند مشہور بات جانتے [illegible]
اور جو باتین شرع مین منع ہین انسے باز رہے تو اللہ تعالے اس سے راضی ہوگا لیکن احبار و رہبان کے [illegible]
لیتے جیسے قوم ہنود مین برہمنون کے لیے قواعد مقرر تھے یا جیسے غیر ملک و دین سے واقف [illegible]
اٹک سے پار اترے وہ دھرم سے جاتا رہا اور عوام انھین باتون پر مانند قطعی احکام کے یقین [illegible]
توریت مین بعثت محمد صلعم و فضل و خاتمیت کی آیات تھین تو انمین تحریف کر کے حضرت موسیٰ کو خاتم الانبیاء [illegible]
اور ان حرکتون سے مال تحصیل کرتے اور لبا اوقات اس دین کو باقی قرار دیکر اسکی تقویت کے لیے عوام پر مال واجب کرتے [illegible]
کے صیغے شیطان سے سیکھ کر دین کے پیرایہ مین دین فروشی کر کے دنیا کماتے تھے - امام رازی رح نے تفسیر کبیر مین انکے [illegible] کی شرح
بیان کر کے لکھا کہ یہی سب صیغے مکر و فریب کے ہمارے زمانہ مین بھی موجود ہین کہ اکثر مکار دنیادار دین فروش عالم و فقیر لیسے ہین کہ [illegible]
طریقون سے جاہل احمقون کے مال کھاتے ہین اور لکھا کہ اگر تو ہمارے زمانہ کے شیخی بگھارنے والے عالمون کو اور مکار پیر فقیرون کو تامل
نظر سے دیکھے یعنی راہ سنت و شرع مقدس پر انکی آزمایش کرے تو اسلام و توحید سے کہین دور رہا ویگا اور تجھے یہ نظر آویگا کہ گویا یہ آیات
انھین عالمون و پیرون کی شان مین اتری ہین اور انھین کا تفصیلی حال ان آیات مین بیان ہوا ہے ذرا غور سے دیکھو تو بعضے پیر فقیرون
کا یہ حال ہے کہ دعوے تو یہ کہ دنیا کی طرف مجھے التفات نہین اور کسی مخلوق کی طرف میری نظر نہین بلکہ مین فقط اپنے معبود ہی کی طرف راجع
ہون اور ایسی ایسی باتین کریگا کہ گویا طہارت مین ملائکہ سے ہمسر ہوگیا پھر جب دنیا کے امور مین سے کوئی پیش آیا تو ایسا اوندھے منہ گرا کہ کمال
حرص سے ایک ٹکڑا روٹی پر لڑ مریگا - ہذا حاصل کلامہ رحمہ اللہ تعالے اور مترجم کہتا ہے کہ ادھر اشارہ ہوا کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا - مین
مومنون کو خطاب کر کے احبار و رہبان کے مذموم حرکات بیان کرنے مین فوائد و اشارات معنوی بہت بلیغ ہین از انجملہ قیامت تک کے مومنون
کو افادہ دیا کہ انھین جسوقت ایسے عالم و درویش ہون تو انکو یہود و نصارے کے احبار و رہبان پر قیاس کر کے راہ توحید و اسلام پر مستقیم رہین
اور انکے فریبون مین نہ پھنسین کہ دولت برباد اور دین تباہ اور رسوائی آخرت باقی رہجائیگی - کیونکہ صرف مال ہی برباد ہوا بلکہ جب اس سے
عقیدت ہوئی تو قلب تباہ ہوا جسکا انجام فسق و فجور و ضلالت و بے ایمانی پر خاتمہ ہے نعوذ باللہ منہ اسلیے کہ وہ مکار پیر کبھی راہ راست پر
نہ آنے دیگا اور دین کے پیرایہ مین جو اسنے مکر پھیلایا ہے اسی کی طرف دعوت کریگا پس راہ حق سے روک کر باز رکھیگا چنانچہ احبار و رہبان
کا یہی حال تھا چنانچہ حق تعالے نے بطریق باطل انکے اموال کھانے کے ساتھ آگاہ فرمایا - وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ - اور
راہ الٰہی سے روکتے ہین - چنانچہ علماء یہود ڈرتے تھے کہ اگر عوام کو معلوم ہوگیا کہ توریت مین آنحضرت صلعم کا وصف جمیل و اسلام کی مدح
مذکور ہے تو اسلام مین داخل ہوکر لوگ ہمکو چھوڑ دینگے اور یہ اموال نذرانہ کے جاتے رہینگے پس باطل و حیلون سے اموال لیتے اور لوگون
کو اسلام کی حقیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت سے آگاہ نکرتے اور تحریف و تبدیل کتاب توریت مین [illegible]
انکی بیباکی طرح طرح کے اخبار و آثار مین مروی ہے جسکو بخوف طوالت یہان ذکر نہین کیا جاتا [illegible] لوگون کو [illegible]
روکتے تھے - ایسے ہی اسلام مین جو عالم و درویش اسی خصلت کے ہین وہ بھی اپنے مطالب کے [illegible]
کے لیے خلاف شرع و خلاف سنت باتین نکالتے ہین اور عوام جہال جو نرا اسی واسطے کہ کوئی بات [illegible]
دین اپنے پیرون و معتقدون کی باتین کیسی ہی خلاف شرع ہون عمدگی سے [illegible] کر لیتے اور [illegible]

[illegible] ہی ہمکو علم شریعت کی سمجھ نہین پس ایسے پیرون و مریدون کا حال احبار و رہبان اور انکے متبعین کے حال سے [illegible] یکسان بلکہ بعض خاص خاص مواقع مین بڑھا ہوا ہی جیسے پورب کے بعضے پیر ایسے ہین کہ سجادہ نشین تو بڑے خدا [illegible] کے بجال [illegible] کہلاتے ہین بالجملہ یہ سب دین فروشی صرف دنیا کمانے اور اموال جمع کرنے کی غرض سے ہی جسکا انجام بہت خراب ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] اموال جمع کرنے والون کا حال و انجام بیان فرمایا بقولہ۔ **وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ** اور وہ لوگ جو کنز کرتے یعنی خزانہ کا گنجا جمع کرتے ہین سونے چاندی کا اور اسکو راہ الٰہی مین خرچ نہین کرتے ہین۔ **فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ** پس تو انکو عذاب الیم کی بشارت سنا دے۔ یہ بطریق تہکم ہی یعنی نتیجہ ان اموال پر پہونچنے کا یہ کہ عذاب الیم سے مزہ چکھین اور وہ انھین اموال سے حاصل ہوگا چنانچہ تفصیل آتی ہی۔ واضح ہو کہ قولہ والذین۔ مبتدا متضمن معنی شرط اور قولہ فبشرہم الخ اسکی خبر ہی۔ پھر علماء تفسیر کے یہان اقوال ہین۔ اول آنکہ والذین گویا عطف تفسیری انھین احبار و رہبان کا ہی یعنے اسم موصول سے وہی مراد ہین اور اوپر یہ بیان ہوا تھا کہ باطل وجوہ سے لوگون کے اموال لیتے ہین اور اس سے بعد بالغہ انکا حال قبیح بیان کیا کہ مال جمع کرنے پر حریص ہین اور اسمین کمال بخیلی کرتے ہین۔ یہ قول معاویہ بن ابی سفیان سے مروی ہی۔ دوم آنکہ مسلمانون مین سے ایسا کرنے والے مراد ہین۔ یہ ابن عباس رضہ سے مروی ہی اور یہی سدی رحہ نے کہا کہ مسلمانون مین سے وہ مراد ہین جو زکوٰۃ نہ نکالین۔ بیضاوی رحہ نے کہا کہ انکو اہل کتاب کے رشوت خوارون سے قریب کرکے بیان کرنا بغرض تغلیظ ہی یعنے اشعار ہی کہ کنز جمع کرنے والے بہت برے ہین کہ انکو اہل کتاب کے رشوت خوارون سے ملا کر بیان فرمایا اور اسی قول دوم پر دلالت کرتا ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانون پر یہ امر بہت بھاری معلوم ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم کے سامنے ذکر کیا پس آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمپر زکوٰۃ اسی واسطے فرض کردی ہی کہ اسکو نکال کر باقی مال کو پاک کردے۔ قول سوم آنکہ اہل کتاب و مسلمانون دونون کے حق مین نازل ہوئی ہی اور یہی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی اور حق یہ ہی کہ عموم لفظ سے ہر وہ شخص مراد ہی جو مال جمع کرے اور اسمین سے حق شرعی نہ نکالے خواہ یہودی و نصرانی ہو یا اور کوئی ہو کذا قیل مترجم کہتا ہی کہ والذین مبتدا متضمن معنی شرط ہی دلیل دخول فاء بر خبر یعنے قولہ فبشرہم۔ پس حاصل یہ ہوا کہ جو ایسا کرے اسکی جزاء یہ ہی۔ اور یہ ہر ایسے صفت والے کو شامل ہوگا کیونکہ مبتدا بسبب معنی شرطیہ کے محصل نہ رہا کہ قوم معین ہو کما تقرر فی موضعہ پھر بنا بر قول ائمہ حنفیہ کے کفار مکلف بفروع نہین ہین لہذا مذمت کی راہ سے انکا بیان ہوگا اور یہ تشریع انپر نہین ہی تاکہ شمول انکا از راہ تشریع ہو کیونکہ محصل [illegible] جو کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے وہ دوزخ کے عذاب بطریق خاص مین گرفتار ہوگا اور ظاہر ہی کہ یہود و نصاریٰ وغیرہ کی حالت کفر مین زکوٰۃ دینے کا کچھ اعتبار نہین ہی پس حق حکم مین صرف مسلمان باقی رہے ہان مذمت کے حق مین اہل کتاب نظیر و تمثیل ہین اور اس تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ اقوال سلف جو اسکی تفسیر مین وارد ہوئے ہین کچھ مختلف نہین ہین۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ اب رہا بیان اسکا کہ کنز کسکو کہتے ہین تو حضرت ابوذر وغیرہ سے مروی ہی کہ حاجت سے زائد جو جمع کرے وہ کنز ہی اگرچہ اسمین سے زکوٰۃ دیوے اور دیگر علماء رحہ نے کہا کہ جس مال کی زکوٰۃ دیجاوے وہ کنز نہین [illegible] سے زائد کتنا ہی خزانہ ہو۔ یہی حضرت عمر و ابن عمر و ابن عباس و جابر و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم و عمر بن عبد العزیز وغیرہ [illegible] سے مروی ہی اور یہی صحیح ہی چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قولہ والذین یکنزون الذہب الآیہ۔ زکوٰۃ نازل ہونے سے پہلے [illegible] پھر جب زکوٰۃ نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اسکو مالون کے واسطے پاک کرنے والی کردیا سو اگر میرے پاس احد پہاڑ برابر

Marfat.com

سونا ہو تو مجھے کچھ ڈر نہیں ہے مین اسکی زکوۃ دیدونگا اور اسکو طاعت الٰہی مین خرچ کرونگا۔ رواہ عبد
اور ایک حدیث مرفوع مین ثابت ہے کہ جس مال کی زکوۃ دیدیجاوے وہ کنز نہیں ہے۔ یعنی لغت وعرف کی راہ
جس کنز پر عذاب کی وعید آئی ہے ویسا کنز نہیں رہتا ہے۔ وقال البیضاوی رح اور یہ جو حدیث مین آیا کہ جسنے سونا
جہنم مین داغ دیا جائیگا تو اس سے مراد ایسا مال ہے جسکی اسنے زکوۃ وحق شرعی نہیں دیا ہے بدلیل حدیث [illegible]
سے ہے کہ جو کوئی سونے یا چاندی کا مالک کہ وہ اسکی زکوۃ نہیں نکالتا تھا اسکا یہ مال مذکور پتر کرکے آتش دوزخ سے تاب دیکر داغ دیا جائیگا
پس اسکی پیشانی و دونون پہلو و پیٹھ داغی جاویگی اسدن کہ وہ پچاس ہزار برس کا ہوگا یہانتک کہ لوگون کا فیصلہ ہو پھر وہ اپنی
راہ پاوے یا دوزخ کی طرف یا جنت کی طرف والحدیث رواہ البخاری ومسلم وغیرہما۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ قولہ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ
سے مراد انفاق بطریق زکوۃ اور بحق واجبی ہے یعنے زکوۃ نہیں دیتے اور جو حقوق شرعی انپر واجب ہین انمین خرچ نہین کرتے ہین اور مترجم
کہتا ہے کہ زکوۃ سے تخصیص کرنا دقت سے خالی نہیں ہے اسواسطے کہ مال مین عام حق شرعی زکوۃ ہے اور دیگر حقوق واجبہ بخصوصیت بھی ہوتے
ہین مثلاً کسی پر اسکے اقارب کا نفقہ واجب ہے یا جوار مین کوئی عاجز مسلمان ہے کہ کوئی اور اسکو نفقہ دینے والا نہین ہے وہہنا بحث لا یسعہ المقام۔
اگر کہا جاوے کہ ضمیر لا ینفقونہا مفرد ہے اور مرجع ماقبل تثنیہ ہے تو جواب یہ ہے کہ ضمیر از راہ معنی راجع ہے نہ از راہ لفظ کیونکہ ذہب وفضہ مین سے
فضہ کا لفظ بھی مونث ہے اور ذہب کا لفظ مذکر ہے ولیکن کنز وخزانہ کی صورت مین از راہ معنی کے ہر ایک متعدد وکثیر ومجموعہ دافیہ ہوکر
بسبب جماعت کے ضمیر مونث سے تعبیر ہوا اور چونکہ مجموعہ خزانہ ہونے مین دونون یکسان ہین لہذا ضمیر واحد کافی ہے اور مترجم کہتا ہے
کہ ذہب وفضہ اوپر مذکور ہونے سے ہر ایک کا مفرد اعتبار نہین یعنی یہ مقصود نہین ہے کہ ذہب کو خزانہ کرتے اور فضہ کو خزانہ کرتے ہین تاکہ
لا ینفقونہا۔ کی ضمیر مین لا ینفقونہما بضمیر تثنیہ ہونے کا سوال پیش ہو کیونکہ مقصود اس سے یہ کہ خزانہ جمع کرتے ہین اور جس چیز سے جمع
کرتے ہین وہ بیان کردی کہ ذہب وفضہ سے کیونکہ خزانہ جمع کرنے مین خصوصیت روپیہ یا اشرفی کی مقصود نہین ہوتی بلکہ اکثر مخلوط جمع
کرتے ہین ہان بیان مین انھین دونون کی خصوصیت کی حالانکہ فلوس وغیرہ اموال کثیرہ اگر جمع کرے اور زکوۃ وحقوق واجبہ نہ نکالے تو
وہ بھی کنز ہو جاوینگے تو خصوصیت ذکر مین اسوجہ سے کہ تمام تفصیل وتطویل سے احتراز ہوا اور مقصود جملہ اموال ہین پس خزانہ رکھنے مین
چونکہ یہی دونون اشرف سمجھے جاتے ہین اور انھین سے خزانہ کرنا معروف ہے لہذا انھین دونون کے بیان پر اکتفا کیا اور مقصود یہ کہ
جو لوگ کنز وخزانہ جمع کرتے ہین اور اسکو اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوے حقوق واجبہ مین خرچ نہین کرتے انکو عذاب الیم کی بشارت دیدے
بشارت کا لفظ بطریق تہکم ہے۔ پھر عذاب الیم کی بشارت کس دن کے واسطے اور کیونکر ہے تو بیان فرمایا۔ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ
جَهَنَّمَ اس دن کہ تاب دیا جائیگا ان کنوز پر جہنم کی آگ مین۔ یعنی پچاس ہزار برس والے دن مین یہ کھولتے دوزخ مین بھونک کر
تپائے جاوینگے۔ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ پھر داغ دی جاوینگی اس سے ان لوگون کی پیشانیان و
پہلو و پیٹھین۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دینار پر دینار یا درم پر درم نہین رکھا جائیگا بلکہ انکی کھال چوڑی کرکے ہر ایک دینار
آتش دوزخ سے تپا ہوا علٰحدہ رکھا جائیگا۔ ابوبکر الوراق رح سے پوچھا گیا کہ پیشانی و پہلو و پیٹھ کی خصوصیت مین کیا حکمت ہے کہا [illegible]
کرنے والا حقدار فقیر محتاج کو دیکھکر بجائے ترحم کے اس سے چین بجبین ہوکر اس سے پہلو تہی کرتا اور پیٹھ پھیر لیتا ہے [illegible]
مقامات کے ذکر سے مقصود یہ کہ داغ دینے مین ہر چہار طرف سے احاطہ کیا جائیگا چنانچہ پیشانی سے آگے [illegible]

[illegible] طرف سے احاطہ مراد ہی- حدیث ابو ہریرہ رضہ مین ہی کہ جو کوئی اپنے مال کی زکوۃ نہین دیتا قیامت مین اسکے عذاب کے لیے [illegible] کر کے اسکی پیشانی و دونون پہلو و پیٹھ داغی جائیگی اس دن کہ مقدار اسکی پچاس ہزار برس ہوگی پس برابر یہی عذاب ہوتا رہیگا [illegible] کہ بندون کا حساب کتاب فیصلہ پاوے پس یہ شخص بھی اپنی راہ دیکھے خواہ جنت کی طرف یا دوزخ کیطرف روایت مسلم- پھر اگر دوزخ [illegible] دوزخ کے عذاب کا حال معلوم ہی اللہ تعالے اس سے محفوظ رکھے- اس حدیث سے نکلا کہ یہ عذاب قبل فیصلہ حساب و کتاب کے میدان حشر ہی مین زکوۃ نہ دینے والے پر طاری ہوگا- اس سے نکلا کہ زکوۃ کا فرض بھی بڑے مرتبہ کا ہی کیونکہ نہین کہ اللہ تعالے نے اسکو جابجا نماز کے ساتھ ملا کر یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ فرمایا ہی- ابن عمر و ابن عباس و حضرت عمر و جابر رضہ و ابو ہریرہ وغیرہم سے مرفوع و موقوف روایت ہی کہ جس مال کی زکوۃ ادا کردیجاوے وہ کنز نہین رہتا یعنی یہ کنز جسپر عذاب کا حکم ہی نہین رہتا اگرچہ زمین کے نیچے مدفون ہو اور جس مال کی زکوۃ نہ دیجاوے وہ کنز ہی اگرچہ دفینہ نہو بلکہ اوپر ہی رکھا ہو پس قیامت کے روز آتش دوزخ سے تاب دیکر اس سے مال والا بطور مذکور داغ دیا جائیگا- هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ اے یقال لہم او قائلا لہم ذلک- یعنی بطور مذکور داغ دیے جاوینگے درحالیکہ انسے یہ قول کہا جاتا ہوگا کہ یہ وہی ہی جو تم نے اپنے واسطے کنز کیا تھا کہ فقیرون محتاجون پر ترس نہ کھایا اور حقوق واجبہ کو چھوڑا اوران مالون کو بہت پیار سے خزانہ کرکے اپنے نفع کے لیے رکھا یہ نہین سمجھے کہ ایسے برتاؤ سے یہ تمہارے لیے عین مضرت و سبب عذاب ہی- فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ پس اب چکھو جسکو تم کنز کرتے رہے یعنی اب اسکے وبال بدانجامی کو چکھو- مال کو اس طور سے جمع کرنے والون کے حق مین مال کا انجام یہ ہوگا جو بیان ہوا اور انسے یہ مزہ چکھنے کو کہنا بطریق تہکم و ملامت ہی- جیسے احبار و رہبان کو عذاب الیم کی بشارت دینے کا حکم بھی اسی معنی مین ہی اور محصل اسکا یہی ہی کہ دنیا کی چیزین جو مخلوق الٰہی ہین انمین جب ایک مخلوق بخل کرکے برخلاف حکم و رضاء خالق کے اپنے تصرف مین لاوے اور ظلم و فساد کرے تو وہی چیزین اسکے حق مین وبال و عذاب ہین اگرچہ فی الحال ظاہری صورت سے اسکو اپنا انجام نظر نہ اوے بلکہ فریب نفس سے ان چیزون کو منفعت سمجھے یہین سے حکماء ربانی نے کہا کہ جس چیز کو آدمی محبوب کرکے طاعت الٰہی پر مقدم کرتا ہی اسی سے عذاب اٹھاتا ہی- آیت کریمہ مین اللہ تعالے نے احبار و رہبان کی مذمت مخصوص کرکے بیان فرمائی حالانکہ کوئی آدمی ہو جب ایسا کریگا عذاب پاویگا تو اس وجہ سے کہ عام لوگ تین قسم کے لوگون کے عیال ہوتے ہین- ایک بادشاہ کے دوم علماء کے اور سوم درویش لوگون کے پس جب یہ تین فریق بگڑے تو سب لوگ خراب و برباد ہو جاتے ہین اور ظاہر لفظ احبار جو غالبا علماء یہود پر بولا جاتا ہی اس آیت کریمہ مین علماء نصاری کو بھی شامل ہی اگرچہ [illegible] مین عالم نصاری کو قس و قسیس کہتے ہین جیسے انکے درویشون و عابدون کو راہب کہتے ہین- اور مقصود اس بیان سے یہ کہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے عالمون و پیرون سے پرہیز کرین ورنہ پیروی کرنے والے بھی برباد ہونگے چنانچہ یہود و نصاریٰ نے پرہیز نہ کیا بلکہ احبار و رہبان کو ارباب بنایا تو دین سے بالکل اندھے ہو گئے اور دینی عقل گم ہوگئی حالانکہ انکے علماء و درویش آخرت سے منھ موڑے دنیا کے اموال جمع کرنے مین حریص اور بخیل ہو رہے تھے اور چونکہ آخر اسلام مین بھی یہی حالت ہونے والی تھی لہذا مومنون کو اس سے تحذیر فرمائی اور حدیث صحیح مین ہی کہ تم لوگ بھی اپنے سے اگلی امتون کی چال قدم بقدم چلوگے- سفیان بن عیینہ رح نے کہا کہ ہمارے علماء مین سے جو بگڑا اسمین احبار کی مشابہت ہو جاتی ہی اور ہمارے زاہدون عابدون مین سے جو بگڑا اسمین راہب نصاریٰ کی مشابہت ہوتی ہی حاصل [illegible] یہ ہی کہ احبار و رہبان کا یہ خراب حال تھا کہ بطریق باطل وہ لوگون کے مال لینے اور دنیاوی ریاست چاہنے اور دین فروشی کرنے

Marfat.com

اور خود بخیل ومال جمع کرنے پر حریص تھے اور انھین مالون کے لالچ سے راہ ترحید کو بگاڑ [illegible]
زیادہ محبوب ہی داغ دیے جانے کا عذاب پایا اور آیت اگرچہ احبار و رہبان کی مذمت مین بخصوص ہی [illegible]
رہبان کے اقوال و افعال مین مشابہ ہوا اسکو شامل ہی جیساکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے یہ امر منقول [illegible]
ابوذر رضی اللہ عنہ سوائے قدر نفقہ کے زائد مال کو کنز کہتے تھے اگرچہ اسکی زکوٰۃ دیدیجاوے اور [illegible]
روایت کی کہ تلوارون کا حلیہ یعنی انپر چڑھی ہوئی چاندی جو لطور زیور کی ہوتی ہی وہ بھی کنز ہی اور علی رضی اللہ عنہ سے [illegible] ازغرجب [illegible]
چار ہزار تک تو نفقہ ہی اور اس سے زائد کنز ہی ولیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے صحیح ہوا کہ یہ قبل نزول زکوٰۃ تھا اور بعد [illegible]
اللہ تعالے نے زکوٰۃ کو مالون کے لیے پاکی کر دیا ہی ہان اشرفی و روپیہ کے حق مین تقلیل کرنے کی تعریف اور تکثیر کرنے کی مذمت بہت احادیث
مین وارد ہی - حافظ ابن کثیر رح نے چند احادیث کو یہان وارد کیا جسکی تلخیص یہ ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم کا فرمان نقل کیا کہ بربادی
ہی چاندی کو یعنے چاندی کو لطور کنز جمع کرنے والے کو اور بربادی ہی سونا جمع کرنے والے کو - اس بات کو تین مرتبہ کہا آنحضرت صلعم کے صحابہ
رضی اللہ عنہ پر یہ امر دشوار گذرا انھون نے عرض کی کہ پھر ہم کون چیز ذخیرہ کرین تو فرمایا کہ ایسی زبان جو اللہ تعالے کا ذکر کرے اور ایسا دل
جو شکر کرے اور ایسی جورو جو آخرت کے واسطے مددگار ہو - اور ابو داؤد وغیرہ نے روایت کی کہ جب یہ آیت اُتری والذین یکنزون الذہب
والفضۃ الخ تو آنحضرت صلعم کے صحابہ پر یہ امر دشوار ہوا پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین آنحضرت صلعم سے پوچھتا ہون پس جاکر پوچھا تو آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالے نے زکوٰۃ اسی واسطے فرض فرمائی ہی کہ تمھارے اموال پاک ہوجاوین الحدیث - شداد بن اوس رض کی حدیث مین ہی کہ
مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ جب لوگ سونا و چاندی لطور کنز جمع کرین تو تم ان کلمات دعا کو ذخیرہ جمع کرو - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ
الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَاَسْاَلُكَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَاَسْاَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَاَسْاَلُكَ مِنْ
خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ - اور صحیحین کی حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مین ہی کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ قسم ہی رب کعبہ کی کہ وہی لوگ زیادہ خسارہ مین ہین - مین نے عرض کی کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون وہ کون لوگ
ہین فرمایا کہ بہت مال والے لوگ ہین مگر وہ جسنے یون ریل دیا اور یون ریل دیا اسلئے آخرہ یعنی بہت مالدارون مین سے وہ مستثنی ہین
جنھون نے راہ خدا مین آگے پیچھے دائین بائین ہر طرف بھر پور خرچ کیا اور ایسے لوگ تھوڑے ہین - اسی واسطے ابوذر رضی اللہ عنہ
آیت کریمہ کو اگلے احبار و رہبان کے ساتھ مسلمانون کے حق مین بھی کہتے تھے اور ابن عباس رض و سدی رح سے مروی ہی کہ آیت عام ہی
یعنی کچھ احبار و رہبان کی خصوصیت مقصود نہین بلکہ انکے بد افعال کے بیان سے یہ مقصود ہی کہ جو کوئی ایسا کریگا اسکا یہی حال ہوگا
علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اصحاب الصفہ مین سے ایک شخص مرا جسکے پاس ایک دینار نکلا تو آنحضرت صلعم نے [illegible]
اور فرمایا کہ ایک داغ ہی - فافہم - واللہ تعالے اعلم - ف - فی العرائس قولہ والذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا [illegible]
اللہ تعالے نے بخیلون کو راہ خدا مین مال نہ خرچ کرنے پر ملامت فرمائی ہی اور یہ خصلت بسبب شائبہ نفاق ہی کے ہوتی ہی [illegible]
کہا کہ جسنے اپنے ملک کی چیزین سے قلیل کے ساتھ بھی بخل کیا اسنے اپنی نجات کا دروازہ بند کرکے ہلاکت کا [illegible]
کھتا ہی بخل کی مذمت احادیث مین بکثرت وارد ہی اور صحیح حدیث مین ہی کہ دوزخ سے اپنے آپکو بچاؤ اگرچہ [illegible]
سے ہو - واضح ہو کہ شرع کے موافق خرچ کرنا محمود ہی اور اگر خلاف شرع کوئی شخص خرچ کرتا ہو تو وہ بخیل [illegible]

Marfat.com

[عِنْدَ] اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ

... بارہ مہینے ہین اللہ کے حکم مین جسدن پیدا کیے آسمان وزمین

مِنْهَا أَرْبَعَةٌ [حُرُمٌ] ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ

ان مین چار ہین ادب کے ... یہی ہے سیدھا دین سو انمین ظلم نہ کرو اپنے اوپر اور لڑو مشرکون سے

كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ○ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ

ہر حال جیسے وہ لڑتے ہین تم سے ہر حال اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈروالون کے یہ جو مہینہ ہٹادینا ہے سو بڑھائی بات ہے

فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ

کفر کے بیچ مین گمراہی مین پڑتے ہین اس سے کافر حلال گنتے ہین اسکو ایک برس اور ادب کا گنتے ہین ایک برس کہ پوری کرلین گنتی جو اللہ نے رکھی ادب کی

اللّٰهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

پھر حلال کرتے ہین جو منع کیا اللہ نے بھلے دکھائے ہین انکو انکے برے کام اور اللہ راہ نہین دیتا

الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ○ ع

منکر قوم کو

بیان سے اللہ تعالے نے کلام کو مشرکین کے ایک قبیح حرکت ایجاد کرنے کے بیان اور اظہار راہ مستقیم کے لیے شروع کیا بقولہ- اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عدة مصدر بمعنی شمار یا مراد مفعول ہے اے معدود اور معنی یہ کہ شمار مہینون کا جو سال کے لیے ہین - عِنْدَ اللّٰهِ اللہ تعالے کے نزدیک - اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا بارہ مہینہ ہین فِي كِتَابِ اللّٰهِ اللہ تعالے کی کتاب مین - یہ صفت اثنا عشر واقع ہے اور کتاب اللہ سے مراد لوح محفوظ ہے یا کتاب مصدر بمعنی حکم ہے یعنے حکم الٰہی مین - يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ جسدن کہ آسمانون وزمین کو پیدا کیا ظرف متعلق بمعنی ثبوت ہے یا متعلق بکتاب ہے اگر مصدر قرار دیا جاوے اور معنی یہ کہ یہ بات فی نفس الامر ثابت ہے جب سے اللہ تعالی نے آسمان وزمین کو پیدا کیا - اور ان مہینون کے نام عربی مین محرم - صفر - ربیع الاول - ربیع الثانی - جمادی الاول - جمادی الثانی - رجب - شعبان - شہر رمضان - شوال - ذوالقعدہ - ذوالحجہ - ہین - سال کے یہ مہینے قمری ہین جو چاند کی سیر کے حساب سے ہین اور اہل اسلام انھین مہینون کے شمار سے صوم وحج ودیگر امور احکام وحیض ونفاس کا برتاؤ کرتے ہین اور خطیب رح وغیرہ نے لکھا کہ اس حساب سے سال کے تین سو چپن دن ہوتے ہین اور فتاوی ہندیہ وغیرہ کتب فقہ مین ہے کہ تین سو چون روز اور تیس جزو کے گیارہ جزو ہوتے اور ایام سال شمسی کے جو آفتاب کے پورے دورے کے حساب سے ہے تین سو پینسٹھ یوم وچہارم یوم ہے پس انتہاے سال شمسی تو موسم گرمی وسردی کے حساب سے یکسان ہوتی لہذا ہر فصل اپنے مہینون مین واقع ہوگی اور چونکہ سال قمری بہ نسبت سال شمسی کے دس روز کے قریب کم ہوتا ہے لہذا ہر تین سال مین ایک مہینہ کامل کم ہوگا اسی لیے ہندی لوگ ایک مہینہ لوند لگاتے ہین تاکہ فصل شمسی کا حساب ٹھیک رہے اور لوند کچھ اعتقاد ہنود سے نہین ہے تاکہ عوام زعم کرکے بچارے اپنے تئین شک مین ڈالتے ہین چنانچہ اگر ہر مہینہ مین یہ کمی بیشی کردیجاوے جیسے انگریزی ورومی مہینون مین ... تفصیل سے کردی گئی ہے تو لوند کی کچھ ضرورت نہین ہوتی ہے یہین سے معلوم ہوا کہ سال شمسی موافق فصول ہے اور سال قمری نہین ہے اسی لیے کبھی رمضان جاڑون مین اور کبھی برسات اور کبھی گرمی مین واقع ہوتا ہے اور ہر حال مین بندے حکم الٰہی پر امتحان

کرلیے جاتے ہین اور اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین بیان فرمادیا کہ ابتداے خلق اجرام [illegible]
سے حکم تعبدی قرار دیا اور اسی کو انبیاء و رسل علیہم السلام لائے ہین اور اسی شمار پر کتب آسمانی نازل [illegible]
احکام شمسی سے متعلق نہین ہوسکتے کیونکہ واسطہ اسمین چاند کا عروج ہی جیساکہ کتب [illegible]
رومی و انگریزی مہینون کا احکام تعبدی مین کچھ اعتبار نہین ہی بلکہ قمری مہینون کو معتبر رکھا [illegible]
وازمنہ سے ثابت فرمایا ہی مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ان بارہ مہینون قمریہ مین سے چار [illegible]
تین پے درپے ہین یعنی ذو القعدہ و ذو الحجہ و المحرم - اور ایک فرد ہی اور وہ رجب ہی - اسی ترتیب [illegible]
کہ دورس مین سے چار دن ہین اور آنحضرت صلعم نے بھی خطبہ حجۃ الوداع مین فرمایا کہ الا ان الزمان قد استدار [illegible]
والارض السنۃ اثنا عشر شہرا منہا اربعۃ حرم ثلث متوالیات ذو القعدۃ و ذو الحجۃ والمحرم و رجب مضر الذی بین جمادی و شعبان [illegible]
کہ زمانہ گھوما جیسے آسمانون و زمین پیدا ہونے کے روز تھا سال بارہ مہینہ کا اسمین سے چار ماہ حرام ہین تین [illegible]
ذوالحجہ و المحرم - اور ایک رجب جو قبیلہ مضر کا رجب کہلاتا ہی جو جمادی الثانی و شعبان کے بیچ مین [illegible] - ابن کثیر رح نے کہا کہ قولہ
علیہ السلام الا ان الزمان قد استدار کہیئتہ الخ کے معنی یہ ہین کہ ابتداے خلقت مین یہ امر جسطرح اللہ تعالےٰ نے رکھا اسی کو ثابت [illegible]
فرمایا اور اسی پر ثابت رہنے کی تاکید کی اسطرح کہ اسمین کوئی تقدیم و تاخیر و زیادتی و نقصان و نسی و تبدیل مت کرو جیسے جاہلیت [illegible]
نسی سے تغیر کرتے تھے اور بعضے مفسرین و متکلمین نے اس حدیث مین کہا کہ اتفاق سے اس سال آنحضرت صلعم کا حجۃ الوداع ذی الحجہ
مین واقع ہوا تھا حالانکہ عرب والے جاہلیت مین نسی کرنے کے سبب سے اکثر سواے ذی الحجہ کے دوسرے مہینہ مین حج کرتے تھے [illegible]
لوگون نے زعم کیا کہ ابوبکر رضہ نے سال گذشتہ مین یعنے نوین سال ہجرت کے جو بحکم آنحضرت صلعم حج کیا تھا وہ بھی [illegible]
ولیکن یہ زعم صحیح نہین ہی چنانچہ آیت النسی کی تفسیر مین آگے آویگا اور اغرب قول وہ ہی جو طبرانی نے بعض سلف سے [illegible]
حجۃ الوداع مین اتفاق سے مشرکون و یہود و نصارے سب کا حج موسمون سے متفق واقع ہوا تھا و فیہ نظر [illegible]
بھی یہی ثابت ہوتا ہی کہ چارون ماہ حرام دو سال کے اندر آتے ہین اور کوفیون نے انکو محرم و رجب و ذو القعدہ و ذو الحجہ [illegible]
ایک ہی سال مین قرار دیا ہی ولیکن نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین ترتیب اول ہی کو بدلالت حدیث [illegible]
نے اپنی تفسیر مین اعتراض کیا کہ یہ سب اس بنا پر ہوگا کہ پہلا مہینہ ماہ محرم سے شمار کیا جاوے حالانکہ [illegible]
صحابہ رضی اللہ عنہ قرار پایا ورنہ سابق مین عرب والے عام الفیل سے تاریخ شمار کرتے اور ابتداے [illegible]
تھے فلیتامل - خطیب رح نے کہا کہ المحرم بالف لام ہی سواے اور مہینون کے اسلیے کہ وہ اول [illegible]
مہینہ سے ابتداء سال ہی اور محرم اسواسطے کہتے ہین کہ اسمین قتال حرام جانتے تھے اور ابتداء اسلام [illegible]
کہ محرم اسلیے کہ اسی مہینہ مین ابلیس پر جنت حرام ہوئی اور نکالا گیا - رجب از رجب [illegible]
مین قعود کرتے یعنی قتال سے بیٹھ رہتے تھے اور ذو الحجہ بکسر الحاء بسبب ابتداء حج کے [illegible]
فی رسالتہ فی الایام و الشہور - بالجملہ اسمین اختلاف ہی کہ ترتیب ان چار ماہ حرام کی اسطرح ہی کہ [illegible]
سال مین آتے ہین - ابن دحیہ وغیرہ نے کہا کہ اس اختلاف کا فائدہ جب ظاہر ہوگا کہ کسی نے [illegible]

[illegible] بحساب القمر [illegible] اور دوم یہ محرم سے شروع کریگا۔ خطیب نے کہاکہ حدیث استدارۃ کے معنی یہ ہین کہ مہینے اپنے
[illegible] جیسے ابتداء خلقت مین تھے اسی حج اپنے مہینہ ذوالحجہ مین لازم ہوگیا اور نسئی وغیرہ زمانہ جاہلیت کی تبدیل جس سے
[illegible] ذوالقعدہ اور کبھی محرم وغیرہ مین پڑا کرتا تھا باطل ہوئی۔ اللہ تعالے نے فرمایا۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ
[illegible] یعنی [illegible] باعتبار قمر ہونا [illegible] سے چار کا ماہہاے حرام ہونا یہی دین مستقیم دین ابراہیم و اسمعیل ہے جو عرب نے میراث
[illegible] کہ دین از دان یدین یعنی حساب ہے کما فی الحدیث الکیس من دان نفسہ۔ یعنی دانا و پختہ کار وہ ہے جسنے اپنے نفس سے
[illegible] کرکے اپنی خواہشون پر چلنے کے لیے عاجز نہوا۔ پس معنی یہ کہ یہی حساب مستقیم ہے۔ اور بعض تابعین نے کہاکہ دین قیم وہ
[illegible] وفضائل ہین۔ اگر کہا جاوے کہ چار ہی مہینون کو محترم رکھنا کیا معنی ہین جواب یہ کہ معصیت سے انکی ہتک حرمت نکرے
[illegible] مین سرگرم رہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیا تمام باقی سال مین اسکی اجازت ہے۔ جواب یہ کہ نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ ان مہینون مین معصیت
[illegible] بہت بڑھکر ہے جیسے انہین ثواب طاعت بھی بڑھا ہوا ہے اور عرب بھی ان مہینون کو معظم و مکرم رکھتے اور یہ علم انکو میراث نبوت
[illegible] اسمعیل علیہما السلام سے پہنچا تھا حتی کہ آدمی اپنے باپ کے قاتل کو پاتا مگر احرام ماہ سے اسکو کچھ نہ چھیڑتا تھا اگرچہ عرب اپنی جہالت
سے [illegible] ان مہینون کے ایام پر قائم نہ رہتے بلکہ چار مہینہ کی اوقات کو استبدال کرلیتے کہین سے ہون چنانچہ آگے آتا ہے اگر کہا جاوے
[illegible] تشابہ نہ تھا پھر اس بنیاد کا کیا سبب ہے جواب یہ کہ علم الٰہی ان حقائق کو محیط ہے آدمی تو صرف ظاہر صورت کو دیکھتا ہے
اور عقل باعتبار ثواب و عقاب کے حالت کے بیان مین استقلال نہین رکھتی چنانچہ آخر ماہ رمضان جسدن چاند ہوگا روز صوم ہے اور ثواب اسکا
بیفرض معلوم ہے حالانکہ چاند رات کی صبح کا روزہ جو روز عید ہے حرام ہے پس شرائع متقررہ بحکمت بالغہ الٰہی عزوجل ہین انمین عقل کی تاب
[illegible] چنانچہ اللہ تعالے نے دیگر بلاد سے بلد الحرام کو متمیز کیا اور دیگر ایام ہفتہ سے روز جمعہ کو اور دیگر ایام سال سے روز عرفہ کو اور
[illegible] سال سے ماہ رمضان کو باعتبار جہات حرمت کے تمیز کیا حتی کہ شب و روز کے بعض ساعات متمیز ہین اور یہ تمیز باعتبار کسی
حقیقت [illegible] ہے اگرچہ عقل بسبب اسکے کنہ ماہیت سے جاہل ہے اسکو نہ جانے حالانکہ اپنے جسم و شخص مین قلب کی فضیلت
[illegible] بیان کی حقیقت کے جانتا ہے اور خود معلوم کہ اشخاص مین سے انبیاء علیہم السلام مخصوص ہین اور خود مشہور معلوم کہ باوجود
[illegible] جسم کے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے نہایت لطیف خوشبو کہ عطر گلاب بصرہ اسکے سامنے ہستی نہین
[illegible] تھی اور آپ کے پیشاب کو ایک صحابی نے دھوکے سے پی لیا تھا عمر بھر اسکے بدن سے عطر گلاب کے مانند خوشبو آتی رہی
پس [illegible] عقلی دلائل و مشاہدات نقلی کے ایام و شہور کے امتیاز مین تامل کرنا محض نادانی و عقل کا تھڑدا پن ہے بلکہ عقل سلیم جب
[illegible] لائی اور یقین کیا کہ او تعالے سب چیز پر قادر ہے خود مختار ہے ہر چیز کی حقیقت اسی کی خلقت ہے تو جو اسنے حکم
[illegible] فرمایا کہ شمار ماہہاے قمریہ اور انمین سے چار ماہ محرم رکھنا یہی دین مستقیم ہے۔ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ
[illegible] ان مہینون مین اپنی جانون پر ظلم نکرو اور مظلمہ اپنی گردنون پر مت لادو۔ ضمیر فیہن راجع بجانب اربعہ حرم ہے
[illegible] ایام [illegible] کا وبال تمھاری جانون پر ہوگا پس تم اپنی جانون پر ظلم کرنے والے مت ہو کیونکہ اللہ تعالے
[illegible] خصائص [illegible] انمین کوئی معصیت کرنا زیادہ وبال کی موجب ہے چنانچہ دوسری آیت مین فرمایا۔ الحج اشہر معلومات
[illegible] فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ حالانکہ رفث و فسوق و جدال ہر وقت مین گناہ ہے لیکن ماہہاے حج مین منع

Marfat.com

فرمانے سے تاکید مقصود ہی جس سے تنبیہ ہی کہ ان ایام مین طاعت حج وغیرہ موجب مزید ثواب و معصیت [illegible]
یہ ایام مشرف و ممیز ہین - ابن عباس رض نے کہا کہ ضمیر مذکور راجع بماہہاے اثنا عشر ہی یعنی بارہ مہینون [illegible]
عمر قلیل کو طاعت مین بسر کرو اور معصیت و فساد سے ظلم کا وبال اپنے اوپر مت لا دو - فراء رحمہ [illegible] نے کہا کہ [illegible]
نظم کلام بزبان عرب ہی اور عرب تین سے دس تک لفظ فیہن لاتے اور اس سے زیادہ کی طرف فیہا [illegible]
جماعت مونث کی لفظ سے کنایہ کرتے اور جمع کثرت کی طرف واحدہ مونث سے کنایہ کرتے ہین پس اگر اثنا عشر کی طرف ضمیر [illegible]
فیہن بجانب اربعہ حرم ہی اگر کہا جاوے کہ علی ہذا قول اول ہی صواب ہی پھر اولی کیون کہا تو جواب یہ ہی کہ گو اصل یہی ہی کہ جو فراء نے ذکر [illegible]
لیکن استعمال مین کبھی ایک کو دوسرے کی جگہ بھی لاتے ہین جیسے شعر النابغہ ؎ ولا عیب فیہم غیر ان سیوفہم * بہن فلول من قراع الکتائب
فیہن ضمیر بجانب سیوف ہی باوجودیکہ وہ جمع کثرت ہی - اختلاف ہی کہ ظلم سے معنی عموم مراد ہین جو لنسے قتال وغیرہ کو شامل ہین یا [illegible]
ہی - قول اول ظاہر آیت ہی - وقتادہ رح نے کہا کہ ماہہاے حرام مین ظلم کا گناہ بہت بھاری ہی بہ نسبت دیگر ازمنہ کے اگرچہ ظلم ہر حال مین بھاری
گناہ ہی ولیکن اللہ تعالے اپنے امر مین جسکو چاہتا ہی عظیم کر دیتا ہی اور اللہ تعالے نے مخلوق مین سے انواع و اقسام سے برگزیدہ فرمایا چنانچہ
ملائکہ سے رسول اور بنی آدم سے رسول برگزیدہ کیے اور کلام مین سے اپنا ذکر یعنی قرآن برگزیدہ فرمایا اور زمین مین سے مواضع مساجد کو اور مہینون
مین سے رمضان و ماہہاے حرام کو اور ایام مین سے جمعہ کو اور راتون مین سے شب قدر کو برگزیدہ کر دیا پس جسکو اللہ تعالے نے برگزیدہ
کیا تم بھی اسکی تعظیم رکھو کیونکہ اہل عقل و اہل فہم کے نزدیک مخلوقات مین سے کسی کی تعظیم کچھ نہین مگر یون ہی کہ جنکو اللہ تعالی نے معظم کیا ہی
انکی تعظیم بواسطہ حکم الٰہی کے ثابت رکھو - اور قول دوم یعنی مخصوص نسی سے ممانعت بقرینہ مقام ہی خطیب رح نے کہا کہ سبب نزول اس آیت
کا مشرکین کی نسی واقع ہوئی - جسکو مشرکین عمل مین لاتے تھے جس سے حج کبھی ذی الحجہ مین اور کبھی پہلے اور کبھی پیچھے آجاتا تھا - اور [illegible]
تو اسلام مین سواے جہاد کے ہر قتال جو معصیت ہو بالضرور مانند اور معصیات کے ماہہاے حرام مین بتاکید ممنوع ہی اور جہاد مین اختلاف [illegible]
عطاء رح سے منصوص ہی کہ حرم یا ماہہاے حرام مین جہاد کرنا حلال نہین ہی اور یہی ایک جماعت اہل علم کا مذہب ہی اور جمہور نے کہا کہ ماہہاے
حرام مین قتال کی ممانعت منسوخ ہی اور ناسخ اسکی آیۃ السیف ہی جو ابتداء سورہ مین گذری اور نیز آنحضرت صلعم نے حنین مین ہوازن سے
ماہ شوال مین جہاد کیا اور طائف کو ذو القعدہ مین محاصرہ کیا تھا اور نیز استدلال لیتے ہین بقولہ تعالی وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً
اسے جمیعا - یعنی مقاتلہ کرو مشرکین سے سب سے - كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً جیسے وہ تم سے مقاتلہ کرتے ہین [illegible]
ثابت ہوا کہ تمام مہینون مین انسے قتال جائز ہی کیونکہ عموم اشخاص مستلزم ہی کہ عموم احوال و ازمنہ کے لیے [illegible]
تو ضرور ہوا کہ ہر حال مین اور ہر وقت جائز ہو تاکہ ہر فریق مشرک سے جس حال و جس وقت مین ہو مقاتلہ [illegible]
کلام و سیاق اسی کو مشعر ہی کہ یہ حکم عام طور پر ہی اور اگر ماہہاے حرام مین قتال حرام ہوتا تو انکے [illegible]
اسکا بیان ہو گیا کہ شوال مین ہوازن کو شکست دی اور جب انکے بھاگے ہوئے طائف [illegible]
کیا اور بدون فتح کے واپس ہوے پس ثابت ہوا کہ ماہہاے حرام مین [illegible]
ہین کہ ماہہاے حرام مین قتال نہین روا ہی انکے قول کے موافق کہا جائیگا کہ ماہ حرام مین قتال [illegible]
بدلیل قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا لا تحلوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام [illegible]

Marfat.com

[illegible] علیکم - وتیدلیل قولہ فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین - اور دو قول ہین سے ایک قول کے موافق
[illegible] یہی جائز ان ماہہاے حرام ہین نہ وہ چار مہینہ جنکی مہلت دی گئی تھی بقولہ فسیحوا فی الارض اربعۃ اشہر الآیۃ
[illegible] المشرکین کافۃ [illegible] مین ماہہاے حرام کے اندر قتال کی حلت منصوص نہین بلکہ احتمال ہو کہ یہ حکم اپنے ماقبل سے منقطع ہو
[illegible] مقصود [illegible] واسطے ہو کہ مومنون کو آمادگی و جوش حاصل ہو یعنے جیسے مشرکین تمھارے واسطے مجتمع ہوتے ہین ویسے ہی
[illegible] واسطے متفق و مجتمع ہو اور نیز یہ بھی احتمال ہو کہ مومنون کو ماہہاے حرام مین مشرکین کے ساتھ قتال حلال ہونے کی اجازت یاب
[illegible] بما یقاتلونکم کافۃ - یعنی ان ماہہاے حرام مین جب وہ ابتدا کر کے تم سے قتال شروع کرتے ہین تو تم کو بھی اجازت
[illegible] سے مقابلہ کرو جیسے قولہ الشہر الحرام بالشہر الحرام والحرمات قصاص - مین ہو یا جیسے قولہ ولا تقاتلوہم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم
فیہ فان قاتلوکم فاقتلوہم الآیہ - مین مشرکون کی طرف سے ابتدا ہونے کی صورت مین اجازت ہو - ایسا ہی جواب آنحضرت صلعم کے حصار
[illegible] بھی ہوسکتا ہو کیونکہ ہوازن نے ابتدا کر کے لوگ جمع کیے اور سامان مہیا کیا تھا تب ہی آپ نے انکی طرف قصد کیا اور بعد شکست
[illegible] کے طائف کا محاصرہ کرنا اسی کا تتمہ تھا کیونکہ طائف والے قوم ثقیف انھین ہوازن کے ہم سوگند تھے اور ہوازن بھاگے ہوے بھی
انکے ساتھ متفق ہوگئے تھے پس انکو محاصرہ کیا یہان تک کہ ماہ حرام آگیا حالانکہ ابتدا اسکی حلال مہینہ سے ہوئی تھی اور ایک امر کی
حالت بقا مین بعض ایسے امور جائز ہوجاتے ہین جو حالت ابتدا مین جائز نہ تھی اور شرع مین اسکے نظائر بہت ہین مترجم کہتا ہو کہ
مثلاً ہبہ مین اگر ابتداءً شیوع ہو مثلاً نصف مکان شائع غیر مقسوم ہبہ کیا تو امام ابوحنیفہ کے قول پر روا نہین حالانکہ تمام ہبہ کرنے کے
بعد اگر نصف کا کوئی مستحق نکلا اور شیوع ہوگیا تو برداشت کر لیا جائیگا اور ایسے ہی نکاح و بیوع و اجارات وغیرہ مین بہت سے مسائل ہین
جو اسکی نظائر ہین کہ حالت بقا مین بعض وہ امور برداشت ہوجاتے ہین جو ابتدا مین جائز نہین ہوتے ہین - بالجملہ اس کلام سے ظاہر
ہوا کہ قول اول پر آیات و احادیث مین اتفاق ہوجاتا ہو جبکہ قول اول کے یہ معنی لیے جاوین کہ ماہہاے حرام مین ابتدا کرنا قتال کے
ساتھ روا نہین ہو اور منسوخ کہنے کی حاجت نہین ہوتی ہو - واللہ اعلم لہذا محققین علما کا میلان اسی طرف ہو کیونکہ تعظیم حرمات الٰہی
اسمین زیادہ ہو اور وہ اقرب تقوی ہو فافہم - وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ اور جان رکھو کہ اللہ تعالے ساتھ ہو متقیون
کے - ساتھ ہونا قرب وغیرہ کے طور پر نہین کیونکہ اللہ تعالے کیفیات وغیرہ مخلوقات کی مشابہت سے بھی پاک برتر ہو پس اسکا ہم بھی
[illegible] یہ ہو کہ اللہ تعالے کی مدد و نصرت اور جسطرح معیت اسکی شان پاک کے لائق ہو اسطرح ساتھ ہو اور ظاہر ایہان بقرینہ جہاد کے
مدد و نصرت الٰہی کا ساتھ ہونا مراد ہو پس نصرت الٰہی جسکے ساتھ ہو وہ ضرور مظفر و منصور ہوگا لہذا لازم ہو کہ نافرمانی سے پرہیز کر کے
[illegible] متقی رہین تاکہ نصرت کے مستحق ہون - واضح ہو کہ ماہہاے حرام جب مومنون پر محترم کیے گئے تو مومنین ان مہینون
مین قتال [illegible] بخلاف مشرکین کے کہ ان مہینون کو اگرچہ وہ بھی محترم جانتے تھے لیکن انھون نے نسیئ کا ایک قاعدہ نکال
[illegible] سے ٹال کر دوسرے مہینہ کی جگہ لیجاتے تھے پس وہ لوگ اس اختراعی طریقہ سے ماہ حرام مین مومنون
[illegible] جب مومنون کو بھی اجازت دی کہ اگر ماہ حرام مین وہ تم سے ابتدا کرین اور چھیڑین تو مارو تو [illegible]
[illegible] تعالیٰ نے کافرون کے قاعدہ نسیئ کی مذمت فرمائی تاکہ مومنین بھی اس سے بچتے رہین بقولہ تعالیٰ
[illegible] زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ مشرکون نے نسیئ مین کئی وجہ سے کفر کیا از انجملہ یہ کہ اللہ تعالے کی شرع مقررہ مین [illegible]

راے سے تغیر کیا اور از انجملہ یہ کہ جس چیز کو اللہ تعالے نے حرام کیا تھا اسکو حلال کر لیا اور جس
یہ کہ مخصوص معین کو بمفہوم مردود کر دیا الا اور بیان اسکا یہ ہو کہ نسئی فراء نافع رح کی قراءۃ پر بتشدید یا
بدلکر یا اور اول مین ادغام کیا گیا یا آخر ہمزہ اپنی اصل پر بموافق جمہور کے رہے معنی اسکے تاخیر ہین اور نو ہی
اے منسوء پھر تحویل کر کے نسی ہوا جیسے مقتول سے قتیل ہوا ولیکن اس تقدیر سے زیادہ کا حل مجاز ہوگا
اور اظہر یہ ہو کہ مصدر ہو ماخوذ از انسا بمعنی آخر جیسے نذیر از انذر اور نکیر از انکر اور برین تقدیر احتیاج حذف
نساء وغیرہ مصادر سے اسکی مؤید ہین - اہل عرب زمانۂ جاہلیت مین ان مہینون کو جو ہمارے حرام [illegible] ہوئے ہین حرام
چونکہ اکثرون کی اوقات لوٹ مار وقتل وغارت وغیرہ مین بسر ہوتی تھی لہذا ایسے در پے تین ماہ کے حرام رہنے سے کلفت اٹھاتے
اسلیے جب قتل وغارت کی احتیاج پڑتی تو ان ماہ حرام مین بھی قتال کو روا رکھکر بجاے اسکے سال کے کسی دوسرے مہینہ کو
بعد ہی بجاے اسکے حرام کر لیتے تاکہ چار مہینہ کی تعداد باقی رہے اور خصوصیت کو چھوڑ دیتے پس یہی زمانہ جاہلیت کی کجی تھی جسکی نسبت
اللہ عزوجل نے فرمایا کہ النسیء زیادۃ فی الکفر ہی یعنے ماہ حرام کی تاخیر کر دینا کفر پر اور زیادتی ہو کیونکہ جو مہینہ اللہ تعالے نے حرام کیا تھا اسکو حلال
کر کے اور جو حلال کیا تھا اسکو حرام کر کے اپنے کفر پر اور کفر بڑھایا اور اللہ تعالی نے حرمت کے لیے اوقات مخصوص کر دیے تھے اس
خصوصیت کو ترک کر کے چار کی گنتی پوری کر لی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا - يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا یضل بضم اول بر بناء مجہول
قراءۃ حمزہ وکسائی وحفص وابو عمرو ہی یعنے گمراہ کیے جاتے ہین بسبب اسکے وہ لوگ جو کافر ہوئے ہین - باقیون کی قراءۃ مین یَضِل بفتح اول
بر بناء معروف ہی یعنے گمراہ ہوتے ہین بسبب اسکے وہ لوگ جو کافر ہین اور یعقوب کی قراءۃ مین یُضِل از اضلال بصیغہ معروف ہی پس فاعل
اللہ تعالے اور موصول اسکا مفعول ہی یعنے اللہ تعالے اسکے ساتھ کافرون کو گمراہی دیتا ہو - يُحِلُّونَهُ عَامًا درحالیکہ کافر لوگ حلال
رکھتے ہین اس نسئی کو ایک سال - وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا اور حرام رکھتے ہین دوسرے سال - لِيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ
تاکہ موافقت رکھین شمار اس چیز کا جسکو اللہ تعالی نے حرام فرمایا یعنی ایک مہینہ کو حلال کر کے بجاے اسکے دوسرے کو حرام قرار دینے سے
انکی غرض یہ ہوتی کہ چار ماہ جو اللہ تعالی نے حرام کر دیے ہین انکا شمار باقی رہے - اس وجہ بیان مین اشارت ہو کہ تحلیل وتحریم کی
پابندی مقصود نہ تھی بلکہ گویا جدید شرع نکالنے مین اللہ تعالے کی تحریم سے موافقت کرنا مقصود تھی - اگر کہا جاوے کہ ایک سال مین
تحلیل وایک سال مین تحریم بیان کی حالانکہ مہینون کی نسبت ایسا کرتے تھے تو جواب یہ کہ نسئی کو عمل مین لانا بیان کر دیا کہ ایک سال مین
جب ضرورت ہوتی ماہ حرام کو حلال کر لیتے اور دوسرے سال جب ضرورت نہوتی تو اپنے حال پر حرام رکھتے اور تعداد مین موافقت اور
ترک خصوصیت سے نسئی کرتے - فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ پس جو اللہ تعالی نے حرام کیا اسکو حلال کر لیتے تھے - [illegible]
ہو کہ رسول اللہ صلعم نے جمرۂ عقبہ پر خطبہ پڑھا اور بعد حمد وثناء کے فرمایا کہ اے لوگو نسئی کرنا فعل شیطانی اور کفر مین زیادت ہی [illegible]
سے گمراہی مین بڑھائے جاتے ہین کہ ایک سال مین ماہ حرام کو حلال اور دوسرے سال حرام کرتے ہین محرم کو کسی سال حلال کر کے
اسکے صفر کو حرام کرتے اور ایک سال حرام رکھتے تھے اور یہی نسئی ہو - رواہ ابن ابی حاتم - مفسرین نے اختلاف کیا کہ پہلے [illegible]
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ جنادہ بن عمرو بن امیہ الکنانی ہو اور بعض نے کہا کہ عمرو بن لحی ہو جسنے پہلے [illegible]
نے کہا کہ بنی کنانہ مین سے نعیم بن ثعلبہ ہو - ابن کثیر رح نے کہا کہ یہان محمد بن اسحاق رح کا کلام [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور حلال کو حرام و حرام کو حلال کیا وہ علمس حذیفہ بن عبد فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ
[illegible] اسکا بیٹا عباد رہا پھر اسکے قائم ہوا پھر اُسکا بیٹا قلع بن عباد پھر امیہ بن قلع پھر عوف بن امیہ پھر ابو ثمامہ جنادہ
[illegible] زمانہ میں اسلام آیا - ابن عباس و مجاہد وغیرہ نے کیفیت بیان کی کہ جنادہ بن عوف جسکو ابو ثمامہ کہتے تھے اپنے خچر پر
[illegible] کہتا کہ میں وہ ہوں کہ مجھے عیب نہیں لگایا جاتا اور اسکا جواب نہیں دیا جاتا اور جو کہتا ہوں رد نہیں کیا جاتا - اے لوگو
[illegible] یعنی محرم پہلے اس سال محرم کو حلال کیا اور صفر تک نسئی کر کے صفر کو حرام کیا پھر سال آیندہ میں صفر کو حلال اور محرم کو حرام کرتا تھا
اور لوگ اپنے کفر میں ان اعمال کو اچھا سمجھتے اور اسی کی پابندی کرتے تھے - اور اللہ تعالے نے فرمایا زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ
یعنی [illegible] انکی نظروں میں زینت دیئے گئے پس یہ اعمال قبیح انکو اچھی نظر آتے تھے - وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۝
اور اللہ تعالے قوم کافرین کو راہ نہیں دیتا ہے یعنی جو لوگ کفر پر اڑے رہے وہ راہ صواب پر نہیں پہونچتے ہیں اور اس راہ کا دکھلانا و
بتانا اور اسکی طرف رہنمائی تو اللہ تعالی نے تمام بندون کے لیے رسولوں کے بھیجنے و دلائل توحید سے قائم کر دی ہے پس جو نیک ہیں وہ رہنمائی
سے راہ پر آجاتے ہیں اور جو سرکش کافر مفسد و خود رائے ہیں وہ راہ پر نہیں آتے ہیں - شیخ ابن کثیر رح نے نسئی کفار کی کئی تفسیریں
روایت کیں - مجاہد رح نے مرد کنانی کا قول بیان کیا کہ لوگوں سے آکر کہتا کہ ہم نے محرم کو حرام کیا اور صفر کو موخر کیا پھر دوسرے سال آکر
کہتا کہ ہم نے صفر کو حرام اور محرم کو موخر کیا پس یہی اللہ تعالے نے ذکر کیا بقولہ لیواطئوا عدة ما حرم اللہ - یعنی چار کا شمار باقی رکھتے اور
تاخیر سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر لیتے تھے - اور ایسا ہی ابو وائل و ضحاک و قتادہ سے مروی ہے - قال المترجم یہی صورت نسئی
کی اوپر مذکور ہوئی ہے اور بعض نے کہا کہ جس سال صفر تک تاخیر کی ہے اگر بعد محرم کو حلال کرنے کے بھی ضرورت قتال باقی رہے تو صفر کو
ربیع الاول تک تاخیر کر دیتے حتی کہ سال کے تمام مہینوں پر نسئی چھا جاتی تھی و لیکن ظاہر بعض اقوال صرف محرم کی تاخیر کو مشعر ہیں اور محل
انکا یہ ہے کہ صورت تاخیر بیان کرنے میں بطور مثال ہیں - عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ علمس مذکور ایک محرم کو حلال کرتا اس شرط سے
کہ سال آیندہ میں محرم و صفر دونوں حرام کریں - ابن کثیر رح نے اعتراض کیا کہ اگر یہ تفسیر صحیح ہو تو لازم آویگا کہ اول سال انھوں نے
فقط تین ہی مہینہ حرام رکھے اور سال آیندہ میں پانچ حرام کیے پس مواطاة عدة ما حرم اللہ تعالے نہیں باقی رہے - مجاہد رح سے ایک اور
صورت نسئی کی ذکر کی کہ مہینوں کے نام میں تاخیر و تبدیل کرتے پس ذی الحجہ ایک سال محرم کے وقت کو کہتے اور دوسرے سال عود کر کے ذی القعدہ
کو ذی الحجہ گنتے پس ہر مہینہ دو سال حج کرتے تھے چنانچہ نویں سال ہجرت میں حج ابو بکر رضی اللہ عنہ ذی القعدہ میں واقع ہوا پھر آنحضرت صلعم
کا حجة الوداع دوسرے سال ذی الحجہ میں واقع ہوا اور یہی حضرت صلعم نے اپنے خطبہ میں فرمایا ہے - الا ان الزمان قد استدار کہیئة یوم خلق السموات
والارض - ابن کثیر رح نے اس تفسیر کو بھی ضعیف قرار دیا اور کہا کہ اس صورت میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حج کیونکر صحیح ہوتا جبکہ مہینہ در حقیقت
ذی القعدہ کا ہوتا حالانکہ اللہ تعالے نے اسی حج کی نسبت فرمایا ہے - آذان من اللہ و رسولہ یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین و رسولہ
الآیہ کیونکہ یہ ندا [illegible] حج ابی بکر میں واقع ہوئی - پس ذی الحجہ میں نہوتا تو حج اکبر نہوتا اور نسئی اس امر پر موقوف نہیں ہے جو دوران
[illegible] دو سال حج کرنے کی ذکر کی ہے کیونکہ بدون اسکے حاصل ہے کہ محرم کو حلال کیا اور اسکی حرمت کو صفر تک تاخیر دی حالانکہ سال اپنے
[illegible] اور سال آیندہ میں محرم اپنی حرمت پر باقی رکھا - لیکن وے لوگ کبھی تو متوالی تینوں ماہ حرام میں سے تیسرے کی تحریم
[illegible] کو اور کبھی تاخیر دیکر صفر پھیر ڈالتے تھے - فافہم واللہ اعلم - ف - فی العرائس قولہ تعالے ان عدة الشھور عند اللہ

اثنا عشر شهرا الخ - اللہ تعالے نے ایام فراق کو معدود کر دیا اور ایام وصال کو بلا حساب بلا انقطاع [illegible]
اور ایام عبادت کے لیے ایک مقطع قرار دیا حالانکہ اسکی جزاء و ثواب کے لیے جو مشاہدہ ہو [illegible] منقطع نہین [illegible]
اجرہم بغیر حساب - اس سے اہل اشتیاق کو جوش شوق مین ڈالا کہ دوام وصال کے تصور سے [illegible] ایام فراق [illegible]
کتاب ازلی مین ایام عبودیت کے واسطے انحصار ہو چکا اور وہی زمانہ امتحان ہی اور پیدا و مناجات [illegible]
بلا مکان کے سوائے انوار رحمن کے اور کچھ نہین باقی رہتا اور وہان نہ رات ہی نہ دن ہی نہ انقلاب شب و روز اور [illegible]
نشان بلکہ فقط کشف جمال ازل برائے جلال ابد و بالعکس ہی نہ وہان شام غروب فنا ہی اور نہ صبح طلوع [illegible] وقت [illegible]
جمال مین وقت زمانی نہین بلکہ بحر قدم مین دوام و سرمدیت و بازوے بقاء سے طیران و فضاء ابدیت [illegible]
و علل حدثانیہ سے کچھ جاری نہین ہوتا - مبارک ایام وصال جنکو نصیب ہون [illegible] قوم انت [illegible] + [illegible]
الحسن + خوشوقت اوس قوم کی آنکھین جنمین تو موجود ہو کیونکہ ان آنکھون کو تیرے چہرۂ پاک حسن سے لذت [illegible] - قولہ
یوم خلق السموات والارض - اسمین اشارت مرور قضاء و قدر پر تجلی ازلی کے ساتھ کشف اوقات [illegible] کا اشارہ ہی [illegible]
کے طلوع سے غروب تک کے وقت کو کہتے ہین اور معلوم ہو چکا کہ کشف جمال و جلال قدم مین نہ طلوع ہی نہ غروب - بلکہ ازل و ابد ہی
اور تمام ازل و ابد و دہور و دہر سب اللہ تعالے کے قدیم ہونے مین فانی ہین - عدم سے ایک وقت بقدر یوم کے ایجاد کرکے اسمین مخلوق کو
پیدا کیا - قال المترجم یوم بقدر ہفتہ و ہفتہ بنام یوم سب تعبیر کے لائق ہی - فافہم - قولہ منہا اربعۃ حرم - کرم و رحمت سے ان مہاے قرب
پیدا کر دیے جنمین مناسک عبادات و کشف مقامات سے مزید شرف رکھا گیا پس دنیاوی تنعم و عیش سے اسمین منع کرکے تقشف کا حکم
دیا اور انھین مہینون مین انکو سامان کرکے جوار رحمت و کنار عطوفت کی طرف جانے کا حکم دیا پس بصورت عشاق ہر چیز سے منقطع ہوکر
جوار خانہ مراد کو جاتے ہین اور ما سوائے ان ایام کے اہل انس کو رفاہیت اور تنعم کی اجازت دی پھر اس حکم کو محکم فرمایا بقولہ ذلک الدین
القیم - یعنی راہ راست بجانب حق سبحانہ تعالے و مشاہدہ وصال و کشف جمال ہی پھر ان اوقات مین مخالفت سے پرہیز کرنے کی تاکید
فرمائی بقولہ فلا تظلموا فیہن انفسکم - نفوس پر ظلم اسطرح مت کرو کہ مجاہدات سے انکو روکو اور مشاہدات کی طلب سے باز رہو کہ حظوظ نہ
انکو دیدو - بعض نے کہا کہ اپنے نفس کا ظالم وہ ہی جو نفس کو اسکی مرادات و اتباع شہوات مین مطلق العنان چھوڑ دے کہ وہ ہر طرف [illegible]
پھرے اور محارم پر قدم دھرتا پھرے - اور انسے تجاوز کرے - پھر جو لوگ اپنے نفوس کی اتباع پر [illegible] اور در حقیقت ان افعال سے
نفوس پر ظلم کرنے والے ہین انکا حال فرمایا - بقولہ زین لہم سوء اعمالہم - یہ انکی مذمت ہی کہ باطل طریقہ جو انکے نفس [illegible]
انکے خیالات شیطانیہ سے پیدا ہوئی اور یہ خیالات شیطانی انکے نفوس کے مطلق العنان ہونے سے پیدا ہوئے ہین [illegible] اپنی جہالت [illegible]
اپنے نزدیک یعنی نفوس کی آنکھون سے پسندیدہ دیکھتے ہین کیونکہ سنت الٰہیہ نہین پہچانتے اور اس سے اندھے ہین [illegible]
بقولہ زین لہم سوء اعمالہم - انکو عذاب نہین کیا بلکہ ایسی راہ پر چھوڑا جسمین انکی ہلاکت ہی جعفر صادق رح نے [illegible]
شمار کیا - پھر اللہ تعالے نے مومنون کو ترک لذات دنیا و مرادات نفس پر آمادہ اور رجوع آخرت [illegible]

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ [illegible]

اے ایمان والو کیا ہوا ہی تمکو جب کہیے [illegible] کوچ کرو

...أَرَضِيتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ

کیا ریجھے دنیا کی زندگی پر آخرت چھوڑ کر سو کچھ نہیں

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ

... آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا اگر نہ نکلو گے تمکو دے گا دکھ کی مار اور بدل لاویگا

قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ

... لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ بگاڑو گے اسکا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی

فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

تو اسکی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اسکو نکالا تھا کافروں نے دو جان سے جب دونوں تھے غار میں

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ

جب کہنے لگا اپنے رفیق کو تو غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے تسکین اس پر اور مدد اسکی وہ فوجیں

بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

جو تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا

شیخ جلال رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ آنحضرت صلعم نے جب لوگوں کو غزوہ تبوک کے واسطے چلنے کو بلایا اور وہ زمانہ تنگی وسخت گرمی کا تھا اور میوے کے باغوں میں پھل پکنے کا وقت تھا پس لوگوں پر اسوقت میں سفر وجہاد گران گزرا تب یہ کلام نازل ہوا۔ وقال الحافظ رح وغیرہ بیان سے اللہ تعالے نے ان لوگوں پر عتاب شروع کیا جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہے تھے۔ مترجم کہتا ہے کہ مفسرین میں اختلاف نہیں کہ یہ کلام غزوہ تبوک سے متعلق ہے۔ تبوک بفتح تا فوقانیہ و با موحدہ ایک مقام ہے قریب شام کے مدینہ سے دس مرحلہ دور ہے آنحضرت صلعم نے غزوہ طائف سے واپس ہو کر وہاں نصاریٰ پر جہاد کا قصد کیا بعض علماء نے کہا کہ باعث عزم مذکور قولہ تعالے قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ واقع ہوا بالجملہ صحیحین وغیرہ سے ثابت ہے کہ اکثر غزوات میں جہاں کا قصد ہوتا اسکے سوائے دوسرے غزوہ کی طرف توریہ فرماتے تھے مگر غزوہ تبوک میں صریح فرما کر لوگوں کو آگاہ کر دیا تاکہ سامان سفر درست کریں کیونکہ سفر دور دراز تھا اور حالت یہ کہ تنگی [illegible] ہوئی۔ پس لوگوں پر گران گزرا چنانچہ بعضے پیچھے رہے اور اس غزوہ میں عجائب معجزات بہت واقع ہوئے چنانچہ آخر تک اسکے [illegible] مذکور ہونگے اور شروع کلام شاید کہ لوگوں پر عموماً عتاب ہی بسبب اسکے کہ انپر ایسے وقت میں سفر گران گزرا [illegible] پیچھے رہے تھے انھیں پر عتاب ہے بقولہ۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ واضح ہو کہ اگر پیچھے رہنے والوں پر عتاب ہے تو سب نہیں پیچھے رہے تھے اور ایسے ہی [illegible] نہیں ہوا ولیکن موافق عادت قرآنی کے خطاب عام فرمایا۔ مالکم استفہام توبیخ وملامت ہے اور نفر ایک جگہ [illegible] حرکت کر جانے کو کہتے ہیں۔ واستنفر الامام۔ امام نے استنفار کیا یعنی جہاد کے لیے نقل حرکت [illegible] فی الحدیث اذا استنفرتم فانفروا۔ یعنی جب تم سے نفر کہا یعنی جہاد کے واسطے نکلنے کو کہا جاوے تو فوراً تعمیل کرو۔ [illegible] سبیل اللہ۔ اگرچہ عرف اسلام میں نفر واسطے جہاد کے نکلنے میں حقیقت ہو گیا

اور شاید بروجہ تجرید ہو۔ اثاقلتم۔ دراصل تثاقلتم تھا بجرتاء فوقیہ کو ثاء مثلثہ کرکے بعد ادغام کے [illegible]
بوجھل ہونا اور مراد لازم ہے یعنے درنگی و توقف کیونکہ گران بار آدمی جلدی نہیں کرتا۔ اور یہ لازمی ہے [illegible]
فعل دیگر لہذا اثاقلتم الی الارض۔ مین کہا گیا کہ متضمن معنی میل ہے اے تثاقلتم و ملتم عن الجهاد مائلین الی الارض۔ [illegible]
ہوئے جہاد سے طرف زمین کے یعنی طرف بیٹھ رہنے اپنے وطن کے۔ المعنی۔ اے ایمان والو کیا ہے تمکو جب تم سے کہا [illegible]
نکلو تو تم بوجھل ہوکر جہاد سے بے رغبتی کرکے اپنے وطن مین بیٹھ رہنے و توقف کرنے کی طرف مائل ہوئے ارضیتم بالحیوٰۃ
الدنیا من الاخرۃ بہمزہ استفہام انکاری و تعجب دلانے کو ہے یعنے کیا تم راضی ہوگئے زندگانی دنیا و اسکی لذات کے [illegible]
آخرت و اسکی نعمتون کے۔ تمکو ایسا نہیں چاہیئے۔ جو عرفان و یقین سے حیات دنیا کو فانی و آخرت کو باقی جان [illegible]
دنیا پر راضی ہو۔ چونکہ حقیقی مومنین مین یہان باعث توقف یہ نہین تھا بلکہ تنگی و مشقت سفر و شدت گرمی و کثرت دشمن [illegible]
باعث تھا لہذا قطعاً نہین فرمایا کہ تم ایسے ہی ہوگئے ہو ولیکن امور توقف چونکہ ازجانب نفس بمقابلہ حکم اللہ تعالےٰ [illegible]
لہذا بحسب صورت و ظاہر کے انکو تنبیہ کردیا کہ حیات دنیا پر نظر مت کرو اور آخرت باقی کی طالب ہو۔ فما متاع الحیوٰۃ الدنیا
فی الاخرۃ الا قلیل نہین متاع زندگانی دنیا بمقابلہ آخرت مگر قلیل۔ یعنی آخرت و اسکی نعمتون باقیہ کے پلہ مین متاع [illegible]
بہت قلیل ہے حدیث مین اسکی مثال یون آئی ہے کہ سمندر مین کوئی انگلی ڈبو دے تو بھلا اسمین کسقدر آیا بس یہی مثال ہے کہ نعیم آخرت [illegible]
سمندر کے اور متاع دنیا جسقدر انگلی مین لگا۔ بعض نے کہا کہ قلیل سے معدوم بھی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ نعمت آخرت باقیہ غیر متناہی ہین
اور متاع دنیا یہی فنا ہے اور دونون مین کچھ نسبت نہین ہے ولیکن اول اظہر ہے کیونکہ نسبت معدوم ہونے سے متاع دنیا کا عدم لازم نہین
ہان ایسا ہے کہ گویا معدوم ہے۔ پس حاصل آنکہ جہاد پر کمر باندھو اور درنگ مت کرو۔ یہین سے کہا گیا کہ آیت مین دلیل ہے کہ جہاد ہر حال و ہر [illegible]
مین واجب ہے۔ قال ابن کثیر رح۔ کہا گیا کہ یہ آیت اور قولہ تعالےٰ انفروا خفافا و ثقالا و جاهدوا الآیۃ اور قولہ ما کان لاهل المدینۃ [illegible]
حولهم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ الآیۃ۔ یہ آیات منسوخ ہین بقولہ تعالےٰ وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ
طائفۃ منهم۔ لہذا جہاد فرض کفایہ ہے کہ سب ترک کرین تو گنہگار ہین اور اگر بعض اسپر قائم رہین تو کافی ہے اور قول نسخ کا ابن عباس و عکرمہ [illegible]
حسن و زید بن اسلم سے مروی ہے ولیکن شیخ ابن جریر رح نے اسکو رد کردیا اسطرح کہ خود جہاد کے قصد کرنے مین یہ نہ چاہیئے کہ تمام مومنین [illegible]
خالی کرکے چلے جاوین اور یہ آیت و مانند اسکے ان مومنون کے حق مین ہین جنکو آنحضرت صلعم نے جہاد پر چلنے کا حکم دیا پس [illegible]
کہ وہ ضرور چلین چنانچہ اگر تعمیل نہ کرینگے تو مستوجب عذاب ہین لہذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما
الا۔ دراصل ان لا۔ ہے نون حرف شرط کو لام مین ادغام کیا گیا۔ یعنی اگر تم نفر نہ کروگے یعنی جہاد کے لیے رسول اللہ [illegible]
موافق ساتھ ہوکر نہ نکلوگے تو عذاب الیم سے تمکو اللہ تعالےٰ معذب فرمادیگا۔ ویستبدل قوما غیرکم اور [illegible]
اور قوم کو تمہاری جگہ بدلیگا۔ بعض نے کہا کہ یہ قوم اہل یمن ہین اور شاید مراد اشعری لوگ ہین اور بعض نے کہا کہ اہل [illegible]
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ۔ اور حق یہ ہے کہ علماء تفسیر نے بنظر قرائن و صلاحیت کے اقوام کو بیان کیا ورنہ آیت [illegible]
نہین ہوسکتی کہ وہ مراد ہے اسلیے کہ آیت جملہ شرطیہ ہے یعنے اگر تم ایسا نہ کروگے تو ایسا ہوگا پس جملہ محصلہ نہین [illegible]
کلام یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سخت تہدید فرمائی کہ اگر تم لوگ آنحضرت صلعم کے استنفار کو تعمیل نہ کروگے [illegible]

Marfat.com

[illegible] وضع و متضاد ہوں اور اللہ تعالے ہر بات پر قادر ہے۔ جیسے قوم و جیسے بنا دے چاہے پیدا فرما دے بلکہ جس
[illegible] رکھے لہذا فرمایا۔ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ضمیر تضروہ۔ راجع بجانب الٰہی عزوجل
[illegible] جانب رسول اللہ صلعم ہے کہ تم اللہ تعالے کی مملکت میں کچھ بھی ضرر نہیں پہونچا سکتے اور اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہے یا تم لوگ آنحضرت صلعم
[illegible] حضرت چھوڑنے سے اسکا کچھ ضرر نہیں کرسکتے کیونکہ تمہارا مددگار ہونا فتح و نصرت کے لیے ضروری نہیں اگرچہ تمہارے لیے ہی مفید
کیونکہ اللہ تعالے اپنے حکم سے اپنے رسول و اسلام کو غالب کریگا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ چونکہ نفس انسانی ان مقامات میں وسواس
[illegible] کی وجہ سے متزلزل ہوتا ہے لہذا شاہد بیان فرمایا بقولہ۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ ان لا تنصروہ ثم
[illegible] فانہ قد نصرہ اللہ۔ اگر تم اسکی نصرت نہ کرو تو تمہاری مددگاری امر ضروری نہیں ہے البتہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو نصرت
[illegible] فرمائی ہے جبکہ سوائے ایک آدمی کے اسکے ساتھ کوئی نہ تھا۔ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جبکہ اسکو کافروں نے نکالا۔ یعنی
[illegible] ہجرت کرنے پر مجبور کیا نہ آنکہ خود باہر کردیا کیونکہ خود تو تلاش میں تھے کہ پاویں تو سب کے سب موافق مشورہ دار الندوہ کے
[illegible] کی ذات پر ضرب و قتل کر ڈالیں جیسا اوپر قصہ گذر چکا پس مراد آنکہ کافروں کے حرکات نے اسکو نکل جانے پر مجبور کیا پس وہ نکلا۔
ثَانِيَ اثْنَيْنِ درحالیکہ وہ دو میں سے ایک تھا یعنے ایک ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے۔ اگر کہا جاوے کہ
ثانی جب آنحضرت صلعم ہوے تو اول ابوبکر الصدیق ہوے حالانکہ مرتبہ صدیق مؤخر ہے تو جواب یہ کہ عرب کی زبان میں ایسی ترکیب میں رتبہ
وغیرہ کا لحاظ کچھ نہیں ہوتا بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ ان اعداد میں سے ایک عدد پس معنی یہ کہ دو میں سے ایک۔ آنحضرت صلعم تھے اور فائدہ
یہ [illegible] کل دو ہی تھے وقد قال تعالے وما من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم۔ اپنی ذات پاک کو چہارم فرمایا یعنی تین مشورہ کرنے والوں کے ساتھ
چوتھا علم الٰہی ہوتا ہے پس رتبہ یہاں مراد نہیں کیونکہ ممکن ہی نہیں ہے اس لیے کہ خالق کو مخلوق سے کچھ نسبت نہیں ہے۔ پس مقصود یہ کہ
نصرت دی اپنے رسول کو مکہ سے نکلنے کے وقت درحالیکہ ہجرت دو عدد میں سے ایک وہ تھا۔ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ جبکہ یہ دونوں کے
دونوں غار میں تھے اس غار سے جبل ثور کا غار مراد ہے جسمیں آنحضرت صلعم مع ابوبکر رض کے تین روز پوشیدہ رہے تھے تاکہ کافر لوگ
[illegible] اسلحوں سے ڈھونڈھ کر ایس آویں اور اس مدت تک حضرت صدیق کے غلام کھانا پانی پہونچاتے اور حضرت صدیق کی چھوٹی بیٹی اسماء
بنت ابی بکر بھی متعہد ہوتی تھیں اور یہ قصہ بخاری کی حدیث کیفیت ہجرت وغیرہ میں مفصل مذکور ہے اور آیت میں ابوبکر رض کی بڑی فضیلت ہے
اور فضائل ہو کہ مصاحبت ابوبکر رض کی امر شائع مستفیض اس درجہ پر تھی کہ تعبیر بلفظ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار کافی تھی اور امت کا بھی اجماع
ہو کہ ثانی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ کشاف میں کہا کہ علماء نے فرمایا کہ جسنے حضرت صدیق کے مصاحب ہونے سے انکار کیا وہ کافر
ہوا کیونکہ اسنے نص قرآن کا انکار کیا کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ جبکہ رسول اللہ صلعم کہتا تھا اپنے مصاحب سے
لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کچھ غم نہ کھا کہ اللہ تعالے ہمارے ساتھ ہے۔ خفاجی رح نے کہا کہ ساتھ ہونے سے ایک خصوصیت کا
[illegible] ورنہ اللہ تعالے اپنے علم وغیرہ سے ہر بندہ کے ساتھ ہے۔ اگر کہا جاوے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تو مرتبہ صدیقیت پر تھے
[illegible] ہوتے جیسا کہ الفاظ سے نکلتا ہے جواب یہ کہ آنحضرت صلعم پر نظر کرکے گھبرائے تھے اور اپنی ذات کے واسطے کچھ غمگین نہ تھے۔
[illegible] صلعم بعد غروب کے حجرۂ شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لٹا کر باہر آئے اور جماعت کفار کو گھیرے کھڑا دیکھ کر سورۂ
[illegible] پڑھ کر مشت خاک انکی آنکھوں پر چھونک کر انکے روبرو سے نکلے ہوے چلے گئے اور کفار اندھوں کی طرح کھڑے رہے

Marfat.com

صبح کو کف افسوس ملکر لوگ دوڑائے اور دیدبان بٹھائے۔ آنحضرت صلعم نکلکر حضرت ابوبکر کے یہاں [illegible]
ابوبکر رض نے ساتھ ہونے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ ہاں پس ساتھ لیے [illegible]
آگے ہو لیتے اور کبھی پیچھے تو آپ نے پوچھا۔ ابوبکر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب پیچھے [illegible] کا خیال
جب دربے طلب کافرون کا خیال آتا ہی تو پیچھے ہو لیتا ہون یہانتک کہ غار مذکور تک پہونچے [illegible]
غار کو پاک کردون پھر کانٹے وغیرہ سے پاک کرکے عرض کیا کہ آپ اندر آ جایئے۔ عمر رضی اللہ عنہ [illegible] روایت [illegible]
کے واسطے ساتھ ہونے کے عمر واسکی اولاد سے بہتر تھی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غم صرف اس امر پر تھا کہ کافر لوگ درپے طلب [illegible]
آنحضرت صلعم کو کچھ اذیت پہونچے اور اس سے یہ لازم نہین کہ دین اسلام پھیلنے اور نصرت رسول اللہ صلعم [illegible]
غم ہوا اسلیے کہ اذیت پہونچنا اسکے منافی نہین جیسے جنگ احد مین ہوا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت ابوبکر رض نے [illegible]
بیان فرمایا کہ جب ہم غار مین تھے تو مین نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ یا رسول اللہ کافر لوگ یعنی جو غار پر ادھر ادھر [illegible] رہے ہین اگر
انمین سے کوئی نیچی نظر کرے تو ہم کو اپنے قدمون کے نیچے دیکھ لے آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر تیرا گمان کیا ہی ایسے دو آدمیون کے ساتھ جنکا [illegible]
اللہ تعالے ہی۔ والحدیث فی الصحیحین۔ پس اللہ تعالے نے کافرون کو غار سے اندھا کردیا پس وے لوگ اسکے گرد مارے پھرتے رہے مگر
کسی نے ہم کو نہ دیکھا۔ زاد الطبرانی والبیہقی عنہ۔ نووی رح نے کہا کہ اسمین آنحضرت کے توکل عظیم کا بیان اور حضرت صدیق کی کمال فضیلت پر
تنصیص ہی۔ شعبی رح نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے اس آیت مین تمام اہل زمین کو عتاب فرمایا سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ ابن عمر رض سے روایت
ہی کہ آنحضرت صلعم نے ابوبکر رض کو فرمایا کہ تو حوض کوثر پر میرا صاحب تو غار مین میرا صاحب ہی۔ رواہ الترمذی وقال حسن صحیح غریب۔ اہل علم نے
اس آیت سے بہت سے وجوہ افضلیت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی استنباط کیے ہین۔ حاصل کلام آنکہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو اس وقت
مدد دی جبکہ غار مین اپنے ساتھی سے کہتا تھا کہ تو کچھ غم مت کر ہمارے ساتھ اللہ تعالے ہی یعنی نصرت الٰہی ہمارے ساتھ ہی فَاَنْزَلَ اللّٰہُ
سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ پس اللہ تعالی نے اپنی طمانینت اسپر نازل فرمائی۔ ضمیر علیہ مین علماء کے دو قول ہین ایک یہ کہ حضرت ابوبکر رض کی طرف راجع ہی
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو برابر سکینت و وقار پر تھے پس معنی یہ کہ اللہ تعالی نے ابوبکر رض پر اپنی طمانینت نازل فرمائی جس سے انکے دل
کو تسکین ہو گئی کہ نصرت الٰہی شامل حال ہی آنحضرت صلعم کو کچھ اذیت نہین پہونچ سکتی ہی۔ بعض نے لکھا ہے۔ ابن عباس [illegible] اکثر مفسرین کا یہی قول
ہی۔ قول دوم یہ کہ ضمیر مذکور راجع بآنحضرت صلعم ہی اور فاء قولہ فانزل فاء تعقیب نہین ہی یعنی یہ معنی نہین کہ اسکے بعد [illegible]
نازل فرمائی بلکہ سیاق کلام سے اثبات نصرت ہی پس جب اس حالت مین آنحضرت صلعم نے اپنے ساتھی کو تسکین [illegible]
اللہ تعالے نے اپنے رسول پر طمانینت نازل فرمائی تھی اور بعض نے کہا کہ سکینت سے مراد ایسی [illegible]
سبب سے نہ آوے بلکہ ہمہ تن مسبب الاسباب پر نظر رہے۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ فانزل [illegible]
آثاری اور اسی کا مؤید ہی قولہ تعالی وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا اور تائید دی اسکو یعنی آنحضرت صلعم کو ایسے لشکرون [illegible]
اگر پوچھا جاوے کہ یہ کہان تائید دینے کا بیان ہی تو معالم وغیرہ مین لکھا کہ حالت مذکورہ یعنی غار [illegible]
پس غار مین تائید ملائکہ باین معنی تھی کہ کافرون کے رخ کو غار سے پھیرتے اور آنکھین انکی [illegible]
تھے اور جنگ بدر وغیرہ مین تائید ملائکہ معروف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ بعد اخراج کے ہر [illegible] جنگ [illegible]

Marfat.com

[illegible] جب کہ ہجرت کے وقت غار مین اپنے ساتھی سمیت تھا اور بعد اسکے مواطن قتال مین ملائکہ
[illegible] بھیجے وغیرہ۔ وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ اور اللہ تعالے نے کافرون کے
کلمہ یعنی دعوت شرک کو مغلوب کر دیا جسکی گردن بڑھ چلی تھی۔ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا اور کلمۃ اللہ یعنی کلمہ توحید
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہی غالب ہی ضمیر ہی فاصل سے قطعاً جملہ اسمیہ کر دیا اور مفاد یہ کہ کلمہ الٰہی کسی حال مین پست نہ تھا کہ اب
غالب ہوا بلکہ وہ ہر حال مین غالب ہی ہان لوگ البتہ اس سے محروم تھے کیونکہ کلمہ توحید سے اللہ تعالے کی وحدانیت والوہیت کا بیان
ہی وہ ہمیشہ ہر حال مین ظاہر وباہر ہی اور ہر چیز اُسکی قدرت وحکم مین مسخر ہی۔ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ اور اللہ تعالے اپنی سلطنت
وجلال مین غالب اور اپنی صنع مین حکیم ہی جو کچھ جسوقت جس حال سے جاری ہی سب اُسی کے قبضۂ قدرت مین مسخر اور اسی کی حکمت بالغہ سے
جاری ہی جسکا بھید کوئی نہین پا سکتا۔ ف۔ اللہ تعالی نے مومنون کو رضاء الٰہی ومشاہدہ پاک باقی حاصل کرنے کے لیے دنیا و اسکی لذات
چھوڑنے پر آمادگی دلائی لقولہ ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ۔ اور اسمین اہل طریقت کو اشارت ہی کہ کرامات کو مشاہدہ پر مت اختیار کرو۔
مترجم کہتا ہی کہ اکابر اولیاء اللہ صدور کرامات کو آدمی کے واسطے نقص سمجھتے تھے کیونکہ یہ توجہ بجانب عالم ہی اور غفلت از مشاہدہ خالق
عز وجل۔ اور قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ وغیرہ نے اسکو مصرح بیان کر دیا ہی اور حاصل اشارت یہ ہی کہ کرامات اگرچہ صاحب کرامت کے
بزرگ ہونے کی دلیل ہین لیکن چونکہ امر باقی نہین لہذا اُنکی خواہش جو موجب غفلت از مشاہدہ ہی نہین چاہتے۔ ہان اللہ تعالے اپنی
مشیت سے جس سے صادر فرما دے اُسکے حق مین چونکہ اُسی راہ سے تجلی بھی ہوگی کچھ نقصان نہین۔ فافہم واللہ اعلم۔ یحیی بن معاذ رازی رح
نے فرمایا کہ دنیا مین لوگ باہم نصیحت مین خوف کرکے آخرت کی فضیحت مین گرفتار ہوتے ہین (تفسیر رازی ۱۲)۔ پھر اللہ تعالے نے دنیا کو قلیل و خوار
اور آخرت کو معزز وپائدار فرمایا بقولہ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الآخرۃ الا قلیل۔ اور اسمین اشارت ہی کہ عارف صادق نے دنیا مین جو کچھ قرب
ومعرفت ووجد وحالت وفضل وکرامت پائی ہی وہ درگاہ کبریائی مین حاضر ہونے کی نعمتون سے جو آخرت مین ملینگی بہت کم ہین کیونکہ مثال
حق وکشف جمال کے مقابلہ مین تمام نعمتین فانی وہیچ ہین جیسے بحر زخار کے مقابلہ مین ایک قطرۂ حباب ناپائدار۔ شیخ نہرجوری رح نے فرمایا
کہ دنیا ایک سمندر ہی اور آخرت اُسکا کنارہ ہی اور جس چیز پر سوار ہوکر پار ہو وہ ایک ہی چیز ہی یعنی تقوی اور لوگ اس سمندر سے پار ہونے کے
مسافر ہین۔ مترجم کہتا ہی دنیا آب بلکہ سراب ہی اگر ہفت سمندر سے دامن تر نہو اس سراب سے دامن اُٹھاکے گذرنا ضروری ہی۔ قولہ تعالے
الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین الخ۔ جو بندہ ازلی تائید سے سرفراز ہوا اُسکو کسی کی نصرت ومدد کی حاجت نہین جیسے
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ پھر جس بندہ کو اللہ تعالی نے معزز کیا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار بنایا حالانکہ آنحضرت اسکی مدد
ونصرت سے مستغنی ہین بلکہ مددگار کو خود اس نصرت کی توفیق پانے سے شرف حاصل ہی کیونکہ نصرت حق عز وجل اس پیرایہ سے اسپر ظاہر ہوئی
[illegible] اپنے مولی عز وجل کیطرف منقطع ہو جاوے اللہ تعالے ہر حال مین اسکی اعانت فرماتا ہی اور ہر نعمت اسکو پہونچاتا ہی۔ اللہ تعالے
نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کو اسطرح بیان فرمایا کہ جب غار مین اپنے ساتھی سمیت داخل ہوا تو اسپر کشف جمال سے اور اسکے
[illegible] سکینہ نازل کی اور حاصل یہ کہ تمھاری نصرت کی کیا حاجت ہی جسکو اسکے مولی نے نصرت دی جبکہ وہ مکڑی کے
[illegible] جالا دم سکے دشمنون نے اسکے ساتھ کچھ قابو نہ پایا۔ مترجم کہتا ہی کہ مشہور ہی کہ جب حضرت صلعم غار مین داخل ہوے
[illegible] جالا تانا۔ چنانچہ کافرون نے کہا کہ اگر اس غار مین جاتے تو مکڑی کا جالا باقی نہوتا حالانکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اندر سے

مشرکون کے پاؤن دیکھتے تھے - یہی شیخ نے اشارہ کیا - اور نیز اس کلام مین بیان ہی کہ حق جل [illegible]
نے اُسکو نصرت ازلی اور رآیت رسالت و نبوت سے منصور فرمایا پس وہ تمام خلایق پر غالب [illegible]
سے آنکھون دکھلایا چنانچہ بدر مین ایک مٹھی خاک سے لشکر بھاگا اور حنین مین بھی جب آپ [illegible]
اور فرمایا کہ خوار ہون یہ چہرے بھاگو میرے روبرو تو تمام لشکر کفر دہل گیا اور اُنکے دل اُنکے سینون [illegible]
کنکریون وغیرہ سے بھر گئے اور نہایت مضطرب ہوکر بھاگنا شروع کیا اور یہ بیان بھی عوام کی تسکین [illegible]
بھی اعلیٰ واجل ہی پس واللہ ثم باللہ کہ مرد عارف یقین جانتا ہی کہ نصرت آلہی کسی سبب پر موقوف [illegible]
کے مقابلہ مین کافی تھے - ارے یہ نہین جانتے کہ اللہ تعالےٰ قادر ہی کہ تمام کافر و تمام خلایق کو ایک دم [illegible]
و مطیع کرے سب کے سب ہاتھ باندھکر حاضر ہون - وقد قال تعالےٰ قل فمن یملک لکم من اللہ شیئا ان اراد [illegible]
الارض جمیعا - اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ان القلوب بین اصبعین من اصابع الرحمٰن الحدیث - پس بالیقین نصرت آلہی کی [illegible]
اور کسی شخص کی مددگاری امر محتاج الیہ نہین بلکہ مددگار کے حق مین شرف ہی فاستقم - شیخ نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ قولہ فقد نصرہ اللہ [illegible]
نے اسکو منصور فرمایا چنانچہ بقولہ واللہ یعصمک من الناس - سب کی نصرت سے بے پروا کردیا اور جو بندہ کہ میدان عصمت مین مشرف ہو [illegible]
تمام مخلوق کی نصرت سے بے پروا ہی - مترجم کہتا ہی کہ ابتدا مین رات کو صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے بعض بعض آپ کی چوکیداری [illegible]
کیا کرتے تھے اور رات بھر مسلح ہوکر گرد گھومتے پس جب یہ آیت اُتری تو آپ نے جھروکے سے سر نکال کر فرمایا کہ اب تم جاؤ آرام کرو اللہ تعالیٰ نے
مجھے عصمت مین کردیا یعنے کوئی قتل نہین کرسکتا - شیخ نے لکھا کہ قولہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار - مین حبیب کی صحبت مین صدیق رضی اللہ عنہ
کی خاصیت کا اشارہ ہی یعنے آنحضرت صلعم کی صحبت کے واسطے صدیق رضی اللہ عنہ کو مخصوص فرمایا تھا کیونکہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ہونے
کے واسطے صدیق مین ایک خاص خصوصیت تھی کیونکہ مقام قرب و منزلت مین اتحاد مشرب سے معیت ہی اور مشرب صدیق رض کا بحر نبوت و
رسالت سے تھا اور یہ تقدیر قدیم تھی پس اگر یہ امر نہوتا تو آنحضرت صلعم کی صحبت و معیت کے لیے منفرد ہوتے اور صدیق رض ایسی منزل [illegible]
کہ وہان ظہور وحدت تھا اور درمیان سے صدیق و نبی سب مرتفع تھے اور اعلیٰ مرتبہ اس مقام کا مقام نبوت ہی پس [illegible]
ابتداء مرتبہ نبی ہی اور وہ ایسا مقام ہی کہ وہان اللہ تعالیٰ کے سوائے کچھ نہین ہی پس اُسی نور قدس سے دونون نکلے اور اسی کے ساتھ [illegible]
ہوئے - حبیب علیہ السلام نے صدیق رض کو اپنے ساتھ ہونے کے خصائص بخوا لئے جبکہ صدیق پر طوارق امتحان کا ظہور ہوا [illegible]
لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا - یعنی کبھی اس خیال سے غمگین مت ہو کہ ازلی برگزیدگی و عصمت مین تغیر آویگا [illegible]
پروردگار اگرچہ فرد صمد غنی پاک ہی لیکن فضل سے ہم کو سرفراز کیا پس تا ابد وہ ہمارے ساتھ ہی باطینی کہ [illegible]
قدیم اور اسکا ظہور مشاہدہ از راہ قلب و روح و عقل بوصف قرب و مناجات یکسان ہمارے ساتھ ہی [illegible]
قریب کے غار انوار ازلی مین تھے اور کہا کہ قولہ لاتحزن الخ جو کوئی ایسا ہو کہ اللہ تعالیٰ اُسکے ساتھ ہو اُسکو غمگین [illegible]
کہا کہ تشخص مین تو دو تھے اور قلب کی راہ سے اپنے مولیٰ کے ساتھ واحد تھے ابن عطا [illegible]
مین ہوچکی چنانچہ ہم مین وصل دیدیا اور ساتھ کردیا پس فصل و جدائی کا رنج مت کر و بعض نے کہا کہ صدیق رض کو [illegible]
کچھ اذیت لاحق نہو - اور بعض نے کہا کہ اس جہت سے کہ ایسا نہو کہ کوئی ایسا امر پیش آوے جس سے اسلام [illegible]

Marfat.com

[illegible] کبریائی جب برتبہ کمال حاصل ہو تو وہ مرتبہ نبوت ہی اور درجہ بدرجہ کمی سے مرتبہ انسانی مین نقص ہوتا ہی
[illegible] یہ بات بعید نہین کہ بندہ برگزیدہ کسی بکروہ مین گرفتار ہو چنانچہ آنحضرت صلعم ابتدا مین عرب و قریش کے
[illegible] خوف وغم ہونا بنظر عظمت وکبریاء الٰہی کے بجاے خود تھا تاآنکہ بوحی الٰہی وکلام نبوت یہ امر ظاہر ہوا کہ اس
[illegible] وطلوع آفتاب ترقی وکمال ہی پس اسلام روز بروز قوی ہوگا اور ایسا نہو گا کہ جیسے بعض انبیاء سابقین کو اللہ تعا
[illegible] کرکے اٹھا لیا اور مقام قرب منزلت مین بلالیا اور اس قوم ملعون کو طغیان گمراہی مین چھوڑ دیا۔ فافہم۔ فارس ح
[illegible] کیا کہ حزن ایک علت ہی پس معرفت دیدی کہ اس مقام پر حزن لائق نہین ہی کیونکہ مقام قرب مین اسسے اعلیٰ مقام ہی بعض نے
[illegible] مشاہدہ مین تھے پس غیرت حق نے انکو چشم خلائق سے غار مین پوشیدہ کیا اور یہ ایک تجلی خاص ہی۔ تو نہین دیکھتا کہ حضرت صلعم نے فرمایا
[illegible] ابوبکر ایسے دو آدمیون کے ساتھ کیا گمان ہی جنکا تیسرا اللہ تعا ہی یعنے مشاہدہ ونصرت ومدد سے تیسرا وہ پاک پروردگار ہی یعنے وہی انکا ناصر ومعین
[illegible] کہا کہ قولہ فقد نصرہ اللہ۔ یہ نصرت عجیب فضل وکرامت تھی کہ کسی کو میسر نہین ہوئی کیونکہ وہان کشف مقامات سے وہ اعلیٰ مشاہدات تھے
[illegible] بدن سے نجات ہو کر حاصل ہوتے ہین جیسے دیدار حق سبحانہ تعا بعد فناء جسم وجسمانیات کے بعد ایجاد خاص کے حاصل ہوتی ہی نہ ان آنکھون جیسا کہ
سابق مین تحقیق ہوچکا۔ پس اگر اس حالت مین یہ نصرت خاصہ نہوتی تو سطوات عظمت وکشف مشاہدہ خاصہ مین متلاشی ہو جاتے۔ اسرار صوفیہ مین کہا جاتا
ہی کہ لمعات [illegible] مقامات کے لیے جو خصوصیات بیان ہوتے ہین صحیح ہین اگرچہ وہ خیالات پر مبنی نہین کیونکہ کون جانتا تھا کہ یہ غار ایسے سردار بنی آدم
و اشرف عالم کا ٹھکانا ہوگا۔ لیکن اللہ تعا نے جیسے اپنی رحمت سے جسکو چاہا مخصوص فرمایا اسی طرح جسکی قسمت مین جو فضل چاہا تقسیم کردیا۔ بعض کہتے
ہین کہ بعضے لوگون کے دل عرش سے متعلق ہین وہ اللہ تعا کو وہان طلب کرتے ہین حالانکہ وہ تعا فرماتا ہی۔ اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا
[illegible] یقینی بات ہی کہ اللہ تعا ہر زمان ومکان سے پاک منزہ ہی لیکن اس خطاب مین اہل دل کے لیے حیات بھرا ہی۔ شیخ نے لکھا کہ مجھے یہان ایک نکتہ
عجیب کشف ہوا کہ قولہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا۔ مین نفی اتحاد بوحدانیت ہی جیسے عیسیٰ و اسکی مان سے نفی فرمائی
جبکہ نصارٰی نے یہ زعم کیا۔ کہ ان اللہ ثالث ثلثہ۔ پس رد کردیا کہ مامن الٰہ الا الٰہ واحد۔ پس عیسیٰ وانکی مان سے الوہیت کی نفی فرمائی ایسے ہی یہان بھی
سید المرسلین و سید الصدیقین سے اسکی نفی فرمائی تاکہ کوئی احمق یہ گمان نکرے کہ عرش سے ثریٰ تک ساحت کبریاء وازلیت مین اثر نہ تھا اسواسطے کہ الوہیت قدیمہ
تو انقسام وافتراق واجتماع وغیرہ سے ممتنع ہی اور قولہ ان اللہ معنا۔ سے اسکی تحقیق کردی اور اسمین تلویح ہی کہ اتحاد محال ہی اور جو اشارہ بیان
ہوا اسکی دلیل اس قول سے ہی کہ لاتحزن۔ اس طرح کہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے طلب مین حزن کا اثبات فرمایا اور یہ حزن از راہ حال
و [illegible] ہی کہ [illegible] آوے اور فوت نہو جاوے حالانکہ زمانہ امتحان کا ہی۔ پس آنحضرت علیہ السلام نے آگاہ فرمایا کہ یہ وقت وحال
[illegible] نہین ہو سکتا کیونکہ اوتعالے کشف ووقت وحال کے فضل زمانے سے ہمارے ساتھ ہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کشف وحال
[illegible] فانزل اللہ سکینتہ علیہ۔ کیونکہ صدیق رض کو اسی سے غمگینی تھی۔ اسمین اشارت یہ ہی کہ سکینت مذکور پہلے قلب محمد صلعم
[illegible] نازل ہوئی اور یہ کشف وقرب مین وضوح کے واسطے تھی اگرچہ آنحضرت صلعم ہر حال مین مستقیم تھے اور کبھی آپ کو
[illegible] کا خوف نہین ہوا ولیکن انکے قلب پر اس سکینت کا نزول بغرض زیادتی استقامت قلب صدیق رضی اللہ
[illegible] دل سے بالکل حزن واندوہ جاتا رہے تاکہ رسول اللہ صلعم کے جمال سے منور ہو جاوے اور اگر بدون واسطہ آنحضرت صلعم
[illegible] قلب پر اسکا نزول ہوتا تو انوار قدم کے اشراق سے وہ فانی ہو جاتے کیونکہ ایسے اوقات مین اسکے نزول کو سواے انبیاء

Marfat.com

ومرسلین اولی العزم کے دیگر انبیاء ورسول بھی نہیں اٹھا سکتے ہیں پس گویا کلام [illegible]
تھی محمد صلعم پر نازل فرمایا۔ اور یہ بھی احتمال ہو کہ بوجہ قوت معرفت حضرت صدیق کے [illegible]
صدیق رضہ پر نازل ہوئی ہو کیونکہ آنحضرت صلعم پر یہ سکینت اول ہی سے تھی اور بعض نے [illegible]
الٰہی اسطرح ہوا کہ محمد صلعم نے صدیق رضہ سے فرمایا کہ تیرا گمان ایسے دو کی طرف کیا ہو جنکا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو [illegible]
مترجم کہتا ہو کہ واضح رہے کہ ہر کلام وخطاب کے ساتھ انوار توفیق ومعرفت از جانب حق عزوجل [illegible]
اُسی کو حاصل ہوتے ہیں اسی واسطے جب کلام مجید کی تعلیم وتعلم کی تاکید فرمائی اور بعض نے عرض کیا کہ ہم [illegible]
پھر آپ کچھ خوف نہ فرمائیں تو آنحضرت صلعم نے بطریق استعجاب فرمایا کہ میں تجھے فقیہ جانتا تھا ارے تو [illegible]
وانجیل ان یہود ونصاریٰ کی بغل میں تھیں مگر انکو کچھ فائدہ نہوا یعنی توفیق جاتی رہی آخر انھوں نے ان میں تحریف کر دی [illegible]
وانجیل کا پتا بھی نہیں ملتا ہو۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو سمجھو یہ اشارہ بھی مفہوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو [illegible]
کے لیے حصول طمانینت میں کافی ہو گیا۔ فافہم۔ رہا کلام طمانینت میں تو شیخ نے ذکر کیا کہ بعض نے فرمایا کہ امور تقدیری اپنے مقدر پر [illegible]
ہونے کی حالت میں قلب کو سکون رہنا طمانینت ہو۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ یہ بھی احتمال ہو کہ ابوبکر رضہ کو حزن نہو ولیکن آنحضرت صلعم نے ازراہ
شفقت کے متنبہ کردیا کہ ایسے حال میں جو آدمی پر حزن طاری ہوتا ہو تو اس سے بچنا۔ مترجم کہتا ہو کہ اس لفظ پر بر قولہ لا تحزن کے یہ معنی کہ [illegible]
محزون نہونا۔ اگر کہا جاوے کہ یہ مجاز ہو اور حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کی طرف مرجع نہیں ہوسکتا تو جواب یہ کہ بات یہی ہو ولیکن احتمال تو باقی [illegible]
فافہم۔ ابن طاہر رح نے کہا کہ اس آیت میں آنحضرت صلعم نے ان اللہ معنا۔ کہا یعنی اسم ذات کو لیا اور کسی اسم صفتی کو نہیں کہا اور اسم ذات کو
مقدم کیا اور اپنا ذکر موخر کیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام پر جب اسکے مانند وقت پیش آیا تو انھوں نے یوں کہا۔ ان معی ربی سیہدین۔ پس اپنا
ذکر مقدم کیا اور اسم رب یعنی اسم صفت سے دعا کی حالانکہ اسم ذات اسم خاص ہو اور اسم رب۔ یعنی تربیت و پرورش کرنے والا اسم عام ہو
پس آنحضرت صلعم کی دعا مرتبہ ادب میں اعلیٰ وارفع ہو اسی واسطے امت محمد صلعم شرک سے محفوظ رہی اور امت موسیٰ علیہ السلام گوسالہ کی
عبادت میں پڑ گئی۔ نیز اس مقام پر کہا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے مرتبہ غیرت میں کسی غیر کو درمیان میں نہ دیکھا اور محمد صلعم بسبب
مشاہدہ کے غیرت سے مستغنی تھے اور موسیٰ علیہ السلام مشاہدہ کے مفتقر تھے پس انھوں نے ان معی ربی۔ کہا اور حبیب علیہ السلام نے
ان اللہ معنا۔ کہا پس موسیٰ علیہ السلام رویت صفات میں پڑے چنانچہ انھوں نے تربیت رب سے التجا کی اور آنحضرت صلعم [illegible]
میں تھے لہذا اسم ذات سے جو عین الجمع ہو دعا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم پر مزید نعمت کو بیان فرمایا لقولہ وایدہ بجنود لم تروھا
ان جنود سے لشکر ملائکہ کی تفسیر گذر چکی۔ اور باطنی طمانینت سے جو اشارات بیان ہوئے ہیں اسکے موافق [illegible]
جو آنحضرت صلعم کے اسرار پر خاصتہ نازل ہوئے کیونکہ ان خاصہ تجلیات بلکہ اخص الخاص کا برداشت کرنے [illegible]
کے اور کوئی نہ تھا جعفر رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ پر وثوق وتوکل ویقین کے لشکر ہیں کہ ان امور میں بھی آنحضرت صلعم [illegible]
بعض کا قول ہو کہ ظاہری صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثانی اثنین تھے ولیکن باطن میں [illegible]
سب پر یہ احسان بیان کیا کہ اسنے طبیعتوں کی تاریکی دور فرمائی اور رغبت الٰہی کی روشنی پھیلائی [illegible]
ہی العلیا۔ اسمیں اشارت ہو کہ جتنی باطل باتیں وجھوٹے دعوے ہیں سب توحید حقیقت کے [illegible]

Marfat.com

...کے اسکا انفراد اپنی فردانیت سے اور اسکی توحید بوحدت اور اُسکا تنزہ و تقدس ازگمان و اوہام خلائق ہی یعنی ... اللہ ... وہ عزیز بعزت کبریائی ہی اور حکیم اپنے افعال مین ہی یہ اسکی حکمت ہی کہ اپنے اولیاء کو کشف لقاء سے اختصاص دیا۔ ... عزوجل نے سب کو آمادگی دلائی کہ راہ حق مین ارواح و اشباح قربان کرنے مین جلدی کرین تاکہ میدان وحدت مین پہونچکر اسکے کشف جمال و ادراک وصال سے سرفراز ہون لقولہ تعالے۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ

اور بوجھل اور لڑو اللہ کی راہ مین اپنے مال سے اور جان سے یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ

بہتر تمہارے حق مین اگر تمکو سمجھ ہی اگر کچھ مال ہوتا نزدیک اور سفر ہلکا تو تیرے ساتھ چلتے

وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا

لیکن دور نظر آئی انکو طرف اور اب قسمین کھاوینگے اللہ کی کہ ہم مقدور رکھتے تو نکلتے

مَعَكُمْ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ ع

تمہارے ساتھ وبال مین ڈالتے ہین اپنی جان اور اللہ جانتا ہی وہ جھوٹے ہین

سفیان الثوری رح نے ابو الضحیٰ رح سے روایت کی کہ سورہ براءۃ مین یہ آیت سب سے پہلے نازل ہوئی۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا یعنی جہاد کے واسطے نکلو درحالیکہ خفاف ہو یا ثقال ہو۔ ظاہر امراد ابو الضحیٰ کی یہ ہی کہ اس سورہ مین احکام جہاد سے متعلق اول آیت نازل ہوئی ہی اور معنی حالت خفاف کے یہ ہین کہ ایسی حالت ہو کہ اس حالت مین آدمی پر جہاد آسان و سبک ہو اور ثقال سے یہ مراد کہ اس حالت مین جہاد اسپر گران ہو۔ اور یہ تفسیر اعم و اشمل ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ جب آنحضرت صلعم نے کفار روم پر جہاد کے لیے تبوک کا قصد کیا تو آپ کے ساتھ ہونے کے لیے اللہ تعالے نے آیت مین نفیر عام کا حکم دیا کہ جو لوگ بلوغ و آزادی کے ساتھ مکلف بجہاد ہین وہ جس حال مین ہون آپ کا ساتھ دین۔ خواہ حالت نشاط ہو یا حالت اکراہ اور خواہ حالت تنگدستی ہو یا فراخی۔ وابن عباس و عکرمہ و ابو صالح و حسن بصری و شمر بن عطیہ و مقاتل و شعبی و زید بن اسلم نے کہا کہ قولہ انفروا خفافا وثقالا۔ یعنی جوان ہون یا بوڑھے۔ اور مجاہد رح نے کہا کہ جوان ہون یا بوڑھے و تونگر ہون یا مسکین۔ ایسا ہی ابو صالح وغیرہ سے بھی مروی ہی اور حکم بن عتیبہ رح نے کہا کہ مشغول ہون یا غیر مشغول۔ عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ نشاط ہون یا غیر نشاط۔ مترجم کہتا ہی کہ نشاط بضم نون و تشدید بسیجمہ جمع ناشط یعنی بصفت نشاط بکسر نون بدون تشدید ... قتادہ رح کا قول ہی اور ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کی کہ لوگون نے عرض کیا تھا کہ ہم مین ثقیل و حاجتمند و پیشہ ور اور مشغول ... وغیرہ لوگ بھی ہین تو اللہ تعالے نے قولہ انفروا خفافا وثقالا۔ نازل فرما کر کسی کا عذر نہین قبول کیا یعنی جس حال پر ہون جہاد کو نکلین ... اور ... ابن جریر رح نے اختیار کیا کہ مراد عموم حالت ہی یعنی خواہ ایسی حالت ہو کہ اسمین جہاد آسان ہو یا ایسی حالت کہ گران ہو ... تفاسیر جمہور ... یعنی نشاط و غیر نشاط یا قوی و ضعیف یا جوان و بڈھے یا فقیر و تونگر وغیرہ ہر ایک اس عموم کی بعض صورتین ... سب اس عموم مین داخل ہین پس تفاسیر ائمہ سلف مین کچھ اختلاف نہین ہی۔ اور یہ بات اصول مین قرار پائی کہ جب تک ... پر عمل کرنا ممکن ہو تب تک خصوص پر اقتصار نکیا جائیگا، درحاصل اسکا یہ ہوا کہ جہاد کے لیے عموماً ہر شخص پر نکلنا فرض کر دیا جائے

کسی حال مین ہو۔ اگر کہا جاوے کہ بچہ و غلام بھی داخل ہو جاوینگے۔ جواب یہ کہ مکلف ہونے کی [illegible]
بالغ آزاد ہو تب اسپر جہاد کا حکم متوجہ ہوتا ہی۔ پھر مترجم کہتا ہی کہ یہان چند مقامات ہین۔ اول [illegible]
تھی یا عموماً حکم ہی۔ اور ظاہر آیت اسی امر کو مقتضی ہی کہ حکم عام ہی اگرچہ نزول اسکا استنفار غزوہ تبوک مین [illegible]
جب سورہ برارۃ کی قراءۃ مین اس آیت تک پہونچے تو کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ اللہ تعالے نے ہم سب کو خواہ بوڑھے ہون یا جوان [illegible]
کے لیے نکلنے کا حکم دیا ہی اے میرے بیٹو میرے لیے سفر جہاد کا سامان درست کر دو۔ انکے بیٹون نے [illegible]
جہاد کیا پھر حضرت ابو بکر رض کی خلافت مین پھر حضرت عمر رض کے ساتھ ہو کر جہاد کیا اللہ تعالے آپ پر رحم فرماوے اب ہم آپکی طرف سے
کرینگے مگر انھون نے اس سے انکار کیا پس سمندر کی راہ سے جہاد کیا اور اسی سفر مین انتقال کیا اور کوئی جزیرہ نہ ملا جسمین انکو دفن [illegible]
کہ نو دن کے بعد ایک جزیرہ ملا جسمین انکو دفن کیا حالانکہ انکی لاش مین کچھ تغیر نہین ہوا تھا۔ ابن جریر رح نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے
بھی یہ قول روایت کیا کہ اللہ تعالے نے حکم دیا کہ انفروا خفافا وثقالا۔ پس مین خفیف ہونگا یا ثقیل ہونگا۔ یعنی دو حال [illegible]
پس ہر حال مجھپر جہاد کے لیے نکلنا لازم ہی۔ اور مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی کہ جہاد مین جانا چاہتے تھے تو بعض نے کہا
کہ اب آپ کو اللہ تعالے نے معذور رکھا ہی۔ فرمایا کہ سورہ بعوث مین ہمپر قولہ انفروا خفافا وثقالا کا حکم اترا ہی۔ پس یہ روایات و [illegible]
انکے دلالت کرتی ہین کہ حکم عام ہی اور غزوہ تبوک کے ساتھ یا فقط صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص نہین ولیکن اس صورت مین وارد
ہو گا کہ بیمار و لنجا و اپاہج کوئی معذور نہو تو بعض نے زعم کیا کہ آیت مین امر انفروا خفافا۔ وجوب کے لیے نہین ہی اور یہ زعم بہت ضعیف ہی
اور بعض نے زعم کیا کہ آیت مین امر نفر بر وجہ مذکور انھین لوگون سے مخصوص ہی جنکو آنحضرت صلعم نے جہاد کے لیے نکلنے کو کہا تھا اور یہ بھی
ضعیف ہی اور بعض نے کہا کہ اندھے و لنجے وغیرہ کو شامل نہین جیسے مجنون وطفل کو نہین شامل ہی۔ سدی رح نے فرمایا کہ قولہ انفروا خفافا وثقالا
یعنی جہاد کے لیے نکلو خواہ غنی ہو یا فقیر ہو۔ اور خواہ قوی ہو یا ضعیف ہو۔ آنحضرت صلعم کے پاس ایک مرد آئے اگر عرض کیا کہ مین موٹا [illegible]
ہون اور شکوہ کر کے اجازت چاہی کہ ساتھ نجاوے پس یہ کلام نازل ہوا۔ پس لوگون پر بہت شاق گذرا پس اللہ تعالے نے اسکو منسوخ فرمایا
بقولہ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لایجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ۔ بعض فقہا نے کہا کہ ظاہر [illegible]
تخصیص ہی۔ فافہم۔ ابن عباس و محمد بن کعب و عطاء خراسانی وغیرہم سے مروی ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی بقولہ [illegible]
طائفۃ الآیۃ۔ اور کلام اسمین عنقریب انشاء اللہ تعالے آویگا۔ اور ظاہر یہ کہ نسخ نہین ہی اور اندھے و ضعیف [illegible]
نہین وہ اس عموم مین داخل ہی نہین اور یہ معلوم ہی کہ آیت کریمہ غزوہ تبوک مین نازل ہوئی حالانکہ [illegible]
و بعض مردون کو مدینہ مین چھوڑ دیا تھا پس یہ دلیل ہی کہ جہاد فرض کفایہ ہی اور ہر ہر فرد پر معین نہین ہی ولیکن [illegible]
امام جن لوگون کو استنفار کرے انپر متعین ہو جاتا ہی کہ نکلین۔ پھر اللہ تعالی نے تخصیص و تاکید فرمائی بقولہ وجاہدوا بأموالکم
وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور جہاد کرو اپنے مالون و جانون سے اللہ تعالی کی راہ مین [illegible]
مقصود نہین بلکہ محتاج لوگ اپنی جان سے جہاد کرینگے اور تونگر لوگ جان و مال دونون سے جہاد کرینگے ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ [illegible]
المذکور من النفر والجہاد بالاموال والانفس خیر لکم۔ یعنی یہ جو حکم مذکور ہوا کہ خفاف و ثقال ہر حال مین جہاد کو [illegible]
جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہی۔ یعنی یہ امر جو تمپر فرض کیا گیا تو جب تم اسمین [illegible]

[illegible] واسطے فرمایا اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ اگر تم علم رکھتے ہو کیونکہ اسکا بہتر ہونا بعد تامل کے ظاہر ہوتا ہی ورنہ ابتدا مین نفس
[illegible] گران گذرتا ہی اور بعض نے کہا کہ خیر لکم بمعنی خاص بکم۔ ہی یعنے یہ امر تمھارے واسطے مخصوص ہی پس یہ وہم نہین ہوتا کہ اس سے اس حکم
کی فرضیت نہین نکلتی بلکہ بہتر ہونا ثابت ہوتا ہی اور جزاء شرط بقرینہ ماقبل کے محذوف ہی یعنے ان کنتم تعلمون انہ خیر فافعلوا اگر تم جانتے ہو
کہ [illegible] بہتر ہو تو اسکو عمل مین لاؤ۔ اور ظاہر یہ ہی کہ خیر جو افعل التفضیل ہی اپنے معنی پر ہی اور بہتر ہونا بہ نسبت نہ نکلنے کے ہی یعنی
انفروا [illegible] مین الخ جہاد کے واسطے نکلنا تمھارے لیے نہ نکلنے سے بہتر ہی اسیواسطے تمپر مفروض ہوا بمانند قولہ تعالے کتب علیکم القتال
وہو کرہ لکم وعسی ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم الآیۃ۔ اور ایک شخص نے چاہا تھا کہ کن اعمال سے آدمی جہاد کرنے والون کے درجہ کو پہونچ سکتا ہی
تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بھلا تجھسے یہ ہوسکتا ہی کہ برابر تو رات و دن نماز مین کھڑا رہے اور کبھی روزہ افطار نہ کرے تو اسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مجھ [illegible] سے یہ نہین ہوسکتا فرمایا کہ اگر تو اسکو ادا بھی کرتا تب بھی جہاد کرنے والون کے درجہ کو نہ پہونچتا۔ اس حدیث سے کسقدر بہتر ہونا ظاہر
ہوا۔ شیخ ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ قولہ ذلکم خیر لکم۔ یعنی یہ امر تمھارے لیے دنیا و آخرت مین بہتر ہی کیونکہ تم جہاد مین تھوڑا خرچ کرو گے اور
اللہ تعالے تمکو دنیا مین کافرون کے اموال کو غنیمت دیگا اور اسکے ساتھ آخرت مین ثواب کثیر تمھارے لیے ذخیرہ ہوگا اور حدیث مین ہی کہ
جہاد کرنے والے کے لیے اللہ تعالی نے کفالت فرمائی کہ یا اسکو شہادت و وفات دیکر جنت مین داخل فرماویگا اور یا اسکے لیے ثواب آخرت
ذخیرہ کرکے غنیمت کے مال سے بھرا ہوا اُسکے ٹھکانے واپس کریگا۔ کسی امر کی بہتری بیان کرنا اُسکی فرضیت کے منافی نہین ہی جیساکہ قولہ کتب
علیکم القتال وہو کرہ لکم وعسی ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم۔ سے ظاہر ہی اور ثلاثیات امام احمد مین انس رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے
ایک شخص کو فرمایا کہ تو اسلام لا اسنے کہا کہ مین مکروہ و شاق رکھتا ہون فرمایا کہ اسلام مین داخل ہو اگرچہ تو کراہیت رکھتا ہو۔ یعنی وہ فی نفسہ بہتر ہی
پس تیرے نفس کی بالفعل کراہیت کا کچھ اعتبار نہین جب تو جان جائیگا تو تجھپر اسکی بہتری کھل جائیگی فافہم۔ واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اس سفر مین جماعت اسلام کے ساتھ روانہ ہوئے اور اس راہ سے گذرے جہان قوم ثمود کی بستی تھے اور لوگون کو ناقۂ صالح علیہ السلام
کے پانی پینے کا گھاٹ اور اسکی آمد و رفت کا راستہ دکھلایا اور جو لوگ اُنکے کھنڈلون مین جاکر سیر کرتے تھے اُنکو منع کیا کہ اللہ تعالے غنی
بے پروا ہی تم لوگ وہان مت جاؤ شاید تمپر بھی عذاب آوے مگر آنکہ روتے ہوئے خوفناک حالت مین ہو تو مضائقہ نہین ہی پھر قوم ثمود کے
کنوئون [illegible] لوگون نے پانی لیا تھا وہ سب پھنکوا دیا اور روانہ ہو کر آگے ایک کنوئین پر منزل فرمائی جس سے اہل ایمان قوم صالح کے
پانی پیتے تھے جیساکہ سابق مین قصۂ ثمود مین بیان ہوچکا ہی پھر مقام تبوک مین پہونچکر وہان کے قیام کے بعد واپس ہوئے تو راہ مین منافقین
[illegible] اور حال یہ تھا کہ بہت سے منافقین مدینہ مین بچھڑ رہے تھے اور انہین اتفاق سے تین آدمی اہل ایمان
سے [illegible] چنانچہ اُنکا قصہ بھی آگے آویگا۔ پس منافقین کے حق مین اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ لَوۡ کَانَ ماندعوہم
الیہ عَرَضًا قَرِيۡبًا مامن الدنیا سہلۃ المأخذ وَّسَفَرًا قَاصِدًا وسفرا وسطا۔ یعنی اگر ہوتا یہ امر جسکی طرف تونے انکو بلایا تھا
[illegible] سکتا اور ہوتا سفر درمیانی۔ لَّاتَّبَعُوۡكَ تو البتہ وے لوگ تیرے پیچھے ہولیتے۔ عرض بفتحتین
[illegible] متاع دنیا ہی اور [illegible] سوا درم دینار کے جملہ اسباب کو عرض کہتے ہین اور یہان معنی اول مراد ہین اور بولتے ہین کہ الدنیا
[illegible] ایک عرض حاضر ہی جس سے نیکو کار و بدکار سبھی کھاتے ہین۔ حاصل آنکہ منافقون کا
[illegible] بلکہ دنیا ہی کی ہوس مین پڑے ہین انکا یہ حال ہی کہ جس بات کی طرف تونے انکو بلایا تھا اگر دنیا کے متاع و منافع

Marfat.com

مین سے کوئی سہل الحصول بات ہوتی اور وہ درمیانی درجہ کے سفر سے بدون مشقت کے حاصل ہو [illegible]
وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ شقہ بالضم دور کا سفر جو مشقت سے قطع ہو اور مراد سفر تبوک ہو کہ یہ سفر [illegible]
تھا یعنی اُن منافقون پر یہ سفر قریب نہونے بلکہ دور اور مشقت ہونے سے گران وشاق ہوا [illegible]
اور غزوہ تبوک سے بچھڑنے والے عنقریب اللہ تعالے کی قسم کھاوینگے بطور اعتذار کے کہ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ
ساتھ سفر کرنے کی قدرت حاصل ہوتی تو ہم تمھارے ساتھ نکلتے - یعنی اگر ہمارے پاس اس سفر کی ضروری [illegible] مہیا ہوگئی [illegible]
ہوگئے ہوتے - استطاعت کسی امر کی یہ کہ جو اسباب ووسائط ظاہری اس امر کے لیے درکار ہین وہ مہیا [illegible] - اور بعض [illegible]
موٹا ہونا عذر قرار دیا تھا - جیساکہ مذکور رہوا - بالجملہ اللہ تعالے نے واقع ہونے سے پہلے غیب کی خبر دی کہ جب آنحضرت صلعم [illegible]
تو یہ منافقین حاضر ہوکر اللہ تعالے کی قسم کھاوینگے کہ ہمکو استطاعت نہ تھی اگر ہوتی تو ہم ضرور ساتھ ہولیے ہوتے - اللہ تعالے نے فرمایا
يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ جملہ بدل از قولہ سیحلفون باللہ - ہے - یعنی قسم کھانے والے اپنے آپ کو ہلاک کرینگے - وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور اللہ تعالے جانتا ہے کہ وے قسم مین جھوٹے ہین - پس جو شخص جھوٹی قسم کھاوے اسنے آپ کو ہلاک کیا کیونکہ سخت گناہ
مین اپنے نفس کو ڈال دیا - حدیث مین ہے کہ جھوٹی قسمین بستیون کو اُجاڑ کر چھوڑتی ہین - واضح ہو کہ گذشتہ بات پر جان بوجھ کر جھوٹ
قسم کھانا نہایت سخت ہے اور یہی یمین غموس کہلاتی ہے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اسمین کفارہ نہین کیونکہ ایسا بڑا کبیرہ گناہ ہے کہ کفارہ
سے عفو نہین بلکہ توبہ واستغفار کرے - فــــ فی العرائس قولہ تعالے انفروا خفافا وثقالا - یعنی ابواب ازل تک خفاف بعقول قدسیہ
اور ثقال بقلوب ملکوتیہ جاؤ - نیز خفاف بارواح روحانیہ وثقال بقلوب سماویہ حاضر ہو اور نیز خفاف بارادات صادقہ وثقال بمحبت مفرطہ
نیز خفاف بایمان اور ثقال بایقان ہو - نیز خفاف بانس وثقال بقدس ہو - نیز خفاف بانوار مودت اور ثقال بامانت معرفت ہو - اور نیز
خفاف بتجرید از حدوث اور ثقال بانوار توحید ہو - نیز خفاف اسطرح ہو کہ اپنے آپ کو محتاج وفقیر جانو اور مولی عز وجل کو غنی جانکر ثقال ہو
اور نیز خفاف بقناعت ہو اور ثقال بتوکل ہو - اور نیز خفاف ببسط اور ثقال بانقباض ہو - ابن عطا رحمہ اللہ نے کہا کہ خفاف بقلوب
اور ثقال باجسام وابدان ہو - ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خفاف وثقال بوقت نشاط وکراہیت ہے کیونکہ [illegible] ممکن ہے
چنانچہ جریر بن عبد اللہ البجلی سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلعم سے بیعت کرلی کہ ہم ہر حال مین خواہ حال نشاط ہو
یا مکروہ ہو متبع رہینگے - بعض نے کہا کہ خفاف تو طاعات کی طرف یعنی طاعات ادا کرنے مین ہلکے پھلکے ہوکر جاوینگے اور ثقال
بجانب معصیت ہونگے یعنی گناہ کرنے مین سُست وگران ہونگے - بعض نے کہا کہ اموال سے جہاد یہ کہ تمھارے [illegible]
مین انسے مت روکو اور اپنے نفوس سے جہاد کرو تاکہ تمپر شیطان غالب نہو جاوین - فافہم [illegible]

رسول اللہ صلعم کو خطاب کرکے فرمایا -

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ

اللہ بخشے تجھکو کیون رخصت دی تو نے انکو جبتک معلوم ہوتے تجھپر جنھون نے سچ کہا

الْكٰذِبِيْنَ ۝ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

جھوٹون کو نہین رخصت مانگتے تجھسے جو لوگ یقین رکھتے ہین اللہ پر [illegible]

[illegible] بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

[illegible] اپنے مالون اور جانون سے اور اللہ خوب جانتا ہی ڈر والون کو

[illegible] ایک جماعت کو یہ اجازت دیدی تھی کہ سفر تبوک مین ساتھ ہونے سے پیچھے رہین پس یہ کلام نازل ہوا [illegible] کردیا تاکہ آنحضرت صلعم کا دل مطمئن رہے۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ اللہ تعالی تجھے اے محمد صلعم عفو فرما دے۔ [illegible] نے انکو کیون اجازت دیدی کہ تجھسے پیچھے رکر اپنے وطن مین رہین اور کیون تونے انکو اپنے حال پر نہ چھوڑا حَتّٰى [illegible] لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا کہ تجھے کھل جاتے ایسے لوگ جو تجھسے سچ بولے۔ وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ اور تجھے جھوٹے لوگ [illegible] لوگ معلوم ہو جاتے۔ استفہام قولہ لم اذنت۔ انکاری ہی۔ معنی یہ کہ اللہ تعالے تجھے عفو کرے یہ بات تجھے نہ چاہیے تھی کہ تونے [illegible] کو اجازت دیدی قبل اسکے کہ تجھپر مومن ومنافق ظاہر ہون۔ مفسر رح نے یہی قول اختیار کیا کہ آیت مین آنحضرت صلعم کو عتاب ہی [illegible] سے روایت ہی کہ اپنے شاگردون سے کہتے تھے کہ بھلا تم نے اس سے بہتر کوئی معاتبت دیکھی کہ عفو کرنے کو پہلے ہی فرما دیا پھر عتاب کیا۔ ایسا ہی مورق عجلی وغیرہ سے منقول ہی۔ قتادہ رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کو جیسے تم دیکھتے ہو عتاب فرمایا پھر سورہ [illegible] مین اجازت دیکر اختیار دیا کہ جسکو چاہو اجازت دیدو بقولہ فاذا استاذنوک لبعض شانہم فاذن لمن شئت منہم۔ اور ایسا ہی عطا خراسانی سے مروی ہی اور مجاہد رح نے کہا کہ یہ آیت چند منافقون کے حق مین اُتری جنھون نے آپس مین کہا تھا کہ جاؤ تم آنحضرت صلعم سے جھوٹ [illegible] اجازت لے لو پس اگر اجازت دین تو خیر ورنہ اپنے گھرون مین بیٹھ رہنا۔ اسی واسطے اللہ تعالے نے کہا کہ حتی تبیین لک الخ [illegible] اسواسطے والون مین سے کون سچا اور کون جھوٹا ہی۔ بعض نے کہا کہ منافقون کو بیٹھ رہنے کی اجازت دینے پر عتاب نہین [illegible] ساتھ نکلنے کی اجازت پر عتاب ہی ولیکن قول اول ارجح ہی بدلالت کلام مابعد۔ اور خطیب رح نے ذکر کیا کہ مفسرین نے اختلاف کیا [illegible] آنحضرت صلعم کو عتاب ہی یا نہین ہی پس عمرو بن میمون نے کہا کہ دو باتین آنحضرت صلعم نے بلا اجازت کین۔ ایک تو [illegible] اور دوم منافقون کو تخلف کرنے کی اجازت دینا پس اللہ تعالے نے عتاب فرمایا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ اس لطف کو دیکھو کہ اللہ تعالے نے عتاب سے پہلے عفو کو بیان فرما دیا پس عتاب مشمول لطف ہی۔ قاضی عیاض رح نے شفا مین کہا کہ منافقون کو تخلف کی اجازت کرنے یا دینے کے بارہ مین اللہ تعالے کی طرف سے کوئی امر مقدم نہین ہوا تھا اور اس امر سے کوئی نہی نہین آئی تھی تاکہ یہ معصیت [illegible] اور اللہ تعالی نے اسکو معصیت نہین شمار کیا بلکہ اہل علم نے اس خطاب کو بھی عتاب نہین شمار کیا ہی۔ اور بعضے لوگ جو اسطرف گئے ہین کہ یہ عتاب ہی تو اہل علم نے انکی غلطی بیان کی ہی اور بات یہ ہی کہ آیت مین عفا بمعنی غفر نہین ہی بلکہ ایسا ہی جیسے آنحضرت صلعم نے کہا کہ عفا اللہ لکم عن صدقۃ الخیل والرقیق یعنے خیل ورقیق کی زکوٰۃ سے اللہ تعالے نے تمکو عفو کیا۔ حالانکہ گھوڑون ومملوکون پر زکوٰۃ واجب ہی نہین [illegible] نہین ہی اور قشیری رح نے ایسے ہی کلام کے بعد کہا کہ جو شخص یہ کہتا ہی کہ عفو کا لفظ عرب مین سوائے [illegible] وہ شخص زبان عرب سے واقف نہین اور مکی رح نے کہا کہ یہ استفتاح کلام ہی جیسے بولتے ہین اصلحک اللہ۔ اعزک اللہ [illegible] عافاک اللہ یعنے اللہ تعالے تجھے عافیت دے۔ مترجم کہتا ہی کہ قاضی عیاض نے جو کچھ بیان کیا [illegible] بات کو مفید ہی جو قشیری رح نے ذکر کی اور کوئی شک نہین کہ یہی ابلغ وارجح واصوب ہی امام رازی رح [illegible] بندہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تکریم وتوقیر وغیرہ مین مبالغہ کر دیا جیسے اپنے بادشاہ

Marfat.com

آدمی کہتا ہے کہ اصلحک اللہ الامیر انہ قد کان کذا - یعنی ہمارے بادشاہ کو اچھا رکھے بات یہ [illegible]
عنک لم اذنت لہم الآیۃ - ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت میں منافقوں کو نہیں [illegible]
نازل ہوئی - پھر اللہ تعالیٰ نے اہل صدق کے حال کو بیان فرمایا بقولہ - لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ [illegible]
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ یعنی نہیں اجازت مانگتے تجھ سے قعود کی اور جہاد سے پیچھے رہنے کی وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ [illegible]
اَنْ يُّجَاهِدُوْا اے فی ان یجاہدوا - بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اس بات میں کہ جہاد کریں اپنے اموال [illegible]
نے لکھا کہ ان یجاہدوا - پس سے فی کا حذف بسبب ظہور کے مستحسن ہے - اور حاصل آنکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور روز آخرت [illegible]
کہ وہ جزا و ثواب کا دن ہے وہ تجھ سے پیچھے رہنے کی اجازت جھوٹے طور بے رغبتی جہاد کی وجہ سے نہیں مانگتے [illegible] اشارہ پر جہاد کی طرف
مبادرت کرتے ہیں چنانچہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کا یہ قول تھا کہ ہم اجازت نہیں لیتے کیونکہ بار بار اللہ تعالیٰ نے جہاد کی طرف
ندب فرمایا ہے بلکہ یہ حال تھا کہ جس کسی کو بمصلحت و ضرورت مدینہ میں چھوڑتے اس پر بہت گراں گزرتا تھا چنانچہ حضرت علی [illegible] غزوہ [illegible]
میں جب مدینہ میں رہنے کو کہا تو ان پر بہت شاق ہوا اور راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ یوں فرمایا کہ کیا تو راضی نہیں کہ میری نسبت ایسا ہے جیسے
ہارون علیہ السلام بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام کے تھے - بعض نے لکھا کہ قولہ ان یجاہدوا محل نصب میں مفعول لہ ہے اے کراہۃ ان یجاہدوا
یعنی جان و مال سے جہاد کرنے کو مکروہ رکھنے کی وجہ سے تخلف کی اجازت نہیں چاہتے - بالجملہ سورہ نور میں جو اجازت مذکور ہے کہ فاذا
استاذنوک لبعض شانہم فاذن لمن شئت منہم - یہ استیذان اگر عموماً ہے حتی کہ اہل ایمان کو شامل ہے تو دونوں آیتوں میں کچھ منافات نہیں
اسلیے کہ اجازت بوجہ کراہیت جہاد نہیں مانگتے اور سورہ نور کی آیت میں بعض دیگر ضرور - توں واقعی سے اجازت مانگنے کا حکم مذکور ہے علاوہ ازیں
وہ جملہ شرطیہ ہے وقوع لازمی نہیں فافہم - وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان لوگوں کو جو مخالفت معصیت
سے تقویٰ رکھتے اور طاعت کی طرف جلدی کرتے ہیں - یہ پہچان تو اہل صدق و ایقان کی تھی پھر منافقوں کی شناخت فرمائی بقولہ تعالیٰ

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ
رخصت وہی مانگتے ہیں تجھ سے جو نہیں یقین رکھتے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل انکے سو وہ

فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ
اپنے شک ہی میں بھٹکتے ہیں اور اگر چاہتے نکلنا تو طیار کرتے کچھ اسباب اسکا پر

كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝
خوش نہ لگا اللہ کو انکا اٹھنا سو بوجھل کر دیا انکو اور حکم ہوا کہ بیٹھو ساتھ بیٹھنے والوں کے

اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یعنی جہاد سے پیچھے [illegible]
اجازت مانگتے ہیں جو نہیں ایمان لائے اللہ تعالیٰ و روز قیامت پر - یہی منافقین انتالیس ۳۹ آدمی تھے [illegible]
و روز قیامت دونوں کی تخصیص ایمان میں و عدم ایمان میں یعنی دونوں فریق کی پہچان [illegible]
دونوں پر ایمان ہے اور جہاد سے تخلف نہیں دونوں پر عدم ایمان ہے پس منافقین [illegible]
اور عذاب سے خوف نہ کرتے لہٰذا نفاق میں پڑے - وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ [illegible]

[illegible] معرفت وایمان کا مقام ہی پس جب ایقان نہ تھا بلکہ اسمین شک داخل ہوا۔ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ
[illegible] شک مین متحیر ہین یعنے انکے دلون کے قبول نے یہ نتیجہ دیا کہ وے شک مین متحیر ہین نہ مومنون کے ساتھ اور
[illegible] کی تقدیر کی خواہش کا بیان فرمایا بقولہ۔ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً اور اگر وے لوگ
[illegible] نکلنا چاہتے تو البتہ اسکے لیے سامان جمع کرتے یعنی پہلے سے اطلاع دیگئی تھی تو چلنے کے وقت تک۔ اگر چاہتے تو بہت سامان جمع
[illegible] وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ یہ استدراک از مفہوم سابق ہی کیونکہ لو ارادوا الخروج سے نکلا کہ وے لوگ
[illegible] نہین امضا ان کیا پس اس سے استدراک کیا۔ گویا یون کہا گیا کہ نکلے نہین بلکہ توقف مین ڈالے گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انکا
[illegible] مکروہ رکھا۔ فَثَبَّطَهُمْ پس نامردی اور کسل کی وجہ سے انکو متوقف ڈال دیا۔ حاصل آنکہ رضاے الٰہی نہ تھی کہ منافق لوگ
جہاد مین نکلین پس انکو ممنوع کر دیا۔ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ اور انسے کہا گیا کہ بیٹھنے والون کے ساتھ بیٹھ رہو۔
بعض نے کہا کہ کہنے والا شیطان تھا یعنے بطور وسوسہ انکے دل مین ڈالا اور بعض نے کہا کہ آپس مین انھون نے یہ باتین کہی تھین بعض
نے کہا کہ حضرت صلعم نے انکی اجازت مانگنے کے وقت ایسا کہا تھا۔ اور شیخ مفسر رح وغیرہ نے کہا کہ یہ قول تقدیری ہی یعنے اللہ تعالےٰ
نے انکے حق مین ایسا مقدر کیا ہی۔ و بیضاوی مین ہی کہ قیل سے فی الحقیقہ صیغۂ امر کا وقوع مراد نہین ہی بلکہ انکے دلون مین جہاد کی
کراہت ڈالے جانے کی مثال ہی۔ اور قاعدین مین احتمال ہی کہ معذور لوگ ہون یا غیر معذور رہون اور بہر حال ان لوگون کے حق مین
مذمت سے خالی نہین ہی۔ کیونکہ عورتین لڑکے اور لنجے اپاہج مراد ہین تو ان تندرست لوگون سے معذورون کا ساتھ دینا انکے حق مین
عیب ہی اور اگر ایسے لوگ مراد ہون جو بلا عذر بیٹھ رہے تو جو انکے ساتھ بیٹھ رہے وہ انھین کا مقتدی ہی۔ اگر کہا جاوے کہ منافقون کا
آنحضرت صلعم کے ساتھ نکلنا دو حال سے خالی نہین یا تو اسمین مصلحت ہوگی یا مفسدہ ہوگا پس اگر مصلحت ہو تو اللہ تعالے قولہ ولکن کرہ
اللہ انبعاثہم۔ الخ کیون فرمایا اور اگر مفسدہ تھا تو آنحضرت صلعم کو کیون فرمایا کہ لم اذنت لہم الآیۃ۔ جواب دیا گیا کہ قولہ عفا اللہ عنک لم
اذنت لہم۔ مین آنحضرت صلعم کو عتاب نہین بلکہ تلطف تھا جیسا کہ مذکور ہو چکا اور منافقون کے وہان نکلنے مین بڑا سخت فساد تھا

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ
اگر نکلتے تم مین نہ بڑھاتے تمہارا مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر بگاڑ کروانے کی تلاش
وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ
اور تم مین بعضے جاسوس ہین انکے اور اللہ خوب جانتا ہی بے انصافون کو کرتے رہے ہین تلاش بگاڑ کی آگے سے
وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَاۗءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝
اور الٹتے رہے ہین تیرے کام جبتک آپہونچا سچا وعدہ اور غالب ہوا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے

لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ اگر منافق نکلتے تم مین یعنی تمہاری جماعت مین یا فیکم بمعنی معکم ہی یعنے تمہارے ساتھ مین۔ مَا زَادُوْكُمْ
اِلَّا خَبَالًا تو مزید نہ کرتے تمہارے لیے مگر خبال یعنے شر و فساد بڑھاتے۔ اس استثناء مین دو قول ہین اول آنکہ استثنا
[illegible] لکن ہی تقدیر یہ کہ ما زادوکم قوۃ ولکن طلبوا لکم الخبال۔ یعنی انسے تمکو کوئی قوت نہ بڑھتی ولیکن تمہارے بیچ مین

Marfat.com

دے فساد پھیلانا چاہتے - اعتراض کیا گیا کہ استثناء منقطع از مفرغ نہین ہو سکتا الا ایک جا [illegible]
قال الکشاف والبیضاوی وابو السعود وغیرہم اور خفاجی رح نے کہا کہ اسمین منقطع [illegible]
ہونے مین مضائقہ نہین ہے جیسے کسی سے کہا جاوے کہ - ما انیسک فی البادیہ جنگل مین تیرا کون انیس [illegible]
الا الیعافیر - سوائے یعافیر کے تیرا کوئی انیس نہین ہے تو یہ روا ہے حالانکہ استثنی منہ مذکور نہین [illegible]
غیر مسلم ہے پس بدون شاہد کے محض منع و اعتراض متوجہ نہین فافہم - واضح ہو کہ بعض [illegible]
مین اگر ان لوگون نے فساد کو صرف زیادہ کیا تو کیا اصل فساد انمین پہلے سے موجود تھا الا [illegible]
کیا کہ استثناء مذکور متصل ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خبال انمین موجود ہو حتی کہ اگر منافق ساتھ [illegible]
اعم العام کے ہے اور وہ لفظ شی ہے اے ما زادوکم بخروجہم شیئا الا خبالا - یعنی تو زیادہ کرتے تمہارے لیے [illegible]
وَّلَاۡاَوۡضَعُوۡا خِلٰلَكُمۡ اے ولاسرعوا ایشون بینکم بالنمیمة - یعنی چغلی ملگانی بجھائی کے گھوڑے تمہارے [illegible]
ایضاع تیز رفتاری - وضع البعیر وضعا - اونٹ تیز چلایا اور یہان مومنون کے درمیان فساد کی باتین پھیلانا مراد [illegible]
بھاگتے تو تم مین رعب و فساد ڈالتے - يَبۡغُوۡنَكُمُ الۡفِتۡنَةَ جملہ حال از ضمیر اوضعوا [illegible] تمہارے لیے فتنہ چاہتے ہین [illegible]
کہ تم مین پھوٹ ڈالین یا تمہارے دلون مین رعب ڈالین - وَفِيۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ اور تم مین [illegible] انکی باتین سننے والے ہین
یعنی بعضے انکی بات ماننے والے ہین یعنی ضعیف مسلمان جو انکی باتین سنکر انکی اطاعت کرتے تھے یا جاسوس جو تمہاری باتین سنکر [illegible]
نقل کرتے تھے - ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ فیکم سماعون لہم - یعنی انکے مطیع اور راوی انکی باتون کی تحسین کرنے اور کلام کو [illegible] والے
ہین پس وہ لوگ مسلمانون و کافرون سے بالفعل عداوت ڈالنا چاہتے ہین - مجاہد و زید بن اسلم نے کہا کہ تم مین جاسوس [illegible] اخبار
نقل کر دیتے - لیکن اس تقدیر پر منافقون کے ساتھ نکلنے کی کوئی خصوصیت نہین ہے اور معنی اول اظہر اور قتادہ [illegible] جماعت [illegible] سے
مروی ہے - اور محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول - وغیرہ اپنی قوم مین اشراف تھے اور [illegible]
قوم مین کچھ لوگ انکی محبت و طاعت والے تھے جو انکے اقوال مین انکی پیروی کرتے تھے وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ اور اللہ تعالے
ظالمون سے خوب آگاہ ہے - پس جو لوگ مخالفت احکام الہی و معصیت سے اپنے اوپر ظلم کرتے ہین اللہ تعالی انکو [illegible]
الۡفِتۡنَةَ مِنۡ قَبۡلُ البتہ انھون نے اس سے پہلے فتنہ چاہا یعنی احد کے روز بھی منافقون کی جماعت [illegible]
روایت ہے کہ بارہ منافق تبوک سے واپس ہوتے وقت رات تاریک مین عقبہ پر جمع ہوے تاکہ آنحضرت صلعم [illegible]
نے آکر آگاہ فرمایا اور راول اولی ہے - وَقَلَّبُوۡا لَكَ الۡاُمُوۡرَ اور تقلیب کیا تیرے لیے امور کو - ایسی [illegible]
حیلے نکالے کہ تیرے امر کو اور تیرے ساتھیون کو متفرق کرین - اول جب آپ مدینہ تشریف لائے [illegible]
نے بدر کے روز ایسی کھلی فتح دی تو عبد اللہ بن ابی منافق نے لوگون سے کہا کہ یہ کام تو چلا پس مصلحت یہ ہے کہ [illegible]
مین داخل اسلام ہوگئے ولیکن جب کوئی امر ایسا ہوا جو شوکت اسلام کا باعث ہے [illegible]
تائید و نصرت الہی - وَظَهَرَ اَمۡرُ اللّٰهِ اور ظاہر ہوا امر اللہ کا یعنی دین اسلام تعالے [illegible]
منافق لوگ کراہت کرنے والے رہے - قال البیضاوی رح وغیرہ [illegible]

[illegible] مین ہی اور بیان انکے توقف وجہ کراہت خروج کا اور انکی پردہ دری ہی ف فی العرائس قولہ تعالے
[illegible] لہم - اللہ تعالے کی سنت مین سے ہی کہ جب غرائب علم اور نزال قرب ولطائف وصل سے کوئی خزانہ اپنے کسی
[illegible] پر کھولنا چاہتا ہی تو ایک بندہ ہو یا کئی ہون انکو محل امتحان مین ڈالکر اسپر کوئی ایسی لغزش جو شان ممکنات سے
ہو جاری کر دیتا ہی تاکہ غیبت کی وجہ سے اسکا سینہ تنگ ہو اور اسکے قلب کو فراق کی تلخی پہونچے اور ندامت سے اسکی روح پگھل جاوے
اور خوف عتاب سے اسکی عقل کو حیرانی ہو اور پردہ حجاب سے بدن سوختہ ہو پس اس کے بعد اسکے مطلع قلب سے آفتاب
عزت جلال کا طلوع ہوتا ہی اور اسکے مشرقستان روح سے صبح وصال چمکنا شروع ہوتی ہی اور انوار صفات روزن اسرار سے ظاہر ہوتے
ہین اور انبض قوادمین سبحات ذات کی روشنی ملتی ہی اور انوار افعال سے مجمع عقل منور ہوتا ہی پس بعد قبض سابق کے بندہ حالت
بسط مین مشاہدہ بدیعیہ ووصلت ابدیہ وخطاب سرمدیہ دیکھتا سنتا ہی پس اسکے انوار کے ساتھ ازل وابد کے میدان مین بازوے قرب
اڑتا ہی اور جو ذلت اسکو حاصل ہوئی تھی وہ اب عزت ہوگئی اور جو گناہ تصور کیا گیا تھا وہ اب کشف وصال ہوگیا اور اللہ تعالے سبحانہ
اسکے اس گناہ کو تمام جہان کی نیکیون سے مقابلہ فرماتا ہی کیونکہ یہ بندہ تو ازل مین اسکی محبت کے ساتھ سرفراز تھا اور قدم مین اسکے قرب
سے مختار تھا اسکے سیئات بھی حسنات ہین اور انکو سیئہ تو باعتبار اسکے مرتبہ کے کہتے ہین پس اسکی لغزشین سب قربات ہین کیونکہ
زمین مین وہ اللہ تعالے کا برگزیدہ بندہ ہی مترجم کہتا ہی کہ ہر عارف اپنے عرفان کے لائق آداب مین ماخوذ ہی پس اگر بندہ عام ہی
تو اللہ تعالے کی ثنا وصفات معلوم کرکے یقین کرکے اسی پاک معبود کی عبادت کرے اور یقین کامل رکھے پھر اس سے اللہ تعالے کسی قدر
اونچے درجہ پہ پہونچائے تب یہ شخص زیادہ ادب کے مقام مین ہی پس اگر وہان بھی زبانی ذکر کرے یا نماز مین بالکل دل سے حاضر نہو تو بہت
بعید ہوگا اگرچہ اسوقت مین اسکا زبانی ذکر کرنا درحقیقت گناہ نہین ہی لیکن اسکے رتبہ کے موافق گناہ ہی - پس اسکو یاد رکھنا چاہیے پس
یہی شیخ نے لکھا کہ اسکے سیئات نیکیان ہوتی ہین وہ تمام بندون مین اللہ تعالے کا برگزیدہ بندہ ہی - اسکی سب حرکتین پسندیدہ واقع ہوتی
ہین اور اسکے سب افعال اللہ تعالے کے نزدیک مستحسن ہوتے ہین اور یہی شان احباب ومحب مین جاری ہی کیونکہ جو خود محبوب ومعشوق ہی
جو کوئی امر اسکی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی اچھا ہوگا ؎ فان لطفت جارت بکل ملاحۃ + وان سکتت جارت بکل جمیل + اسکی ملاحت
وحسن صورت ہر گناہ کے واسطے شافع ہی جو کچھ کرے سب دل سے محو ہی اور جو خوبی ہی سب اسکی طرف سے دل مین ثابت ہی کسی ملامت
کرنے والے کا کلام موثر نہین اور کسی عتاب کرنے والے کا حکم نہین بلکہ اس سے اور بھی آتش عشق دونی ہو جاتی ہی - اسیواسطے آنحضرت صلعم
پر عتاب سے پہلے عفو کو بیان فرمایا - اور حکمت ہی کہ خطاب عتاب کے جلال مین بسبب ہیبت وعظمت کے فنا نہو جاوے پہلے عفو سے
تلطف فرمایا - اور یہ اسی کے واسطے ہی جسکی معرفت کامل ہو کیا نہین دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - انا اعرفکم باللہ واخوفکم
منہ - یعنی تم مین سے مین سب سے زیادہ عارف بحق تعالے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کرنے والا ہون - بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالے
جب انبیا واولیا مین سے کسی کو معتوب فرماتا ہی تو کلام عتاب سے پہلے یا اسکے پیچھے ایک نیک فعل کا ذکر فرماتا ہی جیسے یہان فرمایا عفا اللہ
عنک [illegible] بن منصور نے کہا کہ اہل بسط اپنی اپنی مقدار واختلاف مقامات مین ہی اور ہر ایک اپنے حظ کو بطاعت الٰہی حاصل کرتا ہی
[illegible] حضور مین بجالاتا ہی اور جو نہین استعمال مین لاتا وہ ادب دیا جاتا ہی پس بعض کو ادب دینے سے پہلے انس دیا گیا اور بعض کو
[illegible] انس دیا گیا اور یہ امر ہر ایک کے مختلف مقامات کے لحاظ سے ہی - اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قبل تادیب کے انس عطا ہوا

Marfat.com

کیونکہ اگر بعد تادیب کے انس عطا ہوتا تو قرب حق کے سبب سے خطرہ میں [illegible]
دیدو۔ کما فی سورۂ نور۔ فاذن لمن شئت منہم۔ پھر اسی پر ادب دینے کے طور پر فرمایا عفا اللہ [illegible]
فانی ہو جاتے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے حکایت فرمائی کہ آپ جب بیٹے کی نسبت [illegible]
طوفان مین غرق ہونے لگا۔ پھر نوح علیہ السلام کو بہت ادب دینے کے طور پر فرمایا کہ انہ لیس من اہلک [illegible]
الے قولہ انی اعظک ان تکون من الجاہلین۔ پس اگر بعد تادیب کے انس دیا جاتا تو خطرہ مین پڑجاتا [illegible]
کسی کو فضیلت نظر آتی ہی درحقیقت اسمین قصور نہین بلکہ ہر ایک کے لیے ایک مرتبہ خاص ہی۔ شیخ نے [illegible]
مجھے ایک نکتہ لطیف ظاہر ہوا کہ سامحہ و انس کا لفظ جو جاری ہوا ہی وہ فعل ماضی پر ہی اذ فعل مستقبل [illegible]
ثابت ہوا کہ عفا اللہ عنک فی الازل قبل وجود الفعل۔ یعنی اللہ تعالے نے ازل مین قبل وجود عمل کے عفو فرمایا [illegible]
فرحت ہوئی ہوگی او تعالے نے اپنے فضل سے سابق سے عفو فرما دیا ہی پھر اسکے ساتھ انبساط کا استعمال فرمایا [illegible]
استیناس کے پس فرمایا عفا اللہ عنک لم اذنت لہم۔ اور اگر بجائے اسکے یون ہوتا کہ ان اللہ لیعفو عنک [illegible] خطاب [illegible]
ہوتے کیونکہ جسکی امید ہی وہ ایسا نہین ہوتا جیسے پا یا ہوا۔ مترجم کہتا ہی کہ حاصل یہ ہی کہ صیغہ مستقبل مین [illegible]
کو اسقدر وثوق نہین ہی جسقدر زمانہ ماضی پر ہی لہذا عفا اللہ عنک۔ مین زیادہ استیناس ہی بہ نسبت ان اللہ لیعفو عنک [illegible]
نفس کو کسیقدر اضطراب ہی اور قولہ تعالے لا یستاذنک الذین یومنون اللہ تعالے نے صاف بیان فرمادیا کہ ولایت و نبوت گویا ایک
چیز کے شگاف دیے ہوے دو ٹکڑے کیے ہوے ہین پس غیب سے جو امر واقع ہوتا ہی اسکو ولی و نبی اپنے یقین و عرفان سے قبول کر لیتے
ہین اور کوئی ولی کسی حال مین نبی سے مخالف نہین ہو سکتا اور کیونکر مخالف ہو سکتا ہی کیونکہ سر الہامی مین ولی کو نبی کی متابعت کا حکم دیا گیا ہی
پس وہ کسی حال مین اسکے مخالف نہین ہو سکتا شاید بعض امور ایسے ہین کہ انکے کنہ تک عوام کی رسائی نہو سکے لیکن کوئی ولی ہو [illegible]
سے مخالف ہو تو جھوٹا ہی یعنی کوئی ولی اس سے مخالف ہو نہین سکتا ہی۔ واسطی رح نے فرمایا کہ قولہ لا یستاذنک الذین یومنون باللہ [illegible]
کہ اجازت دادہ شدہ اجازت تام پائے ہوے ہی پس وہ کیونکر اجازت مانگیگا۔ اگر کھڑا ہوا تو اجازت سے [illegible]
بیٹھا پس جو حرکات اسپر جاری ہوتے ہین یہ وہی ہین جنکے حق مین اسکو سابق اجازت ہو چکی ہی۔ مترجم کہتا ہی [illegible]
کہ ازل کے علم محیط و علم تقدیر مین ہر ایک بندہ جن اعمال و حرکات کو یہان بجالاتا ہی انھین سے ماجور ہو گیا ہی [illegible]
ہین اور وہ قبضۂ قضاء و قدر مین مسخر ہو چکا ہی پس اہل ایمان جن اعمال کے پابند تھے انکے جملہ حرکات [illegible]
بحکم تقدیر ازلی اور وہین کی اجازت سے تھے۔ پس اب وے کیا اجازت چاہینگے کیونکہ سابقہ ازل مین [illegible]
انکو اجازت ان افعال کی حاصل ہو گئی جو کرتے ہین اور جو نہین کرتے انکی اجازت نہین ہی۔ فافہم۔ قولہ تعالے [illegible]
عدۃ۔ اسمین اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ بندون کا ارادہ واقع نہین ہوتا جب تک ارادۂ الٰہی متعلق [illegible]
ان منافقون سے صدق ارادت کی نفی فرمائی اور اگر ارادت مین صادق ہوتے تو جہان تک [illegible]
کر لیتے اور جب قبول نہ کیا اور بحسب طاقت بہانہ جوئی کی تو معلوم ہوا کہ ارادے سے ہیچ ہو [illegible]
موافق جہاد کے لیے باہر ہو جاوین بلکہ اسی طرف پھر رہے۔ واضح ہو کہ اگر اسیطرح [illegible]

… منافقون نے تمام دروغ حیلے کیے اور باہر نہ نکلے۔ جعفر صادق رحہ نے کہا کہ اگر وے لوگ اللہ تعالے … اپنی جان و مال سے اسکے واسطے خارج ہوجاتے اور ایک ہی حکم کے واسطے بالکل قربان ہوجاتے۔ بعض مشائخ … لوگ توکل جانتے تو اللہ تعالے ہی پر بھروسا کرنے کی راہ اختیار کرتے کیونکہ اسکی طرف یہی راہ ہی۔ قولہ ولکن کرہ اللہ انبعاثہم … منافق … کے سانپ لے ڈسا اور تصدیق کا وجود نہین ہی انکا حال بیان فرمایا کہ اللہ تعالے نے انکا نکلنا مکروہ رکھا پس زبان حکم … عبودیت کی طرف دعوت فرمائی اور سابق احکام ازلیہ مین انپر شقاوت جاری کی پس بدون کشف جمال ربوبیت کے وہ لوگ احکام عبودیت … مخاطب تھے امر سے انکا امتحان کیا اور حکم سے انکو درگاہ کبریائی سے راندیا۔ اعمال ادا کرنے کا حکم دیا اور احوال سے ممنوع فرمایا۔ وہ پاک … ہے کہ یہ سب اسی کی مخلوق ہی۔ جعفر صادق رحہ نے کہا کہ بندون سے حق کا مطالبہ کیا اور انکو اسکی اہلیت نہین دی۔ پھر انکو … نہین فرمایا بلکہ انپر ملامت کی۔ تو نہین دیکھتا کہ انکا مقولہ نقل فرمایا کہ وقالوا لاتنفروا فی الحر قل نار جہنم اشد حرا۔ شیخ ابن الفرخی نے کہا کہ مثل اسکی ایسی ہی کہ ایک ہی پانی برسا اور اسنے اقسام شجر کو سیراب کیا مگر انکے پھل پھول مختلف ہین اور اگر گلاب کو پیشاب سے سینچا جاوے تو بھی اصل سے وہی خوشبو آویگی اور تھوہڑ کو اگر گلاب سے سینچین تو وہی تلخ پھل ہاتھ آوینگے یہ وہی لطیفہ ہی جسپر توفیق قبولیت اور شقاوت جاری ہی۔ قولہ لقد ابتغوا الفتنۃ من قبل وقلبوا لک الامور الخ۔ منافقون کا حال بیان فرمایا کہ حسد انمین سمایا ہوا اور معرفت نہایت قلیل بلکہ نادر پس اللہ تعالے کے برگزیدہ بندون کی شناخت سے محروم ہوکر چاہتے تھے کہ انکو اللہ تعالے کی راہ سے باز رکھین اور انمین کامیابی کی امید رکھتے تھے پھر جب انبیاء و اولیاء کو راہ راست مین مستقیم پایا تو ظلمات کفر و حسد مین جل گئے۔ شیخ سوسی رح نے کہا کہ … نے چاہا تھا کہ تو دنیا کی جستجو مین پڑجاوے اور اسی طرف مائل ہو لیکن فضل الٰہی سے یہ نہوا بلکہ اللہ تعالے نے اپنے فضل سے تیرے سر باطن کو جملہ اشیاء کی طرف میل کرنے سے پاک کرکے اپنے ہی طرف متوجہ کردیا پس حق کھل گیا۔ اللہ تعالے نے روے زمین کے خزانے تجھپر کشادہ کردیے مگر تونے ان چیزون سے سکون حاصل کرنے سے انکار کیا حالانکہ منافق تیری اس حرکت سے کراہت رکھتے تھے کذا فی العرائس۔ پھر اللہ عز و جل نے منافقین کی جبلیت مذمومہ کو بتمام تفصیل بیان فرمایا جس سے دنیا مین بھی خوار و رسوا ہوئے۔

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ

اور بعضے انمین کہتے ہین مجھکو رخصت دے اور گمراہی مین نڈال سنتا ہی وہ تو گمراہی مین پڑے ہین اور دوزخ

لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ○ إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۖ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ

گھیر رہی ہے منکرون کو اگر تجھکو پہونچے کچھ خوبی وہ بری لگے انکو اور اگر پہونچے سختی

يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُونَ ○ قُل لَّن يُصِيبَنَا

کہین ہم نے سنبھال لیا تھا اپنا کام آگے ہی اور پھر کر جاوین خوشیان کرتے تو کہہ ہمکو نہ پہونچے گا

إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○

مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمکو وہی ہی صاحب ہمارا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسا کرین مسلمان

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي اور منافقون مین سے بعض وہ شخص ہی کہ کہتا ہی کہ اجازت دیجیے … مدینہ مین تخلف کرنے کی اور ساتھ نہ جانے کی اور مجھے فتنہ مین نڈالیے۔ جب آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک کے واسطے

سامان کیا تو ایک روز جد بن قیس سے کہا کہ اے ابو وہب تجھے جلاد بنی الاصفر کی رغبت ہی [illegible]
جانتے ہین کہ مین عورتون کا بہت حریص و فریفتہ ہون اور مجھے خوف ہی کہ مین بنو الاصفر کی لڑکیان دیکھکر [illegible]
اجازت دیدین کہ مین یہین رہجاؤن اور مجھے فتنہ مین نہ ڈالیے اور مین اپنے مال سے جہاد مین اعانت کرونگا [illegible]
نازل ہوئی - ایسا ہی ابن عباسؓ و مجاہدرح وبہت سے ائمہ تفسیر سے مروی ہی کہ یہ شخص جد بن قیس تھا - ابن [illegible]
شخص نے یہ علت نکالی حالانکہ سوائے نفاق کے اسمین کچھ علت نہ تھی - جَدّ بفتح جیم - ایک شخص اشراف بنوسلمہ سے منافق تھا [illegible]
صحیح مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے بنوسلمہ کو فرمایا کہ تمہارا کون سردار ہی بولے کہ جد بن قیس لیکن ہم اسکو بخیل جانتے ہین تو فرمایا کہ بخل سے بڑھ
کون بیماری ہی تمہارا سردار یہ گورا چٹا گھونگروالا بشر بن البراء بن معرور ہی - جلاد بکسر جیم از جلد یعنی شمشیر زنی کرنا یقال جلدہ بالسیف [illegible]
یعنے مین نے اسکو تلوار ماری وکوڑا مارا - اور یہان مراد مجالدۃ از باب مفاعلت ہی یعنے رومیون سے جہاد کی لڑائی کرنا - بنو الاصفر اہل [illegible]
ہین منسوب باصفر بن روم بن اسحاق - بعض نے کہا کہ رُوم کا رنگ زردی مائل تھا اس لیے بنو الاصفر کہلائے - بعض نے کہا کہ روم نے بادشاہ
حبشہ کی دختر سے نکاح کیا تو اولاد گورے وکالے سے ملکر درمیانی رنگ کی پیدا ہوئی اور بعض نے کہا کہ ایک مرتبہ لشکر حبش نے غالب ہوکر
رومی عورتون سے اولاد جنائی وہی بنو الاصفر ہین - کما فی مجمع البحار والقاموس وغیرہما - ابو وہب کنیت جد بن قیس مذکور ہی جسنے نفاق
کا جواب دیا - پس اللہ تعالے نے رد فرمایا - اَلَا فِی الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا آگاہ رہو کہ ایسے منافق لوگ فتنہ مین گر پڑے - یعنی
جو فتنہ اسنے بیان کیا وہ تو بنایا ہوا تھا مگر خبردار ہو کہ فتنہ یہی ہی جسمین یہ شخص اور اسکے مثل لوگ گرے یعنی جہاد مین آنحضرت صلعم کے ساتھ رہنے
سے بچھڑنا اور نفاق کا ظاہر ہونا - پھر وعید فرمائی - وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ اور البتہ جہنم ضرور کافرون کو محیط ہی جملہ
اسمیہ کو اتنی تاکیدات سے بحسب اقتضائے مقام بیان فرمایا اور جہنم کا محیط ہونا یعنی کافرون کا مجمع ہونا کہ جس سے انکو چھٹکارا نہو گا اگرچہ آخرت
مین ہو گا لیکن ایسا قطعی الوقوع ہی کہ جملہ اسمیہ سے جو مشعر دوام ہی بیان فرمایا اور اسمین اشارہ ہی کہ ہمیشہ اسی مین گھرے پڑے رہینگے اور احتمال
ہی کہ یہ معنی ہون کہ جہنم کے محیط ہونے کے اسباب یعنی خواہش نفس کی پابندی وشہوات کی پیروی ان لوگون سے ظہور مین آتی ہی لہذا جہنم
گویا ابھی انکو محیط ہی اور بالکافرین سے اشعار ہی کہ کفر اسکی علت ہی اور اشارہ ہی کہ انکے ایسے حرکات یہ کفر ہین اور امید باقی رکھی کہ اگر کفر
ترک کرین اور اسپر نہ مرین تو نجات ہوسکتی ہی - پھر انکے نفاق وجھوٹ کا حال بیان فرمایا کہ اِنۡ تُصِبۡكَ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ اگر تجھکو
اے محمد صلعم بعض جہاد مین کچھ بھلائی پہونچتی ہی یعنے فتح وغنیمت وغیرہ اگرچہ تھوڑی سی بھلائی ہو وہ انکو دکھ دیتی ہی اور ناگوار ہوتی ہی [illegible]
حسد ونفاق کا یہان تک مرتبہ پہونچا ہوا ہی - وَاِنۡ تُصِبۡكَ مُصِيۡبَةٌ اور اگر تجھکو کچھ مصیبت پہونچتی ہی یعنے بعض جہاد مین کچھ
سختی پیش آتی ہی اگرچہ تھوڑی ہو جیسے اُحد مین واقع ہوا پس یہ امر بمقتضائے حکمت بالغہ الٰہی ہی جیسے ہرقل بادشاہ روم نے [illegible]
ابوسفیان سے پوچھتے وقت کہا تھا کہ انبیاء کے جہاد مین یہی ہوتا ہی کہ کسی وقت تک کبھی مومنون کی فتح اور کبھی کفار کا غلبہ رہتا ہی آخر کار اہل
اسلام کو ہوجاتا ہی ولیکن بداعتقاد منافقون کا یہ حال ہی کہ جب اہل اسلام کو کچھ سختی پیش آئی یعنی بظاہر نظر مین اگرچہ باطن مین [illegible]
انکی کراست ہوتی ہی تاہم منافقون کا یہ مقولہ ہی کہ يَّقُوۡلُوۡا قَدۡ اَخَذۡنَاۤ اَمۡرَنَا خوشی مین بھرے ہوئے اپنی [illegible]
کہتے ہین کہ ہم نے تو اپنا امر لے لیا تھا یعنی جہاد سے بیٹھ رہے اور بچاؤ کر لیا تھا مِنۡ قَبۡلُ اس واقعہ سے پہلے [illegible]
اور منھ موڑتے ہین درحالیکہ فرحناک ہین یعنے تم لوگون کے اوپر آئی مصیبت سے بھی خوش ہوتے ہین - [illegible]

Marfat.com

[illegible] سے نفاق ہی اور کلام معترض مذمت مین مشعر ہی کہ امر مقدر کسی احتیاط سے نہین رکتا پس خلاف
[illegible] ہی اور عقل جو دی و تدبیر پر بھروسا کرنا شرک ہی پس حواس و عقل کو کام مین لانا جہان تک مطابق شرع ہی وہ ایک
[illegible] گیا جیسے کہ روٹی نہ کھاوے اور شربت کے منہ مین خود نہ پہونچاوے ولیکن تدبیر پر اعتماد نہین ہی اور تمام اعتماد اللہ تعالے
[illegible] قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا تو کہدے اے محمد صلعم کہ ہرگز نہ پہونچیگا ہمکو مگر وہی جو اللہ تعالے نے
[illegible] لکھدیا هُوَ مَوْلٰىنَا وہی ہمارا ناصر و حافظ ہی وہی ہماری جانون سے بھی ہمارے لیے اولی ہی۔ حاصل آنکہ ہر کی
[illegible] انسان کو پہونچنے والی ہی سب اللہ تعالے نے لوح محفوظ مین مکتوب و مقدر کردی ہی اور وہ خالق اپنے مخلوق پر زیادہ مہربان ہی
[illegible] مین حکمت ہی پس وہ ضرور انسان کو پہونچیگی کسی تدبیر سے نہ کوئی نفع اسکے خلاف مل سکتا ہی اور نہ کوئی ضرر دفع ہوسکتا ہی
[illegible] شرع تدبیر مذموم ہی اور اعتماد کسی تدبیر پر جائز نہین۔ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تعالے ہی پر
[illegible] توکل کرنا چاہیے یعنی پر فرض ہی کہ اسی پر توکل کرین لیکن کافر تو مشرک و کافر ہین وہ اور چیزون پر اعتماد کرکے شرک کرتے
[illegible] احکام الٰہی سے کفر کرتے ہین لہذا مطیع بندون مومنون کو ارشاد ہوا کہ اللہ تعالے ہی پر بھروسا کرین کیونکہ یہی لوگ توفیق سے سرفراز
[illegible] فی الحقائق قولہ تعالے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔ ازل مین انبیاء و اولیاء کے لیے یہی لکھا گیا کہ سعادت ولایت
اور [illegible] حقیقت و صل و لطائف علوم مشاہدہ انکو حاصل ہون اور جو امور کہ بظاہر بصورت بلیات انکو پہونچتے ہین وہ انکے احوال کی
ترقی ہین کیونکہ اللہ تعالے نے انکے دلون کو نور رضا سے منور فرمایا ہی پس جو امر اسکی طرف سے پہونچا اسکو عین رضامندی سے قبول کرکے مقام
قرب مین بلند درجہ پایا پس ہر امر خواہ مکروہ ہو یا گوارا ہو انکے لیے بہتر ہی۔ مترجم نے کہا کہ حدیث مین ہی کہ مومن کا حال بہت خوب ہی کہ
اسکی ہر بات اسکے حق مین بہتر ہی چنانچہ امر گوارا پہونچا و اسنے شکر کیا تو بھلائی ملی اور امر ناگوار پہونچا و اسنے صبر کیا تو بھلائی ملی پس ہر طرح بھلائی پائی
اور یہ سوائے مومن کے اور کسی کے واسطے نہین ہی والحدیث فی السنن والصحیح۔ بالجملہ یہ بندے اس معاملہ مین بنصرت الٰہی محفوظ ہین اور اسی پر
متوکل و راضی ہین اور جیسے حق تعالے نے فرمایا یقین کرتے ہین کہ۔ ہو مولٰنا۔ یعنی وہی ہمارا مولی ہی اور اس محبت مین جو امر کہ دوسرون پر
ناگوار ہی وہ محبت ایمانی انپر گوارا ہی اور مومن کی یہی شان ہی لہذا فرمایا۔ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون۔ بعضے مشائخ نے کہا کہ مومن عارف ہوتا ہی
اور [illegible] وہ ہی جیسے قضاء و قدر سے جو امور وقتاً فوقتاً جاری ہون انمین اسکو سکون ہو اور کسی بات سے ترشرو نہو۔ پھر اللہ تعالے نے منافق
و کافر جاہلون کو ایسے پسندیدہ طور سے متنبہ کرنے کا حکم دیا جس سے سمجھ لین کہ بندہ مطیع ہر حال مین لفوز عظیم ہی جیسے غیر مطیع و منافق
ہر حال مین فی الواقع خائب و خاسر ہی بقولہ تعالے۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ
[illegible] ہمارے حق مین مگر دو خوبی مین سے ایک اور ہم امیدوار ہین تمہارے حق مین کہ ڈالے تمپر اللہ
بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝
[illegible] اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھون سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہین

[illegible] تَرَبَّصُوْنَ ایہا المنافقون ان یقع۔ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ تربصون صیغہ خطاب ہی در اصل تتربصون
[illegible] ایک تاء حذف ہوئی جیسا کہ باب تفعل مین مطرد ہی اور معنی اسکے تنتظرون۔ اے تم انتظار کرتے ہو۔ قولہ بنا متعلق لفعل محذوف

اسے آن یقع بنا۔ یہ کہ ہمارے ساتھ واقع ہو۔ استفہام توبیخی ہے۔ الحسنیین تثنیہ حسنی تانیث احسن
اور دونوں بھلی باتوں کی تفسیر ابن عباسؓ و مجاہد رح وغیرہ سے نصرت و شہادت مروی ہے۔ یعنی
اے منافقو یہ کہ واقع ہو ہمارے ساتھ کوئی امر سوائے ایک کے دو بہت بھلائیوں سے۔ ۔۔۔
کیونکہ مسلمان جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کو گیا تو دو حال سے خالی نہیں یا تو اسکو ثواب ۔۔۔
سب سے نیک انجام ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفالت کی ۔۔۔
جہاد کو نکلا درحالیکہ راہ الٰہی میں جہاد و تصدیق کلمہ کے سوائے کسی امر نے اسکو اسکے گھر سے نہیں نکالا ۔۔۔
داخل کردیگا یا جہاں سے نکلا تھا وہیں اسکو واپس کردیگا اجر و غنیمت کے ساتھ کما فی الصحاح۔ حاصل آنکہ منافقوں ۔۔۔
حق میں انھیں دو باتوں میں سے ایک کا انتظار کرتے ہیں اسکے سوائے اور کیا انتظار کرتے ہیں حالانکہ یہ ہر ایک بات بہت بھلی ۔۔۔
بہت نیک ہے پھر خود منافقوں کی حکمت عملی کا انجام بتلایا کہ۔ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اور ہم تمہارے حق میں انتظار کرتے ہیں
میں سے ایک بات کے وقوع کا۔ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ ایک یہ کہ پہونچاوے تمکو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے
کوئی عذاب۔ یعنی آسمان سے کوئی عذاب تم پر آوے جسمیں ہمارا لگاؤ نہو جیسے صیحہ و پتھر برسنا وغیرہ کا عذاب اگلی امتوں کے نافرمانوں
پر آیا اَوْ بِاَيْدِيْنَا یا تم کو ہمارے ہاتھوں سے عذاب پہونچاوے۔ مثلاً اسطرح کہ ہم کو منافقوں کے قتل کا حکم دیوے پس ہم اسکی طاعت
میں تمکو قتل و قید و غارت کریں۔ حاصل آنکہ تمہارا انجام انھیں دونوں باتوں میں سے ایک بات کی طرف ہے پس معلوم ہوا کہ تمہارا انجام بہت
خراب ہے جسکا انجام ایسا خراب ہے۔ فَتَرَبَّصُوْٓا پس تم انتظار کرو ہمارے حق میں اس امر کا جو مذکور ہوا۔ اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ
ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں یعنی تمہارے انجام کار کے منتظر ہیں۔ فتربصوا میں فاء فصیحہ ہے اور صیغہ امر سے امتثال مقصود نہیں بلکہ تہدید
ہے یعنے اپنے بد انجام کو سنکر اگر یہ برتاؤ نہیں چھوڑتے ہو تو اچھا ہمارے لیے منتظر رہو انجام نیک دیکھو اور ہم بھی منتظر ہیں کہ بالجبر تمہارا
بد انجام دیکھیں کیونکہ جو ہر ایک کا انجام مذکور ہوا اُس سے تجاوز نہیں ہو سکتا۔ پھر منافقوں کی نماز روزہ وغیرہ اعمال بدنی اور جہاد میں مال
خرچ کرنے کی مدد وغیرہ کا جو نفاق سے بدون صدق یقین کے کرتے تھے قبول نہونا بیان فرمایا۔ چنانچہ فرمایا

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝
تو کہہ مال خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہوگا تمسے تحقیق تم ہوئے ہو لوگ بےحکم

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ
اور موقوف نہیں ہوا قبول ہونا انکے خرچ کا مگر اسی پر کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اسکے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو

اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ
مگر جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے مگر برے دل سے سو تو تعجب نکر انکے مال اور نہ اولاد

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ
یہی چاہتا ہے اللہ کہ انکو عذاب کرے ان چیزوں سے دنیا کے جیتے اور نکلے انکی جان اور وہ ۔۔۔

قُلْ اَنْفِقُوْا فی طاعۃ اللہ۔ طَوْعًا اَوْ كَرْهًا طائعین او کارہین۔ لَنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ انفاقکم ۔۔۔

Marfat.com

[illegible] در حالیکہ تم طائع ہو یا کارہ ہو ہرگز تم سے قبول نکیا جائیگا جو کچھ تم نے خرچ کیا۔ اگر کہا جاوے کہ [illegible] کیونکہ ہمیشہ کراہت سے خرچ کرتے بدلیل قولہ ولا ینفقون الا وہم کارہون۔ پھر بیان کیونکر انکو طوع [illegible] کہ طوع سے خرچ کرنا باعتبار ظاہر کے کیونکہ منافق لوگ نفاق سے ظاہر مین ایسے خرچ کرتے کہ بطوع [illegible] جو اللہ تعالے نے خبر فرمائی کہ ولا ینفقون الا وہم کارہون۔ تو یہ واقعی حقیقت کا بیان ہی یعنی درحقیقت تو [illegible] اور بعض نے جواب دیا کہ طوع بمعنی رغبت نہین بلکہ طوع سے وہ خرچ جو بدون اللہ تعالے ورسول کے لازم [illegible] کہ ہووے۔ اور کرہا جو اللہ تعالے ورسول کے لازم کرنے پر ہو یعنی قولہ انفقوا طوعًا او کرہا خرچ کرو تم بدون اللہ [illegible] کے یا دونون کے لازم کرنے سے۔ پس لازم کرنے کو کرہ اسواسطے کہا کہ یہ لوگ منافق تھے پس خرچ کرنا انپر لازم کرنا [illegible] جیسے کسی پر اکراہ و زبردستی کیجاتی ہی۔ اور بعض نے جواب دیا کہ طوعًا سے وہ خرچ جو منافقون کے سردارون کی طرف سے [illegible] اور کرہا وہ جو انکے سردارون کی اکراہ سے ہو کیونکہ سردار نفاق مصلحت دیکھکر تابع منافقون کو مال خرچ کرنے پر اکراہ کرتے یعنی خرچ کرو چاہو بدون اکراہ اپنے سردارون کے یا انکے اکراہ کرنے سے بہرحال تم سے ہرگز مقبول نہوگا۔ سوال ہوا کہ انفقوا طوعًا۔ مین طوع کا [illegible] کیونکر ہی جواب یہ کہ طوع وکرہ ہر دو مصدر بمعنی اسم فاعل ہین اور نصب بوجہ حال ہونے کے یعنی انفقوا طائعین او کارہین۔ تم لوگ خرچ [illegible] درحالیکہ طائع ہو یا کارہ ہو۔ سوال ہوا کہ انفقوا۔ صیغہ امر سے خرچ کرنے کا حکم دیا پھر لن یتقبل سے کیون عدم قبول فرمایا۔ جواب دیا گیا کو یعنی انکے شرط وجزا ہین یعنی اگر تم خرچ کرو تو قبول نہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ جواب ضعیف ہی کیونکہ عدم قبولیت کا انفاق سے مشروط ہونا مرتبط نہین ہی اور صحیح جواب بیضاوی رح ومفسرح وغیرہ کا ہی کہ یہ امر بمعنی خبر ہی یعنے تمھارے نفقات قبول نہین خواہ طوعًا خرچ کرو یا کرہًا۔ بیضاوی رح نے کہا کہ اسکا فائدہ یہ کہ قبول نہونے مین ہر دو انفاق کے مساوات ظاہر ہو گئی گویا انکو حکم ہوا کہ امتحان کر و خرچ کرکے دیکھو بھلا قبول ہوتا ہی یا نہین پس ہرگز قبول نہوگا۔ اور یہ کلام پاک جواب ہی جدّ بن قیس منافق کا جسنے آنحضرت صلعم کے استنفار کے وقت کہا تھا کہ مجھے فتنہ مین نہ ڈالیے یعنی رہنے دیجیئے اور مین اپنے مال سے آپ کی مدد کرونگا۔ قبول نہونا دو باتون کو محتمل ہی ایک یہ کہ منافق اگر مال لادین تو [illegible] اور دوسرا یہ کہ منافقون کو ثواب نہ ملیگا۔ پھر قبول نہونے کی وجہ بیان فرمائی بطریق استیناف کے بقولہ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ اے لانکم کنتم کافرین۔ یعنی تمھارا انفاق کسی طرح ہو قبول نہونا اس لیے کہ تم قوم کافر تھے اور کافر کی کوئی طاعت قبول نہین ہی یعنی کہ آخرت مین اسپر ثواب نہ پاویگا۔ لہذا علماء کا اجماع ہی کہ عبادات صحیح وثواب [illegible] کے واسطے ایمان ودلی تصدیق ضروری ہی اور علماء حنفیہ نے کہا کہ کفار فروع اعمال شرع سے مکلف ومخاطب نہین بلکہ ایمان لانے سے مکلف ہین اور شافعیہ نے کہا کہ مکلف [illegible] عذاب مین زیادتی ہو اور بعد تامل کے کفار کا ایمان نہ لانا متضمن ترک جمیع حسنات ہی پس عذاب ضعف بحکم قولہ تعالے لکل منکم ضعف الآیہ ہر کافر کے لیے ثابت ہی۔ اس تفسیر سے واضح ہوا کہ فاسق سے مراد کافر ہی چنانچہ کلام مابعد جو اس جملہ کے لیے بیان و توضیح ہی اسپر دلالت کرتا ہی یعنی قولہ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ بتاء فوقیہ قراءۃ حفص واکثر اور بیاء تحتیہ قراءۃ حمزہ وکسائی کیونکہ فاعل مونث حقیقی نہین [illegible] نَفَقٰتُهُمْ اے مانعہم قبول نفقاتہم۔ نہین محروم رکھا انکو انکے نفقات مقبول ہونے سے۔ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ الا کفرہم بہما مگر ان باتون نے جنمین سے اول یہ کہ انھون نے اللہ تعالے کے ساتھ واسکے رسول برحق محمد صلعم [illegible] درحقیقت کفر کیا۔ اگرچہ ظاہر مین اقرار کرتے تھے پس زبانی اقرار کچھ مفید نہین ہی۔ سوال ہوا کہ اللہ تعالی کے قائل تھے جواب کہ

Marfat.com

حدیث وفد عبد القیس میں ہی کہ آنحضرت صلعم نے توحید کی یہ تفسیر فرمائی کہ گواہی دے کہ لا الٰہ الا اللہ [illegible]
کہ بدون صادق اقرار نبوت آنحضرت صلعم کے توحید پوری نہیں ہی - بھید یہ کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے [illegible]
سے ہی کیونکہ حقیقت اسکی برتر از خیال وقیاس وکمال وعقل جزوی ہی اور بدون ارشاد و ہدایت نبوت کے آدمی [illegible]
وتقدیس میں گمان کریگا جو لایق نہیں پس وہ اللہ تعالیٰ کا قائل نہوگا بلکہ اپنے مظنون کا معتقد [illegible]
باوجود یکہ اللہ تعالیٰ کو خالق آسمان وزمین کہتے تھے مشرک ہوے کہ بتون کا اشراک جائز جانتے حالانکہ [illegible]
کو دخل نہیں پس درحقیقت اللہ تعالیٰ سے منکر وکافر ہوے اسیطرح اہل کتاب یہود ونصاریٰ کو جو بیٹا [illegible]
کرتے تھے کافر فرمایا بقولہ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ - اور بہت سے نادان آدمیون نے [illegible]
کے یہ معنی کہ ایک ہی لہذا بدین معنی واحد کے قائل یہود اور بعضے ہنود کو موحد کہنے لگے ہین حالانکہ یہ خود بڑی جہالت ہی [illegible]
مصرح لکھدیا کہ توحید کے معنی یہ ہین کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسکا کوئی شریک نہیں کسی امر مین - اور یہ معنی نہیں کہ واحد [illegible]
ہی - فافہم وتدبر - بالجملہ جن باتون سے منافق قبول نفقات سے محروم ہوئے انمین سے اول تو اعتقادی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ ورسول سے منکر
ہین اور دوم عملی یہ کہ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى اے انہم لا یعملون فی حال من الاحوال الا فی حال الکسل [illegible]
یعنی تمام حالتون مین سے کسی حال مین وے نماز نہیں پڑھتے مگر ایک حالت مین جو کہ حالت کسل وگرانی ہی - اسکی وجہ یہ کہ انکو اداکرنے پر
ثواب ملنے کا اعتقاد نہیں اور نہ چھوڑنے پر عذاب کا خوف تھا بلکہ خالی دکھلانے اور اسلام ظاہر کرنے کو کسل وبوجھل ہوکر پڑھ لیتے تھے
وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ اور نہیں خرچ کرتے کوئی نفقہ خواہ واجب ہو یا نفل ہو مگر اس حال مین کہ سب کراہت
رکھنے والے ہوتے ہین - اگرچہ اپنی کراہت کو ظاہر نہیں کرتے - پس قولہ قل انفقوا طوعا - مین بطوع خرچ کرنا بلحاظ ظاہر کے ہی اور یہان
انکی حقیقت کا بیان ہی یعنے درحقیقت ہمیشہ کراہت کے ساتھ خرچ کرتے ہین - حاصل یہ کہ کسی کار خیر مین بسبب بے ایمانی کے انکی سچی
نیت وہمت نہیں ہی پس اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا - حدیث مین ہی کہ آدمی جب تک خوشی ونشاط مین ہی تو اقل نماز [illegible] اداکرے
اور کسل وماندگی تک نوبت نہ پہونچاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ثواب دینے مین ملالت نہوگی تم خود ہی عبادت سے ماندہ ہوجاؤگے اور حدیث
مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ طیب ہی وہ طیب ہی قبول فرماتا ہی - اسیواسطے ان منافقون سے کوئی نفقہ قبول نہ فرمایا بقولہ انما یتقبل اللہ من
المتقین - یعنی اللہ تعالیٰ انھین بندون سے قبول فرماتا ہی جو متقی ہین - اگر کہا جاوے کہ قبول نہونے کے واسطے انکا کافر ہونا کافی سبب ہی
پھر کراہت وکسل وغیرہ کا سبب کیون فرمایا کیونکہ مستقل سبب ہوتے ہوے اور کا اثر نہیں رہتا تو جواب یہ ہی کہ اہل سنت کے نزدیک [illegible]
سبب خالی معرّف ہین کچھ موجب نہیں ہین پس ایک ہی امر کے واسطے چند معرّف کا جمع ہونا جائز ہی - فافہم - فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ
وَلَآ اَوْلَادُهُمْ یعنی جب منافقون کی حالت معلوم ہوگئی تو اے محمد صلعم نہ اعجاب مین ڈالین تجھکو انکے اموال اور نہ انکی اولاد [illegible]
یہ خطاب اگرچہ آنحضرت صلعم کو ہی لیکن جملہ مومنین اسمین شامل ہین - اعجاب کسی چیز سے مسرور ہو اسکی خوبی پر راضی ہونا [illegible]
کہ اسکے ساتھ کچھ فخر ویہ اعتقاد بھی ہو کہ ایسے اورون پاس نہیں ہی اور یہ معنی اپنے مال واولاد پر اعجاب ہونے [illegible]
یہان تو غیر کے مال واولاد پر اعجاب ہی پس اعجاب بمعنی استحسان ہی یعنی انکے اموال واولاد کو مستحسن مت جان [illegible]
وہ مال لیا جو انھون نے جہاد مین خرچ کرنے کو دیا پس معنی یہ ہوسکتے ہین کہ جو اموال انھون نے جہاد مین خرچ [illegible]

Marfat.com

[illegible] آخرت مستحسن معلوم نہو کیونکہ یہ بلا ثواب و نامقبول ہی اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اُنکے اموال و اولاد کی نسبت مستحسن محمود ہونا
[illegible] بیان کر اس لیے کہ یہ اُنکے لیے وبال و استدراج ہی کما قال تعالے۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ان یعذبہم۔ بِهَا
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنی اللہ تعالے چاہتا ہی کہ اُنکو عذاب کرے ان چیزون سے دنیا کی زندگی مین۔ کیونکہ انکے جمع کرنے و حفاظت مین
مشقت و تکلیف اٹھاوین اور بطریق نفاق کے مومنون کو دینے و زکوۃ نکالنے مین خرچ کرنے پر غم کھاوین اور نقصان اولاد مین مصیبت
پاوین۔ اگر کہا جاوے کہ یہ بات منافقون کے ساتھ مخصوص نہین بلکہ مومن کو بھی نقصان مال و اولاد کی مصیبت پہونچتی ہی تو جواب یہ ہی
کہ مومن کو اعتقاد ہی کہ وہ آخرت ہی کے واسطے مخلوق ہی اور اُسکو جو مصیبت پہونچے وہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہی اور جانتا ہی
کہ آخرت مین اُسکے لیے اس سے بہتر ثواب حاصل ہی پس مال و اولاد اُسکے حق مین وبال و عذاب نہوئے بخلاف منافق کے کہ اسکا یہ
اعتقاد نہین پس مال و اولاد پر جو غم و رنج و مشقت اُسکو پہونچی وہ دنیا مین اُسپر عذاب ہوئی لہذا فرمایا کہ منافقون کے حق مین مال
و اولاد سے اللہ تعالے یہی چاہتا ہی کہ حیات دنیاوی مین انکو عذاب دے۔ وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ
زہوق مشقت سے نکلنا جملہ عطف ہی یعذبہم پر۔ یعنی اور اُنکے اجسام سے اُنکی ارواح نکلین اس حال مین کہ وے کافر ہین۔ پس آخرت مین
اُنکو دائمی سخت عذاب دیوے۔ زمخشری رح نے کہا کہ قولہ انما یرید اللہ۔ سے مراد استدراج ہی یعنی باوجود معصیت کے اُنکو نعمت پر نعمت
دنیا جسمین مشغول رہین یہان تک کہ مرین گویا یون فرمایا کہ اللہ تعالے منافقون کے حق مین یہی چاہتا ہی کہ برابر اُنکو اپنی نعمتون سے بھرا
رکھے یہانتک کہ اُنکی موت آوے اس حال مین کہ وے کافر ہون اور آخرت سے نظر پھیرے ہوئے انھین نعمتون کی طرف مشغول ہون۔
پس آخرت مین عذاب شدید اٹھاوین۔ خطیب رح نے لکھا کہ جس کسی کو مال و اولاد کی کثرت ہوئی حالانکہ وہ سرور و افتخار و کفران نعمت
مین گرفتار ہی اسکے حق مین وبال و عذاب سمجھنا چاہیے کیونکہ ایسی حالت مین دلالت ہی کہ نفس اسمین مستغرق اور اللہ تعالے سے منقطع ہی
اور حدیث مین ہی کہ تین باتین ہلاک کرنے والی ہین۔ ایک یہ کہ شح مطاع ہو یعنی بخل کی اطاعت کیجاوے۔ دوم خواہش نفس کی پیروی
کیجاوے۔ اور سوم اپنے اوپر آدمی اعجاب (خودرائی ۱۲) کرے۔ اور حدیث مین ہی کہ مکثرین تباہ ہوے یعنی مال مین اکثار کرنے والون کی عاقبت اکثر
خراب ہوتی ہی۔ اور حدیث مین ہی کہ آدمی اپنا مال پکارتا رہتا ہی اُسکا مال کیا ہی سوائے اسکے کہ کھا کر فنا کر ڈالا یا پہنکر پھاڑ ڈالا یا صدقہ دیکر
عاقبت کے لیے باقی رکھ لیا۔ اور اس باب مین روایات بہت ہین اور مقصود کلام یہ کہ دنیا کے اسباب و [illegible] افتخار و اسکی محبت سے زجر
فرمایا کیونکہ آدمی دنیا کے واسطے نہین پیدا ہوا بلکہ آخرت ہی کے لیے مخلوق ہی پس دنیا سے اُسکو اعجاب و اسکی طرف میلان نچاہیے
بلکہ اصلی گھر کی طرف راغب ہو اور وہ آخرت ہی ف۔ فی العرائس قولہ تعالے ولا یاتون الصلوۃ الا وہم کسالی۔ حق تعالے نے ایسے
بندون کا حال بیان فرمایا جو اُسکے جلال سے جاہل اور اُسکے مشاہدہ جمال سے محجوب ہین اور اُنکو اپنے خالق کی عبودیت سے طعم وصال نہین
ملا اگر اُنکو نماز مین مناجات الٰہی سے ذوق ہوتا اور نماز مین آنکھون کی ٹھنڈک حاصل ہوتی تو اُنکا وہ حال ہوتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے سچے نمازی کا حال بیان فرمایا کہ وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہی اور جو اپنا حال بیان فرمایا بقولہ جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ
یعنی میری آنکھون کی ٹھنڈک نماز مین رکھی گئی ہی لیکن یہ مرتبہ بزرگ انھین بندون کے واسطے مخصوص ہی جو عظمت و جلال الٰہی کے
[illegible] سکتے ہین کما قال تعالے وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الآیۃ۔ اور انکا وصف فرمایا بقولہ الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون
[illegible] امر الٰہی کو نہ پہچانا وہ کسل کے ساتھ کھڑا ہوتا ہی اور جسنے پہچانا وہ عین رغبت سے قیام کرتا ہی قولہ تعالے

فلا تعجبک اموالہم ولا اولادہم - اسمین اللہ تعالے نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر مومنون کو
جو اموال و اولاد ہین جنکو وہ حیات دنیاویہ کی زینت جانتے ہین ان چیزون کو نظر استحسان سے
سے باز رہینگے اس لیے کہ دنیا کو بنظر شہوت و خواہش نفس دیکھنے والا اسی دم ملک ملکوت و جبروت
بیان فرمادیا کہ اموال دنیا منافقون کے لیے اللہ تعالے کی طرف سے حجاب ہین اور دنیا مین عذاب ہین کیونکہ
تو خواہ مخواہ حرام و شبہات سے خالی نہین ہوتی اور جسنے حرام و شبہات کے مال کھائے وہ باطنی
سے محروم ہوجاتا ہے چنانچہ وارد ہوا کہ دنیا کے حلال مین حساب ہوگا اور جو حرام ہے وہ تو بالکل عذاب ہے - بعض مشائخ نے اس کے
معنی مین کہا کہ لوگ جن اموال و غلام و خدام سے زینت کرتے اور اُسی کی کثرت چاہتے ہین اور بطور استدراج انکو ملتی ہین
اعجاب نہو کیونکہ ان اموال و اولاد سے اللہ تعالے کو یہی منظور ہے کہ دنیاوی زندگی مین انکو عذاب ہو یعنی اسکے جمع کرنے مین اور اسکے حفاظت
کرنے مین مشقت اور اُسکی محبت مین اور اسپر بخل کرتے ہین اور اُسکے خرچ پر غمگین ہوتے ہین عذاب اُٹھاوین اور یہ سب عذاب
خاطر سمیٹا اور برابر انپر طاری رہا یہانتک کہ کافر مرنے سے عذاب آخرت مین پھنسے - نعوذ باللہ منہ - جب اللہ تعالی نے بیان کر دیا کہ
جملہ مضرت دنیا و آخرت کے جامع اور جملہ منافع دارین سے خالی رہین تو پھر انکے فضائح و قبائح کو ذکر کیا از انجملہ یہ ہے کہ نفاق و بیباکی سے جھوٹی
قسمین کھاتے ہین چنانچہ فرمایا -

وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ۝ لَوْ يَجِدُونَ

اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی کہ وہ بیشک تم مین ہین اور وہ تم مین نہین ولیکن وہ لوگ ڈرتے ہین اگر پاوین کہین

مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلًا لَوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ ۝

بچاؤ یا کوئی گڑھے یا سر گھسانیکو جگہ تو اُلٹے بھاگین اسی طرف رسیان تڑاتے

وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ اور قسم کھاتے ہین منافق لوگ اللہ تعالے کی کہ البتہ وہ لوگ تم مین سے ہین یعنی تمہارے دین
کے ہین - جملہ انہم لمنکم - یہی مقسم بہ ہے اور لام تاکید ہے حاصل آنکہ ایسی تاکید کے ساتھ اللہ تعالے کی جھوٹی قسم کھاتے ہین کہ وہ بھی اہل ایمان
مین سے ہین - یعنی توحید الٰہی و رسالت محمد صلعم و قرآن و دار آخرت وغیرہ پر صدق دل سے مومن ہین - منافق لوگ جب اہل ایمان سے
تو بیباکی کے ساتھ اللہ تعالے کے نام پاک کی اسطرح جھوٹی قسم کھاتے - چنانچہ حق تعالی نے رد فرمایا وَمَا هُمْ مِنْكُمْ اور حالانکہ
وے لوگ تم مین سے نہین ہین - یعنی مومن نہین ہین - اللہ تعالے نے بھی جملہ اسمیہ سے انکے مومن ہونے کی نفی
کھائی تھی - وَلَٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ ولیکن یہ لوگ ایسی قوم ہین کہ تم سے ڈرتے ہین - کہ تم قتل
نہ کرو جو مشرکون کے ساتھ کرتے ہو - فرق یفرق فرقًا از سمع یسمع ترس و خوف کرنا - حاصل آنکہ منافقون کے دل مین
دکھلانے ہی کو ظاہر مین ارکان اسلام ادا کرتے ہین اور تمہارے خوف سے جھوٹی قسم بہت تاکید کے ساتھ کھاتے
اور تقیہ کرتے ہین - حدیث مین ہے کہ جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانا بستی اجاڑ دیتا ہے - منافق کی پہچان حدیث
حدیث مین ہے کہ شر الناس اللہ تعالے کے نزدیک ذوالوجہین ہے یعنی دو آدمی کہ اس سے
وہ اللہ تعالی کے نزدیک بڑا بد ہے - پھر اللہ تعالے نے منافقون کی نعت بڑھائی کہ

Marfat.com

یعنی دل سے کیوجاتے ہین چنانچہ فرمایا۔ لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً اگر پاتے وہ لوگ کوئی ملجا۔ پناہ کی جگہ خواہ اونچی ہو یا نیچی یا کوئی گروہ
وہ بیرون وغیرہ کا ہو یا اسکے مانند کوئی چیز ایسی ہو۔ اَوْ مَغٰرٰتٍ یا مغارات۔ جمع مغارہ جسمین انسان گھس جاوے اور زمین مین
پست مقام اور سرداب یعنی تہ خانہ وغیرہ۔ اَوْ مُدَّخَلًا سے مُتَدَخَّلا۔ بعد ادغام کے مدخل ہوا۔ وہ جگہ جسمین داخل ہوجاوین۔ بعض نے
کہا کہ ملجا عام ہو اونچی نیچی کہین کسی طرح کی جائے پناہ ہو۔ مغارات۔ وہ غار جو پہاڑون مین ہون اور مدخل وہ جو زمین مین ہون۔ ابن عباس
و مجاہد و قتادہ وغیرہم نے کہا کہ ملجا قلعہ و گڑھی وغیرہ جسمین متحصن ہون اور جائے حرز جسمین متحرز ہون۔ مغارات۔ پہاڑون کے غار۔ مدخل
وہ سرب جو زمین مین ہو یعنی تہ خانہ و بل وغیرہ۔ حاصل آنکہ۔ منافقین اگر اوپر یا نیچے یا کہین کوئی ٹھکانا پاتے۔ لَوَلَّوْا اِلَيْهِ تو اسکی طرف
متوجہ ہو کر اسمین گھس جاتے۔ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ درحالیکہ اس کام مین تیزی و جلدی کرنے والے ہوتے کوئی چیز انکو اس سے باز
نہ رکھتی۔ یجمحون از جموح۔ فرس جموح وہ گھوڑا کہ باگ سے ہرگز نہ رکے۔ حاصل معنی یہ کہ منافقون کا حال تم سے عداوت و نفرت کا یہانتک
ہو کہ ملجا و مغارات و مدخل تینون ٹھکانون مین سے اگر کوئی ٹھکانا پاتے باوجودیکہ یہ انسان کے لیے بندش و ضیق کے برے ٹھکانے
ہین تو بھی منافق انکی طرف متوجہ ہوتے نہایت تیزی سے کہ جیسے جموح گھوڑے کو باگ نہین روک سکتی ہو انکو بھی کوئی چیز مانع نہو سکتی
اور بہت جلدی اسمین گھس جاتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے منافقون کے باطنی قبائح کے آثار مین سے ایک نوع دیگر کو یعنے حضرت محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کی شان مین صدقات کی تقسیم وغیرہ کی نسبت طعن کرنے کو ذکر فرمایا بقولہ تعالےٰ۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ

اور بعضے انمین ہین کہ تجھکو طعن دیتے ہین زکات بانٹنے مین سو اگر انکو ملے اسمین سے تو راضی ہون اور اگر نہ ملے

اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ

تب ہی وہ ناخوش ہو جاوین اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے جو دیا انکو اللہ نے اور اسکے رسول نے اور کہتے بس ہے ہمکو اللہ

سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝

دیوے دیگا ہمکو اللہ اپنے فضل سے اور اسکا رسول ہمکو اللہ ہی چاہیے

مفسرون کے اقوال اس آیت کے سبب نزول مین مختلف ہین جیساکہ خطیب رح نے کہا ولیکن مترجم کے نزدیک اقوال متفق ہین صرف
تفصیل و اجمال کا اور سبب نزول و عموم دخول کا فرق ہو پس سبب نزول کو بخاری رح و نسائی و ابن جریر و ابن المنذر و ابو الشیخ و ابن مردویہ رح
نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم مال غنیمت تقسیم کرتے تھے کہ اتنے مین ذو الخویصرہ کا بیٹا (جسکا نام حرقوص
تھا) آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ انصاف سے تقسیم کرو آپ نے فرمایا کہ تیری خرابی ہو پھر کون عدل کریگا اگر مین ہی عدل نہین کرتا ہون۔ عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین اس بے ادب کی گردن ماردون۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے کہ
اسکے ایسے لوگ ہونگے کہ انکی نمازون کے سامنے تم مین کا آدمی اپنی نماز کو اور انکے روزون کے سامنے اپنے روزہ کو حقیر دیکھیگا حالانکہ یہ لوگ
اسلام سے ایسے باہر ہونگے جیسے کمان سے تیر نکل جاتا ہو سو انکو جہان کہین تم پاؤ تا قتل کر ڈالنا کہ آسمان کے نیچے جتنے مقتول ہون سب سے
بدتر ہونگے الی آخر الحدیث۔ اور اس پوری حدیث کو ابو سعید رض نے روایت کرکے فرمایا کہ اسی ذو الخویصرہ والے اور اسکے ساتھیون
کے حق مین نازل ہوئی ہو۔ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رض سے روایت کی کہ جب آنحضرت صلعم نے غنیمت حنین کو تقسیم فرمایا تو ایک مرد

...ین نے کہتے سُنا کہ یہ تقسیم رضائے اللہ تعالیٰ کے واسطے نہیں ہوئی پس میں نے آنحضرت صلعم سے عرض [illegible]
پیغمبر موسیٰ پر رحم فرمادے کہ موسیٰ کو اس سے زیادہ ایذا پہونچائی گئی اور اسنے صبر کیا پھر [illegible]
سے ذکر کیا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہو کہ آنحضرت صلعم ایک غنیمت تقسیم کرتے تھے کہ ناگاہ ایک [illegible] جنگلی آیا [illegible]
کرنے کا حکم دیا گیا ہو تو واللہ تم نے عدل نہیں کیا پس حضرت صلعم نے فرمایا کہ خرابی ہو تیری پھر میرے سوا [illegible] عدل [illegible]
کہا کہ اے لوگو اس شخص والیوں سے پرہیز رکھنا کہ میری امت میں ایسے اور لوگ ہونگے کہ قرآن کی تلاوت [illegible] انکے [illegible]
سو جب یہ لوگ خروج کریں تو انکو قتل کر ڈالنا - اس حکم کو تین بار فرمایا - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ قتادہ [illegible] اس روایت [illegible]
کے ہو جسمین ذوالخویصرہ کا حال مذکور ہوا - واضح ہو کہ آنحضرت صلعم نے غنائم حنین تقسیم کرنے مین اہل مکہ کو زیادہ دیکر انکی تالیف قلوب
فرمائی تھی جس پر دنیا کے بندے ذوالخویصرہ کے مانند بیدین منافقون نے اعتراض کیا - کلبی رح نے کہا کہ اس تقسیم پر جواظ نامی منافق بولا کہ آپ نے
سردار کو دیکھو کہ بکری چرانے والون مین غنیمت بانٹتا اور عدل کا دعویٰ کرتا ہو تو آنحضرت صلعم نے کہا کہ اوبے پدر کیا موسیٰ چرواہا نہ تھا اور کیا
داؤد چرواہا نہ تھا - ابن زید رح نے کہا کہ منافق کہنے لگے کہ محمد اس مال غنیمت کو جسے چاہتے ہین دیتے ہین اور اپنی خواہش کی پابندی کرتے [illegible]
تب یہ آیت نازل ہوئی - کما ذکرہ الخطیب وابوبکر الاصم نے اپنی تفسیر مین روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کہ تو فلان شخص سے
واقف ہو اُسنے عرض کیا کہ مجھے اتنا معلوم ہو کہ آپ اُسکو اپنی مجلس مین تقرب دیتے اور بہت کچھ مال عطا فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان وہ منافق
ہو اُسکے نفاق دور ہونے کے لیے مدارات کرتا ہون اور اس لیے کہ اوروں کے دلون مین فساد نہ ڈالے تو صحابی نے عرض کیا کہ کچھ آپ فلان مرد کو
بھی عطا فرمایا کریں - آپنے فرمایا کہ وہ تو پکا پورا مومن ہو اور یہ البتہ منافق ہو جسکا فساد مٹانے کو مال عطیہ بخشتا ہون - بالجملہ یہ آیت منافقون
و بے ایمانون کی حالت قبیحہ کے بیان مین ہو چنانچہ فرمایا - وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّلۡمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ لمز آخر زا معجمہ اصل مین آنکھ وغیرہ سے
اشارہ کرنا اور مستعمل بمعنی عیب لگانا پس لمز مین اشارہ بروجہ عیب ہونا ضروری ہو بخلاف غمز بغین و زاء ہر دو نقطہ دار کے کہ وہ عام ہو خواہ یہ اشارہ آنکھ
وغیرہ کا بروجہ عیب ہو یا نہو - اور یلمز مضارع بروزن یضرب و ینصر دو وزن آیا اور ایک قراءۃ بروزن یعرف از تفعیل ہو - والحاصل یلمزک سے
یعیبک - فارسی رح نے کہا کہ تقدیر - فی تقسیم الصدقات - ہو اور بعض نے کہا فی امر الصدقات - یہ اولیٰ ہو کیونکہ تقسیم وغیرہ سب امور جنمین منافقین
عیب گیری کرتے تھے شامل ہو پس حاصل یہ کہ ومن المنافقین من یعیبک فی امر الصدقات - منافقون مین سے بعض ایسے ہین کہ تجھکو اے محمد صلعم
دربارہ صدقات کے عیب لگاتے ہین - صدقات عام ہو خواہ مفروضہ ہو یعنی زکوٰۃ یا غیر مفروضہ جیسے تطوعات و غنائم وغیرہ - پس منافقون کی غایت
ہمت اموال حقیرہ دنیاوی پر مقصور تھی - فَاِنۡ اُعۡطُوۡا مِنۡهَا رَضُوۡا - ضمیر اعطوا راجع بجانب حق موصول یعنی [illegible]
ہولاء اہل النفاق من الصدقات بقدر ما یریدون و یشتہی انفسہم رضوا عنک بما تقع منک - یعنی اگر ان منافقون کو [illegible] صدقات [illegible]
کہ جسقدر بخواہش نفسانی چاہتے تھے تو جو کچھ تو نے کیا اُسپر تجھسے راضی ہوجاتے ہین کیونکہ یہی انکا غایت مقصود تھا اور [illegible]
معتقد ہی نہیں ہین لہذا فرمایا - وَاِنۡ لَّمۡ يُعۡطَوۡا مِنۡهَاۤ اِذَا هُمۡ يَسۡخَطُوۡنَ اے وان لم یعطوا من الصدقات [illegible]
اذا ہم یسخطون - اور اگر انکو صدقات سے بقدر انکی خواہش نفسانی کے نہ دیا گیا تو ناگاہ وے سخت خشم مین [illegible]
اور فائدہ یہ کہ شرط پائی جاتے ہی جزاء مذکور کا ہجوم ہوتا ہو کیونکہ مقصود حطام دنیاوی کا فوت ہونا ہے [illegible]
علماء معانی نے کہا کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہو کہ منافقین بڑے فرومایہ دنی تھے کہ صدقات [illegible]

[illegible] مین آنحضرت صلعم کو عیب لگایا باوجودیکہ آنحضرت صلعم تمام مخلوق سے بڑھکر عادل اور جور و ظلم سے دور تھے ہرگز دنیا کی طرف مائل نہ تھے
محتاک رہنے کہا کہ آنحضرت صلعم بحکم حق تعالیٰ تقسیم کرنے سونا نقرین کو اگر بہت مل گیا تو خوش ہوگئے اور تھوڑا ملا تو ناراض ہوکر عیب لگانے لگے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اے ولو انہم اخذوا بالرضا رما اتاہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الغرض اللہ تعالیٰ وقسمتہ لہم۔ اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک درمیان مین تعظیم کے لیے اور اس تنبیہ کے لیے ہی کہ رسول اللہ
صلعم کا فعل بحکم الٰہی ہوتا ہی وبنا بر قول اول کے اعطاء الٰہی بدین معنی کہ انکو دینے کا حکم رسول پر بھیجا اور عطاء رسول آنکہ اُنکو حقیقۃً دیا و معنی
یہ کہ اور اگر منافقین رضامندی سے لے لیتے اسقدر جو انکو رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالیٰ کے فرض کرنے و بانٹنے سے دیا۔ وَقَالُوْا
حَسْبُنَا اللّٰهُ اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو کافی ہی وہی ہمارا کفایت فرمانے والا ہی۔ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ
سیعطینا اللہ تعالیٰ من فضلہ بان یامر رسولہ باعطائنا وسیعطینا رسولہ ویوصلنا من غنیمۃ اُخری۔ عنقریب ہمکو عطا فرمادیگا اللہ تعالیٰ
اپنے فضل سے باین طور کہ اپنے رسول کو حکم دیگا کہ وہ ہم کو دیوے اور عنقریب اس حکم کے موافق رسول اللہ صلعم ہمکو عطا فرماویگا یعنی دوسری
غنیمت وغیرہ مین سے۔ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ہم اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہین۔ یہ دونون جملہ گویا حسبنا اللہ کی تفسیر ع
ہین یعنے ہم کو تو اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت ہی وہی ہمارے واسطے دنیا مین بہتری و آخرت مین بھلائی دیگا پس وہی ہمارا کافی ہوا
اسی واسطے درمیان مین حرف عطف نہین ہی قالہ الکرخی۔ اور جواب لو محذوف ہی اے ولو انہم رضوا بذلک وقالوا کذلک لکان خیرا لہم۔
یعنی اگر وہ لوگ اللہ تعالیٰ و رسول کے دیے پر راضی ہوتے اور اسطرح کہتے کہ قالوا حسبنا اللہ الخ تو اُنکے حق مین بہتر ہوتا یا اگر وہ ایسا
کرتے اور کہتے تو سچے ایمان والون کے انعام مین شامل ہوتے بالجملہ جزاء محذوف اسی کے مانند ظاہر ہی اسی وجہ سے حذف ہوئی ف
سچے ایمان کا نشان ہی کہ حسبی اللہ ونعم الوکیل۔ پر یقین و اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رغبت ہو اور دیگر امور کو اصلی مقصود یعنی رغبت الٰہی کے
حصول سے کبھی مانع ہونے دیوے اور ہمیشہ قضاء الٰہی پر راضی ہو اور حدیث مین یہ مضمون ثابت ہی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ جو میرے حکم
قضاء پر راضی نہو وہ میری بادشاہت سے نکل جاوے۔ نیک بخت سمجھ جائیگا کہ جب ہم اور سب اُسی کی ملک و خلق و بندے ہین اور وہی
سب کا مالک و خالق تو ناراضی کیسی فافہم ف — فی العرائس قولہ تعالیٰ ولو انہم رضوا ما اتاہم اللہ و رسولہ۔ یہ ایسی مخلوق کا حال ہی
جو مقام رضاء کے لائق نہین کیونکہ اللہ تعالیٰ و رسول اور حقائق دین کے علم و معرفت سے محروم ہین اور اگر اُنکو معرفت ہوتی تو جس امر مین
حق تعالیٰ اُنکو مبتلا کرتا اُسپر راضی ہوتے کیونکہ رضاء بالقضاء معرفت پر ہی۔ جو بندہ مقام رضاء مین آیا اُسکی حالت یہ ہوتی ہی کہ جو بلاء اسکے سامنے
آئی اور جس امتحان مین اسکا قلب مبتلا ہوا اسمین خوش رہتا بلکہ لذت عجیب پاتا ہی کیونکہ اسکی نظر اس بلاء کے دینے والے پر ہوتی ہی اور وہ
انوار معرفت سے مالامال ہوجاتا ہی جسکا نظر دنیا و ما فیہا بلکہ تمام عالم نہین ہی اسی واسطے جو تقدیر اسپر جاری ہوئی اسکو دیکھو تو کیسی آسانی
سے برداشت فرماتا ہی۔ حدیث مین ہی کہ مصیبت پہونچنے پر جسنے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یعنی ہم تو اللہ تعالیٰ کے ہین اور اسی کی طرف
لوٹنے والے ہین ہمارے پاک پروردگار تو ہم کو اس سے بہتر بجائے اسکے عطا فرماوے تو اللہ تعالیٰ اسکو اس سے بہتر دیتا ہی چنانچہ یہان بھی
[illegible] مقام رضاء مین ثابت قدم ہی اللہ تعالیٰ ہر زندگی و موت وغیرہ مین بفضل عظیم اُسکی خلافت فرماتا ہی کیونکہ فرمایا۔ وقالوا حسبنا اللہ
[illegible] ظاہر ہی کہ اللہ تعالیٰ جسکا کافی ہوا اُسکی اعلیٰ اجرت یہ کہ اس کافی پاک کا مشاہدہ پاوے اور نعمت زائل شدہ کا بدلا تو ادنیٰ
[illegible] اللہ من فضلہ و رسولہ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے عطا فرماویگا۔ افضل عطاء یہ کہ قرب و مشاہدہ نصیب کریگا اور

Marfat.com

اسکا رسول پاک فوائدِ غیب اسوقت ظاہر کریگا اور حقائق ادب سے آراستہ کردیگا تاکہ لائق درگاہ [illegible]
تو اپنے اللہ تعالےٰ ہی کی طرف حقیقت مین رغبت ہو اور کسی چیز کی طرف نہین پس رغبت یہ کہ اسکے حال [illegible]
حق تعالےٰ نے صادقین - عارفین - مریدین کو رضا کے دعاء کے آداب سکھلائے ہین - ابراہیم بن ادہم [illegible]
راضی ہوا وہ کبھی غمگین نہین ہوتا - فضیل رحمہ اللہ نے کہا کہ جو راضی بتقدیر ہوا وہ اپنی منزلت سے بڑھکر تمنا [illegible]
کہ آگے جو آیت کریمہ آتی ہو اسکے معنوی و اشارتی تعلق کو شیخ نے اسطرح ذکر کیا کہ منافقین واہل دنیا جو زکوٰۃ وغیرہ [illegible]
ایمان و معرفت مین جھوٹے تھے انکے منھ مین دروغ کی خاک جھونک کر بیان فرمایا کہ صدقہ مشاہدہ جمال واہل وصال جسکو منافقین [illegible]
مانگتے ہین وہ انکے لائق نہین بلکہ مخصوص باہل مقامات و بندگان ربانی وروحانی ہو اور حق تعالےٰ نے اسکو خود تقسیم فرمایا مترجم
کہتا ہو کہ تفسیر کلام کے مفسرین نے فرمایا کہ جب منافقون نے رسول اللہ صلعم پر تقسیم صدقات کے بارہ مین اپنی ناپاک زبان درازی کی
تو اللہ تعالےٰ نے انکے طعن دور کرنے کو بذات پاک اسکا مصرف بیان فرمایا بقولہ

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ

زکات جو ہی سو حق ہی مفلسون کا اور محتاجون کا اور اُس کام پر جانے والون کا اور جنکا دل پرچانا ہی اور گردنین چھڑانے مین اور جو تاوان بھرین

وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

اور اللہ کی راہ مین اور راہ کے مسافر کو ٹھہرادیا ہی اللہ کا اور اللہ سب جانتا ہی حکمت والا

آیت کریمہ مین حرف انما حصر کے لیے ہی یعنے مصرف زکوٰۃ انھین آٹھون اصناف مذکورہ مین منحصر ہی پس انکے سوائے کسی اور کو دینا جائز نہین
مین کہتا ہون کہ اسپر اجماع و اتفاق ہی پھر مفسر رح نے بنا بر مذہب شافعی رح کے کہا کہ انھین سے کسی صنف کو محروم کرنا بھی جبکہ موجود ہو دے
جائز نہین ہی پس امام المسلمین ان سب اصناف پر مساوی تقسیم کردے اور اسکو یہ بھی اختیار ہی کہ کسی صنف کو دوسری صنف سے زیادہ دے
اگرچہ دوسری کو بالکل محروم نہین کرسکتا - مترجم کہتا ہی کہ اسمین اختلاف ہی عنقریب تفسیر مین تفصیل آویگی - پھر مفسر رح نے کہا کہ
حرف الف لام جو للفقراء وغیرہ پر ہی اسنے افادہ دیا کہ ہر صنف کے تمام افراد کا استغراق واجب ہی یعنے ہر صنف کے تمام افراد کو دینا چاہیے
ولیکن چونکہ یہ امر متعذر ہی لہٰذا زکوٰۃ تقسیم کنندہ سے یہ وجوب ساقط ہوا اور اسقدر پر کفایت کی گئی کہ ہر صنف مین سے تین فرد کو دیدے
اگر تین سے بھی کم کیے تو روا نہین ہی کیونکہ صیغہ جمع کم سے کم تین فرد پر صادق ہوگا والحاصل جب صیغہ جمع پر الف لام داخل ہوا تو معنی جمعیت
کے ساقط ہوکر استغراق ہوگیا تھا لیکن جب استغراق پر عمل متعذر ہوا تو پھر مفاد صیغہ جمع پر عمل ضروری ہوا پس تین سے کم کو دینا کافی نہوگا
پھر آیت مین اجمال تھا کہ فقراء شلاً مسلمان و کافر وغیرہ سب کو شامل ہی یا خاص مراد ہی تو سنت نے بیان فرمایا کہ جسکو صدقہ مین سے دیا جاوے
ان اصناف مین سے وہ ضرور ہو کہ مسلمان ہو اور ہاشمی یا مطلبی نہو - بدلیل حدیث صحیح کہ بنو ہاشم و بنو المطلب بمنزلہ واحد ہین اور یہ بات
مین ہی کہ بنو المطلب نے زمانہ جاہلیت یا اسلام مین کبھی بنو ہاشم سے مفارقت نہین کی پس جیسے ہاشمی کو بالاتفاق نہ دیا جائیگا
بدلیل مذکور بنو المطلب کو بھی نہ دیا جائیگا اور یہی امام احمد کا قول بھی ایک روایت مین مروی ہی اور ائمہ حنفیہ نے [illegible]
ہو کہ ہاشمی کا غلام بھی نہونا شرط ہی کیونکہ جب غلام کی ملک عین مولی کی ہی تو گویا مولی ہاشمی کو دیا پس جائز نہین [illegible]
تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون - پس لفظ فقراء و مساکین وغیرہ کی تفسیر بیان ہوگی اور یہ امر کہ حرف انما [illegible]

اصناف مذکورہ سے خارج نہین یا اس امر کا کہ صدقہ ان سب مین تقسیم کر دینا واجب ہی اور یہ امر کہ اس زمانہ مین جملہ اصناف مذکورہ باقی نہین ہے ان سب کو دیا جائیگا یا بعض ساقط ہو گئے ہین اور نیز یہ امر کہ ہاشمی کے حق مین آپ کیا فتوی ہی - واضح ہو کہ اللہ تعالی نے صدقات کا مصرف بیان فرمایا القولہ - اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ تا بہ لِلْفُقَرَآءِ یعنی صدقات کا استحقاق تھا انھین اصناف کے لیے ہی جو آگے مذکور ہین مفسر رح نے کہا کہ صدقات سے زکوات یعنی اموال زکوۃ مراد ہین اور یہ ظاہر ہی کیونکہ منجملہ اموال بیت المال کے خراج وغیرہ ہی اور بالاتفاق اسکا مصرف انھین اصناف مین منحصر نہین - اور حرف اِنَّمَا انھین اصناف پر مصرف مقصور رہنے کے لیے ہی پس انسے متجاوز کہین صرف نہین ہو سکتا اور رسول اللہ صلعم کو یہ اختیار نہین کہ منافق وغیرہ جس کسی کو چاہین دیدین اور خود آنحضرت صلعم نے اپنے اہل وعیال کے لیے کبھی اس مال مین سے جو لوگون کا میل کچیل ہی نہین لیا بلکہ پانچوین حصہ غنیمت پر اکتفا فرماتے تھے چنانچہ فرمایا - انما ہی من اوساخ الناس فلا تحل لمحمد ولا لآل محمد - اور سبطین مکرمین حضرت حسن وحسین رضہ میں سے ایک نے بمقتضاے بچپن ایک چھوارا منھ مین ڈال لیا تھا تو کخ کخ کہکر نکلوا دیا کہ یہ لوگون کا میل کچیل ہی - پس اس آیت سے طعن کرنے والے منافقون حریصون کی امید ٹوٹ گئی کہ جب صدقہ انھین اصناف مین منحصر ہوا تو وہ کمبخت خواہ مخواہ اس میل سے محروم و افسوس کرتے رہے - پس جب انحصار کے یہ معنی ہین جو مذکور ہوئے تو امام المسلمین یا صدقہ دینے والے کو اختیار ہی کہ چاہے ان آٹھون اصناف کو تقسیم کر دے یا بعض اصناف کو سب دیدے اور بعض کو محروم چھوڑے اور یہی حضرت عمر و حذیفہ و ابن عباس رضی اللہ عنہم و ابو العالیہ و سعید بن جبیر و میمون وغیرہم کا قول اور یہی ابو حنیفہ و مالک و احمد کا مذہب ہی و ابن جریر رح نے کہا کہ یہی عامۂ اہل علم کا قول ہی - اور امام مالک رح نے کہا کہ اسی پر اجماع ہی اور ابن عبد البر نے کہا کہ مراد اجماع صحابہ رضہ ہی کہ کوئی اسکے مخالف نہین معلوم ہوا پس شافعی رح و ایک جماعت نے جو کہا کہ آٹھون اصناف کا استیعاب واجب اور کسی کو محروم نہین کر سکتا ضعیف ہی اس لیے کہ انحصار انما - اس لیے نہین کہ تقسیم ان اصناف پر باستیعاب واجب ہی و تمام الکلام فی الفقہ - مع قولہ وَلِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ اے ثابۃ للفقراء آہ او مصروفۃ لہم یعنی اموال زکوۃ ثابت ہین یا پھیرے گئے ہین واسطے فقراء کے اور واسطے مساکین کے الخ - اور حدیث مین ہی لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی یعنی حلال نہین صدقہ کسی غنی کو اور نہ کسی کمائی کی قدرت رکھنے والے تندرست کو - رواہ احمد و اہل السنن - پس تونگر کو حلال نہین اور حدیث مین ہی کہ امرت ان آخذ الصدقۃ من اغنیائکم وارد ہا علی فقرائکم - یعنی مجھے حکم ہی کہ تمھارے تونگرون سے صدقہ لیکر تمھارے فقیرون پر رد کرون - یعنی تمھارے فقیرون پر تقسیم کر دون - اس حدیث مین بھی استیناس ہی کہ استیعاب جملہ اصناف واجب نہین اور نیز ظاہر ہوا کہ مسلمانون ہی کے فقیرون وغیرہ کو دینا لازم ہی پس جیسے کافر رعایا سے صدقہ لیا نجاوے ویسے ہی کافر فقیرون کو دیا بھی نجائیگا - ابن کثیر وغیرہ نے لکھا کہ فقراء کو مقدم کیا اس لیے کہ شدت محتاجی مین انکا حال باقیون کے بہ نسبت زیادہ پریشان ہوتا ہی اور یہ توجیہ چاہتی ہی کہ احتیاج کی ترتیب سے ان اصناف کو ذکر فرمایا ہی واللہ اعلم ولیکن علماء رح نے اختلاف کیا کہ فقیر زیادہ تباہ حال ہوتا ہی یا مسکین پس یعقوب بن السکیت و قتیبی و یونس بن حبیب نے کہا کہ فقیر کے پاس قدر کفایت مین سے کچھ ہوتا ہی تو وہ بہ نسبت مسکین کے جسکے پاس کچھ نہین ہوتا اچھا ہی اور یہی ابو حنیفہ و بعض اہل فقہ کا قول ہی اور اصمعی وغیرہ اہل لغت نے کہا کہ مسکین اس سے اچھا ہوتا ہی کیونکہ حق تعالے نے کہا کہ اما السفینۃ فکانت لمساکین یعملون فی البحر - پس مالکان کشتی کو مساکین فرمایا حالانکہ وہ اکثر بیش قیمت ہوتی ہی اور اسی قول کو طحاوی نے کوفیون سے حکایت کیا اور دو قول مین سے ایک - اور یہی اکثر اصحاب شافعی کا قول ہی اور بعض علماء نے کہا کہ دونون کا حال محتاجی مین برابر ہی اور یہی شافعی کا و ابو یوسف و اصحاب مالک کا قول ہی اور ابن عباس و حسن و عکرمہ و مجاہد سے مروی ہی کہ محتاج متعفف تو فقیر ہی اور محتاج سائل کو

Marfat.com

مسکین کہتے ہین - اور یہی ابن جریر رح وبہتیرون نے اختیار کیا - ولیکن حدیث [illegible]
قادر نہو اور شاید یہین سے قتادہ نے کہا کہ فقیر وہ ہی جو اپاہج ہو - اور حدیث مین ہی کہ [illegible]
پھیرے لگانے والا نہین کہ اُسکو لقمہ دو لقمہ یا چھوارا دو چھوارے دیکر ٹال دیتے ہین تو صحابہ [illegible]
کہ جو بقدر کفایت نہین پاتا کہ اسکو بے پروا کردے اور اسکے حال سے آگاہی بھی نہین ہوتی [illegible]
نہین ہی - والحدیث فی الصحیحین وغیرہما - اور مسکین کی اس تفسیر پر قولہ اما السفینۃ فکانت لمساکین [illegible]
ہی اور اسی کو مفسر رحمہ اللہ نے اختیار کیا اور کہا کہ فقیر وہ ہی جو اسقدر نہ پاوے کہ اُسکے موقع کفایت مین [illegible]
جسکے پاس بالکل مال نہو کہ اسکی حاجت روائی مین کام آوے - قولہ **وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا** اے للذین یعملون علی الصدقات [illegible]
ان لوگون کے واسطے ہین جو صدقات پر عامل مقرر ہون - وفی السراج لیس عامل کو صدقہ مین سے دیا جاوے اگرچہ وہ تونگر ہو اور لفظ عامل [illegible]
وکاتب وعاشر وعریف وحاسب وحافظ اموال ووزن وپیمانہ کنندہ وغیرہ سب داخل ہین اور ساعی وہ ہی جسکو امام لغرض قبضہ صدقات روانہ
کرے اور عریف جو ارباب استحقاق کو پہچانے اور جو لوگ کہ زکوۃ کو مال سے میز کرین اور جمع کرین انکی اجرت بذمہ مالک ہی اور شرط یہ ہی کہ عامل
ہاشمی نہو اور بنا بر قول شافعی رح کے مطلبی بھی نہو - **وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ** اے وللذین یألف قلوبہم - اور صدقات ان لوگون کے لیے ہین
جنکے دلون کی تالیف کیجاوے اور وہ چند اقسام ہین - بعض وہ اشراف کا فر کہ جنکو اسواسطے دیا جاوے کہ وہ مسلمان ہوجاوین جیسے آنحضرت
صلعم نے صفوان بن امیہ کو غنائم حنین سے دیا حالانکہ اسوقت مشرک تھا چنانچہ خود صفوان نے روایت کی کہ حنین کے روز آنحضرت صلعم نے مجھے
عطیہ دیا حالانکہ آپ مجھے سب سے زیادہ مبغوض تھے پھر برابر دیا کیے یہان تک کہ مجھے سب لوگون سے زیادہ محبوب ہوگئے - رواہ مسلم وغیرہ
اور بیضاوی رح نے کہا کہ اصح یہ کہ ایسے کافرون کو آپ اپنے مخصوص پانچوین حصہ مین سے جو خمس غنیمت مین سے ہوتا تھا عطا کرتے تھے - اور بعض
وہ کہ جنکے اسلام مین ضعف ہی دیا جاوے تاکہ اسکا اسلام خوب وثابت ہوجاوے جیسے طلقاء قریش کو بروز حنین سوسو اونٹ دیئے اور حدیث
مین ہی کہ مین بعض آدمی کو دیتا ہون حالانکہ دوسرا بہ نسبت اُسکے مجھے زیادہ محبوب ہوتا ہی بدین خوف کہ اللہ تعالے اُسکو [illegible]
اور بعض وہ کہ جنکے دینے سے اُنکے ہمسرون کے مسلمان ہوجانے کی امید ہو اسی واسطے آنحضرت صلعم نے عیینہ بن حصن وعباس بن مرداس واقرع
بن حابس عطاء بلو تمیم کو دیا - وفی ذالک قال عباس ہذا ۔ اتجعل نہبی ونہب العبید ٭ بین عیینۃ والاقرع - الی آخرہ علی ما فی [illegible]
وہ کہ دار الاسلام سے ڈانڈا ملے ہوئے کفار کی شرارت ہم سے دور رکھے یا زکوۃ دینے سے انکار کرنے والون سے [illegible]
کیونکہ لشکر بھیجنے سے یہ آسان ہی - سراج مین کہا کہ کافرون کے اسلام لانے کی تالیف کے لیے اب نہ دیا جائیگا [illegible]
مین سے کیونکہ نہ دینے پر اجماع ہوگیا اور اسلیے کہ اللہ تعالے نے اسلام کو عزت دیدی اور اہل اسلام کو تالیف کی حاجت [illegible]
نے لکھا کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کافرون کو اسلام کی تالیف کے لیے دیا جاوے یا نہین تو اس مسئلہ مین اختلاف [illegible]
وعامر شعبی وایک جماعت سے مروی ہی کہ اب نہین دیا جائیگا کیونکہ اللہ تعالی نے اسلام واہل اسلام کو [illegible]
یہی مشہور مذہب امام مالک وامام ابوحنیفہ رح کا ہی حتی کہ بعض حنفیہ نے اسپر اجماع صحابہ کا دعوی کیا اور یہی [illegible]
پھر ابن کثیر رح نے لکھا کہ دیگر علماء نے کہا کہ اب بھی دیے جاوین کیونکہ آنحضرت صلعم نے بعد فتح کہ [illegible]
المفسر رح - اقسام مؤلفۃ القلوب مین سے ایک وہ قسم کہ اُنکو اس غرض سے دیا جاوے کہ اسلام [illegible]

Marfat.com

رہین اور قدم ثابت پر اسلام کہ وہ ایک کو قسم دو باقی اور جاوے دیا نہ نزدیک کے رح شافعی امام کہ [illegible]
اب بھی حصہ کا القلوب لمؤلفۃ کہ ہو موافق کے آیہ ظاہر یہی کہ کہا نے بعض ۔ جاوے دیا کے قول صحیح برابر بنا لادین اسلام [illegible]
زہری اور دیا کرد قطع حصہ انکا لیے اس دیکھی نہ ضرورت کچھ اسوقت نے عنہ اللہ رضی عمر اور ہو پڑتی ضرورت کی [illegible] کبھی کہ ہو ایسا امر [illegible]
نزدیک کے رح مالک و ابوحنیفہ امام المترجم قال ۔ ہو دیا فتوی لیے رح ماوردی پر اسی اور ۔ ہوا معلوم نہیں ہوتا منسوخ اسکا مجھے کہ ہو [illegible]
ساقط نزدیک انکے کہ یہ وآل ہین باقی دو و ساقط دو سے مین گانہ چہار اقسام اسکے نزدیک کے رح شافعی اور ہو ساقط مطلقاً حصہ کا القلوب [illegible]
اصناف سات جملہ اب صدقات اموال یعنی جاوے پھیرا طرف کی اصناف باقی بھی حصہ یہ تو ہوا ساقط حصہ انکا جب کہ اول قول [illegible]
وَفِی قولہ ۔ پنجم یعنی ہین یہ باقی اور ہوئے ساقط القلوب مولفۃ چہارم اور ہوچکا ذکر کا عاملین و مساکین و فقراء سے جنمین [illegible]
الرِّقَابِ یعنی فی فک الرقاب گردنین آزاد کرنے مین یعنی جن باندی و غلامون کو انکے مالکون نے مکاتب کر دیا ہو اسطرح کہ انکو تحریر لکھدی کہ
[illegible] مال خواہ یکمشت یا قسط وار ادا کرو تو تم آزاد ہو جاو پس مال صدقات سے انکی گردنین آزاد ہونے کے لیے دینا چاہیے اور یہ مخصوص
مسلمان باندی و غلام مکاتب کے حق مین ہو جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا واللہ اعلم اور یہی تفسیر حسن بصری و مقاتل بن حیان و عمر بن عبد العزیز
و سعید بن جبیر و نخعی و زہری و ابن زید وغیرہم سے مروی اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہو اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ
و شافعی و لیث بن سعد و اکثر علما کا اور ایک روایت مالک رح سے ہو اور قولہ تعالے وآتوہم من مال اللہ الذی آتاکم ۔ بھی اسی پر دلالت
کرتا ہو ۔ بعض نے یہ تفسیر بیان کی کہ باندی غلام خرید کر آزاد کر دیا جاوے اور کہا کہ یہی ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی اور یہی مذہب مالک
و احمد و اسحق کا ہو ۔ مترجم کہتا ہو کہ ابن عباس و حسن بصری کا قول شیخ ابن کثیر نے یون لکھا کہ زکوۃ سے مملوک خرید کر آزاد کرنے مین
مضائقہ نہین ہو اور یہ قول صریح ہو کہ فی الرقاب کا لفظ اعم و شامل ہو کہ مکاتب کی آزادی مین اعانت ہو یا مستقل رقبہ خرید کر آزاد
کر دیا جاوے چنانچہ ابن کثیر رح نے قول ابن عباس کے یہی معنی بیان کیے علاوہ ازین حسن بصری سے مکاتب کی اعانت کرنے کی
تفسیر [illegible] ہو چکی اور وہ دلیل ہو کہ انکی مراد یہ ہو کہ آیت سے ثابت ہوتا ہو کہ باوجود اعانت مکاتب کے یہ بھی روا ہو کہ مستقل
رقبہ خرید کر آزاد کیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ تفسیر مین کچھ اختلاف نہین ہو اور بیضاوی نے ایک قول دیگر نقل کیا کہ مسلمان قیدیون کو قید
کفار سے [illegible] لینے مین خرچ کیا جاوے ۔ اگر کہا جاوے کہ اوپر سے للفقراء وغیرہ لام کے ساتھ تھا اور یہان فی الرقاب فرمایا تو یہان یا تو
[illegible] لام سے فی کی طرف عدول مین کیا نکتہ ہو ۔ جواب دیا گیا کہ اسلیے کہ دلالت ہو کہ رقاب کے واسطے استحقاق نہین بلکہ اس جہت کا
استحقاق [illegible] ایسے لوگون کو انکی ذات کے لحاظ سے استحقاق نہین بلکہ فک و رہائی کا استحقاق ہو پس انکا حصہ انکی رہائی مین صرف ہو
اور انکے [illegible] مین نہ دیا جاوے الا آنکہ وے بھی اسی کام مین صرف کرین اور انکو دوسرے کام مین صرف کرنے کا استحقاق نہین ہو اور
[illegible] حرف فی واسطے ظرفیت کے ہو پس تنبیہ ہو کہ رقاب رقیقہ زیادہ مستحق ہین کہ صدقات انھین مین رکھے جاوین
[illegible] صنف ششم قولہ وَالْغَارِمِيْنَ اے اور مستحق صدقات کے غارمین ہین ۔ مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ
[illegible] لوگ جنھون نے [illegible] گناہ کے کام کے اور کام مباح کے واسطے قرضہ لیا ہو یا اگر گناہ کے واسطے لیا تھا مگر اب توبہ کر چکے
[illegible] اسقدر نہین کہ قرضہ ادا کرین یا ایسے لوگ جنھون نے مسلمانون کے آپس کی اصلاح کے لیے لیا اگرچہ وہ خود تونگر ہون
[illegible] دیا جاوے ۔ غرم اصل لغت مین ایسی چیز کا لازم آنا جو نفس پر شاق ہو اسی سبب سے قرضہ کو غرم کہتے ہین

اور کبھی ہلاک سے تعبیر ہوتی ہی-کمافی قولہ تعالے ان عذابہا کان غراما سراج وہاج ... [illegible]
اپنی ذاتی مصلحت سے قرضہ لیا- دوم جسپر تاوان لازم آیا- سوم جسنے فتنہ بجھانے کو قرضہ لیا ... [illegible]
والے کو باتو بہ کرلینے والے کو صدقہ دیا جاوے اگرچہ وہ کما کر ادا کرنے پر قادر ہو اور مکاتب کا بھی یہی حکم ہی ... [illegible]
کسی تنگدست نے دوسرے کی ضمانت کرکے برداشت کیا- اور جسنے فتنہ فرو کرنے کو لیا اگرچہ تونگر ہو اُسکو دیا جاوے اور اسیطرح جسنے ... [illegible]
جسکا نفع عام کو پہونچے قرضہ لیا جیسے ضرورت کیوقت تعمیر مسجد یا تعمیل پل وچاہ ورہائی اسیر وغیرہ اُسکو بھی دیا جاوے ... [illegible]
بن مخارق کو فرمایا کہ اے قبیصہ سوال کرنا حلال نہیں مگر تین قسم کے لوگون کو ایک وہ کہ جسنے کوئی بوجھ اُٹھایا تو اُسکو سوال کرنا حلال ہی دوم وہ کہ
مال پر کوئی آفت پہونچے کہ برباد ہوگیا تو اُسکو سوال حلال ہی یہانتک کہ قوام عیش پاوے اور سوم وہ کہ اُسکو فاقہ پہونچا یہانتک کہ اُسکی قوم کے ... [illegible]
کہا کہ فلانا فاقہ کرتا ہی تو اُسکو سوال حلال ہوا یہانتک کہ قوام عیش پاوے اور سوا اُنکے جسنے سوال سے کھایا اُسنے حرام کھایا- اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ... [illegible]
عبدالرحمن بن ابی بکر سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ قرضدار مرنے والے کو قیامت کے روز بلاکر سامنے کھڑا کریگا اور فرماویگا کہ اے آدمی تونے کس کام
مین یہ قرضہ لیا اور کس کام مین لوگون کے حقوق کو ضایع کیا وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار تو جانتا ہی کہ مین نے لیا سو نہ کھایا نہ پیا اور نہ ضایع
کیا ولیکن آگ لگی یا چوری ہوئی یا گھٹی آ ئی پس حق تعالے فرمادیگا کہ میرا بندہ سچا ہی اور مین تیری طرف سے ادا کرنے کا آج احق ہون- پھر
اللہ تعالےٰ کچھ منگوا کر اُسکے ترازو کے پلہ مین رکھوائیگا پس اُسکی نیکیان اُسکی بُرائیون پر بھاری وجھکتی ہونگی پس اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت
سے جنت مین داخل ہوگا- رواہ احمد اور حدیث مسلم مین ابو سعید رض سے ہی کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ایک شخص نے باغ خرما خریدا اور پھل
بسبب آفت زدگی کے ضائع ہوے تو آنحضرت صلعم نے اُسکے قرضخواہون کو فرمایا کہ جو کچھ تمکو ملتا ہی وہی لیلو اور اس سے زیادہ تمہارے واسطے
کچھ نہیں ہی- مترجم کہتا ہی کہ علماء حنفیہ کے نزدیک جو شخص قاضی کے علم مین مفلس ٹھہرے قاضی اُسکو قید نکریگا اور قید کیا ہوتو رہا کردیگا
جیسا کہ ادب القاضی وغیرہ کے مسائل سے واضح ہی لیکن مواخذہ آخرت سے بری نہوگا مگر آنکہ آخرت مین اللہ تعالےٰ اُسکو عفو فرماوے و
احادیث سابقہ اسپر دلالت کرتی ہین- فافہم- بالجملہ جو شخص غرم و قرض اُٹھائے ہوے ہو موافق تفصیل مذکورہ بالا کے اُسکو صدقات سے
دیا جاوے- قسم ہفتم- **وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ** اے فیمن ہو قائم فی سبیل اللہ- اے اُس شخص کے لیے جو اللہ تعالےٰ کی راہ مین قائم ہو
مفسر رح نے لکھا کہ اُن لوگون کے واسطے جو جہاد کرنے پر قائم ہون منجملہ ایسے لوگون کے جنکے واسطے فی نہین اگرچہ وہ تونگر ہون- یعنی دیوان
مین اُنکے لیے کوئی حق مقرر نہین ہی تو باوجود تونگر ہونے کے اُسکو دیا جاوے اور امام ابو حنیفہ وصاحبین نے کہا کہ غازی کو صدقات سے جبھی
جبھی ملیگا کہ جہاد سے منقطع وفقیر ہو- امام احمد واسحٰق نے حج کو بھی سبیل اللہ مین سے قرار دیا اور اسمین ایک حدیث بھی آئی ہی جس مین حج
کا فی سبیل اللہ ہونا مذکور ہی اور ابن عمر رض نے کہا کہ وہ حاجی وغیرہ کرنے والے لوگ ہین- بعض نے کہا کہ لفظ عام ہی پس کسی ... [illegible]
نکیا جائیگا بلکہ جملہ وجوہ خیر مانند تعمیر مساجد وپل وتکفین موتی وغیرہ کے داخل ہین اور اس قول مین نظر ہی ... [illegible]
اور تعمیر مساجد وغیرہ مین تملیک نہین وہذا علی اصل الحنفیہ اور ادلہ تفسیر ہی جو اول ... [illegible]
اتفاق کیا ہی- قسم ہشتم- **وَابْنِ السَّبِيلِ** سبیل بمعنی راہ اور ابن سبیل مسافر ہی یعنی مسافر کو دیا جاوے ... [illegible]
تھک گیا ہو پس اسقدر دیا جاوے کہ گھر تک پہونچ جاوے اگرچہ وہ اپنے گھر سے تونگر ہو اور اگر ... [illegible]
نے سکتا ہو اور امام مالک نے کہا اگر قرض مل سکتا ہو تو صدقات سے نہ دیا جاوے- فقہاء عراق نے کہا ... [illegible]

[illegible] امام محمد رح کا قول ہی۔ ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ صدقہ کسی تونگر کو
[illegible] پانچ لوگون کو حلال ہو ایک وہ کہ جو اسپر عامل مقرر ہو دوم وہ کہ جسنے اسباب صدقہ کا اپنے مال سے خریدا ہو سوم وہ کہ غارم
[illegible] اللہ تعالے کی راہ مین غازی ہو پنجم وہ جسکو کسی مسکین نے جسنے صدقہ پایا تھا ہدیہ دیدیا۔ اخرجہ ابن ابی شیبہ وابو داؤد
[illegible] ابن ماجہ وابن المنذر وابن مردویہ۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غارم کبھی مرد تونگر بھی ہوتا ہی اور صورت اُسکی یہ ہی کہ مسلمانون مین
[illegible] کرنے یا پل مسجد وغیرہ تعمیر کرنے کے واسطے اُسنے بوجھ اُٹھایا ہو پس اگرچہ غنی ہو مُسکو اموال صدقہ مین سے دیا جاوے چنانچہ اوپر
[illegible] واضح ہو کہ معالم وغیرہ مین لکھا کہ جس شہر مین زکوۃ واجب ہوئی ہی جب اُسمین صدقہ کے مستحق موجود ہون تو انکے ہوتے ہوے
[illegible] شہر کو زکوۃ منتقل کر لیجانا مکروہ ہی اور حدیث معاذ رضہ وغیرہ اسی پر دال ہی کہ وہان کے تونگرون سے لیکر وہین کے فقیرون پر تقسیم
[illegible] اور اگر سال گذرنے کے وقت جنگل مین ہو تو وہان سے جو زیادہ قریب شہر ہی اُسکے فقراء پر تقسیم کرے اور اگر مستحق لوگ لینے سے
انکار کرین تو اُنسے قتال کیا جائیگا اور یہ بنا بر قول شافعی رح کے ہی۔ اور اوپر ثابت ہو گیا کہ مراد آیت سے یہ کہ اصناف مذکورہ مصرف زکوۃ
ہین یہ نہین کہ ان اصناف مین تقسیم واجب ہی پس ائمہ ثلثہ باقیہ کے قول پر مستحقین کے انکار سے اُنسے قتال جائز نہوگا اور امام رازی وغیرہ
نے لکھا کہ آیت مین امام شافعی رح کے قول پر دلیل نہین ہی کیونکہ اللہ تعالے نے جملہ صدقات کو ان اصناف کے لیے کردیا ہی اور یہ مقصود
نہین کہ مثلاً زید کی زکوۃ ان اصناف مذکورہ مین تقسیم کرنا واجب ہی چنانچہ قولہ تعالے واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ الآیہ مین بالاتفاق
پانچوان حصہ اس آیت کے مستحقین مین بطریق توزیع تقسیم کرنا واجب نہین ہی پس ایسا ہی آیۃ الصدقات مین ہی۔ اور اوپر بیان ہو گیا کہ
امام ابو حنیفہ وغیرہ کے نزدیک مؤلفۃ القلوب کا حصہ مطلقاً ساقط ہی اور دیگر علماء کے نزدیک نہین۔ اگر کہا جاوے کہ للفقراء سے مؤلفۃ قلوبہم
تک باللام فرمایا اور فی الرقاب سے مابعد مین بحرف فی فرمایا تو اسمین کیا نکتہ ہی۔ اس سوال کا جواب کشاف وبیضاوی وغیرہ مین دو طرح
سے مذکور ہی ایک یہ کہ فی الرقاب بجاے للرقاب لاتے مین ایذان ہی کہ رقاب و مابعد والے صدقہ کے زیادہ مستحق ہین گویا صدقات انھین
مین موضوع ہین اور دوم یہ کہ اس اشعار کے لیے بجاے لام کے فی فرمایا کہ استحقاق اس جہت کا ثابت ہونا ان لوگون کا قطع نظر اس جہت
کے یعنی فی الرقاب مین عدول نفی سے دلالت ہی کہ فک رقبہ کی جہت سے مکاتب لوگ مستحق ہین لہذا اگر صدقات کا مال مکاتبین وغارمین
وفی سبیل اللہ تعالے وابن السبیل کو دیا جاوے تو وے اسی راہ مین صرف کرین اور جائز نہین کہ جو چاہین کرین کذا قیل پھر اللہ تعالے
نے فرمایا **فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ** مصدر مؤکد منصوب اپنے فعل مقدر سے ہی کیونکہ انما الصدقات للفقراء کے یہی معنی ہین کہ انما فرض
اللہ الصدقات لہم۔ اللہ تعالی نے اُنھین کے لیے صدقات فرض کیے پس فریضۃً مفعول مطلق بحذف فعل اُسی کی تاکید کرتا ہی اے فرض اللہ
[illegible] فریضۃ من عندہ۔ اللہ تعالے نے اُن لوگون کے لیے اسکو فرض کیا اپنی جانب سے فرض کرنا بدون مداخلت کسی کے اجتہاد کے
پس [illegible] تقسیم الٰہی بطریق اجتہاد ورائے وغیرہ جائز نہین۔ **وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ** اور اللہ تعالے علیم ہی کہ بندون مین
[illegible] کے مستحق کو خوب جانتا اور حکیم ہی کہ تدبیر وحکمت سے اُنکے واسطے فرض فرماتا ہی لہذا صدقات کے مستحقین کو اپنے علم وحکمت سے
[illegible] کسیکی رائے واجتہاد پر نہین چھوڑا۔ **فی العرائس** قولہ تعالے انما الصدقات للفقراء۔ صدقات سے فضل ولطف خاص
[illegible] ہی پس [illegible] بیان فرمایا کہ یہ الطاف وافضال مخصوص ہین اہل معرفت وایمان مین جنکے استحقاق کو اللہ تعالی جانتا ہی
[illegible] جسکے علم مین ہی کہ [illegible] اہل معرفت جملہ اقسام بحسب تفاوت معرفت کے اُسکی وحدانیت وفردانیت مین حیران ہین بعضے

بالکل غائب ہین اور بعضے مستغرق اور بعضے واله و بعضے ہائم ہین نہین انکو طاقت نہین کہ [illegible]
لیے یہ حصص مقدر کردیے تاکہ بقدر رزق الٰہی کے حلال طیب حاصل کرین پھر انکی تعداد آٹھ اقسام بیان [illegible]
اقسام کے سوائے اورون کی طمع کاٹ دی کہ انکے سوائے کسی اور کو یہ حصہ نہین مل سکتا [illegible]
لوگ ہین جو تمام عالم سے اپنے دل الگ کیے اور تن اٹھائے ہوئے ہین اور سب سے صاف پاک ہین [illegible]
خودی سے خارج ہوکر مقدس و منزہ ہوگئے اور اللہ تعالے کی فردانیت کے ساتھ منفرد و مجرد ہو [illegible]
کچھ نہین جانتے اسلیے کہ خودی سے خارج ہین ورنہ جو کوئی اپنے آپ کو منزہ سمجھے وہ شرک خفی سے [illegible]
رکھتے سوائے وصال ابدی کے کہ اسی وصال کے محتاج ہین اور مساکین وہ لوگ ہین جو جلال انس مین [illegible]
کو بندگی مین لگائے اپنی خودی سے خارج ہین اور انکے دل نور مین ڈوبے ہین اسیواسطے سید المرسلین [illegible]
اللهم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرة المساکین - عاملین وہ عارف بندے ہین جنکو مرتبہ تمکین [illegible]
اور وہ نور بقا مین واصل ہین انکو بسط و انبساط کا نتیجہ ملتا ہو وہ اللہ تعالے کے جود کے خزائن اور [illegible]
وہ مرید ہین جو نرم دلی و صفائی نیت سے اسکی راہ چلے و شوق محبت مین جان فدا کی مگر قوی [illegible]
اللہ تعالے نے انکو یہ تحفہ انکے مواسات و نشاط خاطر لعبادات کے لیے دیا و لیکن یہ نہین ہو کہ انھون نے [illegible]
کسی کشف و کرامت پر مطلع ہونے کے اپنے اوپر شفقت لی و جان فدا کی ہو بلکہ محض اللہ تعالے کے واسطے [illegible]
ایسا کیا ہو - فی الرقاب وہ لوگ ہین جنکے قلوب تو لذت محبت الٰہی مین مرہون اور انکے نفوس مجاہدہ مین [illegible]
مین نہین پہونچے پس کبھی قہر سے فریب کھاتے اور کبھی انوار لطف مین فنا ہوجاتے ہین پس جب تک [illegible]
ہو کہ ابھی مجاہدہ بجالاوین تب تک مقام حقیقت مین نہین پہونچینگے چنانچہ حدیث مین آیا کہ مکاتب برابر غلام رہیگا جب تک [illegible]
بھی باقی رہے - غارمین وہ لوگ ہین جنھون نے عبودیت مین حقوق معارف نہین ادا کیے اور ایقان مین [illegible]
وہ ہمیشہ اس قرضداری و غرامت مین پڑے رہینگے اس لیے کہ فقدان کے مانند وجدان کی انتہا نہین ہو [illegible]
جسقدر اسلئے فوت ہوا اسکو کون اسکی طرف سے ادا کریگا اور وجدان مین شکر کے ساتھ حقوق کون ادا کریگا [illegible]
کہ اپنا قرضہ ادا نہین کیا - اور فی سبیل اللہ - وہ لوگ ہین جو مجاہدات کے ساتھ اپنے نفوس پر جہاد کرتے اور [illegible]
مین قلوب کو مربوط کرتے ہین - ابن السبیل وہ لوگ کہ قلوب سے بیدار ازل مین اور ارواح سے [illegible]
اور نفوس سے اولیاء اللہ کی جستجو مین مسافرت اختیار کرتے ہین - پھر اللہ تعالے نے فرمایا کہ فریضة من اللہ [illegible]
کہ اہل ایمان و ایقان و عرفان کو اس قسمت سے مواسات فرمائی - واللہ علیم حکیم - ان بندون کے [illegible]
عقبیٰ و اہل آخرت کی اسطرح مواسات واجب کرنے مین حکمت والا ہو - بعض نے کہا کہ فقرا تین طرح کے [illegible]
اور نہ تعریض اور نہ دینے سے لیتا ہو تو ایسا فقیر روحانیون کے مثل ہو - دوم وہ کہ سوال و تعریض نہین کرتا [illegible]
اسکو حاجت ہو تو اسپر کچھ حساب نہین ہو - سوم وہ کہ بقدر روزینہ کے مانگ لیتا ہو اور اگر حاجت نہین [illegible]
حظیرة القدس مین ہو - ابراہیم خواص نے کہا کہ فقیر کی صفت یہ ہو کہ جب کچھ پاس نہ ہو تو سکون رکھے [illegible]

[illegible] ظاہر ہو استاد رح نے کہا کہ سچا فقیر تو اہل حق کے نزدیک نہ آسمان کے نیچے نہ زمین کے اوپر نہ کہیں اسکا [illegible] کا محتاج اور نہ زمین سے اپنا بوجھ اُٹھانا چاہے اور نہ عبودیت میں اپنا نشان چاہے اور نہ کسی معلوم [illegible] ہی کے بلکہ اللہ تعالے کا بندہ ہوتا ہی - اور استاد رح نے کہا کہ ابن السبیل انکے نزدیک وہ [illegible] طبیعت کو وطن ہو اُنسے مسافر رہے پس وہ ہمیشہ اللہ تعالے کا مہمان ہوتا ہی - بھوک اسکا کھانا [illegible] محبت اُسکا پینا ہی اور حق تعالے اُسکا مشہود ہی واللہ اعلم - مترجم کہتا ہی کہ جب دونوں طرح تجھے تفسیر [illegible] تجھے سوال کیا جاوے کہ بیان منافقوں کے قبائح و ذمائم کا بیان تھا اسمیں اس آیت سے منافقوں کے [illegible] ہوئی تو جواب دے کہ اس آیت سے جب بیان کر دیا کہ صدقات کے مستحق ایسے اہل صدق اصناف مذکورہ ہیں تو [illegible] منافقین اہل استحقاق میں نہیں پس وہ محروم ہیں اور انکے طمع کی جڑ کاٹ دی کہ کبھی اس بارہ میں کلام نہ کریں پھر اللہ تعالے نے منافقوں کی اور ایک قسم کی جہالت و قباحت بیان فرمائی یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے اور بہتان سے عیب لگاتے اور باتیں اڑاتے تھے بقولہ تعالے

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ

اور بعضے منافقین بدگوئی کرتے ہیں نبی کی اور کہتے ہیں یہ شخص کان ہی تو کہہ کان ہی تمہارے بھلے کو یقین لاتا ہی

بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

اللہ پر اور یقین کرتا ہی بات مسلمانوں کی اور مہر ہی ایمان والوں کے حق میں تم میں سے اور جو لوگ بدگوئی کرتے ہیں

رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اللہ کے رسول کی انکو دکھ کی مار ہی

وَمِنْهُمْ اور منافقوں میں سے الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ کچھ ایسے لوگ ہیں کہ نبی صلعم کو ایذا دیتے ہیں یعنی اپنے بد اقوال و افعال سے اسطرح کہ مثلاً رسول اللہ صلعم کی شان میں ایسی جھوٹی باتیں کہتے جو آپ کی شان کے لایق نہ تھیں اور جب اُنسے منع کیا جاتا ہی کہ [illegible] ایسا نہو کہ انکو خبر پہونچے تو جواب میں ایسے کہتے ہیں جو اللہ تعالے نے نقل فرمایا - وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ اور کہتے ہیں کہ وہ تو کان ہی یعنے جو کچھ کہو وہ سُن لیتا ہی - محاورہ بولتے ہیں کہ فلان اذن سامعۃ یعنے سننا ہوا کان ہی جو کہو وہ سن لیتا اور [illegible] نزول اُسکا منافقوں کی ایک جماعت کے حق میں ہوا جو آنحضرت صلعم کی غیبت کرتے اور جب اُنہیں سے بعض نے کہا کہ ایسی باتیں [illegible] ایسا نہو کہ انکو خبر پہونچے تو جلاس بن سوید یا نبتل بن الحارث وغیرہ نے کہا کہ کچھ ڈر نہیں جب ہم جا کر انکار کرکے قسم کھا لینگے کہ ہم نے نہیں کہی [illegible] مان لینگے کیونکہ وہ نرے کان ہیں - قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ تو کہدے کہ تمہارے لیے بہتری و بھلائی کا سننے والا [illegible] اذن خیر دونوں مرفوع بتنوین ہیں یعنے تم سے سنکر تمہاری تصدیق کرے یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہی [illegible] پھر منافقوں کو جھٹلایا اور کہا کہ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ یعنی ایسا نہیں ہی بلکہ وہ ایمان رکھتا ہی اللہ تعالی [illegible] وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور تصدیق کرتا ہی مومنوں کی کہ اُنہیں کی بات مانتا ہی اور منافقوں کو جھوٹا جانتا ہی - اول میں [illegible] تصدیق ایمانی ہی اور دوم میں بلام ہی کہ للمؤمنین کہا اور یہ معنی سچا ماننا - وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ

Marfat.com

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ حمزہ نے رحمۃ بالجر پڑھا اے اذن خیر واذن رحمۃ عطف ہے خیر پر۔ اور [illegible]
پر یعنے اذن خیر ورحمۃ۔ پس اول پر یہ معنی کہ گوش رحمت ہے ان لوگون کے لیے جو تم مین سے ایمان لائے [illegible]
پس بظاہر تمھارا قول قبول کرتا اور تمھارا پردہ فاش نہین کرتا ہے۔ اور قراءۃ دوم پر یہ معنی کہ عالم مین [illegible]
کیونکہ مومنین کے ایمان سے مشرف ہونے کا وہی سبب ہے۔ پھر اس کلام مین بنا بر قراءۃ اول کے تنبیہ ہے کہ تمھارا قول [illegible]
وجہ سے نہین کہ وہ تمھارے حال سے نادان ہے بلکہ تمپر نرمی ورحمت کرکے مان لیتا ہے۔ پس جب وہ ہر ایک کے لیے رحمت [illegible]
کوئی عیب نہین پھر تم ایسی باتون سے اسکو کیون ایذا دیتے ہو۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور [illegible]
کے رسول کو جو لوگ ایذا دین اُنکے لیے دُکھ کی مار ہے یعنی منافقون کے خبیث وخوار ہونے کے باوجود جب وہ رحمت فرماتا ہوا [illegible]
اُسکی بھلائی کے عوض اُسکو ایذا دیتے ہین تو ضرور اُنکو عذاب اور بڑے دُکھ والا عذاب ملیگا۔ پھر اللہ تعالے نے ایک اور قسم قبائح افعال
منافقین کو کہ مخلوق کی رضا کے لیے خالق عزوجل کی جھوٹی قسم کھاتے ہین ذکر فرمایا بقولہ تعالے

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ ثلثة ارباع
قسمین کھاتے ہین اللہ کی تمھارے آگے کہ تمکو راضی کرین اور اللہ کو اور اُسکے رسول کو بہت ضرور ہے راضی کرنا اگر وہ ایمان رکھتے ہین
اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ○
وہ جان نہین چکے کہ جو کوئی مقابلہ کرے اللہ اور اُسکے رسول سے تو اُسکو ہے دوزخ کی آگ پڑا رہے اُسمین یہی ہے بڑی رسوائی

ابن کثیر رح وغیرہ نے لکھا کہ قتادہ وسدی رح نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا کہ منافقون کی جماعت مین سے ایک شخص جلاس بن سوید نے کہا کہ
واللہ یہ ہمارے لوگ تو ہم مین سے بہتر واشرف ہین اور جو کچھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہین اگر وہ سچ ہو تو ہم اس صورت مین گدھون سے
بدتر ہونگے۔ اُنکے ساتھ انصار کا ایک نوجوان لڑکا عامر بن قیس بیٹھا تھا اور اسکو منافقون نے حقیر سمجھکر اسکا کچھ لحاظ نکیا اور غیبت
وبدگوئی کرنے لگے چنانچہ جب جلاس بن سوید اور ودیعہ بن ثابت نے وہ کلمہ کہا جو مذکور ہوا تو یہ لڑکا غضبناک ہوکر بولا کہ واللہ جو کچھ
محمد صلعم کہتے ہین وہ سچ ہے اور تم لوگ بے شک گدھون سے بدتر ہو اور وہان سے آکر آنحضرت صلعم سے بیان کیا اور آپ نے جب
منافقون کو بلاکر پوچھا تو قسمین کھانے لگے کہ ہم نے ہرگز نہین کہا اور جسنے کہا ہو اُسپر اللہ تعالے کی لعنت ہے پس آنحضرت صلعم نے اُنکی قسمون
پر کہ اللہ تعالے کا نام پاک درمیان مین لاکر قسمین کھائی تھین تسلیم کرلیا اور عامر بن قیس کی طرف التفات نکیا جس سے عامر بن قیس رنجیدہ ہوا
اور دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار تو سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا ظاہر کردے تو نازل ہوا قولہ تعالے۔ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ قسمین کھاتے
ہین اللہ تعالے کے نام کی یعنی جھوٹی قسمین۔ لَكُمْ تمھارے واسطے اے مومنو یعنی تمھارے واسطے اللہ تعالے کی جھوٹی قسمین کھا [illegible]
نہین کرتے بلکہ تمھارا لحاظ کرتے ہین۔ لِيُرْضُوْكُمْ تاکہ تم کو راضی کرلین۔ یہ بڑی سخت بات تھی کہ اپنے خالق عزوجل کی [illegible]
مخلوق کے واسطے اختیار کی تاکہ یہ مخلوق راضی رہے۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ حالانکہ [illegible]
اُسکے رسول کو راضی رکھتے۔ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ لا رضوہما۔ اگر مومنین ہوتے تو انھین دونون کو راضی رکھنا
چاہتے خواہ تمام مخلوق راضی ہو یا ناراض ہو۔ پس مومن نہ تھے اسیواسطے اسکے برعکس کیا۔ قرل حکمت [illegible]
کسی مخلوق کے راضی کرنے کے لیے اپنے خالق کو ناراض کرے تو خالق عزوجل اُسی مخلوق کو اسکے [illegible]

Marfat.com

یہ لائق ہی کہ اللہ تعالے و اُسکے رسول کو راضی رکھے اور اسی رضاء کو جان و مال سے ڈھونڈھے اگرچہ تمام مخلوق
اُس سے ناراض ہو جاوے کیونکہ جب حق تعالے راضی ہو تو سبحان اللہ تعالے پھر کوئی مخلوق کیا کرسکتی ہو وہ خواہ مخواہ مطیع و مسخر ہوگی
ضمیر یرضوہ میں کلام کیا گیا کہ کس طرف راجع ہو۔ بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یون ہو واللہ احق ان یرضوہ و رسولہ احق ان یرضوہ۔
پس دوم حذف ہوا اور بعض نے کہا کہ اول حذف ہوا اور دوم باقی ہو تاکہ مشعر ہو کہ اللہ تعالے کی رضاء اسی طور سے ہو کہ اسکے رسول صلعم
کی اطاعت و فرمانبرداری سے راضی رکھیں کیونکہ فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور بعض نے کہا کہ اصل مین تھا۔ ان یرضوہما
پھر ضمیر مفرد کر دی گئی تاکہ مشعر ہو کہ اللہ تعالے و اُسکے رسول کی رضاء واحد ہو اور بعض نے کہا کہ اسم پاک اللہ کا تبرک کے لیے ہو اور
مراد یہ کہ و رسولہ احق ان یرضوہ یعنی رسول اللہ صلعم کا راضی رکھنا یہی سزاوار تھا باین طور کہ ظاہر و باطن سے مطیع ہوتے اور کچھ خیال
شیطانی نہ لاتے اور نہ زبان سے کلمۂ شرارت نکالتے سو اگر مومن ہوتے تو اسکو احق جانتے۔ پھر اللہ تعالی نے منافقون کو ملامت فرمائی بقولہ
اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا کیا منافقون کو سمجھ نہ آئی اور نہ جانے باوجودیکہ رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دین و شریعت تعلیم فرمائی۔ **اَنَّهٗ**
مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یہ بات کہ شان یہ ہو کہ جسنے محادت کی اللہ تعالے و اُسکے رسول سے باین طور کہ اللہ تعالی و رسول
کی جو حد ہو اسکے سواے دوسری حد پر چلا اور جو شق کہ اللہ تعالے و رسول کی ہو اُسکے سوا دوسری شق اختیار کی یعنے اُنکی راہ کے سوا
دوسری راہ کر آیا۔ **فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ** اے فان نار جہنم جزاء لہ۔ تو جہنم کی آگ اُسکی سزا ہو **خَالِدًا فِيْهَا** اس حال سے کہ
آگ میں اسکے لیے ہمیشگی مقدر ہو جب سے داخل ہوگا۔ **ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ** یہ سزا تو بڑی سخت خواری ہو۔ واضح ہو کہ محادت
لغت میں بمعنی مخالفت اور باہمی عداوت وغیرہ میں مستعمل ہو اور معنی وہ ہین جو مذکور ہوئے اور قولہ فان لہ الخ بفتح ان جواب شرط ہو
پس جملہ ہونا چاہیے لہذا لہ خبر مقدم قرار پائی اے فجزاء لہ۔ رازی رح نے کبیر مین کہا کہ یہ بھی احتمال ہو کہ معنی اُسکے فلہ نار جہنم۔ ہوں اور
حرف انّ بغرض تاکید مکرر ہوا۔ پھر اعتراض کیا کہ اس صورت مین موکد اور تاکید کنندہ کے درمیان اجنبی چیز سے فصل لازم آتا ہو لیکن
یہ اعتراض کچھ نہین ہو پھر کہا کہ جواب من محتمل ہو کہ محذوف ہو اے من یحادد اللہ و رسولہ یہلک فان لہ نار جہنم۔ پس جملہ فان تعلیل محذوف
ہو یعنے جسنے اللہ تعالے و رسول کی مخالفت کی وہ ہلاک ہوگا کیونکہ اُسکے لیے آتش دوزخ سزاے دائمی ہو۔ اگر کہا جاوے کہ الم یعلموا سے
منافقون کو کیونکر خطاب ہوا اس لیے کہ علماء معانی نے کہا کہ الم یعلم کا خطاب ایسے شخص کو ہوتا ہو جو کسی بات کو جان لینے کے بعد بھول گیا
یا منکر ہوگیا ہو تو اُس سے کہا جاتا ہو کہ تو نے جانا نہین کہ بات ایسی ہو اور یہان منافق کبھی یقین نہیں لائے تھے تو جواب اسکا تقریر تفسیر
سے تجھے ظاہر ہوگیا ہوگا یعنے جب کہ رسول اللہ صلعم زمانۂ دراز تک لوگون مین وعظ و نصیحت فرماتے اور شرائع و دین و جزاء و سزا
سکھلاتے و جتلاتے رہے تو منافقون کو خطاب کیا کہ باوجود ایسی تعلیم کے بھی کیا اُنھون نے نہ جانا کہ مخالفت اللہ تعالے و رسول کی
یہ سزاے سخت ہو۔ پھر منافقون کو فضیحت و رسوائی سے ڈرایا بقولہ

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ
ڈرتے ہین منافق کہ نازل ہو اُنپر کوئی سورت کہ جتاوے انکو جو اُنکے دل مین ہو توکہہ ٹھٹھے کرتے رہو اللہ
مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۞ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ اَبِاللّٰهِ
کھول دیگا جس سے تم ڈرتے ہو اور جو تو انسے پوچھے تو کہین ہم تو بول چال کرتے تھے اور کھیل توکہہ کیا اللہ سے

وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ [illegible]

اور اُسکے کلام سے اور رسول سے ٹھٹھے کرتے تھے بہانے مت بناؤ تم [illegible]

عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً ۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ع

تم مین بعضون کو البتہ پار بھی دینگے بعضون کو اسپر کہ وہ [illegible]

ابن عباس رضہ سے مروی ہو کہ اللہ تعالے نے اس سورہ مین ستر منافقون کا ذکر مع اُنکے نام و [illegible]
نام ونسب کا ذکر منسوخ فرمایا اور یہ مومنون پر رحمت تھی کیونکہ اُنکی اولاد مین سچے ایمان والے پیدا ہوئے [illegible]
کے نام نسخ فرمائے تاکہ عار و شرم دائمی باقی نہ رہے اور وقت نزول کے جو اُنکی تفضیح مقصود تھی وہ حاصل ہوگئی [illegible]
کرتے تھے کہ ہمارے اقوال ذمیمہ و افعال قبیحہ سے اللہ تعالے مطلع ہو پس نام بنام ہر ایک کے خفیہ نفاق و نالائق حرکات کو بیان [illegible]
کر دیا۔ اسی وجہ سے اس سورہ کا نام مُثیرہ اور بشرہ بھی ہو کہ اُنکے قبائح کی خاک اُڑا دی چنانچہ فرمایا یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ [illegible]
کرتے ہین منافقین۔ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ اس بات کا کہ اتاری جاوے مومنون پر۔ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ [illegible]
آگاہ و خبردار کردے مومنون کو اُن باتون سے جو منافقون کے دلون مین ہین یعنے منافقون کو جو کچھ حسد و عداوت و نفاق مومنون کے ساتھ ہو
اس سے مومنون کو آگاہ کردے۔ عجب ہو کہ منافقین اپنی شان مین قرآن کے نزول سے فضیحت و رسوائی کا خوف کرتے اور باوجود اسکے
نفاق پر مستعد اور ٹھٹھول پر جمے ہوئے تھے۔ اس سے ظاہر ہو کہ منافقون مین بعض ایسے تھے کہ نزول قرآن و اپنی فضیحت سے ڈرتے تھے
ولیکن شک انکے دل سے نہین جاتا تھا پس ہدایت فقط اللہ تعالے ہی کی طرف سے ہو اور دلون کے بھید وہی پاک پروردگار خوب جانتا ہو
اسی واسطے حضرت عائشہ صدیقہ رض نے بعد آنحضرت صلعم کے نفاق سے انکار کیا یعنی دلون کے بھید سے اللہ تعالے وحی کے ساتھ اپنے رسول
صلعم کو آگاہ فرماتا تھا پس اب کسی پر منافق کا حقیقی اطلاق نہین ہوسکتا۔ اور آیت سے معلوم ہوا کہ نزول قرآن کے بالجملہ قائل تھے کیونکہ
حذر اُسکو متضمن ہو اور باوجود اسکے بسبب قطعی یقین نہ لانے کے منافق ہوئے۔ پس اللہ تعالے نے حکم دیا کہ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا کہدے
اے محمد صلعم ان منافقون سے کہ اچھا تم لوگ ٹھٹھول کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ضرور اللہ تعالے اس بات کو ظاہر کر دینے والا ہو
جس سے تم حذر کرتے ہو۔ اس کلام مین انکی فضیحت مقدر ہونا نکلتی ہو اور یہ امر جیسے ان لوگون کے حق مین فضیحت اور صریح اُنکو [illegible]
پر مجبور کرنے والا تھا مومنون کے حق مین مورث مزید ایمان تھا کیونکہ آیات مورث تزید ایمان ہین کما قال تعالے فاما الذین آمنوا فزادتہم
ایمانا الآیہ۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ قل استہزءوا۔ سے استہزاء کرنے کا خود حکم دیا۔ جواب یہ کہ یہ امر تہدید کا ہو جیسے کہا جاوے کہ اچھا ذرا
بلا دیکھ تجھے کیسے دُرّے مارے جاتے ہین۔ اور معالم وغیرہ مین ابن کیسان سے ذکر کیا جسکا حاصل یہ کہ بارہ منافقون نے [illegible]
ہوئے رات مین ایک گھاٹی پر توقف کیا تاکہ جب رسول اللہ صلعم یہان پہونچیں تو انسے دغا کرین ولیکن آنحضرت صلعم کو وحی سے معلوم ہوگیا
آپ نے حضرت حذیفہ رض کو حکم دیا انھون نے مار کر منافقون کے اونٹ [illegible] سے ہٹا دیے [illegible]
بتلا دیا اور کہا انکو قتل مت کرو کہ خلاف اخلاق و بدنامی ہو اللہ تعالے انکو دبیلہ کے بیماری سے ہلاک کریگا۔ حدیث [illegible]
مین بارہ منافق ہین کہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاوینگے جنمین سے آٹھ [illegible]
سے ہوئیگا۔ قال تعالے۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور جب تو انسے پوچھے کہ تم یہ کیا [illegible]

لیکن جو لوگ ایمان لائے ان آیات نے بسبب انکے ایمان یعنی ایمان زیادہ ہوا ان کے نور ایمان میں ترقی آیات سے ہوئی ہو

جب پوچھے تو کہینگے لَيَقُولُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ تو تجھے جواب دینگے کہ ہم تو خوض ولعب کرتے تھے یعنی راستہ کاٹنے کو ایسی باتین کرتے تھے کچھ ٹھٹھول کرنا ہمارا قصد نہ تھا۔ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ تو کہیو کیا تم لوگ اللہ تعالےٰ واسکی آیات سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ تبوک جاتے ہوئے ایک شخص بولے کہا کہ مین نے تو اپنے ان قاریون کے مانند کوئی نہین دیکھا کہ کھانے مین سب سے بڑھکر پیٹو اور بولتے مین سب سے زیادہ جھوٹے اور لڑائی مین پیٹھ پھیرنے والے ہیں۔ پس اسکو ایک ایمان والے نے جواب دیا کہ تو بڑا مفتری اور منافق معلوم ہوتا ہو جو ایسی جھوٹی باتین بناتا ہو مین جاکے رسول اللہ صلعم کو خبر دونگا۔ پس قرآن نازل ہوا۔ عبداللہ رضؓ کہتے ہین کہ مین نے اس منافق کو دیکھا کہ رسول اللہ صلعم کے ناقہ کے تنگ سے لٹکا ہوا پتھروں سے ٹھوکر کھاتا دوڑتا چلتا اور کہتا جاتا ہو کہ ہم تو راہ کاٹنے کو دل لگی کی باتین کرتے تھے اور حضرت صلعم فرماتے کہ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۔ یعنی منافقون کے انکار کرنے کو نہ مانا بلکہ ایسا استہزاء واقع ہونے کو ثابت کیا پھر بطریق استفہام توبیخ کے انکار کیا یعنی تم برملامت ہو کہ تم ایسا کرتے تھے۔ لَا تَعْتَذِرُوْا اعتذار لغت مین محو اثر و انقطاع ہو کما فی قولہم اعتذر المنزل۔ یعنی حویلی کا نشان مٹ گیا و اعتذرت المیاہ۔ پانی منقطع ہو گیا۔ اعتذار کرنے والا بھی چاہتا ہو کہ جو گناہ کیا اسکا نشان مٹا دے۔ پس اللہ تعالےٰ نے منافقون کو منع فرمایا کہ مت اعتذار کرو کیونکہ جھوٹے عذر قبول نہونگے قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ البتہ تم نے ایمان کے بعد کفر کیا یعنی ایمان ظاہر کرنے کے بعد خواہ دل مین بالکل یقین نہ تھا یا مذبذب تھے اب کفر ظاہر کر دیا۔ اسطرح کہ قرآن کلام الٰہی کو کہا کہ محمد صلعم اپنی طرف سے بتلاتے ہین اور اللہ تعالےٰ کے آیات و رسول سے استہزاء کیا مسئلہ جو کوئی کسی آیت پر یا آنحضرت صلعم کا کلام جانکر حدیث پر یا مسئلہ شرعی پر اس راہ سے کہ حکم شرعی ہو یا آنحضرت صلعم پر استہزاء کرے یا استخفاف کرے یا عیب لگا دے وہ کافر ہو اور اگر دل ہی مین رکھے زبان سے نہ کہے تو وہ منافق حقیقی ہو اور اگر اسکے دل مین شیطان نے ان باتون کے ساتھ وسوسہ ڈالا اور اُسنے ایسا وسوسہ بہت بُرا اور شیطانی دھوکا جانا تو وہ مومن ہو اور استغفار و اعوذ باللہ کرنے پر ثواب پاویگا۔ غور کرو کہ منافقون کی جھوٹی قسم پر آنحضرت صلعم خاموش ہوتے اور عذر قبول کرتے تو درحقیقت یہ رحمت و نرمی تھی مگر منافق کمبخت عیب لگاتے اور کہتے کہ وہ تو نرے کان ہی کان ہین ایسا ہی منافقون کی باتون کو قبول نہ کیا و صاف صاف کھول دیا اور حق تعالیٰ نے حکم بھیجدیا کہ لا تعتذروا قد کفرتم آہ۔ یعنی مت جھوٹے عذر کرو البتہ تمنے استہزاء وغیرہ باتون سے ایمان ظاہر کرنے و کفر دل ہی مین رکھنے کے بعد اب زبان سے بھی کفر ظاہر کر دیا۔ محمد بن اسحٰق نے روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلعم تبوک کو جاتے تھے تو منافقون کی ایک جماعت بھی ذرا دور ساتھ ساتھ چلی جاتی تھی جسمین سے ودیعہ بن ثابت و مخشی بن حمیر بھی تھے انھون نے آپس مین اہل اسلام و ایمان کے ڈرانے کو کہنا شروع کیا کہ کیا تم لوگ رومیون کی لڑائی کو ایسی ہی سمجھتے ہو جیسے عرب آپس مین لڑتے ہین واللہ مین تو دیکھتا ہون کہ گویا تم کل کے روز اُنکی لڑائی مین زنجیرون سے جکڑے پڑے یعنی شکست کھا کر قید ہو گئے ہو تو مخشی بن حمیر جسکا یہ حال تھا کہ منافقون کی باتون سے پھٹکا پھٹکا رہا کرتا اور اُنکے مسخرہ پن و استہزاء پر خالی نہین ہنستا تھا مگر کبھی کچھ نہین کہتا وہ اسوقت بولا کہ مجھے خوف ہو کہ تمہاری اس گفتگو پر قرآن نازل ہو اور مجھے تو پسندیدہ ہو کہ ہم مین سے ہر ایک کو سو کوڑے مارے جاوین بہ نسبت اس کلام کے۔ یہ لوگ اسی حال مین تھے کہ وہان رسول اللہ صلعم نے عمار بن یاسرؓ سے کہا کہ تم جلدی جاؤ کہ وہ منافقون کی آگ مین جلے جاتے ہین اور منافقون سے پوچھنا کہ تم نے کیا کہا اگر انکار کرین تو کہنا کہ نہین بلکہ ضرور تم نے ایسا کہا ہو جب عمار رضؓ نے جا کر ایسا ہی کہا تو آنحضرت صلعم پاس عذر کرتے ہوئے آئے اور بعض نے کہا کہ یا رسول اللہ

ہم توراہ کاٹنے کو دل لگی کی باتین کرتے تھے - مخشی بن حمیر کا نام بعض نے مخشن [illegible]
بچہ - اسنے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے جو پہونچا یہ میرا اور میرے باپ کے نام [illegible]
اور دعا مانگی کہ اے میرے مولاے حق عز وجل مجھے اسطرح شہید کر دے کہ کوئی میرا ٹھکانا نہ جانے - [illegible]
تھا کہ قبر تک کا نشان نہ ملے کہ کوئی شہید کہے اور اُس دن سے عبد الرحمن نام ہوا - اکثر علماء نے ذکر کیا کہ جنگ یمامہ [illegible]
نشان نہ ملا رضی اللہ تعالے عنہ - اور اللہ تعالے لے انھین عبد الرحمن کے مانند توبہ کرنے والون کو عفو فرمایا ہے چنانچہ فرمایا اِنْ نَّعْفُ
عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ اگر ہم تم مین سے ایک ٹکرے کو عفو کرین جنھون نے نفاق چھوڑکر اخلاص کیا نُعَذِّبْ طَآئِفَةً [illegible]
گروہ منافق کو ضرور عذاب کرینگے بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ اس سبب سے کہ وے مجرم یعنے منافق رہے ہین - طائفہ [illegible]
اور ابن اسحق وغیرہ نے کہا کہ اس جماعت نفاق مین سے فقط مخش بن حمیر ہی کو نجات ملی اور عفو کیا گیا اور چونکہ وارد ہوتا ہے کہ اللہ تعالے
نے طائفہ کو عفو فرمایا تو اکیلے مخش بن حمیر پر کیونکر صادق ہوگا تو زجاج وغیرہ نے جواب کی طرف اشارہ کیا کہ جو لفظ جماعت کے لیے [illegible]
وہ عرب کبھی واحد پر بھی بولتے ہین لہذا یہان طائفہ اولی سے فقط مخش مراد ہین جیسے قولہ ان ابراہیم کان امۃ الآیۃ مین اکیلے ابراہیم علی
نبینا وعلیہ السلام کو امت فرمایا ف‍ـــ فی العرائس قولہ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم - اللہ تعالے نے اپنے رسول کریم صلے اللہ
علیہ وسلم کو اپنے کلام پاک یعنی انک لعلی خلق عظیم - سے کمال خلق سے موصوف فرمایا ایسے ہی دشمنون کو قبیح خصلتون سے مفتوح بیان فرمایا
اگرچہ وہ اپنے عیوب نہین دیکھتے تھے - استاد رح نے کہا کہ منافقون بدخلق نے رسول اللہ صلعم کو عین نشان کرم وفضل پر لیتے انکو صاف
صاف جھوٹا نہ بتلانے پر عیب لگایا اور اپنے دروغ گوئی وجھوٹی قسم کھانے وغیرہ قبائح پر نظر نہ کی - سچ ہے مومن بھاری بھرکم کریم النفس ہوتا ہے
جیسے منافق حقیر خوار دفرومایہ وبخیل ہوتا ہے - واضح ہو کہ منافقین جھوٹی قسمون وغیرہ سے مومنون کو فریب دیتے اور کہتے کہ - انہم لمنکم یعنی
ہم تمھین مین سے ہین حالانکہ اللہ تعالے کے رسول کو عیب لگانے و قرآن کو جھٹلاتے تو اللہ تعالے نے انکو جھٹلا دیا قولہ

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ
منافق مرد اور عورتین سب کی ایک چال ہے سکھاوین بات بری اور چھڑاوین بھلی سے
وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝
اور بند رکھین اپنی مٹھی بھول گئے ہین اللہ کو سو وہ بھول گیا انکو تحقیق منافق وہی ہین بے حکم

وقف لازم

اَلْمُنٰفِقُوْنَ اہل نفاق مین سے مرد لوگ اور وہ اسوقت تین سو (۳۰۰) تھے - وَالْمُنٰفِقٰتُ اور اہل نفاق مین سے عورتین اور وہ [illegible]
ایک سو ستر (۱۷۰) تھین - بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ یہ خبر ہے یعنے منافق مرد اور منافق عورتین آپس مین بعض از بعض ہین اسکے معنی مین دو [illegible]
ایک یہ کہ منافقون کے بعض کے بعض سے ہونے سے مقصود تشبیہ ہے کہ نفاق کرتے اور ایمان سے دور رہنے مین اہل نفاق کے [illegible]
آپس مین متشابہ ہین گویا ایک ہی چیز کے ٹکڑے ہین - وحاصل یہ کہ آپس مین سے ٹکڑون یا ٹکڑے ہوں سب یکسان ہین [illegible]
قول دوم یہ کہ منافقین جو قسم کھاتے تھے کہ واللہ ہم تمھین مین سے ہین جیسا کہ اللہ تعالے نے انکے جھوٹا کو [illegible]
یحلفون باللہ انہم لمنکم وماہم منکم الآیۃ - وہی یہان مقصود ہے کہ وے جو قسمین کھاتے ہین کہ تم مین سے ہین [illegible]
بعضون مین سے بعض ہین - اگر کہا جاوے کہ قولہ وماہم منکم - سے تو بیان فرمایا تھا کہ وہ تم مین سے نہین [illegible]

Marfat.com

جہان اسکی تفسیر بیان فرمائی کہ وے تم مین سے نہین بلکہ آپس مین بعض از بعض ہین اور آگے جو بیان آتا ہی
وہ چال چلن سے الٹا منافقون کا چال چلن ہونا ثابت کرتا ہی وہ گویا اُنکے مومنون مین سے نہونے پر دلیل ہی یعنی قولہ یامرون
بالمنکر وینہون عن المعروف یعنے منافق مرد و عورتین آپس مین ایک دوسرے مین سے ہین اس حال کے ساتھ کہ حکم کرتے ہین امر منکر
کا اور منع کرتے ہین امر معروف سے۔ منکر اسم مفعول از انکار یعنی ہر وہ امر جو عقل و شرع سے قبیح ہو جیسے معروف ہر وہ فعل جو شرع مین اچھا
ہو پس مراد منکر سے کفر و شرک و جملہ معاصی ہین جیسے معروف ایمان و طاعات ہین وحاصل یہ ہوا کہ منافق مرد ہون یا عورتین اُنکا حال یہ ہی کہ
کفر و شرک و بری باتین کرنے پر آپس مین ایک دوسرے کو اور غیر لوگون کو آمادہ کرتے ہین اور بھلی باتون ایمان وطاعات سے روکتے ہین
ویقبضون ایدیہم اور اپنی مٹھیان بند کرتے ہین۔ یہ کنایہ بخل سے ہی یعنے نیک کامون مین خرچ کرنے سے بخل کرتے ہین اسوجہ سے
کہ دار آخرت پر انکو یقین نہین اس لیے دنیاوی لذتون کھانے پینے پہننے اوڑھنے لہو ولعب کھیل تماشے شادی بیاہ مین خرچ کرنے کو موقع سے
خرچ کرنا سمجھتے اور محتاجون کی پرورش وخیرات ویتیمون بیکسون کی خبرگیری وغیرہ کے صرف کو فضول خیال کرکے مٹھیان بند کرلیتے ہین یہ اسوجہ
سے کہ آخرت پر انکو یقین نہین ہی بخلاف مومنون کے کہ وے بری باتون سے منع کرتے اور بھلی باتون کا حکم کرتے اور اللہ تعالے کی راہ مین خرچ
کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ منافق لوگ کچھ بھی مومنون مین سے نہین ہین اور انھین کچھ ایمان نہین ہی۔ نسوا اللہ فنسیہم بھولے
وہ لوگ اللہ تعالے کو پس اللہ تعالے انکو بھولا۔ یہان یہ سوال ہوتا ہی کہ بھولنا بندے کے اختیار سے باہر ہی اور یہ بھی ثابت ہو لیا کہ
اللہ تعالے بھول چوک پر مواخذہ نہین فرماتا جیسا کہ حدیث سے ثابت ہی کہ اللہ تعالی نے میری امت سے بھول کا مواخذہ معاف کر دیا ہی
پھر یہان منافقون کی بھول پر کیون پکڑا اور دوسرا سوال یہ کہ اللہ تعالے بھول چوک سے پاک ہی تو جواب اول کا یہ ہی کہ نسیان سے یہان
غفلت کرنا مراد ہی اور اللہ تعالے کا بھولنا یہ کہ انکو لطف وفضل سے محروم ومتروک کر دیا پس قولہ نسوا اللہ فنسیہم اے اغفلوا ذکر اللہ وطاعتہ
فترکہم اللہ من لطفہ وفضلہ یعنی انھون نے اللہ تعالے کی یاد و بندگی سے غفلت کی تو اللہ تعالے نے بھی انکو اپنے لطف وفضل سے محروم و
متروک کیا۔ اور اللہ تعالے کی جناب مین یہان نسیان کا اطلاق بطریق مقابلہ کے ہی جیسے کہتے ہین کہ تجھپر کوئی ظلم کرے تو تو بھی اُسپر ظلم کر
حالانکہ مقصود یہ کہ تو بھی اُسکے ظلم کا بدلا اُسکو دیدے اور ظلم کا بدلا ظلم نہین ہوتا ہی بلکہ عین انصاف ہی پس مراد یہ کہ منافقون کے نسیان وغفلت
کرنے کا بدلا انکو دیا۔ اور بعض نے جواب دیا کہ معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے نے اُنکے ساتھ وہ برتاؤ کیا جو بھولنے والا بھولے ہوے کے ساتھ کرتا ہی
حاصل آنکہ دنیا مین بندے اللہ تعالے سے بندگی و نیکوکاری و برے کامون سے پرہیزگاری کا [illegible] کرکے اس مسافرخانہ مین چند روز بسر
کرنے کو آئے تھے اور اللہ تعالے نے وعدہ دیا کہ عہد پورا کرکے اصلی گھر مین جب آؤگے تو تمکو ایسے گھر جنت کا مین ٹھکانا ملیگا جہان پاک
پروردگار سبحانہ کی رضامندی ہی بدون کسی مشقت وتکلیف ورنج وغم وغیرہ کے جسمین ہمیشہ رہینگے پس مومنین نے عہد پورا کیا اور اس سرائے
فانی کو زندگی کے ساتھ یاد الٰہی مین بسر کرکے جہان باقی مین پہونچ گئے اور منافقون نے اسی گھر اور یہین کی زندگی پر اعتماد کیا اور اُلٹے
بُرے کامون کا حکم اور بھلے کامون سے مانع ہوے اور اللہ تعالی کو بھولے پس اللہ تعالے نے بھی انکو بدلا دیا کہ لطف ورحمت سے
متروک کردیا۔ ان المنافقین ہم الفسقون لفظ ہم ضمیر فصل ہی اور اسم وخبر دونون پر الف لام ہی تو حصر کا فائدہ نکلا
یعنے کہ البتہ منافقین ہی فاسق لوگ ہین۔ سوال ہوا کہ بعضے مومن بھی گنہگار رہتے ہین اور فاسق وہ ہی کہ طاعت سے باہر
ہو [illegible] وقت مومن بھی فاسق ہوا۔ جواب یہ ہی کہ یہان پورا فاسق مراد ہی پس فسق کرنے مین کامل درجہ منافقون ہی کا ہی

اور جب یہ درجہ کامل ہوا تو کفر و شرک ہوگیا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ قولہ ان المنافقین [illegible]
یہ کہ ضمیر مین ایک ابہام ہوتا ہے پس فضیحت کرنے کو اسم ظاہر کر دیا اور دوسرے یہ کہ یہی اسم ظاہر [illegible]
اور یہی بیان ہے۔ تمام آیت کا حاصل یہ ہوا کہ منافق مرد ہون یا عورتین ہون آپس مین [illegible]
اُنسے ہین اُنمین سے کوئی مومنون مین سے نہین سو دیکھو اُنکا یہ حال ہے کہ بُرے کامون کے [illegible]
اور چونکہ دار آخرت پر یقین نہین تو لہو و لعب و معاصی مین ہزارون خرچ کرین لیکن آخرت کے [illegible]
کیونکہ دنیاوی زندگی ولہو و لعب ہی کو سچ جانتے ہین یہ لوگ اللہ تعالے کو بھولے تو اللہ تعالے نے [illegible]
تو پورے فاسق ہین - اب اُنکا عذاب آگے بیان ہوگا - ف ---- فی العرائس قولہ المنافقون والمنافقات [illegible]
اشارت بیان ہے کہ طینت نفاق مین جب قہر آلہی تاثیر فرماتا ہے تو اسوقت اہل نفاق کے طبایع بعض از بعض [illegible]
طینت سے جو سرزد ہوتا ہے اُسکو انمین سے دوسرے پسند کرتے ہین اور آپس مین متفق ہین کہ منکرات کا حکم کرین [illegible]
لانے والے بندون کے ایذا دینے مین اللہ تعالے و اُسکے رسول صلعم کی مخالفت کرنے پر خوش ہین ابوبکر الوراق [illegible]
دوسرے منافق کے لیے پردہ ہوتا ہے کہ باہم ایک دوسرے کے عیوب چھپاتے ہین بخلاف مومنون کے کہ ایک مومن دوسرے [illegible]
ہے کہ اُسکے عیوب اسکو دکھلاتا اور نجات کی راہ دکھلاتا ہے۔ قولہ تعالے ویقبضون ایدیہم نسوا اللہ فنسیہم - اسمین اللہ تعالی نے بیان فرمایا
کہ منافقین سخت بخیل ہوتے ہین جب مال نہین دیتے تو اللہ تعالے کے واسطے کب جان دینگے اور اپنی تنہائی مین اہل ایمان و ایقان پر انگلیان
کاٹتے اور مٹھیان بھینچتے ہین - اہل بغض و نفاق کا یہی حال ہے کہ اُنمین سے ہر ایک جب بیٹھا تو مٹھی مڑورتا اور انگلیان کاٹتا اور حسد و عداوت
پر اُبلتا ہے حالانکہ اہل ایمان و اولیاء الرحمن اُنکے حق مین سعادت کی دعا ہی مانگتے ہین مگر ان جہنمیون کی طرف سے احسان کا بدلا [illegible]
اور یہ حسد و عداوت ہے دیکھو اللہ تعالے فرماتا ہے واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ - اسکا جواب حضرت حق عز و جل نے اپنے [illegible]
ساتھ اپنے اولیاء کی طرف سے فرمایا - قل موتوا بغیظکم - اے حبیب محمد صلعم تو ان منافقون سے کہدے کہ تم اپنے جلاپے [illegible]
کا کچھ نہین کرسکتے ہو - پھر حق تعالے نے بیان فرمادیا کہ یہ غیظ اُنکو اس سبب سے پیدا ہوا کہ منافقین و کفار بمقتضاے حکمت [illegible]
سخت گرفت جبروتی کے قہر مین مقہور و سیاہ ہوکر حق تعالے و اُسکے عہد کو فراموش کیے ہوئے ہین برعکس مومنون کے جو [illegible]
اُسکی ربوبیت کے فسحت رحموتی کے لطف مین مسعود و مرحوم و منور ہوکر اُسکے عہد پر قائم اور اُسکی یاد مین مستغرق ہین ناچار [illegible]
ہے کیونکہ اُنکی فطرت پر قہر کی گرفت سے نسیان طاری ہے پس حقیقت یاد آلہی کا مزہ اُنکو کچھ نہین ملا اسی سے جاہل [illegible]
جاہل ہوکر یاد آلہی چھوڑکر قہر کے اندھیرے مین ٹاپتے پھرتے ہین کبھی انکو راہ راست نظر نہ آویگی - واضح ہو کہ [illegible]
کرے اور اُسکو محبت آلہی کا کچھ مزہ نہ آیا ہوا اور یہ مدعی سچا نہو تو اُسکا بھی یہی حال ہوگا پس اولیاء آلہی کے ساتھ [illegible]
راہ مستقیم سے مُنھ موڑکر دنیا جمع کرنے مین پڑجاتے اور راہ حق سے محجوب ہوجاتے ہین پس اللہ تعالے [illegible]
چھوڑ دیتا ہے اور اسمین سے اللہ تعالے کی راہ مین کچھ خرچ کرنے کی بھی توفیق نہین پاتے چنانچہ قولہ تعالے [illegible]
واو عاطفہ کے دونون جملون کا اتصال دلالت کرتا ہے کہ نسیان مورث حرمان ہوا - بعض نے فرمایا [illegible]
دعاؤن مین اپنے مولی کی طرف اپنے ہاتھ اٹھاتے نہین بلکہ بند رکھتے ہین - بعض نے کہا [illegible]

[illegible] وما نقموا الا ان اغنٰهم اللّٰه [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ نے انکے پاس جو نعمتین بھیجین انکی شکر گزاری بھولے تو اللہ تعالیٰ نے
[illegible] رسول پر ایمان لانے سے انکے جھٹلا دیا - پھر اللہ عزوجل نے منافقون کا عذاب اور انکی مشابہت بکفار ماضیہ
بیان فرمائی - بقولہ تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ
[illegible] منافق مرد منافق عورتون کو اور منکرون کو دوزخ کی آگ پڑے رہین اسمین وہی بس ہی انکو

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ
[illegible] اور انکو عذاب برقرار جسطرح تمسے اگلے زیادہ تھے

قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ
[illegible] اور بہت [illegible] اور اولاد پھر برت گئے اپنا حصہ پھر تمنے برت لیا اپنا حصہ

كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا اُولٰۗىِٕكَ
[illegible] تمسے اگلے اپنا حصہ اور تمنے قدم ڈالے ہین جیسے اُنھون نے قدم ڈالے تھے وہ لوگ

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
[illegible] انکے کیے دنیا مین اور آخرت مین اور وہی لوگ پڑے ہین زیان مین

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ وَعَدَ ماضی اور المنافقین والمنافقات والکفار جملہ بحرف
[illegible] یعنی جن لوگون کو وعدہ دیا - اور نار جہنم وہ چیز جسکا وعدہ دیا پس وَعَدَ - کا استعمال یہان عذاب وامر شر مین ہوا جیسے ام
[illegible] مین بھی آتا ہو اور فرق دونون کے مصدر مین ہی چنانچہ امر خیر و ثواب کے ساتھ - وَعَدَہٗ وعدًا - ہی - اور شر و عذاب مین -
[illegible] وعیدًا - ہی لہذا یہان بطور وعید کے وعدہ دینا مراد ہی - المنافقین و باقی دونون مین الف لام عہد کا ہی یا جنس کا یا استغراق کا
[illegible] کے وہی منافقین وغیرہ ہونگے جو اسوقت موجود تھے اور قیامت تک والے اہل نفاق وکفر انکے ساتھ لاحق ہونگے - اور حدیث صحیح
[illegible] ثابت ہوا کہ جو شخص ایسا ہو کہ باتین کرے تو جھوٹ بولے اور جھگڑے تو فحش و فجور کرے اور وعدہ کرے تو خلاف کرے اور امانت
[illegible] ایسا شخص خالص منافق ہی) یہ منافق انکے ساتھ جو آیت مین مراد ہین داخل نہوگا کیونکہ اسمین خصائل نفاق پر
[illegible] منافقین مراد ہون جو بلا توبہ مرنے والے ہین دیگر حالتون مین یہ قید معتبر ہی - اور بنا بر دوم کے جنس اہل نفاق وکفر
[illegible] سوم کے جملہ مرد منافق و عورتین منافقہ و جملہ کفار مراد ہین جو بلا توبہ کیے مرجاوین کیونکہ صیغہ سالم پر الف لام مفید
[illegible] یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہی اور ہر چیز اسکے علم مین مقدر ہی پس معنی یہ ہین کہ وعدہ دیا اللہ تعالیٰ نے جملہ
[illegible] اور جملہ عورت کافرون کو آگ جہنم کا - یعنی جبکہ وہ نفاق وکفر سے بدون توبہ کے مرین تو انکے لیے
[illegible] خٰلِدِيْنَ فِيْهَا [illegible] ہمیشہ رہنے والے ہونگے اُس آگ مین - یعنی داخل ہونے پر اُسکے حق مین مقدر کر دیا جائیگا کہ
[illegible] خلود کی تعیین ہو سکتی اور یہ شرط ہو کہ دوام لحال کے ساتھ حال کی مقارنت ہو - ہان
[illegible] - بخلاف گنہگار اہل ایمان کے جو دنیا مین شرک و نفاق سے بری تھے مگر اعمال گناہ کی وجہ سے دوزخ مین

Marfat.com

جاوینگے اور مشیت ایزدی اُنکے حق مین جاری ہوگی تو شفاعت وغیرہ بھی ہوگی چنانچہ احادیث [illegible]
عاصی لوگ دوزخ مین جاوینگے۔ تو انمین اور کفار وغیرہ مین فرق یہ ہوگا کہ گنہگار اہل [illegible] کے حق مین [illegible]
نہوگا جیسا کافرون ومنافقون کے حق مین ہی بلکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ اُنکے چہرے [illegible] آگ مین [illegible]
سکے کہ پہلے سے گردآلودہ تیرہ وتار ہونگے اور دوزخ مین جاتے ہی سیاہ ہوجاوینگے نہایت بدشکل [illegible]
لٹک پڑیگا اور دانت وداڑھین بھی اسی بُری ہیأت پر ہوگی نعوذ باللہ من عذاب النار۔ واضح ہو کہ پہلے منافقون [illegible]
کو اُنپر عطف کیا تو ظاہر مین بیان منافقون کا ذکر ہی اور اشارت ہی کہ منافقون نے دنیا مین بذریعہ نفاق [illegible]
اپنی زعم مین اپنے پروردگار و اُسکے خالص بندون کو دھوکے دیے اور در پردہ فتنہ پھیلایا جنکے نتائج فی الجملہ [illegible] بغاوت کا [illegible]
کہ وے اپنے پروردگار سے کھلم کھلا منھ موڑے تھے جس سے کوئی فریب نہین کھاتا تھا لہذا جہنم کا پہلا استحقاق منافقون [illegible]
دوسری آیت مین فرمایا کہ۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ یعنی نفاق والے جہنم کے بہت نیچے طبقہ مین ہین۔ اور عورتین [illegible]
تابع ہوتی ہین لہذا منافقین کے بعد اُنکو رکھا۔ حاصل آنکہ اللہ تعالے نے وعید کے ساتھ مقرر کر دیا کہ جو مرد وعورتین کہ نفاق یا کفر پر [illegible]
اُنکے واسطے جہنم کی آگ ہی کہ جسوقت اسمین داخل ہونگے تو پکار دیا جائیگا کہ تمھارے لیے ہمیشہ یہی ٹھکانا مقرر ہی چنانچہ حدیث مین آ[illegible]
کہ جسوقت جنتی لوگ جنت میں اور دوزخی دوزخ مین داخل ہونگے تو موت سیاہ مینڈھے کی شکل پر جنت و دوزخ کے بیچ مین
لاکر ذبح کر دیجائیگی اور پکار دیا جائیگا کہ اپنے اہل جنت تمھارے لیے ہمیشگی ہی اور کبھی موت نہ آویگی اور اے اہل دوزخ تمھارے
لیے بھی ہمیشگی ہی اور کبھی موت نہ آویگی۔ پھر اللہ تعالے نے فرمایا۔ هِيَ حَسْبُهُمْ یہ آگ اُن لوگون کے لیے کافی ہی یعنی پورا
عذاب و بدلا ہی۔ اس کلام مین دلالت ہی کہ عذاب دوزخ بہت بڑا عذاب ہی۔ اعوذ باللہ منہا۔ ادنی عذاب یہ کہ آگ کی جوتیون
سے دماغ اُبلے۔ اور اعلی عذاب بیان نہین ہوسکتا کہ اسکا ایندھن آدمی وپتھر وغیرہ ہین وہ ستر گونہ آتش دنیا سے تیز ہی اسمین
پہاڑ دبتون کے انگارے اسمین آگ کے سانپ بچھو اسمین نہایت سیاہی واندھیرا اسمین کافر ایندھن اسمین ہر کافر کا ہونٹ
پہاڑ برابر ہوکر لٹکے اسمین کافر کی کھال نہایت موٹی ہوکر جل گرے پھر تازی نئی ہوکر جلنے لگے۔ نعوذ باللہ تعالے منہا حدیث [illegible]
کہ مین نے آج کے دن وہ باتین دیکھین جو کبھی نہ دیکھی تھین تمھاری جنت و دوزخ اس دیوار کے درے دیکھین اور
صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگو۔ اَللّٰهُمَّ نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ اللّٰهُمَّ نَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِكَ [illegible]
سَخَطِكَ وَرِضَاكَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ اَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ واضح ہو کہ منافقون کا عذاب [illegible]
سخت ہی کہ ساتون طبقات جہنم مین سے نیچے ساتوین طبقہ مین ایسے ایسے صندوقون کے اندر [illegible]
راہ کھلنے کی نہوگی اعوذ باللہ من ذلک۔ اور احتمال ہی کہ یہ مراد ہو کہ ہی حسبہم یعنی اہل نفاق وکفر مین سے ہر ایک کے [illegible]
یہی دوزخ ہی اور ہر ایک کو اُسکے موافق اُسی دوزخ سے کافی عذاب ملیگا اور یہ کمال قدرت الٰہی ہی کہ ایک [illegible]
ایندھن ہونے کے اور کسی لایق نہ تھا اپنے موافق کافی عذاب پاویگا۔ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ اور اللہ [illegible]
اور خوار کیا۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ اور اُن لوگون کے لیے عذاب مقیم ہی کہ کبھی منقطع [illegible]
عذاب النار ہی جو مذکور ہوا یا اس سے زیادہ مراد ہی کیونکہ درک اسفل کا عذاب پاوینگے [illegible]

[illegible] کے اہل نفاق وکفر کی تشبیہ اگلون سے بیان فرمائی بقولہ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی انتم مثل الذین من
[illegible] جیسے تم سے اگلے گذر چکے۔ یا فعلتم مثل فعل الذین من قبلکم۔ تم نے بدکاریان ویسی ہی کین جیسے تم سے اگلون نے
[illegible] کین۔ یا وعدتم کالذین الخ یعنی تمکو عذاب کا ویسا ہی وعدہ دیا گیا جیسا تم سے اگلون کو دیا گیا۔ حق یہ کہ دونون کے آخرت سے
[illegible] ہوے دنیا ہی مال ومتاع پر مقصور رہنے اور اسی کے نام ولالچ مین زندگی گذارنے مین مشابہت ہی اور یہ متضمن نصیحت بھی ہی کہ
[illegible] ہی کہ آخر انکی طرح دنیا چھوڑ مرگے چنانچہ فرمایا۔ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا
[illegible] قوت مین زیادہ شدید اور مال واولاد مین بڑھے ہوے تھے فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ خلاق حصہ مشتق از خلق یعنی تقدیر
[illegible] حصہ دنیاوی جو ہر ایک کے لیے مقدر ہی اور حسن بصری رح وحضرت ابوہریرہ رض نے کہا کہ خلاق دین اور شاید مراد برتاو ہی اور
[illegible] بہ نسبت تمتع کے زیادہ بلیغ ہی کیونکہ اسمین طلب کے معنی بھی ہین والمعنی بس حرص کے ساتھ اگلون نے اپنے حصہ دنیا سے
تمتع لیا۔ یا اپنی خواہش نفس کے برتاو پر عیش اڑائے۔ یہ انکی مذمت بیان فرمائی کہ دنیاے فانی کے شہوات پر اگرچہ اسی قدر یا مین جو
مقدر تھین ایسے مغرور اور انکے حاصل کرنے پر ایسے مصروف ہوئے کہ لذت حقیقی دار آخرت سے بالکل غافل ہوکر جہنم کا ایندھن بن گئے
پھر اس زمانے کے اہل نفاق وکفر کی پوری تشبیہ انکے چال پر چلنے اور انکے حال سے مشابہ ہونے کی بیان فرمائی بقولہ تعالے فَاسْتَمْتَعْتُمْ
بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ سو تمنے بھی او منافقو وکافرو اسی طرح استمتاع لیا اپنے حصہ دنیاوی
سے جیسے ان لوگون نے استمتاع لیا تھا جو تم سے پہلے تھے اپنے مقدر حصہ دنیاویہ سے۔ واضح ہو کہ اگلون کا حال بطور تمہید کے پہلے بیان کرکے
پھر موجودہ لوگون کی تشبیہ استمتاع مین انکے ساتھ بیان فرمائی اور طریقہ تشبیہ سمجھانے مین ایک جگہ بیان کردینا کافی تھا لہذا کلام مابعد مین اگلون
کا باطل مین خوض کرنا پہلے بیان نہین کیا بلکہ تشبیہ بیان کردی بقولہ۔ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا خوض گھسنا پانی وغیرہ مین
تا ضرورت جگہ جہان سے دریا مین گھسکے عبور کرتے ہین۔ المعنی وخضتم فی الباطل کالذین خاضوا من قبلکم۔ اور تم نے بھی آیات الٰہی مین فکر ونظر
چھوڑکر باطل مین خوض کیا جیسے تم سے اگلون نے خوض کیا۔ یا خضتم کالخوض الذی خاضوا۔ تم نے خوض کیا مانند اس خوض کے جو اگلون نے
کیا۔ بالجملہ انکے قلوب بحکم قولہ تعالیٰ تشابہت قلوبہم۔ باہم متشابہ ہوے ایسے کہ جو انکا چال چلن تھا وہی انکا اور جس طرح انکے دلون مین نورانی
سیدھی بات کے سواے محسوس وتاریک واوندھے سمائی تھی ویسی انکی۔ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ یہی سب لوگ انہین حالتون والے ہین کہ دنیا وآخرت مین انکے اعمال مٹ گئے یعنی کسی جہان مین جو ثواب نیک کام کا ہی
نہین پاوینگے وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ اور یہی لوگ خاسر ہین انہین کو خواری وٹوٹا نصیب ہی اور جن باتون مین نفع سوچتے ہین وہ
محض بیکار ہین۔ دنیا مین جو بعضے کافرون ومنافقون کو مال واولاد کی کثرت ملتی ہی تو یہ انکا دنیاوی حصہ مقدر ہی ثواب اعمال نہین ہی
کیونکہ دنیا تمام وکمال ایک مچھر کے پر برابر بھی اللہ تعالے کے نزدیک حقیقت نہین رکھتی تو بھلا اپنے نیکوکار بندون کے لیے یہ خوار رہا یہ
[illegible] بلکہ جیسے بدکارون کا عذاب بے قیاس ہی ویسے ہی نیکوکارون کا ثواب بے قیاس ہی اور ہر طرح عدل وانصاف ہی
[illegible] چاہتے ہین وہ عذاب لین کہ جس سے ہم پناہ مانگتے ہین اور چاہتے ہین یہ ثواب لین اور ہم اپنے معبود حق سبحانہ تعالے سے
[illegible] فضل ورحمت کے ساتھ چاہتے ہین وہو مولٰنا نعم المولٰی ونعم النصیر۔ آیت کریمہ مین اشارہ ہی کہ اس امت مین سے بھی
[illegible] لوگ ہونگے چنانچہ ابوہریرہ رض نے حدیث روایت کی کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ تم لوگ بھی

Marfat.com

انھین لوگون کے چال چلن ورا ہ پر بالشت بالشت و ہاتھ ہاتھ [illegible]
ہوگے کہ جو کوئی انمین ساہی کے بھٹھ مین گھسا ہو تو تم بھی گھسو۔ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ [illegible]
مراد ہین فرمایا کہ پھر اور کون ۔ ابو ہریرہ رضنے کہا کہ تمہارا جی چاہے قرآن مجید کی آیت [illegible]
جاننا چاہیے کہ نفاق بہت بری بیماری ہی اور آدمی اپنی جہالت سے غافل ہمیشہ اپنے آپ کو [illegible]
کہ اللہ تعالے وُسکے رسول کو دل سے انکار کرتے اور ظاہر مین مانتے تھے اور جو نفاق یہ ہی کہ [illegible]
سے غافل ہین اور جب غور کر کے دیکھین تو زبانی باتین ہی باتین ہین درحقیقت دل مین کچھ بھی نہین [illegible]
حالانکہ مومن اپنے اعمال کی نسبت حبط ہو جانے کا خوف رکھتا ہی۔ ابراہیم تیمی رح نے کہا کہ جب مین نے اپنے [illegible]
اعمال میرے قول زبانی کے موافق ہین یا نہین تو مجھے خوف طاری ہوا کہ مین اپنے آپ کو جھٹلانے والا ہون [illegible]
ابی ملیکہ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم کے صحابہ رض مین سے تیس[٣] بزرگون کی زیارت پائی اور دیکھا کہ ہر ایک [illegible]
کہ مین کہین منافق تو نہین ہون ۔ اور حسن بصری رح سے مذکور ہی کہ نفاق سے وہی ڈرتا ہی جو مومن ہی [illegible]
جان بوجھکر بدکاری پر اصرار کرنا ایمان کی علامت نہین لقولہ تعالے ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون [illegible]
علامات فرمائے ہین وہ اوپر مذکور ہوے اور فرمایا کہ ہمارے و منافقون کے درمیان نماز عشا و صبح کا حاضر [illegible]
مین حاضر ہونے کی استطاعت نہین ہوتی ہی۔ سراج مین مذکور ہی کہ منافق ایسی ہی باتین کا کرتا ہی [illegible]
کر جاوین اور اُنکی خوبیان دیکھنے سے اندھا بنجاتا ہی اور مومن صادق کی یہ شان ہی کہ بدون کی بدی بھی نہین دیکھنے [illegible]
ڈھونڈھنے کا کیا ذکر ہی اور منافق آدمی دین مین سے وہی باتین لیتا ہی جو دنیا مین اُسکے کارآمد ہون اور [illegible]
کارآمد ہون۔ اور دین سے جو امور اسکے دنیا کے لیے مضر ہین انسے اجتناب کرتا ہی اور [illegible]
منافقون وکافرون کو جن اگلون کے ساتھ قلوب کی موافقت اور شہوات دنیاوی مین غفلت و [illegible]
اگلون مین سے یہان چھ گروہ جنکو عرب جانتے بھی تھے اور انکو باوجود کفر و نفاق کے دنیا بھی نصیب [illegible]

اَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۵ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ [illegible]

کیا ہو نچا نہین انکو احوال اگلون کا قوم نوح کا اور عاد اور ثمود کا اور قوم ابراہیم [illegible]

مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ [illegible]

مدین والون کا اور اُلٹی بستیون کا پہونچے انکو رسول اُنکے لیکر حکم صاف [illegible]

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ [illegible]

ولیکن وہ اپنے پر آپ [illegible]

پہلے تو منافقون وکافرون کا حال باطنی دلون کے اعتقاد کا اور ظاہری چال چلن غفلت کے [illegible]
ہونے کا بیان کیا پھر آپ فرمایا کہ اگلون کا یہ انجام ہوا تو ظاہر ہی کہ انکا بھی وہی انجام ہو گا [illegible]
مِنْ قَبْلِهِمْ استفہام تقریری بطریق تحذیر اور نسبت غفلت جیسی کہ ان لوگون کو اگلون کے حال [illegible]

[illegible] پاس - نبأ الذین من قبلهم - خبر اُن لوگون کی جوان سے پہلے گذرے - عرب اگرچہ تمام اگلون
[illegible] لیکن جب اگلی چند قومون کے حالات سے خبردار تھے تو یہ صحیح ہی کہ اُنکے پاس اگلی ایسی قومون کے حال
[illegible] پہونچ گئی - **قَوْمِ نُوْحٍ** یعنی اگلون مین سے قوم نوح تھی کہ نوح علیہ السلام نے اُنکو نوسو پچاس برس ایمان
[illegible] بلایا مگر نہ مانے اور اللہ تعالی نے اُنکو اسقدر بڑھایا کہ اُنکی اولاد تمام روے زمین وپہاڑون مین پھیل گئی اور یال کی بھی
[illegible] آخر پانی کے طوفان سے ان سب کو غرق کردیا کہ نہ دنیا ملی نہ آخرت سوا ے عذاب کے کہ وہ دائمی ہی - یہ اُنکا انجام تھا
[illegible] رسول نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور ایمان نہ لائے - یہ سب سے پہلے تھے - **وَعَادٍ** اور دوم قوم جسکا نام عاد تھا جب اُنھون نے
[illegible] علیہ السلام کو جھٹلایا تو ریح العقیم تند آندھی سے تباہ ہوے اور باوجودیکہ بہت بڑے ڈیل ڈول وزور قوت پر اتراتے تھے اُنکو ہوا اُچھال
[illegible] پاش پاش ہوجاتے تھے - **وَثَمُوْدَ** اور سوم قوم ثمود جنکو عاد ثانیہ کہتے ہین جب صالح علیہ السلام کو جھٹلایا و اونٹنی
[illegible] اللہ تعالی کی طرف سے نشانی تھی اُسکی کونچین کاٹین تو آواز کرخت ہولناک سے اُنکے قلب پھٹ گئے وہلاک ہوئے - یہ سب عرب
[illegible] کے اقوام ہین اور عجیب قدرت الٰہی تعالی ہی کہ اہل ایمان ان عذابون مین محفوظ رہے - **وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ** اور قوم ابراہیم
علیہ السلام کہ جس قوم کا نمرود بن کنعان بادشاہ تھا کہ مچھڑون کے عذاب سے کچھ ہلاک ہوے اور باقیون سے نعمت جاتی رہی - **وَ**
اَصْحٰبِ مَدْيَنَ یعنی قوم شعیب علیہ السلام کو کہ جب اُنھون نے شعیب کو جھٹلایا اور آخر مومنون کو ایذا سخت دینی شروع کی تو زلزلہ
[illegible] گرفتار ہوے اور ابر سیاہ سے عذاب یوم الظلہ آیا کہ سب ہلاک ہو کر دائمی دوزخی ہوے - **وَالْمُؤْتَفِكٰتِ** اور موتفکات
[illegible] یعنی قوم لوط علیہ السلام جنکا صدر مقام سدوم تھا اور لونڈون کے ساتھ اغلام کرنے مین آج تک معروف ہین جب نافرمانی کی تو اُنکے
شہر [illegible] اُلٹ دیے گئے اور سجیل سے پتھر برسے کہ سب ہلاک ہوے - ائتفکت بہم - اے انقلبت - یعنی اُنکے بلاد اُنپر لوٹ پڑے کہ
تہ وبالا ہوگیے - پس قوم لوط تو موتفکات اسی وجہ سے کہلاتے ہین کہ تہ وبالا ہوگئے تھے پس بمعنی حقیقی ہی اور بعض نے کہا کہ تمام اقوام
گذشتہ جنھون نے جھٹلایا بطریق اجمال مراد ہین اس صورت مین ایتفاک بمعنی مجازی ہوگا کیونکہ حقیقت مین سب کے طبقات زمین
نہین [illegible] گئے پس مراد یہ کہ اُنکی حالت لوٹ دی گئی کہ ناز ونعمت سے عذاب ونقمت مین پھنسے پس اول قول پر - اصحاب قریات
موتفکات - مراد ہین اور دوم پر اصحاب احوال موتفکات - یعنی مضاف مقدر ہی اور موتفکات - صفت موصوف محذوف -
یعنی سب قوم نوح پر عطف ہو کر الذین من قبلہم سے بدل البعض ہی اور موتفکات سے اگر باقی اقوام گذشتہ مراد ہون تو بدل الکل بھی ہوسکتا ہی
[illegible] تنہا ہی کہ عرب کو جملہ امم ماضیہ کے اخبار نہین پہونچے تھے پس قول اول اصح ہی - حاصل معنی یہ کہ اسوقت کے کافرون ومنافقون کو کیا
[illegible] یعنی قوم نوح وما بعدہ کے اخبار نہین پہونچے کہ عبرت حاصل کرین پھر بیان فرمایا - **اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ**
[illegible] اقوام کے پاس اُنکے رسول یعنے ہمارے رسول جو ہم نے اُنکے پاس بھیجے تھے بینات کے ساتھ یعنی کھلے معجزات کے ساتھ یا یہ
[illegible] رسول آیات ومعجزات بینات لائے - **فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ** اے فکذبوہم ولم یومنوا فاہلکہم اللہ لعبد
[illegible] فاء کے ساتھ بیان دلالت کرتا ہی کہ عطف ہی کلام مقدر پر جسکی تقدیر یہان ظاہر ہی یعنی جب اقوام نے دنیا مین
[illegible] کو نہ پہچانا تو اللہ تعالی نے بینات کے ساتھ رسول بھیجے وے آیات بینات لائے مگر اُن لوگون نے نہ مانا اور
[illegible] پس اللہ تعالی نے اُنکو عذاب مین گرفتار کرلیا کہ دنیا سے ہلاک ہوے اور ہمیشہ آخرت مین گرفتار رہینگے - فما کان اللہ

Marfat.com

لیظلمہم - سو اللہ تعالے پاک معبود کی یہ شان نہیں کہ اُنپر ظلم فرماوے جیسے بندے [illegible]
ولیکن وے ہی اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے کہ ایک تو اپنے خالق عزوجل کو نہ پہچانا [illegible]
اور سرکشی حد سے گذری تو ہلاک فرمایا - بالجملہ اس امت کے منافقون و کافرون کو [illegible]
و پاکیزہ احکام عدل و برگزیدہ اخلاق کو مانین و آخرت کی طرف متوجہ ہون اور دنیا کی طرف [illegible]
اگلے گرفتار ہوے وہی انکو نہ پہونچے - شاید آنحضرت صلعم کی دعا سے ظاہری عذاب نہ آوے [illegible]
وکفار اور انکے قبیح افعال و بُرے چال چلن و سخت عذاب کا بیان ہو چکا تو مومنون کے نیک [illegible]

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

اور ایمان والے مرد — اور عورتین — ایک — دوسرے کی مددو ہین — سکھاتے ہین — نیک بات — اور منع کرتے ہین

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

بری سے — اور کھڑی رکھتے ہین — نماز — اور دیتے ہین — زکوٰۃ — اور حکم پر چلتے ہین اللہ کے — اور اسکے رسول کے

أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

وہ لوگ — انپر رحم کریگا — اللہ — البتہ اللہ زبردست ہے — حکمت والا

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ واو عاطفہ قصہ سابق پر عطف کے لیے ہے یعنی منافقین وکفار کا حال وقصہ اوپر مذکور ہوا اور اب قصہ اُن مردون کا ہے جو ایمان لائے اور اُن عورتون کا جو ایمان لائین - بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ آپس مین اہل ایمان بعض کے بعض اولیاء ہین - یعنی شان الٰہی یہ ہے باہم اُنمین محبت ہے ایک کلمہ توحید پر متفق ایک ہی خالق عزوجل کے کہ وہی خالق ہے سب عبادت کرنے والے سب ایکدل ہین باہم ایک دوسرے کی نصرت و مدد کرتے رہتے ہین کہ اس دار محنت مین رضاء حق عزوجل کا ذخیرہ جمع کرین اور نفس و شیطان و اسکے اعوان و مددگار کوئی انکو ضرر نہ پہونچانے پاوین اور شریرون سے بفضل الٰہی امان ہو کر اس دار امتحان مین کمال کرتے ہوے مسافر کی طرح اپنے اصلی گھر پہونچ جاوین پس باہم محبت سے مددگار ہین کہ رہزنون سے بچے رہین - حدیث صحیح مین ہے کہ مومن کے لیے دوسرا مومن بمانند عمارت کے کہ بعض کو بعض مضبوطی دیتا ہے اور آپ نے اپنی مبارک انگلیان ایک ہاتھ کی دوسرے مین [illegible] فرمائین - اور نیز حدیث صحیح مین ہے کہ مومنون کی آپس مین محبت و شفقت کرنے کی مثال جیسے جسم ہے کہ ایک عضو مین درد ہوا تو تمام بخار و بیخوابی کے ساتھ اُسی کے ہمدرد ہو جاتے ہین - بالجملہ منافق تو مومنون مین سے نہین بلکہ [illegible]
اگر کہا جاوے کہ منافقون کے حق مین بعضہم من بعض - کہا اور مومنون کے لیے بعضہم اولیاء بعض فرمایا [illegible] بڑون کی تقلید خواہش و طبیعت و عادت مین کرنے سے چھوٹون پیروی کرنے والون مین نفاق حاصل ہوا [illegible] فرمایا کہ بعض سے بعض کو حصول ہوا اور رہے مومنین تو انمین باہمی موافقت بسبب ہدایت [illegible] خواہش نفسانی وغیرہ سے نہین ہوا تو بعضہم اولیاء بعض فرمایا - پھر انکی خصلت ذکر فرمائی کہ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ [illegible] کے ساتھ یعنی ہر ایسے امر خیر کے ساتھ جو شرع سے پہچانا گیا اور اسمین طبیعت و خواہش کو دخل نہین [illegible] اور منع کرتے ہین امر منکر سے یعنی ہر ایسے امر سے جس سے شرع نے انکار و نفرت فرمائی ہے [illegible]

Marfat.com

نہین ادا کرتے ہین اور ایسے ہی منافقین نماز کو کسل و گرانی سے ٹھیک نہین ادا کرتے اُنکے برخلاف مومنین کو فرمایا۔
وَيُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ اور نماز کو ٹھیک قائم کرتے ہین یعنے جیسی کے ساتھ اچھی طرح وضو کرکے ٹھیک وقت پر عاجزی و خشوع کرکے ہر
رکوع و سجود وغیرہ کی تکمیل کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہین۔ ایسے ہی منافق مال کے بندے اُسکو راہ حق مین خرچ کرتے ہوے
اپنے ہاتھ کھینچے لیتے ہین انکے برخلاف مومنون کو فرمایا۔ وَيُؤْتُونَ الزَّكَوٰةَ اور دیتے ہین زکوۃ کو۔ یعنی خوشی خاطر سے جسقدر
اللہ تعالے نے فرض کیا خلوص کے ساتھ دیتے ہین۔ ایسے ہی منافقین تو اللہ تعالے کو بھولے ہوئے ہین اُنکے برخلاف مومنون کو فرمایا۔
وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ اور اطاعت کرتے ہین اللہ تعالے واسکے رسول کی یعنے جو کچھ حکم دیا اُسمین اللہ تعالے واُسکے رسول کے
مطیع ہین۔ وقد قال تعالے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتومنون باللہ۔ پس اہل ایمان ہردم اپنے معبود کی
رضا چاہنے والے ہین۔ اسیواسطے جب قولہ والذین یکنزون الذہب والفضۃ الآیۃ نازل ہوا اور خزانہ جمع کرلے پر عذاب کی وعید آئی اور صحابہ
رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ پھر ہم لوگ کیا جمع کرین تو فرمایا کہ قلب شاکر اور لسان ذاکر یعنے ایسا دل جو ہردم اللہ تعالے کی نعمت ایمان و سلامتی وغیرہ دینے
پر شکر گذار ہو اور ایسی زبان جو ہر وقت یاد مین بیدار رہے۔ بالجملہ منافقون کے بالکل برخلاف مومنون کی صفت ہی کہ باہم ایک دوسرے پر رحیم و
شفیق و امر معروف کا حکم دینے والے اور منکر سے روکنے والے اور نماز قائم کرنے والے اور زکوۃ دینے والے اور اللہ تعالے واسکے رسول کے
مطیع ہوتے ہین۔ أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ بیضاوی رح نے کہا کہ سین بمعنی قد یعنے موکد وقوع ہی اور وعدہ الٰہی لامحالہ ہوگا پس معنی یہ کہ
جن بندون کے ایسے صفات ہین ضرور اللہ تعالے اُنپر رحم فرماویگا۔ اشارت ہی کہ دنیاوی چند روزہ زندگی مین صبر و ثابت قدمی رکھین۔
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ البتہ اللہ تعالے عزیز غالب ہی جو چاہے کرے کوئی چیز مانع ہو نہین سکتی حکیم ہی کہ جہان جو چیز چاہیے وہین
ثابت فرماتا ہی۔ یہ رحمت الٰہی عجیب نعمت غیر متناہی ہی کہ جسکا کوئی پار نہین پاسکتا اور آگے اہل ایمان کے ثواب مین فی الجملہ توضیح فرمائی ہی۔
ف۔ وفی العرائس قولہ والمومنین والمومنات الخ یعنے مومنین و مومنات باہم اولیاء ہین کیونکہ اُنکی روحین انوار قدم مین مستغرق تھین ہین
اللہ تعالے نے باہم اُنھین الفت دیدی باین طور کہ اُنکو وصال کا مزہ چکھایا پس انوار محبت الٰہی کے دلون مین لیکر اُن انوار پر باہم عاشق ہوے
اور باہم ایک دوسرے کی محبت مین سرگرم پس اللہ تعالے کی عبادت گذاری واُسکے رسول کی معاونت و فرمانبرداری مین باہم معاونت کرتے ہین
ابو عثمان رح نے کہا کہ مومنون باہم مددگار رہین کہ عبادت الٰہی مین معاونت اور اُسکی طرف مبادرت کرتے ہین اور ہر ایک دوسرے کی پیٹھ پر ٹیک دیتا ہی کہ
جس سے مدد پاکر نجات پاوے تو نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مومن کے لیے مومن مانند عمارت کے ہی کہ ایک کو دوسرے سے تقویت ہوتی ہی
و ابوبکر الوراق نے کہا کہ مومنون کے باہمی موالات بے تکلف اُنکی جبلت ہی۔ پھر حق سبحانہ تعالی نے مومنون کے لیے حسن ثواب ذکر فرمایا۔ لقولہ عزوجل
وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
وعدہ دیا اللہ نے ایمان والے مردون اور عورتون کو باغ بہتی ہین نیچے اُنکے نہرین رہا کرین
فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ
اُنمین اور مکانات ستھرے رہنے کے باغون مین اور رضامندی اللہ کی سب سے بڑی یہی ہی
ع ۹ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ
بڑی مراد ملنی

وَعَدَ اللّٰهُ یہان وعد از وعدہ بشارت ہی وَعَدَہ وعدًا جیسے سابق مین اہل نفاق وکفر کی [illegible]
نے الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ مومن مردون و مومنہ عورتون کو جنکے اوصاف اوپر [illegible]
دیا کہ جو بندے بصفات مذکورۂ بالا دنیا مین مطیع رہے ہین اُنکے لیے بدون کسی عذاب کفارۂ گناہ کے [illegible]
باغ تر و تازہ جسمین ہر قسم کے میوے ہون تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ایسے جنات جنکے نیچے نہرین [illegible]
و مکانون کے نیچے نہرین جاری ہونگی خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مقدرین الخلود فیہا۔ داخل ہو [illegible]
رہو کبھی نہ مرو نہ تمہارا شباب زائل ہو نہ اُسمین سے کسی طرح زوال ہو۔ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور [illegible]
و یاقوت و زمرد کے مکانات جو آدمی کے واسطے سراسر عجائب قدرت آلہی ہونگے فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ [illegible]
جنات عدن مین۔ عدن لغت مین بمعنی اقامت و خلود ہی یقال عدن بالمکان یعدن عدونا اے اقام بہ۔ اسکی واسطے کہا گیا کہ جنات [illegible]
ہین اور فائدہ یہ کہ ایک جنات تو باغہائے تر و تازہ ہین جنکے تحت مین نہرین جاری ہین اور دوسری جنات موتیون وغیرہ کے مکانات ہین
جنمین مسکنہائے طیبہ ہین۔ اور اخبار و آثار سے ظاہر ہوتا ہی کہ عدن مقام خاص جنت مین ہی پس وہ علم ہی اور کشاف مین کہا کہ عدن علم ہی
بدلیل قولہ تعالے جنات عدن التی وعد الرحمن عبادہ الآیۃ۔ وفی تفسیر الحافظ وعن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم جنتان
من ذہب آنیتہما وما فیہما وجنتان من فضۃ آنیتہما وما فیہما وما بین القوم وبین ان ینظروا الی ربہم الا رداء الکبریاء علی وجہہ فی جنۃ عدن
یعنی دو جنت سونے کی ہین اُنکے ظروف وجو کچھ اُنمین ہی سب سونے کا ہی اور دو جنت چاندی کی اُنکے ظروف وجو کچھ اُنمین ہی سب چاندی
کا ہی اور نہین کوئی مانع درمیان قوم کے اور درمیان اس بات کے کہ اپنے پروردگار کی طرف نظر کرین مگر ردائے کبریائی اسکی وجہ ذوالجلال
پر جنت عدن مین۔ رواہ البخاری ومسلم۔ مترجم کہتا ہی کہ بیہقی رحمہ نے اس حدیث کے معنی مین تنبیہ کردی کہ یہ معنی نہین ہین کہ وجہ آلہی
جل جلالہ پر ردائے کبریائی ہوگی بلکہ معنی یہ ہین کہ غایت جلال سے قوم کو یہ طاقت نہوگی کہ نظر کرسکین پھر دوسرے وقت جب اہل جنت عدن
سے پردہ دور کیا جائیگا اور طاقت از جانب او تعالے عطا ہوگی تو دیکھینگے۔ اس حدیث سے بھی ظاہر ہوا کہ عدن مقام خاص جنت مین ہی
جسکے شرف کا بیان یہ کہ وہان حضرت رب العزت جل جلالہ سے اسقدر تقرب حاصل ہی کہ سوائے ردائے کبریائی کے اور کچھ حائل نہوگا۔ ابو موسیٰ رض
نے مرفوع روایت کی کہ مومن کے لیے جنت مین مجوف ایک موتی کا ساٹھ میل طول کا خیمہ ہوگا اسمین اُسکی ازواج ہونگی [illegible]
جائیگا اور بعض کو بعض نہ دیکھینگے۔ رواہ البخاری ومسلم۔ ابو ہریرہ رض سے ہی کہ جو کوئی اللہ تعالے و اُسکے رسول پر ایمان لایا اور نماز کو ٹھیک
ادا کرتا رہا (یعنے مال ہو تو زکوۃ دی و حج کیا) اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ عز وجل نے کرم سے بر حق کردیا کہ اسکو جنت مین [illegible]
خواہ اُسنے ہجرت کی ہو اللہ تعالے کی راہ مین یعنے جہاد کیا ہو یا وہ زمین بیٹھا رہا جہان پیدا ہوا ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے [illegible]
یہ خبر نہ دیدین فرمایا کہ جنت مین سو درجے ایسے ہین جو اللہ تعالے نے اپنی راہ مین جہاد کرنے والون کے لیے [illegible]
بیچ مین ایسا فرق ہی جیسا آسمان و زمین کے بیچ مین ہی سو جب تم اللہ تعالے سے مانگو تو فردوس [illegible]
ہو اسی سے جنت کی نہرین جاری ہین اور اسکے اوپر عرش الرحمن ہی۔ رواہ البخاری ومسلم عن ابی ہریرۃ رض والطبرانی [illegible]
عن معاذ بن جبل مرفوعًا والترمذی عن عبادہ بن الصامت ایضًا۔ اور غرفہائے جنت کی بابت صحیح ہوا کہ اہل جنت [illegible]
دکھلاوینگے جیسے آسمان مین ڈوبے ہوئے تارے کو چمکتا دکھلاتے ہین اور فرمایا کہ واللہ ایسے لوگون کو [illegible]

Marfat.com

[illegible] کی [illegible] ہو کہ جنت مین سب سے اعلیٰ مقام کا نام وسیلہ ہو وصحاح وسنن ومسانید مین کثرت سے
[illegible] ایک ہی شخص کو ملیگا اور مجھے امید ہو کہ وہ مین ہی ہون - قال المترجم یہ صریح نص ہو کہ آنحضرت صلعم اللہ تعالیٰ
[illegible] افضل ہین - اور حدیث مین ہو کہ جسنے بعد اذان کے میرے لیے وسیلہ ملنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی قیامت
[illegible] ہوگی - ایک روایت مین ہو کہ قیامت مین اسکی شفاعت کرونگا - ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ عمارت جنت
[illegible] ایک اینٹ سونے اور گارا مشک کا اور ریزہ کنکر اسکے موتیون کے اور خاک زعفران کی جو اسمین داخل ہوگا ہمیشہ لذت
[illegible] کبھی نہین اٹکائیگا ہمیشہ زندہ کبھی نہین مریگا اور کبھی اسکے کپڑے کہنہ نہونگے اور کبھی اسکا شباب زائل نہوگا - رواہ احمد
[illegible] - اور حضرت علی رض سے مروی ہو کہ جنت مین غرفہ ہین جنکا اندر سے باہر اور باہر سے اندر دکھلائی دیتا ہو تو ایک اعرابی
[illegible] یا رسول اللہ کس کے لیے ہین فرمایا کہ جسنے پاکیزہ کلام کیا اور طعام دیا اور برابر روزے رکھے اور رات مین نماز پڑھی جب لوگ
[illegible] - رواہ الترمذی والطبرانی وقال الحافظ ان کلا من الاسنادین جید حسن - اسامہ بن زید سے مرفوع روایت ہین ہو کہ قسم
[illegible] کعبہ کی جنت کا خطر نہین وہ نور جھلکتا ہو وہ ہرے بھرے خوشبودار درخت لہلہاتے ہین الی آخر الحدیث رواہ ابن ماجہ - اور صحاح
[illegible] ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ مین نے اپنے بندگان صالحین کے لیے وہ کچھ مہیا رکھا ہو جو کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور نہ کسی کان نے
[illegible] نہ کسی بشر کے دل پر اسکا خطور ہوا - وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ رضا کی نسبت رضوان مین زیادتی ہو کیونکہ زیادت
[illegible] زیادت معنی پر دلیل ہوتا ہو خصوص جبکہ موصوف بصفت کائن من اللہ ہو اور خصوص جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے اسکے اکبر ہونے کو فرمایا تو
[illegible] کی کیا مجال کہ اسکی بزرگی دریافت کرے - المعنی اور رضوان اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے اکبر ہو - ابوسعید خدری رض سے روایت
ہو کہ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اے اہل جنت - عرض کرینگے کہ پروردگار لبیک وسعدیک ہم تیرے حضور مین بخوشی بسر و چشم حاضر ہین تیرے ہی
قبضۂ قدرت مین سب بھلائی ہو - فرمائیگا کہ بھلا تم راضی ہوے - عرض کرینگے کہ رب ہمارے ہم کیون نہ راضی ہون حالانکہ تو نے
ہم کو وہ کچھ عطا فرمایا ہو جو اپنی خلق مین سے کسیکو نہین دیا - رب تبارک وتعالیٰ فرمائیگا کہ بھلا تم کو اس سے افضل دون - عرض کرینگے کہ رب
[illegible] اس سے افضل اور کیا ہو - فرمائیگا کہ تمپر اپنا رضوان نازل کرونگا اسکے بعد کبھی تمپر سخط و غضب نہ فرماؤنگا - رواہ البخاری ومسلم اور ابوبکر البزار نے
[illegible] جابر بن عبداللہ رض کی روایت سے اسی معنی کی حدیث مین آخر کلام یوں روایت کیا - او تعالیٰ فرمائیگا کہ میرا رضوان سب سے
[illegible] بزرگ مرتبہ ہو وقال الضیاء المقدسی اسنادہ عندی علی شرط الصحیح کذا ذکرہ الحافظ رح - مترجم کہتا ہو کہ شیخ سیوطی رح
[illegible] اخبار کثیرہ سے قولہ تعالیٰ الحسنیٰ وزیادۃ الآیۃ کی تفسیر مین دیدار حضرت باری تعالیٰ مراد ہونا ثابت کیا ہو اور ظاہر ہو کہ
[illegible] تبارک وتعالیٰ سے کمال محبت ہو جنت کو اسی وجہ سے چاہتے ہین کہ وہ مقام ہو جہان انکو رضوان حضرت حق سبحانہ
[illegible] ہو کہ جہان دیدار پاک بلا کیفیت وتشبیہ نصیب ہوگا سبحان اللہ تعالیٰ اس سے بڑھکر کون مقام ہو - ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
[illegible] مومنین کے لیے مذکور ہوا یہی فوز عظیم ہو - دنیاے دنی ناپایدار کی لذات ومتاع اور جواہر وسونا وچاندی واولاد اور
[illegible] آخرت سے منکر بے ایمان لوگ فوز عظیم سمجھتے ہین وہ فوز عظیم کیسا کچھ بھی نہین مگر انکہ اللہ تعالیٰ
[illegible] جس سے جنت حاصل ہو تو البتہ کیونکہ فوز عظیم یہی انعام آخرت ہو - فی العرائس
[illegible] مومنین صادقین کو آخرت مین اعلیٰ شہود اور دیدار کا وعدہ فرمایا اور یہ وعدہ الٰہی ہو جسکو

نقد وصول جان لو کیونکہ اسکی خبر عین معائنہ ہی صرف موت کی دیوار دنیا مین اسکے [illegible]
ارواح اہل قدس کو معطر فرماتی ہین انکے قلوب ہر چیز سے منقطع اسی کی طرف راغب ہین [illegible]
شوق مین بیخود اور اسکی محبت مین اپنی خودی سے باہر رہتے ہین اور اسی کے شوق و فنا مین [illegible]
وعدہ پاکیزہ کو عبودیت کی کسی شرط سے مقترن نہین فرمایا یعنی اپنے وعدہ کو مثلاً یون شرط یا کہ مومنون کے امر بالمعروف [illegible]
الصلوٰۃ وغیرہ کی وجہ سے اللہ تعالے نے انکو جنت عطا فرمائی بلکہ یہ افعال عبودیت تو مومنون کے اصلی [illegible]
الٰہی فضل واحسان ہی تو آیت مین شرط عبودیت پر معلق نہ فرمانا دلیل ہی کہ یہ عطا انپر بدون کسی علت کے [illegible]
کھان کی ہی وہین پہونچائے جانے مین داخل ہی کیونکہ اہل عرفان کی مٹی رضوان کی کھان سے ہی اللہ تعالے نے فرمایا ان الذی فرض علیک
القرآن لرادک الی معاد الآیۃ - حق تعالے نے ازل مین مطیع بندون کو اپنی درگاہ کی حضوری کے لیے برگزیدہ فرمایا اور [illegible]
سے موسوم کیا - جب بندہ اپنے خالق کا مطیع اور مومن صادق ہوتا ہی تو وہ صالح و شہید ہوتا ہی کیونکہ نسیم الوصال سے دل و جان [illegible]
معطر ہوجاتا ہی تو وہ اپنی جان راہ حق مین فدا کردیتا ہی اور اللہ تعالے پروا نہین فرماتا ان لغزشون کی جو اسکی صورت ظاہری سے
ظہور مین آتی ہین کیونکہ مومن سے جب گناہ سرزد ہوا تو وہ نادم ہوکر اُس معصیت کو جو اُسکے حق مین درگاہ مولی مین [illegible]
نظر عداوت سے دیکھتا ہی پس شہوت معصیت اسکے حق مین منغص و مکدر ہوجاتی ہی اور پروردگار کی جناب مین شرمندگی سے اسکا
دل پانی پانی ہوجاتا ہی پس اسکی معصیت بھی طاعت ہوجاتی ہی - بندگان مومنون کو وعدہ جنت ہی اور وہ اصلی مشاہدہ کا مقام ہی جنکے
کشف سے دنیا مین جنت دیدار و شہود مین انکے دل ڈوبے ہوئے ہین وے اس جنت کے سوائے کسی طرف نگاہ نہین کرتے ہین
اور انکو مساکن طیبہ کا وعدہ دیا حالانکہ ارواح سے مشاہدہ جمال و قرب وصال مین ساکن ہین پس معصیت پر غضب کی نگاہ سے دیکھ
وہ اشتہار مکدر ہوکے لذت کردیتا ہی اور توبہ کرکے حضور مولی مین سر جھکاتا اور شرم وحیا سے اُسکا دل پانی پانی ہوجاتا ہی پس یہ معصیت
کھان رہی اُسکے حق مین تو اور طاعت ہوگئی - سنو کہ پاک معبود نے انکو جنتون کا وعدہ دیا اور حالت دیکھو کہ وے مشاہدہ کے انوار جمال کے [illegible]
مین مستغرق پڑے ہین پھر جنتون کی طرف کیا التفات کرین - انکو مساکن طیبہ کا وعدہ فرمایا اور وے مشاہدہ و قرب و وصال کے پاکیزہ [illegible]
مین ساکن ہین اور ہر دم لذت خطاب و لطائف اسرار انپر جاری ہین اور اسکی امید وصال مین ہفت اقلیم کی سلطنت پر [illegible]
اُسکی طاعات مین مسرور و مبتہج ہین اور انوار آیات کے دوران مین انکی عقلین نہایت خوش اور مشارب صفات سے انکے [illegible]
سیراب ہو رہے ہین ان نہرون سے دمادم شربت محبت پیتے اور حیرت کے ساتھ لحظہ لحظہ شکرگزار ہین اسی کی [illegible]
رضوان اکبر کے بال و پر سے بر فضاء بلندی اسرار صفات و سبحات ذات مین انکی روحین بلند پرواز ہین [illegible]
جلال سرمدی سے تعلق ہی - اسی کا رضوان اکبر ہی کہ انکے چہرون سے صبح صفات چمکتی ہی اور وہ بیابان مین [illegible]
سے شہود ذات کا آفتاب روشن ہی اور وے حیران ہین - اے برادر یہ بندے ہین کہ اللہ تعالے نے [illegible]
کہ خاک سے ہمرنگ اور سایہ عرش مین آرمیدہ ہین جو جنات و وعدہ خیرات اور ون کے لیے [illegible]
نکرست واصل ہوگی - سنو کوئی جگہہ پاکیزہ ہو کہ کوئی باغ پر فضاء ہو جیسی خوب ہی کہ وہان دیدار [illegible]
کب نظر ہی - استاد رح نے کہا کہ نشان اس رضوان اکبر کا یہ ہی کہ ہر حرف سے گم ہو [illegible]

... نظر میں سواے ذات وحدہ لاشریک و اُسکی صفات و افعال قدرت کے کچھ نہیں حتی کہ خود اُنکی ... وحدہ لاشریک کے غیرت قدم نے نہ چاہا کہ اہل اتحاد و وصال اپنی نظر مین وجود اہل کفر و ضلال ... بانجار باقی رکھیں لہذا آنحضرت صلعم کو مطلقًا جہاد کا حکم دیا بقولہ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۗ

اے نبی لڑائی کر کافروں سے اور منافقوں سے اور تندخوئی کر انپر اُنکا ٹھکانا دوزخ ہے

... يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۗ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا

... قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی ہمنے نہیں کہا اور بیشک کہا ہے لفظ کفر کا اور منکر ہوگئے ہیں

بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

مسلمان ہوکر اور فکر کیا تھا جو نہ ملا اور یہ سب کرتے ہیں بدلا اُسکا کہ دولتمند کردیا اُنکو اللہ نے اور اُسکے رسول نے

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ

اپنے فضل سے سو اگر توبہ کریں تو بھلا ہے اُنکے حق میں اور اگر نہ مانینگے تو مار دیگا اُنکو اللہ

عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ

دکھ کی مار دنیا اور آخرت میں اور نہیں اُنکا روے زمین میں

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○

حمایتی نہ مددگار

اللہ تعالے نے اِس آیت مین اپنے رسول محمد صلعم کو اور اُنکی تبعیت بین تمام اُمت کو قیامت تک حکم کیا کہ کفار و منافقین سے جو قول و فعل و حال مین مومنین کے برخلاف ہین جہاد کرین اور حکم دیا کہ اُنپر غلظت و سختی کرین جیسے اُنکے برخلاف مومنون کے لیے بحکم قولہ واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین ۔ نرمی و مواسات کا حکم دیا ہے اور یہ خبر دیدی کہ اہل کفر و نفاق کا مرجع دار آخرت مین جہنم ہے ۔ اور منافقون نے جھوٹی قسمین کھاکر جن باتون کو زبان سے کہنے سے انکار کیا تھا اُسکی خبر دیدی کہ ضرور اُنھون نے یہ باتین کہی ہین اور اسلام ظاہر کرنے کے بعد ... کھلم کھلا آپس مین کفر بکنا شروع کیا ہے پس غیب کی خبر دیدی کہ منافق جھوٹے ہین ضرور اُنھون نے یہ کلمات زبان سے ... کردی کہ منافقون نے جس امر کا ارادہ کیا تھا وہ اُنکو حاصل نہوا ۔ سبحان اللہ تعالے پردہ رکھکر بات فرمائی کہ منافق سمجھ ... ارشاد کیا تو بعض جنکی تقدیر اچھی تھی سچے مسلمان ہوگئے ۔ ابتفسیر سنو کہ فرمایا ۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ خطاب ہے محمد صلعم کو ... داخل ہین اور یہ مومنون کے لیے فضیلت ہے اور مومن نہایت متبع رسول اللہ صلعم ہوتا ہے اور اسکے کام بہ نیت تقرب ... ہین ۔ لہذا فقط آنحضرت صلعم کو خطاب کیا کہ اے نبی مکرم محمد صلعم ۔ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ... تلوار سے جہاد ہے اور اصل مقصود یہ کہ پہلے فہمایش و نصیحت کیجاوے جب نہ مانین اور فتنہ مٹا نظر نہ آوے ... رہو جب یہ بھی نہ مانین تو تلوار سے فتنہ و فساد مٹادو ۔ اور منافق چونکہ بظاہر مطیع تھے لیکن باطن ... زبان سے بھی فتنہ کی باتین نہ نکالین حسن رح و قتادہ و مجاہد رح نے کہا کہ منافقون پر حدین ...

انپر حدود قائم کیے جاوین یعنے جب ایسا فعل بد کرین جسپر کوئی سزا مقرر ہی تو یہ سزا انپر جاری کی جاوے [illegible]
اسلیے کہ حدود قائم کیے جانے کا حکم تو ایسے گنہگارون پر بھی ہی جو منافق نہون اور نفاق [illegible]
جہاد تلوار سے اور منافقون سے زبانی کلام کے ساتھ بسختی و درشتی - یہی مقاتل و ربیع بن انس [illegible]
ہی اور ابن مسعود رضنے کہا کہ ہاتھ سے روکے اور قدرت نہو تو زبانی درشتی کرے - ابن [illegible]
تفاسیر مین کچھ منافات نہین کیونکہ جیسی حالت ہو اُسی کے موافق مواخذہ کرے اور شیخ ابن جریر [illegible]
اپنا نفاق ظاہر کرے تو اُسپر تلوار سے جہاد کیا جاوے - جمہور علماء کے نزدیک دیگر دلائل سے ثابت ہی [illegible]
مین ہی کہ آیت کریمہ سے ہر دو فریق پر مطلقاً جہاد کرنے کا حکم ثابت ہوا اور کیفیت جہاد دیگر دلائل منفصلہ سے ثابت ہوئی کہ کافرون پر تلوار [illegible]
اور منافقون پر کلام درشت و حجت واضحہ سے جہاد کیا جاوے لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول [illegible]
تلوارون کے ساتھ مبعوث ہوے ایک تلوار مشرکون کے لیے چنانچہ حکم دیا - فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین الآیۃ - [illegible]
یہود و نصاریٰ کے لیے کما قال تعالےٰ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الے قولہ من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ [illegible]
سوم تلوار منافقون کے لیے - کما قال یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین - چہارم تلوار مسلمان باغیون کے لیے کما قال فقاتلوا
التی تبغی حتی تفیٔ الی امر اللہ - ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ کلام مقتضی ہی کہ منافق جب نفاق ظاہر کرے تو اسکے ساتھ تلوار [illegible] قتال کیا جاوے
مترجم کہتا ہی کہ شاید جمہور نے منافقین کی تلوار کو معنی مجازی پر محمول کیا ہو یعنی تیز زبان و حجت واضحہ سے انپر جہاد ہو ولیکن پوشیدہ نہین
کہ مختار ابن جریر اقوے ہی اور آیت مین بھی اسطرف دلالت ہی کیونکہ منافقین تو جبھی اہل نفاق معلوم ہونگے کہ جب ظاہر کرین اور اسوقت
بمنزلہ کفار مجاہرین کے ہوے یا بمنزلہ مرتدین کے اور مرتد کو بھی قتل کیا جاوے اور قولہ کفروا بعد اسلامہم - انکے ارتداد پر دلالت کرتا ہی
اور اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم کے عہد مین ان منافقون نے جہر نہین کیا تو جواب یہ کہ لوحی الٰہی و دلیل قطعی انکا نفاق [illegible]
جہر سے ثابت ہوتا اور گویا اسیواسطے آنحضرت صلعم کو مخصوص حکم کیا کہ امر شرع مین یہ لوگ منافق ہی تھے - ولیکن [illegible]
کہان قتل کیے گئے اور جواب یون ممکن ہی کہ تو بہ و رجوع حقیقۃً یا حکماً یعنے لظاہر پائی گئی اور بنظر ظاہر شرع کے حکم نفاق [illegible]
پہلے بحکم قولہ کفروا بعد اسلامہم - کے اظہار ارکان اسلام کے بعد کفر ظاہر کیا تھا - بیضاوی رح وغیرہ نے جمہور کے موافق [illegible]
بالسیف والمنافقین بالزام الحجۃ واقامۃ الحدود یعنی اے نبی مکرم محمد صلعم جہاد کر کافرون پر یعنی تلوار کے ساتھ اور منافقون [illegible]
واضحہ سے انکو ملزم کر اور حدود انپر قائم کر - **وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ** اور ان لوگون پر اس بارہ مین غلظت [illegible]
کرنا خلاف لینت و نرمی کے - چونکہ آنحضرت صلعم رفق فرماتے تھے لہذا ایسا حکم دیا - **وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ** [illegible]
ہی - یہ جملہ مستانفہ ہی - کما قال ابو السعود رح اسمین انکے انجام کار کا بیان ہی اور معنی یہ کہ کفر و نفاق کی صفت [illegible]
وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور مرجع انکا جہان انجام کو جاوینگے وہ برا ٹھکانا ہی اور جہنم مین جاوینگے [illegible]
کی مخلوق ہی ولیکن جو لوگ اسمین عذاب پاوینگے انکے حق مین بری ہی **يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا** [illegible]
نام پاک کے ساتھ کہ اُنھون نے یہ نہین کہا یعنی جھوٹ قسم یون کھاتے ہین کہ واللہ ہم نے نہین کہا **وَلَقَدْ** [illegible]
یہ کہ البتہ انھون نے کلمہ کفر کہا - چونکہ قسم کے ساتھ وہ منکر تھے لہذا رد مین حرف لقد کے ساتھ [illegible]

Marfat.com

[illegible] مومنوں کا فر ہوسے بعد اپنے اسلام کے - یہ مراد نہین کہ پہلے انکو ایمان ح
[illegible] اسلام کے اب کلمۂ کفر زبان سے بھی ظاہر کیا - ظاہر کلام مشعر ہی کہ منافقون نے کوئی بات کہی
[illegible] پس مقصود یہ کہ اہل نفاق ایسے لوگ ہین کہ جھوٹی قسمین کھانے مین بیباک اور زبان کے جھوٹے اور
[illegible] نہین بالکل دیانت و امانت نہین اُنسے خلق خدا کو سخت ضرر پہونچے اور روے فریب و فسادی .
[illegible] کافرون سے بھی بڑھکر کیونکہ اُنسے کوئی فریب نہ کھائیگا اور نہ اسطرح بے امانت ہین - اور بڑے باریک قبائح جو منافقون
[illegible] انکا کہان تک بیان ہو کیونکہ غور کرو تو جملہ قبائح اسمین مندرج ہین - پھر آیا اخبار و آثار سے کچھ مفصل معلوم ہوا کہ یہ کیا
[illegible] سب منافقین اسطرح کہنے والے تھے یا بعض نے کہا اُسکو سب کی طرف بسبب یکسان حالت و باہمی رضامندی کے نسبت
کر دیا گیا - تو شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ قتادہ رح نے فرمایا کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی منافق کے حق مین نازل ہوئی اور بات یہ ہوئی تھی کہ
[illegible] کے مقام مین ایک مرد جہنی اور ایک انصاری مین کچھ جھگڑا ہوا اور جہنی نے انصاری پر تعلی کی تو عبد اللہ منافق نے کہا کہ اے گروہ انصار
اپنے بھائی کی مدد نہ کروگے واللہ ہمارا اور محمدؐ کی مثل ایسی ہی جیسے کسی نے کہا ہی کہ اپنا کتا پال پال کے موٹا کر وہ تجھے کھائیگا اور ہم تو جب مدینہ
لوٹ جاوینگے تو جو ہم مین عزت والے ہین وہ ذلت والون کو نکال باہر کرینگے - اس منافق خبیث کی یہ باتین کسی نے رسول اللہ صلعم تک
پہونچائین پس آپ نے اسکو بلوایا تو لگا قسمین کھانے کہ واللہ یا رسول اللہ مین نے تو کچھ بھی نہین کہا ہی پس اسی کے حق مین یہ آیت نازل
ہوئی - انس بن مالک رض سے عبد اللہ بن الفضل نے سُنا کہ واقعۂ حرہ مین جب میری قوم بہت مصیبت مین مبتلا ہوئی تو مجھے سخت غم لاحق
ہوا تو زید بن ارقم نے مجھے میرا غم سُنکر لکھا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اللھم اغفر للانصار ولابناء الانصار - ابن الفضل کو
شک ہی کہ ابناء ابناء الانصار بھی کہا تھا یا نہین یعنے انصار کے لیے و انکی اولاد کے لیے دعاء مغفرت مانگی یا پوتون ناتیون تک کے لیے دعا فرمائی
پھر انس رض نے زید بن ارقم کے حق مین کہا کہ آنحضرت صلعم نے اسکے حق مین فرمایا کہ اوفی اللہ لہ باذنہ اور بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلعم خطبہ
پڑھتے تھے اور ایک منافق کہنے لگا کہ اگر یہ شخص سچا ہی تو ہم لوگ گدھون سے بدتر ہوئے - زید بن ارقم نے سُنکر کہا کہ ہان واللہ محمد صلعم تو سچے
ہین پھر تو خود گدھے سے بدتر ہی پھر آنحضرت صلعم کے پاس مرافعہ مین وہ منافق منکر ہوگیا تو اللہ تعالے نے زید بن ارقم کی تصدیق نازل
فرمائی بقولہ یحلفون باللہ ما قالوا الآیۃ - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ قولہ پھر انس نے زید بن ارقم کے حق مین کہا " شاید راوی کا وہم ہی اور
[illegible] امام زہری راوی اعلی یا موسی بن عقبہ راوی وسط کا قول ہی اور واضح رہے کہ مشہور یہ ہی کہ جو قصہ یہان مذکور ہوا یہ غزوہ بنی المصطلق
مین [illegible] تبوک مین نہ پس آیت کریمہ کے ذکر مین شاید راوی کو وہم ہوا کہ بجاے دوسری آیت کے اسکو ذکر کر دیا واللہ اعلم - اور محمد
بن [illegible] اسناد جید کعب رض بن مالک انصاری سے روایت کی کہ جب آنحضرت صلعم تبوک سے واپس تشریف لائے تو مجھے میری قوم نے
سخت [illegible] حضور مین کچھ عذر بناکر اپنا اعتذار کرلے پھر دروغگوئی کا گناہ ہوگا اُس سے استغفار کرلینا - تمام حدیث طویل
[illegible] چنانچہ اسمین ہی کہ پھر کعب بن مالک نے بیان کیا کہ جن منافقون کے حق مین پیچھے رہنے وغیرہ کے فضائح مین
[illegible] سے بعض وہ تھے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ موجود تھے چنانچہ جلاس بن سوید بن الصامت بھی تھا اور اسنے عمیر بن سعد
[illegible] اسکی تربیت مین تھے سو جب قرآن نازل ہوا اور اللہ تعالے نے منافقون کو بعض فضائح و قبائح کے ساتھ
[illegible] واللہ اگر یہ شخص سچا ہی تو ہم لوگ گدھون سے بدتر ہین - یہ بات عمیر بن سعد نے سُنی اور کہا کہ اے جلاس قسم ہی

اللہ تعالے کی کہ مین تجھے لوگون سے زیادہ چاہتا ہون اور تیرے مجھپر احسان ہین [illegible] ایسی بات کہی کہ چھپانے مین خیانت ہو اور ذکر کرنے مین تیری فضیحت اور تیری [illegible] مجھے ایک آسان ہو پھر عمیر نے جاکر آنحضرت سے بیان کیا اور جب جلاس نے حسنا [illegible] ہوگیا پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ ویحلفون باللہ ما قالوا الے آخر الآیہ۔ پس آنحضرت [illegible] ابن اسحق رح کا قول ہو کہ جُلاس نے یہ سُنکر توبہ کی ونفاق چھوڑا اور اچھا مسلمان ہوگیا۔ عروہ بن [illegible] جلاس کے حق مین بسبب مقولۂ مذکور کے نازل ہوئی ہو اور ابن جریر رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم ایک درخت کے سایہ مین بیٹھے تھے پس اپنے اصحاب سے کہا کہ تمھاری طرف گھورتا ہوا ایک آدمی آویگا تم مین سے کوئی کچھ جنت بولنا [illegible] کرنجا آدمی ظاہر ہوا تو آنحضرت صلعم نے اُسکو بلاکر فرمایا کہ ای شخص تو اور تیرے ساتھی کیون مجھے بُرا بھلا کہتے ہین وہ [illegible] گیا اور اپنے ساتھیون کو لے آیا اور سبھون نے قسمین کھانی شروع کین کہ یا رسول اللہ قسم ہو اللہ تعالے کی ہم نے تو کچھ نہین کہا ہو پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا ویحلفون باللہ ما قالوا۔ مترجم کہتا ہو کہ حضرت ابن عباس وغیرہ اکابر اہل تفسیر ان منافقون کے نام ونسب کو ذکر نہین کرتے کیونکہ اُنکی اولاد مین سچے ایمان والے لوگ تھے پس تصریح نہین کرتے کہ باہم عار دلانے وغیرہ کا فتنہ نہ پھیلے کما قد عرفت۔ واضح ہو کہ بعض روایات مین ہو کہ جب عمیر بن سعد نے جُلاس کا کلمۂ نفاق کھول دیا تو جلاس دشمن ہوگیا اور چاہا کہ عمیر کو قتل کردون مگر قابو نہ پایا حتی کہ خود مسلمان ہوگیا۔ اسی وجہ سے بعض مفسرین نے اس کلام الٰہی کے یہی معنی بیان کیے۔ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا اور قصد کیا ان منافقون نے ایسی چیز کا جسکو نہین پایا۔ یعنی جلاس نے قتل عمیر پر قابو نہ پایا۔ بعض نے کہا کہ عبد اللہ بن ابی منافق کے حق مین ہو کہ اسنے آنحضرت صلعم کے قتل کا قصد کیا مگر اسکی ملعون امید پوری نہوئی۔ سدی رح نے کہا کہ چند ایسے لوگون کے حق مین اُتری جنھون نے چاہا تھا کہ برخلاف رسول اللہ صلعم کے عبد اللہ بن ابی کو تاج بادشاہت پہنادین۔ مترجم کہتا ہو کہ صحیح بخاری مین بھی آیا ہو کہ قبل نزول مبارک آنحضرت صلعم کے وہان والون نے اس منافق کو تاج سرداری دینا چاہا تھا مگر پورا نہوا۔ یہ قصہ آل عمران وغیرہ مین گذر چکا ہو۔ قال الحافظ اور وارد ہوا کہ غزوہ تبوک سے لوٹتے ہوے ایک رات چند منافقون نے قصد کیا تھا کہ آنحضرت صلعم کو فریب سے قتل کرین اور قصہ یہ تھا کہ راہ مین آنحضرت صلعم نے منادی کرادی کہ لوگ یعنی تمام لشکر بطن وادی سے ہوکر گذرے اور گھاٹی کی راہ سے کوئی نجاوے کہ وہ راہ فقط رسول اللہ صلعم نے اختیار فرمائی ہو پس بارہ منافقون نے مسلح ہوکر ڈھاٹے وغیرہ سے اپنے آپ کو چھپایا اور گھاٹی کا قصد کیا تاکہ وہان ازدحام کرکے رسول اللہ صلعم کو اس ازدحام مین نیچے ڈھکیل دین۔ مگر انکی ملعون مراد پوری نہوئی۔ چنانچہ حذیفہ رضی اللہ عنہ آگے سے آنحضرت صلعم کے [illegible] تھامے ہوے تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پیچھے سے ہانکتے تھے کہ ناگاہ بارہ سوار پیچھے سے متعرض ہوے [illegible] سواریون کے منھون پر مارنا شروع کیا پس سب بھاگ گئے اور آنحضرت صلعم نے اُنکے نام ونسب اور انکا ارادہ بیان کردیا۔ [illegible] الامام احمد والبیہقی وغیرہما والقصۃ فی الصحاح ایضًا۔ وعلی ہذا معنی کلام بطریق شمار قبائح منافقین ہین یعنی اُنکے قبائح [illegible] کی جھوٹی قسمین کھاتے ہین اور بعد اظہار اسلام کے کفر ظاہر کیا اور اُن لوگون نے ایسا قصد بھی کیا تھا جو پورا نہوا [illegible] منافقون سے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات سے اُنکی محتاجی دور ہوئی اور تونگر ہوگئے [illegible] سے قتل کرین۔ وقد قال تعالے۔ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ [illegible]

[illegible] اغنٰهم اللّٰه ورسوله من فضله۔ یعنی اور نہیں انکار کیا انھوں نے الا اس بات کا کہ انکو غنی کر دیا الخ یا یہ معنی کہ اور نہیں
[illegible] انھوں نے کوئی ایسی چیز کہ جس سے انکو نعمت گھیرے مگر یہی کہ انکو اللہ تعالےٰ و اسکے رسول نے اپنے فضل سے تونگر کر دیا۔ یعنے انکو
رسول اللہ صلعم کی طرف سے کوئی بدی نہیں پہونچی بلکہ تونگری پہونچی تو انھوں نے جو برائی چاہی و انکار کیا تو اسی وجہ سے کہ رسول اللہ صلعم
کی طرف سے انکو تونگری ملی حالانکہ یہ بات قابل احسان ماننے و اطاعت کے ہو نہ آنکہ انکار و عداوت سے بدلا کیا جاوے۔ بیضاوی وغیرہ کے
کلام سے مستثنیٰ منہ کی تقدیر یوں ہو کہ و ما نقموا شیئاً الا ان اغنٰهم۔ اے الا اغنائهم۔ یا۔ و ما نقموا الشئ الا لان اغنٰهم۔ اور مروی ہو کہ جلاس
بہت فقیر تھا اسکا ایک مملوک مقتول ہوا تو آنحضرت صلعم نے اسکو بارہ ہزار درم دیت دلوائے تو وہ تونگر ہو گیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ان منافقوں
کو ہدایت کی طرف ارشاد فرمایا بقولہ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ یک در اصل یکن مجزوم بجواب الشرط ہو جسمیں سے نون تخفیفاً حذف
ہوا یعنی پھر اگر باوجود ایسے قبیح امر کے ارتکاب کے بھی وے توبہ کریں تو انکے لیے بہتر ہوگا۔ سبحان اللہ تعالیٰ عجیب شان ہو کہ پھر توبہ کی راہ
بتائی اور توبہ قبول فرمائی پس معلوم ہوا کہ منافق ہو یا مرتد ہو اگر توبہ کرے تو قبول ہو اور فتاویٰ فقہ میں جو مذکور ہو کہ آنحضرت صلعم کی شان
میں بدگوئی کرنے والا پایا جاوے کرنے والا قتل کیا جاوے اگرچہ توبہ کرے تو یہ براہ سیاست و حکم ہو ولیکن از راہ دیانت اسکی توبہ اگر سچے
دل سے ہو تو قبول ہو فاحفظہ۔ اگر کہا جاوے کہ توبہ بتانیث ہو پھر یک کی جگہ تک بتا تانیث چاہیے تو جواب یہ کہ توب و توبہ ہر دو مصدر
ہیں پس یک کی ضمیر بجانب توب ہو علاوہ برین مصدر بمانند مخنث ہو کبھی مذکر لایا جاوے کبھی مونث۔ وَإِن يَتَوَلَّوْا اور اگر یہ
منافقین اعراض کریں بایں طور کہ توبہ نکریں اور نفاق پر مصر رہیں تو يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا عذاب دیگا انکو اللہ تعالےٰ
عذاب دردناک۔ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ دنیا میں و آخرت میں۔ چنانچہ حدیث لیلۃ العقبہ میں ان منافقوں کے حق میں یہ عذاب آیا
کہ قلب کے لٹکاو کی رگوں میں شعلۂ آتش بھڑکا اور دوسری جانب سے نکلا کہ اس مرض سخت سے ہلاک ہوگئے نعوذ باللہ من موت النفاق
والکفر۔ پس منافق اگر کھلم کھلا قتل و قید کی بلاء میں گرفتار نہو تو اسکا دنیا میں بلا عذاب ہونا لازم نہیں اور جن احادیث سے مومن کا ہمیشہ
بلاؤں میں گرفتار دستگیر گزار رہنا تا آنکہ دنیا سے پاک مرجاوے اور منافق کا سرکشی میں مغرور رہنا یہاں تک کہ دفعۃً جڑ سے اکھڑ کے جہنم
میں گرے ثبوت ہوتا ہو اُنسے یہاں کچھ منافات نہیں کیونکہ عذاب الٰہی کے طریقے اور احوال جدا جدا ہیں حتی کہ منافق و کفار کے مال
و اولاد کے ساتھ تندرستی کی زندگی بھی عذاب و وبال ہو۔ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ اور منافقوں کے لیے
زمین میں کوئی ولی و نصیر نہیں ہو۔ اہل کفر مخذول و مطیع ہونگے اور عذاب الٰہی جس طرح چاہے آوے کوئی اسکو روک نہیں سکتا پھر منافق
کس چیز پر غرہ ہو سکتے ہیں ف۔۔۔ فی العرائس قولہ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین۔ نفس امارہ ہر انسان کے ساتھ اسکا دشمن
کافر ہو اور اسپر جہاد اس طرح کہ اسکی خواہش سے اسکو مردہ کر ڈالے اور منافقین شیطان و اسکے ذریات اور انپر جہاد اسطرح کہ ہمیشہ
[illegible] اور [illegible] سے افسردہ رکھکر شیاطین کی راہیں تنگ کردے اور ان دشمنوں پر زیادہ غلظت و سختی از جانب قلب ہوگی جو انوار روحانی
[illegible] اور [illegible] ہو کہ آیت سے ثابت ہوتا ہو کہ سچے اعتقاد والے کو روا ہو کہ کاذب مدعی و فاسق پر زجر و توبیخ کرے و ملامت کیواسطے
[illegible] محمد بن علی رح نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ کافروں کے ساتھ تلوار سے جہاد کر اور منافقوں کے ساتھ زبان سے سہل رح
[illegible] کافر ہو اسپر مخالفت کی تلوار سے جہاد کرنا لازم ہو یعنے جو امور خلاف شرع و بیفائدہ وہ چاہے تو اس سے مخالفت کر اور
[illegible] اسکو آخرت کے خوف میں ہانک دے شاید اس تدبیر سے وہ توبہ کرلے اور دار آخرت و صراط مستقیم کی طرف

Marfat.com

رجوع لاوے اور توبہ اُسی شخص کی ٹھیک ہوتی ہے جو نہایت شرم و خوف سے تجر و معصیت [illegible]
سے تین سچے مومن خلاف کر گئے جنکی توبہ اللہ تعالے نے قبول فرمائی اور انکا حال [illegible]
علیہم الارض بما رحبت وظنوا ان لا ملجأ من اللہ الا الیہ الآیۃ اور عنقریب یہ قصہ آتا ہے [illegible]
مین سے بعض جو سب کا نمونہ ہین عہد شکنی و بخل وغیرہ قبائح سے مذموم موصوف ظاہر فرمائے [illegible]

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ

اور بعضے اُنمین وہ ہین کہ عہد کیا تھا اللہ سے اگر دیوے ہمکو اپنے فضل سے تو ہم خیرات کرین اور ہوویں نیک والون مین

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا

پھر جب دیا انکو اپنے فضل سے اُسمین بخل کیا اور پھر گئے ٹلاکر پھر اُسکا اثر رکھا نفاق

فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا

اُنکے دل مین جسدن تک اُس سے ملینگے اُسپر کہ خلاف کیا اللہ سے جو وعدہ دیا اور اسپر کہ

يَكْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ

بولتے تھے جھوٹھ جان نہین چکے کہ اللہ جانتا ہے اُنکا بھید اور مشورہ

وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

اور یہ کہ اللہ جاننے والا ہے ہر چھپے کا

اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین بیان فرمایا کہ منافقون مین سے بعض وہ شخص ہے کہ پہلے اللہ تعالے کو عہد و میثاق دیا کہ اگر مال مجھے دوزی کرے تو مال سے صدقہ دون خیرات کرون پس نیکوکارون مین سے ہو جاؤن پھر جب دیا تو وعدہ وفا نہ کیا پس [illegible] حرکت کی سزا مین تمام مرگ اُسکے دل مین نفاق قائم کر دیا نعوذ باللہ منہ۔ تفسیر سنو کہ فرمایا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ اور منافقون مین سے بعض وہ شخص ہے کہ اُسنے اللہ تعالے سے معاہدہ کیا کہ۔ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ اگر اللہ تعالے نے اپنے فضل سے ہمکو مال یعنی [illegible] مال و متاع بہت سا تو۔ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ضرور ہم صدقہ خیرات دینگے اور البتہ ہم صالحین سے ہو جاوینگے۔ قولہ لئن آتانا لام موطئۃ القسم ہے پس قسم کے ساتھ موکد عہد کیا کہ اللہ تعالے اپنے فضل سے اگر ہم کو مال و متاع [illegible] سے خیرات نکالنا آسان ہو عطا فرمادیگا تو ہم صدقہ دینگے۔ پس قولہ لنصدقن بیان عہد ہے اور جواب قسم ہے اور [illegible] جواب شرط [illegible] اسپر دلیل ہے اور اطلاق صدقہ یعنی لنصدقن سے جو مفہوم ہے وہ عام ہے کہ صدقہ مفروضہ و غیر مفروضہ سب کو شامل [illegible] عہد [illegible] عموم اظہار کرکے عہد کیا اور آفت نفاق سے اندھا بن رہا کہ اللہ تعالے دل کے بھید کو جانتا ہے [illegible] صدقہ مفروضہ بھی نہ دیا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ پھر جب اللہ تعالے نے [illegible] دیدیا تو اس مال سے بخل کر گئے اور کچھ بھی صدقہ نہ دیا۔ وَتَوَلَّوْا اور طاعت الٰہی سے اعراض کیا منھ موڑا۔ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور حال یہ کہ وے لوگ منھ موڑنے والے ہین یعنی ہر حال مین انکی خصلت و عادت ہی یہی ہے۔ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا [illegible] پس اس خلاف عہد کرنے کی سزا مین نفاق انکا اعقاب کر دیا انکے دلون مین یعنے اُنکے دلون مین نفاق [illegible]

Marfat.com

[illegible] سے ملاقی ہونگے یعنی دم مرگ تک اور اسکا حاصل یہ کہ نفاق پر مرینگے اور نفاق کی سزا
[illegible] تک نفاق رہا اور بعد موت کے ایمان مفید نہین ہی پس نفاق پر حشر ہوا۔ رہا یہ کہ
[illegible] بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ بسبب اُنکے خلاف کرنے کے اُس عہد مین جو اُنہون
[illegible] وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ اور بسبب اُنکے جھوٹ بولنے کے۔ بما مین ما مصدریہ ہی پس بما اخلفوا
[illegible] یکذبون۔ اسکے بسبب [illegible] اور ایک قراءة مین یکذّبون بتشدید از تکذیب آیا اور معنی یہ کہ اور بسبب اُنکے
[illegible] صلعم و آیات آلہی کو [illegible] ظاہری اسباب مین سے ایک اُنکا خلاف وعدہ کرنا اور دوسرا جھوٹ بولنا بیان کیا یا اصلی
[illegible] رسول اللہ صلعم کی تکذیب بیان فرمائی۔ اور حدیث مین ہی کہ منافق کی تین علامتین ہین جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب
وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب امانت دیا جاوے تو خیانت کرے۔ وعبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
چار باتین ہین جسمین ہون وہ خالص منافق ہی اور جسمین اُنمین سے کوئی ہو تو اُسمین نفاق کی خصلت ہوگی یہان تک کہ اُسکو چھوڑ دے
وہ چارون یہ ہین کہ جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب جھگڑے تو فجور کرے اور جب عہد کرے تو توڑے اور جب امانت دیا جاوے
تو اُسمین خیانت کرے۔ بالجملہ ان علامات سے منافق پہچانا جا سکتا ہی اور جو منافق ہو اُسمین قبائح بہت ہونگے ازانجملہ یہ قبائح بھی ہونگے
اور دیگر قبائح مختلف منافقون مین مختلف اطوار سے پائے جاوینگے لہذا اللہ تعالے نے یہان بصیغہ جمع فرمایا یعنے منافقین مین سے
بعض ایسے ہین کہ اُسنے اللہ تعالے سے عہد کیا الی آخرہ اور اُسمین صیغہ بخلوا ومعرضون وغیرہ جمع فرمائے کیونکہ خصائل نفاق مین منافقین
یکسان ہوتے ہین کمی بیشی تھوڑی ہوتی ہی اور مفسرین رحمہم اللہ تعالے نے ذکر کیا کہ سبب نزول آیت کریمہ کا واقعہ ایک شخص ثعلبہ بن
حاطب کا ہی اور ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہی سبب نزول بہت سے مفسرین نے جنمین ابن عباس رضہ وحسن رح بھی ہین بیان کیا ہی اور اُسمین
ایک حدیث بھی آئی جو ابن جریر رح وابن ابی حاتم نے یہان لکھی ہی مترجم کہتا ہی کہ وہ ابوامامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ کی روایت سے
ہی کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ آپ دعا فرماوین کہ اللہ تعالے مجھے مال ومتاع روزی کرے آپ نے
فرمایا کہ [illegible] یا ثعلبة قلیل تؤدی شکرہ خیر من کثیر لا تطیقہ۔ بربادی تیری او ثعلبہ تھوڑا مال ایسا کہ جسکا تو شکریہ ادا کرے ایسے بہت مال
سے بہتر ہی جسکے شکریہ کی تو طاقت نہ رکھے۔ اُسنے پھر دوسری بار آپ سے درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو اس امر پر راضی نہین ہی
کہ تو [illegible] رسول کے مانند ہو پس قسم ہی اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر مین چاہون کہ پہاڑ میرے واسطے
[illegible] ہو جاوین تو ہوکر میرے ساتھ چلین۔ ثعلبہ نے عرض کیا کہ قسم اُس ذات پاک کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہی کہ اگر
[illegible] دعا کرین اور حق عزوجل مجھے مال عطا کرے تو مین ہر حقدار کو اُسکا حق پہونچا دونگا پس آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی
[illegible] اللہ تعالے تو ثعلبہ کو مال عطا فرماوے۔ ابوامامہ نے کہا کہ پھر ثعلبہ نے کچھ بکریان لین اور وے کیڑون
[illegible] یہان تک کہ اُسپر مدینہ کی آبادی مین رہنا دشوار ہوا پس آبادی باہر وادی مین رہا اور یہ شروع کیا کہ ظہر وعصر
[illegible] جماعت سے پڑھتا اور باقی مین [illegible] پھر اور بڑھا اور دور ہوکر کثرت زیادہ ہوئی تو اور دور جنگل مین چلا گیا یہان تک کہ
[illegible] جمعہ [illegible] حاضر ہوتا اور بکریون کی بڑھا ور ویسی ہی کیڑون کی طرح جاری تھی یہان تک کہ جمعہ بھی
[illegible] سے راہ مین ملتا اور خبرین دریافت کر لینا۔ ایک روز رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ثعلبہ

Marfat.com

نے کیا کیا تو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اُسنے بکرا [illegible]
حال بیان کیا تو آپ نے تین مرتبہ یا ویح ثعلبہ زبان مبارک سے کہا [illegible]
نازل کیا تو آپ نے جہینہ مین سے ایک اور بنو سلیم مین سے ایک آدمی [illegible]
دونون سے کہدیا کہ ثعلبہ اور فلان مرد اسلمی کی طرف بھی گذرنا اور دونون [illegible]
اس سے صدقہ کی درخواست کی اور آنحضرت صلعم کا فرمان اُسکو [illegible]
میری تو سمجھ مین نہین آتا - اچھا تم جاؤ جب فارغ ہو نا تو اسطرف [illegible]
آنے اور صدقہ کا حکم نازل ہونے کا حال سُنا تو اپنے اونٹون کو دیکھا اسمین سے اچھے [illegible]
اور لیکر دونون کا استقبال کیا اُن دونون نے جب اُن اونٹون کو دیکھا تو کہا کہ [illegible]
ہے اور ہم اُنکو تجھسے لینا نہین چاہتے ہین اُسنے کہا کہ واجب نہین نہی مگر تم [illegible]
ہین - اور ان دونون نے اُنھین کو لے لیا اور اسیطرح اور لوگون سے [illegible]
کہا کہ مجھے تم فرمان تو دکھلاؤ اسکو پڑھکر کہنے لگا کہ یہ اور کچھ نہین یہ جزیہ [illegible]
اسمین اپنی رائے سے غور کرون - وہ دونون روانہ ہوکر نبی صلعم کے پاس آئے [illegible]
دیکھتے ہی فرمایا کہ یا ویح ثعلبہ - ثعلبہ کی خرابی و بربادی آئی - اور مرد سلمی کو دعا دی [illegible]
نے ایسا ایسا کہا اور فلان مرد سلمی نے اسطرح صدقہ کے اونٹ بخوشی خاطر اصرار کے ساتھ [illegible]
فرمایا - ومنهم من عاهد الله الخ - اور رسول اللہ صلعم کے پاس ثعلبہ کے اقارب مین سے ایک شخص [illegible]
ہوکر ثعلبہ کو آگاہ کیا کہ تیرے حق مین یون نازل ہوا ہے تیری خرابی تو نے کیا کیا - پس ثعلبہ [illegible]
کی کہ میرا صدقہ قبول کر لیجئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا [illegible]
کی اور رسول اللہ صلعم نے اُسکو فرمایا کہ او ثعلبہ یہ سب تیرا ہی کیا ہوا ہے مین نے تجھے حکم [illegible]
صلعم نے اُسکا صدقہ قبول کرنے سے انکار کیا تو وہ اپنے ٹھکانے لوٹ گیا پس آنحضرت صلعم [illegible]
آپ نے وفات پائی تو اُسنے آکر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قبول صدقہ کی درخواست کی حضرت [illegible]
مین نہین قبول کرونگا اسی طرح حضرت عمر رضہ نے باقتدار آنحضرت صلعم و ابوبکر رضہ کے [illegible]
و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدار سے قبول نکیا یہان تک کہ اسی عہد مین ثعلبہ مرگیا [illegible]
کیا منافقون نے نہین جانا کہ - أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ [illegible]
وما يتناجون به بينهم - یعنی سر و نجوی معصد مین مراد ہے [illegible]
مین مثلاً زکوۃ و صدقہ کو دل مین تاوان خیال کرنا یا آپس مین [illegible]
جو آپس مین کانون کان آہستہ مشورہ کرتے ہین اور [illegible]
کفر کے مشورہ کرتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ کوئی جانتا نہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] منافقون کو باوجود اسقدر مدت تک آنحضرت صلعم کی تعلیم و تفہیم کرنے اور دعوی اسلام کے یہ نہین [illegible] ہو جو چیزین بندون سے غائب ہین وہ سب جانتا ہی اور منافقون کے اسرار مخفیہ و راز خفیہ اور پوشیدہ [illegible] کو علم قدیم سے معلوم اور وقت وقوع کے معلوم ہین پس وہ ڈرین اور اپنی نادانی پر افسوس کرکے [illegible] قولہ تعالے ومنہم من عاہد اللہ الآیۃ - یہ ایسے لوگون کا بیان ہی جو مال وجاہ دنیاوی [illegible] اور محبت الٰہی مین انکے کچھ مزہ نہ پایا جیسے مومنون کو ملتا ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ ایمان کا مزہ اسنے پایا [illegible] کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے اور محمد صلعم کے رسول ماننے پر - اور حدیث مین ہی کہ تین باتین ہین [illegible] ایمان کی حلاوت پائی جسکو اللہ تعالے و اسکا رسول باقی تمام چیزون سے زیادہ محبوب ہون اور جو کفر مین پڑنے [illegible] جیسے آگ [illegible] اسمین جا پڑنے سے ڈرتا ہی اور جو کسی سے محبت کرے تو فقط اللہ تعالی ہی کے واسطے [illegible] محبت کرے - پس منافقون کو محبت الٰہی سے کچھ بھی نصیب نہوا اور اگر سوئی کے ناکے برابر محبت کا مزہ پایا ہوتا تو اسکے شوق [illegible] مستضر آبادی رہنے کہا کہ فضل دیدار احسان مین - ان لوگون نے اپنی ذات سے ایسے احسان کو دیکھا کہ ہنوز اسکو نہین کیا اور ایسا صدقہ دیکھا کہ ابھی اسکا کچھ وجود بھی نہ تھا - اور اپنی ذات کے حق مین بہت ایسے افعال بطور تخئیل کے [illegible] قبضۂ قدرت الٰہی مین ہین چنانچہ کہا کہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین - یعنی بڑا عیب یہ تھا کہ مال ملنے پر ان افعال [illegible] کے واسطے اپنے آپکو قادر سمجھ لیا حالانکہ مخلوقات و حوادث جو کچھ ہین سب کو مع افعال کے او تعالے خلاق العلیم ہی [illegible] اپنے افعال خیالیہ پر صالحین بھی خود ہی بن گئے - ہان امیدوار رہتے کہ او تعالے مال عطا کرے اور وہی توفیق [illegible] سے بخشدے - سو یہ تو کیا بلکہ خود ہی قادر بن گئے اور دیگر طرہ یہ کہ افعال پر صلاحیت معلق [illegible] جب صلاح الیقین کرلیے بالجملہ یہ سب امور جہالت تھے کہ ایمانی معرفت سے بے بہرہ تھے اسی پر شدومد کے ساتھ عہد [illegible] تعالے کے قبضۂ قدرت مین ہی لہذا عہد توڑا حالانکہ جو سوال تھا وہ پورا ہو گیا پس انکے جاہلانہ نفاق [illegible] جسکی نسبت آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ بخل سے بدتر کون بیماری ہی پس بخل کیا اور راہ ہدایت سے منھ موڑا [illegible] خلاف کیا تو خیانت اور بخل اور دروغگوئی انپر لازم ہوگئی چنانچہ حق تعالے نے مصرح فرمادیا [illegible] - پھر سعادت و نکوئی سے بالکل انکا محروم ہونا بیان کردیا لقولہ فاعقبہم نفاقا فی قلوبہم [illegible] بڑھا دیا - اور بعض نے کہا کہ بڑھا یا نہین بلکہ یہ تو بخل کی میراث ہی یعنی وعدہ خلافی و دروغگوئی اور [illegible] کیا ہی تو فرمایا کہ حاجت کے وقت ایثار کو ترک کرنا - مترجم کہتا ہی کہ ایسا ہی نسخہ موجودہ مین ہی [illegible] پھر اللہ تعالی نے آگاہ فرمادیا کہ جس بخل و نفاق پر انکی جبلت ہی اور جسکی موافقت مین [illegible] خوب جانتا ہی - کما قال تعالے الم یعلموا ان اللہ یعلم سرہم الآیۃ - حق تعالی نے ہمکو آگاہ [illegible] تصور و خیال مین نہین آسکتا ہی وہ علم پاک تمام مخلوقات کے اوپر محیط ہی اسکا [illegible] اسکا علم ایسا ہی اور ہمکو خوف دلا دیا کہ ظاہر و باطن اسکی جناب [illegible] ہوئے مقامات ملکوت و جبروت کے منتظر رہین اور جب ہم نے جانا و پہچانا

تو دیکھا کہ ہمارے رب تبارک وتعالیٰ نے ہم کو اپنی دہگا والا جلالی سے بچاؤ [illegible]
ہوجانے کو تعلیم فرمادیا کیونکہ جب وہ علام الغیوب ہے تو ضرور ہمارے دلی خطرات [illegible]
نہیں ہوتے ہیں او تعالےٰ سب جانتا ہے۔ واضح ہو کہ سر وہ ہے کہ تیرے نفس سے [illegible]
ہے کہ تو اپنے نفس سے اسکو جانے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی اسکو نہ جانے اور [illegible]
پس نجویٰ بھی ایک قسم کا سر ہے ولیکن سوائے نجوی کے بھی سر السر ہوتا ہے بعض نے کہا کہ سر وہ ہے جسپر [illegible]
کوئی مطلع نہو اور نجویٰ وہ ہے جسپر فرشتہ حافظین بھی مطلع ہوجاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں منافقین [illegible]
مین سے یہ امر ذکر کیا کہ اہل طاعت ویقین کے افعال کو مانندا ہنی ریاکاری پر محمول کرتے اور بعض کے [illegible]

الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ
وہ جو طعن کرتے ہین دل کھول کر خیرات کرنیوالے مسلمانون کو اور انپر [illegible]
اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
مگر اپنی محنت کا پھر انپر ٹھٹھے کرتے ہین اللہ نے انسے ٹھٹھا کیا ہے اور انکو [illegible]

منافقون کی عادات مین سے یہ بھی ہے کہ کوئی انکی زبان سے نہیں چھوٹتا ہر حال مین وہ عیب لگاتے ہین حتی کہ جو لوگ [illegible] صدقہ
دیتے ہین تو اگر انمین سے کوئی بہت سا مال صدقہ دے تو کہتے ہین کہ اسنے دکھلانے کو یہ کام کیا اور اگر کسی نے کم میسر ہے [illegible] چیز
صدقہ دی تو سخرہ پن سے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو اسکے صدقہ کی کیا ضرورت ہے نعوذ باللہ من اعتقادہم وکلامہم۔ اور واضح ہو کہ بندہ کی نیت
سچی اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقبول ہے اور ثواب جمیل عطا فرماتا حق عزوجل لے اسی نیت پر محول فرمایا ہے اگرچہ او تعالےٰ [illegible]
مین ثابت ہے کہ بچو آگ سے اگرچہ ایک ٹکڑے چھوہارے کے عوض ہو۔ اور ایک حدیث مین ہے کہ امر معروف مین سے کسی امر [illegible]
دیکھ یعنی مت خیال کر کہ یہ کیا ہے کیونکہ اخلاص نیت سے او تعالےٰ اسی کو قبول فرماوے اور خود حدیث سے ثابت ہے کہ ایک [illegible]
ایکسے کتے کو جو پیاس سے مرا جاتا تھا پانی پلایا تو وہ بخشی گئی اور نیز ایک مرد کا بھی ایسا ہی حال مروی ہے [illegible]
اور خود معلوم ہے کہ حق عزوجل کے نزدیک افعال بتکلف یا دنیاوی طور سے مزین کی قدر نہین بلکہ بندہ [illegible]
مین اور اپنے اصلی گھر کی طرف رغبت صادقہ مین ہے پس منافقون کی نظر عیب جوئی کی اہل ایمان کے بالکل [illegible]
فرمائی بقولہ۔ الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لمز عیب لگانا اور توضیح اور پر قولہ یلمزون [illegible]
یلمزون بمعنی یعیبون یعنے عیب لگاتے ہین اور قتادہ رح نے کہا اے لیطعنون یعنی طعن کرتے ہین۔ مطوعین [illegible]
نفل عبادت جو واجب نہو اور من المؤمنین بیان مطوعین کا ہے اور الذین موصول مبہم کا بیان نہیں ہے بلکہ الذین [illegible]
توضیح یہ کہ ضمیر جیسے نفس ذات کیطرف راجع ہوتی ہین ویسے اسم اشارہ وموصول مین ذات موصوف [illegible]
مع ہے جیسے قولہ الذین یومنون بالغیب الآیۃ۔ یا وہ وصف قابل مذمت ہو جیسے یہان الذین [illegible]
معنی یہ ہین کہ اس صفت ذمیمہ والے لوگون کا یہ حال ہے کہ عیب لگاتے ہین اہل مومنین صادقین [illegible]
فِي الصَّدَقٰتِ صدقات مین۔ چنانچہ ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ جب آیۃ الصدقۃ [illegible]

Marfat.com

…نے بہت سا مال حاضر کیا یعنی اس لیے کہ آنحضرت صلعم اپنی رائے مبارک سے محل صدقات مین صرف فرمائین بھلائی ہو تو منافقون نے کہا کہ اُسنے دکھلانے کو ایسا کیا اور ابوعقیل رضی اللہ عنہ فقط آدھا صاع یعنی قریب ڈیڑھ سیر کے لائے تو منافق کہنے لگے کہ اللہ تعالی اسکے صدقہ سے بے پروا ہی تب یہ آیت نازل ہوئی - کما رواہ البخاری ومسلم - اور بزار ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضو وابن عباس رض سے اور مجاہد وابن اسحاق وغیرہم سے روایت کی کہ مطوعین مین سے عبد الرحمن بن عوف چار ہزار درم صدقہ دینے والے اور عاصم بن عدی قریب چار من نخجہ خرما صدقہ کرنے والے تھے جنکو منافقین نے کہا کہ ریاکاری سے صدقہ دیا حالانکہ رسول اللہ صلعم نے عبد الرحمن بن عوف کو کہا کہ اللہ تعالے برکت دے اسمین جو تونے صدقہ دیا اور اسمین جو تونے اپنے واسطے رکھ چھوڑا اور درحقیقت وہ صدق دل سے بدون ریاکاری کے صدقہ لائے تھے اور اللہ عز وجل نے تصدیق نازل فرمائی اور منافقون کی مذمت کی کہ مطوعین کو عیب لگاتے ہین - وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ اور ان مومن بندون کو جو نہین پاتے مگر بقدر جہد وکوشش کے - فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ تو ایسے جہد سے لانے والون کے ساتھ مسخرہ پن کرتے ہین - ابوعقیل رات بھر مزدوری کر کے آدھے چھوہارے صدقہ لائے تو منافقون نے تمسخر کیا پس اللہ عز وجل نے انکا عذر نازل فرمایا اور منافقون کے حق مین فرمایا سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اللہ تعالے نے اُنکے ساتھ سخریہ کیا - شیخ ابن کثیر وغیرہ نے لکھا کہ یہان حقیقت سخریہ مراد نہین بلکہ منافقون کی بدحرکت کے مقابلہ مین ویسی ہی جزا بیان فرمائی پس یہ بطریق مقابلہ ہی اور مفاد اسکا یہ کہ دنیا مین بھی اپنے مومن بندون کی طرف سے انتصار ہوگیا اور مآل اس سخریہ کا عقاب شدید ہی وہ دار آخرت مین منافقون کے لیے مہیا ہوا اور بندہ اگر دو غلامون مین سے ایک کو مطیع وسرفراز کرے اور دوسرے کو عاصی وخوار تو دوسرا ضرور مسخرہ بنا پس منافقین اس سے زیادہ سخت غضب مین گرفتار ہین جسقدر مومنون سے سخریہ نہین کرتے ہین - کما قال تعالے - وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور منافقون کے لیے عذاب دکھ دینے والا ہی - اہل طاعت کے صدقہ کا یہ اوپر ہی اوپر کا اثر ہی کہ حق عز وجل نے انکو دنیا مین باین کرامت سرفراز کیا اور دار آخرت کی کرامت تو دائم جمیل جلیل جزیل ہی - ابو السلیل نے اپنے باپ یا چچا سے روایت کی کہ بمقام البقیع کے جلسہ مین رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ فرماتے تھے جو کوئی کچھ صدقہ کریگا مین قیامت مین اُسکے واسطے اُسکا شاہد ہونگا تو مین نے اپنے عمامہ مین سے ایک یا دو کھولے بغرض صدقہ دینے کے پھر مجھے خطرہ بشری آگیا اور مین نے عمامہ کی گرہ باندھ لی پھر ایک شخص آیا جسکے مانند سیاہ وپست قد بدشکل درم[12] مین نے البقیع مین نہین دیکھا اور اپنے ساتھ ایک اونٹنی لایا کہ اُسکے مثل خوبصورت مین نے نہین دیکھی اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ صدقہ ہی آپ نے کہا کہ بہت اچھا پھر فرمایا کہ لے یہ خوبصورت اونٹنی لیجا - پھر ایک منافق نے صدقہ دینے والے کو عیب لگایا کہ یہ شخص اور یہ اونٹنی اسطرح صدقہ دے ڈالی واللہ یہ تو اس سے اچھی ہی - اسکو آنحضرت صلعم نے سُنا تو فرمایا کہ تو جھوٹا ہی بلکہ وہ شخص تجھسے اور اس اونٹنی دونون سے اچھا ہی تین مرتبہ فرمایا - پھر کہا کہ تیرے ساتھیون مین سے جو لوگ کہ ذو سو اونٹ والے ہین اُنکے لے ویل ہی یعنی ہلاکت یا جہنم ہی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ مگر کون یا رسول اللہ تو فرمایا کہ دو سو والون مین سے سوائے اُسکے جسنے یون دیا اور یون دیا - یعنی دائین بائین لپ بھر بھر کے اشارہ کیا - پھر تین مرتبہ کہا کہ مزہد ومجہد فلاح یاب ہوا - مزہد وہ جسنے عیش وعشرت مین زہد کیا - اور مجہد وہ کہ جسنے عبادت مین خوب کوشش کی ہی - رواہ احمد - پھر اللہ تعالے نے اپنے محبوب رسول صلعم کو منافقون کے لیے استغفار کرنے سے منع فرمادیا -

Marfat.com

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ [illegible]

تو اُنکے حق مین بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر اُنکے واسطے [illegible]

يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ [illegible]

تو بھی ہرگز نہ بخشے اُنکو اللہ یہ اسپر کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اُسکے رسول [illegible]

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ع

بے حکم لوگون کو

اسمین اللہ تعالے عزوجل نے اپنے رسول کو آگاہ فرمایا کہ منافق لوگ قابل مغفرت نہین چنانچہ فرمایا - اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اُنکے لیے [illegible] مانگ - اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ یا انکے لیے مغفرت مت مانگ - یعنی دونون مساوی ہین - اگر کہا جاوے کہ استغفر بصیغہ امر ہی [illegible] انشا ہی پھر خبر کیونکر ہی تو جواب یہ کہ درحقیقت انشا ہی اور خبر بیان مجازاً ہی بقرینہ قولہ او لا تستغفر لہم - اور توضیح یہ کہ جب امر و نہی دونون انکے حق مین جمع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کام کر یا مت کر دونون یکسان ہین یعنے اُنکے حق مین یہ حکم ہو کہ استغفر بصیغہ امر یا یہ حکم [illegible] لا تستغفر دونون ایک ہین تو معلوم ہوا کہ مغفرت کی اُنکو صلاحیت نہین پس مقصود یہ ہوا کہ سواء لہم ان یقال فیہم افعل کذا او لا تفعل [illegible] یکسان ہی خواہ مغفرت مانگنے کا حکم ہو یا اُس سے ممانعت ہو - پس مراد خبر ہی کہ استغفار اُنکے حق مین بیفائدہ ہو [illegible] ایسا ہی کہ جیسے منع و عدم استغفار چنانچہ منصوص کر دیا بقولہ - اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اگر تو انکے لیے ستر بار استغفار کرے تو ہرگز کبھی اللہ تعالے اُنکو نہین بخشیگا - واضح ہو کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافقون کا سردار تھا اور آنحضرت صلعم پر ظاہر مین ایمان رکھتا اور باطن مین دشمن و ایذا کے درپے رہتا اور اُسی نے کہا تھا کہ اے لوگو تمھین نے محمد [illegible] کے ساتھیون کو کھانا کپڑا دیکر جمع کر رکھا ہی ورنہ سب ساتھ چھوڑ کر متفرق ہو جاتے اور تبوک کے مقام مین اسی نے کہا تھا کہ اگر لوٹ کر مدینہ پہونچے تو ہم مین عزت والے بیلے عزتون کو نکال باہر کرینگے - بالجملہ اُسکے اقوال و افعال قبیحہ بہت ہین ولیکن اُسنے منافقانہ اپنا مال بھی اہل ایمان پر خرچ کیا اور بدر کے قیدیون مین جب عباس گرفتار ہوے تو اسنے ایک قمیص اُنکو پہنائی تھی اور بعض علماء نے لکھا کہ آنحضرت صلعم اسکا عوض دینا چاہا کرتے تھے - پس روایت ہی کہ جب وہ مرا تو اُسکے بیٹے نے جسکا نام بھی عبد اللہ تھا اور وہ منافق نہین بلکہ خالص مومن تھا بمقتضاے بشریت آکر آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ آپ اُسکے لیے استغفار فرماوین پس آپ نے منظور فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی قولہ استغفر لہم او لا تستغفر لہم ان تستغفر لہم الخ - اگر کہا جاوے کہ منافق مذکور ایک تھا جسکا واقعہ ہی اور آیت مین لہم بصیغہ جمع ہی تو جواب یہ کہ حکم عام منافقون کا بمانند اسکے بیان فرما دیا - اور علی ہذا قولہ ان تستغفر لہم - بحرف شرط بھی بیان حکم عام کے لیے [illegible] وقوع کے لیے نہین کیونکہ بعض روایات مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے اُسپر نماز پڑھی اور اُسکے لیے استغفار کیا [illegible] روایت ہی کہ جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلعم نے کہا کہ مین ستر سے استغفار بڑھاؤنگا تب نازل ہوا قولہ سواء علیہم [illegible] لم تستغفر لہم الآیۃ - یعنی اُنکے حق مین یکسان ہی خواہ تو استغفار کرے یا نہ کرے الی آخر الآیۃ - اگر کہا جاوے کہ کیا آیت [illegible] سبعین مرۃ سے ستر عدد مخصوص مراد ہی تو جواب یہ کہ نہین بلکہ کثرت مراد ہی جیسے اردو محاورہ مین بھی بولتے ہین [illegible] سمجھا ہی - پھر یہ سوال ہوا کہ آنحضرت صلعم نے کیونکر فرمایا کہ مین ستر بار سے بڑھاؤنگا - تو اسکا جواب کئی وجہ سے [illegible] بیضاوی

[illegible] نے اس سے عدد مخصوص سمجھا کیونکہ وہی اصل موضوع لہ ہو پس دوسری آیت مین بیان کر دیا گیا کہ مراد کثرت ہو نہ خاص
عدد۔ اور اس جواب کو کشاف وغیرہ مین رد کر دیا کہ آنحضرت صلعم افصح العرب اور اعلم باسالیب قرآن مجید تھے آپ پر یہ بات مخفی نہین
رہ سکتی کہ یہ بطور ضرب المثل کے بمعنی کثرت ہو اور کیسے مخفی ہو سکتی جب کہ اسکے پیچھے ہو قولہ ذلک بانهم کفروا باللہ الخ موجود ہو۔ پس جسکا
نتیجہ یہ ہو کہ صواب ہو کہ بے شک آپ پر مراد مخفی نہین ہو سکتی۔ لہذا بعض نے یہ جواب دیا کہ آنحضرت صلعم نے اس سے اس امر کا اظہار فرمایا
کہ جن لوگون کی طرف آپ بھیجے گئے ہین انپر آپ کی رحمت وشفقت بدرجۂ کمال ہو جیسے انبیاء علیهم السلام کی شان ہوتی ہو چنانچہ ابراہیم ؑ
نے کہا ومن عصانی فانک غفور رحیم۔ اور یون نفرمایا کہ جو میری نافرمانی کرے اسکے واسطے تیرا عذاب الیم ہو اور یہ بھی فائدہ ہو کہ امت کو
باہم ایسے ہی رحم کی طرف ارشاد کیا اور نیز جب تک امر محکم نہو تب تک تاویل رخصت مین جو خالی از ہوا وہوس واتباع نفس ہو اجازت
دینے کا طریقہ معلوم ہوگیا۔ اور شیخ عکبری رح نے تبیان فی اعراب القرآن مین کہا کہ آنحضرت صلعم کا کلام اس قبیل سے ہو کہ لفظ کو ایسے
معنی پر محمول کرنا جسکو محتمل ہو باوجود علم اس امر کے یہ معنی یہان مراد نہین ہین چنانچہ قبعثری کا قصہ اس امر کا شاہد ہو کہ حجاج ثقفی امیر غصہ
ہوا اور کہا کہ لاحملنک علی الادہم۔ تجھے بیڑیون پر لاد دونگا یعنے تیرے پاؤن مین بیڑیان ڈالونگا تو قبعثری نے جواب دیا کہ مثل الامیر یحمل
علی الادہم والاشہب۔ تجھسا سردار ادہم گھوڑے واشہب گھوڑے پر سوار کر دیا کرتا ہو یعنے ادہم بمعنی بیڑی کو ادہم بمعنی اسپ ادہم لے لیا۔
بالجملہ آنحضرت صلعم نے اس امر سے کمال رحمت ورافت کا قصد کیا اور منافقون کو اپنی طرف سے بالکل کوتاہی نہ کرنے کا اعتماد دلایا پس انکو
بالکل طمع نہ رہی کہ دنیا ہوا وہوس مین کاٹو پھر آخرت مین بھی استغفار وغیرہ کا حیلہ نکل آویگا۔ کیونکہ اللہ تعالے نے قطعاً انکو قابل
استغفار ہونے سے آگاہ فرمایا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یہ یاس وبالکل محرومی انکے حق مین استغفار
قبول نہونے کی بسبب اس امر کے ہو کہ انھون نے کفر کیا اللہ تعالے واسکے رسول کے ساتھ۔ پس ظاہر کر دیا کہ تیرا استغفار انکے حق مین
قبول نہونا کچھ اسوجہ سے نہین کہ ہماری طرف سے کچھ بخل ہو یا تجھ مین کوئی قصور ہو بلکہ فقط اس جہت سے ہو کہ انمین بسبب کافر
ہونے کے صلاحیت ہی نہین ہو اور اللہ تعالے نے قطع کر دیا کہ کافر کبھی مغفور نہو گا۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفٰسِقِيْنَ اور ایسی قوم کو جو فاسق ہین اللہ تعالے ہدایت نہین دیتا ہو یعنی کافرون کو ہدایت نہین ملتی پس
معلوم ہوا کہ منافق کافر ہین اور کبھی مغفور نہونگے۔ مراد ہدایت سے یہان ایسی ہدایت کہ مقصود تک پہونچ ہو جاوے
اور فسق سے مراد وہ فسق ونافرمانی ہو جس سے کفر ہو جاوے۔ پھر اللہ تعالے نے منافقون کا نفاق کے افعال پر خوش
ہونا وغیرہ وبیان فرمایا۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا
خوش ہوئے پیچھے ڈالے گئے بیٹھ رہ کر جدا رسول اللہ سے اور برا لگا کہ لڑین
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ
مالون سے اور جان سے اللہ کی راہ مین اور بولے مت کوچ کرو گرمی مین تو کہہ
نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا
آگ دوزخ کی بہت گرم ہو اگر انکو سمجھ ہوتی سو ہنس لیوین تھوڑا اور رووین بہت سا

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝
بدلا اُسکا جو کماتے تھے

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ خوش و فرحناک ہوئے وہ لوگ جو مخلف ہوئے یعنی ایسے کردیے گئے کہ پیچھے رہ [illegible]
حاصل نہوئی بقولہ تعالےٰ ولٰکن کرہ اللہ انبعاثہم فثبطہم وقیل اقعدوا مع القاعدین - یہ حال ان لوگون کا ہی [illegible]
صلعم کے ساتھ جانے سے پیچھے رہے تھے اور وہ منافقون کی ایک جماعت تھی - اگر کہا جاوے کہ تین سچے مومن بھی پیچھے رہے تھے [illegible]
کعب بن مالک ہین تو جواب یہ کہ ہان ولیکن یہ لوگ خوش نہ تھے بلکہ بمشیت تقدیری پیچھے رہے اور دل سے ناخوش تھے [illegible]
ہوگیا اور عنقریب قصہ تخلف کعب رضی اللہ عنہ آویگا اور اللہ تعالےٰ نے صادقین مومنون کو متخلفین کے نام سے یاد نہین فرمایا [illegible]
مصرح بیان ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ اور بعض نے کہا کہ مخلفون بمعنی متروکون ہی یعنے چھوڑے گئے اور یہ ایک جماعت منافقون کی تھی [illegible]
نے آنحضرت صلعم سے تخلف کی اجازت لی تھی کہ ہم مدینہ مین چھوڑے جاوین یا نائب رہین تاکہ غسان وغیرہ اقوام عرب کے حملے سے مدینہ
محفوظ رکھین پس اللہ تعالےٰ نے قرآن نازل فرماکر ظاہر کردیا کہ ان لوگون کی نیت فقط یہ تھی کہ ساتھ نہ دین اور خلاف رسول صلعم کے [illegible]
اختیار کرین چنانچہ فرمایا فرح المخلفون - خوش ہوے پیچھے رہنے والے **بِمَقْعَدِهِمْ** قعود و مقعد دونون مصدر ہین اے بقعودہم
اپنے بیٹھ رہنے سے - یعنی مخلفین جو مدینہ مین بیٹھ رہے تھے وہ خوش ہوے اپنے بیٹھ رہنے سے **خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ**
خلاف رسول اللہ صلعم کے - اے یخلفوا خلاف الرسول - پس خلاف مفعول مطلق منصوب ہی یا مفعول لہ ہو اے لاجل خلاف الرسول
یعنے بغرض خلاف کرلے رسول اللہ صلعم کے ساتھ سے - یا خلاف ظرف ہی جو جہۃ امام یعنی روبرو کے مخالف ہی - کما قال ابو عبیدہ وغیرہ
اے بعد رسول اللہ - قطرب نے کہا کہ بمعنی خلف ہی یعنے بغرض مخالفت رسول صلعم کے بیٹھ رہنے پر خوش ہوے - **وَكَرِهُوْٓا
اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ** اور مکروہ رکھا انھون نے اس امر کو کہ جہاد کرین اپنے مالون و جانون
کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی راہ مین - کیونکہ انکے پاس ایمان و اعتقاد بقاء دار آخرت و فناء دنیا نہین اور نفاق و اعتقادیات دنیاوی [illegible]
شہوات طبع و نفس موجود پس دنیا و اسکے لذات چھوڑکر راہ حق مین جان و مال فدا کرنے کو مکروہ جانا بخلاف مومنون کے - کما قال تعالےٰ
لٰکن الرسول والذین اٰمنوا معہ یجاہدون باموالہم وانفسہم الآیۃ - اور تقدیم اموال بر انفس مشعر ہی انکے کمال بخل پر راہ خیر مین مال دینے
سے کمال بخیل ہین - **وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ** اور منافقون نے آپس مین بعض نے بعض سے کہا کہ جہاد کو نہ نکلو اس گرمی مین پس
آپس مین امر معروف سے ایک دوسرے کو منع کیا اور آرام طلبی و چین جسمانی جو مقتضائے طبع و نفس ہی اسکی اتباع کی اور غزوہ تبوک شدت
گرمی و وقت پختگی خرمائے مدینہ واقع ہوا تھا - **قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا** تو کہدے کہ اے لوگو جہنم کی آگ تو حرارت مین اس گرمی سے
کہین سخت و شدید ہی - **لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ** اگر سمجھے ہوتے تو ایسا نکرتے - کیونکہ جب انکو جہاد کے واسطے اللہ تعالیٰ کے رسول
نے حکم دیا تھا تو انکو روا نہ تھا کہ پیچھے رہین جیسے انکو نفاق و کفر ہی نہ کرنا چاہیے پس جب وہ حکم اللہ تعالےٰ و رسول صلعم کے [illegible]
بلکہ خواہش نفس کو غالب رکھا تو مومن نہوئے جیسے حدیث مین ہی کہ کوئی تم مین سے مومن نہوگا جب تک اسکی خواہش نفس [illegible]
کی مطیع نہو جاوے جسکو مین لایا ہون - اور جب مومن نہوئے تو چند روزہ زندگی دنیاوی کے بعد آخرت مین انکے لیے جہنم کی آگ
اور وہ آگ دائمی ہی سو اگر سمجھ رکھتے تو چند روزہ ایسے ناقص لذت جسمانی کے لیے ہمیشہ کی آگ اختیار نکرتے اور اپنے نفاق [illegible]

Marfat.com

[illegible] دربان کے مزہ کے لیے ایسا عذاب نہ لیگا مگر منافقون کی سمجھ ہی پر شامت تھی بوجہ کفر و نفاق کے
[illegible] عذاب اختیار کیا۔ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا اے فلیضحکوا ضحکا قلیلا
[illegible] کثیرا۔ یعنی جب تم نے دائمی آگ اختیار کی تو تھوڑا ہنس لو یا تھوڑے دن ہنس لو اور بہتیرا رو۔ صیغہ امر
[illegible] انجام یہ ہوگا کہ چندے زندگانی فانیہ مین جیسی کچھ یہ زندگی بیماری و آفات و آلام کے ساتھ ہوتی ہی
[illegible] رو دیا کرو گے۔ جو مرا اسکی قیامت گویا قائم ہو گئی۔ اور جب اصلی قیامت ہوگی تو اہل کفر و طغیان پر یہ دن
[illegible] اعوذ بک رب ملتجیا ایاے و المومنین جمیعا عن العذاب والکربات وانت ارحم الراحمین۔ اور منافقون کا یہان
[illegible] عذاب آخرت کے ہی اگرچہ کوئی منافق فقیر محتاج درد دکھ مین گرفتار ہو تو عذاب آخرت کے مقابلہ مین اسکا حال گویا قابل
[illegible] ہونے کے ہی۔ لہذا انکو نا فرمایا کہ تھوڑا ہنسو اور بہت رو جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ اے یجزون جزاء باعمالہم۔
[illegible] دیے جاوینگے منافق لوگ یہ بدلا ان افعال و اعمال کا جو چند روزہ زندگی مین کرتے تھے۔ اگر جزاء آخرت مراد ہی تو لیبکوا کثیرا سے متعلق ہی
یعنی دائمی رونا انکا انکے اعمال کی جزاء ہی اور محتمل ہی کہ ضحک قلیل و بکاء کثیر دونون سے متعلق ہو پس دنیا مین جو منافقون کو ملتا ہی حسب
[illegible] لہو و لعب و ہنسی کھیل مین پڑے رہتے ہین بطریق استدراج ہی۔ کما فی قولہ تعالے فتحنا علیہم ابواب کل شیٔ الآیۃ۔ اور اسی معنی مین
احادیث مین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ مومن ہمیشہ ابتلا مین رہتا ہی شکر گذار و صابر کہ کفارہ گناہون سے پاک مرتا اور اپنے پروردگار سے
ملتا ہی اور منافق درخت کھجور کی طرح کسی آندھی سے جھونک نہین کھاتا یہانتک کہ ایکبار جڑ سے گر جاتا ہی بالجملہ منافق اسقدر نا سمجھ ہوتا ہی
کہ دار آخرت سے بالکل منکر فقط دنیا کی زندگی پر اعتماد کرتا ہی اور مومن دار آخرت کا اقرار کرتا اور ایمان رکھتا ہی پس یہ امر تو ایمان کے واسطے
ضروری ہی پھر جنت و دوزخ و عظمت و جلال الٰہی کا شہود تو یہ خاص بندون کو ہوتا ہی جنمین سے اول انبیاء علیہم السلام ہین لہذا آنحضرت
صلعم نے فرمایا۔ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا و لبکیتم کثیرا۔ رواہ البخاری عن ابی ہریرہ رضہ یعنے اگر تم جانتے جو مین جانتا ہون تو تھوڑا ہنستے
اور بہت روتے۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ رونا اس دنیا مین اپنی تقصیرات و نقص عبادات مین گرانمایہ ہی۔ اور حدیث مین بندہ صالح و افضل کو فرمایا
کہ تنہائی مین اللہ تعالے کو یاد کیا اور اسکے آنسو جاری ہوے۔ بالجملہ دنیا مین ضحک مورث غفلت و ممنوع ہی اور ابن عباس رضہ وغیرہم نے کہا
کہ قولہ فلیضحکوا قلیلا الخ۔ یعنی دنیا چند روزہ ہی اسمین ہنس لین جب یہ منقطع ہوئی تو وہان جاکر الیسا رونا روئینگے کہ کبھی منقطع نہوگا۔ ابن
ابی الدنیا کی روایت مین ہی کہ پھر دوزخیون سے دربان کہینگے کہ اے شقی بدبخت لوگو تم نے دنیا مین رونا چھوڑا جہان رونے والون پر اللہ تعالے
رحم فرماتا اب آج کون تمھاری فریاد سنیگا پھر دوزخی لوگ اپنے باپ مان اولاد کو جو جنت مین ہون پکارینگے کہ ہم قبرون سے پیاسے اٹھے
اور تمام [illegible] پیاسے رہے اب بھی بہت پیاسے ہین سو تم کو جو کچھ اللہ تعالے نے پانی و رزق روزی دیا ہی اسمین سے ہماری طرف بھی
[illegible] پکارا کرینگے کوئی جواب نہ دیگا پھر جواب ملیگا کہ اللہ تعالے نے یہ نعمتین کافرون پر حرام فرمائین تم وہین پڑے رہوگے
[illegible] آنسو و پیپ روئینگے اور زخم کی جلد لین پڑ جاوینگی۔ اور حرارت دوزخ کی شدت و ہول و سختی عذاب مین آیات و
[illegible] مین کقولہ تعالے کلا انہا لظی نزاعۃ للشوی۔ قولہ و قیل لہم ذوقوا عذاب الحریق۔ قولہ کلما نضجت جلودہم بدلناہم جلودا غیرہا
[illegible] الآیہ۔ و فی الحدیث عن ابی ہریرہ رضہ۔ سب سے کمتر عذاب والا دوزخی وہ ہوگا جسکے پاؤن مین آگ کی دو جوتیان
[illegible] رواہ احمد باسناد علی شرط مسلم و قدرہ المسلم عن ابی سعید الخدری و ہو د البخاری عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بنحوه - وعن ابی ہریرہ رفعا - اگر اس مسجد مین سو ہزار یا زیادہ آدمی ہون انمین ایک آدمی دوزخی ... سب مسجد کے جل جاوین - رواہ ابو یعلی و ہو غریب - انس رض رفعہ اگر آتش دوزخ کی ایک چنگاری ... رواہ الطبرانی - وانس رض رفعہ آتش دوزخ ہزار برس دھونکی گئی کہ سپید ہوگئی پھر ہزار برس ... ہوئی پس وہ ماننددرات کے اسکی لپٹ مین چمک نہین ہے - رواہ الترمذی وابن مردویہ وغیرہما - وعن ابی ہریرہ ... جزو آتش دوزخ کا ہے دو بار سمندر مین بجھائی گئی ورنہ کسی کو اس سے نفع نہوتا - رواہ احمد ... عز و جل ہر چیز پر قادر ہے اور کیفیت خلق اشیاء بطریق پیداوار دنیا از سر حکمت آلیہ ہے - فافہم - ... دنیا مین جتنا چاہین ہنس لین جب منقطع ہو کر حق عز و جل کی طرف جاوینگے تو ایسے روئینگے جو کبھی منقطع نہو ... قال الحسن ... و ربیع بن الہیثم و زید بن اسلم و بہ فسر البحر بن عباس - شیخ ابو یزید نے کہا کہ اسمین تعلیم ہے کہ ہنسو کم تاکہ دنیا تمھین نہ لبھاوے اور بہت روؤ کہ دار آخرت محبوب نظر آوے اور مولی کی طرف شوق بڑھاوے - طاہر مقدسی رح نے کہا کہ خدمتگار بہت نہین ہنستا ... غم مین رونا لائق ہے - جب ضحک بسبب ظہور نور جمال ہو تو وہان رونا و ہنسا یکسان ہے بہت رونا بشوق مشاہدہ ہوتا ہے پھر بفرحت وصال ورنہ گریہ مریدین بخیال حرمان و فوت ایام ہے قال تعالی تری اعینہم تفیض من الدمع الآیۃ - بسبب اچانک انکشاف غیب کے واقع ہوا ... نے کہا کہ ایک آنکھ تو خیر پر روتی ہے اور ایک عبادت پر اور ایک خوف سے جسمین محبت کا لگاؤ ہوا اور ایک ہیبت و ڈر سے اور ایک بحقیقت یہ اقسام ہین - پھر ان منافقون کے ازلی شقی ہونے سے اللہ تعالی نے خبر دی جہاد مین لیجانے سے منع کر دیا قولہ

فَإِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ إِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ أَبَدًا

سو اگر پھر لیجاوے تجھکو اللہ کسی فرقے کی طرف انمین سے پھر یہ رخصت چاہین تجھسے نکلنے کو تو تو کہہ تم ہرگز نہ نکلوگے میرے ساتھ کبھی

وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ إِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ أَوَّلَ مَرَّةٍ

اور نہ لڑوگے میرے ساتھ کسی دشمن سے تمکو پسند آیا بیٹھ رہنا پہلی بار

فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝

سو بیٹھے رہو ساتھ پچھاڑی والون کے

فَإِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ فا تفریع - رجع متعدی و رجوع لازمی - کرخی نے لکھا کہ رجوع کے معنی کسی چیز کا وہین پہونچا ... یا جہان تھا ... اور حرف ان شرطیہ جو محل مشکوک پر داخل ہوتا ہے بشارت دلاتا ہے کہ آدمی کو حیات فانی پر اعتماد نہ چاہیے - معنی یہ کہ اگر اللہ تعالے تجھے اس مقام سے لوٹا کر پہونچاوے مدینہ مین - إِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ انمین سے ایک گروہ کی طرف - ضمیر منہم یا تو منافقین کی طرف راجع ہے یا متخلفین کی طرف - پس اگر منافقین کی طرف راجع ہے تو انمین سے ایک طائفہ یعنی ٹکڑی اسواسطے فرمائی کہ بہت سے منافقین ساتھ آئے تھے اور تھوڑے مدینہ مین پچھڑ رہے تھے اور قتادہ رح نے کہا کہ ہمکو روایت پہونچی کہ بارہ آدمی تھے یا اس لیے کہ سب سابق منافقون پر یہ حکم نہ تھا کیونکہ انمین سے بعض نے اپنے نفاق سے توبہ کر لی تھی - اور اگر ضمیر جملہ متخلفین کی طرف ہے تو متخلفین ... اسواسطے فرمائی کہ سب پچھڑنے والے منافق نہ تھے بلکہ بعضے مومنین صادقین ایسے تھے کہ انکے واسطے ... لیے عذر نہ تھے اور پچھڑنے پر نادم تھے ہان بعضے منافق جو پچھڑنے پر خوش تھے سو انھین منافقون کے ...

[illegible] منافقوں کی ہے۔ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ پھر یہ ٹکڑی والے تجھے اجازت چاہیں نکلنے کی
[illegible] سفر جہاد میں جو اس سفر تبوک کے بعد ہووے ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں۔ فَقُل لَّن تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا پس تو
[illegible] ہرگز تم نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی وَلَن تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا اور ہرگز تم مقاتلہ نہ کرو گے میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے
[illegible] مقاتلہ کرو۔ پس بجائے نہی کے صیغہ مضارع بطریق خبر فرمایا کہ اسمیں مبالغہ ہے اور ایذان اس حال کا کہ اللہ تعالے
[illegible] توفیق نہو گی۔ اور یہ انکے پیچھے رہنے کی وجہ سے انکے حق میں عقوبت ہے کہ انکو مجاہدین کے دفتر سے گرا دیا چنانچہ فرمایا۔
إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ اے لا انکم۔ یعنی یہ عقوبت تمپر اسوجہ سے کہ تم اول بار یعنی غزوہ تبوک میں پیچھڑ کر بیٹھ رہنے پر
[illegible] ہوئے کما قال فرح المخلفون بمقعدهم خلاف رسول اللہ۔ پس مومنین اس سے الگ ہیں کیونکہ وے پیچھے رہجانے پر رنجیدہ تھے چنانچہ
[illegible] ان شاء اللہ تعالے بیان آویگا۔ اگر کہا جاوے کہ مرۃ مونث ہے پس قیاس یہ تھا کہ اولی بجائے اول ہو جواب یہ کہ مضاف بجانب معرفہ
متعددہ میں تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں۔ جیسے ہندۃ افضل النساء و فضلی النساء۔ اگرچہ مذکر لانا اکثر ہے اور مضاف بجانب نکرہ مطابق
میں فقط تذکیر ہی آئی ہے جیسے ہندۃ افضل امرأۃ اور جائز نہیں فضلی امرأۃ۔ کیونکہ افعل التفضیل مستعمل بحرف من کے ساتھ اسکو سخت
مشابہت ہے۔ کذا فی الکشاف۔ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ پس تم بیٹھے رہو خالفین کے ساتھ ہو کر۔ یہ امر بطریق عقوبت و ذلت ہے
اور خالفین سے بقول ابن عباس وہ مرد لوگ مراد ہیں جو غازیوں سے پیچھڑ رہے اور اسی کو ابن جریر رح نے صحیح کہا۔ ولیکن اسمیں تامل ہے
اس لیے کہ یہ لوگ تو خود بھی منافق تھے۔ اور کہا گیا کہ خالف بمعنی فاسد ہے ماخوذ از قول عرب کہ خلف اللبن اے فسد یعنی دودھ بگڑ گیا اور
فلان خالفة اهل بيته۔ یعنی فلانا اپنے گھر آنے والوں میں فاسد ہے۔ قتادہ رح نے کہا کہ خالفین سے عورتیں مراد ہیں کہ ہمیشہ پیچھڑی رہتی
ہیں۔ اسپر اعتراض کیا گیا کہ خالفین اسکی جمع نہیں ہو سکتی بلکہ خوالف و خالفات ہونا چاہیے تھا او جواب یہ ہے کہ لڑکے و عورتیں و عاجز مرد
سب کی وجہ سے بطریق تغلیب بصیغہ مذکر خالفین جمع آئی ہے۔ فافہم۔ بیضاوی نے کہا کہ خالفین کے ساتھ یعنی تخلفین کے ساتھ بیٹھ
رہنے کا حکم دیا کیونکہ انہیں جہاد کی لیاقت نہ تھی جیسے عورتیں و لڑکے ہوتے ہیں۔ رازی رح نے کہا کہ اس آیت میں دلالت ہے کہ آدمی جب
دوسرے سے مکر و فریب و نفاق دیکھے اور اسکو بشدید پاوے کہ ایسے ہی سامان کرنے میں مصر ہے تو اُسکے تعلق قطع کر دے اور اسکی مصاحبت سے
احتراز کرے۔ اور جب اللہ تعالے نے رسول اللہ صلعم کو منع کر دیا کہ طائفہ نفاق کو جہاد میں ساتھ نہ لیجاویں بغرض انکی عقوبت و ذلت کے

تو انکے جنازہ پر نماز وغیرہ بھی اذلال کے واسطے منع فرمایا بقولہ تعالے

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

اور نماز نہ پڑھ ان میں کسی پر — جو مرجاوے کبھی — اور نہ کھڑا ہو — اسکی قبر پر — وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اسکے رسول سے

وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ ۝

اور مرے ہیں — بے حکم

[illegible] علماء نے کہا کہ نزول اس آیت کا اسوقت ہوا کہ آنحضرت صلعم نے عبد اللہ بن ابی منافق پر نماز پڑھی۔ واضح ہو کہ عبد اللہ مذکور
[illegible] خزرج کا سردار تھا مگر اسلام کی حالت میں منافقوں کا سردار رہگیا۔ مرد فربہ دراز قد تھا کہ جب عباس بن عبد المطلب بدر کی لڑائی
[illegible] شخص کی قمیص انکے بدن پر نہ آئی سوائے اس منافق کی قمیص کے اور اسکے باپ کا نام ابی تھا اور ماں کا نام سلول اور وہ

Marfat.com

اپنے باپ وماں دونوں کی طرف منسوب ہوتا یعنی عبد اللہ بن ابی ابن سلول کہلاتا منافق اور ..... الا اسلام
تادم مرگ منافق رہا - پھر اسمین دو قول ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر نماز پڑھی ..... ابن .....
کہ جبرئیل علیہ السلام نے منع کر دیا تھا لیکن ابن کثیر رح نے کہا کہ اسناد ضعیف ہو اور صحیح .....
و ترمذی نے عمر بن الخطاب رض سے روایت کی کہ جب عبد اللہ بن ابی مرگیا تو آنحضرت صلعم اسکے جنازہ .....
نماز کو کھڑے ہوے تو مین پھر کر آپکے سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ اس دشمن خدا ابن ابی پر .....
کہتا تھا اور فلان روز اسطرح چنانچہ اسکے افعال منافقانہ شمار کرتا جاتا اور آنحضرت صلعم تبسم فرماتے یہانتک .....
فرمایا کہ اے عمر ذرا مجھسے ہٹو تو مجھے مختار کیا گیا پس مین نے اختیار کیا یعنی قولہ تعالے استغفر لهم او لا تستغفر لهم الآیۃ - اور اگر مجھے معلوم
کہ مین ستر بار سے استغفار بڑھاؤن تو بخشش کردیجائیگی تو مین بڑھاتا - پھر آنحضرت صلعم نے اسپر نماز پڑھی اور اسکے جنازہ کے ساتھ
اور اسکی قبر پر کھڑے ہوے یہانتک کہ اسکے دفن سے فراغت ہوئی - اور مین نے اس روز آنحضرت صلعم کی حضور مین اپنی جرأت
سے تعجب کیا حالانکہ اللہ تعالے و اسکا رسول دانا تر ہی - پھر قسم ہی اللہ عز وجل کی کہ کچھ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ دونون آیتیں نازل
ہوئین - ولا تصل علی احد منهم مات ابدا الآیۃ - پھر اسکے بعد کبھی آنحضرت صلعم کسی منافق کی قبر پر نہین کھڑے ہوے یہانتک کہ وفات
فرمائی - قال الترمذی حسن صحیح - وقد رواه البخاری وقد جاء فی الصحیحین بالفاظ متقاربۃ مفسرۃ ومجملۃ وباول الروایات علی معنی واحد - اور
صحاح و مسند کی روایات سے ثابت ہی کہ منافق مذکور نے اپنے مرض الموت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جب آپ اسکے پاس گئے
تو فرمایا کہ تجھے یہودیون کی محبت نے ہلاک کیا اسنے کہا کہ مین نے آپ کو اپنے حق مین صلوۃ وغیرہ کے لیے بلایا ہی اور اس لیے نہین بلایا کہ مجھے
ملامت کرو - مترجم کہتا ہی کہ اسوقت بھی نفاق پر جما ہوا تھا - بہرحال اسنے وصیت کی تھی کہ آنحضرت صلعم اسپر نماز پڑھین اور جب وہ مرگیا
تو اسکے بیٹے نے جو سچا مومن تھا اور اسکا نام بھی عبد اللہ تھا آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ آپ اپنے تن مبارک سے لگی ہوئی قمیص عطا
فرماوین شاید وہ منافق آگ سے بچے اور مروی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری قمیص اس سے عذاب الٰہی دور نہین کر سکتی .....
اور عبد اللہ نے عرض کیا کہ یا حضرت اگر آپ نہ تشریف لاوین تو ہمپر عار باقی رہیگا اور کوئی مسلمان نہ کھڑا ہوگا - الخ بعض روایات مین ہی کہ
منافق مذکور جب گڑھے مین رکھ چکا گیا تب آنحضرت صلعم تشریف لائے اور نکلوا کر اسکے سر سے پاؤن تک اپنا لعاب دہن مبارک ملا یہ بہ
سے زیادہ معتبر تھا اور اسکو اپنی قمیص پہنائی - کما فی روایۃ النسائی اور بات یہ ہوئی کہ قمیص منگوانے مین دیر ہوئی کہ لوگون نے قبر مین اتار دیا
پھر پیچھے سے آپ وہان تک پہونچے فتدبر واللہ اعلم - ابن کثیر رح نے کہا کہ بعض سلف نے ذکر کیا کہ آنحضرت صلعم نے اپنی قمیص مبارک
اسکو مکافات قمیص عباس مین پہنائی تھی اور سراج وغیرہ مین ذکر کیا کہ حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اپنی پاک قمیص اس
نجس کو دیتے ہین تو فرمایا کہ میری قمیص اس سے عذاب الٰہی دور نہین کریگی اور مجھے امید ہی کہ اس سبب سے بہتیرے مسلمان ہوجاوین
یہ دیکھکر بہت سے خزرجی مومن ہوگئے - بالجملہ حق تعالے نے منافق پر نماز پڑھنے سے منع فرمادیا بقولہ ولا تصل علی احد منهم
اور مت نماز پڑھ کسی پر انمین سے یعنی منافقون مین سے - یہ مؤید ہی کہ او پر قولہ طائفۃ منهم مین بھی ضمیر .....
تاکہ تفکیک ضمائر لازم نہ آوے - مات ابدا واحدی رح نے کہا کہ مات جملہ صفت احد واقع .....
منهم میت ابدا متعلق لا تصل ہی اسے لا تصل ابدا علی احد منهم مات .....

ع یعنی قبر مین اسکے بدن کو لیپ ..... اور پھر اسکا ..... قمیص بخشش ..... ۱۲ .....

[illegible] ہمیشہ مات ابدا مستقل ہو مراد اس سے کفر پر موت ہو کیونکہ کافر کی زندگی بھی موت ہو کہ وہ آخرت کا
[illegible] عذاب پانے کے لیے زندہ ہو پس گو یا زندہ ہی نہین ہوا بلکہ دائمی مردہ ہو اور قول اول ارجح ہو لینے مراد دوام
[illegible] روایات مین ہو کہ بعد نزول اس آیت کے تا وفات شریف آپ نے کسی منافق پر نماز نہین پڑھی اور جنازہ
[illegible] پس اگر قرینہ [illegible] تو اسپر نماز پڑھ دیتے ورنہ اہل جنازہ سے کہتے کہ تم جانو اور جنازہ - وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اور اُسکی قبر پر
[illegible] کہ جب میت دفن ہوتی تو رسول اللہ صلعم اُسکی قبر پر کھڑے ہوتے اور اُسکے لیے دعا کرتے پس منافق کے حق مین
ایسا کرنے سے منع فرمائے گئے - بعض نے کہا کہ قیام یہان بمعنی اصلاح ہو لینے اُنمین سے کسی شخص کی قبر و دفن کے اہتمام و اصلاح مین قیام نہ کیجیے
اور بعض نے کہا کہ علی بمعنی عند ہو لینے دفن و زیارت کے واسطے قبر کے پاس نہ کھڑے ہون - اور اول اولی ہو - پھر آنحضرت صلعم کو
اس ممانعت کی وجہ بتلائی بقولہ تعالے - اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اے لانہم - لینی اس لیے کہ اُن لوگون نے کفر کیا اللہ
اور اُسکے رسول سے - وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ اور مرے درحالیکہ وے فاسق تھے - لینی کافر تھے کہ قبل موت کے اُنھون نے
کفر سے توبہ نہین کی - اب یہ وہم نہین ہوتا کہ کفر سے فسق گھٹا ہوتا ہو پھر فاسقون کیون فرمایا - اور بعض نے جواب دیا کہ اظہار
ہو اُنھون نے کفر کے ساتھ فسق بھی جمع کیا کیونکہ بعض کافر تو جس اعتقاد پر ہو اسمین امانت دار ہوتا ہو بخلاف نفاق کے کہ یہ طریقہ سب کے
نزدیک بد تر ہو - اگر کہا جاوے کہ کافر پر کیونکر نماز پڑھی تو جواب یہ کہ ہم لوگ ظاہر حال پر حکم لگاتے ہین اور باطن کا اللہ تعالے دانا تر ہو چنانچہ
جب سے حکم دیا جب سے کبھی نماز نہ پڑھی - وفی تفسیر الحافظ - عمر بن الخطاب رض ایسے شخص کے جنازہ پر نماز نہ پڑھتے جسکا حال چھپا ہوتا جب تک
اسپر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نماز نہ پڑھتے کیونکہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلعم نے اعیان منافقین سے آگاہ کر دیا تھا اسیواسطے
حذیفہ رض کو صاحب سر الرسول صلعم کہتے ہین کہ اس بھید سے کوئی صحابی سوائے اُنکے آگاہ نہ تھا - اور ابو عبید رح نے کتاب الغریب مین روایت
کی کہ عمر رض نے ایک جنازہ پر نماز پڑھنی چاہی تو حذیفہ رض نے چٹکی لی اس سے مقصود یہ تھا کہ نماز نہ پڑھو پس عمر رض نے نہ پڑھی - واضح ہو کہ سبب
نزول اگرچہ قصہ منافق واحد ہو لیکن ممانعت عام ہو اور قمیص مین تکفین کرنے سے ممانعت نہین فرمائی اس لیے کہ قمیص دینے سے انکار کرنا
خلاف کرامت تھا کذا قال البیضاوی - اور یہ اس تقدیر پر کہ نماز پڑھنے سے پہلے ممانعت آگئی تھی اور بعد اسکے ظاہر یہ ہو کہ قمیص وغیرہ سے خود ممانعت
معلوم ہو کیونکہ نماز جو بڑی بزرگی ہو لینے دعا و استغفار جب وہ کافر و منافق کے حق مین کار آمد نہین تو کوئی امر مفید نہوگا اور منافق کے حق مین
اس ممانعت سے ظاہر ہو کہ مومن کے حق مین یہ امر موجب کرامت ہو چنانچہ دفن مومن مین شرکت موجب ثواب جزیل کہ ادنی پیمانہ کوہ اُحد ہی
[illegible] حاجت ملا - بالجملہ اہل نفاق و کفر نہایت خبیث ہین اور بظاہر حال مین کثرت مال و اولاد سے شیطان وسوسہ دلاتا ہو کہ شاید
وے کچھ مقبول ہون تو اللہ عز و جل نے اس وسوسہ پر متنبہ فرمادیا بقولہ تعالی

وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا

[illegible] اُنکے مال اور اولاد سے اللہ یہی چاہتا ہو کہ عذاب کرے اُنکو اُن چیزون سے دنیا مین

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

اور نکلے اُنکی جان جبتک کافر ہی رہین

[illegible] اسی کے مثل آیت سابقہ مین اسی سورہ مین گذری - وَلَا تُعْجِبْكَ خطاب آنحضرت صلعم کو اور اہم مقصود

است ہین اور ضمیر مضاف الیہ۔ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ مین منافقین کی طرف راجع [illegible]
پہلی آیت مین مراد تھی یا دوسری اور اولی یہ کہ مطلق منافقین کی طرف راجع ہی کیونکہ مقصود [illegible] ہی حتی کہ [illegible]
تجھے اعجاب مین نہ ڈالین اُنکے اموال و نہ اولاد۔ یعنی اے اہل ایمان تم لوگ منافقون کے اموال [illegible] و اولاد [illegible]
اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا انما کلمہ الحصار۔ ان یعذبہم۔ جملہ بتاویل مفرد ہوکر مفعول [illegible]
منافقون کو انکے ان اموال و اولاد سے دنیا مین عذاب کرے۔ یعنی یہ چیزین اُنکے حق مین نعمت نہین بلکہ عذاب [illegible]
اُنکو یہ چیزین ملین اس سے کہ وے دنیا مین اُن چیزون مین ایسے منہمک ہوے کہ بجاے اُنکے شکر یہ و طاعت الٰہی کے [illegible]
زکوٰۃ و صدقہ و خیرات اور اللہ تعالے کی راہ پر خرچ کرنے اور ایمان کے ساتھ طاعت و جہاد وغیرہ سب سے [illegible] چیزین اُنکے حق
مین عذاب ہوگئین اور یہ امر اُنکے حق مین ازل سے مقدر تھا پس قولہ یرید اللہ کے یہی معنی ہین۔ حاصل یہ کہ اُنکے حق مین [illegible]
یون ہی مقدر ہی کہ ان چیزون سے دنیا مین عذاب پاوین تو اہل ایمان کو مال و اولاد پر نظر کرکے کسی کی خوبی نہ سمجھنی چاہیے بلکہ جب یہ چیزین
طاعت الٰہی کے ساتھ نہون تو عذاب ہین جیسے منافقون کے حق مین فرمایا کہ ان چیزون سے دنیا مین اُنکے لیے یہی مقصود کہ عذاب کیا وین۔
وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ زہوق سختی و تکلیف کے ساتھ نکالنا۔ اور حدیث مین صحیح ہوا کہ کافرون کی روح بسختی تمام نکالی جا[تی]
ہی کیونکہ معائنہ عذاب و وعدہ غضب الٰہی سے تھرتھراتی اور بدن مین گھسی جاتی ہی۔ المعنی اور بسختی شدید اُنکی روحین نکالی جاوین درحالیکہ
وے کافر ہون۔ یعنی دنیا مین اُن چیزون سے عذاب اُٹھاوین حتی کہ کافر مرین اسطرح کہ اُنکی روحین بسختی تمام اُنکے ابدان سے کھینچی جاوین
اعوذ باللہ من الکفر والموت علیہ۔ اگر کہا جاوے کہ آیت کریمہ پہلے گذری پھر اسی سورہ مین یہان اُسکو مکرر فرمایا۔ تو جواب یہ کہ دنیا سے
تعلق خاطر ہی عاقبت سے اندھا و کافر و فاسق کر دیتا ہی اور باعث تعلق اسی اموال و اولاد مین وافر ہی اسی سے ترک طاعات بالخصوص
ترک جہاد ہی پس مکرر تنبیہ کرنا اسمین اہم امر ہی جیسے شرک سے وعید کرنا جبکہ بہت اہتمام کے لائق تھا تو اسکو سورہ نساء مین مکرر فرمایا طرازی
رحمہ اللہ وغیرہ نے لکھا کہ اوپر جو یہی آیت کریمہ گذری اُس سے یہان چار حرف مین فرق ہی اول وہان فلا تعجبک۔ یہان و لا تعجبک تو
وہان خیرات مین خرچ کرنے سے کراہت کرنے پر بفاء تفریع فرمائی اور یہان شمار اُنکے قبائح کا اور مقصود اصلاح نفس مومن [illegible]
دوم وہان ولا اولادہم۔ یہان۔ بدون حرف لا کے فرمایا مگر لا محذوف ہی پس وہان تو بحسب مقام ادنی سے اعلیٰ کی طرف ترقی ظاہر [illegible]
کہتے ہین کہ مجھے تو نہ وزیر بھلا معلوم ہو نہ بادشاہ اور یہان دونون مین مساوات ہوگئی۔ پس دونون چیزین منافقون کے حق مین یکسان
ہین۔ سوم وہان لیعذبہم۔ اور یہان ان یعذبہم۔ ہی پس تنبیہ ہی کہ لام تعلیل ہونا و نہونا واحد ہی کیونکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے افعال [illegible]
بدون علت کے ہوتے ہین اور وہان علت کا دخل محال ہی۔ چہارم وہان فی الحیوٰۃ الدنیا۔ یہان فی الدنیا۔ اس تنبیہ کے لیے کہ [illegible]
حیات کچھ حیات نہین لہذا ترک ذکر حیات سے اُسکی دنائت و خست ظاہر ہوگئی۔ وقال المترجم [illegible]
مقتضی حیات تھا یعنی یہ بخل اسیقدر حیات دنیا کے لیے جو محض بے اعتبار ہی اور یہان بیان اس امر کا کہ دنیا مین انکو [illegible]
عذاب ہین نہ نشان قبول و منزلت [illegible]

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ [illegible]
اور جب نازل ہوتی ہی کوئی سورت کہ یقین لاؤ اللہ پر اور لڑائی کرو [illegible]

Marfat.com

[illegible] وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا

[illegible] اُنکے [illegible] اور کہتے ہین ہمکو چھوڑ دے رہ جاوین ساتھ بیٹھنے والون کے خوش آیا کہ رہ جاوین

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

ساتھ پچھلی عورتون کے اور مُہر ہوئی اُنکے دل پر سو اُنکو بوجھ نہین

[illegible] بیان ہوا کہ منافقون کے حق مین انکے اموال واولاد عذاب ہین کہ انھین کو اصل مقصود خیال کرکے زندگی پر حریص وموت کے نام ڈرے [illegible] اور جہاد سے نہایت بیزار وشہوات دنیاوی مین منہمک رہتے ہین پس کوئی بندہ مومن اُنکے اموال واولاد کو پسندیدہ نظر [illegible] نہین دیکھے اور اللہ تعالے عز وجل بندہ مومن کو نور ایمان عطا فرماتا ہی جس سے وہ دنیا کو بمقابلۂ آخرت کے جیسے گھور ابقابلۂ تخت [illegible] سلطنت کے دیکھتا ہی بخلاف منافق وکافر کے کہ آخرت سے اندھے ہین پس اسی کو تمام نعمت جانتے اسی وجہ سے حیات دنیاوی پر بنظر شہوات [illegible] حریص ہین نہ بنظر طاعات پس جہاد سے بخوف موت ومال واولاد چھوٹنے وزندگی دنیاوی سے محروم ہونے کے گریز کرتے اور پیچھے پڑتے ہین چنانچہ اُنکے احوال واقوال کو جابجا مذمت کے طور پر اپنے علم قدیم کے موافق حکایت فرمایا ازانجملہ بیان فرمایا- وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ- احتمال ہی کہ سورہ سے پوری سورہ مراد ہو اور ہوسکتا ہی کہ ٹکڑا مراد ہو اور بعض نے کہا کہ یہی سورہ براءۃ مراد ہی جسمین منافقون کی قلعی [illegible] کھل گئی کہ اسی مین جہاد کا عموماً حکم اور اسی مین آیۃ السیف ہی- المعنی اور جب اُتاری گئی سورہ یعنی اللہ تعالے نے سورہ نازل فرمائی اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اے بان آمنوا- بدین حکم کہ ایمان لاؤ اللہ تعالے پر- اور اُسکے رسول کے ساتھ ہوکر جہاد کرو- یعنی سورہ اس حکم کے ساتھ نازل کی گئی- اور ہوسکتا ہی کہ آن آمنوا مین ان تفسیری ہو یعنے وہ سورہ وکلام جو نازل کیا گیا یہ حکم ہی کہ ایمان لاؤ الخ- اور یہ حکم عام ہی تمام بندون کو شامل ہی اور منافقون پر بھی جاری ہی کیونکہ وے لوگ سچے مومن نہ تھے پس اُنکے حق مین یہ طرح [illegible] کہ سچے طور پر ایمان لاؤ اور خالص نیت سے رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہوکر جہاد کرو پس آنحضرت صلعم خود جہاد کرنے والے تھے- الحاصل جب ایسا حکم نازل کیا گیا اِسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ طَول بالفتح دسترس فراخی وقدرت یعنی اجازت مانگنے لگے تجھسے اے محمد صلعم اُنھین سے دسترس وفراخی والے جنکو مال زادراہ سفر جہاد وسواری کی اچھی طرح قدرت حاصل تھی- وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ اور کہنے لگے کہ چھوڑ دیجیے ہمکو ہم قاعدین کے ساتھ ہو رہین- یہ اجازت مانگنے کا حاصل مطلب بیان ہوا- قاعدین جمع قاعد یعنی بیٹھنے والے [illegible] نابالغ لڑکے اور لنجے اپاہج وغیرہ جنمین عورتین بھی شامل ہین جنکو قاعدات کہنا چاہیئے لیکن [illegible] مردون کے لفظ سے قاعدین [illegible] کہ منافقون نے صاف صاف یہی بات کہی ہو کہ ہمین ان لوگون کے ساتھ چھوڑ دیجیے اور شاید حاصل مطلب [illegible] اجازت مانگنے کا نتیجہ یہ کہ قاعدین کے ساتھ بیٹھ رہین اور خلاصہ یہ کہ جب جہاد کا حکم آیا جو بدون ایمان کے ٹھیک نہین [illegible] اجازت لینے کہ ہمین قاعدین کے ساتھ چھوڑ دیجیے حالانکہ یہ ایمان کا مقتضی نہین کہ حیات دنیا پر بھروسا کرکے [illegible] مومن اسکو نہین پسند کریگا کیونکہ وہ بنور الٰہی سمجھدار ہوجاتا ہی لہذا منافقون کی قلعی کھول دی کہ- رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ خوالف جمع خالفہ بتاء تانیث یعنی وہ عورتین [illegible] گھر بیٹھی [illegible] صفت مرد کے واسطے بھی رجل خالفہ بولتے ہین یعنے ایسا مرد جو کسی کام کا نہین پس ہوسکتا ہی [illegible] جمع خوالف [illegible] خالف بدون تاء کے جمع خوالف نہین آتی اسلیے کہ سوائے فوارس ونواکس وہوالک وغیرہ

چند الفاظ معدودہ کے فاعل کی جمع بروزن فواعل نہین آئی ہو۔ طبع یعنی مہر کرنا ...
کہ خوالف کے ساتھ ہورہین یعنی زنانہ نامردے بنکر عورتون کے ساتھ ہوئے ہین ...
دنیاوی جو آنکھون دیکھی یقینی ناپائدار ہیچ ہو اُسکے اعتماد پر امر نفیس باقی یا امارات آخرت ...
ہی اسکو نہین سمجھتے ہین۔ پھر اللہ تعالے نے منافقون کے وجود کو اور انکے ساتھ ...

بطور مدح فرمایا بقولہ تعالے

لٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ...

لیکن رسول اور جو ایمان لائے ہین ساتھ اُسکے لڑے ہین اپنے مال ...

الْخَيْرَاتُ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي ...

خوبیان اور وہی پہونچے مراد کو طیار رکھے ہین اللہ نے انکے واسطے باغ ...

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ ع ۹

رہا کرین انمین یہی ہے بڑی مراد ملنی

دنیا مین بندون کی صدق نیت وحسن طویت واپنے مولی پر جان ومال فدا کرنا یہی بندگی کی علامت ہو ورنہ اللہ تعالے جو چاہے ...
کافر ایک پل مین فنا ہو جاوین وہ چاہے تو سب ایک آن مین سرٹیک دین مگر اسکی حکمت کاملہ وہی جانتا ہو بندہ ...
بیتی کی اہمیت نہین معلوم کرسکتا وہ قادر مختار ہو جو چاہے حکم فرماوے پس جہاد کا حکم دیا جسمین ایمان ...
اور وہ کس قطار وشمار مین ہین اپنی ہی عاقبت خراب کی لہذا بحرف استدراک فرمایا۔ لٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا ...
پڑے پچھڑتے رہو کسی کا کیا نقصان ہو اور رہا جہاد قائم ہونا تو بہتر بندون کو اسکی توفیق دی کہ رسول اللہ ...
اور وہ لوگ جو رسول کے ساتھ مین ایمان لائے ہین جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ...
جہاد کیا۔ تمام جہاد انکا یہ تھا کہ مال وجان کی طرف لگاؤ نہ رکھا اور سب کو اللہ تعالے کی مرضی کے موافق فدا کر ...
کی مرضی کے موافق ہونا شرع شریف سے معلوم ہوتا ہو چنانچہ جو کوئی اپنا سب مال یکبارگی خیرات کردے ...
خلاف مرضی الٰہی سبحانہ تعالے کام کیا کیونکہ یہ حکم نہین ہو الا بضرورت خاصہ پس دل کسی چیز سے ...
کے تابع کردے۔ دیکھو اللہ تعالے نے اپنے پاک بندون کی مدح ومنزلت بیان فرمائی۔ وَأُولٰئِكَ لَهُمُ ...
تشدید یا تھا پھر تخفیف کی گئی۔ معنی اسکے بھلائی اور مراد ہر طرح کی بھلائی ہو خواہ دنیاوی ہو یا اخروی ...
حورون سے تفسیر کی واول اقوی واولی ہو۔ المعنی اور انھین بندون کے لیے تمام بھلائیان ثابت ...
ایمان وغیرہ کے اور آخرت مین خصوصاً وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور یہی ...
انکی منزلت وخوبی ظاہر فرمانے کے لیے مکرر فرمایا۔ فلاح کامل انھین بندون کو حاصل ہو ...
أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مہیا کردیا اللہ تعالے نے انکے لیے جَنَّاتٍ ایسی جنتون کو تَجْرِي مِن ...
وہرے بھرے درختون کے نیچے نہرین بہ رہی ہین۔ خَالِدِينَ فِيهَا جب سے ان ...

ذٰلِکَ [illegible] ایمان کی طرح طرح نئی نئی نعمتوں سے کبھی اگتاؤ گے جو چاہو گے وہین پاؤ گے
وفی العرائس [illegible] نوا برا بھاری فوز ہی جسکی حقیقت ناقص بیچکارہ آدمی کیا سمجھ سکتا ہو ف
[illegible] ہر ایک کا جہاد طلب اسکی شان کے لایق ہو چنانچہ آنحضرت صلعم نے ادائے امانت رسالت کا
[illegible] جہاد کیا اور مومنون نے اتباع سنت وحکم نبوت کی تعمیل مین جان فدا کی معیت جو کلام پاک معہ سے
[illegible] صلعم کے لیے کمال کرامت ہو اور اشارات سے ثابت ہوا کہ جس مشاہدہ سے تحقق ایمان ہو آمین رسول پاک کے
[illegible] آپ کے طفیل مین شریک ہو کر سب نے بمحض فضل حضرت باری تعالےٰ عزوجل کرامت پائی پھر مرتبۂ نبوت فضل
[illegible] نے کشف انوار جمال کے عطا ونوال مین بھی اپنے پاک رسول کے ساتھ پاک مومن بندون کو
[illegible] واولئک لھم الخیرات ۔ کیونکہ اولئک کے اشارہ مین آنحضرت صلعم کے ساتھ سب مومنین داخل ہین ۔ خیرات مشاہدات
[illegible] قرب ووصال [illegible] دنیا مین بطرز خاص ہی عاقبت مین تمام خوبی وظہور خاص پاوینگے پھر انکے وصف مین اور بھی بڑھایا
[illegible] سعادت ازلی کے انعام سے یہ لوگ قہر کی گرفت وسختی سے نجات پائے ہوئے ہین بقولہ تعالےٰ واولئک ھم المفلحون
[illegible] سے فائز ہین چنانچہ اسی کی تصدیق کرتا ہی قولہ تعالےٰ اعد اللہ لھم جنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا
ذٰلک الفوز العظیم ۔ قرب ووصال کے ہرے بھرے باغون ومشاہدات کے بستان ہین جنکے نیچے بحر ذات سے علوم ازلیات کی نہرین جاری
[illegible] سے ایکبار پانی پیا وہ ان اوصاف سے متصف ہو گیا اور مشاہدہ ذات مین باقی ودائم ۔ پس یہ فوز عظیم یون ہو کہ حدث
[illegible] اور حضرت قدیم عزوجل کے مشاہدہ تک رسائی حاصل ہو ۔ بعض نے قولہ تعالےٰ لٰکن الرسول والذین آمنوا معہ الخ کے اشارہ
مین کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ادائے رسالت مین انتہا درجہ کا اجتہاد کیا یعنی جہاد جو جان ومال سے کوشش ہو اسکو
[illegible] ادائے رسالت مین پورا کیا پس کافرون سے لڑائی بھی منجملہ ادائے رسالت کے شمار ہی اور مومنون نے اسطرح
جہاد کیا کہ جو حکم شرع مین وارد ہوا اسمین اپنی جان سے کوشش کی چنانچہ جو حکم شرعی کہ جان فدا کرنے سے متعلق ہو اسمین جان سے
[illegible] جیسے کفار سے جہاد کرنا اور جو حکم متعلق بمال ہو اسمین مال فدا کر دیا ۔ واضح ہو کہ آیات مذکورۃ الصدر سے منافقون کی
[illegible] مین ثابت ہوا کہ خالفین کے ساتھ بیٹھ رہنے پر راضی ہوے وخالفین وہ لوگ جو باہر چلے جانے والے مجاہدین کے بعد مدینہ مین
[illegible] اطفال وعورتون کے حالانکہ انپر خالفین کا اطلاق بروجہ مذمت نہین بلکہ بمعنی لغوی ہی لہذا آگے کلام مین عذر
[illegible] والون کے معذور ہونے ومعاف وغیرہ ہونے کے احکام کو اور منافقون کے مذموم ہونے کو بیان فرمایا

[illegible] الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
گنوار تا رخصت ملے انکو اور بیٹھ رہے جو جھوٹے ہوے اللہ سے اور رسول سے

[illegible] الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى
[illegible] انمین دکھ کی مار ضعیفون پر تکلیف نہین نہ مریضون پر

[illegible] لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَى
[illegible] خرچ کرین جب دل سے صاف ہون اللہ اور رسول کے ساتھ نہین

الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ [illegible]

نیکی والوں پر الزام کی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ اُنپر کہ [illegible]

مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا [illegible]

جو تمکو سواری دوں اُلٹے پھرے اور اُنکی آنکھوں سے بہتے ہیں آنسو اس غم سے کہ اُنکو پیدا نہیں [illegible]

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ [illegible]

رخصت مانگتے ہیں تجھسے اور مالدار ہیں خوش لگا کر رہ جاویں ساتھ پچھلی عورتوں کے اور مہر کی اللہ نے اُنکے دل پر [illegible]

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ معذرون جمع معذر بتشدید ذال معجمہ جمہور کی قراءۃ [illegible]

ہیں ایک یہ کہ ماخوذ از عذر یعذر تعذیرًا یعنی باب تفعیل سے بمعنی تقصیر ہے یقال عذر فی الامر یعنی کام میں [illegible]

نیز یہ مراد ہوتی ہے کہ ایسا عذر لایا جسکو وہ عذر سمجھا مگر حقیقت میں عذر نہیں ہے۔ بنا بریں آیت میں یہ معنی ہوے [illegible]

دیہاتیوں میں سے ناقص عذر والے یعنی باطل عذر لائے۔ پس اس تفسیر پر بیان سے جھوٹے عذر کرنیوالوں کا بیان [illegible]

نے معذور نہیں رکھا۔ قول دوم یہ کہ معذرون دراصل معتذرون تھا تا کو ذال میں ادغام کر دیا [illegible]

واقعی عذر ہو پس آیت میں یہ بیان ہے کہ جو لوگ سچے عذر والے تھے وہ اجازت حاصل کرنے کے لیے اپنا عذر بیان کرنے [illegible]

و اُسکے رسول سے منھ نہیں چھپایا اور نہ بے پروائی سے بیٹھ رہے بخلاف جھوٹے منافقوں کے کہ وہ عذر کرنے نہیں آئے [illegible] دلالت

کرتی ہے قراءۃ ابن عباس رضہ کہ معذرون بتخفیف ذال معجمہ از اعذر یعنی باب افعال پڑھا بمعنی عذر کو [illegible]

سمجھے تھے۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن عباس فرماتے تھے کہ یہ اہل عذر کا بیان ہے اور کہا کہ آیت کے [illegible]

نے اسپر اعتراض کیا کہ مدار اس روایت کا کلبی رح پر ہے اور وہ ضعیف ہیں جواب یہ کہ حدیث کی [illegible]

روایت میں اگر اُنکی روایت کا شاہد یا تابع موجود ہو تو معتبر ہے جیسا کہ میزان الاعتدال وغیرہ میں [illegible]

مجاہد رح سے بھی مثل قول ابن عباس کے مروی ہے کما ذکرہ الحافظ رح ایضًا پس تفسیر [illegible]

یعنی قولہ وقعد الذین کذبوا اللہ ورسولہ الخ اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اہل عذر کی معذرت کے لیے [illegible]

فرمائی۔ اسی کو علماء بیان میں سے فراء و زجاج و ابن الانباری و اخفش و ابو عبیدہ و ابو حاتم [illegible]

کہ وہ لوگ جو سچے عذر والے تھے اعراب یعنی دیہاتیوں میں سے لِيُؤْذَنَ لَهُمْ تاکہ [illegible]

عذر سنکر آنحضرت صلعم انکو بسبب انکے عذر کے یہ اجازت دیدیں کہ اچھا تم اپنے وطن میں [illegible]

قول سے روایت کلبی رح پر شہادت لانا محل تامل ہے اسواسطے کہ ابن جریج رح نے مجاہد رح سے روایت [illegible]

سے مراد بنو غفار کے چند آدمی ہیں جنھوں نے آکر اعتذار کیا تھا مگر اللہ تعالے نے [illegible]

محمد بن اسحاق کا قول ہے اور غایت امکان جواب یہ ہو سکتی ہے کہ اول قول مجاہد رح کا [illegible]

ہے پس اس تقدیر پر قول مجاہد درحقیقت متابعت کلبی رح واسطے [illegible]

حق یہ ہے کہ احتمال ہر دو تفسیر بحسب اللفظ مساوی ہے کیونکہ معتذر عذر باطل [illegible]

[illegible] اذا جہنم الیم۔ دلیل قولہ قل لا تعتذروا۔ کیونکہ رد فرمایا تو معلوم ہوا کہ عذر باطل تھا۔ اور عذر صحیح
[illegible] لا تعتذر [illegible] اسے مقصود جاء بعذر صحیح یعنی ایسا عذر لایا کہ وہ معذور قرار دیا جاوے اب رہا
[illegible] سبب نزول وکلام مابعد وغیرہ کے تو بنوغفار کے چند مرد مانند خفاف بن ایماء وغیرہ
[illegible] اور قولہ [illegible] کذبوا۔ دوسرے منافقون کے حق مین رکھا جاوے تو معتذرین بعذر صحیح کے معنی
[illegible] سبب نزول اسکا بنو اسد وغطفان ہین کہ انھون نے منافقانہ عذر کیا کہ ہم لوگ اہل عیال
[illegible] الطفیل ہی جسنے کہا کہ ہم اگر آپ کے ساتھ جہاد کرین تو قبیلہ طی کے دیہاتی ہمارے یہان لوٹ
[illegible] سبب نزول سعایت کیا گیا انکے حق مین بھی یہ امر منصوص نہین کہ درحقیقت سچے تھے یا جھوٹے تھے لیس اللہ تعالیٰ
[illegible] نہین بلکہ ہر دو صورت مین احکام برآمد ہوتے ہین چنانچہ یہ معلوم ہوا کہ آدمی کا نفس جس امر کو عذر سمجھے وہ
[illegible] معذور لغو ہاوے ورنہ عذر مین کاذب ہوگا اور دوسری تفسیر پر نکلا کہ عذر صحیح ہو تب بھی امام سے اجازت لے لینا
[illegible] آجاوے اگر عذر نہو۔ اسی واسطے بیضاوی وغیرہ نے لکھا کہ قولہ وجاء المعذرون من الاعراب۔ مین معذرین سے
[illegible] مراد ہون اور احتمال ہی کہ عذر مین سچے مراد ہون اور برتقدیر دوم قولہ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ
[illegible] کے حق مین ہوگا جو منافق تھے کہ عذر کرنے نہین آئے۔ یعنی اور بیٹھ رہے وہ لوگ جنھون نے جھٹلایا اللہ تعالے و اسکے رسول
[illegible] پر ایمان لانے کے دعوی مین جو لوگ جھوٹے تھے وہ بلا عذر بیان کیے بیٹھ رہے یا منافقانہ عذر کرتے تھے وہ درحقیقت
[illegible] سے جہاد کو نہ نکلے۔ بالجملہ پہلے عزوجل نے شہر مدینہ کے منافقون کا حال بیان کیا پھر دیہاتی جھوٹے و سچے
[illegible] بیان کیا پھر انکا عذاب بقولہ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور عنقریب پہونچیگا ان لوگون کو جنھون
[illegible] ان دیہاتیون مین سے منکر منافق رہے مرتے دم تک یا جو سوائے انکار کے کسل وغیرہ کی وجہ سے بیٹھ نہین رہے ہین انکو
[illegible] الیم [illegible] بار پہونچیگے دنیا مین اسطرح کہ قتل و خوار ہونگے اور عاقبت مین دائمی آتش جہنم ہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سچے عذر والون کو
[illegible] سوائے انکے جھوٹون کی مذمت فرمائی بقولہ تعالے لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ لیس فعل ناقص جو دلالت کرتا ہی عموم نفی پر یعنے
[illegible] تک۔ قولہ علی الضعفاء مع معطوفات کے ملکر خبر واقع اور قولہ حرج اسکا اسم ہی اور قولہ اذا الخ متعلق بحرج ہی یہ لیس
[illegible] ہوگی اور کلام یہان سے دور تک باہم متصل ہی ہان بیچ مین بحکم بلاغت کا ملہ بعض جمل معترضہ وارد ہین جب یہ تنبیہ
[illegible] ضعیف جیسے بہت بوڑھا آدمی جو آمد و رفت و قتال کی طاقت نہین رکھتا اور امید ہی کہ لڑکے و عورتین بھی
[illegible] کے تحت مین داخل ہون لیکن مرد ضعیف جبکہ نیت کا سچا مومن ہی تو وہ باوجود نعل جہاد نہ کرنے کے ثواب و فضل
[illegible] آدیگی انشاء اللہ تعالے بخلاف عورتون کے کہ وے صلاحیت ہی نہین رکھتی ہین۔ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى
[illegible] جیسے بخار وغیرہ کا بیمار یا نہین جیسے اپاہج وغیرہ اور ممکن ہی کہ اپاہج قسم اول مین داخل ہو۔ یعنی نہین
[illegible] عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ اور نہ ان تندرست لوگون پر جو وہ چیز نہین پاتے جسکو راہ
[illegible] حرج [illegible] ہر بندہ کہ ضعیف ہی یا بیمار ہی یا اسکو نفقہ جہاد نہین ملتا ہی تو انہین سے کسی پر جہاد کے لیے
[illegible] ان اقسام مین سے ہر ایک پر نفی مستقل فرمائی تاکہ یہ وہم نہو کہ معذور وہی ہوگا جسمین یہ

Marfat.com

عذر جمع ہون اور تاکہ سب کا مساوی معذور ہونا ظاہر ہوا اور حرج کے نکل جانے کا [illegible]
بقولہ۔ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنے کچھ حرج نہیں جبکہ اللہ تعالےٰ و اُسکے [illegible]
خیرخواہی کا کام انجام دین بایں طور کہ جیسے خیرخواہ غلام اپنے آقا کے سامنے و پیچھے [illegible]
وطاعت وغیرہ کی نصیحت کرتے رہین اور پوشیدہ وظاہر یکسان رہین یا یہ معنی کہ قول و فعل سے [illegible]
اسلام و مسلمین کی طرف عائد ہو پس ظاہر ہوا کہ لڑھا اگر لڑائی مین کوئی تدبیر چلانے اور زبان [illegible]
یہ بھی ظاہر ہی کہ ان لوگون سے گناہ دور کیا گیا ہی اور انکو مخالفت نہین چنانچہ جو معذور انہین سے [illegible]
جزیل پاویگا۔ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ یعنے ما علیہم من سبیل۔ ان لوگون پر کوئی راہ نہین یعنے گناہ [illegible]
اور نہ اُنکے عتاب کیے جانے کی کوئی راہ ہی۔ اللہ تعالیٰ اگرچہ قادر مختار ہی جسکو چاہے عتاب کرے اور جسکو چاہے بجرم [illegible]
لیکن یہ کمال وفضل و احسان کا بیان ہی کہ ان بندون کو ضعف و بیماری وغیرہ کے دکھ دیے اور وے صابر ہین [illegible]
فرمایا اور یہ دو طرح سے ایک یہ کہ کوئی راہ اُنپر نہین رکھی اور دوم یہ کہ بجائے ضمیر کے محسنین فرمایا یعنی بجا ما علیہم کے ما علی المحسنین فرما کر [illegible]
نیکوخواہی وقدر رحمت طاعت سے وے بھی بندگان محسنین مین شامل ہین۔ اور یہ محض فضل آلٰہی ہی کہ حرج کو انسے دور کیا اور بندہ ہر وقت اپنے [illegible]
بندگی ہی کیواسطے ہی لہذا فرمایا۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی یعنے ان معذور بندون کیواسطے غفور رحیم [illegible] بندون
پر مغفرت و رحمت فرماتا ہی جو خطاوار ہو جاوین تو ان بندون معذور کو خیال کرو جنکو محسنین فرمایا کہ اُنپر کیسی عظیم مغفرت و رحمت فرماویگا۔
حاصل معنی یہ کہ جہاد کے لیے نہ جانے مین معذور بندون پر مانند ضعیف و بیمار لنجے اپاہج وغیرہ کے اور بیچارے محتاج بندون کے کچھ گناہ
نہین ہی۔ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اور نہ اُن بندون پر کہ جنکے ساتھ یون معاملہ پیش آیا کہ اِذَا مَآ اَتَوْكَ جب تیرے پاس آئے
لِتَحْمِلَهُمْ تاکہ تو اُنکو سوار کردے یعنی اُنکے واسطے سواری کا سامان کردے قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ [illegible]
کہا کہ مین ایسی چیز نہین پاتا کہ جسپر تمکو سوار کردون تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ تو پھرے اس حال مین کہ انکی آنکھین بہتی تھین
آنسوؤن سے حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ اس غم سے کہ اتنا نہین پاتے وہ لوگ جو راہ جہاد مین خرچ کرین [illegible]
ما اتوک۔ مین ما زائدہ برائے تاکید اور جملہ شرط ہی تولوا کی اور قلت لا اجد۔ حال از ضمیر کاف اتوک ہی یا ضمار حرف [illegible]
لا احد الخ پس الذین موصول کا صلہ قولہ تولوا الخ ہی اور قولہ واعینہم حال از فاعل تولوا ہی اور قولہ حزنا مفعول لہ تفیض کا ہی [illegible]
منصوب بحزن بنا بر آنکہ یہ حزن کا مفعول لہ ہی یا تقدیر کلام حزنا علی ان لا یجدوا۔ ہی۔ اگر کہا جاوے کہ [illegible]
بہتی تھین حالانکہ آنکھون سے آنسو بہتے تھے پس تفیض الدموع من اعینہم کیون نہین آیا تو جواب یہ کہ [illegible]
ہی کہ اس کثرت سے آنسو تھے کہ گویا اُنکے ریلے مین آنکھین بہتی تھین اور گویا آنکھین سراپا آنسو ہو کر بہنے لگی [illegible]
کہ اللہ تعالےٰ نے ایک اصول بتلا دیا جس سے معذور وغیر معذور ظاہر ہوگیا پس بندون مین سے [illegible]
آدمی گنہگار نہوگا انہین سے بعض لازمی ہین جیسے بڑھاپا یا خلقی ضعف کہ اُسکے ساتھ جہاد کی استطاعت [illegible]
ہین کہ اچھے نہین ہوتے اور استطاعت نہین رہتی جیسے اندھا یا لنگڑا ہونا اور بعض ایسے ہین کہ [illegible]
شدت بخار وغیرہ اور اسی قبیل سے فقر و محتاجی ہی کہ اس سے استطاعت جاتی رہتی ہی [illegible]

[illegible] اس حالت مین مسلمانون کی خیرخواہی کرین اور نصح کو مقدم رکھین تو یہ محسنین مین داخل ہونگے اور
[illegible] سے روایت ہو کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے حواریون نے پوچھا کہ یا حضرت ہم کو لِلّٰہ ناصح بتلا دیجئے فرمایا کہ وہ شخص للّٰہ
[illegible] اللہ کے حقوق کو لوگون کے حقوق پر مقدم رکھے اور جب دو کام ایک دنیا کا اور ایک آخرت کا اسکو پیش آوے تو پہلے آخرت کا کام کرے
[illegible] دنیا کے کام پر متوجہ ہو۔ اوزاعی رح نے کہا کہ بلال بن سعد کے ساتھ لوگ استسقاء کے لیے نکلے پس بلال نے کھڑے ہوکر کہا کہ اے
لوگو تم اپنی طرف سے بدی کا اقرار کرتے ہو انھون نے کہا کہ ہان ہم سب مقر ہین کہ ہم خطاوار ہین پس بلال نے دعا مانگی کہ اے پروردگار
ہمنے تیری کتاب مین فرماتا ہو کہ ما علی المحسنین من سبیل اور ہم سب اپنی خطاواری کا اقرار کرتے ہین سو ہم کو بخشدے اور ہم پر رحم فرما
اور ہم پر پانی برسادے۔ لوگون نے بھی اُنکے ساتھ ہاتھ اُٹھائے ہوئے آمین کہی پس اللہ تعالی نے اُنپر پانی برسایا۔ ابن ابی حاتم نے باسناد
حسن زید بن ثابت رض سے روایت کی کہ مین وحی لکھا کرتا تھا پس مین سورہ براءہ لکھتا تھا سو قلم میرے کان مین تھا کہ ہم کو قتال کا حکم
دیا گیا اور آنحضرت صلعم وحی کے منتظر تھے کہ اتنے مین عبد اللہ بن ام مکتوم جو اندھے تھے حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ مین کیا کرون تو اللہ تعالی
نے نازل فرمایا لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی الخ اور ابن عباس رض سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم نے حکم عام دیدیا کہ سب لوگ میرے ساتھ تبوک
کے جہاد مین چلین پس آنحضرت صلعم کے صحابہ مین سے ایک ٹکڑا آیا جنمین عبد اللہ بن مغفل بن مقرن المزنی بھی تھے اور مجاہد نے کہا کو وے
سات آدمی انصاری تھے اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ سات انصار وغیرہ مین سے سالم بن عمیر یا ابن عوف اور علیہ بن زید و عبد الرحمن بن کعب
وعمرو بن اللحام و عبد اللہ بن مغفل مزنی۔ وحرمی بن عبد اللہ وعیاض بن ساریہ تھے اور بعض نے بعض کی جگہ بعض دیگر کا نام لیا۔ بالجملہ ان
ساتون نے آکر درخواست کی کہ یا رسول اللہ ہم کو کسی طرح سواری عطا کر دیجئے آپ نے فرمایا کہ واللہ مجھے کوئی چیز نہین ملتی جسپر تمکو سوار کرون
تو یہ لوگ بہت غمگین ہوکر روتے ہوئے لوٹے اور اُنپر شاق گزرا کہ جہاد سے باز رہین اور سواری ونفقہ اُنکے پاس نہ تھا۔ پس اللہ عز وجل
نے اُنکی حرص قبول فرماکر اُنکو معذور رکھا اور محسنین مین داخل کرلیا اور صحیحین مین آنحضرت صلعم سے مرفوع روایت ہو اسکے معنی یہ ہین کہ اے
لوگو تم نے مدینہ مین ایسے لوگ چھوڑے ہین کہ تم کوئی وادی نہین طے کرتے اور کوئی راہ نہین چلتے مگر وے تمہارے ساتھ ہین صحابہ رض نے کہا
کہ یا رسول اللہ اور ہین وے مدینہ مین فرمایا کہ ہان یہ وہ لوگ ہین جنکو عذر نے روک رکھا ہو۔ اور ایک روایت مین ہو کہ مگر وے تمہارے
ساتھ اجر مین شریک ہین یعنے جو ثواب تمکو ملتا ہو ویسا ہی اُنکو بھی ملتا ہو۔ اور ایک حدیث صحیح مین ثابت ہو کہ لوگون کو فرمایا کہ جو تم مین ضعفاء
ہین تم کو انھین کی برکت سے رزق ملتا ہو۔ حاصل اسکا خلوص وصدق نیت ہو اگرچہ کام کی [illegible] حاصل نہو اور بعض احادیث مین ثابت
ہو کہ مومن کی نیت اسکے عمل سے بہتر ہو اور صحیح حدیث مین ثابت ہو کہ جو صدق دل سے جہاد کا قصد رکھے وہ ثواب پاویگا اگرچہ اپنے بستر پر ہے
فافہم اور واضح ہو کہ جن لوگون نے سواری مانگی تھی اُنکے بارہ مین ابراہیم بن ادہم وحسن بن صالح وغیرہم سے روایت ہو کہ ان لوگون نے
جانور سواری نہین مانگے تھے بلکہ جوتیان چاہی تھین کیونکہ شدت طپش سے پاؤن مین آبلہ پڑتے تھے آدمی چل نہین سکتا تھا پس اُنکا
رونا اُنکے صدق دل کا شاہد ہو پس اللہ تعالے عز وجل نے ان سب کو معذور فرمایا اور محسنین مین داخل کیا پھر ان لوگون کو بیان کیا
[illegible] جھوٹے عذر کرتے تھے بقولہ تعالے۔ اِنَّمَا السَّبِيْلُ حرف انما بعض کے نزدیک تاکید ومبالغہ ہو اور بعض کے نزدیک حصر
[illegible] اور سقاقسی رح نے کہا کہ اس سے کوئی مانع نہین ہو کہ حصر کے واسطے ہو۔ اور سبیل سے مقصود راہ مواخذہ وعقوبت ہو۔
[illegible] يَسْتَأْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَاءُ یعنی راہ مواخذہ وعذاب تو انھین لوگون پر ہو جو تجھسے اجازت مانگتے ہین بیٹھ رہنے کی

اور حال یہ کہ وے تونگر ہین یعنی سواری وزادراہ انکے پاس موجود ہی اور کسی عذر [illegible]
بغیر اعذار مذکورہ سابقہ کے پیچھے رہنے والون پر ثابت ہی- پھر اللہ تعالی نے بطور جملہ مستانفہ [illegible]
طور پر فرمایا رَضُوا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ راضی ہو بیٹھے اس بات پر کہ [illegible]
عورت جو مردون کے پیچھے گھر مین رہجاتی ہی حاصل آنکہ انکی اجازت بے عذر مانگنے کا سبب [illegible]
پر راضی ہو کر عورتون کے ساتھ ہونا پسند کیا- وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور اللہ تعالے نے [illegible]
سے غافل ہوے- فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ پس وہ جانتے نہین کہ اسمین کیا خرابی و بد انجامی ہی- واضح [illegible]
ہی کہ جو بغیر عذر شرعی اجازت مانگتے تھے- اور بات یہ تھی کہ آنحضرت صلعم نے جب تبوک کے جانے مین عموما [illegible]
حکم دیا اور وقت پر روانہ ہوے تو جمہور مومنین اور بعض منافقین ساتھ گئے پس مومنین تو تصدیق و ایمان کی [illegible]
ریاکاری و خوف دنیاوی سے اور راہ مین و مقام تبوک مین جو آیات دربارہ قبائح و ذمائم منافقین کے نازل [illegible]
اوپر گزرا اور مدینہ مین پانچ قسم کے لوگ باقی رہے ایک عورتین و بچے و انکے مانند اور دوم وہ مومنین جنکو سواری نہین [illegible]
اور سوم وہ مومنین جو باوجود تصدیق و ایمان کے اتفاق سے بسبب عدم مساعدت مشیت الٰہی کے جانے سے رہگئے اور [illegible]
رنگین تھے- چہارم منافقین جنھون نے جھوٹے بہانے کر کے اجازت لی باوجودیکہ انکو سب طرح قدرت تھی پنجم وہ منافقین جو بعض [illegible]
اور بدون اجازت کے رہگئے اور منافقین عموماً اپنے تخلف سے خوش تھے پس تبوک مین برابر قرآن مجید ذمائم و قبائح منافقین کے بیان مین
نازل ہوتا رہا یہانتک کہ بطور خبر غیب کے اللہ تعالے نے نازل فرمایا کہ جب مدینہ پہونچو گے تو منافقین عذر کرینگے
الحمد للہ والمنہ کہ پارہ دسوان تمام ہوا اور گیارھوان پارہ قولہ تعالے يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ سے [illegible]
اللہ تعالے شروع ہوتا ہی- و بیدہ الحمد والمنۃ اولا و آخرا و الحمد للہ
رب العالمین

Marfat.com

فتح القدیر۔ از امام کمال الدین بن الہمام نہایت مستند و با عظمت شرح مشہور و معروف اور آخرمین تکملۂ زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم جدید الطبع۔

ہدایہ۔ حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار جلد کامل دو مجلدات مین بشرح ذیل۔

۱۔ جلدین اولین عبادات۔

۲۔ جلدین آخرین معاملات۔

فتاوائے عالمگیری۔ ہر چہار جلد کامل در جلد

ہدایہ مع شرح الکفایہ۔ از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد مین اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے ہین بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح۔

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب۔

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ۔ از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل۔

شرح وقایہ۔ از امام صدر الشریعۃ جلی قلم مع کامل حاشیۂ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح۔

شرح وقایہ خورد۔ مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم۔

ذخیرۃ العقبی۔ حاشیۂ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف۔

اشباہ والنظائر۔ مع شرح حموی معروف مستند متداول۔

کنز الدقائق [illegible]

مستخلص الحقائق [illegible] مشہور متداول۔

عینی شرح کنز الدقائق عینی [illegible] جلد مستند معروف متداول دو مجلدین

(۱) جلدین اولین عبادات مین۔

(۲) جلدین آخرین معاملات مین۔

مختصر وقایہ محشی۔ از امام صدر الشریعۃ درسی متداول۔

عمدۃ البضاعۃ۔ فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم۔

قدوری محشی۔ تالیف امام ابو الحسن درسی متداول۔

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق۔ ترجمۂ اخلاق جلالی۔

تہذیب النفوس۔ از سید فخر الدین حسین۔

باب دانش۔ مؤلفہ مولوی محمد کریم بخش۔

اوقات عزیزی۔ از سید غلام حیدر خان۔

ترجمۂ عوارف المعارف۔ کامل دو جلد مین مترجمہ مولانا ابو الحسن فریدآبادی۔

خزینۂ دانش۔ ہوشمندی کی تعلیم از مولوی محمد کریم بخش۔

بستان تہذیب۔ جامع اخلاق و ادب مرتبۂ نواب حاجی محمد عمر علیخان بہادر فیروز جنگ

بحر الحقیقت۔ اصلاح نفس مین۔

النجیات۔ اخلاق و موعظت مین۔

Marfat.com

...الکتاب والحکمة ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون

...التنزیل فیوض سبحانی مجموعہ معارف وحقائق وذخیرۂ اسرار ودقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر
...تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر کے افادات کے ساتھ بہت سے مفید القرآن کی رعایت کی گئی ہے ... ایمان

المؤسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

...جامع الفنون الفرعیة والاصلیة قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدة الاجلة والاماثل
...مولوی سید امیر علی صاحب مترجم فتاوی الہندیہ عالمگیریہ وعین الہدایہ دام ظلہ العالی بدوام الایام

...مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن وخوبی چھپی

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ

[illegible] تمہارے پاس جب پھر کر جاؤ گے انکی طرف

[illegible] لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ

[illegible] تمہارا ... ہمکو بتا چکا ہی اللہ تمہارے احوال اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اُسکا رسول پھر جاؤ گے

[illegible] الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

[illegible] جاننے والے چھپے اور کھلے کے سو وہ بتا دیگا تمکو جو کر رہے تھے

[illegible] خلاف کرنے والے منافقین کچھ اوپر اسّی آدمی تھے پس اللہ تعالے نے انکے حال سے آگاہ فرمایا کہ — [illegible] تمہاری طرف اعتذار کرینگے جب تم لوٹ گے انکی طرف - اعتذار یہان باطل عذر کرنے کے معنی میں ہی [illegible] آنحضرت صلعم و مومنین ہی اور ہوسکتا ہی کہ تشریف کے واسطے فقط آنحضرت صلعم کو بصیغہ جمع یاد فرمایا ہو کیونکہ آگے لفظ [illegible] فقط آنحضرت صلعم کو متعین ہی اگرچہ ہو سکتا ہی کہ جمیع مومنین کی طرف سے آنحضرت صلعم کو حکم جواب ہو - لیعتذرون [illegible] انکا اعتذار بغرض دنیاوی فقط تمہاری ہی طرف ہی نہ حضرت حق تعالے کی طرف - اذا رجعتم الیہم - فرمایا اور اذا رجعتم [illegible] نہیں فرمایا اس لیے کہ اہل مدینہ و غیرون کو سب کو شامل ہی اور مبنی اعتذار کا ملاقات پر ہی نہ مدینہ پہونچنے پر لہذا بطریق [illegible] اس قید کو ذکر فرمایا والحاصل غیب سے خبر دی کہ جب تم لوگ اے مومنو اس سفر تبوک سے واپس ہو کر ان منافقون [illegible] بلا اجازت بیٹھ رہے ہین ملو گے تو تمہاری پاسداری کے لیے تم سے اعتذار یعنے جھوٹے عذر کرینگے - [illegible] حکم دیا کہ اے محمد صلعم تو کہدے کہ تم اعتذار مت کرو - ظاہر یہ ہی کہ صریح اُنسے یہ امر کہدینے کا حکم دیا جس سے [illegible] ہون اور احتمال ہی کہ انکے حال سے اعلام مقصود ہو کیونکہ حدیث کعب رضی اللہ عنہ مین جو انشاء اللہ [illegible] ظاہر ہی کہ متعذرین کے اعتذار پر آنحضرت صلعم نے چشم پوشی کی تھی پس شاید عموماً ان منافقون و دوسرون سب سے [illegible] کہکر پھر تعرض نہ کیا ہو وسیاتی - بالجملہ پہلے تو اعتذار کا بے فائدہ ہونا تبلایا کہ عذر مت کرو پھر اُسکا سبب فرمایا کہ [illegible] ہرگز تمہاری تصدیق نکرینگے یعنے اعتذار بیفائدہ مت کرو کیونکہ مقصود اعتذار سے یہ کہ ہم سچے سمجھے جاوین [illegible] ہرگز نکرینگے اسکا سبب یہ ہی کہ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ہم کو اللہ تعالے نے تمہارے اخبار سے [illegible] مین جو تمہارے دلون کے بھید شر و فساد کے بدون کسی واقعی عذر کے تھے آن خبرون سے ہمکو [illegible] بجربیت معلوم ہی پس تمہاری تصدیق ہرگز ہم نہ کرینگے - وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ [illegible] تمہارے اعمال کو اور اسکا رسول - یعنی اللہ تعالے نے آگاہ کردیا ہی کہ تمہارے دلون پر [illegible] آیندہ اللہ تعالے تمہارے اعمال کو دیکھیگا اور اسکا رسول - قولہ ورسولہ عطف ہی اسم پاک [illegible] تحسین تنبیہ ہی کہ مدار ثواب و عقاب اللہ تعالے کا دیکھنا ہی اور بعض نے کہا کہ یہان [illegible] کہ ثواب و قبولیت فرماوے اور رسول اللہ صلعم کا دیکھنا یہی دیکھنا ہی - فافہم

باطنی حقیقت دیکھ کر ۱۲

صدیقی کتبخانہ ... لاہور

Marfat.com

اور بیضاوی وغیرہ نے اشارہ کیا کہ دیکھنا آیندہ وقت کی طرف [illegible]
لکھا کہ شاید اسمین آنکو توبہ کی گنجایش دی ہو کہ دیکھو آیا [illegible]
کہ خبر غیب کی تصدیق واز دیاد ایمان کے لیے مومنون کو دکھلانا منظور ہو کہ تمھارے اعمال [illegible]
مین صادر ہونگے وہ مومنین دیکھینگے اسطرح کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اُن مین [illegible]
اِلٰی عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اے الی اللہ تعالے۔ پھر تم ہو [illegible]
یعنی طرف اللہ تعالے کے جو غیب وظاہر سب جانتا ہی پس یہ وہم مت کرنا کہ اللہ تعالے [illegible]
دلی بھیدون کو بلکہ جہان تک تم نہین جانتے ہو سب کو خوب جانتا ہی۔ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ [illegible]
اعمال سے خبردار فرماویگا تم کو دلی نفاق وکفر سے مطلع کر کے اُسی کے موافق بدلا دیگا اور معلوم [illegible]
نیچا طبقہ ہی۔ ف۔ عرائس مین ان آیات کے رموز حقایق کو دقیق اشارات مین بیان کیا [illegible]
ولا علی المرضی الخ۔ حاصل معنی منصوص یہ ہین کہ ضعیفون و مریضون و فقیرون پر تخلف کرنے مین کچھ گناہ نہین ہی [illegible]
حق تعالے نے اہل مراقبہ و حضور و عشاق و مستغرقین کی ایک قوم کو معذور فرمایا جنھون نے مجاہدہ مین جسم کو گھلا [illegible]
بیمار ڈالا اور دوام ذکر و جولان فکر مین دل کو گلا دیا پس مشاہدہ بقا مین دنیاے فانیہ سے نکل گئے ہین [illegible]
اُٹھانے سے ضعیف ہین اور مرضی جو تلخی عشق سے بیمار ہوگئے ہین اور فقرا وہ ہین جو مقام تجرید و تفرید مین دونون جہان [illegible]
ہوگئے ہین پس عبودیت کی راہ سے محض فضل کے ساتھ اُنکی طرف سے عتاب کو اُٹھا لیا کیونکہ تیغ محبت سے [illegible] بر
گرے پڑے ہین ضعف اُنکا از راہ شوق ہی اور اُنکا مرض از راہ محبت ہی اور اُنکی فقیری از راہ رضا ہی یعنے قضاء الٰہی پر [illegible]
راضی ہین پھر یہ لوگ اللہ تعالے کے دین اور اُسکے رسول صلعم کی سنت پر شفقت رکھتے ہین اس راہ سے [illegible]
اذا نصحوا للہ و رسولہ۔ یعنی بندگان حق عز وجل کو اللہ تعالے کی راہ اور اُسکے رسول صلعم کی سنت سکھلاتے [illegible]
شفقت کرتے ہین۔ پھر مکر و قہر سے اُنکا خلاص ہونا بیان فرمایا بقولہ تعالے ما علی المحسنین من سبیل یعنی جلال [illegible]
از راہ عتاب کے حجاب کو راہ نہین ہی کیونکہ حق تعالے نے ازل ہی مین اُنکو اپنی رحمت سے پسند کر لیا اور [illegible]
کیونکہ تمام مخلوق اُسکی عظمت و کبریائی کی برداشت سے عاجز ہی لہذا فرمایا واللہ غفور رحیم۔ یعنی عاجزی [illegible]
کبریائی مین ثابت اور اُنکی تقصیر متحقق ہی پس فضل قدیم سے اُنکے قصور کو معاف کیا۔ بعض اکابر نے [illegible]
قاسم رح نے کہا کہ جو کوئی سب احسان اللہ تعالے ہی کی طرف سے اعتقاد کرے اُسپر کسی کو راہ نہین [illegible]
کہ جن بندون کو احسان قدیم سے سرفراز کر کے محسن کیا اُسکے مقبول بارگاہ ہونے کو کوئی گناہ [illegible]
اللہ تعالے کے احسان سے ہی کہ اسکو شہود عطا فرمایا اور شہود یہ ہو کہ اللہ تعالے کے سوا [illegible]
کوئی شخص اسپر اپنی احسان کی راہ نہ پاوے پھر ان فقیرون کے سچے ارادے [illegible]
فرمایا بقولہ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم آہ یعنے سواے اللہ تعالے کے کسی کو نگاہ مین [illegible]
وہ بھی نگاہ مین نہین رکھتے بلکہ اللہ تعالے ہی کا مقصود ہونا اُنمین ثابت [illegible]

Marfat.com

[illegible] پھر یہ بھی آیت سے انکا سخت غم جو حقوق طریقت گم ہونے میں انپر طاری
[illegible] یعنی تمام عالم میں سوائے حق عز وجل کے کوئی ایسی چیز نہیں جو قابل برداشت
[illegible] بیان ہو کہ حزن سے رونا ایسے بندون کی شان ہو جو مقام ارادت میں ہون اور
[illegible] رہتے ہین۔ نصر آبادی رح نے کہا کہ قولہ لتحملھم الخ۔ یعنے اللہ تعالے کی طرف
[illegible] ہووے۔ اور نیز مخالفت کا بوجھ انکے سر سے دور کرے۔ پھر اللہ تعالی نے بیان فرمایا
[illegible] بیٹھے ہین بقولہ تعالے انما السبیل علی الذین یستاذنونک وہم اغنیاء الآہ۔ یا کہا یہ لوگ
[illegible] تابع ہو کر رضوان الٰہی سے باز رہے۔ نصر آبادی نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مذمت کو تو نگرون
[illegible] اپنے اموال و املاک پر اعتماد کر کے بے پروائی اختیار کی اور اگر حق عز وجل پر اعتماد کرتے تو تونگری سے ملامت
[illegible] ہو کر لائق مدح ہوتے۔ واضح ہو کہ نفس کے واسطے بہت سے فریب و مکر ہین جنکو بندہ مومن
[illegible] کے فضل سے جانتا اور اپنے آپ کو بچاتا ہی بخلاف اہل نفاق کے کہ وہ فریب نفس کی تصدیق
[illegible] کھلے مکر و عذر میں مبتلا ہو جاتے ہین اسی واسطے قولہ تعالے یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیھم الآیہ
[illegible] فریب خوردہ کے عذر پر اعتماد نہیں پھر انکا دروغ قسم کھانا بیان فرمایا بقولہ

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ

[illegible] تمھارے پاس جب پھر کر جاؤ گے انکی طرف تا انسے درگذر کرو سو درگذر کرو انسے وہ لوگ

رِجْسٌ ؗ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ

[illegible] دوزخ ہو بدلا انکی کمائی کا قسمین کھاوینگے تمہارے پاس کہ تم انسے راضی ہو جاؤ

فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

[illegible] تو اللہ راضی نہین بے حکم لوگون سے

[illegible] عنقریب قسم کھاوینگے منافقین اللہ تعالی کی تمہارے لیے جب تم لوٹ کر انکی طرف
[illegible] واپس ہو کر انسے ملو گے تو تم سے قسم کھاوینگے کہ ہم لوگ پیچھے رہنے میں معذور تھے۔ قسم کو اللہ تعالی کے نام پاک سے
[illegible] ظاہر ہو کہ اپنے خالق جل شانہ کے نام پاک کے ساتھ دروغ قسم میں ایسے بیباک ہین۔ قولہ لکم مین اشارت
[illegible] تمہارے واسطے عمل میں لاوینگے۔ اوپر کی آیت مین اور اس آیت مین تکرار نہیں بلکہ دونون کا سیاق
[illegible] ہین۔ چنانچہ اس آیت کا سیاق یہ ہو کہ تمہاری خوشنودی کے واسطے قسم دروغ بنام پاک
[illegible] انسے اعراض کرو یعنی انکو گھر کو جھڑکو نہین پس غایت مقصود انکو اس کبیرہ گناہ فسق سے
[illegible] سو تم انسے منھ موڑلو۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تخلف
[illegible] ہونا بذریعہ وحی کے جانتے تھے پس متخلفین جاہل منافق اپنی نادانی سے آگ
[illegible] نہ جانتے تھے کہ وحی الٰہی سے فضیحت ہو چکے ہین۔ آیت مین وہ نقد ہو جو حدیث شیخ

مین ہی کہ مومن جھگڑالو بدزبان پردہ فاش کرنے والا نہین ہوتا۔ [illegible]
اللہ تعالےٰ کے نام پاک کے واسطہ سے دنیاوی مقصود چاہا تھا وہ پورا کردیا۔ اور [illegible]
اور آیت مین اشارہ مومنون کے شرف پر ہی کہ اُنکی رضامندی کے لیے اُنسے منافقون [illegible]
تم اُنسے منھ موڑ لو۔ اگر کہا جاوے کہ اُنھون نے اعراض ہی چاہا تھا یعنی کہ ہم کو [illegible]
اللہ تعالےٰ نے بھی اعراض کا حکم دیا تو جواب یہ کہ اعراض دو طرح کا ایک اعراض صفح [illegible]
اعراض مقت جیسے یہان ہی کہ اُنھون نے اعراض صفح چاہا اور ملا انکو اعراض مقت کیونکہ [illegible]
ہین۔ رجس بمعنی پلیدی اور یہ مبالغہ ہی کہ پلید نہین بلکہ عین پلیدی ہین اس لیے کہ اُنکے افعال [illegible]
اور مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کو نصیحت کرنا واجب ہی گر تم کو اُن منافقون سے اعراض کا حکم اس لیے دیا [illegible]
ہین تو اُنسے پاک اعمال کی امید مت رکھو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اُنکو نجس مخلوق فرمایا وہ علیم و خبیر ہی پس نصیحت کہ جس سے [illegible]
داخل جنت ہون اُنمین بیکار ہی ایسے پلید کا ٹھکانا جنت نہین۔ وَمَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ اور اُنکا ٹھکانا جہنم ہی [illegible]
آگ کے صندوقون مین بند ہونگے پھر اُن صندوقون کے کھلنے کی کسی طرف راہ نہوگی۔ جیسے اُنھون نے دنیا مین اللہ تعالےٰ عزوجل
سے کفر و انکار کیا اور اسکے رسول صلعم سے دشمنی و اُسکی جناب مین بدزبانی کی اور مومنون سے سخت عداوت کی اور دنیا کے واسطے
قبیح و بد افعال کیے پس جہنم اُنکا ٹھکانا ہی جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ بدلا اُن بد افعال کا جنکو دنیاوی زندگی مین کیا کرتے تھے
پس اللہ عزوجل نے ظلم کچھ نہین کیا جبکہ فرمادیا کہ دنیا پر سکون کروگے اور اعمال بد کے مرتکب ہوگے تو برخلاف مومنون نیکوکارون کے
تمھارے لیے جنت نہین بلکہ دوسرا ٹھکانا جہنم ہوگا پس اُنھون نے خود اپنے اوپر ظلم کیا کہ حکم اوتعالےٰ شانہ کو نہ مانا اور [illegible]
يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ منافق لوگ جھوٹی قسمین تمھارے واسطے اس غرض سے کھاتے ہین کہ تم اُنسے راضی ہوجاؤ [illegible]
کہ مخلوق کی رضامندی چاہتے ہین اور خالق جل سلطانہ کے نام پاک کی جھوٹی قسم کھاتے ہین۔ حدیث صحیح مین ہی کہ جس بات مین حضرت
خالق عزوجل کی نافرمانی ہوتی ہو اسمین کسی مخلوق کی تابعداری نہین ہی لہٰذا ان منافقون کو مخلوق کی رضامندی چاہنے سے کچھ فائدہ
نہوا اور حق تعالےٰ نے فرمایا۔ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ پس اگر تم لوگ [illegible]
منافقون سے راضی ہوجاؤ تو انکو کچھ فائدہ نہوگا کیونکہ اللہ تعالےٰ راضی نہین ایسی قوم سے جو فاسق [illegible]
عجب احمق ہین کہ تمھاری رضامندی چاہتے ہین حالانکہ تمھاری رضامندی انکے کون کام آوے گی جبکہ اللہ تعالےٰ [illegible]
سمجھدار ہوتے تو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی رضامندی چاہتے جس سے سب راضی ہوجاتے [illegible]
لا یرضی عن القوم الفاسقین۔ مین انکی تقبیح ہی کہ یہ قوم فاسق ہین۔ بیضاوی رحمہ اللہ نے کہا [illegible]
قابو ملجاوے کہ فریب سے کسی گروہ اہل ایمان کو اپنے حال سے ملتبس کردین تو انکو یہ ممکن نہوگا [illegible]
کہ پھر انکی پردہ دری نہوا اور انپر عذاب نازل نہو۔ بالجملہ آیت سے مقصود یہ کہ [illegible]
کہ انسے راضی نہو اور انکے عذرون سے فریب مت کھاؤ۔ واضح ہو کہ اہل نفاق [illegible]
منافقون کا اور مومنون کا حال بھی بیان فرمایا [illegible]

نِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى

[illegible] اور منافق اور اسی لائق کہ نہ سیکھیں قاعدے جو نازل کیے اللہ نے

رَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ

اپنے رسول پر اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا اور بعضے گنوار وہ ہیں کہ ٹھہراتے ہیں اپنا خرچ کرنا چٹی اور تاکتے ہیں

بِكُمُ الدَّوَآئِرَ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ

تم پر زمانہ کی گردشیں انہیں پر آوے گردش بری اور اللہ سب سنتا ہے جانتا اور بعضے گنوار وہ ہیں کہ ایمان لائے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا

اللہ پر اور پچھلے دن پر اور ٹھہراتے ہیں اپنا خرچ کرنا نزدیک ہونا اللہ سے اور دعا لینی رسول کی سنتا ہے وہ

قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ع

انکے حق میں نزدیکی ہے داخل کریگا انکو اللہ اپنی مہر میں اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اس کلام میں اعلام ہی کہ گنواروں میں کفار و منافقین ہیں اور مومنین بھی ہیں پھر ان منافقوں کا کفر و نفاق بہ نسبت اوروں کے زیادہ سخت ہی اور وے احق ہیں کہ حدود الٰہی سے واقف نہوں چنانچہ ابراہیم تابعی رح سے روایت ہی کہ زید بن صوحان رحمہ اللہ کے پاس ایک اعرابی آکر بیٹھا اور وے اپنے شاگردوں سے حدیث کرتے تھے اور نہاوند کے جہاد میں انکا ہاتھ کٹ گیا تھا تو اعرابی بولا کہ واللہ مجھے آپ کی باتیں تو بھلی معلوم ہوتی ہیں ولیکن مجھے آپ کے ہاتھ سے کچھ شک پڑتا ہی یعنی چوری میں نہ کاٹا گیا ہو تو حضرت زید نے کہا کہ تجھے کیا شک ہوتا ہی یہ تو بایاں ہاتھ ہی اعرابی بولا کہ واللہ مجھے نہیں معلوم کہ دایاں کاٹا جاتا ہی یا بایاں تو زید نے کہا کہ سچ فرمایا اللہ عز وجل نے۔ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ اعراب بصیغہ جمع ہی لیکن عرب کی جمع نہیں کیونکہ عرب تو ہر ایسے شخص کو کہتے ہیں جو ملک عرب میں ساکن ہو خواہ شہر کا ہو یا قصبہ کا یا گاؤں کا اور اعراب [illegible] وہی لوگ ہیں جو بدو ہو وے گاؤں میں رہتے ہوں۔ کما قال سیبویہ رح پس جیسے ہندی میں گنوار کا لفظ اہل شہر کو ناگوار ہوتا ہے ویسے عرب میں اعرابی ہی بالجملہ جو شخص کہ گاؤں میں بسے اور بدو ہو وہ اعرابی ہی کہ درحقیقت پانی رگھاس جہاں جہاں ملتی ہی [illegible] لیے پھرتے ہیں کہیں قیام نہیں اگرچہ بعضے کسی پورہ میں رہ پڑیں اور عربی وہ ہیں جو قصبہ و شہروں میں بستے ہوں [illegible] اعرابی نہیں کہہ سکتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اولاد اسمعیل علیہ السلام نے عرب میں نشو و نما پایا تو عربی ہوئے [illegible] یہاں تک کہ جو انکے ملک میں رہکر انکی زبان بولے وہ عرب کہلاتا ہی اور بعض نے کہا کہ عرب نام اس لیے [illegible] معرب ہی یعنی صاف صاف بخوبی تمام مظہر ہی کیونکہ زبان عرب میں جو بلاغت و فصاحت ہی اور کسی زبان [illegible] یہاں اعراب سے مراد وہی لوگ ہیں جو بدو یعنی دیہات کے گنوار ہیں تو انکو فرمایا کہ اعراب اشد میں [illegible] کفر و نفاق زیادہ سخت و شدید ہوتا ہی واجدر ان لا یعلموا آہ اور زیادہ سزاوار ہیں کہ نہ جانیں حدود [illegible] فرمایا یعنی قرآن مجید و سنت مطہرہ کے حدود اور شرائع سے واقف نہوں۔ کیونکہ گاؤں میں [illegible] نہیں اہل کتاب و سنت کو سنتے نہیں پس نادانی سے انکا کفر و نفاق بھی سخت ہوتا ہی۔ یہیں سے

Marfat.com

بعض نے کہا ہے ؎ وہ مردود مرد را احمق کند ٭ عقل را بے نور و بے رونق کند [illegible]
وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے اسنے اپنے علم وحکمت سے گنوارون [illegible]
صفت جنس ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ عورت کی ذات بیکارہ ہے حالانکہ بعض عورتین [illegible]
کی تقسیم فرمائی بقولہ - وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا اے [illegible]
مین سے بعض وہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ مین خرچ کرتا ہے اسکو ڈانڈ دینا جانتا ہے [illegible]
قتل وغیرہ سے جو کچھ دیتا ہے وہ اسکے نزدیک گویا ڈانڈ وبرباد ہے - مروی ہے کہ نزول آیت کے وقت [illegible]
اور یہ امر بھی انکی جہالت پر متفرع ہے کہ جفاء وغلظت قلب سے اس انتظام عجیب [illegible]
قدرت الٰہیہ کے نہین سمجھتا بلکہ مطمح نظر اسکا یہی دنیاے فانیہ ہے بس جو کچھ اسکو صدقات [illegible]
ڈانڈ وبرباد سمجھتا ہے - وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ دوائر جمع دائرہ وہ حالت [illegible]
شر مین مستعمل ہے جیسے لفظ گردش - تربص بمعنی انتظار یعنے اور ایسا گنوار انتظار کرتا ہے تمہارے حق مین گردش [illegible]
تم مغلوب ہو تو وہ چھوٹ جاوے - عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ انھین پر بُری گردش رہے یہ انکی بدخواہی [illegible]
سے خود اللہ تعالیٰ عزوجل نے بددعا فرمائی - یہ بھی مومنون کے لیے تشریف ہے اور چونکہ مومنون کی لاعلمی مین [illegible]
اہل ایمان کے تو انکی طرف سے بددعا فرمانے مین اشعار ہے کہ گنوارون کی ناحق بدخواہی کے عوض مومنون [illegible] قبول
فرمائی گئی اور یہ امر معلوم ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے وہ واقع ہے تو یہ بددعا بمنزلہ اخبار غضب الٰہی کے ہے کیونکہ [illegible]
بیضاوی رح نے کہا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کلام بددعا نہو جو از قسم جملہ انشائیہ ہے بلکہ جملہ خبریہ ہو یعنی مومنون کو بھی آگاہ کر دیا [illegible]
گنوارون ہی پر ہے اور ظاہر کلام شیخ سیوطی رح سے بھی یہی معنی ظاہر ہوتے ہین کہ جملہ خبریہ ہے کیونکہ [illegible]
والھلاک علیہم لا علیکم - سوء بضم سین حملہ بقراۃ ابو عمرو وابن کثیر رح اور بالفتح قراءت باقی [illegible]
ہلاک کی گردش انھین گنوارون پر ہوگی تم پر نہوگی - وَاللّٰہُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بندون کی باتون [illegible]
جو دل مین رکھیں جانتا ہے یا جو افعال کرین وہ جانتا ہے پس ہر ایک کے لیے اسکے فعل موافق [illegible]
قسم اعراب کا بیان فرمایا بقولہ - وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ [illegible]
اللہ تعالیٰ پر اور روز آخر یعنے قیامت پر جسمین دنیا کے اعمال نیک وبد کا ہر ایک بدلا پاویگا [illegible]
عِنْدَ اللّٰہِ اے تقربۃ عند اللہ - وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ووسیلۃ الی صلوات الرسول اے [illegible]
کرتا ہے اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ کی راہ مین خرچ کرتا ہے تقرب اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور وسیلہ [illegible]
یعنی اپنے صدقات وخیرات کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقرب جانتا اور رسول اللہ صلعم کی [illegible]
عبداللہ بن ابی اوفی رض کہتے ہین کہ میرا باپ اپنی قوم کے صدقات لایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ [illegible]
فرمایا کہ اللہم صل علی آل ابی اوفی - علماء رح نے کہا کہ صلوات کی لفظ سے دعا کرنا مخصوص [illegible]
اختیار نہین ولیکن سنت ہے کہ جو شخص صدقات لینے پر مقرر ہے وہ جس صدقہ دینے والے [illegible]

[illegible] لیے مومن ہین کہ ایمان صحیح رکھتے اور جو کچھ صدقہ دیتے اُسمین قربت الٰہی کی امید اور صلوات
[illegible] بعضے یہ بات ہو انکو ثواب بھی بہت زیادہ ہو جیسے اس زمانہ مین بعد زمانۂ وفات سید عالم
[illegible] خالص نیت ہین انکو تھوڑے عمل نیک مین بہت بڑا ثواب ملتا ہو جیسا کہ حدیث صحیح سے یہ مضمون ثابت
[illegible] ان اعراب کے واسطے فرمایا - اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ آگاہ ہو کہ یہ نفقہ اُنکے لیے قربت ہی
[illegible] سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ضرور انکو اللہ تعالے اپنی رحمت یعنی جنت مین داخل فرماویگا
[illegible] البتہ اللہ تعالے غفور رحیم ہی - اس کلام مین اللہ تعالے نے کمال فضل ظاہر فرمایا کہ اول حرف تنبیہ - اَلَا -
[illegible] تحقیقیہ سے - سوم [illegible] تصریح لفظ قربت سے اور چہارم سید خلہم کے حرف سین سے جو تحقیق وقوع پر دلالت
[illegible] ادخال رحمت کی تحقیق سے - ششم تذییل بقولہ ان اللہ غفور الخ سے کلام کو تاکید فرمایا - زہے نصیب آن بندگان
[illegible] روایت ہو کہ یہ لوگ مانند جہینہ و مزینہ وغیرہ کے ہین - واضح ہو کہ یہ لوگ ان اعراب مین سے بفضل الٰہی
[illegible] کرنا چاہیے اور سیاق کلام مشعر ہو کہ علماء و اہل علم و اہل صلاح و تقوی و اہل عقل سے جنکو دین کی سمجھ حاصل
[illegible] سمجھ موٹی و بھدی اور قلب سخت و غلیظ ہو جاتا ہو اسیواسطے آنحضرت صلعم کو جب اُس اعرابی نے ہدیہ بھیجا
[illegible] اُسکو راضی کیا تو فرمایا تھا کہ مین نے قصد کیا کہ کسی شخص کا ہدیہ قبول نہ کرون سوائے قریشی یا ثقفی یا انصاری
[illegible] لوگ ہمیشہ سے مکہ و طائف و مدینہ و یمن وغیرہ شہرون ہی کے رہنے والے ہین پس رقیق القلب و سلیم الطبع
[illegible] - ابن عباس رضہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من سکن البادیۃ جفا الخ - یعنے جو شخص کہ بادیہ مین بسا وہ جافی القلب
یعنی دل کا موٹا [illegible] ہو جاتا ہو اور جو شکار کے پیچھے ہوا وہ غافل ہو جاتا ہو اور جو سلطان پاس گیا وہ فتنہ مین پڑ جاتا ہو - رواہ البیہقی
والنسائی وابوداؤد واحمد والترمذی وقال حسن غریب - ابوہریرہ رضہ نے مرفوع روایت کی کہ جو بدوی ہوا وہ جافی ہوا اور جسنے شکار کا پیچھا
[illegible] غافل ہوا اور جو دربار سلطانی مین گیا وہ فتنہ مین پڑا - اور جس کسی نے آپسے سلطان کا قرب بڑھایا وہ اللہ تعالی سے دور ہوتا گیا - رواہ البیہقی
وابوداؤد - معنی قولہ جو دربار سلطانی مین گیا آہ یعنے دنیا کی طرف راغب ہو کر دین کی طرف سے فتنہ مین پڑ جاتا ہو - اور قولہ جس کسی نے آہ
[illegible] سلطنت و حکومت ہو جب اس سے تقرب بڑھایا تو جتنا تقرب و دنیا کی چاہ بڑھتی جاویگی اُسیقدر اللہ تعالے سے
[illegible] فرمایا حضرت صلعم نے اور یہ خبر غیب ہو اگرچہ عرب کے لوگ سلطان اور اُسکی شان شوکت دنیاوی اور اُسکے یہان کی
[illegible] واقف نہ تھے پھر آخر جب زمانہ خلافت نبوت ختم ہو گیا اور اسلام مین سلطان ہونے لگے تو اُسکو تجربہ
[illegible] جو معجزہ الٰہی سبحانہ وتعالے ہو - ف - فی العرائس قولہ ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما الآیۃ
[illegible] معرفت نپائی کہ جان فدا کرنا حقیر سمجھتے تو مال کیا چیز ہی بقول کسے ؎ زینہار از آب شمشیرت کہ شیران
[illegible] اندر تختی و لیس دنیاداروں کا یہ حال ہو کہ تکلف کے ساتھ دکھلانے سنانے ناموری کے لیے
[illegible] ناموری کے لیے اس راہ مین جسمین کچھ لہو و لعب نہین بمجبوری اُٹھاتے ہین ورنہ شہوات نفسانی
[illegible] کو چاہتے ہین وہ آنکھون کے سامنے ہی بخلاف اس صورت کے کہ اُنکو معرفت نہین کہ
[illegible] مطلوب کو جانتے تو اُنپر جان فدا کرنا بھی آسان ہوتا - بعض نے کہا کہ جو شخص مال و متاع وغیرہ کسی چیز

مین اپنی ملکیت دیکھتا ہی اُسکو یہ چیز خرچ کرنا ڈانڈ معلوم ہوتا ہی اسی سے منافقون کے ساتھ مین
کو اپنے پاس عاریت سمجھتا ہی اور ملکیت اللہ تعالے خالق عالم ذو الجلال والاکرام کی جانتا ہی جب کبھی
توفیق پاتا ہی تو بہت غنیمت جانتا ہی۔ یہ کلام لطیف ہی۔ پھر اللہ تعالی نے اعراب مین سے ایسے بندون کو
وہدایت کی تجلی فرماکر اللہ تعالے و اُسکے رسول پر ایمان کی توفیق دی پس وہ جو کچھ خیرات کی توفیق پاتے ہین
وصلوات کے امیدوار ہوتے ہین چنانچہ فرمایا ومن الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الآخر الآیہ یعنی وہ لوگ اللہ تعالے کی
کے امیدوار ہین یعنی پردہ کھل جاوے اور مشاہدہ ملجاوے اور وصال کی امید لگائے ہین پس اہل ایمان کا یہی حال
امیدوار رہتے ہین لہٰذا اصحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین فرمایا فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر۔ یعنی منتظر ہین کہ کب
قولہ وصلوات الرسول یعنے اکرم الاولین والآخرین اپنے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاے شریف حاصل ہونے
تاکہ اس سے اللہ تعالے کے نزدیک مزید قرب و منزلت حاصل ہو۔ پھر حق تعالے نے اُسکو قبول فرمایا بقولہ الا انہا قربۃ لہم یعنی
لیے وسیلہ قربت بحق تعالے یا اہل وسیلہ ہی۔ پہلے انکو اپنی ہستی قربان کرنے کی توفیق دی پھر انکا وصف فرمایا۔ سیدخلہم اللہ فی رحمتہ
ضرور عنقریب اسکی جنت مین جو مقام رضوان و منزلت و دیدار بلاحجاب ہی جگہ پاوینگے پس کمال رحمت اُسکا مشاہدہ ہی۔ بعض مشائخ نے
کہاکہ جو کوئی قرب الٰہی چاہے تو جو کچھ فدا و قربان کرگیا اُسکو حقیر و ہیچ نظر آویگا حتی کہ اپنی جان حقیر قربان کریگا اور خوش ہوگا پس سچے
طالب کی یہی پہچان ہی اور جو ایسا نہو وہ سچا نہین اور کیونکر قرب الٰہی پاوے جو ہر دم ایسی چیز سے قرب بڑھاوے جو اللہ سبحانہ تعالے
سے دور کرنے والی ہی اور وہ دنیاے فانی ہی۔ پھر اللہ تعالے نے ایسے پاک برگزیدہ بندون کا وصف فرمایا جو سبقت کرکے مجلس مکرم
دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ کے ذوق وصال سے بہرہ ور ہی لے گئے اور اُنکے پرتو انوار سے انکے اہل جوار بحکم قولہ اولئک قوم
لایشقی جلیسہم۔ اُنکے ادنی مجالس مین واصل ہوئے بقولہ تعالے

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اور جو لوگ قدیم ہین پہلے وطن چھوڑنیوالے اور مدد کرنیوالے اور جو اُنکے پیچھے آئے نیکی سے اللہ راضی اُنسے

وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور وہ راضی اُس سے اور رکھے ہین واسطے اُنکے باغ نیچے بہتی نہرین رہا کرین اُنہی ہمیشہ یہی ہی

جب مخلوق انسانی مین سے اہل کفر و نفاق کا مردود ہونا و اصناف منافقین شہری و دیہاتی و اُنکے افعال و اطوار
گروہ اعراب کے مقبول و مقرب ہونے کا حال معلوم ہوگیا اور دیگر اصناف منافقین وغیرہ جنکا حال خفی
مثل باریک وسوسہ نفس و شیطان کے جو بصورت امر خیر ہوتا ہی بہت کوشش رکھتے تھے اور جیسے اکثر فقرا
ایسے اصناف باقی ہین تو درمیان مین بسلسلۂ تقرب بعض اعراب مقبولین کے اعلیٰ طبقۂ اہل قرب و درجات
سادات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا حال جنمین بالتبع صنف اہل قبول از اعراب بھی بطفیل شامل

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ قولہ السابقون الاولون۔ مبتدا۔ من تبعیضیہ یعنی مہاجرین و انصار

Marfat.com

[illegible] یعنے سابقین اولین وہ جملہ مہاجرین وانصار ہین اور شاذ قراءۃ مین والانصار بالرفع ہی معطوف بر قولہ [illegible] المہاجرین - یعنی من تبعیضیہ ہی یعنے مہاجرین مین سے سابقین اولین اور جملہ انصار - قولہ والذین اتبعوہم عطف [illegible] السابقون - اور باحسان متعلق بفعل - اتبعوہم یعنے اتباع باحسان کی - یعنے محسنین ہونے کے ساتھ متبع ہوئے اور [illegible] تابعین نے نیک کامون مین جو عموماً نیک نظر آتے ہین اتباع کی اور جن کامون کا بھید پوشیدہ ہی کہ عوام کو وہ ظاہر نہین [illegible] انمین اتباع لازم نہین کی پس باحسان کا تعلق اتبعوہم سے تعیین کرتا ہی کہ اتباع باحسان کی شرط واسطے ثبوت خیر یعنے [illegible] الٰہی کے فقط والذین اتبعوہم کے ساتھ ہی اسیواسطے شیخ تابعی محمد بن کعب نے استدلال کیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب کو بلاشرط [illegible] تعالے نے کامل رحمت بخش دیا بلکہ سب پر اپنا رضوان نازل فرمایا - قولہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ - خبر مبتدا ہی یعنے سابقین الخ [illegible] مطلقاً اور اُنکے تابعین سے بشرطیکہ تبعیت باحسان ہو اللہ تعالے راضی ہوا اور وے سب اللہ تعالے سے راضی ہوے - واضح [illegible] محمد بن کعب کی استدلال سے معلوم ہوا کہ قولہ من المہاجرین والانصار - مین من بیانیہ ہی یعنے جملہ صحابہ مہاجرین وانصار مراد ہین [illegible] والذین اتبعوہم سے بعد صحابہ کے جو لوگ قیامت تک ہون وہ داخل ہین اور اسمین اتفاق ہی کہ والذین اتبعوہم سے اصطلاحی تابعین فقط مراد نہین یعنے فقط وہی لوگ جنکو اصطلاح مین تابعین کہتے ہین یعنے ہر وہ مومن جسنے کسی صحابی کو دیکھا ہو اور آنحضرت صلعم [illegible] نہ دیکھا ہو لیس یہی مقصود نہین ہان تابعین رحمہم اللہ اس تقدیر پر والذین اتبعوہم مین داخل ہین اگرچہ حدیث صحیح مین یہ آیا ہی کہ [illegible] امت مثل باران رحمت کے ہی کہ کوئی جانتا نہین کہ اول بہتر ہی یا اخیر - اور یہ بھی ثابت ہی کہ تم لوگون پر جو وقت آتا جائیگا وہ [illegible] وقت سے کمتر ہوا ہی ہوگا یہان تک کہ تمھاری وفات ہو جاوے - ولیکن بدلائل قطعیہ بمانند قولہ تعالے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الآیہ وصحاح احادیث کے اہل ایمان نے اجماع کیا ہی کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام امت مابعد سے افضل واکرم ہین جیسا کہ آخر مین انشاء اللہ تعالے یہ مسئلہ مذکور ہوگا - اب تفسیر معلوم کرو کہ اللہ تعالے نے فرمایا - وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ - شیخ سیوطی رح نے لکھا کہ مراد انسے وہ صحابہ ہین جو بدر کے جہاد مین شریک تھے یا مراد سب صحابہ ہین جنکو چھوڑ کر آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا - وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ - اور وہ لوگ جنھون نے سابقین اولین کی اتباع کی - قال الشیخ یعنے قیامت تک جو اتباع کرین - بِاِحْسَانٍ فی العمل - یعنے نیک کام کرنے مین - اولی یہ کہ باحسان فی الفعل کہا جائے تاکہ قول وعمل وغیرہ ہر نیکی کو شامل رہے - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ - اللہ تعالے ان سب سے راضی ہوا یعنی اُنکی اطاعت کرنے سے راضی ہوا یعنے اُنکو ثواب جمیل وفضل کبیر دیا - وَرَضُوْا عَنْهُ - اور یہ سب کے سب اللہ تعالے سے راضی ہوے یعنی ثواب الٰہی سے نہایت خوش ہوگئے - مترجم کہتا ہی کہ واضح کرکے [illegible] مقام کا حاصل یہ ہی کہ اگر من تبعیضیہ ہی تو سابقین اولین سے آخر وقت تک کے جملہ صحابہ مین سے وہ جماعت مراد ہین جو سابق [illegible] مہاجرین مین سے بھی اور انصار مین سے بھی - اور اُنکے واسطے عمل باحسان وغیرہ کی کوئی قید نہین لگائی پس معلوم ہوگیا کہ اُنکے [illegible] داخل [illegible] فضل الٰہی ہی پس اُنکے سوائے جو باقی صحابہ رہے وہ قولہ والذین اتبعوہم باحسان - مین داخل ہین اور چونکہ لفظ [illegible] صحابہ کے قیامت تک والے اہل ایمان اُنکے طفیل مین اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہین مگر اس شرط سے کہ اتباع باحسان [illegible] یہ ہوسکے کہ صحابہ مین سے سابقین اولین کے گروہ سے اور باقی صحابہ وقیامت تک والے مومن جنھون نے سابقین کی [illegible] سبب سے اللہ تعالے راضی ہوا اور یہ سب بندے اپنے اللہ تعالی سے راضی ہوے - اب بیان معرفت سابقین اولین باقی رہا

Marfat.com

سعید بن المسیب وغیرہم نے فرمایا کہ سابقین اولین وے صحابہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف [illegible]
نماز پڑھتے تھے - یہ ابتدائے ورود مدینہ منورہ کا زمانہ تھا پھر قریب ڈیڑھ برس بعد ہجرت کے قبلہ کعبہ [illegible]
تک بیعۃ الرضوان واقع ہوئی یعنے مقام حدیبیہ میں ہجرت کے چھٹے سال تک والے صحابہ ہیں [illegible]
وے سابقین ہیں جنگ بدر ہجرت کے دوسرے سال واقع ہوئی بعض علماء نے کہا کہ ان اقوال میں اختلاف [illegible]
سابقین اولین کی بیعۃ الرضوان کے وقت تک تھی - ولیکن مفسر رح نے من تبعیضیہ کی صورت میں [illegible]
معروف اطلاق اہل بدر کا صرف انھیں تین سو تیرہ[۳۱۳] صحابہ پر ہی جو واقعہ بدر میں حاضر تھے اور انکے [illegible]
اسوقت مدینہ میں اور بہت سے صحابہ موجود تھے جنکو آنحضرت صلعم نے ساتھ جانے کا حکم نہیں دیا تھا بوجہ اسکے [illegible]
سابقیت و اولیت جسمیں مفہوم زمانہ شامل ہی اُسکے الفاظ سے مقام اسکو مقتضی ہی کہ اہل بدر سے معنی عموم مراد ہوں یعنے جو صحابہ [illegible]
بدر کے موجود تھے خواہ واقعہ جنگ میں حقیقۃً حاضر ہوں یا حکماً شریک ہوں پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی شامل ہی اور [illegible]
ہی کہ بیعۃ الرضوان تک والے سابقین ہیں اور اگر من المہاجرین کے بعد قولہ والانصار بالرفع ہو تو سبقت باعتبار ہجرت کے ہوگی اور [illegible]
سابقہ وہ ہی جو قبل صلح حدیبیہ یعنی زمانہ بیعۃ الرضوان سے پہلے واقع ہوئی پس اُسوقت والے مہاجرین سابقین ہیں اور اسوقت تک [illegible]
نصرت والے انصار سابقین ہیں پھر اُنکے بعد والے اُنکے ساتھ لاحق ہیں جیساکہ قولہ والذین ہاجروا من بعد الآیۃ آخر سورۃ انفال [illegible]
ہی اور یہ صریح مؤید قول شعبی رح ہی فافہم - اور علی ہذا قراءۃ متواتر من المہاجرین والانصار بالجر کی صورت میں بھی یہ توجیہ مستقیم ہی - کمالا یخفی [illegible]
شیخ ابو منصور بغدادی نے کہا کہ ہمارے اصحاب کا اجماع ہی کہ تمام صحابہ میں سے چاروں خلفاء افضل ہیں اُنکے بعد عشرہ مبشرہ بالجنۃ کے [illegible]
باقی چھ یعنے دس صحابہ کے لیے قطعی جنتی ہونے کا وعدہ آنحضرت صلعم کی زبان پاک سے وارد ہوا انمیں چاروں خلفاء بھی ہیں پس انکے [illegible]
چھوں باقی افضل ہیں پھر انکے بعد اہل بدر پھر اہل اُحد پھر اہل بیعۃ الرضوان ہیں - اور علی قاری رح وغیرہ نے لکھا کہ بالاجماع آنحضرت صلعم [illegible]
دیکھنے والا مومن جسکو صحابی کہتے ہیں تمام غوث وقطب وغیرہ سے جسنے آنحضرت صلعم کو نہیں دیکھا پایا ہی افضل ہی - یہ سب توبیان [illegible]
پر تھا کہ من تبعیضیہ ہی اور اگر من بیانیہ ہو تو یہ معنی ہوئے کہ سابقین اولین جو جملہ صحابہ مہاجرین و انصار ہیں جنکو چھوڑ کر آنحضرت صلعم [illegible]
انتقال فرمایا اُنسے اور اُنکے اتباع باحسان کرنے والوں سے جو کوئی قیامت تک ہو سب سے اللہ تعالے راضی ہوا اور یہ بھی اللہ تعالے سے [illegible]
راضی ہوے - اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالے نے تو سابقین اولین کو فرمایا اور تم کہتے ہو کہ سب صحابہ مراد ہیں تو جواب یہ کہ [illegible]
ہی پس والذین اتبعوہم - اپنے پچھلوں سے سب صحابہ مقدم و سابق ہیں - اور یہی محمد بن کعب کا قول ہی کہ سب صحابہ [illegible]
شخص نے اُنسے صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال بلحاظ اُنکے آپس کے بعض جھگڑوں کے دریافت کرنا چاہا تو [illegible]
دیا کہ اللہ تعالے نے بدون قید احسان فی العمل کے اُنکو کرامت فرما کر کرم فرمایا پس تجھکو انکے حال سے [illegible]
انکے بعد والوں کے حق میں یہ شرط کر دی کہ باحسان انکے متبع ہوں تو اللہ تعالے کی رضامندی پاویگے اس شخص نے [illegible]
[illegible] - اس آیت کو بخانا یہاں تک کہ مجھے محمد بن کعب سے معنی سمجھ میں آئے - ولیکن واضح ہو کہ اس [illegible]
کی طرف ہوگا کیونکہ قیامت تک کے بلکہ نزول آیت سے بعد مسلمان ہونے والے وقت نزول کے ظاہر [illegible]
عنہم و رضوا عنہ یعنی وے اللہ تعالی سے راضی ہوے اور اللہ تعالے اُنسے راضی ہوا حالانکہ [illegible]

Marfat.com

...جہان ظاہر ہوئی پس مراد یہ ہی کہ ازل مین ہر ایک امر اللہ تعالےٰ کے یہان مقدر اور اُسکے علم مین بلا تفاوت قبل وجود کے رضوان الٰہی مین اُنکے واسطے برگزیدہ کرنا اور طرفین سے رضا معدی متحقق ہوگئی پس یہ تشریف بدون علت وسبب کے ہی کیونکہ فعال لما یرید اور تعلیل نہین وہ جو چاہے کرے اور جو کرے عین حکمت ہی اور اہل سنت کا تقدیر پر اجماع ہی اور ہو سکتا ہی کہ یون کہا جاوے کہ امر فقط والذین اتبعوہم کے حال مین ہی اور اُنکے حق مین شرط باحسان کی لگائی ہی پس اسمین معنی شرط ملحوظ ہین اگرچہ بحرف شرط نہو یعنی جو کوئی اتباع کرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس طرح کہ اعمال مین محسنین سے ہو تو وہ مستحق رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ہی اور یہ نظیر احکام صوم وصلوٰۃ ہی کیونکہ خطاب بحرف نداء کے واسطے منادی کا حضور ضرور ہی حالانکہ یا ایہا الذین آمنوا سے جہان خطاب ہی وہان مخصوص بحضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نہین بلکہ قیامت تک جو کوئی ہو بلا فرق داخل ہی وتحقیق الکلام فی الاصول۔ اور اگر یون کہا جاوے کہ یہ صفت اُن حضرات کی ہی جو موجود تھے اور معنی یہ ہین کہ سابقین اولین از مہاجرین وانصار سے اور اُنکے باحسان اتباع کرنے والون سے اللہ تعالےٰ راضی ہوا اور وے اللہ تعالےٰ سے راضی ہوے یعنی رضوان الٰہی اُنکو حاصل ہوگیا تو یہ اُنکے واسطے کامل فضیلت ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ کمال فضیلت اور نہایت مراد ہی پس ہلاکی وبربادی ایسی قوم کی جو اُن بزرگون سے بغض رکھے یا بدی کرے خصوص تمام صحابہ کے سردار بعد رسول اللہ صلعم کے اور سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پس فرقہ رافضیہ عجیب بیوقوف عقل کے اندھے اور دل کے اوندھے ہین کہ آیات مین ذرا غور نہین کرتے اور اللہ تعالےٰ عز وجل جن بندون سے ایسی رضامندی فرماوے اُنسے یہ فرقہ رافضہ عداوت کرکے حق تعالےٰ سے عداوت کرتے ہین نعوذ باللہ تعالےٰ من ذالک۔ مترجم کہتا ہی کہ درحقیقت یہ فرقہ شقی ازلی ہی اور جو اُنسے محبت کرے وہ اُنکے ساتھ بسبب موالات کے جہنمی کیونکہ آیت کریمہ مین ہر ایک معنی اور ہر تقدیر پر حضرات خلفاء اربعہ وکرام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس تشریف الٰہی مین داخل ہین چنانچہ اس تقدیر پر کہ سابقین اولین سے اعلیٰ طبقہ صحابہ اور اُنکے متبعین سے مابعد کا طبقہ تا نزول آیت کریمہ مراد ہو تو بھی ان سب سے اللہ تعالےٰ راضی ہوا اور وے اللہ تعالےٰ سے راضی ہوے اور جب اسطرح موکد تراضی متحقق ہوگئی تو پھر اللہ تعالےٰ کی رضا کی مخالفت کرنے والے شیطان کی رضا چاہتے ہونگے۔ واضح ہو کہ اس تقدیر پر بھی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور قیامت تک کے متبعین داخل ہو جاوینگے اس لیے کہ والذین اتبعوہم۔ فرمایا ہی پس مدار رضوان کا اُن حضرات سابقین کی اتباع ہی لہذا جو مومن نیکوکاری واحسان کے ساتھ مراد اُنکا متبع ہی اور اسمین دلیل ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اقتداء کرنا وسیلۂ رضوان الٰہی ہی اور حدیث مین ہی کہ میرے صحابہ ستارون کے مانند ہین جسکی تم اتباع کرو مراد کو پہنچ جاؤگے۔ اور منجملہ ان دلائل کے جو مثبت اس امر کے ہین کہ عموماً سب مراد ہین اور تمام لوگ مابعد کے شامل ہین جیسا کہ محمد بن کعب وغیرہ کے کلام کا نتیجہ ہی یہ حدیث ہی جو ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہی کہ جب یہ آیت اُتری تو سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمام امت کے واسطے ہی اور بعد رضامندی ملجانے کے پھر سخط نہین۔ یعنی اللہ عز وجل نے رضامند ہونے کو ظاہر کر دیا پھر اپنے ... واضح ہو کہ مرد صالح تھوڑے تامل کرنے سے سمجھتا ہی کہ یہ رضوان الٰہی امر مقصود سے ہی جو اُنکو اُسوقت حاصل ہو چکا ... وہ رضوان فی الجنۃ ہی۔ فافہم پھر بعد رضوان کے فرمایا وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ ابن کثیر ... تحتہا الانہار۔ ہی۔ یعنی اور مہیا فرمائین اُن بندون کے لیے جنتین جنکے نیچے نہرین جاری ہین۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رہنے والے اُسمین ہمیشہ ابد تک ہمیشہ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہ مجموع جو بیان ہوا یا انمین سے ہر ایک امر فوز عظیم ہی

وقد مر تفسیر نحو ما فی الآیۃ مرارا۔ ف-۱- علماء نے اتفاق کیا کہ سب سے پہلے آنحضرت صلعم [illegible]
ایمان لائیں- پھر روایات مختلف ہیں کہ دوسرا کون شخص ہے پس بعض نے کہا کہ حضرت علی بن ابی طالب [illegible]
اسوقت دس برس کے تھے اور ابن عباسؓ نے کہا کہ بعد خدیجہ رض کے ابوبکر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور [illegible]
اور شیخ اسحق بن ابراہیم کہتے تھے کہ اختلاف نہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مردان آزاد [illegible]
ایمان لائے اور لڑکوں میں سے علی بن ابیطالب رض اور موالی میں سے زید بن حارثہ رض [illegible]
ہیں- اور انصار میں سے وہ چھ آدمی ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں موسم حج میں کفار قریش سے [illegible]
کی دعوت اسلام کرنے پر معاہدہ وغیرہ چھوڑ کر رات میں گھاٹی پہاڑ پر ایمان لائے اور واپس ہو کر دوسرے سال [illegible]
کی اور ایمان لائے پھر تیسرے سال ستر آدمی مشرف ہوئے پس یہ لوگ انصار میں سے سب سے سابق ہیں- پھر لوگ [illegible]
میں داخل ہو گئے جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر عثمان بن عفان و زبیر بن العوام اور عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و طلحہ
رضی اللہ عنہم ایمان لائے پھر لوگ پے درپے ایمان لاتے گئے- اور پہلے مذکور ہوا کہ آیت میں سابقین اولین سے کون لوگ مراد [illegible]
اہل بدر یا بیعۃ الرضوان یا جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم علی ما مر مفصلا فتذکر- امام رازی وغیرہ نے یہاں ایک قول یہ لکھا کہ ہجرت و نصرت
کی راہ سے سابقین مہاجرین و سابقین انصار مراد ہیں بدلیل آنکہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً سابقین فرمایا- اور یہ نہیں کہا کہ کس امر میں
سابق ہیں تو لفظ مجمل رہا پس لفظ سے اجمال رفع کرنے کے واسطے ضرور ہوا کہ اسکو پھیرا جاوے ایسی چیز کی طرف جس سے مہاجرین و
انصار ہوئے ہیں اور وہ ہجرت و نصرت ہے پس سبقت براہ ہجرت و سبقت براہ نصرت مراد ہوئی- مترجم کہتا ہے کہ میں نے بھی
سابق میں اسطرف اشارہ کیا ہے فتامل- اور میری توجیہ اور اس تقریر اور قول شعبی رحمہ اللہ کے اجتماع سے بڑی قوت اس قول کی
ہو گئی کہ اہل بیعۃ الرضوان مراد ہیں فافہم واللہ اعلم- واضح ہو کہ قولہ والذین اتبعوہم باحسان- سے اہل سنت کے واسطے کمال تسلی
ہے اسواسطے کہ یہی فرقہ ہے جو آنحضرت صلعم و آپ کے صحابہ رض کی اتباع پر بدون کسی تغیر و تبدیل و اختراع و بدعات کی اقتدا کرتا ہے
مسئلہ شیخ محمد بن الفضل بخاری رح نے کہا کہ جو کوئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یار غار ہونے سے انکار کرے وہ کافر ہے [illegible]
شیخ دہلوی و ایک جماعت علماء نے اکثر فرقہ رافضہ کے مرتد ہونے اور انکے ساتھ مناکحت جائز نہ ہونے کا فتویٰ دیا ہے [illegible]
کہ جو فرقہ ان لوگوں میں سے جو اپنے کو شیعہ کہتے ہیں قطعیات کے منکر ہیں وے مرتد ہو کر دائرۂ ایمان سے خارج ہوئے [illegible]
سبّ الصحابہ رضی اللہ عنہم کبیرہ گناہ ہے اور بعض نے کہا کہ انکار انکے بندگان مرضی ہونے کا بسبب اس آیت کے [illegible]
دار تداد ہے- نعوذ باللہ منہ- ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ لا تسبوا اصحابی الحدیث [illegible]
کے ساتھ مت یاد کیجیو کیونکہ تم میں سے اگر کوئی کوہ احد کے برابر سونا خرچ کر ڈالے تو انہیں سے کسی کے ایک [illegible]
مد برابر- شراح رحمہم اللہ نے کہا کہ اسکے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی شب و روز بلا وقفہ عبادت کرے اور خیرات کرتا [illegible]
حیطہ امکان میں نہیں بلکہ عادۃً اس سے محال ہے فرض کرو کہ اسقدر بجالاوے تو بھی کسی صحابی کے ایک [illegible]
پہونچیگا اور ظاہر ہے کہ انکا اخلاص و انکا جان و مال باوجود فقر و فاقہ کے فدا کرنا اس حال سے کہ [illegible]
روشن تھیں اور انوار معارف سے مالامال تھے یہ کوئی کہاں سے لاویگا ایک نعمت عظمیٰ انکو دیا [illegible]

Marfat.com

[illegible] حاصل ہی کہ وہ اب محال ہی۔ ایک روایت مین ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جب کسی کو دیکھو کہ میرے کسی صحابی [illegible] کہو کہ تجہپر اللہ تعالے کی لعنت و پھٹکار ہی۔ ایک روایت مین ہی کہ فرمایا جسنے میرے کسی صحابی کو بُرا کہا تو اسپر اللہ تعالیٰ [illegible] اور آدمیوں کی لعنت ہی۔ صحیح حدیث مین ہی کہ آپ نے فرمایا۔ خیر القرون قرنی الحدیث۔ قرن بنا بر قول مشہور کے سو برس کا [illegible] بلکہ میرے وجود کی صدی بہت بہتر ہی پھر وہ صدی جو اس سے پیچھے لگی آویگی پھر اُسکے بعد والی صدی۔ علماء نے اتفاق [illegible] کی تعیین مین تین صدی کے واسطے ہی اور آیندہ چوتھی صدی سے لیکر زمانہ امام مہدی علیہ السلام تک لوگ اخلاص و [illegible] ہونگے اور بھلے لوگ کم اور بُرے زیادہ ہونگے اور لوگ بدعتین نکالینگے جسپر اُس زمانہ والے اکثر متفق ہوجاوینگے بخلاف [illegible] صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے کہ بدعت بھی کوئی نکالتا تو اُسپر بھی اہل تقوی کثرت سے انکار کرکے اُسکو برباد کردیتے [illegible] اگرچہ اس قوم مین جسنے بدعت نکالی ایک داغ رہجاتا اور یہ خود حدیث شریف سے بھی ثابت ہی۔ اور آنحضرت صلعم نے بدعت سے [illegible] کی بہت تاکید فرمائی ہی منجملہ احادیث کے صحاح کی حدیث من احدث فی امرنا ہذا وفی روایۃ فی امر دیننا ہذا الحدیث یعنی جسنے ہمارے [illegible] دین مین یعنے جو اسوقت کمل موجود تھا کوئی ایسی بات نکالی جو اسمین سے نہین ہی تو وہ مردود ہی۔ یہان سے صاف ظاہر ہوگیا کہ [illegible] علماء مین سے جسنے بدعت اسکو کہا جو بعد آنحضرت صلعم کے نکالی جاوے پھر طرح طرح کے الوان طعام کو بھی اقسام بدعت مین سے شمار کیا تو اس عالم سے سہو ہوا اللہ تعالے مغفرت کرے کیونکہ یہ تو بدعت بمعنی لغوی ہوسکتا ہی اور بدعت شرعی تو وہی ہی جو دین کے امور مین احداث ہو یعنی ثواب کا طریقہ نیا نکالا جاوے اسطرح کہ اصول شرع سے اُسکا ثبوت نہو لیس جو امر بنظر ثواب نہو وہ بھی بدعت نہوگا حتی کہ اعراب قرآن مجید وغیرہ جبکہ مستقل طریقہ ثواب نہین تو بدعت مین کیون داخل کیے جاتے ہین ہان تعلیم قرآن مجید کا آسان طریقہ ہی سو یہ خود شرع سے ثابت ہی آیا یہ نہین دیکھتے کہ اپنے دروازے پر بیٹھکر قرآن مجید پڑھانا یا دوزانو ادب سے بیٹھکر یا کتاب مصحف سے دیکھکر پڑھانا یہ کوئی بدعت نہین ہین بلکہ طریقہ تعلیم مین شرعًا اختیار ہی اس لیے کہ تعلیم کا حکم دیا بدون تخصیص کسی وضع خاص کے تو باشارت یا باقتضاء ثابت ہوگیا کہ طرق مذکورہ جائز ہین اور چونکہ بے ادبی کرنا مطلقًا وخصوص کلام مجید سے حرام وممنوع ہی [illegible] ایسے طریقہ خلاف ادب علیحدہ نصوص سے منکر وممنوع ثابت ہی اب ایک بات یاد رکھو کہ علماء کا اجماع ہی کہ افعال ثواب کی ہیأت امر توقیفی ہی مثلًا قراءۃ قرآن وغیرہ جو نماز مین ہی وہ جبھی نماز واقع ہوگی کہ جب اسی ہیأت سے ہو جو شارع نے بیان فرمائی ہی جیسے اعداد رکعات کہ فجر کی دو رکعات اور عصر کی چار و مغرب کی تین رکعات ہین اُنمین بھی قیاس کو کچھ دخل نہین [illegible] امر توقیفی ہی واقف کرادینے سے ہم واقف ہوگئے ورنہ جاہل رہتے کیا نہین دیکھتے کہ جس دن عید کا چاند ہوگا اُس دن تک روزہ فرض متحتم ہی اور اسکے دوسرے روز [illegible] پھر بھلا قیاس کو بیان کیا مجال ہی اور دیکھو کہ دارمی وغیرہ مین مروی ہی کہ کچھ لوگ مسجد مین بیٹھے حلقہ کرکے اسطرح یاد الٰہی [illegible] بھائیو سو مرتبہ تسبیح پڑھو پھر ایک بولا کہ بھائیو اب سو مرتبہ تحمید پڑھو تو ایک شخص نے دیکھکر عبد اللہ بن مسعود رضہ سے [illegible] اُنکو ملامت کرنے لگے اور کہا کہ ابھی اتنا زمانہ نہین ہوا کہ آنحضرت صلعم کے کھانے کے برتن ٹوٹے ہون کہ تم نے [illegible] شروع کردی تو وہ لوگ بولے کہ یا حضرت ہم تو فقط تسبیح وتحمید کرتے ہین اسمین کیا برائی ہی تو فرمایا کہ تم وہ طریقہ پکڑو جو آنحضرت [illegible] کا ہی اور تم اپنے لیے استغفار کہتے تو تمھارے واسطے بہتر تھا غرضکہ انکو متفرق کر دیا۔ راوی کہتا ہی کہ پھر مین نے انمین [illegible] لعبد دیکھا کہ خارجیون مین اکثر وہی لوگ تھے جو مارے گئے ہین۔ مترجم اپنے برادران اسلام سے کہتا ہی کہ اللہ تعالی آپ لوگ

الیسی باتون وطریقون سے پرہیز کرین جو بدعت ہین یا انہین بدعت حسنہ [illegible]
دامر ترک یا خذوا باحسنہا- وہی طریقہ اختیار کرین کہ بالاتفاق وہ نہایت [illegible]
وسلم پر تخلیہ مین بیٹھکر جوش خاطر ومحبت کے ساتھ درود پڑھنا کہ اسکے فضائل [illegible]
ہوا الموفق للصدق والصواب- صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ عین سنت تھا- کیا خوب [illegible]
مین فرمایا رضی اللہ عنہم اللہ تعالے اُنسے راضی ہوا ورضوا عنہ اور وے بھی اللہ تعالے [illegible]
تم انکی اقتداء کرو یہی صواب ہے اور سوائے اسکے سب بدعت وضلالت وجہنم کی پگڈنڈی ہے [illegible]
ف ۲ فی العرائس قولہ تعالے والسابقون الاولون الخ یعنے غیب سے پیدا ہوکر بحضور خالق عز وجل [illegible]
مین شوق ومحبت سے ارواح کے ساتھ مشاہدہ کی طرف سبقت کرنے والے بندے- پھر جب ارواح [illegible]
پرواز کرنے پر آمادہ رہین- ابن عطاء رح نے کہا کہ سابقین وہ ہین کہ ازل ہی مین انکو عنایت پہونچی کہ مقبول ہوگئے ہین- [illegible]
اتبعوہم باحسان- یعنی سابقین کو اور اُنکے حال کرامت کو پانے والے- اور باحسان اتباع اس احسان سے ہے جو [illegible]
مین واقع ہوا تھا- قولہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ- رضائے الٰہی اصل وہ تھی کہ ازل مین اُنکو چھانٹ لیا پس کشف [illegible]
اپنے پروردگار سے راضی ہوگئے- اور جعفر رح نے کہا کہ اُنکی رضامندی اس نعمت پر کہ جو اُنکو اپنے حبیب محمد صلعم کی اتباع سنت کی
توفیق دی پس جان ومال فدا کر کے مومن ہوے- نصر آبادی رح نے کہا کہ پہلے حضرت حق عز وجل ہی کی رضا تھی کہ یہ بندے راضی ہو
یہ حال تو نہایت کمال کے ساتھ ایمان مین راسخ بندون کا ہے پھر اُنکے مخالف نہایت کمال کے ساتھ نفاق مین راسخ آدمیون کا حال
بیان فرمایا- لقولہ تعالے-

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ۖ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ

اور بعضے تمہارے گرد کے گنوار منافق ہین اور بعضے مدینے والے اڑ رہے ہین نفاق پر

لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ

تو اُنکو نہین جانتا ہمکو معلوم ہین اُنکو ہم عذاب کرینگے دو بار پھر پھیرے جاوینگے [illegible]

معانقہ

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ قولہ [illegible]
منافقون- مبتدأ- اور قولہ ومن اہل المدینہ عطف بر قولہ ممن حولکم- گویا یون ہے کہ وممن حولکم من الاعراب ومن اہل المدینہ [illegible]
قولہ ممن حولکم اے ممن حول بلدکم- یعنی تمہارے شہر کے گرد والے گنوارون مین سے منافق لوگ اور اہل مدینہ [illegible]
مبتدأ خبر الگ ہوا اور قولہ ومن اہل المدینہ خبر مقدم اور قوم مبتدأ محذوف ہو- یعنی تمہارے شہر کے گرد والے [illegible]
مین سے منافق ہین وے نفاق پر مار دہوئے ہین- مرد بمعنی صفائی وخلوص یعنے نفاق پر خالص [illegible]
خالص ہین- اور نیز مرد بمعنی مشق وعادت ہے یعنے نفاق پر نہایت مشاق ہین انکی عادت [illegible]
جانتا ہے نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ہم اُنکو جانتے ہین- یعنی نفاق مین کامل مشاق ایسے ہین کہ انکی [illegible]
عادت سے تجھپر اُنکا حال پوشیدہ ہوگیا باوجود اسکے کہ حق تعالے نے آنحضرت صلعم کو کمال نور فراست [illegible]

[illegible] ابھی نشاق سے تجبر اختیار کرکے فریب دیدیا تو بیفائدہ ہوا اس لیے کہ ہم انکو خوب جانتے ہین
[illegible] والا ہو وہی عذاب، ثواب دینے والا ہی لہذا فرمایا۔ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ہم انکو عنقریب ضرور
[illegible] علمائے تفسیر مین سے بعض نے کہا کہ اللہ تعالی دانا تر ہی کہ دو بار کون کون ہین اور کیا عذاب ہی اور بعض سلف سے
[illegible] عذاب دنیا خواہ فضیحت ورسوائی خواہ قتل ومصیبت اور خواہ باعطاء اموال واولاد جو درحقیقت منافقون کے لیے بحکم قولہ تعالی
[illegible] لیعذبہم بہا فی الحیوۃ الدنیا۔ عذاب ہی اور دوسرا عذاب قبر ہی یہ دونون عذاب تو عاجل وجلد ہین۔ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى
عَذَابٍ عَظِيمٍ پھر رد دیے جاوینگے طرف عذاب عظیم کے یعنی قیامت مین دوزخ مین ڈالے جاوینگے۔ ف۔ قولہ ومن حولکم
من الاعراب [illegible] گنوار مراد ہین تو امام محی السنۃ وشیخ مفسر سیوطی وغیرہما نے لکھا کہ وہ قبیلہ اسلم واشجع وغفار وغیرہ ہین جو مدینہ
کے گرد [illegible] بعض نے اعتراض کیا کہ آنحضرت صلعم نے ان قبیلون کے لیے اچھی اچھی دعائین فرمائی ہین پس تفسیر مین اشکال ہوا
اور مترجم جواب دیتا ہی کہ معترض کو حرف من حولکم مین من تبعیضیہ سے شاید سہو ہوا کیونکہ تفسیر کے یہ معنی ہین کہ من اسلم واشجع وغفار
یعنی ان قبائل مین سے بعض بعض منافق ہین حاصل آنکہ تفسیر من حولکم کی ہی وفی البیضاوی ہو لاء کانوا نازلین حول المدینۃ۔ پس من حولکم
یعنی من اسلم واشجع [illegible] ہوا اب کوئی اشکال نہین ہی کما لایخفی۔ قولہ لاتعلمہم۔ ابوالبقاء عکبری رح نے لکھا کہ علم یہان متعدی بیک مفعول
بھی ہو سکتا ہی اور متعدی بدو مفعول بھی پس مفعول دوم محذوف ہوگا اے لاتعلمہم منافقین۔ تو انکو منافق نہین جانتا۔ یہی بعض مفسرین نے
بھی لکھا۔ اور مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک پسندیدہ تقریر نہین ہی اس لیے کہ جب علم کے معنی دل سے جان لینا ٹھہرے تو اللہ عزوجل
کے فرمانے سے آنحضرت صلعم نے جان لیا کہ وہ منافق ہین لہذا معنی یہ ٹھیک ہین کہ لاتعلمہم باعیانہم۔ یعنی مخصوص ہر ہر فرد کو نہین جانتا ہی اور
اس تقریر سے یہ اشکال بھی مندفع ہوا کہ نفاق کے ایسے ایسے علامات ہین کہ آنحضرت صلعم پر چھپ نہین سکتے تھے۔ اور اصل اس
اشکال کی قولہ تعالی ولو نشاء لارینا کہم فلعرفتہم بسیماہم ولتعرفنہم فی لحن القول الآیۃ ہی کیونکہ اسمین صریح ہی کہ معرفت باعیان اگرچہ
حاصل نہوئی مگر معرفت بلحن القول آپ کو حاصل ہوئی ہی اور یہان بھی یہی معنی مراد ہین کہ بعین انکو تو نہین جانتا ہی اور یہ نہین کہا کہ علامات
سے بھی نہین جانتا۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اس معنی کے واسطے شاہد روایت امام احمد ہی کہ جبیر بن مطعم نے کہا کہ یارسول اللہ دوسرے
لوگ زعم کرتے ہین کہ مکہ مین ہمارے لیے کچھ ثواب نہین تو فرمایا کہ تمھارے اجر تمھارے پاس آجاوینگے اگرچہ تم لومڑی کے بل مین ہو اور
مجھے کان جھکا کر سننے کا اشارہ کیا اور میرے کان مین فرمایا کہ میرے ساتھیون مین سے بعضے منافق ہین۔ الحاصل ضرور منافقین سے ایسے
بعض قول [illegible] ہو جاتے ہین جنسے نفاق کی شناخت ہو جاوے۔ اور پردہ فاش کرنے سے احتراز کرنا انبیاء علیہم السلام کی شان ہی
[illegible] آنحضرت صلعم نے بھی حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اسکے ساتھی منافقون کے پردہ فاش کرنے سے منع فرمایا۔ کما رواہ الحاکم وابن عساکر وقولہ تعالی
[illegible] ابن عباس سے روایت ہی کہ جمعہ کے روز آنحضرت صلعم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوے اور فرمایا کہ او فلانے تو نکل جا کہ تو منافق
[illegible] تو بھی منافق ہی پس مسجد مین سے چند منافقونکو فضیحت کرکے نکال دیا اتنے مین عمر رضی اللہ عنہ جو بہت دور رہتے
[illegible] بہانتے تھے پس عمر رضی اللہ عنہ یہ سمجھکر کہ نماز ہوگئی شرم کرکے ان لوگون سے چھپے اور یہ لوگ حضرت عمر رض سے
[illegible] کہ انکی فضیحت کا حال عمر رض کو معلوم ہی پھر عمر رض مسجد مین آگئے تو دیکھا کہ ابھی نماز نہین ہوئی ہی اتنے مین ایک صحابی رض
[illegible] کہا کہ اے عمر رض تمکو مبارک ہو کہ اللہ تعالی نے آج منافقون کو رسوا کیا۔ ابن عباس رض نے کہا کہ یہ پہلا عذاب ہی

Marfat.com

اور رہا دوسرا عذاب سووہ عذاب القبر ہی۔ اسنادہ جید وفی مسند احمد عن ابن مسعود ...
من المنافقین۔ اور شیخ قتادہ رح وغیرہ سے مروی ہی کہ مراد عذاب الدنیا و عذاب القبر ...
رضی اللہ عنہ سے منجملہ اسرار کے بارہ منافقون کو بیان کیا اور ہم سے بیان کیا گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب کسی ...
منہم مین سے ہی تو حذیفہ کی طرف دیکھتے پس اگر حذیفہ رضہ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو نماز پڑھاتے ورنہ ...
قسم دلائی کہ تمکو قسم ہی وحدہ لاشریک کی کہ مین ان لوگون مین سے تو نہین ہون تو حذیفہ رضہ نے کہا کہ نہین اور ...
کسی کو اس سے مامون نہین کرونگا۔ واضح ہو کہ آیت مین جو منافقین مراد ہین انکی شان فی الجملہ ...
اگرچہ عمومًا ظہور نہو۔ اور بعض نے جو تفسیر مین کہا کہ عذاب اول عذاب الدنیا اور دوم عذاب الآخرۃ ہی ... نہین ...
نے عنقریب انکو معذب کرنے کو فرمایا بقرینہ قولہ ثم یردون الی عذاب عظیم۔ پس قول البعض خلاف ظاہر سیاق ...
عذاب النار بمانند دیگر کفار ہوگا پھر انکا مستقر درک اسفل النار ہوگا تو یہ بھی بنا بر بعید ہی کیونکہ اس تقریر سے سیاق ...
حالانکہ سیاق تشدید و تہویل ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا ؕ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ

اور بعضے دیگر مانین اپنا گناہ ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ معاف کرے

عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

انکو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی

جب ایسے لوگون کا حال جو بسبب شک ونفاق کے غزوہ تبوک سے تخلف کر گئے تھے بیان ہوگیا تو اب ایسے متخلفین کو ذکر فرمایا جو باوجود
یقین وتصدیق کے بطور گناہ وسستی و آرام طلبی کے پچھڑ رہے تھے۔ بقولہ۔ وَاٰخَرُوْنَ اے ومن حولکم ومن اہل المدینۃ ...
یعنی مدینہ کے گردوالون یا مدینہ والون یا دونون مین سے ایک قوم دیگر ہین یعنے ایک اور فریق کے لوگ ہین کہ۔ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ
جنھون نے اپنے گناہون کا اقرار کیا یعنے پچھڑنے پر نادم ہوئے اور منافقون کی طرح جھوٹے عذر نہین کیے۔ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا
وَّاٰخَرَ سَیِّئًا خلط کیا انھون نے دوطرح کے اعمال کو ایک عمل صالح کو اور دوسرے عمل طالح کو۔ عمل صالح انکا ایمان ہو اور انکے اعمال اسلام
نماز روزہ وغیرہ ہین اور عمل السیئ یہی تخلف ہی۔ یا عمل صالح سے مراد توبہ وندامت ہی جو بعد تخلف کیے ...
مطلق اکٹھا ہو جاتا اور یہ نہین کہ ایک دوسرے سے دودھ پانی کی طرح ملکر خراب کریں کہ نہ دودھ ... پانی ...
یا والصائق بطریق استعارہ ہی اے خلطوا العمل الصالح بالسیئ۔ اور واحدی رح نے کہا کہ فائدہ اس استعارہ کا ...
نہ حقیقۃً خلط کرنا ہان اشارہ ہی کہ مجتمع ہونے سے مثل مخلوط کے رونق عمل صالح کم ہوجاتی ہی۔ اور آیت ...
واقرار سے توبہ متحقق نہین ہوتی جب تک کہ یہ عزم قوی نہو کہ آئندہ ایسی حرکت نہوگی اگرچہ ...
مستقل بمعنی ندامت ہی جیسے اردو مین نوکر کی سفارش مین آقا سے کہتے ہین کہ معاف کیجیے ...
کبھی نہوگا۔ پس ایسے ہی یہ بندے معترف نادم وعازم ہوکر مغفرت کے امیدوار تھے۔ ابن عباس ...
ابولبابہ وغیرہ نے سنا کہ متخلفین کے حق مین ایسا ایسا نازل ہوا ہی تو نادم ہوکر اپنے آپ کو مسجد کے ...

... جاوے تو آنحضرت صلعم کھولیں ورنہ موت بہتر ہی پس آنحضرت صلعم نے کھولا جبکہ آیت نازل ... فرمایا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ لگتا ہو کہ اللہ تعالے انکی توبہ قبول فرمادے۔ مواہب مین ... کلام الٰہی مین بالاتفاق تحقیق ووقوع کے لیے ہو۔ بعض نے نکتہ لکھا کہ عسی سے تعبیر مین اشعار ہو کہ اللہ تعالے کی طرف سے یہ ... محض فضل وانعام ہی پس توبہ وغیرہ سے کسی طرح کوئی امر اسپر واجب نہیں ہوتا تو توبہ وشرم کی حالت مین بھی امیدوار وخوفناک ... مناسب بشان کبریائی وعظمت الٰہی یہی ایمان امید وبیم ہو ہان کبھی کفار کی طرح ناامید نہون کیونکہ مومن ہین۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بالتحقیق اللہ تعالے غفور رحیم ہو یعنے بے انتہا وبدرجہ کمال مغفرت کرنے والا ورحمت فرمانے والا ہو۔ آیت کا سبب نزول اگرچہ ... ہو ولیکن حکم عام ہو کذا قالوا اور ابوعثمان رح سے مروی ہو کہ میرے نزدیک قرآن مین یہ آیت مومنون کے لیے کمال امیدگاہ ہو۔ ... الطبرانی۔ سمرہ بن جندب نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آج رات دو آنے والے میرے پاس آکر مجھے اٹھاکر سونے چاندی کی ... سے بنے ہوے شہر مین لے گئے اُسی وقت مجھسے ایک گروہ سے ملاقات ہوئی جنکے آدھے دھڑ نہایت خوبصورت تھے اور آدھے ... منظر پس دونون نے ان لوگون سے کہا کہ جاکر اس نہر مین کود پڑے لوگ ہمارے پاس اچھی صورت مین واپس آئے کہ وہ بدشکلی ... ان سے دور ہوگئی تھی پھر دونون نے مجھسے کہا کہ یہ جنت عدن ہو اور وہ آپ کی منزلت رفیع ہو اور یہ لوگ جو آدھے خوبصورت وآدھے بدصورت تھے وہ لوگ ہین کہ عمل صالح وعمل السیئ کو خلط کیا تھا تو اللہ تعالے نے انسے تجاوز فرماکر انکو بخش دیا۔ رواہ البخاری فی التفسیر مختصرہ۔ بالجملہ حق تعالے نے سب ان مومنین کو جن سے بسبب عدم توفیق کے گناہ تخلف سرزد ہوا اور روے اسپر سخت نادم ہوے اپنے فضل وکرم سے بخشا اور اپنے رسول کو حکم دیا۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ

لے ان کے مال مین سے زکات کہ انکو پاک کرے اس سے اور تربیت اور دعا دے انکو البتہ تیری دعا انکو تسکین ہو

لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ

اور اللہ سب سنتا ہو جانتا کیا جان نہین چکے کہ اللہ ہی قبول کرتا ہو توبہ اپنے بندون سے اور لیتا ہی

الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

زکاتین اور اللہ ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہو

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ ضمیر راجع بجانب مومنین متخلفین خالطین عمل صالح بالسیئ ہو اور بعض نے کہا کہ عموماً مومنین کی طرف راجع ہو ... واسطے بعد وفات حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض احیاء عرب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا یہ سمجھکر کہ حکم صدقات لینے کا ... آنحضرت صلعم تھا اور امام کو دینے کا حکم نہین پس حضرت ابوبکر رض وصحابہ رض نے بالاجماع انکار کیا اور ابوبکر رض نے انسے قتال کا حکم ... ہوا جسکے سبب مستحق ہوگئے۔ بہرحال ضمیر کسی طرف ہو اسمین اتفاق ہو کہ حکم عام ہو اگرچہ شیخ مفسر رح نے ظاہر اول ... لیا ... اموال ہؤلاء المتخلفین الذین خلطوا العمل الصالح بالسیئ۔ صَدَقَةً یعنی ان مومنین کے اموال سے جنھون نے ... صدقہ لے۔ تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا کہ تو انکی تطہیر وتزکیہ کرے اس صدقہ کے وسیلہ سے۔ یعنی اس صدقہ ... گناہون سے عموماً و اس گناہ تخلف سے خصوصاً پاک کرے۔ دلیل ہو کہ صدقہ بعد گناہ سے توبہ کے پسندیدہ وبہتر ہو

Marfat.com

اور صدقہ اچھا وسیلہ تقرب بحق تعالیٰ ہی - قال الشیخ پس آنحضرت صلعم نے ان [illegible]
لوگون نے کل مال لٹا دینا چاہا تھا یہ کہکر کہ اسی مال نے ہمکو گناہ مین ڈالا پس نزول آ[illegible] سے آنحضرت
اگر وحی سے تعیین مقدار معلوم ہوئی تو ظاہر ہی ورنہ تہائی کی تعیین شاید آپ نے اجتہاد سے فرمائی ہو [illegible]
دنیاوی دنیا سے موت اور آخری دائمی حیات ہی پس حق میت تہائی مال سے متعلق ہوتا ہی اسقدر صدقہ گویا [illegible]
فانیہ نہ رہا - فافہم - وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ اے واستغفر لہم فان استغفارک رحمۃ لہم [illegible]
گناہون سے مغفرت مانگ کہ تیرا مغفرت مانگنا انکے واسطے رحمت ہی کذا روی عن ابن عباس رض - صلاۃ بالف قیاسی ہی [illegible]
ہی اور دوسرے مواضع مین صلوۃ بالواو رسم الخط قرآنی ہی جسپر قیاس نہین ہو سکتا - والصلوۃ بمعنی استغفار ہی چنانچہ صلاۃ الجنازہ [illegible]
لیے استغفار ہی اگرچہ صلاۃ جب مضاف بجانب حق تعالیٰ ہو تو رحمت حقیقی ہی اور یہ در اصل آثار و نتائج بحسب مضاف الیہ ہین جیسے مومنین
آنحضرت صلعم پر صلاۃ و درود پڑھنا بمعنی دعا آیا ہی - بالجملہ آنحضرت صلعم کو اخذ صدقات اور انپر صلاۃ کا حکم دیا اسی واسطے آپ اہل صدقات پر
صلاۃ بھیجا کرتے چنانچہ عبد اللہ بن ابی اوفی نے کہا کہ جب آنحضرت صلعم پاس کسی قوم کا صدقہ لایا جاتا تو فرماتے اللہم صل علی آل فلان پس
میرا باپ اپنے صدقہ کو لایا تو فرمایا اللہم صل علے آل ابی اوفی - رواہ البخاری و مسلم وغیرہما - وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اور اللہ تعالیٰ
سمیع ہی پس تیرے استغفار کو انکے حق مین سنتا ہی اور علیم ہی کہ جو شخص تیرے استغفار کا سزاوار ہی اسکو خوب جانتا ہی - حذیفہ رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کسی پر صلاۃ فرمائی تو اس شخص کو پہونچی و اسکی اولاد کو اور اسکے اولاد کی اولاد کو یعنی آپ کی صلوۃ
اس شخص کے تین پشت تک کے واسطے کافی و باقی ہوتی تھی - رواہ احمد - سبحان اللہ تعالیٰ کیا خوش نصیب لوگ تھے - ایک عورت نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ مجھپر و میرے شوہر پر صلاۃ فرمائیے - فرمایا - صلی اللہ علیک و علی زوجک - واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب
رسول محمد صلعم پر صلاۃ فرماتا ہی پس یہ منزلت رفیع دیکھو اور رہے امتی لوگ تو انکا یہ منھ کہان کہ انپر اللہ تعالیٰ صلاۃ فرمادے ہان اگر کرامت
چاہتے ہین تو اپنے پاک رسول صلعم کے ذریعہ سے حاصل کرین چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ جو بندہ مومن مجھپر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ
عزوجل اسپر دس مرتبہ صلاۃ فرماتا ہی - والحمد للہ رب العالمین - پھر مومنون کو صدقات پر تحریض فرمائی بقولہ - أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ
هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ کیا انھون نے یہ نجانا کہ اللہ تعالیٰ وہ پاک پروردگار قبول فرماتا
توبہ کو اپنے بندون سے اور لیتا ہی صدقات کو - وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ اور اللہ تعالیٰ تواب الرحیم ہی یعنی یہ اسکی شان
پاک ہی - ائمہ صوفیہ نے کہا کہ مکر قدیم وہ از شان صفات ہی چنانچہ قبول توبہ کے ساتھ اخذ صدقات کو باوجود ظہور حال کے ایسی شان سے
ملایا کہ منافقین خیالات باطل مین پڑے حالانکہ او تعالیٰ مستغنی پاک ہی اور نفع صدقات انھین کو کامل واصل - بلکہ ابوہریرہ رض نے کہا
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صدقہ قبول فرماتا ہی - (یعنے حلال کمائی سے کما فی حدیث آخر) اور اسکو اپنے [illegible]
(یعنے صفت یمین ہین) پس اسکی تربیت فرماتا ہی جیسے کوئی تم مین سے اپنا گھوڑے کا بچہ پرورش کرتا ہی حتی کہ ایک [illegible]
اور اسکی تصدیق کلام الٰہی تعالیٰ مین ہی قولہ الم یعلموا ان اللہ ہو یقبل التوبۃ عن عبادہ ویاخذ الصدقات [illegible]
الآیۃ - یہ حدیث صحیحین وغیرہ مین ہی - حاصل آنکہ محتاج فقیر کے ہاتھ مین پہونچنے سے پہلے موافق حدیث [illegible]
پہونچتا اور اسکی نظر رحمت و قبول سے ایک چھوہارا مثل کوہ احد کے ہوجاتا ہی اور ایک حدیث مین مصرح [illegible]

Marfat.com

[illegible] نے کہا کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین لوگون نے جہاد کیا اور عبدالرحمن بن
[illegible] لشکر مین سے ایکنے سو دینار رومی چھپا لیے جب لشکر واپس آیا تو وہ شخص نادم ہوا اور امیر لشکر کے پاس
[illegible] عبدالرحمن نے کہا کہ لوگ متفرق ہوگئے اور مین تجھسے قبول نہین کرونگا یہان تک کہ تو خود انکو قیامت کے روز اللہ تعالی کے
[illegible] لاوے پس اس شخص نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس جانا شروع کیا اور ہر ایک اسکو یہی جواب دیتا تھا۔ پس دمشق مین آکر
[illegible] کے پاس گیا کہ وہ اسے قبول کرلین انھون نے بھی انکار کیا پس وہ روتا ہوا غمناک نکلا اور استرجاع پڑھتا چلا جاتا تھا راہ مین
عبداللہ بن الشاعر السکسکی کیطرف گذرا عبداللہ نے اس سے حال پوچھا تو اسنے سب بیان کیا اور یہ عبداللہ فقیہ عالم تھے پس اس سے
کہا کہ تو میری بات مانیگا اسنے کہا کہ ہان تو کہا کہ تو معاویہ رض پاس جا کر کہہ کہ آپ اپنا حق لے لیجئے یعنی پانچوان حصہ غنیمت بیت المال
کے لیے لیجیے پھر باقی اسی دینار لیکر تمام اہل لشکر کی طرف سے صدقہ کردے کہ اللہ تعالے ہر ایک بندے کا نام ونشان ٹھیک جانتا ہی
ہر ایک کو اسکا حق عطا فرما دیگا پس معاویہ رض نے سنکر کہا کہ اگر مجھسے یہ فتوی ملا ہوتا تو میرے نزدیک تمام مال سے جسکا مین مالک ہون
زیادہ محبوب تھا اس شخص نے کیا اچھا فتوی دیا ہی۔ رواہ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالے **فی العرائس** قولہ تعالی وآخرون
اعترفوا بذنوبهم الخ ایک قوم کا حال ہی کہ جب اللہ تعالے نے انکو اپنی ذات کی معرفت دی اور انکے نفوس کے عیب انپر کھولے تو اپنے
نفس کو پہچانکر سخت نادم ہوے اور یہ قوم وہ ہی کہ انوار لطف ازلی انکو بعد تھوڑے قہر کے ملے تاکہ امتحان مین آکر لطف وقہر دونون سے
واقف ہون۔ پھر جب مقام استقامت مین پہونچے تو مشاہدہ حضرت ذوالجلال سے انکو سکون ہوا وہو المعنی من قولہ تعالے عسی اللہ ان
یتوب علیهم ان اللہ غفور رحیم۔ بعض نے کہا کہ ندامت سے توبہ کرنے کی نیت والون کی شناخت یہ ہی کہ جو گناہ ہوگیا اسکا اعتراف کرین
اور طاعتون پر نظر نہ کرین اور گناہ کو پیش نظر رکھکر ہمیشہ توبہ واستغفار مین گڑگڑاتے رہین اس امید سے کہ اللہ تعالے توبہ قبول فرماوے
قولہ تعالے خذ من اموالهم صدقة الخ بیان ہی کہ صدقہ لینے مین ید الرسول علیہ السلام ید اللہ تعالے ہی کیونکہ حدیث مین صحیح ہوا کہ سائل فقیر کے
ہاتھ مین پہونچنے سے پہلے صدقہ ید اللہ عزوجل مین پہونچ جاتا ہی۔ اشارہ ہی کہ انکے حظوظ نفس کو لے تاکہ انکے اور حق عزوجل کے
درمیان نفس کا لگاو نہ رہے۔ تنبیہ ہی کہ انکے اموال سے صدقہ لینے مین اپنے دست مبارک کی برکت پہونچا کہ بخل وبدخلقی سے پاک
ہو نفوس طاہر ہوجاوین۔ وقولہ وصل علیهم۔ انکے واسطے دعا کردے یعنی اللہ تعالے انکو قرب وکرامت کے لیے قبول فرماوے۔ قولہ
ان صلاتک سکن لهم یعنی مومنین کے دلون کو تیری دعاء سے سکینت ہی کیونکہ تیری دعاء مقرون باجابة ہی جسکا وے یقین رکھتے ہین
[illegible] رح نے کہا کہ تطہیر انکے سرائر کی اور تزکیہ انکے نفوس کا۔ **واسطی** رح نے کہا کہ تطہیر انکے ابدان [illegible] اموال مین مشغولی سے اور تزکیہ ان
[illegible] بفخر کرنے اور مالکے جمع کرنے مین اکثار سے۔ اور انبیاء علیہم السلام پر زکوۃ نہین اس لیے کہ انکے دلون پر اموال کا خطرہ نہین ہوتا
[illegible] الواسطی ایضا انکے ظاہر حال کی پاکیزگی گناہون سے اور باطن کے عیوب سے حاصل ہو پس ظاہری گناہ یہ کہ فقیر پر احسان رکھین اور
[illegible] عیب [illegible] رہین۔ بعض نے کہا کہ قولہ صل علیهم آہ یعنے تیری دعاء سے انکو تعلقات دنیاوی سے انقطاع ہوگا۔ قولہ تعالے الم
[illegible] یقبل التوبة الخ اپنے کرم قدیم سے واقف کیا کہ دیا بہت اور قبول کیا تھوڑا۔ اور گناہ کرین بندے اور عطا فرماوے بھلائیان
[illegible] مین جو ندامت گذری اسپر متاسف ونادم ہوا اور قبول توبہ اس ندامت کی جزا مین کشف مشاہدہ ہی **نصرآبادی** رح نے کہا
[illegible] فرق ہی کیونکہ کبھی قبول کرکے لیتا ہی اور لیتا نہین بدون قبول کے پس لینا عام ہی۔ اور نیز کہا کہ قبول توبہ سے صدقہ لینا

افضل ہی اسی واسطے اسمین تربیت و بڑھاو ہوتی ہی کما فی الحدیث میرے نزدیک [illegible]
درگاہ کے لایق نہین رکھتا جیسے صدقہ مال حرام پس بندہ کو دلوا دیتا ہی پس اپنی رضا نہین پاک [illegible]
پا جاتا ہی اور کبھی پاک صدقہ کو درگاہ عظمت کے لائق قرار دیکر تربیت فرماتا ہی اور نیز میرے نزدیک قبول [illegible]
صدقہ ایسی چیز ہی کہ وجود تائب سے اسکو تعلق نہین اور جو معصیت بسبب مخالفت کے صادر ہوئی وہ نفس [illegible]
سے خجل ہوکر درگاہ الٰہی مین سر بسجدہ ہوا تو مخالفت سے خارج ہوا اور ربوبیت کے لیے خاضع اور بحالت [illegible]
یہ فعل قلب ہی اور صدقہ عمل جوارح و ذکر اللہ تعالے اکبر ہی - فافہم - پھر اللہ تعالیٰ نے مخلفین [illegible]

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهٗ وَالْمُؤْمِنُونَ ۖ وَسَتُرَدُّونَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ

اور کہہ کہ عمل کیے جاؤ پھر آگے دیکھے گا اللہ کام تمہارا اور رسول اسکا اور مسلمان اور پیچھے پھیرے جاؤگے اسکی طرف جو واقف ہی چھپے

وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اور کھلے کے واقف پاس پھر وہ جتادیگا تمکو جو کچھ تم کرتے تھے

وَقُلِ اعْمَلُوا خطاب اعملوا مین تین احتمال ہین - اول آنکہ بے عذر تخلف کرنے والون کو ہو - دوم آنکہ ان لوگون کو ہو جنھون نے عمل صالح
و طالح کو خلط کیا اور توبہ قبول ہوئی اور انکو صدقہ و استغفار کی توفیق ہوئی پس خطاب بدینمعنی کہ اعمال صالحہ کیے جاؤ - سوم آنکہ عموماً آدمیون
کو خطاب ہی پس وجہ سوم مین مومنین بھی داخل ہونگے حالانکہ آگے فرمایا کہ مومنون تمہارے اعمال دیکھینگے اور آدمی خود اپنے اعمال
کیا دیکھیگا پس یہ احتمال خالی از تکلف نہین ہی اور وجہ دوم مین اگر کلام بروجہ تہدید و وعید ہی جیسا کہ مجاہد رحمہ اللہ تعالے سے مروی ہی
تو مناسب بماسبق نہین کیونکہ وہ گناہ کے معترف ہوئے اور معاف فرمائے گئے ہین اور اگر کلام بطریق ترغیب و ترہیب ہی تو ہوسکتا ہی
اور وجہ اول مین صرف اتنی بات ہی کہ اب خطاب پھر ان لوگون کو ہوا جو بلا عذر تخلف ہوئے اور ہوسکتا ہی کہ خطاب عموماً متخلفین کو ہو
خواہ عذر والے ہون پس انکے حق مین ترغیب مع ترہیب ہوگا اور خواہ بے عذر والے ہون پس انکے حق مین تہدید و وعید ہوگا اور مترجم
کے نزدیک مثل عموم مجاز یا عموم مشترک کے علی اقوال الجمہور یہی اولیٰ ہی - المعنی تو کہدے اے محمد صلعم کہ تم لوگ عمل کرلیں جو کام تم
سے بڑھ سکے خواہ ہو نیک یا بد - فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ پس ضرور اللہ تعالے تمہارے کام کو دیکھیگا یعنی وہ دانا ہے خبیر تمکو اسکا
بدلا دیگا - وَرَسُولُهٗ اور رسول اللہ اسکو دیکھیگا پس تمہارے عمل کے موافق تمہارے حق مین جزا مانگیگا اور مانند اسکے وہ [illegible]
مین ہی - وَالْمُؤْمِنُونَ اور مومنون دیکھینگے پس تمہارے عمل کے موافق تم سے برتاؤ کرینگے - بالجملہ بد اعمال کی صورت [illegible]
یہ مراد کہ ایسے اعمال مت کرو کہ سزا و بد دعاء و فضیحت نے مستوجب دنیا مین ہو اور نیک اعمال کی صورت مین [illegible]
عنقریب لطف الٰہی سے سرفراز و دعائے رسول سے مشرف و استغفار مومنین سے نیک نام دنیا مین ہو [illegible]
اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اور عنقریب ضرور عالم الغیب و الشہادۃ کی طرف پھیرے جاؤگے یعنی [illegible]
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ پس جو کچھ تم کرتے تھے اس سے تم کو خبردار فرمادیگا پس نیک کام والا کرامت [illegible]
مین نیکنام ہوگا اور بدکام والا غضب شدید و دوزخ و پھٹکار اور مجمع انام مین بدنامی پاویگا - یہ ضروری واقع ہوگا
الآیۃ ولقولہ تعالے یومئذ تعرضون لا تخفی الآیۃ - اور رہا دنیا مین پس اللہ تعالے کبھی لوگون پر ظاہر فرما [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہو کہ ایک بار دو بار کو اللہ تعالے پوشیدہ کر دیتا ہی پھر تیسری بار مین پردہ فاش ہو جاتا ہی - ابو سعید رضی اللہ
[illegible] رسول اللہ صلعم سے فرمایا کہ اگر تم مین سے کوئی آدمی کسی سخت ٹھوس پتھر کے اندر جسمین نہ کوئی راہ ہی اور نہ سوراخ ہی کوئی عمل کرے
[illegible] اسکے کام کو جیسے کیا ہی ہو لوگون پر ظاہر فرماویگا - رواہ احمد - اور یہ بھی حدیث مین وارد ہوا کہ زندون کے اعمال
[illegible] اقربا و عشائر کے عالم برزخ مین پیش کیے جاتے ہین چنانچہ جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمھارے
[illegible] تمھارے اقربا و عشائر کے سامنے انکی قبرون مین پیش ہوتے ہین پس اگر بھلے ہوتے ہین تو خوش ہو جاتے ہین اور اگر اور طرح
[illegible] تے ہین تو اللہ تعالے سے دعا کرتے ہین کہ اللھم الھمھم ان یعملوا بطاعتک - اے پروردگار ہمارے ان لوگون کو الہام فرماوے
[illegible] تیری طاعت پر عمل کرین - رواہ ابو داؤد الطیالسی رحمہ اللہ اور امام احمد نے انس رض سے یہی حدیث روایت کی اور اسمین دعا یہ ہی
اللھم لا تمتھم حتی تھدیھم کما ھدیتنا - اے پروردگار ہمارے تو ان لوگون کو موت نہ دیجیو یہان تک کہ انکو ہدایت فرمائیو جیسے تو نے ہمکو ہدایت
[illegible] اور بخاری رح نے کہا کہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ جب تجھے کسی آدمی کا کام بھلا معلوم ہو تو اس سے یون کہنا کہ اعملوا فسیری اللہ
[illegible] ورسولہ والمؤمنون - مترجم کہتا ہی کہ مقصود اس سے دو امر ہین اول آنکہ کسی آدمی کی مدح نہ کرے کہ وہ اعجاب کے فتنہ مین پڑکر
خسارہ اٹھاجاوے چنانچہ حدیث مین مداح کو قتل کر دینے والا کہا ہی - اور دوم یہ کہ صریح مدح سے جب احتراز ہوا تو ایسے طور پر مدح ہو کہ وہ
اس فتنہ سے بھی بچ جاوے باین طور کہ کام کیے جاؤ تمھارے کام کو اللہ تعالے و رسول و مومنین دیکھتے ہین یعنے اللہ تعالے ہر حال مین
بعلم قدیم خوب جانتا ہی اور رسول اللہ صلعم و مومنین کے حضور مین اعمال پیش ہو کر اطلاع ہوتی ہی - پس وہ شخص خوشی خوشی نیک کام مین
[illegible] کوشش کریگا کہ میرا کام عمدہ ہو اور وہ جبھی ہوگا کہ خالص اللہ تعالے کے واسطے بندگی موافق طریقہ سنت کے بجا لاوے -
علاوہ برین اس کلام مین ادب خوب ہی کیونکہ خوبی اعمال کی اسکا قبول ہو کر ذخیرہ آخرت و وسیلہ نجات ہو جانا پس اللہ تعالی دیتا
ہی کہ کون بندہ اس کرامت سے سرفراز ہوا کیونکہ انس رض کی حدیث مین ہی کہ تم کسی مومن کو دیکھکر اعجاب مت کرو یعنی نہایت پسندیدہ
[illegible] سمجھو جب تک کہ یہ نہ دیکھو کہ اسکا خاتمہ کیونکر ہوتا ہی کیونکہ آدمی عمر بھر یا بہت زمانہ تک ایسا نیک کام کیا کرتا ہی کہ اگر اسی پر خاتمہ ہوتا
تو جنت مین داخل ہوتا مگر وہ برگشتہ ہو کر کوئی کام بد کر بیٹھتا ہی اور آدمی عمر بھر یا ایک زمانہ تک بد کام کرتا ہی کہ اگر اسی پر مرتا تو دوزخ
[illegible] جاتا پھر پھر کر [illegible] ایک نیک کام کرتا ہی اور جب اللہ تعالے اپنے بندہ کے حق مین بھلائی چاہتا ہی تو اسکو کام مین لگا لیتا ہی تو صحابہ رض نے
[illegible] یا رسول اللہ تعالے کام مین لگا لینا کیونکر ہی - فرمایا کہ اسکو نیک کام کی توفیق دیتا اور اسی پر [illegible] وفات دیتا ہی - رواہ احمد
[illegible] قولہ وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ الآیۃ حق سبحانہ تعالے نے علوم آلہیہ کی تین قسمین فرمائین انمین سے
[illegible] اپنی ذات پاک کی شان سے مخصوص فرمایا اور دوسری قسم رسول اللہ صلعم کے واسطے اور تیسری قسم مین اولیاء کو شامل کیا
[illegible] حق تعالے ہو وہ علم قدیم و محیط ہی کہ ہر مخلوق کو گھیرے ہوئے اسطرح ہی کہ سوائے اسکے کسی کی یہ طاقت اور
[illegible] اسی کی شان سے ہی کہ ضمائر و سرائر کو از راہ علم و دیکھنے کے بدون اکتساب وغیرہ کسی امر کے محیط ہی
[illegible] ایسے بڑے ہی کہ عبارت و بیان و عقل و گمان سے ادا ہو سکے یا سمجھ مین آوے و للہ المثل الاعلی - وقد
[illegible] فی السموات وما فی الارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون - پھر انبیاء علیہم السلام کو مخصوص کرکے اسمین سے ایک
[illegible] پاکیزہ عطا فرمایا کہ اعمال خلائق کو بعیان و بیان دیکھتے ہین اور یہ نور جس سے مخصوص ہوئے نور الذات کی

Marfat.com

پھر اولیاء مومنین کو اس نور کی روشنی سے مخصوص کیا کہ وہ لوگ خلوت مین نور فراست سے [illegible]
امور کو دیکھتے ہین اور یہ نور صفات ہی۔ اس کلام پاک مین بندگان مخلصین و صادقین کو جب [illegible]
پر شیطانون ونفس کے وسواس کا ہجوم ہوا، جب تک کہ اپنے دلون و سرائر کی نگہبانی [illegible]
لغزش ہی پس حق سبحانہ تعالےٰ و رسول اللہ تعالےٰ و مومنین دیکھین حیث ہی کہ میدان صدق و اخلاص کے [illegible]
کچھ میل ہو شیخ ابو حفص یا ابو عثمان رح نے کہا کہ جو گروہ نیک کام کرا ور خالص نیت سے کرے اللہ تعالےٰ [illegible]
رسول اللہ صلعم اسکو مشاہدہ سے دیکھتے ہین اور مومنین اسکو فراست و توسم سے کما قال تعالےٰ ان فی ذلک لآیٰت للمتوسمین۔ [illegible]
اہل ایمان و صدق والے متخلفین مین سے ایک گروہ نے مانند ابو لبابہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کی توبہ بفضل الٰہی جلد پائی اور [illegible]
گروہ اسمین کچھ پچھڑا۔ کما قال تعالےٰ۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ

اور بعضے اور لوگ ہین کہ انکا کام ڈھیل مین ہی حکم پر اللہ کے یا انکو عذاب کرے یا معاف کرے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۝

اور اللہ سب جانتا ہی حکمت والا

ارجاء تاخیر کر دینا۔ یقال ارجیتہ بالیاء التحتیہ و ارجأتہ بالہمزۃ اے اخرتہ۔ یعنی مین نے اسکی تاخیر کر دی۔ متخلفین غزوہ تبوک مین
منافقین کا بیان ہوگیا اور مومنین کے دو گروہ مین سے ایک جسکی توبہ قبول ہوگئی اسکا بیان ہوگیا اور بعض نے کہا کہ انکی توبہ جلد [illegible]
ہونے کا ظاہری سبب یہ تھا کہ فی الجملہ انکے پاس عذر تھا اور ظاہر یہ ہی کہ اہل عذر کا بیان قولہ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ الآیۃ
مین ہوا بدون مواخذہ و عتاب کے فقال اب دوسرے گروہ مومنین کا حال ہی وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ اے موخرون یعنی موقوف
امرہم۔ نافع و حفص و حمزہ و کسائی نے مرجون بدون ہمزہ درمیان جیم و واو کے پڑھا اور باقیون نے بہمزہ مضمومہ مرجئون پڑھا
کذا قال الخطیب و ظاہر کلام بیضاوی وغیرہ دلالت کرتا ہی کہ محاورہ ارجیتہ و ارجاتہ کے اختلاف پر تبادل ہمزہ واو ہی۔ [illegible]
المعنی اور دوسرے لوگ موخر کیے گئے ہین لِاَمْرِ اللّٰهِ لامر اللہ فی شانہم۔ واسطے حکم الٰہی کے انکی شان مین یعنی دیگر [illegible]
مومنین متخلفین کا امر اس حال مین قبول و عدم قبول توبہ کی راہ سے متوقف و منتظر چھوڑا گیا ہی اور اللہ تعالےٰ کے حکم پر کہ [illegible]
اللہ تعالےٰ کا حکم انکے بارہ مین کیونکر ہی۔ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ یعنی یا تو انکو عذاب فرماویگا تو یہ ظاہر ہو جائیگا کہ انکی توبہ قبول [illegible]
نہ تھی۔ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ اور یا انکی توبہ قبول فرماویگا یعنے نازل فرما دیگا پس اس خطاب کے [illegible]
جانتا ہی کہ اسنے ان لوگون کے حق مین کیا حکم مقرر فرمایا ہی وہ کسی بندہ کو ظاہر نہین پس فی الحال خوفناک منتظر چھوڑا [illegible]
ہوتا ہی یا قبولیت توبہ نازل ہوتی ہی پس بندون کو اسوقت مشکوک و خوفناک چھوڑا اور صاف ظاہر نظر انکے احوال [illegible]
ہی اور یہ ضیق گویا مکافات اس آرام طلبی کی ہی جسکی وجہ سے ساتھ نہین گئے تھے اور اس سے معلوم ہوا کہ [illegible]
توبہ بھی ہوتی ہی جیسے عذاب کرنا۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالےٰ علیم حکیم ہی ہر امر مین اسکی حکمت [illegible]
جان سکتا۔ وہی انکے احوال کا علیم ہی اور وہی انکے لائق حکم کا حکیم ہی۔ ابن عباس رضی و مجاہد و عکرمہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] صحابہ ہین جنکا بیان قولہ وعلی الثلثۃ الذین خلفوا مین آویگا اور وے مرارہ بن الربیع و ہلال بن [illegible] سے بدون عذر کے بخواہش آرام و آسایش بدون شک ونفاق کے پیچھے رہگئے تھے بلکہ اتفاق سے [illegible] انشاء اللہ تعالے قصہ توبہ مین بیان ہوگا۔ بالجملہ ابولبابہ وغیرہ نے توبہ کرکے اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے [illegible] اپنے ایمان کیطرف سے [illegible] سخت ہی نادم تھے پس انکی توبہ قبول ہوگئی اور ان تین صحابہ رضی اللہ عنہم نے [illegible] کی اور کوئی عذر زبان سے نہ نکالا پس انکے حکم ظاہر کرنے مین تاخیر فرمائی گئی وکان امر اللہ قدرا مقدورا۔ [illegible] ہی کہ بمقتضاے غلبہ رحمت بر غضب آخر توبہ قبول ہوگی۔ واضح ہو کہ بیضاوی رحمہ اللہ نے جو قولہ اما یعذبہم کی تفسیر مین کہا کہ اے یعذبہم ان اصروا علی النفاق۔ یعنے عذاب کریگا اگر نفاق پر اصرار کیے رہے" تو یہ سہو ہی اسواسطے کہ یہ تینون صحابی ہرگز منافق نہ تھے بلکہ کعب بن مالک کے سواے باقی دونون بدری صحابی ہین اور اہل بدر کے حق مین وارد ہی کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ جو چاہو مین نے تمہین بخشدیا۔ اور واضح ہو کہ جس بدری شخص سے شراب پینا واقع ہوگیا تھا اسکو سزاے حد شراب خواری دینے پر خلیفہ و دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے باوجود اس وعدہ مغفرت کے اجماع کیا اور اسکو سزا دیدی تو ماخذ اسکا یہی آیت ہی کہ اللہ تعالے نے اسمین فرمایا کہ اما یعذبہم۔ یعنی چاہے دنیا مین انکو اس خطا کی سزا دیگا الی آخرہ۔ پس ظاہر ہوگیا کہ اللہ تعالے کسی آدمی و کسی قوم کو درحقیقت بخش دیتا ہی مگر اس سے دنیا مین خطا سرزد ہونا جائز ہی پس اللہ تعالی اپنے فضل سے خاتمہ بخیر فرماوے وہو ربی نعم المولے ونعم المجیب۔ واضح ہو کہ مقصود بندون کی طاعت و صلاح اس طریق سے کہ فریب نفس وطرق اہل کفر سے بچین و اہل صدق و انقیاد کی پیروی رکھین پس قبائح اطوار منافقین کے بیان مین اہل الیقین کی برات وصورت وقوع خطا مین انکا طریقہ جو مخالف طریقہ منافقین ہی ذکر فرماکر پھر اہل نفاق کے قبیح اطوار کا بیان فرمایا بقولہ۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ

اور جنہون نے بنائی ایک مسجد ضد پر اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانون مین اور تھانگ اُس شخص کی جو لڑ رہا ہی اللہ سے

وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَا تَقُمْ

اور رسول سے آگے کا اور اب قسمین کھاوینگے کہ ہمنے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہی کہ وہ جھوٹے ہین تو نہ کھڑا ہو

فِيْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ

اسمین کبھی جس مسجد کی بنیاد دھری پرہیزگاری پر پہلے دن سے وہ لائق ہی کہ تو کھڑا ہو اسمین اسمین

رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○

[illegible] جنکو خوش ہی پاک رہنے کی اور اللہ چاہتا ہی ستھرائی والون کو

[illegible] منصوب المحل بنا بر اختصاص ہی جیسے قولہ والمقیمین الصلوۃ۔ مین ہی پس منجملہ اقوام منافقین کے ان لوگون کو [illegible] المحل بنا بر انکہ مبتدا ہی اور خبر محذوف ہی یعنی ومنہم۔ اور منافقون مین سے بعض وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا [illegible] ایک مسجد بنائی۔ ضِرَارًا مضارۃ۔ ضرر رسانی کے لیے کہ اس سے اہل مسجد قبا کو ضرر دینا مقصود [illegible] وَّكُفْرًا [illegible] سے منکر ہون اور اہل اسلام پر فخر کرین کیونکہ اسکے بنانے سے منافقون کی قوت منظور

تھی یہ دوسری بات۔ وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ اور مومنین مین پھوٹ ڈالنے کیواسطے کیونکہ [illegible]
اس ضرر والون نے مسجد بنا کر چاہا کہ کچھ ادھر پھوٹ آدین اور باہم نفاق ولگائی بجھائی کا موقع [illegible]
ہو۔ واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے لکھا کہ مدینہ مین رسول اللہ صلعم کے تشریف لانے سے پہلے [illegible]
جاہلیت مین نصرانی ہو گیا اور جوگیون کی طرح تکلیف ومشقت اٹھاتا جسکو جاہل راہب کہتے [illegible]
کرکے آئے اور اہل اسلام سب آپ کے گرد مجتمع وباہم متفق ہوے تو یہ ابو عامر راہب جل مرا [illegible]
اور مشرکین مکہ سے ملکر لڑائی پر آمادہ کیا پھر جب اُحد مین اہل اسلام مبتلائے امتحان ہوے تو یہ [illegible]
انجام کار اللہ تعالےٰ نے اہل ایمان کو فتح دی یہان تک کہ جنگ حنین مین ہوازن وغیرہ نے شکست کھائی [illegible]
رسول اللہ صلعم کے متمرد ہو کر شام کو بھاگا تاکہ وہان سے لشکر لاوے اور اہل ایمان کو شکست دے [illegible]
تھے اُنسے کہلا بھیجا کہ تم بظاہر ایک مسجد بناؤ اور استمالت (مدارات) کرتے رہو مجھسے قیصر روم نے لشکر دینے کا وعدہ کیا ہے [illegible]
خطوط وایلچی وغیرہ اسی مسجد کے نشان پر آکر اترا کرینگے پس ان منافقون نے اُس مسجد کی بنیاد ڈالی اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین
آئے کہ آپ وہان نماز پڑھکر ہمارے لیے برکت کی دعا فرماوین آپ نے فرمایا کہ مین اسوقت سفر تبوک کا عازم ہون [illegible]
اللہ تعالےٰ وہان سے لوٹا تو دیکھا جائیگا۔ پس آپ تبوک کو تشریف لے گئے اور یہان ان لوگون نے اس مسجد کو مستحکم بنا لیا۔
جو مسجد یعنی عبادت گاہ الٰہی بتوحید واسلام نہ تھی بلکہ چار باتون کے ارادہ پر تھے ایک ضرار دوم کفر کرنا اور سوم تفریق [illegible] مومنون مین اور
چہارم وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ارصاد انتظار۔ اور اکثر نے کہا کہ بمعنی اعداد [illegible] سامان مہیا کرنا اور بعض نے کہا
کہ بھلائی کے واسطے سامان مہیا ہونے کے انتظار مین بدون حرف متعدی ہوتا ہے یقال ارصدتہ۔ اور برائی مین ارصدت لہ۔ پس لفظ لہ
جیسے آیت مین ہے۔ المعنی اور ارصاد واسطے اس شخص کے جسنے محاربہ کیا اللہ تعالےٰ واسکے رسول سے یعنی ابو عامر راہب کے انتظار کے لیے
یہ معقل بنایا۔ مِن قَبْلُ اگر متعلق حارب ہے تو یہ معنی ہین کہ انتظار ایسے شخص کا جسنے اللہ تعالےٰ واسکے رسول سے محاربہ کیا پہلے بنا
اس مسجد کے پس محاربہ سے مراد کفر وانکار کافرون کو آنحضرت صلعم کی لڑائی پر آمادہ کرنا [illegible]
گفتگو کی اور مدعی ہوا کہ مین ملت حنیفیہ ابراہیم علیہ السلام پر ہون اور آنحضرت صلعم نے رد کر دیا۔ اور اگر متعلق اتخذوا [illegible]
اسکا قبل ان بنانے والون کے منافق ہو جانے کے واقع ہوا۔ یعنی جنگ تبوک مین [illegible]
ان منافقون نے اسکو بنایا۔ چنانچہ جب آنحضرت صلعم غزوہ تبوک سے واپس ہو کر قریب مدینہ کے پہنچے تو جبرئیل علیہ السلام [illegible]
الضرار لیکر نازل ہوے جس سے اسکے بنانے والون کا ارادہ وحال سب ظاہر ہو گیا پس آپ نے [illegible]
کہ اس مسجد ظلم کو ڈھا کر جلا دو پس ان دونون نے آکر اسکو ڈھا کر جلا دیا اسمین سے بنانے والے منافق بھاگے۔ [illegible]
وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ اسے واللہ لیحلف الذین [illegible]
قسمین کھاوینگے کہ ہم نے اسکے بنانے مین کچھ نہین ارادہ کیا سوائے خصلت حسنی کے یعنی [illegible]
ضعیف بوڑھے ولون وجاڑے پالے مین آرام ملے اور مسلمانون پر فراخی حاصل ہو۔ [illegible]
إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ اور اللہ تعالےٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہین۔ [illegible]

[illegible] وہ [illegible] جھوٹی قسم کھائی انہی سمیع بصیر نے الکاذب ردع ظاہر فرما دیا پس گواہی دینا بمعنی خبر دینا ہے
کیونکہ [illegible] کے بھید سب دیکھتا ہے پس بعض نے کہا کہ گواہی دیتا یعنی جانتا ہے اور اول ابلغ ہے۔ بالجملہ
[illegible] اور وہ مقام کھنڈر کر دیا گیا اور ابو عامر فاسق جسکے لیے منافقون نے اسکو مرصد بنایا تھا وہ شام مین تنہا بے یار و
مددگار مر گیا اور جب اسنے اسلام سے انکار کیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو یہی بددعا دی تھی کہ تنہا خوار مرے۔ پھر چونکہ
منافقون نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی تھی کہ آپ اسمین نماز پڑھکر ہمارے لیے برکت کی دعا فرما دین تو نازل ہوا قوله تعالے
لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا تو اسمین کبھی کھڑا ہو یعنی عام اوقات و زمانہ کو بھی شامل ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد آپ کی امت اسمین آپکے
تابع ہو اور کھڑے ہونے سے ممانعت بطور بلیغ اس امر کو مستلزم ہے کہ کبھی اسمین نماز مت پڑھ اور شاید عدم قیام تعبیر ہو عدم صلاۃ سے
جیسا بولتے ہین کہ فلان شخص قائم اللیل ہے و فی الحدیث من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه۔ یعنی جو کھڑا ہوا رمضان مین
تراویح پڑھی از راہ ایمان و امید ثواب کے اسکے لیے اسکے پہلے گناہ بخشے جاوینگے۔ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ
يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ لام قسم ہے یا لام ابتداء یعنی واللہ وہ مسجد یا البتہ وہ مسجد جسکی بنیاد ڈالی گئی تقوی پر اول روز سے وہ
زیادہ سزاوار تر ہے اس بات کی کہ تو اسمین قیام کرے۔ یعنی مدینہ مین آنحضرت صلعم کے داخل ہونے کے اول روز جس مسجد کی بنیاد پڑی اسمین تیرا
نماز پڑھنا ٹھیک ہے۔ قال المفسر رح وہ مسجد قباء ہے جیسا کہ بخاری مین آیا ہے۔ یہی ابن عباس و ضحاک و حسن و شعبی وغیرہم سے مروی ہے
اور اسی کو بیضاوی رح نے مرجح کہا کیونکہ اللہ تعالے نے من اول یوم۔ فرمایا اور ظاہر ہے کہ مطلقا اول روز مراد نہین ہو سکتا کیونکہ
پہلا دن تو حضرت آدم ع سے بھی پہلے تھا پس مراد مدینہ مین داخل ہونے کا پہلا روز ہے اور مسجد قباء اسی روز آنحضرت صلعم نے بنائی جیسا
کتب تاریخ مین مفصل ہے اور یہی مقام کے بھی مناسب ہے کیونکہ مسجد الضرار مقام قباء مین منافقون نے بنائی تھی اور یہ مسجد التقوی بھی
وہین بنی ہوئی تھی جسکی فضیلت اسکے مقابلہ مین ذکر فرمائی ہے اور نیز دلالت کرتا ہے اسپر قوله تعالے فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ
أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ اس مسجد التقوی مین ایسے مرد ہین کہ اپنے تطہر کو چاہتے ہین اور اللہ تعالے
طہارت کرنے والون کو دوست رکھتا ہے۔ ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ آیت اہل قباء کے حق مین اتری۔ ابو ہریرہ رض نے
کہا کہ وہ لوگ پانی سے استنجا کر لیا کرتے تھے۔ رواہ ابو داؤد و الترمذی و ابن ماجہ۔ ابن عباس نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت صلعم نے عویم
بن ساعدہ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ کیا طہور ہے جسپر اللہ تعالی نے تمھاری ثناء فرمائی ہے تو عویم نے عرض کیا کہ ہم اور کچھ نہین جانتے سوائے اسکے
کہ ہم مرد و عورت مین سے جو پاخانہ سے نکلا وہ اپنی شرمگاہ کو پانی سے دھو ڈالتا ہے تو آنحضرت صلعم نے کہا کہ وہ یہی ہے۔ رواہ الطبرانی و امام احمد
[illegible] و ابن جریر عن خزیمہ بن ثابت رض و احمد عن محمد بن عبد اللہ بن سلام۔ ایک جماعت جنمین ابن عباس و عروہ و عطیہ و عبد الرحمن
[illegible] و سعید بن جبیر و قتادہ ہین کہا کہ مسجد التقوی مسجد قباء ہے۔ اور حضرت عمر و ابن عمر و زید بن ثابت و ابو سعید خدری و سعید بن المسیب
[illegible] سے مروی ہے کہ وہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اسی کو ابن جریر رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
سے منقول ہے کہ [illegible] مسجد تقوی پر موسس ہوئی اسمین دو شخصون نے اختلاف کیا ایک نے کہا کہ وہ مسجد قباء ہے۔ اور
[illegible] مسجد رسول اللہ صلعم ہے پس رسول اللہ صلعم نے جواب دیا کہ وہ میری مسجد ہے۔ رواہ احمد و الترمذی و صححہ و النسائی
[illegible] کہ [illegible] مین جو مسجد مذکور ہے اس سے مسجد نبوی مراد ہے ولیکن کمالین مین لکھا کہ صحیح قول اول ہے

Marfat.com

یعنی آیت مین مسجد قبار مراد ہی اور اس حدیث مین جو فرمایا کہ وہ میری مسجد ہی [illegible]
تقوی پر موسس ہونے کی صفت مخصوص مسجد قبار ہی وہ غلط گمان پر ہی شیخ [illegible]
کی نسبت آیا کہ اول روز سے تقوی پر موسس مسجد ہی تو یہ صحیح ہی ولیکن آیت مین اور [illegible] حدیث [illegible]
جب مسجد قبار کی نسبت یہ بات ثابت ہی کہ اول روز سے تقوی پر موسس ہوئی تو مسجد [illegible]
کا ہی اور کرخی رح نے بھی اسی طرح توفیق دی ہی پس بعض لوگون نے جو روایات مسجد قبار کو [illegible]
اس حدیث کے غیر مقبول قرار دیکر صرف مسجد نبوی سے اسکی تفسیر متعین کر دی تو یہ وہم ہی [illegible]
دونون مین توفیق اچھی طرح ممکن ہی جیسا کہ بیان ہوا فافہم - قولہ من اول یوم - متعلق [illegible]
سہیلی رح نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع سے تاریخ [illegible]
راے انکی تنزیل القرآن سے موافق واقع ہوئی کیونکہ اول یوم یہ وہی روز ہی کہ اسلام کو اعزاز [illegible]
کی نسبت یہی گمان اولی ہی کہ انھون نے قرآن مجید ہی سے سمجھ کر اول روز تاریخ کا اول روز ہجرت [illegible]
کے معانی و اشارات جاننے و سمجھنے مین صحابہ رضی اللہ عنہم سب سے بڑھکر ہین - انتہی ملخصا - قولہ احق ان تقوم فیہ [illegible]
یہان اپنے معنی پر نہین ہی یعنے یہ مراد نہین کہ مسجد التقوی نماز کے لیے بہ نسبت مسجد الضرار کے احق ہی [illegible]
حالانکہ مسجد الضرار مین نماز حرام تھی بلکہ احق بلا نسبت ہی یعنے فی نفسہ اسمین نماز نہایت ہی خوب ہی [illegible]
ہو یعنی اگر مسجد الضرار اس قابل ہو کہ اسمین نماز قائم کیجاوے جیسا کہ منافقون کا زعم ہی تو [illegible] مسجد التقوی [illegible] - فافہم شیخ ابن [illegible]
نے لکھا کہ آیت مین دلیل ہی کہ قدیمی مساجد جو اول روز سے تقوی پر موسس ہین انمین نماز پڑھنا مستحب ہی [illegible]
وقت والیسے لوگون کی تعمیر سے بنی ہین کہ غالب گمان سے انکی بنیاد تقوی و مال حلال سے معلوم [illegible]
تابعین و جہاد کرنے والون کے وقت مین بنی ہین - قال ایضاً اور نماز ایسی جماعت کے [illegible]
اچھی طرح طہارت کے ساتھ نجاسات وغیرہ سے بچے ہوے رہتے ہین مستحب ہی - اور حدیث مین ہی کہ [illegible]
صبح کی نماز پڑھائی اسمین سورہ روم پڑھی اور متوہم ہوے تو سلام کے بعد فرمایا کہ تم مین سے کچھ لوگ [illegible]
ہین جو اچھی طرح طہارت نہین کرتے پس جو ہمارے ساتھ نماز مین آوے اسکو چاہیے کہ اچھی طہارت [illegible]
یحب المطہرین - ابو العالیہ رح نے کہا کہ پانی سے طہارت کرنا اچھی بات ہی ولیکن [illegible]
ہی یہ گناہون سے پاک تھے کسی طرح کی نجاست شرک سے ملوث نہ تھے - اور ابن عباس [illegible]
تو آنحضرت صلعم نے انسے پوچھا انھون نے عرض کیا کہ ہم لوگ پتھرون سے استنجا [illegible]
البزار رحمہ اللہ - قال الحافظ رح مین اس روایت کو اس لیے لایا ہون کہ فقہا [illegible]
کرکے پھر پانی سے دھووے اور محدثین مین سے پچھلے بہت سے لوگ [illegible]
جو مسجد کہ ناموری یا فخر یا دکھلانے و سنانے کے واسطے یا اور کسی غرض [illegible]
کے بنائی جاوے یا حرام یا مشکوک مال سے بنائی جاوے وہ مسجد الضرار [illegible]

Marfat.com

[illegible] کو منع کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمال صحابہ رضی اللہ عنہم کو لکھا کہ جابجا مسجدین بنواؤ اور خیال رکھو کہ [illegible] مسجد بنوانا کہ ایک سے دوسری کو ضرر پہونچے ۔ مسئلہ ہندوستان کے شہرون مین ہر محلہ مین کئی کئی [illegible] مسجد بنواتے ہین وہی ثواب جانتے ہین جو احادیث صحیحہ مین آیا کہ اللہ تعالے اسکے لیے جنت مین [illegible] موجودہ مسجدون کے حق مین اضرار ہی پس اسکا خیال ضرور ہی ۔ مسئلہ جب محلہ مین کئی مسجدین ہون [illegible] خالص اللہ تعالے کے لیے رضامندی چاہنے کو بنی ہو اور سب سے قدم ہو اسمین نماز پڑھنا چاہیے ۔ اور حرام [illegible] اور مال حرام ہی ہو یا مسجد الضرار کے حکم مین ہو جیسا کہ سراج المنیر سے اوپر منقول ہوا ۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے تصریح [illegible] ۔ پھر اللہ تعالے نے بانی مسجد تقوی و بانی مسجد الضرار کی تمثیل فرمائی ۔ بقولہ تعالے ۔

[illegible] اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

[illegible] عمارت کی پرہیزگاری پر اللہ سے اور رضامندی پر وہ بہتر یا جسنے نیو رکھی اپنی عمارت کی

عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

[illegible] جو ڈھیتا ہی پھر اسکو لیکر ڈھے پڑا دوزخ کی آگ مین اور اللہ راہ نہین دیتا

الظّٰلِمِيْنَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ

بے انصاف لوگون کو ہمیشہ رہیگا اس عمارت سے جو بنائی تھی شبہہ اُنکے دل مین مگر جب ٹکڑے ہو جاوین اُنکے دل

ع ۱۳ ۱۱

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ع

اور اللہ سب جانتا ہی حکمت والا

اس آیت مین اللہ تعالے نے تقوی پر بنیاد رکھنے والے مین اور نفاق و کفر پر بنیاد رکھنے والے مین بڑا بھاری فرق ہونا ظاہر فرمایا بقولہ

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ جملہ مستانفہ ہی اور ہمزہ استفہام تقریری ہی اور جسنے زعم کیا کہ استفہام انکاری ہی اسنے خطا [illegible] فاء عاطفہ بمقدر ہی اے اذا تبین حال اہل مسجد التقوی وحال اہل مسجد الضرار وصار الامر معلوما فاذًا الاول خیر ام الثانی [illegible] اور مراد اس سے اسم مفعول یعنی مبنی ہی ۔ شفا بمعنی کنارہ و طرف ۔ جرف بضم جیم و سکون را ایک قراءۃ [illegible] دوسری قراءۃ مین یعنی وہ جگہ جو سیل سے منحرف ہو جاوے یعنی پانی کے ہلکورون سے کھُد جاوے ۔ اور بعض نے کہا کہ [illegible] ہو جاوے کہ وہ گرنے ہی کو ہوتی ہی ۔ اجتراف بمعنی جڑ سے اکھاڑ لینا ۔ ہار بمعنی ساقط در اصل ہائر تھا عین کلمہ بے سبب [illegible] البلاغ وشاک السلاح ۔ یقال ہار البناء اے سقط ۔ بعض نے کہا کہ اصل مین ہاور تھا یعنی جو گرنے کو ہو پھر [illegible] قلب کر کے ہار ہوا ۔ اور شمس العلوم مین ہی کہ جرف وہ جسکی جڑ پانی کھا گیا اور اوپر کا کنارہ لگا ہو پھر جب [illegible] کہا کہ ہار بدون تقلیب و بدون حذف کے ہی در اصل ہور تھا اعلال سے ہار ہوا لیکن یہ خلاف [illegible] بغیر تقدیر کلام یون ہی ۔ امن اسس بنیان دینہ علی تقوی اے مخافۃ من اللہ ورضوان منہ [illegible] کی عمارت کی اللہ تعالے کے خوف پر اور اللہ تعالے کے رضوان پر وہ بہتر ہی ۔ ام من

اسس بنیانہ علی جرف ہار - یا وہ جسنے اپنی عمارت دین کے نیو رکھی جرف ہار پر یعنی ایسے کنارے [illegible] جڑ پانی سے خالی ہوگئی ہو یا ایسے کنارے پر جسکی جڑ خالی اور وہ کگار یا پھٹ گیا ہو [illegible] او البنیان بہ اے بالبنیان او البانی فی نار جہنم - با لتعدیہ ہو اور معنی یہ کہ پھر لے گرا [illegible] گویا اسکے بنانے والے کو نار جہنم مین - الحاصل جسنے تقوی و رضوان پر مستحکم بنیاد رکھی وہ بہتر ہو یا جسنے [illegible] مین ہو دسے وہ بہتر ہو یعنے پہلا بالضرور بہتر ہو دوسرے سے - پس اول مثال اہل مسجد قبا کی [illegible] سبحان اللہ تعالے یہ کلام نہایت بلیغ و بدیع ہو اور رازی رح نے لکھا کہ مین تمام عالم مین کوئی مثال [illegible] مطابق نہین پاتا ہون اور حاصل کلام یہ ہو کہ دو عمارتین ہین انمین سے ایک کے بنانے والے نے تقوی و رضوان الٰہی کی نیت کی دوسری بنانے والے نے نفاق و معصیت کی نیت کی پس اول عمارت تو اچھی و باقی رکھنے کے قابل ہو اور دوسری خراب [illegible] واللہ لا یھدی القوم الظلمین اور اللہ تعالے قوم ظالم کو راہ نہین دیتا یعنے نیک کامون پر انکو قدرت نہین ہوتی ہو حضرت قتادہ [illegible] مسجد الضرار کی عمارت پوری نہونے پائی تھی کہ جہنم مین جا پڑے - حضرت جابر بن عبد اللہ رض نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کے [illegible] دیکھا کہ مسجد الضرار سے دھوان نکلتا تھا - رواہ الحاکم وابن جریر وغیرہما - ابن جریج رح نے فرمایا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ لوگون نے وہ مقام کھودا جہان مسجد الضرار تھی تو وہان سے دھوان نکلتا پایا - ایسا ہی قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہو - خلف بن یاسین رح نے کہا کہ وہ مسجد ضرار جسکو اللہ تعالی نے قرآن مین ذکر فرمایا ہو مین نے دیکھا کہ اسمین سے ایک پتھر سے دھوان نکلتا تھا اور اب تو وہ گھورا ہی رواہ ابن جریر رح - جب مسجد الضرار بنانے والے منافقون کی مراد پوری نہوئی اور اللہ تعالی نے انکا پردہ فاش کر دیا اور فضیحت ہوئے تو نہایت خوفناک ہو گئے تھے اس جہت سے کہ ابو عامر فاسق جسکو اپنا سردار بنایا تھا وہ حضرت رسول اللہ صلعم کی بددعا سے تنہا جنگل مین مر کر جہنم مین پڑا اور مسجد الضرار بھی جہنم مین گئی تو منافق ڈرے کہ دیکھیئے ہم قتل کیے جاوین یا نکالے جاوین اور اللہ تعالی نے انکو اس فعل بد کی پاداش مین مسجد سمیت جہنمی کر دیا کہ نفاق انکے دلون مین ایسا جما کہ کبھی نہ نکلا جیسے قوله واشربوا فی قلوبھم العجل [illegible] کہ بنی اسرائیل کے دلون مین گوسالہ رچ گیا تھا چنانچہ حق عز وجل نے فرمایا لَا یَزَالُ بُنْیَانُھُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَۃً فِیْ قُلُوْبِھِمْ برابر رہیگی انکی عمارت وہ جسکو انھون نے بنایا تھا شک انکے دلون مین - یعنی یہ عمارت انکے دلون مین نفاق و شک [illegible] کیونکہ وہ انکو لیکر جہنم مین گری ہو پس انکے دلون سے شک و نفاق کبھی نہ جائیگا - اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُھُمْ مگر یہ کہ انکے دل پارہ پارہ ہوجاوین - یعنی وے مرجاوین - کما قال ابن عباس و مجاہد و قتادہ و زید بن اسلم و السدی و الضحاک [illegible] و علی ہذا استثناء کے معنی یہ ہونگے کہ بغیر موت کے انکے دل سے شک نہ نکلیگا اور بعد موت کے جب [illegible] ہونگے کہ ہم خطا پر تھے حالانکہ اسوقت کچھ مفید نہوگا - وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالے علیم حکیم ہو [illegible] مضمر ہو اور جو حکمت انکو اسطح رکھنے مین ہو اللہ تعالے پر روشن ہو - ف - ان آیات کے حقائق [illegible]

قوله تعالے لمسجد اسس علی التقوی الآیۃ - اسمین بیان ہو کہ ہر عبادت کی محکم بنیاد نہین ہوتی مگر [illegible] نظر سے دل پاک ہو - پس جہان تقوی آیا وہان شرک و شک و ریاء و نفاق وغیرہ [illegible] اور وہان عمدہ اخلاق و صفائی دل و یاد الٰہی خالص رہجاتے ہین اور جب یہ ہوا [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہر غیبت عیان وہر الہام بیان ہوگیا۔ کما قال تعالے الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح
[illegible] معلوم ہوگیا کہ شر قدیمی ہے اور ہر زمانہ مین حق تعالی نے بندہ صادق کی ایذا رسانی پر ایک مکار ملعون ومقہور کیا ہے
[illegible] جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین الآیة بھی اسپر شاہد ہے پس آنحضرت صلعم کی ایذا دینے والون مین سے جو مشہور
[illegible] ہین ایک ابو عامر فاسق بھی تھا اور ظاہر مین یہ شخص راہب تھا یعنے درویش گوشہ نشین نصرانی تھا مگر آنحضرت صلعم کی عداوت
[illegible] منافقان سے کہا کہ تم مکر وسالوس پھیلا کر مسجد بناؤ اور مین قیصر روم سے لشکر لینے جاتا ہون اور عنقریب اسکے وعدہ
[illegible] اور یہ نجانا کہ ایذاے اولیاء اللہ تعالے اشد غضب الہی تعالے ہے پس موافق بددعاے حضرت سرور عالم صلعم کے
[illegible] اب اس زمانہ مین خیال کرو کہ اہل مکر وسالوس کا یہ حال ہے کہ صوف کا لباس پہنکر زہد وتقوی ظاہر کرتے ہین
[illegible] بناکر اسمین چلے کھینچتے ہین اور اپنے شیاطین کو دنیاوی مالدار تعلقہ دار و نوابون کے یہان بھیجتے ہین کہ وے جاکر آنکو
[illegible] کہ فلان بزرگ چلہ مین بیٹھے ہین اور بڑے زاہد وعابد وصاحب کرامت ہین اُنکی زیارت سے نجات وحصول مراد ہے غرضکہ تمام
لوگون کو انکا معتقد کرکے دنیا حاصل کرنا چاہتے ہین اور جن امور مین رضاے الہی نہین ہے اور راہ توحید ومستقیم سے مانع ہین اور آخرت سے
پھیرنے والے ہین مگر اہل دنیا کو مرغوب ومحبوب ہین آنکو جاری کرکے دنیا کماتے ہین اور جو درحقیقت اولیاء اللہ تعالے ونیک بندے
راہ توحید وآخرت پر ہین آنکی مذمت وتقبیح کرتے ہین اور اُنکی برائیون وغیبت سے پیٹ بھرتے ہین تاکہ بندگان حق عزوجل کو راہ
راست سے پھیرین اور آنکی صحبت سے مستفیض ہونے دین پس ایسے لوگ ہی اللہ تعالے کی خیانت کرتے ہین۔ وقال تعالے واللہ
لا یہدی کید الخائنین۔ پھر آخر جو لوگ خاص بندے ہین آنکے نزدیک خوار وفضیحت ہوجاتے ہین بہرحال اللہ تعالے ایسے لوگون سے
روے زمین کو پاک فرماوے۔ مترجم کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ مین ایسے لوگون کی بہت کثرت ہے اور عوام آنکے اعتقاد سے دین قویم
وصراط مستقیم واتباع رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے باز رہتے ہین اللہم احفظنا وانت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ شیخ نے
لکھا کہ شیخ ابوبکر الوراق نے کہا کہ جسنے اپنی نیت صحیح رکھی اور اُسکو شک وشبہہ عارض نہوا تو اُسکی حالت ہمیشہ استقامت پر ٹھیک
رہتی ہے اور صحت نیت اسطرح ہے کہ بالکل اپنی مراد سے جاتا رہے اور فقط ارادہ الہی پر راضی ہوجاوے۔ شیخ ابوعثمان رح نے آیت کریمہ
سے استنباط کیا کہ جو زمین فتنہ ہو اس سے سواے فتنہ کے کچھ نہین پیدا ہوتا اور زمین رحمت سے انسان کو رحمت ملتی ہے اگرچہ کچھ دنون
بعد ملے۔ قولہ تعالے فیہ رجال یحبون ان یتطہروا الآیة۔ اہل قبا کی تقدیس فرمائی کہ وے طہارت کو چاہتے ہین اور اللہ تعالے طہارت والون
کو چاہتا ہے۔ طہارت کے مراتب ہین۔ اسرار کی طہارت تو خطرات سے ہوتی ہے یعنے سر باطنی کو خطرات نفس وشیطان وغیرہ سے پاک رکھنا چاہیے
[illegible] غفلتون سے یعنی ہر غفلت سے پاک رکھنا چاہیے۔ قلوب کو شہوات سے پاک اور عقول کو جہالات سے پاک۔ نفوس کو
[illegible] سے پاک۔ بدنون کو لغزش وافعال قبیح سے پاک رکھنا چاہیے جسکو اللہ تعالی نے ازل مین محبوب فرمایا اسکو دنیا مین ہر
[illegible] سے غافل کرے پاک رکھتا ہے کیونکہ جس سے محبت ہوا اُسکو مضرت مین نہین چھوڑا جاتا ہے۔ سہل
[illegible] علم کی طہارت جہالت سے اور یاد کی طہارت بھول سے اور طاعت کی طہارت معصیت سے ہے۔ بعض نے
[illegible] کہ اسلئے حق تعالے کے ہر دو جہان کے تعلق سے ان بندون کو طہارت محبوب تھی قولہ افمن اسس بنیانہ علی
[illegible] الآیة۔ اللہ تعالے عزوجل ہر چیز وہر وہم وقیاس وگمان وخیال سے پاک وبرتر ہے کوئی بندہ جو کچھ خیال کرے وہ پاک لقا

Marfat.com

اُس سے پاک ہے پھر کچھ عمارات اُسکے واسطے ہین اور وہ صدیقین کے دل ہین [illegible]
ہین وہ بہت تھوڑے ہین اور یہ سب بھی ابتداء سے انتہاء تک ایک بندہ کی طفیل [illegible]
ہین پس اللہ تعالےٰ عزوجل وہی اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک ہے اور اُسکا ایک بندہ [illegible]
مراتب رسول وانبیاء واولیاء ہین اور یہ وہی بندے ہین جو صدق دل سے خالص [illegible]
پس انکے دل وہی اللہ تعالےٰ کی عمارات ہین جنہین مناظر قدس والنس منور بانوار تجلی حق عزوجل [illegible]
پاک کرکے یاد الٰہی جل جلالہ وتمنائے لقاء حق تعالےٰ وشوق ومعرفت وتوحید وتفرید و [illegible]
وطلب رضوان ووصال الٰہی سبحانہ تعالےٰ سے آراستہ کیا وہ نورعظیم کو پہونچ گیا جو بیان سے باہر ہے [illegible]
من اللہ۔ اشارت ہے کہ اصل تقوی ازجانب اللہ تعالےٰ عزوجل ہے پس متقی پر حق تعالےٰ سبحانہ [illegible]
متقی کا التفات لہذا امتحان کے لیے آیات مابعد مین امر جہاد وغیرہ مین اُنکو مشغول کیا [illegible]
سابق مین غزوہ تبوک کی تمہید مین گزرا کہ رسول اللہ صلعم نے جب جہاد کے لیے لوگون کو حکم دیا [illegible]
نے قولہ یا ایہا الذین آمنوا مالکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الے الارض ارضیتم بالحیوۃ الدنیا من الآخرۃ الآیۃ [illegible]
کہ زندگانی دنیا پر راضی نہو جاؤ پھر آمادہ کیا لقولہ انفروا خفافا وثقالا وجاہدوا الآیۃ۔ پھر بعد تشریح احوال [illegible]
اب اُسکی فضیلت وتحقیق حالت پر متنبہ فرمایا۔ لقولہ تعالےٰ

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ

اللہ نے خرید لی مسلمانون سے اُنکی جان اور مال اس قیمت پر کہ انکو بہشت ہے لڑتے ہین

فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ

اللہ کی راہ مین پھر مارتے ہین اور مرتے ہین وعدہ ہوچکا اُسکے ذمے پر سچا توریت اور انجیل

وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ

اور قرآن مین اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیان کرو اس معاملت پر جو تم نے اس سے کی

وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اور یہی ہے بڑی مراد ملنی

اِنَّ اللّٰہَ البتہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے جو خالق ومالک تمام عالم دنیا وآخرت کا ہے۔ اشْتَرٰی خرید لیا [illegible]
اپنے مومن بندون سے جو اُسکے مخلوق ومملوک ہین۔ اَنْفُسَهُمْ ان مومن بندون کی جانین۔ وَاَمْوَالَهُمْ [illegible]
اموال کہ خود ہی انکو رزق فرمائے ہین۔ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ بعوض اس امر کے کہ ان مومنون کے لیے جنت [illegible]
کیا فضیلت ہے کہ اپنی جان ومال فدا کرنا بہت متاع حقیر ہے لہذا حسن بصری رح نے فرمایا کہ [illegible]
حق عزوجل کی کہ یہ خریداری محض نفع وسراسر فائدہ ہے اس سے روے زمین کے تمام مومنون [illegible]
فرمائی واللہ کوئی مومن اس بیع سے محروم نہین رہا۔ مولوی رومی نے کہا۔ جان [illegible]

Marfat.com

[illegible] پھر یہ گوہر بہر حال اللہ تعالے کی تمام مخلوق و مملوک ہین چنانچہ مومن کی جان خود اپنی نہین بلکہ
[illegible] کی مخلوق مملوک ہو اور ایسے ہی مال بھی اُسی کا دیا ہوا رزق ہو پس خرید یہان بطریق استعارہ تبعیہ کی تمثیل ہو جیسے
[illegible] اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالہدے ۔ مین تمثیل مقصود ہو۔ اور یہ امر خود واضح ہو اور کافرون و منافقون کو متروک مطرود
[illegible] کی تخصیص فرمائی اور مومنون کی جانون و مالون کو مبیع قرار دیا جو کہ بیع مین عمدہ و مقصود ہوا کرتی ہو اور جنت کو دام و مول
[illegible] مقصود حاصل ہونے کا وسیلہ ہوتا ہو اور یہ کمال فضل ہو۔ اور خرید کرنا اپنی ذات پاک جل جلالہ کی طرف نسبت فرمایا اور یون کہا
ان اللہ تعالے باع الجنۃ بانفسہم و اموالہم ۔ یعنی جنت کو اللہ تعالے نے مومنون کے ہاتھ بعوض اُنکی جانون و مالون کے فروخت کیا تو یہ بھی
[illegible] مومنین ہو کہ فرمایا ان اللہ اشترے ۔ جس سے نکلا کہ اللہ تعالے کو مومنون کی جانون و مالون کی طرف کمال اعتنا ہو لہذا یون نفرمایا کہ اشتری
انفسہم و اموالہم بالجنۃ بلکہ یون فرمایا کہ بان لہم الجنۃ ۔ تاکہ تحقیق معلوم ہو جاوے کہ یہ جنت اُنکے واسطے مخصوص ثمن ہو۔ یہ وہ مقام ہو کہ مومن
اس خوشی مین سو جان فدا کر دے تو حقیر ہو اللہم رب اجعلنی مومنا من المومنین و انت ارحم الراحمین ۔ پھر بعض نے کہا کہ انفسہم مین مجاہدین
کی جانین و ایسے ہی اُنکے اموال مراد ہین اور صحیح یہ ہو کہ جملہ مومنین کی جانین مراد ہین کہ وہ طاعت الٰہی مین اُنکو رکھین یہان تک کہ موت
آوے اور اموال کو طاعت الٰہی مین خرچ کرین یہان تک کہ مرجاوین پس جہاد مین جان و مال خرچ کرنا سب سے پہلے داخل ہو۔ اور انفسہم
کو اموالہم سے مقدم کیا تاکہ تحقیق ہو جاوے کہ یہ مبایعت اُنکے مال کمانے سے پہلے ہو گئی ہو اور حاصل اس مثال کا یہ ہو کہ مومنون کا اپنی جانون
و مال کو اللہ تعالے کی طاعت و رضامندی مین یعنی موافق شرع و سنت رسول اللہ صلعم کے قربان کرنا موجب کمال ثواب و رضوان الٰہی تعالے
ہو اور وہ جنت ہو پس زہے نصیب اُسکے جسنے یہ بیع پائی کہ یہ حقیر جان اُسی کی مخلوق ہو اور یہ حقیر اموال اُسی کا رزق دیا ہوا ہو اسی کو
اس پاک خالق رازق جل جلالہ نے قبول فرماکر خریدا اور جنت جو محل اکرام و انعام و رضوان ہو عطا فرمایا وہین اُسکا رضوان و دیدار ہو ۔
سبحان اللہ تعالے کہان یہ حقیر اور کہان وہ انعام کبیر الحمد للہ رب العالمین ۔ لہذا حسن بصری و قتادہ رح نے کہا کہ واللہ اُسکو حضرت
حق سبحانہ تعالی نے خریدا اور اُنکو بہت بھاری ثمن دیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر دونون چیزین انھین کے لیے کردین ۔ حسن بصری نے
کہا کہ ہماری جانین سب اُسی کی مخلوق ہین اور ہمارے اموال سب اُسی کا رزق عطیہ ہو۔ ایک جماعت محدثین نے روایت کیا کہ لیلۃ العقبہ مین
قبل ہجرت کے جب آنحضرت صلعم نے ایک گروہ انصار سے بیعت لی تو انھون نے عرض کیا کہ جو شرائط آپ کو منظور ہین ہم سے لے لیجیے آپنے
فرمایا کہ اللہ تعالے کے واسطے تمپر یہ شرط ہو کہ اُسی کی توحید کرو کچھ بھی اُس سے شرک نکرو اور میری ذات کے لیے یہ کہ اپنی جانون و مالون سے
[illegible] دور کرتے ہو میری نصرت کرو تو عرض کرنے لگے کہ ہم نے منظور کیا تو ہمارے لیے کیا ہو فرمایا کہ تمھارے لیے جنت ہو تو انصار بولے
[illegible] سر نفع پایا اب ہم بیع نہ پھیرنے دینگے اور نہ خود پھیرینگے ۔ روایت ہو کہ ایک اعرابی اس آیت کو پڑھتا ہوا آیا اور
[illegible] کس کا کلام ہو فرمایا کہ اللہ تعالے جل جلالہ کا ۔ عرض کیا کہ بیع مین سراسر نفع ہو واللہ مین نہ پھیرونگا پھیرنے دون
[illegible] شہید ہو گیا ۔ قال تعالے یُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ جملہ مستانفہ
[illegible] اس بیع میں کیا استفادہ ہو اور حمزہ و کسائی کی قراءۃ مین فیقتلون بصیغہ مجہول ہو اور دوم بصیغہ معروف اور باقیون
[illegible] معروف ہو اور دوم مجہول ہو۔ والمعنی قتال کرتے ہین یا قتال کرینگے یہ بندے اللہ تعالے کی راہ مین پس قتل کرتے ہین
[illegible] یا [illegible] کیے جاوین ۔ بعض علماء نے کہا کہ یقاتلون سے مراد امر ہو یعنے مومنون سے اسطرح خریدا

تو وہ قتال کرین - اور بنابر قراءۃ حمزہ وکسائی کے یہ معنی ہین کہ قتل کیے جاتے ہین اور قتل کرتے ہین [illegible]
سے بعضے قتل کیے جاتے ہین تو باقی قتال پر ثابت قدم رہتے ہین کیونکہ قتل ہو جاتا ہین [illegible]
اسی سے بھاگتا ہی - الحاصل مومنین اللہ تعالے کی راہ مین قتال کرتے ہین خواہ قتل کرین [illegible]
اُنکے لیے جنت ہی - صحیحین وغیرہ مین حدیث ہی کہ جو شخص خالص اللہ تعالے پر ایمان [illegible]
نے اُسکے واسطے تکفل کر لیا کہ اُسکو وفات دے تو اُسکو جنت مین داخل فرما دے یا جہان سے نکلا ہی [illegible]
مترجم کہتا ہی کہ بہلی بات کیا خوب ہی اللہ تعالے اپنے فضل سے روزی فرما دے - قال تعالے - وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا [illegible]
اللہ تعالے علی ذلک وعدًا وحق ذلک حقا - فِي التَّوْرَاةِ یعنی وعدہ فرمایا اللہ تعالے نے اس [illegible]
اسکو خوب محقق جو ثابت و نازل ہی توراۃ مین یعنے جو کتاب آسمانی حضرت موسی علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی [illegible]
وعدہ لکھ دیا تھا - وَالْإِنْجِيلِ اور کتاب انجیل مین جو حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی - وَالْقُرْآنِ [illegible]
کتاب مجید قرآن مین ثابت فرمایا جو افضل الرسل وخاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور وہ اگلی کتابون کا جامع [illegible]
حاصل آنکہ یہ وعدہ حضرت علام الغیوب کی طرف سے مومنون کے لیے اگلی کتابون سے نازل چلا آتا ہی یہان تک کہ قرآن مجید [illegible]
بس وعدہ محقق وثابت ہی - وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ اور کون ہی وہ جو اللہ تعالے سے بڑھکر اپنا وعدہ وفا کرے [illegible]
کوئی اُس سے بڑھکر نہین ہی - دیکھو بندے بد عہدی سے شرم کرتے اور کبھی بد عہدی نہین کرتے ہین تو بھلا بندون کا خالق جو ہر چیز پر [illegible]
ہی اُسکے وعدے کا کیا پوچھنا ہی اُسکے قبضۂ قدرت مین ہر چیز ہی جو چاہے کر سکتا ہی پھر وفائے وعدہ سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہی بس جب
بندون کو بدون اُنکے کسی استحقاق کے پیدا کر دیا اُنکو تمام نعمتین عطا فرمائین تو فضل وکرم سے جو وعدہ فرمایا وہ بے شک پورا ہی
فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ اب خطاب سے مشرف کرکے مومنون کو دوچند مسرور فرمایا کہ جب یہ جان چکے تو [illegible]
ہو جاؤ اس اپنی بیع پر جو تم نے عقد بیعت سے قرار دی ہی - وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ اور یہی تو فوز عظیم ہی [illegible]
عز وجل بے شک یہی فوز عظیم ہی - تنبیہ واضح رہے کہ اس آیت کریمہ مین کمال بلاغت وانواع تاکیدات ہین - اول قولہ ان اللہ اشتری [illegible]
خریدنے والا وہ اللہ تعالے عز وجل ہی جسکی جناب پاک مین دروغ کا وہم نہین ہو سکتا بس عقد وعہد کامل مضبوط ہی [illegible]
سے استعارہ کیا اور عقد بیع بعد واقع ہونے کے واجب ہوتا ہی لہذا بلفظ یشترے نہین بلکہ اشتری فرمایا کہ واقع ہو گیا - سوم قولہ [illegible]
کیونکہ وعدۂ الٰہی حق ہی - چہارم قولہ علیہ کیونکہ کلمہ علی وجوب کے لیے ہی - پنجم قولہ حقا کیونکہ تاکید تحقیق ہی - ششم قولہ فی التوراۃ والانجیل
والقرآن - اے ثابتا کائنا فیہا - کیونکہ ثبوت ان کتب آسمانی مین بجائے اسکے ہی کہ تمام انبیاء ورسل وتمام [illegible]
قولہ ومن اوفی بعہدہ من اللہ - یہ کمال تاکید ہی - ہشتم قولہ فاستبشروا الخ - یہ بشارت بنیل مرام ہی کہ [illegible]
قولہ ذلک ہو الفوز - اور دہم قولہ العظیم - بس ان دس وجوہ سے حق تعالے جل جلالہ نے اس عہد کو موکد ومقرر ومحقق [illegible]
قولہ تعالے ان اللہ اشتری من المومنین الآیۃ - ازل مین اہل سجدہ الرضوان کو محبوب ومقبول فرمایا کہ مقتضائے عظمت [illegible]
مین غیر کی طرف ملتفت کیا اور یہ کہ قدیم ہی بس تحققا یہ خرید ذات پاک اُسنے ہی کیونکہ قیام وجود اُسی کی ذات [illegible]
سب دم مین فانی ہو جاوین بس اپنے آپ کو حوادث پر پیش کیا مگر کوئی اُسکے لائق نہین تو خود اپنے آپ کو [illegible]

...سے تمام مخلوق عاجز ہی اور حدوث کو قدم کی تجلی مین بھلا کہان تاب ہو سکتی ہی اور وہی اپنے آپ اپنی
...صفت سے اپنے آپ کو اُسنے خرید لیا کہ تجلیات عظمت مین یہ بندے نیست نہو جاوین - پھر ان بندون کے اموال خریدے اور
...کے نوبت ادلیہ وسماع مشاہدہ ہی تاکہ عدم کا بعید۔ قدم ہی مین رہے پس جب جلال قدم سے انکو قطع فرمایا تو جو کچھ اُنکے لائق ومناسب
...جنت مین انکو مشغول فرمایا۔ نکتہ نفوس و اموال کی کچھ قدر و قیمت نہین چنانچہ اُنکو بعوض جنت کے خرید فرمایا ورنہ درصورت قدر
...ہونے کے بذات پاک خرید فرماتا نہ کسی حادث چیز کی عوض کیونکہ جنت بھی منجملہ محدثات کے ہی۔ نکتہ نفوس کو خرید کر لیا کیونکہ وہ طبیب
...پروردگار تعالےٰ سے حجاب ہین اور یہی حال اموال کا ہی پس دونون خرید لیے تاکہ درمیان مین کوئی حجاب نہ رہے۔ نکتہ۔ مومنین سے
...نفوس خرید فرمائے جو مجاہدہ و ریاضت کی راہ سے اُنکے زیر قدرت وملکیت داخل کیے گئے ہین اور قلوب نہین خریدے کیونکہ وہ دیدار
...صفات مین خود مستغرق ہین - ابن عطاء رح نے کہا کہ تیرا نفس ہی ہر شہوت و بلیہ کا گھر ہی اور تیرا مال ہر گناہ ومعصیت کا ہتھیار پس
...دونون تجھسے خرید کر تجھے وہ چیز عوض دی کہ حال ومآل مین تجھے نافع ہی۔ سہل رح نے کہا کہ مومن کوئی ایسا نہین جسکے ملک مین اُسکا
...نفس ہو اسلیے کہ وہ تو اللہ تعالےٰ کی بیع مین بک چکا پس جسنے مبیع ادا نہ کی اور نفس اپنے پاس رکھا یعنی حیات دنیاے فانیہ سے
...درگذرا وہ بھلا کہان اسنے حیوۃ طیبہ پر زندگی کریگا۔ قال المترجم نکتہ لطیف ہی اور حدیث مین ہی کہ کوئی تم مین سے مومن نہوگا جب تک
...جسکا نفس بالکل اسکا مطیع نہو جاوے جو مین لایا ہون فتامل وافہم۔ جعفر رح نے کہا کہ بزبان حقیقت انکو مبتلا ے مکر کیا بزبان معاملت
...اسنے اجساد خریدے تاکہ قلوب مین وقوع محبت متعین ہو پس وصل سے انکو زندہ فرمایا۔ حسین رح نے کہا کہ نفوس سرکش ہین انکو
...حق تعالےٰ نے مومنین سے خرید کر اپنی غلامی مین مطیع کر لیا پس سوائے حق عز وجل کے انکا کوئی مالک نہین ہو سکتا۔ نصر آبادی رح
...نے کہا کہ جنید رح سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے مومنین سے انکے نفوس کب خریدے۔ تو کہا کہ ایسے وقت کہ کُنْ کا وہان وجود ہی نہ تھا
...پس انکی نظر کو سبب وعلت سے بالکل اُٹھا دیا جبکہ انکی ملکیت خود اپنے نفوس و اموال سے زائل فرمائی تاکہ جوار حق عز وجل کی لیاقت
...ہوین۔ نصر آبادی رح نے کہا کہ نفس تیری صفت تھا تجھسے خریدا اور قلب اسی کی صفت کے زیر حکومت ہی اسپر مبایعت نہین واقع ہوئی
...آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ آدمی کا قلب حضرت الرحمن عز وجل کی دو انگلیون کے بیچ مین ہی یعنے اسی کی صفت قدیم کی تجلی مین مسخر ہی - نکتہ
...قال النصر آبادی رح آدمی کا نفس معیوب ہی اور کریم وہی خرید لیتا ہی جس سے اور لوگ بے پروائی کرین۔ قال الشیخ العارف
...اور ایک نکتہ الہام ہوا کہ حق تعالےٰ نے وقت ایجاد کے نفوس کو لباس قہر ربوبیت پہنایا پس اُسنے صفت کبر کو لے لیا پس جب قہر
...وارد ہوا تو اسنے منازعت کی پس حق تعالےٰ نے مومنون پر کرم فرمایا کہ اگر نفس اُنکے ساتھ رہا تو انکو لغزش کریگا جیسے فرعون کو اغوا
...کیا اس سے قولہ انا ربکم الاعلیٰ - کہلوا لیا - اور جیسے ابلیس کو تکبر مین خوار و مردود کیا پس مومنون سے خرید کر نابود کر دیا تاکہ اُنہین سوائے
...کے کچھ باقی نہ رہے - پھر حق تعالےٰ نے قلوب عارفین مومنین کو اپنے پاک کلام یعنی قولہ ومن اوفی بعہدہ من اللہ - سے فرحت
...مین مسرور کیا کہ فدا ے جان ومال مین جہاد و مجاہدہ و ریاضات مین اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر بنیک نیت وصدق طویت پر ثابت ومستقیم رہین
...کہ حق تعالےٰ جل جلالہ سے بڑھکر کسکا وعدہ ہو سکتا ہی اسلیے کہ وعدہ آیندہ وفا ہوتا ہی اور جسقدر محدثات ہین یعنی سوا ے
...جو چیز وجود کی ہی وہ آیندہ کے معاملہ مین ناقص ہی کیا معلوم کہ کیا واقع ہو اور حق تعالےٰ قدیم پاک بیزوال قادر مختار عزیز
...کامل لا یزال ہی اسمین کوئی نقص ممکن ہی نہین پس جو فرمایا وہ ضرور پورا ہوگا بلکہ اُس سے بڑھکر اپنے فضل سے عطا فرمائیگا۔

Marfat.com

کیونکہ اسکے انعام وفضل کی انتہا رہی نہین اور وہ رب کریم رحیم ہی پس بندہ مومن [illegible]
ہین جو جنہ ہو یا جو آدمی ہو یا جو فرشتہ ہو جنکو گمراہ اپنا معبود بناتے پھرتے ہین جسمین [illegible]
بندون کے ساتھ انکی خصوصیت خاصہ کا ہی جسکے انوار انپر وجود سے ظاہر ہونے ہین چنانچہ حضرت آدم ؑ کی [illegible]
چیونٹیون کیطرح تعین تو آدم ؑ نے انہین سے خالص بندون پر وہ انوار جنپر نظر نہین ٹھہرتی دیکھا عرض کیا کہ [illegible]
پاک ہی یہ کون بندے ہین پھر دنیاوی وجود مین ان انوار کے آثار انپر موافق عہد قدیم کے ظاہر فرمائے پس انکا عہد [illegible]
اوفی بعہدہ من اللہ۔ اللہ تعالے سے بڑھکر کوئی عہد پورا کرنے والا نہین ہو سکتا پھر اسی پر مومنون کو بشارت دی بقولہ [illegible]
بالعتم بہ۔ خرید اپنی طرف فرمائی کہ ازل مین مومنون سے انکی جانین خریدین اور بیع مومنون کی طرف نسبت کی کہ انھون نے [illegible]
تو جانتا ہی کہ ازل مین مومنین کہان تھے اپنی پاک ذات کو مومنون کی جگہہ قائم فرمایا اور یہ اتحاد الفعل کی طرف اشارہ ہی۔ کما فی قولہ تعالے
ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ اور یہ آیت از قبیل عین الجمع ہی انکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو بشارت فرمائی اور غرض [illegible]
یہ کہ خوش ہو جاؤ تم میری متابعت سے باین طور کہ میرے ساتھ اللہ تعالے کی طاعت کرو پس بڑی خوشی ہی کہ مین نے تم کو اپنے خطاب
خرید سے جو میرے کمال لطف سے خبر دیتا ہی تم کو سرفراز کیا پس تم بلا عذاب و بلا حساب دیدار جمال وجلال سے فائز ہوگے۔ کما قال تعالے
وذلک ہو الفوز العظیم۔ شیخ نصر آبادی رح نے کہا کہ اس بیع مین خوشخبری کامل یہ ہی کہ اللہ تعالے انکو بحسب وعدہ کریمہ جنت عطا فرمائے
جو کہ مقام رضوان ہی اور چونکہ وہ کریم حقیقی ہی پھر پورہ زیادت کے ساتھ دیدار ومشاہدہ عطا کریگا۔ کما قال تعالے الحسنی وزیادہ الآیۃ
مترجم کہتا ہی کہ متواتر تفسیر مین حسنی جنت ہی اور زیادہ دیدار حق تعالے ہی۔ پھر واضح ہو کہ مومن اسم جامع ہی اسمین معانی کثیرہ داخل
ہین پس جن مومنون سے انکے نفوس خرید فرمائے ہین انکے اوصاف مقامات کو تفصیل وتقسیم کے ساتھ بعد اجمال کے یعنی بلفظ مومن
بیان فرمانے کے اب تمیز وشناخت وتحقیق کے لیے بیان فرمایا۔ بقولہ تعالے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
توبہ کرنیوالے بندگی کرنیوالے شکر کرنیوالے بے تعلق رہنے والے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے حکم کرنیوالے نیک بات کو
وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
اور منع کرنیوالے بری بات سے اور تھامنے والے حدین باندھی اسکی اور خوشخبری سنا ایمان والون کو

اَلتَّآئِبُوْنَ زجاج رح نے کہا کہ میرے نزدیک یہ مبتدا ہی مع معطوفات کے اور خبر محذوف ہی یعنی التائبون العابدون الی آخرہ لہم [illegible]
ایضا یعنی تائبون وغیرہ ان اوصاف والون کے لیے بھی جنت ہی اور کہا کہ یہ احسن اسوجہ سے ہی کہ اگر التائبون سے بیان مجاہدین [illegible]
کا ہو جو اوپر کی آیت مین مذکور ہین تو وعدہ جنت مخصوص بمجاہدین ہو جائیگا۔ اسی قول کو مفسرین کی ایک جماعت نے [illegible]
جواب یہ ہی کہ وعدہ مجاہدون کے ساتھ مخصوص ہونا لازم نہین آتا اس لیے کہ مومنین سے عام مومنین مراد ہین اور [illegible]
اموال خرید لیے پس وہ حکم شرع کے موافق اپنی جان کو مطیع رکھتے ہین جسمین جہاد وغیرہ سب طاعات شامل ہین [illegible]
ہی کہ مرفوع علی المدح ہی۔ اے ہم التائبون۔ قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ یہ ان مومنون کی مدح ہی جن سے اللہ [illegible]
مالون کو خرید فرمایا۔ اور تائبون جمع تائب یعنی رجوع کرنے والا اور مراد شرک ونفاق سے پھر جانے والے [illegible]

Marfat.com

[illegible] جنھین اپنے جانون و مالون کو اللہ تعالے نے خرید ا وہ ایسے لوگ ہین کہ شرک و نفاق وغیرہ جملہ معاصی سے
[illegible] الْعٰبِدُوْنَ عبادت کرنے والے ہین یعنی خالص اللہ تعالے وحدہ لا شریک کی عبادت بدون شرک و نفاق کے
[illegible] الْحٰمِدُوْنَ اللہ تعالے ہی کی حمد و ثناء ہر حال مین ادا کرنے والے ہین پس جو امر تقدیری خواہ نعمت ہو یا مصیبت ہو
[illegible] اسمین راضی اور اپنے پاک معبود تعالے کی حمد و ثناء کرتے ہین ۔ السَّآئِحُوْنَ جمع سائح یعنی صائم ہین ۔ الرّٰکِعُوْنَ
[illegible] السّٰجِدُوْنَ سجدہ کرنے والے یعنی نمازین ادا کرنے والے ہین ۔ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حکم
[illegible] والے ہین امر معروف کا ۔ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور روکنے والے ہین ایسے امر سے جو شرع مین انکار کیا گیا یعنی اسپر
[illegible] کہ منع کرنا چاہیے پس موافق استطاعت کے ہاتھ یا زبان سے روکتے یا آخری مرتبہ دل سے بُرا جانتے ہین وَالْحٰفِظُوْنَ
لِحُدُوْدِ اللّٰهِ اور حفاظت کرنے والے ہین اُن حدون کے جو اللہ تعالے نے انکے لیے مقرر فرمائی ہین یعنی اس دنیاے دنی و
زندگانی فانی مین نفس و اُسکی خواہشون کی چیزین اور اطوار و افعال پیدا کرکے انکو امتحان مین رکھکر حدین مقرر کر دی ہین کہ اس حد سے
[illegible] نہ کرین خواہ طاعات عبادات الٰہی ہون یا نفس کی خواہشین ہون یا اور لوگون سے معاملات ہون سب مین اس دنیا سے
[illegible] نفس کے تابع نہون کہ جو اُنکا نفس چاہے وہ کرنے لگین بلکہ اللہ تعالے نے جو حدود رکھے ہین انکے مطیع رہین اور اس خوبی
سے دنیا کی زندگانی بسر کرکے اپنے آخرت کے گھر مین جو جنت ہی چلے جاوین لہذا فرمایا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور بشارت دیدے
اے رسول محبوب اُن بندون کو جو مومنین مطیع ان اوصاف سے آراستہ ہین ۔ پس مومنون نے اس دنیا و اسکی حیات فانی کو چھوڑا اور
آخرت و اُسکی حیات دائمی کو اختیار کیا اسطرح کہ انھین اوصاف سے بفضل و توفیق الٰہی متصف ہوے تو جنت و رضوان دائمی کی بشارت
پائی ۔ برخلاف کافرون و منافقون کے کہ انھون نے اپنے نفس کی اطاعت کی اور اس دنیا و حیات فانی کو اختیار کیا پس جہنم ہمیشہ انکا ٹھکانا
ہے ۔ واعوذ باللہ من عذاب جہنم ۔ ف ـــ اللہ تعالے نے یہان نو وصف ذکر فرمائے ہین جو دنیاوی زندگی بسر کرکے آخرت و جنت تک
پہونچ جانے کے لیے بندگان مومنین کو کافی ہین ازانجملہ چھ وصف پہلے خالص حضرت خالق عز و جل کی بندگی سے متعلق ہین یعنے
اول توبہ کرے ہر شرک و نفاق و ہر معصیت سے پھر دوم عبادت کرے اخلاص و توحید کے ساتھ اور یہ یقین کیے رہے کہ حضرت خالق
عز و جل کی عبادت جو اُسکی درگاہ کے لایق ہی مجھسے کبھی ادا نہین ہوسکتی و لیکن اُسکے فضل و کرم سے امید ہی کہ اُسکی عظمت و کبریائی کے
لایق عبادت مین جو قصور مخلوق سے ہی اُسکو عفو کرکے مجھسے اسیقدر قبول فرماوے کیونکہ وہ پاک [illegible] دانا تر ہی کہ ہم مخلوق بیچارے
اُسکے شان عز و جل کے لایق عبادت نہین ادا کرسکتے ہین ۔ اسی سے اہل عرفان اپنی عبادت سے استغفار کرتے رہتے ہین ۔ سوم
[illegible] یہ یقین رکھے کہ حضرت خالق عز و جل کی حکمت کاملہ و مشیت فاضلہ سے ہر نعمت و مصیبت ہی اور جب وہ حق تعالیٰ کی طرف
[illegible] نعمت کے وقت شکر الٰہی اور مصیبت کے وقت انا للہ و انا الیہ راجعون سے ہر حال مین اُسی کی حمد و ثناء کرے اور کسی غیر کیطرف
[illegible] نسبت وغیرہ سے کوئی امر خیال نہ کرے کہ یہ شرک ہی ۔ چہارم سائح ہوا اور اُسکا بیان آگے آتا ہی پنجم و ششم راکع و ساجد ہو
[illegible] یہ دونون فعل کمال تعظیم کی نیت سے مخصوص بجناب باری تعالے ہین لہذا آپس مین کسی بندے کی تعظیم کے لیے سر نہ جھکا دے
[illegible] سجدہ چاہیے کہ کوئی بندہ ہو اور سلام کے وقت جو لوگون مین سر جھکانے کا طریقہ یا سلطان و امیر کے سامنے جھکنے کا طریقہ ہی
[illegible] ہی اور یہی تحقیق ہی ۔ اور مقصود رکوع و سجود سے نماز ہی ۔ پس یہ چھ وصف تو خالص اللہ تعالے کی بندگی مین ہین اور

Marfat.com

ساتوان و آٹھوان وصف امر بالمعروف ونہی از منکر کا تو یہ اللہ تعالے کے لیے بند وں کے [illegible]
گزر چکی اور مسائل اسکے فتاوی عالمگیریہ کے ترجمہ جلد چہارم سے تلاش کرو مگر یاد رکھو کہ یہ امر واجب [illegible]
زیادہ تعلق بندون سے ہے اور نیت خلوص سے ثواب ملیگا اور نواں وصف کہ حدود الٰہی کی حفاظت کرے [illegible]
کے حدود مین بھی چاہیے اور بندون کے ساتھ معاملات کے حدود مین بھی چاہیے پس کتاب وسنت پر عمل کرے اور [illegible]
اعتقادی جیسے رافضی خارجی معتزلی وغیرہ فرقون مین رائج ہین سب سے اجتناب کرے اور بندون سے معاملہ نکاح و بیع [illegible]
وغیرہ سب مین حدود شرعی سے تجاوز نہ کرے یہ ترتیب و کچھ تفصیل ان کلام پاک بلیغ کی ہے۔ فـ ۲ قولہ السائحون جمع سائح [illegible]
از سیاحت جو روے زمین پر سیر کرنے کو کہتے ہین اور قاموس مین کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے زمین مین سیر کرنے کو سیاحت
کہتے ہین اور علماء نے لکھا کہ سیاحت سے نفس بہت مہذب ہو جاتا ہے کیونکہ کسی مقام سے آدمی کو دل بستگی نہین رہتی اور دنیا [illegible]
مثل مسافر کے ہو جاتا ہے کہ اُس کو دنیا سے انقطاع ہو کر آخرت کی طرف رغبت حاصل ہو جاتی ہے۔ پس یہ تو نفع سیاحت کا ہے لیکن آیت کے
سائحین سے کیا مراد ہے تو اسمین متعدد تفاسیر ہین اور جمہور مفسرین رحمہم اللہ تعالے کے نزدیک مراد آیت کریمہ مین سیاحت سے صیام
چنانچہ تفسیر ابن کثیر رح مین ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رض نے کہا کہ سائحون یعنی صائمون۔ روزہ رکھنے والے۔ ایسا ہی عوفی وسعید بن جبیر
ابن عباس سے روایت کیا اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جہان قرآن مجید مین سیاحت مذکور ہے مراد اس سے
صیام ہے۔ رواہ ابن جریر وابن المنذر۔ قلت۔ جیسے اللہ تعالے نے ازواج رسول اللہ صلعم کی صفت مین فرمایا۔ سائحات یعنی صائمات
اور ایسا ہی ضحاک رح کا قول ہے۔ عائشہ رض نے کہا کہ اس امت کی سیاحت روزہ ہے۔ رواہ ابن جریر۔ یہی قول مجاہد وسعید بن جبیر وعطاء
وعبد الرحمن السلمی وضحاک وغیرہم کا ہے اور حسن البصری رح نے کہا کہ رمضان کے روزہ دار مراد ہین۔ اور ابو عمرو العبدی نے کہا کہ ہمیشہ روزہ
رکھنے والے مراد ہین اور ایسا ہی ایک حدیث مرفوع مین آیا ہے۔ قلت ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت ہے کہ سائحین یہ صائمین ہین۔ رواہ
الحاکم۔ اور ابن مردویہ نے قول عائشہ رض جو اوپر مذکور ہوا مرفوع روایت کیا ہے۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ روایت ابو ہریرہ وحفصہ
رضی اللہ عنہما پر موقوف اصح ہے ولیکن ابن جریر رح کی روایت عبید بن عمیر سے مرفوعاً کہ آنحضرت صلعم نے سائحین کی تفسیر پوچھنے والے کو
کہ وہ روزہ دار ہین یہ مرسل روایت بحسب الاسناد جید ہے۔ نص علیہ الحافظ رح۔ اور ابن کثیر رح نے کہا کہ ابو داؤد نے حدیث ابو امامہ
سے روایت کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے سیاحت کی اجازت دیدیجئے تو فرمایا کہ میری امت کی سیاحت یہ کہ اللہ
کی راہ مین جہاد کرین۔ قلت۔ قد رواہ ابن ماجہ والحاکم وصححہ اور یہ شخص اجازت مانگنے والے عثمان بن مظعون تھے نص علیہ البعض
واللہ اعلم۔ اور ابن المبارک رح نے ابن لہیعہ کے طریق سے مرفوع روایت کی کہ سیاحت کے ذکر مین آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری
امت کے لیے سیاحت کو جہاد سے اور رہبانیت کو ہر بلندی پر تکبیر سے بدل دیا ہے۔ قال الحافظ رح اور عکرمہ رح نے کہا کہ سائحین وہ طلبہ علم
ہین۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور کہا کہ بعضے کم فہم جو سیاحت سے یہ معنی سمجھتے ہین کہ زمین کے جنگلون وپہاڑون ودشت [illegible]
سیر کرتا پھرے تو یہ معنی غلط فہمی ہے کیونکہ یہ امر شرع مین مشروع نہین ہان جس زمانہ مین دین مین فتنہ وفساد پھیلے تو الٰہ [illegible]
کہ مسلمان کا بہتر مال کچھ بکریان ہون کہ انکو شعف الجبال وبارش ہونے کے مقامات مین لیجاوے اس غرض سے کہ
کو فتنہ سے بھاگے۔ کما فی روایۃ البخاری رح۔ حاصل اس آیت کی تفسیر کا وہ ہے جو شیخ ابن کثیر رح نے [illegible]

Marfat.com

[illegible] انکی جانین و اموال خریدلئے ہین وے لوگ ان اوصاف سے متصف ہونگے کہ ہر فواحش وگناہ سے [illegible] اور اپنے پروردگار کی عبادت پر قائم ومحافظ ہونگے اور یہ عبادت اقوال و افعال ہین پس اقوال مین سے زیادہ [illegible] قول حمد وثنا ہی لہذا حامدون سے وصف فرمایا اور افعال مین سے افضل نماز و روزہ ہی لہذا سائحون یعنی صائمون سے اور راکعون ساجدون یعنی نماز گذارنے والون سے وصف فرمایا پھر باوجود اسطرح قیام طاعت کے یہ لوگ مخلوق الٰہی کو نفع پہونچانے والے اور انکو [illegible] راہ رشد دکھلانے والے ہین باین طور کہ آمرون بالمعروف وناہون عن المنکر ہونگے باوجود علم اس بات کے کہ کن کن امور کا شرع [illegible] تحسین ومعروف ہوا ہو اور کن کن امور کا شرع مین انکار کیا گیا ہی پس انکا ترک واجب ہی پس حافظین حدود اللہ تعالےٰ بھی ہونگے [illegible] ہر چیز کی حلت وحرمت سے انکو آگاہی ہوگی پس یہ لوگ جامع اوصاف ہین کہ عبادت حق عزوجل پر بھی قائم ہین اور مخلوق کی نصیحت پر بھی نافع ہین لہذا فرمایا کہ وبشر المومنین - کیونکہ ایمان ان سب امور کو شامل وجامع ہی - وخیر الناس من ینفع الناس - آدمیون مین وہی بہتر ہی کہ آدمیون کو نفع پہونچاوے ف ۳ عرائس مین لکھا کہ قولہ تعالےٰ التائبون العابدون الحامدون الخ اس کلام پاک مین [illegible] مقام بیان فرمائے اور اول مین بقولہ ان اللہ اشتریٰ من المومنین سے ایمان ذکر فرمایا کیونکہ ایمان تمام حالات ومقامات ومعاملات ووجدانات کی جڑ ہوا اور وہی نیکیون وبھلائیون کی اصل ہی پس اُسی سے انسان اپنے خالق عزوجل کو پہچانتا اور اپنے آپ کو بندہ جانتا ہی پھر اس سے یہ خصائل حمیدہ مانند شاخون کے سر نکالتے ہین پس ایمان کے ساتھ ملا کر مقامات دس ہوئے جنمین سے ایمان مقدم و اول ہوا اور مومن کا معرفت مین امتحان ہوتا ہی کبھی ذوق وصال کے بعد تلخی فراق کا اور کبھی ادب انبساط کا پس فراق کے امتحان مین غفلت سے توفیق ازلی اُسکو متنبہ کر کے چشم دل اُسکی کھول دیتی ہی پس اُسکے دل مین نفس وشیطان جو خطرات شہوت وشبہات لاتا ہی اور اُسکی روح ناطقہ پر جو خواہش ماسوائے حق ہوتی ہی اُسکو پہچانکر جوش نور ایمان سے اُسکو نکال ڈالتا ہی پس سر باطنی اغیار سے پاک ہوجاتا ہی پس گذشتہ اوقات غفلت پر نادم ہوکر توبہ واستغفار سے درگاہ کبریائی مین عاجزی کرتا ہی یہان تک کہ صدق ارادہ ہوکر مرتبہ توبہ اُسکو نصیب ہوتا ہی پس اللہ تعالےٰ عزوجل اُسپر رجوع فرماتا ہی اور اُسکی توبہ پوری ہوجاتی ہی پس تائبون وہ قوم ہی جسنے غیر حق سے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا اور استقامت باللہ مع اللہ تعالےٰ انکو نصیب ہوئی پھر وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے کبھی اغیار کی طرف رجوع نہین لاسکتے اور اس صفت کے حصول سے توبہ کرنے والے کو عبادت ومجاہدہ وریاضت حاصل ہوجاتی ہی یہان تک کہ اُسکو بندگی کا [illegible] حاصل ہوجاتا ہی اور وہ خلوص کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا بندہ ہوجاتا اور اغیار سے منھ موڑلیتا ہی اور [illegible] احسان سے بنور عرفان اُسکو عبادت [illegible] مین مشاہدہ الٰہی حاصل ہوتا ہی کما قال رسول اللہ صلعم والاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ - یعنی مرتبہ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالےٰ [illegible] عبادت کرے گویا تو اُسکو دیکھتا ہی - العابدون وہ لوگ ہین کہ قائم باللہ فی اللہ عن غیر اللہ تعالےٰ ہون سو جب تائب عابد کے [illegible] ہوگیا تو اُسکا حال اس امر کو مقتضی ہوتا ہی کہ منعم حق سبحانہ کی اسطرح حمد ادا کرے کہ جو اُسکے حیطہ امکان سے باہر ہی [illegible] انعام قدیم کے جو ازل مین اُسپر فرمایا پس خجالت کے ساتھ اُسکی حمد کرتا ہی یعنے اُسکو اپنے گونگے پن اور اپنے قصور پر سخت خجالت [illegible] میرے ہونٹ مجھسے کبھی تیری حمد ادا نہین ہوسکتی تیری شان پاک کے لائق مجھ حادث سے ایک حرف بھی ممکن نہین پس [illegible] والنے جو اپنا وصف [illegible] کی تبع مین زبان اسرار سے حمد کرتا ہی مگر حمد صفت نہ حمد وصف کیونکہ حادث کو کہان [illegible] ایک حرف بھی ادا کرسکے تو یہ نہین دیکھتا کہ حضرت سید عالم کہ علی الاطلاق بندہ واحد مقبول واتقی فی العالم ہی کیونکہ

Marfat.com

اپنے حمد کے قاصر ہونے کو زبان عجز سے ادا کرتا ہی بقولہ صلے اللہ علیہ وسلم لا احصی ثناءً علیک انت [illegible]
ہون میرے مولی مین تیرے حمد وثنا کہان ادا کرسکون اے مولی میرے تیرے لایق وہی حمد ہی جس [illegible]
فرمایا ہی- لہذا- الحامدون وہی بندے ہین کہ ہمہ تن تمام وجود سے اللہ تعالے جل جلالہ کی حمد [illegible]
کرتے رہتے ہین اُنکے تن پر کوئی بال نہین مگر آنکہ حق تعالے کی طرف سے اُسکو زبان ہی کہ وہ بھی تن تمام [illegible]
اور اس زبان کی زبان سطح بطون اسرار تک بے انتہا حمد مین غرق ہین باوجود اسکے بعض شان عظمت وکبریائی [illegible]
حرف حمد نہین ادا ہوا تبارک اللہ رب العالمین - یہ اُسکا فضل ہی کہ ہم بندون سے بہ تعلو عفو فرما کر بھی حمد کو قبول فرمایا [illegible]
ہی تو حمد کرنے والا اُسکے ہلال جمال کو آسمان ایقان مین دیکھکر صائم ومعلوفات نفس سے رکنے والا ہوجاتا ما [illegible]
صلعم نے فرمایا- صوموا الرویۃ - اور اُسکا افطار نہین ہوتا مگر حلاوت مشاہدہ لقولہ علیہ السلام و افطروا لرؤیتہ وقال المترجم
عفا اللہ عنہ- حامد اپنے استغراق سے جمیع محامد اُسی کیطرف راجع پاکر تمام عالم کو فی نفسہ غیر محمود اور فی صنعہ راجع بمحمود حق عزوجل دیکھتا ہی
پس مالوفات جملہ اُسکے مناظر سے ساقط اور از راہ صنع اسکے واسطے آکل وشارب ہین لہذا آنحضرت صلعم صوم وصال میں [illegible]
یطعمنی ربی ویسقینی - اور فتنۂ دجال مین فرمایا کہ تسبیح حمد وثنا مومن کو اکل وشرب سے کافی ہوگی- لہذا وہ اُن چیزون سے [illegible]
کہلاتے ہین صائم ہوتا ہی پس- السائحون وہی ہین جو ملکوت مین سیر کرتے اور جبروت مین اُڑتے پھرتے ہین پھر اس سیاحت
سائح کو مشاہدہ عظمت وکبریائی کے وقت صفت فنا حاصل ہوتی ہی پس از خود رفتہ اُسی کے جبروت کے واسطے راکع ہوجاتا ہی لہذا
الرکعون بندگان عاشق ہین کہ دیدار جبروت مین بار عظمت اُٹھانے سے عاجز ہوکر خم ہوجاتے ہین جس سے قوت عنایت ازلی
رحم فرما کر شہود اسرار کو مدد فرماتی ہی جو انوار جمال سلطان ذو الجلال کے طالب ہین پس ہر کشف کے وقت بسبب دہشت بداہۃ الشہود
کے عظمت وکبریائی کے سامنے سر بسجدہ ہوجاتا ہی پس جمیع جہات سے اُسکے لیے ساجد ہوتا ہی کیونکہ وہی قبلہ ہر جہت سے بے جہت
تمام عالم کے لیے ہی لقولہ تعالے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ- پس معائنۂ صفات مین غائب ہوکر جمیع جہات سے ساجد ہوتا ہی جیسے بندار
ہشام بن عبدان الشیرازی رحمہ اللہ کا حال تھا جسنے اُسی حال پر انتقال کیا اللہ تعالے انپر رحم فرماوے پس- الساجدون وہی
کہ کشف غیب کے مشاہدہ مین اُنکو حرقت وہیجان وشوق وہیمان گھیر لیتا ہی- پس یہ سجود مقتضی قربہ و قریب ہوتا ہی جو مقتضی مشاہدہ ہو
جس سے متصف بصفات کریمہ ہوکر انوار اسماء وصفات تبارک وتعالی سے اپنی بندگی مین قائم متمکن ہوکر موافق حکم الٰہی عزوجل [illegible]
لہذا فرمایا- الامرون بالمعروف یعنی مخلوق کو بزبان تقدیس بجانب خلق عزوجل راجع کرتے ہین اور اُنکی منع [illegible]
سے نکالنے مین اللہ تعالے کے واسطے اپنی جانین فدا کرتے ہین اور اللہ عزوجل اُنکو لباس از ہیبت وعظمت [illegible]
جیسے حق عزوجل نے اُنکو تمام مخالفات سے ابتداء حال مین منع فرمایا تھا وے بقدرت صفات الٰہی جل جلالہ اُسکی [illegible]
منکرات سے منع فرماتے ہین لہذا فرمایا- والناھون عن المنکر پس عموماً نفوس کو ہوا جس سے [illegible]
خواہش آخرت سے اور ارواح کو مقام محبت مین کہین توقف کرنے سے منع کرتے ہین کیونکہ مقام ازلیت [illegible]
توقف کرنا عاشق پر حرام ہی- پھر یہ حال ایک مرتبہ اعلی کا مقتضی ہی اور وہ حفظ حدود الٰہی تعالے ہی یعنی [illegible]
علیہ وسلم کی اتباع و شریعت حق عزوجل پر پوری نگاہداشت رکھین پس اپنے نفس پر اور خلق [illegible]

Marfat.com

[illegible] حکم کرین اور جو حدود مقرر فرمائے ہین اُنسے کبھی تجاوز نہ کرین پس والحفظون لحدود الله
[illegible] کا کشف ہونے کے بعد وے مقام عبودیت مین استقامت کے ساتھ قائم ہین ہرگز حدود عبودیت سے تجاوز
[illegible] ہین اور باوجود اتصاف باخلاق الٰہی جل سبحانہ کے اور باوجود مشاہدۂ جمال تبارک وتعالےٰ کے ہرگز کسی طرح ادعاء ربوبیت
نہین کرتے غفرانک اللہم لا اله الا انت سبحانک نحن عبادک - پس یہ بندے پاکیزہ خصال ہین جو آنحضرت صلعم کی اتباع مین راہ سنت پر
قائم ہین - پھر حق عزوجل نے ان اوصاف ومراتب کو ایک ہی نام مین جمع فرمایا اور وہ نام پاکیزہ مومن ہے پس انکو اسی نام سے قرب و لذت
بشارت زبانی بقولہ تعالےٰ - وبشر المؤمنین یعنی ان مومنون کو جنکے یہ اوصاف مذکورہ بالا ہین اور وہ توحید کے اعلیٰ درجات پر
ہین ان عارفون کو بشارت ہے کہ مین اُنکے لیے اور وہ میرے لیے ہین ابھی تو اُنکے اور میرے درمیان حجاب ہے اور جب اس امتحانگاہ دنیا سے
[illegible] پھر میرے اُنکے درمیان حجاب نہوگا اور اس زندگانی فانیہ کے بعد وہی زندگانی پاکیزہ دائمی ہے - کما قال تعالےٰ فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ -
تمام اُنکو پاکیزہ زندگانی کے ساتھ زندہ فرماوینگے - قال الشیخ رح مجھے یہان مومنون کے حق مین ایک نکتہ الہام ہوا کہ اللہ تعالےٰ
نے ان بزرگ مرتبہ مومنون کے اہل مقامات کے اوصاف ذکر فرمائے اور بشارت اُنکی ضمیر سے نہین ذکر فرمائی گویا اس سے ادنیٰ درجہ کے
مومنین کو غمگینی تھی پس بشارت مین بلفظ عموم یاد فرمایا اور وہی پہلا معاملہ یعنی قولہ ان اللہ اشتری من المومنین الخ - اُنکے ساتھ بشارت مین
تشریح فرمایا یعنے بشارت اُسی معاملہ مبایعت پر عام ہے پس قولہ وبشر المومنین - یعنی مومنون کو عموماً بشارت فرمادے کہ مین نے اُنکے نفوس کو
ایسے بھاری ثمن کے عوض اُنسے خریدا اور بشارت فرمادے کہ یہ ثمن غالی میرے مشاہدہ کی جنت ورضوان اکبر ہے اور جب کہ مفلس مومنون
کے پاس یہ مقامات ودرجات نہین ہین تو مین مفلسون سے خریدار اور مین غمگینون کا سرفراز کرنے والا مسرور کرنے والا ہون - مین مومنون
کے واسطے خاص کر ہون بدون کسی علت وسبب کے - قال المترجم نکتہ لطیف ہے اللہ تعالےٰ ہم ناچیز بندون کو اپنے فضل وکرم سے
قبول فرمادے اور پاک بزرگ بندون کے طفیل مین ہم حقیر بندون کو داخل مغفرت ورحمت کردے وہو مولانا ارحم الراحمین - قال الشیخ
اور نیز بشارت مین عام لفظ مومنین سے یاد فرمایا تو اشارت ہے کہ ان مقامات پر ایمان لانے والون کو بھی بشارت ہے کہ وے بھی اہل مقام
اس ایمان وتصدیق کی وجہ سے ہین - مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا کلام پاک اس امر کے استدلال کو اشارت ہے پس ہم
امیدوار ہین کہ جیسے ہم کو توفیق عطا ہوئی کہ بے شبہہ ان مقامات بزرگ پر ہم ایمان لائے - بے شک یہی اجل واعظم شان حق سبحانہ
کے واسطے بندگی لائق استطاعت بشریت فرض ہے اگرچہ شان الٰہی اس سے کہین اعلیٰ واجل ہے پس ہمکو جو مفلس وہیچ ہین اس طفیل مین داخل
[illegible] فرمادے تو اسکے کرم سے دور نہین ہے پس ہم ان برگزیدہ بندون کے ان مقامات پر ایمان لائے اور اپنی مفلسی وہیچکارگی کا اقرار کرتے ہین
[illegible] العقبیٰ فانت مولٰنا نعم المولیٰ ونعم المجیب - سہل رح نے کہا کہ تائبون بندے ہین اور دنیا مین مخلوق پر توبہ سے زیادہ اور کوئی چیز واجب نہین ہے
[illegible] ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بندے کو راہ توبہ پر واقف کیا پس اُسکے واسطے ضرور حمد ہے اور توبہ وحمد صحیح نہوگی جبتک کہ ہمیشہ ریاضت
[illegible] مین نہ لگے رہے اور کبھی یہ مقامات نہ پاویگا جبتک برابر رکوع وسجود مین نہ رہے اور یہ سب صحیح نہین جبتک کہ امر بالمعروف ونہی از منکر کا عامل
[illegible] سے کوئی مقام صحیح نہین جبتک کہ حدود الٰہی کی حفاظت ظاہر وباطن نکرے - مومن وہی ہے جسمین یہ اوصاف ہون پس وہی بشارت پاویگا
[illegible] ہین ہے - بعض المشائخ رح نے کہا کہ تائبون وہ ہین کہ مال وجان وحال سب سے بالکلیہ اُسی پاک خالق کی طرف رجوع لائے
[illegible] خدمت کے ساتھ اُسکی عبادت مین قائم ہوئے - حامدون جو ہر لحظہ وہر دم اُسکی نعمت کے شکرگزار ہین -

سائحون وہ جنھون نے رضاے حق عز وجل کے واسطے اپنی مرادات کی خواہش سے اپنے کو ...
رکھتے ہین اور ساجدون جو بندگی مین تکمیل چاہتے ہین یعنے اپنی خواہش وامید نہین ...
سنت رسول اللہ صلعم کے موافق حکم کرنے والے ہین۔ قال المترجم قال فی الاصل الآمرون ...
یعنے عین سنت پر چلنے کا حکم کرنے والے ہین۔ والناہون عن المنکر یعنی سنت رسول اللہ صلعم سے مخالفت ...
الحافظون لحدود اللہ۔ یعنی اُسکے ظاہر و باطن و اسرار و ارواح کے اوپر جو احکام الٰہی ہین اُنکی رعایت رکھنے والے ہین ...
اُن حدود کی حفاظت کرنے والون کو بشارت ہے۔ ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے کہا کہ سیاحت ... جنے سیاحت کی ...
ابو سعید الخراز رح نے کہا کہ حافظین حدود الٰہی وہ لوگ ہین جنھون نے کان لگا کر اللہ تعالٰے کے احکام گوش دل سے سنے ...
حفظ کر لیے اور کسی وقت انکی ندا سے نہین بچھڑے۔ قال المترجم یعنی ہر پانچ وقت بلانے اذان سے نماز مین ... حاضر ہوے
جب جہاد کے واسطے بلائے گئے تو حاضر ہوئے اور علی ہذا القیاس روزہ وزکوٰۃ وغیرہ جن امور کا حکم ہے کسی سے نہین بچھڑے جعفر
رحمہ اللہ نے کہا کہ کوئی عبادت صحیح نہین مگر بعد توبہ کے لہذا توبہ کو مقدم کیا اور توبہ صحیح نہین جب تک ساتھ ہی طاعت پر ...
لہذا اُسکے بعد ہی عبادت کو فرمایا۔ استاد رح فی قولہ العابدون۔ بندہ خداے تعالٰے وہ ہین جو سلطنت دنیا و عقبیٰ کسی کی بندگی مین
نہ آوین۔ خالص اللہ تعالٰے کے بندے واسی کی رضا رجا ہین۔ بعض المشائخ فی قولہ السائحون۔ وہ لوگ جو روے زمین مین اسواسطے
پھرتے ہین کہ آیات قدرت الٰہی سے عبرت حاصل کرین۔ اور قلوب سے فکر کی راہین چلتے ہین اور تغیرات اشیاے حادث سے اُنکے خالق
قدیم عز وجل کی طرف استدلال کرتے ہین اور ہر آیت ونشانی سے حکمت خالق وعظیم قدرت پر راہ پاتے ہین اور اسرار سے ملکوت مین
سیر کرتے اور ہواے وصل ونسیم اُنس وتجلی شہود سے تحقق حاصل کرتے ہین۔ قال المترجم سیاحت ظاہری یعنی اقدام کی سیر روے
زمین مین تو یہ مشروع نہین جیسا کہ سابق مین کلام حافظ ابن کثیر رح اسپر تنصیص ہے واللہ اعلم۔ پھر بتقضاے ایمان ہے کہ محبت و تودد
خالصتہً لوجہ اللہ ایسے بندے سے ہو جو ولی اللہ تعالٰے یعنی مومن وصالح ہے مع حفظ حدود الٰہی لہذا اہل کفر اگرچہ اقرب ہون مومن کے
نزدیک بسبب عدو اللہ ہونے کے کمال مبغوض ہونگے لہذا مشرک کے لیے استغفار سے انکار کیا۔ بقولہ تعالٰے

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن

نہین پہونچتا نبی کو اور مسلمانون کو کہ بخشش مانگین مشرکون کی اور اگرچہ ہوون ناتے والے ...

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ

جب کھل چکا اُنپر کہ وہ ہین دوزخ والے اور ... بخشش مانگنا ...

لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ

اپنے باپ کے واسطے سو نہ تھا مگر وعدے کے سبب کہ وعدہ کر چکا تھا اُس سے پھر جب اُسپر کھلا کہ وہ دشمن ہے ...

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝

ابراہیم بڑا نرم دل ہے تحمل والا

اول سورہ براءہ وغیرہ متعدد مقامات مین بیان فرمایا تھا کہ مشرکین کا فریق ہے برا ...

[illegible] استغفار جائز نہیں ہو اور قرابت یہاں کچھ موثر نہیں ہو۔ بہ تحکم آیت تا قیامت تمام
[illegible] اس آیت کریمہ کا سبب نزول کیا واقعہ ہوا تو آئین روایات متعدد ہیں اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہی
[illegible] جائز ہو کہ چند اسباب پر سب کے لیے نزول ایکبارگی ہوا ہو۔ کما قال الشیخ ابن حجر رحمہ اللہ اور مفسر رحمہ نے
[illegible] لکھ لیا کہ مین قبل ہجرت پھر مدینہ مین بعد ہجرت اسی کا نزول ہوا۔ اور واضح ہو کہ تین امر سبب
[illegible] ابو طالب کے حق مین استغفار کرنا۔ دوم اپنی والدہ کے لیے استغفار چاہنا۔ سوم بعض مومنون کا اپنے
[illegible] کے تو استغفار کرنا بدلیل آنکہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد مشرک کے لیے استغفار کیا۔ پس اول کا بیان یہ کہ
[illegible] ابن المسیب نے اپنے باپ سے روایت کی کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت ہوا تو آنحضرت صلعم وہان
[illegible] ابو جہل و عبد اللہ بن ابی امیہ دونون کافر بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ اے چچا ابو طالب تو لا الٰہ الا اللہ۔ کہہ لے
[illegible] یہان تیری مغفرت کے لیے یہ کلمہ طیبہ حجت لاؤنگا تو ابو جہل و ابن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب کیا تم ملت عبد المطلب
[illegible] اور بعض روایت مین ابو طالب نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ اگر یہ نہوتا کہ مشرکین قریش مجھے جزع و فزع کا عار کرینگے
[illegible] کہہ لیتا اور تیری آنکھین ٹھنڈی کرتا۔ آخر ابو طالب نے کہا کہ مین عبد المطلب کی ملت پر ہون اور مر گیا تو حضرت صلعم
[illegible] استغفار کرونگا جب تک اس سے منع نکیا جاؤن پس نازل ہوا قولہ ما کان للنبی والذین آمنوا الآیۃ۔ رواہ احمد
[illegible] وغیرہما۔ اور امام احمد کی روایت مین ہو کہ ابو طالب ہی کے حق مین قولہ تعالیٰ انک لا تہدی من احببت الآیۃ نازل ہوئی
[illegible] ابو داؤد نے علی رض سے روایت کی کہ جب ابو طالب نے انتقال کیا تو مین نے آکر آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ آپ کا
[illegible] چچا مر گیا آپ نے فرمایا کہ جاکر اسکو دفن کردے اور کچھ بات نہ کرنا یہان تک کہ میرے پاس آنا۔ الی آخر الحدیث۔ مترجم
[illegible] استغفار سے نبی صلعم و مومنین پر انکار یا این معنی کہ ابو طالب کے استغفار مین بعض مومنین آپ کے ساتھ شریک تھے۔
[illegible] یہان اشکال پیش کیا کہ وفات ابو طالب قبل الہجرۃ واقع ہوئی اور آیت کریمہ مدینہ مین آخر نازل ہوئی ہو۔ جواب اسکا بنا
[illegible] اتقان مین مذکور ہو یہ کہ کئی بار اسکا نزول ہوا۔ اور اولیٰ یہ قول ہو کہ حق ابو طالب مین ممانعت استغفار سے
[illegible] نزول ہو تاکہ اشکال لازم آوے کہ واقعہ مکہ کا اور نزول مدینہ مین ہو اور اسیواسطے شیخ ابن حجر رح نے کہا کہ معتمد یہ ہی
[illegible] نزول مین تاخیر ہوئی اگرچہ واقعہ ابو طالب اس سے پہلے ہوچکا تھا پھر اور سبب پیش آئے پھر سب کے واسطے ایک مرتبہ
[illegible] مترجم کہتا ہو کہ اس طرح توفیق سے یہ وہم دور ہوگیا کہ آیت کے سبب نزول مین اقوال مختلف ہین کیونکہ اقوال سبب
[illegible] نزول ہوا ہو۔ پس بعض صحابہ نے کوئی سبب اور بعض نے دوسرا سبب روایت کیا۔ فافہم۔ دوم کا بیان یہ ہو
[illegible] روایت ہو کہ ہم لوگ نبی صلعم کے ساتھ قریب ہزار سوار کے ایک سفر مین تھے پس ایک مقام پر ہمکو اتارا پھر دو
[illegible] فرمایا اس حال مین کہ آپ کی آنکھون سے آنسو بہتے تھے پس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اٹھکر عرض
[illegible] آپ پر فدا ہون آپ کس حال مین ہین فرمایا کہ مین نے اپنے پروردگار تعالیٰ سے اپنی مان کے لیے
[illegible] اجازت نفرمائی تو اسکے آگ مین جلنے پر مجھے ترس آیا کہ میرے آنسو جاری ہوے۔ اور مین نے
[illegible] زیارت سے منع کیا تھا پس اب زیارت کیا کرو کہ تمکو آخرت یاد دلاوے اور اسکا

تین روز بعد قربانی کے گوشت سے منع کیا تھا سواب کھاؤ اور رکھ چھوڑو جب تک [illegible]
سواب جس برتن میں چاہو پیو لیکن کوئی نشہ کی چیز نہ ہو۔ رواہ احمد وغیرہ اور والدہ کے [illegible]
ممانعت و نزول آیت کریمہ متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ابن جریر و طبرانی وغیرہ ایک جماعت حفاظ [illegible]
سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ بعد تبوک کے غزوہ عسفان یا سفر عمرہ میں قریب مکہ کے واقع ہوا اور بعض میں [illegible]
اور بعض میں ہی کہ جب مکہ آئے تھے تب قبر والدہ پر تشریف لے گئے اور وہاں یہ واقعہ ہوا [illegible]
قصہ میں مصرح ہی کہ یہ بھی حکم ہوا کہ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے [illegible]
کی تھی اسیطرح تو بھی اپنی ماں سے منقطع ہو۔ شیخ حافظ ابن کثیر رح نے اس روایت کے بعد [illegible]
ہی اور لکھا کہ اس سے زیادہ غریب و منکرہ روایت ہی جو خطیب بغدادی نے کتاب السابق و اللاحق میں [illegible]
کی اور اسمین یہ قصہ ہی کہ اللہ تعالے نے آپ کی والدہ آمنہ کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائین پھر اپنی حالت پر [illegible]
وہ روایت جو سہیلی نے روض میں ایک جماعت مجہول سے روایت کی کہ اللہ تعالے نے آپ کے ماں باپ کو زندہ کیا [illegible]
ایمان لائے۔ مترجم کہتا ہی کہ صحیح میں روایت ہی کہ ایک شخص نے اپنے باپ کو پوچھا تھا اس سے آپ نے فرمایا کہ [illegible]
غمگین سخت واپس ہوا تو بلا کر اُس سے فرمایا کہ میرا باپ و تیرا باپ دونون دوزخ مین ہین۔ ولیکن حافظ ابن دحیہ نے [illegible]
سے استدلال کیا باین طور کہ یہ جدید زندگانی واقع ہوئی جیسے کہ آفتاب غروب ہو جانے کے بعد پھر آفتاب نے عود کیا [illegible]
کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر جو بسبب اسکے جاتی رہی تھی کہ وحی کے وقت آنحضرت صلعم کا سر مبارک انکے زانو پر تھا [illegible]
کے عود کرنے پر اپنی نماز عصر پڑھ لی اور طحاوی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ثابت کہا ہی۔ قرطبی رح نے کہا کہ آپ کے [illegible]
ہو جانا عقل یا شرع سے کسی طرح ممتنع نہیں ہی اور کہا کہ مین نے یہ بھی سنا کہ اللہ تعالے نے آپ کے چچا ابو طالب کو زندہ کیا [illegible]
ایمان لائے۔ مترجم کہتا ہی کہ صحیح مین ابو طالب کے حق مین بھی روایت ہی کہ لوگون نے عرض کیا کہ ابو طالب آپکی [illegible]
مبالغہ کرتے تھے بھلا آنکو کچھ نافع ہوا آپ نے فرمایا کہ ابو طالب کے پاؤن مین دو آگ کی جوتیان ہین جنکی حرارت سے [illegible]
واضح ہو کہ سیوطی رحمہ اللہ نے ایک مستقل رسالہ آنحضرت صلعم کی والدین بلکہ اجداد کے [illegible]
تمام روایات جنمین سے بعض کو شیخ ابن کثیر رح نے اغرب کہا ہی وارد کیا اور خلاصہ یہ کہ والدین و اجداد [illegible]
روایات صحیحین آپکی اطلاع کے پہلے کا کلام ہی۔ برخلاف انکے ملا علی قاری رح نے ان سب کا جواب [illegible]
شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ اگر روایات دربارہ حیات و ایمان صحت کو پہونچ جاوین تو [illegible]
مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک اس مسئلہ مین کلام کرنا محض وسوسۂ شیطانی ہی کیونکہ [illegible]
مین بحث کو طول دینا کچھ ضرور نہین اور اللہ تعالے دانا تر ہی کہ امر واقعی کیونکر ہی۔ فاستقم۔ [illegible]
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ مین نے ایک شخص کو سنا کہ وہ اپنے مشرک والدین کے [illegible]
اس سے کہا کہ وے مشرک تھے تو انکے لیے استغفار کرتا ہی اُسنے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے [illegible]
پس مین نے آنحضرت صلعم سے اسکو ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا [illegible]

[illegible] بمعنی نفی تاکید قوله ما کان لنفس ان تموت الا باذن الله - اور دوم بمعنی نہی بانند قوله ما کان لکم
[illegible] بیان [illegible] بمعنی لا ینبغی یا لا یجوز - ہی یعنے سزاوار نہیں یا جائز نہیں ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ان لوگوں
[illegible] استغفار کریں مشرکوں کے لیے - وَلَوْ كَانُوٓا اُولِيْ قُرْبٰى اگرچہ یہ مشرکین اُنکے قرابت والے ہوں
[illegible] اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ بعد از انکہ ظاہر ہوگیا اُنکے اوپر یہ امر کہ یہ مشرکین دوزخی ہیں - اللہ تعالیٰ
[illegible] ان الله لا یغفر ان یشرک به - پس قطعاً معلوم ہی کہ اللہ تعالیٰ کسی مشرک کی مغفرت نہ کریگا - اگر کہا جاوے
[illegible] ذکر ہی اس لیے کہ استغفار ایک مومن کرتا تھا - جواب یہ کہ استغفار اگرچہ ایک مومن سے سرزد ہوا لیکن
[illegible] کر دیا اور نبی صلعم کو بطریق مبالغہ ذکر فرمایا جس سے مشرک کے حق میں طمع استغفار کی جڑ کٹ جاوے یعنی مومن
[illegible] استغفار بھی مفید نہیں بلکہ جائز ہی نہیں ہی و لیکن پوشیدہ نہ رہے کہ ظاہر سیاق بطریق انکار ہی لهذا تینوں
[illegible] آیت کریمہ کو خوب مطابقت ہی جیسا کہ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے اعتماد فرمایا - اور بیضاوی رح وغیرہ نے لکھا کہ
[illegible] صورت یعنی مشرکوں کے جہنمی ظاہر ہونے کی صورت یہ ہی کہ کفر پر اُنکی موت ہو جاوے اور اسی سے ابراہیم علیہ السلام کے
[illegible] کا جواب [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا - وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ
[illegible] اور نہ تھا استغفار ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے مگر ایک موت کیوجہ سے جسکا اُسکو وعدہ دیا تھا - چنانچہ اللہ تعالیٰ
[illegible] ذکر فرمایا بقوله اراغب انت عن الهتی یا ابراهیم لئن لم تنته لارجمنک واهجرنی ملیا - قال سلام علیک لاستغفر لک ربی انه کان
[illegible] یعنی کہا ابراہیم کے باپ نے انکو کہا کہ کیا منہ موڑنے والا ہی تو میرے معبودوں سے اے ابراہیم - مجھے قسم ہی کہ اگر تو باز
[illegible] تجھے سنگسار کرونگا اور مجھے چھوڑ ایک مدت تک ابراہیم نے کہا کہ سلام علیک میں ضرور تیرے لیے اپنے رب سے استغفار
[illegible] مجھ پر بہت مہربان ہی - پس اس وعدہ پر اپنے باپ کے لیے استغفار کیا تھا - بیضاوی رح نے کہا کہ اس استغفار کے معنی
[illegible] اللہ تعالیٰ سے تیرے لیے ایمان کی توفیق مانگونگا تاکہ تیری مغفرت کرے - بدلیل قوله - فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ
[illegible] پھر جب ظاہر ہوگیا ابراہیم کو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہی تو اس سے بالکل انقطاع کیا اور اس سے بیزار ہوگیا - یہ
[illegible] کہ وہ کفر پر مرگیا یا اس طور سے کہ ابراہیم علیہ السلام کو وحی بھیجی گئی کہ وہ ایمان نہ لاویگا - پس حاصل آیت کریمہ یہ ہی
[illegible] کسی کو مشرک کے لیے استغفار کرنا نہیں جائز ہی اور مشرک وہی کہا جائیگا جو کفر پر مرجاوے کیونکہ جب تک
[illegible] احتمال ہی کہ ایمان لاوے - اور رہا یہ وہم کہ ابراہیم نے اپنے باپ کے لیے استغفار کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا
[illegible] استغفار کا وعدہ کیا تھا یعنی آنکہ اُسکے لیے دعا کریگا کہ مومن ہو جاوے تاکہ اُسکی مغفرت ہو پھر جب کافر مرجانے
[illegible] کہ وہ دشمن خدا ازلی کافر ہی تو اُس سے بیزاری کرلی - بیضاوی رح نے کہا کہ اس سے ظاہر ہوا کہ زندہ مشرک
[illegible] دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اُسکو ایمان دیوے کہ جس سے مغفور ہو جاوے اور یہ جائز نہیں ہی کہ کسی مشرک
[illegible] باقی رہنے کے مغفرت کی دعا کرے کہ اسکے گناہ معاف ہو جاویں - بعض لوگوں نے یہاں اشکال وارد
[illegible] آپکا دندان مبارک شہید کیا اور چہرہ مبارک زخمی کیا تو آپ خون پونچھتے اور فرماتے تھے کہ
[illegible] - ان کے لیے استغفار کیا - پھر خود جواب دیا کہ یہ امر قبل اسکے تھا کہ آپ کو معلوم ہو کہ مشرکوں کے لیے

Marfat.com

استغفار نہین جائز ہی اور اگر مانا جاوے کہ آپ کو معلوم تھا [illegible]
صحیح مسلم مین عبد اللہ رضہ سے روایت ہی کہ گویا مین آنحضرت صلعم کو دیکھ رہا ہون [illegible]
جسکو اسکی قوم نے مارا تھا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتا جاتا [illegible]
ہین - مترجم کہتا ہی کہ یہ جواب ٹھیک نہین ہی اسواسطے کہ مشرکون کے [illegible]
دیکھتا ہی کہ اللہ تعالے نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے عذر بیان فرمایا [illegible]
نہین کیا پس معلوم ہوا کہ ملت ابراہیم ؑ مین بھی مشرک کے لیے استغفار جائز تھا [illegible]
تھا جو زندہ موجود تھے اور معنی اسکے یہ تھے کہ انکو ہدایت ہو جاوے اور اسی پر دلالت کرتی ہی [illegible]
اہد قومی فانہم لا یعلمون - یعنی میری قوم کو ہدایت فرماوے پس یہ استغفار بمعنی طلب ہدایت ہی اور [illegible]
کبھی گناہون سے پاک ہو کر رضوان الٓہی کی منزلت پر پہونچنے کے لیے ہوتا ہی اور وہ استغفار مومنین ہی اور کبھی [illegible]
لیے ہوتا ہی جیسا کہ قولہ وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون - مین ہی کیونکہ استغفار مشرکین انکے گناہون سے [illegible]
ہی لہذا یہ استغفار آنحضرت صلعم کا بمعنی عفو ہی ان لوگون سے جنھون نے آپ کو زخم کی اذیت پہونچائی [illegible]
استیصال مین ماخوذ نہوے بسبب اسکے کہ آپ نے انکو عفو فرما دیا اور چونکہ متضمن جرم الٓہی بھی ہی [illegible]
بھی کی - فلیتأمل - پھر جان لینا چاہیے کہ ابراہیم علیہ السلام کا استغفار اپنے باپ کے لیے اسوقت تک تھا کہ [illegible]
ہونا ظاہر ہوا تھا پس مانند آنحضرت صلعم کے مخلوق پر شفقت کرکے اُنکی ہدایت پر ہو جانے کی حرص فرماتے تھے [illegible]
تھا پھر بعد ظہور اسکے عدو اللہ تعالے ہونے کے بالکل تبری کر لی حالانکہ اللہ تعالے نے ابراہیم ؑ کی مدح فرمائی [illegible] اِنَّ
اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ البتہ ابراہیم اواہ وحلیم تھا - یہ حلم ہی تھا کہ باپ نے اذیتین دین اور اُسکے حق مین [illegible]
کیا کہ ہدایت پاوے - وفی تفسیر الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے - ابن عباس رضہ نے کہا کہ ہمیشہ حضرت ابراہیم [illegible]
استغفار کرتے رہے یہان تک کہ وہ مرگیا پھر جب مرا تو اُنکو ظاہر ہو گیا کہ وہ عدو اللہ تعالے ہی [illegible]
مجاہد وضحاک وقتادہ ودیگر علماء سلف رحمہم اللہ تعالے کا ہی اور سعید بن جبیر وغیرہ نے کہا کہ قیامت [illegible]
چہرہ پر سیاہی وغیرہ دیکھینگے اور وہ کہیگا کہ اے ابراہیم آج مین آپ کی نافرمانی نکرونگا تو ابراہیم ؑ [illegible]
کہ اے پروردگار تونے وعدہ فرمایا کہ یوم البعث کو مین تجھے خوار نکرونگا اور باپ میرا اس حال [illegible]
گفتار دیکھکر بیزار ہونگے اور وہ چارون ٹانگین باندھکر جہنم مین پھینک دیا جائیگا - اور [illegible]
مانگنے والا - ایک روایت مین کہا کہ رحیم لینے بندون پر رحم وترس کھانے والا - یہی مجاہد [illegible]
نے کہا کہ آواہ زبان حبش مین کمال یقین والا - یہ بھی مجاہد وضحاک سے مروی ہی [illegible]
کہ بمعنی توبہ کرنے والا موسن - یہی ابن جریج کا قول ہی - امام احمد نے عقبہ بن عامر سے [illegible]
آواہ فرمایا کیونکہ جب قرآن مین اللہ تعالے کا نام پاک آتا تو وہ دعا بہت کرتے [illegible]
نے کہا کہ آواہ تسبیح پڑھنے والا - مجاہد نے کہا کہ حافظ حدود الٓہی [illegible]

Marfat.com

[illegible] لے گواواہ فرمایا سعدواہ ابن جریر عن ابن عباس - اور نیز ابن عباس نے کہا کہ اواہ
[illegible] اقوال مین قول ابن مسعود وغیرہ کہ اواہ بمعنی کثیر الدعا ہے اولی ہے اور رہی مناسب سیاق
[illegible] عطیہ الٰہی ہو سکتی ہو کہ اسکے ہوتے ہوئے اسمین جملہ معانی جو مذکور ہوئے ہین بطور اسکے آثار
ولوازم کے پائے جاوین اگرچہ بیان کثرت دعا مراد ہونا انسب ہے - فافہم

[illegible] اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
[illegible] ایسا نہیں [illegible] کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جب انکو راہ پر لا چکا جبتک کھول ندے انپر جس سے انکو بچنا اللہ

[illegible] عَلِيْمٌ ۝ إِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
[illegible] سے واقف ہے اللہ جو ہے اسکی سلطنت ہے آسمان و زمین مین جلاتا ہے اور مارتا ہے اور تمکو کوئی نہین

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝
اسکے سواے حمایتی نہ مددگار

قال الحافظ رح اللہ تعالے اپنے عام کرم وعدل سے آگاہ فرماتا ہے کہ وہ کسی قوم کو گمراہ نہین گردانتا مگر بعد اسکے کہ اپنا رسول انکی طرف
بھیجے یہانتک کہ وے منکر ہون اور انپر حجت قائم ہو جاوے پس جیسے قوم ثمود کی نسبت کہا کہ اما ثمود فہدیناہم فاستحبوا العمی علی الہدی
یعنی ثمود کو ہمنے راہ و تعالی بذریعہ نبی صالح کے پھر انھون نے اندھے پن و کفر کو ہدایت پر پسند و اختیار کیا - ویسے ہی یہان عموماً فرمایا
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا یعنی نہین ہے طریق اللہ تعالے عزوجل کا یہ کہ گمراہ قرار دے کسی قوم کو یعنی انکے ساتھ وہ
برتاؤ کرے جو گمراہ سے کیا جاتا ہے یا گمراہ انکا نام کرے یا گمراہی پر انکو حاوی کرے - بَعْدَ إِذْ هَدٰهُمْ بعد از انکہ انکو ہدایت
فرمائی اسلام کی - حاصل آنکہ اللہ تعالے نے جس قوم کو اسلام کی ہدایت فرمائی انکو ایسا نہین فرمایا کہ گمراہ قرار دے اور انکے ساتھ وہ معاملہ
[illegible] جو کافر و مشرک گمراہون سے کرتا ہے - حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ یہان تک کہ انکے لیے بیان کردے کل وہ چیز جس سے
[illegible] اجتناب رکھین - یعنی بعد اس طرح اعمال و افعال بیان ہونے کے پھر اگر خلاف کرین تو البتہ ماخوذ ہونگے اور قبل اسکے
[illegible] تعالے عام کرم سے ماخوذ نہین فرماتا - مترجم کہتا ہے کہ حافظ رح کی تلخیص سابق اس آیت کریمہ کے ظاہر سے بطریق عموم استلزام
[illegible] موافق ہے اور یہان شیخ ابن جریر رحمہ اللہ کی تقریر البتہ مطابق ظاہر آیت ہے کہ یہ اطمینان ان مومنون کو فرمایا جنھون نے مشرکین
[illegible] کے لیے استغفار کیا تھا اور حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالے ایسا نہین کہ تم نے جو اپنے مردہ مشرکین کے لیے استغفار کیا بسبب نادانی کے
[illegible] گمراہ ہونے کا حکم کردے بعد اسکے کہ تمکو ایمان و اسلام کی توفیق دیدی یہ اسوقت تک کہ تم کو امر ممنوع سے آگاہ کردے
[illegible] وبیان مخالفت سے پہلے تم پر اس امر کے کرنے سے ضلال کا حکم نہین فرما دیگا کیونکہ طاعت جیسے اس امر کے
[illegible] حکم ہو ویسے ہی معصیت اس امر کے نہ کرنے یا جو منع فرمایا اسکے کرنے سے ہوتی ہے پس جسکو ہنوز کچھ حکم نہین
[illegible] مطیع یا عاصی نہین ہوگا جب تک کہ امر و نہی نہو جاوے - إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اللہ تعالے
[illegible] کوئی نہین جان سکتا - پس جو امور بندون کے واسطے جائز و ناجائز ہین اور جسطرح انسے مواخذہ ہویا نہوا اور جو مستحق
[illegible] وغیرہ سب کو ایسے علم سے جو قدیم ہے جانتا ہے - مجاہد رح نے فرمایا کہ یہ بیان مومنون کے مشرکون کے

استغفار کرنے مین خاص کر ہی اور ہر طاعت و معصیت کے حق مین عام ہی - یعنی یہ آیت بطور عموم [illegible]
کو اسلام کی ہدایت کے بعد کسی امر کے طاعت کا یا کسی امر کے نہ کرنے کا حکم نہ دیا اسوقت تک اس [illegible]
حکم الٰہی مین گمراہ نہین ہوگی - پس اس سے خصوصاً ظاہر ہوگیا کہ مومنین جنھون نے مشرکین [illegible]
گیا تھا وے ماخوذ نہونگے اور اسی کے سیاق مین یہ آیت کریمہ ہی اور عموماً ظاہر ہوگیا کہ جو امر [illegible]
وہی وارد ہوگئی اسکے موافق تعمیل کرنا البتہ ضرور ہی ورنہ بعد بیان کے وہ قوم جو مخالفت کرے ماخوذ ہوگی - [illegible]
رہا وہ مکلف نہین ہی - کما فی البیضاوی وغیرہ اور مترجم کہتا ہی کہ غافل رہنا وہی عذر ہو سکتا ہی جو بالکل لاعلمی [illegible]
ایسے جزیرہ مین ہو جہان آج تک بعثت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر نہ پہونچی ہو ورنہ شہر و دیہات و کوہ و جبال وغیرہ جہان [illegible]
اور جہان علماء وغیرہ ایسے لوگ موجود ہین جن سے مسئلہ معلوم کیا جا سکتا ہی تو عذر غفلت خطاے دیگر ہی مقبول ہونا کیسا ہوتا ہو [illegible]
ابن عباس سے روایت کیجاتی ہی کہ اس آیت کا نزول قیدیان بدر سے فدیہ لینے مین ہوا اور مقاتل رح و کلبی رح نے کہا کہ منسوخ پر عمل کرنے
کے بارہ مین ہی - اور مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک حضرت ابن عباس رض نے نزول آیت اس بارہ مین نہین فرمایا بلکہ [illegible]
اور مراد ابن عباس رض کی یہ ہی کہ بدر کی لڑائی مین جو کفار قید ہوئے تھے انھین رضاے الٰہی یہ تھی کہ مومنین انکو قتل کرین و فدیہ لیکر نہ چھوڑین
جیسے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی راے تھی ولیکن چونکہ حق تعالے کی طرف سے اس بارہ مین حکم صریح نہین آیا تھا لہذا موافق منطوق اس
آیت کریمہ کے مومنین اسمین ماخوذ نہوئے اور رہا یہ امر کہ دوسرے سال اُحُد مین اسیقدر مسلمان شہید ہوے جسقدر کفار فدیہ لیکر چھوڑے
تھے تو یہ قبل فدیہ لینے کے جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ کے اصحاب چاہین انکو قتل کرین تو یہ کرین اور چاہین فدیہ لیکر
چھوڑین تو دوسرے سال انھین سے اسیقدر شہید ہونگے پس اصحاب نے دوسرا امر اختیار کیا اور یہی مقدر تھا اگرچہ رضاے الٰہی تعالے
اسمین نہ تھی فافہم - اور مقاتل و کلبی رحمہما اللہ کے قول کی بھی ایسے ہی تاویل ہی کہ انکی مراد یہ ہی کہ اس آیت کریمہ سے یہ حکم بھی نکلا کہ جس
شخص نے منسوخ پر عمل کر لیا قبل اسکے کہ اسکو ناسخ معلوم ہووے وہ گنہگار نہوگا مثلاً شراب حرام ہوئی تو جسوقت حرمت نازل ہوئی اُس
سے جتنے دن مین کئی منزل دور رہنے والے مسلمانون کو خبر پہونچی اُتنے دن تک جو کوئی شراب پیتا رہا وہ ماخوذ نہوگا کیونکہ یہ احکام [illegible]
ہین کہ بندہ کا مطیع ہونا ظاہر و ثابت ہو اور اسکا نفس سرکش مطیع حکم الٰہی ہو پس جب تک حکم نہین پہونچا اسوقت تک وہ معذور ہی اور
مترجم کہتا ہی کہ اس زمانہ مین جو امور ارکان اسلام سے ہین وہ عموماً مشہور ہو چکے پس انمین غافل ہونے کا عذر لغو ہی جیسا کہ علما
کا قول ہی ولیکن جو امور ایسے نہین ہین مثلاً کسی نے پچھنے لگانے سے روزہ افطار ہو جانے کا بسبب حدیث کے گمان کیا اور دوسری
حدیث اسکو نہین معلوم ہوئی یا مانند اسکے تو امید ہی کہ معذور ہو جیسا کہ شیخ دہلوی وغیرہ نے لکھا ہی واللہ تعالے اعلم اور [illegible]
جیسے یہ تہدید نکلتی ہی کہ جو کوئی حکم پہونچ جانے کے بعد خلاف کرے وہ سزاے گمراہی کا مستحق ہی ویسے ہی اسمین [illegible]
کرم و لطف سے آسانی بھی نکلتی ہی ولیکن اُسیوقت کہ وہ شخص ایمان و اسلام پر ہو یعنی برخلاف رافضی و خارجی [illegible]
ٹھیک ٹھیک عقیدہ اسلام و ایمان پر ہو تو فروع اعمال مین جہان جہان بجانے کا عذر مقبول ہو وہان معذور [illegible]
حکم کتاب و سنت و اجماع و قیاس مین نہین ہی وہان اباحت اصلیہ سے سرفراز ہوگا یا جملہ مومن اپنے [illegible]
مطیع رکھے اور نفس کے وسوسہ مین نہ پڑے اور کسی مشرک کے لیے غمناک نہو کیونکہ ہر ایک [illegible]

Marfat.com

[illegible] السموٰت والارض تحقیق اللہ تعالے ہی کی ہے بادشاہت آسمانوں و زمین کی - یعنی اسکی
[illegible] تمام مخلوق وہ اسی کے قبضۂ قدرت میں مقہور ہے آسمان ہوں یا زمین یا جو کچھ انمیں ہے یا جو انکے سواے ہے وہی سب کا
مالک ہے الی الابد - اسی کو اختیار ہے جسطرح چاہے انمیں تصرف کرے یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ وہی زندہ کرتا و زندہ رکھتا ہے اور
مردہ کرتا و مردہ رکھتا ہے پس جو کچھ ہوتا ہے اسکی علم و حکمت سے ہوتا ہے اور کسی مخلوق کو ممکن نہیں کہ ویسا علم ہو اور نہ ویسے حکمت
[illegible] کوئی نہیں جان سکتا کہ فلاں بندہ کیوں کافر و مشرک مرا جس سے دائمی جہنمی و دائمی مردہ رہا بلکہ فقط اللہ تعالے ہی جانتا ہے کہ کون
مستحق ایمان و زندگی ہے اور کون لایق کفر و مردگی پس وہ جسکو چاہے ایمان و زندگی دے اور جسکو چاہے کفر و شرک پر مارے اسپر کوئی
اعتراض نہیں چل سکتا - اِس سے مومنوں کو فہمایش کر دی کہ کسی مشرک کے کافر مرنے پر غم نہ کھاویں اور استغفار پر آمادہ نہوں یہ سمجھکر کہ
اسکو عذاب نہ پہونچے کیونکہ جب مشرک نے چند روزہ زندگی میں اپنے معبود تعالے کی شان میں وہ گستاخی کی جو کبھی روا نہیں ہو سکتی
تو وہ عذاب دائمی کا مستحق ہوا پس کسی کی نصرت و مدد سے وہ عذاب سے نہیں بچ سکتا - وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِيٍّ
وَّلَا نَصِيۡرٍ اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالے کے سوائے کوئی بھی ولی اور نہ مددگار کہ تمکو عذاب الٰہی سے بچالیوے پس سب
چیزوں سے منقطع ہوکر خالص دل سے اللہ تعالے ہی پر بھروسا کرو - میرے مولی مجھے تیری ہی رحمت کا آسرا ہے کہ ایمان و اسلام پر مغفور اسکا خاتمہ
بخیر ہو جاوے آمین وصلے اللہ علی رسولہ محمد والہ اجمعین ف وما کان اللہ لیضل قوما بعد اذ ھداہم - ازل میں اللہ تعالی نے عارفین کو
عاشق صادق کر لیا اور لطف و کرم میں مستغرق کر دیا پس اب انکو محجوب نفرماویگا کیونکہ اسکی صفات میں تغیر نہیں ہے پس ازل کے
مقبول بندے ہمیشہ اسکے لطف میں معصوم ہیں اور جو احکام امتحان انپر جاری ہو جاتے ہیں انکا اعتبار نہیں ہے کیونکہ انکے شبہات
مورث حسنات ہیں اور حسنات مورث قربات ہیں اور سبقت عنایت سے وہ جنایت پر ماخوذ نہیں ہوتے ہیں - قولہ حتی یبین لہم
ما یتقون - یہاں ضلال ظہور نکرت بعد معرفت ہے پس امتحان نکرت میں بھی جو بطریق قہر ہو مانند معرفت کے نظر بجانب درگاہ حق عز و جل رکھیں
بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ لا یغلہم بعد ما ہداہم - یعنی بعد ہدایت کے انکو گمراہ نہ فرماویگا - مترجم کہتا ہے کہ ماکان نفی کے لیے قرار
دیا اور بعد اذ بمعنی بعد ان - قرار دیا اور معنی مذکور اس دلیل سے کہ ہدایت ازلی و سعادت تقدیری کے بعد تغیر ممکن نہیں پس جرم کچھ اثر
نہیں کرتا - استاد رح نے کہا کہ اسمیں اشارہ ہے کہ عطیہ الٰہی میں کمی نہیں مگر جبکہ بندہ کی طرف سے ترک ادب ہو - وقولہ ان اللہ لہ
ملک السموات والارض - تہدیدی اشارت ہے کہ عارف کے دل میں تمام عالم کا خطرہ نہ گذرے بلکہ فقط خالق عز و جل کا کہ وہی عرفان
سے زندہ کرتا اور وہی غیر سے مشغول کرکے قبض و موت دیتا ہے وہی مالک و خالق ہے وہی مختار ہے جسکو چاہا مقبول و سعید ازلی کر لیا جیسا فرمایا
لَقَدۡ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ الَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ فِيۡ سَاعَةِ الۡعُسۡرَةِ مِنۡۢ بَعۡدِ
اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی کے مشکل کی گھڑی میں بعد اسکے
مَا كَادَ يَزِيۡغُ قُلُوۡبُ فَرِيۡقٍ مِّنۡهُمۡ ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّهٗ بِهِمۡ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۙ
[illegible] دل پھر جاویں بعضوں کے انمیں سے پھر مہربان ہوا انپر وہ انپر مہربان ہے رحم کرنیوالا
اللہ تعالے نے غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والوں و جھوٹے عذر کرنے والوں کی مذمت فرمائی تھی - بقولہ سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیہم
لتعرضوا عنہم فاعرضوا عنہم انہم رجس الآیہ - یعنی عنقریب قسم جھوٹی کھاوینگے نام جلیل اللہ تعالے کی تمھارے واسطے جب تم لوٹ کر

انکی طرف جاؤ گے تاکہ تم انسے اعراض کرو یعنے ان پر جھڑکی و سختی نہ کرو جو تم لیلئے تھی [illegible]
پھر درمیان مین اسی کے مناسب وساوس وذمائم ذکر فرماکر تاکہ اہل حق اپنے نفوس کی اصلاح [illegible]
بعض ان متخلفین کے جنھون نے قسم نہ کھائی اور نہ جھوٹا عذر کیا تھا بیان فرمایا القولہ [illegible] لقد تاب [illegible]
وتبل التوبۃ- یعنی اللہ تعالے نے رجوع فرمایا اور مراد اس سے رحمت الٰہی کا نزول موافق علم قدیم کے ہے یعنے [illegible]
اپنے نبی محمد رسول اللہ صلعم پر- اور یہ خبر بشارت ودوام ہے یعنے ہمیشہ کے واسطے اللہ تعالے نے توبہ قبول فرمائی اپنے [illegible]
کی- اگر کہا جاوے کہ کس امر کی توبہ قبول فرمائی تو بعض علماء نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے بعض کو تخلف کی اجازت دی [illegible]
قولہ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم الآیۃ سے معلوم ہوا پس اس سے توبہ قبول فرمائی اور بعض نے کہا کہ بعض مشرکین کے لیے استغفار
کرنے سے توبہ قبول فرمائی- بعض نے کہا کہ توبہ در اصل رجوع الٰہی ہے اپنے بندے کی طرف اور اسمین یہ ضرور نہین کہ اس سے کوئی
گناہ ہوگیا ہو جس سے توبہ ہو کیونکہ اگر تاب النبی ہوتا یعنے نبی صلعم نے توبہ کی تو البتہ اسکا وہم ہو سکتا تھا کہ کوئی گناہ صغیرہ سے جو شاید
صادر ہوگیا ہو توبہ کر لی حالانکہ اس صورت مین بھی یہ وہم کرنا نادانی سے خالی نہین اسلیے کہ عظمت وشان کبریائی کے لائق عبادت
معرفت کسی مخلوق سے ادا نہین ہو سکتی کیونکہ اسکی ذات کبریا قدیم ہے اور تمام مخلوق حادث ہے پس کتنا ہی مقرب [illegible]
اللہ تعالے کی کبریائی کے آگے توبہ کرتا رہتا ہے اسی وجہ سے حدیث مین ثابت ہوا کہ آپ عاجزی کرتے تھے کہ اے پروردگار ہم تیری
جیسی چاہیے ادا نہین کر سکتے اور بہت استغفار کیا کرتے تو بعض صحابہ رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے واسطے تو اللہ تعالے نے
حکم فرما دیا کہ اگلے گناہ بفرض اگر ہوے ہون یا آیندہ ہون ہم نے سب معاف فرما دیے پھر آپ کیون اسقدر خائف و استغفار کرتے
ہین فرمایا کہ اللہ تعالے نے معاف فرمایا تو کیا مین شکرگزار بندہ نہون یعنے مین شکریہ مین استغفار کرتا ہون- اور بعض علماء نے
اس مقام پر ایک اچھا جواب دیا کہ جیسے قولہ تعالے واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول الآیۃ مین اللہ تعالے نے اپنا
نام پاک تبرک کے لیے بیان فرمایا ایسے ہی یہان توبہ مین تبرکاً اپنے رسول پاک کے نام سے افتتاح کلام فرمایا اور [illegible] صحابہ رضی اللہ
عنہم کے واسطے بڑی بزرگی ملی کہ توبہ مین انکو اپنے پاک رسول کے ساتھ ملا دیا یعنے توبہ قبول فرمائی اللہ تعالے نے اپنے رسول پاک کی
وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اور مہاجرین کی اور انصار کی- پس جب انکے واسطے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ توبہ فرمائی تو
ہمیشہ کے لیے وے بھی توبہ سے سرفراز ہوے- اور اسی قبیل سے حق تعالے کے حکم سے آنحضرت صلعم نے خبر فرمائی کہ ان اللہ اطلع علی
اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم- یعنی اللہ تعالے مطلع ہوا اہل بدر پر سو حکم فرما دیا کہ کرو جو چاہو کہ مین نے تمہاری مغفرت کر دی
یعنی اللہ تعالے اپنے علم قدیم سے انکے قلوب سے آگاہ ہے تبھی اسنے یہ حکم فرمایا کہ جو چاہو کرو مین [illegible]
مہاجرین وانصار کا وصف فرمایا القولہ- الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ یعنی یہ مہاجرین وانصار وہ لوگ ہین
جنھون نے رسول اللہ صلعم کی اتباع کی ساعت عسرت مین- عسرت یعنی سختی وصعوبت وشدت وتنگی [illegible]
اس سے غزوۂ تبوک ہے پس لفظ ساعت سے کوئی معین ساعت نہین مراد ہے بلکہ یہ تمام جہاد کا وقت مراد ہے [illegible]
اور قحط کا زمانہ اور روایت ہے کہ آنحضرت صلعم ستر ہزار کے درمیان سوار و پیادہ وہمیت [illegible] جہاد [illegible]
کہلاتا تھا اور اسی کی نسبت آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی جیش العسرۃ کا سامان کر دے [illegible]

Marfat.com

اور بعض اہل تفسیر مثل مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ اور بہتون نے کہا کہ یہ آیت غزوہ تبوک کے بارہ مین نازل ہوئی اور بات یہ تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو سختی کے وقت مین جبکہ سال قحط کا تھا اور موسم سخت گرمی کا اور زاد راہ و پانی کی بڑی قلت تھی اس جہاد مین آنحضرت صلعم کے ساتھ ہو گئے۔ روایت ہے کہ قولہ تعالے۔ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر الآیۃ کے نزول پر آنحضرت صلعم نے روم پر جہاد کیا اور قتادہ رح نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سال تبوک مین شام کی طرف روانہ ہوئے ایسے حال مین کہ لون کی سختین باوجود تمام سختی و شدت کے کہ اللہ تعالے ہی اسکو خوب جانتا ہے پس انکو سخت تکلیف پہونچی یہان تک کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ دو آدمی ایک چھوارا پھاڑ کر بانٹ لیتے اور چند آدمی ایک چھوارے کو باری باری سے چوس لیتے اور اسپر ہر ایک پانی پی لیتا تھا۔ پس اللہ تعالے عزوجل نے انکی خلوص نیت کو قبول فرما کر انپر توبہ فرمائی اور غزوہ سے انکو واپس پہونچایا۔ اور ابن حبان وحاکم وبیہقی و ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حال عسرت دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کو بہت سخت گرمی مین نکلے پس ایک منزل مین اترے اور ہمکو سخت پیاس نے گھیرا یہان تک کہ ہم لوگون نے گمان ہوا کہ ہماری گردنین اب الگ ہو جاوینگی یہان تک کہ ہم مین سے بعض آدمی اپنے اونٹ کو ذبح کر کے اسکے پانی کے کیسے کو نچوڑ کر پیتا اور باقی جگر پر رکھ لیتا پس ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کے لیے اللہ عزوجل نے دعا مین نیک اثر رکھا ہے سو آپ ہمارے لیے دعا فرماوین آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر تم کو یہ پسند ہے عرض کیا کہ ہان پس آپ نے ہاتھ اٹھائے۔ پس ہاتھ نہ لوٹائے تھے کہ آسمان سے پانی پڑنے لگا اور لوگون نے جو کچھ انکے پاس تھا بھر لیا اور پانی تھم گیا پھر ہم نے جاکر اسکو دیکھنا شروع کیا تو دیکھا تو لشکر سے پار کچھ نشان تھا قال الحاکم صحیح الاسناد۔ پس اس سختی و شدت مین اہل ایمان نے ساتھ دیا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنۡهُمۡ ایک قراءۃ شاذ مین۔ بجائے یزیغ کے زاغت آیا تو معنی یہ ہونگے کہ بعد ازانکہ مڑ گئے دل ایک فریق کے انہین سے جو زبان سے اسلام ظاہر کرتے تھے پس مراد اس سے تخلف کرنے والے منافقین ہین کہ وہ زیغ و شک کی وجہ سے اتنی سختی برداشت نہ کر سکے۔ اور مشہور قراءۃ یزیغ مین دو وجہ ہین ایک یہ کہ مضارع بطریق حکایت حال ہو یعنے حالت وہ تھی کہ منافقین کے دل مڑتے تھے پس دونون قراءتین متوافق ہو گئین۔ اور وجہ دوم یہ کہ مضارع اپنے معنی پر ہو اور کاد مین ضمیر شان کی ہے یعنی بعد ازانکہ قریب تھا کہ زیغ کرین دل ایک فریق کے اہل لشکر مین سے یعنی حق سے مڑ جاوین اور رسول اللہ صلعم کے دین مین شک لاوین اور یا زیغ بمعنی پیچیدگی یعنی سختی و مشقت ہے یعنے سختی و مشقت کے ساتھ زائغ ہون۔ بہرصورت یہ اسوقت کی انتہا سختی کا بیان ہے کہ سختی اسقدر شدید تھی کہ قریب تھا کہ ایک فریق کے دل زائغ ہو جاوین۔ ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ پھر اللہ تعالے نے انپر رجوع فرمایا۔ ضمیر علیہم اگر اس فریق کی طرف ہے جنکے دل قریب زیغ پہونچے تھے تو یا جملہ اہل ایمان کی طرف ہے تو اس کلام کو مکرر فرمانے مین نہایت مصرح اطمینان انکا ہے ... قولہ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منہم۔ یعنی قریب ہوئے دل ایک گروہ کے انہین سے کہ مڑ جاوین ... کا ساتھ چھوڑ دین۔ اور یہ مراد نہین کہ دین حق سے مڑ جاوین بلکہ ساتھ دینے سے مڑ جاوین۔ اور یہ ... اس حالت پر پہونچے تھے کہ قریب تھا کہ ساتھ چھوڑ دین ولیکن صبر و ثواب کی نیت خلوص ... آنحضرت صلعم ... فرمایا۔ ثم تاب علیہم۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے نے لقد تاب اللہ سے ... میں کیا حکمت ہے تو جواب یہ ہے کہ پہلے بدون گناہ کا قصد ذکر کرنے کے انپر توبہ فرمانے کو

Marfat.com

ذکر کر دیا تاکہ فضل الٰہی سے مطمئن ہو جاوین پھر اُنمین سے ایک فریق کا قصہ ایسا ذکر کیا کہ اگر وہ [illegible]
ذکر فرما کر اپنے فضل عمیم سے متنبہ کیا کہ رضوان الٰہی انپر متوجہ اور وے ازلی سعیدہ مقبول ہین۔ [illegible]
انکے ساتھ کمال رافت وکمال رحمت ہمیشہ سے فرمانے والا ہو یعنے یہ جملہ اسمیہ بصیغہ رؤف رحیم کہ [illegible]
ورحمت مستمرہ کا انکے حق مین اظہار فرمایا۔ سبحان اللہ تعالے ان بندون کو بھی کیا بزرگی عطا ہوئی۔ اللھم [illegible]
عنہم اجمعین ورضی عنا بھم انہ رؤف رحیم آمین۔ اہل لغت وتفسیر نے لکھا کہ رافت ورحمت ہر دو صفت الٰہی [illegible]
استعمال آتا ہو تو رافت وہ شفقت ہو کہ جسمین ضرر سے بچانے کی طرف زیادہ رجحان ہو جیسے رحمت وہ کہ بھلائی پہونچانے کی طرف [illegible]
رجحان ہو لپس اس مقام پر اللہ تعالے نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہر ضرر سے محفوظ اور ہر بھلائی سے کمال مالامال فرمایا۔ والحمد [illegible]
رب العالمین والعاقبۃ للمتقین۔ پھر واضح ہو کہ کاد یزیغ قلوب فریق منہم۔ مین شاید ایسے لوگ ہون جو بسبب شدت وسختی کے [illegible]
پھر بتوفیق ورحمت الٰہی مطمئن وثابت قدم ہو گئے جیسے روایت ہو کہ ابو خثیمہ انصاری اپنے باغ تک پہونچے اور اپنی دو بی بیون [illegible]
میٹھے اور انکی جورو نہایت خوبصورت بی بی تھی اسنے سایہ مین پانی چھڑک دیا اور بچھونا بچھا دیا اور تر و تازہ خرمے اور سرد پانی [illegible]
پاس رکھا یہ سب دیکھکر بولے کہ سایہ گھنا ہوا ٹھنڈی ہوا اور پختہ میوہ وخدمتی نیک صورت اور پانی ٹھنڈا اولیکن رسول اللہ صلی [illegible]
علیہ وسلم پر پٹ میدان گرد باد اور لون مین ہون۔ یہ کچھ خوب نہین ہو یہ کہکر اُٹھ کھڑے اور تلوار لگا کر اور نیزہ لیکر اونٹ پر سوار
ہو کر نہایت تیز مثل ہوا کے روانہ ہوئے آخر ایک روز رسول اللہ صلعم نے راہ کی طرف نظر اٹھائی تو دیکھا کہ ایک سوار کو ریگ
اُڑاتی لاتی ہو فرمایا کہ۔ کن ابا خیثمہ ابو خثیمہ ہو جیو۔ پس وہی تھے تو آنحضرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے لیے خوش ہو کر استغفار
فرمایا یہ سب جنکی توبہ مین تقدیم فرمائی وہ ہین جنھون نے ساتھ دیا حالت سختی وسخت مشقت مین اور انکے ساتھ توبہ مین شریک کیا

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

اور اُن تین شخص پر جنکو پیچھے رکھا تھا یہانتک کہ جب تنگ ہوئی اُنپر زمین ساتھ ہوئے اسکے کہ کشادہ ہو اور تنگ ہوئی اُنپر انکی جان

وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ع ۱۴ ۸

اور سمجھے کہ کوئی پناہ نہین اللہ سے مگر اُسیکی طرف پھر مہربان ہوا اُنپر کہ وہ پھر آوین اللہ ہی ہے مہربان رحم والا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو ساتھ سچون کے

یہ اُن تین مومنین کا حال ہو جو ساتھ سے پیچھے رہے تھے اور انھون نے آنحضرت صلعم کے واپس آنے پر کوئی عذر نہین کیا بلکہ
صاف سچ کہدیا کہ ہم خطاوار ہین ہمارے حق مین یون ہی واقع ہوا پس آنحضرت صلعم نے انکی توبہ قبول نفرمائی اور حکم [illegible]
کیا یہان تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ خلفوا بتشدید لام بصیغہ مجہول ہو شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے [illegible]
اور مراد یہ کہ آنحضرت صلعم کے آنے پر جو لوگ عذر دروغ کر گئے اور آپ نے ظاہر مین قبول کیا [illegible]
نامقبول ظاہر کر دیا ان لوگون سے یہ پچھڑے وفی الحال استغفار وقبول عذر سے چھوڑے گئے تھے [illegible]
وآخرون مرجون لامر اللہ الآیۃ سے مراد ہین کہ انھین کی توبہ قبول ہونے مین تاخیر ہو [illegible]

Marfat.com

...مرارہ بن الربیع بن عمرو العامری وکعب بن مالک الخزرجی وہلال بن امیہ بن عامر الواقفی ہین اور بعض حواشی مین
...کہ جب بدری صحابی ہین تو یہ وہم وغلط ہی بلکہ بعض حفاظ کے نزدیک کوئی انمین سے غزوہ بدر مین شریک نہ تھا وسیاقی
...لیہ جاوے قولہ وعلی الثلثہ ۔ اسکے وتاب علی الثلاثہ لیس والثلاثہ۔ بدون اعادہ حرف علی کے دو امر کو مشعر ہی اول آنکہ عطف بعید
...نے سے اعادہ حرف جار کا ہوا اور عطف مین بعد ہونا مشعر تاخیر توبہ ہی۔ اور دوم آنکہ اولین کی توبہ بدون خطاو کے زیادہ قرب
...عبادت وقبولیت رأفت ورحمت ہی اور انمین یہ بات نہین اگرچہ اللہ تعالے کا قبول توبہ کرنا انکے حق مین ایک فضیلت کاملہ ہی
...با رحبت ۔ مین ما مصدریہ ہی اسے مع رحبہا۔ باوجود اپنی کشادگی کے۔ قولہ ظنوا اے ایقنوا۔ یقین کیا ان لوگون نے۔ ملجا پناہ کی جگہ
قولہ تاب علیہم لیتوبوا۔ فائدہ معلوم ہوا کہ جب او تعالے رحمت فرماتا ہی تب بندہ کو توفیق توبہ ہوتی ہی اور معنی یہ ہین کہ ازل ہی مین
انکے حق مین ایسا مقدر فرمادیا تھا۔ جب یہ معلوم ہوگیا تو اب اسکی تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
امام احمد رحمہ اللہ نے امام محمد بن مسلم بن شہاب الزہری رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کی کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے
عبید اللہ بن کعب نے جو اپنے باپ کے قائد بحالت نابینا ہوجانے کے تھے روایت کرتے ہین کہ مین نے اپنے باپ سے وہ حال سُنا
جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ غزوہ تبوک سے بچھڑنے مین انپر گذرا تھا بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے جتنے غزوہ فرمائے ہین
کسی غزوہ مین آپکے ساتھ ہونے سے نہین بچھڑا سوائے غزوہ تبوک کے مگر مین غزوہ بدر مین آپ کے ساتھ نہین گیا تھا اور آپنے
کسی کو بدر مین ساتھ نجانے پر عتاب نہین فرمایا آپ تو فقط قریش کا قافلہ تلاش کرنے نکلے تھے یہان تک کہ اللہ تعالی نے بلا میعاد
آپ کو اور آپ کے دشمنون کو جمع کردیا یعنے بھڑا دیا۔ اور مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ العقبہ مین حاضر ہوا جب کہ ہم سبنے
اسلام پر آپ سے بیعت کی تھی اور مجھے محبوب نہین کہ بجائے اسکے میرے لیے بدر مین حاضر ہونا حاصل ہوا اگرچہ لوگون مین بدر اس سے
زیادہ ذکر پر مشہور ہی اور جب مین رسول اللہ صلعم سے غزوہ تبوک مین متخلف ہوگیا تو اسکا قصہ یہ ہی کہ مجھے اس سے پہلے کبھی کسی
غزوہ مین ایسی قوت ودسترس نہ تھی جیسے اس غزوہ تبوک کے وقت تھی جبکہ مین بچھڑا واللہ مین نے قبل اسکے کبھی دو سواریان مجتمع
نہین کین اور اس غزوہ کے وقت میرے پاس دو سواریان تھین۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ کمتر آپ کسی غزوہ کا
ارادہ فرماتے جسکو صحیح کردیتے مگر آنکہ توریہ سے دوسرا ظاہر ہوتا یعنے آپ سچ فرمادیتے مگر توریہ سے فرماتے تو سننے والا دوسرا سمجھتا یہانتک
کہ آپنے اس غزوہ کا قصد کیا اور یہ وقت ایسا تھا کہ موسم چلے چال گرمی کا اور سفر دور دراز ... مین پر ہیٹ میدان اور کثیر تعداد
سے دشمن تھے جنکا قصد فرمایا پس مسلمانون سے انکا کام کھلے کھلے ظاہر کردیا تھا تاکہ اپنا سامان درست کرلین اور جس طرف آپکا قصد
تھا اس سے انکو آگاہ فرمادیا اور آپ کے ساتھ جانے والے مسلمان اس کثرت سے تھے کہ نام بنام کسی دفتر مین جمع نہین کیے جاسکتے
یعنے اسوقت کے دستور کے موافق ادنی بات مین اتنا وقت جسمین آخرت کے واسطے بڑے ثواب کا کام ہوسکتا تھا صرف نہین کیا جاسکتا
تھا) کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسیوجہ سے کمتر ایسا آدمی تھا کہ اسنے ساتھ سے بچھڑنا چاہا مگر آنکہ اسکا گمان تھا کہ آنحضرت صلعم پر
...چھپ جائیگا جبتک کہ آپ پر اللہ تعالے کی طرف سے وحی نہ نازل ہو۔ (اقول اکثر منافقین کو یہی گمان تھا اگرچہ انکے
...مسلمانون کے غلبہ کی وجہ سے شک آجاتا کہ وحی اُتری یا اور کوئی بات مثلاً اپنی طرف سے کہی ہی) اور رسول اللہ صلعم نے یہ غزوہ
...ایسے موسم مین کیا جسوقت پھل خوش مزہ بھلے معلوم ہوتے یعنی پختہ تیار تھے اور سایہ خوشگوار یعنی نہایت گرمی سے چھاؤن بھلی لگتی تھی

Marfat.com

پس سامان کیا آنحضرت صلعم نے اور آپ کے ساتھ مومنون نے پس مین ہر روز صبح قصد کرتا کہ انکے سا[illegible]
بدون کچھ سامان پورا کرنے کے اور اپنے دل سے کہتا کہ مین جب چاہونگا اسکو کر سکتا ہون [illegible] برابر میرے [illegible]
کہ لوگون نے کوشش خوب کر لی پھر ایک روز صبح کو رسول اللہ صلعم نے کوچ فرمایا [illegible]
اپنا کچھ سامان نہ کیا تھا اور مین نے کہا کہ مین ایک دو دن بعد سامان کر کے روانہ ہونگا اور لشکر سے جا ملونگا پس روز [illegible]
بعد گیا مگر بدون کچھ سامان کیے واپس آیا پھر دوسرے روز بھی اسیطرح بدون سامان کیے واپس آیا پس برابر اسیطرح میرے ساتھ [illegible]
ہوتی جاتی یہان تک کہ لشکر نے تیزی کی اور دور ہو گیا پس مین نے قصد کیا کہ روانہ ہو کر جا ملون اور کاش مین نے یہی کیا ہوتا پھر میرے
یہ بھی مقدر نہوا پھر میری یہ حالت تھی کہ رسول اللہ صلعم کے بعد جب مین مدینہ مین باہر نکلتا تو مجھے غم ہوتا کہ مین کسی کو نہین دیکھتا سوا
ایسے آدمی کے جو نفاق مین ڈوبا ہوا ہو رہا ہی یا بعضے ایسے لوگ کہ جنکو اللہ عز وجل نے معذور فرمایا ہی اور رسول اللہ صلعم نے
مجھے یاد نفرمایا یہان تک کہ تبوک پہونچ گئے پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بیٹھے اور فرمایا کعب بن مالک نے کیا کام کیا پس بنو سلمہ
مین سے ایک آدمی بولا کہ یا رسول اللہ اسکو اسکے چادرون و جنت کی نظر بازی نے روک لیا۔ تو معاذ بن جبل نے کہا کہ تو نے بیہودہ
بات کہی اور واللہ یا رسول اللہ ہمین تو اُس سے سوائے بھلائی کے کوئی بات معلوم نہین ہی پس آنحضرت صلعم خاموش رہے کعب نے
کہتے ہین کہ پھر جب مجھکو خبر پہونچی کہ رسول اللہ صلعم نے تبوک سے اسطرف رجوع فرمایا ہی تو غم میرے سامنے آیا اور مین برابر جھوٹ سوچنے لگا
اور دل مین کہتا تھا کہ کل مین کسطرح آپ کے خشم و ناخوشی سے بچونگا (یعنے آپ ناخوش ہونگے تو مجھے غم گھیر لیگا پھر مین کیونکر اس عذاب
سخت سے بچونگا۔) اور اپنے لوگون مین سے ہر ہوشیار آدمی سے رائے لیتا تھا پھر جب یہ خبر پہونچی کہ اب آنحضرت صلعم قریب آپہونچے
تو میرے دل سے سب جھوٹ مٹ گیا اور مین نے پہچان لیا کہ مین آپ سے کسی چیز سے کبھی نجات نہین پا سکتا پس مین نے سب سچائی
کو جمع کر لیا اور صبح کو رسول اللہ صلعم مدینہ مین تشریف فرما ہوئے اور آپکا یہ قاعدہ تھا کہ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد مین
آکر دو رکعت پڑھتے پھر لوگون کے واسطے بیٹھتے پس جب آپ نے یہی کیا تو جو لوگ پیچھے رہے تھے وہ آنا شروع ہوئے اور برابر عذر کرنے
اور آپ کے لیے قسمین کھانی شروع کین اور یہ لوگ کچھ اوپر اسّی آدمی تھے پس آنحضرت صلعم نے انکے ظاہر کو قبول فرماتے اور استغفار
کر دیتے اور انکے باطن کو اللہ تعالے کے علم و حساب پر چھوڑتے یہان تک کہ مین حاضر ہوا سو جب مین نے آپ پر سلام کیا تو آپ غضبناک
کا مسکرانا مسکرائے پھر مجھسے فرمایا کہ ادھر آ پس مین چلکر آپ کے سامنے بیٹھا تو فرمایا کہ تجھے کس چیز نے پیچھے ڈالا کیا تو نے اپنی
سواری خریدی تھی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اگر آپ کے سوائے کسی آدمی کے سامنے کہ اہل دنیا کے لوگ [illegible]
جانتا کہ مین اسکے خشم سے نکل جاؤنگا کہ مین زبان آور اور باتونی ہون ولیکن واللہ مجھے معلوم ہو گیا کہ اگر [illegible]
کہ جس سے آپ مجھسے بظاہر راضی ہو جاوین تو لگتی بات ہی کہ اللہ تعالے آپ کو مجھپر خشمناک فرما دیے اور اگر [illegible]
آپ مجھپر غصہ ہونگے لیکن مین امیدوار رہون کہ اللہ تعالے کی طرف سے میرا انجام اچھا ہوگا [illegible]
پہلے کبھی مین ایسا قوی و آسودہ نہ تھا اسوقت کی بہ نسبت کہ جب مین آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ کعب رضی اللہ [illegible]
یون کہا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ شخص البتہ سچ بولا۔ اور مجھسے فرمایا کہ اٹھ جا یہان تک کہ اللہ تعالے [illegible]
مین وہان سے اُٹھ آیا اور کچھ لوگ بنو سلمہ کے اُٹھکر میرے پیچھے ہوئے اور مجھسے کہنے لگے کہ واللہ [illegible]

...ایسا عاجز ہو گیا تھا مجھسے یہ نہو سکا کہ آنحضرت صلعم سے ویسا ہی عذر کر لیتا جیسا اور پیچھے رہنے والون نے کیا پھر ...ہوتا اسکے واسطے تجھے یہی کافی تھا کہ رسول اللہ صلعم تیرے لیے استغفار فرماتے ۔ کعبؓ کہتے ہین کہ واللہ وے لوگ برابر مجھے ملامت کرتے رہے یہان تک کہ مین نے قصد کیا کہ لوٹ کر جاؤن اور اپنی بات کو جھٹلاؤن پھر مین نے انسے پوچھا کہ بھلا ایسا کسی اور کو بھی حکم ملا ہی لوگ بولے کہ ہان دو شخص اور ہین جنھون نے تیرے ہی مثل کہا اور یہی انکو حکم ہوا ہی مین نے کہا کہ وے کون ہین بولے کہ مرارہ بن الربیع العامری اور ہلال بن امیہ الواقفی ہین پس انھون نے مجھسے دو مرد صالح کا نام لیا اور یہ دونون بدر مین حاضر ہوئے تھے اور انمین اتباع طریقہ نبوت کا ایک اثر تھا پس جب انھون نے مجھسے ان دو آدمیون کا نام لیا تو مین اپنی راہ چلا گیا ۔ کعبؓ نے کہا کہ جو لوگ پیچھے رہے تھے ان سب مین سے فقط ہم تین آدمیون سے مومنون کو بات چیت کرنے سے رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا پس مومنون نے ہم تین آدمیون سے پرہیز کیا اور ہم سے بدل گئے یہان تک کہ مجھے گویا سرزمین مدینہ وہ زمین نہین معلوم ہوتی تھی جسکو مین خوب پہچانتا تھا پھر اسی حالت پر ہم کو پچاس راتین وہان گذرین ۔ تفصیل یہ ہی کہ میرے دونون ساتھی تو بیتاب ہو کر ایک جگہ پڑ گئے اور اپنی گھرون مین بیٹھے رویا کرتے تھے اور رہا مین سو مجھمین دلیری و چستی تھی پس مین مومنون کے ساتھ نماز مین حاضر ہوتا اور بازارون مین پھرا کرتا مگر مجھسے کوئی شخص کلام نہین کرتا تھا اور مین رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر ہوتا درحالیکہ آپ نماز کے بعد یاد الٰہی مین مشغول ہوتے پس مین سلام کرتا اور دل مین کہتا کہ میرے سلام کے جواب مین لب مبارک کو جنبش ہوئی یا نہین ہوئی ۔ پھر مین آپ ہی کے قریب نماز پڑھنے لگتا اور آپ سے نظر چراتا سو جب مین نماز کو متوجہ ہوتا تو میری طرف التفات فرماتے پھر جب مین آپ کی طرف نظر کرتا تو مجھسے منھ پھیر لیتے یہانتک کہ جب زمانہ دراز گذرا اور مسلمانون کے ہم کو چھوڑنے کا طول ہوا تو مین چلا اور ابو قتادہؓ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا وہ میرا چچازاد بھائی اور سب لوگون سے زیادہ مجھے دوست تھا پس مین نے اُسکو سلام کیا واللہ اُسنے مجھے سلام کا جواب نہ دیا ۔ مین نے کہا کہ اے ابو قتادہ مین آپ کو اللہ تعالے کی قسم دلاتا ہون کہ آپ جانتے ہو کہ مین اللہ تعالے و اُسکے رسول کو بہت چاہتا ہون ۔ وہ سُنکر خاموش رہا ۔ پھر مین نے دوبارہ قسم دلائی پھر سُنکر خاموش رہا ۔ پھر مین نے تیسری بار قسم دلائی پھر وہ خاموش رہا پھر کہا کہ اللہ تعالے و اُسکا رسولؐ ہی خوب جانتا ہی پس بے اختیار میرے آنسو جاری ہوے اور لوٹ کر دیوار سے پھاند آیا پھر اسی بیچ مین کہ مین بازار مدینہ کے درمیان پھر رہا تھا کہ شام کے نبطیون مین سے جو مدینہ مین اناج بیچنے لایا تھا یہ کہتا ہلا کہ مجھے کوئی کعب بن مالکؓ کا پتہ بتادو اور لوگون نے میری طرف اشارہ کرنا شروع کیا یہانتک کہ اُسنے آکر مجھے بادشاہ غسان کا خط دیا اور مین پڑھا ہوا تھا ۔ اُسمین مین نے لکھا دیکھا کہ امابعد ہمکو خبر پہونچی کہ تیرے صاحب نے تجھپر ظلم کیا اور خدا نے تجھے خوار و مضیعت کے گھر مین نہین رکھا پس تو ہم سے مل جا ہم تجھسے مواسات کرینگے ۔ جب مین نے اُسکو پڑھا تو دل مین کہا کہ یہ بھی اللہ تعالے کی طرف سے امتحان و بلا ہی پس مین قصد کر کے تنور کی طرف گیا اور خط جھونک کر اُسمین جلا دیا ۔ پھر پچاس مین سے جب چالیس راتین گذرین تو ناگاہ رسول اللہ صلعم کا ایلچی میرے پاس آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تجھے حکم فرماتے ہین کہ اپنی جورو سے جدا ہو جا ۔ مین نے اُس سے پوچھا کہ طلاق دیدون یا کیا کرون ایلچی بولا آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ اُس سے الگ رہ اُس سے قربت نہ کرنا ۔ کعبؓ نے کہا کہ ایسا ہی حکم میرے دونون ساتھیون کو بھی پہونچا پس مین نے اپنی جورو سے کہا کہ جا اپنے میکے والون پاس اور وہین رہ یہان تک کہ اللہ تعالے اس بارہ مین جو چاہے حکم دے کعبؓ نے کہا کہ پھر ہلال بن امیہ کی جورو نے آکر آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہلال ایک بڈھا ضعیف

Marfat.com

آدمی ہی اور اُسکا کوئی خادم نہین جو اُسکی خدمت کردے سو آپ یہ امر ناگوار تو نہین جانتے کہ مین اُسکی خدمت کیا کرون [illegible] وہ مجھسے قربت نہ کرے وہ بولی کہ یارسول اللہ صلعم اُسکی تو یہ حالت ہی کہ واللہ اُسکو کسی چیز کی طرف جنبش بھی نہین ہی واللہ جب سے اُسکا یہ معاملہ پیش آیا ہی تب سے آج کے دن تک وہ برابر روتا رہا ہی کعب رضہ نے کہا کہ پھر مجھسے میرے بعض لوگون نے کہا کہ تم بھی جورو کے واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خدمت کی اجازت لے لیتا تو اچھا تھا کیونکہ ہلال بن امیہ کی جورو کو اُس کی خدمت کرنے کی اجازت دیدی ہی مین نے کہا کہ واللہ مین اُسکے بارہ مین رسول اللہ صلعم سے اجازت نہ مانگونگا مجھے نہین معلوم کہ رسول اللہ صلعم کیا فرماوین اور مین تو مرد جوان تندرست ہون کعب رضہ نے کہا کہ پھر ہم اس حال پر اور دس راتین رہے اور جب سے ہم لوگون سے بات کرنے سے مومنون کو منع فرمایا تھا اُسوقت سے پچاس راتین پوری ہوئین اور مین نے اپنی کریون مین سے ایک کے بیت کی چھت پر پچاسوین رات کے صبح ہولے پر صبح کی نماز پڑھی اور مین اسی حال پر جو اللہ تعالے نے بیان فرمایا ہی کہ مجھپر زمین باوجود چوڑائی کے تنگ ہوگئی تھی اور مجھپر اپنی جان دو بھر تنگ ہوگئی تھی اُس حال سے بیٹھا تھا کہ مین نے ایک بلند آواز دینے والے کو سُنا کہ وہ جبل سلع پر چڑھ کر بلند آواز سے کہتا تھا کہ بشارت ہو تجھکو اے کعب بن مالک پس مین اوندھے منھ سجدے مین گر پڑا اور مین نے جان لیا کہ اللہ عزوجل کی طرف سے کشایش آگئی باین طور کہ اُس پاک معبود تعالے نے ہمپر توبہ فرمائی ہی اور رسول اللہ صلعم نے صبح کی نماز کے بعد ہمارے اوپر توبہ الٰہی سے لوگون کو خبردار کر دیا تھا تو لوگ ہمکو بشارت دینے دوڑے اور میرے دونون ساتھیون کی طرف بھی بشارت دینے والے گئے اور بنو اسلم مین سے ایک شخص گھوڑے پر سوار ہوکر میری طرف دوڑا اور دوسرا شخص بنو اسلم مین سے پیادہ دوڑا اور کوہ سلع پر چڑھکر بلند آواز سے اُسنے پکار دیا پس آواز بہ نسبت گھوڑے کے تیز پہونچی پھر جب وہی شخص مجھے بشارت دینے آیا جسکی مین نے آواز سنی تھی تو مین نے اُسکے احسان بشارت کے شکریہ مین اُسوقت اپنے تن کی لباس کو اُتار کر اُسکو پہنا دیا اور قسم ہی اللہ تعالے کی کہ اُسوقت سوائے ان دو کپڑون کے میرے ملک مین نہ تھا اور مین نے دو کپڑے مانگے لیے اور پہنکر رسول اللہ صلعم کی حضوری کا قصد کرکے چلا اور فوج فوج مومنین مجھسے ملتے اور ہمپر اللہ تعالے کی توبہ کی بشارت دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعم کا تجھپر توبہ قبول فرمانا مبارک ہو۔ یہان تک کہ مین آکر مسجد مین داخل ہوا سو مین نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم مسجد مین تشریف رکھتے ہین اور لوگ آپکے گرد بیٹھے ہین پس طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اُٹھکر آہستہ دوڑکر مجھسے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی اور واللہ مہاجرین مین سے سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ کے اور کوئی میری مبارکبادی کو نہ کھڑا ہوا پس کعب رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ کا یہ احسان نہین بھولتے تھے کعب نے کہا کہ پھر جب مین نے رسول اللہ صلعم کو سلام کیا تو آپنے فرمایا اور اُسوقت آپ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا کہ بشارت ہو تجھکو بہتر بھلے دن کی کہ جب سے تو اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوا اور تجھپر زمانہ گذرا ان سب دنون سے یہ دن بہتر ہی۔ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کی طرف سے ہی یا اللہ تعالے کی طرف سے فرمایا کہ نہین بلکہ اللہ تعالے کی طرف سے ہی۔ کعب رضہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم کی عادت تھی کہ جب آپ مسرور ہوتے تو آپ کا چہرہ دمکنے لگتا گویا چاند کا ٹکڑا ہی یہان تک کہ لوگ آپ کی حالت مسرور [illegible] پہچان لیتے اور یہ حالت کھلی معلوم ہوجاتی تھی پھر جب مین آپ کے روبرو بیٹھا تو مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری توبہ [illegible] مین اپنے مال سے صاف بالکل الگ ہوجاؤن اس حال مین کہ اُسکو اللہ عزوجل کی درگاہ مین اور اُسکے رسول کی حضور مین [illegible] (یعنے رسول اللہ صلعم اس مال کو مساکین پر صدقہ کر دین) تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بعض حصہ مال کا اپنے واسطے [illegible]

Marfat.com

اپنی کل ملکیت کے عوض کہا کہ بہت اچھا تو مین اپنا وہ حصہ رکھ لونگا جو میرا خیبر مین ہی - اور مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے میرے سچ نے بچایا اور میری توبہ سے یعنی شکریہ توبہ سے یہ ہی کہ جب تک دنیا مین باقی ہون سوائے سچ کے کبھی کچھ نہ بولون - کعب رضی نے کہا کہ جب سے مین نے رسول اللہ صلعم سے یہ ذکر کیا اُسوقت سے واللہ مین نہین جانتا ہون کہ کسی مسلمان کو اللہ تعالے نے سچ بات بولنے مین امتحان فرمایا ہو اس سے بہتر کہ جتنا مجھکو امتحان فرمایا واللہ مین نے جب سے رسول اللہ صلعم سے یہ کہا اُسوقت سے آج کے دن تک مین نے عمداً کوئی بات جھوٹ نہین کہی اور مجھے امید لگی ہی کہ جتنے دن باقی ہون اُنمین اللہ تعالے مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے پھر کعب رضی نے کہا کہ (قبول توبہ مین) اللہ تعالے نے نازل فرمایا قولہ تعالے لقد تاب اللہ علی النبی والمهاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منهم ثم تاب علیهم انہ بهم رؤف رحیم وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیهم الارض بما رحبت وضاقت علیهم انفسهم وظنوا ان لا ملجأ من اللہ الا الیہ ثم تاب علیهم لیتوبوا ان اللہ هو التواب الرحیم یا ایها الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین آخر تک آیات پڑھین - کعب رضی نے فرمایا کہ پس واللہ جب سے اللہ تعالے نے مجھے اسلام کی نعمت کی ہدایت فرما دی اسکے بعد میرے نزدیک کبھی اس سے بڑھکر کوئی نعمت نہین کہ مین اُسدن رسول اللہ صلعم سے سچ بولا - ایسا نہوتا کہ مین کہین آپ سے جھوٹ بول دیتا تو ویسا ہی برباد ہوتا جیسے وے لوگ برباد و ہلاک ہوے جو آپ سے جھوٹ بولے تھے چنانچہ جب وحی نازل ہوئی تو اللہ تعالے نے جو کچھ کسی کی مذمت مین فرمایا ہی سب سے بدتر اُن لوگون کے حق مین فرمایا جو رسول اللہ صلعم سے جھوٹ بولے تھے پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیهم لتعرضوا عنهم فاعرضوا عنهم انهم رجس وماواهم جهنم جزاء بما کانوا یکسبون - یحلفون لکم لترضوا عنهم فان ترضوا عنهم فان اللہ لا یرضی عن القوم الفاسقین - کعب رضی نے کہا کہ ہم تین آدمی کہ جو مخلف یعنی متاخر و پیچھے کر دیے گئے قرار دیا تو یہ پیچھڑنا بہ نسبت اُن جھوٹون کے ہی جنھون نے غزوۂ تبوک سے پیچھڑکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دروغ عذر کیے اور آپ نے اُنسے بیعت لیکر انکے لیے استغفار کیا اور ہمارے معاملہ کو رسول اللہ صلعم نے پیچھے کر دیا یہان تک کہ اللہ تعالے نے اس امر مرجا یعنی مؤخر کردہ شدہ مین حکم فرمایا اور ہمارے حق مین وعلی الثلثۃ الذین خلفوا جو فرمایا تو یہ غزوہ سے ہمارے تخلف و تاخر کا بیان نہین ہی بلکہ یہ ایسے لوگون کی نسبت ہی جنھون نے آنحضرت صلعم سے تخلف کرکے جھوٹے عذر کیے اور آپ نے نظر بظاہر قسم اُنسے قبول کر لیے تھے - قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے هذا حدیث حسن صحیح متفق علیہ فقد رواه البخاری ومسلم رحمهما اللہ تعالے فی صحیحهما من حدیث الزهری بنحوه - اس حدیث مین اس آیت کی تفسیر با بسط کے ساتھ موجود ہی -

قال المترجم بیان چند فوائد ضروری ہین - الاول تفسیر آیہ کریمہ جیسے حدیث مزبور مین واقع ہی اسی کے شواہد سلف کے ائمہ تفسیر مانند مجاہد و قتادہ و ضحاک و سدی وغیرہم سے باسانید جید مروی ہین جنکے ذکر سے تطویل کچھ ضرور نہین - ہان ان سب مین مرارۃ بن ربیعہ نام کیا اور سعید بن جبیر رضی سے ایک روایت مین ربیع بن مرارہ ہی اور حسن بصری رح نے ربیع بن مرارہ کہا ولیکن ضحاک رحمہ اللہ سے ایک روایت مین مرارۃ بن الربیع آیا جیسا کہ صحیحین کی حدیث مین واقع ہوا اور ابن کثیر رح نے کہا یہی ٹھیک ہی - الثانی اس روایت مین آیا کہ کعب رضی کے ساتھ جو شخص امتحان مین رکھے گئے یعنی مرارۃ بن الربیع وہلال بن امیہ اُنکی نسبت کہا کہ دو مرد صالح جو بدر مین حاضر ہوے تھے تو شیخ ابن کثیر رح نے بعض کا قول یون نقل کیا گیا کہ یہ جملہ امام زہری رح کا سہو ہی اس لیے کہ ان تینون مین سے کسی کا بدر مین حاضر ہونا نہین پہچانا جاتا ہی واللہ اعلم - ہمارے نزدیک یہ قول قابل التفات نہین اسلیے کہ اہل بدر کے آسامی کسی نقل صریح مین جو اسی بیان کے لیے عبارت ہو مذکور نہین بلکہ تتبع سے معلوم کیا گیا ہی تو ایسی صورت مین جب اس روایت صحیح مین صریح تنصیص موجود ہی تو سہو و وہم قرار دینا بلا دلیل ہی اور شاید شیخ رح نے

Marfat.com

صیغۂ تمریض سے اسی ضعف کی طرف اشارہ کیا۔ فافہم۔ الثالث اس روایت کے آخر سے ظاہر ہوتا ہو کہ اعتذار [illegible]
باللہ لکم اذا انقلبتم الیہم آلآیۃ یعنے کیا کیا پیچھے نازل ہوئی بعد انکے اعتذار کے حالانکہ سیاق سے ظاہر ہوتا ہو کہ نزول بلا [illegible]
اسوقت فتح الباری وغیرہ کوئی شرح نہیں ملی ولیکن وہ جواب بتوفیق اللہ تعالے لکھتا ہو کہ اس روایت کی تقریر میں یہ تصریح نہیں کہ نزول [illegible]
پیچھے ہوا ہی بلکہ روایت سے صرف یہ معلوم ہوا کہ جب وحی نازل ہوئی تو انکے حق میں یوں مذمت اتری [illegible] ممکن ہو کہ وحی پہلے [illegible]
ایک دوسرا سوال وارد ہوگا کہ اگر نزول مقدم ہی تو آنحضرت صلعم نے انسے کیونکر رضامندی فرمائی اور اسکا جواب یہ ہو کہ ظاہر [illegible]
اور باطن کو اللہ تعالے کی طرف سونپنے سے رضامندی حقیقی لازم نہیں اور اللہ تعالے نے جو فرمایا۔ فان ترضوا عنہم فان اللہ لا یرضی عن القوم
الفاسقین۔ تو مقصود اس سے مبالغہ انکی خطاکاری میں ہو یعنے تمہاری رضامندی انکے کچھ کارآمد نہیں پس جھوٹے بہکر اور تمہاری خاطر
کے لیے جھوٹ قسم کھاکر کچھ فائدہ نہ پاوینگے۔ حاصل یہ ہو کہ اللہ تعالے نے بدون تصریح نامہاے منافقین کے پہلے ہی سے آگاہ فرما دیا تھا کہ
عنقریب تمہارے لوٹنے پر تمہاری خوشنودی کے لیے جھوٹی قسمیں کھاوینگے۔ پھر ان علامات کے ظہور سے پہچانے گئے ولیکن اسی آیت
میں اللہ تعالے نے یہ بھی حکم دیدیا تھا کہ فاعرضوا عنہم انہم رجس۔ انسے اعراض کرلینا کہ وے پلید ہیں۔ تو آنحضرت صلعم نے اعراض فرمایا اور
پھر جب نزول ہوا کہ یعتذرون الیکم اذا رجعتم۔ تو انسے کہدیا بحکم الٰہی۔ قل لا تعتذروا قد نبأنا اللہ من اخبارکم۔ پس فضیحت و رسوا ہوئے۔
فتامل فیہ۔ الرابع اس حدیث صحیح میں بکثرت علوم ہیں جنکا استخراج بہت وقت اور بڑا فرصت چاہتا ہو اور معظم امور ایمان و اعتقاد کے اور
معظم فروع اور رکائد نفس کے سب اس سے معلوم ہو سکتے ہیں لیکن کچھ تھوڑی ابتداء سے بیان ہوتے ہیں۔ ازانجملہ اسلام و ایمان پر
مضبوط ہونا اصل ہو اور جہاد وغیرہ اعمال سب فرع ہیں اسیواسطے لیلۃ العقبہ کی حاضری کو بدر کی شرکت پر فضیلت دی اور اسیواسطے آخر حدیث
میں نعمت ایمان کے بعد اس صدق کو سب سے بڑی نعمت کہا۔ ازانجملہ توریہ جائز ہو یعنے سچی بات کسی دینی مصلحت سے پیچ طور پر کہدینا کہ
سننے والا یا خواہ مخواہ پوچھنے والا اپنی ناسمجھی سے کچھ اور سمجھے اگرچہ یہی مقصود تھا کہ یہ شخص ناحق اس امر سے ناخوش نہو کہ مجھے نہیں جواب دیا۔
ازانجملہ مجاہدین کے نام دفتر میں لکھ لینا بھی جائز ہو ولیکن دین میں ادنی کام ہو۔ ازانجملہ سایہ دھوپ میں اور گرم سامان جاڑے میں اور
دیگر اسباب بالطبع مرغوب نفس ہیں اور وہی محل امتحان ہیں پس اگر آدمی کو یہ چیزیں فرمان الٰہی سے باز نہ رکھیں تو نعمت ہیں اور انپر شکر کرنا
جو ہر حال میں لازم ہو مزید نعمت ہوگا ورنہ یہی چیزیں عذاب ہیں جیسے منافقوں و کافروں کے حق میں مال و اولاد کا بیان ہو چکا۔ ازانجملہ
اپنے نفس میں یہ قدرت سمجھنا کہ ہم ایسا کرلینگے یا مثلاً مرتے وقت یا فلاں وقت توبہ و عبادت کرلینگے بالکل فریب نفس و مستوجب دوری از درگاہ
حق تعالے ہو اور سراسر عاجزی کیونکہ وہ اپنے نفس کے محاسبہ سے عاجز ہوا تو اور چیز پر کیا قدرت پائی۔ ازانجملہ امام حق اور اتباع سنت سے
بچھڑنا ایسا خسارہ ہو کہ اسکا تدارک کبھی نہوگا ہاں آیندہ اگر مطیع ہوگیا تو آیندہ کے واسطے انشاء اللہ تعالے کافی ہوگا اگرچہ گذشتہ کے لیے ہمیشہ
حسرت و افسوس کرنا صدق ایمان کے ساتھ دائمی لازم ہو۔ ازانجملہ تقدیر الٰہی برحق ہو اور تدبیر اسکے مقابلہ میں محض فریب نفس شیطانی ہو۔
ازانجملہ علامات ایمان سے ہو کہ اہل حق و عدل کو دیکھکر خوش ہو اور منافقوں و کافروں کو دیکھکر اپنے حال پر غمگین ہو جاے کہ افسوس مجھے
انکا پڑوس لابس آنپر کہاں سایہ رحمت ہو جو انکی صحبت سے مجھے ملے برخلاف اسکے قہر و غضب سے بچ جاؤں تو یہی غنیمت ہو۔ ازانجملہ گمان نیک
کے ساتھ بجالانے پر معاذ بن جبل رضہ نے بدگمانی نہیں کی بلکہ مومن کے ساتھ نیک گمان رکھا اور یہی موافق حدیث کے ہو یہی مومن کی علامت [illegible]
ازانجملہ ہدایت فقط محض اللہ تعالے کی طرف سے فضل ازلی و احسان ہو اور اللہ تعالے ویسے ہی اسکے اسباب [illegible]

[illegible] معصیت دروغ و باطل دور فرماکر صدق پر ثابت قدم کردیا بخلاف منافقون کے - ازانجملہ لوگون سے ظاہر حال پر اکتفا
[illegible] اور باطن سے بحث نہ کرے - ازانجملہ مخلوق کی خوشنودی کے لیے خالق کی معصیت نہ کرے ورنہ آخر وہ مخلوق جو قبضہ قدرت
[illegible] بتسخیر حق عزوجل اُس عاصی کا دشمن ہوجاتا ہی - ازانجملہ صدق ہر حال مین اچھا ہوتا اور اسکا انجام بخیر ہوتا ہی
حضرت ابن مسعود رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم صدق کو لازم پکڑو کہ وہ نیکوکاری کی راہ بتاتا ہی اور نیکوکاری
[illegible] کی راہ دکھاتی ہی اور آدمی برابر سچ بولتا اور سچائی کا قصد رکھتا ہی یہان تک کہ اللہ تعالے کے یہان وہ صدیق لکھا جاتا ہی
[illegible] اور بچو تم کذب سے اور کذب راہ دکھاتا ہی فجور یعنے گناہ کی اور گناہ راہ بتاتا ہی دوزخ کی اور برابر آدمی جھوٹ بولتا ہی اور
[illegible] کی ٹٹول رکھتا ہی یہان تک کہ اللہ تعالے کے یہان کذاب لکھا جاتا ہی - رواہ احمد والبخاری ومسلم رحمہم اللہ تعالے اور
ابن مسعود رضہ نے ٹھٹھول ولغو باتون مین بھی بدلیل آیت کریمہ منع فرمایا اور خود اللہ تعالی فرماتا ہی - یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
اے ایمان والو تقوی کرو اللہ تعالے سے یعنی اُس سے ڈرو اس طرح کہ جملہ معاصی چھوڑدو اور ظاہر و باطن مطیع رہو کہ وہ سب
جانتا ہی - وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور ہوجاؤ تم لوگ صادقین بندون کے ساتھ - یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم وآپ کے صحابہ
رضی اللہ عنہم کے ساتھ کذا قال ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ضحاک رح نے آنحضرت صلعم کے بعد والے مومنون کو صادقین کے ساتھ
ہوجانے کے معنی بتلائے کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر وانکے اصحاب کے ساتھ ہوجاؤ - قال المترجم یعنی اسی طرح درجہ بدرجہ ہر زمانہ
مین صالح بندگان حق تعالے کا ساتھ دینا ضرور ہی چنانچہ ابن عباس رضہ نے زمانہ خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین اس سے
احتجاج کیا کہ اے لوگو بحکم آیت کریمہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ وانکے اصحاب کے ساتھ ہوجاؤ - بعض نے کہا کہ معنی یہ کہ انھین تین صحابہ
کا طریقہ اختیار کرو جنھون نے جھوٹا عذر نہین کیا بلکہ سچ بولے - ابن جریر رح نے کہا کہ مہاجرین صحابہ کے ساتھ اور بعض نے کہا کہ
جو لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ تبوک گئے تھے اُنکے ساتھ ہوجاؤ - بہرحال مقصود ایک ہی ہی جیسا کہ مترجم عفا اللہ عنہ نے اشارہ کیا -
اللہ تعالے اعلم - حسن بصری رح سے روایت ہی کہ اگر تجھے صادقین کا ساتھ مطلوب ہی تو دنیا سے بے رغبت ہوجاؤ - الخامس
کعب رضہ کے صدق پر لوگون نے اُلٹی ملامت کی اور زعم کیا کہ استغفار رسول اللہ صلعم کافی ہوتا حالانکہ یہ وسوسہ شیطانی تھا کیونکہ
استغفار رسول اللہ صلعم جبھی کافی تھا کہ آپ دل سے استغفار فرماوین ورنہ نہین اور اللہ تعالے نے تو فرمایا کہ فان ترضوا عنہم
الآیہ یعنے اگر تم انسے راضی بھی ہوجاؤ تو اللہ تعالے فاسقون سے راضی نہین - ہان اگر گناہ پر ندامت ہو اور آنحضرت صلعم استغفار فرماوین
تو سبحان اللہ تعالے زہے نصیب اُنکے جنکو یہ نصیب ہو اللھم رب اغفرلی وارزقنی استغفار رسولک صلی اللہ علیہ وسلم لی فانی مقر بالذنب
وانک انت الغفور الرحیم - السادس موافقت ومتابعت صالحین کو ترک نہ کرے اگرچہ مخالفت پر ایک جم غفیر آمادہ کرتا ہو - السابع
گنہگار سے ترک کلام کرنا خالص اللہ تعالے کیواسطے جائز ہی جبکہ اس سے فائدہ ہو اور محبت وغیرہ مین اللہ تعالے ہی کے واسطے
[illegible] کرے چنانچہ ابو قتادہ نے کعب رضہ سے باوجود کمال محبت کے اس وقت مین اللہ تعالے ورسول کے واسطے انقطاع کیا
[illegible] قرابت کا جوش ونفس کی رغبت سب کاٹ دی - الثامن گناہ کرنے مین کبھی دنیاوی نعمت ملتی ہی لیکن وہ عذاب الٰہی
[illegible] التاسع جورو اور مال واولاد سب ایسے امور سے جن سے نفس کو تعلق ہو جب تعلق باطنی ترک کرنے اور ہمہ تن
[illegible] ہوجاوے تو رحمت الٰہی انشاء اللہ تعالے اسپر نازل فرماوے اور اس سے یہ مراد نہین کہ ان چیزون کو ترک کرے

Marfat.com

بلکہ دل کا تعلق فقط قطع کرے جیسے مولوی روم رح نے کہا ہے جلیست دنیا از خدا غافل بُدن [illegible]
العاشر شیخ ابو بکر الوراق رحمہ اللہ نے کہا کہ توبہ نصوح جسکا مومنون کو حکم ہی ایسی [illegible] ہوکہ توبہ کرنے [illegible]
اپنی جان اُسپر تنگ ہو جیسے حضرت کعب بن مالک و اُنکے دونون ساتھیون کی توبہ تھی [illegible]
توبہ جو نصوح ہی چنانچہ قولہ التوبۃ النصوح یشعر ہی اور عوام مین جو مشہور ہی کہ نصوح کوئی شخص تھا [illegible]
حکم دیا تو یہ محض مستنکر ہی اور یہ نہین سوچتے کہ کیا صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی وہ شخص [illegible]
مرضی ہونے پر تنصیص ہی وکلام اسمین انشاء اللہ تعالے توبہ نصوح کے حکم والی آیت مین مذکور آویگا [illegible]
مبارکباد و بشارت دینا اہل ایمان کو امر خیر پر مستحب ہی اور اس زمانہ مین جو غیر مشروع رسم و مجرد دنیاوی [illegible]
رکھتے ہین تو بعضی ایسی صورتین نکلتی ہین جنمین کفر کا خوف ہی مثلاً کسی کا بیٹا جوان ہوا اور اُسنے کوئی فسق کیا [illegible]
مبارکباد دی کہ خدا مبارک کرے خدا نے یہ دن کیا تو کہنے والیان اور مبارکی لینے والیان کافرہ کہی جاوینگی [illegible]
حکم ہوگا۔ واللہ تعالے اعلم۔ اور حدیث مین جو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بڑھکر مصافحہ کرنا و مبارکباد دینا آیا تو [illegible]
خوشی کے وقت مصافحہ کرنا چاہیے بلکہ مصافحہ موافق معمول کے کیا اور خوشی کی مبارکباد دی لیس نماز فجر یا عصر کے بعد [illegible]
ہی کہ مقتدی لوگ امام نماز سے مصافحہ کرتے ہین وہ جائز طریقہ نہین جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اپنے خاص رسالہ مین [illegible]
ایسے ہی عیدین مین مصافحہ سے بڑھکر معانقہ کرنا جو ہندوستان مین رائج ہی مذموم ہی۔ اور رہی خوشی و فرحت افطار کی کہ اللہ تعالے
عزوجل کی توفیق سے روزے پورے ہوگئے تو یہ روا ہی اور اصلی خوشی اُسوقت انشاء اللہ تعالے ہوگی کہ اللہ تعالے کی درگاہ مین قبول
ہونا دنیاوی زندگی فانی کے بعد ظاہر ہووے ف۔ ۲۔ حدیث کعب رضی اللہ عنہ دلالت کرتی ہی کہ ان تین صحابہ رضی اللہ [illegible]
اجمعین کی توبہ مین تاخیر ہوئی یہان تک کہ جب یہ نوبت پہونچی کہ اپنی جانین اُنکو دوبھر ہوگئین اور زمین تنگ ہوگئی حالانکہ [illegible]
تن کی آسائش و آرام کی وجہ سے تخلف ہوا تھا تب اللہ تعالے نے اُنکی توبہ قبول فرماکر نازل فرمایا قولہ لقد تاب اللہ علی النبی [illegible]
اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ اسکو اسلام و ایمان کے بعد بڑی نعمت جانتے تھے اور مترجم کہتا ہی کہ اللہ [illegible] بڑی نعمت ہی [illegible]
فرماوے ثم تاب علیہم لیتوبوا۔ پس اس نعمت کا شکر نہین ادا ہوسکتا اور نہ اُسکی فضیلت بیان مین آسکتی ہی اللّٰھم [illegible]
علی نفسک۔ پس یہان ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیے کہ جب یہ ایسی نعمت تھی تو اللہ تعالے نے حضرت سید عالم اپنے [illegible]
وسلم و صحابہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کو جو ساتھ گئے تھے اس نعمت سے پہلے ہی اپنے کلام پاک لقد تاب [illegible]
والانصار الذین اتبعوہ الآیۃ سے سرفراز فرماکر پھر قولہ وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا الآیۃ سے باقی تینون صحابہ [illegible]
صحابہ اس نعمت مین منفرد نہو جاوین اور دوسرا نکتہ یہ ہی کہ اوپر کی آیات یعنی قولہ ان اللہ اشتری من المؤمنین [illegible]
العابدون الآیۃ۔ سے معلوم ہوچکا کہ مومنون کی جانین و مال حضرت خالق ذو الجلال کی بیع مین [illegible]
کے تصرف مین ہی چنانچہ تبوک کے جانے مین جب کعب رضی اللہ عنہ اور دونون ساتھیون تخلف [illegible]
اُنکی کمال عاجزی پر جب اس سے تنگ ہوگئے اور جان و مال سے ہاتھ اٹھایا تو قبول فرمایا [illegible]
سے سرفراز کیا پس تائبون جو اول صفت ان بندون کی ہی جنکے لیے جنت [illegible]

Marfat.com

[illegible] جب وہ ہین جنکے لیے جنت منزل کرامت ہی والحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین۔ ف ۳۔ اول [illegible] رؤف رحیم۔ اور دوسری آیت کا خاتمہ ان اللہ ہو التواب الرحیم۔ ہی اور اول بہ نسبت دوم کے افضل ہی اور کمال [illegible] پر شعر چنانچہ [illegible] و امتیاز و اکرام و اعزاز پوشیدہ نہین ہی۔ پھر رحمت پر دونون کا خاتمہ ہی جسمین دلالت ہی کہ قبول توبہ [illegible] و رحمت الٰہی ہی اور بالکل احسان از حق تعالے جیسے بندون و تمام مخلوق کا پیدا کر دینا و اُنکو ہوش و گوش دینا۔ اور [illegible] آدم [illegible] مکرم و برگزیدہ کر دینا محض فضل و رحمت ہی پس معتزلہ و رافضی وغیرہ بدعتی فرقے جو حق عز وجل تعالے شانہ پر بعض [illegible] واجب کہتے ہین یعنے جاہل گستاخ یون کہتے ہین کہ اوتعالے پر یہ کرنا واجب ہی تو یہ لوگ معرفت الٰہی سے جاہل اور بے ادب گستاخ ہین تعالے اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔ اللہ تعالے پر کچھ واجب نہین وہ جو چاہے کرے اور جو وعدہ اُسنے فرمایا اور خبر دیجیسا فرمایا ویسا ہی ہوگا تو یہ سراسر اُسکا فضل و احسان ہی۔ ف ۴۔ آخر مین قبول توبہ کے بعد حکم فرمایا کہ صادقین کے ساتھ رہین۔ پس اسمین صادقین کی فضیلت نکلی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بڑی فضیلت ہی کیونکہ اُنکو اللہ تعالے نے صدیق کیا اور صادق سے صدیق مین مبالغہ ہی اسلیئے کہ صادق صیغہ اسم فاعل ہی اور صدیق صیغہ اسم فاعل مبالغہ ہی اور عموم صادقین مین بھی وے داخل ہوے جیسے آنحضرت صلعم پھر آنحضرت صلعم رسول پاک اور بالاتفاق افضل الرسل بلکہ افضل جمیع خلائق ہین اور ابو بکر رضی اللہ عنہ صادق سے صدیق تک سرفراز ہوے ہین لہذا انبیاء و رسولون کے بعد وہی سب سے افضل ہین۔ روایت ہی کہ بعد وفات حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے خلافت مین مشورہ کیا پس انصار نے مہاجرین سے کہا کہ تم مین سے ایک شخص تمھارا سردار ہو اور ہم مین سے ایک شخص ہمارا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے اپنی کتاب مجید مین فرماتا ہی۔ للفقراء المہاجرین الی قولہ اولئک ہم الصادقون۔ سو تم بتاؤ کہ یہ کون لوگ ہین تو انصار نے کہا کہ یہ تمھین لوگ ہو جبین ثابت ہوا کہ مہاجرین وہی صادقین ہین پھر حضرت ابو بکر رض نے کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ پس مومنون کو حکم دیا کہ صادقین کے ساتھ رہین پس تم کو ہمارے ساتھ رہنے کا حکم ہی اور یہ نہین کہ ہم تمھارے ساتھ رہین پس سب نے اتفاق کرکے حضرت صدیق رض کے ہاتھ پر بیعت کی۔ مترجم کہتا ہی کہ توضیح یہ کہ انصار رضی اللہ عنہم پر حجت قائم ہوئی کہ مہاجرین صادقین کے ساتھ رہین پھر ان صادقین مین سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق کے مرتبہ پر تھے لہذا باقی مہاجرین و انصار سب نے متفق ہو کر اُنسے بیعت کر لی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین ف ۵۔ بعض علماء نے [illegible] آیت [illegible] دلیل ہی کہ اجماع جس امر پر ہو اُسکا ماننا ضرور ہی اس لیے کہ آیت مین قولہ تعالے کونوا مع الصادقین۔ حکم ہی [illegible] کے ساتھ ہو جاؤ پس ضرور انکا قول ماننا واجب ہی تاکہ اُنکی معیت حاصل ہو لہذا اجماع حجت ہونے پر یہ آیت حجت [illegible] مع الصادقین [illegible] تبعیض بمعنی من ہو سکتا ہی یعنے من الصادقین۔ پس حجت نہوگی اور جواب یہ ہی کہ ایسا قول اُسی شخص [illegible] صادقین صحابہ رضی اللہ عنہم ہین تو کیونکر آدمی صحابہ مین سے ہو سکتا ہی۔ اگر کہا جاوے [illegible] متاخرین بین ہر زمانہ مین درجہ بدرجہ صادقین کو شامل ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو جواب یہ [illegible] اولی بلکہ اول وہی داخل ہین۔ پس مع جب اپنے معنی سے ہٹا کر بمعنی من لیا جاوے تو حکم [illegible] اپنے معنی پر ہو تو معیت باعتقاد و دین ممکن ہی اور چونکہ یہی معیت مراد ہی اسلیئے کہ حکم عموم

Marfat.com

تا قیامت سب مومنون کو ہی اور وہ معیت جسمانی سے ممکن نہین تو ضرور معیت قولی و فعلی مقصود ہی
ہی کیونکہ منافقین ایسی معیت رکھتے تھے پس آیت اچھی طرح اس امر پر حجت ہی کہ جس امر پر انکا اجماع ہو
البتہ ہی کہ مطلقاً اجماع حجت ہونا ثابت نہین ہوگا اس لیے کہ صادقین کا علم سوائے صحابہ رضہ کے متعذر ہی
اللہ تعالےٰ نے البتہ تنصیص فرمائی پس اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم البتہ حجت قطعی ہوا اور حدیث ما انا علیہ
مسلمون سے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہین جیساکہ حضرت ابن مسعود رضہ سے مسلمون کی یہی تفسیر مروی ہی پس جو آیت کریمہ سے
ہی اس سے یہ تفسیر حدیث مطابق و متوافق ہی فالحمد للہ علی ذالک - یہان سے ثابت ہوگیا کہ بعضے کم فہم لوگ جو ہر زمانہ مین
نکالکر اس زمانہ کی جہت سے لوگون کا اتفاق کرلینا اجماع حجت سمجھتے ہین وہ بالکل کج فہمی ہی کیونکہ مومنون سے صحابہ مراد ہین جیسا کہ
ابن مسعود رضہ نے صریح تنصیص فرمائی پس اجماع فقط صحابہ رضہ کا حجت ہوا کیونکہ انکا مومنین صادقین ہونا منصوص و معلوم ہی اور انکے بعد
پھر زمانہ تابعین کے واسطے اگرچہ آنحضرت صلعم نے بھلائی کو فرمایا - فی قولہ علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم الحدیث لیکن تنصیص
اہل اجماع کی صادقین مومنین ہونے پر وہان بھی نہین ہی تو بھلا اس زمانہ مین کہ جس قرن کے واسطے بھلائی کی بھی تنصیص نہین ہی
اُسکے اجماع و اتفاق کا کیا اعتبار ہی علاوہ برین بہت سے لوگون کا اتفاق کرلینا کچھ اجماع نہین ہی کیونکہ اسوقت جب تمام دنیا کے مسلمان
سب مجتمع و متفق ہون کوئی باقی نہ رہے تو البتہ اتفاق کہا جاوے حالانکہ اُنکے حق مین بھی تنصیص ندارد ہی - بالجملہ یہان تو سرے سے
اجماع ہی نہین اور ہوتا بھی تو اُسکا کچھ اعتبار نہین ہوسکتا کیونکہ مومنون کا اجماع کیونکر ثابت ہوگا اس لیے کہ ظاہر حال پر اسلام کا حکم
ہوسکتا ہی اور یہ معلوم نہین ہوسکتا کہ حقیقت مین یہ مومن ہی یا نہین ہی علاوہ برین اسوقت اسلام کے اقرار کرنے سے یہی لازم نہین
کہ اسلام پر اسکا خاتمہ ہوگا یا نہین ہوگا پس ایسے لوگون کے اجماع کو بفرض اُسکے کہ پایا بھی جاوے یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ مومنون کا اجماع ہوا
کیونکہ یہ بات تو اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہی ہان صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین یہ بات معلوم ہی کہ وے مومنین صادقین تھے کیونکہ اللہ تعالےٰ
نے اُنکے حق مین بمانند قولہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ - اور بمانند قولہ و کونوا مع الصادقین - اور قولہ اولئک ہم صادقون - وغیرہ آیات کریمہ
سے تنصیص صریح فرمائی ہی پس اُنکا اجماع قطعی مومنون کا اجماع اور حجت قطعیہ ہی فافہم ف ـــــ ۶ - فی العرائس قولہ تعالےٰ لقد تاب
اللہ علی النبی والمہاجرین الآیۃ - توبہ دو ہین ایک بندہ کی توبہ اور دوسری توبہ الٰہی تعالےٰ - پس بندہ کی توبہ اسطرح کہ لغزش و خطا
سے رجوع کرکے طاعات و فرمانبرداری پر ہوجاوے - اور توبہ الٰہی اسطرح ہی کہ اللہ تعالےٰ اُسپر رجوع فرماوے یعنی نعمت وصال کی خوشبو
اُسکے مشام روح کو پہونچاوے اور سرانجام کار وصل مراد کا دروازہ اُسکے واسطے کھول دے اور حجاب اس سے مرتفع فرماوے - یہان
دل کی آنکھ سے غور کرکے دیکھو کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو اپنے رسول حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر کسقدر لطف و عنایت ہی اور مومنون پر کیسے
تھے کیا کرم ہی کہ اُنکی توبہ سے پہلے اُنپر رجوع فرمایا جس سے وے ہمہ تن اپنے معبود پاک کی طرف سے رجوع لائے اور اُنکو [illegible]
کھل گئی اور نعمت مل گئی پس اپنے حبیب رسول صلعم پر اُسکا رجوع اسطرح کہ مشاہدہ کشف فرمایا اور رجوع بجانب بندگان [illegible]
وصال اُنکو کشف فرمائی لہٰذا نبی صلعم کی توبہ اس جہت سے تھی کہ اُنکو ادائے رسالت وغیرہ احکام مین مشاہدہ سے [illegible]
کی توبہ اس راہ سے کہ ملاحظہ درگاہ قرب سے اُنکو غیبت ہوئی پس اُنکو فیض و ہدایت الٰہی نے [illegible]
فیضیاب فرمایا اور یہی طریقہ فیض قدم کا انبیاء و اولیاء کے ساتھ مقام امتحان مین جاری ہی [illegible]

...حاصل ہوتی ہے۔ قال اللہ تعالے ہو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا الآیۃ۔ اور فرمایا حتی اذا استیأس الرسل
وظنوا انہم قد کذبوا جاءہم نصرنا الآیۃ۔ بعض مشائخ نے کہا کہ توبۃ النبی صلعم مقدمہ و اصل توبۃ الامۃ ہے تاکہ اصل ہے تابع کی درستی
ہو۔ بعض نے کہا کہ انبیاء کی توبہ بجہت مشاہدۂ خلق کے وقت رسالت کے ابلاغ کے ہے کیونکہ انبیاء کو کبھی حضور سے غیبت نہیں ہوتی
اس لیے کہ وے ہمیشہ مقام عین الجمع میں ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالے نے مخصوص کر کے ان تین بندون کا کہ امتحان میں مبتلا
ہوئے تھے بیان فرمایا کہ اللہ تعالے نے اُنپر رجوع فرمایا اسطرح کہ اُنکی توبہ قبول فرمائی بقولہ تعالے وعلی الثلثۃ الذین خلفوا الآیۃ۔ کثرت
تراکم انقباض سے اور ہجوم انوار عظمت سے اُنکے قلوب میں انبساط ہوا اور روے زمین پر کوئی چیز قابل نہ دیکھی حتی کہ اپنی
جانیں بھی اور یقین ہو گیا کہ ملجأ اُسی کی طرف ہے پس جملہ وسائط قطع کر کے اُسی کے لطف پر منفرد ہو گئے ثم تاب علیہم لیتوبوا۔
پس حجاب القبض وغیرہ کو درمیان سے اُٹھا دیا پس انس میں داخل ہوے اور یہ کرم اُسی پاک معبود ذوالجلال کا وصف قدیم
ہے ان اللہ ہو التواب الرحیم۔ شیخ ابو عثمان رح نے کہا کہ جو کوئی حضرت حق عزوجل کی طرف رجوع لاوے اُسکی حال ہونا چاہیے
کہ زمین اُسپر تنگ ہو کبھی اُسپر پاؤن رکھنے کا ٹھکانا نہ پاوے اور اپنی جان تنگ ہو کہ اُسکی ہلاکت کا خوف ہے پس توبہ نصوح
کی اول دلیل ایسی حالت ہے۔ بعض مشائخ نے قولہ وظنوا ان لا ملجأ من اللہ الا الیہ۔ میں کہا کہ اُنھون نے کسی بزرگ حبیب یا
خلیل یا کلیم پر اعتماد نہ کیا بلکہ تمام سب مخلوق سے اُنکے دل منقطع ہو کر اپنے خالق عزوجل کیطرف رجوع لائے۔ شیخ احمد بن خضرویہ
نے شیخ ابو یزید سے پوچھا کہ مجھے توبۃ النصوح کیونکر ملے فرمایا کہ اللہ عزوجل و اُسکی توفیق سے مل سکتی ہے کیونکہ تعالے فرماتا ہے
ثم تاب علیہم لیتوبوا۔ مترجم کہتا ہے کہ توضیح یہ ہے کہ پہلے حق تعالے نے اُنپر اپنا رجوع بیان فرمایا اور اُنکی توبہ اُسی کا سبب قرار
دیا پس اُسی کی توفیق سے مرتبہ توبہ نصیب ہوا پس وہی ہادی و موفق و خالق افعال العباد ہے اللہم اہدنا الصراط المستقیم و توب علینا
انک انت الغفور الرحیم۔ بعض مشائخ نے کہا کہ خود اُنپر فضل و احسان فرمایا کہ خود ہی اُنکو قبول کر لیا اور یہ نہیں کہ اُنھون نے رجوع کیا۔
استاد رح نے کہا کہ جب موت کی قربت پہونچی و لغزت سے یاس ہوئی تو باران رحمت سے اُنکی خشک کھیتی ہری ہوئی پھر مومنون کو
اتقاء کی تاکید و طلب مزید کی ہمت پر تحضیض فرمائی۔ لقولہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین۔ راہ کے تین
اقسام کیے۔ ایمان و تقوی و صدق۔ اور یہ اعمال قلوب ہیں کیونکہ اُنکے حقایق کشف انوار الغیوب سے درست و ثابت ہوتے ہیں
پس جب یہ حقایق ثابت ہو گئے تو بندہ کو ایمان سے آیات کے حقایق ملتے ہیں اور تقوی سے مشاہدہ صفات اور صدق سے
مشاہدہ انوار ذات حاصل ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ پہلے اُنکو مومنین کہا پھر اس مقام سے اُنکو مقام تقوی کی طرف بلایا اور وہ مشاہدہ
جلال و عظمت کا مقام ہے کہ تمام اغیار سے بیزار ہو جاوے پھر تقوی سے مقام صدق میں بلایا اور وہ مقام استقامت مع اللہ عزوجل
ہے چنانچہ صادق اُسکی بلا و امتحان سے گریز نہیں کرتا اور اسمین اشارت ہے کہ جو مومن ہے اسمین تقوی و صدق کی استعداد ہے۔ نیز
اسمین بیان ہے کہ صادقین سے مخالفت مت کرو چنانچہ صادقین کو جو علوم و اسرار حاصل ہوے اُنمین اتباع کرنے والون
کو بھی حصہ ہے اور نیز جو کوئی جس چیز کو محبوب رکھے اور جس شخص کو چاہے اُسکے ساتھ ہو گا۔ بعض نے کہا کہ صادقین وے
لوگ ہیں جنھون نے عہد ازل سے خلاف نہیں کیا۔ پھر اللہ تعالے نے معیت الرسول صلعم و فضل جہاد کو بیان فرمایا۔
واللہ تعالے اعلم۔

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ

نہ چاہیے مدینے والون کو اور جو انکے گرد گنوار ہین کہ رہ جاوین

وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ

اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہین زیادہ اُسکی جان سے یہ اسواسطے کہ نہ کہین پیاس کھینچتے ہین

وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ

اور نہ بھوکھ اللہ کی راہ مین اور نہ پانوُن پھیرتے ہین کہین جس سے خفا ہون کافر اور نہ چھینتے ہین

مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا يُنْفِقُونَ

دشمن سے کچھ مگر لکھا جاتا ہے اسپر انکو نیک عمل تحقیق اللہ نہین کھوتا حق نیکی والون کا اور نہ خرچ کرتے ہین

نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

کچھ خرچ چھوٹا یا بڑا اور نہ گذرتے ہین کوئی میدان مگر لکھتے ہین اُنکے واسطے کہ بدلا دے انکو اللہ بہتر کام کا جو کرتے تھے

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ نہین ٹھیک تھا و نہین روا تھا اہل مدینہ کو۔ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ اور اہل مدینہ کے گرد کے اعراب یعنی دیہاتیون کو جیسے اسلم و اشجع و غفار وغیرہ۔ غرض کہ مدینہ والے شہریون کو اور گرد والے دیہاتیون کو کسی کو روا نہ تھا۔ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ یہ کہ پیچھے رہین رسول اللہ سے۔ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ اور روا تھا یہ کہ رغبت کرین اپنی جانون کے ساتھ رسول اللہ کی جان سے۔ جب کہتے ہین کہ فلان چیز کی طرف رغبت کی تو معنی یہ ہوتے ہین کہ اُسکی طرف مائل ہوا اور جب بولتے ہین کہ فلان چیز سے رغبت کی تو یہ معنی کہ اُس سے منھ موڑا پس یہان معنی یہ ہین کہ انکو روا نہ کہ رسول اللہ صلعم کی جان سے اپنی جانون کو موڑین باین طور کہ جن سختیون و مشقتون مین رسول اللہ صلعم نے اپنی جان کو ڈالا ہین وے لوگ اپنی جان کو بچاوین بلکہ اُنپر واجب تھا کہ ضرور اُن مشقتون و سختیون کی برداشت مین ساتھ دین و اُسکے سامنے جانین فدا کرین کیونکہ یہ امر قطعی معلوم ہو کہ رسول اللہ کی جان شریف اللہ تعالے کے نزدیک تمام عالم سے افضل و اکرم و بہت عزت و قدر والی جان ہو تو جب اُسنے طاعت الٰہی مین یہ سختیان اُٹھائین تو ان لوگون کو چاہیئے تھا کہ اپنی جانین اُسکے سامنے پروانہ کی طرح جھونک دین کیونکہ جانتے رہین کہ اُسکے سامنے انکی کیا قدر ہو اور کس شمار مین ہو پس بمقتضاے ایمان و عقل کے اپنی جانون کو نہایت ہلکی خفیف جانکر بدرجۂ اولے اُن سختیون مین رسول اللہ صلعم کے سامنے جانبازی کرتے۔ کلام سے مقصود معنی نہی ہین و لیکن بطریق اخبر کے زیادہ بلیغ ہو کیونکہ اسمین ملامت و تقریع و ناقدری بمقابلہ رغبت کے زیادہ نکلی۔ ذَٰلِكَ اشارہ ہو اُس مضمون کی طرف جو کلام سے سمجھا گیا یعنی یہ جو مفہوم ہوا کہ ضرور اللہ تعالے کے رسول کی متابعت واجب ہو اور کبھی منھ نہ موڑین بلکہ آگے بڑھکر جانبازی کرین سو یہ امر۔ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ اس لیے کہ نہ پہونچیگی انکو کوئی پیاس۔ وَلَا نَصَبٌ یعنی تھکاوٹ۔ وَلَا مَخْمَصَةٌ اور نہ بھوک کی شدت فِي سَبِيلِ اللَّهِ اللہ تعالی کی راہ مین۔ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ اور نہ روندینگے کوئی مقام جس سے کفار غیظ مین پڑین۔ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا دشمن سے کچھ پانا۔ یعنی رسول اللہ صلعم کے ساتھ مین آپ کے پیچھے پیچھے ان باتون مین سے کوئی بات بھی ان پر نہ جا

بہ عمل صالح کرانکہ اسکے مقابلہ مین انکے لیے عمل صالح لکھا جائیگا۔ ظمأ پیاس۔ نصب تعب۔ مخمصہ شدت بھوک
۔۔۔ لگ جاتا ہو اور سب کو نکرہ فرمایا کہ ہر قلیل وکثیر کو شامل ہو اور حرف لا سب پر مکرر کیا کہ معلوم ہو کہ ہر ایک انمین سے
مستقل شمار ہو۔ موطئا بعض نے کہا کہ مصدر ہو پس مفعول مطلق ہوگا اور بعض نے کہا کہ ظرف ہو اور قولہ یغیظ الکفار۔ اسکی
ہو یعنی ایسا روندنا کہ کفار کو غیظ مین ڈالے یا ایسا مقام روندا ہوا۔ جیسے ایک مقام سے لشکر پیادہ یا سوار گزرا اور کفار نے
۔۔۔ کیا پھر اپنے مقامات روندے ہوے پاکر سخت غصہ کھایا۔ نیل پانا۔ اور یہ بھی عام ہو خواہ کفار کو قتل کیا ہو یا قید کیا یا ورے
گئے یا غنیمت ملی وما نند اسکے اللہ تعالے کی راہ مین جو کچھ حاصل ہوا سب کے مقابلہ مین عمل صالح لکھا جائیگا یعنی بہت بڑا ثواب
۔۔۔ سب نیک کام ہین انکے کرنے والے نیکوکار ہوے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ اللہ تعالے ضائع نہین فرماتا
نیکوکارون کا۔ اسمین بجاے اجرہم کے اجر المحسنین۔ فرماکر تنبیہ فرمائی کہ جہاد ایسا کار نیک ہو کہ ان مومنون کو نصیب ہوتا ہو جو محسنین
یعنی برتبۂ احسان پہونچے ہین۔ اس آیت مین دلالت ہو کہ جسنے اللہ تعالے کی طاعت کا قصد کیا اسکا کھڑا ہونا بیٹھنا چلنا کھانا پینا
۔۔۔ کہ سونا بھی سب اللہ تعالے کے یہان نیکی وثواب ہو اور نافرمانی وگناہ کی صورت مین اسکے برعکس سمجھنا چاہیئے پس طاعت کی کیا
ہی برکت ہو اور گناہ کی کیا بری ذلت ہو اور روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی راہ مین جسکے قدم
آلودہ ہوے اللہ تعالے اسکو آتش جہنم پر حرام کر دیتا ہو۔ کذا فی السراج۔ مترجم کہتا ہو کہ طاعت کی صورت مین ثواب کیواسطے
۔۔ب اجزاء علیحدہ معتبر ہوتے ہین مثلاً نماز کے لیے مسجد کو چلا تو ہر قدم کے لیے الگ نیکی ملتی ہو اور دھوپ ہو تو الگ اور رات اندھیری
ہو اور زیادہ مستقل علی ہذا القیاس۔ اور گناہ کے لیے اگر سب اسباب مہیا کیے اور جب اس کام تک پہونچا تو اللہ تعالے کا خوف
۔۔کے چونکا اور ہٹ گیا تو اللہ تعالے کے فضل سے توبہ واستغفار کرنے سے گناہ سب محو کیے گئے اور توبہ وغیرہ کا ثواب لکھا گیا
۔۔ن طاعت مین ثواب نہایت کثرت سے ہو اور معصیت مین ہر ایک بدفعلی کے موافق ایک بدی ہو بشرطیکہ جو معصیت نفس نے
سمجھائی تھی اسکا مرتکب ہو جاوے۔ ہان طاعت کا اثر وایمان کا مزہ یہی ہو کہ ہمہ تن صدق دل سے اپنے آپ کو بندہ الٰہی وفرمانبردار
۔۔ے اور معصیات ومخالفت سے بچنے پر عزم مصمم رکھے اور یقین جان لے کہ ہر ہوا وہوس ناپائدار ہو اور ہر طاعت برقرار اور
اللہ تعالے نیک بندون کا اجر ضائع نہین فرماتا یعنے ضرور انکو ثواب دیتا ہو۔ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً اور نہ خرچ کرینگے کوئی
خرچ۔ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً۔ چھوٹا نہ بڑا۔ وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا اور نہ طے کرینگے کوئی وادی یعنی زمین۔ إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ
مگر لکھا انکے واسطے یہ نیک کام لکھا جائیگا۔ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ تاکہ بدلا دیوے انکو اللہ تعالی بہتر اس
۔۔۔ سے کرتے تھے یعنے بدلا دیگا انکو اللہ تعالے ایسا بدلا کہ جو انکے اعمال سے بہتر وافضل ہوگا اور وہ ثواب ہو۔ اور حقیقت اس ثواب
کا بلکہ ہر ثواب کی چونکہ بشر کی سمجھ سے اونچی ہو لہذا مبہم ومجمل فرمایا۔ اور امام اوزاعی وایک جماعت علماء نے فرمایا کہ یہ آیت مسلمانون کے
۔۔ قیامت تک باقی ہو۔ اور اول آیت مین فرمایا۔ کتب لہم بہ عمل صالح۔ اس لیے کہ وے افعال انکی قدرت مین داخل نہین بلکہ انکے
۔۔۔ ے ناشی ہین بس اظہار فرمایا کہ انکے عوض بھی اجر جمیل لکھا جائیگا اور دوسری آیت مین فرمایا۔ کتب لہم لیجزیہم اللہ۔ پس
۔۔ یہان نفرمایا اس لیے کہ یہ افعال انسے خود صادر ہین اگرچہ اللہ تعالے ہی کے پیدا کرنے سے دونون ہین اسی واسطے
۔۔۔ ہین۔ فرمایا کذا فی تفسیر الحافظ۔ وادی وہ راہ کشادہ ہو جو پہاڑون وغیرہ مین سیل کے بہاؤ کے لیے ہوتی ہو۔ اور

Marfat.com

صیغه اسم فاعل از ودی بمعنی سیلان ہی پھر اسکا استعمال زمین کے معنی مین شائع ہو گیا جہاد [illegible]
تیرے کوئی نہین جا سکتا لہذا آیت مین ولا یقطعون وادیا بمعنی ارضاً ہو یعنے جہاد مین اور [illegible]
انکے لیے ثواب لکھا جائیگا۔ اس کلام مین جہاد کی اور اسمین خرچ کرنے کی بڑی فضیلت ہی اور اسمین احادیث [illegible]
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص ایک ناقہ مع خطام لایا اور عرض کیا کہ یہ اللہ تعالے کی راہ مین [illegible]
نے فرمایا کہ تیرے لیے قیامت مین اسی طرح مخطوم سات سو ناقہ ہونگے **قال المترجم** علما نے کہا کہ شاید [illegible]
مین متعین ہی اور اس سے زائد اللہ تعالی کے فضل پر اسکے علم مین ہی جیسا کہ احادیث مین آیا ہی۔ واللہ اعلم۔ زید بن خالد
سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسنے غازی کا سامان کر دیا اسنے جہاد کیا (یعنے جہاد کا ثواب اسکو ملا) اور جسنے غازی کی
خبرگیری کی اسنے جہاد کیا۔ سہل بن ساعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی راہ
ایک روز کا رباط تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر ہی اور تم مین سے کسی کے کوڑے برابر جگہ جنت مین تمام دنیا و ما فیہا سے بہتر ہی۔ ابو
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون آدمی افضل ہی تو فرمایا کہ وہ مومن جو
کی راہ مین اپنی ذات سے جہاد کیا۔ اسنے عرض کیا کہ پھر کون شخص۔ فرمایا کہ پھر وہ شخص جو درہ پہاڑ مین سے کسی درہ مین اللہ
کی عبادت کرتا ہی اور لوگون کو اپنے شر سے چھوڑتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ معالم و سراج مین یہان ان احادیث کو وارد کیا تو مین
لکھدیا اور احادیث فضائل جہاد جابجا مذکور ہو چکی ہین اور اصل مقصود اس مقام پر یہ ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
تخلف ہرگز روا نہین ہی اور تخصیص اہل مدینہ و انکے گرد والے اعراب کی فقط اس وجہ سے ہی کہ استنفار فقط انھین کو کیا گیا یعنی آنحضرت
صلعم نے انھین کو اعلان و حکم کیا تھا کہ میرے ساتھ چلین پس انھین پر چلنا فرض تھا پھر آیت سے ثابت ہوا کہ ساتھ جانے مین
امر انکو پیش آوے اسمین ثواب جزیل پاوینگے اور طے منازل مین اور نفقات مین اجر جمیل پاوینگے۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ امیر
عثمان رضی اللہ عنہ کو اس آیہ کریمہ سے بہت بڑا حصہ نصیب ہوا کیونکہ انھون نے اس جہاد مین بہت بڑا مال خرچ کیا چنانچہ عبدالرحمن
حباب السلمی سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھا اور جیش العسرۃ کے واسطے آمادگی دلائی تو عثمان رض نے عرض کیا کہ
مجھپر ہین سو اونٹ مع زین و مہار کے۔ پھر آنحضرت صلعم نے برانگیختہ کیا تو پھر عثمان رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھپر دوسرے سو اونٹ
ہین مع زین و مہار کے۔ عبدالرحمن نے کہا کہ پھر آپ منبر کا ایک زینہ اُترآئے پھر آپ نے جیش العسرۃ کے لیے برانگیختہ کیا پھر عثمان
نے کہا کہ مجھپر ہین اور سو اونٹ مع زین و مہار کے۔ عبدالرحمن نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ اپنے دست مبارک [illegible]
دیتے ہوئے فرمایا کہ نہین عثمان پر جو کچھ کرے بعد اسکے۔ مترجم کہتا ہی یعنے عثمان پر کسی فعل کا ضرر نہین ہی اور [illegible]
حق تعالے نے فرمایا۔ لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت۔ یعنی ہر جان کے لیے ہی جو کماوے اور اسی پر ہی جو [illegible]
کے لیے ہی اور امر شر کا ضرر بھی اسی پر ہی۔ اسی طرح حدیث مین مراد ہی کہ یہ امر خیر جو عثمان رضی اللہ عنہ سے صادر ہوا [illegible]
فافہم واللہ اعلم۔ عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہزار اشرفیان اپنے کپڑے مین [illegible]
صلعم نے جیش العسرۃ کا سامان درست کیا تھا پس لاکے آنحضرت صلعم کے گود شریف مین ڈالین پس مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ [illegible]
کہ اپنے دست مبارک سے انکو الٹ پلٹ کرتے اور فرماتے تھے کہ نہین ضرر کریگا عثمان کو جو آج کے بعد [illegible]

[illegible] قوله ولا تطلبون وادیا الا کتب لہم الآیۃ۔ مین کہاکہ اللہ تعالےٰ کی راہ مین جو لوگ اپنے اہل وعیال سے [illegible] تمہارے لوگون سے جتنی دوری ہوئی اُتنا ہی اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل ہوا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ حال مجاہدین کا ہے اور یہ درجہ کسی اور کو نہین مل سکتا صرف مجاہدین ہی کے لیے مخصوص ہے۔ ہان جو کوئی ایسے زمانہ مین کہ جہاد میسر نہ آوے اپنے نفس کو صدق [illegible] یقین پر مستقیم رکھے اور خطرات و وسواس شیطانی کو دور رکھے اور جو خصال مومنون کے صدق و تقوی مین ہین برتے اور اپنی جان راہ حق مین فدا کردے اور تمام تعلقات ماسوے اللہ تعالےٰ سے قطع ہو تو امید ہے کہ وہ بھی مستحق ثواب جمیل ہو جیسا کہ مشائخ و علماء نے متفرق مقامات مین تصریح کی ہے۔ اور یہ امر اشارات النصوص سے ثابت ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ قولہ تعالیٰ

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا

اور ایسے تو نہین مسلمان کہ سارے کوچ مین نکلین سو کیون نہ نکلے ہر فرقے مین سے اُنکے ایک حصہ تا سمجھ پیدا کرین

فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝ ع ۴

دین مین اور تا خبر پہونچاوین اپنی قوم کو جب پھر اوین اُنکی طرف شاید وہ بچتے رہین

مترجم کہتا ہے کہ اس آیت کے معنی مین چند اقوال ہین اور چونکہ کتب تفاسیر مین بیان مشوش ہے لہذا بتوفیق الٰہی اُسکو بطریق انضباط ذکر کرتا ہون اور جو مفسر رحمہ اللہ نے اختیار کیا اُسکی تنبیہ کردونگا۔ واضح ہو کہ یہ حکم یا تو امر جہاد سے متعلق ہے یا الگ مستقل ہے پس اس تقدیر پر کہ امر جہاد سے متعلق ہے تو اُسکے معنی کیونکر ہین اس لیے کہ اوپر کی آیات سے مانند قولہ انفروا خفافا وثقالا الآیۃ اور قولہ الا تنفروا یعذبکم الآیۃ۔ اور قولہ ماکان لاہل المدینۃ ومن حولہم الآیۃ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عموم ہر ہر نفر پر ساتھ جانا و جہاد کے لیے نکلنا عموم نفیر مین واجب تھا اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض کو تخلف کرنا روا ہے تو بعض سلف نے کہا کہ عموم نفر کا حکم اُسوقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لیجاوین اور استنفار بھی عام ہو کیونکہ یاد رہین جب آپ نے عام استنفار نہین کیا تھا تو جو لوگ ساتھ نہین گئے اُنپر کچھ عتاب نہین ہوا بالجملہ عموم نفر عام استنفار کے وقت جب ہے کہ آنحضرت صلعم خود تشریف لیجاوین چنانچہ قولہ ماکان لاہل المدینۃ ومن حولہم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ۔ الآیۃ اسپر دلیل ہے اور یہ حکم جو یہان مذکور ہے یہ اُسوقت ہے کہ آنحضرت صلعم خود تشریف نہ لیجاوین بلکہ سریہ روانہ کرین تو ایسی صورت مین سب کو نہ جانا چاہیے اور یہی قول مفسر رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم جب خود جہاد کو تشریف لیجاتے تو مسلمانون مین سے کسی کو حلال نہ تھا کہ آپ کی ہمراہی سے پیچھے رہے سوا ایسے لوگون کے جو معذور تھے کہ جنکے عذر کو اللہ تعالےٰ نے قبول فرمایا تھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے خود تشریف نہین لیجاتے اور چھوٹے چھوٹے لشکر کسی صحابی کی سرداری مین بھیجتے تو مسلمانون کو حلال نہ تھا کہ بدون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیے بے خود بنا تم چلے جاوین پس تھوڑے جاتے اور کچھ رہجاتے تھے پس سریہ روانہ ہوجانے کے بعد جو کچھ قرآن مجید و احکام الٰہی نازل ہوتے وہ اُن لوگون کو جو یہان موجود رہے تھے تعلیم ہوتے پس جب سریہ والے واپس آتے تو یہ لوگ اُنکو آگاہ کرتے کہ قرآن مجید و احکام تمہارے پیچھے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے ہین پس وہ بھی علم حاصل کر لیتے اور یہ طریقہ تھا جو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا یعنی قولہ۔ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً آے وما کان المومنون [illegible] الی الغزو جمیعا۔ اور مومنون کو نہین اس امر کے چلے جاوین جہاد کو سب کے سب۔ یعنی اس حال مین کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ مین مقیم ہون- فَلَوْلَا نَفَرَ اے فہلا نفر مِن كُلِّ فِرْقَةٍ [illegible]
منہم جماعۃ - سو کیون ایسا نہین کرتے یا کیون ایسا نہ کیا کہ جہاد کو نکل جاتا ہر قبیلہ سے انہین کا ایک گروہ [illegible]
کی خدمت مین دوسرا گروہ - لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ اے لیتفقہ الذین قعدوا فی الدین [illegible]
کے ساتھ فقہ حاصل کر لیتے دین مین وے لوگ جو بیٹھے رہے ہین جہاد کو نہین نکلے ہین ان آیات [illegible]
کے بعد نازل ہوئے - وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ ولینذر الذین مکثوا قومہم الذین خرجوا اذا رجع [illegible]
اے ہولاء الذین تفقہوا - اور تاکہ نصیحت و ڈر سناتے یہ لوگ جو حاضر رہے اور فقہ سیکھ چکے ہین اپنی قوم کو یعنی ان لوگون کو جو جہاد [illegible]
گئے تھے جبکہ وے واپس ہوکر ان فقہ سیکھے ہوؤن پاس آتے - لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ شاید کہ وے حذر کرنے عذاب الٰہی [illegible]
باین طور کہ اللہ تعالے نے جن باتون کے بجالانے کا حکم کیا ہو انکو جان کر بجالاتے اور جنسے منع کیا ہو انکو چھوڑتے مترجم کہتا ہو کہ جو تفسیر حضرت ضحاک [illegible]
بیان ہوئی ایسا ہی علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کیا اور ابن عباس رض نے کہا کہ یہ حکم مخصوص بسریہ ہو [illegible]
مذکور ہوا وہ آنحضرت صلعم کے خود تشریف لیجانے کی صورت مین تھا- اور قتادہ رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر [illegible]
کرتے تو اللہ تعالے نے حکم کیا کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ جہاد کرین پس ایک گروہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے
اور دوسرا اپنی قوم کے پاس جا کر دین اسلام کی طرف بلاوے اور انکو ایسے واقعات یاد دلا وے جو اللہ تعالے نے اگلی امتون پر
واقع کیے ہین شاید کہ وے ڈر کر شرک مخالفت سے پرہیز کرین- مترجم کہتا ہو کہ ظاہر مین یہ قول بھی قریب بقول اول معلوم ہو
لیکن میرے نزدیک اسکے معنی اور ہین اور عنقریب انشاء اللہ تعالے واضح ہوجاوینگے - مفسر رحمہ اللہ نے سبب نزول یون لکھا کہ جب
مومنون کو غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے پر ملامت کی گئی تو وے خوفناک ہوگئے پس اسکے بعد آنحضرت صلعم نے جو سریہ بھیجا تو سب کے سب
اس سریہ کے ساتھ نکل گئے پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی- مترجم کہتا ہو کہ اس بیان کے موافق قولہ تعالے فہلا نفر [illegible]
یہ معنی ہین کہ ایسا کیون کیا اور یون کیون نکیا کہ ہر فرقہ مین ایک گروہ جاتا- پھر واضح ہو کہ اس قول پر قولہ لیتفقہوا کی ضمیر راجع بجانب
دوسرے گروہ کے ہو جو جہاد کو نہین نکلا ہو اور ایسی ہی ضمیر قولہ لینذروا- اور ضمیر الیہم- اور جو لوگ نکلے وہ قوم کی لفظ سے مراد ہین
قولہ رجعوا کا وہی فاعل ہین- اور میرے نزدیک قتادہ رح کے قول کے یہ معنی ہین کہ ہر قبیلہ مین سے جو لوگ ایمان لائے اور آنحضرت
صلعم کے پاس تھے اگرچہ وہ اپنی قوم کی طرف سے بھی ہون ان کو یہ حکم ہو کہ وے دو گروہ ہو جاوین ایک گروہ تو جہاد کو جاوے
دوسرا گروہ چھوٹا یہ کام کرے کہ اپنی قوم پاس جا کر انکو ڈراوے اور احکام سناوے تاکہ وے [illegible] امر و نہی کی پابندی کرین
اور اس صورت مین جب آنحضرت صلعم جہاد کو جاوین تو احتمال ہو کہ دونون ساتھ جاوین یا [illegible] آنحضرت صلعم کی
اجازت سے پھر قوم کو ڈر سناوین واللہ اعلم- واضح ہو کہ ابن عباس رض سے ایک روایت اور [illegible]
کہ علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے یہ بھی روایت کی کہ یہ آیت دربارہ جہاد نہین ہو بلکہ بات یہ تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے قبیلہ مُضر پر قحط کی بددعا کی اور انپر قحط طاری ہوا اور تمام ملک مین قحط پڑا تو [illegible]
بنتا اور آنحضرت صلعم کے صحابہ کے یہان مہمان اترتا کہ انکو سخت مشکل پیش آئی تو اللہ تعالے نے [illegible]
فرمایا پس حضرت صلعم نے انکو نکال باہر کیا پس قولہ ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم کے یہی معنی [illegible]

Marfat.com

لہٰذا یہ معنی ہونگے کہ اگر مومن ہوتے تو مومنوں کی یہ علامت نہیں کہ سب کے سب بھاگ آوین پس
منعین مین اس علامت سے پہچان لو اور نفر لغوی معنی پر ہوگا ولیکن یہ روایت ضعیف ہی باوجود ضعف کے اسپر اعتماد
نہین کیا جاسکتا ہی - پس ابن عباس رضہ سے معتمد پہلی روایت ہوگی - ہان اسمین اتنی بات بادی النظر مین البتہ ہی کہ انتشار
ضمائر معلوم ہوتا ہی کیونکہ ظاہرا ضمیر قولہ لیتفقہوا اسی فرقہ کی طرف ہی جو ساتھ گیا - لہٰذا سلف مین ایک جماعت کا یہ قول ہی کہ احیاء عرب
جنکو رسول اللہ صلعم نے استنفار فرمایا ہو یہ واجب تھا کہ جب آنحضرت صلعم نکلین تو وے سب کے سب نکلین کوئی فرد باقی نہ رہے
پھر اس آیت سے اللہ تعالےٰ نے اسکو منسوخ کر دیا اور ابن زید رح نے جو کہا کہ حالت قلت مین ہر نفر کو ساتھ جانے کا حکم تھا - پھر
کثرت اسلام کے وقت منسوخ ہوا تو یہ قول ضعیف ہی اور بعض سلف رح نے کہا کہ منسوخ نہین ہی بلکہ عموماً ہر قبیلہ پر جو ساتھ جانے کا
حکم تھا اسکی مراد اس آیت مین بیان ہی اسطرح کہ ہر قبیلہ ساتھ جاوے ہان کچھ تھوڑے رہجاوین بوجہ اسکے کہ انتظام معاش سے
چارہ نہین ہی باقی سب ساتھ جاوین تاکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ قرآن مجید نازل ہو اس سے فقہ حاصل کرین اور
جب واپس ہوکر اپنی قوم کی طرف آوین تو انکو انذار و نصیحت کرین شاید وہ مخالفت سے حذر کرین پس انکو دونون باتین اسمین
حاصل ہوجاوینگی - پھر آنحضرت صلعم کے بعد ہر قبیلہ پر خواہ فقہ حاصل کرنے کے لیے ہو یا جہاد کے لیے ہو بطور فرض کفایہ ہی یعنی قبیلہ
مین سے اگر سب نے ترک کیا تو سب گنہگار ہونگے اور اگر بعض اسپر قائم ہوئے تو انکے واسطے فضیلت ہی اور باقیون کے ذمہ سے
وجوب ساقط ہوگیا - ہٰذا ما ذکرہ الحافظ رحمہ اللہ فی تفسیرہ **وقال المترجم** اس قول پر ضمائر کا انتشار لازم نہین آتا اور سبب نزول
شاید وہی ہو جو مفسر رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ سب کے سب بعد غزوۂ تبوک کے کسی سریہ کے ساتھ روانہ ہوگئے پس نازل ہوا کہ ماکان المومنون
لینفروا کافۃ - یعنے ماینبغی للمومنین ان ینفروا جمیعا - چنانچہ اسی طرح روایت ضحاک رحمہ اللہ مین جسکو حافظ رح نے ذکر کیا ہی صریح تفسیر
نظم کلام مذکور ہی چنانچہ عبارت یہ ہی یعنی ہٰذا انہ لاینبغی للمسلمین ان ینفروا جمیعا - اور روایت ابن عباس رضہ بھی اسپر شاہد ہی حاصل
آنکہ مومنون کو نہین چاہیے کہ سب کے سب چلے جاوین - اور اگر سبب نزول وہ نہو جو مفسر رح نے ذکر کیا تو معنی مرادی یہ ہوے کہ مومنون
پر لازم یہ نہین ہی کہ سب کے سب جہاد مین ساتھ چلے جاوین جس سے حفظ و امور معاش مین خلل پڑے - فلولا نفر من کل فرقۃ منہم
طائفۃ - پس کیون نہین نکلا ہر قبیلہ مین سے ایک گروہ انہین سے - لیتفقہوا فی الدین - تاکہ یہ فرقہ جو آنحضرت صلعم کے ساتھ نکلا ہی یہ لوگ
تفقہ حاصل کرلین دین مین یعنے جو قرآن مجید سفر مین نازل ہووے اس سے تفقہ حاصل کرلین - ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم
یحذرون - اور تاکہ انذار کرین اپنی قوم کو الیٰ آخرہ - پس ضمائر سب مرجع مذکور کی طرف ہین کما لایخفی - اور اسی کی مؤید ہی وہ روایت
جو عکرمہ رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ انھون نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ جب قولہ تعالےٰ الا تنفروا یعذبکم الآیۃ و قولہ ماکان لاہل المدینۃ
الآیۃ یعنی جن آیات سے ظاہر مین عموم نفر کا وجوب معلوم ہوتا تھا نازل ہوئین تو منافقون نے کہا کہ پھر وے سب مومن برباد ہوئے جو
دور جنگلون مین تھے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہین پہونچ سکے بلکہ متخلف ہوگئے اور حال یہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے صحابہ مین سے بعضے لوگ ایسے تھے جو بوادی مین اپنی قومون کو انذار کرنے گئے تھے کہ انکو دین مین فقہ سکھلاوین پس وے لوگ
ساتھ جانے سے رہگئے تھے تو انکے حق مین منافقون نے جب یہ کہا تو اللہ تعالےٰ عز و جل نے نازل فرمایا قولہ وماکان المومنون لینفروا
کافۃ الآیۃ اور نازل ہوا قولہ والذین یحاجون فی اللہ من بعد ما استجیب لہ حجتہم داحضۃ عند ربہم وعلیہم غضب ولہم عذاب شدید - اور

Marfat.com

اسی کی موید ہی وہ روایت جو حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہوکہ قولہ تعالے لیتفقہوا فی الدین
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو نکلے اُس چیز سے جو دکھلائی انکو اللہ تعالے نے یعنی اللہ تعالے نے جو
نصرت دی اُسکو دیکھکر دین مین سمجھ حاصل کرین اور واپس ہوکر اپنی قوم کو انذار کرین۔ مترجم کہتا ہو کہ
نکلتا ہو وہ یہ ہوکہ منافقون نے جن مومنون کی نسبت تخلف کا الزام دیا تھا او راللہ تعالے نے انکا الزام رد کردیا
تخلف اوپر کی آیات مین بیان ہوا کیونکہ وے تین فرقہ تھے اول منافق اور دوم مومنون مین سے عذر والے۔ سوم
جو فقط بمقتضاے بشریت پچھڑ رہے بدون شک ونفاق کے۔ اور قول عکرمہ رح سے ایک چوتھا فرقہ مومنین کا نکلا
معذور نہین تھے اور نہ بمقتضاے بشریت پچھڑ رہے بلکہ اللہ تعالے ورسول کی طاعت مین اپنی قوم کو انذار کرنے گئے
متخلفین ہی نہین ہین وعلی ہذا یہ آیت بقیہ قصہ تبوک سے ہی۔ پھر مترجم کہتا ہو کہ قول عکرمہ رحمہ اللہ وقت نظر تامل چاہتا
فلیتدبر۔ یہ سب بیان اس تقدیر پر تھا کہ یہ آیت متعلق احکام جہاد ہو اور رہا بیان اسکا کہ آیت مستقل وعلیحدہ ایک حکم کا بیان
پس حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہوکہ یہ آیت کریمہ ایسے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین نازل ہوئی جو بادیہ وجنگل
وغیرہ مین نکل گئے تھے پس وہان جن لوگون کو پایا اُنکو امر بالمعروف کیا یعنے اللہ تعالے کے بندون کو جو جاہل تھے اللہ تعالے کی
سکھلائی اور دین کی راہ بتائی اور وہان ان صحابہ کو فراخی میسر آئی کہ اس سے خود انتفاع حاصل کیا اور جو کوئی ملا اسکو اللہ تعالے
ہدایت کی طرف بلایا پس لوگون نے اُنسے کہا کہ ہمین تو ایسا دکھلائی دیتا ہو کہ تم نے اپنے یارون کو چھوڑ دیا اور ہمارے پاس آگئے ہو پس
اس بات سے اُنکے دلون مین تنگی وبچاؤ ہوا اور وے بادی سے روانہ ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہو گئے تو اللہ
نے نازل کیا قولہ وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ۔ یعنی ایسا گروہ جو خیر وفضیلت کا خواہان ہو۔ لیتفقہوا
فی الدین۔ اور جو کچھ صحابہ مین احکام وغیرہ اُترے اُنکو خوب طرح سن لین پس اُنکو اللہ تعالے نے معذور رکھا۔ ولینذروا قومہم یعنی سب لوگ
کو انذار کرین۔ اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون۔ جب یہان سے اُن لوگون پاس واپس جاوین۔ مترجم کہتا ہو کہ اس قول پر قولہ تعالے
وما کان المومنون۔ بطریق انکار ونہی ہوگا یعنے ماینبغی للمومنین۔ اور احتمال ہو کہ بطریق مدح وتثبیت ہو پس مدح ہوگا اُن لوگون پر جنھون
بوادی مین جانے ونصیحت کرنے والون کو دلگیر کیا تھا یعنے اُن لوگون نے اپنے ساتھیون کو چھوڑا نہین بلکہ چند ہی لوگ کو اسطرح انذار کو
آنا چاہیے اور یہ نہین ہو سکتا کہ مومنین سب کے سب انذار کرنے کو نکل جاوین۔ اور قول مجاہد رحمہ اللہ دلیل انکو اللہ تعالی نے
دونون معنی کو محتمل ہو اگرچہ راجح بجانب احتمال اول ہو اور یہی اولے ہو کیونکہ ما کان بمعنی ماینبغی۔ یعنی لائق نہین یا چاہیے
مین بھی لیا گیا پس توافق اولے ہو۔ اور اسی وجہ سے جو روایت عوفی رحمہ اللہ کی آتی ہو اسمین بھی یہی معنی لینا چاہیے
ابن عباس رض سے روایت کی کہ عرب کے ہر قبیلہ مین سے ایک دستہ آکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے
دین مین سمجھ حاصل کر لیتے اور عرض کرتے کہ آپ ہمکو کیا حکم دیتے ہین کہ ہم کیا کرین اور جب اپنا قوم والون
کیا حکم امور دین کے کیا امور سناوین پس آپ اُنکے لیے واُنکی قوم کے انذار کے واسطے دین کے امور فرماتے اور حکم دیتے
کے احکام سناؤ سو جب وے اپنی قوم پاس جاتے تو اللہ تعالے کی توحید واحکام سناتے اور جلدی کرتے
ہم مین سے ہو ورنہ نہین یہان تک کہ آدمی اپنے مان وباپ کو چھوڑ دیتا پس یہ لوگ بتوڑے آتے اور

Marfat.com

[illegible] جنت [illegible] زندگانی خوبی کی بشارت دیتا اور جو منکر کافر ہو اُسکو دنیاوی بربادی وخرابی وآخری موت و
[illegible] ایسا ہی عوفی رح نے اس آیت مین ابن عباس رض سے روایت کیا ہے - پھر مترجم کہتا ہے کہ میرا خیال اہل تفسیر
[illegible] ٹھیک ہے اسطرح کہ ان لوگون کی مراد یہ نہین ہے کہ آیت مین احتمال ہے کہ یہ معنی ہون یا وہ معنی ہون بلکہ اُنکی غرض یہ ہوگی کہ سبب نزول
واقع ہوا ہے پھر تحقیق یہ ہے کہ آیات کریمہ قرآنیہ ایسی حسن وخوبی وبلاغت وفصاحت مین کامل ہین کہ مانند بحر ذخار کے اللہ تعالی نے انمین
اولین وآخرین کو جمع فرما دیا اسی واسطے بندہ کوئی ہو اُس سے عاجز ہے کیونکہ تمام آیندہ احوال ومختلف واقعات پر بندہ کو اطلاع ممکن نہین
اور یہ شان پاک حضرت خالق عزوجل ہی کی ہے چنانچہ یہ آیت کریمہ جامع منفرد ہے کہ جتنی روایات تفسیری حضرت ابن عباس ومجاہد و
ضحاک وعوفی وعکرمہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے مذکور ہوئین سب کے احکام اس آیت کریمہ سے نکلتے ہین اور سب کو شامل ہے اور خواہ
اسکو یہ متعلق بجہاد قرار دیجاوے یا سوائے اُسکے پھر اس مین بڑا مقصود یہ کہ دین کی سمجھ حاصل کرنے سے کسی حال مین غافل نہ رہین اور
اسکو خلوص کے ساتھ سیکھین وسکھلادین اور اسمین کوشش کرین پس بطور فوائد کے سننا چاہیے کہ قولہ تعالے لیتفقہوا فی الدین -
تفقہ باب تفعل ہے جسمین تکلف وکوشش کے معنی ہوتے ہین لہذا معالم ومدارک وسراج وغیرہ مین لکھا ہے کہ معنی یہ ہین کہ دین مین فقہ
حاصل کرنے کے لیے اچھی طرح کوشش ومشقت اوٹھاوین تاکہ حرام وحلال واحکام دین الٰہی سے واقف ہوجاوین اور مترجم کہتا ہے
کہ یہی بات فقہ نہین ہے بلکہ یہ بھی کہ کبروغرور بُرا ہے وہ انسان کے بلکہ مخلوق کے لایق ہی نہین اور حلم وعفو و اطمینان وکرم وغیرہ مکارم
اخلاق بہتر ہین اور اُنکے اُلٹے یعنی فسق ونافرمانی وظلم وغیرہ بدتر ہین اور طاعت پر نظر نہ رکھے بلکہ اُسکو بھی اللہ تعالے کی سرفرازی و نعمت
شکر کرے اور ہر وقت خضوع وخشوع مین رہے اور دنیا کو فانی واُس سے مُنھ موڑے ہوے اور آخرت کو زندہ واُسکی طرف راغب
اور اللہ تعالے سے ہردم ہدایت کا خواہان رہے اور شیطان کے وسوسہ وراہین ومکر اور نفس کی ہوس وغیرہ سب کی سمجھ حاصل کرکے
معلوم کرے کہ مین بندہ کیونکر ہوجاؤنگا کہ میرا معبود خالق مجھ ناکارہ ضعیف کو اپنی بندگی مین قبول کرلے اور وہ ارحم الراحمین ہے غرضکہ
یہ سب فقہ دین ہے جو اس زمانہ مین فقہ کی کتابون اور حدیث شریف وقرآن مجید کے پڑھنے سے یا اُنکو سُن لینے سے حاصل ہوتا ہے اور
بدون ان سب کے حاصل نہین ہوتا پس فقہ حاصل کرنے مین بہت کوشش کرے - قولہ تعالے ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم - اور فقہ
حاصل کرنے سے جیسے پہلا مقصود یہ کہ اپنے نفس کی اصلاح کرلے ویسے ہی دوسرا مقصود یہ کہ قوم کو انذار کرے اور سابق مین امر بالمعروف
ونہی عن المنکر کی تاکید وفضائل بیان ہوچکے ہین اور اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ اللہ تعالے نے مومن کے اوصاف مین سے اسکو شمار
کیا ہے اور یہان خاص کرکے اُسکو ذکر کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ بات بہت اہتمام کے لایق ہے اور اس کلام پاک مین دلیل ہے کہ فقہ حاصل
کرکے اور لوگون کو انذار کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ کہ فقہ حاصل کرنے والے کی خالص غرض یہ ہو کہ اپنے آپ کو ٹھیک کرے اور لوگون کو ٹھیک
[illegible] بتلاوے [illegible] جو ضروری آتی ہے اور ہر آدمی کے سامنے ہے وہ آدمی کو ایسی ٹھیک راہ پر لے کہ موت کی پیٹھ پیچھے جنت ہو کہ پھر
وہان ہمیشہ زندگی [illegible] آرام وراحت ہے اور ایسے ٹیڑھے راستہ پر نہ لے کہ وہان پیچھے جہنم کا گھڈ ہے کہ اُسکا عذاب ودُکھ بہت خواری
[illegible] مصیبت ہے اللہ تعالے مجھکو وسب مومنون کو جہنم سے پناہ دے آمین - پس فقیہ وعالم کی یہی غرض ہووے اور فقیہ
[illegible] کہ میرا نام جہان مین مشہور ہو اور دنیا کے لوگ میری طرف رجوع لاوین کیونکہ جس کسی مین یہ بات دیکھی جاوے تو اُسکو
[illegible] اسی جہان فانی کا خواہان ہے اور ناپائدار چیز چاہتا ہے اور آخرت مین انجام خراب کہ پہلے اسی سے جہنم کی آگ

Marfat.com

روشن کیجاویگی نعوذ باللہ منہ- اور بزرگ لوگ تو جب کبھی انکی طرف کوئی آنکھ اُٹھاتا تو [illegible]
ہمکو اللہ تعالے جل جلالہ نے قبول نہ فرمایا کہ ہم دنیا مین مشہور ہوئے جاتے ہین پس حاصل [illegible]
نیت رکھے جسکی فضیلت حدیث شریف مین ہی چنانچہ ایک حدیث کے یہ معنی کہ اللہ تعالے جس بندہ کے حق [illegible]
فقیہ یعنی سمجھدار کردیتا ہی- دوسری حدیث کے معنی یہ کہ جو کوئی ایسی راہ چلا کہ اسمین اللہ تعالے کے دین کا علم [illegible]
اسپر جنت کی راہ سہل فرماتا ہی- تیسری حدیث پر کفایت کرو کہ اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ آنحضرت صلعم [illegible]
بے علم عبادت کرنے والے پر ایسی ہی جیسے میری فضیلت تم مین سے کسی ادنیٰ آدمی پر ہی- رواہ الترمذی [illegible]
فضیلت ہی اللہ تعالے جسکو نصیب کرے- والحمد للہ رب العالمین ف — فی العرائس قولہ تعالے وما کان المؤمنون لینفروا [illegible]
اس سے استنباط ہی کہ اللہ تعالے نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھنے و ہمیشہ ساتھ رہنے کے لیے ایک قوم کو مخصوص کر لیا [illegible]
انھین کو القا سمع خاص سے مخصوص فرمایا کہ خطاب حق کو غیب سے بتلاوت الرسول صلے اللہ علیہ وسلم لے لیوین اور باقی قوم کو [illegible]
ومجاہدہ وریاضت کے لیے مخصوص کیا تاکہ مقام مشاہدہ وحضوری مین پہونچین ولائق دوام مجالس ہوں پس اول قوم وہ لوگ [illegible]
جنکو ہمیشہ جلیس ہونے وفہم خطاب ومواننسہ کے لیے برگزیدہ کیا اور وہ اہل حضور وشہود الغیب ہین- اور قولہ لیتفقہوا فی الدین
یعنی حقایق احکام معرفت وطریقت وحقیقت وشریعت کی سمجھ حاصل کرین- اور قوم دوم وہ ہین کہ جب مقام عبودیت مین مرتبہ تمکین انکو
حاصل ہوگا تو اُسوقت اُنکو بھی فہم الخطاب حاصل ہوجائیگا اور اہل موانست سے ہوجائینگے- بالجملہ سب کے سب ایک عظیم ازلی سعادت
پر اللہ تعالے کی طرف سے ہین چنانچہ پچھلے والے اگلون کے ساتھ ملتے چلے گئے اور سب منور بجلال وجمال کمال ہوگئے کیونکہ آفتاب
عظمت وشمس عنایت ورافت ورحمت ورضوان جب طالع ہوا تو اسنے اپنے انوار سے سب کو احاطہ فرمالیا فلہذا قال تعالیٰ والذین
اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ الآیۃ- اسی واسطے حدیث شریف مین ہی کہ میرے صحابہ سب مثل ستارون کے ہین جسکی
پیروی کروگے تم منزل مقصود کو پہونچ جاؤگے- پھر جانو کہ اللہ تعالے نے سفر کا حکم دیا ہی- سہل رح نے کہا کہ افضل سفر وہ ہی کہ
ہوا وہوس سے کوچ کرکے عقل کی طرف چلا جاوے- اور جہل سے علم کی طرف- اور دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کر جاوے
اور استطاعت سے بیزاری اور حول وقوت کی طرف یعنی اپنی استطاعت کچھ نہ سمجھے اُس سے بیزار ہوا و ہمیشہ درگاہ حق مین
عاجزی کرے کہ پروردگار تعالے مجھمین کچھ طاقت وقوت نہین ہی کچھ استطاعت نہین ہی- پھر سہل رح نے [illegible] بیان کیا
کہ افضل سفر اور یہ ہی کہ نفس سے تقوی کی طرف سفر کر جاوے اور زمین سے آسمان کی طرف اور [illegible]
والاکرام کی طرف سفر کر جاوے- مترجم کہتا ہی کہ یہ معنی پسندیدہ ہین اور یہ استنباط ہی- جیسا [illegible]
کا حکم دیا تھا اور آنحضرت صلعم نے فرمایا- المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ- یعنی مسلم وہ ہی جسکے ہاتھ [illegible]
رہین والمہاجر من ہجر مانہی اللہ عنہ- اور ہجرت کرنے والا وہ ہی جسنے ہر وہ چیز چھوڑدی جس سے اللہ تعالے [illegible]
فرمایا ہی- اور واضح رہے کہ نظم قرآنی بلیغ معجز ہی تمام مکارم ومعانی کو شامل ہی اور جب ہجرت وطنی کو [illegible]
سمجھ جاؤگے کہ آنحضرت صلعم وصحابہ رضی اللہ عنہم کو جو ہجرت کا حکم ہوا لا سمانکو ان سب سے [illegible]
واللہ الموفق- مرتعش رح نے کہا کہ سیاحت وسفر کی دو قسمین ہین ایک یہ کہ احکام [illegible]

[illegible] ریاضت نفس کے لیے سفر کرے پس جو شخص کہ احکام سیکھنے کی سیاحت سے لوٹا وہ لوگون کی تعلیم مین مصروف ہوا اور جو شخص سیاحت ادب سے آراستہ ہو کر لوٹا وہ اللہ تعالے کے بندون کو آداب و اخلاق سکھلاتا ہی اور ایک سیاحت سیاحۃ الحق ہی اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالے کے نیک بندون سے ملاقات کرے اور اُنکے آداب حاصل کرے پس یہ برکت ہی کہ تمام [illegible] تمام بندون کو پہونچتی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ سیاحت ریاضت و سیاحت ادب کے بعد پھر سیاحۃ الحق کا مرتبہ ہی کیونکہ [illegible] کو ملی بچانتا ہی لہذا نادان لوگ جو اسی کو مقدم کرتے ہین وہ ناقص کو کامل اور اُسکے برعکس سمجھکر خراب ہوتے ہین لہذا مرتبہ و موقع ملحوظ رہے اور شیخ مرتعش رح نے اسکی طرف خود اشارہ کیا ہی۔ سہل رح نے قولہ تعالے لیتفقھوا فی الدین۔ مین کہا کہ معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے کے خطاب سے اسکی مراد اسی سے سمجھین اور جو حکم دیا گیا اسکی تعمیل پر قائم ہون اس حال سے کہ دین کو خالص اسکے ساتھ رکھین اور ظاہر و باطن و خفی و اخفی شرک سے احتراز کرین۔ پھر اللہ تعالے نے مجاہدہ نفوس پر اشارہ کے ساتھ جہاد و قتال کفار کی طرف ارشاد فرمایا۔ بقولہ تعالے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً

اے ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافرون سے اور چاہیے اُنپر معلوم ہو تمھارے بیچ مین سختی

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○

اور جانو کہ اللہ ساتھ ہی ڈر والون کے

یلون دراصل یلیون تھا جو صرفی تہذیب سے یلون ہوا اور معنی اسکے ملے ہوے نزدیک کے ہین۔ غلظت سختی و درشتی۔ اس آیت مین اللہ تعالی نے اہل ایمان کو کافرون پر جہاد کرنے کا طریقہ تبلایا اور حکم دیا کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ قتال کرو ان کافرون سے جو تم سے ملے ہوے نزدیک ہین۔ علماء رح نے کہا کہ مومنون کو حکم دیا کہ سب کے نزدیک ملے ہوے کافرون سے جہاد شروع کرین پھر جب اُنکو راہ راست حاصل ہو جاوے یا اُنکا فتنہ و فساد مٹ جاوے تو جو اُنسے متصل ہین اُنپر جہاد کرین اسی طرح ترتیب سے چلین اور یہ ایسا ہی جیسے آنحضرت صلعم کو حکم ہوا تھا۔ وانذر عشیرتک الاقربین۔ یعنی اپنے کنبہ کے سب سے قریب ناتے والون کو انذار سُنا۔ چنانچہ پہلے آنحضرت صلعم نے اپنی قوم والون سے قتال کیا پھر [illegible] اہل حجاز سے پھر باقی عرب والون سے پھر غزوہ تبوک مین اہل شام پر چڑھائی کی۔ اور بعض سلف سے روایت ہی کہ یلونکم من الکفار سے یہودی بنو قریظہ و نضیر و اہل خیبر مراد ہین اور مترجم کہتا ہی کہ خیبر تو غزوہ تبوک سے پہلے فتح ہو چکا تھا پس ان بعض بزرگون کی روایت صحت کو پہونچے تو معنی یہ ہونگے کہ اُنھون نے اقرب کی مثال ذہن نشین کردی مع اشارہ اس بات کے کہ آنحضرت صلعم نے [illegible] حکم کے مطابق عمل کیا تھا اور بعض سلف رح نے کہا کہ اہل شام مراد ہین جو نصرانی تھے اور یہ قول تحقیق معلوم ہوتا ہی کیونکہ غزوۂ تبوک [illegible] مین یہ حکم ہوا اور اسمین ایک لطیف اشارہ بھی ہی کہ مومنون کو خطاب کر کے اس جہاد مین عمل درآمد کا طریقہ فرمایا کہ تم لوگ یون [illegible] اور یہی واقع ہوا کہ آنحضرت صلعم نے تبوک سے مراجعت فرما کر دوسرے سال حجۃ الوداع کیا اور اسکے چند روز بعد اس دار فانی [illegible] اس حال مین کہ اللہ تعالے نے قولہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ سے دین حق کی تکمیل سے آگاہ فرمایا اور اس نعمت کاملہ مین اہل [illegible] پھر بعد انبیاء علیہم السلام کے جو افضل البشر اور خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کا صدیق یار غار ہی یعنی حضرت ابوبکر [illegible]

Marfat.com

رضی اللہ عنہ انھون نے مومنون کو روم کے جہاد پر روانہ فرمایا اور فتوحات شروع ہوئی پھر آپ کے بعد
خلیفہ ہوے جو معاملہ الٰہی عز وجل مین بہت مستقیم و مضبوط تھے پس انکی برکت سے اہل ایمان نے دشمنان دین
تھے اور گبران فارس پر جو آگ پوجتے تھے بہت سختی و شدت کی بحکم قولہ تعالےٰ۔ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً
تم مین سختی و مضبوطی۔ یہ حکم اگرچہ کافرون کو ہی مگر فصاحت و بلاغت مین اسکی مراد یہ ہوتی ہو کہ تم اپنے استقلال
کسی نرمی و بودے پن کے کافرون سے مقاتلہ کرو کہ جس سے کفار تمھارے اندر دلیری و مضبوطی پاوین یہ وصف
جو آخرت کا طالب اور دنیا سے منھ موڑے ہوے اور اپنی جان و مال کو صدق و خلوص سے اللہ تعالےٰ کی راہ مین
حاصل یہ کہ یہ وصف محض اللہ تعالےٰ کی قوت و مدد کا ظہور ہی لہذا انکو آگاہ فرمایا بقولہ۔ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ
کہ اللہ تعالےٰ متقی بندون کے ساتھ ہی یعنے اسکی قوت و مدد ایسے بندون کو ملتی ہو جو اس سے تقوی رکھین اسطرح کہ جو احکام
حضرت خاتم المرسلین صلعم کی رسالت سے بھیجے ہین انپر عمل کرین بدون نفس کی مداخلت کے لہذا صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب شام پر جہاد کیا
بہت تھوڑا لشکر تھا اور رومیون کی تعداد و سامان و ہتھیار و گھوڑے و جسمانی زور و مہیب ڈیل ڈول بہت زیادہ بڑھکر تھے لیکن
بندون نے اللہ تعالےٰ پر تقوی کیا اور اسکے حکم کی فرمانبرداری کرکے اپنے آپ کو اس کام مین لگایا اور یقین کیا کہ اللہ تعالےٰ متقیون کے
ہی پس حق تعالےٰ عز وجل نے انکو ایسی ایسی فتوحات دین کہ آدمی کو نمونہ قدرت الٰہی نظر آتا تھا آخر بہت تھوڑے عرصہ مین تمام
و کفر کا فساد مٹادیا اور اللہ تعالےٰ کا کلمہ بلند ہوگیا اور صحیح ہوا وہ وعدہ جو حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ تم لوگ خزائن
و قیصر کے مالک ہوجاؤگے۔ متعدد روایات صحاح مین جو اخبار غیب کہ آنحضرت صلعم نے علم نبوت سے فرمائے تھے وہ سب بتمام و کمال صحیح
ہوے والحمد للہ رب العالمین واضح ہو کہ علامات قیامت جو احادیث صحیحہ مین وارد ہوے ہین وہ سب ایک ایک کرکے پورے ہوتے
چلے جاتے ہین منجملہ انکے ایک یہ ہی کہ قریب قیامت کے نصرانی اکثر روے زمین کے مالک و غالب ہونگے۔ دیکھو کیسا صحیح واقعہ انکون کے
ہی اور نیز روایت مین آپ نے اپنی امت کے جو حالات فرمائے ہین کہ ایسے ایسے فسق و فجور مین مبتلا ہونگے اور وہ سنن ترمذی وغیرہ
مفصل مذکور ہین سب ٹھیک ٹھیک پورے ہین پس اہل ایمان کے لیے یہ سب زیادت یقین کا سبب ہین اور عجب ہی کہ جو لوگ
و شرک اس سے متنبہ نہین ہوتے کہ دنیا کی طرف سے منھ موڑکر موت کی فکر کرین اور جہان لامحالہ جانا ہی اسکے لیے دین اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لاکر دونون جہان کی سعادت حاصل کرین واللہ تعالےٰ ہو الہادی و ہو المفضل واخر بالله تعالےٰ مین
نے اہل ضلالت منافقین کی سختی دلی و شدت گمراہی و بقیہ قبائح کو ذکر فرمایا بقولہ تعالےٰ
وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
اور جب نازل ہوئی ایک سورت تو بعضے انمین کہتے ہین کسکو تم مین زیادہ کیا اس سورت نے ایمان
فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ
انکو زیادہ کیا ایمان اور وہ خوشوقتی کرتے ہین اور جنکے دل مین
رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ
گندگی پر گندگی اور وہ مرے جبتک

[illegible] فائدہ تاکید کو لیے اذا بمعنی جب اور ما زائدہ سے تاکید ہوئی یعنی اور جبھی نازل کی گئی سُوْرَةٌ کوئی سورت
یعنی قرآن کا کوئی کلام نازل ہوا اور احتمال ہی سورت بمعنی معروف ہو جیسے سورہ فاتحہ ایک سورت اور سورہ اخلاص دوسری
[illegible] منافقون کے کفر و نفاق و ناسمجھی و شک کا یہ حال ہی کہ جبھی قرآن مجید مین سے کوئی سورہ نازل کی گئی جیسا ایمان کو رونق
[illegible] کو فرحت بے اندازہ ہونی چاہیے مگر منافقین کا حال اسکے برخلاف ہی - فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا
تو منافقون مین سے بعض یون کہتا ہی کہ تم مین سے کس کو اس نے ایمان بڑھا دیا - یعنی اللہ تعالے نے جو فرمایا ہی کہ قرآن مجید سے
ایمان بڑھتا ہی کہان یہ واقع ہوتا ہی تم مین سے کسکو اس نے ایمان بڑھایا - یہ بات آپس مین منافقین ایک دوسرے سے ٹھٹھول
کے طور پر کہتے تھے اور یہی اقرب ہی اور شاید بعضے بے پڑھے غریب مسلمانون سے اس غرض سے کہتے ہون کہ یہ لوگ خلجان مین پڑجاوین
پھر کہنے والا بھی مسلمان ہی تو جب یہ کہتا ہی کہ میرا ایمان نہین بڑھا تو شاید مجھے جو فرحت حاصل ہوئی ہی ایسا نہو کہ میرے نفس کا وہم ہو
بس متردد ہو جاوے تو اللہ تعالے نے جو عالم الغیب ہی انکا مکر ظاہر کر دیا کہ یہ کہنے والے منافق ہین اور کلام پاک سے منافقون کا ایمان
بڑھتا نہین کہا گیا کیونکہ منافقون مین تو ایمان ہی نہین ہی پھر کیا بڑھیگا - تو کہنے والے منافق نے جو اپنے حال کی خبر دی کہ اسکا کچھ بھی
ایمان نہ بڑھا اور نہ سورت نے کچھ بڑھایا تو یہ واقعی ہی اور یہ جو اسکی مراد تھی کہ اس سے کسی کا ایمان نہین بڑھا تو وہ جاہل جھوٹا ہی
اسکو کہان سے معلوم ہوا دیکھو اللہ تعالے نے فرمایا - فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ سو جو
بندے کہ اپنے خالق عزوجل پر ایمان و یقین رکھتے ہین انکو اس سورہ نے ایمان بڑھایا اور وے نہایت خوش ہوتے ہین - انکو اپنے
پروردگار عزوجل کی طرف سے بشارت و معرفت و اسرار و انوار جو اس سورہ سے مخصوص ہین حاصل ہوتے اور ایمان بڑھاتے ہین ایک
ذراسی بات یہی کہ جنکو منافق خیال کرتے تھے اور انکے چال چلن و باتون سے گمان کرتے تھے کہ یہ باتین تو آگاہ کرتی ہین کہ ایسی جہالت کی بات
کبھی ایمان والا معرفت و علم والا نہین کہیگا تو سورہ کریمہ نے نازل ہو کر علم غیب سے انکو آگاہ کر دیا کہ یہ لوگ منافق ہین پس منافق فضیحت
ہوے اور مومنون کو ایمان بڑھایا اور خوشی و سرور حاصل ہوا - وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور رہے وے لوگ جنکے دلون
مین مرض ہی یعنے ظاہر مین اگرچہ موٹے تازے تندرست ہون مگر دلون مین شک و نفاق کا مرض کفر ہی اور کیا برا مرض ہی - فَزَادَتْهُمْ
رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ تو انکو سورہ کریمہ نے رجس پر رجس بڑھا دیا - یعنے کافر لوگ جو رجس یعنی اعتقاد کی پلیدی مین تھے
جب سورہ نازل کی گئی تو اس سے کفر کیا پس کفر سابق پر اور کفر بڑھا یعنے پہلے پلیدی مین اور پلیدی مل گئی پس زیادت
بمعنی ضم ہو اور حرف الی سے متعدی آیا - اے فزادتہم السورۃ رجسا جدیدا انضموا الے رجسہم الحاصل لہم من قبل - بڑھا دیا انکو نزول
سورہ نے رجس کو ملایا ہوا پہلے رجس کے ساتھ - پس تہ بتہ پلیدیون کی بڑھتی گئی اور انکے دل سیاہ ہوتے چلے گئے اور ایمان
[illegible] بلکہ نجاست کفر و نفاق خوب جمتی گئی یہان تک کہ اللہ تعالے نے فرمایا - وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ اور مر
گئے وے کافر یعنی کفر و نفاق پر قائم رہے اور ساری پلیدی کی ترقی رہی یہان تک کہ کافر مر گئے - نعوذ باللہ من ذلک منافق تو دنیا
سے اور آخرت سے [illegible] نہایت نجاست پر مرے پس دنیا تو گئی اور لامحالہ جاتی مگر ایسا نجس دار آخرت مین دوزخ مین
[illegible] کسی قابل نہین لہذا ہمیشہ کے لیے دوزخ مین پڑے - نعوذ باللہ من ذلک ف ـــــ اوپر کی آیت مین مومنون کو
[illegible] جہاد کا حکم کیا اور جہاد جیسے زبان و حجت سے ہی ویسے ہی تلوار و ہتھیار سے ہی اور سراج و بیضاوی وغیرہ

مین لکھا کہ حجت سے جہاد گو یا اصل ہی پھر اُسکے بعد منافقون کے قبائح کو بیان کیا اور منافقین [illegible]
لہذا آنحضرت صلعم کو صریح حکم فرمایا بقولہ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم الآیۃ جب [illegible]
منافقین کو بوجہ ظاہری اقرار اسلام کے تلوار و قتل سے امن دی گئی ہی حالانکہ منافق لوگ [illegible] باطنی [illegible]
سے روکتے تھے تو انکے فسادات سب ظاہر کر دیے تاکہ کسی ایمان والے کو فریب دینے کا قابو نہ پاوین اور [illegible]
کی نظرون مین خوار و بے اعتبار رہین - اب کچھ حقائق آیات کے سننا چاہیے - قال الشیخ فی العرائس [illegible]
امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار - پہلے کافر تو آدمیون کے اندر اُنکے نفوس ہین جو طاعت الٰہی سے سرتابی کرکے [illegible]
و حجاب کی نجاست لادے ہوئے رہتے ہین پس جب کسی نے اُسکو پہچان لیا وہ اُسکو اپنا دشمن دیکھا اُس سے قتال کرتا ہی [illegible]
اُسکا یقین و شریعت ہی یعنے ہر ذرہ اپنے خالق پاک ذو الجلال والاکرام کی توحید کرتا ہی اور جب خالق عز و جل نے رسول پاک [illegible]
علیہ وسلم بھیجا تو جو اُسنے راہ شریعت بتلائی وہی راہ مستقیم ہی پس مومن نے جب یقین پایا اور اُسی راہ پر مضبوط ہوگیا تو نفس [illegible]
ہوگیا کہ اب وہ کچھ قدرت نہین رکھتا کیونکہ راہ مستقیم بالکل ہوا و ہوس سے خالی ہی اور نفس کی راہ ہوا و ہوس ہی تھی لہذا [illegible]
صحیح مین ہی کہ کوئی تم مین سے مومن نہوگا جب تک کہ اُسکی ہوا و ہوس بالکل اُس شریعت کے تابع نہوجاوے جسکو مین لایا ہون
بالجملہ جب وہ راہ مستقیم کا تابع ہوگیا تو ہوا و ہوس کا اثر تک نہ رہا تو حجاب بھی نہ رہا تب اُسکے دل مین معرفت و کشف و حکمت
و کمالات کے ہرے بھرے درخت میوہ دار اُگینگے اور انوار تجلیات حضرت تبارک و تعالےٰ سبحانہ ذو الجلال والاکرام نازل ہونگے [illegible]
وہ منور بانوار الٰہی ہو جائیگا - سہل رح نے کہا کہ نفس کافر کو اسطرح قتل کر کہ اُسکی خواہش و ہوا و ہوس سے خلاف کرکے اُس مخالف
[illegible] کرکے اپنے آپ کو طاعت الٰہی مین لگا دے - روایت ہی کہ سب سے زیادہ تیرا دشمن یہ تیرا نفس ہی جو تیرے دونون پہلو [illegible]
مین ہی - واضح ہو کہ حق تعالےٰ نے فرمایا - وما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یومنون - پس جن بدبختون کے حق مین سعادت
بمشیت حضرت خلاق علیم نہین ہی انکو آیات سے کچھ بھی نفع نہین ہوتا اسیواسطے دیکھو منافقین کو آیات مفید نہین ہوتی [illegible]
اور جنکو اللہ تعالےٰ ذو الجلال والاکرام نے اپنے محض فضل سے سعادت نصیب فرمائی اُنکے دل آیات سے لہلہانے لگتے ہین
قال تعالےٰ - فاما الذین آمنوا فزادتہم ایمانا وہم یستبشرون - یہ لوگ بشری چاہتے ہین اور ایمان پر بفضل الٰہی اُنکا خاتمہ [illegible]
چنانچہ حق عز و جل نے فرمایا - لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ - پس آیت مین اللہ تعالےٰ نے مومنون کا وصف بیان فرمایا [illegible]
خطاب الٰہی سننے و سمجھنے کے لیے اُنکے دل مستعد ہین اور اُسکی راحت یقین سے بہت ہی مستبشر ہوجاتے ہین - ابن عطا رح [illegible]
کہ جو بندے اپنی بندگی کے عہد ازلی پر قائم ہین اور اپنے خالق عز و جل کو پہچانتے اور ہر دم زیادتی کے خواہان ہین وہ ہر آیت
سے نئی معرفت پاکر نہایت خوش ہوجاتے ہین اور جب معرفت بڑھی تو غیر کی طرف سے نظر اُٹھتی جاتی ہی بخلاف [illegible] کے
بیمار ہین جیسے بیمار کو کیسی عمدہ غذا دکھلاؤ تو اُسکو فائدہ نہین دیتی بلکہ وہ زیادہ مریض ہوجاتا ہی ایسے ہی [illegible]
واما الذین فی قلوبہم مرض الآیۃ - پس بجاے معرفت و فرحت کے اُنکو جہالت طبعی ہی سو پہلی جہالت [illegible]
عجیب قدرت الٰہی ہی کہ دلیل و برہان پاکر اور زیادہ جاہل و سرگردان ہوجاتے ہین - یہی حال [illegible]
سے اُنکو بجاے حق کے ضلال سوجھتا ہی - سہل رح نے کہا کہ ہوا و [illegible] کو جہالت [illegible]

[illegible] ہوس بڑھتی ہو اسمین کمی نہین ہوتی اور دنیا کی ہوس ہی سب گمراہی کی جڑ ہی جیسا کہ بعض سلف کا قول ہی [illegible] لوگ متنبہ نہین ہوتے کہ آخرت کی طرف جب رغبت نہ بڑھی تو بدعت ضلالت ہی وقد قال تعالے

وَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ

نہین دیکھتے کہ وہ آزمانے مین آتے ہین ہر برس ایک بار یا دو بار پھر توبہ نہین کرتے

وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝

اور نہ نصیحت پکڑتے ہین

وَلَا يَرَوْنَ حمزہ ویعقوب رحمہما اللہ تعالے کی قراءۃ مین ترون بتاء خطاب ہی پس ہمزہ واسطے تعجب دلانے کے ہی اور خطاب مومنون کو ہی یعنے اے مومنو تم نہین دیکھتے ہو یعنے بنظر تعجب دیکھو خواہ آنکھون سے یا دل کی نگاہ سے - اکثرون کی قراءۃ مین بیاء تحتیہ ہی اور ہمزہ استفہام انکاری ہی - اور مترجم کہتا ہی کہ اسمین بھی عبرت لینے والے کو تعجب ہوگا - المعنی اور کیا دیکھتے نہین ہین منافق لوگ کہ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ وے ہر سال مین ایکبار یا دو بار فتنہ مین ڈالے جاتے ہین - یعنی امتحان مین مبتلاء ہوتے ہین - مجاہد رح نے کہا کہ اللہ تعالے انکو سختی وقحط وگرسنگی مین مبتلا فرماتا ہی - ابن عطیہ رح نے کہا کہ بیماریون مین مبتلا ہوتے ہین - قتادہ رح نے فرمایا کہ ایک دو بار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد مین بمجبوری جانے مین مبتلا ہوتے ہین - بیضاوی رح نے ان سب وجوہ کو بطور مثال قرار دیکر عموم لفظ کی وجہ سے جمع کر دیا اور کہا کہ قولہ انہم یفتنون - یعنی طرح طرح کی بلیات مین اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ بمجبوری جہاد کرنے جانے مین گرفتار ہوتے ہین اور طرح طرح کے آیات قدرت وتصدیق نبوت کو آنکھون دیکھتے جاتے ہین - ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ پھر اس سے متنبہ نہین ہوتے اور نفاق سے توبہ نہین کرتے - وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ اور نہ وے نصیحت پکڑتے ہین اسطرح کہ ان آیات سے عبرت حاصل کرین اور نفاق سے توبہ کرکے رجوع لاوین حضرت حذیفہ رض سے روایت ہی کہ منافقین سال مین ایک دو بار کوئی ایسا دروغ بولتے کہ جسکی وجہ سے لوگون کا ایک گروہ دین سے پھر جاتا تھا - فی اسنادہ شریک عن جابر الجعفی وقال المترجم قد روی عن ابی سعید رضی اللہ عنہ باسناد آخر فلیشہد کلو احد منہما للآخر - بعض نے کہا کہ قولہ انہم یفتنون - یعنی سال مین ایک دو بار فضیحت ہوتے ہین - بعض نے کہا کہ سال مین ایک دو بار نفاق سے ایمان کی طرف آکر پھر مرتد ہو جاتے ہین - بعض نے کہا کہ ایک دو مرتبہ سال مین عہد توڑتے ہین - بالجملہ لفظ عام ہی ہر طرح کے فتنہ دینی ودنیاوی کو شامل ہی جس سے انسان کو عبرت ہونی چاہیئے جیسا کہ کلام بیضاوی رح سے اشارہ گزرا اور مقصود اس سے تعجب دلانا وانکار ہی کہ نفاق مین یہ لوگ ایسے مضبوط ومستحکم ہین کہ غور وفکر وعبرت کو بالکل چھوڑ دیا ہی ف — فی العرائس قولہ تعالے اولا یرون انہم الآیۃ - حق سبحانہ تعالے نے اہل فتنہ سے آگاہ فرمایا کہ متواتر بلیات مین مبتلا ہوکر اور اکثر اظہار دلائل وآیات سے بھی راہ حق کی طرف ہدایت نہین اختیار کرتے اور کیونکر ہدایت پکڑین کہ ازل ہی مین حجاب دائمی سے مبتلا ہوگئے ہین شیخ ابو عثمان [illegible] نے کہا کہ ایام فتنہ مین یہی راہ ہی کہ التجاء واستغاثہ کرے وامان مانگے اور توبہ کا عازم ہو سو جنے سوائے اسکے اور کسی [illegible] طرف رجوع کیا وہ اگر عوام کے فتنہ سے بچا تو اپنے نفس کے فتنہ سے نہین بچ سکتا کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ثم لا یتوبون [illegible] تعالے کی طرف رجوع نہین لاتے ہین اور جو کوئی اللہ تعالے کی طرف رجوع لایا وہ ہر فتنہ وآفات سے بچ گیا

Marfat.com

اور قولہ ولا ہم یذکرون - یعنی اگلی نعمتون وعفو الٰہی کو فتنہ مین یاد نہین لاتے - قال الر...
ہو کہ مومنون کو جو تعجب دلایا تو اسکا حاصل یہ ہو کہ اہل ایمان اسمین غوص و فکر ... اور ...
قلوب اسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہین کہ جسکو اُسنے نہین چاہا اُسکو کوئی آیت ... فائدہ نہین
کسی کو راہ نہین ملتی پس اپنے اوپر احسان الٰہی تعالےٰ شانہ دیکھکر ہزار ہزار شکر دل و جان سے ادا ...
تعالےٰ شانہ نے کمال فضل سے اُنکو سرفراز فرماکر ایمان عطا فرمایا ہو - فالحمد للہ رب العالمین - پھر اللہ تعالےٰ نے ذکر ...
منافقون کا فعل بھی بیان فرمایا - بقولہ تعالےٰ

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ

اور جب نازل ہوئی ایک سورت دیکھنے لگے ایک دوسرے کی طرف کہ کوئی بھی دیکھتا ہو تمکو پھر چلے گئے پھیر دیے

اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝

اللہ نے دل اُنکے اسواسطے کہ وہ لوگ ہین کہ سمجھ نہین رکھتے

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اور جب نازل کی گئی کوئی سورہ - یعنی جب رسول اللہ صلعم پر کوئی سورہ نازل ہوئی جسمین منا...
کا حال و فضیحت مذکور ہو اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو پڑھا جیسے اور سورتون کو جو نازل ہوتی تھین اور اصحاب مسجد مین بیٹھے
مسلمان آپکے گرد بیٹھکر آپ کے پڑھنے سے سنتے تھے اسی طرح آپ نے یہ سورہ بھی پڑھی جسمین منافقون کے قبائح و ذمائم ہین -
نَظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ تو منافقون مین سے بعض نے بعض کو دیکھا یعنی اس ارادہ سے کہ یہان سے آنکھ بچاکر جلد واسی و...
اشارہ سے آپس مین کہا - هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ بھلا کوئی تمھین دیکھتا ہو یا کوئی دیکھ لیگا - یعنی موقع دیکھکر چلو کوئی د...
نہین ہو کہ جب تم یہان سے کھسکو تو کوئی دیکھ لے - حرف من زائدہ مفید معنی استغراق نفی ہو یعنے ایسا ہو کہ کوئی بھی دیکھنے کو
جاتا ہو لہذا اگر دیکھتا ہوا یا کھڑے ہونے پر کسی نے دیکھ لیا تو ناچار بیٹھ گئے ورنہ چل دیے - بہرحال اُنکی کیفیت یہ ہو جو اللہ تعالےٰ
فرمائی - ثُمَّ انْصَرَفُوْا پھر منھ موڑ گئے یعنی یا تو اول ہی آنکھ بچاکر چل دیے یا بمجبوری بیٹھے رہے بہرحال جو نصائح تھے ...
منھ موڑ لیا اور نفس و شیطان کے پابند ہوے - صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ اللہ تعالےٰ نے اُنکے دل موڑ دیے - احتمال ہو کہ بدد...
مانند ہو یعنے ایسے ناپاک لوگون کے دلون کو اللہ تعالےٰ موڑے رکھے - اور یہ احتمال ہو کہ بطریق اعلام ہو یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالےٰ نے
دل موڑ دیے ہین جیسے حدیث صحیح مین آیا ہو کہ بندون کے دل حضرت حق عزوجل کے قبضۂ قدرت مین مسخر ہین جدھر ... چاہے
موڑ دیتا ہو پس منافقون کا ایسے عمدہ النصائح سے جو موجب کمالات صالحات باقیات اور ... مراد ...
نہین ہو بلکہ اللہ تعالےٰ نے اُنکے دل موڑ دیے ہین پس قہر مین مقہور ہو کر ان نصائح کو سمجھتے ہی نہین جیسا ...
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ یعنے دلون کا موڑنا بسبب اسکے کہ یہ ایسی قوم ہین ... سمجھتے نہین ...
چاہیے کہ راہ حق اور سچی بات کی سمجھ فقط اللہ تعالےٰ عزوجل کی ہدایت و عنایت سے حاصل ہو ...
تھے لیکن حقیقت مین اپنے اعتقاد کو جو محض باطل اور بالکل غلط تھا اصلی کو ... سمجھتے تھے ...
رسول اللہ صلعم مین صاف بیان ہو اُسکی سمجھ سے حق عزوجل نے اُنکے دل موڑ دیے ...

[illegible] ہو جس مخلوق عاجز کو جو ہر وقت اُس سے گڑگڑاتا اور صراط مستقیم و اُسکی رضامندی کی دعا کرتا رہتا ہے اپنے فضل سے [illegible] اسکو دین کی راہ حق کی سمجھ دیدیتا ہے کہ آخر یہ عمر چند روزہ ختم کر کے اس دنیائے ملعونہ کو چھوڑکر رضائے حق و راحت دائمی مین [illegible] پہنچ جاتا ہے پس یہ اُسی کا فضل ہے اور جس مخلوق سرکش نڈر کو جو اُلٹی پلٹی باتین بناتا اور خالق عز و جل کی درگاہ عظمت و [illegible] مین عاجزی نہین کرتا ہے حضرت خلاق العلیم اُسکو مانند شیطان کے ملعون کر کے دنیائے ملعون کی طرف راغب اور کبھی دنیا اسکو بہت کثرت سے دیدیتا ہے پس وہ ملعون اُسکا نفس ملعون و اُسکا ساتھی شیطان ملعون اور اُسکی محبوبہ دنیا ملعون یہ سب ملاعنہ جمع ہو جاتے ہین اعوذ باللہ من ذلک اللھم ربنا اہدنا و تب علینا و توفنا مومنین - واضح ہو کہ قرآن مجید کی آیات یعنی وحی جلی مین اور رسول اللہ صلعم کی احادیث یعنی وحی خفی مین اسرار و دلائل اعجاز ایسے بیان ہین کہ ہر باطل کی سیاہی و اسکا اندھیرا مقابلہ آیات و احادیث کے مٹا جاتا ہے لہذا منافقون کے نفس و شیطانی اعتقادات خود مٹے جاتے اسلیے وے سننے سے بھاگتے تھے اور انکے نفس گھٹے جاتے تھے جیسے اللہ تعالے نے قولہ تعالے او کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق الآیۃ - مین اُنکی تمثیل فرمائی ہے [illegible] لبعضہم - آیت کریمہ مین لطیف اشارہ ہے کہ حضرت سرور عالم صلعم کی مجلس شریف مین جو خالص مومن ہوتے تھے وہ آیات کلام الٰہی اور حدیث حضرت رسالت پناہی صلعم کے سننے مین ایسی خوشی کے ساتھ مستغرق اور دل لگائے رہتے تھے کہ اُنکو اسطرف خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ کون منافق چل دیا - لہذا قولہ تعالے نظر بعضہم الے بعض ہل یراکم من احد ثم انصرفوا - کا ترجمہ کیا گیا کہ بعض منافقون نے بعض کیطرف نگاہ کی کہ بھلا کوئی تمکو دیکھتا تو نہین ہے پھر چل دیے - اس سے توت اُسی طرف ظاہر ہوئی کہ اہل ایمان کوئی ایسا نہ پایا کہ ادھر اُدھر نظر کرتا ہو بلکہ سب استماع قرآن مین مشغول تھے اور منجملہ لطائف کلام الٰہی کے ہے کہ قولہ من احد - سے ہر ہر فرد کا استغراق فرمایا تو باوجود اسکے کہ منافقین آپس مین ایکدوسرے کو تاکتے تھے اُنکو ان افراد سے خارج کر دیا - فافہم فانہ یحتاج الے لطف القریحۃ واللہ تعالی الموفق بالجملہ اس سورہ شریفہ مین ذمائم و قبائح منافقین کے اور اُنکا اپنے نفوس کی ہوا و ہوس اور شیطانی ہواجس کا پابند ہونا خوب بشرح و توضیح تصریح و اشارہ و اقتضاء و دلالت سے بیان فرما دیا کہ ہر اہل ایمان بتوفیق الٰہی فریب نفس سے آگاہ ہو گیا برخلاف اہل نفاق و کفر کے کہ وے سرکشی کرتے ہین - پھر اللہ تعالے نے رسول اللہ صلعم کی رافت و رحمت بحال امت پر ختم فرمایا بقولہ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ

آیا ہے تم پاس رسول تمہارے مین کا بھاری ہوئی ہے اُسپر جو تم تکلیف پاؤ لالچ رکھتا ہے تمہاری

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ

ایمان والون پر شفقت رکھتا مہربان پھر اگر وہ پھر جاوین تو تو کہہ بس ہے مجھکو اللہ کسیکی بندگی نہین سوائے اسکے اُسی پر

١٧ ع ۷

تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

مین نے بھروسا کیا اور وہی ہے صاحب بڑے تخت کا

[illegible] حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی دعا در بارہ اولاد اسمعیل علیہ السلام کے بیان فرمائی ہے کہ - ربنا وابعث فیہم رسولا منہم الآیۃ [illegible] حضرت ابراہیم ع نے خانہ کعبہ کے پاس حالت سفر مین جبکہ حضرت اسمعیل و اُنکی والدہ کو اللہ تعالے کے توکل پر اس بیابان [illegible] آب و دانہ عجیب قدرت الٰہی پر چھوڑے جاتے تھے تضرع و الحاح کے ساتھ حضرت حق تعالے ذو الفضل العظیم الخلاق

Marfat.com

العلیم سے مانگا تھا پس جیسے حضرت ابراہیمؑ کو اس دعا کی توفیق دی اور ایسے ایسے سامان قبولیت [illegible]
ویسے ہی او تعالے ارحم الراحمین نے یہ دعا بہت بزرگی وکمال قبولیت کے ساتھ مستجاب فرمائی [illegible]
والمرسلین جسکے طفیل مین تمام عالم کو خلق فرمایا اور اسی محبوب خاص کی بشارت دینے کے لیے جملہ انبیاء [illegible]
بندہ رسول کیا جس کی پاک ذات سے حضرت موسیٰ وعیسیٰ وجملہ انبیاء اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام [illegible]
عیسیٰؑ نے آسمان کو جاتے وقت کہا تھا کہ میرے بعد تمھاری ہدایت کرنے کو وہ بادشاہ دنیا مین تشریف لاویگا [illegible]
لائق بھی مین نہیں ہون چنانچہ الحال جو تحریف کی ہوئی انجیل نصرانیوں پاس موجود ہے اسمین بھی یہ آیت مذکور ہے [illegible]
ناحق منکر ہوتے ہین - بہرحال اہل ایمان واسلام کی امت اگر اپنے آپ کو خیال کرے کہ اللہ تعالے نے اسکو کیسے افضل [illegible]
والمرسلین کی امت مرحومہ کردیا تو حضرت باری تعالے کی درگاہ مین سربسجدہ ہوکر اپنے بال بال کی زبان سے شکر کرے اور [illegible]
مین عمر گزار دے تو بھی شکر الٰہی ادا نہو سکے کیونکہ اس احسان کی کوئی انتہا نہیں ہے اور خود اللہ تعالے نے ہمپر یہ احسان [illegible]
مولی اپنے اس پاک رسول محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع مین ایمان واسلام پر ہمارا خاتمہ بخیر فرمادے یہ تبرا اول وآخر [illegible]
ہے - قال تعالیٰ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ واللہ الاعظم آگیا تمھارے پاس رسول جو تمھین مین سے ہے - لقد مین
موطئہ للقسم ہے پس کیسے اہتمام سے اللہ تعالے نے یہ احسان رکھا کہ حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس رسول کی جناب
باری تعالے مین دعا کی تھی اور ضرور حق تعالے کو اسکا مبعوث فرمانا ایک خیر امت مین ازلی تقدیر سے منظور تھا پس وہ رسول [illegible]
افضل اور اسکی امت سب سے بہتر ہے کما قال تعالے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الآیۃ - وہ رسول پاک اس امت مرحومہ کے پاس آگیا [illegible]
افسوس کہ اس وقت مین بہت سے کافر ومنافق اسکی پیروی سے منکر ہوے اور جو کتاب پاک اللہ تعالے نے اسپر نازل فرمائی یعنی قرآن مجید
کہ عجائب علوم وکمالات معرفت الٰہی جو اصل مقصود ہے اسکے لیے وہ عجیب بحر ذخار ہے کہ دنیا کے تمام سمندر اگر اسکے معارف وعلوم کو لکھ[illegible]
تو اس سے دوچند ختم ہوجاوین اور ان معارف الٰہیہ کی انتہا نہیں ہوسکتی ہے پس صد افسوس کہ اس سے منھ موڑکر اس لعب [illegible]
فقط دنیا واسکی متاع چند روزہ کے واسطے محروم رہے حالانکہ یہ رسول کمال شفقت سے انکی اس حرکت سے انپر ترس کھاتا ہے چنانچہ [illegible]
نے اپنے پاک رسول کا وصف فرمایا بالقول عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ ما مصدریہ ہے اے کبر علیہ عنتکم - اے شدید علیہ شقتکم [illegible]
بہ من العذاب یعنی ایسا وہ رسول ہے کہ بہت گران وبہت شاق گزرتا ہے اسپر تمھارا اسکو موڑنا کہ جس سے تم بہت بھاری سختی وعذاب [illegible]
مبتلا ہوگے - مترجم کہتا ہے کہ اس بیان سے معنی ظاہر ہین لیکن میرے نزدیک اولی یہ ہے کہ کلام احسن سیاق پر [illegible]
تفسیر کیجاوے کہ تمھارے پاس آگیا رسول جو تم مین سے ہے یعنے کوئی فرشتہ یا جن وغیرہ اجنبی وغیر قوم نہیں ہے کہ اس [illegible]
فائدہ نہ لے سکو - پس رسول کا بھیجنا ایک احسان ہے اور رسول کی تنوین کمال تعظیم ہے یعنے بہت بزرگ واشرف واکرم [illegible]
آیا یہ دوسرا احسان بزرگ ہے - پھر من انفسکم یعنے تمھین مین سے ہونا کہ اس سے کامل طور سے استفادہ وفیض [illegible]
کامل احسان ہے - پھر قولہ عزیز علیہ ما عنتم - یعنی اس رسول اکرم وافضل کو جو تم مین سے ہے اللہ تعالے کی [illegible]
کہ جو امر تمھارے واسطے دنیا ودین مین سختی ومشقت ہو وہ اسپر شاق وگران ہے پس اس رسول کی [illegible]
مخلوق پر جو امر باعث سختی ہو وہ اسپر شاق ہوتا ہے لہذا وہ کامل شفقت کرنے والا تمپر ہے پس اسپر [illegible]

[illegible] عزوجل کی جناب مین شرک کرتے اور گستاخ کلمات بکتے اور جورو اور بیٹا بناکر بہتان باندھتے اور ایسے افعال کرکے
[illegible] دنیا مین امن وآسایش کے ساتھ اپنے خالق عزوجل کی بندگی بے کھٹکے نہین کرسکتے ہین اور ان کافرون نے
[illegible] رگ [illegible] لیے اور دنیا مین فساد پھیلائے ہین - اور دوم اسپر منافقون کا نفاق شاق ہے جو محض دنیا کے لیے بیہودہ
[illegible] کافرون سے بھی باطن مین بدتر ہورہے ہین کہ انجام ان دونون گروہ پر دائمی عذاب ہوگا پس بمقتضاے ترحم و شفقت
[illegible] ان لوگون کا مجھ پر ملا اور قرآن مجید وآیات الٰہی کی طرف دھیان نہ لگانا اور کفر پر اڑے رہنا شاق ہے اور سوم مومنین کے حق مین
شفقت فرماتا ہے کہ ایمان کی برکت سے اگرچہ اللہ تعالے جل جلالہٗ نیز فضل فرماکر انکو دائمی عذاب نکرے لیکن معصیت سے بھی تکلیف
ہوگی تو نہین چاہتا کہ انکو یہ تکلیف بھی پہونچے اور ترحم صفت حضرت رب العزة ذو الجلال والاکرام ہے ولیکن معاصی ونافرمانی مین شرک
وغیرہ پر عذاب جہنم وقہر وغضب فرماتا ہے اسی طرح حدیث صحیح مین ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کبھی غصہ نہین فرماتے
لیکن جب ایسا کوئی فعل دیکھتے جس سے حرمت الٰہی کی ہتک ہو تو غضب فرماتے تھے - پھر اللہ تعالے نے تیسری صفت فرمائی بقولہ
تعالے حَرِيصٌ عَلَيْكُم تم پر حریص ہے یعنے نہایت شفقت سے بہت ہی چاہتا ہے تمکو کہ تم ہدایت کی راہ پر آجاؤ پس کمال ترحم و
شفقت کو حرص سے تعبیر فرمایا - پھر مومنین کے ساتھ چوتھی صفت انکے پاک رسول کی مخصوص فرمائی بقولہ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رَّحِيمٌ یعنی مومنین ہی کے ساتھ خاص کرکے نہایت رافت وکمال رحمت والا ہے - سبحان اللہ تعالے مومنون پر کیسی اللہ تعالے
کی عنایت ہے کہ خود فرمایا - ثم تاب علیهم انه بهم رؤف رحیم - یعنی مومنون پر اللہ تعالے رؤف ورحیم ہے اور یہان اپنے رسول پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کی صفت مین بھی بالمومنین رؤف رحیم فرمایا - پس مومنون کے واسطے کیا خوب سعادت ہے کہ اللہ تعالی واسکا رسول اکرم
دونون مومنون کے ساتھ رؤف رحیم ہین اور کمال قرب ومنزلت وعبودیت حضرت رسول اللہ صلعم کی ظاہر ہوئی کہ اللہ تعالے
عزوجل کے ارادت مین بندگی مین رسول اکمل ہے کہ عین ارادت الٰہی جو بمقتضاے صفت قدیمہ پاک ہے رسول بھی اپنے مولی عزوجل
کے اخلاق سے کامل متصف ہے اور یہی کمال عبودیت اور کامل قرب ومنزلت ہے - واضح ہو کہ بعض نے آیت مین قولہ من انفسکم مین
انفس کو جو جمع نفس ہے انفس بفتح الفا بصیغہ اسم تفضیل نفیس پڑھا یعنے تم مین سے نہایت نفیس از راہ شرف ونسب ہے کیونکہ ابن مردویہ
وحاکم [illegible] وغیرہ نے مرفوع روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے آدم ع سے اپنی ولادت تک اپنی آبا واجداد کو نکاح سے مولود ہونا بدون
سفاح یعنے زنا کے بیان فرمایا اور ظاہر ہے کہ نکاح سے مخصوص صیغہ عقد نہین مراد ہے بلکہ مقابل زنا [illegible] حرام سے کوئی نہین پیدا ہوا
بلکہ سب حلال سے پیدا ہوے خواہ حلت بوجہ عقد کے ہوئی یا حلت بوجہ ملک یمین کے جیسے حضرت اسمعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ
سے پیدا ہوئے ہین - اور حدیث مین صحیح ہوا کہ اللہ تعالے نے آدم سے لیکر دو فریق مین سے آنحضرت صلعم کو بہتر فریق مین کیا حتی کہ
[illegible] سے بھی لہذا اسمعیل ع افضل از اسحاق ع ہین اور اسی طرح فضائل مین از راہ نسب وشرف بھی روایات حاکم وغیرہ
[illegible] بہتر وکرم [illegible] اسمین کوئی شک نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افضل الخلائق اجمعین ہین پس جتنے امور کہ شرف و
[illegible] سب آپکے واسطے افضل واکرم طور سے اللہ تعالے نے مجتمع فرمائے لیکن یہ بات کہ آیت مین انفس بصیغہ افعل التفضیل
[illegible] کیونکہ شاذ قراءة [illegible] شیخ مفسر رحمہ نے اسکو متروک بلکہ موضوع قرار دیا کما ذکرہ فی الاتقان اسیطرح ایک جماعت علما
[illegible] مترجم رحمہ کہتا ہے کہ قطع نظر اسکے از راہ معنی نظم اسمین خلل قوی ہے اسطرح کہ حرف من بہرحال تبعیضیہ ہے

معنی یہ ہونگے کہ تم مین سے جو انفس یعنے نہایت نفیس لوگ ہین انھین سے ایک ایسا رسول کر دیا ... انفس کے ایک ہون حالانکہ ضرور ثابت بلکہ اسپر اجماع ہے کہ آنحضرت صلعم علی الاطلاق اشرف ... ہین کوئی آپ کے مثل شرافت مین دوسرا نہین ہوا اور نہو سکتا ہے نہ ازراہ نسب اور نہ ازراہ کمالات ... نہین ہے لہذا قراءۃ وہی انفس بضم الفاء جمع نفس ہے یعنے وہ رسول اشرف واکرم تم مین سے ایک بشر ہے ... پر حریص اور مخصوص مومنون کے ساتھ رؤف و رحیم ہے۔ حدیث مین ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ میری اور اے لوگو تمھاری ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی اور کیڑے پتنگون نے اسمین گرنا شروع کیا اور وہ انپر شفقت کرکے انکو جل جانے سے روکتا اور ہانکتا تھا اور وے ہجوم کرتے ہین پس یہی حال تمھارا ہے کہ مین تمھاری کمرون کو پکڑ کر تمکو آگ مین گرنے سے کھینچتا ہون ... زور کرتے اور چھوٹے بھاگتے اور آگ ہی مین گھسے جاتے ہو۔ قال اللہ تعالے۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا پھر اگر اہل کفر و منافقین موڑین یعنے باوجود اس کمال شفقت و رحم کے تجھپر ایمان نہ لاوین اور آیات الٰہی پر کان نہ لگاوین اور ذرا بھی دھیان نہ رکھین بھی نہ سوچین فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تو کہدے کہ کافی ہے مجھے میرا اللہ تعالے کوئی الٰہ نہین مگر وہی عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ اسی پر مین نے بھروسا کیا پس وہی جو چاہے وہ ہووے کسی اور کو کچھ بھی قدرت نہین ہے لہذا مین نے اسی پر بھروسا کر لیا کہ اسکے سوائے کوئی معبود نہین وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وہی رب ہے عرش عظیم کا۔ عرش کے معنی و ... تفسیر آیۃ الکرسی اور قولہ ثم استوی علی العرش کی تفسیر مین گذر چکی اور مفسر رحمہ اللہ نے عرش کی تفسیر کرسی کے ساتھ بیان کی اور یہ اس بنا پر ہے کہ عرش و کرسی ایک ہی چیز ہے جیساکہ علماء کے دو قول مین سے ایک یہی قول ہے ولیکن ارجح قول دوم ہے کہ عرش ... ہے اور کرسی دوسری چیز ہے چنانچہ احادیث جو اس بارہ مین آئی ہین وہ آیۃ الکرسی کی تفسیر مین مذکور ہین اور صاوی رح نے جزم کہ مفسر رح نے جو قول اختیار کیا وہ خلاف قول صحیح ہے اور خازن رح نے کہا کہ خلاف مشہور ہے۔ حق یہ ہے کہ احادیث جو عرش کے بارہ مین آئی ہین جب وہ صحیح ہو جاوین تو اختلاف کی کچھ اصل نہین اور کسی عقلی دلیل کو بعد اسکے مجال نہوگی۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ دو آیتین آخر نازل ہوئی ہین۔ قال المفسر رحمہ اللہ۔ رواہ الحاکم فی المستدرک۔ اور ابن عباس رض نے ابی بن کعب سے روایت کی کہ یہ آخر آیت ہے کہ قرآن مین نازل ہوئی۔ رواہ احمد۔ اگر کہا جاوے کہ آخر آیت تو صحاح کی روایات سے قولہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الآیۃ وغیرہ ثابت ہے جواب دیا گیا کہ یہ آیت تو مطلقاً آخر نازل ہوئی اور آیۃ الکلالۃ احکام میراث مین سے آخر نزول ہے اور یہ آیت شاید کہ سورہ براءۃ مین سے آخر نزول ہو یا فضائح منافقین و قبائح نفس کے بارہ مین جو کلام اللہ تعالے نے نازل فرمایا جس سے مقصود یہ کہ انسان خطرات نفس سے بچکر ایمان مین کامل ہو اسمین سے آخر نزول یہ آیت ہے و اللہ تعالے اعلم۔ اور قرآن ... کرنے کا تذکرہ خود آنحضرت صلعم کے حضور مین آیا تھا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وقت مین ایک مصحف مین جمع کر لیا گیا ... کے وقت مین اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ جنمین سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ہین مصاحف مین لکھکر دیا ... تاکہ دین الٰہی استقامت کے ساتھ پھیلے اور زید بن ثابت سے جمع القرآن کے حالات مین ہے کہ مین نے آخر سورہ ... آیات کو خزیمہ بن ثابت انصاری رح کے پاس پایا اور اسمین دلالت ہے کہ متفرق قرآن صحابہ کے پاس لکھا ... رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی صبح و شام سات مرتبہ قولہ تعالے حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت

Marfat.com

[illegible] لا شفاعت فرماویگا - رواہ ابوداؤد باسناد حسن دقہ رواہ ابن عساکر وقد روی مرفوعاً وہو ضعیف ف
عرائس قولہ تعالے لقد جاءکم رسول من انفسکم اسمین اللہ تعالے نے اپنے رسول پاک کی بزرگی میلاد وعظمت میعاد اور شرف
[illegible] جسمین اسکی امت کا شرف ظاہر ہی کہ انفسین مین سے اس پاک رسول کو مختار فرمایا اور اس سے بڑھکر کون شرف ہوگا
[illegible] پاک رسول کو ہم مین سے کیا اور رافت ورحمت سے موصوف فرماکر ہماری ہدایت کے لیے بھیجا - وہ رسول موصوف باوصاف
[illegible] ہوا اور ہم امتیون کے لیے اسمین سے حصہ ہی یعنی عموماً وہ رحمۃ للعالمین ہی کہ اسکے وجود پاک سے اللہ تعالے نے ہر کافر و مشرک و عاصی
[illegible] سے ظاہری عذاب کو جیسے اگلے کفار پر آتا تھا اس امت سے رفع فرمایا اور خصوصاً وہ مومنون کے لیے رؤف رحیم ہی حسین رح
نے کہا کہ تم ہی مین سے ایسا رسول جسنے اللہ تعالے کے واسطے ہر دو جہان سے نظر اٹھالی وقال تعالے مازاغ البصر وماطغی - ابن عطاء
نے کہا کہ خلقت مین خلق سے موافق ہی اور حقیقت مین مبائن ہی کیونکہ وہ ذات پاک منور بانوار رسالت ومقبول حضرت کردگار تعا
[illegible] تا معہ ہی اسکا سایہ نہ تھا اسکا بدن مثل گلاب کے معطر تھا اور اسکا پسینا سب جسنے پانی کے دھوکے پی لیا تھا اسکے بدن سے
[illegible] گلاب کی خوشبو آتی رہی اسکا مقام اقرب از انبیاء ومرسلین ہی وہ اکرم رسول رب العالمین ہی اللہم توفنا مومنین مسلمین علی سنتہ
[illegible] یا ارحم الراحمین پھر اللہ تعالے نے اسکا وصف فرمایا لقولہ تعالے - عزیز علیہ ما عنتم - یعنی تمہاری مخالفت جو امر حق تعالے کے
[illegible] کرنے ہو اسپر شاق ہی - سہل رح نے کہا کہ اللہ تعالے سے تمہارا ایک دم بھی غافل ہونا اسپر گران ہی - پھر اسکا وصف بڑھایا
بقولہ تعالے - حریص علیکم الآیہ - حریص ہی کہ تم اپنے پروردگار سبحانہ تعالے سے محبت وعشق کرنے والے ہو جاؤ - اور فرمان الٰہی
کی متابعت دل وجان سے کرو - رافت الٰہی کے ساتھ مومنون پر رؤف ہی رحمت الٰہی کے ساتھ مومنون پر رحیم ہی - صادقین پر رحمت
رکھتا ہی - گنہگارون پر رافت رکھتا ہی - انکے لیے شفاعت کرتا ہی اہل طاعت کے لیے دعا کرتا ہی - جعفر رح نے کہا کہ حق تم غلام العیوب
دیس جب مخلوق اسکی عظمت خطاب کے لائق نہ تھی تو اپنا رسول انھین کی جنس سے برگزیدہ فرماکر اسکو اپنی صفات سے آراستہ
کیے حق وصدق کے ساتھ بھیجکر مخلوق مین سے جنکو چاہا ہدایت مین مستقیم کر دیا پھر اللہ تعالی نے رسول پاک صلعم کو اپنے واسطے مخصوص
فرمایا اور حکم دیا لقولہ فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو الخ - اسکا قرب مجھے کافی ہی کہ دو جہان اسکے مقابلہ مین ہیچ وبے نشان ہی
[illegible] پاک منزہ ہی لا الہ الا ہو - درمیان مین کسی غیر کا وجود نہیں ہی - قولہ علیہ توکلت - کسی غیر یا اپنے نفس پر کسی پر مجھے توکل نہین
ہو صرف اسی پر توکل ہی اور اسی کے فضل ورحمت سے دل ثابت رہتے ہین - قولہ وہو رب العرش العظیم - اسی نے عرش کو
انوار سے مزین فرمایا پس اسی کی عظمت سے وہ عظیم ہوا اور اگر ایسا نہوتا تو عرش ایک دم مین فنا ہو جاتا - انتہا کلامہ - واضح
ہو کہ اللہ تعالے نے اس سورہ شریفہ کو اس آیت کریمہ پر ختم فرمایا جسمین اصل مقصود مع علوم دیگر موجود ہی یعنی اللہ تعالے وحدہ
لاشریک ہی لا الہ الا ہو پس شرک کی بنیاد ہی نہیں ہو سکتی ہی لہذا توحید الٰہی کی جسنے ہدایت پائی اسنے راہ پائی اور اللہ تعالی لا الہ
الا ہو - اس بندہ کے [illegible] اعتقاد کرنے ہی سے نہیں بلکہ وہ وحدہ لاشریک ہی جیسے مشرک کے اعتقاد سے بت یا عیسی علیہ السلام
[illegible] الوہیت [illegible] نہیں ہو سکتی بلکہ سب مخلوق وعباد ہین انمین الوہیت ممکن ہی نہیں حتی کہ سوائے ذات پاک حق
[illegible] سب سے بڑا جسم ہوا ہو وہ عرش عظیم ہی اور خواہ اخلاق مین مکرم ہو جیسے انبیاء ورسل کہ جنکے سردار محمد صلی اللہ
[illegible] تعالے کی ملک ومخلوق وعبید ہین اور جب قدرت خلق ونفع وضرر وغیرہ کسی مین نہیں تو ایمان والا [illegible]

Marfat.com

اللہ تعالے پر متوکل ہوگا۔ اللھم اہدنا وثبتنا علی الایمان والطاعۃ وتوفنا علی [illegible]

سورۃ یونس مکیۃ الا فان کنت فی شک [illegible]

سورہ یونس مکیہ ہے یعنے رسول اللہ صلعم کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے سوائے [illegible]

اوالثلث او ومنہم من یومن بہ الایۃ مائۃ وتسع او عشر [illegible]

یا تین آیتوں کے کہ یہ مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد نازل ہوئیں پس ایک قول پر دو اور دوسرے قول پر تین آیات مکیہ ہونے سے مستثنیٰ ہیں یا تیسرے قول پر ایک یہ ہے [illegible]

اور تمام سورہ کی ایک سو نو یا ایک سو دس آیات ہیں مترجم کہتا ہے کہ مشہور اصطلاح مکی و مدنی کی یہ ہے کہ جو قبل ہجرت نازل ہوا
مکی اور جو بعد ہجرت نازل ہوئی وہ مدنی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور بعض کے نزدیک جو مکہ میں نازل ہوئی خواہ قبل ہجرت کے یا بعد ہجرت کے مکی
تیسرا قول بھی شیخ مفسر رح نے اتقان میں ذکر کیا ہے اور بعض سلف سے ایک قول اور بھی بسند جید مروی ہوا کہ سفر ہجرت کی آیا
[illegible]نی ہیں۔ بالجملہ معرفت مکی و مدنی سے احکام ناسخ و منسوخ وغیرہ اکثر متعلق ہیں ولیکن اختلافات جو بعض سورتوں و آیات کی نسبت
[illegible] مدنی ہونے میں آئے ہیں سو باوجودیکہ یہ اختلافات رحمت الٰہی ہیں منشا یہ بھی واقع ہوا کہ اصطلاح میں کئی اقوال ہیں پس سلف میں سے
کسی کو مکی یا مدنی کہا تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس اصطلاح پر کہا لہذا ممکن ہے کہ معنی میں مراد واحد ہو اور اللہ تعالے نے بندوں سے
اعتقادات مثل توحید وغیرہ کے مقطوع کر دیے ہیں پس ہر امر اعتقادی قطعی یقینی ہے اور رہے اعمال طاعات تو وہ اپنے ثواب [illegible]
کمانے کے لیے ہیں اور حق تعالے ثواب عطا فرمانے والا ہے پس ان اعمال کے لیے جو احکام بطریق اجتہاد و کوشش کے علماء و مجتہدین
اللہ تعالے واسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام سے نکالے ہیں انپر عمل جائز اگرچہ ظنی ہوں پس اگر ایک ہی امر متعین ہو جاتا تو
موافق عمل کرنا لازم ہو جاتا اور جب اختلاف ہوا تو مرجع آسانی کی طرف ہو گیا اسی واسطے اختلاف امت بھی رحمت الٰہی ہے اور مراد
صحابہ رضی اللہ عنہم و انکے متبعین ہیں اور جو فرقہ مانند رافضی و خارجی و جہمیہ و معتزلہ وغیرہ کے اس راہ پر نہیں وہ خارج ہیں انکے
گمراہی و ضلالت ہیں۔ کیونکہ قطعی اعتقادات سے پھر گئے اور رسول اللہ صلعم کے دین میں رخنہ ڈالا پس راہ سنت سے مخالف
رائے کے پابند ہیں لہذا انکا اعتبار کچھ بھی نہیں ہے۔ اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مکی و مدنی کا جاننا کچھ اصول اعتقاد
نہیں اور ایسے ہی آیات کا شمار بھی جاننا ضروری نہیں بلکہ بعض عملیات کے لیے مجتہد عالم کو جاننا بہتر ہے تاکہ وہ اعمال کے احکام کا
بندگان خدائے تعالے کو بتلا دے اور خود بھی عمل کر کے اس عمل کی قدر ثواب پاوے جیسے اجتہاد کرنا بھی اسکے لیے ثواب [illegible]
جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہیے کہ اس سورہ شریف کا نام سورہ یونس ہے اور اسمیں حضرت یونس علیہ السلام کا حال [illegible]
دیگر احوال کا بھی ذکر ہے لیکن اسرار کلام الٰہی ہر بندہ کی وسعت سے باہر ہیں اور تصفیہ قلب و تزکیۂ روح و سر [illegible]
قبولیت کے انواع کثیرہ ہیں اور آیات و سورتوں میں ضلالت و گمراہی و نفاق اور وساوس نفس و شیطان [illegible]
ان امور کے قبائح صریحاً و اشارۃً و دلالۃً مذکور ہیں باوجودیکہ گمراہی کی راہیں بے شمار ہیں لیکن اللہ تعالے نے [illegible]
سب سے تخلیص بتلا دی ویسے ہی تقرب و علو منزلت و کمالات کی راہیں ہر آدمی کے شمار [illegible]
نجات ۱۲

[illegible] اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بندہ نہیں شمار کر سکتا اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہی پس کلام مجید کے اعجاز و
[illegible] میں سے ایک یہ بیان بھی ہی کہ بدبختی و خواری سے بچنے کے انواع اور سعادت و شرف منزلت حاصل کرنے کے انواع
[illegible] ہر فرد مخلوق کی ذرہ ذرہ ماہیت و حقیقت سے خوب دانا ہی بلکہ وہی اُنکا خالق ذو الجلال ہی درحالیکہ انکا کچھ بھی
[illegible] اس کلام پاک میں جو بہت چھوٹی سی کتاب معلوم ہوتی ہی بالکل بیان فرما دیا اور اسمین بے انتہا اسرار و حقائق ہین جنکا علم
[illegible] رسول اللہ صلعم کے اور دن کو اپنی اپنی منزلت کے اندازہ پر ہوتا اور سب نہین ہو سکتا ہی لہذا اس سورہ شریف کا نام سورہ یونس
[illegible] اسرار حکمت کی بنیاد پر ہی اسیواسطے کسی اور کو جائز نہین ہی کہ اسکا یا کسی دوسری سورت کا خود کچھ نام تجویز کرلے اور آیات
[illegible] بھی اپنی رائے کو بالکل دخل نہین بلکہ واقف کرانے سے علم ہوا کہ یہان سے آیت شروع اور وہان ختم ہی اگرچہ اسکا جان لینا کچھ امر
[illegible] نہین ہی اسیواسطے بعض صحابہ کو کسی مقام پر آنحضرت صلعم کے پڑھنے سے مثلاً ظاہر ہوا کہ یہان آیت ہی اور بعض کو ظاہر
[illegible] شمار آیات مین اختلاف ہو گیا اور چونکہ امر اعتقادی نہین بلکہ ضروری بھی نہین ہی تو اختلاف کچھ مضر نہین بلکہ عین رحمت ہی
[illegible] اس سورہ کی آیات مین بھی دو قول مذکور ہوے اور بنا بر قول حضرت حسن بصری و عطاء و عکرمہ و جابر بن زید کے سورۂ
[illegible] باستثناء دو آیات یعنی قولہ فان کنت فی شک الخ یا تین آیات تک جیسا کہ مقاتل رح نے کہا اور ابن عباس رض و قتادہ کے
[illegible] مین تین آیات پر جزم ہی اور کلبی رح نے قولہ تعالیٰ ومنہم من یومن بہ الآیۃ کو بھی مدنیہ کہا اور قرطبی رح نے ذکر کیا کہ کچھ لوگون
[illegible] نزدیک اول سے چالیس آیات تک مکی اور باقی مدنی ہی۔ واضح ہو کہ خاص لطف الٰہی سبحانہ تعالیٰ اس امت پر یہ تھا کہ کتاب حکیم عجائب
[illegible] قرآن عظیم کو اللہ تعالیٰ نے نجم نجم کرکے مختلف اوقات مین نازل فرمایا اور جب تعلیم کے واسطے موقع مقدر پیش آیا اُسوقت حکم کا
[illegible] نزول ہوا جیسے بچون کو آہستہ آہستہ کرکے آداب و قواعد سکھلاتے ہین تاکہ آراستہ ہو جاوین ایکبارگی اُنپر بوجھ نہین دیتے ہین
لہذا اس امت مین آنحضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم جملہ انبیاء علیہم السلام کے اصحاب سے افضل ہوے اور اللہ تعالیٰ نے انکو
[illegible] الامۃ والامۃ الخیر کردیا کیونکہ وہ تمام آداب عبودیت و ربوبیت سے آراستہ ہو کر حضوری کے واسطے الیق ہو گئے اور نزول نجم نجم مین
[illegible] باسانی سیکھ گئے بخلاف امت توریت و انجیل کے کہ ایکبارگی نزول سے انمین شائستگی کمتر آئی اور یہ امر ایسا واضح و صحیح ہی کہ کوئی
[illegible] عقل والا اس سے منکر نہو گا سوائے ایسے شخص کے جو مطیع نفس امارہ ہو کیونکہ نفس بوسوسہ شیطانی خواری و بے ایمانی کا طالب
[illegible] آخرت سے غافل ہوتا ہی اسیواسطے کفار مکہ باوجود اقرار اعجاز فرقان حمید کے اس امر پر ہٹ کرتے کہ ایکبارگی آسمان سے ہماری
[illegible] آنکھون کے سامنے لاؤ پس قطع نظر اس جہالت کے تجھے معلوم ہو چکا کہ اسمین خالص عباد اللہ الصالحین صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین
[illegible] حق مین انداء تعلیم کیسی مضرت تھی لہذا انکی ہٹ پوری نفرمائی کیونکہ وے تو کفر پر مطبوع تھے کسی طرح ایمان نہ لاتے چنانچہ یہ امر نبر
[illegible] کردیا پھر نیک بندون کو ایکبارگی نازل کرکے کیون ضرر دیا جاتا فافہم اور چونکہ نزول منجم ہوا جیسا کہ ذکر کیا گیا تو کثر ایسی مکیہ سورتین ہین
[illegible] جنمین استثناء بعض آیات ہو پس نزول آیات کے وقت آنحضرت صلعم فرمادیتے تھے کہ انکو فلان سورہ مین فلان مقام پر رکھو اور حفظ الٰہی
[illegible] وقت نبوت سے آپ کو تمام قرآن مجید مع قریب العہد نازل شدہ آیات کے یکسان یاد ہوتا اور نماز و تلاوت مین پڑھا کرتے تھے یہان تک
[illegible] کامل ہوا اور اہل السنۃ کا اجماع ہی کہ موافق اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے قرآن مجید جس ترتیب سے الحال موجود ہی یہی
[illegible] کی ہی اور یہ جو روایت کیا گیا کہ مصحف عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مین آل عمران سے سورۃ النساء مقدم تھی اور

Marfat.com

مانند اسکے اختلاف ترتیب بعض سورتون کا بعض پر مصحف ابی بن کعب وغیرہ مین تھا تو جواب ... ترتیب مین صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع مین یہ سب صحابی بھی ہین تو ظاہر ہوگیا کہ مطلق ترتیب ... روایات مذکورہ مین مطلق ترتیب مذکور ہی اور ہمارا کلام لوح محفوظ کے موافق ترتیب مین ہی پس ... اسوقت موجود ہی جیساکہ عبد اللہ رض و ابی رض وغیرہ اسمین سب صحابہ رض کے ساتھ متفق ہین ایسی ترتیب لوح محفوظ ... اور سوائے ایسی خاص ترتیب کے اور ترتیب مین باہم اختلاف تھا اور اس سے ہمکو بحث نہین ہی کیونکہ مقاصد ... ہوسکتے ہین جیسے اس زمانہ مین پنجسورہ لوگون نے لکھ لیا ہی اور اسمین مثلاً بعد سورۂ یٰسین کے سورۂ انا فتحنا ہی تو اس سے کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ قرآن مجید و لوح محفوظ کی ترتیب مین یٰسین سے پیچھے ملی ہوئی انا فتحنا ہوگی حالانکہ بیچ مین اور سورتین ہین پس ایسا ہی ان مصاحف مین قیاس کرو اور علاوہ اسکے جو مصحف مجید اسوقت جس ترتیب سے ہی وہ متواتر چلا آیا پس صحابہ و تابعین کا اسپر اجماع ظاہر ہی اور اس خبر متواتر قطعی کے مقابلہ مین ان روایات کا جو ایک دو آدمی کی روایت ہی اور وہ بھی مجمل کہ جسمین بہت سے احتمالات ہوسکتے ہین مثلاً شاید راوی کا وہم ہو یا شاید پنجسورہ کی طرح ہو اور مانند اسکے تو متواتر کے مقابلہ مین اسکا کیا اعتبار ہی اور دیکھو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا گیا کہ قرآن مجید جمع کیا کرتے اور گھر سے نہین نکلتے تھے حالانکہ دوسری صاف روایت مین اسکی تصریح آئی کہ مطلب یہ تھا کہ قرآن مجید کی آیات ناسخ و منسوخ کو الگ لکھے دیتے تھے یا مصحف مین نشان دیے دیتے تھے کہ اب زمانہ تابعین کا آتا اور مصاحف تمام ملکون مین جاوینگے تو وہ لوگ غلط مین نہ پڑ جاوین لہذا بطریق تفسیر و تعلیم کے یہ تالیف ہوجانا چاہیے اور یہ واقعی بڑا عمدہ کام تھا حالانکہ پہلے راوی نے اسکو ایسے الفاظ مین روایت کیا کہ اس سے کئی احتمال پیدا ہوگئے اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مصحف کو جمع کرتے تھے حالانکہ دوسری روایت سے صاف ہوگیا اور یہ نہین دیکھتے ہو کہ اللہ تعالے نے مومنون کی شان مین خصوص صحابہ رض کی صفت مین کہا کہ امر معروف کرتے اور منکر سے نہی کرتے ہین پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ترتیب مصحف مجید معاذ اللہ اگر خلاف ہوتا تو اسپر خاموش رہتے تو کبھی اس وہم مین نہ پڑنا۔ اور فرض ہی کہ اجماع صحابہ و جمیع اہل السنۃ و اتباع و ائمہ و صلحا کی دل سے تصدیق کر اور یقین جان لے کہ بحکم قولہ تعالے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ یہ قرآن مجید لوح محفوظ مین جس ترتیب سے ہی اسی ترتیب سے اب موجود ہی فاستقم واللہ تعالے الموفق۔ فرقان حمید مین اعجاز کے کمالات بے نہایت ہین اور بحکم قولہ تعالے وفوق کل ذی علم علیم ہر علم والے سے اونچا علم والا موجود پس جسقدر کمال ایمان ہو اسیقدر اسمین سے عجائب حقائق و دقائق ظاہر ہوتے ہین اور اسمین علوم اولین و آخرین مجموع ہین اور اگر کسی نادان کی سمجھ مین نہ آوے تو یہ اسکا قصور ہی اور ابن مردویہ نے حضرت انس رض سے روایت کی کہ ... سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالے نے مجھے را ئیات یعنی طواسین کو قائم مقام انجیل کے عطا فرمایا ہی یعنی یہ بین کہ فرقان حمید مین جو علوم ... انجیل مین ہی تھے اور معارف فرقان حمید کے یہان مزید ہین فافہم۔ واللہ اعلم۔ اور حضرت عمر رض سے روایت کیا گیا کہ آپ نے صبح کی نماز ...

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى ...

یہ آیتین ہین ... پکی کتاب کی ... کیا لوگون کو ... تعجب ہوا ...

نذیر الناس و بشر الذین آمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم ؕ

ڈر سنا لوگون کو اور خوشخبری دے جو کوئی یقین لاوے کہ اُنکو ہی پایہ سچا اپنے رب کے ہان

قال الکفرون ان ھذا لسحر مبین ○

کہنے لگے منکر بیشک یہ جادوگر ہی صریح

ف ا مترجم کہتا ہی کہ ساتون قاریون وغیرہم نے اتفاق کیا کہ یہ پوری آیت نہین ہی اور دانی رحمہ اللہ نے کہا کہ تلہ کوکوفی قاریون نے پوری آیت شمار کیا ہی اور شاید معنی یہ ہین کہ باب قراءۃ مین آواز و روانی و لہجہ کے لحاظ سے یہ کلام ہی اور آیۃ اصطلاحی سے یعنی پارہ کلام جو سورہ کے اندر ابتداء و انتہاء رکھتا ہو یہان کلام نہین ہی کیونکہ وہ امر توقیفی ہی اسمین اجتہاد کو مساغ نہین اگرچہ معرفت اسکی امر ضروری نہو۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن عباس رضہ نے قولہ الر۔ کی تفسیر مین کہا انا اللہ اری۔ مین اللہ تعالی ہون دیکھتا ایسا ہی ضحاک وغیرہ نے کہا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ تاویل نہین بلکہ بطریق تفسیر ہی اور کلام بلیغ مین اصل مقصود و معنی کے علاوہ عام اشارات ہوتے ہین پس آگے سورہ مین کفار کا استعجاب و جادو کہنا وغیرہ جو مذکور ہی اسکے مناسب یہ اشارہ موجب تشفی و تسلی رسول اللہ صلعم ہی اور مفسر رح نے اتقان مین جملہ حروف مقطعہ کی نسبت ایسے اقوال لکھے ہین جنکا مرجع مناسبت مذکورہ ہی اور حسن و عکرمہ سے روایت ہی کہ الر قسم ہی اور قتادہ نے کہا کہ سورہ کا نام ہی۔ بالجملہ اگر یہ روایات صحت کو پہونچین تو تاوقتیکہ ایمان کامل نہو انکے معانی سمجھ مین نہین آسکتے ہین لہذا القول صادق رحمہ اللہ کے سچا و سیدھا طریقہ وہ ہی جو شیخ مفسر رحمہ اللہ نے اختیار کیا کہ الر کی مراد اللہ تعالی ہی جانتا ہی یعنے یہ کلمہ منجملہ متشابہات کے ہی جیسے الم کہ اسکی تاویل و مراد کو سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا۔ اور واضح رہے کہ تفسیر بہ نسبت تاویل کے اعم ہی لہذا جو شیخ مفسر رح نے لکھا وہ بھی ابن عباس رضہ وغیرہ سے مروی ہی پس عدم علم تاویلی پر اتفاق ہی اور باوجود اسکے بطور تفسیر کچھ اشارہ بیان کرنا اسکے منافی نہین ہی چنانچہ اول سورہ لقرہ مین مفصل بیان ہو گیا ہی۔ **تلک آیت الکتب الحکیم** ہ یہ آیات۔ آیات من القرآن المحکم۔ یہ آیات جو آگے آتی ہین یا جو پہلے نازل ہو چکی ہین آیات ہین قرآن محکم کی تلک اشارہ بعید بحسب استعمال ہی ورنہ اصل وضع مین تلک اور ہذہ یکسان ہین پھر تلک کا استعمال کبھی براہ بلاغت لے بعد مسافت کے سوائے مجازاً بعد منزلت پر آتا ہی یعنے مرتبہ بہت بالاتر ہی اور یہی یہان مراد ہی اور مشار الیہ اسکا آیات ہین یعنے یہ آیات جنکی طرف رفعت منزلت کا اشارہ ہی آیات الکتاب ہین یعنے آیات ہین کتاب معہود سے پس اضافت بمعنی من ہی اے آیات من الکتاب اور معہود کتاب وہ قرآن مجید ہی جسکی صفت حکیم ہی اور حکیم بروزن فعیل معنی محکم ہی یعنے بحسب فصاحت و بلاغت و کمال ہدایت کے نہایت احکام کے ساتھ ہی کہ اسمین تمام بہتری دنیا و آخرت کی مبین و مندرج ہی۔ لہذا جو کافر و منافق کہ فقط دنیا ہی چاہے تو وہ لعنت و آخرت بلکہ معنی آدمیت سے جاہل ہو کر کبھی اپنی خواہشون و شہوات کے لیے قرآن مجید کا قائل نہین ہوتا بلکہ مضر پاتا ہی حالانکہ یہ خیال اسکا ایسا ہی کہ جیسے مجنون اپنی خواہش کے لیے عقلاء کی تہذیب و آدمیت کے برتاؤ کے قواعد کو ناقص اور اپنی مراد کے مخالف و مضر خیال کرتا ہی اسی طرح کافر و منافق کہ ہمیشہ محض دنیائے فانی و اسکے اموال و عیش فانی و دنی و بے بنیاد مین اگرچہ اسکو ان چیزون کے حاصل کرنے کی سمجھ و ڈھنگ خوب سمجھائے گئے ہون پس وے اپنی دانائی پر مغرور و اسی دانائی کے نتائج مین منہمک ہین اور یہ بحریان نقد یرازلی تقصار حضرت ذوالجلال کہ قال تعالے سنستدرجہم من حیث لا یعلمون و املی لہم ان کیدی متین۔ لہذا جب مانند مجنون و دیوانہ کے انکو امر واقعی سے آگاہی نہین

Marfat.com

اور نور ایمان وعقل ایمانی حاصل نہیں ہی تو اسرار و حقائق قرآن حکیم سے بیخبر ولیسے ہی نہین ہو سکتا بلکہ [illegible]
صادق ہی کہ وے قرآن مجید سے اندھے ہین اور رہے اہل ایمان جو ہمیشہ ہدایت الٰہی کی دعا رہا کئے ہین انکو [illegible]
بصیرت کرامت فرماتا ہی پس انکے دلون سے پوچھا جاوے تو عاجزی سے بیچ چاقرار کریکے کمال کی سچائی [illegible] اللہ تعالیٰ نے وہ ایک سمندر
جسکا کنارہ نہین اور اسمین موتی ویاقوت وغیرہ جواہر ہین کہ انکا شمار ممکن نہیں اور جب روند بروز [illegible] زیادہ علم حاصل ہوتا ہی اور
کتاب کے واقعات اسمین سے پاتے ہین تو حیران رہجاتے ہین اور عجز سے اقرار کرتے ہین کہ اے پروردگار جو تونے فرمایا لو انما
فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ الآیۃ - بے شک صحیح ہی اور کسی بندہ کی تاب نہین کہ ان سب علوم کا احاطہ کر سکے پس ہر چند [illegible]
مقدار علم حاصل ہوتا ہی - پھر واضح ہو کہ قولہ تلک آیات الکتاب الحکیم کی تفسیر جو مذکور ہوئی یہی مفسر رح نے اختیار فرمائی ہی اور [illegible]
کہ تلک کا اشارہ جن آیات کی طرف ہی وہ آیات یہ ہین جو اسی سورہ مین آتی ہین تو یہ ظاہر ہی یا وہ ہین جو اسوقت تک نازل ہو چکی تھیں
تو آگے کا کلام یعنی قولہ اکان للناس عجبا ان اوحینا - اور قولہ ان ہذا لسحر مبین - اسپر بھی شاہد ہوتا ہی - بہرحال یہ آیات کوئی ہون
قرآن مجید مین سے ہین - اور یہی تفسیر کلام ہی - مجاہد رح وقتادہ وحسن بصری رح سے مروی ہی کہ قولہ تعالیٰ تلک آیات الکتاب الحکیم
مین کہا کہ توریت وانجیل وزبور یعنی اگلی کتابین ہین اور شیخ ابن کثیر رح نے انکے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا کہ مجھے اس قول کی وجہ
نہین معلوم اور نہ معنی معلوم ہوتے ہین - اور مترجم کہتا ہی کہ تفسیر کے طریقہ مین تو بات یون ہی ہی جیسے شیخ نے فرمائی ہان شاید
مقصود یہ ہو کہ قرآن مجید کی آیات متضمن علوم اولین وآخرین ہین تو ان آیات القرآن کی نسبت صحیح ہی کہ کتب سماویہ متقدمہ اسمین حاصل
ہین اور اس توجیہ پر ایک بات یہ نکلی کہ قرآن مجید وکتاب حکیم ایک بزرگ کتاب ہی کہ اگلے صحیفہ وکتب جو حضرت آدم علیہ السلام سے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نازل ہوے سب کے علوم اس کتاب حکیم مین سے آیات ہین فافہم واللہ اعلم - ضحاک رح نے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول کرکے مبعوث فرمایا تو اکثر جہال عرب نے انکار کیا اور
بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہین کہ آدمی اسکا رسول ہو پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا - اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ
اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ ہمزہ استفہام انکاری مفید ملامت وسرزنش ہی کیونکہ انھون نے اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ پر حکم لگایا کہ اللہ
ایسا نہین کہ بشر اسکا رسول ہو سکے اور یہ آدم علیہ السلام سے اسوقت تک جاہل رہے اور اپنے آپ کو حضرت ابراہیم کی ملت پر کہتے تھے
تو کیا انکو بھی رسول نہین جانتے اور کیا اسمعیل علیہ السلام کی رسالت کے منکر تھے اور آدمی جو مظہر قدرت الٰہی ومکرم از جملہ اشیا ہی [illegible]
بالکل جاہل تھے - کان فعل ناقص - للناس حال ہی اے حادثا للناس ولیکن عجبا سے مقدم کردیا اس لیے کہ صفت کا اتباع [illegible]
عجبا پر مقدم اور ان اوحینا سے آخر تک اسم کان ہی - اور ان مصدریہ سے ان اوحینا بمعنی ایحاؤنا ہوا یعنی ہمارا وحی کرنا [illegible]
معنی یہ ہین کہ ایک آدمی کو ہمارے وحی کرنے سے کہ ایمان لانے والون کو بشارت وکافرون کو ڈر سنا دے کیون تعجب ہوا اور [illegible]
لوگون کو کہ باوجود آدمی ہونے کے وہ حالت تعجب مین متعجب ہو گئے - اب توضیح کے ساتھ معنی لکھے جاتے ہین - قولہ اکان للناس عجبا
کیا ہو گیا لوگون کو عجب - ان اوحینا الی رجل منہم - ہمارا وحی فرمانا انھین سے ایک مرد کی طرف - یعنی جہال عرب کو تعجب کا باعث [illegible]
کرنے والا ہوا ہمارا وحی کرنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اور بیان اس وحی وعجب کا یہ ہی - اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ [illegible]
یعنے وحی یہ فرمائی کہ ناکارہ کافر لوگون کو جو اپنے خالق کی اطاعت سے درحقیقت باہر ہین اگرچہ [illegible]

Marfat.com

بالطریقہ بہتر سمجھے ہون تو ایسے کافرون کو انذار کر دے یعنی خوفناک عذاب آخرت کی خبر سنا دے کہ اگر وے اللہ تعالےٰ کے حکم کے موافق ظاہر و باطن طاعت و اعتقاد لایق نہ رکھینگے تو آخرت مین نافرمانی کا عذاب سخت ہو اُس سے کسی طرح نجات نہوگی اور یہ اسوجہ سے ہو کہ اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کی معرفت اپنی سمجھ سے ممکن نہیں کیونکہ آدمی کی سمجھ و خیال مین خواہ مخواہ یہی محسوسات وحادث چیزون کی صورتین بامعانی آونیگی اور خالق عز وجل ان سب سے پاک منزہ ہو پس جب تک اللہ تعالےٰ کے رسول سے یہ بات معلوم نہو کہ اللہ تعالےٰ کی جناب مین کیا اعتقاد رکھین تب تک آدمی کی سمجھ خود نہیں پہونچ سکتی اگرچہ وہ دنیا کے کامون مین افلاطون سے زیادہ سمجھدار ہو اس لیے کہ دنیا خود ملعون ناچیز ہو اور اسکی سمجھ کو عقل سے کچھ مناسبت نہیں کیونکہ وہان صورت وشکل وغیرہ کا نشان ہی ممکن نہیں ہو پس جسنے سوائے رسول اللہ صلعم کے تعلیم وحی کی خالی اپنی سمجھ سے کچھ اعتقاد کیا تو اسنے کوئی چیز اپنے ذہن وخیال مین گڑھ لی اور اسکو اللہ اعتقاد کر لیا۔ نعوذ باللہ منہ پس درحقیقت اُسنے اللہ تعالےٰ کا اعتقاد نہیں کیا اور نہ اسپر ایمان لایا پھر اللہ تعالےٰ کے لایق عبادت کیا کریگا جبکہ وہ اللہ تعالےٰ پر ایمان ہی نہیں رکھتا اور نہ معرفت ۔ دیکھو حدیث مین آخر زمانہ قرب قیامت کے علامات بیان ہوے ہین منجملہ اُنکے یہ بھی آیا کہ نصرانی اُسوقت سب سے اغلب وزیادہ ہونگے تو ہم جو غور کرتے ہین تو آنکھون کے سامنے موجود ہین اور اب اُنکی کثرت وغلبہ کے وجوہ بھی ہمکو معلوم ہوگئے پس باوجودیکہ دنیاوی امور مین انکی سمجھ بہت تیز ہو لیکن دین کے معاملہ مین وہی مسیح ؑ کو خدا کا بیٹا کہے جاتے ہین حالانکہ یہ بات ایسی خلاف عقل ہو کہ کوئی ملت ومذہب والا اُسکو روا نہیں رکھتا اور اکثر اُسپر ہنستے ہین اور اہل ایمان جب ایسا کلمہ سنتے ہین تو عقل ایمانی ومعرفت الٰہی سے اُسکو بالکل محال دیکھکر نصرانیون کی سمجھ پر افسوس کرتے ہین اور چونکہ حضرت خالق عز وجل کی جناب مین یہ کلمہ نہایت گستاخی ہو کہ ہرگز شان باری تعالےٰ کے لایق ہی نہیں ہوسکتا پس اُنکے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین اور وے اپنے پروردگار سے پناہ مانگتے ولرزتے ہین ۔ ذرا سی بات سمجھو کہ اگر بادشاہ کو کوئی چمار کہے تو بادشاہ اسپر غضبناک ہوگا حالانکہ بادشاہ وچمار دونون آدمی ہونے مین یکسان ہین یا مثلاً سور کہے یا کوئی نجس چیز جیسے گوہ موت کہے تو بادشاہ غضب کریگا حالانکہ جسم ہونے مین دونون یکسان ہین اور یہان تو خالق عز وجل سے کسی چیز کو کچھ بھی مناسبت نہیں تو بیٹا کہنا یا بتون وغیرہ کو عبادت مین شریک بنانا یا جتنے امور شرک ہین سب شان الٰہی عز وجل کے کسی طرح لایق ومناسب نہیں ہین پس جسنے اپنے خالق جل شانہ کو پہچانا وہ اُسکی شان کے خلاف کچھ اعتقاد نہیں کرتا اور شرک وکفر سے پناہ مانگتا ہو اور جنھون نے نہیں پہچانا وہ اپنے خیال کی بنائی ہوئی چیز کے معتقد ہین اور ہردم ایسی ایسی گستاخیان کرتے ہین کہ جن سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہون اور دنیاے فانی ولپید اگر کافرون کو دنیا کی تدبیر عقل وسمجھ اُنکو حاصل ہوئی تو اس سے اُنکا کیا فائدہ ہوگا جبکہ وہ آخرت و اُسکی نعمتون سے بے نصیب رہے بلکہ ان نعمتون کے عوض کیسا سخت عذاب پاوینگے لہذا اللہ تعالےٰ نے جو رسول بھیجا اُسپر یہ وحی کی کہ خوفناک عذاب پانے کی کافرون کو خبر سنا دے یعنی اگر ایمان نہ لائے تو آخرت مین دائمی جہنم کے عذاب مین پڑینگے یہ خبر سنا دے ۔ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور ایمان والون کو بشارت دیدے یعنی خوشخبری سنا دے اُن لوگون کو جو اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے ۔ اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ یہ خوشخبری یا اس طرح خوشخبری کہ اُنکے واسطے اُنکے پروردگار پاس قدم صدق ہو ۔ یعنی اس سفر مین جو اُنھون نے نیک کام پہلے نیکی کے آخرت مین پہلے مقدم بھیجے ہین اُنکا بہت سچا ثواب ہو ۔ قدم بمعنی سلف یعنی جو مقدم کیا اور ہر وہ شخص

Marfat.com

جیسے کہ مسافر لوگ قافلہ میں سے منزل گاہ پر پہلے بھیج دیتے ہیں کہ راحت کے سامان وہاں مہیا کریں [illegible]
جنکو دنیاوی زندگانی میں اللہ تعالے کی توفیق سے بجالا کر مقدم بھیجا تھا، انکا نیک ثواب و اجر ہی جو مہیا [illegible]
بن کعب اور ابن عباس رض میں آئے ہیں اور ابن جریر رح کی روایت از مجاہد رح میں ہو کہ قدم صدق انکا نماز [illegible]
دینا و روزہ رکھنا و تسبیح و تہلیل پڑھنا وغیرہ اعمال صالحہ ہیں۔ یہی ضحاک و ربیع و ابن زید وغیرہم کا قول ہی [illegible]
کیا ہی۔ اور علی بن ابی طلحہ رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ قدم صدق - فرمایا کہ ذکر اول میں انکے لیے سعادت [illegible]
ہو چکی- مترجم کہتا ہی کہ ایمان و اعمال صالحہ تقدیر ازلی ہی اور بدون ہدایت الٰہی تعالے کچھ نہیں ہو سکتا اگرچہ قرآن مجید سی
بزرگ کتاب کی تلاوت کرے پس ہر دو معنی متلازم ہیں اور حدیث میں خود ثابت ہی کہ دیکھو یہود و نصاری کے پاس توریت و انجیل [illegible]
مگر بدون ہدایت الٰہی انکو کچھ فائدہ نہوا- مترجم کہتا ہی کہ اگر فائدہ ہوتا تو کیوں تحریف کرکے اپنی خواہش کے لیے معنی بگاڑتے [illegible]
حتی کہ جو کچھ موجود ہی اسمیں سے بھی راہ حق کی کجی ڈھونڈھتے ہیں- یہاں تک تو اسبات کا بیان تھا یعنے لوگوں کو جو ایک مرد کی طرف
وحی ہونے میں تعجب تھا اسپر اللہ تعالے نے پہلے انکار فرمایا اور پھر وحی فرمانے و انکے تعجب کو بیان کیا تو وحی یہ فرمائی کہ کافروں
کو عذاب آخرت سے آگاہ کر اگر ایمان نہ لاویں اور مومنوں کو جنت وعمدہ ثواب کی بشارت دے پس جب ایک مرد پر ایسی وحی
فرمائی تو کافروں کو تعجب ہوا- قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ کہا کافروں نے یعنی تعجب کرنے والوں نے کہ بے شک
یہ تو کھلا جادو ہی- یعنی یہ قرآن جسمیں یہ ایجاد مذکور ہی یہ کھلا ہوا جادو ہی- اسکو جادو اسوجہ سے کہتے تھے کہ کمال فصاحت و انتہاء
بلاغت سے جب اسکے مثل نہیں لا سکتے تھے تو یہ معجزہ تھا کہ اسپر ضرور یقین کرنا چاہیے کہ یہ مرد ضرور رسول ہی کیونکہ ایسا معجز کلام لایا کہ
باوجود فصاحت و بلاغت میں دعوی کرنے کے عرب اس سے عاجز ہوئے تو شیطان نے انکو وسوسہ دلایا کہ جادو بھی ایسا ہی ہوتا ہی کہ لوگ
اسکی ماہیت سے عاجز ہوتے ہیں پس ان کافروں نے جادو کہنا شروع کیا- اور کہا کہ وحی ہوتی تو یہ آدمی کیونکر رسول ہو سکتا ہی
اور ایک قراءۃ میں اِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ آیا یعنی یہ مرد بے شک کھلا جادوگر ہی یہ سب اسی زعم باطل پر تھا کہ اللہ تعالے کا رسول کوئی
آدمی نہیں ہو سکتا ہی- حاصل معنی آیت کریمہ کے یہ ہوئے کہ کیا لوگوں کو عجب ہو گئی یہ بات کہ ہم نے انہیں سے ایک مرد پر وحی بھیجی اور
اسکو رسول بنایا یہ وحی کہ تو کافروں کو ڈر سنا دے اور مومنوں کو خوشخبری سنا دے کافروں نے کہا کہ یہ قرآن تو کھلا جادو ہی یا یہ
مرد کھلا جادوگر ہی- آیت میں ایک قوی دلیل ہی کہ قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت نظم کلام و حسن معانی میں اعجاز ہو [illegible] کہ قرآن مجید
میں کافروں کا یہ قول حکایت ہی پس ضرور وہ لوگ جو فصاحت و بلاغت کے مدعی تھے قرآن کے اعجاز کو دیکھ کر عاجز ہو کر جادو [illegible]
تھے کیونکہ اگر نہ کہتے ہوتے تو صاف یہ مشہور کرتے کہ ہمپر بہتان باندھا گیا ہی اور جب ناحق عیب نکالنے والے [illegible]
میں مشتہر ہو جاتی پس ثابت ہوا کہ ضرور سچی بات تھی تو معلوم ہو گیا کہ بڑے بڑے فصحاء عرب جب اسکے اعجاز [illegible]
وہ اہل زبان تھے تو اب کسی شخص کو یہ نہیں پہونچتا کہ اسمیں شک کرے کیونکہ وہ مثل عرب کے ادنی آدمی کے [illegible]
اعجاز میں کیا سمجھ ہو گی پھر جب آج تک فصحاء عرب میں اسکے اعجاز پر اتفاق ہی تو زمانہ جاہلیت کے کفار سے [illegible]
ثابت ہو گیا کہ قرآن کلام معجز ہی و الحمد للہ رب العالمین فـــ فی العرائس قولہ تعالی [illegible]
[illegible] انیت و لام علین ازلیت و الرا عین ربوبیت ازعلین وحدانیت ہی- الف [illegible]

[illegible] میں خالی ہوان اور لام سے ارواح عاشقین کے لیے تجلی ازلین ازلیت فرمائی تاکہ بازوے قدم سے [illegible] عین عبودیت سے اسرار محبین پر تجلی فرمائی تاکہ حسن صفات سے انس پاکر مشاہدہ ذات کے مشتاق ہون [illegible] کے شراب شربت [illegible] دیاکہ صفت اتحاد سے متخلق و آراستہ ہوئے اور رام سے عارفین کو شربت جمال [illegible] اہل محبت کو شربت دیاکہ حیران و بیخود ہو گئے۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ اسرار منجملہ علوم تفسیری [illegible] اور جو ابن عباس رضہ سے مروی ہی کہ الر معناہ انا اللہ اری - اسکے لطائف اسمین توضیح بیان ہوے شیخ رح [illegible] الف الاء یعنے صادقین کے لیے نعمتیں ہین - لام الطاف برائے مقربین ہین - رار رحمت بحق تائبین ہی حسین رح [illegible] علم قرآن کا علم ان حروف مین ہی جو سورہ کے اول مین ہین شیخ نے کہا کہ میرے دل مین واقع ہوا [illegible] وغیرہ مثال ہین انکو صرف تین حرف مین جمع کر دیا یعنے الف لام رار مین اور اپنے حبیب صلعم [illegible] کے دل کو اس سے متنبہ کر دیا اور آنحضرت صلعم کو یہ کافی ہو گیا کیونکہ اللہ تعالے و اسکے رسول صلعم کے درمیان اشارات [illegible] دیگر مخلوق مین سے کسی کو اطلاع نہین ہو سکتی ہی اسیواسطے آنکو پوری سورہ نازل ہونے کی ضرورت ہوتی ہی [illegible] تمام سورہ کے انکو تمام احوال و معانی پر اطلاع نہوتی بخلاف آنحضرت صلعم کے کہ حرف الر سے سب اطلاع ہو گئی - اور نیز [illegible] اللہ تعالے نے تربیت و مواسات کے طور پر سب سے اچھے نام سے خطاب فرمایا چنانچہ الف سے اشارہ کیا کہ اے آدم [illegible] میں الف سب حروف سے پہلا حرف ہی اور لام سے یا لطیف کا اشارہ ہی اور الرا سے یا رحیم کی طرف اشارہ ہی جیسے [illegible] اور یا ایہا المزمل اور یا ایہا المدثر مین صریح اور اشارت ہی ۔ قولہ تلک آیات الکتاب الحکیم یعنے یہ اخبار آیات صفاتیہ [illegible] عالم تھا اور نیز یہ علامات ہین کہ ازل مین ہم نے تیری روح کو الہام کیا تھا پس اس سے تجھکو خطاب ازلی [illegible] جائیگا - پھر اللہ تعالے نے تلک آیات الکتاب الحکیم - مین بیان فرما دیا کہ قرآن مجید محکم بحکم ازلیہ ہی اور پوری حجتون سے آراستہ ہی جسمین حکم ربوبیت موجود اور عبودیت کے آداب موجود ہین جسنے اسکی سمجھ پائی وہ حکمت الٰہیہ سے حکیم ہو گیا - بعض نے کہا کہ اسمین [illegible] سے معلوم ہو جاتا ہی کہ کون اس خطاب سے حکمت حاصل کر کے مقبول ہوا - بعض نے کہا کہ کتاب حکیم یعنی عہد ناطق باحکام [illegible] - استاد رح نے کہا کہ الکتاب الحکیم - الف لام عہد کا ہی یعنے وہ کتاب جو ازلی میثاق کے روز تم سے وعدہ کر دی گئی تھی [illegible] کہ ہم نے تم سے وعدہ پیدا کیا اور رشتہ محبت مضبوط کر دیا اور زمانہ دوری [illegible] ہو گیا اور زمانہ سرور ملاقات [illegible] شربت محبت نوش کرو اور طریقہ مودت پر مستقیم رہو اور ایسے لوگون کیطرح مت بنو جنھون نے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت [illegible] عنایت الٰہی کو نہین پہچانا کما قال تعالے اکان للناس عجبا ان اوحینا الے رجل منہم - پس درحقیقت یہ فضل [illegible] لیا پھر اللہ تعالے نے آگاہ کیا کہ خاصہ وحی اس لیے کہ جو مخلوق کہ مشاہدہ عظمت کبریاء و جلال سے غافل [illegible] کما قال تعالے ان انذر الناس یعنی اسمین معرفت حق تعالے کی تعلیم ہی کہ وہ پاک پروردگار ہر شخص کے [illegible] فاعل نہین جانتا اور اسکی صفات مین عقاب کرنا بھی ہی جیسے نیکون کو نعمت دینا کما قال [illegible] الذین آمنوا ان لہم قدم صدق عند ربہم یعنی ارادت و خلوص والون کو اپنی سوابق نعمت سے آگاہ فرمایا کہ انکے لیے وصال [illegible] جب کشف جلال و تجلی جمال ہوا تو صادقین کی ارواح ہی کے لیے قدم صدق تھا

Marfat.com

پس مخلصین کا سچا وعدہ تھا کہ عبودیت کے مقام میں محبت کی برداشت کرتے [illegible] قدم نہیں [illegible]
ربوبیت ایجاد کونین میں نہیں رکھا گیا الا اسی وصف سے ازل میں لگے [illegible]
ہی بقولہ ان انذر الناس۔ اے جسنے ایک دم میرے مشاہدہ کو کھو یا اور [illegible]
دلاوے۔ پھر آخر آیت میں بشارت فرمائی بقولہ وبشر الذین آمنوا۔ یعنی جنکے دل اسکی محبت میں [illegible]
انکو اپنے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بشارت دیدی۔ نیز اشارت ہی کہ اہل ارادت کو جو یقین کامل [illegible]
دیدے کہ زمانہ فترہ و فراق میں اگر بمقتضائے بشریت و ہولے نفسانی انسے قصور ہوا تو میرے لطف [illegible]
صدق ہی یعنے حکم قبولیت ازلیہ انکے لیے ثابت ہی پس نا امیدی وسوسہ شیطانی ہی کہ قدم ارادت مقام قبولیت [illegible]
بلکہ لطف و رحمت پر نظر رکھیں کہ آخری قدم انکے برابر استقامت پر ہو کر سب اگلے پچھلے یکسان ہو جاوینگے [illegible]
کہا کہ حقیقت قول یہ تھا کہ جسنے ڈھونڈھا اسنے پایا پھر اسمیں ڈھونڈھنے والے کئی راہوں پر مستغرق ہوے اہل [illegible]
قوت اشارت سے انھوں نے ڈھونڈھا پس وہی قدم صدق کے مصداق ہیں اور وہی اہل طوالع و اشارات ہیں۔ سہل رح نے کہا
قدم صدق سابقہ رحمت جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں ودیعت رکھی تھی ترمذی رح نے کہا کہ قدم صدق وہ امام [illegible] صادق
مطاع محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نصر آبادی رح نے کہا کہ قدم صدق ہر مقام میں ادب کا سلوک ہی اور وہ [illegible] شفاعت محمد
صلے اللہ علیہ وسلم ہی۔ استاد رح نے کہا کہ قدم صدق وہ طاعات و عبادات و اعمال صالحہ بصدق نیت ہیں جنکو انھوں نے
مقدم بھیجا ہی اور صداقت انکی طاعت ادا کرنے میں بھی اور بسبب کامل نہونے کے اقرار نقصان میں بھی لیکن انکی یہ صداقت بفضل الٰہی
گویا تکمیل ہی۔ بعض نے کہا کہ قدم صدق وہ انعام ہیں جو یوم القیامۃ میں انکے لیے مقدم کر دیے ہیں۔ پھر اللہ تعالے نے [illegible]
الوہیت و ربوبیت و انواع احسان و کرامات ثابت کرکے متنبہ فرمایا کہ مہمل نہیں چھوڑے گئے ہیں [illegible] معارف کے واسطے [illegible]
ضرور ہی جو جن یا ملائکہ سے تمام نہیں ہو سکتی پس رسول آدمی ہوگا۔ فقال تعالیٰ۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ
تمہارا رب اللہ ہی جس نے بنائے آسمان و زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر تدبیر کرتا کام کی

مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ
کوئی سفارش نہ کر سکے مگر جو پہلے اسکا حکم ہو وہ اللہ ہی رب تمہارا سو اسکو پوجو کیا تم دھیان نہیں کرتے

سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ سے روایت ہی کہ جب مکہ میں یہ آیت اتری تو سواروں کا ایک قافلہ [illegible]
دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو پس انھوں نے جواب دیا کہ ہم جن ہیں مدینہ سے آتے ہیں اور یہی آیت کریمہ ہمارے سفر کی [illegible]
باعث ہوئی ہی رواہ ابن ابی حاتم اس آیت میں اللہ تعالے نے اپنی الٰہیت سے متنبہ کرکے عبادت [illegible]
فرمائی بقولہ تعالے۔ اِنَّ رَبَّكُمُ بے شک رب تمہارا۔ اللّٰهُ اللہ تعالے ہی الَّذِيْ خَلَقَ [illegible]
یہ ہی کہ اسی نے پیدا کیے سب آسمان اور زمین فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ چھ روز میں یعنی دنیا میں [illegible]
مقدار کے چھ گونہ وقت میں کہ چھ روز کے اندازہ ہوا سب آسمانوں و زمینوں کو جو سب سے [illegible]

[illegible] میں پیدا کر دیا لیکن مخلوق کو آہستگی اور خوبی کے ساتھ کام کرنا سکھلانے کو اس اندازہ کے وقت
[illegible] چھ روز کا اندازہ اسواسطے کہا کہ اسوقت مین سورج نہ تھا کہ دن و رات ہو تو مراد یہی ہو کہ چھ روز کی قدر وقت
مین پیدا کیا لیکن [illegible] کے نزدیک اسمین اشکال یہ ہو کہ زمانہ کا حساب حرکت فلکی سے ہو تو فلک نہونے پر وقت و زمانہ اندازہ
[illegible] جواب اسکا یا تو اسطرح دیا جاوے کہ حرکت فلکی سے زمانہ ہونے کا قول فلاسفہ کا ہو اور ہم اسکو نہین مانتے ہین اور
[illegible] یہ ہو کہ آسمان و زمین نہونے کی حالت مین کوئی کیفیت حس وخیال سے معلوم نہین ہو سکتی ہو پس جائز ہو کہ دن اس حال مین
[illegible] جسکی کیفیت ہمکو معلوم نہین جیسی وہ حالت ہمارے قیاس مین محسوس نہین ہو سکتی ہو اور نسبت اس موجودہ حالت کے وہ حالت
عدم [illegible] ہو بمعنی عدم نہین ہو علاوہ برین علم الٰہی مین ہر حادث کا وجود تھا حتی کہ جو کچھ قیامت تک موجود ہو لہذا سورج نہونے
[illegible] سے جزم اس امر کا نہین ہوسکتا اور نہ حکم لگایا جاسکتا ہو کہ دن نہ تھا یا زمانہ نہ تھا کیونکہ عدم العلم مستلزم علم العدم
نہین ہو اور سورج کے طلوع و غروب کے مابین کو دن کہنا فقط لفظی گفتگو ہو کہ اس وجود دنیاوی مین اسکے سوائے معلوم نہین جیسے
[illegible] میثاق ازل اب یاد نہین ہو یا پچاس ہزار برس کا دن کبھی دیکھا نہین ہو پس سوائے کیفیت مجہول ہونے کے کوئی استحالہ لازم
نہین آتا جب اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرمادیا کہ چھ روز مین پیدا فرمایا تو معلوم ہوگیا کہ روز تھا جسکی کیفیت ہمارے خیال سے باہر ہو
اور ہم اسی کو یقین کرتے ہین لہذا جو صحیح حدیث مین وارد ہوا کہ اتوار کے روز پہاڑ قائم اور دوشنبہ کو فلان چیز و سہ شنبہ کو فلان چیز
وغیرہ بتفصیل ایام کی پیدائش مذکور ہو اور دیگر احادیث جنمین تعیین ایام ہو سب اپنے ظاہر معنی پر ہین اور ایسے ہی جنت کے خلود
وغیرہ مین بعض احادیث مین تخصیص روز جمعہ کے مانند ظہور خصوص نعمت خاص کا جو وارد ہوا وہ اپنے معنی پر ہو حالانکہ وہان سورج
وچاند اور دن و رات نہین ہو بالجملہ ملک آخرت و عالم وراء محسوسات کو عالم عناصر محسوسات پر قیاس نہین کرسکتے ہین اور نہ کوئی
استحالہ قائم ہو سکتا ہو اور عجب ہو کہ ذہن کے مقابلہ مین خارج کا حکم بدلا ہوا سمجھا ہو پھر عقل و ایمان ہمارے مسئلہ مین بدرجہ اولےٰ
ایسی اشکال کو راہ نہین دیتے ہین۔ فاستقم وباللہ التوفیق۔ اور آیت مین دلیل ہو کہ سماء بمعنی بلندی نہین بلکہ ایک خلقت محسوس
اور چند عدد جمع ہو تو جسنے یہ زعم کیا کہ آسمان فقط منتہاے نظر ہو وہ آیت سے کافر ہو۔ اور آیت مین ربکم مقدم کیا اس لیے کہ عرب کے
کفار اقرار کرتے تھے کہ آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہو لہذا انحصار کے ساتھ یون بیان کرنے کی بھی ضرورت نہین کہ
اللہ تعالےٰ ہی نے انکو پیدا کیا ہان وے لوگ اپنے کامون وحاجتون کا سرانجام دینے والا بعضے بتون کو خیال کرتے اور انکو رب جانتے
[illegible] تو ذکر دیا کہ رب تمہارا وہی اللہ تعالےٰ ہو جسکی قدرت عظیم و شان بے قیاس ہو اسنے چھ روز مین یعنے اپنی مخلوق کو اسی طرح
آہستہ سوچ سمجھکر کام کرنے کا طریقہ سکھلانے کے لیے چھ روز مین آسمانون و زمین کو پیدا کیا۔ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ پھر عرش
پر مستوی ہوا۔ کرخی نے لکھا کہ عرش پر مستوی ہونا اللہ تعالےٰ کی ایک صفت ہو اسکی کیفیت بالکل سمجھ سے باہر ہو مفسر نے
[illegible] کہ یہ استواء ایسا ہو جو اسکی شان پاک کے لایق ہو۔ یعنی کوئی جاہل یہ گمان نہ کرے کہ عرش پر مستوی ہونا ایسی کیفیت پر ہو یا اسکی
[illegible] ہو یا یون متصور ہو کیونکہ حضرت باری تعالےٰ کو کسی چیز سے تشبیہ نہین اور نہ آدمی کے قیاس کو مجال ہو پس جب یہ صحیح
[illegible] کسی چیز سے مشابہ نہین ہو تو ہمنا بالیقین معلوم ہوگیا کہ جو کیفیت بندہ تصور کرے وہ حادث ہوگی اور حادث سے
[illegible] اسکی کیفیت کبھی معلوم نہین۔ اور چونکہ اللہ تعالےٰ نے استواء علی العرش کو بیان فرمایا تو ہم یہ نہین کہتے ہین کہ

Marfat.com

یہ کچھ نہین ہی بلکہ یقین کرتے ہین کہ جو کچھ اُسنے فرمایا وہ صحیح ہی اور کیفیت [illegible]
تصور بیان نہین ہی۔ پس یہ طریقہ تو سلف الائمہ وا اماموں کا ہی کہ الہی آیات [illegible]
اسیطرح ایمان لاتے ہین کہ جسطرح وارد ہوا بدون کیفیت کے اور یقین جانتے ہین [illegible]
اور پچھلے علماء رح نے ان آیات مین تاویلین کین تاکہ سمجھ سے موافق ہو [illegible]
صفات مین وارد ہین اُنمین تاویل بعض جگہ بنتی ہی اور بعض جگہ بالکل نہین بنتی ہی [illegible]
وہ ایمان لانے کے لیے اس بات پر ہٹ نہین کریگا کہ مجھے شان وصفت الٰہی کا علم ہو جا [illegible]
کہ حضرت خالق تبارک وتعالے کا علم حاصل کرے لہذا آیات واحادیث صفات کو اپنے معنی [illegible]
اور جان لے کہ یہ صفت الٰہی ہی جسطرح اُسکی شان پاک کے لایق ہی اُسی طرح ہی [illegible]
کہ آسمانون وزمین پیدا کرنے کے بعد صفت استوار عرش ظاہر ہوئی اور وہ پاک [illegible]
بھی کیونکہ او تعالے کو کسی چیز حادث کی طرف احتیاج محال ہی اور صفات الٰہی سب [illegible]
ہان ظہور اوقات مختلف مین ممکن ہی۔ بالجملہ سچا طریقہ ایمان کا وہ ہی جسپر صحابہ وتابعین [illegible]
ہین کہ اللہ تعالے نے چھ روز مین آسمانون وزمین کو پیدا کیا اور پھر عرش پر جسطرح اُسکی [illegible]
الامر تدبیر فرماتا ہی امر کی۔ اس جملہ کو بدون واو عطف کے فرمایا کیونکہ یہ گویا [illegible]
کرنا ادبار امور کو یعنے انجام کار مین نظر کرنا کہ اچھی صورت پر واقع ہو اور امر یعنی شان [illegible]
تدبیر کے معنی قضاو قدر کا جاری کرنا نہایت حکمت وکمال قدرت پر کیونکہ او تعالے کا علم [illegible]
شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ معنی یہ ہین کہ امر خلائق کی تدبیر فرماتا ہی اُسکے علم سے ایک [illegible]
مین اور نہ کوئی حال وشان اُسکو مشغول کر سکتی ہی اور نہ بے شمار مخلوق کی حاجات [illegible]
وآبادیون وآسمانون وزمینون وملائکہ وجن وانسان ووحوش وطیور وکروڑون اقسام کے [illegible]
خلقت جسکے علم سے وہی آگاہ ہی کسی کے رزق وجزا وسزا ودعا وعطا مین ذرہ برابر [illegible]
کے فضل پر ہی اور کوئی پتی بدون اُسکے علم کے نہین گرتی اور کوئی دانہ زمین کے اندر [illegible]
ویابس ہی سب کتاب مبین ولوح محفوظ مین موجود ہی۔ بیضاوی رح نے لکھا کہ [illegible]
وکلمہ قدیمیہ مقدر فرماتا اور اُسی کے حکم وتحریک پر اسباب نازل ہوتے جو اُسکے [illegible]
حضرت حق تعالے عزوجل کے اس اقتدار عظیم کو دیکھین اور اُسکی عظمت وجلال مین [illegible]
مین کچھ تعجب وشک نہوگا کہ اللہ تعالے کی معرفت تعلیم فرماتا ہی اور [illegible]
العظیم وہی ہمارا رب کریم ہی اُسی کے واسطے الوہیت وربوبیت مختص ہی اور [illegible]
وغیرہ کسی چیز کا شرک ہو محض باطل ہی اور یہ گمان کہ بت وغیرہ ہماری [illegible]
ہین تو محض باطل گمان ہی اول تو بت پتھر کے خود تمھارے [illegible]

[illegible] جو کہ حضرت رب العزۃ ذو الجلال والاکرام کے دربار عظمت وجلال کبریائی مین دم مارنے کی مجال کہان ہی
اسکے حکم بلکہ زبان حرکت کہان کر سکتی ہی قال اللہ تعالے مَامِنْ شَفِيْعٍ اے لا احد شفیع یشفع لاحد۔ کوئی سفارش
کرنے والا جو کسی کے لیے سفارش کرے ہو نہین سکتا۔ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ مگر حق عز وجل کی اجازت کے بعد۔ پس بدون اسکی اجازت
کے کسی کی زبان ہل نہین سکتی کہ سفارش کر سکے تو اگر بتون کے زبان ہوتی اور شعور ہوتا اور بول سکتے تو بھی بیکار تھے کہ بدون رضامندی
حق عز وجل کے انکو مجال سفارش نہوتی۔ اور ظاہر ہی کہ جو بندے کہ اپنے پروردگار کے سوائے دوسرے کی بندگی کرین تو اللہ تعالے
ایسے مشرکون سے راضی نہین اور اُنپر غضب فرماتا ہی اور بت اگر شعور رکھتے اور اپنے معبود بنائے جانے پر راضی ہوتے تو انکو بھی سخت
عذاب ہوتا اور بڑی ذلت و دکھ کی مار اٹھاتے پھر سفارش کیسی لہذا قطعی حکم دیدیا کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیۃ یعنی اللہ تعالے
یہ نہین بخشتا کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے یعنی کوئی دوسرے کی بندگی کرے یا دوسرا اپنی بندگی پر اُس سے راضی ہو کیونکہ دونون مشرک
و مردود ہین۔ آیت مین دلیل ہی کہ اللہ تعالے کی اجازت سے شفاعت ہوگی چنانچہ آنحضرت صلعم کے واسطے حق تعالے عز وجل نے اجازت
کا وعدہ فرمایا ہی اللّٰھم ارزقنا بفضلک و توفنا مومنین مسلمین علی سنۃ نبیک محمد صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ الحاصل اللہ تعالے
کی عظمت و کبریائی و قدرت و کمال ایسی ہی اور عظمت و جلال یہ کہ بدون اجازت کسی کی زبان نہین ہل سکتی۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ
یہی عظمت و جلال والا اللہ تعالے تمھارا رب ہی وہی معبود ہی اُسی کے تم بندے ہو اُسی کے واسطے عبادت و بندگی خالص و خاص ہی۔
فَاعْبُدُوْهُ پس اُسی کی توحید کرو یعنی یقین کرو کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ پس اُسی کی بندگی کرو۔ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ اے
تتذکرون۔ کیا تم سمجھکر نصیحت نہین پکڑتے ہو۔ پس درحقیقت تعجب کے قابل یہ بات تھی کہ حضرت حق ذو الجلال والاکرام کی توحید
چھوڑکر بتون وغیرہ کے بندے بنگئے جس سے آنکھین اندھی و دل سیاہ ہو گئے تو اُلٹا تعجب کرنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آدمی اس
اللہ تعالے کے رسول نہین ہو سکتے ہین باوجودیکہ یہ کلام معجز نظام کہ سراسر معرفت ہی اپنے دعوی رسالت پر معجزہ لائے تو بدبخت کافر
اسکو جادو کہنے لگے حالانکہ اس امر کے قائل تھے کہ تمام مخلوق اللہ تعالے کی پیدا کی ہوئی ہی پس خود وہی اقراری تھے کہ وہی معبود برحق اور
اُسی کی بندگی خالص ہی ف۔ عرائس البیان مین ہی کہ اللہ تعالے نے اپنی الوہیت کو اسرار عارفین و اہل توحید کی تربیت کے واسطے
ظاہر فرمایا بقولہ ان ربکم اللہ۔ پھر اہل یقین کے فرحت قلوب کے لیے آگاہ فرمایا بقولہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام۔ تاکہ اہل عقل
و بصیرت ہو اور چند ایام مین اُنکی خلقت فرمانے کا بیان مفید ہی کہ انسان سے عجلت دور ہو [illegible] وکان الانسان عجولا۔
پس بالطبع انسان مین عجلت اسکی کمالات و ترقیات مین بہت مضر ہی پس وجود نور قلب کے لیے ورزش [illegible] ضرور ہی جیسے اس آیت
مین اشارہ فرمایا ورنہ اللہ تعالے ایک لمحہ مین کرورون آسمان بے انتہا پیدا فرما سکتا ہی۔ و قال تعالے ثم استوی علی العرش۔ پھر
عرش کو اپنی تجلیات کے لیے آئینہ بنایا اور انفاس صدیقین و مریدین کے واسطے وہی منتہی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اس سے نازل مرتبہ
سدرۃ المنتہی وغیرہ ہین از سورۃ النجم و حدیث المعراج مین بہت سے اسرار کی طرف اشارہ ہی جبکہ ہدایت الٰہی سے فکر سلیم نصیب ہو۔
اللہ تعالے نے [illegible] جنسے صدق ارادت سے طالب حق عز وجل ہین اُنپر راہ بہت آسان فرمائی ہی قال تعالی یدبر الامر
[illegible] بالغیر سے پاک فرماکر راہ مشاہدہ دیتا ہی اور عارفین کے دلون کو کشف انوار صفات سے منور فرماتا ہی۔ [illegible]
[illegible] اللہ تعالے خود مختار ہی جسکو چاہا مقبول کیا اور جسکو چاہا مطرود فرمایا اسمین کسی مخلوق کو مجال نہین ہی بقولہ من

Marfat.com

شفیع الامن بعد اذنہ - پس جس بندہ مخلوق کو زبان انبساط دیدی وہ سوال و دعا کرنے لگا ہی اور …
کو کیا مجال و اسکی کیا ہستی ہی کہ اللہ تعالے کی عظمت وجلال کے سامنے دم مارے - پھر جس وصف …
کے لیے واسطے حصول معرفت کے بیان کیا بقولہ ذلکم اللہ ربکم - پھر معرفت کے بعد انکو عبادت کی طرف بلایا بقولہ …
اسکی عبادت کرو کیونکہ خلق سے یہی معرفت توحید مقصود ہی بقولہ تعالے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون - یعنی …
کرین - پھر انکو فکر و غور سلیم کی طرف آمادگی دلائی بقولہ تعالے افلا تذکرون - دریاے فکر مین غوص نہین کرتے کہ حقائق …
کرو جنسے حقائق انوار ملتے ہین اور انسے لطائف اسرار منکشف ہوتے ہین - مترجم کہتا ہی کہ توحید و تفکر کا حکم دیا کہ یہ …
حصول کمالات و قبولیت کا عمل کسبی ہی پھر جزاء و سزاے واقعی سے جو بلا اختیار خواہ مخواہ واقع ہونے والا ہی آگاہ فرمایا

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ إِنَّهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ
اسی طرف پھر جانا تم سب کو وعدہ ہو اللہ کا سچا وہی بناوے پہلے پھر اسکو دوہرا دیگا تا بدلا دے انکو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ
جو یقین لائے تھے اور کیے تھے کام نیک انصاف سے اور جو منکر ہوے انکو پینا ہی کھولتا پانی

وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ○
اور دکھ کی مار اسپر کہ منکر ہوتے تھے

واضح ہو کہ ضمیر الیہ راجع بجانب اللہ تعالے جو رب وخالق ومالک ہی - مرجع لوٹنا یا مقام بازگشت جمیعا تاکید - وعد اللہ - مفعول مطلق
اپنے فعل محذوف کا اے وعد اللہ وعدا - اور اپنے نفس کا خود مؤکد ہی کیونکہ قولہ الیہ مرجعکم - خود بھی وعدہ الٰہی ہی - حقا بھی مفعول مطلق
اپنے فعل محذوف کا اور مؤکد غیر کا ہی یعنے وعد اللہ جسپر دلالت کرتا ہی اسکی یہ تحقیق کرتا ہی - اس آیت سے شروع کیا کہ اللہ تعالے نے یہ تمام
مخلوقات جو عجائب قدرت وصنعت الٰہی پر دلیل ہی تمھارے امتحان و فکر کر کے توحید حاصل کرنے کے لیے پیدا فرمائی پس تم مہمل نہین چھوڑے
گئے بلکہ خواہ مخواہ تمکو بدلا دیا جائیگا پس فرمایا - **اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا** اللہ تعالے ہی کی طرف تمھارا سب کا مرجع ہی یعنے پیدا ہو
پھر ہلاک ہو کر یوم بعث ونشر کو اسی کی طرف پھر جاؤگے کسی اور کی طرف جنکو شریک بناتے ہو نہین مرجع ہی پس اسکے حضور مین جانے کا
سامان کرو - **وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا** وعدہ دیا تم کو اللہ تعالے نے یہ وعدہ اور اسکو خوب محقق کر دیا اسمین ذرا خلاف نہین ہی
إِنَّهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ اللہ تعالے ابدا فرماتا ہی خلق کو اسطرح کہ انکو پیدا کر دیا پھر اعادہ فرماویگا بایں طور کہ ہلاک کر کے
پھر بعد موت کے یوم الحشر کو اٹھاویگا پس جس حالت پر مرے ہین اسی حال پر اٹھینگے - **لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ**
بِالْقِسْطِ یہ پیدائش واعادہ اسواسطے ہی کہ بدلا دیوے اللہ تعالے ان بندون کو جو ایمان لائے اور کیے کام نیک
عدل کے - یعنی اپنے عدل وانصاف کے ساتھ - یا یہ معنی ہین کہ ان مومنون نے جو عدل اختیار کیا تھا یعنے تمام امور مین اعتدال شرع
سے تجاوز نہین کرتے تھے اگرچہ انکے نفوس فساد کی طرف خواہش کرتے ہون و عدل شرع سے ناگواری اٹھاتے ہون - یا عدل
مراد ایمان ہی اسواسطے کہ ایمان عین عدل ہی چنانچہ ایمان یہی ہی کہ خالق عز وجل کی جناب مین ادب ہو پس عدل …
حقوق بجا لاوے اور اپنے آپ کو اسکا بندہ مخلوق جانے اور آپس مین بندون سے خالق عز وجل کے …

Marfat.com

... بیضاوی رحمہ نے کہا کہ یہی معنی اوجہ ہین - یعنی یہ ہوے کہ ایمان والون کو اُنکے ایمان کا
... عذاب ہے - وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ اور جن بندون نے
... اُنکے لیے پینے کو حمیم ہی اور دُکھ کی مار ہی بسبب اُنکے کفر کرنے کے یعنی مخلوق ہوکر خالق عزوجل کی عبادت سے منکر ہوے اسطرح
... کو شریک جانا - یہ جملہ مقابلہ مین جملہ اول کے ہی - اور اصل مین یہ معنی تھے کہ ولیجزی الذین کفروا وعملوا السیآت بظلمهم - اور تاکہ سزا
دے اُن لوگون کو جنھون نے کفر کیا اور بُرے کام کیے ہین بوجہ اُنکے ظلم و شرک کے - پھر بلاغت کاملہ سے اس جملہ کو اس اسلوب پر بدل
... پس اسمین بہت سے فوائد پیدا ہوگئے ازانجملہ یہ کہ ظاہر ہوا کہ اہل کفر اسی عذاب کے مستحق ہین - ازانجملہ یہ کہ تنبیہ ہوئی کہ خلق و اعادہ
سے اصل مقصود ثواب کا بدلا دینا تھا اور عذاب تو بالعرض واقع ہوا - ازانجملہ تنبیہ ہوئی کہ مومنون کے ثواب دینے مین اللہ تعالے
... ذات پاک متولی ہی پس جب اُسکے فضل و کرم پر اُنکو ثواب ملا تو اُسکی کچھ انتہا نہین اور وہ فہم بشری سے باہر ہی اسیواسطے اسمین کوئی
تفصیل نہین فرمائی اور کافرون کا عذاب فقط اُنکے اعمال بد کا مساوی بدلا ہی کچھ زیادہ بالکل نہین ہی گویا اُنکی بد اعتقادی و بداعمالی
... خود انپر یہ بیاری دُکھ کھینچ لائی - حمیم نہایت گرم پانی - اور یہ نچوڑ جلتا ہوا خود جہنمیون کا اُنکو ملیگا جس سے آنتین کٹ گرینگی بیضاوی
رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ جملہ گویا کلام سابق یعنے قولہ الیہ مرجعکم الخ کی تعلیل ہی کیونکہ جب پیدا کرنے و مارنے اور پھر اعادہ کرنے سے اصلی مقصود
یہ ہوا کہ ہر مخلوق کو جو اعمال کی پابند کی گئی ہی اُسکے برتاؤ کے موافق بدلا دیا جاوے تو خواہ مخواہ ہر ایک کا مرجع اسی کی طرف ہوگا -
اور اسکے مؤید قراءۃ عبداللہ بن مسعود رضہ و اعمش رحمہ اللہ ہی کہ اُنھون نے قولہ انہ یبدء الخلق کو بفتح ان پڑھا یعنی لانہ یبدء الخلق
پس جملہ بلام تعلیل ہوا - واضح ہو کہ قولہ الیہ مرجعکم - مین ضمیر خطاب بجانب اہل عقل ہی اور جملہ تعلیلیہ مین - یبدء الخلق - عام خلق فرمائی -
تو اشعار ہی کہ سوائے عقلاء کے جانور وغیرہ سب کا اعادہ ہوگا حتی کہ سینگون والی بکری سے بے سینگون والی کے مارنے کا قصاص
لیا جائیگا جیسا کہ حدیث مین صحیح ہوا ہی اور فرق عقلاء مین و اُنمین یہ ہی کہ حیوانات بعد قصاص و بدلے کے خاک کر دیے جاوینگے بخلاف
کفار و مشرکین کے کہ وے دائمی جہنمی ہونگے جیسے دنیا مین اُنپر کرامت تھی کہ سب سے افضل کیا ویسے ہی عذاب مین سب سے
خوار ہونگے فافہم واللہ اعلم ف --- وفی العرائس قولہ تعالے الیہ مرجعکم جمیعا - اسمین اشارت یہ بھی ہی کہ جب ہر غریق و خائف
و حیران و تائب و قاصد و طالب کا وہی مرجع ہی تو ہر مجذوب کو اُسکی ایک صفت پاک جذب کرتی ہی پس عاشق کا مرجع اُسکا جمال مبارک
ہی اور عارف کا مرجع اُسکا جلال اور موحدین کا اُسکی کبریائی اور خائفین کا اُسکی عظمت اور مشتاقین کا وصال اور محبین کا قرب اور
مرجع اہل فنا اُسکی ذات پاک ہی پس اُسکی ذات پاک کے انوار مرجع ارواح قدسیہ ہین اور انوار صفات مرجع قلوب شیفتہ و انوار افعال
مرجع عقول حیران تعالے اللہ سبحانہ - قال المترجم پس وہان کسی حادث و حدوث کو رسائی نہین ہی اور طرق معرفت سب بسدود
ہین سوائے ... کہ قدیم کی صفت سے قدیم کی طرف معرفت ہوا اور یہ طریقہ عقلی نہین ہی کیونکہ عقل اسمین خود حیران ہی پس اُسکا
طریقہ یہی ہی کہ اتباع رسول اللہ صلعم تمام و کمال ہو اور بغیر چون و چرا کے تصدیق تمام اُسی پر قائم و ثابت رہے یہان تک کہ اللہ تعالے
عطا فرماوے وہ قوت جو ظل الصفۃ ہی اور اُسکا بیان اس حدیث صحیح مین ہی - لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل الی آخر الحدیث
واللہ تعالے اعلم - پھر شیخ نے لکھا کہ اللہ تعالے پاک برتر عالی متعالی ہی وہان کسی حادث کو مجال نہین ہی اور بیان اسکا آخر آیت مین ہی
قولہ تعالے ... انہ یبدء الخلق ثم یعیدہ - عدم سے تجلی قدم اُنکو ابداع فرمایا پھر قہر سلطانی سے اُنکو معدوم کیا پھر براہ شفقت

انکو اعادہ فرمایا کہ اہل عرفان کو نعمت کشف جمال عطا ہو۔ کما قال تعالے لیحرب الذین [illegible]
نے ملکوت کو مشاہدہ کیا انکو کشف جمال جبروت عطا فرما دے اور جن ہندون [illegible]
کیا تھا انکو قرب وصال عطا فرما دے اے برادر جو اس سفر دنیا سے شوق و [illegible]
وہین کا دھیان لگائے ہوے پہونچتا ہی حق تعالے انکو نعمتون سے سرفراز کرتا ہی جکا بیان نہین ہوسکتا [illegible]
صلعم نے قسم سے بیان فرمایا کہ جنت مین ہاتھ بھر جگہ تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہی۔ جلیدرح نے کہا [illegible]
اُسی کی طرف انتہا ہی اور درمیان مین فضل و نعمت کے باغ ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ درمیان مین بعرض امتحان [illegible]
کہ اسپر تجلی قہری ہی پس جسنے اُسکو امتحان مین موافق رضاے حق تعالے یعنی موافق شرع پاکیزہ لیا اگرچہ اُسکے نفس [illegible]
اسیقدر پر اکتفا کیا اور بالکل اُسکو اُسکی محبت سے نہین لیا بلکہ باغ حقیقی یعنے اعمال صالحہ کے لیے لیا تو اسکے لیے دنیا [illegible]
بالتبع اور اصلی باغ اعمال صالحہ ہین پس شیخ نے فقط اہل ایمان کی تخصیص کی لہذا یون فرمایا کہ درمیان مین باغ فضل و نعمت [illegible]
جسکے لیے ابتدا رہین سعادت سابق ہو گئی تو اُسکے لیے باغہاے مذکور ہین نعمتون کے اظہار مین [illegible]
ہوا اور جسکے لیے ابتدائی سعادت جاری نہین ہوئی اُسنے تمام عمر اپنے نفس کی خواہش مین اور فانی اموال جمع کرنے مین برباد کی [illegible]
مین جو شقاوت اُسکے حق مین مقدر ہوئی آخر اُسی طرف مردود ہوا لہذا قال تعالے الیہ مرجعکم جمیعا۔ پس اللہ تعالے کی طرف راجع حقیقت
وہی ہی جسنے تمام ماسواے حق تعالے سے منھ موڑ کر اُسی کی طرف رجوع کیا۔ مترجم کہتا ہی کہ اشارت یہ فرمائی کہ اللہ تعالی کی درگاہ مین
مرجع واقعی یہ تھا کہ خوشی و رضا کے ساتھ ہو جسپر انعام و اکرام ہی اور یہ مومنون کے لیے مخصوص ہی اور جو بے کفار و مشرکین و منافقین
تو وہ مقہور و مجبور اُسکی طرف مردود ہین ورنہ باختیار خود تو ہمہ تن دنیا و مافیہا کی طرف راجع تھے پس مرجع اُنکا عذاب شدید کی طرف ہی
استاذ رح نے کہا کہ رجوع مقتضی ہی کہ ارواح کے لیے جسم مین ہونے سے پہلے وجود ہو پس مقامات تسبیح و تقدیس مین متمکن تھین پس
جو کوئی سفر کو جاتا ہی جب وہ واپس آتا ہی تو اہل محبت اس سے خوش ہوتے ہین۔ بعض نے کہا کہ مثال ایسی ہی کہ جیسے [illegible]
سفر کو تجارت کے لیے گئے جنمین سے ایک کے پاس مالک کے قاصد نے جو پیغام پہونچایا تھا اُسنے اُسی کی پابندی کی [illegible]
اور دوسرے کے پاس وہی پیغام پہونچا مگر اُسنے پیغام کو خوب استوار یقین کرنے کے باوجود لہو و لعب مین زیادہ اوقات گذار
اور کچھ نفع نہین کمایا لیکن سرمایہ بھی باقی رکھا اور تیسرے کو وہی پیغام پہونچا اُسنے قاصد کو برا بھلا کہا اور اپنی راے کی پابندی کا [illegible]
اس سے بڑھکر یہ کیا کہ وہان ایک اور آقا کی غلامی اختیار کی پھر پہلا غلام واپس ہو کر مال اپنے مالک کے حضور مین حاضر [illegible]
دیکھا کہ مالک سلطان روے زمین ہی اُسلیے اُسکی حسن خدمت پر تمام کمائی اُسکو بخشی اور نعمت بیقیاس و وزارت [illegible]
مزید فرمائی اور دوسرا غلام حاضر آیا مگر شرمندہ پس مالک نے اُسکو کچھ تنبیہ و تادیب کے بعد بخشدیا اور تیسرا [illegible]
ہوکر مع اُس شخص کے جسکو وہان آقا بنالیا تھا حاضر ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ شخص جسکو آقا بنایا ہی مالک کا [illegible]
نہایت نجس و نامعقول ہی پس مالک نے دونون مردودون کو جہنم مین ڈالدیا۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت باری [illegible]
ایسا پاک معبود ہی کہ اُسکی جناب مین جو مثال و نظیر بیان کیجاتی ہی وہ کسی طرح بن نہین پڑتی ہی کیونکہ جو [illegible]
حادثہ چیز ہوگی اور حوادث سب مخلوق و مملوک و ہیچ و پوچ ہین پھر حضرت قدیم تعالے و تقدس کیساتھ [illegible]

...زبان ... کے فضل پر ہدایت ومعرفت ہو ۵ اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم + وز ہرچہ گفتہ اند
... جو کچھ ہو اسکی مخلوقات ہو ولیکن ہدایت وکرم عفو پر بھروسا کرکے شرمندگی وعاجزی کے ساتھ زبان پر
... اللہ تعالیٰ نے عفو فرمادے ہم بندے اسی طرح آپس مین ناچار ایک دوسرے کو انھین حرفون مین سمجھاتے ہین اللہم
... پھر شیخ نے لکھا کہ جب فرمان بردار مطیع بندہ حاضر ہوا تو اسکو وہ بھلائی ملی جو اُسکے قیاس وگمان ووہم سے
... بلکہ کسی طرح وہم مین نہین آئی اور وہ محال ہی اور نہ کوئی نسبت ہی اور ثواب ملا اور قرب ومنزلت حاصل ہوئی ہر دم ترقی
... انتہا نہین ہی اور اقراری گنہگار غلام جب اخلاص کے ساتھ شرم مین ڈوبا ہوا افسوس وآہ کرتا ہوا لوٹا تو اُسکو کرم کے ساتھ
... فرمانے کا تحفہ ومغفرت وعفو کا لباس خلعت وامان مل گیا۔ واضح ہو کہ جو حق تعالےٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے
... خاص ... احکام بھیجے سب قطعی ہین وقد قال تعالےٰ وعداللہ حقا۔ پس صالح بندون کو فردوس اعلیٰ ورضوان اکبر ہی اور گنہگار
... کے لیے رحمت ورضا ولطف حق عزوجل ہی۔ پس رحمت تو وصف حق جل وعلا ہی اور وصل صفت اجل کہ اسکو دوام لقا رہی
... مترجم کہتا ہی کہ اشارت سے فرق بتلادیا اور یہان تقریر کو گنجایش نہین ہی ولیکن مجھے اتنی تنبیہ کی ضرورت ہوئی کہ یہ وہم نہو کہ
... رحمت بخشش دائمی نہین بلکہ جو بخشا گیا وہ ہمیشہ جنت مین ہی اور احادیث دیدار حق سبحانہ عزوجل مین بہت اشارات
... والجملہ یہ ہی کہ اعلیٰ درجہ اُن بندون کا ہوگا جو ہر وقت اس کرم مین غرق ہین اور ادنیٰ وہ ہین کہ اُنکے واسطے میعاد ہی فافہم واللہ
... الحق وہو یہدی السبیل۔ استاذ رح نے کہا کہ تمام عمر مین جس بندے کو ایسا وقت جب کبھی مل گیا کہ جیسا اُسکا آغاز وجود تھا
... مین اُسکے لیے اعادہ متحقق ہوا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ نعمت کبیر ہی اور حدیث صحیح مین ایک قصہ طویل ایک بندہ مقبول ازلی کا
... ایمان مین سفر دراز طی کرکے گرد آلود وہ حاضر ہوکر عین صدق سے ایمان لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت
پائی ... تو ایسا ہی جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا تو اسقدر خوشی ہوئی کہ اُسی مین مسکراتے ہوے جان بحق تسلیم ہوے
رضی اللہ تعالےٰ عنہ وعن اصحاب الرسول صلے اللہ علیہ وسلم اجمعین۔ پھر حق تعالےٰ عزوجل نے عالم کو نورانی فرمانے کی قدرت کاملہ
اور وحدانیت کے دلائل ساطعہ پر تنبیہ فرمائی بقولہ تعالیٰ۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ
وہی ہی جس نے بنایا سورج کو چمک اور چاند کو اُجالا اور ٹھہرائین اُسکو منزلین کہ پہچانو گنتی برسون کی

وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝
اور حساب نہین بنایا اللہ نے یہ سب مگر تدبیر سے کھولتا ہی پتے ایک قوم پر جنکو سمجھ ہے

هُوَ الَّذِي یعنی وہی پاک ذات معبود برحق وحدہ لاشریک ہی جسنے جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً کر دیا آفتاب کو ضیاء۔ یعنی ذات ضیاء
... کی ... مصدر ہی ... قیام کے مصدر ہی یا ضوء کی جمع ہی جیسے سوط کی جمع سیاط آتی ہی اور یاء تحتانیہ اسمین واو
... وَّالْقَمَرَ نُوْرًا اور کیا چاند کو نور یعنی نور والا۔ اور اللہ تعالےٰ نے دونون کو ضیاء ونور فرمایا اور نور والا نہین
... مین مبالغہ ہی۔ پھر نور کا لفظ ہر روشنی کو شامل ہی چنانچہ قولہ تعالےٰ ذہب اللہ بنورہم مین بیان ہوا ہی
... کہا ... جو ہر شئی کہ بالذات ہو وہ ضوء ہی اور جو بالعرض ہو وہ نور ہی پس اسمین تنبیہ ہے

Marfat.com

کہ آفتاب کو خود روشن پیدا فرمایا اور چاند کو اُسکے مقابلہ سے روشنی پاکر روشن ہونے والا [illegible]
ومنقاد ہین اور اُنکی پرستش کرنے والے جاہل ومشرک وسفیہ ہین اور جنکو اللہ تعالےٰ نے ایمان عطا [illegible]
کی قدرت کاملہ کی نشانی جانتے ہین اور بعض سلف سے مروی ہے کہ سورج وچاند کے مُنھ آسمان کی طرف [illegible]
مین یہ بات نہین آئی پس اولےٰ یہ ہے کہ اسی قدر پر اکتفا کیا جاوے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے [illegible]
کیا۔ وَقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ اور مقدر کیا اُسکو منازل۔ بیضاوی رح نے کہا کہ قدرہ کی ضمیر ہر واحد کے لیے [illegible]
منازل مقرر ومعین کردین یا منازل بمعنی ذی منازل ہو یعنی ہر ایک کو مقرری سیرون والا کردیا۔ پس ہر ایک اپنی گردش [illegible]
مقرری منزلون سے تجاوز نہین کرتا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس تقریر سے یہ وہم دفع ہوا کہ قدرہ کی ضمیر مذکر ہو اور شمس [illegible]
تو قدرہا چاہیے تھا پس قاضی رح نے دفع کردیا کہ ضمیر ہر واحد کی طرف ہے یعنے۔ قدر لکل واحد منہما۔ اور اولیٰ یہ ہے کہ ضمیر فقط قمر کی طرف ہو [illegible]
ذکر اگرچہ دونون کا ہو لیکن ضمیر مذکر سے التباس نرہا کیونکہ شمس مؤنث مستعمل ہے اور شمس کے منازل سے عموماً عرب بلکہ عموماً عوام [illegible]
نہین ہوتے ہین اور یہان عموماً ہر ایک کو عبرت اور حسن قدرت آلٰہی پر تنبیہ مقصود ہے اگرچہ عبارت بلیغہ دونون کو بھی شامل ہے اور یہی [illegible]
نے اختیار کیا اور اسی کو ثانیاً بیضاوی رح نے ذکر کیا کہ یا قدرہ کی ضمیر بجانب قمر راجع ہے یعنے اللہ تعالےٰ نے قمر کے منازل [illegible]
اور اس سے یہ لازم نہین کہ آفتاب کے منازل نہون۔ رہا یہ امر کہ قمر کو خاص کرکے کیون بیان کیا تو مترجم نے اوپر ایک وجہ کی طرف
اشارہ کیا اور دوسری وجہ قاضی رح نے بیان کی کہ قمر کی رفتار تیز ہے اور اُسکے منازل معائنہ ہوتے ہین اور شرعی احکام اس سے متعلق ہین
مترجم کہتا ہے کہ یہان کچھ شرع ماننے والون کی خصوصیت نہین بلکہ عموماً ہر ایک کو تنبیہ بوحدانیت آلٰہی تعالےٰ منظور ہے پس کمال قدرت
دیکھین اور احسان بھی دیکھین کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو منور اور اسطرح منازل کے ساتھ مقدر پیدا کرکے احسان کیا لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ
السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ۔ تاکہ جان لو تم لوگ شمار سال کا اور حساب سنین جمع سنۃ بمعنی سال اور حساب سے یہ مراد کہ ہفتہ ومہینہ وایام جو [illegible]
معاملات مین پڑتے ہین اُنکو معلوم کرلو۔ اور مفسر رح نے منازل کی تفسیر مین لکھا کہ اٹھائیس منازل اسیقدر راتون کے مقدر ہین [illegible]
ہر مہینہ ہر رات اُنمین سے ایک منزل مین ہوتا ہے اور جب مہینہ تیس کا ہو تو ایک رات دن اور جب انتیس کا ہو تو ایک دن چھپ جاتا ہے
کمالین مین کہا کہ کبھی تین رات بھی چھپتا ہے اور اسپر بعض اہل الہیئۃ کا قول شاہد لایا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ مفسر رح [illegible]
یہ تفسیر بطریق علم الہیئت لی ہے اور چونکہ بالاجمال تقدیر منازل نص مین مذکور ہے تو ایسی حالت مین یہ قول لینا مضائقہ نہین ہے بخلاف علم نجوم
وغیرہ کے یا دیگر امور علم الہیئۃ کے جو خلاف نصوص ہین یا رجم بالغیب ہین اُنکو لینا یا اُسپر اعتماد کرنا حلال نہین ہے اگرچہ بعض [illegible]
مخالفت کی ہے اور بعض نے فقہ کے ایک مسئلہ سے استدلال کیا کہ اگر کسی نے دوسرے کو اجرت پر مقرر کیا کہ میرے لڑکے کو نجوم [illegible]
مثلاً دس روپیہ ماہواری دونگا تو فقہ مین لکھا ہے کہ اجرت واجب ہوگی۔ پس اُس شخص نے استدلال کیا کہ یہ [illegible]
کے اور اسکا جواب یہ ہے کہ ایجاب اجرت کا حکم باعتبار ظاہر قضاء کے ہے چنانچہ اور مسائل بھی ایسے موجود ہین کہ باوجود [illegible]
وجوب اجرت کا حکم دیا اور یہ تنصیص کردی کہ یہ فعل مکروہ ہے پس اس سے استدلال نہین ہو سکتا۔ بعض نے [illegible]
حساب سیکھنا جائز ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ظاہر لفظ سے یہ استدلال کیا گیا ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ [illegible]
کہ سورج وچاند کی طرح اپنے منازل طاعت واتباع سنت کو استقامت سے پورا کرتا رہے اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] ضرر ہو اور جو امر کہ اسکے حق مین ذخیرہ آخرت نہو اس سے احتراز کرے پس اللہ تعالےٰ نے ضرورت
[illegible] کے واسطے [illegible] کا حساب کافی کر دیا ہی اور یہ اصل ہی اور اس سے زائد جہان تک مفید ہو اور لالعینی نہو جائز ہی ورنہ اتنا وقت
[illegible] کر [illegible] مین صرف کرے۔ بالجملہ جیسے جواز کی وجہ نکلتی ہی ویسے ہی یہ بھی نکلتا ہی کہ چاند کی اسطرح منازل کی خلقت تمہاری
[illegible] کے [illegible] شمار و حساب کے واسطے کافی پیدا کر دی ہی۔ بعض نے نکالا کہ شمار سال جان لینے مین علم تاریخ یعنی مثلاً اچھے لوگون
[illegible] سال پیدائش و وفات جان لینا جائز نکلا۔ بعض نے قولہ قدرہ کی ضمیر راجع کرنے مین اول توجیہ کے موافق لکھا کہ قولہ لتعلموا عدد السنین
[illegible] آفتاب کی تقدیر منازل کا ہی یعنی آفتاب کی منازل مقدر فرمائے تاکہ تم لوگ اس سے سالون کی گنتی جان لو اور حساب نتیجہ تقدیر
منازل قمر ہو۔ بالجملہ یہ دونون منور جرم اپنے خالق عز وجل کے مطیع و منقاد ہین اور حدیث صحیح مین ہی کہ آفتاب ہر روز غروب کے وقت
سجدہ کرتا ہی اور اجازت چاہتا ہی پس اسکو حکم ہوتا ہی کہ مطلع سے پھر طلوع کرے یہ معانی اہل ایمان کے نزدیک یقینی ہین اگرچہ جہلاء
بے ایمان کے خیال مین نہ آوین۔ حق تعالےٰ نے فرمایا۔ **مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ** نہین پیدا کیا حق تعالےٰ نے اسکو یعنی جو مذکور
ہوا ہی۔ **اِلَّا بِالْحَقِّ** مگر متلبس بحق۔ یعنی جو مذکور ہوا اُسکو اللہ تعالےٰ نے محض حق و درست و عین حکمت کے ساتھ پیدا کیا اور یہ
کچھ عبث و بیکار نہین ہی اور جہان تک بندہ صحیح سالم فکر کرے تو علم کے ساتھ جان لیگا کہ انسان کے رزق و حیات و صحت وغیرہ کے
یہ اسباب ہر دم اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت مین کمال حکمت کے ساتھ مسخر ہین نہ انکو خود کوئی تاثیر ہی اور نہ قدرت ہی جسنے انکو پیدا
کیا وہی تمام مخلوق کا حافظ و رازق عجیب لطف سے ہی لہذا فرمایا۔ **يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ** بصیغہ غائب اسے یفصل اللہ تعالےٰ
یعنی مفصل بیان فرماتا ہی اللہ تعالےٰ۔ دوسری قراءۃ مین۔ نفصل بصیغہ متکلم ہی یعنی حق تعالےٰ فرماتا ہی کہ مفصل بیان فرماتے ہین
ہم آیات کو یعنی اپنی قدرت و وحدانیت و الوہیت کے دلائل و نشانیون کو۔ **لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ** واسطے ایسی قوم کے جو جانتے ہین یعنی
سوچ و فکر کر لیتے و جان جاتے ہین۔ لقوم مین لام بمعنی نفع ہی پس یہ مراد نہین کہ بیان کرنا عموماً سب کے واسطے نہین ہی بلکہ علم غیب سے
آگاہ کر دیا کہ سب بندے ایمان نہین لاوینگے اگرچہ یہ دلائل قدرت و وحدانیت بہت روشن ہین بلکہ نفع اس بیان سے فقط اہل ایمان
و یقین ہی کو ہوگا پس یہ بیان انھین کے نفع کے لیے ہی۔ واضح ہو کہ آیات مین ہر شخص کو اپنی مقدار پر نفع ہوتا ہی اور اعلیٰ اسکا انبیاء
علیہم السلام کو ہی اور حدیث صحیح مین ہی جو کہ آنحضرت صلعم کے تہجد کے لیے اُٹھنے کے بارہ مین ہی کہ سبحان اللہ اس رات کیا کیا ابتلاء نازل ہوے
ہین جگاؤ حجرون والیون کو کہ بہتیری دنیا مین لباس والیان آخرت مین ننگی ہونگی۔ بالجملہ کوئی مومن ایسا نہین کہ اُسکو ان آیات سے
وحدانیت و الوہیت الٰہی و فناے دنیا و تحقیق آخرت کا فائدہ حاصل نہو اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے آیات مابعد مین اسکو متفرع فرمایا ہی
[illegible] و فی العرائس قولہ تعالےٰ ہو الذی جعل الشمس ضیاء الآیۃ۔ تفصیلی اشارات جو اس آیت کریمہ کی ہدایت سے غور کرنے مین
[illegible] آفتاب ذات پاک کو ارواح عارفین کے لیے ضیاء کر دیا پس ازل و ابد انکو نظر آیا اور قمر صفات کو عاشقون
کے لیے [illegible] پس انکو خلاق جمال و جلال نظر آئے پس صولت ذات سے ارواح مذکورہ عین ذات مین فنا ہوئین اور مشاہدہ
[illegible] سے ارواح [illegible] مین صفات مین فنا ہوئین پس آفتاب ذات ہر حال مین و تمام اوقات مین ارواح کی نظر سے پوشیدہ ہی
[illegible] اس سے غائب ہین اور نہ اسکو دیکھتے ہین کیونکہ مقام توحید ہی۔ سورج تو دن گزر کر رات مین غروب ہوتا ہی مگر دلون کا
[illegible] نہین ہوتا۔ اور صفات کا چاند حالت بسط مین دکھلائی دیتا اور حال قبض مین چھپ جاتا ہی اسیواسطے مقام صفات

Marfat.com

کے منازل مین قلوب کا حال منقلب ہوتا ہی پس جیسے آفتاب کی [illegible]
ماہتاب صفات کے ظہور خفا مین قلوب کا حال ہوتا ہی پھر جس کے دل مین [illegible]
منازل مین متفاوت ہین اور انفاس کا جریان موافق معرفت و محبت و اوقات [illegible]
اجتماع وغیرہ سے حالات معلوم ہوتے ہین اور قولہ تعالے لتعلموا عدد السنین والحساب [illegible]
مختلف ہین پس آفتاب اعمال شریعت سے جوارح و اعضاء کو نور ہوتا ہو لہذا آفتاب [illegible]
اسرار کی تنویر سے۔ بعض نے کہا کہ آفتاب توفیق سے بندون کو عبادت و طاعت کی روشنی [illegible]
حلاوت سے مسرور کرتا ہی اور دونون لازم ملزوم ہین پھر دونون کے اتفاق سے حسب توفیق کا [illegible]
ملتی ہی حتی کہ اعلی اسکا منزل صدیقیت ہی۔ بالجملہ ان آیات سے اصل عبرت اور رغبت [illegible]
نافی ہی لہذا فرمایا اللہ تعالے نے۔

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ
البتہ بدلنے مین رات اور دن کے اور جو بنایا اللہ نے آسمان اور زمین مین [illegible]
لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۝ اِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا
ایک لوگون کو جو ڈر رکھتے ہین جو امید نہین رکھتے ہمارے ملنے کی اور راضی ہوئے دنیا کی زندگی پر [illegible]
بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُونَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا
اور جو ہماری قدرتون سے خبر نہین رکھتے ایسون کا ٹھکانا ہی آگ [illegible]
يَكْسِبُونَ ۝ اِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ
کماتے تھے جو لوگ یقین لائے اور کیے کام نیک راہ دیگا انکو رب انکا انکے ایمان سے
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ۝ دَعْوٰىهُمْ فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ
بہتی ہین انکے نیچے نہرین باغون مین آرام کے انکی دعا اس جگہ یہ کہ پاک ذات ہی تیری یا اللہ اور ملاقات انکی
فِيهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝ ع ۱
سلام اور تمام انکی دعا اسپر کہ سب خوبی اللہ کو جو صاحب سارے جہان کا [illegible]

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اور فی اختلاف الخ خبر مقدم اور لآیات [illegible]
کے اسم موخر ہی اور اختلاف کے معنی یہ ہین کہ انا ایک کا خلف دوسرے کے یعنی ایک کے پیچھے دوسرے کا [illegible]
ہونا اور رہنا ہی مفسر رح نے دونون کو جمع کر دیا اور معنی یہ ہین کہ بیشک رات و دن کے اختلاف مین یعنی ایک کے پیچھے [illegible]
کے آنے مین اور کبھی گھٹ جانے و کبھی بڑھ جانے مین۔ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ اور ان چیزون مین جو [illegible]
پیدا فرمائی ہین آسمانون مین مانند ملائکہ و سورج و چاند و ستارون کے۔ وَالْاَرْضِ اور زمین مین [illegible]
و نہرون وغیرہ کے۔ لَاٰيٰتٍ البتہ نشانیان و دلالات ہین اپنے خالق [illegible]

[illegible] کے بیلے کہ جو اپنے خالق عز وجل سے تقوی رکھتے ہین اور انجام کار سے ڈرتے ہین کہ انجام خراب نہو پس
[illegible] وجود آیات ہین مگر قوم متقین کی تخصیص اسیواسطے فرمائی کہ انھین کو ان آیات سے نفع ہی اور انکا اتقاء انکو آمادہ کرتا ہی کہ
[illegible] آیات مین فکر وغور کرکے اللہ تعالے کی طاعت وتقوی مین مستعد ومستحکم رہین ادنی یہ ہی کہ یہ چیزین اسطرح اپنے خالق عز وجل کی مطیع
[illegible] ہین کہ کبھی نافرمانی نہین کرتی ہین اور سب سے منھ موڑکر اسی کی طرف راجع ہین پس اہل تقوی بھی خالص دل سے اپنے
[illegible] پروردگار کی طرف راجع ہوتے ہین۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا جو لوگ کہ نہین توقع رکھتے ہماری ملاقات کے۔ کیونکہ وے
[illegible] وحشر سے منکر ہین اور جو چیزین انکو محسوس نظر آتی ہین انھین پر جم گئے اور ماسوائے ان محسوسات کے جو ملک عظیم وعجیب انکے
پیچھے ہی اس سے غافل وبھولے ہوئے ہین۔ وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور راضی ہوگئے ہین اسی دنیاوی زندگی پر جو ضرور
فانی ہو جاتی ہی مگر جہالت سے اسی فانی پر راضی ہوکر آخرت سے غافل ہوگئے ہین۔ وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا اور مطمئن ہوگئے اسی حیات
دنیاوی پر یعنے تمام ہمت اسی دنیا کی لذتون پر مقصور کردی اور اسی کی آرایش واسی کی ناموری وغیرہ کو عین مراد سمجھکر اسی پر
مطمئن ہوگئے یا یہ معنی ہین کہ دنیاوی زندگی پر انکو ایسا سکون واطمینان ہی کہ کچھ گھبراہٹ وہان سے موت کی کچھ فکر نہین کرتے
ہین۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ اور وہ لوگ کہ جو ہماری آیات سے غافل ہین۔ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ
بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ یہی لوگ ہین کہ انکا ٹھکانا دوزخ ہی بسبب اُن بداعمال کے جنکو کماتے تھے۔ ان الذین۔ حرف مشبہ واسم
اسکا ہی اور والذین ہم۔ عطف ہی موصول اول پر اور اولئک خبر ہی۔ اور حاصل یہ ہی کہ اہل تقوی وہ ہین کہ جنکے واسطے مخلوقات
آسمانی وزمینی مین آیات وحدانیت الٰہی حاصل ہوتے ہین پس یقین کامل ایمان لاتے اور آخرت کی طرف راجع ہوتے ہین اور
فریق دوم وہ اہل کفر وطغیان ہین جو لقاء الٰہی کی امید نہین رکھتے کیونکہ آخرت سے منکر ہین اور حیات دنیا پر راضی واسی پر مطمئن ہین
اور وہ لوگ کہ آیات الٰہی سے غافل ہین تو انکا ٹھکانا جہنم ہی۔ پس قولہ ان الذین لا یرجون۔ معطوف علیہ۔ والذین ہم۔ عطف ہی اور
دونون اسم موصول سے مراد یا تو ایک ہی لوگ ہین یا دو فریق ہین۔ پس اگر ایک ہی فریق مراد ہین یعنے اہل کفر ونفاق تو عطف
کی وجہ بسبب تغایر ہر دو وصف کے ہی یعنے پہلا وصف انکا یہ بیان کیا کہ لقاء آخرت کے متوقع نہین وحیات دنیا پر راضی ومطمئن ہین
اور دوسرا وصف یہ کہ آیات الٰہی جن سے ہدایت پاتے انسے بالکل غافل ہین یعنے دنیا واسکی لذات فانیہ مین ایسے منہمک ہوئے
کہ آیات مین فکر وسوچ ہی نہین کرتے پس اسمین تنبیہ ہوئی کہ جہنم کی وعید انکو دو باتون پر ہی ایک تو آخرت سے انکار ودنیا پر رضامندی
اور دوم شہوات مین اسطرح انہماک کہ آیات ہدایت کی طرف توجہ ہی نہین کرتے محض غافل ہین پس جب دونون باتین جمع ہوئین تو
[illegible] ہوئے کہ جہنم مین ہمیشہ جلائے جاوینگے۔ اور اگر دو فریق مراد ہین تو اول فریق وہ کافر ہین جو آخرت سے منکر اور سوائے حیات
دنیاوی کے قائل ہی نہین ہین پس انکار آخرت وقیامت کفر ہی اور سزا اسکی یہ ہی کہ آخرت کے جہنم مین عذاب پاوین۔ دوم فریق
وہ لوگ مراد ہین جنھون نے سرد ست حقیر وناپائدار شہوات ولذات لہو ولعب مین منہمک ہوکر آیات سے غفلت کی اور اسکا کچھ
[illegible] نہین کیا پس اسمین گنہگار لوگ بھی داخل ہونگے اور دونون فریق کو عذاب جہنم کی وعید جبھی ہی کہ کفر ومعاصی سے توبہ ورجوع
[illegible] کی حالت پر مرگئے ہون۔ پھر اللہ تعالے نے آیات مین غور کرنے والون اور اپنے پروردگار پر تقوی رکھنے والون پر
[illegible] فضل بیان کیا کہ ان آیات کے واسطے سے ہدایت فرماکر داخل فضل عظیم کیا لقولہ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

Marfat.com

بے شک جو بندے ایمان لائے اور انھون نے نیک کام کیے - یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ
بسبب اسکے کہ وہ اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہین - مظہری رح نے کہا کہ ارشاد و ہدایت
عطا فرماویگا کہ راہ پاوین - ابن کثیر رح نے کہا کہ قولہ بایمانہم مین بار موحدہ کے دو معنی ہوسکتے ہین
کہ ہدایت فرماویگا انکو پروردگار انکا قیامت کے روز پل صراط پر ایک نور سے بسبب اسکے کہ وہ دنیا
پر ایمان لائے تھے پس وہ پل صراط سے پار ہوجاوینگے اور نجات پاکر جنت مین داخل ہوجاوینگے - اور دوم
یعنے ہدایت باستعانت ایمان ہی - واضح ہو کہ نور قیامت کی جو تفسیر مذکور ہوئی وہ مجاہد رح کا قول ہی اور قتادہ رح سے
کہ اعمال صالحہ کا نور ہوگا اور ایسا ہی ابن جریج کا قول ہی اور علی ہذا ایمان کا اطلاق اعمال صالحہ پر ہوگا - مترجم کہتا ہی
اعتبار جبھی ہی کہ ایمان کامل ہو - یہ جو کچھ مذکور ہوا ہدایت وارشاد قیامت ہی اور یہان کی ہدایت کے معنی بھی درست ہین چنانچہ
بیضاوی رح نے لکھا کہ قولہ یہدیہم ربہم بایمانہم - یعنی ہدایت کرتا ہی انکو پروردگار انکا بسبب انکے ایمان کے یعنی ایسی راہ چلنے کی
کرتا ہی کہ آخر کار جنت مین پہونچ جاوین - یا ایسی ہدایت فرماتا ہی کہ حقیقت و اسرار کو پاجاوین چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی
ایمان و علم کے موافق عمل کرتا ہی تو اللہ تعالے اسکو ایسی چیز کا علم دیتا ہی جسکو وہ نجانتا تھا - اور آیت کریمہ مین اگرچہ ایمان و اعمال
پر ہدایت مذکورہ کا ترتب بطریق مفہوم ظاہر ہوتا ہی لیکن قولہ بایمانہم کے منطوق سے صاف معلوم ہوگیا کہ فقط ایمان
سبب ہدایت ہی اور اعمال صالحہ اسکا تتمہ و ردیف ہین تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ
یہ جملہ مستانفہ ہی اسمین اہل ایمان کے اوپر نعمتون مین سے بعض کا بیان ہی یا حرف آن کے دوسری خبر ہی اور قولہ فی جنات النعیم تیسری
خبر ہی یا حال ہی یا متعلق ہی - معنی یہ کہ جاری ہونگی - ان مومنون کے قصر و مکانات کے نیچے نہرین جنات النعیم مین یعنی نعمتون کے باغون
مین انکے مکانات کے نیچے نہرین جاری ہونگی - حدیث مین ہی کہ نیل و دجلہ و فرات کا ظہور یہان ہی اور بطن انکا جنت مین ہی مترجم
کہتا ہی کہ یہ منجملہ لطیف اشارات کے ہی کہ اہل ایمان اسپر یقین رکھتے اور خوب سمجھتے ہین - پھر اللہ تعالے نے فرمایا - دَعْوٰىهُمْ
فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ طلبہم فی الجنۃ لما یشتہونہ ان یقولوا سبحانک اللہم - یعنی جنت مین جس کسی چیز کی خواہش کرکے اسکو طلب
کرینگے تو فقط اتنا کہینگے کہ سبحانک اللہم - یعنی تنزیہ تیرے لیے ثابت ہی اے اللہ تعالے پس فوراً وہ چیز جو چاہتے تھے انکے سامنے
موجود ہوجائیگی - یہ قول مقاتل بن حیان و سفیان الثوری رح کا اسکی تفسیر مین مروی ہی اور تبیان مین لکھا کہ بہت سے علما
سے مروی ہی اور سلف کی ایسی خبر اپنی راے و عقل سے نہین ہوسکتی بلکہ یون ہی ہوگی کہ انھون نے آنحضرت صلعم کے بیان سے
اسکو معلوم کیا - اور بیضاوی رح نے لکھا کہ قولہ دعواہم اے دعاؤہم - انکی دعا - فیہا اے فی الجنۃ - جنت مین
اے اللہم انا نسبحک تسبیحًا - اے پروردگار ہم تیری تسبیح کرتے ہین کامل تسبیح - تفسیر ابن کثیر رح مین ہی کہ ابن جریج
خواہش ہوگی تو سبحانک اللہم - کہینگے پس فرشتہ انکے سامنے حاضر کریگا پس پہلے انکو سلام کریگا اور یہ لوگ
یہی فرمایا - وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ اور آپس مین انکی ملاقات کی تحیت بلفظ سلام ہوگی
پروردگار تعالے کی حمد و ثنا کرینگے چنانچہ یہی فرمایا - وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
ہوگی کہ الحمد للہ رب العالمین - اور بیضاوی رح نے لکھا کہ شاید معنی یہ ہین کہ اہل جنت جب

Marfat.com

[illegible] دیکھینگے پس فرشتہ انکو سلامت و مبارکباد آن فوز کرامات کی دینگے یا اللہ تعالی کی طرف سے
[illegible] واسطے انکے سلام ہوگا پس شکرگزاری و تعظیم مین یہ لوگ الحمد للہ رب العالمین کہینگے - مترجم کہتا ہی کہ
[illegible] تفسیر مین یہ احتمال قوی ہی کہ سب اقسام کرامات اللہ تعالے کی طرف سے انکے واسطے جمع ہون اور ایسے بھی بیان
[illegible] ہین جسقدر عقل و فہم مین آسکتی ہین اور باقی بعد موت کے اس تن مکدر سے خلاص ہوکر جان لینگے جو ایمان پر مرین
[illegible] ان الحمد - مین ان مفسرہ ہی یعنے آخری دعوی کی تفسیر کرتا ہی اور بیضاوی رح نے آن کو مخففہ از ثقیلہ لیا اور کہا کہ ایک
[illegible] قراءۃ مین انّ مشددہ آیا بھی ہی اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اس کلام مین دلیل ہی کہ اللہ تعالے جل جلالہ وہی اول و آخر
مین محمود ہی اور بندے حیات دنیا مین بھی اسی کی حمد کرتے ہین اور آخرت مین بھی اسی کی مدح کرینگے اور ہر حال مین اسیکی
مدح ہی لہذا حدیث مین آیا ہی کہ اہل جنت کو جنت مین تسبیح و حمد کا الہام کیا جائیگا - اور یہ اسواسطے ہوگا کہ ہر تسبیح پر اللہ تعالے
کی نعمت مین ترقی و مزید دیکھکر تسبیح کرینگے اور اللہ تعالے انکو ہر بار مزید نعمت کے واسطے الہام فرماویگا پس اسکی نعمتون مین
کمی نہین اور مدت ابد الآباد کا انقضاء نہین فسبحان اللہ رب السموات والارض رب العرش رب العالمین ف - فی العرائس
قولہ تعالے ان فی اختلاف اللیل والنہار الآیۃ - رات مین اہل صدق و عرفان کو انس ہوتا اور انوار عظمت نزول کرتے ہین
اور دن آئینہ مشاہدہ انوار جمال و جلال ہی اور عرش سے تمام مخلوقات آئینہ شہود ہی اور اشارت مین رات قبض اور دن بسط
اور دیگر احوال و مکاشفات ہین کہ سوائے متقی کے دوسرے کو نصیب نہین ہی - استاذ رح نے کہا کہ دن وقت اہل طاعت
ہی اور رات وقت ارباب وصلت کہ اپنے پروردگار کی حضور مین منفرد حاضر ہوتے ہین - اہل محبت کی مناجات اور استغفار کی
اوقات مین یہی رات ہی اور یہ سب کرامت اہل تقوی و ثبات ہی - اور رہے منکرین اہل کفر و طغیان تو انکو کچھ نصیب نہین چنانچہ
فرمایا - ان الذین لا یرجون لقاءنا - انکو لقاء کی امید نہین انکو فراق سے خوف نہین - پھر انکے اس انکار و نا امیدی کی وجہ فرمائی
بقولہ و رضوا بالحیوۃ الدنیا و اطمأنوا بہا - یعنی باقی و دائمی حیات کو چھوڑا اور اس زندگی دنیاوی کو اختیار کر لیا اور اسی پر مطمئن اور
ساکن آرام مین ہو بیٹھے - حسن بصری رح نے کہا کہ واللہ اسکو زینت نہین دی اور نہ اسکو مرتفع و بلند کیا جب تک کہ اسپر
راضی نہین ہوگئے اس حال مین کہ اس عالم فانی کی آیات الٰہی سے غافل و بے فکر ہین - کذا فی تفسیر الحافظ قول حسن رحمہ اللہ
بعض نے کہا کہ دنیا کی حیات و دنیا کے اموال فانیہ پر انکی رضامندی کا سبب اللہ تعالے نے بیان فرمایا بقولہ والذین ہم عن
آیاتنا غافلون - ان آیات کے اندر دیدار صفات سے غافل ہوے پس انکو اس دن کا خوف نہین کہ جسدن میدان حشر مین کھڑے
ہونگے اور نامۂ اعمال کھلینگے اور پوشیدہ باتین ظاہر ہونگی - اور حیات دنیا پر راضی ہوے یعنی مذموم عیش اور بدتر زندگانی کو اختیار
کیا اور اسپر مطمئن ہوے یعنے ناگہانی موت کو بھول گئے اور آیات سے غافل ہوے کہ اللہ تعالے قلوب کو پھیر دیتا اور جوارح کو عذاب
کرتا ہے - پھر [illegible] نے ازلی مقبول بندون کو ذکر فرمایا بقولہ ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات الآیۃ یعنی وہ بندے جنھون نے
[illegible] ازل مین چشم محبت سے حق عز و جل کو دیکھا اور معرفت کی راہ سے خس و خاشاک حوادث کو دور کیا پس انکو حق عز و جل اپنی صفات
[illegible] انوار صفات سے ذات کی طرف ہدایت فرماتا ہی کہ علم الٰہی مین ہدایت الٰہی انکے لیے سابق ہو چکی ہی - پھر انکی منزلت و مراتب
بیان فرمایا بقولہ تجری من تحتہم الانہار فی جنات النعیم - وے خالص بندے مشاہدہ کی جنتون مین اس حال سے ہونگے کہ انکی ارواح کی

Marfat.com

نظر میں انہار معارف وکواشف جاری ہوتے ہیں۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ اول میں جب
کی برکت فرمائی پس اسی کی برکات سے یہ ہر کہ فرائض وسنت کو لازم پکڑتے ہیں اور یان محبت کا
ادا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اہل جنت کے وصف کو بیان فرمایا کہ جب دیکھینگے تو عظمت الٰہی کی لغت
جائینگے اور حق ثناء سے عاجز ہو کر اسی کی ثناء کی طرف راجع ہونگے فقال تعالےٰ دعواهم فيها سبحانك اللهم
تجھی سے ہم نے تجھکو پہچانا اور تنزیہ بیان کی۔ یہ مرتبہ سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی جنانچہ
عرض کیا کرتے تھے۔ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ پھر انکی تحیت کہ باسم السلام ہوگی بیان فرمایا
سلام۔ انکو سلامتی سنائی جائیگی کہ اب حجاب وفراق سے بیخوف ہو جانچہ حدیث میں ہر کہ پکار دیا جائیگا کہ اے اہل جنت
اور اب موت نہ آویگی۔ سلام نام الٰہی تعالےٰ ہر پس سلامتی از آفات بفضل حق سبحانہ تعالےٰ ہر اور آپس میں اہل جنت ایک دوسرے
تحیت سلام سے ہر نفس وشیطان کے وصف و وسوسہ سے پاک ظاہر کرینگے۔ پھر جب اہل جنت نے جان لیا کہ یہ تمام نعمتیں کہ نہایت کو
محض فضل الٰہی عزوجل سے ہیں ہمیں ہمارا استحقاق نہ تھا اور کوئی سبب وعلت نہیں ہر تو اخیر مدح وثناء کریں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے
بقولہ وآخر دعواهم ان الحمد للہ رب العالمین۔ یہ مدح وثناء صریح ہر کہ انکو جو کچھ ملا وہ حق تعالےٰ کا فضل ازلی ولطف قدیم اپنر تھا یہ وہ
انہیں خود کچھ استحقاق ہو یا انکے اعمال کچھ سبب ہو سکیں کیونکہ ان اعمال کو بھی انھوں نے اللہ تعالےٰ کی توفیق وہدایت سے کیا تھا
اسی کا فضل وکرم تھا۔ شیخ ذو النون رح کا قول ہر کہ عارفین میں سے جو اہل تحقیق ہیں انکا یہ قول ہر کہ جو کچھ انکے اقوال وافعال وغیرہ
سب سے بیزار ہوتے ہیں اور انکو کچھ نہیں سمجھتے ہیں اور ہمہ تن حضرت حق تعالےٰ عزوجل کی طرف رجوع لاتے ہیں اور اسکی تسبیح کرتے ہیں
کہ وہ پاک پروردگار عزوجل ہر کہ اسکی طرف کوئی اپنے کسی سبب کے ساتھ قصد نہیں کر سکتا اور نہ اپنی کوئی طاعت اسکو پسند کرا سکتا
وہی اپنی رحمت سے جسکو چاہے قبول کرے پس جو اعمال وطاعات اس سے ظاہر ہوتے ہیں یہ وہی قبول ازلی کا نتیجہ ہر شبلی رح
کہا کہ اگر ابتدا میں لوگوں پر حمد کی راہ کھل جاوے تو کوئی دعوی نہ کرے ولیکن برابر جہالت میں دوڑتے رہتے ہیں یہانتک کہ اللہ
اپنے فضل سے حمد کا دروازہ کھول دے پھر سب دعوی ساقط ہو جاتے ہیں اور بالکل اپنے اوپر احسان ہی احسان دیکھتے ہیں

اہل جنت کا قول اللہ تعالےٰ نے حکایت فرمایا بقولہ وآخر دعواهم ان الحمد للہ رب العالمین

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ
اور اگر شتاب لاوے اللہ لوگوں پر برائی جیسے شتاب مانگتے ہیں بھلائی تو پوری کر چکے انکی عمر سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں جن کو
لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ
امید نہیں ہماری ملاقات کی اپنی شرارت میں بھٹکتے اور جب پہونچے انسان کو تکلیف ہم کو پکارے لیٹا ہوا
اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ
یا بیٹھا یا کھڑا پھر جب ہمنے کھول دی اس سے وہ تکلیف چلا گیا گویا کبھی نہ پکارا تھا ہمکو کسی تکلیف میں جو پہنچی اسی طرح
زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
بھلا سوجتا ہی بے لحاظ لوگوں کو جو کچھ کر رہے ہیں

Marfat.com

ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہان نزول آیت کا کوئی سبب نہین بیان کیا مگر شیخ مفسر رحمہ اللہ تعالے نے اپنی وسعت نظر سے معلوم ہوگا جیسی یہ سبب نزول لکھا کہ مشرکین مکہ نے جب نہ مانا اور قرآن مجید اعجاز کو جادو اور آنحضرت صلعم کو ساحر کہا اور شیطان سے دلیری پر آمادہ کیا تو مانگنے لگے کہ جو وعید تم کفر و انکار پر بیان کرتے ہو وہ لاؤ چنانچہ اوپر انکی بددعا گزر چکی اور آیندہ بھی آویگی تب اللہ تعالے تب یہ آیت نازل ہوئی یعنے اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اور اگر تعجیل کردے اللہ تعالے لوگون کے لیے شر کو یعنے جلدی دیدے۔ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ مانند اُنکے جلدی چاہنے کے خیر کو۔ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ تو البتہ پوری کردیجاوے اُنکو اُنکی اجل۔ تقدیر کلام یون تھی۔ لو یعجل اللہ للناس الشر تعجیله للخیر حین استعجلوه استعجالا کاستعجالهم بالخیر لقضی الیهم اجلهم۔ اور تعجیل کے معنی جلدی کردینا اور استعجال جلدی چاہنا۔ اور معنی یہ ہوے کہ اگر اللہ تعالے لوگون کو برائی پہونچانے مین جلدی کردے جیسے بھلائی پہونچانے مین جلدی کردیتا ہی جبکہ اُنھون نے برائی چاہنے مین ایسی جلدی کی جیسے بھلائی چاہنے مین کرتے ہین تو ضرور یہ ہو کہ اُنکی میعاد مقررکو ابھی پورا کردے۔ بیضاوی رح نے لکھا کہ یہ ایجاز بلیغ ہی کہ اس تقدیری کلام مین سے جو کچھ حذف فرمایا گیا وہ اسوجہ سے حذف ہوا کہ جسقدر باقی یعنی آیت ہی وہ اس محذوف پر دلالت کرتا ہی۔ اور جملہ استعجالهم بالخیر۔ کو بجاے تعجیله لهم بالخیر کے قائم کیا پس اسمین دو باتون کا اشعار ہی ایک یہ کہ اللہ تعالے اُنکی درخواست بھلائی کو جلد قبول فرماتا ہی حتی کہ اُنکا استعجال دربارۂ خیر کے گویا اُنکے حق مین تعجیل ہوتا ہی کیونکہ تعجیل تو استعجال کا اثر قبولیت ہی اور دوم یہ کہ مراد شر سے وہ شر ہی جسکا استعجال کیا یعنی چاہا کہ اُنکے لیے تعجیل کردیا جاوے جیسے کہتے تھے کہ ہمپر آسمان سے پتھر برساوے یا آسمان گرادے جیسے کہ دیگر آیات مین مذکور ہی حاصل یہ کہ اگر اللہ تعالے بیوقوف لوگون کی درخواست عجلت سے برائی دینے مین تعجیل کردے جیسے بھلائی مین کرتا ہی تو جو اُنکی مدت مقرری ہی اُسکو پورا کردے باین طور کہ موت دیدیے جاوین یا ہلاک کردیے جاوین پس اللہ تعالے کی رحمت ہی کہ جب ایمان نہ لاے اور آخرت سے اُنکو بہرہ نہین تو یہی دنیا اُنکے لیے جنت ہی کہ ایک وقت مقرر تک اسمین تمتع اُٹھالین کیونکہ آخرت کے بدلے اسی پر راضی و مطمئن ہوے ہین اور اپنے پروردگار تعالے کو بھولے اور اُسکی آیات سے غافل ہین ولیکن وہ رحمت کاملہ سے غضب مین تعجیل نہین فرماتا لہذا فرمایا۔ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ پس ہم چھوڑے دیتے ہین یعنے اجل مقرری تک ان لوگون کو جو ہمارے لقاء کی امید و توقع نہین رکھتے ہین اس حال مین کہ وے اپنی طغیان و سرکشی گمراہی مین متردد پھرتے ہین۔ واضح ہو کہ جو لوگ آخرت کے قائل نہین اور جو لوگ اقرار اسلام کرتے ہین مگر دل مین اُنکو یقین پورا نہین ہی اور جو لوگ متحیر ہین سب اُنھین لوگون مین داخل ہین اور لقاء بمعنی ملاقات ہی پس سواے اہل سنت والجماعۃ کے جملہ فرقے رافضی و خارجی و معتزلی وغیرہ جو دیدار الٰہی سے منکر ہین سب منکرین لقاء مین شامل ہین سواے اُنکے کہ جنکی تکفیر نہ کیجاوے۔ آیت مین دلیل ہی کہ شر و برائی کی دعاء کرنا ممنوع ہی اور ہمیشہ اللہ تعالے سے عافیت و بھلائی کو ایمان و سلامتی کی درخواست کرے اور اہل و عیال کسی کے لیے برائی نہ مانگے حتی کہ آیت کی اس سے تفسیر آئی ہی چنانچہ مجاہد رحمہ اللہ نے اس آیت مین کہا کہ یہ آدمی کا قول اپنی اولاد و مال کے حق مین درحالت غضب ہی کہ اللہ تعالے اُسکو خوار کردے اللہ تعالے اسمین برکت نہ دے الٰہی یہ ناس ہو جاوے پس اگر اللہ تعالے اُسکی قبولیت مین تعجیل فرماوے جیسے بھلائی کی دعاء قبول کرنے مین تعجیل فرماتا ہی تو ضرور اُنکو موت دیدے و برباد کردے۔ مترجم کہتا ہی کہ اس کلام مین اشارت ہی کہ تعجیل نہونے سے یہ ضرور نہین کہ کسی وقت آیندہ یا آخرت کے لیے قبول نہین ہوتی ہو ولیکن شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالے اپنی رحمت سے اُسکو قبول نہین کرتا اس لیے کہ وہ تعالے جانتا ہی کہ دل سے اسکے

ایسی برائی کا قصد مراد نہین لیا ہی پھر لکھا کہ اگرچہ دل سے مراد نہو لیکن خوف کرنا چاہیے اور ایسا ہی [illegible]
عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بد دعا مت کرو اپنی جانون پر اور مت بد دعا کرو اپنی اولاد پر اور مت بد دعا
کرو اپنے اموال پر ایسا نہو کہ تمھاری بد دعا ایسی ساعت مین واقع ہو کہ اللہ تعالے نے اس ساعت کی دعا مین مستجاب فرمائی ہو پس
تمھاری یہ بد دعا بھی قبول ہو جاوے۔ رواہ ابوداؤد والبزار۔ پھر دعا چونکہ عبادت ہی اللہ تعالے بندون کی دعا خیر قبول فرماتا ہی اور
رحمت عام ہی کہ کافر و مومن سب سے قبول ہوتی ہی جیسے تو یہ کا حال ہی ولیکن کافر کی دعا ہمیشہ ایسی ہوگی جو ضلال ہی جو اسے حاجت
ایمان و اسکی توفیق و ہدایت کی دعا کرے اور نیز کافر کا یہ حال ہی جو اللہ تعالے نے بیان فرمایا بقولہ۔ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ
اور جب چھو لیا انسان کو یعنی ایسے انسان کو جو دل سے کافر ہی اسکو چھو لیا۔ الضُّرُّ ضرر نے یعنی ایسی چیز نے جو اسکے بدن یا مال
اولاد کو مضر ہی۔ دَعَانَا تو دعا کرنا شروع کرتا ہی ہم سے۔ یعنی شرک و کفر سب بھول کر خلوص سے اسکے دور ہونے کی ہم سے دعا کرتا
لِجَنْبِهِ اے ملقیا لجنبہ۔ اپنی کروٹ پر پڑے ہوے۔ أَوْ قَاعِدًا یا بیٹھے ہوے۔ أَوْ قَائِمًا یا کھڑے ہوے یعنی ان
کی یہی حالتین ہین تو جس کسی حالت پر جسوقت ہوتا ہی ہم سے دعا کرتا ہی۔ پس بحرف واو۔ نہین بلکہ بحرف او۔ بیان کرنے مین یہ فائدہ ہی
کہ جب تک یہ ضرر گھیرے رہتا ہی تب تک وہ ان حالتون مین کسی حالت پر ہر وقت ہوتا ہی تو ہر حال مین دعا کرتا ہی فَلَمَّا كَشَفْنَا
عَنْهُ ضُرَّهُ پھر جب ہم نے اس سے اسکا یہ ضرر کھول دیا اور وہ رہا ہو گیا تو۔ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا اے مضی علی طریقتہ کان لم یدعنا
وہ اپنی راہ چل دیا گویا اسنے ہم سے کبھی دعا ہی نہین کی تھی۔ إِلَىٰ ضُرٍّ مَسَّهُ اے الی کشف ضر مسہ کسی ایسے ضرر سے رہائی مین جو
اسکو پہونچا ہو۔ واضح ہو کہ مذمت یہان اس امر پر نہین کہ ہر حال مین کیون دعا کی بلکہ اس امر پر ہی کہ جب مضرت لاحق ہوئی تو خلوص
کرنے لگا اور جب چھوٹا اور آسودہ ہوا تو کبھی یاد بھی نہ آئی بلکہ وہی شرک و بدعت کی راہ چلدیا۔ لہذا یہ اسراف ہی کہ آدمی ہمیشہ اللہ تعالے
کی حمد و ثنا و دعا نہ کرے یا حالت آسودگی مین غافل و مشرک ہو جاوے فرمایا اللہ تعالے نے۔ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ ایسا ہی
جیسا کہ اس دعا کرنے والے کا حال مذکور ہوا ایسا ہی مزین کر دیے گئے تمام مسرفون حد سے بڑھ چلنے والون کے لیے۔ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ جو کچھ وے اعمال کرتے ہین۔ چنانچہ کفر و شرک و بدعت کو اچھا سمجھتے ہین اور شہوات مین مبتلا رہتے ہین اور توحید و اخلاص
و دعا و عبادات سے منھ موڑے رہتے ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ حال تو کافر و مشرک و مبتدع بیوقوف کا ہی اور رہے وہ بندے
جنکو اللہ تعالے نے ہدایت و توفیق دی ہی تو وے ان انسان سے مستثنیٰ ہین جیسے اللہ تعالے نے قولہ الا الذین صبروا و عملوا الصالحات
الآیۃ سے مستثنیٰ فرمایا اور جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ مومن کا حال کیا اچھا عجیب ہی کہ اللہ تعالے جو کچھ اسکے حق مین
قضا جاری فرماتا ہی وہ اسکے حق مین بہتر ہی ہو جاتی ہی چنانچہ اگر اسکو مضرت پہونچی پس اسنے صبر کیا تو اسکے لیے بھلائی ہو گئی اور اگر اسکو
منفعت پہونچی پس اسنے شکر کیا تو اسکے لیے بھلائی ہوئی پس یہ بات سوائے مومن کے اور کسی کے لیے نہین ہی۔ الحدیث فی الصحیحین و
غیرہما۔ واضح ہو کہ جو کوئی اسطرح مثلاً دعا کرے کہ الٰہی مجھے جنت دیجیو اور اسمین ایک گھر لعل سپید کا اور ایک زمرد کا اور ایک موتی و
الماس کا اور ایک ایسا اور ایک ویسا اور مانند اسکے تو یہ اسراف ہی اسکو چاہیے کہ جنت و رضائے الٰہی کی مع عافیت و سلامتی کے دعا کرے
کہ اسمین سب آگیا۔ ف ـــ فی العرائس قولہ تعالے واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا الآیۃ۔ اللہ تعالے نے قضا و قدر اور
مشیت مین متحیرین کا وصف بیان کیا کہ جب بلیات کی تاریک گھٹائین انپر چھا جاتی ہین اور راحت کے [illegible]

…ات ازلی اُنکے دلون کی زنجیر ہلاکر اُنکو حضوری مین متوجہ ہونے کی جنبش دیتا ہی اور صباح الغیب کی نسیم عنبر شمیم اُنکے دماغ ار… خوشبوے عہد الست پہونچاتی ہی تاکہ مضطر ہوکر بارگاہ ربوبیت پر حاضر ہون جب یہ اُدھر متوجہ ہوے تو قہر جبروتی کے اعلام دیکھکر …عقل قید سے نکلی اور اُنکو آمادہ کیا کہ بارگاہ عظمت وکبریائی پر تضرع والحاح سے سر بسجدہ ہو پس دعاء عبودیت کو بارگاہ ربوبیت پر …عجز و نیاز ادا کرنے سے ارحم الراحمین نے لطف فرمایا اور ورطہ محنت سے خلاص فرمایا جب تواتر بلیات سے ساکن ہوے تو عقل نے استقامت پر متمکن رہنے کی خواہش دلائی مگر لشکر قہر نے اُنکے نفس شوم کی مدد فرمائی کہ دریاے شہوات مین غرق ہوگئے - تمام مشاہدات عہود بھولکر قبائح اعمال مین منہمک ہوے - کاش التجاء وتضرع مین سچے ہوتے کیونکہ جو بندہ مقام دعاء مین پہونچا وہ بسط وانبساط مین شاہد رضوان ہوتا ہی مطمح نظر اُسکا لطف واحسان ہوتا ہی - وہ دعاء مین اپنے رب کریم بے مثل ونظیر بے مانند وبے شبہہ لا الہ الا ہو سے مستانس ہوتا اور خلوص عقیدت وصدق طویت سے ہر حال مین خواہ وقت بلاء ہو یا بہو شاکر وداعی رہتا ہی - ابو حفص رح نے کہا کہ اللہ تعالے عز وجل نے دعا کا دروازہ بہت وسیع وبلند فرمایا اور نوائب ومحن کے وقت وہی مومن کا ہتھیار ہی اور اصل رجوع بندہ کا فاقہ ومحنت کے وقت رضاء کے ساتھ ہی ولیکن جب رجوع نہ لایا تو التجاء ودعاء سے راجع ہوا شیخ ابو عبدالرحمن السلمی رح نے کہا کہ مین نے اپنے جد بزرگوار سے سُنا کہ عادت کے طور پر دعاء کرنا معصیت ہی اور یقین پر دعاء کرنا نجات وعبادت ہی لقولہ علیہ السلام الدعاء ہی العبادۃ - لیکن دعاء کے واسطے اوقات وآداب وشرائط ہین جسنے اُنکو لحاظ کرکے نفس کو مقید نہ کیا وہ برکت سے محروم رہا - منجملہ آداب کے یہ ہی جو حدیث مین مروی ہی کہ تم لوگ دعاء کرنے مین قبولیت کا یقین رکھے رہو اور جان لو کہ لہو ولعب مین غافل دل کی دعاء اللہ تعالے قبول نہین فرماتا ہی مترجم کہتا ہی دیگر آداب وغیرہ تحت قولہ تعالے قال ربکم ادعونی استجب لکم الآیۃ اور قولہ تعالے اذا سالک عبادی عنی الآیۃ مذکور ہوے ہین وہان سے تلاش کرو پھر اللہ تعالی عز وجل نے مزید توضیح کے ساتھ پہچان ہونے اور کفار مکہ وغیرہم کو عبرت ونصیحت لینے کے لیے ایسے آدمیون کا حال جنھون نے حقائق عبودیت کو شاہد ربوبیت مین نہین پہچانا اور مانند مضطر دعاء کرنے والے کافر کی رہائی کے بعد منھ پھیر کر چل دینے کے اُنھون نے بھی بارگاہ عظمت کے دروازہ پر اخلاص چھوڑ دیا اور وسواس وشہوات کا اقتداء کیا آخر ابدی ہلاک ہوے کما قال اللہ تعالے

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۙ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا

اور ہم کھپا چکے ہین سنگتین تمسے پہلے جب ظالم ہوگئے اور لائے تھے رسول اُنکے کھلی نشانیان اور ہرگز نہ تھے

لِيُؤْمِنُوا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ○ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ

ایمان لانیوالے یون ہی سزا دیتے ہین ہم قوم گنہگار کو پھر تمکو ہمنے نائب کیا زمین مین

بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ○

اُنکے بعد کہ دیکھین تم کیا کرتے ہو

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِنْ قَبْلِكُمْ حرف لام مع قد کے ہول دلانے کو قسم کا موطئہ ہی اور اہلاک دو طرح کا ہوتا ہی ایک باطنی اور وہ اس طرح کہ باطن مسخ ہوا اور ایمان سے زندگی نہ پائی بلکہ کفر وشرک پر مردہ رہا اور یہ بہت بُری موت ہی اگرچہ ظاہری جسم موٹا تازہ رہے دوم ہلاک ظاہری خواہ بالکل جڑ سے یا تھوڑے باقی رکھے جاوین ولیکن یہ ضرور ہی کہ اگر ظاہری ہلاکت سے رہائی ہو تو کفر پر اڑے سے

Marfat.com

رہنے مین باطنی ہلاکت لازم ہی اور اسمین کوئی شک نہین ہی اور یہان اہل کفر کو عبرت دلانے [illegible]
جو جڑ سے ظاہر مین ہلاک کر دیے گئے تھے کیونکہ اہل کفر تو ظاہر محسوس کے پابند ہوتے ہین پس انکو محسوس [illegible]
عبرت دلائی پس معنی یہ ہین کہ قسم ہی کہ ہم نے ہلاک کر دین اُمتین جو تم سے پہلے تھین اے مکہ والو یہ خطاب مکہ والون کو ہی [illegible]
دنیا یعنے قیامت تک جتنے آدمی ہون سب کو شامل ہی اور شاید کہ خطاب عموماً کافر و مومن سب کو ہو کیونکہ ہر ایک یہ عبرت [illegible]
یہان خطاب کر کے بیان کرنا کمال تہدید کے معنی دیتا ہی یعنے اے لوگو خواہ جن ہون یا انسان ہون تم عبرت پکڑو کہ ہم نے تم سے [illegible]
اُمتین ہلاک کر ڈالین۔ لَمَّا ظَلَمُوْا حین ظلموا بالتکذیب والطغیان۔ جب کہ اُنھون نے ظلم کیا یعنے شرک کیا اور جو ہوش و حواس
اللہ تعالے نے دیے تھے یا جو چیزین پیدا کی تھین اُنکو بیجا صرف کیا پس اپنی جانون پر ظلم کرنے والے ٹھہرے کہ خالق عزوجل کا حق
نہ پہچانا جسطرح مخلوق بندون پر واجب ہی۔ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ اے وقد جاءتہم الخ۔ اور حال یہ تھا کہ اُنکے
پاس اُنکے رسول لے آئے تھے بینات کو یعنے اُنکو یہ بھی عذر نہ رہا تھا کہ ہم مخلوق ہین ہماری عقل کو تاب نہین کہ خالق عزوجل کے
حقوق کو خود جان لین تو یہ عذر بھی اللہ تعالے نے رفع کر دیا تھا کہ آیات و معجزات واضحہ کے ساتھ اپنے رسولون کو بھیجا [illegible]
جنھون نے طرح طرح سے اُنکو سمجھایا مگر اُنھون نے سوائے جھٹلانے و سرکشی کے راہ نہ پکڑی۔ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا وما استقام لہم
ان یومنوا لفساد الاستعداد بخذلان اللہ تعالے ایاہم وقدرہ تعالے بکفرہم۔ اور ٹھیک درست نہ تھا اُنکے لیے یہ کہ ایمان لاوین یعنی
اُنکا ایمان لانا اُنکے واسطے ٹھیک نہین ہو سکتا تھا کیونکہ اللہ تعالے کی تقدیر اُنکے لیے یون ہی جاری تھی کہ کافر بے ایمان مرین پس
اُنھون نے جو جھٹلانا شروع کیا تو پھر ایمان نہ لائے آخر اللہ تعالی نے عذاب کر کے سب کو ناس کر دیا۔ یہ صریح دلیل ہی کہ ایمان و کفر
محض خلق الٰہی ہی اور جو کچھ اللہ تعالے نے ازل مین مقدر کر دیا وہی برحق واقع ہوتا ہی اور چونکہ علم الٰہی غیر متناہی ہی اور بندہ
مخلوق کو کیا علم ہی لہذا حکمت اُسکی بندہ کبھی نہین سمجھ سکتا۔ یہ مقام بہت خوف و التجا کا ہی برخلاف اسکے بعضے کافر و جاہل جو بحث
کرتے ہین کہ پھر ہمارا کیا قصور ہی اور جو ہونا ہو گا وہ ہوگا اور ماننا اسکے تو اس سے انکو کیا فائدہ یہ مباحثہ یہان کیا کام آویگا اور سلف صالحین
وائمہ مومنین اہل سنت بالکل متفق ہین کہ تقدیر امر حق ہی اُسکا انکار کفر ہی اور بتر جسم کہتا ہی کہ جو کوئی بحث کرے چاہے کہ مجھے تقدیر کا بھی
علم ہو جاوے تو وہ بھی جاہل قریب بکفر ہی اور جیسے ایمان بالغیب سے انکار کرنے والے نے اپنی جان پر خود ظلم کیا ویسا ہی تقدیر کے منکر نے
اپنے آپ کو برباد کیا اور اللہ تعالے پاک معبود ہی وہ بے پروا و بے نیاز ہی اسی کو عظمت و کبریائی ہی کروڑون اقسام کی بے انتہا مخلوق
تو وہ ہی کہ آنکھون دکھلائی دیتی ہی اور بے انتہا نظر سے غائب ہی پھر آسمانون کے اُدھر کسی مخلوق کو علم نہین ہو سکتا اُسکی سلطنت
بادشاہت مین کوئی منکر جو بھنگی سے کمتر و بدتر ہی انکار کر کے کیا خلل ڈالیگا اسنے خود اپنا برا کیا۔ اور سیدھا راستہ یہ ہی کہ عاجزی کے
ساتھ ایمان لاوے اور تقدیر سے بحث نہ کرے کیونکہ اسکو کیا معلوم کہ کیا مقدر ہی اور صحیح حدیث مین ہی کہ ہر ایک پر وہی آسان ہی جسکے لیے
وہ پیدا ہوا ہی۔ اسکی تصدیق دیکھو کہ اسی واسطے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اُمم کافرہ ماضیہ جو ظالم ہو کر ہلاک کیے گئے اُنکو مستقیم نہ تھا کہ
ایمان لاوین۔ كَذٰلِكَ ایسے ہی جیسے ہم نے ان ظالمون کو اپنے رسولون کو جھٹلاتے اور اپنے معبود عزوجل کی [illegible]
باندھنے سے برباد و ہلاک کر دینے کا بدلا دیا ایسے ہی نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ہم بدلا دیتے ہین [illegible]
واضح ہو کہ کافر کوئی ہلاکت و بربادی سے نہین بچتا اگرچہ دنیا مین مالدار موٹا تازہ مضبوط ہو جیسا کہ [illegible]

لیؤمنوا مین لام تاکید نفی ہی اور یہ بمانند قولہ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا بہ من قبل کذالک نطبع علی قلوب المجرمین - پس معنی
یہ کہ جس سے وے پہلے انکار کر چکے تھے اسپر ایمان نہ لائے اور نہ لاسکتے تھے - اور مراد یہ ہی کہ ازل مین ظاہری اقرار اور باطنی انکار
دنیا مین بھی ایمان نہ لائے اور مآل و مرجع دونون معانی کا ایک ہی ہوتا ہی - اور دونون آیتین ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہین اور اسمین
یہ ہی کہ ایمان در اصل صدق یقین دلی کا نام ہی اور اعمال صالحہ و طاعات وغیرہ اسکی مصدق و مظہر اور اسکو لازم ہین - پھر اللہ تعالے
نے تہدید فرمائی بقولہ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ پھر ہلاک شدہ امتون کے پیچھے ہم نے تم کو زمین مین انکا خلیفہ
کیا لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ تاکہ ہم دیکھین کہ تم کیسے کام کرتے ہو - یعنی جیسے وے اس امتحانگاہ مین لائے گئے تھے ویسے انکے جانے
کے بعد تم پیدا کیے گئے تاکہ تمھارے اعمال کا امتحان ہو پس اگر تم نے جان لیا کہ ہم کو ضرور یہان سے جانا پڑیگا اور یہ دنیا دار امتحان ہی
پس تم نے اچھے کام کیے اور آخرت پر ایمان لائے اور اپنے معبود کو جس عظمت و کبریاء و جلال پر وہ ہی اسی طرح اسکے رسول صلعم سے
معلوم کر کے مومن ہوئے و نیک کام کیے تو آخر جنت و نعمت و رضوان مین پہونچے اور اگر لقاء الٰہی تعالے سے منکر ہو کر اسی دنیا پر مطمئن
ہو بیٹھے اور شرک و کفر و ظلم کیا اور اپنی رائے کے موافق جو چاہا اعتقاد کیا خواہ وہ جناب باری تعالے کے لائق ہو یا نہو مگر تمھاری رائے
مین وہی آیا پس درحقیقت تم اپنی رائے کے پابند ہوے تو ضرور تمھاری بھی وہی سزا ہی جو مجرمین کی مقرر ہی - واضح ہو کہ آدمی اپنی رائے
سے یا بہت لوگون کے مجمع و اتفاق سے یا جھوٹی موہٹی کتابون سے اللہ تعالے کی شان مین کچھ اوصاف اعتقاد کر لیتا ہی جیسے عرب کے
مشرکین و عجم کے کفار وغیرہ نے اعتقاد کیا تھا کہ یہ بُت یا یہ آگ وغیرہ اللہ تعالے کے کاربرداز ہین یہی اسکی درگاہ مین ہماری سفارش
کر کے جو چاہتے ہین کرا دیتے ہین اور انکی عبادت کرنی ضرور ہی یا جیسے نصاری نے عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا نعوذ باللہ من ذالک اعتقاد کیا اور بعض نے
صلیب پوجنا و چومنا واجب جانا اور ایک مختلط محرف مجموعہ بیبل پر اعتقاد جما یا تو ان سب کا یہ حال ہی کہ اللہ تعالے پر انکا ایمان نہین ہی
اس لیے کہ اللہ تعالے تو وہ پاک معبود ہی جسکا کوئی شریک نہین وہی خالق وہی مالک وہی رزاق ہی بدون اسکے حکم کے ایک پتی نہین گرتی اور
اسکی تدبیر خلق سے سب جاری ہی ایک ذرہ کہین ہو اُس سے پوشیدہ نہین وہ بے مثل و بے مانند ہی نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اُس سے
کوئی پیدا ہوا یہ سب اُسکی شان مین محال ہی تو نصاری کسی ایسے خدا کے اوپر ایمان لائے ہین جسکا مسیح بیٹا ہی اور کسی ایسے عیسیٰ پر
ایمان لائے جسنے اُنسے کہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون پس وہ کوئی اور ہوگا کیونکہ پیغمبر حضرت عیسیٰؑ بن مریم تو اللہ تعالے کے بندے و رسول تھے
انھون نے اللہ تعالے کی توحید سکھلائی اور اپنے آپ کو بندۂ الٰہی بتلایا اور اپنے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی کہ وہ
اللہ تعالے کا بندہ و رسول آویگا کہ وہ اللہ تعالے کو محبوب ہی اور وہ اللہ تعالے کا بندہ و رسول اُسکا محبوب و مقبول خاص الخاص ہی
وہ دنیا مین نزولا ویگا اور پھیلا ویگا اور وہ بادشاہ دنیا و آخرت ہی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم - واضح ہو کہ قولہ تعالے لننظر کیف
تعملون - مین بیضاوی رح نے حرف کیف کے فائدہ مین لکھا کہ اسمین دلالت فرمائی گئی کہ خود کسی فعل کی ذات معتبر نہین ہی مثلاً کوئی کام
نماز کے افعال ادا کر دے تو کچھ اعتبار نہین بلکہ کیفیت و جہت سے معتبر ہی کہ ایمان کے ساتھ خالص عبادت کی نیت سے ہو اسی واسطے
جو فعل کہ بطور ریاکاری اور لوگون کے دکھلانے سنانے کو ہو اگرچہ نماز کے ارکان ہون انکی بڑی مذمت حدیث مین آئی ہی اور یہ بھی
جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالے عز و جل کو ازل و قدم سے سب علم ہی اور یہان جو فرمایا کہ لننظر تاکہ ہم دیکھین - تو یہ تہدید ہی اور آمادگی بھی
ہی یعنی اب لوگ بندگی مین کوشش کرتے ہین اللہ تعالے دیکھتا و جانتا ہی کما فی قولہ تعالے قل اعملوا فسیری اللہ عملکم الآیہ - اور بعض نے

محفوظات مرتبہ اسلامی کتب خانہ صدیقی کتبخانہ اردو بازار لاہور

Marfat.com

کہاکہ یہ استعارہ ہے یعنے جیسے کوئی امتحان کے طور پر کسی کو مقرر کرتا ہو ایسا ہی تمہاری سمجھ کے [illegible]
بالجملہ دنیا مین آدمی امتحان مین ہی پس دنیا کی طرف مائل و اسکی زندگی پر راضی و مطمئن نہو بلکہ [illegible]
ضرورت وحاجت کے ایک وقت مقررتک کے لیے یعنی مدت تک کے لیے انتفاع حاصل کرے اور دنیا مین [illegible]
اور شرک وکفر کا کلمہ جو باطل ہی مٹا وے اور جو لوگ یہ فساد پھیلاتے ہین انکو زیر کرے۔ حدیث مین حضرت [illegible]
روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ان الدنیا حلوۃ خضرۃ وان اللہ مستخلفکم الحدیث یعنی دنیا میٹھی ہری بھری [illegible]
تم کو اسمین خلیفہ بنانے والا ہی پس دیکھنے والا ہی کہ تم اسمین کیسے کام کرتے ہو پس تم بچے رہنا [illegible] سے اور بچے رہنا [illegible]
فتنہ جو بنی اسرائیل مین شروع ہوا وہ عورتون ہی سے تھا۔ رواہ مسلم فی الصحیح۔ مترجم کہتا ہی کہ دنیا کو اللہ تعالے نے ایک زینت دیدی ہی کہ
خوشگوار ومزین نظر آتی ہی پس اسی سے امتحان ہی اور باطن مین وہ نہایت قبیح ہی اور سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے فتوح الغیب
مین اسکو گھورے سے مثال دی ہی جہان پلیدی ونجاست ڈالی جاتی ہی اور سچے ایمان والے کی نظر مین یون ہی آخر نظر آنے لگتی ہی
واضح ہو کہ جب تک اللہ تعالے کے ایسے بندے خلیفہ رہے جنھون نے نیک عمل کیے اور دنیا سے بچے رہے جیسے حضرت [illegible]
نے نصیحت فرمائی تھی تب تک دنیا مین امن وامان تھا اور بکثرت سلطنتین انکے زیر حکومت تھین اور بے انتہا جواہرات اور سونا
چاندی بھرے ہوے تھے کہ جسپر یہ نیک بندے اسیطرح نظر کرتے تھے جیسے کوئی پلید چیز کو دیکھتا ہی اور جب یہ نوبت پہونچی کہ ایسے
بادشاہ ہونے لگے جنھون نے دنیا پر نظر ڈالی اور اسکو چاہنے لگے تو جیسے کافرون کی نیت ہی ویسی انکی نیت ہوئی پس ہوا جو ہوا اعوذ باللہ
من عذاب اللہ وبلائہ اللہم توفنی مومنا مسلما والحقنی لعبادک المخلصین والحمد للہ رب العالمین۔ وقال الحافظ ابن جریر رحمہ اللہ تعالے
حدثنی المثنی قال حدثنا زید بن عوف ابو ربیعۃ بہذا انبانا حماد عن ثابت البنانی عن عبدالرحمن بن ابی لیلے ان عوف بن مالک رضی اللہ عنہ
قال لابی بکر رایت فیما یری النائم کان سببا دلی من السماء فانتشط رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم اعید فانتشط ابو بکر ثم ذرع الناس
حول المنبر ففضل عمر بثلاث اذرع حول المنبر فقال عمر دعنا من رؤیاک لا ارب لنا فیہا فلما استخلف عمر قال یا عوف رؤیاک قال وہل لک فی
رؤیای من حاجۃ اولم تنہرنی قال ویحک انی کرہت ان تنعی لخلیفۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نفسہ فقص علیہ الرؤیا حتی اذا بلغ ذرع الناس
الی المنبر بہذہ الثلاث الاذرع قال اما احداہن فانہ کان خلیفۃ واما الثانیۃ فانہ لایخاف فی اللہ لومۃ لائم واما الثالثۃ فانہ شہید قال
فقال یقول اللہ تعالے ثم جعلناکم خلائف فی الارض من بعدہم لننظر کیف تعملون۔ فقد استخلف یا ابن ام عمر فانظر کیف تعمل واما قولہ فانی
لا اخاف فی اللہ لومۃ لائم فیما شاء اللہ واما قولہ شہید فانی لعمر الشہادۃ والمسلمون مسطیعون بہ ہکذا فی تفسیر الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ [illegible]
اسکا میرے نزدیک یہ ہی کہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مین نے ایسی حالت مین [illegible]
سونے والا آدمی دیکھتا ہی یہ خواب دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک رسی لٹکائی گئی پس آنحضرت صلعم خوشی خوشی [illegible]
پھر وہ دوبارہ لٹکائی گئی پس ابو بکر رضی اللہ عنہ اسیطرح چڑھ گئے پھر لوگون نے منبر کے گرد ہاتھون سے پیمائش کی تو [illegible]
تین ہاتھ سب سے بڑھ گئے تو عمر رضہ نے کہا کہ اپنا خواب بیان کرنے سے ہمین معاف کرو کہ ہمکو اسکی کچھ حاجت نہین [illegible]
عنہ خلیفہ کیے گئے تو کہا کہ اے عوف اپنا خواب لاؤ تو عوف نے کہا کہ آپ کو کچھ میرے خواب کی حاجت ہی [illegible]
ارے مجھے یہ گوارا نہوا کہ تو رسول اللہ صلعم کے خلیفہ کو انکی وفات کی خبر سنا دے پس عوف نے اپنا خواب [illegible]

ے ناپنے اور عمر رضکے تین ہاتھ سب سے بڑھنے کا ذکر آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان تین ہاتھ مین ایک تو یہ ہی کہ وہ خلیفہ ہوگا
سرا یہ ہی کہ اللہ تعالے کے معاملہ مین وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہین ڈریگا اور تیسرے یہ کہ وہ شہید ہوگا اور کہا کہ
تعالے فرماتا ہی ثم جعلناکم خلائف فی الارض الآیۃ۔ سواے عمر کی مان کے پوت تو خلیفہ تو ہوگیا اب دیکھ کہ تو کیسے کام کرتا ہی اور یہ جو مین نے
کہ مین اللہ تعالے کے معاملہ مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہین ڈرتا تو مراد یہ کہ جن امور مین اللہ تعالے چاہتا ہی انمین انشاء اللہ
ے ہون اور یہ جو مین نے کہا کہ مین شہید ہون تو عمر کے لیے شہادت کہان ہی اور حال یہ ہی کہ مومنین بالضرور اسکی اطاعت پر رہینگے
ال المترجم اسکی اسناد حسن سے کم نہین واللہ اعلم اور اسکے لیے شاہد صحاح مین متفرق موجود ہین ف۔ وفی العرائس قولہ و
لقد اہلکنا القرون من قبلکم لما ظلموا۔ ظلم اس مقام پر اقرار کے بعد منکر ہونا اور سنت چھوڑکر اپنی رائے پر نازان ہونا اور طریقہ سنت یعنی آنحضرت
صلعم کی اقتداء بخصوص ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کا ترک کرنا۔ چنانچہ جب انھون نے انبیاء و اولیاء الٰہی سے سرکشی کی بعد اسکے کہ
کو صدق آیات و دلالات سے اس امر کا علم ہوگیا کہ مقبولین بارگاہ تھے تو اللہ تعالے نے انکو ہلاک کردیا اسطرح کہ شہوات و نفس کے
جاب مین مردود چھوڑ دیا اور انکو اہل قرب کا راستہ نہ ملا۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ ظلموا یہ کہ سواے حق تعالے کی ہدایت کے اپنے نفس
وغیرہ کی قدرت پر اعتماد کیا۔ ابو عثمان رح نے کہا کہ لما ظلموا۔ اسطرح کہ اکابر و سلف کے حقوق نہ پہچانے اور درگاہ الٰہی مین جو انکا آداب
عبودیت تھا ویسا ادب خود حاصل نہ کیا پھر اللہ تعالے نے انبیاء ؑ کے خلیفہ بندون کو خوف دلایا کہ صدیقین ہون یا مقربین ہون بہر حال
پیغمبر علیہ السلام کی راہ سے کسی اور طرف التفات نہ کرین بلکہ اسی طریقہ پر مستقیم رہین اور راہ یقین مین سنت کی اتباع کرنے سے کوئی
نقصان نہ کھاوین اور کسی امر پر مغرور نہون کما قال تعالے ثم جعلناکم خلائف فی الارض الآیۃ۔ یہ خلیفہ لوگ درحقیقت انبیاء علیہم السلام
کے نائب و رسولان علیہم السلام کے وارث ہین اور یہی اہل استقامت و تمکین و جمعیت ہین جنکو ہردم اللہ تعالے زبان ولایت سے خطاب
فرماتا اور آداب سنت و اعمال پاکیزہ و اخلاق کریمہ اور اتباع پسندیدہ تعلیم فرماتا ہی پس ان احکام سے انکو سیر روحی و ہواے عالم القدس
سے خلوص حاصل ہوتا اور ہردم مشتاق رہتے ہین اور انوار صفات و ذات سے صاف کلام بے کیفیت سنتے ہین پھر رجوع کرکے
مخلوق کو اللہ تعالی کیطرف و اسکے رسول کی سنت اور امر بمعروف و نہی از منکر و حدود الٰہی کی حفاظت کیطرف راجع کرتے ہین بعض اکابر رح نے کہا
مراد اللہ تعم کے انبیاء و رسولون کے خلیفہ و انکے اولیاء و اولیاء کے اولیاء اسیطرح چلا آیا کہ پچھلے اگلون کی اتباع سے راہ پاوین اور خود استقلال
و استقامت پر ہوجاوین اور حفظ حدود الٰہی برابر باقی رہے۔ پھر اللہ تعالی نے اہل کفر کی جہالت و عدم حفظ حدود کو باوجود ایسی واضح آیات توحید
و معرفت کے بیان فرمایا کہ راہ عقل چھوڑکر نفس کی پابندی مین اپنے اوپر کمال ظلم کرتے ہین کہ راہ مستقیم کو نفس کے موافق چاہتے ہین قال عز و جل

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ

اور جب پڑھے آن پاس آیتین ہماری صاف کہتے ہین جنکو ہمسے ملاقات کی امید نہین لے آ کوئی اور قرآن اسکے سوائے یا اسکو بدل ڈال

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ

تو کہہ میرا کام نہین کہ اسکو بدلون اپنی طرف سے مین تابع ہون اُسی کا جو حکم آوے میری طرف مین ڈرتا ہون

إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۞ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ ۖ

اگر نافرمانی کرون اپنے رب کی بڑے دن کی مار سے تو کہہ اگر اللہ چاہتا تو مین نہ پڑھتا یہ تمہارے پاس اور نہ وہ تمکو خبر کرتا

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝

کیونکہ مین رہ چکا ہون تم مین ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہین بوجھتے

واضح ہو کہ عظمت وکبریاء اللہ تعالےٰ سے جاہل ہونا اور آخرت کا انکار اور بندون کی خود مختاری کا اعتقاد اور نفس کی بیہودہ
خواہشون پر اڑنا ایسی باتون نے کفار کو حق صریح سے منھ موڑنے اور ایسے سوالات پر آمادہ کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا
وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تلاوت پڑھنا کسی کلام کو اور تلا علیہ اسکو پڑھ سنایا۔ اور آیت مین ضمیر علیہم راجع بجانب
اور داخل اسمین انکے مانند سب ہین اور اوپر کی آیت مین من قبلکم سے خطاب فرمایا تھا جو ہول ڈالنے کے لیے تھا اور یہان بطرق
التفات کے ضمیر غائب فرمائی جو مفید ہے کہ یہ لوگ قابل خطاب نہین ہین المعنی اور جب پڑھی جاتی ہین انپر ہماری آیات جنکی شان یہ ہے
واضح و روشن حجت ہین یعنی انمین توحید الٰہی و اسکے خلق و تقدیر و مشیت و جزا و سزا سے حکمت و ہدایت وغیرہ صفات کاملہ بیان ہو
قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا تو کہتے ہین وہ بدبخت مخلوق جو ہماری لقاء کی توقع نہین رکھتے یعنی اپنے خالق عزوجل سے
اور اسکی صفات عظمت وکبریائی سے جاہل اور آخرت و قیامت سے منکر اور لقاء الٰہی سے ناامیدی گمان کیے ہین۔ ائْتِ بِقُرْآنٍ
غَيْرِ هَٰذَا لے آ تو اے محمد صلعم کوئی قرآن جو اسکے علاوہ اسکا غیر ہو۔ أَوْ بَدِّلْهُ یا اسی قرآن کو تبدیل کر دے یعنی اس قرآن
ایسی باتین ہین جو ہماری خواہش و پسند کی نہین ہین جیسے بتون کی مذمت اور انکے نام پر ذبیحہ کی حرمت و تکفیر اور دنیاوی زندگی پر
اور اسی پر جی نہ جمانا بلکہ دار آخرت کے لیے نیک اعمال کرنا اور بعد موت کے پھر حشر و قیامت کے لیے زندہ ہونا اور خالص اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک
کی بندگی کرنا کسی کو اسکا شریک نہ کرنا اور جان لینا کہ وہی خالق رازق علیم خبیر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے جو اسکی تقدیر و مشیت ہے وہی ہوتا ہے اس
اس حکمت کاملہ سے مخلوق کو پیدا کیا ایک ذرہ اسکی حکمت سے باہر نہین اور سب اسکی قضاء و قدر اور مشیت و قدرت کے محکوم ہین کسی کو
حکمت مین ذرہ برابر اختیار نہین ہے ایسی سب باتین ہماری خواہش و نفس کے لائق نہین ہین ہان باقی جو کام کرنے کو کہا گیا اسمین مضائقہ
نہین پس تم کو چاہیے کہ یا تو تم اس قرآن کے سواے دوسرا قرآن ہی لے آؤ جسمین یہ باتین نہون یا خیر اسی کو رہنے دو مگر اسمین سے ان
باتین بدل دو۔ مترجم کہتا ہے کہ اہل کفر کی جہالت اپنے خالق عزوجل کی شان عظمت وکبریائی سے ایسی ہی ہوتی ہے اسیواسطے مومن
پاک معبود عزوجل کی ہدایت فرمانے کا بال بال سے شکرگذار ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ذوالجلال والاکرام نے محض اپنے فضل و احسان سے اس
اس تاریکی وجہالت سے نجات دی وہی جو چاہے کرے اسپر کسی کا دعوی نہین چنانچہ کفار کو اندھا رکھا کہ ایسی درخواست اسکے
مطیع بندہ رسول صلعم سے کی جسکا ہر کام موافق رضاے الٰہی عزوجل اور اسکے حکم سے تھا لہذا جواب کا حکم دیا بقولہ۔ قُلْ مَا يَكُونُ
لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِن تِلْقَاءِ نَفْسِي تو کہدے کہ میرے واسطے یہ ٹھیک ہی نہین ہو سکتا کہ مین اپنے نفس کی جانب سے بدل
دون۔ بیضاوی رح نے کہا کہ تلقاء در اصل مصدر ہے اور ظرف کے معنی مین مستعمل ہوا اور کفار کی دونون باتون مین سے ایک کے
پر اکتفا کیا گیا اسوجہ سے کہ جب تبدیل سے انکار کیا تو بالکل دوسرا قرآن لانے سے انکار اسکو لازم ہے یعنی بدرجہ اولی اسی جواب
کیونکہ کسیقدر بدل دینا بہ نسبت بالکل ترک کرنے کے آسان ہے تو جب آسان کو ممکن نہین کہا تو مشکل کہان سے ممکن ہو سکتا ہے اور
ایکون لی۔ نہایت بلیغ ہے کہ اس سے اپنے عدم ارادہ کی اور اسکے صحیح نہونے کی اور اسکے نہو سکنے کی سب کی نفی ہو گئی یعنی نہ
اور نہ وہ مجھسے صحیح ہو سکتا اور نہ وہ میری جانب سے ہو سکے اور اسمین اشعار ہے کہ اصل خلقت مین مجھکو ایسے سانچے مین

[illegible] دونون سے آنحضرت صلعم سلامت تھے چنانچہ حدیث صحیح مین ثابت ہو کہ آپکا ہمزاد مطیع تھا اور ثابت
[illegible] قرآن مجید سے یعنی بدون کسی معارضہ و تکلف کے جو مقتضائے نفس ہو آپ قرآن مجید کے عامل تھے پس احکام و مواعظ قرآن مین اور آپکے
[illegible] اتحاد تھا اور اسی پر شاہد ہو کہ یہان اللہ تعالیٰ خالق سبحانہ نے یون جواب کا حکم دیا کہ تو کہدے کہ مین اپنے نفس کیجانب سے بدل نہین سکتا
[illegible] نفس کی طرف سے کچھ لایا اور نہ اسکو بدل سکتا ہون۔ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ نہین پیرو ہون مگر اسی چیز کا جو میری طرف
[illegible] یعنی بدون مداخلت نفس کے پس خوب محکم جواب ہوگیا کہ مین کیونکر بدل سکونگا کیونکہ یہان کچھ بھی میرا تصرف نہین ہو لہذا بعض احکام جو کسی وقت
[illegible] اللہ تعالیٰ عالم الغیب نے اپنے علم قدیم مین مقدر و نازل فرمائے پھر اُسوقت مقررہ کے بعد دوسرا حکم نازل فرما کر اول کو منسوخ کیا اسمین بھی
کچھ دخل نہین بلکہ مین وحی کی اتباع کرتا ہون اور تمھاری درخواست مین جو یہ بات ٹپکتی ہو کہ قرآن معجز بلیغ فصیح کچھ میرا کلام ہو تو یہ تمھارا گمان
[illegible] غلط ہو مین تو وحی کا متبع ہون جو وحی مجھپر ہوئی اگرچہ اسمین خود بعض احکام کی تبدیل ہو مین نے وہی بعینہ تلاوت کردی کیونکہ مجھپر
اتباع الوحی و تبلیغ بعینہ فرض ہو اور خود مین کیونکر تبدیل کر کے گنہگار ہو سکتا ہون اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ
عَظِیۡمٍ مین ڈرتا ہون اگر مین اپنے پروردگار کی نافرمانی کرون یعنی اگر اپنی طرف سے تبدیل کرنے مین نافرمانی کرون عذاب یوم عظیم کو
یعنی اگر ایسا عصیان کرون تو مجھے عذاب روز قیامت کا خوف ہو۔ اسمین ایماء ہو کہ کافر لوگ ایسی ہٹ کرنے سے مستوجب عذاب مذکور
ہوگئے۔ یوم کو جو عظیم کہا گیا تو بسبب ظہور جلال و عظمت الٰہی کے ہو کہ اُس دن ہولناک و عظیم وقائع بالکل کھلے ظاہر ہونگے۔ بالجملہ یہ سب
بوحی الٰہی و بقدرت و مشیت الٰہی عز و جل ہو۔ پھر صحت وحی پر تنبیہ بلکہ حجت بیان کی بقولہ تعالیٰ۔ قُلۡ لَّوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوۡتُہٗ
عَلَیۡکُمۡ تو کہدے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مین اسکو تمپر تلاوت نہ کرتا۔ وَ لَاۤ اَدۡرٰىکُمۡ بِہٖ اور نہ ادراہ و اعلام کرتا تمکو اسکے
ساتھ۔ یعنی یہ سب اللہ تعالیٰ کی وحی و مشیت و ارادہ سے ہو کہ مین تمکو یہ سب سناتا اور آگاہ کرتا ہون اور تم اسمین سے بعض باتون
سے کراہت کر کے میری ذات کی طرف سے سمجھتے ہو حالانکہ یہ بالکل تمھاری نادانی ہو۔ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ کیونکہ
بے شک مین اس سے پہلے ایک عمر یعنے چالیس برس تم مین رہا یعنے اسطرح کہ تمپر کچھ تلاوت نہین کرتا تھا اور نہ تم کو کچھ اعلام کرتا تھا
یہ سمجھنے کی بات ہو کہ قرآن یکایک ایک معجزہ خرق عادت ہوا کیونکہ جو شخص انمین ایک عمر چالیس برس تک رہا اسطرح کہ نہ اسکو کسی علم
سے ممارست تھی اور نہ کسی عالم کو اسنے دیکھا جس سے کچھ علمی باتین سنتا اور نہ کبھی اُسنے شعر نظم کیا اور نہ کبھی نثر عبارت بنائی پھر یکایک
اتنے ایسی کتاب تلاوت فرمائی کہ اُسکی فصاحت کے آگے سب فصیح جنکو بڑے بڑے دعوے تھے گونگے ثابت ہوگئے اور سب نظم و نثر والے
گردنین جھکانے لگے اور اس انتہا تک بلاغت و فصاحت پہونچی کہ کمال تعجب سے دیکھتے [illegible] رہ گئے تھے پھر معانی کا یہ حال کہ دو علم
ہین ایک علم اصول اور ایک علم فروع تو دونون کو اُسکے معانی نے گھیر لیا اور اگلون پچھلون کے قصص کو بالکل ٹھیک ٹھیک بیان کر دیا
تو جسنے ذرا بھی عقل سے کام لیا اور تعصب کی رنگ اپنی آنکھون سے نکال ڈالی وہ یقین کر گیا کہ یہ اسکی طرف سے کبھی نہین بلکہ خالص
اللہ تعالیٰ کی تعلیم و وحی ہو اسیواسطے ان کفار کو جنکو دین کی سمجھ بالکل نہین ہو ملامت فرمائی بقولہ۔ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ سو کیا تم سمجھتے
نہین ہو۔ تمکو تعقل بالکل نہین ہو یعنے کیون ایسے بیعقل ہوگئے کہ عقل سے سوچ سمجھکر کچھ بھی کام نہین لیتے ہو کہ تمھین صاف ظاہر ہو جاوے
کہ یہ قرآن تو خالص وحی از جانب الٰہی ہو۔ قال ابن کثیر رح حاصل دلیل اسکے خالص وحی ہونے پر یہ ہو کہ تم لوگ اسکے ادنی سورہ کے
مثل لانے سے عاجز ہوا اور تم یہ بھی بالیقین آنکھون دیکھا جانتے ہو کہ جب سے مین پیدا ہوا تب سے وقت بعثت تک تم مین بہت سچا و

Marfat.com

امانت دار معروف و مشہور ہوں تم مجھ مین کچھ بھی کوئی ایسی بات نہین جانتے ہو کہ جسکے سبب [illegible]
تم سے کیون جھوٹ بولتا لہذا سوچو اور سمجھو کہ یہ خالص اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی ہو تمھارے لیے [illegible]
ممکن نہین ہی پھر ابن کثیر رح نے اسکا شاہد قصہ ہرقل بادشاہ روم پیش کیا کہ جب اسنے ابوسفیان سے حال پوچھا [illegible]
کہ اسوقت کافرون کے سرغنہ تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صدق و امانت و عفاف و دیانت و کرائم اخلاق کی بھی خبر دی [illegible]
سے انکار کیا تو ہرقل نے جواب مین کہا کہ مین ضرور سمجھتا ہون کہ یہ نہین ہو سکتا کہ وہ شخص دنیا کے لوگون پر تو جھوٹ بالکل نہ باندھے [illegible]
پر جھوٹ باندھنے لگے۔ جعفر بن ابی طالب نے بادشاہ حبشہ سے کہا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ہم مین ایک رسول مبعوث فرمایا [illegible]
بزرگی اور امانت و دیانت کو ہم خوب پہچانتے ہین ہم مین معلوم و مشہور رہی اور قبل نبوت کے وہ ہم مین چالیس برس رہے ہین۔ ابن کثیر رح
کہ سعید بن المسیب رح سے تینتالیس برس کی روایت ہی ولیکن صحیح و مشہور پہلا قول ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ ابن عباس رض سے روایت
اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو چالیس برس کی عمر پر مبعوث فرمایا پس تیرہ[١٣] برس مکہ مین رہے آپ پر وحی اُترتی تھی پھر ہجرت پر مامور ہو
پس ہجرت کر کے دس برس مدینہ مین رہے اور وفات فرمائی جبکہ آپ کی عمر ترسٹھ سال کی تھی۔ رواہ البخاری و ابن ابی شیبۃ و الترمذی
اسی کے مانند سدی رح سے بھی مروی ہی اور نووی رح نے کہا کہ یہی اصح و اشہر ہی اور اسی کو مسلم رح نے حدیث انس و عائشہ و ابن عباس
سے روایت کیا اور اسی پر علماء نے اتفاق کیا اور ایک قول جسمین ساٹھ برس کی عمر آئی ہی اسکی تاویل یہ ہی کہ راوی نے سال ولادت و ہجرت
و وفات کی کسر چھوڑ دی اور پورے پورے سال شمار کر لیے اور تیسرا قول جسمین پانچ اوپر مروی ہین اسمین اشتباہ واقع ہوا اور مترجم
کہتا ہی کہ اسمین کسر سال ہجرت مکرر محسوب کی گئی بایں طور کہ ایک مرتبہ وہ پورا سال اقامت مکہ و دوسرا زمانہ ہجرت مین حساب کر کے زیادہ
ہوا واللہ اعلم ف۔ قولہ تعالےٰ ولا ادراکم۔ بس دو قراءۃ ہین اول قراءۃ جمہور لا ادراکم بالف از ادرا۔ یدری۔ یعنی اعلام اور یہی مذکور
ہو چکی ہی اور ابن کثیر رح نے لا دراکم۔ بلام بدون الف پڑھا اور معنی یہ کہ۔ لا دراکم اللہ تعالےٰ بہ علی لسان غیری من غیران اتلوہ علیکم
یعنے البتہ اعلام فرماتا تمکو اللہ تعالےٰ اسکو میرے سوائے دوسرے کی زبان سے۔ یعنی ضرور یہ پیغام آلہی تمکو پہونچایا جاتا اگر مین نہ ہوتا تو دوسرا
ہوتا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے دروغ باندھنے والے کے کبیرہ جرم کو اس طرح بیان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تبدیل
قرآن کا رد اور مشرکون کی ذاتی حرکت کو متضمن ہی۔ قال تعالےٰ۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ وَيَعْبُدُوْنَ

پھر کون ظالم اُس سے جو بناوے اللہ پر جھوٹھ یا جھوٹھلاوے اُسکی آیتین بیشک بھلا نہین ہوتا گنہگارون کا اور پوجتے ہین

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ

اللہ سے نیچے جو چیز نہ برا کرے اُنکا اور نہ بھلا اور کہتے ہین یہ ہمارے سفارشی ہین اللہ کے پاس تو کہہ

اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

تم اللہ کو جتاتے ہو جو اُسکو معلوم نہین کہین آسمانون مین نہ زمین مین وہ پاک ہی اور بہت دور ہی اُس سے جو [illegible]

اظلم صیغہ اسم تفضیل مستعمل ہیں۔ افترا جھوٹ باندھنا اور کذبا بیان اس امر کا ہی کہ یہ امر باوجود افترا ہونے کے [illegible]
اللہ تعالےٰ کی طرف۔ اسکو نسبت کرنا جیسے دروغ افترا ہی ویسے ہی وہ خود جھوٹ بھی ہی۔ لا یفلح اے لا [illegible]

Marfat.com

[illegible] مجرمون - [illegible] - یعنی مجرم سے مراد کافر ہین اور یہ وہی لوگ ہین جنھون نے اللہ تعالے پر جھوٹ باندھا یا اسکی آیات
کو جھٹلایا - بس یہ کلام اللہ تعالے کی طرف سے اہل شرک وکفر پر جو اللہ تعالے کی جناب مین شریک ہونے کو نسبت دیتے یا بیٹا وجورو
ہونے کو نسبت دیتے تھے اور اللہ تعالے کی آیات یعنی قرآن کو جھٹلاتے اور اُسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسکے بعض احکام بدل ڈالنے
یا کوئی اور قرآن لانے کی درخواست کرتے تھے اُنپر تشنیع وتوبیخ ہے - فرمایا - فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا پس کون شخص
ظالم ہے یعنے کوئی نہین اس سے بڑھکر ظالم ہے جسنے افتراء باندھا اللہ تعالے پر دروغ کو - اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ یا جھٹلایا اسکی آیات کو
اِنَّهٗ شان یہ ہے کہ - لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ فلاح نہین پاتے ہین جرم کرنے والے یعنی کفر کرنے والے اسطرح کہ اللہ تعالے پر افتراء
باندھین یا اُسکی آیات کو جھٹلاوین - وفی تفسیر الحافظ رحمہ اللہ - اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ایسے شخص سے کوئی بڑھکر ظالم ومجرم نہین جو
اللہ تعالے پر افتراء باندھے اور وہ بھی ایسی چیز سے جو خود باطل ودروغ ہے لہذا جو کوئی اپنی نسبت دعوی کرے کہ مین اللہ تعالے
کا رسول ہون حالانکہ درحقیقت نہو اور دعوے کرے کہ مجھپر وحی اُتری ہے حالانکہ کچھ بھی نہین اُتری بلکہ اُسنے اپنی طرف سے باتین
بنائی ہین تو وہ بھی ویسا ہی اظلم ہے جیسے یون کہنے والا کہ اللہ تعالے کا شریک یا بیٹا وجورو ہے نعوذ باللہ من ذلک - حاصل یہ کہ اس کلام
مشرکون کو دوطرح ملامت فرمائی گئی ایک یہ کہ رسول اللہ صلعم سے قرآن لانے یا بدلنے کی درخواست کرتے تھے - حالانکہ وہ محض وحی آلہی تھا
پس کیونکہ تغیر ہو سکتا ہے اور جو کوئی اپنے کلام کو وحی آلہی بتلاوے اس سے اظلم کون ہوگا پس قرآن مجید صحیح وحی آلہی ہے کچھ افتراء نہین ہے
اور دوم یہ کہ جو کوئی وحی آلہی کو جھٹلاوے اُس سے بڑھکر اظلم کوئی نہین حالانکہ مشرکین جھٹلاتے تھے تو وے سخت مجرم ہوے جنکے واسطے
سعادت وفلاح نہین اگر ایمان نہ لاوین - عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو پہلے سب سے بڑے علماء یہود مین تھے کہتے ہین کہ جب آنحضرت
صلعم مدینہ مین آئے تو مین نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ چہرہ پاک کچھ جھوٹون کا چہرہ نہین ہے اور پہلے پہل مین نے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ
یا ایہا الناس افشوا السلام الخ - یعنی اے لوگو تم آپس مین سلام کے ساتھ ایک دوسرے کے لیے دعا کرنے کو افشاء کرو اور آپس مین کھانا
کھلاؤ اور ناتے کو ملاؤ اور رات مین جب کہ لوگ سوتے ہین تم نمازین پڑھو پس سلامتی کے ساتھ جنت مین داخل ہو جاؤ - قال ابن کثیر رح
اور آنحضرت صلعم کے اقوال پاکیزہ اور جو وحی معجزہ آپ پر ہوتی ہے نہایت روشن حجت آپ کی صدق رسالت کی ہے چنانچہ اسکی معجز بلاغت
وفصاحت واخبار غیب وکمالات معانی کا اقرار جس کثرت سے عرب کے بلیغ وفصیح لوگون نے کیا ہے ایک دفتر طویل مین لکھا جا سکتا ہے اور
اور مسیلمہ کذاب وسجاح واسود وغیرہ لعنہم اللہ تعالے جن جھوٹے مدعیون نے وحی شیطانی کی باتین کہین اور اللہ تعالے پر افتراء باندھا
خود اُنکے تابعین کفار نے اُسکے معیوب وکذب وافتراء ہونے کا اقرار کیا تو بھلا عقل سلیم والے اہل فراست پر کب ان لوگون کا افتراء
چھپ سکتا ہے چنانچہ مسیلمہ وغیرہ کے اقوال جو کتب سیر مین نقل کیے گئے ہین خود اسپر شاہد عدل ہین کہ یہ ان اقوال والا محض کذاب ہے
اور ابن کثیر رح نے لکھا کہ عمرو بن العاص اور مسیلمہ کذاب سے دوستی تھی ایک مرتبہ عمرو اپنے مشرک ہونے کی حالت مین مسیلمہ کذاب کے
پاس گئے اُسنے پوچھا کہ اسے عمرو آج کل تمھارے گروہ والے کی کیا خبر ہے اور مراد اُس ملعون کی یہ تھی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا نازل ہوا
تو عمرو نے کہا کہ مین نے محمد صلعم کے اصحاب سے پڑھتے سُنا آج کل ایک چھوٹی سی سورہ کیا عظمت والی نازل ہوئی ہے اُسنے کہا وہ کیا ہے تو
عمرو نے سورہ والعصر ان الانسان لفی خسر - آخر تک پڑھی یا جسقدر یاد ہو پس مسیلمہ ملعون نے ایک ساعت فکر کرکے کہا کہ مجھپر بھی ایسی ہی
ایک سورہ نازل ہوئی ہے اور وہ یہ ہے - یا وبر یا وبر انما انت اذنان وصدر وسائرک حفر نقر - کیون عمرو تم کیونکر دیکھتے ہو عمرو نے جواب دیا

کہ واللہ تو جانتا ہے کہ مین یہ بات جانتا ہون کہ تو کذاب ہے۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ جب [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم کا حال صدق نبوت اسپر پوشیدہ نہ رہا اور مسیلمہ کذاب کی جھوٹ [illegible]
کھائی تو بھلا اہل حق و عدل پر کب مخفی ہوسکتا ہے۔ قال المترجم واللہ کلام الٰہی آفتاب سے زیادہ روشن ہے [illegible]
مردود کے جسکو اللہ تعالے نے جہنم کے لیے مخصوص پیدا کردیا ہے کوئی منکر نہین ہوسکتا یہ تعجب نہین ہے کہ کفار اسکے [illegible]
ہوکر اسکو جادو وغیرہ کہتے تھے چنانچہ متواتر انکا قول نقل فرمایا بقولہ تعالے قالوا ان ہذا الا سحر مبین۔ پھر واضح ہو کہ جب اللہ تعالی
حق تعالے پر افترا کو اشد ظلم بیان فرمایا تو کافرون کی خود افترا کی فضیحت و انکی حماقت بیان فرمائی کہ بت وغیرہ جمادات و اوہام [illegible]
اور عیسیٰ ع وغیرہ کو بیٹا وغیرہ بناکر افتراء و بہتان باندھتے ہین بقولہ تعالیٰ۔ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ
اور پوجتے ہین اللہ تعالے کے سوائے ایسی چیز کو جو نہ انکو ضرر دے سکتی ہے اور نہ انکو نفع دے سکتی ہے۔ کیونکہ یہ سب جمادات وغیرہ
انکو خود کسی نفع وضرر کی کچھ قدرت نہین ہے۔ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ اور کہتے ہین کہ یہ لوگ ہمارے واسطے
سفارشی ہین اللہ تعالے کے یہان۔ یعنی دنیا مین جو مہم و سخت کام ہمپر پیش آتے ہین اسکے پورا ہوجانے مین ہمارے سفارشی ہین یا اگر
قیامت ہوئی تو ہمارے سفارشی ہونگے جیسے نصاری نے زعم کیا کہ حضرت عیسیٰ ع نے ہم سب کے گناہ لادلیے ہین اور ہمارے لیے کفارہ
ہوگئے ہین حالانکہ جو کتاب انکے پاس ہے اسمین یہ مذکور ہے کہ کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہین اٹھاتا ہے۔ بیضاوی رح نے کہا کہ یہ انکی سخت
جہالت تھی کہ حضرت حق تعالے جو یقینی نفع وضرر پہونچانے والا ہے اسکی عبادت چھوڑکر ایسی چیز کی عبادت اختیار کی جسکو قدرت نہین
خالی اس وہم پر کہ شاید ہمارے لیے سفارشی ہون۔ اور ابن کثیر رح نے فرمایا کہ یہ عجیب جہالت تھی کہ فی الحال جس سے نفع وضرر کی کچھ
قدرت ظاہر نہین اس سے ثانی الحال مین سفارش کے امیدوار ہوکر اسکو پوجنے لگے۔ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي
السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ تو کہدے کہ کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ تعالی کو ایسی چیز سے جسکو وہ آسمانون مین موجود نہین جانتا اور نہ زمین مین
یعنی تم اللہ تعالے کو آگاہ کرتے ہو کہ اسکا شریک بھی ہے یا یہ لوگ تمہارے سفارشی ہین حالانکہ اللہ تعالے اسکو نہ آسمانون مین اور نہ
زمین مین کہین موجود نہین جانتا پس حق تعالے جسکا علم تمام عالم کو محیط ہے اور تمام مخلوقات کو گھیرے ہے جب وہ اسکے علم مین نہین تو
قطعاً وہ چیز خود موجود نہین ہے کیونکہ اگر ہوتی خواہ آسمانون مین یا زمین مین تو ضرور وہ اللہ تعالے کے علم مین ہوتی۔ بیضاوی رح نے
کہا کہ قولہ بما لا یعلم۔ اے بما لا یعلمہ۔ پس موصول کیطرف ضمیر عائد محذوف ہے اور قولہ فی السموات الخ حال اسی ضمیر محذوف سے نفی کی تاکید
اور اس امر پر تنبیہ ہے کہ سوائے حق تعالے کے جسکو پوجتے ہو وہ سماوی ہے یا ارضی ہے اور جو کوئی چیز یہان موجود ہو وہ خود انکے مثل ایک
حادث مخلوق ہے اسکو یہ لیاقت ہی نہین کہ شریک ہوسکے سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ پاک ہے اللہ تعالی کے لیے اور وہ پاک
برتر ہے ایسی چیز سے جس سے یہ لوگ شرک کرتے ہین۔ ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا کہ قولہ اتنبئون اللہ بما لا یعلم الآیۃ کے معنی یہ ہیں
کہ کیا خبر دیتے ہو اللہ تعالے کو ایسی چیز سے جو نہوگی نہ آسمان مین اور نہ زمین مین۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ جو کچھ [illegible]
وجود ہی نہین ہوسکتا ہے۔ اور آسمانون و زمین کا بیان اسوجہ سے کہ عموماً اعتقاد اہل [illegible] یہ ہے کہ جو چیز [illegible]
کے بیچ مین ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالے نے بیان فرمایا کہ بندے سب ایک ملت پر تھے اور بعد اتفاق کے [illegible]
حالت پر ہوگئے۔ قال تعالے

[illegible] النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

[illegible] سو ایک ہی امت ہین پیچھے جدا جدا ہوے اور اگر نہ ایک بات آگے ہو چکتی تیرے رب کی

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

تو فیصلہ ہو جاتا انمین جس بات مین پھوٹ رہے ہین

[illegible] نے کہا کہ آیت مین ایک ملت پر ہونے کا بیان ہی خواہ ملت اسلام ہو یا ملت کفر ہو اور اہل تحقیق نے کہا کہ ملت فطرت یعنی اسلام پر [illegible] کا بیان ہی اور بعض نے کہا کہ۔ الناس سے مراد عموماً سب آدمی ہین اور بعض نے کہا کہ خصوص اہل عرب کا بیان ہی۔ قولہ تعالے وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً نہین تھے سب لوگ مگر ایک ہی ملت پر۔ ابن عباس رضہ نے کہا کہ آدم ؑ سے نوح تک دس [illegible] تھے سب ملت اسلام پر تھے اسکے بعد اختلاف واقع ہوا اور بعضون نے بت وغیرہ پوجنے سے شرک کیا۔ اور بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کے زمانہ سے عمرو بن لحی کے وقت تک ملت ابراہیم ؑ پر تھے پھر عمرو ملعون نے بت نکالے۔ انھین دونون قولون کو مختصر [illegible] ذکر کیا ہی اور یہ اس جہت سے کہ توحید و اسلام سب سے قدیم ملت ہی اسی پر لوگ متفق ہوے اور شرک تو جہالت ہی جسکو گمراہ ہو جانے والے لوگون نے ایجاد کر لیا۔ اور ابن مسعود رضہ نے کہا کہ ماکانوا الا علی ہدی۔ یعنے سب لوگ ہدایت ہی پر تھے۔ اور بیضاوی رح نے کہا کہ [illegible] یہ ہین کہ لوگ سب ایک ملت پر متفق تھے یا سب کے سب دین حق پر ثابت تھے۔ اور یہ حالت زمانہ آدم ؑ سے تا وقت قابیل کے ہابیل کو قتل کرنے کے یا [illegible] نوح تک یا بعد طوفان نوح کے تھی۔ فَاخْتَلَفُوْا پھر لوگون نے باہم اختلاف کیا پس بعض نے ہوا و ہوس کی پابندی کر کے بت پرستی وغیرہ کو اختیار کر لیا اور بعضے دین حق پر ثابت رہے۔ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک وعدہ سابق نہو چکا ہوتا۔ یعنی کمال رحمت سے قیامت تک مہلت کا وعدہ فرما دیا ہی کہ اسی دن فیصلہ و جزا و سزا لیگی پس اگر ایسا نہو گیا ہوتا۔ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ تو البتہ فیصلہ کر کے حکم دیدیا جاتا انکے درمیان ایسے معاملہ مین جسمین وے اختلاف کرتے ہین۔ یعنی فی الحال حکم دیا جاتا پس دنیاوی زندگی مین ہی مومن جنت مین اور کافر دوزخ مین ڈال دیا جاتا۔ پھر اللہ تعالے نے اہل کفر و شرک کی خواریون مین سے ایک نوع دیگر بیان فرمائی۔ بقولہ تعالے۔

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ

اور کہتے ہین کیون نہ اُتری اسپر ایک نشانی اسکے رب سے سو تو کہہ کہ چھپی بات اللہ ہی جانے سو راہ دیکھو مین تمھارے ساتھ ہون

ع ۱۰ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝

راہ دیکھتا

وَيَقُوْلُوْنَ الکفرۃ المکذبون۔ لَوْلَآ ہلا۔ اُنْزِلَ عَلَيْهِ علی محمد۔ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کما کان للانبیاء من الناقۃ والعصا والید۔ اور [illegible] کہتے ہین کافر و منکر جنہون نے قرآن مجید اعظم آیات الٰہی تعالے کو جھٹلایا ہی یہ بات کہ کیون نہین اتاری گئی اسپر یعنی محمد صلعم پر کوئی نشانی رب کی طرف سے یعنی جیسے اگلے انبیاء علیہم السلام کو دیگئی تھین چنانچہ حضرت صالح کو ناقہ اور موسی ؑ کو عصا و ید بیضاء بطریق معجزہ [illegible] یعنی نشانی محمد صلعم پر کیون نہین اتاری گئی۔ کمال عجب ہی کہ قرآن مجید سے بڑھکر کیا معجزہ چاہتے تھے کیونکہ عصائے موسی وغیرہ [illegible] تھے اور قرآن مجید لفظ معجزہ معانی غیبی دونون کا جامع ہی اور معنوی کمالات جیسے بدرجۂ انتہا اسمین ہین کسی اگلی آیت مین

نہین پھر اسکو تو سحر کہکر دوسرے معجزات کے طالب ہوئے اور باوجود [illegible]
کلمہ توحید پڑھنا اور چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور حیوانات اونٹ وغیرہ کا صاف زبان مین اقرار [illegible]
انگلیون سے فوارہ کا جاری ہونا کہ لشکر نے سیر ہو کر پانی پی لیا اور زہریلے ہوئے گوشت [illegible]
اچھا ہونا اور اسی مردے کا اُٹھکر باتین کرنا اور مانند اسکے بے شمار معجزات آنحضرت صلعم سے ظاہر ہوئے اور کسی معجزہ [illegible]
معنی مین غور کیا جاوے تو اگلے انبیاء علیہم السلام کو جو گنتی کے مختصر معجزے دیے گئے تھے اُنسے یہ معجزات کہین بڑھکر تھے [illegible]
اور عناد سے روز ایک نیا معجزہ مانگنا شروع کیا اور کسی پر ایمان نہ لائے اور اللہ تعالے نے باوجودیکہ اسکے علم ازلی [illegible]
کافرون کو ملعون جہنمی پیدا کیا ہی کبھی ایمان نہ لاوینگے برابر یہ معجزات اپنے رسول مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر فرمائے [illegible]
ہو اور رسول صلعم کی علو منزلت وکمال مرتبت ظاہر ہولیں وہی ہوا حتی کہ کافرون نے زعم کر لیا کہ جو کچھ آنحضرت صلعم دعا فرماوینگے [illegible]
لیکن ازلی کافر ہونے سے ایمان کی توفیق تو نہ پائی ان نفس کی خواہشین دنیاوی پوری کرنے کے لیے مکر و فریب کا ارادہ کر کے [illegible]
کی کہ مکہ مین کوہ صفا کو خالص سونے کا ہو جانے کی دعا کر دو تو ایمان لے آوینگے یا مکہ کے پہاڑ وریگستان کو زائل کر کے بجائے اسکے [illegible]
باغ ونہرین کر دو اور مانند اسکے جنکی غرض دنیاوی عیش وراحت تھی - اور علام الغیوب حق سبحانہ وتعالے نے مکہ معظمہ کو حرم محترم بنایا
اسی شان سے سراسر حکمت بالغہ کے ساتھ پیدا فرمایا وہ ان کافرون کے مکر و فریب کے واسطے تبدیل نہین ہو سکتا تھا جبکہ وے علم الٰہی
کافر مطبوع تھے حتی کہ اگر علم الٰہی مین انکا ایمان اس معجزہ پر مقدر ہوتا تو اللہ تعالے ہر بات پر قادر ہی یہ [illegible] تھا وقد قال تعالی تبارک
الذی ان شاء جعل لک خیرا من ذلک جنات تجری الآیۃ اور کمال رحمت الٰہی اپنے رسول رحمۃ للعالمین پر یہ تھی کہ اسکی امت کو عذاب استیصال
سے ہلاک نہ فرماوے اور خصوص جبکہ انھین کافرون کی پشت مین اولاد مومنین صالحین مستودع تھے پس اگر ان ازلی کافرون کی ہٹ کا معجزہ
دیدیا جاتا اور وے خواہ مخواہ ایمان لانے والے نہ تھے تو درصورت کفر کرنے کے عذاب استیصال مین گرفتار ہوتے جیسا کہ اللہ تعالی
نے ختم کر دیا ہی اور اگلی امتون کے عبرت آمیز حالات ایسے اُنکو سُنا دیے لہذا ان ازلی کافرون کی ہٹ پوری نہ فرمائی کیونکہ ان اشقیاء کو [illegible]
ہوتا پس اولاد صالحین پر شفقت کر کے انکا استیصال نہ فرمایا وقد قال تعالے وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بہا الاولون وآتینا
ثمود الناقۃ مبصرۃ الآیۃ - اسی واسطے جب ان کافرون نے ایسی درخواست کی تو آنحضرت صلعم کو اختیار دیا گیا کہ تیری مرضی ہو تو انکی [illegible]
پوری کیجاوے ولیکن پھر ایمان نہ لانے پر سنت الٰہیہ کے موافق اُنپر عذاب استیصال نازل کرونگا تو حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ
علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین نے عرض کیا کہ پروردگارا اُنکی درخواست پوری نہ کیجاوے اور اُنکو مہلت دیجاوے اور یہ کچھ پہلا مرتبہ شفقت کا
نہین بلکہ بارہا ان خبیثون کی ایذاء دینے پر آنحضرت صلعم کو اختیار دیا گیا کہ تیری مرضی ہو تو تجھے ایذاء دینے کے جرم مین پارہ پارہ
سیاہ کر دیے جاوین مگر اس رسول کریم رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین صلعم نے ہمیشہ اپنی ایذاء کو فراموش کر کے ان خبیثون [illegible]
چاہی اس امید پر کہ اُنکی اولاد مین مومنین صالح پیدا ہون پس وہی ہوا والحمد للہ رب العالمین اور آیت کریمہ مین [illegible]
اسی آیت یعنی معجزہ کی درخواست مذکور کی تفسیر بھی کی گئی ہی پس معنی یہ ہونگے کہ کفار کہتے جس نشانی [illegible]
تھے کہ کیون اسپر یہ آیت نہین اُتاری گئی تو اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا اپنے رسول کو کہ جواب دے [illegible]
عن العباد اے امرہ - للہ - سو تو انکے جواب مین کہدے کہ غیب تو اللہ تعالے ہی کے واسطے [illegible]

کے ساتھ مخصوص ہی اور یہ خاص اللہ تعالیٰ کا امر مخصوص یعنی عزوجل ہی کسی اور کے اختیار مین نہیں ہی اور یہ آیات بھی منجملہ غیب کے ہین پس اللہ کا اختیار ہی چاہے لاوے یا نہ لاوے اور مین تو ایک بندہ رسول ہون مجھپر یہی واجب ہی کہ اللہ تعالیٰ کے احکام و زواجر تمکو پہونچا دون فَانْتَظِرُوْا پس اگر تم میری رسالت پر ایمان نہ لائے تو عذاب کے منتظر رہو۔ اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ مین بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والون مین ہون۔ وقال الحافظ رحمہ اللہ فی قولہ فقل انما الغیب للہ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت مین تمام حکمت کے معانی سب امور ہوتے ہین وہی ہر امر کا انجام جانتا ہی۔ فانتظروا انی معکم الخ یعنی اگر تم لوگ مجھپر ایمان نہیں لاؤ گے جب تک کہ یہ معجزات جو تم نے ہٹ کر کے مانگے ہین دیکھ نہ لو تو حکم الٰہی لعمٰ کا میرے و اپنے حق مین انتظار کرو کہ وہی احکم الحاکمین ہی منتظر رہو دیکھو وہ کیا حکم فرماتا ہی۔ قال المترجم یہ تفسیر خوب موافق ہی اور بنا بر ین یہ کلام اُن کافرون کے حق مین تہدید ہوگا اور آخر یہی ہوا کہ بدر وغیرہ مین کفار عذاب کیے گئے اور دین اسلام کو اللہ تعالیٰ نے رونق و بلندی دی یہانتک کہ تھوڑے زمانہ مین تمام جہان آوازۂ عدل سے معمور و معمور ہو گیا وللہ الحمد۔ اگر کہا جاوے کہ معجزات طلب کرنے مین کفار کا عذر مقبول ہی چنانچہ انبیاء؏ کو معجزات دیے گئے پھر جب کفار قریش کو یہ معجزات نہیں دکھلائے گئے تو وہ لوگ معذور کیون نہ ہوئے۔ جواب یہ ہی کہ اُنھون نے مانند شق القمر وغیرہ کے معجزہ کی راہ سے اپنی ہٹ سے بڑھکر معجزات دیکھ لیے تھے کیونکہ زمین کے معجزات جو وہ مانگتے تھے یا جو تصور کیے جاوین سب سے یہ آسمانی معجزہ شق القمر کا بڑھکر ہی پس یہ لوگ ہدایت کی خواہش سے یہ معجزات نہیں مانگتے تھے بلکہ تعنت عناد کی راہ سے ستدعی تھے اور اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ کبھی ایمان نہ لا[illegible] کہ اُنکے لیے کفر مقدر تھا کما قال تعالیٰ ان الذین حقت علیہم کلمۃ ربک لا یؤمنون ولو جاءتہم کل آیۃ۔ یعنے جن آدمیون پر تیرے رب کا کلمہ ثابت ہو چکا ہی یعنے وے جہنمی ہین تو وے کبھی ایمان نہ لاوینگے اگرچہ اُنکے پاس تمام نشانیان معجزات آجاوین وکما قال تعالیٰ ولو اننا نزلنا الیہم الملائکۃ وکلمہم الموتیٰ وحشرنا علیہم الآیۃ۔ وقال تعالیٰ ولو فتحنا علیہم بابا من السماء الآیۃ وقال تعالیٰ وان یروا کسفا من السماء ساقطا الآیۃ۔ وقال تعالیٰ ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس الآیۃ۔ پس ایسے لوگون کی درخواست پوری ہونی بیفائدہ ہی۔ اور بعض درخواستین مانند شق القمر وغیرہ کے جو پوری کی گئین اُنکا پورا کرنا اس راہ سے نہین تھا کہ کچھ مفید ہو جاوین بلکہ اس سے تھا کہ کافرون کو یہ عذر باقی نہ رہے کہ دعویٰ نبوت مین معجزہ دکھلانا چاہیے اگرچہ واجب نہو پھر بھی خوب تکمیل کردی گئی پس اسکے بعد نبوت سے منکر ہونا اُنپر تحقیقی لازم ہو گیا پھر نعمت کے مقابلہ مین کفران طریقہ کفار ہونا بیان فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ۔

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا قُلِ اللّٰهُ
اور جب چکھاوین ہم لوگون کو مزہ اپنی مہر کا بعد ایک تکلیف کے جو اُنکے لگی تھی اُسی وقت [illegible] لگین حیلے ہماری قدرتونین تو کہہ اللہ
اَسْرَعُ مَكْرًا اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
سب سے جلد بنا سکتا ہی حیلہ ہمارے بھیجے ہوے لکھتے ہین حیلے بنانے تمہارے وہی تمکو پھراتا ہی جنگل اور دریا مین
حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ
یہانتک کہ جب تم ہوے کشتیون مین اور لیکر چلین لوگون کو اچھی ہوا سے اور خوش ہوے اُس سے آئی اُنپر ہوا جھونکے کی اور آئی اُنپر لہر
كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ
ہر جگہ سے اور جانا کہ وہ گھر گئے پکارنے لگے اللہ کو نرے ہو کر اُسکی بندگی مین اگر تو بچاوے ہمکو اس سے تو بیشک ہم رہین

Marfat.com

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ فَلَمَّآ اَنْجٰهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يٰٓاَيُّهَا

شکرگزار — پھر جب بچادیا انکو اللہ نے اُسیوقت شرارت کرنے لگے زمین مین ناحق — سنو لوگو

اَنْفُسِكُمْ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

تمھی پر — برت لو — دنیا کے جیتے — پھر ہمارے پاس ہو تمکو پھر آنا — پھر ہم جتاوینگے — جو کچھ کہ — تم کرتے تھے

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً حرف اذا شرطیہ اور اذاقہ چکھانا اور رحمت کی نسبت بحسب موقع کم و زیادہ ہی اور گویا اشارہ ہی
کہ کمال رحمت الٰہی سے قیامت و دار آخرت مین متقی بندے سیر ہونگے اور الناس سے بعض نے عموماً سب لوگ خواہ کافر ہون یا مسلمان
مراد لیے مگر ارجح یہ ہی جو مفسر رحمہ نے کہا کہ مراد کفار مکہ ہین اگرچہ حکم مین سب کا فر بلکہ ہر وہ شخص جو کفران نعمت اسطرح کرے شامل ہی
المعنی اور جب چکھائی ہم نے لوگون کو رحمت۔ مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ بعد ضراء کے جو انکو چھو گئی تھی۔ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِىْٓ اٰيَاتِنَا
ناگاہ انکے لیے مکر ہی ہماری آیتون مین۔ قولہ اذا لہم۔ جملہ جواب شرط ہی اور یہ اذا مفاجات کا ہی کما افادہ الخلیل و سیبویہ اور مفاجات
کے یہان یہ معنی ہین کہ ناگہانی طور پر اُنھون نے آیات مین مکر واقع کیا لہذا اسمین سرعت مکر پر دلالت ظاہر ہوئی یعنی بہت سرعت و جلدی کے
ساتھ مکر کرنے لگے جیسے ناگہانی چیز واقع ہوتی ہی اور مکر سے مراد یہان یہ ہی کہ ہر حیلہ سے آیات الٰہی مین قدح کرنے اور اسکے رسول کو جھٹلانے
مین سرگرم ہونے اور رحمت سے یہان مراد جیسے وباء و بیماری سے تندرستی و قحط کے بعد فراخی وغیرہ ہی اور ضراء سے قحط و بیماریان وغیرہ
اور حاصل معنی یہ ہین کہ کفار مکہ کو بیماریان و قحط کی مصیبت پہونچی اور وے ناچار ہوکر اللہ تعالے کی طرف [illegible] لگے پس جب اللہ تعالے
نے انکو اس مصیبت قحط و مرض کے بعد رحمت چکھائی یعنی صحت و فراغت و فراخی دیدی تو اس نعمت کی شکر کی جگہہ بیت تفیح ہوکر
بہت جلد یہ مکر یعنی حیلہ کرنے لگے کہ آیات الٰہی مین قدح کرین و اُسکے رسول کو کسی حیلہ سے جھوٹا بنا دین اور لوگون کو بھی راہ سے بہکا
دین۔ بعض نے لکھا کہ اہل مکہ کو آنحضرت صلعم کی بد دعاء سے ہفت سالہ قحط نے گھیرا کہ آسمان اُنکو دھوان دھار نظر آتا تھا آخر و سے
لوگ کچھ نادم ہوکر گڑگڑائے تو اللہ تعالے نے انپر فراخی کی رحمت بھیجی تو انکی طرف سے شکر اور طاعت الٰہی کا نتیجہ نکلنا چاہیے تھا گویا
عقل منور و روح پاک و ملائکہ اسی کے منتظر تھے کہ ناگاہ اُنسے یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ آیات الٰہی مین مکر کرنے لگے شلاً زعم کیا کہ اسمین بتون کی
الوہیت و طاعت کا ذکر نہین بلکہ بالکل جہالت و باطل کہا گیا ہی اور انکی جہالت مین یہ قابل طعن تھا کہ بت پتھر کے تراشے ہوئے
ہر جاندار جانور سے زیادہ مہمل و بیفائدہ ہین اُنسے تو ایک مکھی بھی بڑھکر ہی اُنکی عبادت کا عقیدہ یا نفع و ضرر کا گمان محض جہالت و باطل ہی
اور کمال و الوہیت و عبادت فقط اللہ تعالے وحدہ لاشریک ہی کے لیے مخصوص ہی پس کفار اسپر طعن و قدح کرتے اور رسول اللہ صلعم کو
ایذاء دیتے اور ہر حیلہ سے چاہتے کہ کلمہ توحید بلند نہو یہی اُنکا تمام مکر تھا۔ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا خطاب آنحضرت صلعم کو [illegible]
تمیز واقع ہی اور معنی یہ کہ تو کہدے کہ اللہ تعالے اسرع ہی از راہ مکر کے۔ یعنی اللہ تعالے نے اپنے رسول کو خطاب فرمایا کہ ان کافرون
کو خبردار کردے کہ تم جو مکر کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ تمہارا مکر کچھ کارگر ہوگا وہ محض تمہاری نادانی ہی اللہ تعالے کا [illegible]
کیونکہ جب کوئی آدمی بیوقوف کسی عقلمند جاننے والے کے ساتھ مکر کرنا چاہتا ہی تو [illegible]
بیوقوف خود ہی اپنے مکر کے وبال مین گرفتار ہوجاتا ہی تو اللہ تعالے سب ظاہر و باطن کو جاننے والا [illegible]
کوئی مخلوق کیا مکر کرسکے اور مکر کے معنی لغت مین یہ ہین کہ فریب و کید چھپے چھپے اسطرح کرنا کہ دوسرے [illegible]

Marfat.com

[illegible] لیپ ہر مکار و نیکو کار کی خالص نیت کا بدلا عطا فرماتا ہی تو مکار نے جبھی نیت شروع کی تبھی سے اسکا بدلا
[illegible] اللہ تعالےٰ کے علم میں اسکا حال سب پہلے ہی معلوم تھا تو پہلے ہی سے بدلا مقرر تھا اسیواسطے مکر کے مقابلہ مین مکر بیان
کیا [illegible] بمعنی مکرا یعنی مکر کی سزا دینے والا ہی یا یہ مراد کہ انکے ساتھ ایسا معاملہ کر دینے والا جسکو وہ اپنے پسند کے موافق دنیا مین
اچھا سمجھیں حالانکہ [illegible] نے پسند کیا اسکی عاقبت بہت خراب ہی جس سے اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرما دیا تھا پھر بھی کفار مکار نے وہی
اختیار کیا۔ حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ کے مکر سے یہ مراد ہی کہ مکار کو اسکے مکر کا بدلا دیتا ہی یا ایسے طور پر معاملہ رکھتا ہی کہ مکار کی سمجھ مین
نہیں آتا جیسے آدمی کو دوسرے آدمی کا مکر نہیں معلوم ہوتا پس کافرون کے مکر کے مقابلہ مین مکر آلٰہی بیان کیا اور یہ بات ظاہر ہی کہ معاملہ
[illegible] ایسے طور پر واقع ہی کہ کافر اسپر اعتقاد نہیں کرتا اور ظاہری دنیاوی زندگی پر بھروسا کر لیتا ہی لیکن اگر کافر اپنے خالق مالک کا حکم
مانتا اور اسکی آیات پر یقین لاتا و عمل کرتا تو اچھا رہتا مگر اسنے تو بات کو ہر طرح مکر و حیلہ سے دفع کرنا چاہا لہذا مکر کی سزا بطریق مکر یا کر دائمی
عذاب جہنم مین [illegible] دنیا چند روزہ زندگی ہی۔ اور اسی غمناک و مشوش عایش پر اللہ تعالےٰ سے مکر کرنا چاہتا ہی۔ اِنَّ رُسُلَنَا
يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ البتہ ہمارے رسل یعنی کرام کاتبین جو فرشتہ اللہ تعالےٰ نے ہر بندے پر اسکے ظاہری و باطنی افعال و اعمال لکھنے کو
[illegible] ہین وہ فرشتہ لکھتے ہین جو تم مکر کرتے ہو۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ مکر کا بدلا ضروری ہی اور یہ فعل مکر کا لکھا جاتا ہی جیسے ایمان والے
کی نیک نیتی لکھی جاتی [illegible] تنبیہ ہوگئی کہ کافرون نے جو مکر کے طور پر مخفی رکھا اور جانتا تھا کہ یہ مکر انکا بالکل چھپا ہوا خالی انکے نفس کے
اندر ہی کیونکہ انکا [illegible] ایمان و طاعت سے منکر اور دنیاوی لذت وغیرہ کا طالب و آخرت سے بے اعتقاد کرتا ہی اور کافر حقیقت مین
اپنے نفس کا مکر خود اٹھائے ہوئے ہی جانتا ہی کہ اس بات سے اسکے سوائے کسی کو آگاہی نہیں تو فرمایا کہ ملائکہ لکھتے ہین پس جب ملائکہ پر یہ مکر
مخفی نہیں تو اللہ تعالےٰ نے جسنے ملائکہ کو بھی پیدا کیا ہی اسپر کب یہ مخفی ہو سکتا ہی۔ قال الحافظ رح قولہ قل اللّٰہ اسرع مکرا۔ یعنی اللہ تعم کا
استدراج سخت ہی یعنے نافرمان و گنہگار کو ڈھیل دینا جس سے وہ سرکش گمان کرے کہ میرے افعال بہت اچھے ہین حالانکہ اللہ تعالےٰ نے
اسکو خوب مہلت دیدی ہی پھر ناگاہ وہ موت کے عذاب مین گرفتار ہو کر رہائی نہ پاویگا اور انھین اعمال کے بدلے جنکو کرام کاتبین لکھتے تھے
سزا پاویگا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے احسان کے مقابلہ مین کافرون کا کفران بیان فرمایا بقولہ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تسییر کے
معنی سیر کرانا و چلانا۔ اور مراد تسییر کم سے چلنے پر آمادہ کرنا اور اسپر قابو دینا اور مترجم کہتا ہی کہ ارادہ کے بعد اس کام کو اسنے پورا کرا دیا پس
یہ معنی حقیقی معتبر ہین اور یہ دلیل صریح ہی کہ بندون کا اور انکے افعال کا خالق اللہ تعالےٰ عز و جل ہی کیونکہ فرمایا ہو الذی یسیرکم۔ وہی اللہ تعالےٰ
تمھارا خالق تمکو سیر کراتا و چلاتا ہی۔ فی البر خشکی مین اسطرح کہ تمھارے اقدام پیدا کر دیے اور جانورون کو تمھارا مسخر کر دیا اور تمھارے ارادہ و
[illegible] پر قدم پر چلنے یا سوار ہو کر چلنے مین تمھارا فعل پورا کر دیا۔ والبحر اور تری مین اسطرح کہ کشتیان وغیرہ بنانی تمکو الہام فرمائین اور جہاز
[illegible] وغیرہ بنانے و چلانے تمکو سکھلا دیے پس جیسے اسنے تمکو پیدا کیا ویسے ہی تم کو خشکی و تری مین چلاتا ہی حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ
فِي الْفُلْكِ یعنی کہ جب تم کشتیون مین ہوئے وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ اور چلین کشتیان انکو لیکر ہوائے طیبہ کے ساتھ۔ فلک
[illegible] واحد مین صرف اعتبار کا فرق ہی اسطرح کہ فلک مفرد بروزن قفل ہی اور فلک جمع بروزن اسد جمع اسد بفتحتین ہی
[illegible] ہی جہان سے بہر نصیحت و سمجھ حاصل کرنے کو ایک واقعہ بیان کیا اسطرح کہ خشکی و تری مین چلانے والا اللہ تعالےٰ نے
[illegible] مین سوار ہو کر تم کا [illegible] یا دریا مین روانہ ہوئی پس ایک تو کشتیان اپنے سوار ہونے والون کو لیکر روانہ ہوئین

چلین اور دوم یہ کہ ہوا موافق تھی اور طیبہ یعنی ہلکی ہلکی اسی سمت چلتی تھی جدھر کشتی جاتی ہی اور سوم یہ کہ
لوگ اس نرم موافق ہوا سے خوش ہوے۔ پس قولہ اذا کنتم الخ جملہ شرط مین تین باتین تھین کشتی مین ہونا اور ہوا کا چلنا
پھر انکا خوش و فرحناک ہونا انھین تین کے مقابلہ مین جملہ جزا مین بھی تین باتین ہین یعنے جب کشتی مین رہنا ہوا اور
کی ہوئین تو۔ جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ آگئی ان کشتیون پر ہوا آندھی اس نرم طیبہ ہوا کہ ریح عاصف یعنی عصف والی ہوا
اور اسکی کوئی جہت خاص نہین پس ایسی تند ہوا آگئی۔ وَجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ اور آئی انپر موج ہر ٹھکانے
جہان جہان سے دریا مین موج انپر آسکتی ہی ہر ٹھکانے سے موجین امنڈ آئین۔ اور سوم یہ کہ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ
انھون نے کہ انکو احاطہ کیا گیا یعنی غالب گمان انکو ہوا بالیقین ہوگیا کہ وے گھیرے گئے اور انکی رہائی کی راہین بند ہوگئین جیسے کسی
نے گھیر لیا ہو اور حاصل یہ ہی کہ انکو گمان بالیقین ہوا کہ وے اب ہلاک ہوے گھر کر کوئی راہ رہائی کی نہین ہی پھر بیان فرمایا کہ جب وے
ایسی فرحت کے بعد ایسے یاس مین ہوگئے تو پھر انھون نے کیا کام کیا۔ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ پکارے اللہ تعالے کو
اس حال سے کہ خالص کرنے والے تھے اسی کے لیے دعاء کو۔ یعنی دعاء و پکار مین کسی بت وغیرہ کو شریک کرنے والے نہ تھے بلکہ خالص اسی
ہی سے دعاء کرنے والے ہوگئے کہ تیرے سواے کوئی نجات دینے والا یہان نہین ہی۔ بیضاوی رح نے کہا کہ یہ اخلاص اس جہت سے
ہوا کہ خوف کی شدت سے اصلی فطرت نے رجوع کیا اور فرحت و اترانے سے جو پردہ آگیا تھا جس سے [illegible] تھے وہ سب دور ہوا
ولیکن یہ مراد نہین ہی کہ توحید کا اعتقاد کر لیا بلکہ یہ سمجھکر اخلاص کیا کہ یہان کوئی نجات دینے والا سواے [illegible] نہین ہی پس خالص
اُسی سے دعا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ یعنی بہت تاکید و قسم کے ساتھ
عہد کیا کہ اگر تو نے ہم کو اس مہلکہ سے نجات دی تو ضرور ہم شکر گزارون مین سے ہونگے۔ یہ جملہ دعوا کا مفعول بھی ہوسکتا ہی کیونکہ منجملہ قول
کے ہی۔ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ پھر جب اللہ تعالے نے انکی دعاء قبول کرکے انکو نجات دی۔ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ تو ناگاہ
وے بغی کرتے ہین ملک مین۔ یعنی مفاجات کے ساتھ فساد پھیلانے لگے اور جس حال پر پہلے تھے اسی حال پر بہت جلد چھوٹتے ہی عود کر گئے
حاصل یہ کہ مہلکہ سے نجات پاتے ہی سب عہد و پیمان فراموش کر دیا اور اگلے شرک و کفر و فساد زمین مین پھیلانے لگے بِغَيْرِ الْحَقِّ متعلق
یبغون ہی یعنے بغاوت ناحق کرنے لگے اور بغاوت اگرچہ ہمیشہ ناحق و باطل ہوتی ہی لیکن بغیر الحق زیادہ کرکے تنبیہ کر دی کہ بدون شبہہ کے
تمرد و عناد سے فساد پھیلانے لگے اور زمخشری رح نے کہا کہ بغی تو حد سے تجاوز ہوتا ہی اور وہ کبھی حق کے ساتھ ہوتا ہی جیسے مسلمانون کا کفار کے
ملک پر غلبہ کرکے انکے دیار و املاک کو برباد کر دینا پس بغیر الحق کے قید سے یہ فائدہ ہی کہ مشرکون کا فساد ناحق تھا وقال المترجم زمخشری کا
یہ قول خلاف تحقیق اور خطاء ہی اس لیے کہ مسلمانون کا استیلاء جسطرح ذکر کیا کچھ بغاوت نہین ہی یعنے حد سے تجاوز نہین ہی بلکہ انکا ایسا کرنا
حد سے تجاوز ہی اس لیے کہ کفار جنکے ساتھ ایسا معاملہ کیا گیا وہ اپنے افعال و اعتقاد و معاملات مین حد سے متجاوز تھے جبکہ اللہ تعالی کی
زمین مین کفر و شرک و ظلم و فساد کے احکام و برتاو پھیلاتے تھے بلکہ اپنی جا از بر بخت ظلم کرتے تھے کہ دوزخ کے واسطے اسکو تیار کر لیا
مسلمانون نے مالک حقیقی جل جلالہ کے حکم سے بدون دنیاوی لالچ کے انکو فساد و بغاوت سے روکا چنانچہ یہ نہین دیکھو کہ اگر
فرقہ کفار بدون جدال و قتال کے فساد کرنے سے توبہ کرلے اور مطیع ہوجاوے تو پھر اس فرقہ کے جان و مال کسی کا چھیننا
حرام ہی بلکہ انکی حفاظت کرنا حق و واجب ہی۔ لہذا معلوم ہوا کہ بغیر الحق اس تنبیہ مذکور کے لیے بڑھایا اور انکی

Marfat.com

[illegible] کیا کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ آیت میں دو فوائد عظیمہ ہیں ایک یہ کہ شدت و سختی کے وقت انسان کی جبلت یہی
[illegible] ہو کہ فقط اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع لاوے اور دوم یہ کہ مضطر کی دعا و قبول ہوتی ہو اگرچہ وہ کافر ہو اسیواسطے حدیث میں مطلقاً مظلوم کیواسطے فرمایا کہ
[illegible] اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ نہیں ہوتا یعنی مظلوم کی دعا سے ڈرنا چاہیے لہٰذا جس قوم نے کسی پر ظلم کیا آخروے تباہ و برباد ہوگئے اور ظلم ایسی بُری چیز
[illegible] کہ آخرت ہی پر اسکا عذاب موقوف نہیں بلکہ دنیا میں بھی وبال میں ظالم گرفتار ہوتا ہو چنانچہ حدیث میں ہو کہ ما من ذنب احدر من ان یعجل اللہ عقوبتہ
فی الدنیا الحدیث یعنی بغاوت کرنے و ناتا قطع کرنے سے بڑھکر کوئی گناہ اس بات کے لیے لایق نہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں تعجیل اسکی عقوبت میں
گرفتار کرے باوجود اس عذاب کے جو آخرت میں اس گناہ کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ثابت کردیا ہو پس اس حدیث سے ثابت
ہو گیا کہ شرک و کفر وغیرہ اگرچہ بڑے سخت گناہ ہیں کہ آخرت میں مشرک و کافر وغیرہ کے لیے دائمی دوزخ ہو لیکن دنیا جو ملعون و ناچیز ہو اسمیں
ضرورہ نہیں کہ مشرک یہاں بھی عقوبت پاوے بلکہ کبھی کافر و مشرک کو دنیا خوب طرح دیدی جاتی ہو اس لیے کہ اسنے دار الآخرۃ و باقیات
صالحات اصلی نعمتوں کے عوض اس ناچیز ملعون کو اختیار کرلیا ہو اور رہا ظلم کرنا و بغاوت کرنا و اپنے ناتے داروں و قرابت والوں سے
ناتا کاٹنا یہ دونوں اگرچہ کفر و شرک سے کم درجہ کے ہیں یعنے عذاب انکا اگرچہ کم ہو لیکن اس لایق زیادہ ہیں کہ دنیا میں بھی باغی و قاطع الرحم
کو وبال پہونچے اور آخرت میں بھی عذاب پاوے اور واضح ہو کہ شرک و کفر بھی ظلم ہو بلکہ سب سے بڑا ظلم ہو اس سے بڑھکر اور کوئی ظلم
نہیں ہو ولیکن حدیث کے [illegible] بیان ہوے اس بنا پر ہیں کہ بغاوت سے مراد حد سے تجاوز کرنا جو شرک و کفر وغیرہ سے کم ہو جیسے کسی کو
قتل کرنا یا مال چھین [illegible] و مانند اسکے اور طریقہ سے بغاوت کرنا اور یہ بھی ہوسکتا ہو کہ حدیث میں بغی سے مراد اسکے عام معنی ہوں
جو شرک و کفر وغیرہ سب کو شامل ہیں اور مذمت اسکی ظاہر ہو اور خود اللہ تعالیٰ نے نہایت ارشاد اور نصیحت کے ساتھ اپنے کلام
پاک میں بغاوت کی برائی و اسکا انجام بیان فرمایا بقولہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اے لوگو تمہاری بغاوت
تو تمہاری ہی جانوں پر ہو۔ یعنے اے کافرو جو تم نے ورطہ ہلاکت سے خلاص ہونے کے بعد بجائے شکر و طاعت کے یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ
کی زمین و ملک میں ناحق جان بوجھکر بغاوت پھیلائی اسطرح کہ اللہ تعالیٰ کی توحید میں شرک کیا یعنے خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ وہی وحدہ
لا شریک خالق مالک رازق اور سب امیدیں برلانے والا اور سب انجام دینے والا ہو عبادت و طاعت فقط اسی کی ہو چنانچہ دیکھو ورطہ ہلاکت
میں جب تم گرفتار ہوے تو خالص اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنے لگے اور کسی بت وغیرہ کو تم نے نہیں پکارا تو تمہیں معلوم ہو کہ الوہیت و وحدانیت
فقط اُسی کے واسطے ہو پھر جب تمکو ورطہ ہلاک سے نجات دی تو تعجب ہو کہ بتوں وغیرہ کی عبادت کرنے لگے پس بغاوت بغیر الحق تمسے ظہور
میں آئی یعنے جان بوجھکر تمنے یہ بغاوت پھیلائی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید و عبادت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو بلکہ بتوں کو جنھیں تمہارے
ہاتھوں نے بنایا ہو شریک کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے یہ کرم فرمایا کہ اپنا رسول بھیجا اور اسپر اپنی کتاب مجید نازل فرمائی اور تم کو اسنے حجت
فصیحہ و براہین ساطعہ سے حق دکھلائی مگر تمنے وہی اپنا پرانا طور نہ چھوڑا اور بجائے اسکے شکر کے اللہ تعالیٰ کے رسول کو جادوگر بنایا
حالانکہ جادوگر کمبخت ایسے خصائل حمیدہ و شمائل پسندیدہ کی تعلیم کہاں سے کرسکتا ہو اور اسکو یہ معجزات باہرات کہاں سے حاصل
ہوسکتے ہیں اور رسول صلعم کچھ بھی مال دنیاوی تم سے نہیں چاہتا اور بالکل بھی اجرت نہیں مانگتا اور ایسے اعجاز کلام کو لایا ہو جو کمالات
[illegible] سکھلاکر ذرا شقاوت سے بلند مرتبہ بناتا ہو مگر تم ہر حیلہ و مکر سے چاہتے ہو کہ آفتاب کو ہاتھ سے ڈھانپ دو اور رسول سے قتال کرتے ہو غرضکہ
[illegible] کافرو تمہاری یہ بغاوت بغیر حق یعنے جان بوجھکر تمرد و عناد کے ساتھ تمہاری بغاوت تو تمہاری ہی جانوں پر ہے

Marfat.com

کیونکہ اسکا وبال آخر تمھارے ہی اوپر ہی اور یہ تو ظاہر ہی کہ تم نیا ہو تمام مخلوقات کو [illegible]
پھر تمھارے تمرد سے تمکو کچھ فائدہ نہیں اور کسی کا کچھ ضرر نہیں بلکہ وبال تمھارے ہی ہی گو [illegible]
محض وہم وخیال سے اپنی عاقبت خراب کی اور بغاوت اختیار کی حالانکہ زندگی دنیاوی اور [illegible]
اعتماد کرنے سے وہ اپنی حالت پیدائشی سے بدل نہیں جائیگی اور ایسے ہی تم اپنے تمرد سے [illegible]
پھر ملیگا اور وہ بھی فانی وناچیز ہی قال تعالےٰ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا حیات دنیا کی [illegible]
کی ترکیب دو طرح ہو سکتی ہی ایک یہ کہ انما بغیکم مبتدأ اور قولہ علی انفسکم اے واقع علی انفسکم خبر ہی اور معنی [illegible]
النفس بنی آدم یا ابناء جنس کے لیے ہی اے انما بغیکم واقع علی امثالکم او واقع علی ابناء جنسکم۔ یعنی تمھاری بغاوت [illegible]
یعنے تمھیں آدمیوں پر یا واقع ہوتی ہی تمھارے ہی ابناء جنس پر جو آدمی ہیں یا مراد یہ کہ اللہ تعالےٰ جل سلطانہ کی [illegible]
بغاوت کی کچھ پروا نہیں ہی اور دوم ترکیب یہ کہ قولہ علی انفسکم متعلق لبغیکم ہی اور تنبیہ ہی کہ اس بغاوت کا وبال تمھیں پر ہی [illegible]
متاع الحیوة۔ اسکی خبر ہی اور تقدیر کلام گویا یوں ہی۔ یا ایہا الناس انما بغیکم الراجع علی انفسکم متاع الحیوة الدنیا یعنی [illegible]
جو کہ تمھیں پر الٹتی ہی وہ تو یہی متاع حیات دنیا ہی۔ حاصل معنی یہ کہ حیات دنیا جسپر تم نے بغاوت کی وہ پائدار نہیں [illegible]
ہوگا وہ پائدار ہی اور ایک قراءة میں متاع الحیوة بنصب ہی پس مفعول مطلق ہو سکتا ہی یعنے تمتعون متاع [illegible]
[illegible] معنی طلب کے ہیں اے انما طلبکم متاع الحیوة۔ یعنی تمھاری بغاوت بس یہی حیات دنیا کی طلب ہی جو ناپائدار [illegible]
ہماری طرف تمھارا مرجع ہی کہ موت آتی ہی حیات دنیا سے منقطع ہو کر قیامت کے لیے مہیا ہو جاؤگے فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس
تمھارے کاموں سے ہم تمکو خبردار فرماوینگے۔ یعنی تم کو تمھارے اعمال کی جزا دیوینگے۔ یہ جملہ تہدید سخت ہی جیسے زید دست حاکم [illegible]
کہتا ہی کہ جو تم نے کیا ہی وہ ہم تمکو بتلا دینگے۔ قال ابن کثیر رح۔ یعنی ہم تمکو تمھارے سب اعمال سے آگاہ کرینگے اور تمھیں کو [illegible]
جو کوئی بھلائی پاوے وہ اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا کرے اور جو کوئی اسکے سوائے پاوے وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ [illegible]
فی الحدیث۔ ف الاولی۔ قولہ تعالےٰ حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بهم الآیہ۔ اول خطاب ہی اور ضمیر بہم سے غیبت [illegible]
بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ خطاب سے غیبت کی طرف صرف الکلام میں مبالغہ کا فائدہ ہی گویا ان لوگوں سے [illegible]
کہ جس سے تعجب کریں اور قباحت اس فعل کی بخوبی انپر ظاہر ہو کیونکہ انسان کو اپنے عیوب وقبائح کم نظر آتے ہیں۔ حاصل [illegible]
بغیبت بالعکس منجملہ فصاحت کلام کے ہی پھر انتقال متضمن فائدہ بھی ہوتا ہی سو یہاں مفید فائدہ مذکور ہی۔ رازی [illegible]
سے غیبت کی طرف کلام پھیرنا دلیل غضب وناخوشی ہی جیسے غیبت سے خطاب کی طرف انتقال کرنا دلیل رضامندی [illegible]
نعبد۔ فائدہ ثانیہ قولہ ریح عاصف۔ ریح اکثر مونث مستعمل ہی اور کبھی نادر مذکر لاتے ہیں [illegible] الانباری [illegible]
مونث ہیں سوائے لفظ اعصار کے کہ وہ مذکر ہی اور ریح ہولے ہوف ہی اور [illegible]
ریح مونث ہی تو عاصف اسکی صفت کیونکر آئی ہی جواب یہ کہ عاصف صیغہ نسبت ہوئے مصدر ہی اے [illegible]
پس عاصف میں مذکر ومونث یکساں آویگا اور سخت جھکڑ کو عصف کہتے ہیں۔ فائدہ ثالثہ قولہ [illegible]
تمام اشیاء کا خالق اللہ تعالےٰ کو جانتے اور شدائد کے وقت اسی کی طرف رجوع لاتے تھے ولیکن [illegible]

Marfat.com

... بت یہی اعتقاد تھا کہ اللہ تعالے کے یہان سفارش کرکے حاجت پوری کرا دیتے ہین اور ایسا انکولایق عباد
... کی بسبب جہالت وکفر وشرک تھا اگرچہ شدت کے وقت سوائے حق تعالے کے سب کو بھول جاتے تھے جیسے کہ اللہ تعالے نے
بیان فرمایا ہو پس اللہ تعالے نے اسلام کی ہدایت سے فضل واحسان فرمایا کہ جہالات دور کرکے توحید کی راہ بتلائے پس اس زمانہ مین
... اسلام کا دعوے کرکے ایسی حرکتین کرتے ہین کہ چیچک وغیرہ عوارض وشدائد کے وقت پیرون وقبور وغیرہ کی طرف رجوع لاتے
... مشرکین عرب سے بھی گویا جہالت مین ایک درجہ بڑھے ہوے ہین کیونکہ لات وعزی وغیرہ کچھ لوگون کے نام ہین جنکو عرب والے
... کارساز جانتے تھے اورانھین کے نام پر بت تراشے تھے لیکن شدائد کے وقت خالص اللہ تعالے ہی کی طرف رجوع لاتے تھے اور اللہ تعالے
... فلما انجاہم سے انکی دعا قبول ہونے کا اشارہ کیا ہو جیساکہ بیضاوی رح وغیرہ مفسرین نے بیان کیا پس ان مدعیان اسلام سے
... عجب ہوکہ اپنی جہالت پر کچھ غور نہین کرتے ہین بلکہ بڑا غضب یہ ہوکہ سیتلا وبھوانی دلال پری وغیرہ نہین معلوم کسقدر خرافات کے
... دان کرتے ہین اور فتاوی عالمگیری وغیرہ کے باب ارتداد مین مصرح ہوکہ یہ لوگ مرتد اور انکی عورتین انکے نکاح سے باہر ہوجاتے ہین اور
... عورتین اسکی مرتکب ہوئین تو وہ بھی مرتدہ ہوجاتی ہین نعوذ باللہ من ذلک۔ فائدہ رابعہ قولہ انما بغیکم علی انفسکم۔ انس رضی اللہ عنہ
... کہاکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزین ہین جو اپنے ہی لوگون پر لوٹ پڑتی ہین ایک مکر یعنے مکر کرنےوالا خود اپنے مکر
... مین گرفتار ہوتا ہو اور دوم نکث یعنی بدعہدی کرنا اور سوم بغاوت پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھین یہ آیات قولہ انما بغیکم علی انفسکم
... ولا یحیق المکر ال... اور قولہ ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ۔ اس حدیث کو ابو الشیخ وابن مردویہ وابونعیم وخطیب نے اخراج
کیا۔ اور اس حدیث مین انحصار مقصود نہین بلکہ اور بھی بعض افعال بد ایسے ہوسکتے ہین اور یہ جو بعض نے کہاکہ خداع بھی لاحق کرنا چاہیے
... یخادعون اللہ ... الآیہ تو مترجم کہتا ہوکہ یہ مکر مین داخل ہوچکا اب لحاق کی ضرورت نہین ہو فافہم ف۔ فی العرائس قولہ تعالی ہو الذی
یسیرکم فی البر والبحر۔ واضح ہوکہ تمام ممکنات وحادثات بالکل معرفت وطاعت الٰہی عزوجل مین قاصر ہین پس جو لوگ کہ ایمان ہی سے کافر ہین وہ تو معذ
ہین کیونکہ اپنے خالق عزوجل سے منکر ہین اور جو بندے ایمان لائے اور اپنے خالق عزوجل کو پہچانا وہ اسکی عظمت وکبریائی کو اسقدر عظیم وکبیر
سمجھتے ہین کہ اپنے کو بالکل نیست ونابود پاتے ہین پس آیت مین فرقہ کفار کا بیان ہو اور اسمین اشارات ولطائف ہین جو اہل عرفان کے حال سے
موافق ہین یعنی اشارۃ النفس مین حالات ومعارف کا بیان ہو پس بر وبحر دونون مجاہدات ومشاہدات ہین کہ اللہ تعالی ان دونون مین اہل عرفان کو
پھراتا ہو اول مین نفوس کو اور دوم مین قلوب کو اور نیز یہ سیر عقل وروح کو بھی آیات وصفات مین شامل ہو۔ قولہ حتی اذا کنتم فی الفلک۔ کشتی عنایت
الٰہی کی ہو جو ان مقامات مین حیرحال ہوتی کیونکہ سب قلوب وارواح اسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہین لہذا فرمایا وجرین بہم بریح طیبۃ۔ ہوائے کرم و
عنایت انکو ازل وابد مین لیجاتی ہو اور یہی نسیم وصال کیا خوش حال ہو کما دل علیہ قولہ وفرحوا بہا۔ پھر جب اسمین سکون ہوا تو غیرت کبریائی نے
... قدم سے معرفت محنت مین نکالا جیساکہ حال معروف ہو۔ وقال تعالے جاءتہا ریح عاصف۔ عظمت کمال مین تہ وبالا ہونے لگے اور
... انس سے فراق ہوا۔ وقال تعالی وظنوا انہم احیط بہم۔ پھر انھون نے خصوص اثبات وحدانیت اور نفی وجود غیر سے دعا کی۔ کما قال تعالی و
... لئن انجیتنا من ہذہ الآیہ یعنی قہر وغیرت سے ہمکو نجات ملی کیونکہ حادث کو موازات قدیم کی گنجایش نہین پس توفیق ازلی کی درخواست ہو کہ اسی سے
... بعض مشائخ نے ان حالات کو اہل ارادت سے متوافق کیا کہ آخر وہ اپنے اختیار وتدبیر سے رجوع کہلے اور اللہ تعالے عزوجل
... تفویض وتسلیم کرکے نجات پاتے ہین۔ بعض مشائخ نے کہاکہ اہل عبادت کی سیر تو جنگلون وروے زمین خشکی پر سیر کے مانند ہو

اور سیر اہل عرفان کے قلوب سے سیر سمندر کے مانند ہی جسمین مہالک وخطرات این و ...
کہا کہ خشکی کی سیر بطریق استدلال ہی اور سمندر کی سیر بطریق غلبہ حال بدون واسطہ کے۔ شیخ ...
دعا کرتا ہی اسکے سوائے نفس کے خطرات مین سے کچھ بھی باقی نہو۔ قولہ تعالے فلما انجاہم اذا ہم ...
انانیت ہو جاتے ہین اور حد عبودیت سے قدم باہر نکالتے ہین وقولہ تعالے یا ایہا الناس انما بغیکم علی انفسکم الآیہ ...
بشان قدم ہی اور ہر معرفت کہ نفس مدعی ہو وسے اللہ تعالے اس سے اعلی واجل ہی اور انانیت ایک لغاوت ...
کی نظر واتحاد سے پاک منزہ ہی۔ واسطی رح نے کہا کہ ملاحظہ نفس سے خداع پیدا ہوتا ہی چنانچہ ذی النون مصری ...
خفی کون باتین ہین جن سے بندہ خداع مین پڑتا ہی فرمایا کہ الطاف وکرامات وبدیدار آیات۔ ابن عطاء وغیرہ مشائخ ...
کی اسوقت ہی کہ اپنے واسطے کوئی صفت وکوئی شان وکوئی حیلہ وکوئی مکان نہ ٹھہراوے سب سے منھ موڑکر خالص اللہ تعالےٰ کی ...
کرے کما فی قولہ وظنوا انہم احیط بہم دعوا اللہ مخلصین لہ الدین الآیۃ۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ایک مثال حیات دنیا کی اس شخص کی ...
ساتھ بدون ہدایت الٰہی کے راہ چلتا ہی پس اسکی سعی بالکل برباد ہی بیان فرمائی تعالےٰ

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْ...

دنیا کا جینا وہی کہاوت ہی جیسے ہمنے پانی اُتارا آسمان سے پھر رلا نکلا اُس سے سبزہ زمین کا ...

النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰىٓ اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّ[illegible] اَهْلُهَآ

آدمی اور جانور یہانتک کہ جب پکڑی زمین نے چمک اور سنگار پر آئی اور اٹکلے زمین والے

اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْ...

کہ یہ جدا ہمارے ہاتھ لگے تو پہونچا اُسپر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اسکو کاٹکر ڈھیر گویا کل یہان نہ تھی

بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

اسیطرح ہم کھولتے ہین پتے اُن لوگون پاس جنکو دھیان ہی

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ حرف انما حصر کے لیے ہی یہان اس سے دنیا کی مثل ...
مقصود نہین بلکہ محض ناچیز وفانی وزائل ہونے کا بیان ہی پس اللہ تعالے نے دنیا کی مثل تو کئی مقام پر بیان فرمائی ہی لیکن حاصل ...
یہی صفت تشبیہ عجیب ہی جو بیان فرمائی کہ انما مثل الحیوۃ الخ۔ زندگانی دنیا کی صفت عجیب جو مثل کے مانند ہی ایسی ہی جیسے ہمنے ...
پانی اُتارا۔ یعنے مینھ برسایا فَاخْتَلَطَ بِهٖ پس اسکے سبب سے مخلط ہوے یعنی آپس مین گڈمڈ گئے۔ نَبَاتُ الْاَرْضِ
اُگنی یعنی جو چیزین زمین سے اُگتی ہین وہ ہمارے اس فعل سے کہ پانی برسا دیا اسقدر نکلین وبڑھین کہ آپس مین ...
النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ہر قسم کی جسکو آدمی کھاتے ہین اور چوپائے وغیرہ کھاتے ہین یعنی کھیتی وساگ وگھاس وغیرہ ...
اُگی اور خوب خوشنما تیار ہوئی حَتّٰىٓ اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا یہانتک کہ جب حاصل کیا زمین نے ...
طرح طرح کی نبات مختلف اشکال ومختلف رنگون سبز وسرخ وزرد وغیرہ سے مانند دولھن کے جو مختلف رنگین لباس ...
خوب ساماں والی ہوئی۔ وَازَّيَّنَتْ اسنے حسن زینت۔ اور خوب آراستہ ہوگئی۔ وَظَنَّ اَهْلُهَآ ...

Marfat.com

[illegible] ہیں اسپر قادر ہیں یعنے اسکی زراعت و پھل وغیرہ حاصل کر لینے پر قدرت رکھتے ہیں۔ اَتٰهَا اَمۡرُنَا
[illegible] یکایک اسپر یعنے اسکی زراعت و پھلوں وغیرہ پیداوار پر ہمارا حکم یعنے قضاء مقدر اسکے ہلاک و برباد کرنے کی۔ لَیۡلًا اَوۡ نَهَارًا
[illegible] میں یا دن میں یعنے رات کو اولا یا پالا وغیرہ سردی ایسی پہونچی کہ ساری پیداوار تباہ کر دی یا دن میں آندھی و لون وغیرہ نے
[illegible] کیا۔ فَجَعَلۡنٰهَا حَصِیۡدًا كَاَنۡ لَّمۡ تَغۡنَ بِالۡاَمۡسِ سو ہم نے کر دیا اسکو حصید یعنی محصود جو جڑ سے کٹی ہوئی ہو گویا کہ کل
تھی ہی نہیں یعنے گویا اسکی یہ سب پیداوار اس سے پہلے کچھ بھی نہ تھی۔ قولہ لم تغن اے لم تغن الارض والمراد لم تلبث نبات الارض
یعنے نبات زمین ثابت ہی نہیں ہوئی تھی۔ اور یہ قولہ بالامس سے خصوص گذرے ہوئے کل میں نہونا مراد نہیں ہوتا ہی بلکہ یہ ضرب المثل
عرب کی زبان میں بدیں معنی ہی کہ اسوقت سے پہلے بہت قریب وقت سے لیکر کسی وقت نہ تھی۔ ویقال غنی بالمکان اے اقام۔ اور قتادہ رح
نے کہا اے لم تنعم یعنی گویا کبھی اُگی ہی نہ تھی۔ بیضاوی رح وغیرہ نے کہا کہ حرف تشبیہ اگرچہ قولہ کماء انزلناہ۔ میں لفظ ماء پر داخل ہوا
لیکن حیات دنیا کی تمثیل خالی مینھ سے مقصود نہیں ہی بلکہ تمام مضمون جو اس بیان سے حاصل ہوا وہ ممثل بہ ہی کیونکہ یہ تشبیہ مرکب
ہی یعنی نباتات کا بہت جلد زائل و برباد ہو جانا بعد ازانکہ بہت ہری بھری تھی اور لوگ اپنے یقین میں جو محض گمان ہوتا ہی یہ جانتے
تھے کہ اب ہمکو اسپر سب طرح قدرت ہی۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ اوپر کی آیت میں لوگوں کی بغاوت وکفر و شرک کو متاع الحیوۃ الدنیا
بتلا کر اب حیات دنیا کی تشبیہ فرمائی کہ اسکی تروتازگی و زینت کی اور جلد فانی و زائل ہونے کی مثال ایسی ہی جیسے اللہ تعالے نے
مینھ برسا کر زمین کو [illegible] کی نباتات رنگین و اشکال مختلفہ کے ساتھ بہت کثرت سے آراستہ کیا پھر جب زمین خوب مزین ہوئی
اور کاشتکار و باغبان کو غرہ ہوا کہ اب ہم کو اسپر قدرت حاصل ہی اور نادانی سے بیخوف ہو بیٹھے یہ نہیں سمجھے کہ یہ دار فانی محل
آفات ہی بونے والے و کھیتی کرنے والے اسی زعم میں تھے کہ ناگاہ بجلی گری یا سرد ہوا چلی یا آندھی آئی خواہ رات میں یا دن
میں کہ تمام درخت خشک و کھیتی تلف ہو گئی اگرچہ پہلے ہری بھری تروتازہ تھی پس برباد ہو کر ایسی ہو گئی کہ گویا اس سے پہلے کبھی
کسی وقت اسکا وجود ہی نہ تھا یہی کیفیت دنیاوی زندگی کی ہی اسیواسطے حدیث میں آیا کہ دنیا میں جو سب سے بڑھکر ناز و نعمت
میں اتراتا ہوا آخر مرگیا ہی وہ آتش دوزخ میں ایک غوطہ دیکر پوچھا جائیگا کہ بھلا کبھی تو چین میں تھا تو اس شدت کے آگے سب
فراموش ہو کر کہیگا کہ کبھی نہیں اور دنیا میں جو سب سے بڑھکر تکلیف اُٹھا کر طاعت الٰہی پر مرا ہی وہ لا کر آخرت کی نعمتوں میں ایکبار غوطہ
دیکر پوچھا جائیگا کہ کبھی تجھپر تکلیف تھی تو کہیگا کہ مجھے کسی تکلیف کا اثر نہیں معلوم ہوتا۔ وفی السراج دنیا کی حیات کو اس نبات سے
تشبیہ کئی معنی پر ہوسکتی ہی۔ اوّل یہ کہ جیسے دنیا کی طرف زیادہ رغبت والا جب تمام ہمت اُسی پر مصروف کرتا ہی اور بڑی بڑی اُمیدیں
باندھتا ہی تو ناگاہ موت آجاتی ہی چنانچہ اللہ تعالی نے دوسرے مقام پر فرمایا۔ حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ہم بغتۃ فاذا ہم مبلسون
یعنی جب پھولے وے لوگ اس چیز پر جو دیے گئے تھے تو ناگاہ ہم نے انکو گرفتار کر لیا پس اچانک وے ہر بھلائی سے ناامید ہو کر
رہ گئے یعنی نہ دنیا ے فانیہ رہی اور نہ نعیم آخرت باقیہ ملی۔ دوم یہ کہ جیسے اس زراعت و پیداوار کا کوئی انجام سوائے اسکے بہتر ظاہر
نہیں ویسے ہی حیات دنیا ہی پر قصر کر لینا محض بد انجام ہی باوجودیکہ دنیا میں جو منافع حاصل بھی ہوے وہ بھی آفات سے خالی نہ تھے
بلکہ جملہ منافع دنیاوی بلا و محنت و تعب و مشقت سے خلط ملط ہیں بلکہ خلقت کدورات جسمانی خود بخود تکدرات و متاعب میں ممتزج ہی
سوم آنکہ جیسے کاشتکار وغیرہ کو بعد محنت و مشقت کے بربادی پر سخت غم و الم ہی ایسے ہی دنیا کو دل سے چاہنے والے پر جب موت خواہ مخواہ

طاری ہوئی۔ تو دنیا حاصل کرنے کی مشقت اُسپر اور بھی غم و حسرت کے ساتھ شدت [illegible]
تفصیل کے جو مذکور ہوئی ہی۔ **نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ** مفصل ہم بیان فرماتے ہین آیات کو [illegible]
نفع کے لیے جو فکر کرتے ہین یعنی آیات تو عموماً بیان فرمائی ہین لیکن انتفاع اہل ایمان ہی کے لیے [illegible]
ہدایت کی راہ سے آیات کی تفصیل فقط قوم متفکرین ہی کے لیے ہو۔ ف۔ شیخ عارف [illegible] اشارات [illegible] کے بیان
اشارہ پایا کہ اہل ایمان و سلوک و عرفان نے جب اعمال صالحہ و عبادات و طاعات کی کھیتی بوئی یہ سمجھکر کہ دنیا [illegible]
آخرت کے لیے زراعت کر کے توشہ و زاد راہ لیجانا چاہیے پس جب خوب ادب و سنت کے موافق اسکی جستجو [illegible]
وسوسہ شیطان و نفس سے اپنے اعمال کو اچھی نگاہ سے دیکھا اور لوگون کی تعریف و توصیف سے ایکے نفس مین [illegible]
دخل پایا پس دکھلانے سنانے کو اپنے اعمال کیے اور اس شرک خفی کے سبب اسکے سب اعمال برباد گئے [illegible]
بھلا حضرت خالق جل جلالہ کے لایق کون عبادت کرسکتا ہی۔ پھر لاکھ اعمال ہون کچھ نہین اور دنیا بے وفائی محل آفات [illegible]
بھروسا حمق ہی وقال تعالے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اور اللہ بلاتا ہی سلامتی کے گھر کو اور دکھاتا ہی جسکو چاہے راہ سیدھی

پہلے اللہ تعالے نے کافرون کا حکم الٰہی و اسکی توحید سے پھر جانا اسی واسطے بیان فرمایا کہ حیات دنیاوی [illegible] خواہش مین ڈوبے
ہین پھر بیان فرمایا کہ حیات دنیاوی اور اسکے منافع بالکل عیش نہین بلکہ محض تعب و مشقت سے ممزوج ہو آخر حسرت و غم و فنا و فانی ہین
پھر اب فرمایا کہ حق تعالے عز و جل تم کو جنت و مقام عیش مین جو بالکل تعب و مشقت سے خالی ہی اور دائم و باقی ہی دعوت فرماتا ہی
وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اور اللہ تعالے دعوت فرماتا ہی یعنے رسول صلعم کے اوپر اپنا کلام پاک نازل فرماکر اور بزبان رسول صلعم بھی ہمکو دعوت
فرماتا و بلاتا ہی۔ **اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ** دار السلام کی طرف یعنی ایسے گھر کی طرف کہ وہ ہر طرح کے آفات سے و گذر جانے سے سالم
یا وہان ہر طرح سلامتی و عیش ہی یا اللہ تعالے نے بزرگی کے لیے جنت کو اپنا گھر کہا کیونکہ السلام اللہ تعالے کا نام ہی اور مراد یہ کہ یہ گھر [illegible]
نے اپنے بندون کے لیے مہمانی کا گھر مقرر فرمایا ہی کہ ہمیشہ اسمین رہین اگرچہ تمام مخلوقات سب اللہ تعالے عز و جل کی ہی اور اپنے پاک [illegible]
مین سے السلام کی طرف اس گھر کی نسبت کی یعنی دار السلام کہا اور دار اللہ یا دار الجبار نہین فرمایا اس لیے کہ بندے متنبہ ہون کہ دار السلام
ضرور ہر مکروہ سے سلامت ہوگا یا دار السلام وہ کہ جسمین اللہ تعالی و ملائکہ کی طرف سے اسمین داخل ہونے والون کو سلام ہی [illegible]
جنت ہی یعنے اللہ تعالے بندون کو جنت کی طرف جو باقی و دائم و ہر آفت سے سالم ہی دعوت فرماتا ہی۔ **وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ** اور
ہدایت فرماتا ہی اللہ تعالے جسکو چاہے۔ **اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ** راہ مستقیم کی۔ یعنی اسی دار السلام تک پہنچ جانے کی [illegible]
اور یہ راستہ وہی اسلام اور تقوی و ایمان ہی پس جو بندہ کہ دنیاوی حیات اور اسکی چیزون کو فانی سمجھا اور اللہ تعالے کی ہدایت [illegible]
دار الآخرت کیطرف مائل ہوا اور حکم اللہ تعالے والرسول صلعم پر حسن نیت و تقوی کے ساتھ اس چند روزہ زندگی مین [illegible]
دار السلام کو پہونچ گیا والحمد للہ رب العالمین۔ بیضاوی رح نے کہا کہ دعوت مین تعمیم فرمائی یعنے اللہ تعالے [illegible]
کی طرف بلاتا ہی اور ہدایت مین یہ تخصیص کی کہ جسکو چاہتا ہی اسی کو ہدایت فرماتا [illegible]

دلیل دو طرح ایک ہی نہین ہین اور یہ دلیل اس بات کی ہی کہ جو بندہ کہ برابر مرتے دم تک گمراہی پر اڑا رہا، مر گیا اللہ تعالے نے اسکی
ہدایت کو نہین چاہا کیونکہ اگر چاہتا تو ضرور وہ ایمان لاتا - اور سراج مین خطیب نے جو اقوال بیان کیے وہ سب تفسیر العارف مین موجود
ہین مع زوائد - ف - چنانچہ عرائس مین لکھا کہ اہل عرفان مین سے اہل سلوک و مجذوبین وغیرہ ہر ایک کو جنت و مشاہدہ وغیرہ
ایک کے لایق مراتب کی طرف دعوت خالق اکبر جل جلالہ ہی - دعوت ہر ایک کو عام ہی اور ہدایت خاص باہل عرفان ہی - دنیا مین دار السلام
مقرب عارفین ہی ولیکن اسکی طرف بھی ہدایت خصوص اہل ارادت و اخلاص کو ہوتی ہی - دار السلام کی دعوت مین اشارہ ہی کہ اللہ تعالے
سلام ہی جو ہر قیاس و گمان و وہم و خیال سے پاک منزہ ہی اسکا دار بھی متصف بصفات کمالیہ ہی اور اس دعوت والے تین مرتبہ
کے ہین اہل الارادہ اور اہل المشاہدہ اور اہل الوصال - پس دار السلام برائے اہل ایمان ہی اور مشاہدہ برائے دوم اور وصال برائے
اہل عرفان ہی - ابو سعید رح نے کہا کہ جو کوئی ازل مین مرید ہولیعنے وہ ارادت و اخلاص والا ہی تو اسکی ہدایت قولہ والذین جاہدوا
فینا لنہدینہم سبلنا الآیہ سے نکلی اور جو کوئی ازل مین مراد ہوا یعنے وہ کمال فضل سے ارادہ کیا گیا ہی تو اسکی ہدایت قولہ ویہدی من یشاء
الآیہ سے نکلی پس مرید و مراد مین یہی فرق ہی - جنید رح و قاسم رح نے کہا کہ دعوت عام و ہدایت خاص ہی بلکہ ہدایت عام و صحبت
خاص ہی بلکہ صحبت عام و اتصال خاص ہی - بعض نے فرمایا کہ جسکے حق مین ہدایت سابق نہین ہو چکی اسکو دعوت کچھ مفید نہین ہوتی ہی
قال فی السراج عموم دعوت اظہار حجت ہی اور خصوص ہدایت اظہار حکم و قدرت ہی کیونکہ اسی کا حکم سب مخلوق پر طاری ہی - قال جعفر رح
جنت خوش مقام با نوار السلام ہی - بعض رح نے کہا کہ دعوت دار السلام با داب ہی اور ہدایت مذکورہ بحقائق و معارف ہی - بعض نے کہا کہ
دعوت واسطے اللہ تعالے کے ہی اور ہدایت از حق تعالے ہی اور استاد رح نے کہا کہ دعوت تو مکلف کر دینا اور ہدایت پہنچوا دینا - پس مکلف
بعبادت تو بعموم سب ہین ولیکن معرفت خاصہ خاص ہی - اور مشہور یہ ہی کہ صراط المستقیم مسلمانون کی راہ ہی اور وہ عوام کے لیے بشرط یقین ہی
پھر مومنون کی راہ ہی اور وہ بشرط عین الیقین ہی پھر محسنین کی راہ ہی اور وہ خاص الخاص راستہ بشرط حق الیقین ہی پس گروہ اول نور عقل سے
اہل البرہان ہین اور دوم کشف علم سے اہل البیان ہین اور سوم بجہت روشنی معرفت کے گویا اہل العیان ہین اور انھین کے حق مین حدیث
مین آیا ہی کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ الخ یعنے مرتبہ احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالے کی بندگی اسطرح ادا کرے کہ گویا تو اسکو دیکھتا ہی - پھر

اللہ تعالے نے انھین نیک بندون کی منزلت و کمال نعمت کو بتفخیم بیان فرمایا بقولہ تعالے

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ
جنھون نے کی بھلائی انکو ہی بھلائی اور بڑھتی اور نہ چڑھے گی انکے منہ پر سیاہی اور نہ رسوائی وہ ہین
أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ
جنت والے وہ اسمین رہا کرینگے اور جنھون نے کمائین برائیان بدلا برائی کا
بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۖ كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ
برابر اور انپر چڑھے گی رسوائی کوئی نہین انکو اللہ سے بچانے والا جیسے ڈھانک دیا ہی انکے منہ پر
قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝
ٹکڑے اندھیری رات کا وہ ہین آگ والے وہ اسمین رہا کرینگے

Marfat.com

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا ان لوگون کے لیے جنھون نے احسان کیا یعنی ایمان لائے و اوامر کی
کہ صدق دل سے خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا - یا ایمان سے بڑھکر مرتبہ احسان کے موافق
الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ حسنیٰ ہی اور زیادت ہی حسنیٰ تانیث احسن اسے خصلت حسنیٰ اور ابن الانباری
ایسی خصلت پر بولتے ہین جو محبوب و مرغوب ہو اسی واسطے موصوف کو ذکر مین نہین لاتے ہین اور زیادت سے
وعدہ فرمایا ہی اسپر اور بھی بڑھتی کوئی چیز ہی اور وعدہ دی ہوئی جنت ہی پس جنت سے بڑھکر جو کچھ ہی وہ زیادت ہی کما قال
من فضلہ - بعض نے کہا کہ حسنیٰ تو مومنون کی نیکیون کے مثل ثواب ہی اور زیادت اسپر دس گونہ سے لیکر سات سو گونہ اور جہان تک
جائے - اور بعض نے کہا کہ زیادت مغفرت و رضوان الٰہی ہی - واضح ہو کہ یہ سب امور موعودہ جنت سے زائد نہین ہین کیونکہ نعمتہائے جنت
بقدر مراتب مزید ہین اگرچہ ادنیٰ جنت بلکہ موضع سوط یعنی قریب ہاتھ بھر کر جگہ جنت کی تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہی جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت
صحیح ہو ثابت ہوا کہ حسنیٰ سے مراد جنت ہی اور زیادت سے مراد دیدار باری تعالیٰ جل شانہ ہی اور کشاف معتزلی نے اس سے اپنے
اعتقاد کی وجہ سے انکار کیا حالانکہ یہی صحیح و ثابت ہی اور شیخ عکبری نے تبیان مین کہا کہ خود رسول اللہ صلعم نے یہی تفسیر فرمائی ہی جیسا کہ صحیح
و سنن ابن ماجہ و الترمذی و مسند احمد مین ہی اور یہی اکابر صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا قول ہی ولیکن فاسد الاعتقاد
جسکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نفرمائی ہو اسکو کون ہدایت کرسکتا ہی - انتہی کلامہ - ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہی تفسیر حضرت ابو بکر الصدیق و
حذیفہ بن الیمان و ابن عباس رضی اللہ عنہم و سعید بن المسیب و عبد الرحمن بن ابی لیلی و ابن سابط و مجاہد و عکرمہ و عامر و عطاء و ضحاک و حسن
و قتادہ و سدی و ابن اسحاق وغیرہم سلف و خلف سے مروی ہی اور اسمین آنحضرت صلعم سے بہت کثرت سے احادیث مروی ہوئی ہین
ازانجملہ صہیب رض نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنی و زیادۃ الآیۃ پڑھا اور فرمایا کہ جب جنتی جنت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل
ہوجاوینگے تو ایک پکارنے والا آواز دیگا کہ اے اہل جنت تمھارے واسطے اللہ تعالیٰ کے پاس ایک وعدہ ہی اسکو پورا فرمانا چاہتا ہی جنتی کہینگے کہ وہ
کیا وعدہ ہی بھلا اللہ تعالیٰ نے ہماری میزان بھاری نہین فرمائین کیا اسنے ہمارے چہرہ روشن نہین فرمائے ہم کو جنت مین نہین داخل کیا ہمکو دوزخ سے
نہین بچایا - حکم ہوگا کہ ہان یہ تو فرمایا ہی پھر اسنے حجاب دور فرماویگا یعنی اہل جنت کی نظرون پر جو حجاب پیدا کیا ہی وہ اٹھا دیگا پس جنتی بندے
اپنے پروردگار کو دیکھینگے پس قسم ہی اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کہ دیدار الٰہی سے بڑھکر انکے نزدیک کوئی نعمت محبوب نہوگی اور کوئی انکی آنکھون کی ٹھنڈک نہوگی رواہ
احمد و مسلم و جماعۃ من الائمہ - ابو موسیٰ رض نے آنحضرت صلعم سے یہی وعدہ مصرح روایت کیا کہ حسنیٰ جنت ہی اور زیادت دیدار الٰہی ہی - رواہ ابن جریر و ابن
ابی حاتم - اور یہی تفسیر کعب بن عجرہ رض نے آنحضرت صلعم سے روایت کی اور ابی بن کعب رض نے آنحضرت صلعم سے اسکی تفسیر پوچھی تو آپنے یہی تفسیر فرمائی
رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم - جب آنحضرت صلعم سے یہ تفسیر صحیح قریب متواتر ثابت ہو چکی تو اس کا منکر وہی ہوگا جو اپنی خواہش نفس کی
جہت سے علوم نبوت سے جاہل اور اپنے نفسانی ہذیانات مین گرفتار رہا - حاصل معنی یہ ہوے کہ بندگان ایماندار نیکوکار کے واسطے جنت
ہی اور دیدار الٰہی ہی - وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ رہق کے معنی چھالینا و ڈھانک لینا اور
اسی سے طفل مراہق وہ لڑکا جو بالغ مردون کے ساتھ لاحق ہوا - اور قترہ غبار جسمین سیاہی ہو اور بعض نے
نے کہا کہ کآبہ یعنی والیسی کا ٹوٹا و خسارہ جو سخت غمناکی ہی اور اس تقدیر پر مراد یہ ہوگی کہ دار آخرت و اصل
کہ کافرون کی طرح خسران مین نہ تھے بخلاف کافرون کے کہ جو محض خسران مین ہونگے اور معنی یہ ہوے کہ

[illegible] اندکے چہرے سپید ہونگے کما فی قولہ یوم تبیض وجوہ - اور صہیب رض سے مرفوع روایت ہی کہ یہ حال انکا اپنے باری تعالیٰ
کو دیکھنے کے بعد ہوگا - رواہ ابو الشیخ - شاید یہ مراد ہی کہ انوار الٰہی اول سے ہی انپر روشن ہونگے جس سے انکے چہرون پر خوشی و تازگی
چمکتی ہوگی - واللہ اعلم - شیخ عکبری رح نے کہا کہ یہ جملہ مستانفہ ہی یا بوجہ حال واقع ہونے کے محل نصب مین ہی ولیکن حال قرار دینا مشکل ہی
اسلیے کہ صیغہ مضارع بلاے نفی جب حال ہوتا ہی تو اسپر واو حالیہ نہین آتا - ہان محل رفع مین حسنیٰ پر عطف ہوسکتا ہی بتقدیر حرف ان - اسے
ان لا یرہق یعنی محسنین کے لیے حسنیٰ ہی اور زیادت ہی اور یہ امر ہی کہ انکے چہرون کو سیاہی نہین ڈھانکیگی اور نہ ذلت - اُولٰٓئِكَ یہی
لوگ جنکا وصف اوپر مذکور ہوا ہی - اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ جنت والے لوگ ہین - هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وے اسمین ہمیشہ
رہنے والے ہونگے کیونکہ وہ ملک باقی اور اسکی نعمتین دائم و مستدام ہین اسکو کوئی آفت و فناء نہین ہی اور اسمین داخل ہونے والا ہر آفت
سے مانند نکالے جانے وغیرہ کے مصئون ہی - جب نیک بندون مطیع کا حال بیان فرمایا کہ کیسی نعمتون مین ہونگے تو اسکے پیچھے اہل بغی و کفر و
شرک کا کچھ حال بیان کر دیا کہ کیسے عذاب و خواری مین ہونگے بقولہ - وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ اے وجزاء الذین کسبوا الکفر
والشرک - اور بدلا ان سرکشون کا جنھون نے کمایا یعنے دنیا مین کمایا کفر و شرک کو یہ ہی کہ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا جزاء ہر بدی کی ہوگی
برابر اسکے - وقیل والذین کسبوا السیئات یجزون جزاء سیئۃ بمثلہا - وقیل جزاء سیئتہم بمثلہا - اول و ثالث اولیٰ ہی - بیضاوی رح نے کہا
کہ یہ جملہ والذین الخ عطف ہی قولہ للذین احسنوا الخ پر بنا بر اینکہ عطف معمولین مختلفین کے عاملون پر جائز ہی یا والذین مبتدا اور جزاء سیئۃ اسکی
خبر بتقدیر اول ہی اور معنی یہ کہ ہر ایک کو اسکی بدکاری کے برابر سزا ملیگی اسپر زیادتی نہ کیجاویگی پس اسمین تنبیہ ہوئی کہ یہ امر محض عدل پر ہی اور
مومنون کو جو زیادتی ثواب عطا ہوئی وہ محض فضل ہی اور ہوسکتا ہی کہ خبر اسکی قولہ کانما اغشیت ہو یا قولہ اولئک اصحاب النار - ہو اور
جو کچھ بیچ مین رہا وہ جملہ معترضہ ہی - ولیکن اول بہتر ہی یعنے اور جن لوگون نے کفر و شرک کمایا انکی ہر بدی کی سزا اسکے برابر ہوگی - وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ
اور چھا لیگی انکو ذلت یعنی انکے چہرون پر سیاہی ہوگی اور خواری برستی ہوگی - اور بعض نے زعم کیا کہ بسبب غم کے انکے چہرون پر دھنوان
ہوگا ولیکن صحیح یہ ہی کہ یہ انکی پاداش مین اثر مستقل طاری ہوگا کما دل علیہ قولہ تعالےٰ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوہہم
اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب الآیۃ - وقولہ تعالےٰ ووجوہ یومئذ علیہا غبرۃ الآیۃ - مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ اے ما من احد یعصمہم
عذاب اللہ - کوئی بھی ایسا نہوگا کہ انکو عذاب الٰہی سے بچالیوے پھر جو مشرکین زعم کرتے ہین کہ ہمارے بت ہمکو چھڑا لینگے یا عیسیٰ ع ہمارے
گناہون کا کفارہ ہوگئے یہ سب انکے خیالات باطلہ ہین جنکا کچھ وجود نہین ہی درحقیقت اُنکا شرک کبھی [illegible] یاد آئیگا جب تک کہ دنیا سے
ایمان توحید نہ لیجاوین تو یہ ایمان البتہ انکے لیے بفضل الٰہی بچانے والا ہوگا - قیل من اللہ اے من جہتہ او من عندہ - بعض نے کہا کہ اسمین
تنبیہ ہی کہ جیسے مومنون کے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف یا اللہ تعالےٰ کے پاس سے عاصم ہوگا یعنی فضل و رضوان الٰہی تو ویسے کافرون کے لیے کوئی
نہ ہوگا اور کچھ نہوگا وے محض روسیاہ رہینگے - كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا گویا ڈھانکے گئے ہین انکے چہرے
رات کے ایک ٹکڑے سے درحالیکہ رات ایسی ہو کہ بالکل اندھیری ہو - قطع بفتح الطاء قراءۃ اکثر - یعنی ٹکڑے جمع قطعہ اور بسکون الطاء قراءۃ حمزہ
و کسائی و یعقوب بمعنی ٹکڑا - مظلما حال ہی لیل کا اور اغشیت اسمین عامل ہی کیونکہ وہی قطعا مین عامل ہی جو کہ موصوف واقع ہوا اور من اللیل
اسکی صفت ہی اور جو موصوف کا عامل ہو وہی صفت کا ہوتا ہی یا من اللیل مین معنی فعل لیکر اسمین عامل کیا جاوے اور دوسری قراءۃ کو
اسکی صفت قطعا بھی ہوسکتا ہی اسے قطعا مظلما من اللیل - یعنی گویا رات مین سے سیاہ ٹکڑا انکے چہرون کو ڈھانکے ہی - اُولٰٓئِكَ

Marfat.com

اَصۡحٰبُ النَّارِ یہی لوگ جنکی حالت بیان ہوئی یہی دوزخ والے لوگ ہیں هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ [illegible]

ٹھہرے ہیں۔ معتزلہ نے اس آیت سے سمجھا کہ گناہگار اگرچہ مومن ہو ہمیشہ دوزخ میں رہیگا [illegible]

کسبوا السیآت۔ کو ہمیشہ کا دوزخی فرمایا ہی پس گنہگار بھی سیئہ کا مرتکب ہوا۔ اور یہ سمجھ صحیح نہیں ہی بلکہ [illegible]

شرک وغیرہ کے بدکار یعنے بے ایمان مراد ہیں کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء [illegible]

بے شک اللہ تعالے یہ نہیں بخشتا کہ اسکے ساتھ شرک کیا جاوے اور اس سے کم کو جسکے لیے چاہتا ہی بخشدیتا ہی الخ [illegible]

ثابت ہی کہ سوائے شرک وکفر کے باقی گناہ جسکو چاہتا ہی بخشدیتا ہی پھر یہاں گنہگار مومن شامل نہیں ہوسکتے ہیں کیونکہ یہاں جنکو ذکر کیا [illegible]

لیے قطعی دائمی دوزخ قرار دی ہی اگر کہا جاوے کہ جب شرک وکفر کا گناہ مراد ہی تو کسبوا السیآت بلفظ جمع کیوں فرمایا تو جواب یہ ہی کہ [illegible]

جمع اور انکے کفر بھی جمع ہوے کیونکہ طرح طرح سے کفر ہوتا ہی جیسے بت پوجنا یا عیسیٰؑ کو بیٹا کہنا۔ اور مانند اسکے لہذا جمع فرمایا اور دوسرا جواب

تحقیقی یہ ہی کہ آدمی جب اپنے خالق سے کافر ومشرک ہوا تو اسکے جو کچھ افعال ہیں سب اپنی رائے پر ہوئے کوئی اللہ تعالے کے حکم پر [illegible]

تو ہر کام اُسکا خطا وگناہ ہوا لہذا کافر ومشرک اپنے سب سیآت میں گرفتار ہوگا۔ کما ثبت فی صحیح مسلم فافہم۔ ف۔ فی العرائس قوله

للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ الخ احسان کے معنی یہاں کسی دوسرے کے ساتھ نیکوی کرنا نہیں ہیں بلکہ وہ معنی ہیں جو حدیث صحیح میں ثابت

ہوئے کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ الخ یعنے اللہ تعالے کی بندگی اسطرح ادب وخلوص ویقین وخشوع وخضوع وعجز وشوق وخوشی وخوف کے ساتھ

کرے کہ گویا تو اسکو دیکھ رہا ہی الے آخرہ۔ پس ان بندوں کا احسان یہ ہوا کہ اپنے مراقبات وخلوت میں اپنے دلوں سے مشاہد قرب الٰہی

میں اسطرح حاضر ہوتے ہیں کہ اسوقت تمام جہان خواہ جنت ہو یا دوزخ بلکہ اپنے وجود سے بھی خبردار نہیں ہوتے صرف اپنے معبود برحق جل جلالہ

کی بندگی دیکھتے ہیں اور یہ حال اُنکا ابتدائی تجلی میں ہوجاتا ہی پس ایسے وصف والے بندوں کا بدلا حسنی ہی اور نور جمال الٰہی جل سبحانہ

کو پاتے ہیں کیونکہ اگر نور جلال وعظمت کو پاویں تو کون تاب لاسکتا ہی سب ہلاک ہوجاویں۔ احسان انکا حسن نور جمال سے ہی کہ انکی

ارواح نے کلمات تسبیح وتقدیس سے ورد کیا اور دوسری جزاء انکے لیے زیادہ فرمائی وہ دوام بقاء وتمام مشاہدہ ووصال ہی۔ واضح ہو کہ

اہل احسان کے بھی مراتب ہیں جیسے انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین پس زیادت میں ہر ایک اپنے مرتبہ کے مطابق کشف جمال سے

نصیبہ پاویگا لہذا مروی ہی کہ حسنی جنت ہی اور زیادہ دیدار جمال حق تعالی ہی اور نیز حسنی محبت اور زیادت معرفت ہی۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا

حسنی معاملات الٰہی میں التذاذ اور زیادت دیدار الٰہی ہی۔ استاد رحمہ اللہ نے کہا کہ احتمال ہی کہ حسنی دیدار ہو اور زیادہ [illegible]

حسنی دیدار رہو اور زیادہ اس دیدار میں بقاء ہو۔ قال المترجم ان بزرگوں کو حدیث صحیح سے اطلاع نہیں [illegible]

ورنہ حدیث میں آگیا کہ الحسنی جنت ہی اور الزیادۃ دیدار او تعالے جل جلالہ۔ پھر ان بندوں کا شرف بڑھایا بقولہ ولا یرھق وجوھھم قتر [illegible]

نہ خجالت ہوگی اور نہ خواری۔ اولئک اصحاب الجنۃ ہم فیہا خالدون۔ مشاہدات ذات وصفات میں سرمد الدہر لیے ایسے [illegible]

[illegible] ہونگے کہ عقل اسکی ادراک سے عاجز ہی کیونکہ انعامات الٰہی کی انتہاء نہیں ہی [illegible] تو بزرگیاں اہل طاعت کی [illegible]

برخلاف حال کفار ہی کہ دوام ذلت وعذاب ونکال میں گرفتار ہونگے۔ پھر محسنین وکافرین کا [illegible]

وَيَوۡمَ نَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ نَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا مَكَانَكُمۡ اَنۡتُمۡ وَشُرَكَآؤُكُمۡ [illegible]

اور جسدن جمع کرینگے ہم اُن سب کو پھر کہیں گے شرک کرنے والوں کو کھڑے ہو اپنی اپنی جگہ تم [illegible]

Marfat.com

مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ○ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا

نہ کرتے تھے سو اللہ بس ہے شاہد ہمارے تمہارے بیچ میں ہم

عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ○ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ

تمہاری بندگی کی خبر نہیں رکھتے وہاں جانچ لے گا ہر کوئی جو آگے بھیجا اور رجوع ہوگئے اللہ کی طرف جو

الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

سچا صاحب ہے انکا اور گم ہو جاویگا ان پاس سے جو جھوٹھ باندھتے تھے

یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا - حشر بمعنی جمع کرنا ہر طرف و ناحیہ سے ایک مقام پر - پس قرون وغیرہ سے سب مردے نفخ صور کے جانے کے وقت محشور ہونگے اور زمین تبدیل ہوگی کما فی قولہ تعالے یوم تبدل الارض غیر الارض الخ - اور مجاہد رح نے کہا کہ حشر موت ہے اور شاید مراد اس تفسیر سے یہ ہے کہ حشر قیامت کو درست سمجھو اس لیے کہ جو کوئی مرا اُسکی قیامت قائم ہوگئی کیونکہ اسکے آثار اسپر طاری ہو جاتے ہیں جیساکہ حدیث صحیح میں آگیا ہے - اور آیت میں حشر سے وہی حشر مراد ہے جو قیامت میں ہوگا - اور قولہ یوم منصوب بفعل مقدر اے واذکر یوم - یا - وانذرہم یوم نحشرہم جمیعا - انذار اور تذکیر کردے اے محمد صلعم کافرون کو جس دن کہ محشور کرینگے ہم انکو جمیع کو - یعنی جملہ کافرون کو خواہ جنی ہو یا انسی ہو سڑکر خاک ہو گیا ہو یا مردہ جسم پڑا ہو کوئی نہیں بچھڑ سکتا ہے - اور یا ضمیر ہم سب جن و انس کی طرف ہے خواہ مومن ہوں یا کافر ہوں یعنے یاد دلاوے وہ دن کہ محشور کرینگے ہم جن و انس کو سب کو پس کوئی فرد خواہ مومن یا کافر ہو بچھڑ نہیں سکتا - **ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا** پھر کہینگے ہم ان لوگون کو جنھون نے اشراک کیا - یہ امر مشرکون کو مجمع عام میں جبکہ ہر ایک کی نظر سے پردہ غفلت اُٹھا ہوا اور حیاء و شرم وغیرہ عمدہ اخلاق سامنے ہونگے اسواسطے کہا جائیگا کہ لوگون کی نظرون میں خوار اور ذلیل ہوں اور اسوقت وہ مخلوق بھی موجود ہوگی جسکو شریک بناتے تھے پس ملامت و سرزنش کرنے کے لیے مشرکون کو کہا جائیگا کہ - **مَكَانَكُمْ** اپنے مقام پر جمے رہو - مکان در اصل اسم ظرف منصوب ہے اور تیسیر میں لکھا کہ نصب بالاغراء ہے اے الزموا مکانکم - لازم پکڑو اپنے ٹھکانے کو جہان کھڑے ہو - اور یہ لفظ اسم الفعل بھی آیا اگرچہ یہان نہیں ہے اور خفاجی نے کہا کہ یہ تکلف ہے اور دمامینی رح نے کہا کہ اسکو اسم الفعل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ اپنے اصل پر ظرف رکھو - اے اثبتوا مکانکم - اپنے مقام پر جمے رہو - **اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ** تم اور تمہارے شرکاء دونون - بیضاوی رح نے کہا کہ مکانکم کے عامل سے جو ضمیر منتقل ہوئی انتم اسکی تاکید ہے اے الزموا انتم و اور اسی پر شرکاء عطف ہے اور تبیان میں کہا کہ شرکاء سے وہ بت مراد ہیں جنکو اپنے زعم میں شریک بناتے تھے اور بعض نے کہا کہ عام رکھنا بہتر ہے چنانچہ جن لوگوں نے نیک بندون کو شریک بنایا وہ بھی داخل رہیں کیونکہ وے بھی اشراک سے بیزاری کرینگے کما فی قولہ تعو واذا حشر الناس کانوا لہم اعداء الآیۃ - وقولہ اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا الآیۃ - ابن کثیر رح نے کہا کہ اس آیت میں بیان ہے کہ اہل شرک بروز قیامت خوار و بے مددگار ہو جاوینگے چنانچہ فرمایا کہ ویوم نحشرہم الخ یعنی جس دن کہ ہم محشور کرینگے تمام اہل الارض کو جن ہون یا آدمی نیک ہون یا بد ہون جیساکہ فرمایا وحشرناہم فلم نغادر منہم احدا - یعنی حشر میں کوئی باقی نہیں رہیگا ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم - یعنی تم و تمہارے شرکاء اپنے ٹھکانے جمے رہو - یعنی مومنون کے مقام بلند سے علیحدہ رہو کقولہ تعالے وامتازوا الیوم ایہا المجرمون - وکقولہ یومئذ یتفرقون - وکقولہ یومئذ یصدعون - اور معنی یہ کہ تم و تمہارے شرکاء دونوں اپنے علیحدہ ٹھکانے پر

Marfat.com

جمے رہو اور منتظر رہو کہ تمھارے حق مین کیا حکم ہوتا ہی اور کیا کیا جاتا ہی فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ
اسکی تفسیر مین لکھا کہ فزیلنا اے فمیزنا بینہم وبین المؤمنین کما فی قولہ وامتازوا الیوم الآیۃ - یعنی ہم
مومنون و کافرون کے درمیان فرق و تمیز کرینگے چنانچہ کفار مع شرکاء کے الگ مقام پر ہٹائے جائینگے
الحق سے مناسب نہین کیونکہ کلام مشرکون کے حق مین ہی - مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رح کی عبارت
تحقیق یہ ہی کہ شیخ ابن کثیر رح نے قولہ مکانکم - مین اضافت کا فائدہ بتلایا ہی کیونکہ محشر تو مقام حشر سب کا ہی پس کافرون کی طرف
کہ اپنے مقام پر جمے رہو تو اسوجہ سے کہ انکا مقام الگ مومنون سے ہوگا جیساکہ دوسری آیت سے ثابت ہی - بیضاوی رح
نے کہا کہ فزیلنا بینہم - اے فرقنا بین المشرکین وشرکائہم وقطعنا وصلہم - اور یہی تفسیر اولی ہی اور صیغہ ماضی
اسی کو مفید دمشعر ہی والمعنی پس ہم جدائی کر دینگے مشرکون اور انکے شرکاء کے درمیان یعنی جو لگاؤ تھا وہ قطع کر دینگے وَقَالَ
شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ اور کہینگے شرکاء انکے کہ نہین تھے تم ہم کو پوجتے - ایانا مفعول مقدم برعایت
ہی - اور مترجم کہتا ہی کہ حالت استعجاب وغیرہ مین جیسے کہتے ہین کہ ایاے دعوتنی - مجھے تو نے پکارا تھا - یعنی نہین تو غلط کہ
مجھے نہین پکارا تھا اسی طور پر انکے شرکاء کہینگے کہ ہم کو تو تم نہین پوجتے تھے یعنی چونکہ مشرکون کی پرستش سے محض غافل ہونگے
اور نیز تعجب کرینگے کہ ہم کیونکر پوجے جاسکتے ہین کیونکہ کہین مخلوق بھی معبود و الہ ہو سکتا ہی لہذا کہینگے کہ ہم کو تو تم نہین پوجتے تھے - وقال
البیضاوی رح یہ بطریق مجاز ہی انکی عبادت سے برات کی یا یہ کہ انھون نے جب بالکل خلاف عقل کے باوجود اپنے آدمی ہوش
گوش والے ہونے کے پتھرون و مردون کی عبادت کی تو فی الحقیقہ اپنی حماقت و خواہش نفس کی عبادت کی اور درحقیقت ہوا
نفس ہی شرک کرنے پر آمادہ کرتی ہی - اگر کہا جاوے کہ شرکاءہم یعنی انکے شرکاء کیون کہلائے کیونکہ مشرکون نے تو اپنے الہ
حضرت حق تعالے کے ساتھ عبادت مین شریک کیا تھا اور دوسری بات یہ کہ انکے شرکاء سے کون مراد ہین اور کیونکر شرکاء نے جواب
تو مین کہتا ہون کہ اللہ تعالے جل جلالہ کے ساتھ درحقیقت کوئی شریک ممکن ہی نہین ہی لہذا کلمہ توحید مین آیا کہ لا الہ الا اللہ یعنی حق
موجود یا گڑھکر یا کسی طرح پر کوئی الہ ہو نہین سکتا سوائے اللہ تعالے عز و جل کے تو دنیا مین جتنے مشرک ہین وہ جسکو الہ بناتے ہین
اسطرح کہ کھلے کھلے اسکو سجدہ کرین یا رکوع کرین یا جو بات کمال تعظیم کی ہی وہ کرین اگرچہ دل ہی دل مین اسکو اسقدر معظم جانین جسقدر
دل مین تعظیم آسکتی ہی یا کسی مین ایسی بات ثابت کرین علم و قدرت وغیرہ کی جو مخصوص بجناب باری تعالے ہی یا مثل غیرہ کی
جو جناب باری تعالے مین محال ہی - یا سوائے اللہ تعالے کے کسی کا حکم مستقل مانین یا اسطرح بے دلیل مان لین جیسے اللہ تعالے
و اسکے رسول کا کہا ہوا مانا جاتا ہی تو یہ سب و اسکے مانند شرک ہی اور اسکو لازم ہی کہ ایسا کرنے والے نے اسکو معبود بنایا جسکے
ایسا کیا ولیکن درحقیقت وہ کچھ بھی معبود نہین بلکہ محض مخلوق ہی رہا مگر بنانے والا مشرک ہو کا فر ہوا الغرض بنانے والے کے زعم
مین فقط وہ شریک تھا لہذا انکے شرکاء کہے - اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ مشرکین مکہ مثلاً بتون کے لیے اپنے جانورون و مالون مین
یک حصہ لگاتے تھے لہذا جب وے بت وغیرہ درحقیقت کچھ بھی الٰہ نہ تھے تو درحقیقت مین انکے شرکاء قرار پائے
امر دوم کہ کون مراد ہین تو اوپر اشارہ گذرا کہ جس قوم نے جس کسی کے ساتھ کوئی معاملہ ایسا کیا جو شرک ہی وہی مراد ہین
اور تبیان مین لکھا کہ شرکاء سے بت مراد ہین جنکو مشرکون نے اپنی زعم مین اللہ تعالے کا شریک ٹھہرایا

Marfat.com

[illegible] ہیں یا یہ کہ اللہ تعالے کی جناب میں انکے لیے سفارش کرکے ایسی چیزیں ضرور دلوا دیتے ہیں لیکن یہ سوال پھر بھی ہوگا کہ جواب دینگے تو بیضاوی رح نے کہا کہ بعض علماء نے جواب دیا کہ اللہ تعالے ان پتھروں کو گویائی دیگا کہ صاف صاف بزبان حال سے بالمشافہ کہدینگے تاکہ مشرکون کو جو توقع لگی ہی کہ ہمارے سفارشی ہیں وہ ٹوٹ جاوے۔ اور سراج میں کبیر وغیرہ سے لایا کہ بعض نے کہا کہ اللہ تعالے بتون میں حیات پیدا کر دیگا پس جواب دینگے اور بعض نے کہا کہ خالی گویائی بدون حیات کے پیدا کریگا کما قال البیضاوی اور رازی وغیرہ نے کہا کہ بعد حیات دینے کے احتمال ہی کہ پھر ویسا ہی کر دے یا نہ کرے اور اللہ تعالے قادر مختار ہی جو چاہے کرے اور اصلی بات یہ ہی کہ احوال قیامت تو ادراک بشری سے خارج ہی اسمین سے صرف اسیقدر جسکی کلام مجید یا حدیث صحیح مین خبر دی گئی ہی معلوم ہوا اور مترجم کہتا ہی کہ مجھے ایسے سوال ہی سے تعجب ہی کیونکہ ہمارے ادراک و حواس مین کسی چیز کی ماہیت و حقیقت جیسے واقع مین ہی کبھی نہین آ سکتی ہی حتی کہ آدمی کو اپنی روح کی ماہیت نہین ظاہر ہوتی پھر جو چیزین مذکور ہوئی ہین اگر اللہ تعالے انکو دنیا ہی مین واقع کرے تو بھی بےتکلف ہو سکتا ہی اور یہ نہین دیکھتے کہ حضرت محمد صلعم کو ہر درخت و پتھر دیکھکر سلام کرتا اور آپ کی نبوت کی گواہی دیتا اور ازلی کافر جو ہرگز ایمان لانے والے نہ تھے وہ اسکو تعجب سے دیکھکر آپ کو جادوگر کہتے تھے اور یہ عیسیٰ نے مردے زندہ کیے جو خوب باتین کرتے اور عصاے موسیٰ حقیقت مین اژدہا ہو جاتا اور اپنا کام کرتا پھر وہی لکڑی ہو جاتا تو اسمین سوال و جواب کی ضرورت ہی کچھ نہین ہی۔ پھر خطیب رح نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ ہر وہ چیز جو سواے حق تعالے کے پوجی گئی خواہ جن ہو یا آدمی یا فرشتہ ہو وہ سب شرکاء مین داخل ہین اور لکھا کہ یہی قول اظہر ہی۔ اور بیضاوی رح نے بعض کا قول لکھا کہ شرکاء سے مسیح علیہ السلام و ملائکہ علیہم السلام مراد ہین پس کوئی سوال وارد نہین ہوتا و لیکن حق وہی ہی کہ یہ سب مع بتون کے مراد ہین پس بتون کا انکار کرنا بیان ہو گیا اور مسیح و ملائکہ ظاہر ہی کہ بیزار ہونگے پس جو لوگ مسیح علیہ السلام کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرتے ہین جو شرک ہین انکی وہان تباہی ہوگی۔ اور رہا شیطان تو وہ بھی انکار کریگا جیسا کہ آیات قرآنیہ مین کئی جگہ صریح وارد ہی بالجملہ سب کے سب مشرکون سے بیزاری صاف بیان کرینگے کہ تم ہمکو نہین پوجتے تھے کیونکہ بت و مسیح ؑ مثلاً یہ محض بےخبر ہین اگرچہ مشرکین مدعی ہونگے کہ ہم تو ضرور پوجتے تھے لہذا شرکاء کا انکار رو کہ بیان فرمایا بقولہ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ پس کافی ہی اللہ تعالے شاہد ہمارے تمہارے درمیان۔ گویا شرکاء نے حجت و گواہی کی جستجو سے نجات پائی اور یہ عمدہ حجت مل گئی کہ اللہ تعالے عز و جل علیم و خبیر ہی کنہ حقیقت خوب جانتا ہی بالجملہ سب یا بعض شرکاء کہینگے کہ اللہ تعالے عز و جل ہمارے تمہارے درمیان کافی شہید ہی کہ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ البتہ ہم تمہاری عبادت سے غافل تھے۔ اَنْ حرف مشبہ بالفعل مخفف ہی اسے انہ کُنا۔ اور اِنْ نافیہ بھی ہوتا ہی و لیکن اسکی خبر پر لام نہین آتا لہذا جب اِنَّ مشددہ کو مخفف کرکے اِنْ نافیہ کے لفظ پر کیا تو التباس دور کرنے و فرق کرنے کے لیے۔ لغافلین بلام فرمایا۔ پھر جاننا چاہیے کہ اظہر یہ ہی کہ جملہ شرکاء مین سے بت و عیسیٰ و عزیز و مانند انکے جو لوگ کہ مشرکون کے شرک کرنے سے غافل ہین یہ جواب دینگے اور عکبری رح نے تبیان مین لکھا کہ شرکاء سے بت مراد ہین اور وے غفلت ظاہر کرینگے یعنی ہم تو پتھر وغیرہ جمادات تھے ہم کو تمہاری حرکتون کا کچھ شعور و علم نہ تھا اور ہم نے تمکو عبادت کا حکم نہین دیا اور نہ ہم راضی ہوے۔ حاصل یہ ہی کہ عظمت و جلال آلہی کے حضور مین سب شرکاء اپنے عبادت کرنیوالون سے [illegible] انکار کرینگے اور مشرکین کے اپنے توقع ٹوٹ جائینگی اور رہا یہ امر کہ ہر ایک ان شرکاء مین سے بطریق تعجب کے انکار کرے یا اپنی [illegible] کرے تو یہ ضرور نہین ہی پس سیاق کلام مشرکون کی مایوسی و خواری بروز قیامت کا بیان ہی۔ پس جب بدون رضاء آلہی کے

Marfat.com

سفارشی و مددگار وغیرہ سے مایوس ہوے تو مدار اپنے اپنے اعمال پر ہوا چنانچہ فرمایا۔ هُنَالِكَ تَبْلُوا
یعنی اسی مقام مذکور ہولناک ہین۔ تبلوا از بلاء بمعنی امتحان ہی اور یہی اکثر کی قراءۃ ہی معنی یہ کہ اسی مقام پر
پہلے کر رکھا ہی یعنے اپنے کیے ہوئے اعمال کا نفع وضرر آنکھون دیکھیگا۔ حمزہ وکسائی نے تتلوا پڑھا یعنے دونون
احتمال ہین ایک یہ کہ تلاوہ سے بمعنی قراءۃ ہو یعنی پڑھیگا ہر نفس نوشتہ ان اعمال کا جنکو دنیا مین کر چکا ہی۔ دوم یہ کہ
یعنی پیچھے لگیگا ہر نفس اپنے اعمال کے۔ پس اسکے اعمال جیسے ہونگے ویسے ہی مقام پر جنت مین یا دوزخ مین لیجاویگے
و دوزخ کے سوائے کوئی ٹھکانا نہین اور ہر ایک انہین سے کسی ٹھکانے پہونچنے مین اپنے اعمال کے تابع ہوگا پس اگر اعمال
عزوجل ہین تو جنت مین جائیگا ورنہ دوزخ مین بھیجا جائیگا۔ بعض نے کہا کہ بلاء کے معنی امتحان وعذاب وانعام بھی آئے
کہ یہ معنی ہون کہ وہان ہر نفس کافر وگنہگار مصیبت وعذاب مین پڑیگا بسبب اپنے دنیاوی اعمال کے۔ وعلی ہذا
منصوب بنزع الخافض ہوگا۔ اور ظاہر معنی اول ہین چنانچہ حدیث مین ہی کہ ہر فرقہ کے لیے جسکو پوجتا تھا ممثل کیا جائیگا
ہوجائیگا یہان تک کہ جہنم مین پہونچ جاوین پھر پڑھا قولہ ہنالک تبلو کل نفس الآیۃ اور مترجم کہتا ہی کہ اس صورت مین نفس
نفس مراد ہوگی کیونکہ مومنین کسی کے پیچھے نہ جاوینگے چنانچہ حدیث صحاح مین انکے لیے رب تبارک وتعالی کا تجلی فرمانا بعد سوال وجواب کے
مصرح ہی اور ارجح معنی تبلو بباء موحدہ ہین یعنے ہر نفس خواہ کافر ہو یا مومن ہو اپنے اعمال کے موافق بدلا پاویگا اور نفع وضرر صاف معائنہ
کریگا۔ وَرُدُّوٓا إِلَى ٱللَّهِ مَوْلَىٰهُمُ ٱلْحَقِّ اے ردوا الیہم الی جزاء اللہ الذی ہو مولاہم الحق لا الی ما اتخذوہ مولی لہم سواہ اور سب کے
سب پھیرے جائینگے طرف اللہ کے یعنی اللہ تعالے کے بدلا دینے کے موافق انکے عمل کے اور اللہ تعالے وہی انکا سچا مولی ہی اور جنکو انھون نے
دنیا مین اپنے مولی بنائے ہین وہ سچے نہین ہین۔ بالجملہ اُسوقت انکو صاف معلوم ہوجائیگا کہ انھون نے شرک وکفر کرنے مین بڑا جرم وبڑی
غلطی کی کیونکہ اللہ تعالے وحدہ لا شریک ہی۔ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا۟ يَفْتَرُونَ اور گم ہوجائیگا اُنسے وہ سب جسکو افترا
باندھتے تھے یعنی بت وغیرہ سب ضائع ہونگے۔ یا لفظ ما مصدریہ ہو یعنے انکا افترا کرنا گم ہوگا۔ پس بت پرستون کا دعوے کہ یہ
آلہہ ہین یا ہمارے سفارشی ہین یا نصارے کا دعوے کہ عیسی علیہ السلام بیٹا یا الوہیت رکھتا ہی سب افترا باطل ہوگا۔ فـ
فی العرائس قولہ تعالے ہنالک تبلو کل نفس۔ جیسے کافر ومومن کا امتحان پہلا یہ کہ اپنے خالق مالک کا وحدانیت سے کون اقرار
کرتا تھا ویسے ہی مسلمانون مین سے ظاہری اقراری منافق اور تحقیقی اقراری مومن کا امتحان ہوگا اور ہر ایک کا
ہوجائیگا۔ قولہ ردوا الی اللہ مولہم الحق۔ اہل صدق اپنی خصوصیت درجات پر رہینگے اور ہر منافق والا
قہر الہی مین گرفتار ہوگا۔ جب بت پرست ومشرکون کے قبائح ذکر کردیے تو انکے اعمال واعتقادات کے باطل ہونے پر

فی قولہ تعالے

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ ٱلسَّمْعَ وَٱلْأَبْصَـٰرَ وَمَن يُخْرِجُ ٱلْحَىَّ

تو پوچھ کہ کون روزی دیتا ہی تمکو آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھون کا اور کون نکالتا ہے زندہ

مِنَ ٱلْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ ٱلْمَيِّتَ مِنَ ٱلْحَىِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُ ۚ فَقُلْ

مردے سے اور کون نکالتا ہے مردہ جیتے سے اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی سو بولینگے

أَفَلَا تَتَّقُونَ ○ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنّٰى تُصْرَفُونَ ○

پھر کیون ڈرتے نہین سو یہ اللہ ہی رب تمھارا سچا پھر کیا رہگیا سچ پیچھے مگر بھٹکنا سو کہان سے پھرے جاتے ہو

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ○

اسیطرح ٹھیک آئی بات تیرے رب کی ان بے حکمون پر کہ یہ یقین نہ لاوینگے

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ تو کہہ کہ کون رزق دیتا ہی تمکو۔ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ آسمان وزمین سے یعنی دونون سے اسطرح کہ پانی برساوے اور زمین سے نباتات اگاوے پس آسمان وزمین دونون سے رزق دینا مراد ہوا اور رازی رح نے عقلی دلیل قائم کرکے یہ نتیجہ نکالا کہ اس سے بالیقین ثابت ہوا کہ رزق آسمان وزمین ہی سے حاصل ہوتا ہی اور بیضاوی رح نے اچھا لکھا کہ آسمان وزمین دونون اس جہت سے ہم نے لیے کہ ظاہر ارزق کا حاصل ہونا آسمانی کچھ اسباب سے اور زمینی مادہ سے ہوتا ہی اور شاید یہ مراد ہو کہ دونون مین سے ہر ایک سے تمکو کون رزق دیتا ہی۔ اور بعض نے کہا کہ من السماء والارض یعنی من اہل السماء والارض۔ اور بیان ہی من موصولہ کا تبعض معنی یہ ہونگے کہ تو کہہ یہ بات کہ آسمان وزمین والون مین سے وہ کون ہی جو تم کو رزق دیتا ہی یعنے ان دونون مین کہین کوئی نہین ہی جو انکا رازق ہو بلکہ اللہ تعالے پاک رازق ہی چنانچہ خود کفار کا اقرار آتا ہی۔ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ یا وہ کون ہی کہ مالک ہو سمع والبصار کا۔ یعنی کون قدرت رکھتا ہی کہ انکو ٹھیک پیدا کرے یا آفات سے بچاوے باوجودیکہ یہ دونون عضو بہت نازک اور آفات بکثرت موجود ہین۔ یا کون انکا مالک ہی کہ بدون اسکی قوت کے انمین سے کوئی نافع نہو۔ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ اور وہ کون ہی کہ نکالے زندہ کو مردے سے جیسے جاندار کو نطفہ سے۔ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور نکالے مردہ کو زندہ سے جیسے نطفہ کو حیوان سے۔ اسی مین شامل ہی کافر سے مومن کر دینا اور فطری پیدایش والے کو کافر کرنا اور ایسی ہی بزرگ قدرتین جو بے شمار ہین کہان تک اقرار کرائی جاوین لہذا خاص دو تین کے بعد ایک عام اقرار لیا کہ۔ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ اور کون سنوارتا ہی امر کو اسطرح کہ اسکے ہر کام کا انجام کمال حکمت کے ساتھ وہی ہوتا ہی جو اسنے چاہا۔ حاصل یہ کہ تمام عالم کے امور کا کون متولی ہی۔ فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ سو بالضرور کہینگے کہ وہ اللہ تعالے ہی۔ کیونکہ یہ اسقدر واضح وظاہر ہی کہ اسکے انکار ومکابرہ کی گنجایش نہین پاوینگے۔ یہان سے ظاہر ہی کہ دہریۃ وغیرہ بعض اقوام ایسے بیوقوف وبے انصاف ہین کہ کفار عرب سے زیادہ جاہل ہوکر دہر کو ان امور کا فاعل کہتے ہین اور سمجھتے ہین کہ خود بخود باضطرار یہ سب کام ہوجاتے ہین اور یہ محض حماقت ہی کیونکہ کمال حکمت وانتظام سے جملہ امور واقع ہوتے ہین پس انصاف وعقل یہ تھی کہ باختیار یہ امور اللہ تعالے کی پیدایش سے ہین جیسے مشرکین عرب قائل تھے لہذا تنبیہ فرمائی بقولہ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ پس اے محمد صلعم تو کہدے کہ پھر بھلا ڈرتے نہین ہو۔ یعنی اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرنے مین ڈرتے نہین ہو تمھاری جانین جب اپنے خالق مالک رازق زندگی دینے والے کو بھولکر بلکہ اس سے منھ موڑکر اسکے ساتھ شرک کرینگی تو کیسے سخت عذاب پاوینگے۔ پس نصیحت مانو اور اپنے کو اسکے صفات کاملہ سے ٹھیک پہچانو کہ وہ ہر نقص سے پاک ہی اور کسی کو اسکی درگاہ مین شرک کی گنجایش نہین۔ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ پس وہی ہی اللہ تعالے۔ رَبُّكُمُ الْحَقُّ رب تمھارا سچا۔ یعنی تمام چیزون کا پیدا کرنے والا اور رازق اور تمام عالم وملکے امور کی تدبیر کرنے والا وہی مستحق عبادت ہی یعنی عبادت اسی کے لیے سچ وصحیح ہی وہی تمھارا سچا رب ہی۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ سو حق کے پیچھے اور کیا ہی سوائے بھٹکنے کے۔ یعنی جب حق معلوم ہوگیا تو اسکے سوائے جو کچھ ہو وہ

گمراہی ہی پس بتون کا پوجنا اور ہر طرح شرک کرنا سب ضلالت ہی لہذا جسنے اللہ تعالی کی توحید اور [illegible]
فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ پھر تم کہان کو پھرے جلاتے ہو یعنی توحید چھوڑکر ضلالت مین کہان جاتے ہو کیونکہ [illegible]
جہنم ہی۔ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ اسی طرح حق ہوا کلمہ تیرے پروردگار کا۔ یعنی جیسے ربوبیت خاص اللہ [illegible]
حق و ثابت ہوئی اسی طرح ثابت ہوا کلمہ یعنے حکم تیرے پروردگار کا عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا ان لوگون پر جنھون نے فسق کیا [illegible]
سے کفر کی طرف نکل بھاگے۔ پھر وہ کلمہ یہ ہی کہ اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ البتہ وے فاسق لوگ ایمان نہین لاوینگے یا قولہ انہم [illegible]
تو حق و ثابت ہو جانے کی یہ علت ہوگی یعنے اس سبب سے حق ہوا کہ وے لوگ ایمان نہ لاوینگے۔ یعنی انپر عذاب ثابت و محقق ہو گیا [illegible]
ف — فی العرائس قولہ تعالے فذلکم اللہ ربکم الحق۔ اسمین بیان ہی کہ حق تعالے کے نور شہود سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہی وہ بلا شک [illegible]
کشف ذات و وصف دیدار و نشان صفت ہی پس معنی قولہ فذلکم اللہ ربکم الخ۔ یعنی وہی حق بلا شبہہ و بلا تشبیہ و بدون تعطیل ہی یعنی جیسے کفار
یونان کہتے ہین کہ خدا تعالے عقل اول کو پیدا کرنے کے بعد کچھ پیدا نہین کر سکتا بلکہ معطل ہی تو یہ کفر صریح و تعطیل محض و ضلالت واضح ہی پس جس
اشیاء و شواہد کو جو محسوس ہین اس شناخت سے نہ پہچانا یعنے رب عز و جل کی وحدانیت ان مخلوقات سے مشاہدہ نہ کی اور ان چیزون کو [illegible]
شواہد نہ سمجھا وہ گمراہ از مشاہدہ واندھا در گرداب قہر مین غرق ہی چنانچہ فرمایا قولہ فماذا بعد الحق الا الضلال۔ پس جو کوئی معرفت حق سے محروم
ہوا وہ ضلال کے سوائے کچھ نہین پاویگا اگرچہ ضلال کی راہین بہت کثرت سے ہین کیونکہ صراط مستقیم فقط ایک راہ ہی جیسے دو نقطہ کے بیچ
مین خط مستقیم ایک ہی ہوتا ہی اور ٹیڑھے خطوط بے شمار نکل سکتے ہین پس جو کوئی طالب حق ہو وہ ضلال کی راہ سے جو ضرور دوری ہی کیونکر
وصال حاصل کریگا لہذا فرمایا۔ فانی تصرفون۔ یعنی وصال دار السلام و رضوان السلام چھوڑکر دوری ضلال کی راہ سے کہان اور کدھر
جاتے و کسکو ڈھونڈھتے ہو۔ واضح ہو کہ مخلوقات و حادثات کو پھر جانے و گمراہی کے کوئی راہ ایسی نہین کہ وہان قہر الٰہی سے نجات یا وے
ہان راہ مستقیم پر البتہ وصول کرامت و رحمت و نجات از قہر و ملامت ہی۔ اشارہ قولہ من یرزقکم من السماء والارض۔ غذاء ارواح ذوق
وصال ہی اور غذاء قلوب از صفاء عبودیت۔ اور کانون کو سماع لذیذ خطاب۔ اور آنکھون کو دیدار جمال ہی اور قولہ من یخرج الحی الخ۔ ارواح
پاکیزہ اسکی معرفت ذات و صفات کے ساتھ نور قدم کی حیات سے عدم سے زندہ نکلتے ہین اور قولہ یخرج المیت الخ جیسے دلون سے مردہ سا
نکل جاتے ہین جبکہ اسکی عظمت مین انکو بقاء قدم سے حیات حاصل ہوتی ہی۔ قولہ من یدبر الامر۔ عارفون کو معرفت دینا اور موحدون کو آداب
عبودیت و حقوق ربوبیت تعلیم کرنا اُسی پاک سبحانہ تعالے کی تدبیر پاک ہی۔ اور قولہ فسیقولون اللہ۔ اہل کفر و ضلال اس امر کو لا چار
باوجود انکار باطنی کے کہتے ہین اور اہل ایمان اسکو نشاط قلب کہتے ہین اور اشارہ ہی کہ جس بندہ کو مقامات مذکورہ الاین [illegible]
نصیب ہوئی وہ تحقیق کے ساتھ کہتا ہی۔ پھر قولہ افلا تتقون۔ سے خوف عظمت دلایا کہ حق تعالے کے سوائے اور کسی طرف [illegible]
اور اس کلام مین بہت اخص اشارہ جسکو خاص خاص بندے سمجھتے ہین یہ ہی کہ کشف صفات سے جب تم انوار قدم مین [illegible]
تو قدم کے کنہ مت ڈھونڈھو۔ کیونکہ وہان معادن ملکوت بے نہایت ہی اور وہان معرفت بندہ محض ہیچ ہی پس کوئی [illegible]
یہ مجال نہین رکھتی کہ کچھ بھی احاطہ کر سکے۔ حسین رح نے کہا کہ عبادات سے مقصود وہی حق تعالے ہی [illegible]
اسکا ادراک نہین ہی۔ واسطی رح نے کہا کہ حق کے بعد جب سب کو ضلال فرمایا تو بندہ توحید کو [illegible]
کیونکہ جو چیز ہی وہ بعد الحق اور ضلال ہی تو ضلال کیسے واقف ہو اور ضلال کیونکر اسکا وصف کمال [illegible]

Marfat.com

کی صحیح و استنباط نہین کرتا اور کسی خوب کا استحسان نہین تو اسکی طرف عود کیونکر کرے جو اُسی سے شروع اور اسی کی مخلوق ہو۔ بعض نے
کہا کہ ان لوگون کا راستہ ہو جو علم دین سے خلوص کے ساتھ عالم ہین اور جنکو علماء سے بڑھکر عمل و تقوی بھی ہونے کی وجہ سے حکمت
حاصل ہوئی انکا راستہ حقیقت ہو پھر جو اولیاء ہین انکا راستہ تحقیق ہو اور حقائق التحقیق راہ انبیاء علیہم السلام ہو۔ قولہ فانی تصرفون یعنی
حق سے منہ موڑکر غیر کی طرف کہان جاتے ہو۔ واسطی رح نے کہا کہ قولہ تعالے ومن یدبر الامر۔ یعنی وہ کون ہو کہ ایجاد کرتا ہو اپنے امر کو اور
اعادہ کرتا ہو اسکو اور اوقات حادثہ مخلوقہ مین اپنے علم و حکمت کے موافق جاری فرماتا ہو پس جب حق تعالے عز وجل نے کہدیا کہ من یدبر
الامر یعنے اللہ تعالے کے سوائے کوئی بھی مدبر الامر نہین ہوسکتا تو تمام عالم سے ملک زائل کر دی۔ پس اب کسی بندے کو روا نہین ہو کہ کہے
کہ میرا کام یا میرا عمل طاعت وغیرہ بلکہ جو کوئی بھلائی پاوے وہ اللہ تعالے کی حمد و ثناء کرے۔ واضح ہو کہ گمراہی کا دروازہ لوگون کا یہ غلط
گمان کہ سوائے حق تعالے کے بعض مخلوق بھی اپنے اعمال پیدا کرنے یا اپنی تمناؤن کے موافق تدبیر کر لینے کی قدرت رکھتے ہین حتی کہ سوائے
اہل ایمان یعنے اہل السنۃ کے معتزلہ وغیرہ بکثرت فرقہائے اسلام اس گمراہی مین پڑے حالانکہ اللہ تعالے نے کافرون پر رد کر دیا بقولہ تعالے

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکون مین جو پہلے بناوے پھر اُسکو دوہرا دے تو کہہ اللہ پہلے بناتا ہے پھر
يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ
اُسکو دوہراتا ہے سو کہان سے اُلٹ جاتے ہو پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکون مین جو راہ بتاوے صحیح تو کہہ اللہ راہ بتاتا ہے
لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ
صحیح اب جو کوئی راہ بتاوے صحیح اُسکو چاہیے ماننا یا جو آپ نہ پاوے راہ مگر جب کوئی بتاوے سو کیا ہوا ہے تمکو کیسا
تَحْكُمُوْنَ ○ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
انصاف کرتے ہو۔ اور وہ اکثر چلتے ہین سو اٹکل پر اٹکل کام نہین کرتی صحیح بات مین کچھ اللہ کو
عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○
معلوم ہے جو کام کرتے ہین

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ تو کہہ اے محمد صلعم کہ بھلا ہو کوئی تمہارے شرکاء مین سے مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ جو ابتداء کرے
خلق کو یعنے محض عدم سے وجود مین لاوے۔ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ پھر اسی خلق کا اعادہ کرے۔ یعنی مشرکون کو راہ دکھلائی کہ بھلا وہ چیزین
جنکو تم الوہیت مین شریک کرتے ہو مانند بتون و ملائکہ و مسیح وغیرہ کے اور انکے لیے ایسے تعظیمی امور ثابت کرتے ہو جو خاص خالق جل جلالہ کے
سوائے کسی شخص کے لیے صحیح نہین ہوسکتے ہین بھلا تمہارے ان شرکاء مین سے کوئی ایسا ہو جسکو یہ قدرت حاصل ہو کہ خلق کو ایجاد کرے
پھر جب چاہے فناء کرے پھر جب چاہے اسکو دوہرا دے پس مخلوق پر اس خالق کی بندگی فرض ہوجاوے کیونکہ مخلوق اسی کو اپنا
معبود بناوے جسنے اسکو خلق کیا۔ پس جب اسطرح انکو تنبیہ فرمائی تو ضرور آنکھ اُٹھا کر دیکھتے ہی یہی جواب دیا جائیگا کہ نہین تو۔ انمین سے تو
کوئی بھی ایسا نہین بلکہ ہو نہین سکتا۔ تب انکو انکے خالق جل سبحانہ کی معرفت بتلائی بقولہ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ تو
کہدے کہ اللہ تعالے عز وجل ہی کی یہ شان عظمت و کبریائی ہو کہ خلق کو ایجاد فرماتا ہو پھر اسکا اعادہ فرماتا ہو۔ پس جب وہی خالق ہوا

تعالےٰ شانہ اور تمام جو کچھ اسکے سوائے ہی سب مخلوق ہو تو سب پر فرض ولازم ہو کہ اُسی کی درگاہ [illegible]
صفت جہان تک ممکن ہو بیان کرین اور اُسی کی بندگی کرین اور اُسی کے واسطے الوہیت خاص کرین [illegible]
مین کسی کی شرکت نہین کیونکہ سب ہی مخلوق ہین - لہذا تعجب سے فرمایا - فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ اے کیف تصرفون عن عبادتہ [illegible]
پھر بھلا تم کیونکر اس خالق عزوجل سے منھ موڑکر مخلوق کی طرف فرک کرتے جاتے ہو - تؤفکون افک سے بمعنی صرف [illegible]
منھ موڑے جاتے ہو - اور مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق پاک بس وہی معبود الٰہی اور یہ بالکل صاف ظاہر ہی تو بڑا تعجب ہو کہ پھر دوسرے کسی مخلوق
کو کسی امر مین جو عبادت سے مخصوص بخالق عزوجل ہی کیون مستحق ٹھہراتے ہو اور کیون اپنے خالق عزوجل کی درگاہ مین یہ بہتان باندھتے ہو
کہ اسکی یہ مخلوق بھی اسکی عبادت مین مستحق ہی - ابو السعود رحنے اپنی تفسیر مین لکھا کہ یہ کلام ایک پوری دلیل اس امر کی ہی کہ خالص
اللہ تعالےٰ ہی کے لیے توحید عبادت فرض ہی اور شرک بالکل باطل ہی اور طریقہ استدلال یہ ہی کہ اُلوہیت اسی کو ثابت ہی جو خالق
ومالک ہی اور اللہ تعالےٰ کے سوائے کوئی خالق ومالک نہین پس اللہ تعالےٰ کے سوائے کوئی الٰہ نہین کہ وہی پاک سبحانہ تعالیٰ تمجیدی [illegible]
ہی اور اسکے سوائے جو کوئی ہو سب مخلوق و بندے ہین پس کسی دوسرے مین اُلوہیت نہین ہو سکتی ہی اور یہ حجت نہایت کاملی اور بہت
کھلی ہوئی ہی اسیواسطے آخر مین سمجھدار بندون کو تعجب دلاتا ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ تقریر اس کلام کی تفسیر مین بہت صاف ہی اور یہ حجت
ارشادی ہی یعنے ہدایت ورہنمائی ایسے کلام سے فرمائی کہ دلیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید کو برحق سمجھین اور اپنے شرک طریقہ کو جھوٹ و باطل جان لین
اور بیضاوی رح وغیرہ بعضے مفسرین نے اسکو حجت الزامی قرار دیا جسکا حاصل یہ ہوگا کہ اُلوہیت اسی کو ہوتی ہی جو خلق کو ایجاد کرے اور اعادہ
کرے اور وہ فقط اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک ہی تو دوسرے کسی کو الوہیت نہین چنانچہ استفہام انکاری کے طور پر پوچھا کہ ہل من شرکائکم [illegible]
یعنی تمہارے شرکاء مین سے کوئی مبدی ومعید ہی یعنے کوئی نہین ہی - اس صورت مین یہ سوال ہوتا ہی کہ مشرکین مکہ وغیرہ بھی اس خطاب
مین شامل ہین بلکہ پہلے انکو خطاب ہی اور باقی تمام جہان کے مشرک قیامت تک شامل ہین اور یہ مشرکین اس بات کے معتقد نہ تھے کہ
اعادہ واقع ہوگا یعنی دنیاوی زندگی سے مرجانے کے بعد پھر قیامت کے لیے اُٹھائے جانے واعادہ کیے جانے کو مانتے نہ تھے تو
انپر یہ الزام کیونکر پورا ہوگا کیونکہ الزام اسی طرح ہوتا ہی کہ مخاطب کی مانی ہوئی باتون سے اسپر باطل ہونے کا اثبات پہونچایا جاوے
اور جواب اسکا بیضاوی رحنے یہ دیا کہ اعادہ سے بھی ابداء کے مثل انپر الزام قائم ہونا اسی وجہ سے ہی کہ اعادہ واقع ہونے
کے یا ٹھیک ہونے کے حجتین نہایت واضح وبہت قوی قائم ہین اگرچہ وے ہٹ دھرمی سے اقرار نہین کرتے تھے - اسیواسطے
رسول اللہ صلعم کو حکم دیا کہ انکی طرف سے جواب دے بقولہ قل اللہ یبدیٔ الخلق الخ کیونکہ کافر قوم تو اعتدال سے برگشتہ [illegible]
ہو جاتی ہی تو یہ غضب انکو کب چھوڑیگا کہ ایسا اقرار کرین - مترجم کہتا ہی کہ اس تفسیر کے موافق جواب مین [illegible]
ضرور ہونگے یعنی اللہ تعالےٰ ہی وہ ہی کہ ابداء واعادہ فرماتا ہی - کما لایخفی علی المتامل - اور پہلی صورت مین جبکہ حجت ارشادی [illegible]
کوئی تکلف نہین ہوتا کہ جواب مین مشرکین کی طرف سے نیابت ہو یا انحصار نکالا جاوے اور اگر کوئی وہم کرے کہ [illegible]
خطاب مشرکون کو ہی جو اعادہ کے لیے دوبارہ پیدا کیے جانے کے قائل نہ تھے تو جواب یہ ہی کہ ہان قائل [illegible]
ہی کیونکہ انکو ہوشیار کیا کہ بھلا کوئی ان چیزون مین سے جنکو تم پوجتے ہو ایسی صفت والا ہی کہ پیدا کرکے [illegible]
نہین ملا اور ہرگز نہین مل سکتا تو آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ عزوجل پاک معبود خالق مبدی ومعید ہی پھر تم کہان [illegible]

Marfat.com

[بُ]گمان کہ جو مشرکون کو دامنگیر تھا کہ یہ چیزین جنسے شرک کرتے تھے انکے لیے سفارشی ہین اور انکی امیدین برلانے والے
[اور] گناہون کا کفارہ وغیرہ ہین تو اسکو بھی دفع فرمایا۔ لقولہ۔ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ تو کہہ یعنی انکو ارشاد کر اور راہ دکھلا
[ہو]شیار کر کہ ہے کوئی تمھارے شرکا مین سے مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ جو ہدایت کر دے حق کی۔ ٹھیک راہ بتا دے
[اس] طرح کہ جھوٹون کو پیدا کر دے جیسے اللہ تعالے نے دلائل اپنے توحید کے تمام مخلوقات پر ظاہر کر دیئے اور مثلاً دوبارہ مردون کے اعادہ
[کی] دلیل بتلائی کہ جسنے ابتدائً پیدا کیا وہ اعادہ پر بخوبی قادر ہے اور بے شمار درخت پیدا کیے کہ انکے بیج گر کر زمین مین مستہلک ہو جاتے
[ہ]ین پھر جب رحمت سے پانی بارش کے موسم کا برسایا تو اُگتے ہین پس تمام مخلوقات اسکی وحدانیت پر دلیل ہے تعالے اللہ علواً کبیراً
[او]ر جیسے رسولون کو ہدایت کے لیے حجت کیا اور کمال یہ کہ توفیق عطا فرمائی اور عجیب قدرت دکھلائی کہ مدعی عقل کو جب ہدایت نہ دی
[ت]و وہ بدتر جہال اور زمانہ کے گمراہون کا سردار ہو گیا مگر ہر بندہ ضعیف عاجز کو اپنی ہدایت سے سرفراز کر کے ایمان پر خاتمہ بخیر فرمایا۔
[قُ]لِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ تو کہہ دے یعنی ہدایت کر دے کہ اللہ تعالے پاک قادر ہے ہدایت فرماتا ہے حق کی۔ یعنی جب شرک کرنے والو[ن]
[ن]ے دیکھ لیا کہ انکے شرکا مین سے کسی کو یہ قدرت نہین کہ جسکو چاہے ہدایت کرے حتی کہ جن جن سے مشرکون نے اشراک کیا انھین سے
مسیح و ملائکہ اشراف ہین حالانکہ مسیح سے شرک کرنے والے خود قائل ہین کہ یہود نے انکو سولی دیدی اگرچہ انکا زعم غلط ہے لیکن عدم قدرت
تو ظاہر ہو گئی کہ یہود کو ہدایت نہ دے سکے۔ پس الوہیت سوائے اللہ تعالے کے کسی مین ممکن نہین ہے پس فرض ہے کہ عبادت خالص
اللہ تعالے وحدہ لاشریک کے لیے کریں اور تمام عالم کو اسکی مخلوق و بندہ جان لین لہذا فرمایا۔ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ
سو بھلا جو کوئی ہدایت کرے حق کی۔ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ وہی لائق اسکے ہے کہ اسکی پیروی کیجاوے أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ
يُهْدَىٰ یا وہ کہ جو راہ نہین پاتا مگر اسطرح کہ راہ پر لگا دیا جاوے۔ یعنی حق تعالے عز وجل نے تم کو سمجھ عطا فرمائی ہے پس تم سمجھ دیکھو
کہ دو شخص ہین ایک ایسا ہے کہ اسکو قدرت کاملہ حاصل ہے وہ مخلوق کو ٹھیک راہ کی ہدایت کر دیتا ہے اور دوسرا ایسا عاجز و زبون ہے کہ دوسرے
کو راہ کیا بتلا دے خود ہی کسی طرح راہ نہین پاتا ہان کوئی دوسرا اسکو راہ پر لگا دے یا وہی کھینچ لیجاوے تو چلا جاوے پس بتلاؤ کہ
جسکو ذرا بھی سمجھ ہے وہ ان دونون مین سے کسکی پیروی کریگا پس تم بھی معذور نہین ہو کہ یہی کہو کہ ضرور اُسی کی پیروی کرنی فرض ہے جو قدرت
کاملہ ہدایت کی رکھتا ہے اور تم جان چکے کہ اللہ تعالے وہی خلاق علیم ہادی ہے۔ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ پھر تم کو کیا ہوا تم کیونکر حکم
لگاتے ہو۔ یعنی ایسی صاف صاف بات جسکے سمجھنے مین کوئی معذور نہین ہو سکتا تم بالکل بے عقل بن گئے اور اسکے برخلاف تم نے بتون
وغیرہ کی پیروی اختیار کی۔ اور سمجھ دیکھو تو ملائکہ و عیسی علیہم السلام کا یہ حال ہے کہ خود کچھ قدرت نہین رکھتے ہین ہان جب اللہ تعالے
جل جلالہ نے انکو راہ بتلا دی تو اسپر چلے گئے اور بتون کو تو یہ بھی استطاعت نہین کہ راہ پر لگا دینے سے چل سکین بلکہ دوسرا انکو لنگڑے [لولے]
پتھرون کی طرح کہین اُٹھائے لیے جاوے۔ اس آیت سے بہت سے فوائد نکلتے ہین از انجملہ یہ ہے کہ جو راہ اللہ تعالے نے بتلا دی ہے بواسطہ
اپنے رسول مکرم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی تو سیدھی راہ ہے اور اس سے کسی بات مین کمی کرنا یا بڑھانا سب بھٹکنا اور گمراہی کی
پیروی ہے اسی واسطے حدیث صحیح مین ثابت ہے کہ جو کوئی دین مین کوئی کام ایسا نکالے جو قرآن یا حدیث سے ثابت نہین اور یہ سمجھے کہ یہ راہ
ثواب ہے تو پھر دود ہے اور صحیح ثابت ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ خالق جملہ افعال اللہ تعالے ہے کیونکہ شرکاء کو جنمین سے مسیح و
ملائکہ بھی ہین خود اپنی راہ ٹھیک حاصل کرنے والا بھی نہین قرار دیا اور خود فرمایا۔ واللہ خلقکم و ما تعملون الآیۃ۔ پس ظاہر ہو گیا کہ

خالق افعال بندہ نہین بلکہ کاسب ہی - از انجملہ یہ ہی کہ کسی بات کے حکم لگانے مین بندہ گنہگار ہی کہ ...
کے فرمانے یا اجازت یا اباحت سے معلوم ہوئے - وقد قال تعالے ان الحکم الا للہ - پس جو کوئی معرفت وغیرہ کسی ...
وہ حکم مردود ہی - از انجملہ یہ ہی کہ جس کسی مخلوق کی طرف مشرک لوگ التجا لیجاوین اُنکی جہالت ہی کیونکہ اُنکے شرکا ...
بے رضاء الٰہی اُنسے کوئی جنبش نہین ہوسکتی پس خالق عز وجل عادل رحیم کریم سمیع وبصیر کی رضا جوئی فرض ہی - واضح ہو کہ ...
جیسے حرف الی سے متعدی ہوتا ہی بسبب تضمن معنی انتہاء کے کما یقال ہداہ الی الحق ویسے ہی لام سے متعدی ہوتا ...
اس بات پر دلالت کرے کہ ہدایت کی وہی انتہاء ہی اور وہی کمال مقصود ہی لہذا جناب باریتعالے مین دونون طرح اسناد ...
اور واضح ہو کہ قولہ امن لا یہدی مین کئی قراتین ہین اول بفتح یاء وکسر ہاء ودال مشدد اور یہی یعقوب وحفص کی قرات ...
اور ابن کثیر رح ونافع رحمہما اللہ وابن عامر نے بفتح ہاء پڑھا اور اصل مین یہتدی تھا پس تاء فوقانیہ کو ہاء مین ادغام کر ...
بقرات اول بسبب التقاء ساکنین کسرہ دیا اور بقرات ثانیہ تاء کی حرکت سے فتحہ دیا اور ابو عمرو نے خالی ادغام کے ساتھ پڑھا اور ...
ساکنین کی کچھ پرواہ نہین کی کیونکہ جو مدغم ہی مانند متحرک ہی - اور قالون نے نافع سے بھی یہی روایت کی ہی اور ابو بکر نے یاء و ہاء ...
سب کو باتباع کسرہ دیا و معنی قولہ - امن لا یہدی الا ان یہدی اے ام الذی لا یہتدی الا ان یہدی یعنی کیا وہ شخص ...
پیروی کرنے کے لایق ہی جو اپنے آپ راہ نہین پاتا مگر جب ہی کہ اُسکو راہ بتلائی جائے یا وہ دوسرے کو راہ نہین بتلاسکتا ...
مگر جبھی کہ اسکو اللہ تعالے ہدایت فرما دے - قال البیضاوی رح مشرکون نے جنکو شرکاء بنایا ہی انمین سے جو سب سے اشرف ...
جیسے ملائکہ اور مسیح یہ اُنکا حال ہی کہ کسی کو ہدایت کرنے کی قدرت نہین رکھتے ہین اور زجاج رح نے کہا کہ قولہ فما لکم - یعنی کلام ...
بتون کے پوجنے مین تمھین کیا فائدہ ملتا ہی پھر اُنسے کہا گیا کہ - کیف تحکمون - یعنی جو صریح باطل ہی اُسمین تم کیسے حکم لگاتے ہو کہ ...
تمھارے شرکاء کو نہ کسی کام کی قدرت اور نہ کچھ ہدایت مگر جب ہی کہ اللہ تعالے ہدایت فرما دے تو وہی پاک سبحانہ تعالے ہادی ...
کارساز ہوا پھر شرک بیفائدہ اور توحید فرض ہی اور واضح ہو کہ بہت بڑا فائدہ اس کلام پاک سے یہ حاصل ہوا کہ آدمی کے واسطے گمراہی ...
کی جڑ یہ ہوئی کہ اُسنے اپنی عقل وہوا سے اللہ تعالے کی ہدایت کے موافق کام نہ لیا بلکہ اپنی عقل کو بالذات ہدایت مین مستقل سمجھا جیسے ...
دہریہ وفلاسفہ یونان گمراہ ہوئے اور یا اُسنے معرفت الٰہی مین اپنی طرف سے کچھ حکم لگائے اور وہ احکام جناب باری تعالے کی شان ...
محال ہین تو لامحالہ اُنکا مرجع کسی ایسی چیز کی طرف ہوا جسمین یہ باتین جو اُنھون نے نکالی ہین پائی جاوین اور اللہ تعالے عز وجل ...
کی طرف ہرگز نہ ہوا اگرچہ وے لوگ زبان سے اللہ تعالے کا اقرار کرین اسی واسطے اللہ تعالے نے متنبہ فرمایا بقولہ تعالے وَمَا یَتَّبِعُ
اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اور نہین پیروی کرتے انمین کے بہتیرے مگر اپنے گمان کی یعنی تمام مشرکین دو قسم کے ہین بعضے تو بالکل اللہ ...
کا اقرار نہین کرتے جیسے دہریے وغیرہ اور بہتیرے اس قسم کے ہین کہ زبان سے اللہ تعالے کا اقرار کرتے ہین لیکن پس اقرار مین ...
اپنے گمان کی پیروی کی ہی چنانچہ جو کچھ انھون نے اپنے گمان مین ٹھہرا لیا اُسی کے پیچھے چلے جاتے ہین جیسے مشرکین عرب نے بتون کو اللہ کا ...
شریک سمجھ لیا یا نصرانیون نے عیسی علیہ السلام کو بیٹا یا اپنے گناہون کا کفارہ گمان کرکے اپنے گمان کی پیروی اختیار کی اور جب ...
جانے کہ یہ گمان کہانسے نکالا گیا تو صاف کھلجاتا ہی کہ کچھ اوہام اور خیالات پر اسکا مدار ہی چنانچہ وہمی ہیں ایک ...
پر یا غائب کو حاضر پر قیاس کرکے اللہ تعالے کی درگاہ مین ایسے گمان باندھے جیسے مثلاً مشرکین عرب نے اللہ تعالے کی ...

Marfat.com

...ان قیاس کیا کہ رعیت کی حاجتین وزیر و دیگر اہل کار بادشاہ کے حضور مین پہونچا کر حکم حاصل کر لیتے ہین لہذا وزیرون کی خوشامد کرنی ... ہی بس انھون نے بتون کی پرستش اپنے اوپر لازم کر لی حالانکہ اللہ تعالے کو خالق اقرار کرتے تھے اس سے ظاہر ہوگیا کہ ایسے مشرکون نے اللہ تعالے کو نہین پہچانا بلکہ ایسے خدا کو اپنے ذہن مین گڑھ لیا کہ جو محتاج و بے خبر ہی اور اللہ تعالے شانہ جب ہر طرح کے نقص اور عیب سے پاک ہی تو کوئی مشرک اُسکا اقرار کرنے والا نہوا بلکہ اپنے گمان کا پیرو ہوا اسیواسطے فرمایا کہ بہتیرے اُنمین سے اللہ تعالی کا اقرار کرنے مین حق بات دیکھے اوصاف کی پیروی نہین کرتے بلکہ اپنے گمان کی پیروی کرتے ہین - قال تعالے - اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا البتہ گمان کچھ بھی کفایت نہین کرتا حق سے یعنی جو بات حق ہی اُسکے حاصل ہو جانے مین گمان کچھ کار آمد نہین بلکہ جو کچھ اللہ تعالے اپنی معرفت بھیجے اُسی کی پیروی عین ایمان ہی اور وہ اسطرح ہوتی ہی کہ رسول پر وحی بھیجکر آگاہ فرماتا ہی اسیواسطے رسول خالص وحی کی پابندی فرماتا ہی - کما فی قولہ تعالے ان اتبع الا ما یوحی الی الآیۃ - اور چونکہ یہ معرفت بغیر وحی کے حاصل نہین ہوسکتی اسیواسطے بغیر رسول بھیجنے کے کسی پر عذاب نہین فرمایا - کما فی قولہ - ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا الآیۃ -

بعض علماء نے قولہ وما یتبع اکثرہم الخ کی تفسیر مین یون کہا کہ اکثر سے مراد کل مشرکین ہین یعنی نہین پیروی کرتے سب مشرکین اپنے باطل اعتقاد مین مگر گمان کی اور بعض نے کہا کہ اکثر سے وے مشرکین مراد ہین جو خالی اپنے باپ دادا کی تقلید پر راضی نہ ہوے بلکہ کچھ فکر و نظر دوڑائی یا وے لوگ مراد ہین جو معرفت الٰہی مین اپنے باپ دادون کی تقلید پر جہالت سے راضی ہوے اور بعضے جان بوجھ کر دنیا کی خواہش سے سرکشی و عناد کرنے لگے - وقال الرازی رحمہ اللہ قول اول بہتر ہی اسلیے کہ لفظ اکثر اپنے معنی پر رہتا ہی اور حق سے مراد یقین اور سچا اعتقاد ہی لہذا بیضاوی رح نے کہا کہ یہ صریح دلیل ہی کہ اعتقادات مین گمان کچھ کافی نہین ہی بلکہ امر یقینی ہونا چاہیے اور خالی تقلید اور گمان پر کفایت کرنا جائز نہین ہی اور یہ بھی دلیل پائی گئی کہ اعتقادات مین یقین حاصل کرنا فرض ہی لہذا آدمی جبھی مومن ہوگا کہ جو باتین اعتقادی ہین اُنکو معلوم کرکے اُن پر ٹھیک یقین لاوے خالی سننے پر یا تقلید پر اکتفا نہ کرے - مترجم کہتا ہی کہ بڑا افسوس ہی کہ اس زمانہ مین بہت کثرت سے مسلمان اپنے خیال و گمان کے پابندی پر ایسی باتون کے معتقد ہین جو جناب باری تعالے مین جائز نہین اور بہتیرے معرفت صفات الٰہی سے بے خبر ہین پر اپنے نام مسلمان کہلانے پر راضی ہین حالانکہ اللہ تعالے نے صاف مشرکون پر رد فرمایا کہ اللہ تعالے کا اقرار کرتے ہین لیکن اُسکی شان مین گمان کے پابند ہین حق بات کا علم و یقین نہین رکھتے حالانکہ گمان سے کچھ بھی حق حاصل نہین ہوتا ہی پھر تہدید فرمائی بقولہ - اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ بیشک اللہ خوب جانتا ہی جو وے کرتے ہین یعنے گمان کی پیروی کرنا اور وحی الٰہی سے منھ موڑنا یہ سب اللہ تعالے کو خوب معلوم ہی اور حاصل یہ کہ روز جزا کو بدلا ملتی ہی ایسی نافرمانی و بد اعتقادی کا بدلا پاوینگے اگر کوئی کہے کہ مسائل فقہیہ کے دلائل ظنی ہوتے ہین اور ظن کی اتباع کافی نہین پھر کیونکر عمل کرنا جائز ہی تو جواب یہ ہی کہ بندہ پر اپنے خالق کی بندگی فرض ہی بس خالق کو یقینی قطعی وحی الٰہی سے پہچان لینا فرض ہوا اور اس جاننے مین گمان محض بیفائدہ ہی کیونکہ گمان سے اپنے خالق کو نہین پہچان سکتا ہی لہذا معرفت و اعتقاد کے مسائل جنمین یقین ہونا ضرور ہی وہان گمان نہین کافی ہی - اب رہے عبادت کے اعمال تو اُنمین بعض قطعی ہین جیسے پانچ وقت کی نمازین اور اُنکی رکعتون کی تعداد وغیرہ جو آگاہ کرانے سے معلوم ہوئے ہین اور باقی کچھ اعمال جیسے آمین زور سے کہنا یا آہستہ کہنا اور جیسے ہاتھ اُٹھانا یا نہ اٹھانا انمین ظنی دلیل پر اکتفا کرنا قطعی دلیل سے معلوم ہوگیا ہی تو ثابت یہ ہوا کہ ہمارے دین کا مدار سب قطعی طور سے ہی اور مفرح...

Marfat.com

وغیرہ بعض علماء نے آیت مین تخصیص کی اسطرح کہ جہان یقین چاہیے وہان گمان نہین کافی [illegible]
فرعیہ اس سے مستثنی ہوگئے ولیکن مترجم نے اسکو پسند نہین کیا اسلیے کہ مکلف کی کوئی ضرورت [illegible]
اور پر جواب لکھا ہی اسمین غور کرنے سے حق صاف کھل جاتا ہی۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ف۔ وفی العرائس [illegible]
ہل من شرکائکم من یبدء الخلق ثم یعیدہ۔ یہان دلیل قطعی سے ثابت کردیا کہ جو کچھ مخلوقات ہی سب محتاج ہی کوئی [illegible]
رکھتی کہ حضرت قدیم عزوجل سے مزاحم ہوا اور کیونکر کفار بیوقوف محض عاجز چیزون کو پاک معبود جل شانہ سے شریک کرتے [illegible]
مخلوق کو موجود یا معدوم کرنے کی قدرت کہان سے آئی وے خود جلال قدم کے سامنے درحقیقت معدوم ہین انہین سے [illegible]
بھی خود قائم نہین بلکہ بذات قدیم الحی القیوم انکا قیام ہی۔ اس کلام سے ان مشرکون کو رد کیا جو اللہ تعالے کے سوائے دوسری چیز
توجہ کرتے ہین پھر مشرک جاہل کو اپنی پاک ذات سے آگاہ فرمایا کہ جو باتین وجو چیزین ظاہر ہوتی ہین انکا پیدا کرنے والا اللہ تعا[لے]
ہی پاک پروردگار رہی پس عدم کو تمام صفات کشف فرماکر شہود کے وجود سے ابداء کیا پھر انوار عظمت وہیبت کو تسلط فرماکر تمام مخ[لوق]
کو عزت جلال کے تحت مین مضمحل فرادیگا پھر جمال بقاء کشف فرماکر انکو اعادہ کریگا پس اسکی بقاء سرمدی سے انکو دوام بقاء ہوگی
چنانچہ اہل العدل کو دوام راحت ومقام جنت مین بقا ہوگی اور اہل الجدل والعدول کو دوام عذاب ومحنت مین بقاء ہوگی۔ بالجم[لہ]
تمام تصریف اسی کی ارادت ومشیت قدیمہ کے موافق جاری ہی۔ اشارہ یہان یہ ہی کہ انوار قیومیت عارفون کے دلون مین پیدا
کرکے اسکے لطائف سے حقائق معرفت ظاہر فرماتا ہی پھر سطوات جلال سے ایسا فنا کردیتا ہی کہ سوائے معروف کے کچھ نہین باقی رہتا
پس تجلی جمال سے بقاء اعادہ فرماتا ہی۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ اظہار قدرت سے ابداء فرماتا ہی تو معدوم موجود ہوجاتا ہی پھر اظہار
ہیبت سے اعادہ فرمایگا تو موجود معدوم ہوکر موجود ہوجائیگا۔ قولہ تعالے قل ہل من شرکائکم من یہدی الی الحق الآیۃ۔ پہلی آیت
اس آیت کی تصدیق ہی کیونکہ ہادی وہی ہوگا جسنے سب کو پیدا کیا اور وہ ازلی مقدس قدیم ہی پس جیسے قدرت قدیمہ اسکا وصف ہی
ویسے ہی ہدایت ابدیہ اسکی شان ہی پس اپنے وجود پاک کے انوار اپنے اولیاء پر کشف فرماتا ہی تو حقائق عبودیت سے آگاہ اور با آداب
شریعت سے متاوب ہوجاتے ہین اور اشارہ ہی کہ اللہ تعالے وہی حق ہی اور ازل مین اہل اصطفاء کو محقق فرمایا کہ نظر انکی اغیار سے
اٹھ گئی اور انکو حقیقت دیدی کہ محبت وشوق کے ساتھ کتاب اللہ تعالے وسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع واقتداء
کرتے ہین۔ قولہ تعالے افمن یہدی الی الحق احق ان یتبع الآیۃ۔ حسین رح نے کہا کہ حق از حق واز جہت حق ہی اور [illegible] الحق مع الحق
ہی اور نہین سوائے اسکے الا دیدار حق۔ پھر حق تعالے نے آگاہ فرمایا کہ اہل الشرک کو ادراک حق سے کچھ حاصل نہین بلکہ وے وہم ظنون
وتاریکی ظنون مین گرفتار ہین کما قال تعالے وما یتبع اکثرہم الا ظنا۔ اس آیت کریمہ کا ظاہر تو ایسی قوم کے واسطے ہی جو رحمت حق سے
مطرود ہین اور اہل الحق نے اسمین کچھ اشارات پائے ہین ازانجملہ یہ کہ عقول کو آیات سے حجاب ہی اور قلوب کو ذات سے اور ارواح
راحتون سے اور نفوس کو شہوات سے حجاب ہی اور اسرار باطنہ کا حجاب خطرات ہین اور سب مین سے کسی نے سوائے رسوم الحدثان
درگاہ کبریائی سے کوئی علم نہین پایا اور انمین سے کسی پر سوائے سایہ ملکوت اور تصرف جبروت کے کوئی سایہ نہین پڑا [illegible]
کہ حادث کو کنہ قدم کا ادراک ہوسکے اور ذات واحد تعالے شانہ بذات خود بدرجہ کمال ہی کسی عقل یا سیر [illegible]
کہ اسکی حقیقت وجود پر مطلع ہو ہرگز نہین ہرگز نہین۔ ہان تمام لوگ جو صراط مستقیم سے کج چلتے ہین وے [illegible]

Marfat.com

ت وظنون کے پابند ہین اور رہے وہ لوگ جو طریق وحی و رسالت سے معرفت الٰہی سبحانہ کے یقین رکھنے والے ہین وے کسی عقل و وہم و خیال کے پابند نہین بلکہ نور حق سے انکو بینائی حاصل ہوا اور وے معرفت و توحید کی راہ مین اپنے خیالات وظنون وعقول و اسرار سے بیزار ہوکر ایمان الٰہی لقہ کے مومن ہین کما فی قولہ تعالےٰ علی بصیرة انا ومن اتبعنی الآیة بلکہ بحر ازل و ابد مین نور حق کے ساتھ مستغرق ہین بھی ایک قطرہ وصول بحقائق سے انکو تری و نمی نہین ملی بلکہ دریا کے دریا پیتے چلے جاتے ہین اور ہنوز ویسے ہی پیاسے ہین ؎ قوم کہ بر آب قادر نیند ✤ کہ بر ساحل نیل مستسقی اند ✤ اور تمام زمانۂ غیر متناہی تک انکا یہی حال رہیگا۔ بھلا اہل حدوث کو قدم الرحمن تک رسائی ہو اور حال تو یہ ہو کہ وہ حق سبحانہ تعالےٰ ہر اتصال و انفصال سے پاک منزہ ہو۔ شیخ جنید رح نے اس آیت مین کہا ارباب توحید حتی کہ شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہ پر یہ حال گزرا کہ حقائق توحید مین دنیا سے خالی تو ہم پر نکلے ہین اور ایسا ہی شیخ واسطی رح کا مقولہ ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ شیخ جنید رح و شیخ واسطی رح کی مراد یہ ہو کہ حقیقت توحید اس کمال پر پاک منزہ ہو کہ بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ تعالےٰ جو واصل سمجھے جاتے ہین وے اپنے آپ کو عارف کی جگہ محض جاہل جانتے تھے کیونکہ معارف حق سبحانہ تعالےٰ غیر متناہی ہین پس جب کسی بندہ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے قبول فرماکر اسپر دروازۂ معارف کھول دیا تو لحظہ بلحظہ ہزارہا معارف پر آگاہ ہوتا ہو کما قیل ؎ سیر عارف دردمی تا تخت شاہ ✤ لیکن جسقدر عروج ہوتا ہو اسیقدر کمال ذات باری تعالےٰ عز وجل کو بیحد و بے پایان دیکھکر اپنے آپ کو محض نادان و گنہگار و حقیر و بیمقدار جانتا جاتا ہو چنانچہ ظاہری علوم کو دیکھو کہ ہر جاہل اپنے خیالات مین مغرور رہو اور ہر عالم اپنے علم سے اپنے خالق تعالےٰ شانہ کے سامنے ہر دم عاجز و ہیچ و مجبور رہو اور لحظہ بلحظہ خوفناک و متواضع و انکساری بڑھانے والا اور عظمت الٰہی پر ایمان بڑھانے والا رہتا ہو حالانکہ عالم مذکور ہنوز طفل مکتب ہو اسکو حقائق کے اسرار کی خوشبو بھی نہین پہونچی ہو پس جب حقائق معارف سے آگاہ ہو تو اپنے آپ کو محض نادان و نابود جانے بلکہ سوائے حق تعالےٰ کے لقاء نہ رکھے اور یہ سب بھی اپنا ہی خیال ہوگا لہذا حقیقت عرفان حق منحصر بحق عز وجل ہو اور یہی ہر دو شیخ رحمہما اللہ تعالےٰ نے اشارہ کیا ہو اور مترجم نے اسقدر عبارت لکھکر آخر یہ اقرار کیا کہ یہان عبارت کو گنجایش نہین ہو جسکو اللہ تعالےٰ توفیق دے وہ سمجھ لے وہو الہادی والموفق والیہ المرجع والمآب۔ شیخ نے لکھا کہ بڑے اکابر اولیاء الٰہی اسی گریہ و زاری مین دنیا سے گئے کہ وے اپنے گمان کے پابند ہین لوگ جانتے ہین کہ وے واصل ہوگئے حالانکہ وے مقام انفصال مین ایسے حال سے ہین کہ نہ وہان وصل ہو نہ فصل ہو وہ ذات پاک تعالےٰ شانہ درحقیقت وہ ذات ہو کہ وہان وصل کو گنجایش نہین جیسے وہان فصل محال ہو بالجملہ جو کچھ کسی مخلوق کی عقل و وہم و خیال مین آوے وہان سب محال ہو ؎ اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم ✤ وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم ✤ دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر ✤ ماہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم ✤ شیخ ابو حفص رح سے توکل کی حقیقت پوچھی تو جواب دیا کہ بھلا ہم بندے کہان کسی چیز کی حقیقت مین گفتگو کرسکتے ہین دیکھو اللہ تعالےٰ فرماتا ہو وما یتبع اکثرہم الا ظنا۔ اور شیخ عثمان رح سے پوچھا گیا کہ ظن کیا چیز ہو تو فرمایا کہ نفس اپنی مراد حاصل کرنے مین کچھ خیالات باندھتا ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ راہ حق سوا اسکے نہین کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے و اسکے رسول محمد صلعم نے فرمایا اسپر یقین کرے ورنہ جو کچھ خیال مین لاویگا سب وہم و خیال ہوگا کیونکہ معرفت ذات و صفات حق جل جلالہ کو کوئی مخلوق اپنے قدر انداز سے بالکل بھی نہین جان سکتا بھلا یہ نہین دیکھتے کہ کمہار نے جو برتن بنائے ہین برتن کمہار کی معرفت و حقیقت سے واقف نہین ہوسکتا حالانکہ برتن و کمہار دونون درحقیقت مٹی کے پتلے ہین

Marfat.com

اور ایک ہی ذات ہین اور یہان تو خالق و مخلوق مین کچھ نسبت ہی نہین ہی لہذا جو کچھ خالق ذوالجلال [illegible]
آگاہ فرمایا اسی پر یقین و ایمان لاوین واللہ تعالے ہو الموفق اللہم ربی توفنی علی الایمان والاسلام [illegible]
کیونکر حاصل ہو تو روح نورانی کلام ربانی پہچانتی ہی کیونکہ قرآن مجید نور ہی اور انکی ارواح ازلی منور تو جب روح منور [illegible]
اسکے سینہ کو کمال فرحت حاصل ہوئی اسی واسطے اہل ایمان کو آیات الرحمن سے مزید ایمان و ایقان حاصل ہوتا ہی اور [illegible]
نے معجزات باہرات سے نبوت حضرت محمد صلعم کو آفتاب کی طرح ظاہر و روشن کر دیا و بڑا معجزہ خود قرآن مجید ہی لہذا متنبہ فرمایا [illegible]

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ

اور وہ نہین یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوائے اور لیکن سچا کرتا ہی اگلے کلام کو

وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا

اور بیان ہی کتاب کا جس مین کچھ شبہہ نہین جہان کے صاحب سے کیا لوگ کہتے ہین یہ بنالایا تو کہہ تم لے آؤ

بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا

ایک سورت ایسی اور پکارو جسکو پکار سکو اللہ کے سوائے اگر تم سچے ہو کوئی نہین پر جھٹلانے لگے

بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ

جسکے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی آئی نہین اسکی حقیقت یون ہی جھٹلاتے رہے اُنسے اگلے سو دیکھ لے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کیسا ہوا آخر گنہگارون کا

واضح ہو کہ اوپر اسی سورہ مین کفار مکہ کی درخواست درباره تبدیل قرآن وغیرہ بروجہ عناد و تمرد مذکور ہوئی اور یہ حرکت انکی کمال
اتباع نفس و طمع حیات دنیاوی تھی کہ اندھے ہو کر کمالات علوم قرآن سے غافل تھے اور رد مین انکار کر دیا تھا لقولہ قل ما یکون لی
ان ابدلہ من تلقاء نفسی الخ ۔ پھر درمیان مین اُنکا مرض ذکر کیا کہ حیات دنیاوی پر فریفتہ اور دار السلام سے منھ موڑنے والے ہین
اور اپنے خالق کو باوجود ظہور آیات کے نہین پہچانتے یہان تک کہ مصرح فرما دیا کہ وے جو کچھ غرہ کرتے ہین کہ ہم تو خدا تعالے کا اقرار [illegible]
ہوئے ہین اور خوب پہچانتے ہین یہ سب اُنکا غلط گمان ہی اس لیے کہ معرفت الٰہی مین سے انکو کچھ حاصل نہین سوائے اسکے کہ [illegible]
گمان کی پیروی کرتے ہین پس جو کچھ اوصاف انھون نے گمان کیے وہی انکا خدا ہوگا اور اللہ تعالے عز و جل پاک ہی انکے شرک و گمان
و اوہام سے اور اس کلام مین نہایت نفیس علوم ہر مرتبہ و درجہ کے بندون کے لیے بھی آگئے جیسا کہ ایک شمہ اسکا اعراض [illegible]
اشارہ مذکور ہوا فسبحان اللہ تعالے شانہ اسکا کلام معجز نظام کس درجہ اعجاز پر ہی کہ یہی کلام جیسا کافرون کو ہدایت ایمان [illegible]
اہل توحید و درجہ کمال پر پہونچنے والون کو درجات توحید و مراتب قرب و کمال کی ہدایت فرماتا ہی باوجودیکہ [illegible]
و مخالفت ظاہر ہی پس جن بندون کو اللہ تعالے نے ایمان و ہدایت سے بصیرت عطا فرمائی ہی وہ [illegible]
شاد ہو جاتے ہین اور عجیب اعجاز دیکھتے ہین کہ اسکا بیان عبارت سے بہت ہی کم ممکن ہی اور [illegible]
ایماناً و ہم یستبشرون کے معنی کھل جاتے ہین اور کلام مجید کا اعجاز مثل آئینہ کے ظاہر [illegible]

Marfat.com

[illegible] ارحم الراحمین - پس جب اسکو بیان کر دیا تو اب تحقیق جواب فرمائی - ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ اعجاز قرآن کا بیان ہی
کہ اسکی فصاحت اور بلاغت اور کم الفاظ مین بے انتہا معنی کے بیان اور اُسکی کمال حلاوت اس درجہ تک پہونچ گئی ہی کہ آدمی ہو
یا فرشتہ کوئی مخلوق ہو اُسکی ایک سورت سے مثل نہین لا سکتا بلکہ وہ کسی بشر کے کلام سے مشابہ نہین ہو سکتی اور بیضاوی رح نے
کہا کہ اوپر کی آیت مین گمان کی پیروی سے ممانعت کرنے کے بعد اب اُس چیز کا بیان ہی جسکی پیروی کرنا فرض ہی - مترجم
کہتا ہی کہ ان سب اقوال کا مآل ایک ہی چنانچہ خطیب رح نے کہا کہ قولہ قل مایکون لی ان اُبدلہ من تلقاء نفسی الخ پر عطف کرکے فرمایا
وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہین ہی یہ قرآن افترا سواے اللہ تعالےٰ کے دوسرے
کی طرف سے یعنی کفار مکہ نے جو گمان کیا تھا کہ محمد صلعم یہ قرآن مجید اپنی طرف سے بناتے ہین اسی واسطے اُنسے درخواست کی تھی کہ
دوسرا بناؤ یا بدل دو تو پہلے اُنکو جواب دیا تھا کہ مین بدل نہین سکتا پھر درمیان مین ایسا کلام فرمایا کہ جسکے معانی و بلاغات درجہ اعجاز
سے متجاوز ہین تاکہ اُسمین غور کرکے جان لین کہ ایسا کلام اس حکمت کے ساتھ کسی بشر کی مجال نہین ہی پھر یہان صاف فرمایا کہ
اللہ تعالےٰ کے سواے کسی دوسرے کی طرف سے یہ قرآن افترا نہین ہو سکتا بلکہ حقیقت مین وہ اللہ تعالےٰ عز و جل کی طرف سے
وحی خاص ہی کسی مخلوق نے اُسکو بنا کر اللہ تعالےٰ کی طرف نسبت نہین کیا تاکہ افترا ہووے کیونکہ ایسے اعجاز پر کسی مخلوق کو
قدرت نہین پھر تاکید فرمائی بقولہ - وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ اے ولکن کان ہو تصدیق الکتب التی
حاصلۃ بین یدیہ - یعنی ولیکن یہ قرآن تصدیق ہی اُن کتابون آسمانی کی جو اُسکے پہلے اُتری ہین جیسے توراۃ و انجیل وغیرہ
وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ اے یفصل ما کتب اللہ لعبادہ من الاحکام - اور تفصیل ہی اُن احکام کی جو اللہ تعالےٰ نے اپنے بندون پر لازم
کیے ہین - لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ کچھ شک نہین ہی اسمین رب العلمین کیطرف سے یعنی اسکا تصدیق ہونا یا وحی ہونا رب العالمین کیطرف سے
ہی اسمین کچھ شک نہین ہی کیونکہ محمد صلعم محض اُمّی تھے لکھتے پڑھتے نہ تھے اور با وجود اسکے جو احکام اگلی اُمتون پر تھے اور انمین سے
جسقدر آسان کر دیے گئے اور جو کچھ عین عدل و ایمان کے احکام مضبوط اُتارے گئے سب اسمین واضح بیان ہین اور جنکو اگلی کتابون
کے عالمون نے اپنی خواہش نفسانی سے یا باہمی اختلاف سے بدلا یا بگاڑا تھا اُنکا اسمین صاف فیصلہ کر دیا چنانچہ یہودی و نصرانی عالم
تک اسکا اقرار کرتے ولیکن عداوت سے ظاہر نہین کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالےٰ عالم الغیب نے اُنکا یہ کید اُنکے روبرو صاف صاف
کھول دیا اور ایسے ہی کفار مکہ جو محض جاہل اور اپنی بلاغت و فصاحت پر بہت اترایا کرتے تھے دل مین اُسکے اعجاز بیان کے قائل تھے
چنانچہ اُنکو الزام دیا بقولہ تعالےٰ - اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ کیا وے کہتے ہین محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو بنا لیا قُلْ فَاْتُوْا
بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ تو کہدے کہ اگر بات یون ہی ہی جیسے تم کہتے ہو تو لے آؤ کوئی سورۃ اسکے مثل یعنے تمام علوم الٰہی جو اسکے اندر بھرے ہین
وہ تم کو بسبب کفر کے نظر نہین آتے کہ تم کو اُسکا اعجاز کھل جاوے تو اسکی فصاحت و بلاغت بھی اعجاز ہی لہذا آدمی سے ناممکن ہی
اگر ممکن ہو جیسا کہ تم دعوی کرتے ہو تو تم بھی اسکے مثل کوئی سورہ لاؤ کیونکہ محمد صلعم تو بالکل اُمّی ہین اور تم مین سے بہتیرے پڑھے لکھے
[illegible] بلاغت کے مدعی ہین اور محمد صلعم اکیلے ہین اور تم بہت لوگ ہو اور اسپر بھی فرمایا - وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور پکارو اُسکو جو تمہارے امکان مین ہو سواے اللہ تعالےٰ کے یعنی تمام دنیا کے آدمی اور جن وغیرہ جتنے تمسکو
[illegible] مدد کے واسطے تاکہ قرآن کی ایک سورۃ کے مثل لاؤ - اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو یعنی اگر سچے دل سے

Marfat.com

کہتے ہو کہ محمد صلعم نے اسکو اپنی طرف سے بنالیا اور ہٹ دھرمی نہین کرتے ہو تو تم بھی ایسی ہی سورۃ [illegible]
بلاغت کے بڑے مدعی ہو بلکہ تم سب اور جہان کے جتنے لوگ تم کو ملین سب ملکر لاؤ۔ خطیب وغیرہ نے لکھا [illegible]
چھ مرتبہ تحدی کی گئی اول پورے قرآن کی۔ کما فی قولہ تعالے قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ
ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا۔ دوم دس سورتوں سے کما فی قولہ۔ فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات الایہ۔ سوم ایک ہی سورت بر [illegible] فاتوا
بسورۃ مثلہ۔ چہارم ایک بات پر کما قال تعالے فلیاتوا بحدیث مثلہ الآیۃ۔ اور پنجم ایسے شخص کی طرف سے جیسے آنحضرت صلعم کے مثل
کسی سے سیکھا پڑھا ہو۔ کما فی قولہ تعالے فاتوا بسورۃ من مثلہ الآیۃ اے من مثل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ ششم یہ کہ کسی طرف
کی طرف سے چاہے امی ہو یا نہو اور چاہے کتنے مددگار کرلیوے اسکے مثل لاوے جیسے اس مقام کی آیت مین فرمایا اور سورہ بقرہ مین
تحدی کے یہ بھی خبر دیدی کہ ہرگز اسکے مثل نہ لاوینگے حالانکہ فصاحت اور بلاغت اہل عرب کی جبلت ہے اور بڑے بڑے دعوے کے
قصائد خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکاتے تھے ولیکن باوجود اس قدر تحدی کے قرآن کی ایک سورۃ کی مثل لانے پر قادر نہوئے اور کہان
سے قدرت پاتے کہ اللہ تعالے خالق فصاحت وبلاغت بلکہ فصیح وبلیغ کے خالق کی طرف سے ایسا معجز کلام آیا جسکا مقابلہ ممکن نہین ہے
لہذا اسکی بلاغت پر عرب بکثرت ایمان لائے اسی واسطے وہی لوگ اسکو خوب جاننے والے اور خوب سمجھنے والے اور نہایت ہی مطیع
ومنقاد تھے اور یہ واقعہ ساحران موسی کے مانند ہوا چنانچہ جب ساحرون نے عصاے موسی کا معجزہ دیکھا اور وے فنون سحر کو خوب
جانتے تھے تو صاف یقین کرگئے کہ یہ جادو نہین اور نہ آدمی اسکی طاقت رکھتا ہے لہذا بکمال یقین کے ساتھ ایمان لائے اور فرعون کے
قتل کرنے اور سولی دینے کی کچھ پرواہ نکی اور ایسی ہی اللہ عز وجل نے ہر زمانہ مین اُس زمانہ کے دعوی کرنے والون کے موافق اُنکے عاجز
کرنے کو ویسے ہی معجزہ دیکر اپنے انبیا کو مبعوث فرمایا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین طب کا بہت زور تھا تو جالینوس وغیرہ کے
عاجز کرنے کے لئے عیسی علیہ السلام کو باذن الٰہی مردہ زندہ کرنے اور اندھے اور کوڑھی اچھے کرنے کا معجزہ دیا تمام طبیب حیران اور عاجز
رہے اور پہچاننے والے پہچان گئے کہ یہ بندہ خدا اسکا رسول ہے اور واضح ہو کہ جو معجزات انبیاء سابقین کو دیے گئے وہ خالی محسوسات
تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شق القمر وغیرہ کے مانند بہت سے محسوس معجزہ بھی عطا ہوے اور بہت سے معنوی معجزہ بھی عطا ہوے
اور سب سے بڑا یہ معجزہ قران کا تاقیامت باقی وپایدار ہے اور محسوس ومعنوی دونون کا جامع ہے اسی واسطے صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت ہے کہ فرمایا۔ مامن نبی من الانبیاء الا وقد اوتی من الآیات ما امن علی مثلہ البشر وانما کان الذی اوتیتہ وحیا اوحاہ اللہ الیّ
فارجو ان اکون اکثرہم تابعا۔ رواہ البخاری وغیرہ۔ یعنی انبیاء مین سے ہر ایک کو کوئی معجزہ ایسا دیا گیا کہ ویسے معجزہ پر آدمی ایمان لایا اور
مجھے جو عطا ہوا یہ تو وحی خالص ہے کہ اللہ تعالے نے مجھے وحی فرمائی پس مجھے اُمید ہے کہ ان سب سے میرے پیرو بہت ہون [illegible]
کہتا ہے کہ بفضل الٰہی ایسا ہی واقع ہونا معلوم ہوتا ہے اور مراد تابعین سے واقعی پیرو مراد ہین خالی نام کے تابع نہین لہذا نصرانی جو حضرت
عیسی علیہ السلام کے امتی ہونے کا دعوے کرتے ہین خالی نام کے ہین واقعی کوئی بھی نہین ہے سوائے اُن اصحاب عیسیٰ کے جو [illegible]
کے ساتھ ایمان لائے تھے اور وے بہت تھوڑے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابعین ماشاء اللہ سب [illegible]
موسی ع جو باقی انبیاء سے بہت ہونگے وے بھی تابعین آنحضرت صلعم سے تھوڑے ہونگے جیسا کہ دوسری حدیث [illegible]
بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ اے بل سارعوا الے التکذیب بالم تبلغ معانیہ افہامہم [illegible]

Marfat.com

[illegible] نہین لاتے تھے۔ یعنی قرآن کو سنتے ہی بدون اسکے کہ جو کچھ اسمین معانی ہین انکو جانین پہلے اسکو [illegible] مثل حشر و قیامت و دوزخ و جنت وغیرہ ایسی چیزین مراد ہین جنپر انکو اعتقاد نہ تھا یعنی معنی یہ کہ قرآن کے [illegible] لیکن انھون نے ایسی چیزون کو جھٹلایا جنکے علم سے بے خبر ہین۔ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ اور ہنوز انکے پاس [illegible] تاویل نہین آئی یعنی بدون غور کیے قرآن کو جھٹلایا اور جو وعدہ وعید اسمین مذکور ہین انکی تاویل یعنے انجام مین جو واقع ہوگا [illegible] واقع نہین ہوا۔ یا اپنے اعتقاد کے خلاف باتون کو جھٹلایا جنکی تاویل ابھی نہین آئی بلکہ اپنے وقت مقدر پر آویگی۔ حاصل آنکہ [illegible] کی خبرین اسمین ہین ہنوز واقع نہین ہوئین تاکہ تصدیق کر لیتے اس جہت سے جھٹلاتے ہین حالانکہ انکو اللہ تعالےٰ واسکے رسول [illegible] خبر غیب پر یقین لانا فرض تھا۔ بیضاوی رح نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ قرآن مجید اپنے نظم و معانی دونون راہ سے معجزہ ہی لفظ سے [illegible] ہی اور معنی وہ اخبار غیب ہین جو اسمین مذکور ہین تو براہ اعجاز نظم انکو اقرار تھا جبکہ اسکی مثل نہین لاسکتے تھے اور براہ معنی جبکہ [illegible] واقع نہین ہوا اور انکے اعتقاد کے خلاف تھا تو ناگاہ بدون غور و فکر کے اسکو جھٹلانے لگے۔ قال البیضاوی اور حرف لما [illegible] ایک توقع ہی باین معنی کہ جب بکرر انکو تحدی کی گئی اور وے سب طرح کوشش کرکے معارضہ سے تھک گئے تو اسکا اعجاز ظاہر [illegible] ہوگیا اسکی بعض خبرین آخر مطابق واقع ہوئی گئین اور بارہا تجربہ کرکے آخر اعجاز مان گئے۔ لیکن بقضے ازلی کا فراپنی سخت جہالت و [illegible] نفس نے براہ تمرد و عناد منکر رہے چنانچہ ابوجہل اس شرم و عار سے انکار کرتا تھا کہ ہم لوگ ایمان لاوین تو بنو ہاشم کے تابع [illegible] ہین حالانکہ ہم انکے برابر ہین اور یہ اقرار کرتا تھا کہ بے شک محمد سچے ہین ولیکن کہتا کہ ہم نے کوشش کرکے برابری کرلی ہی اب ہم [illegible] کے تابع نہین ہونگے۔ مترجم کہتا ہی کہ باوجود اقرار اعجاز کے بتون وغیرہ کا اعتقاد اور قیامت و حشر و جزاء کا انکار انمین ایسا جم رہا تھا [illegible] اپنی جہالت نہین سمجھتے بلکہ قرآن کو جادو کہتے تھے۔ قال تعالےٰ۔ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ایسے ہی جھٹلایا ان لوگون نے جو ان کافرون سے پہلے گذرے ہین یعنے اگلی امتون نے بھی اپنے رسولون کو علوم غیب و ایمان کی تاویل واقع ہونے سے جھٹلایا۔ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ سو تو دیکھ کہ کیا انجام ہوا ظالمون کا۔ یعنی کیسے عذاب سے ہلاک ہوے۔ اسمین اس امت کے کافرون کو بھی وعید ہی۔ فانظر کا خطاب آنحضرت صلعم کو دو وجہ سے ہی اول یہ کہ وحی الٰہی سے آپ کو اگلون کا انجام معلوم [illegible] دوم یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کی نظر سے پردہ اٹھادیا تھا تو اگلون کا عذاب دیکھ لیتے تھے اور بہت سی احادیث اسپر دلالت کرتی ہین [illegible] واللہ اعلم۔ ف — فی العرائس قولہ تعالےٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ الآیۃ۔ اسمین اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا کہ کافر وہ ہین جنکو [illegible] معرفت نہین ہی وہ علوم غیبیہ کے ادراک سے بالکل عاجز ہین اور اہل معرفت کی روحانی اور ملکوتی زبانین ان اسرار سے باتین کرتی ہین [illegible] اسرار صفات و ذات ہین اور کفار چونکہ اہل خطاب سے نہ تھے اسی واسطے حقائق خطاب جو اولیاء الٰہی کی زبان پر جاری ہین [illegible] کا فرون نے جھٹلایا اور اسمین اشارہ ہی کہ جن قومون کے دلون مین ایمان راسخ نہین وے بھی نور معرفت سے نابینا ہوکر [illegible] اولیا و فراسات اہل کشف سے منکر ہوتے ہین۔ کما قال تعالےٰ۔ واذ لم یہتدوا بہ فسیقولون ہذا افک قدیم الآیۃ بعض نے فرمایا [illegible] تصدیق امداد ایمان و انواع کرامات جو اولیاء اللہ کو عطا ہوے اوسنے یہ قوم محروم ہوکر منکر ہوگئی اور ابو تراب نخشبی نے کہا کہ اللہ [illegible] سے جو دل دور ہوتے ہین وہ ایسے بندون سے بغض رکھتے ہین جو حقوق الٰہی پر قائم ہین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی [illegible] لوگ جس بات کو نہین جانتے اسکے دشمن ہوجاتے ہین۔ پھر اللہ تعالےٰ نے خبر غیب وغیرہ سے آگاہ فرمایا۔ بقولہ۔

ع وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِا

اور کوئی انہیں یقین کریگا اُسکو اور کوئی یقین نکریگا اور تیرے رب کو خوب معلوم ہیں شرارت والے

فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْۗـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْ

تو کہہ مجھکو میرا کام کرنا اور تمکو تمہارا کام تم پر ذمہ نہیں میرے کام کا اور مجھپر ذمہ نہیں جو تم کرتے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ضمیر منہم جھٹلانے والون کی طرف راجع ہو جیساکہ بیضاوی نے کہا یا اہل مکہ کی طرف راجع
مفسر رح نے اختیار کیا اور ظاہر یہ ہوکہ نزول کلام اہل مکہ کے حق مین ہو تو اس اعتبار سے قول مفسر رح صحیح ہو اور شمول حکم کا مانند
کے قیامت تک سب جھٹلانے والون کو ہو پس قول بیضاوی بھی صحیح ہو اور یومن صیغہ مضارع محتمل حال و استقبال ہو اور
مصدر ایمان بھی بمعنی تصدیق قلبی بمعنی ایمان شرعی دونون ہوسکتا ہو اسیواسطے اسکی تفسیر مین دو قول ہین۔ اول یہ کہ مضارع
اور ایمان بمعنی تصدیق قلبی ہو تو یہ معنی ہوے کہ قرآن کے تمام جھٹلانے والون یا اہل مکہ مین سے بعض وہ شخص ہو کہ اپنے دل مین اُسکو
جانتا ہو ولیکن عناد سے اقرار نہین کرتا۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ۔ اور اُنمین سے بعض وہ ہو کہ اُسکی تصدیق نہین کرتا یعنی جو
کچھ بھی غور کیا وہ اُسکے سچ ہونے سے واقف ہو ولیکن عناد مین گرفتار رہا اور بعض بسبب اپنی غباوت اور کج فہمی کے بالکل منکر رہا
حقیقت مین یہ دونون مفسد ہین اسیواسطے تہدید فرمائی بقولہ تع وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ اور تیرا رب خوب جانتا ہو مفسدون کو
یعنی اُنکو اُنکے فعل بد کی سزا دیگا۔ اور دوسری تفسیر یہ ہو کہ مضارع بمعنی استقبال و ایمان بمعنی شرعی ہوا اور یہ علم الٰہی کی خبر غیب ہو اور اسی کو
مفسر وغیرہ نے اختیار کیا پس معنی قولہ ومنہم من یومن بہ یعنی بعض اہل مکہ مین سے وہ ہو کہ قرآن پر ایمان لا دیگا اور اپنے کفر سے توبہ کرکے
مومن و مصلح ہوجاویگا پس وہ علم الٰہی مین بندہ صالح ہو و معنی قولہ ومنہم من لا یومن بہ۔ اور بعض اہل مکہ سے وہ ہو کہ اُسپر کبھی ایمان نہ لاویگا
بلکہ اپنے کفر پر مصر رہکر مرجاویگا اور ایسے ہی لوگ علم الٰہی مین مفسد ہین جنکو خاتمہ آیت سے تہدید فرمائی ہو۔ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ اور اگر
تجھکو جھٹلاوین یعنی اُنپر حجت قائم ہونے کے بعد بھی تیرے جھٹلانے پر اڑے رہین تو فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ کہدے اُنسے کہ میرے
میرے اعمال ہین اور تمھارے لیے تمھارے اعمال ہین یعنی اُنسے بالکل برأت کرلے اور معنی یہ کہ میرے لیے میرے کامون کا بدلا ہو اور
تمکو تمھارے کامون کا بدلا دیا جاویگا نیک یا بد جو کچھ کرو اُسکی جزا و سزا پاؤگے۔ اَنْتُمْ بَرِيْۗـــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ تم اُس سے بری ہو
مین کرتا ہوں یعنی ان میرے اعمال مین تم گرفتار نہوگے۔ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ اور مین اُس سے بری ہون جو تم کرتے
یعنی مین تمھارے اعمال مین گرفتار نہونگا۔ بعض علما نے کہا کہ مقصود اس کلام سے زجر ہو اور بعض نے کہا کہ نرمی و ملایمت سے اُنکو
راستی کی طرف جھکایا اور بیضاوی رح نے کہا کہ اس کلام مین چونکہ یہ وہم ہوتا ہو کہ کافرون کو ہدایت کرنے سے اعراض کیا گیا
اُنکو اُنکی راہ پر چھوڑا گیا اسیواسطے بعض نے کہا کہ یہ حکم آیت السیف سے یعنی عام حکم جہاد سے منسوخ ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ تاویل
مقاتل رح و کلبی رح سے منقول ہو اور مدار اسکا یہ کہ ہر ایک اپنی راہ پر جو چاہے کرے بمانند قولہ لکم دینکم ولی دین۔ اور اسی کو مفسر
نے اختیار کیا اور کلام بیضاوی رح سے اس قول کا ضعف ظاہر ہو اور رازی رح نے کہا کہ یہ تاویل بعید ہو اسلیے کہ ناسخ وہ آیت ہو
ہو جس سے منسوخ کا حکم اُٹھ جاوے اور یہان مرتفع نہین ہوتا کیونکہ آیہ کے یہ معنی ہین کہ ہر ایک جیسا کام کریگا اُسکا ثواب یا عذاب
پاویگا اور یہ بات برابر جاری ہو آیت الجہاد نے اس حکم کو نہین اُٹھایا پس یہ قول ٹھیک نہین ہو بلکہ آیت محکم ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

اہل کفر و فساد کو خواہ مخواہ تصدیق پر آمادہ کرنے سے اعراض کرنے کی حکمت کا اشارہ فرمایا۔ بقولہ تعالے۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ○ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ

اور بعضے اُنمین کان رکھتے ہین تیری طرف بھلا سناویگا بہرون کو اگرچہ بوجھ نہ رکھتے ہون اور بعضے اُنمین نگاہ کرتے ہین

إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ○ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَٰكِنَّ

تیری طرف کیا تو راہ دکھاویگا اندھون کو اور اگرچہ سوجھ نہ رکھتے ہون اللہ ظلم نہین کرتا لوگون پر کچھ لیکن

النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○

لوگ اپنے پر آپ ظلم کرتے ہین

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ اور بعض اُنمین سے وہ ہین کہ تیری طرف کان لگاتے ہین یعنی جب تو قرآن پڑھتا ہی اور شرائع سکھلاتا ہی اور دین اور دنیا کی نافع احادیث فرماتا ہی تو تیری طرف کان لگاتے ہین ولیکن قبول نہین کرتے مانند ایسے بہرے کے جو بالکل کچھ نہین سنتا پس تو اُنکو کیونکر سنا سکتا ہی۔ أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ بھلا کیا تو سُنا سکتا ہی بہرے کو۔ کافرون کو بہرے سے اس بات مین تشبیہ دی کہ ان کو حق بات سننے سے کچھ نفع نہ ہوا گویا بہرے کی طرح اُنھون نے کچھ نہین سُنا اور اُنکو انتفاع نہوتا بنا بر مشیت الٰہی ہی لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ممکن نہین پس استفہام انکاری ہی یعنے تو بہرون کو کچھ نہین سنا سکتا۔ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ اور اسپر زیادتی یہ کہ وے بے عقل ہون یعنی ایک تو بہرے اور اسکے ساتھ ناسمجھ بھی تو یہ بہرون سے بھی بڑھکر ہوئے کیونکہ سمجھدار بہرا کبھی فراست سے علم حاصل کرلیتا ہی بخلاف ان کافرون کے کہ باوجود ایسے فصیح و بلیغ و اضح و منور دلائل توحید و معجزات نبوت کے رسالت سے منکر اور قرآن سے کافر بلکہ اپنے خالق سے جسنے اُنکو پیدا کیا مُنھ موڑ گئے۔ بیضاوی رح نے کہا کہ اس کلام مین تنبیہ ہی کہ سننے اور کان لگانے کا حقیقی فائدہ یہ ہی کہ اصل مقصود سمجھ مین آجاوے اسیواسطے کسی جانور کو مستمع نہین کہتے ہین پس استماع یون ہی ہوتا ہی کہ جتنے خطرات اور ہوس و شہوات ہین اُن سب سے عقل کو سلیم کر کے کلام مین غور کرے اسی واسطے چونکہ کافرون کی عقلین وہم و خواہش دنیاوی و باپ دادون کی تقلید وغیرہ کے امراض سے بیمار ہو رہی تھین اُنکو حکمتہاے الٰہی اور معانی دقیقہ سمجھانا متعذر ہوگیا پس خالی الفاظ کی روانی سے اُنکو کچھ اور فائدہ نہ ہوا سواے اتنی بات کے کہ جیسے چرواہے کی ہانک سے بھیڑ و بکری وغیرہ جانورون کو کچھ تنبیہ ہوتی ہی ولیکن کچھ سمجھتے نہین ہین۔ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ اور بعض انمین سے وہ ہی جو تیری طرف دیکھتا ہی یعنے تیرے اخلاق و شمائل اور اپنے خالق عز و جل کی طاعت وغیرہ تیرے نبی ہونے کی دلیلون کو آنکھون دیکھتے ہین ولیکن تصدیق نہین کرتے کیونکہ اُنکو بصیرت نہین ہی خالی نظر ہی جیسے کسی جانور کو کوئی کتاب دکھلائی جاوے تو اُسکا دیکھنا بیفائدہ ہی گویا وہ اندھا ہی لہذا فرمایا۔ أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ بھلا کیا تو راہ دکھلا سکتا ہی اندھون کو یعنی ایسے لوگون کو جنکا دیکھنا ایسا بیفائدہ ہی گویا وہ دیکھنے سے اندھا ہی۔ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ اور اسپر بڑھکر یہ کہ وہ بصیرت نہ رکھتے ہون یعنی آنکھون کی بینائی نہونے پر یہ اور زیادتی ہو کہ دل کی بینائی بھی نہین رکھتے کیونکہ دیکھنے کا اصلی مقصود یہ ہی کہ عبرت حاصل ہو اور کافرون کو کچھ حاصل نہ ہوا اسی واسطے اُنکو اندھون سے اس بات مین تشبیہ دی کہ وے سیدھی راہ نہین پاتے بلکہ اندھون سے بھی بدتر ہین کیونکہ عقلمند اندھا دلی بینائی سے ایسی بات سمجھتا ہی جو احمق آنکھون والے کو حاصل نہین ہوتی بلکہ دلی بینائی وہی اصل ہی ولہذا قال تعالےٰ

فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور الآیۃ- بیضاوی رح نے [illegible]
ہوا اسکے لیے یہ آیت گویا سبب ہے یعنی اُنسے برائت اور اعراض کہو کیونکہ وہ تمہارے [illegible]
نصیحت اور روشن اور واضح حجت سے اُنکو سمجھاؤ وے نہین سمجھینگے واضح ہو کہ رازی وخطیب وغیرہ علماء نے [illegible]
کہ سمع بہتر ہے یا البصر پس بعض علماء نے کہا کہ سمع بہتر ہے کیونکہ آیت مین مقدم ہے اور بعض نے کہا بصر کیونکہ [illegible]
کرنے والے کے لیے ثواب جنت کا وعدہ حدیث صحیح مین آیا ہے واللہ اعلم پھر اللہ تعالے نے اپنی حکمت بالغہ سے [illegible]
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا اللہ تعالے نے ظلم نہین فرماتا ہے لوگون پر کچھ- ابن کثیر رح کی تفسیر مین ہے کہ رسول [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم کو ایمان والے وقار کی آنکھ سے دیکھتے تھے اور کافر لوگ آپ کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے- کما قال تعالے [illegible]
رأوک ان یتخذونک الا ہزوا الآیۃ- پس آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالے کسی پر کچھ ظلم نہین فرماتا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کو ہدایت فرمائی اور اُنکی آنکھون کو بینائی بخشی اور دلون کو کھول دیا اور اکثرون کو آپ پر ایمان لانے سے محروم چھوڑا [illegible]
ہوگئے پس اللہ تعالے کی تمام مخلوقات ہے اسمین جسطرح چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے وہ علیم حکیم سب کا خالق ہے جو کچھ کرتا ہے اس سے [illegible]
سوال نہین کر سکتا اور مخلوقات جو کچھ کرین سب سے پوچھ گچھ ہوگی- بیضاوی رح نے کہا کہ اے لا یظلم شیئا بسبب حواسہم وعقولہم [illegible]
یعنی اللہ تعالے کسی پر کچھ ظلم نہین کرتا کہ کسی آدمی کے حواس آنکھ کان وغیرہ کو یا کسی کی عقل وفہم کو سلب کر دے بلکہ وہ کسی کی [illegible]
حواس کو کچھ سلب نہین کرتا وَلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ- ولیکن لوگ اپنی جانون پر خود ظلم کرتے ہین اسطرح کہ [illegible]
حواس وعقول کو بگاڑتے واپنی منفعتین خود زائل کر کے محروم رہجاتے ہین- حدیث ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مین آنحضرت صلعم
سے ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما الخ- یعنی اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے میرے
بندو مین نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور تمھارے درمیان بھی ظلم کو حرام ٹھہرا دیا پس تم آپس مین ظلم مت کرو یعنی نہ اپنے نفس کے
ساتھ اور نہ کسی غیر کے ساتھ کچھ ظلم کا برتاو کرو- اور اس حدیث کے آخر مین ہے کہ اے میرے بندو یہ سب تمھارے اعمال ہین
کہ تمہارے واسطے انکو احصار فرماتا ہون پھر وہی تم کو بھرپور دیدونگا پس جو کوئی بھلائی پاوے وہ اللہ تعالے کی حمد کیا کرے اور
جو کوئی اسکے سوا سے پاوے وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے- رواہ مسلم- بیضاوی رح نے کہا کہ اس آیت مین دلیل ہے کہ بندہ کے
لیے اعمال کی کمائی ہے اور وہ بالکل پتھر کی طرح بے اختیار نہین ہے جیسا کہ فرقہ جبریہ نے خیال کیا ہے مترجم کہتا ہے کہ فرقہ معتزلہ [illegible]
تو اس امر کے قائل ہین کہ بندہ خود مختار ہے جو چاہے وہ کرلے پس خود اپنے اعمال آپ پیدا کرتا ہے اور یہ اعتقاد کثرت سے گمراہ [illegible]
ہے اور مخالف قولہ تعالے واللہ خلقکم وما تعملون- اور خود یہ بات سخت گناہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بھی کچھ خالق خیال کرے اور [illegible]
فرقہ کے مقابلہ مین جبریہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ ہمپر کچھ عذاب وغیرہ نہین کیونکہ ہم بالکل بے اختیار مجبور ہین اور دونون [illegible]
دگمراہی ہین کیونکہ صاف معلوم ہے کہ آدمی اور پتھر مین فرق ہے پھر صحیح قول اہل السنۃ کا یہ ہے کہ نہ ہم کو بالکل اختیار ہے اور نہ ہم [illegible]
مجبور ہین بلکہ آدمی کماتا ہے اور خالق عز وجل وہ کام پیدا فرماتا ہے اور جب اللہ تعالے ہدایت فرماتا ہے [illegible]
ہوتی ہے واللہ تعالے یہدی ونسالہ الہدایۃ وان یرزقنا الاستقامۃ علی ما یرضی بہ ربنا الرحمن الرحیم [illegible]
ومنہم من یستمعون الیک الآیۃ- بیان ہے کہ خاص قوت سننے و دیکھنے سے والے لوگ محروم ہین [illegible]

[illegible] بلکہ عوارض [illegible] مین لتھڑے پڑے ہین - یہ آیت تصدیق اول ہی چنانچہ جب انھون نے عقل کے
[illegible] خطاب غیب کو نہ سنا تو حقائق وحی والہام سے منکر ہوئے اور جب دل کی آنکھون سے مشاہدہ حق نہ پایا تو جو کچھ انبیاء
[illegible] نے فرمایا اس سے کافر ہوئے - جب ازل مین انکو حکمت بالغہ الٰہی کے موافق عقل قدسی ونظر جبروتی وسماع ملکوتی نہین
[illegible] قبول حقائق کی استعداد اور فہم دقائق کی صلاحیت انمین موجود نہین اسیواسطے منکر ہوگئے - یہان سے ظاہر ہوا کہ حقایق علوم غیب
[illegible] کچھ انسان کے اختیار مین نہین ہی بلکہ موہبت الٰہی ہی جس سے روز ازل ہی مین خالص بندون کو سرفراز فرماتا ہی اسمین
[illegible] کے اکتساب کو دخل نہین ہی اور اگر حاصل کرنے سے حاصل ہوسکتی تو آنحضرت صلعم انکو سنانے اور ہدایت کرنے پر قادر ہوتے
[illegible] الذی ہدانا للاسلام حمداً کثیراً طیبا مبارکا فیہ - شیخ حسین رح نے کہا کہ جسنے تیری طرف اپنی قوت سے کان لگائے تو اسکو نہین سنا سکتا
ہو بلکہ اسی کو سنا سکتا ہی جسکو ہم نے ازل مین سنا دیا ہی اور جسکو نہین سنایا وہی بہرا ہی اور وہ اگرچہ سنتا ہی لیکن سمجھتا نہین تو
اصلی مقصود کی راہ سے وہ بہرا ہی وقد قال اللہ تعالے الا من یومن بایاتنا الآیۃ یعنی سنتا نہین مگر وہی جو ہمارے آیات پر ایمان لایا
یعنی ازل مین ہم نے اسپر سعادت کا حکم جاری کردیا - بعض مشائخ نے کہا کہ جو کوئی اللہ تعالے کے بلانے کو نہین سنتا وہ اللہ تعالی کیطرف
ہدایت کرنے والے کی پکار کیا سنیگا - واسطی رح نے کہا کہ یہ نہین ہی کہ جو تیری طرف دیکھے وہ تجھے دیکھ لے بلکہ وہی دیکھ سکتا ہی جو
ہماری توفیق سے دیکھے اور تجھے وہی دیکھ سکتا ہی جو تیرے دیدار مین اوقات عمر مستغرق کیے ہوے ہی قال تعـ - ترٰہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون یعنی تو
دیکھے کہ وہ تیری طرف نظر کرتے ہین مگر وے تجھے دیکھتے نہین ہین - آنحضرت صلعم نے فرمایا طوبی لمن رانی الحدیث یعنی مبارکباد ونہایت بشارت اسکو جسنے
مجھے دیکھ لیا اور نہایت بشارت اسکو جسنے میرے دیکھنے والے کو دیکھ لیا - مترجم کہتا ہی کہ یہ فضیلت کمل تو صحابہ رض کو حاصل ہوئی پھر تابعین رحمہم
اللہ تعم کو حاصل ہوئی کہ انھون نے صحابہ رضوان اللہ تعا علیہم اجمعین کو دیکھا اور واضح ہو کہ امام ابو حنیفہ رح کو بھی یہ فضیلت حاصل ہوئی کیونکہ انھون نے
بعضے صحابہ کو دیکھ لیا پس یہ فضیلت ابو حنیفہ رح کیواسطے کافی وافی ہی اور اسکے بعد ضرورت نہین کہ اصطلاحی تابعی یعنے راوی ہونا بھی ثابت کیا جاوے
جیسا کہ اس زمانہ مین اسکا اختلاف یہانتک پھیلا کہ مسلمانون نے آپس مین نفاق پیدا کرلیا اور امر حرام کے مرتکب ہوگئے اللہم وفقنا للصواب -
قال الشیخ رحمہ اللہ تعم نے بیان فرمایا کہ جہان مین جو کچھ جاری ہی خواہ طاعت ہو یا معصیت خواہ کفر ہو یا اسلام ہو وہ قضاء وتقدیر ازلی ہی جو بموافق
مشیت الٰہی کے جاری ہوچکی اور قلم قدرت نے ہر ایک کیواسطے مقدر کردیا اور یہ ارادہ ومشیت اسکی ذات پاک کے ساتھ قائم ہی اور وہ ازل مین سب
[illegible] جیسا وہ جانتا تھا ویسا ہی واقع ہوا اور جو اسنے چاہا اسکے خلاف نہین ہوسکتا پس اسکے موافق ہی واقع ہوا وہ علم والا وہ حکمت والا ہی اور
وہی خالق ہی جو چاہے کرے پس اسنے کسی پر ظلم نہین کیا جبکہ اسنے ایک قوم کو اپنی مخلوق مین سے نبوت [illegible] ولایت کے لیے برگزیدہ فرمایا اور
[illegible] قوم کو گمراہی وضلالت کے واسطے الگ کردیا تو وہی مالک وخالق ہی جو چاہے وہ کرے اسمین ظلم کو کیا دخل ہی لہذا فرمایا ان اللہ لا
یظلم الناس شیئا - پس کافر پر کچھ ظلم نہین جبکہ اسپر اسکے فعل کے موافق عذاب کیا کیونکہ ازل ہی مین انکو اپنے قہر کے لیے مخلوق فرمایا اور
ایسے ہی اہل ایمان پر کچھ ظلم نہین جبکہ لطائف مشاہدہ سے انکی تربیت فرمائی کیونکہ ازل ہی مین انکو لطف کے واسطے پیدا کرنا مقدر کیا - پھر
[illegible] کہ انکا اہی بخشی کہ ہر دو گروہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہین - بقولہ تعالے ولکن الناس انفسہم یظلمون - پس ظلم فرقہ گمراہ کا تو ظاہر ہی کیونکہ
[illegible] ظلم نہین کیونکہ جسنے اسکو پیدا کیا اسی کی شان مین ناپاکی بیان کرنے کی جگہ بہتان باندھے اور اقرار وعاجزی کی جگہ انکار کیا
[illegible] بندے تو انکا اپنی جانون پر ظلم کرنا لطیف اشارہ ہی کہ کمال تضرع ونہایت اپنے معبود برحق جل شانہ کی طرف توجہ مین ایسے

غرق ہوسے کہ حق تعالے کے ادراک کے امیدوار ہین اور اپنی جانین فدا کرتے
ہین کہ حادث کو کہان طاقت کہ قدیم کا متحمل ہوسکے اسی واسطے انسان کو ظلوم جہول جتا جب دیا ...
دکھلاتا ہے اور اگر فرض کرو کہ نہایت ذرہ برابر نور قدم سے مطلع ہون تو سطوات عظمت کے اول ہی ...
پاک قیاس وگمان و وہم ومثال سب سے برتر ہی کوئی چیز بھی اسکے مشابہ نہین ہی اور نور وظلمت سب اسکی مخلوق ...
کوئی وہم وخیال اس لائق نہین ہوسکتا کہ کوئی ذرہ برابر فہم وادراک حاصل ہو سوائے اسکے کہ جسطرح بذریعہ وحی ونبوت کے راہ ...
اسی راہ پر چلے چلو تو البتہ قبولیت کی امید ہی اللہم لک الحمد علی ما ہدیتنا فتوفنا علی الایمان والحمد للہ رب العالمین۔ ...
دنیا پر مغرور ہوکر آخرت بھول گئے انکو اس زندگی کے یا ہیچ ہونے اور آخرت کے برحق ہونے کو صریح سمجھا دیا بقولہ تعالیٰ

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ
اور جسدن انکو جمع کریگا گویا نہ رہے تھے مگر کوئی گھڑی دن آپس مین پہچانینگے بیشک خراب ہوئے

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝
جنھون نے جھوٹھلایا اللہ کا ملنا اور نہ آئے راہ پر

فی السراج۔ جب کافرون کا دنیا پر غرہ ہونا اور حق سے اعراض کرنا بیان کردیا تو پیچھے اس فعل کے وعید بیان فرمائی۔ بقولہ تعالے
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ حفص رح کی قراءة مین بیا تحتیہ ہی یعنے واذکر یوم یحشرہم اللہ تعالے۔ اور باقیون کی قراءة مین بنون یعنے اور یاد کرا
انکو یاد دلاوے کہ جسدن ہم انکو محشور کرینگے **كَاَنْ** کانہم۔ **لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ** گویا وے نہین ٹکے تھے
مگر دن کی ایک ساعت۔ یعنی دنیا مین یا قبرون مین اپنے ٹھہرنے کی مدت بہت قلیل جانینگے اور یہ ہولناک امور کے دیکھنے کے سبب
طاری ہوگا۔ یا اسوجہ سے کہ اُنھون نے دنیا مین اپنی عمرین برباد کین تو اُسکو کالعدم ٹھہرایا یا محشر مین مدت دراز تک پڑے رہنے کی وجہ
قلیل جانا یا اسلیے کہ دنیا مین اُنکا ٹھہرنا بمقابلہ آخرت کے نہایت قلیل گویا معدوم ہی۔ یہ جملہ تشبیہیہ بموقع حال مین واقع ہی اے نحشرہم
مشبہین بمن لم یلبث الا ساعة یا یوم کی صفت ہی اے کان لم یلبثوا قبلہ۔ اور حشر کے معنی ایک جماعت کو نکالنا اور اپنی جگہ سے جنبش دینا
یہان مراد قبرون سے زندہ کرکے نکالنا اور ساعت سے مراد بطریق مثل کے نہایت قلیل زمانہ اسی واسطے دوسری آیة مین ہو لبثنا یوما او بعض
یوم۔ اور ساعت کو نہار مین سے اسواسطے خاص کیا کہ رات کی ساعتون سے دن کی ساعتون کو آدمی زیادہ پہچانتا ہی یا ابو السعود نے کہا
اس تشبیہ سے مقصود یہ بیان ہی کہ قبرون سے زندہ کرکے اٹھانا اگرچہ زمانہ دراز کے بعد ہو اللہ تعالے کے نزدیک نہایت ...
آخرت کے مقابلہ مین اسکا ایک ساعت ہونا بھی بڑی چیز سے تمثیل ہی اور اسمین اظہار ہی کہ کفار جو خاک ہوکر پھر زندہ ...
جانتے اور انکار کرتے تھے وہ باطل ہی والحاصل۔ وہ دن یاد کرین کہ قبرون سے اٹھائے جاوینگے اس حال سے کہ اُنکی ...
کے ساتھ ٹھیک ہوگی جو گویا ایک ساعت نہین ٹھہرا تھا۔ **يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ** درحالیکہ آپس مین ایک دوسرے کو پہچانینگے گویا ...
تھوڑی دیر جدائی رہی تھی اور یہ ابتدائے حشر کا حال ہی پھر سختی اور دہشت بڑھنے سے یہ تعارف جاتا رہیگا ...
ثابت ہی۔ قالہ البیضاوی وتبعہ المفسر رح۔ اور بعض نے کہا کہ یہ تعارف کچھ مہربانی کا نہین ہی بلکہ ملامت کا ہی کہ ...
کہینگے کہ تجھی نے مجھے گمراہ اور برباد کیا۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ باپ بیٹے اور قرابتی ایک دوسرے کو پہچانینگے ...

Marfat.com

[illegible] ہی [illegible] ہو کہ ساعت کی صفت ہو یعنی دنیا میں جو بقدر ساعت کی آپس میں پہچانتے ہیں
[illegible] جیسا کہ اہل ایمان یہاں جانتے ہیں کما قیل الدنیا ساعۃ - اور اول دونون قول پر خواہ تعارف بطریق
[illegible] صحیح کہا ہو یا بطریق شفقت ہو دونون پر یہ سوال ہوتا ہو کہ بعض نصوص سے تعارف کی نفی ثابت ہو اور
[illegible] گیا کہ حشر کے اوقات مختلف ہونگے چنانچہ ابتدا میں تعارف ہوگا پھر منقطع ہو جائیگا یا تعارف شفقت فقط ابتدا میں
[illegible] لاوحت پھر بھی انکی تفضیح کے لیے رہیگا - لیکن واضح ہو کہ حدیث صحیح میں ننگے بدن بے ختنہ مانند ابتدائی پیدائش
[illegible] مقصود ہونا مروی ہو اور جب حضرت عائشہ رضہ نے ننگے بدن ہونے پر شرم کو دریافت کیا تو جواب پایا کہ وہ امر ایسا سخت ہوگا
[illegible] کو اسکی طرف التفات بھی نہین ہو سکیگا اور خود اللہ تعالے نے فرمایا شاخصۃ الابصار ہم یعنے واقعہ ہولناک کی طرف آنکھین
[illegible] ہونگی - پس یہ صریح ہو کہ ابتدا میں بھی تعارف شفقت نہین ہوگا کما لا یخفی اور حق یہ کہ کیفیات حشر جسقدر منصوص ہین سب
[illegible] امور پر یقینی ہین اور کیفیت اسکی عقل سلیم کے نزدیک اسوقت معقول نہین ہو سکتی لہٰذا ایمان لانے مین اشکال نہین ہو -
[illegible] کفار اسوقت قیامت وحشر کو بعید جانتے اور زندگی دنیاوی کو طویل دیکھتے ہین پھر جسدن محشور ہونگے اُسدن آنکھون دیکھا
یقین جان لینگے کہ قدرت الٰہی مین حشر محض آسان تھا اور حیات دنیا ایک ساعت یعنی نہایت ہی کم تھی - قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ یہ جملہ ضمیر یتعارفون سے حال ہو سکتا ہو بتقدیر قول اے قائلین قد خسر الخ یعنی باہم پہچانینگے درحالیکہ آخرت
کے معائنہ سے یقین کر کے یہ کہتے ہونگے کہ بے شک انھین بندون نے خسارہ اُٹھایا جنھون نے دنیا مین لقاء الٰہی کو جھٹلایا اور اولیٰ یہ کہ
یہ جملہ مستانفہ ہو پس اللہ تعالیٰ کیطرف سے شہادت ہو کہ بے شک آخرت کے جھٹلانے والے خسارہ مین رہے کیونکہ تجارت مین
انھون نے دنیاے فانیہ کو بدل لیا آخرت باقیہ سے اور نیز مومنون کو تعجب دلایا کہ دنیا کی ظاہری بھڑک پر فریفتہ ہو کر عذاب دائمی
لینے ولے کیا برباد ہوئے - وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ اور نہ تھے وے مہتدین - یعنی راہ پر نہ تھے کیونکہ جو چیزین عقل وشعور وحواس
وغیرہ کی انکو اپنے خالق کی معرفت اور وہان کے سامان کے لیے دی گئی تھین انھون نے انکو ایسی بُری طرح صرف کیا کہ بجاے معرفت
ونیکیون کے انھون نے الٹی ایسی جہالتین کمائین کہ بے راہ جاکر جہنم ودائمی عذاب مین پڑے - پھر حق تعالے نے اپنے رسول صلعم کو
انکے عذاب کی خواہ دنیا مین یا دین مین خبر دی - بقولہ تعالے -

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ○
اور جو اگر ہم دکھاوینگے تجھکو کوئی ان وعدون مین سے جو دیتے ہین انکو یا پوری کر دینگے تیری عمر سو ہماریطرف ہو انکو [illegible] پھر اللہ شاہد ہو اُن کامون پر جو کرتے ہین

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○
اور ہر فرقے کا ایک رسول ہو پھر جب پہونچا اُنپر رسول اُنکا فیصلہ ہوا اُنمین انصاف سے اور اُنپر ظلم نہین ہوتا

[illegible] اِمَّا نُرِيَنَّكَ اور یا تو ہم تجھے آنکھون دکھلا دینگے - بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ تھوڑا اُسکا جو ہم انکو وعید دیتے ہین
یعنی عذاب کی وعید مین سے کچھ عذاب ہم تجھکو دنیا ہی مین دکھلا دینگے چنانچہ بدر کے روز انکو کچھ عذاب کیا اگرچہ جو کفار اُسدن قتل ہوے
[illegible] عذاب آخرت مین مل گئے - اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ یا ہم تجھے وفات دینگے یعنی قبل انکا عذاب تجھے دنیا مین دکھلانے کے
فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ تو ہماری ہی طرف انکا لوٹنے کا ٹھکانا ہو پس آخرت مین تجھے دکھلا دینگے - یہ دوسرے اما کا جواب ہو اور پہلے کا جواب

ایسے مقام پر حذف ہوا کرتا ہی اسے اما نرینک فذاک - اور حرف اما سے بیان [illegible]
کافرون کو جو وعدۂ عذاب ہی وہ ضرور واقع ہوگا از انجملہ جو کچھ تھوڑا عذاب انکا تو دنیا ہی مین [illegible]
بھی مثل اور انبیاء کے مقدر ہی تو ضرور تو آخرت مین انکا عذاب دیکھیگا کیونکہ جنپر دنیا ہی سے عذاب [illegible]
سب کا مرجع آخرت کی طرف ہی اور وہی تحقیقی جزاء کا مقام ہی اسیواسطے دوسرے اما کا جواب ذکر کیا [illegible]
ہی - ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُونَ پھر اللہ تعالے شہید ہی ان اعمال پر جو وے کرتے ہین [illegible]
کیونکہ اللہ تعالے دونون جہان مین ہر ایکسے کے اعمال پر شاہد و عالم ہی اور مراد یہ کہ جب منکرین کا مرجع دار الآخرۃ کی طرف [illegible]
ان اعمال انکار و کفر و استہزاء وغیرہ پر سزا پاوینگے کیونکہ اللہ تعالے انکے افعال کو خوب جانتا ہی - زمخشری نے کہا کہ شہادت [illegible]
اس سے مراد نتیجہ ہی یعنے عقاب گو یا کہا گیا کہ پھر اللہ تعالے انکے اعمال پر انکو عذاب فرماویگا اور شہادت بلفظ سے [illegible]
اسوقت کفر پر تھے پھر راہ پر آگئے اس سے مستثنی ہوجاوینگے کیونکہ انکے اعمال جنپر اللہ تعالے مطلع ہی صالح ہوگئے اور اگر تنصیص
ہوتی تو وعید تہدید تو ہوتی لیکن یہ وہم ہوتا کہ اسوقت جسقدر منکر ہین عذاب ہی کیے جاوینگے - فافہم - یا یہ مراد کہ اگر تونے وفات [illegible]
قبل دیکھنے کے تو اللہ تعالے انکے اعمال پر شاہد ہی - کما فی قولہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم یہی ابن کثیر رح نے اختیار کیا اور
کہ طبرانی رح نے حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس پتھر پاس میری امت اگلی و پچھلی پیش
کی گئی تو ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو مخلوق ہو چکے وہ آپ پر پیش ہوے سو جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین فرمایا کہ وہ میرے
واسطے سب مصور کیے گئے مٹی مین حتی کہ مین انمین سے ہر آدمی کو ایسا زیادہ پہچانتا ہون کہ تم مین سے کوئی اپنے دوست ساتھی کو نہین
پہچانتا - رواہ من وجہین - اسمین اشارات لطیفہ ہین فافہم - وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ اور ہر امت کے لیے رسول ہی یعنی اگلی امتون
مین سے ہر امت کے واسطے ایک رسول بھیجا گیا کہ انکو حق کی دعوت کرے - فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ پھر جب انکا رسول آگیا
معجزات و آیات لایا مگر انھون نے رسول اللہ کو جھٹلایا قُضِيَ بَيْنَهُمْ تو انکے درمیان فیصلہ کر دیا گیا یعنے رسول کے اور جھٹلانے [illegible]
کے درمیان حکم کیا گیا - بِالْقِسْطِ عدل کے ساتھ پس رسول کو نجات ہوئی اور جھٹلانے والے ہلاک ہوے - وَهُمْ
لَا يُظْلَمُونَ اور وے ظلم نہین کیے جاتے یعنے بغیر جرم کے انپر عذاب نہین اور نہ بغیر حجت کے مواخذہ ہی اور مراد اس سے کمال
عدل کا اظہار ہی اسیواسطے فرمایا وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا - یعنی جب تک ہم رسول نہ بھیجین اور وحی سے معرفت [illegible]
کسی پر عذاب نہین کرتے - یہ جو مذکور ہوا اس قول پر ہی کہ یہ فیصلہ اسی دار دنیا مین ہی اور اس تقدیر پر احتمال ہی کہ کافرون کی ہلاکت
سے انکا کفر پر رہنا اور بے ایمان مرنا مراد ہو کیونکہ در واقع اس سے بڑھکر کوئی ہلاکت نہین ہی - اور دوسرا قول یہ ہی کہ اس فیصلہ
مقام دار آخرت ہی پس آیت بمانند قولہ وجیٔ بالنبیین والشہداء وقضی بینہم الآیۃ - اور قولہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید الآیۃ
اور معنی یہ کہ ہر امت کسی ایک رسول کی طرف نسبت کی گئی ہی پھر جب موقف حساب مین وہ رسول آیا تا کہ انپر [illegible]
فیصلہ ہوگا - اور جب امت کافرہ اپنے رسول کے پیغام الٰہی پہونچانے سے انکار کریگی تو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام [illegible]
درمیان سب سے پہلے حکم و فیصلہ ہوچکا ہوگا ان انبیاء کی تبلیغ پر بشہادت قرآنی گواہی ادا کریگی اور [illegible]
مگر یہ عدل کامل ہی کہ کافرون پر حجت قائم ہوگئی پس رسول کے مراتب عالیہ ہین اور کافرون کو عذاب [illegible]

Marfat.com

...ورہم سے صراحۃً یعنی اُنکے درمیان فیصلہ ہو یعنے جب رسول کی شہادت یا امت محمدی کی شہادت قائم ہوجائیگی تو امتیون
کے درمیان جو اختلاف دنیا میں تھا حکم اللہ عزوجل سے فیصلہ ہوجائیگا پس مومنوں کو نجات و مرتبہ عالیہ ملیگا اور کافرون کو خواری و دائمی
عذاب ملیگا۔ یہی قرم دوم تفسیر کا حضرت مجاہد رح سے مروی ہی اور ابن کثیر رح نے اسکے معنی مین لکھا کہ ہر امت اپنے رسول و اعمال نامہ
سمیت حضور حق عزوجل پیش ہوگی اور ملائکہ حفظہ وغیرہ بھی شاہد ہونگے حتی کہ بھلے و برے اعمال کے واسطے زمین و مقام حتی کہ جوارح
وغیرہ بھی شاہد ہونگے اور یہ امت مرحومہ یعنی امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ سب امتوں سے آخر دنیا مین پیدا ہوئی
لیکن یہی امت وسط ہی بقولہ تعالیٰ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا الآیۃ۔ پس یہ امت عدل ہی سب سے آخر کی گئی کہ سب پر شاہد ہی اور آخرت مین سب سے
اول اسکا فیصلہ ہوگا کما قال علیہ السلام نحن الآخرون السابقون یوم القیامۃ الحدیث پس اس امت کو سبقت کاملہ بسبب اپنے رسول
اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی۔ پھر کافرون کی جہالت و ترع قیامت و استعجال عذاب مین وقلت معرفت
بیان فرمائی۔ بقولہ تعالےٰ

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا

اور کہتے ہین کب ہی یہ وعدہ اگر تم سچے ہو توکہہ مین مالک نہین اپنے واسطے برے کا

وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ

نہ بھلے کا مگر جو چاہے اللہ ہر فرقے کا ایک وعدہ ہی جب پہونچا انکا وعدہ پھر نہ ڈھیل کرین

سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا

ایک گھڑی نہ جلدی توکہہ بھلا دیکھو تو اگر آپہونچے تمپر عذاب اُسکا راتی رات یا دن کو کیا

يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ۝ أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ

کر لینگے اُس سے پہلے گنہگار کیا پھر جب پڑ چکے گا تب یقین کروگے اُسکو اب قائل ہوے اور

كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ۝ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ

تم تھے اسکی جلدی کرتے پھر کہینگے گنہگارون کو چکھو عذاب ہمیشہ کا

هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ۝

وہی بدلا پاتے ہو جو کچھ کماتے تھے

وَيَقُولُونَ اور کہتے ہین یعنی کفار مکہ یا مع دیگر کفار عرب کے کیونکہ بت پرست مشرکین سب منکر قیامت تھے اور حکم مین تو آخر زمانہ تک
کے منکرون کو شامل ہی کیونکہ قول سے انکا عندیہ و اعتقاد مذموم بیان کرنا مقصود ہی اس لیے کہ وہی معتبر ہی جیسے قول اقراری مین ایمان
معتبر ہو لہذا قیامت تک کے منکر اسکو اپنے حق مین ارشاد و ہدایت سمجھین اور یہ امر منجملہ معجزات قرآنیہ کے ہی کہ جو امور قیامت تک خواہ صریح
شرکے یعنی شرک و کفر کے یا دیگر ہوسات نفس جو فسق و فجور کے سبب رضائے الٰہی و وصول معارف سے مانع ہین سب اسیوقت عالم الغیب
الشہادۃ العزیز الحکیم جل شانہ نے بیان فرما دیے ہین ولہذا علماء اسلام اپنے نفوس اور اپنے تابعین کے نفوس کی آراستگی مین اسی
کو مع مستحضرات احادیث سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین راہ مستقیم ظاہر و باطن حاصل کرین اور اللہ تعالیٰ

سے توفیق چاہیں پس یہان کفار کا بد اعتقاد مع بد قول کے ذکر فرمایا کہ ویقولون یعنی کہتے ہیں کہ متی هذا الوعد [illegible]
نے لکھا کہ انکی غرض یہ نہیں تھی کہ حال کی تحقیق کریں تاکہ مہلت میں عبادت وطاعت سے وہاں کا سامان کریں [illegible] کریں
یعنی قیامت آنے وعذاب کفر طاری ہونے کو مستبعد جانتے تھے لقولہ ءاذا کنا عظاما ورفاتا ءانا لمبعوثون الآیہ یعنی [illegible]
جانتے ولقولہ یستعجل بہا الذین الآیہ - یعنی اسکے وقوع میں جلدی چاہتے کیونکہ معتقد نہ تھے ورنہ خوف کرتے اور چونکہ اسکا ایک [illegible]
بعلم الٰہی ہے تو ابھی ٹھٹھا کرتے کہ بھلا وہ بڑا وعدہ کب ہوگا بتاؤ - اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم سچے ہو - اس خطاب میں آنحضرت
کے ساتھ آپ کے بتبعین مومنین بھی شامل ہیں کیونکہ صدق دل سے قیامت کے قائل وکافرون کو ہدایت کرنے والے تھے - حاصل
ان کافرون کا بطور استہزاء واستبعاد کے یہ تھا کہ اگر وہ وعدۂ عذاب جو تم دیتے ہو سچ ہے تو لاؤ دیکھیں اور کوئی وقت جو علم الٰہی میں کہتے ہو
بھلا آخر کب ہوگا تم اللہ تعالے سے دریافت کر کے لاؤ اور واقع کرو کیونکہ ہم تمکو سچے نہیں مانتے ہیں پس تم عذاب لاکر اپنے دل ٹھنڈے کرو
قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اے محمد صلعم تو کہدے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے لیے کسی ضرر کا کہ اپنی ذات سے
چاہوں دور کروں اور نہ کسی نفع کا کہ جب چاہوں حاصل کر لوں پھر بھلا تمہارے اوپر کیونکر اسکا مالک ہونگا کہ عذاب موعود جلدی تمپر جاری کر دوں
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ان املکہ ولکن ما شاء اللہ من ذلک کائن - سوائے اسکے جو اللہ تعالے چاہے - یعنے اللہ تعالے جسکو
چاہتا ہے اسپر مجھے قادر فرماتا ہے یا حرف الا بمعنی لکن ہے یعنی ولیکن اللہ تعالے جو چاہے وہ واقع ہوتا ہے - حاصل یہ کہ تم لوگ اپنے خالق تعالے
کو نہیں پہچانتے ہو ورنہ ایسا نہ کہتے کیونکہ منجملہ صفات کے یہ ہے کہ ہو النافع ہو الضار - وہی نفع پہونچانے والا اور وہی ضرر پہونچانے والا
ہے ہو المالک الذی لا یقع شئ الا بمشیتہ ولا یتحرک ذرۃ الا باذنہ - وہی مالک ہے کہ کوئی چیز نہیں ہوسکتی مگر جبھی کہ وہ چاہے اور کوئی ذرہ نہیں
ہلتا مگر اسی کے حکم سے اور جو کچھ واقع ہوا اسکا وہی خالق ہے الغرض قادر وخالق وہی ہے اور سب مخلوق ہے پس جب یہ بات ہے تو پھر کافرون
نے کفر کا خیال جمایا کہ تم عذاب ہمپر لاؤ بسبب جہالت وبے ایمانی کے بجا نہ تھا کہ یہ اللہ تعالے کے اختیار وقبضۂ قدرت میں ہے لہذا پہلے
انکو معرفت کی طرف ارشاد کیا کہ تو کہدے کہ میں اگرچہ تمام مخلوقات الٰہی میں افضل واکرم ہوں لیکن بے شک اسکا بندہ ورسول ہوں
میرا لقب عبد اللہ ورسولہ ہے میں قدرت وخلق نہیں رکھتا یہ تو فقط اللہ تعالے جل جلالہ کے اختیار میں بلکہ اسی کی صفات میں سے
ہے - اور یہ جو زعم کفار تھا کہ اگر ہم برے اعمال پر ہوتے تو عذاب آتا تو یہ بھی جہالت تھی اسکو ہدایت سے معرفت دی کہ لِكُلِّ اُمَّةٍ
اَجَلٌ ہر گروہ کے واسطے ایک مدت مقرری ہے - اجل بمعنی مدت وآخر مدت وموت وغیرہ معانی میں مستعمل ہے اور یہان آخری وقت مہلت
کا ہے یعنے ہر گروہ جسکو اللہ تعالے نے پیدا کیا اسکے لیے ہلاکت کا ایک وقت مقرر کیا ہے - اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ جب آگئی انکی اجل
یعنی آخری وقت - فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اے لا یتاخرون ولا یتقدمون - اور یستاخرون اور یستقدمون
یہان مبالغہ بلیغ ہے یعنے پھر نہیں پچھڑتے ایک دم اور نہ ایک ساعت آگے ہونگے - الحاصل تمہارا بھی ایک مقرری وقت ہے تو جلدی مت
کرو کہ وہ آنے ہی والا ہے ہر گھڑی گھٹتی چلی جاتی ہے پس عنقریب تمہارا وعدہ پورا ہوگا - عجب کہ درصورت خالق عز وجل سے کفر کرنے کے
دنیا میں تو کیسے ہی محتاج وتکلیف میں ہوں دائمی عذاب عاقبت کی بہ نسبت گویا بہشت ہے پس چونکہ انھوں نے نعمت وعیش آخرت کے
عوض اسی کو لیا تو وہ انکو ایک مدت معین تک اللہ تعالے نے دیدی کہ حرام حلال جسطرح جی انکا چاہتا ہے کھاتے پیتے وزنا وغیرہ شہوت
پرستی کرتے ہیں پس باوجود کفر کے کیا وعدہ میں جلدی کر کے یہ بھی چھوڑنا چاہتے تھے اور رہا یہ کہ خالی عذاب آخرت میں اگر [illegible]

Marfat.com

یہ بھی سخت جہالت تھی کہ جس خالق عزوجل نے انکو پیدا کیا وہ کیا عذاب کرنے پر قادر نہیں ہی - لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له
له الملک وله الحمد وهو علی کل شیئ قدیر - لہذا فرمایا - قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ تو کہدے کہ اے کافرو مجھے تبلاؤ کہ اگر آجاوے
تمپر عذاب اسکا یعنے جس عذاب کو جلدی مانگتے ہو تاکہ ہم کو سچا جانو سو اگر وہ تمپر بحکم الٰہی آپڑے - بَيَاتًا وقت بیات و نوم
تمہارے سونے وقت میں - أَوْ نَهَارًا یا وقت نہار میں جب تم اپنے لہو ولعب کے کاروبار میں مشغول ہو مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ
مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ اے شیئ من العذاب یستعجلونه وکل العذاب مکروہ لایلائم للاستعجال - کون چیز عذاب میں سے مجرم لوگ جلدی
مانگتے ہیں - یعنے مجھے خبر دو کہ ہمیں سے سونے کا یا جاگنے کا کون عذاب مانگتے ہو وہ تو سب نہایت خوف کی سخت چیز ہی جلدی مانگنے
کی چیز نہیں ہی اور یستعجلون ضمیر بصیغہ خطاب کی جگہ المجرمون ظاہر کردیا کہ مجرم کو ایسی تمنا جو عقوبت جرم ہو عجیب ہی انکو واجب تھا کہ
عذاب جرم سے ڈرین نہ آنکہ اسکو جلدی مانگیں - جواب شرط محذوف ہی اے ندموا علی الاستعجال او عرفوا خطاءہ یعنی اگر عذاب تمپر آیا
تو جلدی مانگنے پر نادم ہوگے یا اپنی خطا پہچانوگے اور ہو سکتا ہی کہ ماذا الخ جواب ہو جیسے بولے کہ ان اتیتک ماذا تعطینی - اگر تیرے پاس
آؤں تو وہ کیا چیز ہی جو مجھے دیگا - اور یہ جملہ متعلق ارایتم ہی - اور یہ بھی عمدہ بنتا ہی کہ آگے کا کلام جواب الشرط ہو یعنی قوله - أَثُمَّ إِذَا
مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ کیا اسوقت جبکہ واقع ہو جاوے عذاب مذکور تو تم اُسپر ایمان لاؤگے یعنی بعد وقوع کے کیا ایمان لاؤگے جبکہ
ایمان کچھ نافع نہیں اور قوله ماذا - درمیان شرط وجزاء کے جملہ معترضہ ہی - ثم ظرف بالفتح پر ہمزہ استفہام انکاری ہی یعنے اتنے وقت تک
ایمان لانے میں تاخیر نہیں جائز ہی کیونکہ اسوقت ایمان کچھ مفید نہوگا - کذا فی البیضاوی وغیرہ اور معنی یہ ہیں کہ مجھے خبر دو کہ اگر عذاب
تمپر رات یا دن میں آوے تو کیا جب آپڑے اسوقت ایمان لاؤگے - اور جملہ ماذا معترضہ ہی کہ سوتے یا جاگتے کے عذاب میں سے تبلاؤ
کون تم مجرم چاہتے ہو یعنی انھیں دونوں حالتوں کا ہوگا بہر حال کوئی چاہو تو پھر مطلب کیا ہی کیا آپڑنے پر ایمان لاؤگے تو یہ کچھ مفید نہیں
ہی اور کہا جائیگا کہ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ کیا اب ایمان لاتے اور گڑگڑا کر تمنا کرتے ہو کہ عذاب جاوے عافیت
آوے اور ہم مومن ہیں حالانکہ تم پہلے اسی کو جلدی مانگتے تھے جبکہ غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا تھا اور تم نے جھٹلایا و ٹھٹھوں میں اڑایا تھا
الآن بعد ہمزہ یا ادغام ہمزہ استفہام وہمزہ آل اور ایسا فرقان میں چھ جگہ ہی آلذکرین دو مرتبہ اور اس سورہ میں الآن دو مرتبہ اور
آللہ اذن لکم - اور سورہ نمل آللہ خیر - ایک جگہ پس ان چھ جگہ ہر دو ہمزہ کو الگ الگ پڑھنا نہیں جائز ہی ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا یہ
عطف ہی قیل مقدر پر یعنے قیل لہم الآن وقد کنتم الخ ثم قیل للذین الخ - یعنے پہلے انکو ملامت کرنے کے واسطے وہ کہا جائیگا کہ اب ایمان
لاتے الخ - پھر کہا جائیگا ان لوگوں سے جنھوں نے ظلم کیا یعنے اپنی جانوں پر اسطرح کہ شرک وکفر کیا - ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ چکھو
عذاب دائمی یعنے اپنے جرم کے عوض جس سے بڑھکر کوئی جرم نہیں ہی ایسا عذاب چکھو جو دائمی ہی کیونکہ چند روزہ دنیاوی زندگی کے
بعد سوائے راحت جنت یا عذاب النار کے تیسرا امر نہیں اور اس سے اچھی طرح خبردار کردیے گئے تھے مگر نہ مانا سوائے اپنے خالق
سے انکار و شہوات دنیاوی کے - هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ نہیں بدلا دیے جاؤگے الا بعوض اسکے جو تم کفر و
معاصی کماتے تھے - واضح ہو کہ دنیا میں خالق عزوجل کی معرفت و ایمان کو رضائے حق تعالے لازم ہی مگر یہ یاد رکھو کہ معرفت الٰہی قدیم پاک
سبحانہ وتعالے آدمی سے ممکن نہیں سوائے اسکے کہ اللہ تعالے کے رسول صلعم سے معلوم کرکے ایمان لاوے اور یہیں سے رسول صلعم کا
کمال ہمپر نہایت بڑا احسان ہی اور مرجع اسکا عین احسان الٰہی تعالے ہی لہذا آخر دعا والحمد للہ رب العالمین ہی لقوله وما کنا لنهتدی لولا

ان الآیۃ - اور مفصل مکرر یہ بیان گزرا کہ جو کوئی بدون تصدیق رسول صلعم کے معرفت الٰہی کا دعوےٰ کرے [illegible]
محض جھوٹا ہی کیونکہ دنیا ومافیہا سب حادث فانیہ ہین اور باری تعالےٰ کی ذات وصفات قدیم ہی لیکن [illegible]
سے کچھ بھی دوسرے کی سمجھ نہین آتی بلکہ اُلٹا ہونا چاہیے کیونکہ اضداد جمع نہین ہونے اور [illegible] معائنہ ہی کہ کثرت سے [illegible]
مرجع حیات دنیا ہی جسکو انمین زیادہ توغل وعقل ہو وہ دین سے اُتنا ہی زیادہ اندھا ہوتا ہی - پھر دنیا مین نفس کو [illegible]
رکھکر یہان کے شہوات سے موافق شرع کے بچنا اور جنت دونون گویا لازم ملزوم ہین اور دنیا مین نفس کو [illegible] دنیا [illegible]
خواہشون پر دل جمانا اور خالق تعالےٰ کا حق بھول جانا اور جہنم یہ دونون گویا لازم ملزوم ہین مگر دنیا دار امتحان ہی اور نہایت عجیب
نظام مخلوق ہی اسمین پردہ ہی کہ ظہور نہین ہوتا لہٰذا جسکو بصیرت عطا ہوئی وہ اس دنیا کو دیکھکر قولہ تعالےٰ ربنا خلقت ھذا باطلا
پڑھتا اور عجیب حیران رہتا ہی - جو کچھ مترجم نے اشارہ کیا اسکو غور سے دیکھنا چاہیے اور یقین کرنا کہ دنیا کے بعد کوئی ٹھکانا سوا
جنت یا دوزخ کے نہین پھر خالق عزوجل پر یقین کامل وایمان واثق بدون شرک کے یہی رضوان الٰہی اور روح جنت مین [illegible] اور خالق
کو بھولنا بلکہ کفر وشرک کرنا یہی غضب الٰہی وجہنم ہی اور ہر ایک کو دوام ہی لہٰذا دنیاوی زندگی چند روزہ سے دل ہٹا کر شرک وکفر سے
بچنا جسکو نصیب ہوا عین رحمت واحسان الٰہی ہی - واضح ہو کہ آدمی کو وسوسۂ شیطانی اور اسکے مکر خفی سے پناہ مانگنا واجب ہی
چنانچہ آیات واحادیث مین اسکی بہت تاکید معروف ہی لہٰذا جادۂ شرع سے اپنی عقل ورائے کی طرف قدم نہ بڑھاوے اور محکم یقینی کو
چھوڑکر مشتبہ مین نہ پڑے خصوص ایسے مشتبہ مین جسمین خوف کفر وغیرہ اعتقاد مین یا خوف حرام وغیرہ کبائر اعمال مین ہو جب یہ معلوم ہوا تو
جاننا چاہیے کہ آج کل ایک مسئلہ پھیل رہا ہی وہ یہ کہ لوگ سختی ومصیبت وغیرہ کے وقت اولیاء وبزرگان دین کو جو وفات پاگئے ہین پکارتے
ہین اسمین دو امر ہین ایک یہ کہ وے سنتے ہین یا نہین سنتے تو عامۂ علماء حنفیہ رح کے نزدیک مردے نہین سنتے ہین پس یہ صریح مخالفت ہی دوم یہ کہ
اگر سنتے ہین تو کسی کے نزدیک یہ نہین صحیح ہی کہ سوائے مدفن کے دور سے بھی سنتے ہین تو تمام امت سے صریح مخالفت ہوئی اور سمیع کبیر اسطرح صفت
الٰہی ہی دوسرے کو ثابت کرنا شرک جلی ہی - اور اگر سنتے ہوتے تو مقصود کیا ہی آیا وے نفع وضرر پہونچانے پر خود قادر ہین تو یہ کفر صریح ہی اور اگر اللہ تعالےٰ سے
سفارش کرکے ہوگا تو دو حال سے خالی نہین یا تو رضائے الٰہی انکو مقدم ہوگی یا نہین تو دوم صورت باطل ہی اور اول صورت مین رضائے الٰہی
اُسی بندہ سے ہی جو امر تقدیر پر شاکر اور اسکی درگاہ مین دعا کرے تو اُسنے خلاف رضائے الٰہی کام کیا اور دعا بے شک نافع ہی لیکن خلاف تقدیر
نہین واقع ہوتا پس ایسا کرنے والے نے اپنے آپ کو مخالفت ائمہ حنفیہ ومخالفت اجماع امت اور شرک وانکار تقدیر یعنے کفر اور خلاف رضاء الٰہی مین ڈالا
اگر اسکے نزدیک اسپر یقین نہین تو دیگر علماء کے قول پر شبہہ سہی لہٰذا اس سے احتراز فرض ہی اور علماء پر واجب ہی کہ بندگان حق تعالےٰ کو راہ مستقیم
بتادین اور لوگون کو واجب ہی کہ سیدھی راہ پر چلین اور چند روزہ زندگی دنیاوی سے ایمان سلامت لیجاوین اور ہوشیار ہون کہ شیطان انکو بہ اچھی صورت
واعتقاد مین اس فریب کی راہ چلاتا ہی واللہ تعالےٰ ہو الہادی الی الصراط المستقیم ف ـــ فی العرائس قولہ تعالےٰ قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا الآیۃ یعنی
عین توحید سے آگاہ فرمایا اور بتلایا کہ قدم مین حدوث بالکل زائل ہی اور مشیت نفعا کسی ہی اشتباہ ہی یعنی مشیت ازلی جسمین کسی حادث کی مشیت کو
کچھ دخل نہین اور خبردار کیا کہ مخلوق کی نیکی بدی کمانے کو ازلی مقدر مین کچھ تاثیر نہین ہی بلکہ وہی انکے اکتساب مین ہوتا ہی - بعض نے کہا کہ حضرت
سید المرسلین نے اپنی ذات سے ہر طرح کی قدرت کی نفی کی کہ کسی چیز پر مالک نہین اور کسی حال پر اعتماد نہین ہی بلکہ ظاہر کیا کہ جب اللہ تعالےٰ
عزوجل کیطرف سے ہی پس جو کوئی اپنے نفس کا مالک نہو وہ نفس کے ضرر ونفع کا کہان سے مالک ہو سکتا ہی اور جن سمجھی کہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور مخلوق سے طمع و امید رکھنے اور انسے توسل (وسیلہ) ڈھونڈھنے سب سے الگ ہوگا۔ قال المترجم
[illegible] یہ بھی مجملاً اسکی تصریح کردی فافہم پھر اللہ تعالیٰ نے کفار کے دریافت کرنے کو بیان فرمایا بقولہ

ع ۱۲ ۵

[illegible] يَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ۝ وَلَوْ أَنَّ

[illegible] کیا سچ ہے یہ بات تو کہہ البتہ قسم میرے رب کی یہ سچ ہے اور تم عاجز نہیں کرسکتے اور اگر ہو

لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ

[illegible] گناہگار کے پاس جتنا کچھ ہے زمین میں البتہ دے ڈالے اپنی چھڑوائی میں اور چھپے چھپے پچتاویں گے جب دیکھیں گے عذاب

وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

اور انمیں فیصلہ ہوگا انصاف سے اور انپر ظلم نہ ہوگا

يَسْتَنْبِئُونَكَ [illegible] استنباء طلب یعنی طلب خبر ای یستخبرونک۔ تجھسے چاہتے ہیں کہ تو انکو خبر دے و آگاہ کر دے کہ **أَحَقٌّ هُوَ** [illegible] یعنی [illegible] کا دعویٰ کرتا ہے اور کفر و انکار کرنے والوں کو عذاب کے وعید سنانا اور مومنوں کو انعام و اکرام جنت کے [illegible] فرماتا ہے کیا صحیح ہے یعنی تم سچ سچ کہتے ہو یا ٹھٹھول کے طور پر باطل بیان کرتے ہو۔ بعض نے زعم کیا کہ یہ خبر پوچھنا بطریق ٹھٹھول [illegible] قولہ حق میں ہمزہ انکاری ہے۔ بیضاوی رح نے کہا کہ شاذ قراءۃ میں الحق ہو۔ آیا بمد ہمزہ جسمیں التعریض ہے کہ تمھارا [illegible] حق نہیں ہو پس یہ قراءۃ اس زعم کی مؤید ہوسکتی ہے مگر بیضاوی رح نے اس زعم کو ضعیف ٹھہرایا اور کہا کہ اظہر یہ ہے کہ استفہام [illegible] اپنی اصل پر ہے اور لکھا کہ یہ قول ایک یہودی عالم حیی بن اخطب نے کہا تھا جب مکہ میں مسافر آیا تھا۔ اور شیخ ابن کثیر رح [illegible] کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ویستنبئونک احق ہو۔ یعنی تجھسے خبر پوچھتے ہیں کہ بعث و قیامت و معاد بعد مٹی ہو جانے کے کیا سچ ہے ہوگا [illegible] کہ یہ مشعر ہے کہ کفار مکہ پوچھنے والے تھے کیونکہ یہودی معاد و حشر کا اقرار کرتے تھے ظاہراً حیی بن اخطب کا پوچھنا صحیح روایت سے ثابت نہیں ہوا اور نیز مشعر ہے کہ استفہام بمعنی حقیقی ہے اور یہی مفسر رح نے اختیار کیا اور یہی اظہر ہے بدلیل قولہ ویستنبئونک۔ یعنی [illegible] اللہ تعالیٰ نے استنباء قرار دیا پس مقصود انکا یہی تھا کہ ہمیں بتادو کہ تم حشر و معاد کے وعدے و وعید کو سچ کہتے ہو یا بطریق [illegible] ہے کیونکہ انکو یہ بہت بعید معلوم ہوتا تھا کہ خاک مٹی ہوکر اٹھائے جاویں و کفر پر عذاب پاویں لہذا تحقیقی جواب کا حکم دیا بقولہ **قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ** تو کہدے کہ ہاں قسم مجھے اپنے رب کی کہ بے شک یہ البتہ حق ہے یعنی بعث بعد موت کے اور عذاب جہنم [illegible] ہے۔ ای بکسر اول بمعنی نعم یعنی ہاں۔ اور وہ لوازم قسم میں سے ہے لہذا التصدیق میں [illegible] قسم سے ملا دیا جاتا ہے جیسے یہاں [illegible] (ای غالباً نہیں بولتے ۱۲) [illegible] نعم جواب ایجاب ہے جیسے کوئی پوچھے کہ الحشر کائن۔ کیا حشر ہونے والا ہے کہو کہ نعم یعنی ہاں ضرور ہوگا۔ اور جواب نفی [illegible] آتا ہے اور بلیٰ آتا ہے جیسے قولہ الست بربکم۔ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں۔ قالوا بلیٰ۔ بولے کہ کیوں نہیں یعنی بے شک [illegible] ہے۔ اما اگر ایسے مقام پر نعم سے یہ معنی پیدا ہوں کہ ہاں تو رب نہیں ہے پس نعم یہاں غلط ہے۔ اس سے تقویت ہوگئی کہ [illegible] حقیقی استنباء ہے کہ یہ حقیقت میں سچ ہے تو جواب دیا کہ نعم ہاں سچ ہے **وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ** [illegible] یعنی عذاب گم کرنے والے نہیں ہو کہ کسی حیلہ و مکر سے اپنی ذات سے دفع کرسکو۔ قال ابن کثیر رح یعنی تمھارا [illegible] اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والا نہیں کہ تم کو اعادہ نہ فرماوے جیسے پہلے عدم سے پیدا کیا تھا اور تب تو تم کچھ بھی نہ تھے

Marfat.com

قال اور اس آیت کی نظیر قرآن مین فقط دو آیات اور ہین جہان انکار بعث سے لیے قسم کا حکم ہی پہلی
سورہ سبا قولہ وقال الذین کفروا لاتاتینا الساعۃ قل بلی وربی لتاتینکم الآیۃ - سورہ التغابن قولہ زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا قل بلی
وربی لتبعثن الآیۃ - پھر فرمایا - وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ اور اگر ہوتا ہر ایسے نفس کے لیے جسنے ظلم کیا یعنی شرک کا مرتکب ہوا
کی ہی - مَا فِي الْاَرْضِ سب جو کچھ زمین مین ہی خزانے وجواہرات ونقود واسباب وغیرہ سے - لَافْتَدَتْ بِهٖ تو
افتدا کر لیتا اسکے عوض - یعنی اسوقت دنیا مین کافر کو ریزہ حقیر مال واسباب کو چھوڑنا واخرت ہی کو طلب کرنا گران ہی اور وہ اپنی خواہش
وخلاف راہ الٰہی چلتا ہی اور وہان بعد موت کے اٹھکر عذاب معائنہ کرکے ایسا ہوجائیگا کہ اگر بالفرض اسکے پاس ریزہ حقیر کیا بلکہ تمام خزانے
واموال زمین ہوتے تو انکو اپنا فدیہ کرتا یعنے اپنے آپ کو عذاب سے چھڑانے کی عوض یہ سب کمال خوشی سے دیدیتا - فی الحدیث لعض
کافرون سے حق تعالے فرماویگا کہ تمام جو کچھ زمین مین ہی تو سب اپنے فدیہ مین دیدے عرض کریگا کہ ہان اے رب میرے - فرماویگا
تو جھوٹا ہی ہم نے تجھسے دنیا مین بہت آسان بات چاہی کہ ہمارے ساتھ شرک نکرے تو نے نہ مانی مگر یہی کہ شرک کیے جاوے - مراد ظلم سے
شرک ہی لقولہ تعالے ان الشرک لظلم عظیم - اور غیر پر تعدی کرنا اسکی فرعات مین سے ہی - افتدا بمعنی فداہ یعنے افتدا کیا باب افتعال
سے بمعنی فدیہ دیکر چھڑایا بالجملہ کچھ فدیہ نہین اور نہ قبول ہوگا اور فرمایا - وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ اسرار لغات
اضداد مین سے ہی اسکے معنی چھپانا بھی اور ظاہر کرنا بھی دونون آتے ہین اور یہان دونون محتمل ہین پس بنا بر معنی اخفاء کے کئی وجہین بیان
کی گئین اول آنکہ چھپایا انھون نے یعنی کافرون نے جنکا بیان ہی جو کہ کفر وشرک پر مر گئے ہین ندامت کو ہر گاہ کہ دیکھا انھون نے عذاب کو
صیغہ ماضی بمعنی مستقبل اور اشارہ ہی کہ قطعی الوقوع مانند ماضی کے ہی اور علم الٰہی مین سب ماضی ومستقبل یکسان ہی پس کہا گیا کہ ندامت
چھپانا اسوجہ سے واقع ہوا کہ برخلاف اپنے گمان کے جب اچانک عذاب ہولناک دیکھا تو کمال خوف سے زبان بند ہوگئی اور ندامت
دل ہی مین چھپی رہگئی - مترجم کہتا ہی کہ اگر اسروا بصیغہ مجہول ہوتا تو البتہ توجیہ مذکور مناسب زیادہ تھی مگر آنکہ مجاز کہا جاوے
اور بعض نے کہا کہ اسرار ندامت کے معنی یہ ہین کہ خالص ندامت ہی دلون مین بھر جائیگی کیونکہ اخفاء ندامت وہ اخلاص ندامت ہی
یا یہ کہ ہر چیز کے خالص کو سر الشئ کہتے ہین کیونکہ وہ لوگون کی نظر سے مخفی رکھی جاتی اور بخل کیا جاتا ہی - اور شیخ مفسر رحمہ اللہ نے کہا کہ
یہ حال کافرون کے سرگروہ لوگون کا ہی جنھون نے عوام کو گمراہ کیا پس وے اس خوف سے چھپاوینگے کہ عوام انکو عار نہ دلاوین کہ تم نے
ہمکو گمراہ کیا اور ظاہر ایہ وقت ایسے امور کے برتاو کا نہوگا - اور بنا بر معنی اظہار کے ابو عبیدہ رح نے کہا کہ معنی یہ کہ اظہار کرینگے ندامت
ہر گاہ کہ عذاب دیکھینگے - وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اور فیصلہ کیا جائیگا انکے درمیان عدل کے ساتھ اور
وے کچھ ظلم نہین کیے جاوینگے - اسی کے مثل پہلی آیت گذری لیکن یہ اسی کی تکرار نہین ہی کیونکہ وہان تو انبیاء واتکے جھٹلانے والون کے
درمیان فیصلہ تھا اور یہان کافرون کے خود اعمال اور ظالم ومظلوم کے درمیان فیصلہ ہی - پھر واضح ہو کہ اسرار کے معنی اخفاء کے لغت مین
مشہور ہین اسی سبب سے شاید مفسر رح نے اخفاء کے معنی اختیار کیے پھر جبکہ اخفاء کے معنی لیے جاوین تو یہ ابتداء قیامت کا حال
ہی ورنہ بعد داخل ہونے دوزخ کے چلاوینگے کہ ربنا غلبت علینا شقوتنا الآیۃ - یعنی اے رب ہمارے ہم پر غالب ہوئی ہماری بدبختی
الخ - اور اسرار بمعنی اخلاص بھی مناسب سیاق ہین یعنے ابتدا مین تو دنیا وما فیہا کی افتدا پر راضی ہونگے پھر جب دوزخ کو اپنے
واسطے متعین دیکھینگے تو خالص ندامت سے بھر جاوینگے کہ وہان ندامت کے سوائے کچھ نہوگا اور عذاب سے چھٹکارا ہی نہین

... فی الارض تو ذلک تعالے لیستنبؤنک احق ہو الخ۔ مترجم کہتا ہی کہ بنی آدم مختلف اقوام کثیرہ ہین
... ہر ایک میں بے شمار مختلف باعتبار اوضاع واطوار ظلم وفساد اور اعتقاد کے ہین اور دوم اقرار کرنے والے
بعض بعض زبانی اقراری ہین اور باطن مین کافر ہین اور بعضے دلی معتقد بھی ہین ولیکن اعتقاد انکا محض استدلالی ہی اور چونکہ
حق تعالے جل ہو اللہ احد لیغ بیان کسی استدلال کی ضرورت نہین بلکہ استدلال ایسے پاک معبود پر کیونکر قائم کیا جاوے جسنے
استدلال وغیرہ سب کو پیدا کیا لہذا ایسے استدلال معتقد بھی معرض زوال مین ہین لیکن اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے ہم سبکے
ایمان دیدے جیسے اسنے انبیاء علیہم السلام پر فضل فرمایا انکے طفیل مین خصوص ہمارے سرور عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے
طفیل مین اور آپکے آل واصحاب رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے طفیل مین ہم سب کو ایقان کامل عطا فرماوے اور ایسے
بندے کامل الیقین جس حال پر ہوتے ہین انکو بھی خطرات سے چارہ نہین تو بھلا دوسرون کا کیا شمار ہی اب سنو کہ شیخ رحمہ نے
اس آیت کے اشارات مین لکھا کہ حق سبحانہ تعالے نے ان جاہلون کے حال سے ہم کو آگاہ فرمایا جو ہر ذرہ کے آئینہ مین انوار
عظمت وجلال الٰہی نہین دیکھتے اور اپنی طبیعتون کے شہوات مین پھنسکر اندھے ہو رہے ہین حالانکہ ظہور تجلیات کے ساتھ
حق تعالے ہر چیز پر شاہد ہی۔ کما قال تعالے اولم یکف بربک انہ علی کل شیٔ شہید الآیۃ۔ پھر انکے شکوک بواطن سے آگاہ
فرمایا۔ بقولہ الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الآیۃ۔ پس جو ایسا ہو وہ حقائق خطاب واسکے فہم سے محجوب ہوگا اور اگر محجوب نہوتے
تو مین بخبر عنہ کو دیکھتے اور خبر پوچھنے کے محتاج نہوتے کیونکہ ہر خبر کے ساتھ ایک اثر ہی۔ بعض مشائخ نے کہا کہ انوار حق کے سامنے آفتاب
اندھا ہی پھر اُس سے جو شک کرے وہ اندھا یا گمراہ ہی۔ جو بندے حقائق آگاہ ہین وے اپنے مقاصد وموارد ومصادر مین راہ
حق چلتے ہین اور جو بندے اس سے مڑے ہوے ہین اور غیر کی طرف جاتے ہین وہی گمراہ ہین کہ شک سے پوچھتے ہین کیا یہی
حق ہی لہذا آنحضرت صلعم کو حکم خطاب دیا کہ قل ای وربی انہ لحق۔ تو اے آئینہ جمال احدیت کہدے کہ مجھے اپنے رب کی قسم کہ
بے شک یہی حق ہی۔ پھر حق تعالے نے اپنی خلاقی وعظمت ظاہر فرمائی تاکہ چشم بصیرت کو راجع کرکے اسکے حق ہونے کو جان لین بقولہ

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

سن رکھو اللہ کا ہی جو کچھ ہی آسمان وزمین مین سن رکھو وعدہ اللہ کا ہی سچ ہی پر بہت لوگ نہین جانتے

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

وہی جلاتا ہی اور مار یگا اور اُسی کی طرف پھر جاؤ گے

اسم موصول عام ہی ذی عقل وذی روح وبے روح سب کو شامل ہی اور ائمہ حنفیہ کے مسائل وتصریحات اسی کے شاہد ہین اور بعض
نے کہا کہ نہین بلکہ من ذی عقل کے لیے اور ما بے عقل کے لیے خاص ہی پس آیت کریمہ مین ما موصولہ سے بالاتفاق کل مخلوق مراد ہی خواہ
بطور حقیقت بنا بر قول اول اور بالسبیل مجاز بنا بر قول دوم پس غیر ذوی العقول کو بسبب کثرت کے غالب رکھکر انھین مین ذوی العقول
داخل کر دیے اور فرمایا الا ان للّٰہ ما فی السمٰوٰت والارض خبردار ہو کہ اللہ تعالے ہی کے واسطے ہی جو کچھ آسمانون مین
اور زمین مین ہی۔ اس سے خوب ظاہر کر دیا کہ اللہ تعالے کو ثواب دینے اور عذاب کرنے کی کامل قدرت ہی۔ قالہ البیضاوی رح
کوئی دعویٰ نہین کر سکتا کہ کچھ میرا ہی حتی کہ وہ خود اپنا نہین ہی لہذا اللہ تعالے مالک خالق ہی جسطرح چاہے تصرف کرے پس سوائے اسکے

Marfat.com

جو کچھ ہی سب اسکی قدرت مین مقہور ہی تو کسی بت یا مسیح یا ملائکہ وغیرہ [illegible]
عذاب کا وعدہ برحق ہی - کما قال تعالے - **اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ** خبردار ہو کہ [illegible]
واقع ہوگا لہذا عذاب مین کفار کا جلدی کرنا اُنپر قطعی خوف ہولناک ہی جسکا نشانہ [illegible]
لَا يَعْلَمُوْنَ ولیکن اکثر آدمیون کے یعنی کافر لوگ جو ہر زمانہ مین کثرت سے ہوتے ہین [illegible]
و خلق تمام ہی اور اُسی کے قبضۂ قدرت مین مقہور و مجبور ہی - **هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ** وہی حیات [illegible]
ظاہری زندگی اگر مانگین تو اُسی سے نہ کسی بت وغیرہ سے جو خود مجبور ہی اور اگر موت آ جاوے [illegible]
اور جب تک وقت مقدر نہو تب تک کسی مہلکہ و بیماری و زہر سے موت نہین آتی ہی [illegible]
چاہو ویسے ہی حیات اصلی یعنے ایمان کی اُسی سے تمنا کرو اور موت اصلی یعنے کفر کی [illegible]
زندگی عارضی چند روزہ ہی - **وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ** اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے یعنی [illegible]
واثق و جازم پر اعمال نیک کے ساتھ قائم رہو اسی کی توحید و طاعت کرو کہ [illegible]
سے بچو کہ اسکی سزا بہت سخت ہی اور ہوشیار ہو کہ مر کر زندہ کیے جاتے ہین تا کہ ثواب یا عذاب [illegible]
خالق مالک زندہ کرنے و موت دینے والا ہی پس جب چاہے بے انتہا [illegible]
اسکا بدلا دینے کا حق تعالے نے حکم فرمایا ہی **ف - وفی العرائس** قوله تعالے الا ان [illegible]
جملہ فیض الٰہی سے صادر اور اسکی قدرت مین مسخر اور مزید رحمت کے محتاج ہین سب [illegible]
کوئی ذرہ بدون اسکی مشیت کے متحرک نہین تو اپنے کو اسی پر قربان کر کہ سب تیرے واسطے [illegible]
امید نہین ٹوٹتی اور نہ طلب ضائع ہوتی ہی - بعض مشائخ نے فرمایا کہ محروم و نامراد وہ [illegible]
اپنے کسی مہم و مطلب و خواہش و امید مین رجوع کیا حالانکہ اللہ تعالے ہی کا ہی جو کچھ [illegible]
بعض کو بعض سے مانگا تو راہ بھولا - قوله تعالے الا ان وعد اللہ حق - اسکی درگاہ مین [illegible]
پہونچ جاتا ہی - قوله تعالے ہو یحیی و یمیت الآیۃ - زندہ وہ ہی جو اسی حی القیوم سے زندہ ہی ورنہ ہر ایک مردہ ہی [illegible]
خیالات مین زندہ معلوم ہون - اور اسمین بیان ہی کہ جو اسکی طرف رجوع لایا [illegible] اور نابود ہستی سے [illegible]
پھر اُسنے نابود ہستی کو زندہ خیال کیا در حقیقی حیات سے مردہ رہا کیونکہ اسکے سوائے کسی غیر مین حیات نہین ہی مگر جسکو اللہ تعالے حیات
دے کیونکہ ہو یحیی و یمیت الخ پس عارفون کے دلون کو اپنی معرفت و مشاہدہ سے زندہ فرمایا [illegible]
انوار سے مردہ کر کے حیات طیبہ دیتا ہی پس ہر ایک کا مرجع وہی ہی لقوله تعالے والیه ترجعون [illegible]
زندہ فرماتا ہی اور جن مخلوقات کے نفوس زندہ کرتا ہی انکے قلوب مردہ فرماتا ہی پس گروہ اول [illegible]
اور گروہ دوم اس سے بھٹک کر غیر کی طرف جو مردہ فانی ہی دوڑے [illegible]
فرماتا ہی اور شہوات و فانیات و دوسرے کے نفوس کو مردہ کرتا ہی - [illegible]
و حجاب کر کے مارتا ہی **قال المترجم** - بیضاوی رحمہ نے لکھا کہ [illegible]

... حال حیات دنیاوی ہی کو سمجھتے ہیں قولہ ہو یحیی و یمیت - او تعالے دنیا میں زندہ کرتا اور مارتا ہی تو وہ
عقبیٰ میں ضرور اسپر قادر ہی کیونکہ وہ پاک خالق عز وجل ہی کبھی اسکی قدرت کو زوال نہیں اور مر کر یا حشر میں اسی کی طرف سب کا مرجع
ہی جب یہ امر محقق ہی تو ایمان سے بھٹکنا بیوجہ ہوا اور رہا خطرات شیطانی جو آدمی پر طاری ہوتے ہیں انکے واسطے حق تعالیٰ عز وجل
نے کتاب مجید و رسول حمید صلے اللہ علیہ وسلم بھیجا جس سے قلب صاف ہو کر وساوس سے بچے کما قال تعالیٰ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ
اے لوگو تمکو آئی ہی نصیحت تمھارے رب سے اور چنگے کرنے جیون کے روگ
وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝
اور راہ سوجھانے اور مہربانی یقین لانیوالون کو

دلائل توحید کے بعد اب دلائل رسالت و طرق ہدایت کو شروع فرمایا۔ بقولہ تعالے۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مراد عام لوگ ہیں کما اختارہ ابن جریر رح یا خاص اہل مکہ ہیں کما اختارہ المفسر رح اور یہی اوجہ ہی کیونکہ سورہ مکیہ ہی اور ابتدائی خطاب انھین کو ہی ولیکن اسمین اتفاق ہی کہ شمول خطاب میں عموماً قیامت تک سب داخل ہیں المعنی اے اہل مکہ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ البتہ آگئی تمھارے پاس موعظت تمھارے رب کی طرف سے۔ موعظت وعظ دراصل انجام کار کی نصیحت ہی خواہ رغبت دلانے کے طور پر ہو یا ڈرانے کے طور پر اور خلاصہ اسکا نصیحت ایسی کہ اسوقت سے لیکر انجام کار تک بھلائی چاہی جاوے - اور بعض نے کہا کہ وعظ ایسے زجر کو کہتے ہیں جسمین خوف دلانا ملا ہو اور خلیل رح نے کہا کہ بھلائی کی نصیحت جس سے دل پسیجے - اور من ربکم میں من ابتدائیہ ہی یعنے رب واحد لاشریک قادر ذو الجلال کی طرف تمھارے نیک انجام و بھلائی حال کے واسطے پوری موعظت آگئی اور وہ قرآن مجید ہی کہ جسنے اسکو نظر عبرت و نصیحت سے پڑھا اور سمجھا اسکو سچی ہدایت ملی کہ اپنے نفع و ضرر حال و مال سے آگاہ ہوا پس یہ کتاب موعظت ہی۔ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ اور شفاء ہی ان سب بیماریوں سے جو سینہ میں ہوتی ہیں یا مراد قلب ہی کہ اسی کا بناؤ و بگاڑ معتبر ہی اور اسی کو اکثر علماء نے اختیار کیا یعنی قلب کی بیماریوں کے لیے شفاء ہی کہ اس سے دل مردہ و بیمار اچھا ہو جاتا ہی اور ظاہری جسم کی بیماری سے قلب کی بیماری نہایت مہلک ہی اور مؤید اول حدیث ابو سعید خدری رض ہی کہ ایک نے رسول اللہ صلعم سے اپنے سینہ کی بیماری ظاہر کی تو حکم دیا کہ قرآن پڑھے کہ وہ شفاء لما فی الصدور ہی اخرجہ ابن المنذر و ابن مردویہ - اور دوسرے کو درد حلق کی یہی دوا مع شہد بتلائی کما اخرجہ البیہقی فی الشعب عن واثلۃ بن الاسقع رض اور شفاء دراصل مصدر ہی پس قرآن کو ہدی و شفاء و رحمۃ بطریق مبالغہ فرمایا۔ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ اور ہدایت و رحمت ہی مومنوں کے لیے - یعنی درحقیقت شفاء و ہدی و رحمت قرآن کے ذاتی اوصاف ہیں لیکن نفع پانے میں مومنین ہی مخصوص ہوئے کیونکہ وہی بفضل الٰہی یہ خزانہ اسے نعمت الٰہیہ کو خوب جمع کرتے ہیں۔ قال البیضاوی رح حاصل یہ کہ تمھارے پاس ایسی کتاب آگئی جو حکمت نظری و عملی دونوں کی جامع ہی اسی واسطے اسکو تعظیمی تنکیر سے بیان فرمایا پس اسمین نیک اعمال و انکی طرف رغبت دلانے کی حجتین اور بد اعمال و انسے باز رہنے کی راہین مذکور ہین یہی حکمت عملیہ ہی اور ضرر سے امراض مانند شکوک و اعتقادات باطل کے شفاء ہی یہی حکمت نظریہ ہی پس مومنین ان کمالات سے آراستہ ہو کر ضلالت سے ہدایت کی طرف نجات پا گئے اور انکے سوائے جو منکر ہوئے وہ اپنی گمراہی میں ٹکلین لگاتے رہگئے جنکا جہنم ٹھکانا ہی۔ کرخی رح نے کہا کہ

Marfat.com

موعظت سے اشارہ ہے کہ ظاہری جسم کو جو نجاست اس سے پاک کرنا سکھلاتا ہے اور یہی شریعت ہے اور [illegible]
وغیرہ سے پاکی کی طرف اشارہ ہے اور یہی طریقت ہے اور ہدیٰ ظہور نور حق باطن صدیقین مومنین کی طرف اشارہ [illegible]
رحمت اس حد کمال تک پہونچنے کا اشارہ ہے کہ ناقص کو کامل کر دے اور یہی نبوت ہے یعنی [illegible] اس آیت [illegible]
ترتیب واجب ہے۔ اقول فعلی ہذا شفاء لما فی الصدور اور ہدیٰ و رحمت ہونا مومنین کے لیے [illegible]
موعظت یعنی شریعت کی اضافت کفار مکہ کی طرف مؤید قول شافعی رح ہے کہ فروع کفار پر بھی فرض ہو [illegible]
انپر عذاب زیادہ ہوگا۔ فافہم فائدہ از الناس میں خطاب کی دو جہت کا اشارہ کیا ایک جہت عقوبت پس کفار پر بجہت انکار [illegible]
ہے اور دوم جہت رحمت پس واقع میں مومنین مخصوص ہیں چنانچہ آیت میں کہا کہ انہیں اپنے محبوب بندوں کو الناس سے خطاب کیا
کیونکہ سوائے انکے اہل کفر و شرک وغیرہ درحقیقت الناس نہیں بلکہ کالانعام بل ہم اضل ہیں کیونکہ حقوق خالق و آداب مخلوق تو
درکنار رہے تو اپنے نیک و بد کو نہیں پہچانتے ہیں پھر ناس وہ کہ اپنے نفس سے ناسی ہو [illegible] جسکو اپنا نفس [illegible] ہو اور اسکو [illegible]
اور حاصل یہ کہ پروردگار کی طرف سے کتاب پاک آئی جسمیں موعظت ہے یعنے احکام عبودیت ہیں اور شفاء یعنے انوار ربوبیت [illegible]
اور ہدیٰ ہے یعنے اپنی ذات پاک کی تعریف فرمائی اس طرح سے کہ انوار صفات ظاہر فرمائے اور رحمت ہے یعنے مشاہدہ کے ابواب
کشادہ فرمائے۔ مترجم کہتا ہے کہ کلام شیخ کرخی رح سے اسکو ملا کر فوائد عجیبہ حاصل ہوتے ہیں اور مزید بران شیخ رح نے لکھا کہ ان
چاروں خصال سے موعظت تو مریدوں کے لیے ہے اور شفاء محبوں کے لیے اور ہدیٰ عارفوں کے لیے اور رحمت اہل اشتیاق و انس
کے لیے ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ تفصیل لطیف ہے اور معنی یہ کہ اہل ارادت اس موعظت پر استقامت کرنے سے محبت و عرفان و انس
یعنے توحید کے مراتب پر ترقی کرتے جاتے ہیں اور ہر ایک اپنے مقام کا فیض اسی کلام پاک سے حاصل فرماتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ مراتب
اسکے علوم ایک ہی آیت کریمہ سے ہر درجہ والے کو حاصل ہوتے ہیں حتی کہ اہل کفر و جہالت کو نہایت آسان مثالوں سے نصیحت فرمائی گئی
حالانکہ وہی کلام علوم دقیقہ اور مدارک عالیہ کو مشتمل ہے اور ہر ایک کے نفس میں خطرات مخفیہ اور وسوسات گمراہ کرنے والے [illegible]
خبردار نہیں ہوتا مگر بعد بدانجامی کے جسقدر مضر ہوتے ہیں سب خالق عزوجل نے اپنی رحمت عامہ و فضل خاصہ سے مخلوق کو بتلا دیے
لہذا بعد اسکے گمراہی و اندھا پن لوگوں کا شقاوت ازلیہ ہے اور کسی کو کوئی عذر بعد ارسال الرسل کے نہیں رہا اور جو کچھ بطریق اشارہ و تنبیہ
یہاں مذکور ہوا اس جہت سے کہ بیان و عبارت اس کلام پاک کی صفات ادا کرنے سے درحقیقت محض عاجز ہو [illegible] جہاں تک [illegible]
غایہ ہے کہ کچھ اشارت و تنبیہ ہو پس غور کرکے اس سے متنبہ ہونا چاہیے کہ سبحان اللہ تعالے شانہ اسکا کلام پاک بے شک اعجاز ہے کیونکہ یہ
امور کسی بشر کی طاقت میں نہیں ہیں اور یہاں سے تجھے واضح ہو جائیگا کہ اعجاز قرآن مجید کا [illegible] واضح سنت ہی ٹھیک ہے
ولیکن علماء متکلمین اس بحث میں اندھے معاندین کو پورے طور پر سمجھانے سے عاجز رہے کیونکہ عبارت یہاں بالکل [illegible]
من یشاء الی صراط مستقیم۔ پھر شیخ نے دوسرے نکتہ کی طرف اشارہ کیا کہ نیز موعظت ہے نفوس کے لیے جو اپنی جہالت سے [illegible]
و باطل و بدانجامی امور کی طرف راغب ہوتے ہیں اور شفاء ہے قلوب کے لیے یعنے پہلے نفس کو احکام حق کی قید لگائے [illegible]
تو شفاء حاصل ہوئی پھر ہدیٰ ہے ارواح کے لیے اور رحمت ہے اشباح کے واسطے یعنی تکمیل ہے۔ اور نیز [illegible]
شفاء مقام وصلت ہے اور ہدیٰ مقام معرفت ہے اور رحمت مقام مخاطبت ہے سو موعظت تو عظمت سے [illegible]

... اور رحمت قدیم و ثقافت ہے اور رہا وصف رحمت تو اسمین یہ تفصیل ہے کہ عموم کی رحمت تو فعال سے صادر
اور رحمت خصوصی کا صدور صفات سے ہی اور خاص الخاص بندون کی رحمت کا صدور ذات سے ہی - اور نیز موعظت تو انکے لیے
ہی جنہون نے غلامون کی طرح حضور سے غافل و بیراہ ہین اور شفاء ان بندون کے لیے ہی جو محبت کے بیمار ہین اور ہدی انکے واسطے
ہی جو جمال الٰہی کی جستجو مین ہین - اور رحمت ہی واصلین کے واسطے - پس موعظت سے شروع کیا کہ مریض محبت کو پاکیزہ کیا جائے
یعنی موعظت ہی جسکی دوائین حکمت بالغہ الٰہیہ قدیمہ سے ترکیب دی ہوئی اس حسن کمالیہ پر ہین کہ تمام شہوات کا مادہ اس سے زائل
ہو جاتا ہی پس اہل محبت کے بشری عوارض سے اسکے اسرار باطنی واسطے انوار محبت کے پاکیزہ ہو جاتے ہین قال المترجم اس سے صحیح
ہوا کہ بدون استقامت شریعت کے کوئی کمال خواص سے اوپر ہی مانند طریقت یا حقیقت کے ہرگز حاصل نہین ہو سکتا اور یہی
اولیاء الٰہی رحمہم اللہ تعالے کے کلام مین مصرح ہی فاحفظہ ثم قال الشیخ رح پھر جب وہ اس معجون موعظت سے پاکیزہ ہو کر محبت کا
بیمار ہوا اور رہے نصیب اسکے جسکو یہ بیماری جو کروڑ صحت معروف سے افضل ہی بلکہ صحت معروف تو مرض ہی اور یہ بیماری محبت الٰہی
کی صحت ہی پس جب وہ اس محبت کی بیماری سے سرفراز ہوا تو الطاف حضرت خلاق العلیم سے اسکو شفاء کا شربت پلایا گیا اور حق تعالے
کے خطاب پاک کے بادل جذب محبت و شوق کے سینہ کمال لطف سے شاد فرماتا اور شفا دیتا ہی ... تک المبارک زلال دائمی
اللقاء عجل سے شفائی + پھر جب صحت پائی تو اپنی طرف ہدایت فرمائی - اللہ اکبر اللہ اکبر زہے نصیب جسکو یہ حاصل ہو پھر جب صحت
نصیب ہو وقت سے بے چین ہوا تو اسکو رحمت عطا فرمائی یعنی باران رحمت سے اس مریض کو صحت کے نہلا دیا کہ مرض و امتحان کے
میل سے صاف ستھرا ہو گیا - قال المترجم بعد از الشیخ رحمہ اللہ لطیف اشارات مین بیان دلالت فرمائی اگرچہ کلام باری تعالے
کلام ہی اور کمال واضح کیونکہ مقصود آخری اسکی تعمیل مین حاصل ہی ولیکن انشراح صدور اہل ایمان اور انکے خوش و نہال ہو جانے
کے لیے ان اشارات عالیہ مین سے بعض کی طرف دلالت کرنی اصلی غرض ہی کہ پہلے ہی سے پتہ نشان کھلجا دے ولیکن عبارت کو اسکے
روشنائی کی مجال نہین تو ناچار یہ بھی اشارات ہی اشارات رہے بلکہ در واقع اظہر سے اخفی کی طرف میلان ہوا تاکہ جو قلوب دور رہے
انکو چونکہ اخفی سے بسبب البعد ہونے کے مناسبت ہی کچھ سمجھ جاوین ورنہ در اصل کلام الٰہی خود واضح ہی کما قال عز من قائل ولقد
یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر انہ معلوم ہی کہ تفاسیر ضرور لکھے جاتے ہین پس وجہ اسکی یہی ہی اور بھید اسمین یہی ہی جو مترجم نے اشارہ
کیا فاحفظ فانہ حلو عزیز واللہ تعالے اعلم بالصواب ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم - ابن عطا رح نے کہا کہ موعظت برائے
نفس اور شفاء برائے قلوب اور ہدی برائے اسرار ہی اور رحمت اسکے لیے جسمین یہ اوصاف ... نے کہا کہ شفاء یعنی اسرار
کے لیے باحشمت ہی جعفر رح نے کہا کہ بعض کے لیے شفائے معرفت و صفا ہی اور بعض کے لیے شفاء ... رضا اور بعض کے لیے شفائے
وفا اور بعض کے لیے شفائے مشاہدہ و لقاء ہی - استاد رح نے کہا کہ موعظت تو سب کے لیے ہی لیکن مانند کفار وغیرہ کے بعض
قوم ایسی ہین جنمین موعظت اثر نہین کرتی ہی اور دوسرون مین نفع بخشتی ہی پس جسنے اپنے دل کے کان اس نصیحت کی طرف جھکا لیے اسکے
لیے تو یقین کھل جاتا ہی اور جو اس طرف ظاہر مین متوجہ اور باطن مین غائب ہی وہ ہمیشہ ... کا قول ہی کہ
موعظت ان لوگون کے لیے ہی جو غائب ہین تاکہ حضوری مین حاضر ہون اور شفاء خاص ... اسرار الٰہی
... اسمین کے واسطے کہ اسی رحمت سے انکو وصول ہوا - بعض مشائخ کا قول ہی کہ قرآن ... کے ...

Marfat.com

ہر ایک کے لیے ہے لیکن ہر ایک کو اپنی لیاقت کے موافق نصیبہ ملتا ہے پس گنہگاروں کو
سے شفاء حاصل ہوئی کیونکہ گناہ کی سخت بیماری جاتی رہی اور راہ پر آگئے اور اہل طاعت
عارفوں کے لیے وجود قرب سے اور اہل وجد کے لیے وجود حقیقت سے شفاء ہے بعض نے کہا گنہگاروں کی
مطیعین کی حصول درجات اور اسی طرح ہر ایک کو اپنے مرتبہ کے موافق شفاء عطا ہوئی ہے۔ وقال المترجم یہ قول ...
کہ کوئی بندہ معرفت الٰہی میں سب طرح سے بدرجہ کمال نہیں پہونچ سکتا حتی کہ جو دنیا میں مثلاً قیامت میں ہو
نہیں اور ایسے ہی احاطہ وہاں بھی منتفی لہذا اعتراف عدم معرفت بحضور عظمت وکبریاء الٰہی جل سلطانہ اسکے بندہ خاص ...
اخص وافضل مخلوقات سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم سے صحاح میں مروی ومعروف ہے پس کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا
ورحمت کا محتاج نہو۔ فافہم۔ قال الشیخ۔ پھر نعمت کو تمام کیا جبکہ بندوں کو نصیحت وموعظت وشفاء ورحمت
ہدایت فرمائی کہ کسی علت وسبب پر یا اپنی عبادت وطاعت پر نظر نہ کرو اور ازلی فضل وعنایت پر نظر کرکے انعامات
پر کامل شکریہ ادا کرو۔ لقولہ تعالیٰ۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

کہ اللہ کے فضل سے اور اسکی مہربانی سے سو اسی پر چاہیے خوشی کریں یہ بہتر ہے اُن چیزوں سے جو سمیٹتے ہیں

واضح ہو کہ بفضل اللہ میں باء جارہ متعلق ایسے فعل سے ہے جسکی فلیفرحوا تفسیر کرتا ہے۔ اور بذلک اسم اشارہ ہے بجائے
ضمیر کے ہے پس تقدیر کلام یہ ہے قل فلیفرحوا بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا۔ اور ہو سکتا ہے کہ فلیفرحوا اس فعل محذوف
پر دلالت کرنے والا قرار دیا جاوے اور مانند آنکہ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فلیفرحوا فبذلک فلیفرحوا بفضل اللہ وبرحمتہ فلیعتنوا فبذلک
کیونکہ فرحت جس چیز سے ہو آدمی اسکی جانب زیادہ اہتمام کرتا ہے۔ فلیعتنوا۔ یعنے چاہیے کہ اسپر اعتناء کرو اور اہتمام کرو
رہا یہ کہ تکرار کا فائدہ کیا ہے تو کہا گیا کہ ایجاب کے بعد تاکید بیان ہوا اور فضل ورحمت کے ساتھ اختصاص فرح کا
ہو۔ یعنے فرح اسی پر ہونا چاہیے بلکہ واجب ہے یا جار مجرور متعلق ہے۔ قولہ تعالیٰ جاءتکم سے اور ذلک اشارہ ہے اسکے
کی طرف اسے بمعنیہا فلیفرحوا۔ اور فاء بمعنی شرط ہے یعنے اگر دوسرے لوگ کسی سے فرحت پاویں تو چاہیے کہ انھیں سے فرحت میں
یا ربط بما قبل کے لیے تاکہ دلالت کرے کہ ایسی کتاب جامع اوصاف کا آنا موجب فرحت ہے اور تکرار مفید تاکید ہے اور یعقوب
رحمہ اللہ کی قراءت میں فلتفرحوا بتا فوقانیہ ہے اور مرفوع قراءۃ بھی اسیطرح مروی ہے اور شاذ قراءۃ میں فافرحوا اسکے
ہے۔ ابن جنی رحمہ نے کہا کہ قراءۃ بالتاء اپنے اصل پر ہے کیونکہ اصل امر یہ کہ اپنے حروف کے ساتھ ہو پس افرحوا در اصل لتفرحوا تھا جیسے
یہی ہوتا ہے ولیکن بسبب کثرت کے حذف کرکے افرحوا کے مانند کیا گیا۔ اگر کہا جاوے کہ تقدیم ظرف سے کیا فائدہ ہے جواب یہ کہ
فرحت کا ان دونوں سے ثابت ہو کیونکہ فرحت بطریق اترانے وغیرہ کے مذموم ہے۔ کما فی قولہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین۔ اگر کہا جاوے
کہ قولہ فرحین بما آتاہم اللہ الآیۃ میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انکو دیا اسپر فرح مذکور ہے تو اختصاص کیونکر ہے۔ جواب اول یہ کہ انکا فرح تا
کاہر اسپر دنیاوی زندگی کو قیاس نہیں کر سکتے۔ دوم یہ کہ وہ بھی فرح بفضل ورحمت الٰہی ہے۔ سوم یہ کہ ان حضرات کا فرح کے ساتھ اختصاص
پس فرح اور وجہ سے ہونا ضرور نہیں ہے اور حاصل یہ کہ اختصاص از جانب فضل بفرح ہے نہ برعکس اور یہ جواب ضعیف ہے جا ...

Marfat.com

...وَبِرَحْمَتِهٖ تو کہدے کہ خوش و فرحت مین ہوجاؤ اللہ تعالےٰ کے فضل و رحمت سے یعنی ہر چیز
اور ہر جہان کہین جب کبھی ایسا ہو کہ وہ اللہ تعالےٰ کا فضل و اسکی رحمت ہی تو اسپر فرحت ہونا چاہیے چنانچہ قرآن مجید و رسول حمید ہو آیا
و نہایت بڑا فضل الٰہی ہی اسپر کمال فرحت چاہیے برخلاف اسکے کفار و مشرکین اس سے منھ موڑتے اور بغض و عداوت کرتے تھے اور دنیاوی
مال و متاع پر جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مبغوض ہی خوش ہوتے تھے تو انکو فہمایش و تنبیہ کی کہ دیکھو یہ فضل الٰہی ہی جسپر فرحت ہوتی ہی
فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا پس اسی کے ساتھ تم کو فرحت والا ہونا چاہیے - ابن عباس سے مروی ہو کہ فضل اللہ تعالےٰ قرآن ہی اور رحمت
الٰہی دین اسلام ہی - حسن و ضحاک و مجاہد و قتادہ نے کہا کہ فضل تو ایمان اور رحمت قرآن ہی - انس رضہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ فضل الٰہی قرآن ہی اور رحمت اسکی یہ کہ تمکو اسکے لوگون مین سے کر دیا - رواہ ابو الشیخ و ابن مردویہ اور مانند اسکے جماعت تابعین
سے روایات آئی ہین اور مقصود یہی معلوم ہوتا ہی کہ فرحت عموم فضل الٰہی و اسکی رحمت پر چاہیے جنمین سے اعلیٰ و اولیٰ قرآن مجید و
دین اسلام ہی یعنے دنیاوی متاع حقیر و حیات فانیہ پر فرحت نہین چاہیے - هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ اے ذٰلک خیر الخ - یہ فضل و رحمت
الٰہی بہتر ہی اس چیز سے جسکو مشرکین جمع کرتے ہین یعنی اموال دنیاویہ جو بلا شک معرض زوال مین ہین - اور ابن عامر نے تجمعون بخطاب
پڑھا بمعنی آنکہ مومن اسپر فرحت کرتے ہین اور یہ اس سے بہتر ہی جسکو اے کافرو تم جمع کرتے ہو - خیر اگرچہ اسم تفضیل ہی لیکن یہان معنی
تفضیلی مراد نہین تاکہ اموال دنیاویہ کا خوب ہونا لازم آوے اور فضل و رحمت اسکی بہ نسبت بہت خوب ہو - بعض نے کہا کہ نعم المال الصالح
الحدیث سے مال حلال کا خوب ہونا بھی ثابت ہی تو اسم تفضیل اپنے معنی تفضیلی پر ہوگا اور حق وہی قول اول ہی کیونکہ مرجع مال صالح کا
مرد صالح کی قید سے جو حدیث مین خود مذکور ہی ثواب الٰہی کی طرف ہی تو اموال فی نفسہ کچھ نہین بلکہ بھلائی انہین بنظر حصول ثواب ہی کہ
بندہ صالح اسکو خیرات وغیرہ کرکے فضل الٰہی حاصل کرتا ہی اور فرحت بھی مخصوص بفضل و رحمت الٰہی ہی اور ایمان پر فرحت ہونا اور
روزہ دار کو موافق حدیث کے روزہ کھولنے کے وقت فرحت ہونا اور قبول توبہ سے اور مانند اسکے جو فرحتین ثابت ہین وہ بمرجع فضل و
رحمت ہین حتی کہ بدون اس نظر و نیت کے فرحت باطل ہی فافہم - آیت مین دلیل ہی کہ جو فرحت بنظر مرجع فضل یا رحمت الٰہی نہو وہ باطل ہی
کیونکہ جب اخیص سے اختصاص ہوا تو اور جگہ باطل ہوگی - حطام دنیاوی و اموال وغیرہ پر فرحت بنظر دنیاوی شیوۂ اہل کفر ہی اور استمتاع
مباح بنظر آنکہ اختلال حواس وغیرہ سے حفظ صحت ہو تاکہ عبادت و طاعات مین تقویت رہے مباح فرحت اسی نظر سے ہی ورنہ باطل ہی
اور یہ نہین کہ ہر ایسی چیز جسکا کچھ انجام محمود نہو وہ حرام ہو کیونکہ کھا کر فنا کرنا اور پہنکر پھاڑ ڈالنا وغیرہ حدیث سے بدینمعنی باطل ثابت مین
لیکن فی الجملہ اباحت ہی فافہم - خراج عراق کو دیکھکر عمر رضہ نے قولہ قل بفضل اللہ و برحمتہ الآیۃ پڑھی آپکے آزاد کیے ہوے غلام نے
بھی کہا کہ واللہ یہ فضل و رحمت الٰہی ہی فرمایا کہ تو جھوٹ بولا بلکہ یہ تو مما یجمعون مین سے ہی - ہذا الاثر رواہ ابن ابی حاتم والطبرانی - عمر رضہ کی
مراد یہ تھی کہ ان سب اموال سے جسکو لوگ جمع کرتے ہین فضل و رحمت الٰہی خوب ہی یا یہ کہ فضل الٰہی اہل اسلام پر ظاہر ہوا کہ کفار و کلمہ کفر
مقہور ہوا کیونکہ کفار جسکو دل و جان سے جمع کرتے ہین وہ اہل خیرات کے پاس آیا جس سے وے فضل حاصل کرنے مین قوت با دین فافہم
اور ایسے بہت ہین کہ انمین خالی دلی نیت سے زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا ہی چنانچہ کفار کی نیت اموال جمع کرنا محض باطل ہی اور
مومن کی نیت اصلاح عاقبت وہ بہتر ہی اور یہ حسن نیت حصۂ مومن ہی لہذا مومن کی نیت کا اسکے کام سے بہتر ہونا حدیث مین آیا ہی ف
العرائس قولہ قل بفضل اللہ الخ ازل مین اہل ایمان کو ولایت و مشاہدہ کے لیے چھانٹ لیا پس مشاہدہ فضل ہی اور خطاب رحمت

اور انکی کچھ انتہا نہیں ہی لیکن اول فضل و رحمت ازلی ہی پھر لانہایۃ ابدی ہی اور رحمت
مثل دنیا کے یا زندگی کے انقطاع ہوتا تو کمال نہ تھا اور جب انقطاع نہیں تو اسپر فرحت و سرور لازم
لانہایہ وبے کیف وکمال سرور ہی۔ اسمین اشارت ہی کہ مجاہدہ سے جمع کرنے کی نسبت مراقبہ افضل ہی کیونکہ
غیب سے فی الجملہ غفلت ہوتی ہی اور مراقبہ کا حاصل خوائض معرفت مین لہذا ثابت ہوا کہ ایک ساعت مقامات الٰہیہ مین
عبادت سے افضل ہی۔ وفی حدیث تدارس العلم ساعۃ من اللیل خیر من احیاءہا۔ رات مین ایک دم علم کی مدارست تمام رات
بہتر ہی اور شبلی رح نے اپنی ایسی حالت مین اسی مضمون کا شعر کہا ہی۔ پھر شیخ رح نے فضل و رحمت کے انواع طور کر بیان کیا کہ فضل
ولایت ہی یعنے بندے کو ازل مین ولی کرنے کے یلے پسند کر دیا۔ و رحمت حفظ از قہریات مطرودہ ہی۔ فضل وصال ہی اور رحمت
فضل عنایت ہی اور رحمت کفایت۔ فضل معرفت ذاتیہ ہی اور رحمت کشف صفات۔ فضل عطاے محبت ہی اور رحمت جذب ارواح
مریدون برکشف انوار آیات و رعایت ادب ہی۔ واسطی رح نے کہا کہ اللہ تعالےٰ ہی کے فضل و رحمت کی تخصیص سے تمام مخلوق
مایوس کر دیا کہ کسی کو اپنی ذات سے کچھ نہیں ہی۔ بعض نے کہا کہ فضل الٰہی احسان ازلی ہی اور رحمت ایجاد از عدم ہی پس ہدایت وایمان
نتیجہ فضل و رحمت ہی۔ قال المترجم بذریعہ قرآن مجید و رسول حمید صلے اللہ علیہ وسلم کے فافہم۔ جعفر رح نے کہا کہ معرفت فضل
توفیق رحمت ہی۔ بعض نے کہا کہ ثواب وکرم ہی۔ جنید رح نے کہا کہ ابتداء مین فضل و انتہاء مین رحمت ہی۔ کتانی رح نے کہا کہ نعمت
ظاہرہ و باطنہ ہین کما فی قولہ اسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ۔ شیخ فضل رح نے کہا کہ فضل اللہ تعالےٰ اسلام ہی اور رحمت اسکی اتباع سنت
نبوی صلے اللہ علیہ وسلم یعنے اجتناب از بدعات ہی۔ ذوالنون رح نے کہا کہ حصول جنت و پناہ از دوزخ ہی۔ عمرو بن عثمان رح نے کہا
کہ فضل الٰہی حجاب اٹھا دینا اور رحمت اسکی دیدار ہی۔ بعض نے کہا کہ فضل دوام توفیق اور رحمت تمام تحقیق ہی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے کفار
کی نظر اموال جمع کرنے مین اور انکے درمیان خلاف رضاے حق تصرف کرنے مین مع دیگر قبیح اعمال کفر و مذموم نیات کے بیان
فرمائین۔ بقولہ تعالےٰ۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ

تو کہہ بھلا دیکھو تو اللہ نے جو اتاری تمہارے واسطے روزی پھر تمنے ٹھہرالی اسمین سے کوئی حلال اور کوئی حرام کہہ اللہ نے حکم دیا تمکو

اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

یا اللہ پر جھوٹھ باندھتے ہو اور کیا اٹکلے ہین جھوٹھ باندھنے والے اللہ پر قیامت کے دن

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ع ۶

اللہ تو فضل رکھتا ہی لوگون پہ لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ تو کہدے کہ تمہین معلوم تو ہی مجھے خبر دو کہ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ جو اللہ تعالےٰ نے
تمہارے یلے رزق۔ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا سو بنایا تم نے اسمین سے حرام و حلال۔ قال البیضاوی رح
رزق کو اتارا ہوا قرار دیا کیونکہ وہ آسمان مین مقدر ہی اور آسمانی اسباب مانند مینھ وغیرہ سے حاصل ہوجاتا
مین معمول انزل یا ارایتم کا ہی کیونکہ رایتم بمعنی اخبرونی ہی اور حرف لکم دلالت کرتا ہی کہ مراد رزق سے حلال رزق

[illegible] سے قرار دیا یعنے من تبعیضیہ سے پس مراد یہ کہ تم نے رزق مین سے حلال کو اپنی شرع مین بحیرہ وغیرہ کرکے اسمین سے بعض کو حرام کر دیا جیساکہ فی قولہ وقالوا ہذہ انعام وحرث حجر الآیۃ اور قولہ ما فی بطون ہذہ الانعام خالصۃ لذکورنا ومحرم علی ازواجنا الآیۃ۔ قُلْ آٰللّٰهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُونَ اے محمد تو کہدے کہ کیا اللہ تعالے نے تمکو اسکی اجازت دی ہی یا تم اللہ تعالے پر افترا باندھتے ہو یعنی اللہ تعالے پر تم قطعاً افترا باندھتے ہو اور یہ نہایت سخت گناہ ہی۔ کما قال۔ وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور کیا گمان ہی ان لوگون کا جو اللہ تعالے پر جھوٹ افترا باندھتے ہین قیامت کے روز یعنی ایسے مفترون کا گمان اپنے حق مین قیامت کے روز کیا ہی بھلا کیا یہ خیال باندھتے ہین کہ سزا نہ پاوینگے نہین بلکہ ایک سزا پاوینگے ایسی بڑی سزا کہ خوب سمجھین بیان کی حاجت نہین ہی پس موعود وعید کو مبہم رکھنا بڑے سخت ہونے کی دلیل ہی جیسے آئندہ محاورہ مین کہین دیکھ تجھے کیسی سزا ملتی ہی۔ اور ما بمعنی اے شئی ہی منصوب بظن بدلیل قرأۃ شاذۃ ظن الذین بلفظ ماضی بوجہ قطعی الوقوع ہونے کے۔ قال البیضاوی رح اور جائز ہی کہ قولہ آللہ اذن لکم متصل ارأیتم ہو۔ اور قل کی تکرار تاکیدی ہو۔ اور جائز ہی کہ ارأیتم ما۔ استفہام انکاری ہو۔ ام منقطعہ بمعنی بل ہو۔ قال المترجم کشاف نے یہی اختیار کیا ولیکن اول اولے واظہر ہی۔ قال الحافظ رح اور ابن عباس ومجاہد وضحاک وقتادہ وعبد الرحمن بن زید وغیرہم نے کہا کہ بحیرہ وسائبہ وغیرہ جنکو مشرکین طرح طرح کی جاہلانہ تشریع سے اپنے اوپر حرام کرتے تھے انپر انکار کے لیے یہ آیات ہین (تاکہ جب تشریع الٰہی کے حق ہونے کا اقرار کرین اور اسی کی تحلیل وتحریم کو صحیح دیکھین اور اپنی خودرائی چھوڑین تو راہ راست پر آوین) اور مالک بن نضلہ رض سے روایت ہی کہ مین شکستہ حالت بنا ہوا آیا تو آنحضرت صلعم نے مجھسے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال ہی مین نے کہا کہ اونٹ گھوڑے بکریان غلام باندیان سب قسم کا مال ہی فرمایا کہ جب اللہ تعالے نے تجھے دیا تو محبوب ہی کہ تجھپر اُسکا اثر دیکھے یعنے یہ بخل وبدہیات چھوڑدے پھر فرمایا کہ بھلا تیرے اونٹ بدن سے درست بچہ جنتے ہین اور تو استرہ اُٹھاکر انکے کان کاٹ دیتا ہی اور کہتا ہی کہ یہ تو بحیرہ ہی اور کھال پھاڑکر کہتا ہی کہ یہ صرم ہی پس اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر حرام کرلیتا ہی مین نے کہا کہ جی ہان ایسا تو کرتا ہون الی آخر الحدیث یعنی اچھی نصیحت سے یہ طریقہ باطل اسکے دل سے دور کیا جیساکہ سورہ انعام مین گزر چکا والحدیث قا۔ رواہ احمد باسانید جیاد قویۃ۔ پس اللہ تعالے نے ہر ایسے شخص پر انکار کیا جو بدون دلیل ومستند کے محض رائے وخواہش سے کسی چیز کو حلال یا حرام کرتا ہی۔ والحاصل علی ما قال الرازی وغیرہ۔ تم لوگ جن چیزون پر حلت یا حرمت کا حکم لگاتے ہو تو خالی رائے وخواہش سے ہی یا نہین پس اگر محض رائے ہی تو جسکو ذرا بھی عقل ہی اسکو ٹھیک نہین سمجھتا اسلیے کہ رائے وخواہش سے پسند یا نہین پسند کرسکتا ہی اور رہا حلال ہونا کہ اسپر آخرت مین ثواب ہوگا یا مواخذہ نہوگا اور ایسے حرام کہ اسپر آخرت مین عذاب ہوگا تو ایسا حلال وحرام کبھی نہین معلوم ہوسکتا سوائے اس طریقہ کے کہ اللہ تعالے کی طرف سے معلوم ہو اور یہ طریقہ یہی ہی کہ اللہ تعالے کے رسول پر وحی سے حکم الٰہی دریافت ہو جیساکہ حق تعالے نے ابتداے آدم علیہ السلام سے برابر انبیاء علیہم السلام بھیجے ہین پس ہمہ تن اسی کی پیروی ضرور رہی لہذا فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ بے شک اللہ تعالی فضل کرتا ہی بندون پر چنانچہ پیدا کرکے عقل دی اور رسُل بھیجکر ہدایت کی اور کتابین نازل فرماکر حلال وحرام وفرض ومنکر وممنوع سب کی راہ بتائی کہ معرفت توحید خالق عز وجل سے ثواب جنت حاصل کرین پس انپر بے انتہا شکر واجب ہی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ولیکن بہتیرے لوگ شکر نہین کرتے۔ قال ابن جریر رح اللہ تعالے لوگون پر فضل والا ہی کہ دنیا مین انپر عذاب

Marfat.com

کرنے مین تعجیل نہین فرمائی - وقال الحافظ رح مین کہتا ہون کہ برا فعل کیا کہ دنیا [illegible]
حرام وہی کیے جو انکے دین یا دنیا مین انکو مضر ہین اگرچہ اپنے زعم مین اچھا سمجھین ولیکن بہتیرے [illegible]
کرتے اور اپنی راے و خواہش سے حرام حلال بناتے ہین - قال الکرخی رح یہ فرمایا [illegible]
و اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بغیر مضبوط دلیل پہچاننے کے حرام یا حلال [illegible] لگادیتے جیسے [illegible]
ہین انتہی ترجمۃ کلامہ - مترجم کہتا ہے کہ شیخ کرخی رح نے اپنے زمانہ والون پر افسوس [illegible] مترجم اپنے [illegible]
کرے تو کم ہے کیونکہ ان لوگون نے کلام الٰہی و حدیث سے بالکل ہاتھ اٹھا کر محض تقلید پر مدار کر لیا بلکہ سخت واجب قرار دیا حالانکہ
مجتہد ہونے کی لیاقت نہین تو مجتہد کے قول کے دلائل دیکھ لینے کی لیاقت ہے ورنہ اپنے نفس کے خطرات و اصلاح کی خاک سمجھ ہوگی
اسی وجہ سے خالی اعمال جوارح پر مغرور ہو کر اصلاح قلب سے محض بے بہرہ ہوتے ہین حتی کہ شیطان کے خطرات سے دین برباد کرنے مین [illegible]
ہوجاتے ہین - نعوذ باللہ تعالے انپر فرض ہے کہ جدال چھوڑ کر ائمہ مجتہدین و سلف صالحین کیطرح اعمال جوارح سے ہر وقت ذخیرہ ثواب جمع
کرین اور اصل اصول اصلاح قلب و افعال قلبی کی نگہداشت کرین تاکہ علماء ربانی ہون عوام کو جنت و دوزخ کی طمع و خوف ہی سے
اپنے کو توحید و محبت الٰہی کے جوش سے قبر تک جو دروازۂ آخرت ہے با ایمان صحیح سلامت لیجاوین اللھم وفقنا للاخرۃ ولا تجعلنا للدنیا وا[illegible]
خاسرین - حافظ رح نے لکھا کہ ایسی خود رائی مین بہت لوگ پڑ گئے بس مشرکین تو معلوم کہ اپنے واسطے انھون کیا کیا شریعتین بنائین [illegible]
کتاب والون مین سے جیسے یہود و نصاری کہ دین مین بکثرت بدعتین نکالین قال المترجم نصاری کی ایک بدعت یہی کہ عیسے ؑ بیٹا
اور خدا تثلیث ہے کمال گمراہی کے لیے کافی ہے اور واضح ہو کہ یہ بدعت اس امت مین بھی پھیلی چنانچہ کرخی رح نے اشارہ کیا ہے - ثم ذکر الحافظ
رحمہ اللہ اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین موسی بن الصباح تابعی رحمہ اللہ سے روایت کی کہ قولہ تعالے ان اللہ لذو فضل علی الناس -
کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو (کافر و مشرک و منافق و فاجر و فاسق اپنے اپنے اعمال مین گرفتار ہونگے اور رہے نیک نیت نیکوکار مومن
بندے اولیاء اللہ تو وے) حضور مین لائے جاوینگے پھر اولیاء الٰہی تین گروہ ہو کر کھڑے ہونگے بس ایک گروہ مین سے ایک شخص لایا جائیگا
اس سے اللہ تعالے فرمائیگا کہ اے بندے تو نے یہ کام نیک کس غرض سے کیے تھے عرض کریگا کہ پروردگار آپ نے جنت و اشجار و نہرین و ثمار
و حور و قصور پیدا فرمائے اور اسمین اہل طاعت کے لیے نعمتین رکھین سو مین اسکے شوق مین راتون جاگا و دنون روزے رکھے کہ اسکو پاؤن
تو فرمائیگا کہ اے بندے تو نے جنت کے لیے یہ کام کیے - اچھا لے یہ جنت ہے اسمین داخل ہو اور تجھپر میرے فضل سے یہ ہے کہ مین نے
تجھے دوزخ سے آزاد کیا اور میرے فضل سے ہے کہ تجھے اپنی جنت مین داخل کرون بس وہ اور اسکے ساتھی جنت مین چلے جاوینگے - پھر دوسرے
گروہ سے ایک شخص لایا جائیگا کہ اے بندے تو نے کس لیے کام نیک کیے عرض کریگا کہ پروردگار آپ نے دوزخ و اسکے حرو سموم و طوق
و سموم پیدا کیے اور جو کچھ اسمین اپنے اعداء کے لیے عذاب رکھے تو مین نے راتون کو بیداری مین اور دنون کو روزے مین اسی کے [illegible]
سے کاٹا - فرمائیگا کہ اے بندے تو نے دوزخ کے خوف سے ایسا کیا تو مین نے تجھے دوزخ سے آزاد کیا اور تجھپر میرا فضل ہے کہ تجھے جنت
مین داخل کرون بس وہ اور اسکے ساتھی جنت مین داخل ہو جائینگے پھر تیسرے قسم کا ایک آدمی لایا جائیگا اس سے فرماویگا کہ اے [illegible]
تو نے کس لیے یہ کام کیے وہ عرض کریگا کہ میرے مولی آپ کی محبت و عشق و شوق دیدار مین قسم ہے آپ کی عزت و جلال کی [illegible]
عشق مین رو رو کر کاٹین اور دنون تیری محبت مین روزے رکھے بس حق عز و جل فرمائیگا کہ اے میرے بندے [illegible]

جمع ترمذی
چہارم

... حق عزوجل انکا حجاب دور فرماویگا پھر فرمائیگا کہ تجھپر میرا فضل ہی کہ مین نے تجھے
... مباح کردیا اور ملائکہ تیرے حضوری ہین اور مین آپ تجھپر سلام فرماؤنگا پھروہ و اسکے ساتھی
... قال المترجم دلائل احادیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ سب سے اسی امت مرحومہ والون کو پہلا لگی
... کے مومنین کو فضل ملیگا اور یہ سب مومنین سچے توحید والے بدون شرک وخودرائی کے دنیا مین خالص ایمان والے ہین جو
... دنیا کی خواہش ومحبت کے نفع لینے والے اور دل وجان سے آخرت کی طرف مائل تھے۔ واللہ تعالے اعلم
... کے حال ونیت وصدق کو خوب جانتا ہی اور ہرایک کے نافع ومضر امر کا وہی عالم ہی۔ لہذا فرمایا۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ
اور نہین ہوتا تو کسی حال مین — اور نہ پڑھتا ہی اُسمین سے کچھ قرآن — اور نہ کرتے ہو تم لوگ کچھ کام

مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ
کہ ہم نہین ہوتے — حاضر تمپر — جب تم لگتے ہو — اُسمین — اور غائب نہین رہتا

عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ
تیرے رب سے — ایک ذرہ بھر — زمین مین — نہ آسمان مین — نہ اُس سے چھوٹا

ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝
نہ اُس سے بڑا — جو نہین کھلی کتاب مین

پہلے کلام کی ترکیب فصیح وبلیغ سمجھ لو کہ ماتکون بحرف نفی ہی اور خطاب آنحضرت صلعم کو جو سردار خاص الخاص ہین پھر آگے سب کی
تعمیم کردی بقولہ ولا تعملون الخ۔ اور شان بالف در اصل بہمزہ بمعنی قصد ہی پس اطلاق مصدر بمعنی اسم مفعول آیا۔ اور تفسیر اسکی لفظ امر
سے کی گئی اسے ما تکون فی امر۔ اور تتلو منہ۔ مین ضمیر مجرور یا شان کیطرف ہی کیونکہ تلاوت بھی منجملہ شان کے ہی اور رسول کا تلاوت کرنا
منجملہ شان رسول کے بڑی شان عظیم ہی لہذا تخصیص کی گئی یا تلاوت کسی شان کی وجہ سے ہوا کرتی ہی تو منہ اے من اجل الشان۔
یا یہ ضمیر راجع بحق عزوجل ہی یعنے حق تعالے کی طرف سے یا یہ کہ ضمیر بجانب قرآن ہی جو آگے مذکور ہی پس اضمار قبل الذکر بغرض تفخیم شان
کتاب ہی اور بنا بر اول کے من قرآن در اصل مفعول تتلو ہی اور من اسپر یا تبعیضیہ ہی یا تاکید نفی کے لیے زائدہ ہی اور بر وجہ اخیرہ وہ بیانیہ ہی
ذرہ وہ ... جو باریک کے ذرہ جو ہوا مین شعاع سے نظر آتے ہین اور من مثقال مین من زائدہ بغرض استغراق نفی ہی۔ یعزب بضم زاء
... قراءۃ مشہورہ فصیحہ ہین اور معنی اسکے دور ہونا یا غائب ہونا۔ اور قولہ الا فی کتاب کی استثنا مین کلام آویگا انشاء اللہ
... نے قرآن سے انکار کیا اور فضل ورحمت الٰہی سے منھ موڑا اور حالت اوپر بیان ہو چکی تو اب احاطہ علم الٰہی سے کفار
... اور اہل ایمان کو پوری خوشخبری وطمانیت ہوئی کہ مولاے حق عزوجل کا علم ہم بندون کے ادنیٰ واعلیٰ حالات کو ہم سے
... علم ... نہین اور یہی قسم ہی اور علم درحقیقت اسی کا علم ہر بندے کی ابتداء وانجام کو محیط ہی چنانچہ فرمایا
وَمَا تَكُونُ فِي شَاْنٍ اور نہین ہوتا تو کسی شان مین یعنے کسی حال وکام مین — وَمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ اور نہین تلاوت
کرتا ... قرآن سے — وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اور نہین کرتے ہو تم لوگ کوئی کام — اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا

Marfat.com

مگر آگاہ ہوتے ہین ہم تمپر شہود دیعنی اے محمد صلعم تو جس حال [illegible]

تم لوگ کرتے ہو وہ ہم سے کچھ بھی چھپا نہین بلکہ ہم تمپر شاہد ورقیب ومطلع ہین [illegible]

ہوتے ہو۔ بعض نے کہا کہ لاتعملون کا خطاب اہل مکہ کو ہی اور حاصل یہ ہی کہ اے محمد صلے اللہ [illegible]

ونظر بحضرت کبریاء وحرص بجانب ایمان بندگان خدا وغیرہ کو اور تیری تلاوت قرآن کو [illegible] لوگ [illegible]

جہنم سے بچین اس سب کو ہم دیکھتے وامپر مطلع ہین اور تم اے کفار مکہ جو کوئی کام کرتے ہو [illegible] قرآن [illegible]

عداوت کا خوض کرنا اور انجام مین اس سے منکر ہونا اور توحید الٓہی سے انکار کرنا وغیرہ جو کام کرتے ہو اسکو ہم [illegible]

بخوبی جانتے ہین۔ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ اور نہین دور ہو یا نہین پوشیدہ وغائب ہو تیرے رب سے مِن مِّثْقَالِ

ذَرَّةٍ وزن ذرہ بھر۔ یعنی چھوٹی چیونٹی برابر یا ریت کے ذرہ برابر جو شعاع مین نظر پڑتے ہین۔ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

نہ زمین مین اور نہ آسمان مین۔ وَلَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ اور نہ اس سے بہت چھوٹی چیز اور نہ بڑی یعنی بڑی سی بڑی

چیز جو تم کو نظر آتی ہی آسمان ہی اور سب سے نزدیک زمین ہی تو زمین سے شروع کرو اور آسمان تک نظر کرو کہ انمین کوئی ذرہ برابر یا

چھوٹی بڑی چیز نہین جو پروردگار تعالے شانہ کے علم سے غائب ہو۔ من مثقال مین من زائدہ استغراقی ہی اور علم الٓہی تو ہر جگہ ہر چیز

کو خواہ محسوس ہو یا نہو جیسے نیات وخطرات سب کو محیط ہی لیکن چونکہ کفار پابند محسوسات ہین اور سواے زمین وآسمان کے نہین دیکھتے

لہذا نہایت حقیر محسوس چیز کا پوشیدہ نہونا خواہ زمین مین ہو جو قریب محسوس ہی یا آسمان مین جو دور ہی مخصوص بیان فرمائی تاکہ اس سے

سمجھ حاصل کرلین کہ حضرت الٓہی تعالی کے صفات کیسے کمال پر ہین بس وہی معبود ہی۔ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ مگر کتاب مبین مین ہی

مفسرین نے اس استثناء مین کلام کیا کیونکہ اگر قولہ مایعزب سے مستثنیٰ ہی تو یون ہوا کہ مایعزب عن ربک الا فی کتاب۔ حالانکہ یہ درست

نہین ہی کیونکہ یہ معنی ہوئے جاتے ہین کہ علم الٓہی سے کچھ پوشیدہ نہین مگر جو کتاب مین یعنی لوح محفوظ مین ہی یعنے وہ خارج از علم ہی

حالانکہ یہ محال ہی اور جواب دیا گیا کہ اشیاء دو قسم کی ہین ایک وہ کہ جنکو اللہ تعالے نے بلاواسطہ پیدا کیا جیسے آسمان وزمین وغیرہ

اور دوم وہ جنکو بالواسطہ پیدا کیا جیسے بواسطہ سطر یا آدمی کے تو مایعزب بمعنی مایبعد۔ لیکن یون ہوا کہ علم الٓہی سے دور نہین کوئی چیز مگر وہ ہی

ایک درجہ دور ہی جو لوح محفوظ مین ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ ایسا جواب دینے والا محض غفلت مین رہا کہ اسکو اصول موضوع وایجاد و

فصل سب سے ذہول ہوا کیونکہ اسباب خود کچھ موثر نہین تو ایجاد بالواسطہ درحقیقت لہ ایجاد الٓہی ہی علاوہ برین کلام علم الٓہی مین ہی

نہ ایجاد مین لیس یہ جواب محض واہی وباطل ہی اور معتزلہ وغیرہ اہل بدعت وجہالت کے اصول سے متوافق ایسے قول کو بدون رد کے

ذکر کرنا روا نہین ہی۔ بعض نے جواب دیا کہ استثناء بمعنی لکن ہی یعنے منقطع ہی اے لکن فی کتاب مبین۔ یعنی اللہ تعالے سے کچھ

پوشیدہ نہین ہی اور یہ معلومات الٓہیہ سب کتاب لوح محفوظ مین ثابت ہین خلاصہ یہ کہ ایسا استثناء درحقیقت استثناء نہین [illegible]

اور ابو علی جرجانی رح نے کلام عرب سے الا بجاے واو کے بولنا ثابت کرکے یہان بھی یہی تجویز کیا اور کرخی رح نے اسکو [illegible]

مترجم کہتا ہی کہ تعسف نہین بلکہ درحقیقت قریب بجواب دوم ہی اور تحقیق یہ ہی کہ لکن کے معنی مین الا جو منقطع ہی وہ الا [illegible]

مین قرار دیکر بمعنی واو لیتے ہین اور اردو زبان مین بھی لفظ مگر اسطرح بولا جاتا ہی۔ اور اس صورت مین معنی یہ ہونگے کہ علم الٓہی [illegible]

زمین وآسمان کو محیط ہی خواہ کیسی ہی چھوٹی ہو اور یہ سب لوح محفوظ مین اللہ تعالے نے ثبت فرمائی ہین اور مقصود [illegible]

Marfat.com

...الغیب احاطہ ہی کہ وہ شئی مثبت بھی ہی۔ وقال البیضاوی رح قولہ ما یعزب
... علم بذبرہان ہی اور قولہ ولا اصغر من ذالک الخ۔ کلام مستقل ہی جو اپنے ما سبق کا مقرر ہی۔ مترجم
... اسکا یہی ہی وہ آلا بمعنے لکن یعنی حرف عطف لینے کی صورت مین مذکور ہوا یعنے پوشیدہ نہین تیرے پروردگار کے علم سے کوئی
... کہین ہو خواہ آسمان مین یا زمین مین۔ یہ تو اسکا علم محیط ہی پس جو کوئی یہ گمان کرے کہ وہ جزئیات کو نہین جانتا وہ کافر ہی۔ اور
... اصغر یعنے اس علم محیط کے ساتھ دوسری قدرت کا ظہور یہ کہ ذرہ سے چھوٹی ہو یا بڑی ہو سب لوح محفوظ مین مثبت ہی۔ قال الحافظ
... رحمہ اللہ فی تفسیر الآیۃ۔ اس آیت مین اللہ تعالی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرماتا ہی کہ تیرا خالق مالک ذو الجلال والاکرام تیرے
... احوال و تیری امت کے اور تمام مخلوقات کے ہر ساعت و ہر دم ہر لحظہ کے خوب جانتا ہی اُسکے علم و نظر سے کوئی ذرہ حقیر سے حقیر یا
... سے بڑے کچھ پوشیدہ نہین ہی خواہ کہین ہو۔ اور یہ مانند قولہ تعالے وعندہ مفاتح الغیب لایعلمہا الا ہو ویعلم ما فی البر والبحر
... من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کے ہی مترجم کہتا ہی کہ ظاہر کلام متوافق باختیار
... بیضاوی رح ہی واللہ اعلم ف فی العرائس قولہ تعالے وما یکون فی شان الخ۔ اسمین آگاہی فرمائی کہ او تعالے بندون کے دلی
... خطرات پر آگاہ ہی اور کیون نہین کہ اُسی نے اُنکو پیدا کیا۔ کما قال تعالے الا یعلم من خلق وہو اللطیف الخبیر۔ پہلے اپنے رسول مکرم
... شرف الخلق کو اپنی اطلاع ہونے سے متنبہ کیا بقولہ وما تکون فی شان تو جس وسیلہ کی جستجو مین مجھ تک رسائی کے لیے ہوتا ہی۔ وما
... تتلو منہ من قرآن۔ اور جو خطاب تو امت پر اُنکو میری طرف جذب کرنے کے لیے بطریق تبلیغ رسالت پڑھتا ہی ہم ضرور اُسپر مطلع
... ہین پس سوائے حق کے کوئی خطرہ آنے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہیے اور حبیب علیہ السلام کو اس خطاب سے عظمت کی
تجلی فرمائی پھر سب کو شامل کر دیا بقولہ ولا تعملون من عمل۔ اور تم کوئی کام نہین کرتے یعنے عبودیت کے کامون مین سے جنپر مشاہدہ
پا ہو۔ الا کنا علیکم شہودا۔ مگر آنکہ ہم ضرور اُسپر مطلع ہین اسطرح کہ جلال و عظمت تمپر کشف فرمائی اور سطوت کبریائی تمہارے دلون پر
ڈالتے ہین تاکہ تم ہمیشہ ہماری عظمت جبروت و کبریائی کے مشاہدہ مین رہو۔ اذ تفیضون فیہ۔ در وقتیکہ تم اپنے آپ کو عظمت کے واسطے
قربان کرتے ہو اور جو حرکت تم سے ایسی جاری ہوتی ہی۔ پھر آگاہ فرمایا کہ عرش سے تا انتہاے مخلوق ہر ذرہ علم کبریائی کے احاطہ مین
ہی بقولہ وما یعزب عن ربک الخ اسمین بیان فرمایا کہ عدم سے جو کچھ بنور قدم صادر ہوا وہ اللہ تعالے کے علم قدیم اور قدرت قائمہ
بالذات کے سامنے ہوا اور نظر اُسکی تمام مخلوق کو شامل ہی خواہ کیسی ہی چھوٹی یا بڑی ہو۔ اور یہ سب مخلوقات اُسکے علم مین اُسکی بصر
کے سامنے معروف ہین اور سب اُسکی ذات و صفات کے ساتھ قائم ہین اور ہر حال مین ہر ذرہ اُسکی حفظ و رعایت مین ہی اور اگر اُسکی
قوت کاملہ و قدرت محیط شامل نہوتی تو سب کے سب پارہ پارہ ہو جاتے اور اس آیت سے عارفین کو اپنے اپنے مرتبہ کے موافق
تحصیل معرفت ہی۔ شقیق بلخی رح نے کہا کہ بندہ پر لازم ہی کہ اپنے قلب کو ہمیشہ ہر دم یہی دیکھتا رہے کہ نظر الٰہی اُسپر دائم ہی اور علم و قدرت
اُسکی ہر دم محیط ہی تو ہر کام اُسکے حضور نظر و علم مین ہی۔ بعض نے کہا کہ جسنے یقین کیا کہ حق تعالے شاہد و مطلع ہی تو آخر تمام اغیار سے
منقطع ہو جائیگا۔ نصر آبادی رح نے کہا کہ تین گروہ ہین ایک وہ کہ جسنے بنظر ثواب کام کیا اور دوم جسنے بنظر حکم الٰہی اتباع کیا اور سوم
جسنے بسبیل مشاہدہ کام کیا اور انمین باہم بڑا تفاوت ہی۔ اور مجھے یہان لطیف اشارہ ظاہر ہوا کہ حق تعالے نے ارواح و اشباح
و اجرام مین تفاوت بیان فرمایا کہ او تعالے ارواح و اشباح کے ساتھ بانوار شہود و کشف وجود و استغراق فی العلم ہی اور اجرام

Marfat.com

انکے ساتھ ہین علم و قدرت و احاطہ کہ اللہ تعالے نے انپر

قرب و مشاہدہ ہی اور تمام مخلوق اُسکے علم مین مستغرق ہی۔ کما قال وما یعزب عن ربک

کبھی اعمال کیطرف نہ جاتا بلکہ پر و بال احوال سے اُسی کے کشف جمال کیطرف پرواز کرتا

ایسی صورت مین اُس سے خوف حزن و غم جو بسبب عبادت بخوف جہنم ہوتا ہی اور

مین غرق ہی پھر حق تعالے نے ایسے بندون کو بیان فرمایا جو قہریات و عقوبات سے

اور داخل وصال ہوے ہین۔ بقولہ تعالے

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ

سن رکھو جو لوگ اللہ کی طرف ہین نہ ڈر ہی انپر نہ وہ غم کھاوین جو لوگ یقین لائے اور بچتے رہے

لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ

انکو ہی خوشخبری دنیا کے جیتے جی اور آخرت مین بدلتی نہین اللہ کی باتین یہی

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

بڑی مراد ملنی

علم الٰہی تعالے مین تمام مخلوقات اپنی اپنی ابتداء و انجام کی راہ سے متمیز و معلوم ہی اور ہر ایک اپنے انجام کے موافق اعمال کا مرتکب از انجملہ جو اللہ تعالے عزوجل کی توحید و کمال صفات پر مومن ہین وے ہر حال مین جو عمل کرتے ہین خواہ اُسمین جوارح ظاہرہ کو دخل ہو فقط باطن کا فعل، ہو ہردم اللہ تعالے کو شاہد و علیم و خبیر جانتے اور تقوی رکھتے ہین اور اُنکے اعمال خلوص محبت الٰہی سے ہوتے ہین اور حدیث موسی بن الصباح مذکورہ بالا سے ظاہر ہوتا ہی کہ وعدۂ الٰہی پر یقین کر کے یا وعید الٰہی سے ڈر کر اعمال کرنے والے بھی اللہ تعالے ہی کے واسطے مخلص ہین اگرچہ خالص محبت سے عاملین کے برابر نہون پس اللہ تعالے نے اپنے اولیاء کا مرتبہ بیان فرمایا تاکہ کفار حسرت مین پڑین اور اہل ایمان خوشی سے سر جھکاوین بقولہ تعالے۔ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ خبردار ہو کہ اللہ تعالے کے اولیاء بندے بے شک ایسے ہین کہ۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اُنپر کچھ خوف نہین اور نہ وے غمگین ہونگے۔ ولی ضد عدو ہی جیسے ترکیب لفظ قرب پر دلالت کرتی ہی پس ولی کو قرب ہوتا ہی جسکی کیفیت مجہول ہی جیسے حدیث مین حالت سجدہ مین بندہ کا رب سے بہت آیا پھر ولی کا لفظ جب اللہ تعالے پر اطلاق ہو جیسے قولہ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب الآیۃ۔ تو متولی اسم فاعل کے معنی مین اطلاق ہو جیسے یہان تو فعیل بمعنے اسم مفعول ہی اور بلحاظ محبت کے ہر ایک مین معانی کا اعتوار ہی اور یہ عجیب لطف ہی فافہم۔ یہان ہین ایک یہ کہ انجام مین انکے لیے کوئی ایسی بات نہین جس سے انپر خوف ہو یا غم کھانا پڑے اور دوم یہ کہ وے ایسے حال انپر کوئی غم یا خوف نہین طاری ہوگا بخلاف کافرون و مشرکون کے کہ انکو سخت غم متواتر رہیگا اور بخلاف گنہگار مسلمانون کے کہ کا غم و خوف چھایا ہوگا اگرچہ آخر مین عفو ہو جاوے یا کچھ سزاے جہنم کے بعد نجات ہو جاوے واللہ اعلم۔ اور کے غم و رنج مین متواتر ہمیشہ پڑے رہینگے کہ یہ غم انھین اشقیا کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ پھر واضح ہو کہ دونون احتمال آثار مین شواہد ہین چنانچہ آیندہ معلوم ہوگا اگرچہ ابتداء سے غم نہونا مستلزم ہی کہ آیندہ نہو پس ارجح یہ ہی کہ انپر

...جناب باری تعالیٰ سے خوف جہنم یا امید جنت کی نیت اسکی عبادت مین جاتی رہتی ہی اور ناخوشی پہنچے
ولی کو ہردم ہر آستان و مخالف رہتے ہین - پھر واضح ہو کہ اولیار کی تفسیر مین علمار کے اقوال ہین - بیضاوی رح نے کہا کہ اولیار وہ لوگ
ہین جو طاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے قرب رکھتے ہین اور اللہ تعالیٰ کرامت عطا کرنے کے ساتھ انکی تولی فرماتا ہی - اور ایسا ہی متکلمین کا قول
ہی سو مدار انکا محبت کی یہ تاویل کہ بندہ کی طرف سے محبت یون کہ طاعت مین مستقیم ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسطرح کہ انکو ثواب و
کرامت عطا فرماوے - اور اہل تصوف رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی مختلف عبارات سے تعریف کی ولیکن مآل واحد ہی اور بنار انکے تعریف کی
اثبات محبت ہی اور یہی مختار و صحیح ہی ولیکن معنی محبت کے بیان مین نہین آسکتے ہین اور رہی کرامت تو یہ ولی کے لیے کچھ ضروری نہین اگر مراد
اس سے خرق عادت ہو ورنہ ایمان و استقامت عین کرامت ہی اور جو تفصیل التعریفات مین ہی امر مجمل کی توضیح باعتبار ظاہر فہم ناقص ہی
بندہ در حقیقت و اصح معنی یہ ہین کہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمائے بقولہ - الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ یعنی اولیار وہ بندے ہین جو ایمان
لائے و متقی رہے - پس خلاصہ معنی ولی کے مومن متقی - اور ابو السعود رح نے لکھا کہ تقوی کے مراتب متعدد ہین ادنی یہ کہ شرک سے پرہیز کرے
اگرچہ اس سے گناہ سرزد ہو اور اعلی یہ کہ طاعت پر قائم اور معاصی سے مجتنب اور شبہات سے دور اور طریق سنت پر مستقیم ہو - پس
یہان تیسرا مرتبہ اعلی مراد ہی اور مدار ولایت کا یہی تقوی ہوا کہ ہر ایسی چیز سے جو حق تعالیٰ سے غافل کرے دور بھاگتے اور تمام عالم سے
بالکل منقطع ہو کر اپنے رب تبارک تعالیٰ سے واصل ہوتے ہین اسی سے انکو قرب و حضور و شہود حاصل ہوتا ہی - اور جب یہ غور کیا جاوے
کہ ایمان صدق دل سے لا الہ الا اللہ - کہنا پھر صدق کی تفصیل دیکھی جاوے تو مآل واحد ہی کیونکہ جسنے ایمان کے بعد معصیت کا ارادہ کیا اسمین
صدق کا کامل اثر نہین ہی اور اسی کی نظیر ولی کی تعریفات مین مختلف عبارات ہین جنکا حاصل ایک ہی ہی مگر لوگون کے سمجھانے کو مختلف
عبارات مین بتلایا کہ اپنی سمجھ کے موافق ہر ایک سمجھ جاوے - ابن عباس و سعید بن جبیر نے کہا کہ اولیار الہی وے بندے ہین جنکے دیکھنے
سے اللہ تعالیٰ یاد آوے - یہ پہچان انکے سیما و آثار سے ہی - ابو حنیفہ و شافعی رح نے کہا کہ اگر عالم لوگ اولیار نہون تو پھر کوئی ولی نہین ہی
کذا حکاہ عنہما النووی فی مقدمۃ شرح المہذب - پھر نووی رح نے کہا کہ یہ اُن عالمون کا ذکر ہی جو علم کے موافق عمل کرتے ہین - قشیری رح نے کہا
کہ ولی کی شرط ہی کہ محفوظ ہو جیسے نبی معصوم ہوتا ہی پس جسپر شرع کا اعتراض ہو وہ مغرور مخادع ہی ولی نہین اور ولی وہی ہی جسکے اقوال و
افعال موافق شرع ہون - مترجم کہتا ہی کہ بعض آثار مین اسکا موید آیا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ولی جاہل نہین بنایا - اور معروف ہی
سخن کہ بے علم نتوان خدا را شناخت * وقال الحافظ فی تفسیرہ - جو شخص متقی ہو وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہی اسکو آیندہ کے لیے آخرت کا
اور پچھلی دنیا کا کچھ خوف اور غم نہین ہی - اور عبد اللہ بن مسعود و ابن عباس و بہتیرے سلف رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ اولیار الہی وہ ہین جنکے
دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آوے - اسمین ایک مرفوع حدیث بھی آئی جو سعید بن جبیر عن ابن عباس ہی کہ ایک نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
اولیار الہی کون ہین فرمایا کہ جب انکو دیکھے تو اللہ تعالیٰ یاد آوے - رواہ البزار و قال قد روی عن سعید مرسلا - ابو ہریرہ رض نے کہا
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندون مین سے بعض ایسے ہین کہ انبیار علیہم السلام و شہدار رضی اللہ عنہم انپر غبطہ
کرینگے - پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وے کون ہین بتلا دیجیے شاید کہ ہم انسے محبت کرلین فرمایا کہ وے ایک قوم ہین کہ بدون شرکت مالی
و قرابت کے انھون نے آپس مین اللہ تعالیٰ کے واسطے الفت کرلی انکے چہرے نور اور نوری کرسیون پر ہونگے لوگون کے خوف کے وقت
انکو خوف نہوگا اور لوگون کے غم کے وقت انکو غم نہوگا پھر پڑھی آیت الا ان اولیار اللہ لا خوف الخ - رواہ ابن جریر عنہ و صحح الحاکم و

Marfat.com

ابوداؤد وابن ابی حاتم والبیہقی عن عمر بن الخطاب ؓ ایضاً وقال الحافظ باسناد جید [illegible]
رفوعاً عن ابی مالک الاشعری رض مترجم کہتا ہے کہ عمرو بن الجموع رض سے مرفوع روایت ہے کہ بندہ کا ایمان [illegible]
محبت کرے اور اسی کے واسطے بغض رکھے پھر جب ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے ولایت کا [illegible] اور اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible]
میرے اولیاء اور میری خلق میں سے میرے احباء وہ ہیں کہ میری یاد میں رہتے ہیں اور انکی یاد [illegible] رواہ [illegible]
غنم الاشعری رض سے مرفوع روایت ہے کہ بندگان الٰہی میں سے وے بہتر ہیں جنکے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آوے اور وے بدتر ہیں جو لوگوں [illegible]
بجھائی کرتے پھرتے اور دوستوں کے درمیان پھوٹ ڈالتے اور باغی سرکش [illegible] رواہ احمد [illegible]
وہ ہیں جنکے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آدے اور اسکی باتوں سے تمہارا علم بڑھے اور اسکے [illegible] آخرت کی رغبت ہو۔ رواہ [illegible] الحکیم الترمذی
وہو غیر الحافظ الترمذی صاحب السنن الجامع۔ پھر واضح ہو کہ یہ فضل جن لوگوں کا بیان ہوے بے شک اولیاء الٰہی ان [illegible]
منحصر نہیں کہ اسی کمال والے آیت میں مراد ہیں بلکہ جائز ہے کہ انسے کم مرتبہ والوں کو بھی شامل ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے
اپنے اولیاء کو انکی ذات کے لیے معرفت اور دوسروں کو انکی منزلت کی رغبت دلائی بقولہ۔ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ انکے لیے بشریٰ ہے حیات دنیا میں اور آخرت میں۔ بشریٰ بالضم والف مقصورہ بمعنی [illegible] مراد [illegible]
وہ چیز جس سے بشارت ہو۔ پس دنیا میں انکا بشریٰ وہ ہے جو اپنی کتاب میں اور اپنے رسول علیہ السلام کی زبان سے انکو [illegible]
وعدے فرمائے اور سچے خواب ہیں اور مکاشفات ہیں اور موت کے وقت ملائکہ کا حضور نہایت خوبصورتی کے ساتھ کہتے ہوئے
کہ کچھ نہ ڈرو اپنے مہربان مالک عز وجل کے رضوان میں چلو اور رہا کرو۔ اور آخرت میں ملائکہ انکو فوز عظیم وسلامت کی بشارت
دیتے ہوئے انسے ملینگے۔ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے کلمات کے حق میں تبدیل نہیں ہے۔ انکے وعدوں میں
کچھ خلاف کو راہ نہیں سب برحق وصحیح ہیں۔ ذٰلِكَ یہ جو مذکور ہوا کہ دونوں جہان میں انکے لیے بشارات ہیں هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِيمُ یہی فوز عظیم ہے اسکی حقیقت وماہیت کو تمام وکمال حق تعالیٰ جانتا ہے پس یہ بہت ہی بڑی نعمت ہے۔ یہ دونوں جملے [illegible]
اس بیان کے لیے ہیں کہ جس امر کی بشارت دی گئی وہ بہت بڑی نعمت ہے اور معترضہ جملہ ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ [illegible]
کوئی کلام ایسا ہو کہ پچھلے کلام سے متصل ہو۔ کذا قال البیضاوی رح۔ واضح ہو کہ قولہ لہم البشریٰ الخ گویا توضیح ہے [illegible]
وجہ سے خوف وغم بفضل الٰہی زائل ہو جاتا ہے اور حق یہ ہے کہ ایمان درمیان خوف ورجاء کے ہے لیکن انکو خوف وغم [illegible]
کو محیط ہو کر نہیں رہتا [illegible] عظمت وکبریاء الٰہی اور سوا ر قہریات سے ڈرتے رہتے ہیں یہاں تک [illegible]
بحکم قولہ تنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا الآیۃ زائل ہو کر تمام امن ہو جاتا ہے اور [illegible]
کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انپر واجب کیا تھا اسپر وے ٹھیک ٹھیک قائم رہے اور [illegible]
اور اپنے [illegible] گنہگار سے نیک گمان رکھتے ہیں انتہی ما قال کلامہ [illegible] بالکل [illegible]
طہارت پر کچھ اعتماد نہیں ہوتا اور کیونکر آدمی قبل مرگ کے یہ اطمینان کر سکتا ہے کہ [illegible]
غرض یہی ہے منجملہ صفات اولیاء کے یہ ہے کہ تمام اعمال وافعال انکے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
ہیں پھر بھی وے انکو بالکل کچھ نہیں سمجھتے لقولہ ولا یدخل احدکم الجنۃ عملہ [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] نہین ہوتی [illegible] تک حق عباد کمک الحدیث اوکما روی ۔ اور لوگون کی دنیاوی تعریف یا مذمت کچھ
[illegible] نہین مگر [illegible] کاملین انکی تعریف کرین تو حدیث صحیح مسلم سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ بشارت دنیا ہی سے شروع ہوگئی ہی
[illegible] مرفوع مین حیات دنیا مین بشارت کی تفسیر صالح خواب سے مروی ہی یعنے دنیا مین اللہ تعالے اسکو سچا اچھا
[illegible] انحصار نہین ہی کیونکہ دیگر آیات واحادیث مین دیگر بشارات بھی حیات دنیا مین مومن کے لیے آئی ہین
[illegible] نیک [illegible] کے چھیالیس اجزا مین سے ایک جزو ہی چنانچہ ایسے خواب کو بیان کرنے کا حکم آیا اور جو شیطانی خیالات
[illegible] انکے بیان سے منع کا حکم آیا ہی یہ مختصر فضائل اولیاء الٰہی سبحانہ تعالے ہین اللہم اجعلنی من احبۃ اولیائک فی زمرتہم
[illegible] یا ارحم الراحمین آمین ۔ فی العرائس قولہ تعالے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الآیۃ ۔ عارف صادق
جب [illegible] ذات کا انکشاف ہوتا ہی تو نہایت مانوس ہوکر فرحت مین دوام وصال چاہتا ہی پھر تو رکبسط مین داخل ہوتا اور اسپر
[illegible] غالب ہوجاتی ہی پھر راحت وصال سے سماع انبساط مین داخل ہوتا اور نشاط و استبشار اسپر غالب ہوجاتا ہی اور
[illegible] مقام ہی کہ سطوات عظمت سے وہان قلب مین دہشت نہین آتی اور نہ ہیبت سے روح مضطرب ہوا اور نہ شان قہاری سے
[illegible] فنا ہوا [illegible] سلطان عزت سے وجود مضمحل ہو بخلاف اسکے جب تک ولی کو دیدار صفات کا مرتبہ ہوتا ہی تو وہان اسرار کو انکی
[illegible] مین سیر ہوتی ہی اور وہان غیرت قہریات سے خطرۂ فنا رہتا ہی چنانچہ وارد ہی کہ المخلصون علی خطر عظیم ۔ اہل اخلاص
[illegible] بڑے خطرہ مین ہوتے ہین ۔ پھر جب اسرار کو ان منازل سفر سے سکون ہوا اور وصال الحق فی الحق ہوا اور تمکین باللہ فی اللہ
[illegible] انوار جمال مین توطن ہوا تو پھر اسپر امتحان کی بجلیان نہین گرتی ہین چنانچہ دیکھو کہ جنت مین مومن پر آفات العذاب
[illegible] وحزن نہین کیونکہ وہ مقام روح وریحان ہی ایسے ہی عارف بھی جب جنت مشاہدہ مین پہونچا تو سایہ الطاف سے تمازت
[illegible] مامون ہوجاتا ہی یہیں یہی اشارت ہی قولہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ۔ یعنی مکر سابق ازلی سے خوف
[illegible] کیونکہ سابقہ ازل مین عنایات قدم کا ظہور ہوا اور حزن آیندہ عوارض قہر سے نہین کیونکہ غایت کفایت مین ابد تک معصوم
[illegible] دیکھو نکہ وہ بندہ غم وخوف مین ہوگا جو جمال کا ناظر و نور جلال مین واصل ہی ۔ پھر ولایت بدون چار مقام کے پوری نہین
[illegible] ۔ اول مقام محبت ۔ دوم شوق ۔ سوم عشق ۔ چہارم معرفت ۔ پس محبت نہین حاصل ہوتی بدون کشف جمال کے اور شوق نہین
[illegible] جمال کی خوشبو سے اور عشق نہین ہوتا بدون قرب القرب کے اور معرفت نہین ہوتی [illegible] صاحبیت کے اور
[illegible] مع ظہور انوار صفات مجموعی حالت ہی چنانچہ جب انوار صفات دیکھے اور نعوت واسماء کو اور صفات
[illegible] کہ سابق مین قولہ تیفکرون فی خلق السموات الآیۃ اور قولہ من یوت الحکمۃ الآیۃ وغیرہا مین مشارب کا تفصیلی
[illegible] کی معرفت حاصل کی ۔ اور مقام فنا سے بصفت بقاء نکلا تو ولی ہوا پس محبت سے اسکو
[illegible] سے حالت طاری ہوتی ہی اور عشق سے جان فدا کرنا چاہتا ہی اور معرفت سے یہ کہ تمام ماسوا کے
[illegible] اسکو فراست حاصل ہوتی ہی اور حالت سے لطافت اور بذل الوجود سے
[illegible] خالی ومنقطع ہونے سے ہیبت ووقار حاصل ہوتا ہی پس جب ان مدارج پر پہونچا
[illegible] فضائل اسکے بشارت وسخاوت ہین اور اخلاق [illegible] نصیحت ہین
نشانی ١٢

کہ بھلائیون کا حکم کرتا ہی اور ممنوعات سے روکتا ہی اور بندگان حق تعالےٰ پر [illegible]
رکھتا ہو پس جسنے ایسے ولی کو دیکھ لیا آسکو مبارک باد اور جسنے اسکی خدمت کی اسکے [illegible]
تصدیق آگے کی آیت ہی یعنے قولہ تعالےٰ الذین آمنوا وکانوا یتقون - ایمان اسکا تصدیق [illegible]
حاصل ہوگیا - اور شہود الٰہی سے اللہ تعالےٰ کو مشاہدہ کرلیا اور معرفۃ اللہ باللہ تعالےٰ پالیا [illegible]
نہین سوائے کشف جمال قدم کے - اور تقوی اسکا یہ ہی کہ سوائے حق تعالےٰ کے سب [illegible]
اسکو انقطاع ہی - پس اسکے ایمان سے اسکو کرامات ملتی ہین اور تقوی سے مشاہدات حاصل ہوتے ہین [illegible]
نے دنیا و آخرت مین انسے یعنی رضا و وصال ومشاہدہ کے حصول سے انکے دون کو فرحت مین کردیا [illegible]
فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ یعنی دنیا مین انکو مشاہدہ بیانی ملا اور آخرت مین مشاہدہ عیانی حاصل ہوگا - دنیا مین [illegible]
مین مشاہدات ہین - دنیا مین تجلی و آخرت مین قرب منزلت ہی دنیا مین دیدار الٰہی بیداری خواب مین [illegible]
دیدار مشافہہ ہی - قلت والحجۃ فی رویۃ المنام قولہ علیہ السلام اتانی ربی فی احسن صورۃ الحدیث اخرجہ الترمذی [illegible]
باسناد حسنہ ابن الجوزی فی العلل وقول الدارقطنی رح ان الحدیث بطرقہا ضعیف خطأ لا یلتفت الیہ [illegible]
ان تلک الطرق التی اوردہا بمجموعہا ضعیفۃ مع ان کثرۃ الطرق اذا لم یکن فیہا وضاع تجعل الحدیث حسنا کما تقرر فی الاصول [illegible]
پھر حق تعالےٰ نے مکرر بشارت فرمائی کہ ازل مین جو مختار ہوگیا وہ اختیار متبدل ومتغیر نہین ہوتا بقولہ تعالےٰ لا تبدیل لکلمات [illegible]
حسن عنایت ازلی انکی اصطفائیت کی اختیار الٰہی ہی کبھی اسکی صفات مین تغیر و تبدل نہین ہے قلت وہذا لا ینافی ان یجری
علی من اصطفے فی الازل من موارد الامتحان امر غیر معروف کما وقع لماعز رضی اللہ عنہ لا یخرجہ عن الاصطفائیۃ ولذلک ترحم النبی صلی [illegible]
علیہ وسلم احسن الثناء علیہ بعد ما رجم ماعز رضی اللہ عنہ وانکر علی من وقع فیہ فلیتدبر - پھر حق تعالےٰ نے فرمایا - ذلک ہو الفوز العظیم
یہی فوز عظیم ہی عظمت یہ کہ اس قہر سے نجات پائی جسمین جم غفیر بے تعداد شیاطین واقوام کفار ومشرکین راندے گئے [illegible]
بمنزلہ سپید تل کے سیاہ اونٹ مین ہین اور حق تعالےٰ کی سلطنت وعظمت مین اس کثرت سے مخلوق مطرود فرمانے سے [illegible]
نہین ہی پس ولی کو کتنا بڑا فوز عظیم مل گیا کہ اس قہر سے چھوٹا اور کیا بڑا فضل پایا کہ حضرت خلاق العلیم غیر متناہی عظمت [illegible]
رب العزۃ کا مشاہدہ ووصال پایا - اس سے بڑھکر کون فوز ہوگا - واسطی رح نے کہا کہ چار نام پاک سے اولیاء کے حظ [illegible]
کر ان پاک نامون مین سے ایک کے ساتھ قیام ہی اور وہ پاک نام یہ ہین - ہو الاول والآخر والظاہر والباطن - پس جو انکی [illegible]
ایسے فنا ہوا وہ کامل تمام ہی قلت یعنی پہلے ان اسماء کے مشاہدات مین منور ہوکر پھر اسنے بھی فانی ہوا تو اکمل ہوا اور [illegible]
حظ مین آیا تو اسکو عجائب قدرت کا ملاحظہ ہی اور جو اسم الباطن سے مشرف ہوا وہ انوار سرائر سے منور ہی اور [illegible]
ہوا وہ ماسبق سے مشغول ہی اور مشرف باسم الآخر ہوا مستقبل ہی اور ہر ایک کو اپنی طاقت وطبیعت کے اندازہ بھران پاک [illegible]
کشف ہوتا ہی مگر آنکہ کسی بندہ کی حق تعالےٰ نے اپنے فضل سے تولی فرمائی - بعض نے کہا کہ اہل ولایت کے دل [illegible]
کیونکہ وے مواز دحق ہین - بعض سے کہا گیا کہ اولیاء کی علامت کیا ہی فرمایا کہ انکے ہموم مع اللہ تعالےٰ [illegible]
اللہ تعالےٰ ہی - ابو سعید الخراز رح نے کہا کہ دنیا مین اولیاء الٰہی اپنے قلوب سے پرواز کرکے [illegible]

[illegible] دل سے بھاگتے یعنی دنیا سے گریز کرتے اور مولیٰ سبحانہ تعالےٰ سے انس پاتے اور روے اپنی
[illegible] سے بھی وحشت کھاتے ہین یہان تک کہ فرشتۂ اجل و موت آ جاوے اور بعض شیخ نے کہا کہ اولیاء کے نفوس انکے قلوب کو سمجھاتے
ہین اور اعداء کے قلوب انکے نفوس کو اطفال کی طرح اُٹھائے ہوئے نفوس کی راحت رسانی کرتے رہتے ہین بطریقہ شرک وکفر و معصیات
کے۔ شیخ ابو یزید رح نے کہا کہ اولیاء الٰہی مانند عروس کے پردہ نشین ہین انکو سوائے محرم کے کوئی نہین دیکھتا اور محرم وہ ہی جو حجلۂ انس
مین پہونچے۔ ابو علی الجوزجانی رح نے کہا کہ ولی وہ ہی جو اپنی حالت مین فانی ہو اور مشاہدہ حق سبحانہ تعالےٰ مین باقی ہو اسکا متولی
حق سبحانہ تعالےٰ ہی کیونکہ ولی کو خود اپنی خبر نہین اور سوائے حق تعالےٰ کے کسی کے ساتھ اسکو قرار نہین ہی۔ ابو حفص رح سے پوچھا گیا
کہ ولی کون ہی فرمایا کہ جو کرامات سے مؤید کیا گیا مگر خود کرامات سے غائب ہی۔ قال المترجم یہ ایک حالت ولی کا بیان غریب میز
ہی اور اسکی نظیر بغرض سمجھانے کے یون ہی کہ آدمی ایک پتلی سے کام لیوے کہ کام اسکے ہاتھون ہوا مگر خود اسکو شعور نہین ہی اسی واسطے
عوام الناس کو منع کیا جاتا ہی کہ ولی کی خوشامد وغیرہ سے یہ نیت مت رکھو کہ وہ کچھ کریگا کیونکہ وہ خود فانی ہی جو امر الٰہی موافق قضاء و قدر
کے جاری ہوگا اسی کے موافق وہ پتلی حرکت کریگی مگر اللہ تعالےٰ عز و جل کی اسپر کرامت ہی کہ وہ محل جریان قضاء و قدر ہی اشار الیہ الشیخ
الجیلانی قدس اللہ اسراره و رضی اللہ عنہ فی فتوح الغیب وصرح بہ غیر واحد فاستقم۔ محمد بن علی الترمذی رح نے کہا کہ ولی کی روح پر خواب
مین اور قلب پر ہر حال مین تلطف الٰہی سے وارد ہین تو روح اسکی جا کر عرش کے نیچے سجدہ کرتی ہی اور اسکا قلب اوپر سیر کرتا و مناجات
مجالس و بشارت مین حاضر ہوتا ہی۔ ابو سعید الخراز رح نے کہا کہ انکے لیے حیات دنیا و آخرت مین بشارت ہی وے ہر دم اسکے حضور مین
حاضر ہین لیکن حق تعالےٰ عز و جل کی بارگاہ رفیع و معالم وسیع و نعمہاے غیر متناہی سے انکو لحظہ بلحظہ وہ کچھ حاصل ہوتا رہتا ہی کہ قبل علم و
عطاء کے انکو اسکی خبر ہی نہ تھی لہٰذا جب بارادۂ الٰہی انکی اطلاع بحسب مقدر رہی تو انکے مراتب متفاوت و مناصب متعدد اور ہر ایک۔ کے
لیے طریقۂ خاص و انکشاف مقامات ہی واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ مترجم کہتا ہی کہ اولیاء کی محبت اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے
ایک نعمت عظمیٰ ہی اور ایسے بندون سے دل مین محبت رکھنا بدین معنی کہ ضرور وے دنیا یا برزخ مین موجود ہین اور اکابر انکے صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین ہین یہی کافی ہی کچھ انکی شناسائی یا ملاقات ضرور نہین ہی ہان حاصل ہو جاوے تو نہایت خوب ہی
و لیکن کثرت سے عوام الناس خالی کوئی خرق عادت دیکھکر معتقد ہو جاتے اور اسی کو پہچان تصور کرتے ہین حالانکہ یہ محض غفلت ہی اور بہت
خوفناک کیونکہ یہ امر شیطان سے بھی ممکن ہی جبکہ وہ ہر دم گمراہ کرنے کے درپے ہی تو خرق عادت دو شخصون سے ہوتا ہی ایک ولی اللہ تعا
سے اور یہ کرامت ہی دوم ولی الشیطان سے اور یہ ضلالت ہی پس عوام کو چاہیے کہ زہد و تقویٰ کی شناخت مقرر کرین ورنہ برباد
ہونگے و لیکن صد افسوس کہ انکو ولی سے اللہ تعالےٰ کی محبت سے الفت نہین بلکہ دنیا حاصل ہونے کی طمع سے چاپلوسی ہوتی ہی اور
یہ بات خواہ مخواہ انکو ولی الشیطان سے ملتی ہی کیونکہ ولی اللہ کہین انکو دنیا مین پھنساویگا بلکہ یا دنیا سے بچاویگا۔ فلیتامل واللہ تعالےٰ
ہو الہادی و ہو المضل و نعوذ باللہ من الضلال۔ یہ حال تو اہل الحق کا تھا جو کمال موحد و اہل الآخرہ ہین۔ پھر حق تعالےٰ نے اپنی
قدرت کاملہ و عظمت کا اور اہل وسواس و اعداء کا بیان فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ

[illegible] غم کما | اُنکی بات سے | اصل | سب زور اللہ کو ہی | وہی ہی سنتا | جانتا | سنتا ہی اللہ کا ہی

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ

جو کوئی ہی آسمانوں میں اور جو کوئی ہی زمین میں اور یہ جو پیچھے پڑے

شُرَكَآءَ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ

سوائے کچھ نہیں مگر پیچھے پڑے ہیں خیال کے اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

جسنے بنادی تمکو رات کہ چین پکڑو اُسمین اور دن دیا دکھانے والا اُسمین نشانیاں

لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○

اُن لوگون کو جو سنتے ہیں

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اور نہ غمگین کرے تجھے کافرون کا قول۔ یعنے کفار و مشرکین جو کلمہ توحید چھوڑ کر کلمہ شرک بکتے ہیں اور اللہ کی جناب مین گستاخی و بے ادبی کرتے ہین اور ضرور ہی کہ اللہ تعالےٰ کا ولی خصوصًا رسول مکرم اپنے مولیٰ عزوجل کی شان مین ایسی باتیں دشمنون کی زبان سے سُنکر ملول ہوگا یا کفار و مشرکین جہالت سے انکار رسالت کرتے اور آپ کو ساحر وغیرہ کہتے یا سخت گستاخی سے آپ کو دھمکاتے اور سخت الفاظ کہتے تو یہ سب امور آپ کی غمگینی کا باعث ہوتے اس سے منع کر دیا بطور تسلی دینے کے کہ اے رسول مکرم تو اولیاء الٰہی مین سب سے افضل ہی تو غمگین نہو۔ واضح ہو کہ آپ کا غم خالی اسوجہ سے نہ تھا کہ آپ کی شان مین مدح نہین بلکہ مذمت کرتے تھے اور مدح پسند تھی۔ یہ ہرگز نہین کیونکہ آپ نے مدح کرنے والون کو سخت منع کیا اور رد کیا اور مداح کو بسبب مغرور کر دینے کے مار ڈالنے والا ٹھہرایا ہی چنانچہ احادیث صحیحہ کثیرہ اسپر صریح دلیل ہین بلکہ غمگین ہونے کی ایسی وجہین تھین کہ جو بمقتضائے شان رحمۃ للعالمین کے انھین کفار کیطرف راجع تھین مثلاً رسول اللہ سے بے ادبی موجب کفر و ضلال ہی اور وہ موجب دائمی عذاب چنانچہ قولہ حریص علیکم الآیۃ اور حدیث وانا اخذ بحجزکم الخ اسپر دلیل ہی اگر کہا جاوے کہ اوپر کی آیت مین اولیاء کو غم و خوف نہونا بیان ہی اور یہان اثبات ہی تو جواب یہ کہ نفی خاص خوف و غم کی یعنی متعلق بدار آخرت ہی اور یہ غم یہین تک کے لیے ہی یا نفی اسکی مغلوب بالید ہی اور حیات مین تو ایمان درمیان خوف و امید کے دائر ہوتا ہی اگرچہ ایمان اولیاء کا کشف سے منجر بعین الیقین و بالاتر ہو جاتا ہی جیسا کہ حدیث حارثہ بن مالک رضی اللہ عنہ کیف اصبحت یا حارثہ الخ اسپر دلیل ہی ولیکن نظر بعظمت وجلال الٰہی اور اپنے خاتمہ و انجام کے اور ابلیس کے حال سے عبرت لیکر ہر بندہ خوف کرتا ہی۔ بالجملہ حق تعالےٰ نے کفار کے کلمہ شرک بکنے و توہین وغیرہ کرنے سے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ غم مت کھا۔ نافع رح کی قراءۃ مین یحزنک بضم اول وکسر الزاء المعجمہ از باب افعال ہی ولیکن حزنہ و احزنہ دونون ایک معنی مین ہین۔ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا جملہ استینافیہ بمعنی تعلیل ہی اور ایک قراءۃ مین انّ بالفتح آیا ہو بجاے لام ... پس یہ دلیل ہی کہ ان بالکسر بھی بمعنی تعلیل ہی۔ حاصل یہ کہ تو انکے قول سے غمگین مت ہو اس لیے کہ غلبہ تو جمیع ... اللہ ہی کے واسطے ہی کسی دوسرے کے لیے اسمین سے کچھ نہیں پس وہ تعالےٰ انکو مقہور کرکے تجھکو ان پر منصور فرمائیگا ... لقولہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی الآیۃ۔ اگر کہا جاوے کہ اسمین تو سواے اللہ تعالےٰ کے رسول ... العزۃ ولرسولہ وللمومنین الآیۃ۔ مین مومنون کے لیے بھی قرار دیا ... پر جمیعًا سے تاکید ...

Marfat.com

لیے حاصل ہو اگر کہا جاوے دنیا کا اصل ہو تو جواب یہ ہی کہ بے شک غلبہ فقط اللہ تعالے ہی کیواسطے ہی جیسے یہان فرمایا اور رسولون اور مومنون کے لیے جو عزت ہی وہ اللہ تعالے ہی کے فضل سے انکو حاصل ہی پس عزت مین سے کچھ بھی کسی دوسرے کے اختیار و قدرت مین نہین ہی۔ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وہی سمیع علیم ہی پس کافرون کے بد اقوال سنتا اور انکے انجام کو جانتا ہی پس اللہ تعالے چاہے تو دم مین کفار عذاب و فنا مین گرفتار ہون لیکن کمال رحمت سے ہر ایک کا وقت مقرر کیا تاکہ دنیاے فانی کا حصہ لے لیوین کہ آخرت انکے لیے عذاب ہی عذاب ہی اور یہ وہم کافرون کا کہ انکے معبودات و شرکاء کچھ اختیار رکھتے ہین جو انکو نفع و ضرر پہونچا سکتے ہین محض باطل ہی۔ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ خبردار ہو کہ اللہ تعالے ہی کا ہی جو آسمانون مین اور جو زمین مین ہی۔ من کا اطلاق عقل والون پر آتا ہی جو ملائکہ و جن و انسان ہین۔ جب یہ عقل والے جو مخلوقات مین سے اشرف ہین اللہ تعالے کے عبید مملوک مخلوق خدمتی اسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہوئے کوئی انمین شریک و معبود ہونے کے لایق نہین تو باقی چیزین جنکو عقل ہی نہین اور ارذل ہین دے تو بدرجہ اولے لائق عبادت کے شریک وغیرہ کسی ایسی چیز کے مستحق نہین ہو سکتے جو اللہ تعالے کی شان پاک کے واسطے مخصوص ہی لہذا مشرکون کی تجہیل فرمائی بقولہ تعالے۔ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ اس کلام مین مانافیہ ہی یا استفہامیہ یا موصولہ ہی پس اگر موصولہ ہی تو من پر عطف ہی اور معنی یہ کہ اللہ تعالی ہی کے لیے عبد مخلوق مسخر ہی ہر وہ عقل والا جو آسمان و زمین مین ہی اور ہر وہ بے عقل چیز جسکو ایسے لوگ پوجتے ہین جو سواے اللہ تعالے کے شرکاء کو پوجتے ہین یعنے بت وغیرہ جنکو مشرکین اپنے زعم مین شرکاء عبادت جانتے تھے اگر کہا جاوے کہ سواے اللہ تعالی کے کہان بلکہ اللہ تعالے کو بھی پوجتے تھے تو جواب یہ کہ اللہ تعالے پاک معبود ہی جسکا کوئی شریک ہو نہین سکتا تو جب وے شرکاء کو مستحق عبادت زعم کرتے تو اللہ تعالے کی عبادت اس زعم کے ہوتے ہوئے ممکن نہین رہی۔ اور اسمین کافرون پر تعریض ہی کہ مخلوقات الٰہی مین خود عقل والے و افضل ہو کر بے عقل والے حقیر کو اپنا معبود بناتے ہین ایسے جاہل احمق ہین۔ اگر ما استفہامیہ ہی تو یہ معنی کہ کون چیز ہی جسکی پیروی کرتے ہین وہ لوگ جو اللہ تعالے کے سواے شرکاء پوجتے ہین یعنے خواہ مخواہ وہ بھی آسمان و زمین کی مخلوقات مین سے مسخر قبضۂ قدرت الٰہی ہی کچھ اور نہین ہو سکتی ہی پھر اسکو کیا سمجھکر پوجتے ہین پھر آگے قولہ ان یتبعون الا الظن بیان ہی۔ اور ایک قراءت مین تدعون بتاء خطاب ہی تو معنی یہ ہونگے کہ کس کی اتباع کرتے ہین وہ لوگ جنکو تم سواے اللہ تعالے کے پوجتے ہو شرکاء ٹھہرا کر جیسے مسیح علیہ السلام یا ملائکہ وغیرہم اور حاصل آنکہ جنکو تم شرکاء بناکر پوجتے ہو وہ کس کو پوجتے تھے یعنی [illegible] اللہ تعالے کو پوجتے تھے پھر تمکو کیا ہوا کہ اسمین انکی پیروی چھوڑکر مخالفت کرتے ہو۔ علی ہذا اول برہان سے سمجھایا کہ ہر ذی عقل وغیرہ سب مخلوق و بندہ ہی کوئی معبود نہین ہو سکتا پھر انکو ملزم ٹھہرایا کہ جنکو مانتے ہو یہان تک کہ انکی پوجا کرنے لگے ہو وہ سب تو اللہ تعالے کو پوجتے اور اسی کو معبود مانتے تھے تمکو کیا ہوا کہ اسمین انکی پیروی سے مخالفت کرتے ہو۔ اگر ما نافیہ ہی اور یہی مفسر رح نے مرجح قرار دیا یعنی یہ کہ سب ذی عقل و بیعقل تو مخلوق الٰہی ہی اور نہین پیروی کرتے وہ لوگ جو پوجتے ہین سواے اللہ تعالے کے شرکاء کو حقیقت مین شرکاء کی۔ یعنے شرکاء بناکر پوجنے والے جنکو پوجتے ہین وے درحقیقت شرکاء نہین ہین بلکہ انھون نے اپنے نزدیک شرکت الٰہی ہی لہذا فرمایا۔ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ نہین پیروی کرتے ہین مگر گمان کی۔ یعنی بدون حق برہان و دلیل کے خیالی گمان کے پیرو ہین اور بحکم قولہ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ حق کے واسطے گمان کچھ بھی کافی نہین ہی انکے گمان سے کچھ

انکو راہ حق نہ ملی اسیواسطے گمراہ ہوے اور تفسیر قولہ ولا الضالین - مین آیا کہ انتصاری ضلال [illegible]
گمان کے پیرو ہین اور عنقریب بیان آتا ہی - واضح ہو کہ اس تقدیر مین جبکہ ما نافیہ ہووے شرکاء [illegible]
ایک شرکاء محذوف ہی اول یہ کہ شرکاء جو مذکور ہی تبع سے منصوب ہی اور یدعون کا مفعول محذوف ہی کیونکہ شرکاء اس محذوف [illegible]
کرتا ہی اور دوم یہ کہ جو مذکور ہی مفعول یدعون ہی اور تبع کا مفعول محذوف ہی بہر حال تقدیر کلام یہ ہی ما یتبع الذین یدعون من دون الله شرکاء
اے الذین یدعون من دون الله شرکاء لا یتبعون شرکاء علی الحقیقة بل ما یتبعون الا الظن - یعنی جو لوگ سوائے اللہ تعالے کے شرکاء
ہین وے نہین پیروی کرتے ایسون کی جو حقیقت مین شرکاء ہون بلکہ انھون نے انکو شرکاء زعم کر لیا ہی پس نہین پیرو ہین مگر اپنے
کے اور ایسے زعم سے انکو کچھ فائدہ نہین ہی کیونکہ یہان عبادت کے لیے معبود حق چاہیے جو خالق و مالک ہو اسکی الوہیت پر دلیل قطعی [illegible]
ہو وہ نہین بلکہ وے گمان کی پیروی کرتے ہین - وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ اور نہین ہین وے لوگ مگر آنکہ اٹکل لگاتے
یعنے کسی حق حجت پر نہین بلکہ اپنے اٹکل پر چلتے ہین لہذا بھٹک کر شیطانی راستہ پر ہو رہے ہین - پھر انکو متنبہ کیا کہ اللہ تعالے
تمکو پیدا کر کے ہوش گوش عقل دی اور اپنی قدرت و الوہیت و تقدیس کی نشانیان صاف ظاہر کر دین پھر ایسے اندھے باولے کیون
ہو چنانچہ فرمایا - هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا نہار روز روشن اور اسکو مبصر مجاز
فرمایا کیونکہ نہار خود دیکھنے والا نہین بلکہ اسمین دیکھنے والا دیکھ لیتا ہی - اور لتبصروا فیہ - بمقابلہ لتسکنوا فیہ کے نہین فرمایا تاکہ جو ظرف
سبب ہی اسمین اور خالی ظرف مین فرق ہو جاوے - اور رات پیدا کرنے کی علت غائی ذکر فرمائی یعنی لتسکنوا فیہ - اور رات کا وصف
حذف کیا اور دن کی علت غائی حذف کی یعنی مثلاً لتتحرکوا الی طلب الحوائج - اور وصف ذکر کیا یعنی مبصراً پس یہ بلاغت ہی کہ ہر ایک
مذکور دوسرے مقابل محذوف پر دلالت کرتا ہی گویا یون فرمایا - ہو الذی جعل اللیل مظلما لتسکنوا فیہ والنہار مبصرا لتتحرکوا الی حوائجکم - آی
پاک خالق نے بنا دیا رات کو تاریک تاکہ تم اسمین سکون اختیار کرو اور بنا دیا دن کو روشن تاکہ اپنی ضروریات مین حرکت کرو - تنبیہ
کہ اسکی قدرت نہایت کاملہ اور نعمت نہایت بزرگ ہی وہی مستحق عبادت ہی جسکی الوہیت پر یہ قطعی دلائل قائم ہین پھر تم اپنے اٹکل
بتون وغیرہ کو کیسی الوہیت مین شریک کرتے ہو اور عقل سے بالکل خالی بنتے ہو - یہان لطیفہ اشارہ ہی کہ قدرت کاملہ الٰہی سے ہر مخلوق
ایسے محکم صنع پر ہی کہ بحکم قولہ علیہ السلام کل میسر لما خلق لہ - ارواح جو سب کے سب بحکم دوسری حدیث کے ظلمت مین پیدا ہوئین انمین
بعض کو نور الٰہی سے حصہ ملا سو وے روز روشن کیطرح مبصر الوہیت الٰہی اور نور بصیرت سے ہدایت پر ہین اور باقی مثل شب مظلم کے
ڈھکی دبیے ہوے مطمئن ہین - فافہم - یہ کمال قدرت الٰہیہ ہی - إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ اسمین بے [illegible]
نشانیان ہین ایسی قوم کے لیے جو سنتی ہین یعنے پند و نصیحت و عبرت کی سنوائی سنتے ہین کیونکہ سننے کا یہی فائدہ ہی ورنہ آوازہ کان [illegible]
پڑتا تو گاے گدھے وغیرہ جانورون کو بھی حاصل ہی کہ ینعق بما لا یسمع الا دعاء و نداء الآیۃ - چرواہے کی آواز سنتے اور کچھ نہین سمجھتے ہین [illegible]
کفار و مشرکین کا ہی ف — فی العرائس قولہ تعالے ہو الذی جعل لکم اللیل الآیۃ - رات مین عاشقون و اہل محبت کا سکون الٰہی
کے لیے ہی جسکی قدر وہی لوگ خوب جانتے ہین سہ اقضی نہاری بالحدیث و بالمنی ٭ و یجمعنی باللیل و الہم جامع ٭ [illegible]
مع الہم - اور دن کو انوار قدرت انمین ساری ہونے کے لیے روشن بنایا کہ آفتاب صفات ہر لحظہ طلوع [illegible]
اسمین تجلی حق تعالے کو دیکھتی ہین الا تری اسلیے قولہ تعالے اللہ نور السموات والارض الآیۃ یعنی [illegible]

Marfat.com

[illegible] ملاقات الٰہی کو دیکھین برخلاف انکے کفار ومشرکین رات مین موت کی نیند سوتے اور دن مین موت کا کاروبار کرتے ہین یہ وہ بالکل مردہ ہین اور وحدانیت الٰہی سے محض غافل چنانچہ باوجود ان دلائل واضحہ کے شرک پر آمادہ بالکل نہایت گستاخی کے ساتھ شرک کرتے ہین۔ بقولہ تعالےٰ

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
کہتے ہین — اسنے کوئی بیٹا کیا — وہ پاک ہے — وہ بے نیاز ہے — اسی کا ہے جو کچھ ہے — آسمانون — اور زمین مین

اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
کچھ سند نہین تم پاس اسکی — کیون جھوٹھ کہتے ہو — اللہ پر — جو بات نہین جانتے

قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ مَتَاعٌ
کہہ — جو لوگ — باندھتے ہین — اللہ پر — جھوٹھ — بھلا نہین پاتے — تھوڑا سا برت لینا

فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ
دنیا مین — پھر ہماری طرف ہے انکو پھر آنا — پھر چکھاوینگے ہم انکو — سخت عذاب

بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۟
اسکے کہ — منکر ہوتے تھے

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا اور مشرک کہتے ہین کہ بنا لیا اللہ تعالےٰ نے فرزند یعنی بیٹا لیا۔ یہ منجملہ اٹکل کی باتون کے ہے جو عقل سے بالکل منافی ہین مگر وہم کی قوت البتہ ایسے خیالات واٹکل لگاتی ہے کیونکہ وہ صورتین گڑھا کرتی ہے اور یہ قوت فن ریاضی کے لیے ضروری ہے جیسا کہ یونانیون نے تصریح کی ہے اسیواسطے بچون کو جنکی عقل ضعیف اور قوت واہمہ قوی ہوتی ہے پہلے ریاضات سے شروع کرتے ہین پس حساب وپیمائش ومثلث وجبر ومقابلہ وطبعیات وطب وغیرہ فنون اسی ریاضی کی شاخین ہین جو بچپن مین خوب آتی ہین یا جوانی مین جنکے بدن مین عقل قوی نہوئی بلکہ واہمہ قوی رہی انکو بھی یہ فنون خوب آتے ہین اسیواسطے نصاری قوم والے جو حضرت عیسیٰؑ کو بیٹا کہتے ہین اس قوت مین نہایت قوی ہین اسی واسطے فنون ریاضیہ مین انکو خوب دستگاہ ہوتی ہے اور ملکی انتظام کی تصویرین خوب ذہن مین لاتے ہین اور کلین وغیرہ خوبصورت چیزین خوب بناتے ہین بالجملہ یہ قول محض عقل کے خلاف ہے اور وہم کی قوت سے بہت مناسب ہے اسیواسطے اکثر عقلاء وعلماء کا قول ہے کہ عقیدہ نصاری کا جسقدر ضعیف وسخیف ہے اسقدر دنیا مین کسی قوم کا مذہب واعتقاد ضعیف نہین ہے اور اللہ تعالےٰ نے بھی رد فرمایا بقولہ۔ سُبْحٰنَهٗ پاک ہے اللہ تعالےٰ ایسے کلمات کفر سے بیضاوی رح نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات عالی کی اس سے تنزیہ فرمائی کیونکہ بیٹا بنانا تو اُسی سے تصور مین ٹھیک ہوسکتا ہے جسکے اولاد ہوسکے اور اللہ تعالےٰ کی جناب مین اسکا تصور ہی نہین ہوسکتا پھر یہ کیا بات ہے کہ بیٹا بنایا اور اس کلام الٰہی مین بندون کو انکے احمق قول سے تعجب دلایا کہ سبحان اللہ ذرا اس حمق بات کو دیکھو۔ هُوَ الْغَنِيُّ وہی تو غنی ہے پس جب اللہ تعالیٰ ہر چیز سے غنی ہوا اور یہ اسکی صفت پاک ہے تو فرزند کی حاجت کہان سے آئی۔ اور کیا ضرورت پیش آئی۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اسی کا ہے جو کچھ آسمانون مین اور جو کچھ زمین مین ہے۔ پس جب سب اسی کی مخلوق ومملوک وبندے

سب ہین تو فرزند کون ہوسکتا ہی کیونکہ فرزند مثل باپ کے ہوتا ہی وہ مملوک کیونکر ہوگا۔ ا[illegible]
کی کہ جیسے اللہ تعالے کا بیٹا یا شریک ہونا محال ہی ویسے ہی جسکا یہ عقیدہ ہو وہ اللہ تعالے کا جہو[illegible]
اور اسنے ایسا کلمہ زبان سے نکالا کہ جسپر کوئی دلیل نہین اور جسکے سننے سے اہل حق کی بدن مین تھرائی آیین۔ کما قال [illegible]
الرحمن ولدا لقد جئتم شيئا ادا تكاد السموات يتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا [illegible]
وانکا قول باطل ہونے کو خوب واضح کر دیا بقولہ تعالے ۔ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَآ جار مجرور متعلق بسلطان [illegible]
صفت یا متعلق عندکم ہی۔ گویا یون کہا گیا کہ ان عندکم من سلطان کائن بھذا۔ یا۔ ان عندکم بھذا من سلطان یعنی نہین [illegible]
تمھارے پاس اسپر کوئی حجت یعنی ٹھیک دلیل۔ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ بھلا تم باتین بناتے ہو اللہ تعالی [illegible]
وہ جسکا تمکو علم نہین ہی۔ یعنی جب بلا دلیل تم نے اللہ تعالے پر ایسی بات کہی تو ضرور دروغ باندھا اور اس سے بڑھکر کون گنہگا[illegible]
اپنے آپ کو خوار کرنے والا ہوگا جو اللہ تعالے پر بہتان باندھے پھر ایسا بہتان جو اسکی الوہیت کے منافی ہی۔ قال البیضاوی [illegible]
اسمین انکی جہالت وگستاخی پر سخت ملامت ہی۔ واضح ہو کہ اسمین اہل الحق کے واسطے یہ دلیل ہی کہ جو بات یا جو فعل ایسا ہو کہ [illegible]
کوئی دلیل شرعی نہو وہ قول وفعل جہالت ہی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل ایمان جن امور پر اعتقاد رکھتے ہین وہ سب [illegible]
ایسے ہونے چاہیے ہین جو قطعی دلیل سے ثابت ہون اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اعتقادی باتون مین تقلید کر لینا جائز نہین ہی کذا ذکر[illegible]
البیضاوی وغیرہ۔ مترجم کہتا ہی کہ ایسے ہی ائمہ علماء رحمہم اللہ تعالے نے بدلیل ایسی ہی آیات واحادیث کے تصریح کر دی [illegible]
کہ اعتقادات مین تقلید نہین جائز ہی اور گویا اسپر اجماع ہی اور بعض نے جو اسمین کچھ کلام کیا ہی وہ صحیح نہین ہی یا اختلاف لفظی [illegible]
ہی اور دونون کا مطلب ایک ہی ہی کیونکہ مثلاً یہ بات کہ اللہ تعالے وحدہ لاشریک ہی اگر کسی دوسرے کی تقلید سے مان لیا اسطرح کہ [illegible]
وہ مانتا ہی تو مین بھی کہتا ہون اسکے کچھ معنی نہین ہین جب تک کہ یہ یقین نکرے کہ بے شک اللہ تعالے واحد لاشریک ہی اور [illegible]
لا الہ الا اللہ کے یہی معنی ہین۔ اور یہین سے علماء نے لکھا کہ مثلاً اگر ایک لڑکا مسمی زید کے باپ نے اسکے ساتھ ایک لڑکی مسماۃ ہندہ کے [illegible]
باپ کے بیاہ دینے سے ہندہ سے نکاح کر دیا پھر دونون بالغ ہوئے پس اگر لڑکا یا لڑکی کوئی حالت بلوغ مین اپنے ایمان واعتقاد کو موافق [illegible]
دین اسلام کے نہین جانتا تو وہ مومن نہین اور نکاح باطل ہوا اور واضح ہو کہ یہ ضرور نہین کہ وہ مکتب کے لڑکون کیطرح آمنت باللہ [illegible]
وملائکتہ وکتبہ ورسلہ الخ فصیح عبارت مین بیان کرے بلکہ خالی عبارت کچھ مفید نہین جب تک کہ اسکے معنی نجانے اور معنی جاننا [illegible]
کافی ہی اگرچہ عبارت فصیح مین ادا نہ کر سکے اور مسئلہ فتاواے عالمگیریہ وغیرہ مین مصرح ہی۔ اب اہل اسلام جو عموماً اس سے بالکل غافل [illegible]
ہین اپنی اولاد کو اعتقاد حق کی تعلیم فرض عین سمجھین اور ہوشیار ہون کہ یہ بلاے عام پھیلی ہوئی ہی۔ پھر مترجم کہتا ہی کہ باب اعتقاد [illegible]
مین اللہ تعالے کی ذات وصفات کو جسطرح قرآن مجید واحادیث صحیحہ مین آیا اور دیگر امور آخرت کو جنپر ایمان لانا [illegible]
لہذا فروع اعمال جن سے توشہ آخرت کمانا مقصود ہی انہین بالاجماع دلائل ظنیہ کافی ہین اور ان اعمال کے اعتقاد [illegible]
اصل مقصود عمل ہی اور اعتقاد تابع ہی بلکہ وہ خالی آگاہ ہو کر کام کرنے کے لیے ہی تو اسمین اصل کے موافق دلیل ظنی کافی [illegible]
ہی تو مقصود یہ کہ اسپر مواظبت کرے لہذا اسکے وجوب کا اعتقاد بھی تابع اسکے ہوا لہذا امام شافعی وغیرہ کے نزدیک [illegible]
اعتقاد کریگا اور یہ عقائد ایمانیہ یعنی اصول مین سے نہین ہی۔ یہین سے اہل اسلام پر واجب ہی کہ اسمین [illegible]

Marfat.com

[illegible] یا فتنۂ آخرت ہر شخص پر اتباع حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کرتا ہی ہاں یہ شرک ہوجائیگا کہ کوئی یہ کہے کہ ہمیں [illegible] تعالے ورسول صلعم کے کلام وحدیث سے بحث نہیں بلکہ ہم تو فلان امام کی بات مانینگے جو وہ کہے وہی ہمارے لیے [illegible] کی تقلید فرض [illegible] اور کچھ کام نہیں تو یہ بڑی بات اور شرک ہوگا۔ ہان ادب کے ساتھ یون کہے کہ بے شک جو اللہ تعالے [illegible] رسول پاک صلعم نے فرمایا وہی ہمپر واجب و فرض ہی اور کسی دوسرے کا قول اسطرح ہمپر فرض نہیں لیکن چونکہ آیات واحادیث مین ناسخ ومنسوخ ومحکم ومأول ومجمل وغیرہ ہین اور مجھے اسقدر علم نہیں لہذا مین کسی عالم سے دریافت کرکے اللہ تعالے یا اسکے رسول صلعم کے حکم پر عمل کرونگا کیونکہ اللہ تعالے نے یہی حکم دیا ہی کہ نجانو تو عالم سے پوچھ لو پھر سمجھے بھلا معلوم ہوتا ہی کہ مین امام الفقہاء ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا اجتہاد دریافت کرلون کیونکہ وہ بھی اللہ تعالے کے حکم کی فرمانبرداری ہوجائیگی تو مجھے اسی پر عمل کرلینا کافی ہوگا اور رہا وہ شخص جو کہ اتنا علم رکھتا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح کے اجتہادی دلائل دیکھ لے اور دوسرے فقہاء کے بھی دیکھ لے اور حقیقت سمجھ لے وہ اپنی ذات کے واسطے احسن پر عمل کرے ولیکن عوام کو فتنہ مین نہ ڈالے اور اپنی تقلید کی طرف نہ بلاوے والکلام الواضح فی ہذا فی مقدمتی للفتاوے الہندیہ ترجمہ العالمگیریہ واللہ تعالے ولی التوفیق ۔ پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے کی صفات بدین معنی کہ مثلاً علیم وخبیر وارادہ کرنے والا اور جسقدر صفات الٰہی ہین سب کا علم بوحی خاص ہی اور اسمین رائے وقیاس وغیرہ کو کچھ مجال نہیں اور ایسے بطریق کلی علم ہوگیا کہ جو امر کہ نقص ہو مثلاً بدلیل شرعی اس سے اللہ تعالیٰ پاک منزہ ہی اور اکثر اقوام دنیا مین ایسے ہین کہ اپنی عقل کو اصل قرار دیکر علم صفات الٰہی کو اسکے تابع کرتے ہین اور یہ درحقیقت کافر ہین بھلا کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہماری عقل جو ادنی مخلوق ایک حکمت الٰہی کا ظہور ہی لینے اللہ تعالے خالق ہی اسنے ہماری عقل کو بھی مانند دیگر اشیاء کے پیدا کردیا تو عقل کا کام معرفت ہی نہ اثبات صفت لہذا جب تک قطعی دلیل سے ثابت نہو تب تک مانند مشرکین کے بیٹا وغیرہ کا اعتقاد کفر ہی اور ایسے ہی جو امر ثابت ہو مثلاً دیدار الٰہی قیامت مین تو عقل سے انکار کفر ہی۔ علی ہذا اکثر اقوام دنیا مین آخرت سے درحقیقت منکر ہین بوجہ اسکے کہ وہ محسوس نہیں حالانکہ ایمان یہی ہی کہ دنیا کو اپنے واسطے مسافرخانہ سمجھکر یہان سے وہان کے واسطے زادراہ باتباع رسول اللہ صلعم جمع کرکے لیجاوے اور آخرت کو پیش نظر رکھے پھر مشرکین نے یہ دھوکا اُٹھایا کہ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹے تھے وہ سبکے لیے کفارہ ہوگئے اب تم دنیا خوب لوٹو حالانکہ یہ ایسی بات ہی کہ نجس وغلیظ چیز سمیٹنے کا حکم کیا ولیکن شیطان کے فریب مین آکر اسکے قائل ہوے اگرچہ صریح خلاف عقل اور جناب باری تعالیٰ کی شان مین فرزند ہونا محض نقص وبالکل محال ہی اور کوئی دلیل نہیں جس سے اس عقیدہ کا ثبوت ہو [illegible] کے لیے قطعی ثبوت ضرور ہی لامحالہ انکا یہ اعتقاد اللہ تعالے پر بہتان وافتراء ہوا۔ قال تعالے ۔ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ بے شک جو لوگ کہ افتراء باندھتے ہین اللہ تعالے پر جھوٹ کو فلاح نہیں پاتے ۔ افتراء ہمیشہ جھوٹ ہوتا ہی لیکن آیت مین ایسے بیان سے زیادہ شناعت کا اظہار ہی باین طور کہ جھوٹ بات تو ہر کسی کے ساتھ بری ہی پھر اللہ تعالیٰ سے شرم کرے برخلاف اسکے شرم چھوڑے اور جھوٹ بولا اور بڑھکر یہ کہ اللہ تعالے پر وہ جھوٹ جو بدتر ہوگیا افتراء باندھا پس انتہاء درجہ بدتر ہوگیا تو کیونکر فلاح پاوین پھر فلاح یہ ہی کہ دوزخ سے نجات ہو اور جنت عطا ہو کیونکہ دنیا چندروزہ محض فانی ہی۔ افسوس ہی کہ لوگ اپنی جہالت سے دنیا کی مالداری کو نیکبختی سمجھتے ہین حالانکہ یہ بالکل الٹا ہی کیونکہ دنیا مبغوض وملعون ہی اور جو اسمین ہی سوائے یاد الٰہی وعلم شرع الٰہی کے سب ملعون ہی تو ایسی ملعون جسکو دی گئی وہ نیک بخت کیسے ہوا بلکہ جسکے پاس بہت ہو اسکو اپنے حق مین خوف چاہیے مگر آنکہ وہ اس سے دل اُٹھا کر اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی راہ میں خیرات کر دے بہر حال دنیاوی دولت و ثروت کچھ بھی فلاح نہیں ہے بلکہ دنیا میں
اور عاقبت میں اسکا نتیجہ وہ حصول فلاح ہے واللہ تعالےٰ ولی المؤمنین والحمد للہ رب العالمین
کچھ فلاح نہیں جسپر مغرور ہو کر شرک و کفر و افترا پر آمادہ ہوے بلکہ یہ غرور انجام میں ہلاک سے
اے ذلک الافترا متاع الخ خبر مبتدا محذوف ہے یعنے یہ افترا انکا قلیل متاع دنیاوی ہے جس سے کا... میں ... جیسا
چنانچہ نصرانی عالموں بلکہ بادشاہ قسطنطین نے اس عقیدہ پر سب علماء نصاریٰ سے دستخط کرا لیے اور بعض حقانی علماء نصاریٰ
نے اس سے انکار کیا انکو عذاب سخت سے مارا اور باقی اپنی زندگی کے لالچ دستخط کرنے پر راضی ہو گئے - یا مبتدأ محذوف خبر
مناسب خبر ہے یعنے انکی زندگی چند روزہ متاع قلیل دنیاوی ہے آخرم کردار الآخرۃ کی طرف رجوع کرینگے یا خبر محذوف ہے اے لهم متاع
فی الدنیا - یہی اولی ہے یعنے انکے لیے فلاح کچھ نہیں بلکہ قلیل متاع دنیاوی ہے کہ چند روزہ زندگی پھر اس دنیا سے جو محنت و مشقت
کہ ہر تکلیف ملی ہوئی زندگی اٹھاوین - **ثُمَّ اِلَيۡنَا مَرۡجِعُهُمۡ** پھر ہماری ہی طرف انکا لوٹنا یا مرجع ہے یعنی بعد موت کے دار
کی طرف پھرینگے اور وہاں ان اعمال کا بدلا جو کچھ ملیگا وہ بیان فرمایا کہ - **ثُمَّ نُذِيۡقُهُمُ الۡعَذَابَ الشَّدِيۡدَ** پھر چکھاوینگے
انکو سخت عذاب سو یہ کچھ بیوجہ نہیں بلکہ - **بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ** اے بسبب کفرہم - ما مصدریہ ہے یعنے یہ عذاب شدید
انکے کفر کرنے کا ہے - یہان اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو انکو عذاب شدید چکھاوے لیکن ترحم سے حکم دیدیا کہ دنیاوی زندگی پھر اس
دنیا کو جو آخرت کے بدلے مول لے لی ہے جسقدر بقدر ہے سمیٹ لین بشرطیکہ دنیاوی عذاب سے بچنا مقدر کیا ہو پھر موت کے وقت سب
چھوڑ کر آخرت میں جہنم کا عذاب چکھیں نعوذ باللہ تعالےٰ من عذابہ الشدید - پھر اگلی امتوں کے اپنے انبیاء علیہم السلام سے کفر و
سرکشی کرنے والوں کے انجام کو بیان فرمایا - بقولہ تعالےٰ -

وَاتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ نُوۡحٍۘ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيۡكُمۡ مَّقَامِىۡ

اور سنا انکو احوال نوح کا جب کہا اپنی قوم کو اے قوم اگر بھاری ہوا ہے تمپر میرا کھڑا ہونا

وَتَذۡكِيۡرِىۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡتُ فَاَجۡمِعُوۡۤا اَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ

اور سمجھانا اللہ کی باتوں سے تو مین نے اللہ پر بھروسا کیا اب تم سب ملکر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریک پھر

لَا يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً ثُمَّ اقۡضُوۡۤا اِلَىَّ وَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ۝ فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ

نہ رہے تمکو اپنے کام میں شبہہ پھر کر چلو میری طرف اور مجھکو فرصت نہ دو پھر اگر پھرے جاؤ گے

فَمَا سَاَلۡتُكُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍؕ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِۙ وَاُمِرۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ

تو مین نے چاہی نہیں تمسے مزدوری میری مزدوری ہے اللہ پر اور مجھکو حکم ہے کہ رہوں حکم بردار

فَكَذَّبُوۡهُ فَنَجَّيۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ فِى الۡفُلۡكِ وَجَعَلۡنٰهُمۡ خَلٰٓـئِفَ وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِيۡنَ

پھر اسکو جھوٹھلایا پھر ہمنے بچا دیا اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے کشتی میں اور انکو قائم کیا جگہ پر اور ڈبا دیے

كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ۝

جو جھٹلاتے تھے ہماری باتین سو دیکھ آخر کیسا ہوا جنکو ڈرایا تھا

Marfat.com

... یا رسابقین بیان فرمائے کہ آنحضرت صلعم کو تسلی اور کفار کو عبرت ہو پس فرمایا۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ اور پڑھ ... نَبَاَ نُوْحٍ خبر نوح علیہ السلام کی۔ یعنی امر عجیب الشان جو نوح کو اپنی قوم کی دعوت میں ابتدا سے انجام تک پیش آیا اور ... اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ جب اپنی قوم سے کہا کہ۔ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اے قوم اگر بھاری و شاق ہوا تمپر میرا مقام و میرا نصیحت کرنا آیات الٰہی سے۔ مقام بفتح اول قرأۃ کی اتفاقی قراءت ہے اور بعض نے لکھا کہ ابورجاء و ابو مجلز و ابن الجزری نے بالضم پڑھا۔ و معنی اول موضع قیام اور معنی دوم موضع اقامت و لبث اقامت۔ پھر اگر مقامی کنایہ اپنی ذات سے ہے تو معنی یہ کہ میرا ہونا و نصیحت کرنا تمپر شاق ہوا۔ یا مراد اس مکث طویل ہے کیونکہ ساڑھے نو سو برس دعوت فرمائی ہے۔ یا مراد اس سے کھڑے ہو کر وعظ و نصیحت کرنا جیسا کہ واعظین کا قاعدہ ہے اور یہی اولیٰ ہے اس لیے کہ اسی دعوت سے کفار کو عداوت انکی باتوں و انکے جان و مال سے پیدا ہو گئی پس یہ اول دونوں کو شامل و اصل ہے۔ حاصل یہ کہ اگر تم میری نصیحت سے ملول ہو کر میرے دشمن ہوئے ہو۔ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ تو مین نے اللہ تعالےٰ پر توکل کیا۔ جملہ جواب شرط ہے یعنے مین اسکے مقابلہ مین تمہارے ساتھ یہی کرتا ہون کہ اللہ تعالےٰ پر توکل کرون جیسے میری عادت چلی آتی ہے یا خاص توکل مراد لیا۔ اور اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ جملہ معترضہ ہے اور جواب شرطیہ ہے کہ۔ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ اے اجمعوا۔ اجمع الامر اے نوی و عزم علیہ۔ یعنی کسی کام پر عزم کر لیا تو اجمع الامر بولتے ہین۔ یعنی جب ایسا ہے تو تم لوگ اپنے امر پر عزم کر لو اور اصل اس محاورہ کی یہ ہے کہ آدمی پہلے متفرق رہتا ہے کبھی کہتا ہے کہ یہ کرون اور کبھی وہ کرون پھر کسی بات پر مجتمع ہو جاتا ہے تو نوح علیہ السلام نے گویا انکو اللہ تعالےٰ کے صدق وعدہ پر بھروسا کرنے سے مطلع کیا کہ تم سب میری ایذا دینے پر مجتمع ہو جاؤ اور ابن الانباری رح نے کہا کہ امر بیان وجوہ کید و مکر ہین یعنے کوئی طریقہ میری مضرت کا نہ چھوڑو سب جمع کرو۔ وَشُرَكَآءَكُمْ اے مع شرکائکم۔ اپنے شرکاء کے ساتھ ہو کر۔ قالہ الزجاج والفارسی و کشاف نے اسی کا موید قرار دیا جو بعض قراءۃ مین شرکاء بالرفع عطف بر ضمیر متصل پڑھا گیا اور بوجہ فصل کے بدون تاکید جائز ہے اور بعض نے کہا کہ وامر شرکائکم۔ بحذف مضاف ہے اور بعض نے کہا کہ وادعوا شرکائکم بحذف فعل ہے اور حضرت ابی بن کعب رض کی قراءۃ بھی یہی مروی ہے اور نافع رح سے ایک روایت مین فاجمعوا از جمع آیا۔ مقصود یہ کہ انکو آگاہ کیا کہ مجھے تمہاری کچھ پروا نہیں اور مجھے اللہ تعالےٰ پر بھروسا ہے تم سب مجتمع ہو اور عزم کر لو میری ایذا پر۔ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً پھر نہ ہو جاوے تمہارا کام تمپر گھمڑا۔ قالہ الزجاج رح یعنی درپردہ مت رکھو کہ تم لوگون کو آپس مین کھلے نہیں بلکہ آپس مین خوب صاف کھلے کھلے یہ ارادہ مصمم کر دو کہ نوح کو ہلاک کرو۔ ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ پھر میری طرف پیام جسکا عزم کیا ہے پورا کرو۔ بعض قراءۃ مین افضوا بالفاء آیا بمعنی پہونچا نا۔ یا کھلکر نکل آنا۔ مراد یہ کہ پھر سبکے سب جمع ہو کر مجھپر چڑھائی کر دو اور جو بدی چاہتے ہو مجھکو پہونچاؤ۔ وَلَا تُنْظِرُوْنِ اے ولا تمہلونی۔ اور مجھے کچھ مہلت مت دو۔ حاصل آنکہ انکو ایسے گناہ کفر کا حکم خواہ مخواہ نہیں دیا بلکہ انکو گویا دلیل و صدق کے ساتھ آگاہ کیا کہ اللہ تعالےٰ وحدہ لا شریک ہے بغیر اسکے حکم کے کچھ نہیں ہو سکتا چنانچہ مین تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا تم اسطرح مجتمع ہو جاؤ۔ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ پھر اگر تم نے میری نصیحت سے منھ موڑا تو تمہاری نادانی ہے۔ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ مین نے تو تم سے کچھ اجرت و مال نہیں مانگا بلکہ بے غرض خالص اللہ تعالےٰ کے واسطے تمہاری بھلائی کو نصیحت کی پھر تمپر کیون بھاری ہوئی۔ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ اور میرا ثواب

Marfat.com

تو اللہ تعالے ہی پر ہی یعنے مجھے تو میرے پروردگار ہی نے اپنے فضل سے ثواب کا وعدہ دیا ہی پس
ہو اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے ثواب ملنے پر یقین کامل رکھے پس حضرت نوحؑ نے اپنے ثواب کا یقین کیا اور انکے
اور کہا کہ میرا ثواب اللہ تعالے کے فضل پر ہی - وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اور
یعنے اللہ تعالے کے حکم کا مطیع و منقاد ہون اور خلاف نہ کرون اور نہ کسی دوسرے سے امید رکھون -
جھٹلایا یعنے جھٹلانے پر اڑے رہے اور سب نصیحت برباد کی اور سرکشی انتہا کو پہونچائی اور ظاہر کر دیا
عناد اور تمرد سے جھٹلانے مین انتہا کر دی - فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ پس نجات دی ہم نے
اور ان سب کو جو اسکے ساتھ تھے کشتی مین یعنے ایمان لائے تھے اور انکی تعداد اللہ تعالے کو معلوم ہی لیکن مشہور یہ ہی کہ انکی تھے
مرد و اسیقدر عورتین - وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ اور کر دیا ہم نے ان سب کو خلیفہ یعنے غرق ہوجانے والون کے پیچھے
رہجانے والے وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اور غرق کر دیا ہم نے ان کافرون کو جنھون نے جھٹلایا ہماری آیات
کو یعنے طوفان مین ڈبا کر ہلاک کر دیا - فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ سو تو دیکھ کہ کیسے ہوا انجام انکا جنکو ڈرا
کیا گیا تھا - تہویل ہی اور کفار کو تہدید و تحذیر ہی اور آنحضرت صلعم کو تسلی دی فـــی العرائس قولہ وامرت ان اکون من المسلمین
یعنے مسلمین اسلام نوح علیہ السلام اور یہ جلال و عظمت کبریائی کے حضور مین انقیاد نفس ہی کیونکہ بحر توحید و تجرید و تفرید مین حدث
سے انانیت نفس کا خطرہ آجاتا ہی اس سے نفی کی اور کمال ادب سے انقیاد رکھا کیونکہ نوح علیہ السلام انبیاء اولو العزم سے ہین
جو صحو مین رہے کہ انکے اسرار ہمیشہ تحت ذیل انوار تھے - بعض نے کہا کہ اسلام یہ کہ سالم رہے سر باطن اسکا قلب سے اور قلب
اسکا نفس سے اور نفس اسکا زبان سے اور زبان اسکی کذب و غیبت و بہتان سے - قلت و فی الحدیث مسلم وہ ہی جسکی زبان و
ہاتھ سے لوگ سلامت رہین - قولہ تعالے -

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا
پھر بھیجے ہمنے اسکے پیچھے کتنے رسول اپنی اپنی قوم مین پھر لائے اُن پاس کھلی نشانیان سو ہرگز نہوے کہ یقین لاوین
كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝
جو بات جھوٹلا چکے پہلے سے اسیطرح ہم مہر کرتے ہین دلون پر زیادتی والون کے

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ پھر ہم نے بھیجا بعد نوح علیہ السلام کے رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ رسولون کو انکی قوم کی طرف
یعنے ہود و صالح و ابراہیم و لوط و شعیب علیہم السلام کو انکی اقوام کی طرف ارسال فرمایا - فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ پس لائے
یہ رسول اپنی قوم پاس بینات یعنی کھلے معجزات لائے کہ صاف انکے دعوے نبوت ثابت ہوتے تھے - فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا
پس ٹھیک نہوے کہ ایمان لے آوین کیونکہ کفر پر جم رہے تھے اور ازل مین مطرود ہو چکے تھے تو ایمان لانے والے نہ تھے
بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ اس بات پر جسکو رسولون کے آنے سے پہلے جھٹلا چکے تھے - یا جسکو قوم نوح پہلے
جھٹلا چکے تھے یا جس بات کو ازل مین جھٹلا چکے تھے کیونکہ ازل کا اقرار انکے اکراہ تھا - كَذٰلِكَ نَطْبَعُ
ایسے ہی، ہم مُہر کر دیتے ہین حد سے بڑھنے والون کے دلون پر - قال البیضاوی رح ایسی آیات

Marfat.com

...کی قدرت و مشیت پر ہیں اور بندہ اُنکا کمانے والا ہی اور یہی اہل السنۃ کا اجماعی
... تمام انبیاء گزرے ... ہیں- پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و فرعون کے قصہ سے شبہات کو دور کیے

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا
پھر بھیجے اُنکے پیچھے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اُسکے سرداروں پاس اپنی نشانیاں دیکر پھر تکبر کرنے لگے

وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ ○ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَٰذَا
اور وہ تھے لوگ گنہگار پھر جب پہونچی اُنکو سچی بات ہمارے پاس سے کہنے لگے یہ تو

لَسِحْرٌ مُبِينٌ ○ قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ أَسِحْرٌ هَٰذَا وَلَا يُفْلِحُ
جادو ہے صریح کہا موسیٰ نے کیا تم یہ کہتے ہو تحقیق بات کو جب تمہارے پاس پہونچی کوئی جادو ہے یہ اور بھلا نہیں پاتے

السَّاحِرُونَ ○ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا
جادو کرنیوالے بولے کیا تو آیا ہی کہ ہمکو پھیر دے اُس راہ سے جس پر پائے ہمنے اپنے باپ دادے اور تم دونوں کو

الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ○
سرداری ہو اس ملک میں اور ہم نہیں تمکو ماننے والے

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ پھر بھیجا ہمنے بعد ان رسولوں کے جنکا ذکر اوپر ہوا- مُوسَىٰ وَهَارُونَ موسیٰ ؑ کو
... اول اور ہارون کو مستقل نبی و موسیٰ کا وزیر کرکے- إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فرعون اور اسکے ملأ کی طرف یعنی اسکے
اشراف قوم کی طرف یا مطلق قوم کی طرف- بِآيَاتِنَا اپنی آیات کے ساتھ یعنی نو معجزات سے جو صریح عاجز کرنے والے تھے اور
فرعون باوجود دعویٰ الوہیت کے انکے مقابلہ سے عاجز آگیا تھا اور اسکی قوم احمق پھر بھی اسکو مانے جاتی تھی- فَاسْتَكْبَرُوا
پس فرعون و اسکی قوم نے استکبار کیا یعنی دونوں انبیاء کی اتباع سے سرکشی کی- وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ اور فرعون والے
تھے ایک مجرم قوم- یعنی ازل میں مجرم قرار پائے تھے یا یہ لوگ جرم کرنے کے عادی ہو رہے تھے اسی واسطے اپنے پروردگار کے رسول
کو نہ مانا اور اسکو دور کرنے کی جرأت کی- فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا پھر جب آگیا انکے پاس حق ہماری طرف سے
... ذریعے معجزات واضحات سے حق کھل گیا کیونکہ شک بالکل مٹا اور مقابلہ محال ہوا- قَالُوا تو کہا از تمرد و عناد سے کہنے
لگے- إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ مُبِينٌ بے شک یہ تو جادو کھلا ہوا ہی یعنی جادو ہونا ظاہر ہی یعنی سحر میں بہت واضح ہی- قَالَ
مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ موسیٰ علیہ السلام بولا کہ کیا تم کہتے ہو حق کو جب تمہارے پاس آگیا کہ یہ سحر ہی یعنی
... کہتے ہو یہ مقولہ حذف ہوا کیونکہ ماقبل اسپر دلالت کرتا ہی اور قولہ أَسِحْرٌ هَٰذَا کیا یہ سحر ہی- بیضاوی رح نے کہا کہ یہ مقولہ
نہیں ہو سکتا کیونکہ فرعونیوں نے تو سحر ہونا قطعی کہا تھا اور یہ بطریق استفہام ہی بلکہ یہ جملہ مستانفہ انکے قول پر انکار کے لیے ہی یعنی
حق کو سحر کہتے ہو کیا یہ سحر ہی- اور اگر استفہام تقریری لیا جاوے تو ہو سکتا ہی یعنی تم اس حق کو سحر قرار دیتے ہو- وَلَا يُفْلِحُ
السَّاحِرُونَ اور حال یہ ہی کہ جادوگروں کو کبھی فلاح نہیں ہوتی- پس میں جان بوجھکر کیوں سحر کرونگا- یا سحر ہوتا تو مٹ جاتا اسطرح
... ہونا جسکا مقابلہ نہیں ہو سکتا سحر نہیں ہی- قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا بولے کہ بھلا

Marfat.com

تو ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم کو موڑ دے اس طریقے سے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں
سے موڑ کر اپنی طرف مائل کرنے کو آیا ہے — وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ ...
بڑائی ہو یعنی تم بادشاہ بن بیٹھو اور ہم تمہارے تابع ہوں۔ وے لوگ بادشاہ کو ...
بولے کہ تو اسواسطے آیا کہ ہم کو اپنی طرف موڑے اور بادشاہ بن بیٹھے — وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ اور ہم تم ...
ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابلہ جادوگروں سے پہلے بھی بعض فرعونی ...
اصرار ظاہر کیا تھا اور شاید یہ آخری مقولہ انکا یہاں بیان فرمایا۔ بالجملہ ماننے سے انکار کر کے مقابلہ پر آمادہ ہونے جانب
فرمایا۔ لقولہ تعالیٰ

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ

اور بولا فرعون کہ لاؤ میرے پاس جو جادوگر ہو پڑھا پھر جب آئے جادوگر کہا انکو موسیٰ نے

أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ۝ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ إِنَّ

ڈالو جو تم ڈالتے ہو پھر جب انھوں نے ڈالا موسیٰ بولا کہ جو تم لائے ہو سو جادو ہے

اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ۝ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ

البتہ اب اللہ اسکو بگاڑتا ہے اللہ نہیں سنوارتا شریروں کے کام اور اللہ سچا کرتا ہے سچ کو

بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝

اپنے حکم سے اور پڑے برا مانیں گنہگار

واضح ہو کہ فرعون نے ربوبیت کا دعویٰ کیا اور تمام قبطیوں وغیرہ سے اپنی بندگی کراتا تھا جب موسیٰ علیہ السلام معجزۂ عصا اور ...
کے ساتھ بھیجے گئے اور وہ عاجز ہو کر انکو ساحر کہنے لگا اور معجزہ کو جادو ٹھہرایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کی نیت کی چنانچہ
اسکا قصہ متفرق مقامات کلام مجید میں ہر مقام کے سیاق نصیحت و عبرت کے موافق بیان فرمایا چنانچہ یہاں اوپر کے سیاق
کفار عرب کا موعود آخرت میں شک وغیرہ کرنے کا فعل وہی فرعونی خصلت تھی کہ کہنے لگے اگر یہ حق ہو ... پھر بزور
مقابلہ بانکار و افعال پر آمادہ ہوئے جیسے فرعون نے کیا۔ کما قال تعالیٰ — وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ
اور فرعون نے کہا یعنی اپنے لوگوں سے کہ لے آؤ میرے پاس ہر جادوگر خوب جاننے والے کو یعنی جو فن سحر کو خوب جانتا ہو ...
کسائی نے سحار علیم پڑھا اور یہ مبالغہ ہے۔ پھر فرعون کے حکم سے بکثرت جادوگر دور دور سے جمع ہوئے اور مقابلہ کا ...
کے کنارے میدان اسکندریہ مقرر ہوا اور اسدن ہزاروں لاکھوں آدمی اس وسیع میدان میں جمع ہوئے فَلَمَّا جَاءَ ...
پھر جب جادوگر لوگ آئے یعنی میدان میں کھڑے ہوئے۔ اور موسیٰ مع ہارون کے دوسری جانب کھڑے ہوئے قَالَ لَهُم
مُّوسَىٰ تو موسیٰ نے جادوگروں سے کہا — أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ میدان میں ڈالو جو تم ڈالنے ...
نے پوچھا تھا تو موسیٰ نے یہ جواب دیا اور مقصود یہ تھا کہ مخلوق پر ظاہر ہو جاوے کہ یہ سب جادو ہے ...
معلوم ہوتا ہے پھر معجزۂ الٰہی اسکو باطل کر دے تاکہ سب لوگ معجزہ کی تصدیق کریں اور یہ مراد نہیں کہ ...

Marfat.com

ن چنانچہ فرمایا۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا پھر جب ساحروں نے پھینکا یعنے رسیان و سونٹے
جیسے اژدہے نظر آئے بکنے لگے اور لوگون کی نظروں مین سحر عظیم لائے حتیٰ کہ موسیٰؑ کچھ جھجکے پھر بوحی الٰہی مطمئن
ال مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ موسیٰؑ نے کہا کہ یہ جو تم لائے ہو یہی جادو ہے اور جس معجزہ کو فرعون و اسکی قوم نے جادو
کہا وہ جادو نہین ہے۔ ابو عمرو رح کی قراءۃ مین آلسحر بمد الف ہے تو ماجئتم مین ما استفہامیہ ہے اور معنی یہ کہ موسیٰؑ نے کہا
یا تم لائے ہو کیا جادو ہے یا یہ جادو ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ سَیُبْطِلُہٗ البتہ اللہ تعالےٰ اسکو باطل کریگا یعنے میٹ دیگا یا اسکا
ہونا ظاہر کریگا اس دلیل سے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِیْنَ اللہ تعالےٰ نہین ٹھیک کرتا یعنے ثابت و قوی
ین کرتا بدکارون مفسدون کا کام۔ جملہ استینافیہ گویا علت کلام سابق ہے۔ بیضاوی رح نے کہا کہ اسمین دلیل ہے کہ جادو بھی
د ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ بے شک اسکا کرنا ائمہ فقہاء کے نزدیک کفر ہے اور حرمت کبیرہ ہونے پر اجماع ہے۔ پھر بیضاوی رح
کہا کہ یہ بھی دلیل ہے کہ جادو تمویہ ہے اسکی کچھ حقیقت نہین ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک جادو واقعی امر ہے اگرچہ
کا کرنا کفر ہے لہذا سراج مین خطیب رح نے قول بیضاوی رح کی تاویل کی کہ مراد یہ ہے کہ وہ بھی الآت و ادویات سے بنانے کے مانند عمل
یا جاتا ہے اور یہ مراد نہین کہ وہ کوئی چیز ہی نہین ہے اور مترجم کہتا ہے کہ بیضاوی کی مراد فرق درمیان معجزہ و سحر کے ہے یعنے معجزہ
چیزون مین سے ہے جو افعال الٰہیہ حقہ ہین اور سحر ان افعال مین سے جو باطلہ ہین جیسے توحید و کفر ہے کہ توحید حق ہے اور کفر اگرچہ
اردون مخلوق کا اعتقاد ہے مگر باطل ہے اور خالق ہر ایک چیز کا اللہ تعالےٰ ہے اور یہ مراد نہین کہ سحر کوئی چیز نہین بلکہ از قبیل مکر و فریب
حیلہ گری ہے کیونکہ سورہ بقر مین صاف اسکی تحقیق گذری علاوہ برین یہان فرمایا کہ ان اللہ سیبطلہ یعنی اللہ تعالےٰ اب اسکو باطل کریگا
س اگر وجود ہی نہوتا تو باطل کرنا کچھ معنی نہین اور بطلان ظاہر کرنا ایسا ہی ہے جیسے بدر کے واقعہ مین کفر کا بطلان ظاہر فرمایا اور حق کو ثابت
ایسا ہی یہان فرمایا۔ وَیُحِقُّ اللّٰہُ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ اور جماتا ہے اللہ تعالےٰ حق کو اپنے کلمات سے یعنی حکم و قضاء سے۔ وَلَوْ
ہَ الْمُجْرِمُوْنَ اگرچہ مجرم برا جانا کرین۔ کیونکہ مجرمون کی پسند تو فساد و بدکاریان ہین۔ واضح ہو کہ پھر موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈالا جو ساحرون کی رسیان
لکڑیان وغیرہ سب نگل گیا لہذا آخر جمع عظیم کی طرف بڑھا جس سے بھگدر کے تلے اوپر گرنے سے ہزارون آدمی مرے اور ساحرین
نکہ فن سحر سے خوب واقف تھے یقین کر گئے کہ یہ سحر نہین جیسے اہل عرب بلیغ و فصیح تھے یقین کر گئے کہ قرآن مجید کلام بشر نہین ہے اور
انکا عناد تھا کہ اسکو سحر کہنے لگے جیسے فرعون نے ساحرون کے ایمان لانے کو حیلہ نکالکر انکو پھانسی کی دھمکی کے بعد یہ کہنا شروع کیا کہ
موسیٰ انکا سردار استاد ہے یہ سب سے بڑا ہے یہ محض اسکا عناد تھا۔ قال تعالیٰ

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓی اِلَّا ذُرِّیَّۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ عَلٰی خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِہِمْ اَنْ
پھر کسی نے نہ مانا موسیٰ کو مگر کتنے لڑکون نے اُسکی قوم سے ڈرتے ہوئے فرعون سے اور اُنکے سردارون سے کہ
یَّفْتِنَہُمْ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰی یٰقَوْمِ
کو بچلا دے اور فرعون چڑھ رہا ہے ملک مین اور اُسنے ہاتھ چھوڑ رکھا ہے اور کہا موسیٰ نے اے قوم
اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ فَعَلَیْہِ تَوَکَّلُوْٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ ۝ فَقَالُوْا عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا رَبَّنَا
تم یقین لائے ہو اللہ پر تو اُسی پر بھروسا کرو اگر ہو حکم بردار تب بولے ہمنے اللہ پر بھروسا کیا اے رب ہمارے

Marfat.com

لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ

نہ آزما زور اس ظالم قوم کا اور چھڑا انکو اپنی مہر[illegible]

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى پس تصدیق نہین کی موسی کی - اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ [illegible]

یہ تفریع ہی بیان سابق پر یعنے اس تحقیق الحق اور ابطال الباطل سے سب کفار کا مسلمان ہونا چاہیے تھا [illegible]
ہوگئے تھے مگر یہ نہوا بلکہ کوئی ایمان نہ لایا سوائے قلیل کے اور وہ مومن از آل فرعون و اسکی بی بی آسیہ [illegible]
اور مانند انکے چند آدمی قوم فرعون کے مسلمان ہوے وہ بھی - عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ [illegible]
اپنے ملا یعنے ارکین سلطنت سے - اَنْ يَّفْتِنَهُمْ یہ کہ فتنہ مین ڈالے فرعون انکو - یعنی ذریت بھی اسلام لائی تو ایسے [illegible]
فرعون انکو عذاب مین نہ ڈالے جس سے ایمان سے پھر جانے کا خوف تھا - ہذا ما رواہ العوفی عن ابن عباس [illegible]
ان الذریۃ من غیر قوم موسی - بعض نے قومہ کی ضمیر موسیٰ کیطرف راجع کی یعنی بنی اسرائیل مین سے بوڑھے بسبب خوف فرعون کے
نہ لائے اور نوجوان ذریت ایمان لائی اور ملائہم کی ضمیر فرعون کیطرف بدین معنی کہ وہ انکا بادشاہ تھا تو ضمیر تعظیمی مین عادت [illegible]
مفرد کے لیے ہی - فقولہ ملائہم اے ملائہ - اور ابن کثیر رح نے باوجود اختیار ابن جریر کے اسکو رد کر دیا کیونکہ بنی اسرائیل سب [illegible]
کو جانتے اور مشہور ہی کہ سب ایمان لائے اور آیات اسپر شاہد ہین - اور بعض نے کہا کہ فرعون سے مراد آل فرعون ہی جیسے [illegible]
و قریش وغیرہ تو ملائہم - بمعنی اشراف آل فرعون ہوا - ابن کثیر رح نے ان وجوہ کو مستبعد قرار دیا - اور جو پہلے مذکور ہوا وہ اولی ہی - [illegible]
یفتنہم مین بھی پھر تاویل کی ضرورت نہین ہوتی کہ یہان فرعون کی طرف ضمیر مفرد اس لیے کہ ظاہر ہو کہ ملا کا خوف بسبب فرعون کے تھا
فافہم - وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ اور بے شک فرعون علو چاہنے والا تھا زمین مین - وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ اور
وہ مسرفین سے تھا یعنے تکبر و سرکشی مین حد سے بڑھ گیا تھا حتی کہ ربوبیت کا دعوی کیا حالانکہ تکبر کسی حد تک ہو حرام ہی - یہ آیت [illegible]
یہ لوگ فرعون و قوم فرعون ایسے بندون مین سے نہین جنکے لیے اللہ تعالے نے دار الآخرۃ کا وعدہ فرمایا بقولہ تلک الدار الآخرۃ
للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا - یعنی یہ دار الآخرۃ ہی ہم اسکو ان بندون کے لیے کرینگے جو زمین مین نہین چاہتے [illegible]
اور نہ فساد الخ - وَقَالَ مُوْسٰى اور کہا موسی نے یعنی جب مومنون کو فرعون سے خوفناک دیکھا تو کہا - يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ
اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اے قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ تعالے پر از انجملہ یہ اعتقاد کہ وہی جو چاہے کرے تو اسی
توکل کرو اسی پر بھروسا کرو - اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ اگر تم انقیاد کرنے والے قضاء الٰہی کے اور اسی پر اخلاص رکھنے والے
بیضاوی رح نے کہا کہ یہان حکم کو دو شرط پر معلق نہین کیا کیونکہ وجوب توکل تو ایمان پر معلق ہی کیونکہ [illegible]
مشروط اسکا حصول ہی کیونکہ تخلیط کے ساتھ وہ نہین پایا جاتا ہی اور نظیر اسکی یہ ہی کہ اگر تجھے زید بلاوے تو چلا جا اگر [illegible]
قال المترجم واضح ہو کہ ایک حکم دو شرط سے معلق ہو سکتا ہی مثلاً کسی نے غلام سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل [illegible]
تو نے زید سے کلام کیا - اور آیت کے معنی بنا بر قول بیضاوی رح کے یہ ہوئے کہ اے قوم اگر تم ایمان لائے ہو تو [illegible]
ہو پھر جب تم مخلص ہوے اور انقیاد کر لیا تو تم کو توکل حاصل ہو جائیگا اور محصل یہ کہ تم مومن خالص ہو کر [illegible]
فرعون نے بعد واقعہ ساحرون کے بنی اسرائیل مین سے نرینہ اولاد کو قتل و اسپر سختی شروع کی تھی - فَقَالُوْا [illegible]

[illegible] قال البیضاوی رح یہ لوگ مومن مخلص تھے انھون نے دعا کی - رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا
فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ اے [illegible] حکومت کیجیو فتنہ قوم ظالم کے لیے یعنی ہمپر انکو مسلط نہ کیجیو کہ فتنہ مین ڈالین - کذا روی عن مجاہد
وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ اور ہم کو نجات دیجیو اپنی رحمت سے کافر قوم سے یعنے فرعونیون کے مکر سے وانکے قبیح
ایذا سے - پس انکے اخلاص سے انکی دعا قبول ہوئی - طیبی رح نے کہا کہ دعا کا قبول ہونا قولہ تعالے ولقد نجینا بنی اسرائیل من العذاب
المہین من فرعون الآیۃ سے معلوم ہوا - قال البیضاوی رح توکل کو دعا پر مقدم کرنے مین تنبیہ ہے کہ دعا کرنے والے کو چاہیے
کہ پہلے توکل کرے تاکہ دعا قبول ہو - واضح ہو کہ فتنہ کسی قوم کے لیے یون بھی ہو سکتا ہے کہ وہ قوم اسپر اسطرح غالب ہو کہ اپنے آپ کو
حق پر سمجھنے لگے جیسے نصارے اپنے غلبہ سے اپنے کو حق پر سمجھتے ہین حالانکہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آخر زمانہ مین جبکہ امت اسلامیہ
مین فساد آجائیگا تو نصرانی تمام روے زمین مین سب سے زیادہ اور غالب ہونگے - پس یہ حدیث صریح اسلام کی حقیت پر شاہد ہے
وقد رایت فی تفسیر الحافظ ہذا المعنی روے عن ابی مجلز وابی الضحی - اور نظیر اسکی دوسری حدیث ہے جسمین مومن متقی کی نسبت پہاڑون
مین گلہ بکریون کا لیکر عبادت پروردگار کا حکم دیا ہے فرمایا ویدع الناس من شرہ - اور لوگون کو اپنے شر سے الگ کر دے یعنی لوگ
اس پرہیزگار کو ایذا دینگے اور عذاب مین پڑینگے تو یہی اسطرح رہے کہ وے فتنہ مین نہ پڑین وعلی ہذا یہ فائدہ نکلا کہ مومن اپنی ذات
سے کسی شخص کی گمراہی نہین چاہتا اللہم ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین ونجنا برحمتک من القوم الکافرین ف — فی العرائس قولہ
تعالے ان کنتم امنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین - یعنی اگر تم نے اللہ تعالے کو پہچان لیا اور اسکی ربوبیت کی بندگی کے ساتھ مطیع و
منقاد ہو تو اسی پر توکل کرو کیونکہ معرفت و انقیاد عبودیت ہونا موجب ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اپنے خالق کے سپرد کرے کہ وہ جسطرح چاہے
اسمین تصرف کرے اور یہ بندہ اسکے شربت امتحان کو اگرچہ کیسا ہی تلخ ہو لذت کے ساتھ نوش کرے - ابراہیم الخواص رح سے
پوچھا گیا کہ معنی قولہ فعلیہ توکلوا - کیا ہین فرمایا کہ سبب کو اللہ تعالے کی طرف سے بلا واسطہ جان لے - پھر واضح ہو کہ بنی اسرائیل کے
کنایس وبیعہ مصر مین چلے آتے تھے فرعون نے انکو خراب کر دیا تو اللہ تعالے نے حضرت موسی وہارون کو حکم دیا - لقولہ تعالی

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً

اور حکم بھیجا ہمنے موسی کو اور اُسکے بھائی کو کہ ٹھہراؤ اپنی قوم کے واسطے مصر مین سے گھر اور بناؤ اپنے گھر قبلہ کی طرف

وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور قائم کرو نماز اور خوشخبری دے ایمان والون کو

خطیب رح نے ذکر کیا کہ مفسرین نے اس واقعہ کی کیفیت مین تین وجہین بیان کی ہین اول یہ کہ ابتدائی حکم حضرت موسی وانکے ساتھیون
کے لیے آیا تھا کہ کافرون کی ایذا دہی وغیرہ سے بچنے کے لیے اپنے گھرون مین خفیہ نماز پڑھین جیسے ابتدا اسلام ہین مکہ مین مومنین کو حکم
ہوا - دوم یہ کہ جب موسی مصر بھیجے گئے تو فرعون نے عداوت سے بنی اسرائیل کے بیعہ وکنایس خراب کر دیے تو حکم ہوا کہ گھرون مین مساجد بنا کر
نماز پڑھین - سوم یہ کہ فرعون کی عداوت سے اللہ تعالے نے موسی وہارون کو علانیہ مساجد بنانے کا حکم کیا اور انکی حفاظت کی کفالت
فرمائی - قلت لعل الثانی اقرب منہ الاول فافہم قال تعالے - وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اور ہم نے وحی بھیجی موسی واسکے بھائی
ہارون کو اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا یہ کہ تم دونون منزل ٹھکانا بناؤ اپنی قوم کے لیے بِمِصْرَ بُيُوْتًا شہر مین بیوت جنمین رہا کر دیا عبادت

کے لیے وہان جایا کرو۔ وَّاجْعَلُوْا اور بناؤ تم دونون مع اپنی قوم کے۔ بُيُوْتَكُمْ [illegible]
قبلہ یعنی مُصَلّٰی جگہ نماز پڑھنے کی کذا قالہ ابراہیم ومجاہد وابو مالک والربیع والضحاک وزید بن [illegible]
قبلہ ہون۔ کذا رواہ عکرمۃ عن عباس۔ اور بجہت قبلہ یعنی کعبہ ہون کذا قال مجاہد وقتادہ والضحاک۔ [illegible]
تھے۔ مترجم کہتا ہو کہ ابن القیم رح نے تحقیق کیا کہ قبلہ انکے لیے معین نہوا تھا صرف اجتہاد پر تھا چنانچہ مصر و بیت المقدس [illegible]
اور یہ کلام الٰہی اسکا مؤید ہو اور شاید ابتدا مین بجانب کعبہ ہو پھر شام مین حکم اجتہادی ہوا وفیہ نظر فان جہۃ المشرق [illegible]
بمصر واضح کما لا یخفی۔ وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کرو نماز کو ان بیوت مین جو بجہت قبلہ مین۔ بیضاوی رح نے کہا کہ [illegible]
حال مین انکو گھرون مین نماز کا حکم تھا کہ کافر ظاہر ہو کر انکو فتنہ مین نہ ڈالین قلت ہکذا قالہ مجاہد وابراہیم وغیرہم اور ابن کثیر
نے لکھا کہ یہ امر شاید واللہ اعلم اس جہت سے تھا کہ جب فرعون کی طرف سے انکو بلائین سخت ہوئین تو انکو کثرت نماز کا حکم
کما قال تعالٰی یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ الآیۃ۔ اور حدیث مین ہو کہ آنحضرت صلعم پر جب کوئی امر بھاری ہو جاتا
نماز کی طرف مبادرت فرماتے تھے اخرجہ ابو داؤد وغیرہ۔ اسیطرح بنو اسرائیل کو حکم ہوا کہ اپنے بیوت قبلہ رخ بنا کر انمین نماز قائم کرو
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور بشارت دے اے موسیٰ مومنون کو یعنے دنیا مین نصرت وفتح کی اپنے دشمنون پر اور آخرت مین جنت نعمت
باقیہ کی۔ واضح ہو کہ اول آیت مین موسیٰ وہارون کو خطاب کیا کیونکہ معابد بنانا سرپرست کے مشورہ سے ہوتا ہو اور یہی دونون حضرت
رسول تھے پھر درمیان مین ضمیر جمع فرمائی کیونکہ واجعلوا بیوتکم قبلۃ مین قبلہ بنانے کا حکم ہو جسکو ہر ایک پر بنانا فرض ہو پھر آخری بشارت
مین خطاب مخصوص موسیٰ علیہ السلام پر کر دیا کیونکہ بشارت دینا صاحب الشریعہ کا کام ہو اور وہ فقط موسیٰ علیہ السلام تھے کیونکہ ہارون
انکے وزیر تھے جیسے ابراہیم ع کے ساتھ لوط ع تھے۔ پھر آخر مین بشارت اس لیے فرمائی کہ غرض اصلی عبادات مین یہی بشارت ہو اور
وہ چیز جسکی بشارت ہو اس لیے مبہم رکھی کہ وہ عقل بشری سے باہر ہو۔ پھر لطیف اسرار کے ساتھ دعاے موسیٰ کو ذکر فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اور کہا موسیٰ نے اے رب ہمارے تو نے دی ہو فرعون کو اور اُسکے سردارون کو رونق اور مال دنیا کی زندگی مین

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

اے رب اسواسطے کہ بہکاوین تیری راہ سے اے رب مٹا دے اُنکے مال اور سخت کر اُنکے دل

فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

کہ نہ ایمان لاوین جبتک دیکھین دکھ کی مار

وَقَالَ مُوْسٰى اور کہا موسیٰ نے یعنی اپنے پروردگار سے دعا کی درحالیکہ ہارون ع حاضر تھے کہ رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ
اے رب ہمارے تو نے عطا کیا فرعون کو وَمَلَاَهٗ اور اسکے گروہ یا اشراف کو زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا زینت
یعنی لباس وگھوڑے وخادم وغیرہ جنسے تزین ہوتا ہو اور روپیہ اشرفی ملک وغیرہ انواع اموال ہین تو نے سب فرعون واسکے لوگون کو دیے دنیا کی زندگی
رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ اے رب ہمارے تاکہ وے بھٹکین یا بھٹکاوین تیری راہ سے۔ قال ابن کثیر رح بعض
لیضلوا بالفتح پڑھا یعنے خود بھٹکین اور بعض نے بالضم پڑھا یعنے دوسرون کو بھٹکاوین۔ قال البیضاوی [illegible]

[illegible] فرعونیون کے ساتھ ممارست سے حال معلوم ہوگیا کہ اسکے سوائے اب یہ لوگ کسی اچھے
حال پر نہ آوینگے جیسے آدمی لعنت [illegible] ابلیس پر۔ اور بعض نے کہا کہ لام عاقبت ہی اور متعلق آتیت سے ہی یعنے تو نے دیا
کہ انجام یہ ہو کہ تیری راہ سے بھٹکین۔ اور محتمل ہی کہ لام علت ہو یعنے اسواسطے دیا کہ بھٹکین کیونکہ کفر پر نعمتون کا ملنا استدراج
ہی تاکہ کفر پر ثابت قدم رہین اور نیز یہ کہ جب انھون نے ان اموال واملاک کی وجہ سے ایمان چھوڑا بخوف آنکہ موسی علیہ السلام
کو بادشاہت ہو تو گویا اسواسطے انکو یہ زینت واموال ملے کہ راہ سے بھٹکین پس بطریق تاکید کے مکرر ہوگا اور تنبیہ ہوگی کہ
بد دعاء سے مقصود یہ کہ انکی ضلالت وکفر کا حال عرض کیا اور یہ تو طیہ آگے کی بد دعاء کے لیے ہی۔ قلت وسیاتی التحقیق فی
ذلک۔ بہرحال پہلے موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ تو نے فرعونیون کو دنیا مین یہ اموال دیے کہ راہ سے بھٹکین۔ پھر موسی علیہ السلام
نے دوسرون کی خیرخواہی سے چاہا کہ یہ مانع ان کافرون کے پاس سے دور ہو تاکہ اور لوگ جو بھٹکے ہین انکا فانی ہونا جانکر
ایمان پر آوین تو دعاء کی کہ۔ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ ۔ اے رب ہمارے انکے مالون پر طمس کردے یعنی
اموال کو ہلاک کردے۔ قالہ ابن عباس ومجاہد یا محو کردے۔ ضحاک وابوالعالیہ وربیع نے کہا کہ اللہ تعالے نے ان اموال کو
اس دعاء پر پتھر کردیا مگر انپر نفس ویسے ہی غالب تھے جیسے پہلے تھے اور قتادہ رح نے کہا کہ ہم کو خبر پہونچی کہ انکی کھیتیان پتھر ہوگئین
اور ابن ابی حاتم نے روایت کی کہ محمد بن کعب رض نے عمر بن عبدالعزیز کو سورۂ یونس سنائی تو اس آیت پر عمر نے پوچھا کہ طمس
کیا تھا فرمایا کہ جملہ اموال پتھر ہوگئے تو عمر نے غلام سے ایک تھیلی جو بقیہ قوم فرعون کی انکے ہاتھ آئی تھی منگوائی جسمین چنے و
انڈے وغیرہ سب پتھر کے ہوگئے تھے۔ قال المترجم ظاہر یہ ہی کہ پھر بددعاء موسی علیہ السلام اسپر سے یہ عذاب دور
ہوگیا تھا وعلی ہذا احتمال ہی کہ بعض اموال ویسے ہی رہگئے ہون تاکہ عبرت رہے۔ بالجملہ بددعاء کی کہ اموال طمس کردے۔
وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ ۔ اور شدّ کردے انکے دلون پر۔ یعنی دلون کو قاسی کردے اور انپر مہر کردے کہ ایمان کے لیے
نہ کھلین۔ قالہ ابن عباس رض۔ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۔ پس نہ ایمان لاسکین یہان تک
کہ دکھ والا عذاب دیکھین۔ جواب دعاء ہی یا خود بلفظ نہی دعاء ہی۔ قلت حرف حتی عدم ایمان کی انتہاء ہی لیئے ایمان نہ لاوینگے
یہان تک کہ یہ عذاب دیکھین۔ پھر اسوقت ایمان کا وقت ہی نہین ہی۔ اور یہ ایک دلیل قوی حنفیہ کے لیے ہی کہ حتی کے بعد
حکم کا انتظار ہوتا ہی اور وہی پہلا حکم متعین نہین ہوجاتا چنانچہ یہان یہ نہین ہوا کہ عذاب الیم دیکھکر ایمان لاوین۔ قال ابن
عباس عذاب مذکور غرق البحر ہی۔ بعض نے اشکال کیا کہ رسول اپنی قوم کی ہدایت [illegible] پھر بددعاء کیونکر ہوا اسکا
جواب یہ کہ نبی اپنی قوم پر بحکم الٰہی بددعاء کرتا ہی یا آگاہ فرمادیتا ہی کہ انمین کوئی مومن نہوگا جیسے نوح علیہ السلام کو بقولہ وا وحی
الی نوح انہ لن یومن من قومک الا من قد آمن الآیہ۔ تبھی انھون نے بددعاء کی کہ۔ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا
الآیہ۔ ایسے ہی موسی ہونے بعد العلم یہ دعاء فرمائی ہی۔ ولہذا قولہ لیضلوا بالفتح بصیغہ امر ہونے مین اشکال نہین ہی پھر

دعاء قبول فرمائی۔ بقولہ تعالی۔

قَالَ قَدْ أُجِيبَتْ دَعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○

فرمایا قبول ہوچکی دعا تمھاری سو تم دونون ثابت رہو اور مت چلو راہ انکی جو [illegible]

قَالَ اللہ تعالے نے بوحی فرمایا۔ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا [illegible]
ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ کما قال ابو العالیہ رح وابو صالح وعکرمہ ومحمد بن کعب
فرعون کی دعاء کی وہ ہم نے قبول کرلی۔ قال ابن کثیر رح اس آیت سے حجت لی گئی کہ [illegible]
مقتدی خاموش رہا پھر اُسنے آمین کہی تو وہ بمنزلہ مقتدی کی قراءۃ کے ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے دعاء کی [illegible]
آمین کہی تھی اسپر اللہ تعالے نے ہارون کی بھی دعاء قرار دی اور فرمایا کہ قد اجیبت دعوتکما۔ فَاسْتَقِيْمَا [illegible]
پر رہو۔ ابن جریج عن ابن عباس یعنے میری فرمانبرداری پر چلے چلو یہی استقامت ہے اور ابن جریج نے کہا کہتے ہیں کہ اس [illegible]
کے بعد فرعون چالیس برس رہا اور محمد بن کعب وامام زین العابدین نے کہا کہ چالیس روز رہا۔ اور بیضاوی رح نے لکھا کہ
فاستقیما یعنی دعاء کرنے اور حجت پوری کرنے پر جمے رہو اور جلدی مت کرو کیونکہ جو تمنے مانگا وہ ضرور ہونے والا ہے ولیکن اپنے
وقت پر ہوگا۔ قلت منجملہ دعاء کے شداً لقلوب ہے یعنے دلوں کا سخت ومطبوع ہونا وہ فی الحال حاصل ہے اور واحدی رح نے کہا کہ
اسمیں دلیل ہے کہ اللہ تعالے جسکا دل مسدود کرنا چاہے کر دیتا ہے ورنہ موسیٰؑ دعاء نہ کرتے۔ نحاس رح نے کہا کہ علی بن سلیمان
مین نے سُنا کہ موسیٰ وہارون دونوں کی دعاء ہونے پر قولہ ربنا دلیل ہے کیونکہ رب نہیں کہا قلت ہذا لیس لشی بل یدل علی العکس
فانہ ادخل معہ فی الدعاء اخاہ مع قومہما۔ قولہ تعالے۔ وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اور نہ پیروی کرنا راہ ان
لوگوں کی جو جانتے نہیں ہیں۔ یعنی جاہلوں کی راہ نہ لینا جو جلدی اُکتا جاتے ہیں یا انکو وعدۂ الٰہی پر وثوق واطمینان نہیں
ہوتا ہے۔ اور یہ قول ویسا ہی جیسا کہ نوح علیہ السلام کو فرمایا کہ انی اعظک ان تکون من الجاہلین۔ پس اس سے یہ نہیں ہوا کہ موسیٰ
وہارون نے اتباع سبیل جہال کی ہو جیسے نوحؑ جاہلوں میں سے نہیں ہوئے اور جیسے قولہ لئن اشرکت لیحبطن عملک۔ سے
آنحضرت صلعم سے شرک کا قرب بھی نہیں ہوا بلکہ بنواسرائیل کو تنبیہ ہے کہ قبول دعاء سے لازم نہیں کہ اسیوقت مراد ملجاوے بلکہ
وقت مقدر پر ملتی ہے ف۔ فی العرائس قولہ تعالے قد اجیبت دعوتکما الآیۃ۔ حق سبحانہ تعالے نے انکو مقام دعاء بتلایا
تا کہ مقام قبولیت کو پہچان لیں جسنے مقام قبولیت کو نہ جانا اس سے دعاء وسوال ٹھیک نہیں ہوتا پس مقام قبولیت وہ مقام
رضوان وبسط وانبساط ہے اور نیز اسمیں ایک گونہ تنبیہ ہے کہ واردات امتحانی برداشت کرنے میں تمہارے ضعف سے ہم نے
تمہاری دعاء قبول فرمائی پس بعد اسکے صبر وامتحان میں مستقیم رہو کیونکہ معرفت سے رضاء بالقضاء اور سکون فی البلاء حاصل
ہوتی ہے۔ ذو النون رحمہ اللہ نے کہا کہ دعاء میں استقامت یہ ہے کہ مراد ملنے کی تاخیر میں غمگین نہو اور جلدی ملنے سے تسکین نہو
اور خصوص درخواست نہو۔ بعض نے کہا کہ راہ صدق پر رہو۔ قال المترجم اسمیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ابوجہل
فرعون الامۃ وغیرہ کفار قریش کی ایذاء وغیرہ پر صبر وتحمل کی تعلیم اور شامل تا قیامت ہے اور اسمیں صریح تفہیم وتعلیم ہے کہ کسی قوم کے
لیے دنیاوی عروج ہونا اور غلبہ ہونا کچھ بھی نہیں بلکہ وہ قوم کافر ہو تو علامت کمال ضلالت ہے جیسے آج کل معائنہ ہے پھر حق تعالے
نے نتیجہ دعاء ظاہر ہونے کا حال یاد دلایا۔ بقولہ تعالے

وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓى [illegible]

اور پار کیا ہمنے بنی اسرائیل کو دریا سے پھر پیچھے پڑا اُنکے فرعون اور اُسکا لشکر شرارت سے اور زیادتی سے یہانتک

[illegible] لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا إِسْرَآءِيْلَ وَأَنَا مِنَ

[illegible] یقین جانا مین نے [illegible] ئی معبود نہین مگر جسپر یقین لائے بنی اسرائیل اور مین ہون

[illegible] يْنَ ۝ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ

[illegible] داروں مین اب یہ کہنے لگا اور تو بے حکم رہا پہلے اور رہا بگاڑ ڈالون مین سو آج بچا دینگے ہم تجھکو

[illegible] نِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَإِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝

[illegible] بدن سے تو ہووے تو اپنے پچھلون کو نشانی اور البتہ بہت لوگ ہماری قدرتون پر دھیان نہین کرتے

جاوزنا ببني إسرآءيل جاوزنا از مجاوزت بمعنی تجاوز کرنا ویقال جاوز المکان اے اس مقام سے تجاوز کر گیا جبکہ [illegible] مقام سے چلکر نکل گیا اور اسکو پیچھے چھوڑ دیا ہو اور باء لتعدیہ ہے اور معنی یہ کہ اور تجاوز کرا دیا ہم نے بنی اسرائیل کو البحر سمندر اور مراد بحر السویس یعنے بحر قلزم ہے اور چھ لاکھ مرد جنگی علاوہ بال بچون و بوڑھون کے تھے اور یہ سب بارہ فرقہ بارہ فرزندان [illegible] ب علیہ السلام کی اولاد تھے جو یوسف علیہ السلام پاس آ گئے تھے اور حسن رح کی قراءۃ مین جوزنا بمعنی جاوزنا ہے اور اسمین دلیل [illegible] اللہ تعالے خالق افعال ہے چنانچہ عبور کرنا جو اُنکا فعل تھا اللہ تعالے نے اپنی طرف نسبت فرمایا اسی لیے کہ خالق اس فعل کا [illegible] لتعالے ہے والمعنی اور پار اتار دیا ہم نے بنو اسرائیل کو بحر قلزم سے حتی کہ اس کنارہ سرحد کنعان پر آ گئے اور فرعون اسیوقت [illegible] کنارے پر مع لشکر پہونچ گیا تھا۔ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا اتبع اور تبع ایک معنی مین اور اصمعی [illegible] لہ تبعہ بدون الالف جبکہ کہتے ہین کہ پیچھا کرکے پا جاوے اور اتبعہ جب کہ پیچھا کرے خواہ پاوے یا نہ پاوے۔ وکذا قال [illegible] زید رح۔ والمعنی۔ پھر پیچھے چلا انکے فرعون مع اپنے لشکر کے درحالیکہ باغی تھا اور عدوان کرنے والا تھا۔ یا از راہ بغاوت و عدوان [illegible] اور بعض نے کہا کہ بغیا و عدوا۔ درحالیکہ باغی تھا حد سے بڑھنے والا باتون مین اور عادی تھا حد سے بڑھنے والا کامون مین [illegible] بعض نے کہا کہ عدوا اور عتوا اور علو جہان قرآن مین آیا ہے سرکشی و غرور کے معنی مین ہے تو معنی یہ ہونگے کہ براہ تکبر و غرور اسنے پیچھا کیا [illegible] ل ابن کثیر رح فی تفسیرہ۔ اس آیت مین اللہ تعالے نے فرعون اور اُسکے لشکر کے ڈبونے کی کیفیت بیان فرمائی اور بنو اسرائیل جب مصر [illegible] فرعونیون کی غفلت مین نکلے اور وہ بقولے چھ لاکھ مردان جنگی سوائے ذریات کے تھے اور قبل ازین قبطیون نے [illegible] اپنے یہان شادی مین بہت زیور مانگے لیے تھے وہ بھی ساتھ لیے نکلے تو فرعون کا حمق جوش مین آیا اور تمام ممالکت سے لشکر [illegible] ہولناک جمع کرکے بنو اسرائیل کا پیچھا کیا اور مملکت مین کوئی سردار پیچھے نہین رہا پھر چلتے چلتے آفتاب نکلتے وقت اُن تک پہونچ گیا [illegible] جب دونون جماعتین مقابل ہوئین تو اصحاب موسیٰؑ نے کہا کہ انا لمدرکون۔ ہم پکڑے گئے۔ اور یہ اسوجہ سے کہ وے جہان [illegible] پہنچے تھے سمندر کا کنارہ تھا اور فرعون مع لشکر پیچھے تو سوائے لڑائی ہو جانے کے اور کیا خیال ہو سکتا ہے پس موسیٰ علیہ السلام [illegible] بار بار پوچھنے لگے کہ کیونکر رہائی ہوگی اور موسیٰؑ نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے اسی راہ چلنے کا حکم کیا ہے بولے کہ پھر ہم تو پکڑے [illegible] فرمایا کہ کلا ان معی ربی سیہدین۔ ہرگز نہین میرے ساتھ میرا رب ہے مجھے راہ دیگا پس یہی ہوا کہ اللہ تعالے نے حکم بھیجا۔ [illegible] اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم۔ اعجاز موسوی ظاہر کرنے کو عصا سے سمندر مین مارنے کا حکم کیا تو [illegible] بارہ شق تودہ کوہ کے پانی جم گیا اور بارہ راستہ ہر سبط کے لیے ایک راستہ ہو گیا اور ہر دو راستہ کے بیچ کا پانی مشابہ جالی کے

تھا کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھتا رہے اور حکم الٰہی سے ہوا نے زمین خشک کر دی [illegible]
درکا ولاتخشی - پس بےخوف حضرت موسیٰؑ انکو لیے ہوے پار اتر ے اتنے ہی مین فرعون [illegible]
حصان گھوڑون پر تھے علاوہ دیگر رنگون کے پس جب اسنے یہ دیکھا تو خوفناک ہو گیا [illegible]
ہو چکا اور دعاء الرسول علیہ السلام قبول ہو چکی - یہ ہوا کہ جبرئیلؑ ایک گھوڑی مادہ پر سوار برابر فرعون کے گذرے اور فرعون کا گھوڑا
جبرئیلؑ نے گھوڑی دریا مین ڈالدی پس ساتھ ہی فرعون کا گھوڑا کودا اور فرعون بے قابو ہو گیا اور اسنے اپنے سپاہیون کو کہا [illegible]
سے ہم زیادہ لایق ہین پس سب کے سب سمندر مین گھسے اور میکائیل پس لشکر تھے جو پھرتا اسکو ہانک کر لا دیتے حتیٰ کہ جب سب کے سب
مجتمع ہوے اور راہ اسی حال پر تھی جسطرح بنو اسرائیل گذرے تھے اور فرعون مع لشکر کے سمندر مین پہونچا تو سمندر کو حکم الٰہی ہوا کہ [illegible]
پس موجون نے تھپیڑے مارنے شروع کیے اور فرعون مع لشکر غوطے کھانے لگا - قال تعالیٰ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ یہان تک کہ
کو ڈوبنے نے لیا یعنی اسپر سکرات موت ظاہر ہوئے تو - قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ - اسے بانہ - لَاۤ اِلٰهَ - بولا فرعون کہ مین ایمان لایا کہ
کہ نہین ہے کوئی معبود - اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ مگر وہی جسپر بنو اسرائیل ایمان لائے ہین - وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
مین مسلمین سے ہون - حمزہ وکسائی کی قراءۃ مین انہ لا الہ بکسر حرف ان بطریق استیناف کے بدل اور تفسیر آمنت ہے - اسطرح مبالغہ سے ایمان
وقت کہ جب ایمان قبول نہین لقولہ فلما راؤا باسنا قالوا آمنا باللہ وحدہ وکفرنا بما کنا بہ مشرکین فلم یک ینفعہم ایمانہم لما راؤا باسنا سنت اللہ التی قد خلت
فی عبادہ وخسر ہنالک الکافرون - اور جب تبولیت کا وقت تھا تو سخت منھ موڑے بلکہ گمراہ کرنے والا رہا - لہذا جواب فرمایا بقولہ - آٰلْـٰٔنَ
اب ایمان لاتا ہے کہ جب اپنی جان سے مایوس ہوا اور تجھے کچھ اختیار نہین رہا - وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ - اور قبل اسکے مدۃ العمر نافرمان رہا
جبکہ تیرے ایمان اختیاری کا وقت دراز تھا - وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ اور تو مفسدین سے تھا جو اسدم کہتا ہے کہ مسلمین سے ہون
حالانکہ پہلے خود گمراہ اور دوسرون کو گمراہ کرنے والا تھا - قال تعالیٰ - وجعلناہم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لا ینصرون - وقال تعالیٰ یقدم
قومہ یوم القیامۃ فاوردہم النار وبئس الورد المورود - اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جو یہ قول فرعون کا اس حال مین اس سے حکایت فرماتا ہے
یہ اسرار غیب مین سے ہے جس سے اپنے رسولؐ کو آگاہ فرماتا ہے خطیبؒ نے سراج مین ذکر کیا کہ اگر کہا جاوے کہ فرعون تین بار
ایمان لایا ایک تو قولہ آمنت - دوم قولہ انہ لا الہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل - سوم قولہ وانا من المسلمین - پھر قبول ہونے کی کیا وجہ
علماء نے اسکے بہت سے جوابات دیے ہین ازانجملہ یہ کہ اسنے نزول عذاب ومعائنہ کے وقت اقرار کیا اور یہ مقبول نہین لقولہ تعالیٰ
فلم یک ینفعہم ایمانہم لما راؤا باسنا الآیۃ - ازانجملہ یہ کہ فرعون نے اس بلیہ سے چھٹکارے کے لیے یہ کلمہ کہا اور مقصود اقرار توحید نہ تھا
لہذا بیفائدہ ہوا قلت یہ جواب ضعیف ہے کیونکہ قولہ الآن یعنی الآن تو مومن ہے اب تو ایمان لاتا ہے - صریح ہے کہ وہ شرعی ایمان لاتا ہے
ازانجملہ یہ کہ فرعون دہریہ تھا خالق عالم سبحانہ تعالے کا مقر نہ تھا لہذا اسنے کہا کہ الا الذی آمنت بہ بنو اسرائیل - تو ایمان مین
ہونے سے قبول نہوا - قلت یہ بھی ضعیف ہے کیونکہ دہریہ ہونا منصوص نہین بلکہ رازیؒ کا گمان ہے اور الہ بنو اسرائیل پر ایمان لانا
مشکوک نہین جیسے ساحرون نے کہا تھا کہ آمنا برب موسیٰ وہارون - اور قبول ہوا ایسے ہی یہان ہے - فافہم - ازانجملہ یہ کہ الٰہ بنی
اسرائیل پر ایمان لایا اور بعض بنی اسرائیل سمندر سے پار آکر اسوقت گوسالہ پوجنے لگے اور اجعل لنا الٰہا کما لہم آلہۃ [illegible]
مقرر ہوا اور یہ اسکے حق مین زیادہ ضلالت کا باعث ہوا قلت یہ بہت ضعیف ہے حتیٰ کہ کسی کلام کی ضرورت نہین - اتا [illegible]

فرعون نے توحید اللہ تعالے کا اقرار کیا اور نبوت موسیٰ و ہارون کا مقر نہوا پس اگر کوئی ہزار بار لا الہ الا اللہ کہے جب تک محمد رسول اللہ نہ کہیگا مومن نہوگا اسیطرح یہان بھی ایمان فرعون قبول نہوا- قلت یہ بھی کچھ نہیں کیونکہ ایمان بنی اسرائیل و الاسلام کی اسنے تصریح کر دی اور متضمن اقرار نبوت ہی اور قولہ الآن سے اسکا ایمان شرعی ظاہر ہی کما مر فافہم پھر مترجم کہتا ہی کہ وجہ وجیہ وہی اول ہی کہ ایمان وقت یاس مقبول نہیں قبول ہی لہذا ابن کثیر رح وغیرہ محققین نے اسی پر اقتصار کیا- اور شیخ محی الدین بن العربی جنہے زعم کیا کہ فرعون مومن مرا آخر مین محققین علماء نے اس قول کو رد کر دیا بدلیل قولہ وجعلناہم ائمۃ یدعون الی النار الآیۃ وقولہ یقدم قومہ یوم القیامۃ الآیۃ - اور یہی صحیح ہی واللہ تعالے ہو الموفق - ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرعون کا یہ قول پڑھا اور فرمایا کہ مجھسے جبرئیل نے کہا کہ جب فرعون نے یہ کہا تو اسوقت آپ مجھے دیکھتے کہ مین سمندر کی کیچڑ لیے اسکے منھ مین ٹھونستا تھا بخوف آنکہ اسکو رحمت الٰہی پہونچ نجاوے (جو ازلی کافر تھا ۱۲) رواہ احمد و الترمذی وحسنہ وصححہ و ابو داؤد الطیالسی و الحاکم علی شرط الصحیح وغیر واحد- ابن عباس نے کہا کہ جب فرعون ڈوبنے لگا تو اپنی انگلی سے وحدانیت کا اشارہ کیا اور قول لا الہ الا الذی آمنت الخ بلند آواز سے کہا پس جبرئیل نے خوف کیا کہ رحمت الٰہی اسکے غضب پر سابق ہی پہونچ نجاوے تو بازو سے سمندر کی کیچڑ لیکر اسکے منھ پر مار کر توپ دیا- رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر وغیرہما عنہ موقوفا اور مرفوعًا اور علماء تابعین کی ایک جماعت نے مرسل اس حدیث کو روایت کیا اور ضحاک بن قیس نے وعظ مین لوگون سے اسکو بیان کیا خطیب جنے سراج مین لکھا کہ جبرئیل نے فرعون سے فتویٰ طلب کیا تھا بتعریض موسیٰ ع کہ جو بندہ اپنے مولی کی نعمت مین پلا پرورش پاکر حق فراموش کرکے خود مولائی کا دعوے کیا اسکی کیا سزا ہی تو اسنے لکھا تھا کہ سمندر مین غرق کیا جاوے سو جبرئیل نے بعد غرق اسکو وہی دکھایا قلت یہ خبر غیب ہی تاوقتیکہ باسناد صحیح ثابت نہو ہم نہیں کہہ سکتے ہین واللہ اعلم بالصواب- امام رازی رح نے اس حدیث مین اشکال طویل کیا جسکا خازن رح نے جواب دیا ہی اور ملخص یہ ہی کہ جبرئیل کے اسکا منھ توپ دینے کا کیا فائدہ ہی اگر ایسی حالت مین وقت تکلیفی یعنی جبرا ایمان وغیرہ کا مدار ہی باقی تھا یا نہیں پس باقی تھا تو کیون توبہ سے روکا اور نہ تھا تو کچھ فائدہ نہیں ہو جواب یہ ہی کہ باقی تھا مگر جبرئیل اشرف الملائکہ موصوف بقولہ یفعلون ما یؤمرون ہین جو اللہ تعالے کا حکم ہو لا محالہ نے کیا اور اللہ تعالی تو مختار ہی جو چاہے کرے جسکو چاہے ہدایت دے اور جسکو چاہے گمراہ کرے پس یہ بمنزلہ مہر کرنے وغیرہ کے ہی- کما قال تعالے ونقلب افئدتہم وابصارہم کما لم یؤمنوا بہ اول مرۃ الآیۃ - مترجم کہتا ہی کہ مشہور یہ ہی کہ وقت یاس کے زمان تکلیف نہیں رہتا تو اولیٰ یہ ہی کہ اظہار کمال رحمت الٰہی ہی کیونکہ رحمت الٰہی سابق بر غضب ہی کما اشار الیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ - اور طبرانی نے اوسط مین ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت کی کہ جبرئیل نے مجھسے کہا کہ روے زمین پر فرعون سے زیادہ میرے نزدیک کوئی مبغوض نہ تھا تو جب ایمان لایا تو مین نے اسکے منھ مین کیچڑ بھرنی شروع کر دی کہ مبادا اسکو رحمت پہونچ جاوے وروی ابن مردویہ عن ابن عمر نحوہ و ابو الشیخ عن ابی امامہ نحوہ و اسنادہ فیہ کثیر بن زاذان رجل یجہلہ ابن معین و ابو حاتم و البواقی ثقات - ولا یذہب علیک ان الکلام فی الحدیث اجتراء الایمان ان لیقف عنہ ان لم یحصل فہمہ فلیتدبر امورا یحیط بہا فہم العامۃ بل الخاصۃ ایضاً لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ الکبیر المتعال- بالجملہ فرعون کو کہا گیا کہ اب ایمان لاتا ہی اور پہلے عاصی و مفسد تھا- قال تعالے- **فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ** سو آج ہم تجھے نجات دینگے- یعنی جس غرق کی تو قوم والے قعر بحر مین پڑے اُس سے ہم تجھے نجات دینگے- یا تجھے نجوہ پر ڈالینگے یعنی اونچے ٹیکرے پر کنارہ سمندر کے- حاصل ہی قراءۃ ننحیک بحاء مہملہ یعنی دور کر دینگے تجھکو ناحیۃ البحر یعنی ساحل سمندر پر- **بِبَدَنِكَ** تیرے بدن کے ساتھ-

یہ موضع حال مین ہے اے عاریاً عن الروح - یعنی درحالیکہ نجات یں تو خالی بدن ہوگا بدون
بدون نقصان وتغیر کے ہوگا - قالہ عبداللہ بن شداد یا بغیر لباس کے ننگا ہوگا یا بدن سے زرہ مراد ہے
اور اُسپر سونے کی ایک زرہ تھی جس سے وہ صاف پہچانا جاتا تھا - وقال ابن عباسؓ وغیرہم کہ بعض بنو اسرائیل نے
مین شک کیا تو اللہ تعالےٰ نے بحر کو حکم کیا کہ فرعون کا جسم بلا روح کے باہر اونچی زمین پر پھینک دے مع اسکی زرہ کے
دینا ہو اسطے تھا - لِتَكُونَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ اٰيَةً تاکہ تو ہو جائے اپنے پچھلون کے لیے نشانی - پچھلون سے مراد بنو اسرائیل ہیں
انکے دل مین اسکی ہیبت ایسی سمائی تھی کہ اُسکے مرنے پر یقین نہ کیا یہانتک کہ ساحل پر اسکو مرا ہوا دیکھ لین - یا مراد پچھلی
ہین جو اسکا حال سُنکر تکبر وتجبر سے عبرت کرین کہ جبکا یہ انجام ہے اور جان لین کہ بندہ کیسے ہی بڑے مرتبہ پر ہو بہرحال وہ
مجبور ہے اُسمین ربوبیت کا کچھ لگاؤ بھی نہیں ہے - بعض قراءۃ مین - لمن خلقك بقاف آیا بصیغہ ماضی یعنے نشانی ہوجا
اپنے خالق کے لیے کیونکہ فقط تجھکو اسطرح ذلیل مطرود کنارے ڈالنا تاکہ لوگ تجھے خوب پہچان لین بڑی دلیل اس بات کی
خالق عزوجل بڑا قادر مختار علیم وخبیر ہے - وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ عَنۡ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوۡنَ اور بے شک لوگ
سے بہتیرے ہماری آیات سے غافل ہین - یعنی فکر وغور نہیں کرتے تاکہ عبرت پکڑین - مترجم کہتا ہے کہ افسوس ہے کہ اس
مین بہتیرے ایسے ہین جو دنیاوی حیات ونام کے لیے آیات الٰہی ومعجزات باہرات سے انکار کرتے ہین اور اس خوض وفکر
سرگردان ہین کہ کمال قدرت الٰہی کو محسوسات مین محصور کرین اعوذ باللہ منہم ومن صنیعہم القبیح - واضح ہو کہ واقعہ غرق فرعون
ونجات بنو اسرائیل بروز عاشوراء دسوین محرم واقع ہوا - چنانچہ یہود مدینہ اسدن روزہ رکھتے اور کہتے کہ اسدن موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب
ہوے تو آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہودیون کی بہ نسبت ہم موسیٰ علیہ السلام سے احق ہین تو تم اسدن روزہ
رکھو - رواہ البخاری قلت صوم یوم عاشوراء واجب تھا جو رمضان سے منسوخ ہوا اب جو چاہے رکھے اور چاہے نہ رکھے قلت
الیوم الذی اظہر موسیٰ علیہ السلام علی عدوہ کان یوماً معینا ولکن اعتبر فی دور السنین فیما بعد ایضاً فدل علی ان الصفۃ تعتبر فی
بعد زمانہ وکذلک حدیث عمرؓ فی قولہ تعالےٰ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ فی کون الجمعۃ عیداً دلیل انہ لم ینکر ان یجعل ذلک الیوم
بل بین کونہ یوم عید لنا فلیتامل فیہ - واعلم ان الشیخ ابن العربی قال بعد تفسیر قولہ ان کنتم اٰمنتم باللہ فعلیہ توکلوا الآیۃ ان ما فی
بعضہ مالا یقبل التاویل وبعضہ معلوم ممامر انتہی وکانہ رجع عن قولہ المشہور من ان فرعون مات مومنا کما یشیر الیہ قولہ فلیتامل واللہ اعلم
وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ مُبَوَّاَ صِدۡقٍ وَّرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ‌ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡا حَتّٰى جَآءَهُمُ
اور جگہ دی ہمنے بنی اسرائیل کو پوری جگہ دینی اور کھانیکو دین ستھری چیزین سو وہ پھوٹے نہین جبتک ان کو پہنچی
الۡعِلۡمُ‌ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِىۡ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ
خبر اب تیرا رب اُنمین فیصلہ کریگا قیامت کے دن جس بات مین وہ پھوٹ رہے تھے
واضح ہو کہ تبوئہ منزل مین اُتارنا یقال بوات زیدا منزلاً - یعنے زید کو مین نے ایک حویلی مین اُتارا مبوا ظرف اور اضافت صدق
کی طرف بلاغت عرب ہے کہ جب کسی چیز کی مدح کرتے تو صدق کی طرف مضاف کرتے ہین ومنہ قولہ لہم قدم صدق عند ربہم
طیبات ایسی چیزین رزق کی جن سے لذت حاصل ہو اور کہا گیا کہ حلال چیزین - آیت مین اللہ تعالےٰ نے بنو اسرائیل

[اور] اُن کے [ا]ور نعمت پر ختم کیا چنانچہ فرمایا۔ وَلَقَدْ بَوَّأْنَا اور بے شک ہم نے اُتارا اور بسایا بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ۔
اولاد یعقوب کو یعنی انکے بارہ بیٹون کی اولاد بارہ فرقون کو جو موسی علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے تھے مُبَوَّاَ صِدْقٍ منزل
صدق مین۔ وہ زمین مصر یا شام یا اردن و فلسطین یا بیت المقدس و فارس ہر اقوال ہین اور مفسر و بیضاوی وغیرہ نے مصر و شام
اختیار کیا اور مشہور یہ ہر کہ بعد خروج مصر کے بنی اسرائیل پھر اسمین داخل نہین ہوے اور ابن جریر وغیرہ نے اختیار کیا کہ داخل
ہوئے۔ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ اور رزق دیا ہم نے انکو مستلذات یا حلالات سے یا حلال لذیذ سے قالہ فی السراج
وقال الحافظ فی التفسیر اسمین اللہ تعالے نے جو بنی اسرائیل پر دینی و دنیاوی انعام فرمائے بیان فرماتا ہر اور مبوا صدق سے مراد
لی گئی کہ وہ مصر و شام ہر چنانچہ جب اللہ تعالے نے فرعون کو ہلاک کیا تو مصر پر موسوی دولت بتمام قائم ہوئی لقولہ تعالے واورثنا
القوم الذین استضعفوا مشارق الارض ومغاربها التی بارکنا فیها وتمت کلمة ربک الحسنی علی بنی اسرائیل بما صبروا ودمرنا ما کان یصنع
فرعون وقومه وما کانوا یعرشون۔ ولقولہ تعالے فاخرجناهم من جنات وعیون وکنوز ومقام کریم کذلک واورثناها بنی اسرائیل
الآیة۔ ولیکن بنو اسرائیل حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ برابر اسی پر مستمر رہے کہ بلاد بیت المقدس جو ملک خلیل علیہ السلام
ہر وہان جاکر رہین اسمین قوم عمالقہ رہتے تھے انسے لڑنے مین بنو اسرائیل کچے ہوئے تو اللہ تعالے نے چالیس برس انکو تیہ
مین قید کیا جسمین پہلے ہارون پھر موسی علیہما السلام کا انتقال ہوا اور کثرت سے اسرائیلی مرے پھر نوجوان اولاد کو لیکر یوشع
بن نون پیغمبر علیہ السلام لیکر نکلے اور خوب خوب جہاد کیے حتی کہ بیت المقدس اللہ تعالے نے فتح کیا اور مدت تک بنو اسرائیل کی سلطنت
وہان رہی اور انبیاء و اولیاء ہوے یہان تک کہ بگڑے اور بخت نصر شاہ بابل نے قتل و غارت کیا پھر بنو اسرائیل کو مل گیا پھر
اسکو شاہان یونان نے فتح کیا اور مدت دراز تک انکے زیر حکم رہے اور اس حال مین بہتیرے مشرک و بیدین ہوے پھر اسی
حال مین اللہ تعالے نے عیسیٰ بن مریمؑ کو بھیجا مگر یہود نے بادشاہ یونانی کو عیسیٰؑ کی ذات سے غدر کا خوف دلاکر قتل کرانا چاہا
پس اللہ تعالے نے عیسیٰؑ کو اٹھالیا اور جس حواری نے مرتد ہوکر عیسیٰؑ کی گرفتاری چاہی تھی اُسی پر اللہ تعالے نے عیسیٰؑ کی
شباہت ڈالی اُسی کو پکڑ کر سولی دیدی اور یقین کیا کہ ہم نے عیسی علیہ السلام کو مارا اور پیچھے اس حواری کے نسبت گم ہوجانے
اور پھر آکر الہام کرنے کا اعتقاد کیا پھر بعد مسیح علیہ السلام کے قریب تین (۳۰۰) سو برس کے قسطنطین فیلسوف جو بادشاہ تھا نصرانیت
مین داخل ہوا بعض نے کہا کہ تقیہ کیا تھا اور بعض نے کہا کہ حیلہ سے دین بگاڑنا چاہا تھا بہرحال اسی کے لیے اسقف یعنی علمائے
نصاری نے قوانین بنائے جنمین محض رائے کی مداخلت سے بدعات نکالین اور اسنے انکے لیے بیعہ و کنیسہ و تصویرین و بیت اللحم
وغیرہ چیزین بنوائین اور مسیح کے بیٹے ہونے پر زبردستی مار پیٹ سے دستخط کرائے اور بہتیرے خود راضی تھے غرضکہ اسی طرح تحریف
و تبدیل و تغیر و وضع وغیرہ کے ساتھ برائے نام نصرانیت کا دین نام رکھکر خوب پھیلایا اور درحقیقت دین مسیح پر سوائے چند راہبون
کے جو بھاگ کر جنگلون و پہاڑون مین سے تھے کوئی باقی نہ رہا اور رفتہ رفتہ بالکل معدوم ہوگیا اور اس زمانہ مین نصاری کے قبضہ
مین اسی بادشاہ کے بنائے ہوے شہر قسطنطینہ سے لیکر روم و شام و موصل وغیرہ سب آگیا اور قسطنطین نے قمامہ و بیت لحم و
بیت المقدس کے کنائس و شہہاے حوران و بصرہ وغیرہ باستحکام بنائے اور اسی وقت سے نصرانیون نے صلیب کو پوجنا شروع
کیا اور مشرق کی جانب رخ کر کے نماز پڑھی اور کنائس مین تصویرین بنائین اور سور کا گوشت حلال کرلیا اور سوائے اسکے اور بہت

Marfat.com

بدعات اپنی اعتقادیات وعملیات مین نکالین جنکا شمار دشوار ہی بالجملہ برابر دین نصرانیت جو اصلی دین تھا [illegible]
اصل اصول کردیا گیا اور اسپر نصرانیت کا نام رکھ لیا گیا تھا پھیلتا رہا اور یہ تمام ملک انھین لوگون کے قبضہ مین تھے یہانتک کہ
اللہ تعالے نے اہل البلاد پر رحم فرماکر رسول مکرم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا بعد آخر آپ کے صحابہ نے یہ ملک ان
نصرانیون کے قبضہ سے نکال لیے تاکہ دین توحید پھیلے - اور لکھا کہ قولہ رزقنا ہم من الطیبات - اسے حلال پاکیزہ نافع جو شرعاً
وطبعاً خوشگوار ہین - مترجم کہتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مکرر احادیث مین آگاہ فرمایا تھا کہ تمام شام وغیرہ
تمھارے قبضہ مین آجاوینگے ولیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو یعنے اوقات مقدرہ مین جلدی مت کرو - اور پھر جہان اپنی امت کا
حال بیان فرمایا منجملہ ان احادیث کے ایک یہ ہی کہ تین قرن تک ایمان کامل ہی پھر نقصان آویگا حتی کہ جو امور اب اس زمانہ مین
مسلمانون مین نظر آنے لگے سب کی خبر فرمائی ہی اور صحیح فرمایا کہ قیامت کے قریب نصارے سب سے زائد اور قوی وغالب ہونگے
یہ معجزہ شریف اسوقت معائنہ ومشاہدہ ہوتا چلا جاتا ہی حتی کہ آگاہ فرمایا ہی کہ مسلمانون کے قبضہ مین خالی تین[۳] صوبہ رہجاوینگے اور اسکے
آثار بھی سلطنت روم کے ضعف سے ظاہر ہین ولِلّٰہِ الامر من قبل ومن بعد یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید - پھر اللہ تعالے نے نصاری
یہود کا انجام کار بیان فرمایا - بقولہ - فَمَا اخْتَلَفُوا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ سو آپس مین پھوٹ نہین ڈالی یہان تک کہ آگیا انکے
پاس علم - یعنی بنو اسرائیل بعد علم توریت کے مختلف ہوکر اعتقاد و اعمال مین بگڑے اور بعد بعثت مسیح ؑ کے بنو اسرائیل مع ان لوگون
کے جو انکے دین پر یہود و نصارے تھے توریت وانجیل پڑھنے واحکام جاننے کے بعد آپس مین مختلف ہوے ایسا اختلاف کہ ایک دوسرے
کی تضلیل کرتا ہی - خلاصہ یہ کہ علم سے جو کتاب آسمانی ہی یہ نتیجہ ہونا چاہیے تھا کہ آخرت و توحید پر جزم ویقین کرتے برخلاف اسکے مسیح ؑ کو
بیٹا وغیرہ بنانے کے فاسد و باطل اعتقاد نکالے اور حدیث مین ہی کہ یہود کے اکہتّر فرقے ہوے اور نصاری کے بہتّر فرقے ہوے اور میری
امت کے تہتّر فرقے ہوجاوینگے جنمین سے ایک جنت مین اور باقی دوزخ مین ہین پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ جنتی کون ہی فرمایا کہ جسپر مین اور
میرے صحابہ ہین - رواہ الحاکم ہکذا والحدیث فی السنن والمسانید وقیل لفظ کلہم فی النار الا واحدۃ - مدرج ہی واللہ اعلم ولیکن معنی
صحیح ہین - یہ تفسیر تو اس بنا پر ہی کہ مما اختلفوا سے بنو اسرائیل کا اپنے دین مین اختلاف کرنا مراد ہو اور دوسرا قول یہ ہی کہ انکا اختلاف
آنحضرت صلعم کے ساتھ مراد ہی یعنے پہلے تو توریت وانجیل سے صفت ونعت محمد صلعم پڑھکر برابر یقین کرتے چلے آتے تھے یہان تک
کہ جب قرآن مجید سے یا متواتر معجزات سے آپکا صدق ظہور رجان چکے تو دنیاوی لالچ وہوا وہوس سے مختلف ہوکر ایمان سے
اعراض کر گئے - اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ بے شک تیرا رب
انمین فیصلہ وحکم کردیگا قیامت کے روز جس امر مین وے اختلاف کرتے تھے - اسمین تسلی ہی کہ استعجال مت کرو اور اسکے
فیصلہ کا وقت عنقریب قیامت مین موجود ہی اور حدیث مین ہی کہ آپ نے دو انگلیان ملائین اور فرمایا کہ مین بھیجا گیا قیامت
کے ساتھ ایسے یعنی جیسے دونون انگلیان یعنی نہایت ملا ہوا کہ بعد آپ کے کوئی نبی نہوگا - اور یہ جو عوام مین مشہور ہی کہ چودھوین
صدی مین قیامت ہی اسکو اللہ تعالے جانے اور یہ قول قابل تصدیق نہین کیونکہ اسکا علم اللہ تعالے کو ہی کوئی دوسرا نہین
جانتا ہی اور بظاہر ابھی فتح قسطنطنیہ وخروج دجال ونزول عیسی علیہ السلام جو پیہم واقع ہونگے ابھی باقی ہین ولیکن آثار بہت
قریب ہین - واللہ تعالے اعلم -

فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتٰبَ مِن

سو اگر تو ہے شک مین اس چیز سے جو اُتاری ہمنے تیری طرف تو پوچھ اُنسے جو پڑھتے ہین کتاب

قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ وَلَا تَكُونَنَّ

تجھ سے آگے بیشک آیا ہی تجھکو حق تیرے رب سے سو تومت ہو شبہ لانے والا اور مت ہو ان مین

مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخٰسِرِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ

جنھون نے جھٹلائین باتین اللہ کی پھر تو بھی ہووے خراب ہونے والا جنپر ٹھیک آئی

عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

بات تیرے رب کی وہ نہ مانینگے اگرچہ پہنچین انکو ساری نشانیان جبتک نہ دیکھین

الْأَلِيمَ ۝ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا

دکھ کی مار سو کیون نہوئی کوئی بستی کہ یقین لاتی پھر کام آتا انکو یقین لانا مگر یونس کی قوم جب یقین لائی

كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ إِلٰى حِينٍ ۝

کھولدیا ہمنے اُنپرسے ذلت کا عذاب دنیا کے جیتے مین اور کام چلایا انکا ایک وقت تک

فَإِن كُنتَ فِي شَكٍّ مِّمَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ - پھر اگر تو شک مین ہو اس چیز سے جو ہم نے تیری طرف نازل کیا فَسْئَلِ الَّذِينَ يَقْرَءُونَ الْكِتٰبَ مِن قَبْلِكَ تو پوچھ لے ان لوگون سے جو پڑھتے ہین کتاب کو تجھسے پہلے - علماء نے اس آیت کی تفسیر مین اس بنا پر تاویل کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شک جائز نہین ہی کیونکہ اگر آپ کو خود شک ہو تو دوسرے کو بدرجہ اولی ہوگا اور نیز شرع قطعی مین شک کو مجال نہین ہی علاوہ برین اگر شک ہو تو اللہ تعالے کے نازل کیے ہونے مین ہوا پھر اہل کتاب کے پوچھنے سے جو غالباً کفار تھے کیونکر شک رفع ہوگا لہذا تاویل ظاہر ہی اور ایسا ظاہری تاویل کا کلام بلیغ ہوتا ہی جیسے کسی عالم کی مدح کرین کہ اگر آپ کو اپنے عالم ہونے مین شک ہو تو اپنی تصانیف دیکھیئے یعنی آپ کی تصانیف نہایت عمدہ تو آپ کا علم نہایت اعلی ہی پھر تاویلی اقوال بیان کئی ہین ازانجملہ یہ کہ بطریق فرض مراد ہی یعنے بالفرض اگر تجھے شک ہو ان قصص مین جو ہم نے تجھپر نازل فرمائے ہین تو اہل کتاب سے دریافت کرے کہ ایسا ہی انکی کتابون سے ثابت اور انکے نزدیک محقق ہی اور حاصل اسکا یہ کہ یہ قصص امور تحقیقی ہین کچھ بنائے ہوئے قصے کہانیان نہین ہین - اور کتب سابقہ مین سے استشہاد جہان تک اللہ تعالے نے اعلام فرمایا جائز ہی اور قرآن مجید انکا مصدق ہی - قلتُ قرآن کے مصدق ہونے کے یہ معنی ہین کہ اہل کتاب مختلف ہوکر تحریف کرلے تھے تو جسپر امر کی قرآن تصدیق فرمادے وہ صحیح ہی ورنہ محرف ہی - فافہم - اور اسمین اشارت ہی کہ اہل کتاب خوب جانتے ہین کہ جو نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہی بے شک صحیح وحی ہی یا مقصود یہ کہ آنحضرت صلعم کو جوش دلایا اور زیادہ استقامت دی بالجملہ اس سے شک ہی ہوتا تو وہ کنارہ یہ بھی نہین کہ ایسا شک ممکن ہوسکے اسی واسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا - لا اشک ولا اسئل یعنی مین نہ شک لاؤن اور نہ پوچھون - رواہ قتادہ رح مرسلا وروی عن ابن عباس ونحوہ عن سعید بن جبیر والحسن رح - اور ابن کثیر رح نے ... راست کے لیئے بھی زیادہ تثبیت ہی کیونکہ انکو معلوم ہوگیا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات اگلی کتب مین

Marfat.com

موجود ہین قلت وفیہ نظر فافہم - اور بعض مفسرین نے زعم کیا کہ فی الجملہ شک لعدم [illegible]
غلط اور ایسا جائز نہین ہی - مترجم کہتا ہی کہ بے شک قاضی رح نے سچ کہا اور جیسے اخلاق شک کا [illegible]
زعم محض غلط و واہی ہی اور قرآن پاک مین برسبیل فرض کئی جگہ خطاب ہی نحو قولہ یا ایہا النبی اتق اللّٰہ ولا تطع الکافرین والمنافقین [illegible]
تحولہ لئن اشرکت لیحبطن عملک الآیۃ - باوجود یقین اس امر کے شرک کرنے کا امکان بھی نہین ہی - اور جیسے عیسیٰ کو کہا - [illegible]
انت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین من دون اللّٰہ - حالانکہ ایسا کہنا مسیح ع کی طرف سے محتمل بھی نہین ہی [illegible]
یہ تو قطعی تھا کہ رسول اللّٰہ صلعم کو شک نہین ولیکن اسواسطے خطاب کیا کہ جواب مین تصریح کرے کہ مین کچھ بھی شک نہین کرتا
پس سامع کے دل مین صدق کی وقعت عظیم ہو اور نظیر اسکی قول الٰہی ملائکہ کو کہ اھٰؤلاء ایاکم کانوا یعبدون - بدین غرض کہ صریح
جواب دین لقولہ سبحانک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون الجن الآیۃ - اور جیسے عیسیٰ ع سے تصریح برارت کا جواب مقصود ہی
از انجملہ یہ تاویل ہی کہ جیسے سلطان کسی امر مین اپنے امیر کو خطاب کرتا ہی حالانکہ تعمیل اسکی امیر کے ماتحت لوگون سے مقصود ہوتی ہی
ایسے ہی یہان آنحضرت صلعم کو خطاب کیا اور مقصود امت والے ہین خصوص کفار قریش جو یہود اہل کتاب کو علم والا جانتے تھے پس
تنبیہ کی کہ اے قریش اگر تم کو اسمین شک ہو تو جاؤ اہل کتاب سے پوچھکر مطابقت کر لو - اور ثعلب و مبرد رحمہما اللّٰہ کا یہی مقصود ہی
جو انھون نے کہا کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ قل یا محمد للکافر فان کنت فی شک الخ یعنی محمد صلعم پر نازل فرمایا کہ تو کافر منکر سے کہدے
کہ اگر تجھے اس منزل مین شک ہو تو اہل کتاب سے تصدیق کر لے قلت یہ توجیہ اچھی ہی ولیکن آنحضرت صلعم نے جب کہا کہ مین شک
نہین کرتا اور نہ پوچھون تو معلوم ہوا کہ خطاب آپ ہی کو ہی اور جواب یون ممکن ہی کہ کلام بظاہر آنحضرت صلعم کو تھا تو اسی راہ سے
آپ نے جواب عرض کر دیا اور تحقیقاً امت کو تھا انپر اگر شک کرینگے تو حجت قائم ہی اور اسی سے دفع ہو گیا جو بعض نے زعم کیا کہ
یہ توجیہ خلاف ظاہر ہی کیونکہ اسکا انکار نہین کہ ظاہر خطاب آپ کو ہی پس زعم کرنے والے کو معنوی کلام ہونے سے ذہول ہو گیا - و
قال الزجاج ان اللّٰہ تعالیٰ خاطب الرسول و ہو شامل للخلق - یعنی خطاب آنحضرت صلعم کو کیا اور وہ امت کو شامل ہی اور مراد زجاج کی واللّٰہ اعلم
یہ کہ جس کسی کو مخلوق مین سے شک ہو وہ اہل کتاب سے پوچھے ولیکن بظاہر آنحضرت صلعم کو خطاب کیا تاکہ بدون واسطہ آنحضرت صلعم کے
کسی کو خطاب کرنا لازم نہ آوے اور یہی معنی ہین جو بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین - فان کنت ایہا السامع فی شک مما انزلنا الیک اے بواسطہ
نبیک انزلنا الیک - بالجملہ تاویلات دو وجہ پر ہین اول آنکہ خطاب آنحضرت صلعم کو اور آپ ہی مقصود از خطاب بھی ہین تو کلام بطریق فرض ہی
یعنی بالفرض اگر تجھے شک ہو الخ اور دوم یہ کہ خطاب آپ کو ولیکن آپ مقصود نہین ہین کیونکہ کبھی خطاب سے دوسرا مقصود ہوتا ہی جیسے [illegible]
وغیرہ مین محاورات معروف ہین تو اس صورت مین جو مقصود ہی وہ امت ہی یا ہر سننے والا - اور بعض نے کہا کہ خطاب بھی شاید غیر کو ہی [illegible]
ولیکن بعید ہی اور احسن وجہ دوم ہی کیونکہ افید و اشمل ہی چنانچہ ظاہر خطاب سے آنحضرت صلعم نے کہا کہ مین نہ شک کرون نہ پوچھون
اور مقصود خطاب سے امت والون کو تنبیہ ہی - قال البیضاوی رح اسمین تنبیہ ہی کہ جب دین مین کسی کو شبہہ پیش آوے تو [illegible]
یعنی قرآن و حدیث جاننے والون سے پوچھکر تسکین کرے قلت بہت ضروری ہی ورنہ وسوسہ شیطان قبول کر کے غلط کہانے لگا [illegible]
اسکو علم الٰہی و اسرار سے خبر نہین اور حق تعالیٰ نے جو دین مستقیم بھیجا بے شک نہایت صحیح و مضبوط ہی اسمین ابنی ہی [illegible] مقصود ہوگا [illegible]
شبہہ کو گنجائش نہین ہی - لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ قسم ہی کہ آگیا حق تیرے رب کی [illegible]

Marfat.com

میں بیان فرمایا ہے فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ پس تو مت ہو جیو ان لوگوں میں سے جو شک کرتے ہیں
یعنی یہ قول تو ناتثبیت ہی امت کو اور تعریض ہی کافروں منکروں پر کہ باوجود واضح حق کے شک کرتے ہیں علی ہذا
وَلَا تَكُونَنَّ فائدہ تعریض ہی تو قولہ فان کنت فی شک الخ ہے۔ اور قولہ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ
یعنی لقد جاءک الحق۔ یعنی حق آگیا تو مت ہو جیو ان کافروں سے جنھوں نے آیات الٰہی کو جھٹلایا فَتَكُونَ مِنَ
الْخَاسِرِينَ تاکہ تو زیاں کاروں سے ہو جاوے۔ یعنی اگر بالفرض جھٹلانے والوں میں سے ہوا تو زیاں کاروں میں سے
ہو جائیگا۔ یہ بھی تثبیت ہی اور کافروں و اہل کتاب پر تعریض ہی کہ آیات الٰہی کی تکذیب کر کے زیانکار ہو گئے اور جو کوئی انکو
دنیا میں بادشاہ دیکھ کر کسی منزلت پر جانتے وہ خود آخرت سے کافر ہی کیونکہ متاع دنیا مع دنیا سب ملعون اور یہ زندگی موت
فانی ہی پھر ضرور زیانکار ہونا معلوم ہی اور رہا دنیا کی نعمتیں تو اس وجہ سے کہلاتی ہیں کہ ایمان والا انکے ذریعہ سے درجات آخرت
میں امتحان میں کامل ہو کر حاصل کر لیتا ہی فافہم۔ واضح ہو کہ کفار قریش اپنی جہالت سے یہ بھی سمجھا کیے تھے کہ آنحضرت صلعم شاید
ہمارے دین کی طرف رجوع کر جاویں تو اس آیت سے کافروں کی طمع کاٹ دی اور یہ ایسا ہی ہے جیسے قولہ فلا تکونن ظہیرا للکافرین
پھر جب اہل الشرک پر اسطرح حجت قائم کی اور اہل کتاب پر اس تصدیق سے کہ کتب سابقہ میں نعت وصفت و بعثت آنحضرت صلعم مرقوم
ہی۔ کما قال تعالے النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل الآیۃ وقال یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم الآیۃ۔ باوجود
اسکے اہل الشرک کو شک لے اور اہل الکتاب کو طمع دنیا و حسد و عناد اور تحریف و تبدیل کی چاٹ نے گھیرا تو فرمایا إِنَّ الَّذِينَ
حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ بے شک جو لوگ ایسے ہیں کہ انپر تیرے رب کا کلمہ ثابت ہو چکا کہ یہ لوگ اصرار کر کے
کافر رہینگے یا یہ کہ بے پروا میں نے انکو جہنم کے لیے پیدا کر دیا ہی تو وے ایمان نہیں لاوینگے۔ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ اگرچہ
آجاویں انکے پاس سب نشانیاں یعنی جو ازلی کافر مقدر و مطبوع ہوئے ہیں اگر اس امتحان گاہ میں غیب آخرت پر ایمان لانے
کے لیے اللہ تعالے کا رسول اپنی رسالت پر آخرت و توحید ثابت کرنے کے لیے ہر نشانی جو وہ چاہیں لا دے اور ہر معجزہ دکھلاوے
تو بھی ایمان نہ لاوینگے حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ یہانتک کہ عذاب الیم دیکھیں پس جب عذاب الیم دوزخ و آخرت
دیکھ لیا تو خواہ مخواہ سچ مان لینگے اسوقت کوئی نفع نہیں ہی چنانچہ فرعونیوں نے تمام معجزات باہرات دیکھے اور عجیب عجیب وقائع
پیش آئے اور محسوسات کی پابندی انکی طینت تھی اسی کے معجزات تھے مگر ایمان نہ لائے اور جو ایمان لاتا ہی وہ روحی نور سے
توفیق و فضل الٰہی بصیرت والا ہو کر ایمان لاتا ہی اگرچہ ایک معجزہ بھی نہ دیکھے کیونکہ علم معانی و اسرار جو دار الآخرۃ کی گویا حد
ہیں اس سے بڑھکر معجزہ کیا ہوگا کیونکہ محسوس معجزہ تو اسواسطے تھا کہ ان کی راہ چلے تب معانی تک پہونچے پھر دار الآخرۃ
تک قدم کیلئے اور مومن کو پہلے ہی معانی نظر آ گئے اسواسطے اس امت میں جو مومن ہوئے مثلاً صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم انکو
علم القرآن و اسرار الٰہی میں حزم و پہاڑوں پر ابر یقین کے ساتھ خوب دستگاہ تھی کہ اب تک امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات
والتسلیمات راہ استقامت میں محکم اصول و فروع پر ہی اور انکے ایمانی انوار سے کافروں کو خبر نہیں ہو سکتی ہی پس اس معجزہ معنی کے ایمان
سے دار الآخرۃ تک یہیں زندگی میں پہونچے بدلیل حدیث حارثہ بن مالک جو سابق میں گذر چکی بخلاف بنو اسرائیل وغیرہ کے جو
محسوس معجزہ پر ایمان لائے کہ ہنوز انکو وہ بصیرت نہیں ملی جس سے معانی تک پہونچیں پھر دار الآخرۃ تک رسائی ہو اسیواسطے

Marfat.com

ویسے ہی ہین کہین گوسالہ پوجنے لگے اور کہین بت پرست ہوے اور جو انکی پیروی والے کہلا...
...پیروون مین بڑی دستگاہ رکھتے ہین جس سے اہل معانی کو نفرت ہی کیونکہ اُسکا کوئی اہتمام...
دنیا مین متاع دنیاوی کی کثرت حصول کے اور یہ خود ہیچ ہی لہذا جن لوگون کو محسوس کی پیروی ہی وہ آخرت کے معانی...
ہین اگرچہ حسی معجزات پر مان جاوین اسی واسطے قریش کو اللہ تعالے نے یہ قصص سنائے اور فرمایا وما منعنا ان نرسل بالآ
الا ان کذب بہا الاولون وآتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ فظلموا بہا وما نرسل بالآیات الا تخویفا۔ یہان سے انزال معجزات سے خالی
فائدہ ہونے کی وجہ بھی ظاہر ہوگئی۔ پس قریش جو واہی تباہی معجزے محسوسات کے مانگتے تھے اسی وجہ سے نہ دیے کہ یہ مطبوع
علامت ہی کہ خالی محسوسات پر ایمان لاوے تو وہ معانی تک کب پہونچیگا لہذا ہر معجزہ اسکو کار آمد نہوگا جیسے فرعون کو کار آمد نہوا جبکہ
عذاب الیم دیکھا اور اسوقت ایمان بیکار ہی پہلے جب عالم محسوس مین غیب الاخرۃ پر ایمان لاتا تو ان آیات معجزات سے البتہ نفع
مگر مطبوعی مقدری کافر کو کچھ نفع نہین دیتا ہی لہذا فرمایا۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ اسے فہلا کانت اہل قریۃ امنوا
یعنے یہ شہرون والے جنکو آخر ہم نے ہلاک کر دیا ہی عذاب دیکھ لینے سے پہلے کیون نہین ایمان لائے اور فرعون کی طرح اس عذاب
دیکھنے تک نہ تاخیر کی ہوتی۔ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا کہ اس شہر والون کو انکا ایمان نفع دیتا اور ضائع بیوقت بیکار نہجاتا کیونکہ معا
سے پہلے وقت امتحان ہی مین ایمان واقع ہوتا برخلاف فرعون کے کہ عذاب معائنہ کرنے کے وقت ایمان لایا تو بیکار گیا۔ پھر اللہ تعالے
نے ایک قوم کو استثناء کیا بقولہ۔ إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ علماء نے اس استثناء مین کلام کیا کہ منقطع ہی یا متصل ہی پس دونون
ہو سکتے ہین تو منقطع ہونے کی صورت مین تقریر یہ ہی کہ فلولا یعنی ہلا حرف تحضیض ہی جسکے معنی آمادگی دلانے و برانگیختہ کرنے و ابھارنے
کے ہوتے ہین پس قولہ فلولا کانت قریۃ آمنت فنفعہا ایمانہا۔ سے اہل عرب و موجودہ لوگون کو آمادگی دلائی کہ اگلے قریات یعنی
عذاب سے برباد ہو جانے والے قریہ کے لوگون مین سے کسی قریہ والون نے یون کیون نہ کیا کہ دیر نہ کرتے اور شک مین نہ پڑتے
کہ دیکھو عذاب کی وعید معلوم نہین سچ ہی یا جھوٹ ہی بلکہ ایمان لے آتے تاکہ انکو وقت تکلیفی یا ایمان غیب مین ایمان نافع ہوتا کیونکہ
عذاب واقع ہو جانے و گھیر لینے سے پہلے ہوا پھر قوم یونس کو بیان کیا کہ لیکن قوم یونس اسکا یہ حال ہوا کہ اسنے عذاب واقع ہونے
کے قریب تک تاخیر کی تھی لیکن ہنوز عذاب واقع نہوا تھا کہ ایمان لے آئے۔ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا پھر جب وے ایمان لے آئے تو ہم نے اُنسے دور کر دیا عذاب خواری کو حیات دنیا مین۔ وَمَتَّعْنَاهُمْ
إِلَىٰ حِينٍ اور متمتع کر دیا انکو ایک وقت تک یعنی انکی آخر زندگی مقدری تک کہ وہ وقت موت ہی۔ آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا
کفار پر جو عذاب آتا ہی وہ عذاب الخزی ہی یعنے دنیا مین خوار کر دیے گئے اور بعد اسکے موعود عذاب الآخرہ وہ عذاب جہنم ہی
ہی اعوذ باللہ منہ اور یہان وہ محسوس نہین ہی تاکہ امتحان مین کلام الٰہی کی تصدیق کرنا ظاہر ہو۔ بالجملہ اگر استثناء منقطع ہی تو الا بمعنی
لکن ہی اور طیبی رح نے کہا کہ قریہ سے مراد اسکے لوگ ہین جنکے حق مین یہ وصف صحیح ہی کہ فلولا کانت الخ کیون نہ ایمان لائے
نفع دیتا انکا ایمان پس وے ایمان سے موصوف نہوئے برخلاف قوم یونس کے کہ ایمان سے موصوف ہوے لیکن استثنی
مستثنی دونون دو جنس مختلف ہوئے تو استثناء منقطع ہوا اور اس صورت مین استثناء متصل کرنے سے معنی یہ ہونگے کہ ہلا
حرف تحضیض ہی تو یہ معنی ہوے جاتے ہین کہ ہلاک کیے ہوے قریات کو ایمان نافع پر آمادگی دلائی سوائے قوم یونس کے

Marfat.com

کہ ایمان نافع کیوں نہ لائے قریات مہلکہ اور بے ایمان مرے ولیکن قوم یونس کو ایمان نافع مل گیا - یہ تو استثناء منقطع کی تقریر تھی - اب رہا یہ کہ استثناء متصل بھی ہو سکتا ہی اسکی یہ تقریر ہی کہ لولا اگرچہ حرف تحضیض ہی مگر متضمن معنی نفی کو ہی چنانچہ لولا آمنت کے معنی کیوں نہیں ایمان لائے - پھر چونکہ یہاں تحضیض کے معنی حقیقی خود ان قریات مہلکہ کے حق میں نہیں ہیں کیونکہ وے تو ہلاک ہو چکے اب انکو آمادگی کیونکر ہوگی بلکہ آمادگی کا فائدہ موجودہ قریات و پچھلوں کو ہی لہذا قریات مہلکہ کے حق میں گویا نفی ایمان نافع بیان ہو گویا یوں کہا کہ ما آمنت قریۃ بالایمان النافع الا قوم یونس یعنی کوئی گانؤن والے ایسا ایمان نہ لائے جو انکو نافع ہوتا سوائے قوم یونس کے اس تقریر سے استثناء متصل درست ہی - حاصل آنکہ جملہ منفی ہی اور استثناء سے نفی کا اثبات قوم یونس کے لیے ہی - وقال البیضاوی - بعض قراءۃ میں قوم یونس بالرفع بنا بر بدل ہونے کے پڑھا گیا تو یہ استثناء متصل ہونے کا مؤید ہی و مختصر قصہ قوم یونس جو انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ صافات میں مفصل بیان کیا جائیگا یہ ہی کہ یونسؑ نینوی کو جو جزیرۂ موصل سے ہی بھیجے گئے مگر اُس شہر والوں نے انکو جھٹلانے پر اصرار کیا تو انکو عذاب کا خوف دلایا تین روز تک یا چالیس روز تک تم پر عذاب آویگا مگر انھوں نے پروا نہ کی پس یونسؑ وہاں سے نکل گئے پھر جب میعاد قریب آئی تو آسمان دھواں دھار ہو گیا اور اٹک کر انکے شہر کے گرد چھا گیا تو ہیبت ناک ہو کر حضرت یونسؑ کو ڈھونڈھنے دوڑے مگر نہ پایا اور عذاب کا انکو یقین ہوا اور حضرت یونسؑ کو رسول برحق جان گئے پس فقیروں کے موٹے کپڑے پہنکر عورتیں بچے و جانوروں سمیت پرے میدان میں نکل گئے اور ہر مرد و عورت و ماں و بچہ کو جدا کر دیا اور آپس میں گریہ و زاری شروع کی اور صدق دل سے اخلاص کے ساتھ توبہ کی اور سخت نادم ہوئے اور دردور کر ایمان لانے کا جناب باری تعالیٰ میں اظہار کیا اور چالیس روز تک یہی حالت رہی اور اپنی حماقت پر نہایت غم کے ساتھ ہراسان تھے اور کھانے پانی سے متنفر پس ارحم الراحمین ذو الجلال والاکرام نے رحم فرمایا اور عذاب انسے دور کر دیا اور یہ جمعہ کے روز دسویں محرم کو واقع ہوا - ابن کثیر رح نے قولہ فلولا کانت قریۃ آمنت الآیۃ میں معنی استثناء کی لطیف توجیہ کی طرف اشارہ کیا اگرچہ نظر سیاق کے مقصد بعید ہی چنانچہ کہا کہ اگلی امتوں میں سے جہاں جہاں رسول بھیجے گئے سبھوں نے تکذیب کی - کما قال تعالیٰ - وکذلک ما اتی الذین من قبلہم من رسول الا قالو ساحر او مجنون - و مانند اسکے آیات کثیرہ ہیں کقولہ یا حسرۃ علی العباد ما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن - اور حدیث صحیح میں ہی کہ انبیا و مجھ پر پیش کیے گئے تو گذرنا شروع ہوئے پس کوئی نبی گزرا کہ اسکے ساتھ چھوٹے سے آدمیوں کے ٹکڑے تھے اور کسی نبی کے ساتھ ایک ہی مرد تھا اور کسی کے ساتھ دو مرد اور کوئی تھا کہ اُسکے ساتھ ایک بھی نہ تھا پھر امت موسوی کی کثرت پھر سب سے بڑھکر اپنی امت کی کثرت بیان فرمائی - بالجملہ غرض یہ کہ قری مذکورہ میں سے کوئی قریہ تمام و کمال اپنے نبی پر ایمان نہ لایا کہ اسکو ایمان پھلتا سوائے قوم یونس کے کہ نینوی کے رہنے والے تھے سب کے سب ایمان لائے - پھر قتادہ رح سے قصہ قوم یونس روایت کیا کہ کسی قریہ کو بعد کفر کے عذاب آجانے پر ایمان لانے سے کچھ نفع نہوا کہ چھوڑے جاتے سوائے قوم یونس کے کہ جب عذاب قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں میں توفیق توبہ ڈالی اسطرح کہ فقیروں کے کپڑے پہنے آخر تک نقل کیا جسمیں چالیس رات انکی گریہ و زاری مصرح ہی اور قتادہ رح نے کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ نینوی زمین موصل سے ہی پھر لکھا کہ ایسا ہی ابن مسعود و مجاہد و سعید بن جبیر وغیرہم سلف صالحین رضی اللہ عنہم سے مروی ہی اور لکھا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بجائے فلولا کانت کے فہلا کانت پڑھتے تھے پھر لکھا کہ ابو عمران نے ابو الجلد سے روایت کی کہ انھوں نے اس حال میں لغایت عالم کے یہ دعا مانگنی شروع کی یا حی حین لا حی ویا حی محیی الموتیٰ و یا حی لا الٰہ الا انت - یعنی ان پاک اسماء و صفات سے دعا مانگتے تھے - قلت کانہم الہموا الاسم

الاعظم الذی اذا دعی بہ استجیب وقد مرانہ لا الہ الا ہو الحی القیوم - احدی ثلث الاسم فیہا الاسم الاعظم ...
ہی کہ انکی یہ دعا تھی کہ اللہم ان ذنوبنا قد عظمت الخ یعنے اللہم رب ہمارے بیشک ہمارے گناہ بڑے ...
سب سے اعظم واجل ہی ہمارے حق مین وہ کر جو تیری شان کے سزاوار ہی اور وہ مت کر جسکے ہم ... بیان ...
دونون اچھی ہین ولیکن یہ امر کہ انکے الفاظ کیا تھے تو اسکو اللہ تعالے عزوجل جانتا ہی و ہو الاعلم بالصواب - پھر ...
عذاب دور کرنا حیات دنیاوی مین مذکور ہی اس سے مفسرین کے دو قول ہوے ایک یہ کہ فقط دنیا مین وسے عذاب الخزی ...
جیساکہ آیت مین ہی اور عذاب الجزاء آخرت انپر باقی ہی - اور دوسرا قول یہ ہی کہ نہین بلکہ دونون عذاب سے نجات پائی لقولہ
وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون فآمنوا بہ فمتعناہم الےحین الآیہ - پس انپر مومن ہونے کا اطلاق کیا اور ایمان عذاب آخرت سے
دینے والا ہی - قال الحافظ اور یہی قول اظہر ہی واللہ اعلم - قلتُ اسی قول پر یقین وجزم نہین کیا کیونکہ آیہ ارسلناہ الخ مین مچھلی
پیٹ سے نجات دینے کے بعد ارسال بیان فرمایا ہی اور نینوی سے نکل جانے کے بعد مچھلی کا واقعہ ہی تو محتمل ہوا کہ شاید یہ دو
ہو - اور خروج مغاضباً کے بعد مچھلی کا واقعہ بدلیل حدیث ابن مسعود رض ہی جو آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ یونس نے اپنی قوم
دعوت فرمائی انھون نے قبول سے منھ موڑا تو انکو ڈرایا کہ فلان روز اسطرح تمپر عذاب آویگا اور خود نکل گئے اور انبیا جب ا
قوم کو عذاب کا وعدہ دیتے تو خود نکل جاتے تھے پھر جب قوم پر عذاب نے اپنا سایہ ڈالا تو نکلے اور عورت واسکے بچہ مین اور بکری و
بچہ مین جدائی کردی اور اللہ تعالے کی جناب مین چلا چلا کر رونا شروع کیا اور اللہ تعالے نے انکا صدق جان لیا پس انکی توبہ قبول
فرمائی اور عذاب انسے پھیر دیا اور یونس علیہ السلام راستہ مین بیٹھے راہگیرون سے خبر پوچھتے تھے کہ ایک آدمی گزرا اس نے بیا
کیا کہ انھون نے ایسا ایسا کیا تو کہا کہ مین ایسی قوم پاس پھر نجاؤنگا جنھون نے مجھے جھٹلایا اور وہان سے چل دیے درحالیکہ غ
لینے مراغم تھے - رواہ ابن مردویہ - قلتُ حدیث مین فوائد بہت ہین از انجملہ یہ کہ قریش پر کچھ عذاب نہ آیا جب تک آنحضرت صلعم
وہان تھے پھر جب ہجرت کرکے مدینہ آئے تو دوسرے ہی سال بدر مین قریش کو بطریق سزا کے تھوڑی مار دی گئی جو بڑے معجزہ
طور پر آیات الٰہی سے واقعہ ہوا باوجودیکہ آنحضرت صلعم انکی ہلاکت کی خواہش نہین کرتے تھے بدلیل آنکہ بحکم الٰہی جبرئیل نے عرض
کہ آپ چاہین تو ان گستاخون کو ہلاک کیا جاوے آپ نے شکر الٰہی کے بعد درخواست کی کہ پروردگار مجھے امید ہی کہ انکے نطفہ
ایمان والے پیدا ہونگے - اور جو قنوت مین آپ نے ولید بن الولید وغیرہ کی رہائی کے لیے دعا کی اور ابوجہل وغیرہ کے اوپر لعنت کی
تو یہ درخواست عذاب نہین ہی بلکہ رحمت سے مطرود اور کفر پر مرنا ہوگا اور یہ دوسری بات ہی چنانچہ ابوجہل کافر مرگیا - پھر
کہنا ہی کہ قوم یونس سے عذاب آخرت دور ہونے پر یقینی دلیل ملتی ہی اسطرح کہ جب قبل عذاب نازل ہونے کے ... دنیا
دنیا یا تو وقت تکلیف ثابت ہی اور یونس علیہ السلام پر مدت تک انکا ایمان لانا معلوم تو قطعاً مومن ہوئے پھر شک کی کوئی وجہ نہین ...
یہ کہ آیت مین کشف عذاب بقید بحیات دنیا ہی تو فائدہ اسکا یہ ہی کہ یون وہم نکیا جاوے کہ شاید قبول الایمان ہوا اسلیے دفع عذاب آخرت
ہو گیا دنیا مین عذاب دیدیا گیا ہو جیسے گوسالہ پوجنے والے بنو اسرائیل سے قبول توبہ و دفع عذاب آخرت ...
نہوا اور جیسے محصن زناکار سے دنیاوی سنگسار کیا جانا دور نہین ہوتا اگرچہ ایسے شخص سے توبہ قبول ... جو ... الامر ...
بعض خصوص وقائع مین صحیح حدیث مین آیا ہی اور خصوص وقائع کی قید سے مترجم نے اشارہ کیا کہ ...

[illegible] قادر ہی چاہے عذاب کرے اور چاہے عفو کرے جو کہ امید ہی اور دنیاوی سزا سیاست شرع ہی نہ تطہیر از ذنب اور حدیث مین
بعض کے حق تطہیر مین ذنوب آئے وہ خاص واقعہ اسی شخص نیک کے ساتھ تھا اور لوگ آپس مین بحسب نیات وصدق وغیرہ
کے متفاوت ہوتے ہین پس سب کا ایک قیاس نہین ہو سکتا۔ فافہم ہٰذا اسنح للمترجم ولایخص بہ نفسہ فلعلہ سبق الیہ غیرہ واللہ اعلم
ف۔ فی العرائس فی اشارات تلک الآیات قولہ تعالے فان کنت فی شک الآیۃ واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازل مین
تو مصطفے رسول نبی مکرم مخصوص بمقام محمود وشفاعت کبریٰ وسردار انبیاء تھے لیکن دنیا مین موافق سنت الٰہیہ عزوجل کے اصطفائیت
ازلی تک وصول کے منازل مین جب اچانک پہلے ہی دلائل نبوت ورسالت وارد ہوئے اور ہنوز حال مین سرمدیت حاصل نہ تھی
کیونکہ ابتداء تھی تو حال وسر باطن مین معارضہ ہوا کہ آپ کو حال گم ہونے کا خوف ہوا پس حق تعالے نے خطاب خاص سے تسلی فرمائی
اور اگلی کتابون کی طرف حوالہ دیا کہ انہین ازلی اصطفائیت وفضائل وعموم رسالت وکمالات کاملہ مذکور چلے آتے ہین جس سے اطمینان ہو
کہ کسی حال سے ازلی اصطفائیت مین تغیر نہو گا کچھ متردد مت ہو اور فی الجملہ امتحان مین سنت الٰہی عزوجل جاری ہی۔ وقد قال تعالے
ما ودعک ربک وما قلی۔ ہان سلسلہ خطاب ووحی مین فترۃ ہونا برداشت کا مقام ہی اور اسی مین حال جاتے رہنے سے خوف تھا کیا تو
یہ نہین دیکھتا کہ شوق خطاب ووحی اور انتظار پیک خوشخبر جبرئیل مین زمانہ فترت الوحی مین کیونکر کوہ حراء سے اپنے آپ کو گرانے کا قصد
کیا تھا یہان تک کہ جبرئیل نے حاضر ہو کر سلام الٰہی و وحی سے تسلی وتسکین دی اور کیسے کہا تھا کہ زملونی زملونی مجھے اڑھاؤ پس خوف
بشری یہان کچھ تعجب کی بات نہین ہی اگرچہ شان رفیع ہو اور مشاہدہ قدم اگرچہ بقوت ربوبیت چشم سر باطنی ہو کہ صدیقین کے دلون تک پہونچا
اور ارواح مقربین کو فنا کر دیا ہو تو بھی کون معارضہ نفس سے بچتا ہی اور یہ معارضہ از جانب حق سبحانہ تعالے بطریق امتحان وعبرت کے
واقع ہوتا ہی تاکہ طالب صادق پر آفتاب عنایت وسعادت سایہ افگن ہو پس حق کو بحق دیکھکر استقامت سے متصف ہو بھلا تو نہین
دیکھتا کہ کیونکر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ۔ یعنی میرے دل پر کچھ دھندھلاہٹ
سی آجاتی ہی اور مین ہر روز ستر بار اللہ تعالے سے استغفار کرتا ہون۔ قلت قد رواہ مسلم۔ اور نیز آپ نے فرمایا کہ نحن اولی بالشک من ابراہیم
الحدیث۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی بہ نسبت ہم کو بدرجۂ اولی شک کرنا چاہیئے الی آخر الحدیث وہو فی الصحیح۔ ولیکن تو ہوشیار ہو کہ
یہ شک کچھ وعدہ ووعید الٰہی مین نہین ہی بلکہ محض معارضہ نفس دفع کرنے اور خطرات دور کرنے مین ہی کہ ابتدائے حال مین قبل
استقامت کے ہجوم کرنے مین پھر جاتے رہتے ہین جب استقامت ہو جاوے تو نہین دیکھتا کہ بعد استقامت کے فرمایا کہ لا اشک و
لا اسئل۔ نہ مین شک کرتا ہون اور نہ پوچھتا ہون۔ قال المترجم یہ حدیث تو اسی آیت کے نزول پر فرمائی تھی لہذا اگر کوئی کہے
آیت ابتدائی حالت ہو تو اتنی دیر مین استقامت کے کیا معنی ہین تو مترجم کی طرف سے جواب یہ ہی کہ شیخ عارف کا یہ منشا نہین ہی
کہ ابتدائی حال مین آپ سے شک واقع ہوا بلکہ اس تمام تقریر سے حاصل یہ مقصود ہی کہ آپ سے بحسب الذات لنفسی کسی معاملہ مین شک
ممکن تھا اگرچہ مولیٰ بامین ایمان آخرت کی ایسی نہین کہ انہین انبیاء کو شک ہو تو قولہ فان کنت فی شک بطریق فرض صادق ہونے
کے لیے اتنا ہی کافی ہی ولیکن آپ سے کبھی شک کا وقوع نہین ہو سکتا تھا لہذا کبھی نہ شک کیا اگرچہ استقامت کا مرتبہ حاصل ہو جانے پر
[illegible] نازل ہوا۔ پھر مترجم کہتا ہی کہ دراصل لفظ شک کے تحقیق سے غفلت ہی جس سے اشکال وارد ہوتا ہی لہذا واضح ہو کہ
[illegible] عوام مداخلت اوہام انکے عقول کے ادراک مین بطریق خلط یا معارضہ ہی پس یہ عوام ہی سے مخصوص ہی کیونکہ وہم کو مداخلت

باقی ہی اور وہان ادراک عقل ومشاہدہ سر باطن ومشاہدہ قلب مین بعضے معانی ہوتے ہین جسے
جب تک یہ کیفیت طاری نہو تب تک درک نہین ہوسکتا اور دلیل اسکی قولہ نحن اولی بالشک۔ ہی کیونکہ ابراہیم علیہ السلام
بمعنی عام نہین تھا جو منافی ایمان ہو اس سبب کہ قولہ قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی۔ صریح ہو کہ ابراہیم علیہ السلام
کامل تھی پھر اُسی مین شک کے کیا معنی ہین لہذا شک کے لفظ سے وہ معنی نہین مراد ہین جو عوام کے خیال مین
ہین بلکہ معنی مناسب انبیاء وغیرہ منافی تصدیق کامل ہین۔ فان قلت فلعلہ طمانیۃ وہی من صفات الیقین الکامل
ہناک یقین کامل الصفات ویقین ناقص فیہا قلت الیقین من العوارض فلا یجوز ان یکون لہ صفات لعدم جواز کون
معروضاً وان جاز ان یعرض المعروض الجوہری عارض بواسطۃ عارض آخر کالضحک بواسطۃ التعجب للانسان الا انہم تسامحوا فعدوا
عوارض العارض اونوعاً منہ من مباحث الموضوع کما ہو المشہور تامل۔ پھر شیخ نے کہا کہ جو ہم نے ذکر کیا تجھے اس سے تعجب نہونا
کیونکہ حق عز وجل حق ہی ہی اور مخلوق پھر مخلوق ہی ہی اور حاشا وکلا کہ آنحضرت صلعم کو کچھ شک ہوا ہو یہ تو یہی بات تھی کہ آپ
جلال القدم کے دیدار مین تھے کہ وہان اپنے آپ کو غربت عجیب دیکھتے اور رعائت وضلوح رویت سے تعجب کرتے تھے جیسے وہ شخص
جسنے نہین دیکھا ہی امر ازلیہ واحکام ربوبیت مین متحیر ہوتا ہی پس قدم مین حدوث مضمحل ہوا اور قدم کو دیکھا اور نہین دیکھا کہ
قدم کو بحدوث دیکھا پس ان دونون دیدار مین مدہوش ہوے کہ خطاب ازل سنتے تھے پس انوار قدم مین حدوث کو متکلف پاتے
پاتے تھے اور یہ امر عجب ہی۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ قولہ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک ای مما شرفناک وفضلناک یعنی اگر
شک ہو اسمین جو ہم نے تجھے فضل وشرف دیا ہی تو اہل کتاب سے پوچھ لے کہ وے کیونکر تیرے اوصاف جمیل وفضائل شریف
کو اگلی آسمانی کتابون مین مفصل پاتے ہین۔ قولہ تعالے ان الذین حقت علیہم کلمۃ ربک۔ سر ازلی نے ازل سے قہر ولطف کے لیے
لوگ چاہے کہ ہر ایک اپنے مقام سے صادر اور اسی طرف راجع ہوا ورانکے اوصاف متفاوت ہون پس حق سبحانہ تعالے نے ان
اپنے کلمات سے اہل سعادت کے سعید ہونے اور اہل شقاوت کے شقی ہونے کا جواب دیا پس نشان لطف مقبولون کے چہرون
پر اور نشان قہر مقہورون کے منھ پر لازم ہوئے لہذا اہل لطف تو ازل سے ابد تک لطف مین ہین اور جو کچھ ازلی ارادت ومشیت
واحکام قضاء وقدر صادر ہوتے ہین انکو قبول کرتے ہین اور اسکے برعکس حال اہل قہر کا ہی کہ ازل سے ابد تک قہر مین ہین کہ
احکام ازل سے مخالفت قہری لیتے ہین اسواسطے انکو آیات الٰہی وانبیاء واولیاء نظر نہین آتے بلکہ برعکس دیکھکر مخالف ومنکر ہوتے
واسطی رح نے کہا کہ جسکو نور ازلی نہین ملا وہ صفاء وقت نہین جانتا کیونکہ یہ نتیجہ نور ازل ہی قلت یہ بعدیل عبارت ہی اور اصل حدیث
مین ہی کہ اللہ تعالے نے مخلوق کو تاریکی مین پیدا کیا اور اسپر اپنا نور چھڑکا جسکو پہونچا وہ مومن ہوا اور جسکو نہ پہونچا وہ منکر ہوا
قولہ تعالے لما امنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا۔ اس سے آگاہ کیا کہ شان مشیت الٰہی ہر عقل وفہم سے باہر ہی چنانچہ طریق
مواخذہ یہ تھا کہ بعد معائنہ عذاب کے پھر کسی طرح چھٹکارا نہو مگر یہان قوم یونس کی تضرع وعاجزی وزاری کو قبول فرمایا اس سے
ہوا کہ امر الٰہی سبحانہ بمقدار عقول نہین ہی اور کسی درک کو اسکی حکمت مین مجال نہین ہی۔ قوم یونس نے تضرع کیا اور
مطلع جمال سے بعد گم ہونے تاریکی ضلال کے طلوع فرمایا اور آفتاب الوہیت کے انوار نے انکا تاریکی دور کی
غضب پر سبقت لیے ہوئے ہی اور اگر کشف نہوتا تو پردۂ انکار مین رہکر جل جاتے۔ اور نیز جبکہ ایمان لائے

... دور ہوا قلت یہ اشارہ ہی۔ پھر حق تعالے نے بیان فرمایا کہ اہل اختصاص و اصطفائیت ... ملت و کفایت محض مشیت ازلیہ ہی اور اجماع ہی کہ نبوت محض فضل ربانی ہی اور یقین ہی کہ ولی کسی اپنے فعل سے نہین ... بلکہ کرم و لطف سابقہ ہی کہ جس قوم کو چاہا بلند کیا یعنے ایمان و عرفان دیا اور جس قوم کو چاہا پست کیا یعنے کفر و ضلالت بین ڈالا پس تصریح کر دی کہ چاہتا سب کو ولی کر دیتا۔ بقولہ تعالے۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ

اور اگر تیرا رب چاہتا یقین ہی لاتے جتنے لوگ زمین مین سارے ہین تمام اب کیا تو زور کریگا لوگون پر

حَتّٰی یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَجْعَلُ

کہ ہوجاوین باایمان اور کسی جی کو نہین ملتا کہ یقین لاوے مگر اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہی

الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝

گندگی اُنپر جو نہین بوجھتے

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ اور اگر چاہتا تیرا پروردگار اے محمد صلعم تو ضرور ایمان لاتا ہر وہ شخص جو زمین مین ہی كُلُّهُمْ وہ سب کے سب کہ کوئی ایمن سے چھوٹ نہ رہتا۔ جَمِیْعًا درحالیکہ مجتمع ہوتے ایمان پر اور کوئی مختلف نہوتا۔ اسمین صاف حجت ہی کہ اللہ تعالے نے سب مجموع کا ایمان نہین چاہا اور جسکا ایمان اسنے چاہا وہ ضرور ایمان لاویگا پس اسی کی مشیت پر ایمان و کفر ہی تو اُسی کے ارادہ سے ایمان والا ہوجاتا ہی اور اُسی کی مشیت سے کافر ہوتا ہی پھر چونکہ آنحضرت صلعم یہ حرص کرتے تھے کہ تمام روے زمین کے لوگ مومن ہوجاوین اور غمناک ہوتے کہ کیون مومن نہین ہوتے تو اس آیت مین تسلی فرمائی اور تصریح کر دی کہ۔ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ کیا تو اکراہ کرتا ہی لوگون پر۔ حَتّٰی یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ یہان تک کہ مومن ہوجاوین۔ یعنی بطریق استفہام انکاری فرمایا کہ جو امر کہ اللہ تعالے نے کسی قوم سے نہین چاہا ہی کیا تو انکو اکراہ کرتا ہی کہ مومن ہی ہوجاوین پس خلاف مشیت الٰہی نہین ہوگا اور قولہ افانت ضمیر کو تکرہ فعل پر مقدم کرنے مین دلالت ہی کہ خلاف مشیت کے ہونا محال ہی تو اکراہ کرنے سے اسکا حاصل کر لینا ممکن نہوگا اور جب تو اکراہ کرکے حاصل نہین کر سکتا تو تیرے معمولی طریقہ سے جو وعظ و نصیحت و آمادگی دلانا وغیرہ ہی بدرجہ اولے وہ مومن نہونگے اور بیضاوی رح نے ذکر کیا کہ بعض روایت مین اسکا سبب نزول بھی یہی ہوا کہ آنحضرت صلعم اپنی قوم کے مومن ہوجانے کو بہت چاہتے تھے۔ بالجملہ اللہ تعالے عز و جل کی حکمت بالغہ کو کوئی آدمی یا مخلوق ہو ہرگز احاطہ نہین کر سکتا کیونکہ اسکا علم غیر متناہی ہی پس ضرور اسکی حکمت ہی کہ سب کے سب مجموع ایمان نہ لاوین ورنہ ہم کہتے ہین کہ دو حال سے خالی نہین کہ یا تو اسنے سب کا ایمان چاہا یا نہین چاہا پس اگر چاہا تو خلاف اسکے چاہنے کے کیونکر ہو سکتا ہی کیونکہ وہ کسی امر مین عاجز نہین ہی اور اگر نہین چاہا تو بھی کیونکر برخلاف ہو سکتا ہی اسیواسطے معلوم ہوا کہ اسنے سب کا ایمان نہین چاہا اور سب مومن ہوتے تو اسمین اسکی حکمت بالغہ عین عدل و انصاف ہی پس آنحضرت صلعم کو منع کر دیا کہ جو اسنے چاہا ہی اسکے خلاف تم حرص مت کرو۔ اور یہ کئی آیات مین مصرح ہی کقولہ تعالے ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقہم وتمت کلمۃ ربک لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ وقولہ تعالے افلم ییأس الذین آمنوا ان لو یشاء اللہ لہدی الناس

جمیعا - اسیواسطے اس آیت مین انکار کیا لقولہ افانت تکرہ الناس - اے الرحم - [illegible]
خواہ مخواہ ایمان کو - حتی یکونوا مومنین - یہان تک کہ ضرور مومن ہوجاوین یعنے یہ خلاف [illegible]
انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء الآیۃ - قال تعالے انما علیک البلاغ و [illegible]
مذکر - لست علیہم بمصیطر - مانند اسکے دیگر آیات ہین جو صریح دلالت کرتے ہین کہ اللہ تعالے ہی جسکو چاہتا ایمان دیتا اور جسکو
نہین دیتا ہی اسیواسطے مصرح فرمایا لقولہ - وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اے وما صح وما استقام [illegible]
نہین مستقیم ہی کسی نفس کے لیے یہ کہ ایمان لے آوے یعنی خود کسی نفس کو قدرت نہین کہ مومن ہوجاوے - اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ
مگر باجازت یعنی بارادہ وحکم الہی - پس جب اللہ تعالے چاہتا ہی تو وہ شخص ایمان لاتا ہی اور بدون اسکی توفیق کے نہین لا
آنحضرت صلعم کو تسلی دیدی کہ جب ایسا ہی تو اپنی جان کو سب لوگون کے مومن ہوجانے یا کسی خاص کے لیے مشقت مین مت ڈ
کیونکہ تیرا کام خالی ابلاغ رسالت الہی ہی اور مومن کردینا اللہ تعالے ہی کے قبضہ قدرت مین ہی - واضح ہو کہ ایمان معرفت اللہ
عزوجل وحضور اسکے شہود مین ہی اور کوئی مخلوق ہو یہان تک کہ درختون کی پتیان وزمین کے ذرہ سب اسکے قبضہ قدرت مین
ہین جسطرح مشیت ارادہ الہی انکو حرکت دینا چاہتا ہی اسیطرح حرکات کرتے ہین اگرچہ جاہل آدمی ہر ایک حرکات وسکنات کو
قابو سے سمجھے مگر درحقیقت یہی ہی کہ بارادت الہی ہی تو نہین دیکھتا کہ ہر ایک حرکت وسکون کسی چیز کا ہو وہ علم الہی مین پہلے
معلوم تھا کیونکہ اگر نہ معلوم ہوتا تو کیا اللہ تعالے کو اسکا علم نہ تھا یہ محض غلط گمان ہی کیونکہ اللہ تعالی کی شان پاک مین کسی بات
جاہل ہونا کسی طرح صحیح نہین ہی پس ضرور ہر امر اسکو معلوم ہی خواہ وہ ابھی واقع ہوا ہو یا نہوا ہو کیونکہ اسکی ذات وصفات مین
کسی طرح تغیر نہین وبدلنا کہ کبھی کچھ ہو پھر کچھ اور ہو یا کمی بیشی ہو ہرگز صحیح نہین ہی تو اسکا علم بھی ازل سے ابد تک یکسان ہی لہذا
جس مخلوق بندہ سے جیسا اسکے علم مین ہی ویسا ہی واقع ہوگا اور یہ بھی ممکن نہین کہ اسکے قبضہ قدرت سے باہر ہو کر کوئی مخلوق
جو چاہے کرے تو ضرور ایمان یا کفر اسی کے قبضہ قدرت مین ہی پھر ایمان جو معرفت ونعمت ووصول بدرجہ کرامت ہی جسکو چاہتا
یہ درجہ عالی عطا فرماتا ہی بدون اسکے انعام کے نہین ہوسکتا - وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ اے عذاب یا خواری یا کفر جو مقابل ایمان
یعنے اور کردیتا ہی کفر کی پلیدی کو - عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ان شخصون پر جو سمجھ نہین رکھتے ہین یعنے عقل کو کام مین نہین لاتے
کہ اللہ تعالے کی آیات واضحات سے اسکی توحید وصفات تک پہونچین وایمان حاصل کرین - لفظ الذین اسم موصول واسطے
ذوی العقول کے ہی پھر انکو لایعقل قرار دیا تو اسی وجہ سے کہ اللہ تعالے نے عقل والون سے کردیا مگر انھون نے عقل سے کام
نہ لیا - اور مراد یہان سمجھ سے دینی سمجھ ہی جسکا نتیجہ باقی ومعتبر ہی اور جن لوگون کو دین کے برخلاف دنیاوی متاع ونام وشوکت
حشمت حاصل کرنے مین سمجھ ہی وہ دراصل جہالت ہی کیونکہ فانی چیزون کے حصول مین مشقت ودانائی محض نادانی ہی اور مومن
دنیا سے بقدر ضرورت حاصل کرتا ہی کہ زاد راہ آخرت جمع کرے اسی سے کہا گیا کہ دنیا کھیتی ہی کہ اس سے آخرت کے لیے غلہ
لیا جاتا ہی پھر اگر مومن کے حیلہ سے رزاق عزوجل نے اسکو رزق وسیع دیدیا تو وہ بھی پسندیدہ ہی کہ آخرت کا توشہ
اچھی طرح بھرا - بالجملہ دنیا کے اموال مین اگر انھین پر نظر ہی تو یہ بھی رجس اور وہ شخص بھی رجس ہی کہ اسکو عقل نہین ہی اور اگر
اسکی نظر آخرت پر ہی اور ان اموال سے مانند روزہ نماز کے توشہ عقبی چاہتا ہی تو مضائقہ نہین ولیکن [illegible]

Marfat.com

[illegible] رحمہ اللہ ہان اگر اللہ تعالے حلال حیلہ مین کسی کو رزق وسیع عطا فرما دے
[illegible] خیرات وصدقات سے اور جورو اور عیال بچون وغیرہ کے نفقات سے ثواب جمیل حاصل کرے
[illegible] اس آیت مین تلمیح ہے کہ عطاے ایمان واسکی توفیق از حضرت حق سبحانہ تعالے اپنی حضوری کی اجازت وکمال
[illegible] بوجہ علت کفر کے کہ وہ پلیدی ہے لہذا جو قومین شرک وکفر مین مبتلا ہین انکی کثرت بہت ہوتی ہے اور قولہ تعالے لو اعجبک
[illegible] الخبیث صریح تنبیہ ہے کہ کفر وشرک والے ہر زمانہ مین اس ملعون دنیا مین کثرت سے رہینگے یون ہی مشیت الٰہی جاری ہے
[illegible] پاک خالق علیم سبحانہ تعالے اپنی حکمت بالغہ کا خود ہی دانا تر ہے پس ہوشیار رہنا چاہیے کہ کوئی قوم مشرک جو توحید سے
[illegible] ہو جاہے کیسا ہی کثرت سے ہو کبھی اسکے حق ہونے کا وہم و وسوسہ شیطان کی طرف سے دل مین نہ لاوے اور دنیا خود
[illegible] اور جو اسمین ہے وہ بھی ملعون تو پلیدون کو یہ پلیدی بھی لائق ہے لہذا دنیاوی دولت وحشمت سے کسی کو حق پرست خیال
[illegible] کہ یہ محض استدراج ہے لہذا صحابہ رضی اللہ عنہم باوجود فتوحات پے درپے وخزاین بے شمار حاصل ہونے کے خلیفہ سے
[illegible] تک دنیا کے اموال ترک کیے ہوے فقیری لباس مین بسر کرتے اگرچہ اموال غنیمت کو خالی اس خوشی سے لیتے کہ اسکی خیرات
[illegible] سے ذخیرہ ثواب آخرت مین ترقی ہوگی پس مومنون پر فرض ہے کہ انکا اقتداء کرین اور انکے مانند نظر کو دنیا سے دور اور آخرت
پر حضور رکھین واللہ یوفق من یشاء ویہدی والیہ المرجع والمآب ف فی العرائس قولہ تعالی ولو شاء ربک لآمن من فی الارض
کلہم جمیعا۔ اگر اللہ تعالے عزوجل جو خالق الکل ہے ایسا چاہتا تو ضرور ہوتا اور وہ ہر شان مین ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے وہ کرے اور
جو کرے وہ عین عدل وصواب وکمال حکمت بالغہ ہے پھر چونکہ سب مومنین نہین ہین تو ظاہر ہوا کہ اسنے نہین چاہا بلکہ ایک قوم
کو رحمت سابقہ کی غذاء دی وہ مومن ہوے اور باقیون کو قہر ازلی کی غذاء دی وہ تمام مقہور وملعون غذائین یعنے دنیا کو کھا کر
مطرود اور ملعون ہین پس لطف وقہر اسکی دونون صفتون کا ظہور بکمال حسن وحکمت اس مخلوقات سے ظاہر ہے پھر چونکہ اہل ایمان
کو معرفت سے اپنے ہمجنس مخلوقات پر رحم آتا ہے کہ یہ لوگ غذاء ملعون پر حریص ہو کر انگارے کھاتے ہین اور آتش جہنم مین گھسے جاتے ہین
لہذا وے لوگ اپنی سمجھ کے موافق طمع وحرص کرتے ہین کہ کاش یہ لوگ بھی کسیطرح ایمان لاکر آنکھون والے ہو جاوین اور دیکھین کہ
یہ کیا عجائب اسرار الٰہی ہین کہ جس سے آنکھیں کھلین اور حیرت سے دیکھکر ہزار شکر کرین کہ افسوس ہم کس خواب غفلت مین تھے
کہ جس راہ جاتے تھے وہ بالکل آگ وعذاب ہے اور الحمد للہ تعالے جسنے ہمکو اس سے نجات دیکر راہ راست عطا فرمائی غرض کہ اہل ایمان
کو اپنی ہمجنس مخلوق کفار ومشرکین پر یہ طمع رہتی ہے ولیکن حکمت بالغہ الٰہی سے آگاہی نہین ممکن ہے لہذا حق سبحانہ تعالے نے اس
کلام پاک سے انکی طمع خواہ مخواہ کافرون کے مومن ہو جانے سے قطع کردی اور واضح رہے کہ یہ غرض نہین ہے کہ کوئی مومن کسی کافر کی
نسبت مومن ہو جانے کی طمع نہ کرے کیونکہ یہ تو پسندیدہ خصلت اور عین صواب ہے بلکہ تنبیہ یہ ہے کہ خواہ مخواہ کسی کے مومن ہو جانے
پر اور جب تک نہو غم کھانے پر قدرت نہین اور نہ ایسا اسکے اختیار مین ہے اور خلاصہ یہ کہ بندہ مومن تمام مخلوقات پر شفقت ورحمت
رکھتا ہے اسطرح کہ اسکا حال چلن ایسا ہو جاوے کہ چند روزہ زندگی کے بعد وہ رضوان الٰہی پا کر دائمی راحت جنت مین ہو جاوے لہذا
[illegible] نصیحت کرتا ہے ولیکن اس سے غمناک نہو کہ اس نے کیون نہ مانا بلکہ جان لے کہ یہ خاص اللہ تعالے ہی کے اختیار مین ہے
[illegible] مخلوق کا دانا تر ہے تو جس کو لیاقت معرفت الٰہی کی نہوگی وہ کبھی ایمان نہین لاویگا اور لیاقت نہونا جبھی معلوم ہو سکتا ہے

کہ وہ شخص کافر مرجاوے ورنہ فی الحال سواے حق تعالے کے کسی کو نہین [illegible]
اُٹھانا نہین چاہیے اور اسکا راہ پر آجانا یا نہ آنا تو اسکو جناب الٰہی کے سپرد کرے کہ یہ [illegible]
ہی موت تک اُسکا ایمان پر ثابت رہنا بھی اللہ تعالے ہی کی قدرت مین ہی لہذا حق تعالے [illegible]
الا باذن اللہ جس نفس کو استعداد معرفت و محبت نہین اور سابقہ ازل مین حسن عنایت سے سرفراز نہین [illegible]
پر ہوگا کیونکہ ایمان یہی ہی کہ صفات الٰہی کا دل مین یقین ہو اور آفتاب صفات سے انوار عارف کے دل مین [illegible]
کہ اللہ تعالے عز وجل چاہے - بعض نے کہا کہ ایمان اسی پر ظاہر ہوتا ہی کہ ازل مین جسکو توفیق اور سعادت [illegible]
انوار صفات سے تصدیق قلب عارف کے مظاہر آیات واضحہ مخلوقات آسمان و زمین ہی تو اولیا روا [illegible]
دیکھنے کی طرف بلایا - بقولہ تعالے -

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ

تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہی آسمانون مین اور زمین مین اور کچھ کام نہین آتین نشانیان اور ڈراتے اُن لوگون

لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

جو نہین مانتے سو اب کچھ راہ دیکھتے ہین مگر انھین کے سے دن کی جو ہو چکے ہین اُنسے پہلے

قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ

تو کہہ اب راہ دیکھو مین بھی تمھارے ساتھ راہ دیکھتا ہون پھر ہم بچا دیتے ہین اپنے رسولون کو اور جو ایمان لائے اسیطرح

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ۧ

ذمہ ہی ہمارا بچاوینگے ایمان والون کو

اوپر کی آیت مین تھا کہ یجعل الرجس علی الذین لا یعقلون - یعنی آیات الٰہی مین جو لوگ عقل سے کام نہین لیتے کہ وحدانیت و قدرت
الٰہی پر یقین کرکے ایمان پر ہوجاتے تو کفر کی نجاست انھین پر ہی اب اس آیت مین لوگون کو مخلوقات کی آیات مین نظر و غور و فکر کا
حکم دیا بقولہ تعالے - قُلِ انْظُرُوْا لو کہہ یعنی ارشاد و ہدایت کر و حکم دے اے محمد صلعم لوگون کو کہ دیکھو و فکر کرو کہ - مَاذَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا ہی ان آسمانون و زمین مین - یعنی کیا عجائب صنعت الٰہی انمین ہی تاکہ تم کو حضرت صانع عز وجل کی [illegible]
و کمال قدرت ظاہر ہو - ماذا - استفہامیہ ہی جو انظروا کے عمل سے معلق ہی اور اگر ما موصولہ ہی تو مفعول انظروا ہی اے انظروا ما فیہما
العجائب یعنی جو عجائب ان دونون محسوسات کے درمیان محصور ہین انکو دیکھو تاکہ خالق عز وجل کی کمال قدرت سے جانو کہ وہ
وحدہ لا شریک لہ ہی وہان کسی بت یا مسیح یا ملائکہ وغیرہ کے شرک کو گنجائش نہین اور کسی غیر کو کچھ بھی قدرت خود مختاری ممکن نہین ہی
واضح ہو کہ انظروا خطاب یا تو خاصۃً کفار کو ہی جیساکہ بعض مفسرین نے زعم کیا - یا عام ہی کہ کفار و مومنین سب کو شامل ہی اور صحیح [illegible]
رات مین ایک ساعت تفکر کرنا تمام رات عبادت سے افضل ہی کما مر مفصلاً فی قولہ و یتفکرون فی خلق السموات والارض الآیۃ
اسی طرف ابن کثیر رحمہ نے اشارہ کیا کہ اللہ تعالے اپنے بندون کو اپنی مخلوقات مین تفکر کرنیکی رہنمائی فرماتا ہی کہ آسمانون کے [illegible]
و کواکب ثوابت و سیارات و شمس و قمر و انکے فوائد و ہیأت پر غور کرو اور آسمان مزین و سقف محفوظ ہی کہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہی حق کی لیئے ملحدین جو وجود آسمان کے قائل نہین وے بھی سر بگریبان ہون کہ با وجود
[illegible] کہ کناراسکے کوئی حد بھی ہر یا نہین ہی - زمین مین پہاڑ و پتھر و درخت طرح طرح کے بے شمار ہر ایک کی خاصیت
[illegible] صورت مختلف اور پھل پھول رنگ رنگ کے عجیب وغریب پھر کبھی روز روشن ہی اور کبھی تاریکی شب کا ہجوم ہی کبھی
[illegible] بیشی و بروج مین تحویل وغیرہ عجائب صنع الٰہی نہایت محکم اور با این ہمہ حیوانات بے شمار جنکے مقامات و مسکن با وضاع
[illegible] اور ہر ایک کا رزق بفضل حضرت خالق عز وجل بدون تجاوز کے اوقات معینہ پر پہونچنا وغیر ذالک پس پاک ہی وہ معبود حق جسکی
[illegible] قدرت واحاطہ علم کا کوئی پار نہین پاسکتا پھر یہ سب فانیات ہین کہ کسی وقت و موسم مین موجود اور کبھی فانی ہین لہذا ان فانی
[illegible] کو چھوڑکر خالق عز وجل کیطرف دل لگاکر اسی کی حضوری فرض و واجب ہی کہ آخر بعد چند روزہ حیات کے دار اسلام رضوان الٰہی کے ساتھ دائمی نعمت سے
[illegible] ہو جسکو فنا نہین جہان کچھ فکر و تکلیف نہین ہان سلامت نعمت ہی جسکا بیان حد امکان سے باہر ہی پس یہ عجائب صنع الٰہی صریح واضح دلیل
[illegible] کی کمال قدرت و خود مختاری والوہیت و پاکی اور وحدانیت و فردانیت پر ہین کہ جنمین کچھ بھی پوشیدگی نہین ہی ولیکن با این ہمہ یہ عجیب قدرت ہی کہ
[illegible] اقوام کو یہ بصیرت دی اور بہتیرون کو اندھا کر دیا ہی اور یہ وہی لوگ ہین جو آیات الٰہی مین عقل سے کام نہین لیتے اور جانورون کے مثل ہو رہے
[illegible] ترہین چنانچہ فرمایا - وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ اور نہین بے پروا کرتے ہین آیات ونذر ایسی قوم سے جو ایمان
[illegible] نہین لاوینگے۔ آیات جمع آیہ بمعنی علامت چنانچہ یہی مخلوقات مذکورہ جو اپنے خالق عز وجل کی وحدانیت و کمال پر علامت ہین - نذر جمع نذیر بمعنی
[illegible] رسول یا وہ امر جس سے انذار کیا جاوے یعنی تخویف کے ساتھ آگاہ و ہوشیار کیا جاوے - معنی یہ کہ جو قوم کہ علم الٰہی مین موافق انکی مشیت
[illegible] کے مومن نہین ہوئے ہین کافر ہی مطبوع ہین انکے واسطے چاہے یہ آیات واضحات ہون اور چاہے کلام انذار ہو کچھ مفید نہین اور
[illegible] کو کفر پر مرنے و عذاب مین گرفتار ہونے سے کوئی بھی اغناء و بے پروا نہین کرتا اور کچھ بھی کافی نہین ہی پس وے بھی سب مخلوق
[illegible] سموات وارض اندھون کی طرح دیکھتے اور نذر یعنی رسل انکو انذار سناتے ہین تو بہرون کیطرح سنتے ہین مگر ایمان نہین لاتے گویا
[illegible] وعدۂ عذاب وغیرہ مین شک کیے جاتے ہین لہذا فرمایا - فَهَلْ يَنتَظِرُونَ استفہام بمعنی نفی ہی یعنے نہین انتظار کرتے ہین
إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِهِمْ مگر مثل ایام ان لوگون کے جو انسے پہلے تھے - عرب کے لوگ محاورہ مین ایام
[illegible] ایسی واقعہ پر جو نعمت کا یا عذاب کا یادگاری کے قابل ہووے اطلاق کرتے ہین اسی سے یوم البعاث وغیرہ جو لڑائیان عرب والون
[illegible] مین ہوئین اور جو کچھ واقعات پیش آئے انکو ایام العرب کہتے ہین اور اسی معنی مین ہی قولہ تعالے فذکرہم بایام اللہ - یعنی اللہ تعالے
[illegible] انعام کرنے کے واقعات انکو یاد دلا دے - اور اُردو زبان مین بھی یہ محاورہ موجود ہی کہ فلان شخص کو اسکے دن یاد دلا دیے یا
[illegible] فلان شخص کیا اپنے دن بھول گیا - اور یہان وقائع عذاب کفار مراد ہین اور معنی یہ ہین کہ نہین انتظار کرتے ہین یہ کفار جو محمد صلعم کو جھٹلاتے
[illegible] و کفر پر اصرار کیے جاتے ہین مگر یہی کہ انکے ساتھ بھی واقع ہو مثل وقائع انسے اگلے کافرون کے - یعنی جب کسی طرح ایمان نہین لاتے تو
[illegible] انکا نتیجہ یہی ہوتا ہی کہ عذاب نازل ہو جیسے اگلے کافرون کے ساتھ واقع ہوا پس گویا یہ بھی منتظر ہین کہ انکے ساتھ بھی ویسے ہی عذاب
[illegible] کے واقعات پیش آوین جو اگلون کے ساتھ پیش آئے کیونکہ اسکے سوائے اور کسی چیز کے مستحق نہین ہین - لہذا تہدید فرمائی کہ
قُلْ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ تو کہدے کہ اگر یہی ہی تو پھر انتظار کرو مین بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والون
[illegible] مین ہون یعنی تم ایسے وقائع کا انتظار کرو مین بھی منتظر ہون یا تم میرے برباد ہونے کے منتظر ہو تو مین بھی تمہارے ہلاک کا منتظر ہون

Marfat.com

رسول کرم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنا اعتقاد حق باعلان کہدے بقولہ قُلْ یٰاَیُّهَا [illegible]
یعنی اے اہل مکہ اور قیامت تک کے سب لوگ داخل ہیں۔ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ [illegible]
دین سے۔ یعنی معجزات وآیات وفصاحت وبلاغت قرآن مجید سے عاجز ہوکر جادو وغیرہ کہکر اپنے [illegible]
مضطرب ومشکوک ہوکر اور جب تک شک باقی ہو کا فر ہو یا میرے دین میں اعتقاد توحید وقیام قیامت وبعث [illegible]
ان سب میں شک کرتے ہو تو یہ یقین کرو کہ میں بالیقین بدون شک کے تمہارے پریشان وباطل دلیلوں سے بیزار [illegible]
فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ پس میں نہیں پوجتا ان لوگوں کو جنھیں تم پوجتے ہو اللہ تعالیٰ [illegible]
الذین اسم موصول عاقلوں کے لیے ہو اور بتوں میں عقل کیا روح بھی نہیں تو شاید لات وعزیٰ وغیرہ جنکے نام پر بت بنا[illegible]
وہ لیے گئے یا عموماً ملائکہ ومسیح وعالموں وفقیروں کو پوجنے والے لیے گئے کیونکہ خطاب شامل تاقیامت لوگوں کو ہی پس علم و[illegible]
وحکم وعبادت وغیرہ جو خالصًا خاصۃً اللہ تعالے ہی کے واسطے جسطرح ہیں اسطرح کسی غیر میں جاننا یا کرنا شرک وپرستش ہی پس [illegible]
کرکے پہلے مشرکوں کے معبودوں سے جو فقط انکے زعم میں گڑھے ہوے اور حقیقت میں باطل کچھ بھی نہیں محض مجبور مخلوق [illegible]
انسے بیزاری کردی کہ میں انکو یا انمیں سے کسی کو نہیں پوجتا اور جو امور خالص اللہ تعالے ہی کے واسطے مخصوص ہیں وہ [illegible]
کسی کے لیے ثابت نہیں کرتا۔ پھر توحید حق کو ثابت کیا بقولہ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ ولیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ تعالے کی [illegible]
فقط اسی کی۔ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ جو تم کو وفات دیتا ہی یعنی وفات دینا اسی کے اختیار میں ہی پس حیات دینا وموت [illegible]
اسی پاک عزوجل کے قبضۂ قدرت میں ہی تو باقی نعمتیں جو حیات باقی رکھنے وغیرہ سے متعلق ہیں لامحالہ اسی کی طرف سے ہیں [illegible]
جبکہ اصل یعنی پیدا کر دینا اسی کی طرف سے ہو اور پیدا کرنا اور مارنا جب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہی تو سواے احمق بیوقوف [illegible]
کے اور کوئی شک نہیں کرسکتا کہ جب چاہے دوبارہ پیدا کرسکتا ہی اسی اشارت کے لیے صفات الٰہیہ میں سے یتوفاکم یعنی وفا[ت]
دینے کی صفت بیان کرنے کے لیے مخصوص کردی گئی اور نیز اسوجہ سے کہ موت کی ہیئت دلوں پر خصوص کافروں پر بہت ہوتی [illegible]
اسوقت آدمی خوفناک ہوکر سب خیالات سے ایک طرف ہوجاتا ہی پس نیک نصیحت اچھی طرح اثر کرتی ہی اور نیز اس لیے کہ اوپر [illegible]
تہدید کی تھی کہ اگلی امتوں کے مانند وقائع عذاب وہلاک کے منتظر ہیں یہاں متنبہ کردیا کہ موت جو لامحالہ واقع ہونے والی ہی [illegible]
قبضۂ قدرت میں ہی تو اگر عذاب الخزی سے بچ گئے تو بھی لامحالہ وہی موت دینے والا ہی پس اپنے اعمال کا بدلا جکھو گے [illegible]
کہ اٹکل کے ماننے والے وشہوات کے پنجہ میں گرفتار ہوکر اپنے خالق کو بھولنے والے اور اسی [illegible] پر قناعت کرکے [illegible]
اپنے مانند مخلوق کو بلکہ اپنے سے بھی حقیر چیزوں بتوں وغیرہ کے پوجنے والے لوگوں کو خطاب کرکے کہنے کا حکم دیا کہ اے کافرو [illegible]
میرے دین حق میں شک ہی تو خوب غور کرو اور آگاہ ہو کہ میرا دین حق یہ ہی کہ جنکو تم پوجتے ہو اللہ تعالے کے سوا [illegible]
میں کسی طرح نہیں پوجتا انسے بیزار ہوں ولیکن عبادت کرتا ہوں خالق ذوالجلال والاکرام کی جسکی صفات پاک بہت ہیں از آنجملہ [illegible]
کہ حیات وموت اسی کے قبضۂ قدرت میں ہی لہذا حیات کی نعمت میں اسکے حکم کی فرمانبرداری واجب ہی تاکہ موت کے بعد [illegible]
طرف مرجع ہی تو رضا وخوشنودی ہو کیونکہ موت یقینی ہی ورنہ اگر نافرمانی وغفلت کی گئی تو قطعی موت کے بعد [illegible]
الٰہی ہوگا کقولہ ہو یحیی ویمیت والیہ ترجعون۔ پھر اس پاک معبود عزوجل کے احکام جنکی تعمیل [illegible]

وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ - اور مجھے حکم دیا گیا ایک یہ کہ مین مسلمین سے ہون - یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے
عبادت کرنے والا ہون بالکل شرک نہ کرون اور نہ نافرمانی کرون - دوم یہ کہ - وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا
اور یہ کہ اپنے چہرہ کو دین کے واسطے درحالیکہ چہرہ تیرا حنیف ہو یعنی ہر کجی سے مڑکر راہ راست کی طرف مستقیم ہو یا ایسے دین
کے لیے جسکی شان یہ ہو کہ دین حنیف ہی یعنے طریقہ مستقیم ہو بالکل اسمین کجی نہیں ہی - بیضاوی رح نے کہا کہ اَنْ اَقِمْ عطف ہی اَنْ اَکُونَ
پر اگرچہ امر صیغہ طلب کا عطف مضارع صیغہ خبر پر ہی تو مقصود مین بیان کچھ فرق نہیں ہی کیونکہ دونون پر حرف اَنْ مصدریہ سے معنی
مصدری کی دلالت یکسان ہوگئی اور معنی یہ ہین کہ مجھے حکم دیا گیا دین مین استقامت کا اور اسمین مضبوط رہنے کا اس طرح کہ
فرائض و واجبات جو اعمال محمودہ ہین انکو ٹھیک ادا کرون یا قبلہ کا استقبال کرون - پھر دین کا دوسرا رکن یعنی ممانعت از اعمال
مذمومہ کو بیان کیا بقولہ - وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اول یہ کہ تو مشرکون مین سے مت ہوجیو یعنی مسلمین سے ہوجیو - وَلَا تَدْعُ
مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ اور دوم یہ کہ مت پکار تو اللہ تعالیٰ کے سوائے ایسی چیز کو جو نہ نفع دے سکے
تجھے اور نہ تجھے ضرر پہونچا سکے - یعنی نفع و ضرر پہونچانا تو قولہ تعالیٰ فاکم کی تفسیر سے معلوم ہو چکا کہ حیات و منافع اور موت و مضار اُسی
حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت مین ہین تو اور کسی کے اختیار مین نہیں پس کسی کو مت پکار تو یا کسی کو مت پوجیو جسکی لامحالہ یہی حالت ہی کہ
نہ اسکو نفع کا اختیار ہی اور نہ ضرر کا - پھر اسکے خلاف کرنے اور اسکے نتیجہ کو فرمایا بقولہ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ پھر اگر
تونے ایسا کیا یعنے اگر تونے ایسی چیز کو پکارا تو اس حال مین تو ظالمون مین سے ہوگا - یعنی مخالفت کرنے سے یہی نہوگا کہ غیر نافع و مضر
کو پکارنا بیفائدہ ہو گیا بلکہ خود اپنے اوپر ظلم کرنے والا ہو جائیگا اس لیے کہ جو بات مخصوص بخالق عزوجل تھی اسکو مخلوق مین ثابت
کیا تو مخلوق کو خالق بنایا اور خالق حقیقی کو بھول گیا بلکہ مخالفت کی تو اس سے زیادہ بڑھکر کون ظلم ہی لہذا فرمایا ہی کہ ان الشرک لظلم عظیم الآیۃ
یعنے شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہی پس جتنا بڑا یہ ظلم ہی اسیقدر بڑی اسکی سزا ہی - واضح ہو کہ کلام مین لطیف اشارہ اس امر کا کہ مخصوص
خطاب آنحضرت صلعم کو ہی یہ کہ استقامت توحید کامل طور پر اور امتثال امر و اجتناب از نہی بطور کامل یہ آپ ہی کی شان تھی کیونکہ رسول معصوم
تھے تو آپ کا یہ دعوی بتوفیق الٰہی صحیح ہی اور یہان سے نکلا کہ جو کچھ حدیث مین صحیح ہو وہ تکمیل دین قویم اور صراط مستقیم ہی اور ترک دعوت
غیر ہی وفی الآیۃ اشارات وعلوم لا یحتملها البیان واللہ تعالیٰ الملہم پھر آنحضرت صلعم کو صریح توحید سے خطاب کیا کہ امت والے متنبہ
ہون - بقولہ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھو دے - یعنی پہونچے تجھے کوئی ضرر تو - فَلَا
كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ کوئی اسکو کھولنے والا یعنی دور کرنے والا نہیں مگر وہی پس وہی جب چاہتا ہی بندہ کو ضرر پہونچاتا ہی پھر جب وہی
چاہتا ہی تو دور ہو جاتا ہی اسمین کسی غیر کو کچھ دخل نہیں ہی اور بدون حکم الٰہی و مشیت مقدری کے کسی کو ضرر نہیں پہونچ سکتا اگرچہ تمام
خلائق اسکے ایک طرف ہو جاوے اور نہ انکے لیے وہ ضرر دور ہو سکتا ہی - وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ اے وان یردک خیراً - اور اگر
تجھے بھلائی پہونچانی چاہے فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ تو کوئی اسکے فضل کو پھیر دینے والا نہیں یعنے کوئی آڑ نہیں ہو سکتا کہ تجھے فضل پہونچنے
سے مانع ہو - بیضاوی رح و نیشاپوری وغیرہ نے لکھا کہ خیر پہونچنے کی صورت مین اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اور ضرر کی صورت مین مس فرمایا
تو ضرر کا چھو جانا اور خیر کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرمادے باوجودیکہ ضرر ہو یا نفع ہر ایک اُسی کے ارادہ سے ہی تو شاید اس تنبیہ کے لیے
کہ ضرر مین ارادہ بالذات مراد ہی اور ضرر کا چھو جانا اگرچہ بارادہ الٰہی ہی لیکن بقصد اولی نہیں ہی - قال بعض الفضلاء قلت ۹۲ و فی

Marfat.com

ہذا نظر فان المس ہو امر وراء الارادۃ فہو مستلزم لہا انتہی کلامہ اقول لنظرہ ہذا اصل من [illegible]
معلول الارادۃ ومغائر تہما لاینکرہ احد فضلا عن العلامۃ البیضاوی رحمہ اللہ بل مرادہ ان اللہ تعالیٰ [illegible]
اراد اللہ بک ضرا الخ کما قال فی الخیر مع کونہما جمیعا بارادۃ اللہ تعالیٰ فذلک للتنبیہ علی ان الخیر بالقصد الاول [illegible]
فیہ وان الضر لا بالقصد الاول ولذلک لم ینسب الی ارادتہ تعالیٰ مع انہ بارادتہ تعالیٰ کالخیر فافہم وانما ذکرنا کلام [illegible]
رحمہ اللہ تعالیٰ - وما یدل علی قوۃ الخیر ان الکلام یدل علی ان اللہ تعالیٰ مزیل الضر ومصیب الخیر فدل ان الخیر مطلوب بالذات [illegible]
بالعرض وما بالذات اقوی مما بالعرض ویدل علیہ قولہ علیہ السلام عن اللہ تبارک وتعالیٰ ان رحمتی سبقت غضبی - وان اللہ [illegible]
وہو الغفور الرحیم فاید الرحمۃ فدل ان الخیر مرغوب مطلوب والثانی یعرض لمصلحۃ فافہم - پھر بیضاوی رح نے کہا کہ قولہ فلا راد لفضلہ
فلا راد لہ سواے الخیر - کافی تھا ولیکن ضمیر کی جگہ فضل کو رکھنے میں دلالت ہے کہ جو بھلائی بندوں کو اپنے ارادہ سے پہونچائی وہ محض فضل
ہے کچھ انکے استحقاق پر نہیں ہے - اور واضح ہو کہ کلام الٰہی میں استثناء نہیں یعنی مثلاً یوں نہیں فرمایا کہ فلا راد لفضلہ ان شاء اللہ
کیونکہ یہ حکم بندے کے لیے ہے کہ جب کسی کام کو کہے تو انشاء اللہ تعالیٰ کے ساتھ کہے کیونکہ وہ فاعل مختار نہیں بخلاف ارادہ [illegible]
کے کہ وہ کسی طرح رد نہیں ہو سکتا ہاں پہونچانا وارادہ کرنا اسکی مشیت واختیار میں ہے لہٰذا فرمایا - **یُصِیْبُ بِہٖ** پہونچاتا ہے خیر
مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ جس کسی کو اپنے بندوں میں سے چاہے یعنی جس کسی کو پہونچانا چاہے اسکو خیر پہونچاتا ہے کوئی روک
نہیں سکتا - **وَہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ** وہی غفور رحیم ہے - پس اسکی رحمت کے سامنے پیش ہو اسطرح کہ نماز وغیرہ طاعات ادا کرو اور [illegible]
مست ہو اور محروم نہ رہو اسطرح کہ معصیت کیے جاؤ یا معصیات کی مغفرت سے ناامید ہو جاؤ کیونکہ توبہ سے شرک تک معاف ہو جاتا ہے - وعن [illegible]
ابن مالک ان رسول اللہ صلعم قال اطلبوا الخیر دہرکم کلہ وتعرضوا النفحات ربکم فان للہ نفحات من رحمتہ یصیب بہا من یشاء من عبادہ واسئلوا
ان یستر عوراتکم ویؤمن روعاتکم - رواہ ابن عساکر وروی من وجہ آخر عن ابی ہریرۃ مرفوعا بمثلہ قلت وہذا المعنی ثبت مما فی الصحاح یعنی آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اپنے تمام دہر بھر بھلائی مانگا کرو اور اپنے رب کی نفحات کے سامنے پڑو سینہ کے بل کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کچھ نفحات [illegible]
اسکی رحمت کے جسکو اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے پہونچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مانگو کہ تمھارے پردہ چھپا دے اور تمھارے [illegible]
مطمئن کرے - بالجملہ کلام میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی خالق وموجد ومبدع ومعید اور وہی معبود ہے کسی دوسرے میں یہ صفات نہیں [illegible]
کوئی شخص کسی چیز کا خود مستقل خالق نہیں ہے پس مخلوق کے ہاتھ اسکی طرف محتاجی کے ساتھ اٹھے ہوئے ہیں اور مغفرت ورحمت اسکی
سے برستی ہے والحمد للہ رب العالمین ف — فی العرائس قولہ تعالیٰ وان اقم وجہک الخ اس مقام پر اشارہ [illegible]
ومعرفت ہے یعنی اپنے دل وجان سب سے ایک طرف متوجہ ہو اور وہ یہی صفات ہیں جو ہر مخلوق کی مجت سے پاک اور اللہ تعالیٰ [illegible]
راجع ہیں پھر مشاہدہ میں استقامت اختیار کر اور بدون کسی تصوری صورت یا خیالی گمان کے ہماری طرف متوجہ ہو گا [illegible]
دیکھے اور اُسی سے اس تک پہونچے اور نور ذات سے کمال کو پہونچے اور شان یہ ہے کہ اگر ایک ذرہ برابر [illegible]
سے لیکر تمام مخلوق فناء ہو جاوے رہتی ہماقال علیہ السلام حجابہ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ [illegible]
رواہ مسلم وقد روی الطبرانی باسناد جید ایضا - بالجملہ اشارت ہے کہ استقامت چاہیے کہ وصول الی الحق ہو [illegible]
التفات سے احتراز کے لیے تنبیہ فرمائی بقولہ ولا تکونن من المشرکین یعنی کسی حادث وغیر کی طرف التفات [illegible]

...مستقیم ہو یعنی معرفت ٹھیک کرا ور کسی غیر کی طرف التفات مت کر۔ اول عوام تو دنیاوی امور
...التفات ذاتی چیز ہی پھر خاص مومنین کو التفات بجانب نعمہائے آخرت وعلی ہذا درجہ بدرجہ مرسلین تک
...ادنی التفات ہو سکتا ہی اور شاید یہی معنی ہو قولہ علیہ السلام انہ لیغان علی قلبی الحدیث ولیکن اولیاء وصدیقین کو
...وہ آنحضرت صلعم سے مرفوع ہی پس شیخ نے جو اشارہ لکھا قولہ کسی غیر کی طرف التفات مت کر۔ تو غیر سے یہان اعتبارات
...کے مانند ہوگا۔ ورنہ عام تباہ کرے فافہم۔ پھر اپنی طرف جھکے رہنے اور غیر سے منھ موڑنے کی تاکید فرمائی لقولہ ولا تدع من دون اللہ
...الآیہ۔ سو یہین توکل کو خوب مفہوم کر کے ظاہر کر دیا کہ آسانی وسختی کے امتحان مین جو مغلوب ہو جاتا ہی وہ مراد سے محروم
...اللہ تعالی سے محجوب وغیر کے ساتھ ہو کر خراب ہوتا ہی پس وہ ظالم ہوا کہ اسنے ربوبیت ایسی جگہ رکھی جو عبودیت مین بھی پورا نہین
...شقیق بلخی رح نے کہا کہ مخلوق سے امید کرنے والا ظالم ہی کیونکہ ایسے سے نفع چاہا جو اپنی ذات کے نفع پر قادر نہین یا ضرر کا
...کیا جو اپنی ذات سے ضرر دور نہین کر سکتا پس جو اپنے ذاتی نفع وضرر پر قادر نہین وہ دوسرے کے لیے کہان سے درستی کر سکتا ہی
...نے صریح فرمایا لقولہ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو۔ اسمین خوب معرفت دیدی کہ کوئی ذرہ بدون ارادہ الٰہی
حرکت نہین کر سکتا اور ہر ایک بر مقادیر قضا وقدر جاری ہین اور ہر نفع وضرر بحکم قدیم ہی پس غیر کو درمیان سے دور کر دینا چاہیے
وعلی ہذا اگر حجاب ہو تو سوائے نور وصال کے دور نہین ہوگا اور اگر کشف جمال چاہے تو کوئی سبب وعلت حتی کہ اعمال تک
اسکے مانع نہین ہو سکتے کیونکہ یہ اسباب حادث ہین اور وہ بمشیت قدیم چنانچہ فرمایا یصیب بہ من یشاء من عبادہ الآیہ۔ ابن
عطا رح نے کہا کہ بندون کو خوف وامید مین اپنی ہی طرف راہ بتلائی کہ وہی ضار ونافع ہی اور دوسرے مین کچھ قدرت نہین
ہی۔ پھر اللہ تعالے نے اقامت حجت کے بعد بندون پر الزام ثابت کیا اور اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اقامت تبلیغ
وحی پر تسلی دیدی۔ لقولہ تعالے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ

تو کہہ اے لوگو حق آچکا تمکو تمہارے رب سے اب جو کوئی راہ پر آوے سو وہ راہ پاتا ہی اپنے بھلے کو

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۞ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ

اور جو کوئی بھولا پھرے سو بھولا پھریگا اپنے برے کو اور مین تمپر نہین ہوا مختار اور تو چل اسی پر جو حکم پہونچے تیری طرف

ع ۱۱ ۶ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۞

اور ثابت رہ جبتک فیصلہ کرے اللہ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہی

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ تو کہہ اے لوگو یعنی اے اہل مکہ۔ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ بے شک آگیا تمہارے پاس
تمہارے پروردگار سے حق یعنی رسول یا قرآن اور حجت قائم ہو گئی اب تمہارے لیے کوئی عذر لاعلمی وبے خبری وغیرہ کا باقی
...یا تمکو ... الآیہ ... پورا ہو گیا۔ فَمَنِ اهْتَدٰى پس جسنے ہدایت اختیار کی۔ یعنی ایمان کی راہ
...اختیار کی۔ فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ تو اسنے اپنے ہی واسطے ہدایت اختیار کی۔ کیونکہ نیک راہ کا نفع اسی کو
...کی رضامندی اسکو حاصل ہوئی جس سے وہ دائمی نعمت وفضل مین رہیگا۔ وَمَنْ ضَلَّ اور جو گمراہ ہوا

Marfat.com

یعنی اپنے کفر پر اڑا رہا اور رسول و قرآن کو نمانا تو اللہ تعالےٰ پاک پروردگار غنی ہی اسکو کچھ
کفر سے ضرر نہین ہی بلکہ جو گمراہ رہا - فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وہ اپنی ہی ذات پر گمراہ رہا کیونکہ
اُسی پر ہوگا - اللہ تعالےٰ ایسا پاک ذو الجلال ہی کہ تمام روے زمین کی مخلوق کافر ہو تو اسکی سلطنت
خود کیا مجال ہی کہ کوئی گمراہی کر سکے بدون اسکے حکم کے ایک ذرہ حرکت نہین کر سکتا پھر جو گمراہ ہوا اسکا وبال اُسی پر
عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ اور مین تمپر کچھ وکیل یعنے نگہبان نہین ہون یعنے حق پہونچانے والا ہون وہ پہونچا دیا اور تمپر نگہبان نہین
کہ تمہارے کفر کی مجھسے پرسش ہو بلکہ ہر ایک کی ہدایت و ضلالت کو اللہ تعالےٰ خوب جانتا اور اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہر
مسخر ہی - پھر حکم دیا بقولہ - وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ اور تو پیروی کر اُسکی جو تجھے وحی کیا گیا - یعنی خود اسکے موافق عمل کر اور
کو اللہ تعالےٰ کے احکام اوامر و نواہی پہونچاوے - وَاصْبِرْ اور صبر کر یعنے کافرون کو دین حق کی دعوت کرنے مین اُنکی
اذیت برداشت کرنے مین صبر کر حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ اُسوقت تک کہ اللہ تعالےٰ حکم فرما دے - اسمین اشارت ہی کہ اللہ
کا حکم کسی وقت مین آنے والا ہی اور مراد اس سے حکم جہاد ہی یا آنکہ اللہ تعالےٰ نصرت عطا فرما وے - وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ
خیر الحاکمین ہی اس لیے کہ اسکے حکم مین چوک جانے کا کچھ احتمال نہین ہو سکتا کیونکہ وہ ظاہر و باطن کو اور ماضی و حال و مستقبل
یکسان جانتا اور اسطرح جانتا ہی کہ ویسا جاننا کسی مخلوق سے ممکن نہین ہی - مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حکم منسوخ ہی اسطرح
کافرون پر جہاد کرنے و سختی کا حکم دیا اور یہی ابن عباسؓ کا قول ہی اور مترجم کہتا ہی کہ منسوخ کا لفظ یہان اصطلاحی معنی پر نہین
اور مراد یہ ہی جو شیخ مفسر رح نے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی صبر کیا اور کفار سے تحمل کیا یہان تک کہ اللہ تعالےٰ
نے حکم کیا کہ مشرکون سے قتال کرین اور سواے ایمان کے کچھ منظور نہ کرین اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے جزیہ قبول کرین ف
فی العرائس قولہ قل یا ایہا الناس آہ ظاہر تفسیر مین حق سے مراد قرآن ہی اور حقائق اشارات مین ظہور معرفت تجلی صفات
حق تعالےٰ ہی پس ہر لائق برکت کو اس تجلی سے برکت ملی جیسے ہر محروم سے پھر گئی اور قولہ فمن اہتدی الخ ظہور تجلی قِدم ہی جس
وہ عدم سے وجود حیات ابدی مین آیا ورنہ مردہ سے بدتر ہی یعنی جسنے معرفت الٰہی پائی جو بدون تعلیم رسول اللہ صلعم و اتباع
نبوت کے ممکن نہین ہی وہ بجانب حق راجع ہوا اور اُسی کو ملا جو کچھ ملا اور جو اس معرفت سے جاہل رہا وہ گمراہ اگرچہ اپنے زعم
مین نتیجۂ دنیاے ظاہر و اسکی لذت و غرور مین گرفتار ہو کر کیسا ہی حق پر سمجھتا ہو پھر شان کبریائی جل سلطانہ وہ پاک ہی کہ واں
و جہالت دونون کو کچھ مداخلت نہین و لیکن معرفت اپنے لیے ہی اور نہایت فوز عظیم ہی اور ایسے ہی جہالت و کفر بھی اُسی کا
اوپر ہی اور نہایت قبیح مذموم ہی - پھر بیان فرمایا کہ ہدایت و ضلالت کا متولی و قدرت والا کوئی نہین سواے حق تعالےٰ
بقولہ وما انا علیکم بوکیل - یعنی وکیل نہین کہ خواہ مخواہ تمکو ایمان پر لاؤن کیونکہ یہ میرے اختیار مین نہین ہی
کہ اگر نبوت و صفات کی وجہ سے تفاضل ہوتا تو ذات معلول ہوتی بلکہ جو کچھ ظاہر فرمایا وہ مخلوق ہی کے لیے ہو پس احسان
مخلوق کے لیے ہی کما قال تعالےٰ ان احسنتم احسنتم لانفسکم - اگر ہدایت دینا جاری کیا تو بھی مخلوق کے لیے ہو
فانما یہتدی لنفسہ الخ اور ایسے ہی اگر شکر جاری کیا تو مخلوق کے لیے بقولہ تعالےٰ ومن شکر فانما یشکر لنفسہ
خود مصرح کر دیا بقولہ وان اللہ لغنی عن العالمین - پس جب وہ مخلوق سے خواہ آدمی ہو یا جن

[illegible] ہی اور پھر ایک خیر و بھلائی اپنے کرنے والے کی ہوگی اور ہر شر و برائی اپنے کرنے والے
[illegible] نہین بلکہ کمانے والا ہی اور تمام امر بقضاء و قدر الٰہی ہی - پھر اپنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ مراد الٰہی
[illegible] کرے اور عبودیت مین مستقیم رہے اور بلاء و امتحان پر صابر رہے اور قضاء الٰہی پر راضی و شاکر رہے لقولہ و اتبع مایوحی
[illegible] لیے جو کچھ خطاب ازلی تیرے قلب مین نازل ہوکر تیری روح کو پاکیزہ کرتا ہی اسکی پیروی کر اور خوشبوے وصال پر سنبھلا رہنا
[illegible] مضطرب نہونا چاہیے کیونکہ امتحان رسالت کا وقت ہی یہان تک کہ اللہ تعالیٰ حجاب اُٹھا دینے کا حکم کرے جس سے عارفین و محبین و مشتاقین
دائمی بلاے حجاب سے چھوٹتے ہین وہی خیر الحاکمین ہی کہ اولیاء و اعداء مین تفریق فرمائیگا اور اہل سعادت و عرفان کو اہل شقاوت
و حرمان سے تمیز و علحدہ کریگا - سہل رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے مخلوق مین احکام جاری کیے اور مخلوق کو ان احکام کی اتباع
کی توت دی یہ اُسی کی قدرت و فضل ہی پھر صبر کرنا اتباع احکام الٰہی پر اور نفسانی تدبیر کو چھوڑنا یہی فی الحال نجات ہی رعونت
نفس سے اور انجام کار حیاء مخالفت سے واللہ تعالے اعلم - واضح ہو کہ کشاف و بیضاوی مین جو سورہ یونس پڑھنے پر ثواب
بعدد مومنین قوم یونس و کافرین کی حدیث مرفوع مذکور ہی اسکو ثعلبی و واحدی و ابن مردویہ نے ابی بن کعب سے روایت کیا
ولیکن وہ موضوع ہی جیسا کہ ابن الجوزی نے لکھا کذا قال السیوطی رح واللہ اعلم

سورۃ ھود مکیۃ وھی مائۃ وثلث وعشرون ایۃ

سورہ ہود مکیہ ہی اور وہ ایک سو بائیس [۱۲۲] یا تیئیس [۱۲۳] آیات ہین اور مفسر رح نے کہا کہ مکیہ ہی باستثناء اقم الصلوٰۃ الآیۃ - اور یا
باستثناء فلعلک تارک الآیۃ و اولئک یومنون بہ - مترجم کہتا ہی اسکی تفصیل یہ ہی کہ حسن و عکرمہ و عطاء و جابر و مجاہد و ابن زید
کے قول مین یہ سورت مکیہ ہی اور ابن عباس و قتادہ رح نے فرمایا کہ باستثناء قولہ و اقم الصلوٰۃ طرفی النہار الآیۃ - اور مقاتل رح
نے دونوں آیتون کو مستثنی کیا ہی جنکو ساتھ ذکر کیا گیا والحاصل ابن عباس کے نزدیک مدنی ایک آیۃ ہی اور مقاتل رحمہ اللہ کے
نزدیک وہ نہین اسکے سوا دو آیتین ہین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقرؤا ہود ا
یوم الجمعۃ رواہ الدارمی و ابو داؤد و البیہقی وغیرہم یعنے تم لوگ جمعہ کے دن سورہ ہود پڑھا کرو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
کہا یا رسول اللہ آپ پر بڑھاپے کی سپیدی جلدی دوڑی - فرمایا کہ شیبتنی ہود الخ یعنے مجھے ہود و الواقعہ و المرسلات و عم
یتساءلون و اذا الشمس کورت نے سپید کر دیا - اخرجہ الطبرانی و حسنہ الترمذی بعض علماء نے اس سورت کے سبب سے
[illegible] جلدی ہونے کی یہ وجہ بیان کی کہ اسمین احوال قیامت و بعث و حساب و جنت و دوزخ وغیرہ کا ذکر ہی واللہ اعلم بمراد
بڑھاپا ۱۲
رسولہ صلے اللہ علیہ وسلم -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا

کتاب ہی کہ جانچ لی ہین باتین اسکی پھر کھولی ہین | ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے | کہ نہ پوجو

إِلَّا اللَّهَ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ۝ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا

مگر اللہ کو میں تمکو اُسکی طرف سے ڈرسناتا اور خوشخبری پہونچاتا ہون اور یہ کہ گناہ بخشواؤ

إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ

اُسکی طرف کہ برتاوے تمکو اچھا برتاوا ایک وعدہ مقرر تک اور دیوے ہر زیادتی والے کو

وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ۝ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ

اور اگر تم پھر جاؤ گے تو ڈرتا ہون تمپر ایک بڑے دن کی مار سے اللہ کی طرف تمکو پھر جانا

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

الٓرٰ اللہ تعالے وہی دانا تر ہی کہ اس سے اُسکی کیا مراد ہی۔ كِتَابٌ اے ہذا کتاب یہ کتاب ہی أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ احکام کی گئی ہین آیات اُسکی یعنے اُسکی نظم بدیع اور بلیغ ایسی محکم ہی کہ معنے یا لفظ کی راہ سے کسی خلل کو طاری ہونے کی گنجایش نہین (ج) یا محکم یعنی فساد اور نسخ سے ممنوع ہی کیونکہ آیات سے اسی سورت کی آیتین مراد ہین جنمین سے کوئی منسوخ نہین ہین یا احکام بحج و دلائل مراد ہین یا یہ معنی ہین کہ۔ احکمت آیاتہ۔ اے جعلت حکمیۃ کیونکہ یہ آیات امہات حکم نظریہ و عملیہ پر مشتمل ہین (ق) ثُمَّ فُصِّلَتْ پھر بیان کی گئین یہ آیتین باحکام وقصص ومواعظ (ج) یعنی یہ فوائد عقائد و احکام و مواعظ و اخبار یا اُنکی تفصیل کے یہ معنی ہین کہ اُنکو سورت سورت کیا گیا اُتارنے مین نجم نجم کیا گیا یا ہر ضرورت کی تلخیص کردی گئی (ق) مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ از جانب حکیم خبیر یعنی اللہ تعالے (ج) یہ جملہ کتاب کے لیے دوسری صفت ہی یا دوسری خبر ہی یا احکمت یا فصلت کا صلہ ہی پس یہ اُسکے احکام اور تفصیل کی تقریر ہی باعتبار اُسکے ظہور امر اور اخفا کی اکمل وجہ پر بیان کیا (ق) أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ۔ اے بان لا تعبدوا الا اللہ۔ باین طور کہ مت پوجو مگر اللہ ہی کو (ج) وقیل لان لا تعبدوا۔ اور بعض نے کہا کہ ان مفسرہ ہی کیونکہ تفصیل آیات مین قول کے معنی ہین اور جائز ہی کہ کلام مبتدا ہو بغرض اغراء علی التوحید اور امر بہ بیزاری از عبادت غیر گویا کہا گیا کہ غیر کی عبادت چھوڑکر اللہ عز وجل کی عبادت پر لزوم اختیار کرو۔ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ بالثواب علی التوحید۔ بیشک مین تمھارے لیے اللہ تعالے کی طرف سے ڈر سنانے والا ہون عذاب الٰہی کا جو شرک پر جمے اور خوشخبری سنانے والا ہون ثواب الٰہی کی جو توحید پر ثابت رہی۔ ضمیر منہ راجع بحق سبحانہ تعالے ہی بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ کائن من جہۃ اللہ سبحانہ۔ ولیکن بظاہر یہ جید نہین کیونکہ صفت اپنے موصوف پر مقدم نہین ہوتی ہی تو نذیر کی صفت کیونکر ہوگا مگر کہنے والے کی مراد یہ معلوم ہوتی ہی کہ در اصل یہ صفت ہی اگر متاخر ہو ولیکن چونکہ متقدم واقع ہوا تو حال ہوگیا کما صرح بہ ابو البقا پس صواب یہ ہی کہ کائنا من جہۃ اللہ۔ تفسیر کیجاوے۔ بعض نے کہا کہ منہ کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہی یعنے مین تمھارے حق مین انذار کرنے والا ہون کتاب کی مخالفت کرنے سے اور بشارت دینے والا ہون جو اسکے موافق ایمان لاوے اور نیک عمل کرے۔ انذار کو مقدم کیا کیونکہ خوف دلانا امر اہم ہی جس سے انسان بد اعمال سے باز رہتا ہی۔ بعض نے کہا کہ یہ [illegible] کا کلام بمانند قولہ ویحذرکم اللہ نفسہ۔ کے ہی والاول اولے۔ وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ

...پھر اسکی طرف توبہ کرو پہلے استغفار کرنے پھر توبہ کرنے کو اس لیے فرمایا کہ استغفار سے لیے
اپنے رب سے اپنے گناہون کی پردہ پوشی یا انکا محو چاہیگا پھر پاک ہوکر اسی کی طرف رجوع لاویگا۔ بعض نے
...ہونے مین سے یہ بھی ہی کہ توبہ کرے۔ اور بعض نے کہا کہ استغفروا ربکم کے معنی یہ کہ اپنے رب سے
...پھر تم توبا کے معنی یہ کہ اخلاص کے ساتھ اسپر مستقیم رہو اور بعض نے کہا کہ استغفار کرو لگلے گناہون سے پھر توبہ
...آیندہ سے سرزد ہو جاوین۔ بعض نے کہا کہ استغفار کرو شرک سے پھر توحید پر ہوکر اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ۔ قرو رح
کہا کہ ثم یہان بمعنی واو ہی۔ بعض نے کہا کہ مغفرت ہی اصل مقصود ہی اور توبہ اسکے حصول کا سبب ہی پس جو آخر مین حاصل ہو
وہ طلب مین مقدم کیا۔ بعض نے کہا کہ استغفار کرو صغائر سے اور توبہ کرو کبائر سے والاول اولی۔ پھر جو کچھ اوپر ذکر فرمایا اسپر
باتین مرتب فرمائین اول یہ کہ **يُمَتِّعْكُم مَّتَاعًا حَسَنًا** امتاع در اصل اطالہ یعنی درازی دنیا چنانچہ دعا مین امتع اللہ بک
کہتے ہین تو معنی آیت کے یہ ہوے کہ اللہ تعالیٰ طول دیگا تمھارے نفع کو دنیا مین عمدہ پسندیدہ منافع سے کہ رزق مین فراخی و عیش
مین فراغت پاؤگے اور بعض نے کہا کہ قولہ یمتعکم متاعا حسنا۔ یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ مومن کو جو میسر آوے اسپر رضامندی کی اور جو مقادیر
پیش آوے اسپر صبر کی توفیق اس زندگی مین عطا کرے۔ بیضاوی رح نے کہا کہ قولہ یمتعکم متاعا حسنا۔ تم کو امن و راحت مین
زندہ رکھے **إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى** ایک مدت معلوم تک اور وہ تمھاری عمر مقدر کا آخر ہی۔ اور شاید تمتع الی اجل کے معنی
یہ ہون کہ تم کو عذاب استیصال سے ہلاک نہ کرے۔ رزق و اجل کو اگرچہ اعمال پر معلق کیا ولیکن وہ ہر ایک کی اضافت سے مقدر
ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی ہر بندہ کو کہ وہ ایسے اعمال مین مشغول ہوگا جو مثلاً اسکے ترقی عمر کا باعث ہونگے پس کوئی تغیر و
تبدل نہین ہوسکتا۔ واضح ہو کہ احادیث صحیحہ مین بھی اعمال پر مبنی تمتع پاکیزہ یا مزید عمر کا ذکر آیا مانند حدیث قدسی عبادی انما
ہی اعمالکم احصیہا الکم الحدیث اور نیک اعمال سے عمر بڑھ جانے کی احادیث پس آیات و احادیث متوافق ہین اور یہ صریح دلیل ہی
کہ نیکوکاری سے صلاح و فلاح دارین ہی۔ رہا یہ وہم کہ آیات و احادیث اسپر بھی متوافق ہین کہ امور مقدر ہین تو یہ بھی صحیح ہی چنانچہ
قولہ تعالیٰ ولو آمن اہل القری الآیۃ۔ وقولہ لاکلوا من فوقہم الآیۃ۔ وقولہ فلولا کانت قریۃ آمنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس الآیۃ
پس خلاصہ جواب جو بیضاوی رح نے دیا یہ ہی کہ علم الٰہی عز سلطانہ اپنی مخلوق کو محیط ہی اور جسطرح اسنے جس مخلوق کو پیدا کیا سب اپنی
قدرت و اختیار سے پیدا کیا ورنہ نعوذ باللہ لازم آتا ہی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے آگاہی نہ تھی کہ یہ کیا کریگی پس خلاف علم الٰہی واقع
نہین ہوسکتا اور استطاعت مین ہر ایک کے کان ناک آنکھ حواس دیدیے ہین کچھ ظلم نہین کیا اور رزق پاک و فراخ اور عمر دراز حسن
عمل پر منوط فرمائی ہی بحال خود منوط ہی پس جسنے ان اعمال کو اختیار کیا اسنے حصہ وافی پایا اور یہ وہی کریگا جسکے حق مین موافق علم الٰہی کے
یہ مقدر ہوچکا ہی اور جو ایسا نہ کریگا وہ محروم رہا اور یہ وہی ہوگا جو علم ازلی مین محروم رہا لہذا کوئی تغیر واقع نہین ہوسکتا۔ پھر
صحیح ہی کہ ہر عمل جو دنیا و آخرت دونون مین نیک نتیجہ دے وہی ہوگا جو بحکم الٰہی ہو ورنہ اگر کوئی قوم کسی ایسے افعال کو اختیار کرے
جو عقلی حسن و قبح کے موافق اچھے ہین مثلاً اسنے اپنے اخلاق مین سے یہ مقرر کیا کہ باہمی اتفاق رکھین اور قوم کو نفع پہونچاوین
اور شہرت دنیا کے کام کرین اور تمام لوگون کے لیے مدارس تعلیم باطنی جاری کرین اور ایک ساختہ تہذیب پر سب کو جمع کرین
...اپنی رائے کے موافق ٹھہرنے دین تو اس قوم کو دوسری اقوام پر جنھین یہ باتین نہون ترقی ہوگی ولیکن ان اعمال کا

Marfat.com

نتیجہ انکو دنیا مین بھرپور دیدیا جائیگا بمانند عروج سلطنت و مال و متاع دنیا ... جو محض فانی ہی پھر دار الآخرۃ باقی و اسکی لازوال نعمتون مین سے ایسی قوم کے لیے کچھ نہین ... جبکہ اپنی پیروی پر قائم ہون دونون جہان مین بہتری اُٹھاوینگے چنانچہ مزید فضل کیطرف تنفیس فرمائی وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ اور عطا کریگا ہر فضل والے کو اسکا فضل۔ یعنی جو کوئی دین حق کے واجبات پورے کرکے ... ہو اسکو اسکے اس واجب سے بڑھتی کی جزاء بھی دنیا و آخرت مین عطا فرماویگا۔ بیضاوی رح نے کہا کہ ... کو کہ اسکو دونون جہان مین بہتری ملیگی۔ بالجملہ جسکی نیکیان موافق حکم الٰہی پوری ہون اور بڑھتی اسپر اللہ تعالے فضل ... ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جسنے کوئی برائی کی اسپر ایک برائی لکھی جائیگی اور جسنے ایک نیکی کی اسکے واسطے ... نیکیان لکھی جائینگی پھر جو اسنے برائی کی تھی اگر اسکے عوض دنیا مین اس سے عقوبت لے لیگئی تو اسکی دسون نیکیان باقی اور اگر دنیا مین اس بدی کا بدلا اُس سے نہ لیا گیا تو آخرت مین دس سے ایک نیکی کم کردیجائیگی اور نو اسکے لیے باقی ... پھر ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ مراد ہلاک تو وہ ہوا کہ جسکی دہائیون پر اکائیان بڑھ گئین۔ رواہ ابن جریر۔ مترجم کہتا ... ابن مسعود رض نے احادیث صحیحہ کا خلاصہ اپنے قول سے بیان کردیا اور مضمون صحاح احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مین ... شیخ ابو العالیہ نے آیت کی تفسیر مین کہا کہ دنیا مین جسکی طاعات بہت ہون اسکی خوبیان و مرتبے جنت مین بڑھے ہوئے ہونگے ... کہتا ہی کہ ان بزرگون نے عمدہ باقی نتیجہ تفسیر مین بیان کردیا اور ظاہر سیاق ادبر سے یہ ہی کہ جو کوئی کتاب الٰہی و رسول اللہ کی پیروی ... اللہ تعالے عز وجل کی طاعت پر قائم ہو پس اگر اسنے فرائض و واجبات کے عمل پر اکتفا کیا تو اللہ تعم اسکو اسکی موت مقدر تک ... اچھی طرح تمتع فرماویگا اور اُمید قوی ہی کہ آخرت مین بخشش و جنت عطا فرماوے اور جسنے فرائض و واجبات پر نوافل و ... کی کثرت کی اور فضل حاصل کیا تو اسکو اسکا فضل بھی دنیا و آخرت مین عطا فرماویگا کیونکہ اللہ تعالے کی عظمت و کبریائی و ... انتہا نہین ہی یہ سچے بیان سے پوری ترغیب و بشارت فرمائی پس جو اب بھی نافرمان ہوا وہ بڑا بدبخت ہی لہذا منھ ... والے کو تہدید فرمائی۔ وَإِنْ تَوَلَّوْا تولوا۔ اور اگر تمنے منھ موڑا یعنی خالص اللہ تعالے کی عبادت کرنے سے اور اس ... توبہ کرنے سے تم نے منھ موڑا اور شرک و نافرمانی پر رہے۔ فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ تو مین خوف ... تمپر عذاب یوم کبیر کا۔ وہ یوم القیامۃ ہی اور اسکو کبیر اسلیے کہا کہ اسدن بڑے بڑے ہولناک وقائع پیش آوینگے اور بعض ... کہ کبیر کا لفظ صفت عذاب ہی یعنے عذاب کبیر اور اسکو جر بسبب جوار یوم کے ہی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر و شرک سے یہ ... نہین کہ خواہ مخواہ دنیا مین عقاب ہو اور ظاہر اصح یہ ہی کہ رسول کے موجود ہونے پر جو اسکو ایذا دین اور دنیا مین ... عذاب مین بھی پکڑے جاوینگے اور بعد رسول کے دنیاوی عقاب ضرور نہین ہی۔ بیضاوی رح نے کہا کہ بعض نے کہا کہ ... یوم کبیر سے سختیون کے ایام مراد ہین چنانچہ قریش کے لوگ اعراض کرنے سے قحط مین گرفتار ہوکر آخر مردار ... جبکہ آنحضرت صلعم نے بددعا فرمائی تھی کہ پروردگارا انکو ہفت سالہ قحط مین مانند قحط زمانہ یوسف کے گرفتار ... کہ عذاب سے بےخوف ہونے کی کوئی وجہ نہین ہی بقولہ۔ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ اللہ تعم ہی کیطرف تمہارا ... ہی۔ مرجع بمعنی رجوع۔ قال البیضاوی رح وہ شاذ از قیاس ہی۔ الحاصل جسنے پیدا کیا اسی کی ...

...الا اللہ ہر ہین تمکو سخت عذاب دینے پر قادر ہی پس منھ موڑنے اور اسکی عبادت و اس سے
اعراض کرنے سے باز رہو خصوص جبکہ طاعت اسکی موجب فلاح دارین ہی فـــــــی العرائس
بسم اللہ الرحمن الرحیم - الٓرٰ الف اشارہ جمیع ادامکات کا جو الوہیت کے لیے سوابق ازل مین جاری ہوئے
لوازمات عبودیت کا کہ جسکے احکام ازل مین اہل عبودیت پر واجب ہوئے - را اشارہ راحات مشاہدہ ذات و
صفات برلیے ارواح و اشباح ہی - قولہ کتاب احکمت آیاتہ - جو آیات و اخبار کتاب عزیز مین مقام ذات وصفات سے ہین حروث
سے پاک ہین کیونکہ اصل صفت قدیم ہین اور قدم مین کوئی تغیر و تبدل نہین ہی - قولہ ثم فصلت - یعنی بیان کی گئین یہ آیات واسطے
ارواح عارفین و قلوب شائقین کے کہ انکے مقامات و حقائق کیونکر ہین پس اہل مشاہدہ و مکاشفہ کے لیے یہ آیتین معرفت ذات
و صفات مین انکو پہچواتے ہین کہ احکام ربوبیت و عبودیت کیونکر ہین تاکہ وے لوگ ان آیات کے انوار شہود سے انوار حق کے شہود
مین حاضر ہون اور جان لین کہ جو احکام غیب جاری ہوتے ہین وہ تقدیری ہین - قولہ من لدن حکیم خبیر - یہ کلام ازلی محکم ہی اصطفائیت
...یان کا حکم لیے خبیر کی طرف سے ہی جو انکی استعداد سے آگاہ اور عبودیت کے ساتھ محبت سے قبول کرنے مین خبردار ہی - بعض نے
کہا کہ احکمت آیاتہ - یعنی عارفون کے دلون مین - ثم فصلت - یعنی عمل کرنے والون کے بدنون پر اسکے احکام عملی مفصل بیان ہوئے
بعض نے کہا کہ احکمت آیاتہ - یعنی بکرامات - ثم فصلت - یعنی بہ بینات - شیخ استاد رح نے کہا کہ احکمت آیاتہ - یعنی اسکی
آیتین تغیر و تبدل سے محفوظ کی گئین - ثم فصلت یعنی نعوت حق تعالے از جلال صمدیت وغیرہ اوصاف پاک اور لوازم عبودیت
کہ جو مخلوق پر لازم ہین - پھر ان اوصاف سے متصف کتاب نازل فرمانے کا سبب بیان کیا کہ بندے اپنے مولی ہی کے بندے
ہون کیونکہ مولی عزوجل و اسکے بندون مین حکم ربوبیت و عبودیت واجب اور محبت و اصل ہی لقولہ تعالی الا تعبدوا الا اللہ - یعنی
عبادت الٰہی مین جو اللہ تعم ہی کے واسطے ہی اسکی طرف اخلاص کرین اور کسی امر کی طرف التفات نہ کرین - قولہ اننی لکم منہ نذیر و بشیر
بیان فرمایا کہ رسول علیہ السلام عظائم قہر الٰہی سے ڈرانے والا اور لطائف وصال سے خوشخبری سنانے والا ہی - استاد رح نے کہا
کہ نذیر بایں معنی کہ اللہ تعالے سے فرقت کے عذاب مین پڑوگے اور بشیر بدوام وصال ہی - قلت قولہ تعم کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون
ثم لا یظہر الیہم الآیۃ مفید ہین کہ فرقت ہی مستوجب جملہ عذاب جہنم وغیرہ ہی - پھر حکم کیا کہ اسکے مشاہدہ کی طرف افتقار چاہین اور اسکے
وصل کی نوید بر مخبر سے جان فدا کرین اور اسکے طلب مین ملاحظہ غیر سے استغفار کرین اور اسکے قہر سے اسکے لطف کی طرف رجوع لاوین
یہ کہ حق او اپنے نفوس مع ہوا و ہوس سے بھاگ کر اللہ تعم کی مراد اور اسکے حکم کی متابعت پر مستقیم ہون قولہ وان استغفروا ربکم ثم توبوا
الیہ - ہر ایک کا استغفار جدا جدا ہی گنہگار تو جرم سے توبہ کرتے ہین اور متقی لوگ اپنی عبادت کو ناقص دیکھکر اسی سے استغفار کرتے ہین
اور عارف لوگ اپنے اسرار کے جرم سے استغفار کرین اور غیر کی طرف التفات نظر سے توبہ کرکے اسی کی طلب انوار مین رجوع لاوین
استغفار کو توبہ پر مقدم کیا اس لیے کہ استغفار تقدیس ہی اور توبہ تخلیص ہی استغفار تو لغزش سے ہوتا ہی اور توبہ غفلت سے ہوتی ہی
سہل بن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ استغفار کیا ہی فرمایا کہ پہلے فرمان قبول کرنے پر آمادہ ہونا پھر گڑگڑا کر جھک پڑنا پھر توبہ کرنا پھر استغفار
اور استغفار تو ظاہر سے ہی اور گڑگڑا کر جھکنا قلب سے ہی اور توبہ ہمیشہ مغفرت مانگنا اور اسی مین قصور سے استغفار ہی - بعض نے
کہا استغفروا ربکم یعنی ہر دعوی سے - اور - توبوا الیہ - یعنی مذموم خطرات سے - شیخ یوسف رح نے کہا کہ عوام کا استغفار اپنے گناہون سے

Marfat.com

ہی اور خواص کا استغفار اپنے افعال دیکھنے سے نہ دیدار [illegible]
[illegible] استغفار کرتے ہین یا یہ مراد ہی کہ افعال کو کچھ عمل کرنے والا دیکھکر [illegible]
[illegible] و [illegible] اعلم اور جو سب سے خاص لوگ ہین وہ سواے حق کے ہر چیز کے دیکھنے سے استغفار [illegible]
یہان [illegible] پہونچا تو ہمارے بعضے مصاحبون نے عارفین کے حقائق استغفار کو پوچھا تو مین نے [illegible] کہ عارفین [illegible]
[illegible] حق کے ساتھ انکا کوئی وجود ہوا در اس امر سے کہ معرفت مین اُسنے حضرت حق تعالی کی صفات کی حقیقت [illegible]
[illegible] عبادت بھی [illegible] تقصیر دیکھکر استغفار کرتے ہین اگرچہ ساحت قدم مین حدوث کو کوئی مجال نہین ہی اور اس [illegible]
ہین کہ مقام صحو مین شکر مین اُنسے دعوی انانیت سرزد ہوا اور اس امر سے کہ مشاہدۂ ربوبیت مین عین عبودیت کا [illegible]
ہین چنانچہ تو آنحضرت صلعم کے قول پاک کو نہین دیکھتا کہ فرمایا - انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ یعنی [illegible]
پر غلبہ لایا جاتا ہی اور مین دن مین اللہ تعم سے ستر مرتبہ استغفار کرتا ہون - آنحضرتؐ کے وجوہ استغفار کے مجملہ اس مقام پر [illegible]
[illegible] وجود کو دیکھنے سے اور مشاہدہ صرف وحدانیت مین مشاہدہ التباس دیکھنے سے اور دیدار اولیت کے بعد خطرہ [illegible]
[illegible] استغفار کرتے تھے - پھر حق تعم نے بیان فرمایا کہ بندے جب ماسواے حق سے مڑکر حق تعم ہی کیطرف رجوع لاوین تو وہ انکو لقاء و
[illegible] فرحت کا بدلا عمدہ عطا فرماویگا لقولہ تعم یمتعکم متاعا حسنا - سب سے زیادہ متاع خوب یہ ہی کہ ہمیشہ انوار مواجید و صفاے احوال مین [illegible]
[illegible] ذکر اور حلاوت فکر مین اور نزول حقائق کشف و لطائف معارف مین رہے اور رضوان الٰہی و مشاہدہ سے تمام فرحت [illegible]
پاکیزہ زندگی بسر کرے کقولہ تعالی فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ الآیۃ - اور کیا خوب کہا ہے ؎ منائی من الدنیا لقاءک مرۃ + فان نلتہا استوفیت کل
منائیا + میری تمنا دنیا مین سے ایکمرتبہ تیرا دیدار ہی اگر مل جاوے تو مجھے بھرپور میری مراد مل گئی - قولہ تعالی - ویؤت کل ذی فضل فضلہ
پس فضل مشاہدہ اسکو جسکو معرفت مین فضل ہی اور فضل وصال جسکو فضل شوق جمال ہی اور فضل کرامات جسکو فضل عبادات مین اور فضل
تحقیق جسکو فضل توفیق ہی اور فضل کفایت اسپر جسپر فضل عنایت ازلی ہی اور منجملہ فضل کے ہی کہ بندہ اگلے گناہون پر نادم ہوا اور [illegible]
لغزشوں سے استغفار و توبہ کرے اور دل سے خالق کیطرف رجوع لاوے - پھر جسکو یاد الٰہی کی توفیق ہی اسکو طمانینت قلب کا فضل
ملتا ہی اور خلق کو فراموش کرنے سے دیدار احسان حق کو دیکھتا ہی اور یہ بھی فضل ہی کہ نسیم وصال سے حیات مین موانست و لذت [illegible]
رہے - واسطی رح نے کہا کہ نزدیک یمتعکم متاعا حسنا - یعنی پاکیزگی نفس و وسعت رزق و دوام مقدر پر رضامندی - قلت قول حسن - اور سہل
نے کہا کہ وہ ترک کرنا مخلوق کو اور متوجہ ہوجانا خالق عز و جل کیطرف ہی - ابو الحسن الوراق رح نے کہا کہ وہ نصیب ہوجانا اچھے فقرا
عارفین کا ساتھ ہی جنید رح نے کہا کہ بندون کے لیے اس سے بہتر کچھ نہین کہ حقیقت سے لزوم پاوین اور اپنے سر باطن کو اللہ تعم کے
محفوظ رکھین حسین رح نے کہا کہ وہ رضامندی اس امر پر جو میسر آوے اور صبر اس امر پر جو مقدر پیش آوے - واسطی رح نے کہا [illegible]
وہ بندہ ہی جسکو استغفار و توبہ کے بعد یہ نصیب ہوا کہ دل سے اللہ تعم کیطرف جھکا رہے اور ہمیشہ خشوع کے ساتھ اپنے باطن [illegible]
[illegible] نصرآبادی رح نے کہا کہ جسنے فقط فضل پر نظر رکھی وہ فضل دینے والے کو دیکھنے سے ویسا ہی محروم رہجاتا ہی جیسے احسان [illegible]
دیکھنے سے غافل ہوتا ہی - بعض نے کہا کہ ہر فضل والے کو اسکا فضل ملنا یہ کہ قرب و درجات مین سے ہر ایک جسکا مستحق [illegible]
[illegible] نے کہا کہ جسکے لیے فضل مقدر ہوا وہ پیدا ہو کر اس فضل کو بفضل الٰہی پاویگا - ابو عثمان رح نے کہا کہ قولہ ویؤت کل ذی فضل [illegible]

Marfat.com

… مترجم کہتا ہو کہ بعض تفاسیر انمین سے مبنی بر احوال ہین اور ہر ایک … کو شامل و محتمل ہو کیونکہ لفظ عام ہو اور ہر ایک فضل کے لیے مراتب ہین واللہ اعلم۔

… صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ

… کرتے ہین اپنے سینے کہ پردہ کرین اُس سے سنتا ہو جس وقت اوڑھتے ہین اپنے کپڑے وہ جانتا ہو

مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

جو چھپاتے ہین اور جو کھولتے ہین وہ جاننے والا ہو جیون کی بات

… آیت کی شان نزول مین مفسرین کے اقوال ہین مفسر رح نے لکھا کہ نزول اسکا اس شخص کے حق مین ہو جو پیخانہ پیشاب پھرتے وقت جماع کرتے وقت حیا کرتا کہ فرج کا وصول بجانب آسمان ہو۔ کما رواہ البخاری عن ابن عباس رض یعنی ایسے وقت مین وہ اپنا سینہ موڑتا اور اپنے آپ کو کپڑون سے خوب ڈھانکتا کہ مخفی ہو۔ اور مفسر رح نے کہا کہ بعض قول مین اسکا نزول منافقون کے حق مین ہو قال فی الکمالین بعض منافقین تھے کہ جب آنحضرت صلعم حکم دیتے تو وہ اپنی پیٹھ موڑتا اور سر آگے ڈالتا اور منھ ڈھانپ لیتا تاکہ آنحضرت صلعم اسکو نہ دیکھین رواہ ابن جریر عن عبد اللہ بن شداد بن الهاد۔ **بیضاوی** رح نے کہا کہ اس قول مین نظر ہو کیونکہ آیت تو بالاتفاق مکیہ ہو اور نفاق کا پیدا ہونا مدینہ سے شروع ہوا اور کمالین مین اسکا جواب دیا کہ اخنس بن شریق حلیف بنی زہرہ مکہ مین منافق تھا۔ **ابن کثیر** رح نے بعد روایات بخاری از ابن عباس لکھا کہ حضرت ابن عباس رض سے دوسری روایت مین اس آیت کی تفسیر مین آیا کہ مراد اس سے شک کرنا اللہ تعالے کے وجود مین اور گناہ کا مرتکب ہونا۔ ایسا ہی مجاہد و حسن وجز ہم سے مروی ہو۔ **ابن کثیر** رح نے کہا کہ مقصود یہ کہ قول بد و عمل بد کے وقت سینہ موڑتے کہ اللہ تعم کو آگاہی نہو گی۔

مترجم کہتا ہو کہ اولی یہ ہو کہ آیت کریمہ اپنے ماسبق سے مربوط رکھی جائے جیسے بیضاوی رح وغیرہ نے کیا ہو اور جو اسباب نزول کو ہین وہ سب اس ربط ماسبق مین شامل ہین حاصل یہ کہ اللہ تعم نے اب آگاہ فرمایا کہ سابق مین جو انذار و بشارت مذکور ہوے وہ انمین کارگر نہین ہوے اور نہ انکے دل نرم ہوے بلکہ وے عناد و کفر پر مصر رہے اسیواسطے حرف تنبیہ سے تعجب کیواسطے مصدر فرمایا بقولہ۔ **اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ** الا حرف تنبیہ تاکہ ہر مومن عاقل اپنے خالق سے معرفت والا انکی جہالت سے متنبہ ہوکر تعجب کرے کہ کسقدر اپنے رب سے جاہل ہین۔ یثنون از ثنی یقال ثنیٰ صدرہ عن الشی جبکہ اس شے سے اپنا سینہ موڑ و منحرف کرے پس کنایہ ہو اعراض سے قال البیضاوی اے یثنونها عن الحق ویتحرفون … خبردار ہو کہ بے شک وے لوگ منحرف کرتے ہین اپنے سینے حق سے یعنی حق سے منحرف ہوتے ہین اور بعض نے کہا کہ ثنی بمعنی عطف ہو یعنی پیچ دینا یعنی اپنے سینون میں دیتے ہین اور اسکی تہ مین کفر و عداوت الرسول صلعم پیچ دیتے ہین اسطرح کہ یہ سب بداعمال انکے سینون مین چھپکر مخفی رہین جیسے کپڑے کی تہ مین چیز پوشیدہ رہتی ہو چنانچہ منافقین کہا کرتے کہ جب ہم نے اپنے دروازے بند کرلیے اور کپڑون سے اپنے کو لپیٹ کر ڈھانپ لیا اور محمد صلعم کی عداوت پر ہم نے اپنے سینے پیچ دیے تو ہم سے کون آگاہ ہوگا۔ **قال البیضاوی** رح … یہ ہین کہ پیچ دیتے ہین اپنے سینون کو کفر و عداوت الرسول صلعم پر۔ **قال البیضاوی** رح ایک قراءۃ مین یثنونی صدورهم … آیا ہو اور یہ انفوعل مبالغہ ہو یعنی اثنونی ثنونی سے ہو۔ واضح ہو کہ وجہ دوم اولی ہو یعنی پھر … کی …

سینون کو عطف کرتے ہین۔ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ تاکہ چھپا [illegible]
کرنے کو اسطرح عطف کرتے۔ پھر کلمہ تنبیہ کو مکرر کیا اسوقت کے بیان [illegible]
ثِيَابَهُمْ خبردار ہو جسوقت ڈھانکتے ہین اپنے کپڑے۔ ابن عباسؓ نے کہا [illegible]
ڈھانپتے ہین۔ بیضاوی رحمہ اللہ نے اسکو حقیقت پر محمول کیا یعنی خبردار ہو جبکہ [illegible]
ڈھانپتے ہین۔ اور بہ گذرا کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ مراد اس سے شک فی اللہ و عمل سیئات ہی [illegible]
جب کوئی معصیت کا قول کہتے یا فعل کرتے تو وے اپنے سینون کو پیچ دیتے اور گمان کرتے کہ اس سے ہم [illegible]
چھپا ڈالینگے۔ پس اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ خبردار جب وے تاریک رات مین اپنے آپ کو کپڑون سے ڈھانک لیتے [illegible]
مَا يُسِرُّونَ اللہ تعالے جانتا ہی جو وے پوشیدہ کرتے ہین یعنی اپنے دلون مین۔ وَمَا يُعْلِنُونَ اور جو علانیہ [illegible]
یعنی زبانون و منھون سے حاصل یہ کہ علم الٰہی تعالے انکے سر و علانیہ سب کو یکسان محیط ہی اسپر کوئی چیز مخفی نہین ہو سکتی
إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ وہ بے شک خوب جانتا ہی ذات الصدور کو۔ یعنی اسرار ذات الصدور کو یا دلون و انکے [illegible]
پس حاصل یہ ہی کہ کفار اپنے خالق کو پہچانین کہ وہ انکے پوشیدہ و علانیہ سے یکسان آگاہ ہی کوئی امر اس سے پوشیدہ نہین [illegible]
کفر وغیرہ پر اصرار نہ کرین اور علی ہذا جو کوئی منافق ہی اپنے نفاق کو کبھی مخفی نہین کر سکتا۔ اور اسی سے یہ احکام نکلے کہ بندہ [illegible]
اپنے خالق پاک عز و جل کے علم مین ہی وہ اسکو خوب دیکھتا و جانتا ہی پس جو امور اس نے مانند پاخانہ و پیشاب کے و جماع حلال
جائز کیے ہین انکو کرے اور اگر کسی طرح چاہے کہ مین پوشیدہ رکھون تو معرفت سے محض بعید ہی کیونکہ خالق عز و جل کے علم محیط [illegible]
خارج نہین ہو سکتا۔ فافہم و اللہ تعالے اعلم ف عرائس بن صرف قولہ تعالے یعلم ما یسرون و ما یعلنون۔ کے معانی شاملہ کے
اشارات مین لکھا کہ خطرات کو جانتا و علانیہ لطر کو جانتا ہی اسکے دیکھنے و جاننے مین دونون حال مین کچھ فرق نہین ہی۔ قلب کا ذکر
جانتا اور علانیہ اخبار غیب جانتا ہی۔ حالات اسرار کو اور علانیہ معاملات کو یکسان جانتا ہی اللہ تعالے نے قلوب صدیقین کو
انوار جلال سے پر تو دیا ہی لہذا خلائق کے دلون مین جو مضمر ہوتا و جو خطرات آتے ہین وے اپنے قلوب کے [illegible] سے جو
نور جلال ہی ایسا ہی دیکھتے ہین جیسے ظاہری آنکھ سے ظاہری امر کو دیکھتے ہین چنانچہ حق تعالے نے فرمایا فمن شرح اللہ صدرہ
للاسلام فہو علی نور من ربہ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اتقوا فراسۃ المومن الحدیث یعنی مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالی کے
نور سے دیکھتا ہی۔ فارس رح نے کہا کہ تم جو اپنے احوال پوشیدہ رکھو وہ ویسا ہی جانتا ہی جیسے علانیہ افعال کو کہ تم [illegible]
کرنے و ایجاد کرنے سے پہلے تم سے خوب آگاہ تھا۔ فارس رح نے کہا کہ حرکات تو جوارح بدن ہین اور مشاہدہ اسرار [illegible]
کہا کہ او تعالے خوب علیم ہی جو پوشیدہ کرین اخلاص سے اور جو علانیہ کرین عبادات سے۔ پھر اللہ تعالے عز و جل نے اپنے
محیط علم کو اور اپنی تمام مخلوق کی کفالت کو بیان فرمایا۔ بقولہ تعالے۔

تم الجزء الحادی عشر ویتلوہ الجزء الثانی عشر

Marfat.com

فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہمام نہایت
مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور
آخرین تکملہ زین الدین آفندی کامل چار
مجلد ضخیم جدید الطبع۔

ہدایہ۔ حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و
و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار
جلد کامل دو مجلدات مین بشرح ذیل۔

۱۔ جلدین اولین عبادات۔

۲۔ جلدین آخرین معاملات۔

فتاوائے عالمگیری۔ ہر چہار جلد کامل در مجلد

ہدایہ مع شرح الکفایہ۔ از سید جلال الدین
کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد
مین اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند
لکھے گئے ہین بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح۔

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب۔

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ۔ از امام
قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد
معروف متداول دو مجلد کامل۔

شرح وقایہ۔ از امام صدر الشریعۃ جلی قلم
مع کامل حاشیۂ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید
چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح۔

شرح وقایہ خرد۔ مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم۔

ذخیرۃ العقبی۔ حاشیۂ شرح وقایہ از یوسف
بن جنید چلپی متداول معروف۔

اشباہ والنظائر۔ مع شرح حموی معروف
مستند متداول۔

کنز الدقائق
مستخلص الحقائق [illegible]
مشہور متداول۔

عینی شرح کنز الدقائق [illegible]
جلد مستند معروف متداول دو مجلدین

(۱) جلدین اولین عبادات مین۔

(۲) جلدین آخرین معاملات مین۔

مختصر وقایہ محشی۔ از امام صدر الشریعۃ
درسی متداول۔

عمدۃ البضاعۃ۔ فی مسائل الرضاعۃ از
مولوی تراب علی مرحوم۔

قدوری محشی۔ تالیف امام ابو الحسن
درسی متداول۔

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق۔ ترجمۂ اخلاق جلالی۔

تہذیب النفوس۔ از سید فخر الدین حسین۔

باب دانش۔ مؤلفہ مولوی محمد کریم بخش۔

اوقات عزیزی۔ از سید غلام حیدر خان۔

ترجمۂ عوارف المعارف۔ کامل [illegible]
مین مترجمۂ مولانا ابو الحسن فرید آبادی
خزینۂ دانش۔ ہوشمندی کی تعلیم [illegible]
محمد کریم بخش۔

بستان تہذیب۔ جامع اخلاق [illegible]
مرتبۂ نواب حاجی [illegible]

بحر الحقیقت۔ اصلاح نفس [illegible]

انجیات۔ اخلاق [illegible]

Marfat.com

الکتاب والحکمة ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون

فی نشو لامع النور فیوض سبحانی مجموعہ معارف و حقائق ذخیرہ اسرار و دقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمعیل بن عمر
دمشقی و تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کا فائدہ کے ساتھ میں بہت سے فوائد القرآن کی رعایت کی گئی ہے

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

جامع المعقول والمنقول بحر الفنون الفرعیة والاصلیة قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد المعاندین حاوی الفضائل والفواضل عمدة الاجلة والاماثل
مولانا سید امیر علی صاحب مترجم فتاوی الہندیہ المعروف بہ عالمگیریہ و عین الہدایہ دام ظلہ العالی

بمطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپی

Marfat.com

Marfat.com

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ

[illegible] رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝

[illegible] پاؤن چلنے والا زمین پر [illegible] اسکی [illegible] اور جہان سونپا جاتا ہے سب موجود ہے کھلی کتاب مین

[illegible] ما من دابۃ علی الارض ہر جو چیز زمین پہ رینگے یا حرکت و سیر کرے پس چیونٹی وغیرہ حشرات الارض کو بھی [illegible] بیان مراد ہے اور عرف مین چار پایہ پر اور عرف خاص مین گھوڑے پر بولتے ہین۔ وہ مراد نہین ہے۔ ما نافیہ۔ اور [illegible] مین من زائدہ لغرض استغراق نفی ہے۔ علی اللہ مین کہا گیا کہ علی وجوب کے لیے اور کہا گیا کہ نہین وسیاق الکلام فیہ [illegible] کہا کہ گویا اس آیت سے یہ بیان مراد ہے کہ اللہ تعالے تمام معلومات سب کا عالم ہے جیسے مابعد مین تمام ممکنات [illegible] والا ہونے کا بیان ہے تاکہ توحید خوب محقق ہوجاوے۔ فرمایا۔ **وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ** اور نہین کوئی [illegible] **إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا** مگر آنکہ اللہ تعالے پر ہے اسکا رزق۔ یعنی اسکی غذا و معاش جو کچھ ہو وہ اللہ تعالے [illegible] اسنے تفضل و رحمت سے اسکا تکفل فرمالیا ہے۔ پس کوئی یہ وہم نہ کرے کہ او تعالے پر بھی یہ امر واجب ہے۔ بیضاوی [illegible] نے کہا کہ علی اللہ بحرف وجوب فقط اسواسطے فرمایا کہ جب اسنے تفضل و رحمت سے تکفل فرمایا تو ضرور ہر دابہ کو اسکا رزق پہونچیگا۔ اسلیے کہ مخلوق اس بارہ مین اسپر توکل کرین۔ اور کمالین مین کہا کہ یہ اگرچہ محض تفضل ہے لیکن جب اسنے یہ [illegible] کرلی کہ مخلوق پر تفضل فرماویگا تو اس تفضل کا مرجع واجب ہوا جیسے بندون کی نذر کرلینے کا حال ہے۔ امام رازی رح [illegible] کہ رزق تو اللہ تعالے پر بحسب وعدہ و فضل و احسان کے واجب ہے تو یہ بندون کی نذرون کے معنی مین نہوگا۔ بعض [illegible] اللہ تعالے پر کچھ واجب نہین ہے جیسا کہ ظاہر کلام بیضاوی رح ہے اور حاصل یہ ہے کہ وجوب یہان وجوب اختیاری ہے [illegible] پس رزق اسکی مشیت پر موکول ہے چاہے دے اور چاہے نہ دے۔ اور بعض نے کہا کہ علی اللہ بمعنی من اللہ [illegible] لکھا کہ جو رزق پہونچا وہ اللہ تعالے کی طرف سے ہے اور کبھی رزق نہین دیتا کہ وہ بھوک سے مرجاتا ہے [illegible] کہتا ہے کہ اللہ تعالے پر وجوب تعبدی کے معنی متصور ہی نہین ہین ولیکن اس [illegible] لازم نہین کہ وہ اپنی مخلوق [illegible] متکفل نہو کیونکہ اسکے سواے کوئی رازق و رزاق نہین ہے اور احادیث مین تصریح ہے کہ ہر ایک مخلوق کا رزق [illegible] کے اللہ تعالے مقدر فرماتا ہے ہان جیسے ابتداے آیت مین گذرا کہ باعتبار نیک و بد اعمال کے [illegible] فرق ہوتا ہے لہذا ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالے نے اس آیت مین خبر دی کہ تمام دواب [illegible] بری ہو یا بحری ہو ہر ایک کے ارزاق کا اللہ تعالے متکفل ہے۔ **وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا** [illegible] ہر دابہ کے مستقر و مستودع کو۔ یعنی کہان اسکا مستقر ہے کہ وہان تک زمین مین سیر کرے [illegible]۔ علی بن ابی طلحہ وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ مستقرہا یعنی زندگی مین [illegible] مدفون ہوگا۔ مجاہد رح سے روایت ہے کہ مستقر سے رحم کا محل قرار مراد ہے اور

مستودع سے صلب کا نطفہ مراد ہی اور یہی ضحاک و ابن عباس و ایک جماعت
سے موافق تفسیر ہوئی۔ الحاصل اللہ تعالے ہر دابہ کو رزق دیتا ہی جہاں کہین ہو بیشک
ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ جب تم مین سے کسی کی موت کسی زمین میں
پر اسکو کوئی ضرورت مجبور کریگی یہان تک کہ جب وہ انتہائے مقام پر پہونچ جائیگا تو وہان اسکی روح قبض
کے روز زمین عرض کریگی کہ یہ وہ ہی جو تو نے مجھے ودیعت سونپا تھا۔ رواہ الحاکم وصححہ۔ پھر اللہ تعالے نے آیت کو
كُلٌّ فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ہر ایک ان دواب مین سے اسکا پورا حال مذکور و مثبت ہی لوح محفوظ مین۔ یا علم الٰہی
مخلوقات کو محیط اور سب اسطرح اسکے علم مین مسخر و معلوم ہین جیسے فرمایا۔ وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم
ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ ثم الی ربہم یحشرون۔ اور دوسری آیت مین فرمایا۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو ویعلم ما فی
البحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ پس وہی اللہ تعالے
خالق رازق ہی جسکے علم مین اسطرح مخلوق کے ارزاق و مستقر و مستودع کا انضباط ہی جس سے تجاوز نہین ہو سکتا اور یہ
مشرکین اپنی جہالت سے رزق وغیرہ کو شرکا کی طرف سے سمجھتے اور خالق عزوجل سے کفر کرتے ہین ف۔ فی العرائس
قولہ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا۔ جمہور کو زبان توحید سے بلایا کہ متفرد ہوکر مقام رضا مین داخل ہون اور
عفا پر بیٹھین اور آئینہ قدر مین دیکھین کہ سالقہ ازل مین جو رزق ہر ایک کے مقدر ہوا انھین اسباب ظاہری سے
اسیقدر اسکو ضرور پہونچیگا پس اسکے اسرار مطمئن ہوجاوین اور معلوم کرلین کہ ہر دابۃ کا رزق بقدر اسکے حوصلہ کے مقدر
ہوا چنانچہ اشباح کیلیے رزق ظاہری ہی اور ارواح کے لیے رزق مشاہدہ ہی اور اسرار کے لیے رزق وصل ہی اور نفس کے لیے رزق
ہیبت اور عقل کے لیے رزق رغبت اور قلوب کے لیے رزق قرب ہی اور ملائکہ کے لیے رزق ذکر ہی اور جنون کے لیے رزق زجر و
خوف دلانا الٰہی
وعید ہی۔ رزق حیوان روح عنصری ہی۔ رزق حشرات خطرات تسبیح ہی۔ درندون کا رزق یہ کہ افعال درندگی کی تاریکی مین کود پڑین طیور کا
رزق یہ کہ فرح اور تہلیل کرین۔ انسان کا رزق جس سے وہ زندہ رہتا ہی قبض فعل و روح فعل و نور صفت ہی اور اسرار کا نور
لا الٰہ الا اللہ کہنا ۱۲
ذات ہی اور اللہ تعالے اپنے لطف سے مصارف جمیع کو افعال و صفات سے جانتا ہی اور فرمایا۔ ویعلم مستقرہا و مستودعہا مستقر الارواح
انوار ذات ہین اور مستقر القلوب انوار صفات ہین و مستقر العقول انوار افعال ہین اور مستودع العقول عبادات ہین اور مستودع الاسرار
مشاہدات ہین و مستودع الارواح مکاشفات ہین و مستقر الاشباح انکی آیات ہین اور مستودع انکا قبور مجاہدات ہین مستقر النفوس
جمع کشف یعنی کھولنا ۱۲
اور مستودع انکا اذکار ہین مستقر القلوب محبت اور مستودع انکا معرفت ہی مستقر الارواح توحید اور مستودع انکا فنا فی الموحد مستقر الکل
سب کا اصلاب عدم اور مستودع انکا انوار قدم ہی۔ روایت ہی کہ شیخ یوسف بن حسین نے اس آیت کو پڑھا اور کہا کہ
اس آیت سے تمام بندون کو اسی پر توکل و اعتماد بتلایا ولیکن گویا سبھون نے اس سے انکار کیا
پر جسکے وے درحقیقت مالک نہین ہین اعتماد کیا سوائے فقراء مہاجرین رضی اللہ عنہم کے کہ
متوکل ہوے پھر یہ برکت سچے فقراء صوفیہ مین جو انکے قدم بقدم چلے جاری رہے پس مخلوق
کیا اور اللہ تعالے پر توکل سے منکر ہوے اور اس فرقہ نے کسی سبب پر اعتماد سے ...

Marfat.com

[illegible] کہ جیسا کہ راستہ چلنا لوگوں پر سخت ہے۔ بعض نے کہا کہ مستقر یعنی ظاہر اسلام اور مستودع یعنی باطن ایمان یعنی بعض [illegible]
کہ مستقر یعنی مخلوق میں سے اور مستودع یعنی از حق تعالے۔ بعض نے کہا کہ مستقر طاعات میں اور مستودع احوال میں
کہا جاتا ہے کہ عابدون کا مستقر مساجد ہین اور عارفون کے مستقر مشاہد ہین۔ کہا جاتا ہے کہ نفوس مستودع التوفیق از حق تعالے
ہین اور قلوب مستودع التحقیق از جانب حق تعالے ہین۔ بعض نے کہا کہ قلوب مستودع معرفت ہین اور معرفت اسمین ودیعت
ہے اور ارواح مستودع محبت ہین پس محبت انہین ودیعت ہے۔ اسرار مستودع مشاہدات ہین پس مشاہدات اللہ تعالے کی
ودیعتین ہین۔ پھر اللہ تعالے نے اپنی خالقیت و وحدانیت وکمال قدرت وعجیب حکمت کو بیان فرمایا بقولہ

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ
اور وہی ہے جسنے بنائے آسمان اور زمین چھ دن مین اور تھا تخت اُسکا پانی پر

لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ
کہ تمکو آزماوے کون تم مین اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے کہ تم اُٹھوگے مرنیکے بعد

لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ○ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ
تو البتہ کافر کہنے لگین یہ کچھ نہین مگر جادو ہے صریح اور اگر ہم دیر لگاوین اُنسے عذاب کو

إِلٰى أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ
ایک مدت گنے تک تو کہنے لگین کیا روک رہا ہے اُسکو سنتا ہے جسدن آویگا اُنپر نہ پھیرا جاویگا اُنسے

ع ۸ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○
اور اُلٹ پڑیگا اُنپر جسپر ٹھٹھے کرتے تھے

اس آیت مین اللہ تعالے نے ہر چیز پر اپنی قدرت کا حال بیان فرمایا کہ وہ ہر چیز پر ابتدائی پیدائش مین قادر تھا تو انتہائی بعث مین بدرجۂ اولے قادر ہے اور تعلیم خلق کے لیے مخلوقات سماوی وارضی کو چھ روز مین پیدا کیا جنمین سے اول سنیچر اور آخر جمعہ ہے اور قبل اسکے اسکا عرش پانی پر تھا چنانچہ عمران بن حصین رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اقبلوا البشری یا بنی تمیم الحدیث۔ یعنی بنو تمیم اور اہل یمن آئے تھے پہلے آپ نے بنو تمیم سے کہا کہ اے [illegible] بشری قبول کرو۔ وے بولے کہ آپ نے بشارت دی تو کچھ دیجئے۔ آپ نے اہل یمن سے فرمایا کہ اے اہل یمن تم بشری قبول کرو۔ وے بولے کہ ہم نے قبول کیا اب آپ ہمکو اول الامر سے آگاہ فرمائیے کہ کیونکر تھا آپ نے فرمایا کہ ہر چیز سے پہلے اللہ تعالی تھا اور اسکا عرش پانی پر تھا اور لوح محفوظ مین [illegible] ہر چیز کا ذکر لکھا۔ عمران کہتے ہین کہ اتنے مین ایک نے آکر مجھسے کہا کہ تیرا ناقہ اپنے عقال سے کھل گیا ہے مین اسکی تلاش مین [illegible] پھر مجھے نہین معلوم کہ میرے پیچھے کیا ہوا۔ رواہ احمد اور یہ حدیث صحیحین مین الفاظ کثیرہ سے مروی ہے [illegible] مین ہے کہ [illegible] یمن نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اول الامر کو پوچھنے آئے ہین فرمایا کہ اللہ تعالے تھا اور اس سے [illegible] اور ایک روایت مین ہے کہ اسکے سوائے کچھ نہ تھا اور ایک روایت مین اسکے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور اسکا [illegible] اور اسنے ذکر مین [illegible] کتاب لوح محفوظ مین ہر چیز لکھی پھر آسمانون وزمین کو پیدا کیا۔ صحیح مسلم مین عبداللہ نے

Marfat.com

عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا- ان اللہ قدر مقادیر الخلائق [illegible]
سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالےٰ نے مقادیر خلائق کو مقدر کیا اور اسکا عرش پانی پر تھا- بخاری [illegible]
حدیث ابو ہریرہ رض کو روایت کیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا- انفق علیک الحدیث- یعنی تو خرچ کر تجھکو نفقہ دیا [illegible]
بھرا ہوا ہے اسکو نفقہ سحاء اللیل والنہار کچھ کم نہین کرتا اور کہا کہ بھلا تمکو معلوم ہو تو مجھے بتلاؤ جب سے آسمان [illegible]
جو کچھ نفقہ دیا بے شک اسکے یمین سے کچھ کم نہین ہوا اور اسکا عرش پانی پر تھا اسکے ہاتھ میزان ہے کہ پست و بلند فرماتا ہے
پانی پر ہونا قول مجاہد و وہب بن منبہ و ضمرہ و قتادہ و بہت سے علماء کا ہے- اور ربیع بن انس سے [illegible] کہ جب آسمان و زمین
پیدا کیا تو اس پانی کے دو حصے فرمائے ایک زیر عرش ہے اور ابن عباس نے فرمایا کہ عرش کا نام عرش اسکی اونچائی کے سبب
ہوا- محمد بن اسحاق نے اس آیت مین کہا کہ ایسا ہی تھا جیسے اللہ تعالےٰ نے خود بیان فرمایا کیونکہ سوائے پانی کے نہ تھا اور
عرش تھا اور عرش پر ذو الجلال والاکرام و عزت و سلطان و ملک و قدرت و حلم و علم و رحمت و نعمت تھی وہی جو چاہتا ہے کرتا ہے
ابن عباس سے سوال کیا گیا کہ عرش پانی پر تھا اور پانی کس چیز پر تھا تو کہا کہ ہوا کی پشت پر تھا- مترجم کہتا ہے کہ یہ سب شیخ ابن کثیر
نے ذکر کیا اور جب اسقدر معلوم ہو گیا تو اب تفسیر کی طرف رجوع کیا جاتا ہے فرمایا- **وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ** وہی پاک خالق ہے کہ جسنے پیدا کیا آسمانون و زمین کو چھ روز مین- مفسر رح نے کہا کہ اول
روز سنیچر تھا اور آخر اسکا روز جمعہ تھا- مدارک مین کہا کہ وہ چاہے ایک آن مین پیدا کرے پھر چھ روز مین پیدا کرنا مخلوق کو
تعلیم ہے کہ آہستگی کے ساتھ معرفت مین کمال حاصل کرنے کو نفس سے مصابرہ رکھین- واضح ہو کہ دوسری آیات مین خلق السموات
دو روز مین وعلیٰ ہذا زمین وغیرہ کا ذکر ہے پس یہان کلام اجمالی ہے اور تفصیل اسکی بنا بر دوسری آیات کے یہ کہ آسمانون دو روز
مین مع اسکے عجائبات کے اور زمین کو دو روز مین اور زمین کی مخلوقات مثل حیوانات و نباتات و اقوات و جمادات کو دو روز
مین پیدا کیا اور ایام سے یہان اوقات مراد ہین کذا ذکرہ بعضہم- مترجم کہتا ہے کہ حدیث صحیح مین سنیچر (الخ وغیرہ) و اتوار و دوشنبہ وغیرہ
کے ایام مین جمعہ تک ہر روز تفصیل پیدائش پہاڑ و درخت و دواب و نور و ظلمت کا ذکر ہے پس ساعات مراد لینے سے یہ جواب
ہو سکتا ہے کہ زمین کے اوپر جو مخلوق ہے وہ منجملہ چھ اوقات مین سے دو وقت مین پیدا ہوئی اور دو وقت کی تفصیل یہ ایام مین
فلیتامل فیہ- پھر واضح ہو کہ اصل اشکال اس مقام پر بعضون کو یہ پیش آیا کہ دن نام ہے طلوع آفتاب سے غروب تک اور یہ
کے ایام مین سنیچر سے جمعہ تک نام مقرر ہین پھر جب آسمانون و زمین کی پیدائش نہ تھی تو ایام کا وجود کیونکر ہوگا اور جب یہ نہ ہوا
تو تخصیص سنیچر وغیرہ کی بدرجہ اولے نہو گی اسیواسطے صاحب فتح البیان نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ مراد ایام سے آیت مین ایام
معروفہ ہین کہ اول روز سنیچر تھا اور آخر اسکا جمعہ تھا- پھر لکھا کہ یہ ٹھیک نہین اسواسطے کہ اسوقت زمین و آسمان [illegible]
مترجم کہتا ہے کہ یہ اس مؤلف کی سخت بیباکی ہے اسلئے کیونکر ایسی بات کو غیر مستقیم کہا جو حدیث صحیح سے ثابت [illegible]
حاشیہ جمل سے اسنے لیا چنانچہ جمل رح نے کہا ہے کہ اسمین سخت اشکال یہ ہے کہ سنیچر وغیرہ کوئی تعین [illegible]
موجود ہوا اور اس حال مین بالکل زمانہ نہین تھا پھر تفصیل ایام کے کیونکر ہوگی پھر ہر ایک دن کا [illegible]
یہ جواب کہ مراد ایام سے بقدر چھ روز کا وقت ہے اس سے یہ اشکال دفع نہین ہوتا الا اس [illegible]

Marfat.com

[illegible] دفع ہوا کہ اتنے زمانہ کی مقدار مراد ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ منشأ اس اشکال کا فلسفی خیال کا دماغ میں سوخ
[illegible] میں اسکی تفصیل کرکے اشکال دفع کرتا ہوں بحول اللہ تعالیٰ وتوفیقہ۔ واضح ہو کہ زمانہ فلاسفہ خیال پر حرکت فلک
کا نام ہے۔ اور شرع اسکی مثبت نہیں پس یہ محض اختراع عقلی ہے ہاں علم الٰہی غیر متغیر وغیر حادث ہے تو علم اسکا وجود زمانہ
و ہر ایک کے تعیین نام بنام میں قدیم سے یکساں ہے اور وجود بالفعل ان مخلوقات کے واسطے ضرور ہے جنمیں حدوث وحس
لہٰذا علم الٰہی میں وجود انکا وتعیین بدون قیاس حادث وغیرہ کے یکساں موجود تھا اور کوئی اشکال نہیں ہے پس جو آیات
میں آیا صحیح ہے کہ آسمانوں وزمین کو چھ روز میں پیدا کیا۔ حدیث میں آیا کہ اول سنیچر و آخر جمعہ ہے۔ وَّكَانَ عَرْشُهٗ
عَلَى الْمَآءِ اور تھا عرش اسکا پانی پر۔ سابق میں ذکر ہوا کہ عرش کی حقیقت معلوم نہیں ولیکن جو صورت خیال وعقل میں
ایسی آوے کہ مخلوق سے خالق کی مشابہت لازم آوے وہ قطعاً خیال باطل ہے لقولہ لیس کمثلہ شئی۔ لہٰذا یہ تو صریح باطل ہے
کہ عرش اللہ تعالیٰ کا اُٹھانے والا ہے ہاں بلاکیفیت وبدون تشبیہ کے ایمان لانا فرض اور یہی اہل السنۃ کا قول ہے [illegible]
واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسمیں اول مخلوق کا ذکر نہیں کیا پس بعض احادیث جو اول مخلوق کے بارہ میں ثابت ہوئی ہیں وہ
حقیقۃً یا اضافۃً صحیح ہیں ہاں آیت میں اسقدر بیان ہے کہ آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے پانی تھا اور یہ ظاہر ہے اور
قولہ وجعلنا من الماء کل شئی حی۔ کے معنی بیان سے خوب مرتبط ہیں۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ [illegible]
تغیر نہیں جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب ہے۔ ابو رزین العقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ خلق
پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا فرمایا۔ کان فی عماء ما فوقہ ہواء وما تحتہ ہواء وخلق عرشہ علی الماء۔ یعنی عماء میں تھا
جسکے اوپر ہوا و نیچے ہوا تھی اور اپنا عرش پانی پر پیدا کیا۔ رواہ الترمذی وحسنہ اور امام احمد نے کہا کہ عماء سے مراد یہ ہے کہ
ساتھ میں کچھ نہ تھا۔ بیہقی نے کہا کہ معنی اسکے یہ کہ کوئی چیز ثابت نہ تھی کیونکہ وہ خلق سے عمی تھا۔ ازہری رح وغیرہ نے کہا
کہ ہم لوگ بلاکیفیت وصفت خیال کرنے کے اسپر ایمان لاتے ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ جملہ احادیث صعود ونزول واستواء وغیرہ
میں اہل السنۃ سلف صالحین وائمہ فقہاء وعلماء ربانیین کا یہی قول ہے کیونکہ شان الٰہی عزوجل بقول معروف ۔ اے برتر
از خیال وقیاس وگمان ووہم ٭ وز ہرچہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم ٭ ہر فرد مخلوق کے قیاس وگمان وعقل وغیرہ سے
اعلیٰ ہے لہٰذا ایمان بلاکیفیت وصفت فرض ہے اور اس سے کوئی تشبیہ یا جسمیت وغیرہ کا شبہ [illegible] ہوتا اور متاخرین
نے جو اسمیں تاویلیں کیں یہ طریقہ بہت ضعیف وخلاف سلف بلکہ کمال خلجان پیدا کرنے والا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سب
کمال حکمت بالغہ سے پیدا فرمایا چنانچہ کہا۔ وما خلقنا السماء والارض وما بینہما باطلاً ذلک ظن الذین کفروا الآیۃ۔ فرمایا۔ افحسبتم
انما خلقناکم عبثاً اور مدح فرمائی۔ ربنا ما خلقت ہذا باطلاً سبحانک فقنا عذاب النار۔ بلکہ منجملہ حکمتوں کے ایک ہم کو صریح
بتلایا کہ یہ مخلوق واسطے نفع ان بندوں کے ہے جنکو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا کہ توحید کریں وشرک نہ کریں کما قال تعالیٰ
وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور بیان فرمایا۔ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا اسے خلق لیبلوکم۔ یعنی یہ سب
اسواسطے پیدا کیا کہ تم کو امتحان میں ڈالے کہ کون تم سے احسن ہے از راہ عمل کے۔ بیضاوی رح نے کہا کہ پیدا کیا مانند ایسے
[illegible] کہ امتحانی معاملہ کرنا چاہیے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو کیونکہ یہ سب اسباب ومواد تمہارے وجود ومعاش وضرور [illegible]

Marfat.com

اعمال ہیں اور دلائل و آیات ہیں جن سے اپنے خالق پر استدلال و دنیا کے فنا ہونے
کا اعتقاد حاصل کرو خصوص جبکہ وحی الٰہی سے ہدایت کی گئی کیونکہ حادث کیسے ہی کامل ہو حدوث کے
نقص ہی قدیم عز وجل تک خود عقلی رسائی میں عاجز ہی باسیواسطے بحکم قولہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا
وکتاب کے مواخذہ مرتفع فرمایا۔ اور یہ درحقیقت فضل و کرم ہی اگر کہا جاوے کہ استفہام کا تعلق علم سے
ٹھیک ہوتا ہی تو بیضاوی رحمہ نے جواب دیا کہ فعل ابتلاء و بلوی کی تعلیق اس سبب سے جائز ہی کہ اسمیں علم کے معنی ہیں
کہ مانند نظر کرنے و استماع کے وہ طریقہ بجانب علم ہی۔ اور احسن عمل میں صیغہ اسم تفضیل و اختیار شامل بجملہ فرق مکلفین کو
حسن و قبح کے اس فائدہ کے لیے ذکر فرمایا کہ سب سے عمدہ اعمال پر آمادہ ہوں اور اختیار کریں اور ہمیشہ مراتب علم
ترقی کریں اور عمل سے عام عمل مراد ہی جو فعل قلب و جوارح سب کو شامل ہی ایسی ہی حدیث میں آیا کہ ایکم احسن عقلا واورع
محارم اللہ واسرع فی طاعۃ اللہ۔ اور آیت میں قصہ موسی علیہ السلام میں فرمایا۔ وامر قومک یاخذوا باحسنھا الآیۃ۔ اور معنی
کون تم میں سے ازراہ علم و عمل کے اکمل ہی۔ پھر کفار پر تشنیع کی کہ انکو اس خلق و نظام محکم سے کوئی پند و نصیحت حاصل نہوئی بلکہ
جہالت سے تنبیہ و تصریح پر بھی منکر ہوئے چنانچہ فرمایا۔ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لام
موطیۃ القسم ہی اور کلام میں شرط و قسم کا اجتماع ہوا اور قاعدہ یہ ہی کہ پچھلے کا جواب حذف اور اگلے کا جواب ذکر کیا جاوے پس
قولہ لیقولن جواب قسم ہی اور شرط کا جواب محذوف ہی اور ایسا ہی قولہ ولئن اخرنا۔ اور۔ لئن اذقنا الانسان اور لئن اذقناہ۔
چاروں مواضع میں ہی۔ پھر واضح ہو کہ ابتلاء و امتحان متضمن جزاء و سزاء تھا جو بعث و حشر کو مقتضی ہی اور وہ مثل ابتدائی تخلیق کے
بدرجہ اولی قدرت الٰہی میں شامل اور خود دنیا میں فناء اعادہ ہوتا ہی تو کفار کی جہالت بیان فرمائی یعنی اور اگر اے محمد تو کافروں
سے کہے کہ تم بے شک مبعوث ہو بعد موت کے۔ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ تو کہتے ہیں
وے لوگ جو کافر ہوئے ہیں کہ بے شک یہ کھلا جادو ہی۔ یعنی جیسے جادو امر باطل ہی اگرچہ بتاثیر الٰہی موثر ہو ویسے ہی یہ قول
باطل ہی۔ اور احتمال ہی کہ کفار نے اس قول کو کلام معجز نظام قرآن سے سنا اور متحیر ہوئے کہ یہ کلام معجز تو امکان بشر سے خارج
ہی ولیکن بعث بعد الموت انکے اعتقاد میں کسی طرح ٹھیک نہ تھا پس تحیر میں کلام مجید کے جواب میں یہ خدعہ کیا کہ یہ تو جادو ہی اسلئے
اسمیں جو بات مذکور ہی اسی قبیل سے ہی کہ کفار مسحور ہوں۔ اور ایک قراءۃ میں ساحر ہی تو آنحضرت صلعم کو بلحاظ قرآن کے
ساحر کہتے تھے۔ پھر یہ کمال جہل تھا کہ عذاب موعود الٰہی کو یقین کرنے کے لیے مانگتے تھے حالانکہ بعد حلول کے ایمان کے کوئی
معنی نہیں ہیں سوائے عذاب کے لہذا فرمایا۔ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اور اگر ہم نے تاخیر کر دیا انسے عذاب یعنی
جسکو جلدی مانگتے تھے کہ سچے ہو تو لاؤ یا وہ عذاب جو قولہ اخاف علیکم عذاب یوم کبیر۔ میں مذکور ہی اور بعض نے کہا کہ عذاب
دنیاوی مانند روز بدر وغیرہ کے۔ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ ایسے طائفۃ من الایام معدودۃ قلیلۃ۔ ایک تھوڑے ایام تک
یعنے اگر چند روز تک ہم نے انپر سے عذاب میں تاخیر کی۔ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ تو کہتے ہیں کہ عذاب کو کون چیز روکتی ہی
یعنے سچے ہو تو کیوں نہیں وہ عذاب نازل ہوتا ہی۔ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ خبردار ہو کہ جس روز
انپر آ نازل ہوگا عذاب مانند یوم بدر کے دنیا میں و مانند روز موت کے کہ متصل بتوالی عذاب آخرت ہی وہ نہیں پھیرا جاویگا

میں تاخیر سے یہ ہوگا کہ عذاب موعود کا روز اُنسے دفع ہو جاوے بلکہ- **وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُوْنَ**
ور گھیر لیگا اُنکو وہ جسکے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے- یعنی جسکو جلدی مانگتے تھے پس بجائے یستعجلون کے یستہزءون- اس لیے فرمایا
کہ انکا استعجال بطور استہزاء تھا اور وے شک پر مجبول ہوئے تھے- حَاقَ بصیغہ ماضی بھی اسی دلالت کے لیے ہے کہ ہوشیار رہو
کہ گویا اسنے تمکو گھیر لیا کیونکہ علم الٰہی پر خبر قطعی ہے پس یہ تہدید شدید ہے ف — قولہ الی امۃ معدودۃ- اسے الی اجل معدود ام
محصور- ایک مدت معدودہ اور انتہاء محصور تک- پس امت کا استعمال بیان مدت یا انتہاء معلوم پر ہوا- شیخ ابن کثیر رح نے
افادہ فرمایا کہ امت کا لفظ قرآن و حدیث میں معانی متعددہ کے لیے مستعمل ہوتا ہے چنانچہ ایک بمعنی انتہائے مدت معلوم جیسے اس
آیت میں اور قولہ وقال الذی نجا منہما وادکر بعد امۃ الآیۃ میں یعنی بعد مدت کے اسنے یاد کیا- دوم بمعنی امام پیشوا مانند قولہ ان ابراہیم
کان امۃ قانتا للہ حنیفا- سوم بمعنی ملت و دین کقولہ قالوا انا وجدنا اباءنا علی امۃ اسے علی ملۃ و دین- چہارم بمعنی جماعت کقولہ ولما ورد
ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس یسقون- وقولہ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا- وقولہ ولکل امۃ رسول الآیۃ- یہان اُمت سے ہر وہ
جماعت مراد ہے جنمین رسول مبعوث ہوا خواہ وے مومن ہوے یا کافر رہے ہوں- کما فی صحیح مسلم والذی نفسی بیدہ لا یسمع بی احد
من ہذہ الامۃ یہودی ولا نصرانی ثم لا یومن بی الا دخل النار- یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت
مین میری جان ہے کہ نہین سنیگا میرے مبعوث ہونے کو اس امت مین سے کوئی خواہ یہودی ہو یا نصرانی ہو پھر مجھپر ایمان
نہ لاویگا تو ضرور آگ مین ڈالا جائیگا- پنجم امت وہ خاص لوگ جو رسول پر ایمان لائے اور اتباع کی کقولہ تعالے کنتم خیر امۃ اخرجت
للناس الآیۃ وفی الصحیح فاقول امتی امتی- اور حدیث صحیح ابن حبان وغیرہ مین آنحضرت صلعم کا اپنی امت کے لیے غمگین ہونا اور
جبرئیل ؑ کا بحکم الٰہی عز وجل آکر پوچھنا اور آپ کا عرض کرنا یارب امتی امتی- پھر بشارت الٰہی کہ اے محمد ہم تمکو تمھاری امت کیطرف
سے غمگین نہ کرینگے- اور امت کا لفظ اسمین سے ایک فرقہ پر بھی بولا جاتا ہے کقولہ تعالے ومن قوم موسی امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون
وکقولہ من اہل الکتاب امۃ قائمۃ الآیۃ- ہذا ما افادہ الحافظ رح فائدہ ثانیہ آنکہ قولہ الا یوم یاتیہم لیس مصروفا عنہم- مین یوم کو نصب
بسبب خبر لیس کے ہے درحالیکہ خبر اسپر مقدم ہے اور یہ دلیل بصریون کی ہے کہ تقدیم خبر کا اسپر جواز ہے کیونکہ معمول تابع عامل ہے پس وہین
واقع ہوگا جہان اسکا متبوع واقع ہو ورنہ اصل پر فرع کی تقدیم لازم آویگی- اسکا جواب دیا گیا کہ یہان معمول ظرف ہے اور اسمین وہ بات
جائز ہوتی ہے جو اور مین نہیں جائز ہوتی ہے کیونکہ ظرف مین توسع و تسامح ہے اور یون بھی جواب دیا گیا کہ کبھی معمول مقدم
ہوتا ہے جہان تقدم عامل کو مجال نہیں- مانند قولہ تعالے فاما الیتیم فلا تقہر واما السائل فلا تنہر- باوجودیکہ یتیم
وسائل ہر دو منصوب بفعلین مجزومین ہین کہ دونون لا ناہیہ پر مقدم ہوے باوجودیکہ تقدم فعلین کا اسپر ممتنع ہے- ابو حیان نحوی نے
کہا کہ مین نے دواوین عرب کو تتبع کیا مگر مجھے لیس کی خبر اسپر مقدم نہ ملی اور نہ مین نے اسکے معمول کو اسپر مقدم پایا مگر ہان اس آیت
کے ظاہر سے یہ بات ملی اور ایک شاعر کے قول مین بھی جسنے کہا ہے فیابی فما یزداد الا لجاجۃ + وکنت ابیا فی الخنا لست اقدم
مترجم کہتا ہے کہ زبان عرب کے لیے کلام مجید اصل ہے لہذا بیضاوی رح وکشاف رح نے کہا کہ یوم منصوب بخبر لیس اسپر
مقدم ہے اور یہ دلیل ہے کہ خبر لیس کا اسپر مقدم ہونا جائز ہے کیونکہ جب معمول خبر لیس کا اسپر مقدم ہونا جائز ہوا تو یہ دلیل اسکے خبر کے مقدم
ہونے پر ہوئی اسواسطے کہ معمول تابع عامل ہے پس وہین واقع ہوگا جہان عامل واقع ہوا انتہی کلام الکشاف- ولیکن اسمین وہی

Marfat.com

اعتراض ہو سکتا ہی کہ ظرف کے باب مین توسع و مسامحہ کیا جاتا ہی پس معمول ظرف کی تقدیم

پھر اللہ عزوجل نے انسان کا تابع ملون ہونا و بے ثبات ہونا فرمایا

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝

اور اگر ہم چکھادین آدمی کو اپنی طرف سے مہر پھر وہ چھین لین اُس سے تو وہ ناامید ناشکرا

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ

چکھادین اُسکو انعام بعد تکلیف کے جو پہونچی اُسکو تو کہنے لگے گئین برائیان مجھسے تو وہ خوشیان کرنے

فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

بڑائیان کرتا مگر جو لوگ ثابت ہین اور کرتے ہین نیکیان اُنکو بخشش ہو

وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

اور ثواب بڑا

ابن کثیر رح نے کہا کہ آیت مین اللہ تعالے نے انسان کی صفات ذمیمہ کی خبر دی سوائے ایسے بندون کے جنپر اللہ تعالے نے رحم فر اور وے مومنین ہین چنانچہ فرمایا۔ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً انسان سے مراد جنس انسان ہی جو کافر و مومن سب کو شامل ہی بدلیل استثنار قولہ الا الذین صبروا۔ یعنی مومنین کو استثنار کیا ولیکن مفسر رح نے الا بمعنی لکن لیا ہی پس موافق اس قول سے ہی کہ انسان سے جنس کفار مراد ہین بتائید آنکہ یاس و کفران و اترانا و فخر کرنا اوصاف اہل کفر ہین اسیواسطے حدیث صحیح مین فرمایا کہ میری امت سے فخر و طعن نسب یہ دونون کفر کی باتین لگی رہینگی۔ اور جنس کفار مراد لینا منافی اسکی نہین جو مروی ہی کہ مراد انسان سے ولید بن المغیرة یا عبداللہ بن امیہ مخزومی ہی کیونکہ سبب نزول مین وہ بدرجہ اولی داخل ہی۔ المعنی اور جب چکھائی ہم نے انسان کو اپنی طرف سے رحمت یعنی نعمت و وسعت رزق و صحت و سلامتی از محنت وغیرہ۔ ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ پھر ہم نے اس رحمت کو اس سے کھینچ لیا اور الگ کر دیا۔ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ بے شک وہ نہایت ناامید از رحمت۔ كَفُوْرٌ نہایت کفران والا ہی اور سخت منکر ہی۔ واضح ہو کہ نزعنا ہا منہ۔ مین نزع سے اشارہ ہی کہ وہ اس مال و دولت پر نہایت چپٹا ہوا حریص تھا کہ اس سے نزع کیا گیا۔ اور یؤس و کفور۔ ہر دو صیغہ مبالغہ مین دلالت ہی کہ انسان سے بعض نعمت سلب ہونے پر وہ بہت آ مایوس و سخت کفران والا ہو جاتا ہی پھر اسکو عود کی امید نہین رہتی اور گذشتہ کا شکر نہین کرتا۔ وفی الحدیث نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ اور جب ہم نے اسکو چکھائی نعمت بعد مضرت کے جیسے فراخی کے بعد تونگری اور بیماری کے بعد صحت وغیرہ۔ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ تو کہتا ہی کہ مجھسے سیات جاتی رہین یعنی جو مجھے ناگواری و اساءت دیتی تھین وہ جاتی رہین یعنے شکر الٰہی و اسکے مقدرات پر نظر نہین کرتا بلکہ اترا کر مطمئن ہو جاتا ہی۔ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ بے شک آدمی اترانے والا فخر کرنے والا ہی۔ نعماء وہ انعام جسکا اثر انعام والے پر ظاہر ہو اور ضراء [illegible] مبتلا ہی سو واضح ہو کہ نعماء کو اللہ تعالے نے اذقناہ کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا اور ضراء مسته مین [illegible] الرازی اسمین مفسرین نے یہ نکتہ بیان کیا کہ نعمت کا صدور اللہ تعالے سے اسکا فضل و انعام مقررہ [illegible]

… فضل الٰہی داخل ہوگا اور کہا کہ میں بھی اپنے اعمال سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ
… اور شر کا صدور بندہ کی کمائی ہے کیونکہ غالباً وہ معاصی سے اسکا اپنی طرف کھینچتا ہے لقولہ تعالیٰ
… فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا کہ قل کل من عند اللہ فما لہؤلاء
القوم لا یکادون یفقہون حدیثا۔ تو جواب یہ ہے کہ بے شک ایجاد و خلق اسی کی طرف سے ہے فرق اتنا کہ نیکوئی تو احسان و امتحان ہے
و معصیت مجازات و انتقام ہے و فی الصحیح عبادی انما ہی اعمالکم احصیہا علیکم الحدیث۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کو جنمیں یہ
صفات ذمیمہ نہیں ہیں بیان فرمایا لقولہ تعالیٰ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا فراء رح نے کہا کہ استثناء متصل ہے کیونکہ الانسان
سے جنس مراد ہے اور اخفش نے کہا کہ منقطع بمعنی لکن ہے اور یہی مفسر رح نے اختیار کیا یعنی لیکن وے بندے انسان جنہوں نے صبر
کیا یعنی سختی کے وقت صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہوئے اور نعمت کے وقت امتحان پر صبر و شکر کیا۔ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ اور ہر حال میں صالحات اعمال کیے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ایسے بندوں کے لیے مغفرت ہے گناہوں سے
اگرچہ کیسی کثرت سے ہوں ماسوائے شرک کے۔ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ اور اجر ہے جو کبیر اور وہ جنت ہے جہاں رضوان الٰہی و دیدار
حق سبحانہ تعالیٰ ہے باوجود سلامتی از آفات و دوام نعمت کے۔ الجملہ اہل ایمان کی یہ صفت ہے کہ شدائد و مکارہ میں صابر رہتے
ہیں اور آسانی و عافیت میں شکر و اعمال صالحہ کرتے ہیں حدیث میں یہ مضمون ہے کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت میں
میری جان ہے کہ نہیں پہونچتا مومن کو کوئی الم و نہ غم اور نہ وصب و حزن حتی کہ کانٹا جو اسکے لگجاوے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسکے
عوض اسکے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے صحیحین کی حدیث میں مضمون ہے کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے
کہ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کے لیے کوئی حکم قضاء جاری نہیں فرماتا مگر یہ کہ اس بندہ کے حق میں بہتر ہوتا ہے اگر اسکو آسانی و فراخی
پہونچے پس اسنے شکر کیا اسکے لیے بہتر ہوا اور اگر اسکو مضرت پہونچی پس اسنے صبر کیا تو اسکے لیے بہتر ہوا اور یہ بات کسی اور کے
لیے نہیں سوائے مومن کے۔ ف۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ ولئن اذقنا الانسان منا رحمۃ الخ اسمیں اشارات سے بعض
عاشقین کے احوال پر استدلال ہے چنانچہ اس شخص کا بیان حاصل ہوا جو امتحان میں ڈالا گیا اور اسنے حال عارفین و محبین
و مریدین کے طعم سے مذاق پایا تھا پھر حظوظ نفس و اسکے ہوا و ہوس میں پڑ گیا اور اس سے مراتب ذاکرین و صالحین سے محجوب
ہوگیا اور اوقات و انفاس کی فوت ہونے پر کچھ تدارک نہیں کیا بلکہ حجاب میں رہکر احوال صلاح پانے سے مایوس ہوکر متابعت
نفس میں زیادہ خوض کرنے لگا پس ہلاک ہوجاتا ہے اور بہتیرے گروہ اسی ورطہ میں ڈوب گئے۔ ابو سعید الخراز رح نے کہا کہ جس کسی کو
یاد الٰہی کی حلاوت اور صفائی سر باطن عطا ہوئی پھر مقامات و احوال میں سے اس سے سلب کر لیا گیا تو اپنے قلب کے لیے موت
کا اور سر باطن کے لیے راہ ہدایت سے اندھے ہونے کا حکم لگا دے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولئن اذقنا الانسان منا رحمۃ
الخ اور یہی محل قوت تھا پھر اسکا نزع کر لینا حجاب نقمت ہے پھر دوسری آیت یعنی قولہ ولئن اذقناہ نعماء بعد ضراء الخ میں محنت فراق
سے و دہر قہر سے نجات پاکر ایام سعادت پر پہونچنے والے کو بیان کیا پس اشارہ ہے کہ بعد فراق کے اسکو نعمت وصال دے
پس اسکو وجد و سکر ہوتا ہے اور قلب کو ہیجان و فرح ہوتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ یہ اوقات اسپر باقی ہیں پس خلق کے سامنے
بمقتضائے بشریت مقامات و احوال کے دعوے کرتا ہے اور یہ اسکی بڑی غلطی ہے لہذا بعد وقت کے جیسا تھا ویسا ہی ہوجاتا ہے

Marfat.com

اسیواسطے فرمایا۔ انہ لفرح فخور۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ان [illegible]

رہتے ہین ذکر فرمایا۔ بقولہ الا الذین صبروا وعملوا الصالحات۔ یعنی باوجود اہل [illegible]

کے ساتھ مخلوق کے نزدیک ان اسرار کو افشا نہین کرتے ہین۔ اعمال صالحہ انکے یہ ہین [illegible]

اوقات کی تلافی کرتے اور انفاس کی رعایت رکھتے اور اسکو خطرات سے بچاتے ہین [illegible]

غفلت کے گناہون سے مغفرت کا اور اپنی طرف سے مزید فضل کا وعدہ دیا بقولہ اولئک لہم مغفرۃ [illegible]

اللہ تعالےٰ جل جلالہ نے انپر قبول کر لینے سے توجہ فرمائی اور اجر کبیر یہ کہ اگلے زمانہ فراق کی یاد کیے [illegible]

کرتے ہین اور اللہ تعالےٰ اسمین ترقی وازدیاد فرماتا ہی۔ استاد رح نے قولہ ولئن اذقنا ولئن [illegible]

تضرع وتذلل اختیار کیا اسپر آفتاب اقبال طلوع فرماتا ہو اور دنیاوی احوال کو تحقیق کے نزدیک کچھ منزلت [illegible]

تکدر کو مرتبہ ہی ہان بڑا خطرہ اسکا ہی کہ شاخ وصال خشک ہوجاوے تو یہی انکے لیے قیامت ہی اور جب [illegible]

نام آیا تو یہی انکے لیے گریہ وزاری ہی۔ فافہم۔ پھر اپنے پاک رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرمائی [illegible]

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ

سو کہین تو چھوڑ بیٹھے گا کوئی چیز جو وحی آئی تیری طرف اور خفا ہوگا اُس سے تیرا جی اسپر کہ وہ کہتے ہین کیون نہ اترا

عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۞ أَمْ يَقُولُونَ

اسپر خزانہ یا آتا اُسکے ساتھ فرشتہ تو تو ڈرانے والا ہی اور اللہ ہی ہر چیز پر ذمہ رکھنے والا کیا کہتے ہین

افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

باندھ لایا ہی اُسکو تو کہہ تم لے آؤ ایک دس سورتین ایسی باندھ کر اور پکارو جسکو پکار سکو اللہ کے سوا

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۞ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

اگر ہو تم سچے پھر اگر نہ کرین تمہارا کہنا تو جان لو کہ یہ اُترا ہی اللہ کی خبر سے اور کوئی حاکم نہین سوا

هُوَ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۞

اُسکے پھر اب تم حکم مانتے ہو

اہل کفر اپنی جہالت وسرکشی سے آنحضرت صلعم کے حق مین رسول ہونے کا تعجب کرکے عجیب بے تکے معجزات بطریق عناد طلب کیا

مانگتے تھے اور انکا قول اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا بقولہ وقالوا مال ہذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق لولا انزل الیہ

ملک فیکون معہ نذیرا او یلقی الیہ کنز او تکون لہ جنۃ یاکل منہا وقال الظالمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا۔ یعنی بیان اللہ تعالیٰ نے

انکی لعنت سے اپنے رسول کو تسلی فرمائی بقولہ۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ یہ کہا سکتی ہی کہ [illegible]

ہو بعض اسکو جو تجھے وحی کیا گیا۔ یعنی بعض وحی کی تبلیغ اور بندون کو پہونچانا تو ترک کرے اور یہ وہی ہی جو [illegible]

سے بالکل مخالف تھا بخوف آنکہ وے کمبخت وحی صریح کو بسبب مخالفت اپنے طعن کے رد کرین اور اس [illegible]

کہا جاوے کہ کیا آپ نے بعض وحی کی تبلیغ چھوڑدی اور اللہ تعالےٰ نے تو فرمایا۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک

[illegible] ہرگز نہیں اور جہان کلام مین حرف لعل ہو وہ امید کے واسطے
[illegible] اور بعض وحی کی تبلیغ چھوڑنے پر داعی تھی تو اس حرف سے فرمایا ولیکن داعی موجود ہونے
[illegible] لازم نہین آتا کہ وہ بات جسکی طرف داعی موجود ہو وہ واقع بھی ہوجاوے کیونکہ وہان اس سے مانع قوی
[illegible] یہان یہ بات موجود ہو کہ رسول الٰہی تبلیغ رسالت مین تقیہ کرنے سے اور وحی مین خیانت کرنے سے اللہ تعا
[illegible] معصوم ہین اور خود اللہ تعالے نے فرمایا واللہ یعصمک من الناس - پس کوئی خوف بھی نہ تھا - وَضَآئِقٌۢ بِهٖ
صَدْرُكَ اور عارض ہو بسبب اسکے تجھے ضیق صدر کبھی کبھی - یعنے کبھی تو دل تنگ ہو کہ وحی کو ایسے منکر بیہودہ قوم
[illegible] کہ باطل سمجھین و برعکس کیونکر سنایا جاوے پس ترک کی امید وضیق صدر کی - اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ
[illegible] ان یقولوا - بخوف آنکہ کہین کفار کہ کیون نہین نازل کیا گیا اسپر خزانہ - جسکو وہ تابع بنانے مین بادشاہون کی طرح
[illegible] کرتا - اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ یا کیون نہین آیا اسکے ساتھ مین فرشتہ - جو اسکی تصدیق ظاہر کرتا - بعض نے کہا کہ ضائق یہ
[illegible] ضمیر کہ جملہ ان یقولوا تفسیر کرتا ہو بالجملہ تسلی فرمائی کہ تو اسکا خیال مت کر اور دل تنگ مت ہو - اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ تو فقط انذار
[illegible] سنانے والا ہو اس سے جو تجھے وحی کیجاوے پس اگر وے رد کرین یا تعنت سے اقتراح وہٹ کرین تو تجھے کچھ ڈر نہین پھر
[illegible] سینہ کیون تنگ ہو - وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ اور اللہ تعالے ہر چیز پر وکیل ہو پس وکالت کفار تجھے نہین بلکہ یہ
[illegible] مخصوص بحق عزوجل ہو پس تو بھی اُسی پر توکل کر کہ وہی تیری تبلیغ رسالت کا اور منکرون کے تفصیلی احوال افعال و اقوال کا عالم ہو پس وہی
اُنکے اقوال و افعال کی انکو جزا دیگا - اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ام منقطعہ بمعنی بل ہو اور یہ اضراب از بیان سابق ہو کہ کفار غیر از
اپنے خالق سے منکر لوگ فقط رسول و وحی سے تہاون ہی نہین کرتے اور معجزات کاملہ ظاہرہ سے اعراض ہی نہین کرتے بلکہ اس سے
بڑھکر قبیح فعل کے مرتکب ہین کہ رسول کو مفتری بناتے اور وحی کو افترا و سحر کہتے ہین قولہ افتراہ مین ہاء کا مرجع وحی ہو والمعنی بلکہ کفار
کہتے ہین کہ افترا کر لیا اسکو محمد صلعم نے یعنی اپنی طرف سے بنالیا ہو پس بدلیل ساکت اسکو رد کیا جسمین انکا و انکے شرکاء کا عجز بھی
کھل گیا بقولہ - قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ اے مثل کل سورۃ - مُفْتَرَيٰتٍ مختلقات - تو کہدے اے محمد
صلعم کہ پھر تم بھی لے آؤ دس سورتین کہ ہر ایک اسکے مثل ہو ایسی مفتریات یعنی گڑھی و بنائی ہوئی - حاصل آنکہ اگر ایسے حسن نظم و
بیان احکام پاک و توحید و اخبار غیب وغیرہ مین بھیے بنانے کی قدرت ہو اور مین نے اپنی طرف سے تمھارے زعم مین بنایا تو مین
اکیلا ہون اور امی ہون تم بھی فصحاء عرب ایک جماعت ہو اور تمکو قصص و اشعار و بلاغات نظم مین بڑا توغل رہا پس تم بھی ایسی ہی
دس سورتین جمع ہو کر بنالاؤ بلکہ - وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور بلا لو مدد کے لیے جسکی تمھین استطاعت
ہو سوائے اللہ تعالے کے - یعنی اپنے معبودون و شرکاء کو بھی اپنی مدد پر پکار لو اور سب ملکر بناؤ - اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر تم
سچے ہو اس بات مین کہ یہ قرآن آدمی کا بنایا ہوا ہو - سراج مین لایا کہ ابن عباس نے کہا کہ یہ سورتین جن سے یہ تحدی واقع ہوئی معین
ہین اور وہ سورہ بقرہ و آل عمران و نساء و مائدہ و انعام و اعراف و انفال و توبہ و یونس و ہود ہین - اور بعض نے کہا کہ تحدی مطلق
سورتون سے واقع ہوئی ہو اور یہی اظہر ہو - پھر واضح ہو کہ یہان دس سورتون سے تحدی فرمائی پس سورہ بقرہ وغیرہ مین جو ایک سورہ
سے تحدی فرمائی کہ ایک سورہ کے مثل لاؤ تو دس سورہ کی تحدی جیسے یہان ہو یہ مقدم ہو پس سورہ بقرہ پر اس سورہ کا تقدم

ظاہر ہی جبکہ یہ سورہ [illegible]

ہوگا جیساکہ امام رازی کا قول ہی۔ لیکن مبرد رح نے اس سے انکار کیا [illegible]

سورہ یونس مین ایک سورہ کے مثل تحدی فرمائی تھی کہ اخبار غیب واحکام صادقہ وعدہ وعید [illegible]

ہوئے تو ہود مین یہان تحدی کی کہ خالی فصاحت و بلاغت مین دس سورتون کے مثل لاؤ [illegible]

مین یہان مخصوص فان لم۔ بدون نون کے فالم لکھا جاتا ہی۔ المعنی پھر اگر نہ استجابت کرین تمھاری [illegible]

لاکر تمھارا کہنا پورا نہ کرین اور جواب نہ دے سکین۔ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ تو یقین کرلو کہ یہ [illegible]

کے ساتھ اُتارا گیا۔ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور یقین کرلو کہ کوئی الٰہ نہین مگر وہی۔ کیونکہ اسمین یہی توحید کی تعلیم ہی [illegible]

مُّسْلِمُوْنَ اب تو تم مسلم ہو یعنے اسلام پر ثابت و راسخ ہوا ور پورے مخلص ہو جبکہ تمھارے نزدیک اُسکا اعجاز ہر طرح [illegible]

واضح ہو کہ اس تفسیر پر فاعلموا کا خطاب اہل اسلام کو ہوا اور فالم یستجیبوا لکم۔ مین خطاب جمع یا تو رسول اللہ صلعم کی تعظیم [illegible]

کو شامل ہی کیونکہ وے بھی کافرون کو تحدی کرتے تھے اور امر آلرسول صلعم مومنون کو اس راہ سے شامل تھا کہ مومنون پر [illegible]

اتباع ہر امر مین واجب تھی سوائے بعض امور کے جو بدلیل خاص مستثنیٰ ہوکر آنحضرت صلعم سے مخصوص ثابت ہوئے اور نیز [illegible]

تنبیہ ہی کہ تحدی سے اہل اسلام کے ایمان کا رسوخ اور انکے یقین کو قوت ہی پس اس سے غافل نہون اسیواسطے اس کلام [illegible]

الخ کو بالفاء مرتب فرمایا۔ نزول بعلم اللہ سے یہ مراد کہ اسمین ایسے اخبار و علوم بحد اعجاز ہین کہ انکو سوائے اللہ تعالے کے [illegible]

جانتا اور نہ اسپر قدرت رکھتا ہی۔ بیضاوی رح وغیرہ نے لکھا کہ جائز ہی کہ یہ سب خطاب مشرکون کو ہوا اور تبیان مین کہا کہ

سیاق ہی اظہر ہی پس اس صورت مین تفسیر اسطرح ہی کہ قولہ فالم یستجیبوا لکم۔ پھر اگر قبولیت کا جواب تمکو نہ دین یعنی اے اہل کفر

اگر تمھارے الٰہہ وجنکو شرکار بناتے ہو وہ معارضہ مین تمھاری مدد نہ کرسکین بسبب اپنے عجز کے اور تم اپنے آپ کو تو معارضہ [illegible]

عاجز جان چکے ہو۔ فاعلموا انما انزل بعلم اللہ۔ توجان لو کہ یہ تو اللہ تعالے ہی کے علم سے متلبس نازل ہوا اور ایسا کلام ہی کہ

اللہ تعالے کے کوئی اسپر قادر نہین اور وہ اسی کی طرف سے منزل ہی۔ وانہ لا الہ الا ہو۔ اور جان لو کہ اللہ تعالے واحد ہی کوئی [illegible]

شریک نہین پس اس کلام وحی مین جس توحید کی طرف تمکو بلایا گیا وہ حق ہی۔ فہل انتم مسلمون۔ اب بھلا تم ایسی قطعی حجت قائم ہو [illegible]

کے بعد اسلام مین داخل ہونے والے ہو۔ ایسے استفہام مین ایک ایجاب بلیغ ہی کیونکہ اسمین طلب کے معنی ہین اور تنبیہ ہی کہ حجت

موجود اور عذر زائل ہی۔ واضح ہو کہ مجاہد رح سے روایت ہی کہ یہ خطاب اصحاب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی پس یہ ترجیح وجہ اول ہی اور

مؤید اسکا دوسری آیت ہی جسمین فرمایا فان لم یستجیبوا لک فاعلم الآیۃ۔ کیونکہ یہ خطاب آنحضرت صلعم کو جسمین [illegible] پھر اللہ تعالے

راس الخطبۃ حب دنیا پر ہمت مقصود کرنے والون کو وعید فرمائی بقولہ تعالے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ

جو کوئی ہو چاہتا دنیا کا جینا اور اُسکی رونق بھر دین ہم انکو اُنکے عمل اُسی مین اور انکو اسمین نقصان نہین

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا

وہی ہین جنکو کچھ نہین پچھلے گھر مین سواے آگ کے اور مٹ گیا جو کیا تھا [illegible]

Marfat.com

وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور خراب ہوا جو [illegible] کماتے تھے

[illegible] اس آیت [illegible] اختلاف کیا اور فی الحقیقۃ کچھ خلاف نہین ہی۔ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ عوفی نے ابن عباس رضی سے اس
[illegible] روایت کی [illegible] کہ ریاکار لوگ دنیا ہی مین اپنی نیکیون کا بدلا پا جاوینگے اور یہ اس سبب سے کہ انپر بقدر نقیر بھی ظلم نہوگا۔ پس
[illegible] مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا جو شخص چاہتا ہی زندگانی دنیا کو۔ وَزِيْنَتَهَا اور اسکی زینت کو
نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا پورے دیدینگے ہم انکو انکے اعمال اسی دنیا مین۔ وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اور
وے دنیا مین کمی نہین کیے جاوینگے۔ ابن عباس نے کہا یعنی جسنے دنیا کی التماس سے کوئی نیک کام کیا مثلاً روزہ یا نماز یا
[illegible] اسکی کوئی غرض [illegible] سوائے دنیا کی طلب کے نہین تو اللہ تعالے اسکو دنیا مین اسکا ثواب دیدیتا ہی پھر جو کام اسنے بطلب
[illegible] دنیا کیا تھا وہ جب گیا اور آخرت مین وہ بالکل خسارہ والون مین سے ہوگیا۔ ایسا ہی مجاہد و ضحاک و بہتون سے روایت ہی۔ انس
[illegible] نے کہا کہ اسکا نزول یہود و نصارے کے حق مین ہی۔ مجاہد وغیرہ نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ریاکارون
کے حق مین۔ قتادہ رح نے کہا کہ جس شخص کی تمام ہمت و نیت و خواہش یہی دنیا ہو اللہ تعالے اسکی نیکیون کا عوض دنیا ہی
مین اسکو دیدیگا پھر آخرت مین ایسے حال سے پہونچیگا کہ اسکے پاس کوئی نیکی نہین جسکا ثواب پاوے اور مومن کو اسکی نیکیون
کا عوض دنیا مین بھی ملتا ہی اور اللہ تعالے آخرت مین بھی اسکو ثواب عطا فرماتا ہی۔ **قال الحافظ**۔ اور ایک حدیث مرفوع
مین آنحضرت صلعم سے بھی اسی کے مانند مروی ہی۔ **مترجم** کہتا ہی کہ حدیث صحیح سے یہ مضمون ثابت ہی کہ ریا شرک اصغر ہی اور آپ
نے امت پر ریا سے بہت خوف کیا اور سراج مین کہا کہ ریا یہ ہی کہ آدمی نیک اعمال ظاہر کرے تاکہ لوگ اسکی تعریف کرین اور
صالح ہونے کا اعتقاد کرین۔ **مترجم** کہتا ہی کہ اس صورت مین اسکی خواہش یہی شہرت و تعریف ہوئی چنانچہ حدیث صحیح
مین ہی [illegible] آگ مین گردن سے پھر کالی جاویگی ازانجملہ ایسے عالم و حافظ کو شمار کیا جسنے نام و شہرت کے واسطے علم سیکھا تو اسکو
کہا جاویگا کہ تو جو پڑھا ہی تو نے اللہ تعالے کے لیے نہین کیا بلکہ نام و شہرت کے لیے کیا تھا وہ تجھے دیدیا گیا۔ اور یہان مناسب
[illegible] کے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے کے واسطے خلوص نہو بلکہ مقصود فقط دنیا ہو جیسے حدیث ہجرت کی نیت مین ہی فمن کانت
ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امراۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ۔ یعنی جسکی نیت میری طرف ہجرت کرکے آنے مین یہ ہو کہ کوئی متاع
دنیا ملے یا کوئی عورت ہی جس سے نکاح کرے تو اسکی ہجرت اسی چیز کی طرف ہوگی جسکی طرف اسنے ہجرت کی نیت
کی [illegible] یہان اعمال صالحہ سے قصد فقط دنیا ہو خواہ اس سبب سے کہ آخرت کا اعتقاد نہین جیسے اس زمانہ مین نصارے
[illegible] سراج [illegible] اکثر مفسرین کا قول ہی کہ آیت کا نزول اہل الکفر کے حق مین ہی بخلاف مومن کے کہ وہ دنیا مین
[illegible] ہونا چاہتا [illegible] غالب ہوتی ہی پس بفضل الٰہی دونون جگہ ثواب پاتا ہی بعض نے کہا کہ آیت کا نزول
[illegible] اعمال جنکا نفع غیر کو پہونچے یا مانند اسکے جو کوئی دنیا ہی کے لیے کرے خواہ عمداً قصد
[illegible] آخرت [illegible] اسکا نفع دنیا ہی مین جسقدر رہو ملجاویگا اسیواسطے بعض نے کہا کہ جب یہ نیات
[illegible] شامل ہین [illegible] آیت عام وارد ہوا اسمین سب آدمی شامل ہین کوئی کیونکہ نہو

Marfat.com

پس عموم پر محمول کرنا اولی ہی کہ ہر ایک اپنی نیت پر بدلا پاویگا پھر واضح ہو کہ [illegible]
مقصود یہ کہ نیک اعمال کے کرنے سے ارادہ اسکا فقط دنیا ہوا [illegible] اسکی زینت اور [illegible]
دنیاوی مزین ہوتی ہی مانند صحت و تندرستی و امن وکشایش رزق وکثرت اولاد [illegible]
یرید - مین حرف کان داخل کرنے سے افادہ فرمایا کہ انکو اس ارادہ پر استمرار ہی [illegible] آخرت [illegible]
فرمایا کہ آخرت مین خالی ہاتھ ہی نہین بلکہ عذاب پاوینگے کیونکہ انھون نے آخرت کے لیے [illegible]
پر مقصور کرکے منصوص الٰہی کے خلاف کیا - **مترجم** کہتا ہی کہ قولہ اولٰئک لیس لہم فی الآخرة الا النار صریح ہی [illegible]
مین انکے لیے فقط دوزخ ہی و ہذا کقولہ تعالی من کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا وما لہ فی الآخرة من نصیب [illegible]
مقتضی ہی کہ طالب دنیا اپنے اعمال کا بدلا خواہ مخواہ یہان پاتا ہی اسیواسطے قاضی وغیرہ نے لکھا کہ معنی اس آیت کے [illegible]
جو کوئی اپنے عمل نیک سے زندگی دنیا و اسکی زینت چاہتا ہی اللہ تعالے اسکو دنیا مین بدلا بلا کمی ونقصان کے [illegible]
بھرپور دیدیتا ہی اور یہ مانند صحت وکفاف ودیگر لذات وطیبات ومنافع کے ہی پس بدلا ایسے ہی مذکورہ چیزون سے مخصوص
ہوا اور یہ جزا ہر شخص کو جو دنیا کے لیے عمل کرے حاصل ہی اگرچہ قلیل ہو - اور بعض نے کہا کہ ہر تمنی دنیا اپنی خواہش نہین
پاتا لہذا یہ بھی اللہ تعالے کے ارادہ ومشیت پر مقید ہی - قرطبی رح نے کہا کہ اکثر علماء اسطرف گئے ہین کہ یہ آیت مطلق
ہی اور ایسے ہی قولہ من کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا الآیة - جو سورہ شوری مین واقع ہی اور ایسے ہی قولہ من یرید ثواب [illegible]
نؤتہ منہا الآیة - ہی پھر انکی تقیید وتفسیر اس آیت سے ظاہر ہوئی جو سورہ سبحان الذی مین ہی - قولہ من کان یرید العاجلة
عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن نرید الآیة - الحاصل جو اعمال خیر سے دنیا ہی فقط طلب کرتا ہی اسکو دنیا ہی ملیگی وہ بھی اللہ تعالے کی
مشیت پر ہی اور انکے اعمال اگرچہ فی الواقع ریا وغیرہ ہین لیکن کمال کرم سے صورت اعمال پر انکو بدلا دیدیا پھر وہ مٹ گئے
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ایسے ہی لوگ ہین کہ نہین ہی انکے لیے آخرت مین کچھ سوائے آگ کے
مراد اولٰئک سے وہی لوگ ہین جنھون نے استمرارًا سوائے دنیا کے کسی عمل سے آخرت کا قصد نہین کیا یا یہ آیت مخصوص بحق کفار
ومشرکین ہی - **وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا** اور مٹ گیا جو کچھ انھون نے دنیا مین کیا تھا کیونکہ [illegible] کوئی عمل ثابت وصالح [illegible]
بلکہ صورت مین غیر کو نفع پہونچانے وغیرہ سے خیر قرار دیکر اسکا بدلا انکو دنیا مین متاع حقیر جو انکی مراد تھی دیدیا گیا [illegible]
وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور جو وے کرتے تھے باطل ہی - یعنے انکے اعمال فی [illegible] باطل تھے [illegible]
کیونکہ انکا عمل کسی ایسے صحیح طریقہ پر نہ تھا جو موجب جزا ہو - واضح ہو کہ جنے آیت مین تعمیم کی کہ مومن وکافر سب کو شامل [illegible]
اشکال ہی کیونکہ آخر آیت مومن کے حال سے لائق نہین ہی اور مرجع اسکا آخر یہی ہی کہ آیت اہل [illegible]
کہ جس مومن نے اپنے اعمال سے استمرارًا فقط دنیا کا قصد کیا وہ درحقیقت کچھ مومن نہین ہی [illegible]
نہین لایا تھا اور کبھی جواب دیا جاتا ہی کہ جب یہ اعمال باطلہ سوائے اللہ تعالے کے [illegible] کے واسطے [illegible]
ہوا کہ اولٰئک لیس لہم الخ اور اسی کا مؤید ہی جو ابن عمر رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلعم نے [illegible]
اللہ تعالے کے سوائے غیر کے لیے عمل کیا یا اس سے غیر [illegible]

…کو میں نے آنحضرت صلعم کو سنا کہ فرماتے تھے قال اللہ تعالے انا اغنی الشرکاء عن الشرک الخ یعنے اللہ تعالی فرماتا
…ہے میں شرکا کے اعمال شرک سے بالکل مستغنی ہون جسنے کوئی ایسا کام کیا جسمین میرے ساتھ میرے غیر کو شریک کیا تو مین اسکو
اور اسکے شرک کو چھوڑتا ہون – اخرجہ مسلم اور اسمین ایسی ہی بہت احادیث ہین اور یہ ریا شرک اصغر ہے – وظاہر نظم القران الکریم
…کہ اسمین مطلقا کفار داخل ہین اور جو اسمین سے قرآن عظیم مین قدح کرتے وخالی دنیا ہی چاہتے اور عذاب مین استعجال کرتے
…ہین داخل ہین اور انکو تفہیم ہے کہ سبقت رحمت وکمال کرم سے حق تعالے نے خالی دنیا چاہنے والون کو موافق
…نیت کے ایک وقت تک دنیا دیدی ہے – فی العرائس قولہ تعالے من کان یرید الخ – اسمین اللہ تعالے دکھلانے
سنانے کو کام کرنے والون کی خبر دی جو اپنے اعمال سے فقط ترفع وجاہ وزینت ومال چاہتے ہین اور آخرت سے انکی آنکھون
پر پردہ پڑا ہے اور اگر انھون نے دیدار آخرت کا مزہ چکھا ہوتا اور معرفت پائی ہوتی تو کیونکہ حظوظ نفس کی طرف التفات کرتے
… یہان تو اللہ تعالے نے انکو ایسی چیزین دیدین جو انکو دنیا مین آخرت سے محجوب رکھین – واضح ہو کہ اگر عارف متمکن نے
دنیا و اسکی زینت سے کام لیا تو اسے برادر اسکو بھی تو انھین لوگون مین سے مت شمار کیجیو وہ اللہ تعالے ہی کو چاہتا ہے اور دنیا
کو اپنے کفاف وعفاف کے لیے چاہتا ہے اللہ تعالے اسکو دنیا مین پاکیزہ زندگانی سے رکھتا ہے اسطرح کہ دنیا کو اسکا خادم کردیتا ہے
پس مخلوق کی آنکھ مین اسکی تبجیل اور لوگون کے دلون مین اسکی ہیبت ہوتی ہے – کما قال تعالے فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ الآیۃ – اور مروی ہے
کہ جو بندہ مرتبۂ احسان پر پہونچا تو عاجل دنیا و آجل الآخرۃ مین اسکا اجر اللہ تعالے پر واقع ہوا – اور یہ عارف ان ریاکارون
کی طرح نہین ہے جو شرف آخرت سے محروم ہین چنانچہ ریاکارون کو فرمایا – اولئک لیس لہم فی الآخرۃ الخ ابو بکر الوراق رحمہ نے کہا
کہ حیات دنیاوی نام ہے ارتکاب تمنا واتباع شہوات کا اور امیدون کے جنگل مین غافل ہونا اور موت سے بے فکر کہ کبھی یاد
نہ آوے اور حرام وحلال سے جسطرح چلے مال جمع کرنا اور زینت دنیاوی مین پڑنا کہ جسمین غافل کرنے والے علائق ہین جنکو اللہ تعالیٰ
نے قولہ زین للناس حب الشہوات من النساء الآیۃ مین بیان فرمایا ہے – بعد ذکر اہل کفر وشرک وریا کے اہل ایمان وانکے وسیلے
برا فرق ہونا بیان فرمایا – بقولہ تعالے –

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰىٓ اِمَامًا وَّرَحْمَةً
بھلا ایک شخص جو سمجھ نظر آتی راہ پر اپنے رب کی اور سوجھتی ہے اسکو گواہی اُس سے اور پہلے اُس سے کتاب موسی کی راہ ڈالتی اور مہربانی
اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ
وہ لوگ مانتے ہین اسکو اور جو کوئی منکر ہو اُس سے سب فرقون مین سو آگ ہے وعدہ اُسکا سو تو مت رہ شبہہ مین
مِّنْهُ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝
اُس سے وہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن بہت لوگ یقین نہین رکھتے ہین

…مومنون کے حال سے آگاہ فرماتا ہے جو اس فطرت پر ہین جسپر اللہ تعالے بندون کو پیدا کرتا ہے یعنے اپنے خالق کے معرفت
… فرمایا فاقم وجہک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا – اور صحیحین مین ابو ہریرہ سے روایت دیکھا
… مولود الا علی الفطرۃ الخ یعنے ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اسکے والدین اسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی کا…

Marfat.com

کرڈالتے ہین جیسے چوپایہ پورے اعضاء کا بچہ جنتا ہی بھلاتم انمین کوئی کان [illegible]
بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یقول اللہ تعالے انی خلقت [illegible]
فرماتا ہی کہ مین نے اپنے بندون کو حنیف پیدا کیا پھر انکے پاس شیاطین آئے اور انکو انکے دین سے [illegible]
سنن ومسانید مین مروی ہی کہ ہر مولود اسی ملت پر پیدا ہوتا ہی یہان تک کہ اسکی زبان کھولے اور [illegible]
کرے - قال ابن کثیر رح بالجملہ مومن تو اسی فطرت پر ہوتا ہی اور کفار اس سے برگشتہ لہذا فرمایا أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ
بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ بینہ برہان یعنے روشن دلیل جو اسکو راہ حق دکھلا دے والمعنی کیا بھلا وہ شخص جو روشن دلیل پر ہو اپنے [illegible]
کی طرف سے - ہمزہ اسمین انکار کا ہی یعنے ایسا نہین کہ جو ایسی روشن دلیل پر ہی وہ بمنزلہ ان لوگون کے ہو جنکی ہمتین مختصر
پر مقصور ہیں - قال البیضاوی رح اسی نے ذکر خبر سے مستغنی کر دیا اور تقدیر کلام یون ہی کہ بھلا جو شخص اپنے پروردگار
طرف سے روشن دلیل پر ہو کیا وہ ایسے شخص کے مانند ہی جسکی ہمت فقط دنیا پر مقصور ہی یعنے ہرگز نہین بلکہ دونون مین
فرق ہی اور یہ حکم ہر مومن مخلص کو شامل ہی اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے آنحضرت صلعم ہین اور بعض نے کہا کہ اہل کتاب
سے ایمان لانے والے - قول اول پر معنی یہ ہین کہ آنحضرت صلعم کی اتباع مین اللہ تعالے پر ایمان لانے والا مومن مخلص کیا
ویسا ہی جو حیوۃ دنیا و اسکی زینت چاہتا ہی - قول دوم پر یہ معنی ہین کہ کیا آنحضرت صلعم جو اللہ تعالے کی طرف سے بیان و معجزات پر
ہین نظیر کفار مین حیات دنیا و اسکی زینت چاہنے والون کے مثل ہین ہرگز نہین - اور حکم عام اولی ہی کہ بھلا جو شخص جو ایسی اپنے
پروردگار کی طرف سے وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ قال ابن کثیر رح یعنے اور آیا اسکے پاس شاہد اللہ تعالے کی طرف سے
اور وہ وحی الٰہی ہی جو اللہ تعالے نے انبیاء کی طرف بھیجی جسمین شرائع مطہرہ مکملہ کا بیان ہی اور انکو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم کیا
اسی واسطے ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و ابوالعالیہ و ضحاک و ابراہیم نخعی و سدی وغیرہم نے کہا کہ قولہ یتلوہ شاہد منہ یعنی جبرئیل
علیہ السلام اور حضرت علی رض و حسن بصری و قتادہ سے روایت ہی کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور یہ دو قول قریب ہین یعنی
ہین کیونکہ دونون مین سے ہر ایک نے رسالت الٰہی کو پہونچایا چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کو اور آنحضرت صلعم نے
امت کو پوری تبلیغ کی - بعض نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طالب رض نے فرمایا کہ قریش مین سے کوئی [illegible] کے حق مین [illegible]
نازل ہوا تو ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کے حق مین کیا نازل ہوا فرمایا کہ کیا تو سورۂ ہود نہین پڑھتا افمن کان علی
بینہ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ پس آنحضرت صلعم بینہ من ربہ ہین اور مین شاہد ہون - اخرجہ ابو نعیم و ابن ابی حاتم - [illegible]
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یتلوہ شاہد منہ - علی رض ہی - اخرجہ ابن عساکر - حافظ [illegible]
کہا کہ بعض کے قول مین یتلوہ شاہد کی تفسیر مین علی رض ہین مگر یہ قول ضعیف ہی [illegible]
وہ قول اول و ثانی ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ مومن کے پاس فطرت خود شاہد شریعت ہی [illegible]
پہچانتی ہین اور فطرت اسکی تصدیق کرتی اور اسپر ایمان لاتی ہی اسی واسطے اللہ تعالے نے [illegible]
شاہد منہ - یعنی قرآن جسکو جبرئیل نے آنحضرت صلعم کو [illegible] آنحضرت صلعم نے امت کو [illegible]
پہلے قرآن سے - کِتٰبُ مُوسٰی اِمَامًا وَّرَحْمَةً [illegible]

Marfat.com

... ابتداء مین رحمت الٰہی پاتے لہٰذا جو اسپر ایمان لایا اسکا ایمان خواہ مخواہ منجر ہوا کہ قرآن پر ... شہادت دارین حاصل کرے۔ الحاصل یتلوہ شاہد منہ و یتلوہ شاہد آخر ہو کتاب موسیٰ۔ یعنی ایک تو اسکا شاہد ... اور دوسرا شاہد کتاب موسیٰؑ ہی کیونکہ اسنے محمد صلعم کی رسالت عامہ وختم رسالت کی شہادت دی ہی۔ زجاج رح ... المعنی و یتلوہ من قبلہ کتاب موسیٰ ۱ھ۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کا وصف بلیغ توریت مین اور انجیل مین مذکور ہی۔ مترجم ... کہ یہ قول بنابرینکہ یتلوہ تلاوت کرنا ہی اسکو یعنی بینۃ وحی کو۔ شاہد منہ۔ شاہد از حق۔ یعنی محمد صلعم۔ اور من قبلہ کتاب ... ۱ھ۔ مربوط باینکہ آنحضرت صلعم کا وصف اسمین مذکور تھا۔ اظہر قول یہ ہی کہ افمن کان عام ہی آنحضرت صلعم اصل واول ہین ... مخلصین آپ کے مقتدی ہین چنانچہ فرمایا۔ **اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ** ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بینہ پر ... وہی ایمان لاتے ہین اسپر۔ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یا قرآن کی تصدیق کرتے ہین۔ **وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ** اور جنے کفر کیا اسکے ساتھ یعنی نبی صلعم یا قرآن کے ساتھ احزاب مین سے **فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ** تو دوزخ اسکا وعدہ گاہ ... دوزخ کو موعد قرار دینا تہویل ہی کہ اسمین طرح طرح کے عذاب الیم ہین۔ احزاب جمع حزب ایک جھنڈا اور روے تمام روے ... زمین کے لوگ تا قیامت ہین۔ حافظ رح نے کہا کہ تمام بنی آدم جنکو قرآن پہونچا لقولہ تعالیٰ لانذرکم بہ ومن بلغ۔ ولقولہ قل ... یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ پھر وہ حدیث ذکر فرمائی۔ قال والذی نفسی بیدہ لایسمع بی احد من ہذہ الامۃ الخ ... یعنے صحیح مسلم مین ابو موسیٰ اشعری رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جسکے قبضہ مین میری جان ہی ... کہ نہین سنیگا مجھے کوئی اس امت مین سے خواہ یہودی ہو یا نصرانی ہو پھر مجھپر ایمان نہ لاویگا تو بے شک دوزخ مین داخل ... ہوگا۔ سعید بن جبیر سے روایت ہی کہ مین جب کوئی حدیث سنتا تو اسکا مصداق یا لتصدیق قرآن مجید سے پاتا پھر جب مجھے یہ حدیث ... والذی نفسی بیدہ لایسمع بی الخ پہونچی تو مین نے ڈھونڈھا کہ اسکا مصداق کلام الٰہی مین کہان ہی یہان تک کہ مجھے یہ آیت ملی کہ ... من یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ۔ کہا کہ احزاب تمام ملتون والے کوئی ہون۔ **فَلَا تَكُ** دراصل تکن تھا نون خلاف ... قیاس حذف ہوتا ہی۔ **فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ** مریہ بالکسر لغت اہل الحجاز وہی جمہور کی قراءۃ ہی اور بالضم لغت اسد وتمیم وغیرہ اور ... سلمی وغیرہ کی یہی قراءۃ ہی۔ والمعنی پس نہ ہیو تو کسی طرح کے شک مین قرآن سے۔ **اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ** بے شک ... وہ حق ہی تیرے پروردگار کی طرف سے۔ آنحضرت صلعم تو قرآن مین واسکے وعدہ ووعید مین شک کرنے سے معصوم تھے پس قولہ ... فلا تک اگرچہ ظاہر خطاب آپ کو ہی مگر یہ تعریض ہی اور لوگون کو جو شک کرتے وکفر کرتے ہین ... **وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ** ولیکن بہتیرے لوگ ایمان نہین لاتے ہین خواہ اسوجہ سے کہ مانند علماء یہود کے حق جانکر عناد کرتے یا کفر پر مطبوع ہوگئے ... کہ انکے دلون مین اسکا حق ہونا باوجود کھلے دلائل کے نہین سماتا ہی۔ اسمین تنبیہ ہی کہ قرآن وراہ ہدایت کے منکر بہت ہونگے اور ... مومنین تھوڑے چنانچہ آیندہ وگذشتہ آیت ولقد صدق علیھم ابلیس ظنہ الآیۃ مین اسکی تصریح ہی۔ فافہم — ف — فی العرائس ... قولہ تعالیٰ افمن کان علی بینۃ الخ آیت کی تقدیر بطریق استفہام کے اس معنی مین ہی کہ جو کوئی اپنے پروردگار کی طرف سے بینہ ... ... ہوگیا ولیا ہی جو اختیار دنیا وضلالت وجہالت مین پڑا ہی۔ جس شخص کو اپنے رب سے معرفت وولایت وکرامت حاصل ... یعنی بندہ دنیا کے مثل نہین ہی اور ہر عارف جب حق سبحانہ تعالیٰ کو اپنے قلب وروح وعقل وسر باطن سے مشاہدہ کرلیتا ہی

Marfat.com

اور انوار جمال و قرب پا جاتا ہی تو یہ اسکی صورت تک مین انکو پاتا ہی وہان تک
ہی - قولہ تعالے ویتلوہ شاہد منہ - بینہ تو بصیرت معرفت ہی اور شاہد اسکے ساتھ طور و
اسکے لیے قرآن و حدیث ہی بس جو شخص اس مرتبہ پر ہو وہ چشم حق سے مکنون غیب دیکھتا
یقین پر اور اسکا یقین اسکی بصیرت پر اور بصیرت عقل پر اور عقل اسکے نفس پر غالب ہوتے ہین
اسکا مزاحم نہین ہو سکتا بلکہ واردات حق از کشف و عیان و بیان کے تحت ہین اسکا نفس فانی ہو
فلا تک فی مریۃ منہ انہ الحق من ربک جو کچھ حق سے وارد ہو وہ حق ہی جبکہ معارضہ نفس زائل ہوگیا پھر اگر دل پر
کوئی خطرہ آیا تو یہ امتحان حق ہی پھر اسپر واردات حقیقیہ ایسے آتے ہین کہ اس خطرہ کو بالکل زائل کردیتے ہین شیخ ابو
نے کہا کہ جو کوئی بینہ پر ہوگیا پھر اسپر کوئی بھید چھپا نہین رہتا ہی - رویم رح نے کہا کہ بینہ یہ ہی کہ بندہ کو اپنے قلب پر اطلاع
ہو اور عیوب پر حکم ہو - جنید رح نے کہا کہ بینہ حقیقت ہی اور مؤید اسکا ظاہر علم ہی - ابو بکر بن طاہر رح نے کہا کہ جو کوئی بینہ پر
اعضاء ظاہری اپنے پروردگار کی درگاہ پر طاعت مین حاضر رہتے ہین اور اسی کے حکم سے موافقت کرتے ہین اور زبان
مین تر رہتی ہی اور وہ اللہ تعالی کی نعمتین دنیا مین پھیلاتا ہی اکثر زبان سے اور اسکا قلب منور بانوار توفیق ہوتا ہی اور سینہ حقائق
روشنی بھری ہوتی ہی اور اسکے سر و روح کو تمام اوقات مین حق کا مشاہدہ ہوتا ہی اور مکنون غیوب و مستور سے جو ظاہر ہو سکتا
وہ جانتا ہی اور اشیاء کو یقین کی نظر سے دیکھ لیتا اور اسکا حکم اسکی مخلوق پر مانند حکم حق کے ہی کہ نہین نطق اسکا مگر بحق اور نہین
مگر بحق کیونکہ وہ مستغرق فی الحق ہی پس اسکا مرجع نہین مگر الی الحق - پھر اہل الحق کے بیان کے بعد زبان اشارت مین مغالطین
مدعین کے جو بہتان و فریب کرتے ہین مذمت فرمائی قلت یعنی آگے کی آیت مین فافہم - پھر اللہ تعالی پر افترا کرنے والون کا حال بیان

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ
اور کون ظالم ہی اُس سے جو باندھے اللہ پر جھوٹھ وہ لوگ روبرو آوینگے اپنے رب کے
وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى
اور کہین گے گواہی والے یہی ہین جنھون نے جھوٹھ بولا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہی اللہ کی
الظَّالِمِينَ ○ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ
بے انصاف لوگون پر جو روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈھتے ہین اسمین کجی اور وہی ہین
بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ○ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ
آخرت سے منکر وہ لوگ نہین تھکانے والے زمین مین بھاگ کر اور نہین انکا
مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ
اللہ کے سوائے حمایتی دونا ہی انکو عذاب نہ سکتے تھے
السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا
سننا اور نہ تھے دیکھتے وہی ہین جو ہار بیٹھے اپنی جان اور گم ہوگیا ان سے

...ون ○ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ○

جھوٹ باندھتے تھے آپ ہوا کہ یہ لوگ آخرت مین یہی ہین سب سے خراب

...تعالےٰ نے منکرین کفار کے چودہ ذمائم بیان فرمائے۔ ذم اول یہ کہ وہ مفتری ہین لقولہ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ اور کون بڑھکر ظالم ہی یعنے کوئی بڑھکر ظالم نہین اس شخص سے جسنے افترا کیا اللہ تعالےٰ پر۔ كَذِبًا دروغ۔ یہ زیادہ فضیحت ومبالغہ ہی کیونکہ افترا خود کذب ہی تو یہ لوگ افترا وکذب کے جامع ہین۔ پھر انکا افترا ظاہر ہی کہ بتون کو اپنا شفیع بتلاتے اور ملائکہ کو دختر ین بناتے اور قرآن کو کلام مخلوق کہتے اور قولہم واللہ امرنا بہا۔ ایسے افعال کی نسبت کہتے جو فحش تھے غرضکہ خالق عزوجل کی جناب مین خلاف واقع کہکر افترا کرتے اور ایسے ہی عزیز ؑ کو بیٹا اور مسیح کو بیٹا کہتے۔ واضح ہو کہ ظاہر لفظ سے نکلتا ہی کہ ایسے اظلم کوئی نہین ولیکن مقام مقتضی ہی کہ انکے برابر ظالم بھی نہین ہی۔ دوم آنکہ یہ لوگ مقام ذلت وخواری مین پیش ہونگے بقولہ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ یہی لوگ پیش کیے جاوینگے اپنے پروردگار کے سامنے یعنی قیامت کے روز جسمین کچھ شک نہین ہی۔ اگر کہا جاوے کہ اس پیش ہونے مین یہی لوگ مختص نہین بلکہ عرض عام ہی سب بندے پیش ہونگے۔ لقولہ وعرضوا علی ربک صفا۔ جواب دیا گیا کہ فضیحت کے لیے پیش ہونا انھین سے مخصوص ہی کیونکہ انکے مخالف فقط ایک فرق مومنین کا ہی پس وے فضیحت نہین کیے جاوینگے بلکہ یہی سب احزاب فضیحت ہونگے لقولہ تعالےٰ۔ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اور اشہاد کہینگے کہ یہی ہین وے لوگ جھون نے جھوٹ باندھا اپنے پروردگار پر۔ اس سے انکو نہایت ذلت وخواری حاصل ہوئی مع انکی بدصورتون کے شناخت وتشہیر کے اور یہ تیسری صفت مذمت ہی۔ اشہاد جمع شہید اسی کو فارسی رح نے ترجیح دی کیونکہ قرآن مین کثرت سے اسکا ورود ہی مانند قولہ ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ قولہ من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا۔ بعض نے کہا کہ وہ جمع شاہد ہی مانند اصحاب وصاحب کے پھر ان اشہاد مین اختلاف ہی کہ کون لوگ ہونگے۔ مجاہد رح نے کہا کہ وہ ملائکہ ہونگے جو دنیا مین انکے اعمال کے حافظ تھے۔ مقاتل نے کہا کہ الناس جیسے کہتے ہین کہ علی رؤس الاشہاد یعنی علی رؤس الناس۔ اور ایک قوم نے کہا کہ انبیا ہونگے بقولہ تعالےٰ فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین۔ یہ قول ابن عباس رض کا ہی اور بعض نے کہا کہ ملائکہ ومرسلین وعلماء جھون نے دنیا مین انکو دین الٰہی پہونچایا تھا اور قتادہ رح نے کہا کہ جمیع خلائق۔ مترجم کہتا ہی کہ سوائے فرقہ مومنین کے جملہ خلائق یہی کذاب مین باسوائے ملائکہ کے۔ فافہم۔ اسکے تعیین کی حاجت نہین بلکہ اسی قدر کافی ہی کہ جو اشہاد ہونگے وہ انکو فضیحت وخوار کرینگے کہ انھین نے دنیا مین اپنے پروردگار پر دروغ باندھا تھا اگر کہا جاوے کہ اللہ کے سامنے پیش ہونا مقتضی ہی کہ اللہ تعالےٰ کسی مقام پر ہی حالانکہ وہ تعالےٰ اس سے پاک منزہ ہی۔ جواب دیا گیا کہ یہ لوگ ان مقامات مین پیش ہونگے جو حساب کے لیے مقرر ہین۔ حق جواب یہ ہی کہ اسکے تاویل وکیفیت عقل بشری سے باہر ہی اور قدرت الٰہی اس سے اعلیٰ واجل ہی پس اسمین کوئی مشکل نہین کہ ہم ایمان لاتے ہین کہ وے پیش ہونگے مگر اللہ تعالےٰ ہر نقص سے پاک ہی کوئی کیفیت اسکے خیال مین نہین لاتے ہین۔ بالجملہ دار آخرت مین مفتریون کی فضیحت ہوگی ابن کثیر رح نے کہا کہ ملائکہ ورسول باقی آدمیون وجنون کے روبرو اشہاد کہینگے کہ انھین نے دنیا مین اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ

عَلَى الظّٰلِمِيْنَ خبردار ہو کہ ظالمون پر اللہ تعالے کی لعنت ہے۔ بعض نے کہا ...
کہ محتمل ہے کہ بعد اشہاد کے اللہ تعالے نے انکے حق مین رحمت سے دوری ولعنت فرمائی ...
ہے اور عقاب نیاست سے آگاہ کرنے کے بعد فی الحال وے جسطرح ہین وہ بیان کیا یعنی فی الحال ...
پانچوین مذمت فرمائی بقولہ تعالے۔ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہ ایسے لوگ ہین جو روکتے ...
اسکے دین سے لوگون کو اس راہ راست پر چلنے نہین دیتے چھٹی مذمت یہ کہ وَيَبْغُوْنَهَا اور چاہتے ہین ...
عِوَجًا کج معوجہ۔ یعنی چاہتے ہین کہ راہ ایسی ہو جیسے انکے نفوس چاہتے ہین جو سراسر ظلم و برائی سے محض کج ...
نہین ہے۔ پھر ساتوین مذمت فرمائی بقولہ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ لفظ ہم کی تکرار انکی تاکید کفر ...
لیے ہے والمعنی حالانکہ وے آخرت سے کافر ہین۔ جملہ حالیہ ہے۔ آٹھوین مذمت یہ کہ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ ...
ایسے لوگ نہ تھے معجز زمین ہین۔ یعنی اگر دنیا مین اللہ تعالے انکو عذاب کرنا چاہتا تو یہ اسکو عاجز کرنے والے نہ تھے کہ کہ ...
بھاگ جاتے کیونکہ عذاب الٰہی اسکی مشیت ہو تو ہر جگہ وہر طرح بندہ کو پہونچے۔ بعض نے کہا کہ معجزین اے سابقین یعنی ...
ہین کچھ سبقت نہین کر گئے تھے بلکہ اللہ تعالے نے انکو ایک وقت تک عذاب سے مہلت دی تھی۔ بعض نے کہا معجزین ...
اے فائتین وبعض نے کہا منفلتین۔ یعنی دنیا مین اگر عذاب چاہتا تو یہ اسکو قوت نہین کر سکتے یا اس سے آگے ...
بھاگ نہ سکتے تھے۔ سب کے معنی قریب قریب ہین کیونکہ عذاب الٰہی سے چھٹکارا بندے کو اپنی طاقت سے محال ہے ...
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ اور نہین انکے لیے سوائے اللہ تعالے کے کوئی اولیاء یعنی اللہ تعالے انکا ...
ولی نہین تو اسکے سوائے کوئی غیر انکا ولی نہین ہو سکتا جو انکو عذاب الٰہی سے بچالیوے۔ دسوین مذمت دونا عذاب ہونا ...
يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ دونا کیا جائیگا انکے لیے عذاب۔ کہا گیا کہ خود گمراہ ہوے اور دوسرون کو گمراہ کیا۔ کہا گیا کہ انھون ...
نے اللہ تعالے سے کفر کیا اور اسپر افترا باندھا۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ اولئک لم یکونوا الخ دنیا مین لئے انتقام پر قادر ...
مگر انکو ایک ایسے دن تک مہلت دی جسمین آنکھین پتھرا وینگی اور صحیحین مین ہے کہ اللہ تعالے ظالم کو ڈھیل دیتا ہے یہانتک کہ ...
جب پکڑ لیتا ہے تو پھر اسکو چھٹکارا نہین ہوتا۔ اور قولہ یضاعف لہم الخ یہ اسوجہ سے کہ اللہ تعالے نے انکو کان آنکھین دل دیے ...
کہ بچائین مگر وے صم بکم عمی رہے لہذا قیامت مین اقرار کرینگے۔ لوکنا نسمع او نعقل ماکنا فی اصحاب السعیر۔ دوسری آیت مین ...
زدناہم عذابا فوق العذاب الآیۃ۔ اسیواسطے ہر امر الٰہی جسکو ترک اور ہر نہی جسکا ارتکاب کیا ہے سب پر عذاب کیے جاوینگے ...
اسی واسطے اقوال مین سے اصح قول یہ ہے کہ کافر لوگ بلحاظ دار آخرت کے فروع اعمال سے بھی مکلف ہین۔ مترجم ...
کہتا ہے کہ ائمہ حنفیہ کے نزدیک کافر نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ کا قبل ایمان کے مکلف نہین بلکہ اول ایمان لاوے ...
کا مکلف ہوگا کیونکہ یہ اعمال بدون ایمان کے باطل ہین اور مشہور مذہب شافعی رح یہ ہے کہ کفار فروع اعمال سے مکلف ہین ...
پھر جو قول شیخ ابن کثیر رح نے لکھا وہ ظاہر حدیث صحیح مسلم اخذ بالاول والآخر۔ یعنی عدم ایمان کی صورت مین ...
ہین ماخوذ ہوگا۔ موافق ہے پس ظاہر اس قول پر احکام دنیاوی انپر جاری نہونگے بلکہ آخرت مین ...
ہے اور فائدہ اسکا یہ ہے کہ مثلاً رمضان مین کسی کافر تندرست مقیم نے جو بہت پیاسا ہے ...

ذکر ہوئیکے ہر دو مذہب کے موافق پلادیتے مین مضائقہ نہین ہی فافہم۔ گیارھوین مذمت۔
یستطیعون السمع تھے کہ استطاعت رکھتے سمع کی یعنے سننے کی۔ قتادہ رح نے کہا کہ سماع حق سے بہرے
بھلائی کو سنکر اس سے انتفاع نہین لیتے تھے۔ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ اور نہین تھے کہ دیکھین یعنے بھلائی
سے اندھے ہوکے دیکھتے تھے۔ ابن عباس سے مروی ہی کہ اللہ تعالے نے اہل الشرک وا پنی طاعت مین بیچ
روک کردی یعنی دنیا مین اسطرح کہ ماکانوا یستطیعون السمع الخ اور آخرت مین اسطرح کہ فلا یستطیعون خاشعۃ ابصارہم الآیۃ
بارھوین مذمت قولہ۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ یہی لوگ ہین جنھون نے خسارہ مین ڈالا اپنی جانون
کو۔ کیونکہ انھون نے اللہ تعالے کی عبادت سے بدلکر آلہہ کی عبادت کی پس ہمیشگی کی آگ مین پڑے اور یہ بڑے خسارہ کی
بات ہی۔ تیرھوین مذمت قولہ۔ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ اور گم ہوگیا اُنسے وہ کچھ جو افترا کرتے تھے یعنی اللہ تعالے
کے ساتھ شریک کا دعوے کرتے اور کہتے کہ یہ بت وغیرہ الہہ انکے سفارشی ہین اور مسیح انکے گناہون کا کفارہ ہوگئے
ہین یہ سب باطل دعوے گم ہوجاوینگے۔ چودھوین مذمت۔ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ لامحالہ
وہی عاقبت مین نہایت خسارہ والے ہین۔ خلیل وسیبویہ نے کہا کہ لاجرم بمعنی حق ہی پس انکے نزدیک یہ گویا کلمہ واحدہ
ہی۔ فراء رح نے کہا کہ بمنزلہ لا بد ولا محالہ کے ہی پھر کثرت استعمال سے بمعنی حق ہوگیا۔ زجاج نے کہا کہ جرم بمعنی کسب اور فاعل
مضمر ہوا ے کسب ذلک الفعل لہم الخسران۔ اور ان کو نصب بوجہ جرم کے ہی والمعنی اس فعل نے انکو خسران کما دیا۔
ازہری رح نے کہا کہ یہ اس لغت مین احسن توجیہ منقول ہی۔ بالجملہ اس آیت سے من کان علی بینۃ من ربہ۔ مین اور من کان
یرید الحیوۃ الدنیا۔ مین فرق وتفاوت ظاہر ہوا خصوص جبکہ اگلی آیات مین مومنون کے درجات بیان ہونگے تو انمین کمال
تفاوت ظاہر ہوجائیگا ف۔ فی العرائس قولہ تعالے ومن اظلم ممن افتری الخ اسمین اشارت سے ثابت ہی کہ ریاکار و
مکار بھی عذاب مین ماخوذ ہونگے یعنی کون بڑھکر ظالم ہی اس شخص سے جو ولایت کا دعوی کرے اور سابق الحکم مین وہ
کذاب ٹھہرا ہی گویا وہ چاہتا ہی کہ وہ حکم ازلی جو اسکے کفر وبہتان کا جاری ہوا اسکو توڑے اور اولیاء وصدیقین جنکے حق مین
سابق عنایت ہی انکو اہل شقاوت سے مقابلہ ومماثلہ کرے پس ظلم اسکا اس راہ سے کہ اپنے آپ کو ولایت کے دعوی پر
لاکر اللہ تعالے پر دروغ باندھتا ہی حالانکہ وہ کاذب ہی اور ان مفسدون کی غرض اسی فعل سے یہ ہوتی ہی کہ ریاء وسمعہ
وجاہ کے لیے مخلوق کے منھ اپنی طرف پھیرلاوین پس اللہ تعالے انکو قیامت مین تمام خلائق کے روبرو فضیحت فرمائیگا
پس جو کوئی اپنے پروردگار سے سچا معاملہ رکھتا تھا وہ انکے کذب پر گواہی دیگا پھر قرب ووصال سے دور کرکے نکال و
وبال مین ڈالے جاوینگے۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالے پر افترا کرنے والا وہ شخص بھی ہی جو اپنے واسطے ان احوال کا دعوی
کرے جو بزرگان دین وصلحاء کو حاصل تھے اور اپنے نفس سے ایسے مقام کا مشاہدہ ظاہر کرے جہان اسکو شہود نہین ہوا ہی
پس ایسے لوگون کو اللہ تعالے دنیا مین بھی فضیحت کر دیتا ہی کہ انکے کذب پر ویسے لوگ مطلع ہوجاتے ہین جو حقایق اشیاء
کو بنور حق دیکھتے ہین پس وے ظاہر کردیتے ہین کہ ہولاء الذین کذبوا علی ربہم۔ کیونکہ انھون نے اپنے لیے ایسے احوال ظاہر کیے جو
انمین نہین ہین اور اپنے آپ کو لباس صلحاء سے آراستہ کرلیا لہذا یہ فضیحت تو انکو مجالس اہل الحق مین ہی یہان تک

Marfat.com

کہ جب قیامت مین مشاہد الحق مین جاوینگے تو عام فضیحت اُٹھاوینگے۔ قولہ تعالےٰ ما کانوا [illegible]
کو دل کے کانون نہین سنتے تھے اور مشاہدہ حق کو روح کی آنکھون نہین دیکھتے تھے کیونکہ [illegible]
عنایت نہین جاری ہوئی۔ بعض نے کہا کہ سماعت کی استطاعت ایسے شخص کو کیا ہو جسکے کان امرون کا [illegible]
کھلے ہین اور کیونکر دیکھے جسکی آنکھ مین توفیق کا سرمہ نہین ہو کیونکہ بغیر سنائے اور بغیر دکھلائے کچھ [illegible]
اللہ تعالےٰ نے اہل الخسران کے نکال و وبال کے بیان کے بعد اہل درجات از اہل ایمان کے فضائل و کرامات کو بیان [illegible]

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْ[جَنَّةِ]

البتہ جو یقین لائے اور کین نیکیان اور عاجزی کی اپنے رب کی طرف وہ ہین جنت کے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْ[عِ]

وہ اُسمین رہا کرین مثال دونون فریقون کی جیسے ایک اندھا اور بہرا اور ایک دیکھتا اور سنتا

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ع ۲ / ۱۶

کیا برابر ہے دونون کا حال پھر کیا تم دھیان نہین کرتے

اب اہل ایمان و طاعت کا حال اور ہر دو فریق کی مثال بیان فرمائی بقولہ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بے شک وہ بندے جو اللہ
پر ایمان لائے یعنے رسول الٰہی و کلام الٰہی سے معرفت صحیحہ حاصل کر کے سب جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اسپر یقین کیا۔ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ اور کام کیے نیک۔ یعنی جو طاعات نماز روزہ وغیرہ اللہ تعالےٰ نے اعمال صالحہ بتلائے ہین اور رسول صلعم نے
سکھلائے ہین سب بجالائے مگر خالی اعضاء و جوارح ظاہرہ سے نہین بلکہ اسکے ساتھ۔ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ اور خشوع
خضوع کیا اپنے رب کی طرف۔ اصل اخبات بمعنی مستوی ہونا جنت یعنی زمین ہموار ہے پس خشوع و اطمینان کے معنی سے مناسب
ہے اسی واسطے کہا گیا کہ واخبتوا اسے انابوا۔ مطمئن ہوئے اپنے رب کی طرف۔ فراء نے کہا کہ الی ربہم اور لربہم واحد ہین اور صراح
وغیرہ مین کہا کہ اخبت الیہ کے معنی مطمئن ہوا اسکی جانب اور اخبت لہ کے معنی اسکے لیے خاشع و خاضع ہوا۔ بعض نے کہا۔ انابوا
یعنے پروردگار کی طرف دل سے جھکے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ خافوا۔ یعنی اپنے پروردگار سے خوف و تقوی کیا۔ بالجملہ اشارہ
ہے کہ آخرت مین اعتبار اعمال جوارح کے ساتھ اعمال قلب کا ہے یعنے نماز وغیرہ خشوع و خضوع سے ہو اور خود بندہ دیگر اوقات مین
خاشع رہے۔ اُولٰٓئِكَ یہ بندے جنکا وصف ایمان و طاعت و خشوع و خضوع مذکور ہوا۔ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ جنت والے ہین
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وے اسمین ہمیشہ رہینگے۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اہل سعادت جنھون نے جوارح سے قولی و فعلی اعمال صالحہ
کیے و منکرات کو ترک کیا اور دل سے خشوع و خضوع کیا وہی جنت کے وارث ہوئے جسمین غرف عالیہ و سرر مصفوفہ و قطوف دانیہ
و فرش مرتفعہ و خیرات حسان وغیرہ نعیم باقیہ دائمہ ہین اسمین انکو خلود ہوگا نہ کبھی مرینگے نہ بوڑھے ہونگے نہ بیمار ہونگے نہ [illegible]
او نگھینگے نہ پیخانہ مین بیٹھین ہونگے نہ وہان تھوک رینٹ ہے وہان تو صرف مشک کی خوشبو ہے۔ علاوہ اسکے جنت [illegible]
بہت دراز ہے وہان ایک رضوان الٰہی و دیدار جیسے نعمت ہے کہین ممکن نہین ہے۔ پھر دونون فریق کی مثال [illegible]
مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ فریق کفار کی تشبیہ اعمی یعنے اندھا [illegible]

Marfat.com

منوا وعملوا الصلحت یا جمعین دونون ہون اور مومن کی تشبیہ بھی اسیطرح سمیع یعنے سننے والے وبصیر یعنے آنکھون دیکھنے والے
سے فرمائی ہیں گر مثال مجموع ہی تو عطف صفت پر صفت ہی هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اے حالًا وصفةً - بھلا دونون فریق برابر
ہین آزراہ حال وصفت کے یعنی ہرگز نہین - اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا تم سوچ نہین کرتے ہو کہ ان مین بڑا تفاوت ہی پس تم بھی مومن
ہو جاؤ - دوسری آیت مین فرمایا لایستوی اصحاب النار واصحاب الجنة الآیة - اور فرمایا - مایستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور
ولا الظل ولا الحرور ولا یستوی الاحیاء ولا الاموات الآیة - بالجملہ دونون مین صاف فرق کر دیا اب حجت تمام ہو گئی ف
فی العرائس قولہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات الآیة - اشارت ہی کہ آمنوا یعنے مواعید غیب کو بصفت دیدار الیقین کیا اور
عملوا الصالحات یعنی اپنی جانین قرب حق حاصل ہونے مین فدا کردین اور صفاء ذکر سے اپنے سرائر پاک کیے اور فکر کو آیات الٰہی
مین جولان کیا واخبتوا الی ربہم - یعنی اسرار کی بصیرت سے سلطان کبریائی کے انوار دیکھکر اسکے تحت مین فناء ہو گیے - یہی
اپنے آپ کو صفات قدم مین فناء کر کے اصحاب مشاہدہ صفات لقاء ہین اور بدون ضرر فناء کے باقی ہین کیونکہ اب بعد محو کے
ہمیشہ اصحاب الصحو رہینگے - شاہ کرمانی رح نے کہا کہ اخبات تین طرح ہی عم آیاس مع توبہ کے کیونکہ گناہون کی طرف کثرت سے عود
ہوتا ہی اور خوف استدراج کا پردہ مین یعنے شاید باوجود ان گناہون کے انعام فقط استدراج ہو ان کہ ناگہانی عذاب مین پکڑا جاوے
اور سوم توقع عقوبت کی ہر وقت بخوف کیونکہ وہان عدل ہی اور عدل مین یہان گناہ بہت ہین - استاد رح نے کہا کہ اخبات یہ ہی
کہ ہمیشہ انکسار کے ساتھ دل کو اللہ تعالے کی طرف خشوع ہو اور مخبتین کے علامات مین سے یہ ہی کہ ہمیشہ پوشیدہ استعانت
کے ساتھ احکام تقدیر کے تحت مین کھلے رہتے ہین - پھر اللہ تعالے نے ازلی مقبول بندون اور ازلی مطرودہ مین فرق بیان
فرمایا کہ فریق اول کو نعمت ولایت ہی اور دوم کو حجاب بقولہ مثل الفریقین کالاعمی آہ یہان اشارت سے ثابت ہی کہ باطنی حالت
کے اعتبار سے جو حقیقت مین مشاہدہ ووصال مین پہونچا وہ محقق مانند سمیع وبصیر کے ہی اور جو حقیقت مین کچھ نہین مگر ظاہر مین
مکار ہی وہ اندھا وبہرا ہی - پھر سمیع کی یہ کیفیت ہی کہ حق تعالے سے اسکے کلمات کو اسی کی قوت سے سنتا ہی اور انھین کلمات سے
اسکو خواطر ملکوتی اور ہواجس شیطانی ونفسانی مین فرق معلوم ہوتا ہی اسیطرح جمال حق تعالے کو قوت حق سے دیکھتا ہی اور
یہ کوئی کرامت اپنی قوت سے نہین ملتی ہی وہی پاک پروردگار سبحانہ اپنے کرم سے عارفون کے دل اور محبون کی آنکھین روشن
کردیتا ہی جس سے انکو آدمیون کے دلی خطرات اور غیب کے حقائق ظاہر ہو جاتے ہین - اور جو شخص مکار جاہل ہی وہ الہامی
ہواتف کو نہین سنتا کیونکہ اسکو خاص سننا جو بقوت حق ہی حاصل نہین ہوا اور اسیر بشری شہوات وعوارض غالب ہونے کی وجہ
سے اسکو معرفت کے انوار نظر نہین آتے - یہ صریح مثال دونون کی فرما کر اہل عقل سے دونون کے مساوات پوچھی لقولہ ہل یستویان
یعنی ہرگز دونون یکسان نہین ہین - بعض نے کہا کہ بصیر وہ شخص ہی کہ تقدیر الٰہی مین جو کچھ اس سے مراد ہی اور جو اسکے نفع وضرر
کے لیے جاری ہو تمام اوقات مین اسکو دیکھے اور سمیع وہ شخص ہی جو خطاب کے تمام اقسام کو خواہ تادیب ہون یا تقریب ہون
یا بحث وتذنیب ہون تمام اوقات مین سنے - پھر بعض مشائخ نے کہا کہ اندھا وہ شخص بھی ہی جو عبرت کی باتین نہ دیکھے اور بہرا وہ
شخص بھی جو لطائف خطاب سے محروم ہو - اور بصیر وہ شخص جو نظر حق سے اشیاء کو دیکھے تو کسی کا انکار نکرے - اور [illegible] جو خبر سے
[illegible] - جنید رح نے کہا کہ اندھا وہی ہی جو حقائق اشیاء کو نہین دیکھتا - استاد رح نے کہا کہ اندھا وہ ہی جسکو ہدایت کی

Marfat.com

بینائی نہو ایسے ہی بہرا وہ جسکے دل کے کان بہرے ہون پس جو وہ افعال مین تقدیر کا بھید دیکھتا ہی مکاشفات غیب پاتا ہی اور فرمایا کہ بصیر وہ ہی جو افعال کو علم الیقین سے دیکھے اور صفات کو عین الیقین سے اور ذات کو حق الیقین سے پس جو چیزین غائب ہین انکو ایک قسم کا حضور ہی اور جو مستور ہین انمین کشف ہی۔ پھر جو شخص کہ سمع سے سنتا ہی اسکو ہواجس نفسانی و وساوس شیطانی نہین سنائے دیتے ہین پس دواعی علم سے بذریعہ سمع سنتا ہی خواطر تعریف سے براہ تقدیر سنتا ہی اور خطاب حق سے براہ اسرار سنتا ہی پس یہ جاہل و عارف کسی طرح مساوی ہوسکتے ہین۔ پھر انواع دلائل کے بعد بعض قصص و وقائع امم سابقہ و انکے بدانجام کو شاہد یقینی بیان فرمایا بقولہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ○ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ

اور ہمنے بھیجا نوح کو اُسکی قوم کی طرف کہ مین تمکو ڈر سناتا ہون کھولکر کہ نہ پوجو سوائے اللہ کے مین

اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ○ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ

ڈرتا ہون تمپر عذاب سے ایک دکھ والے دن کے پھر بولے سردار جو منکر تھے اُسکی قوم کے ہم دیکھتے نہین تجکو

اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰی لَكُمْ

مگر آدمی جیسے ہم اور دیکھتے نہین کوئی تابع ہوا تیرا مگر جو ہم مین نیچ قوم ہین اوپر کی عقل سے اور دیکھتے نہین تمکو

عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ○

اپنے اوپر کچھ بڑائی بلکہ ہمکو خیال ہی کہ تم جھوٹے ہو

وَلَقَدْ واو ابتدائیہ و لام موطئۃ القسم ہی۔ **اَرْسَلْنَا نُوْحًا** نوح علیہ السلام اول رسول ہین جو کافر بت پرستون کی طرف بھیجے گئے بعد آدم علیہ السلام کے لوگون کے گمراہ ہونے کے وقت۔ **اِلٰی قَوْمِهٖ** یہ قوم بت پرست تھی اور بعد آدم ؑ کے دس قرن تک لوگ توحید پر رہے پھر انمین کفر پھیلا۔ **اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ** بعض نے کہا کہ تقدیر کلام بانی لکم ہی پس ان مفتوحہ کی قراءۃ ابو عمرو و ابن کثیر و کسائی پر صحیح ہی اور باقی قرّاء نے بالکسر پڑھا تو قول مضمر ہی یعنے قال انے۔ یا۔ قائلا انے۔ والمعنی اور قسم ہی کہ بے شک ہم نے بھیجا نوح کو اسکی قوم پاس کہتا ہوا کہ مین بے شبہہ تمھارے لیے کھلا ڈر سنانے والا ہون۔ **اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ** ان مصدریہ یا مفسرہ متعلق بارسلنا یا نذیر یا مبین ہی اور لا ناہیہ ہی۔ سراج مین کہا کہ انی لکم الخ سے یہ جملہ بدل ہی یعنے مین تمھین ڈراتا ہون کہ اللہ تعالے کے سوائے کسی کی عبادت مت کرو۔ یا مبین کا مفعول ہی۔ یعنے صاف بیان کرنے والا ہون اس امر کو کہ سوائے اللہ تعالے کے کسی کو مت پوجو۔ علی ہذا مبین لعنی بیّن نہین بلکہ فعل متعدی بمعنی مبین ہی۔ خالی انذار پر اکتفا کیا اس لیے کہ نوح کی دعوت محض انذار تھی بشارت نہین۔ یہ قول ضعیف ہی۔ بعض نے کہا کہ بشارت انپر کارگر نہین ہوئی۔ مترجم کہتا ہی کہ قوم بد افعال مین مبتلا تھی اس سے باز رہنے کا حکم دیا اور نہ ماننے کی صورت مین وعید سنایا **اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ** بے شبہہ مجھے تمپر عذاب روز الیم کا خوف ہی۔ روز کو الیم کہنا بطور مجاز کے ہی اور مراد روز طوفان ہی یا روز قیامت اور ظاہر یہ ہی کہ قیامت مراد ہو یا مخالفت پر عذاب کا یقین کرکے فرمایا کہ نہ ایک روز تمپر عذاب آویگا۔ اس لیے کہ غرق کی وحی پیچھے ہوئی ہی ہان محتمل ہی کہ پہلے سے قوم کا انجام معلوم ہو

ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام چالیس کی عمر ہونے پر رسول ہوئے اور ساڑھے نو سو برس قوم کو راہ راست کیطرف
بلایا- مقاتل رحہ نے کہا کہ سو برس کی عمر مین اور بعض نے کہا کہ پچاس برس اور بعض نے کہا کہ دو سو پچاس کی عمر ہونے پر رسول
ہوئے اور ساڑھے نو سو برس دعوت کی اور بعد طوفان کے ڈھائی سو برس زندہ رہے تو انکی عمر ایک ہزار چار سو پچاس برس
کی ہوئی اور نوح اسم عجمی ہی لهذا جسنے کہا کہ کثرت گریہ کی وجہ سے نوح بالفتح سے ماخوذ ہی اسنے سہو کیا کیونکہ عربی استقاق نہین
ہو سکتا- اس سورہ مین سات قصے ترتیب وار جسطرح زمانہ مین واقع فرمائے ہین ذکر کیے ازانجملہ پہلا یہی قصہ نوح ہی- الحاصل
حضرت نوح ع نے قوم بت پرست سے کہا کہ اگر تمنے سولے اللہ تعالے کے غیر کو پوجا تو مجھے تمپر عذاب الیم واقع ہونے کا خوف
ہی لهذا تم باز رہو- **مترجم** کہتا ہی کہ جو کوئی مشرک مرے اسپر عذاب آخرت یقینی ہی پس ظاہر کلام اسکو مشعر ہی کہ آنحضرت ع نے
قوم کو دنیاوی عذاب کا خوف دلایا- قوم نے انکے جواب مین صاف انکار کیا اور تین شبہہ مثل کیے چنانچہ انکو بیان فرمایا- بقولہ تعالے
فَقَالَ الْمَلَأُ ملا جماعت اشراف جنکو دنیا کی ریاست و منزلت حاصل ہی- **الَّذِينَ كَفَرُوا** جملہ صفت ملأ- **مِن قَوْمِهِ**
بیان ملأ- یعنے اسکی قوم کے اشراف نے جو کافر تھے کہا- اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ بعض اشراف قوم کافر نہ تھی ولیکن اظہر یہ ہی
کہ جملہ الذین کفروا محض مذمت کے لیے ہی یعنے ان ملأ کی یہ صفت تھی کہ خبیث کافر تھے اس لیے کہ کلام مابعد سے ظاہر ہوتا ہی
کہ ایمان لانے والے دنیا کی راہ سے حقیر لوگ تھے- بالجملہ رئیس کفار قوم نوح ع نے کہا کہ **مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا**
پہلا اعتراض و شبہہ یہ کہ ہم نہین دیکھتے تجھکو مگر ایک آدمی مانند اپنے- یعنی اللہ تعالی کا رسول کوئی فرشتہ ہوتا آدمی کیا ہوگا
اور تو ہمارے مثل آدمی تھے یہ فوقیت ہم روسا سے بڑھکر نہین ہو سکتی جیسے کفار مکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہتے تھے
وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَاذِلُنَا جمع ارذل بضم ذال معجمہ و ارذل جمع رذل بسکون ذال جیسے
کلب و اکلب و اکالب- پس اراذل جمع الجمع ہی اور بعض نے اسم تفضیل ارذل بروزن اشرف کے جمع قرار دی جیسے اساود
جمع اسود پھر اراذل مانند جولاہہ و موزہ دوز وغیرہ کے آدمیون مین سے اور گھٹیا ہر چیز مین سے- **بَادِيَ الرَّأْيِ**-
ظاہر الرائے یعنی بدون خوض و تعمق کے- اور نصب اسکو بنا بر ظرف کے یعنی وقت ظہور اول رائے کے- یہ دوسرا شبہہ جاہلا
اور معنے یہ کہ اوسہ ہم نہین دیکھتے کہ تیری پیروی کی ہو کسی نے سولے ایسے لوگون کے جو ہم مین سے اراذل ہین انھون نے بھی بدون
غور و تعمق کے سرسری نظر سے اتباع کر لی- ابن کثیر رحہ نے لکھا کہ کافرون کا یہ اعتراض انکی جہالت و بے عقلی پر دلیل ہی اس لیے
کہ جو امر حق ہو وہ ہمیشہ حق ہی چاہے اراذل اسکی پیروی کرین چاہے اشراف- بلکہ سچی بات یہ ہی کہ جو بندے امر حق و حکم الہی
کی پیروی کرتے ہین وہی اشراف ہین اگرچہ فقیر ہون اور جو اس سے منھ موڑتے ہین وہی ارذل ہین چاہے تونگر ہون- پھر
اکثر ایسا واقع ہوتا ہی کہ امر حق و انبیاء و اولیاء کی پیروی کرنے والے فقیر ضعیف لوگ ہوتے ہین انھین کچھ غرور نہین ہوتا اور
سے حق کے تابع ہو جاتے ہین اور روساء اکثر مخالف ہوتے ہین اسیواسطے ہرقل بادشاہ روم نے جب آنحضرت صلعم کا حال پوچھا
اور آپ کی اتباع دریافت کیے اور ابو سفیان نے کہا کہ ضعیف لوگون نے انکی پیروی کی اور کسی شریف نے پیروی نہین کی تو بادشاہ
نے کہا کہ تم یہ مت سمجھو بلکہ رسولون کی پیروی کرنے والے ضعیف ہی ہوتے چلے آئے ہین- زجاج رح نے کہا کہ کافرون نے اتباع نوح ع
کو اراذل کہا اور بیوقوفی سے یہ نہین جانا کہ دین کی بزرگی اور رسول کی پیروی مین شرافت ہی مال و مناصب کو کچھ دخل نہین اور

Marfat.com

کوئی پیشہ جائز ہو اس سے دین مین کچھ نقصان نہین آتا بلکہ جب دین مین انکی سیرت بہتر ہو تو بیدینون نے
لکھا کہ بادی الرای کا اعتراض بھی محض جہالت ہی کچھ عیب نہین اسلیے کہ حق جب کھل گیا تو [illegible]
رہتی بلکہ اس حال مین امر حق کی اتباع فرض ہی ایسی حالت مین سوائے غبی گمراہ جاہل کے کوئی [illegible]
اور اللہ تعالے کے رسول ہمیشہ امر واضح لائے ہین اور صحیح حدیث مین آیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین نے جس کسی کو
کی طرف بلایا اسنے کچھ نہ کچھ گردن نہوڑائی سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ اسنے کچھ بھی توقف نکیا یعنی فورًا ایمان لائے
کافرون نے تیسرا شبہہ حضرت نوح ؑ و انکی اتباع سب پر پیش کیا یعنی قولہ- وَمَا نَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ اور ہم
تمھارے لیے اپنے اوپر کچھ فضیلت نہین دیکھتے- یعنی دنیاوی مال و دولت مین تم ہم سے اچھے نہین ہو- ابن کثیر رح نے
کہ یہ لوگ اندھے تھے بہرے تھے گونگے تھے انکو بھلا حق و اسکی بزرگی کیونکر نظر آتی پھر حضرت پیغمبر کی فضیلت کہان سے
لہذا دنیاوی غرق کے سوائے آخرت مین بھی ارذل خوار ہونگے جو دنیا مین اندھے ہوکر امر حق مین متردد اور جہالت کے اندھیرے
مین ٹاپتے تھے آخرت مین دوزخ کے اندھیرے مین چلینگے- پھر ان کافرون نے حضرت نوح ؑ کے مقابلہ مین خوض و تردد بھی چھوڑ
اور اپنی اصل کی طرف جو تمام کافرون مین ہمیشہ موجود ہی رجوع کیا اور وہ خالی گمان ہی چنانچہ کہا- بَلْ نَظُنُّکُمْ کٰذِبِیْنَ بلکہ
ہم تو تم کو جھوٹا گمان کرتے ہین- اسی گمان پر جم گئے اور کسی طرح آنحضرت کی نصیحت نہ سنی- حالانکہ گمان سے حق نہین ملتا ہی
آخر غرق کے عذاب مین پڑے- یہی حال کفار مکہ کا تھا کہ بتون کو اللہ تعالے کے یہان اپنا سفارشی سمجھتے اور گمان کرتے کہ وہان
ہم کو نفع دینگے حالانکہ یہان نہ منھ سے بولین اور نہ ہاتھ ہلاوین اور نہ اشارے سے راہ بتاوین اور نہ اپنے اوپر سے ایک مکھی
ہانک سکین- ایسے ہی نصاریٰ نے حضرت مسیح ؑ کو اپنے تمام گناہون کا چاہے کیسی ہی بدکرداری کرین کفارہ سمجھ لیا اور یہ خلاف
عقل و تمام انبیاء سے مخالف ہی اور جب ان لوگون کو امر حق دیا جاتا ہی تاکہ دنیاے فانی سے منھ موڑ کر عاقبت درست کرین تو
دل سے عاقبت پر یقین نہین کرتے اور اسپر بھی حق بات مین مانند قوم نوح کے بالکل واہی شبہہ پیدا کرتے ہین- ف
فی العرائس قولہ مانراک اتبعک الخ کمینہ جاہلون بیوقوفون کی یہی عادت ہی جو اپنی فاسد راے پر انبیاء کے حالات کو قیاس
کرتے رہین اور اگر کاش ایک ذرہ انکے حالات سے مشاہدہ کیا ہوتا تو اسکے شوق و حسرت مین مرجاتے ولیکن شقاوت ازلی نے
انکو ان بزرگون کے انوار سے محجوب و محروم کیا اور اپنے گمان و قیاس مین پڑے ٹھوکرین کھایا کیے بس انکو شکل و صورت نظر پڑی
اور ارواح دیکھنے سے اندھے رہے اور بسبب جہالت کے اولیاء الٰہی پر تکبر کرتے رہے- ابن الفرجی رح نے کہا کہ جیسے انبیاء سے
مخالفت کی اسکو فقط بشری صورت نظر پڑی اور جو اختصاص و فضائل انکو عطا ہوئے ہین مخالف کو نظر نہ آئے [illegible]
ہین اور انکی ظاہری صورت کا باقی رہنا خلق پر رحمت ہی کہ فیض پاوین اسی ظاہری شکل کو اپنی طرح کھاتا پیتا دیکھ [illegible]
لگے اور یہ نجانا کہ وہ بشاہد قدس مین حضرت حق عزوجل کے قرب مین ہین اگر انکے قرب منزلت کو دیکھ لیتے تو [illegible]
انکے عیش کی تمنا مین حسرت کے ساتھ جان دیدیتے ولیکن تقدیر العزیز العلیم ہی کہ وے اسی عذاب مین [illegible]

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ

بولا اے قوم دیکھو تو اگر مین ہوا نظر آتی راہ پر اپنے رب کی اور اسنے دی مجھکو [illegible]

عَلَيْكُمْ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ○

تمہاری آنکھ سے چھپا رکھی کیا ہم لگاوین وہ تمکو اور تم اُس سے بیزار ہو

حضرت نوح علیہ السلام نے خصائل نبوت کے موافق نہایت حلم و تلطف سے بیوقوف قوم کو جواب دیا۔ قَالَ يٰقَوْمِ ۔ کہا کہ اے قوم اَرَءَيْتُمْ مجھے آگاہ کرو۔ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ کہ اگر مین کھلی دلیل و معجزہ پر ہون اپنے پروردگار کی طرف سے وَاٰتٰنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ اور دی اسنے مجھکو رحمت یعنی نبوت اپنے پاس سے یعنی اپنے فضل سے تو بھی کیا مجھے جھوٹا کہوگے یعنی مین جھوٹا نہین ہون مجھے حق تعالے نے محض اپنے فضل سے بدون دعوی و استحقاق کے اپنی طرف سے معجزے و برہان دی اور اپنے پاس سے رحمت و نبوت دی۔ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ پس ہر ایک بینہ و رحمت تمپر اندھر اگئی کہ تم اسکو نہین دیکھتے و انکار کرتے ہو حفص و حمزہ و کسائی نے عمیت بضم اول و تشدید ثانی پڑھا۔ یعنی یہ رحمت تمپر اندھرائی کردی گئی اور مراد یہ کہ اللہ تعالے نے تمکو اسکے فضائل و کرامات دیکھنے سے اندھا کردیا۔ دلیل ہے کہ ہدایت و ضلالت کو اللہ تعالے ہی پیدا کرتا ہے۔ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا کیا مین تم پر لازم کردونگا۔ وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ حالانکہ تم اس سے کراہت کرتے ہو یعنی زبردستی مین تمھارے اوپر لازم نہین کرسکتا ہون۔ قتادہ رح نے کہا کہ واللہ اگر اللہ تعالے کے نبی کو استطاعت ہوتی تو لازم فرماتا لیکن اسکے امکان مین نہ تھا

ف۔ حلم رکھنا جاہلون کے جواب مین اخلاق انبیاء مین سے ہے اور قولہ فعمیت بنا بر قراءۃ حفص و حمزہ دلیل ہے کہ ہدایت و ضلال از جانب حق تعالے ہے۔ قولہ تعالے۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ

اور اے قوم نہین مانگتا ہون تمسے اسپر کچھ مال میری مزدوری نہین مگر اللہ پر اور مین نہین ہانکنے والا

اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ○ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ

ایمان والون کو انکو ملنا ہے اپنے رب سے لیکن مین دیکھتا ہون تم لوگ جاہل ہو اور اے قوم کون چھڑا دے مجھکو

اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

اللہ سے اگر انکو ہانک دون کیا تم دھیان نہین کرتے ہو

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ ضمیر علیہ راجع اس نصح کی طرف ہے جو پہلے انکو فرمائی تھی لا اور اے قوم مین نہین مانگتا اس نصح پر تم سے کچھ مال۔ یعنی خالص اللہ تعالے کے حکم سے اسکے واسطے تمکو اسکی سیدھی راہ پر بلاتا ہون اور تم سے کچھ چاہتا نہین کہ تم تہمت کرو کہ اسی مال کے لیے ایسا کیا۔ بلکہ تم سے بےغرض نصیحت ہے۔ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ نہین میری مزدوری مگر اللہ تعالے پر۔ یعنی اللہ تعالے عزوجل نے اپنے فضل سے مجھے اس کام پر ثواب جزیل دینے کا وعدہ فرمایا ہے تو میرا ثواب وہی ہے۔ پھر کافرون کے تکبر و غرور کی درخواست کا جواب دیا بقولہ۔ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور مین کبھی نہین ہانک دینے و دور کرنے والا ہون ان لوگون کو جو ایمان لائے۔ روایت ہے کہ کافرون نے صریح درخواست کی تھی کہ ان ذلیل لوگون کو دور کرو تو ہم تمھارے پاس بیٹھین اور بعض نے کہا کہ انکی گفتگوے سابق سے یہ بات نکلتی تھی بہرحال جواب دیدیا کہ مین کبھی ایسا نہین کرونگا۔ یہ ویسا ہی ہے جیسے کفار مکہ نے آنحضرت صلعم سے ضعفاء مومنین کو ہٹانے اور خاص اپنے لیے مجلس بنانے کی

Marfat.com

درخواست کی تھی اور اللہ تعالے نے قولہ لا تطرد الذین یدعون ربہم الآیۃ - سے صریح ممانعت فرمائی ...
رذیل کہتے تھے انکا مرتبہ مع اپنے فعل کی دلیل کے بیان کیا بقولہ - اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ لٰكِنِّيْٓ ...
ہیں - انکا مرتبہ یہ ہو کہ پروردگار عز وجل اُنسے ملاقات فرمادیگا اور انکو انکے ایمان و نیکیوں کا اچھا ثواب عطا ...
اعمال نیک کسی کے ضائع نہیں ہوتے اور وہی حق تعالے کے نزدیک مقبول ہیں - دنیا ے فانی و دولت بالکل ہیچ
اسیواسطے فرمایا - وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ لیکن میں تم کو ایسی قوم دیکھتا ہوں کہ تم جہالت کرتے ہو یعنی ...
جسکو ہر عقل والا جان لیتا ہو اس سے تم جاہل ہو پھر زیادہ انکا مرتبہ بڑھایا اور طرد کا جائز نہونا بتلایا بقولہ - وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ
مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ اور اے قوم کون مدد کرکے مجھے بچاویگا اللہ تعالے سے اگر میں ان لوگوں کو مطرود کروں
کا مطرود کرنا خلاف مرضی الٰہی ہو اگر میں بالفرض طرد کروں تو اللہ تعالے مجھپر عذاب فرماویگا پھر اسکے عذاب سے بچانے والا کوئی
تا ہو ہرگز کوئی ممکن نہیں ہو پھر انکو انکی جہالت پر تنبیہ کی بقولہ - اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ کیا بھلا تم غور نہیں کرتے ہو
کہا کہ افلا بمعنی ہلّا یعنے حرف تحضیض ہو یعنے کیوں نہیں غور کرکے سمجھ حاصل کرتے ہو کہ ایمان و طاعت سے کوئی ہو اللہ تعالے کے
مقبول ہوجاتا ہو کسی کو اسکے رد کرنے کی مجال نہیں ہو اور دنیاوی دولت سے قرب الٰہی و شرف نہیں حاصل ہوتا - ف
فی العرائس قولہ وما انا بطارد الذین آمنوا الخ - حضرت نوح علیہ السلام نے بیان کردیا کہ میں ایسے لوگوں کو مطرود نہیں کرسکتا
نے دنیا کو جو محل امتحان تھا چھوڑا اور خالص اللہ تعالے کی طرف رجوع لائے اور دار آخرت پسند کیا اور حق تعالے نے ازل سے
انکو اپنے دیدار و مجلس اُنس و سماع کلام و معرفت صفات و ذات کے لیے برگزیدہ کردیا تھا پھر دلیل فرمائی بقولہ انہم ملاقو ربہم یعنی
مقبول کرنا یا مطرود کرنا میرے حوالہ نہیں ہو بلکہ جس پاک خالق جل سلطانہ نے مجھے پیدا کرکے رسول بنانے کو چھانٹا اسی نے
ان بندوں کو ولایت کے لیے مخصوص کیا اور اسکو اختیار رہو کہ اپنی رحمت سے جسکو چاہے سرفراز کرے - اور تم لوگ اندھے جاہل
تمکو چاہیے کہ انکی شکستگی کو مت دیکھو اور دنیا سے اعراض کرنے سے انکے پھٹے کپڑوں و زرد رنگ کو لحاظ مت کرو کیونکہ ملک
و جبروت میں سیر کرنے والے یہی لوگ ہیں - شیخ ابو عثمان رح نے اس آیت میں کہا کہ میں نہیں منھ موڑونگا ایسے لوگوں
سے جنھوں نے اللہ تعالے کی طرف منھ کیا کیونکہ جو کوئی اخلاص سے اللہ تعالی کیطرف توجہ لاوے اللہ تعالے اسپر توجہ فرماتا ہو
تو کوئی ایسے شخص سے منھ موڑے اسنے اللہ تعالے سے منھ موڑ لیا پس میں ایسا نہیں کرونگا - پھر حضرت نوح علیہ السلام
کافروں کے بعض اقوال کا جواب فرمایا - کما قال تعالے

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ
اور میں نہیں کہتا تمکو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ میں کہوں کہ فرشتہ ہوں
وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
اور نہ کہوں گا کہ جو تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دیگا انکو اللہ بھلائی اللہ بہتر جانے جو انکے جی میں ہو
اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝
یہ کہوں تو میں بے انصافوں میں

ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالے کے خزانے زمین
و آسمان کے خزانے یا اموال کے خزانے - یہ جواب کفار ہے کہ رسول ہوتا تو اللہ تعالے کے خزانے رکھتا ہوتا - یعنی رسول کے لیے
یہ شرط نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ یہ معنی ہیں کہ جیسے میں تم سے مال نہیں مانگتا ویسے ہی یہ بھی نہیں کہتا کہ اللہ تعالے کے خزانوں
کا مالک ہوں بلکہ مجھے مال سے دینے یا لینے کی کچھ غرض متعلق نہیں ہے کیونکہ یہ اموال دنیاوی سب فانی ہیں انکے حاصل ہونے
سے کچھ آبرو نہیں اور نہونے سے کچھ ذلت نہیں ہے اور انکی جستجو میں عمر برباد کرنا عذاب کی گرفتاری ہے - ہاں دار الآخرۃ کی
نعمتیں البتہ باقی و دائم ہیں - ولا اعلم الغیب اور یہ بھی نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں - بلکہ میں لے وحی الٰہی پہنچی
اور تم سے یہی کہا تھا کہ انی نذیر مبین - میں کھلا ڈر سنانے والا ہوں - ولا اقول انی ملک اور یہ بھی میں نہیں کہتا
کہ میں فرشتہ ہوں - تاکہ تم کہو ہم تو تمکو اپنے مثل آدمی دیکھتے ہیں - بے شک آدمی ہوں اور آدمیت و نبوت دونوں جمع ہونے میں
کوئی شک نہیں بلکہ تمہارے لیے جو اللہ تعالے کا رسول ہو وہ آدمی ہونا چاہیے - اس کلام سے بعض نے استدلال کیا کہ آدمی
سے فرشتہ افضل ہوتا ہے کیونکہ اپنے سے افضل کی اسطرح نفی کیا کرتے ہیں اور جواب دیا گیا کہ یہ استدلال نہیں صحیح ہے کیونکہ حضرت
نوح نے کافروں کے جواب میں یہ کہا جو کہتے تھے کہ تم تو ہمارے سے آدمی ہو لیس جواب دیا کہ میں اپنے کو فرشتہ کب کہتا تھا جو
تم مجھپر طعن کرتے ہو - اور حق اس بحث میں یہ ہے کہ پرے سے ہم بحث ہی نکریں کیونکہ ہم کو طاعات الٰہی و عافیت کی راہ چلنے
سے کام ہے اس بحث سے کیا کام کہ کون افضل ہے - ولا اقول للذین تزدری اعینکم لن یؤتیهم اللہ خیرا
اور جن لوگوں کو تمہاری آنکھیں حقارت سے دیکھتی ہیں انکے حق میں میں یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالے کبھی انکو بھلائی و بہتری نہ دیگا
کیونکہ ثواب و درجات کا مدار دل کے ایمان و سلامتی پر ہے مجھے انکے دل کا حال کیا معلوم - اللہ اعلم بما فی انفسهم
اللہ تعالے ہی خوب جانتا ہے کہ انکے دلوں میں کیا ہے پس اگر ایمان و تصدیق و معرفت ہے تو اللہ تعالے نے جو کچھ انکے لیے آخرت
میں مہیا کیا وہ نہایت افضل ہے تمہارے دنیاوی اموال بلکہ تمام روے زمین کی سلطنت و زمین کے خزائن و دریا کے جواہرات
سب بمقابلہ ایک ہاتھ جنت کی جگہ کے کچھ چیز نہیں ہیں - جب یہ بات ہے تو پھر میں کیونکر انکو دور کروں اور کیونکر انکے حق میں
ایسی بات کہوں - انی اذا لمن الظلمین اے انی اذا فعلت ذلک صرت من الظالمین - یعنی اگر میں ایسا کروں تو میں
بھی ظالموں میں سے ہو جاؤں اور یہ بڑا گناہ ہے - اگر کہا جاوے کہ جب ایسا گناہ ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر مطرود
کیا تھا جیسے قولہ ولا تطرد الذین یدعون ربهم الآیۃ اتری ہے جواب دیا گیا کہ ایک تو حضرت نوح سے کفار کہتے تھے کہ غریبوں کو بالکل
اپنے پاس سے دور کر دو اور آنحضرت صلعم نے اپنے ضعفاء صحابہ کو بالکل دور نہیں کیا اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جواب اس تقدیر پر
کہ آنحضرت صلعم نے دور کیا اور اصح قول یہ ہے کہ خالی قصد کیا تھا جبکہ بعضے اکابر صحابہ نے مشورہ دیا کہ خیر کافروں کی یہ ہٹ بھی دیکھ لیجیے
اور جب آیت اتری تو آپ نے یہ قصد دور کر دیا کیونکہ حق تعالے نے کافروں کے تکبر اور مومنوں کی دل شکنی کو پسند نفرمایا اور
اپنے رسول صلعم کو اس قصد سے قبل اسکے کہ واقع ہووے منع فرما دیا - پھر کافروں نے ٹھیک جواب پاکر جدال شروع کیا بقولہ تعالیٰ
قالوا ینوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصدقین ○
بولے اے نوح تو ہم سے جھگڑا اور بہت جھگڑ چکا اب لے آ جو وعدہ دیتا ہے ہمکو اگر تو

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَاۤءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ [illegible]

کہا کہ لاویگا تو اُسکو اللہ ہی اگر چاہیگا اور نہ تم تھکاؤ گے بھاگ کر اور نہ کام کرے گی تمکو میری [illegible]

لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

اگر اللہ چاہتا ہوگا کہ تمکو بیراہ چلا دے وہی ہے رب تمہارا اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

قَالُوْا کفار قوم نے کہا کہ - يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا اے نوح ۴ تونے ہم سے جدال کیا یعنی اللہ تعالےٰ کی توحید ومعاد ثابت کرنے مین غلبہ کا کلام لایا - فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا پس ہم سے جدال مین اکثار کیا یعنی طول کلام سے سب باتون پر دلائل پیش کیے ولیکن کافرون کے گمان سے یہ سب باہر تھا لہذا کہا - فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ سو لے آ ہم کو وعدہ دیتا ہے یعنے عذاب کے وعید دیتا ہے وہ عذاب لے آ - بما مین باء تعدیہ ہے - اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ تو سچون مین سے ہے - جزاء اس شرط کے محذوف ہے جسپر جملہ ما قبل دلالت کرتا ہے یعنے ان کنت صادقا فاتنا بما تعدنا - یہ مذہب نحویین کے طور پر جو جزاء کو شرط پر مقدم ہونا جائز نہیں کہتے ورنہ دوسرے مذہب پر جزاء مقدم ہے - حاصل آنکہ مناظرہ ہم مین کچھ موثر نہیں اب اگر تو سچا ہے تو وہ عذاب جس سے ڈراتا ہے لا - قال فی السراج اس آیت مین دلیل ہے کہ دلائل کو صاف بیان کرنا اور کافرون کے شبہات دور کرنا یہ انبیاء علیہم السلام کا پیشہ ہے اور تقلید وجہالت کرنا کافرون کا پیشہ ہے حضرت نوح ۴ نے انکے جواب مین کہا - اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اسکو تو اللہ تعالےٰ ہی تمپر لاویگا - اِنْ شَاۤءَ اگر وہ چاہیگا یعنے تم جو عذاب مجھسے جلدی مانگتے ہو تو مجھے کچھ اختیار نہیں ہے بلکہ اللہ تعالےٰ قادر مختار ہے اگر چاہیگا تو تمہاری موت سے پہلے ہی تمپر عذاب لاویگا اور چاہیگا تاخیر فرماویگا - وہ مختار ہے وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ اور تم لوگ اس عذاب سے بچنے والے نہیں ہو یا تم عذاب مین اللہ تعالےٰ کو عاجز نہیں کر سکتے کہ تمپر عذاب نہ کر سکے پھر حضرت نوح ۴ نے کلام کو قطعی طور پر ختم کر دیا بقولہ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اور نہین نفع دیگی تمکو میری نصیحت اگر مین چاہون کہ تمکو نصیحت دون - اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا ہوگا کہ تم کو گمراہ کرے - تقدیر کلام یون ہے ان کان اللہ یرید ان یغویکم فان اردت ان انصح لکم فلا ینفعکم نصحی - پس بمذہب عدم جواز تقدیم الجزاء ان اردت الخ کی جزاء بقبل جملہ اول محذوف ہے اور بمذہب جواز تقدیم جملہ شرط وجزاء اول جزاء شرط ثانی ہے اور ایسے شرائط مین حکم ثابت ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ ثانی قبل اول کے واقع ہو اور بمفاد خلاف ایسی صورت مین ظاہر ہوتا ہے کہ ایک مرد نے جورو سے کہا کہ تو طالق ہے اگر تو گھر مین داخل ہوئی اگر تو نے زید سے بات کی - پس اگر وہ داخل ہو کر بات کرے تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر بات کر کے داخل ہو تو طالقہ ہو جائیگی - ہذا ما ذکرہ فی السراج اور تمام یہ بحث مترجم کے ترجمہ عالمگیریہ سے تلاش کرو - وفی السراج اس آیت مین دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ کبھی بندہ سے کفر کو ارادہ کرتا ہے پس جب اسنے ارادہ کیا تو بندہ سے ایمان کا صادر ہونا ممکن نہیں ہے - مترجم کہتا ہے کہ ازلی اختیار یہی ہے چنانچہ ازل مین اگر اسکو کافر مقدر کیا تو وہ کبھی مومن نہیں [illegible] بلعم باعور کے درمیان مین مانند ابلیس کے بظاہر کسی کرامت کو پہونچے - بالجملہ ارادۂ الٰہی مقدم ہے اور [illegible] ہے جو چاہے کرے اسپر کسی کا کچھ حق نہیں ہے اسیواسطے حضرت نوح ۴ نے ان کافرون کو اُنکے خالق عزوجل کے حوالہ کیا [illegible]

...کم والیه ترجعون ۝ وہی تمہارا رب ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ف — فی العرائس قولہ ولا ینفعکم
...ان اردت ان انصح لکم۔ یعنی کیونکہ میری نصیحت تم کو فائدہ دیگی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قبول نصیحت کی استعداد ہی پیدا نہیں کیا اور یہ
...ازلی تمہارے حق میں ہے اور نصیحت تو اسی کو کارگر ہوتی ہے جسکے دل میں اسکے رب کی طرف سے کوئی ایسی استعداد ہو جو
معصیات سے جھڑکے و روکے اور نصیحت سننے پر آمادہ کرے۔ شیخ حمدون القصار رح نے کہا کہ نصیحت ایسے شخص کو مفید نہیں جو
آپ کو نصیحت نہ کرے۔ پھر اس ذکر قصہ کے درمیان میں بطریق جملہ معترضہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم
سے بہتان کفار رفع فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ۔

ع ۱ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَ اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝

کیا کہتے ہیں کہ بنالایا قرآن کو تو کہہ اگر بنالایا ہوں تو مجھپر ہے میرا گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو

...قاتل رح نے کہا کہ یہ کفار مکہ کا کلام حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطریق جملہ معترضہ درمیان قصہ نوح ؑ میں ذکر فرمایا۔
...اس قول کو شیخ ابن کثیر رح نے اختیار کیا اور رازی رح نے کہا کہ یہ بہت بعید ہے بلکہ یہ کلام منجملہ کلام نوح علیہ السلام کے ہے یعنی انکی
قوم انکو اس وحی میں مفتری بتلاتی تھی تو کہا کہ۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ بلکہ کہتے ہیں کہ اسنے افتراء کر لیا یعنی اپنی طرف
سے گڑھ لیا ہے ضمیر افتراء راجع بجانب وحی ہے جو قوم کو پہونچائی تھی۔ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ تو کہہ
کہ اگر میں نے اسکو گڑھ لیا تو مجھپر اسکا اجرام ہے۔ اجرام کسی ممنوع بات میں پڑجانا پس مضاف محذوف ہے یعنی گناہ اس اجرام کا
وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ اور میں بری ہوں اس چیز سے جسکا تم اجرام کرتے ہو۔ یعنی تمہارے اجرام کے عقاب سے میں
بری ہوں کہ ناحق تم مجھپر افتراء کرتے ہو۔ بعض نے لکھا کہ ان افتریتہ فعلی اجرامی۔ ایک محذوف جملہ پر دلالت کرتا ہے اسی سے
وہ حذف کیا گیا یعنے وان کنت صادقا وکذبتمونی فعلیکم عقاب ذلک۔ یعنی اور اگر میں سچا ہوں اور تمھیں نے مجھے جھوٹا
بتلایا تو اسکا عذاب تمپر ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ قولہ وانا بری الخ اسی معنی پر دلالت کرتا ہے اور یہ حسن بیان ملیح ہے۔ پھر انجام قوم
نوح علیہ السلام بیان فرمایا۔ بقولہ تعالیٰ۔

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝

اور حکم ہوا طرف نوح کے کہ اب ایمان نہ لاویگا تیری قوم میں مگر جو ایمان لاچکا سو غمگین نہ ہو اُن کاموں پر جو کر رہے ہیں

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ وَیَصْنَعُ

اور بنا کشتی روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بول مجھسے ظالموں کے واسطے یہ البتہ غرق ہونگے اور وہ

الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا

کشتی بناتا ہے اور جب گذرتے ہیں اُسپر سردار اُسکی قوم کے ہنسی کرتے اُس سے بولا اگر تم ہنستے ہو ہمسے تو ہم ہنستے ہیں تمسے جیسے

تَسْخَرُوْنَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝

تم ہنستے ہو اب آگے جان لوگے کسپر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اُسکو اور اُترتا ہے اُسپر عذاب ہمیشہ کا

...تراکیب و معانی معلوم کر لو۔ قولہ انہ لن۔ محل رفع میں نائب فاعل ہے۔ قولہ لن یومن۔ بعض نے کہا کہ وقت موت کفار

انکے ایمان سے مایوسی دلانے کو حرف لن آیا۔ قولہ الامن قد امن اسے الا من قد سبق ایمانہ [illegible]
ظاہر مراد نہیں ہے ورنہ معنی یہ ہونگے الامن آمن فانہ یومن - اور اسکا فساد ظاہر ہے [illegible]
انہ لاتصف بالایمان من قومک الامن قد امن فانہ متصف بہ دائما - اور بعض نے کہا کہ [illegible]
چنانچہ پارہ ششم وغیرہ میں گزرا - قولہ فلا تبتئس یوس یعنی حزن اور ابتیاس حزن آگین ہونا - باعیننا [illegible]
ہمراہی سنا - یعنے ہماری نظر روبرو کہ وہاں ہم دیکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالے سب دیکھتا ہے اور یہ مجاز ہے مراد اس سے
اور عین سے تعبیر کیا حفظ کو کیونکہ وہ دیکھنے کا آلہ ہے جس سے حفاظت ہوتی ہے۔ بعض نے کہا کہ باعیننا یعنی بعلمنا - ہمارے
سے اور اعین کی جمع بغرض مبالغہ وتعظیم ہے ورنہ کثرت مقصود نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ مضاف الیہ محذوف ہے اور [illegible]
ملائکتنا - یعنی ہمارے ملائکہ کی نگاہ روبرو - بعض نے کہا کہ مراد اس سے حکم آلہی ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ عین صفت
ہے اسکو بدون تاویل وتمثیل وتشبیہ وتعطیل وتقدیر کے رکھنا اور اسپر ایمان لانا مذہب سلف صالحین ہے - اگر کہا جاوے
پھر اعین جمع کیوں آئی تو جواب یہ کہ جیسے ضمیر جمع متکلم واسطے وحدہ لاشریک کے ہے اسی رعایت سے جمع ہے چنانچہ نفسنا
اور انفسنا صحیح ہے - قال تعالے - وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ اور وحی کی گئی نوح ؑ کو - أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ
إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ کہ ہرگز نہیں ایمان لاویگا تیری قوم میں سے کوئی سوائے انکے جو ایمان لاچکے - اسمیں پیغمبر ؑ کو قوم
ایمان سے تادم موت مایوس کردیا اور معلوم ہوگیا کہ یہ لوگ برابر کفر پر اڑے رہینگے حالانکہ اس سے پہلے آنحضرت اپنی قوم کے ایمان
نہ لانے پر غمگین ہوتے - فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ سو تو انپر غمگین سست مت ہو بسبب انکے فعل کے یعنی کفر
بت پرستی وانکار توحید ورسالت جو انسے صادر ہوتا ہے اس سے غمگین مت ہو - قتادہ رح نے کہا کہ اسی وقت نوح ؑ نے دعا کی کہ رب
لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا الآیۃ - اور حسن رح سے روایت ہے کہ نوح ؑ نے اپنی قوم پر بددعا نہیں فرمائی یہانتک کہ
یہ وحی ہوئی تو انسے امید منقطع ہوئی تب بددعا فرمائی - محمد بن اسحاق نے عبید بن عمیر اللیثی سے روایت کی کہ مجھے خبر پہونچی
نوح ؑ کے قوم والے آنحضرت کو پکڑکر گلا گھونٹ دیتے یہانتک کہ انپر غشی طاری ہوتی پھر جب ہوش آتا تو کہتے کہ پروردگار
قوم نادان ہے اسکو معاف کردے یہانتک کہ قوم نے معصیات میں بہت زور باندھا اور نوح ؑ پر زیادہ سختیاں شروع کیں
آنحضرت پشت بپشت وقبیلہ قبیلہ دیکھتے کہ شاید کوئی مومن ہوجاویں مگر جو صدی آتی وہ اگلوں سے بھی زیادہ ناپاک نکلی
آخر آنحضرت نے جناب باری تعالے میں شکایت کی کما قال تعالے - رب انی دعوت قومی لیلا ونہارا الآیات الی ودعا
لقولہ رب انی مغلوب فانتصر - پس قوم پر عذاب کا حکم ہوا اور آنحضرت کو وحی ہوئی کہ - وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا اور کشتی بنا
ہماری نظر روبرو - وَوَحْيِنَا اور ہمارے حکم سے یعنی جہاز بنانے کا ہم حکم فرماویں - وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا
خطاب کیجیو مجھسے ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا - یعنی کافروں میں سے کسی سے عذاب [illegible]
مجھسے کچھ التجا مت کیجیو - إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ بے شک وے ڈوبنے والے ہیں - بعض نے کہا کہ [illegible]
بیٹا کنعان اور انکی جورو واغلہ ہو لیتے یہ دونوں بھی قوم کے ساتھ ہلاک ہونے والے ہیں - روایت ہے کہ [illegible]
سوچا کہ کشتی بناؤ - آنحضرت نے کہا کہ میں کیونکر بناؤں میں بڑھئی نہیں ہوں کہا کہ پروردگار [illegible]

تراشنا شروع کیا تو برابر ٹھیک بنتی چلی جاتی تھی اور انکا فعل برلیے نام تھا پھر روغن سے مالش کر کے
تیار کی - اس حال مین انکی قوم انپر استہزاء کرتی - کما قال تعالے - **وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ** اور بناتا ہی کشتی - علی ہذا
صیغہ حال کا اسوقت کی حکایت ہی یعنے اسوقت آنحضرت ایسا کر رہے تھے - بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یہ کہ - فاقبل یصنع الفلک
یعنی بعد اس حکم کے متوجہ ہو کر کشتی بنانے لگا - **وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ** اور ہر بار جب گذرتی اسکے پاس سے کوئی جماعت
اسکی قوم سے - **سَخِرُوا مِنْهُ** تو یہ جماعت والے اس سے مسخرہ پن کرتے - کہتے تھے کہ اے نوح تم تو پیغمبر بنے تھے اب
بڑھئی ہوگئے اور دریا سے دور خشکی مین اتنی بڑی کشتی کیونکر چلیگی تم مجنون ہوگئے ہو - روایت ہی کہ کافرون کی عورتین اس جرم مین
بانجھ ہوگئین - ابن عباس رض سے روایت ہی کہ دو سال مین کشتی بنائی اسکا طول تین سو گز اور ساکھو کی تھی اسمین تین درجے تھے
نیچے درجہ مین جانور وحشی وکیڑے وغیرہ تھے اور بیچ مین چارپایہ اور اوپر درجہ مین خود مع مومنین وطعام - صاوی نے ذکر کیا
کہ نوح نے سو برس مین بنائی - سراج مین لکھا کہ زید بن اسلم نے کہا کہ ایک درخت جمایا سو برس بعد اسکو کاٹکر سو برس مین پوری کشتی
تیار کی - اور ابو السعود رح نے چار سو برس ذکر کیے - بعض قول مین تیس (۳۰) برس ہین اور ظاہر یہ کہ ان اقوال کی کوئی ضرورت
نہین ہی اور اہل کتاب یہود سے یہ مختلف روایتین لی گئی ہین - اسیطرح اسکے طول وعرض مین بھی چنانچہ کہا گیا کہ تین سو گز لمبی
اور پچاس گز چوڑی اور بیس گز اونچی تھی - امام بغوی نے اسی کو مشہور قول لکھا ہی اور بعض قول مین طول بارہ سو اور
عرض چھ سو مذکور ہی اور مانند اسکے دیگر اقوال ہین اور لکڑی اسکی ساکھو کی اور بعض نے کہا کہ توریت مین صنوبر کی آئی ہی
اسکی اونچائی مین روایات متفق ہین کہ تیس گز اونچی تھی سا اور اسکے اوپر چھت تھی - ابن کثیر رح نے لکھا کہ شیخ ابن جریر رح
نے ابن عباس رض سے یہان ایک اثر روایت کیا کہ حواریون نے حضرت عیسیٰ ع سے کہا کہ اچھا ہوتا اگر آپ کسی ایسے مردہ کو
بحکم الٰہی زندہ فرماتے جسنے اس کشتی کو آنکھون دیکھا اور اسمین حاضر ہوا ہوتا کہ وہ ہمسے حال بیان کرتا پس آپ انکو لیکر چلے
یہان تک کہ ایک تودۂ خاک کے پاس ٹھہرے اور ایک مٹھی خاک اٹھاکر فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ کون ہی انھون نے کہا کہ اللہ تعالے
و اسکے رسول کو معلوم ہی فرمایا کہ یہ حام بن نوح کا ٹخنا ہی پھر اس تودہ مین اپنا عصا مار کر کہا کہ اللہ تعالے کے حکم سے اٹھو اسی وقت
حام بن نوح اپنے سر سے خاک جھاڑتے اٹھ بیٹھے کہ انکا سر سپید ہوگیا تھا - حضرت عیسیٰ ع نے کہا کہ کیا آپ اسی عمر مین سپید بال
مرے تھے کہا کہ نہین بلکہ مین جوان مرا تھا ولیکن مجھے اب گمان ہوا کہ قیامت قائم ہوئی اسی خوف سے میرے بال سپید ہوگئے
کہا کہ ہم سے کشتی نوح ع کا حال بیان کیجیے - کہا کہ بارہ سو گز لمبی اور چھ سو گز چوڑی تھی اسمین تین درجہ تھے ایک مین چوپایہ
و وحشی جانور تھے اور دوسرے مین انسان اور تیسرے مین پرندے تھے - پھر جب جانورون کی لید بہت ہوئی تو اللہ تعالی نے
وحی فرمائی کہ ہاتھی کی دم کو دباؤ پس حضرت نوح نے دبائی تو جوڑا سور کا پیدا ہو کر لید کی طرف دوڑا اور سب صاف کردی پھر
کشتی مین چوہے رسیان وغیرہ کاٹنے لگے تو وحی کی گئی کہ شیر کی دونون آنکھون کے درمیان عصا مار دے پس جوڑا بلی کا
پیدا ہو کر چوہے پر دوڑے - پھر حضرت عیسیٰ ع نے پوچھا کہ حضرت نوح ع کو کیسے معلوم ہوا کہ روے زمین غرق ہوگئی کہا کہ کوے
کو بھیجا تھا وہ راہ مین مردار دیکھکر اسپر گر پڑا تو اسپر بددعا فرمائی کہ خوفناک رہے اسی واسطے گھرون مین نہین ہلتا
پھر کبوتر بھیجا وہ زیتون کا پتا چونچ مین اور کیچڑ پنجون مین لایا تو معلوم کرلیا کہ شہر وبلاد غرق ہوگئے پس سبزی اسکی گردن مین

Marfat.com

ڈالی اور اسکے لیے انس و امان کی دعا فرمائی یعنی سے گھروں سے الفت رکھتا ہی- پھر [illegible]
ہمارے گھروں میں نہیں لے چلتے کہ بیٹھکر باتیں سناویں آپ نے فرمایا کہ کیونکر ایسا شخص [illegible]
ہو پھر کہا کہ یا حام عود کرو بحکم الٰہی پھر وہ مٹی ہوگئے- قال ابن کثیر رح- یہ اثر ضعیف ہی کیونکہ اسکے بعض [illegible]
نے لکھا کہ ایسے مباحث و امور جو انبیاء کے قصص میں بغیر صحیح روایات کے نقل کیے جاتے ہیں مجھے [illegible]
باتوں کے جاننے کی ہمکو کچھ حاجت نہیں اور نہ اسکا کوئی فائدہ ہی پس ایسے مباحث میں غوض کرنا محض فضول ہی [illegible]
یہاں کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جس سے معلوم ہو کہ ان اقوال و روایات میں سے کون صحیح ہی ہاں اسقدر ہم جانتے ہی
کشتی اتنی چوڑی لمبی تھی کہ اسمیں نوح علیہ السلام کی قوم سے ایمان والے مع ہر جاندار کے جوڑے و ضروریات کے
سما گئے اور بحکم الٰہی ہر آفت سے محفوظ تھے اور قرآن میں اسیقدر مذکور ہی اور انکے ساتھ ایمان والے بہت تھوڑے تھے [illegible]
مقدار کہ چالیس تھی یا اسی تھی وغیر ذلک تو یہ ہمکو معلوم نہیں ہی- مترجم کہتا ہی کہ ایسے مقامات میں یہی قول صواب
بالجملہ جب قوم نے مسخرہ پن کیا تو آنحضرت نے انکا جواب دیا بقولہ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ
حضرت نوح ع نے کہا کہ اگر ٹھٹھول کرو تم ہم سے تو ہم بھی تم سے مسخریہ کرینگے جیسے تم مسخر کرتے ہو- اگر کہا جاوے کہ مسخرہ
منصب نبوت کے لایق نہیں ہی- جواب دیا گیا کہ یہ بطریق مشاکلت ہی جیسے قولہ فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی- وقولہ جزاء
سیئة مثلها- اور مراد یہ کہ اگر تم ہم سے مسخرہ پن کرتے ہو تو اسکا انجام دیکھو گے کہ تم غرق ہو جاؤگے اور ہم نجات پاوینگے جیسا
مصرح کر دیا- بقولہ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ عنقریب جانوگے کہ کسپر آتا ہی ایسا عذاب کہ
خوار کر دے اسکو دنیا میں یعنی غرق- وَيَحِلُّ عَلَيْهِ اور نازل ہوگا اسپر آخرت میں عَذَابٌ مُّقِيمٌ عذاب مقیم کہ کبھی
دور نہوگا ہمیشہ طاری رہیگا اور وہ آتش دوزخ ہی ف- فی العرائس قولہ واصنع الفلک باعیننا- اس کلمہ میں عین الجمع
کا اشارہ ہی اور یہ استعارہ عین ربوبیت از عیون ازلیہ ہی تا کہ نوح کو اس سے حقائق صنعت جو علم الٰہی میں ہیں نظر آویں
پس کشتی کو ازلی نقش پر جو علم الٰہی میں ہی بناویں یعنے کشتی کو ہمارے دید سے بنا جیسے میں نے ازل میں کشتی کا وجود چاہا ہی اور
اعین بلفظ جمع میں اشارہ عیون صفات ہی کہ ذات حق انکے انوار کا معدن ہی والحاصل نے قولہ باعیننا یعنی تا کہ متصف ہو
آنکھ اس کشتی کے بنانے میں عیون صفاتیہ سے جس سے تو وہ ہیأت و ترکیب دیکھے جو ہم نے ازل میں ارادہ فرمائی ہی- یہ
حدیث حبیب الٰہی صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ میں موجود ہی حیث قال فی حدیث قدسی فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی
یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الحدیث- نیز اسمیں تقاضا جریان عبودیت در مشاہدہ ربوبیت ہی مانند قولہ علیہ السلام الاحسان
ان تعبد اللہ کانک تراہ الحدیث- نیز یہ معنی ہیں کہ کن فی عیون رعایتنا وحفظنا- یعنی ہماری نظر رعایت و حفاظت میں رہنا اور
اپنے فعل کو مت دیکھیو اور نہ اسپر اعتماد کیجیو کیونکہ غیر کی طرف نظر کرنے والا مجھسے محجوب ہو جاتا ہی- بعض نے کہا یعنی تو [illegible]
نفس سے ساقط کر دے اور جو کچھ کرنے والا ہو اسکو ہمارے مشاہدہ میں پورا کر اور کسی مخلوق کو یا اپنے نفس کو مت دیکھ [illegible]
کہا یعنے کشتی تیار کر و لیکن اسپر اعتماد مت کیجیو بلکہ تو ہماری حفاظت و نگہداشت میں محفوظ ہی اور اگر کشتی پر اعتماد کیے [illegible]
حفاظت سے ساقط ہو جائیگا- قولہ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا- اللہ تعالے نے اسمیں یعنے نوح علیہ السلام [illegible]

Marfat.com

بھی آگاہ فرمایا کہ قوم سب غرق ہوگی اسکے حق مین سفارش کارآمد نہوگی اور بتلا دیا کہ تعیین اول انیر بد دعا
اول ہوئی اور اب سفارشی دعا قبول نہوگی کیونکہ دعاے اول تو موافق تقدیر واقع ہوئی اور بندہ عارف کی دعا
ہونے مین یہی ہوتا ہو کہ وہ موافق تقدیر دعا کرتا ہو اور جو خلاف تقدیر ہو اُسکی زبان سے نہین نکلتی اور اگر نکلی تو قبول نہین
ہوتی۔ شیخ ذی النون رحمہ اللہ کا قصہ تونے سُنا ہوگا کہ اپنے اوپر سختی کرنے والون کے لیے دعا کی جب وہ بزرگی کو پہونچے
تو بندگی کہ پروردگار اب تیرے کسی بندے پر دعا نکرونگا۔ آیت مین حضرت نوح ؑ کے قلب کی رقت ظاہر ہو کہ قوم سے اتنی
ایذا و تکلیف اٹھانے کے بعد انکے حق مین بھلائی کے خواہان تھے اور سچے بندون کی یہی شان ہوتی ہو۔ شیخ ذوالنون رح
نے فرمایا کہ اگر مجھے ازل مین کچھ عنایت مل چکی ہو تو مین نے نجات پائی ورنہ خالی مستجاب الدعوۃ ہونے سے کچھ کام نہین چلتا ہو۔ قال تعالیٰ

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ
یہانتک کہ جب پہونچا حکم ہمارا اور جوش مارا تنور نے کہا ہمنے لادلے اسمین ہر قسم سے جوڑا
اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ
دوہرا اور اپنے گھر کے لوگ مگر جسپر پہلے پڑ چکی بات اور جو ایمان لایا ہو اور ایمان نہ لائے تھے
مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ۞ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّىْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞
اسکے ساتھ مگر تھوڑے اور بولا سوار ہو اسمین اللہ کے نام سے اسکا بہنا اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہی بخشنے والا مہربان

حَتّٰى ابتدائیہ ہی جو جملۂ شرطیہ پر داخل ہوا یا غائیہ ہی پس لیصنع الفلک کی انتہاء بیان کرتا ہی اور درمیان مین جو کلام ہو وہ اسکی
ضمیر سے حال ہو کذا فی السراج وقیل درمیانی کلام معترضہ ہی۔ اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا مراد امر سے عذاب ہی یا وقت اسکا اور یہ
اوامر کا واحد نہین ہی یعنے امر بمقابلہ نہی نہین ہی بلکہ امور کا واحد ہی یعنے منجملہ امور کے یہ امر آیا اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ مقابل نہی کا
لیا جاوے یعنی حکم اس قوم کے ہلاک کرنے کا (س) یا حکم حضرت نوح ؑ کو کشتی مین سوار ہونے کا ۱۲۔ المعنی حتی کہ جب آگیا
ہمارا حکم۔ وَفَارَ التَّنُّوْرُ اور ابلا تنور۔ واضح ہو کہ تنور کی تفسیر مین اختلاف ہی لہذا پہلے ان اقوال کو بیان کرتا ہون۔ اول آنکہ
تنور سے مراد زمین کا اوپری رخ ہی اور اہل عرب روے زمین کو تنور یا اسمین سے بہتر مقام کو تنور بولتے ہین اور یہ قول ابن عباس رض
و عکرمہ و زہری و ابن عیینہ سے روایت بھی کیا گیا۔ دوم تنور وہ مقام جہان کشتی مین پانی مجتمع ہوتا ہی یہ حسن بصری رح سے مروی
ہی۔ سوم تنور طلوع فجر ہی لقال تنور الفجر۔ وعلی ہذا معنی یہ ہونگے کہ نور کا تڑکا ہوا اور یہ قول علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے
مروی ہی۔ چہارم تنور مسجد کوفہ ہی یہ بھی حضرت علی رض و مجاہد سے مروی ہی اور مجاہد رح نے کہا کہ ناحیۃ التنور کوفہ مین داخل
ہونے والے کے داہنی جانب باب کندہ کے متصل تھا اور شعبی رح قسم کھایا کرتے کہ ناحیہ کوفہ ہی سے تنور ابلا ہی۔ پنجم تنور اونچی
زمین کو کہتے ہین قالہ قتادہ رح۔ ششم وہ شام کے جزیرہ مین ایک چشمہ تھا نام عین الوردہ۔ یہ عکرمہ سے مروی اور یہی مقاتل رح
کا قول ہی۔ ہفتم تنور ہند و ستان مین ایک مقام تھا۔ ہشتم آنکہ تنور سے مراد روٹی پکانے کا تنور ہی اس سے بر خلاف عادت پانی ابلنے لگا
اور یہ قول مجاہد و عطیہ و حسن وغیرہم کا ہی اور اسی کو اکثر مفسرین نے اختیار کیا اور وجہ یہ ہی کہ حقیقت مین تنور کے لفظی یہی معنے
ہین باقی معانی مجازی ہین پس جب حقیقت و مجاز کے درمیان تامل ہو تو معنی حقیقی لینا اولیٰ ہی۔ قلت ہکذا ذکرہ بعضہم۔

Marfat.com

ابن عباسؓ نے کہا کہ آدم کا تنور ہندوستان مین تھا اسمین حوا رضہ روٹی پکاتی تھین [illegible]
اور نحاس رحمہ اللہ نے کہا کہ ان اقوال مین باہم تخالف و تناقض نہین ہی اس لیے کہ تنور کا [illegible]
علامت و نشان طوفان مقرر کیا گیا تھا کہ فوراً آدمیون و جانورون کو کشتی پر لاوین - ورنہ پانی آخر تمام [illegible]
اللہ تعالے نے فرمایا - ففتحنا ابواب السماء بماءٍ منھمرٍ و فجرنا الارض عیونا - یعنی آسمان سے جھاجھم پانی برسنے کے [illegible]
اور زمین سے چشمے پھوڑ دیے - پس خلاصہ یہ کہ تنور در اصل حضرت نوحؑ کے مقام سکونت مین ہوگا جس کے ابلنے سے [illegible]
ہوا پھر آسمان و زمین سے برابر پانی کا ریلا آگیا پس ہر روے زمین سے پانی نے جوش کیا اور شاید وقت طلوع فجر کا ہوا [illegible]
مقام سے جہان مسجد ہی اور جزیرہ مین عین الوردہ سے بکثرت پانی کا طوفان اٹھا لہذا ہر ایک مفسر نے اپنے مقام یا اسکے قریب
کہ طوفان نوحؑ کے وقت اس نواح مین کہان سے جوش ہوا تھا بیان فرمایا - یہ سب اسوقت کہ ان روایات کے اسانید صحیح [illegible]
اقوال صحاح کی توفیق اسیطرح ظاہر ہی پھر تنور لفظ عربی ہی یا عجمی ہی بعض نے کہا عربی اور بعض نے کہا فارسی اور بعض نے کہا کہ
زبانون مین یہ لفظ متفق واقع ہوا - واضح ہو کہ مترجم نے آٹھ اقوال موافق و کیبعض کے نقل کر دیے ورنہ درحقیقت
کے معنی مین ایک اختلاف اور اسکے مقام مین کہ کہان تھا دوسرا اختلاف ہی جیسا کہ سراج وغیرہ مین تہذیب کے ساتھ [illegible]
کیا - بالجملہ یہان اصل تفسیر موافق قول حسن رح کے یہ ہی کہ یہ تنور پتھر کا تھا اسمین حضرت حوا رضہ اپنے وقت مین روٹی پکاتی
پھر وہ نسلاً بعد نسل حضرت نوحؑ کو پہونچا جب طوفان کا وقت آیا تو حضرت نوحؑ سے کہا گیا کہ اسکا ابلنا تیرے لیے نشانی ہی چنانچہ
فرمایا حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ یہان تک کہ جب ہمارا حکم آیا یا عذاب آیا اور تنور ابلا - قُلْنَا
احْمِلْ فِيْهَا ہم نے نوحؑ کو وحی فرمائی کہ کشتی مین سوار کرلے - مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ہر ایک جنس سے جوڑ
زوجان ہر چیز مین سے ایک نر اور ایک مادہ - اور قصہ مین ہی کہ حضرت نوحؑ نے دعا کی کہ پروردگار کیونکر مین ہر جنس سے
جوڑا لے سکتا ہون تو اللہ تعالے نے جانورون و کیڑون وغیرہ کو جنکی نسل باقی رکھنے کا حکم تھا حضرت نوحؑ کی طرف فوج
بھیجا پس داہنے ہاتھ سے جسکو پکڑتے وہ نر ہوتا تھا اور بایان ہاتھ مادہ پر پڑتا تھا اسطرح ہر جنس سے ایک جوڑا کشتی
سوار کر لیا - من کل زوجین - باضافت سوائے حفص کے باقیون کی قرات ہی اور حفص رح نے کل کو تنوین پڑھا و علی ہذا کہا
کہ اثنین تو زوجین مین پھر اس لفظ کا کیا فائدہ ہی جواب دیا گیا کہ یہ وہم نہو کہ جوڑے جوڑے کئی ایک رکھین بلکہ صرف
دو جانور جوڑا - اور نیز جواب دیا گیا کہ یہ تاکید ہی مانند قولہ لا تتخذوا الٰہین اثنین - یا قولہ نفخۃ واحدۃ - ہی اور یہ جو مشہور ہی کہ
بھی گدھے کی دم مین لپٹ کر کشتی مین گھس گیا کہ ڈوب بچاوے تو یہ خبر قرآن یا حدیث مین وارد نہین ہی اور امام رازی
کہا کہ ابلیس جسم ناری یا ہوائی ہی وہ غرق کیونکر ہوگا پس ایسی باتون مین خوض نہین کرنا چاہیے مترجم کہتا ہی کہ اگر [illegible]
واقع ہوا ہو تو ابلیس کا یہ فعل بخوف غرق نہین بلکہ بخوف عذاب الٰہی ہوگا جیسے بدر کی لڑائی مین بھاگ کر دریا مین گیا [illegible]
نوحؑ کے وقت عذاب الٰہی عام تھا لہذا ممکن کہ اسوقت ابلیس کو خوف شدید ہو ولیکن قول رازی رح صحیح ہی کیونکہ [illegible]
کو دخل نہین ہی - فافہم - وَاَهْلَكَ اور سوار کرلے اپنے اہل کو یعنے اولاد کو جو ایمان والے ہین اور [illegible]
اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مگر اہل مین سے سوائے ایسے شخص کے جسکے حق مین اہل [illegible]

Marfat.com

... اور علما اسکی ہان کیونکہ یہ دونون کافر ہے بخلاف سام و حام و یافث و انکی بی بیون اور حضرت نوح ؑ کی مومنہ
بی بی کے کہ با ایمان والے تھے — وَمَنْ اٰمَنَ اور سوار کرلے ان لوگون کو جو ایمان لائے ہین - وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ
اِلَّا قَلِيْلٌ اور نہین ایمان لائے تھے اسکے ساتھ ہین مگر تھوڑے - علماء نے انکی تعداد مین اختلاف کیا چنانچہ سابق
مذکور ہوچکا ہی اور طبری و رازی رح نے لکھا کہ صواب یہ ہی کہ انکی تعداد بیان کرنے مین غور خل نہ کرے اور جسقدر اللہ تعالی نے
بتلایا کہ قلیل تھے اسی پر اکتفا کرے کیونکہ قرآن یا حدیث مین انکی تعداد وارد نہین ہی - حسن بصری رح نے کہا کہ حضرت
نوح ؑ نے اپنے ساتھ وہی جانور سوار کرلیے جو بچہ یا انڈے دیتے ہین اور جو جانور کہ مٹی سے پیدا ہوتے مانند کیچوے و
مچھر وغیرہ کے انمین سے کوئی ساتھ نہین لیا - پس حضرت نوح ؑ نے ان سب کو موافق حکم الٰہی کے سوار کرلیا اور کشتی
تیار ہوئی تو ساتھیون سے کہا وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا اور کہا نوح ؑ نے کہ سوار ہو اس کشتی مین - رکوب کے معنی
حقیقۃً یہ ہین کہ کسی متحرک چیز پر سوار ہو جیسے رکب الفرس اور مجازاً مانند رکبہ الدین یعنے اسپر قرضہ چڑھ گیا - بعض نے
کہا کہ رکب خود متعدی ہی تو فیہا بحرف جار کی ضرورت نہین اور جواب دیا گیا کہ سواری در اصل سطح پانی پر منظور ہی بذریعہ
کشتی کے پس تقدیر کلام یہ ہی کہ ارکبوا الماء فی السفینۃ اور بعض نے کہا کہ حرف فی زائدہ ہی تاکہ معلوم ہو کہ کشتی کے اندر سوار
ہونا مقصود ہی نہ پشت پر اور بعض نے کہا کہ ظرفیت کی رعایت سے زائد ہوا جیسے قولہ فاذا رکبوا فی الفلک - وقولہ حتی اذا
رکبا فی السفینۃ - پھر یہ قول حضرت نوح ؑ نے سب کے سوار کرنے کے بعد کہا ہی اور مقصود یہ کہ سب کے سب بسم اللہ کہکر
سوار ہوا اور بعض نے کہا کہ شاید پہلے کہا ہو اور رہا یہ وہم کہ جانور کیونکر اسکو سمجھے تو جواب یہ کہ اصل خطاب مومنون سے ہی اور
جانور انکے تابع تھے اور یہ بھی ممکن ہی کہ بحکم الٰہی جانورون نے بھی انکا کلام سمجھا ہو - بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا متعلق
ارکبوا ہی یا اس فعل کے فاعل سے حال ہی یعنی ارکبوا مسمین اللہ او قائلین بسم اللہ اور مجراہا و مرساہا مین ایک قراءۃ دونون
کے میم مضموم سے پس اجراء و ارساء سے مشتق ہی اور نصب بنابر ظرفیت کے یعنی وقت اجرائہا و ارسائہا - ولیکن اجراء کے
معنی جاری و روان کیا جانا تو وہ قریب ہی اور ارساء بعد طوفان فرو ہونے کے جودی پر ہوا اسوقت بسم اللہ کہنے کا حکم دیا -
بعض نے کہا کہ دونون مصدر ہوسکتے ہین - دوسری قراءۃ مین بفتح میم اول وضم دوم ہی اور یہ دونون قراءۃ سبعیہ ہین اور شاذ
قراءۃ مین دونون میم مفتوح کے ساتھ اور دوسرے شاذ مین دونون بوزن اسم فاعل پڑھے گئے پس مجری و مرسی صفت اللہ ہی - پھر
معنی ظرفیت زمانی کی شاہد تفسیر حضرت مجاہد ہی کہ فرمایا اے حین تجرون و ترسون - اور ضحاک رح نے کہا کہ آنحضرت علیہ السلام
کو یہ عطا ہوا تھا کہ جب کشتی چلنا چاہتی تو بسم اللہ کہتے پس روان ہوتی اور جہان ٹھہرنا چاہتے بسم اللہ کہتے تو ٹھہر جاتی
پھر بعض نے زعم کیا کہ قال ارکبوا حکم الٰہی ہی ولیکن اصح یہ معلوم ہوتا ہی کہ قول نوح ؑ ہی بدلیل قولہ - اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
بیشک میرا رب غفور ہی یعنے گناہون کا بخشنے والا ہی اور رحیم ہی یعنے مومنون پر رحم فرماتا ہی اور یہ بھی اسکی رحمت
ہی کہ انکو ... اپنے فضل سے باقی رکھا اور غرق سے نجات دی - حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امان لامتی من الغرق الحدیث یعنی میری امت جب کشتی پر سوار ہون تو انکے لیے یون پڑھ لینا
... الرحمن بسم اللہ مجرٖىہا و مرساہا الآیۃ وقولہ وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض الآیۃ - غرق سے امان ہی

Marfat.com

رواه ابو یعلی والطبرانی وابن السنی - وفی تفسیر الحافظ - ہذا الحدیث فی تخریج الطبرانی عن ابن عباس

کی روانی اور حضرت نوح ؑ کی بعض درخواست وعدم امان کفار کو ذکر کیا

وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۖ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ

اور وہ لیے بہتی ہی انکو لہرون مین جیسے پہاڑ اور پکارا نوح اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے

ارْكَب مَّعَنَا وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ

سوار ہو ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ منکرون کے کہا مین لگ رہونگا کسی پہاڑ کو کہ بچالیگا مجھکو پانی

قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَن رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ

بولا کوئی بچانے والا نہین آج اللہ کے حکم سے مگر جسپر وہ رحم کرے اور بیچ آپڑی دونون مین

فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ۝

سو رہ گیا ڈوبنے والون مین

وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ واو حالیہ ہی تو یہ جملہ حال ہی باین طور کہ کلام کی تقدیر یہ ہی - فرکبوا فیہا السفینۃ وہی تجری بہم او وہم فیہا - یعنی جاری ہوئی کشتی درحالیکہ نوح ؑ مع اہل وعیال مومنین واتباع مومنین کے اسمین تھے - اور محتمل ہی کہ جملہ ہو - فِي مَوْجٍ جمع موجۃ اور اس پانی کو کہتے ہین جو ہوا کے تھپیڑے سے چڑھ کر اوپر اُچھلے - كَالْجِبَالِ جمع جبل پہاڑ - المعنی اور وہ کشتی انکو لیے چلتی تھی موجون مین جو پہاڑون کے مانند تھین - ہر موج کو پانی سے اونچے ہونے مین تشبیہ دی جیسے وہ زمین سے اونچے ہوتے ہین لیس یہ بیان طوفان کے ہولناک ہونے کا ہی کہ اسکی موجین بلند مانند پہاڑون اُٹھتی تھین اور یہ کشتی ان موجون مین بدون ہالے ڈولے کے مومنون کو لیے چلتی تھی - اہل تواریخ نے لکھا کہ پانی سے چالیس گز اونچا یا پندرہ گز اونچا ہوا تھی کہ کل چیز غرق ہوئی اور جہان کے سارے بندے ہر ملک کے ڈوب گئے یہ جو مشہور ہی کہ آسمان وزمین کے بیچ مین سب پانی بھر گیا اور کشتی اسکے اندر مانند مچھلی کے پیرتی چلتی تھی تو سراج مین لکھا ہی کہ یہ ثابت نہین ہی - وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ اور پکارا نوح ؑ نے اپنے پسر کو - وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ وہ تھا معزل مین - معزل اسم ظرف عزل ہی ایسی جگہ کو کہتے ہین جہان آدمی اپنی قوم وقرابتیون کو چھوڑ کر یا کسی او جدا ہو کر تنہا ہو جاوے - لیس یہان مراد یہ کہ دین الٰہی سے الگ تھا - یا کشتی سے علیحدہ تھا اور بعض نے کہا کہ نوح ؑ نے لوگون کو حکم کیا کہ بسم اللہ پڑھکر سوار ہو اسوقت ایسی جگہ الگ تھا کہ اسکو یہ خبر نہین پہنچی کہا کہ نوح علیہ السلام کا یہ پکارنا کشتی چلنے سے پہلے خالی تنور ابلنے کے وقت تھا جسوقت لوگون کو غرق کا یقین مترجم کہتا ہی کہ یہ قول مستبعد ہی کیونکہ اسنے پہاڑ سے بچاو حاصل ہونے کا جواب دیا اور درمیان مین پھر ظاہر یہ ہی کہ وہ کشتی واپنے قرابت مومنین سے علیحدہ ہو رہا تھا جسکو نوح علیہ السلام نے پکار کر اے میرے چھوٹے پسر تو ہمارے ساتھ سوار ہولے - وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ
یابنی سے یہ غرض نہین کہ انکی اولاد مین سے سب سے چھوٹا تھا بلکہ پیارے اپنے

Marfat.com

وقولہ ہمارے ساتھ سوار ہولے - اس سے یہ مراد کہ تو مسلمان ہوکر ہمارے ساتھ ہوجا چنانچہ توضیح کی کہ کافرون کے ساتھ
مت ہو - کیونکہ اسوقت تک غرق نہین ہوا اور نہ غرق کا یقین رکھتا تھا پس اسوقت مسلمان ہوجانا حالت اختیاری مین قرار
پاجاتا - ملا علی جیلانی رح نے کہا کہ ظاہر معنی یہ ہین کہ تو مسلمان ہوجا تاکہ ہمارے ساتھ سوار ہونے کا مستحق ہو - کیونکہ اللہ تعالیٰ
نے نوح ؑ کو کسی کافر کے سوار کرنے کا حکم نہین دیا تھا - پھر واضح ہو کہ اس پسر کا نام ایک قول مین کنعان تھا اور دوسرے قول
مین یام تھا - پھر کہا گیا کہ یہ لڑکا مع اپنی مان کے کافر تھا - اسپر اعتراض کیا گیا کہ خود حضرت نوح ؑ نے دعا فرمائی کہ رب لا تذر
علی الارض من الکافرین دیارا - باوجود اسکے مستبعد ہے کہ کافر کو آواز دیتے - جواب دیا گیا کہ مراد کافر سے منافق ہے اسکے نفاق سے
آنحضرت نے اسکو مومن گمان کیا - اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس صورت مین قولہ تعالے واہلک الا من سبق - کے وقت اسکو کیون
نہین سوار کیا - جواب دیا گیا کہ اسیوقت اسکا نفاق ظاہر ہوا وفیہ ما فیہ - پھر اسمین بھی اختلاف کیا گیا کہ کیسا بیٹا تھا - بعض نے
کہا کہ نوح کی بی بی سے حرام وزنا سے پیدا ہوا تھا درحقیقت انکا بیٹا نہ تھا - یہ قول مردود اور مخالف نص ہے لقولہ ونادی نوح ابنہ
ولقولہ ان ابنی من اہلی - اور کیونکر وہ خبیثہ فاحشہ ایسے پاک پیغمبر اولو العزم کے ساتھ رہ سکتی تھی اور دلی کفر امر دیگر ہے - اگر کہا جاوے
کہ اس کافرہ سے نکاح کیونکر صحیح ہوا - جواب دیا گیا کہ شاید اسوقت مباح ہو اور صحیح جواب یہ ہے کہ یہ عورت واسکا بیٹا دونون منافق
تھے جو کافرون کے ساتھ ہوگئے اور کشتی پر سوار نہوئے بدین زعم کہ طوفان پہاڑون تک نہین پہونچیگا - بعض نے کہا کہ اسی عورت
کا بیٹا پہلے خاوند سے تھا اور قراءۃ علی کرم اللہ وجہہ اسکی موید ہے کہ انھون نے قولہ ونادی نوح ابنہا - پڑھا ولیکن صریح نص مذکور
سے مخالف ہے لہذا صحیح نہین معلوم ہوا - اور ابن عباس رض وغیرہ جمہور نے فرمایا کہ درحقیقت وہ حضرت نوح کا جو تھا بیٹا تھا ولیکن
اسنے کفر قبول کیا - اور حضرت نوح ؑ کا اسکو پکارنا بوجہ شفقت پدری کے تھا پس اس حالت مین جبکہ کشتی روان تھی اور پانی
چڑھتا آتا تھا اس سے کہا کہ اب بھی نفاق چھوڑ کر اسلام لاکر ہمارے ساتھ ہوجا اور آخر اللہ تعالے سے درخواست کی کہ تیرے
اہل کو بچانے کا حکم ہے تو یہ لڑکا میرا بیٹا ہے اسکو بھی ایمان دیکر نجات دیجاوے لیکن کمال شفقت سے تقدیر ازلی سے نظر
چوک گئی کہ وہ بھی استثنائے قولہ الا من سبق علیہ القول - مین داخل ہے اور وعدہ الٰہی حق ہے اسمین خلاف نہین ہوسکتا اسلیے
اللہ تعالے نے جاہل ہونے سے منع فرمایا یعنے جبکہ وہ ازلی حکم مین کافر مطبوع ہوا تو اب اسکے ایمان کی درخواست منصب نبوت
کے لائق نہین ہے اور یہی حکم ازلی پورا ہوا چنانچہ جب نوح ؑ نے اسکو پکارا کہ مومن ہوکر کشتی پر ہمارے ساتھ ہوجا تو اسنے باوجود
اس تلاطم طوفان کے قبول نہ کیا اور جواب دیا - قَالَ سَآوِیْ بولا کہ عنقریب مین ٹھکانا لونگا - اِلٰی جَبَلٍ کسی پہاڑ پر
یَعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ جو مجھے پانی کے صدمہ سے بچالیگا - اسنے اندھی آنکھون سے یہ طوفان بھی مثل پانی کی بہیا کے گمان کیا - لہذا
آنحضرت نے اسکو اس خیال محال سے پھیرا لقولہ - قَالَ نوح علیہ السلام نے فرمایا - لَا عَاصِمَ کوئی بچانے والا نہین -
الْیَوْمَ آج کے روز - مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ حکم الٰہی سے یعنی حکم الٰہی کو آج کوئی پھیرنے والا نہین یا امر سے عذاب مراد ہے
یعنی عذاب سے آج کوئی نہین بچا سکتا - کیونکہ حق تعالے نے آج کے روز عذاب کو کافرون پر مسلط کیا کہ سب ہلاک ہوجاوین اور
یہ حکم جاری ہوچکا اب نہین ہٹ سکتا پس تو نے پہاڑ پر بچانے کا گمان دوڑایا حالانکہ پہاڑ وغیرہ کوئی چیز بھی نہین بچا سکتی
اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اے لکن من رحمہ اللہ فہو معصوم منہ - لیکن جسپر اللہ تعالے ہی نے رحم کیا تو وہ البتہ بچیگا اور رحم اسپر ہے جو ایمان

Marfat.com

لا یا لہذا تو مومن ہوکر اس کشتی مین داخل ہو - استثناء اس صورت مین منقطع بمعنی لکن ہی اسی لئے جاء [illegible]
اسی کی تائید کی ہی - اور استثناء متصل بھی ہو سکتا ہی جبکہ عاصم بمعنی معصوم ہو نا تہہ او وافق [illegible]
من عذاب اللہ الامن رحمہ اللہ - یعنی آج عذاب الٰہی سے کوئی بچا ہوا نہین ہو سکتا ہوا سوائے اسکے جسپر اللہ [illegible]
کو ابن جریر و زمخشری و قاضی بیضاوی نے اختیار کیا - وحاصل کلام وہ ہی جو عکرمہ رحمہ اللہ نے فرمایا - اسنے لا ناج [illegible]
کوئی نجات پانے والا نہین سوائے کشتی والون کے - وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ اور حائل ہوگئی بیچ دونون کے
یعنے امر الٰہی سابق وازلی غالب کا ظہور ہوا کہ اسی درمیان مین ان دونون کے بیچ مین موج کا پہاڑ آگیا اور بچھ [illegible]
فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ پس وہ غرق ہونے والون مین سے تھا یعنے علم الٰہی مین - یا کا فرون مین ہوگیا اور ڈوبا جیسا
مین تھا ف — فی العرائس بیان اشارات قولہ تعالے بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا - بحر جسمین کشتی روان ہی بحر القدم و [illegible]
سفینہ قلب العارف ہی جو موافق ہوائے عنایت کے ساتھ بقوت روح ناطقہ جو قدرت ربانیہ کا مظہر ہی بکلمہ بسم اللہ مجریہا
دریائے قلزم صفات مین جاری اور بکلمہ مرسٰہا - قاموس الذات مین راسی ہی - یہ کمال کرم ہی کہ اس سفینہ کو با وجود [illegible]
کے صفات مین جاری ہونے سے نہین روکا اور ذات مین فنا نہین کیا وہذا قولہ ان ربی لغفور رحیم کشتی کو بحر صفات مین
ہونے کے لیے حق تعالے انوار جمال مشاہدہ سے منبسط فرماتا ہی اور سطوات عظمت کے سکون سے ذات مین منقبض فرماتا ہی
قال المترجم یعنی قلب عارف جو کشتی ہی اسکی روانی یہ ہی کہ صفات کے مشاہدہ مین انوار جمال سے اسکو انبساط ہوتا ہی پس [illegible]
انبساط اسکی روانی ہی اور ذات مین بوجہ ظہور عظمت کے انقباض ہوتا ہی ٹھہراؤ ہی - قولہ لا عاصم الیوم الخ - یعنی بحر قہریات کے
تلاطم مین کوئی حافظ نہین سوائے انوار لطف کے لہذا جسنے الطاف کی طرف التجا کی وہ قہریات سے بچ گیا - التاویلات [illegible]
کسی مخلوق کو سوائے اللہ تعالے کے کوئی اعتصام نہین ہی - بعض نے کہا کہ جسکو توفیق دے کہ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لے
اسی کو اس موج خیز طوفان سے نجات دیتا ہی - القصہ سب کافر ہلاک ہوگئے اور پانی کا جوش اترا اور کشتی ٹھہری جیسا کہ بیان [illegible]

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ
اور حکم آیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری
عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ○
جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہون قوم بے انصاف

وَقِيلَ یہ حکم طوفان پورا ہونے اور قوم کافر کے ہلاک ہونے پر ہی اور کہا گیا کہ قیل [illegible] دونون [illegible]
تعلق ہی یعنے پانی کا جاتا رہنا اور قوم کا ہلاک ہو جانا جیسے قولہ تعالے ان یقول لہ کن فیکون - [illegible]
تعلق قدرت و وقوع ارادت ہی - وعلی ہذا اس آیت مین استعارہ مکنیہ [illegible]
سے مع انواع بلاغت ذکر کیا اور حق یہ ہی کہ ہر مقام پر ایسے قول مین حقیقی [illegible]
کیفیت صفات الٰہی عز سلطانہ وجل برہانہ بالکل طوق بشری سے باہر ہی پس [illegible] معلوم [illegible]
کہا گیا - يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ کہ اے زمین نگل لے اپنے [illegible]

Marfat.com

... بالاد وجہ بیچ جسمین پانی جمع کرتے ہین کہ وہین خشک ہوجاوے ویقال بلعہ ما فی فمہ من الطعام یعنے طعام مین سے جو اسکے منھ مین تھا وہ نگل گیا۔ پھر آیت مین زمین کے لیے بلع استعارہ ہی کیونکہ یہ لفظ حیوان کے لیے ہی اسکو زمین کے لیے مین استعارہ فرمایا بدین معنی کہ سمجھ لیا جاوے کہ زمین کا یہ چوسنا ویسا نہ تھا جیسا از راہ عادت دیکھا جاتا ہی کہ ... آہستہ ہوتا ہی بلکہ کہان یہ طوفان پانی کا اور کہان حکم ہوتے ہی زمین نے خشک کر لیا گویا منھ کا نوالہ نگل گئی۔ خفاجی ... نے کہا کہ بلع نشف ہی جیسے کپڑا پسینے کو چوس لیتا ہی اور علامہ مدقق نے کہا کہ سکاکی رح نے جو بلع کو پانی زمین کے اندر ہوجانے کا استعارہ قرار دیا تاکہ دلالت کرے کہ زمین کا یہ پانی چوس لینا مانند حیوان کے نگل لینے کے واقع ہوا تو اسکی یہ نسبت نشف الثوب سے استعارہ بہتر ہی کیونکہ نشف فعل زمین ہی اور غائر ہوجانا پانی کا کام ہی پس ظاہر ہوا کہ علامہ کو حقائق معانی پر خوب اطلاع تھی۔ پھر ابن عباس و عکرمہ وغیرہ سے روایت کیا جاتا ہی کہ بلع لغت ہندی یا حبشی ہی ولیکن اسکے ثبوت مین کلام ہی علاوہ برین لفظ بلع لغت عرب مین مع مشتقات کے فصیح معروف ہی کہان کی ہندی اور کہان کی حبشی ظاہرا یہ روایات ضعیف راویون کا وہم ہی اور آیت کے معنی یہ ہین کہ زمین کو حکم ہوا کہ اپنا پانی چوس لے یعنے دریا و نہر وغیرہ کے سوائے جو پانی بطریق عذاب طوفان نکلا و چڑھا ہی تاکہ کفار غرق ہوکر جہنم واصل ہون اور ہوگئے اب اسکو چوس لے۔ **وَيَسَمَآءُ أَقْلِعِي**۔ اور اے آسمان روک لے۔ اقلاع امساک یقال اقلع المطر اذا انقطع۔ یعنی آسمان کو حکم ہوا کہ پانی برسانے سے روک کے اور مہائمی رحمہ اللہ نے لکھا کہ اے آسمان جو تو اتارتا ہی اسکو اوپر کی طرف جذب کر لے۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالے نے آسمانی و زمینی پانیون مین فرق کر دیا کہ جو کچھ زمین کا ہی اسکو زمین چوس لے اور جو آسمانی تھا وہ دریا و نہرین ہوگیا۔ مترجم کہتا ہی کہ اگر یہ مراد ہی کہ اسیوقت سے دریا و نہرون کا وجود ہوا تو مسلم نہین کیونکہ حدیث تخلیق مین ابتدا سے انکا پیدا کرنا مذکور ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ آسمانی پانی دریاؤن سے بہا تو غیر منصوص ہی علاوہ برین مقام مقتضی قدرت عجیبہ ہی کہ باوجود اس کثرت کے کفار کے مرتے ہی تمام روے زمین پھر پاکیزہ ہوگئی کہ زمین نے تمام اپنے اوپر کا چوس لیا اور آسمان سے برسنا منقطع ہوگیا **وَغِيضَ الْمَآءُ** اور گھٹ گیا پانی۔ غاض الماء یغیض۔ لازمی و غاضہ یغیضہ۔ متعدی۔ وقولہ تعالے ما تغیض الارحام اے تنقص بمعنی لازمی ہی اور یہان کہا گیا کہ متعدی ہی کیونکہ لازمی کا مجہول بلا واسطہ حرف الجر نہین آتا ہی۔ مراد یہ کہ زمین و آسمان نے سنا حکم کو مانا اور پانی گھٹ گیا۔ بیضاوی رح نے کہا کہ ناقص ہونا اسلیے فرمایا کہ آسمانی پانی باقی ہی بالکل نہین گیا اور یہ قول ظاہرا اس بنا پر ہی کہ غیض الماء مخصوص بطوفان آسمانی ہی۔ **وَقُضِيَ الْأَمْرُ** اور پورا ہوگیا امر یعنے حکم ہلاک قوم نوح پورا ہوگیا۔ **وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ** اور ٹھہری وہ کشتی اس پہاڑ پر جسکو جودی کہتے ہین۔ روایت ہی کہ حضرت علیہ السلام دسوین رجب کو کشتی پر سوار ہوے اور دسوین محرم کو چھ مہینہ روے زمین پر سیر کر کے جودی پر اترے ... بعد شکر کا روزہ رکھا اور جودی قریب موصل کے ایک پہاڑ ہی اور بعض نے کہا کہ شام مین ہی بالجملہ اسمین اقوال ہین ... مین آیا کہ اس کشتی مین سے کچھ باقی رہگیا تھا کہ اس امت کے اگلون نے اسکو پایا ہی۔ **وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ** ... اور کہا گیا کہ دوری واسطے ظالم قوم کے یعنی ہلاکت ہوجیو اور رحمت سے تا ابد دوری ہوجیو۔ یہ لفظ بددعا کے لیے ... کا فردان کو تعبیر کیا تاکہ ظاہر ہو کہ یہی سبب ہلاک ہی ... قیل کا فاعل بعض نے کہا کہ اللہ تعالے عزوجل ہی

Marfat.com

اور بعض نے کہا کہ یہان نوح علیہ السلام مع اصحاب ہین بخلاف ابتدا سے آیت کے ولیکن [illegible]
بن خلدون نے تاریخ مین لکھا کہ لوگون نے اتفاق کیا ہی کہ جو طوفان زمانہ نوح ع مین انکی بد دعا سے [illegible]
کی تمام آبادی جاتی رہی جو لوگ کشتی مین سوار تھے د سے بھی اپنے وقت موت پر بغیر اولاد چھوڑے [illegible]
والے حضرت نوح ع کی نسل سے ہوے اسی سے آنحضرت ع کو آدم ثانی کہتے ہین - انتہی کلامہ اور ابن الاثیر [illegible]
کہ مجوسی لوگ اس طوفان سے آگاہی نہین بیان کرتے ہین مگر بعضے انمین سے اقرار کرتے ہین وہ بھی اسطرح کہ طوفان [illegible]
بابل مین آیا تھا اور کیومرث کی اولاد مشرق مین رہا کرتی تھی ان تک طوفان نہین پہونچا - اور اسیطرح اہل ہند و فارس [illegible]
اس طوفان کا اقرار نہین کرتے ہین لیکن بعضے فارسی مقر ہین اور یون کہتے ہین کہ طوفان عام نہ تھا اور عقبہ حلوان سے آگے
بڑھا اور صحیح یہ ہی کہ طوفان عام تھا تمام روے زمین کے حیوانات آدمی وغیرہ مر گئے پھر اولاد نوح علیہ السلام سے بڑھے
کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا وجعلنا ذریتہم الباقین - پس تمام آدمی اولاد سام وحام و یافث سے ہین انتہی کلامہ اور مقریزی
نے خطط مین لکھا کہ انبیاء کے متبعین خواہ یہود ہون یا نصاری یا مومنین مسلمین ہون سب متفق ہین کہ جمیع اولاد آدم فقط نوح
علیہ السلام کی اولاد سے باقی ہین لیکن قبطی و مجوس و ہندوون و چینیون نے طوفان سے انکار کیا اور بعض انمین سے کہتے ہین
کہ طوفان فقط اقلیم بابل اور اسکے ادھر والے مغربی ملکون مین آیا ہی اور فارسیون کے نزدیک کیومرث آدم اول ہی جو مشرقی
ملکون مین رہتا تھا وہ طوفان سے غرق نہین ہوا تم کلامہ ملخصا - وفی الفتح علماء بلاغت نے اتفاق کیا ہی کہ اس آیت مین اس مرتبہ
بلاغت و فصاحت ظاہر ہی کہ جہان کے فصیح و بلیغ اسکے بیان وصف سے عاجز ہین بھلا اسکا مقابلہ کرنے کا کیا ذکر ہی حالانکہ یہ وے
لوگ ہین جو میدان فنون بلاغت مین راسخ القدم و خطباء عرب و اشعار الشعراء ہین علوم بیان سے مرتاض اور عربیت کے
اسرار سے خوب واقف کہ تمام عمر اسی مین گزاری ہی - صادی رح و جمل رح نے لکھا کہ ایسے بلغاء و فصحاء کا قول ہی کہ قرآن مجید کی
اس آیت مین خالی انیس ۱۹ الفاظ ہین اور اسپر اکیس ۲۱ اقسام علم بدیع موجود ہین - پھر معاصر موصوف نے لکھا کہ ایک جماعت ائمہ
فن رحمہم اللہ نے جہان تک امکان بشر ہی اس آیت کے علوم بیان کرنے مین خوب خوب لکھا - انھین اماموں مین سے شیخ
امام ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی نے کتاب نہر الماد مین - اور سید امیر محمد بن اسمعیل بن الصلاح نے رسالہ نہر المورود فی تفسیر آیہ
ہود مین پس اکیس انواع یہ لکھے ہین - المناسبۃ و المطابقۃ - المجاز - الاستعارہ - الاشارہ - التمثیل و الارداف - التعلیل صحۃ التقسیم
الاحتراس - الایضاح - المساوات - حسن النسق - الایجاز - التسہیم - التہذیب - حسن البیان - التمکین - التجنیس - المقابلہ الاوم
الوصف - پھر امام سید امیر محمد رح نے ہر نوع کو بسط سے بیان کیا اور پھر لکھا کہ یہ سب اوصاف بلیغ معجز جو مذکور ہوئے اس
آیت کریمہ کی بلاغت پر نظر کرنے سے ظاہر ہوے ہین اور اگر فصاحت معنویہ پر نظر کرو تو کیا پوچھنا ہی کہ معانی [illegible]
لطیف سدید ملخصہ بعینہ ہی نہ اسمین تعقید کہ فکر کے پاؤن پھسلین اور نہ التواء کہ مقصد نہ کھلے بلکہ معانی پر الفاظ سبقت [illegible]
اور معانی الفاظ پر - پھر اگر فصاحت لفظیہ پر نگاہ کرو تو سبحان اللہ تعالے پاکیزہ مستعمل الفاظ پانی کے مانند [illegible]
مانند آبدار و شہد سے شیرین و نسیم سے خوشگوار تر ہین - قال المعاصر رح - الجملہ اسمین چار طور سے [illegible]
دوم از جہت علم المعانی - سوم و چہارم از جہت فصاحت لفظی و معنوی - علامہ نسفی رح نے مدارک [illegible]

Marfat.com

فرمایا کہ جس سے اہل العناد از یہود و نصاری و مجوس وغیرہ جو زبان عرب مین مہارت رکھتے و علوم بدیع و بیان سے واقف
تھے عاجز و متحیر ہو گئے کہ بیشک کسی بشر کی طاقت نہین کہ اسقدر کم الفاظ مین ایسی بلاغت و فصاحت لا سکے اور عجیب قدرت الٰہی
کلام مجید مین ظاہر ہی کہ جہان تک عالم اسمین فکر و تامل کرتا جاتا ہی عجیب عجیب لطائف نکلتے چلے آتے ہین کہ عالم باوجود
ہمہ دانی کے اسکے سامنے اپنے کو طفل مکتب سے زیادہ نادان دیکھتا ہی اور خبردار رہو کہ کبھی تم یہ گمان مت کرنا کہ
آیت کریمہ مین اسیقدر ہی جتنا بیان کیا گیا بلکہ جو ادراک بشر سے باہر ہی غالباً وہ مذکور شدہ سے زائد ہی۔ قاضی بیضاوی رح
نے کہا کہ یہ آیت کریمہ بلاغت کی انتہا سے بڑھ گئی اسکے الفاظ عجیب فخیم ہین و نظم نہایت خوب و کنہ الحال پر دلیل باوجود
اختصار کے جو خلل سے خالی ہی۔ خفاجی رح نے لکھا کہ یہ آیت کریمہ عجیب بلاغت کو گھیرے ہوے ہی کہ غایت تعجب سے دل اسکے
خوشی مین رقص کرنے لگتے ہین اور کچھ اسکے نکات شرح مفتاح مین بیان ہین۔ ابو السعود رح نے لکھا کہ سبحان اللہ تعالے
شانہ یہ آیت کریمہ اعجاز کے مراتب مین سے انتہا کو پہونچ گئی اور کمالات فن کی پیشانی کے بال اُسکے قبضۂ قدرت مین ہین اور اسکی
تفصیل مین ماہرین کاملین نے کوشش کی اور مین قسم کھاتا ہون کہ اسکے اوصاف کسی وصف کرنے والے کے حیطۂ قدرت مین نہین ہین یا
جہان تک بشر کا امکان ہی بیان کرے ورنہ فی الحقیقت اسکا وصف کرنا طاقت بشری سے باہر اور بالاتر ہی مترجم ضعیف کہتا ہی کہ مین نے
ان کاملین علماء متقنین متبحرین کے نکات کو یہان درج نہین کیا اس لیے کہ یہ تفسیر جس سے حضرت رب العزۃ جل شانہ و عز برہانہ اپنے فضل عمیم
سے اہل عالم کو فیضیاب فرماوے بطفیل سید الانبیاء محمد صلے اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین زبان اردو مین عام کے لیے ہی جنکو ان نکات کے
ادراک مین کمال دقت بلکہ امکان نہین ہی لہذا یہ شہادات مذکورہ انکے جوش ایمان کے لیے سچی گواہیان عین الیقین کے مرتبہ پر انکو علم
اجمالی عطا فرماتی ہین اور واضح ہو کہ اس زمانہ مین بعضے احمق جاہل کندۂ ناتراش جنکو بلاغت عربیت سے ادنی مس نہین ہی زبان درازی
کے ساتھ سوال کرتے ہین کہ اسمین کوئی بلاغت بیان کرو اور ضرور اسکے مثل ہم لا سکتے ہین پس قسم ہی اُس پاک وحدہ لاشریک تعالی شانہ
کی کہ جسکو زبان عربیت کے بلاغات سے ذرہ برابر بھی مس ہی وہ ان احمقون پر بیساختہ ہنستا ہی کہ یہ جاہل جنکو گدھون سے مثال دینا چاہیے
گدھون سے بھی زیادہ بیوقوف ہین مرد عاقل ایسے احمقون کی طرف لحاظ بھی نہین کر سکتا ہی لیکن افسوس ہی کہ اہل اسلام ہمہ تن دنیاوی
کارآمد زبانون کے سیکھنے مین ایسے سرگرم ہین کہ گویا انکو عاقبت کا بالکل یقین نہین ہی اور یہ درحقیقت کفر ہی اسی وجہ سے انکو ان علوم
سے کچھ نصیب نہین بلکہ ان احمقون کی بات پر لحاظ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ معترض صاحب عربی خوب جانتے ہین لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العزیز الحکیم۔ اے لوگو عاقبت کو دیکھو آخر انجام موت و فنا ہی دنیا کی تھوڑی تکلیف پر صبر کرو اور دنیا کے حاصل کرنے مین
دل مت لگاؤ بلکہ آخرت کے لیے اگر تمکو ضروری کھانے پینے وغیرہ کی احتیاج ہی تو اس نیت سے دنیا کی اتنی چیزین
حاصل ہو جانے کا ذریعہ سمجھکر شرعی جائز زبانون و کامون و نوکریون کے لیے کوشش کرنا امید ہی کہ مباح ہو لہذا عاقبت کے لیے
علوم دین و عربیت مین کمال حاصل کرو واللہ تعالے ہو الموفق و ہو الذی یفعل بالیشاء و یحکم ما یرید ف۔ فی العرائس قولہ تعالی
وقیل یا ارض ابلعی ماءک الآیہ۔ جب سفینہ قلوب بحر علوم غیوب مین پیری اور عظمت کے گرداب مین پہونچے تو غیرت القدم سے
[illegible] قریب ہوئی پس سابقہ عنایت ازلیہ جس نے ابتک سطوات ربوبیت مین فناء ہو جانے سے محفوظ فرمایا ہی ارادت قدیم
[illegible] و وصال نے آسمان کمال الذات و زمین صفات کو آواز دی کہ یا ارض ابلعی الے آخرہ پس ذات و صفات

Marfat.com

ادراک عبودیت سے باہر ہوے اور لطف سے اسکو مشاہدہ افعال و آیات کی طرف راجع فرمایا [illegible]
روح ناطقہ پر مندرس ہوئی چنانچہ آخر آیت کریمہ سے یہ اشارہ لیا گیا ہی پس احکام معارف [illegible]
اور سوابے ذات وصفات کے جو کچھ اس روح کاملہ پاس تھا وہ ذات وصفات مین غرق ہوگیا یعنی نفس [illegible]
واسکے وساوس اور عقول واسکے مراتب حتی کہ ہر دو جہان وجملہ عوالم سب اس سے مستغرق ہوئے [illegible]
طریقت وحقیقت پر متمکن ہو گئی چنانچہ اضطراب کے بعد اسکو مواجید مین سکون ہوا اور قولہ تعالے فکان قاب قوسین
مین یہ اشارہ خوب ظاہر ہی پس دنوا الدنو سے بحر ازل وفنا مین غرق ہونے سے جسکا خوف میدان ابد کے قہر [illegible]
تھا جو قلزم کبریا و عظمت سے اُٹھا تھا بچ گیا کیونکہ حسن عنایت ازلی نے بصفت رضا اسکو قبول فرمایا لہذا آنحضرت
دعا فرماتے کہ اللهم انی اعوذ برضاک من سخطک واعوذ بمعافاتک من عقوبتک واعوذ بک منک الحدیث۔ آنحضرت علیہ
مدارک صفات دم آسے انوار ذات مین حقائق ازحیت مین شناور تھے پس نکرت کے قہر سے خائف ہوکر کبھی صفت سے
کی طرف اور کبھی فعل سے فعل کیطرف اور کبھی ذات سے ذات کی طرف گریز فرمایا پس معنی یہ کہ مین پناہ ڈھونڈھتا ہون
رضوان عنایت کے ساتھ تیرے خشم غیرت سے اپنے اوپر اس بات مین کہ تیرے سوائے کوئی اور تجھکو پہچان لے اور مین [illegible]
ڈھونڈھتا ہون تیرے رضوان جمال کے ساتھ تیرے سطوات جلال سے تاکہ تیرے ساتھ تجھمین فنا ہون اور مین پناہ ڈھونڈھتا
ہون تیرے رضوان بقاء کے ساتھ صولت تجلیات قدم سے۔ پھر جب صفت مین دوران سے زوال کا خوف کیا تو وہان سے
افعال کی طرف فرار فرمایا کہ دل کو راحت پہونچاوین جو عظمت الوہیت کا بار اُٹھا چکا ہی لہذا فرمایا اعوذ بمعافاتک من عقوبتک
یعنی ازلی عنایت دعوت کے معافات مین تیرے ابدی ہجر کی عقوبت سے پناہ لیتا ہون۔ پھر جب راحت حاصل ہوگئی تو کرشمہ
ذات کی طرف رجوع لائے بقولہ اعوذ بک منک۔ یعنی تیرے فردانیت کی پناہ مین آتا ہون حلاوت جمال مشاہدہ سے جہان [illegible]
تیری وحدانیت مین ہو جاتا ہی تاکہ تیری ہی بقاء وحدت کی پاکی بیان کرنے مین دعوی انانیت سے بچا رہے۔ اور مین پناہ لیتا ہون
اس مقام کی پردگی ومکر سے حتی کہ مین نہون اور تو ہی ہو اور مین نابود ہون جیسے تو نہین اور تو ہی ہو جیسے تھا۔ پھر جب [illegible]
عبودیت سے فانی اور مشاہدہ ربوبیت از افعال وصفات مین باقی ہوکر استقامت کے ساتھ اسرار الوہیت وتوحید وافراد [illegible]
عن الحدوث کے موازی ہوکر حضرت حق عز وجل سے زبان ازلی پائی تو تعریف بیان فرمائی بقولہ لا احصی ثناء علیک۔ اپنی
وعبودیت کا اقرار باقی رکھا پھر قولہ انت کما اثنیت علی نفسک۔ یہان نفس وثناء وعبودیت وتکلیف ووجدان [illegible]
تصاریف وعلل سب کو درگاہ حضرت رب العزت سے بدر کیا اور اُسی پاک حق سبحانہ تعالے کی بارگاہ مین قائم [illegible]
کیا۔ فافہم۔ اب ہم ظاہری آیت کی طرف رجوع کرتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام اذیت قوم سے ضیق القلب [illegible]
بلا فرقت اور بسط بلا قبض اور انس بلا وحشت کی خواہش کی لہذا حضرت پروردگار سبحانہ سے دعا کی کہ [illegible]
پس اللہ تعالے نے قوم کو غرق کیا ولیکن بشریت سے اپنے پسر کے حق مین مناجات کی تو موج آئی [illegible]
کے دل مین سوائے حق کے کچھ باقی نہ رہے۔ استاد رحمہ نے کہا کہ پسر کنعان کے غرق ہوتے [illegible]
ہوا گویا اسی کا غرق مقصود تھا۔ پھر حق تعالے نے انبساط نوح علیہ السلام [illegible]

وَنَادَىٰ نُوحٌ رَّبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

اور پکارا نوح نے اپنے رب کو بولا اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں اور تیرا وعدہ سچ ہے

وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ

اور تیرا حکم سب سے بہتر ہے فرمایا اے نوح وہ نہیں تیرے گھر والوں میں اسکے کام ہیں ناکارہ

صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَن تَكُونَ

سو مت پوچھ مجھسے جو تجھکو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں تجھکو کہ ہو جاوے تو

مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا

جاہلوں میں بولا اے رب میں پناہ لیتا ہوں تیری اس سے کہ پوچھوں تجھسے جو معلوم نہو مجھکو اور اگر

تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُن مِّنَ الْخَاسِرِينَ ۝

تو نہ بخشے مجھکو اور رحم نکرے تو میں ہوں خرابی والوں میں

وَنَادَىٰ اور پکارا یعنی دعا کی نُوحٌ رَّبَّهُ نوح نے اپنے رب سے۔ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي پس کہا کہ اے رب میرے میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے۔ وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ اور بے شک تیرا وعدہ حق یعنی صدق ہے۔ گویا قولہ احمل فیہا من کل زوجین اثنین واہلک۔ کیطرف اشارہ کی یعنی تو نے میرے اہل کو نجات کا حکم دیا ہے وَأَنتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ اور تو احکم الحاکمین ہے یعنے سب حاکموں سے افضل ہے یا عدل وعلم میں سب سے بڑھکر ہے اور اولی قول یہ کہ تو بڑے اتقان والا ہے کہ تیرے حکم میں کوئی نقص وخلل نہیں ہو سکتا کیونکہ تجھے اسکا خوب علم ہے اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے نے قولہ اہلک الا من سبق علیہ القول۔ میں اہل سے ازلی کافر ان کو استثنار کر دیا تھا پھر نوح ؑ نے کیونکر اسکے لیے دعا کی تو جواب یہ کہ نوح ؑ کو اسوقت تک یہ یقین نہ تھا کہ وہ ازلی کافر ہے۔ پھر کہا گیا کہ دعا مذکور کشتی روان ہونے سے پہلے تھی کیونکہ اسوقت تک نجات کا امکان تھا اور بعض نے کہا کہ پسر مذکور کو فہمایش کر اسکے انکار کرنے کے بعد یوں دعا فرمائی ولیکن اس قول پر ضرور ہے کہ قولہ حال بینہما الموج۔ کے یہ معنی ہیں کہ موج حائل ہوئی اور پردہ ہو گیا اور یہ نہیں کہ وہ اسیوقت غرق ہو گیا۔ اللہ تعالے نے نوح ؑ کو جواب دیا کہ اہل میں تیرا بیٹا داخل نہیں ہے بقولہ قَالَ يَا نُوحُ فرمایا کہ اے نوح ؑ۔ إِنَّهُ یہ تیرا بیٹا جسکی تو نجات مانگتا ہے۔ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ۔ نہیں ہے تیرے اہل میں سے یعنی ایسے مومنوں میں سے جنھوں نے ایمان لاکر تیری پیروی کی ہے اگرچہ قرابت کی راہ سے تیرا بیٹا ہے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ ہیں کہ وہ نہیں ان لوگوں میں سے جنکی نجات کا میں نے تیرے ساتھ میں وعدہ فرمایا ہے۔ بعض نے کہا کہ قولہ لیس من اہلک تنصیص ہے کہ یہ لڑکا حضرت نوح ؑ کے نطفہ سے نہیں تھا اور استبعاد کیا کہ نبی کا لڑکا کافر ہووے اور جواب یہ ہے کہ اہل سے مراد انکی اتباع مومنین ہیں پس ایسے اہل سے نہ تھا اگرچہ قرابتی پسر تھا۔ بدلیل قولہ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ انہ ذو عمل غیر صالح۔ یہ لڑکا بے نیکوئی کے عمل والا ہے۔ پس عمل مصدر کو مبالغہ محمول کیا گویا ذات ... اور حق یہ ہے کہ کافر آدمی واقعی کوئی نیکی نہیں رکھتا مگر باعتبار صورت کے بعض اسکے افعال اس قابل ہوتے

Marfat.com

کہ دنیاوی دولت اسکا عوض ہوا ورنکوئی درحقیقت وہ ہی جسکا بدلا نعمت کاملہ آخرت ہو [illegible]
اہل نہین قرار دیا ورنہ صریح قولہ نادی نوح ابنہ - اور قولہ یا بنی - دلیل ہی کہ وہ بیٹا تھا اور علیہ [illegible]
مفسرین نے کہا کہ وہ نوح کا بیٹا انکے نطفہ سے تھا اور یہی صحیح ہی اور ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ کبھی کسی نبی کی [illegible]
نہین کیا - بالجملہ کلام کو حقیقی معنی سے مجاز کی طرف پھیرنا بلا ضرورت نہین جائز ہی اور اسمین شک نہین کہ الله
مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا فرماتا ہی چنانچہ آدمؑ سے قابیل کو اور آزر سے ابراہیم علیہ السلام کو پیدا کیا
ایسے ہی کنعان کو پشت نوح سے پیدا کیا - وہ قادر مختار ہی جو چاہے جسطرح چاہے کرے - واضح ہو کہ قولہ انہ عمل مین
کی قراءت عمل مصدر ہی اور انہ ضمیر مین دو قول ہین ایک یہ کہ راجع بجانب پسر ہی پس عمل اسکی خبر بطریق زید عدل ہی
یہی راجح ہی اور صاوی رح نے کہا کہ شیخ سیوطی رح نے اشارہ کیا کہ یہان مضاف محذوف اور ضمیر راجع بجانب نوحؑ ہی
ان سوالک عمل غیر صالح اے غیر مقبول - یعنی تیرا یہ سوال کرنا ایسا کام ہی جو مقبول نہین ہی اور ابن عباس سے جو تفسیر
ہی اسکی تائید کرتی ہی کہ کہا کہ معنی یہ ہین کہ اے نوح تیرا مجھسے یہ سوال کرنا عمل غیر صالح ہی مین پسند نہین کرتا ہون - پھر
سوال سے منع فرمایا - بقولہ - فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پس تو مجھسے مت مانگ وہ چیز کہ جسکا تجھکو علم نہین
ہی - یعنی جب تجھے نہین معلوم کہ اسکا مانگنا ٹھیک ہی تو مانگنا چاہیے یا نہین ٹھیک ہی کہ ترک کرنا چاہیے - اور یہ حکم عام
ہر شخص جو اپنی درخواست کو مطابق شرع نہ جانے وہ سوال نہ کرے - بعض نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ اے نوح تجھکو نہین
معلوم کہ وہ ازلی کافر ہی اور قولہ الا من سبق علیہ القول مین داخل ہی - اور بعض نے کہا کہ تجھکو نہین معلوم کہ وہ منافق
ہی مومن نہین ہی ولیکن اول ارجح و اوفق ہی - اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ اے انہاک من ان
تکون من الذین یجهلون فیسئلون ما لا علم لهم به - مین تجھکو نصیحت کرتا یعنی منع کرتا ہون اس امر سے کہ تو جاہلون مین سے
ہو جاوے یعنے انکے مانند ہو جو جہالت کرتے پس مانگتے ہین وہ چیز جسکا انکو علم نہین ہی - یہان سے بھی کہا گیا کہ حضرت نوحؑ کو
اسکے قطعی کافر ہونے کا علم نہ تھا بلکہ ظاہری اقرار بنا نفاق نہ سے مشتبہ تھے ورنہ معلوم ہی کہ مشرک و کافر کے واسطے مغفرت
نہین ہی یا جو ازلی مطرود ہی وہ حسب تقدیر کبھی مومن نہوگا - کرخی رح نے کہا کہ نوحؑ کے سوال کو جہل اس لیے فرمایا کہ فرزند
کی محبت مین انکو استثناء قولہ الا من سبق علیہ القول - یاد نہ رہا - ابن العربی رح نے کہا کہ یہ نصیحت و موعظت از جانب الٰہی تم
ایک فضل ہی جس سے نوحؑ کو مقام جاہلین سے خارج اور بلند مرتبہ کر کے مقام علماء عاملین پر پہونچایا - جب نوحؑ کو اپنا سوال
غیر مطابق تقدیر و رضاے الٰہی وغیر موافق بمنصب نبوت عظمی معلوم ہوا تو فوراً مغفرت و رحمت کی درخواست کی - بقولہ
قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ نوحؑ نے کہا کہ اے رب میرے مین تیری پناہ مین آیا اور التجا و عوذ لایا ہی
اَنْ اَسْئَلَكَ - اس امر سے کہ مین تجھسے مانگون - مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ایسی چیز جسکا مجھکو علم نہین ہی - غرضکہ [illegible]
سوال اس صورت مین تقدیر و علم الٰہی سے معارضہ ہوا اگرچہ دعا مین کوئی گناہ نہین ہی - لہذا [illegible]
وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وان لا تغفر لی ذنب ما دعوت کذلک - وَتَرْحَمْنِیْ بقبول توبتی [illegible]
مجھکو میرا یہ گناہ جو مین نے اسطرح سوال کرنے سے کیا اور اگر تو نہ رحم فرماوے مجھپر اپنی [illegible]

من الخسرین تو مین خسارہ والون مین سے ہوجاؤن۔ واضح ہو کہ یہ شان نبوت تھی کہ خالی ایسی
بے استقدر خوفناک ہو کر گڑگڑانے لگے ورنہ آیت کریمہ مین کوئی امر ایسا مذکور نہین کہ جو نوحؑ سے گناہ ومعصیت
ہونے پر دلالت کرے سوائے اس بات کے کہ ایک ایسے امر کی دعا مانگی جو علم آلہی مین تقدیر سے موافق نہ تھا اور
معصیت نہین ہی۔ سراج مین ہی کہ نوحؑ سے اجتہاد مین چوک ہوئی جیسے آدم علیہ السلام سے درخت کا پھل کھانے مین
چوک ہوئی وقال المترجم وفیہ نظر لان ما وقع من آدم علیہ السلام کان سہوا منہ لصریح قولہ تعالے فنسی ولم نجد لہ عزما۔ واما نوح
علیہ السلام فلم ینس وکان من اولے العزم غیر انہ سال ما لا علم لہ بہ من شقاوۃ ابنہ ہذا واما استغفارہ فشان الانبیاء کما
قال تعالے بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون وقولہ تعالے وہم من خشیۃ ربہم مشفقون۔ اولا تری الے
جواب اللہ تعالے بہ حیث وعظہ وذکرہ ولم یواخذہ لشئ واما ما وقع لآدم علیہ السلام بعد اکل الشجرۃ من ہبوطہ من الجنۃ
الی الارض فلیست لعقوبۃ الغتاب بل من قبیل ما اوعدہ اللہ تعالے من خواص الاشیاء کانہ اکل شیئا قدر اللہ تعالے
من اثرہ ما وقع معہ فلیتامل **ف۔۔۔ وفی العرائس** قولہ ونادی نوح ربہ الخ یہ تحرک سر بشریت بمقام امتحان آلہی ہی کہ
نوحؑ کی شان سے تھا کہ اسرار کو اغیار کیطرف نظر سے پاک رکھکر موجود ومجہود کو فدا کرین لہذا امین وخلیلؑ کے امتحان مین فرق رہا کہ آگ مین
ڈالے جانے کے وقت ملائکہ مقربین وغیرہ کسی سے مدد نہ چاہی اور اپنے آپ کو مسلم کر دیا اور صحیح ہوا قولہ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت
لرب العالمین۔ پس معارضہ قلب وحول وقوت ونفس وتمام عالم سے بیزار ہو کر اللہ تعالیٰ ہی کیطرف ہو گئے اور نوح علیہ السلام نے غرق
فرزند کی طرف التفات کر کے سوال کیا حالانکہ مقام توحید مین اور تسلیم ورضا وشرط معرفت مین فرزند کا کیا ذکر ہی اور انبساط کے ساتھ
مناجات مین حکم کیا کہ میرا پسر میرے اہل مین سے ہی حالانکہ وہ اہل مین سے نہ تھا اسیواسطے یہ جواب پایا کہ انہ لیس من اہلک اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ نوحؑ فرزند کیطرف نظر کرنے سے تقدیر سابق سے غافل ہوئے اور یہ انبساط تھا جو کمال رحمت سے حضرت نوحؑ کے اسرار پر وارد
ہوا اور جو انبساط کہ مقام امتحان مین حکم سابق کے دیدار پر نہو وہ مراد ملنے سے دور رہتا ہی جیسے کہ اگلے کہا کہ انبساط قدرت آلہی قہر وجبروت
جبروت کی وجہ سے مقام انبساط نہین ہی ورنہ رد کر دیا جاتا ہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو جتلا دیا کہ جیسی اہلیت ظاہر باپ بیٹے
اور بیٹے کے درمیان مرتفع ہی ویسی ہی انکی روح وپسر کی روح مین اہلیت مرتفع ہی کیونکہ ازل مین انکے بیٹے کو معرفت
ومحبت وتقوی کی اہلیت عطا نہین ہوئی بقولہ انہ عمل غیر صالح۔ جو تجھکو معرفت دی گئی اسکی اہلیت تیرے پسر مین نہین ہی
وہ کسیطرح رسول نہین ہو سکتا۔ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم۔ ادب سکھلایا کہ وہی دعا مانگو جو موافق تقدیر ہو ورنہ جو مشیت
الٰہی سے ناموافق ہو وہی مراد نہین ملتی ہی اور یہ جو فرمایا انہ عمل غیر صالح۔ اسکے معنی یہ ہین کہ اسکے اعمال موافق سنت نبیؑ نہین
ہین پھر وعظ فرمایا بقولہ انی اعظک ان تکون من الجاہلین۔ جاہل اسکو کہتے ہین جو تقدیر آلہی کو بھولا اور اسکی لیاقت والون
کو نجانا۔ مراد یہ ہی کہ مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو سوال کرنے مین خلاف ادب راہ چلے بلکہ ارادہ آلہی کے موافق ہونا واجب
ہی۔ اسمین خواص عارفین کو تہدید ہی کہ بارگاہ حق مین غیر کی طرف التفات کرنے سے اپنے خواطر کو صاف رکھین تاکہ
مقام احتشام مین مراد آلہی کے لیے سر تسلیم جھکائے ہوئے ہون۔ قاسم رحمہ اللہ نے کہا کہ اہلیت دو طرح کی ہوتی ہی
اہل قرابت اور اہل ملت پس پسر نوحؑ کو اہل ملت ہونے سے منفی کر دیا اور قرابتی ہونے سے نفی نہین فرمائی ہی۔ قولہ

Marfat.com

انی اعظک - بعض نے کہا کہ مقصود یہ ہے کہ کیا تو نے نجانا کہ مین نے نیک بختون و بدبختون کو ازل مین
رد نہین ہو سکتا اب مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ تو ان احکام کو بھولنے والا مت ہوجیو- بعض نے کہا کہ نوح نے
اپنے بیٹے کے لیے دعا فرمائی تو گو نہ عتاب کیا کہ میرے تمام بندون کے درمیان سے خالی اپنے لیے دعا
تضرع و عاجزی کے ساتھ بارگاہ کبریائی مین رجوع کیا- بقولہ قال رب انی اعوذ بک ان اسئلک آہ - یعنی بیان ہی
اسکے جانے بغیر اسکا سوال کر بیٹھنا خوب نہین ہے اور جب آنحضرتؑ کو چوکنا معلوم ہوا تو خضوع و خشوع سے التجی ہوئے
رب اگر یہ ترک ادب تو نہ بخشے اور مجھپر رحم نہ فرماوے کہ عبودیت مین ربوبیت آسان کرے تو مین ایسے لوگون مین
ہوجاؤنگا جنھون نے عبودیت مین حقائق معرفت کو گم کیا- ابو سعید الخرازرح نے کہا کہ نوح علیہ السلام نے جو انبیا
مین سے تھے ساڑھے نوسو برس اللہ تعالے کی بندگی مین نہایت کوشش و نصیحت کی اور طرح طرح کی ایذائین اٹھائیں
اس کہنے پر کہ رب ان ابنی من اہلی- جب عتاب کیے گئے تو خوف کبریائی سے ساری باتین بھول گئے اور سال بھر
ترک ادب سے رویا کیے یہان تک کہ کہا والا تغفرلی و ترحمنی الخ بس اس بات کہنے سے مدت تک نادم رہے- پھر جب
علیہ السلام نے کبریار الٰہی کے لیے خشوع و خضوع کیا تو حق عز و جل نے انکو لباس انوار امن و عافیت پہنایا و فرمایا-

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ
حکم ہوا اے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتون کے ساتھ تجھپر اور کتنے فرقون پر تیرے ساتھ والون مین اور کتنے فرقون کو فائدہ دینگے

يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ
پھر سو پہنچے گی انکو ہماری طرف سے دکھ کی مار یہ بعضی خبرین ہین غیب کی کہ ہم بھیجتے ہین تیری طرف انکو جانتا نہ تھا تو

وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝
اور نہ تیری قوم اس سے پہلے سو تو ٹھہر ارہ البتہ آخر بھلا ہے ڈر والون کا

منتصف ع عند المتاخرین

قِيْلَ يٰنُوْحُ کہا گیا اے نوح یعنے حق تعالے نے وحی فرمائی - اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا اتر کشتی سے یا جودی پہاڑ سے
ہماری طرف سے سلامتی و امن کے ساتھ- کما قال تعالے سلام علی نوح فی العالمین- بعض تفاسیر مین مذکور ہے کہ غرق چونکہ تمام
روے زمین مین عام تھا تو کشتی سے اترنے مین گویا حضرت نوح کو خوف ہوگا کہ کھانے پینے کی کوئی چیز نہین ملیگی لہذا حق تعالے
نے سلامتی و عافیت کی بشارت دی اور فرمایا وَبَرَكٰتٍ اور برکتون کے ساتھ- یعنی امن و عافیت جسمانی اور برکات
انواع رزق وغیرہ سے- عَلَيْكَ تجھپر- وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ اور امتون پر تیرے ساتھ والون سے- اگر کہا جاوے کہ
ممن معک مین من تبعیضیہ ہے بس ساتھ والون مین سے بعض اس امن و برکت مین داخل رہے- جواب دیا گیا تین طرح سے اول
آنکہ کشتی مین وحوش و طیور و بنی آدم سب تھے انمین سے وحوش و طیور وغیرہ امم کو چھوڑکر سلام کے ساتھ بنی آدم کو خاص کیا
اور اطلاق است کا اقسام وحوش و طیور وغیرہ پر قرآن و حدیث مین شائع ہے پھر بنی آدم کو بلفظ امم تعبیر کیا کہ وہ
جماعات متفرقہ تھے- دوم آنکہ ممن معک سے انکی پشت کی اولاد بمعیت مراد ہے اور مشہور ہے کہ جو لوگ کشتی مین تھے انکی
اولاد نہین رہی اور نوع انسانی اولاد نوح مین منحصر ہوئی اسی سے انکو آدم دوم و آدم صغیر کہتے ہیں

مراد اس سے اولاد نوح کی تقسیم بجانب مومن وکافر ہی ورنہ آنکے ساتھ والے سب مومن تھے
الاسم درجے کیا [illegible] بیانیہ ہوسکتا ہے یعنے اُن امم پر جو تیرے ساتھ ہین اور جماعات متفرقہ ہونے سے آنکو بلفظ
امم تعبیر فرمایا۔ واضح ہو کہ مشہور یہ ہے کہ دعوت نوح عام تھی تمام روے زمین کے لوگون کو ایمان لانے کا حکم تھا اسیواسطے
جو اطراف سے عام طوفان آیا ولیکن مترجم نے سابق مین بعض مقام پر اشارہ کیا ہے کہ عموم دعوت کا کوئی ثبوت نہین اور
بعض محققین نے اسی کو صحیح بیان کرکے صحیح قرار دیا ہے اور کلام الٰہی مانند قولہ ولقد ارسلنا نوحا الے قومہ۔ شاہد ہے کہ دعوت
مخصوص بقوم نوح تھی لیکن قوم مذکور کو اسقدر ترقی ہوئی کہ روے زمین کے پہاڑون وملکون مین پھیل گئی لہذا طوفان محیط
ہوگیا۔ وعلی ہذا ممکن ہے کہ بعض اقوام جنکی طرف آنکی بعثت نہین تھی عام عذاب طوفان سے بچے ہون لہذا چین وہندوستان
وفارس والے جنکو طوفان سے انکار ہے یعنے قائل ہین کہ عموماً ہم لوگ غرق نہین ہوے ہان ارض بابل وغیرہ ممالک مغرب
غرق طوفان ہوئے ہین تو شاید ایسا ہوا ہو اور معنی یہ ہین کہ یہ لوگ قوم نوح مین سے نہ تھے اور قولہ تعالی وجعلنا ذریتہ ہم الباقین
یعنے فی تلک البلاد التی غرقت۔ یا آنکہ۔ من ذلک القوم۔ پس اس صورت مین اقوام فارس وہندوستان وچین وغیرہ شاید
اولاد نوح سے نہون۔ لیکن جمہور اہل ادیان اسپر متفق ہین کہ طوفان عام تھا اور قوم نوحؑ تمام روے زمین پر پھیلی ہوئی تھی لہذا
انکے مقابلہ مین ان چند اقوام کا اعتبار نہین ہوسکتا خصوص اس صورت مین کہ یہ اقوام ان ملکون مین بعد طوفان کے اولاد نوحؑ
سے موجود ہوکر یہان آباد ہین پس انکو مشتبہ ہوا کہ یہان کبھی طوفان نہین آیا حالانکہ انکے بسنے سے پہلے جب طوفان آچکا تو انکے اگلون
کی کتابون مین کہان سے مذکور ہوتا فتدبر واللہ تعالے اعلم۔ بالجملہ اللہ تعالے نے حضرت نوحؑ کو سلام وبرکات دین اور ان لوگون
کو جو آنکے ساتھ مین تھے بنا بر آنکہ من بیانیہ ہو پس ساتھ والے یا تو یہی مراد ہین جو کشتی مین سوار تھے اور اس صورت مین کہا جائیگا کہ
مشہور یہ ہے کہ انکے اولاد باقی نہین رہی اور یا حضرت نوحؑ کی پشت مین انکی اولاد سے قیامت تک کے امم مراد ہین اور اس صورت
مین من تبعیضیہ اولی ہے یعنے ان امتون مین سے قلیل بعض امم پر برکت وسلامت فرمائی اور یہ امم مسلمہ ہین پھر باقی امم کافرہ کو بیان
فرمایا بقولہ۔ **وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ** اے ومنہم امم آہ او البواقی امم۔ اور امم ہین کہ ہم انکو متاع دینگے جس سے وے دنیاوی
حیات پوری کرین۔ **ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ** پھر پہونچیگا انکو ہماری طرف سے عذاب دکھ دینے والا یعنی آخرت مین
بعد موت کے۔ اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہون کہ انمین سے بعض امم ہین کہ ہم انکو دنیاوی عیش وآرام دینگے پھر بسبب کفر وفسق
ومعاصی کے انکو دنیا وآخرت مین عذاب پہونچیگا اور مصداق اسکے اقوام حضرت صالحؑ وہود [illegible] ہین واللہ اعلم۔ اور یہان ایک
احتمال یہ بھی ہے کہ اگر طوفان عام ہو تو حضرت نوحؑ کے ساتھ والون پر سلامت وبرکت کا حکم دیا اور آنکو آگاہ فرمایا کہ بقایا دیگر امم
مین جنکو چندروزہ معاش دنیاوی کے بعد عذاب پہونچیگا اس لیے کہ وے کافر اقوام ہین مانند اہل چین وفارس وغیرہ کے ولیکن
معنی اسکا ضعیف ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا حضرت ضحاک رح سے روایت ہے کہ قولہ علی امم ممن معک آہ۔ یعنی ممن لم یولد یعنی مراد
وہ لوگ ہین جو ہنوز پیدا نہین ہوے تھے پس اللہ تعالے نے انکے لیے برکات واجب فرمائین کیونکہ علم الٰہی مین انکا جنتی ہونا
ثابت تھا۔ اور قولہ امم سنمتعہم یعنے متاع حیات دنیا کے بعد انکو عذاب ملیگا کیونکہ علم الٰہی مین وے لوگ بدبخت شقی تھے۔ محمد بن کعب
نے کہا کہ سلام وبرکات مین قیامت تک کے ایمان والے مرد وعورتین داخل ہین جیسے عذاب الیم مین قیامت تک کے

کافر مرد و عورتین شامل ہین۔ ابن زید رح سے مروی ہو کہ اللہ تعالے نے اپنی رحمت
اسنے نسل پیدا فرمائی جنمین سے بعض پر رحمت فرمائی اور بعض پر عذاب کیا بعض
وغیرہ مراد ہین جو چندے متاع کے بعد عذاب مین گرفتار ہوئے۔ یہان تک قصہ نوح تمام ہوا
مِنْ اَنْبَاۗءِ الْغَيْبِ انبار جمع نبا بمعنی خبر اسی سے اخبار الغیب۔ یہ قصہ انبا غیب ہو
جانب وحی فرماتے ہین۔ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ جسکو نجانتا تھا تو اور نہ تیری قوم
قَبْلِ هٰذَا پہلے اس وحی سے یا قرآن سے یا اس وقت سے۔ اسمین تنبیہ ہو کہ یہ بڑی قوم جب
اکیلے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو وحی سے جانا اور کسی سے نہین سنا ہو لہذا کفار جو آنحضرت صلعم
لوگون سے یا جزون سے قصے سنکر نظم کرتے ہین اول تحدی و معارضہ رد فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو اسکے مثل ایک ہی سورہ بنا
فرمایا کہ اخبار غیب بکثرت مذکور ہین کوئی لاؤ پھر جب عاجز ہوکر شرارت و عناد پر آمادہ ہوئے تو انجام کار کی غیبی خبر
حکم دیا لقولہ۔ فَاصْبِرْ صبر کر اے محمد صلعم کافرون کی ایذا پر جیسے نوح نے صبر کیا تھا۔ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ
بے شک نیک انجام دنیا و آخرت مین انھین لوگون کے لیے ہی جو اللہ تعالے پر توکل کرتے ہین چنانچہ انجام کار حضرت نوح
مومنین کو سلامتی و برکات حاصل ہوئین و کفار عذاب دنیا و آخرت مین دائمی گرفتار ہوئے۔ اسمین آنحضرت صلعم کو تسلی اور
خوشخبری ہی کہ انجام کو فتح و ظفر آنحضرت صلعم کے واسطے ہی ف۔ فِي العرائس قولہ تعالے قیل یا نوح اہبط بسلام الخ
اشارہ ہو کہ اہبط بسلام یعنی ہبوط بوصف سلام ہو یعنی ہماری صفات و خُلق سے متصف ہوکر کشتی حقیقت سے لباس ستہ اول
کہ پھر اسکے بعد تیرے واسطے سوائے سلامتی کے یہ نہوگا کہ سطوات عظمت مین فنا ہوجاوے کیونکہ ہمارے وصل کی برکت سے تجھ
اور تیری برکت سے تیرے ساتھی قوم کو عذاب فراق سے نجات ہی۔ پھر آنحضرت صلعم کو کشف انبار الغیب سے تشریف فرمائی
بقولہ تلک من انبار الغیب الخ کشف دانا ہی کے دو مرتبہ ہین۔ اول ارواح کے لیے اشباح سے پہلے دیوان غیب مین کشف ہو کر
نور غیب سے اسرار علوم کو یہ ارواح دیکھتے ہین۔ دوم اشباح مین ارواح کے ہوجانے کے بعد انکشاف ہو پس اسکو دیکھنا
سننا اس چیز کا حاصل ہوتا ہو جو اشباح مین آنے سے پہلے ارواح نے غیب مین دیکھا تھا پس مکاشفہ تجدید عہد ہو اور مشاہدہ
تذکیر عہد ہو۔ اور یہ جو فرمایا ما کنت تعلمہا یعنی وجود روح سے پہلے نجانتا تھا اور رہا بعد وجود روح کے جو ہوا اور مشاہدہ ہوا
بتعلیم الٰہی جان لیا اور اسمین آنحضرت صلعم کو تسلی ہو کہ اولوالعزم انبیاء کی اقتدا مین اہل شقاوت سے ایذا پر برداشت کرین
کما قال تعالے فاصبر ان العاقبۃ الخ۔ یعنی تقوی کے میدان مین جو لطائف بلاء و حقائق وجود عظمت و کبریائی
برداشت مین صابر رہو اور ہمت بلند رکھو اور کسی غیر کی طرف نظر و التفات مت کرو کیونکہ جنھون نے
انقطاع کیا انجام کار انکو میرا وصال و دیدار جمال ہی۔ شیخ جنید رح نے کہا کہ اللہ تعالی نے ہر نبی و رسول
غیب کو کشف فرمایا اور ہمارے پیغمبر حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے انبار الغیب کو کشف فرمایا
ہی چنانچہ آنحضرت صلعم پر غیب سے وہ امور مکشوف تھے کہ مخلوق مین سے کسی پر کشف ہونا
امانت عظمی بدرجہ کمال حاصل تھی کیونکہ اسرار کا انکشاف انھین لوگون کو ہوتا ہی جو اللہ

اور عاقبت کی نجات اسکو ملیگی جو ازل مین زیور تقوی سے آراستہ ہوا ہے۔ پھر حق تعالی عز و جل
نے رسول ہود علیہ السلام کا وانکی قوم کی ضلالت و عذاب کا حال بیان فرمایا۔ بقولہ تعالے

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ ۖ إِنْ أَنتُمْ

اور عاد کی طرف بھیجا انکا بھائی ہود بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی تمہارا حاکم نہین سوائے اسکے تم سب

إِلَّا مُفْتَرُونَ ۝ يَٰقَوْمِ لَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى ٱلَّذِى فَطَرَنِىٓ ۚ

جھوٹ کہتے اے قوم میں تمسے نہین مانگتا اسپر مزدوری میری مزدوری اسی پر ہے جسنے مجھکو پیدا کیا

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَيَٰقَوْمِ ٱسْتَغْفِرُوا۟ رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوٓا۟ إِلَيْهِ يُرْسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا

پھر کیا تم نہین بوجھتے اور اے قوم گناہ بخشواو اپنے رب سے پھر رجوع لاؤ اسکی طرف چھوڑ دے تمپر آسمان کی دھارین

وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا۟ مُجْرِمِينَ ۝

اور زیادہ دے تمکو زور پر زور اور نہ پھر جاؤ گنہگار ہوکر

یہ قصہ شرارت قوم عاد وناسکی ہلاکت کا ہے اور عاد نام ایک شخص کا ہے کہ اسکے نام سے اس قبیلہ کا نام ہوگیا جیسے تمیم و بکر وغیرہ قبائل
عرب کا نام ہے اور کہتے ہین کہ عاد نام دو قوم کا ہے اول یہی عاد جو اولاد سام بن نوح سے بت پرست تھے جنکی طرف ہود علیہ السلام
مبعوث ہوئے اور نہایت تری مہیب ڈیل ڈول کے مغرور تھے اور دوم عاد جنمین شداد و شطر داد و لقمان و مقبول وغیرہ تھے جنمین صالح
علیہ السلام مبعوث ہوئے پھر نوح علیہ السلام اور ہود علیہ السلام کے درمیان آٹھ سو برس کا فرق تھا اور ہود چار سو چونسٹھ برس
زندہ رہے۔ فرمایا اللہ تعالے نے۔ وَإِلَىٰ عَادٍ وارسلنا ابے قوم عاد۔ أَخَاهُمْ اے فی النسب لا فی الدین۔
هُودًا اور بھیجا ہم نے قوم عاد کی طرف انکے بھائی کو یعنے انکے نسبی بھائی کو نہ دینی بھائی کو اور وہ ہود علیہ السلام ہین۔
قَالَ يَٰقَوْمِ ہود نے کہا کہ اے میری قوم۔ اعْبُدُوا اللهَ بندگی کرو اللہ تعالے کی۔ یعنے اللہ تعالے کو وحدہ
لا شریک مانکر اسی کی عبادت کرو اور بت وغیرہ سے شرک مت کرو۔ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ نہین تمہارا کوئی معبود سوائے
اسکے۔ یعنی در حقیقت سوائے اللہ تعالے کے تمہارا کوئی معبود نہین ہے مگر تم نے اپنے گمان پر بتون وغیرہ کو شرکاء و معبودات بنا لیے
ہین۔ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ نہین ہو تم مگر افترا کرنے والے یعنی شریک و معبودات بنانے مین اور اس کہنے مین کہ یہ لوگ
اللہ تعالے کے یہان ہمارے سفارشی و مستحق عبادت ہین تم اللہ تعالے پر افترا و بہتان دروغ باندھتے ہو۔ بالجملہ مین نے جو وحی
سے تمکو نصیحت کی وہی حق و تمہارے واسطے بہتر ہے۔ يَٰقَوْمِ لَآ أَسْـَٔلُكُمْ اے قوم مین تم سے نہین مانگتا۔ عَلَيْهِ اس تبلیغ و
نصح خالص پر۔ أَجْرًا کچھ اجرت۔ بلکہ محض خلوص سے اللہ تعالے کے واسطے تم کو سمجھاتا اور راہ راست بتلاتا ہون تو ایسی بے غرض
نصیحت ضرور بے شبہ ضرور ماننے کے لیے لائق ہے۔ إِنْ أَجْرِىَ إِلَّا عَلَى ٱلَّذِى فَطَرَنِىٓ نہین میری مزدوری و اجرت مگر
اسی رب پر جسنے مجھے پیدا کیا۔ یعنی جسنے فضل سے مجھے پیدا کیا اسی سے مجھے ثواب کی امید ہے اور تم لوگون سے مین کچھ نہین چاہتا۔
أَفَلَا تَعْقِلُونَ بھلا تم کو سمجھ نہین ہے۔ اگر سمجھ ہو تو صاف نصیحت نیک ہے کیونکہ اچھی بات جو کوئی سمجھاتا ہے اور کسی طرح کی طمع
نہ رکھتا وہ کیون جھوٹ بات کہیگا تو عقل والے کو صاف ظاہر ہوگیا کہ یہ شخص بے شک رسول صادق ہے نہ مکار کاذب ایسا

Marfat.com

قوم کے دلوں پر جو تاریکی چھائی تھی جسنے انکی عقل شائی اس کو دور کرنے کے واسطے ...

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اے قوم تم مانگو مغفرت اپنے ...

لاؤ - یعنی اگلے گناہوں اور انکی سیاہی دور ہونے کی درخواست کرو اسطرح کہ تم کو طاعات الٰہی کی توفیق ...

صفائی دل سے رجوع لاؤ - چونکہ انکو متاع دنیا کی طرف رغبت زیادہ تھی اور طاعات سے یہاں بھی بجالائی ...

کہ تمھاری اس اطاعت وطاعات کا نتیجہ یہ ہوگا کہ - يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا یہ جواب امر ہے اور ...

تم اپنے رب سے استغفار و توبہ کرو وہ ارسال فرمادیگا تمپر سماء یعنے سحاب کو مدرار یعنے کثرت سے دردر والا یعنی پے درپے

سے برسنے والا پانی تمپر برسادیگا - واضح ہو کہ قوم ہود کھیتی و باغوں کی کثرت رکھتی اور یمن و شام کے درمیان بستی تھی خدا نے

لے کہا کہ تین برس مینہ نہیں برسا جس سے قحط ہوگیا پس ہود ع نے انکو استغفار و توبہ کی نصیحت کی یعنے ایمان و اطاعت

کی مگر وے اور زیادہ سرکش ہوئے - اگر کہا جاوے کہ سماء مونث ہے تو مدرارۃ بتانیث چاہیے جواب یہ کہ مدرار صیغہ مبالغہ

جسمیں تذکیر و تانیث یکسان ہے یدون تاء کے یا سماء سے مراد سحاب و مطر ہے جو مذکر ہے - وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ

اور بڑھا ویگا تمھاری قوت پر قوت - یہ لوگ بڑے قوی تھے تو زیادہ قوت کا وعدہ دیا - یا مراد یہ کہ فراخی پر فراخی یا عزت

عزت بڑھائیگا - عکرمہ رح سے روایت ہے کہ مراد اولاد پر اولاد ہے کہ تیس (۳۰) برس سے انکی عورتیں بانجھ ہوگئی تھیں انکے اولاد نہیں

ہوتی تھی - بالجملہ انکو اپنے پروردگار کی بندگی و طاعت پر دین و دنیا کی بہتری کا وعدہ فرمایا اور گنہگاری سے منع فرمایا - بقولہ تعالیٰ

وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ اور منھ مت موڑو اس حال میں کہ تم مجرم ہو - یعنی کفر پر اڑے ہوئے ہوکر میری نصیحت سے منھ موڑو

ایسا مت کرو - فی العرائس فی اشارات قولہ ویٰقوم استغفروا ربکم الآیۃ - یعنی استغفار کرو اپنے پروردگار کو چھوڑ کر غیر

کی طرف نظر رکھنے سے اور رجوع ہو اسکی طرف اپنے نفوس کو چھوڑ کر اور اپنی طاعت پر نظر کرنے سے تو باران قدم سے انوار تجلیات

تمھارے دلوں پر برسیگی اور تمھاری ارواح کو بستان قدس ریاض انس میں طیران کی قوت حاصل ہوگی اور یہ قوت اسطرح ہوتی ہے کہ بحر

بحر سرمدیت و ازلیت سے اور مشاہدہ ذات وصفات پاک سے زلال دوام لقاء حاصل ہوکر لیاقت و قوت مشاہدہ حاصل ہوجاتی ہے

حال انکہ نفس جب تک فانی ہوکر باقی بقاء حق عز وجل نہوجاوے تب تک بے قوت مردہ ہے - قوم نے نہایت غباوت وجہالت سے جواب دیا کہ

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ

بولے اے ہود تو ہم پاس کچھ سند سے نہیں آیا اور ہم نہیں چھوڑنیوالے اپنے ٹھاکروں کو تیرے کہے سے اور ہم نہیں تجھکو

بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ

ماننے والے ہمتو یہی کہتے ہیں کہ تجھکو جھپٹ لیا ہے کسی ہمارے ٹھاکروں نے بری طرح بولا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو

وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝

اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں انسے جنکو شریک کرتے ہو اسکے سوائے سو بدی کرو میرے حق میں سب ملکر پھر مجھکو مہلت نہ دو

اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ

میں نے بھروسا کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمھارا کوئی نہیں پاؤں دھرنیوالا مگر اسکے ہاتھ میں ہے چوٹی اسکی ...

Marfat.com

[illegible] صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ

[illegible] راہ پر پھر اگر تم پھر جاؤ گے تو مین پہونچا چکا جو میرے ہاتھ بھیجا تھا تمکو اور قائم مقام تمھارے کریگا

رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝

میرا رب کوئی اور لوگ اور نہ بگاڑ سکوگے اُسکا کچھ تحقیق میرا رب ہی ہر چیز پر نگاہبان

قَالُوْا کافرون نے عناد و بدبختی سے کہا کہ يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ اے ہود تو نہین آیا ہمارے پاس کوئی روشن دلیل اپنے ساتھ لیے ہوے یا تو نہین لایا کوئی کھلی حجت ہمارے پاس یعنی اس امر کی واضح دلیل نہین لایا کہ اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک ہی اُسی کی عبادت فرض اور بتون وغیرہ کا ترک فرض ہی ۔ تمام معجزات سے منھ موڑ لیا اور خالی حضرت ہود ؑ کا زبانی دعویٰ قرار دیا ۔ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا اور ہم نہین ہین ترک کرنے والے اپنے آلہہ معبودون بتون کو ۔ عَنْ قَوْلِكَ تیری بات کے سبب سے یا تیری بات سے وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ اور ہم نہین ہین ایمان لانے والے تجھپر یعنے تیری تصدیق کبھی نہین کرینگے ۔ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ یقال عراہ الامر واعتراہ اذا المّ بہ اسے اصابہ ۔ ہم کچھ اور نہین کہتے مگر یہی کہ پہونچایا تجھکو ۔ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا ہمارے بعضے معبودون نے ۔ بِسُوْٓءٍ برائی یعنے جنون کو ۔ یعنی ہم کو یہی یقین ہی کہ تو نے جو ہمارے آلہہ کو بُرا کہا تو انہین سے کسی نے تجھکو مجنون کر دیا ہی جس سے تو خلاف عقل باتین کرتا ہی جو ہمارے نزدیک بغیر حجت ہین ۔ واضح ہو کہ اللہ عز وجل جب کسی کو مطرود فرماتا ہی تو وہ اپنی رائے وگمان کو جو ایک دائرہ مین محیط ہی ایسا اوندھا دوڑاتا ہی کہ تمام حکمت الٰہیہ کو محیط ہو جاوے اور یہی مکر قدیم ہی حالانکہ قوم ہود کے احمق تو بالکل عقل کے دشمن تھے جو بتون کو مجنون کرنے والا اور نفع و ضرر دینے والا خیال کرتے تھے لہذا حضرت ہود ؑ نے جواب ارشاد فرمایا کہ مجھکو سوائے حق تعالےٰ کے کسی پر بھروسا نہین کیونکہ وہی نفع و ضرر دینے والا ہی لہذا تم یقین کے طور پر میرے ضرر کی فکر کرو چنانچہ کما لقولہ ۔ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ فرمایا کہ مین اپنے اوپر اللہ تعالےٰ کو گواہ کرتا ہون وَاشْهَدُوْٓا اور تم بھی گواہ رہو کہ ۔ اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۔ بے شک مین بری ہون اُس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو اللہ تعالےٰ کے ساتھ سوائے اللہ تعالےٰ کے ۔ اگر مما مین ما مصدریہ ہی تو یہ معنی کہ تمھارے شرک کرنے سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ غیر کو ۔ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا سو تم مکر و فریب کرو میرے [illegible] ساتھ میرے قتل کرنے و برائی پہونچانے پر تم و تمھارے آلہہ سب کے سب ۔ ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ پھر تم مجھے کچھ مہلت مت دو بلکہ فوراً کر گزرو جو تمھارے خیال مین آوے ۔ یہ صاف معجزہ ہی کہ تم کو یا تمھارے آلہہ کو کچھ قدرت نہین ہی اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مین نے بھروسا کیا اللہ تعالےٰ قادر قاہر ذوالجلال پر جو میرا رب و تمھارا رب ہی ۔ اُسی کے بھروسے پر مین نے یہ دعویٰ کیا ہی [illegible] کوئی قدرت نہین ہی کیونکہ اُسنے فرمایا ہی کہ من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ ۔ اس لیے کہ ہر چیز اسی کے قبضہ [illegible] فرمایا ۔ مَا مِنْ دَآبَّةٍ من زائدہ لغرض استغراق نفی ۔ نہین کوئی دابہ ۔ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا مگر وہی رب قاہر پکڑنے والا ہی اُسکی پیشانی کو ۔ یعنی ہر دابہ کی پیشانی اسکے قبضۂ قدرت مین ذلیل ہی کسی کو طاقت نہین کہ [illegible] نافرمانی کرسکے پھر تمھارے یا تمھارے معبودون یا تمام عالم کی کیا طاقت ہی کہ اسکے بندۂ مطیع کو بدون اسکی مشیت کے

ستاوین - اِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہی [illegible]
بعدل و انصاف ہی اور اس چیز سے وہی صادر ہوگا جسکے لیے اسکو پیدا کیا اسی واسطے تم ایمان سے انکار کرتے ہو [illegible]
کہ ہم کبھی ایمان نہین لاوینگے - فَإِن تَوَلَّوْا پس اگر تم اعراض کرو ایمان سے [illegible]
تو مجھے تمھارے ایسے رہنے پر اپنے حق مین کچھ ڈر نہین - فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ [illegible]
تمکو پہونچادیا وہ پیغام الٰہی جسکے ساتھ مین تمھارے پاس بھیجا گیا تھا - اور یہی مجھپر واجب تھا - اب تم نے جو اعراض کیا [illegible]
تمام ہونے کے بعد کیا لہذا عذاب سے مٹائے جاؤگے - وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ اور میرا رب لا [illegible]
تمھارے کسی دوسری قوم کو جو تمھارے دیار و اموال کے مالک ہونگے اور خبردار رہو کہ تم کچھ نہین کرسکتے ہو - وَلَا تَضُرُّونَهُ
شَيْئًا اور تم اسکا کچھ نہین بگاڑوگے بلکہ اپنی دنیا اور آخرت خراب کرکے اسکی عذاب اٹھاؤگے اور اگر عذاب آیا تو
تم اسی لائق ہو - إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ میرا رب ہر چیز پر حفیظ ہی - وہی رقیب مہیمن ہی ہر چیز اسکے حفظ [illegible]
جو جس لایق ہی اسکو وہی پہونچاتا ہی ف - فی العرائس قولہ قال انی اشہد اللہ و اشہدوا الخ مین جلال ازل مین
ہوا ہون وہی میرا مشہود و معبود ہی پس مین اسکے سوائے ہر ایسی چیز سے بری ہون جو اسکے سوائے بتلاتے ہو اور اپنی قوت
سے بھی اور تمھاری طرف نظر کرنے سے بھی بری ہون تم اسکی بادشاہت مین ایک ذرہ قدرت نہین رکھتے ہو اور اگر تم
دعوی ہی تو ہر حیلہ سے مجھپر اپنا مکر پھیلاؤ دیکھو کہ کچھ بھی کرسکتے ہو اور مجھے تو اپنی نبوت و رسالت مین اپنے رب پر وثوق ہی کہ
اسکی طرف سے معجزات پر ہون اور وہ پاک تعالے ہر بندہ صادق کے لیے اپنا فضل فرماتا ہی اسی واسطے کہا - انی توکلت علی اللہ
ربی و ربکم - میری پرورش انوار مشاہدہ و لطائف وصل سے فرماتا ہی اور تمھاری پرورش تمھارے ایجاد کرنے و ظاہری غذا [illegible]
فرماتا ہی - پھر وصف کیا کہ میرا رب ذو الجلال قادر ہر ذرہ پر محیط ہی لقولہ ما من دابۃ الا ہو آخذ بناصیتہا یدا القدم سے [illegible]
کا ناصیہ پکڑکر اسکو جبروت کے ساتھ عدم سے وجود مین لایا اور پھر قدرت قہاری سے ہر چیز کو وجود سے عدم مین لیجاتا ہی [illegible]
ہر چیز کو اسکی لیاقت کے موافق غذاء ظاہری سے یا تجلی افعال و آیات و صفات و ذات سے غذاء دیتا ہی پس ارواح کو غذاء
ذات اور قلوب کو مشاہدہ صفات اور عقول کو مشاہدۂ انوار افعال و آیات ہی اور نفوس کو عنصریات غلیظہ سے غذاء ہی - ان
علی صراط مستقیم - یعنی راہ ربوبیت پر ہی جسکی مبادی صحارای ازل و ابد مین اور مجھے آسان طریقہ پر جو کہ طریقہ علم و [illegible]
صفات ہی اور وہی طریق مستقیم ہی روان کرتا ہی کیونکہ جمیع احوال مین قلوب اولیاء پر تجلی فرماتا ہی اور وے اسی راہ [illegible]
چلتے ہین - علی صراط مستقیم وہی ہادی راہ مستقیم ہی کیونکہ حوادث و کائنات کی کجی و تغیر سے پاک ہی - و اسطرح نے قوا [illegible]
جمیعا مین کہا کہ ہود علیہ السلام پر اسوقت مین وصلت و قربت غالب تھی اور بہت خوب مقام ہی کیونکہ وہ محل [illegible]
قرب ہی - اسیواسطے بالکل اس مشاہدہ وحدت مین کسی غیر کی پروا نفرمائی - اور قصہ لوط علیہ السلام مین ہی [illegible]
او آوی الی رکن شدید - یہ نطق لوط علیہ السلام نطق طبعی تھا انھون نے اسوقت مین اپنا حال [illegible]
قال المترجم حدیث مین آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی رحم اللہ لوطا [illegible]
سرادق عزت و ہیبت مین ہو اسکو کسکی طاقت ہی کہ ایذاء پہونچا سکے بلکہ کیہ وہی کو پہونچاتا ہی جو [illegible]

...مشائخ نے کہا کہ قوله مامن دابة - بھلا تجھکو کیا قوت و قدرت ہو سکتی ہو جبکہ تیری ہستی و لبقاء قبضۂ قدرت حضرت عزّ الجلال مین ہو - بعض کا قول ہو کہ جسنے انا - کہا یعنے مین ہون تو اسنے قبضۂ قدرت حق سے منازعت کی - بالجملہ جب ہود علیہ السلام سے کافرون نے اصراری انکار کیا تو انھون نے جان لیا کہ یہ سب ہلاک ہونگے چنانچہ انکے جواب مین اشارہ کیا اور وہی واقع ہوا - لقوله تعالے -

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ

اور جب پہونچا ہمارا حکم بچادیا ہمنے ہود کو اور جو یقین لائے تھے اسکے ساتھ اپنی مہر سے

وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○ وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

اور بچادیا انکو ایک گاڑھی مار سے اور یہ تھے عاد منکر ہوے اپنے رب کی باتون سے

وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ○ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ

اور نہ مانے اُسکے رسول اور مانا حکم اُنکا جو سرکش تھے مخالف اور پیچھے پائی اس

الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا

دنیا مین پھٹکار اور قیامت کے دن سن لو عاد منکر ہوے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہو

ع ۱۱

لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ○

عاد کو جو قوم تھی ہود کی

وَلَمَّا جَآءَ اور جب آیا اَمْرُنَا حکم ہمارا قوم ہود کے ہلاک ہونے کا یا ہمارا امر یعنی دنیاوی عذاب جو متصل لعذاب آخرت ہو اور وہ ہوائے تند سے قوم ہود کا ہلاک ہوکر دار البوار مین پڑنا نَجَّيْنَا هُوْدًا نجات دی ہمنے ہود علیہ السلام کو وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اور ان لوگون کو جو اسکے ساتھ مین ایمان لائے اور وے چار ہزار تھے بِرَحْمَةٍ مِّنَّا سے برحمة عظيمة كائنة منا - اپنی طرف سے بڑی رحمت کے ساتھ - کیونکہ عذاب نازل ہونے پر وہی بچتا ہو جسپر اللہ تعالے کی رحمت ہو - بعض نے کہا کہ وہ ایمان تھا جو ان لوگون کو توفیق سے عطا ہوا تھا اور اشارہ ہو کہ نجات محض رحمت ایزدی ہو کسی کو اپنے افعال پر کیسے ہی نیک ہون کچھ بھی گھمنڈ نہین کرنا چاہیے - وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ اور نجات دی ہمنے انکو عذاب سخت شدید سے اور وہ عذاب آخرت ہی - یہان تک مختصر قصہ ہود تمام ہوا اور پہلے تفصیل سے گذر چکا ہو پھر قوم عاد سے عبرت کو بیان فرمایا لقوله - وَتِلْكَ عَادٌ اسم اشارہ مونث اس اعتبار سے کہ عاد قبیلہ ہو چنانچہ کسائی نے کہا کہ بعضے عرب لفظ عاد کو قبیلہ کا نام کر کے غیر منصرف رکھتے ہین سے مراد اس سے قوم عاد کے آثار و قبور و شہر ہین جہان قریش و عرب کا گذر ہوتا تھا تو عبرت حاصل کر لینے کو فرمایا کہ یہی عاد ہین - جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ جنھون نے انکار کیا اپنے رب کی نشانیون و آیات سے یعنی ایسی واضح آیات کا انکار کرنا گویا جان بوجھکر انکار و جحد ہو - بعض نے کہا کہ آیات معجزات ہین - وَعَصَوْا رُسُلَهٗ اور نافرمانی کی اسکے رسولون کی - یعنی اکیلے ہود علیہ السلام سے انکار گویا تمام رسولون کا انکار ہو کیونکہ رسول باہم رسالت مین یکسان ہین اور عہد ازل مین اللہ تعالے نے اپنے رسولون کی اتباع کرنے کا عہد لیا تھا

Marfat.com

بالجملہ رسل جمع فرمایا حالانکہ سوائے ہود ؑ کے دوسرا رسول اسوقت نہ تھا تو اسکی دو تاویلین ہین ایک [illegible]
رسولون سے انکار ہی۔ دوسرے یہ کہ ہود کے لیے ضمیر جمع بطریق تعظیم ہی۔ بعض نے کہا کہ ہود ؑ و ما قبلے [illegible]
کیا اور بعض نے کہا کہ اس حالت پر تھے کہ اگر انکے پاس متعدد رسل بھیجے جاتے تو سب سے انکار کرتے [illegible]
وَاتَّبَعُوۡۤا اَمۡرَ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیۡدٍ جبار تکبر کرنے والا اور عنید سرکش جو حق بات نہ مانے اور ظلم کرے۔ قتادہ رح [illegible]
عنید مشرک ظاہر ا مشرک بدرجۂ اولی عنید مین شامل ہی یا یہان کی مراد بیان فرمائی ہی یعنے پیروی کی عوام قوم عاد [illegible]
مشرک کے حکم کی یعنے انمین کے رذیلون نے اپنے مالدارون و ثروت و قوت والون کی پیروی کی۔ وَاُتۡبِعُوۡا [illegible]
لگا دیے گئے قوم عاد کے رذیل و مالدار سب کے سب۔ فِیۡ هٰذِهِ الدُّنۡیَا لَعۡنَةً اس دنیا مین لعنت [illegible]
الۡقِیٰمَةِ اور قیامت کے روز یعنی اس دنیا مین اور آخرت مین ابد لعنت یعنی رحمت سے دوری لاحق ہوئی۔ اور [illegible]
یہ کہ دنیا و آخرت مین لعنت اسنے کبھی جدا نہوگی۔ سدی رح نے کہا کہ عاد کے بعد جو نبی مبعوث ہوا اسنے اس قوم پر لعنت
فرمائی۔ قتادہ رح نے کہا کہ لعنت دنیا اور لعنت آخرت سے ابد پے درپے لعنت ہوئی۔ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا کَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ
خبردار ہو کہ عاد نے ناشکری کی اپنے پروردگار کی۔ اَلَا بُعۡدًا لِّعَادٍ قَوۡمِ هُوۡدٍ خبردار ہو کہ رحمت سے دوری [illegible]
ہی عاد کے لیے جو ہود علیہ السلام کی قوم تھی۔ دو مرتبہ تکرار مین مبالغہ و تاکید ہی۔ پھر عاد دوم کا حال فرمایا۔ بقولہ تعالے

وَاِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ ؕ هُوَ اَنۡشَاَکُمۡ
اور ثمود کی طرف بھیجا انکا بھائی صالح بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی حاکم نہین تمہارا اسکے سوائے اسی نے بنایا تمکو

مِّنَ الۡاَرۡضِ وَاسۡتَعۡمَرَکُمۡ فِیۡهَا فَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡهِ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ قَرِیۡبٌ
زمین سے اور بسایا تمکو اسمین سو بخشواؤ اس سے اور اسکی طرف آؤ تحقیق میرا رب نزدیک ہی

مُّجِیۡبٌ ۝ قَالُوۡا یٰصٰلِحُ قَدۡ کُنۡتَ فِیۡنَا مَرۡجُوًّا قَبۡلَ هٰذَاۤ اَتَنۡهٰىنَاۤ اَنۡ نَّعۡبُدَ مَا یَعۡبُدُ
قبول کرنیوالا بولے اے صالح تجھ سے ہمکو امید تھی اس سے پہلے تو ہمکو منع کرتا ہی کہ پوجین جنکو پوجتے رہے

اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیۡ شَکٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَیۡهِ مُرِیۡبٍ ۝
ہمارے باپ دادے اور ہمکو تو شبہ ہی اسمین جسطرف تو بلاتا ہی ایسا کہ دل نہین ٹھہرتا

عاد ثانیہ یہی قوم صالح ہی جسکا نام ثمود ہی اور حجر مین جو شام و مدینہ منورہ کے درمیان ہی رہا کرتے تھے۔ کما قال الشیخ الجلی [illegible]
اور قراء نے ثمود کی قراءۃ مین اختلاف کیا پس بعض مقام پر ثمود کو قبیلہ کا نام قرار دیکر غیر منصرف اور بعض مقام پر بمعنی گروہ و قوم [illegible]
سعنی مین منصرف پڑھا۔ پھر حضرت ہود اور حضرت صالح کے درمیان سو برس کا زمانہ گذرا تھا اور صالح [illegible]
زندہ رہے اور انکی قوم بھی عذاب سے ہلاک ہوئی چنانچہ یہان سے زیادہ تفصیل انکی سورہ اعراف مین گذر چکی ہی [illegible]
وَاِلٰی ثَمُوۡدَ اور بھیجا ہم نے ثمود کی طرف۔ اَخَاهُمۡ انکے بھائی کو جو نسبی حیثیت سے انکا بھائی تھا [illegible]
صالح علیہ السلام تھے۔ قَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ کہا [illegible]
کی اسکے سوائے تمہارا کوئی الٰہ نہین ہی کیونکہ اسکے سوائے کوئی تمہارا خالق و مالک و منعم نہین [illegible]

[انشاکم] من الارض انہی نے تمکو پیدا کیا زمین سے ۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کا جسم زمین سے بنایا پھر آدم ؑ سے
آدمی پیدا ہوے ۔ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا اے اعمرکم فی الارض ۔ اور کر دیا تمکو اس زمین کے آباد کرنے اور
والے ضحاک رح نے کہا کہ تمکو دراز عمر دی زمین مین چنانچہ تین سو برس سے ہزار تک جیتے تھے ۔ بعض نے کہا کہ استعمر
تمکو زمین مین عمارتین بنانے و درخت لگانے سے عمارت کا حکم دیا ۔ حاصل آنکہ تمکو پیدا کرنے و نعمتین دینے والا وہی ہی
فَاسْتَغْفِرُوهُ سو تم اس سے مغفرت مانگو ۔ کیونکہ جہالت سے تم نے خالق کو چھوڑکر بتون وغیرہ کی عبادت کی اور یہ جائز
تھا لہذا اس سے درخواست کرو کہ اے رب ہمارے جو کچھ ہم نے جہالت کی کہ غیر کو پوجا اسکو تو اپنے کرم سے معاف
کرے تاکہ تم پاک ہو جاؤ ۔ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ پھر تم اسکی طرف رجوع لاؤ تاکہ تمکو کمالات انسانی و نعمت دنیا و آخرت کی
پاکیزہ زندگانی ملے ۔ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ بے شک میرا رب قریب مجیب ہی یعنے استغفار و توبہ و دعا کا قبول
کرنے والا اور جلد قبول کرنے والا ہی یا علم اسکا قریب و محیط ہی سب کی دعا سنتا ہی اور بڑا قبول کرنے والا ہی قَالُوا يَا صَالِحُ
قوم والے بولے کہ اے صالح ۔ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا تو تھا ہم مین امید لگایا گیا ۔ یعنی ہم تیری نیکی و سچائی و خوبی
دیکھکر امید لگائے تھے کہ دنیا حاصل کرنے اور بتون کے پوجاری بنانے مین تجھسے قوت و مدد پاوینگے یعنی دنیا حاصل ہونے
مین ہمکو تجھسے مدد کی امید تھی کیونکہ صالح علیہ السلام اسی قوم مین سے ضعیفون کی خبر گیری کرنے والے و فقیرون کی حاجتین
روا کرنے والے تھے لہذا ان لوگون نے کہا کہ تو ہم مین امید کیا گیا تھا ۔ قَبْلَ هَٰذَا اس سے پہلے یعنی نبوت کا دعوی کرنے
اور فقط ایک اللہ تعالے وحدہ لا شریک کی عبادت کا حکم کرنے سے پہلے ہمکو تجھسے اصلاح قوم کی امید تھی جب حضرت
صالح ؑ نے انکے بتون کی مذمت فرمائی تاکہ سمجھکر بت پرستی چھوڑین تو انھون نے نہ مانا اور انسے امید توڑلی اور تعلیم توحید و بتون
کے ترک سے انکار کیا ۔ بقولہ ۔ أَتَنْهَانَا أَنْ نَعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا بھلا تو ہم کو منع کرتا ہی اس بات سے کہ ہم وہی
پوجین جو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے ۔ یعنی جو کچھ وے کرتے آئے انھین کی تقلید کرنے مین ہمارا اطمینان ہی ۔
وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ اور ہم تو بڑے شک مین پڑے ہین اس چیز سے جسکی طرف تو ہمکو بلاتا ہی
مریب از ارابِ یریب ایسا کام کرنا جو ریب کو پیدا کردے یعنی جس سے اطمینان نہین بلکہ اضطراب ہو ۔ کفار ثمود کو حضرت صالح
کا توحید سکھلانا ایسا کام معلوم ہوتا تھا جو انکو شک مین ڈالے باوجودیکہ توحید کھلی ظاہر ہی اور شرک بھی ایسا کہ جو مریب ہو یعنی
اضطراب و بے اطمینانی مین ڈالنے والا ہو اور باپ دادے کی تقلید بت پرستی کرنے مین بڑا اطمینان تھا حالانکہ شرک بہت
ظاہر بدی ہی ۔ یہی حال تمام دنیا چاہنے والون کا ہی جنکو ہدایت نصیب نہین ہوئی اگرچہ اپنے نزدیک وے لوگ بڑے عقل
مند ہین ۔ پھر حضرت صالح کا جواب فرمایا ۔

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ
بولا اے قوم بھلا دیکھو تو اگر مجھکو سوجھ مل گئی اپنے رب سے اور اُسنے مجھکو دی مہر اپنی طرف سے پھر کون میری مدد کرے اللہ کے سامنے

إِنْ عَصَيْتُهُ ۖ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ۝
اگر اسکی بے حکمی کرون سو تم کچھ نہین بڑھاتے میرا سواے نقصان کے

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ ابن عطیہ رح نے فرمایا کہ رویت سے یہان رویت قلبی مراد
زیدا فاضلاً یعنے مین نے زید کو فاضل دیکھا۔ پس یہان آگے جملہ شرط [illegible]
فرمایا کہ ارایتم بمعنی اخبرونی ہی یعنے متضمن معنی اخبار ہی ورنہ جملہ شرطیہ قائم مقام دو مفعول نہین [illegible]
کہ اے قوم مجھے آگاہ کرو کہ۔ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ اگر مین اپنے پروردگار کی [illegible]
یعنی روشن واضح حجت لایا ہون۔ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً اور اُسنے دی ہو مجھے اپنی طرف سے رحمت [illegible]
کا فرون کے شک دور کرنے کا جواب دیا کہ تحقیق ایسی صورت مین بھی شک ہوگا کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے [illegible]
حاصل ہی اگر کہا جاوے کہ حرف ان کنت مستعمل بمقام شک ہوتا ہی تو جواب یہ ہی کہ بے شک حضرت صالح کو یہ [illegible]
حاصل تحقیق مگر بحرف شک بیان کرنا دو وجہ سے ہی یا تو کافرون کی رسی ڈھیلی کرنے کے طور پر تھا۔ کما قال الحقانی
یا اس لیے کہ قوم کی حالت پر اعتبار کیا کیونکہ انھون نے اپنا شک صاف بیان کر دیا تھا۔ فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ [illegible]
پھر کون مدد کر کے بچاویگا مجھے اللہ تعالےٰ سے یعنی عذاب الٰہی سے مجھے کوئی بچانے والا نہین۔ اِنْ عَصَيْتُهٗ
مین اسکی نافرمانی کرون یعنی اس طرح کہ مثلاً اُسکا پیغام اسکی مخلوق کو نہ پہونچاؤن اور تمہارا ساتھ دون۔ ينصرني
معنی کے لازم مین یعنے منع کے معنی مین مستعمل ہوا لہذا حرف من سے متعدی ہوا۔ ان عصيته۔ اگر مین نے اسکی [illegible]
یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل کا پیغام توحید تمکو پہونچانے اور اشراک سے تمکو منع کرنے مین۔ الحاصل اگر تمکو توحید پہونچانے اور [illegible]
سے منع کرنے کا کام جسکے واسطے مین بھیجا گیا ہون نہ کرون تو مجھے عذاب الٰہی سے کون بچاویگا۔ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ سو
کچھ نہین بڑھاتے ہو اپنے قول سے۔ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ سوائے تخسیر کے۔ یعنی نافرمانی سکھلاتے ہو جس سے اللہ تعا[illegible]
نعمت قبولیت جو مجھکو حاصل ہی وہ جاتی رہے اور مین سخت خسارہ اُٹھاؤن۔ فی السراج اور شیخ حسن [illegible]
کہ حضرت صالح علیہ السلام کچھ بھی خسارہ مین نہ تھے جو یہ معنی ٹھیک ہون کہ خسارہ کے سوائے نہین [illegible]
فقط یہ معنی ہین کہ تم مجھے کچھ نہین بڑھاتے سوائے اسکے کہ مین تمکو کہون کہ تم سخت خسارہ مین ہو۔ الرحيم [illegible]
تخسیر باب تفعیل سے بمعنی نسبت بماخذ کے مصدر معروف ہی اے انسبكم الى الخسران۔ یعنی سوائے اس بات کے کہ مین
خسران کی جانب نسبت دون۔ اور بیضاوی وغیرہ نے دونون معنی ذکر کیے کیونکہ شیخ کا اعتراض ساقط ہی اور معنی یہ ہین کہ
چکنی باتون سے مجھے کچھ فائدہ نہین دیتے سوائے اسکے کہ اگر مانون تو مجھے خسارت پہونچے اگرچہ ابھی تک بفضل الٰہی تعا[illegible]
نعمت ہی۔ فائدہ امر معروف اور نہی منکر عموماً انبیاء علیہم السلام پر جنکے لیے بھیجے گئے تھے فرض تھا خواہ [illegible]
اور اب مومنین پر اس تفصیل کے ساتھ ہی جو فتاوی ہندیہ مین مذکور ہی اور راجح یہ ہی کہ جو مومنین وارث انبیاء یعنی
ربانی انپر بھی مطلقاً واجب ہی بدلیل قولہ تعالےٰ يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر الآیہ مقابلہ منافقین [illegible]
ہین بغیر ازینکہ انمین سے جو ہاتھ و زبان سے منع نہ کرسکے اسکا دلی انکار بوجہ عدم معجزہ کے گویا وہان [illegible]
علی ماجاء فی الاحادیث المرفوعۃ وقد مر البحث فی مواضع ما سبق فتذکر۔ چونکہ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام
سے اونٹنی معجزہ مانگی تھی جو آخر باعث ہلاک قوم ہوئی اشارہ فرمایا [illegible]

Marfat.com

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا
اور اے قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی تمکو نشانی سو چھوڑ دو اُسکو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور نہ چھیڑو اُسکو

بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ
برائی سے تو پکڑیگا تمکو عذاب نزدیک کا پھر اُسکے پانون کاٹے تب کہا برت لو اپنے گھر میں

ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا
تین دن یہ وعدہ ہے جھوٹھا نہوگا پھر جب پہونچا حکم ہمارا بچا دیا ہمنے

صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ اِنَّ
صالح کو اور جو یقین لائے اُسکے ساتھ اپنی مہر کر کر اور اُس دن کی رسوائی سے تحقیق

رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا
تیرا رب وہی ہے زور آور زبردست اور پکڑا اُن ظالمون کو چنگھاڑ نے پھر صبح کو رہ گئے

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا
اپنے گھرون میں اوندھے پڑے جیسے کبھی رہے نہ تھے اُسمین سن لو ثمود منکر ہوئے

ع ۸ رَبَّهُمْ ۗ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝
اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے ثمود کو

وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً نصب آیہ بنا بر حالیت و عامل معنی اشارہ اور لکم اُسکا حال اور بسبب نکرہ ہونے کے مقدم ہے۔ کذا قال البیضاوی رح والکواشی والعکبری۔ اور بعض نے اسکے ذو الحال ہونے سے انکار کیا اور واحدی رحمہ اللہ نے کہا کہ آیہ بمعنی والۃ ہے کہ ذو الحال ہوسکتی ہے اور بعض نے کہا کہ اولے یہ کہ لکم مین معنی اشارہ نے عمل کیا اور آیہ اسکی ضمیر مستتر سے حال ہوا پس ہر دو حال متداخل ہوئے۔ تفصیل اِس ناقہ کے نکلنے اور اسکے قد و قامت و معلف و مسکن و مشرب وغیرہ حالات کی سورہ اعراف مین مذکور ہو چکی ہے۔ **فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ** جزم تاکل بجواب ذروصیغہ امر ہے۔ ارض اللہ باعتبار حقیقت [illegible] کل مخلوقات الٰہی ہر طرح اسی کی ہے اور مخلوق کو اسکے حکم کے موافق ان اشیاء سے انتفاع کی اجازت ہے اور اصل یہ ٹھہری کہ جن اشیاء کی ممانعت نہین فرمائی خواہ صریح یا بقاعدہ شرعی تو وہ مباح ہین اسی سے تمباکو پینا و کھانا مباح کہا جاتا ہے کیونکہ کراہت پر دلیل قائم نہین ہوتی بخلاف افیون و بھنگ وغیرہ کے۔ المعنی اور کہا کہ اے قوم یہ ناقۃ اللہ ہے درحالیکہ تمھارے لیے وہ ایک نشانی ہے سو اسکو چھوڑ دو کہ اللہ تعالےٰ کی زمین مین چرے اور پانی پیے۔ کہتے ہین کہ نہایت دراز قد و جسم سے انکے جانور اسکی صورت دیکھے بھاگتے اور ایک نالے سے تالاب پر جاکر سب پانی پی جاتی کہ پھر بغیر دوسرے روز سوتون سے پانی جمع ہوے اُن لوگون کو پانی نہ ملتا پھر سب کو اُسکا دودھ کافی ہوتا غرضکہ ایک روز پانی اُسکا اور دوسرے روز لوگون کا تھا اور ناغہ کے روز دودھ پاتے اسیواسطے بلفظ لکم فرمایا یعنی اگرچہ یہ ناقۃ اللہ معظم مکرم ہے کہ بطریق معجزہ اسکا ظہور ہوا مگر نفع اسکا تمھارے لیے اور نشانی بھی

Marfat.com

تمہارے لیے ہے اسکو اللہ تعالےٰ کی زمین مین چرنے پھرنے دو۔ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ اور اسکو برائی سے
چھو جاوے۔ مالغت مین انکو بہت احتیاط سکھلائی کہ اس سے ایذا کا برتاؤ کرنا تو دور اسکو برائی چرتے بھی
صالح ؑ کا لطف تھا کیونکہ معجزہ مانگنے والی قوم کو اگر معجزہ دیا گیا پھر ایمان نہ لائے تو ضرور ہلاک ہوتے ہین
آنحضرت صلعم سے وسعت مکہ اور سونا ہوجانا کوہ صفا کا مانگا اور حق عز و جل نے آگاہ فرمایا کہ پھر اگر نہ ایمان لائے تو عذاب
آنحضرت صلعم نے شفقت کو کام فرما کہ معجزہ مذکور نہ لیا ایسے ہی حضرت صالح نے جانا کہ یہ لوگ شیطانی وسواس سے باوجود اس
نفع کے اسکے ساتھ بدی چاہتے ہین جس سے ضرور عذاب آویگا لہذا انکو باحتیاط منع فرمایا اور صاف کہدیا۔ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ
قَرِيْبٌ کہ تمکو عذاب قریب گرفتار کرلے یعنی اگر تم نے برائی پہونچائی تو نزدیک عذاب مین پکڑے جاؤگے۔ باوجود اس تصریح
کے جلدی کا زمانہ نہین تبلایا اور وہ تین روز مہلت کے تھے۔ عذاب قریب باعتبار ظاہر کے فرمایا کیونکہ عذاب آخرت کو وہ دور
سمجھتے تھے حالانکہ بحکم قولہ تعالےٰ ونراہ قریبا۔ وہ بھی نزدیک ہے خصوص بحکم حدیث صحیح من مات فقد قامت قیامتہ۔ جو مرا اسکی
قیامت آگئی۔ پس مراد یہ کہ ہلاک ناقہ سے عذاب تک دیر نہوگی۔ چونکہ اس قوم مخذول نے انکو ہر بات مین جھٹلایا اور بالکل شیطانی
وساوس و شہوات کو قبول کیا۔ فَعَقَرُوْهَا پس ناقہ کو عقر کیا۔ روایت مین ہے کہ سب سے شقی وہ تھا جسنے ناقہ صالح کو عقر کیا
کہتے ہین کہ ایکنے کمینگاہ سے تیر مارا اور ایک ہی تیر سے گر پڑی دوسرے نے دوڑ کر تلوار سے کونچین کاٹین پھر سبھون نے
اسکے گوشت کے حصہ لگالئے اور اسکا بچہ بھی اسکے برابر تھا وہ بھاگا اور پہاڑ پر جاکر اسنے تین بار آواز سے اپنی ماں کو پکارا اور
پہاڑ شق ہوا وہ اسمین سما گیا۔ جب حضرت ؑ کو خبر پہونچی تو آئے اور ناقہ کو دیکھکر روئے اور قوم شقی نے مضحکہ کیا کہ ہم نے تمارا
اب کہان ہے وہ عذاب۔ فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ تو فرمایا کہ اب زندگی کرلو اپنے گھر مین تین روز
کہتے ہین کہ چارشنبہ و پنجشنبہ و جمعہ۔ تین روز تھے اور مراد اپنے گھر سے خواہ وہ بستی ہو جسمین رہتے تھے یا مراد دنیا کا گھر ہو۔
ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ یہ وعدہ غیر مکذوب فیہ ہے۔ یعنی اس وعدہ مین کچھ جھوٹ نہین ہے یا جیسے اور وعدون مین
کبھی وقوع نہین اور مین نے عذاب قریب کہا تھا سو تین روز بعد آویگا۔ اول روز تمہارے منہ زرد دوسرے روز سرخ تیسرے
روز سیاہ اور چوتھے روز عذاب ہوگا۔ علماء نے کہا کہ تین دن کی مہلت بھی رحمت تھی کہ اب توبہ کرین مگر ان بدبختون نے نہ مانا
آخر جب چہرے اسی طرح نیلے پیلے ہوئے تو موت کا یقین کرکے رات بھر دو زانو کفن پہنے بیٹھے رہے۔ کہتے ہین کہ تڑکے سے تاخیر
ہوئی یہانتک کہ سورج نکل آیا اور پھر یہ لوگ خوش ہوئے اور سمجھے کہ شاید کچھ نہین ہوگا کہ ناگاہ عذاب الصیحہ آگیا و لیکن
اہل ایمان بچائے گئے چنانچہ فرمایا۔ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا پھر جب آیا ہمارا امر یعنی عذاب تو ہم نے نجات دی
صالح کو۔ وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اور ان بندون کو جو صالح کے ساتھ ہمپر ایمان لائے تھے۔ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا یہ نجات ہم نے
اپنی رحمت و فضل سے انکو دیدی ورنہ انکا کچھ حق ہمپر واجب و لازم نہ تھا کہ ہم اسپر مجبور ہون۔ وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ اور
ہم نے ان سب کو نجات دی اس دن کی خواری و ذلت سے۔ یا قیامت کی خواری سے بھی۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ
بے شک تیرا پروردگار وہی قوی عزیز ہے حتیٰ کہ کافرون کو کچھ بھی قوت نہ تھی کہ اپنے اوپر سے عذاب ہٹاوین یا صالح کو بھی آزار
پہونچاوین اور کرخت آواز سے مومنون کو کچھ بھی صدمہ نہوا۔ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا اور پکڑ لیا ان لوگون کو جنہون نے

Marfat.com

زمین پر اکڑ کرکے اور ناقہ قتل کرکے ظلم کیا تھا۔ الصَّيْحَةُ سخت کرخت مہیب آواز نے ۔۔۔ یعنی کہ صبح نکلتے جب پھر دل میں اترانے لگے ناگاہ حضرت جبرئیل نے سخت کرخت مہیب آواز دی کہ کافرون کے دل پارہ پارہ پھٹ گئے اور سب گھٹنون کے بل مرے رہ گئے چنانچہ فرمایا۔ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ بس رہ گئے اپنے گھرون میں گھٹنون کے بل مرے ہوئے كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ایسے کانہم لم یسکنوا فی دیارہم۔ من قولہم غنی بالمکان وفی المکان اذا سکن ۔۔۔ گویا وے ان گھرون مین کبھی نہ بستے تھے یعنی وہ خواہشین وامیدین وعمارات واسباب سب چھوڑ کر بالکل نابود ہوگئے گویا کبھی یہان انکا وجود ہی نہ تھا۔ أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ آگاہ رہو کہ بے شک ثمود یعنی قوم صالح نے اپنے پروردگار سے کفر کیا یعنی جس بزرگی وعظمت کی صفات سے پیغمبر نے بتلایا اسطرح نہ مانے اور خلاف حکم اعمال کیے آخر عذاب کے گھرون پڑے۔ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ خبردار ہو کہ ثمود کے لیے رحمت الٰہی سے دوری ہے۔ پھر حضرت ابراہیم کا حال ذکر فرمایا بقولہ تعالیٰ

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ

اور آچکے ہین ہمارے بھیجے ابراہیم پاس خوشخبری لیکر بولے سلام وہ بولا سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا

بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ۝ فَلَمَّا رَأَىٰ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ

ایک بچھڑا تلا ہوا پھر جب دیکھا انکے ہاتھ نہین آتے کھانے پر اوپری سمجھا اور دل مین انسے ڈرا

قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ۝ وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ

وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے آئے ہین طرف قوم لوط کے اور اسکی عورت کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی

فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ ۝ قَالَتْ يَا وَيْلَتَىٰ أَأَلِدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَٰذَا

پھر ہمنے خوشخبری دی اسکو اسحق کی اور اسحق کے پیچھے یعقوب کی بولی اے خرابی کیا مین جنون گی اور مین بوڑھیا ہون اور یہ

بَعْلِي شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب چیز ہے وہ بولے کیا تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے اللہ کی مہر ہے اور برکتین

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝

تمپر اے گھر والو وہ ہے سراہا بڑائیون والا

قال المترجم حضرت ابراہیم کا قصہ اس مقام پر مستقل طور پر نہین بلکہ حضرت لوط کی قوم پر عذاب کفر بیان کرنے کا توطیہ ہے۔ سلف اولین مثل سابق کے یہانتک وارسلنا ابراہیم الی قومہ وغیرہ اسلوب سے نہین فرمایا اور ابراہیم خلیل اللہ اولاد نوح ؑ سے دو ہزار چھ سو چالیس برس بعد ملک بابل مین بزمانہ نمرود مبعوث ہوئے اور بلاد فلسطین شام مین سکونت اختیار کی اور ایک سو پچھتر برس زندہ رہے اور انکے بیٹے اسحق ایک سو اسی برس اور یعقوب ایک سو سینتالیس برس جیئے اور لوط علیہ السلام بھی پیغمبر مگر تابع ابراہیم علیہ السلام اور انکے بھتیجے تھے اور قوم لوط کی بستیان نواحی شام مین تھین پھر جب اللہ تعالےٰ نے قوم لوط پر عذاب بھیجا تو ملائکہ حضرت ابراہیم کے پاس ہوتے ہوئے بشارت دیتے ہوئے گئے لیکن چونکہ خوبصورت لڑکون کی صورت مین متمثل تھے حضرت ابراہیم نے انکو مہمان سمجھا۔ بعض نے کہا کہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل تھے۔ ضحاک رح نے کہا کہ نو عدد تھے۔ سدی رح نے کہا کہ گیارہ تھے مقاتل

Marfat.com

نے کہا بارہ تھے اور محمد بن کعب القرظی نے کہا کہ جبرئیل کے ساتھ آٹھ تھے قال المترجم [illegible]
کوئی ضرورت داعی نہیں ہاں اتنا ضرور ہی کہ تین عدد سے کم نہوں بوجہ اسکے کہ رسلنا جمع ہی فی قولہ تعالے [illegible]
رُسُلُنَا نحویوں نے کہا کہ لقد لام تاکید خبر کے لیے اور قد واسطے توقع کے ہی کیونکہ انبیاء کے قصص میں [illegible]
سننے کی توقع رہتی ہی اور حاصل یہ کہ قسمیہ نہیں ہی اور رُسُل بضم سین اصل ہی اور جب ضمیر کی طرف سفات ہو تو سکون [illegible]
تقل کے جائز ہوتا ہی اور یہ لفظ جمع ہی کمتر تین عدد ہونا چاہیے اسیواسطے عطاء و ابن عباس نے کمتر عدد سے تفسیر فرمائی
پر اجماع ہی کہ انمیں جبرئیل اصل تھے المعنی اور لائے ہمارے بھیجے ہوئے یعنی ملائکہ۔ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى
ہمارے پیغمبر پاس بشارت کو۔ یعنی جن ملائکہ کو جبرئیل کے ساتھ ہم نے قوم لوطؑ پر عذاب کے لیے بھیجا تھا وے پہلے حضرت
پاس بشارت لیکر آئے جب داخل ہوے تو۔ قَالُوْا سَلٰمًا بولے کہ ہم تیرے سلام کرتے ہیں اسے سلمنا علیکم سلامًا۔ یا قالوا
ذکر والیا جاوے تو سلامًا اسکا مفعول منصوب ہوگا۔ قَالَ سَلٰمٌ ابراہیمؑ نے کہا وعلیکم سلام یا امرکم سلام۔ بہر حال سلام مر[illegible]
تو جملہ اسمیہ ہوگا اور علماء نے بیان کیا ہی کہ جملہ اسمیہ ہمیشگی کے معنی دیتا ہی گویا یوں کہا کہ تمپر ہمیشہ سلامتی رہے حالانکہ ملائکہ نے
منصوب کہا تھا جسکا جملہ فعلیہ تھا اور علماء رح نے کہا کہ فعلیہ میں ہمیشگی نہیں ہوتی ہی لہذا حضرت ابراہیم کا جواب اُنکے سلام سے
ہوا اور اللہ تعالے نے حکم دیا ہی کہ اذا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا۔ جب تمکو تحیہ یعنی سلام کیا جاوے تو اُس سے اچھا جواب
یا وہی جواب میں کہدو۔ مسئلہ آداب سلام میں مذکور ہی کہ چھوٹا بڑے کو اور کھڑا بیٹھے کو اور راہ چلتا اور آنے والا بیٹھے کو اور
سوار پیادہ کو سلام کہے اور پورا سلام یہ ہی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بعض روایت میں ومغفرتہ زیادہ ہی تو جب کسی
کو سلام کرے تو چاہیے کہ فقط السلام علیکم کہے تاکہ وہ جواب میں بڑھاوے اور صحیح حدیث میں ہی کہ ایک صحابی نے السلام علیکم
ورحمۃ اللہ بڑھایا تو آنحضرت صلعم نے آگاہ فرمایا کہ اسنے دس نیکیاں بڑھائیں اسیطرح ہر لفظ پر دس فرمائیں اور آخر میں
پورا سلام کیا اُسکو فقط وعلیکم کہا اور فرمایا کہ تم نے میرے بڑھانے کو کچھ باقی نہیں چھوڑا۔ اب سمجھو کہ ملائکہ نے شاید حضرت ابراہیم
کے جواب کی توقع کی کہ اپنی زبان سے اچھی دعا دیں۔ اور دوسرے مقام پر یہی قال سلام قوم منکرون۔ ابراہیم نے اچھا جواب
حالانکہ ان لوگوں کو انجان بتایا لہذا حدیث میں عمدہ نیکی یہ بتلائی کہ سلام کرے ہر آدمی پر خواہ جان پہچان ہو یا انجان ہو۔ [illegible]
ہو کہ سلام اکثر قراء سبعہ کی قراءت ہی اور یہی ہمارے یہاں معروف ہی اور حمزہ وکسائی نے سلم پڑھا اور یہ بھی قراءۃ متواترہ ہی [illegible]
نے کہا کہ دونوں قراءۃ میں کچھ فرق نہیں جیسے حلال کی جگہ حل اور حرام کی جگہ حرم اور بعض نے کہا کہ سلم یعنی صلح ہی [illegible] اگر
نماز میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کی جگہ سلام علیکم کہے تو مکروہ ہی اور شافعیہ میں سے امام نووی رح نے اسی پر جزم کیا اور [illegible]
علیکم ورحمۃ اللہ سنت متبعہ ہو اسمیں تغیر نہیں ہو سکتا۔ فائدہ یہاں سے ثابت ہوا کہ ملائکہ بصورت آدمی متشکل ہو [illegible]
ہی کہ نبی و ولی کسی چیز کو نہ پہچانے چنانچہ ابراہیمؑ کی عادت تھی کہ بغیر مہمان کے تنہا نہیں کھاتے تھے جب ملائکہ [illegible]
شکل میں آئے تو انکو مہمان سمجھے اور خوش ہو کر ضیافت کا جلد سامان کیا چنانچہ حق تعالے نے بیان فرمایا [illegible]
بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ابسنی نفی لبث دیر کرنا۔ ان بمعنی حتی۔ عجل گوسالہ۔ حنیذ بھونا ہوا اور بعض نے کہا کہ [illegible]
اور پچا کرنا اور بعض نے کہا کہ حنیذ موٹا تازہ۔ کہا گیا کہ بھونا ہوا چکنائی ٹپکتا لائے تھے۔ [illegible]

Marfat.com

قتادہ رح نے کہا کہ اکثر انکے پاس یہی گائیں تھیں اور روایت ہے کہ پندرہ روز انتظار کے بعد انکو یہ مہمان ملے
تو خوشی خوشی لائے کہ آج انکے ساتھ اچھی طرح کھاؤنگا مگر یہ فرشتہ بھلا کیا کھاتے انھوں نے ہاتھ نہ ڈالا فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ
لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ جب ابراہیم ؑ نے انکے ہاتھوں کو دیکھا کہ اس خوش مزہ غذا تک نہیں پہونچتے تو انسے استنکار کیا -
وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً اور انکی طرف سے اپنے دل میں کچھ خوف لائے یعنی خیال کیا کہ دیکھیے اللہ تعالے نے کیا بحث نازل
کی ہے قتادہ رح نے کہا کہ یہ اسوجہ سے تھا کہ اس زمانہ کا دستور تھا کہ جب مہمان نان و نمک نہ کھاتا تو یہ دلیل تھی کہ وہ بھلائی
نہیں بلکہ کوئی برائی لایا ہے - یہ ڈر ان بندوں کی طرف سے نہ تھا کیونکہ کمال یقین سے وہ نمرود بادشاہ سے نہیں ڈرے تو ان
چند آدمی سے کیا ڈرتے جبکہ بالیقین جانتے تھے کہ سوائے اللہ تعالے کے کسی میں کچھ قدرت نہیں ہے بلکہ امتحان الٰہی تعالے کا خوف
ہوتا ہے - جب ملائکہ نے انکو دیکھا کہ کچھ خائف ہیں یا کہدیا کہ انا منکم وجلون - ہم تم سے ڈرتے ہیں جیسا کہ سورہ حجرات میں ہے
قَالُوْا لَا تَخَفْ بولے کہ کچھ خوف مت کرو - روایت ہے کہ جبرئیل ؑ نے اپنے ساتھیوں کو ابراہیم کا ہر کام میں اللہ تعالیٰ کے لیے
خلوص ظاہر کرنے کو کہا کہ ہم لوگ بغیر داموں نہیں کھاتے تو فرمایا کہ اسکے دام تم دیدوگے بولے کیونکر فرمایا کہ اول بسم اللہ الرحمن الرحیم
کہو یعنے اللہ تعالے کے نام پر کھانا شروع کرو اور فارغ ہوکر الحمد للہ یعنے شکر کرو اور اسکی قوت سے طاعت وعبادت کرنا کوئی گناہ
نہ کرنا - تو جبرئیل ؑ نے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو اسی سے اللہ تعالے نے اسکو خلیل بنایا ہے - پھر صاف ظاہر کر دیا - اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ
اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ کہ ہم ملائکہ ہیں قوم لوط کی طرف عذاب لیکر بھیجے گئے ہیں اسواسطے ہم نہیں کھاتے ہیں کیونکہ ہم حقیقت میں آدمی
نہیں ہیں - وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ اور ابراہیم کی جورو یعنی حضرت سارہ علیہا السلام کھڑی تھی - یعنی مہمانوں کی
خدمت کرتی تھی اگر پردہ نہو یا پردہ کے پیچھے باتیں سنتی تھی وہ یہ سنکر ہنس پڑی - ہنسنے کی وجہ صاف مذکور نہیں مگر شاید اسوجہ
سے کہ یہ عجیب معاملہ ہوا کہ اتنے دن بعد مہمان ملے جنکا یہ سامان ہوا پھر وے فرشتے نکلے یا اسوجہ سے کہ قوم لوط نے عورتوں
کو خوار کیا اور لڑکوں کو بیجا و بدکار بنایا تھا انکا عذاب سنکر خوش ہوئیں فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ پس ہم نے اسکو اسحاق فرزند
کی بشارت دی یعنے ملائکہ کی زبان سے اسکو خوشی سنائی کہ تجھسے اس سن میں لڑکا پیدا ہوگا اسکا نام اسحاق ہے پھر اسکا
بیٹا یعنے پوتا بھی دیکھیگی وہ یعقوب ہے چنانچہ فرمایا - وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ اور علاوہ اسحاق کے یعقوب کی
بھی بشارت دی - اور دوسرے مقام پر ہے ویعقوب نافلة یعنے اسحاق سے علاوہ زائد اسکا لڑکا یعقوب دیا - بعض علماء نے
کہا کہ حضرت سارہ رض نے حکم الٰہی پر خوشی کی تو اسکے بدلے یہ انعام عطا ہوا - واضح ہو کہ قوم لوط علاوہ کفر کے لڑکوں سے اغلام
کرنے کے سخت گناہ میں مبتلا تھے اسواسطے یہ ملائکہ بصورت لڑکوں حسین کے بھیجے گئے اور شاید کہ سارہ رض اسی پر ہنسی ہوں کہ
عذاب با تمام حجت ہے اور قدرت الٰہیہ کیسی اعلیٰ واجل ہے کہ ملائکہ کو لڑکوں کی شکل کر دی اسکی قدرت بہت بڑی ہے اور شاید کہ اپنے
بانجھ ہونے وبغیر فرزند ہونے کا خیال دل سے دور کر دیا ہو اور اس شکریہ میں بشارت عطا ہوئی یا اس قدرت عجیبہ کو دیکھکر ان
لڑکوں کی صورت سے اپنے واسطے خواہش کی ہو اور یہ مقام لطیف ہے جہاں تک آدمی اپنے دل کو خواہش سے پاک کرے لطائف
قدرت الٰہی سے محظوظ ہوگا - ابن عباس نے کہا کہ وہ فرزند کا فرزند ہے - یعنے اسحاق فرزند کا ہونا ایک بشارت اور یعقوب فرزند
فرزند دوسری بشارت ہیں کیونکہ پوتا ہونا اور دادی کو بشارت کہ یہاں تک زندہ رہیگی کہ پوتا دیکھیگی قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤی ءَاَلِدُ

Marfat.com

بولی اے مین موئی اب جنونگی - وَاَنَا عَجُوْزٌ اور مین اب بڑھیا ہون - وَّهٰذَا بَعْلِیْ [illegible]
حالانکہ بالکل بوڑھا ہی - اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ یہ تو بے شک تعجب کی بات ہی - [illegible]
لیکن ان معنون کا لحاظ نہین کیا جاتا بلکہ جب کوئی بڑا سانحہ ہو تو یہ لفظ بول اُٹھتے ہین اور اکثر [illegible]
جیسے اردو مین موئی و نگوڑی وغیرہ بولا کرتی ہین - حضرت سارہ کی عمر اسوقت بقول مجاہد ننانوے سال کی [illegible]
نوّے سال کی تھی اور حضرت ابراہیم ایک سو بیس برس کے تھے اور بعض جو دوسرے پر بلند مرتبہ ہو اسکی [illegible]
کہتی ہی - اور ابراہیم کا ایک بیٹا حضرت اسمعیل پہلے حضرت ہاجرہ سے ہو چکا تھا جنکو دیکھکر حضرت سارہ [illegible]
عطا نہوا یہان تک کہ بڑھیا مایوس ہوئین تب یہ بشارت دی گئی اور اسکو انھون نے عجیب سمجھا - قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ
اَمْرِ اللّٰهِ ملائکہ بولے کہ کیا تو تعجب کرتی ہی حکم الٰہی سے یعنی قدرت الٰہی بہت بڑی ہی وہ جو چاہے ہو جاوے یہ کچھ تعجب
کی بات نہین بلکہ نبی کے اہلبیت کو ایک نعمت عطا فرمائی ہی - رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ [illegible]
رحمت و برکتین ہین تمپر اے اہل بیت ابراہیم - اِنَّهٗ بے شک اللہ تعالے - حَمِیْدٌ محمود ہی ہر حال مین و ہر فعل مین [illegible]
لائق حمد ہی - مَّجِیْدٌ بہت احسان و بھلائی والا ہی - مسئلہ علیکم خطاب جمع مذکر کا بطور تعظیم کے عرب کی زبان مین واحد مونث
[illegible] روا ہی - مسئلہ زوجہ بھی اہل بیت مین ہوتی ہی اور یہی آیت حجت قطعی ہی اور قولہ تعالے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس
اہل البیت و یطہرکم تطہیرا - مین علماء کے دو قول ہین ایک یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت فقط حضرت علی و فاطمہ و
حسن و حسین ہین اور انکی دلیل صحیح مسلم کی روایت ہی جسکا یہ مطلب ہی کہ آنحضرت صلعم نے ایک کمل مین ان سب کو ڈھانک کر
فرمایا کہ اے میرے پروردگار یہ سب میرے اہلبیت ہین اور دوسرا قول یہ ہی کہ آیت مین اہلبیت آپ کی ازواج مطہرات
[illegible] ہی اور یہی قول اصح ہی اسواسطے کہ وہان اوپر سے ازواج ہی کا بالکل ذکر ہی و لیکن آنحضرت صلعم نے ان سب [illegible]
کو بھی اہلبیت مین شامل کرکے حدیث مذکور سے اعلام فرمادیا اور حدیث مین کوئی تخصیص اس امر کی نہین ہی کہ اہلبیت [illegible]
انھین چار ائمہ مین ہی - پھر اللہ تعالے نے حضرت ابراہیم کا حلم و ترحم اور قوم لوط کا عذاب بیان [illegible]

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ
پھر جب گیا ابراہیم سے ڈر اور آئی اُسکو خوشخبری جھگڑنے لگا ہمسے قوم لوط کے حق مین البتہ ابراہیم
لَحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْبٌ ۝ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَ
تحمل والا نرم دل بہت رجوع رہنے والا اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آچکا حکم تیرے رب کا اور
اِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ ۝
اُنپر آتا ہی عذاب جو پھیرا نہین جاتا

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ الرَّوْعُ روع بالفتح خوف و بالضم دل اور یہان بالفتح ہی - یعنی [illegible]
سے خوف یعنی جو ملائکہ کی طرف سے پیدا ہو گیا تھا - وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى اور اسکو خوشخبری [illegible]
یعقوب پیدا ہونے کی یا ملائکہ کی تسلی کہ تم کچھ خوف مت کرو - یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ [illegible]

Marfat.com

املا کے — فائدہ جملہ یجادلنا - جزاء فلما ہی لیکن عربیت مین معلوم ہوچکا کہ لما کا جواب فعل ماضی ہوتا ہی نہ مضارع تو مفسرین نے
کہا کہ یہان تقدیر عبارت قولہ اخذ یجادلنا - ہی یعنے شروع کیا کہ جھگڑتا تھا - اور یہ قول فراءرح کا ہی اور اخفش و کسائی نے کہا کہ
ماضی کی جگہ مضارع کر دیا گیا جیسے مضارع کی جگہ ماضی کر دیا جاتا ہی اور بلاغت یہ ہی کہ مضارع سے اسی حالت کا تصور آگیا جو اسوقت
واقع ہوئی - اگر کہا جاوے کہ یجادلنا فعل جدال ہی تو جدال کرنا پیغمبر کی شان نہین ہی اسکا جواب دیا گیا کہ فصحاء عرب ایسے مقام
پر جدال کے لفظ سے یہ مراد لیتے ہین کہ بہت اچھی طرح سفارش کی باتین کرنا جیسے حدیث شفاعت مین مومنون کا اللہ تعالے
عز وجل سے جدال کرنا مذکور ہی کہ اسقدر جدال کرینگے جو کبھی نہین ہوا یعنے اپنے پروردگار ارحم الراحمین کی درگاہ مین گنہگارون
کے لیے نہایت عاجزی و تضرع سے الحاح و مبالغہ کے ساتھ سفارشی ہونگے - پھر واضح ہو کہ قولہ یجادلنا - یعنی یجادل رسلنا یعنی
ہمارے فرشتون سے بہت گفتگو شروع کی - ایسا ہی مفسرین نے کہا ہی چنانچہ روایت ہی کہ جب ملائکہ نے کہا - انا مھلکوا اہل ہذہ
القریۃ - ہم اس ملک لوط والون کو ہلاک کرنے والے ہین جیسا کہ دوسری آیت مین مصرح ہی تو ابراہیم ع نے اُنسے کہا کہ بھلا اگر اس مین
پچاس مسلمان ہون تو کیا تم انکو مار ڈالو گے وہ بولے کہ نہین پھر کہا کہ اگر چالیس ہون تو وہ بولے کہ نہین پھر کہا تیس ہون
تو وہ بولے تو بھی نہین یہان تک کہ دس و پانچ کے جواب مین بولے کہ نہین پھر کہا کہ اگر ایک ہو تو بولے کہ تو بھی نہین تو کہا
کہ پھر اسمین تو لوط علیہ السلام موجود ہی - قالوا نحن اعلم بمن فیہا لننجینہ واہلہ الا امراتہ الآیۃ یعنی بولے کہ جو مومن آدمی ہی ہم اسکو
جانتے ہین ہم اسکو اور اسکے لوگون کو نجات دینگے سوائے اسکی کافرہ جورو کے - اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ ملائکہ نے
ابراہیم ع سے کہا کہ اگر اسمین پانچ مسلمان نمازی ہوتے تو سب پر سے عذاب دور کر دیا جاتا - بالجملہ اس گفتگو سے مقصود اللہ تعالے
کی طرف التجا تھی مگر بواسطہ ملائکہ کے کہ وہ واسطہ تھے بہرحال خواہ موافق جمہور کے یجادلنا - بمعنی یجادل رسلنا - لیا جاوے یا بمعنی
یکلمنا و یسائلنا - یعنی ہم سے درخواست کرنے لگا - کوئی لیا جاوے جدال کے وہی معنی ہین جو مترجم نے اوپر ذکر کیے اور جمہور
مفسرین نے یجادل رسلنا - کی جو روایت موید پیش کی اسکے علاوہ خود آیت مین دلیل موجود ہی یعنی قولہ یا ابراہیم اعرض عن ہذا انہ
قد جاء امر ربک - کیونکہ یہ آخری جواب ملائکہ کی طرف سے صاف ہی لہذا معلوم ہوا کہ قوم لوط کے بارہ مین حضرت ابراہیم کا کلام ملائکہ
سے تھا لیکن چونکہ ملائکہ بذات خود مقصود نہ تھے بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ اللہ تعالے اس التجا کو قبول فرما دے اور مومن
کی وجہ سے کافرون سے عذاب دور فرما دے - پھر اللہ تعالے نے ابراہیم کی تعریف فرمائی - اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَحَلِیْمٌ بے شک
ابراہیم بندہ حلیم ہی یعنے کسی خطاکار پر جلدی عقوبت نہین چاہتا اور یہ حضرت حق عز وجل کی صفت کا مظہر حلم کا ظہور تھا اَوَّاهٌ
بہت نرم دل مہربان ہی - مُّنِیْبٌ اپنے پروردگار کی جانب بندگی و طاعت سے رجوع لانے والا ہی - اواہ کے معنی مین کہا گیا
کہ جو آہ و اوہ سے اپنے و دوسرون کے گناہون پر متاسف ہو - قتادہ رح نے فرمایا کہ منیب وہ نیک بندہ جو اخلاص سے اللہ تعالے
کی طرف رجوع کرے - اسمین اشارہ ہی کہ ابراہیم جو اس الحاح پر آمادہ ہوے اُسکا باعث یہ صفات حمیدہ تھین کہ دل کے بہت نرم
اور بندون پر ترس کھانے والے مہربان تھے لہذا چاہا کہ عذاب مین تاخیر کیجاوے شاید وے لوگ ایمان لے آوین اور اس گناہ
سے توبہ کرلین کیونکہ عذاب سے ہلاک ہونے مین پھر امید انکو نہوگی اور ہمیشہ اسی سختی مین پڑے رہینگے - لیکن آخرکار ملائکہ نے انکو
حکم پروردگار سے آگاہ کر دیا بقولہ - یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اے ابراہیم ع تم اس بہت سفارش و الحاح سے

Marfat.com

درگزر کر۔ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ بے شک آگیا حکم تیرے پروردگار کا۔ یعنی اللہ تعالیٰ
آگاہ ہے اسنے جو کچھ ازل مین انکے لیے مقدر کیا تھا وہ حکم آگیا۔ اسیواسطے حدیث مین ہے بعض
آجاتا ہے تو پھر مرتفع نہین ہوتا۔ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ اور بے شک ان
جو کسی طرح رد نہوگا۔ یعنی یہ قوم ازلی کافر ہی کسی طرح توبہ کی طرف رجوع نہ کریگی ہم آپ کو حکم لوح محفوظ
ضرور عذاب آویگا۔ چنانچہ آخر یہی واقع ہوا اور ہرچند پیغمبر نے عاجزی والحاح سے فہمائش کی مگران
نہ مانا اور پیغمبر کو تنگ کیا جیساکہ عنقریب یہ حال آگے معلوم ہوگا اب کچھ اشارات عرائس سنناچاہیے
ف۔ المترجم چونکہ اشارات لطیف ہین لہذا مترجم انکی فہمائش کے لیے بقدر فہم کے توضیح کریگا۔ قال فی
قولہ تعالیٰ ولقد جاءت رسلنا ابراہیم بالبشری۔ فرشتون نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابراہیم خلیل کو دوام
جمال بلاحجاب وعتاب کی بشارت دی اور یہ کہ خلت ابراہیمی کسی فعل حادث کا نتیجہ نہین بلکہ ازلی قبولیت کا ظہور ہے۔ قال
حبیب کو حبیب سے بشارت یہی مقدم ہے جسکے لیے شدت محبت ہے لہذا بشارت مذکورہ بدین معنی متضمن ہے۔ فافہم اور
دی کہ نبوت تمھاری اولاد مین باقی رہیگی۔ اقول اسواسطے کہ خالی فرزند ہونا امرآخرت مین سے نہین اور نہ اہل آخرت
کےلیے موجب سرور ہے جب تک کہ وہ صالح نہو فافہم اور یہ بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب وخلیل بندول کا
اور یہ بشارت دی کہ تمام مخلوقات مین سے برگزیدہ آپ کی اولاد مین سے تشریف لائیگا اور وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم
ہین اور اولاد کی بشارت بدین معنی یہ بشارت ہے کہ شریعت ابراہیمی یعنی اصل حقیقت کا فیضان ہمیشہ باقی رہیگا چنانچہ
یہی واقع ہوا۔ اور فرشتون کا سلام کرنا اظہار ہے کہ یہ فرشتے لیاقت رکھتے ہین کہ خلیل کیطرف ایلچی ہون اور اظہار ہے کہ
کوئی نکرت یعنی انجان پن نہین ہے اور معارضہ وخطرات زائل ہونے کے ساتھ عہد ازل کی شناخت ہے اور فرشتون کا
ممزوج بسلام حبیب ہے اور خلیل کا سلام اظہار اکرام ضیف ہے اور فرشتون کا سلام خلیل کے سلام سے موافق ہونا علامت
کہ سر خلیل نے انکے اسرار کو پہچانا یعنے یہان مقام کرامت اور عیوب سے سلامت ہے اور دیکھو کہ حبیب کا سلام حبیب
کیسا خوشگوار اور پیغام کیسا مزہ دار اور بشارت کیسی پاکیزہ ہے اگرچہ بواسطہ ہو۔ سلام علی سلمی ومن حل بالحمی
ارض قدیم بہا العہد + سلام علی جاراتہا لجوارہا + سلام حزین وامق شفہ الصد + سلام علیہا دائما متواترا
ارض الیہا لیہا القصد + اذا نزلت سلمی بواد فماؤہا + زلال وسلسال وسحابہا ورد + منزل سلمی
صد سلام + پر صدائے ساربانان بینی وبانگ جرس + بعضے اکابر نے کہا کہ رسل نے ابراہیم کو بشارت دی کہ
ایسی جمع ہوئی ہے کہ کبھی منقطع نہوگی۔ بعض نے کہا کہ فرشتون نے اصل بشارت دی تھی کہ آپ کی پشت سے حضرت
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونگے جو خاتم النبیین ہین اور لواء الحمد انھین کے ہاتھ مین ہوگا۔ بعض نے کہا
کی طرف سے ایلچی آیا تو یہی بشارت ہے اور جب پیغام پہونچایا تو خوشی پوری کردی اور جب سلام پہونچایا
دیکھو کیسے ذکر کیا کہ قالوا سلاما یعنی خلیل نے کہا سلام اور مراد پوری ہوگئی۔ ابن عطاء رحمہ اللہ نے کہا
کہ مرتبہ خلت تمکو سلامت ہے جسمین کبھی لغزش نہوگی۔ قال سلام۔ یعنی مجھے یہ سلامتی

خلیل عز وجل - قولہ فما لبث ان جاء بعجل حنیذ - اسمین اخبار واسرار ہین اخبار یہ کہ جوانمردی کے ساتھ اپنے مہمانون کے لیے
طعام کیا اقول فی الحدیث الصحیح من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ - جو شخص اللہ تعالے وروز آخرت پر ایمان لایا
ضرور ہی کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے - اسرار یہ کہ قلب مذبوح تھا روح مجروح تھی اور نفس کو سلطان جبروت وانوار ملکوت و
حسن جمال وسر جلال کے سامنے قربان کر دیا اور یہ سب نتیجہ محبت وعشق حقیقت تھا تاکہ نسیم وصال سے تسلی کیجا دے - اور اس
طریقہ مین اظہار معارضہ دقیقہ ہی تاکہ شان حال معلوم ہو اگرچہ خلقت سخاوت وکرم تھی - بعض نے کہا کہ مہمانداری کے آداب
مین سے ہی کہ پہلے اچھی طرح اتارے پھر طعام کی دعوت کرے پھر باتین کرے چنانچہ خلیل ؑ نے پہلے طعام کا بندوبست کیا پھر
باتین کرنا جسکو پسند ہو - قولہ فلما رای ایدیہم لا تصل الیہ نکرہم - یہ انکار اس بات پر تھا کہ انھون نے خلق کو ترک کیا
حالانکہ اسمین ایک عجیب اشارہ ہی یعنی یہان بچھڑا ذبح کرنا کار آمد نہیں بلکہ وجود ذبح کرنا چاہیے تو ہمارے لیے اسمعیل کو
ذبح کرو کیونکہ یہی فدیہ مقتضائے عشق ہی - ابو الحسن بوشہری سے حکایت کیجاتی ہی کہ وہ فرماتے جو کوئی ہمارے حجرے
مین آیا اور خوشی سے ہمارے ٹکڑے روٹی یا جو ماحضر ہو اسمین ہمارے ساتھ شریک نہوا تو اسنے ہمپر سخت ظلم کیا - ابن جعفر
بن عبدوس نے کہا کہ جسنے فقیرون وغلامون کے کھانے سے انکار کیا اسنے اپنا غرور ظاہر کیا - اقول مروی ہی کہ چند درویشین
مانگے ٹکڑے بچھا کر کھانے بیٹھے کہ اتنے مین حضرت امام زین العابدین گھوڑے پر سوار اس راہ سے گذرے درویشون نے
صدائے طعام دی آپ نے فرمایا کہ ہان یہ کہکر اتر پڑے اور انکے ساتھ کھایا اور فرمایا کہ یارب مجھے متکبرون مین نہ لکھنا
پھر ان لوگون سے کہا کہ اب تم میری دعوت قبول کرو چنانچہ وقت مقررہ پر وہ آئے اور انکے ساتھ مہمانداری کا برتاو کیا
قولہ واوجس منہم خیفۃ - اُنسے خوف اسوجہ سے نہ تھا کہ ابراہیم ؑ کو اُنکے حال سے آگاہی نہ تھی بلکہ انکے آثار سے قوم لوط کا عذاب
ظاہر ہوا اور یہ خوف کا مقام ہی اقول شیخ کی مراد یہ ہی کہ ابراہیم ؑ نے انکو اہل الخیر والصلاح مین سے پہچان لیا تھا اگرچہ یہ امر
مخفی ہو کہ فرشتے بصورت اطفال خوبصورت متمثل ہوئے ہین مگر انکے اخلاق سے انکار کیا جب انھون نے کھانے پر ہاتھ
نہ ڈالا اور آثار غضب الٰہی نمایان ہوئے تو انکو خوف ہوا کیونکہ بسا اوقات ایلچی کچھ خوفناک بات لاتا ہی ... عصیان
ولست لعالم + سلام علی الدارین ان کنت راضیا + اور نیز یہ خوف بوجہ حضرت لوط وانکے اہل وعیال کے پیدا ہوا
قولہ قالوا لا تخف انا ارسلنا الی قوم لوط - فرشتون نے حجاب اٹھا دیا اور صاف ... ظاہر کر دیا - قولہ رحمۃ اللہ و
برکاتہ علیکم اہل البیت - یہ رحمت وبرکت ان نیکون پر انوار مشاہدہ الٰہی تھی اور نیز نبوت ورسالت وخلافت تھی حتی کہ
آخر قیامت تک باقی رہی اور تمام اولاد مین سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مخصوص دعاسے مقبول سے مانگا -
بعض نے کہا کہ رحمت تو محبت ہی اور برکات معرفت وتوحید ہی - بعض نے کہا کہ اہل البیت کی برکتین دعائے خلیل ودعا کی
برکت سے تھین اور آنحضرت صلعم نے تمام نمازون مین اسکا حکم دیا چنانچہ درود شریف مین ہی کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل
ابراہیم یعنی خود اہل بیت واولاد مین سے تھے - انہ حمید مجید - محمود تو اپنی حمد قدیم سے ہی چنانچہ خود اپنی تعریف فرمائی ہی
مستحق حمد ہی - مجید عظیم الشان ہی نہ کوئی فہم ہی کہ اس تک رسائی پاوے اور نہ کوئی عقل ہی کہ ادراک کرے -
جب ... الٰہی واصل ہوئین اور مکاشفہ کے دروازے کھلے اور فیض بشارت حاصل ہوا تو انکا قلب غبار امتحان سے

خلاکہ حضرت الرحمن کے ساتھ مقام انبساط مین حاضر ہوا۔ کما قال تعالے فلما ذہب عن ابراہیم الروع [illegible]
قوم لوط۔ دوری کا خوف گیا اور نزدیکی کی خوشخبری ملی۔ محبت کا مزہ آیا اور خلت کا انبساط ہوا تو اس مقام [illegible]
انقباض کے حالت طاری ہوئی۔ اور ایسی حالت مین جو امور انسے برداشت ہوتے ہین وہ اہل ہیبت و جلال [illegible]
ولیکن خلیل کا انبساط یہی ہوتا ہی کہ مخلوق پر رحمت و شفقت ہو چنانچہ فرمایا یجادلنا فی قوم لوط۔ پس قوم لوط کے لیے [illegible]
مانگی اور لوط و انکے لوگون کے لیے رحمت و نجات چاہتے تھے اور یہی سخاوت و جوانمردی و مروت و حلم ہی اسی واسطے
فرمایا۔ بقولہ ان ابراہیم لحلیم اواہ منیب۔ حلیم تو اسوجہ سے کہ اپنی قوم پر بددعا نہین کرتے بلکہ کہتے فمن تبعنی فانہ منی
ومن عصانی فانک غفور رحیم۔ یعنے جو میری پیروی کرے وہ مجھ مین سے ہی اور جو میری نافرمانی کرے تو تو غفور رحیم ہی اور
یہ تھا کہ غیر سے آنکھ پھیر کر رب تبارک و تعالے کی طرف کشادہ رکھتے تھے اور یہی حال عاشقون کا ہوتا ہی اور منیب بدین
کہ سب سے منھ موڑ کر رب تبارک و تعالے کی طرف راجع ہوے چنانچہ آیت مین مذکور ہی انی بری مما تشرکون انی
وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض الآیۃ۔ اور ابراہیم علیہ السلام کا مجادلہ بوجہ جہالت کے نہ تھا بلکہ بسبب کمال انبساط کے
[illegible] کمال شفقت سے لوگون پر کرم چاہا کیونکہ اپنے آپ کو ازلی انتخاب کی وجہ سے ایسی سفارش کے لایق دیکھا اور [illegible]
کو اپنے نیک بندون کا ایسا معاملہ پسند ہی و فی الحدیث انہ لما اسری بی رایت رجلا فی الحضرۃ یتدمر فقلت لجبرئیل من
[illegible] موسی علیہ السلام یتدمر علی ربہ تعالے فقلت وہل لہ ذلک فقال یعرفہ فیتحمل عنہ۔ اور قصہ موسی علیہ السلام مین [illegible]
[illegible] ان ہی الا فتنتک۔ واضح رہے کہ انبساط نہین روا ہی مگر اسی شخص سے جو معرفت مین ایسے رتبہ پر ہو۔ بعض مشائخ
[illegible] اس مقام کی تفسیر مین کہا کہ قولہ فلما ذہب عن ابراہیم الروع الخ یعنے فرشتون کے کھانے سے پرہیز کرنے کے سبب جو
[illegible] پیدا ہوگئی تھی جاتی رہی اور جان گئے کہ یہ ملائکہ ہین اور انکو بشارت پہونچی یعنے اللہ تعالے کی طرف سے سلام پہونچا
[illegible] انتہا شفقت کی طرف متوجہ ہوکر قوم لوط بدکار کی طرف سے مجادلہ کرنے لگے کیونکہ اللہ تعالے نے انکے دل مین رحمت
[illegible] کردیا تھا لہذا چاہتے تھے کہ یہ لوگ مہلت دیے جاوین شاید ایمان لاوین اور لوط مع اہل ایمان ہوتے ہوئے کیو
[illegible] کفر پر عذاب نازل ہوگا اور کیونکر انکے ساتھ اہل ایمان ہلاک کیے جاوینگے اور بے شک اللہ تعالے نے اس کلام پاک
[illegible] بندون پر ظاہر کردیا کہ ابراہیم خلیل اللہ نے باوجود مرتبہ خلت و درجہ نبوت عظمی کے عجیب صنع الٰہی سے ملائکہ کو پہلے سے
نہین پہچانا اور انکو مہمان سمجھے اور یہی اظہر ہی کیونکہ کلام الٰہی مصرح ہی کہ اول مین انکو نہین پہچانا تھا۔ پھر اللہ تعالے
نے اپنے پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام کی دل تنگی اور خوف کا ویسا ہی حال بیان فرمایا جیسا ابتدا مین حضرت ابراہیم [illegible]
نہ پہچاننے سے ہوا تھا۔ بقولہ تعالے

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ

اور جب پہونچے ہمارے بھیجے لوط پاس خفا ہوا انکے آنے سے اور رک گیا جی مین اور بولا آج دن [illegible]

وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِن قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ

اور آئی اس پاس قوم اسکی دوڑتی بے اختیار اور آگے سے کر رہے تھے برے کام [illegible]

Marfat.com

هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ○

یہ بیٹیاں ہیں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تمہارے واسطے سو ڈرو تم اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھکو میرے مہمانون مین کیا تم مین ایک مرد بھی نہین نیک راہ

قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ○

بولے تو تو جان چکا ہی ہمکو تیری بیٹیون سے دعوی نہین اور تجھکو تو معلوم ہی جو ہم چاہتے ہین

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا اور جب پہونچے ہمارے بھیجے ہوے لوط پاس۔ یعنی جو ملائکہ حضرت ابراہیم پاس مہمان تھے وہ انکو دیکھا آگاہ کرکے نکلے اور لوط علیہ السلام کی طرف چلے اور درمیان مین چار فرسخ کا فاصلہ تھا۔ سدی رح نے کہا کہ دو پہر کے وقت شہر سدوم پر پہونچے وہان لوط کی بیٹی پانی بھرتی تھی اُس سے بولے کہ اے لڑکی یہان کوئی ٹھکانا مسافرون کے لیے ہی اسنے دیکھا کہ چند لڑکے نہایت خوبصورت خوش پوشاک خوشبو سے معطر اس گانون مین مہمانی چاہتے ہین تو اسنے بولی کہ تم یہین ٹھہرے رہو مین آتی ہون یہ کہکر فورا گھر پہونچی اور باپ سے کہا کہ کچھ لڑکے شہر کے دروازہ پر ہین مین نے اُنسے زیادہ خوبصورت نہین دیکھے آپ انکی خبر لیجیے ورنہ آپکی قوم انکو تباہ کریگی حضرت لوط روانہ ہوے اور پوشیدہ اُنکو لائے مگر نہایت پریشان و دل تنگ تھے اور اسوقت کوئی واقف نہوا صرف انکی جورو آگاہ ہوئی اور اسنے قوم سے کہدیا۔ اور قتادہ رح نے کہا کہ حضرت لوط اپنے کھیت مین تھے وہان آکر ان لوگون نے مہمانی چاہی تو حضرت لوط نے شرم سے انکار نکیا اور ساتھ لیکر خوفناک و دلتنگ چلے اور آپ انکے آگے ہوگئے جیسا کہ اللہ تعالے نے کہا۔ سِيءَ بِهِمْ ان مہمانون کے آنے کے سبب غمناک ہوگئے۔ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا اور دل تنگ ہوے۔ وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ اور دل مین کہا کہ یہ دن سخت ہے حضرت ابن عباس رض وغیرہ نے کہا کہ یوم عصیب یعنی اسمین سخت بلا گھیرے ہوے ہی جیسے سر کے گرد عصابہ یعنی پٹی باندھے ہو پھر آگے آگے اُسنے کہتے چلے کہ اے لوگو تم اس قصبہ کی بدکاری سے واقف ہوا انھون نے کہا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ اے لوگو واللہ مین نہین جانتا کہ روے زمین پر اس سے بڑھکر کوئی گانون والے خبیث ہون اور مطلب یہ تھا کہ یہ مہمان یہان سے چلے جاوین ورنہ انکی طرف سے مجھے اس قوم بدکار سے مقابلہ پیش آئیگا اور یہ امر انپر بہت گران تھا پھر کچھ دور چلکر اُنسے یہی کلمہ کہا اسیطرح چار مرتبہ اُنسے کہا۔ قتادہ رح نے کہا کہ ان ملائکہ کو حکم تھا کہ اس قوم کو ہلاک نہ کرنا جب تک انکا پیغمبر چار مرتبہ انکی بدافعالی کی گواہی نہ دے مگر وے لوگ نہین گئے یہان تک کہ حسب اتفاق انکو خفیہ گھر [illegible] مگر انکی جورو نے آخر وقت جاکر قوم سے ان لڑکون کے حسن و جمال کی حکایت بیان کی۔ وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ اور لوط کی قوم انکی طرف دوڑتی ہوئی اتراتی آئی۔ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ اور اس سے پہلے قوم والے بدکاری کیا کرتے تھے یعنی اس قوم کی طبیعت و عادت بدکاری ہوگئی تھی حتی کہ اسی حال پر عذاب مین گرفتار ہوے۔ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ لوط نے فرمایا کہ اے قوم یہ سب میری بیٹیان ہی تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہین یعنی لڑکون سے زیادہ پاکیزہ ہین لہذا تم لوگ لڑکون سے اغلام و بدکاری جو محض پلیدی ہی چھوڑو اور عورتون سے جوڑا اختیار کرو۔ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي پس اللہ تعالے خالق و مالک سے ڈرو اور لا تخزونی اور مجھے مت رسوا کرو میرے مہمانون کے بارہ مین یعنی لڑکے میرے مہمان ہین تم انکی طرف بدکاری کے لیے ہاتھ مت بڑھاو کہ اسمین میری سخت رسوائی

ہی اور دوسری آیت مین قوم کا جواب یون مذکور ہی اولم ننہک عن العالمین - یعنی کیا ہم نے [illegible] پہلے ہم نے تمکو منع کر دیا تھا کہ تم کبھی مردون کو اپنا مہمان نہ کرنا - یہان ناواقف آدمی کو ایک شبہہ ہوتا [illegible] نے لڑکیون کو اطہر فرمایا اور اسکے معنی زیادہ پاک کے ہین جو کسی دوسری چیز سے بڑھکر ہو تو شبہہ ہوتا ہی کہ [illegible] ہی - لڑکیون سے جماع کرنا زیادہ بڑھکر پاک ہی حالانکہ بالیقین احادیث و آیات سے معلوم ہوا کہ اغلام کرنا بالکل نجس اس شبہہ کو جو عربی زبان سے واقف ہی جلدی حل کر لیتا ہی اسطرح کہ یہ کلام بطریق مقابلہ کے ہی اور سمجھانے کا یہی طریق اور ظاہر ہی کہ وے لوگ اس فعل کو پاک سمجھتے تھے تو سمجھایا کہ اے لوگو تم اپنی جہالت سے کچھ ہی سمجھو اتنا تو یقینی ہی کہ لڑکیان پاکیزگی ہی تو اسی کو کیون نہین لیتے اور نظیر اسکی قولہ تعالے اذلک خیرام شجرۃ الزقوم - بھلا یہ میوے خوش مزہ بہت اچھے تھوہڑ کا درخت - حالانکہ تھوہڑ کے درخت مین تو کچھ بھی اچھائی نہین ہی اور نظیر اسکی حدیث مین قصہ احد مین ہی کہ ابو سفیان اپنے ہبل بت کی بزرگی بیان کی اور کہا اعل ہبل یعنے او ہبل بڑا ہوا تو بس حضرت نے جواب مین کہلایا کہ اللہ اعلی و اجل اللہ تعالے بہت بزرگ ہی حالانکہ اللہ تعالے کے سامنے بت کی کچھ بھی بزرگی نہین ہی اور اسکے نظائر زبان عرب مین بہت **فائدہ** حضرت لوط ؑ نے فرمایا کہ ہولاء بناتی - یہ میری بیٹیان - تو کیا حقیقت مین اپنی بیٹیون کو فرمایا تھا یا قوم کی عورتون کو کہا تھا اور دوسری بات یہ ہی کہ بیٹیون کو ان کافرون کو کیونکر دینا چاہا - تو جاننا چاہیے کہ ابتدا مین جو روایت سدی رح سے مروی ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ حضرت لوط کی بیٹیان تھین اور انھون نے اپنی ہی بیٹیون کی طرف اشارہ کیا اور یہ ارشاد تھا یعنی انکو بدکاری سے موڑ کر نیکوکاری کی طرف راہ بتائی اسیواسطے کہا - اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ کیا تم مین کوئی ایسا نہین ہی جو نیک راہ پر ہو یعنے نیک راہ قبول کرے اور دوسرون کو نیک راہ بتلاوے اور برائی سے منع کرے لیکن [illegible] نے کہا کہ اس قوم مین دو شخص سردار تھے جنکا کہنا سب مانتے تھے تو چاہا کہ ان پاک بیٹیون سے انکو راہ پر لا دین تو پھر سب راہ پر آجاوین اور ظاہر قرآن بھی اسی پر دلالت کرتا ہی کہ بیٹیان خود اپنی تھین چنانچہ کافرون کا جواب مذکور رہی کہ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ قوم کافر کہنے لگی کہ تجھے خوب معلوم ہی کہ ہم کو تیری بیٹیون مین کچھ حق یعنی کچھ خواہش و حاجت نہین ہی - وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ اور تو خوب جانتا ہی جو ہم چاہتے ہین یعنی لڑکون مردون سے اغلام کرنا - یہان دو طرح شبہہ کیا گیا ایک تو کرخی رح کا قول ہی کہ اپنی بیٹیون کو کسی پر پیش کرنا خلاف مروت ہی اور اسکا جواب یہ ہی کہ نہین بلکہ عذاب کفر سے نکالنا اور ہدایت پر لانا مقصود تھا اور پیغمبر اپنی قوم کا باپ ہوتا ہی لہذا کچھ خلاف مروت نہین ہی اور دوسرا شبہہ یہ کہ اہل قوم کافر تھے انکو یہ مسلمہ بیٹیان کیونکر دینی چاہین تو جواب یہ ہی کہ اس شرط سے دینی چاہین کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور بعض نے کہا کہ غالبًا اس شریعت مین مسلمہ کا نکاح کافر مرد سے روا ہو چنانچہ آنحضرت صلعم نے قبل وحی کے اپنی دختر کا نکاح عتبہ بن ابی لہب اور ابو العاص بن الربیع سے کر دیا حالانکہ وے دونون کافر تھے - مترجم کہتا ہی اسلیے کہ آنحضرت صلعم پر جبتک وحی نہین آئی تو زمانہ فطرت تھا اور احکام وحی نازل نہین ہوے تھے - بہرحال [illegible] پر ہی کہ خود حضرت لوط کی بیٹیان موجود تھین ولیکن قوی تفسیر حضرت مجاہد رح سے مروی ہی کہ حضرت [illegible] اپنی امت کا باپ ہوتا ہی - **ابن کثیر** رح نے کہا کہ ایسا ہی قتادہ رح وغیرہم سے مروی ہی اور اسکے معنی [illegible] اپنی قوم کی [illegible]

بیان کیا اور ابن جریج نے کہا کہ لوط نے انکو ارشاد کیا کہ تم عورتوں سے نکاح کرو اور یہ مطلب نہ تھا کہ عورتوں سے بغیر نکاح کے
زنا کرو۔ اس قول کے تائید مین کہا گیا کہ قوم کے لوگ بہت تھے اور بیٹیاں اسقدر کہاں تھین جو سب کے نکاح مین پوری ہوں
بلکہ قوم کی عورتوں کو بیٹیاں کہکر ترغیب دی۔ اور قوله مالنا فی بناتک من حق۔ یعنی اپنی عورتوں کی جنکو تو شفقت سے بیٹیاں فرماتا ہے
ہمین کچھ خواہش نہین ہی اور حاصل یہ کہ حضرت لوطؑ نے اس قوم بدکار کو جب انھون نے مہمان لڑکوں کا قصد کیا تھا بہت بلیغ
نہایت الحاح سے نصیحت کی کہ اے لوگو تم اپنی عورتوں سے رغبت کرو یہ تمھارے لیے بہتر ہین یا باپ کیطرح شفقت کرکے تمکو ارشاد
کرتا ہوں کہ یہ میری بیٹیاں یعنے تمھاری عورتین تمھارے لیے بہت پاکیزہ ہین مگر ان بدبختوں نے نہ مانا آخر حضرت لوط علیہ السلام
مضطرب ہوکر کہنے لگے۔

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ
کہنے لگا کہین سے مجھکو تمھارے سامنے زور ہوتا یا جا بیٹھتا کسی مستحکم آسرے مین — مہمان بولے اے لوط ہم بھیجے ہین تیرے رب کے

لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ
ہرگز نہ پہونچ سکین گے تجھ تک سو لے نکل اپنے گھر کو کچھ رات سے اور مڑکر نہ دیکھے تم مین کوئی مگر تیری عورت کہ وہ نہین ہی

مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝
کہ اُسپر پڑنا ہی جو اُنپر پڑیگا — انکے وعدے کا وقت ہی صبح کیا صبح نہین نزدیک

قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً لوطؑ نے کہا کہ کاش مجھے تمھارے مقابلہ مین قوت ہوتی تو خود تمکو دور کرتا۔ اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى
رُكْنٍ شَدِيْدٍ یا جگہ لیتا رکن شدید کی طرف یعنے کنبہ ہوتا کہ انکی مدد سے تم کو دور کرتا کہ تم میرے مہمانوں پر زیادتی کرکے مجھے
فضیحت نہ کرنے پاتے۔ واضح ہو کہ جب لوطؑ کی جورو نے کوٹھے پر چڑھ کر یا باہر جاکر قوم کو آگاہ کردیا اور وے دوڑتے آئے تو لوطؑ
نے دروازہ بند کرلیا اور خود دروازہ کے باہر انکو سمجھانے اور مہمانوں تک پہونچنے سے روکتے تھے یہاں تک کہ وے لوگ نہ مانے
اور ہجوم کیا یہاں تک کہ اور طرف دیواروں پر چڑھکر مکان مین داخل ہونے لگے تو حضرت لوط مضطرب ہوکر کہنے لگے کہ کاش مجھے
بذات واحد یہ قوت ہوتی کہ تمکو دور کرسکتا یا میرے کنبہ کے لوگ ایک جماعت باقوت ہوتے کہ تمکو دور کرتا۔ اور یہ قوم انکے ناتے دار
نہ تھی کیونکہ لوطؑ پہلے عراق مین حضرت ابراہیم اپنے چچا کے ساتھ تھے جب وہاں سے شام مین آئے تو اللہ تعالے نے انکو مؤتفکات
مین پیغمبر کیا اور یہ چند بستیاں تھین جنمین بڑی بستی سدوم تھی اور آبادی سب چار لاکھ کے قریب تھی لہذا لوط نے تمنا کی کہ اسوقت
میرے کنبہ والے باقوت و شوکت ہوتے تو تم مجھپر یہ ظلم نہ کرسکتے۔ ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ لوطؑ کے بعد اللہ تعالے نے جو نبی بھیجا
وہ اپنے کنبہ کے باقوت گروہ مین سے بھیجا۔ سدی رح نے کہا کہ قوله الی رکن شدید یعنے زبردست لشکر کو اس سے مین تم سے
قتال کرتا اور حدیث صحیح مین ہی رحم اللہ لوطا وفی روایۃ یغفر اللہ للوط ان کان یاوی الی رکن شدید یعنی اللہ تعالے لوط پر رحم
کرے یا لوط کو بخشدے کہ وہ رکن شدید کی طرف جگہ لیتے تھے۔ امام نووی رح نے کہا کہ رکن شدید سے مراد اللہ تعالے عز و جل
ہی کیونکہ وہی سب رکن سے اقوی ہی ولیکن تفسیر اول اصح ہی۔ پھر جب قوم کا ظلم یہاں تک پہونچا اور حضرت جبرئیل نے ہلاک قوم
کی اجازت جناب باری تعالے سے مانگی تو اجازت ملی اور جبرئیل نے حضرت لوطؑ کو اس سختی مین دیکھا۔ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا

Marfat.com

رُسُلُ رَبِّكَ تو جبرئیل و دوسرے ساتھیون نے کہا کہ اے لوط ہم تو تیرے پروردگار کے [illegible]
لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ یہ لوگ تجھے کوئی برائی نہین پہونچا سکتے ہین - پھر جبرئیل نے اٹھکر اس قوم ملاعین [illegible]
طمانچہ مارا جس سے اندھے ہوگئے جیسا کہ دوسرے مقام پر آیت مین ہے فطمسنا اعینهم انکی بینائی بگاڑ دی کہ انکو [illegible]
نہین سوجھتا تھا تو یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ لوط کے گھر مین جادوگر بھرے ہین پھر ملائکہ نے لوط کو حکم کیا - فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ
بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ کہ تو یہان سے کچھ رات مین اپنے لوگون کے ساتھ روانہ ہو - وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اور
کوئی مڑکر نہ دیکھے - اِلَّا امْرَاَتَكَ سوائے تیری جورو کے - ابن کثیر و ابو عمرو نے برفع تا پڑھا بنا بر احد کے
اور معنی یہ ہین کہ تم مین سے کوئی مڑکر نہین دیکھیگا سوائے تیری جورو کے کہ وہ نافرمانی کرکے دیکھیگی اور ہلاک ہوگی چنانچہ
ہے کہ وہ ساتھ گئی تھی پھر جب نالہ و فریاد و آوازین ہیبت ناک سُنین تو مڑکر دیکھنے لگی اور بولی کہ ہائے میری قوم پس
بھی ایک پتھر گرا جس سے ہلاک ہوگئی اور باقیون نے بنصب تا پڑھا اور یہ اہل سے استثنا ہے یعنی تو اپنے سب اہل
سوائے جورو کے ساتھ لیکر روانہ ہو - واضح ہو کہ یہ ممکن ہے کہ لوط نے عورت کو ساتھ نہ لیا ہو مگر وہ خود ساتھ ہو گئی ہو - اِنَّهٗ
مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ بے شبہہ اس عورت کو وہی عذاب پہونچیگا جو اس قوم کو پہونچنے والا ہے یہ حال سنکر لوط کا
اضطراب رفع ہوا اور بولے کہ پھر انکو ابھی ہلاک کردو تو جبرئیل نے کہا - اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ انکے ہلاک کا وقت اس
رات کی صبح ہے - اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ کیا صبح نزدیک نہین ہے - ابن کثیر رح نے لکھا کہ لوط نے انسے کہا تھا کہ انکو ابھی
ہلاک کردو تو انھون نے یہ جملہ انکی خوشدلی کے لیے کہا تھا - اور لکھا کہ معمر رح نے قتادہ رح سے انھون نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے
یہ قصہ اسطرح نقل کیا کہ ابراہیم علیہ السلام قوم لوط کے پاس آتے اور کہتے کہ اے لوگو مین تم کو بد افعالی سے باز رہنے کی نصیحت
کرتا ہون کہ تم اپنی جانین اللہ تعالے کے عذاب کے سامنے مت کرو انھون نے کچھ نہ مانا یہان تک کہ تاخیر کی مدت پوری
گذری اور عذاب کا وقت پہونچا اور ملائکہ لڑکون کی صورت مین لوط کے پاس پہونچے وہ اپنے کھیت مین تھے پس ملائکہ نے
کہا کہ اس رات ہم تمہارے مہمان ہین اور اللہ تعالے نے جبرئیل کو مامور کردیا تھا کہ اس قوم کو عذاب نہ کرنا یہان تک کہ لوط
انپر تین مرتبہ گواہی دے جب انکو لیکر گھر چلے تو انکو اپنی قوم کی بد اعمالی جو مردون کے ساتھ کیا کرتے تھے یاد آئی اور کچھ دور چلکر
مہمانون کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تمکو معلوم ہے کہ اس شہر والے کیا حرکت کرتے ہین مجھے تو روئے زمین پر انسے زیادہ بدکار کوئی
نہین معلوم ہے بھلا مین تم کو کیونکر ایسی قوم مین لیجاؤن جو تمام مخلوق سے بدکردار ہے یہ سُنکر جبرئیل نے ملائکہ کی طرف متوجہ ہوکر
فرمایا کہ تم یاد رکھو یہ دو مرتبہ گواہی ہوگئی پھر جب دروازہ تک پہونچے تو انسے شرم کھا کر اور انپر شفقت کرکے رونے لگے اور کہا کہ
اے عزیزو میری قوم تمام مخلوق سے بڑھکر بدکردار ہے تمکو نہین معلوم ہوا کہ یہ لوگ کیا بد فعل کرتے ہین مین تو روئے زمین پر ان
سے بدتر کوئی شہر والے نہین جانتا ہون پس جبرئیل نے کہا کہ دیکھو یاد رکھو یہ تیسری بار پیغمبر نے اس قوم کی بدکرداری پر گواہی دی
اب تو عذاب ضرور ثابت ہوگیا پھر جب گھر مین داخل ہوئے تو نالایق بڑھیا نے اوپر چڑھکر اپنے کپڑے سے [illegible]
کیا - (ظاہر اعادت کے موافق مہمانون کے خریطہ سے ناگواری ہوئی) اسکے اشارہ پر فاسق لوگ [illegible]
بڑھیا نے باہر نکلکر انکے دریافت کرنے پر کہا کہ آج لوط مہمان لایا ہے مین نے ایسے خوبصورت [illegible]

سنتے ہی وہ لوگ دروازہ کی طرف دوڑے پس حضرت لوط نے نکلکر دروازہ بھیڑ دیا اور باہر کھڑے ہوکر انکو اللہ تعالے کی قسمیں
لائیں کہ مجھے مت رسوا کرو بھلا دنیا مین کسی بیچارہ کے مہمانون سے ایسا معاملہ کوئی کرتا ہے اور دیکھو یہ میری بیٹیاں یعنے
اس قوم کی عورتیں تمھارے لیے پاکیزہ ترین انھون نے آپکی عاجزی پر کچھ خیال نہ کیا اور چاہا کہ زبردستی گھر مین گھسکر مہمانون
کو پکڑ لیجاوین اسوقت حضرت لوطؑ نے اپنی عاجزی و بیکسی پر افسوس کیا۔ جبرئیلؑ نے یہ حال دیکھکر درگاہ الٰہی مین عذاب
کرنے کی اجازت چاہی اور کھڑے ہوکر لوطؑ سے کہا کہ ہم اللہ تعالے کے بھیجے فرشتہ ہین اور آسمانی اپنی صورت جو بہت
خوشنما ہے پیغمبر کی نظرون مین ظاہر فرمائی اور ان فاسقون کے تھپڑ مارا جس سے انکی آنکھیں چوندھیا گئیں کہ انکو گھر کی راہ نہیں
سوجھتی تھی اور کہتے بھاگے کہ لوطؑ کے مہمان تو جادوگر ہین پھر ملائکہ نے لوط سے کہا تم اپنے لوگون کو لیکر رات رہے نکل جاؤ اور
ہم کو اور انکو چھوڑ دو یہ تجھے کچھ برائی نہیں پہونچا سکتے ہین ایسا ہی محمد بن کعب القرظی و قتادہ و سدی وغیرہم سے مروی ہے
اب اس آیت کے اشارات سننا چاہیے ف۔۔ فی العرائس قوله ولما جاءت رسلنا لوطا سیء بهم وضاق بهم ذرعا حضرت
لوطؑ کا ملال اپنی قوم کے فتنہ سے خوف کرکے مہمانون کے حال پر شفقت کی راہ سے تھا چنانچہ قوله ولا تخزون فی ضیفی۔ تصریح
ہے کہ مہمانون پر شفیق وکریم تھے۔ اور واضح ہو کہ ابراہیمؑ و لوطؑ دونون نے ملائکہ کو نہ پہچانا باوجودیکہ فراست نبوت اعلیٰ ہے اسوجہ سے
کہ دونون مقام بسط و رجاء مین تھے اللہ تعالے کی طرف سے قوم پر عذاب کا کچھ خوف نہ تھا اسیواسطے ملائکہ کو نہ پہچانا یہانتک کہ اس
قوم کے حق مین مستحق عذاب ہونے کو خود اپنے منہ سے حضرت لوطؑ نے بیان کیا حالانکہ اپنے اسرار سے ملائکہ کو پہچانتے تھے لیکن
تقدیر نے حکم قضاء جاری ہونے کے لیے انکی ظاہری فراست و نظر پر پردہ کر دیا۔ بعض نے حکمت بیان کی کہ جب حکم الٰہی جاری ہونے
کو ہوتا ہے تو اہل عقل پر تقدیری پردہ ہوتا ہے چنانچہ دیکھو حضرت ابراہیم کو نبوت و خلت و رسالت حاصل تھی پس انکی فراست
کے مثل کسکی فراست ہوسکتی ہے پھر بھی ملائکہ کو نہیں پہچانا کیونکہ فراست مسدود کر دی گئی تھی جیسے آنحضرت صلعم سید المرسلین پر
ملائکہ پر پردہ کر دیا گیا جبکہ منافقون نے حضرت صدیقہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان عظیم باندھا تھا پس آنحضرت
صلعم پر حال خفیہ رہا یہانتک کہ اللہ تعالے نے حضرت صدیقہ رضہ کی شان مین پاکیزگی بیان کرنے کو قرآن پاک نازل فرمایا
اسیطرح لوطؑ پر التباس رہا یہانتک کہ عذاب کا حکم ہوگیا۔ واضح ہو کہ جب لوط علیہ السلام اپنی قوم کی طرف سے شدت امتحان
مین پڑے تو قوم کو بدکاری سے دور کرنے کے لیے قوت و رکن شدید چاہا بقوله تعالے قال لو ان لی بکم قوة او آوی الی رکن شدید۔
حضرت لوطؑ نے اپنے آپ کو مقام امتحان مین دیکھا اور مکاشفہ و مشاہدات کا دروازہ بند دیکھا اور یہی پایا کہ مین خوف و مکر مین مبتلا ہون
تو تمنا کی کہ کاش مجھے اس ساعت بھی صفت قدرت سے انصاف ہوتا جیسے اس امتحان سے پہلے میرا حال تھا تو البتہ مین اس قوم کو
کفر و معصیت سے دور کرتا یا رکن شدید سے تکیہ لیتا یعنے عدم کے گوشہ مین اگر مجھے جگہ ملجاتی تو وہین جگہ لیتا اور اس قوم کے
دیکھنے سے راحت پاتا۔ یا عالم ملکوت سے اس قوم کے لیے عذاب لاتا یا قوم کے لیے دعا کرتا اگر مجھے زبان ربانی حاصل ہوتی جس سے
انکو راہ ہدایت ملجاتی اور اپنے اوپر حقوق الٰہی پہچانتے۔ ابن عطاء رحہ نے فرمایا کہ معنی یہ ہین کہ معرفت اگر میرے قبضہ قدرت مین
ہوتی تو تمکو وہان تک پہونچا دیتا۔ بعض نے کہا کہ اگر مجھے تمپر بددعا کی جرائت ہوتی تو بددعا کرتا یا رکن شدید کی طرف جگہ لیتا یعنی
علم غیب جانتا کہ تمھارا انجام سعادت یا شقاوت مین سے کس طرف ہے تو اسی پر بھروسا کرتا پھر جب کام پورا ہوگیا اور ملائکہ نے حال

Marfat.com

کھول دیا اور کہا کہ یہ قوم صبح کے وقت ہلاک ہوگی لقولہ ان موعدہم الصبح الیس الصبح بقریب
نے خواہش کی تھی کہ کسیطرح گمراہی کے درمیان سے جلد باہر ہوجاؤن اور قرب رحمت و مشاہدہ
اور اُلٹی باتین و منکرات دیکھنے سے راحت پاؤن تو ملائکہ نے تسلی کردی کہ وقت تو بہت قریب ہی گویا
کہ کاش اگر مجھے قوت ازلیہ ہوتی تو مین تمکو ہلاک کرتا یا رکن شدید یعنی حضرت ملکوت مین جگہ لیتا اور تعالی محبت
سے نجات و راحت پاتا پھر ملائکہ کے وعدہ کا انتظار کرنے لگے تو کہا گیا کہ کیا صبح کا وقت قریب نہین ہی۔ عارفون پر
غیب کا اور طلوع صبح مشاہدہ کا انتظار بہت سخت ہوجاتا ہی۔ سری سقطی رح سے حکایت ہی کہ ابرار کے دل انتظار کا تحمل
کرسکتے ہین۔ **قال المترجم** پھر مین تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون الغرض جب ملائکہ نے لوط ؑ کو نکلنے اور اپنے آبا
مین چھوڑنے کا حکم کیا تو لوط ؑ مع اہل و عیال کے جو ایک گھر مین تھے رات رہے سے روانہ ہوگئے اور غالب کہ مقصد
حکم دیا تھا کہ ان گانوٴن کے حدود سے قبل صبح کے باہر ہوجاوین چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے حکم عذاب حاصل کرلیا تھا چنانچہ فرمایا۔

فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ
پھر جب پہونچا ہمارا حکم کر ڈالی ہمنے وہ بستی اوپر نیچے اور برسائین اُسپر پتھریان کھنگر کی تہ بتہ
مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ
صاف بنائین تیرے رب کے پاس اور نہین وہ بستی اُن ظالمون سے کچھ دور

فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا پھر جب آگیا ہمارا امر یعنے وہ وقت جو عذاب کے لیے موعود تھا یا آگیا عذاب ہمارا جو اس قوم کے لیے
مقدر تھا تو اسکی کیفیت یون ہوئی کہ۔ **جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا** ہمنے ان گانوٴن کے عالی یعنے اونچے کو سافل
یعنے نیچے کردیا یعنے اس ہیات پر لوٹ دیا کہ اونچا نیچے اور نیچا اونچے ہوگیا اور یہ فعل الٰہی بواسطہ ملائکہ کے واقع ہوا جیسے عادت
الٰہی دنیا مین جاری ہی اور اسکی کیفیت حضرت مجاہد رح سے یون مروی ہی کہ صبح ہوتے حضرت جبرئیل ؑ نے ان مواضع کو اسکی
کے اتصال سے قطع کرکے مثل تختہ کے اپنے بازو پر اٹھاکر آسمان کو بلند کرکے لوٹ دیا کہ اونچا نیچے و نیچا اونچے ہوا ایسی جو عذاب
اس قوم کو پہونچا کسی قوم کو نہین پہونچا۔ مروی ہی کہ یہ پانچ موضع تھے جنمین سدوم سب سے بڑا موضع تھا اور انھین
موتفکات کہتے تھے اور سب لونڈے بازی و مردون سے اغلام کرنے مین مشہور تھے حالانکہ ان لوگون سے پہلے کبھی کوئی
یہ بدفعل نہین واقع ہوا ایسی انکو عذاب بھی ایسا سخت پہونچا جو کسی قوم کو نہین دیا گیا تھا پہلے انکی آنکھین پھر انکے گھر
لوٹ دیے گئے۔ **وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ** اور برسائے ہمنے اُنپر پتھر سجیل سے
نے جبوقت عذاب کے لیے اٹھایا اسوقت گرم آگ سے پتھر برسے یا اس گانوٴن کے لوگ جو اسوقت باہر تھے
اُلٹے جانے کے بعد برسے۔ بہرکیف جب اللہ تعالیٰ کو عذاب دینا منظور ہوا تو ایسا عذاب انکو پہونچا جسے کوئی
روک سکتی اور اہل تفسیر نے اسکی کیفیت بیان کرنے مین بہت طول دیا حالانکہ کلام الٰہی مین بہت
عنوان سے بیان ہی کہ اسکے ضمن مین علوم قلبی و اسرار عجیب شامل ہین جنکو بیان مین

کیفیت سے بحث کرنا بیفائدہ ہی اور یہ ظاہر ہی کہ ظاہری کیفیت کسی حدیث مین مروی نہین اور اسقدر زمانہ دراز سے اسوقت تک
ایک معتبر آدمی کی زبانی دوسرے معتمد شخص کا روایت کرنا ممکن نہین تو خواہ مخواہ اکثر باتین یہود ونصاریٰ کے عالمون سے لیگئی ہین
اور یہ معلوم ہی کہ وے لوگ اپنی کتابون کو مہذب کرنے کے لائق جانکر کیسی کچھ تحریف کرتے چلے آئے تو بھلا ان قصون مین کیونکر انکی
زبانی اصلی کیفیت معلوم ہوسکتی ہی اور ہم کو حکم ہی کہ انکی روایتون کو نہ مانین اور نہ جھٹلاوین اس لیے ہم سکوت کرتے ہین
اور صرف اسقدر یقین کرتے ہین جسقدر قران پاک مین ذکر ہی تو ہم جانتے ہین کہ یہ سچ ہی جو اللہ تعالے نے فرمایا کہ ہم نے اینٹ
سجیل سے پتھر برسائے بعض علماء نے کہا کہ سجیل ایک مقام ہی اور بعض نے کہا کہ سجیل کے معنی پکی اینٹ پس مراد یہ کہ پکی اینٹ
کے کھنگر اور بعض نے کہا کہ سجیل معرب سنگ گلین ہی اور یہ کھنگر کے معنی مین ہی اور بعض نے کہا کہ سجیل و سجین ایک ہی اور
سجین کے معنی قولہ تعالے وما ادراک ما سجین کتاب مرقوم سے ظاہر ہین - بالجملہ اسکی اصل حقیقت کا علم مثل اور چیزون کے
حضرت خالق عز وجل ہی کو ہی ہم کو اس سے کچھ زیادہ بحث نہین ہی - قولہ تعالے - مَّنضُودٍ صفت سجیل ہی اور یہ
موئد ہی کہ سجیل معرب سنگ گلین ہی کیونکہ منضود و تنضید کے معنی یا تو یہ ہین کہ ایک پر دوسرا ملا ہو جیسے کیلے و خرما کے گودھا
ہوتا ہی اور مقصود یہ کہ پتھر بہت کثرت سے تھے اور یا یہ کہ پے درپے جیسے پانی کی بوندین برستی ہین - قولہ تعالے مُّسَوَّمَةً
بصیغہ مونث اسم مفعول کے حجارۃ سے حال ہی اس وجہ سے کہ حجارۃ اگرچہ نکرہ ہی لیکن موصوفہ ہی اور نکرہ موصوفہ سے مثل
معرفہ کے حال جائز ہی اور معنی اسکے معلمۃ یعنی اسپر نشان و علامت تھی حسن بصری و سدی رح نے کہا کہ ہر پتھر پر مہری لگی تھی اور بعض نے کہا
کہ ہر کافر کے پتھر پر اسکا نام تھا - فراء رح نے کہا کہ یون بیان کیا جاتا ہی کہ ہر پتھر پر سرخ و سیاہ لکیرین تھین اور یہ قتادہ
و عکرمہ سے مروی ہی - ابن جریج رح نے کہا کہ ان پتھرون پر ایک خاص نشانی ایسی تھی جس سے بالیقین معلوم ہو جاتا کہ یہ زمین
کے پتھرون کے مانند نہین ہین - الحاصل اس قوم پر جو پتھر عذاب کے برسے وہ گویا نشے ہوے اولون کی طرح پے درپے
بکثرت تھے اور ہر ایک پتھر پر نشان تھا - عِندَ رَبِّكَ تیرے پروردگار پاس سے - یعنی خزائن الٰہیہ مین سے تھے یا حکم
الٰہی مراد ہی اور خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے عز وجل کے واسطے کوئی مقام نہین جہان سے آنا مراد ہو بلکہ ایسا کلام جہان مذکور ہی اس سے
غیب و خزانہ قدرت یا حکم حق مراد ہی اور یہ خطاب آنحضرت صلعم کو ہی - وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ اور ایسے
عذاب کے پتھرون کا برسنا ظالمون سے کچھ دور نہین ہی یعنی ظالم لوگ جو اللہ تعالے کے رسولون سے کفر کرتے اور زمین مین
فساد پھیلاتے ہین انکو خوف کرنا چاہیے کہ ان پر ایسے پتھر برسین - مجاہد رح نے کہا کہ اس کلام سے کفار قریش کو دہشت دلائی کہ
انکو بھی ایسا ہی عذاب نہ پہونچے جیسا کہ قوم لوط ع کو پہونچا - قتادہ رح نے کہا کہ اس امت کے ظالمون سے ایسا عذاب کچھ دور
نہین ہی - قال المترجم حدیث مین ہی کہ جسکو تم پاؤ کہ وہ قوم لوط کا فعل کرتا ہی تو اغلام کرنے والے اور کرانے والے دونو
کو قتل کر ڈالو - یعنی ان دونون کا قتل کر دینا تعزیر واجب ہی کما فی السنن عن ابن عباس مرفوعاً - اور حدیث مین ہی اس امت
مین بھی یہ ہوگا کہ کچھ لوگ زمین مین دھنس جاوین اور بعضون کی صورتین بگڑ جاوین اور بعضی روایت مین پتھرون سے
[illegible] بھی ہو اور بعض روایت مین اسکا وقت وہ زمانہ بتلایا کہ لوگ بیباکانہ فسق و فجور کے مرتکب ہون - اور بعض روایات مین
[illegible] خواری و چوری و زنا کاری و امانت مین خیانت و بدکار کا سردار ہونا وغیرہ قریب پندرہ باتین فرمائین کہ جب

ایسا کرینگے تو بلائین اسطرح ٹوٹ پڑینگی جیسے لڑی ٹوٹ کر دانہ گرنے لگتے ہین - یہان تک ... اس سے عبرت حاصل کرین اور خاص لوگ اسکے لیے انتہاء علوم ودقائق سے فیضیاب ہون اور ... نہین ہی جیساکہ اسوقت کے بعض نیچر ملحدون نے اپنی جہالت سے زعم کیا - اور واضح ہوکہ بعضے مفسرین نے قرآن ... سے بہت زائد روایات یہان بھی مانند دیگر قصص الانبیاء کے ذکر کین جنکے ثبوت مین تامل ہی اور کوئی حاجت ... اکثر یہ روایتین اگلی کتاب والون یہود ونصاریٰ سے لی گئی ہین حالانکہ انکی روایت کو نہ ہم جھٹلا دین نہ مانین یہی ... دیا گیا ہی اسیواسطے بہت سے قصص ہم نے حذف کر دیے ہین فاستقم **ف** **فی العرائس فی اشارۃ قولہ فلما** جاء امرنا جعلنا عالیہا سافلہا - ابتداء فطرت وانتہاء وجود مین جب معرفت کی نظریہ ہوتی ہی کہ مشاہدہ وکشف ملکوت سے وسکون مین مطمئن ہون تو غیرت قدم انپر امتحان کے بوجھ ڈالکر بلاء مین مبتلا فرماتی ہی چنانچہ اعلی جنت سے ادنی زمین پر الٹ جاتے ہین اور قلوب واحوال سے امتحان شہوات مین منقلب ہوجاتے ہین تاکہ خوب معلوم کرین کہ ... عظمت وجلال کبریائی مین تمام عرفان جہالت ہی - مرید لوگ اگر اپنے مشائخ پر تکبر کرتے ہین تو نفس کے ہاتھون گرفتار ہوکر خوار ہوجاتے ہین اور قرب ومنزلت سے دوری کے پتھر انپر برستے ہین - وقولہ وما ہی من الظالمین ببعید - ایسا ہوتا اور قرب ومنزلت سے دوری مین گرفتار ہونا ایسے لوگون سے دور نہ جانو جو اتباع سنت وطریقہ شریعت چھوڑ کر ... ہین اور ایسے عذاب کے لائق ہونے کی علامت یہ ہی کہ متواتر اس سے گناہ وفسق وفجور ظاہر ہوتے ہین - بعض نے قولہ فلما جاء امرنا الآیۃ سے نتیجہ اخذ کیا کہ جب حکم ازلی پہونچا تو جیسے انکے دلون کو الٹ کر دیا گیا تھا ویسے ہی انکی ظاہری ہیأت بھی لوٹ دی - شیخ محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قوم لوط کو جو سزا ملی اسی جہت سے تھی کہ نیک کام نہ خود کرتے اور نہ دوسرون کو نصیحت کرتے اور کچھ پروا نہین کرتے تھے اور باتین بنا کر حرام وفحش باتین عمل مین لاتے اور کہا کہ جو لوگ اپنے خالق سے خوف چھوڑ کر شرع سے تجاوز کرتے ہین یا شرع مین خلاف تقوی تاویلین کرکے حرام کو حلال بناتے ہین اور ... اسکے معاصی کے مرتکب ہوتے ہین وہ ظالم ہین انسے ایسا عذاب کچھ دور نہین ہی اقول دور کیونکر ہوگا جبکہ ایسی ... سے اسکی قلبی وباطنی خو بصورتی مقلوب ہوکر فسق وفجور وغیرہ مین بدشکل ہوئی اور عذاب اسپر برستا ہی تو اگر چند روز زندگی مین یہ حال نہ کھلا تو اسکو کچھ فائدہ نہین کیونکہ موت دور نہین تو پھر خواہ مخواہ قبر کا عذاب بھی طاری ہوگا عذاب دور کہان ہوا - نعوذ باللہ من الضلال والعذاب - پھر اللہ تعالے نے منجملہ عزبی اذکار کے حضرت شعیب کا تذکرہ فرمایا

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا تَنْقُصُوا

اور مدین کی طرف بھیجا انکا بھائی شعیب بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہین تمہارا حاکم اسکے سوائے اور نہ گھٹاؤ

الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ

ناپ اور تول مین مین دیکھتا ہون تمکو آسودہ اور ڈرتا ہون تمپر آفت سے ایک گھیر لینے والے دن کی

يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ ...

اے قوم پورا کرو ناپ اور تول انصاف سے اور نہ گھٹاؤ لوگون ...

Marfat.com

فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ○ بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَآ اَنَا

زمین مین فسادی — جو بچ رہے اللہ کا زیادہ بہتر ہی تمکو اگر ہو تم یقین رکھتے اور مین نہین ہون

عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ ○

نگاہبان

تفسیر

— ارسلنا — اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا اور ہمنے بھیجا مدین کی جانب انکے بھائی شعیب کو — مدین حضرت ابراہیم کے بیٹے کا نام ہی اور مدین کی تمام اولاد دیڑا قبیلہ ہوا وہ بھی مدین ہی مشہور ہوے اور مدین نے ایک شہر آباد کیا وہ بھی مدین کہلاتا ہی کما فی قولہ لما بلغ ماء مدین الآیۃ حضرت موسی علیہ السلام کے تذکرہ مین فرمایا ہی پس اگر یہان مدین سے قبیلہ مراد ہی تو معنی ظاہر ہین اور اگر شہر مراد لیا جاوے جیسے بعض مفسرین نے کہا تو ضرور ہی کہ مضاف محذوف ہو یعنی اہل مدین کیونکہ اخاھم کی ضمیر مدین کے لوگون کی طرف راجع ہی — مقریزی نے خطط مین لکھا کہ مدین حضرت شعیب کی امت ہین اور یہ لوگ مدیان بن ابراہیم خلیل کی اولاد ہین اور مدیان کی بیوی کا نام قنطورا تھا وہ لقطان کی بیٹی اہل کنعان مین سے تھی جس سے آٹھ بیٹے ہوے جنکی اولاد بڑا گروہ ہوگیا — اور شہر مدین بحر قلزم کے کنارے پر توک کے محاذی اُس سے چھ مرحلہ دور واقع ہی اور توک سے بڑا قصبہ ہی اور حضرت موسی علیہ السلام جب اول مرتبہ مصر سے تنہا بھاگے تو اسی شہر کے کنوئین پر ٹھہر کر شعیب کی بکریون کو پانی پلایا تھا — ابن کثیر رح نے کہا کہ مدین عرب کا ایک قبیلہ تھا جو حجاز و شام کے درمیان ایک شہر مین بستے تھے جو انھین کے نام پر مدین مشہور تھا — اللہ تعالے نے انکے پاس شعیب کو رسول کرکے بھیجا اور شعیب انھین مین سے سب سے شریف النسب تھے — بعض نے لکھا کہ جمہور کے نزدیک مدین عجمی لفظ ہی تو اسکے وزن پر اشکال نہین اور بعض نے کہا کہ عربی لفظ ہی تو اس صورت مین وزن فعیلاً بفتح الیاء ماخوذ از محاورۂ مدن بالمکان یعنے وہان قیام کیا مگر یہ وزن نادر ہی — اور بعض نے کہا مہمل ہی اور بعض نے کہا مفعل ماخوذ از دان ہی تو بھی شاذ ہی اقول بقول مقریزی اصل لفظ — یان موافق نام مدیان بن ابراہیم ؑ ہی اور شاید کہ انھون نے عجمی نام رکھا ہو اور ہر حال مین وہ غیر منصرف لفظ ہی یہی قول فراء و نحاس کا ہی اور ابن کثیر رح نے جبکہ اس قبیلہ کو عرب مین سے قرار دیا تو قابل بحث ہی جسمین [illegible] سے واقف آدمی غور کرین — اور معنی کی نظر سے عرب مین سے ہوتا اقرب و اصح معلوم ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالے نے قرآن پاک مین عرب کو اکثر انھین وقائع سے عبرت و نصیحت دلائی جو انکی سرزمین مین واقع ہوے سوائے چند وقائع کے جو کمال شہرت کی وجہ سے عرب کے نزدیک مثل انکے ملک کے واقعات کے تھے — بالجملہ انھین مدین کی طرف انکے بھائی شعیب کو بھیجا اور بھائی ہونا کچھ دین کی راہ سے نہ تھا بلکہ نسب کی راہ سے تھا اور شعیب بے شبہہ عربی لفظ ہی اور نسب اُنکا یہ ہی شعیب بن میکائیل بن یشجر بن مدین بن ابراہیم ؑ — شعیب علیہ السلام اسی قبیلہ مدین مین سے ان سب سے اشرف تھے — فوائد حدیث سے ثابت ہی کہ اللہ تعالے نے ہر قوم مین سے اسکا نبی سب سے اشرف خاندان کا بھیجا اگرچہ وہ فقیر ہو — پھر شعیب کی نصیحت و تعلیم کا حال بیان کیا کہ مثل اور [illegible] کے شعیب نے جو خطیب الانبیاء کہلاتے ہین پہلے قوم کو وہ بات بتلائی جو سب سے زیادہ فرض ہی — قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ کہا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالے کی عبادت کرو یعنے اپنے خالق معبود کی توحید کرو — کیونکہ اللہ تعالی پاک نام ہی

تمام مخلوقات کے خالق مالک بے مثل و مانند قادر کا جسکی تمام صفات کاملہ ہین جسکا کوئی شریک نہین [illegible]
عبادت کرو تو گویا کہا کہ معبود اپنا اسکو جانو جو وحدہ لاشریک ہی یہی توحید اسلامی ہی اسیواسطے جو کوئی کہ شرک کرے [illegible]
وبھروسا کرکے تقدیر کو نہ مانے اسنے اللہ تعالے کو نہ مانا اگرچہ منھ سے کہے کہ ہم اللہ کو مانتے ہین یا جو کوئی کہ اللہ تعالے کے
لیے جورو یا بیٹا بتلاوے اسنے اللہ تعالے کو نہ مانا بلکہ اسنے اپنا خدا ایسی چیز کو بنایا جسکا بیٹا وجورو ہی اور بے شک اللہ
چیزون سے پاک ہی سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم۔ تو اسنے اللہ تعالے کو نہ مانا اسیواسطے کہ اہل کتاب
اگرچہ زبان سے خدا کو مانتے ہین لیکن حقیقت مین اپنے گڑھے ہوئے خیال کو اپنا معبود بنالیا ہی تو قرآن مین فرمایا
قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر۔ یعنی مومنون کو حکم دیا کہ جہاد کرو ان لوگون سے جنکا یہ حال ہی کہ اللہ تعالے کو نہین
مانتے ہین۔ لہذا جب اللہ تعالے کی توحید سب سے مقدم فرض تھا تو پہلے قوم کو بتلایا کہ اللہ تعالے کی ذات وصفات کو یہی
کروجس توحید پر وہ پاک ہی تب تمہاری عبادت البتہ اپنے خالق کی عبادت ہوگی۔ **مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ** اسکے سوا
تمہارا کوئی معبود نہین ہی تو اپنے دل سے کوئی معبود مت بناؤ حتی کہ اگر اللہ تعالے کے حکم کے مانند کسی دوسرے کا کہنا اپنے اوپر
جانے اور مانے تو اسی کو اسنے اپنا معبود بنالیا اسیواسطے اگلے یہود ونصاری جنکا اعتقاد تھا کہ جو حبر وقسیس ورہبان کہے وہی حق
ہی انکو اللہ تعالے نے مشرک فرمایا اور کہا کہ انھون نے معبود بنالیے لقولہ تعالے اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ
والمسیح بن مریم۔ اور اس زمانہ مین بھی نصرانیون کی یہ کیفیت ہی کہ بڑا پادری وبشب اکثر سفارش سے ہدیہ لیکر گناہ معاف
کردیتا ہی اور عام نصرانی اسکی معافی پر معاف ہونے کا یقین کرتے ہین تو انبیاء علیہم السلام کے موافق حضرت شعیب نے قوم کو
کہ اللہ تعالے کے سوائے تمہارا کوئی معبود نہین ہی اور پیغمبر کا حکم خود نہین ہوتا بلکہ وہ فرماتا ہی کہ تمہارے رب کا یہ حکم ہی۔ سراج مین
یہ دلیل عمدہ لکھی کہ دیکھو ہزارون پیغمبر گذرے اور انکے ملکون مین ہزارون کوس کا فاصلہ اور انکے زمانون مین ہزارون برس
فرق تھا مگر سب نے اپنی قوم کو یہی توحید کا اعتقاد سکھلایا تو بالیقین معلوم ہوگیا کہ ہر ایک سچا پیغمبر تھا اور یہی توحید بے شک
ہی جو انکو اللہ تعالے نے وحی فرمائی۔ پھر جب انکو تعلیم کردیا کہ اللہ تعالے خالق عزوجل کا حق ہر حال مین اپنے اوپر فرض جانو
تمہارا جی چاہے یا نچاہے اسی کو سچ جانکر عمل کرو تو پھر انکو تعلیم کیا کہ آپس مین تمام مخلوق مین عدل کا برتاؤ کرو اور [illegible]
بعد شرک کے کرتے تھے اس سے منع کیا لقولہ۔ **وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ** [illegible]
مین۔ فی السراج یعنے نہ ناپ مین اور نہ ناپنے کے برتن مین اور نہ تول اور تولنے کے باٹ مین [illegible]
کوئی چیز باعتبار کمی وزیادتی کے برابری پر اندازہ کیجاوے اور وزن یہ ہی کہ باٹ سے ہلکے وبھاری ہونے کی [illegible]
انتہی۔ حضرت شعیب نے قوم کو ناپ تول مین کمی سے منع کیا کیونکہ یہ لوگ باوجود کفر کے یہ بدعملی کرتے تھے [illegible]
جب وہان بیوپاری اناج لاتا تو بڑھتی پیمانہ سے لیتے یا تول کی چیز مین بڑھتی باٹون سے [illegible]
کرتے تو چھوٹے پیمانہ اور کم باٹ سے دیتے تھے تو دونون حالتون مین انکو عدل سے تجاوز کرنے [illegible]
بِخَيْرٍ مین تم کو بھلائی کے ساتھ دیکھتا ہون یعنے اب تو تم نعمت وفراخی رکھتے ہو ایسی [illegible]
ناشکری وبندون کو فریب مت پہنچاؤ بلکہ شکرانہ مین بھرپور اور کچھ بڑھتی دینے [illegible]

Marfat.com

[illegible] وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ اور مجھے تمپر عذاب روز محیط کا خوف ہے۔ یعنی تمپر ایسا دن نہ آوے
[illegible] تمکو ہر طرف سے عذاب گھیر لے۔ پس یہ دنیاوی عذاب سے خوف دلایا کیونکہ عذاب آخرت کا خوف بعد ایمان کے
[illegible] اور بعض نے کہا کہ مراد عذاب آخرت ہے اور معنی یہ ہین کہ مجھے تمپر اسدن عذاب ہونے کا خوف ہے جو دن سب کو گھیر یگا
[illegible] قیامت اور مراد یہ کہ اسدن کے عذاب سے کوئی بدکار مستوجب سزا کو چھٹکارا نہوگا۔ اور ابن عباس سے روایت ہے
[illegible] عذاب سے مراد غلہ کی گرانی ہے جیسے خیر سے مراد ارزانی ہے پس معنی یہ ہونگے کہ مین اب تمکو سستی بھاؤ مین آسودہ دیکھتا ہون
[illegible] ڈنڈی نہ مارو یا دھوکا نہ کرو کہ مجھے تمپر قحط و کال کا خوف ہے۔ بعض نے کہا کہ ابن عباس کی مراد یہ ہے کہ اسوقت خیر و بہتری
[illegible] ہوا انکا ارزانی ہے اور تمپر خوف عذاب کا ہے جسکی صورتون مین سے گرانی سے ہلاکت بھی ہے۔ پھر انکو تاکید فرمائی۔ بقولہ
يَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ اور اے قوم تم پورا دو ناپ و تول کو عدل کے ساتھ۔
پہلے تو لوگون کو کمی کرنے سے منع فرمایا اور اب انکو بغیر کمی بیشی کے پورا دینے کا حکم دیا تو بیان مین خوب اہتمام ہوگیا اگرچہ
حدیث مین جھکتا ہوا حق دینے پر فضیلت آئی ہے لیکن حضرت شعیبؑ نے ایسی قوم کو ہدایت کی جو کم دینے پر عادی تھے
[illegible] انکا پورا دینا اول مقصود تھا کیونکہ واجب اسی قدر ہے علاوہ اسکے یہ قوم جاہل تھی اور بعض صورتون سے بڑھتی دینا بھی
منع ہے اور وہ ان سب صورتون مین ہے جنمین سود ہوتا ہے اور تمام مقام کو کتاب الربوا فتاوی ہندیہ سے معلوم کرو لہذا انکو
[illegible] واجب پر چھوڑا کیونکہ بعضے ثواب کی بات جس سے خوف ہو کہ آخر گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوگا تو ایسی بات کو چھوڑنا ثواب
ہے جیسا کہ فقہاء نے تصریح کردی ہے۔ پھر اور زیادہ انکی سمجھ کو اوپر چڑھایا اور کل چیزون مین اعتدال سے ہٹنے کو منع فرمایا
بقولہ۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ اور لوگون کے ساتھ انکی چیزون مین گھاٹ نہ کرو۔ پس ناپ تول
کی چیزین ہون یا کوئی اور ہون کسی مین گھاٹ نہ کرو۔ حدیث من ملونی کرنا اناج مین اسطرح حرام کیا کہ من غش فلیس منا
جیسے اناج مین ملونی کرکے یا تری دیکر گھاٹ کی وہ ہم مین سے نہین ہے۔ بعض احادیث مین ہر چیز مین اور ہر معاملہ ہر بات
مین خیانت و گھاٹ کرنے کی صورت مین یہی وعید فرمائی ہے کیونکہ ایسی حرکتون کا فساد تمام ملک مین پھیل جاتا ہے لہذا قوم
کو نتیجہ سمجھا کر منع کیا اور کہا۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ اور فسادی مفسد ہو کر زمین مین بگاڑ نکرتے
پھرو۔ [illegible] خضر علیہ السلام نے جو یتیمون کی کشتی توڑ ڈالی تھی وہ بغرض فساد نہ تھی بلکہ ؎ صد درستی در شکست خضر ہست
وہ بگاڑ نہ تھا بلکہ اس بگاڑ مین ہزار بناؤ تھے۔ اسی طرح چور کو یا رہزن کو سزا دینا یا خونی کو قصاص دینا کچھ فساد نہین ہے
بالکل اصلاح ہے جو پہلے ہی شریعت موسی علیہ السلام مین اور شریعت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین جہاد کا حکم بالکل اصلاح ہے
[illegible] کرتا ہے انکو ابھی تک جہاد کے معنی ہی معلوم نہین ہین اور ہم نے سابق مین تفصیل کردی ہے بَقِيَّتُ اللَّهِ
[illegible] قرآنی مین [illegible] اسی مقام پر بقیت کو تاء کشیدہ سے لکھا جاوے۔ خَيْرٌ لَّكُمْ جو اللہ تعالے نے باقی رکھا
[illegible] بہت اچھا ہے۔ ابن جریر وغیرہ مفسرین نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ ناپ تول تجارت مین ہر حقدار کا حق پورا دے
[illegible] نفع حلال تمہارے لیے اللہ تعالے نے مقرر فرمایا وہ گھاٹ کرنے اور کم دینے سے تمہارے حق مین بہتر ہے
[illegible] برکت مطلوب ہے۔ مجاہد رحمہ نے کہا کہ بقیۃ اللہ کے معنی اللہ تعالے کی بندگی و فرمانبرداری کرنا۔ ربیع نے کہا

Marfat.com

وصیت الٰہی - اقول یہ کلام عمدہ و دقیق ہی کیونکہ فرمابرداری سے آدمی حلال کمار بچالیگا [illegible]
آخرت مین بہت زیادہ ہوگا مانند قولہ تعالےٰ والباقیات الصالحات خیر عند ربک الآیہ - ابن عباس [illegible]
رزق الٰہی - قتادہ نے کہا یعنی پروردگار کیطرف سے تمہارا نصیب - اگر کہا جاوے کہ حضرت شعیب کی [illegible]
حکم مین فرمابرداری کرنا انکے لیے کیونکر مفید و بہتر ہوگا جب تک ایمان نہ لاوین - تو جواب یہ کہ اسیواسطے آگے فرمایا
مُّؤْمِنِیْنَ اگر تم مومن ہو یعنے یہ سب اس شرط سے بہتر ہوگا کہ تم ایمان لاؤ کیونکہ برکت و ثواب و نجات حاصل ہونے
ایمان شرط ہی - کذا فی البیضاوی - بعض نے کہا کہ حرف ان بمعنی اگر یہان شرطیہ نہین بلکہ نیکی پر بڑھاوا دینے کے لیے
جیسے باپ اپنے بیٹے کو کہے کہ اگر تم ہمارے بیٹے ہو تو یہ سبق جھٹ پٹ یاد کر ڈالو - حالانکہ کچھ شک نہین کہ وہ بیٹا ہی [illegible]
بات پر اگر نہین بولتے ہین اقول یہ قول کچھ ٹھیک نہین کیونکہ ابھی انکا ایمان لانا اور شعیب کو سچا جاننا ہی نہین [illegible]
جواب انکا برخلاف ہی اور خود شعیبؑ نے فرمایا - **وَمَآ اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ** اور مین تمپر کچھ بھی حافظ و نگہبان نہین
یعنے مین اس بات کا نگہبان و ذمہ دار نہین کہ تمکو گناہون مین پڑنے سے بچاؤن اور تمہارے سب کام نیک راہ پر رکھون
مجھپر فقط نصیحت فرض ہی وہ مین نے پوری کر دی چاہو مانو بہتر ہوگا اور نہ مانو تو تمہارا حساب تمہارے پروردگار کے قبضہ
دیا یہ معنی کہ مین تمپر اللہ تعالےٰ کی نعمتون کا نگہبان نہین ہون جبکہ تم بداعمالیان نہ چھوڑو یعنی ڈرو کہ اگر بدفعلی نہ چھوڑو
تو شاید تمپر عذاب آوے کہ تم اور تمہاری نعمتین سب فنا ہو جاوین اور پھر تم ہمیشہ کے لیے عذاب مین پڑے رہو گے مین [illegible]
نگہبان نہین ہو سکتا ہون **ف** فی العرائس قولہ تعالےٰ انی اراکم بخیر وانی اخاف علیکم - خیر سے دنیا کی بھلائیان مراد
جو استدراج کا محل ہوتا ہی اور استدراج یہ ہی کہ دنیاوی نعمتون کو دیکھکر آدمی یہ خیال کرے کہ مین اپنی خوبی کی وجہ سے
کو محبوب ہون کہ مجھے اسقدر نعمتین عطا فرمائی ہین حالانکہ اکثر ہوتا ہی کہ بدکار و فاجر جسکے حق مین آخرت کا عذاب شدید ہی دنیا
وہ سب کچھ دنیا پاگیا اور اس حقیر چیز پر اپنے آخرت برباد کر دی پس یہ چیزین محل استدراج و امتحان ہین - اور اگر شعیب
ان لوگون مین آخرت کی بھلائی دیکھتے تو انپر خوف نہ کرتے اور جو لوگ کہ عارف ہین جب اپنے آپ کو اونچے درجون و بلند مقا[illegible]
و استقامت پر دیکھتے ہین تو انکا خوف بہت زیادہ ہو جاتا ہی کیونکہ انکو معلوم ہی کہ حق سبحانہ تعالےٰ غیور ہی پس اسکے یہان [illegible]
کو بلندی و استقامت نہین ہو سکتی مگر بقا الحی القیوم اسیواسطے دیکھو آنحضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - انا اعلمکم
باللہ واخوفکم منہ - کما فی الصحیح - یعنی صحابہ رضؓ کو کسی بات مین اپنی پیروی سے بڑھ چلنے کو منع کرتے ہین سمجھایا کہ مین [illegible]
اللہ تعالےٰ کی شان کا عارف ہون اور اُس سے بہت زیادہ خوف رکھتا ہون - پس دیکھو کہ زیادہ عرفان پر زیادہ خوف [illegible]
بعض مشائخ نے کہا کہ ایمان والے کو اپنے اوپر ہر حال مین استدراج کا خوف ہوتا ہی لیکن اسوقت زیادہ ہوتا ہی جب [illegible]
آسایش مین ہو اور برابر اسپر نعمتین آتی جاتی ہون جیسے اس آیت سے ظاہر ہی - بعض مشائخ نے کہا کہ [illegible]
مین تمکو اللہ تعالےٰ کی نعمتون مین دیکھتا ہون - قولہ وانی اخاف علیکم - اور مین تمپر خوف کرتا ہون کہ تم [illegible]
بقیت اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین - یعنی اگر تم ایمان لاؤ تو اللہ تعالےٰ [illegible] درجات [illegible]
خیالات بشری سے باہر ہین تمہارے لیے اس سب سے بہتر ہین بلکہ اپنے اور آخرت [illegible]

اچھا سمجھے تجھے اس لیے اسنے بہتر بتلایا پھر قوم مردود کا جواب سنو۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ

بولے اے شعیب تیرے نماز پڑھنے نے تجھکو یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دین جنکو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دین کرنا

فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝

اپنے مالون مین جو چاہین تو ہی بڑا با وقار ہے نیک چال والا

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ قوم کے سردار بولے کہ اے شیب - اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ۔ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ ہم اسکی عبادت چھوڑ دین جسکو ہمارے باپ دادے پوجتے تھے یعنی بتون کی عبادت ہمارے باپ دادے بڑے رتبہ والے بزرگ جیسے آپ کہان ہو سکتے ہین برابر کرتے چلے آئے اب تو نے ایک نئی نماز پڑھکر یہ نکالا کہ ہم ان بزرگون کی راہ چھوڑ دین - احنف نے کہا کہ شعیب نماز بہت پڑھتے تھے تو قوم نے طعنہ دیا حالانکہ قوم والے نماز کو اچھا نہین جانتے تھے - بعض نے کہا کہ نماز سے یہان شریعت مراد ہے یعنے تیری شریعت حکم دیتی ہے اعمش نے کہا کہ تیری قراءۃ ولیکن اصلی ظاہر معنی سے تاویل کی کچھ ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ طعنہ سے کہا کہ تیری نئی نماز نے تجھے یہ سمجھایا کہ تو ہمکو منع کرے کہ ہم اپنے باپ دادون کی راہ سے خلاف کرکے بتون کی عبادت چھوڑ دین اور خالی تیرے کہنے پر ایک معبود وحدہ لاشریک کے ہو رہین - اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا یا اپنے مالون مین جسطرح ہمارا جی چاہتا ہے تصرف کرتے ہین اسکو چھوڑ دین - پہلا قول تو اللہ تعالے وحدہ لاشریک کی عبادت کا جواب تھا اور یہ جواب انکی تطفیف سے منع کرنے کا ہے اور حرف یا یہان او کے معنی مین ہے اور ایک قراءۃ مین او ان تفعل بتاء اور ماتشاء آیا ہے اور معنی یہ کہ تیری نماز حکم دیتی ہے کہ تو ہمارے مالون مین وہ کرے جو تیرا جی چاہے یعنی ہم کچھ اپنی خواہش پر نہ کر سکین یا طعنہ دیا کہ نمازین پڑھکر ہمارے مالون مین خواہش دوڑاتا ہے اور باتون باتون چاہتا ہے کہ ہمارے مالون مین جو تیرا جی چاہے تصرف کرے - اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ تو بے شک سیدھا سلا ہے - ابن عباس و دیگر علماء مفسرین نے کہا کہ یہ لفظ ٹھٹھول کے طور پر کہتے تھے - حلیم درحقیقت وہ شخص ہے جو مخالفات مین تحمل کرے اور مکروہات کو برداشت کرے اور رشید وہ ہے جو نیک چال چلن ہو - حسن [illegible] نے کہا کہ ہان واللہ حضرت شعیب کو انکی نماز یہی حکم کرتی تھی کہ کفار قوم بت پرستی چھوڑین یعنے اور ناپ و تول مین کمی کرنا چھوڑین اقول یہ اسوجہ سے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر - یعنی نماز بے شبہہ روکتی و منع کرتی ہے ایسی باتون سے جو فحش ہین اور اس بات سے جو شرع مین انکار کی گئی ہے پس صحیح ہوا کہ شعیبؑ کی نماز انکو آمادہ کرتی تھی کہ قوم کو نہی از منکر اور امر بمعروف کرین - ثوری رح نے کہا کہ قولہ ان نفعل فی اموالنا ما نشاء - یعنی زکوۃ ادا کرین - اقول یہ تفسیر بقراءۃ دوم یعنی بتاء بصیغہ خطاب ہے - پس عطف ان نترک پر ہوا - بعض نے کہا کہ قولہ انک لانت الحلیم الرشید - یعنی اپنے نزدیک اپنے اعتقاد مین تو حلیم و رشید ہے پس طعنہ دیا کہ تو ہم سے جو توحید کرنے کو کہتا اور بتون و تطفیف سے منع کرتا ہے تو وہ تیرے اعتقاد مرشد کے خلاف ہے - بعض نے کہا کہ قوم انکو حلیم و رشید جانتی تھی مگر کہا کہ تم ایسے ہو تو قوم کی مخالفت دین و اعتقاد

Marfat.com

مین تم پر شاق نہونا چاہیے۔ اور اصح یہی ہو کہ قوم نے شعیب پر بدگمانی کی کہ باتون سے ... کرنا چاہتے ہین چنانچہ جواب دلالت کرتا ہو بقولہ

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا

بولا اے قوم دیکھو تو اگر مجھکو سوجھ ہو لی اپنے رب کی طرف سے اور اسنے روزی دی مجھکو نیک

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ

اور مین نہین چاہتا کہ پیچھے آپ کرون جو کام تمسے چھڑاؤن مین تو چاہتا ہون یہی سنوارنا جہانتک ہو سکے

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

اور بن پاتا ہو اللہ سے اُسی پر مین نے بھروسا کیا ہو اور اُسیکی طرف رجوع ہون

قَالَ يٰقَوْمِ شعیبؑ نے جواب دیا کہ اے قوم اَرَءَيْتُمْ مجھے آگاہ کرو کہ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی حجت و بیان و ہدایت و بینائی پر ہون جس سے تمکو نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرتا وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا اور اسنے مجھے رزق دیا اپنی طرف سے یعنی خزانۂ غیب سے بلا کسی ایسے کے جو جائز نہووے ایسا رزق کہ وہ اچھا یعنے حلال و فراخ ہو جسکے ہوتے ہوے مجھے تمہارے مالون کی طرف کچھ حاجت نہین ہو تو ایسی صورت مین بھلا مجکو کب روا ہو کہ اللہ تعالے کی ناشکری کرکے تمکو نہ سمجھاؤن اور وحی الٰہی کی تبلیغ نہ کرون۔ یا یہ معنی کہ اے قوم مجھے تبلاؤ کہ بھلا جب اللہ تعالے نے مجھے حجت واضحہ بوحی عطا فرمائی جسمین گمان و وہم کو کچھ دخل نہین تو مین علم یقینی پر ہون تو تم نے کیونکر طعن کیا کہ تو حلیم ہو اور تمہارا مطلب یہ ہو کہ تو بیوقوف ہو خلاصہ یہ کہ جو شخص اسطرح علم یقینی از جانب حق تعالے رکھتا ہو اور نور یقین سے اسکو بصیرت و بینائی حاصل ہو تو تمہین کہو کہ کیونکر گمراہی و جہالت پر ہو سکتا ہو اور جسکو اللہ تعالے نے مال حلال فراخی کے ساتھ دیا ہو تمھین کہو کہ وہ کیونکر تمہارے مال پر ہاتھ بڑھاویگا تو پھر تم کیا طعنہ دیتے ہو کہ تو رشید ہو یعنے نیک چال چلن کہکر یہ مطلب لیتے ہو کہ تیرا چال چلن اچھا نہین کہ تو ہم کو یہ حکم دیتا ہو کہ لوگون کے مال مین کمی نہ کرو حالانکہ تو درپردہ ہمارے مالون مین تصرف کرنا چاہتا ہو اور ظاہر مین کچھ کہتا اور باطن مین اسکے خلاف کرتا ہو لہذا فرمایا۔ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ اور میرا یہ ارادہ نہین ہو کہ جس کام سے تمکو منع کرتا ہون اسی کام کی طرف تم سے مخالفت کرکے جاؤن۔ زجاج نے کہا کہ میں ایسا نہین ہون کہ جس کام سے تمکو منع کرون خود اسی کو کرون بلکہ جو بھلائی کی راہ اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہون وہی تمکو نصیحت کرتا ہون اور میرا علم یقینی بوحی الٰہی ہو۔ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مین نہین چاہتا مگر اصلاح کرنا تاکہ تمہارے اعتقاد و معاملات مین سے فساد دور ہوجاوے۔ مَا اسْتَطَعْتُ جہانتک مجھسے ممکن ہو وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ اور مجھے کچھ توفیق نہین مگر بقوت و طاقت الٰہی۔ یعنی مین اصلاح اپنی طاقت بھر چاہتا ہون لیکن پوری جبھی ہوگی جب اللہ تعالے عطا فرماوے اور اصلاح کے جسقدر سامان ہین وہ پورے کردے عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ اسی پر مین نے بھروسا کیا۔ یعنی سب کام جنمین تمہاری اصلاح بھی ہو سب کی کوشش و تدبیر ...

Marfat.com

...ہی ہی پر بھروسا رکھتا ہون کہ یہ کام پورا کردے۔ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ اور اسی کی طرف رجوع لاتا ہون کہ
...میرے مجھے کچھ قوت وطاقت نہین ہی تو ہی اپنے فضل سے پورا کرادے ۔ مسئلہ تدبیر کرنا اور کام مین کوشش
کرنا جہان تک ممکن ہو کوئی فریب وخیانت نہ کرنا جو منع ہی یہ آدمی پر واجب ہی اور کافر بھی یہی کرتے ہین لیکن مسلم
و کافر مین صرف یہ فرق ہوتا ہی کہ اس کوشش مین کافر کی نظر اپنی طرف یا غیر اسباب کی طرف ہوتی ہی اور مسلم کی نظر
...مقدر پر ہوتی ہی بس اسی نظر کا نام توکل ہی تو جب یہ کام پورا ہوا تو کافر اپنی کوشش پر خوش ہوکر اسکی تعریف کرتا ہی اور
مسلم اپنے پروردگار کی حمد وثنا کرتا ہی اور اگر یہ کام پورا نہوا تو کافر کہتا ہی کہ اگر یون ہوتا تو ہوجاتا اور ایسا نہوا ورنہ پورا ہوتا
اور رنجیدہ ہوکر افسوس کرتا ہی ولیکن مسلم جان لیتا ہی کہ اللہ تعالے کی مشیت نہ تھی لہذا وہ کچھ رنج نہین کرتا اور خوشی سے
پھر کوشش کرتا ہی ۔ بعضے لوگون نے تقدیر و توکل کے یہ معنی سمجھے کہ خاموش آرام کرو اور کاہل ومجہول ہوکر بیٹھ رہو کچھ کو
شت کرو حالانکہ یہ بہت بڑی بات ہی کیونکہ تقدیر تو علم الٰہی ہی بندہ کو اُس سے کچھ بحث نہین ۔ مگر اسقدر کہ مقدر ہوگا
ہوجائیگا ورنہ نہین ۔ لہذا جو مجہول لوگ کہا کرتے ہین کہ ہم کچھ تدبیر وکوشش نہین کرتے ہم تو توکل کیے ہین یا ہم تو راضی
تقدیر پر شاکر ہین یہ لوگ جاہل بلکہ گنہگار ہین انکو کچھ علم نہین اور نہ آج تک توحید و توکل کے معنی سمجھے ہین اور ناحق
اسلام کا نام بدنام کرتے ہین واللہ تعالے ہو الحافظ لدینہ القویم تفسیر ابن کثیر رح مین اس آیت کی تفسیر مین ہی کہ
رزقنی منہ رزقا حسنا ۔ بعض نے کہا کہ رزق حسن سے مراد نبوت ہی اور بعض نے کہا کہ رزق حلال اور احتمال دونون باتو
کا ہی ۔ قولہ ما ارید ان اخالفکم الخ ثوری رح نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ یہ نہین ہی کہ مین تمکو ایک کام سے منع کرون اور مین پوشیدہ
تمہارے اسکو عمل مین لاؤن ۔ اور ایسا ہی قتادہ رح سے مروی ہی پھر شیخ نے مسند امام احمد سے اس مقام کے مناسب
ایک حدیث حکیم بن معاویہ رض سے روایت کی کہ حکیم نے کہا کہ میرے باپ معاویہ نے بیان کیا کہ میرے بھائی ...
کہا کہ اے معاویہ میرے پڑوسیون کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے گرفتار کر لیا ہی سو تو میرے ساتھ آنحضرت صلعم کے پاس
چل کہ آنحضرت تجھسے باتین کر چکے اور تجھکو پہچان چکے ہین ۔ پس مین بھائی کے ساتھ گیا اسنے آنحضرت صلعم سے کہا کہ
میرے پڑوسیون کو چھوڑ دیجیے وے مسلمان ہوچکے ہین آپ نے منھ پھیر لیا تو میرا بھائی غصہ مین اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا کہ
واللہ اگر آپ ایسا کرینگے تو لوگ گمان کرتے ہین کہ آپ ہمکو ایک بات کا حکم دیتے ہین ... خلاف کرتے ہین آنحضرت
صلعم نے فرمایا آیا یہ بات لوگون نے کہی ہی اگر مین ایسا کرون تو اسکا وبال مجھ ... ہی ... سے کچھ وبال نہین ... پھر
فرمایا کہ اسکے پڑوسیون کو اسکے واسطے چھوڑ دو ۔ دوسرے طرق سے اس روایت کو نقل کیا ... ہی کہ ... قوم ... لبعض
لوگون کو آنحضرت صلعم نے ایک بات کی تہمت مین گرفتار کرکے قید کیا پس یہ شخص آنحضرت صلعم کے پاس ایسے وقت آیا کہ آپ
خطبہ پڑھتے تھے اور کہا کہ یا حضرت میرے پڑوسی کس جرم پر گرفتار ہین اور کہا کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ آپ ایک بات کا حکم
دیتے ہین اور خود اسکے خلاف کرتے ہین پس آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ لوگ کیا کہتے ہین پس مین نے بیچ مین سے بات کاٹ دی
اس خوف سے کہ ایسا نہو آنحضرت صلعم اس بدوی گنوار کی بات پر رنجیدہ ہوکر میری قوم پر بددعا کرین کہ پھر کبھی اس قوم کو
... لیکن آنحضرت صلعم نے برابر پوچھا یہان تک کہ صاف ظاہر ہوگیا مگر اسقدر فرمایا کہ آیا کیا یہ بات کہتے ہین یا کہا کہ

انمین ایسا کہنے والا بھی ہی اور واللہ اگر مین ایسا کرتا تو مجھی پر اسکا وبال ہوتا اور [illegible]
چھوڑ دو۔ اقول اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جو کوئی اورون کو ایک بات کا حکم کرے جسکو وہ [illegible]
یہ اسکے برخلاف عمل مین لاوے تو اس شخص پر وبال ہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ دین کی نیک بات جو جانے [illegible]
کو اسپر آمادہ کرنا اگرچہ خود نہ کرتا ہو بعضے علماء کے نزدیک ضرور ہی کیونکہ یہ تو فقط بھولے کو یاد دلانا ہی [illegible]
تو پہلے سے معلوم ہی اور تمام تفصیل فتاوی ہندیہ مین ہی۔ بیضاوی رح نے اس جواب کے فوائد مین کہا کہ اس [illegible]
جواب مین بہت بڑی تنبیہ ہی کہ عاقل کو واجب ہی کہ ہر امر مین تین حقوق سے ایک لحاظ رکھے انمین سب سے بڑھکر [illegible]
ہی اور دوم حق نفس ہی اور سوم حق مخلوق ہی۔ اور لکھا کہ قولہ علیہ توکلت۔ یعنی مین نے اسی پر بھروسا کیا کیونکہ اسی کو
ہر قدرت ہی اور جو کچھ اسکے سواے ہی یعنے مخلوقات تو وہ اپنی ذات مین بے شبہہ عاجز بلکہ نابود ہی۔ اور اسمین خالق
کی طرف اشارہ ہی اور جسکو یہ علم بالیقین حاصل ہوا اسکو وجود کے اعلی مرتبہ کا علم ہوگیا اور قولہ والیہ انیب۔ اور مین اسی
طرف راجع ہون۔ اسمین اشارہ ہی کہ آنحضرت علیہ السلام کو جیسے مبدء کا پورا علم حاصل تھا ویسا ہی معاد کا پورا علم تھا
کیونکہ انجام سب کا اپنے خالق کیطرف رجوع ہی پھر لکھا کہ تمام کلام مین (ابتداء) ایک تو اللہ تعالے سے ہر کام مین ٹھیک راہ [illegible]
حاصل ہونے کی توفیق مانگی اور تمام امور مین اسی کی استعانت چاہی اور بالکل دل وجان سے اسی کی طرف رجوع کیا اور [illegible]
کافرون کی طمع توڑ دی اور سوم ظاہر کیا کہ کافرون سے بالکلیہ فارغ دل بے فکر ہین کچھ انکی دشمنی کی پروا نہین کرتے تھے اور چہارم
انکو خوف دلایا کہ پیغمبر انکے ہاتھ سے ایذا پاکر جب اللہ تعالے کی طرف رجوع لایا تو سزا مین گرفتار ہونگے ف۔ وفی العرائس
قولہ وما ارید ان اخالفکم الے ما انہاکم عنہ۔ یاد رکھو کہ اہل صدق وصفا کو مخلوق سے کسی سبب دنیاوی مین عداوت وبغض نہین
ہوتا صرف جبھی غصہ آتا ہی کہ جب وے طریقہ سنت کو چھوڑکر گمراہی اختیار کرین اقول صحیح حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کسی بات مین کسی آدمی پر غضبناک نہوتے لیکن جب کوئی شخص شرع کی ہتک حرمت کرتا تو نہایت غضبناک ہوجاتے تھے
قال الشیخ اور اہل صدق کبھی مخلوق سے دل نہین ملاتے مگر جبھی کہ وے لوگ اپنی نفسانی خواہش کو ترک کردین اور جو کچھ [illegible]
نصیحت کرتے ہین وہ محض شفقت سے ہوتی ہی۔ شیخ ابو عثمان نے فرمایا کہ وہ واعظ کچھ نہین ہی جو خالی زبان سے نصیحت کرے [illegible]
آپ خود عمل کرنا نہ دکھلاوے۔ قولہ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت۔ یعنی میری عقل ونیت مین جو قوت ازجانب حق عزوجل [illegible]
اس سے مین تمھاری بھلائی چاہتا ہون لیکن ہدایت یعنی نیک راہ پر ہوجانا اور توفیق میرے قبضۂ قدرت مین نہین ہی اور [illegible]
یہ طاقت نہین کہ جو حکم تمپر ازل مین جاری ہوچکا ہی یعنے گمراہی وبدبختی اُس سے تمکو نکال لون۔ قولہ وما توفیقی الا باللہ۔ یعنی
مجھے نبوت ودلالت حاصل ہوئی تو میرے صفات سے نہین ہی بلکہ ازل مین حق عزوجل نے اپنے علم قدیم سے مجھے [illegible]
فرمادیا ہی۔ علیہ توکلت۔ اسی پاک معبود عزیز قوی قدیر سے مجھے سکون ہی کسی دوسرے حاجت سے نہین ہی [illegible]
عمیم سے وعدہ فرمایا اسپر مجھے پورا اعتماد ہی۔ والیہ انیب۔ مشتاق ہوکر اسی کی طرف رجوع لاتا ہون [illegible]
ان ارید الا الاصلاح الخ مین کہا کہ میرا مقصد تمھاری درستی ہی بشرطیکہ توفیق الٰہی مدد فرماوے [illegible]
مگر جبھی کہ اللہ تعالے کی مدد شامل حال ہو۔ شیخ نہرجوری نے توفیق کے یہ معنی بیان فرمائے [illegible]

Marfat.com

وجود بھی ہی جنمین کوئی سبب نہین ہوتا اور نہ بندہ کی طلب ہوتی ہی - حضرت جنید رح نے توکل کے یہ معنی فرمائے کہ اگر
ت ضرورت لاحق ہو تب بھی اسکا دل کسی سبب کی طرف مضطر نہوا اور حق عزوجل کے ساتھ تسکین سے ٹھہرے ہونے
ین ذکر ے انتہی مافی العرائس - واضح ہو کہ تفسیر الحافظ رح مین اس مقام کے فوائد مین احادیث و آثار نقل کیے از انجملہ
ان الطبی نے کہا کہ ہمارے پاس عمر بن عبدالعزیز خلیفہ الوقت کے خطوط آتے جنمین وہ ہم لوگون کو نیک کامون کے
ور برے کامون سے بچنے کا حکم و نصیحت لکھا کرتے اور آخر مین لکھتے کہ اس سب نصیحت کے بعد مین وہی کہتا ہون
دہ صالح حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا تھا کہ ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب - اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے
ف مین روایت کیا ہی - مسروق رح نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ آپ
تون کو بالون مین بال جوڑنے سے منع فرماتے ہو فرمایا کہ ہان بے شک - اسنے کہا کہ آپ کی بعض عورتون نے خود ایسا کیا
مایا کہ ایسی صورت مین بندہ صالح حضرت شعیبؑ کی وصیت کو ما ارید ان اخالفکم الی ما انہاکم عنہ - کو یاد نہین رکھا مترجم
ہا ہی کہ مطلب یہ ہی کہ جو تو کہتی ہی یہ نہین واقع ہوا کیونکہ مجھے حضرت شعیب کی وصیت یاد ہی تو اگر میرے یہان خود ایسا ہوتا تو مین
لے برخلاف تم عورتون کو منع نہ کرتا - فافہم واللہ تعالے اعلم - پھر شیخ حافظ رح نے ایک حدیث اس مطلب کے لیے ذکر کی
اگر کوئی شخص آنحضرت صلعم کی طرف سے ایسی بات روایت کرے جو آپ کی شان کے لایق نہین ہی تو قطعاً جان لو کہ راوی
جھوٹا کذاب ملعون ہی چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تم ایسی حدیث مجھسے روایت کی ہوئی سنو جس سے تمھارے
ل مانوس کرین اور تمھارے رونگٹے و کھال اسپر نرم ہو جاوین یعنے دل پر اچھا اثر ہوا کرے اور تم دیکھو کہ تم سے یہ بات
ریب ہی تو جان لو کہ وہ بات مجھسے بہ نسبت تمھارے اور زیادہ قریب ہوگی یعنے بے شک وہ میری طرف سے صحیح ہی اور جب
تم مجھسے ایسی حدیث کی روایت سنو کہ تمھارے دل اس سے انکار کرین اور تمھارے رونگٹے و کھال اس سے نفرت کرین اور
سمجھو کہ تم سے ایسی بات ہونا بعید ہی تو یقین جانو کہ وہ مجھسے بہت ہی دور ہی - رواہ احمد و قال الشیخ و اسنادہ صحیح - مترجم
اسکی مثال ذکر کرتا ہی کہ صحاح کے سواے بعض نیچے درجہ کی کتابون مین روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے حضرت جبرئیل سے شکایت
کی کہ میری قوت باہ بہت کمزور ہو گئی ہی تو جبرئیل نے آپ کو ہریسہ کھانے کو بتلایا - مترجم کہتا ہی کہ نقاد محدثین نے
صریح تنبیہ کر دی کہ یہ روایت بالکل موضوع و باطل ہی اسکی کچھ اصل نہین ہی اور [illegible] روایت کو جن لوگون نے سلسلہ
پہونچایا یا انمین فلان و فلان راوی جھوٹے بیباک لوگ تھے - مترجم کہتا ہی کہ راویون کے فاسق ہونے سے قطع نظر
یہ روایت بنائی ہوئی ہی اور بحکم حدیث مسند صحیح مذکورہ بالا بھی معلوم ہوا کہ یہ بات عالم ربانی سے بعید ہی تو شان نبوت سے
بالکل دور ہی دو وجہ سے ایک تو یہ شہوت کی جستجو ہی جسکا نتیجہ آخرت مین کچھ باقی نہین مگر بواسطہ - دوم یہ کہ آنحضرت صلعم
اللہ تعالے نے پاک طاہر جامع کمالات بشری پیدا فرمایا تھا جہان کسی عیب کو دخل نہین دیا چنانچہ آپ سامنے آنکھون سے
جیسے دیکھتے ویسے ہی سر کی پشت سے دیکھتے تھے اور بعض صحابہ کی آنکھ جو جہاد مین تیر کے زخم سے نکل پڑی تھی اپنا لب لگا کر
دوبارہ حلقہ مین جا دی جس سے وہ نہایت بڑھاپے مین مرتے وقت تک ویسا ہی تندرست دیکھتے تھے اور چالیس جوان برابر
طاقت و علاوہ آپ کو جماع کی قدرت تھی جیسا کہ صحیح مین ثابت ہی تو پھر اس روایت موضوع کا کچھ بھی نشان ہی اور یاد رکھو

Marfat.com

اگر کسی عالم نے اس روایت کو لکھکر اسکی کچھ توجیہ وتاویل بیان کی تو اس عالم کے
عالم کیسا ہی بزرگ وعابد وزاہد تہجد گذار ہو وہ کچھ بھی نہیں ہوتا ہی پس جب ہم نے
خالق عزوجل نے ہر عیب سے پاک معجزہ پیدا فرمایا تھا حتی کہ بڑھاپے کی سپیدی نہیں ظاہر
پھر اسکا علاج ڈھونڈھنا جو کہ اسپر لعنت ہی کیونکہ اسنے پیغمبر افضل علیہ السلام پر تہمت
کیا۔ واللہ تعالے اعلم۔ پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو اپنی مخالفت پر عذاب سے ڈرایا کہ

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ

اور اے قوم نہ کمائیو میری ضد کر کر یہ کہ پڑے تمپر جیسا کچھ پڑا قوم نوح پر

اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

یا قوم ہود پر یا قوم صالح پر اور قوم لوط تمسے دور نہیں اور گناہ بخشواؤ اپنے رب سے اور

اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝

رجوع لاؤ اسکی طرف البتہ میرا رب مہربان ہی محبت والا

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ لا یجرمن صیغہ نہی بنون تاکید از جرم یجرم اور ابن کثیر سے ایک قرات
یجرم سے مروی ہی لیکن بیضاوی رح نے کہا کہ فصحاء کی زبان پر اسکا دوران کمتر ہی لہذا لغت فصیح وہی اول ہی اور یہ فعل
متعدی بیک مفعول اور بدو مفعول آتا ہی یہاں اسکا دوسرا مفعول لفظ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ ہی اور جرم کے معنی کسب
لا یکسبنکم یعنی تمکو کما ندیوے یہ قول زجاج ہی۔ قتادہ رح نے کہا اے لایحملنکم۔ یعنی تمکو آمادہ نہ کردے۔ یہی مجاہد
سے مروی ہی اور اسی کو ابن کثیر نے اختیار کیا۔ شقاق عداوت بقول زجاج اور یہی سدی ومجاہد رح سے مروی ہی اور
بعض نے معنی فراق بیان کیے اور یہ بول چال ایسے وقت میں ہی کہ ایک دوسرے سے پھٹ چلے اسطرح کہ ایک تو ایک شق
اختیار کرے اور دوسرا اسکی عداوت سے دوسری طرف پھٹ جاوے اور اصابہ پہونچانا والمعنی اور اے قوم نہ کمائی کرا
تمکو میری عداوت یہ کہ تمکو پہونچے۔ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ ایسا ہی عذاب جو پہونچا تھا قوم نوح کو یعنی طوفان
ہوے۔ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ یا قوم ہود کو یعنی ہوا کے طوفان سے ٹکرا کر مرے۔ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ یا قوم صالح کو کہ بجلی
سے ہلاک ہوے الحاصل قوم کو نصیحت کی کہ تم مجھسے عداوت کرکے پھٹے پھٹے نہ چلو اور اپنے گناہوں پر ہٹ نکرو ایسا نہو
حرکت سے ان قوموں کو جو عذاب پہونچا ویسا ہی تمکو پہونچے اور تم ان قوموں کے تاریخی حالات سے خوب واقف ہو
انکو کچھ زمانہ گذرا تو انسے عبرت پکڑو۔ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ اور قوم لوط ع تو تم سے دور نہ تھی۔ قتادہ رح نے کہا
یہ قوم ایسی ہٹ گناہ پر کرنے اور پیغمبر سے مخالفت کرنے سے ابھی کل کی بات ہی کہ تمہارے روبرو ہلاک ہوئی یعنی
ہوئے کچھ زمانہ نہیں گذرا اور بعض نے کہا کہ اس قوم کی بستیاں تم سے دور نہ تھیں۔ قال الحافظ رح کلام
احتمال ہی یعنے قوم لوط تم سے بہت قریب تھی نہ انکا زمانہ دور تھا اور نہ انکی بستیاں تمسے دور تھیں
صیغہ واحد کی جگہ بعیدین صیغہ جمع باعتبار کثرت افراد قوم کے اسواسطے نہیں فرمایا کہ مراد

[ڈرا]تا کہ تم سے دور نہ تھا۔ پس اہلاک کا لفظ دل مین سمجھا ہوا ہی اور قوم کثیر کا لفظ سنایا تا کہ اچھی طرح ہولناک ہون کہ وہ اہلاک اس قوم کثیر چار لاکھ پر طاری ہوا تھا اس لطیف بلاغت کو غور سے سمجھ لو۔ جب حضرت شعیبؑ نے انکو انکا خوفناک انجام سنا دیا تو پھر عذاب واقع ہونے سے پہلے انکو ایسی بات بتلائی جس سے بجاے عذاب کے نعمت و رحمت پا دین اگر کرین یعنی فرمایا۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ۔ اور مغفرت مانگو اپنے رب سے یعنی پچھلے گناہون کی معافی چاہو پھر اپنے رب کی طرف رجوع کرو یعنی آیندہ کے لیے اسی کے حکم پر چلو اور کفر اور ناپ و تول مین کمی چھوڑ دو۔ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ بیشک میرا پروردگار رحیم ہی بڑی رحمت والا ہی اسکی خاص رحمت تو مومنون کے ساتھ مخصوص ہی اور عام مین سب شریک ہین وَّدُوْدٌ بہت محبت والا ہی یعنے اپنے نیک بندون کو محبوب رکھتا اور انپر بہت رحم فرماتا ہی۔ ودّ تبشدید دال بمعنی محبت ہی اور یہان مراد یہ ہی کہ جیسے اہل مودت مین جو نہایت ودود ہوتا ہی وہ دوسرے کو لطف سے خوش کرتا ہی اور اسکو بھلائی پہونچاتا اور اس سے برائی دور رکھتا ہی ایسے ہی اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے مومن بندون کو اپنی کاملہ قدرت سے سرفراز فرماتا ہی اور مقصود یہ کہ میرا رب رحیم ودود ہی اگر تم اب بھی استغفار دل توبہ کرو تو تمپر کرم و لطف و رحم فرماویگا۔ واضح ہو کہ پہلے تو فرمایا استغفروا ربکم۔ رب انکا کہا اور آخر مین ان ربی میرا رب کہا اسمین نہایت لطیف اشارہ ہی کہ رحیم ودود ہونے کی صفت مین میرا رب ہی اور جب تم میری راہ پر ہو تو تمھین بھی شمول ہو اور ہنوز تم قابل استغفار و توبہ ہو۔ فافہم ف۔ فی العرائس قولہ واستغفروا ربکم ثم توبوا الیہ الخ اہل قرب و منزلت اپنی عبادت سے استغفار کرتے ہین تو حکم مین اشارہ ہی کہ تمھارے دلون پر جو خطرہ گذرا کہ تمکو بندگی یا نافرمانی کی قدرت ہوئی اس سے استغفار کرو کیونکہ بندگی یا معصیت کا تعلق بندہ کی قدرت پر نہین بلکہ اسی سعادت ازلی یا شقاوت ازلیہ سے متعلق ہی جو تقدیر الٰہی ہی اور قولہ ثم توبوا الیہ۔ یعنی اپنی طاقت و قوت سے بیزاری کرو یعنی یقین کر لو کہ بذات خود تم کو ایسی قدرت نہین ہی پھر جب تم نے ایسا یقین کر لیا اور اپنی ہستی کے دیکھنے سے خارج ہو گئے تو اسوقت تم کو میرا رب اپنی معرفت کا لباس پہناویگا کیونکہ وہ اپنے عارف بندون پر رحیم ہی اور اپنے مودت والون کے ساتھ ودود ہی اقول معنی یہ ہوے کہ جو لوگ اپنے رب کے ساتھ بہت محبت رکھتے ہین انکا پروردگار بھی انسے بہت محبت و رحم و کرم فرماتا ہی۔ محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ جس شخص کے استغفار کا نتیجہ آیندہ کے واسطے سچی توبہ و رجوع نہوا تو یہ شخص استغفار مین جھوٹا ہی اسنے سچے دل سے نہین چاہا کہ اے میرے پروردگار میرے گذرے گناہ بخشدے کیونکہ اگر سچا ہوتا تو آیندہ [illegible] توبہ مین مضبوط ہوتا کہ اب مجھسے کوئی گناہ سرزد نہو یعنی اگر اتفاقاً جہالت سے ہو جاتا تو اسیوقت شرمندہ و نادم ہو کر توبہ کرتا اور جس شخص کی توبہ کا نتیجہ سچی محبت نہ نکلا تو وہ توبہ مین جھوٹا ہی اسکے نفس نے اسپر دھوکے سے ظاہر کیا کہ تونے توبہ کر لی ہی اور حقیقت مین توبہ کا اثر اسکے دل مین نہین ہی اور دلیل اس تمام کلام کی یہ ہی کہ فرمایا استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ۔ پہلے استغفار کو فرمایا پھر اسپر توبہ کو مرتب کیا جو اس استغفار کا نتیجہ ہی تو استغفار ٹھیک ہوا پھر توبہ کرنے والون کے حق مین فرمایا ان اللہ یحب التوابین یعنی اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے والون کو محبوب رکھتا ہی تو جو کوئی توبہ کرنے والا ہو گا وہ ضرور محبت مین سرگرم ہو گا کیونکہ جھوٹا توبہ کرنے والا تواب نہین ہی بس جھوٹی توبہ کا نتیجہ بھی محبت نہو گا۔ قال المترجم یہ کلام نفیس قابل حفظ ہی اور اسکے فوائد مین سے ایک یہ کہ محبت سے بندہ کی طرف سے عشق حقیقی کے معنی مراد ہین اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمکو بحث کرنا لغو و مہمل ہی کیونکہ

اسکی صفات سے ہمکو علم نہین ہو سکتا مگر اسیقدر کہ وہ اپنے بندہ کو محبوب رکھتا ہی اور ماہیت [illegible]
متعالیہ کے ادراک مخلوق سے باہر و متعالی ہی۔ فافہم۔ شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ ودود وہ پاک [illegible]
ہر طرح کی نعمتین عطا فرمائین بدون اسکے کہ تیرا کوئی استحقاق ہو یا اسپر کسی طرح ان نعمتون کا دینا واجب ہو [illegible]
علیہ السلام نے یہانتک نصیحت بالغہ و رسالت تامہ پہونچائی تو قوم نے اپنا مردود ہونا ظاہر کرکے نصیحت کے عوض عداوت کا [illegible]

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا

بولے اے شعیب ہم نہین بوجھتے بہت باتین جو تو کہتا ہی اور ہم دیکھتے ہین تو ہم مین کمزور

وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ

اور اگر نہوتے تیرے بھائی بند تو تجھکو ہم پتھراؤ کرتے اور تو ہم پر کچھ سردار نہین بولا اے قوم کیا میرے بھائی

اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا

بندون کا دباؤ تمپر زیادہ ہی اللہ سے اور اسکو ڈال رکھا تمنے پیٹھ پیچھے فراموش تحقیق میرے رب کے قابو مین ہی

تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

کرتے ہو

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ قوم والے بولے کہ اے شعیب مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ ہم سمجھتے نہین بہتیری باتون کو ان باتون
مین سے جو تو کہا کرتا ہی یعنے اللہ تعالے کی توحید و عبادت کرنا اور شرک چھوڑنا و ناپ تول مین کمی نہ کرنا سب حق پورے کرنا و انکی
دلیلین ہم اکثر نہین سمجھتے اور یہ اسوجہ سے تھا کہ انکی عقل مین قصور تھا اور اسکے باوجود ان سچی باتون کی طرف غور نہ کرتے
و دھیان نہ لگاتے تھے حالانکہ حضرت شعیبؑ انکو انھین کی زبان مین انکی سمجھ کی مقدار پر سمجھاتے تھے اور بعض نے کہا کہ سب
سمجھتے مگر یہ مطلب تھا کہ تمھاری باتون کی توقیر کچھ نہین ہی جیسے کہتے ہین کہ اے شخص تیری بات تو ہماری سمجھ مین نہین آتی یعنے
یہ بات قابل توجہ نہین ہی۔ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا اور ہم تو تجھے اپنے درمیان ضعیف دیکھتے ہین کہ تجھے کچھ قوت نہین
ہی اگر ہم تجھکو برائی پہونچانا چاہین تو تو روک نہین سکتا یا ضعیف سے یہ مراد کہ تو ہم مین ایک ذلیل آدمی ہی تیری کچھ عزت نہین
ہی۔ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ اور اگر تیرا گروہ نہوتا جو تیرے گھر والے ہین تو ہم تجھکو رجم کر ڈالتے یعنی پتھرون سے
مار کر ہلاک کردیتے یا کوڑون وغیرہ سے یا تجھے قید کرتے۔ رہط کا لفظ تین سے سات تک یا دس تک کے لیے بولا جاتا ہی تو معلوم
ہوا کہ اتنے آدمی اتنی قوت والے تو نہین ہو سکتے کہ ہزارون کا مقابلہ کرین بلکہ یہ غرض کہ ہم کو تیرے خاندان والون کی عزت و حرمت کا [illegible]
ہی کیونکہ وے ہمارے دین پر ہین تیرے ساتھی نہین ہین باوجود اسکے اگر تیری آبروریزی ہو تو انکی بھی ذلت ہوگی [illegible]
لوگون کے خیالات ہین پس رہط کے لحاظ سے رجم نہین کرتے۔ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ اور تو ہماری [illegible]
عزت والا نہین ہی تاکہ تیری عزت سے ہم تجھے رجم نکرین۔ قولہ لنراک فینا ضعیفا۔ علی بن عیسیٰ نے کہا کہ مقصود [illegible] البدن
نحیف الجسم ہی۔ نحاس رح نے کہا کہ قبیلہ حمیر کی زبان مین ضعیف اندھے کو کہتے ہین اور یہی زجاج نے [illegible]
وسعید بن جبیر سے مروی ہی کہ شعیبؑ اندھے تھے اور اسوجہ سے اندھے ہوگئے کہ اللہ تعالے کی [illegible]

[illegible] بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی محبت مین شعیب یہان تک رویا کہ اندھا
[illegible] اگر [illegible] یہ بات اگرچہ واقع ہو لیکن ضعیف کی تفسیر اندھے کے ساتھ ٹھیک نہین ہو چنانچہ بیضاوی رح
[illegible] لفظ فینا سے یہ قول رد ہوتا ہو اس لیے کہ جو اندھا ہوتا ہو وہ ہر ایک کے نزدیک ہر جگہ اندھا ہو پھر یہ کیا کہ تو ہم مین
[illegible] رح نے کہا کہ اسکے یہی معنی ہین کہ تو اکیلا تنہا ہو یعنے تیرے یار و مددگار لوگ نہین ہین اور ایسے شخص کو کمزور کہا
[illegible] ہین اور یہ قول اقرب ہو کیونکہ ذلیل و بے عزت ہونے کو بقولهم وما انت علینا بعزیز مصرح کردیا ہو پس حاصل یہ کہ قوم مردود
[illegible] اول تو یہ کہا کہ تیری باتین لایعنی ہین ہم اکثر نہین سمجھتے اور دوم آنکہ تو ہم مین تنہا کمزور ہو کیونکہ تیرے کنبہ والے تیرے
[illegible] نہین ہین اگرچہ تیری ذلت انکی ذلت ہوگی لہذا اگر وے نہوتے تو ہم تجھکو بہت جلد رجم کردیتے ہم کو صرف انکی آبرو
[illegible] خیال ہو اور تو ہمارے نزدیک کچھ بھی عزت والا نہین ہو - علی رض نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے سوائے کوئی معبود
نہین ہو کہ اس قوم نے جلال الٰہی سے خوف نہ کیا بلکہ فقط پیغمبر کے کنبہ والون سے خوف کیا - بیضاوی رح نے کہا کہ قوم نے حضرت
شعیب کے جواب مین بیہودہ گوئی و مار پیٹ کی دھمکی دی اور بیوقوفون کا یہی دستور ہوتا ہو کہ نور ایمان سے بے بہرہ ہو کر جہالت
کی تاریکی مین پڑے ہوے روشن آیات و کھلے دلائل کے مقابلہ مین ایسی ہی شیطانی حرکات کیا کرتے ہین - حضرت شعیب
کو اسی طرف خیال نہوا بلکہ بمقابلہ الٰہی عز و جل جو انھون نے کنبہ والون کی عزت کی اس سے غمناک ہوئے - قَالَ يٰقَوْمِ
اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فرمایا کہ اے میری قوم کیا میرا کنبہ تمھاری نظرون پر اللہ تعالے سے زیادہ عزت
والا ٹھہرا کہ تم نے کنبہ کی عزت سے مجھے اپنے نزدیک چھوڑا اور اللہ تعالے کی جلال و عظمت کے خوف سے نہین چھوڑا وَاتَّخَذْتُمُوْهُ
وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا اور کرلیا ہو تم نے اسکو ادھر اپنی پیٹھ پیچھے - یعنی حضرت ذو الجلال والاکرام کو ایسے بھولے ہو جیسے
کوئی بھولی چیز کو پیٹھ پیچھے ڈال دیتا ہو چنانچہ تم نے بلا تردد اسکی جناب مین شرک کیا اور اسکے رسول کی اہانت کرتے جاتے ہو
جو تم کو برابر نرمی سے عمدہ طور پر نصیحت کر رہا ہو تو تم نے عمداً حق الٰہی عز وجل کو بھلایا ہو مگر یاد رکھو کہ تمھاری حرکتون سے
تم کو کچھ فائدہ نہین ہو - اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ بے شک میرا پروردگار سب کو جو تم کرتے ہو محیط ہو یعنی وہ سب
جانتا ہو اسپر ذرہ برابر پوشیدہ نہین ہو وہ ضرور تمکو تمھاری حرکتون کو بدلا دیگا - ظهری [illegible] منسوب بظهر بفتح الظاء بمعنی
پشت ہو لیکن عرب اکثر نسبت مین ایسا تغیر کردیتے ہین جیسے بصرہ کی طرف نسبت مین بصری بالکسر بولتے ہین ف
فی العرائس قوله وانا لنراك فينا ضعيفا - یہ خطاب جبکہ قوم کی طرف سے ہو تو اسکی تفسیر گذر چکی اور جبکہ خطاب بطریق اشارات
[illegible] تو منجملہ اسکے اشارات کے ضعیف سے اشارہ ہو کہ جس حال مین اہل الکفر تھے اس سے پیغمبر علیہ السلام کو توحش تھا اور
جس حال مین خود تھے اس سے مانوس تھے - اور نیز ضعیف اس دعوی رسالت و معجزہ مین و دعوی قربت و مشاہدہ مین
[illegible] یعنی کہ جلال احدیت ہو سلطانہ سے جسقدر معرفت حاصل ہو وہ بذات خود اگرچہ معنی قربت ہین لیکن بذات تعالے و
[illegible] ہو عقول خلائق کو وہان رسائی نہین ہو - حکیم ترمذی رح نے کہا کہ ضعیف سے انکی یہ مراد تھی کہ ہمارے
[illegible] کا اظہار ہو ہم مین [illegible] برادری کے معاملہ مین شرکت حاصل نہین ہو اور بعض نے کہا کہ مراد انکی قلیل العقل
[illegible] آنحضرت علیہ السلام اپنی قوم کی ہدایت سے مایوس ہوے تو بواسطہ علم نبوت کے انکو ڈرانے

Marfat.com

سے بڑھکر انتظار عذاب کا وعدہ دیا

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ

اور اے قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہ مین بھی کام کرتا ہون آگے معلوم کروگے کس پر

يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝ وَلَمَّا جَا

کہ اسکو رسوا کرے اور کون ہی جھوٹھا اور تاکتے رہو مین بھی تمھارے ساتھ تاکتا ہون اور جب پہونچا

نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ

بچا دیا ہمنے شعیب کو اور جو یقین لائے تھے اُسکے ساتھ اپنی مہر سے اور پکڑا

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَا

ظالمون کو چنگھاڑ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھرون مین اوندھے پڑے جیسے کبھی نہ بسے تھے انمین سن لو

لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝ ع ۸ ۱۲

مدین پر جیسے پھٹکار پائی ثمود نے

جب آنحضرت علیہ السلام کو معلوم ہوگیا کہ یہ قوم اپنے باپ دادون کے دین پر اور اپنے قبیح اعمال پر ہٹ کیے رہینگی اور نصیحت انمین کارگر نہوگی تو اسنے کہا وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اور اے قوم تم کام کیے جاؤ اپنی حالت پر اِنِّيْ عَامِلٌ مین بھی اپنے حال پر کام کیے جاتا ہون - اگر وہم ہو کہ قوم تو شرک کفر و تطفیف کا کام کرتی تھی انکو انکے حال پر کام کرنے کا کیونکر حکم دیا اس لیے کہ شرع مین مسئلہ یہ ہی کہ کسی دوسرے کے کفر پر راضی ہونا کفر ہی نہ کہ اس سے بڑھکر کفر کے موافق عمل کرنے کا حکم دینا - تو جواب یہ ہی کہ یہ شرک کرنیکا حکم نہین ہی بلکہ باوجود اس قوم کے ازلی مردود ہونے کے جان لینے کے انکو اس طریقہ پر چلنے سے خوف دلایا چنانچہ اگر کسی کو سمجھا کر آدمی تھک گیا اور جانا کہ یہ ضد پر ہی کہتا ہی کہ اچھا تو یہ کام کر دیکھ تو ابھی تجھے معلوم ہوا جاتا ہی جو تجھپر پڑیگا پس یہ کہنا گویا بہت سخت منع کرنا ہوتا ہی اسلیے ہی چنانچہ اسی پر دلالت [illegible] قولہ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ عنقریب تم جان لوگے کہ ہم مین اور تم مین کون نیک راہ اور کون گمراہ ہی یا جان لوگے آنکھون دیکھکر کہ - مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ کسپر آئیگا ایسا سخت عذاب جو اسکو دنیا مین ذلیل و خوار کر دے - وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ اور کون جھوٹا ہی - واضح ہو کہ قولہ علیٰ مکانتکم - بعض نے کہا کہ یعنی علیٰ حال جس حال پر تم ہو کہ شرک و گناہ پر ہٹ کیے جاتے ہو چنانچہ اسی معنی پر تفسیر مذکور ہوئی - اور بعض نے کہا کہ مکانت سے مراد استطاعت ہی تو مراد یہ ہی کہ جہان تک تمکو قدرت و طاقت ہو وہان تک شرک و کفر و گناہ کے اعمال کر لو جنکو تم اچھا سمجھتے ہو اور مین اپنی استطاعت پر جسکو اچھا سمجھتا ہون عمل کرتا ہون پھر دونون کے اعمال کا حال عنقریب معلوم ہوجائیگا کہ جسکو [illegible] پس جو بدکار و جھوٹا ہوگا اسی پر عذاب آویگا - زمخشری رح نے کشاف مین ذکر کیا کہ قولہ من یاتیہ بغیر فا ہی گویا یہان سے نیا جملہ شروع کیا حالانکہ وہ اوپر سے مربوط ہی اور کبھی فا سے وصل کرتے ہیں اور کبھی قطع کرتے ہیں اور یہ زیادہ بلاغت ہی کیونکہ اسمین ہول طاری ہوتا زیادہ ہوجاتا ہی اور یہی اصلی مقصود ہی

Marfat.com

[illegible] ہوکیونکہ اس صورت مین گویا پوچھنے والے کافر نے پوچھا کہ اچھا جب سب کفار اپنے حال پر اور آپ اپنے طریقہ پر عمل
[illegible] کیا ہوگا جواب دیا سوف تعلمون اسے آخرہ تو ہول سمایا کہ اسطرح اس بحث کا خاتمہ تو بہت سخت ہی کہ اسمین بدکار کا فیصلہ
[illegible] ہوجائیگا [illegible] واضح ہوکہ کافرون نے کہا تھا کہ ما نفقہ کثیرا مما تقول - تیری بہتیری باتین ہم سمجھتے نہین یعنی تیری اکثر باتین ہم کو جھوٹ
معلوم ہوتی ہین مثلاً مرکر غذاب پانا وبعث ونشر وحشر وجزا وسزا وغیرہ اکثر باتون مین جھوٹا تبلایا - اور کہا تھا کہ ما انت علینا بعزیز
یعنے تو ہمارے نزدیک ذلیل وخوار ہی تو آنحضرت علیہ السلام نے رہط کی عزت بمقابلہ حضرت ذو العظمۃ والکبریا کے منکر جانکر فوراً قوم پر
رد کردی پھر علم وحی وغیرہ سے آگاہ ہوکر یہ فیصلہ کیا کہ اچھا نہین مانتے ہو تو خیر اپنے طور پر خوب برتاو کرو دیکھو انجام کو عنقریب
معلوم ہوجائیگا کہ جھوٹا کون ہی اور کھل جائیگا کہ ذلیل وخوار کون ہوا - اور یہ وعدہ ایسا قریب ہی کہ اسکی طرف ٹکٹکی لگاؤ -
وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ رَقِیْبٌ اور انتظار کرو مین بھی تمھارے ساتھ منتظر ہون دیکھو کہ اللہ تعالے ہم دونون کے
بیچ مین کیا حکم وفیصلہ جاری فرماتا ہی - پھر حسب وعدہ عنقریب ہی قوم پر عذاب آگیا - وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا
شُعَیْبًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا اور جب آگیا ہمارا حکم یعنے عذاب مقدر یا عذاب
کا حکم تو ہمنے دونون فریق مین سے نجات دی شعیب کو اور ان بندون کو جو اسکے ساتھ مین ایمان لائے تھے اپنی طرف سے
ایک خاص رحمت کے ساتھ - یعنی ان بندون کو ہمارا نجات دینا ہماری طرف سے انپر خاصہ رحمت تھی اسی کا اثر تھا کہ یہ لوگ
ایمان لائے اور نیکوکار تھے اور قوم مردود سے دل سے بیزار وعلحدہ تھے پس انکو خواری وعذاب آخرت کے مکانات مین
بھی قوم سے الگ کردیا گیا - وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ اور گرفتار کرلیا اس قوم کو جنھون نے خود اپنی
جانون پر آپ شرک وعصیان سے ظلم کر رکھا تھا ایک کرخت آواز نے - روایت ہی کہ جبرئیل ؑ نے انکو سخت ہولناک آواز
ڈانٹا جبکہ وے اللہ تعالے خالق کی نافرمانی مین اسکے پیغمبر ومومنون کو آزار دیتے تھے پس دہشت سے انکے دل پھٹ گئے
فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ پس یہ لوگ اپنے گھرون مین گھٹنون کے بل مرے رہگئے یعنی اس ہیأت پر مرے کہ
گھٹنے زمین پر ٹیکے تھے اور دونون ہاتھ کے بل زمین پر تھے اور اسکی وجہ یہ تھی کہ زمین کو زلزلہ سخت آیا تھا تو لڑکھڑا کر اسی
ہیأت پر رہگئے تھے چنانچہ سورہ اعراف وعنکبوت مین زلزلہ مذکور ہی بقولہ فاخذتہم الرجفۃ - [illegible] زلزلہ بھی انپر عذاب تھا [illegible]
واضح ہوکہ اس امر مین گفتگو ہی کہ اصحاب الایکہ قوم شعیب تھے حالانکہ وہ عذاب [illegible] سے ہلاک ہوئے تو کہا گیا کہ خاص وہ [illegible]
مدین جنمین حضرت شعیب تھے وہ تو زلزلہ وکرخت آواز سے مرے اور ایکہ والون پر آسمان سے آگ اُتری جس سے ہلاک ہوئے
[illegible] غریب مومنون کے اس قوم مالدار مغرور بدکردار مین سے کوئی نہین بچا سب مال دولت مکان وثروت جسکی محبت مین
[illegible] اور ایمان کھوئے ہوئے حضرت پیغمبر علیہ السلام کو ذلیل خوار سمجھتے وانکی طاعت سے عار کرتے تھے سب چھوڑ کر عذاب
دائمی مین گرفتار ہوئے اللہ تعالے نے فرمایا - كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا گویا کبھی ان گھرون مین نہین بستے تھے پھر فرمایا
اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ آگاہ رہو کہ ہلاکت ہی مدین کے لیے - كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ جیسے ثمود ہلاک ہوئے اور تشبیہ اس بات
[illegible] کہ قوم شعیب بھی اسی عذاب صیحہ سے ہلاک ہوئی جس سے ثمود قوم صالح مری تھی صرف فرق اسقدر تھا کہ قوم ثمود
[illegible] سے ہلاک کیا اور مدین کو صیحہ اوپر سے پہونچا تھا اور روایت ہی کہ کسی دو قوم کو اللہ تعالے نے ایک عذاب سے

نہین مارا سوائے مدین وثمود کے کہ دونون صیحہ سے مرے اور شیخ حافظ نے کہا کہ دونون
کفر اور رہزنی مین یکسان تھین اور دونون عرب مین سے تھے۔ واضح ہو کہ البعد
بضم العین آتا ہی اور بمعنی ہلاکت اور فعل اسکا بروزن سمع بکسر العین آتا ہی اور ابن الانباری
مین فرق نہین کرتے ہین۔ جوہری نے کہا کہ بُعد بضم العین کا استعمال بھلائی و برائی دونون مین ہوتا ہی
خاصکر برائی سے مخصوص ہی اور یہان بعدت بکسر العین جمہور کی قراءت ہی اور مراد اس سے لعنت
لعنت ہی جیسے ثمود ملعون ہوئے اور بعدت صیغہ تانیث باعتبار قبیلہ کے ہی۔ واضح ہو کہ تطفیف جو مدین کا فعل
اور اسکا عذاب علاوہ تذکرہ مدین کے قولہ تعالیٰ ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا الآیۃ مین منصوص ہی
مضمون آیا ہی کہ آنحضرت صلعم نے موالی کو فرمایا کہ تم نے ناپ تول کا پیشہ وہ اختیار کیا ہی جسمین اگلی امتین
تو احتیاط رکھو یعنی پورا دو اور عذاب سے ڈرو۔ واضح ہو کہ جس بدفعلی کا عذاب دنیا مین کسی قوم کو
بسبب برکت آنحضرت صلعم کے دنیا مین عذاب عام نہ دیا جائیگا تو اس سے آخرت کے عذاب سے چھٹکارا نہوگا
عذاب طاری ہونگے اور عذاب القبر شروع ہو جائیگا نعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالیٰ ومن سیئات الاعمال
نے ساتوان تذکرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بادشاہ فرعون کا بیان فرمایا۔ بقولہ۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا
اور بھیج چکے ہین ہم موسیٰ کو اپنی نشانیان لیکے اور واضح سند سے فرعون اور اسکے سردارون پاس پھر چلے
اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فرعون کے اور نہین بات فرعون کی کچھ نیک چال رکھتی آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن
فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ
پھر پہونچا دیگا انکو آگ پر اور برا گھاٹ ہی جسپر پہونچے اور پیچھے سے ملی اس جہان مین لعنت اور دن قیامت کے
بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝
برا انعام ہی جو ملا

اس تذکرہ کو بلفظ لقد ارسلنا شروع فرمایا جسکے معنی تاکید وتحقیق کے ہین اور عرب اگرچہ اس قصہ واقعہ سے
خصوص عرب کے یہود اور دیگر مقامات کے نصاری سے متواتر اخبار موصول ہوئے لیکن پھر بھی
تو انکو بحرف تاکید سنایا اور دوسرے سننے کے لیے تاکید وتنبیہ ہی کہ اس سے کمال عبرت حاصل کرو کیونکہ اصل مقصود
یہی ہی کہ اہل عقل ایسے اپنے خالق کی قدرت واسکا طریقہ عبودیت پہچانین اور اہل حال
عبارات کلام مین عجیب لطافت سے مندمج ہین ادراک کرین اور اہل توحید
ہو اور یہ سب بخاصۂ ہدایت الٰہی عز وجل ہی مگر ابتدا اسکی یہی ہی کہ نفس کے
کے شہوات سے مقابلہ کرکے نفرت کی نظر کو دور کرین اور حضرت خالق عز وجل کی

Marfat.com

[illegible] مین بتاکید فرمایا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى اور بے شک بھیجا تھا ہم نے موسےٰ کو
مین اسکو رسول مقدر کردیا تھا کہ فلان وقت و زمانہ مین پیدا ہو اور اسطرح زندہ رہے اور اسطرح فرعون اسکو پالے پھر
بڑا ہو پھر دفعۃً یکایک ہماری تعلیم خاص و تنویر قلبی سے فیضیاب ہو ہمارا ایلچی ہو کر جاوے۔ بِاٰيٰتِنَا ہماری آیتون کے
لیے۔ وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اور کھلے ہوئے غلبہ کے ساتھ ہین۔ یعنی موسی کے ساتھ دو باتین ہم نے عطا فرمائین
آیات اور دوم سلطنت واضحہ۔ اور مفسرین نے باہم گفتگو کی کہ یہان ان دونون سے کیا مراد ہے پس بعض نے کہا کہ آیات
سے مراد توریت کتاب آسمانی ہے ولیکن یہ قول صحیح نہین اسواسطے کہ آگے فرمایا۔ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فرعون و اسکے
سردارون کی طرف۔ حالانکہ جسوقت حضرت موسیٰ رسول ہو کر فرعون کی طرف گئے اسوقت توریت انکو نہین ملی تھی بلکہ یہ تو
فرعون کے غرق ہو جانے کے بعد ملی ہے اور صاحب فتح البیان سے عجب ہے کہ اسنے لکھا قولہ باٰیٰتنا ای بالتوراۃ حال کونہ
ملتبسا بہا۔ پھر آگے جاکر لکھا وقیل المراد بالآیات ہی التسع المذکورۃ فی غیر ہذا الموضع الے قولہ ولیس من الآیات المرادۃ
ہہنا التوراۃ لانہا انزلت بعد اغراق فرعون وقومہ انتہی حالانکہ یہی بات صحیح ہے تو اسنے برعکس معاملہ کیا چاہیے تھا کہ آیات
کی تفسیر یہان کی مراد سے کرتا پھر ایک قول کر کے لکھدیتا کہ بعض نے توریت سے تفسیر لکھی ہے واللہ اعلم اور یہ جواب کہ متلبس
بالتوراۃ تھا پس یہ حال مقدرہ ہے تو یہ جواب کچھ نہین ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے انوار قلبی و موارد باطنی کا اثر فرعون
کے حق مین نفس رسالت کی راہ سے کچھ نہ تھا۔ فلیتامل اور بیضاوی رح نے بھی آیات کی تفسیر مین توریت لکھی ولیکن
کہا کہ مراد توریت ہے یا معجزات ہین اور سراج مین اسی کی پیروی کی ہے اور شیخ حافظ ابن کثیر رح نے آیات سے نشانیان
مراد لین جیسا کہ ظاہر کلام شیخ اسپر دلیل ہے۔ اور حاصل اسکا یہی معجزات باہرہ تھے۔ پس سیاق کلام گویا اس امر کو مفید ہوا
کہ اولاد آدم اگر اپنے خالق کو بالکل فراموش کر بیٹھے تو نوح و ہود و صالح و ابراہیم و لوط و شعیب انبیاء عظام انکی طرف
اللہ تعالےٰ کے رسول گئے اور سمجھایا مگر انھون نے سب کو جھٹلایا اور محسوس چیزون کے سامنے غیب کی باتون پر ایمان
نہ لائے آخر عذاب سے تباہ و ہلاک ہوئے پھر ہم نے موسیٰؑ کو بلا شبہہ بہت سے آیات و معجزات کے ساتھ بھیجا کہ انکے سامنے
جھٹلانے اور رسول نہ ماننے کا موقع نہ تھا اور ایسے معجزات دیے کہ جو بالکل واضح تھے کہ ضرور آدمی محسوسات سے تجاوز کر کے
غیب پر ایمان لاوے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ انبیاء سابقین کے ساتھ اگر کثرت سے معجزات نہ تھے اور کوئی سمجھے کہ قوم نے اپنی عادت
کے موافق محسوس چیز سے تجاوز نکیا اور انکو جھٹلایا اور بہت معجزے ہوتے تو شاید مان لیتے تو بتاکید فرمایا کہ ہم نے موسیٰ کو فرعون
کی طرف بہت سے معجزات کے ساتھ بھیجا تب بھی اسکا حکم نہ مانے اب اگر کہا جاوے کہ آیات سے اگر معجزات مراد ہین تو سلطان
مبین سے کیا مراد ہے تو بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ دونون سے معجزات ہی مراد ہو سکتے ہین اور فائدہ یہ ہے کہ معلوم ہو جاوے
کہ یہ معجزات ہماری قدرت و عظمت والوہیت پر نشانی تھے اور موسیٰ کے لیے اسکی نبوت پر سلطان مبین تھے کیونکہ معجزہ کے معنی
عاجز کر ڈالنا تو جب ان معجزات سے موسیٰؑ نے منکرون کو عاجز کیا اور وے کچھ مقابلہ نہ کر سکے تو موسیٰ کو سلطنت یعنی غلبہ انپر حاصل ہوا
اور مراد غلبہ سے یہی حجت و دلیل سے غلبہ ہے زبردستی وغیرہ عوام کے معنی مراد نہین ہین اور چونکہ سلطان بروزن مصدر رہی تو
اسمین مذکر و مونث اسکا یکسان ہے اور لکھا کہ آیت تو ایسی چیز کو بھی کہتے ہین کہ جو نشانی ہو خواہ یقینی قطعی ہو یا سہو اور

سلطان ہر ایسی آیت ہی جو قطعی ہو۔ امام رازی نے لکھا ہیں اور [illegible] ہیں [illegible]
کہتے ہیں کہ اسکو بدون حجت والے پر غلبہ ہوتا ہی کہ اسکو مقہور کر لیتا ہی جیسے سلطان [illegible]
کے کمال سے سلاطین ہیں جیسے بادشاہ اپنی فوج وغیرہ سے سلطان ہی لیکن [illegible]
بادشاہ تو تخت سے معزول ہوسکتا ہی اور عالم اپنے علم سے معزول نہیں ہوسکتا [illegible]
سے ہی تو ملوک انکے تابع ہیں اور بادشاہوں کی سلطنت فرعون کی سلطنت کی [illegible]
تھے کہ وہ انکا تابع ہوکر رہے اگرچہ دنیاوی تمام ثروت میں سے موسیٰؑ کو کچھ حصہ نہ تھا۔ [illegible]
کہ سلطان مبین سے مراد عصا کا معجزہ ہو اگرچہ وہ آیات میں داخل ہی چنانچہ نو آیات [illegible]
وزین سورہ یونس میں مذکور ہی لیکن اسکو الگ کرکے سلطان مبین اس وجہ سے کہا جاسکتا ہی کہ [illegible]
اور بعض نے لکھا کہ سلطان مبین سے مراد وہ غلبہ ہی جو موسیٰؑ نے فرعون کے ساتھ سوال و جواب میں [illegible]
ضعیف قول ہی اس وجہ سے کہ ہر پیغمبر کو قطعاً یہ سلطنت حاصل تھی بلکہ جو شخص دنیا میں سچا ہو وہ اپنے مقابل جاہل پر سلطان
رکھتا ہی اور ایسے قول سے تو میرے نزدیک یہ اچھا تھا کہ یوں کہا جاتا کہ فرعون ایک سرکش ظالم تھا جو [illegible] کا مدعی تھا
کثرت اموال و افواج و قہر و غلبہ پر مغرور اور اسنے تمام بنی اسرائیل کو خوار و ذلیل کر رکھا تھا پھر اسپر پیغمبر کرکے [illegible]
کو بھیجا اور اسکو ہرگز قوت نہوئی کہ انکو قتل کرے یا کوئی آزار پہونچادے بلکہ وہ خوفناک رہتا تھا اور [illegible] برس تک برابر حضرت
موسیٰؑ دین حق کی دعوت فرماتے رہے تو یہ کیسی سلطان مبین تھی کہ اللہ تعالے کی عزت و قدرت و سلطنت پر دلیل واضح ہی
اور کھلی دلیل ہی کہ دنیا میں وہی واقع ہوتا ہی جو اللہ تعالے چاہتا ہی کسی تدبیر سے یا کسی کی قدرت سے کچھ نہیں ہوسکتا
پھر واضح رہے کہ اس تفسیر میں علماء حقائق صرف اسیقدر کلام کرتے ہیں جو عقل والوں کی عقل کے اندازہ [illegible]
بہت کچھ مندرج ہوتے ہیں لیکن انسے بالکل سکوت اختیار کرتے ہیں کیونکہ وہ کمالات ہیں بیانات نہیں ہیں تو بعض مقامات
ظاہری تفسیر سے اسرار اعلیٰ ہوتے ہیں اہل ایمان خاص توفیق تک جناب باری تعالے میں [illegible]
ظاہر ہی کہ خواہ آیات و سلطان مبین کی مراد معلوم ہو یا نہو اصلی مقصود ضرور ظاہر ہی یعنے اللہ تعالے نے [illegible]
اولوالعزم پیغمبر کو آیات و سلطان مبین کے ساتھ فرعون و اسکے گروہ کی طرف ایلچی کرکے بھیجا [illegible]
حجج قاہرہ کے ان سرکشوں نے پیغمبر الٰہی عزوجل کی بات نہ مانی۔ فَاتَّبَعُوٓا اَمۡرَ فِرۡعَوۡنَ ۚ [illegible]
فرعون کے امر کی پیروی کی۔ اگر امر سے حکم مراد ہی تو یہ معنی ہوئے کہ فرعون نے خود کفر کیا اور اپنے گروہ کو حکم کیا کہ [illegible]
جانو اسکی بات نہ مانو بس باوجود ایسے معجز دلائل دیکھنے کے ان جاہلوں نے دنیا کے لالچ سے اسی کا حکم مانا [illegible]
مراد ہی تو یہ معنی کہ نفس کی خواہش دنیا کی لالچ و آخرت و موت سے غفلت میں یہ جاہل ایسے پھنسے تھے کہ [illegible]
حقانی کے ساتھ نہایت ادب و بندگی کے طریقہ پر دیکھکر نہ مانے اور اسکے طریقہ پر نہ چلے بلکہ فرعون [illegible]
بد قولی ظاہر تھی اسی کے طریقہ پر چلے۔ وَمَآ اَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ بِرَشِيۡدٍ اور نہیں تھا حکم فرعون کا [illegible]
سیدھی راہ پر چلانے والا یا راستی والا نہ تھا بلکہ محض گمراہی و فساد تھا۔ حاصل یہ کہ وے [illegible]

[illegible] تھا۔ اگر کہا جاوے کہ دوسرے لوگ راستی سمجھکر چلے تو سراج مین لکھا کہ طریقہ امام فرعون
[illegible] عند نہین ہوسکتا اول حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت ان معجزات سے ظاہر ہونے کے
[illegible] اور مین کہتا ہون کہ سراج کی تقریر پر یہ امر ظاہر ہوا کہ اس کلام مین تلویح ہی کہ حسن و قبح
[illegible] اصول سے تعلق ہی۔ پھر فرعون کا انجام دنیا کے برعکس آخرت کا بیان فرمایا۔ یَقْدُمُ
[illegible] یعنی فرعون پیشوا ہوگا اپنی قوم کا قیامت کے دن۔ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ پس نتیجہ یہ ہوگا
[illegible] دنیا کے برعکس نتیجہ ہی کیونکہ دنیا مین انکا پیشوا تھا تو انکو مال و منال و تمام خواہش
[illegible] انکی پیروی مین انکو تمام شہوات حاصل ہوتی تھین اور آخرت مین اسکی پیشوائی سے یہ
[illegible] پیچھے پیچھے آگ مین جا پہونچینگے۔ حدیث مین ہی کہ مجمع قیامت مین حکم الٰہی ہوگا کہ جو جسکی پرستش کرتا تھا
[illegible] حتی کہ سوا ے اہل توحید کے سب گمراہ اپنے پیشواؤن کے پیچھے جاوینگے یہان تک کہ دوزخ
[illegible] صحیح مین ہی کہ حفت النار بالشہوات۔ یعنی نفس کی خواہشون سے دوزخ گھری ہوئی ہی۔ اس سے معلوم
[illegible] جی چاہتی چیزون کے پیچھے دین الٰہی سے باہر ہو اور حرام و رشوت و شراب و شاہد مین اپنی شہوات پوری کر
[illegible] تو جہنم تک پہونچ جائیگا اور اگر بیچ مین ہوشیار ہوکر توبہ و استغفار سے واپس آیا اور نیک کام کیے تو
جنت نصیب ہوگی انشاء اللہ تعالے اگرچہ نیک کام جو حقیقت مین نہایت آسان ہین نفس پر بہت شاق گزرتے ہین اور ایسا ہی
[illegible] ہی کہ حفت الجنۃ بالمکارہ۔ جنت ایسی چیزون سے گھری ہی جو آدمی کے جی پر گران و شاق گزرتے ہین۔ تو دیکھو کہ
فرعون والون نے باوجود ظہور نبوت موسی و کثرت معجزات باہرات و خوبی و راستی طریقہ کے صرف دنیاوی خواہشون کی لالچ
مین فرعون کی پیروی کی اور شہوات کو پورا کر لیا آخر اسنے اپنی پیروی مین انکو جہنم مین ڈالا۔ اور دنیا مین جب سے بحر قلزم
مین غرق ہوے دوزخ کی آگ پر پیش کیے جاتے ہین کما قال تعالے النار یعرضون علیہا غدوا و عشیا الآیۃ۔ اور دیکھو حضرت
موسی علیہ السلام کی پیروی کرنے والے دنیا مین فرعون کے ہاتھون مصیبت اٹھاتے اور طرح طرح کی تکلیفین سہتے تھے مگر
[illegible] تو آخرت مین جنت دائمی مین آرام پاوینگے انشاء اللہ تعالے۔ اگر کہا جاوے کہ فرعون خدا
[illegible] جھنڈا کیسا ہوگا تو جواب یہ ہی کہ یہ خواری و ذلت کا جھنڈا ہوگا چنانچہ جہنم مین جاویگا اور پھر اسی پر موقوف
نہین [illegible] گمراہی کا پیشوا اپنا ہی آخر رسوائی کا جھنڈا اٹھاویگا چنانچہ ابو ہریرہ رضؓ نے روایت کی کہ آنحضرت صلعم
[illegible] شاعرون کا جھنڈا اٹھانے والا امرء القیس ہوگا۔ رواہ الامام احمد۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ اوردہم
[illegible] کا استعمال عرب مین پانی کے ساتھ مستعمل ہی مثلاً اورد البعیر الحوض۔ اور جیسے قولہ تعالے
[illegible] بجاے ادخلہم النار کے اوردہم۔ جو پانی کے واسطے ہی کیون فرمایا ہی تو سراج و خفاجی وغیرہ مین زبانی
[illegible] کو بمنزلہ پانی کے استعارہ کرکے ورود کے لفظ سے استعمال کیا اور بلاغت کی اصطلاح
[illegible] استعارہ مکنیہ تخییلیہ ہی۔ حاصل یہ ہی کہ جیسے پانی سے آدمی سیراب و خوش ہوتا ہی جب وہان وارد ہو تو انکے حق
[illegible] جیسے قولہ ذق انک انت العزیز الکریم سے مین ہی۔ اگر کہا جاوے کہ اوردہم ماضی فرمایا حالانکہ مراد

Marfat.com

اور وہم ہے یعنی وارد کریگا - جواب دیا گیا کہ منجملہ قواعد بلاغت کے ہے کہ جب کوئی واقعہ قطعی [illegible]
بولتے ہین تاکہ اشارہ ہو کہ گویا واقع ہو چکا - بعض علماء نے کہا کہ آگ کے ساتھ پانی کا لفظ [illegible]
اس نکتہ کی وجہ سے ہے کہ ظاہر مین تو فرعون مع قوم کے بحر قلزم مین ڈوبا مگر وہ آگ پر پہونچا ہے لقولہ [illegible]
علیها غدوا وعشیا - دونون وقت آگ پر پیش ہوتے ہین اگرچہ قیامت مین اسمین داخل ہو جاوینگے تو وقوع [illegible]
ہے چنانچہ حدیث مین ہے من مات فقد قامت قیامتہ - جو مرا اسکی قیامت قائم ہو چکی - بعضے شعرفین نے کہا [illegible]
اسکے غضب پر سبقت لے گئی ہے چنانچہ آیت سے وصریح حدیث صحیح سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے تو فرعونیون کے حق مین [illegible]
آگ مین ڈالے جاوینگے اسکے ساتھ ورود کا لفظ جو پانی کے ساتھ مستعمل ہے اشارہ ہے کہ اس آگ مین بھی ایک طرح کی [illegible]
خفی ہوگی واللہ اعلم - ظاہر توجیہ تو وہی ہے جو مذکور ہوئی کہ جیسے مجرم کو کہتے ہین کہ لو اب جوتے کھانے یا کوڑے کھانے کا
حکم اس سے زیادہ بلاغت لطیفہ کے ساتھ انکے حق مین کہا کہ سیر ہونے کو آگ پر وارد ہونگے پھر تصریح کر دی - لقولہ وَبِئْسَ
الْوِرْدُ الْمَوْرُودُ اے بئس مکان الورد المورود فیہ - یعنی کتنا برا ٹھکانا سیرابی کا یہ گھاٹ ہے جسمین اترے ہین - کیونکہ گھاٹ
پر آدمی کو پوری امید ہوتی ہے کہ پیاس کی جلن اور دھوپ کی گرمی سے یہان سیراب ہو کر آرام و آسایش مین ٹھنڈا ہوگا
یہان اسکے برعکس ہوگا کہ پیاس کے مارے زبان چھاتی پر لٹک پڑیگی اور ہونٹھ سوجکر کھال جلکر ادھر پڑیگی پھر جیسے [illegible]
اور پیپ وکچ لوہو پینگے اللهم اعوذ بک من عذاب النار - وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً اور اس دنیا مین اس قوم کے پیچھے
لعنت لگا دی گئی - یعنی جس دولت فانی وسلطنت وخواہش نفسانی کے پیچھے تکبر کرتے اور اپنے خالق عز وجل کے رسول سے
انکار و تسخر کرتے تھے اسی دنیا مین انپر لعنت کیجاتی ہے - وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور قیامت کے روز بھی لعنت انکے پیچھے
لگائی گئی کہ وہان تمام اہل محشر حتی کہ کافر بھی اُن پر لعنت کرینگے اور یہ بات اکثر منکرون کی سمجھ مین نہین آتی ہے وہ وہان
سمجھین کہ حق عز وجل جسنے سب چیز پیدا کی ہے اسنے لعنت انکے پیچھے لگا دی - بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ یہ کتنا برا عطیہ
ہے جو انکو انعام مین ملا ہے - کسائی نے کہا کہ رفد نام ہے عطیہ کا - پس لعنت کو بطریق تہکم کے انکے حق مین عطیہ قرار دیا
اور رفد کے معنی عون یعنی مدد بھی ہین تو دنیا کی لعنت پر قیامت کی لعنت انکے لیے ایک عون قرار دی حتی کہ جہنم کے سب سے
نیچے طبقہ مین اس مدد سے جگہ پائی - ماوردی نے اصمعی سے نقل کیا کہ رفد وہ قدح جسمین شراب ہو تو اس معنی پر جو انکو
دوزخ مین پینے کو ملیگا اسکی مذمت ہے پس ورد مورود سے اسکو زیادہ مناسبت ہوئی - ابو السعود نے عطیہ کے معنی کو کہا کہ وہ
چندان مناسب اس مقام کے نہین ہین کلبی وغیرہ نے کہا کہ رفد کے معنی زیادت کے ہین یعنے لعنت پر لعنت کی زیادتی بڑھی
زیادتی ہے شیخ حافظ رح نے اسی معنی کو ذکر کیا اور کہا کہ مراد یہ ہے کہ ہم نے عذاب جہنم پر انکے حق مین یہ مزید کیا کہ دنیا [illegible]
لعنت باقی رہے اور قیامت مین انپر لعنت ہو - مجاہد رح نے کہا کہ قیامت کے روز انکے لیے ایک لعنت بڑھائی گئی [illegible]
ہو گئین - علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے رفد مرفود کے معنی روایت کیے کہ لعنت دنیا و آخرت کی [illegible]
کا قول ہے - اور لکھا کہ یہ بمانند قولہ تعالے وجعلنا ہم ائمۃ یدعون الی النار الآیتین - یعنی امام [illegible]
جو پیشوا کے لیے بولتے ہین اور حضرت موسی علیہ السلام کی متبعین مین اللہ تعالے نے ائمہ وپیشوا [illegible]

Marfat.com

[illegible] کی تشنیع بطریق تہکم کے فرمایا کہ ہم نے انکو جہنم کی طرف دعوت کرنے والے پیشوا بنائے یعنی جنھون نے
کی پیروی کی انکو دے جہنم کو لے گئے حالانکہ یہ اُنکے حق مین کمال مذمت ہی چنانچہ کہا جاتا ہی کہ یہ تو کتنی بُری پیشوائی ہی اللہ تعالے
ایسے پیشوا ہونے سے محفوظ رکھے۔ **ف۔ فی العرائس** قولہ ولقد ارسلنا موسی بایاتنا الآیۃ۔ آیات مین سے تھا کہ حضرت
موسیٰ کو قدرت ہوئی کہ جو انوار جلال وجمال وحقائق ومعارف پائے انسے صالح بندون کو آگاہ فرماوین اور معارف وصفا
واہل الخیر والصدق مین پھیلاوین۔ اور سلطان مبین وہ آثار ہین جو نور ازلیت اور برق محبت سے ظاہر ہونے تھے
کما فی قولہ والقیت علیک محبۃ منی۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ آیات مین وہ قوت تامہ بھی تھی جو کلام الٰہی سننے کے وقت فنا
ہونے سے ظاہر ہی۔ اور سلطان وہ انبساط تھا جس سے دیدار کا سوال کیا۔ جعفر رح نے کہا کہ آیات مین سے ہی کہ اللہ
کے بندون مین سے اولیاء کے ساتھ متواضع اور اعداء کے ساتھ متکبر ہو۔ بعض نے کہا کہ آیات مین سے خلق کو انکی محبت
ہی اور سلطان اس محبت مین ہیبت ہی۔ اب جاننا چاہیے کہ اس سورت شریفہ مین سات تذکرہ اس امت سے اگلون
کے اسواسطے ذکر فرمائے کہ تمام بنی آدم یکسان اللہ تعالے کی مخلوق ہین وہ انپر ہر حال مین ہر طرح قادر ہی تو اس امت والے
ان واقعات سے عبرت حاصل کرین کہ اس دنیا سے فنا ہونا مثل اُنکے ضروری ہی پھر سعادت پر مرنا بے شک بدبختی پر مرنے سے
اچھا ہی اور سعادت ظاہر ہی کہ اگلون کو انکے انبیاء کی پیروی مین تھے ورنہ اپنی رائے سے انھون نے دنیا کی بہت کچھ ثروت
حاصل کر رکھی تھی اور نبوت کا انمین طریقہ برابر چلا آیا پھر نبوت کے انکار سے بدبخت ہوئے اور آخر کس حد تک انھون نے
تجاوز کیا جب عذاب اسی زندگی سے شروع ہوگیا اور بسبب انکار وسرکشی کا یہی ہوا کہ فنا ہونا جو ہر شخص کے
نزدیک یقینی ہی اُس سے غفلت کر گئے اور باعث غفلت کا یہی دنیا کی لذتین ومال ومنال وآل واولاد ومکان وجاہ اور
وناموری وغیرہ آخرت سے غافل کرنے والی باتین واقع ہوئین اور اپنے جی کی خواہش پر تکیہ لگا کر جھگڑالو بنکر الٹی سمجھنے لگے
تو ضرر اسکا خود انھین پر واقع ہوا کیونکہ پیدا کرنے والا تو سمیٹنے وپھر پیدا کرنے پر ہزار بار قادر ہی اور جسنے یہ عجائب
کارخانہ دنیا پیدا کیا وہ اس سے افضل واعلیٰ اور ہزار پیدا کر سکتا ہی تو خواہشین ولذت کی چیزین اسی پر مقصور نہین
ہین لہذا عبرت حاصل کر کے فنا کو پیش نظر کر کے نبوت کو اعلیٰ نعمت جانکر پیروی کرے کہ نعمت باقیہ حاصل کرنا
ورنہ عذاب سے ڈرین کہ جسطرح اگلون کے ساتھ ہوا انکے ساتھ ہو۔ لہذا اللہ تعالیٰ سلطانہ نے اپنے نبیہ
علیہ السلام کو خطاب فرمایا۔

ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيۡكَ مِنۡهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيۡدٌ ○ وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ
تھوڑے احوال ہین بستیون کے کہ ہم سناتے ہین تجھکو کوئی اُنمین قائم ہی اور کوئی کٹ گیا اور ہمنے اُنپر ظلم نہ کیا
وَلٰكِنۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَمَاۤ اَغۡنَتۡ عَنۡهُمۡ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىۡ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ
لیکن ظلم کر گئے اپنی جان پر پھر کچھ کام نہ آئے اُنکے ٹھاکر جنکو پکارتے تھے سوائے اللہ کے
مِنۡ شَىۡءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمۡرُ رَبِّكَ‌ؕ وَمَا زَادُوۡهُمۡ غَيۡرَ تَتۡبِيۡبٍ ○ وَكَذٰلِكَ اَخۡذُ
کچھ بھی جب پہونچا حکم تیرے رب کا اور کچھ نہ بڑھایا اُنکے حق مین سوائے ہلاک کرنا اور ایسی ہی ہر پکڑ

رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ [illegible]
تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کر رہتے ہین بیشک اسکی پکڑ

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ
نشانی ہے اسکو جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے وہ دن ہے جسدن مین جمع ہونگے

وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝
اور وہ دن ہے دیکھنے کا

ذٰلِكَ یہ سب ہولناک و عبرتناک قصص جو اس سورہ مین اوپر مذکور ہوئے مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی چند قریہ
اخبارون مین سے ہین - نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ ہم اسکو تجھے سنواتے ہین تاکہ تو اپنی قوم کو سناوے کہ وے عبرت حاصل
اور عذاب کے لیے نشانہ نہون - اسمین اشارہ ہے کہ اگلی امتون مین صرف اسی قدر وقائع نہین ہین بلکہ یہ صرف چند قریہ
حالات ہین جن سے عرب واقف تھے اور انکے حالات بھی سب نہین ہین چنانچہ جن سے عبرت کی غرض نہ تھی انکو ذکر نہ
فرمایا - اسی واسطے علماے حقانی ان قصون مین سے صرف اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین اور زائد حالات سے کچھ تعرض نہ
کرتے ہین - پھر گویا عبرت حاصل کرنے والے کو خیال ہوا کہ یہ قریہ کیا ہوئے تو فرمایا - مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ان مین سے بعض
قائم ہین جیسے کھیتی کے درخت کھڑے ہوتے ہین اور بعضے محصود ہین جیسے کھیتی کٹی ہوئی ہوتی ہے - قال الشیخ منها قائم یعنی
معمور آباد ہین و حصید تباہ ہین - اورون نے کہا کہ یہی ابن عباس رضہ سے مروی ہے - قتادہ نے کہا کہ قائم جنکا ٹھکانا بھی
پڑتا ہے اور حصید جنکا اثر بھی نہین ہے - اقول حدیث صحیح مین مروی ہے کہ تبوک کو جہاد کے لیے جاتے ہوے لشکر کا گذر قوم ثمود
کے قریہ سے ہوا اور عرب انکو خوب جانتے تھے تو آنحضرت صلعم نے انکو وہ کنوان تبلایا جو ثمود کا تھا اور ناقہ کے آنے کا نالہ اور
لوٹتے وقت دوسرے نالہ سے جانے کا پتہ تبلایا اور قوم مین سے جسنے اس کنوئین سے پانی لیا تھا انکی ہانڈی تک لنڈھوا دی
مع لشکر دوسرے کنوئین پر اترے جو شہر سے باہر تھا اور بعضے لوگ اس قریہ مین نشانات دیکھنے گئے تھے انکو بلوایا اور کہا
کہ معذب قوم مین مت جاؤ اور یہان سے روتے ہوے گذرو - وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ اور ہم نے انپر ظلم نہین کیا یعنی جو انپر واقع ہوا
عذاب ہلاک تو یہ ہماری طرف سے انپر ظلم نہ تھا - وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ولیکن انھون نے خود اپنی جانون پر ظلم
کیا کیونکہ خالق عزوجل سے کفر و اسکی رضا کے برخلاف قبیح اعمال کیے اور بتون کو اپنا معبود بنایا اور یہ مستوجب عذاب ہے - فَمَآ
اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ - انکو نفع نہ دیا عذاب الٰہی انپر سے دور کرنے مین انکے معبودون نے - الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
جنکو سواے اللہ تعالے کے پوجتے تھے - مِنْ شَيْءٍ کچھ بھی لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ہرگاہ کہ انپر تیرے پروردگار کا عذاب
یعنے ان لوگون نے اپنے خالق سے کفر کر کے بتون وغیرہ کو اپنا معبود بنایا تھا اور انکو قدرت والا جانتے کہ مصیبت [illegible]
مین یعنے انکو ہر طرح نفع و ضرر دینے والا جانتے تھے تو جب انپر عذاب الٰہی آیا تو انپر سے عذاب کو انکے معبود کچھ بھی [illegible]
اور کچھ بھی نفع نہ دے سکے اور کچھ بھی کام نہ آئے - وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ اور نہ بڑھایا انکے [illegible]
حق مین سواے ہلاک کے یعنی انھین معبودون کی بدولت یہ لوگ ہلاک ہوے اور کچھ بھی انکو فائدہ [illegible]

[..]ی چیز کہ اللہ تعالے سے غافل کر کے اپنی طرف متوجہ کرے وہی تیرے حق مین طاغوت ہی اور اللہ تعالے نے
کی ہواے نفس کو اُسکا معبود بتلایا لقولہ افرأیت من اتخذ الٰہہ ہواہ - اور سواے اللہ تعالے کے غیر کی پرستش کرنا بڑا
ظلم ہی پھر بھی حق تعالے ظالم کو مہلت دیتا ہی لیکن جب گرفتار فرماتا ہی تو رہائی نہین ہوتی پھر ممکن ہی کہ دنیاوی زندگی
مہلت ہو اور موت کے وقت عذاب مین گرفتار ہو پھر رہائی نہین ہی - وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اور ایسے ہی
ہی گرفتار کرنا تیرے پروردگار کا - اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى جب اسنے کسی بستی والون کو پکڑا یعنی عذاب مین گرفتار
وَهِيَ ظَالِمَةٌ وہ حالیکہ یہ قریہ ظالم ہی یعنے کثرت گناہ و نافرمانیون سے اللہ تعالے کے غضب کے مستحق ہوتے ہین
اسیطرح عذاب مین پکڑتا ہی کہ کوئی انکو رہا کرنے کی مجال نہین رکھتا ہی - اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ بے شک اسکا
[..]اب یا [illegible] کے حق مین سخت دردناک ہی تو لوگ ڈرتے رہین کہ اسی چند روزہ زندگی مین نیکی و رضاے الٰہی کو توفیق
الٰہی استدعا کرین ورنہ عذاب مین گرفتار ہونگے - ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ اللہ تعالے سبحانہ بندہ ظالم کو ڈھیل دیدیتا ہی حتی کہ جب اسکو گرفتار کر لیتا ہی تو پھر اسکو رہائی نہین دیتا ہی پھر یہ
آیت پڑھی - کمافی صحیح البخاری و مسلم - واضح ہو کہ ظالم کا حال زمانہ مہلت مین نہایت خوفناک ہوتا ہی کیونکہ کمال جہالت
سے وہ سمجھتا ہی کہ مجھپر اللہ تعالے کی مہربانی ہی کہ مجھکو اسقدر مال و دولت دیدی اور کبھی تکلیف و بیماری بھی نہین ہوتی
ہی اور جان لینا چاہیئے کہ جس کو عاقبت کی بھلائی نہین ہوتی اسکو یہان اسکی خواہشین مال و دولت و آل و اولاد بہت کچھ دیدی جاتی ہین
جیساکہ دوسرے مقام کی آیات سے ظاہر ہی تو اس سے وہ اپنے کو اچھا سمجھتا ہی آخر یکایک عذاب مین پڑجاتا ہی اسیواسطے بعضے
مشائخ کرام نے کہا کہ اس کی حالت زیادہ خوفناک ہوتی ہی کیونکہ مشتبہ رہتا ہی کہ یہ ظالم کی مہلت ہی یا فضل الٰہی ہی - اور جسنے یہ سمجھا کہ آیت
شریف کا حکم اگلی امتون کے ظالمون کیواسطے مخصوص تھا تو اُسنے آیت کے معنی نہ سمجھے اور حدیث موصوفۂ بالا بھول گیا صرف اپنے نفس
و شیطان کے وسوسہ پر تکیہ لگا کر بیٹھ رہا اب کلام الٰہی سے عبرت حاصل نہین کرتا حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا - اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ بے شک اس گرفت مین یا ان قصص مین عبرت ہی ہر ایسے شخص کے لیے جو عذاب آخرت
سے ڈرتا ہی یعنے ایمان لایا کیونکہ جو نہین ڈرا اور آخرت پر ایمان نہ لایا اُسکا تو وہ حال ہی جو اگلی امتون کا ہوا اور نصیحت و عبرت
اُسی کو ہوگی جو آخرت پر ایمان لاوے اور اُس سے ڈرے تو ویسی حرکتین نہ کریگا کہ عذاب پاوے - بعض اہل الفہم نے
بتوفیق الٰہی کہا کہ اس کلام مین ایک لطیف اشارہ ہی کہ اس امت کے ظالم لوگ اسطرح عذاب مین ماخوذ نہونگے جیسے اگلی
قومین ماخوذ ہوئین کیونکہ یہ نہین فرمایا کہ عبرت ہی اُسکے لیے جو عذاب الٰہی سے ڈرے بلکہ عذاب الآخرة فرمایا یعنی عذاب الحیوة الآخرة
[..]اب النشاۃ الآخرۃ - تو معلوم ہوا کہ عذاب الحیوۃ الدنیا - کی عبرت آپکی ایک خاص رحمت کی وجہ سے نہوگی - اور حدیث صحیح
سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم نے درگاہ الٰہی مین دعا فرمائی تھی کہ حیات دنیا کے عذاب سے اس امت کو عفو فرمایا جاوے
اور اللہ تعالے نے کمال رحمت سے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی ہی اسیواسطے تو دیکھتا ہی کہ اس امت
مین اگلون سے زیادہ ظالم ہین لیکن عذاب ظاہری مین گرفتار نہین ہوتے ہین اور یہ بڑا معجزہ تمام قومون کے لیے ظاہر حجت
لیکن اس سے یہ لازم نہین کہ آخرت مین عذاب نہو بلکہ آیات و احادیث صریح متواتر ہین کہ مرتے ہی عذاب القبر شروع

ہوجاتا ہی لہذا عبرت یہ ہی کہ اسی زندگی مین عذاب سے خوفناک ہوکر توبہ و استغفار کرے کیونکہ [illegible]
ہی کہ کوئی بندہ کیسا ہی گنہگار حتی کہ کافر و مشرک ہو پھر وہ آخرت پر ایمان لاکر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ [illegible]
بخشدیتا ہی گویا آج اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوا اور کافر نے حالت کفر مین اگر خون بھی کیا ہو وہ بھی [illegible]
سچے ایمان و بندگی کے بعد کافر کو نورانی علم حاصل ہوتا ہی وہ دیکھتا ہی کہ مین حالت کفر مین اگرچہ خوش خوراک
اور بڑا با توانی اور بڑی عمدہ تدبیر والا اور بہت عقلمند تاجر تھا لیکن بلاشبہہ مین جانور کے مثل تھا تو جانور اگر [illegible]
معاف ہونے کے قابل ہی اور اگر ایمان نہ لایا تو ہرگز معاف نہو کیونکہ جانور وہ خود بنا تھا پیدایشی جانور نہین [illegible]
برابر سمجھ ہو وہ دنیا کے لوگون و پیدایشی حالتون مین ذرا انصاف کی نظر سے دیکھکر جان جائیگا کہ سب کے لیے [illegible]
پیدایش و دوسرا گھر ضرور ہی پھر جب ابتداے خلقت سے لیکر حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین تمام [illegible]
نے متواتر آگاہ فرمایا کہ اے لوگو تمھاری جزا و سزا کے لیے دوسرا جہان ہی تو یقین قطعی ہوگیا کہ یہ دنیا اور یہ زندگانی [illegible]
بندگی کے لیے ہی جنکا آرام و انعام و ثواب دوسرے جہان مین غیر متناہی اور آدمی کی ہوس سے بڑھکر ہی اور جنھے بدکاری [illegible]
عذاب بھی وہم و گمان سے باہر ہی چنانچہ بعضے قومون کو جنکی نافرمانی پر غضب آیا اسی جہان مین طاری ہوگیا جس سے [illegible]
بندون نے عبرت حاصل کی اور عذاب الآخرہ سے ڈرے۔ پھر اس آخرت کا حال فرمایا۔ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ لَّهُ النَّاسُ
وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ یہ روز آخرت ایسا دن ہی کہ اسمین سب لوگ جمع کیے جاوینگے اور یہ ایسا دن ہی کہ مشہود
ہوگا یعنے سب اہل محشر اسمین شاہد و حاضر ہونگے یا جملہ خلایق جن و انسان و چرند و پرند وغیرہ یا سب آسمانی و زمینی [illegible]
ہونگے یا اسمین شہادت ادا ہوگی ف۔ بعض اشارات اس مقام کے عرائس البیان مین ہین قولہ تعم وکذلک اخذ ربک اذا اخذ
وہی ظالمۃ۔ اسمین ایسے لوگون کے حق مین دھمکی ہی جو دنیاوی نعمتون مین پڑکر ایسے غافل ہوگئے کہ نعمت کی محبت مین نعمت دینے [illegible]
سے انقطاع کر لیا۔ شیخ ابو بکر الوراق رحمہ نے کہا کہ جب حق تعم کسی پر خشم فرماتا ہی تو اسکو دنیا کی نعمت بہت دیدیتا ہی اور اسکا [illegible]
کرنے سے غفلت نصیب ہوتی ہی اور اسکے دل سے توفیق جاتی رہتی ہی اور آخرت سے منقطع ہوکر مہمل ہوجاتا ہی اور اسی دنیا [illegible]
پر مغرور رہکر ایسے گناہون کا مرتکب ہوتا ہی جو مستوجب گرفتاری عذاب مین تو وہ ناگاہ غفلت ہی مین بدون توبہ و استغفار کے عذاب [illegible]
گرفتار ہوجاتا ہی اقول شیخ ابو بکر الوراق رحمہ اللہ تعم نے ایسے شخص کے حق مین یہ حال بیان فرمایا جسنے دنیاوی نعمت کو خواہ حلال [illegible]
حاصل کیا ولیکن اسکی محبت مین آخرت سے غافل ہوگیا پھر ولے بر حال ان لوگون کے جو بدون مال کے صرف ہوس پر دل مین اسکی محبت [illegible]
کہ حالت افلاس ہی مین آخرت سے غافل رہتے ہین اور مال تو مثال ہی کوئی چیز دنیاوی ہو یکسان ہی پھر کبھی ایمان سلب ہوجانے [illegible]
اسکو آخرت کے عوض حرام و حلال کسی طریقہ سے یہ چیز حاصل ہوجاتی ہی اور کبھی یون ہی محروم رہجاتا ہی [illegible]
کا مصداق ہوجاتا ہی حالانکہ مقدر سے زائد ملنا ممکن نہین ہی اور جب خود فانی ہی تو یہ اموال و اسباب [illegible]
تو بہتر تھا کہ دار آخرت باقی کا ذخیرہ وہان جمع کرتا بعد یقین و تصدیق و ایمان کامل کے کیونکہ روز قیامت [illegible]
ذلک یوم مجموع لہ الناس الآیۃ۔ اس دن عارفین تو دیدار جلال و مشاہدہ عظمت و کبریائی کے لیے [illegible]
جمال و لقاء باقی کے واسطے یکجا ہونگے۔ اور موحدین جنکو سواے واحد کے کچھ بھی یہان [illegible]

شہود ازل کے لیے مجتمع ہونگے اور یہی لوگ اہل التمیز ہین کہ برابر دنیا مین طوارق تقدیر و سطوات عظمت پر صابر و شاکر رہیں اور ... الجمع و الشہود تھے۔ ابو سعید الخراز رح نے فرمایا کہ جسنے حقیقت عین الجمع سے معائنہ کیا اسکو مجمع قیامت مین ہول نہوگا اور جو کشف المشاہدہ مین تھا اسکو شہود قیامت سے تعجب نہوگا کیونکہ انکشاف کشفی مطابق حقیقی اسکو حصول تھا۔ ... فخر رازی رح نے کہا کہ ایام مین سے ایک یوم مفقود ہے دوم یوم مشہود اور سوم یوم مورود اور چہارم یوم موعود و پنجم یوم ممدود۔ پس یوم مفقود جو گذرا تو استغفار و توبہ سے مکافات ممکن نہین اسکو حسرت سے یاد رکھ کہ مین نے اسمین کسی قدر تقصیر کی۔ یوم مشہود یہ روز ہے جسمین تو حاضر ہے تو جسقدر تجھسے ممکن ہے زاد راہ جمع کر لے۔ یوم مورود وہ ہے کہ ابھی تجھکو معلوم نہین کہ وہ تیرے لیے ہے یا تو اسکے لیے ہے یعنی شاید یہ تیرے زمانہ کا نہو اور وہ کل کا روز ہے تو اسکے بھروسے پر مت بیٹھ اور اسکے اہتمام مین مشغول مت ہو۔ یوم موعود اپنے دل مین یاد رکھ کبھی کسی حال مین اسکو مت بھول اور اسکے واسطے ... کہ وہی تیرا آخری دن ہے اگرچہ ابھی تجھکو معلوم نہین کہ وہ کون دن ہوگا مگر آخر ایک روز موت کا قطعی موعود ہے۔ یوم ممدود وہ دن ہے کہ تمام خلائق رب العالمین کے لیے عاجز قائم ہونگے تو ہر روز اپنے نفس سے اس روز کے سوال و جواب کے لیے حساب کر لیا کر ... یہ کرنا ضروری ہے پھر تو افراط و تفریط کے لیے کیا جواب رکھتا ہے۔ اور اگر کسی کا فر کو شبہہ ہو کہ آخر وہ دن کب ہوگا ابھی کیون نہین ہوجاتا تو اللہ تعالے نے فرمایا۔

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ۝ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ

اور اسکو ہم دیر جو کرتے ہین سو ایک وعدے کی گنتی تک ... جسدن وہ آئیگا نہ بولے گا کوئی جاندار مگر اسکے حکم سے سو ان مین کوئی بدبخت

وَّسَعِيْدٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

کوئی نیکبخت سو وہ لوگ جو بدبخت ہین سو آگ مین ہین انکو وہان چلانا ہے اور دھاڑنا رہا کرینگے اسمین

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ

جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بیشک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

اور وہ جو نیکبخت ہین سو جنت مین ہین رہا کرینگے اسمین جب تک رہے آسمان و زمین

اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝

مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا

وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ اور نہین تاخیر دیتے ہم اس دن کو مگر بوجہ ایک مدت معدود کے یعنی ایک قلیل مدت ... جسکو کوئی مخلوق سوا ہمارے نہین جانتی ہے جب وہ پوری ہوگی اسوقت اچانک قیامت قائم ہو جائیگی۔ اس مدت کی قلت اسوجہ سے ہے کہ ... غرضیکہ تو دنیا کی مدت کسی قدر محدود ہوگی اور وہ غیر محدود کے مقابلہ مین محض قلیل ہے ... آدمی ... کی بستی پر ... دنیا ختم ہو کر قیامت کے لیے اگرچہ آثار بہت مروی ہین جنکو اس زمانہ مین مشاہدہ کرنے ... ظاہر ہوا ... انکل ... سوائے خدا کے ... اخنس ... ہوا پہنچ کر ہے ... جابر ... کے نیچے جو آثار مروی ہین ... ظاہر ہوتے جاتے ہین ... کہ ...

وعادات بگڑ جاوینگے اور نصرانی تمام روے زمین کے لوگون سے زیادہ شمار ہیں اور زیادہ ... ابھی ظاہر نہین ہوے از انجملہ یہ ہی کہ تمام زمین مین سے صرف جزیرہ و ایک صوبہ مصر عین اور عرب جلد قطعہ ... مین رہجاوینگے - اس امر کے لیے بھی آثار ظاہر ہوتے جاتے ہین - از انجملہ ظہور امام مہدی علیہ السلام ہی - از انجملہ خروج ... از انجملہ فتح قسطنطنیہ ہی - پھر اسکے آثار بھی قریب ہین - اور رہے آثار صغری مثل کثرت زنا و شراب خواری و فساد علماء و کثرت ... مسجد مین دنیاوی باتین و توحید کے نام سے شرک کرنا اور جاہلون کا جاہل کو پیشوا بناکر گمراہ ہونا اور مانند اسکے جو بکثرت مذکور ... غالباً سب ہی پائے جاتے ہین - اور رہا قیامت کا علم سواے اللہ تعالے کے کسی پیغمبر کو بھی نہین تو یہ قرآن مجید و صحاح ... مین صریح مذکور ہی اور علماء سب اسپر متفق ہین - اور اچانک قائم ہونا تو حدیث صحیح مین یہ مضمون ہی کہ آدمی بازار مین کپڑا خرید ... مین لیے ہوگا اور عربی آدمی اپنے اونٹ کے پانی پلانے کا حوض درست کرتا ہوگا کہ ناگاہ صور کی آواز سے وہین ہاتھ جیسے ... ویسا ہی رہجائیگا - پھر حشر و صور ایک واقعہ سخت ہولناک و عظیم ہی سولے کافر و جاہل کے کوئی اس ہولناک واقعہ کے لیے آمادہ ... الغرض قیامت ہولناک کی تاخیر اسوجہ سے ہی کہ علم الٰہی مین دنیا کی انتہا کے لیے ایک مدت قلیل بہ نسبت آخرت کے مقدر ... اسوقت تک نسل آدم جنکا ظہور مقدر ہوا ہی ظاہر ہوجائیگی اور حکمت بالغہ الٰہیہ اسکی مقتضی ہی **يَوْمَ يَأْتِ** یاتی یوم القیا... **لَا تَكَلَّمُ** لا تکلم - **نَفْسٌ** نفس جس روز آجائیگی قیامت تو نہ بول سکیگا کوئی نفس - **إِلَّا بِإِذْنِهِ** مگر اللہ تعالے کی اجازت سے یعنی کسی کو اُسدن بولنے کی مجال نہوگی بسبب ہول وقائع اور ظہور جلال و غضب الٰہی کے مگر وہی بول سکیگا جسکو اجازت ہوگی اور وہ بھی قول صواب کہیگا - صحیحین کی حدیث شفاعت مین مذکور ہی کہ اُسدن کوئی شخص بات نکر سکیگا سواے رسولون ... اور رسول بھی یہی کہینگے یارب سلم سلم - یعنی اے رب ہمارے سلامتی سلامتی - اگر کہا جاوے کہ دیگر آیات مین مذکور ہی کہ ... مکر جاوینگے اور اپنی طرف سے جھوٹ بولینگے - کقولہ تعالے یوم تاتی کل نفس تجادل عن نفسها - اور مثل قولہ تعالے ربنا ما کنا مشرکین - اور عدم کلام کی دوسری آیت ہی قولہ یوم لا ینطقون ولا یوذن لهم فیعتذرون - تو حضرت ابن عباس وغیرہم سے یہ جواب مروی ہی کہ اس دراز دن مین مواقف متعدد ہونگے مثلاً اول مین بسبب حیرت و ہیبت کے زبان سے بول نہ پھوٹیگا - پھر ... الٰہیہ نہ بول سکینگے بلکہ انکے اعضاء و جوارح انکی بداعمالیون کی گواہی دینگے پھر حق تعالے کی بخشش و انبیاء و مومنین یعنی صدیقین و شہداء و صالحین کی شفاعت سے نجات دیکھکر کفار مکر سے منکر ہونے لگینگے کہ ہم بھی مشرک نہ تھے - اور اس مقام پر دیگر اقوال بھی ہین اور ظاہر ہی کہ آخرت کے معاملات سے جسقدر فہم ہی کچھ سمجھ مین آسکتا ہی اور سمجھا جاتا ہی کہ اکثر امور آخرت دنیا کے قیاسات پر موافق نہین ہوسکتے ہین اور بے شبہ آدمی بڑا احمق ہی کہ جب اسکو دنیا مین اپنی روح و نفس کا علم جو اسکے اندر ہی نہین ہوسکتا تو وہ آخرت مین کیا گفتگو کرتا ہی جب اسکو رسول کی رسالت حقہ کی تصدیق ہوگئی ... فرمایا ضرور صحیح و راست ہی یعنے جو کچھ قرآن کلام الٰہی مین مذکور ہی بالکل صحیح ہی - واضح ہو کہ اول آیت مین ... جمع ہین اول تو اجتماع بقولہ لا تکلم نفس - پھر افتراق بقولہ - **فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ** بس ... ہونگے اور بعضے سعید ہونگے پھر تیسری نوع تقسیم اور وہ آگے آتی ہی - پھر شقی بدبخت بداعمال ... مقدر ہوچکی ہی اور سعید نیک بخت نیکوکار وہ ہین جو ازلی برگزیدہ محبوب بندے ہین -

مخلوقات غیر متناہیہ کا علیم خبیر ہی اسکی شان مین جہل ونادانی کا لفظ جائز نہین ہی پس یہان یہ سوال ہی کہ جسوقت اسنے مثلاً زید کو
پیدا کیا تو اسکا علم تھا کہ یہ بندہ ایسے ایسے کام کریگا یا نہ تھا اگر نہ تھا تو نادانی ہوئی اور یہ جہالت کا اعتقاد بالکل کفر محض حماقت
جہالت ہی بلکہ خالق علیم ضرور جانتا تھا اور اسکے علم سے برخلاف دنیا مین زید سے واقع نہوگا بلکہ وہی واقع ہوگا جو علم آلٰہی مین
تھا پس یہی ازلی سعادت یا شقاوت ہی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فمنہم شقی
وسعید۔ تو مین نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ جو عمل کرتے ہین وہ کسطرح پر ہی آیا ایسی وجہ پر ہی کہ اُس سے فراغت ہوچکی یا
فراغت نہین ہوئی ہی فرمایا کہ اے عمر اُس سے فراغت ہوچکی اور قلم اسکو لکھ چلے ولیکن ہر شخص کو وہی کام میسر آویگا جسکے
واسطے وہ مخلوق ہوا ہی۔ اس حدیث کو ترمذی وابو یعلی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویہ نے روایت
کیا اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہی اور یہ مضمون توصحیحین مین ثابت ہی۔ پھر جاننا چاہیے کہ یہان دو قسم مذکور ہین ایک شقی
دوم سعید۔ اور بعض نے زعم کیا کہ تیسری قسم اور باقی رہی اور یہ وہ لوگ ہین جنکی بدی ونیکی مساوی ہون یا نیکی وبدی کچھ
نہون جیسے اطفال ومجنون اور لکھا کہ یہ قسم مشیت آلٰہی مین ہی جو چاہے حکم کرے واقول یہ غلط بحث ہی اور تحقیق یہ ہی کہ تقسیم
بندون کی اگر باعتبار اعمال کے ہو مثلاً کہا جاوے کہ مومن یا کافر پھر مومن بین اقسام ہین تو مومن کے اقسام مین البتہ کئی
صورتین نکلتی ہین پھر بھی وے سب سعید ہین کیونکہ عدم خلود انکے حق مین ثابت ہی۔ ولیکن یہان اللہ تعالےٰ نے بندون
کی تقسیم باعتبار اپنے علم ازلی کے فرمائی ہی پس وہ دوہی قسم ہین سعید یا شقی اور انکے سوائے تیسری قسم نہین ہی یا کہا جاوے کہ مومن
وکافر تو تیسری قسم نہیں ہی البتہ معتزلہ ایک منزلہ دونون کے بیچ مین قائم کرتے ہین اور وہ قول مردود ہی۔ اور جہنم مین فی الجملہ
ہونا جیسے مومن ہونے سے خارج نہین کرتا ویسے ہی سعادت سے خارج نہین کرتا اور اطفال کو اللہ تعالےٰ جانتا ہی کہ وہ شقی
ہین یا سعید ہین ہان بندون مین سے اہل علم پر یہ مسئلہ مشکل ہوا اور جمہور اسی طرف ہین کہ معذب نہونگے اور مومنون کے اطفال
کی نسبت گویا اتفاق ہی کہ وہ مغفور ہین جیسا کہ کلام امام نووی رح وغیرہ دلالت کرتا ہی واللہ تعالےٰ اعلم اور سابق مین یہ بحث قولہ تعالیٰ
ولقد ذرانا لجھنم کثیرا من الجن والانس الآیۃ کی تفسیر مین گزر چکی ہی۔ خلاصہ یہ ہی کہ شقی وہ ہین جو ہمیشہ دوزخ مین رہینگے۔ اور سعید
وہ ہین جو ہمیشہ جنت مین رہینگے تو گنہگار مومن جب ہمیشہ دوزخ مین نہ رہے تو [illegible] جنت مین جسوقت سے داخل
کیے جاوینگے پھر اسمین ہمیشہ رہینگے تو تیسری قسم کوئی خارج از علم آلٰہی نہین ہی غایت یہ ہی کہ ہمکو نہین معلوم کہ اطفال ومجنون مین
کون سعید وکون شقی ہی اور یہ تو درحقیقت عاقل وبالغ مین بھی مشتبہ ہی۔ یہان ایک نکتہ اور ظاہر ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے قولہ
فمنہم شقی وسعید۔ مین پہلے شقی کو کیون ذکر فرمایا تو اہل البیان نے کہا کہ مقام چونکہ ڈرانے وعبرت دلانے کا ہی لہذا اسکو مقدم
کیا اور مین کہتا ہون کہ پہلے شقی کو بیان کرکے اسکی تفصیل کردی کہ وہ ایسے لوگ ہین جو جسوقت سے دوزخ مین داخل ہونگے
ہمیشہ اسی مین رہینگے تو معلوم ہوا کہ سعید وہ ہین جو جنت مین جسوقت سے داخل ہونگے ہمیشہ اسمین رہینگے اور اس سے
معلوم ہوا کہ گنہگار مومنون پر شقی صادق نہین آیا اسلیے کہ انکو دوزخ مین خلود نہین ہی پس ضرور سعید صادق آیا اور معنی یہ ہو
کہ جسوقت سے جنت مین جاوینگے اگرچہ عذاب دوزخ اٹھاکر ایک زمانہ کے بعد جاوین تب سے ہمیشہ جنت مین رہینگے۔ چنانچہ
تفصیل مین فرمایا۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا پس جو لوگ کہ شقی ہوے ہین یعنی علم آلٰہی مین انکی شقاوت مقدر

Marfat.com

ہوئی ہے۔ فَفِي النَّارِ تو وے دوزخ مین ہین۔ یہان کوئی فعل نہین ذکر کیا کہ جس سے حال [illegible]
ہمیشگی پر دلالت نہین کرتا بلکہ اسکو جملہ اسمیہ فرمایا جس سے عرب اپنی زبان مین ہمیشگی کے معنی سمجھتے ہین [illegible]
ہمیشہ دوزخ مین ہین۔ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّشَهِيقٌ انکے لیے دوزخ مین زفیر و شہیق ہے یعنی اس
غم و الم مین رہینگے۔ زجاج نے کہا کہ بصری و کوفی زباندان لوگ کہتے ہین کہ زفیر تو گدھے کی شروع آواز کے مانند ہے
اسکی آخر کی بلند آواز کے مثل ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ جیسے کسی کے دل پر آگ کی طپش پہونچی اور اسکی روح گھٹ گئی
اسکی آواز باریک کھینچی ہوئی نکلی پھر آخر مین گدھے کی طرح بیایا اور زجاج کے مانند لیث کی تفسیر بھی ہے۔ اور مراد
یہ ہے کہ اہل دوزخ آگ کی جلن و قلب کی طپش سے نہایت غم و الم مین ہو کر پہلے زفیر نکالینگے پھر انکی آواز شہیق ہوگی۔ [illegible]
[illegible] قتادہ [illegible] نے تصریح فرمائی کہ اس حالت پر وے لوگ ہمیشہ رہینگے بقولہ۔ خٰلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ [illegible] ہمیشہ اسمین اسی حال پر جیتے رہینگے جب سے داخل کیے جاوینگے جب تک برابر قائم رہین آسمان و زمین
[illegible] ثابت و لبقیت یعنی تا دوام آسمان و زمین۔ اگر کہا جاوے کہ آسمان و زمین تو برابر نہین قائم رہینگے بلکہ
[illegible] کے بعد آخرت کے روز یہ بھی زائل ہونگے جیسا کہ آیات و احادیث مین مصرح ہے تو کفار کا عذاب جہنم مین
[illegible] ہوا حالانکہ دیگر آیات و احادیث سے ثبوت ہے کہ عذاب کفار دائمی ہوگا کبھی اسکا انقطاع نہین ہے۔ تو جواب
[illegible] آسمان و زمین سے یہ آسمان و زمین دنیاوی مراد نہین ہے اسوجہ سے کہ دنیا کے وجود تک کفار داخل جہنم نہو
[illegible] رہینگے اور اسوقت یہ آسمان و زمین نہوگا بلکہ مراد آخرت کا آسمان و زمین ہے کیونکہ قولہ تعالے یوم تبدل
[illegible] غیر الارض [illegible] الآیہ سے ثابت ہے کہ دوسرا آسمان و زمین بدلا جاویگا جو ہمیشہ باقی رہیگا تو کفار کا عذاب بھی ہمیشہ رہیگا
[illegible] جواب دیا کہ یہ عرب کے محاورہ پر ہے اور اللہ تعالے نے عرب سے انکے محاورہ پر کلام فرمایا ہے چنانچہ عرب
[illegible] بیان کرنا چاہتے ہین تو کہتے ہین ہو دائم ما دامت السموات والارض۔ یہ ہمیشہ رہیگا بدوام آسمان و
[illegible] اختلف اللیل و النہار۔ جب تک رات دن آگے پیچھے باری باری آتے ہین جب تک زندہ رہیگا
[illegible] السموات والارض سے صرف یہ معنی مراد ہین کہ ہمیشہ جسکا انقطاع نہین ہے اور یہی معنی لفظ سے ماخوذ نہین [illegible]
[illegible] بعض نے جواب دیا کہ اس سے مراد یہی آسمان و زمین دنیاوی ہے اور کلام سے مقصود [illegible] آسمان
کے باقی رہنے کی مدت ہے تو عوام محسوسات کے پابند ہین ان دونون کے باقی رہنے کی مدت بہت دراز جا[illegible]
[illegible] کہ [illegible] زفیر و شہیق کی تکلیف کے ساتھ اسقدر دراز مدت تک عذاب سہتا ہوگا پھر اس عذاب [illegible]
اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ الا اسقدر کہ اللہ تعالے چاہے یعنی یہ مدت دراز جس سے خوفناک ہوئے [illegible]
[illegible] اور [illegible] زیادہ مشیت الٰہی مین ہے جسکی مقدار نہین بتلائی ولیکن دیگر آیات و احادیث سے [illegible]
صحیح حدیث مین یہ مضمون وارد ہے کہ جب جنتی جنت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہو جاوینگے
ایمان والے [illegible] شفاعت [illegible] خاصہ رحمت الٰہی جہنم سے نکالکر جنت مین داخل کر دیے جاوینگے
[illegible] قوم کے جنپر عذاب قطعی ہے [illegible]

پکار دیا جائیگا کہ اے اہل جنت ہمیشگی ہے اور کبھی موت نہ آویگی اور اے دوزخیو ہمیشگی ہے اور کبھی موت نہ آویگی - واضح ہو کہ اس تقریر پر یہ اشکال ضرور پیش آویگی کہ اِلّا حرف استثناء اپنے معنی پر نہیں ہے کیونکہ اس تقریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ جہنم والے جب اسمین داخل ہونگے تو مدت بقاء آسمان وزمین تک مع اور زیادہ بے انتہاء مدت کے وہین رہینگے اور الا حرف استثناء ہے چاہیے تھا کہ دوام بقاء آسمان وزمین سے کچھ مستثنیٰ کیا جاتا اور کم کیا جاتا - تو جواب یہ ہے کہ استثناء منقطع ہے اور معنی مین صرف الا بمعنی حرف عطف ہے یعنے الا بمعنی لکن و سوائے وغیرہ ہے - یعنے جہنمی اسمین ہمیشہ رہینگے جب تک آسمان وزمین ہین لیکن اس سے زیادہ جب تک اللہ تعالے چاہے یا سوائے اس مدت کے جب تک اللہ تعالے چاہے اور معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالے نے ہمیشہ بے انتہا مدت تک چاہا ہے - ایسا ہی شیخ مفسر سیوطی نے تاویل کو پسند کیا اور جمل نے اسکی توضیح کی - واضح ہو کہ اس آیت کو مفسرین نے مانند متشابہات کے قرار دیا اور طرح طرح کی تاویلین کین از انجملہ شیخ سیوطی نے اسی تاویل مذکورہ کو اظہر قرار دیا اور یہ اس بنا پر ہے کہ استثناء مذکور خلود سے ہے یعنے تا بقاء آسمان وزمین خلود ہوگا سوائے زائد مدت کے جو اللہ تعالے چاہے - اور دیگر اہل علم نے استثناء مین متعدد اقوال پر اختلاف کیا ہے اور مترجم کو پسندیدہ معلوم ہوا کہ نایاب کتب عربیہ کی تلاش سے عموماً کلفت دور کر کے جہان تک علماء نے لکھا ہے اس آسان تفسیر مین ترجمہ کر دون کہ متوسط درجہ کے اہل علم و ایمان محروم نہ رہین کیونکہ مقصود علم ہے خواہ کسی عبارت مین ہو لیس مین کہتا ہون کہ شیخ حافظ ابن کثیر رح نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ قولہ فاما الذین شقوا ففی النار الآیۃ - ابن عباس رض نے فرمایا کہ سینہ مین گھٹی ہوئی سانس تو زفیر ہے اور زور سے مکروہ آواز سے (شل گدھے کے) باہر نکالنا وہ شہیق ہے - قولہ خالدین فیہا مادامت السموات والارض - ابن جریر رح نے کہا کہ عرب کی عادت ہے کہ جب کسی چیز کا دوام ہمیشہ ہونا بیان کرتے ہین تو کہتے ہین کہ ہذا دائم مدۃ دوام السموات والارض یعنی آسمان وزمین کے دوام کی طرح یہ دائم ہے پس حق سبحانہ تعالے نے انسے انکے عرف کے موافق خطاب فرمایا یعنے اس محاورہ سے وہ ضرور سمجھ لینگے کہ دوزخیون کے لیے عذاب مین دوام مراد ہے اور حافظ رح نے کہا کہ مین کہتا ہون کہ آسمان وزمین سے اس موجودہ کے سوائے دوسرا مراد ہو سکتا ہے جو کبھی زائل نہو اور ایسا آسمان وزمین اخروی ہونا ضرور ہے چنانچہ مجاہد رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ ہر جنت کے واسطے علیحدہ آسمان وزمین ہے، رواہ ابن ابی حاتم یعنے تو دوزخ کے لیے بھی علیحدہ ہوگا اور قولہ الا ماشاء ربک ان ربک فعال لما یرید یہ قول ایسا ہی جیسے دوسرے مقام پر فرمایا - النار مثواکم خالدین فیہا الا ماشاء اللہ - یعنی انکے واسطے خلود ہوگا لیکن اس استثناء مین علماء کے کئی اقوال مختلف ہین جنکو شیخ ابن الجوزی نے زاد المسیر مین نقل کیا ہے و ابن جریر رح نے اپنی تفسیر مین کہا کہ میرے نزدیک مختار وہ قول ہے جو خالد بن معدان و ضحاک و قتادہ و ابن سنان سے منقول ہے کہ یہ استثناء گنہگار مومنون کی طرف راجع ہے - قال المترجم یعنی استثناء اہل جہنم سے ہے اور معنی یہ ہین کہ خالدین فیہا مادامت السموات والارض - ہمیشہ جہنم مین رہینگے یہ اشقیاء سب کے سب - الا ماشاء ربک - سوائے ان بندون کے جنکو اللہ تعالے چاہے تو وہ ہمیشہ نہ رہینگے بلکہ خارج کر کے جنت مین داخل کیے جاوینگے اور متواتر اخبار سے صحیح ہوا کہ وہ گنہگار مومنین ہین - واضح ہو کہ اس صورت مین الا ماشاء بمعنی الا من شاء ہوگا کیونکہ من ذوی العقول کے لیے آتا ہے اور ما بمعنی من دوسری جگہ مانند قولہ الا ما قد سلف - وغیرہ مین بھی آیا ہے - اور کہا کہ بعض سلف سے اسکی تفسیر مین اقوال غریبہ بھی آئے ہین اور قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالے اپنے کلام کے استثناء سے خوب آگاہ

پھر اہل الجنۃ کی آیت مین جو استثنا ہے یعنے قولہ الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ مین کہا کہ مراد یہ ہے کہ
امر واجب نہین ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کی مشیت پر ہے اور ضحاک وحسن بصری نے کہا کہ یہ گنہگار مومنون کے حق مین ہے
نہین تھے کیونکہ پہلے دوزخ مین تھے پھر نکالکر جنت مین آئے اقول خالدین فیہا کو جمہور مفسرین نے حال مقدرہ قرار دیا
حق مین خلود مقدر ہے جب سے داخل ہونگے اسوقت سے خلود ہے فلیتأمل فیہ۔ پھر لکھا کہ اہل جنت کے ساتھ قولہ عطاء
سے وہم دور کر دیا کہ یہ دوام کبھی منقطع نہوگا جیسے دوزخیون کا دوام اپنی مشیت پر رکھا ہے اور ظاہر کیا کہ عذاب اہل جہنم کا
حکمت پر ہے لہذا فرمایا۔ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ بے شبہہ تیرا رب جو چاہے اسکو کرنے پر خوب قادر ہے
کی حدیث دوام خلود اور ذبح موت کی ذکر فرمائی۔ اور تلخیص کلام بیضاوی ومعالم وسراج وجلالین وکبیر وغیرہ اس مقام
کہ قولہ خالدین فیہا ما دامت السموات والارض۔ قید ما دامت السموات کی اسواسطے نہین ہے کہ اہل دوزخ کا دوام عذاب
دونون کے دوام سے مربوط ہے کیونکہ نصوص قرآن وحدیث سے صاف ظاہر ہے کہ انکے عذاب کا دوام ہے اور ان دونون کا دوام
منقطع ہوگا بلکہ یہ عبارت انکے دوام عذاب سے ہے اور یہ کثرت وزاری عذاب کا بیان ہے اس عبارت کے ساتھ جو عرب ایسے
موقع پر بولا کرتے تھے بر سبیل تمثیل۔ اور اگر یہ قید انکی دوام عذاب سے ارتباط کے لیے بھی ہوتی تب بھی یہ لازم نہین آتا کہ
دونون کے زوال سے انکے عذاب کا زوال ہو جاوے یا عذاب کا دوام سے ان دونون کا دوام لازم آوے ہان مفہوم ہو گا
کیونکہ دوام عذاب کے لیے ان دونون کا دوام گویا ملزوم ہے ولیکن یہ محقق ہو چکا ہے کہ جہان صریح نص سے کوئی امر ثابت ہو جاوے
تو کوئی مفہوم اسکے برخلاف اثبات کے لیے مقابل نہین ہو سکتا کیونکہ منصوص صریح مقدم ہے اسکے سامنے مفہوم کا اعتبار
نہین ہے۔ اقول اگر ما دامت السموات والارض کو انکے عذاب سے مرتبط کہا جاوے تب بھی دونون کے زوال سے
عذاب کا زوال لازم نہین ہے اسلیے کہ یہ قید کچھ انکی مقدار عذاب یا نفس عذاب کے لیے شرط نہین اور نہ ملزوم ہے کہ جو
شرط یا زوال ملزوم سے مشروط ولازم کا وجود نہ رہے بلکہ صرف اسقدر ظاہر ہوا کہ عذاب اسوقت تک ممتد رہیگا کہ جب تک
دوام آسمان وزمین ہے اور مفہوم یہ ہے کہ شاید ان دونون کا بھی دوام ہو لیکن نصوص صریح سے دوام عذاب ہمیشہ کے
ثابت اور زوال دوام ان دونون کا ثابت ہے تو یہی ثبوت مقدم ہوگا اور معنی یہ مفہوم ہوے کہ ان دونون کے برابر باقی رہے
تک عذاب رہیگا۔ مگر انحصار نہین کہ پھر نہوگا کیونکہ جائز ہے کہ انکے بعد باقی رہے۔ فافہم۔ ولیکن مترجم کہتا ہے کا
کے لیے ہونا منظور فیہ ہے کیونکہ جہنم مین داخل ہونے کے وقت ان دونون کا دوام تو درکنار نفس وجود بھی باقی نہوگا۔ فلیتأمل
فیہ۔ پھر بیضاوی رح وغیرہ نے ذکر کیا کہ بعض نے کہا کہ آخرت کے سموات والارض مراد ہین بدلیل قولہ یوم تبدل
الارض غیر الارض الآیۃ اور انکا وجود ہمیشہ کے لیے ہے۔ پھر لکھا کہ یہ قول قابل نظر ہے اس لیے کہ اس صورت مین
ایسی چیز سے تشبیہ ہوئی جسکو اکثر مخلوق نہین پہچانتے ہین نہ انکا وجود اور نہ دوام اور جو پہچانتا ہے وہ انکا دوام اسی
سے پہچانتا ہے کہ ثواب جنت وعقاب دوزخ دائمی ہے تو تشبیہ سے فائدہ نہوگا۔ قولہ الا ما شاء ربک
استثناء ہے کیونکہ گنہگار موحدین دوزخ مین ہمیشہ نہین رہینگے بلکہ نکالے جاوینگے اور استثنا
کافی ہے کیونکہ کل سے جو حکم زائل کرنا مقصود ہے وہ اگر اسکے بعض سے زائل ہو جاوے

Marfat.com

خلود فی النار مین ہمیشہ رہے اور اما الذین سعدوا۔ مین جو استثناء ہی وہان بھی یہی گنہگار موحدین مراد ہین کیونکہ جنت مین اسوقت تک ہونگے جب تک عذاب کے لیے دوزخ مین رہین اور یہ لوگ اگرچہ بوجہ گناہ کے شقی ہین لیکن ایمان کی وجہ سے سعید ہین اگر ایسا اعتراض ہو کہ شقی وسعید دو قسمون مین تقسیم اب صحیح نہوئی کیونکہ ایک قسم کی صفت دوسری قسم مین نہونا شرط ہی تو جواب یہ ہی کہ یہ بات اسوقت ملحوظ ہوتی ہی کہ جب تقسیم اس راہ سے ہو کہ دونون قسمون مین ہر طرح بالکل جدائی ہو یا جمع نہو سکین اور یہان تو یہ مراد ہی کہ مجمع حشر کے لوگ سعادت وشقاوت کی حالت سے باہر نہونگے اور ایسی صورت مین ہوسکتا ہی کہ ایک ہی شخص مین دونون صفتین دو لحاظ سے مجتمع ہون مثلا ایمان کی راہ سے سعید ہو اور گناہون کے اعمال سے شقی ہو۔ یا یہان استثناء بدین معنی ہو کہ اہل جہنم کبھی زمہریر وغیرہ کی طرف عذاب کے لیے باہر نکالے جاوینگے اور اسیطرح اہل جنت بھی کبھی زیادہ انعام مانند دیدار الٰہی سبحانہ کے اعلی درجہ پر جاوینگے۔ اور احتمال ہی کہ استثناء اصل حکم سے ہو اسقدر مدت کہ حساب کے لیے خارج رہین یا دنیا کی زندگی بھر یا برزخ کی مدت تک۔ بشرطیکہ حکم مذکور اسی روز قیامت کے ساتھ مقید نہو بلکہ مطلقاً کیا جاوے اور اس تاویل پر خلود سے بھی استثناء ممکن ہی اور بعض نے کہا کہ زفیر وشہیق سے استثناء ہی اور بعض نے کہا کہ الا حرف استثناء بمعنی لکن وسولے ہی اور معنی یہ کہ سوائے اس مدت کے جو تیرا رب اس سے زیادہ چاہے جسکی کوئی حد مقرر نہین ہی اقول پہلے مذکور ہوا کہ اسی اخیر تاویل کے قریب شیخ مفسر سیوطی رح نے مختار قرار دیا ہی۔ چونکہ اس مقام کے اقوال کو مؤلف فتح البیان نے زیادہ کوشش سے جمع کر دیا ہی لہذا مین اسی کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہون اور جسقدر مین نے ذکر کیے ہین انمین اختصار کرونگا اور جو مجھے لکھنا ہوگا بلفظ اقول علیحدہ کرونگا۔ پس مؤلف رحمہ اللہ نے لکھا کہ اس استثناء مین اہل العلم کے چند اختلافی اقوال ہین۔ الاول یہ استثناء قولہ ففی النار۔ سے ہی یعنی اشقیاء تو دوزخ مین ہونگے باستثناء مشیت الٰہی کے کہ کسی قوم سے دوزخ مین داخل کرنے مین تاخیر فرمادے کسی مدت تک۔ یہ تاویل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہی اقول یہ جبھی ہوگا کہ اصل حکم مقید بروز قیامت نہو تو موقف حساب یا مدت دنیا یا برزخ تک بمشیت الٰہی تاخیر ہوگی۔ الثانی خالدین مستثنی منہ اور ماشاء بمعنی لکن شاء اور مراد گنہگار موحد ہین یہ قتادہ وضحاک وابو سنان وغیرہم سے مروی ہی۔ اقول یہی ابن الجوزی و ابن جریر نے اختیار کیا کیونکہ متواتر احادیث سے قطعاً ثابت ہوا کہ اہل التوحید ہمیشہ دوزخ مین نہ رہینگے اگرچہ عاصی ہون الثالث استثناء از زفیر وشہیق ہی یعنے سولے اسکے جو نوع عذاب انکے لیے اللہ تعالیٰ [illegible] اسکو ابن الانباری نے کہا ہی۔ الرابع معنی یہ ہین کہ تا دوام آسمان وزمین نہ مرینگے مگر بمشیت الٰہی کہ انکو آگ لگا جاوے پھر نئے سرے سے پیدا ہون یہ ابن مسعود رض سے روایت کیا جاتا ہی اقول یہ تقدیر موت کی زیادت ہی جو بغیر قطعی حجت کے قبول نہو گی حالانکہ یہان اسکے برخلاف منصوص ہی مثلاً حدیث ذبح الموت جو اوپر گذری اور صریح آیات جنمین عدم موت مذکور ہی۔ الخامس الا بمعنی لکن وسو ہی و استثناء منقطع ہی گویا جس زمانہ کو عرب نہایت دراز سمجھتے کہ اس سے بڑھکر نہین جانتے تھے وہ خلود کے واسطے ذکر کرکے پھر غیر متناہی کو اپنی مشیت پر زیادہ کیا یہ قول زجاج نے حکایت کیا اقول یہی شیخ مفسر سیوطی نے ظاہرا اختیار کیا ہی۔ السادس [illegible] و ابن الانباری و ابن قتیبہ سے مروی ہی کہ آیت مین صرف استثناء مشیت پر ہی اور ممکن ہی مشیت نہو تو دوام خلود ہوا۔ [illegible] قول کو زجاج نے بھی نقل کیا اقول یہ بعض سلف سے بھی منقول ہی کہ مدینہ مین دوسری آیات سے عدم مشیت ظاہر ہوگئی

السابع ماشاء ربک یعنی بمقدار موقف حساب و برزخ وغیرہ حکاہ الزجاج ایضاً۔ اقول یہ وہی اصل [illegible]
اسکو مستقل قول قرار دینا وہم ہی۔ الثامن الا ماشاء ربک مگر وہ کہ جو چاہے تیرا پروردگار یعنی زیادتی عذاب کی [illegible]
اور ایسی ہی زیادتی نعمت کی اہل جنت کے لیے حکاہ الزجاج اور اسی کو حکیم ترمذی نے اختیار کیا۔ اقول غیر [illegible]
بمعنی لکن وسوے وحرف عطف تو یہ مستقل قول نہوا۔ التاسع الا بمعنی واو ہی بقول فراء اور مکی رح نے کہا کہ یہ قول [illegible]
نزدیک بعید ہی اقول حرف الا بمعنی عطف کے تحت مین یہ قول بھی ہی۔ العاشر حرف الا بمعنی کاف ہی جیسے قولہ تعالے الا ما
اسے کما قد سلف۔ مین ہی پس معنی کماشاء ربک ہوئے۔ اقول اس صورت مین آسمان وزمین کا دوام جبھی ہوگا کہ اخروی آ[illegible]
وزمین لیا جاوے لیکن اس صورت مین وہ وارد ہوگا جو بیضاوی رح نے کہا کہ اُخروی آسمان وزمین سے تشبیہ قلیل النفع [illegible]
جبکہ اکثر لوگ اسکو جانتے نہین ہین اور مترجم کہتا ہی کہ جواب یہ ہو سکتا ہی کہ دوام آسمان وزمین محسوس کے عرب قائل تھے
یا انکے عرف مین یہ محاورہ مفید دوام ہوتا تھا تو دوام اس سے مراد ہوا لیکن چونکہ واقع مین انکا دوام نہ تھا اسواسطے کما قد شاء
ربک بڑھا دیا جس سے دوام تحقیقی ہوگیا فافہم فانہ توجیہ حسن دقیق واللہ تعالے اعلم۔ الحادی عشر۔ ابن عطیہ رح نے کہا
کہ یہ استثناء بمنزلہ ایسے استثناءات کے ہی جنکے کہنے کی شارع نے تاکید فرمائی ہی پس یہ کلام بمنزلہ قولہ لتدخلن المسجد الحرام
ان شاء اللہ آمنین الآیۃ۔ اور اسی کے مانند ابو عبید سے مروی ہی اور اس صورت مین استثناء مذکور کے متصل یا منقطع
ہونے کی کچھ ضرورت باقی نہین ہی اقول یہ کلام طبع سلیم کے نزدیک ایک وقعت رکھتا ہی واللہ تعالے اعلم۔ مؤلف نے
لکھا کہ شیخ شوکانی رحمہ اللہ نے ان اقوال کو توضیح کے ساتھ مع سوال وجواب کے ایک مستقل رسالہ مین جمع کیا ہی پھر شیخ مفسر سیوطی
رحمہ اللہ کا قول مختار نقل کیا اور جمل سے اسکا حاصل بیان کیا جو اوپر مذکور ہوچکا ہی اور جمل نے اشارہ کیا کہ یہاں مفسرین نے تیرا
وجوہ بیان کیے ہین۔ اور لکھا کہ ابن حجر مکی رح نے زواجر عن اقتراف الکبائر مین لکھا کہ آیات واحادیث دلیل صریح ہین کہ جہنم
مین کافرون کا عذاب دائمی ابدی ہی اور جو کلام اسکے مخالف معنی کا شبہہ پیدا کرتا ہی اسکی تاویل واجب ہی از انجملہ قولہ تعالے
خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ماشاء ربک ان ربک فعال لما یرید چنانچہ اس سے ظاہر یہ ہی کہ اہل شقاوت
کے عذاب کی مدت بقاے آسمان وزمین کے برابر ہی الا اسقدر مدت کہ اللہ تعالے چاہے کہ اسمین انکو اسقدر مدت خلود نہوگا
اور علماء نے اسکو قریب بنیل وجہ سے تاویل فرمایا ہی منجملہ ان وجوہ کے بعض اس جانب راجع ہین کہ دوام آسمان وزمین کی قید
سے مقید کرنے مین کیا فائدہ ہی۔ اور بعض کا مرجع حکمت استثناء ہی پس قسم اول مین سے یہ تاویل ہی کہ آسمان سے آسمان جنت
وزمین سے جنت کی زمین مراد ہی کیونکہ سماء ہر وہ چیز جو تیرے اوپر سائبان ہو اور زمین وہ جو تیرا استقرار ہو اور بدیہی ہی
جنت ودوزخ کا آسمان وزمین ہونا امر قطعی ہی کسی پر پوشیدہ نہین ہی پس ہماری اس تقریر سے جو بعض نے اسمین اعتراض
کیا تھا کہ اُخروی آسمان وزمین پر محمول کرنا آیت کے سموٰت وارض کا اسوجہ سے نہین جائز ہی کہ مخاطبین کو اس کا علم نہین ہی
وہ دفع ہوگیا۔ **قال المترجم** اعتراض مین نے بیضاوی سے اوپر نقل کیا ہی اور ابن حجر کا یہ زعم کہ اعتراض دفع ہوگیا محض
ادعاء ہی میرے نزدیک اعتراض دفع نہین ہوتا کیونکہ مخاطبین اگر جنت ودوزخ کے بروجہ مذکور قائل ہین [illegible] غیب [illegible]
کے طور پر ہوگا حالانکہ وے آخرت سے منکر ہین۔ فلیتامل فیہ۔ پھر شیخ ابن حجر نے اس لفظ سے دوام [illegible]

تاویل ذکر فرمائی پھر لکھا کہ ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ تمام مخلوقات کی اصل نور عرش سے ہی اور آسمان و زمین آخرت مین اسی نور کی طرف پھیر دیے جاوینگے جس سے دونون مخلوق ہوئے تھے اور وہ دونون نور عرش سے دائمی ابدی ہونگے۔ پھر لکھا کہ اس جواب کی ضرورت اس بناپر ہی کہ دوام سموات وارض کی تقیید سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ دوزخی دوزخ مین انھین دونون کے دوام تک باقی رہینگے اور بعض نے اسکو منع کیا اے آخر ما ذکرا قول مانع اس سے شیخ مفسر بیضاوی رح ہین اور مین نے انکی تقریر او پر لکھی ہی پھر ابن حجر نے لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ جب انکا عذاب دائمی ہوگا خواہ دونون باقی رہین یا زائل ہو جاوین تو پھر اس تقیید سے کیا فائدہ ہی تو جواب یہ کہ نہین بلکہ اسمین بہت بڑے فوائد ہین از انجملہ یہ ہی کہ مخاطبین کو دوام آسمان و زمین تک بقاے عذاب سے ہول ہوگا کہ ایک زمانہ طویل دراز ہی کہ وہم کو احاطہ کرنا دشوار ہی اقول بلکہ جب وے لوگ دوام آسمان و زمین سے ابدی قیام سمجھتے تھے تو غیر متناہی زمانہ تک خلود عذاب سے تہویل کا مقصود حاصل ہی اور لکھا کہ باقی رہی یہ بات کہ ایا اس عذاب کی کوئی حد مقرر ہی کہ وہان منقطع ہو جائیگا یا نہین تو یہ بات دوسری دلیلون سے حاصل ہوتی ہی یعنے اُن آیات سے جنھین مذکور ہی کہ کبھی جہنم سے نہ چھوٹینگے ہمیشہ اسی مین رہینگے اور قسم دوم تاویل مین سے ایک وجہ یہ ہی کہ فیہا سے استثناء ہی یعنے برابر اسی مین رہینگے سوائے ان مقامات کے جہان بمشیت الٰہی انواع عذاب کے لیے نکالے جاوین جیسے زمہریر و شرب حمیم وغیرہ پھر اسی مین دابس کر دیے جاوینگے۔ اور لکھا کہ یا لفظ ما بمعنی من ذی عقل کے واسطے لیا جاوے مثل قولہ انکحوا ما طاب لکم من النساء اے من طاب۔ پس یہ گنہگار مومنون کا استثناء ہوگا خواہ متصل قرار دیا جاوے جبکہ شقوا مین یہ لوگ بھی شامل ہون یعنے گنہگار مومنین کو بھی اشقیاء کا لفظ شامل ہووے جو الذین شقوا سے معلوم ہی یا استثناء منقطع ہو جبکہ اہل شقاوت مین انکا شمول نہ لیا جاوے اور یہی اظہر ہی یا حرف الا بمعنی سوے لیا جاوے اور یہان کچھ اور تاویلیں بھی باقی رہین جنکے بیان سے مین اعراض کرتا ہون کیونکہ تاویلات بعیدہ ہین اگر کہا جاوے کہ یہ طریقہ تاویل کا اسی یقین پر ہی کہ جہنم سے کبھی انکو نکلنا میسر نہوگا۔ حالانکہ عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہی کہ لیاتین علی جہنم یوم تصفق فیہ ابوابہا لیس فیہا احد و ذلک بعد ما یلبثون فیہا احقابا۔ رواہ الامام احمد۔ جہنم پر ایسا زمانہ آویگا کہ اسکے دروازہ مصفوق کر دیے جاوینگے اسمین کوئی آدمی نہوگا اور یہ کئی احقاب انکے جہنم مین پڑے رہنے کے بعد ہوگا۔ اسکو امام احمد نے مسند مین روایت کیا ہی۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جہنم مین اشقیاء کو دوام خلود نہوگا پھر قولہ الا ما شاء ربک۔ کی تاویل کی ضرورت نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ اس روایت مین بعض راوی ثقہ نہین ہی اور اسکی نسبت ثابت ہوا کہ وہ بہت جھوٹ بولا ہی تو جب اسکا ثبوت نہوا تو کالعدم ہوا لہٰذا تاویل واجب ہوئی۔ ہان یہ بات البتہ ہی کہ قول عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہوا ہی کئی علماء نے حضرت ابن مسعود و ابو ہریرہ سے نقل کیا ہی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا کہ یہی قول عمر بن الخطاب و ابن عباس و ابن مسعود و ابو ہریرہ و انس بن مالک رضی اللہ عنہم کا ہی اور اسی طرف حسن بصری و حماد بن سلمہ گئے ہین اور یہی قول علی بن ابی طلحہ الوالبی و ایک جماعت تابعین مفسرین کا ہی انتہی کلامہ ولیکن حسن بصری سے جو نقل کیا وہ دیگر علماء کی نقل سے رد ہوا جاتا ہی کیونکہ ثابت رحمہ نے کہا کہ مین نے حسن رح سے انکا مقولہ پوچھا تو انھون نے اس سے انکار کیا و ظاہر یہ ہی کہ جن علماء و صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ مقولہ نقل کیا ہی اُسنے درحقیقت کچھ روایت صحیح نہین ہی اور اگر ہم صحیح فرض کرین تو اسکے معنی وہ ہونگے جو علماء نے بیان کیے کہ اسمین کوئی اجنبی نہوگا یعنی گنہگار مومنون مین سے کوئی نہوگا در ہے

کافرون کے ٹھکانے تو وہ خوب بھرے ہونگے وے اسمین سے کبھی خارج نہونگے جیسا کہ بہت سی آیات [illegible]
حاصل طریقہ تاویل یہان یہ ہی کہ قولہ لیس فیہا احد- عام ہی اسکو نصوص قطعیہ خلود کفار نے مخصوص کیا تو معنی [illegible]
فیہا احد من عصاۃ المومنین- اسمین گنہگار مومنون مین سے کوئی نہوگا- اور صفق الابواب کا فائدہ یہ [illegible]
کوئی رہیگا اسوقت تک ابواب مسدود نہونگے اور یہ تاویل قریب اسکے ہی جو طویل حدیث شفاعت مرویہ صحیحین [illegible]
آخرین مذکور ہی کہ جب جنت مین ذرہ برابر خیر والا بھی کوئی نہین رہیگا تو اللہ تعالے ایک مٹھی یا دو مٹھی اپنی [illegible]
کے لایق مٹھی سے اہل دوزخ سے نکال لیگا جو عتقاء الرحمن کہلاوینگے تو علماء نے کہا کہ خیر سے ایمان مراد نہین بلکہ عمل [illegible]
یعنے ایسے ہونگے جنھون نے کوئی نیکی نہین کی ہی مگر نفس ایمان انمین تھا اور مترجم نے اسکو تاویل اسوجہ سے قرار [illegible]
سیاق مین ذرہ برابر ایمان والے کے نکال لینے کا حکم بدون شفاعت کے محض فضل سے ہوچکا ہی تو شبہہ یہ ہوتا تھا کہ اب
کوئی ایسا نہین ہی جسمین ذرہ برابر بھی ایمان ہو تو محض کافر کی نجات ظاہر ہوتی ہی حالانکہ کفر پر نجات نہونا قطعی آیات سے
ثابت ہی لہذا کہا گیا کہ مراد ایمان سے عمل خیر ہی کما فی قولہ تعالے ما کان اللہ لیضیع ایمانکم- اور مراد نماز بجانب غیر القبلۃ [illegible]
پھر ابن حجر رح نے کہا کہ رازی کی تفسیر کبیر مین ہی کہ ایک قوم کا قول ہی کہ کافرون کے عذاب کی ایک انتہاء ہی جہان منقطع ہو [illegible]
اور استدلال انکا اسی آیت سے ہی اور قولہ تعالے لابثین فیہا احقابا- سے ہی اور بدین دلیل کہ ظالم کی معصیت متناہی ہی
اسپر غیر متناہی عذاب ہونا ظلم ہوگا- انتہی اور اسکا جواب ابن حجر نے یہ دیا کہ احقابا سے استدلال اسکی متناہی ہونے پر صحیح
نہین اور نہ اس آیت سے صحیح ہی کیونکہ پہلے معلوم ہوچکا کہ عرب ایسے استعمال مین دوام ابدی مراد لیتے ہین اقول ہان [illegible]
استثناء الاما شاء ربک- سے استدلال ہی نہ لقولہ ما دامت السموات والارض- لیکن چونکہ اسمین احتمالات پیدا ہوگئے
اس سے البتہ استدلال کسی قطعی بات کے لیے صحیح نہ رہا- پھر دلیل عقلی ظلم کا جواب دیا کہ ظلم کچھ نہین ہی اسواسطے کہ کافر
دوام زندگی بھی عزم تھا کہ کفر پر جمارہے تو اسکے عوض اخروی زندگی بھر عذاب دیا جائیگا- حالانکہ وہ زندگی دائمی ہی لیس [illegible]
دائم ہوا تو دائمی ظلم کے موافق دائمی عذاب ہوا یا وجہ دیکا اسکو اخروی زندگی دائمی و عذاب سے آگاہ کر دیا گیا تھا وہذا ما [illegible]
المترجم- لیکن اسمین تردد ہنوز مثل عقلی دلیلون کے باقی ہی اور وہ یہ ہی کہ ظلم کافر کا اسکی زندگی بھر تھا اور یہ مقدار تھا [illegible]
اور ابن حجر رح نے کہا تھا کہ کافر کو کفر پر عزم تھا ما دامیکہ زندہ ہی تو جزاء و سزا ایک دوسرے کے موافق دائمی ہوئی- اور [illegible]
مذکور زیادہ جاری ہی اور جسطرح مترجم نے تقریر مین تغیر کر دیا اسکے موافق رفع تردد ہوسکتا ہی کہ جب ایک شخص کے [illegible]
کی دونون طرف دو زندگی مقرر ہوئین اور بتلا دیا گیا کہ دنیاوی فانی ہی اور اخروی باقی ہی تو اسنے خود باقی زندگی [illegible]
کیا اسیواسطے اللہ تعالے نے فرمایا وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا- یعنی جب تک رسول کے واسطے سے [illegible]
کیا گیا انپر عذاب نہوگا اگر آگاہ نہوئے ہون اور یہ شبہہ جو زمانہ فترت کا ہی یعنے ایک رسول کے [illegible]
شریعت ایسے متغیر ہوے کہ اس سے آگاہی و اطمینان نہین ہوسکتا جیسے حضرت موسیٰ سے [illegible]
خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بیچ مین تھا لہذا جب فرعون نے موسیٰ سے [illegible]
جواب نہین دیا بلکہ فرمایا- علمہا عند ربی فی کتاب- یس جہان تک نصوص [illegible]

Marfat.com

اسکے علم الٰہی محیط ہی وہی اپنی مخلوق کا دانا ہی لہٰذا بعض سلف نے کہا کہ کوئی کسی مخلوق کو جنت یا دوزخ مین نہین اتار سکتا
اور خود اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کا دانا ہی جیسا کہ قولہ تعالےٰ خالدین فیہا الا ما شاء اللہ کی تفسیر مین سابق مین مذکور ہوا ہی پھر
شیخ ابن حجر نے لکھا کہ واضح ہو کہ اہل جنت کے واسطے دوسری آیت مین ایسا ہی استثناء مذکور ہی اور وہان بالاجماع یہ مراد نہین
ہی کہ انکے خلود مین دوام نہوگا بلکہ کبھی استثناء ہوگا اور خود اللہ تعالےٰ نے دوام کی تنصیص فرمائی لقولہ عطاءً غیر مجذوذ یعنی ایسی عطا
کہ کبھی منقطع نہوگی تو جیسی تاویل یہان مذکور ہوئی اسی نظیر پر وہان تاویل ہوگی۔ اور جبکہ یا بمعنی مَن ہو تو مراد گنہگار مومنین
اہل اعراف ہونگے جو ہنوز جنت مین داخل نہین ہوے ولیکن داخل ہونے کی طمع رکھتے ہین۔ اقول دوسری آیت جو اہل جنت
کے حق مین ہی جبکہ اسمین بالاجماع استثناء سے ظاہر مراد نہین ہی تو یہی موئد ہی کہ اس آیت مین جو دوزخیون کے حکم مین ہی یہ
ظاہر جو عموماً سمجھ مین آتا و خلاف دیگر نصوص قطعیہ ہی مراد نہووے پس جب ظاہر معنی مقصود نہونا معلوم ہوگیا تو جملہ نصوص
کے متوافق و متعاضد معنی پر بقاعدۂ زبان عربی محمول کیا جائیگا اور یہ ویسی ہی تاویل ہین جو اوپر مذکور ہوئین۔ پھر شیخ نے لکھا
کہ ابن زید نے فرمایا کہ اہل جنت کی آیت مین الا ما شاء ربک فرمایا اور اس مشیت سے ہمکو آگاہ کر دیا کہ جو کچھ مراد ہو خلود دوام
استثناء نہین ہی چنانچہ صریح فرما دیا عطاءً غیر مجذوذ یعنی غیر مقطوع لہ یعنی اس نعمت کا انقطاع نہوگا اور جو اہل دوزخ کے حق مین ایسا ہی
استثناء کیا تو اس مشیت سے ہمکو آگاہ نہین فرمایا کہ انکے حق مین کیا چاہا ہی انتہی کلامہ۔ مؤلف نے کہا کہ شیخ ابن تیمیہ نے جو آثار نقل کیے ہین
انکا ثبوت ہی اور اسکو شیخ ابن القیم نے حادی الارواح الی بلاد الافراح مین توضیح بیان کیا ہی۔ ابو الشیخ نے قتادہ سے روایت کی
کہ انھون نے یہ آیت پڑھکر کہا کہ ہم سے حضرت انس بن مالکؓ نے حدیث بیان فرمائی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک قوم دوزخ سے نکالی جاویگی
اور کہا کہ ہمارا وہ قول نہین ہی جو اہل حروراء یعنے خارجی کہتے ہین کہ جو کوئی جہنم مین گیا پھر وہان سے نہین نکلیگا اقول یہی کبائر مین معتزلہ
کا قول ہی۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہی کہ آنحضرتؐ نے یہ آیت پڑھکر فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ ان لوگون مین سے جو شقی ہوے ہین انکو
دوزخ سے نکالے تو کر سکتا ہی رواہ ابن مردویہ اقول یہ کلام ایسا واقع ہونے کے لیے دلیل نہین ہی بلکہ قولہ تعالیٰ ان ربک فعال لما یرید
کی تفسیر ہی۔ خالد بن معدان نے آیت کی تفسیر مین کہا کہ یہ اہل توحید اہل القبلہ کیواسطے ہی یعنے گنہگار مومنین بمشیت الٰہی جہنم سے نکلے جاوینگے
جبکہ مشرک نہون۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ یہ آیت تمام قرآن مین جہان
خالدین فیہا آیا ہی فیصلہ کرتی ہی یعنے ہر خلود پر وارد ہی۔ ابن عباس سے مروی ہی کہ قولہ تعالےٰ الا ما شاء ربک مین کہا کہ پھر
پروردگار کی مشیت معلوم ہوئی کہ دوزخی ہمیشہ دوزخ مین رہین اور جنتی ہمیشہ جنت مین رہین۔ اور ابن عباسؓ سے یہی مروی
ہی کہ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے النار سے استثناء کیا کہ انکو بالکل نہ کھاوے۔ سدیؒ نے آیت مین کہا کہ پھر اسکے بعد مشیت الٰہی
کا علم آیا جس سے معلوم ہوگیا چنانچہ مدینہ مین نازل ہوا قولہ ان الذین کفروا و ظلموا لم یکن اللہ لیغفر لہم و لا لیہدیہم طریقا الآیۃ
پس دوزخیون کی نجات کی امید جاتی رہی اور انکے لیے ہمیشہ کی خلود کا حکم واجب ہوگیا۔ اور قولہ اما الذین سعدوا الآیۃ مین مشیت
الٰہی کا علم مدینہ مین نازل ہوا بقولہ والذین آمنوا و عملوا الصالحات سندخلہم الی قولہ ظلا ظلیلا۔ پس انکے لیے ہمیشہ خلود واجب
ہوگیا۔ اور ابو نضرہ رح سے روایت ہی کہ پورا قرآن اس آیت پر منتہی ہوتا ہی یعنے قولہ ان ربک فعال لما یرید۔ تیرا رب جو چاہتا ہی کر
گذرتا ہی [illegible] کبیر علی الجامع الصغیر مین لکھا کہ یہ جو ہم نے ذکر کیا کہ جہنم مین کفار کا عذاب دائمی ابدی ہی اسی پر آیات و اخبار

وآثار دلالت کرتے ہین اور جمہور امت سلف وخلف اسی پر یقین کیے ہوے ہے۔ اور اسکے سواے بعض اقوال
جنکی تاویل واجب ہے ازانجملہ شیخ محی الدین بن العربی کا قول ہے کہ دوزخی مدت تک دوزخ مین عذاب پاوینگے پھر ایسا
ہوگا اور انکے لیے ایک آتشی طبیعت رہجائیگی جس سے انکو ایک طرح کی لذت حاصل ہوگی کیونکہ وہ انکی طبیعت کے والے
ہوگی اور خلف وعید کا شبہہ وارد نہین ہوتا کیونکہ ثناء تو وعدہ کی سچائی مین ہے جو وعدہ انعام کا اللہ تعالے نے فرمایا اسکے
کرنے مین اسکی شان کے واسطے حمد وثناء ہے اور وعید یعنی عذاب وسزا کا وعدہ پورا کردینا ثناء نہین بلکہ سزا سے تجاوز کرنا
ہے چنانچہ فرمایا فلاتحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ۔ اور یہ نہین فرمایا مخلف وعیدہ۔ بلکہ فرمایا ہے ونتجاوز عن سیئاتہم۔ باوجود
انکو اس فعل پر وعید فرمائی تھی اور حضرت اسمعیل کو فرمایا انہ کان صادق الوعد۔ یعنی وعید کے صدق مین تعریف نہین
اور دوسرے مقام پر شیخ نے لکھا کہ دوزخی جب اسمین داخل کیے جاوینگے تو برابر خوفناک منتظر رہینگے کہ شاید اسمین سے نکالے
پھر جب جہنم کے دروازے بند کردیے جاوینگے تو مطمئن ہوجاوینگے کیونکہ جہنم انکی طبیعتون کے موافق پیدا کی گئی ہے۔ قال
المترجم حضرت ابن عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے اثر مین اس تاویل کو دخل ہے کہ جب تک کوئی موحد عاصی حتی کہ جسنے
کوئی نیکی کبھی نہین کی ہے جہنم مین ہوگا اسوقت تک اسکے دروازے مسدود نہونگے پس مسدود اسوقت ہونگے کہ اسمین کوئی ہو
موحد کوئی نہو۔ اور واضح ہو کہ تفسیر ابن العربی اسوقت موجود ہے اسمین یہ عبارت جو مناوی مین ہے مذکور نہین ہے۔ ظاہرا
کی دوسری کتابون سے نقل کی گئی ہے اور مناسب مقام ہے کہ شیخ کا قول انکی تفسیر سے بھی اس مقام پر ترجمہ کردون۔ قولہ
تعالے فمنہم شقی وسعید۔ جب شقی وسعید منکر نبوت وتعظیم کا ذکر کیا تو ازلی ابدی سعید وشقی کو بیان فرمایا اور جب تقسیم
تفصیلی مین انکا حال بیان کیا یعنی بقولہ فاما الذین شقوا۔ تو اسمین سے شقی کے ہمیشہ دوزخ مین رہنے سے اور سعید کے
جنت مین رہنے سے استثناء کیا بقولہ الا ما شاء ربک۔ کیونکہ دوزخ وجنت سے مقصود سے محروم ہوکر رنج والم پانا اور حصول
مراد سے لذت اٹھانا پس دونون مین استثناء کرنے سے یہ غرض ہے کہ جہنمی تو اس رنج والم سے بڑھکر غم مین پڑیگا یعنی صفات
کے حجاب مین ہوکر قلب کی آگ سے جلیگا اور افعال کے حجاب سے خشم ومطرود ہونے اور ذلت واہانت مین پڑیگا اور روح
کی سوزش سے پردہ ولعنت وقہر مین گرفتار رہوگا اور جنتی اس لذت سے بڑھکر اکرام مین پہونچیگا مثلاً تجلیات صفات سے
جنات قلب مین رضوان ولطف واکرام واعزاز پاویگا اور تجلیات ذات وظہور سے جنان روح مین مقام شہود لقاء وظہور سبحات
جلال وہ کچھ پاویگا کہ جسکی نسبت حدیث صحیح مین آیا ہے لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔ اور یہ اسوجہ سے
کہ سعید بمقابلہ شقی کے ہے اور یہ ہو نہین سکتا کہ سعید نکلکر دوزخ مین جاوے اور نکالے نہ جانے کے لیے یہ کلام دلیل ہے عطاء
غیر مجذوذ۔ یعنی یہ عطاء کبھی مقطوع نہوگی پس ایسے ہی سعید کا مقابل شقی بھی زیادہ عذاب ورنج والم مین جاویگا اور یہ نہین ہوسکتا
کہ سعید ہوجاوے علاوہ ازین قولہ ان ربک فعال لما یرید۔ اسکو منقرر ہے کیونکہ یہ ایک سخت وعید ہے۔ یہ جو لکھا گیا برعایت
ادب ہے اور بواطن کی تحقیق مین ظواہر کا لحاظ رہا اور رہا بیان حقیقت تو جاننا چاہیے کہ شقی جب دوزخ مین ان مراتب
۔۔۔ تھا تو اس سے کبھی خارج نہوگا بلکہ ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ کو منتقل ہوتا رہیگا اور ایک درک سے دوسرے درک
تو وہ ہمیشہ اسی عذاب مین رہا بلکہ عذاب سے بڑھکر عذاب ہوتا گیا۔ اور مراد استثناء سے اسی ۔۔۔ کے علاوہ

[illegible] اپنے رب کے ساتھ ہے وہ اسکی پیشانی کے بال پکڑے یعنی اپنا مسخر کیے ہوے خود راہ راست پر
[illegible] نفس کی پیروی اسکو جہنم کی طرف ہانکے اور اُڑائے لیے جاتی ہے پس وہ وہان رب کے ساتھ
[illegible] مین ہے پس اپنے موافق سے متلذذ ہوتا رہیگا جو اسکے حق مین عین نعمت ہو جائیگا تو آگ کے معنی اسکے حق مین اکل
[illegible] اور وہ مقام اسکے لیے جنت کے حکم مین ہوگیا اگرچہ فی الحقیقت جو جنت کہ سعید کے لیے ہے اُس سے وہ بعد المشرقین بہت
[illegible] پڑا ہے۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ تھوڑی مدت مین جہنم مین جرجیر اُگیگا اور آیا ہے کہ جہنم پر ایک زمانہ آویگا کہ اسکے دروازے بند
ہو جاوینگے اسمین کوئی نہوگا۔ ایسی ہی سعید کی جانب ہے کہ جنت مین اسکا مراتب پر منتقل ہونا دوام خلود کے حکم مین ہے
اور استثنا سے اس خلود کے علاوہ مراد ہے اور وہ یہ ہے کہ احدیت ذات مین فانی اور سبحات جمال سے عشق مین فنا ہوگا
جہان کہ حق عین شاہد و مشہود ہے اور یہ بطریق مشاہدہ روحی نہین بلکہ شہود ذاتی احدی کے ساتھ جہان غیر کا کچھ اثر بھی نہوگا
اور یہ کمال نعمت ہے جیسا کہ حدیث مین اشارت ہے کہ نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کانون نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اُسکا خطور
ہوا۔ اور اگر شقی و سعید مین تنوین نوعیت کے لیے ہو نہ تعظیم کے لیے تو یہان دنیا مین نیک کام سے بدکار بمشیت الٰہی نیکوکار
ہو سکتا ہے ولیکن اس صورت مین یہ شقی ازلی کا بیان نہوگا۔ انتہی کلامہ مترجما۔ اس کلام سے جیسا تو دیکھتا ہے طریقت کی
توجیہ موافق جمہور امت کے ہے اور تاویل موافق بتاویل مختار شیخ سیوطی رح ہے یعنے شقی کو دائمی شقی رکھا جو کبھی سعید نہوگا
اور استثنا سے مزید عذاب مراد لیا اگرچہ حقیقت کے معنی مین باطنی الم کو ایک خاص انتقال حالت پر قرار دیا اور اس سے
انکار کیا کہ کبھی دوزخ سے نکلے اگرچہ بعض آثار کو تاویلی تائید مین نقل کیا ہے پس اللہ تعالے دانا ہے کہ جہان سے مناوی
مین منقول ہے وہان آیا یہی مقصود ہے یا کیا مراد ہے فلیتدبر۔ پھر مناوی مین کہا کہ حافظ ابن القیم نے کہا کہ یہ قول ایک طرف
ہے یعنے ابن العربی کا قول کہ دوزخ فنا ہو کر انکے لیے جنت ہو جائیگی ایک طرف ہے اور معتزلہ کا قول کہ جو جہنم مین گیا وہ کبھی
نہ نکلیگا دوسری طرف ہے اور ہر دو قول ان نصوص کے خلاف ہین جو بالضرور رسول اللہ صلعم کی احادیث اور آپ پر نازل
ہوئے قرآن سے معلوم ہوے ہین۔ اور کہا کہ جیسے ایک جماعت کا قول کہ دوزخ فنا ہو جائیگی کیونکہ اللہ تعالے نے اسکے لیے ایک
انتہا مقرر فرمائی ہے پھر ان لوگون سے اسکا عذاب بھی زائل ہو جائیگا اور استدلال ایک اس آیت سے فرمایا اور ایک قولہ تعالے
لابثین فیہا احقابا۔ یعنی کئی احقاب اسمین پڑے رہینگے۔ تو معلوم ہوا کہ کئی احقاب کے بعد پھر نجات ہوگی۔ اور ان لوگون کا یہ بھی
قول ہے کہ قرآن مین دوزخ کے دوام بقاء پر کوئی دلالت نہین ہے بلکہ قرآن مین تو فقط اسیقدر ہے کہ کفار اسمین ہمیشہ رہینگے اور
وے اسمین سے کبھی نہین نکلینگے اور اُنسے اسکا عذاب فتور نہ کریگا اور وے کبھی نہین مرینگے اور انپر عذاب اسمین مقیم و غرام
و لازم ہوگا۔ اور یہ بات وہ ہے کہ جسمین صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ مین کچھ اختلاف نہین ہے بلکہ اختلاف ایک اور بات
مین ہے اور وہ یہ ہے کہ دوزخ دائمی ابدی چیز ہے یا اسپر بھی فنا لکھی گئی ہے اور یہ بات کہ کفار اسمین سے کبھی نہین نکلینگے اور جنت
مین کبھی نہین داخل ہونگے تو اس بات مین اہل السنۃ مین سے کسی نے اختلاف نہین کیا ہے۔ الحاصل اگر کچھ اختلاف ہے تو اس
بات مین کہ آیا دوزخ پر بھی فنا لکھی گئی ہے جیسے کل چیزون پر یا نہین تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے دوزخ کے فانی ہونے کا قول
ایک جماعت صحابہ و تابعین سے نقل کیا اور شیخ ابن القیم نے مثل اپنے استاد ابن تیمیہ کے اسی قول کو نصرت دی اور اسی کو تحقیق

Marfat.com

کیا لیکن جمہور نے اسکو جرح کیا یہ قول متروک مہجور ہوا اسکا قائل نہ ہونا چاہیے اور ... [illegible]
تاویل کردی اسطرح کہ صحابہ رض کی مراد یہ ہی کہ اسمین کوئی گنہگار مومن نہوگا اور رہے کفار تو وہ اسمین سے
نہین نکلینگے جیساکہ بہت سی آیات مین اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہی اور دونون آیتون کو قریب بعید ... [illegible]
کلام المنادی - مؤلف نے کہا کہ ابن المنذر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہا کہ لو لبث اہل النار فی النار
رمل عالج لکان لہم علی ذلک یوم یخرجون فیہ - اگر پڑے رہین دوزخ والے دوزخ مین بشمار ریگ تودہ کے تو البتہ
اسپر ایک دن ہوگا کہ اسدن نکلین - قال المترجم مبہم ہی معلوم نہین کہ اہل النار سے کفار دوزخی مراد ہین یا
موحد جو دوزخ مین داخل ہوے ہین ولیکن دوم کی تائید دیگر احادیث مرفوعہ صحیحہ سے ظاہر ہی اور اول مخالف
احادیث ہوگا - پھر لکھا کہ عبد بن حمید نے بھی ثقات راویون سے حضرت عمر رض سے اسی قول کے مانند روایت کی
ابن راہویہ نے حضرت ابوہریرہ رض سے روایت کیا کہ کہا کہ سیاتی علی جہنم یوم لا یبقی فیہ احد وقرأ فاما الذین شقوا الآیہ
جہنم پر ایسا دور آویگا کہ اسمین کوئی شخص باقی نہین رہیگا اور پڑھی یہ آیت فاما الذین شقوا ففی النار خالدین فیہا
مترجم نے کہا کہ اسمین بھی وہی تردد ہی کہ اسمین کوئی شخص باقی نہ رہیگا اس لفظ سے کون مراد ہی آیا کوئی شخص کافر
موحد ہو باقی نہ رہیگا یا گنہگار موحد باقی نہ رہیگا - اگر اول مراد ہی تو خلاف آیات واحادیث ہی اور اگر دوم مراد ہی تو موافق احادیث
صحیحہ ہی اگر کہا جاوے کہ فاما الذین شقوا - کے پڑھنے سے تو یہی ظاہر ہی کہ شقی کافر مراد ہین تو کہا جائیگا کہ گنہگار موحد بھی
بداعمالی کے شقی یعنے بدبخت ہو سکتا ہی اگرچہ وہ بوجہ نفس اعتقاد توحید کے سعید ہو ولیکن واضح ہو کہ یہ اسی صورت مین ہی کہ
فمنہم شقی وسعید سے باعتبار اعمال کے دو قسم کی گئی ہون تو ضرور ہوگا کہ سوائے دو کے دیگر اقسام بھی نکلین ورنہ ازلی شقاوت
وسعادت کی راہ سے تو دو ہی قسم مین انحصار ہوگا مگر فاما الذین شقوا سے خالی ازلی کافر دائمی دوزخی مراد ہونگے انمین گنہگار
داخل نہین ہو سکتے تو قول حضرت ابوہریرہ مین تاویل مذکور مین تردد ہوگا - اگر کہا جاوے کہ قولہ لا یبقی فیہا احد سیاق نفی مین
مین نکرہ تحت نفی مفید عموم ہی تو یہی معنی ہوئے کہ کوئی نہ ہوگا خواہ کافر ہو یا مومن ہو - کہا جائیگا کہ ہان عموم تو ہی لیکن ایا
اپنے معنی عموم پر لیا گیا یا نہین چنانچہ شرع مین بہت الفاظ عموم اپنے عموم پر نہین مراد ہین جیسے بلقیس کو کہا کہ اوتیت من کل
شیٔ - اسکو ہر چیز دی گئی حالانکہ اسکو آسمان یا ستارہ یا روس کے سلطنت نہین دی گئی تھی لہٰذا جب ہم نے دوسری
احادیث کو دیکھا تو اس سے معلوم ہوا کہ عموم مراد نہین بلکہ خصوص گنہگار موحد مراد ہین فافہم - پھر مؤلف نے لکھا کہ ابن المنذر
وابو الشیخ نے ابراہیم رحمہ اللہ یعنی تابعی نخعی سے روایت کی کہ کہا کہ ما فی القرآن ارجیٰ آیۃ لاہل النار من ہذہ الآیۃ خالدین فیہا
ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید - یعنی کہا کہ اہل دوزخ کے لیے قرآن مین اس آیت سے
کوئی آیت امید کی نہین ہی یعنے خالدین فیہا ما دامت الآیۃ - قال المترجم اسمین بھی اہل النار سے شاید گنہگار موحد
مراد ہین جیسے دیگر اقوال مین - اور اسی قول ابراہیم مین ہی کہ کہا کہ ابن مسعود رض نے فرمایا لیاتین علیہا زمان تخفق ابوابہا
کہ جہنم پر ایک زمانہ آویگا کہ اسکے دروازے بند کیے جاوینگے - اقول شاید یہ مراد ہی کہ موحدین گنہگار نکالے جاوینگے
جب اسمین کوئی انمین سے نہ رہیگا تو کفار پر مسدود کردیے جاوینگے واللہ اعلم - امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص ... [illegible]

لیاتین علی جہنم یوم تصفق فیہ ابوابہا لیس فیہا احد- اور اس قول کو محی السنۃ بغوی وغیرہ نے حضرت
ابوہریرہ وغیرہ سے حکایت کیا- اور ابن جریر رح نے اپنی اسناد سے شعبی تابعی رحمہ اللہ سے روایت کی کہ قال جہنم اسرع
الدارین عمرانا واسرعہما خرابا- یعنی دوزخ وجنت دونوں گھروں میں سے دوزخ زیادہ جلد آباد ہو جائیگی اور زیادہ جلد
خراب یعنی ویران و کھنڈل ہوگی اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے جو فرمایا الا ماشاء ربک
ان ربک فعال لما یرید- تو وہی جانتا ہے کہ یہ استثناء کس پر واقع ہوا- اور جاننا چاہیے کہ جیسا حضرت ابن مسعود و حضرت عمر
و ابوہریرہ و عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہوا ویسا ہی ایک جماعت سلف سے مروی ہے چنانچہ صحابہ رضی اللہ
عنہم میں سے ابن عباس و ابن عمر و جابر و ابو سعید خدری سے اور تابعین میں سے ابومجلز و عبدالرحمن بن زید بن اسلم وغیرہ
سے روایت کیا گیا اور اسمیں ایک حدیث بھی طبرانی کے معجم کبیر میں ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی سے مرفوع روایت ہے
لیکن اسکی اسناد بعض راویوں کی وجہ سے ضعیف ہے- مؤلف نے کہا کہ اس بیان سے یہ ضرور ثابت ہو گیا کہ شیخ الاسلام
ابن تیمیہ نے جو کچھ ان بزرگوں سے نقل کیا وہ صحیح ثابت ہے اور حافظ ابن القیم نے جو اسکا انتصار کیا وہ بجا ہے اور ابن حجر کی
و مناوی کا قول سست ہے اگرچہ بے شک راجح وہی جمہور کا مذہب ہے- **قال المترجم** مناوی میں یہ نہیں کہا تھا کہ
شیخ الاسلام کی نقل میں فتور ہے بلکہ اسنے یہی کہا تھا کہ یہ مذہب مہجور و متروک ہے ہاں ابن حجر نے البتہ عدم ثبوت کا احتمال پیدا
کیا تھا تو ان اسانید سے ثبوت ہو جاتا ہے ولیکن اصل کلام انکے معنی میں ہے- **مترجم** کہتا ہے کہ عذاب جہنم ایک نہایت سخت
چیز ہے نعوذ باللہ من عذاب جہنم و عذاب القبر- چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ بسبب برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوطالب
آپ کی پرورش کرنے والے جان نثار چچا پر جو کافر مرے عذاب میں بالکل تخفیف ہوئی اسپر بھی آپ نے فرمایا کہ اسکے پاؤن
میں آگ کی دو جوتیاں ہیں جس سے اسکا دماغ ابلتا ہے- اعوذ باللہ اعوذ باللہ- لہذا مترجم کہتا ہے کہ تمام برادران اسلام ہر وقت
اپنے آپ کو مع اہل و عیال و دوست و احباب کے نافرمانی الٰہی سے روکیں اور شرع پر جو نہایت آسان رستہ ہے چلے چلیں اور ضرور
بالضرور اپنے ایمان و یقین کو ہر دم تازہ رکھیں ورنہ جس وقت غفلت ہوگی شیطان انکو کافر بنا دیگا کہ جس سے انکو خود خبر نہ ہوگی
اور شرک سے بالکل دور رہیں اور اسکے بعد میں کہتا ہوں کہ یہاں جو بحث مذکور ہوئی اسمیں غور و خوض نہ کریں اسکو علماء پر
چھوڑیں ہاں اللہ تعالے کی رحمت سے امید کرنا ضرور ہے جیسے اسکے عذاب سے ڈرنا ضرور ہے- پھر واضح ہو کہ مؤلف نے لکھا
کہ یہاں جار اللہ محمود زمخشری نے کشاف میں اپنا معتزلہ ہونا خوب ظاہر کیا اور اس سے آگے بڑھکر خندق میں گرا اور اسکا
مذہب مانند دیگر معتزلہ کے یہ ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والے موحد دوزخ سے نہیں نکالے جاوینگے چنانچہ انکے نزدیک جو دوزخ
میں گیا وہ ہمیشہ اسی میں رہیگا بنا برین اسنے لکھا کہ تو اہل السنۃ کے اس قول سے دھوکا نہ کھانا کہ استثناء سے یہ مراد ہے
کہ کبیرہ گناہ والے دوزخ سے نکالے جاوینگے کیونکہ اہل سعادت کے حکم میں بھی استثناء ہے وہ صاف ان لوگوں کا جھوٹ
افتراء پکار کر ظاہر کرتا ہے اور تو ان لوگوں سے بھلا کیا بھلائی کی امید رکھتا ہے جو قرآن کو چھوڑ دیتے ہیں بعضے نوادر کی
روایت پکڑ کر کہ اسنے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی کہ لیاتین علی جہنم یوم تصفق فیہ ابوابہا لیس فیہا احد- اور
میں کہتا ہوں کہ عبداللہ بن عمرو کو اپنی دونوں تلواریں لیکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقاتلہ کرنے سے اتنی فرصت کیوں

Marfat.com

ملی جو انھون نے تمام زمانہ مین یہ حدیث پھیلائی - انتہی کلامہ مترجما - شیخ شوکانی رحمہ اللہ [illegible]
مسکین تو نے جو ہمپر طعن کیا کہ کبیرہ گناہ والے کے دوزخ سے نجات پانے کے قائل ہین تو یہ خود [illegible]
فرمایا ہی اور آپ سے آپ کے ستارے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے تابعین رحمہم اللہ تعالے سے ہم [illegible]
کی کتابون مین جو ایمان و اسلام کے واسطے خزائن جواہر بے بہا و بے مثل ہین ایک جماعت سے [illegible]
ہوا ہی پس تیری لیاقت کیا ہی جو تو ایسی قوم پر طعن کرتا ہی جو سنت رسول اللہ صلعم کے عارف ہین اور طریقہ [illegible]
جانتے ہین کہ تو اُس سے جاہل ہی اور ایسی پیروی انکی راہ کی کرتے ہین کہ جس سے تو کوسون دور پڑا ہی اور یہ جو تو نے [illegible]
آیت مین دوسرا استثناء اہل سنت کی تکذیب کرتا ہی تو یہ تیرا وہم ہی ارے دونون جگہ گنہگار مومنون کی [illegible]
و کچھ مانع نہین ہی پس دوسری استثناء مین یہ معنی ہین کہ بعضون کے خلود مین اسقدر دیر ہوگی کہ جب تک انکے گناہ [illegible]
کی وجہ سے انکو دوزخ مین عذاب اٹھانا پڑے اور یہ قول تو ایک جماعت علماء سلف کا ہی جنکا ذکر ہم نے اوپر بیان کر دیا
یہی حبر الامۃ حضرت ابن عباس کا قول ہی - اور رہا وہ جو تو نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص پر طعن کیا حالانکہ وہ [illegible]
بڑے عابد زاہد اور سنت کے حافظ تھے تو اے بیچارے محمود تجھے کچھ بھی شعور ہوا کہ تو کیا کرتا ہی اور کس جنگل مین بھٹکتا [illegible]
ہی اور کس کنوئین مین گرا پڑتا ہی اور بھلا تو اور تیری یہ لنگڑی ٹانگین اور تو نے ہاتھ اور تیرا یہ اُچکنا کہ صحابہ رسول [illegible]
کہ بحکم اصحابی کالنجوم الحدیث کے آسمان کے ستارے ہین وہان تک تو ہاتھ بڑھاتا ہی افسوس کہ تیری نحو و لغت کے [illegible]
بھی کوئی نہ تھا جو تجھکو روکتا کہ جن علوم پاکیزہ و سنت مطہرہ مین تجھکو دخل ہی نہین ہی اسمین تو کیون کلام کرتا ہی [illegible]
اس علم الروایۃ و معرفۃ السنۃ سے جاہل ہونا بھی کس خراب فضیحت مین ڈالتا ہی بلکہ فضیحت اُٹھانے والا وہ شخص [illegible]
جو اپنی کملی و جھوپڑی سے بڑھکر بادشاہی تخت و تاج کا خواب بیان کرے - انتہی کلام الحافظ الشوکانی رحمہ اللہ تعالے [illegible]
کہتا ہی کہ مین نے اس مقام کو اس تفسیر مین کافی فصاحت سے نقل کیا تاکہ اہل اسلام اپنے علوم دینی کی طرف توجہ کرین [illegible]
لتوفیق من اللہ سبحانہ و تعالے اب مین آیت کی تفسیر موافق مختار شیخ سیوطی رح کے اول و موافق اکثر [illegible]
کے جنکا مذہب جمہور ہی سوم نقل کرتا ہون اللہ تعالے نے فرمایا - فاما الذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر و شھیق خالدین فیھا [illegible]
السموات والارض - پس جو لوگ شقی ہوئے یعنی ازلی کافر ہوئے - (بقول سیوطی) یا انکے اعمال برے [illegible]
دوزخ ہین - (بقول جمہور) تو وے آگ جہنم مین ہونگے انکے لیے اسمین زفیر و شہیق ہی درحالیکہ خلود [illegible]
دنیا کا دوام ہی - (بقول سیوطی) یا ہمیشہ اسی مین رہینگے ابد تک - (بقول جمہور) - الا ما شاء ربک [illegible]
جو تیرا رب چاہے یعنی بے انتہا جسکی کوئی حد نہین کیونکہ اس آسمان و زمین کو دوام ابدی نہین اور کفار [illegible]
یا باستثناء ان گنہگار موحد لوگون کے جنکو اللہ تعالے چاہے تو وہ ہمیشہ نہ رہینگے بلکہ بعد مقدار [illegible]
دیکر جنت مین داخل کیے جاوینگے - (بقول جمہور) - یا اس مقدار کہ تیرا رب چاہے تو جہنم فنا ہوگی [illegible]
(بقول جمہور) - ان ربک فعال لما یرید - بے شک تیرا رب جو چاہے کرے - اسکو کوئی مانع نہین اور [illegible]
اور کسی کا اُسپر حق نہین آتا ہی بلکہ وہ سب کا خالق مالک ہو مختار ہی لیکن فضل والا ہو تو اہل دوزخ [illegible]

Marfat.com

[illegible] یا کم عذاب بڑھاوے جو چاہے کرے - پھر اہل سعادت کا حال بیان فرمایا بقولہ - وَاَمَّا الَّذِیْنَ
سُعِدُوْا اور جو لوگ کہ مسعود ہوئے یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں اور یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان پر مرے اگرچہ پہلے اُنسے کفر وغیرہ
و مناہی ہوئے ہوں یعنی ابتدا میں اگر کوئی آدمی کافر ہو یا کسی گناہ میں مبتلا ہو لیکن ایک وقت سچے طور پر توبہ کر کے ایمان
[illegible] اور اسی ایمان پر مرے تو وہ سعید ہی - یہاں قرارت میں اختلاف ہی - سمین نے کہا کہ حمزہ و کسائی وحفص نے بالضم سین اور
[illegible] نے بالفتح پڑھا پس قراءۃ اولیٰ تو عرب کے اس محاورہ پر ہی کہ سعدہ اللہ لسے اسعدہ - فراء رح نے ہذیل سے حکایت
[illegible] لوگ یوں ہی بولتے ہیں - ولیکن سیبویہ نے کہا کہ سعد بالضم میں نہیں بولتے جیسے شقی مجہول نہیں بولتے کیونکہ فعل متعدی
نہیں ہی - نحاس نے کہا کہ میں نے علی بن سلیمان سے سنا کہ وہ بالضم سین قرارت پر تعجب کرتے اور کہتے کہ کسائی سے تعجب
ہو کہ باوجود زبان عربی سے ماہر ہونے کے اسنے بالضم پڑھا حالانکہ یہ لحن غیر جائز ہی - ازہری رح نے کہا کہ دونوں صحیح ہیں
سعد بالفتح کا فاعل سعید ہوتا ہی اور سُعِدَ بالضم کا مسعود آتا ہی - اقول بلا انکار مسعود معروف ہی اور یہ متولد نہیں بلکہ خاص
[illegible] عرب ہی پھر سعد بالضم جس سے مسعود آوے سیبویہ وغیرہ کا انکار کرنا خود عجیب ہی - اور واضح ہو کہ سعدوا بالفتح قرارت پر
معنی میں بجائے مسعود کے سعید سمجھنا چاہیے - یعنی جو لوگ سعید ہوئے - فَفِی الْجَنَّةِ وہ جنت میں ہیں - یعنی ہمیشہ کیونکہ
جملہ اسمیہ سے استمرار پایا جاتا ہی پھر ہمیشگی پر تنصیص کر دی بقولہ - خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ہمیشہ اسی میں رہینگے مَادَامَتِ
السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ جب تک آسمان و زمین ہیں - یا اس لفظ سے بطریق محاورہ یہ معنی ہیں کہ دائم ابد تک - یا جب تک
آخرت کی آسمان و زمین ہیں حالانکہ وے ہمیشہ تک رہینگے - اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ الا اسقدر کہ اللہ تعالیٰ چاہے
یا سوائے اسقدر زائد کے جو مشیت الٰہی میں ہی یعنی بے انتہا جسکا کبھی ختم نہیں ہی جیسا کہ دوسری آیات سے صریح معلوم ہی اور
خود یہاں تنصیص فرمائی بقولہ - عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ اے اعطوا اعطاء غیر مقطوع لا نہایۃ لہ - دیے گئے یہ بندے
ایسی نعمت کہ کبھی منقطع نہو گی - بیضاوی رح نے کہا کہ یہ تصریح ہی کہ ثواب کبھی منقطع نہو گا اور تنبیہ ہی کہ ثواب میں جو استثناء
کیا بقولہ الا ما شاء ربک اس سے ظاہر مراد نہیں کہ کبھی دوام میں انقطاع ہو گا کیونکہ آگے عطاء غیر مجذوذ فرمایا اور اسی
وجہ سے ثواب و عقاب کے تابید میں فرق کر دیا - خفاجی نے کہا کہ بعض کو وہم ہوا کہ عذاب جہنم کبھی منقطع ہو گا اور ثواب
جنت منقطع نہیں ہو گا اور اسمیں ایک حدیث عبداللہ بن عمرو سے وارد کی و ابن الجوزی نے کہا کہ وہ موضوع ہی اور اسی کے
قریب زمخشری نے کہا ولیکن زمخشری نے ابن عمرو کے حق میں ایسی بات کہی جسکا ذکر کرنا لایق نہیں ہی - مترجم کہتا ہی کہ
خفاجی رح سے عجب ہی کہ زمخشری رح کا قول بھی روایات کی تضعیف و توثیق میں سند قرار دیا حالانکہ اسکو اس علم سے کوئی
مناسبت ہی نہیں ہی آیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ تو صحیح متفق علیہ احادیث سے منکر ہو جاتا ہی اور رہا ابن الجوزی کا موضوع کہنا کچھ
معتبر نہیں جسکی تفصیل معلوم ہو چکا کہ اسانید صحیح ہیں لیکن یہ یاد رکھنا ضرور ہی کہ خلود کفار کی آیات قطعی ہیں انکے مقابلہ میں یہ
[illegible] جو محتمل تاویلات ہیں معارضہ نہیں کر سکتے ہیں و لہذا قول جمہور امت کا مختار ہی اور یہ ہم نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ کے علم
[illegible] کہا ہی کیونکہ وہ فعال لما یرید ہی جو چاہے کرے اور یہی جمیع اہل السنۃ کا مذہب ہی پھر مشائخ صوفیہ کے اقوال بھی
[illegible] عرائس میں ہی کہ قولہ تعالیٰ خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک - اللہ تعالیٰ

کے کرم ولطف سے یہ امید کیجاوے کہ کفار جب حشر مین اُٹھائے جاوین تو بلاحساب جہنم [illegible]
مومنون کا حشر ہوا اور میزان کے اعمال محسوب ہون و زمین تبدیل کیجاوے و آسمان دوسرا بدلا جاوے [illegible]
کیا جاوے اور مومنون سے آسان حساب لیا جاوے اور حق تعالےٰ قادر ہی کہ اپنے ایک لحظہ مین حساب کرے [illegible]
جنت مین داخل کرنا چاہے تو کافرون کو جہنم سے نکالکر بحر الحیوان مین داخل کرکے پھر مومنون کے ساتھ انکو جنت [illegible]
کیونکہ اسنے وعدہ فرمایا کہ کفار جہنم مین اسوقت تک رہینگے کہ آسمان و زمین ہون پھر جب دونون زائل ہوے تو جب [illegible]
ہوگئی اور یہ ایک بات ایسی ہی کہ امید کیجاوے ورنہ اہل السنتہ کا یہ مذہب نہین ہی ولیکن قولہ الا ما شاء ربک [illegible]
کہ وہ کافر ایسا ہو کہ آخرت معاینہ کرنے سے ایک لحہ پہلے ایمان لے آیا ہو اور کوئی اسکے ایمان سے مطلع نہوا ہوا [illegible]
کے تو اس صورت مین وہ بحر الحیوان سے نہا کر مومنون کے ساتھ ہوگا- قال المترجم یہ دونون اقوال نہایت عجیب
شاید صوفیہ وغیر صوفیہ بلکہ جمیع امت مین سے کسی کا قول مجھے اسکے موافق نہین ملا- اول قول کہ محشور ہو کر جہنم مین جاوین
مومنین محشور ہون تو واضح ہو کہ آیات سے ثابت ہی کہ کفار بد ہیأت و مغبور و مقہور محشور ہونگے اور جملہ خلائق ایک میدان
جمع ہوگی اور جنین و حیوانات وقائع صریح منصوص و آیات مین مذکور ہین پھر اس قول کی کیا ہستی رہی اور دوم یہ کہا کہ کافر
کی نجات کی شرط یہ کہ لحہ پہلے ایمان لایا ہو جس سے سوائے حق کے کوئی مطلع نہو تو واضح ہو کہ جمہور امت کے نزدیک [illegible]
کوئی توبہ کے وقت تک توبہ کرلے وہ ایسا ہی کہ جیسے مان کے پیٹ سے پیدا ہوا تو اسپر کوئی گناہ نہین اگرچہ فضائل اعمال سے
اسکو درجہ نہ ملے مگر وہ ایک لحہ بھی دوزخ مین عذاب نہ پاویگا اور رہا خیر یعنی عمل صالح نہوتا بلکہ عصیان ہوتا تو اہل توحید بھی [illegible]
گناہ کے عذاب پاکر جہنم سے ایک وقت پر نکالے جاوینگے پھر بحر الحیوان یا نہر الحیات سے غسل دیکر جنت مین جاوینگے جیسا کہ
صحاح مین مصرح ہی اور رہا رحمت الٰہی کا بیان تو بے شک وہ ایک ایسی صفت ہی کہ بندہ اسکو کیا بیان کرسکے لیکن احادیث
الرسول کے بیان سے جانتا ہی حتیٰ کہ شیطان اس رحمت کی تمنا کریگا لیکن وہ قہار بھی ہی تو جامع صفات کمالیہ سب کو خوف و
رجا ہی ولیکن شیخ نے بعد اسکے لکھا کہ اﷲ تعالیٰ عذاب کافرین سے مستغنی ہی جیسے طاعت مومنین سے مستغنی ہی لہذا اسکا کچھ نقصان نہین اگر
تمام کافرون کو جنت مین داخل کردے پس جب کرم فرمایا تو اولین و آخرین و مومنین و کافرین سب اسکے کرم سے فیضیاب ہونگے مگر جو اسنے
وعدہ رحمت دیا ہی یا عذاب سے ڈرایا ہی اسمین سچا ہی اور سب علم اﷲ تعالیٰ ہی کو ہی- اقول بیشک وہ کفر و طاعت و عذاب و ثواب سب سے
مستغنی ہی ولیکن یہ غضب و رضاء ہی اور یہ ہر ایک کے اعمال کا عوض ہر ایک کو ملا اسکو دونون سے استغناء ہی جیسا کہ تمام اہل السنتہ کا قول [illegible]
احادیث صحیحہ مین مصرح ہی پھر اﷲ تعالیٰ و رسول و صحابہ و تابعین رضی اﷲ عنہم و جمہور اکابر اولیاء و امامون کا قول اسطرح امید و بیم پر انکی مخالفت کرکے
نہین چھوڑا جاسکتا ہی اور شیخ محی الدین بن العربی کا یا کسی صوفی کا یہ قول نہین ہی کہ جہنم والے جنتی یا جنت والے جہنمی ہوجاوینگے بلکہ شیخ
ابن العربی نے اسکو صریح لکھا ہی جیسا کہ مین نے اوپر انکا قول ترجمہ کردیا ولیکن شیخ رح نے جو قول لکھا وہ کسی کرام صوفیہ کے [illegible]
متوافق نہین ہوتا واﷲ اعلم عند اﷲ تعالےٰ پھر لکھا کہ جو کچھ مین نے لکھا اسکی تائید مین ابو مجلز کا قول ہی کہ جہنم کافرون کی [illegible]
اﷲ تعالےٰ چاہے تو عفو کردے اور جہنم مین داخل نکرے اور ابن مسعود رض نے کہا کہ لیاتین علی جہنم زمان [illegible]
ہوا اور ایسے ہی شعبی کا وہی قول نقل کیا جو اوپر مذکور ہوچکا اور کہا کہ تصدیق اسکی قولہ تعالےٰ ان ربک فعال لما [illegible]

... قول ان اقوال کے معنی و تاویلات سب اوپر مذکور ہوئیں اور لکھا کہ قولہ تعالے واما الذین سعدوا ففی الجنۃ
خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ - یعنی جو لوگ ایسے ہیں کہ ازل میں سعادت کبریٰ سے
بہرہ مند ہوئے وہ سرادق عرش کے نیچے مقاصیر معرفت میں ہیں انکو دوام خلود ہے جب تک جنت کا آسمان و زمین قائم ہے آسمان
جنت عرش عظیم ہے اور زمین اسکی دُر کہ بیضاء مشک اذفر کی ہوگی یعنے جیسا کہ حدیث میں زمین کی نسبت وارد ہے الا ما شاء ربک
یعنی عارفین و محبین و مشتاقین کے لیے خاصہ مشیت کہ انوار جمال میں تا ابد داخل ہوں اور قولہ عطاء غیر مجذوذ یعنی کبھی منقطع
نہیں اور اہل جنت کے فواکہ کی نسبت بھی فرمایا کہ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ - اقول یہ تفسیر باشارت متوافق ظاہر ہے - پھر شیخ نے اکابر
مشائخ صوفیہ سے اقوال موافق جمہور امت کے نقل کیے اور خود شیخ کا قول ان سب سے مخالف صریح ہے چنانچہ لکھا کہ ابن عطاء
نے کہا کہ قولہ الا ما شاء ربک جو اہل جنت کے لیے ہے اسکے معنی یہ کہ سوائے خلود و نعمت کے اور جو تیرا پروردگار چاہے زائد
نعمت کہ اسکی انتہاء نہیں اور وہ ادراک بشری سے باہر ہے اور اہل جہنم کے حق میں جو الا ما شاء ربک فرمایا اسکے یہ معنی کہ سوائے
خلود جہنم کے جو تیرا رب چاہے مزید عذاب سے جو طرح طرح کے انواع ہیں - اقول دیکھو شیخ ابن عطاء کا قول بالکل علماء
کے اقوال میں سے شیخ سیوطی کے مختار کے موافق ہے - فافہم شیخ جنید رح نے کہا کہ شقی وہ ہے جو رحمت سے محروم ہوا اور
سعید وہ ہے جسکو رحمت نصیب ہو - اقول یہ تو صحیح ہے ولیکن شیخ مؤلف رح نے شطح کے طور پر سب کو اہل سعادت کر دیا
بلکہ کوئی رحمت سے محروم نہیں رکھا - اور شاید کہ شیخ جنید رحمہ اللہ کی مراد خاص رحمت ہے - فافہم واللہ اعلم - ابراہیم خواص رح
نے فرمایا کہ شقی وہ ہے جسنے اپنی تدبیر پر اعتماد کیا اور قوت کا بھروسا سمجھا اور سعید وہ شخص ہے جسنے اپنے کام کو اپنے رب کے سپرد
کیا - اور سعید وہ ہے جو مقامات و طاعات چاہتا ہے اسمین توفیق الٰہی اسکی مساعدت کرے اور اسپر سہل کر دے اور شقی وہ
مردود ہے کہ تجلی رب سے محروم ہو - جب قیامت تک کے لوگوں کے لیے عموماً اور عرب کے لیے خصوصاً اگلی قوموں کے
عبرت آمیز احوال بیان کیے جس سے رسول اللہ صلعم نے انذار فرمایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی طرف
سے ایک اشارہ حکمت ازلیہ کے ساتھ تسلی فرمائی اور اسکے ضمن میں امتراء و شک سے منع فرمایا اگرچہ رسول کریم
افضل المرسلین کو اسمین کچھ شک نہ تھا -

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۚ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ
سو تو نہ رہ دھوکے میں ان چیزوں سے جنکو پوجتے ہیں یہ لوگ کچھ نہیں پوجتے مگر ویسا ہی جیسا پوجتے تھے انکے باپ دادے
ع ۱۴ مِّنْ قَبْلُ ۚ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
اس سے پہلے اور ہم دینے والے ہیں انکو انکا حصہ بن گھٹایا اور ہمنے دی تھی
مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
موسیٰ کو کتاب پھر اسمین پھوٹ پڑگئی اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ آگے نکل چکا تیرے رب سے
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ
فیصلہ ہو جاتا انمین اور انکو اسمین شبہ ہے کہ جی نہیں ٹھہرا اور جتنے لوگ ہیں جب وقت آیا پورا دیگا رب تیرا انکو

Marfat.com

اَعْمَالَھُمْ ۔ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ [illegible]

اُنکے کیے اسکو سب خبر ہی جو جو وہ کر رہے ہیں۔ سو تو سیدھا چلا جا جیسا تجھکو حکم ہوا اور جنھوں نے [illegible]

اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

وہ دیکھتا ہی جو تم کر رہے ہو

فَلَا تَكُ تُمُنُ۔ حذف نون بسبب کثرت استعمال کے ہی اور کرخی ح نے کہا کہ جب نون کی سے ہی رہتا ہی [illegible]
نقط ایک غنہ باقی رہتا ہی اسواسطے انھون نے ایسے نون کو ساقط ہی کر دیا۔ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ [illegible]
کی طرف سے جسکو یہ لوگ پوجتے ہین تو کچھ شک مین مت ہوجیو۔ ہولاء سے اشارہ کفار قریش کی طرف اولاً اور قیا[illegible]
سب کی طرف جو سوائے اللہ تعالے کے کسی غیر کی بندگی کرتے ہین اور بندگی خواہ اسطح کہ صریح سجدہ کرتے ہون یا اور[illegible]
سے جو شرک ہین جیسے کسی کو قادر مختار جاننا یا مثل اللہ تعالے کے حکم کے بیچون وچرا کسی کا کہنا مان لینا کمافی قولہ تعالے اتخذوا [illegible]
ورھبانھم اربابا الآیۃ۔ اور قادر مختار جاننے کی یہ مثال کہ کسی کو سمجھا کہ وہ اولاد یا روزی چاہے خوش ہوکر دیدے یا ناراض ہوکر [illegible]
کردے اور واضح ہو کہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ کوئی کام ہونے والا ہوا اور شیطان کو استراق السمع سے معلوم ہوگیا اسنے اپنے ماننے [illegible]
کو وسوسہ دیا کہ فلان بت یا میت سے مراد مانو شاید وہ راضی ہو تو تمھین ملے تو اسنے یون ہی کیا اور وہ کام تو ہونے والا تھا [illegible]
تو اسکے اعتقاد مین یہی شرک جم گیا۔ اب حاصل معنی یہ ہوئے کہ آنحضرت صلعم کو خطاب فرماکر دوسرون کو نصیحت کی کہ کبھی شک نہ لانا [illegible]
چیز کی طرف سے جسکو یہ لوگ قریش وعرب کے پوجتے ہین یا قیامت تک کے کافر پوجنے والے ہین اور شک اس بات کا کہ شا[illegible]
یہ نفع یا ضرر انکو اسی باطل معبود سے پہونچا ہو۔ ہرگز نہین بلکہ وہ مقدر ہوگا اور یہ شک نکرنا کہ ان لوگون کی عاقلانہ تحقیق ہی جو [illegible]
بنلاتے ہین بلکہ محض جہالت وگمراہی ہی ان چیزون کو کچھ بھی قدرت وتاثیر نہین ہی۔ بعض نے کہا کہ انکے معبودون کے باطل [illegible]
ہونے مین کچھ شک نہ کرنا۔ بعض نے کہا کہ ان لوگون کے ایسے شرک وکفر کرکے شقی وبدانجام ہونے مین کچھ شک نکرنا۔ ح[illegible]
کہ ایسے سب معنی کو کلام شامل ہی اور محصول یہ کہ ان لوگون کی عبادت ان باطل معبودون کی کسی تحقیق وتاثیر نفع وضرر واعتقا[illegible]
نہین بلکہ محض جہالت وتقلید آبائی پر ہی۔ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ خازن نے کہا [illegible]
ان لوگون کے پاس کوئی قطعی حجت ان معبودون کی عبادت مین نہین ہی مگر یہ جہالت کہ ہم تو وہی کرینگے جو ہمارے اگلے باپ دادے کر[illegible]
یا یہ معنی کہ انکا پوجنا بتون وغیرہ کو ویسا ہی ہی جیسے انکے اگلے باپ دادے پوجتے تھے۔ قال الحافظ ح یعنے تجھکو کچھ شک نہ ہو کہ جو شرک [illegible]
ہین محض باطل ہی کیونکہ انکے پاس کوئی حجت انکے خالق کیطرف سے نہین ہی سوائے اس جہالت کے کہ اپنے باپ دادون کی پیروی [illegible]
وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۔ اور ہم انکو پوری جزا دینگے اس بارے مین کچھ کمی نکرینگے۔ اور اگر کوئی [illegible]
دنیا ہی مین دیدینگے۔ الثوری عن جابر عن مجاہد عن ابن عباس کہا کہ جو کچھ انکو بھلائی دیتی کا وعدہ دیا ہم پورا [illegible]
نے کہا کہ پورا عذاب دینگے اور بعض نے کہا کہ جو انکا حصہ ازل مین مقدر ہوچکا ہی ہم انکو پورا دینگے۔ [illegible]
بد اعتقادی سے یہ سمجھتا ہی کہ بت یا میت نے ایسا کردیا ورنہ جو مقدر نہین وہ ہرگز نہین [illegible]
[illegible] یہ جہالت سے شرک پر اعتقاد کرتا ہی۔ پھر جو لوگ حکم خالق سے خلاف کرکے [illegible]

Marfat.com

یعنی دوسری مخلوق کی رائے پر اور مشرک ہوکر مستوجب عذاب ہوئے انکا حال فرمایا بقولہ- وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى
الْكِتَابَ اور بے شک ہم نے عطا فرمائی یعنی کمال فضل سے اُس زمانہ والون کی ہدایت وسعادت کے لیے- کتاب یعنی
توریت- فَاخْتُلِفَ فِيهِ پس اسمین پھوٹ ڈالی گئی- بعضے اسپر ایمان لائے اور بعضے کثرت معجزات ورشد کامل دیکھکر
ایمان نہ لائے اور بعضون نے تھوڑے احکام مانے اور تھوڑے نہ مانے اور کسی کے معنی بگاڑے اور آخر مین پڑھے لکھے خود
حاکم بن گئے جو چاہا حکم دیا اور جس سے چاہا منع کیا اور جب چاہا جائز کیا اور عوام لوگ ایمان سے جاہل ہوکر
انھین کی گویا بندگی کرنے لگے- پس اسمین آنحضرت صلعم کو بھی تسلی ہو کہ اگر قرآن پاک کے ساتھ یہی برتاو ہو تو پہلے توریت کے
ساتھ ہو چکا- اور اسمین اشارات قیامت تک وقائع کے ہین اور اسلام مین ایک فرقہ نے اسیواسطے نہایت کوشش کی کہ دین کے
طور وطریقہ مضبوط پکڑے رہین بعد کامل تلاش کے جسپر آنحضرت صلعم وصحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم قائم تھے تاکہ کوئی اختلاف نہو
کیونکہ یہ غضب الٰہی ہے لہذا فرمایا- وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ابن جریر رح نے کہا یعنی اگر حکم
ازلی مین یہ ٹھہرتا کہ اللہ تعالے نے عام کرم سے بندون کے لیے ایک میعاد مقرر کردی ہے کہ اس مدت تک تاخیر ہو و
تو ابھی انمین فیصلہ کردیا جاتا- مراد یہ کہ رحمت سابقہ سے ایک وقت تک رہائی ہوئی ورنہ ابھی شرارت کرنے والے ماخوذ
ہوتے- اور بعض نے کہا کہ قوم موسی پر توریت مین قرآن پر ایمان کا حکم تھا بعض نے مانا اور بعض نے اختلاف کیا ذ اگر
میعاد مہلت نہوتی تو ابھی فیصلہ کیا جاتا- وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ اور وے اس کتاب کی طرف سے
یعنی توریت سے یا قرآن سے ایسے شک مین پڑے ہین جو انکو ریب مین ڈالنے والا ہے- فائدہ تاکید یہ ہے کہ وسوسہ قبول کرنا
شیطان کی طرف سے انکے شک کا موجب ہے جو عذر مقبول نہین کیونکہ حق تعالے کی یاد سے قلب کو منور کرنا اور اوہام وظنون شیطانی
سے محفوظ رکھنا واجب تھا- پھر اس شک سے کافرون نے کفر کیا اور ظنون مین پھنسکر ہلاک ہوے یعنی خالی وہم پر بتون وغیرہ
کو پوجنا اختیار کیا کما قال تعالے وان ہم الا یظنون- اور منافقون نے اپنا مال خرچ کرنا اور طاعت کی مشقت سے حیف کیا کہ
شاید دین کے پیرایہ مین برباد ہو اور دنیا ہاتھ سے جاوے اور اللہ تعالے نے بقولہ ام یخافون ان یحیف اللہ علیہم الآیۃ-
سے انکو تنبیہ کی الغرض بے شمار اقسام متوہمین ومشکوکین کی برآمد ہوے جو تنبیہ سے بھاگ گئے اور کیچڑ مین پھنسے صرف ایک
فرقہ اہل صدق وایمان کا باقی رہا پس وہ ہر وقت اپنے قلب کو شک وسواس شیطانی سے محفوظ رکھتا ہے- پھر اللہ تعالی نے
فرقون کو ایک جملہ مین گھیر دیا بقولہ- وَإِنَّ كُلًّا لَمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ تفسیر بیضاوی مین ہے کہ قراء
سبعہ مین سے ابن کثیر ونافع وابوبکر نے حرف اِن کو تخفیف پڑھا یعنی نون کو تشدید نہین دی مگر باوجود اسکے- کلا- کو اسکے
سے نصب دیا- (حالانکہ اِنّ تشدید تو اسم مین نصب کرتا ہے اور جب اسکو مخففہ کرتے ہین تو عمل نہین کرتا) اسکی وجہ
یہ کہ اِن مخفف کو اصل تشدید کے اعتبار سے عامل ٹھہرایا اور حاصل یہ کہ زبان کے لحاظ سے وہ اِنّ مشدد ہے لیکن پڑھنے مین
سہولت وسلامت کی راہ سے مخفف کر لیا اور باقیون نے اسکو اپنی اصل پر مشدد پڑھا بالجملہ کلا سب کی قراءة مین منصوب ہے
اور لما مین ... قراءة کے نزدیک مخفف اور باقیون کے نزدیک مشدد ہے اور معنی بالاتفاق ایکسے ہین اور کہا کہ کلا کی تنوین
[illegible] یعنی ان کل الذین اختلفوا من المومنین والکافرین یا ان کل الفریقین- یا- ان کل المخلصین والکافرین

Marfat.com

والمؤمنین یعنے بیشک ہردو فرقہ اختلاف کرنے والے مومنین وکافرین - اور لکھاکہ لمّا کو ابن عامر و
پڑھا اور باقیون نے تخفیف پڑھا تو اس صورت مین اس حرف کے معنی مین فرق ہوا اگرچہ مجموع کلام
پس جبکہ لمّا تخفیف لیا جاوے تو یہ حرف لام وما سے مرکب ہے اور لام تو قسم کا موطیہ ہے وما زائد ہے اور لیوفینہم
ہے یا قسم کا لام لیوفینہم کا ہوا اور لما کا لام تاکید ہوا اور ما کا زائد کرنا اسی فائدہ کے لیے ہے کہ دونون لامون مین فصل
پس معنی یہ ہوے کہ بالتحقیق ہر ایک کو دونون فریق مین سے البتہ بھر پور دیدیگا انکو تیرا رب انکے اعمال یعنی
ثواب یا عذاب - اور حاصل یہ کہ ہر آدمی کو جیسے وہ اعمال کرتا رہا ہے پروردگار اسکے اعمال کا پورا بدلا دیدیگا - اور
قراءۃ لمّا تشدید کو لکھاکہ وہ اصل مین لمن ما - تھا تو نون کو میم سے بدلکر میم مین ادغام کردیا و لیکن تین میم جمع ہو گئے
حذف کردیا پس لما ہوگیا اور ما اس صورت مین موصولہ ہے اور معنی اسکے لمن الذین لیوفینہم ربک جزاء اعمالہم - یعنی بالتحقیق ہر
انہین سے ہے کہ جنکو انکا پروردگار انکے کامون کا بدلا پورا دیدیگا - حاصل یہ کہ اختلاف وپھوٹ ڈالنے والے لوگ اور توحید وطاعت
رہنے والے لوگ ہر ایک کو پروردگار انکے کامون کا ثواب یا عذاب جس لائق ہونگے پورا دیدیگا کچھ کمی نہ کیجائیگی یعنی ایسے طور پر انکو عوض
جسمین انکا نقصان وخسارہ ہووے اور بیضاوی نے لکھاکہ شاذ قراءۃ مین لمّا بتنوین پڑھا گیا تو لمّ کے معنی جمیع ہین جیسے قولہ تعالیٰ وتاکلون
اکلا لما - اور اس صورت مین لما تاکید کلا ہے یعنے کلہم اجمعین پس خلاصہ معنی یہ کہ بے شک کل سب کو انکی آخرہ اور لکھاکہ دوسری شاذ قراءۃ
ان کل لما - آیا یعنی ان بجزم نون بمعنی نفی اور کل مبتدا اور لما بتشدید میم بمعنی الّا ہے اور معنی یہ کہ نہین کوئی فریق مگر آنکہ بھرپور دیدیگا
انکا رب انکے کامون کا بدلا - انتہی مترجما موضحا - اور مؤلف فتح البیان نے لکھاکہ یہان لفظ ان وکلا ولما مین اقوال مختلفہ ہین - مترجم کہتا
بلکہ یون کہو کہ قراءات متعددہ ہین پھر مؤلف نے یہ قرائتین بیان کرکے لکھاکہ لما خفیفہ یا ثقیلہ آیا بمعنی الا یعنے حرف استثناء ہے یا بمعنی
یعنے حرف نفی ہے اور لکھاکہ ان اقوال مین سب سے بہتر یہ ہے کہ لما بمعنی الا حرف استثناء ہے اور ایسا ہی خلیل وسیبویہ سے روایت
ہے اور اسی کو زجاج نے ترجیح دی ہے اور حضرت ابی بن کعب کی قراءت مین بھی ان کلا الا لیوفینہم - آیا ہے - مترجم کہتا
کہ مؤلف مذکور نے یہ نہین لکھاکہ لما بمعنی الا کس قراءۃ پر مرجح ہے کیونکہ ان حرف تحقیق کی صورت مین الا کے معنی ظاہر نہین
تو ترجیح کا کیا ذکر ہے اور اگر ان نافیہ کی صورت مین کہا تو بیضاوی رح نے اسی معنی پر جزم کیا ہے کیونکہ لا نافیہ کے معنی نہین
بنتے ہین ترجیح کیونکر متصور ہو علاوہ ازین یہ قراءۃ شاذہ ہے اور مجھے ظاہر ہوا کہ لما بمعنی الا کے تفسیر کیسے لکھی ہے پھر حضرت
ابی رض کی قراءۃ لکھی جسمین ان حرف تحقیق اور کلا منصوب نقل کیا اور مترجم کو اسکے معنی کے ظہور مین تامل ہے تو اسکو
کیا ذکر ہے اور میرے نزدیک یہ سہو ہے اور صحیح ان نافیہ وکل برفع ہے جیساکہ بیضاوی وسمین وغیرہ کے کلام سے ظاہر ہے
سمین رح نے کہاکہ بعض نے ان ولما دونون کو مخفف پڑھا اور بعض نے ان مخففہ اور لما مثقلہ پڑھا اور بعض نے دونون
مشدد پڑھا اور بعض نے ان مشددہ اور لما مخففہ پڑھا پس یہ چار قرائتین اور چارون سبعیہ متواترہ ہین
چوتھی قراءت تو خوب واضح المعنی ہے اور لکھاکہ شاذ قراءت مین ان کل آیا یعنی ان کا نون ساکن
اور یہی حسن بصری کی قراءت ہے پس ان نافیہ ہے اور لما بمعنی الا ہے انتہی مترجما ملخصا - اور
ان کل الا لیوفینہم آیا ہے اقول یہی حضرت ابی رض کی قراءۃ ہے اور میرا خیال ہے کہ

Marfat.com

الا استثنا ہے نہ بجرت لما جیساکہ سمین رح نے زعم کیا واللہ تعالےٰ اعلم - مترجم کہتا ہی کہ قراءات قرآنیہ تو ابواب ہین اسواسطے
مین نے مفصل لکھا اور تاکہ طلبہ و واقفان نحویان کو آسانی ہو ورنہ محصول سب قراءتون متواترہ بلکہ شاذہ کا بھی واحد ہی
موجودہ یہ ہی کہ جو کوئی جیسے اعمال کریگا وہ شیطانی وسوسہ پر یہ شک نہ کرے کہ اسکی نیکیان ضائع ہونگی کیونکہ مراد بھر پور
بدلہ ہی کہ اسکا خسارہ نکیا جائیگا اور یہ نہین ہی کہ عذاب اسکو خواہ مخواہ ضرور دیا جائیگا اور یہ بھی شک نہ کرے کہ کون جانتا
ہی کہ عمر بھر مین خفیہ وظاہر کیا ہوا کیونکہ جسنے مخلوق فرمایا اُسکا علم ہر رگ و ریشہ کو محیط ہی لہذا فرمایا - اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ
بے شک اللہ تعالےٰ خوب آگاہ ہی اُس سے جو تم کیا کرتے ہو - پس ایمان وطاعت والون مین نیت کے خالص و سچے سب کو
جانتا ہی اور کافر ومشرک ومنافق سب کے حال سے واقف ہی تو ہر ایک کو اُسکا پورا بدلا ملیگا - واضح ہو کہ اول کلام مین آنحضرت
صلعم کو خطاب فرمایا تھا کیونکہ وہ آپ ہی کے لائق مضمون تھا اور یہان خود عمل کرنے والون کو خطاب کر دیا جس سے بدکار
سخت خوف کرین اور نیکوکار اپنے رب کے حضور مین جان نثاری مین سرگرم ہون - پھر آنحضرت صلعم کو خطاب کرکے است
مرحومہ کو تاکید فرمائی بقولہ - فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ پس تو استقامت کر جیسا تجھے حکم دیا گیا - یعنی جس چیز کا تجھے
جسطرح حکم ہوا ہی تو اسی طرح اسپر ٹھیک مستقیم رہ - وَمَنْ تَابَ مَعَكَ اور ہر وہ بندہ بھی مستقیم رہے جسنے تیرے ساتھ
توبہ کی یعنے مخالفت الٰہی تعالےٰ سے توبہ کرکے اسی کی طرف رجوع کیا ہی - بعض نے کہا کہ اسمین لطیف اشارت ہی کہ جیسا حکم ہوا
پس سے آنحضرت صلعم کا علم بوحی ہر طرح کی سمجھ کے ساتھ تھا اور مومنین کو یہ فہم آنحضرت صلعم کی اتباع مین ٹھیک حاصل
ہوئی لہذا اہل السنۃ نے تمام فہم حتی کہ کتاب الٰہی کی سمجھ بالکل آنحضرت صلعم کے طریقہ شریف سے حاصل کرکے اپنی نجات کا
وسیلہ ڈھونڈھا بخلاف معتزلہ وغیرہ بدعتی فرقہاے اسلام کے کہ وے طریقہ سنت سے منحرف ہوگئے اور گمراہ ہوئے اور جو
اشارہ بیان ہوا وہ اسطرح ظاہر ہی کہ یون نہین فرمایا کہ فاستقم انت ومن تاب معک کما اُمرتم حالانکہ طاعات وغیرہ احکام
مومنون پر بھی بحکم الٰہی لازم ہین - شیخ امام عماد ابن کثیر رح نے کہا کہ اس آیت مین اپنے رسول علیہ السلام ومومنون کو حکم
دیا کہ استقامت پر ثابت قدم رہین - سراج مین لکھا کہ یہ بطور تاکید کے ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر استقامت
پر قائم تھے تو تاکید کی کہ ہمیشہ قائم رہنا - یعنی جیسے نماز مین دعاے اہدنا الصراط المستقیم کے یہ معنی کہ ہمکو صراط مستقیم پر قائم و
ثابت رکھ یا جیسے فرمایا - یومنون بالغیب - یعنی ایمان پر ثابت قدم رہتے ہین - اور جیسے کہتے ہین کہ قم حتی اٰتی - کھڑا ہو جب تک
مین آؤن یعنے کھڑا رہیو کیونکہ وہ تو کھڑا تھا اور یہ تمہید ہی من تاب یعنی مومنون کے لیے استقامت کے حکم کی یعنے جو تیرے ساتھ
ایمان لایا ہر ایک دین الٰہی وطاعت پر اسطرح مستقیم رہے جیسا تجھے حکم دیا گیا یعنے تجھسے انھون نے سیکھا اقول یہی معنی ہین کہ
رسول صلعم کی اطاعت کرنا عین اطاعت الٰہی ہی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا صلوا کما رایتمونی اصلی - یعنی ویسی ہی نماز پڑھا کرو جیسے
تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا - اور لکھا کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض نے فرمایا کہ استقامت حقیقت مین یہ ہی کہ تو ٹھیک
قائم رہے ایسے کام کرنے پر جنکا تجھے حکم دیا گیا اور ایسی بدی نہ کرنے پر جس سے تجھکو منع کیا گیا اور تیری یہ حالت نہو کہ لومڑی کی طرح
حیلے کرے اقول جب دنیا سے منہ موڑ کر آخرت کو برحق جانتا ہی اور نفس اُسکا نماز بے وسواس سے محبت الٰہی مین ستودہ اور روزہ
[illegible] اور فانی خواہشون سے بے رغبت ہو جاتا ہی تو پھر کوئی حیلہ نہین کرتا اور مستقیم ہو جاتا ہی تو حضرت امیر المومنین

نے خالص نیت سے سنت کی پیروی کاملہ کا اشارہ کیا ہے - اور یہ استقامت جبکہ پہلے نفس وشیطان کی [illegible]
کی چیزین چھوڑنے کے بعد حاصل ہوتی ہے لہذا آدمی پر شاق ہوتی ہے اگرچہ پیچھے اسکو استقامت کی لذت ہے وہ
جو کبھی کسی کے خیال مین نہین آسکتا ہے فاللہ تعالے اعلم - چونکہ اس آیت مین امت پہ استقامت کا حکم ہے اور
ان ضعیفون سے اسکی امید کم ہے سوائے مردان حق وشیران الٰہی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وانکے تابعین کے [illegible]
پر آنحضرت صلعم نے شفقت فرمائی اور کمال ترحم سے انکی حالت گران گذری چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت
اس آیت سے زیادہ سخت وشاق کوئی آیت نہین اُتری - اور سراج مین لکھا کہ بعض اکابر سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور کہا کہ میرے مان باپ فدا ہون آپ سے حدیث روایت کیجاتی ہے کہ آپ نے
شیبتنی ہود - یعنے مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کردیا تو فرمایا کہ ہان صحیح ہے مین نے عرض کیا کہ کس آیت سے آپ نے ایسا فرمایا
فرمایا کہ قولہ تعالے فاستقم کما امرت ـــ سے - واضح ہو کہ یہ حدیث صحاح وسنن مین صحیح الاسناد مروی ہے حسن بصری رح سے
ہے کہ جب یہ آیت اُتری تو آپ نے لوگون کو فرمایا کہ شمروا شمروا - یعنے دامن سمیٹکر کمر باندھکر مضبوط آمادہ ہوجاؤ پھر اسکے
آپ کو کبھی ہنستے نہین دیکھا گیا - ابو السعود رح نے لکھا کہ یہ حکم تمام اصلی وفرعی احکام واعتقادی وعملی کمالات کو جامع
اور اسکو پورا ادا کرنا بہت دشوار ہے یعنے جیسا حکم فرمایا ہے اس استقامت کو البتہ پاکیزہ نفوس مثل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے ادا کرسکتے ہین اسی واسطے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ شیبتنی ہود - سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے عرض
کہ یا رسول اللہ مجھے اسلام مین ایسی بات بتلا دیجئے کہ آپ کے بعد کسی سے مجھے پوچھنے کی حاجت نہو تو فرمایا قل آمنت
ثم استقم - یعنی کہہ ایمان لایا مین اللہ تعالے پر پھر استقامت اختیار کر رواہ مسلم فی صحیحہ - البتہ نہایت جامع کلمہ [illegible]
بیضاوی مین ہے کہ استقامت عقائد واعمال دونون کو شامل ہے چنانچہ عقیدہ مین تشبیہ نہ کرے یعنی ایسا اعتقاد نہ رکھے
حضرت خالق عزوجل کی مشابہت کسی مخلوق سے لازم آوے اور نہ تعطیل کا قائل ہو یعنی فلاسفہ وغیرہ کے مانند یہ اعتقاد
صحیح ہے کہ اللہ تعالے بالکل معطل ہے نعوذ باللہ منہ اور اعمال مین افراط وتفریط نہ کرے - اسیواسطے فرمایا - وَلَا تَطْغَوْا
اور جو حد مقرر کردی گئی اُس سے تجاوز مت کرو - اِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ بے شک جو تم کرتے ہو وہ خوب دیکھتا ہے
پوری استقامت کروگے تو ثواب پورا اور اس سے کہین زیادہ اپنے فضل سے عطا فرماویگا اور اگر سرکشی کروگے تو تمکو چھپا
نہو گا بلکہ ہر ذرہ ذرہ اسکو معلوم ہے سب کا بدلا ہے مگر آنکہ استغفار کرو - واضح ہو کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر گویا تمام اعتقاد و
اعمال کی پوری شرح ہے جسکے بیان کی گنجائش نہین لیکن ایسی تلخیص سے چند ضروری باتین مترجم کو واجب معلوم [illegible]
جنکے جانے بغیر آدمی اس مقام کی تفسیر سے فائدہ مند نہو گا بلکہ برعکس خیال مین پڑیگا اور اگر سمجھکر ان فوائد سے [illegible]
تو امید ہے کہ دین مین بصارت حاصل ہوگی وانما التوفیق من اللہ عزوجل - واضح ہو کہ باتفاق علماء کے [illegible]
کا اعتقاد ہر شخص پر اپنے یقین کے ساتھ فرض ہے مثلاً خوب یقین کرلے کہ ہمارا خالق ومعبود جسنے ہمکو [illegible]
فرض ہے وہ وحدہ لاشریک ہے اور جو کچھ اسکے سوائے موجود ہو یا خیال مین آوے سب اسکی [illegible]
اسکے مثل کوئی چیز نہین ہے اور سب اہل حق کا اجماع ہے کہ وہ سمیع سننے والا بصیر دیکھنے [illegible]

Marfat.com

[…] صفات ہین ان سب سے موصوف ہی لیکن یہ نہین کہ جیسے مخلوق دیکھتی ہو ویسے ہی دیکھتا ہی مثلاً سمجھو کہ ہم
[…]کو ایسے دیکھتے ہین کہ اگر اسپر ایک تل رکھدو یا اندھیرا کردو تو کچھ نظر نہ آوے پھر ہم کو اس کاغذ کی تہ نظر نہین آتی نہ
[…]طرح اور نہ اسکے ریزہ اور اللہ تعالے سب کو یکسان دیکھتا اور زمین کی تہ اور ذرہ ذرہ چیونٹی سے بھی حقیر چیز ورات
[…]سب اسکے نزدیک یکسان ہین اسکو سمجھو تو جانوگے کہ ہمارے دیکھنے کو اُس سے کچھ مشابہت نہین ہی ایسے ہی اسکی ذات
[…]صفات سب پر خود یقین کرے اور یہ نہین کہ فلان عالم کہتا تھا ہم بھی وہی کہتے ہین اور دل مین کچھ یقین نہین آیا تو یہ ایمان
[…]ن ہی اسی طرح جب یقین کرلیا کہ وہی جو چاہتا ہی وہ ہوتا ہی تو کبھی اسکو شک نہوگا کہ اگر فلان شخص میری مدد کرتا تو یہ کام ہوتا
[…]یا افسوس مجھسے یہ تدبیر رہگئی بلکہ جان لیگا کہ اگر اللہ تعالے کو منظور ہوتا تو مجھسے یہ بھی ہوتا الغرض جب یہ یقین کریگا تو استقامت
ہوجائیگا اور کسی دوسری مخلوق کو قدرت والا نہین جانیگا اگرچہ اس دنیا مین بندگی پوری ہونے کو اسباب ایسے پیدا
[…]دیے ہین کہ آدمی تدبیر و مدد وغیرہ کو دیکھکر پھسل جاتا ہی اور اسکو استقامت نہین رہتی حالانکہ دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم
جب کام تدبیر کے ساتھ کرتے تھے پھر بھی انکی نظر کو استقامت تھی اور حدیث مین صریح منع فرمایا کہ کاش و اگر کا دروازہ کھولکر
شیطان کو قابو مت دو یعنے مت سمجھو کہ کاش اس کام کے لیے یون کرتے تو ہوجاتا یا اگر ایسا ہوتا تو مقصود حاصل ہوجاتا
کیونکہ یہ تو جب ہوتا کہ اللہ تعالے چاہتا تو استقامت اعتقاد مین اسی طرح ہی کہ اللہ تعالے کی وحدانیت پر یقین کرے جسطرح
اہل السنۃ کا عقیدہ ہی اور خالق رازق وغیرہ جسقدر صفات الٰہی ہین سب کا یقین کرے پھر اسپر مستقیم رہے اور ظاہری
تدبیر و اسباب کو دیکھکر نظر کو لغزش نہونے دے اور اسکے یہ معنی نہین ہین کہ کوئی تدبیر نہ کرے کیونکہ یہ جان چکا کہ یہان
امتحان کے لیے اسی طرح خالق عزوجل نے پیدا فرمایا ہی تو اسنے حکمت الٰہیہ سے مخالفت کر کے اپنے آپ کو سخت امتحان مین
ڈالا مثلاً جاہلون کیطرح زعم کیا کہ مین اس عالم مین امتحانی طریقہ الٰہی پر نہین چلتا اور ضروری روزینہ کے لیے کمائی نہ کرونگا
بلکہ جو میرا رزق مقدر ہی مجھے حسب وعدہ ملجائیگا تو اس جاہل نے اپنے آپ کو ایک اور امتحان مین پھنسایا کہ وہ مذکورہ بالا
سے بھی زیادہ سخت ہی کیونکہ اسکو یہ کیا معلوم ہی کہ میرے واسطے کیا مقدر ہوا ہی پھر اسنے یہ کہان سے جانا کہ مجھے خواہ مخواہ
رزق ہی پہونچیگا شاید یہ مقدر ہو کہ فلان شخص جب کمائی نہ کرے تو اتنے دن بیکار رہکر مرجاوے یا یہ مقدر ہو کہ اسکو ہر ہفتہ
مین ایک پیسہ ملا کرے اور ایسی صورت مین نفس و شیطان نے وسوسہ دلایا کہ یہ بات کیونکر ہو اگر رزق مقدر ہوتا تو مجھے ملتا اور
آخرکار فریب کردہ دونون جہان سے خوار ہوا اور پہلے تو یہی تھا کہ کام کرو جو ملے اسکو اللہ تعالے کی طرف سے رزق جانو اور
[…] اسنے جہالت اختیار کی ولیکن ہر کمائی کو شرع نے تبلا دیا ہی اگر حرام طریقہ اختیار کیا یا ظالمون کے یہان کفر و شرک و ظلم و
[…]کی باتون مین ہان ہان کرتا رہا تو یہ کمائی گناہ و معصیت ہی۔ بالجملہ یہان مقصود یہ ہی کہ اعتقاد مین یہی متوسط طریقہ اختیار کرکے
اہل السنۃ کا مذہب ہی اور اللہ تعالے نے جو صفات اپنی پاک ذات کے واسطے فرمائے ہین سب پر ایمان لاوے اور
[…]ہلون کیطرح اسمین قیاس نہ دوڑاوے کہ بصیر کیسے ہوسکتا ہی اسکی آنکھین کہان ہین یا ہوگا تو اسکی آنکھین ضرور ہونگی
[…] کیونکہ اسکی شان کو مخلوق پر قیاس کرنا کبھی جائز نہین ہی وہ ہر خیال و قیاس و گمان و وہم سے پاک ہی
[…]ی رحمہ اللہ نے اسی آیت سے استدلال کیا کہ جہان نص موجود ہو وہان کوئی قیاس و استحسان نہین جائز ہی

Marfat.com

یعنی کما امرت فرمایا تو وہی کیا جائیگا جو حکم ہو وہان اپنے قیاس کو دخل دینا حرام و کفر ہی ایسے ہی [illegible]
اختیار کیا جاوے جو منصوص ہی یا شرع نے اسکا طریقہ بتلایا ہی کوئی نئی بات نہین نکالی جا[illegible]
سمجھے اور علی ہذا نفس کشی کا ایسا طریقہ نہین نکالا جائیگا جس سے نماز روزہ سے بیکار ہو جاوے جیسے [illegible]
مثل مردہ کے باہر نکالے جاتے ہین کیونکہ یہ طغیان ہی اور صریح فرمایا کہ لا تطغوا الخ۔ اسمین حد سے [illegible]
رہبانیت کو اسلام مین حرام فرمایا اور کہا کہ میری امت کے لیے رہبانیت جہاد ہی کیونکہ سچے نیت سے جہاد والا
منقطع ہو جاتا ہی تو کسی چیز کی محبت اسکو کب ہوگی اور دیگر احادیث صحیحہ مین نفس کا حق اور جورو کا حق اور مہمان کا
واجب فرمائے تو ایسی عبادت کرنا کہ جورو کی بالکل خواہش نہ رہے طغیان ہی اسیواسطے ایک جماعت صحابہ کو ہمیشہ
روزہ رکھنا و کبھی نہ سونا وغیرہ باتین بخوف عذاب جہنم و بحصول رضاے الٰہی کرنی چاہی تھین سخت منع کیا اور کہا کہ مین
اللہ تعالےٰ کی معرفت رکھتا ہون اور اس سے خوف رکھتا ہون پھر مین یہ سب باتین کرتا ہون تو کیا تم کو میری بے[illegible]
کرنی ہی اور یہ خوفناک دھمکی ہی کیونکہ بغیر آپ کی پیروی کے دین کی سمجھ نہین آسکتی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جو کوئی
کے حبیب پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف طریقہ اختیار کریگا ضرور جہنمی ہی۔ سراج مین کہا کہ افراط [illegible]
منع ہی کہ شرع مین جو امر و نہی وارد ہی وہ بندون کی تہذیب کے لیے ہی کہ آخرت مین جنت کے لائق عالم منور ہون ور[illegible]
کچھ حاجت نہین ہی اور اللہ تعالےٰ کی عظمت و شان کے لایق عبادت ادا ہونا ممکن نہین ہی تو دین کو اپنے اوپر سخت [illegible]
چاہیے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان الدین یسر ولن یشاد الدین
احد الا غلبہ فسددوا وقاربوا ویسروا واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشیٔ من الدلجۃ تبلغوا۔ دین بہت آسان ہی اور جس [illegible]
اسکو اپنے اوپر سخت کر لیا تو دین ہی اسپر غالب ہو جاتا ہی تو قصد رکھو کہ تمھارے کام شرع پر ٹھیک ہون اور مقاربت
یعنی درمیانی حالت رکھو نہ بڑھ چلو اور نہ کمی کرو اور مدد لو غدوہ و روحہ سے یعنی جہاد سے اور مدد لو کچھ تھوڑی رات کی عبا[illegible]
فلاح پاؤگے۔ مترجم کہتا ہی کہ ایسے ہی دین مین افراط کرنے سے اکثر ممانعت ہی اور اسکی صورت یہ ہی کہ ایک شخص [illegible]
اوپر لازم کیا کہ ہر روز ہزار رکعت پڑھیگا یا رات بھر ہمیشہ نہ سوئیگا تو فرمایا کہ آخر یہ شخص تھک کر چھوڑ بیٹھیگا اور وہ اللہ [illegible]
کے نزدیک خراب حرکت ہی اور حدیث مین تعریف آئی کہ جو عمل آدمی ہمیشہ کیا کرے کبھی اسکو ملال آگین ہو کر نہ چھوڑے
وہ اللہ تعالےٰ کو محبوب ہی اگرچہ تھوڑا ہو۔ واضح رہے کہ دین کسیقدر آسان ہو لیکن شیطان جو دشمن ہی کبھی آدمی
اسکی آسانی پر جمنے نہین دیتا اور خود اسکا نفس اسکے وسوسہ قبول کرتا ہی تو اسی واسطے شرع پر چلنا خصوص استقامت
ساتھ بہت دشوار ہو گیا اور شک نہین ہی کہ یہ مرتبہ انھین شیران الٰہی کا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت [illegible]
کے واسطے ازل سے برگزیدہ ہو کر اسوقت آپ کے ساتھ موجود ہوے اور توریت وغیرہ مین انکی تعریفین بہت خوب [illegible]
تو انھین سے استقامت رکھنا و طغیان نہ کرنا اور خلوص کے ساتھ جان و مال راہ الٰہی مین فدا کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible]
کیطرح نثار ہونا ظاہر ہوا حتی کہ حق عز و جل انسے راضی ہوا بقولہ رضی اللہ عنہم اور اس آخر وقت کے [illegible]
کہ انکو ایسی استقامت کا مرتبہ ممکن نہین الا ما شاء اللہ تعالےٰ اور یہین سے مجھکو ظاہر ہوا کہ [illegible]

پر یہ اعلیٰ حکم استقامت کا تیرے ساتھ والون پر ہی اور حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے حدیث مین ثابت ہی کہ تابعین کو بعض مکروہ تنزیہی فعل دیکھکر فرماتے کہ آنحضرت صلعم کے عہد مین ہم اس فعل کو بڑا حرج جانتے تھے جسکی تم پروا نہین کرتے ہو اور اکثر ایسے امور پر انکار کرنا مروی ہی جو اعلی مرتبہ تقوی کی مین ایک طرح کی کراہت یا خلاف اولی کے حکم مین ہین۔ اب یہان دو باتین سننا چاہیے ایک یہ کہ اس استقامت کا درجہ ومنزلت بہت اعلی ہی چنانچہ حق عز وجل نے فرمایا۔ ان الذین آمنوا ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا الآیۃ۔ یہ بڑا مرتبہ ہی کہ ملائکہ انکے پاس نازل ہوکر انکو اللہ تعالے کے رضوان کی بشارت دیتے ہین پھر تمام نعمتین جنت وغیرہ سب اسکے نیچے ہین۔ اور حدیث مین ہی کہ ملائکہ تم سے تمہارے بچھونون پر مصافحہ کرین۔ اور دوسری بات یہ ہی کہ استقامت جب وہان ختم ہوئی تو ہمارے اعمال ہر حال مین حکم سے خارج ہوے تو انجام کیا ہوگا جاننا چاہیے کہ اللہ تعالے عز وجل نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو منزلت ومرتبہ عطا کیا اسکو ہر شخص قیاس نہین کرسکتا ایک کامل نعمت انکو آنحضرت صلعم کا دیدار تھا اسیواسطے انکے نصف مد ستو کا صدقہ اور کسی کا آسمان وزمین بھر سونا خیرات کرنا برابر نہین کیا مگر کمال رحمت سے ثواب مین اسوقت زیادتی کردی چنانچہ حدیث سے ثابت ہی کہ جو اسوقت ادنی عمل کرے اسکو شہداء کے برابر ثواب ہی لہذا اسوقت آدمی پر لازم ہی کہ سب سے بڑھکر اپنے ایمان یعنی یقین کو مضبوط رکھے اور شیطانی وسوسہ اور شیطان کے متبع لوگون کی باتون سے اپنے دل مین شبہہ نہ آنے دے کیونکہ یہ شیطانی لوگ جو وسواس دلاتے ہین انکا جواب صاف صحیح معقول کتاب الٰہی وسنت رسول مین موجود ہی پھر اس یقین کے ساتھ موت کو یاد رکھے اور آخرت پر قطعی یقین رکھے اور فرائض واجبات ادا کرے اور انکے سوائے جو نیکی ممکن ہو بہت ثواب کا امیدوار رہے اور توفیق اللہ تعالے کی طرف سے ہی۔

ف **فی العرائس** قولہ فاستقم کما امرت عہد ازل مین اللہ تعالے نے اپنے رسول علیہ السلام کی روح پاک کو علوم قدیمہ وامانت الٰہیہ برداشت کرنے کا حکم دیا تھا کہ ازل سے ابد تک اسکا امین ہو حالانکہ پہلے اسکو لباس ربوبیت اور قدرت ازلیہ سے آراستہ کردیا تھا تو اب دنیاوی وجود کے بعد جبکہ آنحضرت صلعم اداے حقوق رسالت وکمال طاعت پر قائم تھے اس عہد کو یاد دلایا کیونکہ مقام امتحان ہی اور دنیا اپنی تمام زینت سے آراستہ دنیا کی طرف رغبت کرنے والی چیز یعنی طبیعت اس پاکیزہ روح کے ساتھ ساتھ ہی۔ قولہ ومن تاب معک۔ تیری امت مین سے جو ازل سے سرفراز ہوئے ہین انکو بھی خبر دیدے کہ عہد پر مستقیم رہین کیونکہ اسرار امانت وہ ہین کہ آسمان وزمین انکو برداشت کرنے سے عاجز ہوے اور استقامت علیحدہ کرنے کا سبب یہ ہی کہ ہر آدمی اپنے مقام کے لائق استقامت کرے پس حاصل یہ ہوا کہ تیری رسالت ومنزلت کے لائق جو استقامت ہی وہ تو پوری کردے اور تیری امت والے اپنے مرتبہ پر استقامت کرین کیونکہ استقامت نبوت اپنے مراتب مین علیحدہ علیحدہ اور استقامت ولایت کے مراتب بے انتہا ہین تو اسکی کوئی حد نہین ہی کیونکہ استقامت دراصل مقامات وحالات ومعارف ومکاشفات وتوحید ویقین وصدق واخلاص وآداب وخطاب ہین پس ہر مقام کی استقامت اس وصف مین ہی کہ جب مواردات لطف اسپر وارد ہون یا امتحانات وبلیات طاری ہون مضبوط رہے تب وہ استقامت سے موصوف ہی لیکن وہ کون ہی جو ان چیزون کے مقابلہ مین ثابت قدم رہے اور کب آثار قدم پر عدم کا استقلال ہوسکتا ہی مگر جسکو اللہ تعالی [illegible] مستقیم ہی۔ اور خاص اس لطف سے اول مخصوص حضرت سید المرسلین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہین

اسیواسطے فرمایا کہ مستقیم رہو اور شمار نکر سکو گے اور جب آپ پر متتابع کشوف از نیات وا [illegible]
فرمایا شیبتنی ہود - قال المترجم اوپر مذکور ہوا کہ آنحضرت صلعم کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ [illegible]
اسی کسطرح مستقیم رہینگے تو اس معنی میں اس حکم کو بلحاظ امتیون کے شاق جانا اور غالبًا ایسے ہی احکا [illegible]
رہتے چنانچہ مروی ہوا کہ اسکے بعد ہنستے نہیں دیکھا گیا اور صحیح ابن حبان وغیرہ میں صحیح ہوا کہ سید الملائکہ جبرئیل [illegible]
حضرت باری تعالے عز سلطانہ کا سلام دیا اور سبب غمگینی پوچھا آپ نے رد کر جناب باری تعالے میں عرض کیا [illegible]
میری امت - پس جبرئیل علیہ السلام یہ سنکر گئے اور دوبارہ واپس حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت رب العزۃ ذو [illegible]
سلام کے فرماتا ہے کہ اے حبیب محزون مت ہو ہم تجھکو تیری امت کی طرف سے محزون نہیں فرماوینگے الحدیث [illegible]
شریف شیبتنی ہود - کے اسرار سے وقوف دشوار ہے ہاں ظاہری چند امور جو معلوم ہوئے انمین سے ایک یہ ہے جو ترجم [illegible]
کیا واللہ تعالے اعلم بالصواب اور دوم نکتہ جو شیخ نے لکھا کہ استقامت کے مدارج بحسب کمالات متفاوت ہیں [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم افضل الخلق اجمعین تھے تو مقام آپ کا سب سے بالا اور اقرب ہے اور جب آپ کو استقامت کا حکم ہوا
عبودیت پر استقامت بے شبہہ شاق ہے اگرچہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح میں ثابت ہوا کہ قرآن [illegible]
خلق عظیم تھا اسیواسطے اکابر علماء نے جزم کیا کہ خلقت مطہرہ وجبلت پاکیزہ پر کوئی امر گران نہ تھا اور آپ [illegible] استقامت
پر تھے پس حکم کا مرجع آپ کی امت ہے واللہ تعالے اعلم - پھر شیخ نے لکھا کہ ابن عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جسقدر نور باطن
عطا ہوا اسی کے موافق آدمی کو استقامت ہوتی ہے اقول واضح ہو کہ مخلوق ادنی و اعلی سب اللہ تعالے کی پیدا کی ہوئی
حتی کہ شیطان مع ذریات بھی لیکن دنیا میں جو حالت اختلافی شاہد ہے اس سے خواہ مخواہ کوئی فرقہ اس امر کا قائل نہیں
کہ سب کے سب اپنے خالق کے پسندیدہ ہیں کیونکہ بالضرور ہر فریق دوسرے کو ناپسندیدہ قرار دیگا اور قرآن و حدیث
صحیح ہوا کہ ان مخلوقات میں سے بعضے اللہ تعالے نے اپنی عبادت کے لیے پسند فرمائے تو وے عباد بندے ہیں چنانچہ
شیطان کو فرمایا - ان عبادی لیس لک علیہم سلطان الآیۃ - پس اصل پسندیدگی یہی عبودیت ہے اسیواسطے آنحضرت [illegible]
سب سے افضل و اشرف ہیں انکی رسالت پر ایمان کا کلمہ یہ ہے اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ - پہلے عبدہ کمال بزرگی کا ادا
کیا تو خود ہی ثابت ہو گیا کہ آپ ہی رسول ہیں کیونکہ جسقدر عبودیت میں کامل اسیقدر منزلت قربت بدرجہ کمال [illegible]
جاننا چاہیے کہ شیخ ابن عطاء رح کی مراد یہ ہے کہ عباد اللہ الصالحین جسقدر بندے ہیں انکی پیدائشی حالت میں [illegible]
فرق ہے پھر ان سب میں بھی آپس میں اگرچہ اصلی جبلت کا فرق نہیں لیکن مرتبہ کا فرق ہے [illegible] جبلت [illegible]
میں جس درجہ پر ہے وہ اسیقدر استقامت رکھتا ہے فافہم واللہ تعالے اعلم - بعض مشائخ نے کہا کہ استقامت کا [illegible]
کے اٹھانے کے لائق ہے جسکو مشاہدہ قویہ اور انوار ظاہرہ وآثار صادقہ سے تائید فرمائی گئی ہو پھر بھی اسکو [illegible]
توفیق دی گئی ہو لقولہ تعالے لولا ان ثبتناک الآیۃ - پھر اسکو مشاہدہ کے وقت بھی محفوظ فرمایا گیا ہو [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا تھا لہذا حکم ہوا کہ فاستقم کما امرت - اور اگر پہلے یہ باتیں کی [illegible]
متزلزل ہوگا چنانچہ دیکھو کہ امت کو فرمایا کہ استقیموا ولن تحصوا - یعنی استقامت اختیار [illegible]

Marfat.com

نہین ہی جسکا مجھے حکم ہوا ہی - اقول بیان سے یہ نکتہ ظاہر ہوگیا کہ آنحضرت صلعم کو بقولہ فاستقم کما امرت - فرمایا یعنے جیسا حکم
ہوا تو ویسی استقامت کر اور امت کو بقولہ ومن تاب معک - فرمایا یعنے وے تیری تبعیت مین بحسب توفیق وطاقت کے
استقامت رکھین اور انکو کما امرتم نہین فرمایا اور یہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہین پھر معک کے ساتھ پچھلون پر کمال رحم فرمایا
کیونکہ وے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین موجود تھے ولیکن اے لوگو جب تم نے آپ کی رسالت سے آگاہی پائی اور
کتاب الٰہی وسنت رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایمان سے بزرگی پائی تو تم ساتھ ہو چنانچہ مشکوٰۃ کے باب ثواب ہذہ الامۃ اور دیگر
صحاح سے ثابت ہی کہ آنسرور عالم وعالمیان سید الرسل والملائکہ خیر الخلق کلہم نے پچھلے ایمان والون کو اپنا مصاحب فرمایا
اللہ اکبر اللہ اکبر اس ترحم پر امت کی جانین قربان ہون اور ساتھ ہی یہ بھی بشارت دی کہ سچے ایمان پر ان لوگون کو تھوڑے عمل
پر بہت زیادہ ثواب عطا کیا جائیگا پس اے بھائیو تم اس بات کا بہت بڑا لحاظ رکھو کہ تمھارا الیقین وایمان اللہ تعالیٰ جل شانہ
واسکے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر بہت ٹھیک رہے کسی طرح شرک وکفر کے لگاو مین نہ پڑو کیونکہ ایمان جاتا رہا نعوذ باللہ من
ذلک تو پھر تم کیونکر یہ فضیلت پاؤگے اللہم احفظنا من الفتن المضلۃ واحینا مومنین مسلمین وتوفنا مومنین وانت علی کل شئ قدیر
السید امام جعفر الصادق رحمۃ اللہ علیہ وعلی ابائہ السلام نے کہا کہ قولہ فاستقم کما امرت - یعنی سچے عزم کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی
درگاہ مین رجوع کرکے امیدوار ہو - شیخ ابو عبدالرحمن السلمی نے کہا کہ مین نے شیخ ابو علی الشیوی سے سنا کہ کہتے تھے کہ مین نے
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھکر عرض کیا کہ میرے مان باپ فدا ہون آپ سے حدیث روایت کی جاتی ہی شیبتنی
ہود - یعنی حضور نے ارشاد کیا کہ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا آپ نے فرمایا کہ ہان صحیح ہی مین نے عرض کیا کہ کیا انبیاء کے
قصص وانکی امتون کی ہلاکت کے سبب سے ہی آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ قولہ تعالےٰ فاستقم کما امرت - کے سبب سے - امام جعفر الصادق
نے کہا کہ امت والون کی استقامت علی قدر مراتب ہی بعض نے توحید پر استقامت کی اور بعض نے ایمان پر - اور بعض نے اسلام اور
بعض نے معرفت الٰہی وبعض نے عظمت وبعض نے حمد وثناء اور بعض نے کرم ووفاء اور بعض نے خوف ورجاء پر اور بعض نے
اللہ تعالےٰ پر کہ سوائے اسکے کوئی چیز نہین ہی اور بعض نے حق پر کہ کبھی نہوگی استقامت اختیار کی اور جسنے کسی فاسد خیال پر
استقامت کی وہ درحقیقت غیر مستقیم ہی اس لیے کہ استقامت حق پر ہوتی ہی اقول ظاہراد... استقامت کا اللہ تعالےٰ
کے واسطے قصد کیا لیکن ایسے طور پر کہ وہ شرع مین وارد نہین ہی بلکہ خود اسکی رائے ہی مثلاً یہ عزم کیا کہ مسجد کے دروازہ پر پڑا رہیگا
لوگ اسکو پھاندکر جایا کرین اور قصد کیا کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت کے سامنے اپنے نفس کی ذلت ہی یا ہر طعام مین مٹی وپانی ملا کر کھاویگا
نفس کو لذت نہ ملے اور مانند اسکے رہبانیت وغیرہ کے خیالات جو صرف اپنی زعم باطل پر مبنی ہون اسی قسم کے ہین انپر استقامت
باطل ہی واللہ اعلم - اور بعض نے کہا کہ استقامت نہین ہوتی مگر اسی طریقہ پر کہ سنت نبوی کی اتباع کرے - جریری رح نے کہا کہ
... مین استقامت کرنا عوام کا طریقہ ہی اور بلاء مین استقامت کرنا خواص کی استقامت ہی - جنید رح نے کہا کہ خوف ورجاء کے
... استقامت کرنا عابدون کا حال ہی اقول یعنے باعث استقامت عذاب کا خوف اور جنت کی امید ہووے تو یہ عابدون کا حال
... ورجاء کے ساتھ استقامت کرنا مقربین کا حال ہی اور اسطرح استقامت کرنا کہ باوجود استقامت کے استقامت کو
... طرف نظر ہی نہو یا برعکس نظر ہو تو یہ عارفون کا حال ہی - شیخ استاد نے قولہ فاستقم - مین کہا کہ استقامت ...

Marfat.com

استفعال ہی اور اسکے معنی طلب کے بھی ہین تو شاید یہ معنی ہون کہ اللہ تعالےٰ سے استقامت
قولہ لا تطغوا فیہ - مین یہ تاویل مناسب نہین ہی خلاصہ یہ کہ فاستقم مین جمہور کے نزدیک یہ مراد ہی کہ
فعل صادر کرو جسطرح اسکا وجود ہوتا ہی اور لا تطغوا سے یہ مراد کہ طغیان سرزد نہو اور شیخ استاد رحمہ اللہ یہ احتمال
مراد یہ کہ اللہ تعالےٰ سے استقامت مانگو تو ظاہر ہی کہ ہر شخص اللہ تعالےٰ سے درخواست کریگا کہ مجھے استقامت
اسکا حصول ہو - اور شاید کہ شیخ استاد کی غرض یہ ہو کہ استقامت باخدا طلب کرو یعنے عزم کرو کہ خدا کے ساتھ
ہو - لیکن ظاہر کلام اس سے موافق نہین علاوہ اسکے دونون معنی مین کچھ فرق نہو گا فافہم واللہ تعالےٰ اعلم - کہا جاتا ہی کہ
جو اللہ تعالےٰ کی راہ سے نہ پھرے یہان تک کہ واصل ہو جاوے اقول یہ عبارات کلیہ ہین ہر جزئیہ طریقہ کو اس
کرنا خود ایک مرد عارف کا کام ہی وہ بھی بدشواری لہذا اصوب و اسلم یہی تفسیر ہی کہ استقیم وہ ہی جو جملہ ارکان و افعال
مین سنت کی اتباع کرے اور سنت طریقہ سب احادیث مین بیّن ہی فافہم واستقم - پھر اللہ تعالےٰ نے نفوس قدسیہ
کے خلاف دنیا کی عزت و جاہ کی طرف مائل ہونے اور ظالمون کی طرف فاسد اغراض دنیاویہ مین سے کسی غرض
میل کرنے سے منع فرمایا - لقولہ -

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَ
اور مت جھکو اُنکی طرف جو ظالم ہین پھر تمکو لگے گی آگ اور کوئی نہین تمھارا اللہ کے سوائے مددگار

ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝
پھر کہین مدد نہ پاؤ گے

مترجم کہتا ہی کہ یہ آیت کریمہ اس وقت کے لوگون کے لیے خاصہ نصیحت سمجھی جاتی ہی لہذا پہلے اسکے ظاہری معنی کی وضع
تب اسکی مراد و حکم کی تفصیل کرنا مناسب ہی - واضح ہو کہ لا ترکنوا صیغہ نہی از رکون ہی اور کشاف مین زمخشری نے لکھا کہ - ال
ہو المیل الیسیر - رکون کے معنی تھوڑا سا جھکنا - یعنی کسی چیز کی طرف ہلکا و خفیف جھکنا اور ایسا ہی بیضاوی و سراج مین
اتباع کی ہی اور شاید کہ میل کے معنی مین خود ہلکا ہونا داخل ہی کیونکہ میل و جھکنا پورے طور پر ساتھ ہو جانے کو نہین کہتے
خفیف و ہلکا جو اُس سے مفہوم تھا صریح ظاہر کر دیا اگرچہ میل کے ساتھ اسکا ملانا غیر معقول ہی اور یہ جن علماء اسواسطے کہا
ائمہ لغت نے خفیف و یسیر کی قید نہین لگائی چنانچہ صحاح مین کہا کہ رکون میل و سکون ہی اور مختار العلوم مین
لایا اور قاموس مین کہا کہ رکن الیہ کنصر و علم و منع رکونا مال الیہ و سکن - یعنی رکون کے معنی جھکنا اور کسی چیز کی طرف
ٹھہراؤ کر لینا - اور قاموس سے ظاہر ہوا کہ مانند باب نصر کے رَکَنَ یَرْکُنُ بالضم اور مانند علم کے رَکِنَ یَرْکَنُ بالکسر اور
یَرْکَنُ بالفتح آیا اور صاحب الفتح نے نقل کیا کہ مضارع بفتح کاف لغت اہل الحجاز ہی اور بالضم لغت قیس
کہا کہ بفتح کاف ماضی و مضارع اصلی لغت نہین بلکہ دو لغت کا تداخل ہی اور راغب نے لکھا کہ قرآن
کاف مفتوح ہین بالجملہ ائمہ لغت و محققین مفسرین نے اسکے معنی مین مطلقاً میل و سکون لکھا
قرطبی رح نے کہا کہ رکون درحقیقت یہ ہی کہ کسی کی طرف ٹیک لگا دے و تکیہ کرے و

...اضطراب و حرکت سے ٹھہر جاوے اور اسکے ساتھ رضامندہو یعنی پسند کرے۔ اور مؤلف الفتح نے کہا ... مین یہ باتین معتبر ہونا کسی لغت مین مذکور نہین ہی و اقول ظاہرا قرطبی رح نے اس مقام کی تفسیر سے جو ائمہ تابعین ... رض سے منقول ہو یہ معنی نکالے ہین اگرچہ لغت مین مذکور نہون پس غایت یہ ہو کہ یہ تفسیر لقرائن مقام مجازی ہی اور صحابہ تابعین و ائمہ سے اسکی تفسیر اسطرح منقول ہو کہ ابن جریر رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ لا ترکنوا ای ... اپنے میل مت کرو اور مت جھکو۔ حافظ رح نے کہا کہ یہ تفسیر عمدہ ہی اور معنی آیت کے یہ ہین کہ ظالمون کی مدد مت کرو کہ تم ... سے ہو جاوگے گویا تم اُنکے کیے پر راضی ہوے۔ اور لکھا کہ ابن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ لا تمیلوا ای لا تداہنوا مداہنت مت کرو یعنی ظالم کا برا قول و فعل دیکھو مگر لحاظ کر کے چپ رہو۔ عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ یعنی شرک ... طرف میل مت کرو۔ و قال ہو الرکون الی الشرک یعنے اس سے شرک کی طرف میل سے ممانعت مقصود ہی۔ ابو العالیہ رح نے فرمایا کہ لا ترکنوا الی الذین ظلموا۔ یعنی ظالمون کے اعمال پر تم مت راضی ہو۔ کذا فی تفسیر الحافظ۔ اور فتح مین ہی کہ قتادہ و عکرمہ سے مروی ہی کہ لا ترکنوا یعنی نہ اُنسے دلی دوستی رکھو اور نہ انکی اطاعت کرو اور عبد الرحمن بن زید سے مانند روایت عوفی کے مداہنت کے معنی مذکور ہین یعنی ظالمون کے کفر پر انکار نہ کرے۔ واضح ہو کہ اس تفصیل سے اسکے معنی کی بحث کرنا اس غرض سے ہی کہ آیا ممانعت مطلقا میل سے ہی جیسا کہ لغات معتبرہ مین رکون کے معنی لکھے ہین یا خفیف میل سے ہی جیسا کہ کشاف و اسکی اتباع نے معنی لکھے ہین کیونکہ جس حد پر عرب کی زبان مین میل کہا جاوے اگر اس سے کم جھکاو ہو تو بھی خفیف میل ہو جائیگا اور معصیت لازم آویگی۔ پھر قولہ الذین ظلموا۔ کے معنی وہ لوگ جنھون نے ظلم کیا۔ اور اسمین کوئی شک نہین کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہی لقولہ تعالے ان الشرک لظلم عظیم۔ اور دیگر معاصی بھی ظلم ہین اگرچہ شرک کے برابر نہون۔ پس جو کوئی مشرک ہی وہ خود اپنی جان پر بوجہ شرک کے بڑا ظالم ہی تو جسقدر اسکے افعال اس اعتقاد کی بنا پر ہون سب صریح ظلم ہونگے اگرچہ عموما لوگون کو ان افعال سے تکلیف پہونچے یا بعض کو پہونچے بلکہ اگر راحت پہونچے تو بھی وہ افعال ظلم ہونے سے خارج نہونگے لیکن ایذاء خلق البتہ زائد نہوگی مثلا کوئی شخص بت یا صلیب پوجتا ہی اور راستہ پر اسنے پرستش خانہ بنا کر یہ فعل اختیار کیا کہ جو اس راہ سے گذرے اسکو روپیہ دیگا تو خلق کو نفع پہونچا لیکن یہ فعل اس نیت پر ظلم ہوا کہ عاقبت مین اسکا نفس ثواب سے محروم و عذاب مین گرفتار ہوگا اور اگر اسنے یہ فعل اختیار کیا کہ جو ... بغیر سلام کے اور بغیر اسکی تعظیم کیے نکلا اسکو دو کوڑے مارونگا تو دوہرا عذاب ہوگیا بلکہ پہلے شخص کو مخلوق کے نفع پہونچانے کی وجہ سے دنیا مین عوض دیا جائیگا حتی کہ اگر راہ توحید و ایمان پر کوئی قوم مستقیم نہ ہو تو وہ بادشاہ ہو سکتا ہی کیونکہ خلق کو آرام پہونچاتا ہی۔ اسیطرح اگر کوئی شخص توحید اسلام پر ہو مگر شراب پیتا ہو تو اسنے اپنی جان کے لیے آخرت کا عذاب مہیا کیا پس اپنے اوپر ظلم کیا اور مخلوق مین سے کسی پر ظلم کیا تو دونا عذاب لیا اور اگر بادشاہ ہی اور اسنے اپنی عیش و شہوت پرستی کی تو ایک اپنے اوپر ظلم اور ... خلق پر کہ تمام رعیت کا بھی حق تھا وہ چھین کر اپنی عیش مین اڑایا اور غفلت سے تمام ملک مین زبردستون نے ... ظلم و ستم کیا یا خون ہوے اور تمام رعایا بے علم و جاہل رہی اور لوگ اسکی دیکھا دیکھی کھاتے و مزے اڑاتے و فسق و فجور مین ... ہزارون ظلم ثابت ہوے حتی کہ وہ بادشاہت سے خوار ہو کر عاقبت مین اپنے عذاب کا مستحق ہوا اگرچہ خالی ایمان

کی وجہ سے امید ہی کہ ہمیشہ دوزخ مین نہ پڑے - اسی بیان سے سمجھنے والا سمجھ جائیگا کہ بادشاہ [illegible]
چنانچہ ادنی سی بات یہ ہی کہ کسی سے کوئی کوڑی ناحق نہ لیوے اور اسکو جمع کرکے امانت رکھے [illegible]
اور پھر اسکو جسطرح اللہ تعالے واسکے رسول صلعم نے شرع بتلائی ہی اسی طرح خرچ کرے بیجاکوئی کوڑی [illegible]
کی تعلیم و تربیت و اصلاح و آرام و دینداری کا ضامن ہی جب یہ بات معلوم ہوئی کہ ظلم کچھ شرک و کفر پر منحصر نہین [illegible]
ظلم ہی تو آیت مین علماء مفسرین سے دو قول مروی ہین ایک یہ کہ ظالم سے یہان مشرک مراد ہی اور دوسرا یہ کہ نہین بلکہ [illegible]
ہو خواہ ایمان رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو - اب مین آیت کی تفسیر نقل کرتا ہون قال تعالے - **وَلَا تَرْكَنُوْٓا** اور مت جھکو
مت جھکو - **اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا** ان لوگون کی طرف جنھون نے ظلم کیا خواہ اپنی جانون پر فقط جیسے نوشیروان کہ آتش [illegible]
تھا مگر خلق کو آرام و آسائش دیتا تھا - یا غیرون پر بھی جیسے حجاج ظالم مسلمان تھا مگر شرک سے کم اسنے اپنے اور بیگناہ و کافر
برا ایذا رکا ظلم کیا تھا - یا مراد یہ کہ مت جھکو مشرکون کی طرف - **فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ** کہ تم کو بھی آگ چھوے - حاصل
استقامت کا حکم دیا تھا کہ حکم الٰہی پر ٹھیک مستقیم رہو اب فرمایا کہ دنیا کی ثروت دیکھکر یا زبان کے مزے و پیٹ بھر[illegible]
غرض سے مشرکون یا عام ظالمون کی طرف مت جھکو کہ ایسا کرنے سے وہ آگ جو انکو گھیرے ہی تمکو بھی چھو جائیگی - اس
ظاہر ہی کہ ظالم سے ملنے مین تو بالکل آگ مین گھس جانا ہوگا صرف جھکنے مین لپٹ پہونچیگی اور شاید ظالم کو بالکل آگ
اب جانو کہ اگر ظالمین سے مشرکین مراد ہین جیساکہ عوفی کی روایت ابن عباس سے سمجھا گیا کہ ہوا رکون الی الشرک یعنی [illegible]
ہی کی طرف جھکنے سے ممانعت ہی اور اسوجہ سے کہ سلطان کی فرمانبرداری کا حکم قطعی دیا گیا ہی بقولہ تعالے اطیعوا اللہ [illegible]
الرسول و اولے الامر منکم - اور حدیث صحیح مین ہی کہ سلطان کی اطاعت کرو اگرچہ حبشی غلام ہو - اور وارد ہی کہ جب تک نماز
قائم رکھین اور انسے صاف کھلا کفر ظاہر نہ دیکھو اور تم کو کسی معصیت کا حکم نہ کرین تب تک انکی اطاعت کرو تو ظاہر ہی کہ [illegible]
بدفعلی کرین جو ظلم انکی جان پر ہی تاہم سب پر اطاعت لازم ہی - وجہ اسکی تو ظاہر ہی کیونکہ گناہ سے کمتر خالی پائے جاوینگے تو انتظام
عباد درہم برہم ہوگا اگر طاعت نکیجاوے خصوص جبکہ قاضی عدالت و انتظام آسائش رعیت و حدود و حقوق چاہین اور جہاد
واسطے حکم کرین تو خواہ مخواہ بغیر اطاعت کے چارہ نہین ہی اور بے شک آنحضرت صلعم نے جیسے انکی اطاعت مین مبالغہ فرمایا کہ
تیرا مال چھین لے اور مارے اور تیرا حق نہ دے بہرحال تو اطاعت کر ویسے ہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر مبالغہ فرمایا کہ [illegible]
حق بات کی نصیحت کرنا شہید کا ثواب اور جہادون مین سے افضل جہاد ہی اور بتاکید حکم دیا کہ ظالم سے اسکا ہاتھ روکو ورنہ [illegible]
پڑوگے - تو حاصل ہوا کہ ظالمین یعنے فقط مشرکین کی طرف مت جھکو کہ آتش دوزخ مین تمکو بھی عذاب ہوگا - شیخ [illegible]
اپنی تفسیر مین لکھا کہ دیکھو جب خالی ظالم کی طرف میل کرنے سے یہ عذاب ہی تو بھلا ایسے لوگون کی نسبت تیرا کیا گمان [illegible]
بدکارون کے ساتھ دل سے محبت مین گرم ہین اور انکی مصاحب بننے پر مرے جاتے ہین اور اپنا دل و جان [illegible]
طریقہ پر فدا کیے دیتے ہین اور انھین کے مانند پوشاک پہننے پر پھولے نہین سماتے اور دنیائے فانی کی [illegible]
دیا گیا ہی اسکی طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہین - قال المترجم شیخ ابو السعود رحمہ اللہ نے ان [illegible]
اکثر دنیا کی وزارت و امارت یا سلطنت کے سبب سے عیش و آرام و فسق و فجور مین بڑکر ظالم ہی تو [illegible]

Marfat.com

...والون کا کیا گمان ہی خصوص جبکہ انکے چال وچلن پر دل سے فریفتہ اور انکے سلام کا جواب دینے کو ... انکی خدمتگزاری مین ذلت وخواری کو مین عزت جانتے ہین بلکہ انکی چال ڈھال وضع لباس بول چال سب ... فریفتہ ہین اور انکی تعلیم سے اپنے دل بھرے ہوے ہین - ایسی مودت وموالات کا انجام کفر وشرک پر خاتمہ ہی نعوذ باللہ من ... اگر یہ پوچھا جاوے کہ دین الٰہی کے دریافت مین کچھ شرم نہین ہی تو شرع مین ایسی صورت مین کیا حکم ہی کہ جب بادشاہ ... حاکم ایسا شخص یا ایسی قوم ہو جو اسلام پر نہین ہی جیسے آج کل ہندوستان مین انگریز حاکم ہین تو انکے ساتھ کیونکر برتاؤ کیا جاوے ... کا جواب یہ ہی کہ جب تم نے انکی رعیت ہوکر یہان سکونت اختیار کی تو تم نے اُنسے عہد کیا کہ دنیاوی معاملات مین انکو عمداً ضرر نہ پہونچاؤ گے اور وے تمکو تمھارے دین کے برتاؤ سے نہین روکینگے اور نہ تمپر ظلم کرینگے پس عہد پورا کرنا فرض ہی لہذا انسے بغاوت نہ کرو اور انکو ضرر مت پہونچاؤ اور انکے دشمن مت بنو لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ تم اپنا دین چھوڑ دو کیونکہ جب تم نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا تھا اسکو توڑ دیا پورا نہ کیا تو بادشاہ وقت کو بھی تم سے کچھ امید نہو گی - بلکہ تم انکے ساتھ دنیا کو حرام طور پرست کمائی اور آخرت کے طالب رہو اگر تم سچے ایمان والے ہو اور رہی دنیا کی بسر اوقات تو جس نوکری مین کوئی طریقہ حرام نہین جیسے سود کی ڈگری کرنا وشراب فروخت کرنا وغیرہ بلکہ مباح ہی تو اسکو اختیار کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی - قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ اگر کسی کو ناچار ضرورت پڑے کہ ظالم کی مصاحبت کرے تو ضرورات کے احکام آیت سے مستثنیٰ ہین جیسا کہ شرع کا اصول ہی - اور نیشاپوری رحمہ اللہ نے لکھا کہ محققین نے فرمایا ہی کہ جس رکون ومیل سے آیت مین ممانعت ہی وہ ایسا رکون ہی کہ جس حال ووضع پر ظالم لوگ ہون اسکو دل سے پسند کرے اور انکے طور کو اچھا سمجھے اور دوسرون کو اسکی خوبی سمجھاوے اور ظالمون کے ساتھ انکے کسی ظلم مین شرکت کرے اور رہا دنیا کی منفعت ضروری حاصل کرنے کے لیے یا کوئی مضرت دور کرنے کے لیے اُنسے ملنے جلنے مین مضائقہ نہین ہی اور لکھا کہ میرے نزدیک اگرچہ یہ از قسم مباح ہی لیکن تقویٰ یہی ہی کہ انسے بالکل اجتناب کرے اقول اس زمانہ مین فتویٰ قرطبی رح کے قول پر ہونا چاہیے کہ لوگ اپنی معیشت کے لیے انسے مخالطت اور میل میل رکھین لیکن دل مین اعتقاد آخرت کے سوائے کسی چیز کی محبت وموانست کو جگہ ندین تو جیسے انکی محبت کو دل مین جگہ دینا بلکہ تمام دنیا ومافیہا کسی چیز کی محبت کو دلمین جگہ دینا روا نہین ہی ویسے ہی کسی کی عداوت وایذا رسانی کو جگہ دینا بھی روا نہین ہی کیونکہ شرع مین شیطان سے بھی دل مین عداوت جمائے رکھنے کا حکم نہین حالانکہ یہ بتلا دیا گیا کہ شیطان تمھارا کھلا دشمن ہی اور کیونکر ایسے امور جائز ہو سکتے ہین جو ترحم کے خلاف ہین اور لوگون کو راہ راست پر آنے کے برخلاف نفرت مین ڈالین بلکہ مقتضاے ترحم وشفقت یہ ہی کہ جس کسی کو گمراہ دیکھے تو ضرور سچے اعتقاد کی وجہ سے یہ جانے گا کہ افسوس یہ آگ مین گھسا جاتا ہی تو چاہیے کہ اسکو نرمی وملامیت وشفقت سے اس گمراہی وآگ سے بچاوے نہ آنکہ برعکس اس سے عداوت کرکے آگ مین ڈھکیل دے اور کچھ بھی شک نہین ہی کہ آیات واحادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ اسلام کے ساتھ وہ آراستہ ہی جسکے شرور سے لوگ بے خوف ہون - لہذا مسلمان وہ ہی جو زبان سے سچ بولے جھوٹا وعدہ نہ کرے اور نیک نصیحت کرے اور مکر نہ کرے اور خرید وفروخت وغیرہ جملہ معاملات مین فریب نہ دے اور ہاتھ سے ہمیشہ انصاف پر مدد کرے اور نیک کام ... بدکاری وزبردستی وغیرہ بد افعال سے باز رہے اور ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ دے حتی کہ شرع مین قطعاً منع ہی کہ

صدیقی کتب خانہ ... لاہور

Marfat.com

کسی جانور کو بھی ہاتھ سے ایذا کی مار نہ دیوے اور قطعاً لکھا ہی کہ دودھ والے جانور کا [illegible]
بقدر رکھا ایت دانہ چارہ دیوے اگر نہ مانے تو اسکو کوئی سزا دینا اسپر ظلم ہوگا لیکن قطعی حکم [illegible]
فروخت کرے اور دودھ اسکا مثل عوام گھوسیون کے بالکل مدود ہے بلکہ لکھا کہ ایک مہینہ تک [illegible]
پندرہ روز تک جب تک وہ کچھ چارہ نہ کھاوے بالکل بچہ کو پلاوے پھر آدھا پلاوے پھر اسکو تھوڑا [illegible]
کے احکام وقواعد مین ترحم ہی تو آدمیون کے ساتھ تیرا کیا گمان ہی اور حدیث صحیح سے ثابت ہی کہ تم مین [illegible]
اچھے ہین یعنے ترحم وشفقت وعدل ودیانت وامانت وسخاوت وشجاعت وجوانمردی وغیرہ اخلاق جسقدر اچھے [illegible]
اچھا ہی پھر جب شرع مین ممانعت ہی کہ جانور بیچا جاوے تو اسکا چھوٹا بچہ جب تک کہ جانور کو اس سے محبت ہی [illegible]
اور قصاب اسکو دوسرے جانور کے روبرو ذبح نہ کرے اور نہ اسکے سامنے چھری تیز کرے اور مانند اسکے [illegible]
کے مخلوق الٰہی عزوجل کے ساتھ [illegible] اگر کہا جاوے کہ جہاد۔ تو مین کہونگا کہ پھانسی وسولی وبید مارنا اور قتل کرنا اور [illegible]
طرف کی فوجون کی باڑھون سے ہزارون جانین تلف کرنا۔ الغرض دنیا مین عقلا متفق الکلمہ سب کہتے وجانتے ہین کہ انسان [illegible]
تین قسم کے ہین۔ اول محض نیک۔ دوم محض شریر۔ سوم جنمین بدی ونیکی دونون طرح کی استعداد ہی۔ پھر جو گروہ محض شریر ہی اسکے شر [illegible]
عام مخلوق کو بچانا بھی نیکی ہی ورنہ عام فساد پھیل جائیگا تو جہاد عدل اور علی لڑائی شرارت ہی اور کوئی شبہہ نہین کہ جہاد ظلم [illegible]
[illegible] دیکھو پہلے فرض ہی کہ دعوت اسلام کیجاوے پھر مکرر سہ کرر انکو سمجھایا جاوے اور اگر عالما نہ گفتگو کے ذریعہ سے سمجھانا [illegible]
تو انکو [illegible] کے ساتھ خوب سمجھایا جاوے پھر اگر نہ مانیں تو اُنسے کہا جاوے کہ اچھا صلح کرکے آباد رہو اور تم اپنی حالت [illegible]
[illegible] ہو لیکن جو باتین دنیا مین فساد وظلم ہین اور اللہ تعالےٰ کی عبادت سے لوگون کو مجبوری پریشان کرتی ہین ان [illegible]
[illegible] پھر اگر یہ بھی نہ مانین تو یہان دو باتین رہگئین ایک یہ کہ انکو انکی مستی واترانے مین چھوڑ دیا جاوے کہ [illegible]
مخلوق کو پریشان کرین اور اپنی نفسانی خواہشون سے خلق کو آزار پہونچاوین تو ان چند آدمیون پر بیجا رحم کھایا اور تمام
خلق کو انکے بدولت ایذا وآزار کے ساتھ آگ مین جلنے دیا۔ دوم یہ کہ ان لوگون کو مجبور کردیا جاوے کہ فساد نہ کرین [illegible]
اپنے ظلم کے بدولت خود برباد ہون اور تمام خلق بھی انکے آزار سے چھوٹے اور ظاہر ہی کہ یہی دوسری بات [illegible]
اور بعضے لوگ بہتان باندھتے ہین کہ اسلام مین جہاد سے فتح پاکر سب کافرون کو قتل کرتے ہین یہ بالکل جھوٹ [illegible] اسلام [illegible]
حکم نہین ہی ہان شریعت توریت مین حضرت موسیٰ علیہ السلام سے برابر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک [illegible] فتح [illegible]
قتل کردیتے تھے تو تعجب ہی کہ نصرانی توریت کے قائل ہوکر اسلام کو جھوٹی بات سے بدنام کرتے [illegible]
باندھتے ہین کہ اسلام مین تلوار کے زور سے زبردستی ایمان قبول کرایا جاتا ہی یہ بھی بالکل دروغ ہی بھلا [illegible]
کو یقین کیونکر دلایا جائیگا۔ صحیح وہی ہی جو ہم نے لکھدیا کہ بالاجماع صلح ہے وہ لوگ اپنے دین پر [illegible]
فتح کے تابع رکھے جاوین ہان اگر وے خود مسلمان ہو جاوین تو برابر انکے ساتھ ہر مسلمان وہی برتاؤ [illegible]
بھائی کے ساتھ کرتا ہی۔ واضح ہو کہ اس زمانہ مین جو مسلمان نام کے ہین انکا ایک خراب طریقہ [illegible]
کوئی آدمی اسلام لایا تو اسکو برادری مین نہین لیتے بلکہ حقیر سمجھتے اور نو مسلم وغیرہ کا طعنہ دیتے [illegible]

Marfat.com

[illegible] سلطان [illegible] شیطان سے زیادہ گمراہی پر مددگار اور بڑے ظالم ہین اور ایپر فرض تھا
[illegible] جانی [illegible] اپنا عزیز [illegible] اور آگاہ ہونا چاہیے کہ ظلم کا شیوہ اسلام مین اسوقت سے شروع ہوا جب سے
[illegible] دنیا کی طرف راغب ہوے تو اسکی محبت مین سب اعتقاد بھول گئے اور جہان کی لذت پر قناعت
[illegible] جاری [illegible] انکو یہ زندگی پیاری ہوئی اور موت سے ڈر کر نامردین گئے شجاعت جاتی رہی حالانکہ جہاد
[illegible] اور کوئی بے موت نہین مرا اور آخر سب فنا ہونے کے [illegible] اور یہ سبب [illegible] اپنے اوپر اور غیرون پر ظلم
[illegible] اس آیت کریمہ مین یہی قول راجح کہا گیا ہو کہ ظالم سے مراد فقط مشرک نہین بلکہ عام ہو خواہ مشرک ہو یا مسلم
[illegible] ظالم ہو اگرچہ شرک سب سے بڑا ظلم ہو تو مشرک سب سے بڑا ظالم ہوا لیکن مسلم بھی جب ظلم کرے ظالم ہو
[illegible] سلف تو اپنے عہد کے سلطان و امرا و وزرا کو قطعاً ظالم جانتے تھے اس جہت سے کہ صریح وہ لوگ بیت المال
[illegible] بیجا صرف کرتے اور حقوق ادا نہین کرتے تھے اسیواسطے [illegible] مذکور ہو کہ سلطان اگر کسی کو عطیہ دیوے
[illegible] حرام ہو۔ اور سراج مین نقل کیا کہ موفق خلیفہ بغداد نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو امام نے نماز مین یہی آیت
[illegible] یعنے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا الآیۃ پس موفق سلطان کو غش آگیا جب افاقہ ہوا اور وہ رونے سے خاموش ہوا تو
[illegible] ارکان سلطنت نے اس سے پوچھا کہ بسبب اعدا یہ کیا حال ہوا اسنے جواب دیا کہ اے لوگو اللہ تعالے نے آیت
[illegible] حکم دیا وہ عذاب تو ایسے نیک بندون پر ہو جو ظالمون کی طرف جھکین تو بھلا جو خود ظالم ہو اسکا کیا حال ہوگا۔ قال
[illegible] دیکھو اس بیچارے نے اقرار کیا درگاہ الٰہی عز وجل مین اور یقین کیا کہ مین ظالم ہون پھر دیکھو کہ اسکا یقین کیا
[illegible] باوجود اس سلطنت عظیم کے آخرت پر مضبوط تھا اور ایمان اسی یقین کا نام ہو زبانی اقرار خالی کچھ مفید نہین ہو
[illegible] آخرت کا عذاب سامنے نظر آیا اور ظالم کا گرفتار ہونا دیکھکر [illegible] الٰہی و ہول عذاب سے غش آگیا تو افسوس اس
[illegible] لوگ اپنے آپ کو نمازی پرہیزگار متقی جانتے ہین حالانکہ انکا یقین اتنا بھی نہین ہو اللھم ابدنا واجعلنا من [illegible]
[illegible] اور لکھا کہ جب شیخ زہری رحمہ اللہ نے سلاطین سے [illegible] اختیار کیا تو انکے دینی بھائی نے انکو [illegible]
[illegible] زہری ہمکو تمکو اللہ تعالے فتنہ سے سلامت بچاوے تم نے وہ حالت اختیار کی ہو کہ آپ کے دوست [illegible]
[illegible] کے لیے اللہ تعالے سے بہتر دعا مانگین اور آپ پر ترس کھاوین [illegible] دین [illegible] اسنے شیخ امام [illegible]
[illegible] اللہ تعالے کی یہ نعمتین گران گزرین کہ اسنے اپنی کتاب [illegible] نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی
[illegible] اللہ تعالے نے علماء سے یہ عہد لیا کہ ہر کسی کو خواہ سلطان ہو یا غیر ہو سنا و بتلا دو [illegible]
[illegible] اور تم آگاہ رہو کہ ادنی حرکت جو تم نے آخرت کے [illegible] اٹھائی یہ ہو کہ تم نے ظالم کی [illegible]
[illegible] کے ساتھ بیٹھنا آسان سمجھا اور تم نے بدکاری کی [illegible] یہ آسان کر دی جسنے کوئی حق ادا
[illegible] بڑی ہو کیونکہ تم نے اسکا تقرب اختیار کیا تو وہ اپنے کو ٹھیک راہ پر سمجھا اور انھون نے تم کو
[illegible] کی [illegible] ہو اور تمکو پل بنا لیا کہ اس سے عبور کرتے ہین اور گمراہون کی طرف چڑھنے کی سیڑھی بنا لیا
[illegible] کی طرف [illegible] بچا ہو تجا [illegible] ہوا اور ناوانون کے دل تمہاری اقتدا [illegible] ان ظالمون کی [illegible]

تو سمجھو کہ ان ظالمون نے جو کچھ تمھارا بگاڑا اسکے مقابلہ مین یہ نہایت ہی خفیف ہو جو تمھارا [illegible]
چھین لیا نہایت حقیر ہی کیونکہ تمھارا دین لیکر برباد کر دیا اور حقیر دنیا مین سے بھی نہایت حقیر تم کو [illegible]
ڈرتے و نڈر ہو گئے ہو کہ تم انھین لوگون مین داخل ہو جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا کہ فخلف من بعدھم خلف اضاعوا
و اتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا۔ کیونکہ تمھارا معاملہ ایسی ذات کے ساتھ ہی جو نادان نہین اور ایسا حفیظ [illegible]
نہین یعنے اللہ تعالے جل شانہ یا اسکے ملائکہ کرام کاتبین تمھارے محافظ ہین پس تم اپنے دین کی دوا کرو وہ بیمار ہو گیا [illegible]
زاد راہ مہیا کرو کہ بہت دراز سفر پیش آیا ہی اور اللہ تعالے پر آسمان و زمین مین سے کوئی چیز پوشیدہ نہین ہی [illegible] السلام
رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جہنم مین ایک جنگل ہی جسمین کوئی نہین بسایا جائیگا سوائے ان قاریون کے جو بادشاہ کی زیارت [illegible]
قال المترجم علماء سلف رح قاری اسکو کہتے تھے جو قرآن مجید کے معنی سے آگاہ ہو اور اسکو علم حاصل ہو اور زیارت سے
ملاقات ہی۔ اور جمہور علماء محققین کے نزدیک بادشاہ کی ملاقات ممنوع اسوقت ہی کہ کسی مصلحت یا نصیحت یا دفع مضرت کی غرض [illegible]
جبکہ شرعاً مباح ہی واللہ تعالے اعلم۔ امام اوزاعی نے کہا کہ اللہ تعالے کے نزدیک کوئی چیز زیادہ مبغوض نہین ایسے عالم سے جو
یعنے ظالم بادشاہ یا امیر و وزیر کی ملاقات کرے۔ اقول ظالم کے معنی معلوم ہو چکے کہ شرع پر مستقیم نہو۔ محمد بن سلمہ کا قول مروی ہی
ظالمون کے دروازہ پر قاری کا ہونا پاخانہ پر مکھی سے زیادہ بدتر ہی۔ اور حدیث مین مروی ہی کہ جسنے ظالم کے لیے دیر تک زندہ رہنے
دعا کی اسنے یہ پسند کیا کہ دنیا مین اللہ تعالے کی نافرمانی زیادہ پھیلے۔ یہ سب سراج سے منقول ہوا۔ خلاصہ تفسیر کلام الٰہی یہ ہی کہ
پہلے اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کو تکریماً خطاب کر کے حکم امت کو دیا تھا کہ اللہ تعالے کے احکام پر ظاہر و باطن مستقیم رہو کسی افراط و تفریط
کی طرف مت جھکو پھر پہلا فتنہ اور جڑ وسواس شیطانی کی کاٹ دی اور منع فرمایا کہ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا۔ اور مت جھکو ان لوگون
کی طرف جنھون نے ظلم کیا ہی یعنے مشرکون کی طرف خواہ اپنی جانون پر ظلم کرین یا غیرون پر انکی طرف ظاہر یا باطن مین مائل مت
یا کسی ظالم کی طرف خواہ مشرک ہو یا ظاہر مین مسلمان معلوم ہو جبکہ ظالم ہو یعنے موافق شرع الٰہی کے حقوق ادا نکرتا ہو تو ظاہر و
مین اسکی طرف مت مائل ہو۔ علماء محققین نے دوسری احادیث سے یہان تخصیص بیان کی کہ نوکری کا جائز اور مزدوری مباح [illegible]
اور نفع لینے یا ضرر دور کرنے کے لیے جو مباح ہی انکے پاس جانا اور حسن تدبیر سے یہ کام پورا کرنا روا ہی اور حاکم سے بغاوت کرنا
جائز نہین ہی اور جب کسی ظلم کے روکنے پر قادر نہو تو دل سے ضرور برا جانے ورنہ اس حکم مین داخل ہوگا اور اسکا عذاب یہ
فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ کہ تمکو دوزخ کی آگ لگے۔ اس سے خود معلوم ہوا کہ جو ظالم ہی وہ بالکل دوزخ مین [illegible] آگ ہی۔ [illegible]
و محبت کا خیال جو اکثر ظالمون و مشرکون سے ہوتا ہی تو دین و دل سے قطعی کاٹ دیا اور فرمایا۔ وَمَا لَكُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ
مِنْ أَوْلِيَاءَ اور تمھارے لیے تو سوائے اللہ تعالے کے کوئی دوست و محبتی نہین ہی۔ یہان سے ظاہر ہوا کہ ظالمون کی طرف
جھکنے سے مراد وہی دلی پسندیدگی و الفت و دوستی ہی یعنے جب تمکو دوزخ کی آگ لگے و درصورت انکی طرف میل رکھنے کے [illegible]
یہ ہو گی کہ سوائے اللہ تعالے کے کوئی تمھارا بچانے والا نہوگا یا یہ کہ دوستی کا خیال مت کرو کہ تمھارا اصلی [illegible]
خالق عز و جل کے اور کوئی نہین ہی جو تم کو عذاب الٰہی سے بچا رے۔ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ پھر تم [illegible] کی [illegible]
کر کے عذاب سے بچنے مین نصرت و مدد نہ دیے جاؤ گے ف۔ فی العرائس ترکہ تعالے [illegible]

الإشارہ - اس آیت کریمہ کے اشارہ سے ثابت ہی کہ جو لوگ دکھلانے سنانے کو عابد زاہد فقیر بنتے ہین انکی پیروی سے پرہیز کرنا واجب ہی بلکہ انکی طرف میل بھی نہ کرے اور جو جاہل آدمی فقیری کا دعوی کرے یا عالم بن بیٹھے اسکی طرف بالکل میل نہ کرے اور جو عالم کہ مخلوق کے حق مین بہت مضر ہین یعنے دنیا کمانے کی فکر مین رہتے ہین اور امراو روسا کی صحبت اختیار کرتے ہین وہ خود گم ہین بلکہ بڑے خراب ہین انسے پرہیز واجب ہی ورنہ بحکم اس آیت کے عذاب دوزخ مین گرفتاری ہوگی اور اشارہ ہی کہ انکی مصاحبت سے اللہ تعالے سے دوری اور دنیا کی ریاست اور جاہ ومنزلت کی محبت سے مردود ہوتا حاصل ہوتا ہی اور آدمی بدعت وضلالت مین گرفتار ہوجاتا ہی اور اس سے یہ بھی اشارہ ہی کہ جو لوگ حقوق الٰہی سے جاہل ہین اور شرع کے اسرار سے غافل ہین انکے ساتھ دل کو تسکین دینا محبت وموانست سے جائز نہین ہی - کنانی رحمہ اللہ نے کہا کہ جو شخص کسی امام یا دلی سے ادب حاصل نہ کرے وہ ہمیشہ بیہودگی کے ساتھ ناکارہ رہیگا - سہل رحمہ اللہ نے اسی آیت سے یہ حکم نکالا کہ اپنے دین وتقوی کے لیے آدمی پر فرض ہی کہ کسی شخص کے طور وطریقہ پر اعتماد نہ کرے سوائے ایسے بزرگ عالم کے جو طریقہ سنت پر خلوص سے عامل ہو - حمدون القصار رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بدکارون کی صحبت اختیار مت کرو ورنہ نیکون کی صحبت سے محروم کردیے جاؤگے - علی بن موسی الرضا عن ابیہ عن جدہ علیہم السلام نے اس آیت کے اشارہ مین کہا کہ آدمی کا نفس جب تک اللہ تعالے کے ذکر ومحبت سے وآخرت کی طرف ہمہ تن ظاہر وباطن توجہ سے مطمئن نہو جاوے تب تک اسکا نفس دنیاے فانی شہوات کی طرف اسکو مائل کرکے عذاب مین گرفتار کرنا چاہتا ہی تو وہ بڑا ظالم ہی پس خود ظالم ہوا کہ اپنے نفس کی باتون وخواہشون کی طرف جبکہ خلاف سنت ہون ہرگز میل نکرے - قال المترجم لطیفہ نفیس وعجیب ہی واللہ تعالے اعلم - سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ اہل بدعت جنھون نے طریقہ رسول اللہ صلعم ترک کردیا انکی مصاحبت مت اختیار کرو اقول بیشک وہ لوگ بھی ظالم ہین وہذہ نفائس فی العرائس - پھر واضح ہو کہ سوائے رسول اللہ صلعم وصحابہ رض کے عموماً استقامت امر دشوار تھا خصوص صغیرہ گناہون سے عموماً تو محض فضل وکرم سے رحمت نازل فرمائی لقولہ

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ

اور کھڑی کر نماز دونون سرے دن کے اور کچھ ٹکڑون مین رات کے البتہ نیکیان دور کرتی ہین

السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۚ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

برائیون کو یہ یادگاری ہی یاد رکھنے والون کو اور ٹھہرا رہ البتہ اللہ ضائع نہین کرتا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ثواب نیکی والون کا

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ اور اچھی طرح ادا کر نماز کو دونون طرف دن کے - الصلوۃ سے مراد مفروضہ نمازین ہین اور بعض نے کہا کہ نفل وغیرہ سب کو شامل ہی ولیکن اصح وہی قول اول ہی کیونکہ ادائے نوافل سے گناہون کا کفارہ ہونا مروی نہین لیکن فرائض کے عمدہ طور پر ادا کرنے سے جب گناہون کا کفارہ ہوگیا تو نوافل زائد فضیلت وکفارہ کے لیے رہ گئے جنہین - ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد پانچون فریضہ نمازین ہین اور ابن عباس رض نے پڑھا یا کہ اور باقیات

Marfat.com

صالحات ہین اور قرطبی رح نے لکھا کہ ابن المسیب وضحاک وجماعت کا یہی قول ہی اور مین کہتا [illegible]
تابعین بالکل اسی پر دلالت کرتے ہین - اب تفاسیر معلوم کرنا چاہیے توشیخ حافظ رح نے [illegible]
نے ابن عباس سے روایت کی کہ طرفی النہار کی نمازون سے مراد نماز صبح ومغرب ہی اور یہی حسن رح [illegible]
روایت مین حسن نے اور قتادہ وضحاک وغیرہم نے کہا کہ صبح اول طرف کی اور ظہر وعصر دوسری طرف کی [illegible]
کا قول ہی - قال المترجم اور بعض نے کہا کہ ابن جریر رح نے قول اول کو ترجیح دی کیونکہ سب کا اتفاق ہی کہ دن کی [illegible]
صبح ہی اور دوسری طرف مغرب ہی واقول فخر رازی نے کبیر مین قول دوم کو ترجیح دی اور کہا کہ دوسری طرف مین [illegible]
نہین ہوسکتی کیونکہ وہ زلفا من الیل کی تحت مین داخل ہی تو ضرور نماز عصر مراد ہوگی - مین کہتا ہون کہ اگر نہار سے شرعی
مراد ہو تو طلوع فجر سے شروع ہوتا ہی اور اگر نہار عرفی مراد ہو تو طلوع شمس سے ہوتا ہی ولیکن اسمین اختلاف نہین کہ اول
صبح ہی اور دوم مین ظاہر قول ابن جریر رح ہی کیونکہ بالاتفاق شرعًا وعرفًا طرف دوم غروب ہی اگرچہ نماز عصر کی فضیلت [illegible]
والصلوة الوسطی الآیۃ وغیرہ سے ثابت ہی ہان جو حدیث سبب نزول وارد ہوئی اور آگے آتی ہی تو ظہر وعصر مراد لینے پر [illegible]
وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ زلف وہ ساعتین کہ ایک دوسرے سے قریب ہون اسی وجہ سے عرفہ کے بعد مکہ سے قریب منزل
مزدلفہ کہتے ہین قاموس مین ہی کہ زلفہ رات کا ٹکڑا یعنی یہ کہ اور نماز قائم کر رات کے ایک ٹکڑے مین - قال الحافظ ابن [illegible]
رضی اللہ عنہ وبہتون نے فرمایا کہ نماز عشاء مراد ہی - مبارک بن فضالہ نے کہا کہ مغرب وعشاء مراد ہی اور یہی مجاہد وغیرہم نے
فرمایا - اقول جن اکابر نے دن کی دوسری طرف کو مغرب کہا انکے نزدیک یہان نماز عشاء ہوگی اور جنہون نے عصر کہا انکے نزدیک
مغرب وعشاء ہین اور زلف کے معنی بھی مناسب ہین اور ارجح قول واللہ اعلم یہ ہی کہ اول طرف نہار سے صبح اور دوم طرف
دن سے ظہر وعصر دونون اور زلف اللیل سے مغرب وعشاء مراد ہین کیونکہ جمہور مفسرین نے پانچون نماز سے تفسیر کی تو [illegible]
قول پر سب آگئین اور چونکہ مقصود بیان استقامت سے صغائر گناہ معاف ہونا اور احادیث صحیحہ سے جملہ فریضہ نمازون کا [illegible]
ہونا معلوم ہوا تو سب یہان مراد ہین کیونکہ جملہ حسنات سے سیات زائل ہوجاتے ہین بقولہ تعالے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ
السَّيِّاٰتِ ضرور نیکیان بہا دیتی ہین برائیون کو - قال الحافظ رح یعنے نیک کام کرنے سے گناہ معاف ہوجاتے ہین
اسطرح کہ گویا انکا وجود ہی نہ تھا چنانچہ حدیث صحیح مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے [illegible]
کی کہ مین نے سُنا کہ آنحضرت صلعم فرماتے تھے ما من مسلم یذنب ذنبا فیتوضا ویصلی رکعتین الا غفر لہ - یعنی نہین کوئی مسلمان
کوئی گناہ کرے پھر وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے مگر انکہ اسکا گناہ بخشدیا جائیگا - اقول اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی
آیت مین حسنات سے مراد عام ہی خواہ فریضہ نماز ہو یا نفل ہو تو ابتداء آیت مین الصلوة سے عام نماز مراد ہوگی لیکن جب
اگر توبہ پر محمول کیجاوے یعنی دو رکعت پڑھکر توبہ کرے تو بخشدیا جائیگا تو ایسا ہوگا اور وجہ حمل یہ ہی کہ [illegible]
گناہ عام ہونے کی تاکید ہی خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ ہو اور آیت مین علماء کے نزدیک صغیرہ سیات ہو [illegible]
قال الحافظ اور صحیحین مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ انھون نے آنحضرت صلعم [illegible]
مین نے یون ہی رسول اللہ صلعم کو وضو کرتے دیکھا اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو میرا ایسا وضو کرے [illegible]

Marfat.com

اپنے جی سے باتین نہ کرے (یعنے وسواس وخیالات سے بچا رہے) تو اسکے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہین اور امام احمدؒ نے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آخر مضمون یون روایت کیا کہ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرا
ایسا وضوء کرے اور کھڑا ہوکر ظہر پڑھے تو صبح سے ظہر تک درمیان کے گناہ معاف ہونگے پھر جب عصر پڑھے تو ظہر وعصر
کے بیچ کے معاف ہونگے پھر مغرب پڑھے تو عصر ومغرب کے بیچ کے گناہ معاف ہونگے پھر عشاء پڑھے تو مغرب
وعشاء کے بیچ کے گناہ معاف ہونگے پھر شاید وہ رات کو لیٹے تو رات بھر پڑا لوٹا کرے پھر جب اُٹھکر ایسا وضو کرکے صبح
پڑھے تو نماز عشاء وصبح کے بیچ کے گناہ معاف ہونگے اور یہی حسنات ہین جو برائیون وگناہون کو زائل کردیتی ہین اور صحیح مین
روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ارایتم لو ان الحدیث یعنی بتلاؤ کہ اگر تم مین سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو جسمین وہ روز پانچ
مرتبہ نہاتا ہو تو بھلا اسکے بدن پر کچھ میل رہجائیگا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کچھ نہین تب فرمایا کہ ایسی ہی پانچون نمازے
ہین کہ انکے واسطہ سے اللہ تعالے بندے کے گناہون وچوک کی حرکتون کو محو کردیتا ہی۔ امام احمد نے ابوایوب رضی اللہ
عنہ سے مرفوع روایت کی کہ ہر نماز اپنے روبرو کے گناہ وبھول چوک کو میٹ دیتی ہی۔ سراج مین لایا کہ علماء نے فرمایا کہ
نیک کامون مثل نماز وروزہ وصدقہ زکوٰۃ وتسبیح واستغفار وغیرہ سے صغیرہ گناہ محو ہوجاتے ہین اور رہے کبیرہ گناہ تو وہ فقط توبہ
سے معاف ہوتے ہین اور اسکی تین شرطین ہین ایک یہ کہ اب اس گناہ سے بالکل دور ہوا اور دوم یہ کہ جو ہوگیا اسپر شرمندہ و
نادم ہوا اور سوم یہ کہ پکا مضبوط ارادہ ہو کہ آیندہ اب کبھی نہین کرونگا۔ جب یہ باتین پائی جاوین تو اسکی توبہ صحیح ہی انشاء اللہ تعالیٰ
مقبول ہوگی انتہی ما فی السراج وقال الحافظ رح اور صحیح مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پانچون نمازین اور جمعہ سے جمعہ تک
اور رمضان سے رمضان تک ان گناہون کے میٹنے والی ہین جو انکے درمیان مین واقع ہون جب تک کہ کبیرہ گناہون سے بچا رہے
اقول اور قولہ تعالے ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم الآیۃ سے بھی ایسا ہی ثابت ہوا چنانچہ اسکی تفسیر مین گزر چکا اور بعضے
علماء نے کہا کہ بعضے کبیرہ معاف ہونے کی بھی امید ہی اور شاید وجہ اختلاف یہ ہی کہ اول قول پر کبیرہ مانند فعل شرک وقتل ناحق
وعقوق والدین وغیرہ ہین تو بدون توبہ معاف نہونگے اور قول دوم پر کبیرہ بہت ایسے حرام افعال کو شامل ہی جنکے کرنے والے
کو عذاب کا خوف دیا گیا ہی۔ فی السراج۔ اور اس آیت کا سبب نزول وہ ہی جو ترمذی نے ابوالیسر بن عمرو رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا کہ میرے پاس ایک عورت آئی جسکے شوہر کو آنحضرت صلعم نے کسی لشکر مین مقرر کرکے جہاد کو بھیجا تھا اُسنے مجھسے کہا کہ مجھے
ایک درم کے چھوہارے دیدو مجھکو اسوقت وہ عورت بھلی معلوم ہوئی تو مین نے کہا کہ اس کوٹھری مین اس سے اچھے چھوہارے
ہین وہ میرے ساتھ اندر آئی تو مین نے اسکی طرف جھککر لپٹا کر اسکا بوسہ لے لیا لیکن مجھے خوف الٰہی آگیا تو الگ ہوکر مین حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انسے یہ حال کہکر اپنے گناہ کی راہ ڈھونڈی انھون نے مجھسے اسقدر فرمایا کہ اپنا پردہ رکھ
توبہ کرلے اور کسی کو خبر مت کر۔ پھر مین پریشان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا انھون نے بھی یہی فرمایا تو نا چار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور مین نے عرض کردیا کہ مجھسے یہ گناہ سرزد ہوا آپ نے فرمایا کہ ار
ایک مرد کی جو اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کو گیا اسکے پیچھے ایسے خیانت کی تب مجھے سخت خوف ہوا اور گھبرا کر
... مین اسی وقت مسلمان ہوتا اور مجھے یقین ہوگیا کہ مین دوزخی ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے اپنا سر مبارک جھکا لیا اور بہت دیر ہو گئی یہان تک کہ آپ پر وحی نازل ہوئی جب وہ حالت [illegible]
پڑھی واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذہبن السیات ذٰلک ذکریٰ للذاکرین [illegible]
کر نماز کو دونون طرف دن کے اور رات کے ٹکڑے مین ضرور نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو یہ نصیحت ہی [illegible]
اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ خاص اسی کے لیے ہی یا سب لوگون کے لیے ہی فرمایا
سب لوگون کے لیے ہی - قال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب - وفی تفسیر الحافظ رح اور بخاری رح نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ
روایت کی کہ ایک مرد اجنبی نے ایک عورت کا بوسہ لیکر گناہ کا ارتکاب کیا تھا اور حاضر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
گناہ سے آگاہ کیا تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اقم الصلوٰۃ طرفی النہار الآیۃ - اسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ میرے
لیے خاص ہی یا عام فرمایا کہ میری تمام امت کے واسطے ہی - اور مسلم رح نے اپنی صحیح مین روایت کیا کہ اسنے حاضر ہو کر
کہا کہ مین نے چار دیواری کے باغ مین ایک اجنبیہ عورت کو پاکر اس سے سب کچھ حرکت کی بوسہ لیا اور چپٹایا مگر مین نے
جماع نہین کیا تو مین اللہ تعالے کے حکم پر اپنی جان سے حاضر ہون جو آپ چاہین وہ میرے حق مین حکم کرین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کچھ جواب نہین دیا وہ شخص چلا گیا اور عمر رضہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے اس شخص کی پردہ پوشی فرمائی تھی اگر یہ اپنا
فعل خود چھپائے رہتا اتنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر اٹھائی اور فرمایا کہ اس شخص کو پھیر لاؤ لوگ اسکو
لائے تو آپ نے اسکو یہ آیت پڑھ سنائی اقم الصلوٰۃ طرفی النہار الآیۃ تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا اکیلے اسی کے لیے
ہی فرمایا کہ نہین بلکہ سب امت کے لیے ہی - پھر شیخ نے مسند احمد و ابن جریر کی تفسیر سے مانند روایت ترمذی مذکورہ سابق کے نقل
کیا ولیکن اسمین حضرت ابو بکر رضہ کے پاس جانا مذکور نہین ہی اور لکھا کہ ابن جریر نے اپنے اسناد سے ابو امامہ رضی اللہ عنہ
روایت کی کہ آنحضرت صلعم کے حضور مین ایک مرد نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری جان پر وہ سزا پوری کیجیے جو اللہ تعالے نے
فرمائی ہو - (یعنے مین نے ایک عورت سے سوائے جماع کے مساس و بوسہ سب کیا ہی تو مجھے سزا دیکر گناہ سے پاک کیجیے -)
ایک یا دو بار عرض کیا مگر آپ نے منھ پھیر لیا پھر مضطرب ٹھہرا رہا پھر نماز کا وقت آیا اور نماز پڑھی گئی جب نماز سے فراغت
ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ آدمی کہان ہی اسنے عرض کیا کہ مین حاضر ہون فرمایا کہ تو نے پورا وضو کیا تھا اور ہمارے ساتھ نماز
پڑھی اسنے کہا ہان فرمایا کہ تو اب تو اپنے گناہ سے ایسا پاک ہی جیسے تیری مان تجھے جنی تھی مگر اب ایسا نہ کرنا اور اللہ تعالے
نے نازل فرمایا قولہ اقم الصلوٰۃ طرفی النہار الآیۃ - اور شیخ رحمہ اللہ نے یہان مسند احمد سے یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود
سے نقل کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان اللہ قسم بینکم اخلاقکم الحدیث یعنی جطرح اللہ تعالے نے تمہارے درمیان
تمہارے رزق تقسیم فرمائے یعنی نصیب مین مقدر کیے ہین ویسے ہی تم مین تمہارے اخلاق تقسیم فرمائے ہین - (یعنے ہر شخص
قسمت کے موافق اخلاق نیک یا بد کا عامل ہو جاتا ہی -) اور اللہ تعالے دنیا کو تو ایسے شخص کو بھی دیتا ہی جسکو محبوب رکھتا
ایسے کو بھی جسکو محبوب نہین رکھتا - (جیسے کافرون و مشرکون کو دنیا کی ثروت بہت ہوتی ہی -) اور دین نہین دیتا مگر اسی کو
جسے محبوب رکھتا ہی بس جسکو اللہ تعالے نے دین دیا اسکو محبوب کیا اور قسم اس پاک کی جسکے [illegible]
کوئی مسلمان نہین جب تک اسکا قلب و زبان اسلام نہ لاوے اور کوئی مومن نہوگا جب تک [illegible]

...یعنی پوچھا کہ وہ کیا بوائق ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اسکے فریب و مکر و دھوکے سے اور اسکے ظلم سے بخوف ہو اور کوئی بندہ مال حرام نہ کمائیگا کہ اسمیں سے خرچ کرے تو کچھ برکت ہو اور صدقہ نہ دیگا کہ وہ قبول ہو اور مرکر چھوڑ نہ جائیگا مگر جہنم کیطرف اسکا جانیوالا ہوگا (یعنی مال حرام کی کمائی میں کبھی برکت نہوگی اور اسمیں سے صدقہ ہرگز قبول نہوگا اور اگر ترکہ چھوڑیگا تو یہ اسکا جہنم کی منزل تک توشہ ہوگا) اور اللہ تعالے بدی کو بدی سے نہیں مٹاتا ہے بلکہ بدی کو نیکی کرنے سے محو کردیتا ہے اقول یعنے بدلیل قولہ ان الحسنات یذہبن السیات۔ شیخ ابوعثمان النہدی سے روایت ہے کہ ہم حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے تھے انھوں نے اسکی سوکھی شاخ پکڑکر ہلائی کہ پتے کھڑکھڑا کر گر پڑے پھر کہا اے ابوعثمان تو پوچھتا نہیں کہ آپ کیوں ایسا کرتے ہیں میں نے پوچھا تو فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے بھی میرے ساتھ ایسا ہی کیا تھا پھر فرمایا کہ مسلمان نے جب اچھی طرح وضو کیا پھر پانچوں نمازیں پڑھیں تو اسکے گناہ اسطرح گر پڑتے ہیں جیسے اس شاخ کے پتے گر پڑے اور یہ آیت پڑھی اقم الصلوۃ طرفی النہار الآیۃ۔ رواہ احمد۔ اور معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی خطا تجھ سے سرزد ہو جاوے تو اسکے پیچھے نیکی کر جس سے وہ محو ہو جائیگی اور لوگوں کے ساتھ اچھی خصلت سے برتاو کر۔ رواہ احمد۔ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ اگر کوئی خطا سرزد ہو جاوے تو اسکے پیچھے نیکی کر جو اسکو محو کردیگی۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا نیکیوں میں سے ہے کلمہ پڑھنا لا الہ الا اللہ تو فرمایا کہ یہ تو سب نیکیوں سے افضل ہے۔ رواہ احمد۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جس بندہ نے رات یا دن میں کسی وقت لا الہ الا اللہ کہا تو ضرور اسکے نامۂ اعمال میں سے برائیاں محو کردیجائینگی اور اسکی جگہ بھلائیاں برابر قائم ہونگی۔ رواہ ابویعلی۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے کوئی خواہش و ماوقت چیز نہیں چھوڑی بغیر کیے ہوے تو فرمایا کہ بھلا تو گواہی دیتا ہے کہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ اسنے عرض کیا کہ میں دل سے یقین جانتا ہوں فرمایا کہ تو یہ کلمہ ان سب پر حاوی ہوگا۔ رواہ الطبرانی۔ مترجم کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ دل اسوقت اللہ تعالے کی عظمت و کبریائی سے تسکین پاوے اور سب چیزوں کی خواہش و احتیاج نکل جاوے اور اللہ تعالے کی وحدانیت و کمال صفات کا اثر دل پر پیدا ہو اور جو اچھے لوگ ہیں وہ تو اس پاک کلمہ کے وقت سوائے اللہ تعالے کے تمام مخلوقات کو دل سے محو کردیتے ہیں پھر اسکی عظمت و جلال کے سوائے خود اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پڑھنے سے دو باتیں ہیں ایک یہ کہ زبان... اچھی قرارت ان الفاظ کے ادا کرنے میں پیدا ہو جسکو کان خوشی سے سنیں تو یہ جہالت کا خیال ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اسکے مضمون سے دل کے کان کھل جاویں پھر جب یقین پھیل جاوے کہ بس معبود وہی اللہ عزوجل ہے ماسوائے اسکے سب مخلوق مجبور ہے کوئی بھی معبود نہیں پس جو صفات اللہ تعالے کی ہیں انمیں سے کوئی بھی کسی میں نہوگی اور جو حمد و ثنا و تعظیم اسکی شان اعلی و اجل کے واسطے ہے وہ ذرہ برابر بھی کسی کے لیے نہیں پھر یقین قطعی ہوگا کہ اسکے جلال و عظمت کو آسمان و زمین و پہاڑ نہیں اٹھا سکتے تو کون اٹھا سکتا ہے پھر خود اپنے آپ کو فانی اور ہیچ محض جان جائیگا پس جب اسطرح یہ کلمہ طیبہ پڑھے تو بڑی نیکی ہے ضرور بحکم حدیث اسکے گناہ مٹ جاویں گے واللہ سبحانہ تعالے اعلم۔ پھر جو حکم اللہ تعالے کی فرمانبرداری ملائکہ کی طرح انسان کو بے روک ٹوک کے میسر نہیں ہے کیونکہ انسان السی پیدا ہوا ہے جو طرح طرح کی نفسانی چیزوں سے بھری ہے اور اسطرح پیدا ہوا کہ اسکا پیٹ کھانے پینے کی خواہش کو اور...

Marfat.com

سونے کو و بدن آرام طلبی کو متقاضی و ہر عضو اپنی خواہش کا طالب ہی اور نفس جب تک پاکیزہ [illegible]
آمادہ کرتا ہی اور سب سے بڑھکر شیطان دشمن ہی جو دماغی قوی سے تخیلات واوہام و بزدلی [illegible]
سے ذرہ برابر غفلت ہونے پر یقین مٹاتا رہتا ہی اور آدمی دوسرون کو دیکھکر ڈل جاتا اور [illegible]
شیطانی راہ سے اسکی مطیع قوم کو ایسی ایسی صنعتین و کاریگری سوجھتی ہین جس سے دنیا مین خوب تجمل و [illegible]
دنیا انھین کی سلطنت اور انکے لیے بہشت ہوجاوے تو جب تک آدمی خوب یقین کے ساتھ آہستہ آہستہ آخرت ہی کو
نعمت و اپنا گھر نہ سمجھتا ہو تب تک ممکن نہین کہ اس قوم کی طرف رجوع ہوجاوے اور اگر یقین کامل سے اسکو دین [illegible]
اللہ تعالےٰ کا محبوب ہوا تو اسپر اپنے اعضاء کی خواہشین و شہوات [illegible] ہونگی اور حدیث صحیح مین مضمون وارد ہی کہ اگر
منع کیا جاوے کہ سیاہی کے بھٹے مین نہ گھسنا تو منع کرنے سے خواہ مخواہ اسکا دل لگا رہیگا کہ کسطرح گھسکر دیکھون [illegible]
ہی اس وجہ سے دین ہرچند بہت آسان ہی اور ہر شخص جانتا ہی کہ نماز نے مشقت کیا ہی لیکن پھر بھی اسپر بہت گران ہوجاتا
جب تک مرتبہ احسان کو نہ پہونچے کیونکہ اس مرتبہ پر نماز نہایت ہی خوب ہی چنانچہ آنحضرت فرماتے کہ قرۃ عینی فی الصلوۃ
دونون آنکھین نماز مین ٹھنڈی ہوتی ہین لہذا ابتدا مین آدمی ضرور اپنے نفس پر مشقت سمجھکر گوارا کرے اور شرع پر مستقیم
یقین کے ساتھ آخر مرنا برحق ہی اور اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو خطاب فرماکر امت کو نصیحت فرمائی بقولہ واصبر
اور تو صبر کرلینے استقامت پر قائم رہنے کی مشقت مین صبر کر اور طغیان سے بر دہونے پر اور ظالمون کی طرف مائل نہونے سے نفس
کی شکستگی پر صبر کر۔ بعض نے کہا کہ جس کام کے کرنے کا حکم ہی اسی کی مشقت پر صبر مراد ہی کیونکہ جس سے ممانعت ہی اس سے
باز رہنے مین کچھ مشقت نہین ہی اقول یہ بالکل وہم ہی کیونکہ بسا اوقات ممنوعات سے باز رہنا نفس کو نماز ادا کرنے سے زیادہ
شاق ہوتا ہی خصوص جبکہ ایسے سامان موجود ہون جنکے ذریعہ سے فسق و فجور کا اسباب بآسانی ممکن ہو یا زیادہ تر سامان
مہیا ہون تو جو کوئی خوف الٰہی رکھتا ہی نفس کو مضمحل و مجبور کرکے باز رہے اور یہ مامور کے ادا کرنے سے زیادہ شاق ہی اور
ظاہرا قائل مذکور نے اعمال قلب و باطن کو دین نہین سمجھا صرف ہاتھ پاؤن وغیرہ جوارح ظاہرہ پر مدار رکھا اور یہی منشا غلطی
واقع ہوا حالانکہ دین کا بڑا جزو اعمال قلبی سے متعلق ہی از انجملہ نیت تو ہر فعل کے ساتھ لازمی ہی جیسے خلوص وغیرہ لطیف [illegible]
اور یہ خطاب بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اور مقصود امت ہین پھر بطور دلیل کے اس صبر کے حسن و ثواب کو فرمایا
فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ کیونکہ اللہ تعالےٰ مرتبہ احسان پر عبادت کرنے والون کا اجر ضائع نہین کرتا
یا نیکوکارون کا ثواب نہین کھوتا اور مراد اس سے واقعی نیکی ہی حتی کہ جو شخص دل سے بد اعتقاد ہو تو اسکی [illegible]
کچھ نہین اور جو دکھلانے کو بڑھے وہ بھی باطل اور جو حرام کھانے و کپڑے کے ساتھ یا بغیر وضو یا بدون نیت [illegible]
وہ بھی واقعی نہین ہی اقول کبھی مسلمانون کے ساتھ نماز کے شریک ہونے والے جنکو دنیا کا لالچ ہی انکو اسکا عوض دنیا [illegible]
ملجاتا ہی و لیکن آخرت کے اجر والون کے ساتھ کچھ بھی نسبت نہین ہی ف — فی العرائس قولہ تعالےٰ واقم الصلوٰۃ
طرفی النہار و زلفا من اللیل الآیۃ۔ اسکے اشارات سے یہ بات ثابت ہی کہ اہل مشاہدہ اپنی اوقات کو [illegible]
طور پر محفوظ رکھین تاکہ مراقبہ سے اعلی درجات و قربات پر واصل ہون پس دن کے دونون طرف [illegible]

Marfat.com

اہل مشاہدہ ہوگا اس لیے کہ درمیان مین کثرت سے دن مین فتور وغفلت واقع ہوتی ہی تو دونون طرف دن مین
سے یہ سب مل جاتا رہیگا اور صفائی حاصل ہوگی اور یہ سب بمقتضاے رحمت ہی اور رات مین سے اسکا پہلا حصہ لیا
ذکر کی حلاوت وصفائی و دولہ عشق ومحبت کا اثر دن تک باقی رہے اور آدمی غافل نہو اگرچہ نیند مین سوجاوے پس جب
کے اوقات رات سے اور رات کے دن سے مل گئے اسطرح کہ وسواس کی مجال بیچ مین نہ رہی تو دل سے خطرات واسکی
دنیوی وخواہش فانیہ وغیرہ سب دور ہوے بقولہ ان الحسنات یذہبن السیآت پس مشاہدہ کے نور سے شیطانی معارضہ
نہ رہتا اور کشف جمال کے آگے اوہام وخیال کو مجال نہ رہی اور حسنات توحید ومعرفت سے گمان ووہم جسکی مخلوق پابندی
دل ہوتے اور یہ امر جو مذکور ہوا اہل ذکر واخلاص ومراقبہ ومعرفت کو خوب روشن ہی کیونکہ وہی یاد والے ہین غافل نہیں ہین
وقال تعالے ذلک ذکری للذاکرین۔ شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ اوقات وساعات اللہ تعالے کی یاد کے لیے علامات ہین تا
غفلت سے بیدار ہو دنیا سے عبرت حاصل رہے تو جس شخص کے اوقات وساعات غفلت مین گزر جاوین وہ یقین کرے کہ اسکا دل
مردہ ہی کیونکہ ہر وقت اس پر فرض لازم ہی یا سنت یا کوئی نفل اور ان سب مین اسنے غفلت کی تو کرنے والا یعنے دل مردہ ہی
واسطی رح نے کہا طاعات کے انوار سے معاصی کی کدورت زائل ہوجاتی ہی اقول یہ اشارہ ہی ورنہ منصوص ہی کہ معاصی خود
مٹ دیے جاتے ہین اور وجہ اشارت حدیث صحیح ہی کہ معصیت سے دل پر سیاہ نقطہ پیدا ہوتا ہی اور توبہ نکرنے سے یہانتک
بڑھ جاتا ہی کہ تمام دل گھیر لیتا ہی پس روشنی اصلی جاتی رہتی ہی اور نیکی نہیں سماتی اور اگر توبہ کرلے تو رفتہ رفتہ سیاہی دور
ہوجاتی ہی پس معلوم ہوگیا کہ نیکیون کی روشنی سے گناہون کی تاریکی زائل ہوجاتی ہی بعض نے کہا کہ جب بندہ اپنے اوپر ہر نعمت کو حتی کہ
بندگی کی توفیق کو اللہ تعم کیطرف سے فضل جانتا ہی تو اسکو اپنا فعل کچھ بھی ملحوظ نہیں رہتا ہی۔ ابو عثمان نے فرمایا کہ مخلوق کے ساتھ نیکگمان کرنے سے
مودت اور غیبت جاتی رہتی ہی اور انپر شفقت ونصیحت وترس آجاتا ہی اور یہ اسکو نصیحت مفید ہوگی جو توفیق سے اس لائق کیا جاوے یحیی
بن معاذ رح نے فرمایا کہ اللہ تعم اپنے بندۂ مومن کے لیے گناہ پر راضی نہوا یہانتک کہ اسکو چھپا دیا اور چھپانے پر بھی خوش نہوا یہانتک
بخشدیا اور بخشنے پر بھی خوش نہوا یہانتک کہ گناہ کی ماہیت بدل دی اور بدل دینے پر بھی راضی نہوا یہانتک کہ اسپر ثواب دیا
بندہ مومن تو وہی تھا کہ اسکو نیکی واستغفار کی توفیق دی ہی پھر بیان فرمایا کہ ان الحسنات یذہبن السیآت۔ اور حدیث صحیح مین ہی
اللہ تعالے اپنے بندہ مومن کا گناہ ایک دومرتبہ چھپا دیتا ہی اور مغفرت مانگنے پر بخشدیتا ہی اور دوسری آیت مین فرمایا فاولئک
یبدل اللہ سیآتہم حسنات۔ اور بعض نے فرمایا کہ توبہ کی نیکی سے خطاکاری کا گناہ مٹ جاتا ہی اور کہا گیا کہ عرفان حاصل ہونے سے
جہل کا گناہ مٹ جاتا ہی اور کہا گیا کہ رحمت الٰہی سے جرم بندہ زائل ہوتا ہی۔ پھر چونکہ حفظ اوقات وپاس انفاس اور ہجوم
غفلت سے اہل مشاہدہ ومجاہدہ کے نفس پر بار عظیم واقع ہوتا ہی باوجودیکہ اعضا وجوارح کے کام دین حنیفیہ مین نہایت
سہل ہین مگر حق امانات ولطائف مشاہدات کا بار نفس سرکش شہوت پرست پر ایسا شاق ہی جسکا نمونہ آسمان وزمین پہاڑون
کے اٹھانے کے انکار سے ظاہر ہی لہذا نفس کو صابر رکھنا فرض ہی چنانچہ صریح حکم فرمایا۔ لقولہ واصبر فان اللہ لا یضیع اجر
المحسنین اور اسکے اشارات مین سے یہ ہی کہ مجاہدہ ومکاشفہ مین مذموم خطرات ایسے زبردست وارد ہوتے ہین کہ محض
انکے دور رکھنے مین نفس کو صابر رکھنا چاہیے اقول صحیح مین ہی صحابہ رض نے عرض کیا تھا کہ ہم کو ایسے خطرات

Marfat.com

آستے ہین کہ انکا زبان پر لا کر عرض کرنا ہم کو نہایت گران معلوم ہوتا ہی فرمایا کہ تم انکو [illegible]
پس معلوم ہوا کہ خیر الخلائق صحابہ ان خطرات سے محفوظ نہ تھے اور عوام تو خود ہی نفس [illegible]
اینر ایسے خطرات ووساوس لانے کی شیطان کو ضرورت نہین ہی اور شیخ نے [illegible]
ہونا چاہیے کہ بدل وجود فانی سے حصول دیدار باقی عزوجل اور لقاء بقاء حق ہی بعض نے کہا کہ [illegible]
نفس کو مضبوط رکھا وہ گناہون سے بچا رہتا ہی اقول بدلیل قولہ۔ ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر [illegible]
نیت صادقہ سے اجر عظیم کا امیدوار ہوگا۔ بعض نے کہا کہ ذکر پر صبر کرنا چاہیے کیونکہ جو کوئی مجھے [illegible] اللہ تعالے
اسکو اللہ تعالے یاد فرماتا ہی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ جب بندہ مجھے اپنے دل مین یاد کرتا
اسکو اسیطرح اپنے ملائکہ سے مخفی یاد فرماتا ہون اور یہ نعمت عظیم ہی۔ قال المترجم واضح رہے کہ اللہ تعالے عز
وعلی واجل ہی کہ تمام مخلوق بادشاہ سے فقیر تک اسکے پیدا کیے ہوئے ذلیل وخوار بندے ہین تو اسکے یاد کرنیوالے
رکھنا فرض ہی اور خود پاکیزہ ظاہر وباطن ہو کر حاضر ہوے اور دل سے یاد کرے جسکے ساتھ زبان بھی جنبش کرے اور
کو دخل نہ دیوے تو اس کرامت عظمی کا مستحق ہو اور اسطرح تھوڑی دیر بہت اچھی ہی بہ نسبت تسبیح [illegible] اور بعض
سے منقول ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ بنی اسرائیل کے فاسقون وبدکارون سے کہدے کہ مجھے یاد نہ کیا
اس حالت مین کہ غافل ودل سے بدکاری کے خیال مین ہین ورنہ مین انپر لعنت کرتا ہون۔ اور یہ بات ظاہر ہی کہ اگر
بادشاہ کے روبرو بیٹھکر ایک شخص اس سے بک بک کرے اور نظر اپنی اسکے منقش دیوارون کی طرف اور منھ دوسرے کی
رکھے تو بادشاہ اس سے نہایت ناخوش بلکہ بے ادبی پر سخت سزا دیگا تو بھلا حضرت ذو الجلال والاکرام کی شان عظمت وکیا
لوگ کیونکر تعظیم بجالاتا ہی جسنے تمام آسمان وزمین پیدا کیے ویہ بادشاہ اسکے ناچیز مجبور حقیر بندے ہین [illegible] واللہ تعالے
والہادی۔ حاصل اس مقام کی آیات کا یہ ہی کہ بندہ جب استقامت پر ہو اور حق تعالے کے احکام مین طغیان نکرے اور
خود ظلم نہ کرے ویسے ہی ظالمون کی طرف مائل نہو اور طاعات پر مضبوطی کے ساتھ بامید ثواب عظیم قائم رہے [illegible]
بھی خود طاعت ہی تو اللہ تعالے کی رحمت شامل حال رہتی ہی اور آنحضرت صلعم کو تمام [illegible]
اسکے بعد پھر اگلی امتون کا تذکرہ فرمایا کہ انہین کوئی ایسا نہ رہا کہ آپس مین ایک دوسرے کو ظلم وبدکاری سے منع کرے
کہنا نہ مانا گیا۔ لہذا اسطرح عذاب سے ہلاک ہوے لقولہ تعالے

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ
سو کیون نہ ہوے اُن سنگتون مین تم سے پہلے کوئی لوگ جن مین اثر رہا ہو کہ منع کرتے بگاڑنے سے [illegible]
إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ
مگر تھوڑے جو جنہنے بچا لیے اُنہین سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے اسی راہ جسمین عیش پایا [illegible]
وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ
اور تیرا رب ایسا نہین کہ ہلاک کرے بستیون کو زبردستی سے اور وہان کے لوگ نیک ہون

Marfat.com

[illegible] اول یہ کہ لوگ تمام روے زمین پر آباد ہین قانون عدل کے موافق اپنے اہل عقل و رؤسا و حکمت کی راے
[illegible] کے ساتھ بھی نظم رکھین - دوم نظام شریعت الٰہی ہی پس اعلیٰ طبقہ جو دونون پر عامل ہو اور اگر فقط اول پر عمل کرے
[illegible] ہوگا اور فقط دوم [illegible] فساد برپا ہوگا - پھر افسوس کہ اول دوم دونون مین فساد ہو - خلیل رح سے نقل ہی کہ قرآن مجید مین سواے
[illegible] کے جہان کلمہ لولا آیا ہی اسکے معنی ہلا ہین یعنی کیون نہین - اور زمخشری نے کہا کہ یہ حکایت ٹھیک نہین اُتری کیونکہ صافات کے
[illegible] آیات بھی مثل قولہ لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ اور قولہ لولا رجال مومنون ونساء مومنات - اور قولہ لولا ان ثبتناک لقد کدت الآیۃ -
[illegible] ہلا [illegible] ہی - کذا فی السراج - اولو بقیۃ اے صاحبان خیر وفضل وتقوی - کیونکہ بقیہ بمعنی فضیلت وخیریت ہی اور یہ اسلیے ہوا
[illegible] جو کچھ اپنے واسطے رکھ لیتا ہی وہ اچھا وعمدہ رکھکر باقی نکالتا ہی پھر خوبی وعمدگی مین مثل ہوگیا چنانچہ کہنے لگے کہ فلان بقیۃ القوم ہی یعنے
[illegible] قوم کے سب ردی و قابل نکال باہر کرنے کے ہین صرف فلان اچھا وافضل ہی اور شاید بقیہ بمعنی تقوی ہو جیسے تقیہ بمعنی
تقوی ہو اور [illegible] تقیہ یعنی صاحبان بقاء ہوا اور مراد یہ ہی کہ ایسے لوگ جو اپنی جان کو عذاب وغضب الٰہی سے باقی و بچائے رکھیا
کرتے تھے - فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ یعنی یہ امتین جنکے اخبار ہم نے بیان کیے اور عذاب
سے آخر ہلاک کر دی گئین نہین تھے ان امتون مین جو تم سے پہلے ہلاک ہوئین صاحبان فضل وخیریت ایسے کہ - يَنْهَوْنَ
عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ منع کرتے لوگون کو زمین مین فساد کرنے سے - یعنی یہ امتین جو تم سے پہلے عذاب سے ہلاک ہوئین
انکی یہ حالت تھی کہ انمین نیکی کرنے والے اور علم وعمل والے لوگ ایسے نہ تھے جو ان لوگون کو کفر وشرک و بداعمالی وگناہون کے
سبب زمین مین فساد کرنے سے روکتے - إِلَّا قَلِيلًا لیکن تھوڑے لوگ ایسے تھے جو منع کرتے تھے وہ ایسے مغلوب
تھے کہ قوم کے لوگ انکو نہ مانتے اور یہ بڑھکر نافرمانی تھی کہ سیدھی راہ بتلانے والے کو دشمن جانین اور ذلیل وخوار کرین پھر انکا
پتا بتلا دیا تعولہ - مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وہ لوگ جنکو ہم نے اس قوم مین سے نجات دیدی وقت عذاب نازل کرنے
کے - کیونکہ وہ لوگ شرک وعصیان کے فساد سے منع کرتے تھے تو وہ عذاب سے محفوظ رہے - نظیر انکی اصحاب السبت کا قصہ
ہی چنانچہ تین فریق مین سے منع کرنے والے اور الگ ہوجانے والے بچ رہے اور نافرمان عذاب مین گرفتار ہوے - اور
حاصل یہ ہی کہ اگلی امتون پر جو عذاب آیا اسکا سبب دو امر تھے ایک یہ کہ انمین ایسے لوگ نہ تھے جو شرک وعصیان سے منع
کرتے لیکن تھوڑے لوگ ایسے تھے جو حق پر قائم تھے انکو ہم نے نجات دیدی اور دوسرا سبب عذاب یہ تھا کہ - وَاتَّبَعَ
الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ اور پیروی کرتے رہے وہ لوگ جنھون نے اپنی جانون پر اور غیرون پر ظلم کیا تھا اُن
نعمات [illegible] فراخی سے دی گئی تھین - یعنی سب قوم ظالم اپنی خواہش نفس کی پیروی مین دنیاوی نعمتون مین اِترانے
[illegible] وَكَانُوا مُجْرِمِينَ اور تھے مجرم - یعنی دنیاوی چیزون کی خواہش مین موافق شرع کے نہین چلتے تھے یا جو چی
[illegible] شرک و [illegible] اللہ تعالے کی نافرمانی کے ساتھ رہتے تھے کیونکہ دنیا کی طیبات لذیذہ کھانا پینا وغیرہ شرع مین
[illegible] ہی کہ انکے استعمال مین حلت وحرمت کے احکام متعلق ہین پس انمین موافق حکم الٰہی تصرف کرے اور اسکی طاعات
[illegible] انھون نے اپنی خواہشون کے موافق مجرم ونافرمان ہوکر اتراف کیا اور اترانے لگے تو آخر عذاب الٰہی آیا کہ بالکل نعمتون
[illegible] سے محروم ہوگئے [illegible] عذابہ - اور اس سے صاف ظاہر ہی کہ آدمی جہالت سے اللہ تعالی کی نافرمانی کرکے

Marfat.com

اپنے آپ کو اچھا جانتا ہے اور نعمتوں دنیاوی کے سبب یہ خیال دوڑاتا ہے کہ ہم لوگ بڑے [illegible]
و مال و متاع و دانائی و عقل دی گئی ہے ولیکن فی الحقیقت انکو معرفت الٰہی سے خبر نہین [illegible]
مین اتراتے ہین اور ہلاک ہو کر ظلم کا وہم کرتے ہین حالانکہ اللہ تعالےٰ عزوجل کی شان مین [illegible]
وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ یعنی جس شہر والے شرک و فساد سے [illegible]
ہلاک نہین کرتا ہے کہ ظلم کی صورت سمجھی جاوے بلکہ یہ لوگ درحقیقت بڑے مفسد تھے اور رواج مین [illegible]
نہ تھا تیرا رب کہ تباہ کر دے ان شہرون کو انکے شرک کے سبب سے وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ در حالیکہ [illegible]
آپس مین اصلاح پر ہون یعنی کوئی قوم خالی مشرک ہونے کی وجہ سے ہلاک نہین کیجاتی ہے جبکہ وے آپس مین [illegible]
اور معاملات مین مصلح ہون پس خالی شرک کے اعتقاد رکھنے سے ایسا عذاب نہین آتا کہ بالکل تباہ کر دے [illegible]
عذاب اسوقت نازل ہوتا ہے کہ جب انکا برتاؤ آپس مین ظلم و ایذا کا ہو چنانچہ جن قومون کا قصہ عذاب سے [illegible]
نقل ہوا اُسنے اللہ تعالےٰ نے معاملات مین ظلم و ایذا کا معاملہ بیان فرمایا ہے لہذا بعض نے کہا کہ حقوق الٰہی کا [illegible]
چشم پوشی و سہولت پر ہے اور بندون کے حقوق کا مبنی ضیق و بخل پر ہے اور اثر مین مروی ہے کہ بادشاہت کفر و [illegible]
کے ساتھ باقی رہتی ہے اور ظلم کے ساتھ نہین رہتی ہے انتہی۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالےٰ غنی ہے اسکو بندون کی طاعت و معصیت [illegible]
پروا نہین ہے اگرچہ شرک اسکو پسند نہین ہے تو آخرت اسکو نہ ملیگی اور دنیا بھی اسکے نزدیک محض بے قدر و ناپسندیدہ ہے [illegible]
کو یہ دنیا دیدی گئی۔ بخلاف ظلم و ایذا کے کہ اسمین بندون کے حقوق متعلق ہین اور وے سب اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہین
تو جو کوئی انپر ظلم کرے ہلاک ہو جیسے قوم شعیب لوگون کا مال مارتے اور ظلم کرتے تھے اور قوم لوط والے لوگون کی اولاد کو بے
زنانہ بناتے تھے بالجملہ مشرک قوم جو خلاف رائے کے شہوات مین گرفتار ہو تو وہ ضرور ظلم کریگی جس سے لوگون کی جان و مال
سخت خطرہ ہوتا ہے ورنہ جو قوم مشرک کہ ظلم و ایذا سے بچے اور لوگون مین معاملات مین اصلاح رکھے وہ دنیا کی بادشاہ
باد رہیگی چنانچہ اس آیت کریمہ کی تصدیق اسوقت روبرو موجود ہے حتی کہ جو قومین اسلام کا دعویٰ کرتی ہین ظلم و ابتلاء شہوات
مین گرفتار ہین انکو دنیاوی حکومت مخلوق سے زوال ہے اور بعض مشرک قومین اصلاح و انصاف پر آمادہ ہین انکو روز بروز
ترقی ہے۔ حضرت جریر البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی جاتی تھی تو [illegible]
آپ کو فرماتے سُنا کہ اہلہا مصلحون کے معنی مین فرمایا کہ وے لوگ آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتے [illegible]
رواہ الطبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ والدیلمی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی قوم کے ساتھ ایسا برتاؤ نہین کرتا [illegible]
پر ہو جس حال مین وے اصلاح پر ہون یا کسی قوم کو فقط ظلم یعنی شرک کی وجہ سے بالکل ہلاک و تباہ نہین کر ڈالتا [illegible]
برتاؤ مین انصاف و اتفاق سے رہتے ہون ایذا و آزار خلق انکا شیوہ نہو بلکہ دنیاوی زندگی بھر انکا یہی حال رہے [illegible]
اگرچہ وے مشرک و کافر ہون تو اگلی قومین جنپر عذاب نازل فرمایا وہ صرف شرک و کفر کی وجہ سے نہ تھا [illegible]
شروع کیا اور شہوات نفس کی پیروی مین جو چاہا وہ کیا اور انمین امن و انصاف جاتا رہا لوگ [illegible]
نہ رہا جو دین حق پر ہو یا ایسے لوگ نہ رہے جو عوام کو راہ راست پر مصلحت کے موافق اپنی [illegible]

Marfat.com

...مین کچھ تھوڑے لوگ ایسے تھے جنکا کہنا نہین چلتا تھا تو عذاب آیا اور یہ لوگ بچائے گئے کہ انکو ... قال الحافظ - اسی واسطے اللہ تعالے نے اس امت مرحومہ کے واسطے فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ... تم مین سے ایک گروہ ایسا ہو جو نیک راہ کی طرف بلاوین اور معروف کا حکم کرین اور ممنوع سے روکین تا آخر ... اور احادیث ... روایت کی آنحضرت صلعم نے انمین بقسم یہ تاکید فرمائی ہی کہ تم لوگ آپس مین نیکیون کے بجالانے کا حکم اور ممنوعات سے منع کیے رہو ورنہ اللہ تعالے تمھارے دلون مین پھوٹ ڈالیگا کہ تمھاری نیکیون کی دعا بھی قبول نہوگی - اور سب تفصیل ... قولہ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ الآیہ اور قولہ کانوا لا یتناہون عن منکر فعلوہ الآیہ کی تفسیر مین گزر چکی ہی -

... فی العرائس قولہ تعالے وما کان ربک لیہلک القری بظلم واہلہا مصلحون - اس آیت کے اشارت مین شیخ نے لکھا کہ ظاہری تفسیر مصلحون مین کہا گیا کہ تنصف بعضہم بعضاً - یعنی آپس مین ایک دوسرے سے برتاؤ و معاملات مین انصاف کرتے ہون کوئی کسی پر ظلم نہ کرنے پاوے اقول وہی طبرانی وغیرہ کی حدیث جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ ہی جو اوپر مذکور ہوئی اور خاص اشارہ سے یہان یون لیا گیا کہ قریٰ عارفون کے دل ہین اور اہل القریٰ ارواح قدسیہ ہین اور معنی یہ ہوے کہ جب یہ ارواح اپنے نفوس امارہ سے مخالفت کرتے رہین حتی کہ ذکر الٰہی وطاعات مین نفس امارہ کچھ خلل نہ ڈال سکے تو یہ قلوب ہلاک و برباد نہین ہوتے یعنی برابر انمین تجلیات قدسی وارد ہوتے ہین اور انوار مشاہدہ و قرب ربانی رہتے ہین اور انکو قہریات کے نزول وخطرات ووساوس کے مداخل سے ویران نہین فرماتا ہی - اشارہ دوم یہ کہ جو لوگ نور الیقین رکھتے ہین اور اپنے پروردگار سے محبت صادقہ رکھتے ہین اور عارف بندے ہین اللہ تعالے ان قلوب کو خراب نہین فرماتا جب کہ انکے نفوس امارہ مطمئن ہون یعنے بحکم قولہ تعالے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب وہ یاد الٰہی مین مطمئن ہون پھر اگر بعض خواطر ووساوس کا گزر بھی ہوا تو حق تعالے انکے اسرار کو مشاہدہ حال سے محجوب نہین فرماتا فقولہ بظلم یعنی بعوض ظلم و بعض خطرات سے محروم نہین کرتا ہی اور تیسرا اشارہ ہی کہ قلوب پر اللہ تعالے کی شان سے ظلم نہین ہی کیونکہ وہ ظلم سے بالکل پاک ہی اور اگر بفرض محال اسکی طرف سے ظلم متصور بھی ہوتا تو بندگان مقبول وصالحین پر وہ ظلم نہین فرماتا کیونکہ ازل مین اسنے انکو اپنی معرفت کے لیے منتخب فرمایا چنانچہ کشف صفات سے انکو ذات کی معرفت عطا فرمائی پس صلاحیت انمین برابر باقی رہی - بعض نے کہا کہ جو عذاب مین گرفتار ہوا وہ اپنے گناہون ہی کے عوض پکڑا گیا اور جسنے طاعت الٰہی کو اپنے اوپر لازم کر لیا وہ دونون جہان کی آفات سے محفوظ کر دیا گیا - شیخ ابو سعید القرشی رح نے کہا کہ عاجزی سے گڑگڑا کر ہر دم اللہ تعالے کی طرف رجوع لانا یہی صلاحیت ہی - انتہی - واضح ہو کہ اگر مشرک تو مین اسوجہ سے کہ باہم تصفیہ کرکے معاملات کو اصلاح صورت پر رکھے ... دنیا مین دولت ومال بلکہ سلطنت پاوین تو یہ دنیا ایک ملعون چیز ہی جو انکے اعمال کا عوض انکی خواہش ... انکو دیدی گئی اور دنیا مین عذاب نکیا گیا لیکن آخرت مین انکے لیے سواے جہنم کے کوئی ٹھکانا نہین ہی اسوجہ سے کہ ... ایمان کے واسطے ... و معرفت وطاعات سے کوئی ذخیرہ نہین جمع کیا - پھر اگر تجھکو یہ وہم ہو کہ انکو ہدایت کیون ... تو آگاہ ہو کہ اسکا جواب ... بر موقوف ہی اول یہ کہ تجھکو یہ معلوم ہو کہ صفات الٰہی تقدس وتعالے کی ... اور دوم یہ کہ تمام ... کے پیدا کرنے مین اسکی حکمت کیونکر ہی - اب ظاہر ہی کہ اسکی ماہیت سے

آگاہی مخلوق کو محال ہی اور حکیم اسکی صفت ہی تو حکمت سے آگاہی بھی محال [illegible]
کہ آسمان سات سے زائد یا ستارے اس سے کم یا زائد کیوں نہیں بنائے [illegible]
ہان اسقدر ضرور معلوم ہی کہ خالق عزوجل نے جسوقت کسی مخلوق کو پیدا کیا [illegible]
اس مخلوق سے علم آلہی کے خلاف نہیں واقع ہو سکتا ورنہ نعوذ باللہ لازم آ[illegible]
ہی تو ہم کو اسی قدر پر اطمینان ہی اور یہی تقدیر اور یہی حکمت آلہیہ ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ [illegible]

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ
اور اگر چاہتا تیرا رب کر ڈالتا لوگوں کو ایک راہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں

إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ
مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے اور اسی واسطے انکو پیدا کیا ہی اور پورا ہوا لفظ تیرے رب کا کہ البتہ بھرونگا [illegible]

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
جنون سے اور آدمیون سے اکٹھے

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً اور اگر تیرا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک امت کر د[illegible]
اللہ تعالے قادر ہی کہ چاہتا تو سب کو ایک ہی ملت ایمان پر یا ملت کفر پر مجتمع و متفق کر دیتا۔ وفی السراج ایک ہی ملت [illegible]
اور وہ اسلام ہی اور یہی بیضاوی مین ہی۔ اور اس آیت مین صریح دلالت ہی کہ ایمان پر ہونا اللہ تعالے کے چاہنے [illegible]
سے ہوتا ہی اور اسنے ہر ایک کا مومن ہونا نہیں چاہا۔ اور جب آدمی سمجھ کے ساتھ غور کرلے تو دنیا مین یہ عجب حال دیکھ[illegible]
کسی تدبیر سے ان سب کا دل سے ایک راہ پر ہونا ممکن نہیں اور ہر فریق اپنے کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر جانتا [illegible]
آخر اسی ملت پر مرجاتا ہی اور دوسرے کی بات نہیں مانتا اگرچہ وہ حق کہتا ہو پھر اگر اسکی سمجھ کا قصور ہی تو شاید معتزلی [illegible]
پر یہ واہم ہو کہ یہ رحمت کاملہ آلہی سے دور ہی کہ اس بیچارہ کو دوسرے کی سی سمجھ کیوں نہ دی اور اگر [illegible]
علم نہ پڑھا اور سمجھ بگاڑی تو جسنے اسکی ذات کو پیدا کیا وہ ضرور قادر تھا کہ اسکی صفت علم کو پورا کردے اور [illegible]
اسکا قصور ہی تو خالق عزوجل قادر تھا کہ وہ تدبیر مثل دوسرے کے پوری کرلے۔ بلکہ [illegible]
کیا تو اس سے پہلے جانتا تھا کہ یہ کیا فعل و کیسی حرکتین کرکے مریگا تو ضرور اسی کے موافق [illegible]
آلہیہ ہی اسی واسطے فرمایا کہ ولو شاء ربک الخ یعنے اپنی حکمت و مشیت سے جسکا علم مخلوق [illegible]
لوگ ایک ملت پر متفق ہوتے انمین کچھ اختلاف نہوتا لیکن اسنے نہیں چاہا۔ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ [illegible]
اختلاف و پھوٹ چلی جائیگی یعنے کوئی یہودی کوئی نصرانی کوئی مجوسی کوئی ہندو [illegible]
حال مین نئی قوم نیچر ہوئی اور یہ سب اپنے درمیان مختلف اختراع [illegible]
و خارجی وغیرہ خلاف سنت پھوٹ نکلے الغرض اسقدر برابر مختلف [illegible]
عکرمہ رح نے کہا کہ مختلفین یعنی طریقہ دین مین یا دین حق [illegible]

[illegible] یعنے برابر دین حق و ہدایت مین مختلف ہوتے جاوینگے۔ **اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ**
[illegible] یعنے جنپر تیرے رب نے رحم کیا یعنے رسولون کے پیرو جو اسی طریقہ پر بغیر چون وچرا قائم رہے جو رسول
[illegible] سے خبر [illegible] اور برابر ہر زمانہ مین ہر رسول کے پیرو دین اسلام و توحید پر متفق و مرحوم رہے یہان تک
[illegible] خاتم النبیین [illegible] محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالےٰ نے مبعوث فرمایا پس مرحوم فرقہ نے اسی طرح
[illegible] پیروی کی اور یہ جو کچھ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمایا اور صحابہ سے تابعین نے پایا وہی پچھلون نے مضبوط کر لیا
[illegible] مخالف نہوئے اور یہی وہ فرقہ ہی جسکو عذاب اختلاف و بھٹکاف سے نجات ہی وفی الفتح حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہی
[illegible] رسول اللہ صلعم نے فرمایا افترقت الیہود علی احدی وسبعین الحدیث یعنی یہودی اکہتر فرقہ مین مختلف ہوئے یا بہتر مین
[illegible] بہتر فرقہ مین اور عنقریب میری امت تہتر فرقہ مین مختلف ہوگی۔ رواہ ابو داؤد ونحوہ الترمذی۔ اور معاویہ رضہ
[illegible] مروی ہی کہ آنحضرت صلعم نے ہم مین کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اور اسمین ہی کہ آگاہ رہو کہ تم سے پہلے اہل کتاب تو بہتر فرقہ تک
[illegible] مختلف ہوئے اور یہ امت تہتر فرقہ ہو جائیگی جنمین سے بہتر دوزخ مین ہین اور ایک فرقہ جنت مین ہی اور وہ فرقہ جماعت ہی
[illegible] رواہ ابو داؤد۔ اور شیخ حافظ رح نے مستدرک سے یہ روایت نقل کی اسمین یون ہی کہ یہ امت تہتر فرقہ مین مختلف ہوگی و
[illegible] سوا ایک کے جہنم مین ہین تو صحابہ رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ ایک کس صفت پر ہوگا فرمایا کہ اسی حال پر جسپر
[illegible] اور میرے اصحاب ہین۔ حافظ عماد رح نے فرمایا کہ یہ حدیث مسانید و سنن مین ایسی سندون سے مروی ہی کہ بعض سے
[illegible] کو تقویت حاصل ہوتی ہی یعنے یہ حدیث آخر قوی ہی اور خطابی رح نے شرح سنن ابو داؤد مین کہا کہ اس حدیث مین یہ دلالت
موجود ہی کہ یہ سب فرقے باوجود اختلاف کے دین اسلام سے خارج نہونگے کیونکہ انکو اپنی امت فرمایا ہی اقول اوپر کی روایت مذکورہ مین
[illegible] یہ امت تہتر فرقہ ہو جائیگی اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ ایمان پر ہونگے جیسے اگلی امت کے مختلف فرقے ضرور نہین
[illegible] موسیٰ [illegible] علیٰ پر ہون دیکھو فرقہ نصاری جو حضرت علیٰ کے بیٹے ہونے کا قائل ہی یا انکی الوہیت کا قائل ہی بنص قرآنی یعنے
قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ اور قولہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم۔ صریح کافر و مشرک ہین اسیطرح
[illegible] فرقون مین سے جنہون نے توحید کو چھوڑ دیا وے کافر ہین مثلاً رافضہ مین سے فرقہ نصیریہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے الوہیت
کے قائل ہین صریح کافر ہین فاقہم اور علماء نے کہا کہ مراد ان فرقون سے مانند معتزلہ وقدریہ و رافضہ و خارجیہ وغیرہ کے ہین اور فرقہ واحدہ
[illegible] اہل السنۃ والجماعۃ ہین کیونکہ یہی اس اعتقاد و طریقہ پر ہین جو آنحضرت صلعم نے صحابہ کو تعلیم فرمایا تھا اور یہ صریح ظاہر ہی اسلیے کہ مجموعہ
[illegible] انھین کا عمل ہی اور یہ جو فرقہ شیعہ نے زعم کیا کہ ہماری احادیث کا بھی ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہونا
[illegible] ہی کہ خود اقرار ہی کہ اہل بیت کی روایات مخفی طریقہ سے ہین تو انکو اعلان و تواتر کا دعوی زیبا
[illegible] جبکہ اہل السنۃ نے انھین ائمہ رضی اللہ عنہم سے صحیح روایات انکے بالکل خلاف روایت کین تو معارضہ سے
[illegible] اب اہل تشیع کے پاس کچھ باقی نہ رہا اور اہل السنۃ سب صحابہ رض کو بحکم صریح قرآن یعنے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ
[illegible] مانتے ہین تو باقی صحابہ کی روایات انکے پاس بلا معارضہ ہین بہر حال ہم قطعی جانتے ہین کہ وہ فرقہ یہی ہی جسنے بالکل
[illegible] رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر عمل کیا اور بحث یہان بیکار ہی۔ قال الحافظ رح اور عطاء نے کہا قولہ لایزالون

مختلفین یعنے یہود و نصاریٰ و مجوس - قولہ الا من رحم ربک یعنی فرقہ حنیفیہ اقول
بعد تابعین کے انکے طریقہ سے بھی لوگ اپنی رائے کی پیروی مین مختلف ہوگئے جیساکہ
کہ الا من رحم ربک وہ جماعت ہین اگرچہ انکی بستیان دور ہون اور ظاہری جسم سے جدا ہون
نے سنت و جماعت سے اختلاف کیا اگرچہ سب ایک ہی جگہ مجتمع ہون - اقول مختلف فرقون سے تعجب
کیے جاوین کہ وے زمانہ رسول اللہ صلعم مین تھے تو سچا اقرار کرینگے کہ نہین یہ فرقے پیچھے پیدا ہوے
بیخوف ہوکر اپنی ہوس سے ہٹ کیے جاتے ہین کہ ہمین حق پر ہین جبکہ کسی دلیل سے ظاہر ہوا کہ
پر ہین مگر بے شک سچ ہی کہ اللہ تعالے کی مشیت خود مختار اور حکمت بالغہ مین انکے حق مین یون ہی جاری تھا و قد قال
وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ اور اسی کے لیے انکو پیدا کیا تھا - قال الحافظ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت
انھون نے اسکے معنی مین کہا کہ اسیواسطے انکو پیدا کیا یعنے انکو دو فریق پیدا کیا ایک جنت کے لیے اور دوسرا دوزخ
بمانند قولہ فمنھم شقی و سعید - اقول اگر کہا جاوے کہ لذالک اشارہ واحد ہی اسکا مشار الیہ دو چیز کیونکر ہونگی تو جواب یہ
اسطرح اشارہ مجموعہ دو چیزون کی طرف جائز ہی جیسے قولہ تعالے عوان بین ذالک - یعنی ان دو رنگون کے بیچ مین اسکا رنگ
اور قولہ وابتغ بین ذالک سبیلا - یعنی ان دونون کے بیچ بیچ مین راہ اختیار کر - مجاہد رح نے کہا کہ قولہ لذالک خلقھم یعنے رحمت کے
انکو پیدا کیا اور عکرمہ سے بھی اسی کے مانند مروی ہی - حسن و عطاء نے کہا کہ انکو اختلاف ہی کے واسطے پیدا کیا - ابن وہب
اپنے اسناد سے روایت کیا کہ عطاء رح کے پاس دو شخص جھگڑتے آئے آخر عطاء رح نے کہا کہ تم نے بہت جھگڑا پھیلایا تو ایک
بولا کہ ہم اسی کے واسطے پیدا کیے گئے آپ نے کہا کہ تو جھوٹ بولا اسنے کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی ولذالک خلقھم - آپ نے کہا
اسواسطے نہین پیدا کیا کہ جھگڑا ہین بلکہ انکو جماعت و رحمت ہی کے لیے پیدا کیا - عکرمہ رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ لذالک
خلقھم کہا کہ رحمت کے لیے انکو پیدا کیا اور انکو عذاب کے لیے نہین پیدا کیا اور یہی قول مجاہد و ضحاک و قتادہ کا ہی بمانند
وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون - حافظ رح نے کہا کہ ایک معنی یہ ہین کہ انکو رحمت و اختلاف کے لیے پیدا کیا جیسا
حسن و عطاء و اعمش سے روایت کی گئی ہی - اشہب نے کہا کہ مین نے مالک بن انس سے اس آیت کے معنی پوچھے تو فرمایا
ایک فریق جنت مین اور ایک فریق دوزخ مین اور دوسری روایت مین مالک رح نے کہا کہ انکو رحمت و اختلاف کے لیے
پیدا کیا - قال المترجم میرے نزدیک قولہ خلقھم کی ضمیر کے مرجع مین اختلاف کے سبب سے یہ اختلاف ہوا پس اگر
الا من رحم ربک کے واسطے ضمیر ہی تو معنے یہ ہوے کہ ان مرحوم بندون کو اسی رحمت ہی کے واسطے پیدا کیا - اور اگر مرجع
کل کی طرف ہی تو معنے یہ کہ اسی رحمت و اختلاف کے واسطے ان مجموع کو پیدا کیا اور اسی بنا پر ان اکابر کے دو اقوال
مختلف ہین ورنہ کچھ اختلاف نہین ہی کیونکہ احتمال دونون طرف ہی - فی البیضاوی وغیرہ اس آیت مین دلیل ہی کہ
ایمان نہین لاتا جب تک اللہ تعالے پیدا نہ فرما دے کیونکہ سمجھ و عقل دینا اور رسول بھیجنا اور کتاب اتارنا
عذر دور کر دینا تو سب کے حق مین یکسان ہی چنانچہ کافرون کو بھی یہ دیا گیا تھا تو اب یہی رہا کہ
ہدایت پیدا کر دے اور یہی وہ رحمت ہی جسکو ان بندون متقین کے ساتھ خاص کیا - بالجملہ

Marfat.com

...لہٰذا انکا انجام جہنم کی طرف ہی اور دوسرے گروہ پر اتفاق وجماعت کا انعام ہوا انکا انجام جنت ہی۔
قال تعالیٰ۔ **وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ** اور پورا ہوگیا کلمہ تیرے رب کا یعنی جیسا ازل مین مقدر فرمایا تھا جسمین تبدیل نہین ہوسکتا یا یہ کلمہ **لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ** کہ بے شک بھر دونگا مین جہنم کو جنون سے جنۃ بمعنی جن اور تا مبالغہ کی ہی **وَالنَّاسِ** اور آدمیون سے **أَجْمَعِينَ** سب سے یعنی دونون فریق کے کافرون وسرکشون مین سے کثرت سے ہونگے کہ انسے جہنم بھر جائیگی۔ قال الحافظ۔ اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہی کہ اسکی قضاء وقدر مین یہ امر جاری ہوچکا کہ اسکے خلق مین سے بعضے مستحق جنت ہون اور بعضے مستحق دوزخ ہون اور وہ پاک معبود ان دونون کو بھر دیوے اور حکمت اسکی پوری ہی اور حجت اسکی سب مخلوق پر غالب ہی وہی جانتا ہی کہ کن لوگون سے کس منزل کو بھریگا اور اگر چاہتا تو سب کو جنت مین یا سب کو دوزخ مین رکھتا ولیکن اسنے جسطرح چاہا اسطرح واقع ہوا صحیحین مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی قال اختصمت الجنة والنار فقالت الجنة مالی لا یدخلنی الا ضعفاء الناس وسقطهم یعنے جنت نے کہا کہ میری کیا حالت ہی کہ مجھمین نہین داخل ہونگے مگر لوگون مین سے ضعیف وناکارہ یعنی دنیا مین جو عروج وثروت والے مغرور ومتکبر ہین وہ مجھمین نہ آوینگے بلکہ جو دنیا مین ضعیف وخوار اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین امیدوار ہین وہی آوینگے۔ وقالت النار اوثرت بالمتکبرین والمتجبرین۔ یعنے دوزخ نے فخر کیا کہ اہل تکبر وتجبر سے مجھے تخصیص دی گئی ہی۔ فقال اللہ عز وجل للجنة انت رحمتی ارحم بک من اشاء یعنی اللہ عز وجل نے جنت کو فرمایا کہ تو میری رحمت ہی جسپر رحمت چاہونگا اسکو تجھی سے سرفراز کرونگا کہ وہ تجھمین داخل ہو وقال للنار انت عذابی انتقم بک من اشاء اور دوزخ کو فرمایا کہ تو میرا عذاب ہی جسکو اسکے گناہون کی سزا وبدلا دونگا وہ تجھمین آویگا۔ ولکل واحدة منهما ملؤها۔ اور دونون مین سے ہر ایک کے لیے بھرپور ہی۔ فاما الجنة فلا یزال فیها فضل حتی ینشئ اللہ لها خلقا۔ یعنی جنت مین برابر جگہ خالی رہتی جائیگی یہان تک کہ اللہ تعالیٰ دوسری مخلوق اسکے لیے پیدا فرماویگا۔ شاید یہ لوگ اہل جنت کے خدم وحشم ہون یا مستقل ہون واللہ اعلم۔ واما النار فلا یزال تقول هل من مزید حتی یضع علیها رب العزة قدمه فتقول قط قط وعزتک۔ اور رہی دوزخ تو برابر کہتی جائیگی کہ کچھ اور ہی کچھ زیادہ ہی یہان تک کہ اسمین رب العزة صفت خاص رکھیگا تو ہتھنکر کہنے لگیگی کہ اے رب العزة بس بس ف۔ **فی العرائس** قوله ولو شاء ربک لجعل الناس امة واحدة۔ یعنی ایک راہ توحید ومعرفت وقرب ومشاہدہ پر سب کو رکھتا ولیکن اسکی حکمت ازلیہ وعلوم قدیمہ نے طرح طرح کے معارف مین متفرق کیا اقول اس اشارہ مین ظاہر عبارت سے تصرف یہ ہی الناس سے مراد آدمی اور درحقیقت آدمی وہی ہین جو کان ناک آنکھ معطل رکھتے ہین تو یہی ایمان لاسکے ہین اور برخلاف انکے جو صورت کے آدمی ہین تو انکی نسبت فرمایا لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم اعین لا یبصرون بها الآیة یہان تک کہ فرمایا اولئک کالانعام بل هم اضل الآیة۔ تو جب یہ لوگ آدمی کی صفات سے خارج ہین تو انکو الگ کر دیا اور حضرت اہل الحق سے اشارہ یہ لیا کہ جملہ اولیاء معرفت کی راہ مین ایک ہی منزل پر نہین ہین بلکہ باعتبار عددت ظاہری کے اختلاف کے راہ معرفت مین بھی اسی طرح متمیز ہین چنانچہ جنید رح کا قول مذکور ہوا کہ ہر ایک کی طرف خاص ہی اور حضرت شہاب سہروردی سے عوارف مین ہی کہ الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق کلها مسدودة الا علی من اقتفی اثر الرسول یعنے صراط مستقیم مین ہر جان مثل اپنے شخص کے اختلاف کے اللہ تعالیٰ سے واصل

Marfat.com

ہونے کی دوسرے سے جداگانہ راہ رکھتی ہی اور سب راہین مسدود ہین کوئی پہنچ [illegible]
وسلم کی پیروی مین صادق ہو- پس اختلاف کے یہی معنی ہین مدنہ احمد یا [illegible]
ہرایک کو اپنی ذات کی معرفت وصفات کی معرفت مین علیحدہ علیحدہ راہ دیکی [illegible] ہرایک [illegible]
اپنی راہ مین چلتا ہی اور یہ ہرایک کے لیے ازلی توفیق وتقدیر ہی چنانچہ بعضے معرفت مین اور بعضے [illegible]
اور بعضے عشق مین اور بعضے شوق مین اور بعضے ارادت مین اور بعضے حالات مین اور بعضے معاملات [illegible]
ابتدائی مریدون کا حال درمیانی درجہ والون سے نہین ملتا ہی اور درمیانی والون کا حال [illegible] سے نہین
عارفون کا حال انبیاء ومرسلین سے نہین ملتا ہی- اقول انبیاء ومرسلین کا حال سید المرسلین وخاتم النبیین محمد
علیہ وسلم سے نہین ملتا ہی لقولہ تعالے تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض- اور شیخ ابن العربی نے کہا کہ اس امت
پر جو معارف منکشف فرمائے وہ سابق مین مطلقاً مسدود تھے اور وجہ انسدادیہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نہین کیا تھا اور اسی واسطے جو انبیاء کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب گزرے انکو سابقین سے اولی [illegible]
سولے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے کہ ملت حنیفیہ کے سردار ہین اور یہ حال بجز ذات پاک باری تعالے جل
کے مخلوق نہین جانتی اور مترجم ان مقامات مین کلام نہین کرسکتا اسکو تو اپنی مغفرت کے لاسے ہین اللھم اعف
بطفیلھم علیھم السلام- شیخ نے لکھا کہ ان سب کے علوم ومعارف مقدر ہین اور اختلاف مرتفع نہین ہی قولہ تعالی ولا یزالون
مختلفین یعنے احوال ومقامات وافعال مین مختلف رہینگے- الا من رحم ربک سوائے اسکے جسپر اللہ تعالے نے رحم فرمایا [illegible]
اسکو مقام غیبت وفنا مین داخل کرلیا تو وہ انوار قدم وسطوات ازل مین سرفراز ہی یا جسکو مقام سکر وتلوین سے نکالکر مقام
ہوشیاری وتمکین مین داخل کرلیا تو وہ سب پر مطلع ہوجاتا ہی تو اس سے کیسکو مخالفت نہین ہوسکتی ہی اقول [illegible]
اس شان سے موصوف ہین خصوص آنحضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم اسیواسطے اکثر انبیاء کے احوال آپ نے
فرمائے اور بسا اوقات حضرت یونس کو ترجیح دی اور کبھی لوط کو الغرض یہ اطلاع کامل کا سبب تھا اور شاید یہ [illegible]
نبی کو حاصل نہو واللہ تعالے اعلم- شیخ نے لکھا کہ قولہ تعالے ولذلک خلقھم- یعنی انکے جوہر اصلی اسیطرح [illegible]
مقامات ودرجات مین اسطرح مختلف ترقی کرین اور یہ طریقہ الٰہیہ سب اہل الحق مین برابر جاری ہی چنانچہ قولہ تعالے
کل اناس مشربھم الآیۃ کی اشارت سے ظاہر ہی- اور شاید ایسا ہو کہ ابتداء مین سب کو مختلف [illegible]
لیے مخلوق فرمایا اگرچہ آخر وانتہا مین سب متفق ہین چنانچہ ان مقامات ودرجات مین انکے شیخ [illegible]
اس حد تک نہین پہونچا جس حد پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل ہین اور علی ہذا کسی نبی [illegible]
کہ جس حد تک آنحضرت صلعم کی صدیق حضرت ابوبکر کو وصول ہوا کیا تو نہین دیکھا کہ حضرت موسی علیہ السلام [illegible]
کی تمنا فرمائی اور یہ نہ تھا مگر قرب منزلت واللہ تعالے اعلم- شیخ نے کہا کہ ممکن ہی کہ سب [illegible]
ہوسے ہون یعنی بعد عبور احوال واعمال کے انتہا مین موافقت ہوگی- شیخ نے اسکے معنی یہ بیان کیے [illegible]
تو وہان اونچے نیچے درجہ کا امتیاز نہین رہتا ہی کیونکہ وہ منزل شرف وقربت ہی اور حق تعالے [illegible]

Marfat.com

[illegible] تک یہی فتنہ بیکران وصاحی یعنے صبح جب طلوع ہوئی تو مدہوش وہوشیار سب پر یکسان طلوع ہوئی
[illegible] اللہ تعالیٰ کے موافق یون تفسیر کے اشارہ مین کہا کہ سب کو اختلاف کے لیے پیدا کیا کیونکہ اگر موافقت
کے لیے پیدا کیا ہوتا تو انکے سوائے غیر کی طرف رجوع نکرتے یا ستثنائے ان لوگون کے جنپر رحمت فرمائی تو انکو انوار موافقت
سے تائید فرمائی لیکن انھون نے اتباع رسول مین خوب استقامت ومضبوطی کی اور غیرون کی طرف کچھ التفات نہین کیا
پھر حق تعالےٰ نے آنحضرت صلعم کو ان قصص کے فوائد سے آگاہ فرمایا۔ بقولہ۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ

اور سب بیان کرتے ہین ہم تیرے پاس رسولون کے احوال سے جس سے ثابت کرین تیرا دل اور آئی تجھکو اس سورت مین تحقیق بات

وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ○

اور نصیحت اور سمجھوتی ایمان والون کو

وَكُلًّا۔ اے وکل بناٗ۔ اور ہر قصہ کہ۔ **نَّقُصُّ عَلَيْكَ** جو تجھکو ہم سناتے ہین۔ **مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ**
رسولون کے اخبار سے یعنے رسولون کے معاملات جو ادائے رسالت وقوم کی سرکشی وایذا کے اور رسول ومومنون کی نصیحت نہ ماننے
اور انکو ہاتھ وزبان سے ایذا دینے اور آخر رسول ومومنون کے غالب ہونے وقوم کافر کے ہلاک ہونے کے گذرے ہین ہم تجھکو
انمین سے سناتے ہین دو فائدہ کے لیے۔ اول۔ **مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ** وہ قصہ کہ جس سے ہم تیرے فواد کو
مستقل وثابت رکھین یعنے تجھکو اپنی قوم کے کفر کرنے اور دوزخ کے لیے ایندھن ہونے سے رنج وغم محض نہو کیونکہ اللہ تعالےٰ
نے انکو اسی واسطے پیدا کیا ہی یہ نہین ہو سکتا کہ سب تجھپر ایمان لاوین اور تجھکو ادائے رسالت پر طمانیت وصبر حاصل ہو
اور قوم جاہل کی اذیت برداشت کرے کیونکہ اگلی قومین بھی گمراہی کرتی رہین آخر ہمنے انکو ہلاک کیا اور تیرے پروردگار
کا کلمہ ٹھیک ہوا پس تو قوم پر ترحم کرکے مضطرب مت ہو کیونکہ حکمت الٰہیہ واسکی حجت بالغہ ومشیت تامہ اور جو چیز ہی جس سے
کسی کو ماہیت کی آگاہی نہین ہی رہ جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی جسکو اسنے سعید کیا وہ رسول پر ضرور ایمان لاویگا اور اسکی آنکھون
مین حق آئینہ کی طرح نظر آویگا اور جو شقی ہی وہ الٹا دیکھیگا پس تو ان حالات وقصص سے علوم الٰہیہ حاصل کرکے ثابت
وتمکین ہوگا۔ اور دوسرا فائدہ یہ کہ۔ **وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ** اور تیرے [illegible] اس مین حق آیا۔ قولہ فی ہذہ یعنی
اس سورہ مین یہ ابن عباسؓ وجماعت نے کہا ہی کذا فی تفسیر الحافظ اور سراج مین کہا کہ یہی اکثر کا قول ہی۔ قال الحافظ
[illegible] کہا فی ہذہ الدنیا۔ اس دنیا مین اور سراج مین اسکو حسن رح کا قول بیان کیا اور رازی رح نے کبیر
مین کہا کہ یہ بعید ہی مقام کے لائق نہین ہی کیونکہ دنیا کا ذکر اوپر نہین آیا جسکی طرف ضمیر راجع ہو۔ اگر کہا جاوے کہ حق تمام
[illegible] مین آیا ہی اس سورہ کی کیا تخصیص ہی تو جواب یہ ہی کہ ہان بے شک لیکن سورہ کی بزرگی کے لیے فرمایا ہی۔ اقول
[illegible] ایک سوال وجواب ذالک وارد نہین اسلیے کہ مقصود نقص علیک سے وحی فرماتا اور وہ تمام قرآن ہی کیونکہ وحی خاص
[illegible] صحیح مین ہی کہ اور انبیاء کو معجزات وآیات دی گئین اور مجھے وحی خالص دی گئی تو مجھے امید ہی کہ قیامت
[illegible] سے لیا ہون۔ اقول یہی ظاہر ہوتا جاتا ہی اسلیے کہ اور امتین تحریف وتبدیل وخود رائی سے بہت

قلیل رہیں اور چند روز بعد وسے براے نام یہودی یا عیسائی رہگئے انہیں سے کوئی بھی اپنے ...
کے کہ انہیں ایسا نہیں ہوا - اور دوسرے فائدہ کا تتمہ فرمایا - وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِينَ ...
ہی مومنین کے لیے یعنے اسمیں تیرے لیے حق آیا اور مومنوں کے لیے نصیحت ہی اور برابر اور دونکے حال سے عبرت ہی ...
ہیں مومنوں کو اسواسطے مخصوص فرمایا کہ شقی وکفار اس سے منتفع نہیں ہوتے بلکہ منھ موڑتے ہیں - واضح ہو کہ یہ آیت ...
تمام قصص میں جو حالات مندرج ہیں اور جن سے اگلی امتوں کو عذاب ہوا وہ اس امت کے لیے نصائح ہیں کہ ویسا نہ کر...
چنانچہ نجس وتطفیف جو مدین کا پیشہ تھا اس سے آنحضرت صلعم نے امت کو خوب منع فرمایا پس عوام یا خواص ...
کو فقط کہانی کی طرح سنتے ہیں محض جہالت ہی بالضرور اپنے آپ کو ظاہر و باطن ان قوموں کی حرکات سے بچاویں اور ان
قوموں کے تذکرے جب سنیں تو عبرت کریں اور اللہ تعالے سے پناہ مانگیں کیونکہ آخروے سب بھی اللہ تعالے کے مخلوق
تھے اور وہ پاک غنی وحمید ہی ہماری اسکو کچھ پروا نہیں ہی اور رؤف رحیم ہی کہ عاجزی کریں تو ہم کو اللہ تعالے مغفرت و نجات
عطا فرماوے اللهم اغفرلنا وارحمنا وانت خیر الراحمین ف - فی العرائس قولہ تعالے وکلا نقص علیک من انباء الرسل
ما نثبت به فؤادک - شیخ نے کہا کہ واضح ہو کہ عارف جب ازل کے مقام پر پہونچا اور وہاں اسنے کشف سے صفات وذات کے
عجائب دیکھے تو اپنی شان سے متعجب ہو کر گمان کرتا ہی کہ یہ منزلت کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی خصوصاً ابتداے حال اور یکایک
کشف میں متحیر ہوتا ہی اور سمجھتا ہی کہ میں اس کشف میں فرد ہوں پس حق عز وجل نے آنحضرت صلعم کو اول انبیاء کا حال سنایا
کہ جس سے معلوم ہو کہ یہ واقعہ غریب آپ ہی کے ساتھ نہیں ہی بلکہ عارفین کے ساتھ معروف ہی اور صدیقین ومرسلین کے
ساتھ علی قدر مراتب واقع ہوا حتی کہ جو کچھ اللہ تعالے نے ازل میں اپنے اولیاء کے لیے جاری فرمایا اس سے آپ کو فرحت
وسرور حاصل ہو اور آپ معلوم فرماویں کہ اس قبولیت کو حوادث سے تغیر نہیں ہوتا ہی وقد قال تعالے سنة من قد ارسلنا
قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا - اور جو خبر علماء و اولیاء کے نزدیک معروف ہو اسمیں معارضات وشبہات کو دخل نہیں
ہوتا ہی اقول شیخ رحمہ اللہ نے یہ نہایت نفیس قاعدہ ذکر کیا کہ اہل علم وتدین متقی لوگوں کے نزدیک جو بات معروف ہو اگر کسی قسم
میں کوئی جاہل اسکو اپنی رائے کے خلاف سمجھے تو اسکا شبہہ ومعارضہ باطل اور وہ خود جاہل ہی اور اس قاعدہ میں جملہ اہل عقل
کا اتفاق ہی اسیواسطے جو امر کہ ہزار برس پہلے واقع ہو چکا اور اسکی تحریر ہزاروں آدمیوں کے ہاتھ سے ہاتھوں ہاتھ ہمکو پہونچی تو
قطعی یقین ہی کہ بے شک یہ خبر صحیح ہی اور یوں ہی واقع ہوا اور کسی جاہل کا شبہہ کچھ معارض نہیں اور اسمیں اسکی ضرورت نہیں
ہی کہ میں بیان کروں کہ مجھسے فلاں شخص نے بیان کیا اور فلاں شخص سے فلاں دیگر نے بیان کیا اسیطرح ہزار برس تک سلسلہ
پہونچا دوں مثلاً قرآن مجید میں کسی قوم کو کلام کرنے کی مجال نہیں جبکہ اسکے حافظ آج تک ہزاروں موجود ہیں اور ...
ہیں اور ہر مسلمان اسپر اپنی جان فدا کرتا ہی تو بلا شبہہ یہ وہی ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور ...
پچھلوں نے اسی پر عمل کیا اسیواسطے رافضی فرقہ کا دھوکا دینا کہ اسمیں کچھ اور بھی تھا محض کفر وجہالت ...
کچھ اثر بمقابلہ حفاظ وقراء کے نہیں ہی پس جب اسمیں موجود ہی کہ قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی ...
سے کہدے کہ تم عنقریب مغلوب ہو جاؤگے اور حشر کیے جاؤگے جہنم کی طرف - یہ واقعی معجزہ ...

Marfat.com

[illegible] علیہ اور [illegible] یہی ہی کہ کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ الآیۃ اس سے
ثابت ہوا کہ یہود سب کے سب منتظر بعثت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور کافرون بت پرستون پر آپ کے ظہور کی
[illegible] مانگتے اور آپ کے طفیل و واسطہ سے فتحمندی چاہتے تھے پھر بعد ظہور آفتاب رسالت کے نہ پہچانا اور کافر ہو گئے
[illegible] سے ضرور ثابت ہی کہ تمام قوم یہود مین توریت کی بشارت سے آنحضرت صلعم کی بزرگی و فضائل کا اشتہار قطعی تھا حتی کہ
[illegible] پیغمبر کے بجائے آنحضرت صلعم کے نام پاک سے استفتاح کرتے تھے - یہ حال ہم کو قطعی معلوم ہوگیا اور یہ واقعہ ان
یہودیون کے منھ پر انکا فعل مارا گیا اور سچ صریح تھا تو سب یہودیون نے گردن جھکائی - پھر اب اگر کوئی قوم ایک کتاب
[illegible]ے اور کہے کہ یہ توریت ہی اسمین کہین ذکر نہین ہی تو بالکل اسکا دعوی مسلم نہوگا کیونکہ جو بات قطعی معلوم ہوئے اور اسطرح
معروف و مشہور ہی اسکے مقابلہ مین کسی جاہل کا فریب و دھوکا کچھ بھی نہین کرسکتا اسی طرح جو معجزات و واقعات حضرت موسیٰ
علیہ السلام یا حضرت عیسی علیہ السلام کے قرآن پاک مین موجود ہین سب اعلان و اشتہار کے ساتھ قطعی ہین اب اسکے برخلاف
اگر کوئی شخص کہتا ہی یا کوئی کتاب دکھلاتا ہی تو اسکا کچھ اعتبار نہین ہی کیونکہ ہم قطعی یقینی چیز کو چھوڑکر کیسے ایک جھوٹے ادمی کی
بات جسکا اسوقت وجود بھی نہ تھا مان لینگے اور ماننے والا کیسا بیوقوف جاہل ہوگا اسی طرح جو معجزات اس حد شہرت تک پہونچے
ہین زمانہ مین اگر انکو کوئی نہ مانے تو وہ بالکل جاہل ہی - جب اسطرح ایک کتاب سچائی مین عرش پر ہی اور نیکون کے سینہ مین
محفوظ ہی تو جو شخص اسکو سچ نہ مانے اور کسی مورخ کی تاریخ پوچ لچر ڈھونڈھے حالانکہ مورخون کا دروغ و تراش و خراش اور
[illegible] پرکی اور ٹراتا خوب معلوم تو اس شخص سے بڑھکر کون اجہل و احمق بیوقوف ہوگا اگرچہ وہ دنیا ملعون کو بغل مین دبوچ کر
[illegible] دبھی ملعون ہوگیا اور دنیا مین بڑا عزت والا ہو کیونکہ بحث دین کی سمجھ مین ہی اور دین کو اللہ تعالے نہین دیتا مگر ایسے بندہ
جو اسکو محبوب ہو اور دنیا تو محبوب کو کم اور مردود کو بہت دیدیتا ہی یہ اصل شریف لطیف یاد رکھو تاکہ تم کو شیطانی آدمی فریب
[illegible]ین اور اب تم سمجھے کہ شیخ نے کہا کہ جو بات علماء و اولیاء کے نزدیک معروف ہو وہ کسی شیطان کے وسوسہ دلانے سے
نہین ملتی ہی اور لکھا کہ شیخ ابو بکر الکتانی نے کہا کہ مین نے شیخ جنید رح سے پوچھا کہ سچی حکایات جنکی سچائی یقینی ہی یہ کس
مصلحت سے دنیا مین جاری ہین فرمایا کہ زمین مین یہ اللہ تعالے کے لشکرون مین سے ایک لشکر ہین جن سے مریدون اور
[illegible]ریت کے طلب کرنے والون کو عبرت و تقویت حاصل ہوتی ہی مین نے کہا کہ اللہ تعالے کی کتاب پاک سے اسپر دلیل ملتی ہی
فرمایا کہ ہان قولہ تعالے وکلا نقص علیک من انباء الرسل الآیۃ - قولہ وجاءک فی ہذہ الحق - مترجم نے بزرگون کے کلام سے
[illegible] جا بجا کنایہ کیا ہی کہ جیسے نماز و دیگر اعمال و افعال ظاہر ہین کوئی جسم نہین رکھتے ہین لیکن فی نفسہ حقائق ہین اور روح
[illegible]ن ذکری سے سواے جاہل کے کوئی منکر نہین ہوسکتا کہ وہ حقیقت مین موجود ہین اگرچہ متجسم نہین ہین اسیطرح الفاظ
[illegible] مین سمجھو لیس لفظ بحسب المعنی اپنے مقام سے متصل ہی حتی کہ جو کلام محض فحش و شہوت ہو وہ اپنی مستقر جہنم سے واصل
[illegible] جہنمی لوگ وہی اندھے بہرے ہونگے تو انکو اتصال نہین سوجھتا بخلاف اہل جنت کے کہ خوب کلام کا اتصال انکو منکشف
[illegible] شیخ رحمہ اللہ نے یہان قولہ وجاءک فی ہذہ الحق - مین تصریح کردی کہ ان خطابات مین ہر خطاب کے اثر مین جمال حق
[illegible] ہی اور موافق خطاب کے صفت کا انکشاف ہوتا ہی چنانچہ جہان خطاب بشان کبریائی ہی یعنی اس خطاب

Marfat.com

سے شان کبریائی سے خبر دی گئی وہان تجھے صفت کبریاء منکشف ہوتی ہو اور یہی حال ان آیات [illegible] وقدم وبقاء سے خبر دی گئی ہو اور جہان ذات پاک سے اخبار ہو وہان تجھے ذات صرف کا انکشاف [illegible] وہم ہو کہ یہی مراتب انکشاف کے امت کو بھی ہوتے ہین چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا [illegible] جہان سے سوائے اپنی ذات کے محبوب ہین اور آپ نے خطاب فرمایا کہ کوئی مومن نہین جب تک مجھے اپنی [illegible] بھی زیادہ محبوب نہ رکھے تو اس خطاب کے انکشاف ہوتے ہی فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ [illegible] مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہین فرمایا کہ ہان اب ایمان کامل ہوا۔ پس جب امت کو یہ انکشاف [illegible] مین فرق کیونکر ہو جواب یہ ہو واللہ اعلم کہ یہان زمین وآسمان کا فرق ہو اور التباس مذکور صرف لفظ کے [illegible] سے پیدا ہوا اور بات یہ ہو کہ مدارج نبوت کو کوئی شخص نہین پہونچ سکتا کیا تو نہین جانتا کہ نبوت فضل الٰہی ہو [illegible] وطاعت وغیرہ کسی سبب کو دخل نہین ہو دیکھو بعض صحابہ جنھون نے ہمیشہ عبادت ور ذرے روزہ وغیرہ کا ارادہ [illegible] سوتے وعورتون سے الگ رہنے کا قصد کیا تھا تو یہی کہا گیا تھا کہ آنحضرت صلعم کے واسطے اللہ تعالے نے اول [illegible] سب مغفرت فرمائی ہو ہم لوگ آپ کا ہمسر نہین کر سکتے ہین اور مراد یہ تھی کہ آپ ازلی مغفور تھے اور اول ہی [illegible] خلق الٰہی سے اشرف ومحبوب تھے اور دوسرون کو یہ مرتبہ حاصل نہین ہو پس تمام قرب وانکشاف وغیرہ مین وہ درجہ [illegible] جو افضل نبوت ورسالت کا ہوتا ہو کہ کسی نبی کو بھی مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل نہ تھا اور دوسرون کو اپنی [illegible] قدر کے لائق ہو اور ہر امت مین سے کوئی کیسا ہی مقرب ہو کسی درجہ نبوت سے مشابہ بھی نہین ہوتا اور اگر وہم ہو کہ [illegible] صحیح حدیث مین ہو کہ سچا خواب نبوت کے اجزاء مین سے چھیالیسوان جزو ہو تو سمجھو کہ اس سے مقصود انفتاح اغلاق [illegible] سلامتی ہو نہ مشابہت ہان البتہ امت مین سے صدیق کا مرتبہ سب سے اعلی وافضل ہوتا ہو اور ہر نبی کا صدیق [illegible] کے درجہ سے ملحق ہوتا ہو لیکن صدیق کا درجہ انتہائی متصل با تبدائے درجہ نبوت ہو اور اس سے نبی کے ابتدائی درجہ [illegible] خیالی تصور آدمی کو ہو سکتا ہو۔ فافہم واللہ تعالے اعلم۔ شیخ نے لکھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائی [illegible] تو اللہ تعالے نے آپ کے بھائی دوسرے انبیاء کے احوال ذکر کرنے سے آپ کو تقویت عطا فرمائی تاکہ عجائب واردات [illegible] ہون پس جب اس مین قوی ہوئے تو کشف جمال وجلال مین ثابت ومتمکن فرمایا جس سے بجز قدم کے تلونات [illegible] اور کمرایات وامتحانات سے متغیر نہون اقول اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو انبیاء سابقین کے [illegible] مثبت فرمانے کا قول اور آنحضرت صلعم کے سب سے افضل ہونے کا قول ان دونون کی تطبیق کیونکر ہو تو جواب [illegible] معزز کو باجبر شفقت زیادہ منظور ہو احسن الوجہ سے تعلیم کرنا منظور ہو تو کہتے ہین کہ فلان شخص نے ایسا کام [illegible] کیا گیا اور فلان مرد نیکوکار نے ایسے طریقہ سے یون انعام حاصل کیا اور فلان شخص نے اس طرح ذکر کیا [illegible] اس امت مرحومہ کو جو نہایت رحمت سے کمال ایمان وکمال قرب عطا فرمایا وہ قرآن پاک [illegible] ظاہر ہو چنانچہ مثلاً یہود ونصاری نے اپنے کو اللہ تعالے کا محبوب ودوست قرار دیا [illegible] گستاخی نہ کریگا بلکہ ادب سے اپنے کو ہمیشہ قصوروار بندہ سمجھیگا اور یہود [illegible]

...الدنیا والآخرۃ عند اللہ الآیۃ پس صلاحیت وحسن یقین پر بھی بندہ اسکی جرأت نہ کریگا ولیکن حتمی وعدہ یا غالب میں
...کو محبوب رکھنے کا اشارہ ہے حالانکہ اگر حکم دیا جاوے تو شاید اکثر اسکی کراہیت کی وجہ سے منکر ہو جاوین - حاصل کلام
...ون کے حسن وقبح سب اس کمال سے بیان فرمائے کہ نفس وشیطان کو اہل یقین کے دل مین خلاف راہ مستقیم
...کا موقع نہ رہا اور یہ بات سوائے عالم الغیب خلاق علیم عزوجل کے کوئی نہین جانتا اور کسی کلام مین یہ بات ممکن نہین
...اگر ہر مقصود کوئی سمجھ جاوے تو اسکو قرآن پاک کے نہایت عظیم معجزہ ہونے مین شک نہین ہو سکتا اور دوسرے یہ کہ
اہل یقین کو عبرت ونصیحت جدید ہر مقام پر وہان کے مکائد ومکر سے بچنے اور استقامت پر رہنے کے لیے اسطرح ہے کہ عمدہ
اعمال بجا لاوین اور ناکارہ ومضر باتون سے پرہیز رکھین اور رسالت مین تو یہ بھی ضرورت ہے کہ قوم کے ساتھ ایسے برتاؤ سے
یہ نتیجہ اور اسطرح معاملت سے وہ نتیجہ ہوتا ہے اور دونون کا انجام ثواب وغیرہ کا بھی معلوم ہو جاتا ہے پس آنحضرت صلعم
کے واسطے اگلے انبیاء کے قصص سے یہ مراد ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام اسطرح مغاضب ہو کر مچھلی کے پیٹ مین اور حضرت
یوسف علیہ السلام نے قیدخانہ خود دعا کرکے لیا پھر ایک رہا شدہ قیدی سے اپنا حال بادشاہ تک پہونچانے کا تذکرہ کیا اور
مترجم کو یہ مجال نہین ہے کہ حضرت حق جل شانہ اور اسکے مخلص محبوب انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کرے اور کچھ سمجھے بجھے اللہ
معاف فرماوے اس سے مراد یہ ہے کہ اسطرح تعلیم وتقویت فرمائی اسیواسطے آنحضرت صلعم نے یونس علیہ السلام کی تعریف فرمائی
اور حکم دیا کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت مت دو - اور فرمایا کہ - رحم اللہ لوطا ان کان لیاوی الی رکن شدید الحدیث -
یعنی اگر مین یوسف م کے برابر بہت مدت قیدخانہ مین پڑا رہتا تو بلانے والے کا کہنا مان لیتا - اگرچہ علماء نے کہا کہ یہ امتحانات
اللہ تعالیٰ نے بزرگی بلحاظ عصمت الٰہی عزوجل ظاہر ہونے پر کیے ہین اور خود انبیاء علیہم السلام معصوم ہین پس یہ تثبیت نبوت ہے اور
اسطرح امت کو انکی قدر کے موافق اگلی امتون کے ذکر سے مستقیم ومضبوط فرمایا - شیخ رحمہ اللہ نے لکھا کہ اگلے انبیاء کے قصص
سے اور انکے دیگر موارد سے آنحضرت صلعم کو تثبیت فرمائی اور امت مرحومہ کو آپ کے احوال سے تثبیت فرمایا تو دیکھنا چاہیے
سبحان اللہ تعالیٰ اس امت کا بھی کیا بڑا مرتبہ ہے جسکی تثبیت اسکے پیغمبر کے احوال سے منظور ہوئی اول اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم بھی وہ کہ تمام انبیاء کے سردار ہین اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنی کبریائی کے صدقہ مین آپ کی امت کو آپ کے
...سنیہ وطریقہ ...ن پر فدا کردے کہ آپ کی اتباع مین حق سبحانہ تعالیٰ کو جانین وولایت سپرد کرین - اور شیخ نے لکھا کہ اس
قول کی تصدیق کے لیے میرے پاس دلیل یہ کلام پاک ہے کہ فرمایا وموعظۃ وذکری للمومنین - قرآن مجید کا ظاہر تو عمل کرنے والون
اور انکے اعمال کی خوبی ونیکی کے لیے موعظت ہے اور قرآن کے حقائق ان لوگون کے لیے نصیحت ہین جنکو معائنہ سے عین الیقین
حاصل ہے ... سبحان اللہ تعالیٰ کیسا پاکیزہ کلام ہے کہ ہر شخص اس سے اپنی حالت وسمجھ وادراک کے موافق معرفت حاصل کرتا ہے
...لوگ قرآن مجید کے ظاہر سے لپٹے ہوئے ہین اور خواص اسکے باطن پر جان دیتے ہین اور جو لوگ کہ خاص الخاص
...تجلی حق سبحانہ ... عجب نور مین ہین کہ آفتاب سے ہزارون وہان ذرہ سے کمتر بلکہ بے مناسبت ہین - اور
قرآن مجید کی حقیقت تو صفت ازلیہ ہے تو جب حقیقت قرآن کسی پر منکشف ہوئی تو صفت الحق عزوجل کی تجلی منکشف
...امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندون کے واسطے قرآن مین تجلی فرماتا ہے - شیخ

Marfat.com

ابو یزید رحمہ اللہ نے کہا کہ بندہ مومن اپنی لیاقت کے اندازہ پر قرآن کے فوائد سے آگاہ ہوتا ہی [illegible]
مثل سے سنا تو گویا اسنے علم احکام کو موعظت نبوت سے سنا پس جسنے حکم پر یقین سے سنا اسکا [illegible]
وخضوع کے ساتھ محبت مین گرم وسینہ کھل جائیگا اور جسنے اسکو زبان جبرئیل علیہ السلام سے سنا گویا [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم پر ادا کرتے ہین تو وہ غیب کے مطالعہ اور اسکے وعدہ و وعید کے معائنہ سے سرفراز ہوا جائیگا [illegible]
ظاہرہ سے بالکل بیخبر ہوگا - اور جسنے اسکو حق سبحانہ تعالےٰ عزوجل سے سنا وہ فنا ہوکر تحقیقی صفات کے ساتھ باقی بقاء حق
عزوجل ہوگیا یعنی حق الیقین کے درجات مین علم الیقین وعین الیقین حاصل ہین ہکذا ترجمۃ ما فی العرائس - اور سراج [illegible]
قولہ وجاءک فی ہذہ الحق الآیۃ کے تحت مین لکھا کہ حق کے معنی سے اشارہ ہی قرآن مجید کے سچے صاف روشن دلائل کیطرف
جو اسمین توحید، عدل ونبوت ودار الآخرۃ کی تحقیق پر مذکور ہین اور موعظت سے اشارہ ہی اس دنیا سے فرو دی سفر
کرنے پر اور یہان کے حالات کی قباحت و برائی و رسوائی و خواری پر جس سے آدمی پرہیز کرے جیسے اندھا کسی آنکھون والے
کے بتلانے پر یقین کرکے ہاتھ بڑھا کر نجاست کو نہین چھوتا ہی یا سانپ کو رسی سمجھکر نہین پکڑتا ایسے ہی رسول علیہ السلام کی
موعظت سے مومنین کا حال ہی کہ آخر مین وے خود رسول رسول اور آنکھون والے ہوجاتے رہین - اور ذکری سے ان اعمال کی طرف
اشارہ ہی جو دار الآخرۃ مین نافع ہین - اور لکھا کہ جب اس حد تک اللہ تعالےٰ نے عذاب سے ڈرسنایا اور ثواب کا وعدہ
دیا اور ترغیب ونصیحت کو کامل فرمایا تو آخر مین حجت کو ختم فرمایا بکلام مابعدہ اور اسکے ضمن مین دلیل تحقق وعدہ و وعید فرمائی
کہ خالق خود غیب جاننے والا ہی تو سب حق ہی چنانچہ فرمایا -

وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۝
اور کہدے اُنکو جو یقین نہین کرتے کام کیے جاؤ اپنی جگہہ ہم بھی کام کرتے ہین

وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہین اور اللہ کے پاس ہی چھپی بات آسمانون اور زمین کی

وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ
اور اُسی کی طرف رجوع ہی کام سارا سو اُسکی بندگی کر اور اُسپر بھروسا رکھ اور تیرا رب

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝
بیخبر نہین جو کام کرتے ہو

وَقُلْ اور کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم - لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ان لوگون کو جو ایمان نہین لاتے [illegible]
قرآن مجید واسکے احکام پر تیری رسالت کی تصدیق کرکے - اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ کام کیے جاؤ اپنی جگہ [illegible]
مکانات بلفظ جمع ہی اور قتادہ رح نے کہا یعنی منازلکم اپنے ٹھکانون پر اور مقصود یہ ہی کہ جس حال پر ہو [illegible]
اور یہ حکم دنیا ویسا ہی ہی جیسے اللہ تعالےٰ نے شیطان کو حکم دیا - واستفزز من استطعت منہم بصوتک [illegible]
مراد اس سے سخت تہدید ہی یعنے نصیحت سے راہ پر آنے سے مایوسی ہی تو عذاب الٰہی کے منتظر [illegible]

Marfat.com

[illegible] پر کام کرتے ہین جیسا ہمکو پروردگار نے حکم فرمایا ہے۔ وَانْتَظِرُوْا اور انتظار کرو اُس سزا کا جو تم کو
[illegible] معصیت پر وعید کی گئی - ابن جریج نے کہا کہ ان وعدون کا جو دنیا کی زینت دکھلا کر تمکو شیطان وسوسہ دلاتا ہے
اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ہم بھی منتظر ہین کہ پروردگار نے جو ہم کو نیک وعدہ دیا وہ اسکے فضل سے حاصل ہو اور تم خوار ہو جاؤ
[illegible] قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم الآیۃ یا ہم بھی تمھارے برے انجام وعذاب کے منتظر ہین - پھر اللہ تعالے
[illegible] پاک کا خاتمہ تمام اسرار کا جامع مجموعہ ذکر فرمایا بقولہ - وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اللہ تعالی ہی
[illegible] ہے جو مخلوق سے غائب ہے آسمانون وزمین مین - اور مراد اس سے علم ہے یعنے غیب کا علم اللہ تعالے ہی کے لیے
[illegible] ہے ازانجملہ مخلوق مین سے ہر ایک کا انجام کہ وہ سعید ہے یا شقی ہے اگرچہ بالفعل کافر و بدکار ہو اسیواسطے رسول اللہ
[illegible] علیہ وسلم نے کفار قریش وعرب کے حق مین موافق حکم کے انتظار کیا اور یون نہین کہا کہ تم بدبخت جہنمی ہو اور دیکھو
بعض احیاء عرب نے بعضے پرہیزگار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بڑی تکلیف کے ساتھ غدر و بدعہدی سے قتل د
کیا تو آپ نے رنجیدہ ہو کر انکے حق مین لعنت فرمائی اور بددعا کی کہ ہمیشہ کے لیے رحمت الٰہی سے دور ہون اور یہ اسطرح
کہ وے کفر وشرک ونفاق پر مرین تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا لیس لک من الامر شیء الآیۃ اور وجہ وہی ہے کہ غیب کا علم
[illegible] تعالے کو ہے۔ ابولہب وابوجہل وغیرہ کو ارشاد و ہدایت کرنے کا حکم پیغمبر صلعم کو دیا ولیکن غیب کا علم اللہ تعالے کو ہے اور فائدہ
[illegible] یہ تھا کہ انپر حجت پوری ہو اور مومنون کے درجات اس کام مین بلند ہون جو ان کافرون کی ایذا اٹھاتے تھے اور کبھی اپنے
[illegible] مصطفے سید الانبیاء علیہم السلام کو بعض احوال غیب سے واقف کر دیا اسیواسطے ایک مرتبہ جب ابوجہل نے آنحضرت صلعم سے
[illegible] کے ساتھ تمسخر کیا اور کہا کہ یہی کہتا ہے کہ جو مجھے نہ مانے وہ جہنمی ہوگا حالانکہ یہ فقیر وذلیل ہے اور اپنے آپ کو اس ملعون
[illegible] اللہ تعالے کے نزدیک معظم ومکرم سمجھا اس گمان سے کہ وہ سردار و رئیس بنایا گیا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] کہ ہان اسمین کچھ شک نہین اور تو بھی ایک جہنمی ہے بس یہ کلمہ آپ نے بعد مطلع ہونے کے فرمایا - اور اس مقام پر تمام
[illegible] دہندہ ترغیب و ترہیب وتعلیم وارشاد فرماکر رسول مکرم صلعم کو انتظار کا حکم دیا اور یہ سخت تخویف ہے پھر علم غیب اپنے
[illegible] مخصوص فرمایا جس سے معلوم ہو گیا کہ اس ہدایت کا نتیجہ ہونا جنکے لیے ہوگا انکا علم خالق عزوجل کو ہے اور انتظار عذاب
[illegible] واقع ہوگا اس سے حق عزوجل خبیر ہے چنانچہ بڑا گروہ مسلمان ہو گیا اور کچھ لوگ عذاب مین تھوڑے انتظار کے
[illegible] ہوئے بحکم قولہ قل للذین کفروا ستغلبون الآیۃ اگرچہ شان نزول اسکا یہود کے حق مین بیان ہوا ہے اور اسیواسطے
[illegible] سید عالم صلعم نے واقعہ بدر کے روز کفار مقتولین ابوجہل وغیرہ کو فرمایا تھا کہ ہل وجدتم ما وعد ربکم حقا - کیون تم نے وہ
پایا جو تمکو تمھارے رب عزوجل نے فرمان قہر سے وعید فرمایا تھا بس وعید انتظار مین یہی نہ تھا کہ انپر خواہ مخواہ عذاب استیصال
[illegible] کے ساتھ واقع ہوا تھا اور یہ بھی سمجھو کہ وعدہ انتظار سے یہ ضرور نہین ہے کہ دنیا مین ظاہری عذاب انپر نازل
[illegible] مین بلکہ انتظار کے لیے مہلت قلیل یہی زندگی ہے اور عمر خفیف ہونے کا حکم حدیث صحیح مین ساٹھ برس
[illegible] یہ ہوا کہ پہلے ترغیب وترہیب فرمائی پھر سخت خوفناک قطعی فیصلہ کر دیا کہ اے رسول حبیب مکرم صلی اللہ
[illegible] ہدایت پر اپنے خالق عزوجل کی توجہ و اطاعت نہین کرتے اور اللہ تعالی کی وحی قرآن سے تم کو

انکار رہی تو اپنی حالت پر کام کیے جاؤ اور ظاہر ہی کہ انکا کام مستوجب غضب الٰہی ہی [illegible]
میرے اتباع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہم سب اپنے اعتقاد پر یعنی بوحی حکم الٰہی عمل [illegible]
ونتیجہ کا تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرتے ہین دیکھو کون سچا ہوتا ہی اب رہا کہ کب تک انتظار [illegible]
زندگی کے بعد وقت موت ہی اور اللہ تعالےٰ کے غیب مین شاید بعضون کے لیے دنیا ہی مین [illegible]
پاک کا حکم تا قیامت سب کے لیے جاری ہی تو اب اسوقت مین رسول اللہ صلعم کا نصیحت کرنا [illegible]
پاک ناطق ہی اور احادیث صحیحہ ظاہر و باہر ہین پس اُسی طرح نرمی و دلجوئی سے تمام اقوام کو [illegible]
ہون یا نصرانی ہون یا اہل ہنود ہون یا اہل اسلام ہون سب پر اللہ تعالےٰ کی یہ رحمت نازل ہی [illegible]
نگاہ سے انجام پر غور کرین اور پہلے ہی سے نفرت وکراہت کر کے آنکھین بند نہ کرین اور [illegible]
کیونکہ کیسی کھلی اور سچی بات کو جب دشمنی کی نگاہ سے دیکھو تو آدمی پر خراب خیالات چھا جاتے [illegible]
جھگڑالوپن کی خراب خصلت کو اپنے دل مین جگہ دیدی تھی اور دیکھو خالق عزوجل کی بندگی تو صاف [illegible]
وحدانیت سب کے نزدیک مسلم ہی پھر ایسی بات جسپر سب متفق ہین کیون چھوڑتے ہو اور جب [illegible]
قدرت ہی کہ پھر جسطرح چاہے زندہ کرے اور آخرت مین بعد موت کے آرام دے یا سزا دے۔ اور [illegible]
اسی طرح ہٹ کر کے اپنے خالق کی نافرمانی کیے جاؤ گے تو اچھا ہی چند روز انتظار کرلو دیکھو کیا خراب انجام [illegible]
عزوجل کا علم تو محیط ہی سب غیب اسپر اسطرح صاف حاضر و روشن ہی کہ مخلوق کا وہم وہان نہین پہنچ سکتا [illegible]
وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ اور امر بالکل اسی کیطرف راجع ہوتا ہی۔ اور فرق درمیان خلق و امر [illegible]
والامر کی تفسیر مین ہی۔ اور بعض نے لکھا کہ معنی یہ ہین کہ تمام مخلوق کا امر سب بالکل دنیا و آخرت [illegible]
یہ جمہور کی قرأت یُرجع بصیغہ معروف پر ہی اور امام نافع و حفص کی قرأت بصیغہ مجہول یُرجع [illegible]
کیا جاتا ہی اور فاعل مختار حضرت خالق الخلق والامر ہی اور اشارت یہ ہی کہ مخلوق کو جس حکمت بالغہ سے [illegible]
فرمایا اسکا مرجع اسی کی طرف ہی باوجود ان تمام ظاہری اسباب و سامان کے وقوع اسی [illegible]
پر حق کی تمام کوشش کمال شفقت سے اور واضح دلائل و حجت سے کافرون کے حق مین بیکار [illegible]
کو ضرور ملیگا اور ازل مین جو سعید ہی وہ سعادت پر کام کریگا اور انجام اُسکا نیک ہوگا اور [illegible]
انجام اُسکا شقاوت ہی ولعوذ باللہ من الکفر والشقاوۃ۔ لہذا آنحضرت صلعم کو اسمین تسلی فرمائی [illegible]
انکار و ہٹ سے کمال ترحم و شفقت کی وجہ سے غمناک نہون اور انکی ایذا پر بھی صابر رہین اور [illegible]
واقع نہو تو اسکو علم الٰہی پر حوالہ کرین اور خود فرمانبرداری پر قائم رہین لہذا فرمایا [illegible]
کا جاننے والا وہی تیرا رب ہی اور امر کا مرجع اسی کی طرف ہی جسکے اعتقاد سے [illegible]
ہی کہ اسکی عبادت پر قائم رہ یعنی جسطرح تجھکو حکم ہی اسپر مستقیم رہ اور مخلوق کو اچھی [illegible]
پر توکل کر یعنے تمام امور مین اسی پر بھروسا کر کہ وہ تجھکو کافی ہی [illegible]

[illegible] پلیدین اور اہل شقاوت خوار ہون کہ اہل طاعت کو ایذا نہ دینے پاوین **وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ**
[illegible] بعض مین تعملون صیغہ خطاب بالتاء ہی یعنے اور تیرا رب کبھی غافل نہین ہی ان اعمال سے جو تم کرتے ہو۔ اگر مخاطبین
[illegible] صلعم آپ کے صحابہ مومنین ہین تو انکو انکی استقامت و اعمال خیر پر خوشنودی ظاہر فرمائی پس حسن الثواب کی بڑی
[illegible] اور اگر مخاطبین عموماً سب لوگ ہین تو مراد یہ کہ انہین سے نیکون کو نیک ثواب ملیگا اور بدون کو عذاب مین گرفتار کریگا
[illegible] نے یعملون بیا تحتیہ صیغہ غائب پڑھا تو ظاہر یہ تہدید اہل کفر کو ہی یعنے اللہ تعالے و رسول صلعم سے منکر ہوکر کافر لوگ
دنیا کی خواہش و اسکی کوشش مین کمال زینت کرتے ہین اور عاقبت و اسکے سامان سے اعراض کیے ہوئے بالکل دنیا ہی
[illegible] ہوے ہین اللہ تعالے انکے اعمال سے غافل نہین ہی۔ تنبیہ حضرت عیسی علیہ السلام کی کیفیت دنیا بسر کرنے مین یہ
[illegible] سواے ایک رسّی اور بدھنی کے اپنے پاس کچھ نہین رکھتے تھے ایک روز ایک شخص کو چلو سے پانی پیتے دیکھا تو اسکو
[illegible] فقیر کو دیدیا کہ کچھ حاجت نہین ہی اور ایک روز میدان مین ایک پتھر سر کے نیچے تکیہ کرکے سو رہے شیطان نے کہا کہ
اے عیسیٰ تم دنیا کی آسایش کی طرف جھکے تو سر کے نیچے سے نکالکر اسکی طرف پھینکا اور فرمایا کہ لے یہ مع دنیا تیرے لیے ہی
[illegible] عیسائی ہرگز انکار نہین کرسکتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس دنیا کی متاع مین سے کچھ نہ تھا اور انکا زہد و تقوی نہایت
مشہور و معروف ہی کہ اگر کوئی انکار کرے تو جھوٹا ہی اب انکا یہ حال اسی وجہ سے تھا کہ دنیا جملہ ملعون ہی انھون نے آخرت چاہی
تو جو لوگ آخرت سے منکر اور محض دنیا کی خواہش و آرام و آسایش مین سرگرم اور اسی کا نام تہذیب رکھتے ہین کیونکہ آنحضرت
کی راہ پر ہوسکتے ہین اور شیطان نے انکو بہکا دیا کہ وہ تمہارے لیے کفارہ ہوگئے اور سارا عذاب تمہاری بداعمالیون کا اپنی
گردن پر لے لیا لاحول ولا قوۃ اسقدر نہ سمجھی کہ ایسا کرکے دنیا کا مبغوض الٰہی و ملعون ہونا بھی لوٹ دیا پس کچھ بھی شک نہین ہی
کہ حقیقت مین حضرت عیسیٰؑ کے متبعین تو اہل اسلام ہین جو دنیا سے اسی طرح اعراض کرنے پر کوشش رکھتے ہین اور واضح رہے
کہ جن لوگون نے یہ بہتان باندھا کہ اسلام مین یہ تعلیم ہی کہ کوشش و تدبیر ست کرو اور فقیر و محتاج ہوجاؤ اور ذلیل بنو۔ یہ بالکل غلطی
[illegible] نادانی ہی اسی آیت مین دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو توکل کا حکم ہی تو کیا آپ لوگون کو ہدایت کرنے سے باز رہے
[illegible] کیا یا انتظام نہین کیا بلکہ توکل تو ہر حال مین اللہ تعالے پر بھروسا رکھنے کا نام ہی اور کیا خلفاء راشدین مہدیین
[illegible] سلطنتون کے حاکم نہ تھے پھر کیا وے تجارت نکرتے یا انتظام نہین کرتے [illegible] آخرت پر انکو پورا یقین تھا
[illegible] تمام رہتے اور بیکار دولت و مال و جواہرات کو کچھ نہین سمجھتے صرف بقدر کفاف اسمین سے لیتے اور برابر شکر و
[illegible] یہ بہتان باندھنے والا محض جاہل ہی سچ یہ ہی کہ آدمی مین بدن و روح دونون کی صفات الگ الگ ہین بدن کا
[illegible] دار و لذیذ خوب پیٹ بھر کے موٹا ہونا سونا کھیلنا و جماع کرنا و تصویرین بنانا اور گلاب کا پھول
[illegible] کر اپنی اوقات نقش بنانے مین ضائع کرنا اور اس سے حماقت کے ساتھ خوش ہونا یہ سب
[illegible] اسلام تعلیم کرتا ہی کہ بدن سے جانورون کے کام مت لو بلکہ کھاؤ پیو عبادت کرو اور رفتن
[illegible] کے ایک گڑھے مین ایسا [illegible] کہ اسکی بدبو سے تاب نہوگی اور کیڑون سے
[illegible] ایسے نیک کام لو کہ تمہارا ثواب باقی رہے مخلوق کو آرام دو مفلس محتاجون کے

Marfat.com

ابا ہج لوگون کی خدمت کرو جانورون کی طرح کھانے پینے جماع کرنے مین عمر برباد مت کرو
ومعرفت وغیرہ رہن لیکن عام مخلوق تو اُس کو ایسے علم سکھلاتے ہین جس سے ایسی دولت
ہوا اور اسلام سکھلاتا ہی کہ روح کو کمال ایسے صفات علم ومعرفت سے پیدا کرو کہ باقی
تابع مت کرو بلکہ بدن کو روح کے تابع کرو حتی کہ بدن سے وہ کام لو جس سے روح کو تقویت وصفائی
بدن کے نقصان سے مت ڈرو کہ وہ آخر فنا ہونے والا ہی اور اللہ تعالے نے صریح وعدہ فرمادیا کہ
اسمین کمی وزیادتی نہین ہوتی ہی- بالجملہ جو کوئی اسلام سے خارج ہو اُس سے بنص الٰہی عزوجل کچھ قبول نہ ہوگا
مین بڑا عقلمند ہوا ور آسمان وزمین بھر سونا وجواہرات خیرات کیا کرے- اب مین اہل ایمان کو فائدہ آیت سے
کہ اللہ تعالے کی توحید پر مضبوط ہون اور دنیا کی زندگی پر فریفتہ نہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر
اور استقامت اختیار کرین اور اسی راہ پر تمام پیغمبر گذرے خواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہون یا کوئی اور ہون سبھون
تعلیم کیا اور جب یہ بات واضح ہوگئی کہ روح باقی اصل ہی اور بدن تابع تو اب اس زمانہ مین مسلمانون نے بسبب ضعف
ضعف ایمان کے تمام اوصاف روحی ضائع کردیے حتی کہ ادنی اوصاف جو بدن کی شرکت سے ہین جیسے صدق وحیا وعفت
ترحم وجوانمردی وشجاعت سب سے محروم ہوکر غیر قومون کے مقتدی ہوگئے فاتقوا اللہ- ڈرو اللہ تعالی سے اور اپنے آپس مین
کرو- تنبیہ اسوقت مین کچھ اسباب ایسے جمع ہوگئے ہین کہ اکثر مسلمانون کی نظر پھسلتی ہی اور انکو وہم پیدا ہوتا ہی اور بہت سے
لوگ جو کور باطن ودل سے کافر مگر ظاہر مین دنیا کے عروج کے ساتھ مسلمانون کے بھیس مین ہوکر اہل اسلام کو بھکاتے ہین
لوگ بالکل انکے ساتھ بے ایمان ہوتے جاتے ہین اور اسکا علاج اسوجہ سے دشوار ہوگیا کہ طبیعت سرکش دنیا کی طرف
راغب ہوتی ہی اور علم دین مسلمانون مین سے اٹھتا چلا جاتا ہی اور ایسے ضعف ایمان و اس جہالت پر طرہ یہ ہی کہ عوام لوگ
بات سننے سے گویا بہرے ہین اور علماء اپنی معایشت کی فکر مین انکو صاف توحید سکھلانے سے گویا گونگے ہین پھر ایسے قوم
ماتحت ہین کہ انکو دنیا بھرپور دیدی گئی ہی پس جو سعید کہ نصیحت سنے اور خلجان دور کرنا چاہے اسکو زیادہ
نہین ہی صرف اس امر کو دیکھے کہ جس قوم پر عقلمند ہونے کا گمان ہی اسلیے اپنی عقل سے ایسی دانائی
کے لیے مفید ہی یا فانی اور فقط بدن کی پرورش مین مفید ہی پس صاف ظاہر ہی کہ ملک یورپ کی قومین
باقیات صالحات مین سے جو روح کے کمالات ہین کچھ بھی نہین رکھتے ہین اور تجارت وریل وتار برقی
بدن کے عیش وتنعم کے لیے ہین تو صاف معلوم ہوگیا کہ انکو عقل نہین بلکہ حواس بدنی مین تیزی
کے لیے راہ اختیار کرے اگر اسکو دنیاے فانی اور بدن کی پرورش جو عنقریب سڑکر مٹ جائیگا منظور
اور اگر روح باقی اور دار الآخرۃ باقی ونعمتہاے باقی کی خواہش منظور ہو تو جوانمردی کے
وانبیاء علیہم السلام کی اتباع کرے اور خود حق تعالے نے پارہ پانزدہم سورہ بنی اسرائیل مین
دیا چاہے ہم اسکو دینگے مگر چند روز کے بعد کر عذاب کے سواے کچھ نہین پاویگا اور جو
کرے جیسے کرنے چاہییں مین تو اسکی کوشش کا شکریہ ہوگا اللہم اجعلنا مومنین وثبتنا

Marfat.com

[illegible] وہوارحم الراحمین - فائدہ عبداللہ بن امام احمد وابن الضریس وابن جریر وابوالشیخ نے اپنی
[illegible] حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ سے روایت کی کہ توریت کا شروع وہ ہی جو سورہ انعام کا شروع ہی اور توریت کا
[illegible] سورہ ہود کا خاتمہ یعنی للہ غیب السموات والارض الآیۃ ہی - واضح رہے کہ کشاف نے اور اسکی تبعیت مین بیضاوی نے
[illegible] ایک حدیث لکھی کہ جو کوئی سورہ ہود پڑھے اسکو دس گونہ ثواب ان لوگون کی تعداد پر ملیگا جو نوح پر ایمان لائے و
[illegible] لے جھٹلانا اور اسیطرح ہود وصالح وشعیب ولوط وابراہیم وموسی پر جو ایمان لائے اور جو کافر ہوے اور قیامت مین وہ
[illegible] سعادت سے ہوگا - سراج مین کہا ہی کہ یہ علم حدیث سے ناواقفی ہی یہ حدیث نہیں ہی بلکہ کسی نے بناکر اسکو حدیث کہا ہی
[illegible] امام ابن الجوزی نے کہا کہ موضوع یعنے بنائی وگڑھی ہوئی ہی - فاحفظ واللہ تعالے اعلم ف فی العرائس قولہ
[illegible] وللہ غیب السموات والارض - اشارت سے ثابت ہی کہ اللہ تعالے ارواح وابدان کے غیب سے واقف ہی پس وہی
خالق علیم ہی کہ اسنے کس روح وبدن کو اسطرح مرکب کیا کہ روح مین علم ذات کے اسرار وقلب مین علم صفات کے اسرار ازل
سے ودیعت فرمائے کہ جب دنیاوی ظہور مین اس علم کا طلوع ہوا تو روح قوی وغالب وبصیر ودانا ہوئی اور بدن اسکا تابع ہوکر
معرفت مین کامل ہوا اور وہی مومن ہوا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع وسنت پر مستقیم ہوا اور وہی جانتا ہی کہ کس روح
وبدن کو اسطرح مرکب کیا کہ روح تاریکی وجہالت مین ہی اور بدن قوی ومضبوط وحواس کا تیز ودنیا کی زینت مین کامل ہی تو روح
مضمحل ہوگئی اور بدن غالب ہوا اور حواس کی تیزی سے دنیا کی لذتین ومال ومتاع وشوکت وحشمت حاصل کرنے مین قوی ہوا
اور روح وعقل بالکل بے نور وآخرت سے کور دنابینا رہا - اور لکھا کہ غیب السموات وہ بھی ہین جو ملائکہ کے قلوب مین بقادیر
انکے علوم ہین کہ قضاء وقدر کے نام سے بندون کے افعال پر جاری ہوتے ہین اور غیب الارض وہ علوم ومعارف ہین جو
اہل معرفت وصدق وایمان کے دلون مین مضمر وپیدا ہوتے ہین قولہ والیہ یرجع الامر کلہ - امر یہان ارواح ہین جو اپنی سعادت
کے اندازہ پر صفات وذات کی طرف راجع ہین - پھر اللہ تعالے نے اپنی عبادت کی طرف راغب فرمایا بقولہ فاعبدہ - کیونکہ جب
اسی کا بندہ ہوا تو ہر چیز سے آزاد ہوا اس سے توحید پیدا ہوگئی جس سے تجرید پیدا ہوئی اور تجرید سے تفرید اور اس سے
ذات وصفات مین محو ہوا اور اس مقام سے وہ مخلوق کبھی فنا نہوگا اور برابر نعمتون وآرام مین باقی رہیگا - قولہ وتوکل علیہ
[illegible] وہی تجھے کافی ہی اسکے قہر سے اسی کے لطف کی طرف اور اسی سے اسی کی طرف [illegible] اسیواسطے آنحضرت صلعم نے
[illegible] اعوذبک منک تجھسے تیری ہی طرف پناہ لاتا ہون - نہرجوری رحنے کہا کہ قولہ للہ غیب السموات - یعنی اللہ تعالے ہی کے
[illegible] ہی غیب تو جو بندے اپنے مولی کی قبولیت وقرب مین ہین وہ بھی جہان تک اللہ تعالے چاہتا ہی اسرار ومغیبات سے
[illegible] ہین اور یہ وہ لوگ ہین جنھین اپنے شہوات وخواہش کچھ بھی باقی نہین رہی اور نہ انھین نفس ووسواس کا مطالبہ
[illegible] کے [illegible] ہی اور بلا شہود کے انکا شہود ہی بلکہ قبضۂ قدرت الٰہیہ مین انکا انقلاب ہی باشارہ حدیث تا سمع
[illegible] باشارہ آیت تقلبک فی الساجدین پس وے نہ وے ہین اور نہ وے وے نہین ہین بلکہ ازراہ وجد کے
[illegible] ازراہ اتحاد کے انکا وجود وے نہین ہین - اقول یہ مقام بالکل عوام کی فہم سے باہر ہی صرف اتنا فائدہ
[illegible] فنا فی اللہ کا مقصود ہی اس سے یہ مراد ہی کہ وصل وقرب سے انکو خود سننا دیکھنا وغیرہ خواہشات

Marfat.com

نہین ہین اور رو ے عجب لغت و مشاہدہ مین ہین کہ گویا تمام مخلوقات آسمان و زمین [illegible]
خود کچھ حرکت نہین کرسکتے ہین بلکہ جو ارادت اللہ تعالےٰ چاہے وہی ہوتا ہی مگر [illegible]
نے شرح مثنوی مین شیخ اکبر کے نصوص و فتوحات وغیرہ سے یہ مقام مشرح لکھدیا ہی کہ تمکین کبھی [illegible]
پس یہان انقلاب الماهیة نہین جیساکہ عوام کا زعم ہی - قال الشیخ اور یہی لوگ اہل غیب ہین [illegible]
ہوگئے ہین نہ انکو اپنے نفس کے لیے کوئی خط ہی اور نہ مخلوق کو انکی طرف کوئی راہ ہی کیونکہ [illegible]
پہونچ گئے ہین جہان کسی عبارت و کلام کو گنجایش بیان نہین ہی اور نہ اس حال کو زبان ادا کرسکتی ہی [illegible]
قولہ الیہ یرجع الامر کلہ - سب کا وہی مرجع ہی کیونکہ وہی سب کا مبدا تھا - فاعبدہ - اپنی خواہش نفس کو اپنی ذات [illegible]
ساقط کرو - اور ادب و طریقہ سنت کے ساتھ حکم الٰہی بجالانے پر قائم و ثابت ہو - وتوکل علیہ - جسکی کفایت ہماری طرف [illegible]
اسمین تو کچھ اہتمام مت کر اور جسکا تجھے حکم ہی اسکا اہتمام کر - وما ربک بغافل عما یعملون - کیونکہ اسکو غفلت ہوگی جب [illegible]
کردیا کہ تو اسقدر کام اسطرح کریگا کہ اس سے کم و بیش آدمی کی مجال نہین ہی اور تو اس سے اپنی آخری سانس پر [illegible]
واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

سورة یوسف مکیّة

اس سورہ شریفہ کی خوبیان و فضائل خود نص قرآنی سے ثابت ہین و مقام نزول و شان نزول کا بیان یہہ کہ بعض کے قول [illegible]
وقت مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان نازل ہوئی اور اکثرون کے قول پر مکہ معظمہ مین نازل ہوئی اور ابن عباس [illegible]
سے ایک روایت ہی کہ چار آیات کے سوائے باقی سب مکی ہی اور ارجح و اصح یہ ہی کہ پوری سورت مکیہ ہی اور [illegible]
مین بھی جزم ہی اور شیخ امام حافظ نے کہا کہ وہ مکیہ ہی - قرطبی رح نے علماء سے نقل کیا کہ اللہ تعالےٰ نے [illegible]
دیگر انبیاء و انکی قوم کے وقائع کو مکرر اسلوب و نظم سے بیان فرمایا کہ درجات بلاغت مین اعجاز [illegible]
مکرر نہین فرمایا مگر کفار منکرین مین سے کسی نے مکرر و غیر مکرر کسی کے مقابلہ کی قدرت نہین پائی [illegible]
آیات ہین اور ایک ہزار نو سو چھیانوے کلمات ہین اور سات ہزار ایک سو چھہتر حروف ہین - قال [illegible]
من طریق سلام بن سلیم ویقال سلیم المدائنی وہو متروک عن ہارون بن کثیر وقد نص علی [illegible]
ابیہ عن ابی امامۃ عن ابی بن کعب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علموا ارقاءکم الحدیث یعنی [illegible]
کو سورہ یوسف سکھلاؤ کیونکہ جو کوئی مسلمان اسکو پڑھے یا اپنے اہل کو سکھلاوے [illegible]
موت کی سکرات کو آسان کردیگا اور اسکو ایسی قوت عطا فرمادیگا کہ کسی مسلمان [illegible]
شخص ہی کہ اسپر اعتماد نہ تھا و محدثین نے اسکی روایت متروک کردی تھی اور ہارون [illegible]
مجہول ہی - قال الحافظ اس وجہ سے تو یہ روایت صحیح نہین ہی کیونکہ اسکی اسناد [illegible]

... راوی سب ضعیف ہین اور میرا خیال یہ ہی کہ شاید صحیح نسخہ مین یون ہوگا عن ہارون بن کثیر عن عبدالرحمن
بن ... ابیہ - کیونکہ زید بن اسلم کے ضعف مین تامل ہی کیونکہ انکی توثیق معروف ہی واللہ اعلم - پھر شیخ نے لکھا
ابن حبان نے اس اسناد کا متابع ذکر کیا کئی وجہ سے اول من طریق القاسم بن الحکم عن ہارون بن کثیر - یعنی سلام
... کی تقویت ہوئی - اور رہی تقویت ہارون بن کثیر تو دوسرا طریق لکھا یعنی شبابہ عن محمد بن عبدالواحد النضری عن علی
بن زید بن جدعان - اقول شبابہ یعنی ابن سوار اور قولہ علی بن زید عن جدعان ایسا ہی اس نسخہ مطبوعہ مصر مین ہی اور
میرے نزدیک خطاے کاتب ہی صواب علی بن زید بن جدعان ہی اور یہ شخص بھی منکر الحدیث ہی پھر تیسرے طریق کو لکھا
عن عطاء بن ابی میمونہ عن زر بن حبیش عن ابی بن کعب - اقول مقصود اس سے تقویت زید بن اسلم یا عبدالرحمن بن زید کی
اور زر بن حبیش اصحاب ابن مسعود رض سے معروف ثقہ ہین اور ابو امامہ رض کی متابعت مقصود نہین ہی فافہم واللہ تعالے
اعلم - شیخ رح نے ان طرق کے بیان کے بعد لکھا کہ یہ روایت جملہ طرق سے منکر ہی اور لکھا کہ بیہقی نے دلائل النبوۃ مین روایت
کیا کہ یہود کے ایک گروہ نے جب آنحضرت صلعم سے سنا کہ یہ سورہ شریفہ آپ اپنی قوم پر تلاوت فرماتے ہین تو سب مسلمان ہوگئے
کیونکہ جسطرح انکے پاس یہ قصہ تھا اسی کے موافق آنحضرت صلعم نے وحی سے سنایا تھا شیخ نے کہا کہ یہ روایت کلبی عن ابی
صالح عن ابن عباس ہی - اقول یعنے کلبی ضعیف الحدیث ہین ولیکن میزان مین ذہبی رح کے بیان سے ضعف مین بہت
شدت ظاہر ہوتی ہی واللہ اعلم - سراج مین معالم سے لایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ یہود نے آنحضرت صلعم سے
سوال کیا کہ آپ ہم سے یعقوب و انکی اولاد و یوسف کا حال بیان فرما دین تو یہ سورہ نازل ہوا اقول روایت کی توجیہ الی ہی
کیونکہ سورہ کے مکیہ ہونے پر گو با اجماع ہی اور سعید بن جبیر رح سے روایت ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل
ہوا تو آپ قوم پر تلاوت فرماتے تو قوم نے کہا کہ ہم امید وار تھے کہ آپ ہم سے حدیث فرماتے تو نازل ہوا قولہ اللہ نزل
احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ الآیۃ - پھر قوم نے کہا کہ ہم امید رکھتے ہین کہ آپ ہم کو غفلت سے بیدار کرتے
تو نازل ہوا الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ - قوم نے عرض کیا تھا کہ آپ ہم سے مفید حالات سابقین
بیان فرمایئے (جس سے اللہ تعالے کی محبت و ایمان کیواسطے نصیحت و عبرت ہو) تو یہ سورہ شریف نازل ہوا -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ہے اللہ تعالے کے نام سے جو بڑا رحم والا مہربان ہے

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ

واضح کتاب کی ... بھیجے اسکو اتارا ہے

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ

ہم بیان کرتے ہین تیرے پاس بہتر بیان

بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ
اسواسطے کہ بھیجا ہمنے تیری طرف یہ قرآن اور تو تھا

الْغٰفِلِيْنَ ۝
بیخبرونمین

الٓرٰ الف.لام راو - ابو علی فارسی نے کہا کہ ان حروف سے انکی مسمی مراد ہین یعنی انسے الف اور لام ... لام
را مقصود ہی اور ہر ایک پر وقف ہی اور شیخ حافظ رح نے لکھا کہ ان حروف مقطعہ کے معنی مین اول سورہ بقرہ الم
ہو چکی ہی اور حق راجح ومختار براہ اصل معنی و مراد کے شیخ سیوطی مفسر رح کا یہ ہی کہ انکی مراد سے اللہ تعالےٰ ہی دانا ہی اور ...
کہا کہ یہ بھید ہی اللہ تعالے واسکے رسول علیہ السلام کے درمیان کہ سوائے رسول علیہ السلام کے کسی کو یہ مرتبہ نہین کہ ان
کو سمجھے اور یہ قول بھی اچھا ہی اور مفصل کلام آلم مین گزر چکا اور دونون قول مین اسطرح توفیق ممکن ہی کہ جیسے قیام جنت و...
آرام بالفعل آدمی کو محسوس نہین اگرچہ ایسا ہونے کا یقین ہی تو اس راہ سے اسکی تاویل کا علم بھی اللہ تعالے کو ہی یا جیسے
قائم ہونے کا وقت معین اگرچہ ہر مومن وقوع قیامت کا یقین کرتا ہی اور اس راہ سے کہ اسکے اسرار سے انکشاف و علم ہو...
قیامت کے آثار تو اسکا علم آنحضرت صلعم کو ہوا اور بعض علماء متقدمین و متاخرین نے زعم کیا کہ اہل ایمان کو اسکا علم ہو سکتا
مگر دوسری وجہ مذکورہ کے طور پر چنانچہ شیخ ابن تیمیہ رح نے اسکو مفصل ذکر فرمایا ہی پس ائمہ حنفیہ نے جو کہا کہ انکا علم سوائے اللہ
کے کسی کو نہین ہی تو پہلے معنی کے موافق ہی اور امام شافعی رح نے جو کہا کہ مومنین راسخین کو ہوتا ہی تو دوسرے معنی کے موافق ہی
واللہ اعلم - تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ آیتین ایسی کتاب کی ہین جو مبین ہی یعنے واضح روشن ہی جو مبہم امر
صاف روشن کرتی ہی اور انکو بیان سے ظاہر کر دیتی ہی کذا قال الحافظ - مبین از آنجا نہ باب افعال ہی تو بعض نے اسکو متعدی
یعنی دوسرے امور کو بیان سے صاف جدا کرنے والی اور شیخ مفسر وغیرہ نے لازمی معنی پر محمول کیا یعنی خود واضح و روشن اور ...
نے گویا دونون کو جمع کر دیا کہ خود بھی واضح ہی اور حق و باطل مین فرق کرنے والی بھی ہی - زجاج نے کہا کہ حق ... حلال
حرام سے جدا ظاہر کرنے والی ہی - اور ایسا ہی مجاہد رح سے مروی ہی - اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ
سراج مین کہا کہ تقدیر کلام یہ ہی انا انزلنا ہذا الکتاب الذی فیہ قصۃ یوسف حال کونہ قرانا عربیا لکی تعلموا او ارادۃ ان تفہموا فیہ
ہم نے اس کتاب کو جسمین حضرت یوسف کا قصہ ہی نازل فرمایا درحالیکہ وہ قرآن عربی ہی تاکہ تم خوب سمجھو اور لکھا کہ قرآن کے ...
کو قرآن اسوجہ سے کہا کہ قرآن اسم جنس ہی جیسے کل پر بولا جاتا ہی ویسے ہی بعض پر بولا جاتا ہی - اقول صحیح یہ ہی کہ
انا انزلنا ہذا الکتاب حال کونہ قرانا - مین اگر کتاب سے تمام قرآن مراد ہی تو اسکا قرآن عربی ہونا ظاہر ہی اور اگر ...
ہی تو وہ توجیہ ہی جو سراج مین لایا ولیکن سراج کا یہ قول کہ ہذا الکتاب الذی فیہ قصہ یوسف حال کونہ ...
مناسب نہین ہی - حاصل معنی یہ ہین کہ یہ سورہ قرآن مبین کی آیات ہین ہم نے قرآن کو عربی نازل ...
یہان وہم ہوتا تھا کہ شاید آنحضرت صلعم کی رسالت مخصوص بعرب ہی تو شیخ امام حافظ ...
مین نزول کچھ عرب کے آدمیون پر مخصوص لحاظ نہین ہی بلکہ اسوجہ سے کہ تمام زبانون سے ...

Marfat.com

... باریک کہ دل مین آوے اسکے لیے ایسے نفیس الفاظ ملتے ہین کہ خوب ادا ہوسکتا ہی اور تھوڑے فرق کیساتھ
... ہو اسواسطے اشرف کتاب کو اشرف زبان مین اشرف الرسل محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اشرف الملائکہ جبرئیل علیہ السلام
... سفارت سے اشرف قطعہ زمین یعنی مکہ معظمہ مین اشرف زمانہ یعنی رمضان مین نازل فرمایا پس ہر وجہ سے اسکی بزرگی بڑھ گئی
... عرب مین نزول کی وجہ یہ بھی ہی کہ ابتدائی تعلیم وہدایت اسکی عام لوگون مین سے اشرف کو فرمائی یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم بحکم
... کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الآیۃ پس یہ بھی لاحق کرنا چاہیے کہ اشرف لوگون کی ہدایت کے لیے نازل فرمایا۔ اور یہ وہم نہو کہ
... قرآن تو تمام روے زمین کی ہدایت کے لیے ہی صحابہ رض کی ہدایت کیونکر مخصوص ہوئی کیونکہ ابتدائی نزول اشرف لوگون کے لیے
... واقع ہوا اگرچہ حکم وخطاب قیامت تک کے لیے عام روے زمین کے لوگون کے لیے ہی اور اسی سے ظاہر ہوگیا کہ قولہ لعلکم تعقلون
... مین خطاب ان حضرات سے بوجہ انکے اشرف ہونے کے ہی کیونکہ یہ بات بالیقین معلوم ہی کہ اہل عرب جو اسوقت موجود تھے انکی
... اولاد آخر تک اسمین داخل ہین حالانکہ وے وقت لعلکم خطاب کے پیدا بھی نہین ہوے تھے تو ضمیر خطاب سے انھین موجودین
... کا انحصار مقصود نہین بلکہ انکی اولاد اور تمام روے زمین کے لوگ داخل ہین لیکن اللہ تعالے نے ازلی خلقت سے صحابہ رضوان
اللہ تعالے علیہم اجمعین کو اشرف واکمل اس شان ایمان وعبودیت مین مخلوق فرمایا تھا اسیواسطے قرآن مجید مین اکثر خطاب
انھین حضرات کی طرف فرمایا ہی۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ
ہم تجھپر نازل کرتے ہین یا بیان کرتے ہین قصص مین سے احسن وبہتر بوجہ ہمارے وحی فرمانے کے تیری جانب یہ قرآن۔ یعنی ہم نے
جو تجھپر قرآن بوحی نازل فرمایا تو ہم تجھے قصص مین سے بہتر سناتے ہین پس تمام قرآن نہایت بہتر ہی اسی واسطے مروی ہی کہ قصص
مین سے بہتر یہ قرآن ہی۔ مقصود یہ کہ عوام جنکو معرفت ابتداء وانجام نہین اور نہ اپنی تہذیب نفس وانسانی کمالات سے وقوف ہی
وے بیہودہ دروغ وباطل یا بیفائدہ وبیحاصل باتون کو سنکر خوش ہوتے اور یہ نہین جانتے ہین کہ نفس وشیطان کے پھندے
مین گرفتار ہوکر ہلاک ہوئے تو اللہ تعالے نے قرآن مین بندگان صالحین انبیاء ومرسلین وانکی امتون ووقائع کو ایسے نفیس
اسلوب ومعجز بیان سے وحی فرمایا کہ آدمی قصہ سنے اور اُس سے یہ فائدہ حاصل کرے کہ بُرے افعال جن سے اگلے ہلاک ہوئے ہین
ترک کرے اور اچھے افعال جن سے اگلون کا انجام بخیر ہوا ہی اختیار کرین اور یہ دنیا بالکل بے ثبات ہی اس سے تعلق منقطع ہو جاوے
ورنہ دنیاوی فریب سے بھائی کا بھائی جانی دشمن ہوجاتا ہی حالانکہ خیال وتخیل و... چند روزہ فانی ہی بعض
... نے کہا کہ احسن القصص سے یہی قصہ یوسف علیہ السلام مراد ہی یعنی ہم اپنی وحی سے تجھے احسن القصص قصہ یوسف ع سناتے ہین
وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ اور بے شک تو ہمارے وحی فرمانے سے پہلے لَمِنَ الْغَافِلِينَ البتہ اس قرآن یا اس قصہ سے
... غافل تھا۔ مقصود یہ کہ قرآن مین ہم پے درپے احسن قصص وحی فرماتے ہین تاکہ کسی کو شک ممکن نہو کہ اپنی طرف سے بیان کرتے
ہین بلکہ یقین ہوجاوے کہ یہ صحیح واقعات ایک اُمّی سے صرف بوحی ہین لہذا واثق یقین کرین کہ آنحضرت صلعم بے شک رسول
... مروی ہی کہ یہود مدینہ جنھون نے بواسطہ سرداران قریش کے اس قصہ کو دریافت کرایا تھا جب اپنے یہان کے
... مین سورہ کے مطابق صحیح پایا تو ایک گروہ مسلمان ہوگیا۔ قال المترجم آنحضرت صلعم کے صدق رسالت کے لیے
... یہ دلیل ہی کہ آپ نے گذرے ہوے پیغمبرون وانکی امتون کا حال خصوص واقعات نبوت حضرت موسیٰ وعیسیٰ

Marfat.com

علیهم السلام کو صحیح صحیح بیان فرمایا اور باعلان کہ جن قصص سے عرب غافل تھے انکو بیان فرمایا
اعلان کے ساتھ دعوی کیا جاوے خصوص جبکہ اہل کتاب یہود ونصاری دشمن ہورہے تھے پس
بیان فرماتے تھے اور یہ خصوصیت نہ تھی کہ جو آپ خود بیان فرمادین اسی پر مقصور ہو بلکہ جو پوچھا جاتا
چونکہ جملہ انبیار کی تعلیم خالص توحید تھی جس سے نفس وشیطان سے نجات واپنا کمال حاصل ہوتا ہو
موسی علیہ السلام کے حالات کثرت سے بیان فرمائے کیونکہ حضرت موسیٰؑ کے امتی ہونے کے مدعی یہودیت
اورسب دشمن تھے تو کبھی ممکن نہ تھا کہ کچھ حال ظاہر کرتے بلکہ آپ کی وحی سے اپنی کتابون کی روایات صحیح پاکر تصدیق
اگرچہ حسد وعداوت سے بہتیرے ایمان نہین لاتے تھے چنانچہ یہ بات بھی صاف انسے کہدی گئی اور اللہ تعالے نے
فرمائی کہ حقیر دنیا کے لالچ سے وحی ورسالت کی تصدیق چھپاتے ہین اُس بیان سے یہ بھید بھی ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے
انبیا مین سے حضرت موسی علیہ السلام کے حالات کو کیون زیادہ بیان فرمایا ہو۔ سراج وغیرہ مین ہو کہ اگر احسن القصص
یہی سورہ یوسف ہو تو اسکا احسن ہونا اسوجہ سے ہو کہ اس قصہ مین دین ودنیا کے فائدے وعبرت واشارات وحکمت
اور اسمین بادشاہون سے غلامون تک کے برتاو اور عورتون کے مکر ودشمنون کی ایذاء پر صبر اور قدرت کے وقت عفو کرنا
اخلاق واوصاف کا بیان ہو اور بعض نے کہا کہ اسمین حبیب ومحبوب کے حالات واشارات ہین اور منجملہ عزائم اخلاق کے
عفت یوسفؑ کا بیان ہی۔ خالد بن معدان نے کہا کہ جنت مین اہل جنت اس سورہ یوسف سے اور سورۂ مریم سے تفکہ
مترجم کہتا ہو کہ یہ اشارہ بلیغ ہو اسکو مرد کامل سمجھتا ہو۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ جو شخص محزون ہو اگر دل لگا کر سورہ یوسف
سنے تو اسکو اسطرف راحت ہو گی۔ شیخ امام حافظ رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر مین اس مقام مین فوائد سے توضیح کے ساتھ جو لکھا
خلاصہ یہ ہو کہ ابن جریر وحاکم نے سعد بن ابی وقاص سے اور ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم پر قرآن
ہوا تو ایک زمانہ تک آپ لوگون کو سناتے رہے۔ صحابہ رح نے عرض کیا کہ ہم امیدوار تھے کہ آپ ہم سے اگلون کے حالات
فرماتے۔ (یعنے وحی خفی کے ساتھ تاکہ دلیری ہو پس اللہ تعالے نے اس امید کو وحی جلی سے پورا فرمایا) تو نازل ہوا قولہ الٓر تلک
آیات الکتاب المبین الآیات۔ پھر انھون نے آرزو کی کہ آپ ہم سے حدیث فرماتے تو نازل ہوا قولہ اللہ نزل احسن الحدیث
کتابا الآیۃ۔ اور ابن جریر رح نے اسکو عون بن عبداللہ سے مرسل روایت کیا اور آخر مین ہو کہ انھون نے حدیث چاہی تو اللہ
نے احسن الحدیث کی راہ انکو بتلائی اور انھون نے قصہ چاہا تو انکو احسن القصص کی راہ بتلائی۔ مترجم کہتا ہو کہ
ظاہر ہو کہ قرآن مجید کتاب عظیم کریم کافی شافی ہو اسکی فہم کے ساتھ کسی دوسری چیز کی ضرورت نہین رہتی اور احادیث
اسکی فہم کے لیے مستند ہین۔ قال الحافظ الامام رح جب اس آیت سے ظاہر ہوا کہ قرآن مجید دوسری کتابون سے
اسکی مؤید احادیث کا ذکر کرنا یہان مفید ومناسب ہو چنانچہ امام احمد رح نے اپنی اسناد سے حضرت جابر بن عبداللہ
سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یہود سے ایک کتاب پائی اسکو آنحضرت صلعم کو
پڑھ سنائی تو آپ غضب مین ہو گئے اور فرمایا کہ اے ابن الخطاب کیا تم اسمین متہوک ہو حالانکہ قسم
ہے جس کے ہاتھ مین میری جان ہو کہ مین اسکو تمہارے پاس پاکیزہ صاف لایا ہون تم یہود سے کچھ مت پوچھو

[illegible] انکو جو باتین بتلاوین اور کبھی تم کو باطل بات بتلاوین مگر تم اسکو سچ مان لو اور قسم اس پاک کی جسکے قبضۂ قدرت [illegible] اگر موسی زندہ ہوتا تو اسکو کوئی چارہ نہوتا سوا اسکے کہ میری پیروی اختیار کرے - امام احمد رحنے لکھا کہ [illegible] عبد الرزاق قال حدثنا سفیان عن جابر عن الشعبی عن عبد اللہ بن ثابت کہ انھون نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب نے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ قریظہ مین سے ایک بھائی کے پاس میرا گزر ہوا اسنے میرے واسطے توریت مین سے [illegible] لکھ دیا ہے مجھے اجازت ہے کہ مین اسکو آپ کی خدمت مین سناؤن پس آنحضرت صلعم کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا عبد اللہ بن [illegible] کہتے ہین کہ مین نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم آنحضرت صلعم کے چہرہ پر آثار نہین دیکھتے ہو پس حضرت عمر رضنے کہا رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا - ہم دل سے راضی ہین کہ رب ہمارا اللہ تعالے ہے اور دین ہمارا اسلام ہے اور [illegible] صلعم ہمارے لیے رسول ہین - عبد اللہ کہتے ہین کہ وہ غضب آنحضرت سے جاتا رہا اور فرمایا کہ قسم اس پاک کی جسکے قبضہ مین [illegible] کی جان ہے اگر موسی تم مین زندہ ہو کر آوے پھر تم مجھے چھوڑ کر اسکی پیروی کرو تو بے شک گمراہ ہوجاؤ تم مخلوق مین سے [illegible] میرا حصہ ہو اور نبیون مین سے مین تمھارا حصہ ہون - ابو یعلی الموصلی نے اپنی اسناد کے ساتھ خالد بن عرفطہ سے روایت کی [illegible] مین حضرت عمر رض کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے مین قبیلہ عبد القیس کا ایک شخص آپ کے پاس پکڑا آیا آپ نے اسکو فرمایا کہ تو ہی فلان بن فلان العبدی ہے اسنے کہا کہ ہان آپ نے کہا کہ تو ہی مقام سوسن مین رہنے لگا اسنے کہا کہ ہان پس خرما کی چھڑیون سے [illegible] جو آپ کے پاس تھین اسکو مارا اسنے عرض کیا کہ اے مومنون کے سردار میرا کیا قصور ہے آپ نے حکم دیا کہ بیٹھ وہ بیٹھ گیا پس آپ نے اسکو پڑھکر سنایا بسم اللہ الرحمن الرحیم الر تلک آیات الکتاب المبین تا قولہ لمن الغافلین - تین بار اسکو پڑھکر سنایا اور تین بار اسکو مارا اسنے کہا کہ اے امیر المومنین مجھسے کیا خطا و قصور ہے فرمایا کہ تو ہی ہے جسنے دانیال پیغمبر کی کتاب کو لکھا ہے اسنے کہا کہ آپ مجھے دین اسلام کا حکم دین مین اسکی پیروی کرون آپ نے کہا کہ جا کر اسکو گرم پانی اور صوف سے مٹادے پھر مت پڑھ اور کسی کو مت پڑھا پھر اگر مجھے خبر پہونچی کہ تو نے اسکو کسی آدمی کو پڑھایا تو مین تجھکو عبرتناک سزا دونگا پھر فرمایا کہ بیٹھ جا وہ بیٹھا تو فرمایا کہ مین نے جا کر یہود سے ایک کتاب نقل کی اور چمڑے کے قطعات لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ اے عمر یہ تیرے ہاتھ مین کیا ہے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ایک کتاب نقل کر لایا ہون تاکہ ہم اپنے علم کے ساتھ اسکو ملا کر پڑھا لین پس آنحضرت صلعم غضبناک ہوگئے یہانتک کہ [illegible] رخسارہ مبارک سرخ ہوگئے پھر نماز کے واسطے آواز دی گئی کہ الصلوۃ جامعۃ - پس انصار رضی اللہ عنہم نے آپس مین [illegible] تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو غضبناک کر دیا گیا ہے ہتھیار لاؤ ہتھیار لاؤ پس سب مسلح ہو کر آئے اور آپ کے [illegible] منبر کے چاروں طرف حلقہ کر کے کھڑے ہوگئے اور آنحضرت صلعم نے منبر کے اوپر سے فرمایا کہ اے لوگو مجھے جوامع الکلم و خواتم [illegible] دیئے گئے ہین اور میرے واسطے نہایت بلیغ اقتصار فرمایا گیا ہے اور قسم ہے کہ مین انکو تمھارے پاس پاکیزہ صاف لایا ہون [illegible] تحیر مت کرنا اور متھوک کرنے والے تمکو فریب مین نہ ڈالین عمر رض نے کہا کہ مین خوف زدہ ہو کر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا [illegible] باللہ ربا و بالاسلام دینا و بک نبیا پس آنحضرت صلعم منبر سے اتر آئے - قال الشیخ الحافظ اسکو ابن ابی حاتم نے [illegible] کیا ولیکن اسکی اسناد مین عبد الرحمن بن اسحاق ابو شیبہ الواسطی و اسکا شیخ خلیفہ بن قیس دونون راوی

Marfat.com

ضعیف ہین چنانچہ امام بخاری نے کہا کہ اسکی حدیث صحیح نہین ہی۔ شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ
سے ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے جبیر بن نفیر سے روایت کیا ہی پھر اسکو مطول ذکر کیا اور
خلافت مین شہر حمص مین دو آدمیون نے یہود سے کچھ کلمات لکھے تھے اور حضرت عمرؓ سے پوچھنے آئے
دیس مین ہین وے ہم سے اپنی باتین بیان کرتے ہین جس سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین
ممانعت کی اور فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے کچھ لکھا ہی تو مین تم کو اس امت کے لیے عبرتناک
پھر اپنا قصہ نقل کیا اور اسمین ثابت ہی کہ خیبر کے کسی یہودی سے لکھ لائے تھے اور جب سنانے مین آنحضرت
کو غضبناک سرخ دیکھا تو مارے ڈر کے زبان بند ہوگئی اور آگے ایک حرف نہ چلا پھر آنحضرت صلعم نے اس
فرماتے تھے کہ ارے ان لوگون کی پیروی مت کرو یہ لوگ متھوک ہوئے ارے یہ لوگ متھوک ہوگئے ہین
جاکر جو کچھ لکھا تھا اسکو قدآدم گڈھا کھود کر گاڑ دیا۔ ابو داؤد نے مراسیل مین اسکے مانند روایت کیا۔ قال المترجم
مین لوگون مین یہ شامت ہی کہ اگر کہا جاوے کہ جو کوئی نماز مین بیباکی کرے نہ پڑھے تو عذاب جہنم مین پڑیگا اگرچہ
اور وہ عذاب سخت شدید ہی تو انکو کم اثر ہوتا ہی اور اگر کہا جاوے کہ بے نمازی کو آگ کی زنجیرون مین کسکر اسکے ناخنون
کل سینچین ٹھونکی جاوینگی اور پیرون مین کیلین کہ دماغ مین پھوٹینگی اور کھال پر یون عذاب ہوگا اور سر پر سطح
الغرض ایسی باتین کوئی واعظ کہے تو عوام اسی کیطرف جھکتے و دوڑتے ہین حالانکہ اُسنے اپنی طرف سے باتین گڑھکر وعظ
بنائین جیسے یہود کرتے تھے اور یہ خود کبیرہ گناہ ہی اور سچ واقع ہوا جو امام اوزاعی وغیرہم نے قولہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا ان کثیرا
والرہبان الآیۃ سے استفادہ کیا کہ اس امت کا عالم بگڑکر یہود والون سے مشابہ ہوجائیگا اور فقیر درویش بگڑا ہوا نصرانی
مشابہ ہوگا۔ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو اللہم ثبت اقدامنا علی الاسلام والایمان ف فی العرائس قولہ تعالے
الف اشارہ بجناب انانیت توحید ہی اور لام اشارہ بجانب نکرت اہل تجرید ہی اور را اشارت بجانب اہل التفرید ہی اقول
مین گزری اور وہین بیان ہوا کہ حقائق مراد سے سوائے حق تعالے کے کوئی آگاہ نہین اور خاصہ اسرار مین سے آنحضرت
مثل اپنے مرتبہ کے اخص علم سے مشرف ہین اور دیگر راسخین فی العلم کو موافق اپنے اپنے مراتب کے وقوف ہی اور شیخ محدث
احمد الدہلوی نے بھی فی الجملہ علم متشابہات کے حصول علم پر بعض کتب مین تصریح کردی ہی اور جو کچھ شیخ نے ذکر کیا وہ
کرکے خود بمنزلہ متشابہ کے ہی اور اس سے وہی آگاہ ہوگا جو اس مرتبہ تک واصل ہو فاللہ تعالے اعلم۔ قولہ تعالے تلک آیات
الکتاب المبین منطقہ اشارات ان تینون حروف مین علامات معارف ہین جن سے صفات قدیم کی معرفت حاصل
ان صفات کے انوار خود صدیقین کے دلون مین مبین وظاہر ہین اور ملک وملکوت مین انکے آثار مشاہدہ ہین
کرنے مین حکمت یہ ہی کہ اسرار خاصہ ایسے لوگون سے مخفی رہین جو ان اسرار کے لایق نہین ہین جیسے کفار
نہین ہی جیسے عوام مسلمین۔ قال المترجم ظاہرا استعداد کا مرتبہ وہ ہی کہ علم ہو اور رسوخ ہو اور
عالم باعمل کو راسخ فی العلم کہتے ہین اور بعض آثار مین وارد ہی کہ جو کوئی علم سیکھے اور اسپر عمل کرے تو
جسکو وہ جانتا نہ تھا اور مراد یہ ہی کہ ان علوم ظاہری سے جو سیکھے جاتے ہین اور ہر کوئی جانتا

Marfat.com

[illegible] دنیا ہے جو اسطرح معلوم نہ تھی اور یہی علم کشف وعیان ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو کوئی اس مرتبہ تک نہیں پہونچا اور ظاہر کیا جاوے تو وہ ضرور انکار کر جائیگا کیونکہ وہ اس قبیل سے نہیں ہے اور بعض لوگوں نے یہ زعم کیا کہ کشف شئے ہوتا ہو جس سے بعض دلائل ومسائل واضح معلوم ہوجاتے ہیں اور یہ زعم بالکل غلط وہم ہے اسنے موافق اصطلاح منطقین کے بحث کو مذکور کیا جسکو وہ لوگ علم کہتے ہیں اور وجہ اسکی یہ واقع ہوئی کہ اسنے کشف کے لفظ سے ظاہری طور پر بحث کی کیونکہ انکے نزدیک انکشاف ہے یا انکشاف اسکو لازم ہے حالانکہ یہ علم کشف دیگر چیز ہے اسکو چاہو کشف وغیرہ کسی لفظ سے تعبیر کرو بدون اسکے حاصل ہونے کے کبھی اس سے آگاہی نہیں ہوسکتی ہے اور یقین کرو کہ بندہ ضروری شرائع واصلی عقائد سے آگاہ ہوکر عمل میں اخلاص وطاعت میں مجاہدہ سے درجہ قبولیت پاتا ہے اور اسکو علم کشفی حاصل ہوجاتا ہے حالانکہ اصول فقہ ودلائل وعلم عقائد وغیرہ سے ویسا ہی رہتا ہے جیسا پہلے تھا اور اکثر آدمی ان علوم ظاہری میں بڑا طاق شہرہ آفاق بحاث جدلی ہوتا ہے مگر علم کشف سے بے بہرہ محض اور کچھ شک نہیں کہ مقصود ومراد یہی کشف ہے اور اس علم جدلی ظاہری کو اس سے اسقدر نسبت سمجھنا چاہیے جیسے تخت پر آرام وجلوس کے لیے کوئی شخص نجاری (بڑھئی ۱۲) سیکھے بلکہ کثرت ایراد ودفع جو ظاہر میں محمود ہے درواقع بقول علامہ جلال دوانی رح کے صحبت مذموم وجہالت ہے وتمام البحث فی المقدمۃ یہاں مقصود صرف اسیقدر ہے کہ عموماً ظاہری تعلیم قرآن پاک کی موافق فہم عوام ہے کیونکہ جن لوگوں نے یہ تو ذرا راہ ہی نہیں اختیار کی تو مقصود تک واصل ہونا کیسا پھر جو کوئی راہ اختیار کرنے میں سخت حجت ودلائل کر کے ایک قدم بڑھانے کے لیے آمادہ ہو بھلا وہ کیا قدم بڑھاویگا اور کب اس منزل دور دراز کو طے کریگا وہ تو علامہ فہامہ ہوکر ابھی راہ ہی نہیں چلا اور ہر قدم پر اسکو ہزاروں وسوسہ آتے ہیں جنکے دفع کرلے میں عمر برباد کرتا جاتا ہے تو جب علامہ کا یہ حال ہے تو ابتدائی تعلیم جنکو کیجاوے وے کیونکر اسرار سے واقف ہونگے تو خطاب میں اسرار کے لیے حروف ہیں جن سے حضرت سید المرسلین وفضل النبیین حبیب الخلائق اجمعین کو آگاہ فرمایا اور پھر آپکے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو امت امی تھے نہ حساب نہ کتاب کچھ نہیں جانتے تھے واقف ہوے حالانکہ وے خیر الامم تھے تو اسرار سے وقوف مخصوص ہے فافہم شیخ نے کہا کہ یہ ایک خاص طریقہ بندوں میں بھی مروج ہے کہ دوستوں کے رموز سے دوست ہی واقف ہوتے ہیں انکو حجاب وپردہ میں اظہار کیا جاتا ہے۔ استاد رح نے کہا کہ یہان یہ لطافت ہے کہ ان حروف سے آدمی کبھی اپنے نفس پر مغرور نہوگا اگر اسنے ان حروف سے عجائب حکم وفکریں واسرار کثیرہ سمجھ لیے تو وہ اسی حد تک رہا بس عوام سے اتنا امتیاز ہوا اور اگر کچھ نہیں سمجھا اور منکشف نہوا تو وہ محض جاہل عامی ہے بس وہ [illegible] سے اسکو کچھ حصہ نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ یہان کنایہ [illegible] سے آنحضرت صلعم کو اشارت ہے کہ حکم سابق ازلی یون جاری ہوا ہے کہ ایسے مرتبہ پر پہونچائے جاوین کہ کوئی اور اس مرتبہ کو نہیں پہونچا - قال المترجم صلعم ابتداء میں آنحضرت صلعم کو معرفت میں مقام امتحان کے مشاہدہ سے دیگر انبیاء کو ایک نوع کی تفضیل دی اور آخر میں اپنے مرتبہ پر فائز فرمایا ایک درجہ مقام محمود ہے وہان ایک ہی بندہ واصل ہوگا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ واضح ہو کہ یہ امید [illegible] کے مثل قولہ عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً - میں منصوص فرمادیا ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم کثیراً - ثم قال الشیخ فی قولہ تعالے نحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا الیک - [illegible] حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام التباس سے تجلی جلال فرمائی اور افعال قدس سے عشق مظاہر سے ظہور

Marfat.com

ظاہر جاہا حالانکہ آنحضرت صلعم کو مشاہدہ ازل کا یہ معہد عجز نظر آیا تو اس قصہ سے تسلی فرمائی
انسانی آئینہ جمال حقیقی ہوتا ہے۔ **قال المترجم** شیخ کی ظاہر عبارت طولانی سے صاف یہ ظاہر ہے
ازواج مطہرات معشوق کرکے التباس میں ظہور ہوا ولیکن مترجم ناداں کو اس سے اعتراض ہے بلکہ
صلعم محبوب تھے اور عشق آپ کا ظاہر نہیں اور نہ امت میں سے کسی بزرگ کا میں نے قول دیکھا لہذا یہ
یہ ہو کہ اس قصہ سے التباس ظہور و امتحان زلیخا بعشق حضرت یوسف علیہ السلام سے معلول زلیخا کا بنا نزل ازل ہوا
فرمایا جس سے آپ کو تحمل شاق عشق حق عز و جل میں تسلی ہوا اور حدیث میں بھی منصوص ہے کہ آپ نے فرمایا ولو کنت
لاتخذت ابابکر خلیلا۔ یعنی سوائے پاک حق سبحانہ تعالےٰ کے اگر خلت کے لیے جگہ مجھمیں ہوتی تو کسی فرد بشر کے
ابوبکر کے نہوتی۔ اور خلت کو کمال عشق سے ائمہ صوفیہ نے تفسیر فرمایا ہے پس کمال عشق آپ کو محضر حضرت عظمت
جل شانہ سے تھا اور خود محبوب بھی تھے اور باقی تمام مخلوق کے لیے سوائے ملائکہ و وحوش کے جنمیں استعداد عشق
اہل استعداد کے لیے آپ محبوب بمعنی عشقی تھے اور یہی دیدار خاص تھا جو آپ کی دنیاوی حیات میں مخصوص تھا اور
کا فردان کو حاصل نہوا لقولہ تعالےٰ ترہم ینظرون الیک وہم لایبصرون۔ بلکہ مخصوص صحابہ رضی اللہ عنہم مومنین صادقین کو اس
و اعلی کرامت سے مخصوص فرمایا گیا وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ پس حضرت یوسف پر زلیخا نے ہاتھ
کاٹا بلکہ زنان مصر نے ایسا کیا تھا اور یہاں آنحضرت صلعم پر صحابہ رضی اللہ عنہم فدا تھے کیسا جان پر بہتر زخم برداشت کرتے اور
وخنجر کھاتے اور آنکھوں کے ڈھیلے نکل آتے اور پھر ویسے ہی پروانہ کی طرح فدا ہوتے تھے چنانچہ احادیث و تفاسیر صحاح
سے مصرح ہیں پس یہ مقام خوب غور سے دیکھنا چاہیے اور شیخ عارف سے مجھے مخالفت نہیں مگر شاید میں شیخ کے کلام کو نہ سمجھا
اسیقدر میں کہہ سکتا ہوں واللہ تعالےٰ اعلم بمراد عبادہ۔ پھر شیخ نے لکھا کہ اس قصہ کا احسن ہونا اسوجہ سے ہے کہ ارواح عاشقہ
مراتب میں ایک عشق انسانی کا بیان ہے کہ اس مرتبہ پر تھا اور یہاں سے عشق الوہیت پر بلند پرواز ہوا اور قصہ عاشق و معشوق کا
اسوجہ سے فرمایا کہ اسمیں نظائر اور عبرت کثیر و ذوق شوق و فراق و وصال اور سختی و مصیبت کا بیان ہے اقول از غیرت حسن
پستی ہمراہ بلندی اور فنا ہونا ہر حسن و کمال کا اور بقا حسن ازلی لایزال کا اور ارشاد خلائق بحسن نازل از نبوت حضرت یوسف
کہ باوجود اس حسن کمال کے عاشق حسن لایزال و بندہ خاشع و خاضع تھے ہر حال میں مطیع و صابر رہتے اور ماسوائے اسکے
اشارات ہیں۔ **قال الشیخ** شان یوسف علیہ السلام ہمہ تن عشق تھی چنانچہ باپ عاشق ہوئے اور جسنے دیکھا عاشق ہوا
قدیم کا حسن انکے چہرہ سے عیان ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی خلعت میں آئینہ تھے۔ اقول اس مقام سے عشق کا اندازہ ظاہر
ہے۔ مولوی روم علیہ الرحمہ نے کہا ؎ عشق من گزین سرد گرزان سراست ✤ عاقبت مارا بدان سر رہبر است
عشق حقیقی ہو یا مجازی ہو انجام اسی طرف ہے یہ محض غلط فہمی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر بندہ مرید ہو یا مراد
ودصول کے لیے خواہ بندہ ازل میں مرید ہوا جیسے اکثر اہل ارادت وجد و جہد ہوتے ہیں خواہ مراد ہوا
موسی علیہ السلام۔ اور مجازی عشق کی نسبت خود لکھا ؎ عاشق صنع خدایا فر بود ✤ عاشق
جملہ انبیاء ✤ بافتند از عشق یادکار دگر ✤ ؎ عشق بیہودہ نباشد پایدار ✤ عشق

[illegible] شیخ نے اس مقام پر تصریح کردی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا عشق حضرت
[illegible] حسن ازل تھا جو شش شہوات کی کیفیات نفسانیہ سے کروروں کوس دور ہے ولیکن عشق
[illegible] شہوات تھا اور یہ مقام مشکل ہے امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء مین اور بعض متاخرین نے بھی فی الجملہ
[illegible] کو صرف [illegible] زلیخا مقصود ہے کہ عوام اپنی سمجھ پر حسب متعارف زمانہ غرہ ہو کر گمراہ نہوں - **قال الشیخ** اور قصہ
[illegible] احسن القصص ہونا ظاہر کہ ہر حسن کا معدن وہی قدیم ہے اور یہان لطیف اشارت ہے کہ تمام قصہ مین امر و نہی فعال
[illegible] کا ذکر نہین فرمایا گویا مرتبہ عشق کا اصل ان تکالیف عامہ سے بالا ہے اقول قال تعالے عن نبیہ یوسف علیہ السلام اسنے
[illegible] قوم لا یؤمنون باللہ الآیۃ و قال یا صاحبی السجن الآیۃ - پس اصل توحید کی طرف اشارت ہے جس سے مقام عشق خالی
[illegible] توحید ہے فافہم - بعض نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو بھائیون سے جو مصیبت پہونچی وہ زیادہ تھی بہ نسبت اسکے
[illegible] کو اپنے قرابتیون سے پہونچی تو آنحضرت صلعم کو اسمین تسلی ہے اور ارشاد ہے کہ یوسف ع نے اُنسے انتقام نہ لیا تو آنحضرت
صلعم بھی عفو فرماوین کیونکہ یہ موارد قضاء و قدر ہین اقول مروی ہے کہ حضرت ذی النورین امیر المومنین عثمان رض نماز فجر مین اکثر
[illegible] سورہ شریف کو پڑھا کرتے تھے اور مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان رض کی جانب اشارہ کیا ہے کہ اسکی شفاعت
[illegible] میری امت سے ستر ہزار یا مخلوق کثیر داخل جنت ہونگے - دونون کے مجموعہ سے اشارت سمجھ لینا چاہیے - علی بن موسی الرضا
عن ابیہ عن جعفر علیہم السلام نے کہا کہ عوام تو قصون کے سننے مین مشغول ہوتے ہین اور خواص بندے اُنسے عبرت حاصل کرتے ہین
[illegible] حق تعالے نے فرمایا لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب - بعض نے کہا کہ اس قصہ مین یون رہنمائی فرمائی ہے کہ مومنین
کا انجام اچھا ہوتا ہے اور متقین کے معنی کیا ہین چنانچہ باوجود ہر طرح قدرت بلکہ زلیخا کی طرف سے اقتضاء و جبر کے بخوف الٰہی
تقوے فرمایا - متوکلون کی راہ اختیار کرنی چاہیے ایسے زاہد کی پیروی کیجاتی ہے - سب سے منقطع ہو کر اللہ تعالے پر اعتماد ہو
[illegible] نازل ہونے کے وقت اسی کی طرف التجا ہو - مکار کا فریب کھل جاتا ہے اور کذاب ہمیشہ آخر خوار ہے - اعلی درجہ پر
پہونچنے والے طرح طرح کی محنتون و مصیبتون مین پھنسے ہین لیکن انجام کو اعزاز و اکرام کے ساتھ چھوٹتے ہین اقول ایک اشارہ
[illegible] ذکر نہین فرمایا یعنے زلیخا نے ایک حسن فانی کے لیے یہ شدائد اُٹھائے حالانکہ وہ خود مختار نہ تھا تو حسن ازلی الحی القیوم
[illegible] مقصود محبت اُٹھا کر مدعی ہین اللہم غفرانک غفرانک لا الٰہ الا انت سبحانک - بعض اہل تفسیر نے لکھا کہ حسن قصہ یہ کہ جتنے [illegible]
مذکور ہین سب کا انجام سعادت ہے - قال تعالے

اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

جب کہا یوسف نے اپنے باپ کو اے باپ مین نے دیکھے گیارہ تارے اور سورج اور چاند

رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ۝

دیکھے میرے تئین سجدہ کرتے

[illegible] یوسف جمہور کی قراءۃ بضم سین اور بعض نے بکسر سین و ہمزہ پڑھا اور یہ اسم عبرانی غیر منصرف بوجہ علمیۃ و عجمہ
[illegible] حضرت یوسف کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی اور باپ انکے یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم

Marfat.com

خلیل اللہ سب پیغمبر جلیل القدر ہیں ذکرہ الشیخ المفسر فی التحبیر - اہل تعبیر نے کہا کہ حضرت [illegible]
آویگی ولیکن یعقوب علیہ السلام کو یوسف سے سخت محبت تھی اور انکے بھائی اسی وجہ سے اُنسے حسد [illegible]
نے بارہ برس کی عمر میں اور بعض نے کہا کہ سات برس و بعض نے سترہ برس کی عمر میں شب جمعہ [illegible]
گیارہ ستارے آسمان سے مع چاند و سورج اُترے اور مجھکو سجدہ کیا - پس انھوں نے یہ خواب اپنے باپ [illegible]
الحافظ - انکے باپ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں چنانچہ امام احمد نے ابن عمر رضہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے [illegible]
بن الکریم بن الکریم بن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم - یعنی یوسف پیغمبر علیہ السلام وہ برگزیدہ ہیں کہ
وباپ بزرگ و دادا بزرگ و پردادا بزرگ یعنی پدر بر پدر بزرگی و شرافت حضرت یوسف کو حاصل تھی - وسماہ النبی [illegible]
اور بخاری رحہ نے حضرت ابوہریرہ رضہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلعم سے دریافت کیا گیا کہ اکرم سب لوگوں میں کون [illegible]
اکرمہم عند اللہ اتقاہم - جو سب سے زیادہ متقی ہو وہی اللہ تعالے کے نزدیک زیادہ بزرگ ہے - (یعنے اسمیں حسب و نسب [illegible]
نہیں ہے) تو پوچھنے والوں نے عرض کیا کہ ہم اسکو نہیں پوچھتے ہیں فرمایا - فاکرم الناس یوسف نبی اللہ بن نبی اللہ [illegible]
بن خلیل اللہ یعنی نسب کی راہ سے اکرم وہ یوسف نبی اللہ ہے جو نبی اللہ کا بیٹا اور نبی اللہ کا پوتا و خلیل اللہ کا پڑ [illegible]
تب انھوں نے عرض کیا کہ ہم اسکو آپ سے نہیں پوچھتے تو فرمایا کہ کیا عرب کے معادن کو پوچھتے ہو انھوں نے عرض کی [illegible]
تو فرمایا کہ تم میں جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں بہتر تھے وہی اسلام میں بہتر ہیں جبکہ وہ فقیہ ہو جاویں - الحاصل اس جلیل [illegible]
اسی بزرگ پیغمبر علی نبینا و علیہ السلام کا قصہ حق عزوجل نے بیان فرمایا بقولہ - اذ قال یوسف یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ [illegible]
قوم کو سنا دے یہ قصہ کہ جب یوسف نے بیان کیا - لِاَبِیْهِ اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے اسطرح کہ یَآاَبَتِ
یا ابی دیا انی - اے میرے پیارے باپ - اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ میں
خواب میں دیکھے گیارہ ستارے اور سورج و چاند - گویا باپ نے خوب متوجہ ہو کر پوچھا کہ تو نے ان اجرام علویہ کو تجھ میں [illegible]
نہیں دی گئی ہے کیونکر دیکھا تو کہا - رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ میں نے انکو عقل والوں کی طرح اپنے آپ کو [illegible]
دیکھا - مفسرین نے کہا کہ چونکہ یہ اجرام سجدہ کرتے دیکھے تھے اسیواسطے راتیہم میں ضمیر ہم مثل عقلاء کے آئی [illegible]
اور سجدہ سے مراد تعظیم ہے یا حقیقی سجدہ ہے اور یہی اقوی خیال کیا گیا اور کہا کہ جیسے ہمارے یہاں تحیہ السلام [illegible]
کے ہے انکے یہاں تحیہ سجدہ تھا اور بعض نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ سر ٹیک کے سجدہ کبھی سولے خدا کے دوسرے [illegible]
مراد تعظیم کے طور پر جھک جانا جیسے اس زمانہ میں لوگ جہالت سے یہ فعل ممنوع کیا کرتے ہیں کہ تسلیم و آداب [illegible]
خواب کی تعبیر بقول اکثر مفسرین چالیس برس بعد ظاہر ہوئی اور بقول حسن بصری اسّی برس بعد ظاہر ہوئی جبکہ [illegible]
سب مصر میں گئے کما فی قولہ وخروا لہ سجدا وقال یا ابت ہذا تاویل رؤیای من قبل - چنانچہ آخر سورہ میں آویگا [illegible]
اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کا خواب ایک وحی ہوتا ہے اقول خواب شرع میں تین طرح [illegible]
احلام ہیں اور وہ شیطانی ہوتا ہے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب آدمی ایسا [illegible]
اور کروٹ بدل لے اور اسکو کسی سے ذکر نہ کرے انشاء اللہ تعالے کچھ ضرر نہوگا [illegible]

Marfat.com

[illegible] بد وطلجا تا ہون تو فرمایا کہ یہ شیطانی خیال ہی تم مین بعضون کو شیطان کیون
[illegible] سے صاف رکھو اور اسمین دنیا کی شہوات کو جگہ ندو تو شیطان کو دل مین جگہ نہ ملیگی۔
[illegible] جسکی تعبیر کی حاجیت ہوتی ہی اور وہ کچھ ایمان وصلاح پر موقوف نہین ہی ہان مرد ظالم تبہ کار مخلوق کو ایذا کر
[illegible] سے البتہ کافر ازلی محروم ہوگا اور دنیاوی واقعات مین وہ بھی دیکھ سکتا ہی چنانچہ بادشاہ مصر نے جو
[illegible] مین ملنے وہ عنقریب آویگا اور کہتے ہین کہ وہ آخر مین حضرت یوسف پر ایمان لایا تھا اور مومنون مین
اور برگزیدگان صالح جنکے پیٹ مین غذا کے ابخرات کم بھرے ہوتے ہین نورانی خواب سے مشرف ہوتے ہین اور حدیث مین
[illegible] خواب پنجاہ چھتیس یا چھیالیس اجزاے نبوت مین سے ایک جزو ہی اور یہ مخصوص بسعادت ازلی ہی اور خواب
حضرت یوسف [illegible] اول تھا اور انکو تعبیر خواب کا علم عطا ہوا تھا۔ اور تیسرا خواب صریح صاف اور یہ اکثر مخصوص بنبوت ہی
حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے پسر کو قربانی کرتے دیکھا اور یہ وحی ہی جیسا کہ ابن عباس رضہ نے فرمایا یعنے اسپر عمل
کرنا واجب ہی اسی واسطے حضرت خلیل علیہ السلام نے قربانی کرنا اختیار کیا چنانچہ قرآن مجید مین منصوص ہی بخلاف دیگر امتیون
کے خواب کے کہ جمہور علماء امت و تمام ائمہ حنفیہ متفق ہین کہ کسی آدمی کو خواب پر عمل کرنا مثل احکام شرع کے نہین چاہیے اور
جسکا اعتبار نہوگا اگرچہ وہ ولی ہو لیکن حکم شرع کی تعمیل مین اگر تائید ہو تو مضائقہ نہین ہی مثلاً اگر کسی نے خواب دیکھا کہ مجھسے
ایک بزرگ صورت کہتے ہین کہ تو بڑی مجالس جمع کرکے الٹی سیغی پڑھ تو تعمیل حرام ہی بلکہ کفر ہی یا مجلس کرکے حضرت عیسیٰ کے حالات
بیان کرکے خیرات کر تو عمل کرنا ممنوع ہی یا دیکھا کہ کوئی مجھے جھڑکتا ہی کہ تو فرائض وسنن ادا کرنے مین سستی وکوتاہی کرتا ہی تو چاہیے
کہ بیدار ہوکر استغفار کرے اور خوب کوشش سے اداے فرائض وسنن پر قائم ہو۔ اسقدر مختصر بیان اس مقام پر کافی ہوگا۔
ان شاء اللہ تعالیٰ۔ قال الامام الحافظ رح پھر علماء نے اس خواب یوسف ع کی تعبیر مین کلام کیا ہی بعض نے کہا کہ گیارہ ستارے
سے مراد گیارہ بھائی ہین اور شمس لفظ مونث سے مراد مان اور قمر مذکر سے مراد باپ ہین اسی واسطے رأیتہم کی ضمیر اہل عقل کے
مانند فرمائی تو حاصل یہ ہوگا کہ مین نے گیارہ بھائیون و مادر و پدر کو اپنے آپ کو سجدہ کرتے دیکھا ہی اس صورت مین یہ خواب
[illegible] ملی وہمبر ہوگا جسکا وقوع بعد چالیس برس کے ہوا اور کہا کہ یہی ابن عباس وقتادہ وضحاک وسفیان ثوری وعبدالرحمن
[illegible] یہی ہی اور دوسرا قول یہ ہی کہ خواب مین ستارے وسورج وچاند ہی کو دیکھا تھا تو [illegible] ہوگا پھر ابن جریر نے
[illegible] روایت لکھی کہ عبدالرحمن بن سابط نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے پاس ایک یہودی جسکو بستانة الیہودی کہتے تھے آیا اور کہا
[illegible] یوسف نے سجدہ کرتے دیکھا تھا آپ مجھے بتلا دیجیے کہ انکے کیا نام تھے پس آنحضرت صلعم خاموش رہے کچھ جواب
[illegible] وہ شخص چلا گیا اتنے مین حضرت جبرئیل ع نازل ہوے اور ان ستارون کے نام بتلائے تو آپ نے اسکو بلوا بھیجا
[illegible] مین تجھے انکے نام بتلا دون تو کیا تو مسلمان ہو جائیگا اسنے اقرار کیا کہ ہان تو فرمایا کہ جریان۔ طارق۔ ذیال۔ ذوالکتفین
[illegible] عمودان۔ قابس۔ وثاب۔ مصبح۔ ضروح۔ فرغ۔ [illegible] یہودی نے کہا کہ ہان واللہ بے شک یہی نام ہین۔ اسکو بیہقی نے
[illegible] ابو یعلی الموصلی و ابوبکر البزار و ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہی اور ان سب کے اسانید مین شیخ سدی کا
[illegible] ثقات مین سے کوئی اس حدیث کو روایت نہین کرتا ہی صرف تنہا یہ شخص حکم

بن ظہیرہ روایت لاتا ہی حالانکہ یہ شخص ثقہ نہین ہی ائمہ علمار حدیث نے بیان کیا ہی [illegible]
کردیا ہی اور جرجانی نے کہا کہ یہ شخص ساقط الاعتبار ہی اور ناسی نے حسن یوسف کی حدیث [illegible]
شیخ کے نزدیک اس روایت کا ثبوت نہین ہی - اور بیضاوی وکشاف وغیرہ [illegible]
وقصہ مذکور ہی ذکر کی اور اسی سے دوسرون نے بیان کی اور خفاجی علامہ نے [illegible]
وارد ہوے ہین رصد سے دریافت نہین ہوے - مین کہتا ہون کہ پہلے یہ ثابت ہو کہ حدیث [illegible]
وغیرہ کا ذکر مناسب ہوگا حالانکہ شیخ مفسر سیوطی رح نے در المنثور مین اس روایت کو لکھا [illegible]
متروکین ہونا ثابت ہی اور سراج مین بھی لکھا کہ شیخ ابن الجوزی نے کہا کہ یہ روایت بنائی ہوئی موضوع ہی [illegible]
ہوا وہ یہ ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے گیارہ ستارے جنکی صورت و نام کچھ مذکور نہین ہی [illegible]
آپ کو سجدہ کرتے دیکھے اور اسکو اپنے باپ سے بیان کیا ف **فی العرائس** قولہ اذ قال یوسف لابیہ [illegible]
نے یوسف کے نام مین ی و س ف چار حروف جمع فرمائے یا ریسیار یاب - واو وجاہت وجہ - [illegible]
خواب وکشف - فا فوز بوفاء عہد ازلی در اداے رسالت عہ پس انھین اوصاف سے یوسف نام ہوا - بعض نے کہا [illegible]
کو کہتے ہین اور ظاہر مین انپر عبودیت طاری ہوئی تھی اور اسف حزن واندوہ کو کہتے ہین جیسا کہ انپر واقع ہوا [illegible]
نام ہوا - مترجم کہتا ہی کہ یہ اشتقاق بطور عربی زبان کے ہی اور تجھے معلوم ہو چکا کہ یہ لفظ عبرانی ہی تو معانی سے [illegible]
اب بیان خواب یہ ہی کہ اہل صدق وصفاء وقبولیت واصطفاء کا پہلا مرتبہ مکاشفہ یہی سچے خواب ہوتے ہین [illegible]
تحمل قوی ہوتی جاتی ہی تو خواب سے کشف ہو جاتا ہی اور مکاشفہ کے درجات بہت ہین جنکو مین نے کتاب [illegible]
بیان کر دیا ہی اور ان معانی کے سمجھنے کے لیے سنو کہ حق تعالے نے عالم ملکوت کی مثال ستارے وشمس وقمر سے [illegible]
انھین سے انبیاء واولیاء کی تمثیل دی ہی پس شمس تو مثل ذات ہی اور قمر مثل صفات ہی اور کواکب مثل اسماء [illegible]
ہین اور مین یہان مکاشفہ کی اشکال نہین بیان کرنا چاہتا بلکہ جو کچھ یوسف ع کو کشف ہوا اسکا خلاصہ کہتا [illegible]
علیہ السلام آدم ثانی تھے کیونکہ جو لباس ربوبیت آدم پر تھا وہی یوسف ع پر تھا پس ملائکہ نے وہی دیکھا [illegible]
تمام ملائکہ نے سجدہ کیا یہان یوسف ع کو اشراف انبیاء نے جو ملائکہ سے بہتر ہین سجدہ کیا - اقول [illegible]
کو انبیاء قرار دیا ہی اور قول یہی راجح معلوم ہوتا ہی واللہ تعالے اعلم - یہان ایک لطیف اشارہ ہی [illegible]
اس معنی کو چہرہ شمس وقمر وکواکب سے مشاہدہ کرکے ہذا ربی کہا تھا اور یہ ملائکہ وانبیاء کے لیے آدم ویوسف [illegible]
ہی کیونکہ وہان تجلی حق سبحانہ تو اجرام فلکی سے تھی کہ جنکا وجود صفت فعلی یعنے افعال ہی اور یہان تجلی [illegible]
انکو مزیت ان اجرام فلکی پر ظاہر ہی تو نہین دیکھتا کہ قولہ تعالے خلقت بیدی - اور نفخت فیہ من روحی [illegible]
ظاہر ہی پس اجرام فلک کو لباس انوار ہیبت پہنایا تو ابراہیم کو انکی طرف میلان ہوا [illegible]
اسکی طرف رائج ہوا اور آدم ویوسف پر یہ انوار ظاہر کیے تو ملائکہ وانبیاء کو انکی طرف میلان [illegible]
آدم اپنے باپ کو یا یوسف اپنے فرزند کو دیکھتے تو اسرار ملکوت جو اجرام سماوی [illegible]

پیر دیا

[illegible]

Marfat.com

[illegible] یوسف کے انوار جمال سید الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ تعالے علیہ وعلیہم اجمعین کو دیکھتے تو دریا [illegible] آمدو ملائکہ آسمان سے اُترتے کیونکہ آپ کا نور معدن جمال قدم وازل سے نہایت ہی انور واشرق تھا [illegible] توحید ہی کہ خلیل علیہ السلام نے جو کہا تھا کہ ہذا ربی - بغیر اسکے کہ معبود مسجود قرار دیا ہو تو صاف بیان کیا کہ جلال کبریا [illegible] اضداد و انداد سے پاک ہی وہاں کوئی مثل و شریک نہیں ہی اس معنی کو خلیل ۴ نے نور نبوت سے ادراک کر لیا تھا [illegible] خطاب کیا کہ انی بریٔ مما تشرکون - اسمین مرید کے لیے ادب ہی کہ جو سکا شفہ سے ظاہر ہوا سکو استاد کے حضور مین [illegible] تاکہ وہ کشف و خیال مین فرق کر دے - بعض مشائخ نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو اپنے خواب کی خوبصورتی اچھی معلوم [illegible] تو اپنے باپ سے اسکو بیان کر دیا اور یہی پہلا امتحان تھا جس سے بلاء و مصیبت مین گرفتار ہوے - پھر جب یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کی تاویل و اسرار کو دیکھا کہ بھائیون کا مع والدین کے اسکے لیے خضوع ہی تو منع کر دیا کہ اپنے بھائیون سے کہے چنانچہ فرمایا

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

کہا اے بیٹے مت بیان کر خواب اپنا اپنے بھائیون پاس پھر وہ بنا دینگے تیرے واسطے کچھ فریب البتہ شیطان ہی

لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

انسان کا صریح دشمن

قَالَ يٰبُنَيَّ کہا یعقوب نے اے میرے بیٹے - بُنَيَّ صغیر تصغیر جیسے طفلک وغیرہ اور یہ بنظر شفقت پدری ہی یا بنظر صغر سنی یعنی اے میرے بچہ - لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ مت بیان کیجیو اپنا خواب اپنے بھائیون سے - فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا کہ وے تیرے حق مین کوئی مکر باندھین یعنی تیرے ہلاک یا ایذاء سخت کی تدبیر وحیلہ کرین - اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ بے شک شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہی - چنانچہ انسان کی اصل ماں و باپ کو اسنے فضل و قرب منزلت مین دیکھکر دشمنی سے انکو جنت سے باہر اس محنت کے جنگل مین نکلوایا - حاصل یہ ہی کہ جب حضرت یوسف نے اس خواب سے خوش ہوکر اپنے باپ کو آگاہ کیا تو انھون نے نور نبوت و فراست سے اسکی تعبیر ظاہرا اسقدر سمجھی کہ یہ منزلت عالی کی نشانی ہی جو یوسف علیہ السلام کو عطا ہوگی اور شاید یہ بھی جانا کہ ماں و باپ و بھائی اسکے لیے خضوع کرینگے چنانچہ بعض مفسرین کا گمان ہی اور شاید یہ [illegible] صحیح ظاہر نہوئی ہو واللہ اعلم مگر اسقدر ضرور ظاہر ہوا کہ سب بھائیون سے شرف مین ممتاز ہونگے تو یوسف کو منع کرنا [illegible] بھائیون سے یہ خواب بیان ذکر نا ایسا نہو کہ انکو شیطان رشک وحسد کا وسوسہ دلاوے کہ وے تجھسے عداوت کرین اور [illegible] حیلے نکالین کیونکہ شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہی نہیں چاہتا کہ کوئی آدمی شرف قرب الٰہی پاوے اور جب شیطان کو یہ [illegible] اللہ تعالے کے مطیع بندے کے دل مین اپنا وسوسہ دوڑاوے اسطرح کہ وہ معصیت مین مبتلا ہوکر منزلت سے [illegible] آدمیون کو جنمین گنجائش پاتا ہی اپنا وسوسہ ایسا دوڑاتا ہی کہ وے اس آدمی سے مکر و فریب کرین [illegible] کی طرف [illegible] کے التفات ہوتا ہی اسیواسطے حقیقی شیطان سے وہ آدمی زیادہ مضر ہوتا ہی جو شیطانی [illegible] کہا گیا کہ اہل الخیر واولیاء الٰہی کے بعض مین دشمن پیدا ہوتا ہی - اور حضرت سفیان ثوری [illegible] اور دشمن دریافت کرتے اگر معلوم ہوتا کہ اسکے دشمن بہت ہین تو اسکو متقی

صالح جانتے تھے۔ پس اس آیت سے ظاہر ہوا کہ جو کوئی اپنے خالق عزوجل کی طاعت و اخلاص میں
اکثر باغوا و وساوس شیطانی اسکے دشمن ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ غیر تو در کنار اسکے بھائی بھی
ایذا دینے کے درپے ہو جاتے ہیں تاکہ یہ شخص طاعت سے باز رہے یا خلل پڑے پھر اگر وہ مستقیم
بلند و منزلت عالی ہی اور ضرور سرانجام کار وہی غالب ہوتا ہی اور دشمن خوار و ذلیل ہوتے ہیں لیکن ابتلا
امتحان اخلاص کی سنت الٰہیہ یون ہی جاری ہی اور وہی رب تبارک تعالےٰ حکمت والا ہی۔ اسیواسطے حضرت یعقوب
حضرت یوسفؑ کو بھائیون کے سامنے خواب بیان کرنے سے منع فرما دیا۔ قال الامام الحافظ رح یعقوبؑ نے یہ خواب جنکی
کہ یوسفؑ کے سامنے انکے بھائی بطریق اکرام و احترام کے ساجد ہونگے یوسفؑ سے سنا تو ڈرے کہ بھائی سنکر حسد سے کچھ
حیلے نکالینگے اور حقیقت مین یہ دشمنی از جانب شیطان ہوگی جو تقرب انسان نہیں چاہتا لہذا بھائیون کے دل مین حسد
بھڑکائی ورنہ بھائی تو بھائی تھے اور جو بات اللہ تعالےٰ چاہے وہ پوری ہوتی ہی کسی حاسد کا حسد کچھ نہیں کر سکتا اور یہی
کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے شیطان کو دشمن جانا اور بھائیون کو معذور فرمایا جیسا کہ قصہ مین آویگا۔ سراج مین ہی کہ حضرت ابی
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین ایسا خواب دیکھتا جو مجھے بیمار ڈال دیتا۔ (یعنے اسکو اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھکر معاملہ کے
سے خوف زدہ و بیمار محزون دل و مغموم ہو جاتا تھا) یہان تک کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اچھا خواب اللہ
کی طرف سے ہی اور حلم شیطان کی طرف سے ہی تو تم مین سے جو کوئی ایسی بات دیکھے جسکو وہ پسند کرتا ہو تو کسی سے بیان نہ کرے
مگر جسکو محبوب رکھتا ہو اس سے کہے اور جب ایسی بات دیکھے جو بری جانتا ہی تو اسکو بیان نہ کرے اور بائین جانب تین
تھوک دے اور اللہ تعالےٰ عزوجل سے پناہ چاہے شیطان رجیم واسکے شر و بدی سے تو وہ خواب اسکو مضر نہوگا۔ واضح ہو
خواب نیک و بد سب کا خالق اللہ تعالےٰ عزوجل ہی اور جو حکمت الٰہیہ تدبیر عالم مین جاری ہی وہی یہان موثر ہی اسکے پیدا کرنے مین
شیطان کو کچھ دخل نہیں ہی پس حدیث مین جو نیک خواب کو اللہ تعم کیطرف منسوب کیا تو اسکی نعمت کا شکر ادا کرنے کی جہت سے ہی چنانچہ
دوسری صحیح حدیث مین صریح مذکور ہی کہ اسکے شکریہ مین اللہ تعم کی حمد و ثنا کرے اور مکروہ خواب کو شیطان کیطرف نسبت اسوجہ سے
ہی کہ شیطان بسبب عداوت کے موقع پاکر وسوسہ کے طور پر ایسے مکروہ واقعہ کو حاضر کرکے آدمی کو ایذا دینے و غمگین کرنے سے
راضی ہوتا ہی اسیواسطے اپنے قلب سے شیطانی اثر دور کرنے کے لیے حدیث مین استعاذہ کا حکم ہی کہ شیطان کی بدی سے پناہ مانگے
جل جلالہ کا ذکر پاک دل مین آویگا پس شیطان کو جگہ نہ ملیگی کیونکہ شیطان کو اسی قلب مین جگہ ملتی ہی جو یاد الٰہی سے خالی ہو
جو مثل آنکھ کی پتلی کے ہی وہ خالی ہو اسیواسطے اکثر آدمی نماز روزہ کرتا ہی مگر دل کے بیچ مین دنیا کی محبت و شہوات کی لذت
کا نور ادھر ادھر کنارون پر آتا ہی اور شیطان کو بیچون بیچ مین قابو ملتا ہی پس باوجود اعوذ باللہ من الشیطان
دور نہیں ہوتا پھر یہ جو فرمایا کہ استعاذہ پڑھے اور تین مرتبہ بائین طرف تھوکے
الکھا کہ غیوب اسکے احوال سے اللہ تعم دانا ہی اور انبیاء و صالحین کو جہان تک ظاہر فرمایا انکو آگاہی ہی پس
ہین جیسے کپڑا اوڑھنا سردی سے بچاؤ کے لیے اگرچہ سردی آنکھون نہیں دکھلائی
حواس سے اعلیٰ ہین۔ قال الامام الحافظ اور حدیث مین آنحضرت صلعم سے ثابت ہی کہ

اور اگر ایسا دیکھے جسکو مکروہ جانتا ہی تو کروٹ بدل لے اور بائین طرف تین مرتبہ تھتکار دے
اور اسکی بدی سے پناہ مانگے اور کسی سے اسکو بیان نہ کرے تو وہ اسکو کبھی ضرر نہ کریگا۔ امام احمد
نے ابو رزین العقیلی سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ الرویا علی رجل طائر الحدیث یعنی
خواب پرندہ کے پنجہ پر واقع کرتا ہی جب تک تعبیر ندیا جاوے پھر جب تعبیر دیا گیا تو گر پڑتا ہی۔ قال الامام یعین سے یہ حکم
نعمت کو پوشیدہ رکھنا چاہیے یہان تک کہ وہ موجود و ظاہر ہو جاوے چنانچہ حدیث مین ہی استعینوا علی قضاء الحوائج
بالکتمان الحدیث اپنی حاجتین پوری ہونے پر انکی پوشیدگی کے ساتھ استعانت چاہو کیونکہ ہر نعمت والا محسود ہوتا ہی کوئی
اس مین سے حسد کرتا ہی۔ سراج مین ہی کہ حکماء ربانی نے کہا کہ ردی خواب کی تعبیر جلدی ظاہر ہو جاتی ہی اور نیک خواب
کی تعبیر دیر مین کھلتی ہی اور فرمایا کہ اسکی حکمت یہ ہی کہ رحمت الٰہی مقتضی ہوئی کہ بدی سے اسیوقت خبر ہو کہ اسکا ظہور قریب ہوتا کہ
اسکا درد کم ہو اور خیر سے آگاہی بہت پہلے سے ہو جاتی ہی تاکہ اسکی توقع حصول مین مدت سے خوشی منا تا رہے چنانچہ خواب
یوسف علیہ السلام کی تعبیر چالیس برس بعد ظاہر ہوئی فافہم فــــی العرائس قولہ یا بنی لا تقصص رویاک علی اخوتک
اہل معرفت کی بھی ایسی ہی شان ہوتی ہی چنانچہ مرید کو روا نہین ہی کہ سر مکاشفہ کو افشا کرے لیکن استاد کے حضور
بیان کر سکتا ہی اور اگر افشا کریگا تو حجاب مین پڑکر غیرت ازل مین گرفتار ہوگا اور یعقوب اسوقت دیدار علم مین تھے ازلی
جاری ہونے سے نظر اس طرف تھی تو تدبیر سے اپنے فرزند کی نگہداشت چاہی مگر صورت تدبیر عین تقدیر ہوگئی۔ بعض نے
کہا کہ اسوقت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزند پر خوف کرکے اسکی تدبیر چاہی ولیکن ہوا جو ہوا اور اگر تدبیر چھوڑ کر رضا و
تسلیم کی طرف راجع ہوتے تو محفوظ رہتا اقول حدیث مین منع ہی کہ اگر ایسا ہوتا اور اگر ویسا کرتے ان باتون کا دروازہ شیطان
کے لیے مت کھولو پس اگر کوئی کہے کہ ان بعض حضرات کا یہ کہنا کہ اگر تدبیر چھوڑکر تسلیم کی طرف راجع ہوتے تو محفوظ رہتا عین تدبیر
ہی جسکو بمقابلہ تقدیر کوئی قیام نہین ہی ہان اگر یہ ہوتا کہ بالکل خاموشی سے رضا بتقدیر بنظر ثواب ہو تو درجہ عالی کی امید ہی بالجملہ اس مقام
مین ایک طرح کی نمایش مقصود حضرات ہی کہ موافق ظاہر کے جو کام ہاتھ و آنکھ و زبان وغیرہ سے مناسبت رکھتا ہو عمل مین لاوے
لیکن ان جوارح کو کام مین لاتے وقت بھی قلبی نظر محض جریان قضاء و قدر پر ہو تاکہ حسن تدبیر الٰہیہ جو کائنات مین جاری ہی
اس سے مخالفت بھی نہو اور اصل حکم ازل جو پردۂ امتحان سے اعلیٰ ہی اس سے موافقت بھی ہو۔ پھر شیخ نے بعض حضرات کا
قول نقل کیا کہ جب آنحضرت علیہ السلام نے کہا کہ اخاف ان یاکلہ الذئب اور کہا کہ لا تقصص رویاک۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی
کو کھلایا جس سے خوف کرتے تھے اسی واسطے کہا گیا ہی کہ تفویض و تسلیم بہتر ہوتی ہی تدبیر کے ساتھ چپٹے رہنے سے۔ اقول یعنی
تفویض وہی بہتر ہی جس سے حکم تدبیر الٰہیہ سے موافقت رکھنا ثابت ہو جاوے اختیار کرنا چاہیے اور اسمین مبالغہ
نکرے بلکہ درجہ متوسط کو رکھنا چاہیے اسیواسطے حدیث مین فرمایا۔ اجملوا فی الطلب۔ یعنی تدبیر کی جستجو مین ادنیٰ درجہ پر کفایت
کرو اور میں کہتا ہی کہ جب تک ایمان مستقیم نہو اور انسان کو فی الجملہ نور معرفت نہو تب تک ان مقامات کی دقائق عامی اندھے
کی طرح نہیں دیکھ سکتا بلکہ وہ دیکھتا ہی کہ ایک مرد نصرانی مثلاً تمام جد و جہد سے بہت کچھ دنیا حاصل کر لیتا ہی اور خود مسلم
اس سے ادنیٰ رہتا ہی تو شیطان موقع پاکر اسکے دل مین اوہام و شکوک ڈالتا ہی جس سے وہ دین الٰہی سے گمراہ ہو

Marfat.com

شیطان کی اتباع میں خود بھی خراب حال سے نصرانی کے ساتھ ہوجاتا ہی اور حضرت
شیطان نے اس پتھر میں اپنا حصہ ظاہر کیا اور کہا کہ تم دنیا کی طرف مائل ہوے تو پتھر نکالکر اسکی
لیے ہی پس جسکو دارالآخرۃ پر ایمان نہو وہ تمام رحمت آلہیہ سے ہر جگہ محروم ہوگا بلکہ شیطان کے
ظالم تبہ کار جاہل ہی تو اسنے شیطان کے کارندہ ہونے کی بھی لیاقت نہیں پائی اور ظلم سے عذاب الٰہی
دنیا کا حریص ہی تو بحکم قولہ نؤتہ منہا - یعنی جو دنیا کی خواہش میں اسکے لیے کوشش کرتا ہی ہم اسکو دنیا سے حصہ
حصہ اسی حقیر فانی ادنی اموال غلیظہ سے لیجائیگا پھر آخرت میں اسکے لیے کچھ نہیں ہی اور جب غوض کیے تو اسکو معلوم
تمام اقسام اموال و دولت فانیہ میں سے صرف اسیقدر پایا جس سے اپنا پیٹ بھر لیا اور باقی دوسروں کے لیے ہی
یا نہیں اسکو کچھ فائدہ نہیں ہی - جب یہ معلوم ہوا تو آپ ظاہر ہوگیا کہ تدبیر محض ایک تعمیل اس طریقہ الٰہیہ کی ہی وہ اسے
امتحان میں جاہا ورنہ وہی واقع ہوتا ہی جو اللہ تعالے نے مقدر فرمایا اور جب ایسا ہی تو آخرت کا سعی کرنے والا تمام کوشش
مصروف فرماوے ورنہ دنیا کی طرف رجوع کرنے سے اسلام و ایمان و معرفت میں قصور ظاہر ہی اور تدبیر کا اثر دونوں میں
فریق کے لیے موافق اسکی تقدیر کے ظاہر ہوتا ہی و السلام - **فائدہ** قصہ لغت میں کسی چیز کے تتبع کو کہتے ہیں چنانچہ قولہ تعالے
لاختہ قصیہ - میں یہی معنی مراد ہیں یعنے حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے بالہام الٰہی سبحانہ تعالے موسیٰ کو صندوق میں
دریاے نیل میں بہا دیا اور انکی بہن سے کہا کہ اسکے پیچھے پیچھے جا اور تتبع کر دیکھ کیا ہوتا ہی اور یہ لفظ مصدر ہی اور حکایت
اسلیے کہتے ہیں کہ بیان کرنے والا تھوڑا تھوڑا کر کے لاتا ہی - ہکذا ذکرہ فی السراج وغیرہ اور مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک
مصدر بمعنی تتبع ہی یعنے کسی چیز کے نشان روانی پر پیچھے پیچھے چلنا جیسے قالت لاختہ قصیہ - میں مراد ہی کہ اس صندوق کی رفتار
پیچھے پیچھے چلی جا - پھر حکایت کو قصہ اس لیے کہتے ہیں کہ اصل واقعہ تو گزر گیا اب قصہ بیان کرنے والا اسکے اثر و نشان پر
اور اسکے تصویر کا خاکہ کھینچتا چلتا ہی اگرچہ اس معنی کو تھوڑا تھوڑا کر کے بیان کرنا بضرورت اداے عبارت کے واقع ہوتا ہی
تھوڑا تھوڑا بیان کچھ قصہ کی ضروریات سے نہیں ہی بلکہ بیان کا یہی طریقہ ہی حتی کہ اگر ممکن ہو تو وہ ایک مرتبہ سب عبارت
قولہ فیکیدوا لک - سوال ہوا کہ فیکیدوک نہیں فرمایا حالانکہ قولہ فکیدونی جمیعا الآیۃ - میں بغیر لام متعدی ہوا جواب یہ لام
صلہ ہی جیسے قولہ لربہم یرہبون - حالانکہ یرہبون ربہم - بھی صحیح ہی - بعض نے کہا کہ تاکید صلہ ہی جیسے ان کنتم للرویا تعبرون
الرویا - اور جیسے نصحتک اور نصحت لک - اور بعض نے کہا کہ کید یہاں متضمن معنی احتیال ہی اور متعدی ہوا
جب کسی کلمہ کو دوسرے فعل سے تضمین کرتے ہیں تو اسی طرح اسکی مقتضیات میں سے لاتے ہیں تاکہ تضمین ظاہر ہووین قولہ فیکیدوا
ڈھونڈھکر تیرے لیے ہلاکت کا جال پھیلاوین اور کیدا مفعول مطلق بنا بر اظہار قوت کید ہی یا یہ کہ تیرے لیے کید لاوین

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ

اور اسیطرح نوازیگا تجھکو تیرا رب اور سکھاویگا کل بٹھانی باتون کی

عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ

تجھپر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہی تیرے دو باپ دادون پر پہلے

ع ۲

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ

خبردار ہی حکمتون والا

... مین یعقوب علیہ السلام کے علم و فراست کا ظہور ہی جسکو پہلے سے جانتے تھے باوجودیکہ ظاہری اسباب ... اور یون کہا لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ - چنانچہ اللہ تعالی نے انکا قول بیان فرمایا وَكَذٰلِكَ ... جیسے کہ اس خواب کی بشارت سے جو عزت و کمال نفس کی دلیل ہی برگزیدہ و مخصوص کیا ایسی ہی يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ برگزیدہ فرماویگا تیرا رب یعنی درجات عالیہ عطا فرماویگا - ف السراج وغیرہ - اجتباء الٰہی یہ ہی کہ کسی بندے کو خاص ایسے فیض سے سرفراز فرمادے کہ اس سے طرح طرح کی کرامات حاصل ہون درحالیکہ بندے کی کوشش طاعت وغیرہ کو اسمین کچھ دخل نہین ہی اور یہ بات مخصوص بانبیاء علیہم السلام ہی اور انکے اتباع مین بعض بندے صدیق و شہداء و صالحین جنکو انبیاء سے ... قال المترجم کوشش و طاعت کے دخل نہونے کے یہ معنی نہین ہین کہ یہ لوگ عبادت و زہد و طاعت نہین کرتے بلکہ مراد یہ ہی کہ یہ قرب و منزلت محض فضل الٰہی ہی اور طاعات تو جبھی ادا کرسکا کہ اللہ تعالی نے ہاتھ کان ناک صحت و تندرستی وغیرہ دیا پھر یہ طاعت تو ان نعمتون کا شکر یہ بھی پورا نہین ہی اور یہ ظاہر ہی کہ ایسی قرب و منزلت والے نہایت خلوص ظاہری و باطنی سے خالص اپنے مولی کی عبادت مین سرگرم رہتے ہین - پس کوئی بندہ کبھی یہ نہین جانتا کہ اسکا انجام کیونکر ہی اور اللہ تعالی نے قبول یا عدم قبول اُسکے حق مین کیا مقدر فرمایا ہی لہذا ہر ایک پر یہ واجب ہی کہ تقدیر جو شان الٰہی ہی اُس سے کچھ بحث نکرے بلکہ خود طاعت و عبادت مین کوشش کرے اور کوئی ارادہ کرنے والا کبھی اپنی خواہش کے موافق قائم نہ رہیگا مگر جبھی کہ اللہ تعالی چاہے چنانچہ یہ بات صاف ظاہر اور حجت قطعی ہی اسیواسطے حدیث مین آیا کہ ہر شخص پر وہی آسان کیا جاتا ہی جسکے لیے وہ مخلوق ہوا یعنے وہی اسکو میسر آتا ہی - پھر اس مقام پر ظاہر ہی کہ حضرت یوسف کو صغرسنی مین بغیر طاعت و عبادت کے اس خواب سے کرامت فرمائی پس یعقوب علیہ السلام نے آگاہ فرمایا کہ یون ہی تجھے تیرا رب درجات عالیہ کے لیے مخصوص فرماویگا - وَيُعَلِّمُكَ اور سکھلاویگا تجھکو تیرا رب - مِنْ بعض - تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ خوابون کی تعبیر - یہ مجاہد کا قول ہی اور خواب کو احادیث یعنی باتین اس لیے کہتے ہین کہ یا تو دل کے صادقہ ہوتی ہین تو فرشتہ کی باتین ہین یا شیطان کے احلام ہین جو اسکی باتین ہین - قرطبی نے لکھا کہ باجماع یہ تاویل احادیث یعنی تعبیر خواب ہی اور یوسف علیہ السلام ... مین سب سے زیادہ عالم تھے - ولیکن بعض متاخرین نے احادیث کو عام لیا کہ خواب کی باتین ہون یا اگلی کتابون و امتون کے بیان ہون - وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ اور تجھپر اپنی نعمت پوری کریگا - وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ اور اولاد یعقوب پر ... تجھسے پہلے اور تیرے ساتھ اولاد یعقوب پر نسلاً بعد نسل اپنی نعمت پوری کریگا جہان تک اسکو منظور ہو - مفسرین نے کہا ... مصر اور نبوت مع بادشاہت ہی چنانچہ حضرت موسیٰ سے نبوت و بادشاہت انمین رہی - اور آل یعقوب سے ... یوسف کے بھائی و قرابتی و انکی اولاد ہین اور یہ مؤید ہی کہ برادران یوسف نبوت کو پہونچے - اکثر مفسرین نے کہا ... کا اشارہ ہو جو ملک مصر مین داخل ہونے کے بعد انکو میسر ہوئین باوجودیکہ وے سب انبیاء پہلے سے تھے ... بھی ہوئی - سراج وغیرہ مین لکھا کہ نعمت سے مراد نبوت ہی جیسا کہ ابن عباس کا قول ہی کیونکہ مخلوق کو جو

Marfat.com

مراتب حاصل ہوے ان سب مین نبوت اعلی واشرف ہو اتم نعمت ہو اور بعض نے کہا [illegible]
اور یتم نعمتہ علیک سے دنیا و آخرت کی خوبیان و بھلائیان مقصود ہین اور لکھا کہ قولہ علی آل یعقوب
کے سب بھائی داخل ہین اور جب اس سے معلوم ہوا کہ اولاد یعقوب پر اتمام نعمت ہوگا [illegible]
ہوگیا کہ اولاد یعقوب سب انبیاء تھے اور اس سے بڑھکر حجت یہ ہی کہ یوسف نے بھائیون [illegible]
گیارہ آدمی نورانی جنمین داغ دھبا نہین اور انکو فضل و علم ہی جنکی روشنی سے دنیا والے راہ پاتے ہین [illegible]
روشنی ہوتی ہی اور لوگ ان ستارون سے اپنا راستہ جنگلون و بیابان مین بھٹک کر سمجھا کرتے ہین جیسے [illegible]
نے اصحابی کالنجوم فرمایا پس یہ اولاد یعقوب ہادی خلائق انبیاء و رسل ہوے و اقول حدیث مین قولہ نہم [illegible]
الآیۃ مین سب کو خیر و ہدایت و منزلت پر فرمایا ہی اور اگر یہ وہم ہو کہ انھون نے حضرت یوسف کی ایذاء و قتل کا ارادہ [illegible]
جواب یہ کہ قبل نبوت کے ایسا واقع ہوا باوجودیکہ وہ مغفور تھے و قد قال یوسف لاتثریب علیکم الیوم الآیۃ۔ اور یہ [illegible]
قول کے کہ انبیاء سے قبل حصول نبوت کے ظہور بعض افعال کا بصورت معصیت ممکن ہی جیسے موسی علیہ السلام نے قبطی
کو ڈالا تھا۔ پھر واضح ہو کہ یتم نعمتہ سے نبوت مراد ہونا اظہر ہی بدلیل ما بعد یعنے تجھپر نعمت نبوت پوری کرے اور اولاد یعقوب
كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ جیسے پورا کیا اس نعمت کو تمھارے دونون باپ پر
اس سے وہ ابراہیم و اسحاق ہین۔ یعنی جیسے ان دونون کو نبوت و رسالت عطا فرمائی یہان دادا و پردادا کو ابوین فرمایا اور [illegible]
پیغمبر تھے ظاہر اتواضع و حسن خلق سے اپنا ذکر نہین کیا۔ قال الامام الحافظ رحمہ اللہ حضرت مجاہد وغیرہم نے فرمایا کہ قولہ و یعلمک
من تاویل الاحادیث یعنی خواب کی تعبیر اور قولہ و یتم نعمتہ علیک۔ یعنی تجھے رسول بنا کر اور تجھپر وحی فرما کر اپنی نعمت تجھپر پوری کی
اسیواسطے فرمایا۔ کما اتمہا علی ابویک من قبل ابراہیم و اسحاق جیسے ان دونون پر وحی کرنے و رسول بنانے سے نعمت [illegible]
کی۔ قال الشیخ حضرت ابراہیم کے لیے جس فرزند کے ذبح کا حکم تھا وہ مجاہد رح کے قول مین بھی اسحاق ہین دیکن یہ قول اصح
نہین ہی۔ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ تیرا رب خوب دانا و حکمت والا ہی یعنے جو جس لایق ہوا اسکو وہی دیتا ہی اگر [illegible]
کہ اس سے تو صاف معلوم ہوا کہ جو چیز جسکو حاصل ہی وہ اسکے لایق تھا تو جب کافرون کو نعمت و دولت سے مالا مال کیا تو [illegible]
اس سرفرازی کے لایق تھے تو جواب یہ ہی کہ دنیا تمام و کمال جب شیطان کو دیدی تو کافرون سے تجھے کیون تعجب [illegible]
تیرا وہم ہی کہ اس سے بہت سرفرازی ہوئی تو محض غلط ہی دنیا کے اموال کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ دنیا کو دنیا کی [illegible]
و آرام و فخر و نام و دولتمندی کے لیے لیوے اور یہ ملعون و حقیر و فانی بیقدر ہی اور صحیح حدیث ہی کہ اگر دنیا کی قدر اللہ [illegible]
کے نزدیک مچھڑ کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ ملتا۔ دوم صورت یہ کہ دنیا کی بقدر کفایت [illegible]
آخرت کے لیے یعنی مثلاً عبادت کی قوت کے لیے خود کھاوے اور دوسرون کو کھلاوے اور محتاجون [illegible]
کر دے اپنی عبادت مین مشغول ہون اور خیرات و صدقات سے دنیا کو آخرت کے لیے کھیتی بنا دے [illegible]
نظرون مین کچھ نہ تھا نہ اسکی کچھ محبت تھی صرف نیکی مین خرچ کرنے کا ثواب تھا تو اس [illegible]
اسکے ذریعہ سے نعمت آخرت اسنے حاصل کی اسیواسطے حدیث صحیح مین آیا نعم المال الصالح [illegible]

عطا ہوتا ہی دیکھو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مالدار تھے جب آنحضرت صلعم کو فرماتے سُنا کہ جیش العسرۃ کے سامان کر دے جنتی ہی تو آپ نے فوراً سامان کیا اور تین مرتبہ اشرفیاں آنحضرت صلعم کی گود شریف مین ڈالین جیسا کہ حدیث صحیح وغیرہ مین مفصل ہی پس ہر ایک کو اللہ تعالے اپنے علم و حکمت سے اسکے لائق عطا فرماتا ہی اور انبیاء علیہم السلام مین سے نبوت کبری حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا فرمائی۔ تنبیہ قولہ من قبل۔ سراج وغیرہ مین کہا یعنی قبل ہذا الزمان۔ اس زمانہ سے پہلے۔ اور مترجم کہتا ہی کہ خود یعقوب علیہ السلام پر اتمام نعمت تھا اسکو یہان واضع نہین فرمایا اور اگر تقدیر کلام من قبلی ہووے یعنی مجھسے پہلے تو بھی یہی تاویل ہوگی لیکن محذوف مین تحقیقات زیادہ ہی۔ فی العرائس قولہ وکذلک یجتبیک ربک الآیۃ۔ اجتباء و اصطفاء یہ تھا کہ نور جمال سے لباس دیا اور پاکیزگی مین پرورش فرمایا۔ ویعلمک من تاویل الاحادیث۔ سے علوم الہیہ و کشف و وحی سے سرفراز کیا اور تیم نعمتہ ... سے بحالت تغیب کی اور اتمام نعمت سے ہی کہ مرتبہ تمکین و تحقیق کو پہونچایا اور تلوین سے مقام استقامت ... فرمایا اور مقام امتحان زلیخا سے پاکیزہ و طاہر رکھا جیسے انبیاء و صدیقین کی شان ہوتی ہی اور درجہ حضرت ذبیح و خلیل ... قرب و منزلت حاصل ہوئی۔ اقول شیخ کی عبارت صریح ہی کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ السلام تھے اور سابق ایک مقام مین ... اس امر مین کلام مذکور ہوچکا ہی اور آیندہ انشاء اللہ تعالے قولہ وفدیناہ بذبح عظیم کے تحت مین اپنے مقام پر تحقیق ... ابن ہند رح نے کہا کہ اجتباء حسن خلق و دشمن و دوست سے عمدہ برتاو اور اپنی ذات کا انتقام بھائیون سے ... نے کہا کہ اجتباء یہ تھا کہ عورتون کا مکر اسنے دور کیا ورنہ مبتلا ہوجاتے۔ یحیی بن معاذ رحمہ اللہ نے کہا کہ اتمام نعمت ... کہ بھائیون کو انکے سامنے خضوع و لاچاری سے انکساری کی نوبت پہونچی اور خود اسپر انعام فرمایا۔ سہل رح نے ... یہ کہ جو خواب دکھلایا اسکو تحقیق واقع کردے۔ استاد رحمہ اللہ نے کہا کہ اتمام نعمت سے یہ ہی کہ نعمت پرستی کی توقع ہی اور نعمت کو شاہدہ نہ کرے بلکہ منعم حقیقی کو دیکھے تو شان یوسف علیہ السلام حسن و جمال و پاکیزگی و طہارت بعد ... سے انبیاء اُٹھا کر اپنے حسن سلوک و مغفرت مانگنے مین بہت بڑھی ہوئی تھی اسیواسطے اللہ تعالے نے ... آیات و عبرت قرار دیکر فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ○ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ

البتہ ہین یوسف کے مذکور مین اور اُسکے بھائیون کے نشانیان پوچھنے والون کو جب کہنے لگے البتہ یوسف اور اُسکا بھائی

أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ○ اقْتُلُوا

زیادہ پیارا ہی ہمارے باپ کو ہمسے اور ہم قوت کے لوگ ہین البتہ ہمارا باپ خطا مین ہی صریح مار ڈالو

يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا

یوسف کو یا پھینکدو کسی ملک مین کہ اکیلی رہے تمپر توجہ تمہارے باپ کی اور ہو رہیو اسکے پیچھے

صَالِحِينَ ○ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ

نیک لوگ بولا ایک بولنے والا انمین سے مت مار ڈالو یوسف کو اور پھینکدو گمنام کنوئین مین کہ اُٹھا لیجاوین اسکو

بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝
کوئی مسافر اگر تمکو کرنا ہو

لَقَدْ كَانَ فِيْ - خبر - يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ بے شک ہیں یوسف اور اسکے بھائیون
کے قصہ مین نشانیان واسطے پوچھنے والون کے - یعنی جو لوگ اس قصہ کو پوچھتے ہین انکے لیے یوسف و اسکے بھائیون
قصہ مین آیات ہین یعنی ایسی نشانیان ہین جو اللہ تعالے کی توحید عظیم قدرت و بدیع حکمت و عجیب صنعت پر دلالت
امام رازی نے کہا کہ اور جو نہین پوچھتے ہین انکے لیے بھی یہ آیات موجود ہین تو سائلین کا ذکر با خصوصہ تعالی اوبعۃ ایا
للسائلین الآیۃ - ہی - پس حاصل یہ ہوا کہ سائلون کا ذکر فقط انکے پوچھنے و توجہ کرنے کی وجہ سے ہی ورنہ آیات جیسے سائلون
کے لیے ویسے ہی دوسرون کے لیے یکسان ہین - قال الامام الحافظ - آیات للسائلین یعنے عبرت و نصائح ہین ان لوگون کے
جو اس قصہ کو دریافت کرتے ہین کیونکہ یہ عجیب قصہ اس لایق ہی کہ ضرور اسکی خبر دریافت کیجاوے - مترجم کہتا ہی کہ
شان نزول کی روایت کہ یہود وغیرہ نے دریافت کیا تھا اس روایت پر معنی کو موقوف نہین رکھا بلکہ یہ معنی بیان کیے کہ اس قصہ
عجیب اخبار ہین ہر شخص کو چاہیے کہ اسکے دریافت کے واسطے سوال کرے پس سائل کو بہت نصائح و عبرت حاصل ہونگے - یہ قصہ
نفیس ہی - اور واضح ہو کہ لقد کان مین معنی ماضی مراد نہین ہین چنانچہ کثرت سے عرب اس لفظ کو استمرار و ثبوت کے معنی مین لاتے
ہین پس اب بھی وہ آیات موجود ہین اور مترجم کہتا ہی کہ اگر یہود کے سوال کرنے کی روایت سے معنی کا ارتباط کیا جاوے
شاید یہ تعریض ہو یہود پر کہ انکے لیے اس قصہ مین بہت علامات و نصائح و عبرت تھین گویا انھون نے انکو حاصل نہ کیا لیکن
احسن وہی ہی جو علماء تفسیر سے مذکور ہوا - پھر آیات سے بعض نے تو اللہ تعالے کی توحید و قدرت و صنعت پر علامات مراد لی
اور بعض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت پر حجت مراد لیا کیونکہ آیت حجت قطعی و ظنی دونون کو شامل ہی کما
صرح بہ البیضاوی فی غیر ہذا الموضع - اور آنحضرت صلعم کی نبوت پر حجت ہونے کی یہ توجیہ بیان فرمائی کہ یہود نے مدینہ سے
قریش کے پاس آدمی بھیجے کہ محمد صلعم سے دریافت کرو کہ ہم سے ایک نبی کا حال تبلاوین جو شام مین رہتا تھا اور اسکا بیٹا
کو نکالا گیا وہ اسکے غم مین یہان تک رویا کہ اندھا ہو گیا - تو اللہ تعالے نے سورۂ یوسف پوری یکبارگی نازل فرمائی اور
بالکل اسکے مطابق واقع ہوئی جو توریت مین تھا تو ضرور انکے واسطے حجت قطعی ہوئی کہ آنحضرت صلعم رسول ہین کیونکہ آپ نے
کتابین نہین پڑھین اور نہ عالمون کے پاس بیٹھے اور نہ اخبار والون سے سنا اور نہ ملک حجاز مین کبھی اسکا ذکر ہوا تو ضرور
وحی الٰہی تعالے سے آپ کو معلوم ہوا - اور بعض نے کہا کہ آیات یعنی عجب ہین اور مراد عجب کلمے وہ ہی جسکو ہندی مین اچنبھا
اور فارسی مین شگرف و شگفت بولتے ہین اور بعض نے آیات للسائلین کے معنی مین کہا کہ عبرت حاصل کرنے والون کے لیے
عبرت ہین کیونکہ اس قصہ مین کئی طرح کی نصیحت و عبرت و حکمت موجود ہی - از انجملہ حضرت یوسف کا خواب اور
اور کیسی کیسی گردش و سوانح و وقائع کے بعد کس طریقہ سے اسکا ظہور ہوا - از انجملہ بھائی ہو کر حسد کرنا
پر آمادہ کر دینا اس زعم پر کہ اسکے بعد ہم اپنی سعی سے قوم صالح یعنی برگزیدہ ہو جاوینگے اور حضرت یوسف
علیہ السلام کی راستی و تواضع و صبر کرنا اور ظاہر و باطن اللہ تعالے کے ساتھ صدق و عفت

Marfat.com

[illegible] سے اسقدر تعلق کہ روتے روتے اندھے ہوگئے اور باوجود نبوت کے مرضی الٰہی یہی رہی کہ پیغمبر
[illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام کا صابر رہنا اور کچھ دعا نہ کرنا اور کنعان کے کنوئین مین یوسف کا پڑا رہنا معلوم نہوا اور
[illegible] کی خوشبو معلوم ہوئی باوجود اسکے یہ کہا کہ مین اللہ تعالے کی طرف سے وہ جانتا ہون جو تم نہین جانتے ہو اور
[illegible] وقائع زلیخا کا مثل دنیا کی زینت کے مزین ہوکر انکو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی اور اسکے لیے کیسے
[illegible] حضرت علیہ السلام پاک رہے اور آخر رضاے الٰہی وعروج کے ساتھ اس سے بہتر حالت مین وہ بھی مل گئین
[illegible] قولہ والذین آمنوا اشد حبا للہ - ایمان والے جو سب سے زیادہ اللہ تعالے کو چاہتے ہین انکو اپنی محبت کا اندازہ کرنا کہ
[illegible] کے مقابلہ مین انکا کیا حال ہی - ازانجملہ حکمت اسکی کہ یوسف علیہ السلام نے عورتون کے پاس ہونے سے قید ہونا بخوشی
[illegible] قیدیون مین سے ایک قیدی نے رہا ہوکر بادشاہ سے تعریف کی جس سے ملوکیت کے داغ سے بالکل پاک ہوگئے
[illegible] بادشاہ نے اپنے واسطے استخلاص کیا تو آقا ہوگئے اور وہ انکے دین پر ہوگیا اور عورتون سے بالکل نجات ہوگئی اور سواے
[illegible] بکثرت نصائح ہین کہ اگر ہر ایک اشارہ لکھا جاوے تو غالبًا ایک ضخیم مجلد کتاب ہوجائیگی کیونکہ باریک اشارات سمجھانے
کے لیے سب متعلقات بیان کرنا دراز ہوگا وانما الفہم من توفیق اللہ عزوجل وہو الہادی الملہم ولہ الحمد فی الاولے والآخرۃ والیہ
یصعد الکلم الطیب - اگر کوئی آیات وسائلین کے جمیع معانی کو بوجوہ جمع کرلے تو بھی ممکن ہو پس کہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام
اور انکے بھائیون کے قصہ مین سائلین کے لیے آیات ہین یعنے اہل عبرت و اہل عقل کے لیے اللہ تعالے کی وحدانیت پر
نشانیان اور آنحضرت صلعم کے صدق رسالت پر قطعی حجتین و دلیلین اور انسانی اصل وانجام وحیات دنیا کے لیے نصیحتین و عبرتین
موجود ہین اور جنکے پاس توریت تھی انکے پاس پہلے سے آیات وحدانیت وعجیب صنعت الٰہی ونصائح وعبرت وحکمت موجود تھین
مگر اکثرون نے اسنے نفع نہین پایا - پھر اس قصہ مین زلیخا کا تذکرہ تبعیت واقع ہوا اور اصل انکے بھائیون کا حسد ہی تھا لہذا حضرت
یوسف واخوتہ کا قصہ فرمایا علاوہ بریں تہذیب سکھلائی کہ عورتون کے تذکرہ سے تعلق کم کریں اور واضح ہو کہ حسد کرنے والے
[illegible] دس بھائی تھے اور گیارھوان بھائی انہین شامل نہ تھا - پھر معالم وبیضاوی وسراج وغیرہ مین انکے بھائیون کے نام
[illegible] لکھے کہ حضرت یعقوب کی پہلی بی بی انکے ماموں لیان کی دختر لیا نام سے یہودا - روبیل - شمعون - لاوی - زبلون - یشجر - چھ
تھے - سراج مین مذکور ہی کہ سب سے بڑا روبیل تھا اور ایسا ہی مؤلف الفتح نے قرطبی [illegible] نقل کیا اور زبلون کو زبولون
لکھا - پھر معالم مین کہا کہ دو لونڈیون سے چار اولاد تھے ان دونون کا نام زلفی وبلہم لکھا اور امام رازی و قرطبی نے بلہم کی جگہ بلہہ
لکھا اور ان بھائیون کے نام - دان - نفتالی - جاد - اشر - بیان کیے بقاعی نے کہا کہ نفتالی بنون وفاء وتاء فوقیہ والف ولام دیا
[illegible] قرطبی سے نفتالی کی جگہ نفتونا یعنے بتاء فوقیہ وفاء وتاء فوقیہ وواو ونون الف لکھا اور ظاہرا غلطی ہی - اور اشر کی جگہ
[illegible] لکھا - پھر لیا بنت لیان کا انتقال ہوگیا تو آنحضرت نے اسکی بہن سے جسکا نام راحیل تھا نکاح کیا اس سے یوسف علیہ السلام
[illegible] نے کہا کہ راحیل سے فقط بنیامین ہوے اور اسی نفاس مین وہ مرگئین پھر حضرت یعقوبؑ نے وفات سے
[illegible] حضرت یوسف پیدا ہوے پس بنیامین حضرت یوسفؑ سے بڑے تھے ولیکن یہ قول غریب معلوم ہوتا ہی ظاہرا
سراج وغیرہ مین [illegible] بعض کا قول یہ ہی کہ حضرت یعقوبؑ نے لیا کی حیات ہی مین راحیل سے نکاح کرلیا تھا

Marfat.com

اور اس وقت مین دو بہنون کو نکاح کرکے جمع کرنا حرام نہین کیا گیا تھا۔ محمد بن اسحاقؒ بن یسار
نبوت ہوئی اور قرابتیون نے اپنے آپ کو نبوت کے لایق وفائق زیادہ سمجھکر آنحضرت صلعم
ہوے اور بہت کچھ تکلیف پہونچائی تو اللہ تعالےٰ نے آپ پر قصہ حضرت یوسفؑ واخوہ نازل فرمایا
کے ایذار قرابت پر صابر اور انکے حق مین استغفار فرما دین اور انتقام کا قصد نہ فرماوین اقول
مین سے ہی تاکہ قوم والے خود حاسدہ کا انجام دیکھکر لغو خیالات سے باز رہین کیونکہ رسالت اللہ
حکیم ہی خوب جانتا ہی کہ جہان رسالت کا تاج رکھا جاوے لقولہ تعالیٰ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ
ہی۔ قتادہ رح وضحاک وغیرہم نے اس آیت مین کہا کہ جو کوئی اس قصہ سے سوال کرے تو وہ یون ہی
بوحی سنایا اور آگاہ فرمایا ہی۔ اقول ظاہرا یہ تفسیر قولہ آیات للسائلین کے متعلق ہی یعنے جو کوئی سائل
تو اسطرح ہی جیسا بیان ہوا اس سے وے سائل عبرت ونصائح حاصل کرین۔ اسکا بیان یہ ہی۔ اِذْ قَالُوْا
آیات انکے اس قصہ مین ہی کہ جب یوسفؑ کے بھائی سواے بنیامین کے کہنے لگے آپس مین کہ لَیُوْسُفُ
وَاَخُوْهُ مع اسکے بھائی چھوٹے یعنی باپ وماں دونون کی طرف والے بھائی بنیامین کے۔ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا
محبوب ہی ہمارے باپ کو بہ نسبت ہمارے۔ سراج مین لکھا کہ جب بھائیون کو حضرت یوسفؑ کے خواب کی خبر پہنچی تو
بھائیون سے سجدے کرانے کا خیال دماغ مین سمایا ہی اور اتنے ہی پر بس نہین کیا بلکہ ماں باپ سے بھی سجدے چاہتا ہی
یعقوبؑ کو بسبب علم نبوت وفراست کاملہ کے حضرت یوسفؑ کی طرف التفات بہت تھا خصوص اس خواب سے باوجودیکہ
انکی پیشانی سے ظاہر تھا اور حسن کا آفتاب ایسا چمکتا تھا کہ شمس وقمر انکے سامنے سر جھکاتے تھے پس شیطان نے بھائیون کے
مین حسد کی آگ بھڑکائی اور باہم مشورہ کیا کہ واللہ یوسف واسکا بھائی دونون ہماری بہ نسبت ہمارے باپ کو زیادہ محبوب
وَنَحْنُ عُصْبَةٌ حالانکہ ہم ایک گروہ زبردست ہین یعنے وے دونون حقیر لونڈے نہ کام کے نہ کاج کے نہ ان سے کیا مال ودولت
ملنے والی ہی اور ہم البتہ قوی گروہ کا گروہ ہین ہر طرح کا آرام ہماری ذات سے متصور ہی پھر بھی ہمارے باپ انھین دونون سے
محبت ہی۔ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ بے شبہہ ہمارا باپ کھلی ہوئی خطا مین پڑگیا ہی۔ سراج وغیرہ مین کہا کہ مراد
یہ تھی کہ ہماری محبت پر انکی محبت کو ترجیح دینے مین اس سے صاف چوک ہوئی ہی کیونکہ اگر دلیل سے دیکھا جاوے تو ہم
ہونے مین یکسان ہین تو محبت برابر ہوئی لیکن ہم کو ان دونون پر اسوجہ سے ترجیح ہی کہ ہم ایک جماعت قوی زبردست
ہر طرح نفع پہونچا سکتے ہین اور کوئی برائی آوے اسکو دور کرسکتے ہین اور ہر کام کے لیے کافی ہین اور ان دونون
نہین ہی تو ہماری محبت زیادہ چاہیے ہی پھر اگر زیادہ نہوتی تو خیر برابر ہوتی پھر برابر بھی نہین بلکہ انکے لیے
ہی۔ تنبیہ قولہ لیوسف واخوہ احب۔ لام ابتدائیہ ہی تو معنی یہ ہوے کہ یوسف واسکا بھائی زیادہ محبوب
قسم ہی یعنے واللہ یوسف الخ اور شاید قسم بموقع تعجب ہی یا باپ کی خطا ثابت کرنے کے لیے تعلیل
کی خبر مین احب صیغہ واحد اسوجہ سے ہی کہ جب اسم تفضیل معرفت بلام یا مضاف نہو تو
ہوتا ہی اور شاید کہ واخوہ بمعنی مع اخیہ ہووے تو اس توجیہ کی ضرورت نہوگی۔ اور مع اخیہ

[illegible] یوسف نے دیکھا اور آثار نبوت و نجابت صرف انکے چہرہ سے ہویدا تھے اور شطر الحسن یعنے
[illegible] نصف حسن کے انہین کو ملا تھا اور یہ وجہ بے اختیاری محبت کی ظاہر تھی مگر انھون نے بھائی کو بھی ساتھ ملا کر
[illegible] بھی پر حمل کر دیا اگرچہ یوسف علیہ السلام اصلی محبوب تھے تو انکا ایک بیٹ کا بھائی بھی فی الجملہ انکی محبت
[illegible] سراج و کبیر وغیرہ مین کہا کہ یہان چند اوہام پیدا ہوتے ہین تو انکا جواب پوچھا جاتا ہی اول یہ کہ اولاد مین سے
[illegible] بعض پر فضیلت دیجاوے تو دوسرون کو اس سے حقد و حسد پیدا ہو جاتا ہی تو یعقوبؑ نے ایسا کیون کیا۔ جواب یہ ہی
[illegible] محبت کرنے مین تھا اور محبت آدمی کی اختیاری چیز نہین ہی اقول یہین کہا جائیگا کہ اگر کوئی آدمی اپنی جوروؤن کی باری
[illegible] و نفقہ وغیرہ امور اختیاری مین کسی کو دوسرے پر فضیلت دے تو گنہگار ہوگا اور اگر محبت ایک سے بہ نسبت دوسرے
کے زیادہ ہو تو وہ معذور ہی کیونکہ اسکے اختیار سے باہر ہی۔ دوم یہ کہ اولاد نے باپ پر کیونکر اعتراض کیا حالانکہ جانتے تھے
[illegible] وہ نبی ہین اور یہ لوگ انپر ایمان رکھتے تھے۔ جواب یہ ہی کہ بے شک پیغمبر برحق جانتے تھے لیکن انھون نے بمقتضائے
بشریت یہ خیال کیا کہ باپ کا یہ فعل اپنی رائے سے ہی اور جب خود دلیل سے دیکھا تو انکی رائے مین آیا کہ باپ کی رائے اسمین
خطا کرگئی ہی پس انھون نے اعتراض کیا اور یہ نہین سمجھے کہ باپ کا ان دونون سے زیادہ محبت کرنا کس وجہ سے واقع ہوا ہی
اقول یہ کہ ان دونون کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا اقول یہ غلط ہی بلکہ بڑون کے والدہ البتہ مرچکی تھین اور ان دونون کی
والدہ [illegible] ت تک زندہ رہین ظاہرا توجیہ کی فکر مین یہ یاد نہین رہا کہ خواب کی تعبیر واقع ہوئی اسطرح کہ ماں و باپ نے سجدہ کیا اور
یہ تو آخر سورہ مین منصوص ہی عجب کہ سراج مین بھی کبیر سے اسیطرح نقل کر دیا خیر یہ زلت قلم مقتضائے انسانی ہی اللہم اغفرلی ولہم
ولجمیع المومنین اور دوم یہ کہ یوسفؑ مین آثار نبوت و نجابت ایسے ظاہر تھے کہ باقی اولاد مین نہ تھے اقول اسمین بھی یہ منشا
ہوکہ پھر بنیامین سے کیون زیادہ الفت تھی فافہم۔ اور سوم یہ کہ یوسف اگرچہ صغیر تھے مگر باپ کی ایسی خدمت کرتے تھے
جو اورون سے نہین ہوتی تھی اقول یہ کہان سے معلوم ہوا اسکی کوئی روایت نہین آئی علاوہ برین بنیامین کا اشکال باقی
رہیگا۔ الحاصل یہ مسئلہ اجتہادی تھا اور اسمین نفسانی خواہش یعنی یوسفؑ سے حسد کا بھی میل تھا تو اس سے دین مین
اعتراض لازم نہین آتا اقول محصول یہ ہی کہ انھون نے اس رائے کو دنیاوی معاملہ کی رائے سمجھکر اعتراض کیا درحالیکہ
باپ سے اسمین کوئی حکم صریح ظاہر نہ تھا اور مین کہتا ہون کہ اس جواب کو تقویت ایک حدیث سے ہو سکتی ہی جبکہ صحابہؓ
نے [illegible] کے درختان خرما مین زمادی لگائی اور آنحضرت صلعم نے لغو فرمایا تو انھون نے نہین لگائی تو پھل نہ آئے تب
آپ نے فرمایا انتم اعلم بامور دنیاکم۔ دنیاوی معاملات تم ہی خوب جانتے ہو پس جب مین دین کے معاملہ مین تم کو حکم دون تو
تم تسلیم کرنا واجب ہی اور دنیاوی مشورہ مین تم جانو تمہارا کام جانے۔ علی ہذا انھون نے اس واقعہ محبت کو دنیاوی معاملہ
[illegible] کے اعتراض کیا [illegible] اپنے آپ کو عصبہ قرار دیکر مستحق فضیلت جاننا اسپر دلالت کرتا ہی۔ تیسرا سوال یہ ہی کہ باپ کو ضلال
[illegible] دی اور ضلال گمراہی ہی۔ جواب یہ ہی کہ دین مین ضلال نہین کہا تھا بلکہ دنیاوی مصلحتون کی جو راہ ہوتی ہی اسکی
[illegible] کرنا مقصود تھا۔ چوتھا سوال یہ ہی کہ وے کیسے معصوم نبی ہونگے جبکہ انسے چند کبیرہ گناہ سرزد ہوئے از انجملہ
[illegible] کی جڑ کھنا چاہیے دوم قتل یوسف بیگناہ کا قصد۔ سوم باپ کو دوام ملال مین ڈالنا۔ چہارم صریح جھوٹ بولنا

اُسکا جواب یہ دیا کہ انسے یہ حرکتین نبوت حاصل ہونے سے پہلے سرزد ہوئین اور یہان دو قول [illegible]
کہ نبی سے گناہ کبیرہ سرزد نہو اور اسی قول کے مطابق یہ جواب ہی اور دوسرا قول یہ ہی کہ [illegible]
اسکے مطابق یہ جواب نہین ہو سکتا۔ واضح ہو کہ یہان دو قول ہین ایک یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام [illegible]
تھے اور دوسرا قول یہ ہی کہ وے نہین تھے پس چوتھا سوال اسی صورت پر وارد ہی کہ انکو انبیاء مان [illegible]
گفتگو انشاء اللہ تعالےٰ آگے آویگی۔ یہان تو اسیقدر بیان تھا کہ انھون نے پہلے مشورہ کیا اور اپنی [illegible]
ہم سے زیادہ یوسف و اسکے بھائی سے باپ کا محبت کرنا ہمارے باپ کی طرف سے چوک ہی۔ لیکن اصلی مقصود [illegible]
باپ کی غلطی ثابت کرین بلکہ مقصود یہ تھا کہ حسد سے یوسف پر اپنی فضیلت ظاہر کرین لہذا باپ کو [illegible]
بلکہ یوسف ؑ کے حق مین یہ نتیجہ نکالا کہ اگر یہ باپ کی نظر سے دور ہو جاوے تو پھر ہم باپ کے منظور نظر ہو کر صاحب [illegible]
ہو جائین گویا انکو یہ یقین تھا کہ باپ کے منظور نظر ہونے سے کمال و شرف حاصل ہوتا ہی اسی سبب سے جب یوسف ؑ [illegible]
فرمایا تو اسکو خواب وغیرہ کا شرف ملا اور اسیطرح ملتا جائیگا اگرچہ باپ نے ان دونون سے محبت کرنے مین [illegible]
کے سزاوار ہم جماعت تھے پس جب یوسف زندہ نہ رہا تو خواہ مخواہ ہم ہی منظور نظر ہو کر قوم صالح یعنے انبیاء ہو جائینگے
یہ رائے ٹھہرائی کہ ﴿اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ﴾ مار ڈالو یعنے ہم [illegible]
مار ڈالو۔ یوسف کو یا پھینک بہاؤ اسکو کسی زمین مین یعنے دور دراز کسی ملک مین تو پھر تمہارے ہی لیے خالی [illegible]
باپ کا چہرہ۔ یعنی بنیامین تو بذات خود منظور نظر نہین ہی یوسف ؑ اصلی محبوب ہی اسکو مار ڈالو یا کہین دور بہا دو تو پھر باپ کی
نظرون مین خالی تم ہی تم رہجاؤگے اور انکا چہرہ خالص تمہارے ہی لیے ہوگا تو تم ہی انکے منظور نظر ہو جاؤگے ﴿وَتَكُونُوا
مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ﴾ اور یوسف کے بعد یا اس واقعہ کے بعد تم ہو جاؤگے ایک قوم صالح یعنی باپ
منظور نظر ہو کر تم سب درجہ نبوت و ولایت سے سرفراز ہو جاؤگے ؎ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ٭ آیا بود کہ گوشۂ
چشمے بما کنند ٭ امام حافظ رح نے لکھا کہ گناہ کرنے سے پہلے ہی انھون نے توبہ اپنے دل مین رکھ چھوڑی تھی [illegible]
ٹھان لیا کہ یوسف کو اس طرح گم کر کے توبہ کر کے قوم صالح ہو جاؤگے۔ ﴿قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ﴾
انمین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف کو قتل مت کرو۔ قتادہ و محمد بن اسحاق رح نے کہا کہ یہ کہنے والا بڑا بھائی روبیل [illegible]
رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ یہودا تھا۔ قال الامام مراد اُسکی یہ تھی کہ حسد و عداوت کو یہان تک [illegible]
وے کبھی ایسا کر نہین سکتے تھے کیونکہ حق تعالےٰ نے جو چاہا تھا اُسکا پورا ہونا ضروری تھا کہ [illegible]
شاید یہی حسن طویت یہودا کے مقبول ہوئی کہ اسباط و اولاد مین خلافت و مملکت کا استحقاق [illegible]
نے لکھا ہی واللہ اعلم۔ بہر حال اس قائل نے جب مار ڈالنے سے منع کیا تو اشارہ کیا کہ ﴿وَأَلْقُوهُ فِي
غَيَابَتِ الْجُبِّ﴾ اور ڈال دو اسکو غیابت جب مین۔ ﴿يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ﴾ [illegible]
کو بولتے ہین جو کسی چیز کو ڈھانک کی نظر سے غائب کر دے اور جب گڑھا یا بے جگت کا کنوان [illegible]
جسمین نظر نہین پڑتا احتمال ہی کہ کوئی خاص کنوان مقصود نہ تھا۔ اور قتادہ رح سے روایت [illegible]

[illegible] نے فقط قول قتادہ رح ذکر کیا اور دوسرون نے لکھا کہ وہب نے کہا کہ
[illegible] حضرت یعقوب کے مسکن سے تین فرسخ دور تھا۔ اقول اتنی دور ہونا چاہیے
[illegible] رات تک واپس آئے اور وہان بکری وغیرہ ذبح بھی کی [illegible] کنعان سے بیت المقدس سے
[illegible] بعض اہل علم نے کہا کہ ان لوگون نے حضرت یوسف ؑ کے قتل کا عزم کیا تھا اور اللہ تعالےٰ
[illegible] لوگون پر بھی رحمت تھی ورنہ اگر قتل کرتے تو سب ہلاک ہوکر عذاب مین پڑتے۔ حاصل یہ کہ اس کہنے والے
[illegible] یہان تک نہ بڑھاؤ کہ یوسف بھائی ہو اسکی جان مارڈالو بلکہ تمھارا مقصود تو صرف یہ ہو کہ اسکو باپ کی نظر
[illegible] تو یہ یون حاصل ہو کہ اسکو جب کی تہ مین ڈالدو وہان سے بعضے مسافر اسکو دور اٹھا لیجاوینگے اور تمھارا مقصود حاصل
[illegible] اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ اگر تم کرنے والے ہی ہو۔ یعنی اگر تم خواہ مخواہ ایسے فعل پر آمادہ ہو۔ ظاہراً یہ کہنے والا ایسی سخت
[illegible] ایسا تھا مگر [illegible] کی صحبت مین اتفاق کرنا پڑا واللہ اعلم۔ محمد بن اسحاق نے کہا کہ بے شبہہ وے لوگ
[illegible] ایک تو ناتا قطع کرنا یعنے علاتی بھائی اور ایسے نیک کو اس بیرحمی سے ارادہ قتل کرنا دوسرے
[illegible] اس صغیر بے گناہ پر رحم نہ کرنا جو تھے اس پیرمرد بزرگ کی بیقراری پر ترس نہ کھانا جسکا رتبہ
[illegible] حق کا لحاظ نہ کرنا کہ والد و فرزند صغیر کے درمیان جدائی ہوجاتی ہے خصوص جبکہ بڑھاپے سے
[illegible] قلق کی آنچ سے پگھلی جاتی ہون اور یہ فرزند صغر سنی سے اپنے باپ کی لطف و پرورش و اسکی گود مین
[illegible] یہ سخت بات تھی اللہ تعالےٰ ہم کو اور انکو بخشدے وہ ارحم الراحمین ہی۔ رواہ ابن ابی حاتم عنہ۔ امام حافظ
[illegible] جاننا چاہیے کہ کوئی دلیل اس بات پر قائم نہین ہوئی کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی نبی تھے بلکہ ظاہر سیاق
قرآن مجید اسکے برخلاف دلالت فرماتا ہی یعنے سیاق سے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہی کہ وے لوگ نبی نہین تھے اور لوگون مین بعض یہ گمان
[illegible] ہو کہ اسکے بعد انکو وحی بھیجی گئی اور وے نبی ہوگئے مگر مجھے اسمین تامل ہی کیونکہ ایسی بات کے کہنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہی
[illegible] سے کسی کو نبی نہین بنا سکتے ہین پھر اسکے دلیل انھون نے کوئی ذکر نہین کی سواے اس قول اللہ تعالےٰ
کہ قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط۔ پس معلوم ہوا کہ اسباط پر جب
[illegible] ایمان لائے ہین تو ضرور پیغمبر ہوئے۔ امام حافظ رح نے کہا کہ یہ تو کوئی دلیل یقینی نہین ہی اس لیے کہ
[illegible] اسرائیل کے [illegible] یون کہلاتے تھے جیسے عرب مین قبائل اور عجم والے شاخین بولتے ہین پس فرزندان یعقوب
[illegible] انبیاء بعد قتل سبط تھے اور مجموعہ اسباط ہین اور ان اسباط مین انبیاء کثیر گذرے ہین مانند موسیٰ ؑ و
[illegible] کتب وصحف پر ایمان لانا مقصود تھا اس سے یہ لازم نہین آتا کہ ان اسباط کے
[illegible] کلام ہی وے بھی انبیاء تھے ہان یوسف علیہ السلام بے شک بنص قرآنی پیغمبر تھے۔ اقول
[illegible] سیاق سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ وے لوگ نبی نہین تھے۔ یہی امور ہین جنکی طرف
[illegible] مین تفسیر کبیر سے سوال چہارم مین منقول ہوئے اور حاصل یہ ہی کہ جسقدر افعال
[illegible] عقوق والدین ہی چنانچہ حدیث صحیح مین اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک

Marfat.com

کرنے کے بعد دوسرے درجہ پر عقوق والدین شمار فرمایا ہی اور از انجملہ قطع رحم ہی [illegible]
نے اسپر اتفاق کرلیا تھا اور ایسے ہی حسد اور باپ پر اس راہ سے کہ پیغمبر تھے اجتراء [illegible]
امانت و عہد مین خیانت و غدر کرنا سب از قسم کبیرہ ہین - پھر مترجم کہتا ہی کہ اہل الحق [illegible]
صر نہین کرتا یعنی انجام وہی تبدیلیت ہوتا ہی اور یہ قول صحیح ہی لہذا محتمل ہی کہ انکے واسطے شان [illegible]
نہین ہو سکتا لیکن جیسطرح بعضے شعراء نے اس قصہ مین انپر زبان درازی کی ہی وہ تو [illegible]
پر جزم ہی اگرچہ بنی غفون اوران افعال سے حضرت یوسف و حضرت یعقوب نے عفو و استغفار فرمایا ہی [illegible]
نفس تو حضرت موسی ع سے بھی سرزد ہوا کہ انھون نے قبطی کو مار ڈالا حالانکہ اسکا نفس معصوم تھا [illegible]
انھون نے ایک کافر قبطی کو قتل کیا کیونکہ جب اسکے ملک مین بروجہ ذمہ تھے تو اسکا نفس بھی [illegible]
تو نہین دیکھتا کہ سلطان اسلام کو روا نہین ہی کہ اپنی رعیت مین سے کسی ذمی کافر کو قتل کرے اور جیسے یہ روا نہین
کسی کافر کی بادشاہت مین آباد ہو کر کوئی مسلمان جہاد کے بہانہ سے انمین سے کسی کو مار ڈالے اور [illegible]
نے اقرار کیا کہ یہ شیطانی فعل تھا ہان جواب صحیح یہ ہی کہ قبطی مذکور سخت ظلم کر رہا تھا اسکو انھون نے مارا اور یہ قصد نہ تھا کہ
مار ڈالون مگر وہ مرہی گیا پس یہ چوک ہی نہ قتل عمدا اور اللہ تعالے خالق حاکم مالک مختار ہی اسنے بخشدیا بقولہ فغفرلہ [illegible]
ازین ایسے ظالم کو جو مخلوق کو ناحق ایذا پہونچاتے ہین قتل کرنا روا ہی جبکہ سوائے اسکے نجات کی راہ نہو چنانچہ ذخیرہ و محیط وغیرہ
مین سید امام کبیر بلخی وغیرہ سے پوچھا گیا کہ سلطانی سرہنگ جو لوگون سے ازراہ ظلم مال لیتے ہین یا حاکم اسطرح ظلم کرتا ہی اسکا کیا حکم
ہی فرمایا کہ اسکا قتل کر دینا روا ہی اور فرمایا کہ قاتل کو ثواب ملیگا چنانچہ عالمگیریہ فتاوی وغیرہ مین مصرح منقول ہی اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ
نے اگرچہ اسپر فتوی نہین دیا لیکن سکوت کیا ہی اور یہان تو قبطی مذکور زبردستی اس سبطی بیچارہ کی جان پر بار دینے سے ظلم [illegible]
کرتا تھا پھر بھی انھون نے قتل کا قصد نہین کیا پھر بھی یہ قصہ مؤید قول اہل الحق ہی کہ اسرار حکمت الٰہیہ کسی کو نہین معلوم و [illegible]
جانتا ہی اور مقبول ازلی کبھی مردود نہین ہوتا - اور سورہ فاطر کی آیت قولہ تعالے منھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات
باذن اللہ - کی تفسیر مین صحیح حدیث وارد ہی کہ کلھم علی منزلۃ واحدۃ فی الجنۃ او کما قال - یعنی اپنے نفس پر ظالم [illegible]
درجہ پر رہنے والے اور بارادہ الٰہی نیکیون پر سبقت کرنے والے سب کو اہل جنت مین سے فرمایا [illegible]
ہو تو نفس کا ظالم انکو وہی معلوم ہی جو مرتکب معاصی ہوا اور یہ ہرگز مراد نہین ہی اور بعض علماء کا قول [illegible]
کام نیک ہین وہ اہل قرب و منزلت کے حق مین گویا گناہ ہین اسکی مثال یہ ہی کہ اگر بادشاہ کا [illegible]
کا کام کر دیا کرے تو جو کام خدمتگار کے حق مین اسکی خوبی تھی وہ وزیر سے نازیبا ہوگا [illegible]
برادران یوسف علیہ السلام کی نسبت صلاحیت کا گمان لازم ہی اور جو کچھ انسے واقع ہوا خواہ باپ کی [illegible]
عفو کر کے اللہ تعالے سے انکے لیے استغفار کیا اور خواہ حضرت یوسف ع کے حق مین [illegible] انھون نے
یغفر اللہ لکم - پس کسی کو مجال نہین کہ کچھ گستاخی کرے اگرچہ بوجہ قطعی دلیل نہونے کے یہ یقین [illegible]
کر انکو وحی ہوتی تھی اور مترجم کہتا ہی کہ ایک بڑی جماعت مفسرین وغیرہ جو انکی نبوت [illegible]

بلکہ ستارہ سے تھے ۱۲

[illegible] وحی مخصوص بحضرت یوسف علیہ السلام تھی اور وے رسول کے رُسل تھے اور یہ صحیح ہوا ہی کہ
[illegible] رسول نہین ہوتے ہین اور خود قرآن مجید مین لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تابع اور یحییٰ علیہ السلام
[illegible] تھے اور بنو اسرائیل مین بہت ایسے پیغمبر گذرے جنکو توریت پر عمل کرنے اور اسی پر مخلوق کی ہدایت کرنے کا
[illegible] اس امر سے ممنوع ہین کہ شان نبوت یا اسرار الٰہی مین کلام کرین کیونکہ ناسمجھی سے انکو شیطان کے وساوس
[illegible] کی ملاقات ہوگی تو انکا دشمن انپر غالب ہوجائیگا ایسی طرح کہ خود خبردار ہونگے چنانچہ اس زمانہ مین نیچر وغیرہ کتنے گمراہ
[illegible] ایسے ہی خیالات پر اسلام سے خارج ہوگئے اور منہ سے اسلام کا دعوی کرنے سے اور لوگ انکے دھوکے مین اعتقاد کا ضرر
[illegible] اٹھاتے اور دنیا کے لالچ سے گمراہ ہوتے ہین جیسے فاحشہ کسبیون کے دعوے سے کہ ہم مسلمان ہین تمام عوام یہ سمجھے کہ بداعتقادی
[illegible] بیباکی سے ایسے کبیرہ گناہون کے ارتکاب سے کچھ اسلام مین تو فرق آتا نہین لہذا عموماً بدکاریون وفحش وفجور کو بیباک
[illegible] علانیہ کرنے لگے اور کسی نے نہ روکا تو سب عذاب خواری مین گرفتار ہوے اسواسطے لازم وفرض ہی کہ عوام جب انکو اللہ تعالیٰ
[illegible] وحدانیت اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر دار الآخرۃ کے وعدہ و وعید کا یقین اور اپنی موت کا یقین ہی
[illegible] سے ہر حکم کی جو قرآن مجید وحدیث مین وارد ہی قطعی اتباع کرین اور رہی تفسیر کی ایسی باتین کہ حضرت یوسف ؑ کے بھائی نبی
[illegible] یا نہین تھے تو اسکا انکو صریح حکم قرآن یا حدیث مین نہین ہی پس انکے واسطے نیک گمان کرین اور جو افعال مذکور ہوے
[illegible] بحث نکرین کیونکہ جبر ظلم سمجھا گیا انھون نے خود معاف کیا اور استغفار کیا تو دوسرا اپنی عاقبت کیون خراب کرے اور
[illegible] کا لحاظ اور کیا اختیار ہی۔ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم وہو ارحم الراحمین۔ ف۔ کچھ اشارات اہل الحق کے طور پر ترجمہ
[illegible] پر اشارہ کر چکا ہی کہ جس سے برادران یوسف ؑ کی ایک خاص نیت ظاہر ہوتی ہی اور یہان عرائس سے سننا چاہیے قولہ لقد کان
فی یوسف واخوتہ الآیۃ۔ یہان کثرت سے علامات وآیات ہین جیسے یوسف ؑ کے چہرہ سے ظہور نور وانکے قلب سے ظہور علم غیب
معرفت بذات وصفات۔ اور وقائع سے لطائف افعال وصنائع عجیبہ اور بیان اس عظیم قہر کا جو اللہ تعالیٰ نے نفس امارہ
[illegible] رکھا ہی کہ اپنی شہوات وخواہشون وحرص کے لیے آدمی کو فتنہ مین مبتلا کرتا ہی اور اسمین ایک عجیب فریب ومکر یہ بھی
مغضوب آدمی کو نیک بات کی تصویر دکھلا کر ایک ایسے کام پر آمادہ کرتی ہی کہ اسکے ضمن مین بکثرت معاصی مین گرفتار
[illegible] جاتا ہی حالانکہ وہ بات حاصل بھی نہین ہوتی۔ اور اسی راہ سے اس نفس امارہ وطبیعت شیطانیہ مین قوی ارتباط ہی
[illegible] صدق وصبر کا انجام نیک اور مکر وبدی کا برا انجام اور ظہور قبولیت ازلیہ الٰہیہ کہ وہ کسی طرح تبدیل نہین ہوتی ہی اور اللہ تعالیٰ
[illegible] سے مصیبت وذلت گوارا کرنے مین ایسی راہ سے راحت وعزت کا گمان نہین ہوتا اور مانند اسکے۔ و
[illegible] الترجمہ اکثر اوپر مذکور ہوئین۔ شیخ نے کہا کہ اس قصہ مین مرید کے لیے اپنے درجہ وفہم کے مناسب آیات ہین
[illegible] کے لیے اپنے اپنے مراتب کے موافق آیات لطیف ہین اور قصص مین سے اسمین بڑے بڑے معارف
[illegible] نے کہا کہ مخلوق کے لیے حضرت یوسف ؑ مین آیات ہین اور حضرت یوسف ؑ کو خود اپنا ذات
[illegible] وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء۔ اور بعض نے کہا کہ یہان سے ایک دانائی قیافہ
[illegible] اچھی کرتا ہی وہ ظاہر وباطن کسی ناپاکی سے مخلوط نہین ہوتا ہی اقول یہ دانائی تو

علم الٰہی عزوجل ہی کو مفوض ہے وہی خوب دانا ہے کہ کس کو اسنے کیسا پیدا فرمایا ہے۔ ابن ...
کہ جو محزون اسکو سنے وہ اس سے استراحت پاتا ہے قلت جب خواب سنکر بھائیون کو حسد ...
عزم کیا تو اسپر عمل کرنے کا کمر باندھا۔ کما قال تعالیٰ

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝ اَرْسِلْهُ مَعَنَا ...

بولے اے باپ کیا ہے کہ تو اعتبار نہین کرتا ہمارا یوسف پر اور ہم تو اُسکے خیرخواہ ہین بھیج اُسکو ہمارے ساتھ کل ...

وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

اور ہم تو اُسکے نگہبان ہین

جب اس بات پر عزم کر لیا کہ یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کر دین تو اسکے لیے حیلہ چاہا اور اس حیلہ کو پورا کرنے ... باپ کی خدمت مین حاضر ہوے۔ قَالُوْا اور کہنے لگے بطور تعجب کے۔ يٰٓاَبَانَا اے ہمارے باپ مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ آپ کو کیا ہے کہ آپ ہمکو برادر یوسف پر امین نہین ٹھہراتے ہین۔ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ہم تو اسکی بہتری و بھلائی چاہنے والے ہین۔ اس طرح تعجب سے کہنا صرف حیلہ تھا ورنہ دل مین یوسف سے حسد ... قتل تک کا عزم رکھتے تھے اور چونکہ باپ نے بھی انکی طرف سے یوسف کے ساتھ مکر وحسد کو جانچ لیا تھا۔ اسیواسطے اپنا ... خواہ بننا اس شد ومد سے ظاہر کیا کہ بطور تعجب کے بیان کیا کہ ہم تو اسقدر دل وجان سے اسکے خیرخواہ ہین تو تعجب ہے کہ ہمکو یوسف پر مامون نہین ٹھہراتے ہین۔ تنبیہ اگر فراست سے آدمی کو کسی کی طرف سے کوئی بدی محسوس ہوئی اس سے احتیاط کرنا روا ہے اور ایسی بدگمانی درحقیقت گمان بد نہین یا ممنوع نہین ہے اور منع یہ ہے کہ کسی کیطرف سے گمان بد پیدا کرکے اسکے ... کی فکر کرے مثلاً زید کو اپنا دشمن گمان کرکے اسکے مار ڈالنے کی فکر کرے تو منع ہے اور اگر وجہ عداوت محسوس ہو تو اپنے آپ اُس سے محفوظ رکھنے مین احتیاط ہے اور تمام کلام فی قولہ ان بعض الظن اثم۔ مین انشاء اللہ تعالیٰ مع تحقیق آ ... اپنا ناصح وامین ہونا بیان کر چکے تو درخواست کی۔ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یوسف کو ہمارے ساتھ بھیجدیجیے کل کے یعنے جنگل کو ہم کل کے روز مویشی چرانے یا تیراندازی وغیرہ کے لیے جاوینگے ہمارے ساتھ یوسف کو بھی بھیجدیجیے ... وَيَلْعَبْ کہ چھوٹے بند کھاوے وکھیلے۔ رتع بھل پھلاری میوے مزے سے کھانا۔ رتع الانسان اپنے جی کے خوش ... ہوا جیسے چاہا فواکہ وغیرہ سے تمتع اٹھایا۔ پس مراد یہ ہے کہ دل کھولکر جنگل کے پھل ومیوے کھائیگا اور لعب کھیل کود کریگا۔ ابن عباس نے کہا کہ خوش دل ہوگا اور کود پھاند کریگا ... ایک قراءت ... بیا تحتیہ صیغہ غائب ہے اور فاعل حضرت یوسف ہین۔ دوسری قراءۃ ابن کثیر وابوعمرو ... جمع متکلم ہے تو معنی یہ ہین کہ کل ہمارے ساتھ یوسف کو بھیجدیجیے ہم خوشدلی کے ساتھ میوے کھاوینگے یعنے ہمارے ساتھ وہ بھی خوشی سے کھیلے کودیگا۔ اس قراءۃ پر یہ سوال وارد ہے ... جو کہتے تھے کہ ہم لہو ولعب کرینگے اسکا جواب امام قراءۃ ابوعمرو بن العلاء سے ... لوگ انبیاء نہین تھے یعنے نبوت انکو اس زمانہ کے بعد حاصل ہوئی ہے۔ قال ...

Marfat.com

...کے قول کے اور نیز یہ جواب اسی تقدیر پر ہی کہ قبل نبوت کے نبی ایسے فعل سے جو بظاہر گناہ ہووے محفوظ
نہ ہوتا ہی جائز ہی کہ اس سے ایسا فعل سرزد ہو جاوے۔ مگر جن لوگون نے کہا کہ نہین بلکہ نبی ہمیشہ سے محفوظ ہوتا ہی
انکے موافق یہان جواب یہ ہی کہ سائل نے جو یہ گمان کیا کہ لعب سب ممنوع ہین یہ غلطی ہی بلکہ بعض اقسام کے لعب جائز
ہین چنانچہ حدیث مین عورتون سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری و اسکے کرتب سیکھنا اور مشق کرنا اور تیراندازی کا کھیل
جائز ہی اور یہ اگرچہ حقیقت مین لعب نہین ہی مگر چونکہ لعب کی صورت مین ہی اور یاد الٰہی و ذکر و تسبیح و قراءۃ وغیرہ کی صورت اس سے
نہین ہوتی ہی اسواسطے لعب کہلایا پس ممکن ہی کہ انھون نے ایسا ہی کوئی مباح فعل مثل سیر درختان و صحراء کو لعب کہا ہو
یا سواری دوڑانے و آگے نکل جانے و تیراندازی و نشانہ بازی کا کھیل تھا کیونکہ خود بیان کیا تھا۔ انا ذھبنا نستبق۔ یعنی
ہم دوڑ یا سواری کی دھا پ مین کہ کون آگے نکل جائیگا کپڑون و اسباب کے پاس سے چلے گئے تھے اور یوسف کو یہان
چھوڑ گئے تھے۔ لیکن مقام یہ چاہتا ہی کہ سوائے نشانہ بازی وغیرہ کے اور کھیل بھی ہو جسمین یوسف کی شرکت ظاہر ہووے
اور وہ بھی از قسم مباح ہو سکتا ہی الغرض ایسا جائز کوئی کھیل مقصود تھا جس سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے انکار و منع نہین
کیا اور انکا یہ قول مان لیا کہ ہم کھیل کود کرینگے ہمارے ساتھ یوسف بھی خوش ہوگا۔ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اور ہم
ہر حال مین یوسف کے خوب محافظ رہینگے یعنی کسی طرح کا اندیشہ آپ نہ فرماوین، ہم اسکو خوش و خرم کھلا کود اکر آپ کے پاس
لے آوینگے۔ ف فی العرائس۔ فی قولہ قالوا یا ابانا مالک لا تامنا الآیہ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے امتحان کا
حال بیان فرمایا کہ جب حق سبحانہ تعالےٰ بندون کو امتحان مین ڈالتا ہی تو اسکی باریکی و حکمت بالغہ و قدرت کاملہ سے عقلین
اور حواس عاجز ہو جاتے ہین کوئی نجات نہین پاتا مگر جسکو خود چاہے یہان تک کہ انبیاء بھی نہین بچتے کیونکہ وہ عقول سے
باہر ہی اور یوسف علیہ السلام کے بھائی تو اس حال مین نبوت کے درجہ تک نہین پہونچے تھے۔ شیخ نے لکھا کہ اللہ تعالےٰ
کی شان قہاری سے مین حیرت مین ہون کہ جب سے اسنے تجلی قہر فرمائی تو دیکھو جن لوگون کے نام دفتر ازل مین نبوت و رسالت
کے خانہ مین درج تھے انکی نظر مین کسطرح متغیر فرمائین وہ جو چاہے کرے اسپر کوئی حاکم نہین ہی اسی نے سب کو پیدا کیا وہی سب کا
مالک ہی اور اسکی حکمت و شان کو کوئی شخص ادراک نہین کرسکتا ہی جو چاہتا ہی حکم دیتا ہی وہی واقع ہوتا ہی یہان سے حق تعالیٰ
کی عنایت کا نزول ہی کہ اسنے ہم سب گنہگارون کے لیے عذر بتلا دیا اور اس سے ظاہر ہو گیا کہ صدق و راستی کے مقام پر جو کھڑا
ہی اسکے دل پر خطرات کسقدر ہجوم کرتے ہین اور وہ سب نفس امارہ کی طرف سے آفتین ہین ادنی یہ ہی کہ حسد و مکر سما تا ہی چنانچہ
برادران یوسف نے کیسے کہا کہ مالک لا تامنا علی یوسف وانا لہ لناصحون۔ حالانکہ اپنے دل مین غلطی کا موقع خوب پہچانتے تھے
اور انکے دون مین حسد بھر گیا تھا اور دل مین یوسف کا آزار دینا چھپائے ہوئے ظاہر مین اسطرح بیان کرتے تھے پھر بھی
...نہین ... بلکہ یہ وہ خلاف علیم جو بندے کو اسکے نفس سے حجاب مین ڈال دیتا ہی اور صفائی و مودت کو دم بھر
... اس ... کہ اپنے باپ پیغمبر برحق کی فراست سے بیباک ہوگئے اور نجانا کہ پیغمبر برحق کو
... ہمارے ... ارادہ کو نور فراست سے پہچان جاوینگے۔ بعض نے کہا کہ بے شبہہ یعقوب
علیہ السلام ... تھے کیونکہ نور فراست سے انکے دلی حسد و بغض کو پہچانتے تھے۔ قولہ تعالیٰ ارسلہ

معنا غدا یرتع ویلعب - یہان لہو ولعب کی اجازت دینا صرف اسوجہ سے تھی کہ حضرت [illegible]
ملاحظہ فرمایا کہ نبوت کا بوجھ انپر گران ہوگیا اور انقباض نے سینہ مین اثر کیا تو انکو لہو ولعب کی [illegible]
محبت کے بیابانِ پر درد اور اثقال محبت و معرفت کے ہموم سے باہر ہوکر آیات و علامات آلہی کو [illegible]
اس حرکت سے چشم پوشی فرمائی ورنہ وہ غافل نہ تھے کہ لہو ولعب سے انکو زجر و توبیخ فرماتے اور یہ دیکھا کہ انکے [illegible]
مکر و آثار قہر کا ظہور ہی اور جانا کہ یہ مقام ابتلا رو امتحان ہی تو انھین پر اسکا مدار رکھا اور تقدیر آلہیہ ہر تدبیر سے سابق
غیرت آلہیہ نے حجاب و دوری انکے و یوسفؑ کے درمیان مقدر فرمائی تھی - محمد بن علیؓ نے فرمایا کہ جب انکو زجر [illegible]
اور خاموش رہے تو اس لعب سے متصل وہ چیز نتیجہ نکلی جس سے برابر غم متصل ہوگیا - ابن عطاءؒ نے کہا کہ اگر حفظ آلہی کے [illegible]
کر دیتے اور جانے دیتے تو محفوظ رہتا ولیکن انھون نے حفاظت کی تدبیر کی اور انکے اس عہد پر کہ انا لہ لحافظون - اعتماد کیا [illegible]
نے امانت مین خیانت اور عہد مین بدعہدی کی چنانچہ دوسری مرتبہ بنیامین کے بارہ مین کہا کہ اللہ خیر حافظا - تو محفوظ رہا بلکہ
مل گئے - بعض نے کہا کہ حضرت یعقوبؑ نے تین مرتبہ اپنے نفس کی طرف رجوع کیا اور اسی مین مبتلا ہوے اول تو یوسف سے کہا
لا تقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا - بس آخر انھون نے کید کیا - اور دوسری مرتبہ جب انھون نے کہا کہ ہمارے
ساتھ بھیجدو تو کہا کہ اخاف ان یاکلہ الذئب - آخر انھون نے کہا کہ اسکو بھیڑیا کھا گیا - تیسری مرتبہ کہا کہ لا تدخلوا من باب وا[illegible]
آخر ان لوگون کو وہی پہونچا جس سے پرہیز چاہا تھا - انتہی - جب برادران یوسف علیہ السلام نے درخواست کی تو حضرت
یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا -

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ
بولا مجھکو غم پکڑتا ہی اس سے کہ لیجاؤ اُسکو اور ڈرتا ہون کہ کھا جاوے اُسکو بھیڑیا
وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا
اور تم اُس سے بیخبر رہو بولے اگر کھا گیا اُسکو بھیڑیا اور ہم یہ جماعت ہین قوت ور تو ہم
لَّخٰسِرُوْنَ ۝
سب کچھ گنوایا

اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے انسے دو عذر بیان فرمائے - قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ کہا کہ ضرور مجھے غمگین کرتا ہی اَنْ
تَذْهَبُوْا بِهٖ یہ امر کہ تم یوسف کو لیجاؤ یعنی شدت الفت سے ایک دم کی جدائی ناگوار ہی تو اتنی دیر تک [illegible]
بھیجنا مجھے بے شبہہ غمگین کریگا - اور دوسرا عذر یہ کیا کہ - وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ اور مجھکو خوف ہی
بھیڑیا کھا جاوے - وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ درحالیکہ تم اس سے غافل ہو - یعنی [illegible]
وغیرہ مین تم اس سے غافل ہو اور تمھاری غفلت مین اسکو بھیڑیا کھا جاوے - سراج مین [illegible]
خواب دیکھا تھا کہ یوسف علیہ السلام پر بھیڑیے نے حملہ کیا لہذا احتیاطا پرہیز رکھتے [illegible]
فرمائی اور آخر اسی بات کو انھون نے بہانہ پکڑ لیا تھا اسیواسطے ابن عمرؓ [illegible]

Marfat.com

سکھلاؤ کہ وے جھوٹ بولین چنانچہ یعقوبؑ کے بیٹون کو یہ حیلہ نہین معلوم تھا کہ آدمی کو بھیڑیا کھا گیا مگر جب باپ نے انکو بتلایا تو جھوٹ باندھا اور کہنے لگے کہ اسکو بھیڑیا کھا گیا۔ رواہ السلفی وابو الشیخ وابن مردویہ۔ اب جاننا چاہیے کہ پہلا عذر جو حضرت یعقوبؑ نے بیان فرمایا اگرچہ اس سے اپنی بیقراری پر ترحم کا اظہار چاہا کہ جب اتنی دیر صبر نہین ہوسکتا تو مدت تک بیقرار و غمگین کرنے کی تدبیر نہ کرنی چاہیے مگر برخلاف اسکے یہ کلمہ زیادہ حسد کو بھڑکانے والا ہوگیا ادنی یہ کہ اسکی ایک دم کی جدائی ایسی ناگوار ہی اور ہماری ہر روز کچھ پروا نہین ہی اور آخر جسقدر غم حضرت یعقوبؑ کو ہوا اسقدر انکے خیال مین بھی نہ تھا بلکہ جانتے تھے کہ چند روز مین دفع ہوکر ہماری طرف متوجہ ہونگے لہذا انھون نے اس سے حسد کو زیادہ بھڑکایا اور اسکا کچھ جواب نہین دیا بلکہ دوسری بات کا جواب دیا۔ **قَالُوْا** دوسری بات کے جواب مین کہنے لگے کہ۔ **لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ** اگر یہ تصور کیا جاوے کہ اسکو بھیڑیے نے کھالیا۔ **وَنَحْنُ عُصْبَةٌ** حالانکہ ہم لوگ ایک جماعت مین جیسے سر کے گرد عصابہ محیط ہوتا ہی ہم اسکو گھیرے ہوے رہینگے اور ایسی حالت مین کھالیا تو۔ **اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ**۔ ایسی صورت مین ہم لوگ بے شبہہ خاسرین ہونگے یعنے کمزوری و عاجزی کی وجہ سے گویا ہمارا عدم و وجود برابر ہوگا اور ہم کسی شمار مین نہونگے۔ **فائدہ** حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب بیان کیا تو بلاے حسد ہجوم کر گئی اور یعقوبؑ نے کہا کہ بھیڑیا کھاجائیگا تو اسی مکر سے غمگین ہوے۔ عرب کی مثل صادق آئی کہ البلاء موکل بالنطق۔ یا قوان پر بلاء موقوف ہی اور یہان سے زبان کے آفات سمجھنا چاہیے بعض تابعین سے مذکور ہی کہ اگر بات خالص چاندی ہی تو اس سے خاموش رہنا بالکل سونا ہی اور بے شک حدیث صحیح ہی کہ مَنْ صَمَتَ نَجَا جو خاموش رہا وہ سالم رہا۔ **ف** فی العرائس۔ فی قوله اخاف ان یاکله الذئب۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا انکا حسد کے بھیڑیے سے خوف کیا اور اسکو بھیڑیا دیکھنا حقیقت تھا یعنے حسد کی صورت بھیڑیے کی ہی اور ان واقعات مین جو کچھ حضرت یعقوبؑ نے دیکھا اسمین انکی نظر باطنی سابقہ تقدیر پر واقع ہوئی اور فرزندون سے دربارہ یوسف علیہ السلام کے جو کچھ نور نبوت سے دیکھکر بیان کیا وہ آیندہ زمانہ کے واقعات ہونے والے تھے اور یہ تدبیر وغیرہ کچھ حقیقت توحید کے منافی نہین ہی کیونکہ عقل و عادت و حواس کو بمقتضاے بشریت استعمال کرنا کبھی انبیا و صدیقین کے لیے حقائق تقدیر کے معائنہ سے پردہ نہین ہوسکتا کیونکہ انکا یقین ہماری محسوسات کے دیکھنے سے بھی بہت بڑھا ہوا ہوتا ہی وے خوب جانتے ہین کہ عرش سے فرش تک جو کچھ حرکات و سکنات ظاہر ہوتے ہین وہ حرف کن اور حکم الٰہیہ مین مسخر و مقدر ہین۔ نیز معلوم کر لیا کہ تقدیر مین میرے و اسکے درمیان فراق ہی لہذا لیجانے ہی پر حزن پیدا ہوا اور فرزندون کو غافل اسی معنی مین کہا کہ جو میرے علم مین ہی اس سے تمکو آگاہی نہین ہی۔ اقول یہ اشارہ ہی کہ شہود وحدت مین تکلم لفظا ہر غیر سے اور باطن حضرت حق سبحانہ تعالے سے ہی بس اظہار اندوہ و ملال کسی دوسرے سے نہین ہوتا۔ فافہم فانہ دقیق واللہ اعلم۔ انھون نے دیکھا کہ غیرت حق کسی غیر پر نظر رکھنا نقص شان نبوت قرار دیتی ہی حتی کہ وسائط پر بھی نظر نہو صرف شہود حقیقت ہو۔ اور اسکی تصدیق یہ ہی کہ بھیڑیے نے یوسفؑ کو نہین کھایا تو معلوم ہوا کہ وہی حسد کا بھیڑیا متمثل ہوا اور فراست نبوت مین خطا کا احتمال خطا ہی اور خود انکو فراست سے یوسفؑ کے آخر عمر تک کے واقعات معلوم تھے چاہو یہ کہدو کہ خواب وغیرہ سے لیکن انھون نے مراد الٰہی تعالے سے موافقت کی کہ یوسف سے جدائی و شہود حقیقت پر نظر ہو تو اپنی مراد چھوڑدی

Marfat.com

ابو علی الجرجانی رح نے کہا کہ بھیڑیے سے خوف کیا تھا وہی مسلط کیا گیا اور اگر اللہ تعالے کا خوف [illegible]
ہوتی اتو ل لینے زبان سے بھی نہ کہتے کہ بھیڑیے کا خوف ہی۔ جنید رح نے کہا کہ انکا حسد ایسی شفقت [illegible]
کہ قصد کو خواہ مخواہ پورا کیا۔ قولہ تعالے قالوا لئن اکلہ الذئب ونحن عصبۃ الآیۃ۔ لقد یا [illegible]
ہی اور قولہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ اور قولہ ما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم وغیرہ [illegible]
اشارات ہین لیکن نظر توحید کبھی بعض اسباب سے ساکن ہوجاتی ہی پس انکے اس خیال پر کہ ہم ایک جماعت [illegible]
ہوئے پس اللہ تعالے نے اسکو قطع کر دیا اور ان عہد و امانت والون نے اسکو لیجا کر جب مین ڈالدیا اور [illegible]
کرتے وقت اللہ خیر حافظا۔ کہا تھا تو اللہ تعالے نے اپنے حفظ سے اسکو وسعت تک پہونچایا اور یوسف کے ساتھ [illegible]
یعقوب کے پاس جمع کر دیا۔ یہی عبرت و نصیحت ہی کہ اللہ تعالے پر بھروسا کرنے کا حال و غیر پر اعتماد کا نتیجہ کیسا ہوتا [illegible]

جب بیٹوں نے باپ کو اطمینان دیا تو آگے یہ حال ہوا۔

فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَن يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ

پھر جب لیکر چلے اسکو اور متفق ہوے کہ ڈالین اسکو گم نام کنوین مین اور ہمنے اشارت کی اسکو کہ تو جتا دیگا انکو انکا یہ کام

هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

اور وہ نہ جانینگے

شیخ وہب بن منبہ و دیگر اہل اخبار و قصص نے ذکر کیا کہ بھائیون نے حضرت یوسف کو لبھایا اور پھسلایا کہ ہم ایسے ایسے کھیل تماشے مین خوشی کرتے ہین تمھارا جی ہمارے ساتھ چلنے کو نہین چاہتا ہی یوسف ؑ نے کہا کہ ہان مین بھی چلونگا تو [illegible] کہ اچھا باپ سے چلکر اجازت مانگو تو سب نے جاکر کہا کہ یوسف کا بہت جی چاہتا ہی حضرت یعقوب ؑ نے پوچھا کہ بیٹا تیری کیا مرضی ہی کہا کہ ہان بابا مجھسے میرے بھائی پیار و محبت کرتے ہین اب آپ اجازت دیدیجئے حضرت یعقوب ؑ نے پیار سے انکے عہد پر انکے ساتھ کر دیا۔ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ پھر جب اسکو لے گئے۔ تو جب تک نظر کے سامنے رہے ہر ایک باری باری سے کندھے پر بٹھاتا اور گود مین لیتا تھا۔ جب نظرون سے غائب ہوکر دور جنگل مین جہان کوئی نہ تھا پہنچے تو غیظ و غضب ظاہر کیا اور اس صغیر بیگناہ بچہ کو تھپڑون ولاتون سے مارنا شروع کیا وہ رو رو کر فریاد کرتا اور ایک کے طمانچہ سے بلبلا کر دوسرے کی طرف پناہ لینے دوڑتا وہ بھی جب مارتا تو تیسرے کی طرف جاتا مگر یہی آفت پاتا اور جس سے فریاد کرتا وہی ترس کی جگہ اسکو طمانچہ مارتا آخر مایوس ہوکر باپ کا نام لیکر رونے لگا کہ اے پدر مہربان تیرے یوسف کا [illegible] بابا اگر تم دیکھتے تو تم سے صبر نہوتا اے باپ انھون نے کتنی جلدی تمھارا عہد بھلا دیا آخر اس صدمہ جانکاہ [illegible] نوبت پہونچی اور بڑے بھائی رویبل نے زمین پر پٹک دیا اور سینہ پر چڑھکر چاہا کہ قتل کر دے۔ حضرت یوسف ؑ نے [illegible] کے بھائیے قتل کا سامنا دیکھکر اس سے فریاد کی کہ مجھپر رحم کرو مجھے چھوڑ دو اسنے کہا کہ اے راحیل کے بچے کہان ہین تیرے چاند سورج سے کہو کہ تجھے چھڑا دے اور گردن مروڑ کر مار ڈالنا چاہا حضرت [illegible] رحم آگیا اسنے رویبل کا ہاتھ پکڑا کہ مجھسے تم نے یہ کچھ عہد نہین کیا تھا آخر لیچلے کہ جب مین ڈالا

فی غیابت الجب اور سب متفق ہوے کہ اسکو جب کے کوں مین ڈالدین جب وہان پہونچے تو حضرت یوسفؑ
کو دلمیں ڈالنے کے لیے ان لوگون نے اس اندھیرے کنوئین مین جسکا پانی کھاری تھا لٹکا دیا اور یوسف کے ہاتھ کنارون سے
کھول کر رسی سے بندھا ہوا اندر اُتارا اور بیچ کنوئین سے رسی کاٹ دی۔ آنحضرت اندر گرے اور پانی سے اُبھر کر
ایک پتھر پر جو اسمین تھا اسکو پکڑ کر اسپر آرام پایا اور اس حال مین جب لٹکاتے تھے انکی قمیص ان لوگون نے اُتار لی تھی
روایت ہی کہ جب بیچ مین سے رسی کاٹ دی تو بحکم الٰہی حضرت جبرئیل نے بیچ مین سے آپ کو بغیر تکلیف کے اس پتھر
پر بٹھا دیا اور جب ابراہیم خلیل علیہ السلام کو نمرود نے قمیص اُتار کر گوپھن کے ذریعہ سے آگ مین پھینکا تھا تو بحکم الٰہی
حضرت جبرئیلؑ نے حلۂ جنت انکو پہنایا تھا وہ قمیص حضرت اسحاق سے حضرت یعقوب تک وراثت پہونچی تھی حضرت
جبرئیل نے اسوقت حضرت یوسف کو پہنائی۔ اور وحی الٰہی سنائی۔ **وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ** اور ہم نے وحی بھیجی یوسف
یعنی اسی جب کے اندر کہ۔ **لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا** تو ان لوگون کو انکے اس قول سے آگاہ کریگا ۔
وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ حالانکہ وے نجانتے ہونگے کہ تو یوسف ہی یعنے کسی ہلاکت وغیرہ کا خوف مت کر ہم تجھکو ایسے
رتبہ پر پہونچا دینگے کہ یہ لوگ تیرے آگے ذلیل کھڑے ہونگے اور تو ان کو اس فعل سے آگاہ فرماویگا اور یہ تیرے بلندی
درجہ کی وجہ سے یہ گمان بھی نہ کرینگے کہ یوسفؑ ہی بلکہ اُنکو یہ خیال ہی کہ یہین ہلاک ہو جائیگا چنانچہ جب حضرت یوسفؑ
کنوئین مین ٹھہرے تو بھائیون نے آواز دی اور حضرت یوسفؑ کی عمر چونکہ بارہ برس یا کم تھی تو انکو اس امید پر جواب
دیا کہ شاید مجھے نکال لینگے پس ان لوگون نے پتھر جمع کئے کہ ابھی جیتا ہی اسکو پتھرون سے ہلاک کرین مگر یہودا نے
روکا اور منع کیا کہ کوئی مارے اور روایت ہی کہ تین روز آنحضرت اس کنوئین مین رہے اور یہودا انکو کسی ترکیب سے
کھانا پہونچاتا تھا اور کنوئین کا پانی بحکم الٰہی شیرین ہوگیا ؎ ترے قدم کے تلے خاک کیمیا ہو جا رہے ✦ ترے لبھانے
ہر خار شکل گل بنجائے ✦ ابن جریر رح نے اپنے استاد سے ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ قحط مین جب یوسفؑ
کے پاس انکے بھائی اناج لینے پہونچے تو موافق قولہ تعالےٰ فعرفہم وہم لہ منکرون - یوسفؑ نے انکو پہچانا اور وے نہین
پہچانتے تھے پس حکم دیا کہ صواع لاؤ یعنی وہ پیانہ جس سے اناج ناپ دیا جاتا تھا اسکو ہاتھ پر رکھکر ٹھنکایا تو اس سے
بھنبھناہٹ کی آواز نکلی فرمایا کہ مجھے یہ پیالہ آگاہ کرتا ہی کہ تم ایسے لوگ ہو کہ باپ … سے تمھارا ایک بھائی
یوسف تھا اسکو باپ تم سب سے زیادہ چاہتا تھا اسکو تم نے لیجا کر غیابت الجب مین ڈالدیا۔ پھر دوبارہ اس جام کو ٹھنکا
کر کہا کہ پھر تم اپنے باپ پاس آئے اور تم نے کہا کہ اسکو بھیڑیا کھا گیا اور اسکی قمیص دروغ خون مین لتھاڑ لائے - یہ سُنکر اُنھون
نے آپس مین کہا کہ عجب ہی یہ جام تو ٹھیک تمھاری خبر بیان کرتا ہی - ابن عباس نے کہا کہ ہمارے علم مین یہ آیت لتنبئنہم بامرہم ہذا
اسی بارہ مین ہی۔ بعض مفسرین نے کہا کہ قولہ وہم لا یشعرون - کے معنی یہ ہین کہ ہم نے اسکو جب مین وحی فرمائی
اور ان لوگون کو وحی ہونے سے خبر نہ تھی - سراج مین کہا کہ اخفاء کا فائدہ یہ تھا کہ خالی خواب سے حسد تھا تو اس
سے بالکل دشمن ہو جاتے - اقول اسرار کی توجیہ محول بعلم الٰہی ہونی چاہیے کیونکہ اگر اُنکو وحی الٰہی یا حضرت جبرئیلؑ
معلوم ہو جاتی تو مارے خوف کے جان نکل جاتی - وبحکم قولہ ولو شاء ربک ما فعلوہ - اگر تیرا رب مددگار چاہتا تو

Marfat.com

وہ ایسا نہین کر سکتے تھے۔ ہرگز کسی کو مقابلۂ حق عز و جل کی طاقت نہین ہے۔ فافہم۔ پھر اگر کہا جاوے [illegible]
تھے ایسی حالت مین وحی فرمانے کے کیا معنی ہین۔ تو جواب اسکا کئی وجہ سے دیا گیا اول یہ کہ شان [illegible]
دریافت ہوا کہ وحی اسرار و احکام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تو سخت و شدید تھی کہ سخت جاڑے [illegible]
پیشانی سے پسینا ٹپکنے لگتا اور اسکے بوجھ کو سوائے آپ کے کون سنبھالتا کیونکہ بڑے قوی جوان کی ران پر آپ کی ران
ہوتا تھا تو وہ اسقدر بیتاب ہوجاتا کہ گویا اسکی ران پھٹی جاتی ہے پس یہ وحی تو اسوقت بجمیع اقسام حضرت یوسف کو
نہین ہوئی بلکہ جملہ اقسام مین سے صرف ایک قسم یہ تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت یوسف کے پاس ایک بزرگ [illegible]
یوسف کو تسکین ہو بہت شفقت کے ساتھ آئے اور اس غم و الم سے انکو تسکین دی کیونکہ جو صدمات اسوقت ان صغیر
آپ پر پیش آئے اگر کسی بالغ پر ہوتی تو شاید اسکی روح فنا ہوجاوے تو صغیر بچہ کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے کیونکہ خلاصہ یہ
کہ ایک صغیر بچہ جو ہمیشہ شفقت و ناز و نعمت کی گود مین پالا گیا یکایک ہولناک جنگل مین وحشی مرد زبردست کے ہاتھون
کی دہشت و چوٹ کے صدمات مین گرفتار ہوکر ایک ہولناک کنوئین مین ڈھکیل دیا گیا پس خیر الملائکہ اچھی صورت مین [illegible]
و پیار کے لیے آدمی کی صورت مین آئے اور بشارت دی کہ تم نجات پاکر بڑے عالی درجہ کو پہونچوگے۔ دوم وجہ یہ کہ ایحا [illegible]
ویسا ہی تھا جیسا حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو صغر سنی مین وحی فرمائی اور اسی سے استدلال کیا گیا کہ یہ بات جائز [illegible]
اللہ تعالے صغیر کو نبوت دے اور وحی سے سرفراز کرے۔ اور بعض فرقہ معتزلہ وغیرہ نے جب اس سے انکار کیا تو یہان یہ
دعوے کیا کہ حضرت یوسف کی عمر سترہ سال کی تھی اور پورے مرد ہوچکے تھے ولیکن یہ قول صریح مردود ہے اسلیے کہ اتنے بڑے
آدمی پر یہ خوف نہین ہوتا کہ اسکو بھیڑیا کھا جائیگا جیسے اور بھائیون مین سے کسی پر یہ خوف نہین ہوا۔ وجہ سوم بعض نے
کہ یہ وحی بطریق الہام تھی جیسے قولہ اوحی ربک الی النحل۔ اور قولہ اوحینا الے ام موسی۔ وغیرہ مین ہے ولیکن صحیح قول اول
پھر اگر سوال کیا جاوے کہ آیت مین فلما کا جواب مذکور نہین ہے تو کہا جاوے کہ ہان اسوجہ سے کہ وہ خود ظاہر ہے اور شاید وہ [illegible]
جو اُنسے سرزد ہوئے کہ ایسے باپ کی نافرمانی مین ایسے پیارے بھائی کو ایسی بیرحمی سے اسطرح تڑپا کر مارا کہ رقیق القلب آدمی
سُنکر تڑپ جاتا ہے اور چونکہ یہ صدمہ خالی جسم پر ہے اور مقصود تعلیم روحانی ہے لہذا اسطرف توجہ نہین چاہیے اسیواسطے جو [illegible]
جہاد وغیرہ حکم الٰہی کی تعمیل مین اپنے بچون کیطرف دیکھکر باز رہتا ہے اسنے وسوسہ شیطانی قبول کیا پس تقدیر کلام یہ ہے فلما
ذہبوا بہ لم یلبثوا ان فعلوا بہ ما فعلوا و اجمعوا ان یجعلوہ فی غیابت الجب۔ یعنی لیجانے کے بعد اس کے ساتھ بہت
کا برتاؤ کرکے پھر اس بات پر اتفاق کیا کہ اسکو جب مین ڈالدین۔ پھر مترجم کہتا ہے کہ جو کچھ صدمات و ضرب و شتم و [illegible]
بیرحمی کا برتاؤ مذکور ہوا ہے یہ قرآن مجید مین بصریح وکنایہ مذکور نہین اور نہ حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا
اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کسی سے صحت کو پہونچا بلکہ طبقہ تابعین و اتباع مین سے بعض نے ذکر کیا ہے [illegible]
اسکے اور کوئی نہین ہے کہ انھون نے اہل کتاب سے لیا ہو اور غالبًا یہودیون سے لیا ہے پھر جب یہودیون [illegible]
ہے تو وے بالکل بیباکی سے کتاب الٰہی کے حکم تک بدل ڈالتے تھے تو بھلا قصون مین کیا اعتبار [illegible]
اور نہ جھٹلاتے ہین اور اسیواسطے ہم کہتے ہین کہ تقدیر کلام میرے نزدیک اسطرح مناسب [illegible]

روایات یعنی جب لے گئے اور اتفاق کیا کہ اسکو کنوئین مین ڈالدین تو اسکو کرگذرے۔ پھر جو کچھ افعال سختی و بیرحمی کے بعض سے ذکور ہوے ہین بہت بعید ہین۔ پھر اگر صحیح نہون تو ناحق ایک سخت تہمت کا دنیا مین پھیلانا ہو جائیگا لہذا جسقدر کلام الٰہی قرآن مجید سے ثابت ہی وہ یہ ہی کہ بھائیون نے حضرت یوسف پر حسد کر کے چاہا کہ اسکو باپ سے جدا کر کے خود انکی نظرون مین محبوب ہون تو بعض نے کہا کہ جان سے مار دو کوئی بولا کہ نہین ہم جان سے بھلا کیا مارین اسکو فلان کنوئین مین شاید وہ باولی ہوگی اتار دو وہان سے کوئی مسافر لیجائیگا بس بہانہ سے باپ کی اجازت سے لے گئے (اور اگر مار ڈالنا چاہتے تو ممکن تھا کہ یہین کسی حیلہ سے مار ڈالتے) اور لیجا کر (شاید بیچ مین بعض نے اختلاف کیا۔) اتفاق کر کے کنوئین مین اتار دیا اسوقت اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ تو پریشان مت ہو تو انکو انکے ایسے افعال سے خبردار کریگا اور وے بے شعور ہونگے۔ مترجم کہتا ہی کہ اس سے زیادہ ہم نہین جانتے اور نہ ہم کو تہمت لگانا بغیر یقینی طریقہ کے جائز ہی لہذا مفسرین مین سے جسنے بیرحمی کی روایات ذکر کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ انبیار کے یہ افعال تو ہو نہین سکتے ہین یہ تو مرد صالح کے بھی افعال نہین ہین تو یہ لوگ صالح بھی نہ تھے۔ مین کہتا ہون کہ اسنے یہ نتیجہ خراب تہمت کا کس دلیل سے نکالا ہی اگر قرآن مجید و حدیث صحیح سے نکالا تو غلط ہی کیونکہ سوائے قصد قتل کے جو بعض کا خیال تھا یا حسد کے اور کچھ ثابت نہین ہی اور اگر یہودیون کے بیان سے نکالا تو ہم کو آنحضرت صلعم نے منع کر دیا ہی کہ ہم انکی باتون پر اقرار یا انکار کچھ نہ کرین اس لیے کہ اس قصہ کے معائنہ کرنے والے راوی تک ثقہ نقل کرنے والے کہ جو متقی ہون نہین ملتے ہین تو بھلا ایسے روایات پر ہم کو ہرگز روا نہین ہی کہ ہم برادران یوسف کی نسبت جنکو باپ نے معاف کیا اور خود حضرت یوسف نے معاف کیا ایسا الزام لگا دین اور یہ وہم نکرنا کہ مسلمانون کے شاعرون و قصہ کی کتابون اور عموماً لوگون کی زبان پر جاری ہوگیا ہی کیونکہ اصل حال تو معلوم ہوگیا اب اس شہرت کا کیا اعتبار ہی دیکھو جہان مین مشہور ہی کہ فرعون دریائے نیل مین ڈوبا حالانکہ محققین مفسرین بلکہ جملہ معروفین نے لکھدیا کہ نہین بلکہ قلزم مین ڈوبا اور تورات و حدیث مین بحر کے اندر ڈوبنا مذکور ہی اور یہی صحیح ہی اور مترجم نے سراج وغیرہ سے جو بیہودہ روایات لکھدین تو ان لوگون نے خود لکھدیا ہی کہ قصص و سیر و اخبار کی روایتین ہین اور انمین سے کسی نے برادران یوسف پر یہ اعتراض نہین کیا کہ اسکے نتیجہ سے وے صالح بھی نہین معلوم ہوتے ہین بلکہ سراج وغیرہ مین انکے انبیار ہونے پر جزم کیا ہی اسوجہ سے کہ وے ہر قول کو انکے رتبہ پر رکھتے ہین یہ اعتراض صرف بعضے ابنائے زمانہ نے کیا جنکو تفسیر لکھنے مین شاید یہ امتیاز نہین رہا اللھم اغفرلنا وارحمنا وانت ارحم الراحمین ف۔ فی العرائس جب حضرت یوسف ؑ امتحان مین پڑے اور بھائیون کے ہاتھون عاجز ہو مصیبت اٹھائی تو غیب سے انکی تسلی خاطر فرمائی کما قال تعالیٰ واوحینا الیہ لتنبئنھم بامرھم ھذا وھم لایشعرون سے اشارہ ہی کہ جب رتبہ رسالت و نبوت و تمکین کو پہونچنگے تو زبان نبوت سے انکو اخبار ازلیت سے انکے قول و فعل و حرکات کو بیان کرینگے یہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کو کمال تسلی ہی اقول اس لیے کہ تمام مصائب دنیا در واقع آسان ہین جبکہ انجام رضوان الٰہی ہونا معلوم ہو جاوے اور ایسے شخص کو مصائب کی حالت مین بھی قوت الٰہیہ ایسی پہونچتی ہی کہ وہ استقامت کرے کہ وہ مقبول ہی فاللہ اعلم۔ استاد رح نے فرمایا کہ اشارہ یہ ہی کہ جب بلا مین پھنسایا تو رضوان کا مژدہ معمولی وقت ہی مین سے یہ بلا ظاہر ہو جاوے کہ رحمت ہی عذاب نہین ہی۔ کہا گیا ہی کہ جب یوسف علیہ السلام سے شفقت

Marfat.com

بدری منقطع کی گئی تو رحمت مولیٰ عطا فرمائی گئی اقول سبحان اللہ حضرت یعقوب علیہ السلام
عزوجل خالق و مالک یعقوب کا لطف محض تفضل و انعام ہے قال

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ

اور آئے اپنے باپ پاس اندھیرا پڑے روتے کہنے لگے اے باپ ہم لگے دوڑتے آگے نکلنے کو اور چھوڑا یوسف

عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝ وَجَآءُوْ

اپنے اسباب پاس پھر اسکو کھا گیا بھیڑیا اور تو باور نہ کریگا ہمارا کہنا اگرچہ ہم سچے ہوں اور لائے

عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

کرتے پر لہو لگا جھوٹھ بولا کوئی نہیں بلکہ بنا دی ہے تمکو تمہارے جیوں نے ایک بات اب صبر ہی اچھا اور اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں

عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝

اس بات پر جو بتاتے ہو

جب حضرت یوسف ؑ کو قمیص اتار کر غیابت الجب میں ڈال چکے تو اسی قمیص کو خون میں لتھاڑ کر گھر کو روانہ ہوئے وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ اور آئے اپنے باپ پاس وقت عشاء کے درحالیکہ روتے تھے۔ قال الامام یہ بندش پہلے سے باندھ رکھی تھی جب یوسف ؑ کو اس اندھیرے میں اس پاس کے ساتھ اکیلا چھوڑ چکے تو اندھیری رات میں باپ پاس آئے روتے تھے اور بڑا ماتم و غم ظاہر کرتے تھے۔ فی السراج وغیرہ عشاء کے وقت رات میں اسوجہ سے آئے کہ انکے چہرہ کو دن کی روشنی میں دیکھکر حضرت یعقوب علیہ السلام فراست سے اس حیلہ کے برخلاف نہ دریافت کر لیں اسی سے بعض علماء کا قول ہے کہ کسی سے اپنی حاجت رات کے وقت نہ مانگے کیونکہ مروت و حیاء آنکھوں میں ہوتی ہے وہ روشنی میں جاتی ہونگے اور دن میں کسی گناہ کا عذر نہ کرے کیونکہ حیاء سے عذر ثابت کرنے میں زبان لغزش کریگی۔ قولہ یبکون حال ہے اور بکاء آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کو کہتے ہیں اور اسکے واسطے درد دل ضرور نہیں ہے پس آیت میں صاف دلیل ہے کہ رونا کچھ سچائی کی دلیل نہیں ہے کیونکہ بناوٹ بھی ہوتی ہے اور روایت ہے کہ حضرت شریح قاضی کے پاس ایک عورت نے نالش کی اور روتی تھی آپ نے موافق اصول شرع کے گواہ مانگے وہاں شعبی رح بیٹھے تھے کہنے لگے کہ اے ابو امیہ تم نہیں دیکھتے کہ وہ روتی ہے تو فرمایا کہ یوسف کے بھائی نہیں روتے آئے تھے حالانکہ وہ ظالم جھوٹے تھے کسی قاضی کو روا نہیں ہے کہ الٰہی ... سوائے طریقہ حق و عدل کے۔ الغرض یہ حالت دیکھکر حضرت یعقوب علیہ السلام گھبرا کر پوچھنے لگے کہ کیا ... کو کوئی آفت پہونچی بولے کہ نہیں پھر فرمایا کہ یوسف ؑ کا کیا حال ہے قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ بولے اے باپ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ ہم جاکر دوڑ کی مشق یا تیر اندازی کی مشق کرنے لگے وفی الحدیث لا سبق الا فی خف او نصل او حافر۔ حدیث میں ہے کہ سبقت معتبر نہیں مگر گھوڑ دوڑ میں یا تیر اندازی یا اونٹ دوڑ میں۔ اور بعض نے کہا ... تھی کہ کون آگے نکل جاتا ہے کیونکہ سواری پر نہیں گئے تھے۔ اور اسمیں کلام ہے کہ اس مشق کی ضرورت ... نہیں ہے کہ اسوقت جہاد فرض تھا ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شریعت توریت میں فرض ...

[illegible] اللہ استباق کو لہو ولعب قرار دیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ عدم مفروضیت کا یقین نہین
[illegible] ممنوع نہین ہوسکتا اور حدیث صحیح مین ہی کہ ارموا فان اباکم کان رامیا - لڑکون کو تیر سے چاند ماری
[illegible] نے دیکھکر فرمایا کہ ہان تیر اندازی مشق کرو کہ تمھارا باپ تیر انداز تھا - شارحین ومفسرین نے کہا کہ باپ سے عرب حجاز کے
باپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مراد ہین اور محتمل ہی کہ حضرت ابراہیم مراد ہون - پس ظاہر ہوا کہ اُسوقت بھی مستحسن تھا تو لہو ممنوع
نہین ٹھہرا - الحاصل انھون نے بیان کیا کہ ہم استباق مین گئے - **وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا** اور ہم یوسف کو اپنی متاع یعنی
کپڑون وغیرہ کے پاس چھوڑ گئے تھے - **فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ** پس اسکو بھیڑیا کھا گیا - یعنی کھیل مین ہم سے غفلت ہوگئی اس سبب سے
اسکو بھیڑیا کھا گیا - ف - جو لوگ عبرت حاصل کرتے ہین اُنھون نے یہان دیکھا کہ آدمی اگر اپنے دل کو یاد الٰہی سے غفلت مین ڈالدے تو
دشمن جان سے بڑھکر دشمن شیطان اسکو مردہ کردیتا ہی پھر عام مسئلہ اس مقام پر یہ ہی کہ استباق اگر لہو ممنوع تھا تو غفلت و حرمان ظاہر ہی
لیکن ظاہر تفسیر پر اعتراض ہوگا کہ برادران یوسفؑ کیونکر مرتکب ہوے اور اگر ایسا لہو تھا جو شرع مین مباح ہی تو اس سے یہ خانہ بربادی
کیونکر ہوئی کیونکہ لازم آتا ہی کہ بعض شرعی مباح سے بھی یہ نوبت پہونچتی ہی بلکہ جب اس سے یہ نوبت پہونچتی ہی تو مباح کیون رکھا گیا - اسکا
جواب یہ ہی کہ ہان مراد وہی لہو مباح تھا لیکن مباح وہین تک جائز ہی کہ غفلت نہ آوے ورنہ حرام ہوجائیگا اور اسی واسطے
وکھانا پینا مباح اس حدتک پہونچے کہ آدمی نیند کے جوش مین ایسا غافل سووے کہ نماز جاتی رہے تو مکروہ ہی اور صریح
نص اسکے قصۂ حضرت سلیمانؑ مین صافنات الجیاد کا معائنہ ہی کہ جہاد کی گھوڑیان ملاحظہ کرنے مین وقت نماز سے غفلت ہوگئی
باوجودیکہ جہاد کی نیت سے یہ کام ثواب کا تھا مگر پھر بھی اُنھون نے کہا - انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی حتی توارت بالحجاب -
اور سب گھوڑیان جو غفلت مین ڈالنے والی تھین ذبح کردین اور یہان سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ غفلت مین ڈالنے والی چیز دور
کردینا اللہ تعالےٰ کی طرف سے ثواب عظیم وثنا حاصل کرتا ہی پس حب خیر سے غفلت کا یہ حال ہی تو مباح کا کیا حال ہوگا اور تمہید
یہ ہی کہ تیر اندازی وگھوڑ دور وغیرہ خود امر آخرت نہین ہین بلکہ واسطہ ہین اور ذکر الٰہی ونماز وغیرہ خود آخرت سے ہین - اب صاف
کہ دنیا لہو ولعب ہی بحکم صریح قولہ تعالےٰ انما الحیوۃ الدنیا لہو ولعب - اور جو لہو ولعب مباح غفلت مین ڈالے وہ مکروہ ہی تو دنیا بالکل
مکروہ وحرام ہی الا اسیقدر کہ غفلت مین نہ ڈالے اسیواسطے حدیث سے ثابت ہی کہ ما قل وکفی خیر مما کثر والہی - اگر زیادت سے
غفلت ولہو مین پڑے تو قلیل کفایت پر قناعت واجب ہی - یہ مختصر تنبیہ اس لیے بڑھائی گئی کہ قرآن پاک ہمہ تن نصائح وعبرت
وعلوم واصلاح قلب وطریق دار الآخرۃ دائم وباقی وموصل رضوان الٰہی جل شانہ ہی پڑھو [illegible] سے صاف کرو اور اللہ تعالےٰ
سے توفیق چاہو واللہ الہادی الی سواء الصراط - القصہ برادران یوسف علیہ السلام نے یہ عذر کیا کہ لہو ولعب مین ہمارے ہم
دونون مشغول ہوگئے اور ہمارے حواس غافل ہوگئے تو یوسف کو ہمارا دشمن بھیڑیا کھا گیا - بھلا یعقوب علیہ السلام کی فراست
کے آگے انکو کب فروغ ہوتا یہ خود جانتے تھے لہذا کہا - **وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا** اور آپ تو کبھی ہمکو سچا ماننے والے نہین
ہین - **وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ** اگرچہ ہم درواقع اس بات مین سچے ہون - تو بھلا جب آپ کو ہماری طرف سے حضرت یوسف
کے بارہ مین شبہہ تھا تو آپ کب سچ مانینگے اور پہلے آپ نے کہدیا تھا کہ شاید تم غافل ہوجاؤ اور اسکو بھیڑیا کھا جاوے اتفاق
[illegible] بعض نے کہا یعنی آپ بلا دلیل ہمکو سچا نہ مانینگے اگرچہ ہم حقیقت مین سچے ہون - **وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ**

بِدَمٍ كَذِبٍ اور لائے تھے اسکی قمیص پر دروغ خون - یعنی ایسا خون جسمین جھوٹ [illegible]
خون حضرت یوسفؑ کا ہی مگر اصل مین جب کنوئین مین ڈالا تو قمیص زبردستی اُتار لی تھی [illegible]
لتھاڑ کر حضرت یعقوبؑ کو اپنے قول کی نشانی دکھلانے لائے - روایت ہی کہ حضرت یعقوبؑ نے [illegible]
اپنے چہرۂ مبارک پر ڈالی اور یہان تک روئے کہ داڑھی اس خون سے مانند خضاب کے رنگین ہوگئی [illegible]
مین نے آج کا سا بھیڑیا نہین دیکھا ایسا ہوشیار کہ میرا بچہ کھا گیا اور قمیص کہین سے نہ پھاڑی - شعبی رح نے کہا [illegible]
قمیص مین عجیب واقعات ہین بھائیون نے قمیص اُتار کر خون مین ڈبو لیا مگر قمیص نے انکو جھٹلایا کہ سب نے [illegible]
نے انپر الزام لگایا تو ننھے بچہ نے گواہی دی کہ ان کان قمیصه قد من قبل الآیۃ - اس قمیص نے زلیخا کا مکر جتلایا [illegible]
آئی اور اُنکے باپ کی آنکھین روشن کردین لقوله القاه علی وجهه فارتد بصیرًا - وہ لباس نور ہی جو کسی عیب [illegible]
میلا نہین ہوتا اور آخر اپنی اصل سے متصل ہوتا ہی - القصہ حضرت یعقوبؑ نے نہ مانا - قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ
فرمایا کہ نہین بلکہ تمھارے نفس نے تسویل سے کوئی امر کیا ہی - یعنی تم لوگ اپنے نفوس کے پھندے مین مطیع ہوئے [illegible]
کام بھلا دکھلایا وہ تم کر کے آئے ہو بھیڑیے وغیرہ نے نہین کھایا - ذکر الحافظ رح ابن عباس رض نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے [illegible]
کہ اگر بھیڑیا کھاتا تو قمیص پھاڑتا - یہی شعبی رح وحسن وقتادہ وغیرہم سے مروی ہی - بعض علماء نے کہا کہ آنحضرت علیہ السلام تو [illegible]
اپنے فرزند دلبند کو کہہ چکے تھے کہ کذالک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث - ولیکن تقدیر الٰہی تو جب جاری ہوئی [illegible]
حسن تدبیر حکمت الٰہیہ سے پردہ عجیب طاری ہوتا ہی دلقد قال تعالے واللہ غالب علی امرہ اور خود حضرت یعقوبؑ نے آخر کہا [illegible]
اعلم من اللہ ما لا تعلمون پس اللہ تعالے کی طرف سے اُنکو جو علم تھا اس سے جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہین - بعض نے لکھا کہ [illegible]
سے یہ کچھ منزلت تھی کہ مصر سے قمیص کی خوشبو سونگھ لی لیکن بھائیون نے گانون کے پاس کنوئین مین ڈالا وہ نہ جانا [illegible]
ہی اور یعنی دلیل اس امر کی ہی کہ او تعالے غالب قوی عزیز حکیم ہی جو چاہتا ہی ہوتا ہی جب چاہا علم دیا جب نہ چاہا کچھ نہین [illegible]
اُسی قادر حی القیوم کے لیے ہی - بالجملہ کسی خاص علم سے آنحضرت علیہ السلام نے انکے قول کو جھٹلایا اور [illegible] زیادہ کیا کہ [illegible]
نفوس نے کسی حرکت پر تمکو آمادہ کیا جو تم سے سرزد ہوئی - فَصَبْرٌ جَمِيلٌ اے فصبر جمیل اولے من الجزع وقیل [illegible]
وقیل فهو صبر جمیل والاولی ہو الاول - پس صبر جمیل خوب ہی شکایت وجزع وفزع سے - علماء نے کہا کہ صبر [illegible]
جو خالص اللہ تعالے کی تقدیر پر راضی ہونے کے لیے ہو پس اسکو ایک نور مشاہدہ ہوگا کہ یہ امر حق تعالے ہی [illegible]
کسی سے شکایت نہین کریگا اسی سے کہا گیا کہ پوری محبت وصدق مودت نہ وفا سے پڑھے اور نہ جفا سے گھٹے [illegible]
اور وہ کسی غرض وغیرہ سے سوائے خلوص رضاء الٰہی کے ہوتا ہی - وفی تفسیر الحافظ - مجاہد رح نے کہا کہ صبر جمیل [illegible]
نے اپنے بعض شاگردون سے نقل کیا کہ اُسنے کہا کہ صبر مین سے یہ ہی کہ اپنے درد ومصیبت کو کسی سے بیان [illegible]
نفس کی خوبی نہ سمجھے - اور حبان بن ابی جبلہ سے مرسل روایت ہی کہ صبر جمیل کی تفسیر مین آنحضرت صلی اللہ [illegible]
لاشکوی فیه - ایسا صبر ہی کہ جسمین شکوی نہو - اور بعض اہل تفسیر نے اتنا اور زیادہ ذکر کیا کہ جسمے [illegible]
حافظ رح نے کہا کہ امام بخاری رح نے اس مقام پر حدیث عائشہ رض جو دربارہ افک حضرت [illegible]

Marfat.com

[illegible] جب آنحضرت صلعم نے خود حضرت ام المومنین صدیقہ رضہ سے پوچھا اور آخر انھون نے خود جواب دیا
[illegible] جھوٹے بہتان باندھنے والون نے جو کہا وہ تم لوگون کے خیال مین جم گیا ہی اب اگر مین قسم کھاؤن تو تم میری تصدیق
[illegible] گے اور اعتذار کرون تو نہ مانو گے (حضرت صدیقہ نے کہا کہ مین قرآن کم پڑھتی تھی اسوقت مجھے یعقوب تو یاد نہ آیا مین نے
یوسف کا باپ کہدیا) میری اور تمھاری مثل وہ ہی جو ابو یوسف نے کہا تھا۔ فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔
[illegible] اللہ تعالی نے انکا عذر نازل فرمایا اور پاکیزگی ظاہر فرمائی اور بہتانیون پر غضبناک جھڑکی اُتاری۔ اور ایسا ہی سراج مین
بھی اسکو بیان ذکر کیا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید امام بخاری کا یہان یہ حدیث لانا صرف روایت پر محمول ہوا اور تفسیر سے
اسکا ربط کچھ ظاہر نہین ہوا اسی واسطے اس سے کچھ استفادہ بیان نہین ہوا اور مترجم ضعیف اپنے مالک مولی حق سبحانہ تعالی
کی توفیق سے جو کچھ سمجھتا ہی ظاہر کرتا ہی اور اللہ تعالے سے اپنی خطاء سے پناہ مانگتا ہی۔ واضح ہو کہ اس حدیث سے اس
آیت کریمہ کی تفسیر مین بہت مدد ملتی ہی کیونکہ حضرت یعقوبؑ نے دو جملہ فرمائے ایک تو قولہ فصبر جمیل۔ اور دوسرا قولہ
وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ یعنی امر یوسف مین جو تم کہتے ہو ایپر اللہ تعالے ہی مستعان ہی یعنی اُسی سے
استعانت مین بھی چاہتا ہون اور ہمیشہ چاہونگا اور ہر ایک اُسی سے چاہے اور وہی لایق و مستحق ہی کہ سب مخلوق اُسی سے
استعانت چاہے پس صبر جمیل تو طاعت و تسلیم ہی بمنزلہ قولہ ایاک نعبد۔ اور یہ کلام بمنزلہ ایاک نستعین ہی۔ پس حدیث موصوف سے
یہان کئی باتین معلوم ہوئین اول یہ کہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضہ کئی دن رات برابر روئین اور آخر مین صبر جمیل فرمایا تو جب
نظر بجانب خوف الٰہی ہو اور رونا کچھ شکایت قضاء الٰہی سے نہو تو صبر جمیل زائل نہو گا چنانچہ اولاد وغیرہ کے مرنے مین مطلقاً
رونا ممنوع نہین ہی جبکہ طپش دل سے آنسو جاری ہون یا بشفقت یا بخوف الٰہی مگر قضاء مقدر سے شکایت کسی مخلوق کے
سامنے نہو کیونکہ حضرت یعقوب نے کہا تھا کہ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ۔ تو اللہ تعالے کی درگاہ مین تضرع اُس سے اسی
کی طرف ممنوع نہین ہی۔ دوم یہ کہ صبر جمیل یہ ہوا کہ باوجود تمام صدق کے قسم کھانا بے سود تھا و اعتذار بیفائدہ تھا تو صبر جمیل
مین نہ قسم کھاوے نہ اعتذار کرے۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے نہ انسے مواخذہ کیا اور نہ اورون سے دوبارہ تفتیش
وغیرہ کے استعانت لی اور نہ تحقیقات کی اگرچہ کید و فریب اس قمیص سے ظاہر ہو گیا تھا بلکہ صبر جمیل کیا اور اللہ تعالی سے
استعانت چاہی اور اسی سے یہ بھی ظاہر ہو گیا اخیر کلام کے معنی اور ربط کسطرح ہی اور یہان [illegible] مین گنجایش نہین
[illegible] واللہ الموفق اور شاید کہ صبر جمیل مین اللہ تعالے سے استعانت عین عبادت ہی تو اب یہ سوال بھی وارد نہین ہوتا جو سراج
وغیرہ مین مذکور ہی کہ قضاء الٰہی پر صبر کرنا واجب ہی مگر ظالمون کے ظلم پر صبر کرنا ضروری نہین ہی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے
اس معاملہ مین اچھی طرح تفتیش کیون نہ کی اور دوسرون سے استعانت کیون نہ لی اسلیے کہ خاندان شرافت مین سے تھے اور
لوگ انکو مانتے تھے اور جواب یہ دیا کہ شاید برادران یوسفؑ اس امر سے مانع ہوتے اور شاید وحی سے منع کیے گئے ہون تاکہ
صبر سے ثواب زیادہ ہو اور مترجم کے نزدیک حدیث موصوف سے استفادہ اقوی ہی اس لیے کہ اگر ملنے والے ہونگے
تو بغیر تجسس کے ملجاوینگے اور اگر نہین تو یہ اضطراب بیفائدہ ہی پھر اگر وہم ہو کہ رزق حلال کی جستجو بھی بیکار ہی کیونکہ جو مقدر ہوگا
[illegible] تو جواب یہ ہی کہ بے شک جسقدر رزق مقدر ہو گا ملیگا اور جسطرح مقدر ہو گا وہ اُس بندہ سے ضرور واقع ہوگا

Marfat.com

اور شاید یہ مقدر ہو کہ مشقت سے اسقدر اور بے محنت بہت قلیل ملنے بہر حال [illegible]
مقدر ہی کہ ہاتھ پانون توڑکے بیٹھ رہون اور فرق یہان یہ ہی کہ رزق کے واسطے تلاش [illegible]
عادت الٰہیہ سے اسنے برخلاف کیا اور یہ معصیت ہی اگر ایسی نیت ہو اور ظاہر ہی گناہ کرنے سے [illegible]
حدیث صحیح مسلم سے ثابت ہی جیسے گھبراہٹ کے ساتھ حرص مین طمع کا ہاتھ پھیلانا معصیت سمجھ [illegible]
زیادہ نہین ملتا اور گناہ شدید کے بعد جو ملا وہ رزق کیا بلکہ عذاب ہی ہمین سے سمجھ کہ جو لوگ [illegible]
پاتے ہین وہ انکے حق مین رزق حلال نہین بلکہ عذاب شدید ہی کہ فوراً مرتے ہی پردہ اٹھ جائیگا۔ پس حدیث
مین اجملوا فی الطلب کا حکم اسی معنی مین ہی یعنے طلب جمیل کرو رزق کی تلاش مین بس طلب جمیل یہی ہی کہ آخرت
کرکے بتعا اسکے طالب ہو اور یہ نچاہیے کہ طلب کو مقدم کرکے پھر جو کچھ وقت نکلے اسمین عبادت کرے۔ اور نیز
یہی تھا کہ اللہ تعالے سے استعانت چاہی اور ایسی جستجو مین پڑتا جو خلاف طریقہ قضا و قدر ہی خلاف جمیل جانا
واللہ تعالے اعلم **ف** جب حضرت یوسف علیہ السلام سے باپ کی شفقت توڑ دی گئی اور کس [illegible]
حق تعالے کی طرف جگہ ڈھونڈھی تو ارحم الراحمین سے وحی تسلی پہونچی اور ہزار ناز و نعمت مین ہوگئے۔ رہا [illegible]
تو فرمایا حق تعالے نے وجاءو اباہم عشاء یبکون۔ اس مین منجملہ اسرار کے یہ ہی کہ آدمی مین جو طبیعت رکھی گئی ہی [illegible]
یہ ہی کہ جب اسکی مراد حاصل ہو جاتی ہی تو بہت نرم بنجاتی ہی اور رونے کو چاہو تو رونا آجاتا ہی اور یہ فقط دنیا کی خواہش
و شہوات کے حصول سے ملکہ ہوتا ہی جو عقل پر پوشیدہ نہین ہی اور اکثر یہ رونا خالی بناوٹ ہوتی ہی کسی عبرت و قلق آخرت
و موجب ثواب و کمال نہین ہوتا ہی اور عشاء کو اسی وجہ سے آئے کہ باپ کے رعب رسالت سے دہشت ہو اور بناوٹ ظاہر نہ [illegible]
اور اندھیرے مین عذر کی بناوٹ ٹھیک ہو۔ قولہ وجاؤا علی قمیصہ بدم کذب الآیۃ۔ اسمین منجملہ اشارات کے یہ ہی کہ فریب [illegible]
و نور فراست والون پر پوشیدہ نہین ہوتا حالانکہ وے قرب مقامات اور اولیاء کے مقالات سے مدعی ہوتے [illegible]
سچے ہین اور ظاہر یا باطن راہ حق مین شہید ہین انکے خون سے شہادت ٹپکتی ہی اور حدیث صحیح مین آیا کہ المتشبع بما لم یعط
جو ایسی چیز سے سیر ہو بیٹھے کہ حقیقت مین اسکو نہین ملی تو ایسا ہی جیسے کوئی ملکہ کا لباس پہنے ہو۔ یعنی بناوٹ سے [illegible]
شاہزادہ نہین ہو جاتا اگرچہ اسکو اسوقت خلعت بھی حاصل ہی تو بھلا جو کوئی فریب سے خلعت کی قطع بنا [illegible]
آنکھون والون پر مکار ظاہر ہو جائیگا۔ عجب ہی کہ جسکے دل مین ایمان کا نور ہی اگرچہ وہ ولی نعوذ [illegible]
کرلیتا ہی تو بھلا گمراہ ہونے والے کس زعم پر مطلع نہین ہوتے ہین طبیعت مین جب حسد چھایا تو [illegible]
ہوتے ہین اور عالم مین آگ لگا دیتے ہین۔ حسین بن الفضل رحہ نے کہا کہ آخر مین برادران یوسف نے کہا [illegible]
اخ لہ من قبل۔ اور یہ دروغ کلمہ تھا تو آخر دروغ بھی اسی اول حسد کے دروغ سے ہوا جب کہا کہ [illegible]
سولت لکم انفسکم امرا۔ اس سے فراست یعقوب علیہ السلام ظاہر ہی اور انکو نفوس کے کید و فریب سے [illegible]
ہی کہ تم اپنے فریب مین خود گرفتار ہوا اور مین تو درمیان مین سوائے سابقہ تقدیر کے کچھ نہین [illegible]
سے حق عزوجل نے لباس پہنایا اور صبر جمیل وہ ہی کہ مصیبت مین گرفتار ہو کر تقدیر ازلی [illegible]

Marfat.com

[illegible] تعالے وما صبرک الا باللہ - وقال تعالے واصبر لحکم ربک فانک باعیننا
[illegible] تعالے جلدی فرا دے اسپر آسودہ ہو اسطرح کہ یاد الٰہی صاف اور ذوق مشاہدہ متوفر
[illegible] ما تصفون - یعنی استعانت صبر بلا رمین اُسی سے ہی کسی اور چیز سے نہیں ہی شیخ حسین نے
[illegible] آسودگی کو صبر جمیل کہتے ہین - یحیی بن معاذ رحمہ نے فرمایا کہ صبر جمیل یہ ہی کہ بلا رکو دل خوش
[illegible] دل بخوشی ان قبول کرے - قال تعالے -

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ ۖ قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ

[illegible] اپنا پنہارا اُسنے لٹکایا اپنا ڈول بولا کیا خوشی کی بات ہے یہ ہے ایک لڑکا

وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ

[illegible] پونجی سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہین اور بیچ آئے اُسکو ناقص مول کو گنتی کی کئی

ع ۱۴

مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ○

[illegible] پاولیان اور ہو رہے تھے اُس سے بیزار

جب حضرت یوسف بنا بر بعض روایات کے تین روز اُس جب مین رہے کہ ہو دا اُنکو کھانا پہونچاتا رہا اور بنا بر بعض روایت کے ایکہی [illegible] تھے کہ اللہ تعالے نے اُس اندھیرے کنوئین سے جسکا پانی کھاری تھا اپنے بندۂ مخلص کو خلاص فرمایا اسطرح کہ - وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ اور آگئے کچھ مسافر - فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ سو انھون نے اپنے وارد کو بھیجا [illegible] سیارہ در اصل سیر کرنے والے جو زمین مین پھرتے رہتے ہین پس مسافرون کو اسی وجہ سے سیارہ کہتے [illegible] وارد ہوئے تھے مدین سے یا شام سے روانہ ہوکر مصر کو جاتے تھے رستہ بھولکر [illegible] جنگل مین آئے جہان یہ کنوان تھا اور یہ کنوان آبادی سے دور ایک جنگل مین تھا جس سے پانی لینے سوا [illegible] آتا تھا اور مترجم کہتا ہی کہ پہلے ایک روایت یہ بھی مذکور ہوئی کہ اسپر اکثر لوگ اُترا کرتے تھے [illegible] بعض نے زعم کیا کہ وہ بیت المقدس کا کنوان تھا یا مراد یہ ہو کہ چرواہے بہت آتے تھے لیکن مناسب مقام یہی قول ہی [illegible] مذکور ہوا بہر حال روایت ہی کہ اس کنوئین کا پانی کھاری تھا حضرت یوسف ؑ کی برکت سے شیرین ہو گیا تھا جب [illegible] اُترے اور آگے آگے اپنا وارد پہلے بھیجدیا تھا اور وارد اسکو کہتے ہین جسکو مسافرون کی جماعت [illegible] پہلے بھیجدے تاکہ وہان پانی کا بندوبست کردے تو وہ اپنی جماعت سے پہلے منزل پر پہونچ جاتا ہی اور پانی [illegible] آتے ہی جانورون کو پلادین اور کھانے پکانے کا سامان کرین اور اہل السیر نے لکھا ہی کہ [illegible] وارد کا نام [illegible] الخزاعی عرب کا بدوی تھا اسنے پہونچکر یہی کنوان پایا جسمین آنحضرت علیہ السلام اس بیکسی [illegible] فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ پس وارد نے اپنا ڈول کنوئین مین لٹکایا اور ظاہر ہی کہ یہ بچہ بیچارے ایک نکلنے کا وسیلہ [illegible] عجب دیکھا کہ نہایت خوبصورت لڑکا نکل آیا - خوبصورتی کی تفصیل بعض راویون [illegible] آنکھین چہرہ خوبصورت رنگ گورا بازو اور ناگمین گدا زبھری ہوئی سینہ چوڑا کہ بتلی

ناف باریک چھوٹی تمام اعضا نہایت متناسب کوئی تعریف کر نہین سکتا جب ہنستے تو [illegible]
اندھیری رات مین چاند تھے بلکہ دن ہوجاتا اور ابتدائے خلقت حضرت آدمؑ سے مشابہ تھی [illegible]
روایت مین آیا کہ یوسفؑ کو آدھا حصہ حُسن کا دیا گیا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ آپ کی پردادی حضرت [illegible]
کو چھٹا حصہ حسن کا دیا گیا تھا اور مراد اس حُسن سے یہ ہو کہ ظاہری دیدار نہایت خوبصورت تھا۔ القصہ [illegible]
جسکو نصف حسن دیا گیا تھا تو۔ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ بول اُٹھا کہ اے بشارت یہ تو غلام ہی [illegible]
ہو کہ خوشی کے وقت بشارت کو پکارتے ہین اور مطلب یہ ہوتا ہو کہ یہ وقت وہ ہو کہ اے بشارت تو حاضر ہو جیسے غم کے [illegible]
وہلاکت کو پکارتے ہین چونکہ خوشی کا وقت تھا اسنے اپنے لیے بشری یعنے بشارت کو پکارا اور بعض قراۃ مین بشرىٰ بکسر الراء [illegible]
اصح یہ ہو کہ اسکے معنی بھی یہی ہین صرف اتنا ہوا کہ اسنے میری بشارت کہا۔ یہی ابن کثیرؒ نے ارجح قرار دیا اور بعض نے [illegible]
اسکے ساتھ بشری کوئی عورت تھی اور بعض نے کوئی دوسرا مرد گمان کیا واللہ اعلم اولے وہی اول ہو پھر غلام سے مراد یا تو لڑکا [illegible]
آنحضرتؑ بچہ تھے یا غلام مملوک پس اسنے آپ کو غلام شاید اسوجہ سے گمان کیا کہ ننگے بدن بے لباس خستہ حالت مین تھے [illegible]
کوئی فرزند کے ساتھ ایسا کیون کرتا خصوص ایسا خوبصورت بیٹا۔ اور یا اس قرینہ سے کہ کنوئین مین پانی بھرنے کو غلام آیا کرتا [illegible]
اور ظاہر اغلام بمعنی مملوک اسنے مراد لیا بقرینۂ قولہ۔ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً اور انھون نے اسکو پوشیدہ رکھا ایک نفیس
اسباب یا اصطلاحی بضاعت قرار دیکر۔ یا بیقدر قرار دیکر۔ یہ دونون متخالف باتین اسوجہ سے ہین کہ اسروہ کی ضمیر فاعل کسطرف
راجع ہو۔ پس دو احتمال ہین اول یہ کہ وارد مع ساتھیون کی طرف ہو یعنے اسر الوارد واصحابہ یوسف بضاعۃ۔ یعنی وارد خزاعی نے
اپنے لوگون سمیت جو اسوقت کنوئین پر اسکے ساتھ تھے یہ مشورہ کیا کہ باقی لوگون سے جو آج منزل پر آتے ہونگے اسکو خفیہ کرو کہ یہ
ہمارے لیے خاص ایک بضاعت یا نفیس اسباب ہوگا اسکو ہم مصر مین بیچکر مالا مال ہوجائینگے۔ (چھپانا مشکل امر تھا واللہ [illegible])
یا یہ مشورہ کیا کہ اس راز کو پوشیدہ کردو کہ ہم نے کنوئین سے پایا بلکہ ساتھیون سے کہدو کہ راستہ مین کسی مقام پر ہمارے عزیز [illegible]
تھے انھون نے یہ غلام اپنا مال ہمکو بضاعت دیا ہو کہ مصر مین انکے لیے فروخت کردین اور بضاعت وہ مال ہوتا ہو جو آدمی کسی دوسرے
عزیز یا ملاقاتی کو اس غرض سے دیتا ہو کہ تم تجارت کو یا کسی کام کو جاتے ہو ہمپر احسان ہوگا کہ ہمارے اس مال کو تجارت کرتے [illegible]
تمھاری بدولت ہم کو کچھ نفع ملجائیگا اور اگر شاید خود بخود تلف ہو یا چور لیجاوین یا گھٹی پڑے تو خیر ہماری قسمت ہو۔ پس حاصل یہ ہو
کہ وارد اور اسکے ساتھیون نے بضاعت کرکے اسکو چھپا ڈالا۔ احتمال دوم یہ کہ ضمیر مذکور آنحضرتؑ کے بھائیون کی طرف راجع ہو
اور بات یہ تھی کہ یہودا ہر روز یوسفؑ کو طعام لاتا پس اسنے تیسرے روز کنوئین مین نہ پایا تو بھائیون کو آگاہ کیا اور انکو خیال ہوا کہ شاید
اسی دیس کا کوئی نکال لایا ہو تب تلاش کی تو مالک بن دعز الخزاعی وغیرہ کو اُترا پایا اور وہین یوسفؑ کو دیکھا تو عبرانی زبان مین [illegible]
ڈرایا اور مسافرون سے کہا کہ یہ ہمارا غلام بھاگ کر کنوئین مین گرا تھا تمکو مفت نہین ملیگا ہان ہم کو اسکی زیادہ خواہش نہین ہو [illegible]
سستا دینگے۔ الحاصل معنی قولہ واسروہ بضاعۃ۔ یعنی یوسفؑ کے بھائیون نے اسکو مخفی کیا کہ انکا بھائی ہو اور یوسفؑ نے قتل کے
خوف سے چھپایا اور بیع ہونا گوارا کیا پس وارد خزاعی نے ساتھیون کو آواز دی کہ یا بشری ہذا غلام یعنے اسے [illegible]
کہ یہ حسین غلام سستا بکتا ہو قال تعالے۔ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالے جانتا ہو جو [illegible]

...کریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم التسلیم کو اسطرح غلام بضاعت بناکر فروخت کر
...ہوئی زیسا معاملہ ٹھہرا۔ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ اور بیچ ڈالا اسکو بعوض داموں نخس یعنی حرام کے قول ضحاک ہو اسلیے کہ
...دام حرام ہیں یا ثمن زیوف کے قول ابن مسعود روایت کیا جاتا ہو یعنے بعوض کھوٹے داموں کے۔ یا بقول عکرمہ بعوض قلیل داموں کے
...اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ یعنی کچھ گنتی کے روپیوں کے بدلے اور یہ عرب کا محاورہ ہی مراد بہت تھوڑے درم
ہیں۔ کیونکہ چالیس درم ہوتے تو اسکا حساب تول سے ایک اوقیہ ہوتا ہی اور اس سے کم گنتی کے ہیں اور مروی ہی کہ بیس کو بیچکر دو دو
بانٹ لیے تھے کیونکہ وے تو چاہتے ہی تھے کہ کوئی لیجاوے انکو مال عزیز نہ تھا لہذا فرمایا۔ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ
یوسف کے حق میں انکے بھائی لوگ بالکل بے پروا اور بے رغبت تھے۔ مفت بہا دیا۔ واضح ہو کہ شیخ حافظ نے لکھا کہ قولہ اسروہ بضاعۃ
خزاعی وغیرہ نے باقی مسافروں سے چھپایا اور کہا کہ ہم نے اسکو خریدا یا بضاعت لیا ہی اس خوف سے کہ ساتھی اسمیں ساجھا مانگینگے
تب انکو صحیح بات معلوم ہو جاوے۔ یہ مجاہد و سدی و ابن جریر کا قول ہی اور عوفی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اسروہ
بضاعۃ یعنی بھائیوں نے یوسف کا حال پوشیدہ کرکے غلام بتلایا اور آخر تک موافق مذکورہ بالا کے تفسیر ذکر کی۔ اور لکھا کہ
...شروہ بثمن۔ یعنی بیع کیا اسکو بھائیوں نے یہ ابن عباس و مجاہد و ضحاک کا قول ہی پس شراء بمعنی بیع بھی بحسب لغت ہی اور
...ادہ نے کہا کہ یعنی خریدا اسکو مسافروں نے لیکن کہا کہ قول اول راجح ہی کیونکہ مسافروں نے خوشی سے خریدا تھا۔ مگر جواب
یہ ہی کہ انھوں نے دھوکا کھایا کہ یہ بھگوڑا ہی اس لیے کم داموں کو بے رغبت ہوکر خریدا تھا۔ اور لکھا کہ ابن مسعود رضہ نے کہا
بیس درم کو اور ابن عباس و نوف البکالی و سدی و قتادہ و عطیہ نے بڑھایا کہ دو دو درم بانٹ لیے اور مجاہد رحہ نے کہا کہ
بائیس کو بیچا۔ مترجم کہتا ہی کہ دو دو درم بانٹنے سے گیارہ بھائیوں کے حساب سے بائیس ہوئے لیکن بنیامین قطعاً
شریک نہ تھے تو یہ وہم ہوگا۔ اور لکھا کہ محمد بن اسحاق و عکرمہ نے چالیس درم بیان کیے مترجم کہتا ہی کہ یہ معدود
درم نہونگے لہذا کم ہونا چاہیے۔ سراج وغیرہ میں محمد بن اسحاق کا یہ قول اچھا معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ جانے کہ بھائیوں
نے بیچا یا مسافروں نے خریدا یعنے مقصود تو ظاہر ہی اس سے زیادہ بحث کی کچھ ضرورت نہیں ہی اور سراج میں لایا کہ اسروہ
بضاعۃ کے دونوں قول میں سے خزاعی وغیرہ کا خفیہ کرنا قوی ہی کیونکہ بضاعۃ حال اسوقت سے لاحق ہی کہ جب خفیہ کیا
...مترجم کہتا ہی کہ اظہر اس مقام پر یوں ہی کہ اسروہ بجعلہ بضاعۃ۔ تو حال ہوا۔ یعنی چھپانا اس پیرایہ سے تھا کہ اسکو بضاعت
ظاہر کردیا۔ روایت ہی کہ جب آنحضرت ع کنوئیں سے نکالے گئے تو اسکی دیوارین آپ کے فراق پر روتی تھیں۔ اقول
...اں اللہ تعالیٰ یہ اسرار عجیب مخفی و مضبوط صنعت الٰہی تعالیٰ ہی کہ دیواروں کا یہ شعور دیکھو اور ادھر برادران یوسف یا
مسافروں کی یہ بے شعوری دیکھو کہ کسی نے نور نبوت و ظہور کرامت کبریائی کو نہ دیکھا بلکہ غلام قرار دیا اور بیچا اور اسقدر زاہد
بے رغبت ہوئے اور قصہ میں مذکور ہی کہ بھائیوں نے مسافروں کے پیچھے پیچھے چلانا شروع کیا کہ یارو خوب مضبوط گھیرے
رہو یہ بڑا بھاری بھگوڑا ہی آخر بہت دور تک پہونچاکر مصر کی منزل پر چھوڑا اور بالکل بے کھٹکے ہوگئے فـــفی العرائس
...نے وجاءت سیارۃ فارسلوا واردہم۔ مترجم کہتا ہی کہ اشارت میں اگر قلب روحانی سے کنایہ ہی تو موافق حدیث
...کہ سیارہ کا اشارہ ان سیارہ سے ظاہر ہی ولیکن اہل دنیا اسکو بعوض حقیر دنیا کے فروخت کرڈالتے ہیں اسیواسطے

Marfat.com

روایت صحیح مین آیا کہ کافرون مین قلب سلیم نہین ہوتا اور خود قرآن مجید مین [illegible]
بعوض دنیا کے بیچا تو سیارہ نے لے لیا وے خالی رہگئے اور وہ مصر کے بازار [illegible]
ہوسکتا اور افہام یہان قصور کرتے ہین بلکہ خوف ہے کہ نا سمجھی سے منکر ہون [illegible]
سامنے اہل الحق کے اقوال نہین بیان کرتا ہی بلکہ مجبوری شیخ کا قول نقل [illegible]
کہا کہ جب ارواح عدم سے نکلکر فضاے قدرت مین سائر ہوئین اور معارف قدم [illegible]
سے مشاہدہ آفتاب یا ماہتاب حاصل ہوا تو فرحت سے بزبان عشق بشارت [illegible]
واسروہ بضاعۃ - اسمین بضاعت توحید و معرفت کو اغیار سے چھپایا اور اس سفر [illegible]
بحکم قولہ اخلد الی الارض واتبع ہواہ - اسی دلیس سے مانوس ہوکر بحال ذلت و خواری مین [illegible]
مسافرون کو انوار حسن ازل اس آفتاب نبوت سے ظاہر ہوتے تو آدمؑ کو سجدہ ملائکہ کی طرح عشق [illegible]
کرتے اور یہ عبودیت کا سجدہ نہین ہی بلکہ مشاہدۂ انوار الٰہی بیچون و بیچگونہ ہی اور یہ گمان مت کرو کہ وہان حلول [illegible]
مخلوق سے صنعت صفات صانع کا ظہور بیچون و چرا ہوتا ہی حالانکہ وہان صانع اندر سمایا نہین اور [illegible]
علوا کبیرا - شیخ جعفر رح نے کہا کہ یوسفؑ مین اللہ تعالے جل شانہ کا ایک بھید تھا بس مقام ستر کو انکی نظر [illegible]
اور اگر اس بھید کو انپر ظاہر فرماتا تو مرجاتے دیکھو کیسے انھون نے کہا کہ ہذا غلام اور اگر آثار قدرت [illegible]
کہ ہذا نبی صدیق - چنانچہ زنان مصر پر جب بعض امور کا انکشاف ہوا تو بولین کہ ہذا ملک کریم - اور جب انکو [illegible]
نہ سوجھے تو انھون نے اسکو ثمن بخس کے عوض بیچڈالا - کما قال تعالے وشروہ بثمن بخس دراہم معدودۃ - اگر [illegible]
محبت بمشاہدۂ آثار قدرت ہوتی جو حضرت یعقوبؑ مین اسرار باری تعالے معائنہ کرنے سے تھی تو کبھی اسکو [illegible]
عوض نہ بیچتے کیونکہ جس جمال باطن کا پرتو جمال ظاہری تھا یہ ظہور انکو کہین جہان مین نہ ملتا اگرچہ [illegible]
انکے مانند انبیاء و صدیقین سے مشاہدہ ہی لیکن جمال باطنی کا مشاہدہ بغیر فضل الٰہی ممکن نہین تو نہین دیکھتا [illegible]
سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وعلی جمیع الانبیاء اجمعین کے دیدار سے کفار کی نفی فرمائی [illegible]
لایبصرون - کیونکہ اصل بصیرت ہی نہ بصارت کیونکہ بالاتفاق اندھا عالم کے سامنے آنکھون والا جاہل [illegible]
کہ حضرت یوسفؑ کی قدر نہ پہچانی تو قلیل دامون کو بیچڈالا - ابن عطاء رحمہ اللہ نے نہایت لطیف اشارہ فرمایا [illegible]
تعجب ہوتا ہی کہ برادران یوسف نے اپنے یوسفؑ سے بھائی کو ایسے حقیر دام کو بیچڈالا - [illegible]
قلب نفس کو ذرا سی شہوت کے عوض بیچا - تیرا نفس ذرا سے مزے کے ہاتھ بک گیا [illegible]
پہلے اپنے مالک خالق مولی رحیم کریم کے ہاتھون بھاری دامون کو بیچا بحکم قولہ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم [illegible]
لہم الجنۃ - ایسی تیری جان حقیر کو اسنے اتنے بھاری دامون جنت کے عوض خریدا اور تو نے [illegible]
شیطان کے حوالہ کیا اور اسکو اپنے اوپر بالکل قابو دیدیا اور [illegible]
کہین جائز ہی بھلا یہ دوسرے دام بالکل حرام ہوئے یا حلال ہوگئے [illegible]

[illegible] انتہا ظلم ہی مگر یہ نجانا کہ تو اسنے کہین بڑھا ہوا ظلم ہی تیرے واسطے ظلم مین زمین و آسمان کا فرق
[illegible] کہ انکے دشمن بھائیون نے بیچا اور نیت یہ تھی کہ پیغمبر جلیل القدر پدر کی شفقت ہمپر رہی اور تیرا یہ حال ہی
[illegible] یوسف کو خود ہی اپنے دشمن کے ہاتھ بیچا اور تجھے حدیث صحیح مین معلوم کہ سب سے بڑا تیرا دشمن خود تیرا نفس ہی
[illegible] دونون پہلو مین بیچ رہے دبلائے ہوئے ہی اور اسکو اسکی شہوات کی غذا سے خوب موٹا تازہ کرتا ہی کہ دن مین
[illegible] جہنم مین ایسی آگ کے کنوئین مین بری طرح ڈھکیلتا ہی کہ کبھی وہان سے تیرا چھٹکارا نہوگا اگر ایمان نہو اور یوسف
[illegible] نے پانی ہی کے کنوئین مین ڈالا تھا جہان سے وہ تین ہی روز مین نکلے۔ تجھے کہان تک بتلایا جاوے
[illegible] کو کہانی مت سمجھ غور کر دیکھ تو یہان ایسے اعلیٰ مقامات ہین کہ ہم ابھی انکا اشارہ بھی نہین کرسکتے ارے
[illegible] چھوڑ دے خیانت چھوڑ دے دشمن سے الگ ہو تب تیری آنکھین جنت کی ہوا سے ٹھنڈی ہون اور ابھی
[illegible] کے وقت مین سے تو چوندھایا ہوا اندھا ہی۔ اللھم اھدنا اللھم انت الھادی ثم قال الشیخ۔ اور ابن عطاء و جنید وغیرہ
[illegible] کہا کہ قدرت الٰہیہ نہ دیکھی تو ہلکے دامون کو بیچا اور اگر تمام دنیا و مافیہا بلکہ آخرت کے عوض بیچتے تو یہ بھی معدود چیز تھی
ثمن بخس ہوتا لہٰذا تجھکو عبرت چاہیے کہ ثمن بخس سے ہمیشہ احتیاط رکھ۔ قال تعالیٰ

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ
اور کہا جس شخص نے خرید کیا اُسکو مصر سے اپنی عورت کو آبرو سے رکھ اُسکو شاید ہمارے کام آوے
اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ
یا ہم کرلین اسکو بیٹا اور اسطرح جگہ دی ہمنے یوسف کو اُس ملک مین اور اسواسطے کہ اُسکو سکھاوین کچھ کل
الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَلَمَّا بَلَغَ
بٹھانا باتون کی اور اللہ جیت رہتا ہی اپنا کام اور لیکن اکثر لوگ نہین جانتے اور جب پہونچا
اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○
قوت کو دیا ہمنے اُسکو حکم اور علم اور ایسا ہی بدلا دیتے ہین ہم نیکی والون کو

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے زعم مین مسافرون کے ہاتھ فروخت کرکے بھگوا [illegible] قریب سے مشتری کی حرا[ست]
[illegible] بے فکر ہوگئے اور سمجھے تھے کہ باپ کو ہمپر التفات ہوگا لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کو فراق یوسف مین رونا تھا
[illegible] جدائی سے آہ کرتے رہتے تھے بھائیون نے خالی خیال و گمان کی پابندی پر ایسی حرکت کی اور کچھ مراد حاصل نہوئی
[illegible] جو کوئی یقینی بات کو چھوڑ کر خیالی و گمانی باتون کی پیروی کرے اُسکا احمق ہونا ظاہر ہی اور یہان یہ یقینی بات تھی کہ
[illegible] باپ کی شفقت حسن اخلاق و عدل و انصاف و خدمت سے جسقدر بقدر ہوگی حاصل ہوگی اور ظلم و جور و معصیت
[illegible] غیرہ تدبیرون سے کچھ فائدہ نہین ہوسکتا بلکہ ایسے معاصی موجب خواری ہین اور اگر یوسف ع کے حق مین
[illegible] وغیرہ مقصود تو انکا انسداد نہین ہوسکتا پھر وہی تدبیر سے کسی معصیت کا ارتکاب روا نہین ہی۔ آخر
[illegible] سلطنت حکومت دینا تھا وہان سے حق عز و جل نے یوسف ع کو بھائیون کی حرکت سے بذریعہ مسافرون کے

Marfat.com

مصر پہونچایا وہان اسوقت مین عمالقہ مین سے ریان بن الولید بادشاہ تھا اور [illegible]
نے کہا کہ وہی حضرت موسیٰؑ والا فرعون تھا ولیکن صحیح اول ہی وابن جریرؒ نے [illegible]
اسکے بعد مصعب بن الولید فرعون موسیٰؑ ہوا ہی غرض کہ اس فرعون کا وزیر خزانہ جسکا نام [illegible]
شاید یہ لقب ہو کیونکہ ابن عباسؓ سے عوفی نے روایت کی کہ نام اسکا قطفیر تھا اور محمد بن اسحاق [illegible]
اطفیر بن روحیب نام تھا اور بعض نسخ مین روحب لکھا ہی اور کہا کہ یہی وہ عزیز ہی جو خزانہ [illegible]
جزم کیا کہ بادشاہ اسوقت عمالقہ مین سے ریان بن الولید تھا۔ اور شیخ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت نقل کی
جب یوسفؑ کو مسافرون کے ہاتھ بیچا تو انکے پیچھے دور تک کہتے جاتے کہ بھگوڑا ہی خوب مضبوط [illegible]
یہان تک کہ مصر کی منزل پر پہونچے پھر مسافرون نے مصر مین لاکر بازار مین منادی کی کہ بشارت ہو جو اسکو خریدے
بادشاہ نے خریدا اور وہ مسلمان تھا۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت مجاہدؒ سے شاید کسی نے ایسا سوال کیا ہو جسکا جواب
انھون نے اس طور پر اختصار سے جواب دیا ورنہ مشہور رای کہ خریدنے والا عزیز مصر تھا اور کہا گیا ہی کہ بادشاہ [illegible]
یوسفؑ پر ایمان لایا تھا پہلے سے مسلمان نہ تھا۔ پھر عزیز مذکور جسکا نام قطفیر یا اطفیر بیان ہوا ہی لاولد تھا اور کہتے ہین
محض تھا اور اسکی جورو کا نام محمد بن اسحاق نے راعیل بنت رعاییل بیان کیا اور کہا کہ وہ فرعون ریان بن الولید کی
بیٹی تھی ذکرہ الحافظ رح اور دوسرون نے زلیخا بیان کیا ہی۔ قاموس مین کہا کہ زلیخا بفتح اول وکسر ثانی آخر ممدود [illegible]
وغیرہ نے بضم اول وفتح ثانی لکھا اور بعض نے کہا کہ ایک نام و دوسرا لقب ہی اور عزیز نے اسکو اپنی جورو کے لیے [illegible]
قیافہ وفراست سے ہونہار دیکھکر اکرام کے ساتھ رکھنے کی تاکید کی چنانچہ اللہ تعالے نے یوسفؑ کا حال بیان فرمایا
وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْ مِصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ اور کہا یعنی تاکید کی اپنی جورو سے اس شخص نے جس نے
یوسف کو مصر مین خریدا تھا کہ اسکا ٹھکانا ومرتبہ اکرام کے ساتھ رکھیو۔ کہتے ہین کہ جب مالک خزاعی نے بازار مین پیش کیا [illegible]
اشرفیان دام لگے اتنے مین زلیخا کی فرمایش سے عزیز مصر نے لینا چاہا اور دام بڑھتے بڑھتے آخر یہ نوبت ہوئی کہ حضرت
کے برابر سونا وچاندی وکپڑے وجواہر ومشک وعنبر وغیرہ اقسام اموال نفیسہ دیے جاوین اور حضرت یوسفؑ کا وزن [illegible]
رطل تھا۔ اور اسپر بھی ایک دوسرے سے بڑھاتا گیا یہان تک کہ انکے وزن سے بھی دونا یا زیادہ بڑھ گیا آخر عزیز نے [illegible]
بے بہا جوہر کو لیکر اپنا جوہری ہونا ظاہر کیا خصوص جبکہ اپنی جورو سے کہا کہ اسکو غلامون کیطرح نہین بلکہ اکرام [illegible]
یہ ہونہار ہی۔ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا شاید ہم کو نفع پہونچاوے یعنی ہمارا کارپرداز ہو [illegible]
خانہ داری وانتظام کرے۔ أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا یا ہم اسکو حقیقت مین بیٹا بناوین۔ شاید یہ مطلب ہو کہ [illegible]
تو اسکو بیٹا نہ بناوینگے بلکہ بیٹون کیطرح حسن سلوک سے ہمارا منتظم وکارپرداز ہو جائیگا اور [illegible]
اگر اولاد نہوئی تو اسکو متبنی کرینگے پس اگر اسوقت اسکے ساتھ غلامون کا برتاؤ ہوا تو آیندہ [illegible]
یہ عزیز مصر کی فراست تھی وفی تفسیر الحافظ قال ابو اسحق عن ابی عبیدہ عن عبد اللہ [illegible]
الخ۔ قال المترجم ابو عبیدہ ہذا ہو ابن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible] سب سے زیادہ بیان فرمایا اول وہ شخص جسنے یوسف کو اپنی جورو کے لیے خرید کر اس سے تاکید کی کہ اکرمی
مثواہ [illegible] الآیۃ۔ دوم وہ عورت جسنے موسیٰ کی نسبت اپنے باپ سے کہا تھا یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت
یعنی حضرت موسیٰ کی پاک بی بی
القوی الامین۔ سوم حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کہ فراست سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا۔ قال
[illegible] ایک فائدہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضہ نے سوائے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے کسی نام کی تصریح
[illegible] تفسیر و تاریخ کی روایات سے اوپر مذکور ہوا کہ قطفیر یا اطفیر خریدنے والا اور زلیخا سے کہنے والا تھا اور
حضرت موسیٰ کی پاک بی بی صفین انھین نے اپنے باپ حضرت شعیب سے کہا تھا لیکن چونکہ ان اخبار کی تحقیق بدون
[illegible] کے قطعی نہیں ہے لہذا احتراز کیا اور مترجم کہتا ہے کہ اسی طور سے کلام الٰہی تعالیٰ کی تفسیر کرنے مین ان
روایات اخبار وغیرہ سے احتراز چاہیے اور مراد میری یہ ہے کہ ان روایات پر معنی و احکام کا مدار نہیں ہے ہان جو حکم و نصیحت کہ صریح
[illegible] سے نکلے وہ بیشک صواب ہے اسیواسطے مین نے پہلے بہت تنبیہ کر دی کہ کلام الٰہی مین حضرت یوسفؑ کے بھائیون کی نسبت
[illegible] ہونے یا عاق ہونے کا کچھ ذکر نہیں ہے ہان حضرت یوسفؑ کے ساتھ جو معاملہ ہوا اُس سے معاف ہونا منصوص ہے اور
[illegible] کرنا بڑا خطرہ عظیم ہے اور کلام الٰہی مین صرف کنوئین مین ڈالنا مذکور ہے باقی مار پیٹ و بیرحمی وغیرہ کا ثبوت کسی آیت
[illegible] سے نہیں ہے۔ سراج منیر تفسیر امام رازی سے نقل کیا کہ امام رازی رحمہ نے کہا کہ جاننا چاہیے کہ ان روایات قصص وغیرہ
[illegible] جو ذکر ہوئے وہ قرآن مجید سے کچھ ثابت نہیں ہوتا اور کوئی حدیث صحیح بھی وارد نہیں ہوئی جسمین اسکا کچھ بیان ہو اور
قرآن مجید کی تفسیر کرنا ان روایات مین سے کسی روایت پر موقوف نہیں ہے تو عاقل پر فرض ہے کہ ان روایات کے بیان کرنے سے
بھی احتراز کرے انتہی کلامہ مترجم کہتا ہے کہ رازی نے اشارہ فرمایا کہ ان روایات پر یقین کرنا تو درکنار انکو ذکر بھی نہ کرنا چاہیے
پھر خطیب رحمہ نے کہا کہ ان روایات کو شیخ بغوی رحمہ اللہ نے معالم مین ذکر کرنا شروع کیا پس دیگر جماعت مفسرین نے انھین کی
پیروی کر کے اپنی تفاسیر مین ذکر کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ امام بغوی محدث مفسر ہین وہ خوب جانتے تھے کہ یہ روایات اس
قسم کے اخبار ہین جیسے سنن ابو داؤد وغیرہ مین ہر حدیث کو صاحب السنۃ خوب جانتا تھا کہ یہ روایت صحیح ہے یا ضعیف ہے
لیکن یہ افسوس ہے کہ پچھلے لوگ جنکو اسماء الرجال مین تمیز نہیں ہے اکثر بھٹک گئے اسی طرح ان روایات کا حال ہے جنکو امام بغوی رح
نے ذکر کیا تھا پچھلے لوگون نے انکو مثل اقوال صحابہ یا حدیث کے تصور کر لیا اور تعجب یہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعض مدعیون علم نے
[illegible] روایات سے یہ حکم نکالا کہ ایسے بیرحم و فاسق لوگ تو مومن صالح نہیں ہو سکتے پھر نبی کہان ہو سکتے ہین حالانکہ اس شخص کو
[illegible] روایات کا ذکر کرنا صرف اس غرض سے ہو سکتا ہے کہ یہود وغیرہ نے یون بیان کیا ہے ورنہ ذکر نہ کرنا بہتر ہے پھر
[illegible] روایات سے کوئی حکم نکالنا حلال نہیں ہے پھر ایسا حکم نکالنا جو صریح نص کے خلاف ہو اعوذ باللہ من ذلک۔ اب مین تفسیر
[illegible] بیان کرتا ہون۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ اسطرح پوری فرمائی کہ جسنے مصر مین اپنی جورو کے لیے حضرت
یوسف کو خریدا تھا اپنی جورو سے تاکید کی کہ اسکو اکرام سے جگہ دے شاید ہم کو نفع پہونچاوے یا ہم اسکو بیٹا بنا دین پس
حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] مین مطمئن رہے۔ پھر فرمایا۔ وَکَذٰلِکَ اور ایسے ہی یعنی جیسے ہم نے یوسف کو قتل
[illegible] مصر کو [illegible] مہربان کیا اور اس سے باوجود اسکا مملوک ہونے کے اکرام کا برتاؤ لیا ویسے ہی

Marfat.com

مكنّا ليوسف في الارض تمکین و قابو دیا یوسف ع کے لیے زمین مین ...
کہاکہ سرسبز و شاداب و کثیر المنافع اسقدر ہی کہ گویا یہی سب زمین ہی اور ... ہوا کہ ...
کوئی ٹھکانا ہوا سمین جسکو بتوفیق الٰہی تعالے نیکیون کے لیے قابو ہا دو ...
مین آنحضرت علیہ السلام کے صبر و رضا سے ثواب دیکر آخر مصر مین ٹھکانا دیا ولنعلمه من تاويل ...
تاکہ ہم اسکو سکھلاوین احادیث کی تاویل یعنے خوابون کی تعبیر۔ اس عبارت کی ترکیب مین بعض نے ...
فعل مقدر رہی جسپر یہ عطف ہی یعنے لنمکنه ولنعلمه من الخ۔ یا واو یہان زائدہ ہی۔ اور حاصل یہ ہی کہ ہم نے ...
اس جگہ تمکین دی تاکہ مقرب و مؤدب بآداب رسالت بناوین اور تاکہ اسکو خوابون کی تعبیر سکھلاوین ...
کا فائدہ تمام مخلوق کے لیے عام ہی و فضل عام ہی کیونکہ نبوت سے عوام کو تقرب و معرفت ہی جس سے ...
کے عروج پر پہونچکر مسافت منزلت دیکھنے و شکر کرتے ہین اور ایسے ہی خواب کی تعبیر سے اسرار الٰہیہ و علوم غیبیہ ...
و عبادت و صلاح و تقوی سے آراستہ ہوتے ہین۔ پھر واضح ہو کہ برادران یوسف نے چاہا کہ یوسف سے پڑھکر ہم مقرب و صالح ...
ہمین درجہ نبوت پر فائز ہون جو باپ کیطرف سے ملنے کا یقین رکھتے تھے بدلیل قولہ تا اللہ لقد اثرک اللہ علینا۔ اور ...
لکم وجہ ابیکم و تکونوا من بعدہ قوما صالحین۔ پس انسے دو طرح غلط فہمی ہوئی اوّل تو یہ سمجھے کہ نبوت اور ولایت ایک ...
جو تدبیر و کوشش و کمائی سے حاصل ہو جاتی ہی حالانکہ یہ محض فضل الٰہی ہی لیکن جو کوئی ولی ہوتا ہی وہ ظاہر و باطن اللہ ...
اور خلق خدا پر رحم کرنے اور انکو عذاب دنیا و آخرت سے بچانے مین اپنی جان کیطرح کوشش کرتا ہی خواہ وے کافر ہون یا مشرک ...
سب کو آرام سے رکھنا چاہتا ہی اور اب کوئی نبی نہین ہو سکتا ہان ولی انشاء اللہ تعالیٰ بہت ہونگے دوم یہ غلطی کی کہ نبوت کو باپ ...
بطور میراث سمجھے حتی کہ بعد یوسف کے انبیاء ہون ولیکن تدبیر کچھ مفید نہوئی اور وہی ہوا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا واللہ غالب على ...
اور اللہ تعالی غالب ہی اپنے حکم پر۔ اسکا حکم کوئی روک نہین سکتا۔ یا غالب ہی اپنے امر پر یعنی جس امر کا ارادہ فرماتا ہی ...
بعض نے امر اور ارادہ کو ایک سمجھا ولیکن ہم فرق پہلے بیان کر چکے ہین۔ اور بعض نے امرہ کی ضمیر حضرت یوسف کیطرف ...
دی اور کہا کہ اللہ تعالی غالب ہی یوسف کے امر پر یعنی شان یوسف مین جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہی ہوا چنانچہ ...
امر الٰہی انپر غالب ہوا پھر چاہا کہ مسافر اسکو لیجاوین تاکہ اسکا نام مٹجائے پس اسکا نام مشہور ہوگیا اور ...
چاہا تو اللہ تعالے نے اسکا امر غالب کیا کہ وہ بادشاہ ہوا اور یہ لوگ اسکے سامنے سجدہ مین جھکے اور چاہا ...
تکلیف دیکر پھر خوش کرین کہ انھین کیجانب راجع ہو تو امر الٰہی غالب ہوا کہ انکے کر رہے آگاہ ...
عزیز کی جورو نے یوسف سے مراودت کی مگر بامر الٰہی وہ بالکل پاک رہے پھر اسنے قید وغیرہ سے ...
سے پاک اور معزز رہے پھر یوسف نے ساقی کے ذریعہ سے بادشاہ کو اپنے حال سے آگاہی دلانی چاہی ...
وہ بھول گیا یہان تک کہ جو مدت مقرر تھی وہ پوری ہوئی اور اس قصہ مین اکثر ایسے امور ...
و امر فقط اللہ تعالے کے لیے ہی کسی غیر کی شرکت نہین ہی۔ ولكن اكثر الناس ...
یعنے کافر و مشرک لوگ اس بات کو جانتے نہین ہین کہ کل امر بقبضہ قدرت الٰہی تعالیٰ ہی ...

اپنی مضبوطی کو - یعنی اپنے حسن پر پہونچے کہ وحی نبوت و رسالت کو برداشت کرین یا علم و حکمت کو اٹھاوین - اٰتَیْنٰهُ حُکْمًا وَّ
عِلْمًا - ہم نے اسکو حکم اور علم دیدیا - سراج وغیرہ مین لکھا کہ اشدہ یعنی شباب کی انتہا اور قوت و شدت پر پہونچے - عرب
بولتے ہین بلغ فلان اشدہ یعنے فلانا انتہاے شباب کو پہونچ گیا - و بلغوا اشدہم - وے لوگ اپنی منتہاے شباب کو
پہونچ گئے - شیخ حافظ رح نے لکھا کہ اس مقدار مین کئی اقوال مروی ہین - ابن عباس - مجاہد - قتادہ نے کہا کہ تینتیس ۳۳ سال
کی عمر ہی - ضحاک رح نے بیس سال و عکرمہ نے پچیس ۲۵ و حسن رح نے چالیس ۴۰ سال و سدی رح نے تیس ۳۰ بیان کیے - امام مالک رح
و ربیعہ اور زید بن اسلم و شعبی نے کہا کہ اشد احتلام کا سن ہی انتہی - بعض اہل لغت نے کہا کہ انتہاء اسکی تینتیس ۳۳ برس ہوتی ہی
اور سراج مین بیان اطباء کا قول تزائد و انحطاط کا مجمل نقل کیا اور مترجم کہتا ہی کہ اطباء کے نزدیک وقوف کا سن آخری
پچیس سال ہی اور شاید کہ مرتبہ نبوت کا چالیسوان سال ہو جیسا کہ حسن رح کا قول ہی اور مواہب کی عبارت سے ظاہر ہوتا کہ
کہ اس سن سے پہلے نبوت نہین ہوئی ہی واللہ اعلم بالجملہ قرآن مجید مین جو منصوص ہی اسیقدر ہمکو کافی ہی کہ جب وے اپنی
مضبوطی کو پہونچ گئے خواہ کوئی سن ہو تب انکو حکم و علم عطا ہوا - سراج مین کہا کہ سابق مین قولہ تعالے اوحینا الیہ لتنبئنہم بامرہم -
مین بیان ہو چکا کہ وحی انکو پہلے ہو چکی تھی اب یہ حکم و علم خالی وحی نہین ہی بلکہ حکم سے مراد علم بالعمل ہی مترجم کہتا ہی یعنے
خاصکر درجۂ فقہ کہ متفرق علوم پر عمل کرنا جس سے ظاہر و باطن ہر حال مین موافق رضاے الٰہی رہے حکمت ہی کیونکہ باوجود علم
کے ہمہ عمل کا طریقہ اکثر لوگون کو نہین آتا ہی اسیواسطے کسی شیخ عارف عامل کے مرید ہو جاتے ہین جو خود یہ درجہ طے کر چکا ہو مصرع
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا ❊ اور بعض نے کہا کہ حکم سے مراد لوگون کے درمیان حکومت ہی - لیکن حکومت انکو
عرصہ کے بعد جب قیدخانہ سے نکلے ہین تب حاصل ہوئی تھی اور تاویل الاحادیث کا علم پہلے ہو چکا تھا - چونکہ علوم الٰہی عجیب اعلیٰ
ہین کہ جو اس مرتبہ تک نہین پہونچا اس سے اگر بیان کیا جاوے تو وہ جہالت سے انکار کر جاوے اسکو تو ابھی ایمان کی تصدیق
پوری نہین ہوئی ہی لہذا ہم کو اسقدر کافی ہی کہ مرتبہ بلوغ و قوت کے وقت اللہ تعالے نے ایک قسم کا علم و حکمت انکو عطا فرمایا
جو نہایت عظیم الشان و قابل قدر ہی وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ اور یون ہی ہم محسنین کو نیک عوض دیتے ہین - جیسے
یوسف کو ابتداء پر صبر و ثبات کے عوض یہ علم باقی عطا فرمایا - اور محسن وہ شخص ہی جو صدق و خلوص کے ساتھ حضوری سے
عبادت و طاعت ادا کرے اور حدیث سے اسکی تفسیر کئی مقام پر گذر چکی ہی - اور طبرانی وغیرہ کی روایت مین ہی کہ جو شخص اپنے
علم کے موافق عمل کرتا ہی اسکو اللہ تعالے ایسا علم دیتا ہی جو وہ نہین جانتا تھا - پس شدائد و مصائب پر صبر کرنا اور جان لینا کہ
بغیر تقدیر الٰہی واقع نہین ہوا پس مستقیم رہنا منجملہ ایمان کے ہی ف — فی العرائس قولہ اکرمی مثواہ عسی ان ینفعنا الآیۃ -
یعنی آخرت کے لیے خریداری بہتر ثابت ہی اور اکرام منزلت سے تھا کہ یوسف کو بنظر شہوت نہ دیکھے کیونکہ اگر عارف باطن
کو دیکھے تو وہ عالم مین آئینہ تجلی حق ہی اور یہ آئینہ سب سے افضل ہی کیونکہ طور سینا کی تجلی تو پہاڑ سے تھی اور یہ آدم سے ہی
اور عالم الغیب کے دیکھنے والے مثل یعقوب علیہ السلام کے دہان کچھ اور دیکھتے تھے - پس اکرام قلب ہی تب معرفت و
تعلق ہو اور اگر نفس کو قرار دے تو فتنہ و شہوت جوش کریگی - نفع اکرام قلبی کا معرفت مرتبہ صدیق ہی اور مشاہدہ حضرت
یعقوب ہی - قولہ وکذلک مکنا لیوسف فی الارض الآیۃ - تمکین یہان مرتبہ صبر مین ہی حتی کہ معرفت مین جو رَش قائم ہو

Marfat.com

اور مشاہدۂ غیب برداشت کرے اور اسکو تلوین و تغیر احوال سے باہر کردیا تاکہ [illegible]
اور اسواسطے کہ حقائق مکاشفہ و لطائف خواب و اسرار ملائکہ سے آگاہ و خبردار ہو۔ قولہ واللہ غالب علیٰ [illegible]
بجانب یوسف ہی تو جو امور اوپر مذکور ہوے اُنسے یوسف کا خلاص ہونا بعلۃ الکید ہو اور اگر غیر [illegible]
لطیف اشارہ ہی کہ امر الٰہی از عالم فعل ہی اور عقول مکلف الشریعت و طریقت ہین پس امر تو [illegible]
ہر حال مین غالب ہی ولیکن انسان موافق تدبیر کے کام کرنے پر معذور ہی۔ اور وہ اس تدبیر پر بھی غالب [illegible]
لایعلمون۔ امور مخلوقات منوط تدبیر ہین اکثر لوگ نہین جانتے کہ تقدیر ازلی کا موقع کیا ہو۔ ابن عطا رح نے کہا [illegible]
اپنے امر پر غالب ہی جو چاہا جس مخلوق کیطرف چاہا جسطرح چاہا اسکی طرف جاری کردیا اور جس نے چاہا بغیر [illegible]
یہ جانتے و دیکھتے نہین کہ امر الٰہی اسطرح غالب ہی اسنے بندون کو طاعت کا حکم دیا مگر جسکے لیے چاہا آسان کر [illegible]
اسکو اداے طاعت سے عاجز کردیا۔ واسطی رح نے کہا کہ تدبیر مین انکو متصرف فرماتا ہی اور انکے تصرف مین [illegible]
انہین گم موجود ہوتا اور موجود گم ہوتا ہی پس کسی بات کو کسی مخلوق کی طرف نسبت کرنا ایک طرح کا شرک ہی [illegible]
الخ اشد مرتبہ تمکین ہی کہ معاملات مین بھی مستقیم ہو اور حال و آداب مین کوئی تلون صادر نہو [illegible]
ظاہر فرمایا پس حکم لعبودیت اور علم بربوبیت اور حکم لطریقت و علم بحقیقت۔ حکم بملک دنیا و [illegible] آخرت [illegible]
وکذلک نجزی المحسنین۔ جو کوئی ظاہر و باطن اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جانکر اپنی کوشش و طاعت [illegible]
کرے وہ محسن ہی۔ اور نصر آبادی رح نے اس مقام سے اشارہ لیا کہ جو کوئی علوم سنت حاصل کرکے ادب کے ساتھ [illegible]
رہے اسکو علم غیب سے حصہ ملتا ہی اور ہواے نفس سے مخالفت کا علم جان لیتا ہی۔ حضرت یوسف علیہ السلام [illegible]
آزمائے گئے اور محسن تھے کہ اس علم سے فائز ہوے چنانچہ فرمایا

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ [illegible]

اور پھسلایا اُسکو عورت نے جسکے گھر مین تھا اپنا جی تھامے راسنے اور بند کیے دروازے اور بولی [illegible]

مَعَاذَ اللّٰهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُونَ ۝

خدا کی پناہ وہ عزیز مالک ہی میرا اچھی طرح رکھا ہی مجھکو البتہ بھلا نہین پاتے جو لوگ بے انصاف ہوتے

یہان سے اُن وقائع کا بیان ہی جو حضرت یوسف علیہ السلام پر عزیز مصر کے گھر مین گزرے اور پہلے [illegible]
وقال الذی اشتراہ من مصر لامراتہ اکرمی مثواہ الآیۃ ذکر کردیا اور درمیان مین قولہ کذلک مکنا لیوسف فی الارض [illegible]
المحسنین یہ سب جملہ معترضہ درمیان مین اسواسطے بیان فرمایا کہ سننے والا آگے سنیگا کہ حضرت یوسف [illegible]
فتنہ پیش آئے تو جب پہلے سے اسکو معلوم رہیگا کہ ان سب سے نجات پاکر [illegible]
کہ ایسے فتنہ سے کس طریقہ سے نکلکر اس منزل کرامت پر پہونچے ہین [illegible]
پس رَوْد اسکا مادہ ہی جسکے معنی نرمی و آہستگی کے ہین اور بعض نے کہا کہ [illegible]
جانا گویا مطلب یہ ہی کہ ایسا فعل کرنا جیسے دھوکا دینے والا کرتا ہی اور کبھی فاعل کرکے [illegible]

[illegible] اور [illegible] اکرام منزلت یوسف ع کے تاکید کی تو آنحضرت اسکے گھر مین اچھی طرح پرورش پانے لگے یہان تک [illegible] آیکی جوانی ہر وقت انکے کمال حسن کو دیکھتی آخر اخیر فریفتہ ہوگئی۔ اور انکو اپنی طرف لبھانا چاہا چنانچہ فرمایا [illegible] وَرَاوَدَتْهُ [illegible] الَّتِي اُس عورت نے هُوَ کہ یوسف۔ فِي بَيْتِهَا جسکے گھر مین تھے عَنْ نَفْسِهِ [illegible] انکی ذات سے یعنی چاہا کہ یوسف اپنی ذات انکو اسے دیدین اسکے لیے اسنے انکے ساتھ مراودت کی۔ اور مراودت [illegible] باب مفاعلہ [illegible] دونون طرف جسے یہ کام ہونے کے آتے ہین جیسے مکالمہ دونون طرف سے باہم باتین کرنا اور [illegible] دونون طرف سے باہم لگے [illegible] وغیرہ لیکن یہان یہ باب ایک ہی طرف سے ہی یعنی خالی عورت نے انکو چاہا تھا جیسے [illegible] یعنی ادا کرنے مین تاخیر کرنا اور جیسے طبیب کا مداواۃ کرنا یعنی علاج کرنا اور جیسے چور کا معاقبہ یعنی پیچھا کرنا [illegible] نے کہا کہ عورت کی [illegible] سے طلب تھی اور آنحضرت کی طرف سے دفع تھا۔ پھر یون نہین فرمایا کہ راودتہ زلیخا یعنی [illegible] اسکو اپنی طرف لبھایا۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ اللہ تعالے نے سوائے مریم کے کسی عورت کا نام نہین فرمایا اسی سے [illegible] گیا کہ [illegible] کا نام نہ لیا جاوے اور مریم کی نسبت کافرون نے نعوذ باللہ تعالے جورو اور بیٹا ہونے کا کفر بکا تھا [illegible] کی طرح [illegible] کر دیا اور تمام مخلوقات تو شان حضرت خالق عزوجل کے سامنے غلام و باندی سے کمتر ہین بہرحال اگر [illegible] نام لیا [illegible] یون بھی نہین فرمایا کہ راودتہ امرأۃ العزیز۔ عزیز کی جورو نے اسکو لبھایا۔ تو اسمین نکتہ یہ ہی کہ اس خواہش کا باعث یہ ہوا کہ وہ اسکے گھر مین ہر وقت رہتا تھا اور حال یہ تھا کہ اسکو آدھا حسن ملا تھا اور بقول مشہور بانی الوجود سوے من شققہ [illegible] مخلوقات مین جوہر عشق کا زخم اُٹھائے ہوئے ہی اور بعض حکماء نے تمام موجودات مین محبت ثابت کر دی ہی یعنی جو چیز ہی اسکو کسی دوسری چیز سے خواہش و محبت ہی پھر جو مخلوق کسی اپنے مثل مخلوق کے طلب مین ہی وہ کافر برباد ہی جبکہ اسکو عقل ہو اور اسمین ایک اشارہ آنحضرت علیہ السلام کے کمال پاکیزگی پر ہی کیونکہ زلیخا خود حُسن مین مشہور تھی اور باوجودیکہ ہر وقت [illegible] گھر مین ہر طرح قدرت رکھتے تھے اور خود وہی دل وجان سے طالب تھی پھر بھی کمال منزہ و پاک رہے اور دل مین خواہش بھی نہین [illegible] اور یہ بہت اعلیٰ مرتبہ ہی۔ قتادہ رح نے کہا کہ یہ عورت عزیز مصر کی جورو تھی۔ ابن زید رح نے فرمایا کہ جب آنحضرت ع پورے مرد [illegible] اس عورت نے اپنی خواہش کی۔ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ اور سب دروازے بند کر دیے۔ اغلق الباب [illegible] نہین بلکہ تغلیق سے غلقت فرمایا جس سے زبان عربی مین دلالت ہوتی ہی کہ خوب مضبوط بند کیا تھا اسی سے گمان کیا گیا [illegible] کر دیے تھے واللہ اعلم اور ابواب سے دلالت ہی کہ آگے پیچھے کئی دروازے تھے اور شاید یہ مراد ہو کہ سب طرف کے دروازے [illegible] لیکن [illegible] سے قول اول کو ترجیح ہوتی ہی۔ بہرحال اسنے سب دروازے خوب بند کر دیے۔ وَقَالَتْ اور [illegible] عورت نے کہا هَيْتَ لَكَ ابو عمرو اور عاصم و اعمش و کسائی نے هَيْتَ بفتح اول و سکون دوم و فتح سوم [illegible] وابن عباس و ابن جبیر و حسن و مجاہد و عکرمہ کی قراءت ہی۔ اسکے معنی ان ائمہ سلف نے [illegible] بلا تی ہی اور علی بن ابی طلحہ و عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اسکے معنی یہ ہے [illegible] بیان کیے اور حسن سے مروی ہی کہ یہ سریانی زبان کا کلمہ ہی اور سدی رح نے کہا کہ [illegible] کلمہ ہی اور ابو عبید یعنی قاسم بن سلام نے کہا کہ کسائی اسی قراءت کو

پسند کرتے تھے۔ اور ابو عبید نے کہا کہ مین نے حوران کے ایک عالم سے پوچھا تھا سنے کہا کہ ہان [illegible]
اب یہ کلمہ عربی فصیح ہی شاید دونون زبان کا توارد ہو یا شاید پہلے کسی اور زبان کا ہو۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے
سنکر فرمایا کہ تم کو جسطرح علم ہونچا ہو پڑھو لیکن اختلاف کی نیت سے بچا اور یہ کلمہ تو ایسا ہی جیسے کوئی تم مین سے [illegible]
تعال کے معنی ادھر آ اور ہلم آ و بہ سے۔ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن عباس و ابو وائل و ابو عبد الرحمن السلمی و عکرمہ
سے روایت کیجاتی ہی کہ انھون نے ہیئت بکسر اول و ہمزہ بجائے یاء او ضم تاء پڑھا او معنی یہ بیان کیے کہ مین تیرے
واسطے مہیا ہوئی ہون۔ اور ابو عمرو اور کسائی اس قراءۃ سے انکار کرتے تھے اور ابن جریر نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
کی کہ انھون نے کہا کہ ہیت بفتح اول و آخر پڑھو اور درمیان مین ہمزہ مت لا۔ اور ابو اسحق نے بفتح اول و کسرہ
اور یہ غریب ہی اور دوسرون نے جنمین عامہ اہل مدینہ ہین بفتح اول و ضم آخر پڑھا۔ اور لکھا کہ ایک جماعت نے
وضم آخر پڑھا اور ابو عبید نے نقل کیا کہ ہیت جمع و تثنیہ نہین ہوتا پس ہیت لک و ہیت لکما و ہیت لکم و ہیت لکن
بولتے ہین۔ بالجملہ معنی کلمہ سے مراد یہ ہی کہ عورت نے حضرت یوسف ع کو اپنی طرف نزدیکی کے لیے بلایا۔ قَالَ مَعَاذَ
اللہ اعوذ باللہ معاذا۔ مصدر بمعنی فعل ہی حضرت یوسف نے کہا کہ مین اللہ تعالے سے پناہ مانگتا ہون انتہا درجہ کی
یعنی اس کام سے جسکی طرف تو مجھے بلاتی ہی۔ اِنَّہٗ بے شک جسنے مجھے خریدا ہی یعنی تیرا شوہر وہ۔ رَبِّی میرا پرورش کرنیوالا
اَحْسَنَ مَثْوَایَ بہت خوبی سے اسنے میرا ٹھکانا رکھا چنانچہ عورت کو حکم دیا تھا کہ اکرمی مثواہ الخ پس عورت کو وہی
عذر کیا کہ مین اس احسان کے عوض اسکے ساتھ بدی نہین کر سکتا۔ اور یہ عورت کی سمجھ کے موافق عذر ہی اور ارشاد ہی کہ تجھے
اسکے حق کا خیال ضرور ہی اور اسمین اشارت ہی کہ درحقیقت آنحضرت علیہ السلام عزیز مصر کے مملوک نہ تھے اور آزاد کی بیع
نہین ہی۔ اور صحیح حدیث مین ثابت ہی کہ آزاد آدمی کے دام کھانا کبیرہ گناہ ہی۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالے وشروہ بثمن
مین شراء کی تصریح ہی اور یہ حقیقت مین بیع ہی اور مجاز پر محمول کرنا ضروری نہین ہی اور ایسے ہی قولہ اشتراہ من مصر مین حقیقت
سے مجازی پر محمول کرنا تاویل ہوگی اور صحیح حدیث مین حضرت سلمان کا خریدنا اور اُسکا قصہ صحیح و معروف ہی تو جواب یہ
ظاہری عقد بیع ہی اور باطنی نہین ہی ولیکن اسمین یہ اعتراض ہوتا ہی کہ اس صورت مین سلمان کا آزاد کرنا صحیح نہوگا
ثابت نہوگا حالانکہ آزاد شدہ ہونا معروف ہی اور تحقیق بیان یہ ہی کہ بندہ جن احکام سے مکلف ہی وہ [illegible]
ہو اس سے متعلق ہین اور سلمان رضی اللہ عنہ زمانہ فترت مین دست بدست ماخوذ ہوکر فروخت ہوچکے تھے [illegible]
بیع کے متعلق ہوچکے تھے پس اب انکا خریدنا صحیح ہوا اور یون ہی مین نے شیخ محقق استاد رحمہ اللہ سے سنا ہی [illegible]
آزاد ہونا بیان کرتا اگرچہ درواقع صحیح ہی لیکن جسکے قبضہ مین تھے اسپر حجت نہ تھا اس لیے کہ اقرار خود حجت قاصرہ [illegible]
ہوجاتا ہی غیر پر متعدی نہین ہوتا ہی اسیواسطے آئمہ حنفیہ و دیگر فقہاء کے نزدیک اگر کوئی آدمی ایک لونڈی یا باندی
کے ہاتھ فروخت کیا اور باندی چپ رہی پس مشتری نے خریدا اور اسکو ام ولد بنایا یعنے اپنے [illegible]
پھر باندی نے اقرار کیا کہ مین آزادہ ہون تو اس سے کچھ نہوگا اور مرد پر حرام کرنے کا [illegible]
ہوگی اور اگر مشتری نے اسکی تصدیق کی تو بھی اولاد کے حق مین کچھ معتبر نہین ہی [illegible]

Marfat.com

…مل مین نہین یہ تصریح موجود ہی کہ اسکا مبنی ظاہر پر ہی اور جو کچھ احکام متعلق ہو چکے وے سب صحیح ہین مثلاً مشتری
نے دوسرے سے اسکا نکاح کرا دیا تو مشتری کو پھر کھانا حلال رہا اور یہی اصل شرع مین دائر و سائر ہی چنانچہ مثلاً ایک شخص
نے ایک عورت ہندہ سے نکاح کیا اور وہ پہلے کہہ چکا تھا کہ اگر مین اس سے نکاح کرون تو اسکو طلاق ہی پھر مرد نے ایک علما سے
پوچھا وہ ایسی طلاق کو واقع نہین جانتے تھے انھون نے حلت کا فتوی دیا پس مرد مدت تک اسکے ساتھ رہا اور کئی اولاد
ہوئین پھر عورت کو خبر ہوئی تو اسنے قاضی سے نالش کی اور قاضی کی رای مین اسمین حنفی مذہب حق تھا اسنے وقوع طلاق
کا فتوی دیا تو اولاد حلال ہوگی اور مرد پر زناکاری وغیرہ کی حد واجب نہوگی اور نظائر اسکے بکثرت کتاب القضا اور کتاب المحاضر
والسجلات اور بکثرت کتاب الشروط مین بیان ہین اسکو فتاوی ہندیہ ترجمہ عالمگیریہ سے تحقیق کرو۔ جب یہ بات تحقیق ہوگئی
تو حضرت یوسف کا یہ کہنا کہ انہ ربی احسن مثوای۔ یعنی ع، یہ مصر میرا سید و آقا ہی مجھے اچھی طرح پرورش کیا ہی یہ قول صحیح ہی اور
اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ پیغمبر سے یہ بعید ہی کہ اسکو اپنا مربی فرماوے بلکہ معنی یہ ہین کہ انہ یعنے
بیشک وہ اللہ تعالے۔ ربی میرا رب ہی احسن مثوای اسنے مجھے اچھا ٹھکانا دیا یعنے بھائیون کی شر اور جب کی آفت سے
بچا کر اس منزلت پر پہونچایا۔ مین اسکی نافرمانی مین زنا و حرامکاری نہین کرسکتا ہون۔ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ بیشک
ظلم کرتے ہین یعنے نیکی کی جگہ بدی کرتے ہین اور حکم الٰہی کے برخلاف کرتے ہین وے ظالم ہین تو انکو فلاح نہین ہوتی ہی اگر مین ایسا
کرون تو مین بھی ظالم ہوجاؤنگا اور فلاح نہ پاؤنگا ف — وفی العرائس قولہ تعالے وراودتہ التی ہو فی بیتہا الآیہ۔ سر باطنی
پہلے عشق کی کشش سے اپنے معدن کیطرف چلا ولیکن درمیان مین طبیعت آڑ ہوگئی پس بسبب لاعلمی و بے تمیزی کے بھٹک کر
شہوت کی طرف جھکا اور دروازے بند کیے۔ چاہا کہ عشق چھپا رہے اور کبھی غیرت عشق اسکو مقتضی ہوتی ہی لیکن عشق مثل
مشک کے چھپتا نہین ہی وہ کسقدر فاش ہوگیا اور شبلی رح نے کہا کہ سب دروازے بند کر دیے اور سب لگاؤ کاٹ دیے
اور پوری ہمت اپنے مقصود کی طرف پھیری اور چاہا جو چاہا ولیکن یوسف علیہ السلام پر قدس نبوت غالب ہوئی و قال معاذ اللہ
انہ ربی احسن مثوای۔ اشارت ہی کہ رب تبارک و تعالے نے آدمی کو احسن تقویم پر پیدا کیا اور ازل مین اسکو برگزیدہ
فرمایا جیسے یوسف ع کو نبوت و رسالت سے مختار کیا اور تاویل الاحادیث کا علم دیا۔ روایات کثیرہ ہین کہ پہلے حضرت یوسف
کا حسن تمام عورتون کے لیے فتنہ ہوگیا تھا آخر جب نبوت و رسالت عطا ہوئی تو ہیبت و جلال کا لباس چھایا۔ اقول اسکو
بعض مفسرین نے لکھا ہی۔ قال الشیخ۔ اور بعض نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے چھوٹے ولی نعمت کا خیال کیا
یعنی عزیز مصر کا اکرام دیکھکر اس خیانت سے انکار کیا اور حضرت ولی نعمت حقیقی یعنے رب تبارک و تعالے کا خیال نکیا تھا اسی
سبب سے قصد کے فتنہ مین پڑے کما قال تعالے لقد ہمت بہ و ہم بہا۔ یعنی فی الجملہ زلیخا کی طرف میلان ہوا۔ اور مترجم
کہتا ہی کہ یہ تقریر کچھ بھی نہین ہی کیونکہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کا خیال نہ تھا کیا یہ نہین دیکھا کہ پہلے ہی فرمایا معاذ اللہ
لیکن عزیز مصر مذکور وہ اسوقت کافرہ تھی اس سے ایسا عذر کیا جسکو وہ بھی تسلیم کرتی تھی اور یہ جو بیان کیا کہ آنحضرت علیہ السلام نے
میلان کیا تھا یہ صریح نہین ہی بلکہ صحیح نہین ہی چنانچہ بیان ہوگا۔ قال الشیخ اور حضرت استاد رحمہ اللہ نے
…احسن مثوای یعنی میرے رب تبارک تعالے نے مجھپر احسان کیا کہ مجھے اس حال پر مخلوق کرکے عزیز مصر کا…

Marfat.com

مجبپر مہربان کیا حتی کہ اُسنے اکرمی مثواہ کا حکم دیا تو مجھے عصیان نہیں لائق ہی ...
ونفس امارہ سے ہر وقت نبی و پیغمبر تک ہوشیار رہتے ہیں ...

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ ...

اور البتہ عورت نے فکر کیا اُسکا اور اُسنے فکر کیا عورت کا اگر نہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی یون ہی ہمنے ہٹا دیا اس سے برائی ...

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝

البتہ وہ ہی ہمارے چنے بندون مین

اسمین آنحضرت علیہ السلام کے کمال عفت کا بیان ہی درحقیقت نعمت حسن عفیف ہی ورنہ اکثر لوگ جنکی ظاہری صورت و باطنی اوصاف قبیح ہوتے ہین انکو سچی نظر سے دیکھو تو ایسا سبزہ ہین جو ایسے گھورے پر لگا ہو جہان نجاست ڈالی جاتی ... پاکیزہ مرد پاکیزہ مزاج ایسون کو اسی نظر سے دیکھتا ہی - اور قابل تعظیم و اجلال وہ ہین جنمین اوصاف یوسفی ہون سمجھو جب زلیخا نے دروازے مضبوط بند کر دیے اور تمام آرایش سے انکو اپنی طرف بلایا تو انھون نے اپنی پاکیزگی سے معاذ اللہ یعنی مین ہرگز ایسی حرکت نکرونگا مگر اپنے اوپر بھروسا نہ کیا کیونکہ نفس تو بدی کا امارہ ہوتا ہی بلکہ اللہ تعالیٰ سے مانگی کیونکہ بشریت مقتضی ہی کہ مبتلا ہو جاوے چنانچہ قولہ اصب الیهن - سے یہ خوف ظاہر ہی پس جب پناہ مانگی تو شاید وہ عورت زبردستی پر آمادہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا - وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا اس آیت کی تفسیر میں اقوال بہت ہین اور اکثر انمین سے ائمہ سلف سے روایت کیے جاتے ہین ولیکن سراج المنیر مین خطیب نے اور کبیر مین نے دیگر مؤلفین نے ان روایات کے ثبوت سے بالکل انکار کیا ہی اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جو فن حدیث مین امام حافظ ہین اسطرح انکار نہین کیا لہذا مین بعض روایات نقل کرنے مین مضائقہ نہین دیکھتا علاوہ اسکے مؤلفین نے جو وجہ انکار بیان کی کچھ نہین ہی - واضح ہو کہ بالاجماع والاتفاق سب کے نزدیک صحیح ہی کہ آنحضرت علیہ السلام کسی فعل فاحشہ کے مرتکب نہین تھے - ولیکن اختلاف اسمین ہی کہ آیا قصد فرمایا تھا یا نہین تو یہان تین قسم کے اقوال ہین اول یہ کہ ہان قصد کیا یہان تک کہ باتون سے تجاوز کرکے قربت کی بیٹھک بیٹھے تھے پھر برہان الٰہی سے الگ ہوکر بھاگے - اور یہ قول ... دوم خالی قصد کیا تھا - سوم یہ کہ دل ہی دل مین باتین بنائین - اور ایک جماعت نے کہا کہ نہین بلکہ ... کیا تھا - اور بیان اقوال سے پہلے لفظ ہَمّ کے معنی معلوم کرنا چاہیے - عرب بولتے ہین کہ ہَمَّ بالامر جبکہ ... عزم کیا ہو - حدیث مین ہی لقد ہممت ان آمر فتیتی - مین اُبھرا تھا کہ اپنے غلامون کو حکم دون ... اندرہ و منہ قولہ ان قریشا اہمتہم شان المرأۃ المخزومیۃ - یعنی قریش کو اندوہ مین ڈالا ... بنی مخزوم کی عورت کے ... اسکی چوری ظاہر ہوگئی تھی - و منہ الحدیث دکفاہ اللہ ما اہمہ - بالجملہ یہان ہم سے مراد قصد ہی پس ... اور البتہ قصد کیا عورت نے اسکا وہم بہا - اور قصد کیا اُسنے عورت کا - پس بعض نے کہا کہ ... یعنی دھینگا مشتی سے اور اُسنے قصد کیا عورت کے مارنے کا - اور بعض نے کہا کہ عورت سے ... اور گویا اتفاق اس بات پر ہی کہ آنحضرت علیہ السلام نے عورت کا قصد کیا ...

Marfat.com

قصد بجانب عورت کے اسطرح تھا کیونکہ حرام طور پر قصد کرنا دل کا زنا ہی اور خفاجی رحمۃ نے سب وجوہ مین سے یہ پسند کیا کہ
حضرت یوسف نے بھی خواہش کی اور اسنے عورت کی خواہش کی مگر یہ اشتہاء و رغبت بدین معنی نہ تھی کہ بالفعل اسکا اثر مترتب ہو
اور یہی قول امام رازی رح نے ذکر کیا ہی چنانچہ آگے آتا ہی۔ اب مین ہر سہ اقوال مذکورہ بالا کو بتلخیص مناسب ذکر کرتا او صحیح وضعیف
کو علحدہ کرتا ہون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ سراج مین ہی کہ بعض نے اس مقام پر علماء سلف سے عجیب الٹی پلٹی
باتین روایت کین کہ مثلاً انھون نے کہا کہ عورت مذکورہ نے جب خوب آراستہ ہوکر اسقدر الحاح کیا اور قصد کیا تو اسنے بھی
عورت کا قصد کیا یہان تک کہ کمر بند کھولا اور عورت کے ساتھ قربت کی بیٹھک پر بیٹھے اتنے مین آواز آئی خبردار اس عورت سے
دور رہو مگر کچھ فائدہ نہوا پھر دوبارہ سنی اور تیسری بار سنی مگر اثر نہوا چوتھی بار حضرت یعقوب کی صورت دانتون مین انگلی دبائے
ظاہر ہوئی تو سنبھل گئے اور بعض نے کہا کہ سینہ پر ہاتھ مارا تو شہوت جاتی رہی اسی وجہ سے اور بھائیون کے بارہ بارہ بیٹے ہوئے
اور انکے صرف گیارہ ہوے۔ اور بعض نے کہا کہ چھت مین زنا کی مذمت کی آیات نظر آئین اور بعض نے کہا کہ اس سے بھی اثر نہوا
آخر اللہ تعالے نے جبرئیل ع سے فرمایا کہ جاکر خبر لے میرا بندہ ڈوبتا ہی تو انھون نے آواز دی کہ اے یوسف یہ کیا کرتے ہو غرضکہ
اسیطرح کے اقوال مروی ہوے اور ہرگز ان بزرگون مین سے کسی سے کچھ بھی صحیح نہین ہی اور باہم یہ اقوال خود متناقض متکاذب
ہین۔ امام رازی نے بھی بتطویل کے ساتھ نقل کرکے سب کو رد کر دیا۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہان لوگون کے اقوال مختلف
ہین اور ابن عباس و مجاہد و سعید و ایک جماعت سلف سے یہان وہ کچھ مروی ہی جو ابن جریر وغیرہ نے روایت کیا مگر اللہ تعالے
جانے کہ ان اخبار کا کیا حال ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ نے ان روایات کو بالکل متروک کر دیا کچھ نقل نہین فرمایا اشارہ ہی کہ انمین سے
کچھ ثبوت نہین ہی اور شیخ نے انکو قابل ذکر بھی نہین سمجھا اور بے شک یہ قابل ذکر بھی نہین ہین لیکن چونکہ بے بضاعت فارسی
تفسیر والون اور قصص لکھنے والون نے جنکو صحیح وسقیم کی تمیز نہین ہی ایسی روایات کو لکھکر شائع کر دیا ہی لہذا مین نے بضرورت
ملخص لکھکر عموماً آگاہ کر دیا کہ ان مفسرین سلف سے موافق ان مولفین علماء کے قول کے کچھ ثابت نہین ہی پس کسی کو حلال نہین ہی
کہ ان روایات پر اعتقاد کرے یا غرہ ہوکر وعظ وغیرہ مین بیان کرے۔ بالجملہ لفظ ہم سے اگرچہ لغوی معنی لینے قصد کرنا مراد ہی
لیکن بالیقین وہ قصد ایسا نہ تھا جیسا ان بعض راویون نے سمجھا اور اسکو سلف صالحین کیطرف [illegible] کر دیا اور ظاہر معلوم ہوتا ہی
کہ یہودی جو بحکم حدیث صحیح ایک قوم بہتان باندھنے والی بیباک ہی انمین سے بعض نے یہ حرکت کی ہو واللہ اعلم۔ اب بیان
اس بات کا کہ قصد سے صحیح مراد کیا ہی تو جمہور سلف وخلف سے صحیح روایات مین یہ معنی مذکور ہین کہ بمقتضائے طبیعت بشری آنحضرت ع
علیہ السلام نے بھی اس عورت کی خواہش کی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ بھی مجمل بیان ہی اسکی توضیح کرنے سے اصلی مقصود ظاہر ہوگا
اور توضیح یہ ہی کہ قصد و خواہش دو طرح کی ہوتی ہی ایک یہ کہ آدمی اپنے اختیار سے کسی چیز کی طرف قصد کرے جیسے ہر روز آدمی اپنی
خواہش کے موافق طعام کا قصد کرتا ہی اور دوم قصد بغیر اختیار کے اور وہ اسطرح ہوتا ہی کہ دل مین خود بخود جی چاہنے والی کوئی بات
بمقتضائے طبیعت بشری خود بخود کسی طرف جھک جاوے۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ امام بغوی یعنی معالم التنزیل کے مصنف نے بعض
محققون سے نقل کیا کہ حضرت یوسف ع کے قصد سے مراد خطرات نفس ہین۔ امام رازی رح نے کہا کہ جیسے سخت گرمی مین روزہ دار
شخص ٹھنڈا پانی دیکھے اور اسکی طبیعت خود بخود اسکے پینے کی طرف میل و قصد کرے ولیکن وہ اپنے اختیار سے اپنے دین سے رکے

خلاف سمجھکر اسکو روک دیتا ہی یا جیسے نوجوان تندرست قوی آدمی کے سامنے ایک حسین [illegible]
ہوکر متعرض و آمادہ ہو تو اسکی طبیعت بے اختیار ہوکر اسکی طرف رغبت کرتی ہی مگر وہ اپنی عقل کے [illegible]
فحش وحرام ایک دم کی لذت و دائمی غضب الٰہی مین پڑنا روا نہین ہی تو دل ہی دل مین جھگڑے [illegible]
اسلئے بخوف الٰہی اپنے آپ کو روکا تو اسکی بندگی کا مرتبہ اللہ تعالے کے نزدیک بہت بڑا ہی اسی مضمون کو [illegible]
بیان کیا کہ آنحضرت علیہ السلام کے قصد سے مراد بے اختیاری قصد ہی کہ طبیعت کا میل کرنا اور شہوت [illegible] عقل مین جھگڑا [illegible]
اختیاری قصد نہین ہی اور بالاتفاق جو چیز کہ انسان کے اختیار مین نہین ہی اسپر اللہ تعالے نے حکم [illegible]
دیا ہی اور اختیاری بات یہان یہ ہی کہ ایسے میل وخواہش کے آنے پر اس فعل کو نہ کرے تو اس سے اللہ تعالے کے
نزدیک بڑے ثواب کا سزاوار ہو جاتا ہی۔ ثعلب رحمہ اللہ نے کہا کہ زلیخا نے قصد کیا تو وہ چاہتی تھی کہ اسکو واقع کرے [illegible]
اصرار کرتی تھی اور آنحضرت علیہ السلام نے جو قصد کیا وہ بغیر عزم تھا اسکو واقع کرنا نہین چاہتے تھے بلکہ یہ قصد محض نفسانی
خطرات و باتین ہوئین۔ بالجملہ انبیاء علیہم السلام کی شان سے ایسا قصد البتہ نہین ہوتا جسکو واقع کرنے کا عزم ہو اور ایسا
جو خطرات کے قسم سے ہی وہ معصوم ہونے مین مضر نہین ہی آیا نہین دیکھتے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے خود تصریح [illegible]
بقولہ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء۔ یعنی نفس اندری اندر برے خطرات لاتا ہی اور اس سے بڑھکر حضرت سرور
سید المرسلین وخاتم الانبیاء اجمعین کا ایک مرتبہ کا ذکر جو بعض سنن مین مروی ہی اگرچہ اسناد بہت قوی نہو لیکن خطرات نفس
کے ثبوت مین جو نفس سے ثابت ہین کافی ہی کہ ایک مرتبہ اچانک ایک عورت پر نظر پڑی تو اسیوقت اٹھکر حضرت ام المومنین زینب
کے حجرہ پاک مین تشریف لیگئے اور جب واپس آئے تو بالون سے پانی کے موتی ٹپکتے تھے اور ارشاد فرمایا کہ عورت [illegible]
اسکے آگے پیچھے شیطان چلتا ہی تو جب کوئی تم مین سے خطرہ پاوے تو اپنی عورت سے جو اسکے نکاح مین ہی قربت کر لے کہ وہ خطرہ
دل پر رہنے نہ پاویگا۔ پس درحقیقت زنا سے بچنے کا ثواب انھین مردون کے لیے ہی جو خواہش کے باوجود بخوف الٰہی [illegible]
حکم اللہ عز وجل ممنوع فعل سے باز رہتے ہین ورنہ جو ہیجڑا ہو وہ خواہش ہی کیا کریگا۔ بہرحال [illegible]
دونون کا ثواب علٰحدہ ہی چنانچہ صحاح مین حضرت ابوہریرہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حدیث [illegible]
اللہ تعالے عز وجل فرماتا ہی کہ اذا ہم عبدی بحسنۃ الحدیث جب میرا بندہ قصد کرے کسی نیکی کا [illegible]
کر لے تو اسکے لیے دس گونہ ثواب لکھو اور اگر کسی بدی کا قصد کرے مگر اسکو نہ کرے تو اسکے لیے ایک نیکی لکھو [illegible]
میرے ہی خوف و طاعت سے چھوڑی ہی اور اگر اسکو کر گذرے تب اسکے لیے ایک بدی لکھو [illegible]
یہ خاص واقعہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے پیش آیا تھا وہ بڑے مرتبہ کا تھا کیونکہ انھون نے [illegible]
ایک نہایت خوبصورت عورت نے جو اس ملک مین بیمثل تھی کمال زینت وطمانیت کے ساتھ [illegible]
بصد تمنا اظہار کی۔ اور انکار کی صورت مین اپنے اوپر صدمات کا خوف تھا پھر بھی عفت کے [illegible]
لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ اگر یہ نہوتا کہ اسنے دیکھا اپنے رب کے برہان کو۔ یعنی [illegible]
سے یقینی روشن دلیل کو اگر وہ نہ دیکھتا تو جو اسکے دل مین خواہش ہوئی تھی اسکو پورا کرتا [illegible]

برہان دیکھی دیکھ لی بس باز رہا - اور ابو عبید سے ابو حاتم نے روایت کی کہ اس آیت پر ابو عبیدہ نے کہا کہ یہان تقدیم وتاخیر ہے یعنے ولقد ہمت بہ ولولا ان رای برہان ربہ لہم بہا - یعنے عورت نے تو اسکا قصد کیا اور اگر برہان رب تبارک وتعالے نہ دیکھا ہوتا تو عورت کا قصد کرتا - یعنی اسنے عورت کا قصد ہی نہین کیا - شیخ ابن کثیر رحمہ نے کہا کہ زبان عربی کی راہ سے اس قول مین تامل ہے واللہ اعلم - اور لکھا کہ اس برہان مین بھی اقوال ہین جسکو آنحضرت ع سے دیکھا چنانچہ ابن عباس رض و مجاہد و سعید بن جبیر و محمد بن سیرین و حسن و قتادہ و ابو صالح و ضحاک و ابن اسحق وغیرہم نے کہا کہ اس وقت قصد کے حضرت یعقوب ابن اسحٰق علیہ السلام کی صورت دیکھی کہ دانتون تلے انگلی دابے منع فرماتے ہین اور ایک روایت مین ہے کہ سینہ پر ہاتھ مارا کہ شہوت انکے ناخنون سے باہر ہوگئی اور ایک روایت مین قطفیر یعنے عزیز کا خیال دیکھا اور محمد بن کعب القرظی نے کہا کہ چھت مین تین آیات لکھی دیکھین - ان علیکم لحافظین کراما کاتبین - ماتکون فی شان وما تتلو منہ من قرآن ولا تعملون من عمل الآیۃ - افمن ہو قائم علی کل نفس بما کسبت الآیۃ اور کہا گیا کہ چوتھی آیت - ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا - اوزاعی نے کہا کہ کتاب الٰہی کی ایک آیت دیوار پر دیکھی جو اس کام سے روکتی تھی - ابن جریر رح نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالے کی آیات ونشانیون مین سے کوئی نشانی دیکھی اور قطعی دلیل نہین کہ وہ کون آیت تھی شاید تصویر یعقوب ع ہو اور شاید فرشتہ جبرئیل ع کی صورت ہو اور شاید لکھی آیت ہو بس مطلقاً چھوڑنا ٹھیک ہے - مترجم کہتا ہے کہ علمائے سلف رح سے جو اقوال مذکور ہوے وے عجیب ہین اور انمین سے بعض اقوال اسپر مبنی ہین کہ قصد مخالطت کیا تھا تو آیت دیکھکر باز رہے اور شان نبوت جو اعلی واکرم ہے کہ جہان کے حکماء اس پر نور بصیرت کے سامنے اندھے ہین اس سے ان اقوال کو مناسبت بہت ہی کم ہے اور ان اقوال کے حق مین جو کچھ رازی وخطیب وغیرہ نے کہا وہ اقرب لصواب ہے اور خفاجی نے حاشیہ بیضاوی مین لکھا کہ ان اقوال وقصص کی باتون مین ایسی حالتین ہین کہ انکا بیان کرنا شان نبوت کے لایق نہین ہے اور چھوڑ دینا بہتر ہے باوجود اسکے یہ سب اقوال محض بے اصل ہین اور اسپر طرہ یہ ہے کہ نص قطعی و اسکے اشارات سے بالکل خلاف ہین اور یون کیون نہین کہتے کہ برہان رب تبارک وتعالے وہ علم نبوت تھا جس سے قطعی جانتے تھے کہ یہ فعل حرام ومنکر وفحش ہے اسی پر اعتقاد کرنا واجب ہے - مترجم کہتا ہے کہ ائمہ سلف وخلف وعلماء معتمدین سے صحیح تفسیر فقط اسطرح ثابت ہے کہ قولہ ولقد ہمت بہ - عورت مذکورہ نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ قصد قربت کیا یعنے دل مین اسکو ٹھان لیا اور بڑی کوشش سے اسکا واقع ہونا چاہتی تھی - وہم بہا - اور آنحضرت علیہ السلام کے دل مین خواہش کا خطرہ آگیا جسکو وہ واقع کرنا ہرگز نہین چاہتے تھے باوجودیکہ اسباب امتحان کے سخت تھے اور نہایت مشکل موقع تھا - لولا ان رای برہان ربہ - اگر یہ نہوتا کہ اپنے رب کی نشانی جو کھلی ہوئی متواتر حجت تھی دیکھی تھی تو موقع ایسا تھا کہ مبتلا ہوجاوین ولیکن اللہ تعالے نے انکو برہان توحید وکبریائی دی تھی جس سے انھون نے نجات پائی اور معاذ اللہ کہنے کی برکت ظاہر ہوئی کیونکہ اپنے نفس پر بھروسا نہین کیا - کذلک یعنی ہم نے اسکو برہان دکھلایا اور پناہ دی یا یون ہی ہم نے اسکو ثابت قدم فرمایا - لنصرف عنہ السوء والفحشاء تاکہ ہم پھیرین اس سے برائی کو اور بہت قبیح بات کو یا زنا کو یعنی مستقیم رکھنا وطاعت پر ثابت قدم وپاک رکھنا - حضرت خالق عزوجل کی قدرت مین ہے جو دی اپنے خالص بندون کو سلامت رکھتا اور قبول فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے - انہ من عبادنا

المخلصین بے شبہہ ہمارے مخلص بندون مین سے ہی - اور قرآن مین خصوص [illegible]
سلطان - یعنی میرے بندون پر تجھے کبھی کچھ بھی قابو نہین ہی - اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ [illegible]
سے چھوٹا وغیرہ خراب باتین جو قصہ کہنے والے بیان کرتے ہین کچھ نہین کیا تھا یہ محض افترا ہی بلکہ وہ بالکل پاک [illegible]
لے اختیاری ہو وہ معصیت ہی نہین ہی اور شیخ ابو السعود رح کو حق تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمادے کہ انھون نے اس مضمون [illegible]
نکال لیا اسطرح کہ اگر آنحضرت علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام نے سوء و فحشاء کیطرف قصد کیا ہوتا تو خود انھی سے پھیر [illegible]
کذلک لنصرف عنہ السوء و الفحشاء تاکہ ہم اسکو پھیر دین سوء و فحشاء کیطرف سے یعنی سوء و فحشاء کیطرف جاتا ہی وہان سے [illegible]
یون نہین تھا بلکہ سوء و فحشاء کو شیطان رجیم انکی طرف لاتا تھا تو حضرت رب العزۃ ذو العظمۃ والکبریاء جل جلالہ نے [illegible]
سے شیطان کو مع سوء و فحشاء کے رد کردیا اور وہ خائب و خاسر مطرود ہوگیا پس قطعی ثابت ہوگیا کہ آنحضرت نے سوء و فحشاء [illegible]
نہین کیا تھا مگر سوء و فحشاء نے انکی طرف شیطان پر سوار ہوکر قصد کیا تھا تو انسے یہ دونون مع شیطان پھیر دی گئین [illegible]
شیطان کو بندگان حضرت خلاق العلیم عز و جل پر کچھ قابو نہین ہی - والحمد للہ رب العالمین **فـــــی العرائس** [illegible]
بہ وہم بہا الآیۃ - قصد زلیخا سابق ہوا اور حسن یوسف کا جذب سابق ہوا اور قصد زلیخا بجانب معدن حسن یوسف [illegible]
اسکا عشق و انکا حسن دونون کا صدور دو معدن ازلی سے تھا اور دونون جمال قدم کی صفات سے ہین پس جب قلب [illegible]
حسن یوسف منجذب ہوا اور قصد زلیخا کو ہیجان ہوا تو قصد یوسف کو بھی اسکے عشق کی اہلیت و حسن کی جانب ہیجان [illegible]
پس دونون قصد یکے در دیگرے مختلط ہوگئے پس جوہر کو بجانب جوہر اور فطرت کو بجانب فطرت اور طبیعت کو بجانب طبیعت [illegible]
انسانیت کو بجانب انسانیت اور روحانی کو بجانب روحانی اور الٰہی کو بجانب الٰہی ہیجان ہوا پس جملہ بواعث دو قصد ہوکر [illegible]
حتی کہ دونون کا تشخص و خیال و سواد و عقل و قلب و روح و سر باطن یکے در یکے ہوگیا - پس دونون قصد مین سے کوئی مقدم نہین [illegible]
حالانکہ اصل الجوہر نور ارادہ ہی اور اصل فطرۃ فعل ارادہ ہی اور اصل الطبیعہ مباشرت قدرت ہی اور اصل النسان [illegible]
اور روحانی مباشرت لطف ہی اور یہی سر نفس امارہ ہی اور از اصل روحانی تا مباشرت لطف امداد از اصل الٰہی از تجلی جمال [illegible]
ذات در صفات اور ظہور صفات در افعال ہمہ وحدت ہی پس نظر عین الجمع مین دونون عشق کی اصل احد دونون [illegible]
تجلی ذات و صفات و افعال کے معنی مین سے ہی پس جب تونے اسکو معلوم کرلیا تو دونون شخص کو ایک شخص اور دونون روح کو
روح اور دونون قلب کو ایک قلب اور دونون قصد کو ایک ہمت اور دونون سر کو ایک سر اور دونون کل کو ایک کل [illegible]
کل کا صدور ایک کل سے ہی اور یہی کل تمام علل کی علت ہی اور تمام چیزون کے لیے [illegible]
اور یہی جملہ اصول کے لیے اصل ہی - پس مذموم ہیجان کون ہی اور غرائب حقیقت اس اشارہ مین [illegible]
ابتداء اسی سے ہی اور انتہا اسی کی طرف ہی اور ہین تو درمیان مین ہین اپنے لطف سے [illegible]
فعل کے واسطے بوصف فعل تجلی فرمائی تو عشق لشہوت ہوگیا اور جب صفت کے لیے صفت [illegible]
لشہوت روحانی سوائے نفسانی کے ہوگیا - اور جب ذات کے لیے ذات سے بوصف ذات [illegible]
حرکا یہ جمیع شہوات ہوگیا کیونکہ اسکا عشق ازلی بلا علت ہی - پس پہلے ہمت تو حرکت فعل [illegible]

Marfat.com

... تجلی صفت بصفت ہی اور وہان مقام التباس ہی اور انتہاء بر تجلی ذات بذات ہی اور یہ مقام قدس ہی ... امتحان سے طہارت ہی پس جب تک حضرت یوسف علیہ السلام ابتدا اور وسط مین رہے تب تک محل امتحان التباس مین معرض عتاب مین سمجھے پھر جب تجلی ذات بذات مین آئے تو انوار ذات نے دونون مقام سے سلب کرلیا اور اگر یہ ہوتا تو برابر عتاب و امتحان مین پڑے رہتے اور تصدیق اسکی یہ ہی قولہ تعالی لولا ان رای برہان ربہ کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء پس وہ برہان کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر ظاہر ہوئی تو وہ ظہور ذات قدیم بلا پردہ منزہ از علت حلول و مباشرۃ حدوث تھا ... ظہور موجب ہی کہ حدوث کو قدم سے جدا کردے اور وہان حدوث کا تعلق و شائبہ نہین رہتا ہی یہ مقام صرف تجرید و تفرید و توحید ہی وہان مقام التباس سے نجات ہی اور قولہ کذلک لنصرف عنہ السوء الخ ظہور آثار فحش و برائی کے اسرار تالیف ارواح و اجسام پر اور بعض کی حرکت بعض کی جانب بصفت محبت و الفت و مودت و ہولے نفسانی و شہوت روحانی و حیوانی و جسمانی پر ہی اور یہی عالم امتحان ہی اور امر و نہی و تکلیف و عبودیت یہین سے ظاہر ہی پھر عالم امر سے مخالفت کرنا کبھی از راہ علم و عقل کے سوء و فحشاء ہی اور حقیقت مین وہان علت فحش و سوء کی کچھ بھی نہین ہی کیونکہ یہ مواضع مقادیر ازلیہ ہین اور وہان ہمہ تن خوبی ہی خوبی ہی۔ اقول ایک حقیر مثال جس سے کچھ عقل کو عروج ہو یون کہنا چاہیے کہ مثلاً سنکھیا بذات خود ایک پاک چیز ہی حتی کہ بدن پر اسکا استعمال حلال ہی اور کوئی عیب نہین ہی اور اگر اسکو بدن کے اندر استعمال کیا جاوے جس سے ہلاکت ہی تو خودکشی و عیب ہی اور یون ہی دنیا کی جو چیز کہ نہایت علیحدہ دیکھو اُسکے جہات خوبی کے بھی موجود ہین اور بعض جہات بدی کے ہین اور خود اس مسئلہ مین دیکھو کہ عورت کی طرف قصد مقاربت درحالیکہ وہ اجنبیہ بلا عقد نکاح ہی محض فحش و سوء بہت بدتر ہی اور جب بعد نکاح کے اسکی طرف قصد ہو تو بہت پسندیدہ ہی جبکہ نیت صالحہ ہو اسیواسطے بعض علماء مفسرین نے آنحضرت علیہ السلام کے زلیخا کی طرف قصد کرنے کے معنی مین کہا ہی کہ قصد یہ کیا تھا کہ اگر اس سے نکاح ہوتا تو خوب تھا اور ظاہر ہی کہ بنکاح ایسے قصد مین کچھ بھی عیب نہ تھا بلکہ اس صورت مین عدم قصد سے عیب پیدا ہوتا ہی اور اسی واسطے اہل الحق کا دستور صحیح ہی کہ دنیا مین کسی چیز کو بنظر حقارت و عیب نہین دیکھتے ہین کیونکہ بنظر حقیقت وہ مقادیر ازلیہ ہین انمین کچھ عیب نہین ہی اور جس شخص کو تقدیر ازلی نظر نہ آوے وہ خود سوء و فحشاء مین لتھڑا ہوا ہوتا ہی تو وہ بھلا کیا کسی دوسری چیز کو سوء و فحشاء کہیگا۔ فافہم واللہ تعالی اعلم۔ قال الشیخ واضح ہو کہ جب عارف مقام توحید صرف سے پستی مین رہا اور درمیان ہی مین التباس و امتحان سے نہ نکلا تو دیدار قدم سے حجاب مین پڑا رہگیا قدس ازل تک نہین پہونچا اور یہ پردہ اسیر خود سوء و فحشاء ہی اور اس فحش سے بڑھکر کون عیب ہوگا کہ دور راندہ ہوا راستہ مین حیران ہوا اور اصل الاصل و اصل الکل تک پہونچنے سے محتجب ہو پس اس عیب کو اللہ تعالی نے اپنے بندہ خالص حضرت یوسف علیہ السلام سے دور فرمایا چنانچہ انکی ہمت عالیہ تمام مقامات امتحان و التباس و احتجاب و سوء و فحشاء سے ترقی کرکے دیدار صفات و ذات تک پہونچی اس صفت سے کہ خودی سے فانی اور بقاء حق باقی ہوگئے اللہ تعالی عز و جل نے انکی تقدیس سوء و فحشاء سے بیان کرنے کے بعد انکا اخلاص اپنی منت و احسان کے اظہار کو بقولہ انہ من عبادنا المخلصین۔ یعنی یوسف برگزیدگان مرسلین و انبیاء کاملین مین سے تھا۔ قولہ لقد ہمت بہ وہم بہا۔ ابن عطاء ... کہ زلیخا نے اسکی طرف شہوت کا قصد کیا اور اسنے عورت کو زجر و نصیحت کا قصد کیا یعنی بدلیل قولہ معاذ اللہ انہ ربی احسن

Marfat.com

شہوا ے۔ اور کہا کہ قولہ لولا ان رای برہان ربہ یعنی یہ قصد زجر نہوتا اگر برہان دیکھتے اور
حق کی طرف سے واعظ تھا اور وہ واعظ ہر بندہ کے دل مین ہوتا ہی اور کہا کہ زلیخا نے
کرے مگر خراب نیت سے اسکو لباس مکروہ پہنایا تھا پس اللہ تعالےٰ نے یوسف علیہ السلام سے
عالی اور حق ظاہر دکھلایا کہ اسوقت سوائے حق کے انکو کچھ مشاہدہ نہ تھا اور کہا کہ اگر مشاہدہ برہان
قال المترجم اہل الحق رحمہم اللہ تعالےٰ نے بیان فرمایا ہی کہ بغیر مشاہدہ برہان حق کے بشری
دوری تبکلف ہوتی ہی اور اکثرون کو نجات نہین ہوتی ہی اور جب ایمان صادق ہوا تو محبت الٰہی عزوجل کے
ہر مخلوق کا حسن غیر مرغوب ہی اور امام غزالی وغیرہ نے نقل کیا کہ روایت کیا گیا ہی کہ ایک زمانہ کے بعد جب زلیخا کو
اور معرفت الٰہی حاصل ہوئی تو اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لیے تنہائی اختیار کی حتی کہ آنحضرت علیہ السلام اگر بلاتے
تو صبح سے شام کا اور شام سے صبح کا عذر کرتی تھین اور آخر کہا کہ مجھے آپ کی محبت بسبب عدم معرفت حضرت خالق
کے تھی اب مین اسکا عوض نہین چاہتی ہون تب آنحضرت علیہ السلام نے آگاہ فرمایا کہ حق تعالےٰ نے مجھے آگاہ فرمایا
کہ تجھسے میرے دو فرزند ہونگے انکو اللہ تعالےٰ نبی بنادیگا تو کہا کہ اچھا اگر حضرت عزوجل کی رضا ہی تو مین بسرو چشم
بندگی مین حاضر ہون۔ فافہم۔ اور شیخ جنید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت علیہ السلام سے طبیعت بشریہ نے حرکت کی
اختیار سے اسکو مساعدت نہین پہونچی اور آدمی مین اگر پیدائشی فطرت جوش کرے تو کچھ مذموم نہین ہی ولیکن شہوت کو
اختیاری سے جوش دینا مذموم ہی اور اگر معصیت کو عمل مین لاوے تو ملامت وعذاب کے قابل ہی اور اللہ تعالیٰ نے بیان
حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بطریق مذمت نہین بیان فرمایا بلکہ بطریق مدح ہی۔ شیخ ابوعثمان رحمہ اللہ نے کہا کہ قولہ
عنہ السوء۔ یعنی سوء الہم۔ بدی کا قصد کرنا اور موافقت کا فحش دونون دور کردیے۔ شیخ جنید رحمہ اللہ نے کہا کہ جو
اپنے خالق کو محبوب ہین اُنسے پہلے باطنی خلوص وصفائی ہمت وارادت ظاہر ہوتی ہی پھر انکے افعال خالص ہونے
پس جسکا باطن صاف نہوا اسکے افعال کبھی پاک نہونگے۔ القصہ جب برہان الٰہی سے حضرت یوسف علیہ السلام مستغنی
تو عورت کی خواہش کے موافق کچھ قصد نہین کیا اور اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگی جیسے ایمان والے بندے ہر وقت اللہ تعالیٰ
سے خائف اور اپنے نفس سے پناہ مانگتے رہتے ہین اگرچہ قبول ونماز وعبادت کے مرغوب ہونے مین پہلے صبر کے بعد اللہ
تعالیٰ سے حلاوت ہوتی ہی پس جب عورت کی طرف سے اصرار دیکھا تو وہان سے بھاگے چنانچہ فرمایا۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ قَالَتْ

اور دونون دوڑے دروازے کو اور عورت نے چیر ڈالا اُسکا کرتا پیچھے سے اور دونون ملگئے عورت کے خاوند سے دروازے کے پاس بولی

مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالَ هِيَ

اور کچھ سزا نہین ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر مین برائی مگر یہی کہ قید پڑے یا دکھ کی مار بولا اسی نے

رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ

خواہش کی مجھسے کہ نہ تھامون اپنا جی اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگون مین سے اگر ہے

...كَانَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ

...سچی ہو اور وہ ہی جھوٹھا اور اگر ہی اُسکا کرتا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹھی

وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ

...سچا پھر جب دیکھا عزیز نے کرتا اُسکا پھٹا پیچھے سے کہا بیشک یہ ایک فریب ہی تم عورتون کا

اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اسکتہ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ

البتہ تمھارا فریب بڑا ہی یوسف جانے دے یہ مذکور اور عورت تو بخشوا اپنا گناہ

ع ۹ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ ۝ ع

یقین ہی کہ تو ہی گنہگار تھی

جب حضرت یوسف ؑ بھاگے تو عورت انکے پیچھے دوڑی ۔ وَاسْتَبَقَا اور دونون نے سبقت کی ۔ الْبَابَ دروازہ

تک لیکن دونون کے استباق مین مقصود علیحدہ تھا حضرت یوسف ؑ تو چاہتے تھے کہ سبقت کرکے نکل جاوین اور اس فتنہ سے

چھوٹین اور عورت چاہتی تھی کہ سبقت کرکے روک لون جانے ندون ۔ اور شاید کہ قولہ همت به وهم بها ۔ مین بھی ہر ایک کا

مقصود علیحدہ ہو ۔ اور یوسف علیہ السلام اگرچہ مرد تھے تیز بھاگے ہونگے لیکن دروازے بند تھے تو کھولنے مین دیر ہوتی گئی

اور کعب احبار رحمہ اللہ نے اخبار یہود سے روایت کی کہ دروازون مین قفل تھے بحکم الٰہی وہ قفل برابر کھلتے چلے گئے

پس دیر خالی دروازے کھولنے مین ہوتی گئی ۔ اور کہتے ہین کہ سات دروازے تھے آخر عورت نے باہری دروازے پر آنحضرت

کی قمیص پیچھے سے پکڑ پائی اور زور کرنے مین وہ قمیص پیچھے سے پھٹی تو ٹکڑا عورت کے ہاتھ رہگیا ۔ کما قال تعالے وَقَدَّتْ

قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ اور نوچ لی عورت نے قمیص یوسف کی پیچھے کی طرف سے ۔ اور حضرت یوسف ؑ رہا ہوکر نکل جانا چاہتے تھے

کہ ناگاہ وہان یہ معاملہ پیش آیا جو اللہ تعالے نے بیان فرمایا ۔ وَاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ اور دونون نے

پایا اس عورت کے سید کو یعنی شوہر کو نزدیک اُس دروازے کے ۔ یعنی باہری دروازہ جسکے بعد کوئی دروازہ نہ تھا وہان دونون

کو عورت کا شوہر ملا ۔ اور عورت اپنے شوہر کو جیسے فارسی مین خاوند یعنی خداوند کہتی ہی ویسے عربی مین سید کہتی ہی اور غلام و باندی

بھی اپنے آقا کو سید کہتے ہین مگر یہان اول صیغہ اَلْفَيَا تو تثنیہ فرمایا یعنی دونون نے پایا ۔ اور دوسرا سَيِّدَهُمَا نہین بلکہ فقط سیدہا

فرمایا تو اسوجہ سے کہ علم الٰہی مین درحقیقت عزیز مصر حضرت یوسف کا سید نہ تھا اور نہ آپ اُسکے مملوک تھے اگرچہ ظاہر مین لوگ

نہ جاننے کے آپ کو اُسکا مملوک خیال کرتے تھے اور یہی ظاہری برتاؤ کے لیے آپ نے بقولہ انہ ربی ۔ کہا تھا ۔ اور کہتے ہین کہ

عورت کا شوہر قطفیر عزیز مصر وہان اس عورت کے چچازاد بھائی یا ماموں زاد بھائی کے ساتھ بیٹھا باتین کرتا تھا چنانچہ مروی ہی کہ

وہ لوگ دروازے کے اندر آجا کھڑے تھے اور دھینگامشتی اور قمیص پھٹنے کی آواز سنی تھی ۔ مگر ظاہر سیاق اور اشارہ لفظ اَلْفَيَا

سے یہ ہی کہ وہ اتفاق سے مل گیا ۔ پس عورت کو رنج و ملال مین فضیحت کا غم و خوف ہوا اور ڈری کہ شاید یوسف ؑ اس سے

... ضرور ایسا کہدیا ہوگا بس چھوٹتے ہی خود پیش قدمی کرگزری اور بہتان و مکر باندھا ۔

... اپنے شوہر سے کہ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا کیا سزا ہی ایسے مرد کی جو

تیرے اہل خانہ کے ساتھ بدی کا قصد کرے - تیری اہلیہ لیکن اسکو آبرو کا بڑا غصہ دلا [illegible]
جورو ہوں سوائے تیرے کسی سے تعلق نہیں ہو ولیکن دل میں تو آنحضرت علیہ السلام [illegible]
ایسا چاہا تھا اسکی کیا سزا ہوگی بلکہ علی العموم ایک لطیف اشارہ سے کہا - بجز اسکے [illegible]
کہ وہ قتل کیا جاوے یا بدی کے قصد سے وہ زبردستی کوئی حرکت واقع ہونا سمجھکر غیظ [illegible]
کرکے یہ سزا بیان کی کہ - اِلَّآ اَنۡ يُّسۡجَنَ مگر یہی سزا کہ وہ قید کیا جاوے اور شاید [illegible]
میں قید کراؤں تو بھاگنے بھی نہ پاوے - اَوۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ یا کوئی دکھ کی مار دیا جاوے اور شاید [illegible]
دفعہ کچھ تکلیف بضرورت اٹھاکر پھر انکار و گریز نہوگی - خطیب وغیرہ نے کہا کہ محبوب کا دکھ بھی عاشق [illegible]
پہلے اسکی سزا قید بیان کی اور چاہا کہ وہیں دو ایک روز بطور زجر کے قید کیا جاوے اور حبس دوام منظور [illegible]
قید منظور ہوتی ہو تو جملہ فعلیہ اسطرح نہیں لاسکتے ہیں آیا نہیں دیکھتے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible]
لاجعلنک من المسجونین - یعنی دائمی قیدیوں میں سے تجھے بھی کردونگا - القصہ عورت اسطرح کہہ بیٹھی حالانکہ آنحضرت کو [illegible]
تک افشاے راز کا کچھ ارادہ نہ تھا مگر لاچاری سے انکو اپنی پاکی و عورت کا فریب ظاہر کرنا پڑا - قَالَ يُوسُفُ [illegible]
کہ ھِيَ رَاوَدَتۡنِىۡ عَنۡ نَّفۡسِىۡ وہی مجھے لبھاتی تھی - شرم سے بصیغہ غائب بیان کیا حالانکہ وہ اسوقت سامنے [illegible]
نہیں کہا کہ ہذہ راودتنی یا انک راودتنی - اسی نے خود ایسا چاہا یا تونے خود ایسا چاہا تھا - کیونکہ جب وہاں گواہ نہ [illegible]
انکی جانب شبہہ ہوتا پس حیادار کو اس سے شرم ہوتی ہو تو اس قصہ کا ذکر ہی نہیں چاہتے تھے اور جب بضرورت بیان [illegible]
شرم سے اس عورت کو غائبہ قرار دیکر کہا کہ میں نے کچھ نہیں چاہا بلکہ اسنے خود مجھسے ایسی درخواست کی تھی - اور اس [illegible]
حالت خود شاہد تھی چنانچہ عورت ساتوں سنگار سے آراستہ اور تنہائی میں انکو لیے ہوے پھر دروازے پر [illegible]
آئی اگر پکڑنے نہیں آئی اور بھلا غلام کو یہ جرأت کہاں اور بھلا اتنی ماما اصیلوں میں غلام کو طاقت کب [illegible]
ایسے شخص کو جو نہایت حیادار شرمیلا ہو اسے معلوم تھا ف حدیث صحیح میں منع آیا ہو کہ جوان [illegible]
کے ساتھ تنہا تخلیہ میں بیٹھے اگرچہ وہ مرد اسکا بھائی کیوں نہو - یہ خوف اہل ایمان کے حق میں زیادہ [illegible]
کی فکر میں رہتا ہو بخلاف کافروں کے کہ انکا کفر خود کافی ہو اب ایسے فعل کے پہلے وسوسہ [illegible]
اہل ایمان جب سب کے سب ضعیف الاعتقاد ہیں تو بہ نسبت کافروں کے ایمان [illegible]
کیونکہ شیطان لنکے اسقدر ایمان بھی سلب کرنا چاہتا ہو اور وے بسبب ضعف کے [illegible]
جھگڑتے ہیں خصوص عورتوں کے دل میں اسکا گھر ہو - اللھم ثبتنا علی الصراط المستقیم - القصہ جب
تحقیق کی ضرورت ہوئی - مگر حق عزوجل نے آنحضرت علیہ السلام کے لیے نہایت قوی شاہد [illegible]
انکی پاکی وطہارت پر یقین واثق ہوگیا اور یہ واقعہ ہونے سے پہلے حقیقت [illegible] خیال [illegible]
ہوگئے چنانچہ فرمایا - وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡ اَهۡلِهَا اور گواہی دی [illegible] ایک [illegible]
میں سے تھا کہ اِنۡ كَانَ قَمِيۡصُهٗ اگر ہووے اسکا [illegible]

Marfat.com

[illegible] عورت نے سچ کہا۔ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ اور یوسف جھوٹون مین سے ہوگا۔ یعنی
[illegible] آگے سے پھٹی ہو تو عورت سچی و یوسف ؑ جھوٹا ہی۔ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ اور اگر ہووے قمیص
[illegible] قُدَّ مِنْ دُبُرٍ تو چاک کیا ہو پیچھے کی طرف سے۔ فَكَذَبَتْ تو عورت جھوٹ بولی۔ وَهُوَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ اور یوسف صادقین مین سے ہی۔ جب دیکھا گیا تو بے شک حضرت یوسف صدیق علیہ السلام سچے تھے۔
سچ ہمیشہ سچ ہوتا اور بالا رہتا ہی اگرچہ ظاہری صورت کچھ مشکل نظر آوے اور حدیث صحیح سے ثابت ہی کہ آدمی سچ بولتا ہی
اور ہمیشہ اسی کا قصد مصمم رکھتا ہی یہان تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہان اسکا لقب صدیق لکھا جاتا ہی اور آدمی جھوٹ بولتا ہی اور جھوٹ کا
قصد رکھتا ہی یہان تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہان کذاب لکھا جاتا ہی۔ اور حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ آدمی مال بیچنے مین بڑھاو
کے لیے جھوٹی قسمین کھاتا ہی یہ بڑا سخت گناہ ہی۔ اور جھوٹی گواہی کو کبیرہ گناہ مین بڑا سخت شمار فرمایا ہی بالجملہ زبان کی خوبی
سخت سے زیادہ آدمی اسکے آفت سے بچے جیسے آلہ تناسل سے نسل و نیک اولاد کی نیت کم اور فائدہ کم ہی بلکہ اسکی آفت سے
بچنے کا قصد زیادہ ہی اسیواسطے حدیث مین ثابت ہی کہ جو کوئی مجھسے ضمانت کرے کہ اپنے جبڑون کے بیچ والی چیز اور اپنی ٹانگون
کے بیچ والی چیز کو نگاہ رکھیگا تو مین اسکے لیے جنت کا ضامن ہون۔ پس جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا زبان کی آفتون مین سے
بڑی ہین۔ واضح ہو کہ اس گواہ کے عمر مین لوگون نے دو مختلف اقوال نقل کیے ایک یہ کہ داڑھی والا مرد تھا اور دوسرا یہ کہ
گہوارہ کا لڑکا تھا۔ اور ابن عباس رض سے عکرمہ وغیرہ نے قول اول روایت کیا اور عوفی نے قول دوم روایت کیا اور ایسا ہی
حسن بصری رح سے دونون قول مروی ہین اور ابن عباس سے یہ بھی مروی ہی کہ ہرنی تھی اسکو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا اور مجاہد رح سے
بھی مروی ہی کہ وہ آدمی ہی نہ تھا یہ عجیب ہی۔ ظاہر البعض راویون سے سہو ہوا یا سمجھ مین فرق ہوا اور شاید بات یہ ہوگی کہ پہلے
عزیز مصر کے دروازہ پر ملنے کے وقت جو شخص ساتھ تھا اور وہ بادشاہی مصاحبون مین سے زلیخا کا رشتہ دار تھا اور مرد دانشمند
تھا اسنے حضرت یوسف کی صداقت پر گواہی دی ہوگی اور جب اسمین عورت نے گفتگو کی تو ایک طفل نے گواہی دی جسکا آیت مین
ذکر ہی پس حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و حسن و قتادہ و سدی و محمد بن اسحاق وغیرہم ایک جماعت نے پہلے گواہ کا ذکر جو بعض
قصص و اخبار سے معلوم ہوا ہی بیان کیا ہوگا اسکو راوی نے شاہد کی تفسیر سمجھ لیا واللہ تعالیٰ اعلم کیونکہ خود ابن عباس رض و
حسن بصری سے و ضحاک و سعید بن جبیر سے اور ہلال بن لیساف اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ گہوارہ کا بچہ
تھا۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ شیخ ابن جریر رح نے اسی کو اختیار کیا مگر صواب یہ ہی کہ یون کہنا چاہیے جیسے سہیلی رح نے کہا
کہ یہی صحیح ہی اسلیے کہ اسمین تو صریح ایک حدیث آئی ہی جسکو ابن جریر نے ابن عباس رض کی روایت سے آنحضرت صلعم سے روایت
کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچپن مین چار نے کلام کیا ہی ماشطہ دختر فرعون کا بیٹا اور یوسف کی سچائی کا گواہ بچہ اور جریج
کی بیگناہی والا گواہ بچہ اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام۔ اور سراج مین لکھا کہ اس حدیث کو امام احمد نے مسند مین روایت کیا ہی۔ میں
کہتا ہون اور جب یہ حدیث خود ابن عباس رض سے روایت ہی اور صحیح ہی تو کیونکر ہو سکتا ہی کہ انھون نے شاہد یوسف کی تفسیر مین
داڑھی والا مرد تھا اور کبھی کہا ہو کہ ہرنی جانور تھی جو بحکم الٰہی بولی تھی اور مجاہد رح نے کبھی داڑھی والا مرد بیان کیا
اور کبھی کہا ہو آدمی نہ تھا۔ ہان یہ ہو سکتا ہی کہ جیسے اللہ تعالیٰ کے حکم و قدرت سے بچہ نے کلام کیا اور گواہی دی اسی طرح

Marfat.com

وہان آواز غیب بھی آئی ہو کہ یوسف سچا ہو جسکو مجاہد بیان کرتے ہین اور ہرنی بھی بولی
سے غلط ہوا کہ اسنے سب کو شاہد کی تفسیر سمجھ لیا مدہان ائمہ سلف سے صحیح احادیث مین
تبحر کا اندازہ ہو چکا ہو کہ انکے کلمات علوم ہوتے ہین اور ہرگز ایسے مختلف اقوال سے اشتباہ
وہ جانتا ہو کہ اکثر تفاسیر مین بعض بے سمجھ راویون سے غلطی ہوئی کہ سلف نے جو حالات
نے تفسیر مین داخل کر دیا اور کہین انکا مطلب کچھ ہو اور خود کچھ اور سمجھ لیا لہذا ہم کو حضرات سلف کی
نہین ہو کہ انھون نے شاہد کی تفسیر مین ایسے متناقض و متخالف اقوال بیان کیے ہونگے۔ بھلا یہ تو دیکھو کہ شاہد
راوی نے کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ جانور ہرنی تھی جسکو اللہ تعالےٰ نے گویائی عطا فرمائی حالانکہ
من اہلہا منصوص ہو یعنے وہ گواہ اس عورت کے کنبہ والون مین سے اسکا ناتے دار تھا تو بھلا کوئی احمق یہ گمان کر
حضرت ابن عباس حبر الامۃ فقیہ مفسر جنکے علم و فضل پر اتفاق ہو انکو اتنا نہ معلوم ہوا وعلی ہذا۔ مجاہد رح بھی نجانے کہ وہ
ہو گا تو عورت کا رشتہ دار کیونکر ہو گا پس صریح معلوم ہوا کہ ان بزرگون نے اسوقت کی گواہی دینے والون کو سب کو
کہ قطفیر کا ساتھی اور رشتہ دار جو بادشاہی مقرب جوان آدمی تھا اسنے بھی گواہی دی اور غیب سے آواز آئی اور ہرنی نے
دی اور ایک طفل نے بھی گواہی دی جسکا ذکر قرآن مجید مین ہو کہ شہد شاہد من اہلہا اور جب ہر طرف سے حضرت سے
کی پاکی کی آوازین آنے لگین حتی کہ طفل نے گواہی دی تو قطفیر کو یقین ہو گیا کہ آنحضرت علیہ السلام پاک ہین۔ یہ تو ان
کا محل ہو اور شاہد کی تفسیر خود مرفوع حدیث مین مذکور ہو کہ وہ گہوارہ کا بچہ تھا۔ اور یہی ابن عباس و حسن وغیرہم سے مروی
ف۔ اول یہ کہ گہوارہ مین بات کرنے والے حدیث مذکور مین چار بیان ہین اور صحیحین مین فقط تین بیان ہین اور شاہد
گواہی دریافت کرنے کے بولنے والے یا اور کسی صفت کی خصوصیت سے فقط تین بچہ بیان فرمائے تو تین وہ وہی علیہ
مریم اور جریج راہب سے تہمت کی پاکی تبلانے والے ہین اور تیسرا ایک بچہ جو اپنی مان کا دودھ پیتا تھا اُدھر سے خوبصورت
خوش لباس سوار گذرا مان نے کہا کہ پروردگار میرا بچہ ایسا ہی کیجیو تو بچہ بولا کہ پروردگار مجھے ایسا نہ کیجیو پھر ایک معلومہ باندی
کو لوگ مارتے تھے کہ تو بدکاری کرتی ہو حالانکہ وہ بڑی پاکدامن تھی تو مان نے کہا کہ الٰہی میرا بچہ ایسا نہ کیجیو تو بچہ بولا کہ الٰہی ایسا
یہ حدیث صحیحین مین بفصل مذکور ہو دونون حدیث مین ملکر پانچ ہوگئے اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا بچپن مین کلام
مشہور ہو اور اصحاب الاخدود والی عورت کے بچہ کا بولنا خود صحیح مسلم وغیرہ کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہو۔ یہ سب اور زیادہ ہوئے اور ثعلبی نے حضرت یحییٰ بن زکریا کو شمار کیا اور شیخ مفسر سیوطی رح نے سب گیارہ بیان کیے اور
اتقان وغیرہ مین منظوم کر کے لکھا ہو اور حضرت سید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والصالحین
علیہم اجمعین کو اور حضرت مریم والدہ عیسیٰؑ کو اور زمانہ ہادی مبارک کے طفل کو زیادہ کیا ہو۔ اور واضح ہو کہ جریج
بہت پارسا اور ایسے شخص کے دشمن بہت لوگ فاسق شیطان کے پیرو ہو جاتے ہین اسپر تہمت لگانے کے لیے ایک زانیہ
کو آمادہ کیا جسکے کسی چرواہے سے بیٹ رہا تھا اسنے وضع حمل کے بعد لوگون مین مشہور کیا کہ یہ جریج کا ہو لوگ
ہجوم کر کے جریج کے پاس گئے ملامت کرنے لگے اسنے انکار کیا اور بیچارہ پاکدامن تھا اور لوگ

Marfat.com

[illegible] دوھ پیدا ہوا تھا - اسی حدیث سے ائمہ حنفیہ نے کہا ہی کہ زنا سے جو اولاد ہو
[illegible] ہوجاوے اسکا باپ ہوا تو جائز نہ تھا کہ مثلاً جریج اسکی بیٹی سے وہ بچہ نکاح کرتا اسیطرح
[illegible] امام شافعی رح کے نزدیک ایسی حرمت نہین ثابت ہوتی ہی اور اس قصہ مین کہتے ہین کہ یہ اسنے
[illegible] کہ حقیقت اسکا نطفہ ہی اور حرمت کے احکام ظاہری ہین تو بحکم حدیث الولد للفراش وللعاہر
[illegible] سے ہوتی ہی خواہ منکوحہ ہو یا باندی ہو اور زناکار کے لیے پتھر ہین - جب زنا کار کا نسب نہین ہوا تو
[illegible] کا [illegible] کہتا ہی کہ اقوی استدلال حنفیہ ہی لہٰذا وہی مذہب ہی - اصحاب الاخدود مسلمانون کی ایک جماعت
[illegible] انکی امتون مین سے آگ بھر کر خندقون کو دوزخ بناکر اسمین جلایا تھا کہ دین سے پھر وا انھون نے نہین
[illegible] قبول کیا چنانچہ تفسیر سورہ والسماء ذات البروج مین انشاء اللہ تعالے العزیز الرحیم بیان آویگا تو انھین
[illegible] عورت کا بچہ لیکر آگ مین ڈالا جسکے صدمہ سے عورت تڑپنے لگی اور قریب تھا کہ دین سے پھر جاوے مگر بچہ
[illegible] آواز دی کہ اے ماں ٹھہر یہاں جلدی چلی آ یہاں تو آگ نہین نہایت عمدہ باغ ہی پس یہ بچہ تھا جسنے کلام کیا
[illegible] دوم اس قصہ مین ایک بچہ کی گواہی پر حضرت یوسفؑ کی پاکی ثابت ہوئی اور فقہاء کا مذہب یہ ہی کہ گواہ جو قاضی
[illegible] گواہی دین یا نکاح مین گواہ کیے جاوین وہ عاقل بالغ آزاد آنکھون والے عادل ہون اور طفل کی گواہی قبول
[illegible] تو جواب یہ ہی کہ طفل کو لیاقت نہین کہ وہ سمجھے اور اگر سمجھا تو قوت نہین کہ محفوظ رکھے حتی کہ قبل بلوغ کے احکام روزہ
[illegible] فرض نہین ہوتے ہین اگرچہ بیع وخرید وغیرہ عقود مین نابالغ عاقل ہمارے نزدیک معتبر ہی تو معلوم ہوا کہ قبل
[illegible] کے قابل تحمل شہادت نہین ہوتا تو اداء کے قابل بدرجہ اولی نہوگا اور گواہی سے دوسرے پر قطعی لازم کرنا اور الزام
[illegible] ایسی صلاحیت ضرور ہی اسیواسطے طفل نابالغ قاضی نہین ہوسکتا ہی اور یہ امر عادت مین قطعی ہی بخلاف شاہد
[illegible] کے کہ وہ خرق عادت تھا یعنے بطور معجزہ کے خلاف عادت اتنا سا بچہ بولا تھا - اگر کہا جاوے کہ اکیلا تھا اور یہان
[illegible] ہین تو جواب یہ ہی کہ ہان شرع مین کہین دو ہین اور کہین چار شرط ہین اور یہ علی العموم عادت مین قاعدہ
[illegible] شاہد یوسفؑ خلاف عادت تھا اور معجزات مین اور جو اس قبیل سے ہون یہ شرائط ضرور نہین ہین لیکن
[illegible] نبوت جب تک ختم نہین ہوئی تھی تب تک انبیاء کے معجزہ کا اعتبار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
[illegible] تو اب جو کوئی معجزہ کا دعوی کرے وہ کذاب مردود شیطان ہی اور کرامت البتہ ہوسکتی ہی اور واقع ہوتی
[illegible] سے شرعی حکم نہین ثابت ہوتا ہی حتی کہ اگر اب کوئی لڑکا گہوارہ مین بولے اور ایسی بات کہے جو شرع
[illegible] یا اجتہادی سے خلاف ہی تو اسکا اعتبار ہرگز نہوگا جبکہ ولی کے کشف کا دین مین کچھ اعتبار نہین ہی
[illegible] اسیطرح ولی کے خواب سے شرعی حکم ثابت نہین ہوتا ہی اسپر اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہی ہان
[illegible] ہوتے تھے تو اب ممکن نہین ہی کہ کوئی شخص پیغمبر ہووے - اور قصہ مین حضرت یوسفؑ کے
[illegible] اللہ تعالے عز وجل نے اسکو خلاف عادت گویا کیا اور شاید کہ وہان ایسے طور پر وقوع ہوا
[illegible] قطعی یقین ہوگیا کہ حضرت یوسفؑ سچے و پاک ہین اسکو کچھ شبہہ نہ رہا - فَلَمَّا رَاٰ قَمِيصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

Marfat.com

پس جب عزیز مصر نے دیکھا قمیص یوسف کو کہ توچا گئی ہو پیچھے [illegible]
عورت کی طرف مخاطب ہوکر- قَالَ بولا- إِنَّهُ مِن كَيْدِكُنَّ [illegible]
مکاری مین سے ہی- إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ تمھارا کید و مکر بہت بڑا ہی [illegible]
مکروہ و ناگوار رکھے- اس کلام مین اشارہ ہی کہ عزیز مصر نے جو کہا وہ ٹھیک [illegible]
حدیث سے حکم نکالنے مین یہ قاعدہ ہی کہ جس فعل کو آنحضرت صلعم نے کسی آدمی [illegible]
سنت ہوتا ہی اسیطرح آیت مین بھی اس آیت کو مثال سمجھنا چاہیے تو گویا حق تعالی نے [illegible]
حکما رنے کہا کہ مین عورتون کے مکر سے اتنا ڈرتا ہون کہ شیطان سے اتنا نہین ڈرتا کیونکہ [illegible]
كان ضعيفا- شیطان کا مکر کمزور ہی- بعضون نے اعتراض کیا کہ یہ عالم حکیم ٹھیک نہین سمجھے [illegible]
ارادہ الٰہی کے ضعیف ہی اور عورتون کا مکر بمقابلہ مردون کے بڑا ہی- یہ اعتراض بالکل پوچ ہی [illegible]
کے مقابلہ مین تو شیطان و اسکا مکر و تمام جہان سب کوئی چیز ہی نہین ہی کمزور کیا ہوتا ہی اور جب [illegible]
کرے تو عورتون کا مکر بالکل نابود و نیست ہی بس جو کچھ اللہ تعالے نے چاہا وہ تو ضرور واقع ہوگا [illegible]
بلکہ بیان تو مخلوق کا بیان ہی تو آدمی کو چاہیے کہ عورتون کے مکر سے زیادہ احتیاط رکھے اور شیطان [illegible]
رہیگا مگر عورتون سے اس سے بھی زیادہ ہوشیار رہو کیونکہ شیطان اگر خالی وسوسہ دلاوے تو ہوشیار [illegible]
سے پناہ مانگ لیگا اور اگر شیطان نے پہلے عورت کو آمادہ کیا کیونکہ عورت اُسکا جال ہوتی ہی تو [illegible]
ہوشیاری چاہیے ہی- ہان یہ البتہ ہوسکتا ہی کہ کوئی چیز بڑی ہو مگر کمزور ہو لیکن حکیم جانتا ہی کہ عورت [illegible]
شیطان کے لیے آلہ ہی کیونکہ کم عقلی سے اسکا وسوسہ جلد قبول کرتی اور آمادہ ہوجاتی ہی اسیواسطے جو مرد [illegible]
انفعال مین بڑی مستعدی سے جلد جلد آمادہ ہوتے ہین وہ عورتون کے مثل بلکہ بدتر ہین کہ مرد ہوکر عورت [illegible]
نعوذ باللہ من سیٔ الاخلاق و الضلال- القصہ اس فیصلہ کے بعد اسنے حضرت صدیق علیہ السلام کی طرف [illegible]
يُوسُفُ اے یوسف- أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا منھ موڑلو اور درگزر کرو اس بات سے یعنی تہمت کو [illegible]
ذکر مت کرنا کہ لوگون مین نہ پھیلے پھر عورت کی طرف خطاب کرکے کہا- وَاسْتَغْفِرِي لِذَنبِكِ [illegible]
مغفرت کی التجا کر- تو نے بیجا حضرت یوسفؑ کو تہمت لگائی- إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ [illegible]
تھی خطاوارون مین سے- بعضون نے کہا کہ طعنہ دیا کہ تو خطاوارون کی نسل سے ہی جو تجھے یہ خطا [illegible]
وہی ہی کہ تو خطاوار آدمیون مین سے ہی اور خاطئین جمع مذکر کہا اور خاطئات جمع [illegible]
ہین اور واضح رہے کہ عورتون پر مکاری کا حکم بطور جنس کے ہی یعنے جنس عورتون کی بڑی مکار [illegible]
ہی کہ ہر ایک عورت بڑی مکار ہو بلکہ اگر آدمی بڑا مکار ہو تو عورت کی جنس سے [illegible]
حضرت صدیقہ عائشہ و حضرت فاطمہ و سارہ وغیرہ بڑی بڑی پاکدامن فقیہ عالم [illegible]
بڑی مکار ہوتی ہی حتی کہ مردون مین سے بعضے ایسے ہوتے ہین جو [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہو مثلاً کہ زانی چور حرامخور بدمعاش بیہودہ نکما مرد نہایت خراب ہو اور پاکدامن
[illegible] اس سے بہت بہتر ہو۔ القصہ عزیز نے عورت کو استغفار کرنے کا حکم دیا۔ اور اس سے
[illegible] شیخ ابوبکر الاصم سے نقل لایا کہ شوہر اس عورت کا غیرت کم رکھتا تھا کہ فقط اتنی بات پر کفایت
[illegible] ہو اس لیے کہ درحقیقت کوئی لوث واقع نہوا تھا اور ہنوز پردہ ڈھکا تھا البتہ عالم الغیب
[illegible] الاول فرمایا تو قتل کرنے یا طلاق دینے مین پردہ فاش ہوتا اور اسکو یہ حالت ایک ایسے پیغمبر کی طرف
[illegible] تھا۔ وفی قصۃ الاحمک قال استغفری ان المیت فتاہل۔ اور قتل البتہ اسطرح روا ہی جیسے حدیث
[illegible] سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر مین اجنبی مرد کو اپنی کوٹھری مین دیکھون تو تلوار سے
[illegible] آپ نے فرمایا۔ الا ان سعدا الغیور یعنے خبردار ہو کہ بے شک سعد بڑا غیرت والا ہی۔ وانا اغیر منہ۔ اور مین اس سے
[illegible] غیرت والا ہون۔ واللہ اغیر منی اور اللہ تعالے مجھسے زیادہ غیرت والا ہی ولذلک حرم الفواحش۔ اور اسی جہت سے
[illegible] کو حرام کردیا۔ علماء حنفیہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ کسی اجنبی کو دیکھے درحالیکہ دونون راضی ہون
[illegible] دونون کو قتل کردے اور اسپر کچھ قصاص نہیں ہی اور کہا کہ اسی طرح اگر ذی رحم محرم کے ساتھ مانند مان و بہن و
[illegible] وغیرہ کے تھا ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عورت پر زبردستی کی گئی ہو تو مرد فاجر کو قتل کرسکتا ہی۔ اور بعض نے لکھا کہ
[illegible] یہ ہو کہ بحالت [illegible] قتل کرے اور مین کہتا ہون کہ غیرت اسکا باعث ہی۔ مسئلہ اگر رنڈی کے بیٹے نے اسکی مان کے
پاس آنے والون مین سے کسی کو قتل کیا اور صورت و لباس ان لوگون کا مسلمانون کا ہی تو کیا حکم ہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ
[illegible] اگر اپنی مان کو اس حالت مین دیکھ چکا تھا اور جانتا تھا مگر راضی ہوا تو جب اسنے مرد زانی کو قتل کیا تو اس سے قصاص
لیا جاوے اور اسلام کی حکومت و ملک مین یہ فعل روا نہیں ہی اور رنڈیون کی نسبت اسلام کا حکم دیا جاوے یا نہیں
[illegible] بلکہ [illegible] وہ برتاو ہوگا جو کافرون کے ساتھ ہی پس میرے نزدیک جو کوئی انکو اسلام مین داخل کرکے انسے مسلمانون
[illegible] وہ بھی انہین کے مثل ہی ایسا ہی حکم اللہ تعالے و رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے بقواعد شرع ثابت ہی اور استدلال
[illegible] کا بیان موقع نہیں ہی واللہ تعالے اعلم۔ ف۔۔۔ فی العرائس قولہ واستبقا الباب الآیۃ۔ واضح ہو کہ اول ظہور نور
[illegible] آنحضرت کو برداشت نہوئی تو مقام خطر سے بھاگے اور اگر بحر توحید مین غوطہ لگاتے اور متمکن ہو کر زلیخا کو دیکھتے
[illegible] پانی ہوجاتی اور شہوت انسانی کا اثر نہ رہتا اسیواسطے جب زلیخا مین اثر نہوا تو آگے بھاگنے پر وہ پیچھے دوڑی اور قمیص
[illegible] آنحضرت ابتداء توحید مین تھے اور زلیخا اپنے عشق مین انتہا کے قریب تو اسکے عشق مین توحید موثر نہوئی۔ اور
[illegible] عشق انسانی کا غلبہ ہی اور یہی پھاڑنا حضرت یوسف علیہ السلام کے صدق پر دلیل ہوگیا۔ بعض
[illegible] نہ بھاگتے بلکہ اللہ تعالے کی طرف بھاگتے تو کافی ہوتا۔ قولہ تعالے والفیا سیدہا لدی الباب۔ زلیخا
[illegible] یوسف علیہ السلام کا سید حضرت خلاق علیم ہی جل شانہ اور یوسف بتوحید و تفرید آزاد از عبودیت
[illegible] بھی ایسا ہی تھا۔ پھر عشق و ملامت مین ملازمت ہی چنانچہ زلیخا نے ہر چند جرم کو آنحضرت
[illegible] کا نام لیا مگر آخر اسی کی طرف عود ہوا۔ قولہ الا ان یسجن او عذاب الیم۔ اگر زلیخا کو عشق پورا

ہوتا تو جرم آنحضرتؑ پر نہ لگاتی بلکہ خود گوارا کرتی - شیخ ابن عطاء رح نے فرمایا کہ [illegible]
ہو کر بولی کہ الآن حصحص الحق انا راودتہ عن نفسہ - مترجم کہتا ہو کہ اکابر اولیا [illegible]
اور باعتبار اس قصہ و اشارات احادیث صحیحہ کے کہا کہ محبت اعلی مقامات قرب مین [illegible]
بود + این فساد خوردن گندم بود + امام غزالی رح و ایک جماعت نے عشق نفسانی [illegible]
بیان کردیا ہو پس عشق نفسانی اعنی شہوانی مین جانور و آدمی سب شریک ہین [illegible]
افلاطون وغیرہ کے عشق مین تھا - اعلی عشق ایمانی ہو ولیکن ہر حال مین ملامت [illegible]
تو فواحش و عیوب ہین جیسے فاسقون و فاجرون کی حرکات مین مشاہدہ ہو اور یہ برعکس [illegible]
ہمہ تن رضاے حق عزوجل کا اختیار ملامت ہو چنانچہ فرمایا حق عزوجل نے - لایخافون فی اللہ لومۃ لائم - یعنی
عبودیت مین کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہین کرتے ہین - کیونکہ صدق کے علامات مین سے یہ ہو کہ [illegible]
محبوب ہمہ تن پسند ہوتی ہو اور اپنی کوئی خواہش مختار نہین ہوتی اسیواسطے ابتدا حال مین زلیخا کا صدق [illegible]
ہو گیا چنانچہ اسنے اپنے کو مجرم قرار دیا اور آنحضرت علیہ السلام کو بری کیا ایسے ہی جو لوگ [illegible]
رب تبارک و تعالے کی رضاے اعلی مین ہردم سرگرم ہین باپ بیٹے دوست و آشنا سب کے ساتھ جہاد [illegible]
سے باز نہین آتے کسی شخص کی ملامت سے نہین ڈرتے ہین - اس سے معلوم ہوا کہ محبت ایمانی مین [illegible]
بزرگون کا نام ہو چنانچہ حضرت انصاری رحمہ اللہ سے صریح منقول ہو کتاب لب نفحات مین [illegible] تذکرہ بعض اکابر اولیاء [illegible]
شیخ انصاری رحمہ اللہ نے افسوس کے ساتھ اسوقت کے جاہل صوفیہ پر ملامت کی ہو کہ یہ لوگ زندی و زندقہ و الحاد [illegible]
و بیہودگی کو جو اللہ تعالے کی طرف سے لعنت اور شیطان سے محبت ہو اسکو ملامت کہتے ہین - مترجم کہتا ہو کہ [illegible]
نے سواے عشق شہوانی کے کسی عشق سے وقوف نہ پایا اس سبب سے اسی کے مناسب ملامت کو ملامت خیال کیا [illegible]
حاصل یہ کہ عشق شہوت کی ملامت تو تمام مشہور ہو اور ملامتیہ فرقہ گمراہ گروہ کا اسی قسم کا [illegible]
ملامت یہ کہ کمال تقوی و طہارت ہو جتنی کہ راہ حق مین اسکو کچھ خوف ملامت کا نہو کہ لوگ ہم کو اسطرح کہینگے [illegible]
ہو الحکیم العلام - قولہ قال ہی راودتنی عن نفسی - شیخ نے لکھا کہ کرم مقتضی سکوت تھا [illegible] نصیحت [illegible]
سے اقرب ہو کیونکہ ظہور اشیاء بمقادیر ازلیہ ہو لیکن تقدیس نبوت فعل حق تعالے کی عبودیت ہو [illegible]
لطیف اشارہ ہو کہ عورت نے محبت کا دعوی کیا اور بلا کے وقت الگ ہوئی و کریم بن الکریم نے اپنے [illegible]
کی - شیخ نے کہا کہ ملامت دعوی عشق مین لازم ہو ورنہ عشق صادق نہوگا - اقول اسیواسطے [illegible]
یعنی دشمن و دوست سے عجیب سوانح کے ساتھ بدگوئی و ملامت برداشت کرتے ہین ولیکن [illegible]
حق تعالے مین کمال تقوی کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہین - عجب [illegible]
کما حکاہ اللہ تعالے انہ من کیدکن ان کیدکن عظیم - شیخ نے کہا کہ عورتون کے [illegible]
زلفون کا لہرانا و خوش ادائی و دلربائی سے حرکات انداز اور زینت لباس [illegible]

Marfat.com

...کے حرف بہادی بطا شیطان کر یہ منظر ملعون صورت کا انکے مقابلہ مین کیا شمار ہی اسیواسطے قولہ ان کید الشیطان
کان ضعیفا کیکر شیطان کو کمزور بتا اور مکر زنان کو عظیم قرار دیا۔ حدیث مین ہی کہ ما ترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النساء یعنی
مین نے اپنے بعد کوئی فتنہ نہین چھوڑا کہ وہ عورتون سے زیادہ بڑھکر مضر ہو مردون کے حق مین۔ یعنی امت کو آگاہ فرمایا کہ
میرے پیچھے سب سے بڑا فتنہ عورتین ہین۔ اور فرمایا النساء حبائل الشیطان۔ شیطان کے جال یہ عورتین ہین۔ اقول
اس زمانہ مین تو مرد مومن کو یہ بدیہی نظر آتا ہی کچھ دلیل کی حاجت نہین ہی۔ شیخ نے کہا کہ حسن فعل الٰہی عز وجل یہ ہی کہ عورتون
کے چہرون و طبائع پر ایک نقاب حسن ازل ہی کہ طبائع مردان اُسطرف منجذب ہوتے ہین اور یہی اصل عظیم ہی اسی وجہ سے
کید کو عظیم فرمایا۔ جب یہ خبر فاش ہوئی تو زلیخا کی ہمجولیون و ہمرازون نے لالچ کیا ولیکن ظاہر مین زلیخا کو ملامت کا بہانہ کیا چنانچہ
اسکو اللہ تعالےٰ نے حکایت فرمایا بقولہ۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ط
اور کہنے لگین کئی عورتین اُس شہر مین عزیز کی عورت خواہش کرتی ہی اپنے غلام سے اُسکا جی فریفتہ ہوگیا اُسکی محبت مین
اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ
ہم تو دیکھتے ہین وہ بہکی ہی صریح پھر جب سنا اُسنے اُنکا فریب بلاوا بھیجا اُنکو اور طیار کی
لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ
اُنکے واسطے ایک مجلس اور دی اُنکو ہر ایک کے ہاتھ مین چھری اور بولی یوسف نکل آ اُنکے سامنے پھر جب دیکھا اُسکو
اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ط اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ
دہشت مین آگئین اُسکی اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیان حاشا للہ نہین یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہی
كَرِيْمٌ ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ط وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ
بزرگ بولی سو یہ وہی ہی کہ طعنہ دیا تمنے مجھکو اُسکے واسطے اور مین نے چاہا اس سے اسکا جی پھر اُسنے تھام رکھا
وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ
اور اگر نہ کرے گا جو مین اسکو کہتی ہون البتہ قید پڑیگا اور ہوگا بےعزت یوسف بولا اے رب مجھکو قید پسند ہی اس بات سے
اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ ج وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝
طرف مجھکو بلاتیان ہین اور اگر تو دفع نکرے مجھسے انکا فریب تو مائل ہوجاؤن انکی طرف اور ہوجاؤن بےعقل
فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝
سو قبول کر لی اُسکی دعا اُسکے رب نے پھر دفع کیا اُس سے اُنکا فریب البتہ وہ ہی سننے والا خبردار

جب یہ خبر فاش ہوئی کہ عزیز کی جورو اسطرح چاہتی ہی اور حکمت الٰہیہ نے حضرت یوسفؑ کی پاکی اور طفل کی گواہی سے کرامت
ظاہر فرمائی تو امرا اور روساء کی عورتون مین یہ تذکرہ پھیلا۔ وقال تعالےٰ۔ وَقَالَ نِسْوَةٌ نسوۃ جماعت زنان
...مین بلکہ امراۃ آتا ہی اور تانیث غیر حقیقی ہی لہذا فعل قالت ضرور نہین۔ روایت ہی کہ پانچ عورتین سرغنہ تھین

Marfat.com

ساقی کی جورو۔ باورچین۔ دارو غہ اصطبل کی بیوی اور دارو غہ جیلخانہ کی بیوی اور [illegible]
ایک جماعت نے۔ فِي الْمَدِينَةِ جو اس شہر مین تھین۔ مصر مین اور بعض نے کہا کہ [illegible]
الْعَزِيزِ امرأة رسم الخط بتا رکشیدہ یہان ہو عزیز بادشاہ ولقب وزیر مصر [illegible] ایسے شخص کی [illegible]
زیادہ ہوگی۔ المعنی کہ عزیز مصر کی جورو۔ تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَنْ نَّفْسِهٖ پھسلاتی [illegible]
یعنی زلیخا چاہتی ہو کہ اُسکا زرخریدہ اُس سے مانوس ہو حالانکہ وہ بھاگتا ہو۔ فتی [illegible]
فتا ہی اسکا تیرا میرا غلام یعنے وہ اپنے غلام کنعانی سے بُری حرکت چاہتی ہو۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا [illegible]
اُسنے اُس عورت کو از راہ محبت کے یعنی شغاف قلب جو پردہ وجھلی رقیق ہو وہان تک عورت کے دل پر [illegible]
یہ پردہ پھاڑ کر دل پر پہنچ گئی۔ ضحاک از ابن عباس رضؓ شغفت بغین معجمہ عشق شدید اور شعف بعین مہملہ اس [illegible]
دل کی جھلی ہو۔ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ہم سب تو اس عورت کو کھلی ہوئی گمراہی مین پڑا دیکھتے [illegible]
عرب والے عشق کو بھی کہتے ہین تو شاید یہ معنی ہون کہ ہم اسکو عشق مین بیہوش سمجھتے ہین ولیکن اول اظہر ہو [illegible]
فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ پس جب سُنا زلیخا نے اُنکا مکر۔ مراد مکر سے قول ہو کیونکہ اس قول سے چاہتی تھین کہ [illegible]
کو دیکھین کیونکہ ان عورتون نے بظاہر کہا کہ فلانی عورت اپنے غلام پر ایسی ریجھی و مری جاتی ہو ہم تو اُسکو دیوانی سمجھے
مطلب یہ تھا کہ ہم کو تحقیق کرد و ہم دیکھ لین۔ سفیان ثوری رح نے کہا کہ قرآن مین جہان مکر ہو اس سے عمل مراد ہو یعنی
مکر اللہ یعنے فعل اللہ۔ اگرچہ فعل الٰہی ایسی طرح پر ہو کہ بدکار ظالم بندون کے فعل کے مقابلہ مین خفیہ بصورت مکر ہو۔ رازی [illegible]
کہ زلیخا نے انکو اپنے اسرار سے آگاہ کیا تھا اسکو انھون نے فاش کیا۔ یا۔ انھون نے خفیہ غیبت کی۔ مترجم کہتا [illegible]
بلحاظ موقع حالیہ کے اس کلام سے کوئی مکر چاہا تھا مثلاً زلیخا کا یوسف سے ترک تعلق اور گھر سے بدر کرنا یا انھین سے کسی [illegible]
وغیرہ جسکو زلیخا سمجھ گئی پس صحیح ہوا کہ جب زلیخا نے ان عورتون کا مکر سُنا تو۔ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ اُن [illegible]
وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً اور مہیا کر رکھا انکے لیے متکا۔ ابن عباسؓ وسعید بن جبیرؒ و مجاہدؒ و حسنؒ و سدیؒ وغیرہم
کہ متکا وہ مجلس جسمین فرش بچھے و گاؤ تکیہ آراستہ ہون اور چاقو چھری سے کاٹ کر کھانے کی چیزین مہیا ہون جیسے [illegible]
کذا فی تفسیر الحافظ۔ واعتدت ای اعددت و معنی اعداد کے سامان مہیا کرنا اور سراج مین متکا کی تفسیر خالی [illegible]
فرمائی جو چاقو چھری سے کاٹا جاوے اور ایسے طعام کو متکا اس وجہ سے کہتے ہین کہ اترائے ہوئے لوگ تکیہ لگا کر [illegible]
اصل متکا وہ چیز ہو جسپر تکیہ دین جیسے گاؤ تکیہ وغیرہ اور حدیث مین تکیہ دیکر کھانے سے ممانعت فرمائی ہو کیونکہ [illegible]
وہی تفسیر ہو جو سابق مین مذکور ہوئی کہ مراد متکا سے مجلس گاؤ تکیہ وغیرہ سے آراستہ ہو اور فرعونیون کے زلیخا [illegible]
کہ ترنج وغیرہ فواکہ کی دعوت مین ایسی تکیہ دار مجلس آراستہ کرتے ہونگے پس متکا مجلس [illegible] امر متعلق ہو کر [illegible]
کاٹ کر کھانے کی چیزین بھی مہیا ہوتی ہین اسی واسطے فرمایا۔ وَّاٰتَتْ اعطت كُلَّ وَاحِدَةٍ [illegible]
دیدی زلیخا نے ہر ایک عورت کو انمین سے ایک چھری۔ قال الحافظ۔ یہ طریقہ زلیخا کی طرف [illegible]
مقابلہ ہو یعنے صریح زخم کی حجت سے زلیخا کی معذوری کا اقرار کرین چنانچہ جب یہ سامان ہو [illegible]

Marfat.com

نے حضرت یوسف ؑ کو فرمایا کہ نکلکر ان عورتون پر ظاہر ہو۔ پہلے سے حضرت یوسف ؑ کو فرزندانہ خیال عزیز سے بلباس شاہانہ
مستور کرکے تنہا مقام پر چھپا رکھا تھا اب حکم دیا تو ظاہر ہوئے۔ فَلَمَّا رَأَيْنَهُۥٓ أَكْبَرْنَهُۥ سو جب ان عورتون نے آنحضرت
کو دیکھا بزرگ شان والا جانا اسکو یعنی عظمت واجلال شان یوسف ؑ کی انپر طاری ہوئی اور کمال حسن وہیبت شان
جمال نبوت ازلی کی اور لباس تاج شاہانہ ظاہری سے انپر دہشت طاری ہوئی کہ جس سے خود فراموشی کی نوبت پہونچی وَقَطَّعْنَ
أَيْدِيَهُنَّ اور لگین کاٹنے اپنے ہاتھون کو۔ یا۔ کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ شیخ حافظ نے کہا کہ اکثرون کا قول ہو کہ ترنج سے چھری کم
ہوکر ہاتھون پر پہونچی اور بیہوشی وحیرت سے اسی طرح وے عورتین ریتے گئین حتی کہ ہاتھ زخمی ہوگئے اور مجاہد وقتادہ سے مروی ہو کہ بعضے ٹکڑے
ہوگئے اور زید بن اسلم سے روایت ہو کہ جب عورتین دعوت کھاکر فارغ ہوئین تو زلیخا نے تنقل کے طور پر ترنج مع چھری ہر ایک کے سامنے رکھوائی
اور فرمایا کہ کیا تم یوسف ؑ کو دیکھنا چاہتی ہو۔ بولین ہان تو کہلا بھیجا کہ یہان آؤ جب عورتون نے دیکھا تو عظمت وہیبت طاری ہوئی اور متحیر
رہ گئین پھر حکم دیا کہ جاؤ تاکہ سامنے سے آتے اور جاتے دونون ہیئت سے دیکھ لین اور یہ عورتین اسحالت مین چھری اپنے ہاتھ پر چلاتے گئین
جب آنحضرت چلے گئے تو انکو درد محسوس ہوا اور غلغلہ برپا ہوا تب زلیخا نے کہا کہ ایک نظر اس آفتاب جمال کو دیکھنے سے تمہارے حواس کی کیا
استقرار نابود ہوگئین بھلا تم مجھے کیونکر ملامت کرتی ہو۔ فَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا تب کہنے لگین حاشا للہ یعنی پاکی ہی اللہ تعالیٰ کے
لیے یہ تو آدمی نہین ہو إِنْ هَٰذَآ إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ نہین ہو یہ شخص مگر ایک بزرگ فرشتہ۔ الغرض آیندہ زلیخا پر کبھی ملامت نکرینگی کیونکہ
آدمی تو ایسا کیا بلکہ اس سے مشابہ بھی کبھی نہین دیکھا گیا ہو یہ آدمی نہین ہوسکتا بلکہ کوئی فرشتہ ہو جسکو اللہ تعالیٰ نے متمثل فرمایا ہو واضح
ہو کہ حضرت یوسف ؑ کا جو حسن تھا بیان سے باہر ہو اور احادیث مین بعض روایات مین ہو کہ حسن مین سے نصف وبعض مین دو تہائی فقط آنحضرت
کو دیا گیا تھا اور باقی مین تمام مخلوق ہو اور ظاہر اصریح روایت نصف کی ہو اور ماؤل دو تہائی ہو اسطرح کہ ایک تہائی حسن کا انکی دادی
حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ملا تھا جیسا کہ حدیث مین آیا اور یہ میراث بھی حضرت یوسف ؑ کو ملی اور خود نصف حسن انکو ملا تو مجموعہ دو تہائی
ہوگیا واللہ اعلم۔ بالجملہ انکا حسن سوائے دیکھنے والون کے دوسرون کے قیاس سے باہر ہو کیونکہ انکا مشابہ دوسرا نہ تھا جسپر حواس کی قوت
کو زور دیوین اور نادلی بات یہ تھی کہ جب سوار ہوکر چلتے تو چہرہ کی روشنی سے دیوارین روشن ہوجاتی تھین۔ اب یہان ایک وہم یہ ہوتا ہو
کہ ظاہرا عورتین اسوقت توحید الٰہی اور فرشتہ کی قائل تھین حالانکہ تواریخ سے ظاہر ہوتا ہو کہ یہ قوم بت پرست تھی تو اسکا جواب کئی طرح پر ہو
اول یہ کہ حاشا للہ۔ کلمہ تنزیہ وتعجب ہو جسکو عرب بولتے ہین پس ان عورتون کے کمال تعجب کو عرب کے ایسے کلمہ سے تعبیر فرمایا
اور فرشتہ سے تشبیہ بنظر عرف معروف ہو اگرچہ بنظر ایمان انکو اعتقاد نہوا اور ممکن ہو کہ حضرت ابراہیم ؑ ودیگر انبیاء کی تعلیم وتلقین سے اثر عام قوم
تک پہونچا اگرچہ ان فرقون کی طرف بعثت نہو یا بت پرستی انمین بعد اسلام کے پھیلی ہو اور یہ امر صاف مشاہدہ کو حالیہ سے ظاہر ہوتا ہو
جواب دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کا اقرار اور فرشتہ کا اقرار انکی طرف سے تحقیقی تھا اور انکی بت پرستی کو اس اقرار سے کچھ مخالفت
نہ تھی دیکھو کفار عرب کو بھی اللہ تعالیٰ کا اقرار تھا باوجود بت پرستی کے اور ملائکہ کو بنات اللہ بطریق کفر وانکار کہنے سے
ان کا انکا اقرار تھا۔ بالجملہ کفر کی ملتین طرح طرح کی ہین اور انکا یہ اقرار واقعی ہو تا کچھ محل وہم نہین ہو۔ اور جواب سوم درحقیقت
مصری زبان کا اختیار ہو اور وہ یہ ہو کہ بشرا بای جارہ اور شرا بمعنی خریدہ ہو پس قولہ ما ہذا بشرا۔ یعنی یہ شخص تو خریدا ہوا غلام
نہین بلکہ یہ شان غلامی کی نہین ہو۔ ان ہذا الا ملک کریم۔ ملک بکسر لام پڑھو۔ یعنی یہ شخص تو بادشاہ بزرگ ہو۔ خفاجی رحمہ اللہ

Marfat.com

کہاکہ یہ قراءۃ براہ روایت و درایت دونون طرح صحیح ہے- اگر کہا جاوے کہ ان عورتون نے [illegible]
ہوتا ہے تو جواب یہ کہ محض اعتقاد جو انکے دل مین مرتکز تھا یا خیال خوبی جو بجانب ملائکہ ہو سکتا ہے اس [illegible]
پریت و شیطان کی نسبت نہایت قبیح صورت ہونے کا خیال راسخ ہوتا ہے پس یہان مانند کشاف معتزلی کے [illegible]
نہ کرے کہ بشر سے فرشتہ کی صورت افضل ہے بلکہ اس بحث مین نہ پڑے کہ فرشتہ اچھا کہ آدمی اچھا کیونکہ
مسئلہ نہین ہے- اگر کہا جاوے کہ یہ فضل حضرت یوسف ؑ کے ساتھ مخصوص تھا تو جواب یہ ہے کہ ہان مگر یہان [illegible]
پر ہے اول آنکہ کسی شئے کی خوبی جو درحقیقت ہے اور دوم آنکہ ظہور کسی خوبی کا دنیاوی آنکھ کی قوت پر تو جاننا چاہیے
ایک صنعت قدرت کاملہ الٰہی تعالےٰ ہے اور اسیر امتحان کا اندازہ ہے چنانچہ روح کو یہ آنکھ نہین دیکھ سکتی اور عصا [illegible]
آنکھ دیکھتی تھی مگر اسکی حقیقت کو کچھ نہین پہچانتی تھی حالانکہ درحقیقت وہ فرعون کے لیے اژدہا ہو جاتا تھا اور یہ حال
کا اہل عقل پر خوب واضح ہے پس اب سنو کہ حضرت یوسف ؑ کے ساتھ یہ مخصوص تھا کہ ظہور نصف حسن کا ہو اور ممکن ہے کہ
کسی بندہ خاص کو اُسنے زیادہ حسن عطا فرمایا گیا لیکن صفت ظہور اس نظر کے لیے عام نہوئی ہو اور اکابر اہل الحق [illegible]
کہ آنحضرت سید الانبیاء والمرسلین یعنی مولانا محمد صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین مین کمالات بدرجہ اتم واکمل [illegible]
آپ جملہ انبیاء و مرسلین سے افضل تھے ولیکن اس دار ناپائدار کے ظہور مین حکمت الٰہیہ جسطرح مقتضی ہوئی ظہور ہوا اسیواسطے
آپ کا دیدار ایک معجزہ خاص تھا جس سے حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کو بحکم طوبیٰ لمن رانی الحدیث [illegible]
جو حاصل ہوتا تھا وہ کمال کبھی کسی طرح اب ممکن نہین ہے اور جس سے طائفات کافرہ معاندین کی صریح نفی فرمائی بقولہ تریٰہم
ینظرون الیک وہم لا یبصرون - اور سعدی علیہ الرحمہ نے خوب کہا ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ✢ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
(چونکہ وہ ہوتے ہین ۱۲)
پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وجمیع الانبیاء والمرسلین کا حسن وجمال اعلےٰ واکمل تھا اگرچہ اندھون کو نظر نہ آوے - فافہم و [illegible]
دہہنا اشارات لطیفۃ لا یسعہا المقام بل لا یتحملہا الکلام - القصہ ان عورتون نے اس حسن ظاہری پر ایک نادر ست [illegible]
کیفیت دیکھی اور یہ حالت طاری ہوئی کہ تن بدن کا ہوش نہ رہا ہاتھ کاٹ ڈالے اور درد محسوس نہوا اور بالآخر انھون نے
خیالات پر اسکو آدمی نجانا بلکہ فرشتہ تجویز کیا اور زلیخا کا عذر معقول جانا - قَالَتْ زلیخا نے ان عورتون سے کہا کہ فَذٰلِکُنَّ
اسے فذا - اور کن ضمائر خطاب ہوتی ہین جنکے لیے موقع اعراب نہین ہوتا اور اشارہ ذلک بجاے ہذا کے تعظیم [illegible]
جیساکہ بلاغت عرب مین معلوم ہوا - بس یہی ہے - الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْہِ وہ شخص جسکے عشق مین تم نے مجھے ملامت [illegible]
یعنی مین ایسے حسن سے بے اختیار و بے صبر ہون - بالجملہ یہ عذر ایسا صریح تھا کہ معذوری کا مرتبہ یقین سے [illegible]
زلیخا نے اپنے واقعہ کی تصریح کردی بقولہ - وَلَقَدْ رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ فَاسْتَعْصَمَ اور بیشک [illegible]
ذات کی چاہت مین لبھایا تھا مگر اسنے عصمت و پاکدامنی اختیار کی - یعنی صحیح واقعہ جسکا شہرہ ہوا ہے [illegible]
مراد چاہی لیکن اسنے بجاے لوث کے عصمت کو چاہا پس اس حسن صورت کاملہ کے ساتھ اسمین حسن سیرت [illegible]
مجتمع ہے - پھر دھمکایا اور کہا - وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَآ اٰمُرُہٗ اور اگر اسنے نہ کیا وہ جو مین اسکو حکم [illegible]
ہوئے اشارہ سے حکومت کی بولی مین مخش بات سے پرہیز کرکے کہا کہ اگر میرا کہا نہ مانیگا تو [illegible]

پر کہا کہ تیدخانہ میں پڑ کے مجبور رہو۔ وَلَيَكُونًا اے لیکونن۔ مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ یا ہو جائیگا ذلیل و خوار ہونا یا نہ کرونگی میں سے یعنی اس رتبہ سے گرا کر خوار کرونگی۔ یہی تکبر با وجود اس عشق کے زلیخا کی راہ میں خار ہو گیا حتی کہ آنحضرت علیہ السلام جدا ہوے اور وہ خود خوار ہو کر بعد ایک مدت کے آنحضرت کی نوازش سے سرفراز ہوئی۔ واضح ہو کہ عبارات مفسرین صریح ہیں کہ زلیخا نے قولہ ولئن لم یفعل۔ بطریق دھمکی کے حضرت یوسفؑ کو سُنا کر انکی موجودگی میں کہا ولیکن اسمین مضائقہ نہیں کہ اسنے فقط عورتوں سے بطور تمہید و تدبیر کے کہا ہوا ور شاید کہ ان عورتوں سے اپنی مراد کے لیے استعانت چاہی ہو اسطرح کہ آنحضرت علیہ السلام نے کہا تھا کہ معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای۔ یعنی اپنی پرورش کرنے والے عزیز مصر کی جورو سے بلحاظ مربی ہونے کے یہ کام نہ کرین تو یہ عورتین طالب ہوں پھر انکی تلویث کے بعد یہ کام آسان ہو چنانچہ بعض مفسرین نے قصہ روایت کیا کہ ان عورتوں مین سے ہر ایک نے زلیخا کی حیلہ گری و اشارہ سے آنحضرت علیہ السلام سے تخلیہ مین یہ خواہش ظاہر کی اور ہر طرح کی زینت و مکر و لجاجت و حیلہ کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اور کلام مابعد مین اسطرف اشارہ بھی نکلتا ہے چنانچہ جب یہ صورت معاملہ نظر آئی تو قَالَ دعا کی حضرت یوسفؑ نے۔ رَبِّ اے میرے پروردگار۔ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ۔ قیدخانہ مجھے زیادہ پسند ہے یعنے وہی مجھے منظور ہے۔ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ۔ اس کام سے جسکی طرف یہ عورتین مجھے بلاتی ہین ادب سے دعا مین یہ حال حضرت علام الغیوب جل کبریاؤہ کی درگاہ مین عرض کیا۔ اور بعض نے کہا کہ عورتوں نے زلیخا کے لیے سفارش کی تھی اسوجہ سے عورتوں کے جمع کا صیغہ بیان کیا۔ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ اور اگر اے پروردگار تو نہ پھیریگا میری طرف سے ان عورتوں کے مکر کو تو میں مل جاؤنگا ان عورتوں کی طرف۔ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ اور ہو جاؤنگا جاہلوں مین سے۔ یہ آیت صریح ہے کہ خیر کو پہونچانے والا اور بدی و برائی کو دور کرنے والا حضرت خالق عزوجل ہے اور آدمی کافر ہو یا مومن ہو سب کے امور اسی کے قبضۂ قدرت مین ہین ولیکن جسکے لیے ایمان کا حصہ نہیں ہے وہ اپنی تدبیر کا بھروسا کرتا اور جو مراد ملی اسکو نتیجہ تدبیر خیال کرتا ہے اور مومن تدبیر سے گریز نہیں کرتا ولیکن اسپر اعتماد نہیں کرتا ہے پس جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ عورتین یا تو مراد چاہتی ہین یا میرے لیے قیدخانہ تو خیال ہوا کہ اول مین دنیا کی مذمت و آخرت کا عذاب عظیم مگر کچھ لذت۔ اور دوم مین دنیا کی مدح اور آخرت مین ثواب جمیل مگر کچھ کڑا ہے تو دوم اختیار کیا اور اللہ تعالے سے اپنے لیے قیدخانہ طلب کیا۔ حالانکہ طول مدت سے [illegible] جاہی تھی جیساکہ آئندہ آویگا۔ انشاء اللہ علماء نے کہا کہ محنت امتحان پر دلیری نچاہیے اگر قیدخانہ نہ مانگتے تو قیدسے خلاصی پاتے اسیواسطے حدیث صحیح مین بلا و مصیبت سے پرہیز کرکے اللہ تعالے سے عافیت مانگنے کا حکم مروی ہے اور بعض روایات مین دنیا و آخرت کی سلامتی و عافیت مانگنے پر تحریض ہے۔ اور آیت مین دلالت ہے کہ معصیت کے ساتھ جہالت کی صفت ہوتی ہے کیونکہ حکمت سے ارتکاب قبیح نہوگا لہذا جو کوئی معصیت و قبیح افعال و نافرمانی خالق عزوجل کا مرتکب ہو اگرچہ ظاہری حواس سے تیز ہوش اور لوگوں مین زیرک مشہور ہو وہ کبھی عقلمند حقیقی نہیں ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ عوام بلکہ خواص بلکہ علماء وقت کے نزدیک حواس کا اندازہ و عقل کا منازعہ کی مانند مشتبہ ہو گئے ہین اور ان دونون مین فرق یہ ہے کہ علم ریاضی یعنے حساب و جبر و مقابلہ و اقلیدس و علم مثلث و علم طبعیات مثل مقام کلین مانند کپڑا بننے و سینے وغیرہ کے ذریل و تار برقی وغیرہ جو نتیجہ ریاضی ہین سب حواس سے متعلق ہین اور تدبیر

انتظام ملکی بھی اسی کا اثر ہی اور اسمین دخل دماغ کے بطن آخر اور اول کو جو محل قوت تخیلہ ہی [illegible]
ورطوبت وخون کی زیادتی وجوش نمو خصوص ایام طفولیت مین زیادہ ہوتی ہی اسیواسطے کم سنکو [illegible]
انتعاش حرارت سے اس رطوبت مین کمی آجاتی ہی اس قوت مین وہ بات نہین رہتی جو ابتدا مین تھی [illegible]
نے بہت مشرح ثابت کیا اور کہا کہ ریاضی کی تعلیم اسیوجہ سے اطفال کو شروع مین دیجاتی تھی۔ مین [illegible]
ہی اور صاف مشاہدہ ہوا کہ طفولیت مین یہ فنون بہ نسبت جوانی کے اچھی طرح آتے ہین۔ بخلاف عقل کا مرتبہ [illegible]
کسی شکل و تصویر سے مدد کی ضرورت نہین ہی اسیواسطے فلاسفہ یونان نے ایام کودکی مین الٰہیات کے [illegible]
نہین دیے بلکہ لکھا کہ قوت تخیلہ و واہمہ جب تک قوی ہی عقل کی قوت کو ترقی نہوگی یعنے ظہور آثار صاف نہوگا کیونکہ [illegible]
کی بالکل ضرورت نہین ہی اور قوت مذکورہ سوائے مادیات کے مجردات سے بحث نہین کرسکتی مثلاً وجود امور عامہ [illegible]
کہ افراد امکان بالمعنی الاعم کو فی الجملہ عام ہی اور جیسے معلول مقتضی علت تامہ ہی وغیر ذلک من المسائل اور نہین [illegible]
کہ بڑا مدبر و بڑا ریاضی دان و بڑا نئی ایجادین کرنے والا جب اُس سے کوئی مسئلہ الٰہیات کا پوچھو تو سخت جہالت کا [illegible]
اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ دنیاوی چیزون مین بڑی ترقی کرنے والے مسئلہ الٰہیات و آخرت مین بالکل جاہل ہین [illegible]
ہی کہ عوام کی نظر مین یہ لوگ بڑے عقیل ہین حالانکہ صحیح اسقدر ہی کہ بڑے قوی حواس کے لوگ ہین۔ اسیسے ہم کہتے ہین کہ [illegible]
فنون جاننے والا درحقیقت عقلمند نہوگا وہ کبھی حکیم نہین ہی تو اس سے معاصی و خالق عز و جل کی نافرمانی حتی کہ خالق سبحانہ [illegible]
سے منکر ہونا بھی سرزد ہوگا اور جو شخص ان حواس سے تجاوز کر کے عقل سے فائز ہوا وہ راہ حق مین مستقیم ہوگا انشاء [illegible]
حدیث مین آثار قیامت مین ہی کہ دنیا انکے لیے آراستہ ہوگی اور یہی انکا عین مقصود ہوگا۔ اور صم بکم ملوک الارض ہونگے
روے زمین کے بادشاہون کو عقل سے بہرہ نہوگا بلکہ حواس مین نہایت قوی و تیز اور حاکم بادشاہ ہونگے۔ مترجم کہتا ہے
کہ جس شخص نے مثل مترجم کے بتوفیق الٰہی سبحانہ تعالے مذکورہ بالا تمام فنون ریاضی و منطقیات و فلسفہ و مسائل عقلیات [illegible]
حاصل کیے اور اللہ تعالے نے اسکو قرآن مجید و احادیث پاک و علوم وحی سے سرفراز فرمایا اور اپنی رحمت سے فیض الہام [illegible]
خاصہ جو ان علوم مین سمجھ کا نام ہی عطا فرمایا ہی وہ شخص ضرور میرے بیانات کو صاف آئینہ کے مثل روشن دیکھیگا واللہ یہدی [illegible]
الی سواء السبیل والحمد للہ رب العلمین۔ القصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عاجزی سے دعا فرمائی کہ اے رب میرے
بچا دیجیو اور مجھے میرے نفس پرست چھوڑیو ورنہ جہالت سے مین انکے مکر مین مبتلا ہو جاؤنگا۔ پس مجھے قیدخانہ جو [illegible]
ہی اس لذت سے جسکا انجام دائمی عذاب ہی زیادہ محبوب ہی۔ شیخ حافظ رحمہ نے ذکر کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ [illegible]
نے بہت عالی عصمت عطا فرمائی اور نہایت فضل سے انکو محفوظ فرمایا اور یہ کمال کا اعلی مقام ہی کہ خود عالم [illegible]
جوش شباب مین کمال خوبصورت اور انکو ایسی خوبصورت بلاتی تھی جو اسوقت انپر سردار تھی وہ بھی عزیز مصر کی [illegible]
زمانہ مین خوبصورتی مین مشہور و مال بھرا ہوا۔ جمال یہ کہ اسپر انکی حاکمہ تھی اور تمام عورتین اسکی طرف سے [illegible]
سماجت بیحد اسپر بھی اللہ تعالے جل سلطانہ کے خوف سے نافرمانی چھوڑ کر قیدخانہ مانگا۔ حدیث مین [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبعۃ یظلہم اللہ فی ظلہ الحدیث یعنی سات آدمی ایسے ہین کہ اللہ تعالے [illegible]

Marfat.com

[illegible] سایہ حق عزوجل کے یعنی بروز قیامت۔(ایک) امام وبادشاہ عادل۔ (دوم) نوجوان جو عبادت الٰہی
[illegible] پرورش ہوا۔ (سوم) جو شخص مسجد سے نکلا اور اسکا دل مسجد مین لگا ہوا ہی حتی کہ وہین لوٹ کر آجاوے۔ (چہارم) وہ شخص
[illegible] ون نے اللہ تعالے کے واسطے باہم محبت پیدا کی اسی پر دونون یکجا رہے اور اسی پر متفرق ہوے۔ (پنجم) وہ شخص جسنے
[illegible] قہ دیا اور اسقدر چھپایا کہ اسکے بائین ہاتھ کو خبر نہوئی کہ اسکے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (ششم) وہ مرد جسکو منصب وجمال
[illegible] کی عورت نے بلایا اور اسنے کہا کہ مین اللہ تعالے سے خوف کرتا ہون۔ (ہفتم) وہ شخص جسنے اللہ تعالے کو تنہائی مین یاد کیا
[illegible] ن اسکے آنسو جاری ہوے۔ مترجم کہتا ہو کہ حضرت یوسف علیہ السلام اعلیٰ مصداق اسی کرامت کے تھے جو ششم مین مذکور
[illegible] صلے اللہ تعالے علی نبینا مولانا محمد وآلہ وصحبہ وعلی اخیہ یوسف وجمیع الانبیاء والمرسلین والملائکۃ وسلم علیہم اجمعین۔ جب آنحضرت
[illegible] دعا کے طور پر قید کی پسندیدگی ظاہر کی۔ **فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ** تو قبول کر لیا اسکے واسطے اسکے پروردگار نے **فَصَرَفَ
عَنْهُ كَيْدَهُنَّ** پس پھیر دیا اسکی طرف سے ان عورتون کا مکر۔ یعنی عصمت پر ثابت قدم رہا اور قید خانہ کی مشقت برداشت کی
[illegible] اللہ تعالے نے اسکو لوث سے بچایا۔ **اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ** بے شک اسکا پروردگار خوب سنتا جانتا ہی۔ دل کا اخلاص
[illegible] نیت اسپر روشن ہی اور دعا آواز سے وخفیہ دل سے سب سنتا جانتا ہی **ف۔ فی العرائس** قولہ وقال نسوۃ فی المدینۃ الآیۃ۔ ملامت
[illegible] انکا مقصود دیدار حضرت یوسف علیہ السلام تھا اور فراست سے انھون نے یہ بات بتلائی کہ محبت یوسفی زلیخا کے سویدا سے
دل تک پہونچ گئی ہی اور صورت شغاف قلب کی ایک لطیف رقیق جھلی ہی اسکے بعد عالم کثافت ہی اور اسکے بعد عالم لطافت ہی پس دل
مقام نفس وہوی ووسواس ہی اور دیگر مقام عقل وروح وفرشتہ ہی پس عالم کثافت تو شہوت نفسانی کا مقام ہی اور مقام لطافت عشق
روحانی کی جگہ ہی۔ اور واضح ہو کہ عشق روحانی مین کوئی علت ہواے نفس وشیطان کی نہین ہوتی ہی۔ **قال المترجم** امام غزالی
رحمہ اللہ وغیرہم نے کہا کہ فرق دونون کا اکثر اسوجہ سے پوشیدہ ہوجاتا ہی کہ عشق نفسانی وروحانی مین طبیعت مقہور ہوتی ہی اور روحی
جانب قوی رہجاتی ہی ولیکن نشان اسکا یہ ہی کہ شہوت نفسانی مین تناسب اعضاء ورنگ واقتضاء حاجات پر نظر ہوتی ہی اور شہوت
روحانی مین روحی صفات پر نظر ہوتی ہی مثلاً معشوق کے جسم پر نظر شہوت ہی اور اخلاق پر نظر عشق روحی ہی اسے آخرما قالوا۔ اور مترجم نے
عشق ایمانی کو بہ تبعیت بعض اکابر کے سابق مین بڑھایا اور مفصل ذکر کر دیا ہی۔ فاللہ تعالی اعلم۔ شیخ نے کہا کہ پھر جب محبت کا اثر سطر روح
[illegible] پہونچا اور روح الروح سے مل گیا تو عالم رحمانی مین پہونچا اور متمکن ہوکر ماسواے حق عزوجل کے [illegible] سے چھوٹ گیا اور یہی
[illegible] اللہ جل سلطانہ ہی۔ قولہ انا لنراہا فی ضلال مبین۔ چونکہ اس مقام پر پہونچکر عالم کثافت کے غلبہ سے استغراق ہوتا ہی تو ضلال
[illegible] گیا یعنی محبت مین ایسے مستغرق ہی کہ کسی ملامت کا اثر اسپر نہین ہوتا ہی اور سلامتی پر التفات نہین کرتی ہی۔ جنید رح سے پوچھا گیا کہ
[illegible] کی کیا علامت ہی فرمایا کہ قرآن مجید مین آیا کہ قد شغفہا حبا۔ اور کہا کہ جفاے حبیب کو وفا خیال کرے۔ سمنون رح نے کہا کہ شغف
[illegible] یہ کہ قلب [illegible] سے اسقدر بھر جاوے کہ دوسری چیز کی جگہ باقی نہ رہے۔ شبلی رح نے اسکو انتہاے محبت بیان کیا۔ بعض نے
[illegible] ایسی حالت کہ بیان مین آنا ممکن نہو۔ سری سقطی رح نے کہا کہ سواے محبوب کے کچھ مطلوب نہو اور ملامت بے اثر ہو۔ جعفر رح نے
[illegible] [illegible] کے قلب پر چھایا کہ کوئی اور نظر نہ آیا۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ وجد محبت مین شوق تازہ یا نہ ہو۔ جعفر بن محمد رح
[illegible] ضلال ہی یعنی فی ضلال مبین۔ یعنی عشق ظاہری مین۔ بعض نے کہا کہ غلبہ عشق مین اسکی عقل گم ہوگئی۔ قولہ فلما سمعت

بمکرہن۔ زلیخا نے اُنکو بھی مبتلاے بلا کرنا چاہا۔ واعتدت لهن متكا۔ اقسام طعام وترنج مع چھری [illegible]
آفتاب رسالت حسن یوسفی سے جاکر مسلوب ہون۔ قالت اخرج علیهن۔ بعد از انکہ اسکو تاج و [illegible]
عورت کو دیکھکر اپنا چہرہ چھپاتے تھے تو دو زن ہاتھون پر طباق رکھدیا تھا کہ کشادہ چہرہ دیکھین پس ناگاہ آفتاب [illegible]
متحیر ہوگئین۔ قوله فلما رأینه اکبرنه۔ نور عظمت الٰہی سے ہیبت ناک ہو کر عقل وحواس سے غافل ہوگئین۔ وقطعن ایدیهن
مین تحیر ہوا بخلاف زلیخا کے کہ اسکو چہرۂ یوسفی سے دوسری طرح دیدار ہوا اسی لیے یہ عورتین تحیر وہیبت مین پڑگئین [illegible]
ومحبت مین مسلوب ہوئی ورنہ کبھی مراودت نکرتی۔ قوله وقلن حاش للّٰہ الخ۔ اس عظمت وشان سے فرشتہ جو [illegible]
پاک از شہوات یقین کرلیا اور چونکہ محل قدس مین نہ پہونچی تھین تو مجانست سے فرشتہ کو خارج رکھا اور ہیبت
کیونکہ جمال یوسفی پر نور چمکتا تھا وفی الحدیث مررت لیلة اسری بی الی السماء فرأیت یوسفؑ۔ قیل فکیف رأیته۔ قال کا[illegible]
یعنے شب معراج مین آپ نے یوسف کو مثل چودھوین رات کے چاند کے دیکھا۔ ابو فروہ نے کہا ہو کہ جب مصر کے کوچون
تو چہرہ کی روشنی سے درودیوار منور ہو جاتے تھے جیسے سورج و پانی وآئینہ کی چمک پڑتی ہو۔ وہب رح نے کہا کہ محل کی چا[illegible]
مین سے نو عورتین مر گئین اور عارفین کو یہ مقام التباس ہو لیکن مضائقہ نہین ہو کیونکہ بالاتفاق وے سب یقین جا[illegible]
کہ او تعالےٰ جل شانہ ہر تشبیہ وحلول وغیرہ سے پاک ہو اور یہ جو منقول یعنے حسین بن منصور سے تشبیہ کا کلمہ مروی ہو اس
تشبیہ مراد نہین ہو پھر واضح ہو کہ تفاوت اثر دیداران عورتون وزلیخا مین ظاہر ہو کہ عظمت وہیبت سے از خود رفتہ ہوگئین
زخم کے اثر سے الم نہ معلوم ہوا حالانکہ زلیخا کو اگر ایک چیونٹی کاٹتی تو اسکو محسوس ہوتا۔ بعض نے کہا کہ عورتون نے حسن پاک [illegible]
شہوت ملاحظہ کیا۔ جعفر رح نے کہا کہ ہیبت نبوت نے وہ روک دیا جو ان عورتون نے چاہا تھا۔ ابو سعید خراز نے کہا کہ [illegible]
مین جو غائب ہوا اپنے نفس سے جدا ہوا اسکو معلوم نہین ہوتا کہ اسپر کیا گزر گیا۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ یوسف علیہ السلام [illegible]
دیدار مین مدہوش ومتحیر ہو کر ہاتھ کاٹ گئین۔ یہ ایک مخلوق نے دوسری مخلوق کا مشاہدہ کیا تھا تو بھلا تجھکو کیا گمان ہو جا[illegible]
پر دیدار خالق عزوجل سے کچھ انکشاف ہو تو کیون تجھے انکار ہو ایسے امور کا جو انکے حالات سے تغیرات ہوتے ہین۔ بعض
کہ تائید الٰہی تعالےٰ حضرت یوسف علیہ السلام کے واسطے عصمت کے محافظ تھے اسیواسطے انمین سے کسی نے اسکو بنظر شہوت [illegible]
سہل رح نے کہا کہ ان هذا الا ملک کریم۔ یعنی بصورت انسان اور بسیرت فرشتہ ہو۔ محمد بن علی رح نے کہا کہ یعنے یہ شخص ایسا [illegible]
کہ مباشرت کا قصد کرے بلکہ مکرم پاکیزہ ہو کچھ شبہہ نہین ہو سکتا۔ بعض روایات مین ہو کہ اہل مصر کو چار ماہ تک کچھ غذا [illegible]
جب بھوکے ہوتے تو آنحضرت علیہ السلام کا چہرہ دیکھ لیتے تو بھوکھ جاتی رہتی تھی۔ جب یہ کیفیت [illegible] آنحضرت علیہ السلام
سے گزرے پھر جب عورتون کو ہوش ہوا تو۔ قالت فذلکن الذی لمتننی فیه۔ اقرار لیا کہ یہان ملامت کو گنجائش نہین [illegible]
اندازہ سے باہر ہو۔ نصر آبادی رح نے کہا کہ عشق مین عذر غیر معقول ہو اور کامل عشق سواے معشوق کے کسی چیز [illegible]
ہوتا ہو۔ پھر چاہا کہ خود یوسف علیہ السلام کی پاکیزگی بیان کرے۔ قوله ولقد راودته عن نفسه الخ یعنے وہ حقیقت [illegible]
پاک ہو باطن مین ظاہر سے زیادہ خوبصورت ہو۔ قوله ولئن لم یفعل ما آمره۔ حضرت یوسفؑ کو جو [illegible]
ممتاز و مؤید ہوا اور خاص بندہ محبوب ہوا اسپر شہوات شیطانی کا غلبہ کیونکر ہو سکتا ہو۔ دلیل [illegible]

Marfat.com

[illegible] لیا حضرت یوسف علیہ السلام کو جو کچھ تکلیف قید و مشقت کی پہونچی تھی وہ درحقیقت زلیخا پر امتحانات
[illegible] عشق مین زیادتی ہوتی جاتی تھی اور اُسی کی بلاؤن مین سے کچھ ادھر اُدھر کی مشقت آنحضرت علیہ السلام
[illegible] زلیخا پر ایک بلا ہر کا پورا ہونا اُسی طور پر ہوتا کہ کچھ مشکل آنحضرت ع کو بھی لاحق ہو جیسے قید خانہ مین جانا وغیرہ
[illegible] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام پر تکلیف طاری نہ تھی حالانکہ حدیث صحیح مین ہے کہ
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے مناقب حضرت یوسفؑ کے طور پر بتواضع فرمایا کہ اگر حضرت یوسفؑ کی سی دراز قید مجھپر ہوتی تو بلانے والے
[illegible] لیتا - اس سے ظاہر ہے کہ قید ایک مشقت تا زمانہ دراز تھی تو جواب یہ ہے کہ شیخ مذکور کی غرض یہ نہیں ہے کہ حضرت یوسف
[illegible] تھی کیونکہ قیدی سے اقرار لیا تھا کہ بادشاہ سے مجھ بیگناہ کی رہائی کے واسطے سفارش کرے بلکہ غرض یہ ہے کہ تکلیف
[illegible] تھی چنانچہ حکیم عالم باحادیث صحیحہ واقف ہے کہ اصلی ماہیت کے ساتھ آثار بقدر طاعت و معصیت ہین اور آنحضرت
[illegible] السلام تو پیغمبر معصوم تھے اور اصلی ماہیت کے آثار سے مراد میری یہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کا قید ہونا درحقیقت نعمت
[illegible] قید ہوا اور فرعون کی بادشاہت درحقیقت بلا ہے اگرچہ بصورت بادشاہت ہو وعلی ہذا دنیا مین جو سرفرازی و دولت
[illegible] ہر صورت کچھ معتبر نہین ہے بلکہ بدلائل شریعت ایک آنکھون والا پہچان سکتا ہے - شیخ نے کہا کہ بالجملہ یہ واردات آنحضرت
[illegible] السلام پر [illegible] بلا زلیخا کی شدت تھی - پھر جب یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ عورتین مکاری سے مجھے زلیخا کی اطاعت و
[illegible] خواہش کی قبولیت پر معین و داعی اور بجائے میری اعانت کے معصیت خالق پر زلیخا کے لیے ملتجی ہین تو اپنے پاک معبود
[illegible] سبحانہ تعالےٰ کے سامنے التجا کی اور تضرع کے ساتھ دعا کی کہ - قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ الے قولہ اصب
[illegible] یعنی اے میرے رب پاک مجھے تیری معصیت کے سامنے یہ قید خانہ بڑھکر پسند ہے بہ نسبت اس لذت حرام و شہوت
[illegible] کے کہ مجھکو تجھسے محجوب کرے اور انوار روحانیہ و آثار ربانیہ پر پردہ ہو جاوے اور یہ بول چال مین محاورہ ہے ورنہ مراد یہ ہے کہ
[illegible] زلیخا کچھ بھی پسند نہین ہے بلحاظ نور عقل و بصیرت ایمان کے - اور نیز قید خانہ کی پسندیدگی اسوجہ سے بڑھی ہوئی تھی
[illegible] خلوت و مناجات و مشاہدت ہے اور مجھے اپنے نفس کی خواہش سے تیری رضامندی ہی مختار ہے - اسمین
[illegible] ہوگہ مجھے قیدخانہ بحق زلیخا زیادہ محبوب ہے کیونکہ اس سے اسکا عشق دوچند ہو کر جسمانی و نفسانی سے منتقل
[illegible] ہو جاتا ہے آتش عشق جلاکر اسکو خاک اکسیر کر دیگی کیونکہ ترو تازگی جسم کثیف موجب جوش شہوات جسمانی ہے اور
[illegible] عنکید ہن - یعنی اگر اپنے قدیمی حکم سے جو تو نے میرے حق مین معصوم رہنے کا جاری فرمایا ہے مجھے ان عورتون کے
[illegible] وغمزہ سے لبھانے سے نہ بچاوے تو مین اپنے نفس پر بھروسا نہین کر سکتا کہ وہ انکی طرف
[illegible] تیری رضامندی کے عوض شہوات نفس مین گرفتار ہو جاؤن یعنے کسی کو نہین چاہیے کہ اپنے نفس پر
[illegible] نفس امارہ برے معاصی کا خواہشمند ہوتا ہے اور دعا کرے کہ رب میرے مجھے میرے نفس کے حوالہ مت کیجیو
[illegible] نفس پر [illegible] وہ حق عزوجل کا شکر ادا کرے کہ یہ حفظ الٰہی اسکے حق مین تقدیر ازلی تھی - والحمد للہ
[illegible] جاہل وہ کہ قرب الٰہی پر شہوت نفس کو مقدم رکھے اور نیز جاہل وہ کہ اپنے نفس سے آگاہ نہو اور نیز جاہل وہ
[illegible] ہوکر باطنی مطلوبات سے بیکار ہو جاوے - شیخ واسطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کلام کے اسرار سے ہے

Marfat.com

کہ عورتین مجھے حسن لذت کی طرف بلاتی ہین اسکا مجھسے مسلوب کرلینا بھی خواہش [illegible]
المترجم یہ غرض نہین کہ نامردگی بہتر ہی کیونکہ ہجڑے کو عفت کا ثواب کیا ہو [illegible]
تعالے خواہش کے ان عورتون سے کام دل حاصل کرنے سے اجتناب کرنے کو [illegible]
خصات کو غایہ دیدیا۔ فافہم۔ وقیل من العفة ان لا تقدر۔ یعنی عدم قدرت بھی بجملہ عفت [illegible]
حق عزوجل ہی تو تعریف اسی پاک حق سبحانہ تعالے کے واسطے ہی۔ بعض نے فرمایا کہ یوسف [illegible]
نجات دیدیگا حالانکہ اُسنے بڑے فتنہ مین پھنسا یا جبکہ آنحضرت علیہ السلام نے قیدی سے کہا کہ تو [illegible]
کرنا۔ قال المترجم یعنی ساقی وباورچی بادشاہ کے قید تھے جب ساقی نے رہائی پائی تو آپ نے [illegible]
بادشاہ انکو قید سے رہائی دیدے پس بعض اکابر کا مطلب یہ ہی کہ شان نبوت کے مناسب یہ نہین تھا کہ غیر کی [illegible]
چنانچہ اسی وجہ سے اور چند سال قید مین پڑے رہے اور یہ قصہ عنقریب آویگا ولیکن یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت [illegible]
کی طرف سے یہ امر صرف ایک خطرہ تھا جسپر اسقدر مواخذہ ہوا حالانکہ عموماً ہم لوگ اس سے کرورون درجہ بڑھکر [illegible]
افعال کرتے ہین اور اندھے وبیعقل معذور فرمائے جاتے ہین اللھم غفرانک انک انت ارحم الراحمین۔ شیخ ابن عطا [illegible]
کہ آنحضرت علیہ السلام نے دعا کی کہ مین فواحش زنان مصر ولذات عیش کو ترک کرتا ہون اور قیدخانہ اختیار کرتا ہون [illegible]
کمال توحید یہ ہی کہ خود کسی امر کو اختیار نہ کرے بلکہ ہر حال مین یہ چاہے کہ حق سبحانہ تعالے کی جو مرضی ہو وہی مجھے [illegible]
رضائے حق عزوجل حاصل رہے اسی وجہ سے کام بگڑگیا اور اگر قیدخانہ اختیار نہ کرتے تو امید تھی کہ بغیر اس امتحان قید [illegible]
سے معصوم ومحفوظ رہتے جیسے ابتدائے مراودت کے وقت معصوم رہے۔ شیخ جنید رح نے کہا کہ دعائے آنحضرت علیہ [illegible]
قبول ہونے مین ظاہرا یہ حکمت ہی کہ جنھون نے تعدی وظلم کرنا چاہا تھا انکے دفعیہ مین اپنی محتاجی بجناب باری تعالے [illegible]
اپنے اوپر نشان عشق ظاہر ہونے کا خوف کیا جس سے سوائے عصمت کے کوئی پناہ نہین ہی تو قبولیت سے تائید [illegible]
مکروتسلط شیطان دور کردیا گیا اور امتحان مین پورے اترے واللہ تعالے اعلم۔ القصہ عورتون کی طرف [illegible]

اور آنحضرت علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی چنانچہ اسکا اثر ظاہر ہوا۔ کما قال عزوجل [illegible]

ع ۶ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۟

پھر یون سوجھا لوگون کو وہ نشانیان دیکھے پر کہ قید رکھین اُسکو [illegible]

ثُمَّ پھر اس واقعہ کے بعد۔ بَدَا لَهُمْ ظاہر ہوئی یہ راے ان لوگون کو یعنی [illegible]
مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ بعد از انکہ انھون نے نشانیان دیکھ لین کہ لَيَسْجُنُنَّهٗ [illegible]
حَتّٰى حِيْنٍ ایک وقت تک۔ یعنی اتنی مدت تک کہ لوگ جو بدگوئی اس معاملہ مین حضرت یوسف کے حق مین [illegible]
ہوجاوے۔ سوال ہوا کہ ان لوگون نے یوسف کے حق مین تو نشانی بلکہ گواہی [illegible] کہ وہ پاک [illegible]
کہان لیکن زلیخا کی وجہسے عورتین اُنپر الزام لگاتی تھین اسلیے آنحضرت علیہ کے حق مین ظاہر مین [illegible]
لایا کہ زلیخا نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ عبرانی لوگون سے کہتا ہی کہ زلیخا نے مجھے لبھایا تھا اسلیے [illegible]

[illegible] یا تو مجھے نکلنے دو کہ مین اپنا عذر بیان کرون یا اسکو قید کردو تاکہ فضیحت نہ پھیلے تب عزیز نے اسکو قید کر دینا مصلحت
[illegible] جاوے - انتہی کلامہ - شیخ حافظ نے ذکر فرمایا کہ ظاہر یہ ہی کہ ان لوگون نے آنحضرت کو اسی بہانہ پر قید
[illegible] کو لیجانا چاہا تھا کیونکہ آخر قصہ مین جب بادشاہ نے اپنے واسطے رہا کرکے لینا چاہا تو آنحضرت علیہ السلام
[illegible] کہا کہ پہلے تحقیق کر لیا جاوے کہ مین بیگناہ قید ہوا ہون اور مین نے کچھ بھی خیانت نہین کی اور زلیخا نے آخر
[illegible] بات صاف کھل گئی کہ مین نے ہی اسکو لبھایا تھا - مترجم کہتا ہی کہ یہ تقریر بے شک قوی ہی اور بات یہ معلوم
[illegible] در اصل تو گواہون وغیرہ سے انکو آنحضرت ؑ کا پاک ہونا معلوم ہوتا تھا لیکن اس زمانہ مین کہانت و جادو وغیرہ سے
[illegible] سے عورت نے مشتبہ کر دیا اور لوگ مذبذب ہوگئے علاوہ اسکے یہ بعید بھی عجیب نہین سکتا کہ عورتین دیکھکر فریفتہ
ہوا جاتی ہین اور باہم عورتون مین بھی فساد و فتنہ ہوگا اور گھر گھر یوسف ؑ کا قصہ ہو گیا حتی کہ بہت سی نشانیان ایسی کھیں گئین
[illegible] جہالت عام و لقد برا زلی کے انکو بھی راے ٹھیک معلوم ہوئی کہ چند روز کے لیے قید کر دینا چاہیے - واضح ہو کہ فعل
[illegible] فاعل حذف ہو کر لیسجننہ کا جملہ اسکے قائم مقام ہوا اور خود جملہ فاعل اسوجہ سے نہین ہی کہ جملات ایسے ہو نہین سکتے ہین - پھر اس
قید کی مدت مین یہودیون کے روایات پانچ و سات و بارہ ہین اور امام رازی نے کہا کہ ہم اس سے بیکار بحث نہین کرتے
[illegible] اتنا معلوم کہ کچھ مدت قید رہے کیونکہ اصلی غرض تو علوم روحانی و پاک کرنا نفس امارہ کا ہی وہ ہم کو سب اسیقدر بیان سے
حاصل ہو جاتے ہین اور حدیث صحیح سے اتنا ثابت ہی کہ دراز مدت تک قید مین پڑے رہے حیث قال صلے اللہ علیہ وسلم

ولبثت طول لبث یوسف لاجبت الداعی

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيَانِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي

اور داخل ہوے بندی خانے مین اُسکے ساتھ ایک دو جوان کہنے لگا اُنمین سے ایک مین دیکھتا ہون کہ مین نچوڑتا ہون شراب اور دوسرے نے کہا مین نے دیکھا

أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ○

اُٹھا رہا ہون اپنے سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہین اُسمین سے بتا ہمکو اُسکی تعبیر ہم دیکھتے ہین تجھکو نیکی والا

وَدَخَلَ مَعَهُ اور داخل ہوئے یوسف ؑ کے ساتھ **السِّجْنَ** قیدخانہ مین **فَتَيَانِ** دو جوان [illegible] یعنی جب یوسف
قیدخانہ گئے تو قیدخانہ مین انکے ساتھ دو جوان اور بھی قید کر دیے گئے اُنکا جرم بعضے راویون نے بیان کیا ہی چنانچہ ذکر آویگا
قتادہ رح نے کہا کہ بادشاہ کے دونون ملازم خاص تھے ایک تو شراب وغیرہ پلانے والا تھا اور دوسرا شاہی باورچی تھا - محمد
ابن اسحاق رح نے فرمایا کہ شراب پلانے والے کا نام بنذا اور دوسرے کا مجلت تھا - اور شیخ سدی رح نے کہا کہ بادشاہ نے
[illegible] انکو اس اتہام پر قید کر دیا تھا کہ طعام و شراب مین زہر دینے کی سازش کرتے تھے - چونکہ حضرت یوسف علیہ السلام
کا حال قیدخانہ مین مشہور ہو گیا تھا کہ بڑے جوانمرد با مروت نہایت سچے و امانت دار خوش خلق بڑے عابد زاہد ہین او
[illegible] تعبیر خوب بتاتے ہین اور تمام قیدوالون کے ساتھ احسان و حسن خدمت و بقدر وسعت سلوک کرتے ہین تو جب
[illegible] قیدخانہ مین داخل ہوے اور انکی ملاقات سے مشرف ہوے تو سب باتین بیان سے بڑھکر دیکھین اور آپ کی محبت مین
[illegible] ہردم آپ کی خدمت مین رہتے اور کہتے کہ یا حضرت واللہ ہم تو آپ کو دل وجان سے چاہتے ہین آپ نے

فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تم کو برکت دے لیکن مین وہ شخص ہون کہ جسنے مجھسے محبت کی مین [illegible]
میری پھوپھی نے پیار کیا تو مجھے ضرر پہونچا اور میرے باپ نے تو مجھے اپنا [illegible]
آپ معاف فرماوین کہ ہم تو بے اختیار ہین محبت نہین چھوڑ سکتے پھران دونون نے [illegible]
بیان کیا۔ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا دونون مین سے ایک نے کہا کہ مین [illegible]
شراب۔ یعنی بادشاہی ساقی بولا کہ مین نے یہ خواب دیکھا کہ مین انگور نچوڑتا ہون۔ انگور [illegible]
خمر بمعنی ہین مجازاً خمر سے عنب ارادہ کیا جیسے کہتے ہین کہ شیرہ نچوڑ اور مراد یہ ہوتی ہو کہ انگور [illegible]
اور دوسرا بولا کہ۔ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ مین اپنے آپ کو دیکھتا ہون کہ۔ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا [illegible]
سرپر روٹی کہ۔ تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ اسمین سے چڑیان کھاتی ہین۔ یعنی پرند اس روٹی سے [illegible]
نوچ نوچ کر کھاتے ہین جب دونون اپنا اپنا خواب بیان کر چکے تو درخواست کی کہ۔ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ [illegible]
خواب کی تاویل سے آگاہ فرماوے اور تاویل مآل کار یعنے اس خواب کا انجام کار کیا ہوگا اور تعبیر کے معنی عبارت [illegible]
لانا پس مآل کار کو بیان کر دینا تعبیر ہے چونکہ ان دونون کو آنحضرت علیہ السلام کے علم و تقویٰ پر اعتماد تھا [illegible]
پوچھا چنانچہ خود کہا کہ۔ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ہم یقین کرتے ہین تجھکو کہ تو نیکوکارون مین سے ہے [illegible]
نے ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم نے اپنے استاد کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی کہ انھون نے پڑھا [illegible]
ارانی اعصر عنبا۔ اور ضحاک نے کہا کہ عمان کے لوگ عنب کو خمر بولتے ہین۔ مترجم کہتا ہے کہ شاید حضرت ضحاک رح کی
روایت سے یہ غرض ہے کہ یہ آیت اہل عمان کے لغت پر ہے تو اس صورت مین مجاز نہوگا اور اہل حجاز کے محاورہ [illegible]
اردو فارسی مین بھی ایسا محاورہ فصیح ہے۔ پھر لکھا کہ عکرمہ رح نے بیان فرمایا کہ ساقی بولا کہ مین نے خواب مین دیکھا [illegible]
انگور کا ایک درخت بویا وہ بڑھا اور پھیلا اور خوشہ لٹکے اور مین نے انکو نچوڑکر اپنے بادشاہ کو پلایا [illegible]
نے تعبیر دی کہ تو قیدخانہ مین تین روز رہیگا پھر نکالا جائیگا اور بادشاہ کو شراب پلاویگا۔ مترجم کہتا ہے [illegible]
تھوڑی گفتگو کے یہ تعبیر بیان کردی تھی۔ اور محسن لغت مین احسان کرنے والا اور شاید یہی انکی مراد ہو [illegible]
قیدخانہ والون سے نیکی و صبر کی نصیحت و خبرگیری و خدمت کرتے رہتے اور عبادت مین بھی [illegible]
اعلیٰ درجہ کا زاہد عابد مراد لیا ہو اگرچہ وہ معنی جو حدیث سے ثابت ہین کہ اسطرح بندگی مین قائم ہو جیسے [illegible]
اسطرح کہ وہ تو اسکو دیکھتا ہے اس معنی کی حقیقت سے یہ قیدی واقف نہین تھے اور جیسے [illegible]
ہے کہ فلان محسن ذالک یعنی اس کام و صنعت مین فلان شخص نہایت اچھی لیاقت رکھتا ہے تو گویا [illegible]
خوابون کی تعبیر دینے مین بہت اچھا لائق جانتے ہین۔ قال المترجم اس آ[illegible]
کیونکہ یہ دونون اسوقت تک کافر تھے اور صنعت الٰہیہ انسان کی اندرونی قوتون مین [illegible]
کو ظاہر ہوا ان دونون نے پہلے دیکھ لیا اگرچہ باطن سے جاہل ہو کر [illegible]
قتل ہو جانے اور کچھ چیل و کوے کی نوچ نوچ کھانے کی تقریر اسوقت [illegible]

[illegible] ایک جزو ہو تو وہم ہوگا کہ ان کافرون کو کہان سے نبوت کا جزو ملا اور جواب یہ ہو کہ حدیث کے معنی [illegible] سے متعلق ہین اور بیان بدرؤیا صالحہ نہ تھی - خلاصہ یہ ہو کہ انکے خواب کا مآل کار صرف دنیاوی امور تھے اور بندہ مومن [illegible] کے خواب نظر آتے ہین لقولہ تعالے لہم البشرے فی الحیوۃ الدنیا الآیۃ - علاوہ اسکے کافر کے اندر ہر ایک جزو نعمت [illegible] قلب خالی ہونے سے انوار آخرت نظر نہین آتے تو ادنی امور مین انکی مشارکت ہو - واللہ تعالیٰ اعلم - سراج مین لایا کہ [illegible] یوسف نے انکے خواب کی تعبیر دینے مین کراہت کی اسلیے کہ ایک کیواسطے موت تھی لہذا پہلے ایک تمہید کے ساتھ ایمان کی دعوت فرمائی

قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا

[illegible] آنے پاویگا کھانا جو ہر روز تمکو ملتا ہے مگر بتا چکونگا تمکو اسکی تعبیر اسکے آنے سے پہلے یہ علم ہے

عَلَّمَنِي رَبِّي ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝

کہ سکھایا میرے رب نے مین نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ یقین نہین رکھتے اللہ پر اور آخرت سے وہ منکر ہین

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ

اور پکڑا مین نے دین اپنے باپ دادون کا ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کا ہمارا کام نہین کہ شریک کرین ہم اللہ کا

مِنْ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝

کسی چیز کو یہ فضل ہے اللہ کا ہمپر اور سب لوگون پر لیکن بہت لوگ بھلا نہین مانتے

قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ فرمایا کہ نہین آویگا تمھارے پاس وہ کھانا جو تمکو رزق دیا جائیگا - إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ مگر یہ کہ مین تمکو اسکی تاویل سے خبردار کردونگا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا قبل ازینکہ تمھارے پاس آجاوے یعنی تمہید کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ [illegible] سے وہ علم حاصل ہو کہ جو کھانا تمھارے واسطے رزق ہو اسکے تم تک پہونچنے سے پہلے مین تمکو اسکے سب حال سے آگاہ کردونگا - ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي یہ ایسی بات ہو جو میرے رب نے مجھے تعلیم فرمائی ہو بعضے مفسرین نے کہا کہ طعام مرزوق سے خواب کا کھانا مراد ہو یعنی یہ ہوئے کہ خواب مین اگر تم ایسا کھانا دیکھو جو تمکو آخر کسی وقت ملنے والا ہو تو مین خواب سنکر تمکو بتلا دونگا کہ ایسا ایسا کھانا تمکو [illegible] کہ جو تمکو ملا نہوگا اور بعضے مفسرون نے کہا کہ جاگنے کا روزانہ کھانا مراد ہو یعنے جو کھانا تمکو آج یا کسی وقت ملیگا مین تمکو اسکے ملنے سے پہلے اسکا رنگ و مزہ و وقت و مقدار و کیفیت تبلا دونگا جیسے حضرت عیسیٰ نے کہا تھا - انبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم - اور [illegible] جادو کا زور بڑھا تھا اسلیے انکو صاف سمجھا دیا کہ یہ جادو سے نہین ہو بلکہ میرے رب نے مجھے سکھلا دیا ہو اس فضل کی [illegible] ایمان کا طرف بلایا بقولہ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ [illegible] ملت ایسے لوگون کی جو یقین نہین لاتے اللہ تعالیٰ پر اور وے آخرت سے بالکل منکر ہین - یعنی یہ فضل الٰہی مجھپر ہوا کہ مین نے [illegible] ابتدا سے توحید کو برحق مانا اور جو لوگ کہ اللہ تعالے سے منکر و آخرت سے کافر ہین انکی ملت کو کبھی نہین لیا [illegible] یہ مطلب نہین ہو کہ پہلے مین اس ملت پر تھا پھر چھوڑ کر مومن ہوگیا - پھر تبلایا کہ مجھے فقط ایمان ہی نہین بلکہ [illegible] وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ اور مین نے پیروی کی اس ملت کی جو میرے [illegible] حضرت ابراہیم خلیل اللہ پردادا اور انکے بیٹے اسحق و انکے بیٹے یعقوب کی سنت پر چلا - اگر کوئی کہے کہ [illegible]

خود نہی تھے تو جواب دیا گیا کہ ہاں لیکن شریعت عبادت وہی رہی جو صحف ابراہیم میں [illegible]
رہی اور چونکہ وہی اسحٰق و یعقوب کی شریعت رہی اس لیے انکا بھی ذکر کر دیا اور [illegible]
توحید پر یقین دلاتے تھے اور توحید سب پیغمبروں کی یکساں ملت ہے اسمیں کچھ تغیر نہیں ہو سکتا [illegible]
علیہ وسلم کو حکم ہوا - فبھدٰھم اقتدہ - یعنی انبیاء سابقین کی اقتدا کر [illegible]
اور اسی پر دلالت کرتا ہے قولہ - مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ہم [illegible]
ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک بناویں - بلکہ ہم توحید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ [illegible]
ہے اور اسکے سوائے سب چیز اسی نے پیدا کردی ہے حتیٰ کہ جو علم تاویل و تعبیر مجھے حاصل ہے اسی کا [illegible] ذٰلِكَ
توحید - مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل میں سے ہے ہم پر بھی - وَعَلَى النَّاسِ [illegible]
لوگوں پر بھی - کیونکہ ہم نے اسکی توحید پہچانی اور دوسروں کو معرفت سکھلائی تو سب نے نجات پائی اور آخرت [illegible]
سرفراز ہوئے تو در اصل یہ فضل ہمپر اول و بالذات آگیا ہے اور باقی قوم پر رجوع ہے - وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ [illegible]
ولیکن قوم میں سے بہتیرے اس نعمت کا کچھ شکر نہیں کرتے کہ ایمان لاویں بلکہ ناشکری و انکار کرتے ہیں جب [illegible]
پاکیزہ و نتیجہ توحید ظاہر کردیا تو اب آگے انکو ایمان کی جانب دعوت فرمائی - اور اس سے ظاہر ہوا کہ حسن تدبیر [illegible]
کی طرف لانے میں شان انبیاء ہے - اس زمانہ کے لوگوں کیطرح یہ کہنا لغو ہے کہ جسکی قسمت میں ہوگا ہو جائیگا - دیکھو [illegible]
پہلے انکو ایمان سکھلایا -

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُونَ
اے رفیقو قیدخانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر یا اللہ اکیلا زبردست [illegible]
مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ إِنِ الْحُكْمُ
سوائے اُسکے مگر نام ہیں کہ رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اُتاری اسنے انکی کوئی سند [illegible]
إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ
سوائے اللہ کے اُسنے فرمادیا کہ نہ پوجو مگر اُسی کو یہی ہے راہ سیدھی پر بہت لوگ [illegible]

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اے دونوں ساتھی قیدخانہ کے - یعنی دونوں میرے ساتھی جو قیدخانہ میں [illegible]
قیدخانہ کی طرف منسوب کردیا جیسے اصحاب الجنۃ و اصحاب النار وہ لوگ جو جنت و دوزخ میں [illegible]
ہو گئے ہیں - بہرحال ان دونوں قیدیوں کو ایسے لفظ سے خطاب کیا جس سے انکا دل [illegible]
ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ ہمزہ اول استفہام اور ارباب جمع رب کی بمعنی [illegible]
و محافظ کے معنی لیے جاتے ہیں جیسے رب النوع کا لفظ یونانی کا فر ایک ایسی چیز مجہول کا نام [illegible]
رکھنے والا جانتے اسی وجہ سے اسکی تصویر بنا کر قربانی وغیرہ چڑھاتے تھے اور [illegible]
یعنے پوچھا کہ بھلا بتاؤ کہ جدا جدا چند متفرق معبود اچھے - أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ [illegible]

[illegible] طرح کے باطل معبودون کو شامل ہی حتی کہ چھوٹے بڑے پتھر چاندی سونے وغیرہ کے بتون کو بھی
[illegible] مسیح وآفتاب وتارے وجن وغیرہ کو بھی شامل ہی۔ اب اگر کوئی کہے کہ ارباب متفرقہ تو درحقیقت مخلوق
[illegible] ہین جانب [illegible] بمقابلہ اللہ تعالے کا کیونکہ ہو سکتا ہی کہ یہ اچھے یا دہ تو جواب یہ ہی کہ سمجھانے کا طریقہ یہ عمدہ ہی کہ جو کوئی
[illegible] باطل قید ہو [illegible] جسکے اعتقاد پر جہان بھٹکا ہی وہین تنبیہ کردہ چنانچہ دونون قیدی تو بت پرستی کے قایل تھے کسی بت
[illegible] جاننے والا [illegible] کسی کو روزی دینے والا اور کسی کو کسی طرح قدرت والا سمجھتے تھے تو ان بتون کو باطل وناکارہ کہنے سے
[illegible] پر آمادہ ہو جاتا اسیواسطے قریش کے بتون کو بُرا کہنے سے صحابہ رض کو منع کر دیا تھا کہ وے جاہل اسکے مقابلہ
[illegible] عزوجل کی جانب مین گستاخی کرینگے۔ مگر قیدیون کو آہستہ سمجھایا کہ تم سوچو کہ یہ بت ایسے سہی لیکن اللہ تعالے تو
[illegible] خالق اور اسمین سب ہی قدرت ہی جو وہ چاہے وہی ہو کہ وہ سب جہان سے غالب قہار ہی تو پھر متفرق ارباب بہتر ہین
[illegible] کی خوشامد کرنا انکو پسند ہی یا ایک زبردست سب قدرت والا اچھا ہی اب سچا وصاف انصاف والا ضرور کہدیگا کہ بیشک
[illegible] فائدہ کہ ہم [illegible] دروازے بھٹکے پھرین اب زیادہ غور کریگا تو فوراً جان جائیگا کہ جب وہی نرالا سب پر غالب ہی تو یہ کیسے
[illegible] جو وہ چاہے وہ ہو جاوے یا جو وہ چاہے وہ نہونے پاوے بلکہ قدرت وطاقت فقط اُسی کے لیے رہی تو صاف معلوم
[illegible] ہر طرح کا نفع وضرر وہی دیتا ہی کسی کے کیے کچھ نہین ہو سکتا پس جہالت سے منہ پھیر لیگا اب آگے اسکو صفات باری جل سلطانہ
[illegible] معرفت حاصل ہو جائیگی تو عارف ہو جائیگا کہ کہنا وعبادت وحکم تو اسی کا ہوا باقی سب بنائی باتین رہگئین چنانچہ فرمادیا۔
مَا تَعْبُدُوْنَ نہین پوجتے تم دونون وتمھارے طریقہ والے سب لوگ۔ مِنْ دُوْنِهٖ سواے اللہ تعالے کے۔ اِلَّآ اَسْمَآءً
کچھ نامون کو یعنی حق عزوجل جو حقیقی سچا معبود ہی اسکے سواے جو تم دوسرے کو پوجتے ہو تو وہ فقط نام بادہوائی ہین کہ۔
سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ ارباب ومعبود اور دیوتا انکا نام رکھ لیا تمنے وَاٰبَآؤُكُمْ اور تمھارے باپ دادون نے۔
[illegible] حقیقی چیز نہین ہین محض خیالی ہین۔ مثلاً ایک بھول ہی کہ اسکے سامنے کوئی کپڑا سکھلاوے کہ وہ آفتاب ہی تو یہ محض
[illegible] خیالی بات ہی اور خشک ہو جانا کپڑے کا ہوا وحرارت آفتاب سے ہو جائیگا اگرچہ یہ جاہل اپنے فرضی بھول کیطرف
[illegible] باطل معبود درحقیقت معبود ہونے مین محض خیالات ہین اسیواسطے فرمایا کہ تم نے نام رکھ لیے ہین مَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ۔ کچھ بھی ان نامون کے ساتھ اللہ تعالے حقیقی خالق نے حجت [illegible]ین نازل فرمائی۔ یعنی عبادت
[illegible] جھکانا حکم الٰہی کا ہوتا اگر اسنے حکم دیا ہوتا کہ چند افعال انکی خدمت مین کیے جاوین ورنہ عبادت تو اُسی خالق کے
[illegible] لہذا کعبہ معظمہ کی جانب نماز ادا کرنے مین طاعت الٰہی ہی۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالے نے کوئی حکم نہین دیا کہ تم ان بتون وغیرہ
[illegible] کرو۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم تو کسی کی شان نہین سواے اللہ تعالے کے تو اگر تمھارے نفس وخیال نے کچھ
[illegible] آپ کو [illegible] کا بندہ بنایا اور یہ محض خبط ہی حکم نہین ہی چونکہ حکم ماسواے حق عزوجل کے کسی سے ہو نہین سکتا
[illegible] حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ امیرالمومنین حضرت خلیفہ چہارم علی کرم اللہ وجہہ نے صلح بطریق تحکیم قرار
[illegible] خارجی ہو گیا کہ خلیفہ برحق کی طرف سے دوسرے کی تحکیم بے معنی ہی اور۔ قولہ تعالے ان الحکم الا للہ سے حجت
[illegible] علیہ السلام نے [illegible] فرمایا کہ کلمہ حق کے معنی نہین سمجھے۔ رواہ الائمہ۔ واضح ہو کہ دنیا مین باہمی معاملات

Marfat.com

مین جو احکام جاری ہوتے ہین وہ جب تک مطابق شریعت الٰہی ہین تب تک احکام حقہ و درحقیقت [illegible]
ہوسے تو ہیچ ہین اسیواسطے جو قوانین کہ مخالف وحی الٰہی ہون وہ ظلم ہین ولہذا بحکم قولہ تعالیٰ [illegible]
ہم الفاسقون - ان احکام پر عمل کرنا فسق اور انصاف وعیبنا ورضامندی کفر ہی اور تفصیل تحت آیت [illegible]
یہین سے کہا گیا کہ وکالت خلاف قوانین شرع حرام ہی اگرچہ کفر مین تامل ہی جیسا کہ وہان بیان ہو چکا [illegible]
شرع خرید فروخت و نکاح ورہن ونالش وغیرہ مین ہو حرام ہی بدلیل نص وبدلیل آنکہ سعایت فعلا بھی ظلم ہی [illegible]
منع ہی - فی السراج وغیرہ حکم یہ ہی کہ کسی امر مین بمقتضاے حکمت فیصلہ دینا - اقول حکمت [illegible]
مخلوق نہین جان سکتی ہی جسکو حق تعالیٰ نے بطریق وحی کے انبیاء علیہم السلام پر نازل [illegible]
مین اختلاف ہی جیسے شریعت توریت مین جہاد فرض تھا اور شریعت انجیل مین منسوخ ہوا یا [illegible]
الٰہیہ کے موافق ہی لہذا غیر منسوخ اب نہین منسوخ ہو سکتا کیونکہ علم الٰہی قدیم وازل سے تا ابد بالکل حادی ہی - اگر کہا جاوے [illegible]
اختلاف عصر وزمانہ سے احکام مین مغایرت کیونکر لیتے ہین تو جواب یہ ہی کہ یہ انھین مقامات مین مخصوص ہی [illegible]
مختار کیا ہی یا اُنکے اختیار وپسند پر مبنی ہوا ہی مثلاً شاہی زمانہ مین ریشمی کارچوبی کام زینت تھا اور [illegible]
لباس ہی جسمین شرع نے کوئی قید محصور نہین فرمائی ہی پس مرجع ان سب کا یہی ہی کہ حکم وہی معتبر ہی جو اللہ تعالیٰ نے [illegible]
أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ اسنے حکم دیدیا کہ بندگی مت کرو کسی کے سواے اُسکی - یہ حکم سب سے مقدم [illegible]
توحید ہی - عبادت کے معنی تحت قولہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم الآیہ - بیان ہو چکے [illegible]
یہ ہی کہ کسی کا حکم لینا وخدمت کرنا اسطرح کہ جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہی یہ بھی عبادت ہی عبرت کا موقع ہی [illegible]
یا دری سے روزے ٹالدینے کا حکم حاصل کرتے ہین - دیکھو معجزہ قرآنی تمھاری آنکھون کے سامنے موجود ہی - [illegible]
سواے اللہ تعالیٰ کے - ذَٰلِكَ یہ جو کچھ بیان ہوا کہ حکم وعبادت مخصوص بحق تعالیٰ ہی - الدِّينُ الْقَيِّمُ [illegible]
ہی اسمین کچھ کجی نہین ہی - وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ ولیکن بہتیرے لوگ یعنی جو کافر ہین - لَا يَعْلَمُونَ [illegible]
ہین پس کج راہ کو اختیار کرتے ہین یا تو کھلم کھلا جیسے بت کو دیوتا وغیرہ مانا اور مسیح مین [illegible]
کیا کہ فلان کی روح ہمکو بیٹا دیگی اور اگر نذر نیاز نہ کی تو مٹا دیگی - یہان تک اُنکو ایمان وتوحید سکھلائی [illegible]
دونون قیدیون مین سے ایک کا زمانہ آخر ہو چکا تھا اور موت آدمی کو سخت ناگوار ہوتی ہی پس اگر [illegible]
مین پھر ایمان کا کلمہ نہ سنتا اور نہ سمجھتا پس کمال شفقت سے چاہا کہ دنیا کے قیدخانہ سے رہائی [illegible]
مین آرام اُٹھاوے ورنہ زیادہ سخت وشدید عذاب کی قید مین پڑجاویگا - معرفت مخلوق الٰہی پر شفقت [illegible]
زمین والون پر تم رحم کرو تمپر آسمان والا رحم فرماویگا - رواہ اصحاب الصحاح جو کوئی [illegible]
کہ یہ آگ مین متوالا گرا پڑتا ہی - معرفت ٹیڑھی راہ شیطان کی ہی کما صح فی حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ [illegible]
ایمان والے کے لیے دنیا قیدخانہ ہی - معرفت جہالت بجانا [illegible] کا انجام [illegible]
آپ ایمان تعلیم فرما چکے تو دونون قیدیون کے خواب کی تعبیر انکو اسطرح سنائی کہ کسی [illegible]

Marfat.com

[illegible] كُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ

[illegible] سو پلاویگا اپنے خاوند کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی چڑھے گا پھر کھاوینگے جانور

[illegible] الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا

[illegible] جسکی تحقیق تم چاہتے تھے اور کہدیا اُسکو جسکو اٹکلا کہ بچے گا اُن دونو مین

ع [illegible] فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝

[illegible] پھر بھلا دیا اُسکو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہگیا قید مین کئی برس

[illegible] قید خانہ کے ساتھیو- دونون کے خوابون کی تفصیلی تعبیر یہ ہی- اَمَّآ اَحَدُكُمَا تم دونون
[illegible] خَمْرًا اپنے رب یعنی سردار کو شراب پلا دیگا- یہ وہی ساقی تھا جسنے دیکھا کہ انگور کا
[illegible] ہوئی مقدم کردی- وَاَمَّا الْاٰخَرُ اور رہا دوسرا فَيُصْلَبُ تو وہ سولی دیدیا جائیگا
[illegible] مِنْ رَّاْسِهٖ تو کھائینگی چڑیان اسکے سر مین سے یعنی گدھ وکوے وغیرہ نوچ نوچ کھاوینگے - یہ وہی باورچی
[illegible] روٹیان لادے ہوں اسمین سے پرندے نوچ نوچ کھاتے ہین اور چونکہ اُسکے حق مین سولی و موت
[illegible] تعبیر کو مجمل کردیا کہ تم مین سے ایک ایسا ہوگا- پھر حکم ازلی الٰہیہ کو محکم بیان فرمایا- بقولہ- قُضِيَ الْاَمْرُ پوری ہوچکی
[illegible] الَّذِيْ فِيْهِ کہ جسمین تَسْتَفْتِيٰنِ تم دونون پوچھ کچھ کرتے ہو- یعنے یہ حکم الٰہی قدیم جاری ہوچکا ہی کسی
[illegible] بدل نہین سکتا ہی اپنے انجام کار کی فکر کرو- اسمین تنبیہ ہی کہ ایمان پورا کرلو کہ انجام اچھا ہو- فقہ خواب صحیح و
[illegible] درست ہو وہ تین قسم کا ہوتا ہی ایک خواب انبیاء علیہم السلام اور وہ وحی ہی حتی کہ مثل وحی کے اسکی تعمیل واجب ہی جیسے
[illegible] علیہ السلام نے بیٹے کو ذبح کرتے دیکھا اور اُسکا برتاو کیا- یہ کبھی جیسا دیکھا ویسا ہی بلا تعبیر ہوتا ہی جیسے یہی خواب
[illegible] جیسے خواب یوسف علیہ السلام- اور اسی کے چھتیس ٣٦ جزو مین سے ایک جزو خواب مومن یعنی حقیقی ایمان والے
[illegible] وحی نہین اور نہ اسپر عمل کرنا خلاف شرع یا جدید تشریع مین جائز ہی مثلاً کسی نے دیکھا کہ اسکو حکم دیا جاتا ہی
[illegible] کو فرض سے پہلے پڑھے یا ایک مجلس قوالی وغیرہ کی جمع کرے تو ایسے امور مین کچھ اعتبار
[illegible] نہین پہنچ سکتا تاکہ حکم شرع اسپر نازل ہوئے چنانچہ مصرح یہ حکم کتب اصول مین مذکور ہی پھر مومن کا
[illegible] جو امور آخرت سے متعلق ہی اور یہی ایک جزو خواب نبوت ہی اور دوسرا وہ جو امور دنیا و یہ سے
[illegible] مومن وکافر شریک ہوتے ہین حتی کہ صاحبان یوسف نے اپنا اپنا حال دیکھ لیا تھا قسم سوم
[illegible] احلام ہین اور اسی قسم سے وہ خواب ہی جو حدیث صحیح مسلم مین ہی کہ ایک نے بیان کیا کہ گویا
[illegible] پیچھے دوڑا- ایسے احلام کی نسبت حدیث مین حکم ہی کہ جبکہ کروٹ ہو تو تین مرتبہ تھتکار دے
[illegible] سے ذکر نہ کرے اسکو کچھ ضرر نہ پہونچیگا- اور حدیث مین منع ہی کہ جاہل یا دشمن یا
[illegible] احکام الٰہی جو واقع ہوتے ہین سب ازلی ہین حتی کہ جو کچھ کل کے روز واقع ہوگا
[illegible] واضح ہو کہ علم الٰہی مین ازل سے ابد تک سب حاضر ہی تو جو کچھ مقدر ہی وہ واقع ہوگا

ولیکن بندہ کو چاہیئے کہ طریقۂ عبودیت سے سرتابی کرے اور کہے کہ جو ہونا ہو گا

ہی کہ کیا ہوگا اور کہان سے جانا کہ مجھے بیٹھا رہنا چاہیے اور کچھ کوشش نہ کرنا چاہیے

جنتی و دوزخی مقدر ہین - استفتا حکم شرعی مانگنا - چونکہ پیغمبر برحق سے تعبیر جاری ہوئی

رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا کہ قال الثوری عن عمارۃ بن القعقاع عن عبد الرحمٰن قال

قضی الامر الذی فیہ تستفتیان - ورواہ محمد بن فضیل عن عمارۃ عن ابراہیم عن علقمۃ عن ابن مسعود

روایت کی عمارۃ بن قعقاع سے انھون نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب دونون

کیا اور حضرت یوسف نے دونون کو خبر دی تو دونون کہنے لگے کہ ہم نے تو کچھ نہین دیکھا

وہ حکم جاری ہوچکا - اسی قول کو محمد بن فضیل نے عمارہ سے اسنے ابراہیم سے اسنے

روایت کیا - پھر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ مجاہد و عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم وغیرہم نے بھی اسکی تفسیر کی

حاصل یہ ہی کہ جسنے کوئی جھوٹ خواب بیان کیا اور اسکی تعبیر دی گئی تو تعبیر سے لازم ہوجاتا ہی واللہ تعالے اعلم

نے استاد کے ساتھ معاویہ بن حیدہ سے اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا الرؤیا علی

ما لم تعبر فاذا عبرت وقعت - یعنی خواب آدمی پر طائر ہی جب تک تعبیر نہ دیا جاوے پھر جب تعبیر دیا گیا تو واقع ہوجاتا ہی

کہتا ہی کہ شیخ نے اس روایت پر کچھ کلام نہین کیا حالانکہ اسمین چند وجوہ سے کلام ہی اول یہ کہ نفس بین تعبیر خواب

اگرچہ احتمال انکے کذب مقولہ کا ہو - دوم یہ کہ تاویل کا وعدہ آنحضرت علیہ السلام نے دیا اور یہ خواب کو اسی عبارت

کہ دیا ہوتا ہی جو مؤول الیہ ہی پھر اگر خواب ہی نہ تھا تو ایک خبر غیب بطریق وحی ہوگی نہ خواب کی تعبیر سوم آنکہ آنحضرت

نے اسپر امتنان الٰہی ظاہر کیا کہ ذٰلک مما علمنی ربی - یعنی تعبیر خواب جیساکہ اوپر گذر چکا ہی تو جب خواب ہی نہ تھا تو

زیادہ بداعتقادی ہوگی جیسے تندرست آدمی کسی حکیم سے نبض شناسی کا تجربہ کرے اور وہ بیمار کا نسخہ لکھ دے

بادشاہ نے خواب دیکھا تو ساقی کو تعبیر خواب کا اعتقاد حضرت یوسف ؑ کی جانب بوجہ ہوجاتا اگرچہ صلاحیت

اور دیگر امور کا ہونا مثلاً دنیا مین بہت پرہیزگار و صالح ہین مگر تعبیر خواب مین سب مشہور نہین

حضرت یوسف ؑ کو یہ صفت بطریق خصوصیت عطا ہوئی تھی - پنجم جب کہ آنحضرت علیہ السلام

پہلے مین اسکو بیان کردونگا تو اوسے یہ تھا کہ پہلے انکا یہ دروغ بیان فرماتے اور پھر کہدیتے کہ

اللہ تعالے عفو فرماوے جزم و یقین ہی کہ ایسے روایات سہو و باطل ہین انکا ذکر کرنا

نے حقیقت مین خواب دیکھا تھا اور چونکہ خواب کی تعبیر سے آپ نے ایک کے حق مین

اسپر قوی کرکے ایمان سکھلایا پھر جو ہونا تھا اسکو بیان کردیا اور تاکید کردی کہ اسمین

ہوچکا ہی - اور یہ جو شیخ رحمہ اللہ نے اسکا حاصل نکالا کہ دروغ خواب تعبیر سے

چاہیے ورنہ قابل التفات نہین ہی جس سے عوام ہزارون شکوک مین مبتلا ہون

صحیح بڑا گناہ ہی تو ممکن ہی کہ گناہ کے لیے یہ سزا ہوجاوے حالانکہ اس موقع پر

[illegible] نے امام احمد کی روایت معاویہ بن حیدہ قشیری سے تقویت دی تو وہ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ وہ
[illegible] رؤیا کا وجود ہی نہ تھا پھر کیا چیز طائر رہیگی اور کسکی تعبیر واقع ہو جائیگی۔ پس صحیح یہی ہے
[illegible] جسکی آپ نے تعبیر دی۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے مسند ابو یعلی موصلی سے حضرت انس رضی
[illegible] الرؤیا لاول عابر۔ یعنی خواب کی تعبیر وہ ہوتی ہے جو سب سے پہلے تعبیر دینے والا تعبیر دیوے۔ یعنی
[illegible] کچھ اعتبار نہیں ہے تعبیر وہی ہوئی جو اول نے دیدی۔ آدمی کو چاہیے کہ جھوٹ نہ بولے کہ مین نے
[illegible] اگر دیکھے تو کسی مرد صالح متقی عقیل تلاش کر کے اُس سے خفیہ بیان کرے اور تعبیر پر جلدی و اصرار نہ کرے
[illegible] یوسف علیہ [illegible] دونون کی تعبیر دیدی اور فرما دیا کہ یہ نجومیون وکاہنون کی بات نہیں ہے بلکہ اللہ تعالے کی
[illegible] آگاہ کر دیا [illegible] ہونے کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ فقہ عام لوگون سے برتاؤ رکھنا نیکی کے ساتھ بڑا ثواب ہے
[illegible] خلق کی بھلائی سے لحاظ رکھنا اور اپنے آپ کو بچانا اور ظاہر و باطن اپنے دل کو خطرے سے محفوظ رکھنا ضرور ہے چنانچہ آگے
[illegible] وَقَالَ اور کہا یوسف نے۔ لِلَّذِي دونون قیدیون مین سے فقط اس شخص سے کہ ظَنَّ جسکے حق مین
[illegible] یقین کیا تھا کہ أَنَّهُ نَاجٍ مِّنْهُمَا ان دونون مین سے یہ رہائی پاویگا یعنے ساقی سے کہا کہ۔ اذْكُرْنِي عِندَ
رَبِّكَ میرا ذکر کرنا اپنے رب یعنی بادشاہ کے پاس۔ ظاہرا یہ غرض تھی کہ تجھے موقع وقرب ہے تو بادشاہ سے بیان کرتا کہ
[illegible] مرد صالح ناحق قید ہے تاکہ تیرے ذریعہ سے میری رہائی ہو جاوے۔ خصوص جبکہ ساقی کا اعتبار بڑھ گیا تھا اس جہت سے کہ
[illegible] بیان کیا گیا ہے کہ ارکان سلطنت وشاہی خاندان والے اس بادشاہ سے ناراض ہوے اور باورچی وساقی سے سازش
کی کہ کھانے و پانی و شراب مین زہر دیدو چنانچہ دونون نے اقرار کر لیا ولیکن وقت پر ساقی نے نمکحرامی سے توبہ کی اور فوراً
[illegible] عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ کھانا آپ نہ کھاوین اسمین زہر ہوگا تو باورچی نے کہا کہ اس شراب مین بھی ہوگا آپ
[illegible] بادشاہ نے حکم دیا کہ تم دونون کھاؤ و پیو۔ چونکہ شراب صاف تھی ساقی نے فوراً پی لی اور کچھ نہوا مگر باورچی نے کھانے
[illegible] تو وہ کھانا ایک کتے کو دیا گیا جو کھاتے ہی مر گیا۔ چونکہ سازش مین شرکت دونون کی ظاہر ہوئی تھی بادشاہ نے دونون
[illegible] بعد زمانہ یاد [illegible] ساقی کو اعزاز کے ساتھ اپنے کام پر بحال کیا اور باورچی کو سولی دیدی۔ اور یہی واقعہ حضرت یوسف
[illegible] بیان کر دیا تھا۔ پس حضرت یوسفؑ نے چاہا کہ ساقی کے ذریعہ سے بادشاہ [illegible] مجھے رہائی ملجاوے حالانکہ
[illegible] درخواست کی تھی ولیکن قید ومشقت سخت ہوتی ہے خصوص جبکہ پانچ برس گذر رہے تھے اسیواسطے حضرت سید المرسلین
[illegible] علیہم وسلم نے تواضع فرمایا کہ لو لبثت فی السجن طول لبث یوسف لاجبت الداعی۔ یعنی یوسفؑ اولو العزم رسول تھے کہ صابر
اگر قید خانہ مین مجھے اتنی دراز مدت رہنا پڑتا جتنی مدت یوسف رہے تو جو شخص بادشاہ کیطرف سے بلانے آیا تھا اسکے ساتھ چلا جاتا
[illegible] اسیواسطے حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دیا ہے کہ آدمی کبھی امتحان وسختی پر دلیری نکرے اور ہمیشہ
[illegible] عافیت چاہے۔ ہم لوگ اپنے نفوس کے مکائد یاد رکھین کہ انسان ذراسے پرہیز ومخالفت پر تلملاتا ہے اور بے صبری کر کے
[illegible] بدتر حالت پیدا ہو جاتا ہے اور فرشتہ صفت پیغمبر صادق حضرت یوسف صدیق علیہ السلام سے عبرت ونصیحت حاصل
[illegible] خزف ریزہ ادنی انسان وہ جوہر نفیس مگر آخر جو چیز خود مانگی تھی یعنے قیدخانہ اُس سے گھبرائے اور ایک ساقی سے
[illegible] اللہ تعالے نے قبول کیا تھا اسکے سوائے دوسرے پر نظر کرنا دو طرح ہوتا ہے

عربی اردو فارسی اور ہر علم وفن کی بہترین کتب صدیقی کتب خانہ [illegible]

Marfat.com

ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف دل سے نظر ہو اور چونکہ اسنے دنیا مین ظاہر اسباب کی [illegible]
کو اُن اسباب مین مشغول کر دے تو حقیقت مین غیر کی طرف نظر نہوئی اور یہ جانے [illegible]
فتح و نصرت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی۔ دوم یہ کہ دل کی نظر چوک جاوے اور جس وقت ظاہری [illegible]
ساتھ ہی دلی نظر بجانب خالق عز و جل نہو اگرچہ دل کی نظر ان اسباب پر بھی نہو تو یہ بات کہ [illegible]
چوک ہی اور ادنے درجہ والون کے لیے کرم الٰہی عفو فرماتا ہی اور ایک تیسری صورت یہ ہی کہ ظاہر [illegible]
قسم کفر سے ملی ہوئی ہی حتی کہ اگر دل کی نظر اس اعتقاد پر ہو کہ یہی سبب یا اسکے مثل کوئی سبب [illegible]
گناہ ہی اللہم غفرانک۔ پس شاید کہ حضرت صدیق علیہ السلام کی نظر اسوقت چوکی ہو اور [illegible]
خلاف درخواست قید کے جو اللہ تعالےٰ سے عرض تھی اسوقت درخواست رہائی اس سبب [illegible]
جل شانہ مین ناگوار آئی۔ فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ پس بھلا دیا اس قیدی ساقی کو شیطان نے [illegible]
اپنے مالک کے پاس۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف کی درخواست اس طریقہ سے ناپسند فرمائی اور شیطان [illegible]
ساقی کی یاد پر مسلط ہو گیا حتی کہ مدت تک اسکو یوسف کا ذکر کرنا اپنے بادشاہ پاس یاد نہ آیا۔ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ [illegible]
تو پڑے رہے حضرت یوسفؑ قید خانہ مین کچھ برسوں۔ بضع کی تعداد تین سے اوپر دس سے کم ہوتی ہی اور اکثر [illegible]
برس بیان ہوئے ہین اور تحقیق اللہ تعالےٰ کا علم ہی۔ اور بارہ برس کی روایت بھی آئی ہی لیکن اس طرح کہ پانچ برس [illegible]
برس یہ ملا کر بارہ برس ہوئے۔ جو تفسیر مذکور ہوئی ایک جماعت مفسرین کا قول ہی اور باقیون نے ضمیر انساہ مفعول [illegible]
قرار دی۔ تو ترجمہ یہ ہوا کہ بھلا دیا یوسفؑ کو شیطان نے اپنے رب کا بیان کرنا تو پڑا رہا قید خانہ مین کچھ برسون تک [illegible]
کا ہونا انشاء اللہ تعالےٰ کے ساتھ رکھے یعنی سمجھے کہ اللہ تعالےٰ نے چاہا تو ہوگا شاید کلمہ اس طرح [illegible] کہا ہو اور [illegible]
کی طرف درخواست مین چوک ہوئی۔ امام محمد بن عمر رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا کہ یہی قول ٹھیک ہی کہ شیطان نے [illegible]
رب تعالےٰ بھلا دیا کہ انھون نے اپنے مانند ایک آدمی سے استعانت چاہی اور یہ ایک غفلت انکو پیش آگئی [illegible]
نہین اس درجہ تک غفلت میری اعتقاد سے باہر ہی اور جو کوئی اہل عرفان و توحید کی حالت [illegible]
یہ توہم لوگون پر قیاس ہی وہان تو ایسی حالت کی گنجایش نہین خصوص ایک پیغمبر مرسل دینی صدیق کی شان [illegible]
طریقہ درخواست اول مرسل تھا اور اب اس نازل طریقہ سے ہوا جو ایک قسم کی بھول ہی۔ پھر امام [illegible]
مدد لینا کسی ظلم کے دور کرنے مین عام لوگون کے لیے شریعت مین جائز ہی لیکن بہت سی باتین عام [illegible]
اور مقرب لوگون کے حق مین یہ باتین درجہ گناہ پر ہوتی ہین پس صدیق کی شان یہ ہی کہ سبب [illegible]
مسبب الاسباب پر نظر رکھین اور بالکل اُسی کی شان مین مشغول ہو جاوین اسیواسطے یوسف علیہ السلام [illegible]
ہوئے مگر بیان اللہ تعالےٰ نے اس ذکر سے انکے حق مین بطریق تعریف بیان فرمایا [illegible] بالکل [illegible]
حتی کہ ایک مرتبہ اسنے ایسا کیا تو ماخوذ ہوا اور اگر کوئی [illegible] کو گمان سے پیغمبر پر [illegible]
جواب یون دیا جاوے کہ یہ بھلاوا ایک خطرہ تھا اور [illegible] کو قدر نہین دیا گیا کہ دل سے یاد [illegible]

[illegible] احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہی اور سابق مین یہ بحث مفصل گذری ہی واضح ہو کہ مسئلہ یاد الٰہی
[illegible] ہو گیا کہ [illegible] قلوب جو کدورات و شہوات و ردیات سے خلط ملط ہین وہ خیال اس صاف باطن کی حالت
[illegible] ہو جیسے انبیاء و مرسلین با حکم اولیت کے ساتھ ہو کہ محبت ایمانی مین صاف ہوا ہو جیسے اولیاء کیونکہ جو مضمون
[illegible] کو یاد کرے مگر الفاظ آسنے ہین وہ بھی بمشقت توجہ کہ آناً فاناً تغیر ہو جاتا ہی اور وہان تحصیل سے حصول ہی
[illegible] و علاج سے باطن اور انتہا یہ کہ اپنا یاد مین لانا مشکل پھر قیاس کی صورت کیا ہو سکتی ہی اب مین کہتا ہون
[illegible] فرمایا کہ یا ایہا الذین آمنوا لا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساہم انفسہم اولئک ہم الفاسقون۔ مومنون کو مخالف
[illegible] بتایا کہ فاسق اپنے رب کو بھولے ہوتے ہین تو خود کو بھولائے جاتے ہین کیونکہ اپنے نفس کو پہچانتے تو رب کو پہچانتے
[illegible] ثابت ہوا اس قول [illegible] تابعی رح کے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ پس جو راہ شرع نے تبلائی یعنی جس طریقہ پر
[illegible] چاہیے اسپر قیام بھر دوام سے نفس کی شناخت ایمانی سے یاد الٰہی کا ظہور ہوتا ہی تو نسیان ممکن نہین ہی اسیواسطے
[illegible] مین ہی کہ یذکر اللہ فی کل احیانہ یعنی آنحضرت علیہ السلام ہر حال و وقت مین اپنے رب کو یاد رکھتے تھے۔ امام بخاری رح نے
[illegible] وقت ذکر کے مسئلہ کا استدلال اس حدیث سے کیا اور میرے نزدیک اشارہ کر دیا کہ یاد الٰہی زبان سے پڑھنے
[illegible] اور بعضے لوگ جو پیشاب و پاخانہ کے وقت ذکر الٰہی سے اپنے کو علٰحدہ کرتے ہین وہ غلطی کرتے ہین وہان کوئی وقت
[illegible] سکتی حالانکہ بالاتفاق پیخانہ و غسل خانہ وغیرہ کے وقت قرارت قرآن منع ہی جب یہ معلوم ہو گیا تو تجھے اعتبار کرنا چاہیے
[illegible] راجع بجانب یوسف علیہ السلام ہو تو بھی نسیان سے نفس فراموشی مراد نہین ہی کیونکہ یہ تو عام مومن مین نہین
ملتی بلکہ طریقہ معاملت مین نظر کی چوک یا شغل گوشہ خاطر ہی جو بالکلیہ بشان حق عز و جل ہونا چاہیے بھالیس لئے مواخذہ ہوا
[illegible] برس تک قید خانہ مین پڑے رہے۔ مترجم کے نزدیک اولی یہ ہی کہ ضمیر مذکور راجع بجانب ساقی ہی بقرینہ قولہ وادکر
[illegible] الآیہ جیسا کہ آویگا انشاء اللہ تعالے۔ شیخ نے لکھا کہ یہی قول مجاہد و محمد بن اسحاق وبہتون کا ہی اور لکھا کہ حضرت
[illegible] کی طرف ضمیر مذکور راجع ہونا بھی مجاہد و ابن عباس و عکرمہ وغیرہم سے ابن جریر نے روایت کیا اور ایک حدیث بھی آنحضرت
[illegible] روایت کی کہ اگر یوسفؑ نے یہ کلمہ نہ کہا ہوتا جو کہا تو قید خانہ مین اتنی مدت نہ پڑے رہتے جتنی مدت رہے بوجہ اسکے
[illegible] اللہ تعالے کے دوسرے کی طرف سے رہائی چاہتے تھے۔ شیخ نے کہا کہ یہ روایت تو ضعیف ہی کیونکہ سفیان بن
[illegible] و ابراہیم بن یزید جعفی بجہت ضعیف ہین اور حسن و قتادہ سے یہ قول مرسل بھی روایت ہوا لیکن یہان مرسل
[illegible] ہو سکتی ہی۔ قال مجاہد و قتادہ لفظ بضع تین سے نو تک۔ قال وہب بن منبہ ایوب کی بیماری سات برس اور یوسف
[illegible] سات برس [illegible] بخت نصر کا عذاب سات برس رہا۔ الضحاک عن ابن عباس بارہ سال قید رہے۔ ظاہرا مراد یہ کہ کل
[illegible] پانچ و سات کا تھا۔ امام رازی رح نے کہا کہ سوائے اسقدر حصہ کے جو فرقان حق مین منصوص ہی باقی باتین بنواسرائیل
[illegible] و جھوٹ اللہ تعالے جانتا ہی۔ مترجم نے کہا کہ مقصود نفس کی تہذیب واسطے آخرت و بقائے دائمی کے
[illegible] و مرتبع جنات الٰہیہ سے مکائد نفس و شیطان و اسکی راہون سے آگاہ ہو کر راہ راست پر مہذب ہو اور وہ اسقدر
[illegible] اشارت کے ساتھ [illegible] اکثر توضیح احادیث و صحیح اقوال صحابہ رضہ موجود ہی پھر باقی باتون سے دنیا کی

حیات وکالوزن کی لذت سے بیکار تضیع اوقات مین کیا حاجت وکیا فائدہ ہی۔ فافہم واللہ تعالیٰ [illegible]
مین ان آیات کے کچھ اشارات جو اوپر درجہ مین معرفت کے لیے مفید ہین بیان ہوئے الکو [illegible]
احسان جب صفت خلق ہی تو معنی یہ ہین جو حدیث مین مذکور ہی کہ صل من قطعک واعف عن ظلمک [illegible]
نا تا جوڑ جسنے تجھسے کاٹ ہو اور عفو کر دے جسنے تجھپر ظلم کیا ہو اور نیکی کر جسنے تجھسے بدی کی ہو۔ اور جب [illegible]
ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر گویا تو اسکو دیکھتا ہی سو اگر
تجھے دیکھتا ہی۔ پس یہان مشاہدہ کرنے والا عالم ملکوت کا اور بکشف معائنہ کرنے والا انوار جبروت کا۔ کذلک [illegible]
نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین۔ اے من المحسنین۔ کیونکہ مشاہدہ حضرت [illegible]
اہل توحید کو ہی۔ اور جب احسان صفت ہادی ہی تو معنی عالم بحل مشکلات نفوس وعجائبات قلوب [illegible]
وحقائق احوال۔ ابن عطا نے کہا کہ فقراء کی طرف مائل باحسان ونکوئی والنس ومصاحبت۔ ابوبکر بن طاہر نے کہا [illegible]
کا عذر نہین رد کرتا۔ اقول شافعی وایک جماعت سلف کا قول ہی کہ جو عذر کرے اسکا عذر قبول کرنا چاہیے اور [illegible]
شیخ نے کہا کہ ایمان کے شرائط مین سے ہی کہ جو بدی کرے اسکے ساتھ مکافات کے بجاے نیکی کرے۔ بعض نے کہا [illegible]
خواب کا عالم ہو اقول یہ تفسیر خاص ہی۔ ابو بکر الوراق نے فرمایا کہ جو محنت وسختی کے وقت بھٹکے نہین بلکہ اللہ تعالیٰ کی [illegible]
لاوے۔ یوسف بن الحسین نے کہا کہ جو کوئی دوستون کی خاطر اپنی خواہش چھوڑ دے اقول دوست سے مراد [illegible]
کے واسطے محبت رکھے پس پہلے سے دیکھ بھال لے جلید رہنے فرمایا کہ جو حقائق امور نفس سے آگاہ ہو۔ قولہ [illegible]
ابراہیم واسحاق ویعقوب۔ کمال توحید باقتدار انبیاء ورسل ہی صلے اللہ تعالیٰ علی نبینا وآلہ وعلیہم اجمعین۔ اتباع
پر چلنا اسطرح کہ سر باطن صاف نورانی وروح ملکوتی ونیت صادق وانفاس پاک ونفس طاہر وعقل عالم باحکام [illegible]
عبودیت قائم رکھے۔ حسن ادب کی رعایت سے اول حضرت ابراہیم خلیل پھر اسحق پھر یعقوب کو ذکر فرمایا حالانکہ [illegible]
مین اتباع خلیل اختیار کرتا ہون اسکے ساتھ ہی محبت وحلم وسخاوت ومہمان نوازی اور قضا وقدر پر رضامندی اور [illegible]
باری تعالیٰ واہ وزاری مین اور کمال توحید کے ساتھ قدیم کو حوادث سے منزہ رکھنے مین حضرت ابراہیم کا متبع ہون کیونکہ [illegible]
وغیر محب الافلین تھے اور ساتھ ہی صدق وایقان ومشاہد آیات والتماس مین طالب حق ہونے وانقیاد حقیقت [illegible]
مطیع ہون پھر اسحق علیہ السلام کی اتباع اس امر مین کہ درگاہ ربوبیت پر اپنی جان قربان کی اور اپنے والد علیہ السلام [illegible]
پر حاضر وقائم رہے اور اتباع یعقوب اس امر مین کہ صبر جمیل وحزن طویل وگریہ دائم وتحمل امتحانات [illegible]
اہل ایمان کے واسطے یہان ایک ضروری نکتہ یہ ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام [illegible]
تو بہت صغیر تھے حتیٰ کہ اسکی مدت کے بعد بلوغ کو پہونچے ہین تو علم شرائع انکو صرف بالہام ووحی الٰہی پہونچا [illegible]
اتباع ابراہیم واسحق ویعقوب علیہم السلام ہی تو تادب بآداب وحی کو عین انکی اتباع قرار دیا بس بہت [illegible]
اول یہ کہ زندہ ہونا حضرت متبوع کا شرط نہین ہی۔ دوم یہ کہ چند انبیاء علیہم السلام کی اتباع ایک سلسلہ [illegible]
کی اتباع صرف ایک ہی کی ہوگی۔ سوم یہ کہ انکشاف مقامات مین تابع [illegible] متبوع کا ہمسفر ہوتا ہی۔ چہارم [illegible]

[illegible] نعمت رحمت حق عزوجل سے ہوتی ہے پس اگر عالم با قدر ضرورت ادب سیکھا ہوا صفات جمیلہ حمیدہ
[illegible] کی القصد سے وصول برضائے حق عزوجل کا قصد کرے تو پیر کی بھی ضرورت نہیں ہے جبکہ نیت صادق وطرق
بالادب [illegible] واقف ہو اور سب بھلائیوں کی جڑ یہ ہے کہ جملہ خواہش منحصر برضائے حق تعالیٰ رکھے اور سب برائیوں کی
جڑ [illegible] خواہشوں کا جمع ہونا محل ہو حتیٰ کہ جنت کی خواہش و دوزخ کا خوف ایک پورا باعث ہونا قاتل ہے اور صحیح
[illegible] حب الدنیا راس کل خطیئۃ۔ دنیا کی خواہش سب برائیوں کی جڑ ہے اور دنیا کو اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ لہو ولعب ہے
[illegible] اسکو بقا نہیں ہے اور دل کو یاد الٰہی سے لاہی و غافل کر دیتی ہے اور پوری ماہیت تحت قولہ انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلنٰہ
الآیۃ و تحت قولہ واضرب لہم مثل الحیوۃ الدنیا الآیۃ تلاش کرو پس آسائش و آرام و دل لبھانے والے اسباب اس دنیا
[illegible] ہیں۔ فافہم واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ بات خوب سمجھ لو کہ متابعت کرنا خالص مریدوں کی صفت
ہے اور جس شخص نے اخلاق و عادات میں پیروی نہ کی وہ کسی وقت کبھی متبوع کے درجہ پر نہیں پہونچیگا۔ قولہ ما کان لنا ان
نشرک باللہ من شیء۔ طریقہ آبائی جسمیں اتباع کی ہے اسکی اصل یہ ہے کہ قدیم کو تمام حوادث سے منزہ و پاک جانا و سمجھا یعنی محبت
و التجاء الٰہی جل شانہ میں کسی غیر کیجانب التفات نہیں ہے۔ اقول و فی الحدیث یا غلام احفظ اللہ یحفظک۔ یعنی ہر طرح متوجہ اللہ تعالیٰ
ہو کسی چیز میں غیر پر نظر نہیں چاہیے پس اللہ تعالیٰ بندے کے لیے ہر طرح کفایت و رعایت فرماتا ہے۔ پھر بیان کر دیا کہ یہ طریقہ
حاصل کرنے سے آپ پیدا نہو گا بلکہ سابق ازل میں حق عزوجل نے اختیار فرمایا ہے۔ فی قولہ ذلک من فضل اللہ علینا۔ یہ سب صفات
جمیلہ جنکو حق عزوجل پسند فرماتا ہے ہم لوگوں کو محض فضل الٰہی سے حاصل ہوئے ہیں و قولہ علی الناس۔ یعنی ہمپر یہ فضل ہے اور ہم
اور لوگوں کے واسطے فضل الٰہی ہیں۔ قولہ ولکن اکثر الناس لا یشکرون۔ جو فضل ہم سے ظاہر ہے اسکے شکریہ سے اکثر لوگ غافل
و جاہل ہیں۔ اقول لہم قلوب لا یفقہون بہا۔ اسوجہ سے جہالت و غفلت ہے کہ اسکا ادراک بذریعۂ قلوب ہے اور قلوب انکے ہوائے
خالیہ ہیں انسے ادراک ہو نہیں سکتا تو جاہل و منکر ہیں۔ قال الشیخ ابو عثمان رح نیک صالحین کی پیروی کرنے اور ابرار کی بزرگی
کا اعتقاد رکھنے سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے۔ شیخ ابو عثمان مغربی نے کہا کہ فریب شیطان و نفس سے بچا ہوا بے کھٹکے راستہ یہ ہے کہ
بزرگان صالحین کی اقتدا کرے کیونکہ صالحین نے بھی یہی کیا ہے کما قال تعالیٰ حکایۃ عن یوسف الصدیق علیہ السلام واتبعت ملۃ
آبائی الآیۃ۔ واسطی رح نے کہا کہ فضل پر نظر اچھی ہے اور متفضل پر نظر اس سے اچھی ہے پھر متفضل پر نظر اچھی ہے اور اس نظر سے فنا
[illegible] سے اچھی ہے۔ ابو علی جورجانی نے کہا کہ وہ شخص سب سے زیادہ اچھے حال میں ہے جسنے اپنی ذات کو فضل و منت و نعمت کے
نیچے دبا ہوا جانا اور اپنے عمل و سعی و لیاقت کو کچھ خیال نہ کیا کیونکہ یہ باطل و دروغ خیال ہے اور وہ صحیح و راست و مستقیم ہے۔ قولہ یا صاحبی
السجن أأرباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار۔ اسمیں متفرقون سے اشارہ کیا کہ جو چیز متعدد و منقسم ہو وہ حادث ہے قدیم نہیں ہو سکتی
اور قدیم حق عزوجل وہی ہے کہ وہاں انقسام و تعدد کو راہ نہیں ہے اور اسکے واحد ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اسکو ایک کا عدد گنتی
میں ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں اسکے معنی یہ ہیں کہ وہی ہے ویسا کوئی نہیں ہے وہاں شرکت محال ہے۔ عوام اس بات کو بہت کم سمجھتے ہیں
[illegible] بے مثل و بے مانند ہے تو وہی رب قاہر ہوا اور سب مخلوق اسکے قبضۂ قدرت میں مقہور ہے یعنی جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے
[illegible] بالارادہ تمام رات عبادت پر قائم رہے تو وہ برابر قائم رہیگا۔ پس یہ اسکی صفات ہیں۔ قولہ ذلک الدین القیم ولکن

Marfat.com

اکثر الناس لایعلمون - یہ نہیں جانتے کہ فلان چیز سے روزی حاصل ہوتا اور فلان سے [illegible]
کی نظر مین بھلا کبھی حادث بھی قدیم ہو سکتا ہی بلکہ قدیم وہی وحدہ لاشریک ہی اور جملہ حوادث [illegible]
سے صادر ہوتے ہین خواہ وہ نافع ہون یا مضر ہون سب مقہور تحت قدرت ہین - شیخ ابوعثمان مغربی [illegible]
فرمایا کہ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ انسان پر غیر کا حال کھل جاتا ہی اور اپنا حال چھپ جاتا ہی تم دیکھو کہ یوسف [illegible]
علیہ السلام نے قیدیون کو فرمایا کہ ءارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار - پھر دوسرے وقت ایک قیدی [illegible]
عند ربک - حکایت ہی کہ ایک شخص نے حضرت فضیل سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے تو فرمایا کہ اس آیت کو یاد [illegible]
شیخ ابوعثمان کے قول کا یہ مطلب ہی کہ جب تقدیر الٰہی مین کوئی امر جاری ہوتا ہی تو ایک پردہ ایسا حائل ہوتا ہی کہ آدمی [illegible]
غفلت کے پردہ مین چھپ جاتا ہی ولہذا آنحضرت صلعم نے استعاذہ مین فرمایا - وسوء القضاء یعنی قضاے مکروہ سے [illegible]
محجوب ہی پناہ مانگی اور فرق یہ ہی کہ جو امر محجوب کسی بندہ کو پہونچا مگر نظر اسکی فضل الٰہی پر نہین ہی تو وہ اسکے واسطے [illegible]
وبال ہوگی جب کہ اسنے شرک کیا اور جو مکروہ کسی بندہ صالح کو پہونچا اور اسکی نظر حق تعالے پر راضی ہی تو یہ نہایت درجہ [illegible]
نعمت ہی کیونکہ جو امر محجوب ہی اسمین تو ایک راحت نفس کی بھی بندہ صالح کو مل گئی اور مکروہ مین سراسر عوض آخرت [illegible]
ہوگا - فافہم - قولہ اذکرنی عند ربک فانساہ الشیطان ذکر ربہ - اللہ تعالے نے اس کلام مین وہ موقع بیان فرمایا جس [illegible]
صدیق علیہ السلام اپنے خاص بندے کا امتحان فرمایا ہی اور صورت یہ واقع ہوئی کہ شان معرفت کے بجاے قلب یوسفی پر نکرت [illegible]
ایک پردہ دیا تو دریاے ناپیدا کنار نکرت مین ایک لمحہ غوطہ کھایا اور معرفت سے موصوف ہونے کے ساتھ ایک حجاب [illegible]
اور یہ شان وراے طور عقل عوام ہی کیونکہ اس حالت کی کیفیت وہی سمجھ سکتا ہی جو فی الجملہ اہل باطن مین سے ہو بالجملہ یہ کیفیت
عبارت مین اسی طرح لائی جاتی ہی کہ وصف معرفت سے موصوف ہونے کی حالت مین نکرت مین ہو گئے پس جب ذات بے مثل و
بے مثال قدیم نے استتاع فرمایا اور بندہ خاص عارف کو مشاہدہ جمال قدم سے محجوب فرمایا تو رسم طبیعت و عالم صورت مین [illegible]
پس مثل اہل صورت کے اسباب ظاہری کی راہ چلنے لگے حالانکہ یہ حالت لمحہ سے بھی کم واقع ہوئی - قال المترجم [illegible]
قلیل وقت شیخ نے آیت کے لطیف اشارہ سے نکالا ہی اور وہ یہ ہی کہ قولہ وقال للذی ظن انہ ناج منہما - کو اللہ تعالے نے [illegible]
مستقل آیت نہین فرمایا بلکہ اسی کلام کا ایک ٹکڑہ ہی کہ ذیل گفتگو مین سرزد ہو اتفاقاً فافہم فانہ لطیفۃ جدا - قال الشیخ پھر جب [illegible]
نے قلب یوسفی پر طلوع فرمایا اور فیض کرم نے انکی دستگیری کی تو محل امتحان و کید شیطان کو سمجھ گئے اور [illegible]
درگاہ کبریائی پر عجز و انکسار سے سر رکھا - قال المترجم اگر کسی کو شبہ ہو کہ شیخ نے انکا رجوع کرنا کہان سے معلوم کیا [illegible]
آیت مین اسکا ذکر نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ ہان آیت مین مذکور نہین ولیکن اہل دل بالیقین جانتے ہین کہ یہ حالت عارف [illegible]
نہین رہ سکتی ہی اور یقین کے لیے قطعی دلیل قولہ تعالے والذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون [illegible]
اس آیت کی تفسیر مین گذر چکا پس کوئی شک نہین کہ حضرت یوسف اہل تقوی مین سے تھے بلکہ متقین کے سردار [illegible]
شیطانی کے فوراً انکو تذکر ہوا ہوگا جبکہ عوام مومنین کا یہ حال ہی تو پیغمبر مرسل کا ضرور ہوگا اور مواخذہ [illegible]
تھا - فافہم - قال الشیخ اور جب اللہ تعالے بندہ عارف کے حق مین زیادہ معرفت و قرب منزلت [illegible]

Marfat.com

...تا ہی تاکہ اپنے نسیان سے نادم اور نہایت تیزی سے مزید عرفان کی جستجو مین سرگرم ہوجاوے گویا کہ
... باعث ہوجاتی ہی اور دریا مواخذہ تو جسکو زیادہ قرب ہی اسکو اہتمام زیادہ و مواخذہ و بلا زیادہ ہی قال
... گمان کہ بے کہ قرب زیادہ محل الم ہی کیونکہ دنیا دی عمر ایک لمحہ سے کم ہی کہ دنیا ہمین یک دمی بیش نیست
... بیش و درویش نیست پس ہر مواخذہ و بلاء در حقیقت اعلی عیش و کمال انعام ہوتا جاتا ہی اسیواسطے کثرت سے
... گزرے ہین جو انعام و راحت پہونچنے کے بجاے غم واندوہ و مکروہ پہونچنے پر زیادہ خوش ہوتے تھے کیونکہ یہ خالص
... راحت ہی اور یہ وہی سمجھیگا جسکو حق تعالے نے قرب و منزلت عطا فرمائی ہو ورنہ مترجم تو ناقل ہی۔ واللہ اعلم۔
... الشیخ دیکھو ایک لمحہ غفلت پر چند سال تک قید کا مواخذہ فرمایا گیا ولیکن واضح ہو کہ اللہ تعالے نے ان چند سال قید
سے حضرت یوسفؑ کے حق مین کمال تربیت وکامل لیاقت نبوت کی تعلیم اس خلوتخانہ مین رکھکر ارادہ فرمائی تھی حالانکہ نفس
یوسفی بلبیس شیطان یہ چاہتا تھا کہ اُسیوقت قیدخانہ سے خارج ہو کر اس کمال سے محروم ہوجاوین ولیکن حق تعالے اپنے
خالص بندون کی خود تربیت فرماتا ہی پس خلوت مین انس و تمکین و قوت سلوک مین استقامت و بیداری عطا فرمائی اور تو
یہ نہین دیکھتا کہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے کیونکر ابتداے نبوت مین غار حرا مین تنہائی کے ساتھ عبادت اختیار
فرمائی۔ قال الشیخ قولہ فانساہ الشیطان الآیۃ۔ مین احتمال یہ بھی ہوسکتا ہی کہ یوسفؑ نے قیدی سے کہا کہ اذکرنی عند ربک
یعنی بادشاہ سے میرا ذکر کرنا اور مقصود یہ تھا کہ بادشاہ سے میری تعریف بیان کرنا کہ وہ مجھے پہچانے اور مین اسکو ایمان کی
ہدایت کرون اور وہ عذاب الٰہی سے رہا ہو اور ثواب پاوے اور مین عموماً اس طریقہ سے توحید پھیلاؤن اور امر معروف و
نہی منکر سے لوگون کو راہ راست پر لاؤن۔ پھر شیطان کا بھلانا اس معنی مین ہی کہ حضرت یوسف کو سابقۂ تقدیر الٰہی یاد نہ رہا
کہ ہنوز بادشاہ کے ایمان لانے کا وقت نہین آیا ہی تو بادشاہ کے وقت ایمان تک قید مین رہے پس یوسف علیہ السلام کا نسیان
سابقۂ تقدیر ازلی سے تھا واللہ تعالے اعلم۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ توجیہ شیخ کی طرف سے علماے ظاہر سے مشابہ واقع ہوئی
حالانکہ معنوی امور سے تسکین و طمانینت کے بعد ایسی اضطرابی توجیہ کی کچھ ضرورت نہین ہی بخلاف علماے ظواہر کے کہ زیادہ
نظر انکی عوام کی فہمایش پر رہتی ہی یا معنوی مدارک سے غفلت ہوتی ہی تو خواہ مخواہ غیر مطمئن طور پر مضطربانہ توجیہات سرزد ہوتی
ہین مگر جو کوئی کہ معنوی اسرار و حقائق سے واقف ہوا وہ ہر مقام پر جہان عموماً اضطراب کی گنجایش ہی نہایت اطمینان و سکون
کے ساتھ یقین کرتا ہی۔ فاستقم۔ واسطی رحنے کہا کہ اے لوگو اپنے نفوس کے پیچیدہ قاعدون سے ہوشیار رہو جو بے محل دلیری
سمجھاتا ہی ایسا نہو کہ حکمت الٰہیہ بطور یادداشت کے تمکو خبردار فرماوے کہ اسطرح بندے و تمام مخلوقات اسکی مملکت مین عاجز ہین۔
... شاید غرض یہ ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نفس نے بذریعۂ ساقی کے رہائی کی خواہش کی تو اللہ تعالے نے مدت تک انکو
... قید مین رہنا دکھلایا۔ بعض نے کہا کہ قولہ اذکرنی عند ربک یعنی تاکہ وہ جانے کہ ضرر و نفع کا اختیار اسکو بالکل نہین ہی اور
... تدبیر الٰہی ہین پس کسی غیر پر اعتماد نکریگا اور دلیل اسپر قولہ فانساہ الشیطان ذکر ربہ الآیۃ۔ مترجم کہتا ہی کہ
... خیال مین آتا ہی اس بزرگ کے قول کی جو اس مقام پر بظاہر بالکل بے ربط معلوم ہوتا ہی یہ توجیہ نفیس ہی کہ
... دونون قیدیون کو مقید کرکے اپنے اختیار سے ایک کو پھانسی اور دوسرے کو رہائی دیدی ضرور ہی کہ یہی خیال

بادشاہ کو بلکہ تمام لوگون کو ہوگا اور عموماً ایسا ہی خیال ہوتا ہی کہ حاکم نے فلان کو رہا کیا اور فلان [illegible]
یوسفؑ نے فہمایش کر دی کہ دیکھو مین نے تم دونون کے خواب کی تعبیر دینے سے پہلے ایمان توحید [illegible]
وحدہ لاشریک سب مخلوق پر قادر وقاہر ہی جو وہ چاہتا ہو وہی ہوتا ہی پھر خواب کی تعبیر مین کہہ دیا [illegible]
ہوچکا ہی تو اس سے معلوم ہوگیا کہ بادشاہ کے فعل سے پہلے یہ امر حکم الٰہی مین مقدر تھا بلکہ بادشاہ [illegible]
سوائے وہ اور کچھ نہ کر سکا تو ساقی سے کہا کہ تو بادشاہ کو متنبہ کر دینا کہ مجھے فلان صدیق سے جو قیدخانہ مین [illegible]
تھا کہ تجھکو ضرور ایسا کرنا پڑیگا وہی ہوا تو خواہ مخواہ تجھے خود کچھ اختیار نہین ہی جو حکم الٰہی ہوتا ہی وہی ہوتا ہی [illegible]
پر مستقیم ہوکر اپنے خیالات شرک سے اجتناب کرے **وقال المترجم** یہ حکمت نہایت نفیس و متین ہی فافہم و [illegible]
اعلم۔ نصرآبادی رح نے کہا کہ ذکر رب سے پہلے اپنا ذکر کیا تو شیطان نے قیدی سے یہ غرض بیان کرتے وقت ذکر الٰہی [illegible]
بھلا دیا۔ بعض اکابر نے کہا کہ دیکھو انبیاء علیہم السلام کو تو ایک چیونٹی برابر بات پر ماخوذ فرمایا کیونکہ انکو حضوری و [illegible]
ایک خاص عنایت کی نظر ہی اور دوسرون پر چونکہ یہ نظر نہین ہی تو اس سے کرور درجہ زیادہ گستاخی پر عفو کیا تم نہین دیکھتے [illegible]
یوسف علیہ السلام کو کیسے ماخوذ فرمایا ہی۔ شیخ نے کہا کہ میرے دل مین القاء ہوا کہ یہان شیطان نے یوسف علیہ السلام [illegible]
نسیان دلایا اور رب عزوجل نے ذکر یاد کو کسی کو نہین بھلایا اور یہ کیونکر ہو سکتا ہی کیونکہ تمام وجود یوسفی ہر سانس مین مستغرق [illegible]
ہی پس ذکر اس مقام پر محل توکل و رضا ہی اور یہ نہین ہوتا کہ جو کوئی درجہ توکل سے ساقط ہو وہ یاد حق عزوجل سے بھی [illegible]
کیونکہ توکل تو مقامات کے اسباب مین سے ہی اور عارف کا حال یہ ہی کہ وہ حالات مین سیر کرتا ہی اور یہ بھی نہین ہوتا کہ [illegible]
توکل سے محجوب ہو جاوے کیونکہ حقیقت اسکی وحدانیت حق عزوجل ہی پس وحدانیت کا علم اور یہ کہ وہ ہر مخلوق پر قادر [illegible]
ہردم ضروری ہی اور کبھی نہین ہو سکتا کہ انبیاء اس یقین سے محجوب ہون۔ **قال المترجم** سابق مین جو معنی [illegible]
الٰہی عزوجل کے محتمل بیان کیے ہین الحمد للہ کہ انکی تائید اس کلام شیخ سے نکلتی ہی اور حاصل اسکا میرے خیال مین یہ [illegible]
حق عزوجل بھول جانے کی شان یوسف علیہ السلام مین کوئی صورت نہین ہی بلکہ جریان کلام بمنزلہ ارسال کے بدون [illegible]
اللہ تعالے کے ہوا اور یہ ایک حد ہی کہ شیطان کو وہان تک مجال دیگئی ہی کیونکہ اسرار تو محل تصرف شیطانی نہین [illegible]
تجھکو وہم ہو کہ قوی حدیث سے ثابت ہی شیطان دونون کندھون پر سے سونڈ دل تک دوڑاتا ہی اور ذکر الٰہی سے [illegible]
تو جواب یہ ہی کہ یہ بیان عام فہم اس مضغۂ گوشت کا ہی جو اسرار کے حکم مین نہین ہی اور دل لطیفۂ الٰہیہ وہ [illegible]
کا محل یہی مضغہ ہی اسیواسطے قولہ ان فی الجسد لمضغۃ الحدیث مین اس مضغہ کی تعریف بیان فرمائی ہی کیونکہ [illegible]
اگرچہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر آسان تھا ولیکن شک نہین کہ وہ قیامت تک کے عوام کے [illegible]
ہوجاتا حالانکہ آیات و احادیث عام ہین اور یہین سے تجھے معلوم ہوگا کہ معجزہ ان آیات و احادیث مین [illegible]
افہام و عقول کے احاطہ کے ساتھ یہ کلمات بلاغت معجز نظام ہین فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون [illegible]
والحمد للہ رب العالمین۔ القصہ وہ قیدی جسکو سولی کی تعبیر دی تھی قتل ہوا اور ساقی بدستور [illegible]
مدت تک حضرت یوسف علیہ السلام کا کچھ ذکر اپنے بادشاہ سے نکیا اور ایک مدت قید مین [illegible]

Marfat.com

[illegible] کامل ہوئے اور حق تعالےٰ نے چاہا کہ اپنے صدیق پیغمبر علیہ السلام کو سرفراز فرماوے تو یہ واقعہ ہوا جو بیان فرمایا۔ بقولہ تعالےٰ۔

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ

اور کہا بادشاہ نے میں خواب دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی انکو کھاتیاں ہیں سات دبلی اور سات بالیں

خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝ قَالُوْٓا

ہری اور دوسری سوکھی اے دربار والو تعبیر کہو مجھسے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر کرتے بولے

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ۝

یہ اُڑتے خواب ہیں اور ہمکو تعبیر خوابوں کی معلوم نہیں

وَقَالَ الْمَلِكُ اور کہنے لگا بادشاہ۔ یعنی مصر کا جو سب سے بڑا بادشاہ تھا اور عزیز مصر اگرچہ بادشاہی لقب رکھتا تھا مگر وزیر تھا اور بادشاہ کو فرعون کہتے تھے اور نام اسکا ریان بن الولید بیان ہوا ہی غرضکہ اس بادشاہ نے اپنے وزراء و ارکان دولت کو جمع کرکے جو خواب دیکھا تھا اسکو اسطرح بیان کرنا شروع کیا گویا کہ ابھی دیکھ رہا ہی چنانچہ کہا کہ۔ اِنِّيْٓ اَرٰى میں دیکھتا ہوں سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ سات گائیاں فربہ موٹی تازی۔ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ انکو کھائے جاتی ہیں سات دبلی۔ بیضاوی رح وغیرہ نے لکھا کہ بادشاہ اس خواب سے بہت دہشتناک ہوگیا تھا کہ اسنے دیکھا کہ ایک خشک نہر سے سات موٹی تازی گائیاں نکلیں اور اسی نہر میں سے سات دبلی لاغر ڈانگر نکلیں پس دبلیوں نے موٹیوں کو نگلنا شروع کیا یہاں تک کہ کھا گئیں۔ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ اور دیکھتا ہوں سات بالیاں سبز یعنے دانہ آگئے ہیں مگر ہنوز خشک کاٹنے کے قابل نہیں ہوئی ہیں۔ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ اور دوسری سات بالیاں خشک۔ پس خشک بالیاں اُن سبز بالیوں پر لپٹ گئیں اور غالب آگئیں۔ یہ خلاصہ خواب تھا۔ بقرات جمع بقرہ گائے۔ سمان جمع سمینہ چربی و گوشت سے بدن کی موٹائی کو سمن کہتے ہیں اور سمینہ مونث بسبب گائے کے ولیکن اسمیں مذکر کی جمع بھی سمان آتی ہی یقال رجال سمان ونساء سمان۔ اور قولہ یاکلہن اے یبتلعہن یعنے کھائے جاتی ہیں مراد نگلے جاتی ہیں۔ عجاف یہاں عجفاء کی جمع ہی جو بقرہ کی صفت ہی اور عجفاء وہ گائے جو ڈانگر دبلی خالی ہو اور قیاس عجفاء کی جمع کا عجف ہی جیسے حمراء کی جمع حمر آتی ہی ولیکن سمان کے وزن پر عجاف لایا گیا کیونکہ یہ اُسکا نقیض ہی اور بلاغت عرب میں قرار پایا ہی کہ نظیر و نقیض کو دوسرے پر محمول واسکے وزن پر لاتے ہیں۔ اور سنبلات خضر و سنبلات یابسات کا تفصیلی حال نہیں لکھا کہ خشک غالب ہوگئیں اسوجہ سے کہ دبلی و موٹی گائیوں کے عجیب واقعہ بیان کردینے سے انکے عجیب واقعہ تفصیل کی حاجت نہ رہی یعنے انمیں بھی وہی حال ہوا کہ سبز غائب ہوگئیں اور خشک رہگئیں۔ جب بادشاہ اپنا یہ واقعہ بیان کرچکا تو درباریوں کو خطاب کیا کہ۔ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اے میری جماعت خاص۔ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ مجھے فتوی دو میرے خواب کے بارہ میں۔ یعنی میرے خواب کی تعبیر بیان کردو ولیکن خواہ مخواہ حکم نہیں دیا بلکہ کہا۔ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ اگر تم خواب کی تعبیر دیا کرتے ہو۔ یعنی تمھیں اگر تعبیر خواب کا علم ہو تو میرے خواب کی تعبیر بیان کرو۔ فقہ اگر کسی نے [illegible] ایسے شخص کے سامنے بیان کرنا چاہا جو کامل وقوف نہیں رکھتا ہی یا اسپر پورا اعتماد نہیں ہی تو اس سے

Marfat.com

شرط کرے کہ اگر تم کو تعبیر خواب کا علم ہو تو بیان کرو بلکہ اس زمانہ مین تو ہر شخص کو یون ہی تعبیر [illegible]
تعبیر نہ دیوے اور جب شرط کر لی تو خواب تعبیر سے کچھ ضرر لاحق نہو گا کیونکہ اسنے خلاف شرط کی نادانی کی [illegible]
وزیرون نے جہالت کا جواب دیا چنانچہ۔ قَالُوٓا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ کہنے لگے یہ اضغاث احلام [illegible]
ضغث بضاد منقوطہ و غین منقوطہ و ثاء مثلثہ۔ ایک مٹھا ہری و سوکھی گھاس کا یا مجون کا اور مراد یہان [illegible]
ملط ہین۔ احلام جمع حلم بضم حاء غیر نقطہ و سکون لام جو سوتے مین نظر آوے اور اکثر پریشان خواب کو کہتے ہین
و مشرکون مین یہ اعتقاد ہی کہ دماغ حالت خواب مین بھی متحرک رہتا ہی تو بیداری مین جو صورتین آدمی کے خیال مین
جمع تھین انھین کو لوٹ پوٹ کیا کرتا ہی اور کبھی دماغ مین کوئی مادہ فاسدہ ہوتا ہی اسکی کیفیت عجیب طرح سے نظر آتی
کوئی شخص سادہ پانی پی گیا یا نزلہ کی شدت ہی یا بلغم بڑھ گیا ہی تو دیکھیگا کہ دریا مین پیرتا ہی یا مینھ برستے مین کھڑا
جیسے شراب وغیرہ پی کر سویا اور تیزی سے صفرا پیدا ہوا تو آگ وغیرہ خواب مین دیکھیگا یا کوئی رنگین چیز یا دوسری خوا[illegible]
ہولناک واقعات دیکھیگا تو انکے نزدیک یہ احلام ہین جنکی کوئی اصل سوائے اسکے نہین ہوتی ہی۔ کلیہ یہ گمان صحیح نہین ہی ہان یہ
ہی کہ اگر ایسے اسباب ہون تو اسطرح احلام نظر آوینگے ولیکن یہ کہنا کہ بس خواب ہمیشہ ہی احلام ہوتے ہین غلط ہی اور تحقیق
گزری کہ جو لوگ دنیا کے خیالات مین گھرے ہین اور کافر ہین یا گنہگار مسلمان ہین انکو کبھی ایسے احلام نظر آوینگے اور کبھی
واقعات آیندہ کے صحیح نظر آوینگے جبکہ روح دماغی کو روح اصلی سے کوئی چمک ملجاوے اور رہے وہ لوگ جنکی روح اصلی صاف
ہی تو انکو دنیا کے آیندہ واقعات بھی صحیح نظر آتے ہین اور اکثر آخرت یا اسکے متعلقات خواب صحیح نظر آتے ہین لیکن کبھی [illegible]
ہوتے ہین اور کبھی صریح ہوتے ہین۔ القصہ وزیرون نے یہی کہا کہ یہ تو مختلط پریشان دماغی خیالات ہین وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ
الْأَحْلَامِ بِعَالِمِينَ اور ہم لوگ پریشان خواب کی تاویل سے آگاہ نہین ہین ف یعنی بادشاہ سے عذر کیا کہ ہم کو [illegible]
احلام کی تعبیر کا علم نہین ہی۔ چونکہ بادشاہ کو اضطراب تھا اور ہول سے اسکو تشویش رہی اور وہان ساقی حاضر تھا اسکو یاد [illegible]
حالانکہ وہ ایک مدت تک بھولا رہا تھا پس اُسنے اجازت چاہی۔ کما قال تعالیٰ۔

وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ۝ يُوسُفُ أَيُّهَا

اور بولا وہ جو بچا تھا اُن دو مین اور یاد کیا مدت کے بعد مین بتاؤن تمکو اُسکی تعبیر سو تم مجھکو بھیجو جاکر کہا یوسف [illegible]

الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ

سچے حکم دے ہمکو اس خواب مین سات گائین موٹی اُنکو کھاوین سات دبلی اور سات بالین

وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

اور دوسری سوکھی کہ مین لیجاؤن لوگون پاس شاید اُنکو معلوم ہو

وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا اور کہنے لگا وہ شخص جسنے دونون قیدیون مین سے رہائی پائی [illegible]
ساقی اس مجلس مین بولا کہ قیدخانہ مین ایک مرد صالح فاضل بڑا عالم عابد ہی مین نے اور [illegible]
بیان کیے تھے تو اسنے نہایت صحیح تعبیر دی جسمین ایک حرف کا فرق نہ تھا [illegible]

Marfat.com

امت یعنی زمانہ دراز کے۔ اتنے عرصہ تک وہ بتقدیر الٰہی حضرت یوسفؑ کو بھولا رہا۔ ایک قراءۃ مین امہ بکسر اول
بمعنی نسیان ہی اسے تذکر بعد نسیان۔ اسکو بھولنے کے بعد یاد آیا اور ایک قراءۃ مین اِمَۃ در آخر تاء فوقانیہ اول کسرہ ہی
بمعنی نعمت۔ اول دونون قرائین جید ہین بحسب المعنی۔ حاصل آنکہ ساقی نے ایک مدت کے بعد یاد کرکے کہا کہ۔ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ
بِتَاْوِيْلِهٖ مین تم کو اسکی تعبیر سے آگاہ کرونگا۔ ظاہر یہ ہی کہ اُسنے اسوقت حضرت یوسف کو نہین تلایا بلکہ کہا فَاَرْسِلُوْنِ
سو تم لوگ مجھے بھیجو یعنے رخصت دیدو تو مین جاکر خبر لاؤن کیونکہ مروی ہی کہ قیدخانہ خاص دار السلطنت مین نہ تھا بلکہ دوسرے
شہر مین تھا کذا ذکر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ غرضکہ انھون نے بھیجا اور ساقی حاضر ہوکر محبت کے الفاظ مین حضرت
یوسف سے یون عرض کرنے لگا۔ يُوْسُفُ اے حضرت یوسف۔ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اے بڑے سچے۔ اَفْتِنَا
ہمکو تعبیر بتلا دو۔ فِيْ اس خواب کے بارہ مین سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ سات گائیان موٹی تازی ہین کہ يَّاْكُلُهُنَّ
سَبْعٌ عِجَافٌ انکو کھائے جاتی ہین سات دُبلی ڈانگر گائین۔ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ اور سات بالیان سبز ہین
وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ اور دوسری سات خشک ہین۔ واضح ہو کہ اس سے معلوم ہوگیا کہ خواب کی تعبیر دریافت کرنے کے لیے
دوسرے شخص کو بھیجنا جائز ہی اور اس کام کے لیے سفر کرنا جائز ہی اگرچہ شرعی قصری مسافت نہو یا ہو۔ اور ایلچی کو چاہیے کہ
ٹھیک انھین الفاظ مین خواب بیان کرے جو بھیجنے والے نے کہے ہین کیونکہ تعبیر مین قیاس و تخمین درست نہین ہی تو کبھی نہین
اطمینان ہوسکتا کہ ایک حرف کی تعبیر سے کیا فرق ہوگیا بلکہ وہی الفاظ ادا کرے۔ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ امید ہی کہ
مین لوگون کے پاس واپس جاؤن قبل کسی واقعہ کے لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ اور امید ہی کہ وہ لوگ جان لیوین یعنی اس خواب
کی تعبیر قبل وقوع کے یا آپ کی شان و منزلت جس سے رہائی ہووے جیساکہ پہلے وصیت فرمائی تھی۔ اس مرتبہ حضرت صدیق
علیہ السلام نے اس سے کوئی درخواست نہین فرمائی کیونکہ اول مرتبہ عتاب آمیز خطاب ہوچکا تھا۔ فی الحدیث۔ اچھا خواب
فرشتہ کی جانب سے ہوتا ہی اور مکروہ پریشان غم دنیا از جانب شیطان ہی۔ اور شاید اسکے معنی یہ ہین امور قضا و قدر سے فرشتہ
اچھائی کو بطریق خواب کے آدمی کے دل مین الہام کرتا ہی یا اسکے معنوی و برزخ کی تصویر دکھلا دیتا ہی اور مکروہ مین دشمن شیطان
کا غم دنیا مقصود ہوتا ہی۔ پھر واضح ہو کہ یہ امر کبھی ظاہر نہین ہوسکتا کہ یہ جو دیکھنے والے نے دیکھا آیا وہ خوشی ہی یا غم ہی لہذا جو لوگ
کوئی خواب دیکھکر پریشان ہوجاتے اور اسکو بُرا سمجھنے لگتے ہین یہ انکی جہالت ہی اسلیے کہ انکو علم تعبیر نہین دیا گیا جس سے انھون نے
بھلائی و برائی پہچان لی حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرزند کا ذبح دیکھا اور وہ ذبح عظیم سے فدیہ و بلاء عظیم یعنی نعمت عظمیٰ
تھی علی احد المفسرین فافہم۔ صدیق وہ شخص جو بڑا سچا ہووے پس اگر یقین و حسن نیت و کمال ایمان و کمال تصدیق احکام الٰہی
و نبوت حضرت رسالت پناہی و کمال صدق معاملات مین ہو تو وہ اصطلاحی صدیق ہی جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے کہ انکے
مثل امت مین دوسرا فرد اسوقت نہین ہوسکتا تھا اور اگر خاص خاص امور مین ہو تو انھین امور کی راہ سے صدیق ہوگا اور جو شخص سچ
بولنے مین مستقیم ہو وہ بھی صدیق ہی چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ آدمی سچ بولتا ہی اور سچ ہی بولنے کا قصد رکھتا ہی یہان تک کہ وہ اللہ تعالیٰ
کے نزدیک صدیق لکھا جاتا ہی اور آدمی جھوٹ بولتا ہی اور قصد جھوٹ بولنے کا رکھتا ہی یہان تک کہ اللہ تعالے کے یہان کذاب لکھا جاتا
ہی۔ قال المترجم قولہ یوسف ایہا الصدیق۔ صدیق اس وجہ سے کہا کہ غیب کے حالات کامل پورے پورے سچائی کے ساتھ

بوحی والہام بیان فرماتے تھے اور بمکاشفہ سے سچ جانتے تھے اور عجائب خبرین ابھی [illegible]
ہی جو صدیقیت مین مستقیم ہو یعنے صدق کا درجہ اسکو استقامت کے ساتھ حاصل ہو [illegible]
دل پر انوار تجلی نے ظہور کیا اور صدق حاصل ہوا پھر برابر انوار یقین و عرفان نے ظہور کیا یہانتک [illegible]
اور خلاصہ اسکا یہ ہوتا ہی کہ ایک حالت یکسان رہی اور سچائی کے ساتھ اعمال یکسان صحیح رہان۔ شیخ [illegible]
وہ ہوتا ہی کہ جسطرح ظاہر مین ہی ویسا ہی باطن مین ہو یعنی ظاہر و باطن مین کچھ فرق نہو اور مترجم کہتا ہی کہ [illegible]
صلاحیت و تقویٰ کا اظہار ہی ویسا ہی باطن مین ہو۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ یہ صدیق کا ادنیٰ درجہ ہی اور جیسے متقی [illegible]
ہوتے ہین ویسے ہی صدیق کے لیے بھی محاذی درجات ہین چنانچہ جو کوئی اسلام لایا اگرچہ وہ گنہگار ہو یہ نسبت مشرک [illegible]
متقی ہی کیونکہ اسنے شرک کرنے سے اتقا کیا یا دائمی عذاب الیم سے پرہیز کیا۔ اور بعض نے فرمایا کہ صدیق وہ ہی کہ جسکے قول [illegible]
وعزم و نیت اور لوگون کے ساتھ اسکے معاملات اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ اسکے عہد و پیمان سب سچ ہون۔ مترجم کہتا ہی کہ [illegible]
جسکے معاملات و افعال مین خطا واقع ہو جاوے لیکن وہ ہمیشہ سچائی کا قصد و عزم رکھتا ہو تو اسکا حکم معلوم نہین ہوا اور بظاہر احادیث
شریف مذکورہ بالا سے وہ بھی صدیق ہی واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ بعض نے فرمایا کہ صدیق وہ ہی جسکے قول و فعل موافق ہون [illegible]
جو حالت اپنی ظاہر کرے ویسا ہی باطن مین بھی ہو اور مترجم کہتا ہی کہ ظاہرا یہ شرط ہوگی کہ ظاہری افعال اسکے سب صلاحیت [illegible]
ہون فسق و فجور نہون پس منافق وہ ہی کہ ظاہر مین صالح و باطن مین فاسق ہو اور یا اسکی تاویل وہی ہو جو اوپر مترجم نے متقی کی نظیر
مین ذکر کیا ہی واللہ اعلم۔ شیخ ابن القرحی رحمہ اللہ نے کہا صدیق کی مثال مین حقیقی ایک فرد حضرت ابوبکر الصدیق [illegible]
صدیق انکے مثل نہین ہو سکتا و لیکن صفت یہ ہوگی کہ وہ دونون جہان کو دیدار حق پر قربان کر دے چنانچہ جب سید عالم [illegible]
علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر یعنے اپنے صدیق سے پوچھا کہ تم نے اپنے واسطے کیا باقی رکھا ہی یعنے گھر کے تمام مال و [illegible]
مین سے سب خیرات کیا کچھ اپنے واسطے باقی رکھا ہی وہ کسقدر رہی تو جواب مین عرض کیا کہ مین نے اپنے واسطے [illegible]
واسکے رسول کو رکھ لیا ہی۔ قال المترجم ہذا استنباط جید۔ واللہ اعلم۔ القصہ جب خواب بیان کیا تو حضرت [illegible]
نے تعبیر مع تدبیر بیان فرمائی۔

قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ

کہا تم کھیتی کروگے سات برس لگکر سو جو کاٹو اسکو چھوڑ دو اسکی بالین مگر تھوڑا جو [illegible]

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ

پھر آوینگے اس پیچھے سات برس سختی کے کھا جاوین جو رکھا تمنے انکے واسطے مگر تھوڑا جو [illegible]

ع ۶ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ

آویگا اس پیچھے ایک برس اسمین مینھ پاوینگے لوگ اور اسمین رس نچوڑینگے

قَالَ۔ حضرت صدیق علیہ السلام نے تعبیر خواب کو اسطرح فرمایا کہ تَزْرَعُونَ سَبْعَ [illegible]
کہا گیا کہ معنی امر ہی اسے ازرعوا۔ یعنی سات برس تم کھیتی کرو لیکن امر کو بصیغہ مضارع [illegible]

Marfat.com

[illegible] الآیۃ - اور غرض مبالغہ کی یہ ہی کہ اسوقت جس کام کا حکم دیا جاوے وہ مخاطب کو کیا معلوم کہ ہوگا یا نہوگا
[illegible] ضرور تم ایسا کروگے اگرچہ تمھارے دل مین اسوقت یہ بھی ہو کہ یہ کیسے کرنے کا حکم دیتا ہی ہم نہ کرینگے یا شاید کرین
لیکن تو وحی الٰہی تعالےٰ سے غیب کا حال بیان کرو یا کہ کرو اور تم ضرور ایسا کروگے اگر تجھے وہم ہو کہ یہ تو ہمارا بول چال ہی کہ
غیب کا حال جب کوئی پیغمبر برحق بیان فرماتا ہی تو یہی معنی ہین کہ ایسا ہوگا تو اسکو صیغہ امر تم کیون کہتے ہو تو جواب یہ ہی کہ خود آگے
فرمایا کہ [illegible] اسکو چھوڑ رکھو اور یہ صیغہ امر ہی تو معلوم ہوا کہ یہان بھی یہی مراد ہی ورنہ تقریر خوب مربوط و مناسب نہوگی - غرضکہ
فرمایا کہ کھیتی کروگے سات برس - **دَاَبًا** بسکون الف اور ایک قراءۃ مین بفتحتین حال اے دائبین یعنی متوالیین - یعنے
درحالیکہ پے در پے ہوگا یعنی اپنے ہمیشہ کی عادت کے موافق ایسا کرو - اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے یہ کہ برابر کوشش سے
یہ کام کرنا چاہیے - پس دآبا مفعول مطلق ہوسکتا ہی کہ تدءبون دابا - یا تقدیر ائد بوا الزراعۃ دابا - اور دونون کے لیے یہان قرینہ
ہی پس اول کا قرینہ تو ظاہر ہی کہ علم غیب سے خبر دینا بطریق مبالغہ یون ہوا کہ تم سات برس برابر زراعت کروگے - اور دوم کا
قرینہ یہ ہی کہ آیندہ قصہ مین بادشاہ نے یہ کام انھین کے حوالہ کردیا کہ جس کوشش سے آپ چاہتے ہین خود اہتمام فرمایئے
سراج مین لکھا کہ یہ سات موٹی تازی گائیون اور سات سبز بالیون کی تعبیر ہی - پھر یہان ایک تدبیر بنظر شفقت جو انبیا علیہم السلام
کی عادت ہوتی ہی بیان فرمائی کہ - **فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ** پس جو تم کاٹ لینے گیہون یا جوار و غیرہ جو کھیتی پک کر
کاٹو تو اسکو چھوڑ رکھو اُسی کی بالیون مین - یعنی تاکہ وہ خراب نہو جاوے اور گھن وغیرہ نہ لگجاوے کیونکہ وہ اپنی بالی مین خوب
رہیگا - **اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ** باستثناء اسقدر قلیل مقدار کے اسمین سے نکالو جو تم کھاؤگے - یعنی جس اناج مین سے کھانا
مقصود ہو اسمین سے بقدر حاجت دانہ صاف کرالو اور باقی بالیون مین رہنے دو - پھر تعبیر شروع کی - **ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ**
ذٰلِكَ سَبْعٌ پھر آوینگے بعد ان سات برسون کے جنمین کھیتی کروگے اور سات برس - **شِدَادٌ** سخت یعنی قحط کے کہ
بالکل خشکی ہوگی کچھ تازگی نہوگی - یہی سات خشک بالیان و سات دُبلی گائیان ہین جو موٹیون و سبز کو نگلے جاتی تھین **يَّاْكُلْنَ**
یہ سات قحط کے سال کھا جاوینگے **مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ** وہ سب جو تم نے انکے لیے پہلے ذخیرہ کر رکھا تھا - یعنی پہلے سات سال
کا کھیتی کا ذخیرہ اور ہری بھری بالیان - ان برسون کو کھا جانے والا بیان کیا تاکہ جلد سمجھ مین آجاوے کہ سات دُبلیان سات
موٹیون کو کھائے جاتی تھین - حالانکہ ان برسون مین لوگ ہی اپنا ذخیرہ کھاتے تھے - [illegible] مترجم کہتا ہی کہ ہر چیز عالم مین کھانے
والی ہی اور ہر چیز دوسرے کے لیے ماکول غذا ہی اور یہ حقیقت بیان مین اسواسطے نہین آتی ہی کہ ہم لوگون کی سمجھ اسقدر وسیع
و پاکیزہ و صاف نہین ہی ولیکن یہ یاد مین رہنا چاہیے تاکہ وقت پر دل مین دلیل روشن ہو جاوے - القصہ کہا کہ یہ قحط کے سال
ان سب برسون کو کھاجاوینگے جو پہلے موجود تھے - **اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ** باستثناء قلیل مقدار کے ذخیرہ مین سے
جو تم بیجون کی غرض سے محفوظ کر رکھو - یعنی آخری حد پریشانی و ناامیدی کی یہان تک ہوجائیگی کہ صرف بیجون کی قدر بمشکل رہجاویگا
[illegible] حال قحط ہو تو بالکل فاقہ ہوجانے کا خوف ہی - ولیکن رحمت الٰہی عزوجل نے اپنی مخلوق کو باقی رکھا چنانچہ فرمایا -
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ پھر اسکے بعد یعنی ایام قحط کی معیبت کے بعد آویگا ایسا ایک سال کہ **فِيْهِ يُغَاثُ**
[illegible] جاوینگے لوگ - غیث کثرت سے باران جو پیداوار کے لیے نہایت مفید ہووے - بعض نے کہا

کہ یغاث از غوث بمعنی فریاد رسی ہی تو معنی یہ ہونگے کہ اس سال مین بندون کی دستگیری [illegible]
لوگون کی فریاد پر انکو رحمت عطا فرماویگا ولیکن اول اولے ہی بدلیل قولہ۔ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ
شیرہ نچوڑینگے ۔اور کہا گیا کہ یعصرون بادلون کے مینھ سے بوجھل ہونے کے اشتقاق مین [illegible]
کرینگے ف۔ یہان تو ثم یاتی من بعد ذلک عام الآیۃ کو تعبیر خواب مذکور سے تعلق نہین ہی بلکہ [illegible]
فراخی وسات سال قحط پر تمام ہو گئی اور یہ سال نہایت فراخی کا آنحضرت علیہ السلام نے بطریق بشارت کے
وغیرہ نے ذکر کیا کہ شاید اس قرینہ سے کہ عادت الٰہی جاری ہی کہ بعد سختی کے راحت عطا فرماتا ہی مگر مترجم کے
مستبعد ہی خصوص قطعی خبر غیب مین کہ وہان اٹکل دو وجہ سے حرام ہی اول اخبار غیب اور دوم قطعی بیان اٹکل
لکھا کہ شاید اس قرینہ سے قحط کی انتہا فراخی پر ہوتی ہی اور مترجم کہتا ہی کہ ہان قحط کی انتہا فراخی پر معلوم ہی
کیونکہ معلوم ہوئی کہ فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون ۔ علاوہ ازین قحط کا خاتمہ فراخی پر ہونا ان لوگون کو بغیر [illegible]
کیونکہ یہ مقدمہ تو بدیہی ہی کہ قحط ختم ہوا تو اسکا نقیض آیا۔ اور لکھا کہ اور شاید وحی سے معلوم کر کے تبلایا ہو اور
کہ صریح صاف بات یون فرمائی جاوے کہ بدلیل قولہ لیعلمک من تاویل الاحادیث اور بدلیل قولہ تعالے ذلک مما علمنی
یہ سب بتعلیم الٰہی سبحانہ تعالے واقع ہوا ہی ف۔ قولہ تزرعون سبع سنین دابا ۔ سے معلوم ہوا کہ آدمی کو عالم اسباب
بدون نظر کرنے سبب کے یا اسپر اعتماد کرنے کے کوشش کرنا چاہیے اور بحکم قولہ فذروہ فی سنبلہ ۔ سے معلوم ہوا کہ
کی غرض سے مامور بہ ہی اور یہ تقدیر سے منافی نہین ہی بلکہ حسن نیت پر ثواب ملیگا ۔ اور قولہ الا قلیلا مما تاکلون ۔ بیان
ہی کہ کھانے پینے مین اسراف سے فضول خرچ نہو اور یہ حکم کلام الٰہی مین صریح منصوص ہی اور واضح ہو کہ کھانے کی تین
بیان ہوئی ہین ۔ اول تین لقمہ اور یہ صالحین اتقیاء کے اداب مین ہی ۔ دوم تہائی پیٹ کھانا اور تہائی پانی اور تہائی
لینے یاد الٰہی کے لیے خالی چھوڑنا اور یہ ایک حدیث مین منصوص ہی اور اسی پر عموما اہل ایمان کا عمل رہا ۔ سوم شکم سیری
یہ مباح ہی پھر شکم سیری کو بعض نے حرام کہا اور بعض نے یہ حد مباح کی قرار دی اور سیری سے زائد حرص کو حرام کہا [illegible]
اعلم اور موٹائی کے لیے کھانا دو طرح کا ہی اول پسندیدگی موٹائی و پھلوانی کی تو یہ بحکم حدیث یحبون السمانۃ [illegible]
السمن کے حرام ہی اور صحیح حدیث مین ہی کہ قیامت کے روز بڑا موٹا لحیم شحیم لایا جائیگا اللہ تعالے کے نزدیک [illegible]
پر کے برابر نہوگی ۔ اور دوم لاغری و ضعف کے دور کرنے کے لیے بغرض اصلاح دماغ و درستی [illegible]
جائز اور بعض صورتون مین مستحب اور جبکہ جہاد فرض ہو اسپر واجب ہی ۔ اور ابراہیم بن ادہم [illegible]
ہی کہ کھانے مین اسراف نہین ہی یعنے جسقدر لوگ کھاوین یا انکو کھلاوے اسراف نہین ہی ورنہ [illegible]
کا مسئلہ مصرح ہی ۔ اور حدیث صحیح مین ہی کہ مومن ایک آنت مین کھاتا ہی اور کافر سات مین کھاتا [illegible]
قولہ ما قدمتم لھن ۔ یہ مین جواز ہی کہ آدمی کسی وقت ضرورت کے واسطے کچھ ذخیرہ رکھ چھوڑے [illegible]
الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ الآیۃ مین گو وعید ہی اور [illegible]
قول ہی اور بعض نے تورع کی راہ سے مطلقاً ذخیرہ سے اجتناب فرمایا ہی اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] جو کچھ مال آیا اسکو اُسی روز تقسیم فرما دیا ایک درم بھی نہیں رکھا اور برابر آپ کا یہی دستور
[illegible] کا ذکر ہو تو صحیح حدیث سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم اپنے عیال کے لیے ایک سال کا روزینہ
[illegible] لوگ کہ جو کوئی زراعت کا پیشہ کرے ایک سال کا قوت رکھے اور نوکر ماہواری ایک ماہ کا اور گرا پیدا لا
[illegible] یا ماہواری جیسا پہنچتا ہو دستور تو اس زمانہ میں ماہواری ہی - اور قولہ الا قلیلا مما تحصنون سے
[illegible] جائز ہی کہ نفقہ سے عام ضرر لاحق ہو بدلیل اسکے کہ احصان خاص طریقہ سے نگہداشت ہی - اور
[illegible] جو کوئی عاشوراء کے روز اپنی عیال پر وسعت دیوے اللہ تعم سال بھر اسکے لیے وسعت فرماتا ہی لیکن شیخ ابن الجوزی
[illegible] صحیح کہا اور لکھا کہ حضرت امام المومنین حسین بن علی علیہما السلام کے قاتل یزیدیون نے اسکو بنایا ہی اور بعض متاخرین نے
[illegible] اسکی ثابت ہوئی ہی امر عاشوراء کے روز شکریہ کا روزہ تو صحاح میں منصوص ہی پس اگرچہ آنحضرت صلعم کو شہادت جگر گوشہ
حضرت امام حسین علیہ و علی آبائہ الصلوۃ والسلام کی اطلاع تھی مگر اسکی تعزیت کا کوئی طریقہ آپ سے مروی نہیں ہی اور عوام جو اس
[illegible] روز کا روزہ [illegible] یہ بدعت حرام ہی اور بعضے بوجہ فاقہ حضرت امام رح کے دو روز نویں و دسویں کا روزہ رکھتے ہیں اور اس نیت سے
[illegible] نہیں کہ دنیاے ملعونہ سے باکرام شہادت فرشتوں کے پروں پر تاج شاہانہ کے ساتھ سلطنت آخرت کے تخت پر بیٹھنے
[illegible] تاریخ کو واقع ہوا تھا پس جو آخرت پر آنکھوں دیکھنے سے زیادہ یقین رکھتا ہی وہ اپنے سر تاج حضرت امام کے لیے
[illegible] یزید اور اُسکے گروہ کی خواری پر افسوس کریگا کہ مردود ہوے اور اس سے زیادہ واویلا اور بدعات منکرہ سب آخرت سے
[illegible] بیان تیار ہونے پر مبنی ہیں اور حضرت امام رض کی اقتدا کا اگر خیال ہوتا تو پہلے اس امر اہم کو دیکھتے کہ حضرت سید
[illegible] کسطرح دنیا کو ترک کیا اور آخرت کو اختیار کیا اور کس استقلال سے شربت شہادت پر متواتر روزہ افطار فرمایا اور کسطرح حضرت
[illegible] حفظ و رعایت پر اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کو چھوڑا اللھم اجعلنا ممن احبہ واتبعہ دفاز فوزاً عظیماً - اور واضح ہو کہ حکمت
[illegible] قیاسی قاعدہ پر ہمکو معلوم نہیں ہوسکتی ہان البتہ زکوۃ جب روکی جاوے یا زنا کیا جاوے تو قحط و خشک سالی
[illegible] جیساکہ بعض نے استنباط کیا ہی ولیکن یہ ضرور نہیں ہی کہ ان دونوں وجہ کے سواے قحط و وبا نہووے کیونکہ
[illegible] بشر سے خارج ہی - اگر وہم ہو کہ عموماً جن ملکوں میں زکوۃ کا اعتقاد و عمل ہی نہیں ہی یا زنا ایک خلاف قانون
[illegible] سمجھنے کے سواے کچھ خیال نہیں کیا جاتا ہی وہان تو کبھی ایسا نہیں [illegible] - تو جواب یہ ہی کہ یہ وہم فقط
[illegible] سننا چاہیے کہ کفر کے لیے تمام دنیا و مافیہا سب وقف ہی اور اسلام کے لیے بقدر عبادت وجوازہ
[illegible] بنیت کفر کے حرام ہی تو جو لوگ اسلام لائے یا ابھی کافر ہیں مگر اپنر کوئی پیغمبر حق بھیجا گیا تو انکو بحالت فسق
[illegible] تنگ پکڑا جاتا ہی تاکہ عبادت و طاعت پر قائم رہیں یا اسلام لاویں جیساکہ قولہ تعالے ولو ان اہل
[illegible] قرآن مجید کے اندر صریح منصوص ہی کہ اگلی امتوں کے ساتھ ایسا برتاو ہوا اور جب وے بالکل
[illegible] تھے وے فقط برائے نام صورت کے مسلمان رہگئے تو انکا آخرت کا حصہ بھی اللہ تعالی انکا
[illegible] حتی کہ انکو بہت زیادہ فراخی اور وسعت حاصل ہو جاتی ہی پھر موت کے وقت اُنکی گرفتاری
[illegible] تو حاصل یہ ہوا کہ جن لوگوں کی صورت فقط مسلمانوں کی سی ہی اور دل انکا

کافرون کے مشابہ یا شل ہی تو انکی زکوۃ نہ دینے سے یا انہین زنا پھیلنے سے اہل [illegible]
اوے تو اسکا علم حق تعالے عزوجل کو ہی اور اسیطرح جن ملکون مین محض کفر [illegible]
ان کافرون پر بھی انکے دنیاوی چال چلن کے موافق آسودگی و فراخی و تندرستی [illegible]
لوگون پر انکی حکومت اگر ظلم و جبر کی ہوگی تو ظالم کو روز بروز تنزل ہوتا ہی اور اگر لوگون کو آرام [illegible]
و ہر طرح حفاظت کرنے کے طور پر ہوگی تو وے آسودہ و تندرست رہینگے - پھر جو چیز انھون نے [illegible]
انکی زندگی پر ہی پس فوراً جان نکلتے ہی سخت عذاب مین پڑجاوینگے اور یہ جو مین نے ذکر کیا [illegible]
موجود ہی - پھر یہ جو ہم نے کہا کہ قحط و فراخی کی حکمت خاص علم الٰہی مین ہی اسکا اشارہ بیان [illegible]
کے وقت کا جو فرعون تھا وہ مرد عادل و آخر مسلمان ہوگیا اور سات سال فراخی و سات قحط کے دیئے [illegible]
فراخی کا دیا - اور جب قریش نے آنحضرت صلعم سے متواتر انکار کیا تو آپ نے بد دعا فرمائی کہ اے پروردگار [illegible]
قحط مثل ہفت سالہ قحط یوسف علیہ السلام کے اتار دے چنانچہ یہی ہوا حتی کہ لوگون کی نظرون مین آسمان دھوان [illegible]
وقال تعالے یوم تاتی السماء بدخان مبین الآیۃ - اور ایسے ہی یہود مدینہ بسبب ناحق عداوت کے باوجود معرفت [illegible]
گرفتار ہوے جیسے دولتمندی پر نازان تھے خسر الدنیا والآخرہ ہوگئے اور سابقین امتون پر اصرار کفر کی حالت [illegible]
دیدی لقولہ فتحنا علیہم ابوابا من السماء الآیۃ - اور واضح ہو کہ جسطرح فسق و فجور سے مسلمانون پر تنگی ہوتی ہی [illegible]
و عبادت و اخلاص نیت و اختیار آخرت و ترک لذات دنیا کی صورت مین تمام دنیا انکے پیچھے پیچھے لگادی جاتی ہی اور [illegible]
اسکو پھٹکارتے رہتے ہین اور جو کوئی ایمان کسیقدر ضعف کے ساتھ رکھتا ہی یعنے فسق کرتا اور دنیاوی عیش بھی [illegible]
دونون جگہ یعنے دنیا و آخرت دونون کی نعمت سمیٹتا ہی لہذا دنیا کے پیچھے دوڑتا ہی اور وہ اس سے بھاگتی ہی [illegible]
پاتا ہی اور اوقات ضائع کرتا ہی ہان اسکو آخرت کا حصہ دیا جائیگا اور یہ سب فضل الٰہی ہی - جب یہ بات [illegible]
کہتا ہون کہ تمام ثروت جواہرات سونا چاندی گھوڑے ہاتھی مکان و اسباب جملہ چیزین [illegible]
قحط مین محض بیکار ہین جبکہ کچھ پیداوار نہو اور پیداوار کی صورت مین درحقیقت انسان کا حصہ [illegible]
اپنے پیٹ مین ڈالے یعنی اسیقدر کہ جسقدر اہل مصر کی نسبت فرمایا تھا کہ الا قلیلا مما تاکلون - پھر جو کچھ [illegible]
تک لادے رہا پھر ایک نجس شکل مین بہادیا کہ درحقیقت اسکے واسطے کوئی لیاقت نہین [illegible]
نہین رکھتا اور جو کچھ ایک وہمی آدمی نے خیال کیا کہ عمدہ جوہر اسکے بدن کا جزو ہوگیا [illegible]
دابا گیا اور ایسا بدبودار سڑا کہ زندہ اسکے سونگھنے سے قریب مرگ ہوجاوے اللہم غفرانک [illegible]
آدمی بکا کرتا ہی کہ میرا مال میرا مال اور ہی اسکے مال سے کیا سوائے اسکے جو کھا کر [illegible]
اپنے لیے ذخیرہ کرلیا اور مترجم نے مقدمہ فتاوی مین اس حدیث کی فقہ کو تفصیل [illegible]
الی سبیل الرشاد - القصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسکو یہ تعبیر دیدی اور [illegible]
کردیا تب بادشاہ نے طلب کیا - کما قال تعالے [illegible]

Marfat.com

فلما جاءه الرسول قال ارجع الى ربك فسئله

پھر جب پہونچا اُس پاس بھیجا آدمی کہا پھر جا اپنے خاوند پاس اور پوچھ اُس سے

ما بال النسوة التي قطعن ايديهن ان ربي بكيدهن عليم ○ قال

کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹے ہاتھ اپنے میرا رب تو انکا فریب سب جانتا ہے کہا بادشاہ نے

ما خطبكن اذ راودتن يوسف عن نفسه قلن حاش لله ما علمنا عليه

کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اُسکے جی سے بولیاں حاشا للہ ہمکو معلوم نہیں اُس پر

من سوء قالت امرات العزيز الئن حصحص الحق انا راودته عن نفسه وانه لمن

کچھ برائی بولی عورت عزیز کی اب کھل گئی سچ بات میں نے پھسلایا تھا اُسکو اسکے جی سے اور وہ تو

الصدقين ○ ذلك ليعلم اني لم اخنه بالغيب وان الله لا يهدي كيد الخائنين ○

سچا ہے یوسف نے کہا اتنا اسواسطے کہ وہ شخص معلوم کرے کہ میں نے چوری نہیں کی اس عزیز کی چھپ کر اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغابازوں کا

وقال الملك اور بادشاہ نے کہا کہ ائتوني به میرے پاس اسکو لے آؤ۔ شاید یہ غرض ہو کہ میں خود اسکی زبان سے [illegible] ایسے نیک آدمی کا اکرام کیا جاوے جیسا کہ بیضاوی و سراج وغیرہ میں مذکور ہے اور ظاہر یہ ہے کہ قید سے رہائی دینی مقصود تھی یعنی اسکو قید سے رہا کرو اور یہ منزلت دو کہ میرے دربار میں حاضر ہو کہیں چلا نجاوے اسیواسطے یہ ہوا کہ فلما جاءه الرسول پھر جب پہونچا [illegible] خواہ ساقی ہو یا اور کوئی ہو یوسف پاس آیا یعنے بلانے کو آیا چونکہ اسمیں رہائی مضمر تھی لہذا۔ قال یوسف کہا یوسف نے ارجع لوٹ جا الى ربك اپنے آقا کے پاس۔ فسئله اور اس سے دریافت کر یعنی بطور میرے پیغام کے ان سے پوچھ ما بال النسوة التي قطعن ايديهن کیا حقیقت ہے ان عورتوں کے حال کی جنہوں نے کاٹ لئے تھے اپنے ہاتھ۔ یہاں چند باتیں سمجھنا چاہیے اول یہ کہ جو شخص بلانے آیا تھا اسکے ساتھ نہیں گئے بلکہ یہ سوال کیا۔ [illegible] صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحن احق بالشک من ابراہیم اذ قال رب ارنی کیف تحیی الموتی الآیۃ ویرحم اللہ لوطا لقد کان یاوی الی رکن شدید ولو لبثت فی السجن طول مالبث یوسف [illegible] یعنی ہم زیادہ مستحق ہیں شک کے ابراہیم کی بہ نسبت جبکہ انھوں نے کہا کہ رب ارنی کیف تحیی الموتی اور رحم کرے اللہ تعالے لوط پر کہ البتہ ٹھکانا لیتا تھا رکن شدید کی جانب اور اگر میں قید میں پڑا رہتا اسقدر دراز مدت کہ یوسف [illegible] کا کہنا مان لیتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب باری تعالے عزوجل کی [illegible] کی بڑائی و بزرگی کے مقابلہ میں تواضع کے طور پر اگلے انبیائے اولوالعزم کے مصائب امتحان [illegible] بیان فرمائی یعنے یہ قول آپ کا بطریق تواضع ہے جو صفت محمودہ ہے ورنہ دوسری صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالے [illegible] مجھ پر گذرے وہ کسی پیغمبر پر نہیں گذرے ہیں اور تجھے یہ وہم نہو کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن میں [illegible] آلہی [illegible] وطرق قبولیت ایسے باریک ہیں کہ ظاہری صورت میں جنکو ہم لوگ بہت مصیبت [illegible] ہیں جیسا [illegible] سکی جہاد ہے کہ تلوار سے کفار کے ساتھ مقاتلہ کرنے کی سختی کو چھوٹا

کہا اور ہر وقت نفس وخطرات شیطان سے بچاؤ لاکر کے براہ مستقیم پر استقامت [illegible]
برعکس خیال کریگا فافہم اور امام احمد کی روایت مین ابو ہریرہ رضہ کی حدیث اصطلح ہی [illegible]
بلاتا قبول کرلیتا اور اپنی بریت کا عذر نہ ڈھونڈھتا۔ اور عکرمہ رح سے مرسل روایت [illegible]
کا وہ انعام جو یوسف پر ہوا تھا بھلا نظر آتا ہی کہ اچھا صبر وکرم کیا اور اللہ تعالے اسکو بخشے [illegible]
تعبیر پوچھی گئی تو ذاتی کرم سے بتلا دی اور اگر بجاے اسکے مین ہوتا تو نہ بتلاتا یہان تک [illegible]
اور مجھے تعجب آیا یوسف اور انکے صبر وکرم پر اسکو اللہ تعالے بخشدے جبکہ اسکے پاس بادشاہ کا ایلچی [illegible]
مین ہوتا تو دروازے کی طرف سب سے آگے ہوتا ولیکن یوسفؑ نے یہ چاہا تھا کہ تہمت سے [illegible]
کہتا ہی کہ اس حدیث مین ہر بار فرمایا کہ اللہ تعالے اسکو بخشدے اور یہ لطیف اشارہ اہل دل وصاحب فہم فقیہ [illegible]
جسکو اس حدیث کی حکمت دریافت ہو جسمین اپنی پاکیزہ ذات کے واسطے ظاہر مین انکسار فرمایا ہی حالانکہ [illegible]
شان توحید۔ مین قید از جانب حق عز وجل ورہائی بھی از جانب حق عز وجل اور برارت یا علان حق عز وجل ہی کیونکہ [illegible]
قدرت الٰہیہ مین ہین کوئی خطرہ خود نہین کرسکتے ہین اسیواسطے متقی مرد صالح کے حق مین طویل حدیث مین [illegible]
ساتھ ابتدا مین عداوت کرتے ہین (یعنی شیطان ان لوگون کو برانگیختہ کرتا ہی حتی کہ محل امتحان وآزمایش مین [illegible]
پریشانی ہوتی ہی۔) یہان تک کہ جب وہ استقامت پر قائم رہتا ہی تو درجہ احسان پر فائز اور اللہ تعالے کے [illegible]
ندا فرماتا ہی کہ فلان بندے کو اللہ تعالے محبوب رکھتا ہی تو آسمان والون کی طرح زمین والے بھی اسکو دوست [illegible]
کا بیج تمام شائستہ قلوب مین جم جاتا ہی پس معلوم ہوا کہ قلوب عداوت یا محبت مین حکم الٰہی عز وجل اپنے [illegible]
محل امتحان سے جہان تک جلدی ہوسکے مبادرت کرنا چاہیے فافہم۔ واللہ تعالے اعلم بالصواب [illegible]
حضرت یوسف علیہ السلام کا ایلچی کے ساتھ نجانا اس غرض سے تھا کہ لوگون کے دلون مین کوئی شمہ تہمت [illegible]
مین طفل گہوارہ کی شہادت وغیرہ سے لوگون کے دلون مین استحکام تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بری [illegible]
العزیز تراود فتاہا عن نفسہ قد شغفہا حبا۔ سے صاف ظاہر ہی کہ لوگ الزام زلیخا پر لگاتے تھے لیکن [illegible]
مشورہ کرکے انکو قید کیا تو احتمال ہوا ہوگا جسکے دفع ہونے اور پوری بریت ظاہر ہونے کی غرض سے [illegible]
حدیث مذکورہ بالا سے یہ توجیہ ظاہر ہوتی ہی۔ یہان سے بعض علماء نے کہا کہ تہمت سے بچنا [illegible]
پر لازم ہی اقول بے شک مواقع تہمت سے بچاؤ مین بہت اصلاح اور بے پروائی مین [illegible]
وتہمت سے گنہگار ہونگے جسکا یہی باعث ہوگا تو یہ بھی معصیت کا شریک بلکہ خود سبب ہوگیا اور اگر [illegible]
فتور ہوگا اور صحیحین مین حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا قصہ مذکور ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ [illegible]
کو بغرض دیدار آنحضرت صلعم تشریف لائین اور تاریکی مین دو مرد صحابہ نے آپ کو ام المومنین سے [illegible]
کا قصد کیا تو آپ نے انکو آواز دیکر بلوایا اور فرمایا کہ یہ عورت صفیہ ہی یعنی میری پاک بی بی [illegible]
عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کی شان مین ہم کو شبہہ ہوتا پس آپ نے مواقع تہمت سے [illegible]

ان کسی وقت غفلت پاکر ان دونون کے دلون مین کچھ دغدغہ ڈالتا جس سے یہ نتیجہ بہت سخت پیدا ہوتا کہ معاذ اللہ پیغمبر افضل الانبیاء والرسل بلکہ خیر الخلائق اجمعین کیطرف ایسے وسوسہ سے انکے قلوب بہت بگڑ جاتے [illegible] ہوجاتی تو آپ نے کمال شفقت سے چاہا کہ انپر شیطان کسی طرح قابو نہ پاوے اور اسی پر مبنی ہے مسئلہ فقہ جو شخص مسجد مین ہو اور اذان دی گئی اور لوگون مین معروف نہین ہے کہ یہ فلان شخص کسی دوسری مسجد کا امام ہے یا مانند اسکے تو اسکو نماز پڑھنے سے پہلے نکلنا نہین چاہیئے تاکہ اسکی نسبت تہمت نہو کیونکہ تہمت کے موقع سے پرہیز واجب ہے اور اسی پر مبنی ہے یہ مسئلہ [illegible] کسی مومن یا عالم کو روا نہین ہے کہ شراب خانہ مین جاوے اگرچہ اسکی نیت اسکے قبیح جلسہ دیکھنے کی ہو اور علی ہذا عالم ایسی مجلس مین شریک نہین ہوسکتا جہان ممنوعات ہون اور اسی وجہ سے آج کل نکاح کی دعوتین یا ایسی دعوت جسمین ممنوع فعل ہو [illegible] جائز بلکہ بعض صورتون مین واجب ہے۔ دوسری بات اس مقام پر یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام بطریق ظلم کے قید تھے لیکن نکلنے سے انکار کیا تو مسئلہ معلوم ہوا کہ مظلوم اگر انفصال وتحقیق مقدمہ تک مشکل کے ساتھ طاعت پر صبر کرے اور تحقیق کا انتظار کرے تو جائز ہے۔ تیسری بات قولہ ارجع الی ربک۔ سے معلوم ہوا کہ آقا وسردار کو رب کہنا بطریق مجاز جائز ہے یعنے ظاہری صورت مین جسکے ذریعہ سے پرورش ہوتی ہو اسکے ساتھ غریب پرور وغیرہ کا استعمال جائز ہے جبکہ یہ نیت نہو کہ درحقیقت یہی دینے والا اور پرورش کرنے والا ہے اور جو لوگ نہایت تعظیم سے کسی کو موثر سمجھتے ہین انکے حق مین حرام کیا بلکہ قریب کفر ہے اسیواسطے متقی علماء نے اس زمانہ مین لوگون کو اس لفظ کی اجازت نہین دی کیونکہ عوام کے دلون مین تعظیم بھری ہوئی ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ آپ نے ایلچی کو کہا کہ بادشاہ سے دریافت کر کہ اُن عورتون کی کیا شان ہے حالانکہ ظاہر یہ تھا کہ یون کہتے کہ عورتون کے مقدمہ کی تحقیقات کرے [illegible] مین لایا کہ قولہ فاسالہ اس سے دریافت کر اور سوال کر۔ دو معنی کو محتمل ہے ایک تو پوچھنا و مانگنا اور دوم طلب کرنا وجستجو کرنا تو لفظ ما بال النسوۃ اچھے موقع پر واقع ہوا کیونکہ یہ لفظ کسی چیز کی ماہیت وحقیقت دریافت کرنے مین مستعمل ہے پس جب ایلچی نے اسی طرح کہ اسکی حقیقت کا سوال کیا تو ضرور اس خیال سے کہ جاہل نہ کہلاوے تحقیقات کرنے پر آمادہ ہوگا بخلاف اسکے اگر یون کہتے کہ اس سے کہہ کہ تحقیقات کرے تو غالب گمان یہ تھا کہ وہ بالکل پروا نہ کرتا بلکہ ناگوار جانتا کیونکہ اسکے دماغ مین بادشاہی نخوت تھی۔ پانچوین بات یہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے اُن عورتون سے تعرض کیا جنھون نے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے اور زلیخا سے تعرض نہ کیا اور یہ کمال کرم ورعایت حقوق ہے اور اس ضمن مین براءت حاصل ہونا عمدہ طریقہ ہے۔ واضح ہو کہ جن عورتون نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے انھون نے حضرت یوسفؑ کو مع طرز معاشرت زلیخا کے معائنہ ومشاہدہ کیا تھا اور غلبہ ہیجان عورتون کیطرف سے [illegible] ظاہر تھا گو یا جرم خیانت مین ہاتھ کاٹے گئے تھے اسواسطے انھین عورتون کو تحقیقات کے لیے متعین کر دیا۔ **اِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ** میرا پروردگار ان عورتون کے مکر سے خوب آگاہ ہے۔ اشارہ ہے کہ ان عورتون کا مکر بڑا خطرناک ہے اور ان عورتون نے مجھے بہت زور دیا تھا کہ اپنی سیدہ یعنی زلیخا کا کہنا تجھے ماننا چاہیے ورنہ تو قید مین تکلیف اُٹھاویگا۔ اور بعضون نے کہا کہ رب سے مراد بادشاہ ہے یعنے اسکو خود یہ قصہ معلوم ہے ولیکن یہ قول مستنکر ہے بلکہ صحیح وہی ہے کہ اپنے مظلوم قید ہونے کی شکایت کے [illegible] اللہ تعالے خوب آگاہ ہے کہ ان عورتون نے میرے ساتھ بڑے بڑے مکر کیے اور اسطرح مجھے قید ہونا پڑا تاکہ آئندہ اگر [illegible] بادشاہ کے قرب مین سکونت ہو تو اسکے خاندان کی عورتون یا انھین پہلی عورتون سے نجات رہے اور بار دیگر اسی

فتنہ مین پریشانی نہو- الغرض ایلچی واپس آیا اور اسنے بادشاہ سے وہ سوال بیان کیا [illegible]
دریافت کیا- قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ کہا کہ اے عورتو تمھاری کیا شان تھی یعنے یہ بڑا خطرناک [illegible]
پذیر ہوا تھا- اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ جبکہ تم نے یوسف کو اسکی ذات سے [illegible]
ظاہر ہی کہ بادشاہ کو اس امر کا قطعی یقین تھا کہ خواہش کرنے والیان یہی عورتین خود تھین اور [illegible]
اسیواسطے اُسنے یہ سوال ہی نہ کیا کہ تم نے یوسفؑ سے خواہش کی تھی یا یوسفؑ نے تم سے کچھ [illegible]
ولیکن دریافت یہ کیا کہ شاید ان عورتون کی خواہش کرنے اور اصرار کرنے و دھمکانے و ڈرانے اور ہر طرح کے [illegible]
کوئی بات آنحضرت علیہ السلام کی طرف سے سرزد ہوئی ہو تو بتلادین کہ انجام کیونکر ہوا- چنانچہ مترجم کہتا [illegible]
جواب ہی جو عورتون نے دیا کہ- قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ کہنے لگین حاشا للہ- مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ہم نے [illegible]
بدی نہین دریافت کی- یعنے دیکھنا تو درکنار بلکہ دریافت کرنے و جستجو کرنے سے بھی ہم کو کوئی برائی اسمین نہین [illegible]
من سوء نکرہ تحت نفی- اور حرف من سے ہر فرد وہر صغیر و کبیر برائی کی نفی ہوگئی یعنے کسی قسم کی بدی خواہ چھوٹی ہو یا [illegible]
طرح سے ہم کو اسمین دریافت نہین ہوئی- چونکہ زلیخا کو دریافت ہوگیا کہ آنحضرت علیہ السلام نے میرا تذکرہ [illegible]
فقط میری آبرو کا لحاظ کر کے ساقط کردیا ہی تو اسنے جوش محبت سے اس نیکی کے عوض نیکی کرنی چاہی- قَالَتِ امْرَاَتُ الْ[illegible]
عزیز کی جورو یعنی زلیخا بولی کہ- اَلْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اب سچائی خوب صاف کھل گئی- اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ مین نے
یوسف کو اسکی ذات سے لبھایا تھا- اسکی طرف سے کوئی برائی نہین ہی- یہ عورتین سچ کہتی ہین کہ انکو اسمین کوئی بدی معلوم نہین
اور اب مین بھی کہتی ہون کہ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ اور وہ بے شبہہ سچے آدمیون مین سے ہی یعنے بہت سچا ہی کیونکہ [illegible]
سچے معلوم و متعین ہین انہین سے ہونا اظہار اس امر کا ہی کہ یقینی سچا ہی- سراج وغیرہ مین لایا کہ یہان سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت
یوسف علیہ السلام کی طرف سے ہم و قصد وغیرہ کچھ بھی واقع نہین ہوا جیسا کہ بعضے اہل ہوی و ہوس فرقہ حشویہ مین سے [illegible]
مخلص علیہ السلام کی شان مین گمان کرتے ہین- مترجم کہتا ہی کہ شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا کہ ابن جریر رح نے [illegible]
ساتھ عکرمہ کے طریق سے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ جب یوسفؑ نے کہا کہ ذٰلک لیعلم انی لم اخنہ بالغیب الآیۃ تو جبرئیل علیہ [illegible]
نے کہا کہ نہ اسوقت کہ جب آپ نے کچھ قصد کیا تھا تو یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ما ابری نفسی ان النفس الآیۃ- مترجم کہتا [illegible]
کہ اسناد اس روایت کی حسن ہی ولیکن باوجود اس روایت کے مترجم کا زعم ہی کہ کوئی برائی حضرت یوسفؑ پر نہین [illegible]
صریح قولہ ما علمنا علیہ من سوء سے ظاہر ہی اور روایت ابن عباسؓ مین ہم بتشدید میم سے مقصود وہ [illegible]
ہین جو بلا اختیار محل امتحان مین خطور کرتے ہین اور آدمی لمحہ لمحہ انکو دور کرتا رہتا ہی اور یہ معنی نہین ہین کہ [illegible]
کے ساتھ کوئی فعل ممنوع کیا جاوے جیسا کہ عوام نے زعم کیا ہی حتی کہ قصہ خوانون نے اپنے اپنے قصہ مین عجیب [illegible]
بیہودہ گوئی کی کہ عورت کا ازار بند کھولا اور اپنا ازار بند کھولا اور کسی نے اور بڑھ کر کہا کہ کسی مقام پر تخلیہ [illegible]
کسی نے اور تجاوز کیا کہ دو زانو عورت کے چار زانو کے درمیان بیٹھے- نعوذ باللہ من تلک الخرافات [illegible]
یہ معنی فرض کر لیے جاوین تب بھی روایات متروک کیجاوینگی- اگر کوئی کہے کہ نقل سے [illegible]

[illegible] کی روایت تفسیر میں بمنزلہ مرفوع کے ہی تو جواب دیا جاوے کہ حدیث صحیح کے موافق نیکی کے [illegible] میں بدی کا قصد مستحق ایک گناہ کا ہی اگرچہ عام رحمت الٰہیہ نے اسکو عفو کر دیا ہی بس معصوم پیغمبر سے [illegible] خصوص جبکہ عام بغواص کا قیاس محض جہالت ہی اور یہ امر محقق مدلل ہی مجرد زعم نہیں ہی اور یہ جو کہا کہ تفسیر [illegible] مرفوع حکمی ہی تو اسکے معنی یہ ہین کہ جو احکام توقیفی ہون یعنے قیاس کو دخل نہو اور سابق قصہ پر محمول نہو وہان مرفوع کا [illegible] ہی پھر وہ مسند کر روایت کیا گیا اور یہان تو یہ قصہ صریح مرفوع مین کہین مذکور نہین ہی اور اکثر باتین بنی اسرائیل یہود [illegible] این لبن بیان سے تو متعین ہی کہ یہ روایات اہل کتاب سے ہی جنکی نسبت حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے شہادت دی [illegible] ایک بہتان باندھنے والی قوم ہی جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث مین مصرح ہی لہذا اس روایت پر اعتماد نہین ہو سکتا ہی [illegible] قرآن پاک مہیمن ہی جیسا کہ اللہ تعالے نے اسکی صفت بیان فرمائی ہی تو جسطرح اسمین مذکور ہی وہی صحیح ہی اور جو اہل کتاب [illegible] تبدیل کر کے بلا علیہ تحریف باطل ہی حتی کہ سلیمان علیہ السلام کو جادوگر کہتے چلے آتے تھے حالانکہ وہ مثل داؤد علیہ السلام [illegible] پیغمبر تھے جسکو قرآن مجید نے صاف ظاہر کر دیا - مترجم کو جو امر ظاہر ہوتا ہی وہ یہی ہی کہ ہَمّ سے مراد خطرہ ہی جو ہیم دفع [illegible] جاتے تھے کیونکہ اس صورت مین ثواب جمیل و جزیل ظاہر ہی - واللہ تعالے اعلم - القصہ جب ایلچی کی زبانی بادشاہ [illegible] عورتون کا حال دریافت کرنا سُنا اور ان عورتون سے تفتیش کیا بلکہ بکر رائی دانست کے موافق تحقیق واقرار بحلف لے لیا تو ایلچی [illegible] واپس گیا گویا یہ پیغام دیا کہ عورتون کا یہ حال ہی اور تم نے اسکو کیون دریافت کیا اور پہلے اسپر کیون موقوف رکھا۔ تو حضرت یوسفؑ [illegible] جواب دیا ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ بِالْغَيْبِ یہ امر اسواسطے مین نے پوچھا کہ وہ شخص جسنے مجھے بطور فرزند پرورش [illegible] کیا تھا اور وہان بادشاہ کے پاس وزارت پر مامور ہی اور مین جاتا تو ضرور اس سے میرا سامنا ہوتا اور اُسی نے مجھکو یہان [illegible] قید کیا تھا وہ میرے پیٹھ پیچھے یقیناً جان لیوے کہ مین نے ہرگز اسکی خیانت نہین کی تھی جسکا مجھپر الزام عورتون نے لگایا - وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ اور اللہ تعالے راہ نہین دیتا خیانت کرنے والون کے مکر کو - یعنی جو کوئی کسی کے [illegible] یا کسی امانت مین خیانت کرتا ہی تو اللہ تعالے اسکے مکر کو پورا و ٹھیک و روان نہین ہونے دیتا ہی - اگر کہا جاوے کہ [illegible] لیعلم الخ اس صورت مین حضرت یوسفؑ کا مقولہ ہی اور اوپر کی آیت زلیخا کا مقولہ ہی تو اسمین ربط ساقط ہوگا تو جواب دیا جاوے [illegible] نہین بلکہ قرینہ جب صاف ہوتا ہی تو عبارات حذف ہوتے ہین جیسے قولہ انا انبئکم بتاویلہ فارسلون یوسف ایہا الصدیق الآیہ [illegible] ہی چنانچہ تقدیر کلام اسطرح ہی کہ فارسلون فاجابوہ الی ذٰلک وارسلوہ فجاء الی یوسف و کلمہ یا یوسف ایہا الصدیق یعنے [illegible] نے کہا کہ مجھے بھیجو تو انھون نے کہنا مان لیا اور اسکو یوسفؑ کے پاس بھیجا وہ یہان آیا اور یوسفؑ سے مخاطب ہو کر عرض [illegible] لگا کہ یوسفؑ اے بہت بڑے راست گو سے الی آخرہ - اسیطرح یہان ہی کہ بادشاہ نے انکو بلوایا اور آپ نے اسکا جواب [illegible] ایلچی سے کہا کہ بادشاہ سے ان عورتون کا حال دریافت کرلا - پس ضرور ہی کہ دریافت کی حکمت پوچھی جاوے کہ تم نے کیون [illegible] کیا کیونکہ یہ تو بادشاہ کو معلوم تھا کہ عورتون ہی نے یوسفؑ کو فریب سے اپنی طرف لبھایا تھا تو اس عجیب واقعہ کا انجام یوسفؑ [illegible] کہا یعنے اسکی طرف سے بھی کوئی خواہش کسی طرح ظاہر ہوئی یا نہین تو انھون نے صاف کہدیا کہ ہرگز نہین ہرگز نہین [illegible] طرف سے تو ہمارا دیکھا کیا بلکہ ہم کو کچھ معلوم بھی نہین ہوا ہی اور زلیخا نے کہدیا کہ اب تو سچی بات سب پر کھل گئی

جب یہ حال تھا تو ایلچی مکر گیا اور اسنے پوچھا ہوگا کہ یہ کیون دریافت کیا [illegible]
امر کا خطرہ ہوگا کہ اول مین تو وزیر کی نزدیکی سے اسکی جورو اور دیگر عورات [illegible]
بھی ایسے مخاطرہ مین قدم رکھنا پڑیگا علاوہ اسکے عزیز مصر وہان موجود [illegible]
نسل اور لوگون کے جو مصلحت قید مین شریک تھے موجود ہوگا پس اس تحقیقات [illegible]
واللہ اعلم یہ تفسیر جو مذکور ہوئی ایک جماعت مفسرین کا قول ہی اور عکرمہ سے ابن عباس [illegible]
اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ شیخ ابن جریر و ابن ابی حاتم نے فقط اسی کو نقل کیا ہی کوئی اور معنی [illegible]
کا ظاہر کلام مشعر ہی کہ زیادہ مشہور و بہت مناسب و نہایت لایق یہ معنی ہین کہ قولہ ذلک لیعلم انی لم اخنه [illegible]
مین حق بات عام طور پر کھل گئی کما قالت الآن حصحص الحق - تو مین اقرار کرتی ہون کہ بیشک مین [illegible]
اور مین یہ بھی کہتی ہون کہ انہ من الصادقین - وہ سچا ہی کہ اسنے ہرگز کچھ قصد نہین کیا بلکہ مین نے یہ [illegible]
مین حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ مین ایسی پرہیزگاری و تقوی کا خیال سب لوگون کے دلون مین [illegible]
حق بات کہتی تو ضرور لوگ اتہام کرتے کہ جب یہ خود خواہش کرتی تھی تو چھوکرا ضرور ملوث ہوا ہوگا [illegible]
اب حق بات صاف کھل گئی تو مین نے اقرار کر دیا اور موافق بیان یوسف ؑ کے اور مطابق ظاہر حال [illegible]
کمال تقوے و طہارت کا عام طور پر سب کے دلون مین ہی مین بھی تصدیق کرتی ہون اور یہ اسواسطے [illegible]
ہو جاوے کہ مین نے در پردہ اسکی خیانت نہین کی یعنے کوئی امر واقع نہین ہوا جیسا کہ یوسف کی [illegible]
ظاہر ہی اور جو شخص خائن ہوتا ہی اسکے مکر کو سرسبزی نہین ہوتی ہی اور جو شخص اللہ تعالے کی امانت [illegible]
ادا کرتا ہی وہ دنیا و آخرت مین فلاح پاتا ہی ؎

تم الجزء الثانی عشر ویتلوه الثالث عشر من قوله وما ابرئ نفسی [illegible]

Marfat.com

فتح القدیر - از امام کمال الدین بن الہمام نہایت
مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور
آخر میں تکملہ زین الدین آفندی کامل چار
مجلد ضخیم جدید الطبع۔

ہدایہ - حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و
و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چہار
جلد کامل دو مجلدات میں بشرح ذیل۔

۱- جلدین اولین عبادات -

۲- جلدین آخرین معاملات -

فتاوائے عالمگیری - ہر چہار جلد کامل در مجلد

ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین
کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد
میں اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند
لکھے گئے ہیں بہ تفصیل ذیل -

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح -

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب -

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ - از امام
قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد
معروف متداول دو مجلد کامل -

شرح وقایہ - از امام صدر الشریعۃ جلی قلم
مع کامل حاشیۂ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید
چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح -

شرح وقایہ خرد - مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم -

ذخیرۃ العقبی - حاشیۂ شرح وقایہ از یوسف
بن جنید چلپی متداول معروف -

اشباہ والنظائر - مع شرح حموی معروف
مستند متداول -

ملا مسکین - ...

کنز الدقائق - محشی ...

مستخلص الحقائق - شرح کنز ...
مشہور متداول -

عینی شرح کنز الدقائق - محشی ہر چہار
جلد مستند معروف متداول دو مجلدین -

(۱) جلدین اولین عبادات میں -

(۲) جلدین آخرین معاملات میں -

مختصر وقایہ محشی - از امام صدر الشریعۃ
درسی متداول -

عمدۃ البضاعۃ - فی مسائل الرضاعۃ از
مولوی تراب علی مرحوم -

قدوری محشی - تالیف امام ابو الحسن
درسی متداول -

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی -

تہذیب النفوس - از سید فخر الدین حسین -

باب دانش - مؤلفہ مولوی محمد کریم بخش -

اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان -

ترجمہ عوارف المعارف - کامل دو جلد
میں مترجمہ مولانا ابو الحسن فریدآبادی -

خزینۂ دانش - ہوشمندی کی تعلیم از مولوی
محمد کریم بخش -

بستان تہذیب - جامع اخلاق و ادب
مرتبہ نواب حاجی محمد عمر علیخان بہادر ...

بحر الحقیقت - اصلاح نفس میں ...

النجیات - اخلاق و ...

کامل شرح ...
مطالب مع فوا...
بتفصیل ذیل
(جلد اول) ...
(جلد دوم) ...
اخلاق رضی ...
شجرۂ معرفت ...
ترجمہ سید غلام حیدر ...
تحفۂ سروری - ...
از مفتی غلام سرور ...
کنز الاسرار - ...
قدس سرہ ...
غلام حیدر خان ...
چشمۂ فیض ...

Marfat.com

وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

... معارف وحقائق وغیرہ اسرار ودقائق بعض تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفدا اسمٰعیل بن عمر ...
... الطبری وغیرہا کا بار یک فائدہ سلسلہ تحریر میں بت سے نفید التفاسیر کی رعایت کی گئی ہے تمام دین و ایمان

المسموم بہ

مواهب الرحمن

المشتہر بہ

مواهب البیان

مصنفہ

... شمس العلماء ... [illegible] ... ذوی الفضائل والفواضل ... [illegible]
... الہند ... عالمگیر ... ظلہ العالی ... [illegible]

... واقع لکھنؤ ... بن ... چھپی

Marfat.com

[illegible] نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا

[illegible] بیشک نفس تو بہت ہی برائی کی راہ بتاتا ہی سوا اسکے

[illegible] مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

[illegible] رحم فرماے میرا پروردگار بیشک میرا رب بڑا غفور الرحیم ہے

[illegible] نے خیانت کی مذمت بیان کی و افادہ فرمایا کہ خائنون کا بھلا نہین ہوتا تو اس سے عوام کا خیال جاتا ہی کہ یہ خودستائی [illegible] وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اور مین اپنے نفس کی برأت نہین کرتا ف اور اس بیان سے میری یہ غرض نہین [illegible] اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ بیشبہ نفس تو سب سے بڑھکر بدی کی راہ سمجھانے و لگانے [illegible] اعتماد کرے اور اسکے کہنے پر چلے تو وہ اسکو کثرت سے بہت بدی کی راہ لگا دیگا ہر شخص کا نفس بد کام کا حکم کرتا ہی [illegible] ایسے نفس گے جسپر حق تعالیٰ نے پروردگار عزوجل رحم فرما دے پس جسپر اللہ تعالیٰ رحم کرے اسکو یا تو نفس مطمئن [illegible] جیسے انبیاے معصومین علیہم السلام اور یا نفس کی فرمایش سے جو گناہ و برائے ہو اللہ تعالیٰ ہدایت خاص سے [illegible] اسطرح کہ وہ نفس کو مقہور کرتا اور موافق حکم شرع کے کام کرتا ہی۔ پھر چونکہ زلیخا سے مراودت واقع ہوئی تھی [illegible] اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بیشک میرا رب بڑا غفور رحیم ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اس قول کو ماوردی نے اپنی تفسیر [illegible] ابن تیمیہ نے اسی کو اختیار کیا اور اسکی تائید و تصحیح مین ایک مستقل کتاب علحدہ لکھی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ سراج وغیرہ مین [illegible] زلیخا کا کلام ہونے حضرت یوسف کیطرف راجع کی یعنی مین نے اسکی پاکیزگی و براءت کا اقرار اسکی غیبت مین کر دیا [illegible] کہ مین نے پیٹھ پیچھے جبکہ وہ قید خانہ مین ہی اسکی خیانت نہین کی اور قولہ ان اللہ لا یہدی کید الخائنین سے [illegible] خیانت کی تو راہ نہ پائی اور آخر فضیحت ہوئی اور اس نے سچائی کا برتاؤ کیا تو قید مین اسکی برأت اور رہائی ہوئی۔ [illegible] کا کلام ہو تو یہ شبہہ ضرور ہوگا کہ قولہ ان اللہ لا یہدی کید الخائنین۔ اور قولہ ما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء [illegible] یہ سب ایمان صحیح و توحید الٰہی کے نتائج سے ہین کیونکہ کید و خیانت اہل کفر کے ساتھ ضم ہی جبکہ انھون نے [illegible] خیانت کی اور یہ سب سے بڑے خیانت ہی اور نفس کا تزکیہ نہ کرنا محض ایمان ہی بخلاف کفر کے کہ وہان ابتاع [illegible] نہین ہی و غفران الٰہی کی التجا کا ذکر کی شان نہین ہی حالانکہ عورت اسوقت تک کفر پر ثابت تھی تو یہ مواعظ بلیغہ [illegible] قول مذکور کی جسکی تائید مستقل تصنیف سے شیخ ابن تیمیہ رح نے کی ہو کوئی قوی دلیل نہین ظاہر ہوئی [illegible] خلاصہ اسکا سراج و معالم و بیضاوی و تفسیر کبیر سے اسطرح ہو کہ جب ایلچی حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] سب عورتون نے مع زلیخا کے تمھارے پاک و بے لوث ہونے کی گواہی دی ہی [illegible] بادشاہ کے بلانے پر نہ جانا۔ لیعلم انی لم اخنہ بالغیب۔ اس مقصد سے تھا [illegible] اسکی کوئی خیانت نہین کی کیونکہ مین قید مین پڑا ہون اور عورتین مع زلیخا کے

بے کھٹکے ہین تو انکی گواہی و زلیخا کا اقرار خوب ظاہر کرتا ہی کہ مین پاک ہون اسکے گھر یا غیرون مین سے [illegible]
اکثر مفسرین کا قول ہی کہ یہ یوسف علیہ السلام کا مقولہ ہی۔ امام بغوی نے کہا کہ ایک آدمی کی گفتگو دوسرے [illegible]
قرینہ ہر ایک کی شناخت پر موجود ہو اور اُسکی دوسری مثال یہ آیات ہین قال اللہ تعالیٰ ان الملوک اذا [illegible]
یہانتک بلقیس کا کلام ہی پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وکذٰلک یفعلون۔ اسی طرح قولہ تعالےٰ ربنا انک [illegible]
کرنے والے کا کلام ہی اور آگے اللہ تعالےٰ نے کہا ان اللہ لایخلف المیعاد۔ پس ایسے ہی یہان ہی اور مترجم [illegible]
اشارہ کیا ہی۔ پھر قولہ ان اللہ لایہدی کید الخائنین۔ مین یہدی بمعنی یسدد و ینجح ہی یعنی خائن کے مکر کو اللہ تعالےٰ [illegible]
آخر خائن فضیحت و رسوا ہوتا ہی پس مقصود یہ بھی ہی کہ مین خائن نہ تھا ورنہ اس ورطہ سے مجھے نجات نہوتی [illegible]
اور حشویہ کہتے ہین کہ جب یوسفؑ نے یہ بات کہی تو جبرئیل نے کہا کہ نہ اسوقت جب قصد کر کے عورت [illegible]
یوسفؑ نے کہا وما ابری نفسی الخ۔ امام رازی نے کہا کہ ان لوگون نے بہت سی خبیث روایات بنائی ہین [illegible]
اور یہ روایت کسی معتبر کتاب مین مذکور نہین ہی بلکہ بعض نے اسکو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جانب نسبت [illegible]
کوشش کر کے ظاہر قرآن مین تحریف معنوی پیدا کرین مگر اللہ تعالےٰ نے اسلام مین ایسے اہل تحقیق علما [illegible]
خبیث لوگون کے اقوال رد کر دیے اور قرآن مجید کو پاک و طاہر رکھا آیا یہ نہین دیکھتے کہ ایسی خیانت نعوذ [illegible]
محض دروغ ہوتا حالانکہ کسی دیندار عاقل کی جانب ایسا خیال نہین ہو سکتا تو کیسے ایک نبی مرسل کی طرف روا [illegible]
بلکہ یہ آیت تو نہایت پاکیزگی یوسفؑ پر قطعی دلیل ہی اور فرقہ حشویہ بدبخت اپنی طرف سے اتہام کر کے کفر اختیار [illegible]
ساتھ خود معاملہ تھا وہ کہتی ہین کہ حاشا للہ ما علمنا علیہ من سوء۔ اور مترجم کہتا ہی کہ روایت ابن عباس کو شیخ [illegible]
اسطرح نقل کیا قال ابن جریر حدثنا ابو کریب حدثنا وکیع عن اسرائیل عن سماک عن عکرمۃ عن ابن عباس [illegible]
[illegible] راودت یوسف عن نفسہ قلن حاشا للہ ما علمنا علیہ من سوء قالت امرأۃ العزیز الآن حصحص الحق الآیۃ قال یوسف [illegible]
جبرئیل ولا یوم ہمت بہا فقال وما ابری نفسی الآیۃ مترجم کہتا ہی کہ اسناد اس روایت کے جید ہی اور لکھا ہی کہ ایسا ہی قول [illegible]
ابی الہذیل وضحاک وحسن وقتادہ وسدی سے مروی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ ان تابعین کے قول سے یہ مراد ہی کہ [illegible]
کلام یوسف علیہ السلام قرار دیا ہی نہ کلام زلیخا۔ بدین دلیل کہ مراد بیان اقوال ہی نہ تحقیق معانی اور یہانتک مین مترجم [illegible]
جو متداول ہون اور تعویل انھین روایات پر ہی جنمین کوئی علت نہو اور مدار اعتقاد کا خصوص ایسے مقامات [illegible]
ہون اور یہان قرآن مجید وحی جلی سے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہر طرح پاکیزگی ظاہر ہی اور ایک [illegible]
اور وحی خفی یعنی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوتا ہی کہ اپنی پاکیزگی ظاہر ہونے کے لیے قید مین [illegible]
قرآن یا حدیث سے نہین ہی تو ضرور بنی اسرائیل سے لی گئی ہی جسپر کچھ اعتماد نہین ہو سکتا ہی اور تصحیح اسکی [illegible]
کرنا کفر ہی جب کوئی دلیل منصوص نہین ہی تو اہل کتاب یہود وغیرہ کے قول سے روا نہین [illegible]
مذکور ہوئی فافہم واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ پھر جاننا چاہیے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جناب [illegible]
مری رکھا اور اپنی برات کے بعد کہا کہ ما ابری نفسی یعنی یہ جو کچھ مین نے کہا کہ مین خائن نہین ہون [illegible]

Marfat.com

[illegible] اللہ تعالے نے مجھپر اپنا بڑا فضل فرمایا اور مجھے پاک کردیا اور یہ غرض نہین ہو کہ میرے نفس مین [illegible] نے منع فرمایا ہو کہ لا تزکوا انفسکم - اپنے نفوس کی پاکیزگی مت بیان کرو کیونکہ - ان النفس لامارۃ بالسوء [illegible] کرتا ہو ولیکن انسان کو اللہ تعالے اپنے فضل سے محفوظ فرماتا ہو - الا ما رحم ربی - وہی محفوظ رہتا ہو جسپر اللہ تعالے رحم [illegible] میرا رب غفور رحیم ہو - انسان اپنی ذات سے بدی کا خواستگار رہتا ہو مگر اللہ تعالے نہایت بخشنے والا ہو کہ [illegible] نہین فرماتا بلکہ بخشدیتا ہو اور نہایت رحم والا ہو کہ علاوہ اسکے اسپر رحمت فرماتا ہو - یہان ایک نکتہ یہی سمجھ مین آگیا ہوگا [illegible] جہت سے مغفرت خالق عز وجل کا محتاج ہو کیونکہ آدمی یہی نفس منقوس ہو جسکا ذاتی اقتضا بدی ہو ولیکن عصمت وحفظ آلہی تو یہ رحمت [illegible] ہو جو انبیا علیہم السلام کے لیے بالکلیہ ہو اور عوام امت کے لیے درجہ بدرجہ خاص خاص طور پر ہو لہذا جہان کسی پیغمبر نے [illegible] اس بات پر ہرگز دلیل نہین ہوسکتا کہ اُس سے کوئی فعل گناہ سرزد ہوا ہو بلکہ بنظر نفس وخلقت ہو جسکو اللہ تعالے نے [illegible] حدیث صحیح مین وارد ہو کہ سب سے افضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن مین بہت مرتبہ استغفار کرتے تھے اور حاشا کہ کوئی جاہل [illegible] استغفار [illegible] معصیت تھا کیونکہ یہ گمان باطنی کفر ہو - ف فی العرائس جب یوسف نے کہا کہ انی لم اخنہ بالغیب - تو باطن مین [illegible] یاد دلائی کہ اسوقت بھی نہین جب بحکم قولہ لقد ہمت بہ وہم بہا - قصد کیا تھا - اہل تفسیر نے لکھا کہ جبرئیل نے انسے ایسا کہا غرضکہ [illegible] نفس سے عذر کیا لقولہ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی - بس پہلا مقولہ تو ابتدای حال کے خبر تھی اور [illegible] نبوت مقدسہ تھی جنپر کوئی تہمت نہ تھی پھر درمیان مین لطیفہ الہیہ سے امتحان وابتلا مین پھنسنے اور رسم امر پر قدر [illegible] ذکر کیا وہ اسی لطیفہ کی خبر تھی - واضح ہو کہ قولہ ان النفس لامارۃ بالسوء مین تحقیقات شریف این اسطرح کہ یہ [illegible] بدی پر بشدت آمادہ کرتی ہو پس یہ معلوم ہو کہ وہ شیطان نہین ہو اور ظاہر ہو کہ قلب نہین ہو اور نہ فرشتہ ہو اور نہ عقل ہو اور نہ ایسی [illegible] خارجی ہو پس بعض لوگ تو اسی نفس کو ہوے کہتے ہین یعنی خواہش وشہوات اور بعضے لوگ اسکو طبیعت کہتے ہین اور [illegible] کہتے ہین کہ بشریت کے جو خواہش ومیلان بجانب شہوات ہو اسکو نفس نام رکھتے ہین اور یہ اقوال میرے نزدیک سب علم کے [illegible] صورت کے بحث ہو اور میرا ارادہ یہان تحقیق کا ہو تو حقیقت اشیا کا عالم فی الواقع اللہ تعالے خالق عز وجل ہو [illegible] ہوا ہو جو کچھ ظاہر کرتا ہو تو نفس درحقیقت وجود قہر قدم ہو کہ فعل مین اسکا ظہور ہوتا ہو اقول یعنی عالم صفات سے [illegible] نفس کی حقیقت ہو اور کہا کہ ہر مخلوق انسانیہ کی طبیعت کو قہر ذات کے بسوال برحرکت دینا اور مستعد کرتا ہو [illegible] ہین جنکا انجام آخر مین غضب وعذاب الٰہی کی طرف ہو جس سے حجاب طاری ہوتا ہو اقول خلاصہ یہ کہ [illegible] نے آدمی وجن کو آگاہ فرمادیا اور دنیاوی زینت واس کارگاہ کا ایک فریب گاہ ناپائدار ہونا ظاہر کردیا [illegible] دنیا محض مزین بتزئین امتحانی ہین اور انجام معصیت وفریب کا اور عہد الٰہی مین خیانت کا یہ ہو کہ عذاب [illegible] اور بہشت قریب ہی پہر باوجود اس علم کے لوگ انہین چیزون کو قبول کرتے ہین اور ایسے [illegible] عذاب ہو تو یہ امر تحقیق طلب ہو کہ کون چیز انسان مین ہو جو جان بوجھکر اُسکو اس عذاب مین گرفتار [illegible] نہین ہو [illegible] فعل پر آمادہ کرتی ہو [illegible] فرشتہ نہین اور نہ شیطان [illegible] ہو بلکہ وہ قہر قدم کا وجود ہو جو عالم فعل مین ظاہر ہوا - قوم نے فرمایا کہ جو صدور قہر سے

Marfat.com

ہوا رہ نفس ہی یعنی قہر سے عالم فعل مین صادر ہو کر نفس نام رکھا گیا اور ہم اصل کی طرف رجوع کرے [illegible]
طبیعت بشری کو شہوات کی تلاش پر جنبش دیتی ہی پس کسی کو یہ مجال نہو گی کہ اُسکے قبضہ سے نکل جاوے [illegible]
قبضہ کر لیا حلی معنی قولہ الا ما رحم ربی - کیونکہ یہ صفت تمام ذوات پر غالب ہی اور وہ صفت آلہی سبحانہ تعالے [illegible]
اللہ تعالے کی ذات موصوف بصفۃ القہر ہی اور اُسکے قہر نے تمام حوادث و ممکنات و مخلوقات کو اپنی تحت مین [illegible]
جو دعوے کرے کہ مین اپنے آپ کو سلطان قہر کے قبضہ سے نکال لونگا پس قولہ وما ابری نفسی یعنی مین اپنے نفس کو [illegible]
قہر آلہی تعلکا قبضہ نہین ہی بلکہ ضرور وہ قہر کے قبضہ مین مقہور ہی - اور نیز اشارہ ہی کہ مین بری نہین کرتا نفس کو قہر [illegible]
بمقتضاے قہر حکم کرتا ہی اور مقتضاے قہر وہی مقتضاے امتحان ہی اور مقتضاے امتحان وہی مقتضاے ملامت ہی [illegible]
اقول مقتضاے ملامت سے یہان اصطلاح فقہ مراد ہی یعنی جسپر استحقاق عذاب ہو پس اشارت ہی کہ امتحان مین پڑنا ہوا [illegible]
ہلاکت ہی اور عفو و مغفرت نجات ہی - پھر لکھا کہ قولہ الا ما رحم ربی - یعنی سواے اس شخص کے جسکو حق تعالے نے اپنے لطف کے [illegible]
قہر سے محفوظ کر دیا - اور اس سے اشارہ اپنی ذات کی طرف لیا کہ حق عزوجل نے اپنی رحمت سے مجھکو بھی اپنے قہر یعنی امتحان سے [illegible]
قولہ ما ابری نفسی - مین اس امتحان کی طرف اشارہ کیا جو زلیخا کے معاملات مین واقع ہوا اور یہ مرتبہ ایسے شخص کا ہی جو سر القہر سے واقف [illegible]
اور سر الخطاب و سر امتحان و سر النفس و غلبہ ربوبیت سے دانا و بہدایت حق عزوجل سرفراز ہو و قد قیل من عرف نفسہ فقد عرف ربہ [illegible]
کہتا ہی کہ اس قول مین نفس کے معنی اس تحقیقات کے موافق لیتے ہین جو ابھی شیخ نے ذکر فرمائی ہی اشکال ہی کیونکہ نفس اپنی [illegible]
اور غایت اس سے اصل صفت کی معرفت ہی تو رب کی معرفت مین تامل ہی اور ظاہر ایہان حقیقت ذات انسانی مراد ہی اور [illegible] صفات [illegible]
کلیہ پر معرفت تامہ حاصل ہو واللہ تعالے اعلم - اور شیخ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ عارف حقیقت نفس تھے تو آپ کے کلام [illegible]
اشارت موجود ہی کہ آپ نے اصل سے پناہ مانگی حیث قال اعوذ برضاک من سخطک و بمعافاتک من عقوبتک یعنی مین پناہ مانگتا ہون تیری
رضا کے ساتھ تیری خشم سے اور تیرے عفو کے ساتھ تیرے عذاب سے - اور آپ نے ہمکو آگاہ فرما دیا کہ حق تعالے عزوجل [illegible]
اسی حدیث مین فرمایا و اعوذ بک منک ہم تجھی سے تیرے ساتھ پناہ مانگتے ہین یعنی قہر و لطف و سخط و غضب سب تیری [illegible]
لوگ تیری پناہ مین تجھی سے سلامتی چاہتے ہین - پھر شیخ رح نے کہا کہ جس نے چاہا کہ اپنے نفس کی پاکیزگی حاصل کرے [illegible]
ساتھ جھگڑا پھیلایا کیونکہ نفس اصل قدر سابق ہی بنا بر جریان امتحان کے - تو نہین دیکھتا کہ واسطے حق فرماتے ہین کہ جس [illegible]
کی اُس نے شرک کیا - مترجم کہتا ہی کہ یہ مسئلہ جو شیخ رح نے ذکر کیا بہت مشکل ہی اور اصل اشکال عوام کی عقل کے [illegible]
بہت صاف و واضح ہی پس اول تو مین کلام شیخ کی توضیح کرتا ہون پھر اُن احادیث و نصوص کی طرف اشارہ کرتا ہون [illegible]
شیخ کی مراد یہ ہی کہ کوئی شخص اپنے نفس کو پاک نہین کر سکتا مگر اسی قدر کہ اُسکے حق مین پاک ہونا خود مقدر [illegible]
ہر شخص کے حق مین دنیاوی امتحان و ابتلاء کی حالت گذر چکی پس اُس سے وہی نتیجہ حاصل ہوگا جو مقدر ہو چکا [illegible]
یہی معنی ہین کہ جس نے اپنے نفس کو پاک کرنا چاہا اُس نے ربوبیت سے منازعت کی یعنی نفس کی [illegible]
اختیار مین نہین ہی سواے خالق عزوجل کے اسی واسطے فرمایا فلا تزکوا انفسکم - یعنی اے لوگو تم اپنے نفس کی پاکی [illegible]
تو باختیار آلہی ایک حالت پر مقدر ہو چکا پس دوران قضا مین جسطرح اللہ تعالے [illegible]

Marfat.com

[illegible] ان کرنے ہو اور نہین سے واضح ہوگیا وہ جو شیخ واسطی رح نے فرمایا کہ اپنے نفس کا ملامت کرنے والا مشرک ہی
[illegible] ملامت اختیار کے ساتھ وابستہ ہی کیونکہ جب نفس اسی قدر پاک ہوگا جسقدر اسکے حق مین مقدر ہی تو وہ اُس سے
[illegible] اسکے بے اختیار ثابت کیا حالانکہ وہ ارادۂ الٰہی ہی پس گویا اسکے لیے صفت الٰہیہ ثابت کی اور یہ شرک ہی اور
[illegible] معنی مین نتیجہ بر نفس کا انجام ہوا اسپر قابل ملامت نہین ہی کیونکہ یہ تقدیر الٰہیہ ہی اور اگر ملامت سے مراد یہ ہو کہ فہم عقل کی راہ
[illegible] مستحق عذاب ہوا تو یہ دوسرے معنی ہین اور اسی پر عذاب ثواب کا مدار بیان کیا گیا ہی علی معنی قولہ فلا تلوموني ولوموا انفسکم
[illegible] جب نتیجہ غیر معقول ہو وقد قال تعالیٰ یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا۔ پھر نصوص و آیات و احادیث اسکے واسطے صریح ہین اور مسئلہ جبر
[illegible] وہم ہوتا ہی بلکہ اسمین و اسمین بڑا فرق ہی جیسے تقدیر و تدبیر مین کوئی منافات نہین ہی مگر عوام اسمین فرق نہین کرتے ہین کیونکہ جو شخص [illegible]
[illegible] ملامت بجا ہوگی یا کوٹھے پر سے کود پڑے سیڑھی کی راہ چھوڑ دے اس زعم پر کہ موت یا چوٹ مقدر ہوگی تو مریگا ورنہ کچھ نہوگا تو
[illegible] اسکی موت اسوقت مقدر تھی ایسے ہی یہان بھی نفس تقدیر و علم الٰہی کی راہ سے ملامت کرنا شرک ہی اور اس راہ سے کہ علم الٰہی کا حال اسکو
[illegible] کیونکہ تقدیر علم الٰہی ہی اور اسکا مدعی خود مشرک کافر ہی بس جسکا یہ زعم دیکھا جاوے اسکے آثار سے استدلال ہوسکتا ہی کہ یہ دوزخی ہی
[illegible] جو ہونے والا ہی قلم اسکو لکھ چکا۔ و عجیب تر حضرت صحابہ تھا کہ نہین سے یہ پوچھنے والا پوچھتا کہ یا رسول اللہ [illegible] جو حالت [illegible]
[illegible] اور آپ نے جواب مین ارشاد کیا کہ ہو چکا۔ حالانکہ اس زمانہ کے بڑے بڑے علامہ عالم محض غافل ہین جنکی نظر ایسے غوامض مدارک
[illegible] صحیح ہین ہی کہ ہر ایک پر وہ آسان و میسر کر دیا گیا جسکے لیے وہ مخلوق ہوا ہی اور قال تعالیٰ لقد ذرأنا لجہنم کثیرا من الجن والانس لہم قلوب
[illegible] منہم شقی و سعید۔ و عجیب ہی کہ جو لوگ اختیار پر مدار رکھتے ہین عقول کو کسی قبضۂ قدرت مین مجبور دیکھنے سے اندھے ہین اور [illegible] تدبیر کر
[illegible] ہوشیار نہین ہوتے ہین صرف اس وہم پر کہ مدار ثواب عذاب کا جبر کی حالت مین کیونکر ہوگا حالانکہ جبر کے جو معنی سمجھتے ہین اس نے
[illegible] کا تفاوت ہی اور امر الٰہی عزوجل کو اپنی کوتاہ عقل مین محصور خیال کرتے ہین بدین معنی کہ ہر حکمت الٰہیہ جملا کلام الٰہی کو
[illegible] قابل سمجھتے ہین جسطور پر انکی عقل شاہد ہو حالانکہ یہ نہین دیکھتے کہ عقل منجملہ مخلوقات حقیر کے جلال الٰہی کے سامنے متحیر و مسخر ہی اسکو
[illegible] کہ تمام حکمت الٰہی کو محیط ہو جاوے پھر یہ سوال کیون پیدا ہوا کہ پھر وہ عذاب کیون فرماویگا اور ثواب کیونکر دیگا
[illegible] ہو کہ پھر اُس نے مخلوق کو اس فضائے محصور مین کیون پیدا کیا اور اندھیرا کیون کر دیا کہ چراغ کی ضرورت ہوا اور احتیاج کی
[illegible] زندگی رکھی اور زمین اس شکل کی کیون بنائی اور ایک ہی کیون پیدا کی اور [illegible] حیوان بنا دیا اور مانند اسکے ہر [illegible]
[illegible] بلا شک ہو کر دارالبوار جہنم اختیار کرتے ہین پس صریح ایمان یہ ہی کہ ہر ایک نفس کو اسکے اسباب عقل و حواس دیدیے جنکو
[illegible] سے شکر ادا ہو کر راہ معرفت کشادہ ہوتی ہی اور نتیجہ ہر ایک کو اسکے مقدر کا ملتا ہی وقال تعالیٰ وکان امر اللہ
[illegible] ہوا اور شیخ نے دوسرا قول شیخ واسطی رحمہ اللہ کا ذکر کیا کہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہی کہ جس نے اپنے نفس کی
[illegible] نے شرک کیا کیونکہ جس نے اپنے نفس کی طرف سے کوتاہی کرنا جانا اُس نے حق عزوجل کی تقدیر قضا
[illegible] امور مین سے کسی بات مین ملامت کی تو اُس نے شرک کیا کیونکہ اُس نے اپنے نفس کی جانب
[illegible] مقدر نہ تھا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ نفیس تحقیق قابل صد آفرین ہی جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء فانہ اقام
[illegible] کہا کہ و ما ابرئ نفسی یعنی مین بذات خود اپنے نفس کی پاکیزگی نہین بیان کرتا بلکہ بذات حق

Marfat.com

اسکی پاکیزگی بیان کرتا ہون۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ صحیح ہو یعنی نفس جسمین پاکیزہ حالت ہو اسکا انجام بہت ...
اللہ تعالے نے اس نفس کو پاک کیا پس نفس کی پاکیزگی و اسکا بدی سے بری ہونا ...
کی حمد وثنا و شکر ہو اور خود اپنے اختیار سے نہین ہو تو اپنے نفس کا تزکیہ اور عیب سے بری ہونا ...
مترجم کہتا ہو کہ قولہ ان النفس لامارة بالسوء۔ یہ جملہ بہت تاکیدات سے مملو ہو جس سے معلوم ہوا کہ اکثر اوقات نفس کی ...
ہین سب قہر الٰہی ہین جنکا اُٹھا رحمت الٰہی ہوگا اور اکثر مثل کل کے ہو اور خود کل ہوتا بھی محتمل غالب ہو اسی واسطے شیخ نے ...
فرمایا کہ جس نے اپنے نفس کو دوام اوقات مین متہم نرکھا اور جملہ احوال مین اسکی مخالفت نہ کی اور جو بات اُسکو ناگوار ہو اُسکی طرف ...
اس سے مخالف کام نہ لیا تو وہ اپنے نفس کی طرف سے دھوکے مین پڑا۔ مترجم کہتا ہو کہ جب نفس بدی کا حکم کرتا ہو تو جب کبھی ...
بات کی خواہش کرے اگرچہ بظاہر وہ عبادت معلوم ہووے ضرور ہو کہ آدمی نفس پر اعتماد نہ کرے بلکہ تہمت رکھے کہ ضرور ...
کسی بدی کی خواہش کی ہو کیونکہ وہ تو بدی پر حکم کرتا رہتا ہو پس اس کام کو کتاب الٰہی و سنت حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم ...
تلاش کرے اور جو علوم فقہ و مسائل ہین وہان سے ڈھونڈھے اگر طاعت ہونا ملجاوے تو پھر اپنی نیت و حالت پر نظر کرے ...
جو قبائح کہ فعل و نیت سے متعلق ہین سب پر نظر ڈالے پھر اگر نیت بھی صادق ہو تو انجام کے خدشات و مآل کار پر نظر کرے کیونکہ بہت سے کام ...
کہ بعض شخص کی نسبت انکا انجام خراب ہوتا ہو پس جب انجام بھی نیک نظر آوے تو قبول کرے ورنہ ترک کرے اور جان لیوے ...
قریب ہو پس اس سے مخالفت کرے پھر مخالفت کے بعد جو فعل برخلاف ہو اور نفس کو ناگوار ہو اسپر آمادہ ہووے ...
تاکہ پورا ثواب حاصل ہو جاوے پھر شیخ ابو حفص نے اپنا قول یون فرمایا کہ اور جس کسی نے نفس کے کامون مین ...
احکام مین سے کسی حکم کو اچھی نگاہ سے دیکھا تو اُس نے اپنی جان کو ہلاک و تباہ کر دیا بھلا کسی عاقل کو وہ ہو کہ اپنے نفس کی ...
حالانکہ کریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم یعنی یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم تو فرماتے ہین کہ وما ابری نفسی ان النفس لامارة بالسوء ...
کون ہو کہ اسکا نفس ایسا ہوگیا کہ اُسکو بھلائی کی راہ بتلاتا ہو۔ خوب یاد رکھو کہ اسکا فریب بہت باریک ہو ...
تیرے لیے بدی چھپی ہوئی رکھیگا۔ قال المترجم یہ مسئلہ علماے باطن کے نزدیک نہایت دشوار ہو یعنی ...
وعبادت و نیک کام پر آمادہ کرتا ہو حالانکہ اسمین بُرائی پوشیدہ ہوتی ہو کیونکہ مدار کام کا نیت ...
خلوص کا پہچاننا پھر نفس کی طرف سے ہوگا اور عقل ہنوز مغشوش ہو تو فریب سے نفس اُسکو خلوص کا ...
میل خود پسندی وغیرہ کا شامل نظر آتا ہو اسی واسطے اہل قلوب کی خدمت و صحبت مثل ...
بالصواب۔ شیخ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے نفس کو پیدا کیا اور طبیعت اُسکی ...
زیادہ قریب کر دیا ہو اور ہوی یعنی خواہش کو ایک ایسا دروازہ کر دیا ہو کہ جو مخلوق اُسمین داخل ...
نفس امارہ وہی شہوت ہو اور نفس مطمئنہ وہ نفس معرفت ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ اس سے ظاہر ...
ولیکن یہ ایک تحقیق پر مبنی ہو اور کلام الٰہی مین بھی ان دونون کا ذکر ہو اور فرق شاید مثل ...
تفصیل احیاء الغزالی رحمہ سے تلاش کرنا چاہیے۔ شیخ ابو حفص رحمہ نے فرمایا کہ نفس ...
توفیق الٰہی ہو پس جس شخص کے ساتھ توفیق یار نہو تو وہ بالکل تاریکی مین رہیگا ...

Marfat.com

[illegible] السو دیہ موضع طمع ہی اور قولہ الا ما رحم ربی یہ مقام عصمت ہی۔ مترجم کہتا ہو شاید مراد یہ ہی کہ نفس [illegible] کا خرجسے حکم کرتی ہی اور حبیب و محصوں بعصمت آلہیہ ہو خواہ اسکو ہدایت ربانیہ سے تعبیر کیا جاوے [illegible] علی رہ نے کہا کہ نفس سراپا ظلمت ہی اور چراغ اسکا سر باطن ہی تو جسکے پاس سر پاکیزہ نہو وہ ہمیشہ تاریکی [illegible] اصطلاح خاص ہی جیسے عشق اور معنی اسکے سوائے عارف کے کوئی نہین سمجھ سکتا ہی اور بسا اوقات تنبا لقلب [illegible] عجیب الفاظ اسرار ہین ست سبز قصہ سیمرغ و غوصۂ ہد ہد۔ کسے رسد کہ شناسا سے منطق الطیر است۔ ورنہ ہم لوگون کو [illegible] سوائے قصص و امثال کے کوئی حصہ خاص نہین ہی اور طریقہ اسکا سوائے اسکے نہین کہ توفیق آلہی تاریکی نفس سے بچراغ [illegible] سے شاہراہ اتباع و ادب کی طرف واصل فرما وے تو ہر مقام پر اُسکا مقصود و مشاہدہ ہو جاوے واللہ تعالے ہو الہادی [illegible] شیخ استاد نے فرمایا کہ قولہ ما ابری نفسی۔ اس اعتذار کا بیان ہی جو امر الہی مین قصور واقع ہوا اور پوری طاعت وخدمت [illegible] سے غفران آلہی کے مستحق ہوئے اسی واسطے قولہ ان ربی غفور رحیم پر تمام کیا۔ مترجم کہتا ہو کہ شان عظمت وکبریائی [illegible] عبادت اہل تحقیق کے نزدیک ناممکن ہی اور نص اسپر قولہ صلے اللہ علیہ وسلم ما عبدناک حق عبادتک الحدیث ہی اور وجہ اسکی بیان [illegible] کہ عبادت لائق معبود کے اسوقت ہو سکتی ہی کہ معبود کی عظمت سے کامل آگاہی ہو اور اُسکے لائق سامان بہم پہونچے تو ظاہر ہی کہ حقیقت [illegible] سبحانہ تعالے العلو الکبیر اکسی بشر یا کسی مخلوق سے ممکن نہین تو ذات کا کیا ذکر ہی پھر اگر قدیم ہونا معلوم کیا تو حادث سے لائق قدیم کے [illegible] ہو اسی واسطے حمد آلہی وہی ہی جو خود اپنی حمد فرمائی ہی وقال صلے اللہ علیہ وسلم انت کما اثنیت علی نفسک الحدیث پس جہان [illegible] یہ فرما وے وہان کسی مخلوق کی کیا مجال ہی کہ زبان ہلاوے تو تقصیر عبادت ہر فرد بشر سے ضروری متحقق ہی۔ واضح ہو کہ [illegible] مناسبات حکمت ہین اور کوئی اُنکے اسرار سے واقف نہین ہو سکتا مگر جسکو حکمت ربانی سے فیض ملا ہو۔ القصہ جب بادشاہ کو [illegible] ظاہر ہوئے تو اُس نے طمع کی کہ ایسے ستودہ صفات آدمی سے بالمشافہ مکالمہ سے فیضیاب ہو لہذا

اُس نے حکم بھیجا کما قال تعالی عزوجل

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا

[illegible] مجھکو میرے پاس نے آؤ مین اُسکو خاص اپنے واسطے کرونگا پھر جب اس سے باتین کین تو بادشاہ بولا کہ آج کے روز تو ہمارے نزدیک

مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ ۚ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا

[illegible] مقرر کر دے زمین کے خزانون پر مین بیشک حفاظت کرنے والا ہوشیار ہون اور یون ہم نے

لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ

[illegible] کہ اسمین جگہ لیتا جہان اُسکا جی چاہتا ہم اپنی رحمت پہونچا دیتے ہین جسکو چاہتے ہین

[illegible] الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ ع ۴

[illegible] اور بیشک آخرت کا ثواب بہت اچھا ہی ان آدمیون کے واسطے جو ایمان لائے اور پرہیزگاری پر قائم رہے ہین

[illegible] اور بادشاہ [illegible] بعض کہتے ہین کہ مراد وزیر اطفیر یعنی عزیز ہی جسکو چھوٹا بادشاہ کہتے تھے اور امام رازی وغیرہ نے [illegible] سے تھے اور وہ انکو خراج مصر پر مقرر نہین کر سکتا تھا اور نہ اُسنے خواب دیکھا تھا اور

پھر اعادہ لفظ ملک کا فقط اسو جہ سے ہوا کہ درمیان زلیخا وغیرہ کے کلمات آگئے ہین یس صحیح یہ ہو کہ فرعون
ریان بن الولید بیان ہوا ہو اُس نے کہا۔ اِئْتُونِي بِهِ اسکو قید خانہ سے میرے پاس لاؤ۔ اَسْتَخْلِصْهُ
خالص کرونگا یعنی ایسے عمدہ شخص کو وزیر عزیز وغیرہ کسی کی شرکت مین نہ رکھونگا بلکہ خالص اپنے واسطے کرونگا
ہوگا مسئلہ بادشاہ اسلام کو اختیار نہین ہو کہ رعایا مین سے کسی کے غلام مملوک کو اپنے واسطے مخصوص کرے
فرما دیا اور درحقیقت حضرت یوسف علیہ السلام عزیز کے مملوک نہ تھے یا ہون تو اختصاص کے طور پر لینا بھی انکا
رضی اللہ عنہ کے قصہ مین ہو کہ فارس سے نکلکر شام مین نصرانی ہوئے پھر ایک راہب نے انکو مدینہ طیبہ کی راہ
علیہ وسلم کا ظہور ہوگا پس مدینہ کو آئے اور بعد ظہور آفتاب نبوت کے راہب نے جو نشانات بتلائے تھے انکی آزمائش
جلیل القدر صحابہ مین شمار ہین رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین اور اس درمیان مین دس جگہ سے زیادہ فروخت ہوئے
مجھے جواب دیا کہ وہ زمانہ فترت تھا اور یہود پر جہاد بھی نہین ہوا تھا پس زمانہ فترت کا برتاؤ اسی طرح جائز ہوتا ہو
نکاح بعد اسلام کے برقرار رکھا جاتا ہو پس قبضہ مالکانہ جائز رکھا گیا حتے کہ مالک کو عوض دیکر حضرت سلمان کو
کہ عزیز مصر کا خرید و قبضہ روا ہو اور اُنکے دستور کے موافق بادشاہ نے کہا کہ اسکو لاؤ مین اسکو اپنے واسطے خالص
اپنے خاص مقرب لوگون مین سے بناؤنگا پس ایلچی وغیرہ بھی لایا کہ ابن عباس رضی سے روایت ہو کہ ایلچی قید خانہ مین
عرض کیا کہ آپ کو بادشاہ نے طلب کیا ہو آپ قید خانہ کا لباس اُتارین اور یہ لباس پہنین۔ آپ نے قبول کیا
پہنکر خوشبو سے آراستہ ہوکر چلنے کا قصد کیا اور قید خانہ والون کو وداع فرمایا۔ قید خانہ والے سب
دینے لگے اور آپ نے بھی اُنکے لیے دعا فرمائی کہ اے پروردگار انپر نیکون کے دل مہربان کر اور قید خانہ
امتحان خانہ ہو زندون کا مقبرہ ہو غم والم کی کوٹھری ہو دوستون کے تجربہ کا اور دشمنون کے مضحکہ کا مقام ہو۔ روایت
علیہ السلام نے تعلیم کیا تھا کہ دعا کرو اسطرح کہ اللھم اجعل لی من عندک فرجا ومخرجا وارزقنی من حیث لا احتسب۔ اے پروردگار اپنے پاس سے
میرے لیے کشایش ورہائی دیدے اور ایسی جگہ سے مجھے رزق دے جہان میرا خیال بھی نہین ہو
اسطرح انکو رہائی ومنزلت عطا فرمائی۔ وہان سے روانہ ہوکر بادشاہ کے دربار مین آئے۔ روایت ہو کہ یہ دعا پڑھی
من خیرہ واعوذ بعزتک وقدرتک من شرہ۔ اے رب میرے مین تیری بھلائی کو چاہتا ہون اُس شخص
وقدرت کے ساتھ پناہ ڈھونڈھتا ہون اُسکے شر سے۔ پھر عربی وعبرانی زبانون مین اُسکو سلام کیا حالانکہ بادشاہ
ستر زبان بولتا تھا اور یوسف علیہ السلام نے اُسکو ہر زبان مین جواب دیا۔ روایت ہو کہ اپنے سامنے
ایک تیس برس کا نوجوان ہو تو تعجب سے کہا کہ بڑے بڑے ساحر و کاہن میرے خواب کی تعبیر مین عاجز
یوسف کو خاندان عزت وشرف وفضل وسعادت سے دیکھکر تعظیم وتکریم کی اور دیکھا کہ
نے بہت اچھے طریقہ سے واضح کمل تعبیر بیان کی فَلَمَّا كَلَّمَهُ پس جب اس سے کلام کیا یعنی یوسف
حضرت یوسف سے گفتگو کی اور صدق وراست گفتاری وعقل ودانائی ظاہر ہوئی قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ
کہ آج کے روز سے تو ہمارے نزدیک مکین وامین ہو یعنی قرب منزلت والا دیانت دار

Marfat.com

[illegible] معاملہ مین اسکو نہایت استعجاب سے راستی ظاہر ہوچکی تھی اور خود اس نے اچھی فراست سے دریافت کرلیا
[illegible] بلایا اور گھوڑا اپنے خاصہ گھوڑون مین سے پورے ساز سے آراستہ دیا اور ایک تخت دراز جڑاؤ بیٹھنے کے لیے
[illegible] کر تعبیر خواب مذکورہ پر پوچھی کہ پھر کیا انتظام کرنا چاہیے تو آپ نے راے دی کہ ان سات برس مین نہایت کثرت سے
[illegible] کرکے بہت بڑے بڑے مکانات و کھتے تیار کراکے بھر دینا چاہیے تاکہ ایام قحط مین بہت کارآمد ہون خصوص اسطرح کر پردیس
[illegible] لینے آوین تو ہم اُنکے ہاتھ فروخت کرین پس خزانہ معمور ہوجائیگا تو بادشاہ نے کہا کہ راے بہت اچھی ہی لیکن اس کام کا متکفل
[illegible] شخص ہوگا تو قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ یوسف نے کہا کہ مجھے مقرر کردے زمین کے خزانون پر یعنی ملک مصر کی
[illegible] پیداوار پر جو بادشاہ کی طرف سے ہوگی مجھے اُسکی پرداخت وحساب کتاب پر مقرر کردے إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ مین بہت حفاظت
کرنے والا اور بہت جاننے والا ہون یعنی ہرایک خزانہ کی حفاظت اور حساب کتاب اور جسطرح پر خرچ ہونا چاہیے اسمین مجھے
بھی مہارت ہی اور ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ شیبہ بن نعامہ نے کہا کہ جو کچھ تو مجھے ودیعت دیگا مین اسکی خوب حفاظت کرونگا اور ایام قحط کا علم مجھے
خوب ہی کذا رواہ ابن ابی حاتم عنہ۔ اور کہا کہ خزائن سے مراد وہی اناج کے انبار ہین جو ایام قحط کے لیے جمع کیے تھے جو اہرام مصر کے نام
سے مشہور تھے پس حفاظت وعلم سے انکو خرچ کرنے کا اقرار کیا۔ وفی المعالم وغیرہ خزائن سے خراج مصر مراد ہی۔ بہرحال ارض سے فقط ملک مصر
مقصود ہی اور ابن عباسؓ نے روایت کی کہ اگر حضرت یوسف خود امارت کا سوال نہ کرتے تو اسی وقت بادشاہ انکو مقرر کردیتا ولیکن درخواست پر
ایک سال تاخیر کے بعد مقرر کیا۔ امام رازیؒ نے کہا کہ یہ عجائب قدرت الٰہیہ مین سے ہی دیکھو کہ قیدخانہ سے نکلنے مین ڈھیل ڈالی
تو نہایت عمدہ طریقہ سے اصرار کے ساتھ بلوایا اور جب اس درخواست مین جلدی کی تو اللہ تعالیٰ نے خواہش پوری ہونے مین ایک سال تاخیر
کردی اور کہا کہ اسمین ارشاد ہی کہ انسان کو بالکلیہ امور اللہ تعالیٰ پر تفویض کرنا نہایت بہتر ہی۔ اور امام رازی نے تحت قولہ فلبث فی السجن بضع سنین
ذکر کیا کہ مجھے ابتداے عمر سے آخر تک جو تجربہ ہوا یہ ہی کہ جب آدمی نے کسی کام مین اللہ تعالیٰ کے سواے دوسرے پر اعتماد کیا تو یہی اُسکی
محنت وبلا کا سبب ہوجاتا ہی اور کچھ نہ کچھ نقصان پہونچتا ہی اور جب اُس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا اور کسی مخلوق سے رجوع نہ کیا تو نہایت
عمدہ طریقہ سے اُسکی مراد حاصل ہوجاتی ہی اور یہ تجربہ مجھکو ابتداے عمر سے اسوقت تک کہ قریب ستاون برس کے میری عمر ہی برابر ہوتا رہا
یہانتک کہ اب میرا دل مضبوط جم گیا کہ آدمی کو سواے اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کے کسی چیز پر بھروسا نہین کرنا چاہیے۔ اور شیخ ابن
[illegible] نے ذکر کیا کہ ریان بن الولید بادشاہ مصر نے یوسف علیہ السلام کو سلطنت مصر کی وزارت پر مقرر کیا بجاے عزیز مصر کے جس نے انکو
[illegible] تھا یعنی عزیز کو معزول کیا اور بادشاہ حضرت یوسفؑ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا یہی مجاہد کا قول ہی۔ اور محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ جب حضرت
[illegible] نے درخواست کی کہ اجعلنی علی خزائن الارض تو بادشاہ نے قبول کیا اور کہا کہ مین نے ایسا ہی کردیا پس روایت کرتے ہین کہ اطفیر
[illegible] معزول کیا وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا اور یون ہی ہم نے منزلت دی یا مضبوط قائم کیا لِيُوسُفَ یوسف کو فِي
الْأَرْضِ زمین مصر مین يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ جگہ لیتے تھے اسمین جہان چاہتے تھے یعنی بعد ضیق قیدخانہ و محنت و تکلیفات کے اسقدر
[illegible] ہی۔ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ سدی وعبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے کہا کہ تصرف کرتے تھے اسمین جسطرح چاہتے تھے۔
[illegible] ابن عباس وغیرہ نے فرمایا کہ جب روز درخواست سے ایک سال ختم ہوا تو بادشاہ نے بلاکر حضرت یوسف علیہ السلام کو
[illegible] مین پہنایا اور تاج سر پر رکھا اور تخت پر بٹھلا کر تمام کام تفویض کردیے ولیکن حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ تخت

مین آپ کی سلطنت کو استحکام دونگا اور مہر سے تدبیر و انتظام سلطنت رکھونگا اور [illegible]
نے حکم دیا کہ تمام سلطنت مین ڈھنڈھورا کر دیا گیا کہ حضرت یوسف نائب السلطنۃ ہین اور انکو دربار عام مین [illegible]
اور بادشاہون نے انکی تعظیم کے لیے گردنین جھکائین اور بادشاہ اپنی محلسرا مین داخل ہو گیا تمام کام حضرت یوسف [illegible]
اسحاق نے کہا کہ ہمسے بیان کیا گیا ہو کہ اطفیر انھین راتون مین (بعض نے تین روز بیان کیے ہین) مر گیا ابن کثیر نے کہا [illegible]
زلیخا ایک روز حضرت یوسف کے رستہ پر کھڑی ہوئی جب آپ کی سواری گذری تو اُسنے آواز دی کہ سب تعریف ایک [illegible]
بسبب طاعت کے بادشاہ کر دیا اور بادشاہون کو بوجہ معصیت کے غلام بنا دیا اور معالم و سراج مین لایا کہ ابن [illegible]
یوسف کی ذات سے مصر مین عدل قائم ہوا اور آپ کے ہاتھ پر بادشاہ وبہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اور آپ نے [illegible]
برس تو اناج بعوض روپیہ واشرفی کے اہل مصر کے ہاتھ بیچا پھر دوسرے سال بعوض موتی وجواہرات کے پھر تیسرے [illegible]
چوپایون کے پھر چوتھے سال بعوض لونڈی غلامون کے پھر پانچوین سال بعوض زمین و گھربار کے پھر چھٹے سال [illegible]
پھر ساتوین سال اُنکی جانون کے عوض بیچا یہان تک کہ ملک مصر مین کوئی مرد وعورت آزاد نہ رہے سب کے سب غلام ہو گئے [illegible]
کہا کہ ہم نے ایسا زمانہ نہین دیکھا جیسا کہ اس بادشاہ کے زمانہ مین ہو کہ تمام لوگ اسکے لونڈی غلام ہین یہ نہایت [illegible]
جب حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ خبر پہونچی تو حکم دیا کہ منادی کر دی جاوے کہ تم سب کے سب اللہ تعالےٰ کے واسطے [illegible]
ہر ایک کے مال واسباب انکو پھیر دیے۔ اور کسی کے ہاتھ ایک اونٹ بھر سے زیادہ طعام نہ بیچتے تھے تاکہ باقیون پر تنگی [illegible]
یہ خلاصہ روایات معالم وکشاف ہی۔ مترجم کہتا ہو کہ ہماری شریعت مین کوئی شخص اپنی اولاد یا اپنی ذات کو فروخت نہین کر سکتا [illegible]
یا عورت آزادہ کی بیع بالکل باطل ہو اور مجھے کوئی دلیل ایسی نہ ملی جس سے معلوم ہو کہ اگلی امتون مین یہ جائز تھا ان [illegible]
بیع مذکور ہو اور شاید کہ اس سے غرض صرف یہ ہو کہ تمام رعایا اپنے بادشاہ کے حکم کی مثل لونڈی غلام کے فرمانبردار [illegible]
خزانہ بادشاہی اسطرح معمور ہو جاوے کہ نہایت حسن تدبیر سے انھین بندگان خدا کے آرام وآسائش مین صرف کیا جاوے [illegible]
جو لوگ کہ جہالت سے شان یوسف علیہ السلام مین ملوکیت کا عیب لگاتے تھے انکی زبانین بند ہو جاوین [illegible]
زبردستی بیچے گئے اور یہ لوگ اپنی ذاتی رضامندی سے فروخت ہوئے پھر انپر ایک احسان یہ ہوا کہ خود انکو آزاد [illegible]
احسان یہ ہوا کہ انکی اولاد و مال ومتاع واپس کر دیے اور یہ بھی غرض تھی کہ لوگ اسراف وفضول خرچی [illegible]
سے خرچ اُٹھاوین خصوص جبکہ اولاد سی چیز انکو فروخت کرنی پڑیگی اور یہ نہایت عمدہ مصلحت کی تدبیر تھی [illegible]
جواز نہین نکلتا ہو حالانکہ احکام کے استدلال کے لیے نص قطعی ہونی چاہیے اور ایسی روایات [illegible]
کہ انسے احکام مین استدلال کیا جاوے جیسے تاریخی حالات وروایات ہوا کرتی ہین اسی قدر انکا مرتبہ [illegible]
اس قصہ مین جابجا تنبیہ کر دی کہ سواے نصوص قرآنی یا احادیث صحیحہ کے باقی روایات [illegible]
مطلب انپر موقوف ہو بلکہ ہم ان روایتون کے بعد یہی کہتے ہین کہ ایسا قصہ بیان کیا گیا ہو [illegible]
وجہ یہ ہو کہ حضرت یوسف سے تا زمانہ اسلام بلکہ تا ایندم ایک بہت دراز ہزار ہا برس گذرے [illegible]
کہ بیان کرنے والا نشان بتاوے کہ اُس نے کس شخص کی زبان سے سُنا ہو اور [illegible]

بیان کیا کہ مین نے بچشم خود دیکھا اور پھر جتنے لوگ اس سلسلہ مین راوی ہون سب کے حال سے ہم واقف
ہون کہ وہ اپنے زمانہ مین بڑے متقی تھے جیسے مثلاً امام محمد نے ابو حنیفہ سے اسنے زہری سے اسنے عروہ سے اُسنے عائشہ سے
روایت کی اور یہ سب لوگ معروف ثقہ ہین یا ایسی کوئی کتاب ہو جسکی نسبت ہر صدی والے لاکھون آدمی یہ بیان کرین کہ ہمارے وقت
مین اسی طرح تھی جیسی اب ہی وہ انکھون ہاتھون ہاتھ چلی آئی ہو پس یہان تو انمین سے کوئی بات نہین ہو پھر سوائے ایک زبانی قصہ کے جیسے
قصہ سنتے ہین کہ ایک لڑائی ہوئی تھی اور کچھ تحقیق نہین ہو سکتا ہی اور یہی حال اس زمانہ مین تاریخون کا ہی پس جب کوئی فرقہ تاریخون پر اعتماد کر کے
روایات سے شریعت کے احکام نکالتا ہی تو اپنی جہالت سے وہ تحقیقی روایات اور واہی قصے مین فرق نہین کرتا پس گمراہ ہو کر دوسرون کو بہکاتا ہی نعوذ
باللہ من الجہل والضلال - یہان انسان کے بیع کا مسئلہ صاف صاف بیان کر دیا جاوے تاکہ کوئی دھوکا نکھاوے واضح ہو کہ اصلی
پیدائش مین آدمی سب آزاد تھے اور سب اللہ تعالے کو اپنا خالق جانتے تھے اور یہ سب اُسکے بندے تھے اور بندہ و غلام ایک معنی
مین ہین اسی واسطے حدیث مین منع آیا ہی کہ کوئی اپنی مملوک کو غلام یا لونڈی نہ کہے تم سب کے سب اللہ تعالے کے لونڈی غلام ہو بلکہ چھوکرا
چھوکری کہو پھر حضرت آدم علیہ السلام سے ایک زمانہ کے بعد لوگون نے بت پرستی اختیار کی اور یہان تک اسکا زور ہوا کہ آج کے زمانہ
مین لوگ خود مشاہدہ کرتے ہین تو جب بتون کی پرستش کرنے لگے تو انکو معبود بنایا اور خود عبد یعنی بندے بنگئے اور یہ نہایت ناپاک
طریقہ مین اختیار کیا کہ آدمی جو سب سے معزز و مکرم تھا اس نے اپنے آپ کو خوار یہان تک بنایا کہ پتھر وغیرہ کی ایک مورت کا غلام و لونڈی
بنگیا اور پتھر وغیرہ جو چیزین انسان کے آرام دینے کے کام کی تھین اُنکو اپنا معبود بنا لیا - جب انھون نے خود اپنا یہ حال کیا اور
خالق جلشانہ سے منھ موڑا اور شرک و کفر مین غوطہ کھائے اور روے زمین پر شرک و کفر و فسا د پھیلایا تو حق تعالے نے انبیا و رسول
بھیجے اور انکو ہر طرح معجزات و آیات دین و سب طرح فہمائش کی یہان تک کہ حکم دیا کہ جو کوئی انمین سے پھر ٹھیک راہ پر آجاوے اسکو
بھی اعزاز و اکرام سے اپنا بھائی بناؤ اور وہ مثل تمہارے معزز و مکرم ہی - باوجود اس انعام و فضل کے تھوڑے نیکبخت تو راہ پر آئے
اور ہزارون لاکھون وہی پتھرون و درختون و سانپون و چاند سورج و آگ و جن و بھوت و دیو کے بندے بنے رہے - آخر انبیا کو اپنے
بندون کا حکم دیا اور پھر یہی کہ فتح کے بعد جو کوئی راہ راست پر آجاوے اُسکو اپنا بھائی بنا کر رکھو - اور جو کوئی تمہارے قبضہ مین
ہو پھر بھی اللہ تعالے کو معبود نہ مانے اور وہی اپنے سے حقیر چیز کا بندہ بنا رہنے پر اصرار کرے اُسکو قتل کر دو کیونکہ فسا د پھیلانا اچھا
نہین ہی اسکے دیکھا دیکھی لاکھون گمراہ ہو جاوینگے چنانچہ حضرت موسیٰ و حضرت یوشع و سلیمان وغیرہ علیہم السلام پر یہی حکم رہا پھر حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت مین ایک رحمت خاص یہ فرمائی کہ جو نہ مانے بعد فتح کے اُسکو قتل مت کرو یعنی گویا خاص
قتل معاف فرمایا کہ ہم یا تو اسکو کسی وقت ہدایت دیدینگے یا اُسکی شرارت کو قوت نہ دینگے اور شیطان اُسکی معاونت سے
عاجز ہو جائیگا لیکن حکم یہ ہوا کہ اگر صلح و فہمائش سے راہ راست پر نہ آوے تو لڑائی سے اسکو تابع کر لو اور اپنا مملوک بناؤ کیونکہ
تم نہایت خود اپنی خوشی سے پتھر و کنکر و آگ و سورج کا بندہ بنگیا تھا تو اب تمہارا زیر دست مملوک رہنا اس سے بہت بہتر ہی
اول تو معزز و مکرم آدمی کا ہوا اور اُسکا معبود مانا ہوا پتھر وغیرہ ہی دوم اس حقیر چیز کا تو یہ شخص بندہ بنگیا تھا اور تم تو اس سے فقط
خدمت لیتے ہو اور اسکی خبر گیری کرتے او رتم خود نہایت بیزار ہو جاؤ اگر تمکو وہ خدا بتلادے کیونکہ تم خوب بیقین جانتے ہو کہ خالق عز و جل
کے سوا کوئی معبود و پیدا کرنے والا نہ ہوا اور سوم یہ شخص اس حقیر چیز معبود کے واسطے اپنا مال و متاع لا کر چڑھاتا اور

شیاطین کو کھلاتا اور بیرحمی سے بکرون وبھیڑون جانورون کی گردنین مارتا اور ناچ کو وہ شرور...
لوگون کے اخلاق عادات بگاڑتا تھا اور اب تمھارے سبب محنت کرکے جو مال وہ ...
اللہ تعالے کی طاعت وعبادت کروگے لوگون مین علم وتعلیم پھیلاوگے اور بیکسون محتاجون مفلسون ...
والضاف کی راہ جاری کروگے تو ضرور ہوا کہ وہ تمھارا زیردست کردیا جاوے جسمین تمھارے حق مین ...
حق مین بھی نہایت ہی مفید ہی کیونکہ اول تو تمھارے اخلاق وعادات دیکھکر وہ علم وحکمت سے شایستہ ہوگا۔ حدیث صحیح ...
باندی کو دین کا علم وادب سکھلاکر بعد ایمان کے آزاد کرکے پھر اُسکی خوشی کے ساتھ اُس سے نکاح کرے تو اُسکو دونا ثواب ...
عطا فرماویگا۔ اور دوم یہ کہ جو کمالاویگا یا تمھارے پاس ہوگا تمپر اُسکا کھلانا فرض ہی۔ حدیث صحیح مین ہو کہ جن لوگون کو اللہ تعالے نے
زیردست کردیا ہی وہ تمھارے بھائی ہین تو جو تم کھاؤ اسمین سے اُسکو بھی کھلاؤ۔ چنانچہ بہت متقدمین اپنے برابر ساتھ کھلاتے و پہنا...
سوار کرلیتے تھے۔ اور سوم یہ کہ جو لاویگا اسمین سے تمھارے برابر یا اچھا کپڑا پہننے مین یہ مال خرچ کیا جاویگا۔ یہ حکم حدیث صحیح مین
متقدمین کا اسپر عمل رہا ہی تو یہ نہوگا کہ ناحق اپنے بت یا دیوتا یا بھیرو یا کالی کے خوف کے مارے اس مال کو ضائع کرکے چلا آوے
خود تکلیف مین پڑا رہے اور علاوہ یہ کہ اسکے اموال کے منافع سے غریبون کی دستگیری ونیکون کی تعلیم مین خرچ سے ثواب مین
حصہ ہوگا۔ چہارم ان گناہون سے بچیگا جو اُسکی خودمختاری سے لوگون مین فساد پھیلانے سے پیدا ہوتے تھے۔ ان سب سے ...
پانچوان نفع یہ ہو کہ اسکا دل جو نہایت تاریکی وپتھرون سے بدتر خواری مین پڑا تھا اب رفتہ رفتہ خالق جلشانہ کی پاک عظمت سے بھر...
اس کبریائی کے آثار سے وہ اپنے نفس کو ایسا ذلیل وخوار نہین کریگا جب یہ بات معلوم ہوچکی تو اب ہم کہتے ہین کہ جب وہ ایمان ...
اور راہ راست پر ہوگیا تو لائق یہی ہو کہ اُسکا آقا اُسکو آزاد کردے اور کچھ مال ومتاع اُسکو دیدے کہ وہ تجارت کرکے اوقات
بسر کرے جیسا کہ قرآن پاک مین حکم ہو مگر اس شرط سے کہ تم اُنکو نیکی کے ڈھنگ پر دیکھلو ولیکن کثرت سے ایسا ہوتا ہو کہ وہ پھر انھین خیالات
باطلہ کی طرف پھر جاتا ہی یا آقا کو اپنی ضرورت کی لحاظ سے تکلیف ہوتی ہو حالانکہ جسطور پر ہی وہ ایک گھر کے کنبہ والون مین سے شمار کیا
کوئی اُسکو تکلیف نہین دیجاتی ہو چنانچہ صحیح حدیث مین حکم ہو کہ مملوک کو ایسا کام کرنے کا حکم مت دو جسمین وہ عاجز ہو ورنہ تم خود اُسکے ساتھ شریک
کرکے بوجھ بٹاؤ پس اسوجہ سے کبھی آزاد نہین ہوتا اور کبھی اسوجہ سے کہ اُسکا چال چلن ٹھیک نہین ہو تو آزاد نہین کیا جاتا ہو ...
جو مسلمان ہوگئے اور جو کافر ہے اُنکے ساتھ بھی سب برتاؤ نیکی کا رہیگا سواے اس بات کے کہ کافر چھوکری سے جبتک وہ ...
نہووے نکاح نہین ہوسکتا ہی پس کافر مملوک سے جو اولاد ہوئی وہ بھی مملوک رہی لیکن حرام ہو کہ انکا صغیر بچہ کبھی فروخت کیا ...
اب یہان مسئلہ کی تفصیل اسطرح ہوئی کہ مملوک چھوکرا یا چھوکری دو قسم کے ہین ایک جو مشرک باقی رہین۔ دوم وہ جو مسلمان ...
مین پھر دو قسم ہین ایک وہ جو یہودی یا نصرانی ہون یعنی کسی آسمانی کتاب کا اقرار کرین تو ایسی چھوکری اپنے آقا کی ...
کے آقا اُسکو اپنی بیوی بناسکتا ہو اور جو اولاد اُس سے پیدا ہو وہ مملوک نہوگی بلکہ باپ کی طرح آزاد ہوگی ولیکن ...
مان آزاد ہوجائیگی وہ کبھی اپنی مان کا مالک نہین ہوسکتا ہی۔ اسی طرح جو چھوکری مسلمان ہوگئی ہو اسکا ...
مملوک جو کتابی نہو بلکہ بت پرست یا آتش پرست وغیرہ ہو تو آقا کو حلال نہین کہ اُسکو جورو بناوے ...
کردے لیکن اگر اُس سے خدمت سے تو خود کھانا کپڑا ضروریات دیوے اور اگر رخصت کردے ...

Marfat.com

[illegible] پیدا ہو وہ چھوکری کے آقا کی مملوک ہوگی یہی کھانا کپڑا اُٹھا دے پھر اگرچہ مؤنث اولاد کبھی مسلمان ہو جاوے
[illegible] نہ رہے۔ اب رہے وہ لوگ جنکا ملک بعد لڑائی کے فتح کیا مگر انکو رعیت کی طور پر بسا دیا تو وے آزاد رہے انکی
[illegible] آزاد ہین یہ نہین ہو سکتا کہ انکو کسی زمانہ کے بعد مملوک بنا وے اور اُنکی اولاد آزاد ہے اُنکا بیچنا و مول لینا جائز نہین ہے اسی واسطے
[illegible] میں جو لوگ ایسی چھوکریان خریدتے تھے جنکی نسبت یہ معلوم ہے کہ یہ فلان شخص کی اولاد ہین تو یہ بیع باطل ہے اور بعضے علما کو شبہ ہوا
[illegible] ہے کہ ہندوستان بزور شمشیر فتح ہوا تھا اور صلح سے نہین فتح ہوا ہے اور اسی فتوے پر ایک مدت تک عمل رہا پھر آخر مین
[illegible] عبد العزیز رحمہ اللہ محدث دہلوی نے ناجائز ہونا شرع سے ثابت کیا۔ اس صورت مین جن لوگون کی اولاد پہلے فتوے پر ہوئی وہ
آزاد ہے اور دوسرے فتوے کے موافق بیع ہی جائز نہین ہے صرف بطور پرورش انکا پالنا متحقق ہوا ورنہ وے آزاد ہین۔ اب رہا کلام یہان
[illegible] صورت میں اور وہ اکثر عرب و عجم کے بلاد اسلام مین واقع ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان عورتین چھوکریان یا غلام حبشی ہون یا دوسرے ہون
[illegible] فروخت کرتے ہین اور خریدنے والے انکو خرید لیتے ہین تو جب تک کہ یہ ثابت نہو کہ ظلم کی راہ سے کہین سے گرفتار کر کے لائے ہین
ظاہری حکم مین جواز کا فتوے دیا گیا ہے اور بعضے محققین نے براہ دیانت و تقوے اس شبہہ کی وجہ سے منع کیا ہے کہ بردہ فروش انکو ظلم سے
[illegible] لاتے ہین پس احتیاط اچھی ہے اور ظاہری صورت مین جواز اس وجہ سے ہوا کہ ایک شخص کے قبضہ مین فروخت ہونے کے لیے
موجود ہین اور یہ ممکن ہے کہ یہ لوگ خود مسلمان ہو گئے ہون مگر آزاد نہ کیے گئے مملوک رہے یا مسلمان چھوکرا چھوکری کی اولاد ہون جو خود مملوک
رہے تو کوئی وجہ اس امر کی پائی نہین جاتی کہ بلا دلیل کے اُنکو آزاد قرار دیا جاوے پھر واضح ہو کہ جو اصل اوپر مذکور ہوئی اُسکے موافق
[illegible] کہین مملوک مسلمان ہو گیا اور معلوم ہوا کہ اس نے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا اور اسی کی عبادت پر قائم ہے اور اپنے ذاتی اعزاز و اکرام کو جو
[illegible] نے آدمی کو دیا ہے اس نے محفوظ کر لیا اور دیگر مخلوقات جو آدمی سے حقیر و اُسی کے منافع و راحت کے لیے ہین انکا بندہ نہین
[illegible] چاہتا ہے تو اب ہر مسلمان و بندہ از بس واجب ہے کہ انکو اپنے مثل آزادی دیدے اور نہایت دلی محبت کے ساتھ اُنسے مددگاری
[illegible] کرے کیونکہ اب ان پر کوئی الزام نہین رہا اور نہ انکی ذات سے ظلم و ناانصافی و فساد پھیلنے کا اندیشہ ہے اور نہ اسکا ڈر ہے کہ دوسرے
آدمیون کو بھی دیوی پتھرون و آگ وغیرہ کا بندہ بنانے پر مجبور کرینگے یا خالق عزوجل کی عبادت کرنے والون کو ستا وینگے یا بندگان حق تعالے
[illegible] کرینگے یا انکی روزی و معاش مین کمی کر کے انکو پریشان کرینگے کوئی الزام نہین ہے سوائے اسکے الزام کے کہ اُنھون نے
[illegible] مین بہت سے اللہ تعالے کے بندون کا وقت ضائع کیا تھے کہ وہ عبادت و طاعت و تعلیم و تحصیل علم سے اُٹھکر
[illegible] طرف سفر کر کے آئے اور دیر تک سمجھایا مگر نہ مانے آخر تلوار سے لڑائی کی تب یہ زیر ہو کر مانے اور بڑی خونریزی کے بعد
[illegible] لیکن حلم و خلق و کمال آدمیت کی راہ سے اُنسے درگزر کر کے احسان کرنا چاہیے واللہ تعالے اعلم بالصواب
[illegible] قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالے نے بعد سختیون و مصیبت کے دنیا مین اسطرح معزز و مکرم کر دیا
[illegible] تھے اب یہان دو باتین ہین ایک تو کنوئین مین ڈالے جانے و مار کھانے و فروخت ہونے و قید ہونے وغیرہ کی مصیبتین
[illegible] ان سختیون و مصیبتون پر یہ توحید جاننا کہ سب بحکم الٰہی ہین و اسپر راضی ہونا۔ اور مین نے جو کہا کہ یہ جاننا کہ سب
[illegible] صحیح ہے اگرچہ اس زمانہ کے بہت لوگ جو اپنے آپ کو بڑا ذی علم و مہذب جانتے ہین اس سے بالکل منکر ہین اور سوائے
[illegible] دلیل کوئی نہین رکھتے جو مین کہتا ہون کہ یہان یہ سوال ہے کہ زید پر عمرو نے جو سختی کی کیا اللہ تعالے نے جو دونو کا

خالق ہی وہ اس سے آگاہ ہی یا نہین ہی۔ اگر تم کہو کہ وہ کیا جانے تو نعوذ باللہ تم نے خالق کو جاہل
ومعبود ہی اُسکا علم واسکی قدرت سب مخلوق کو گھیرے ہوئے ہی اور جس نے اپنا خالق واہب
بھلا اُسکے عبادت کرنے اور دعا مانگنے کی اُسکو کیا خبر ہوگی۔ غرضکہ یہ سوائے دیوانہ جاہل احمق کے کوئی نہین
جانتا ہی اب بتلاؤ کہ اُسکا ارادہ کیا ہی آیا یہ کہ ایسا ہو یا نہو پس اگر یہ ارادہ ہو کہ ایسا نہونے پاوے تو کوئی کیا مجال
اور اگر اُسکی کسی حکمت سے یہ ہی کہ ایسا ہو تو عمرو سے ضرور ہوگا اب رہا یہ کہ وہ راضی ہی یا نہین تو وہ راضی نہین
کہ اپنے بچہ کو مارین مگر مارنے کا ارادہ اُسکی بُری حرکت پر ضرور ہی اور اللہ تعالےٰ کے معاملہ مین ہمکو حکمت دریافت نہین ہوتی
ہوا اسلیے کہ اُسکی حکمت سے تمام جہان بے انتہا ہر ذرہ اپنے اپنے موقع پر بے انتہا منافع کے ساتھ قائم ہی تو اسقدر بے انتہا
ہماری نہین ہی کہ اُسکی حکمت کا ایک ذرہ بھی ہم احاطہ کرلین وہ خالق ہی ہم اور ہماری سمجھ اُسکی حکمت کی بنائی ہوئی ہین تو اسکا حکم
حماقت کا دماغ ہی پس اب صحیح معلوم ہوگیا کہ یہ سختی بارادہ حق عزوجل تھی۔ اب عالم دیندار یہ یقین کرکے راضی ہوگا کہ اس سختی کو
قبول کرون کہ وہ میرے خالق عزوجل کے ارادہ سے ہی۔ پس دو باتین ہوگئین ایک سختی اُٹھانا حالانکہ دوسرے لوگ راحت مین
دوم اسپر رضامندی۔ پس دونون کے عوض بڑا ثواب ہی اور رضامندی پر نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا ثواب ہی۔ اب جانو کہ اللہ تعالےٰ
نے یہان صرف دنیاوی بدن کی سختی کے عوض اُنکو دنیاوی نعمت یہ عطا فرمائی کہ بادشاہ مصر کے وزیر اعظم خودمختار ہوئے اور نعمت
اسوجہ سے تھی کہ اسمین بھی ثواب عظیم تھا ایک تو عدل قائم کرنے کا اور دوم ایمان کے ساتھ دولت تبلیغ رسالت کا۔ حدیث مین ہی کہ اگر
ایک آدمی تیرے ہاتھ پر ایمان سے مشرف ہو تو تجھے سُرخ اونٹون سے بہتر نعمت ہی۔ جیسے بولتے ہین کہ اکسیر سے بڑھکر یا دنیا و ما فیہا سے
بڑھکر ہی۔ یہان تو بادشاہ ایمان سے مشرف ہوا مگر باوجود بادشاہت کے اُسکا یہ مرتبہ نہ تھا جو حضرت یوسف علیہ السلام کا اس نعمت سے
حاصل ہوا یہ محض فضل آلٰہی ہی کہ پوری نعمت کے سب رکن اپنے اپنے موقع پر پورے ہون لہذا فرمایا نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ
حصہ دیتے ہین ہم اپنی رحمت سے جسکو چاہتے ہین۔ اللہ تعالےٰ خالق عزوجل خودمختار ہی جس مخلوق کو چاہے جو کچھ عطا فرماوے اور وہ
علیم حکیم ہی لہذا ہم سب بندے یقین کرتے ہین کہ عین حکمت کے ساتھ ہی۔ اس نعمت کو رحمت قرار دیا کیونکہ عدل ایک ساعت کا
ثواب ایک حج مبرور کے برابر مذکور ہی اور ایک شخص کا ایمان لانا سُرخ اونٹون سے بہتر ہی وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ اور ہم
ضائع نہین فرماتے نیکی کرنے والون کا ثواب۔ رازی رح نے کہا کہ ثواب ضائع کرنا یا تو اسوجہ سے ہوتا ہی کہ آدمی کو اُسکی مزدوری دینے
کی طاقت نہین ہی یا کسی وجہ سے عاجز ہی یا بخل کی وجہ سے نہین دینا چاہتا یا بادشاہ کو خبر ہی نہین کہ فلان کا یہ حق ہی جس سے اُسکی
کی مزدوری ضائع ہوجاتی ہی اور اللہ تعالےٰ کی جناب پاک مین یہ سب ممتنع ہی نہ وہ عاجز ہی نہ وہ بخیل ہی نہ وہ ایسا ہی کہ ایک چیونٹی
ایک پہاڑ کی کھوہ مین اندھیری رات مین اُسکے علم کے سامنے حاضر ہی اور مترجم نے قولہ وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا مین
تفصیل کی ہی حالانکہ ہر تفصیل و توضیح و عبارت و اشارت حضرت باری تعالےٰ شانہٗ کی صفات پاک مین عاجز ہی
یہ حادث ہی والحمد فی الاولےٰ والآخرۃ سبحانہ تعالےٰ عما یشرکون۔ پھر حق تعالےٰ نے نصیب دنیا کے بعد دوسرا
یوسف علیہ السلام ہر محنت کے وقت راضی رہے تو فرمایا۔ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا
آخرت کا ثواب نہایت عمدہ ہی ان بندون کے لیے جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے یعنی

اور حق تعالے نے اُنکے تقوے پر شہادت دیدی اور آیت کو عام طریقہ پر بیان فرمایا جس سے ہر ایک بندہ مومن کو درگاہ عالی متعالی سے امیدوار ہی اور حضرت یوسف علیہ السلام خاص طور پر اسمین داخل ہین پس گویا یون سمجھو کہ حق تعالے نے نہایت قلیل حصہ انکو دنیا مین یہ سلطنت وثروت دیدی جسکو خاص سلطنت کی راہ سے تعریف نہین فرمایا بلکہ بوجہ اسکے کہ آرام وآسایش سے ذخیرہ آخرت حاصل کرنے کا پورا موقع اسکے ذریعہ سے حاصل ہوگیا پھر عظیم لائق تعریف ثواب جمیل وہ ہی جو مومن متقی سردار حضرت یوسف علیہ السلام کے واسطے آخرت مین رکھا ہی حتی کہ اُسکے شوق مین آنحضرت علیہ السلام نے دنیا سے وفات وآخرت سے لحوق کی دعا مانگی چنانچہ آخر قصہ مین انشاء اللہ تعالے آویگا واضح ہو کہ زمانہ قحط مین آنحضرت علیہ السلام خود بھوکے رہتے اور بیان فرمایا کہ اسلیے تاکہ بھوکون کی تکلیف بھول نہ جاؤن اور بادشاہ کے باورچی کو حکم دیدیا کہ دوپہر تک تاخیر کرکے بادشاہ کا کھانا تیار کیا کرے تاکہ اُسکو بھوکون کی تکلیف کا مزہ یاد رہے امام بغوی رحمہ نے کہا کہ یہین سے یہ رسم شروع ہوئی کہ بادشاہون کا کھانا دوپہر کے وقت دسترخوان پر آتا ہی۔ اب یہان دو مقام باقی رہے اول تو بادشاہ سے کہا کہ مجھے خزانہاے زمین کا متولی کردے یہ درخواست امارت ہی جو منع ہی۔ دوم کہا کہ مین حفیظ علیم ہون حالانکہ انشاء اللہ تعالے کہنا چاہیے تھا۔ علاوہ اسکے خود اپنی تعریف فرمائی اور اللہ تعالے نے تزکیہ نفس سے منع فرمایا ہی۔ مقام اول کی توضیح یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح مین عبدالرحمن بن سمرہ کو امیر ہونے کی درخواست سے منع فرمایا ہی اور یہ توجیہ بھی حدیث مین ہی کہ خود درخواست کرنے سے مشقت و ذمہ داری کا بار اپنے اوپر آتا ہی اور فرشتہ مددگار نہین ہوتا تو ٹھیک کام نہین بنتا ہی اور جب بغیر درخواست کے امارت دیجاتی ہی تو فرشتہ سے مدد ملجاتی ہی جو اُسکو ٹھیک راہ پر رکھتا ہی پس امام رازی وغیرہ نے جواب دیا کہ آپ پر خلق کے امور مین تصرف کرنا واجب تھا کیونکہ رسول برحق تھے علاوہ ازین انکو قحط واقع ہونے کا علم تھا جسکا انتظام بھی بتدبیر تائید ملکی ہوتا۔ علاوہ برین مستحق کو نفع پہونچانا امر لائق سہام ہی پس جس طریقہ سے ممکن ہو اُسکو پورا کرنا چاہیے اور مترجم کہتا ہی کہ مصر مین عدل جاری نہ تھا اور بادشاہت کا منتقل کرنا حکمت آلہیہ مین جاری نہ تھا اور انتظام مذکور مین استمالت بجانب توحید اور بموافع دعوت خلق نہایت عمدہ طریقہ سے حاصل تھی تو دفع جور واقامت عدل واجب ہی اور امور مذکورہ بالا کے اور امارت کی درخواست سے ممانعت اسوقت ہی کہ اس کام کے لائق اور لوگ موجود ہون بخلاف اس موقع کے کہ سوائے آپ کے کوئی بھی نہ تھا جو شرع الٰہی قائم کرے اور واضح ہو کہ مصر مین عدل قائم نہونے سے یہ مراد نہین ہی کہ لوگون پر تکالیف ہوتی تھین بلکہ یہ غرض ہی کہ جو قانون حق عزوجل نے انبیاء پر نازل فرمایا ہی اُسکے موافق تصرف باہمی تو عدل ہی اور سوائے اسکے کسی قانون پر ہو خلاف عدل ہی اور رہا ظلم تو اسکے دو معنی ہین ایک یہ کہ لوگون کی جان ومال محفوظ نہون اور یہ ظلم ایسا ہی جس سے سلطنت تباہ ہوجاتی ہی اور دوسرا یہ کہ جان ومال محفوظ ہین لیکن سیاست وخراج ودینا ولینا صرف اپنی خواہش ومصلحت کے بموجب ہی کہ جیسا ہوتا ہی کہ مستحق زائد کو کم ملا اور کم کو زائد ملا اور کوئی محروم رہا اور کوئی مالامال ہوا مثلاً بادشاہ نے جنگل کی گھاس اور لکڑی وغیرہ کو ممنوع کیا تو ممکن ہی کہ لوگون پر ایسی تکلیف نہ پہونچے جس سے وہ بھوکون مرجاوین ولیکن ظلم ہی اور جیسے نمک محفوظ کرلیا اور اسکو بیچا یہ چیزین قانون شرع مین عموماً مباح ہین اور جنگل کی لکڑی عموماً مباح ہی مگر بادشاہ کبھی اپنی ذاتی خواہش ونفع کے قانون پر بیچتا ہی یہ دوسرے معنی مین ظلم ہی۔ پھر سوال ہوا کہ کیون صبر نہ کیا اور بادشاہ کافر سے منصب کی درخواست کی۔ جواب یہ کہ جو کام انبیاء کا موقع نہ تھا وہ جس منصب کی درخواست کی وہ واجب کے لیے گویا ضروری تھا لہذا اگر کوئی مرد متقی انگریزدان سے

Marfat.com

درخواست کرے کہ مسلمانون کے قضایا بطور شرع اسلام فیصل ہون اور وہی قاضی بنایا جاوے [illegible]
خزائن کیون حفاظت مین چاہی حالانکہ اس سے تہمت کا اندیشہ ہی اور مواقع تہمت سے پرہیز کرنا [illegible]
نے اول اقرار کیا کہ آپ امین ہین اور زیادہ ظلم انھین اموال مین تھا اور یوا عدل قائم کرنا [illegible]
ممکن تھا جیسا کہ مصرح بیان گزرا اور یہ سب اپنر واجب بالذات تھا اور مظنہ تہمت مرتفع تھا [illegible]
اہرام تھے جنمین غلات جمع کیے جاتے تھے کہ ایام قحط مین کام آوین پس انمین ایسی وجہ سے تصرف ہو کہ عدل [illegible]
ساتھ ہر ایک کو بقدر استحقاق پہونچے اور تنگی کسی غریب پر نہو بخلاف متولی وقت کے جسکو [illegible]
جملہ خزائن مراد ہون جب بھی یہی جواب صحیح ہی کیونکہ بیت المال وخزانہ جات تمام رعایا وعامہ آدمیان کا حق ہی [illegible]
نہین ہی یہان سے صاف ظاہر ہی کہ جو بادشاہ وسلاطین خراج لیکر خزائن کو مال امال کرتے ہین اور رعایا پر انواع تکلیف [illegible]
ہین وہ سب ظالم وغاصب ہین۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ انی حفیظ علیم۔ سے اپنی تعریف کی حالانکہ اپنی تعریف منع ہی تو جواب شیخ [illegible]
اور دوسرون کا یہ ہی کہ جب کسی شخص کا حال مخفی ہو تو بوجہ ضرورت کے اُسکو اصلی کیفیت سے آگاہ کرنے کے لیے جائز [illegible]
صریح ظاہر ہی کہ خزائن کا ظلم شدید دور کرنے کے لیے اپنا حال بیان کر دیا اور بادشاہ اگرچہ دین کے علوم مین انکو کامل جانتا تھا لیکن [illegible]
اُسکو حفیظ وعلیم ہونا معلوم نہ تھا۔ رازی رح نے کہا کہ قولہ تعالے فلا تزکوا انفسکم مین مراد یہ ہی کہ جو شخص نفس کے حال سے آگاہ [illegible]
بخلاف اس معاملہ کے کہ رسالت ونبوت کا محل تزکیہ نفس ہی تو جان بوجھکر سچ بات بیان کرنا منع نہین ہی [illegible]
یعنی اللہ تعالے اہل تقوے کو جانتا ہی پس نبوت ورسالت دلیل تھی کہ جو تقوے بیان کیا وہ صحیح وموافق علم الٰہی ہی [illegible]
پیغمبر کے اور کوئی نہین ایسا کہہ سکتا ہی۔ اگر کہا جاوے کہ حفیظ وعلیم انشاء اللہ تعالے نہین کہا۔ تو امام رازی وغیرہ [illegible]
کہ اللہ تعالے اسنے چاہا تو مین ایسا ہون تو شاید بادشاہ کو جو اُسوقت تک ایمانی کیفیت سے سرفراز [illegible]
کلام کو مرسل کر دیا اور مراد یہی رکھی اور مترجم کہتا ہی کہ غالباً یہ سوال وارد نہین ہی کیونکہ مقصود بیان حال ہو [illegible]
تعالے افعل کا دعوے ممنوع ہی پس اگر کہتے کہ مین حفظ رکھونگا اور علم سے خرچ کرونگا اور حساب وکتاب رکھونگا [illegible]
کہنا ضرور تھا۔ علاوہ ازین یہ یہان ظاہر نہین ہوتا کہ انھون نے درواقع انشاء اللہ تعالے نہین کہا [illegible]
مترجم کہتا ہی کہ جسقدر سوالات یہان پیش آتے ہین سب میرے نزدیک اسوجہ سے مرتفع ہین کہ پیغمبر علیہ السلام [illegible]
الٰہی ہو تو بعد اسکے مدار اسکا حکمت الٰہیہ پر رہا اور کوئی سوال وارد نہوگا۔ پھر اس قصہ مین بیان ہی [illegible]
عزیز مصر کو معزول کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو اُسکی جگہہ وزیر کیا اور بادشاہ وبہت سے لوگ [illegible]
مر گیا تو بادشاہ نے عزیز کی جورو سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا۔ مین کہتا ہون کہ یہ دلیل [illegible]
تھی پھر جب وہ آپ کے گھر مین رخصت ہو کر آئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس سے بہتر [illegible]
کرو گے کہ اصلی حال یہ تھا کہ مین دولت ونعمت مین آسودہ وعیش وعشرت مین [illegible]
پاس نجاتا تھا یعنی عنین تھا اور مجکو اللہ تعالے نے یہ کچھ جمال وخوبی عطا فرمائی [illegible]
ساتھ مین کیونکر بے صبری نہوتی۔ ابن اسحاق وغیرہ نے کہا کہ آپ نے اُسکو [illegible]

ابراہیم کے لوئن بیٹا اور رحمہ بیٹی ہوئی اور یہی رحمہ حضرت ایوب کی بیوی تھی رحمہم اللہ تعالےٰ اور لوئن سے
پیغمبر ہوئے ہین یہان ایک لطیفہ ہر کہ زلیخا رحمہا اللہ تعالےٰ جو حقیقی بیوی تھی ایک مرد عنین کے حوالہ ہوئی اور
کیونکہ تھی تو حکمت الہیہ سے اسیر عشق یوسفی نے یہ غلبہ کیا کہ کسی مرد کی جانب اسکی توجہ نہ رہی اور آخر کار پاکیزہ اپنے
جلیل القدر پیغمبر کے سپرد ہوئی یون ہی پاک مردون کے لیے پاک بیویان ہوتی ہین ف فی العرائس قولہ وقال الملک
لنفسی حقیقت مین اپنی ذات کے واسطے خالص کرنا اس موعظت حقہ سے ثابت ہوا جس سے اُس نے معرفت حق و
نجات کی ہدایت پائی کہ عذاب الٰہی سے خلاص ہوا اور خالص محبت سے خلوص محبت الٰہی پر فائز ہوا اور جو اوہام وظنون اُسکے
جنون نے اُسکے نفس کو ظلمت کدہ بنا دیا تھا اور مغلوب شیطان کر دیا تھا وہ اس دوست خالص کی مدد سے دور ہوئے
اور قلب اُسکا بادشاہ حقیقی کا نگاہ ہوگیا۔ ابن عطاءؒ نے کہا کہ بادشاہ کیونکر حضرت یوسفؑ کو اپنے واسطے خالص کرتا کیونکہ انکو تو
اللہ تعالےٰ نے اپنے مخلصین مین کر لیا تھا۔ اقول ولیکن اس محبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ بھی اُنکے پیچھے پیچھے درگاہ کبریائی تک اس
اخلاص سے پہونچا اور نفس کے واسطے استخلاص کا یہ نتیجہ ہوا جو اُسکے وہم وگمان مین بھی نہ تھا۔ یہان سے استفادہ کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ
کی محبت اپنے نفس کے لیے موجب نجات نفس ہر ولیکن جب ہی کہ اہل الحق کے فرمان واجب الاذعان پر عمل کرے جہان تک ممکن ہو اور
ہر وہ ادا کہ جہال نے جو رہبانیت کا طریقہ اکابر علماء سے روایت کیا ہی جیسے ایک ٹانگ پر رات بھر کھڑے ہوکر عبادت کرنا و نفس کے
حرد محسوس ہین کی تو بھیگی چادر رات بھر اوڑھے دیوار پر بیٹھنا اور مانند اُسکے تو یہ سب اتہام ہین صرف صحیح اقتدا وہ ہی جو سنت طریقہ
ہو وے اور شیخ رحمہ اللہ نے بہت مقامات پر اسکی سخت تاکید فرمائی ہی بخلاف اکثر علماے ظاہر یہ کے جو احادیث و آیات مین تاویلات
کرتے ہین اور اُنکی سمجھ مین نہین آتا کہ حرام کھانے والا کیونکر اپنے پیٹ مین انگارے بھرتا ہی پس اہل الحق کہتے ہین کہ خالص یقین کے
ساتھ قائم رہو تو یہی لوگ بزرگی حاصل ہونے کے واسطے اسکے لیے نمونہ ہین۔ قولہ فلما کلمہ۔ کلام زبان بزبان ہوا اور کلام اسرار با اسرار ہی
وہ خوش گفتار ہو کہ ضمائر کے اسرار غیب سے اور اسرار غیب الغیب سے اور جو متعلق بصفائی عقول ہوا اور جس سے حیات قلوب ہی
اور جو بیان وصف صفات ربانیہ ہوا اور جو بیان شاہراہ مستقیم ہی بزبان فصیح و وجہ صبیح ادا کرے جس سے ارض باطن پر عرش الرحمن کے
انوار سے مثل آفتاب مثل ذرہ کے ناپید ہو جاوین سے مگر اہل معنی بیلکے درانداختہ ہنوز از سر پردہ بانگ زند۔ کہ گر آفتاب است یک ذرہ
نیست وگر هفت دریاست یک قطرہ نیست۔ آخر جذب خواطر سے بادشاہ کے دل پر نقش محبت نے اثر کیا۔ قولہ انک الیوم لدینا
مکین امین۔ فرق مکانت و امانت تو در حقیقت سلطان حقیقی کے نزدیک تھے تو کسی اور کے نزدیک مکانت و امانت کی قدر انکی
کیا فکر کی اور تمکین واستوار پاسے ثبات انکا شاہراہ رسالت پر بعوث حق عزوجل تھا اور امانت عظمی انکے سپرد تھی
امانت سے خالی نہو ولیکن سوائے قلیل اہل التقار کے سبھون نے خیانت کی اور آنحضرت علیہ السلام نے
لم اخنہ بالغیب۔ اس امانت عامہ کے ساتھ عظیم امانت نبوت مین کچھ خیانت نہین فرمائی اسی واسطے صحیح حدیث مین
استقلال ترتیب واسطے عبرت ہی کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان پاک مین استدلال کیا کہ نہین
اللہ الیہ مین الہی ہوا اور مسخرات دیناوی مین خیانت کرے پس بحکم یومنون بالغیب حسب حالت امتحان وحجاب مین
سے کوئی خیانت نکی لہذا جو بحق عزوجل نے ظاہر وباطن امین یہ صفت عیان فرمائی چنانچہ بادشاہ نے صورت سے

تصدیق کی اور یہ فراست اسی سلامت قلب کا اثر ہو جس سے آخر وہ جنتی بندہ مقام امن وسلامت
انت ارحم الراحمین بعض نے کہا کہ اسکو نظر آیا کہ شاہد صدق مخبر از صدق بصدق ہوا تو وہ کلمہ الہی
کلام یوسفی سے اسرار کے انوار سے قلب مخاطب پر تمکن نفس و اطلاع اسرار امانت کا ظہور ہوا اس نے
تعظیم و تکریم کی شیخ رح نے کہا کہ صفت نامہ سے جزو قلیل اسکو منکشف ہوا لہذا یوسف علیہ السلام نے اسکی
الارض انی حفیظ علیم تجھے معلوم ہو کہ قلوب کی مثال زمین سے ہی کہ قولہ والبلد الطیب یخرج نباتہ الآیہ و قولہ
الحدیث فانبتت الکلاء والعشب الکثیر ومنھا قیعان لا یمسک الماء ولا ینبت الکلاء لیس وہ قلوب نہایت پاکیزہ
قدرت کا وکیل ہو کہ وہ حفیظ و علیم ہو گا کہ سالک بجبر نبود زراہ و رسم منزلہا۔ اور یہ دنیا سوائے مزرعہ آخرت کے
لا تجعلنا من المغضوب علیہم ولا من الضالین واللہم اجعلنا من الذین انعمت علیہم من اتباع النبیین والشہداء والصالحین
العظیم وانت ارحم الراحمین۔ شیخ رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا ہی کہ یوسف علیہ السلام راسخہ نبوت کے مقام
اسکو ملک دنیا مین تصرف کی قدرت اسطرح دی گئی تھی کہ اس تصرف کی حالت مین مشاہدہ الہی وملک آخرت سے کسی وقت
مین غافل نہووے اور ہر شخص کو یہ قدرت نہین ہوتی کہ ملک دنیا مین بغیر اپنے خسارہ کے تصرف کرسکے سوائے اس شخص
مانند حضرت یوسف علیہ السلام کے مؤید بتائید ربانی ہو اور یہ تائید ایک ہدایت خاصہ تھی کہ اپنے انفاس کو یاد الہی کے ساتھ
رکھتے تھے اور قلب کو فکر کے ساتھ اور نفس کو وسواس سے بچاتے اور سب مقامات ذکر کو غیر حق سے محفوظ رکھتے واسطے
چوک جانے کا احتمال تھا چند سال اور قید خانہ مین رہے جب کمل کامل ہوئے تو مسند ارشاد پر تخت نشین ہوئے۔ اقول
ہر سانس مین عوام کو زبانی میسر ہوا اور خواص کو جسطرح حاصل ہو اسکو زبان ادا نہین کرسکتی ہی اور یہین سے سمجھ مین آسکتا ہی
الشیطان ذکر ربہ الآیہ مین کیا اسرار ہین۔ اور ہر شخص جو دنیا مین کسی ایک شخص کے اوپر حاکم ہو بقدر اپنے ثواب کے
پیدا کرے وحدیث صحیح مین کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ الحدیث بیان ہو کہ شوہر وجورو تک راعی و حاکم رعیت مین
اپنی حکومت کے دائرہ مین ثواب جمیل ہو ولیکن حفاظت و علم لازم ہی اسی واسطے دنیا کے تعلقات زائد
شیخ رح نے کہا کہ وہ حفظ باتباع طریقہ سنت ہو کہ آداب ذات الہی وصفات الہی کی یاد مین محفوظ ہون اور عباد
نہ وہ طریقہ جو رہبانیت کہلاتا ہی کہ بحکم حدیث ان لنفسک علیک حقا ولزوجک علیک حقا ولضیفک علیک حقا
نفس کا حق ہی اور شوہر پر جورو کا یا جورو پر شوہر کا ہی اور مہمان کا تواضع و مہمانداری معمولی غرضکہ تجارت
حقوق محفوظ الطریق شرع مین فافہم۔ شیخ رح نے کہا کہ حفیظ اشیر ہی کہ بنور تفرس نبوت ان امور کا حفیظ
واقع ہون اور جو عیوب کہ قلوب پر جاری ہون و خزائن الارض سے اشارت علماے ربانیہ یعنی
واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ مدح النفس قبیح ہی الا اسوقت کہ اسکی اجازت ہو۔ اقول اسمین اشارہ ہی کہ جملہ امور
سب باجازت الہی تھے تو کوئی سوال واقع نہین ہو سکتا جیساکہ مترجم نے اپنی عند سابق
قول سے حاصل ہو گئی حالانکہ میرے نزدیک یہ امر بلا تائید کے قابل قبول ہی کیونکہ عوام
مردان نمامین تو حد مکالمہ نبوت ملحوظ رہنا چاہیے یعنی ایسے خیالات ان لوگون نہین

اخر جس جو کچھ ظاہر و پوشیدہ کرین سب انبیاء پر مکشوف ہوگا اقول چنانچہ خود کہا کہ لا یاتیکما طعام ترزقانہ
الا نبأتکما الآیہ بجو قولہ ما تأکلون وما تدخرون فی بیوتکم - اور دوسرون کا قیاس نبوت پر نہین ہو سکتا - شیخ ابو سعید
[illegible] اللہ تعالے کے بندے روے زمین پر ایسے ہین کا نپر خلل طاری ہوتا ہو اور اگر یہ نہو تو بیکار ہو جاوین اور بات
[illegible] علم اس درجہ تک پہونچ گیا ہو کہ وہ مجہول کا علم حاصل کرتے ہین حالانکہ کتاب وسنت مین اسکے کچھ تخصیص نہین ہو ولیکن
[illegible] سے غافل ہین وہ کتاب وسنت سے اُسکو نکال لیتے ہین اقول مراد یہ ہو کہ بعض مسائل ایسے ہین کہ ہر چند علماے ظاہرین سے
بجا ہر دست علامہ کوشش کرے تو اسکو کہین کتاب قرآن وحدیث سنت مین نظر نہ آوے اور کبھی اُسکا استخراج ممکن نہو ولیکن علماے ربانیہ کا
اس حد تک پہونچا کہ انکو خود اس مسئلہ کا علم بتعلیم الٰہی حاصل ہو ولیکن چونکہ قرآن مجید اسقدر جامع ہو کہ علم اولین وآخرین اسمین موجود ہو مگر
حاصل کہنا چاہیے تو عالم ربانی عوام کے اظہار کے لیے اُسکو قرآن سے اپنی نیک سمجھ کے ذریعہ سے استنباط کر لیتے ہین وقد ذکرنا فی
قولہ ولکن کونوا ربانیین الآیۃ وفی قولہ یعلمہم الکتاب والحکمۃ - وفی قولہ ومن یوت الحکمۃ الآیۃ تفصیلا لذلک - اور ابتداے سورہ
فاتحہ کی تفسیر مین قرآن پاک کا جامع ہونا اور تفسیر قولہ ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب الآیۃ مین تحقیق گذری
اور حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے صحیح بخاری مین روایت ہو کہ فہم یعطی الرجل فی القرآن - یعنی میرے پاس کوئی وہ علم حدیث کا
نہین ہو جو خاص آنحضرت صلعم نے ہمین لوگون اہلبیت کو بتایا ہو جیسا کہ سائل اپنی نادانی سے سمجھتا ہو ہان ایک فہم البتہ ہو جو اللہ تعالے
اپنی کتاب مجید مین بندے کو عطا فرماتا ہو تو وہ اس سمجھ کے ذریعہ سے اس کتاب مین سے جو علم الاولین والآخرین کا مجموعہ ہو وہ
بات سمجھ لیتا ہو جسکو عوام کہین نہین دیکھتے اور نادانی سے یہ سمجھتے ہین کہ یہ بات حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص کر
اُسکو بتلادی تھی یا یہ سمجھتے ہین کہ یہ شخص علم غیب جانتا ہو حالانکہ یہ دونون جہالات ہین - مترجم کہتا ہو کہ اس وقت مین اسلام کے
علماے ربانی کہان ہین افسوس وہ لوگ کیا ہوئے کہ اب قرآن مجید کا معجزہ ہونا استدلال سے دیکھا جاتا ہو - بڑا معجزہ اسکا عوام لوگ
علم عبارات سے متعلق کرتے ہین کیونکہ وہ خود ظاہر سے تجاوز نہین کرتے ہین حالانکہ علماے ربانیہ کی آنکھون سے یہ بڑا معجزہ نظر آتا تھا
کہ جو وقائع آیندہ قیامت تک ہونگے وہ سب اسمین درج ہین ولیکن آنکھین نہین ہین جو اُنکی طرح نظر آوے اور اگر بیان کرنے والے
بیان کرتے تو بمقتضاے حکمت الٰہیہ ایسے لوگون کے ہاتھ مین مدارس وحکومت تھی جو انکو کافر کہکر خود ہلاک ہوتے اور فائدہ نہوتا
کیونکہ تقدیر الٰہیہ ضرور جاری ہونگی انمین تدبیر نہین ہو سکتی جب یہ معلوم ہوا تو اہل ایمان پر واجب ہو کہ علوم شریعت حاصل کرکے
عمل کرین اور انتظار کرین کہ اللہ تعالے انکو یہ علم عطا فرما وے وفیما اخرجہ بعض اصحاب السنن والمسانید جو کوئی سیکھے پر عمل کرتا ہو اُسکو
اللہ تعالے محض فضل سے ایک علم عطا فرماتا ہو جو وہ نہ سیکھ سکتا اور نہ جان سکتا تھا پھر اسمین دو قسمین ہین ایک انکشاف اور یہ عام ہو اور اُسکو
[illegible] نہین تعرض کیا گیا بلکہ جو کشف متعلق با مور فانیہ ہو جیسے جو امسال وقائع ہونگے یا جو فلان شخص پر گذریگا اُسکو ائمہ اکابر نے مذموم
لکھا ہو اور دوسرا وہ ہو جو اس سے متعلق بکشف ملکوت ہو مانند قولہ فی حدیث الحارثہ رض کہ میزان قائم دیکھتا ہون اور زمین بنور رب تبارک
[illegible] روشن ہوگئی [illegible] مانند قولہ وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات الآیہ کے یہ محمود ہو والاحسن منہ ما یتعلق بجلال اللہ وعظمتہ او
[illegible] ذلک خیر واحسن تاویلا والسلام پھر شیخ نے لکھا کہ قولہ وکذلک مکنا لیوسف فی الارض - اسمین اشارہ ہو کہ یوسف علیہ السلام
[illegible] لطف وکمال سے قلوب بندگان حق مین براہ محبت جگہ پائی اور اُنکی ہیبت سب قلوب مین بیٹھ گئی اور جہان مشیت

متعلق ہوتی بیٹھ جاتی تھی لقولہ تتبوأ منہا حیث نشاء ر۔ مکانت یوسف کی اضافت اپنی جانب [illegible]
یا تدبیر کیجانب نہین فرمائی جسمین اشارہ ہو کہ سابقہ تقدیراً سکی رسالت کے ساتھ یون جاری ہو [illegible]
کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو قبول فرماتا ہی یعنی وہ وقت آتا ہو کہ ازلی قبولیت کا ظہور ہو تو منادی [illegible]
تم سب اس سے محبت کرو پس تمام قلوب اہل زمین اس سے محبت کرتے ہین۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ وہم [illegible]
مگر کسی سے سب نے اتفاق نہین کیا تو جواب یہ ہو کہ حدیث مین قلوب کا ذکر ہو اور وہ فقط اہل ایمان [illegible]
و منافقین و مشرک اگرچہ ظاہر مین اپنے آپ کو حضرت موسےٰ علیہ السلام کا پیرو یعنی یہودی کہین یا حضرت [illegible]
نصرانی کہین یا حضرت افضل الرسل محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا پیرو یعنی مسلمان کہین انکے اندر دل یعنی قلب نہین ہو [illegible]
نے فرمایا قلوبہم ہواء۔ یا بدین معنی کہ لہم قلوب لایفقہون بہا الایۃ تو انکی محبت کچھ نہوگی اور یہ تحقیق یاد رکھنا چاہیے [illegible]
علیہ السلام پر جو فضل اپنی جانب سے مکانت و وسعت دینے کا فرمایا ہی یہ ازلی اختیار ہی اور اسمین کوئی استحقاق بطاعت [illegible]
کیونکہ اسوقت فعلیت کا وجود ہی نہ تھا بلکہ علم آلہی و حکمت بالغہ خود مختاری ہی اسی واسطے نبوت و رسالت و ولایت [illegible]
ولقد قال تعالےٰ نصیب برحمتنا من نشاء۔ خاصۃ رحمت انبیاء و اولیاء کے واسطے کشف مشاہدہ ہی اور انکو انکی ذات [illegible]
جس سے صفات باری تعالےٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہی اور یہ اسطرح کہ انپر راہ معرفت آسان کردی اور جا اسطرح [illegible]
دریاضت پر اسکو موقوف نہ کیا اور یہ بہت بڑی رحمت و کامل منت ہی۔ اور یہ اسطرح کہ قلوب عارفین سے خواہش [illegible]
باقتضاے خود دور کردی انکی خواہش وہی رہی جو انکے مولی عزسلطانہ کی خواہش ہو اسواسطے کہ جب تک ذرہ برابر اپنی خواہش [illegible]
تب تک محل نفس امارہ باقی ہی۔ قال المترجم یہین سے یہ عقدہ حل ہوگیا کہ جو خواہشین حضرت یوسف علیہ السلام سے [illegible]
ہوئی ہاین کہ امارت و حفظ خزائن کی درخواست کی وہ سب بارادات الٰہیہ ہین انمین سے کچھ بھی اپنی خواہش [illegible]
جو سوالات ظاہر تفاسیر مین مذکور ہین وہ عوام کے سمجھانے کے لیے تکلفات ہین ورنہ جو شخص حقیقت سے آگاہ ہی اسکے [illegible]
وارد نہین ہوتا بلکہ اُسکی فکر ان مقامات مین آثار قدرت و تدبیر الٰہیہ کے لطائف اشارت مین جولان ہو [illegible]
تعالت و تقدست ہوجاتی ہی جبکہ فضل آلہی شامل حال ہو واللہ سبحانہ تعالےٰ اعلم۔ شیخ نے لکھا کہ مین کچھ خیال کر سکتا [illegible]
عزت سرمدیہ و جلال اقدس و جمال ازل کو آدمی کے لیے کشف فرمایا تو کیا امکان ہو کہ مشاہدت انکی وسعت [illegible]
آئی اور کیونکر حدوثیت کے ساتھ قدیم کے ظہور مین بقا ہی اللہ اللہ تعالےٰ اللہ علواً کبیراً۔ تمام اکوان و حدثان [illegible]
عزت و مجد جلالت مین متلاشی و فانی ہوجاوینگے پس مشاہدہ و بقاء اُسکی بقاء ہی ولیکن اس ضعف کو [illegible]
حدوثیت کو بقاے قدم سے مؤید کرکے انکو وہ کچھ دکھلایا کہ فرشتہ بھی اُس سے محروم ہین کیونکہ ازل [illegible]
ولتوحا الآیہ۔ قولہ وانہ لمن المصطفین الاخیار۔ وقولہ انہ من عبادنا المخلصین۔ اس کرامت کے واسطے برگزیدہ [illegible]
کشف حال و منزلت وصال سے سرفراز کیا۔ اور اُنکے قلوب مین اسرار قدم ودیعت رکھے ہین [illegible]
اپنی عنایت و کرم و رحمت اتم سے یوسف کو اس قبولیت کے مراتب رفیعہ پر سرفراز کیا جہان [illegible]
محض بیکار ہی۔ مترجم کہتا ہو کہ اس سے کوئی یہ وہم نہ کرے کہ اعمال محض بیکار ہین جیسا کہ اکثر [illegible]

Marfat.com

ت حسنہ کثیرہ ہین جنین انسان کو اعمال رفیعہ پر عمل کرنے کی تاکید ہی اور کسقدر احادیث صحیحہ ہین کہ انمین اتباع
فضائل عبادات وعادات وعظائم اخلاق کی سخت تاکید ومبالغہ ہی اور کسقدر اخبار وآثار صحیحہ ہین جن سے حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا مع جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان اعمال تقوے کا عامل ہونا مروی ہی اور کسقدر حکایات صالحین
سے ریاضت ومجاہدہ مین قدم استوار کیا ہی اور کسقدر متواتر علم اسوقت تک فائز وسائر ہی کہ اسکا انکار کرنا محض جہالت ہی
کہ آگے حق جلشانہ بیان فرماتا ہی کہ با وجود جلالت شان وقصور بندگان کے محض لطف سے کسی عامل کا اجر ضائع نہین
صدق نیت سے طاعات کی راہ چلتے ہین تاکہ اعمال سے احوال کے درجہ پر فائز ہون بقولہ عزوجل ولانضیع اجر المحسنین
جاننا چاہیے کہ اہل احسان یعنی سب سے اعلےٰ درجہ والون کا ثواب یہ ہی کہ انکو کشف جمال قدم سے سرفراز کیا اور انکا احسان کی
حل یہ ہی کہ تمام صدق نیت سے مشارق ابد سے صبح ازل کا طلوع چاہتے ہین اور اسرار کی انکھین اسطرف ٹکٹکی باندھے رہتی
ہین دیکھتا کہ جن نے احسان کو پوچھا تھا اُسکے جواب مین سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان تعبد اللہ کانک تراہ فان
لم تکن تراہ فانہ یراک۔ یعنی احسان یہ ہی کہ تو اللہ تعالے کی عبادت اسطرح کرے گویا تو اُسکو دیکھتا ہی پس اگر تو نہین دیکھتا تو وہ تجھے
دیکھتا ہی۔ اب جاننا چاہیے کہ احسان یوسف علیہ السلام یہ تھا کہ ہر محنت وسختی مین اللہ تعالے کی رضامندی چاہتے تھے۔ مترجم
کہتا ہی کہ اہل التفسیر نے قولہ فلبث فی السجن بضع سنین۔ کی تفسیر مین روایت لکھی کہ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور اللہ تعالے عزوجل کی
طرف سے یہ شکایت پہونچائی کہ مین نے کنوئین سے نجات دی اور عزیز مصر کی نظر مین مکرم رکھا اور چنین وچنان فضل رکھے تم نے ساقی
سے خیال پر رہائی کی درخواست چاہی لہذا اب چند برس تم اور قید مین رہو تو آپ نے عرض کیا کہ اے جبرئیل میرا پروردگار عزوجل بعد اسکے
مجھسے راضی ہی انھون نے عرض کیا کہ ہان تو کہا کہ پھر مجھے رنج نہین ہی۔ غرضکہ رعایت رضائے الٰہی حاصل کرتے مین سرگرم تھے۔ شیخ
نے کہا کہ یہ مراقبہ ورضا جوئی بھی اللہ تعالے کی ہدایت واُسکی جانب سے عصمت ورحمت تھی کیونکہ گناہ سے معصوم ہونا مفرد ون باصطفائیہ
ازلیہ ہو ورنہ جسکے حق مین ایسا نہو وہ کیونکر معصوم رہ سکتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ وہم نہ کرنا کہ عصمت فقط زنا سے متعلق ہی حتے کہ بعض کافر
بھی زنا نہین کرتا مگر اس سے بڑھکر حق عزوجل سے مُنھ موڑکر دنیا کو معبود بنا لیتا ہی پس عصمت جملہ گناہون سے ہی۔ شیخ نے کہا کہ احسان
یوسف یہ بھی تھا کہ بدی کرنے والون کے ساتھ نیکی کرتے تھے اور یہ بھی کہ اللہ تعالے کے بندون سے اُسکی پاک صفات وحدانیت
ظاہر کرتے تھے تاکہ وہ اُسکی اطاعت کرین اور شیخ نے لکھا کہ احسان یوسف یہ بھی تھا کہ جمال یوسفی فقط مصیبت زدہ لوگون پر ظاہر
ہوتا کہ ایسے دیدار پر زندہ رہتے تھے۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ قولہ نصیب برحمتنا من نشاء۔ ان آیات کے اول وآخر مین تفصیل ہی
یعنی اگر ان آیات کے اول وآخر مین تفصیل نہ کی تو اسپر قرآن کی آیات مین التباس واشکال رہیگا پس اول تو علماء کے لیے ہی
اور آخر جو مین انکے لیے ہی پس رحمت الٰہی سے لیاقت احسان حاصل کی اور رحمت ہی سے ہدایت پائی اور رحمت ہی سے احکام وآیات
کو سمجھا جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا وقد قال تعالے الرحمن علم القرآن۔ شیخ ابن عطاء نے کہا کہ قولہ نصیب برحمتنا یعنی اپنے فضل سے ہم جسکو
چاہیں معرفت کی راہ دے دیتے ہین۔ اقول یعنی رحمت سے یوسف علیہ السلام کو برگزیدہ پیغمبر کیا اور وحی الہام سے قلب کا دروازہ
معرفت کی جانب کھولا پس جب سے معرفت حاصل ہوئی تو ہر لذت وخواہش دور ہوگئی اور ہر تکلیف عین راحت ہوگئی یہانتک
کہ مملکت مصر پر متمکن ہونے کا قال تعالے وکذلک مکنا لیوسف الآیہ پس یہ سب کرامت نتیجہ رحمت ہی جس سے معرفت عطا ہوئی

یعنی کہ جو انکے حق مین عصمت ہوگئی اور جو صبر محنت مین شہد کی خوشگواری دیتی رہی۔ بس شیخ ابن عطا
تعالے اعلم۔ بعض مشائخ نے کہا کہ محسن وہ ہو کہ جسپر جسقدر احسان حق عزوجل کے ہوں سب کو حق
وفضل خیال کرے۔ قال المترجم یہان تک عرائس کا بیان تمام ہوا آب مین کہتا ہون کہ امام رازی نے
رد کیا جو کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فی الجملہ قصد بجانب زلیخا کیا تھا اور قولہ لقد همت به وهم بها سے
بناتے ہین اور قولہ لم اخنه بالغیب سے کے وقت جب جبرئیل نے یہ قصد یاد دلایا تو ما ابرئ نفسی الا یہ سے استدلال
یہ ہو کہ اللہ تعالے شہادت فرماتا ہو کہ یوسف بندہ مخلص تھا جس سے ہرطرح کی بدی وفحش دور کردیا گیا تھا بحکم قولہ
انہ من عبادنا المخلصین۔ اور وہ مومنین متقین محسنین مین سے تھا پھر جاہل حشوی کہتا ہو کہ وہ مذنبین کا ذمین مین سے
جہالت ہو کہ باوجود شہادت الٰہی کے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہو مترجم کہتا ہو کہ جن لوگون نے یوسف زلیخا کا قصہ
افراط و تفریط وہر طرح کی روایات بھردی ہین جنکا کچھ اعتبار نہین ہو القصہ جب حضرت یوسف علیہ السلام اسطرح
اور ارکان دولت و وزراء و امراء و ماتحت بادشاہون نے انکی اطاعت مین گردن جھکائی جیساکہ شیخ مفسر سیوطی
سات سال اوائل مین کثرت سے اناج کے پیداوار کا اہتمام کیا اور اسکو نہایت حفاظت سے رکھا اور اہل مصر کو بقدر ضرورت
ملا اس ترکیب سے بہت کثیر غلہ کا انبار ہوگیا جو سالہاسال کے لیے ایک ملک کے آدمیون کو کافی ہوا اور یہ برکت حضرت یوسف
جنکو اللہ تعالے نے قبل وقوع قحط کے آگاہ فرمادیا تھا بخلاف دوسرے ملکون کے کہ وہان پہلے سے علم نہ تھا تو پہلے سے کچھ انتظام
نہ تھا اسی وجہ سے آپ کی برکت علاوہ مصر کے اور ملکون تک بھی پہونچی چنانچہ جب بلاے قحط و اسکی سختی پوری شروع ہوئی تو
ملکون کو گھیر لیا یہان تک کہ بلاد شام و سرزمین کنعان تک جو حضرت یعقوب علیہ السلام کا مع اولاد باقیہ کے مسکن تھا
اور بادشاہ مصر کی فیاضی و برکت کا شہرہ سنکر دور دور سے لوگون نے مصر کا قصد کیا اور حضرت یوسفؑ ایک اونٹ سے زیادہ
نہ دیتے تھے اگرچہ وہ سردار و حاکم ہوں پس حضرت یعقوبؑ نے بھی اپنی اولاد کو مصر بھیجا ولیکن حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی بنیامین کو

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ

اور آئے یوسف کے بھائی سو یوسف کے سامنے گئے تو یوسف نے انکو پہچان لیا مگر انھون نے اسکو نہ پہچانا اور جب انکا سامان تیار کردیا

ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝

کہ میرے پاس لانا اپنے بھائی کو جو باپ کی طرف سے ہو بھلا تم نہین دیکھتے ہو کہ مین تو بھرپور تول دیتا ہون اور مین بہتر مہمان نواز ہون

لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ

میرے پاس اسکو نہ لائے تو میرے پاس تمہارے لیے اناج نہین ہو اور میرے نزدیک نہ آنا بولے کہ ہم ضرور اسکے باپ

لَفٰعِلُوْنَ ۝ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ

ضرور ایسا کرینگے اور یوسف نے اپنے غلامون کو کہا کہ انکا سرمایہ انکے کجاوون مین رکھ دو

اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

جب لوٹ کر پہونچین اپنے لوگون مین امید ہو کہ پھر واپس آئین

[illegible] اور آئے بھائی یوسفؑ کے۔ مراد انسے دس بھائی وہ ہین جو سوائے حضرت یوسفؑ کی والدہ کے
دوسری بی بی سے حضرت یعقوب کی اولاد تھے بدلیل آنکہ حضرت یوسف نے انسے اپنے حقیقی بھائی کو طلب کیا ہی۔ سراج مین
لکھا کہ ولایت عراقات مین قریب سرزمین فلسطین کے رہتے تھے اور بحکم والد خود حضرت یعقوب علیہ السلام مصر کو اناج خریدنے آئے کیونکہ
وہان بھی قحط پڑا ہوا تھا اور شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام غلات کو جمع کر کے معاوضہ سے فروخت کرنا شروع
کیا تھا اور بادشاہ مع لشکر سب ایک وقت دوپہر کو کھاتے تھے اور اس طریقہ سے ایک تو سالہاے قحط مین یہ اناج اہل مصر کو بلکہ اُنکے
علاوہ دیگر ملکون کے بندگان خدا کو کافی ہوگیا اور خزانہ شاہی بھی جو اہل مصر کے واسطے رفاہ عام تھا معمور ہوگیا اور دوسرے یہ فائدہ ہوا کہ
کوئی شخص اسراف نہین کرسکتا تھا جبکہ سرمایہ کے عوض اناج ملتا تھا اور شیخ نے لکھا کہ بعض مفسرین نے جو روایت لکھی ہی کہ سال اول
مین بعوض درہم و دینار کے اور سال دوم مین بعوض جواہرات و سال سوم بعوض فلان چیز و سال چہارم بعوض چنین و چنان حتے کہ بعوض
اولاد و انکے نفوس کے بیچا تو یہودیون کی روایات مین سے ہی ہم اسکی حقیقت سے واقف نہین ہین قال المترجم الحمد للہ کہ مین نے
سابق مین اسی طرح کلام کر کے فراغت پائی ہی اور وہان کچھ توجیہ و تاویل لطیف مع مسائل ذکر کر دیے ہین فتذکر۔ اور لکھا کہ حضرت یوسفؑ
کے بعد حضرت یعقوب کو بنیامین سب سے زیادہ پیارا تھا اسکو حضرت نے اپنے پاس رکھ لیا اور باقیون کو مصر واسطے اناج کے
روانہ کیا بس یہی ہو قولہ تعالیٰ یعنی یوسف کے بھائی آئے فَدَخَلُوا عَلَيْهِ پس داخل ہوئے یوسف کے سامنے۔ شاید انحضرت لوگون کو
اپنی حضوری مین باریاب فرماتے تھے اور ممکن ہو کہ بعلم نبوت اُنکے واسطے خاص حکم دیا ہو یا پردیسیون کے واسطے حکم ہو فَعَرَفَهُمْ
پس یوسف علیہ السلام نے اُنکو پہچان لیا وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ حالانکہ وہ اُس سے منکر تھے یعنی انجان تھے۔ قال الامام اول تو انھون نے
کمسنی مین چھوڑا تھا جب کہ سیارہ کے ہاتھ بیچا تو معلوم نہ تھا کہ وہ کہان لگیا اور دوم یہ کہ اس حالت مین آپ تخت سلطنت پر دبدبہ
و شوکت شاہی کے ساتھ جلوہ افروز تھے اور فروخت کی شان غلامون کی تھی تو کہان غلامی اور کہان بادشاہی اُنکو اسکا گمان بھی نہ تھا۔
سراج مین منقول کیا کہ اسوجہ سے کہ آپ نے حاجبون کو حکم دیا تھا کہ انکو دور کھڑا کرو اور درمیانی مترجم کے ذریعہ سے انسے گفتگو کرتے تھے
اور اسوجہ سے کہ انھون نے بچہ چھوڑا تھا اور اب تن و توش و داڑھی مونچھ کی حالت مین دیکھکر نہ پہچانا۔ ابن عباس نے کہا کہ جس وقت
سے اس دم تک چالیس برس گذرے تھے۔ قال المترجم و فیہ نظر واللہ اعلم۔ عطاءؒ نے کہا کہ اسوجہ سے نہ پہچانا کہ انحضرت بلباس بادشاہ
مصر آراستہ تھے۔ مترجم کہتا ہی کہ اگر یہ روایت صحیح ہو کہ آنحضرت علیہ السلام اپنے چہرہ پر نقاب [illegible] تھے تاکہ مصر کی عورتین فتنہ مین
نہ پڑین تو یہی وجہ نہ پہچاننے کے لیے کافی ہی۔ یہان تعلیم ہو کہ پردیسی مسافر کا اکرام چاہیے اور بادشاہ کو بذات خود تفقد احوال لازم ہی۔
[illegible] رضی اللہ عنہم عامل کسی ملک پر مقرر فرماتے اُس سے معاہدہ لیتے تھے کہ حاجب و دربان مثل جابر بادشاہون کے نہ رکھے
[illegible] اور جب پورا کر دیا انکا سامان قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَكُمْ مِنْ أَبِيكُمْ تو انسے کہا کہ لے آؤ تم سب ایک
[illegible] طرف سے بھائی ہو۔ یعنی مان ایک نہو بلکہ باپ ایک ہو ایسا اپنا ایک بھائی لے آؤ۔ اور آیندہ ان کو وعدہ
[illegible] اور [illegible] نے بھی ہمکو بھی دی چنانچہ فرمایا أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ کیا تم اس بات کو نہین دیکھتے ہو کہ مین
[illegible] بلا خسارہ و کمی کے دیتا ہون۔ ایک بات وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ اور مین بہت اچھا مہمان نواز ہون یعنی
[illegible] اچھی طرح کرتا ہون۔ اور آنحضرت صلعم نے ان لوگون کو بہت آرام و آسایش کے ساتھ اُتارا تھا اور اچھی طرح

Marfat.com

مہانداری کی تھی۔ یہ دوسری بات تھی جس سے انکو بھائی کے ساتھ لانے پر آمادہ کیا۔ پھر دھمکا [illegible]
لَكُمْ عِنْدِي پس اگر تم نہ لائے اسکو تو ایک یہ ہوگا کہ نہیں اناج میرے پاس تمھارے لیے [illegible]
میرے پاس مت آنا۔ امام ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ سدیؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام [illegible]
تو اسطرح اُنسے باتیں شروع کیں جیسے کوئی انجان ہوتا ہے حالانکہ دیکھتے ہی انکو پہچان لیا تھا پس کہا کہ [illegible]
وہ بولے کہ اے عزیز ہمکو قحط کی مصیبت پہونچی تو ہم اناج کی امید پر آئے ہیں۔ فرمایا کہ شاید تم جاسوس ہو ہمارے [illegible]
آئے ہو۔ بولے معاذ اللہ ہم جاسوس نہیں ہیں۔ فرمایا کہ پھر کون لوگ ہو۔ بولے کہ ہم کنعان کے رہنے والے ہیں ہمارا باپ [illegible]
پیغمبر یعقوب علیہ السلام ہے۔ فرمایا کہ تمھارے سوائے اُسکی اور بھی اولاد ہے۔ بولے کہ ہم بارہ تھے۔ ہم میں سے [illegible]
جنگل کو گیا اور وہاں ہلاک ہوا اُسکو باپ بہت پیار کرتا تھا اب اُسکا سگا بھائی رہ گیا اُسکو باپ نے اپنی تسلی کو [illegible]
پس حکم کیا کہ انکو اکرام و آرام سے اُتارو اور پھر اُنکا جہاز پورا کر دیا اور سوتیلا ایک باپ کی طرف سے بھائی لانے کو [illegible]
اور اُنھوں نے وعدہ کیا۔ اور سدیؒ نے یہ بھی ذکر کیا کہ آنحضرت علیہ السلام نے ان لوگوں سے رہن لے لیا [illegible]
کہ ایک بھائی شمعون کو لے لیا تھا۔ امامؒ نے کہا کہ اسمیں تامل ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ امام رازیؒ نے بھی اسمیں اعتراض کیا [illegible]
اول تو یہ کہ پیغمبر صدیق کی شان نہیں ہے کہ باوجود آگاہ ہونے کے اُنپر جاسوس ہونے کا اتہام رکھتے۔ مترجم [illegible]
نہیں جاسوس ہونے کا اتہام نہیں دیا بلکہ توریہ کے طور پر سچ بات کہی کہ تم جاسوس تو نہیں ہو کیونکہ جو امر واقع میں نہیں ہے [illegible]
کہ ناسوائے اُسکی اصلی کیفیت کے سب طرح درست ہے جیسے کہ تم جن تو نہیں ہو اور تم فرشتہ نہیں ہو اور غرض عدم معرفت تھی [illegible]
حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے پوچھا کہ تمھارے ساتھ کون ہے تو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
اور کہا کہ رجل یھدینی السبیل۔ ایک آدمی مجھے راہ بتلاتا ہے یہ بات سچ تھی مگر کافر جاہل یہ سمجھا کہ کوئی راہ بتلانے والا ساتھ ہے [illegible]
آپ کی راہ آخرت کا ہادی تھا۔ اور اگر اسمیں عیب ہوتا تو یہ عیب ہوگا کہ باوجود علم کے اپنے آپ کو ظاہر نہ کیا۔ دوم یہ اعتراض [illegible]
تو لانے کے وقت عہد و پیمان و ترغیب و ترہیب کی ضرورت نہ تھی۔ سوم اس صورت میں انکا سرمایہ اُنکی رحال میں [illegible]
آدین کیا فائدہ ہے۔ چہارم انکا وعدہ کہ باپ سے مراودت کرینگے اور بکمال کوشش کرینگے نہ آنکہ ہم ضرور لاوینگے [illegible]
یعقوب علیہ السلام سے فقط یہی کہا تھا کہ کیل روک دیا گیا ہے نہ آنکہ ہم میں سے فلاں شخص رہن لیا گیا ہے۔ اور مترجم [illegible]
وجہ اعتراض میرے نزدیک یہ ہے کہ رہن ایک امر مشروع بمقابلہ حق واجب بطریق وثاقت ہے اور وہ مال متقوم [illegible]
حق اصل کا حصول کسی وجہ سے ممکن ہو اور یہاں شمعون مرد آزاد تھے نہ مال مملوک اور رکن رہن یعنی [illegible]
منتفی ہے کیونکہ بھائی کا لانا انپر واجب نہ تھا تو رہن کے کیا معنی ہیں اور کیونکر پیغمبر برحق ایسے ظالمانہ احکام کو جاری [illegible]
کے طریقہ میں سے ہو سکتا ہے پس ظاہر ہوا کہ یہ روایت حضرت سدیؒ کو یہود یوں وغیرہ سے ملی ہے [illegible]
معالم وغیرہ سے لایا کہ قولہ لما جہزہم بجہازہم۔ لغت میں جہاز وہ اسباب و متاع جو کہیں منتقل کر لیجانے [illegible]
سامان سفر جو ایک شہر سے دوسرے شہر کو لیجاویں اور وہ بھی جہاز ہے جو دختر کو اسکا باپ دیتا ہو اول [illegible]
کو ان اناج کے انکو زاد راہ سفر بھی دیا تھا۔ پھر ذکر کیا کہ دس بھائی تھے ہر ایک کو ایک اونٹ [illegible]

Marfat.com

[illegible] کے خلاف تھا تو اُنھون نے کہا کہ اے عزیز ہمارا باپ بوڑھا شیخ ہے اور بوجہ ہلاکت ہمارے صغیر بھائی کے محزون
[illegible] رونے سے نابینا ہو گیا ہے اور صغیر کا ایک مان سے جو بھائی ہے وہی اُسکا مونس اور اُسکی خدمت مین ہے تو اُن دونون
[illegible] ہم کو روانہ ہونا چاہیے ہین۔ جب انھون نے یہ کہا تو حضرت یوسفؑ نے کہا کہ تم لوگ ایک جماعت شکیل ہو اسکے باوجود وہ بھائی
[illegible] باپ کو زیادہ پیارا ہے ظاہرا وہ بہت شکیل عقیل ہے۔ مین دیکھنا چاہتا ہون مترجم کہتا ہے کہ شاید قصہ یون ہو یعنی جب اُنھون نے دو اونٹ
اناج زیادہ مانگا تو اس بھائی کو تصدیق کے لیے طلب کیا ہو۔ اور کچھ ضرورت نہین کہ وہ زیادہ شکیل وعقیل ہے یا اور الفاظ زائد کیے جادین
بلکہ خلاصہ مدار کار باپ وبھائی کے لیے زائد اناج کی درخواست ہو پس باپ کو بوجہ عذر نابینائی کے معذور رکھا اور بھائی کو طلب کیا۔ اگر
کہا جاوے کہ پھر اس صورت مین قولہ باخ لکم من ابیکم رکھنے کی مناسبت معقول نہین ہے بلکہ باخیکم من ابیکم درست ہے یعنی اس بھائی کو جو باپ
کی طرف سے ہے لاؤ۔ اور باخ لکم مین یہ معنی ہین کہ اپنا ایک ایسا بھائی لاؤ جو تمھارے باپ کی طرف سے تمھارا بھائی ہو تو کرخی وغیرہ نے
اسکا جواب یہ دیا کہ اپنی طرف سے معرفت تامہ کو انپر ظاہر نہ کیا اور ایسے طور پر کہا کہ گویا انکو معلوم نہین ہے اور امام رازی کا اسپر بھی
اعتراض اول وارد ہوگا اور وہی جواب ہے جو مذکور ہوا۔ اور مترجم کے نزدیک حق یہ ہے کہ جملہ امور جو حضرت یوسف علیہ السلام سے
اس قصہ مین واقع ہوئے سب ایسے ہین کہ عقلمند آدمی بخوبی جانتا ہے کہ آدمی سے موقع و ملاقات و بات وحیثیت وحالت وکیفیت ایسی
واقع ہوتی ہے جس سے یہ صورت پیدا ہو جاوے جو یہان مذکور ہے اور جو کچھ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا وہ بوحی الٰہی عزوجل تھا پس
ان تکلفات کی کچھ ضرورت ہی نہین ہے اور علمائے تابعین وسلف متقدمین سے اس قصہ مین زائد روایات کا انتظار کرنا محض بیکار ہے کیونکہ
انکو یہ روایات کچھ حدیث سے ملی نہین کیونکہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ سورہ نازل ہوئی اور آپ سے زائد قصہ دراز
مروی نہین ہے تو پھر صحابی یا تابعی کو تفصیل سوائے یہودیون کے بیان کے اور مسلسل سند سے نہین معلوم ہو سکتی ہے اور یہودیون کی روایات
پایۂ اعتبار سے ساقط ہین پھر بے ضرورت انکا تتبع کرنا اسرار وحقائق علوم سے باز رکھتا ہے۔ اب مترجم کہتا ہے کہ اس بیان مین جو علوم
پاکیزہ ہین وہ یہ ہین۔ قولہ جاء اخوۃ یوسف۔ اول یہ کہ نسب کا تعلق گوشت پوست سے ہے اور ایمان کا تعلق روح باقی سے ہے پس برادران
یوسفؑ نے یوسفؑ کو قتل کرنے کا قصد کیا اور آخر کنوئین مین ڈالدیا اور آخر فروخت کر دیا۔ پس باوجود اسقدر انقطاع کے انکا بھائی ہونا
منقطع نہین ہوا چنانچہ حق تعالے نے انکو بھائی قرار دیا۔ مسئلہ اگر قتل کر ڈالے تو قاتل کو مقتول کی میراث [illegible] گی۔ پس جبکہ جسمانی نسب مین
انقطاع نہین ہوتا تو ایمانی محبت ورشتہ نہ چاہیے کہ بھائی سے قطع کیا جاوے۔ حدیث مین ہے کہ مومن سب آپس مین بھائی ہین اور یہ امر
قرآن کی آیت سے ثابت ہے اور حدیث مین ہے کہ تین روز سے زیادہ باہم رنج رکھنا نہ چاہیے اور حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے ان دونون سے
رحمت اُٹھا لیتا ہے اور بعض روایات مین برکت۔ اور حدیث مین ہے کہ جو ابتدا کرکے بول اُٹھے اور اصلاح کرے تمام بزرگی اسی کو ہے جیسے
مین رنج پیدا کرنے والون کے حق مین کہا کہ جو پہل کرے اُسی پر گناہ ہے جب تک کہ دوسرا اس سے بڑھ نہ جاوے۔ اور تمام مسلمانون پر
واجب ہے کہ جہان تک حسب استطاعت رکھتے ہون دونون مین صلح کرا دین۔ اور صحیح حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے کا سایہ قیامت مین
[illegible] پر ہوگا ان سات مین سے دو شخص وہ بیان کیے جو ایمان کی راہ سے باہم محبت کرتے تھے اسی حال پر زندہ رہے اور
[illegible] علماء نے کہا ہے کہ بھائی کو بھائی سے ترک تعلق نہ کرنا چاہیے اگرچہ ایک گناہ کرنے لگے جب تک کہ شرک کی حد تک نہ پہونچے
[illegible] کبیرہ گناہ ہے۔ واضح ہو کہ جس پیٹ سے ایک ناتے کے لوگ پیدا ہین وہ رحم کہلاتا ہے تو حدیث مین ہے کہ رحم اپنے

Marfat.com

پروردگار کے عرش سے لگا ہوا دعا کرتا ہی کہ ای رب میرے جو مجھکو جوڑے تو اسکو جوڑ [illegible]
مسئلہ غیر باپ کو اپنا باپ بتانا حرام ہی۔ حدیث صحیح مین اسکی ممانعت آئی ہی لہذا جو لوگ کہ شیخ [illegible]
مین سے کسی کی اولاد نہین ہین یا سید نہین ہین اگر اپنے آپ کو شیخ یا سید کہتے ہین تو وہ حرام کے مرتکب ہین [illegible]
آخرت مین گناہ اور سب بے لذت ہی۔ صحیح حدیث مین حقوق برادرانہ مین سے بڑے کی تعظیم اور [illegible]
نہ کرنا۔ خیر خواہی۔ زندگی مین سلام سے ابتدا کرنا۔ آبرو کی نگہداشت کرنا۔ غیبت نہ کرنا۔ برائیون سے [illegible]
کہنا جبکہ وہ الحمد للہ کہے۔ نصیحت سے معاونت کرنا۔ مرنے پر اسکے جنازہ کی مشایعت (پیروی ۱۲) کرنا بالجملہ حقوق جسقدر آدمی [illegible]
طرح کے برتاؤ سے پیش آسکتے ہین اسی قدر ملحوظ ہین اور اصل یہ ہی کہ ہر طرح سے نیکخواہی کا ارادہ ہو حتے کہ اگر حاکم و سلطان نے [illegible]
گناہ پر سزا دی تو یہ بھی اسکی ذات کی اور باقیون کی خیر خواہی ہی۔ قولہ فدخلوا علیہ۔ اوپر مذکور ہوا کہ حاکم عادل کو اسی طرح [illegible]
کرنا چاہیے۔ مہمان کا تین روز حق ہی اور اکثر علماء کے نزدیک واجبی حق ہی اور صحیح حدیث مین ہی کہ تیرے مہمان کا تجھپر حق ہی [illegible]
الحدیث من کان یومن باللہ والیوم الاٰخر فلیکرم ضیفہ۔ البخاری وغیرہ یعنی جو شخص ایمان لایا ہو اللہ تعالے اور روز قیامت [illegible]
اسکو چاہیے کہ مہمان کا اکرام کرے۔ مقصود یہ کہ مہمان کا اکرام کرنا آثار ایمان مین سے ہی۔ ہر ایک اس دنیا مین مہمان ہی بلکہ مسافر [illegible]
اور یہ سفر سانس کے قدمون سے طی ہوتا چلا جاتا ہی۔ پھر اکرام کی تفصیل دراز ہی از انجملہ جو کچھ میسر ہو خندہ پیشانی و خوشی سے پیش کرے [illegible]
گویا اسکے آنے سے نہایت خوش ہوا۔ ساتھ کھانے مین شریک ہو۔ ہر ایک چیز مین خوشی ظاہر کرے اسکے سامنے کسی گھر والے [illegible]
و خادم پر ناراض نہو و لیکن جو تکلیف اس زمانہ مین ہوتا ہی کہ قرض و اودھار سے خاص طور پر انتظام کرتے ہین یہ ہوس یا عرف نفس [illegible]
ہوا جس و تسویلات شیطانی ہین کہ نیکی برباد اور گناہ لازم کرکے لیا اوقات مہمان کے آنے سے دل مین کبیدہ ہو کر اسکو بار گران خیال
کرتے ہین اور اسپر کیا موقوف ہی جملہ معاملات نکاح اور تجہیز و تکفین و دیگر اختراعی رسوم مین محض دنیا کی شرم و ناموری و ہوس نفس
مداخلت سے گمراہ و دونون جہان خراب ہین اللھم اہدنا الصراط المستقیم۔ پس یوسف علیہ السلام نے بھائیون کی طرف تکالیف
مصیبتون کا خیال نہ کیا اور یہ نہ دیکھا کہ انھون نے بھرپور برا درانہ حقوق کو جو انپر دو طرح واجب تھے کسقدر ضائع کیا بلکہ بالکل [illegible]
ساتھ عفو کیا اور اپنی طرف سے انکے حقوق کا پاس کرکے انکی تکریم و مہمانداری ادا کی اور حسن اتفاق سے انکا ایک حق مہمانی کا [illegible]
بڑھ گیا تھا۔ قولہ و انا خیر المنزلین۔ یہ تعریف اپنی بطریق فخر نہین ہی کما قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم ولا فخر [illegible]
آدم کی اولاد مین سب کا سردار ہون اور کچھ فخر سے نہین کہتا ہون یعنی صرف آگاہ کر دینا منظور ہی ایسے ہی مقصود [illegible]
ایک سچی بات ذکر کر دی اور گویا یہ وعدہ دیا کہ مین تم سب کی مہمانی قبول کرونگا۔ اس مقام پر وحی کی اصلی کیفیت ظاہر [illegible]
بہر حال ہم لوگون پر واجب ہی کہ اللہ تعالے پر بھروسا کرین و لیکن اسطرح کہ حواس سے جو امور اللہ تعالے [illegible]
جنکو آدمی تدبیر کہتا ہی اسکو کام مین لاوے۔ پس یہان دو حال سے خالی نہین یا تو انکو وحی سے معلوم ہو [illegible]
آجاوینگے یا نہ معلوم ہوا۔ اگر معلوم ہوا تو بھی اسقدر تدبیر اس دار امتحان مین منجملہ طاعات ہی کیونکہ [illegible]
نہین ہوتا یعنی ضرور اسپر بوجہ خلوص نیت کے ثواب ہوتا ہی اور اگر معلوم نہ تھا جیسا کہ ظاہر ہوتا [illegible]
معلوم ہوا کہ عالم الغیب خاص صفت حضرت باری تعالے عزوجل ہی اور خصوص جو امور [illegible]

Marfat.com

[illegible] علم اسوقت اسکی نظر سے پردہ مین ہوتا ہی جیسے حضرت امام حسین علیہ السلام کا واقعہ کربلا مین بعض
[illegible] صحیح حدیث حذیفہ دربابِ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ و دیگر فتن جو صحیح بخاری مین ہی اہل علم کے لیے
[illegible] واقعہ خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کا ہوا کہ صورت تدبیر اسمین ظاہر تھی باوجود حدیث صحیح یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر
[illegible] حدیث راہب شامی جس سے بیت المقدس مین حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے سوالات فرمائے اور جب اُسنے
[illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ مین الفاظ موہم کہے تو اسکا سر ہلا کر فرمایا۔ یادفراہ یادفراہ۔ یعنی او گندے او گندے دیکھو تو کیا زبان سے
[illegible] نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین میرا مطلب یہ نہین ہی کہ چہارم خلیفہ بذات خود کسی خون مین متہم ہونگے بلکہ یہ غرض ہی کہ ایسے
[illegible] خلیفہ ہونگے کہ تلوارین خون مین بھری ہونگی اور راوی نے کہا کہ اللہ تعالے حضرت علی پر رحم فرما دے اور تیسرے
خلیفہ کے ذکر کے بعد آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیا کہ عثمان پر اللہ تعالے رحم فرما دے پس صریح ہی کہ آپ سب
واقعہ خوب جانتے تھے اور کیونکر ہوسکتا ہی کہ خلافت صدیق رضی اللہ عنہ غیر معلوم ہو باوجود اسکے خلافت کو مشورہ پر چھوڑا اور
بعد مشاورت و مخالفت کے خلافت عثمان رضی اللہ عنہ پر قرار پائی اور بعض نے روایت کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے [illegible]
[illegible] بھی کہا کہ خدعت ورب الکعبۃ یعنی قسم رب کعبہ کی مین دھوکے مین پڑگیا اور جماعہ انصار رضی اللہ عنہم نے بظاہر نظر اختلاف کیا [illegible]
باطنی نظر واقف تھے اور تو نے دیکھا کہ ایک شخص نے راستہ مین ایک خوبصورت عورت کو دیکھکر بدنظری سے دیکھا جس سے
قلب پر ہیجان شہوت کا اثر ہوا پھر وہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپ نے حسن اخلاق کی پابندی کرتے
ہوئے خطاب کیا کہ یہ کیا حال ہی کہ تم مین سے بعضے لوگ میرے پاس آتے ہین حالانکہ اُنکی آنکھون نے زنا کیا ہی آیندہ و [illegible]
سے شرم کرین ورنہ مین درّے مارونگا۔ اُس نے بھی توبہ کے بعد اُسی مجلس مین پوچھا کہ یا خلیفہ رسول اللہ کیا بعد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم کے بھی وحی اُترتی ہی آپ نے فرمایا کہ نہین ولیکن فراست ہی اور البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی شہادت [illegible]
جانتے تھے بدلیل اشارت حدیث صحیح کے جسمین بشارت شہادت ہی ولیکن ایام محاصرہ مین اہل بلوہ کو مکرر [illegible]
انکو سمجھاتے تھے کہ تم ایسا مت کرو حالانکہ مقتضاے مقدر مین کوئی تدبیر کارگر نہین ہی پس اہل علم وعلماے ربانیہ اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible] دنیا مین ادب کی رعایت رکھتے ہین اور عوام صحابہ رضی اللہ عنہم اس درجہ [illegible] کہ تقریباً مین [illegible]
[illegible] کی نسبت جو عموماً معروف نہین ہی انکا نام اس زمانہ والون مین مشہور نہین [illegible] کے نام لینے سے کوئی انکو مثل حضرات
[illegible] راشدین کے پہچان جاوے پس موت کے بعد دفن ہونے سے پہلے لوگون سے کلام کرنا پھر بدستور مردہ دفن ہونا ذکر کر
خلاصہ یہ کہ اہل حق [illegible] کا قیاس نہین ہوسکتا ہی انکے علم کا اندازہ نہوگا۔ اب یہان یہ حکمت بیان ہوتی کہ بھائی کو طلب کیا
[illegible] کہیگا کہ باپ کی نسبت اُنھون نے نابینا ہو جانے کا عذر کیا تھا ولیکن اہل عقل کے نزدیک اسمین کوئی
[illegible] باپ کو بحفاظت لے آوین اور جیسے باپ مکان پر پرداخت کرتے تھے ایک بھائی کرے۔
[illegible] گفتگو کرنے والون پر پیش کرتا ہی وہ یہ ہی کہ جب انکو معلوم تھا کہ باپ کی میری مفارقت مین
[illegible] مونس و یادگار رہی تو عمداً اس اہتمام سے اُسکو بلوا کر کیون جدا کر دیا جس سے
[illegible] تکلفات کا برتاؤ ہوگا اور واضح ہونا چاہیے کہ مرد دینہ۔ ار ایسے سوال وجوب

Marfat.com

مین اوقات ضایع نہ کرے بلکہ ان مقامات واشارات کو سمجھکر خاصان حق عزوجل کی اقتدا کرے
تھا اور نہین کرتے کچھ کام مگر وہی جسکی اجازت حاصل ہو فافہم واللہ تعالےٰ ہو الہادی الی سبیل الرشاد
اہل تقوےٰ کا یہی شیوہ ہو کہ ہر کام مین جناب حق عزوجل وحکم شرع کا لحاظ رکھین چنانچہ عزیز مصر کی
وتہدید کے وعدہ نہ دیا کہ ہم ایسا کرینگے بلکہ مراودت کا وعدہ کیا جو پورا ہونا ظاہر تھا۔ بعض روایات مین ہو کہ
گرفت کرلینا یعنی یقینی پورا ہونے کے معنی مین ہوتا ہو وقال تعالےٰ ان العہد کان مسئولا۔ اور وعدہ پورا کرنا
لہذا منافق کی علامت فرمائی کہ امانت مین خیانت کرے اور جھگڑے مین فسق وفجور کرے اور وعدہ کرے تو خلاف کرے
کہ جھگڑے مین فجور کرے نہایت عمدہ کلام ہو حتے کہ جسقدر حرکات ایسے معاملہ مین سچائی سے خلاف صادر ہوتے ہین سب
ہین مثلاً کسی سے زبانی جھگڑا کیا تو اُسکو دشنام وسخت سست الفاظ کہیگا۔ اور اگر مالی نالش واقع ہوئی خواہ
یہ خواہش کریگا کہ جو مین چاہتا ہون یہ ثابت ہوجاوے اگرچہ حق وسچ نہو کیونکہ فی الجملہ خسارت ہو پس جھوٹ بولنے اور قسم کھانے
جھوٹی گواہی اور مانند اسکے جو امور حرام وفجور ہین سب اس سے سرزد ہونگے بخلاف مومن کے چنانچہ حضرت رسول اللہ
کے حضور مین ایک مومن وایک یہودی کا مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے مومن سے گواہ طلب کیے اُنھون نے کہا کہ میرے پاس گواہ
نہین ہین تو آپ نے کہا کہ یہودی سے قسم لے سکتا ہو اُنھون نے عرض کیا کہ یہ تو فاجر ہو قسم کھا جاویگا آپ نے فرمایا کہ پھر اسکے سوا
تیرے لیے کوئی راہ نہین ہو پس اُنھون نے سچا حق چھوڑا اور خسارہ آسان ہوگیا کسی فجور پر راضی نہوئے۔ الغرض برادران یوسف
علیہ السلام نے وعدہ لانے کا نہ کیا بلکہ کوشش کرنے کا وعدہ کیا۔ پس متقی آدمی کو چاہیے کہ دنیا مین کسی شخص کی رعایت سے خواہ
بادشاہ ہو سچی بات سے تجاوز نہ کرے **ف** فی العرائس قولہ تعالےٰ وجاء اخوۃ یوسف فدخلوا علیہ فعرفہم الآیہ بھائیون کا نہ پہچاننا
حضرت یوسف کو آثار حقیقت مین اسوجہ سے واقع ہوا کہ چہرہ یوسفی علیہ السلام مین جو تجلی حق ظاہر تھی اُسکے دیکھنے سے بھائیون کی
آنکھین حجاب مین کردی گئی تھین وہ اس نور وتجلی کو نہین دیکھتے تھے جیسا کہ اُنھون نے جرم سے پہلے دیکھا تھا پس
اس جرم کی جزا تھا کہ حق تعالےٰ نے دیدار انوار سے اُنکی آنکھوں پر پردہ کردیا پس جب یہ نور نظر نہ آیا تو انجان ہوگئے
حدیث صحیح مین ارواح کا اشارہ اسطرح ہو کہ ازل مین جنمین باہم تعارف ہوا اُنمین یہان تعارف ہوا اور جنمین وہان تخالف ہوا
یہان بھی ہو۔ پھر جسم ظاہری گویا پردہ روح ہو جس سے اہل بصیرت مثل آئینہ کے عکس دیکھتے ہین۔ اب مین کہتا ہون کہ
بیان کیا اسی بنا پر اشارہ فرمایا ہو واللہ تعالےٰ اعلم۔ بعض نے کہا کہ سابق جفا کے عوض بھولے اور اللہ تعالےٰ نے
یوسف کی طرف حاجتمند بنایا۔ استاد رح نے کہا کہ بیان کیا جاتا ہو کہ سابقہ جفا کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے
یوسف علیہ السلام کو نہ پہچانا۔ یہی حال گناہون کا ہوتا ہو کہ جب آدمی حق تعالےٰ کی نافرمانی کرتا ہو تو اسکا
جس سے اُسکے کان تو خطاب آلٰہی کو نہین سنتے اور آنکھین آثار قدرت کو نہین دیکھتین پھر دل
تاریکی مین مضمحل ہوتا ہو پس اُسکی معرفت کے درمیان حجاب طاری ہوجاتا ہو۔ پھر اللہ تعالےٰ عزوجل کا
قولہ تعالےٰ فان لم تاتونی بہ فلا کیل لکم عندی ولا تقربون۔ یہان ایک نکتہ ہو کہ قلب یعقوب علیہ السلام
نہایت تھا تو چاہا کہ وعدہ عالیہ پیدا ہوجاوے کہ قلب معرفت ... بالکل

[illegible] سے مجرد ہو خواہ وہ یوسف ہون یا کوئی اور بہو بہ آہستہ آہستہ لطف کے ساتھ علائق سے
[illegible] محبوب کا منہا یکے اسی واسطے اول یوسف کو پھر بنیامین کو اُن سے علٰحدہ کیا اور مخلص بندہ یوسف علیہ السلام
[illegible] یہان ہمارے تعالےٰ سے خوف کیا کہ بنیامین بھی ہلاک کیا جاوے اور درد پر درد بڑھایا جاوے۔ لہذا یوسف
[illegible] اللہ بزرگوار بہت کوشش کی کہ قبل ہلاک کیے جانے کے بنیامین علٰحدہ کردیے جاوین یہانتک کہ بھائیون سے
[illegible] الکیل بمکم عندی ولا تقربون۔ حالانکہ احسان کے مقابلہ مین عوض چاہتا بزرگون کا قاعدہ نہین ہے۔ اور اسمین
[illegible] تعالےٰ کی محبت کے راستہ مین جو کوئی معرفت کا عہد پورا نہ کرے اسپر وصال کے راہین تنگ کردیجاتی ہین۔ بعض مشائخ
[illegible] کے اشارہ مین کہا کہ حضرت خالق عزوجل نے جو کچھ بندے سے چاہا ہے یعنی حق تعالےٰ تو ہر امر و عبادت سب سے ایک ہی
[illegible] احکام بندگی کے ہین جو انکو بجالاوے وہی اسکا بندہ ہے اور جو مخالفت کرے اسکو مردود کرے شیطان کے ساتھ بلکہ بندہ
[illegible] کردے جو احکام عبودیت جاری فرمائے ہین جو بندہ انمین اپنی خواہش کو دخل دیتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسپر اپنا رزق تنگ کردیتا ہے
[illegible] قرب سے اسکو محروم رکھتا ہے۔ استاد رحمہ اللہ نے یہان ایک لطیفہ بیان فرمایا کہ جب یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کو نظر محبت
[illegible] حضرت محبت نے اس مشارکت کو منظور نہ کیا اور بنیامین کو سامنے سے دور کرکے پورا غم واندوہ حضرت یوسف پر رکھا
[illegible] قولہ تعالیٰ وقال یا اسفیٰ علی یوسف وابیضت عیناہ من الحزن وہو کظیم۔ اور واضح ہو کہ عام لوگ لفظ محبت سے بہت سخت
[illegible] سمجھتے ہین کہ محبت وعشق کو اس نفسانی کیفیت پر محمول کرتے ہین جو عموماً لوگون کے درمیان مشہور ہے اور اگر زیادہ بلند نظر دوڑوالے
[illegible] مجنون وفرہاد کی محبت یاد آئی حالانکہ یہان فرق زمین وآسمان کا ہے اور فرق سے میری مراد یہ نہین ہے کہ جو عشق فرہاد ومجنون مین تھا
[illegible] کیفیت ان شہوت پرست لوگون مین ہوتی ہے اس سے ہزارہا درجہ جوش زیادہ تھا بلکہ مراد یہ ہے کہ لوگ تو محبت وعشق کے معنی
[illegible] سمجھتے ہین لہذا ہم اس لفظ کو ہر ایک بولتا ہے ولیکن اہل الحق کی بولی مین یہ لفظ دوسری زبان کا لفظ سمجھنا چاہیے کیونکہ عشق کی ماہیت
[illegible] لوگ نہین جانتے ہین تو ہم لوگ کیا سمجھینگے یہانتک کہ بعض اکابر نے کہا کہ عشق ذات باری تعالےٰ ہے اور حکایت ہے کہ ایک
[illegible] کا ستر ہزاروان حصہ ستر ہزار مین تقسیم ہوا تو ہر ایک ولی کامل ہوگیا۔ مولوی روم علیہ الرحمۃ نے اسقدر کہا کہ ؎ آفتاب آمد
[illegible] دلیل آفتاب ✤ گر دلیلت باید از وے رو متاب یعنی کوئی حقیقت وتعریف بیان نہ کرسکے۔ ہان عوام کو فہمائش کردی کہ ؎ عشق
[illegible] کہ در مردم بود ✤ این خمار خوردن گندم بود۔ یعنی آدمیون کا عشق وہ عشق نہین ہے جو اہل اللہ تعالےٰ کو بندۂ خاص بناتا ہے بلکہ
[illegible] کھانے کا جوش ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ سچ فرمایا دیکھو انکا طبیب یہ علاج لکھتا ہے کہ خون بدن سے کم کردیا جاوے اور شہوت کے
[illegible] جاوین۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام نے اُنکو ترغیب وترہیب دی کہ برادر پدری کو لاوین۔ پھر شاید یہ
[illegible] ہین اگر انکے پاس خرچ مین کمی ہوئی یا نہوا تو واپس آنا اسوجہ سے موقوف رکھینگے لہذا۔ قَالَ لِفِتْيَانِهِ
[illegible] سے جو اونٹون کا بار لادتے تھے کہ۔ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ رکھدو انکی بضاعت کو
[illegible] لائے تھے انکے بار دن مین۔ یعنی اونٹ پر اناج کو لادو اور گون مین یہ نقد جو انھون نے دام ادا کیے ہین وہ بھی اُسی مین
[illegible] اور دکھلایا کہ جو تاوان اور چھپے تھے لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ شاید یہ
[illegible] جب اپنے گون مین واپس پھونچینگے یعنی مکان پہونچکر گٹھریان اور گونین کھولینگے تو پہچانینگے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

اسید ہکو لوٹ کر ہمارے پاس آوین یعنی بنیامین کو ساتھ لاوینگے۔ واضح ہو کہ شیخ حافظ [illegible]
لکھے ہین کہ کئی بضاعات کیون واپس کردین پس سراج سے مین ان اقوال کو نقل کرتا ہون [illegible]
واسطے آسانی کا سبب ظاہر ہو جاوے۔ مترجم کہتا ہو کہ آیت مین لعلہم یعرفونہا اذا انقلبوا الی اہلہم لعلہم [illegible]
غلامون و خادمون پر ظاہر کر دیا ہو یا نہ ظاہر کیا ہو بہر حال قائل کا قول مدین معنی شاید صحیح ہو کہ اصلی غرض [illegible]
ہوتے ہین۔ اور اگر کہا جاوے کہ اگر یہ غرض ہوتی تو ظاہر مین واپس کرتے تو جواب دیا کہ [illegible]
دوم یہ کہ چاہا کہ اپنے باپ کو ظاہر کرے کہ مصر کے بادشاہ نے انکا اکرام کیا ہو اور مزید اکرام سے [illegible]
تو اسپر بھیجنا گران نہ گذرے۔ سوم یہ کہ معلوم ہو جاوے کہ انکے بھائی کو انکے ساتھ کسی ظلم [illegible] کی غرض [illegible]
نہ دام مین بڑھانا مقصود ہو۔ چہارم یہ کہ ایسے طور پر انکے ساتھ احسان کرنا چاہا جس سے انکو کوئی عیب [illegible]
واپس کرنے کو شاید منظور نہ کرتے۔ پنجم فراء نے کہا کہ جب اپنی بضاعت اپنے سامان مین دیکھینگے تو دل مین گمان کرینگے کہ
بھولے سے رکھی ہو چونکہ وہ خود انبیاء اور اولاد انبیاء تھے تو ضرور واپس ہو کر سبب دریافت کرکے مالک [illegible]
کرینگے۔ مترجم کہتا ہو کہ توجیہ باوجود تطویل کے بیکار ہو اسواسطے کہ دستور کے موافق کہا جاوے [illegible] غلمان [illegible]
سہو کا خیال اسقدر متعدد افراد مین مستبعد ہو علاوہ اسکے جب آگے خود موجود ہو کہ انھون نے مکان پر کھولکر بضاعت پائی تو کہا
منبغی ہذہ بضاعتنا ردت الینا ونمیر اہلنا ونحفظ اخانا ونزداد کیل بعیر۔ پس جیسا یہان مذکور ہو کہ لعلہم یعرفونہا [illegible]
انھون نے چاہا کہ اپنے باپ کے واسطے آسانی کرین کیونکہ قحط کا زمانہ تھا۔ ہفتم یہ کہ ایسی شدت کے وقت اپنے
باپ و بھائیون سے دام لینا سخت کمینہ پن ہو۔ ہشتم یہ کہ خوف ہوا کہ شاید انکے باپ کے پاس اور مال نہو جسکو
دوبارہ بھائی کے ساتھ آوین اسلیے واپس کر دیا۔ یہی شیخ سیوطی کا مختار ہوا اور یہی صواب و آیت مین منصوص ہو [illegible]
جب انھون نے اسباب کھولا تو جانا کہ یہ کرم و سخاوت ہو پس دوبارہ معاملہ کرتے مین حرص ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ ان وجوہ مین
صرف وجہ ہشتم اور بعض حصہ وجہ نہم صحیح ہوا اور اسی طرح منصوص کے ساتھ بعض فوائد مخلوط کو بھی [illegible]
اور مجھے معلوم نہوا کہ اس مقام کی تفسیر مین کیون اسقدر پریشان اقوال ہین باوجودیکہ سبب تو آیت مین منصوص ہو [illegible]
نظر یہان یہ البتہ تھی کہ بضاعات واپس کرنے مین علاوہ وجہ منصوص کے دیگر فوائد ضمنی کیا ہین تو بعض اقوال مین اسکا ذکر آیا

القصہ ان شرائط سے انکو رخصت کیا قال تعالیٰ

فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ

پھر جب لوٹ کر پہونچے اپنے باپ کے پاس تو بولے کہ اے ہمارے باپ منع کر دیا گیا ہم سے کیل سو ہمارے ساتھ بھیجدے ہمارے بھائی کو [illegible]

لَحَافِظُونَ ۝ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا

حافظ ہین — فرمایا کہ بھلا کیا تمہاری امانت قبول کردن اسپر مگر ویسی ہی جیسی تمہاری امانت قبول کی تھی [illegible]

وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ [illegible]

اور وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہو ۔ اور جب ان لوگون نے اپنے اسباب کھولے تو پائی [illegible]

Marfat.com

[illegible] بضاعتنا ردت الينا ونمير اهلنا ونحفظ اخانا

[illegible] اور ہم غلہ لاوینگے اپنے عیال کیلیے اور نگہبانی کرینگے اپنے بھائی کی اور

[illegible] ذلک کیل یسیر ۃ قال لن ارسلہ معکم حتی تؤتون موثقا من

[illegible] فرمایا کہ ہرگز نہین بھیجونگا اسکو تمھارے ساتھ یہانتک کہ تم دیدو عہد مضبوط

[illegible] بہ الا ان یحاط بکم فلما اتوہ موثقہم قال اللہ علی ما نقول وکیل

[illegible] پھر جب انھون نے دیدیا اسکو اپنا عہد تو فرمایا کہ اللہ تعالی اس بات پر جو ہم کہتے ہین وکیل یعنی شاہد ہی

[illegible] یبنی لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقۃ وما اغنی

[illegible] ایک دروازے سے اور گھسنا اندر کئی علیحدہ علیحدہ دروازون سے اور نہین مین بچا سکتا

[illegible] عنکم من اللہ من شیء ان الحکم الا للہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون ۝

[illegible] اللہ کے کسی چیز حکم کسی کا نہین ہی سوائے اللہ تعالی کے اسی پر مین نے بھروسا کیا اور اسی پر چاہیے کہ بھروسا کرین بھروسا کرنے والے

ولما رجعوا پھر جب واپس گئے یوسف کے بھائی الی ابیہم اپنے باپ کی طرف۔ اور وہان پہونچے تو روایت ہی
[illegible] حضرت یعقوب علیہ السلام سے سب حال بیان کیا کہ بادشاہ بہت نیک سیرت عادل ہی اس نے ہمکو پردیسی جانکر بلایا اور اکرام سے
[illegible] اور آپ کی نبوت کی تعظیم کی اور ہماری مہمانداری کی ولیکن وہ کسی کو ایکبارگی بہت اناج نہین دیتا ہی صرف ایک ایک اونٹ
[illegible] بھرکے دیتا ہی جب خرچ ہو جاوے تو پھر درخواست کرکے لانا چاہیے۔ حضرت یعقوب نے کہا کہ ابکی مرتبہ تم اس سے میرا سلام کہنا اور
[illegible] کہنا کہ ہمارا باپ جو اللہ تعالے کا پیغمبر ہی تمھارے اس احسان کے عوض تمھارے لیے دعا کرتا ہی کہ اللہ تعالی تمھارے ساتھ کوئی پراگندگی
[illegible] بخیر وخوبی کے ساتھ رکھے۔ تب انھون نے آیندہ کا حال ذکر کیا اور قالوا یابانا منع منا الکیل کہنے لگے
[illegible] ہمارے والد بزرگوار ہم سے کیل روک دیا گیا ہی یعنی آیندہ کے لیے بادشاہ نے روکا ہی کہ جب تک اپنے ایک بھائی کو جو
[illegible] کی طرف سے جو نہ لاوگے تب تک کیل نہ ملیگا۔ کیل اگرچہ بمعنی مصدر یعنی ناپنا اور بمعنی ناپ وپیمانہ ہی مگر مراد بول چال مین کیل یعنی اناج کا
[illegible] بقدر کہ ناپ دیا گیا تھا۔ یہی درخواست کی اور کہا فارسل معنا اخانا تو آپ ہمارے ساتھ بھیجدیجیے ہمارے بھائی کو یعنی
[illegible] بیٹے کو اور دیا یہ شفقت ظاہر کرنے کو کہا کہ ہمارے بھائی کو کیونکہ بھائی کے ساتھ بھائی کہین [illegible] کرتے ہین اور صیغۂ امر فارسل کا
[illegible] جس غایت سے ہوتا ہی وہی جواب کہلاتا ہی تو یہان اس کہنے سے کہ ہمارے ساتھ بھیجو مقصود یہ ہی کہ
[illegible] یعنی کیل سے ممانعت تو اسی امر پر موقوف ہی تو جب ہم لیجاوینگے تو کیل کا حکم جاری رہیگا اور حمزہ وکسائی کی قراۃ
[illegible] لاوے اور بعض نحویین نے اسپر وہم کیا کہ خالی اسکا لانا منع نہ تھا۔ اور یہ اس بنا پر ہی کہ بعض روایت قصہ
[illegible] کا حصہ اونٹ مانگا تھا تو بادشاہ نے دینے سے انکار کیا اور جب انھون نے بوڑھے باپ کی خدمتگزاری
[illegible] آیندہ سے منع کر دیا ولیکن یہ وہم ہی کیونکہ آیندہ نزداد کیل بعیر۔ سے زیادتی جدیدہ ثابت ہی
[illegible] سب کا کیل روک دیا تھا بقولہ فان لم تاتونی بہ فلا کیل لکم عندی۔ اور اسمین تاویل کرنا حرکت
[illegible] جواب [illegible] بسبب سوائرہ ہی اور وہم کی ضرورت نہین ہی کیونکہ معنی یہ ہین کہ ہمکو کیل دینے سے

مخالفت ہوئی ہی بھائی کے جانے پر موقوف ہی اسکو بھیجو کیل لاوے اپنے سیلے [illegible]
کہ خالی اپنے سیے لاوے پھر چونکہ آنحضرت ؑ کو شفقت سے زیادہ خیال تھا تو انھون نے تصریح کر دی [illegible]
ہم اسکے محافظ ہین۔ کوئی برائی اسکو نہ پہونچنے دینگے۔ مسئلہ جائز ہی کہ آدمی اہل و عیال وغیرہ کے لیے [illegible]
ولیکن ساتھ ہی دل مین نیت رہے کہ اصلی حفاظت اللہ تعالیٰ کی ہی ہم اسکی مشیت پر محافظ ہین۔ واضح [illegible]
نگہبانی یہ عطاے حق عزوجل ہی کی طرف سے حفاظت ہی اس واسطے کہ جو آدمی خود اندھا یا لولا اپاہج [illegible]
سوال یہان انشاء اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہین کہا حالانکہ قوی قول یہ ہی کہ یہ لوگ اسوقت پیغمبر تھے یا پیغمبری [illegible]
تعالیٰ وتکونوا من بعدہ قوما صالحین۔ یہ نظیر ہی قول یوسف علیہ السلام کی یعنی انی حفیظ علیم۔ پس ایک جواب [illegible]
مشیت کی نیت ساتھ ہی رہے جیسا کہ مترجم نے اشارہ کیا ہی اور بعض متاخرین نے بعض مسائل فقہیہ کے [illegible]
موافق زبان سے ہونا شرط خیال کیا ہی جیسے ذبح کے وقت تسمیہ نیت مین ہونا معتبر نہین رکھا جبکہ نسیان [illegible]
اس صورت مین جواب یہ ہی کہ حافظون صیغہ صفت استمراری ہی بالفعل کسی فعل کا لفظ نہین کہا یعنی ہم [illegible]
پس استثناء مخصوص بفعل ہی جیسا کہ قولہ انی حفیظ علیم مین مترجم نے توجیہ کر دی ہی۔ اور تحقیق میرے نزدیک یہ ہی کہ [illegible]
شرط ہونا حنفیہ کا اصول بیان کیا ہی انکو التباس واقع ہوا بلکہ حنفیہ و عامۂ علماء متفق ہین کہ نیت مین ہونا کافی [illegible]
ان متاخرین کو وہم ہوا اسکا مدار متعلق بقضاء ہی اور صورت یہ ہی کہ مثلاً زید نے اپنی جورو کو طلاق دی پھر [illegible]
محکمۂ قضاء مین دعوے کیا اور زید نے قاضی سے کہا کہ مجھپر اسکا چھوڑنا واجب نہین کیونکہ مین نے نیت مین [illegible]
تسلیم نہ کریگا کیونکہ نیت کا اعتبار نہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ اسوجہ سے ہی کہ قاضی کو بلکہ خود اسکی جورو کو اسکا [illegible]
باقی ہی کہ اس نے فسق اختیار کیا ہو تو حدود شرع کی حفاظت مین اسکا اعتبار نہوگا اور ایسی صورتون مین [illegible]
جبکہ عورت عمداً انکار کرے ثبوت شرط ہوگا بخلاف ایسی صورت کے جسمین ہم کلام کرتے ہین کیونکہ وہان تو اللہ [illegible]
مین ادب مقصود ہی کہ اُس نے اپنی قوت کا دعوے نہین کیا بلکہ نظر یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و قوت سے [illegible]
حق تعالیٰ خوب آگاہ ہی پس نیت مین ہونا بالکل کافی ہی۔ مسئلہ کیل یہان اناج و رزق ہی اور رزق کا متکفل اللہ [illegible]
اس دنیا کے عالم مین ادب کا اختیار بامتحان حق عزوجل ہی دیکھو انھون نے یہ نہ کیا کہ رزق ملنا ہوگا کسی طرح ملجاویگا یا [illegible]
بھائی کو بیجاؤ یا نہ لیجاؤ۔ نہین بلکہ اسکی تدبیر کی اور اسقدر اہتمام کیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی مساعدت [illegible]
کہ اور کوئی تدبیر نہین ہی اور کوئی چارہ نظر نہین آتا سوائے اسکے کہ لڑکا بھیجا جاوے مگر جب انھون نے شفقت [illegible]
یہ بھی کہا کہ انا لہ لحافظون تو انکو وہ یاد آیا جو یوسف علیہ السلام کے لیجاتے وقت انا لہ لحافظون۔ کہا تھا پس جواب [illegible]
امنکم علیہ فرمایا کہ کیا قبول کرون تم سے امانت اس بنا پر بین آیندہ کے لیے الا کما امنتکم مگر ویسے ہی [illegible]
تم سے امین و محافظ ہو نا علیٰ اخیہ من قبل اسکے بھائی ایک مان والے یوسف پر اس زمانہ سے پہلے [illegible]
کہ ارسلہ معنا غدا یرتع ویلعب وانا لہ لحافظون۔ خلاصہ یہ ہی کہ انکی محافظت پر اعتماد کرنے کو اس مرتبہ [illegible]
اور تم نے مجھکو بھی واپس نہ دیا تو کیا اب ویسی ہی حفاظت مین دون۔ نہین اب تمھاری حفاظت مین [illegible]

Marfat.com

[illegible] بعض قرأة مین خیر حافظاً اور بعض مین خیر الحافظین آیا ہو ولیکن متواترہ نہین ہو پس پڑھی نجاوین ہان خیر حفظاً
[illegible] ہو اما حاصل اب مین اسی کے حفظ پر ہونگا اور تمہاری شفقت ورحمت بھی کچھ معتبر نہین ہو۔ اسمین بھی اللہ تعالے
[illegible] ارحم الراحمین اور وہ سب رحم والون سے بڑا رحم کرنے والا ہی۔ اور مجھے امید ہو کہ وہ مکرر مصائب مجھپر پسند نہ فرماوے
[illegible] کا امتحان ہو کہ جب اسپر اعتماد فرمایا تو اس نے ایک کے ساتھ دوسرا بھی واپس دیا۔ اور رحمت درحقیقت
[illegible] عز وجل ہی اور حدیث مین ہو کہ حق عز وجل نے شفقت ورحمت کے سو حصہ مین سے ایک حصہ اسوقت ظاہر فرمایا ہی جس سے
[illegible] ابتدا سے انتہا تک سب مین مقسوم ہو اور ننانوے حصہ حق تعالے روز قیامت کو اپنے بندون کے لیے ظہور فرماویگا
[illegible] اللھم ارحمنی وانت ارحم الراحمین۔ واضح ہو کہ اپنے بندون کے لیے ظاہر کریگا تو اسوقت اُسکے بندے بننا چاہیے پس بعض کی
[illegible] تنصیص فرمائی جیسے قولہ واذکر عبدنا داوٗد ذا الاید۔ وقولہ انہ من عبادنا المخلصین۔ وقولہ نعم العبد انہ اواب۔ اور عموماً مجمل رکھا
[illegible] ان عبادی لیس لک علیھم سلطان یعنی شیطان کو مردود کر دیا اور فرما دیا کہ میرے بندون پر تجھے تسلط نہوگا۔ پھر واضح ہو کہ
[illegible] مومنین واولیاء الٰہی سواے پیغمبرون کے معصوم نہین ہین بلکہ گناہ مین مبتلا ہو جاتے ہین مگر بحکم قولہ لم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون
[illegible] قولہ تذکروا فاذا ھم مبصرون۔ بہت جلد توبہ ندامت سے پھر جاتے ہین حالانکہ یہ بوجہ شیطان کے وسواس وغفلت کے ہوتا ہو تو
[illegible] معلوم ہوگیا کہ تسلط سے مراد یہ ہو کہ قلب پر چھا جاوے اور وہ کافرون ومشرکون ومنافقون مین ہوتا ہو لہذا یہ وقت ہو کہ بندگان
الٰہی بننے کی کوشش کیجاوے اور ایمان واُسکی خوبیان اور مکارم اخلاق ومحاسن اوصاف وتقدیس باری تعالے دیکھو۔ محض
ظنون واوہام پر اعتراضات چھوڑو کیونکہ یہ تم نے کسطرح جانا کہ ہمارا اعتراض سچ ہو جبکہ تم اپنے مخالف سے کہتے ہو کہ تمہارا اعتراض
صحیح نہین ہو کیونکہ شیطان تو ہر وقت کوشش کرتا ہو کہ لغزش ہو اور تم تو خود اُسکو جگہ دیتے ہو اور سچائی کی نگاہ سے غور کرنے پر
نیت ہی نہین ہو تو شیطان کو مسلط کر لیا گیا حالانکہ حق کا تسلط ہونا تو شیطان کے بالکل ہوا سے زیادہ مخفی وسوسہ سے بچنا دشوار تھا
وہ تو بھائیون مین عداوت ڈالدے اور بیرحمی کرنے کو نگاہ مین اچھا دکھلاوے۔ روایت ہو کہ ایک تمیمی سردار اقرع بن حابس نے
[illegible] اولاد کی کثیر تعداد بیان کر کے کہا کہ یا رسول اللہ مین نے کبھی کسی کو پیار نہین کیا اور مراد یہ تھی کہ آپ حسنین علیہما السلام کو پیار کرتے
ہین آپ نے ذکر فرمایا کہ بعض قلب پتھر سے زیادہ سخت ہوتے ہین۔ چونکہ راجپوت قوم کی طرح عرب کا لڑکیون کو قتل کرنا معروف ہی
[illegible] ایک نے خود اپنا واقعہ کہ ایک کو بیرحمی سے اس نے قتل کیا تھا بیان کیا تو آنحضرت صلعم آبدیدہ ہو گئے۔ حدیث مین ہو کہ رحم کرو زمین
والون پر تجھپر آسمان والا رحم فرماویگا۔ **نکتہ** سو حصہ رحم مین سے ایک حصہ کا ظہور ہو اور باوجود اسکے صحیح ہوا کہ رحمت الٰہی اسکے
[illegible] رکھتی ہو تو گنہگار جنہین ایمان صحیح موجود ہو اپنے رب سے امید وار رہین وہو ارحم الراحمین۔ القصہ اسوقت تک لڑکون نے
[illegible] سے یہ گفتگو ہوتی رہی **وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ** پھر جب انھون نے اپنی متاع کھولی یعنی گونین جنمین متاع اناج تھی کھولین
[illegible] اپنی پونجی۔ اگرچہ اب اُنکی نہ تھی مگر۔ **رُدَّتْ اِلَيْهِمْ** اُنکو واپس کردی گئی یعنی وہی بضاعت انہین واپس دیکھی
[illegible] پر دیے آئے تھے۔ اور بوجہ اکرام بادشاہ کے اور دیگر قرائن صحیحہ کے انکو یہ یقین ہو گیا کہ بادشاہ نے ہماری بضاعات
[illegible] واپس کردی ہین کچھ غلطی نہین ہو۔ بعض قراءۃ مین ردت بکسر اول ہو۔ جب یہ دیکھا تو **قَالُوْا يٰٓاَبَانَا** کہنے لگے
اے باپ **مَا نَبْغِيْ** [illegible] کہ جو ہم اس سے بڑھکر چاہین کہ بادشاہ نے ہمارا اکرام کیا اور اچھی مہمانداری سے

Marfat.com

ٹھکانا دیا اور ہمارے ہاتھ اناج فروخت کیا اور پھر ہمارے دام ہمکو پھیر دیے [illegible]
تو معنی یہ ہین کہ ہم اس سے سوائے احسان نہین چاہتے ہین - یہ سب اس صورت مین کہ یعنی [illegible]
احتمال ہی کہ بغی سے ہو یعنی حد سے بڑھ جانا تو غرض یہ کہ ہم آپ سے حد سے بڑھکر اُسکے احسان و خوبی سے [illegible]
اور زیادہ بک بک نہ کرینگے اور مقصود یہ کہ یہ بضاعت ہی دلیل کافی آپ کے سامنے موجود ہی اب [illegible]
اور ایک قراۃ مین بنی بتا خطاب ہی یعنی ای پدر آپ کیا چاہتے ہین - یہ سب بیضاوی سے و معالم و سراج [illegible]
محشین نے کہا کہ ما نافیہ کی صورت مین یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ ہم آپ سے طلب نہین کرتے ہین یعنی ہمکو دوبارہ وہان جانے
مال کی خواہش نہین ہم آپ سے نہین مانگتے ہین هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا یہ ہماری بضاعت ہی - یہی کافی ہی ولیکن مترجم کے
بعض محققین کا قول پسند ہی کہ وجہ اول اقوی اور دوم قوی ہی اور سوم کے تکلف کی ضرورت نہین ہی - حاصل یہ کہ ای پدر بزرگوار
بڑھکر کیا چاہتے ہین اس نے ایسا ایسا کیا اور یہ دیکھیے ہماری بضاعت ہی جو رُدَّتْ اِلَيْنَا ہمکو پھیر دی گئی ہی پس آپ
کہ ہمارا قول صادق ہی آپ ہمکو مع بھائی کے واپس جانے کی اجازت دیجیے کچھ فکر کی ضرورت نہین ہی اسی بضاعت سے
سامان کرینگے وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا اور اپنے اہل و عیال کے لیے میرہ یعنی اناج لاوینگے وَنَحْفَظُ اَخَانَا اور آئندہ وقت مین اپنے بھائی کی نگہداشت
رکھینگے - اسوقت مین نگہبانی کے معنی یہ تھے کہ بخصوص کس مصیبت مین اسکی گرفتاری نہ چاہین بخلاف حفاظت حضرت یوسف
کہ وہ صغیر و خرد سال تھے - اسی واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام نے قولہ الا ان یحاط بکم - سے اشارہ کر دیا ہی کہ عموماً یہ خود بین
کر سکتا ہی جب تک کہ خاص طریقہ سے کسی مصیبت مین گرفتار نہو وے اور انکی بھی یہی مراد ہی کہ ہر طرح کی مخاوف چور راہزنون وغیرہ
ہم ایک جماعت ہو کر تنہائی سے محفوظ رکھینگے وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ اور بڑھا لینگے ایک اونٹ کیل یعنی بھائی کے حق کا ایک اونٹ
ملیگا - یہ کلام صریح ہی کہ پہلے انکو بنیامین اور والد یعقوب علیہ السلام کا حصہ نہین ملا تھا جیسا کہ بعض لوگون نے زعم کیا ہی بلکہ اب زیادہ
ہوگی - ابن کثیر رح نے مجاہد رح سے تفسیر بعیر کی گدھا نقل کی اور کہا کہ بعض لغات مین گدھے کو بعیر کہتے ہین ولیکن اس تکلیف کی ضرورت
کیا ہی اور شاید صحیح ہوا ہو کہ وہ لوگ خچر یا گدھے لیگئے تھے پھر مجھے تامل ہی کہ وصحت جس روایت سے ہی اسکا اعتبار قرآن مجید سے کیونکر
اسلیے کہ کیل حمار یہان نہین بلکہ صاف کیل بعیر منصوص ہی تو بعض لغات کی بنا پر تکلف مزید بلا ضرورت ہی - میرے نزدیک تو ایسی روایات
کی تنقید و تحقیق چاہیے فافہم واللہ تعالے اعلم پھر چونکہ بالفعل اہل و عیال کے لیے اناج لاتے تھے تو اُسکی نسبت کہا کہ ذٰلِكَ
لائے ہین كَيْلٌ يَّسِيْرٌ کیل خفیف ہی یعنی کچھ کفایت نظر نہین آتی ہی لہذا کیل کے واسطے مکرر جانا چاہیے ہی بعض نے کہا کہ [illegible]
نَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ سے ایک اونٹ جو زیادتی ہمکو ملیگی ایک آسان و خفیف چیز ہی بادشاہ کو دریغ نہوگا - مترجم کہتا ہی کہ [illegible]
کہ ہر ایک کو ایک اونٹ دیا جاوے اسمین بادشاہ کے دریغ کرنے کا تذکرہ بیموقع ہوگا لہذا اولے وہی معنی [illegible]
حاصل ہونے کی کیفیت کو آسان قرار دیا کیونکہ اناج ملا اور اکرام و مہمانداری ہوئی اور بضاعت واپس دی گئی [illegible]
بول چال سے ہوگا کہ یہ تو بہت سستا اناج ہی - غایت یہ کہ سستے کو یسیر فرمایا تو یہ بعید نہین ہی اور [illegible]
جاری نہ تھی بلکہ آسانی تھی لہذا یسیر کا اطلاق کیا اور یہ توجیہ اگر صحیح ہو تو نہایت عمدہ ہی ولیکن ان مفسرین [illegible]
تعالے اعلم - اور شیخ حافظ رح نے ظاہرا حضرت مجاہد رح سے روایت نقل کی جس سے ظاہر ہوتا ہی [illegible]

Marfat.com

[illegible] چیز ہوا سکے مقابلہ مین فرزند کو خطرہ مین ڈالنا برداشت نہین ہوسکتا اور بیضاوی رحمہ اللہ نے فرمایا
[illegible] لطف سے خالی نہین ہو بلکہ جواب حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف سے یہ ہو قَالَ لَنۡ اُرۡسِلَهٗ
[illegible] ہرگز اسکو تمھارے ساتھ مین - یعنی جبکہ مین نے تمھاری حرکت دربارہ یوسف علیہ السلام کے دیکھ لی ہی -
[illegible] مِّنَ اللّٰهِ یہان تک کہ دو تم ایسی چیز مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے جسپر مجھے اعتماد اور وثوق ہو یعنی عہد دو
[illegible] لَتَاۡتُنَّنِیۡ بِهٖۤ ضرور تم اسکو میرے پاس لے آؤ گے اِلَّاۤ اَنۡ یُّحَاطَ بِکُمۡ باستثنار ایسی صورت کے کہ تمپر احاطہ
[illegible] یعنی مغلوب ہوجاؤ کہ اسکو نہ لاسکو یا مراد یہ کہ تم سب ہلاک ہوجاؤ اور حاصل یہ کہ اگر مصیبت ہو تو اسوقت عذر لائق ہوگا
[illegible] مین شامل ہو نہ فقط وہی تنہا مبتلا ہوجاوے - بیضاوی رحمہ نے کہا کہ یہ استثنار مفرغ از اعم الاحوال و التقادیر ہو یعنی قسم کھاؤ
[illegible] تم اسکو ہر حال و ہر صورت مین لے آؤ گے باستثنار ایک صورت کے کہ تمپر احاطہ ہوجاوے یعنی مجبور و مغلوب ہوجاؤ یا تم
[illegible] گھر جاؤ جسمین وہ گھرے - بعض علمار نے کہا کہ اول تو اللہ تعالےٰ پر بھروسا کیا تھا پھر رخصت کرتے وقت ان عہد و پیمان کیطرف
[illegible] اگرچہ حفظ الٰہی کا اعتماد ترک نہ کیا لیکن ظاہری توجہ اس جانب بھی ہوئی اسی واسطے تھوڑی تاخیر سے لے - فَلَمَّاۤ اٰتَوۡهُ
[illegible] مَوۡثِقَهُمۡ پھر جب انھون نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنا عہد دیا - قَالَ تو یعقوب نے فرمایا - اللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوۡلُ
وَکِیۡلٌ اللہ تعالےٰ ہمارے قول پر مطلع و رقیب ہی - یہ زیادہ تاکید کردی یعنی ہم اللہ تعالےٰ کو شاہد و حاضر ناظر کرکے کہتے ہین - پھر
[illegible] وقت انکو تدبیر و احتیاط کی نصیحت کی اور وَقَالَ کہا کہ یٰبَنِیَّ اے میرے بیٹو - لَا تَدۡخُلُوۡا مِنۡۢ بَابٍ وَّاحِدٍ
[illegible] داخل ہونا یعنی شہر مصر مین ایک ہی دروازہ سے وَّادۡخُلُوۡا مِنۡ اَبۡوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ اور داخل ہونا متفرق دروازون سے -
[illegible] مفسرین بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ یہ لوگ صاحب جمال و ذی وجاہت تھے اور مصر مین یہ بات مشہور ہوچکی تھی کہ ان پردیسیون پر
[illegible] کا لطف زیادہ ہو پس خوف کیا کہ اگر ایک ہی جماعت داخل ہون تو لوگ نظر بد لگاوین - پہلی مرتبہ انکو یہ نصیحت شاید اسوجہ سے
[illegible] تھی کہ اسوقت یہ لوگ انجان تھے کسی کو انکی طرف اسقدر خیال نہ تھا - یا شاید بنیامین پر اسقدر شفقت اسکا باعث ہوئی ہو - اور
[illegible] بیضاوی نے کہا کہ نفس کے آثار مین ایک نظر بد ہی اور حدیث صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگنے کی دعا مین یہ کلمات
[illegible] واسطے ہین اللھم انی اعوذ بکلمات اللہ التامات من کل شیطان و ھامة و عین لامة - یعنی اللہ تعالےٰ سے خود پناہ مانگی یا حسنین
[illegible] کے واسطے پناہ مانگی ہر شیطان سے اور ہامہ یعنی سانپ بچھو وغیرہ ہلاک کرنے والے زہریون سے اور عین لامہ یعنی
نظر بد سے - قال المترجم علماے اہل السنة متفق ہین کہ نظر بد سچ ہی اور اسکا انکار محض جہالت ہی اور صحیح مسلم مین ایک گورے خوبصورت
[illegible] دوسرے شخص نے دیکھکر کہا کہ کیسی اچھی خوبصورتی ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلمہ کو سنکر برا مانا اور کہا کہ کیا تجھے
[illegible] یعنی اللہ تعالےٰ کی قدرت عجیب ہی کہ جسطرح اس نے چاہا پیدا کردیا پھر جب وہ شخص گئے تو فوراً راہ مین
[illegible] زرد پڑگیا - جب آنحضرت علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ نے نظر لگانے والے کو بلایا اور بیمار کے پیچھے
[illegible] اور دیگر مقامات سے دھوکر اور دھوکر اسکے سر کے پیچھے اتار کر نظر والے پر ڈالا اور نظر لگانے والے
[illegible] پس مرد بیمار اچھا ہوگیا بحکم اللہ تعالےٰ - اور تفصیل سے یہ قصہ سفر السعادت مین بھی مذکور ہی
[illegible] ایک بزرگ ایک جماعت کے ساتھ سفر مین تھے انمین ایک شخص بدنظر مین معروف تھا

اور اکثر اونٹون کی خوش رفتاری پر نظر لگاتا لوگون نے اسنے عرض کیا کہ آپ بھی اپنے اونٹ کی حفاظت [illegible]
اونٹ کو نظر نہین لگا سکتا ہی۔ یہ خبر اسکو بھی دی گئی جب منزل پر اترے اور لوگ کامون مین مصروف [illegible]
حاجات کے لیے گیے تو وہ موذی جس سے مسلمانون کی جان و مال کو اسقدر خطرہ تھا آیا اور اس نے [illegible]
حتی کہ اونٹ گر گیا اور لوٹنے لگا وہ وہان سے چلا گیا۔ جب آپ واپس ہوئے تو دیکھا اور لوگون [illegible]
آپ نے وضو کیا اور اونٹ پر دعا پڑھکر پھونکی ادھر تو اونٹ اٹھا اور ادھر اس موذی کی آنکھین نکل پڑین اور [illegible]
اسکے شر سے محفوظ ہوگئے۔ یہ بھی سفر السعادت مین مفصل مع دعا کے نقل کیا ہی اور اسمین شک نہین کہ صدق [illegible]
پرہیزگاری کو جناب باری مین دعا و التجا، کا دخل زیادہ ہی لیکن پھر بھی جو شخص مضطرب حالت مین دعا کرتا ہی اللہ تعالی [illegible]
قبول فرماتا ہی خصوصاً مظلوم کہ اگرچہ کافر ہو دعا اسکی قبول کیجاتی ہی۔ اور سب تدابیر ظاہر احکام کی پابندی ہی اور جو کچھ اللہ تعالی
مقدر فرمایا ہی وہ ضرور واقع ہوتا ہی لہذا حضرت یعقوب ؑ نے کہا۔ وَمَآ أُغْنِي عَنكُم مِّنَ ٱللَّهِ مِن شَيْءٍ اور مین
نہین کر سکتا تم سے اللہ تعالے کیجانب سے کوئی چیز یعنی مین ثبوت و تدبیر سے یہ اختیار نہین رکھتا کہ جو امر کہ اللہ تعالے
تمھارے حق مین چاہا اسمین سے کچھ تم سے ٹال دون کیونکہ احتیاط کرنے سے مقدر ہٹا نہین سکتے۔ إِنِ ٱلْحُكْمُ إِلَّا [illegible]
نہین ہی حکم مگر اللہ تعالی کیواسطے پس اگر اسنے مقدر کیا کہ تمکو کوئی مکروہ پہونچے تو لامحالہ پہونچیگا اور یہ تدبیر کچھ نفع نہ دیگی۔ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
مین نے توکل کیا۔ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ اور اسی پر چاہیے کہ توکل کرنے والے بھروسا کرین۔ یہ مقام صریح ہی کہ تدبیر
کے منافی نہین ہوتا ہی بلکہ توکل تو نیک نیت ہی کہ اللہ تعالی ہی پورا کرنے والا ہی اور تدبیر پر نظر نہین ہی پس جس شخص نے تدبیر سے گریز کیا اسکو بھی
پہونچیگا جو اللہ تعالی نے مقدر کیا ہی لیکن گناہ کی سزا بھی دیجاویگی کہ اسنے عالم اسباب مین حق تعالی کے طریقہ امتحان کی پابندی چھوڑدی اور صحیح احادیث
صحیحہ اسپر دلالت کرتی ہین کہ جو شخص دنیا مین نیک کام کرتا ہی اور مخلوق کو راحت و آرام پہونچاتا ہی اور حق تعالی کی عبادت کرتا ہی اگر وہ اپنی نیکیون کے عوض
بڑا حصہ دنیا کی آسائش طلب کرے تو اسکو یہین ملیگا و لیکن اکثر نیکوکار اپنا ثواب آخرت مین چاہتے ہین اسپر بھی اللہ تعالی فضل سے انکو دنیا مین بھی وسعت [illegible]
اور آخرت مین بھی انکا پورا ثواب ہی۔ واضح ہو کہ شیطان اور جو چیزین مکروہ کہ اسکے ساتھ لاحق ہین جیسے ہوام سانپ بچھو اور نظر
انسے مومنین کو زیادہ پریشانی رہتی ہی بہ نسبت کافرون و منافقون کے کیونکہ کافرون و منافقون سے شیطان کو خوشی ہی تو اسے
آزار کی راہ ڈھونڈھنے کی اسکو ضرورت نہین ہی پس اگر شیطان قدرت پاتا تو کوئی کافر بیمار نہونے دیتا تاکہ وقت مصیبت
وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع نہ کرے پس اللہ تعالے وحدہ لاشریک قادر قیوم ہی مومنین کو اسی پر توکل کرنا چاہیے اور اس
مین انکے لیے ثواب عظیم ہی۔ واضح ہو کہ یہ کلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف سے دوسری احتیاط فرمانے کی [illegible]
جب چشم بد سے پرہیز کا ذکر کیا تو ایک حق بات بیان کی لیکن عام فہم مین یہ وہم ہوا کہ پرہیز و تدبیر سے مقدر تبدیل [illegible]
قطعی دفع کیا بقولہ وما اغنی عنکم من اللہ من شئ۔ اور یہ جو بیان کیا کہ چشم بد بیشک ہی تو یہ بھی مقدر ہی جیسے کہ جہان [illegible]
اور یہ ہماری شرع مین بھی وارد ہی جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اور صحیحین مین حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہی کہ [illegible]
فرمایا العین حق۔ کہ چشم بد بیشک ہی اور امام احمد کی ایک روایت مین یہ زیادہ ہی کہ یحضرها الشیطان وحسد ابن آدم [illegible]
شیطان و حسد آدمی کا ملا ہوا ہوتا ہی اور امام مسلم کی صحیح مین ایک روایت اسطرح ہی کہ العین حق ولو کان [illegible]

[illegible] تقدیر سے سبقت لیجاتی تو چشم بد ہی سبقت کرتی - اور ایک روایت مین جابر رضی اللہ عنہ سے
[illegible] ہین اور آدمی کو قبر مین - یعنی اس کمبخت کے اثر سے اونٹ مرجاتا ہی جسکو اُسکے
[illegible] اور آدمی مرجاتا ہی تو اُسکو دفن کر دیتے ہین - یہان سے معلوم ہوا کہ جو حلال جانور چشم بد سے
[illegible] کھانے مین کوئی ضرر نہین ہی واللہ اعلم - ایک روایت مین آنحضرت صلعم حضرات حسنین کو تعوذ فرماتے
[illegible] من کل شیطان وہامۃ ومن کل عین لامۃ - اور فرماتے کہ یون ہی حضرت ابراہیم بھی اسمٰعیل واسحاق کو
[illegible] صحاح ستہ مین ہی - عبادہ بن الصامت رض سے روایت ہی کہ مین چڑھتے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] بیماری کی تکلیف شدید ہی پھر آخر دن مین گیا تو مین نے آپ پر افاقہ دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ
[illegible] پڑھا کہ بسم اللہ ارقیک من کل شئی یوذیک من کل عین وحاسد اللہ یشفیک - بس مجھے افاقہ
[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ون پر پڑھی ہی - ایک روایت مین ہی کہ حضرت جعفر بن ابیطالب جو
[illegible] انکی اولاد گورے گورے بچہ تھے تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یارسول اللہ انکو بہت جلد نظر لگتی ہی
[illegible] انکو بد نظر دور کرنے کے لیے تو آپ نے کہا کہ ہان - ایک روایت مین ہی کہ آنحضرت علیہ السلام حضرت
[illegible] گھر گئے وہان ایک بچہ بیمار تھا تو لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اسکو نظر لگ گئی ہی تو آپ نے فرمایا کہ
[illegible] نہین کرتے ہو - یعنی جھاڑ پھونک سے نظر اُتارو - اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم
[illegible] حکم کرتے کہ وضو کرے پھر اسی پانی سے اسکو نہلاتے جسکو اسکی نظر لگی تھی - اور تفصیل سے یہ طریقہ صحیح مسلم مین آیا ہی
[illegible] والا معلوم ہوا اور اس زمانہ مین ایسے نیک لوگ نہین ہین جو اقرار کرین کہ ہماری نظر لگی ہی بلکہ سخت فساد کا احتمال ہی
[illegible] تعویذ وغیرہ سے علاج کرنا چاہیے اور بعض روایات مذکورہ مین دلالت ہی کہ نظر کبھی ایسے شخص کی لگ جاتی ہی
[illegible] شیطان ضرور حاضر ہوتا ہی - پھر واضح ہو کہ اس مقام پر جمہور مفسرین نے اتفاق کیا ہی کہ مراد نظر بد سے پرہیز تھا
[illegible] مجاہد وقتادہ سے مروی ہی اور کثرت سے احادیث صحیحہ وآثار صحابہ رضی اللہ عنہم صریح نصوص ہین ولیکن جماعت
[illegible] بلا حجت عقلی یا نقلی کے محض وہم پر بعید جانکر انکار کیا حالانکہ کچھ بھی بعد نہین ہی اسواسطے کہ نظر کے آثار
[illegible] ہین کہ بعض کی نظر سے ہیبت اور بعض سے دلیری وخفت اور بعض سے محبت اور بعض سے
[illegible] جب اسکے ساتھ بعض دلائل طبیعیات ملائے جاوین تو آثار دیگر پر استدلال قائم ہوتا ہی اور اس زمانہ
[illegible] معائنہ موجود ہی اور تعجب ہی کہ معتزلہ تو گئے گذرے اسوقت کے بعضے سفیہ عقل جو مہذب ہونے کے
[illegible] کو بنظر وقعت دیکھینگے اور اسلامی علوم پر تحقیر کی نگاہ ڈالینگے مگر یہ لوگ محض جاہل ہین انکا مبلغ علم
[illegible] دعوے کرتا ہی کہ خط کی تعریف غلط ہی یا دسوین شکل اقلیدس کیونکہ بنظر تعریف کے خط نقاط سے
[illegible] کرنے مین نقطہ پر مساوات واقع ہووے - اہل العلم مجھے معاف فرماوینگے کہ اس مدعی کے
[illegible] مشکل ہوگیا کیونکہ میرا مقصود یہ ہی کہ جو شخص خط کو نقاط سے مرکب خیال کرے اور عدم مقدار کی
[illegible] اسکو اتنا بھی نہین معلوم کہ جسم جوہری کے ساتھ کم عرضی سے ان رسوم مین

Marfat.com

بحث ہی پھر یہی لوگ ہین جوان مدارک مین گفتگو کرنے کے لیے مہذب قرار دیے جاتے
اختیار کرا ور متقدمین اہل تقوے کی شان مین تعظیم کا گمان قوی کرا ور سنت طریقہ ...
معتزلہ نے اپنی ہوسات کے موافق نظر بد سے انکار کیا مگر بلا دلیل وحجت کے جیسا کہ انکا دستور ہی
کو مخالف دیکھکر انکار کرتے ہین اور بیہودہ روش تو زمخشری کی ہو کہ کشاف مین جہان دلیل شرعی کے مطابق ...
اہل تقوے وعلماے سنت پر زبان درازیان کرتا ہی اللہ تعالے اس سے تجاوز کرے اور واضح ہو ...
جاننا چاہیے کہ آدمی کو حکم کیا گیا ہو کہ اس عالم مین جو اسباب معتبر ہین اُنکے موافق کاربند ہو اور یہ بھی یقین رکھے کہ اللہ
تعالے نے مقدر فرمایا ہو اور پرہیز وتدبیر سے امر مقدر ٹل نہین سکتا اور اگر پرہیز وتدبیر نہ کریگا تو خلاف حکم الٰہی کے عصیان
مین مبتلا ہوگا مثلاً زہر کھانے ومضر غذائین کھانے سے پرہیز کرے ورنہ حرام موت مریگا اور اگر باوجود پرہیز کے ...
ہوا تو مقدر سے مرا اور ثواب پاویگا پھر یہ پرہیز وحذر بقدر امکان اس طریقہ سے ہو جو شرع نے مقرر کیا ہو ...
حتی کہ کسی بت کے سامنے التجا کرنے سے چیچک کا دفعیہ شرک ومعصیت ہی پرہیز نہین ہی ہان بعض اسباب خفی سے شارع نے
جسیر عموماً حواس مستقل نہین ہین اگرچہ عالم علوم کے نزدیک اُنکے صحیح ہونے مین کچھ تامل نہین اسی مین سے نظر بد کا اثر ہو اسی
حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُس سے خاصکر آگاہ کر دیا پھر چونکہ نتیجہ کی نظر مقدر پر منحصر ہو تو قولہ ما اُغنی عنکم من اللہ من شیٔ سے
راسخ کر دیا فافہم۔ ف فی العرائس قولہ تعالے فاللہ خیر حافظا وہو ارحم الراحمین۔ یعقوب علیہ السلام نے آئینہ امتحان ...
کر نبیامین بغیر اختیار کے اُنسے جدا کیا جاویگا پس اسباب سے نظر ہٹا کر مسبب الاسباب کی طرف نظر رکھی اور اسی سے حفظ وحمایت
رعایت کے خواستگار ہوئے کسی مخلوق سے اعتماد نہ کیا۔ اور اشارہ اسمین یہ ہو کہ نبیامین کے ساتھ یوسف علیہ السلام کو بھی واپس لا
یعنی وہی دونون کا حافظ ہو اقول جہ اشارہ یہان دقیق ہو اور وہی اس امر پر ہو کہ ابتدا مین تعبیر خواب سے انکو موقع ملا کہ بھائیون
قول کی تکذیب کی اور جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام جدا کیے گئے زندہ ہین اور اب احساس کیا کہ نبیامین کی جدائی سے آسانی ہو
یعنی دونون بحفظ الٰہی چھوڑون اور تصدیق اسکی قولہ تعالے عسے اللہ ان یاتینی بہم جمیعًا۔ سے ظاہر ہوا اور ارحم الراحمین سے اشارہ
ہواے رحمت خوشبوے پیراہن یوسفی پہونچا دے اور نظر گم شدہ پھیر لا دے۔ مترجم کہتا ہو کہ قمیص سے بینائی واپس آجانے ...
زمخشری وغیرہ اہل ہوا وہوس کی راے گم ہو جاتی ہو کہ اسمین کیا تاثیر دی گئی اور جب بیان حق تعالے کی طرف سے ارشاد ...
تو نظر چشم مین کیون آنکھین چوندھیاتی ہین فافہم۔ بعض نے کہا کہ اول حضرت یعقوب علیہ السلام نے انکے حفظ کا اجر ... کہ کم ...
حافظ حقیقی کے سپرد کرکے دونون کو پالیا۔ قولہ ولما فتحوا متاعہم الآیۃ۔ بعض نے ذکر کیا کہ منجملہ حسن اخلاق کے ...
واپس نہ دین بلکہ خفیہ واپس دین تاکہ روبرو بار منت سے پست وشرمندہ نہون۔ اور جب یوسف علیہ السلام ...
خزائن مین مصرف خراج وغیرہ کا ٹھکانا نہ پایا بلکہ مصرف فقرا ومساکین کے خزانہ مین جگہ دیکھی یعنی جب ...
انھین کو واپس دیا۔ اقول حدیث مین سات قسم کے لوگ جو سایۂ حق عزوجل مین ہونگے ایک وہ بھی ...
مین اسطرح دیا کہ بائین ہاتھ کو خبر نہوئی۔ قال الشیخ اور اسکے اشارات مین سے دقیق یہ ہو کہ اللہ تعالے ...
جو کچھ اولین وآخرین نے پایا وہ دیدار اکبر کے وقت ایک ذرہ سے کمتر ہوگا تو ہیچ گیرائی سے ...

Marfat.com

[illegible] نزد او تعالے جلشانہ ہر کسی کے ادراک سے پاک ہی کوئی اسکی صفات پاک واسرار سے
[illegible] بلا عبودیت انھین کو واپس ملیگی کیونکہ وہ انکی کبریائی کے لائق نہین ہی پھر اپنے فضل وکرم سے
[illegible] قولہ علیہ السلام لن ینج احدا منکم عملہ قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ
[illegible] کی تفسیر کہ مقامات سابقہ مین گذر چکی ہی بعض نے کہا کہ خلق کے جملہ اعمال وافعال سب انھین کو واپس
[illegible] اپنی ذات کے لیے کیے ہین پھر جو کرامات انکو پہونچینگی وہ اکرام وفضل ہی نہ مزدوری ہان بحکم قولہ یوت کل ذی
[illegible] عبودیت قابل عنایت ہی اگرچہ او تعالی ہر ذی فضل کو پہچانتا ہی واللہ اعلم - قولہ فلما اتوہ موثقہم قال اللہ علی مانقول وکیل
[illegible] تعالے کو شاہد کرنا صدق پر صحیح ہی اور عظمت کبریائی کی نگہداشت سب سے اعلی ولیکن اگر کذب ہو تو کفر ہی اور عارف
[illegible] سے ایسی شہادت لیکر اسکو کافر نہ بنا دیگا اسی واسطے علماء نے کہا ہی کہ اللہ تعالے کو شاہد نہ کرے - شیخ نے کہا کہ
[illegible] علیہ السلام نے اپنے فرزندون کی نیت دربارہ بنیامین کے سچی دیکھی کہ درحقیقت یہی چاہتے ہین کہ حفاظت کرین اور واپس
[illegible] واقعہ آیندہ بھی دیکھی کہ مقدور کے دفعیہ سے یہ لوگ عاجز ہونگے تو اللہ تعالے کو مطلع غیب قرار دیا یعنی وہ
[illegible] ارادہ پر منحصر نہین ہی بلکہ حق تعالے مختار ہی جو وہ چاہیگا وہی واقع ہوگا پس وہی وکیل ہی کہ ہم لوگون کی نیت کو پورا کرکے
[illegible] فرماوے اور حفاظت سے واپس عطا کرے - بعض نے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے انکی حفظ پر قضیہ سابقہ کی وجہ سے
[illegible] کیا کیونکہ معلوم ہوگیا کہ ہنوز انکے عہد ومیثاق کا محل یعنی حواس معلول ہی کہ کبھی اپنے نفس کی راے پر جھک جاتے ہین لہذا اللہ تعالی کی
[illegible] وکالت پر سپرد کیا اور انکے قول پر اللہ تعالے کے وکیل کرنے سے اصلی غرض یہ ہی کہ وہ محافظت فرماوے کہ تمکو تمھاری خواہش و
[illegible] اور تمھارے دلون کو کجی کی طرف مڑ جانے سے بچاوے - پھر انکو علم وعقل کے اسباب سمجھائے اور انکے استعمال کا طریقہ
بتلایا اس امید پر کہ ظاہر تقدیر مین کوئی مخفی امر ایسا مقدر ہو کہ اس علم سے محو واثبات مقدور ہو کما فی قولہ تعالے یمحوا اللہ مایشاء ویثبت الآیۃ -
[illegible] کہا کہ قولہ یابنی لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقۃ - مترجم کہتا ہی کہ قولہ یمحوا اللہ مایشاء کی تفسیر مین مذاہب واقوال سابق مین
گذر چکے اور جمہور سلف وخلف سے یہی متواتر ہی کہ جملہ امور سابق ازل مین مقدر ہو چکے ہین اور یہی مذہب اہل السنۃ والجماعت کا ہی اور
صریح نصوص سے یہی ثابت ہی اور متاخرین مین شیخ شوکانی وغیرہ نے جو تحقیق لکھی میرے نزدیک اسکا حاصل بھی یہی ہی ولیکن اسکے بعض متبعین
[illegible] مین کچھ اضطراب و تزلزل اٹھایا واللہ یغفر لی ولہ - ہان اسقدر مجھے قطعی نصیحت کرنا منظور ہی کہ عوام مین یہ مسئلہ پیش نہ کیا جاوے اور خواص آئین
[illegible] نہ کرین کیونکہ تقدیر کا بھید خاص حکمت الٰہیہ ہی وہ حکمت وعلم صفت الٰہی ہی اور جب صفت الٰہی سبحانہ تعالے فہم وادراک سے باہر ہی تو کیونکر
[illegible] ممکن ہوگا پھر کیونکر تقدیر کا بھید سمجھ مین آویگا لہذا جسطرح کہ ذات وصفات باری تعالے پر ایمان وتصدیق کے سوا اسے
[illegible] حاصل نہین ہوا اسی طرح تقدیر کا علم بھی قطعی ایمان بالغیب ہی جو اسپر ایمان نہ لاوے کافر ہوجائیگا - نعوذ باللہ من وساوس
[illegible] سے خوف کرکے یہ طریقہ بتلایا ولیکن جسطرح مقربین کا دستور ہی کہ خالص توحید مین ادب کا لحاظ رکھتے ہین
[illegible] یعقوب علیہ السلام نے بھی ساتھ ہی غیرت قدم کا خوف کیا کہ مقدور کے مقابلہ مین بے ادبی شمار نہو اور انتظار کرنا چاہیے
[illegible] پر کما قال [illegible] رحمتی علی غضبی - لہذا طریقہ علم استعمال کرنے کے بعد ہی فوراً استدراک کردیا بقولہ وما اغنی عنکم
[illegible] تدبیر [illegible] کسی کو کچھ مجال نہین ہی کہ جو امر تمھارے حق مین سابق ہوا ہوا مکو تم سے دور رکھے حتی کہ

Marfat.com

اگر مقدر ہو چکا کہ تمکو کسی قسم کا مکروہ امر پیش آویگا تو میری اس تدبیر سے کچھ نہو گا [illegible]
نے اپنے پسند و اختیار سے مقدر فرمایا ہی اور اسکی تصدیق ہو قولہ ان الحکم الا للہ [illegible]
اپنے واسطے کسی طرح کے پرہیز کرنے و استعمال عقل و علم کی قوت ہو سب سے بڑیت کی [illegible]
یہ ہی کہ تقدیر دیکھکر تدبیر دور کرے - مترجم کہتا ہی کہ مراد یہ ہی کہ قلب کی نظر جسوقت تقدیر کی جانب [illegible]
واقع ہوگا بلکہ تدبیر و اسکا نتیجہ دونون قلب سے محو ہون - اور یہ مراد نہین ہی کہ تدبیر نہ کرے اپنے [illegible]
استعمال کیا ہی اور یہ بھی مراد نہین ہی کہ تقدیر دیکھنے کے وقت پھر تدبیر نہ کرے اسواسطے کہ تقدیر کا علم [illegible]
واقف ہوسکتا ہی جسکو آگاہ فرما دیا ہو- پھر بھی اسپر تدبیر یعنی حواس و عقل کا عالم اسباب مین کام مین لگا [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے تھے کہ اسلام تمام جہان مین پھیل جاویگا حتی کہ برابر قریش و یہود و نصاری [illegible]
اپنے آفتاب سے تمام جہان روشن کردیگا تم میرے اتباع کرو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو غزوہ خندق کی سخت [illegible]
بشارت دی کہ تم روم کے اور فارس کے مالک ہوجاؤگے اور یہ وہ اقوال ہین کہ مومنین و کفار سب [illegible]
پھر دیکھو کہ کسطرح برابر تعلیم و تلقین و جہاد مین حسن تدبیر کو کام مین لائے اور نکتہ یہ ہی کہ جن افعال کو تم تدبیر کہتے [illegible]
ہین جیسا کہ مین نے مقدمہ فتاوے ہندیہ مین تحقیق و تفصیل سے لکھدیا اور قولہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم [illegible]
آلآیۃ کی تفسیر مین لکھا ہی حتی کہ جو کوئی اسکی تفسیر سمجھ گیا اُس نے تمام دین سمجھ لیا پس مومن کا ہر فعل ثواب ہی [illegible]
وعبادات سے بیٹھ رہنا ہوگا اور جو ایمان نہ لایا اُسکی تدبیر و جملہ حرکات و افعال سب باطل ہین تو اسکا بیٹھ رہنا [illegible]
ہین صرف بیٹھ رہنے سے وہ دنیا مین بھی خراب ہوگا اور نہ بیٹھ رہنے سے فقط دین مین خراب رہا اور [illegible]
علاوہ اسکے شیخ نے جو کہا کہ تقدیر دیکھکر تدبیر سے باز رہنا اگر اُسکے یہ معنی نہون جو مذکور ہوئے تو تقدیر دیکھنا [illegible]
کہا گیا کہ تقدیر سے لپٹنا بے ادبی ہی جیسے یہ کہنا کہ ہم جنتی ہین تو جنت پاوینگے نماز روزہ سے کچھ فائدہ نہین [illegible]
آیا تو نہین دیکھتا کہ قریش کو ایمان لانے کی تکلیف دی گئی حالانکہ ابولہب و ابوجہل و اُسکے مانند وہ ہین [illegible]
وہ کبھی ایمان لانے والے نہ تھے ولیکن مقدر پر مدار نہین رکھا گیا فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب شیخ [illegible]
باطن ہی- اقول یعنی تمام کلام باری تعالے جو بظاہر قصہ موسے و فرعون معلوم ہوتا ہی قلب و نفس و شیطان [illegible]
معلوم ہوتا ہی یعنی قلب و اُسکے دشمنون و مصائب آلام کا ہجوم و آخر وصول بدرجہ تمکین اور تقرب [illegible]
دار آخرت ہی ولیکن ایسے طور پر قدرتی کلام قادر مطلق کا ہی کہ سر کی آنکھون والا اپنی استعداد کے [illegible]
پیدا کرتا ہی اور حواس باطن کی آنکھون والا نفس و شیطان کے وساوس جو باطن کو خراب کرتے [illegible]
آراستہ ہوتا ہی اور قلب کی آنکھون والا اسرار معانی صفات و معرفت نفس سے تقرب [illegible]
ولی التوفیق جب یہ بات سمجھ مین آگئی تو تجھے پروا نہین ہی کہ نفس کو مجادلہ پر آمادہ کرے [illegible]
ہم عالم علامۂ منطقی ہوکر جانتے ہین- اللہ اللہ فوق کل ذی علم علیم- برکات سے محروم [illegible]
شیخ نے یہ ذکر کیا کہ قول حضرت یعقوب یا بنی لاتدخلوا من باب واحد تا آخر آیات [illegible]

[illegible] ریاضت غذائے روح مشاہدۂ پاک حاصل کرین اور تم نے قلوب وارواح وعقول
[illegible] ہے کہ ایک ہی دروازہ سے قصد کرو یعنی صفات نفس ہین سے ایک ہی صفت کو جناب
[illegible] مقصود کرو مثلاً صفت رحم یا علم یا کرم کسی ایک پر اقتصار مت کرو۔ ظاہر ہو کہ نفس انہین سے ایک ہی
[illegible] تارک صوم وصلوٰۃ وبخیل ہو وہ عالم ہونے سے کچھ مستفید نہو گا جب تک کہ جملہ صفات نفس کو
[illegible] تو تمکو چاہیے کہ صفات باری تعالے عز اسمہ کی راہین اختیار کرو والمومنون کنفس واحدۃ
[illegible] شیطان کی نظرون سے محفوظ ہو اور صفات پاک کی معرفت سے درجہ توحید پر فائز ہو کیونکہ جس نے اُسکو ایک
[illegible] جملہ صفات کمالیہ واوصاف قدم وازل سے نہ پہچانا۔ اقول بلکہ ایک صفت سے ایسا شخص پہچان ہی
[illegible] ویا فعل خالق عزوجل ہو نہ اختیار مخلوق لقولہ تعالے ما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ ویجعل الرجس علی الذین
[illegible] ہو کہ ایک کتاب جسکو یاد ہو وہ علم والا نہین ہو اور جو چیاتی پکا سکتا ہو وہ باورچی نہین ہو اور مانند اسکے بہت نظائر
[illegible] جملہ آداب شرع پر عامل ہو کر باطن کا محافظ ہوتا ہو اور تکلیف اٹھاتا ہو کیونکہ ہر طرف سے وہ اپنے آپ کو قید مین
[illegible] خواہشات نفس کی جانب سے نہ آنے پا دین یہان تک کہ ایک عرصہ مین اُسکو قید سے رہائی ہو جاتی
[illegible] بلکہ مطمئنہ ہو اور شیطان بوجہ ذکر قلب کے دور بھاگتا ہو اور صحیح ہوا کہ جس قلب مین یاد حق نہو وہان شیطان دخل
[illegible] جاتا ہی۔ مترجم کہتا ہو کہ دخل شیطان کا خلاصہ یہ ہو کہ جہان یاد حق عزوجل ہو وہان نہین ٹھہر سکتا ہی پھر واضح
[illegible] صفات کمال واوصاف جلال وکبریائی وعظمت سے وحدہ لاشریک ہی اسطرح اسپر ایمان ہو تو ایسے شخص کا یہ حال
[illegible] جب ہی غافل ہوا فوراً شیطان نے دخل کیا پھر یاد آئی اور وہ بھاگا۔ انہین غفلت کی اوقات مین وہ تمام سرمایہ چرالیجاتا ہی
[illegible] ایمان ماست + خرمن عمر چہل سالہ کجاست۔ اور رہا وہ شخص جو اللہ تعالے کا اقرار کرتا ہو مگر اسطرح کہ حضرت
[illegible] بیٹا ہو یا عزیر اسکا بیٹا ہو اور مانند اسکے نعوذ باللہ تعالے وہ عیوب جن سے پاک پروردگار تعالے پاک ہو تو اُس نے
[illegible] نہین کیا بلکہ اپنے زعم مین ایک خدا بنا یا جسکا بیٹا ہوا اور یہ حضرت خالق رازق جل شانہ پر کبھی نعوذ باللہ تعالے
[illegible] اس نے اللہ تعالے کو نہ مانا کما یفصح عنہ قولہ تعالے قاتلوا الذین لا یومنون باللہ الآیہ دیکھو کیسے یہود ونصاریٰ کو
[illegible] اللہ تعالے پر ایمان نہین لائے ہین پس اُنکے دل سے کسی وقت اسکا قابو دور نہین ہوتا ہی۔ پھر مومن کو مدت تک
[illegible] اللہ تعالے نے صاف فرمادیا کہ وہ ایسی راہون سے آتا ہو کہ تم نہین دیکھ سکتے ہو تو اُسکی ہر راہ بند کرکے سب
[illegible] ہین اسکی نفس کے وسیع میدان مین ہو کر آتی ہین اور خواہش کے کھلے راستہ ہین ولقد قال الدنیا سجن المومن
[illegible] الشہوات۔ یہین سے کہا گیا کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ ولقد قال حفت الجنۃ بالمکارہ۔ اور خلاصہ اس قید کا
[illegible] وباطن اسکی محافظت کرے ولیکن افسوس ہو کہ اس زمانہ مین خواص علماء کی یہ کیفیت ہی کہ ظاہری
[illegible] سمجھتے ہین تو عوام کا کیا ذکر ہو ولقد قال علیہ السلام لا یومن احدکم حتی یکون ہواہ تبعاً لما جئت بہ
[illegible] یہان تک کہ اسکی خواہش تابع اس چیز کے ہو جاوے جو مین لایا ہون یعنی خواہش کو قرآن وحدیث کے
[illegible] صراط الذین انعمت علیہم۔ پھر شیخ نے لکھا کہ امام جعفر نے کہا کہ اول کلام مین حضرت یعقوب علیہ السلام

ایسے طور پر کہا گویا کچھ سہو طاری ہے کہ اعتماد اُنکے جتھے و قوت پر نسیان مین ال...
الا تدخلوا من باب واحد پھر جلد استدراک کیا بساعدت توفیق بقولہ ما اغنی عنکم من اللہ من شئی ان...
کچھ دور نہ کرسکے وہ غیر سے کیا ٹال سکتا ہے اور جو اپنی ذات کے واسطے کفایت نہ کرسکا وہ...
عنکم کے متعلق ابن عطاء رح نے اشارہ کیا کہ بیٹون سے قضاء مقدر کب ٹال سکتے بلکہ خود اپنے...
کہ حق عز و جل تمام مخلوقات مین نرالا وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئی قدیر یدبر الامر من...
السماء الی الارض ۔ پس وہی خاص بندون کو بزرگی و قرب و منزلت عطا فرماتا ہے اور وہی اُنکو وحی و...
اُنکے اوپر خاص انعام فرماتا ہے اور جب وہ ایک اشارہ سے ایک سلطنت کا تختہ لوٹ دیتے ہین تو وہی کرتا...
ایک مُٹھی خاک سے تباہ کرتے ہین تو وہی کرتا ہے الا تری الی قولہ تعالے ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی...
نظم کیا بقولہ ؎ اولیا را ہست قدرت از اِلٰہ تیر جستہ باز گردانند ز راہ ۔ یعنی ظہور آثار قدرت کے واسطے انہین...
سرفراز ہوئی ہے مگر یہ قطعی یاد رہے کہ اُنکی خود خواہش کچھ بھی نہین ہوتی ہے یعنی انہین کمال تو یہی دیا گیا کہ خواہشین...
بالکل مسدود کر دیا گیا پس وہان فقط خواہش حق عز و جل ہوتی ہے حتی کہ سرور کائنات مفخر موجودات سید انبیاء و رسل صلی...
وعلی آلہ و علیہم اجمعین نے واقعہ بدر مین مٹھی خاک سے فوج جرار کو تباہ کر دیا اور احد مین اُنکی خواہش نہ کی...
شہید ہوا اور زخم اُٹھایا ۔ پس خود نہ وہ کسی سے بلا دور کرنے کی خواہش کرین نہ دور ہو حتی کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے...
یہ صدمہ اُٹھایا مگر خواہش کہان تھی اور یہ مقام عوام کی سمجھ سے دور ہے مگر آنکہ اللہ تعالے جس بندے کو ٹھیک سمجھ دیتا ہے...
ولی التوفیق ۔ شیخ حسین رح نے کہا کہ سچا توکل یہ ہے کہ اسباب کو اس عالم سبب مین استعمال کرے اسطرح کہ ...
کہتا ہے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ حواس و عقل جنکو اللہ تعالے نے اسطرح پیدا کیا ہے کہ وہ خود ہی ہر کام کے لیے راہ طریقہ بتلاتے...
ہین انسان کا کچھ اختیار نہین ہے اور دوسرے شخص کے حواس دوسرا راستہ اسی مقصد کے لیے بتلاتے ہین...
حواس دو تین طریقہ بتلاتے ہین تو آدمی کو چاہیے کہ حواس کے موافق اسطرح کام کرے جسکے سامان اللہ تعالے نے...
اور یون نہ کرے کہ مجھے ایسا ہونا مختار و پسند ہے تاکہ مین اس سے یہ فائدہ حاصل کرونگا کیونکہ یہ اختیار کرنا کبھی وبال ہو جاتا...
قصہ مین حضرت یوسف علیہ السلام کا قول کہ رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ ۔ یعنی جسکی طرف یہ عورتین مجھے بلاتی ہین...
قید خانہ پسند ہے مین اُسکو اختیار کرتا ہون حالانکہ شاید دوسرے انبیاء یا سرور انبیاء علیہم السلام کے نزدیک...
تجھسے سلامتی چاہتا ہون جسمین تیری رضامندی ہو یعنی جہان کہین جسطرح ہو مجھی تیری رضامندی...
سبب کو استعمال کرے اسطرح کہ مخلوقات الٰہی حواس و اعضاء وغیرہ بحکم الٰہی اسکے پیدا کیے...
اسی کی قوت سے چلتے رہین تاکہ نتیجہ وہ پیدا ہو جو اُس نے ارادہ کیا ہے پس درحقیقت تدبیر کا...
کوئی سمجھے یا نہ سمجھے سوا اسکے کہ توکل فعل بندہ ہے تو اسمین اسکی نیت پیدا ہوا و اللہ تعالے...
تجلیون پر جو امتحان و مشقت کے بادلون سے چکاچوند ڈالین ۔ اقول شاید کہ توکل کے...
پابندی و رضا لازم ملزوم ہین پس ایک مرد جسپر حقوق عیال واجب ہین جہان سے اللہ تعالے...

کی فروتنی شش اٹھاوے نہ زائد کہ وہ حرص ہی بس شرع کے حقوق کی نیت سے یہ کام
... اور جو حاصل ہو اسکو شکر و احسان کے ساتھ رضامند ہو کر لیوے فافہم۔ استاذ نے کہا کہ قولہ ادخلوا
... کہ ایسی نہ ہو کہ کسی کی نظر پڑے یہ بڑے اگر دوسرے نے نہ دیکھا۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ تو اس فرض پر ہوگا کہ
... میں رہنا یا ذہن ... ہو کہ ایک نہ پہچانے دوسرا پہچانے یا مترجم نہیں سمجھا کہ قولہ یحتمل ان یکون اراد تفرقہم
... علی یوسف ان لم یرہ الاخر انتہی بلفظہ کے کیا معنی ہیں۔ اور شاید کہ اصل میں یہ ماخوذ اس قول سے ہی جو
... رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ حضرت یعقوبؑ کو یہ معلوم تھا کہ یوسف علیہ السلام عنقریب ان دروازوں میں سے
... ہونگے۔ کذا ذکرہ الامام ابن کثیر۔ اور بعض نے امام نخعی رحمہ سے یون ذکر کیا کہ انکو معلوم تھا کہ بادشاہ مصر میرا بیٹا
... دروازے جانے میں بنیامین سے تنہائی میں ملاقی ہو۔ اور ظاہر روایت بالا سے مراد یہی ہی اور کہا کہ حضرت
... کہ ... کو ظاہر کرین۔ مترجم کہتا ہی کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کو اکثر باتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جنکے
... کی اجازت نہیں ہوتی ہی خواہ قطعاً چھپانے کی تاکید ہوتی ہی یا صریح بیان کی اجازت نہیں ہوتی ہی اور باوجود اسکے ظاہری
... ہوتا ہو گویا بالکل واقف نہیں ہیں۔ یہ ایسی بات ہی کہ مجھے اسکی تصدیق میں شبہہ نہیں ہی اور اسی قبیل سے قصہ خلافت تھا
... صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہی تھی حتی کہ صحیح کی روایت میں سب خلفاء کا حال بیان کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
... کہا کہ لا اراکم فاعلین۔ میں نہیں دیکھتا کہ تم ایسا کرو گے یعنی حضرت علیؓ کو خلیفہ کرنا مجھے معلوم نہیں ہوتا اور یہ اظہار امر واقعی تھا
... کی خلافت میں بسبب ... کہ فساد و جھگڑا مقدر رہی لہذا اول دوسرے خلیفہ ہون کہ اسلام پھیل جاوے۔ اور اشارہ
... حدیث میں کہ امامت سے ابوبکرؓ تاب نہ لا سکے کہ حضرت سرور عالم کی جگہ کھڑے ہون اور سفارش کی گئی کہ دوسرے کو
... تو فرمایا کہ یابی اللہ والمومنون الا ابابکر۔ یعنی اللہ تعالے عزوجل مع مومنون کے انکار فرماتا ہی ہر کسی کی امامت سے
... اور جیسے ابوہریرہؓ نے کہا کہ لقطع ہذا البلعوم۔ یعنی اگر میں ان علوم کو بیان کردن تو میرا یہ نرخرہ کاٹا جاوے اور جیسے حضرت
... حضرت عثمان و فتنہ کا حال بطور رازکے کنایہ سے بیان کیا اور جیسے حضرت عمرؓ بعد اپنے خلافت کا حال جانتے تھے گر
... اور جب یہ اصل ممہد ہوگئی تو اس سے بہت سے مدارک جس سے عوام متردد ہوتے ہیں منحل ہوگئے۔ اور واضح ہوکہ
... میں حضرت یوسف و یعقوبؑ سے واقع ہوئے وہ باعلام و اجازت الٰہی کرتے تھے ولیکن استعمال انہیں ظاہری تدابیر و طریقہ
... فی الکشاف ایضاً اور قول یعقوب اعلم من اللہ ما لا تعلمون۔ اور قولہ اذ ہبوا فتحسسوا من یوسف الآیہ۔ و قولہ لاجد ریح
... اسکے واسطے شواہد صحیح و اشارات قویہ ہیں فافہم واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ القصہ اسطرح عہد و میثاق لیکر بنیامین

کو انکے ساتھ مصر کو روانہ کیا

... امرھم ابوھم ما کان یغنی عنھم من اللہ من شیء

... قضٰھا وانہ لذو علم لما علمنٰہ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون

... جانتے تھا الا اچھا کیونکہ ہمنے اسکو سکھلایا تھا ولیکن بہتیرے لوگ ہیں کہ نہیں جانتے ہیں

آں حضرت یعقوب وس بھائی جو پہلے گئے تھے اور ایکی مرتبہ بنیامین ۴ گیارھواں معیت [illegible]
یوسف تھے۔ وَلَمَّا دَخَلُوا اور جب سب داخل ہوئے مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ [illegible]
طریق سے کہ جسکا انکو انکے باپ نے حکم دیا تھا یعنی شہر مین متفرق دروازون سے بو داخل ہوں [illegible]
طریقہ سے وہ متفرق دروازون سے داخل ہوئے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ۔ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ [illegible]
بے پروا کرے اُنسے یعنی دفع کرے اُنکے اوپر سے مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ اللہ تعالےٰ کی جانب سے [illegible]
نے جو امر انکے حق مین مقدر کیا تھا اور جو مکروہات انکو پہونچنا تقدیر مین جاری ہوچکے تھے امین سے کچھ بھی [illegible]
ہوسکتے تھے۔ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ لیکن یہ ایک حاجت تھی یعنی شفقت [illegible]
قَضَاهَا کہ جسکو اس نے پورا کیا یعنی وصیت وتاکید کردی سو یہ بات پوری کردی گئی کہ وہ متفرق دروازون [illegible]
اسمین کوئی خلل نہین پڑا مگر اس سے کوئی مقدر بات اُنسے دور نہوئی حتی کہ چوری کا الزام انکی نسبت لگایا [illegible]
صاع پائے جانے سے وہ پکڑکرے لیے گئے اور یعقوبؑ پر دونی مصیبت بڑھ گئی اور سب بیٹے اس واقعہ سے [illegible]
بڑا بیٹا وہین پڑا رہا اور خود حضرت یعقوبؑ نے کہدیا تھا کہ ما اغنی عنکم من اللہ من شئی۔ پس تدبیر سے تقدیر کچھ بھی دفع نہوئی [illegible]
نے اسکا قصد کیا تھا بلکہ علم قضاء وقدر وعلم اسباب دنیا وحکم پابندی طریقہ عالم اسباب سے اُنھون نے اُسکو صاف کہدیا تھا [illegible]
اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ اور بیشک وہ علم والا تھا۔ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ اس چیز کا جو ہم نے اسکو [illegible]
وحی سے یا استدلال آثار سے اسی وجہ سے اُس نے کہدیا تھا کہ ما اغنی عنکم الخ اور اپنی تدبیر پر کچھ غرہ نہین کیا [illegible]
علم والا تھا بسبب اسکے کہ ہم نے اُسکو تعلیم کردیا تھا خواہ بطریق وحی یا بطریق استدلال وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ ولیکن بہتیرے آدمی
یعنی مشرک وکافر لوگ۔ لَا يَعْلَمُونَ نہین جانتے ہین تقدیر کا بھید پس تدبیر پر مغرور ہوتے ہین۔ یا۔ اکثر لوگ نہین جانتے
ہین اس بھید کو کہ یعقوبؑ جانتا تھا پھر اُس نے عالم اسباب مین حکم وطریقہ آلہیہ کی پابندی کی۔ اور بعض نے کہا کہ [illegible]
یعنی جو ہم نے تعلیم کیا اس سے علم نہین پاتے کیونکہ فطرت سلیمہ پیدائشی کو بت پرستی ویہودیت ونصرانیت [illegible]
شہوات دنیا کی طرف میل کرکے خراب کردیتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ بھید تو بہت سے مسلمان نہین جانتے ہین کیونکہ اسلام [illegible]
معرفت صفات باری تعالےٰ ہی اور اس سے غافل ہین بلکہ یہ بھید بہت سے قرآن وحدیث پڑھے ہوئے نہین سمجھتے ہین [illegible]
ان علوم سے ہوس دنیا اور اپنی ناموری ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ آنحضرتؐ نے قرآن کی نسبت [illegible]
فرمائی تو بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم پڑھینگے اور اپنی اولاد کو پڑھاوینگے ضائع نہوگا [illegible]
مین سے فقیہ جانتا تھا بھلا یہ یہود ونصارے تھے جنکے پاس توریت وانجیل تھی پھر انکو کچھ نفع دیا۔ مترجم کہتا ہی کہ [illegible]
مین یہی کیفیت ہی کہ علماء فقط الفاظ کیطرف متوجہ ہوگئے اور جیسے انھون نے باطن نفس کے عیوب [illegible]
قرآن پاک کے علم وحکمت واصلی فقہ سے محروم کردیا۔ ایک خفیف مثال یہ دیکھو کہ اتفاق [illegible]
حرام اور ادنےٰ گناہ سے کسی کو اسلام سے خارج کرنا حرام وغیبت حرام ہی پھر [illegible]
اسی طرح بھما التقوی وتدین اپنا شعار رکھتے اور توحید کے معنی جانتے تو ہر ایک شرک سے [illegible]

Marfat.com

القصص احسن ایک یہی عفرانک مقدورا اللھم قدرا مقدورا ولکن امر اللہ قد تھا لیشبھہا توحید کا اور علم [illegible]
علیہ السلام نے یعقوب کہ فرمایا ظاہر نے تعالیٰ سبحانہ حق ۔ الآیہ علمناہ لما علم لذو وانہ قولہ [illegible]
سے کسی تدبیر سے دور تھی کے مقدورات میں کہ تھا یا کہد بھی یہ اور ہون داخل سے جدا جدا دروازے [illegible]
حق عزوجل کے کہ تھے مامور پر عقل و شریعت استعمال اور عالم سے قدر و امر ذرہ بھی نہیں تھا [illegible]
اپنی طرف سے اسکا علم یہ اور تھا علم ذی وہ کہ فرمایا وصف اسکا نے تعالیٰ اللہ لہذا تھے رکھتے عاجز و محتاج [illegible]
ظاہر الغیب اول ۔ ہی ہوتا کا قسم دو لدنی علم پھر ۔ علما لدنا من علمناہ کہ فرمایا کو السلام علیہ خضر جیسے تھا لدنی علم یعنی تھا [illegible]
اور اس قسم مین عقل ۔ کا فراسات و کرامات و مقامات و حالات وقائق اور کا معاملات وقائق جو علم تو الغیب ظاہر [illegible]
اور دوسری طرح ہی معرفت حکمت یہ اور افعال باطن علوم طرح اول ہی ہوتا کا طرح چار الغیب باطن اور ہی گنجائش کی [illegible]
اور یہ علم فنا و بقا ہی علم اسرار قدم طرح چوتھی ۔ ہی تفرید و تجرید و توحید یہ اور ذات علم طرح تیسری ۔ ہی خاصہ معرفت [illegible]
اور علم ذات مین سر باطن ہی مجال کو روح مین صفات و افعال بطون علم پس ہین ہوتے منکشف پر باطن کے قدرت انوار [illegible] اور
محبت پیدا ہوتی ولذت ارادہ صحت سے مقامات علم اور ہی ہوتی پیدا وقت صفائی سے معاملات [illegible] علم [illegible] مجال
اور سکون کی حق یاد سبب کے امارہ نفس طمانیت سے فراسات و کرامات علم اور ہی ہوتا پیدا عشق و شوق سے حالات علم [illegible]
علم اور ہی ہوتی پیدا الفت لطائف اور حیرت مین قدرت سے افعال بطون علم اور ہی ہوتا پیدا کے یقین نور بوجہ [illegible]
ہوشیاری مین ابد اور محویت مین ازل سے ذات علم اور ہی ہوتی پیدا جلال نشان خود رفتگی و جمال جذبہ اور انس سے صفات
ہوشی بیہ حالت ایک ہین ہوتی حالتین دو مقتضے اسکی اور ہی ہوتا پیدا وقوف پر مجہولہ حکمت و مجہول علم سے قدم اسرار علم [illegible]
کرے ظاہر سے زبان کی مجہول علم ایسا بھید کچھ مین حالت اس عالم کا علم اس کہ ہی مقتضے تو بیہوشی حالت پس بیداری و افاقہ حالت [illegible]
چھپا غیر سے یعنی کرے احتیاط پوری مین کھولنے بھید اور ہو خاموش گونگا کہ ہی مقتضے حالت کی بیداری اور ہی غلبہ کا [illegible]
اور ہین ہوتے ظاہر آثار کے کشف ابتدائے پر عارف عالم جب پس ہی متعلق سے مشاہدہ و مکاشفہ ذرا جو نے ہم [illegible]
پس سر باطن کا ہی ہوتا مطلع سے ذات انوار اسکا سر بسر اور ہی ہوتا واقف سے صفات انوار باطن سر اسکا تو [illegible]
دوسری صفت وہ ہی ملتا ذوق جو سے [illegible] کے صفت ہر اور ہی ہوتا معلوم رستہ خاص ایک حق بجانب [illegible]
ذوقون کے صفات جو ذوق خاص ایک اور ہی ہوتی حاصل ذات بجانب راہ سے ذات دیدار کو بسر سر اور [illegible]
کے قولہ تعالیٰ فی کما ہی ربانی عالم وہی ہی ہوتا باقی مین ربوبیت خلق کے معروف و معلومات مع عارف عالم [illegible]
ہی لائق کے کرنے حاصل دنیا جو علم وہ ایک ہین ہوتے کے طرح پانچ علوم کہ کہا نے مشائخ بعض ہوا [illegible]
ہی ہوتا لائق کے خدمت کی سلاطین جو علم وہ دوم ۔ ہین داخل مین قسم اسی سب وغیرہ [illegible]
دنیا جو عالم دنیاوی بلکہ فلسفہ و منطق اول ۔ ہی ہوتا زینت جو علم وہ سوم ۔ ہین داخل [illegible]
عالم نیک اول ۔ ہو حفظ سے نفس و شیطان خطرات و مساوس مین مجاہدہ و ریاضت [illegible]
ربانی عالم یہی اول ہی اعلیٰ و اشرف سے سب یہی اور ہی لائق کے انقطاع و [illegible]

ہوتا ہی اور مراد آزادی سے یہ ہی کہ ہر شخص نفس کی خواہشون و اُسکی مقتضیات مین علائق جسمانی سے [illegible]
حق عزوجل ہوجاوین ۔ شیخ یوسف بن الحسین رح نے کہا کہ علوم مین سے وہ علم سب سے اشرف ہی جسکو [illegible]
سے بلا واسطہ حاصل کرے جیسے حضرت یعقوبؑ کی نسبت فرمایا ہی و لیکن اسمین اعتبارات و اخطار بہت [illegible]
آدمی کو کوئی علم حاصل ہوا جسکو اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھا و لیکن یہ محض خطرہ نفس یا القاے شیطانی [illegible]
مین تباہ ہوگیا پس یہان خطرہ بہت ہی اور حضرت ابو سلیمان دارانی رح نے کہا کہ بسا اوقات مجھکو علوم کشف [illegible]
قبول نہین کرتا جب تک کہ کتاب و سنت دو گواہ اسپر گواہی نہ دین ۔ یہ قول شیخ کا دلیل ہی کہ کتاب و سنت مین جو علم [illegible]
حاصل ہونا بغیر بصیرت و ہدایت و صفاے قلب کے ممکن نہین ہی اور یہی صحیح ہی کیا یہ نہین دیکھتے کہ ابتدائی عالم یہی کہ اگرچہ [illegible]
ہوا ہو بہت سے مدارک و اشارات نہین سوجھتے حتی کہ وہ کسی متقدمین عالم کے بیان سے سمجھکر تعجب کرتا ہی کہ بیشک صحیح ہی [illegible]
تھا اور جو اسکو سوجھتا ہی وہ ایام تحصیل کے طالب علم کو نہین سوجھتا لہذا ہر وقت محتاج ہو کر طالب رہو اور غرہ ہو کر شیطان [illegible]
تباہ مت ہو واللہ تعالےٰ ولی التوفیق ۔ القصہ شہر مین موافق وصیت یعقوبؑ داخل ہوئے

وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا

اور جب داخل ہوئے سب کے سب یوسف کے پاس تو اُسنے جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو کہا کہ مین تو تیرا بھائی ہون پس تو

تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اندوہناک نہو بوجہ اِن حرکتون کے جو یہ لوگ کرتے ہین

وَلَمَّا دَخَلُوا اور جب داخل ہوئے گیارھون آدمی یعنی دس بھائی اور گیارھوان بھائی بنیامین سب کے سب داخل ہوئے
عَلَىٰ يُوسُفَ حضرت یوسف کے پاس ۔ دخل علیہ اسکے پاس داخل ہوا الطریق محاورہ ہی کہ دخل کے ساتھ علی حرف لاتے [illegible]
سراج و معالم وغیرہ مین ہی کہ بھائیون نے کہا کہ یہ ہمارا بھائی پدری ہی ہم بموجب ارشاد کے ساتھ لائے ہین ۔ حضرت یوسف [illegible]
کہا کہ تم نے نیک کام کیا اور مین اسکے عوض تمھارا شکریہ عنقریب ادا کرونگا ۔ پھر انکو اعزاز و اکرام سے اُتارا اور اُنکی دعوت اپنے [illegible]
کھانے مین کی اور چونکہ تنہا برتن ایک ایک کے لیے اچھا نہین ہی لہذا ہر دو آدمی کو اپنی اپنی پسند پر ساتھ بیٹھنے کو کہا [illegible]
دو دو آدمی بیٹھ گئے اور بنیامین اکیلے رہے پس انکو افسوس ہوا کہ اگر میرا سگا بھائی یوسف ہوتا تو مین اسکے ساتھ [illegible]
کہا کہ تم تنہا مت رہو تم میرے ساتھ بیٹھو اور برابر شفقت سے اپنے ساتھ کھلاتے رہے اور رات مین ہر دو آدمیون [illegible]
مکان دیا اور بنیامین کے لیے کھانے کے وقت کا واقعہ ذکر کرکے اپنے ساتھ لیا ۔ اللہ تعالےٰ نے کہا **آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ** [illegible]
اپنی جانب اپنے بھائی کو یعنی اپنے ساتھ کر لیا یا ملا لیا ۔ اور ہنوز انمین سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ یہ یوسف علیہ السلام ہین [illegible]
کہ تمھارا کیا نام ہی ۔ کہا کہ بنیامین ۔ فرمایا کہ بنیامین کے کچھ معنی ہین کہا کہ ہان جسکی مان مرگئی ہو تو تیری مان [illegible]
سب حال اپنے بھائی کا بیان کیا اور یہی وجہ ظاہر کی کہ یہ لوگ مجھ سے بے مہری کرتے ہین [illegible]
تو وہ مجھ سے الفت کرتا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ضبط نہ کیا اور نقاب خفا سے ظاہر ہو کر [illegible]
مین ہون تیرا بھائی یوسف **فَلَا تَبْتَئِسْ** پس تو غمگین مت ہو **بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** بسبب ان [illegible]

Marfat.com

...کی تقصیر کا اقرار کیا۔ یا انکے سابقہ اعمال و افعال کا تذکرہ کیا اور کرم ذاتی سے اس سے چشم پوشی کا ... جو اللہ تعالیٰ نے کیا تھا۔ بعض نے کہا کہ ابھی انسے صرف یہی کہا تھا کہ مین بجائے تیرے یوسف کے ... معلوم ہوئی۔ صحیح وہی ہو جو شیخ ابن کثیر وغیرہ جماعت نے لکھا کہ ظاہر کر دیا تھا کہ مین یوسف ہون اور ... کا طریقہ بھی بتلا دیا اور تاکید بھی کر دی کہ کسی سے اطلاع نہ دیوے۔ مترجم کہتا ہو کہ وحی آلہی تعالیٰ سے انکو اظہار عام ... کا ابھی حکم نہ ملا تھا اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اسمین وہ ہو جسکو وہ خوب جانتا ہو۔ ف فی العرائس قولہ ولما ... یوسف الآیہ یوسف علیہ السلام کو خوف ہوا کہ اچانک بنیامین کو اطلاع دینے سے شادی مرگ کا خوف ہو لہذا بتدریج اطلاع دینے ... انکو اپنے مین ملایا اور اسمین یہی ہوا کہ ہر ایک نے اپنے پیارے بھائی کو اپنے ساتھ کر لیا اور بنیامین تنہا رہ گئے تو انکو فراق ... وحشت و غم و الم تنہائی کی قدر ظاہر ہوئی پس اپنے ساتھ کرنے سے فی الجملہ انکی وحشت کم ہوئی مگر خیال ہوا کہ یہی چند روزہ ہی پھر انکشاف ... حال سے سرور مزید ہوا۔ مسافر آدمی کی تنہائی ایک روز قبر مین ضرور ہی اور اعمال حسنہ بصورت یوسف جب اسکے انیس ہون تو قدر ... خوشی کا اندازہ کرنا چاہیے فافہم۔ شیخ استاد نے کہا حدیث محبت کی اقسام ہین۔ یعقوب علیہ السلام کو دیدار یوسف کا اشتیاق ہوا ... تو برسون حزن و غم مین پڑے رہے اور یوسف کو دیدار بنیامین کا شوق ہوا تو بہت جلد انکو نصیب کیا گیا۔ یہی حال ہو بعض سے رفق ... و نرمی کا برتاؤ ہو اور بعض مبتلائے بلا رہی۔ کہا جاتا ہو کہ اگر چشم یعقوب کو فراق بنیامین سے پریشانی ہوئی تو چشم یوسف کو راحت ہوئی ... پھر شیخ استاد نے کہا کہ یہی حال آفتاب کا دیکھو کہ ایک قوم سے غروب ہو جاتا ہو اور دوسری قوم پر طلوع کرتا ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ ... اس سے معلوم ہوا کہ شیخ رہ کے نزدیک زمین بشکل مدور ہی ورنہ اسکی کیا صورت ہوگی کہ آفتاب ایک قوم سے غروب ہو اور دوسرون پر ... طلوع کرے فافہم القصہ جب بنیامین کو اس راز سے آگاہ کر دیا تو انکو اپنے پاس رکھنے کی تدبیر سے آگاہ کیا اور ظاہر اوحی و الہام سے ... پورا ہونا معلوم ہوا ہوگا اور ظاہر یہ ہو کہ جن مکانون مین انکو اتارا تھا ہر ایک کے پاس ضرورت و آسایش کے سامان بہم پہونچا دیئے ... ہونگے اسطرح کہ اگر ان چیزون مین سے کوئی چیز چرانا چاہے تو ممکن ہو اسی واسطے سقایہ بنیامین کی رحل مین چوری کی صورت پر محمول ہوا

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آگے بیان فرمایا بقولہ عزوجل

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ

پھر جب تیار کر دیا انکا سامان تو رکھدیا سقایہ اپنے بھائی کے رحل مین پھر آواز دی پکارنے والے نے کہ اے قافلہ والو تم

لَسَارِقُونَ ۝ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ۝ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ

چور ہو کہنے لگے اور انکی طرف متوجہ ہوگئے تھے کہ تم کیا کھو دیا ڈھونڈھتے ہو بولے کہ ہم ڈھونڈھتے ہین بادشاہ کا صواع اور جو کوئی اسکو لاوے

بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ

اسکو ملے ایک اونٹ کا بوجھ اور مین اسکا ذمہ دار ہون بولے کہ قسم اللہ تعالیٰ کی تم جانتے ہو کہ ہم نہین آئے اسواسطے کہ زمین مصر مین فساد کرین اور ہم چور نہین تھے

ف فلما جهزهم بجهازهم علماء نے کہا کہ یہان فاء تعقیب کا لانا اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ بھائی کے حاصل ہونے کے بعد ان لوگون کا ... مقصود تھا بخلاف سابق کے کہ اسوقت تحقیق حال کی غرض تھی لہذا اس مرتبہ جلدی سے سامان کر دیا اور بھائی سے یہ تدبیر ... تیرے کجاوہ مین رکھدیا جاویگا جس سے تجھپر چوری کا الزام عائد ہو۔ چونکہ کوئی ضرر پہونچانا مقصود نہ تھا لہذا خود یہ بیان ...

Marfat.com

بنیامین کے کجاوہ مین سب سے پوشیدہ رکھدیا لقولہ تعالے جَعَلَ السِّقَايَةَ [illegible]
رحل مین - اور قافلہ مع بنیامین کے روانہ ہوگیا کہتے ہین کہ آبادی سے باہر نکلا تھا [illegible]
پکارنے والے نے کہ اَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ - اے قافلہ والو تم چور ہو یعنی [illegible]
کہ اکثرون کے قول مین سقایہ چاندی کا تھا اور بعض نے کہا کہ سونے کا تھا - ابن زید نے کہا [illegible]
عزت سے اس سے ناپا جاتا تھا یہ قول ابن عباس کا اور مجاہد و قتادہ و ضحاک و عبدالرحمٰن بن زید کا [illegible]
صواع الملک چاندی کا تھا اس سے پانی پیتے تھے اور اتنا تھا جتنا عرب مین مکوک ہوتا ہوا جو حضرت عباس [illegible]
ایسا ہی پیالہ تھا - سراج مین لایا کہ ابن عباس نے کہا کہ زبرجد کا تھا اور ابن اسحٰق نے تاریخ مین کہا کہ چاندی کا [illegible]
کام رصع بجواہر تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کٹورے کو پیمانہ بنا دیا تھا تاکہ پیمانہ مختلف کرکے [illegible]
اس سے پانی پیا کرتے تھے - رازی رح نے تفسیر کبیر مین کہا کہ یہ بات بعید ہو کہ بادشاہ کے کٹورے کو کیال بنایا جاوے [illegible]
کہ میرے نزدیک بادشاہ نے منجملہ اسباب ثروت و عزت کے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیا ہوگا مگر آپ چاندی کے [illegible]
کرکے اس کام مین لاتے ہونگے اور اگر بنظر عدل پانی پینے کے برتن کو کیال کیا جاوے تاکہ خیانت کو راہ نہو [illegible]
حضرت یوسف پیغمبر کی بادشاہت کو دنیاوی سلطنت پر قیاس نہ کرنا چاہیے اور شاید کہ بادشاہ نے بعد ایمان کے [illegible]
کام مین لایا گیا ہو - اور بعض نے بوجہ ظاہری استبعاد کے کہا کہ وہ جانورون کے پلانے کا تھا اور رازی رح نے کہا [illegible]
جانورون کے لیے بھی بعید ہو - مترجم کہتا ہو کہ بیشک - اور رازی رح نے کہا کہ میرے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہو کہ [illegible]
قیمت تھی مگر نہ اس حد تک جو اہل روایات قصہ نے ذکر کی ہو - مترجم کہتا ہو اصلی بات تو اللہ تعالے جانے لیکن [illegible]
اہتمام بھی بعید ہو اور بادشاہ کی طرف نسبت کرنا بھی مضحکہ ہو اور لکھا کہ سقایہ و صاع ایک ہی ہو - مین کہتا ہون کہ [illegible]
تو اسکو سقایہ کیون کہا گیا ہو تو بعضون نے اسی خیال سے کہدیا کہ اسمین جانورون کو پانی پلایا جاتا تھا مگر مترجم کے [illegible]
کہ اسکو صواع الملک کہکر بادشاہ کیجانب نسبت کیا جاوے - واضح ہو کہ زجاج رح نے کہا کہ صواع بعینہ صاع ہو اسکو [illegible]
بولتے ہین اور یہی سقایہ ہو اور ابن عباس سے روایت ہو کہ جس سے پیا جاوے وہ صواع ہو اور بعض نے کہا کہ [illegible]
صواع ہو اور یہ لفظ مفرد ہو اور جمع اسکی اصوع ہو اور کبھی صواع بھی جمع بولتے ہین اور صیعان بھی جمع لاتے ہین [illegible]
از انجملہ صوع و صیاع و صلع ہو اور مترجم کہتا ہو کہ بعض نے صواع کو یہان جمع سمجھکر یہ جہات [illegible]
اسوجہ سے صواع نام ہوا - مین کہتا ہون کہ دوسری قرأت صاع کی موجود ہو تو اسی پر عمل کرنا موافق با صول [illegible]
نہین ہو سکتا اور شاید کہ دور شراب کے لیے ہو ولیکن بادشاہ کی مجلس والون کے لیے [illegible]
مقصود یہ ہو کہ سقایہ اور صواع ایک چیز ہو اور وہ کسی قدر بیش قیمت تھا - اب رہا یہ دو باتون کا اول یہ کہ بنیامین [illegible]
اور اس طریقہ سے انکو سارقین کہنا روا تھا یا نہین - اور عیر کے کیا معنی ہین جاننا چاہیے [illegible]
کہ اونٹ و گدھا و خچر جس پر لاد و سواری ہو وہ عیر ہو اور کہا کہ جس نے فقط اونٹ سے خصوصیت [illegible]
مین شاید بھی داخل ہونگے اور شاید خاص گھوڑے نہون اور قرآن سے کہا کہ اونٹ [illegible]

[illegible] آنحضرت صلعم نے کہا کہ یا جمیل العہد ارکبی یعنی [illegible]
[illegible] مقام اول مین کلام اسطرح ہی کہ ظاہر لفظ قرآنی تو یہ ہی کہ حال
[illegible] ایسا ہو کہ اسکے جائز ہونے مین کچھ شبہہ نہین ہی اور
[illegible] انپر بھی الزام نہین ہی۔ شیخ ابن کثیر نے لکھا کہ جب جلدی سے
[illegible] بعض فتیان یعنی غلامون یا اناج بھرنے والون وناپنے والون کو حکم دیا کہ
[illegible] بعض فتیہ کو حکم دیا کہ رکھدے۔ اور لکھا کہ روانگی کے بعد تھوڑی دیر تامل
[illegible] اسطرح ہی کہ انکو سارق کہنا جائز تھا یا نہین تو بعض نے جواب دیا کہ انھون نے
[illegible] مذکور ہی کہ یہ آواز دینا بحکم آنحضرت تھا یا نہین۔ اگر تھا تو انکو یہ عیب لگانا
[illegible] چاہیے تھی اور جواب اسکا کئی طور پر دیا گیا۔ اول آنکہ جب آنحضرت نے اپنے بھائی
[illegible] تدبیر کرنی چاہیے اسطرح کہ تجھکو ایسی چوری کی جانب نسبت کیجاوے جو ظاہر حال
[illegible] نے رضامندی ظاہر کی تو اب یہ گناہ نہوا۔ اقول منادی نے سب کو
[illegible] جواب یہ کہ انکو سارقین کہا اور یہ صاف نہین کہا کہ کس چیز کے سارق ہو اور غرض یہ کہ
[illegible] بطور تعریض کے یہ لفظ کہا اقول اس صورت مین سارق سے اصطلاحی چور کے معنی نہین لیے
[illegible] لیے کیونکہ حضرت یوسفؑ مال نہ تھے جنکا چرانا مستحق ہو علاوہ اسکے باپ کے پاس سے چرا کر
[illegible] نے بطریق استفہام انکو چور کہا تو یہ کذب یا بہتان نہین ہی۔ رازیؒ نے کہا کہ اقرب بظاہر حال یہ ہی کہ ان لوگون نے
[illegible] مترجم کہتا ہی کہ درحقیقت تو اہل علم کے نزدیک یہان کوئی تردد نہین ہی ولیکن عوام کو اصلی حقائق تک نظر نہین
[illegible] رکھتے ہین لہذا ان اوہام کو حل کرنا ایسے طریقہ سے کہ عوام کی سمجھ مین آجاوے مناسب ہی
[illegible] استبعاد کر کے محض لکھے دیتا ہی جہان تک کہ اسکی نظر کام کرتی ہی اور تحقیقی علم تو اللہ تعالیٰ کو
[illegible] سقایہ آنحضرتؑ نے باجازت ورضامندی ومشورت خاص کے بدون کسی کی اطلاع کے
[illegible] معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہان کارپردازان انبارخانہ کی خودخبرگیری سے یا آنحضرتؑ کے
[illegible] کے آجانے اسی بات پر جمے کہ قافلہ والون کی حرکت ہی یہ لوگ غریب ہین اور یہ صواع بیش قیمت ہی
[illegible] سے یا انہین سے بعض نے مگر باہمی رفاقت بلکہ قرابت سے سب ہی کی جانب احتمال
[illegible] آنحضرتؑ نے اپنا سقایہ خاصکر ان لوگون کے اجمال بھرنے کے لیے دیدیا ہو بس روانگی کے پیچھے کارپردازون کا
[illegible] آنحضرتؑ نے کہا ہو کہ انھین قافلہ والون مین سے کسی کے پاس ہوگا اور یہ نہین ہی کہ خود آدمی
[illegible] ایتہا العیر انکم لسارقون یعنی چور معلوم ہوتے ہو کیونکہ اسکو کسی طرف احتمال رہا تھا
[illegible] جس سے یہ ثابت ہو کہ آنحضرتؑ کے حکم سے منادی نے انکو پکارا اور یہ الفاظ
[illegible] رحل مین رکھدیا پھر مذکور نہین کہ قافلہ اس سے کتنی دیر بعد روانہ ہوا اور کب تلاش

کرنے والون کو اطلاع ہوئی بلکہ قولہ ثم اذن مؤذن۔ مذکور ہر جس سے [illegible]
ہوا ہو اور روانگی قافلہ یہان قرینہ سے سمجھا جاتا ہو حتی کہ بعض اہل قصص نے ذکر کیا [illegible]
نہین ہوتا کہ روانہ ہوگیا تھا بلکہ احتمال ہو کہ شاید قافلہ کی صورت مجتمع ہوگئی [illegible]
قوی کرلیا تو انکو اسطرح پکارا کہ بیشک تم چور ہو اور یہ بولی چالی ہو شاید [illegible]
نہین ہوئی تھی۔ معالم و سراج وغیرہ مین لایا کہ منادی نے قریب [illegible]
خدمت و مدارات کی اور تمھارے سامان ولدادنے کو درست کر [illegible]
عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ کہنے لگے یہ قافلہ والے [illegible]
کہ تم نے کیا گم کیا جسکو ڈھونڈھتے ہو۔ کیا چیز گم ہو جسکے چرانے کا ہماری جانب احتمال [illegible]
ٹھہر کر انکی طرف منھ کیا اور شاید یہ کہ مڑکر انکی جانب آنے لگے ہی مناسب [illegible]
کیا تو قَالُوا موذن واسکے ساتھیون نے کہا کہ۔ نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ [illegible]
بادشاہ کی جانب صواع کی نسبت کرنے سے اپنا اضطراب و تلاش کا اہتمام ظاہر کیا [illegible]
والون سے کہا کہ۔ وَلِمَن جَاءَ بِهِ اور جو کوئی اُس صواع یعنی سقایہ کو لاوے حِمْلُ [illegible]
یعنی جو کوئی اسکو تلاش کرکے یا جسکے پاس ہو اسکو دیدے تو اسکو ایک اونٹ بھر [illegible]
بغیر چوری کا احتمال ہوتا ہو۔ اور غالبًا یہ وعدہ اسوجہ سے دیا ہو کہ احتمال ہو کہ ان لوگون نے [illegible] کردیا یا
ضایع کرنے کی غرض سے کہین پھینک دیا ہو اور شاید کہ وعدہ دینا باجازت بادشاہی ہو [illegible]
پاس سے پیادان اٹھانا منظور کیا ہو اور اول کا قرینہ یہ ہو کہ اُسنے کہا کہ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ [illegible]
حوالہ دے اسکو مین ادا کرونگا پس ممکن ہو کہ مثل خیالات عام کے اسنے خود وعدہ کیا اور [illegible]
کہتا ہو کہ شاید اسنے صواع کی نسبت اپنی ذمہ داری کا ذکر کیا اور ضمیر بہ راجع بصواع [illegible]
ہون اسی واسطے موذن کا لفظ واحد تھا پھر علیہم و قالوا کے ضائر جمع ہین بسقول ان لوگون [illegible]
کرنے مین اسکو تنہا کردیا کیونکہ سردار اسکا ضامن ہو۔ اور شاید کہ یہ بیشک شرع [illegible]
دلیل ہو کہ کام کا جعل دینا اور جعل کی ضمانت کرنا کام پورا ہونے سے پہلے [illegible]
ہوتی ہو اور ہنوز کام پورا نہین ہوا تو جعل واجب نہین ہوا تو ضمانت نہونی چاہیے ولیکن [illegible]
مجاہدؒ نے کہا کہ یہ زعیم وہی ہو جسنے آواز دی تھی اور زعیم کے معنی کفیل ہین۔ [illegible]
اور معالم وغیرہ مین کہا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ الزعیم غارم۔ یعنی جو کوئی کفالت کرے [illegible]
امتون مین مشروع تھی جب ہماری شرع مین اسکا مقرر رکھنا [illegible]
اسمین اختلاف ہوا اور قوی یہ ہو کہ ہماری شرع نہو گی۔ مترجم کہتا ہو کہ [illegible]
شرع مین اسکو مقرر رکھا گیا تو ہمارے واسطے بسبب تقریر شارع کے خواہ وہی غرض [illegible]

Marfat.com

[illegible] ت کہیں [illegible] ک ہو لاانکو قتل اسیر [illegible] وکتبنا علی بنی اسرائیل ان النفس بالنفس الآیہ ہی 11
[illegible] ہماری شرع بھی ہی [illegible] اگر ہماری شرع مین اسکی تقریر کی گئی تو اسمین اختلاف ہی
[illegible] یہان [illegible] مین ایک سوال مذکور ہو کہ یہ کفالت کیونکر صحیح ہوگی حالانکہ چور سزا کا
[illegible] بلکہ یہ صورت گویا گم شدہ چیز کے واپس لانے کی ہی تو جعل کے مستحق
[illegible] مترجم کہتا ہو کہ یہ کچھ نہین ہی اور صحیح جواب یہ ہو کہ اسنے یہ نہین کہا کہ چور اگر واپس
[illegible] لا دیوے [illegible] شخص گم شدہ چیز کا لا دینے والا ہوا چنانچہ جب ایسے شخص سے
[illegible] انعام دینے کا وعدہ نہین ہوتا ہو اسی واسطے جب چور پر چوری ثابت
[illegible] ہو کہ اسوقت مین ایسی کفالت چور کے حق مین جائز ہو اور یہ گفتگو جس عرف پر مبنی ہو وہ
[illegible] انکو ساتھ لیے ہوئے شہر مین واپس آیا اور تحقیقات کے سبب بادشاہی حضوری
[illegible] کہا کہ قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ قسم اللہ تعالی کی بیشک تم جان چکے ہو بسبب تجربہ ہماری
[illegible] لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ ہم نہین آئے ہین اس غرض سے کہ فساد پھیلاوین زمین
[illegible] صلاحیت کے ساتھ اناج لینے کو آئے ہین۔ اور جو تم نے ہمکو سارقین کہا یعنی یہ عیب ہمارے
[illegible] کہا کہ تم سارقین ہو تو۔ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ اور ہم کبھی چور نہ تھے تو یہ وصف لق
[illegible] ہوگی ہو حالانکہ ہمنے ایک مرتبہ بھی چوری نہین کی ہی۔ بعض نے روایت کی کہ انھون نے مصر مین داخل
[illegible] توبڑے دیدیے تھے تاکہ کسی کے کھیتی مین مُنھ نہ ڈالین۔ بعض نے کہا کہ بضاعت جو انکے رحال مین
[illegible] مشہور تھے کہ ناحق یا صدقہ کوئی چیز نہین لیتے ہین۔ رازی وغیرہ نے کہا کہ یہ روایات معلوم نہین کہ
[illegible] اولاد آدم محمد مصطفی اور آپ کی آل طاہرین کیونسطے ہو چنانچہ توریت وغیرہ مین آپ کی پہچان مذکور ہی
[illegible] ایسے کلام سے تاکید برارت ہوا کرتی ہی ف فی العرائس قولہ فلما جہزہم بجہازہم جعل السقایۃ فی رحل
[illegible] کا ذکر کیا کہ حق تعالی نے اپنے لطف سے برادران یوسفؑ پر بھی اس واقعہ مین بعضی ایسی
[illegible] ہو جسکے وہ تفریق یوسفؑ کیوقت مرتکب ہوئے تھے یعنی وہ بھی اس واقعہ مین چور
[illegible] بھی بھائیون کے ساتھ شریک کیے گئے کہ باپ سے اکیلا جدا کردین کیونکہ بدلن
[illegible] مترجم کہتا ہو کہ شاید بنیامین بھی باختیار خود شریک ہوئے کیونکہ یہ ظاہر تھا کہ انکی جدائی سے
[illegible] جب بنیامین پاس آگیا تھا کیا وجہ ہوئی کہ اس راز سے حضرت یعقوبؑ کو آگاہ نہ کیا تاکہ انکو
[illegible] مترجم کہتا ہو کہ حکمت بالغہ الٰہیہ کے اسرار ایسے نہین ہین کہ عوام انکو ادراک کرین اور بعضے حالات سے
[illegible] کہ وہی بابصر بود ونظر بود شد ازان محجوب تو بلی پر پیر۔ اور کیا کوئی شخص اس
[illegible] من الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین فلما سلبوا یوسف عن
[illegible] علی تفریق الوصال فاذا العقوق۔ پس کلام کو یہان تنگی ہی اور خلاص

کے لیے مقرب بندے حق عزوجل نے پیدا فرمائے ہین وقد قال تعالیٰ ان کان [illegible]
اور بندہ رسول محض وحی الٰہی تعالیٰ سے کام کرتا ہوا اور بندگان امانت [illegible]
دونون کے درمیان ہفتاد سالہ راہ ہوا اور یہ تو وہ وقت ہو کہ حق عزوجل [illegible]
آسان کر دی گئی ہو اور راہین کوئی نہین کہ جسکو نورانی عقل تک [illegible]
ایک لطیفہ اشارہ اور ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جسکو ازل مین اپنی محبت [illegible]
جواب سے سرفراز کیا ہو اسپر دو جہان کی ملامت آسان کر دی ہو اور مراد ملامت [illegible]
وحقیر وفقیر وغیرہ بہت سے الفاظ اسکی نسبت مستعمل ہوتے ہین اور مبدا انکی تحریک [illegible]
بخوشی خاطر نہین بلکہ برضاے حق عزوجل برداشت کرتا ہو کیونکہ ان لوگون مین خاطر کی خوشی خلاف [illegible]
کیا پھر تحمل امانت مین اسکو ظلوم جہول قرار دیا اور کس خوشی کے ساتھ یہ خطاب عالی برداشت ہوا [illegible]
جوش دیا اور اسنے کہا یات بقولہ عصے آدم ربہ فغوی۔ کا خطاب دیا اور یہ درحقیقت الکرام ہو بخلاف [illegible]
سے مشہور ومعروف کر دیا اور یہ قہر وذلت ہو چنانچہ کس خواری سے ہلاک کیا۔ و یکہ یوسف کے [illegible]
منضم کیا پھر سارق کے خطاب کے بعد اپنے ساتھ باقی رکھا۔ قولہ ایتھا العیر انکم لسارقون۔ تم نے امانت [illegible]
اور باپ وبھائی کے ساتھ کیا جو کیا تو اسکے بعد صلاحیت ضائع ہوئی تو جملہ اسکے اضداد سے اتصاف [illegible]
مین خیانت کی اسکا دیانت مخلوق کا دعوے غیر مسلم ہو۔ جعفرؒ نے کہا کہ لسارقون بر عنایت ان وقائع سابقہ [illegible]
ہوئے یعنی جو تمنے اپنے باپ سے دربارہ یوسف کیا ہو وہ خیانت لازم ہو کہ تم سارق سے متصف ہوئے۔ بعض نے کہا کہ [illegible]
کہ درجہ عقوق تک یہ فعل پہونچگیا۔ علی بن موسیٰ الرضا عن ابیہ عن جعفر الصادق جسنے اپنے قلب کو اپنے رب سے [illegible]
کہکر پکارا جائیگا اور ہر چور کی سزا ہاتھ کاٹا جانا یس انقطاع یہین اسکے حق مین لازم ہوا اور وصل [illegible]
سے اہل انکار ہین اور جو شخص کہ وصال کے لائق نہو وہ جو تنگی کرے گناہ ہو۔ مترجم [illegible]
اسکی ہر تنگی معصیت ہو۔ اور جو قانون بحکم الٰہی نہو وہ ظلم ہو۔ استادؒ نے کہا کہ بنیامین نے [illegible]
خوشگوار آئی اور ہر ملامت ایک زبدالبحر ہو جسکو مثل دنیا کے قرار موجود اور ہر گز [illegible]
وصال موجود والسلام۔ القصہ جب پکارنے والے اور اسکے ساتھیون نے انکو [illegible]
کیا اور تہدید وملامت کی اور انکی طرف سے کوئی جواب نہ ملا سوائے اسکے کہ تم [illegible]

معتمد نہین ہین تو تم انکون نے [illegible]

قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ ۝ قَالُوا جَزَاؤُهُ [illegible]

بولے پھر کیا سزا ہو اسکی اگر جھوٹے

جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝ فَبَدَأَ [illegible]

اسکے بدلے مین ہم یہی سزا دیتے ہین گنہگارون کو پھر شروع [illegible]

مِنْ وِعَاءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ

یون داؤ بتادیا ہمنے یوسف کو ہرگز نہ لے سکتا اپنے بھائی کو

فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ

بادشاہ کے دین مین مگر جو چاہے اللہ ہم درجے بلند کرتے ہین جسکو چاہین اور ہر خبر والے سے اوپر ہے ایک خبردار

قَالُوْا منادی واسکے ساتھی بولے کہ۔ فَمَا جَزَآؤُهٗ تو کیا سزا ہوگی اسکی یعنی چور کی یا چوری کی۔ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ جھوٹے نکلو یہ مقید ہی کہ ویسے ولتوا لغام پاؤگے اور اگر نہ ہوگے اور جھوٹ ثابت ہوا تو سزا پاؤگے اور انہین سے پوچھا کہ کیا سزا ہوگی قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ کہ سزا اسکی وہ شخص ہی جسکے رحل مین پایا جاوے كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ یون ہی ہم ظالمون کو سزا دیتے ہین۔ یعنی ہمارا طریقہ سزا کا یہ ہی کہ چور کو اُسکے حوالہ کرتے ہین جسکا مال چُرایا وہ اُس سے ایک سال تک غلامی کی خدمت لیتا ہی۔ اس سے اپنی شریعت کی سختی بھی چور کے حق مین بیان کر دی اور دلیری سے اظہار کیا کہ ہم اُس سے بری ہین۔ الغرض جب منادی واسکے ساتھیون کو وہ صاع نہ ملا اور وہ مجبور ہوے تو مقدمہ بادشاہ کی حضور مین پیش کیا حضرت یوسف نے حکم دیا کہ تفتیش کیجاوے فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ پس حکم دیا کہ ان گونون کو کھولو جو سواے بنیامین کے دوسرون کی تھین پس ہر ایک گون کی تفتیش کی اور اسپر لکھتے گئے کہ یہ بری ہی یہانتک کہ گیارہ دین گون حضرت بنیامین کی کھولی ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ پھر نکالا دیا سقایہ کو یا صاع کو اپنے بھائی کی گون سے۔ پہلے انکی تھیلی وگونین کھولنے سے یہ انتظام تھا کہ کوئی شبہ پیدا نہو۔ اور بیضاوی نے یہ کام موذن کا قرار دیا یعنی موذن نے وہین تفتیش شروع کر دی پھر صاع کو ڈھونڈ نکالا حضرت یوسف کے بھائی کی گون مین سے ولیکن اول اولی ہی کیونکہ یہ مقدمہ بحکم حاکم ہونا چاہیے۔ القصہ جب بنیامین کے باردان مین سے صاع برآمد ہوا تو بھائیون نے شرم وحیا سے سر نیچے کر لیے اور بنیامین کو ملامت کرنی شروع کی۔ آخر جو سزا انھون نے اقرار کی تھی وہ انپر لازم کی گئی اور بنیامین انکے لیے گئے۔ اور یہ حسن توفیق الٰہی تھی کہ جو مراد یوسف کی تھی وہ اس تدبیر سے خود بخود پوری ہوگئی اور یہی تقدیر کے بھی ہوتے ہین کہ جو اللہ تعالی نے مقدر فرمایا وہی تدبیر کا نتیجہ نکلتا چلا آتا ہی حتی کہ مخالف و برعکس تدبیر سے بھی وہی نتیجہ نکلتا ہی كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ یون ہی تدبیر وحیلہ کو ہمنے یوسف کیواسطے پورا کر دیا۔ اور کید کا لفظ مخلوق اپنے افعال وحرکات مین مکر وحیلہ کے معنی مین استعمال کرتے ہین کیونکہ انہین خود مختاری نہین ہی تو وہ لوگ جس سے کید وحیلہ کرتے ہین اسکو ایسی حالات مین ڈالتے ہین کہ انجام کو وہ ایسے امر مکروہ مین پڑ جاتا ہی جس سے نکلنا دشوار ہو۔ اور حق تعالی عزوجل قادر مختار ہی وہ جو چاہتا ہی کرتا ہی ... ہر حال ... جو حق کہ مثلاً زید کو پیدا کیا اور وہ بڑا ہوا تو مفلسی وتنگی وتکلیف مین بسر کرنے لگا تو وہ کہے حق تعالی نے میرے ساتھ کید کیا ... محض ... ہو اسی طرح یہان جو نتیجہ یوسف کی تدبیر کا نکلا وہ اللہ تعالی کے پورا کر دینے سے ہوا اور یہ دلیل ہی کہ مخلوق کے افعال اللہ تعالی کی مخلوق ہین۔ ابن اعرابی نے کہا کہ کید کے معنی تدبیر کرنا خواہ کسی حق بات کی ہو یا باطل مقصد کی ہوا اور یہان یوسف نے جو تدبیر کی وہ مقصود حق کی تھی اور اصل اس تدبیر مین فقط دو باتین تھین ایک تو صاع کو بھائی کے رحال مین رکھدیا ... ازراہ ... قرار دی اور چونکہ سارق کا الزام ان لوگون پر نہوا کیونکہ انکی رحال پر برأت لکھدی اور بنیامین پر یہ الزام رکھا ... کوئی معصیت نہین ہی۔ اور سراج وغیرہ مین لایا کہ کید مخلوق کی جانب سے حیلہ ہوتا ہی اور اللہ تعالی کیطرف سے

Marfat.com

تدبیر حق ہوتی ہی پس کید سے مراد یہان یہ ہی کہ اللہ تعالے نے یوسف ؑ کے دل مین یہ تدبیر ڈالی اور بیا ادران [illegible]
یہ صلاع پایا جاوے اسکو یہ سزا دیجاوے کہ وہ گرفتار کرکے غلام بنایا جاوے پس جو مراد حضرت یوسف [illegible]
پاس رہے بدون ایسے امر کے کہ خواہ مخواہ بغیر حیلہ ان لانے والون سے لیا جاوے۔ اور آیت مین بھی دلیل ہو [illegible]
کے آدمی کو روا ہی کہ حیلہ کرے اور جیسے حقوق شرع مین حیلہ جائز ہی ان حقوق مین بھی جائز ہی جو آدمی کے اور [illegible]
حقوق ضائع ہون یا انمین ظلم واقع ہو۔ واضح ہو کہ چوری کی سزا شریعت ابراہیم ؑ مین یہی جو برادران یوسف ؑ نے بیان کی اور [illegible]
قانون مین یہ سزا تھی کہ چور کو بید سے مارا جاوے اور جو چیز چرائی تھی اُسکی دو چند قیمت تاوان بھرے پس اگر برادران یوسف ؑ [illegible]
لازم نہ کرتے جب منادی وغیرہ نے پوچھا تھا کہ اچھا اگر تم جھوٹے نکلو گے تو تمہاری کیا سزا ہی تو بادشاہ مصر کے قانون پر آنحضرت
نہین لے سکتے تھے کما قال تعالے مَا كَانَ نہ تھے یوسف ؑ کہ لِيَأْخُذَ اَخَاهُ لے لیتے اپنے بھائی کو فِي [illegible]
الْمَلِكِ بادشاہ مصر کے دین مین یعنی اسکے قانون کے موافق کیونکہ دین برتاؤ کو کہتے ہین مثل مشہور ہی کہ کما تدین تدان جیسا
کرو ویسا پاوے۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے عزوجل بالکل تمام مخلوق کا مالک ہی جو چاہے کرے بیان فرمایا کہ یوسف ؑ نہین لے سکتا تھا
دین ملک پر۔ تو جواب یہ کہ ہان یوسف ؑ کو اختیار نہ تھا کیونکہ انپر شریعت کی پابندی لازم تھی اور اللہ تعالے مالک خالق ہی وہ جس طرح
کرے الجبر کوئی شریعت تو ہو نہین سکتی اسی واسطے اُسنے اپنی ذات پاک کا استثناء فرمایا بقوله اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ لیکن اس [illegible]
سے نکلتا تھا کہ اللہ تعالیٰ چاہے یعنی اللہ تعالیٰ وحی سے اجازت فرماتا تو ہر طرح لے سکتے تھے۔ بعض نے کہا کہ یہ استثناء منقطع ہی یعنی لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت [illegible]
کہ سوائے دین بادشاہ مصر کے دوسرے دین یعنی شرع آل یعقوب ؑ پر اسکو لیا۔ اور یہ حیلہ علم الہامی و تعلیمی سے انکو حاصل ہوا تھا قال تعالے
نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ بلند کردیتے ہین ہم درجات جسکے ہم چاہتے ہین یعنی علم سے بندون کے درجات بلند [illegible]
ہین تو جسکو ہم چاہتے ہین اُسکو علم معرفت دیتے ہین۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ اور ہر ذی علم کے اوپر ایک علم والا [illegible]
سے معلوم ہوا کہ آدمی کو شرف علم سے ہوتا ہی اور مال ایک فانی چیز ہی اور علم باقی ہی جو زائل نہین ہوتا اور مال سے تن کی پرورش ہی اور علم
سے روح کی۔ پس جو فرق کہ تن اور روح مین ہی وہی مال و علم مین ہی اور آیت مین دلیل ہی کہ برادران یوسف ؑ بھی علم والے تھے چنانچہ مسئلہ
سارق انھون نے مشروح بیان کیا و لیکن یوسف ؑ انسے بڑھکر عالم تھے اسی واسطے ان سب سے انکی بزرگی زائد تھی اور علم [illegible]
درجہ نہین بلکہ بدرجات انکی بزرگی بڑھی ہوئی تھی۔ ابن عباس ؓ نے کہا کہ ہر عالم کے اوپر عالم ہوتا ہی یہانتک کہ انتہا اللہ [illegible]
پس وہی سب مخلوق پر عالم ہی اور اسی کے علم سے مخلوق کا علم مخلوق ہی اور مترجم نے سابق تفصیل سے توضیح کردی ہی کہ علم [illegible]
ہمارے علوم پر نہین ہی پس جو بات کہ علم الٰہی سے بندے کو ظاہر ہو جیسے نصوص قرآنی و احادیث رسول اللہ صلعم و علوم [illegible]
بندے کی سمجھ مین نہ آوین تو قطعی اسکی سمجھ کا قصور ہی اور ماسوا ان علوم کے تفاضل جاری ہی۔ ابن الانباری نے کہا [illegible]
کہ اپنے نفس کو جہالت کی طرف منسوب کرتا رہے اور رب عزوجل کے علم کے سامنے عاجز و ذلیل بنا رہے اور [illegible]
ہون اور بڑا درجہ اپنے حق مین نہ سمجھے کیونکہ عالم کوئی نہین جس سے بڑھکر عالم نہ ہو کیونکہ مخلوق الٰہی سبحانہ [illegible]
سے روایت ہی کہ ہم لوگ ابن عباس ؓ کے پاس حاضر تھے انھون نے عجیب نکتہ بیان کیا تو ایک آدمی [illegible]
علیم۔ تو ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ یہ اُس سے زیادہ علم والا ہوتا ہی اور اُس سے وہ زیادہ علم والا

[illegible] ایسا ہی عکرمہ نے کہا ہو کہ۔ قتادہ نے کہا کہ ہر ذی علم پر علیم ہوتا ہی۔ یہان تک کہ اللہ تعالیٰ پر منتہی ہو جاتا ہی [illegible] ہو رہیگا اور اسی سے علماء نے سیکھا ہی۔ حدیث صحیح مین آیا ہو کہ اللہ تعالیٰ علم کو اسطرح نہ اٹھا دیگا کہ سینون سے [illegible] وفات دیگا پس علم اٹھا لیگا پس جب کوئی عالم نہ رہیگا تو لوگ جاہلون کو اپنا سردار بنا دینگے جو انکو فتوے دینگے [illegible] بےعلم بتلا دینگے کہ خود گمراہ اور دوسرون کو گمراہ کرینگے۔ مترجم کہتا ہو کہ اہل اسلام کی حالت پر افسوس کا زمانہ ہو کہ امانت علمی ضائع [illegible] اور لوگون نے ایسے آدمیون کو اپنا عالم بنایا جو شریعت سے ناواقف ہین اسرار شریعت سے واقف ہونے کا ذکر نہین اور بالکل [illegible] شباہت علماء یہود کے مانند ہو یا ایسے درویش اپنے سردار بنائے جو راہب نصاریٰ کے مثل ہین اور توحید و اسکے انوار سے [illegible] محروم ہوگئے اللہم اہدنا الصراط المستقیم وانت الہادی انت ارحم الراحمین ف فی العرائس قولہ تعالیٰ کذالک کدنا لیوسف۔ اللہ تعالیٰ سبحانہ جب کسی کو نبوت کے لیے خاص فرماتا ہو یا کسی متبع نبوت کو ولایت کے لیے مخصوص کرتا ہو تو صفات پاک کے انوار سے اسکو لباس [illegible] عطا فرماتا ہو اور حالات و اطوار مین اسکو ایک صفت کے نور سے شرف دیتا ہو ازانجملہ صفات کے کید ازل و مکر ابد ہو پس قلب یوسف کو کید سے نور دیا اور یوسف نے بدیدار کید ازلی ایسا کیا اور یہ اسطرح کہ خاص معاملات مین لطیف صنعت و متین حقائق قدرت و حکمت سے آگاہی ویدی پس معنی قولہ کدنا لیوسف ای یہچنوا دیا ہمنے اسکو امور نبوت و ولایت کی مصلحتین اسطرح کہ صفات حکمت و قدرت و صنعت اسپر کشف فرمائین ولہذا خلاف فہم عوام کے انھون نے اسوقت راز سے آگاہ نہ کیا جس سے بجائے خوشی کے حضرت یعقوب حزن و ملال مین مبتلا ہوکر خالص اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع لائے اور کسی سے دلبستگی و تعلق نہ رہا۔ ابن عطاء نے کہا کہ کدنا لیوسف ہمنے یوسف کیواسطے یہانتک کید فرمایا یعنی اسکے وقائع عام لوگون و اسکے بھائیون کی نظرون و انکی تدبیرون مین انکے زعم کے موافق یہ نتیجہ دیتے تھے کہ وہ دور رہوا اور کہین غلامی کی محنت مین خوار رہیگا اور زلیخا کے خیال مین وہ قید محنت سے تنگ ہوکر ملتجی و مطیع ہوگا اور میرے بارہ مین لوگون کے خیالات جرات کے ہونگے اور یوسف کے بارہ مین عیب کے ہونگے ولیکن سب لوگ اصلی حکمت الٰہیہ سے واقف نہوئے کہ کس طریقہ سے اپنے پیغمبر کو کمالات تعلیم فرمائے اور اسکے باپ کو علو منزلت اس صبر مین دیدی اور کہان سے کہان اسکو پہونچایا حتے کہ سب زعم کرنے والون کے خیالات باطل نکلے اور وہ خود اسی حال مین گرفتار ہوئے جو یوسف کے بارہ مین خیال کرچکے تھے پس یہ کید ازلی ہو یعنی ایسی پوشیدہ حکمت سے نتیجہ یکایک ظاہر ہوا جیسے کوئی مخلوق مکر و کید کرتا ہو یہانتک کہ یوسف محل عزت سلطنت مین متمکن ہوئے اور جعفر نے کہا کدنا لیوسف یعنی اسپر اسکے باپ دادا کے برکات ظاہر کردیے اسطرح کہ ہمنے اسکو وقت مصیبت [illegible] رکھا۔ مترجم کہتا ہو کہ بالاجماع و بالاتفاق علمائے توحید اس مقام پر تدبیر مصلحت موافق حکمت کے معنی لیتے ہین اور اسی پر جزم و یقین رکھتے ہین اور یہی معنی عامہ علماء اسلام مانتے ہین اور یہ تاویل نہین بلکہ تحقیق ہو۔ قولہ نرفع درجات من نشاء الآیۃ۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ افعال یوسف بمشاہدہ انوار صفات [illegible] مشاہدہ و کشف الذات ہو پس درجات عارفین و موحدین کے اسطرح کشوف ذات و صفات سے بلند ہوتے ہین حتی کہ [illegible] بوجہ عوام کے بے اعتبار بالاتر ہو اور اہل ولایت مین سے ہر ایک کا درجہ دوسرے سے جدا ہو جیسے لوگون کی صورتین [illegible] جب لوگون مین موجود ہین پس اہل توحید کو ہر صفت کی دیدار سے ایک علم پر دوسرا علم منکشف ہوتا ہو اور [illegible] صفات سے علم سے بالاتر علم حاصل ہوتا ہو پس جیسے ذات و صفات کیواسطے نہایات نہین ہین اور یہ مقام عوام کے عقول کے [illegible] اللہ تعالیٰ کے علوم کیواسطے نہایت نہین ہو پس ارواح قدسی کو بحر قدم سے جواہر حکمت حاصل ہوتے ہین اور اسی طرف

اشارہ ہی بقولہ قد علم کل اناس مشربہم۔ پس علم مرید بالائے مبتدی ہی اور مرید سے بالا علم محب ہی اور محب سے
بالاتر علم موحد ہی اور ان سے بالاتر اسکا علم ہی جو فانی بذات و باقی بصفات ہی اقول شاید وہ ایک شخص ایک زمانہ میں
سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پابند ہوتا ہی۔ بعض نے کہا کہ نرفع درجات من نشاء سے توفیق علم
بعض نے کہا کہ کشف و مشاہدہ سے۔ بعض نے کہا کہ سچی فراست سے۔ بعض نے کہا کہ معرفت و توحید سے
کہ دعا کی قبولیت سے۔ بعض نے کہا کہ نفس کے کید و مکر پر واقف کر دینے سے۔ بعض نے کہا کہ توفیق عصمت سے
نے کہا کہ اسکی نظر سے دونون جہان ساقط کر کے مرتبہ مقام و حال پر پہونچا کر تا کہ بلا علت کے خالص بندہ ہو جاوے۔ شیخ
کہا کہ ارباب حقائق وہ لوگ ہین کہ دونون جہان انکی نظرون سے ساقط ہون اور کسی حال مین خفی و جلی شرک نکرین اور حق تعالیٰ
عزوجل سے فرد وحدہ لاشریک کا ادب رکھین ظاہر و باطن اور کلام الٰہی اسکے کانون مین حضرت خالق عزوجل سے سماع ہو
نے کہا کہ ہر معرفت والے سے بالاتر دوسری معرفت ہی یہان تک کہ خالص حق عزوجل کے سوائے معرفت بھی گم ہو۔ بعض نے کہا
علم بھی خالق عزوجل کا مخلوق ہی اور اس نے ہر خلق کو ظاہر کی طرح باطن مین باطنی صفت علم سے ممتاز فرمایا ہی اور علم حق عزوجل
وہی ظاہر و باطن اور غیب کا عالم ہی اور اسکے علم کو مخلوق کے علم سے کچھ مشابہت نہین ہی۔ ابن الفرجی نے کہا کہ علوم بمقدار طبیعت
تعلیم ہین یہانتک کہ جو شخص اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے علم لدنی حاصل کرتا ہی وہ عالم ربانی ہی۔ القصہ جب بنیامین سب لیے گئے تو اسکے بعد

یہ حال ہوا جو اللہ تعالے نے بیان فرمایا

قَالُوٓا اِنۡ يَّسۡرِقۡ فَقَدۡ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوۡسُفُ فِىۡ نَفۡسِهٖ
کہنے لگے اگر اسنے چرایا تو چوری کی ہی ایک اسکے بھائی نے بھی پہلے تب اسکو چھپا رکھا یوسف نے اپنے جی میں
وَلَمۡ يُبۡدِهَا لَهُمۡ ۚ قَالَ اَنۡتُمۡ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا تَصِفُوۡنَ ۝ قَالُوۡا يٰۤاَيُّهَا
اور انکو نہ جتایا کہا تم بدتر ہو درجے مین اور اللہ خوب جانتا ہی جو تم بتاتے ہو کہنے لگے اے
الۡعَزِيۡزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيۡخًا كَبِيۡرًا فَخُذۡ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰٮكَ مِنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ
عزیز اسکا ایک باپ ہی بوڑھا بڑی عمر کا سو رکھ لے ایک ہم مین سے اسکی جگہ ہم دیکھتے ہین تو ہی احسان کرنے والا
ع قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنۡ نَّاۡخُذَ اِلَّا مَنۡ وَّجَدۡنَا مَتَاعَنَا عِنۡدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوۡنَ
بولا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑین مگر جس پاس پائی اپنی چیز تو ہم تو بے انصاف ہوئے

پہلے تو برادران یوسف کمال وثوق سے کہتے تھے کہ جسکے پاس صاع برآمد ہو اسکو چوری کی سزا مین گرفتار کرو اور جب بنیامین کے
رحل مین نکلا اور شرمندہ ہوئے تو بنیامین کو ملامت و طعنہ کرنے کے بعد بادشاہ سے اپنی برات و اسیر عیب کرنے کے
غصہ مین زبان درازی کی قالوا کہنے لگے کہ ان یسرق اگر یہ شخص چوری کرے تو۔ فقد سرق اخ لہ
بیشک چوری کی تھی اسکے ایک بھائی نے اس سے پہلے زمانہ مین۔ یعنی یہ اور اسکا بھائی یکسان ہین اور یہ لوگ
ان یسرق بطور جزم و یقین کے نہین ہی کیونکہ انکو ابھی تک یقین نہ تھا۔ بخلاف قولہ فقد سرق اخ لہ
اور مراد اس سے یوسف علیہ السلام ہین۔ سعید بن جبیر سے قتادہ نے روایت کی کہ یوسف

[illegible] محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن ابی نجیح سے اس نے مجاہدؒ سے روایت کی
[illegible] پر آئی یعنی کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ایک بیٹی حضرت یعقوبؑ کی بہن تھی اور وہ
[illegible] یعنی کمر کا پٹکا انھی کے پاس تھا اور دستور یہ تھا کہ اولاد مین سے جو بڑا ہو خواہ لڑکا یا لڑکی اسکے
[illegible] نہین کر سکتا تھا اور یعقوب علیہ السلام سے جب یوسفؑ پیدا ہوا تو اسکو اسی
[illegible] کیا اور سب سے زیادہ یوسف کو پیار کرتی تھی جب کھانے پینے لگے تو یعقوبؑ کا
[illegible] عرض کیا کہ اے بہن مجھے یوسفؑ کی جدائی مین تکلیف ہے آپ مجھے سپرد کر دین تاکہ مین ایکدم
[illegible] کسی بہانہ سے اسوقت ساتھ نہ کیا پھر جب یعقوب چلے آئے تو وہی منطقہ اسحٰق لیکر
[illegible] اور پھر پٹکا تلاش کیا آخر لوگون نے تلاش کے بعد یوسفؑ کے کپڑون مین پایا پس یعقوبؑ کو
[illegible] کہا اگر یہ میرے واسطے مسلم ہو تو کہا کہ اچھا اس صورت مین مجھے کچھ اختیار نہین ہے آخر جب تک وہ
[illegible] پس شاید مین کے معاملہ مین برادران یوسفؑ نے اسی قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یون ہی
[illegible] ذکر کیا ہے۔ اور مجاہدؒ کے کلام مین اشارہ ہے کہ اُنھون نے اہل کتاب یہود یا نصارے سے یہ قصہ
[illegible] مترجم کو کئی وجہ سے تامل ہے اول یہ کہ پھوپھی نے جب پٹکا اسطرح انکی کمر مین باندھا تو اسوقت بالغ نہ تھے
[illegible] اگرچہ بظاہر ہو تو کیونکر اس حیلہ سے یہ حکم نابالغ پر لگا یا گیا کہ پھوپھی انکی حقدار ہوگئی دوم یہ کہ یہ حق صرف ایک
[illegible] پھر کا استحقاق کیون ہوا اور شاید بات یہ ہو کہ حضرت یعقوبؑ نے اس طریقہ سے خیال کیا کہ بہن کی
[illegible] قرابت کے حق سے زائد اپنا استحقاق کسی حکم سے ثابت کرنا چاہتی ہو تو بنظر رعایت اُسکے واسطے یہ امر
[illegible] الزام کے طور پر ذکر کیا وہ غصہ کی حالت مین ہے۔ سراج وغیرہ مین لایا کہ ابن عیینہ نے کہا کہ
[illegible] اور مجاہدؒ سے یہ روایت ذکر کی کہ مرغی کا انڈا چرا کر فقیر کو دیدیا تھا۔ اور وہبؒ نے کہا کہ فقیرون
[illegible] کو دیتے تھے۔ شیخ ابن الانباری رحؒ نے کہا کہ ان سب باتون مین سے کسی مین سرقہ نہین ہے لیکن
[illegible] مترجم کہتا ہے کہ یہ سب افعال محمود ہین انکو برا کہنا کچھ بھی نہین ہے لہذا میرے نزدیک قول
[illegible] کذب تھا جیساکہ قرطبی نے زجاج سے اپنی تفسیر مین نقل کیا ہے لیکن کسی شخص کا نام نہین لیا تو
[illegible] بات اسکی طرف سے نہین ہے بلکہ اسکا بھائی اور بھی آدمی گذرے جس نے چوری کی یعنی جو
[illegible] نے جلدی کرنے مین کچھ خوف وشرم نہ کی اور یہ دوسری مان سے ہے اور ہم لوگ ایسے نہین
[illegible] دلالت کرتا ہے کہ حاسد جب کوئی فعل اپنی حسد پر کرتا ہے تو اسکے قلب پر اللہ تعالٰے ہمیشہ
[illegible] دیکھا ایک مدت گذری اور ابھی تک حسد نہین گیا تھا۔ علو ہمت حضرت یوسف علیہ السلام
[illegible] فَأَسَرَّهَا يُوسُفُ فِي نَفْسِهِ پس مخفی کر لیا اسکو یعنی کلمہ الزامی وبہتان کو یوسفؑ
[illegible] وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ اور اسکو ان پر ظاہر نہ کیا قَالَ اپنے جی مین کہا کہ أَنتُمْ شَرٌّ
[illegible] اللہ تعالٰی بر ہو وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ اور

اللہ تعالیٰ نے خوب جانتا ہی جس چیز کے ساتھ تم وصف کرتے ہو۔ حالانکہ ایسا نہین ہو [illegible]
اسواسطے کہا کہ جو افعال خود کیے تھے وہ زیادہ مذموم تھے بہ نسبت چوری [illegible]
اور حاصل یہ کہ اس الزام پر تم اسکی بدی ظاہر کرتے ہو اور اپنی بدافعالیان نہین دیکھتے [illegible]
چور تھے اور تم اسنے بڑھکر ہو بلکہ اُنکے بیان پر اپنا الزام دیا ہی۔ واضح ہو کہ اس مقام پر بالاتفاق [illegible]
نہین کیا تھا جب یہ بات معلوم ہوئی تو مین کہتا ہون قرأۃ الفاتحہ خلف الامام کے مسئلہ مین قرأۃ [illegible]
مترجم نے قولہ اذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ کی تفسیر مین ذکر کیا ہی اور [illegible]
قول بآواز ہی ضعیف ہی فافہم۔ پھر معالم وغیرہ مین بیان اہل قصہ واخبار کی روایت صراح مین اسطرح نقل [illegible]
نے بنیامین کی رحل سے وہ صاع نکالا تو اسکو انگلی کی ضرب سے جھنکارا اور کان سے قریب کرکے کہا کہ یہ میرا صاع [illegible]
بھائی تھے ایک باپ کے اولاد پھر دس تم مین سے اسکو دھوکے اور فریب سے باپ سے لیکر جنگل مین جاکر [illegible]
کر آئے پس بنیامین نے کہا کہ ای بادشاہ تیرا صاع تجھے بتلاتا ہی کہ اسکو میری رحل مین کسنے رکھدیا پس جھنکار کر [illegible]
غصہ مین ہی کہتا ہی کہ تم میرے لیجانے والے کو کیا پوچھتے ہو جسکے پاس تھا اسی کے پاس سے نکالیں [illegible]
سب بھائی اُسکے ساتھ غصہ ہوگئے اور اولاد یعقوب کا یہ حال تھا کہ غصہ کے وقت انکا مقابلہ [illegible]
سخت وکرخت ہوجاتی تھی کہ حاملہ اُسکی آواز سنکر خوف سے بیخود ہوجاتی تھی اور اُسکا پیٹ [illegible]
یعقوبؑ سے اُسکو چھوتا غصہ ٹھنڈا ہوجاتا اور سب بھائیون مین قوی وشدید تھا۔ اُس نے بھائیون سے کہا [illegible]
کر دس ہین تو کہا کہ تم لوگ ایک ایک بازار پر حملہ کرو اور مین بادشاہ کو قتل کرڈالتا ہون اور یا وہ بنیامین [illegible]
کہا کہ بنیامین کو مجھے واپس دے ورنہ مین ایک آواز سے محلہ کی حاملہ عورتون کو ضرر پہونچاؤنگا اور غصہ سے [illegible]
پس یوسفؑ نے اپنے صغیر بچہ سے کہا کہ اسکو چھوے اُس نے پیچھے سے چھوا تو غصہ جاتا رہا پس اُس نے [illegible]
کس نے مجھے چھوا ہی اُنھون نے کہا کہ کسی نے نہین تو کہا کہ یہان آل یعقوب کا تخم ہی اور اہل [illegible]
آیا اور وہی لاف زنی کی تو یوسف علیہ السلام نے کھڑے ہوکر اُسکو اپنی لات ماری اور گردن [illegible]
گروہ عبرانیین تمکو یہ زعم ہی کہ یہان تم سے مقابلہ نہین ہوسکتا۔ جب یہ نوبت پہونچی تو آپس مین [illegible]
رائے قرار پائی کہ بنیامینؑ کے بجائے ہم مین سے کوئی قید ہو پس اُسکی خوشامد کی۔ مترجم کہتا ہی [illegible]
کیا ہی اور جیسے اُنکے اقوال وتاریخین بے اعتبار رہین اسی طرح ان قصون کی اصلیت کا حال اللہ تعالیٰ [illegible]
تفاسیر مین ان قصص کو درج نہین کیا اور جو ظاہر امر تھا وہی لکھا کہ جب بنیامین کی رحل سے صاع [illegible]
بادشاہ نے اُسکو لے لیا تو ان لوگون نے بنظر عہد وپیمان کے اور بنظر ظاہری حالت [illegible]
قرار دی کہ بادشاہ سے منت وسماجت کرین پس بادشاہ کے پاس گئے۔ قالوا [illegible]
یہ حضرت یوسفؑ کو خطاب کیا جو بجائے وزیر اعظم عزیز کے تھے [illegible]
پس مہربان کرنے کی گفتگو مین کہا کہ اے بادشاہ [illegible] اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا [illegible]

Marfat.com

[illegible] بنیامین ایسا ہو کہ اس سے مانوس رہتا ہی اور باپ کی جدائی کی مصیبت نہیں اٹھا سکتا ہی

[illegible] ہم پر مہربانی کر دیجئے اور ہم مین سے ایک کو بجائے اسکے لے لے۔ اور یہ تیرا بڑا احسان

[illegible] ہے کیونکہ ہم تجھے احسان کرنے والون مین سے یقین جانتے ہین۔ قَالَ جواب دیا کہ

[illegible] پناہ مانگتا ہون اس بات سے کہ أَن نَّأْخُذَ مین گرفتار کردن کسی دوسرے

[illegible] مگر اُسکے جسکے پاس ہم نے اپنا مال پایا ہی۔ یون نہ کہا کہ جس نے چرایا ہی

[illegible] کی توجیہ نہین ہوسکتے تھے بلکہ یہ کہا کہ جسکے پاس متاع پائی۔ کیونکہ ایک کا گناہ کوئی

[illegible] کیا کہ امام حسین علیہ السلام ہمارے گناہون کا کفارہ ہوگئے یا نصرانیون نے زعم کیا

[illegible] ہوگئے ہین یہ محض خام خیالی ہی البتہ شفاعت سے بزرگون کی اللہ تعالے بخشتا ہی اور وہ چاہے

[illegible] گناہگار رہے وہ جہنم مین عذاب پاوے۔ القصہ دوسرے کو ماخوذ کرنے سے انکار کیا بدین دلیل

[illegible] لَّظَالِمُونَ کہ ہم ایسی بات کرنے سے ظالم ہونگے یعنی تمھارے اعتقاد کے بموجب ہم ظالم ٹھہرینگے تو تم کیونکر ہم سے

[illegible] تمھارے نزدیک ظلم و گناہ ہی۔ بیضاوی رح نے مانند زمخشری کے کہا کہ مراد اصلی حضرت یوسف علیہ السلام کی

[illegible] وحی سے یہ حکم دیا کہ جسکے پاس صاع نکلے اسکو گرفتار کرلون جسکی حکمت وہی خوب جانتا ہی پس اگر مین

[illegible] گرفتار کرون تو مین ظالم ٹھہرونگا بسبب مخالفت حکم آلہی تعالے کے۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ تحقیق صحیح و صواب ہی کہ جو افعال

[illegible] یوسف علیہ السلام سے واقع ہوئے سب باتباع وحی آلہی سبحانہ تعالے تھے اور اسپر اشارہ اول قصہ مین خود منصوص ہی

[illegible] بامرهم هذا وهم لا يشعرون۔ پس زمانہ عدم شعور ان لوگون کے اول بار آمد سے شروع ہوا ہی اور پہلے معلوم ہوا کہ درخواست

[illegible] على خزائن الارض۔ یہی بوحی آلہی واقع ہوئی ہی۔ اور مترجم کہتا ہی کہ اہل الحق تو اپنے علم و معرفت سے اس امر کی طرح

[illegible] اور ورود کا باعث تو قطعیہ ہی کہ ظاہر نظر والون کو یہ مقامات کیونکر سمجھائے جاوین کیونکہ انکے فہم اکثر ان حواس سے

[illegible] اور ابن عادل رح نے لباب مین کہا کہ شاید اللہ تعالے نے یوسف کو اس امر کا حکم دیا تھا تاکہ یعقوب علیہ السلام پر

[illegible] ملامات سے جو ہر بارہ ہائی بنیامین ہو منع کر دیا تھا جیسے خضر علیہ السلام کو ایک طفل کے قتل کا حکم کیا جسمین حکمت تھی

[illegible] کو حیران کر گیا۔ انتہی۔ اور رازی وغیرہ نے اول تو یہ سوال نقل کیا کہ یہ واقعہ صواع جسکا ظاہری رخ

[illegible] قولہ جعل السقاية في رحل اخيه۔ ہوئی ہی اور اسی ظاہری بنیاد پر قولہ معاذ اللہ ان ناخذ الآیہ ہی اگرچہ

[illegible] کی رضامندی ہو تاہم عوام کی نظر مین حکمت سے باہر اور شان نبوت کے لائق نہین ہی اور اس سے

[illegible] سے آگاہ نہ فرمایا بلکہ بھائیون کی زبانی بنیامین کو منگوا کر اس حیلہ سے اپنے پاس رکھ لیا باوجودیکہ

[illegible] اسپر واقف زیادہ ہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ بتوفیق آلہی سبحانہ مین نے سابق مین اسی قصہ مین ان

[illegible] ذکر کیا مگر چونکہ عبارت و طرز متوحش تھا مین نے اپنی پسند کی عبارت مین خلاصہ

[illegible] سے نقل کیے اور سب سے زیادہ اچھا جواب یہ قرار دیا کہ یہ فعل

[illegible] صبر سکو جو باپ دادا کو پہونچے اور اللہ تعالے کے اسرار مین جنکو

مخلوق کے افہام نہین سمجھتے ہین وہ جسطرح چاہتا ہے اپنی مخلوق مین تصرف فرماتا ہی [illegible]
کہ باپ و اقارب سب کو چھوڑ دیا بقولہ تعالے فلما اعتزلہم وما یعبدون من دون الله [illegible]
اسمعیل کو جو اسوقت دودھ پیتے تھے شام سے لاکر ریگستان میں خانہ کعبہ کے پاس [illegible]
جیسا کہ صحیح حدیث مین منصوص ہے اور آب زمزم الله تعالے نے اپنی رحمت سے [illegible]
کرنے پر عزم جزم کرلیا پس یہ عدم تعلق بخلوق ہے اور محض خلوص بخالق ہے اور یہی درجہ [illegible]
اور بدون ملائکہ کے طرف کسی خواہش ظاہر کرنے کے جیسا کہ سابق مین مذکور ہوچکا [illegible]
فرمایا کہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین یعنی تم مین سے کوئی مومن نہ [illegible]
ہوجاؤن اسکے باپ و اولاد و تمام آدمیون سے۔ والحدیث مشہور فی الصحاح اور حدیث مین فضائل ابوبکر [illegible]
لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن صاحبکم خلیل الله۔ اور حق تعالے عزوجل نے فرمایا قل ان کان آباؤکم وابناؤکم [illegible]
باحکام الٰہی ہے اور خلت انقطاع محض از غیر حق عزوجل ہے اب عوام کو یہان یہ وہم ہوگا کہ پھر حضرت یعقوب [illegible]
و بنیامین سے تو عوام مومنین سے بھی زیادہ ہے حالانکہ پیغمبر تھے جنکے ساتھ عوام کی کچھ نسبت نہین ہے اور حضرت [illegible]
حالات و وقائع کا عالم خوب عیان دیکھیگا کہ جان و مال و آل و اولاد سب کو راہ حق مین آنحضرت صلی الله [illegible]
ارے ادنے یہ ہے کہ ابوالدحداح اعرج کی بی بی نے آنحضرت صلعم کی سلامتی پر اپنے خاوند و جوان بیٹون کی شہادت [illegible]
دفن کیا۔ یہ ایک صحابیہ عورت تھین پھر تیرا گمان اکابر رجال صحابہ رضی الله عنہم کے ساتھ کیونکر ہے پس مومنین کا [illegible]
اہل الحق جانتے ہین کہ تعلق خاطر انکو بنظر ظہور و شہود تھا ولیکن اسمین شہود ذات و توحید صرف سے [illegible]
حضرت یوسفؑ نے بنیامینؑ کو بھی جدا کرلیا اور یہین سے مرد عارف اس بات پر یقین نہین کرسکتا کہ [illegible]
ساقط تھے اور لاحق بدرجہ عوام اہل فسق و فجور وکاذبین تھے جیسا کہ بعضے تفسیر لکھنے والون نے ترجمہ کیا [illegible]
اہل سنت بھی جنکی اتباع کرکے ہمارے زمانہ کا مولف فتح البیان غفرلہ ورحمہ الله تعالے بھی [illegible]
اور بخشدے۔ اور تجھے قصہ خضر و موسے علیہما السلام نص قرآنی سے معلوم ہے اور تونے وہان دیکھا [illegible]
تھین جو خضر علیہ السلام سے بحکم الٰہی تعالے سرزد ہوئے تھے کہ حضرت موسے علیہ السلام کی سمجھ مین [illegible]
رسالت پناہی ہمکو ان افعال کی نیکی و خوبی معلوم نہوئی تو خیال کیا جاتا ہے کہ مولف فتح البیان [illegible]
ولیکن جب معلوم ہوگیا تو اس سے معرفت حاصل کرنا چاہیے اور ایسے افعال سے جہان [illegible]
منزجاہیے یہ نہین دیکھتے کہ کس حکمت الٰہیہ سے برادران یوسف نے انکو بیچا [illegible]
تخت مصر پر جلوہ افروز اور دور نزدیک مشہور ہو رہا تھا یعقوب علیہ السلام پر مخفی ہوگیا [illegible]
حضرت یعقوبؑ کے مشام جان مین مصر سے پہونچی اور کنعان کے کنوئین سے [illegible]
کہ اعلم من الله ما لا تعلمون۔ اور بنیامین کو بھیجنے کے وقت کسقدر احتیاط فرمائے [illegible]
مین مخفی رکھا گیا ہے۔ مترجم خیال کرتا ہے کہ اگر اسکو سمجھے تو اہل اشاعت اہل حق [illegible]

Marfat.com

ن اسرار سمجھے ہیں اور معاملہ صادقہ ہے اور اوہام شیطانی کو کچھ دخل نہیں اور
ارشاد سیف فی العرائس قولہ ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل الآیہ سرقہ
میں ہو لیکن سرقہ کے اتہام میں فرق ہے مترجم کہتا ہے کہ یہان ایک اصول سمجھ لینا چاہیے ورنہ
ہوگا کلام باری تعالےٰ میں ہے وہ حقیقت پر محمول ہے اور قصص کا لباس
اسلام کی جانب بھی ہے مگر معنی دونوں جگہ مختلف ہیں اسطرح کہ ایک سرقہ فاش
ہے کہ نفوس کی شان امارہ ابھی انکے قلوب میں باقی تھی اسکا ظہور زبان سے ہوا
نفس کا مرتبہ کسقدر ظاہر ہے کہ سلطنت کے باوجود مواخذہ نہ کیا۔ اقول مکائد نفس وشیطان سے
ا اور شیطان نے ان لوگوں کے نفوس کی راہ سے معرض امتحان میں یہ کلمہ کہا اور اس سے نفس
چاہی تاکہ خلاف رضاے حق عزوجل راز برملا ہوجاوے ولیکن عصمت آلہی عزوجل نے نفس کو حافظ اسرار
بیان ہے قولہ فاسرہا یوسف فی نفسہ وقال انتم شر مکانا۔ پس صدور قول اسطرح منافی تھوا کیونکہ اظہار جواب برملا
امتحان وفتنہ جزاء قولہ انکم لسارقون۔ تھا۔ اور لکھا کہ یہی شان ان بندون کی ہے جو جرائم سے معصوم ہوتے ہیں کہ
ہے کہ زبان خلق انکے حق میں دراز ہوتی ہے اور لکھا کہ ایک حکمت خفیہ یہان ندا بقولہ انکم لسارقون۔ میں شرکت اس
لئے بشان یوسف سرزد ہو چکی تھی۔ اقول مترجم اسکو دوسرے پیرایہ میں عرض کرتا ہے کہ طبیب دانا وہ ہے کہ مریض کے
کے ساتھ شرکت نہ کرے اور دارمی نے خواص شامی رحمہ اللہ کا وعظ روایت کیا جسمین تنبیہ ہے کہ نصیحت کرنے والا
برداشت کرے جو بحض جہل وبہتان ہوگی اور خود انکے جواب اور رد میں مستعد نہو کہ تجاوز سے معصیت میں
کہ یہان یہ بات نہیں تھی جیساکہ سابق میں تحقیق ہوچکا ہے واللہ تعالےٰ اعلم اور استاد نے کہا کہ انکم لسارقون۔ کا جواب
نہیں گو یا کرنے میں ہے حضرت یوسف کو سرقہ کے اتہام سے ملگیا تاکہ اہل علم واقف ہوں کہ جزاء واجب ہے۔
من وجدنا الآیہ۔ لطیف اشارات میں سے یہان یہ ہے کہ ازل میں جو لوگ ودیعت امانت عظمیٰ محبت سے
ظہور میں ماخوذ بابتلاء محبت وعشق وشوق وخلت واصطفائیت ہوتے ہیں۔ اور افشاے راز انہیں کے
اور استعداد رازپوشی باوجود شرکت اختیار رکھتے ہیں ۵ دستے بکار باش وزجان دل بیار باش
ہشیار باش۔ اور وصال کے واسطے وہی پسند ہوتا ہے جسکے دل میں سلسلہ شوق جنبان اور خویش واقارب
شیخ نے کہا کہ بعض اہل خراسان نے کہا کہ جو کوئی ایسی بات کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے مدعی ہو جو اسمین نہیں ہے
اس سے زیادہ کوئی ماخوذ نہوگا۔ اقول حدیث صحیح میں ہے کہ جو کوئی ایسا دعوے کرے جو اسمین
پہننے والا ہے مترجم کہتا ہے کہ حقائق اکا بیان کرنے میں اسی وجہ سے مترجم نابلد وجاہل کو احتیاط ہے
اللہ تعالےٰ احد بفضلہ وکرمہ۔ شیخ ابو عثمان نے کہا کہ بندگان حق تعالےٰ میں سے
امانت ودیعت ہوا اور اسکو محفوظ رکھے اسمین کچھ خیانت نہ کرے۔ قال الشیخ ولطیفہ واقعہ
نہ ہر حیلہ سے تعلق کرتا ہے کہ حبیب کو چھین کر اپنے پاس کرلے اور دور

Marfat.com

وہ کہ دونون جیب مین مفارق ہوجاوے دیکھو قولہ تعالیٰ ان تاخذہ ای بجائے
ان الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالآخرہ۔ وقد رایتہ سبحانہ تعالے لا ینظر الیہم یوم القیامۃ
من الطرد والبعد وسوء الخاتمہ وہو الغفور الرحیم۔ القصہ منت وسماجت برادران

علحدہ ہوئے اور آخر پشیمانی کا تیجہ
فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا ۖ قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا

پھر جب بالکل اس سے مایوس ہوگئے تو علحدہ ہوکر مشورہ کرنے لگے بولا ان سب میں بڑا
مَّوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ وَمِن قَبْلُ مَا فَرَّطتُمْ فِي يُوسُفَ ۖ فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ

عہد لیا تھا اللہ تعالیٰ کیجانب سے اور پہلے اس سے جو تو نے تقصیر کی تھی یوسف کے بارہ مین
إِلَىٰ أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝ ارْجِعُوا إِلَىٰ أَبِيكُمْ فَقُولُوا

مجھے میرا باپ یا حکم فرماوے اللہ تعالیٰ میرے لیے اور وہ سب حکم کرنے والون سے بہتر ہے تم لوٹ جاؤ اپنے باپ کے
إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ

تیرے بیٹے نے چوری کی اور نہین شاہد ہوئے ہم مگر اسکے جو ہم نے جانا اور نہ ہم تھے
وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ

اور دریافت کرلے اس گاؤن سے جسمین ہم سب تھے اور اس قافلہ سے جسمین ہم سب آئے ہیں

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوا ییئسوا وسین وتا استفعال مبالغہ ہی۔ پھر جب مایوس ہوگئے برادران
یوسف سے کہ وہ درخواست رہائی بنیامین قبول نہ کریگا۔ خَلَصُوا اپنا گروہ علحدہ وتنہا ہوگئے نَجِيًّا
تھے۔ نجی واحد آیا جمع نہین ہوا اسلیے کہ در اصل مصدر ہی جسمین مفرد وجمع کا حال یکسان ہی اور جمع اسکی انجیۃ آتی
مایوس ہوکر یوسف سے جدا ہوئے اور جس قریہ مین اناج وغیرہ لادا گیا تھا یا دار السلطنت سے قریب گاؤن مین
کرنے لگے۔ قَالَ كَبِيرُهُمْ کہا اس نے جو ان سب مین بڑا تھا بیضاوی نے کہا کہ سن مین بڑا روبیل تھا
سراج وغیرہ مین مذکور ہی اور کہا کہ یا عقل ورائے مین بڑائی مراد ہی تو وہ شمعون تھا اور بعض نے کہا کہ یہودا
بھائیون کو قتل یوسف سے روکا تھا اور اسکی رائے دربارہ یوسف علیہ السلام اچھی تھی پس معنی یہ ہوئے
اور یہودیون کی روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ قائل روبیل ہی اور وہ سن مین بڑا تھا تو یہ معنی ہونگے
أَلَمْ تَعْلَمُوا کیا تمکو معلوم نہین یہ کہ أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْكُم مَّوْثِقًا
باپ نے لے لیا تھا تم سے عہد اللہ تعالیٰ کیجانب سے یعنی ایسا عہد کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ تھا جو
مضبوط فرض اور اسکے نام سے نہایت تاکیدی بندش ہی وَمِن قَبْلُ مَا فَرَّطتُمْ
اس سے پہلے جو تم نے تقصیر کی تھی دربارہ یوسف کے۔ یعنی تم خوب جانتے ہو کہ تم نے
سخت جرم کیا جس سے باپ کو ایسا صدمہ پہونچا جسکا گمان نہ تھا اور دوسرے اب عہد الٰہی کے

[illegible] جو صدمہ ہوگا - اب بھلا کس منھ سے باپ کے سامنے جاؤن اور کیونکر اسکا صدمہ دیکھین
[illegible] یاذن لی ابی پس مین نہین جدا ہونگا اس زمین مصر سے یہان تک کہ اجازت دے
[illegible] ہمارے [illegible] - او یحکم اللہ لی یا اللہ تعالے میرے حق مین
[illegible] مین حکم کرے کہ اللہ تعالے حکم کرے کہ مین یہان سے نکلون یا حکم کرے بھائی
[illegible] وھو خیر الحکمین اور وہ سب سے بہتر حکم کرنے والا ہی کیونکہ اسکا حکم
[illegible] ہے اپنی مخلوق مین تصرف کرنے اسپر کچھ اعتراض نہین ہی بیضاوی نے لکھا کہ روایت
[illegible] کلام کیا پس روبیل نے غصہ ہوکر کہا کہ اے عزیز قسم ہی خدا کی کہ یا تو ہمارے بھائی کو چھوڑ دے
[illegible] عورتون کے حمل ساقط ہو جاوینگے اور اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے کپڑے سے باہر نکل
[illegible] عزیز مصر نے کہا کہ اسکے پہلو مین جاکر اسکو چھولے اور اولاد یعقوب جب غضبناک ہوتی اور دوسرا
[illegible] غصہ جاتا رہتا ہی تب روبیل نے کہا کہ یہان تخم یعقوب مین سے کوئی ہی - مترجم کہتا ہی کہ سابق مین یہ قصہ
[illegible] مین ذکر ہوا اور مترجم نے تنبیہ کردی کہ یہ اسرائیلیون کی روایات ہین جو یہود سے لی گئی ہین ہم انکی تصدیق نہین
[illegible] اور ظاہر یہ ہی کہ قریش مین سے اشرف بنو ہاشم ہین یہ ایک خاص خصلت تھی کہ غصہ مین اگر پیٹھ پر ہاتھ پھیر دیا جاوے تو
[illegible] حضرت عباس بن عبد المطلب کا یہ حال معروف اور مکرر تجربہ کیا گیا ہی لہذا یہود نے انکے مقابلہ مین اسکو بنا لیا ہی
[illegible] جب حضرت عیسے کو خدا کا بیٹا بنایا تو یہود نے بھی عزیر علیہ السلام کی نسبت یہی بہتان باندھا اور حضرت عبد اللہ بن سلام
[illegible] والی قوم ہی - رہا اہل تفسیر نے جو تکلف کیا کہ اللہ تعالے میرے نکلنے کا یا بھائی کی رہائی یا جہاد کا حکم
[illegible] ہی کیونکہ جہاد اسوقت تک نہ تھا وہ بعد ہلاک فرعون کے حضرت موسے علیہ السلام پر ملک شام و بیت المقدس
[illegible] کے وقت فرض ہوا ہی علاوہ اسکے فقط بنیامین کی رہائی کے واسطے جہاد بعید ہی کیونکہ جہاد کا مشروع
[illegible] کے واسطے مخصوص ہی اور بھائی کی رہائی کی توجیہ بھی سخت تکلف ہی کیونکہ یحکم اللہ لی - کہا یعنی میرے
[illegible] میرے واسطے حکم کرے کہ میرا بھائی رہا ہو کر مجھے دیدیا جاوے - کیونکہ خلاف محاورہ ہی اور رہا
[illegible] یہان سے نکلنے کا حکم کرے تو یہ توجیہ اگرچہ قریب ہی لیکن اسپر وحی نہین آتی تھی اگرچہ یہ قول اختیار کیا جاوے
[illegible] یہ ہی کہ بڑے بھائی نے سب بھائیون کے مجمع مین اس واقعہ کا اندوہ بیان کیا اور سابق واقعہ
[illegible] کہا کہ اب مین یہان سے نہ جاؤنگا یہانتک کہ یا تو والد بزرگوار معذور فرما کر خود ہی مجھکو حاضر ہونے کی
[illegible] فرماوے جس سے ہماری بیقصوری ثابت ہو خلاصہ یہ کہ والد اپنی رائے سے رحیم مہربان ہو کر
[illegible] - اس معاملہ مین ایک لطیف حکمت الٰہیہ یہ بھی ہی کہ آیندہ انکی خطیئہ دربارہ یوسف ع کے بخشے
[illegible] ندامت طاری ہوئی تھی کہ روبیل نے باپ کو منھ دکھلانے سے انکار کیا
[illegible] اختیار کیا اور باقی بھائیون سے کہا کہ - ارجعوا الی ابیکم
[illegible] یا ابانا ان ابنک سرق پس کہو کہ اے ہمارے باپ

Marfat.com

تیرے بیٹے نے چوری کی - یعنی ظاہر حال جو ہم نے مشاہدہ کیا اس سے ہم کہتے ہین
بِمَا عَلِمْنَا اور ہم نے نہین شہادت دی اسپر مگر اُس چیز کے ساتھ جو ہم نے جانا
تو ہم بھی جان سکتے ہین کہ اس نے چرایا ہوگا ورنہ باطن مین ممکن ہو کہ کسی طور پر اسکی
اور ہم کچھ غیب کے حافظ نہین ہین - اور شاید کہ قولہ ماشہدنا انکے یہ معنی ہون کہ ہم نہین
حفاظت کا عہد دینے کے وقت یہ نہین معلوم ہوا تھا کہ وہ چوری کریگا یا ایسی عجیب بلا مین گرفتار ہوگا
اور ہم اس بلا مین اسکے ساتھ دینے سے معذور رہو جاوین - اسی واسطے ہم نے قولہ الا ان یحاط بکم
تو ہم سب بھی شریک ہو نگے پھر تصدیق کی راہ ظاہر کی کہ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا اور
اس قریہ سے جسمین ہم تھے - یعنی جس شہر مین یہ واقعہ ہوا خواہ وہ دارالسلطنت کا شہر ہو یا اس سے قریب
انبار خانہ تھا یا وہ گانون جسمین منادی سے اوران سے گفتگو ہوئی جبکہ صواع کو دھار سے نکالنے والا وہی منادی ہو
کے لیے کہا کہ جس قریہ مین ہم تھے اس سے دریافت کرلے - وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا اور اس قافلہ سے جسمین
مصر مین آئے تھے دریافت کرلے - یہ دونون ہمارے قول پر اور اس واقعہ پر ہماری معذوری و بیقصوری پر شہادت
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور ہم لوگ بتاکید عرض کرتے ہین کہ ہم سب سچے ہین - مسئلہ اللہ تعالے کی رحمت سے نا امید
کفر ہو اور بندون کے افعال سب اللہ تعالے کے پیدا کیے ہوتے ہین تو اب مترجم کہتا ہو کہ جب زید سے عمرو نے کوئی امید کی اور
انکار کیا تو نا امید ہونا جائز ہو مگر یہ سمجھکر کہ ظاہر مین زید کی طرف سے یہ بات پوری نہوگی بدلیل قولہ فلما استیأسوا منہ ولیکن اللہ تعالے
کی طرف سے مایوس ہونا نہ چاہیے کیونکہ ممکن ہو کہ یہی امید دوسرے طور سے اللہ تعالے پوری کردے جسکا اسکو گمان بھی نہین
صحیح یہ ہو جو بعض محققین کا قول ہو کہ مایوسی جو کفر ہو وہ یہ ہو کہ اللہ تعالے خاص رحمت و مغفرت اسپر نہ فرما ویگا جیسے شیطان کو گویا
اسکو بھی مایوس کردیا ہو تو یہ کفر ہو اور خاص رحمت سے مراد باقی رحمت آخرت ہو جسکا اثر دنیا مین ایمان اور صلاحیت ہو اور
تو دنیاوی رزق و تندرستی و مال و اولاد وغیرہ سب کو شامل ہو اور یہ رحمت کافرون و مومنون سب کو عام ہو بلکہ کافرون کو
اگرچہ کافر مال و متاع وغیرہ کو دنیا و ہوس شہوات کے لیے کرکے اور زیادہ عذاب اپنے اوپر کرلیتے ہین پس یہ رحمت
ہو جاتی ہو علی معنی قولہ سنستدرجہم من حیث لا یعلمون واملی لہم الآیہ - وقولہ اترفناہم فی الحیوۃ الدنیا - وقولہ
وقولہ انما یرید اللہ لیعذبہم بہا الآیہ اور دوسری رحمت خاصہ ہو وہ مومنون و صالحین کے واسطے مخصوص
عمدہ ہو لقولہ وشاورہم فی الامر - دیکھو انحضرت صلعم کو حکم کیا جس سے مشورہ مانگا جاوے اگرچہ
اسپر واجب ہو کہ ٹھیک مشورہ دیوے ورنہ خیانت کا گناہ ہوگا لقولہ علیہ السلام المستشار مؤتمن مشورہ
لقولہ قال کبیرہم بڑے کو مقدم کرنا ادب ہو - راز چھپانا واجب خصوص جبکہ ضرر ہو
مشددین سے کہے ورنہ خود گنہگار اور بیوقوف دوسرے کو گناہ مین ڈالنے والا ہوگا
جنکی حکایات مشہور ہین کہ ایک نے لڑنے وعدہ ملاقات کسی خاص مقام پر کیا تو
اسکی صحت مین بعض نے استبعاد کیا ولیکن اصل اسکی یہی فعل کبیرہم الآخرۃ یعنی قولہ فلن ابرح الارض

[illegible] مسئلہ [illegible] کسی وعدہ مین کہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو تخفیف عذر اور مصلحت سے وعدہ پورا
[illegible] اسی طرح وعدہ کرنے کا طریقہ بتلایا ہے مسئلہ بیعت کرنا ایک معاہدہ ہے تو بیعت لینے والے کو شخص ہو
[illegible] جہان تک اللہ تعالیٰ نے ہمکو توفیق دی کما صح فی الحدیث - یا بعض عام صورتین استثنار کر دے
[illegible] کے دل مین ہو کہ یقیناً اسکو پورا کرونگا تو انشاء اللہ تعالیٰ کہنا مکروہ ہے مسئلہ جبکوئی
[illegible] مین ہو تو کفر ہے مثلاً کسی کے پاس روپیہ موجود ہے اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ
[illegible] تمام معاہدات و وعدے اسی قدر پر واقع ہوتے ہین جو ظاہر حال مین قدرت مین ممکن
[illegible] دو برس مین یار کر دینگے تو جائز ہے اگرچہ غیب کا حال معلوم نہین کہ شاید کوئی غنیم ملک پر حملہ کرے یا مرجاوے
[illegible] خارج ہین مسئلہ اللہ تعالیٰ کو خیر الحاکمین کہنا جائز ہے اس سے ظاہر ہوا کہ مخلوق مین بھی حاکم ہوتے
[illegible] اللہ سے معلوم ہوا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا حکم نہین ہے تو جواب یہ ہے کہ ہر مخلوق سے وہی فعل واقع ہوتا ہے
[illegible] ہین جو امر حق ہے اسمین ثواب ہے اور جو حکم باطل ہے اسمین عذاب ہے اور حکم ثواب یہان وہی ہوگا جو حکم حق ہے
[illegible] اللہ تعالیٰ کا ہے اور دوسرون سے جو احکام ہین انمین وہ ماخوذ ہین یا ثواب پاوینگے یا عذاب پاوینگے لیکن وہی ہوگا جو
[illegible] حکم لگایا اور مقدر فرمایا ہے مسئلہ ظاہر حال پر جو مشہور و شائع ہو حکم لگانا روا ہے بقولہ ان ابنک سرق - کیونکہ اسکے
[illegible] لہذا کہا گیا کہ اگر کوئی شخص پٹھان مشہور رہو تو اسکو پٹھان کہنا جائز ہے حتے کہ اگر حقیقت مین وہ پٹھان نہین ہے تو کہنے
[illegible] ہو کہ اس زمانہ مین لوگون کی زبان کا عام طور پر اعتبار نہ رہا سو جہ سے کہ جہل بہت کثرت سے پھیل گیا اور
[illegible] عام طور پر پھیلی ہے تو اب احتیاط واجب ہے پس اگر کسی شخص کے حق مین بھلائی ہو تو روا ہے اور اگر برائی ہو تو
[illegible] دن مین معروف ہو مسئلہ جس شخص سے کوئی گناہ مشاہدہ کیا ہو اسکو فاسق و فاجر کہنا روا نہین ہے اور
[illegible] کرے اور بدعت دو قسم کی ہے ایک بدعت اعتقاد مین جیسے رافضی و خارجی تو ان لوگون سے محبت و اختلاط قطعی
[illegible] بدعت اعمال مین تو انسے انقطاع روا نہین ہے - اگر کہا جاوے کہ آثار و احادیث مین انقطاع پایا جاتا ہے تو جواب یہ ہے
[illegible] جیسے عام فسق و فجور کی نسبت حکم ہے کہ فاسق کو علحدہ کرو کہ توبہ کرے اور یہ آسان تدبیر تھی کیونکہ ایسا بدعتی فاسق
[illegible] اس زمانہ مین فاسقون کا مجمع بڑا ہے تو علحدگی سے سوائے ضرر کے کچھ لاحق نہوگا اسواسطے ملانا بہتر ہے بلکہ
[illegible] گے اور ایسے لوگون کو دیتے جنکی طرف سے فسق و فجور کا احتمال ہوتا اور متقی و ثابت قدم کو ترک
[illegible] مسئلہ جو شخص توحید کو چھوڑ کر شرک کرے جیسے قبرون کی پرستش اور مشرکانہ اعتقادات
[illegible] کے دل مین مضبوط کرنا اور جہالت کو مٹانا واجب ہے ولیکن اسکے واسطے یہ نہ کرے کہ بزرگون
[illegible] تصدیق [illegible] مسئلہ ایمان والا اگر کوئی خبر دیوے تو اسکی نسبت جھوٹ ہونے کی
[illegible] کے دریافت کرنا کچھ مضائقہ نہین ہے اور کہا گیا کہ عادل کی تصدیق کر لینا جائز ہے
[illegible] نہین کرنا چاہیے بلکہ تفتیش کرے لقولہ تعالیٰ اذا جاءکم فاسق بنبا فتبینوا - اور
[illegible] علم آتا ہے ورنہ معاملات مین تصدیق دلی پر مدار ہے حتے کہ اگر کافر ملازم نے

Marfat.com

بازار سے جہان ذبح کیا ہوا گوشت بکتا ہو مول لا دیا تو تصدیق کر لینا روا ہو اور ان مسائل کو
اور کتاب الکراہتہ سے تلاش کرنا چاہیے مسئلہ ضرورت کے وقت سچا حال بیان کرنے کی بہت
لصادقون۔ ہم سچے لوگ ہین۔ اب جاننا چاہیے کہ قولہ واسال القریۃ۔ مین مفسرین نے کہا کہ
پوچھو وہ تمکو جواب دیگا۔ ولیکن مترجم کے نزدیک ضعیف قول ہو اسواسطے کہ پیغمبر کو جسوقت
انمین گویائی پیدا کردے اور یہ معجزہ ہوتا ہو بس ہر وقت ایسا نہین ہوسکتا بلکہ حق یہ ہو کہ پیغمبر خود ایسی خواہش
کہ اللہ تعالےٰ چاہے جیسے تمام نیک بندون حتے کہ اولیار کا بھی یہی حال ہو اسی واسطے جو لوگ حماقت سے
خوشامد کرین وہ ایسی دعا کردیگا محض جہالت ہو وہ ہرگز کچھ نہ کریگا مگر وہی جو اللہ تعالےٰ چاہے اسکے دل مین
کہلاوے اسی واسطے خواہ یہ کہے یا نہین وقت پر یون ہی ہوگا البتہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندون کی خدمت
ثواب عظیم ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ شاید یہ مراد ہو کہ واسال اہل القریۃ یعنی مضاف محذوف ہو تو گانؤن کے لوگون
اور یہ مجاز زبان عرب مین مشہور ہو مترجم کہتا ہو کہ اور اردو تک مین کہتے ہین کہ اس گانؤن سے یہ حال معلوم ہوجائیگا
اعتراض کیا کہ سیبویہؒ امام نحوی نے کہا کہ یون کہنا نہین جائز ہو کہ کلم ہندا۔ ہندو سے بات کر حالانکہ تیری غرض یہ ہو کہ اسکے گھر
بات کر۔ اسکا جواب یہ ہو کہ یہان سخت التباس ہو کیونکہ ہندہ سے بات کرنا خود ممکن ہو بخلاف قریہ کے اور حافظ ابن القیم
مین کہا کہ اکلت الشاۃ۔ مین نے بکری کھائی۔ اور اسکے مانند کلام مین۔ لحم الشاۃ یعنی بکری کا گوشت۔ تقدیر مضاف متعین
القریۃ اس قسم مین سے نہین ہو کیونکہ قریہ ان لوگون کو بھی کہتے ہین جو ایک ٹھکانے مجتمع ہوکر رہتے ہین اور اس مقام کو بھی بولتے
کچھ لوگ یکجائی کی حیثیت سے رہتے ہین جیسے کاس وہ پیالہ جسمین شراب موجود ہوا اور خوان جس دسترخوان پر کھانا موجود ہو
قریہ کا استعمال زیادہ ہو تو انھون نے اسکو سیاق کلام کے اعتماد پر کبھی رہنے والون کے معنے مین استعمال کیا اور کبھی مقام کے
ارادہ پر استعمال کیا اور وہان التباس ہونا شرط استعمال ہو بس یہان مجاز و حذف کچھ نہین ہو اور باوجود ظہور کے
مخفی رہی ہذا خلاصۃ تحقیقہ۔ مترجم کہتا ہو کہ حاصل اس تقریر کا یہ ہوا کہ واسال القریۃ۔ کے بلا مجاز و حذف کے خود معنی۔ مین کہا
جہان ہم تھے پوچھ لیجیے۔ فافہم۔ **ف** فی العرائس قولہ ان ابنک سرق۔ دیکھو حضرت ذوالعظمۃ والکبریاء القادر القیوم
جسکے ساتھ کسی چیز کو اسکی ذات پاک وصفات عالیہ مقدسہ کا ذکر کیا ہو اسکے افعال و مقدرات مین کچھ بھی شرکت ممکن نہین
کہ جو چاہے کرے اور جو چاہا وہ کیا کسی کی مجال نہین کہ کچھ سوال کرے اور سوال کیونکر کرے کہ کسی کی تاب نہین
ایک ذرہ بھی سمجھ سکے تو اس نے اپنے خاص بندہ اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام پر اسطرح رحمت
یوسف و بنیامینؑ جدا کردیے حالانکہ ہماری شریعت مین ہمپر حکم دیا کہ گاے بکری کیا جانور تک کا
اور یہان یوسفؑ پر بیع کا داغ دیا اور بنیامین پر سرقہ کا اور ہم مین سے کوئی سمجھ نہین
لطیفہ ہو کہ فضل الٰہی سے بارہ اولاد مین سے صرف ایک کے فراق پر
اسرار سوائے اسکے جسکو اپنے فضل سے عرفان دیا ہوا اور کوئی شخص کیا سمجھ سکے
چند لمحکی بے اعتبار ہو ہم تن المحی کی آرزوئے نفس مین گرفتار ہو

[illegible] بنانے مین صرف کیا اور دل مین خیالات کے لوگ ہمکو عروج پر دیکھینگے اور ہماری قوم کے
[illegible] کہا دوسرے دن کوچ کیا اور پھر کبھی سرائے کی جھونپڑی خواب مین بھی نظر نہ آئی تو ایسے بیوقوف کو تو خیال
[illegible] روح و ملائکہ و عجائب قدرت و حکمت الٰہیہ و اپنے انجام کار و آخرت کو سمجھ سکتا ہے اسکی بعینہٖ یہ مثل ہے کہ ایک
[illegible] یا جو یہ مقابلہ بالفت زبان کا ایک نکتہ بیان کیا اور بہت زور دیا اُسنے سب سُنا اور قہقہہ مار کر دیوانہ
[illegible] دو جگر پارہ یعقوب جدا کرکے درد و بلا زیر ہادی اور ایک پر بیع و غلامی کا داغ اور دوسرے پر سرقہ و چوری کا
[illegible] بھائیون نے کہا کہ ان ابنک سرق - اور درحقیقت نفیس جواہر کا پیمانہ شرافت یوسفؑ تھا جو بنیامین نے ان سب کے
[illegible] ایک لیا - کچھ شک نہین کہ بندۂ خاص کے مقابلہ مین تمام جواہرات بلکہ دنیاے فانی محض ہیچ ہے - ان لوگون نے اس الزام
[illegible] ورجب اور بلا و قحط مین گرفتار تھے تو جو حرکت کرتے آنپر وبال ہو جاتی تھی - حضرت جعفرؓ نے کہا کہ کوئی سمجھتا ہے کہ پیغمبرؑ کے
[illegible] پیغمبر ہے - لہٰذا کسطرح جائز ہوا - علماء کے نزدیک یہ مقام مشکلات قرآن مین سے ہے اور اسی کے مثل قصہ داؤد مین ہے کہ خصمان بغی
بعضنا علی بعض اور وہ دونون خصم نہ تھے اور نہ اُنھون نے بغاوت کی - شیخ نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے سچ کہا کہ قرآن مجید مین
بہت سے متشابہات ہین جنکے معنی حضرت حق عزوجل کے علم پاک مین ہین - اور اُنکی تعلیم سے ان بندون پر منکشف ہوتے ہین جنکا قدم
[illegible] علم پر راسخ ہے کما قال تعالےٰ لایعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم - اور منجملہ انکے علوم کے اس مقام پر یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے
قرآن مجید مین کلام معجز فرمایا ہے اور اسلوب اسکا بحقیقت و امثال و عبرت و مجاز و خبر و قصص ہے انکو اسی طور پر بیان فرمایا جسطرح واقع ہوئے
[illegible] بظاہر اُنکے قصہ کو بعین الفاظ و اقوال و افعال سے ذکر فرمایا جو اُنھون نے کہا و کیا ہے اور حقیقت مین جو فرمایا حق ہے کیونکہ واقعہ
کبھی ایک حقیقت کے اشارت سے خالی نہوگا اور وہی باطن علوم ہین پس مغز و حقیقت کا علم بیشتر مخصوص کتاب باری تعالےٰ ہے بدین معنی
کہ بندگان [illegible] کسی وقت پر اس فیض سے کرامت و منزلت عالیہ پاوینگے اور اسوقت انکے معانی سے سرفراز ہو جاوینگے ہان اسوقت
[illegible] موقوف ہو سکتا ہے جبکا تحمل ممکن ہو مثلاً سوال موسےٰ علیہ السلام دیدار باری تعالیٰ کا ایک علم سے تھا نہ جہالت سے جیسا کہ گمراہ جہال
[illegible] کرتے ہین کہ مغز و معنی اس سوال کے انکو اسوجہ سے عطا نہوئے کہ اسکا تحمل اسوقت ممکن نہ تھا ہان ایک وقت پر ممکن ہوگا چنانچہ
حدیث صحیح مین ہے کہ انکم سترون ربکم الحدیث ولیکن موسےٰ علیہ السلام کو تجلی عنایت ہوئی جس سے بیہوش ہو کر گر پڑے اور اگر عنایت
[illegible] باقی نہ رکھتی تو مثل طور کے جلکر فنا ہو جاتے اور یہ احتراق انسے سوزش نہین ہے بلکہ سوزش حسن ازل ہے - شیخؒ نے کہا کہ سرقہ یوسفؑ
[illegible] حسن سے قلوب خلق تھا اور یہ بنظر استحفاظ نظام تدبیر الٰہیہ ہے چنانچہ جن قومون کو محض سرائے فانی آراستہ کرنے کو دی گئی ہے اُنکو اس
[illegible] کیا اور یہ وہم نہو کہ اکثر انہین سے سوزش محبت سے افیون کھا کر اور زہر پیکر اور بندوق سے اپنے آپ کو
[illegible] بنجاست سے فی الحال آتش جہنم مین جلائے جانے کی استعداد قوی بغلبۂ شہوات پیدا کرتے ہین اور
[illegible] زین للناس حب الشہوات من النساء الآیہ وہ تزئین نظر آتی ہے جسکی رسی شیطان کے ہاتھ مین دیگئی ہے
[illegible] شیطان [illegible] پھندے مین پھانسا کہ عقل و حواس سب مسلوب ہو گئے اور عشق باری تعالےٰ مین
[illegible] جسمانی لذات و دنیاے دنی و اُسکے ضروری انتظامات سب سے
[illegible] اسی طرح کا ہو جاوے تو وہان جملہ معاش کے طریقے معطل ہو جاوین ہان

Marfat.com

آخرت کی بستی ہوجاوے اور شاید کہ ملائکہ انکی کارپردازی کرین واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم [illegible]
کیونکہ انھون نے عہد وامانت کو نظام قضا رسے از یوسف کو اپنے والد سے سرقہ کیا یعنی خیانت [illegible]
فروخت کیا اور صدق سے سرقہ کرکے کذب مین قمیص خون آلودہ دی اور بے خبر بھیڑیون پر خیانت [illegible]
ایک امت ہین۔ اور قولہ ان ابنک سرق صحیح ہی کہ خفیہ یوسف کو پایا اور انھین سے کسی کو نہ بتلایا یعنی صدق [illegible]
یوسفی تھے مگر اخفاے بنیامین سے یہ محروم رہے۔ اقول یہ نظیر اسکی ہی کہ جنت مین ہر کافر کا مقام موجود ہی مگر [illegible]
بندہ صالح کے ساتھ ہر مخلوق کا حصہ موجود ہی مگر لیاقت نہین ہی۔ شیخ نے کہا کہ علاوہ اسکے صلاح مذکور انکی شان مین [illegible]
اور باوجود اسکے مقدمہ مین انھون نے اختیار کیا پس کلام الٰہی ہر موقع پر صدق و راست ہی باوجودیکہ اصل قصہ مین [illegible]
عنوان پر ہوا اسکو کلام معجز نظام الٰہی مین جہت صدق موجود ہی پس حقیقت وہ صدق ہی اور مجاز انکا قصہ ہی اور تصدیق اسکی [illegible]
وماشہدنا الا بما علمنا یعنی بحسب الظاہر وقولہ وما کنا للغیب حافظین۔ یعنی ان اسرار کو ہم نہین جانتے جو دونون بھائیون [illegible]
جاری ہوئے ہین۔ القصہ جب بڑے بھائی نے بعد مشورہ کے رائے قائم کی اور بھائیون سے پیغام کہکر روانہ کیا تو یہ لوگ [illegible]
حضرت یعقوبؑ کی خدمت مین آئے اور حال کہا

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِ[illegible]

یعقوب نے کہا بلکہ آراستہ کردیا تمھارے لیے تمھارے نفوس نے کوئی بات پس صبر جمیل اچھا ہی قریب ہی کہ اللہ تعالیٰ میرے پاس لاوے ان [illegible]

جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُ[illegible]

سب کو بیشک وہ دانا حکمت والا ہی اور منہ موڑ لیا اُنسے اور کہا ہائے افسوس [illegible]

وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُ[illegible]

اور سپید ہوگئین اُسکی دونون آنکھین بسبب غم کے سو وہ گھٹا ہوا تھا کہنے لگے کہ قسم اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ تو یاد کرتا [illegible]

حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ۝ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو [illegible]

یہانتک کہ ہوجاویگا مرنے کے قریب یا ہوجاویگا مُردون مین سے [illegible]

وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

اور اندوہ کا اپنے اللہ ہی سے شکوہ کرتا ہون اور مین جانتا ہون اللہ تعالیٰ کیطرف سے وہ امر جسکو تم [illegible]

حضرت یعقوب نے سب سُنا اور قَالَ جواب مین کہا کہ بَلْ سَوَّلَتْ زینت لَكُمْ أَنفُسُكُمْ [illegible]
تمکو تمھارے نفوس نے کوئی امر یعنی بظاہر انکی گفتگو سے اعراض کیا اور کہا بلکہ تمھارے نفس ایسے ہین کہ [illegible]
دکھلاتے ہین وہ تم پسند کرتے ہو۔ اور کلام مین لطف یہ ہی کہ لفظ بل محتمل اضراب ہی جیسا کہ ظاہر [illegible]
گفتگو کا نتیجہ ہی بلکہ تمھارے نفوس کا بھی دخل ہی۔ اور یہان سے معلوم ہوا کہ آدمی کو چاہیے کہ ہر دم [illegible]
جسکا ارادہ ہو غور کرے کہ یہ نفس نے تسویل کی ہی یا صحیح ہی پس قرآن وحدیث وآثار سے [illegible]
خراب ہوگا۔ اور بعض مرتبہ قرآن وحدیث سے موافقت پاتا ہی مگر اس آدمی کی [illegible]

Marfat.com

[illegible] انجام ٹھیک نہین ہوتا اور یہ نہایت باریک فریب نفس کا ہو اس سے وہی علماء بچتے ہین جنکو اللہ تعالیٰ
[illegible] ہو مثلاً ایک مرد عیالدار عبادت مین بسر کرتا تھا اور اپنی صغیر اولاد کے لیے رزق قلیل تلاش کر لاتا تھا
[illegible] قصد کیا تو جہاد کرنا عمدہ بات قرآن وحدیث سے ثابت ہو مگر موقع جنگ پر دیر ہوئی حتے کہ اس نے خواہش کی کہ
[illegible] مین چلنا اور اپنے عیال کے لیے رزق لیجانا پس یہ خیالات اسکے انجام مین مضر ہوئے اور اسکی مثالین جو شخص
[illegible] ہمیشہ نفس کی تسویلات کا خیال رکھے وہ واقعات تحقیقی مین بہت کثرت سے پاویگا پس اللہ تعالیٰ سے التجا ہو
[illegible] ہم بندون کو ہمارے نفوس کے تسویلات سے اور شیطان کے اغواء وتسلط سے بچاوے اور ہمکو شاہراہ مستقیم پر
[illegible] مقامات کرامت فرماوے وہ سب چیز پر قادر غالب قوی علیم وحکیم ہو۔ بیضاوی وغیرہ نے لکھا کہ مثل واقعہ یوسف علیہ السلام کے
[illegible] ایسے حکم رکھا کیونکہ بادشاہ مصر پابند شریعت ابراہیم علیہ السلام نہ تھا جو چور کو بعوض چوری کے ماخوذ کرلے خیر ازینکہ خود ان
[illegible] اپنے نفس کی تسویل سے یہ راہ بتلائی ہو پس انکے نفوس کی تسویل یہ ہوئی کہ خلاف قانون بادشاہ مصر کے اسکو شریعت ابراہیم کا
[illegible] دیگر گرفتار کرادیا اور شاید یہی گمان ہو کہ چوری کا الزام اسپر قائم ہونے مین بتسویل نفس مساعدت کی ہو اور اول اظہر ہو
[illegible] واقع ہوا جو پیغمبر علیہ السلام کے دل مین گمان ہوا اسلیے کہ انھین کے نفس نے جوش مین اگر یہ سزا بتلائی کہ جزاء من وجد
فی رحلہ فہو جزاؤہ کذلک نجزی الظلمین۔ تو یہ صحیح ہو کہ یہ سزا تجویز کردینا خالی رحال مین پائے جانے پر بدون اسکے کہ چوری متحقق ہو لیکن
نفس کی تسویل ہو اگرچہ انکی نیت یہ نہ تھی کہ بنیامین کو یہ سزا دیجاوے اور بمقتضاے عقل یہ تھا کہ اگر کوئی چوری کرے اور ثابت ہوجاوے
[illegible] شہادت و دلیل سے جسمین شبہہ نہو تو اسکی سزا ہم لوگ یہ دیتے ہین تو اس صورت مین بنیامین کے گرفتار ہونے کی کوئی راہ نہوتی
[illegible] موجود ہوتا کہ شاید کسی اور نے اسکے رحل مین رکھدیا ہو یا غلطی سے ناپنے والون نے رکھا ہو جنکو یاد نہین رہا اور باوجود
اسکے وہ مال موجود تھا جسکو بنیامین نے مقام حرز ومحفوظ سے نکال لیا اور اگر نکالا تو گواہ کون ہو بہرحال اصلی فتنہ انکے نفس کی تسویل سے
[illegible] ہوا اور یہ ہوا خیال یعقوب علیہ السلام کا کہ تمہارے نفس نے ایک امر تسویل سے بنایا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ فامری کذلک
[illegible] جمیل یعنی پس میرا فعل صبر جمیل ہو یا صبر کرنا بصبر جمیل خوب ہو۔ صبر جمیل کے معنی ابتداے سورہ مین گذرے اور وہان مین
[illegible] کی حدیث ام المومنین حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آخر ٹکڑا اس غرض سے نقل کیا کہ حضرت صدیقہؓ نے آخر مین صبر جمیل
[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو رد نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ صبر جمیل تھا اور آپ بعد اطلاع کے بہت روئین اور غمگین ہوئین لیکن
[illegible] شکوہ و شکایت نہین کی اور نہ کوئی کلمہ خلاف شریعت زبان سے نکلا اور نہ افک مین خوض کرنے والون مین سے کسی
[illegible] کی اور نہ انکے حق مین زبان درازی فرمائی اس سے صبر جمیل کے معنی وہی ظاہر ہوئے جو یہان حضرت یعقوب علیہ السلام کے
[illegible] نے ان بیٹون مین سے کسی کی شکایت نہ کی اور نہ انکی جانب کوئی التجا کی اور نہ لوگون سے کوئی استعانت
[illegible] کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر چھوڑا اگرچہ بہت روئے اور دونون مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ پھر اسکے بعد کہا کہ
[illegible] اَنْ يَّاْتِيَنِیْ بِهِمْ جَمِيْعًا قریب ہو یا امید ہو کہ اللہ تعالیٰ لاوے میرے پاس انکو سب۔ یعنی صیغہ جمع جو کم سے کم
[illegible] سب کو جمع فرمادے اور وہ یوسف و بنیامین اور تیسرا بڑا بیٹا ہو جو وہین رہ گیا تھا شرم سے نہین آیا۔ اور ابن کثیر نے
[illegible] کہ اگر کوئی [illegible] بنیامین کو خفیہ یہان سے نکال لیجاوینگا۔ سوال یہ ہو کہ یہ کلام آنحضرت علیہ السلام نے کیونکر کہا تو

Marfat.com

علامہ بیضاوی وابن کثیر رحمہما اللہ تعالے نے اسکو بالکل ذکر نہین کیا اور باقی تفاسیر مین [illegible]
کہ بطریق حسن الظن کے کہا یا بطریق فراست کے کہا ہو اور مترجم کہتا ہو کہ یہان تو تین باتین پائی گئین [illegible]
کہ انکو معلوم ہوا کہ یوسف زندہ اور خود مختار موجود ہین سو تم سب مجموعہ ملینگے کیونکہ موافق اصل کے [illegible]
اجتماعی ہو جو باتین باہم سے مشکوک تھی کہ شاید ایک بعد دوسرے کے آجاوین تو جمیعًا سے ظاہر کردیا کہ [illegible]
محمول کرنا کہ کوئی باقی نہ رہیگا خلاف اصل ہو تو معلوم ہوا کہ یہ بھی جانا کہ سب مجموع ملینگے۔ سوم یہ کہ [illegible]
حسن الظن کے طور پر ایسے امور تحقیقی کا گمان غیر مرضی ہو ہان فراست کے طور پر مسلم ہو ولکن یہ گفتگو کہ فراست کیا چیز ہو [illegible]
کہ مومن کی فراست سے پرہیز رکھو کہ وہ اللہ تعالے کے نور سے دیکھتا ہو۔ پس معنی فراست دیکھنا ہو نور الٰہی۔ ظاہر ہوئے [illegible]
بحث کرنا مترجم کی لیاقت نہین ہان مثال البتہ ذکر کرتا ہون کہ ایک شخص نے ایک عورت اجنبیہ پر راستہ مین بد نظر ڈالی اور [illegible]
دل پر اثر ہوا اسی وقت وہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم کی خدمت مین آیا تو آپ نے عام خطاب سے فرمایا [illegible]
بات ہو کہ تم مین سے بعض آدمی میرے پاس آتا ہو جسکی آنکھون نے زنا کیا اور دل شریک ہو آیندہ پرہیز کرے ورنہ مین دُرّے [illegible]
وہ شخص دل مین نہایت نادم اور ہراسان ہوا اور ایک وقت اُسنے پوچھا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ کیا بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
وحی آتی ہو آپ نے فرمایا کہ نہین ولیکن فراست ہو پس دیکھو کہ مومن کی فراست ایک نور سے اور یہان تو حضرت ذی النورین دو نور [illegible]
مشرف تھے گویا اسی وجہ سے فراست پر دُرّے مارنے کا حکم جاری کرنے کی تہدید کی۔ لطیفہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ [illegible]
کسی نے پوچھا کہ کیا وجہ ہو کہ خلافت حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم نہایت مستحکم تھی اور خلافت ذی النورین اور آپ کی متزلزل تو فرمایا کہ [illegible]
ان دونون کی خلافت کے رکن عثمان اور مین تھا اور عثمان و میری خلافت کے رکن تجھ سا ایسے لوگ ہین۔ سچ فرمایا اللّٰھم غفرانک۔ یہی حال [illegible]
کہ سابق زمانہ مین اہل توحید ایسے تھے کہ سواے حق تعالے جلشانہ کے کسی شخص و کسی چیز کی تاثیر ذرہ برابر شرک دیکھتے تھے اور اب [illegible]
ایسے لوگ ہین کہ ظاہر و باطن ہر لمحہ شرک مین مبتلا ہین اور بظاہر شریعت پر کوئی حاکم نہین اور نہ وہ بظاہر حکم لگاتا کہ ہم لوگ منافق ہین [illegible]
اللہ تعالے عز وجل سے کوئی ذرہ پوشیدہ نہین ہو وہ خوب جانتا ہو کہ یہ لوگ زبان سے کلمہ پڑھتے ہین اور دل مین یقین نہین [illegible]
کہ انکے دل ذرا دیکھین تو خود اقرار کرین کہ حاکم وقت اگر سزا کا کوئی دن مقرر کرے تو یقین سے گھٹ کر مر جاوین اور احکام الٰہی [illegible]
کچھ خوف نہین ہو علماء وہ تھے کہ اُنکی نورانیت و توحید اور مخلوق پر شفقت کا کیا کہنا ہو اور اب ہم لوگ مخلوق کی [illegible]
ہین اور خالق عز وجل کی ناخوشی سے خوف کے مارے مرنے کے بجاے منافقانہ بے پروائی ہو اسی واسطے [illegible]
الٰہی ہدایت فرماوے الٰہی بخشدے اللّٰہم تب علینا انک انت الغفور الرحیم۔ القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے [illegible]
ادب سے امیدواری کی لفظ سے یہ التجا کی کہ عنقریب اللہ تعالے ان سب کو مجھ سے ملا دیگا کیونکہ انکو علم [illegible]
ہوا تھا اور انقطاع تعلق شہود ہو چکا لہذا ختم کیا بقولہ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ [illegible]
کی اور لوگون کا وہم دور کیا کہ شاید کوئی گمراہ ہو جاوے اور یہ سمجھے کہ انکو علم غیب [illegible] تا کہ
منحصر کردیا اور حکیم مین اشارہ ہو کہ یہ فراق جو لطائف صنعت سے واقع ہوئے [illegible]
و حکمت کے ساتھ کیا ہو۔ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ اور منہ موڑلیا ان لوگون سے [illegible] زیادہ [illegible]

Marfat.com

...سے منہ پھیر لیا اور جناب باری تعالے مین رجوع لائے **وَقَالَ يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ**
... یوسف پر۔ اسف نہایت سخت اندر ہی اندر غم و اندوہ کو کہتے ہین جو کسی چیز کے فراق مین ہو پس یوسف کے
... اندوہ کو پکارا گویا کہا کہ فراق یوسف مین اے اندوہ شدید تو حاضر ہو کہ یہ تیرا وقت ہی جیسے جاہل کافر لوگ یا ویلاہ
... ویل کا تعلق جہنم سے ہو مگر جہالت سے جہنمی اسی کو پکارتا ہی۔ اگر وہم ہو کہ یہ تو اظہار جزع ہی کہ اندوہ کو پکارا تو جواب
... گویا اصلی لغت کی تحقیق سے متعلق ہی پھر استعمال اسکا دوسرے معنون مین ہوتا ہی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام
... رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا ویلتی االدو انا عجوز الآیۃ۔ حالانکہ ویل سے انکی مراد وہ معنی نہین ہین جو کافر آدمی مراد لیا کرتا ہی جسکی غرض
... کے وقت بیٹنا اور جزع فزع کرنا ہوتی ہی یا کافرہ عورت کو تسنے کے وقت جہالت کے معنی دل مین لاتی ہی بوجہ اسکے کہ وہ ایمان
... سے غافل ہی اسی طرح حضرت یعقوب پیغمبر علیہ السلام نے لغوی معنی نہین لیے بلکہ لوگون سے منہ موڑ کر اللہ تعالے کی طرف
... لائے اور عرض کی کہ اے رب میرے مجھپر درد و اندوہ شدید آیا یوسف کے فراق مین۔ اور دلیل اسپر کہ یہ جناب باری مین رجوع ہی
... لوگون کو سنانے یا غفلت مین نالہ و فریاد کرنے کا شیوہ ہی وہ حدیث ہی جو طبرانی رحمہ نے روایت کی کہ اگلی امتون مین سے کسی امت کو
کلمہ استرجاع انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نہین دیا گیا کہ وقت مصیبت کے کہتے سوائے امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے تو نہین دیکھتا
... یعقوب نے یہ کلمہ نہین کہا بلکہ کہا یا اسفی علی یوسف۔ مترجم کہتا ہی کہ سراج مین اسی طرح لکھا کہ طبرانی نے یہ حدیث روایت کی
اور ظاہر احدیث کا لفظ بطریق عموم اثر کو لکھا ورنہ شیخ امام ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ قال عبد الرزاق انبانا الثوری عن سفیان العصفری
عن سعید بن جبیر قال لم یعط احد غیر ہذہ الامۃ الاسترجاع الا تسمعون الی قول یعقوب علیہ السلام یا اسفی علی یوسف یعنی سعید بن جبیر
رضی اللہ عنہ جو تابعین مین سے ہین اور حجاج ظالم کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور قصہ عجیب عبرتناک ہی اُنھون نے کہا کہ استرجاع
سوائے اس امت کے کسی اور کو نہین دیا گیا کیا تم کان نہین دھرتے ہو قول یعقوب کی طرف کہ کہا یا اسفی علی یوسف **وَابْيَضَّتْ
عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ** اور سپید ہوگئین انکی دونون آنکھین بسبب اندوہ کے **فَهُوَ كَظِيمٌ** پس وہ اندر ہی اندر گھٹے ہوئے
... تھے یعنی کسی مخلوق کی طرف کچھ شکایت نہ کرتے اور چپ خاموش تھے جیسے کاظم الغیظ اندر ہی اندر غصہ پی جاتا ہی۔ یہ معنی قتادہ
وغیرہ نے بیان کیے ہین اور ضحاک وغیرہ نے کہا کہ کظیم بمعنی کئیب و حزین یعنی درماندہ محزون۔ اور ... رحمہ نے کہا کہ کظیم اندوہ سے
... باہر نکلا۔ یہ فعیل بمعنی مفعول ہی جیسے قولہ وہو مکظوم۔ اور محاورہ یہ ماخوذ از کظم السقاء ہی جبکہ مشک بھر کر منہ باندھ دیا جاوے۔
... یا فعیل بمعنی فاعل جیسے قولہ کاظمین الغیظ۔ تو ماخوذ ہی کظم البعیر جرتہ۔ جبکہ اونٹ پاگر کو نگل جاوے۔ پھر بیاض عینین مین دو قول
... ہین ... تا بینا ہوگئے۔ یہ مقاتل سے مروی ہی اور بعض نے کہا کہ کثرت آنسوون سے سپیدی طاری تھی اور یہ قول صحیح
... تے دوبارہ بینائی آئی ہی پس صواب یہی ہی کہ آنکھین بدستور تھین مگر بینائی کی قوت زائل ہوکر سپید
... واللہ اعلم ... پانی اُتر آنے و بھر جانے سے ہوتا ہی لیکن جہان حکمت حق عز وجل بطور معجزات
... توجیہ کی کچھ ضرورت نہین ہی۔ پھر یہان سوال ہوا کہ حضرت یعقوب نے فقط یوسف پر اسف و تاسف کیا اور
... نہ کیا تو ... کشاف و انکی اتباع سراج وغیرہ مین لکھا کہ ایک یہ وجہ تھی کہ آنحضرت علیہ السلام ان دونون
... کے بلاک ... کے اسوجہ سے فقط یوسف پر تاسف کیا مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک یہ توجیہ

Marfat.com

ہیچ ہی اسواسطے کہ ابھی خود کہہ چکے ہین کہ عسے اللہ ان یاتینی بہم جمیعا - یہ تو حیات یوسف پر علم ہی اور [illegible]
اور دوسری وجہ یہ بیان کی کہ اصلی ملال فراق یوسف تھا اسی کے پیچھے یہ دونون رنج ہو گئے تو گویا اصلی [illegible]
اندوہ شدید تک پہونچا - مین کہتا ہون کہ وجہ تو یہی ہی کہ اصل اس حکمت مین فراق یوسف علیہ السلام تھا اور [illegible]
اندوہ اسقدر مدت تک کم نہوا بس یہ مقام اہل علم وادراک کے لیے محل فکر ہی - اب یہان یہ سوال ہی کہ رونا اور [illegible]
نے اور اسکی اتباع مین ایک جماعت نے لکھا کہ اسمین دلیل ہی کہ تفجع اور مصیبت کے وقت رونا اور تاسف کرنا جائز ہی [illegible]
ہو قات داخل تکلیف نہین ہین یعنی بندہ کو ایسے وقت بے اختیاری مین کوئی اختیاری فعل پر قائم رہنے کی تکلیف [illegible]
ہی کیونکہ سختیون کے وقت بہت کم آدمی اپنے نفس پر قابو رکھتا ہی یعنی بے اختیار ہوجاتا ہی اور یہی بے اختیاری رفع تکلیف [illegible]
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے فرزند ابراہیم کی وفات کے وقت آنکھون مین آنسو بھر لائے - ابن عوف [illegible]
رسول اللہ فرمایا کہ ای ابن عوف یہ رحمت ہی اور فرمایا کہ دل محزون ہوتا ہی اور آنکھین آنسو بھر لاتی ہین اور ہم کوئی بات نہین [illegible]
جس سے ہمارا رب خوش ہو اور ہم تیری جدائی پر ای ابراہیم بیشک غمگین ہین - رواہ البخاری ومسلم - مترجم کہتا ہی کہ جب [illegible]
رضی اللہ عنہا کی لڑکی مرنے لگی تو انھون نے اپنے والد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور آپ دوسری مرتبہ کے اصرار پر [illegible]
دم ٹوٹتا تھا تو رونے لگے پس بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ روتے ہین فرمایا کہ میرا رونا شفقت کا ہی [illegible]
اور فرزند ابراہیم کے لیے بشارت دی کہ جنت مین اسکے لیے دودھ پلانے والی ہی - رواہ البخاری اور واضح ہو کہ بیشمار لوگون [illegible]
اور جو کچھ میرے نزدیک آیات واحادیث واقوال علما سے ہی وہ یہ ہی کہ جزع وفزع کا فکا اضطراب قلب ہی جس سے [illegible]
کی نوبت پہونچتی ہی کیونکہ وہ آخرت کا قائل نہین ہی اور اس سے قلب کی صلاحیت مین اور حق تعالے کے ارادہ [illegible]
ناراضی ہوتی ہی اور یہ ہر حال مین حرام و منع ہی خواہ روئے یا نہ روئے کیونکہ کفر تو ہر حال مین برا ہی اور اسی کے آثار سے [illegible]
بیان کرنا اسی واسطے حدیث ہی کہ النیاحۃ من عمل الجاہلیہ - اور دستور تھا کہ ملکر اور تنہا تنہا ماتم کرتے تھے عورتین [illegible]
اور منہ نوچتی اور بال نوچتی اور پچھاڑین کھاتی اور مرثیہ وبین پڑھتی تھین اور ناتم کرتی تھین اور پاس پڑوس کی [illegible]
اقارب سب رونے مین شرکت کرنے کو باری باری سے جاتی تھین - اب اس مسئلہ مین خوض اس طرح پر [illegible]
کہ کفر وجہالت کی مشابہت حرام ہی اور دوم جو اثر دل پر واعتقاد پر خلاف رضا بر حق عزوجل ہو وہ حرام [illegible]
کہ حدیث عائشہؓ مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے ایک یہودیہ عورت پر اسکے لوگون کو روتے دیکھکر فرمایا کہ وہ [illegible]
اور یہان اسپر لوگ روتے ہین - اسکو اصحاب صحاح نے روایت کیا ہی اور ایک حدیث مین آیا کہ [illegible]
تعریف کہکر روتے ہین تو وہ اسی پر عذاب کیا جاتا ہی کہ تو ایسا تھا اور تو ایسا تھا حالانکہ وہ کافر تھا پس نوحہ وبیان کرنا اور [illegible]
شرکت کرنا اور مانند اسکے افعال قبیحہ حرام ہین اور بخاریؒ نے کہا کہ اگر کسی شخص کا دستور ہو کہ [illegible]
وعیال کو اجازت دیتا ہو تو اسکے مرنے پر جیسے اس فعل پر ماخوذ ہوگا ویسے ہی جب یہ لوگ [illegible]
کہ بیان کرتی ہین یا ایسی حرکتین کرتی ہین جو رضائے حق پر راضی ہونے کی دلیل نہین ہین [illegible]
ام سلمہ فرماتی ہین کہ جب ابوسلمہ یعنی انکے شوہر مرے تو قصد کیا کہ ایسا رونا روؤن [illegible]

Marfat.com

[illegible] وسلم آگے اور فرمایا کہ ارے تو چاہتی ہی کہ جس گھر سے اللہ تعالے نے شیطان کو نکالا ہو تو اسمین ہو [illegible] مسلم اور انہین سے روایت ہی کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا تھا کہ جو کوئی وقت مصیبت کے [illegible] تو اسکو اس سے بہتر ملتا ہی پس مین نے وفات ابوسلمہ پر یہ کلمہ کہا اور ثواب کی امیدوار رہی کیونکہ مجھے خیال تھا [illegible] یہان تک کہ مجھے اللہ تعالے نے اپنا حبیب خاص محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیا۔ والحدیث فی الصحیح [illegible] کو ایسے رونے سے منع فرمایا اور حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ جب حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کی خبر پہونچی [illegible] اور زید بن حارثہ وابن رواحہ شہید ہوئے تھے تو آپ مسجد مین بیٹھے اور آپ پر حزن وملال ظاہر تھا پس آپ سے ایک نے [illegible] عورتون کا رونا بیان کیا آپ نے منع کرایا پھر دوبارہ بیان کیا آپ نے منع کرایا پھر تیسری بار اسنے کہا کہ وہ نہین مانتی ہین تو [illegible] مونہون مین خاک بھر دے رواہ اصحاب الصحاح۔ پس یہ رونا بھی آپ کو علم نبوت سے معلوم ہوگیا کہ خلاف رضاے دلی ہی جیسے [illegible] سے یہ امر معلوم ہوگیا تھا کہ سرداران لشکر جعفر وابن حارثہ وابن رواحہ شہید ہوگئے اور خالد نے بغیر سرداری کے نشان اٹھالیا [illegible] اللہ تعالے نے فتح دی اور کفار مخذول وخوار منہزم ہوئے۔ اور حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت صہیبؓ روتے آئے اور [illegible] کہ اے بھائی اے ہمارے سردار بھائی پس عمر رضی اللہ عنہ نے اسی حالت زخم مین فرمایا کہ اے صہیب مجھپر روتے ہو اور آنحضرت صلی اللہ [illegible] نے فرمایا کہ میت پر اسکے لوگون کے رونے سے عذاب ہوتا ہی یعنی میرے بعد بھی نہ رونا اور جہالت کا رونا مت رو۔ اور اسی [illegible] سے ہی حدیث انس رضہ کہ ایک عورت اپنے بچہ پر روتی تھی یعنی ایسا ہی رونا جسمین مشیت وارادہ آلہی سے ناراضی اور قلب مین جزع [illegible] جس سے مبتلا ہو جاوے پس آپ نے فرمایا کہ اے عورت تقوی کر اللہ تعالے سے اور صبر کر اس نے کہا کہ اے شخص تجھکو [illegible] میری مصیبت کی کیا پروا ہی جب آپ چلے گئے تو کسی نے اس سے کہا کہ اے عورت یہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے یہ سنکر اسپر [illegible] موت کے غم طاری ہوا اور دوڑی آئی دیکھا کہ دروازہ پر دربان نہین ہین وہ اندر آئی اور عذر کیا کہ مین نے نہین پہچانا اور اب [illegible] صبر کرتی ہون تو آپ نے فرمایا کہ صبر کا ثواب اللہ تعالے اول صدمہ کے وقت عطا فرماتا ہی رواہ اصحاب الصحاح یعنی صبر کا وہ وقت [illegible] جب صدمہ پہونچا تھا تو اسوقت جب رضاے الہی پر رضامندی دل پر طاری ہوئی اور نفس مغلوب کیا گیا تو اللہ تعالے کی رضامندی [illegible] کی اور اب تو نفس خود تھک کر بیٹھ رہا اور انس رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا ثواب بڑی [illegible] ساتھ ہوتا ہی اور جب اللہ تعالے کسی قوم کو محبوب رکھتا ہی تو انکو مصیبت مین مبتلا کرتا ہی پس جو انمین سے راضی ہوا اسکے [illegible] رضامندی عزوجل ہی اور جو ناخوش ہوا اسکے لیے حق تعالے کی ناراضی ہی رواہ الترمذی۔ اور دیگر احادیث صحیحہ مین نوحہ [illegible] گریبان پھاڑنے منہ نوچنے بال کھسوٹنے والیون پر لعنت مذکور ہی پس یہ رونا اور یہ طریقہ مجموعہ اور ہر ایک علیحدہ علیحدہ [illegible] اور یہ وہ کہ جو حزن قلب پر ہوا اور فراق چند روزہ پر ہو باوجود یقین اس بات کے کہ آخرت برحق ہی اور باوجود [illegible] اسکی رضامندی ہمارے سر آنکھون پر ہی اور قلب اپنے حال پر اللہ تعالے کی محبت پر قائم ہی [illegible] رضامندی دیکھتا ہی اور حزن وملال اسکا فعل اس مضغہ لحم وپارہ گوشت کا ہی تو اسمین اگر کوئی ہو کہ [illegible] ثواب پاوے [illegible] آنکھون [illegible] گزر جاوے تو درجہ دوم اور کوئی ہو کہ زبان سے استرجاع کرے اور آنکھون سے [illegible] اجر عظیم اسکو ملیگا بفضل اللہ سبحانہ تعالی اور اسی قسم سے ہی حدیث ابوہریرہ رضہ کہ جنازہ ا

Marfat.com

رسول اللہ صلعم مین سے کسی کا انتقال ہوا پس عورتین رونے لگین پس عمر رضی اللہ عنہ نے [illegible]
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ای عمر انکو پڑا رہنے دو چھوڑدو کیونکہ آنکھ آنسو بھر لاتی ہی اور قلب کو صدمہ پہونچا ہی [illegible]
اور حدیث عائشہ رض کہ آنحضرت صلعم نے عثمان بن مظعون کو بوسہ دیا درحالیکہ وہ مردہ پڑے تھے اور آپ کی [illegible]
ڈبڈباتے تھے رواہ الترمذی وابو داؤد۔ پس حاصل یہ کہ جسقدر یقین وایمان مضبوط ہوتا ہی اسی قدر [illegible]
پوری واطمینان ہوتا ہی کہ کچھ دن بعد آخرت مین ہم سے ملاقات ہوگی مگر ان دونون کے فراق کا صدمہ اور دیگر جسمانی [illegible]
ہوتی ہی اور یہی ہی حدیث آنحضرت صلعم کہ للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل عندہ باجل مسمی رواہ فی الصحیح یعنی اللہ تعالیٰ ہی کا ہی جو [illegible]
اور اسی کا ہی جو اس نے دیا اور ہر ایک چیز اسکے نزدیک میعاد مقدر رہی۔ پس اس یقین پر اسکو کوئی اضطراب وجزع [illegible]
تکو مشوش نہ کرے کہ دونون باتین کیونکر جمع ہوئی ہین تو مثال دیکھو کہ آدمی پھوڑا چیرنے اور تلخ دوا پینے پر حکیم سے راضی ہوتا ہی [illegible]
تکلیف و درد معلوم ہوتا ہی پس مومن کو صرف چند روزہ فراق کا صدمہ ہوتا ہی جیسے کوئی پردیس جاتا ہی یا لڑکی اپنی ماں کے گھر [illegible]
ہوتی ہی تو فراق کا صدمہ ہوتا ہی وقد قال علیہ السلام انا بفراقک یا ابراہیم لمحزونون۔ ہم تیری جدائی سے ای ابراہیم غمگین ہین حالانکہ [illegible]
مین یکجائی یقینی تھی اور خود آگاہ فرمایا کہ جنت مین وہ پرورش پاتا ہی اسکی دائی ہی پس حاصل یہ ہی کہ کبھی بظاہر صورت بندہ صالح سے [illegible]
بات پائی جاتی ہی جسکو عوام اپنے او پر قیاس کرتے ہین حالانکہ نیات مین زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہی اور یہ اس چیز مین [illegible]
جہان آخری جزو اعتبار کا افعال قلوب مین سے ہی آیا تم نہین دیکھتے کہ نماز کی شکل ایک منافق کی اور ایک پیغمبر کی یکسان ہی [illegible]
کتنا بڑا فرق بلکہ ذات مین اختلاف ہی اور اسی کے نظائر مین یہان گریہ وبکا ہی اسی طرح شدت مرض مین دلیر وشجاع کا فراپنے آپ [illegible]
گولی مار لیتا ہی مگر نہ اسوجہ سے کہ اشکا رفیق اعلیٰ کا اشتیاق ہی بلکہ تکلیف سے جیسے فرمان بدنی نے کیا تھا۔ بالجملہ شفقت وحسن نعمت [illegible]
ہی حدیث انس رضی اللہ عنہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احتضار کا وقت آیا تو آپ پر کرب شدید ہوا پس حضرت سیدہ [illegible]
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ واکرب اباہ۔ ہائے میرے باپ کو کسقدر کرب شدید ہی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ای لخت جگر آج کے [illegible]
تیرے باپ پر کبھی کرب نہوگا پھر جب آپ نے انتقال فرمایا تو حضرت سیدہ رض رولین اور کہا کہ یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ یا ابتاہ من [illegible]
الفردوس ماواہ یا ابتاہ الی جبرئیل ننعاہ یعنی ای میرے باپ تم نے اپنے پروردگار کا بلانا پسند کرلیا ای میرے باپ تمہارا ٹھکانا جنت [illegible]
ہی ای میرے باپ جبرئیل سے تمہاری تعزیت ہی۔ پھر جب آپ دفن ہوئے تو کہا کہ ای انس کیسے تم لوگون کے جی کو گوارا ہوا کہ تم نے آپ [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالدی۔ مترجم کہتا ہی کہ یا مولاہ تیرے حکم سے میرے قلم کے چاک جگر سے یہ کیا نکل رہا ہی اللہم [illegible]
لنبیک صلی اللہ علیہ وسلم - ای اہل ایمان آگاہ ہو کہ حدیث صحیح مین حضرت سرور عالم نبی کریم شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ [illegible]
نے فرمایا ہی کہ میری امت کے لیے سب سے زیادہ مصیبت میرا رحلت کرنا ہی اس سے زیادہ انپر کوئی مصیبت نہ آوے گی [illegible]
آہ آہ جانہاے ما فداے خاک پاے تو باد کوئی شبہہ نہین کہ ہم لوگون کو ایسی مصیبت نہ پہونچی [illegible]
اور انس رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری مین جماعت انصار رضی اللہ عنہم کا رونا درحالیکہ آنحضرت صلے اللہ [illegible]
ہوگئی تھی اسی معنی مین مروی ہی۔ یہان چند احادیث وفوائد مختصر استطراداً لکھدیتا ہون۔ اول آنکہ اکثر لوگ [illegible]
سمجھتے ہین اور یہ باطل ہی صحیح یہ ہی کہ اس سے کچھ بھی استدلال نہین ہوتا [illegible]

Marfat.com

[illegible] بن خالد اسلمی کی حدیث مین ہو کہ کافر کے لیے مصیبت وعذاب ہو اور مومن کے لیے رحمت ہو۔ رواہ ابوداؤد
[illegible] ہر حال مین اچھا ہو اور جو کافر ہو یا نام کا مسلمان ہو دل مین کچھ نہو وہ ہر حال مین برا ہو۔ سوم حدیث ابوہریرہ رض
[illegible] کی جان ومال و اولاد پر بلا نازل ہوتی رہتی ہو یہانتک کہ اللہ تعالے سے ایسے پاکیزہ حال پر ملتا ہو کہ اسپر کوئی گناہ نہین
[illegible] مالک والترمذی۔ حدیث جابر رض جب عاقبت مین دنیا کے ایمان والے جو بلاؤن مین مبتلا رہے تھے انکو ثواب عطا ہو گا
[illegible] سلامتی سے رہے وہ تمنا کرینگے کہ کاش ہماری کھال قینچیون سے کاٹی جاتی۔ رواہ الترمذی۔ اور صحیح حدیث مین ہو کہ کافر
[illegible] دنیا مین آرام سے رہتا ہو یہانتک کہ صنوبر کے درخت کی طرح یکبارگی برباد ہوتا ہو۔ اب مین تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون کہ حضرت
[illegible] علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کو باطن مین جو اجر جزیل و ثواب جمیل ہوا اسکا مترجم ضعیف کیونکر تذکرہ کرسکتا ہو اور ظاہر مین دیکھو کہ
[illegible] جاتی رہین بس حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے عزوجل فرماتا ہو کہ مین نے
[illegible] معزز پیاریان یعنی آنکھین لے لین اور اس نے صبر و ثواب کی نیت کی تو اسکے لیے مین کسی ثواب پر راضی نہین ہون سوائے
[illegible] کے یعنی اسکو قطعی ثواب جنت ہو۔ رواہ البخاری والترمذی وصححہ۔ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مرفوع روایت ہو کہ
[illegible] بندہ مومن کا کوئی صفی یعنی پیارا اہل زمین سے اللہ تعالے لے لیتا ہو اور وہ صبر و ثواب کی نیت رکھتا ہو تو سوائے جنت کے
[illegible] لیے دیگر ثواب پر راضی نہین ہوتا۔ رواہ النسائی۔ اور صحیحین مین ہو کہ نہین پہونچتا مومن کو کوئی تعب و درد و مرض اور غم
[illegible] و فکر و تشویش مگر اللہ تعالے اسکے گناہون کا کفارہ کردیتا ہو۔ اور دیکھو کہ پہلے ایک اولاد کا فراق ہوا پھر دو کا اور ساتھ ہی تین کا
[illegible] ہوا اور تین اولاد کی موت کا ثواب جنت ہو تو گویا اس کرامت سے بھی سرفراز کیا اور فراق ایک مدت غیر معلوم کا بمنزلہ موت ہی
کیونکہ موت بھی اہل ایمان کے نزدیک ایک فراق غیر معلوم ہو اور حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ مین آنحضرت صلعم نے عورتون کو جو وعظ
[illegible] یا اسمین ہو کہ جس عورت نے تین نابالغ اولاد پہلے بھیجی ہون وہ ضرور اسکے واسطے آتش دوزخ سے روک ہو جاوینگے پس ایک
[illegible] نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر دو ہون تو فرمایا کہ اگر دو ہون تو بھی یہی ہو۔ رواہ البخاری ومسلم اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
[illegible] اصحاب صحاح ستہ نے روایت کیا اسمین عورتون ومردون سب کے لیے یہ بشارت ہو اور ایک روایت مین ایک فرزند کے حق مین
بشارت ہو اور اسمین مذکور ہو کہ فتمسہ النار الا تحلۃ القسم یعنی آگ اسکو نہ چھوئےگی مگر قسم پوری ہونے کو۔ اور اس لفظ کے معنی مین
[illegible] سے سہو ہوا کہ اسنے کہا کہ اسکے یہ معنی ہین کہ نہایت خفیف چھوئیگی جیسے قسم کھانے والے کی قسم پوری ہو جاتی ہو۔ اور صواب
[illegible] بالکل نہین چھوئیگی ولیکن قسم رب تبارک تعالی کی یعنی قولہ ان منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا۔ پوری ہوجائیگی یعنی دوزخ کی
[illegible] کا گذر ہوگا اور اس سے یہ لازم نہین کہ آگ چھو جاوے کیونکہ دار الآخرہ حیوان ہو حتے کہ حدیث مین ہو کہ جہنم کہیگی ای بندہ
[illegible] جا کہ تیرے نور سے میری آگ بجھی جاتی ہو۔ فالحاصل ان المراد بالقسم ما فی الآیہ وتحلۃ ہذہ الیمین بالایراد فیہا لا بالمس
[illegible] فافہم۔ اصلاح ہو کہ صغیر اولاد کے جنازہ پر دعا مین فرط مذکور و معروف ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث مین
[illegible] مراد وہی ہو مگر یہ معنی ولیکن اسمین یہ بشارت زائد ہو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے کہا کہ یا حضرت جسکا ایک فرط ہو
[illegible] جسکا ایک فرط ہو [illegible] نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کی امت مین سے جسکا فرط ہی نہو یعنی اولاد ہی نہو
[illegible] کا فرط ہون انکو مجھ سے بڑھکر کوئی مصیبت نہ پہونچیگی رواہ الترمذی یعنی میری وفات ہر وقت ہر زمانہ مین

میری امت کے لیے ایسا سخت اندوہ ہو کہ انکی آل اولاد کسی کے مرنے کی مصیبت [illegible]
اسواسطے کہ ایمان نہین جبکو آپ اسکی جان وا ولاد وغیرہ تمام جہان سے پیارے نہون [illegible]
ہو العلیم الحکیم۔ سراج مین کہا کہ شرف انسان بزبان وچشم ودل ہو اور حضرت یعقوبؑ کی [illegible]
کیا تو یہ شدت غم کی پوری تصویر ہو۔ القصہ جب آنحضرت علیہ السلام نے اسطرح یوسف کو یاد کر کے [illegible]
تھی غمناک ہوئی اور۔ **قَالُوْا** انھون نے آنحضرت سے کہا۔ **تَاللّٰهِ** قسم اللہ تعالےٰ کی۔ **تَفْتَؤُا** [illegible]
تَذْكُرُ يُوْسُفَ یاد کرتا ہو یوسف کو۔ غم کھاتا ہو اسکو یاد کر کے **حَتّٰى** الی ان۔ **تَكُوْنَ حَرَضًا** یہان تک [illegible]
مرنے کے قریب۔ **اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ** یا تو ہوجاوے مرجانے والون مین سے [illegible]
ولیکن ادب سے دوسری طرح یہ مضمون ادا کیا۔ سوال ہوا کہ انھون نے قسم سے یہ بات کیونکر بیان کی۔ جواب [illegible]
ظاہر حالت دیکھکر قسم کھائی ہو مترجم کہتا ہو کہ قسم قطعی چیز پر کھانا چاہیے یا جسکا یقین سما جاوے اگرچہ واقع مین نہو [illegible]
برابر یوسف کو یاد کرنا قسم سے بیان کیا تو یہ لغو قسم مین سے ہو اور بات صحیح ہو اور اگر انھون نے نتیجہ پر قسم کھائی [illegible]
ہوجاوے تو یہ یقین انکے دل مین سما گیا تھا مترجم کہتا ہو کہ ظاہر از بس ہلاک ہونا تو واقعی تھا اور مردہ ہوجانا [illegible]
بات پر انحصار نہین ہو تو کوئی سوال وارد نہین ہوتا ہو۔ سراج مین کہا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ جو بیٹون نے کہا [illegible]
نزدیک گھر والے پوتے پروتے وغیرہ نے کہا ہو۔ تو آنحضرت علیہ السلام نے جواب دیا۔ **قَالَ** کہا کہ **اِنَّمَآ اَشْكُوْا** [illegible]
مین تو شکوہ کرتا ہون اپنی پریشانی کا۔ **وَحُزْنِيْٓ** اور اپنے اندوہ وغم کا۔ **اِلَى اللّٰهِ** فقط اللہ تعالےٰ کی [illegible]
یعنی میرا شکوہ کسی غیر سے نہین ہو بلکہ اللہ تعالےٰ سے ہو۔ دیکھو انھون نے رونے دھونے اور غم کرنے سے رکنا [illegible]
یہ اقرار نہ کیا کہ مین نہ کرونگا یا مجھے ایسا صدمہ نہوگا یا مانند اسکے بلکہ یہ جواب دیا کہ مین فقط اللہ تعالےٰ سے شکوہ کرتا ہون [illegible]
کہ میرا اندوہ جب اللہ تعالےٰ کی جانب ہو تو وہ علیم حکیم ہو وہی فرما دیگا جو اسکی رحمت وکبریائی کے لائق ہو [illegible]
پھر اسکا اندیشہ نہ کرنا چاہیے اور اس سے زیادہ انکی تسکین کر دی لقولہ **وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** [illegible]
اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تم نہین جانتے ہو۔ یعنی مجھے ان معاملات الٰہی مین علم نبوت سے جو کچھ معلوم ہو وہ تمکو نہین [illegible]
تم میرے فعل کو اپنے فعل پر قیاس مت کرو۔ خوب کہا ہے کار پاکان را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر [illegible]
لوگون کا قیاس اپنے اوپر مت کر۔ اگرچہ لکھنے مین شیر و شیر کی ایک صورت ہو حالانکہ ایک تو [illegible]
نفیس ہو اور معنی ذاتی مین کتنا بڑا فرق ہو۔ اور بیضاوی نے کہا کہ مین اللہ تعالےٰ کی رحمت [illegible]
کرنے والے کو نا امید نہین کرتا اور ملتجی کو نہین چھوڑتا۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ معنی اگرچہ خوب صحیح ہین لیکن اس مقام [illegible]
تو وہ لوگ بھی جانتے ہونگے علاوہ اسکے دعا کرنا اور التجا کرنا ایسی گریہ وزاری کو [illegible]
اور سراج وغیرہ مین یہان عام خیالات کے اسرائیلی روایات لکھین [illegible]
کی روح قبض کی انھون نے کہا کہ نہین اور مصر کی جانب اشارہ کیا کہ وہان [illegible]
وحالات ذکر کیے تو سمجھے کہ وہ یوسف ہوگا اور کافرون مین [illegible]

Marfat.com

[illegible] فعل اس حکمت پر مبنی ہی اور وہ بھی اعلیٰ ہی جو ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا
[illegible] یوسف اور اللہ تعالےٰ عذر اسکو بیچ ظاہر کریگا۔ اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی
[illegible] ہی اور دن اُسکے لیے سجدہ کرونگا۔ مترجم کہتا ہی کہ اسمین اشارت ہی کہ میری گریہ وزاری اپنے
[illegible] اللہ تعالےٰ اعلم۔ ف فی العرائس قولہ قال بل سولت لکم انفسکم امرا۔ یہ یعقوب علیہ السلام کا جواب ہی
[illegible] کا اشارہ کیا یعنی سرقہ وہ نہین ہی جو صواع چرانا تم گمان کرتے ہو اور یہ فعل انبیار نہین ہی بلکہ سرقہ امر
[illegible] کی واردات سے اسکو آگاہ کیے ہین۔ قولہ فصبر جمیل۔ اشارہ ہی کہ مین یوسف و بنیامین کو مجلس انس مین
[illegible] صبر کرتا ہون یہانتک کہ اللہ تعالےٰ انکو مجھ تک پہونچا دیوے اور صبر جمیل کے معنی بیان یہ ہین کہ بھید پوشیدہ رکھونگا
[illegible] جاؤنگا تاکہ تقدیر کا بھید ظاہر نہو اور ربوبیت کا معاملہ پردہ مین رہے اور یہ مرتبہ تمکین انبیار علیہم السلام کا ہی اور
[illegible] زمانہ وصال قریب ہونے کا علم ہوا بدلیل قولہ عسے اللہ ان یاتینی بہم جمیعا۔ یہ امید دیدار وصال بچشم یقین ہی۔ قولہ انہ ہو العلیم الحکیم
[illegible] کہ جو مین کرتا ہون وہ جانتا ہی اور اس نے اپنے علم و حکمت سے میرا فراق دور ہونے کا حکم دیدیا ہی۔ اور نیز صبر جمیل
[illegible] بلا کا برداشت کرنا اسطرح کہ معارضہ چھوڑکر بلار ڈالنے والے پر نظر رہے! اور نیز صبر جمیل دلیری سے تلخی بلار کو بتدریج برداشت
[illegible] شکوہ نہ کرین۔ اور نیز صبر جمیل وہ ہی جو بعوت آلہیہ ہو کما قال تعالےٰ وما صبرک الا باللہ۔ اور جنیدؒ نے کہا کہ ابتدا و انتہار
[illegible] حال پر ہو کہ اول دعوی نہو اور آخر شکوہ نہو۔ بعض نے کہا کہ صبر جمیل وہ ہی جسمین اظہار شکوہ نہو اور بلا محسوس نہو۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ درجہ تمکین وفنا ہی
[illegible] کچھ احساس نہو تو صبر کی صورت عین تقدیر ہی وہان جمیل و غیر جمیل سب یکسان ہی واللہ تعالےٰ اعلم۔ اور اشارہ جو قولہ بل سولت لکم
[illegible] مین ذکر کیا وہ شیخ کے اشارات مین سے ہی اور مترجم کی سمجھ مین حقیقت اسی قدر آئی جو اس نے سابق مین ذکر کی ہی کہ انکے نفوس نے
[illegible] کرکے انسے کہلایا کہ جسکی رحل مین صواع ملے وہی پکڑا جاوے اور کوئی قید سرقہ وغیرہ کی نہ لگائی پس یہ تجویز بتسویل نفس تھی
[illegible] بنیامین کو گرفتار کرایا اور یہی کید تقدیر ہی جسکا بیان قولہ کذلک کدنا لیوسف۔ اور اسکے نظائر مانند قولہ مکروا ومکر اللہ الآیہ مین ہی
[illegible] آلہی یہ ہی کہ یہ لوگ جو اختیار و قہر آلہی سے غافل ہین اور اپنے آپ کو مختار سمجھکر اپنی مرضی و مراد کا حاصل کرنا چاہتے ہین وہ اپنی
[illegible] مین گرفتار ہوتے ہین اور وہی ہوتا ہی جو اللہ تعالےٰ نے چاہا ہی اور یہی کید فرمایا ہی جسکو لوگ سمجھتے نہین ہین
[illegible] شیخ نے کہا کہ جب مخلوق کی بے حقیقت باتون سے دل تنگ ہوئے تو اللہ تعالےٰ کی طرف مناجات مین گئے قال یا
[illegible] علی یوسف۔ یہ درد و اندوہ یوسف پر درحقیقت نہ تھا بلکہ رب یوسف پر تھا جسکی تجلی آئینہ یوسف سے
[illegible] جب شہود غائب کر دیا گیا تو فراق مین اسقدر روئے ولیکن بھید مخفی کرنے کو یوسف کا نام لیا۔ مترجم کہتا ہی
[illegible] نہین ولیکن تجلی اتم مخلوقات مین سے ایک افضل پر ختم ہو گی اور وہ اسوقت مین یوسف علیہ السلام تھے
[illegible] ان بعد ہر نبی کے لیے دوسرا انبی مظہر اتم ہی اور آنحضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سب کیواسطے
[illegible] سے تسکین نہ پاتے تھے اور شاید کہ حکمت ربانیہ انکے حق مین شہود صرف کی مقتضے ہوئی
[illegible] یوسف تھے واللہ سبحانہ تعالےٰ اعلم۔ شیخ نے کہا کہ اورون سے منھ پھیرنا اسوجہ سے تھا کہ وہ دیدار
[illegible] مترجم کہتا ہی کہ شیخ نے اس مقام پر بیان کو بہت طول دیا ہی نا چار مین اختصار کرتا ہون۔ قولہ وابیضت

عیناہ من الحزن - جب حبیب نظر نہ آیا تو بینائی نے اپنی نظر اوزون بیدُ اپنے سے چھپائی [illegible]
اپنی طرف شکوہ پر مجبور کیا اسی واسطے بعض مشائخ نے کہا کہ جسنے صبر کرنے پر ہمت کی اس نے [illegible]
دیکھا اور جسنے ذکر کیا مفتری ہی کہاں پاک ذات ارحم الراحمین اور کہاں بشزوا سکے تحمین - شیخ نے کہا [illegible]
پھر شکوہ کیا اور صبر جمیل کا دعوے - ابن عطار نے کہا کہ یوسف سے ملکر روئے اور کہا کہ وہ فراق کا [illegible]
نے کہا کہ غیرت حق عزوجل نے غیر کی نظر پر آنکھیں قبض کرلین کہ جب تک نہ بھولیگا واپس نہ پاویگا - شیخ نے کہا [illegible]
کی بینائی جاتی رہی اور آدم وداؤد کی باقی رہی تو فرق یہ کہ اس بینائی کو جمال حق سے انقطاع ہوا اور مقام عشق [illegible]
پس بینائی بھی اُسی کے ساتھ گئی جسکو دیکھا تھا تاکہ دوسرے کو نہ دیکھے اور واپس آنے کی حکمت اسی سے سمجھ لو اور [illegible]
کا رونا توبہ وندامت کا تھا جو مقام ابتدا ہی دیکھو کہ یونس وشعیب علیہما السلام کی بینائی جاتی رہی وہ بشوق الٰہی عزوجل روئے [illegible]
کہ حدیث مین ہی کہ شعیب روتے روتے اندھے ہوئے تو بینائی واپس کردی پھر اندھے ہوئے پھر واپس کردی پھر وحی [illegible]
چاہتا ہی تو یہ ہے اور اگر دوزخ سے ڈرتا ہی تو تجھے نجات ہی عرض کیا کہ نہین تجھے چاہتا ہون فرمایا کہ اچھا میرا نبی کلیم دس سال [illegible]
کریگا - اسی طرح یونس کے قصہ مین بھی مروی ہی - اور جو رونا کہ غم وحزن ہو آنکھ کو مضر ہوتا ہی اور جو شوق ومحبت ہو نور بڑھا [illegible]
شاید یعقوبؑ کی بینائی جانا بغیرت قدم ہو کہ غیر کے واسطے روئے اگرچہ وہ آئینہ ومشہود اور ایک واسطہ تھا اور انکو اندھا [illegible]
بلکہ فرمایا کہ آنکھین سپید ہوگئین اور یہ ایک حجاب تھا کہ عالم پر نظر نہو - شیخ ابو علی الدقاق نے کہا کہ درحقیقت اندھے نہین ہوئے
بلکہ ایک پردہ دیدیا گیا تھا - شیخ ابو سعید القرشی نے کہا کہ آدم وداؤد بخوف الٰہی روئے تھے تو انکی بینائی محفوظ رکھی گئی اور یعقوب [illegible]
بسبب جدائی فرزند کے روئے تو سزا دی گئی - اور بھی شیخ قرشیؒ کا قول ہی کہ غم کے رونے سے آدمی اندھا ہوجاتا ہی اور شوق [illegible]
کی گریہ سے بینائی مین رونق آتی ہی اور کہا کہ کظیم وہ شخص جو غم سے بھرا ہوا ہو - واضح ہو کہ لطائف صنعت اجسام پر یہ ہی کہ جذب [illegible]
خواص اس سے ظاہر ہوتا ہی پس اگر بد نظر قوی خیال سے ہو جو اکثر مرد نحیف تیز نظر زرد رنگ خاموش شخص مین ہوتی ہی تو زائل [illegible]
جس چیز پر جمتی ہی اللہم اعوذ بک اور اگر نظر باخذ الطاف دریائے رحمت الٰہیہ ہو تو نور نظر وفرحت وسرور عطا ہوتا ہی واللہ علیٰ [illegible]
کل شئی قدیر - ابن عطاءؒ نے کہا کہ گریہ سے اندوہ نکالنا چاہا مگر لذت سے پھر گھونٹ لیا تو آنسو جم گئے اور آنکھین سپید ہوگئین [illegible]
کہ یہ ایک کیفیت نفسانی کی طرف اشارہ ہی جو شخص اس کیفیت سے کچھ واقف ہی سمجھیگا ورنہ مشکل ہی - شیخ نے لکھا کہ [illegible]
لطیفہ اس مقام پر یہ ہی کہ جو نظر از جانب عشق انسانی ہو تو اسکا درد وعذاب نہایت سخت ہوتا ہی کیونکہ انسان مین [illegible]
محبت حق عزوجل کے کہ وہان راحت جنت مقابلہ نہین کرسکتی ہی پس چونکہ یعقوب علیہ السلام ایک [illegible]
اسکو پی گئے کیونکہ مقام شکوے وشناعت ہی اور اگر یہ نہوتا تو عالم مین انتشار بہت ہوتا اسی واسطے [illegible]
وصف ذکر فرمایا - اور چونکہ کثرت سے آہ ونالہ کا ضبط کیا تو روح ناطقہ سے جو [illegible] نور باصرہ [illegible]
سے باصرہ کو نور نہایت تنگ شریان دماغ سے آتا ہی جب اسکو احتراق ہوا تو [illegible] ہوگیا [illegible]
لوگون نے انکا یہ حال دیکھا تو اپنی رائے پر انکے فعل سے بطریق شفقت انکار کیا [illegible]
قالوا تاللہ تفتؤا تذکر یوسف حتی تکون حرضا الآیہ - ولیکن عشق میں عاشق [illegible]

Marfat.com

... اسکے قلب کو تمام و کمال احاطہ کرلیا ہو بلکہ اسکے تمام وجود کو اپنے نام سے بھر لیا ہو اور خوف ہلاک کیا ہو گا
... قال تعالے بل احیاء عند ربهم الآیہ۔ شیخ ابو سعید القرشی رحنے کہا کہ قولہ تفتؤا تذکر یوسف۔ ای لاتزال
... الدوام ہمیشہ تو یوسف کو یاد کرتا ہو یس کوئی بتلا دے کہ رب یوسف انکو کسوقت یاد کرتے تھے۔ مترجم کہتا ہو تو ضرور ہوا
... کہ یوسف کی یاد کرنے سے مطلب نہین ہو جو عوام خیال کرین بلکہ یوسف کے پیرایہ مین رب یوسف کو یاد کرتے تھے
... لوگون کا طریقہ ہو فافہم واللہ تعالے اعلم۔ اور بھی شیخ قرشی رحنے بیان کیا کہ ہر مشتاق برابر اپنے محبوب کو یاد کرتا ہو اس حد تک
... اس طریقہ پر اسکو عار دلاتے ہین پس یا تو مرتا ہو تب مراد پاتا ہو یا جیتے جی قرب محبوب مین پہونچ جاتا ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ جس
... کی جو خواہش ہو وہ اسکا مطلوب ہو پس اگر خواہش شدید ہو تو طالب عاشق اور مطلوب محبوب کہلاتا ہو پس اگر مطلوب یا محبوب
... بہتر ہو تو مستحسن ہو اور نا اگر فانی و ہالک ہو تو طالب و مطلوب دونون خراب ہین۔ اور مرکر وہی طالب مراد پاتا ہو جسکا مطلوب باقی ہو
فافہم۔ اور مترجم کہتا ہو کہ بعض احادیث سے ثابت ہو کہ اللہ تعالے کو یہانتک یاد کرو کہ لوگ تمکو مجنون کہین اور صحاح مین ہو کہ بہتیرے
پریشان بال گرد آلود وہ اگر کسی کے دروازہ جاوے تو اسکو للکار دے وہ اللہ تعالے کے نزدیک ایسا معزز و مکرم ہو کہ اگر کسی بات کے
ہو جانے پر قسم کھالے تو اللہ تعالے اسکو پورا کر دے۔ حضرت انس بن النضر ایک جلیل القدر صحابی ہین جو انس بن مالک خادم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے انھون نے کہا تھا کہ لا یا رسول اللہ واللہ لاتکسر ثنیۃ الربیع یعنی رُبیّع دخترنے کسی دوسری دختر کے
دانت اگلے توڑ دیے تھے اور دعوے کے وقت ہر چند مخاصمین سے کہا گیا کہ ارش پر راضی ہو جاوین نہ مانے پس ربیع کے والد حضرت
انس نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ ربیع کے دانت توڑ دینگے نہین یا رسول اللہ قسم اللہ تعالے کی آپ نہین توڑینگے دانت ربیع کے۔
آپ نے فرمایا کہ ای انس کتاب الٰہی مین قصاص منصوص ہو پس مخاصم لوگ ارش پر راضی ہو گئے اور قصاص چھوڑ دیا تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے کے بندون مین ایسے ہین کہ اگر اللہ تعالے پر قسم کھالیوین تو اللہ تعالے پوری کر دیتا ہو۔ رواہ البخاری
الحدیث من ثلاثیاتہ۔ شیخ نے کہا کہ بعض کے نزدیک عشق مین ہلاک لذیذ ہو تو خوف کیا ہو گا۔ مترجم کہتا ہو کہ بعض نے حدیث روایت
کی عاشق عفیف اگر مر جاوے تو شہید ہو گا۔ قلت قالوا موضوع ولعلہ من کلام بعض الصوفیۃ واللہ اعلم وما یشہد علیہ
من القصۃ ذکرنا ہا فے تفسیر قولہ والذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان الآیہ۔ قولہ قال انما اشکوا بثی وحزنی الے اللہ
... اسرار ... کا معاملہ میرا حق عزوجل کے ساتھ ہو جس نے بلاء و قہر دیا اس نے قوت دی اور آسمان و زمین و عامہ انسان
... پس تم سے بیان نہین ہو سکتا ولہذا قال واعلم من اللہ ما لا تعلمون۔ اور اللہ تعالے کی طرف شکوہ سے غرض
... سے اسی کی طرف شکوہ ہو اور یہ بمانند قولہ علیہ السلام اعوذ بمعافاتک من عقوبتک۔ سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ حزن
... بلکہ فراق یوسف پر جو صدمہ ہوا تھا وہ قلب سے کشف ہوتا تھا۔ اور شیخ نے کہا کہ شاید اللہ تعالے کیطرف سے
... ہوا ہو کہ عنقریب ان اولاد گمشدہ کو پہونچا دیگا بدلیل کلام ما بعد جو واسطے تجسس و تلاش کے ہو اقول کلام الٰہی تعالے سے
... دیا ... یوسف۔ شیخ ابو عثمان نے کہا کہ مین اللہ تعالے سے علم حقیقت جانتا ہون اور تم نہین جانتے ہو
... ہو۔ اور بعض نے کہا کہ مجھے معلوم ہو کہ اللہ تعالے اہل اضطرار کی دعا قبول فرماتا ہو۔ اقول یہ قول ظاہر تفاسیر
... ہمارے ... لوگ بھی اسکو جانتے ہو گئے۔ القصہ انکو جواب دیا کہ میرا شکوہ اللہ تعالے سے ہو

Marfat.com

اور میرے علم کو تم نہین جانتے ہو پھر فرمایا

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـٔسُوْا [illegible]

ای میرے بیٹو جاؤ اور کھوج لگاؤ یوسف اور اُسکے بھائی کا اور [illegible]

اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

بے شبہہ نہین ناامید ہوتے ہین اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مگر ایسی قوم جو اُس سے منکر [illegible]

اس آیت مین صاف اشارہ کیا کہ یوسف زندہ موجود ہی تم اسکا کھوج لگاؤ تو ظاہر قولہ اعلم من اللہ ما لا تعلمون [illegible]
چنانچہ اسکے بعد ہی کہا کہ۔ یٰبَنِيَّ ای میرے بیٹو۔ جن لوگون نے پہلے ملامت کی تھی کہ یوسف کی یاد مین ہلاک [illegible]
ہو جاؤگے اور بعضون نے وہان احتمال کیا تھا کہ کہنے والے اور گھر والے ہونگے شاید اسوجہ سے کہ حضرت یعقوب [illegible]
پس اگر پیغمبر تھے تو عدم علم کیونکر ہوگا حالانکہ اصلی نبوت تو یعقوبؑ کو تھی اور یہ اگر پیغمبر تھے تو تابع تھے اور بر تقدیر علم [illegible]
کہ انکو باوجود پیغمبری کے یہ علم نہ دیا گیا ہو پس کچھ تکلیف کی ضرورت نہین ہی اور انھین بیٹون کو یہان خطاب کیا کہ ای میرے [illegible]
جاؤ۔ ظاہراً تیسری مرتبہ اناج کے لیے جانے کی بھی ضرورت تھی پس اسی مین اسنے کہا کہ جاؤ فَتَحَسَّسُوْا تفحص وتلاش کرو [illegible]
يُوْسُفَ وَاَخِيْهِ یوسف سے اور اُسکے بھائی سے تحسس بحاء مہملہ وہر دو سین مہملہ کسی چیز کو حواس سے پانے کی غرض [illegible]
اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ نیک بات کی تلاش مین تحسس کہتے ہین۔ اور بُری بات مین تجسس بجیم بولتے مترجم کہتا ہو کہ اس بنا پر جن لوگون نے
قولہ علیہ السلام لاتجسسوا ولاتحاسدوا ولاتباغضوا الحدیث مین تحسس بحاء مہملہ خیال کیا ہی مناسب نہوگا کیونکہ مقصود امور معاصی سے
احتراز ہی اللھم الا ان یراد المنع عن التفحص فیما یاتیہ اخوہ المومن من الخیر لما یقضی ذلک الی الشر بالانتشار بحیث یشار الیہ بالانامل فلتامل
القصہ انکو حکم دیا کہ جاکر یوسف و اُسکے بھائی کی اسطرح تلاش کرو کہ تمھین کچھ حواس سے احساس ہو مثلاً آنکھون سے دیکھو
یا کانون سے پتہ سنو۔ پھر مترجم کہتا ہی کہ یہان اہل التفسیر نے یہ نہین لکھا کہ فقط یوسف و اسکے بھائی بنیامین کی خصوصیت کیون [illegible]
حالانکہ بڑا بیٹا بھی ترک وطن کر چکا تھا اور اگر کہا جاوے کہ اسکی اقامت مصر مین معلوم تھی تو بنیامین کی بھی قید معلوم تھی اور [illegible]
تو ممکن ہی کہ یوسف علیہ السلام کے واسطے درحقیقت تھا اسی ذیل مین بنیامین کو بھی شامل کر دیا ورنہ بنیامین کے واسطے [illegible]
نہ تھی پس جواب اسکا کئی طور سے ممکن ہی اول آنکہ اصل اسف واندوہ انکو یوسف پر تھا لہٰذا انکا تحسس مقدم کیا اور [illegible]
بنیامین کا تھا انکو یوسف کے ساتھ شامل کر دیا اور چونکہ بڑے بیٹے کی بہ نسبت بنیامین کی حالت زیادہ اہتمام [illegible]
بنیامین کی طرف توجہ دلائی کہ کسی حیلہ وتدبیر سے رہا کر کے لانے کی فکر کرو بخلاف بڑے بیٹے کے کہ [illegible]
بھائیون کو خود ہی انکا خیال زیادہ تھا سوم وہ خود چلے آسکتے تھے اور مترجم کے نزدیک یہ بیان اعلم من اللہ ما لا [illegible]
مخفی رکھا اور کہا کہ جاکر اب غور سے تحسس کرو یعنی حواس سے ادراک کرنے کی کوشش کرو [illegible]
جاکر یوسف کو پہچانو اور اُسکے ساتھ ہی بنیامین ہی اور یہ مدارک ادراک لطیف سے [illegible] کے قائل [illegible]
السموات والارض الآیہ۔ خلاصہ یہ کہ اول حکمت الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب [illegible]
آنحضرت علیہ السلام نے اشارات مین گفتگو کی کہ تمھارا ایجانا مجھے غمگین کرتا ہی [illegible]

[illegible] بعدہ ثنا فاحین کے انکو پرخلاف کردیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ادھر یہ امتحانات
[illegible] حضرت یعقوب علیہ السلام پر امر مکروہ وسخت سے فیضل وانعام ہوتا رہا اور فراق کے صدمات پورے
[illegible] حکم سے حضرت یوسف نے جدا کرلیا اور حکمت بالغۂ آلہیہ سے ان بزرگون کا علم تعلیم آلہی جہانتک
[illegible] اپنے خیالات مین مستغرق رہے ولیکن انھین کے ہاتھون انکی تدبیر مخالف انکی مراد کے حسب مشیت
[illegible] کو کید فرمایا فی قولہ کذلک کدنا لیوسف - پھر جب کرم وفضل آلہی سے دونون پیغمبرون کے مراتب پورے ہوئے
[illegible] سب کو اپنے ارادۂ قدیم کے موافق پاک کرکے مجتمع کرنا چاہا تو پیغمبر علیہ السلام نے بھائیون کو جو ندامت مین غرق
[illegible] سے سخت شرمندہ ہوچکے تھے آگاہ کردیا کہ تم اپنے خیالات کے پابند ہو اور مین علم آلہی عزوجل سے وہ جانتا
[illegible] نہین جانتے ہو اسی واسطے ابتدائے وقت مین نہ کنعان کے کنوئین مین تلاش کیا اور نہ کسی سے استمداد چاہی جب وقت آیا
[illegible] یوسف وانکے بھائی کو جو اس سے بھیجا تو کہ اب تمھارے حواس کا پردہ دور ہونے کے قریب ہو مگر تجسس سے نہ خود احساس سے
[illegible] نے خالی کی تعیین پہلے سے انکی تمہید کے ساتھ تعلیم کردیا۔ **وَلَا تَايْئَسُوا** مت یاس وناامیدی کرو **مِن**
رَّوْحِ اللهِ - اللہ تعالے کی رحمت سے یعنی اللہ تعالے کے فضل سے قالہ قتادہ۔ یا اللہ تعالے کی کشایش سے قالہ ابن زید
[illegible] ایک عقیدہ ایمانی پر تنبیہ کردی کہ **إِنَّهُ** بیشک بات یہ ہو کہ - **لَا يَايْئَسُ مِن رَّوْحِ اللهِ** نہین ناامید ہین اللہ تعالے
[illegible] رحمت سے - **إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ** مگر وہی قوم جو کافر ہین - ان لوگون کو تنبیہ کردی کہ اللہ تعالے کی رحمت سے کوئی مایوس
[illegible] مگر جس نے کفر کیا وہ مایوس ہی تو یہ دو طرح سے ہی ایک تو اسطرح کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ اللہ تعالے تمام گناہ بخشدیتا ہی بقولہ تعالے
لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا - حتی کہ اگر کوئی بندہ سراسر گناہ ہوجاوے تو بھی وہ مغفرت آلہیہ کا مستحق ہی اور حدیث صحیح مین ہی
[illegible] لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالے دوسری مخلوق اور پیدا کرتا جو گناہ کرتے اور جب وہ توبہ واستغفار کرتے تو انکو بخشدیتا - رواہ فی الصحاح
[illegible] معنی یہ ہین کہ اگر تمکو بھی اللہ تعالے مثل فرشتون کے مخلوق فرماتا کہ تم گناہ نہ کرتے تو دوسری اور مخلوق پیدا کرتا جنکی لجاجت وگڑگڑاہٹ سے
[illegible] ہو کر انکو بخشتا کیونکہ مغفرت کرنا اسکی صفت پاک ہی اسکا ظہور ضرور گنہگارون کو پیدا کریگا اور یہ مقام بھی عوام آدمیون پر جنکے دل مثل
[illegible] رون کے بے سمجھ ہین مثل مسئلہ تقدیر کے مشکل ہوگیا ہی اور تعجب تو یہ ہی کہ یہودی ونصرانی نہین سمجھتے ہین اور اپنے آپ کو خود مختار
[illegible] تے ہین اور دیکھو کہ ہم اتنا پوچھتے ہین کہ اللہ تعالے جس نے تمام آسمان وزمین ودریا وپہاڑ وسارا جہان وعجائب غرائب پیدا
[illegible] ہین اور ہر طرح کی سردی گرمی بیماری وتندرستی کہ جس سے آدمی عاجز ہی پیدا فرمائی ہین اور اگر ایک پھول بلکہ پتی ٹوٹ جاوے تو
[illegible] بھلا بتلاؤ کہ وہ جاہل تو نہین ہی - ضرور کہو کہ نعوذ باللہ تعالے وہ علیم حکیم ہی وہ ہرگز جاہل نہین ہی جہل تو
[illegible] لگانا کفر ہی ایسا اعتقاد کافر کا ہوگا ہمارے خالق ذوالجلال کی شان مین جہالت کبھی صادق نہین ہوسکتی ہی
[illegible] وہ جاہل [illegible] - اب ہم پوچھتے ہین کہ بھلا اس سال کیا کیا روز ہوگا تمام جہان مین ہر ہر شہر مین ہر ہر گاؤن مین
[illegible] کون کون پیدا ہوگا ہر گھر مین کیا کیا ہوگا ہر روز اور ہر گھنٹہ وہر منٹ مین تو جواب مین کہو کہ اللہ تعا
[illegible] اسکو جانے وہی عالم الغیب ہو وہی جانتا ہی - تم نے سچ کہا اللہ تعالے تمکو ایمان پر
[illegible] اور جس ہیأت سے واقع ہونا اللہ تعالے کے علم مین ہی اسی طور سے واقع ہوگا

بھلا اور طور سے کیسے ہوسکتا ہی اگر اور طور سے ہو تو اللہ تعالے کا علم غلط ہو جاوے [illegible]
اب ہم تم ٹھیک راہ پر ہین اب سنو کہ ہم اسی کو تقدیر کہتے ہین کہ اللہ تعالے کے علم مین ہو کہ [illegible]
اور ایسا عالم ہوگا یا ایسا کریگا اتنا رزق پاویگا اور جو گناہ کریگا وہ بھی اللہ تعالے کے علم مین [illegible]
والسلام تو جو کوئی اللہ تعالے کو اپنا رب مانتا ہی وحدہ لاشریک جانتا ہو اُسکے گناہ بخشے جاوینگے [illegible]
ہوگا اور جس نے اللہ تعالے کو اسطرح نہ مانا تو وہ مایوس ہی اور دوسری طرح مایوسی کافر کی یہ ہی کہ [illegible]
کشایش چاہتا ہی اور تم جانتے ہو کہ اُنکو کچھ بھی قدرت نہین تو وہ اللہ تعالے کی رحمت سے مایوس ہوا حقیقت مین [illegible]
منتظر ہوا جنکو کچھ اختیار ہی نہین ہی - اس تمام بیان کا مبنی یہ ہی کہ یہ کلام حقیقت واقعیہ کا بیان ہی اور خلاصہ یہ ہی کہ [illegible]
رحمت سے مایوس نہو کیونکہ تم جانتے ہو کہ مسبب الاسباب قادر قیوم ہی ایسے طور سے دیتا ہی جہان گمان نہو کیونکہ [illegible]
کیے ہوئے ہین اور تاثیر اسی کی قدرت مین مسخر ہی پس تم مومن ہو تو مایوس نہو کیونکہ تم جانتے ہو کہ مایوس ہونا اللہ تعالے کی رحمت [illegible]
کافر قوم ہین اور اسی طرف ظاہر کلام بیضاوی راجع ہی کہا کہ اللہ تعالے کی ذات وصفات کا عارف کسی حال مین [illegible]
اور بعضے علماء نے اسکو کافرون کا فعل بیان کیا چنانچہ سراج مین کبیر وغیرہ سے لایا کہ کافرون سے مراد وہ ہین کہ [illegible]
اور لکھا کہ ابن عباس رضی نے فرمایا کہ مومن اپنے پروردگار کی طرف سے نیکی پر ہی کہ مصیبت کے وقت اس سے امیدوار [illegible]
وقت اُسکی حمد کرتا ہی اور کافر اُسکے برخلاف ہی - مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ مومن کا حال کیا اچھا ہی کہ [illegible] اسکو ثواب ہی
مصیبت مین صبر کیا تو ثواب پایا اور آسانی مین شکر کیا تو ثواب پایا مترجم کہتا ہی کہ یہان تک تو تفسیر سابق سے کوئی خلاف نہین [illegible]
سراج مین کبیر وغیرہ کا استدلال لایا کہ اللہ تعالے کی رحمت سے یاس ہونے کی فقط یہی صورت ہی کہ کافر نے اعتقاد کیا کہ [illegible]
پیدا کرنے والا پوری قدرت نہین رکھتا یا سب باتون کو نہین جانتا ہی یا وہ بخیل ہی اور ان مین سے ہر ایک بات کفر ہی تو [illegible]
یاس انھین تینون مین سے کسی بات سے ہوتا ہی اور ہر ایک کفر ہی تو معلوم ہوگیا کہ مایوس وہی ہوگا جو کافر ہی مترجم کے نزدیک [illegible]
تفسیر اول ہی اور دلیل اسپر قولہ تعالے اخذناہم بغتۃ فاذاہم مبلسون - اور قولہ فاذاہم یقنطون - اور نظیر اسکی دوسری آیت [illegible]
ربہ الا الضالون - اور اسکی تفسیر گذر چکی اور محتمل ہی کہ کلام سراج بھی اسی طرف راجع کیا جاوے اور حاصل یہ ہی کہ جب اللہ تعالے
اوپر ایمان ہی نہین رکھتا تو اُسکی رحمت کا بھی امیدوار نہین اور جو لوگ نام کو اللہ تعالے پر ایمان کا دعوے کرتے ہین اور [illegible]
تو وہ اسی گمان کے پابند ہین اور پھر بھی درحقیقت اللہ تعالے وحدہ لاشریک سے امیدوار نہین بلکہ اپنے [illegible]
ہین پھر بھی اُنکو رحمت سے مایوسی ہی اور واضح ہو کہ رحمت کا اطلاق کبھی دنیاے فانیہ کی چیزون [illegible]
کل مخلوق شریک ہی اور کافر بوجہ عدم ایمان کے اللہ تعالے سے اس بات مین مایوس ہی [illegible]
آخرت و نعماے باقیہ پر ہوتا ہی اور اس سے کافر بوجہ کفر کے مایوس ہی کما ذکرنا [illegible]
جو اس رحمت پر ایمان نہ لایا اور کوئی محروم نہین ہی حدیث ابوہریرہ مین ہی کہ اللہ تعالے [illegible]
غالب ہوگی صحیحین - دنیا مین سو جزو کا ایک جزو اسوقت ظہور ہوا اور اتنا [illegible]
و صحیح احادیث دربارہ رحمت و ثواب جمیل بہت ہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] آسانی اور سختی کی راہ مین سوار ہو بلکہ ایسی دوری مین سوار ہوئے جہان اسکو جانا
[illegible] مین ہی کہ جو لوگ رحم کرتے ہین اللہ تعالے انپر رحم فرماتا ہی۔ حدیث مین ہی کہ جو کوئی لوگون پر
[illegible] صحیح مین ابو ہریرہؓ سے ہی کہ رحمت کسی کے دل سے نہین کھینچی جاتی مگر اسی کے دل سے
[illegible] جگر ہو یعنی جاندار جانور ہو اسپر رحم کرنے مین ثواب ہی القصہ حضرت
[illegible] کی رحمت سے مایوس مت ہو اور یوسف علیہ السلام و اُسکے بھائی کو ڈھونڈ ہو پس
[illegible] لیے کچھ خفیف بضاعت لے گئے آخر اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے انکو کامیاب
فرمایا جیسا کہ حق تعالےٰ نے بیان فرمایا

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ
[illegible] اے عزیز سو پہنچا ہم کو اور ہمارے لوگون کو قحط اور لائے ہین ہم بضاعت
مُزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ
[illegible] پورا کیل اور تصدق کردے ہم پر بیشک اللہ تعالےٰ نیک بدلا دیتا ہی صدقہ دینے والون کو
قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ قَالُوا أَإِنَّكَ
[illegible] یوسف اور اسکے بھائی کے ساتھ جسوقت کہ تم ناسمجھ تھے بولے کہ اپنی کیا تو
لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَٰذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ
[illegible] فرمایا کہ مین یوسف ہون اور یہ میرا بھائی ہی ضرور ہم پر اللہ تعالی نے احسان کیا بیشک جو
يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ
[illegible] اللہ تعالےٰ رائیگان نہین کرتا ہی ثواب نیکوکارون کا بولے قسم اللہ تعالیٰ کی بیشک چھانٹ لیا تجھکو اللہ تعالیٰ نے
عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ
[illegible] فرمایا کچھ ملامت نہین تم پر آج کے روز بخشے اللہ تعالی تم کو اور وہ ارحم الراحمین
ع ۱۰ الرَّاحِمِينَ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ
[illegible] میرا کرتہ قمیص سو ڈال دو اسکو چہرہ پر میرے باپ کے جلد آوے دیکھتا اور لے آؤ تم لوگ میرے پاس اپنے اہل عیال کو سکر

[illegible] کا یوسف کو پہچاننا اور حسد و عداوت سے پاک ہو کر اپنی خطا کا اعتراف کرنا اور مغفرت
[illegible] اسطرح ہوا کہ جب یہ لوگ بتلاش یوسف موافق ارشاد والد بزرگوار کے روانہ ہوئے تو
[illegible] دلالت کرتا ہی کہ اس مرتبہ وہ لوگ والد بزرگوار کی فرمانبرداری پر مستقیم ہوگئے تھے
[illegible] اسپر متاسف و شرمندہ تھے اور نیت صادقہ سے تلاش یوسف و
[illegible] کا تجسس شروع کیا اور شاید کہ یوسف کی نسبت تو یہان انکو گمان بھی نہ تھا
[illegible] عزیز مصر کے پاس۔ یہی یوسف علیہ السلام تھے مگر وہ تو عزیز مصر جانتے تھے

Marfat.com

قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ بولے کہ اے عزیز۔ یہ کلمہ بطریق زیادہ ترحم [illegible]
حالی و پریشانی اپنی بامید ترحم بیان کی مَسَّنَا چھو گیا ہمکو یعنی پہونچگیا ہمکو اور اسکا ضرر ہمکو لاحق ہو گیا وَأَهْلَنَا
وعیال کو الضُّرُّ قحط۔ شاید کہ یہ تکلف اسوجہ سے ہو کہ اول مرتبہ بنیامین کی نسبت [illegible]
بلکہ طعام نہ ملنے کا خیال ہو پس ترحم دلایا کہ ہم قحط زدہ اور مصیبت میں ہیں۔ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ [illegible]
و حقیقت نقصان تھا جیسا کہ بعض سلف سے مروی ہے کہ کھوٹے درہم یا پنیر اور غیرہ تھا یا بطریق انکسار کے [illegible]
کہ بضاعت مزجاۃ یعنی قلیل اور یہی حسن رح سے مروی ہے فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ پس پوری دیدے ہمکو ناپ یعنی جیسے پہلے [illegible]
مرتبہ بھی ہمکو با وجود بضاعت مزجاۃ کے پیانہ ایفاء کردے اور چونکہ اسمیں استحقاق سے زیادت ہوئی لہذا کہا وَتَصَدَّقْ
اور تصدق کر دے ہمپر یعنی صدقہ دیدے۔ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ اللہ تعالے صدقہ دینے [illegible]
اچھا بدلا دیتا ہے۔ اہل تفسیر نے کہا کہ یوں نہیں کہا کہ تجھکو ثواب دیگا کیونکہ اُسکو مومن نہیں جانتے تھے۔ اقول یہ تکلف ہے بلکہ [illegible]
ایک دعاء کے طریق پر خصوصیت معلوم ہوتی ہے جسمیں احتمال ہے کہ اسکے حق میں ہو یا نہو بخلاف اس عام حکم بیان کرنے کے [illegible]
اور اسمیں تحریض زیادہ ہے جیسا کہ نزاک من المحسنین اور لا یضیع اجر المحسنین و اجر المصلحین وغیرہ میں ہے اور بیان ایمان کی ضرورت
نہیں ہے اسلیے کہ انھوں نے جزاء بیان کی اور جزاء نیک بدلا ہوتا ہے اور کافر کو بسبب اسکے دنیا اختیار کرنے کے دنیا ہی میں
بدلا ملجاتا ہے اور مومن کو آخرت کا عظیم ثواب ملتا ہے اور فضل کے طور پر دنیا میں بقدر ما یحتاج ملجاتا ہے اور صحیح ہے کہ نیکی کبھی ضائع نہیں
ہوتی ہے۔ سوال صدقہ مانگا تو دلیل ہے کہ انکے باپ پیغمبر پر صدقہ حلال تھا اور بیضاوی رح نے کہا کہ اسمیں اختلاف ہے کہ صدقہ [illegible]
فقط ہمارے پیغمبر محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے یا سب انبیاء پر ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ آیت دلیل ہے کہ دیگر انبیاء پر صدقہ
نہ تھا اور سفیان بن عیینہ رح نے اسی آیت سے استدلال کیا۔ و کما ذکر فی المعالم وغیرہا علاوہ اسکے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پہچان کتب سابقہ میں یہ مذکور تھی کہ اُنپر صدقہ حرام ہوگا تو ضرور ہے کہ آپ کے ساتھ مخصوص ہوا اور میرے نزدیک یہ امر مقطوع
کچھ اختلاف کی وسعت نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ تصدق علینا سے مراد صدقہ مالی نہیں ہے بلکہ بنیامین کو طلب کیا اور یہ [illegible]
رائے ہے نقل یا لغت کچھ اسپر شاہد نہیں اور تاویل بغیر ضرورت تحریف ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ صدقہ ایسے دینے کو کہتے ہیں جسمیں
کی نیت رکھی جاوے لہذا جو کوئی تمام مال بانٹ دے اور ثواب کی نیت نہو تو صدقہ نہو گا مسئلہ صدقہ دیکر واپس [illegible]
بعینہ اسکو فقیر سے مول لے لینا بھی مکروہ کہا گیا ہے بدلیل انکہ حضرت عمر رض نے گھوڑا اللہ تعالے کی راہ میں صدقہ دیا پھر خریدنا
چاہا تو آنحضرت صلعم نے منع کیا کہ اپنے صدقہ دیے ہوئے میں عود نہ کرے کما فی البخاری مسئلہ صدقہ کا ثواب [illegible]
و مردہ کو چاہے ہبہ کرے اللہ تعالے کی عنایت سے اُسکو پہونچ جاتا ہے اور اسمیں اہل السنۃ سب کا اتفاق [illegible]
صدقہ میں ہے اور حدیث میں شکر کے صدقہ بھی آئے ہیں جیسے راہ سے کنکر ہٹا دینا کسی کو [illegible]
ملنا اور مانند اسکے اور حدیث میں ہے کہ کسی حقیر چیز کے صدقہ کو حقیر مت سمجھو اور اپنے آپ کو [illegible]
کے عوض ہو۔ اب یہاں ان امور کا لحاظ ضرور ہے کہ نیت خالص کے ساتھ جہانتک ممکن ہو [illegible]
سے ہو صدقات کا ذخیرہ جمع کرے اور اگر کسی مردہ کو [illegible]

Marfat.com

... لیکن اس زمانہ مین اپنی نیت کو سنبھالکر علانیہ صدقہ دینا اس نیت سے کہ اور لوگ بھی ایسا کرین
... کا ثواب تو بالاجماع مردہ کو پہونچتا ہی پھر اگر ممکن نہو تو دعاے مغفرت اسکے لیے سب لوگ کرین اور اسکے
... درود کا ثواب پہونچاوے یہ فقط ایک بڑے گروہ حنفیہ کے نزدیک پہونچتا ہی اور چھوٹا گروہ
... شافعیہ مین سے بعض قائل ہین اور بہت نہین قائل ہین اسی واسطے جو لوگ سوم و چہلم مین برادری
... ہین اور آپس ہی یہ نیت کہ اگر نہ کیا تو بڑی ناموسی ہوگی بالکل شیطان کا فریب ہی جو مردون بچارون کو
... ثواب نہین پہونچنے دیتا ہی اور سیکڑون روپیہ تو فضول مین گیا اور مردے کے واسطے فقط قرآن مجید
... کم مرتبہ ہی اسی بندگان خدا وہ بات کرو جسپر تمام علماے حنفیہ و دیگر مذاہب کے علما رسب متفق ہین اور اسکا ثواب
... تعالے اعلم بالصواب - اوپر معلوم ہوچکا کہ صدقہ کا بدلا کبھی ضائع نہین ہوتا خواہ کافر صدقہ دے یا مومن - فرق یہ ہی کہ
... صدقہ کا بدلا انکو دنیا مین ملجاتا ہی اور مومن کو ثواب عظیم آخرت مین اور نیک بدلا دنیا مین ملتا ہی - بیضاوی و سراج وغیرہ
مین لایا کہ اگر کوئی پوچھے کہ حضرت یعقوب ؑ نے انکو حکم دیا تھا کہ یوسف ؑ کا تحسس کرین پھر وی لوگ شکوہ کیون کرنے بیٹھے تو جواب دیا گیا
... لگانے والا اسی طریقہ سے اپنی مراد ڈھونڈتا ہی اور یہان انھون نے اپنی عاجزی و تنگدستی و سخت محتاجی سے عزیز مصر کا دل
نرم کیا اور تدبیر نکالی کہ اگر وہ مہربان ہوا تو ہم اس سے مطلب بیان کرینگے اور اگر نہین تو خاموش رہینگے - اس سے معلوم ہوا کہ اپنی
حاجت کے لیے جائز طور پر حیلہ کرنا مباح ہی - ابن اسحٰق نے ذکر کیا کہ مجھ سے روایت بیان کی گئی کہ جب برادران یوسف نے بقدر
اپنی عاجزی و پریشانی بیان کی تو حضرت یوسف ؑ کے آنسو بھر آئے اور ضبط نہو سکا اور اپنے آپ کو ظاہر کر دیا - اقول یعنی حضرت
حق عزوجل کی طرف سے اجازت ملی کہ اب ظاہر کیا جاوے چنانچہ **قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ**
فرمایا کہ بھلا تم نے جان لی زشتی و برائی اُس فعل کی جو کیا تم نے یوسف ؑ کے ساتھ اور اُسکے بھائی کے ساتھ - **إِذْ أَنتُمْ جَاهِلُونَ**
اُس زمانہ مین کہ تم جاہل تھے - یعنی انسے اقرار کرایا کہ تم نے اپنی جہالت کے وقت مین جو فعل یوسف و اُسکے بھائی سے کیے اب تم نے
انکی زشتی معلوم کرلی - اور زمانہ جہالت کا ذکر انکا ایک عذر بیان کیا اپنی طرف سے یعنی تم سے نادانی مین دونون کی نسبت برائی صادر ہوئی
تاکہ بہت شرمندہ نہون اور ایک عذر بھی پاجاوین جسکا خود اقرار فرمایا - اور بعض اہل قصہ نے ذکر کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے
... کے بارہ مین ایک خط عزیز مصر کے نام تحریر کیا تھا اور ان بھائیون نے زبانی انکے درد و اندوہ اور دائمی حزن و گریہ
... بیان کیا تھا اسپر حضرت یوسف ؑ سے ضبط نہو سکا اور ظاہر فرما دیا اور امام رازی ؒ نے کہا کہ واللہ تعالیٰ اعلم کہ اسمین سے
... محتمل ہی کہ بعض اسمین سے صحیح ہو - مین کہتا ہون کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ کا اندوہ شدید
... معلوم ہوتا تھا و اصح یہ ہی کہ اخفا کرنا بھی بامر الٰہی تھا اور جب برادران یوسف اپنے فعل پر شرمندہ ہوئے اور باپ کے
... ہوئے تب صحیح ہی کہ اللہ تعالےٰ نے اظہار کا حکم دیا اسی واسطے انسے اقرار لیا کہ جو فعل تم نے کیا اسکی قباحت
... بعض ... کہا کہ جاہلون کہنا اسوجہ سے تھا کہ جب انھون نے حضرت یوسف ؑ کے ساتھ کیا جو کیا اسوقت
... لیکن ... کلام کیا دو وجہ سے اول یہ کہ اسوقت انکا لڑکپن نہ تھا اور دوم برادران یوسف ؑ
... کے ساتھ برائی سے شاید یہ مراد ہی کہ جب صواع اسکی رحل سے نکلا تو کہنے لگے کہ راحیل کی

Marfat.com

اولاد کی طرف سے برابر پھر مصیبت ہی آتی رہی یا شاید یہ کہ دعوت میں اسکو تنہا چھوڑا [illegible]
چنانچہ یوسف نے انکو اپنے ساتھ ملا کر اپنے آپ کو ظاہر کر دیا اور کہا تھا کہ ان لوگون کے فعل [illegible]
کہنا بطریق تحقیق ہو یعنی حقوق نفس سے جاہل ہو کر تم نے یہ افعال کیے اس لیے کہ جس سے [illegible]
چنانچہ قولہ عزوجل من عمل منکم سوء بجہالۃ - مین مصرح ہو واضح ہو کہ علماء کے اقوال سابق مین مختلف [illegible]
نہ پہچاننے کی کیا وجہ تھی - ایک جماعت نے چالیس برس کا زمانہ گزرنے و ہیات و وضع مین اختلاف [illegible]
کہا کہ خود زبانی اُنسے قریب سے گفتگو نہین فرمائی اور بعض مشائخ نے کہا کہ معرفت نبوت ایک نعمت [illegible]
ولیکن اسپر یہ اعتراض ہو سکتا ہو کہ کفار قریش تو محمد مصطفےٰ صلعم سرور انبیاء کو جانتے تھے اور جواب یہ ہو سکتا [illegible]
برادران یوسف ؑ کے اور مترجم نے زعم کیا کہ شاید چہرہ پر بخوف فتنہ زنان مصر کے نقاب رکھتے ہون - اور ایسی [illegible]
اس مرتبہ رکھی گئی تھی کہ اُسکو بھی شاید نہین پہچانا بقاعیؒ نے کہا کہ اس مرتبہ آنحضرتؐ نے انکے جواب مین بغیر ترجمان کے [illegible]
جواب دیا اور - قَالُوٓا کہنے لگے کہ - ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ آیا آپ تو یوسف ہین - قَالَ اَنَا يُوْسُفُ
فرمایا کہ مین یوسف ہون اور بڑھایا کہ - وَهٰذَآ اَخِيْ اور یہ بنیامین میرا بھائی ہو یعنی ایک مان سے [illegible]
لوگ فقط باپ کی طرف سے بھائی ہو - شاید اُنھون نے بنیامین کو بھی نہین پہچانا تھا - تو تصدیق و تحقیق کے لیے انہیں ظاہر کر دیا [illegible]
اس بیان کے لیے تمہید مناسب کر دی کہ - قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا بیشک اللہ تعالےٰ نے ہم دونون پر احسان [illegible]
ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ دنیا و آخرت کی نیکیان ہمارے واسطے جمع فرمائین اور بعض نے کہا کہ یعنی ہم دونون کو بعد جدائی کے یکجا کر دیا [illegible]
اول اچھا ہو کہ ہر طرح کے انعام الٰہی کا احسان مانا اور پھر عام نصیحت ملی ہوئی تنبیہ کر دی کہ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ بیشک جو شخص کہ تقویٰ [illegible]
یعنی بچتا و پرہیز کرتا ہو - ابن عباس رضؓ نے کہا کہ زنا سے - مجاہدؒ نے کہا کہ ہر طرح کی معصیت سے جسمین زنا بھی شامل ہو وَيَصْبِرْ
صبر کرتا ہو ابن عباس رضؓ نے کہا کہ بغیر جورو یا کسی عورت کے ضبط پر صبر کرتا ہو اور مجاہدؒ نے کہا کہ قیدخانہ پر صبر کرتا ہو [illegible]
کہ احکام الٰہی تعالےٰ کی پابندی مین جو مشقت نفس پر ہوتی ہو اسپر صبر کرتا ہو تو - فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ
ای لایضیع اجرہ - اللہ تعالےٰ رائگان نہین کرتا نیک بدلا نیکی کرنے والون کا - معلوم ہوا کہ نیک کام کے عوض [illegible]
استحقاق نہین بلکہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہو کیونکہ جو فعل اس سے سرزد ہوا وہ اللہ تعالےٰ کے مخلوق ہاتھ پانون وغیرہ [illegible]
سے ہوا اگر ہوتا تو ان چیزون کی ناشکری بھی ہوتی تو یہ شکرانہ ہو گیا اب زیادہ ثواب احسان و منت ہو پھر [illegible]
نیکی پر مستعد ہون اور ظاہر کر دیا کہ تقوے و صبر کرنے سے آدمی محسنین مین سے ہو جاتا ہو پس خلاصہ یہ ہو [illegible]
اسکے بعد جو احکام بجا لانے کے ہین انکی مشقت نفس کو بہت معلوم ہوتی ہو تو اسپر صبر کے ساتھ ثابت قدم [illegible]
کے ہین اُنسے بچا رہے تو درجہ محسنین کا پاوے اور آیت مین اشارہ ہو کہ نیک کامون [illegible]
رکھنا مقدم ہو ولیکن جاننا چاہیے کہ یہ فقط نوافل طاعات مین ہو کیونکہ فرض و واجب کا ترک کرتا [illegible]
دو شخص ایسے ہین کہ ایک تو فرض و واجب ادا کرتا ہو نوافل نہین پڑھتا مگر معاصی سے بچا رہتا [illegible]
ادا کرکے تہجد و نوافل بہت پڑھتا ہو لیکن بعض معاصی بھی کرتا ہو تو ان مین اول اچھا ہو [illegible]

Marfat.com

[illegible]ون بعهدهم اذا عاهدوا والصابرين فی الباساء والضراء الآیۃ مین مذکور ہین ۔ واضح ہو کہ عبادت الٰہی عزوجل
[illegible] حرب و زنا و قمار و رشوت وغیرہ سے بچنے مین ہی ایسے ہی ظاہر و باطن کے کل کامون مین عبادت و
[illegible] کرنے مین بھی ثواب ہی جبکہ نیت نیک ہو تو اب جاننا چاہیے کہ حدیث صحیح مین آیا کہ احسان
[illegible] گویا تو اسکو دیکھتا ہی پس اگر تو نہین دیکھتا ہی تو وہ تجھے دیکھتا ہی کمافی الصحاح تو اس سے بیان ہی کہ
[illegible] کہ اللہ تعالے مجھے دیکھتا ہی ۔ مدارک مین بعض آیات کی تحت مین اور مترجم نے تحت قولہ لنقصن
[illegible] بیان کیا ہی کہ احسان ایمان والے کے لیے یہی ہی کہ اللہ تعالے کے علم و حضور و شہود کے ساتھ کام کرے پس
[illegible] ہی سے تجھکو احسان کے معنی جو حدیث مین ہین ظاہر ہوئے ۔ اور یہین سے تجھکو یہ بھی معلوم ہوا کہ قولہ حین یستغشون
[illegible] صدورہم ما یخفون ۔ مین حالت جماع و قضاے حاجت کے وقت شرم سے پردہ کرنا مذموم و مستنکر قرار دیا کیونکہ
[illegible] مخفی ہو جانے کا خیال خلاف ایمان و معرفت ہی جبکہ اللہ تعالے کو ظاہر و باطن کا علیم و خبیر و بصیر یقین رکھنا چاہیے فافہم
[illegible] حضرت یوسف علیہ السلام نے متنبہ کیا کہ متقی و صابر کو ثواب جمیل ملتا ہی تو برادران آنحضرتؑ نے علم و معرفت و ہدایت
[illegible] کیا اور قسم سے تصدیق کی اور ۔ قَالُوا کہنے لگے ۔ تَاللّٰهِ قسم ہی اللہ تعالے کی لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا
[illegible] تجھکو اللہ تعالے نے برگزیدہ فرمایا ہمپر یعنی علم تقوے و نبوت و حسن ظاہری و باطنی و بادشاہت دنیا و آخرت کے لیے ۔
[illegible] اس آیت سے دلیل نکالی کہ نبوت سب سے بڑا منصب ہی اسکے سامنے باقی صفتین سب کالعدم ہوتی ہین پس اگر یہ
[illegible] نبی ہوتے تو ایسا نہ کہتے ۔ ولیکن اس استدلال مین خدشہ ہی اسوجہ سے کہ اصلی نبوت حضرت یعقوب علیہ السلام کو تھی پھر اصلی
نبوت حضرت یوسفؑ کو ہوئی اور باقی جو انبیاء ایک وقت مین چالیس پچاس تک ہوتے تھے وہ اتباع ہوتے تھے اسی واسطے
[illegible] امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہین یعنی میرے بعد پیغمبر کوئی نہو گا بلکہ علماء کثرت سے ہر وقت ہادی و
[illegible] ہونگے واللہ اعلم ولیکن اس سے یہ لازم نہین کہ انکے نبی ہونے کا اعتقاد قطعی کیا جاوے اس لیے کہ یہان قطعی دلیل چاہیے ہی
[illegible] احیاء مین اور بعض دیگر نے اپنی تالیفات مین انکی نبوت کا قول لکھا ہی اور امام رازی و اُسکی تبعیت مین صاحب سراج وغیرہ
[illegible] انکار کا رجحان کیا ہی واللہ تعالے اعلم بحقیقۃ الحال ۔ اور اہل الحق بدلیل قولہ منہم ظالم لنفسہ و منہم مقتصد و منہم سابق بالخیرات
[illegible] اسکو بعید نہین کہا جاتا کہ وہ انبیاء کے درجہ پر خواہ ابتداء یا آخر مین فائز ہوئے ہون کیونکہ اسکی تفسیر مروی ہی کہ یہ
[illegible] درجہ ہین اور عالم ربانی جانتا ہی کہ جو سانس اسکی بغیر یاد حق گذری اسکا خسارہ ہ نفس پر بہت کچھ عائد ہوا جسکی قدر آخرت
[illegible] مین ظلم ہی اگرچہ عوام کی راہ سے ترک فرائض و واجبات یا ارتکاب محرمات و مکروہات سے یہ ظلم دور ہی فلیتامل
[illegible] تصدیق کی کہ بیشک تجھکو اللہ تعالے نے ہم سب مین سے برگزیدہ کیا ۔ وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ
[illegible] تھے یعنی جو تدبیر ہم نے سوچی کہ تجھکو دور کرکے ہمین باپ کی منظور نظر ہوکر صالحین ہو جاوین
[illegible] من بعدہ قوما صالحین ۔ تو اسمین ہم خطاکار ٹھہرے اور جو ہم نے تیرے ساتھ کیا وہ ہماری خطا تھی ۔
[illegible] نعمت یہ ہی کہ میراث نبوت جو بتوجہ والد بزرگوار پیغمبر کے یوسفؑ کو ملتی نظر آتی ہی اگر اسکو
[illegible] اصلی خطا اسمین یہی کہ نبوت تو اصطفاء حق عزوجل ہی کسی کے اختیار سے نہین ملتی ہی

Marfat.com

آیت مین صاف دلیل ہو کہ ولی ہونا بھی اصطفائیت ازلی ہو جیسے عالم ہونا کسی شخص کے
اختیار مین نہین کہ اپنے فرزند کو یا جسکو چاہے بجاے اپنے خلیفہ یعنی ولی کر دے اور
مشہور ہو کہ فلان ولی نے اپنی وفات کے وقت فلان کو سب دیدیا جاہلانہ وہم ہو دیکھو حضرت
حتی کہ دوزخی والئی رہا اور لوط علیہ السلام نے پائی اور آنحضرت صلعم کی خلافت حضرت صدیق اکبر
اپنے بیٹون کو نہین بلکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا پھر حضرت فاروق کے بیٹے
صالح تھے مگر انکو نہ ملی۔ علی ہذا اہل ایمان اس مقام کی فقہ سے ہدایت الٰہی تعالے لئے اچھی طرح سمجھ رکھنے مین
انکی فضیلت و اپنی خطا کا اعتراف کیا اور مکارم اخلاق نبوت مین سے ہے کہ باوجود ہر طرح قدرت کے نہ بھائیون
ملامت کی اور پہلے جو مذکور ہوا کہ ہل علمتم ما فعلتم بیوسف واخیہ الآیہ وہ ملامت کے قصد سے نہین ہو بلکہ انکو
بارگاہ کبریائی مین اپنی جہالت سے توبہ کرین کیونکہ قولہ من عمل منکم سوا بجہالۃ۔ کے بعد ہی علم ہوتے ہی توبہ کرے
پس وہ جہالت دراز ہوئی یہانتک کہ اب انکو علم پر تنبیہ کی کہ آگاہ ہوتے ہی توبہ کرین اسی واسطے انھون نے اپنی خطا کا
کرلیا اور دلیل اسبات پر کہ وہ قول فقط تنبیہ تھا اور ملامت کا قصد نہ تھا اگلی آیت ہو یعنی قولہ قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ
فرمایا کہ نہین ملامت و جھڑکی ہو تم پر آج کے روز۔ جب آج ہی نہین تو آیندہ کیا ہوگی۔ یہ اپنی طرف سے معافی ہو لیکن ادب
اور اپنی طرف سے مغفرت کو نہ کہا اور چونکہ انھین اللہ تعالے کی نافرمانی بھی تھی تو اللہ تعالے کی مغفرت کی دعا مانگی اور کہا
اللّٰہُ لَکُمْ بخشدیوے اللہ تعالے تمکو۔ یعنی جس خطا کا تم اسوقت اقرار کرتے ہو اور موت سے پہلے تم نے اپنے
مضمحل کرکے اقرار کیا ہو اسکو اللہ تعالے بخشدے اور لکم صلہ مغفرت آتا ہو یقال غفرلہ وغفرلی ربی اور عمدہ ہو کہ مغفرت کا
بندہ ہی کے واسطے ہو پس اللہ تعالے بندہ کی طاعت سے جیسا مستغنی ہو ویسا ہی اسکی معصیت سے بے پروا ہو بلکہ ہر ایک کا
بندہ ہی کی طرف راجع ہو۔ سوال ہو کہ دعا بفعل ماضی آتی ہو پس غفر اللہ لکم۔ کی جگہ یغفر اللہ بصیغہ مستقبل کیون فرمایا۔ تو بعض نے
انکو راہ بتلائی کہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرین اور امید دلائی بقولہ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ اور اللہ تعالے جسکے سوا
معبود نہین ہو وہ رحم کرنے والون سے بڑھکر رحم والا ہو مترجم کہتا ہو کہ ان لوگون کی خطا مین تین تعلق ہین ایک تو خود حضرت
جنپر ظلم ہوا۔ دوم والد بزرگوار جنکو سخت تکلیف پہونچی سوم نافرمانی حق عزوجل کی پس اپنا حق معاف کیا اور جناب باری تعالے
مغفرت کی دعا مانگی ولیکن بصیغہ مضارع تاکہ والد بزرگوار کا ادب باقی رہے کہ وہ اپنی نبوت کے ساتھ
اسی واسطے ان بیٹون نے اُنسے استغفار کی درخواست کی ہو چنانچہ آیندہ آویگا انشاء اللہ تعالے یہان
برادران یوسف کی مذکور نہین۔ تو واضح ہو کہ حقیقت توبہ کی درگاہ باری تعالے مین رجوع ہو ندامت کے
ہرگز صادر ہونے کے لائق نہ تھا پس انھون نے ٹیڑھی راہ سے مُڑکر سیدھی راہ کا قصد کیا
ظاہر ہو اور اہل الحق نے کہا کہ ظہور صفت قہر سے بندہ عصیان مین سرگردان ہوجاتا
ونورانیت سے راہ راست نظر آنے لگتی ہو تو اپنی کجروی پر نادم و پشیمان ہوجاتا ہو
اور جب یہ بات ہو تو اللہ تعالے نے فرمایا لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الآیۃ

[illegible] التواب علیہ انہ ہو التواب سے یہی معنی ہیں کہ اللہ تعالے نے اسپر ہدایت کے ساتھ
[illegible] تبارک و تعالے ہوا ہیں جب اس نے برحمت ہدایت فرمائی تو بندہ رجوع لایا۔ یہان سے
[illegible] گناہ کرنے اور نادم رہے یہانتک کہ حق عزوجل اپنے کرم سے انکو اُسکے نامہ اعمال
[illegible] دن میں مسافر غافل سوگیا اونٹ گم ہوا اُس نے ڈھونڈھا نہ پایا پھر مایوس اسی پیڑ کے
[illegible] پایا اسقدر خوش ہوا کہ بندہ کی توبہ کرنے سے اللہ جلشانہ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ حدیث
[illegible] کے مانند ہو جاتا ہے جسپر کوئی گناہ نہین ہے۔ واضح ہو کہ جو کوئی اپنے گناہ کو جان بوجھکر توبہ نہ کرے
[illegible] جسکو ہوش آیا اور گناہ کو دیکھکر اپنی موت یاد آئی اور نادم ہوکر اُس نے توبہ کر لی تو وہ
[illegible] شیطان کے بار بار اسکے دل پر اندھیاری ڈالکر گناہ کے غار مین ڈھکیلنے سے ستر بار دن مین گناہ
[illegible] گناہ مین دوسرے کا حق جان یا مال کا نہ لگا ہو جیسے شراب پینا وہ آسان ہے بہ نسبت رشوت و
[illegible] دوسرے مظلوم بندے کا بھی حق تباہ کیا گیا ہو۔ ولیکن جو شخص ایسے حقوق سے زیربار ہو گیا ہو وہ توبہ
[illegible] ارحم الراحمین ہے چنانچہ حدیث سے ثابت ہے کہ حق تعالے مظلوم کی نظر سے پردہ اُٹھا کر نہایت نفیس نعمتین
[illegible] ہین اگر چاہے تو اپنے اس بھائی کو اپنا حق معاف کردے وہ فوراً معاف کر دیگا بلکہ احسان مانیگا پس اگر بندۂ
[illegible] تو بہ کرے اور مغفرت کے لائق بنجاوے اللہ تعالے کریم و رحیم ہے۔ حدیث صحیح مین اگلی امت کا
[illegible] خون کیے اور نادم ہوکر ایک عالم سے توبہ پوچھی اُس نے مایوس کر دیا کہ بھلا تیری کیا توبہ
[illegible] اسکو ایک دوسرے شہر کے بڑے عالم کے پاس پتہ دیا وہ چلا راہ مین گیا
[illegible] دوسرے شہر کی طرف قریب تھا تو رحمت الٰہی سے حکم ہوا کہ اسکو رحمت کے فرشتے لیوین
[illegible] (تنبیہ) واضح ہو کہ جس شخص نے یہ گمان کیا کہ ابھی نہین پھر توبہ کر لینگے وہ سمجھے کہ اُسکے دل پر
[illegible] اور ڈرے کہ وہ قہر کے اندھیرے مین دھنستا چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اسقدر ہزار رون
[illegible] معلوم کہ ہمیشہ سے چٹ پٹ دم نہ نکلجائیگا اور کیا یہ جان بوجھکر قہر کے ساتھ جرأت کرتا ہے
[illegible] لذت تھا و شیطان دشمن کا ساتھی بنا ہے۔ توبہ کی فضیلت و توبہ کرنے والے آدمی کی نیکی
[illegible] کثرت سے حدیثون مین آئی ہین اور یہ دعوے محض خراب ہے کہ ہم کبھی گناہ نہ کرینگے۔
[illegible] بگڑا ہو یہ وہم نہ کرو کہ ابھی نہین پھر توبہ کر لینگے جسکے بعد کبھی گناہ نہ کرینگے کیونکہ گناہ کرنا
[illegible] جب مردود کیا گیا تو اس نے پروردگار جلشانہ کی عزت و قہر کی قسم کھائی کہ مین آدمیون کو گناہ
[illegible] کو چھوڑونگا جبتک اور ہیر نے جدے نہ رہینگے تو ارحم الراحمین تبارک و تعالی نے
[illegible] جب تک مجھ سے توبہ مانگینگے۔ اب جو کوئی توبہ نہین کرتا اور اسکو کسی زمانہ پر اُٹھا
[illegible] اللهم رب اجعلنا من التوابین واجعلنا من المتطہرین۔ دوسرا مقام ہے کہ
واضح ہو کہ انبیا علیہم السلام کے اخلاق مین سے ہے کہ جو کوئی اُنکے ساتھ برائی

کر چکا اسکو قابو کے وقت معاف کرتے ہین اور ترس کھاتے ہین کہ یہ شخص اسوقت [illegible]
اُسکے ہاتھون سے سرفراز تھے تو اس نیکی کا شکر ادا نہوا اب بدلا لینے مین عیب ہو اور [illegible]
ٹھہرا۔ حدیث مین ہو کہ خلق عظیم یہ ہو کہ جس شخص نے تجھسے ملاپ چھوڑا تو اُس سے [illegible]
نہ رکھا یا ضائع کیا تو اسکو عفو کردے اور جس نے تیرے ساتھ بدی کی ہو اُسکے ساتھ [illegible]
سے بڑھکر اُنکی روح باطن کا حسن بڑھا ہوا تھا جب بھائیون کو پہچان گئے تو کیسی مہربانی سے [illegible]
اقرار کیا کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے ہم سب مین سے بزرگ کر لیا۔ اور ہم بیشک بلا شبہہ خاطی [illegible]
دعا فرمائی۔ پس عارف کے نزدیک تو ایسے برتاؤ مین روحانی خوشی و لذت ہو لیکن عوام جنکا نفس [illegible]
تو انکو علماء رحمہم اللہ تعالےٰ نے آہستگی سے فہمائش کی ہو اور انکی باطنی بد صورتی کی تصویر [illegible]
ہون اور جانور نفس انکے قابو مین رہے تاکہ سیدھے جنت کی راہ چلے جاوین ورنہ جب تک نفس [illegible]
اپنے گھر کی راہ نہ پاویگا بلکہ جہنم مین لیجاویگا کیونکہ شیطان اسکو رنگ رنگ کی نمائش دکھلا کر جہنم کو بلا لے [illegible]
فنهلك وابدنا قبل ذلك انت ارحم الراحمين۔ تیسرا مقام یہ ہو کہ ارحم الراحمین جو اللہ تعالےٰ عز و جل کی تعریف [illegible]
بندہ عارف جانتا ہو کہ رحمت حقیقت مین صفت آلٰہی جل شانہ ہو اور حدیث صحیح سابق گذری کہ [illegible]
دنیا مین ظہور ہو جس سے مان اپنی اولاد پر اور جانور اپنے بچون پر رحمت و شفقت کرتے ہین اور [illegible]
یہ حال ہو کہ مادر مہربان اپنی اولاد کو آگ مین ڈالنے پر کبھی راضی نہوگی تو اب قیاس کرو کہ اللہ تعالےٰ [illegible]
کسقدر رحمت و کرم رکھتا ہو اب سمجھ دیکھو کہ کسی مخلوق کو خالق سے کچھ مناسبت نہوئی مگر جب تک [illegible]
جتنی مخلوق نظر آتی ہو سب کی رحمت و شفقت و پیار و ترس ملا کر سب سے بڑھکر اللہ تعالےٰ کو [illegible]
جسکو بیوقوف سے بیوقوف بھی سمجھ گیا اور جو بندے کہ اولیاء ہین یعنی نہایت عقیل ہین وہ [illegible]
کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کا کوئی مشابہ نہین اور اسکی صفات کی کہین مثل نہین ہو وہ وحدہ لا شریک [illegible]
طریقہ اسطرح ہو کہ پہلے توبہ و استغفار کرے اور دعا ایسی صفات کے ساتھ مانگے جو رحمت [illegible]
ای جبار ہمکو بخشدے بلکہ یون کہ ای ارحم الراحمین ای کریم ای غفور رحیم ہمکو بخشدے۔ [illegible]
تجھے بخشدے وہ غفور کریم ہو کیونکہ مغفرت کو ذات پاک اللہ عز اسمہ کی طرف نسبت [illegible]
لا شریک ہمارا خالق مالک ہو اور حدیث صحیح مین ابو ہریرہ رض سے روایت ہو کہ آنحضرت [illegible]
کہ بندہ نے گناہ کیا پس استغفار کیا کہ اللهم اغفرلی ذنبی۔ ای اللہ میرے مجھے میرے گناہ [illegible]
نے گناہ کیا اور جانا کہ اسکا پروردگار ہو جو گناہ بخشدیتا ہو اور گناہ پر [illegible]
میرا گناہ مجھے بخشدے پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہو کہ میرے بندہ نے گناہ کیا [illegible]
مواخذہ فرماتا ہو الحدیث اسمین چار مرتبہ کے بعد فرمایا اگر چاہے مین [illegible]
اپنی صحیح مین روایت کیا ہو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حق سبحانہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] ایمان رکھو کہ حضرت پاک باری تعالے جل جلالہ کی
[illegible] مغفرت اپنے پروردگار سے جو اُسکا اور ہمارا
[illegible] کی روایت مین ہی کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] سے دعا کرے اور امید وار رہیگا مین تجھے بخشتا رہونگا چاہیے
[illegible] گناہ آسمان تک ہو پہنچ گئے ہون پھر تو مجھ سے مغفرت مانگے مین
[illegible] پاس تمام زمین بھر کے گناہ ساتھ لا دے لاپھر تو مجھسے ملا اس حال سے
[illegible] تمام زمین بھر مغفرت دونگا - رواہ الترمذی - پس شرک مت کرو اور گناہ تو
[illegible] اس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر تم گناہ نہ کرتے تو
[illegible] گناہ کرکے مغفرت مانگتے پس انکی بخشش فرماتا - اہل حق جانتے ہین کہ صفت پاک
[illegible] وہ اللہ تعالے عزوجل کا بندہ نہ رہا تو اسکا استغفار بھی کچھ شمار مین نہ رہا مگر اُنکہ شرک
[illegible] شیطان کا ہو وہ یہ ہی کہ اللہ تعالے کے نیک بندون کی طرف سے لوگون کے دل مین طرح طرح
[illegible] اولاد دیدین وہ چاہین مارڈالین وہ چاہین جلادین - ارے لوگو وہ تو اللہ تعالے کے نیک
[illegible] کی جناب مین شرک کیے جاتے ہو - رازق و زندگی موت دینے والا اولاد دینے والا تمھارے فعل کا
[illegible] ہوسکتا ہے کہ دیکھو کہ اگر کوئی یہ کہے کہ ارے ظالم گنہگار تجھے اللہ تعالے نہ بخشیگا تو یہ شخص
[illegible] جانے مین بھی اُسکے مثل بندہ رب ہون مجھے کیا معلوم بخشیگا یا نہین - اب درا دین کی
[illegible] احتیاط رکھو - حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] بھائی بندی تھی پس انہین ایک گنہگار تھا اور دوسرا عبادت مین سرگرم تھا جب وہ گناہ
[illegible] ایک روز اُسکو بڑے گناہ مین دیکھا تو کہا کہ بس کر اُس نے کہا کہ مجھے میرے پروردگار پر
[illegible] اُس نے کہا کہ واللہ تجھکو اللہ تعالے نہین بخشیگا یا یون فرمایا تھا کہ اس نے کہا کہ واللہ
[illegible] اللہ تعالے نے دونون کی روحین قبض فرمالین جب دونون آخرت مین جمع ہوئے
[illegible] اس چیز پر قادر تھا جو میرے قبضہ مین ہی (یعنی مغفرت یا جنت یعنی تو نے کیونکر
[illegible] میری رحمت سے جنت مین داخل ہو اور عابد کے واسطے حکم دیا کہ اسکو دوزخ کو لیجاؤ
[illegible] ایسی بات زبان سے نکالی کہ اس ذرا سی بات نے اسکی دنیا و آخرت برباد کردی -
[illegible] چھوٹ گیا مترجم کہتا ہی کہ یہ کلمہ صفت غفاری کی جناب مین شرک تھا
[illegible] جناب مین شرک ہوتا ہو اے رب ہمارے ہمکو شرک و کفر و نفاق سے
[illegible] ارحم الراحمین - القصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے انکے لیے
[illegible] وبیضاوی وغیرہ نے نقل کیا کہ آنحضرت علیہ السلام انکو صبح و شام اپنے

ساتھ دعوت مین بلاتے تھے تو انھون نے عرض کیا کہ ہم [illegible]
شان مین سرزد ہوئی ہی تو کرم ذاتی سے انکو کھلا [illegible]
نگاہ سے دیکھتے ہین اور کہتے ہین کہ سبحانہ اللہ اسکی کیا شان ہی کہ ایک غلام [illegible]
وجہ سے مشرف ہوا اور اب انکی آنکھین کھلین کہ اللہ اللہ یہ شخص کس طرح [illegible]
بیٹا ہی - واضح ہو کہ جب بھائیون نے آپ کو کنوئین مین ڈالا اور [illegible]
نے اپنی وحی فرمائی تھی کہ لتنبئنهم بامرهم هذا وهم لا يشعرون - تو وہ حکم مقدر آلہی اسوقت [illegible]
وگمان بھی اسوقت نہ تھا اور اس سے سمجھدار کو معلوم ہو سکتا ہی کہ جو انعام واکرام [illegible]
فرمایا ہی اسکی واقعی تاویل آدمی کے وہم مین نہین آسکتی ہی - القصہ کمال خلق [illegible]
اونکے لیے مزید احسان عمیم کا بندوبست کیا اور بظاہر وحی آلہی عزوجل سے حکم دیا کہ اذْهَبُوا [illegible]
فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي پس ڈالدو اسکو میرے باپ کے چہرہ پر يَأْتِ بَصِيرًا [illegible]
روایت ہی کہ اسی بھائی نے کہا کہ مین یہ قمیص شفا بھی لیجاؤنگا جو خون آلودہ قمیص [illegible]
اور اہل قصہ نے روایت کی کہ یہ قمیص پیراہن جنت تھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ [illegible]
اللہ تعالے کی طرف سے جنت کی قمیص لاکر پہنائی اور یہ حریر جنت کی تھی پھر بعد انکے حضرت اسحاق [illegible]
کو ملی اور مترجم کہتا ہی کہ شاید بڑی بہن کے انتقال کے بعد ملی ہوگی - الغرض یعقوب علیہ السلام [illegible]
گلے مین ڈالے رکھتے کہ نظر بد سے حفاظت رہے پس جب بھائیون نے کنوئین مین ڈالا [illegible]
قصہ مین دیا ہن مذکور ہی کہ بھائیون نے قمیص اوتار لی تھی تو جبرئیل علیہ السلام نے انکو حضرت ابراہیم [illegible]
قمیص گلے سے کھولکر پہنادی ہوگی پس جب یہ وقت آیا تو جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے [illegible]
پاس بھیجو کہ اسکی خوشبو سے ہر مریض کو شفا ہو جاتی ہی - مترجم کہتا ہی کہ صحیح میرے نزدیک [illegible]
اتاردی اور یہ اللہ تعالے نے معجزہ کرامت فرمایا اور یہ شان آلہی عزوجل ہی [illegible]
جمیع اخوتہ من الانبیاء اجمعین نے احد مین ایک صحابی کی آنکھ اپنے لب مبارک کو لگا [illegible]
اسی وقت اچھی ہوگئی اور پہلے سے تیز بینائی کبھی تا موت زائل نہوئی [illegible]
انکی قوت زائل نہوئی اسی طرح یہ مقام ہی اور جو روایات مذکور ہوئین وہ [illegible]
أَجْمَعِينَ اور میرے پاس لے آؤ اپنے اہل وعیال کو سب [illegible]
رسین شامل ہین - یہ پہلا موقع ہی کہ سرزمین مقدس یعنی شام وبیت المقدس [illegible]
علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اولاد اسرائیل کے ساتھ جہاد کرکے شام سے [illegible]
جہاد کیا اور آخر بنو اسرائیل کی سرکشی سے اللہ تعالے نے چالیس برس [illegible]
حضرت موسی وہارون کا انتقال ہوا پھر یوشع بن نون علیہ السلام [illegible]

Marfat.com

[illegible] نزول ذکر کرین بلکہ قتل کر دین یہانتک کہ حضرت عیسے علیہ السلام پر توریت کی شریعت رہی مگر چند احکام
[illegible] جہاد منسوخ رہا یہانتک کہ آنحضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم پر فرض ہوا اور
[illegible] تھے کہ آخر زمانہ مین حضرت عیسے علیہ السلام کا نزول ہوگا اور امام مہدی علیہ السلام مع لشکر کے عام جہاد ہوگا
[illegible] مصر سے کنعان کو روانہ ہوئے بعض نے کہا کہ آٹھ فرسخ کی مسافت تھی اور صحیح یہ ہے کہ اسی فرسخ دوری تھی
[illegible] مین مذکور ہوا اور ظاہر یہ ہے کہ یہودا تیزی سے آگے بڑھے اور باقی لوگ آہستہ سے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے ف
[illegible] من یوسف واخیہ - یعقوب علیہ السلام چشم باطن سے مقدور غیب دیکھتے تھے کہ عنقریب زمانۂ وصال آتا ہے پس انکو
[illegible] دیا کہ ربانی خواطر سے اور روح دو قلوب سے نہ اپنے نفوس امارہ سے ڈھونڈھو اور اخلاص کے ساتھ تلاش کرو کیونکہ وہی
[illegible] اخلاص سے طالب ہو - قولہ لاتایئسوا من روح اللہ - رحمت الٰہی سے مایوس مت ہو اور قدرت الٰہی کا یقین رکھو کہ اگر وہ
[illegible] اللہ تعالے ایک دم مین زندہ کرسکتا تھا کیونکہ اسکا یقین نہونا کفر ہے لہذا کہا کہ انہ لاییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون
[illegible] ایمان کے درجہ مین کسی کو یاس ہو تو اسکے نفس امارہ کا غلبہ ہے اور معرفت کے درجہ مین یاس ہونا قلب پر میل ہے قال المترجم
[illegible] لطیفہ ہے کہ انسے یاس دور کرنا گویا انکو غلبہ نفس امارہ سے خارج کرنا ہے اور غلبہ نفس ہی سے انسے سرزد ہوا جو ہوا تو اب زمانہ
[illegible] کے وقت انمین نفس کے مغلوب و مضمحل کرنے کی استعداد ہو گئی فافہم - شیخ نے کہا کہ مقام معرفت مین جب عارف پر یاس
[illegible] جاتا ہے تو یہ توحید کا غلبہ ہوتا ہے کہ وہ قدیم پاک کو حدوث سے بالکل منزہ و مبرا رکھتا ہے پس اپنی ہستی کو نابود سمجھکر وصال و مشاہدہ
[illegible] مایوس ہو جاتا ہے اور یہ درحقیقت میل ہے مگر اس مقام مین یہ فنا کے بعد بقا اور فنا در فنا اور پھر بقا در بقا ہے پس حسن امید وصال
[illegible] مین مندرج ہے - شیخ جنید رح نے کہا کہ جب متواتر محنت ہوتی ہے تو امیدوارون کی امید پوری مضبوط ہوتی ہے جیسا کہ آیت سے ثابت ہے
[illegible] حدیث مین ہے کہ اللہ تعالے کی طرف سے کشائش کی امید رکھنا یہ افضل عبادت ہے - قولہ فلما دخلوا علیہ قالوا یا ایہا العزیز مسنا
[illegible] الآیہ - اشارات مین سے ہے کہ بوجہ غلبہ نفوس کے حجاب قہر سے فضل الٰہی یعنی وجود یوسف لقولہ ذلک من فضل اللہ علینا و
علی الناس [illegible] محروم و ارتکاب خطایا سے مضرت ہمکو اور ہمارے اہل یعنی وجود کے لوازم کو پہونچی اور بضاعت مزجاۃ یعنی ترع
[illegible] لائے ہین مگر اختلاط نفس سے کمال اخلاص نہونے سے بضاعت ناقص ہے پس اس نقصان کو لحاظ نہ فرماکر عفو کو پورا
[illegible] فضل ہے مسئلہ ارباب صلاح و ولایت کے سامنے اپنا افتقار و عجز ظاہر کرنا دلیل سعادت ہے کیونکہ ظاہر ملک دنیا
[illegible] کے سامنے زیادہ لائق ہے مسئلہ طالب علم کو عالم کے سامنے خلوص سے اپنا عجز و الحاح چاہیے تاکہ قبولیت
[illegible] چاہیے کہ حسن ارادت پر موقوف نہ رکھے کیونکہ مقام ابتدا مین یہ بضاعت کامل نہین ہوتی ہے اور کلمات لتعلیم صدقات
[illegible] مروی ہے - شیخ نے کہا ارباب وصال قدم ہمیشہ اپنے اعمال و افعال کو مغشوش و معلول رکھکر عجز و افتقار سے
[illegible] اور جسنے کرم و انعام اپنے اوپر بطریق صدقہ و فضل نہ دیکھا وہ مطرود ہے اور کیا تو نہین دیکھتا کہ صحاح احادیث
[illegible] طاعت - اور شیخ ابو سعید القرشی رح سے طویل کلام ذکر کیا جسکا خلاصہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا
[illegible] ملامت کرنا و عار دلانا نہین ہے - قولہ اذ انتم جاہلون - یہ عذر بتلا دیا - قولہ انا یوسف وہذا اخی -
[illegible] خالی ہوتے ہین اور مثل ایک جان دو قالب کے رہتے ہین اور جن قومون کو دکھا جاوے

Marfat.com

کہ انمین صدق و اخلاص براہ باطن نہین وہ ایمان سے خارج اور جنمین اتفاق ہوا دنیا جو [illegible]
ہین نہین دیکھا کہ مومن ایک دوسرے کی خیانت نہین کرتا اور جو اپنے لیے چاہتا ہو وہی [illegible]
برادرانہ ہین سب انمین مندمج ہین ولیکن مختصر تفصیل اوپر گذر چکی ہی۔ قولہ قدمن اللہ علینا۔ فضل و احسان
شامل کر دیے از انجملہ یہ کہ تم نے چاہا کہ مین مطرود ہون وہ نہوا بلکہ اللہ تعالےٰ نے احسان کرکے مجھے [illegible]
اور تمھارے مثل فعال قہر مین گرفتار نہ کیا بلکہ باوجود قدرت کے مین نے بدلا نہ لیا۔ اور ملک دنیا و آخرت [illegible]
معرفت و حکمت دیا اور نفوس اماّرہ کو مغلوب کرکے انکی غلامی سے آزاد اور بادشاہ کردیا اور اکرام الٰہی ہی کہ تقوے [illegible]
فرمایا۔ انہ من یتق ویصبر الآیہ۔ ابن عطاء نے کہا کہ ادائے فرائض پر صبر کرنا اور ارتکاب محارم سے بچنا تقوے ہی
لقد آثرک اللہ علینا۔ ظاہر تدبیر کچھ کام نہ آئی اور قدرت الٰہیہ غالب ہوئی اور تجھکو صورت و سیرت مین کامل اور دنیا و [illegible]
منزلت مین فاضل کیا۔ قولہ وان کنا لخاطئین۔ اشارہ ہی کہ خطا متضمن جہل ہوتی ہی تو ہم اسوقت غلبۂ تقدیر اور تیری [illegible]
غافل تھے۔ بعض نے کہا کہ حسن توفیق مین تجھے ہمپر مقدم و مشرف کیا اور کمال عصمت و حسن صورت و سیرت مین مکرم [illegible]
نبوت دیا۔ حضرت یوسفؑ نے انکا اعتذار سنکر مقادیر ازل کے اعتماد سے عفو کرم پر عمل کیا اور کہا۔ لاتثریب علیکم الیوم [illegible]
وقت ظہور علم و صفات حلم ہی نہ وقت عقاب و قہر و عتاب۔ پھر شیخؒ نے لکھا کہ یہان ایک اشارہ ہی کہ آخرت مین حق [illegible]
تمام اولین و آخرین کو جمع کرکے مقادیر ازل سے آگاہ فرما دیگا اور ہر ایک کے عذر کے بعد انکو عفو فرما دیگا کہ تم نے انھین [illegible]
کے موافق اعمال کیے جو تمھارے حق مین جاری ہو چکی تھین اور تم اسکو کیونکر دفع کر سکتے تھے۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہر مین یہان [illegible]
کہ انمین اہل شرک کفر و نفاق سب شریک ہین کیونکہ انھون نے بھی جو کچھ کیا ہو سب تقدیر ازل ہی پس انکی بھی مغفرت لازم آتی [illegible]
یہ صریح نصوص کے خلاف ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ نہین یہ نہین لازم آتا ہی اور تحقیق مقام یہ ہی کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے جس شخص
جس چیز کو جسواسطے پیدا کیا وہی انکی جبلت و طینت ہی اور ہر ایک اپنی اپنی طبیعت پر خوش ہی ولیکن ایک کو دوسرے [illegible]
نفرت ہی اور سابق مین شیخ محی الدین عربی رحمہ اللہ کی تحقیق گذر چکی کہ اہل جہنم کے طبائع کی موافقت اسی سے [illegible]
کیڑا اگر موری سے نکالکر گلاب مین ڈالا جاوے تو مرجاوے کیونکہ طبیعت جبلی موافق نہین بلکہ مضاد ہی پس اگر [illegible]
کرے کہ مجھے معاف کرو تمھارا یہ کرم میرے خلاف مزاج ہی تو عاقل کو سماعت کرنا چاہیے اسی طرح ہر ایک کافر و مشرک کا [illegible]
ہوگا اور اس سے درگزر کیجاویگی ولیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ جنت مین داخل ہوگا کیونکہ قبولیت عذر [illegible]
اور تقدیر ازلی مین اسکے لیے جہنم کی طینت قرار پائی ہی پس یہ عذر قبول ہوگا کہ تجھکو طینت جنت بدل لینے کا اختیار [illegible]
محل و مقام پر جاویگا اور اس سے یہ بھی لازم نہین آتا کہ عذاب مرتفع ہو جاویگا کیونکہ نجاست کا کیڑا اپنی [illegible]
عذاب مین گرفتار رہی اسی طرح اسکو جہالت ہوگی کہ جس حال پر اہل جنت ہین اسکے موافق نہین ہی اور [illegible]
اہل جنت سے انکار رزق مانگینگے کیونکہ دنیاوی پردہ مین اشتراک ایک عجیب قدرت ہے [illegible]
اصلی مرجع ہوگا فافہم واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ قولہ یغفر اللہ لکم الآیہ۔ اظہار جزم ہی کہ بعد عفو [illegible]
متیر کچھ عیب نہین جو تم نے کیا وہ سابقہ تقدیر سے میتر لکھا تھا تو تم ضرور اسکو کرتے [illegible]

Marfat.com

...یہ مراد نہین ہو کہ ہم تم سب محض مجبور ہین تو اس صورت مین یوسف علیہ السلام کی طرف سے
...کرنے پر مجبور ہین اور صواب وہی ہو جو اہل السنۃ کا قول ہو کہ یہان نہ جبر ہو نہ اختیار ہو یعنی کوئی شخص مثل
...نہین اور کوئی شخص مثل حق تعالے کے قادر نہین ہو پس فرقۂ جبریہ و معتزلہ وغیرہ سب خارج از حد اعتدال ہین شیخ
...نے کہا کہ اپنی طرف سے وہ لغزش یاد کی جو قید خانہ پسند کرنے اور اذکرنی عند ربک - وغیرہ سے ہوئی یعنی کیونکر تمکو
...وے تمہارے افعال پر اور جو خود کیا اس سے فراموشی کیجاوے شیخ شاہ کرمانی رح نے کہا کہ جو شخص مخلوق کی طرف نظر
...سے دیکھتا ہو تو وہ اُنسے مخاصمت و جھگڑا نہین کرتا ہو اور جو انکو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہو تو ناحق اُنسے مخاصمات و جھگڑا
...اپنی اوقات ضائع کرتا ہو - شیخ ابوبکر رح نے کہا کہ کرم کی شرط یہ ہو کہ جب قابو پاوے تو عفو کردے بدلا نہ لیوے اور جو کوئی عذر کرے
...قبول کرے اقول بعض ائمۂ سلف مثل شافعی رحمہ اللہ وغیرہ سے اقوال ہین کہ جو کوئی عذر قبول نہ کرے وہ گدھے کے مثل ہو
...رحمہ اللہ نے کہا کہ یوسف علیہ السلام نے اول ہی مرتبہ اُنسے تجاوز کرکے مغفرت مانگی اور یہ اسوجہ سے کہ انکو عتاب کے
...نہین دیکھا اور یعقوب علیہ السلام نے تاخیر کی اسوجہ سے کہ بسبب زیادت محبت کے انکو عتاب کیا تاکہ اثر اسکا باقی ہے -
اور کہا کہ جب مخاطبات سے فارغ ہوئے تو وصال والد بزرگوار مین اہتمام کیا اور یہ کرم ہو کہ پہلے بھائیون سے کلام کیا تاکہ یکایک
...سے شادی مرگ کا معاملہ نہو اور وہ تو بنظر باطن دیکھتے بھی رہے قولہ اذہبوا بقمیصی ہذا - قمیص بھیجنے کی حکمتون مین سے ایک یہ ہو
...یکایک وصال سے مدہوش نہون پس تدریج رہی اور قمیص سے نور عود کرنے کا خیال تھا بخلاف دیدار کے کہ اس سے فرط شوق
...ہیجان سے نور فنا ہوجانے کا احتمال تھا - اور کہا قمیص لباس جنت تھا پس قرب بساط عزت سے تعلق مرغوب ہا - اور نیز قمیص ہی
علامت ہلاکت بیان ہوئی تھی تو صحیح سالم قمیص سے اطمینان کیا کہ وہ صحیح سالم ہین - قولہ واتونی باہلکم اجمعین - خود باپ کے پاس حاضر نہوئے
...کیونکہ عدل و انصاف مخلوق مرعی تھا اور بارگاہ حق عزوجل مین طالب کی سعی انصاف ہو اور اسی سے شوق مین تزاید ہو - قال المترجم
...معلوم ہوا کہ یہ جملہ معاملات بوحی الٰہی ہوا ٹھیک معلوم ہوتا ہو پس حضرت یوسف ع نے باپ کی بینائی کے لیے قمیص بھیجی اور بھائیون
کو مع اہل و عیال کے بلایا کہ فارغ البال باپ کی خدمت کرین ثم قال تعالیٰ

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَن تُفَنِّدُونِ ۝ قَالُوا

...باپ نے کہا کہ مین پاتا ہون خوشبو یوسف کی اگر نہ ... بڑھاپے کے خلل حواس نہ کہو لوگ بولے

تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ۝ فَلَمَّا أَن جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ

...بھولے ہوئے ہو ... پھر جب پہنچ گیا خوشخبری لانے والا ڈالا وہ قمیص والدی یعقوب کے چہرہ پر

فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۖ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ قَالُوا ربع

...فرمایا کیا مین تم سے نہ کہتا تھا کہ بیشک مین تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے وہ بات جانتا ہون جو تم نہین جانتے ہو بیٹے بولے

يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ۝ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

...مغفرت کی دعا کیجئے ہم بیشک خطاوار تھے فرمایا کہ ہان عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت چاہونگا وہ بیشک بڑا بخشنے والا اور بڑا رحم والا

العیر - جب جدا ہوا قافلہ یعنی آبادی شہر سے باہر ہوا - یہ سب بھائی تھے جو قمیص لیے کنعان

Marfat.com

جاتے تھے تاکہ باپ کی آنکھین روشن ہون اور والدین یوسف اور اپنے اہل و عیال سمیت مصر کو
تو ہنوز قافلہ اسی فرسخ پر تھا کہ یہان اُسکے باپ حضرت یعقوبؑ نے کہا۔ ان لوگون سے جو یہان پاس تھے
کہ اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ۔ مین تو ضرور یوسف کی خوشبو پاتا ہون۔ حوالہ قمیص نے
کے تن مبارک سے پہونچی ہو۔ علماء نے کہا کہ خوشی کے وقت ہر مشکل بات آسان ہوتی ہو اور مصیبت سے
ہوتا ہو دیکھو کہ جب تک حکم حق عزوجل نہ تھا تو باوجود قافلون کے آمدرفت کے بلکہ دومرتبہ اسی قافلہ کے
بلکہ کنعان کے کنوئین سے ذرہ بھی خوشبو نہ آئی اور مصر سے پیراہن کی خوشبو سونگھی۔ اور ریح الصبا آج یہ خوشبو لائی
بار ہوا سے جھونکے آئے مگر کبھی خوشبو نہ ملی۔ روایت ہو کہ ریح الصبا نے جناب باری تعالے مین عرض کیا کہ مین
پہلے خوشبو پہونچاؤن پس اجازت دی گئی۔ صبا کے خواص ہین جنکا اسرار عارف باللہ تعالے جانتے ہین اور حدیث
نصرت دی گئی مجھکو صبا سے اور ہلاک کی گئی قوم عاد ہوا ے دبور سے رواہ فی الصحاح۔ اور حدیث مین ہو کہ ان لربکم فی ایام دہرکم
نفحات الا فتعرضوا النفحات ربکم۔ یعنی تمھارے ایام دہر مین تمھارے رب کی خوشبودار صبا کے جھونکے ہین تو تم انکے سامنے
پڑو۔ اس مقام سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خوشبو فقط حضرت یعقوبؑ کو محسوس ہوئی اور پاس والون مین سے کسی کو محسوس
نہوئی۔ پس آدمی کو صلاحیت و تقوے سے آپ کو لائق بنانا چاہیے اور یہی مراد حدیث بالا مین تعرض سے ہو۔ اور بعض نے
کہا کہ اس قمیص سے جنت کی خوشبو اُڑکر آنحضرتؑ کو پہونچی تو آپ نے جانا کہ وہی قمیص ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ اس تکلف سے کیا
مطلب ہو کیونکہ جس ایمان والے کو کچھ سمجھ ہو جب وہ یقین کریگا کہ اتنی دور سے فقط یعقوبؑ کو پہونچی تو یقین کریگا کہ یہ اسرار
الٰہی عزوجل بلاشبہہ و بیشک صحیح ہین شیخ ابن کثیرؒ نے عبدالرزاق کی روایت سے ابن عباسؓ سے ذکر کیا کہ جب قافلہ چلا
تو ہوا چلی اور اُس نے قمیص یوسف کی خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہونچائی پس آپ نے آٹھ روز کی راہ سے خوشبو پائی
حسنؒ و ابن جریجؒ نے کہا کہ درمیان مین اسی فرسخ کا فاصلہ تھا۔ مترجم کہتا ہو کہ سلیمان علیہ السلام کے قصہ مین منصوص ہو قولہ تعالے
ولسلیمان الریح عاصفۃ تجری بامرہ الآیہ و قولہ غدوھا شھر و رواحھا شھر الآیہ۔ اور مترجم کو اسوقت کے نیچرل یعنی قدرتی جہال سے سخت تعجب ہو
کہ ان مقامات مین کسقدر انکو شیطان بہکا کر گمراہ کرتا ہو حالانکہ زمین کے بارہ مین خود قائل ہین یعنی زمین بلکہ تمام یہ
مجموعہ گرد آفتاب کے گردش کرتی ہو حالانکہ پانی ایک بہنے والی چیز ہو پھر کیا وجہ ہو کہ پانی بہکر مثل باران کے نہین
پارہ پارہ نہین ہو جاتی ہو اور جب آفتاب کی کشش و خاصیت کو مانتے ہین تو انکو اللہ تعالے کی قدرت کا
کیون شرم آتی ہو۔ اس سے علاوہ آنکھون سے مشاہدہ ہو کہ کھاری و میٹھا سمندر جہان جہان ملے ہین وہ
اتصال ایک خط پر ہو وہان چارہ نہین کہ یہ جاہل لوگ ضرور اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالے کی عجیب
پانی نہین ملتے ہین وقد قال تعالے وبینھما برزخ لا یبغیان۔ ایسی ایسی قدرتین دیکھکر
کرتے ہین پس پاک ہو وہ اللہ تعالے جس نے پیدا کیا اور عجیب قدرت دکھلائی
بنا یا ہو۔ القصہ عجیب قدرت آلہیہ تھی کہ یعقوب علیہ السلام کو اس دوری سے خوشبو پہونچی اور
پوتے تاتیون وغیرہ سے کہا کہ مین یوسف کی خوشبو پاتا ہون۔ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ

[illegible] بڑھاپے سے عقل وحواس مین تغیر آجاتا ہے وہ فند ہے اور ابوعبیدہ نے کہا کہ سفاہت۔ اور ابن عباس [illegible] فرق [illegible] ابن الاعرابی نے کہا کہ ضعف رائے۔ خلاصہ یہ کہ اگر بڑھاپے کی بیوقوفی ورائے کا ضعف [illegible] مین ایکی خوشبو پاتا ہون۔ کشاف مین کہا کہ عورت کو مفندہ نہین کہتے بلکہ مرد کو مفند کہتے ہین اسواسطے کہ [illegible] نہ بھی جواب بڑھاپے مین مفندہ ہوجاوے مسئلہ علماء نے کہا کہ جب کسی فرزند کو کچھ حکم دے تو چاہیے [illegible] اگر تم ایسا کرتے تاکہ اگر نہ کرے تو نافرمانی کے قہر مین نہ پھنس جاوے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے [illegible] فرمائی کہ انکے حواس وعقل سے باہر تھی تو پہلے سے بنظر شفقت فرمادیا اگر تم مجھے فند کی جانب منسوب نہ کرو یعنی اگر [illegible] بڑھاپے سے اختلال حواس ہوگیا ہے تو مانو گے۔ ولیکن انکے زعم مین تھا کہ یوسف علیہ السلام مدت ہوئی کہ [illegible] گئے تو انھون نے اسی یقین پر قسم سے اسی پر جزم کیا۔ قَالُوا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ [illegible] کہنے لگے کہ قسم اللہ تعالےٰ کی آپ اپنے پرانے ضلال مین ہین۔ ابن عباس رضہ نے کہا کہ ضلال سے خطا مراد ہے یعنی اگلی غلطی مین [illegible] قتادہ نے کہا کہ یوسفؑ کی محبت مین کہ بھولتے نہین اور تمکو تسلی نہین ہوتی ہے اور کہا کہ ان لوگون نے بیہودہ کلمہ اپنے بزرگ پیغمبر علیہ السلام کو کہا جو انکو نہین کہنا چاہیے تھا۔ ضلال دراصل عرب مین عشق کو بولتے ہین جیسے فارسی مین دیوانہ وغیرہ الفاظ مستعمل ہین اور مراد انکی یہ تھی کہ وہی پہلے عشق مین مبتلا ہو اُسی سے یہ باتین کہتے ہو۔ وفی البیضاوی یعنی جیسے تم قدیم سے ٹھیک راہ سے ہٹ گئے ہو بسبب اُسکے کہ یوسف سے محبت مین افراط کرتے اور کثرت سے اسکا ذکر کرتے اور دوبارہ اُسکی ملاقات کی متوقع ہو۔ یہ تقریر بلاشبہہ بے ادبی ہے اور اگر صرف یہ مراد ہو کہ آپ قدیمی افراط محبت مین مبتلا ہونے کی وجہ سے ایسا کہتے ہین تو اسقدر افراط بے ادبی مین نہوگا اور یہ بطریق اصول حنفیہ اقرب ہے کیونکہ ضلال کے معنی راہ صواب سے ہٹ جانا اور افراط محبت سے ضلال دونون حقیقت ومجاز کا اجتماع ہے فافہم۔ خلاصہ یہ کہ ان لوگون نے اسکو صحیح نہ جانا اور افراط محبت پر محمول [illegible] فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ پھر جب بشارت دینے والا آپہونچا۔ مجاہد وسدی نے کہا کہ وہ یہودا تھے [illegible] قمیص لائے تھے کہ جیسے مین نے خون آلود قمیص لیجا کر باپ کو غم مین مبتلا کیا تھا ویسی ہی مین یہ قمیص جو خوشخبری اور صحت بینائی [illegible] خوش وخرم کرونگا اور کہتے ہین کہ قافلہ والون نے انکو تیزی کے ساتھ کچھ پہلے روانہ کردیا تھا پس جب وہ پہلے آپہونچے اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ اس قمیص کو باپ کے چہرہ پر ڈالا جسطرح کہ یوسف علیہ السلام نے حکم دیا تھا۔ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا [illegible] یعنی دوبارہ بینائی لوٹ آئی۔ بیضاوی رحہ نے کہا کہ خوشی کے سبب سے قوت کو جوش ہوا پس بینائی [illegible] بسبب اتباع کشاف معتزلی کے ہے جس نے ابیضت عیناہ۔ مین یہ تاویل کی کہ آنسوؤن کی ڈبڈباہٹ سے [illegible] نہین گئی تھی اور یہ کلام خود کاذب ہے کیونکہ ارتداد بصارت اسمین کچھ نہوگا بلکہ گویا آنسو بند ہوگئے۔ [illegible] کہ اسقدر اسکی قدرت سے ریح الصبا نے فقط یعقوبؑ کو یوسفؑ کی خوشبو پہونچائی اُسکی قدرت سے [illegible] نہین مخفی [illegible] کہ قوت بدن کی وجہ سے بینائی کا عود کرنا معقول نہین ہے اور یون کہنا چاہیے کہ یہ ایک [illegible] قدرت سے [illegible] ہے اور اس صورت مین قمیص جنت ہو یا نہو جیسے خوشبوے یوسف بامر الٰہی عزوجل [illegible] آئی اور فعل خود بینائی کا نہین ہوسکتا بلکہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ نے بینا کردیا جیسے

بولتے ہین کہ پودا بڑھ گیا حالانکہ اللہ تعالے نے اسکو بڑھا دیا پس جب [illegible]
تو دل باغ باغ ہوگیا اور اسوقت لوگون سے کہا کہ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ بھلا مین نے تم سے [illegible]
مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ مین جانتا ہون اللہ تعالے کی طرف سے وہ بات جو تم نہین جانتے [illegible]
انھون نے کہا تھا کہ یوسف کی یاد مین قریب مرگ یا ہلاک ہو جاؤ گے تو کہا تھا کہ مین وہ جانتا ہون جو تم نہین [illegible]
ان لوگون سے کہی جنھون نے خوشبوے یوسف پہونچنے پر ضلال قدیم کا وہم کیا تھا واضح ہو کہ یہ علم جو اللہ تعالے کی [illegible]
یا تو وحی سے تھا یا بطریق الہام وخواب تھا یا کشف نبوت تھا پس اگر وحی تھا تو اخفار کا بھی حکم ہوگا اور جو بطریق [illegible]
الہام یا خواب تھا تو یہ بھی انبیار علیہم السلام کے حق مین وحی کے حکم مین ہی اور اگر کشف نبوت تھا تو [illegible]
جنکو بندگان خاص اپنے ہی قلب مین مخفی رکھتے ہین اور انکشاف خود اختیاری چیز نہین ہی بلکہ [illegible]
علیہ الرحمہ نے خوب لکھا کہ کسی نے یعقوب علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ نے مصر سے بھیجے پیراہن سونگھی لیکن کنعان [illegible]
کیون نہ دیکھ لیا تھا تو جواب دیا کہ ہم لوگون کا حال بجلی کی چمک ہی جب کبھی چمکی دیکھ لیا اور جب نہین [illegible]
بندے حضور باری تعالے مین حاضر رہتے ہین اور یہان سے معلوم ہوا کہ یاد یوسف علیہ السلام انکے حق مین [illegible]
کے خیال کے موافق نہ تھی بلکہ وہ یاد حق تعالے تھی ورنہ کیونکر ایک پیغمبر برحق کی نسبت تیرا یہ گمان ہو کہ [illegible]
رہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کشف کے لیے کوشش کرتا ہی وہ مثل جوگی کے دور پڑا ہوا اور قاضی ثناء اللہ [illegible]
مولانا تراب علی کاکوروی اور دیگر اکابر نے تصریح کر دی کہ کشف قلبی ماسوائے صفات حق تعالے کے [illegible]
خصوص دنیاوی معاملات مین انقص ہی اور جو کوئی شریعت کی راہ پر ظاہر و باطن کے خطرات [illegible]
قائم مستقیم ہو وہ اولیٰ ہی اس شخص سے جسکا قدم طریقہ سنت سنیہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
کشف وکرامات رکھتا ہو اور دیکھو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اکمل واعلیٰ تھے اور سب سے [illegible]
تک کوئی ولی نہین پہونچ سکتا مگر انکو کشف وکرامات کی کچھ بھی تلاش تھی پس استقامت [illegible]
فرماوے آمین یا ارحم الراحمین - پھر جس شخص نے کشف سے انکار کیا وہ جاہل ہی تو نہین دیکھا [illegible]
جمعہ کے روز مدینہ کی مسجد نبوی مین کیونکر سرزمین نہاوند کے سردار لشکر ساریہ رضی اللہ عنہ کو آواز [illegible]
تو کیا تھا اور ساریہ رضہ و تمام لشکر نے وہان آواز سُنی پھر یہ کرامت نہ تھی تو کیا تھا [illegible]
واضح ہو کہ اگر علم یعقوب علیہ السلام زندہ ہونے یوسف کا اور انسے ملاقات ہونے کا کشف [illegible]
اول تو بیان ہو چکی کہ کشف از جانب حق عزوجل ہوتا ہی اور دوم یہ کہ کوئی علم [illegible]
دانی نہین ہی پس تنبیہ رکھی کہ مین اسکو اللہ تعالے ہی کی طرف سے جانتا ہون [illegible]
اوقات نماز مین ہون یا نہون جنت و دوزخ اور موسے علیہ السلام کو [illegible]
اسکے دیکھتے تھے چنانچہ صحاح احادیث سے ثابت ہین پس اہل علم واہل ایمان کو [illegible]
نہ کسی بندہ کے حق مین غیب دانی کا اعتقاد کرکے مشرک بنین اور [illegible]

[illegible] روایات اس مضمون کی بحث صریح احادیث صحاح مین موجود ہین پس
[illegible] گمان کہ وہ معترف ہیں قائم رہو اور نیک کی پہچان بھی اسی طریقہ پر کرو والسلام القصہ
[illegible] راے پر خفت و ندامت ہوئی جو انکو ضلال کی طرف نسبت کرتے تھے
[illegible] سراج مین لایا کہ سہیلی نے کہا کہ جو شخص بشارت لایا تھا اسکو حضرت
[illegible] اسحاق علیہ السلام کے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے تھے اور اسکا
[illegible] لطیف الطف فی اموری کلہا کما تحب و رضنی فی دنیای و آخرتی۔ اسکا ترجمہ اردو مین
[illegible] لطف کیا جاتا ہو تو سب سے بالا ہو تو مجھ بندے کے سب کامون مین لطف فرما جیسے تجھے پسند ہو
[illegible] دنیا ہو یا آخرت ہو۔ روایت ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بشارت لانے والے سے پوچھا
[illegible] اس نے کہا کہ مصر کا بادشاہ ہو فرمایا کہ بادشاہت لیکر مین کیا کرون یہ بتلا کہ حاکم مصر تو کافر ہی
[illegible] کیا کہ وہ دین اسلام پر مستقیم ہین پس خوشی مین اللہ تعالےٰ کی تعریف کی اور کہا کہ اب نعمت پوری
[illegible] فرمایا تھا کہ یتم نعمتہ علیک کما اتمہا علی ابویک الآیہ کیونکہ ہفت اقلیم کی سلطنت بدون ایمان
[illegible] بادشاہت ہو پس اہل ایمان کو چاہیے کہ عقل کی آنکھ سے آخرت کی سلطنت دیکھین
[illegible] آخرت کا بادشاہ ہو اور دنیا مین کون بادشاہ یا بادشاہون کا بادشاہ کہلاتا ہو جو اسی حال پر مرنے سے
[illegible] جہنم مین وہ خواہ کتے سے بدتر ہوگا تو انکو نعمت ایمان کی قدر ہو دیکھو حضرت یعقوب علیہ السلام نے
[illegible] کس دین پر ہی جب معلوم ہوا کہ اسلام پر ہی تو خوشی ہوئے تب بیٹون نے عرض کیا
[illegible] ابانا [illegible] کہنے لگے کہ اے ہمارے باپ۔ جو اولاد کے حق مین سب سے زیادہ شفیق ہوتا ہی
[illegible] ذنوبنا ہمارے واسطے مغفرت کی درخواست فرماوے ہمارے گناہون کی۔ یعنے
[illegible] گناہون کی بخشش مانگیے انا کنا خاطئین ہم لوگ بیشک خطاوار تھے۔ باپ سے عفو کی
[illegible] گنہندہ کے عفو کرنے سے جب ہی نجات ہو کہ حق تعالیٰ بھی عفو فرماوے اور
[illegible] درخواست جب فرماوینگے کہ خود عفو کرین اور اسوجہ سے کہ زیادہ اہتمام اور خوف کا مقام
[illegible] جس سے مغفرت آلٰہی کی زیادہ امید ہو۔ حدیث مین ہو کہ بندہ نے جب
[illegible] قبول فرماتا ہو مترجم کہتا ہو کہ دنیاوی زندگی مین اعتراف گناہ مستوجب
[illegible] نہ کرے اور خفیہ جناب باری تعالےٰ مین توبہ کرے اسکے سامنے
[illegible] یوسف علیہ السلام کا تھا وہ اسی قابل تھا کہ انھون نے
[illegible] سے کی قال سوف استغفر لکم ربی
[illegible] مغفرت مانگونگا۔ انہ ہو الغفور الرحیم
[illegible] نزدیک اسمین ایک نکتہ یہ بھی ہو کہ میرا عفو کرنا

یوسف کا عفو کرنا درحقیقت ظاہری ہوا ور بخشنے والا وہی رب تبارک وتعالے ہو اور یہ معنی
مین زیادہ مرجح ہین۔ پس ضمیر مذکو حصر کے لیے ہوگی ولیکن اسی معنی مین جو حدیث ذکر کی
مظلوم عفو کرے چنانچہ اس مقام پر بھی شعبیؒ کا قول کہا گیا ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اہل استغفار
تو شاید اسوجہ سے کہ انکو یہ معلوم نہ تھا کہ یوسف علیہ السلام نے عفو کردیا ہو حالانکہ مظلوم کا عفو کرنا شرط
نہین ہوسکتا تھا جمین جہالت کے معنی ہون۔ بعض نے کہا کہ فی الحال انکے لیے استغفار کیا تھا اور
استغفار کرتا رہونگا۔ مین کہتا ہون کہ اسکا شاہد وہ قول ہو جو وہب بن منبہ سے مروی ہو کہ کچھ اوپر بیس برس تک
جمعہ کو استغفار کرتے رہے۔ اور مین کہتا ہون کہ اس قول پر ظاہر ہوتا ہو کہ آنحضرتؐ کو استغفار کا کچھ جواب نہین ملا
کہا کہ آخری رات مین سحر کے وقت نماز پڑھ کر دعا مانگی کہ ای میرے رب بخشدے جو مین نے یوسف پر جزع وفزع کیا
کم کیا اور میری اولاد کو بھی جنھون نے یوسفؑ کے ساتھ برا کیا پس اللہ تعالے نے وحی بھیجی کہ مین نے تجھے اور انکو سب کو بخشدیا
مترجم کہتا ہو کہ قرآن مین تو صبر جمیل منصوص ہو پس اگر روایت صحیح ہو تو انکا جزع وفزع اپنی طرف منسوب کرنا بارگاہ کبریا کی
عظمت وجلال کے سامنے ادب وانکسار وعاجزی ہو اور ممکن ہو کہ باوجود اس جواب ملنے کے بھی استغفار کرتے رہے ہون
جیسے حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین ما تقدم وما تاخر سب کچھ معاف ہوگیا تھا مگر دن مین سو مرتبہ یا ستر مرتبہ
استغفار کرتے اور پوچھنے والون سے کہا کہ اگرچہ حق تعالے نے معاف کیا مگر شکر نہ ادا کرون یعنی یہ شکر ہو۔ قال الحافظ وابن مسعودؓ
اور ابراہیم تیمی وعمرو بن قیس وابن جریج وغیرہم نے کہا کہ سوف استغفر سے انکو سحر کے وقت تک امیدوار کیا۔ ابن جریرؒ نے
اپنے اسناد سے محارب بن دثار سے روایت کی کہ حضرت عمر بن خطابؓ اول سحر کے وقت مسجد مین تشریف لایا کرتے اور سنتے
کہ کوئی آدمی کہتا ہو کہ ای میرے پروردگار مجھ بندے کو تو نے بلایا یعنی ایمان لانے کو تو مین نے بدل وجان قبول کیا [illegible]
تو نے بندگی کے حکم دیے یعنی بوحی محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پس مین نے بسر وچشم فرمانبرداری کی یہی کچھ [illegible]
سحر کا ہو سو تو مجھے بخشدے۔ محارب نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے اس آواز کی طرف کان لگائے تو آخر معلوم ہوا کہ [illegible]
کے گھر سے آتی ہو پھر عبداللہ سے یہ معاملہ پوچھا تو انھون نے کہا کہ ہان سحر کی خصوصیت اسوجہ سے کہ [illegible]
اولاد کی مغفرت کے لیے سحر تک انتظار فرمایا تھا۔ اور ابن جریرؒ نے ابن عباس سے آنحضرتؐ صلعم کا قول [illegible]
تاخیر کی۔ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ شاید راوی کا وہم ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول بیان کیا [illegible]
واللہ اعلم۔ مترجم کہتا ہو کہ بعض علما نے کہا کہ جمعرات کے روز یہ گفتگو ہوئی تو تاخیر فرمائی [illegible]
واقع ہوئی۔ اور معالم وسراج مین ابن عباسؓ کا قول بیان کیا کہ استغفار کے لیے شب جمعہ تک [illegible]
کہ شاید انبیائے سابقین کو روز جمعہ کے فضائل معلوم ہون اور بوجہ حکمت ربانیہ کے [illegible]
یعقوب علیہ السلام نے شب جمعہ تک تاخیر کی یہ جانکر کہ در واقع شب جمعہ وروز جمعہ [illegible]
حدیث صحیح مین ہو کہ ہفتہ مین ایک روز عبادت کا یہود ونصاریٰ سے [illegible]
تعالے نے اپنی ہدایت سے بتلایا ہے اس سے ظاہر ہو کہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] شب مین مکنون فرمایا تھا اور اگلون کے لیے ایک روز معین کرلینا انکی پسند پر چھوڑا تھا [illegible] سے سحر کا روز مقرر کر لیا اور نصرانیون نے اتوار مقرر کیا اور چونکہ علوم اسرار قلبی ولطائف [illegible] پسند پر ہم گے غلطی تھی انکو چاہیے تھا کہ یہ درخواست کرتے کہ جو حضرت کبریا ذوالجلال والاکرام [illegible] پسند نہ تھا اس سے یہ لازم نہین کہ اگلے انبیا علیہم السلام کو بھی نہ معلوم ہو لہذا انھون نے دائمی [illegible] اپنے علم مین رکھا اور ظاہر شرع کا تقرر لوگون پر تھا تو جو انکی پسند پر حق تعالےٰ نے مشروع کر دیا [illegible] اور توجیہ مین نے اسواسطے لکھی کہ روز جمعہ اس امت کے خصائص سے ہے تو یعقوب علیہ السلام [illegible] اگر [illegible] وصیت توریت سے ہوئی اور اُنکا زمانہ حضرت موسےٰ سے بہت پہلے ہے فافہم اللہ تعالیٰ اعلم [illegible] علیہ السلام نے کسی خاص وقت تک جو قبولیت دعا کے اوقات مین سے ہے تاخیر کی ہو تو اصلی مقصود [illegible] شب جمعہ واقع ہوئی جیسے کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے [illegible] سحر کا وقت قبولیت ہونا معلوم ہوا ولیکن حضرت عبداللہؓ کو اس دلیل سے بڑھکر نص قرآنی کی دلیل [illegible] وبالاسحار ہم یستغفرون - یعنی اوقات سحر مین وہی لوگ اپنے رب سے استغفار کرتے ہین - سعدیؒ [illegible] ازبس کہ شب راندہ اند + سحرگہ خروشان کہ وا ماندہ اند - پس تمام رات جد وجہد سے طالب [illegible] استغفار کیا کہ بندۂ ناچیز کو اپنی کوشش سے حصول مطلوب کی جرأت کرنا جو غایت شوق مین واقع ہوا [illegible] بخشدے اور ہم تیرے ہی مدالظل کے سایہ مین اپنی مراد ملنے کی آرزو کرتے ہین پھر دن گذرا اور رات [illegible] ڈالا اور جذب شوق رہی ہوا سبحان اللہ یہ زندگی کیسی پاکیزہ ہے حیوۃ طیبہ سے حق عزوجل اپنے اولیا کو زندہ رکھتا ہے [illegible] کے وقت استغفار کرتے ہین - القصہ روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سحر کو انکے لیے [illegible] الٰہی سے سرفراز ہوئے واللہ اعلم - اور بیضاوی نے لکھا کہ یوسفؑ کا عفو کرنا معلوم ہونے تک تاخیر کی [illegible] اس روایت سے معلوم ہوتی ہے کہ مصر مین ہوکر حضرت یعقوب علیہ السلام قبلہ رو کھڑے ہوئے اور دعا [illegible] اور انکے پیچھے یوسف علیہ السلام آمین کہتے جاتے یعنی اے رب ہمارے قبول کرے اور یہ دسون بھائی [illegible] عاجزی وگڑگڑاہٹ کے ساتھ کھڑے کانپتے تھے یہانتک کہ جبرئیلؑ نے آکر بشارت دی کہ حق عزوجل [illegible] حق مین قبول کی اور انکے عہد پر انکے لیے تیرے بعد نبوت کا میثاق دیدیا - بیضاویؒ نے کہا کہ اگر [illegible] کی دلیل ہے اور جو کچھ اُنسے پہلے صادر ہوا وہ نبی ہونے کے زمانہ سے پہلے واقع ہوا ہے - [illegible] یہ ہے کہ زمانہ نبوت سے پہلے نبی معصوم نہین ہوتا بلکہ اس سے خطا سرزد ہونا ممکن ہے اور [illegible] اسوجہ سے علماء کے درمیان ایک اصل کلامی مانند دیگر اصول کلامیہ کے قائم ہوئی [illegible] کی تعمیل مین حقیقت سے کنارہ کرکے خود گمراہ ولوگون کو گمراہ کرنے لگا اسکا منزروین اسلام [illegible] گمراہی سے روکنے کے لیے یہ علم کلام نکالا اگرچہ انجام یہ ہوا کہ اہل السنۃ بھی حقیقت سے [illegible] اصول پر رکھنے لگے حالانکہ اُنکے لیے بیچون وچرا کلام اللہ مجید واحادیث صحیحہ

صدیقی کتب خانہ [illegible]

مدار ایمان ہین دیکھو کہ بہت سے مفسرین نے برادران یوسفؑ کی نبوت مین بہی [illegible]
کرنے لگے حالانکہ حدیث کے موافق انکو خاموشی چاہیے تہی اور کلام الٰہی سے بہی [illegible]
حیث یجعل رسالتہ۔ ہمکو کیا بحث کیا اصول معلوم کہ کہان رسالت کا محل کس قاعدہ [illegible]
حالانکہ موسیٰ علیہ السلام بے شبہہ پیغمبر منصوص تھے جنہون نے قبطی کو قتل کر ڈالا اور کہا فغفر لی [illegible]
اور خضر علیہ السلام مین اگر نبوت نہو تو بہی صالح ہونے کی حالت مین ایک طفل کو قتل کر ڈالا جسکی [illegible]
اور باوجود نبوت کے سمجھ مین نہ آیا تو انبیاء و اولیاء بلکہ عوام کے افعال و اعمال پر کوئی قطعی حکم انکا [illegible]
کا ہوا اور ہم کسی کو جیسے جنتی و دوزخی نہین کہہ سکتے ویسے ہی نہین جانتے کہ یہ شخص جنتی بوجہ نبوت کے ہے یا [illegible]
یا بوجہ خاص مغفرت کے یا یہ دوزخی ہے پس حاصل یہ ہے کہ اس مقام پر بلا دلیل انکو جیسے پیغمبر یقینی نہین [illegible]
کر سکتے بلکہ طعنہ سے بیغیر گمان کرنا بہتر ہے فافہم واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ **ف** اشارات عرائس [illegible]
جب قافلہ مصر سے نکلا تو نسیم صبا کا جھونکا آیا اور قمیص سے خوشبو اڑا کر یعقوب علیہ السلام کی ناک مین [illegible]
سے متعلق نہین بلکہ عضو ظاہری یعنی ناک مین خوشبو آئی تہی تو اسی واسطے کہا کہ اجد ریح یوسف۔ [illegible]
دیکھو تیس فرسخ سے خوشبو پائی کیونکہ ہر سانس مین خوشبوے یوسف کو کھینچتے رہتے تھے اور یہی حال ہر ایک [illegible]
تعلق غیر سے زاہد ہو کر گھر مین بیٹھا ہو یا جنگل مین ہو حاضر ہو یا سفر مین ہو کام مین ہو یا بیکار رہو ہر دم وہ [illegible]
منہ سامنے کیے کھڑا ہے جو ازل کے باغ فیض سے چلتی ہے تاکہ کوئی خوشبو روح کو کتنا فات تعلقات سے [illegible]
حدیث شریف مین اس خوشبو کا اشارہ ہے حیث قال ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الحدیث۔ جیسا [illegible]
مقام مین طوالت کی تقریر مین درج کیا ہے۔ اور واضح ہو کہ آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ قافلہ کچھ رات سے [illegible]
مقصود کو رخصت ہوا ہوگا کیونکہ نسیم صبا کا وقت وہی وقت سحر ہے۔ اور اکابر اولیاء اللہ کے کلام سے [illegible]
کے ساتھ چلتی ہے لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ ہر بندہ زاہد کو ہر سحر وہ ملجاوے جیسے سواے زاہدون [illegible]
ملی اور یہان سے معلوم ہوا کہ حدیث مین بہی نظم بلیغ سے اسکا پورا اشارہ ہے کہ وہ برابر چلتی ہے لیکن [illegible]
ہین اور آیت سے صریح معلوم ہوا کہ سواے حضرت یعقوب علیہ السلام کے کسی نے نہ پائی۔ [illegible]
خبر است زمشک ختن و نافہ چین + انچہ من ہر سحر از باد صبا می بینم۔ پس اشتیاق [illegible]
کو بشہود وجود یوسف علیہ السلام تھا واللہ تعالےٰ اعلم فافہم۔ وقال الشیخ فی ہذا [illegible]
الی نسیمہا۔ فان الصبا ریح اذا ما تنسمت + علی نفس مہموم تجلت ہمومہا۔ اور لکھا کہ میری جان [illegible]
قربان کہ اس سے روح و روان کو کیا اچھی خوشبوے مشک بیزان پہونچتی ہے کہ قسم [illegible]
اور زبان پران دو بیت کا دوران ؎ سلام علی تلک المعاہد انہا + شریعۃ [illegible] نسیم شمال
تجلت ببرق او بطیف خیال + اور غایت شوق سے غیرت کے ساتھ زبان [illegible]
الصبا بلغ سلامی الیہم + وارفق لنفسک ما الہبوب علیہم + وقل لہم انی [illegible]

[illegible] کیا تھا کہ ان عشق ہین الکا قدم نہین پہونچا اور ابھی خود اس راہ سے بھٹکے ہوئے ہین تو ناچار
[illegible] صبا ذکر کیا کہو اسمجھنگے اور یہ سمجھنا بغیر اجازت کے سوء ادب ہوکر قہر کا باعث ہوگا تو فی الجملہ اجازت
[illegible] اللہ انک لفی ضلالک القدیم - ای محبت قدیمہ پر ہو اقول قدیم عشق باری تعالے ہو پس ازل کی
[illegible] کوئی پہونچا نہین وہ منکر ہو - قال الشیخ بعض نے کہا کہ نسیم صبا نے جناب الٰہی مین بشارت پہونچا نے
[illegible] پائی اور یہ بشارت چونکہ رحمت حق تعالے تھی لہذا نسیم صبا اس رحمت کو لیے ہوئے سب سے مقدم آئی
[illegible] بدون اجازت مولاے اعلے جلشانہ پس اہل تفکر کے لیے اشارہ کرکے چھوڑ دیا فتفکر وفی الحدیث ما معناہ
[illegible] الایمان کالنخل بالاشجار والحدیث فی الصحیح وقال علیہ السلام نصرت بالصبا واہلکت عاد بالدبور - اور شیخ رح نے کہا کہ جو
[illegible] باطن مین کامل اور پائدار ہوکر راہ استقامت پر مضبوط ہوجاتا ہو اسکا یہی حال ہوجاتا ہو کہ سابقہ تقدیر ازل سے
[illegible] ہوچکی ہو اسرار باطن مین نسیم روح سے بشارت پاتا ہو - قال المترجم بدلیل قولہ تعالے لہم البشری
[illegible] دلیل قولہ ان الذین آمنوا ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الآیہ - اور مترجم کہتا ہو کہ جن عالمون کو اپنی شان مین
[illegible] کہ اس آیت سے امتحان کرین کہ اسکے مصداق ہین یا نہین پھر اگر ہون تو غرور بیکار ہو اور اگر یہ دزاری جناب
[illegible] جو کا ہو وہ پاک پروردگار رحیم وغفار ہو اللہم ستر عیوبنا واغفر ذنوبنا واجعلنا عبادک المومنین - بعض نے کہا کہ
[illegible] یوسف کا جیب مین ڈالا تھا وہ مقام یعقوب علیہ السلام سے ایک مرحلہ سے بھی کم دور تھا مگر حال کچھ نہ کھلا کیونکہ زمانہ محنت وبلاء
[illegible] امتحان ٹل گیا اور ایام فرحت وسرور کے آئے تو اسی تنسیخ سے مصر سے کنعان مین خوشبو سونگھی - بعضے مشائخ
[illegible] کو احباب کی خوشبو نسیم صبا لاتی ہو ورنہ اغیار کی سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ ہوا کیا خوشبو اُڑاتی ہو - پھر شیخ نے جواب
[illegible] بے ادبی کی وجہ ذکر کی جیسا کہ سابق مین قتادہ رح وسدی رح کا قول ابن کثیر رح کی تفسیر سے نقل ہوا ہو - اور
[illegible] صبا خوشبوے حبیب بحبیب پہونچاتی تھی مگر کبھی اجازت کا حکم نہین لاتی تھی - اقول حیات وبال ہو کہ خوشبو سے
[illegible] ہو قولہ یا اسفی علی یوسف - نالہ وہاے وہو ہو اور خوشبو پر جان دینا وصال ہو وقال علیہ السلام من احب لقاء اللہ
[illegible] روایت ہو کہ یوسف علیہ السلام کے واسطے ملک الموت خوشبو دار چیز لاے سونگھی وجان سپرد کی فافہم واللہ
[illegible] اشارۃ قولہ تاللہ انک لفی ضلالک القدیم - مین لکھا کہ سر باطن وادی ہمت وجلال مین حیران سرگردان اور
[illegible] وعقل عجائب قدرت مین پریشان اور قلب شوق عشق ومحبت مین بحالت ہیجان - ہر جانب سے
[illegible] بلکہ اس سے اندھا کہ مانند قولہ ابیضت عیناہ - ہو تو عارف اسرار ہو سے چشم بند وگوش
[illegible] کے اخبار وآثار سے دنیا مین واقفکار نہین اور اسوقت مفید فائدہ کا انتظار ہو کہ یعقوب
[illegible] ہوگا قال تعالے فلما ان جاء البشیر الآیہ - اسمین اشارت ہو کہ بندہ فرمانبردار کہ طاعت
[illegible] بکر مجنون دکھلا کر آنکھون سے ہاتھ دھو ڈالتا ہو تو نسیم قرب جنت سے دیدۂ دل
[illegible] نہیں ہو - اور لکھا کہ یوسف محل تجلی حق عزوجل تھے اور چشم وگوشت ظاہری
[illegible] سے نور بصر نے عود کیا پس جو کوئی اس مرتبہ مکنت پر باستقامت ہو یہی ظہور معجزات ہوگا

Marfat.com

اقول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض ادنےٰ معجزات کا مین اوپر ذکر کیا کہ [illegible]
خانۂ چشم مین بھلا دیا تو اس صحابی کی روشنی کبھی زائل نہوئی - شیخ نے کہا کہ قمیص چہرہ پہ ڈالنا [illegible]
وجود ہان عشق اسکو محتمل ہی ورنہ توحید صرف اسکو محتمل نہین اور مقامات و حالات عشق مین توحید [illegible]
قطرہ آنحضرت صلعم اپنے بدن پر لیتے اور کہتے کہ آنہ حدیث عہد بربہ - مترجم کہتا ہو کہ خیالات عامہ [illegible]
قیاس وتخمین سے ہین اور کبھی کسی چیز کی ماہیت معلوم نہوئی ولیکن دعوے ہو کہ سب جانتے ہین اور بخارات [illegible]
ومنہ جملہ مزنیات انھین کو وہ کان ہیجز دکے لیے تعلیم کا مکتب ہو بحکم قولہ سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم الآیہ مگر [illegible]
وہ اسی چکر مین رہا ۵ زین معما ہیچ دانا در جہان آگاہ نیست - شیخ نے لکھا کہ سفیان رحنے فرمایا کہ جب [illegible]
تو فرمایا کہ تو نے یوسف کو کس دین پر چھوڑا ہی بولا کہ دین اسلام پر فرمایا کہ ہان اب میرے رب کی نعمت [illegible]
باپ کا معجزہ اور یوسف کی جزالت قدر اس قمیص سے دیکھی اور اپنی خطا ربمقابلہ تقدیر ایزدی کے پہچانی تو [illegible]
درخواست کی بقولہ قالوا یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا الآیہ یعنی جو خطا ہم سے آپ کے حقوق و فرائض مین [illegible]
وایذا رسانی صادر ہوئی اور ہم نے آپ کے نور فراست کو نہین پہچانا اور بمقابلہ تقدیر ایزدی کے [illegible]
یوسف کو مٹانا چاہا اور ہمین جو حسد و اضاعت حق برادر مضمر ہوا ان سب سے ہمارے لیے استغفار فرمایئے [illegible]
افسوس کے قابل ہم سے وقوع مین آیا کہ طلب حق مین اوقات مصروف نہ کی بلکہ نفس دہوے کی متابعت [illegible]
بنیاد ہو وقولہ انا کنا خاطئین - اصل خطا جہل از تدبیر آلٰہی عزوجل ہو کیونکہ وہی عالم و تمام اپنی مخلوق کی تدبیر [illegible]
من السمار الے الارض الآیہ - اور مترجم کہتا ہو کہ یہ معرفت نہایت لطیف ہو کہ حق عزوجل جب مدبر مخلوقات [illegible]
اپنی تدبیر کو ایک تسخیر تدبیر آلٰہیہ سمجھے اور یہ یقین کرلے کہ اس تدبیر سے انجام وہی ہوگا جو قادر قاہر کی مشیت [illegible]
اپنی قوت وطاقت کا دعوے مشترکانہ ہو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم - پس اسی کے غلبہ وحکمت پہ [illegible]
خیال کیا کہ اسکی تدبیر کے ساتھ ہماری تدبیر کی ضرورت نہین ہو اس لیے توکل بتدبیر حق تعالےٰ کرکے تمام تدبیر [illegible]
کنارہ کیا ولیکن محققین علمار نے کہا کہ یہ خیال بھی عدم معرفت سے پیدا ہوا یعنی ہمارے افعال و کوشش [illegible]
نہین ہو بلکہ عین تدبیر آلٰہی ہو کیونکہ افعال بندگان مخلوق باری تعالےٰ ہین اور اتباع نظام امتحان [illegible]
عظیم ہو کیونکہ ظاہر حواس وعقل سے یہ حکم ہو کہ پابند طریق اسباب ہون اور وہ کون ہو جو [illegible]
خیال مذکور قائم کیا وہ کیا چلنے مین کنوان وگڈھا نہین دیکھتے اور کیا کوٹھے سے بغیر زینہ تلاش [illegible]
سے بدن کو آرام نہین دیتے اور کھانے سے تن کی تندرستی نہین قائم کرتے پھر کیا وجہ ہو کہ اس سے [illegible]
خیال کرتے ہین بلکہ اصوب واقوم یہ تھا کہ مثل محققین کے یہ سب افعال بھی تسخیر [illegible]
کیونکہ یہی حق ہو - شیخ نے لکھا کہ بعض کا قول ہو کہ خطا یہ تھی کہ غلطی سے نہ جانا کہ اللہ تعالےٰ اپنے [illegible]
فرماتا ہو - قولہ قال سوف استغفر لکم ربی الآیہ - حضرت یعقوب علیہ السلام [illegible]
ولطف وغیرہ سے واقف تھے پس جو وقت نسیم صبا کے چلنے کا ہو اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] ے لرزان ہوا اور اشتیاق میں مضطرب اور سینہ جوش میں آنسو بہا دے اور
[illegible] اور لرزان ہوا انوار تجلی مغفرت تابان ہوون - اور ارواح کو جوش سے ہوا سے ملکوت مین
[illegible] مین [illegible] ہوا اور دل اُسکے ساتھ کافی ادا سے معنی سے قصور پر لرزان اور ادراک
[illegible] اور اک [illegible] ہوئیں وہ وہی ہے جسکے لائق اُسی کی ثنا ہو - اور اکثر یہ وقت اسحار کا ہے جب بندگان
[illegible] ہون [illegible] کر کے ہوشیار اور طلوع شمس تک بیدار رہتے ہیں اول استدلال اسپر بقولہ تعالےٰ
[illegible] اور [illegible] تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا الآیہ - اور حدیث سے کہ اللہ تعالےٰ ہر رات
[illegible] ہو کون [illegible] سے دعا کرے مین قبول فرماؤن اور کون مجھ سے مغفرت مانگے کہ بخشدون - اور صحیح ہوا کہ
[illegible] صحیح ہوا کبھی قدر ڈیڑھ مین سے ہو - اور صحیح ہوا کہ جو کوئی اول نماز صبح سے فارغ ہوکر مصلے پر تا طلوع
[illegible] تمام رات بیدار رہا - اور جو کوئی اول رات بہت دیر تک بیدار رہا اور آخر رات اگرچہ بعد تہجد کے سویا
[illegible] نے مجھکو - بعض مشائخ نے کہا کہ جناب باری تعالےٰ کی اجازت کا انتظار کیا تا کہ مثل نوح کے نہو کہ بیٹے
[illegible] - پھر شیخ نے ابن عطا وغیرہ وعلمائے تفسیر سے مطابق تفاسیر سابقہ کے اقوال ذکر کیے جنکے اعادہ
[illegible] جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو فضل ورحمت الٰہی تعالےٰ سے بشارت پہونچی تو اس خوشی کا قیاس
[illegible] علماء ربانی کا گمان معقول ہوگا کہ مثل اہل دنیا کے انکو گوشت پوست سے اولاد کی محبت کی بنیاد پر
[illegible] یوسف علیہ السلام کے فضل الٰہی تعالےٰ سے بہت اولاد زندہ موجود تھی بلکہ بوجہ شہود خاص کے
[illegible] حاصل نہوتا تھا اور نہ اسمین کچھ ولادت کا تعلق ہو پس خوشی بھی اللہ تعالےٰ کے واسطے تھی اور اس سے
[illegible] یوسف علیہ السلام بمقام نبوت اور دنیاوی نظر سے بھی بمقام سلطنت کی تھی اور اس سے زیادہ وہ یکو وصال
[illegible] سامان سفر بیا اور آنکھون کی بینائی کا اعادہ کیا گیا تھا - معالم وبیضاوی وسراج وغیرہ مین لکھا روایت ہو
[illegible] السلام نے سواری اور سامان کثیر بھیجا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام وتمام اہل وعیال کو بآرام تمام لے آئے
[illegible] السلام نے [illegible] دیار آباؤ اجداد کو ترک کرکے مع تمام اہل وعیال کے مصر کا قصد کیا اور یہان
[illegible] وجہ سے خاندان نبوت کو تعلق نہ تھا تو چھوڑنا ضائع کرنا ہوا اور روایت ہو کہ سب عورتین و مرد
[illegible] آدمی تھے پس سب مصر کو روانہ ہو گئے وقال تعالیٰ

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ۝

[illegible] ٹھکانا دیا اپنے والدین کو اور کہا کہ داخل ہو مصر مین اگر چاہا اللہ نے درحالیکہ بیخوف ہو

وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا ۖ وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ

[illegible] سب گر پڑے اسکے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور کہا کہ اے میرے باپ یہ انجام کار نکلا میرے اُس خواب کا جو مین نے پہلے دیکھا تھا

قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُم مِّنَ الْبَدْوِ

[illegible] ساتھ جب اُسنے مجھے نکالا قید خانہ سے اور لایا تم کو گانؤن سے اور

مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ [illegible]

بعد اسکے کہ کھر پھینچ ڈالدی تھی شیطان نے میرے اور میرے بھائیون کے بیچ مین بیشک میرا [illegible]

جب حضرت یعقوب علیہ السلام مصر کی دار السلطنت کے قریب پہونچے تو یوسف علیہ السلام [illegible]
باہر سب آرام کا سامان کیا تھا اور بادشاہ سے اطلاع دی جب قریب آجانے کی خبر پہونچی تو [illegible]
لیے شہر سے باہر نکلے اور بادشاہ نے امرا دولت اور ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام [illegible]
اور شیخ ابن کثیر نے کہا کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہو کہ بادشاہ خود بھی استقبال کو نکلا تھا اور یہی قول ٹھیک معلوم ہوتا ہو [illegible]
ایمان لایا تھا اور اسکو علو منصب نبوت سے آگاہی ہوگئی تھی پس ناممکن تھا کہ وہ ایسے پیغمبر علیہ السلام کا استقبال [illegible]
ذکر تار سراج مین لایا کہ بادشاہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ مع چار ہزار ارکین سلطنت [illegible]
باہر آیا اور گرد ہاگرد اہل مصر اس عظیم الشان استقبال کے لیے خود چلے جاتے تھے۔ جب دور سے نظر آنے لگے [illegible]
پا پیادہ ہوگئے اور یہودا پر تکیہ دیکر آہستہ آہستہ آگے بڑھے اور شیخ مفسر سیوطی نے تحبیر مین اور قرطبی وغیرہ [illegible]
عمر ایک سو چھبیس سال کی تھی اور ایک سو ساٹھ پر انتقال کیا۔ الغرض بڑھاپے سے یہودا پر ٹیک [illegible]
تو یہودا سے پوچھا کہ یہ فرعون مصر ہو اس زمانہ مین بادشاہ مصر کا لقب فرعون ہوتا تھا اور یہ [illegible]
کسی فرعون نے خدائی کا دعوے نہ کیا تھا بلکہ یہ فرعون تو بفضل الٰہی مسلمان تھا پس یہودا نے کہا کہ نہین بلکہ [illegible]
ہین اور سراج مین لایا کہ جب پاس آگئے تو یوسف نے بڑھکر سلام کرنا چاہا مگر جبرئیل علیہ السلام نے [illegible]
علیہ السلام نے کہا کہ السلام علیک یا مذہب الاحزان یعنی عبرانی زبان مین سلام کیا اور دعادی [illegible]
کرنے والے سلامت رہ اور نوری رحمہ نے کہا کہ دونون نے ملکر معانقہ کیا اور روئے تو یوسف نے [illegible]
مین اسقدر روئے کہ آنکھین سپید ہوگئین آپ تو جانتے تھے کہ قیامت مین ہم سب جمع [illegible]
ولیکن مجھے بڑا خوف یہ تھا کہ یہ صغیر جسکے ہاتھ پڑے وہ اپنے دین پر نہ کرلے تو [illegible]
عَلٰى يُوْسُفَ پھر جب یہ سب کنبہ یوسف پاس داخل ہوئے۔ اٰوٰٓى اِلَيْهِ [illegible]
پاس اپنے باپ دمان کو۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ ملا لیا اپنے ساتھ باپ دمان کو [illegible]
داخل ہو تم سب اس شہر مصر مین۔ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اگر اللہ تعالے نے چاہا۔ [illegible]
کہتا ہو کہ یہان چند مقام ہین اول یہ کہ بادشاہ وغیرہ کا استقبال و ملاقات اکثر روایات [illegible]
ومصافحہ و دعا دیکر رخصت کیا ہو واللہ اعلم ولیکن ہم اس سے زیادہ بحث نہین [illegible]
نفس کی تہذیب کا اس سے کوئی نتیجہ نہین نکال سکتے ہین۔ دوم اس نظم [illegible]
بلکہ یوسف علیہ السلام کسی جگہ ٹھہر راہ تکتے تھے پس وہان یہ سب آگئے پاس [illegible]
ومعانقہ و مصافحہ و دعا و سلام کے بعد بادشاہ وغیرہ کو رخصت کرکے [illegible]
مسئلہ اگر امیر بادشاہ وغیرہ شہر مین داخل ہوا اور کوئی مروجہ اسقدر [illegible]

Marfat.com

[illegible] گیا دقتا دے مین مذکور ہو کہ اسکی عدالت ساقط ہو جائیگی ولیکن اگر اُسکا جانا
[illegible] سے یہ لوگ دھوکے مین پڑے ہین اس سے عبرت حاصل کرے تو یہ حکم نہین ہی
[illegible] مثل یوسف علیہ السلام کے اگر امور عدل وغیرہ مین مصروف ہو
[illegible] بہت کم تکلف کرتے تھے یعنی مثلاً کھانا تو غرض اس سے بھوک
[illegible] سردی گرمی کے بچاؤ کے ساتھ بس سلائی کی تراش وخراش وغیرہ امور اور زبان کے انواع
[illegible] دسترخوان و موزون برتن اور ایسے امور جن سے شیطان تمام وقت لیجاوے اور
[illegible] واضح ہو کہ باپ کے ادب مین شرعی طریقہ سے اچھے الفاظ و اچھا برتاؤ اور ہر طرح کی خدمت
[illegible] ثواب کی بات و مستحسن ہی ۔ سوم قولہ آوے الیہ ابویہ ۔ اپنی طرف جگہ دی یا ملالیا ۔ اس سے
[illegible] ہوا اور شاید یہ کیا ہو کہ اپنی مسند انکے لیے خالی کر دی ہو ۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالے
[illegible] مسئلہ ملاقات کو آنے والا اپنے اخلاق سے بغیر اجازت صاحب خانہ کے اسکی
[illegible] اگر وہ جگہ نہ چھوڑے اور بغیر اجازت کے امام نہ بنجاوے ۔ چہارم ابویہ ۔ باپ و مان کو
[illegible] ابویہ ہوا اور مان کو ام کہتے ہین مگر تثنیہ کرنے مین باپ کے اعزاز سے اسی کے لفظ کو تثنیہ
[illegible] مان ہو تو والدین نہین بلکہ والدین مان باپ کو کہتے ہین اب جاننا چاہیے کہ یہان مفسرین
[illegible] بیضاوی رح نے یقین کیا کہ خالہ تھی اور اسکو بمنزلہ مان کے قرار دیا جیسے چچا کو باپ
[illegible] ابراہیم و اسمعیل و اسحاق ۔ حالانکہ اسمعیل علیہ السلام تو حضرت یوسف ع کے چچا تھے مگر بحکم
[illegible] باپ قرار دیا یون ہی خالہ مان کی بہن ہی وہ مان قرار دی گئی اور یعقوب نے بعد وفات
[illegible] کہ باپ کی جورو بھی مان کہلاتی ہو ۔ شاید یہ اشارہ کیا کہ خالہ نہو تو باپ کی جورو
[illegible] مین ہو کہ ابن عباس رض سے روایت ہو کہ یہ یوسف کی خالہ تھی جسکا نام لیّا تھا
[illegible] ہونے مین مرگئی تھی اور حفناوی رح نے کہا کہ [illegible] ضعیف ہو قوی یہ ہو کہ لیّا تو
[illegible] سے نکاح کیا ہو پس اس صورت مین شاید کوئی تیسری بہن ہو جس سے
[illegible] نکاح کیا ہو اور یہی خالہ اسوقت ہو ۔ مترجم کہتا ہو کہ بیضاوی رح نے اسی وجہ سے
[illegible] راحیل سے بھی پہلے ہوا ہو ۔ مین کہتا ہون کہ یہ قصہ مثل یہود کے ہاتھون کے
[illegible] کیا جاوے اور کچھ یہود پہ موقوف نہین اس زمانہ مین تو ہر قوم کا یہی
[illegible] ہوتی ہین کہ بالکل پتہ نہین چلتا ہو پھر کچھ اٹکل سے کسی بات کو قرین قیاس
[illegible] کیا جاوے ۔ اور ظاہراً اس مقام پہ خالہ کی تاویل بوجہ اسی قرینہ کے ہوئی
[illegible] بہت سے مسائل مین اس سے استدلال ہوگا جیسے پرورش کا حق
[illegible] کیونکہ وہ بمنزلہ مان کے ہو اور یہ مسئلہ حدیث سے خود ثابت ہو ۔ بالجملہ

Marfat.com

ایک قول یہ ہو کہ وہ مان نہتی بلکہ خالہ تھی خواہ لیا ہو یا اور کوئی ہو۔ دوسرا قول [illegible]
نے یوسف علیہ السلام کی والدہ کو زندہ کردیا تھا یہان تک کہ وہ یعقوبؑ کے ساتھ [illegible]
کے واقعہ مین حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی دوبارہ عود کر آئی ویسے ذرا بھی استبعاد [illegible]
ہوئی ہوا اور یہ ایک معجزہ ہو کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو بھی دیا گیا تھا جن کے بڑے بڑے فلسفی حکما [illegible]
یہی مقصود ہوتا ہو ولیکن اسکے واسطے ثبوت نقلی چاہیے اور مفاد اسکا تو یہ ہو کہ جو خواب حضرت یوسف [illegible]
دیکھا تھا باوجود انتقال والدہ کے دوبارہ حیات سے پورا ہوا جسکا احسان وشکر حضرت یوسفؑ نے [illegible]
یہ قول حضرت قتادہؒ کا ہی جو مشہور تابعی فقیہ ربانی ہین اور سفیان بن عیینہ کا ہو جو فقیہ عالم ہین - علامہ خلف [illegible]
تو اسی پہلے قول پر ہو یعنی باپ وخالہ کو ابوین کہا ہو شیخ ابن کثیر نے کہا کہ سدیؒ وعبدالرحمن بن زید بن اسلم [illegible]
یوسف کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام و اُنکی خالہ تھے اور سگی مان اُنکی بہت دن ہوئے کہ مر چکی تھین مترجم کہتا [illegible]
ضعف تو پہلے معلوم ہو چکا پھر اسپر اعتماد کچھ قوی بات نہین ہو تیسرا قول اور وہی صحیح وصواب ہو یہ کہ انکی مان زندہ تھین [illegible]
تھین - ابن کثیرؒ نے کہا کہ محمد بن اسحاقؒ و ابن جریرؒ نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کے باپ و مان دونون زندہ تھے [illegible]
نے کہا کہ کوئی دلیل نہین پائی جاتی جس سے اعتماد ہو کہ یوسفؑ کی والدہ مر چکی تھین اور ظاہر قرآن مجید بھی اس امر پر دلالت [illegible]
انکی مان زندہ تھین اقول ہان تاویل ہو سکتی ہو کہ خالہ کو بھی مان بولتے ہین مگر تاویل کرنا جب ہی جائز ہو کہ کسی دلیل سے [illegible]
کہ معنی یہان یہ ہین اور دلیل یہان روایت سے چاہیے جسپر نقلی طریقہ سے اعتماد ہو سکے اور ظاہر ہو کہ ہزارون برس کے [illegible]
بعد ثقہ لوگون کی روایت اسی طرح مل سکتی ہو کہ کتاب متواتر طریقہ سے ثقہ لوگون کے ہاتھون سے پہنچی اور اسکے نسخے [illegible]
سے پھیل جاوین جنمین کچھ فرق وتغیر نہو حالانکہ یہودی قوم جس نے توریت مین تحریف کر دی خصوص حضرت عیسیٰ [illegible]
ظہور کے وقت سے تاریخین اور نفس کتاب کو اس کوشش سے اتفاق کر کے بدلا کہ سوائے حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible]
بشارت توریت سے نہ نکلے تو تواریخ کا کیا ذکر ہو اور احکام مین خواہش کے موافق ہر طرح گنجائش نکلے تو علاوہ اسکے [illegible]
پھر اُنکی روایت کی وجہ سے جسمین قوی احتمال ہو کہ غیر محفوظ کر دی گئی کیونکر تاویل ظاہر کی جائز ہو سکتی ہو [illegible]
کا ہو جسکی ابن جریرؒ نے تائید کی - ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ قول جسکی ابن جریر نے تصحیح کی [illegible]
مین کہتا ہون کہ قرآن مجید مین جو ظاہر مذکور ہو اُسکی تاویل قطعاً ناجائز ہو کیونکہ خواب مین [illegible]
تو یہان والد وخالہ کا سجدہ نہوگا اور وہ تعلق معنوی ہو نہ نقلی اور یہان اطلاق خالہ [illegible]
یعنی اپنے باپ و اپنی مان کو معزز امتیاز سے جگہ دی اور سب سے خطاب کیا کہ [illegible]
یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین اور بھائیون اور جملہ عزیزون واقارب سے کہا [illegible]
انشاء اللہ تم امن کے ساتھ ہو - بعض نے کہا کہ انشاء اللہ فقط داخل ہونے سے [illegible]
ہونا جو امن کی کیفیت رکھتا ہو یہ بیضاوی کا قول ہو اور سراج مین کہا [illegible]
اور صواب قول بیضاوی ہو اس لیے کہ آمنین حال ہو داخل ہونے [illegible]

Marfat.com

[illegible] بعض نے کہا کہ دونون سے ساتھ متعلق ہوسکتے ہین کچھ مضائقہ نہین ہی ضعیف ہی اور مراد
[illegible] امون اور شہر ایسے امور سے جنکو مکروہ رکھتے تھے بخوف داخل ہوا اور یہ
[illegible] کہا کہ جیسے یہ لوگ فرعون مصر سے خوف رکھتے تھے اور بغیر امن سے نہین جاتے تھے
[illegible] دیسے آنحضرت ظاہر ہی کہ داخل ہوتے وقت بطور نیک فال کے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
[illegible] امون حالت این داخل ہو یعنی داخل ہونے سے برابر تمیز امن رہے۔ یہ لوگ سب بہتر تھے
[illegible] لد ہوئے کہتے ہین کہ روز عاشورا داخل ہوئے اور انکی اولاد و احفاد مین ایمان و استقامت
[illegible] نہین بہ مشہور کثرت ہوئی کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ وہ بھی عاشورا کے روز چھ لاکھ پانچ سو
[illegible] دلیر جنگ آور نکلے اور بوڑھے و بچے و عورتین علاوہ بہت کثرت سے تھین۔ اور قرطبیؒ نے کہا کہ
[illegible] کی تعداد لاکھ اللہ ہی بس ایمان و امن و برکت انمین بہت ہوئی کیونکہ بقول سیوطیؒ یوسفؑ و موسیٰؑ
[illegible] میان [illegible] برس کا فرق ہے۔ اور شاید یہ برکت اس انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کی ہوگی اور بیشک یہ لوگ
[illegible] یہان سے محفوظ رہے اگرچہ سوائے مخاطبین کے ایک زمانہ کے بعد بنی اسرائیل کو اس فرعون سے
[illegible] پہنچے گئے تھے دنیاوی مصائب پہونچے۔ اور واضح ہو کہ مصر اس مقام پر غیر منصرف ہی کیونکہ مراد
[illegible] نام علم ہی جو اب بھی مصر کہلاتا ہی اور شاید دار السلطنت مراد ہو اور اسکو مصر کہتے ہون۔ اور ابن عباسؓ
[illegible] اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین دس جگہ مصر کو زمین کے نام سے ذکر فرمایا ہی یعنی گویا یہی کل زمین ہی۔ اسکی
[illegible] نے خطط مین کہا کہ قرآن مجید مین مصر کا ذکر کچھ اوپر بیس جگہ ہی خواہ صریحاً یا اشارۃً۔ اور مقریزی نے چند
[illegible] احادیث بیان ذکر کی ہین اور شیخ مفسر سیوطی نے بھی حسن المحاضرہ مین مصر و قاہرہ کا مفصل تذکرہ لکھا ہی مین کہتا ہون
[illegible] حدیث نے نیل کو جنت کی نہرون سے شمار فرمایا ہی اور یہی ایک بات اسکی فضیلت مین کافی ہی اور خود این
[illegible] کا نشو و نما و قیام و ادائے طاعت کا مقام رہا ہی۔ بالجملہ ایسے شہر مین داخل ہونے گے
[illegible] کہا۔ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ اور اونچا بٹھلایا اپنی مان و باپ کو۔ عَلَى الْعَرْشِ تخت پر۔ ابن عباسؓ
[illegible] کے لغوی معنی تخت کے ہین اور رفع کے معنی بلندی پر منتقل کرنا پس ظاہر یہ ہی کہ خود شاہانہ
[illegible] مین دونون کو بھی اپنے ساتھ تخت پر بٹھلایا اور شاید کہ مخصوص انمین دونون کو تخت پر
[illegible] بٹھلایا۔ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا اور گر پڑے یہ سب لوگ مع والدین کے اسکے لیے
[illegible] کرتے ہوئے ہو وہ اسطرح ہوگا کہ پیشانی زمین پر رکھی جاوے۔ اب یہان دو مقام ہین اول
[illegible] آوى اليه ابويه اپنی طرف والدین کو جگہ دی پھر کہا کہ ادخلوا مصر۔ اسکے بعد رفع ابويه على العرش
[illegible] کی سمجھ مین یہان مشکل پیش آئی پس بعض نے تو کہا کہ عبارت مین مقدم و موخر ہی اور
[illegible] داخل ہو چکا انکو اپنے پاس جگہ دی پھر والدین کو تخت پر چڑھایا۔ ابن جریرؒ نے اسکا
[illegible] یہ قول اختیار کیا جو سدی سے روایت کیا کہ یوسفؑ نے

والدین کو اپنے پاس جگہ دی اسوقت کہ استقبال کے لیے لشکر انکے ساتھ تھا [illegible]
مصر انشاء اللہ آمنین - پھر یہان تخت پر بٹھلایا - شیخ ابن کثیر رح نے ابن جریر [illegible]
مین ایواء فقط استقبال کا معانقہ ہو لہذا اعتراض کیا کہ اس قول مین بھی تامل ہے [illegible]
نہ خالی استقبال کی حالت مین معانقہ سے ایواء ہو سکے - بدلیل آنکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible]
من آوی محدثا - پھر اختیار کیا کہ ان لوگون کے داخل ہونے کے بعد اپنے پاس جگہ دینے کے [illegible]
اور یہان داخل ہونے سے مراد سکونت ہے یعنی تم جو مصر مین داخل ہوئے ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ امن [illegible]
وعافیت سے رہنا نصیب ہو کوئی سختی قحط وغیرہ کی نہ پہونچے اقول جگہ دینا اپنی جانب ہی تخت پر بٹھلایا ہوا [illegible]
پسندیدہ ہے اور ادخلوا مصر حکم داخل ہونے کا نہین ہے کیونکہ بعد داخل ہونے کے اسطرح کہا بلکہ [illegible] سکونت [illegible]
یہ مجاز معروف ہے اور شاید کہ استقبال کے وقت معمولی اعزاز کے ساتھ لیتے آئے پھر جب بال بچہ وغیرہ سب اپنے
مکانون مین آرام سے اُتر لیے تو والدین اور سب بھائی اس مکان مین گئے جہان حضرت یوسف تھے [illegible] آپ
کہ ادخلوا مصر یعنی مصر مین داخل ہوئے ہو تو داخل ہو امن کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ یعنی مامون ہو [illegible]
کہ بیضاوی ودیگر مفسرین نے یہ اختیار کیا کہ استقبال کے وقت شہر سے باہر خیمہ وغیرہ استادہ کیے تھے یا شہر سے کچھ دور کسی
آبادی تک استقبال کیا جہان مقام فرود و منزل سکونت موجود تھی پس وہان صرف والدین کو اپنے پاس جگہ دی پھر
روانہ ہونے کے وقت کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ چلو مصر مین امن کے ساتھ داخل ہو پھر یہان لاکر والدین کو تخت پر [illegible]
سب اسکے واسطے سجدہ مین گئے - اور مترجم کہتا ہے کہ جو تفسیر شیخ ابن کثیر رح نے ذکر فرمائی ہے وہ مجھے بہت اچھی معلوم [illegible]
واللہ اعلم اسوجہ سے کہ اسمین کسی زائد تکلف استقبال وغیرہ کی ضرورت نہین ہے اور جسقدر کلام الٰہی مین مذکور ہے اسی قدر کافی [illegible]
بخلاف دیگر مفسرین کے قول کے کہ اسمین استقبال و باہر کسی مقام پر ایواء واقع ہونے کے لیے تکلف ہے [illegible]
بلیغ و بمناسبت تامہ بماسبق ہے - حاصل اسکا یہ ہے کہ حضرت یعقوب مع اہل وعیال کے کنعان سے روانہ ہوکر مصر مین [illegible]
ہوئے اور جو مکانات اُنکے لیے سکونت کے متعین ہو چکے ہون سب اُنہین ٹھہرے یا آتے ہی [illegible] یوسف [illegible]
پاس والدین مع بھائیون کے داخل ہوئے پس آپ نے والدین کو کمال اعزاز سے یہ کہتے ہوئے کہ مصر مین امن کے
ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے پاس جگہ دی اور تخت پر چڑھایا پس یہ لوگ انکی تکریم و تحیت کے لیے [illegible]
وعبارتہ ہکذا قال لہم بعد ما دخلوا علیہ وآواہم الیہ ادخلوا مصر معناہ اسکنوا مصر انشاء اللہ آمنین [illegible]
اور لکھا کہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے قدوم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے [illegible]
دور کردیے جیسے آنحضرت صلعم کی نافرمانی سے بسبب آپ کے بددعا کرنے کے [illegible] سات سال [illegible]
یوسفی کے طاری ہوے تھے قریش پر قحط طاری ہوا پھر جب انھون نے ابو سفیان کو [illegible]
بھیجا تو آپ کی دعا سے باقی سال قحط کے مرتفع ہوگئے - مین کہتا ہون [illegible]
یہ زمانہ قحط کا وہ ہے جسکی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے [illegible]

Marfat.com

[illegible] قحط وحاصل کر آٹھ ران سال فراخی کا بیان ہوا حالانکہ قبل اسکے مرتفع ہوگیا پس
[illegible] قحط کا رفع ہونا صحیح ہے اور درمیان ہفت سالہ واقعہ نہ تھا۔ پس واقع ہونا صرف اسی قدر تھا
[illegible] علیہ السلام یہ ہے کہ قولہ خروا لہ سجدا کے معنی کیا ہین پس اسمین اقوال ہین۔ اول آنکہ لہ کی ضمیر مجرور راجع
الی اللہ یعنی لوگون نے اللہ تعالےٰ کے واسطے سجدہ کیا پس یہ سجدۂ شکر کئی نعمتون عظیمہ کا ہے ایک تو یوسف
[illegible] کے ساتھ ملنا اور دوسری بلا سے نجات اور تیسرے خود بواسطہ اپنے فرزند کے ایمان کے ساتھ تخت پر
[illegible] اس سے کمال خوشی حاصل کی۔ سراج مین کہا کہ ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ معنی یہ
[illegible] یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے واسطے سجدہ مین پس یہ سجدہ شکر ہوا اور سیاق کلام اسپر دلالت کرتا ہے یعنی پہلے
[illegible] یوسف علیہ السلام نے تخت پر بلند کیا پھر وے اللہ تعالےٰ کے لیے شکریہ ادا کرنے کو سجدہ مین گرے اور اگر انکا سجدہ کرنا
[illegible] تخت پر بیٹھنے سے پہلے کرتے کیونکہ اسمین تکریم زیادہ ہے۔ یہ تاویل کلام مابعد کے مطابق نہین ہے یعنی قولہ وَقَالَ
[illegible] کہا کہ يَٰٓأَبَتِ اے میرے باپ۔ اور خطاب ماں کو اسوجہ سے نہ کیا کہ عالم بعلم نبوت وتعبیر خواب صرف
[illegible] نہین سے کہا کہ اے میرے باپ۔ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُءْيَايَ مِن قَبْلُ یہ تاویل ہے میرے خواب کی
[illegible] دیکھا تھا۔ ومعنی تاویل کے مایؤل الیہ الامر یعنی وہ حالت جسپر انجام کار ہوبین جواب کا رجوع اس حالت پر تھا۔ کہ مجھے
[illegible] باپ تو مان شمس وقمر نے اور گیارہ سیارے گیارہ بھائیون نے سجدہ کیا۔ پس اگر ان سب کا سجدہ واسطے اللہ تعالی
[illegible] موافقت نہوگی۔ قول دوم آنکہ لہ کی ضمیر یوسف علیہ السلام کی طرف ہے مگر بعض نے کہا کہ معنی لاجلہ ہین یعنی یوسف کے
[illegible] مرتبہ کے واسطے سجدہ کیا پس سجدہ تو اللہ تعالےٰ کو ہوگا اور مقصد اسکا یوسف کے لیے ہوگا کیونکہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے
اور [illegible] قول پر پہلا اعتراض نہین ہوتا کیونکہ خواب مین بھی۔ لی ساجدین ہے جسکے معنی لاجلی ساجدین ہوسکتے ہین یعنی
[illegible] شمس وقمر وگیارہ ستارون کو میری مراد ومطلب کے لیے سجدہ کرتے دیکھا۔ رازی نے کبیر مین کہا کہ میرے نزدیک
[illegible] ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام کی عقل ودین سے بعید ہے کہ وہ اس بات پر راضی ہون کہ انکے والدین انکے لیے سجدہ
[illegible] باوجود دیکہ انکا حق ولادت انپر عظیم تھا اور وہ دونون بوڑھے تھے اور والد کامل نبی وعلم نبوت سے سرفراز تھے۔ اور بعض دیگر
[illegible] کہا کہ لہ کی ضمیر اگرچہ یوسف علیہا السلام کی طرف ہے مگر جیسے کہ سجدہ کا صلہ لام آتا ہے پس انھون نے یوسف کو قبلہ بناکر اللہ تعالےٰ
[illegible] سجدہ کیا مثلاً کہتے ہین کہ سجدت للکعبۃ یعنی کعبہ کے واسطے سجدہ کیا تو مراد یہ ہے کہ کعبہ کو قبلہ بناکر اللہ تعالےٰ
[illegible] ایک رخ ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کے سجدہ کے لیے۔ مترجم کہتا ہے کہ کسی چیز کو قبلہ ورخ عبادت بنانا
[illegible] اللہ تعالےٰ کا حکم ہو تو شاید یہان خواب کی تحقق کے لیے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہو کہ میرے سجدے
[illegible] بنا دے جیسے ملائکہ کو اپنے سجدے کے لیے آدم کو جہت بنانے کا حکم دیا تھا اور وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ
[illegible] یہ نہین کہا جاسکتا کہ اللہ تعالےٰ اسطرف یا اُسطرف ہے تعالے اللہ عن ذلک علوا کبیرا وہ پاک ہے
[illegible] سجدے کی ہوتی ہے جیسے ہاتھ اُٹھاکر اوپر کو اُس سے دعا مانگتے ہین حالانکہ وہ آسمان وزمین سب سے
[illegible] انھون نے [illegible] یوسف کو تحیہ کا سجدہ کیا نہ عبادت کا جیسے ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا

اور یہ طریقہ صورت مین مشترک تھا اور معنی مین علیحدہ تھا جیسے رحیم و کریم وغیرہ الفاظ [illegible]
عالم ہی اور اللہ تعالےٰ کو بھی کریم و رحیم و عالم کہتے ہین لیکن لوگون مین کریم و رحیم و علیم کے بھلے [illegible]
کی شان مین حقیقت ہین اور مجاز و حقیقت کا فرق ظاہر ہی۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ قولہ ورفع ابویہ علی العرش [illegible]
کہا کہ تخت پر بٹھلایا اور قولہ خروا لہ سجدا۔ یعنی یوسف کے لیے والدین و بھائیون نے جو گیارہ تھے [illegible]
تاویل رویای من قبل۔ یعنی میرے پہلے خواب کے یہ معنی ظاہر ہوئے جو دیکھا تھا کہ انی رایت احد عشر کوکبا [illegible]
یہ بات انکے شرائع مین جائز تھی کہ جب کسی کبیر یعنی بادشاہ کو سلام کرتے تو اُسکے لیے سجدہ کرتے تھے اور [illegible]
علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت مین جائز رہی پھر اس ملت یعنی خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہم [illegible]
عامہ مین حرام کردی گئی اور سجدہ کو خالص جناب باری تعالےٰ کے لیے مخصوص فرمایا اور کہا یہ جو مذکور ہوا قتادہ [illegible]
اقوال کا مضمون ہی اور حدیث مین ہی کہ معاذ رضی اللہ عنہ شام کے ملک مین گئے تو دیکھا کہ لوگ اپنے اساقفہ یعنی [illegible]
یا کبرای سلطنت کو سجدہ کرتے ہین پس جب یہ واپس آئے تو اُنھون نے آنحضرت صلعم کو سجدہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ [illegible]
یہ کیا حرکت ہی عرض کیا کہ مین نے وہان دیکھا کہ اساقفہ کے لیے سجدہ کرتے ہین تو آپ زیادہ مستحق و لائق ہین کہ ہم آپ کو [illegible]
یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مین کسی کو کسی کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کے لیے سجدہ کرے [illegible]
عورت پر اسکا بڑا حق ہی۔ دوسری حدیث مین سلمانؓ نے ابتداے اسلام مین مدینہ کے بعض رستہ مین آپ کو سجدہ کیا تو [illegible]
کہ اے سلمان مجھے مت سجدہ کر بلکہ حی القیوم کو سجدہ کر۔ الغرض یہ بات انکی شرائع مین جائز تھی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہان ایک
اشکال یہ ہی کہ بعض احادیث مین ہی کہ جب آدم علیہ السلام نفخ روح سے جاندار ہوگئے تو حکم ہوا کہ ان گروہ ملائکہ کو سلام کرو پس
آپ نے السلام علیکم و رحمۃ اللہ سے سلام کیا اور حکم کیا کہ یہ تحیہ تیرا اور تیری اولاد کا ہی اور جواب یہ ہی کہ یہان تحیہ بنی آدم
برابر لفظ سلام اسی طرح تھا اور عظماء و کبراء کے لیے مخصوص سجدہ تھا اور ممکن ہی کہ بادشاہون کے لیے الفاظ سلام کے
سجدہ ہو پس کچھ اشکال نہین ہی فافہم۔ اور تجھے معلوم ہوا کہ یہ سجدہ فقط تکریم کا تھا عبادت کا نہ تھا اور [illegible]
القصہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچ کیا اور والدین و بھائیون نے انکو سجدہ کیا [illegible]
تکریم کرتے ہین اور بیضاویؒ نے کہا کہ تخت پر چڑھانے سے پہلے والدین و بھائیون نے انکو [illegible]
کیا تھا پس آپ نے والدین کو اُٹھا کر اپنے برابر تخت پر بٹھلا لیا۔ اور کہا کہ اے میرے [illegible]
معنی کا یہ ہوا کہ تم دونون شمس و قمر اور گیارہ بھائیون ستارون نے مجھے تحیہ کا سجدہ کیا [illegible]
بیشک اسکو میرے پروردگار نے ٹھیک سچا کر دیا۔ مترجم کہتا ہی کہ بھائیون کی تعبیر [illegible]
ساتھ ہین انکی خوبی و نورانیت کی دلیل ہی اور بلا شبہ قول اُن علماء کا اقوی و احسن ہی [illegible]
اور گمان رکھتے ہین کہ شاید وے نبی ہون اور قولہ اثرک اللہ علینا سے [illegible]
کچھ نہین ہی کیونکہ مدارج انبیاء متفاضل ہین اور خود یعقوب علیہ السلام [illegible]
دلالت ہی کہ شاید پیغمبر تھے کیونکہ تفاضل اس صنف مین ہو ا باعتبار آدمیت [illegible]

Marfat.com

[illegible] لوٹ کر خصوصیت نہیں سمجھا تھا۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے
[illegible] کہا قَدْ اَحْسَنَ بِیْٓ اور بیشک اس نے مجھ بندے کے
[illegible] جبکہ مجھے قید خانہ سے نکالا۔ یعنی جن وسائل و انعام سے اس عروج پر
[illegible] وغیرہ مین ہو کہ کنوئین سے نکلنے کو کئی وجہ سے شمار نہ کیا ایک تو بھائیون کو
[illegible] شکایات کا تذکرہ نہ کرے اور دوسرے یہ کہ جب سے نکلکر ملوک بنائے
[illegible] قید مین پڑنے مین انعام کامل یہ قید سے اخراج ہی اور ابن عباس رض سے روایت
[illegible] السلام کنعان سے نکلکر بادیہ مین جاکر بسے تھے لہذا کہا۔ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ اور احسان کیا
[illegible] لایا۔ ابن کثیر نے لکھا کہ ابن جریج وغیرہ نے کہا کہ یہ لوگ مویشی پالتے اور بادیہ مین رہتے تھے اور
[illegible] تھی اور بعضے کہتے ہین کہ حسمی کے نیچے شعب کے ایک طرف اولاج مین تھے اونٹ و
[illegible] رہتے تھے۔ اقول احسان اسمین یکجا ہونے کا اور بادیہ سے زیادہ آرام شہر مین پانا اور قحط
[illegible] اور ہر طرح کی مکروہات سے نجات ہو کقولہ ادخلوا مصر ان شاء اللہ آمنین۔ اور سراج وغیرہ
[illegible] ہے چنانچہ حدیث مین ہو کہ اللہ تعالے جسکے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسکو بادیہ سے منتقل کرکے شہری
[illegible] اس قول کے حدیث ہونے مین تامل ہی۔ اور عمر رض کا قول مشہور ہو کہ بدوی ہو کر ہم مین جفا آجاتی ہی
[illegible] اخلاقی۔ اور اصل اسکی حدیث مین ہو کہ غلظت وجفا اہل بادیہ اونٹ والون مین ہی۔ اور حاصل یہ کہ تم سب کو
[illegible] سے یہان لایا۔ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ بعد اس
[illegible] جھگڑا شیطان نے میرے درمیان اور میرے بھائیون کے درمیان۔ یہ ایک معذرت بیان
[illegible] مین شیطان اس امر سے مایوس ہوتا ہی کہ کوئی اسکی اطاعت وعبادت کرے ولیکن جھگڑا ڈالنے کو
[illegible] جھگڑا وہ ہوتا ہو جسمین کسی امر خیر کی ہوس دلاکر لڑائی ڈالے جیسے برادران یوسف ؑ کے درمیان
[illegible] تو تمہین باپ کی منظور نظر ہو کر درجۂ کرامت کو پہونچو صالحین قوم ہو جاؤ گے۔ اور حدیث مین ہی
[illegible] تو مایوس ہوا کہ کبھی تمھارے اس شہر مین پرستش کیا جاوے ولیکن عنقریب زمانہ مین اسکی پیروی
[illegible] جنکو تم حقیر سمجھتے ہو اور وہ کچھ راضی ہو جائیگا۔ الترمذی وصححہ۔ اور دوسری حدیث مین جزیرۂ عرب کا ذکر ہی
[illegible] ولیکن تمھارے درمیان تحریش کریگا۔ یعنی جھگڑے پر ابھارتا اور واضح ہو کہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے
[illegible] شیطان کی پرستش کبھی نہوگی اور جن لوگون نے اس زمانہ مین تقلید وغیرہ کے مسائل سے اہل مکہ
[illegible] ہو قابل التفات نہین اور وہی لوگ اللہ تعالے سے ڈرین۔ ہان باقی بلاد عرب پر
[illegible] آخر زمانہ مین قرب قیامت کے قبیلہ دوس کی عورتین اپنے بت کے گرد چوتڑ مٹکاتی پھرینگی
[illegible] ہوتی ہو تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیون کے جھگڑے کو اسی
[illegible] کیا کہ باوجود اس جھگڑے کے جسکا ظاہری رخ نہایت مخالفت تھی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے نیک دل و متفق کردیا اور سب کو ساتھ جمع کردیا۔ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ [illegible]
لطافت سے تدبیر کرنے والا ہے جس کام کو وہ چاہے۔ یعنی جب وہ کوئی بات چاہتا ہو تو اگرچہ [illegible]
چاہے وہ ظاہر میں آسانی سے جمع ہوجاتا ہے اور وہی نتیجہ نکل آتا ہے اور کبھی ایسے طور پر لطافت سے [illegible]
اور نتیجہ وہ نکل آتا ہے جو وہ چاہتا ہے۔ ازہری نے کہا کہ لطیف اسمائے الٰہی میں سے ہے [illegible]
لطف کے ساتھ پورا کر دے اور عمرو بن ابی عمرو نے کہا کہ لطیف وہ ہے جو تیری حاجات و امور [illegible]
الحاصل یوسف و بھائیوں کے درمیان نزغۂ شیطان سے بہت بعید نظر آتا تھا کہ باہم خیر و شکر ہونگے [illegible]
لطف و محبت و طیب عیش و فراغ بالی کے ساتھ مع والدین کے جمع کردیا تو حضرت یوسف علیہ السلام [illegible]
وعظمت ظاہر فرماتے ہیں کہ میرا رب جو بات چاہے اسکے واسطے لطیف ہے یعنی لطف تدبیر سے آسان [illegible]
نظر آوے۔ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ بیشک وہی علم والا ہے ہر چیز کی مصلحت و تدبیر کو جانتا ہے کوئی ذرہ کسی وقت کسی حال
میں اس سے پوشیدہ نہیں ہے الْحَكِيمُ وہی حکمت والا ہے جسطرح جس وقت جو چیز جس شخص کے حق میں ہونی چاہئے [illegible]
علم سے کرتا ہے۔ مسئلہ جو چیز دنیا میں واقع ہوتی وہ سب مخلوق ہے اور سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور جس [illegible]
اپنے افعال خود پیدا کرتے ہیں وہ بیوقوف جاہل و مشرک خفی ہیں اور ہمارے واسطے عقل و علم کے ساتھ [illegible]
دیگر آیات صریحہ جو سابق میں گذر چکیں روشن دلیل ہیں کہ خالق افعال اللہ تعالیٰ ہے دیکھو کہا کہ اخرجنی من السجن [illegible]
نکالنا فعل الٰہی قرار دیا اور جاء بکم من البدو۔ میں ان سب لوگوں کا آنا فعل الٰہی قرار دیا کہ وہ تم سب کو لایا اور ایسے ہی [illegible]
صاف ثابت ہے کہ وہی خالق ہے اور جو افعال جس بندے سے ہوئے وہی اس بندے کے افعال اسکے ساتھ ہیں [illegible]
اگر نیک اعمال ہوں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور اگر بد ہوں تو اپنے نفس پر ملامت کرے اور بعض گمراہوں نے [illegible]
کی طرح زعم کیا کہ بد اعمال کا خالق شیطان ہے اور شاید یہ قول لیا کہ نزغ الشیطان بینی و بین اخوتی۔ حالانکہ یہ بھی دلیل نہیں [illegible]
کہ وسوسہ و تحریش دلانا شیطان کے افعال میں سے ہے یعنی شیطان سے جو افعال پیدا کیے جاتے ہیں [illegible]
بعض فقہاء علماء نے کہا کہ شیطان اگر کسی بندہ پر ظاہر ہو کر نیک کام سکھلا دے تو ضرور اسمیں بڑی مضرت ہوگی [illegible]
پیدائش کا محل نہیں ہے اور خالق ہر فعل کا اللہ تعالیٰ ہے اور یہ مسئلہ بھی عوام پر مثل تقدیر کے مشکل ہوگیا [illegible]
جزو ہے۔ شیطان خود کسی فعل کا خالق نہیں ہے اور تو نہیں دیکھتا جو اللہ تعالیٰ نے اس سے حکایت [illegible]
سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلوموني ولوموا انفسکم الآیہ یعنی شیطان اپنے اتباع جہنمی لوگوں سے کہیگا [illegible]
میں نے تمکو برائی کی طرف بلایا تم مان گئے تو مجھے مت ملامت کرو اور اپنے نفسوں کو ملامت کرو [illegible]
اس بات کے قائل ہیں کہ یہاں دو خدا ہیں وہ بہت بدتر ہیں اور انسے زیادہ وہ لوگ بدتر ہیں [illegible]
جانتے ہیں کہ ہم اپنے افعال خود پیدا کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اگر اللہ تعالیٰ [illegible]
کیونکر ممکن ہے کہ تو اتوار کو نیک کام پیدا کرے کیا مجھے غلبہ حاصل ہے اور اس [illegible]
قائل ہوگا۔ اور واضح ہو کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی نے [illegible]

Marfat.com

[illegible] ایک ہی راہ پر یعنی بہت چھوٹے خط مستقیم پر چھوڑا جسکا سرا جنت مین ہو اور اسکے دائین
[illegible] لوگ ہین جو راہ مستقیم پر چلتا ہوا اسکو پگڈنڈیون والے بلاتے ہین جو انکی طرف گیا تو اسکو
[illegible] جہنم تک پہونچ گیا اور جو نہ گیا (یا جاکر لوٹ آیا پھر) راہ مستقیم پر چلا گیا تو جنت مین پہونچ گیا۔ رواہ رزین
[illegible] پس اس سے ثابت ہو کہ ہر طرح شہوات پر بلانے والے اصلی تو شیطان ہین اور انکے ساتھ
[illegible] انکی اتباع ہوگئے ہین وہ انسانی شیطان مین اور راہ مستقیم والون پر یہ لوگ بہت مضر ہین کہ انکی
[illegible] پھنسا ہو اور جان رکھو کہ راہ مستقیم تو ایک ہو اور وہ ایک سے زیادہ ہو نہین سکتا اور راہ ہائے شیطانی
[illegible] ہین کیونکہ دو نقطون کے بیچ مین مستقیم ایک خط ہو سکتا ہو اور کج بہت بے انتہا ہو سکتے ہین اسی واسطے ایک
[illegible] والے ہین اور پھر انہون پر بہت کثیر تعداد کے ہین۔ اور واضح ہو کہ اس زمانہ مین گمراہ لوگ دنیا مین ہر طرح کی
[illegible] بلاتے ہین اللھم ثبت اقدامنا وانت ارحم الراحمین۔ ف فی العرائس فلما دخلوا
[illegible] فراق زیادہ کرنا پڑا تو اپنے قرب مین جگہ دی۔ یون ہی قیامت مین اہل صدق و صفا قرب منزلت
[illegible] ہونگے اور جس نے جفا نہ کیا اُسکو قرب زیادہ ہوگا اگرچہ مغفرت مین اور دخول جنت مین یکسان ہون۔ بعض نے
[illegible] وقت عقل و روح کو عروج ہو جبکہ قلب محل انوار تجلی ہوجاوے اور نفس مطمئنہ وغیرہ ہر حال مین
[illegible] مخالفت سے وہ وقت موافقت کا ہو اقول اشارہ لطیفہ ہو فافہم۔ قولہ ورفع ابویہ علی العرش۔ ابن عطاء
[illegible] ہر ایک کو اسکی منزلت کی قدر بلند کیا جنکو حزن واندوہ مین مقاسات صبر زیادہ برداشت کرنا پڑا تھا اور یہ درجہ
[illegible] بھائیون کے کہ وہ اتلاف مین خوش تھے تو منزلت رفیعہ انکو نہین ملی بلکہ کہا تھا کہ ان یسرق فقد سرق اخ لہ
[illegible] محمد بن علی رہ نے فرمایا کہ جو کوئی مرید کو اسکی منزلت سے زیادہ بڑھاوے اُس نے اس مرید کے حق مین بُرا کیا کیونکہ
[illegible] اسکی ارادت طلب مین فرق آجائیگا کیونکہ بعض صحابہ نے آنحضرت صلعم سے روایت کی کہ ہم لوگ آدمیون کو
[illegible] مرتبہ و منزلت پر رکھین پس یوسف علیہ السلام نے والدین و بھائیون مین سے ہر ایک کو اُسکے مرتبہ پر رکھا۔ اقول
[illegible] حضرت ام المومنین عائشہ رہ نے روایت کیا ہو ولیکن اسمین یہ ہو کہ ہمکو حکم دیا گیا ہے۔ ظاہراً آنحضرت صلعم نے صریح
[illegible] استخراج ہو واللہ اعلم۔ قولہ وخروا لہ سجدا۔ اب وہ خواب صحیح ہوا جسکی تعبیر یہ ہو اور ان لوگون نے
[illegible] السلام پر آثار انوار عزت الٰہی دیکھے جو ملائکہ نے آدم مین دیکھے تھے تو بے اختیار سجدے مین گر پڑے
[illegible] یوسف کعبہ الٰہی تھا جسمین بحکم قولہ فیہ آیات بینات مقام ابراہیم۔ ظہور جلال و جمال قدس تھا
[illegible] ملکوت سماوی مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشاہدہ کیا تھا ان لوگون نے آیات
[illegible] اسمین یہ تجلی دیکھتے تو وے بھی سجدہ مین گرتے۔ اقول شیخ نے اس مقام کی تاویل مین ایک
[illegible] اس سے علٰحدہ ہو اور اسکا خلاصہ یہ ہو کہ قولہ خروا لہ سجدا۔ مین ان لوگون نے یوسف
[illegible] سجدہ اختیاری نہ تھا بلکہ ظہور تجلی عظمت جلال و حسن جمال سے یہ لوگ دیکھتے ہی سجدہ مین
[illegible] مشاہدہ [illegible] کما قال تعالٰی قال یا ابت ھذا تاویل رویای من قبل۔ خاص یعقوب

علیہ السلام پر اسکو ظاہر کیا اور کہا کہ قد جعلہا ربی حقا - ای ظہور واضح جسمین کچھ التباس نہین [illegible]
کے انعام بیان کرنے شروع کئے بقولہ قد احسن بی اذ اخرجنی من السجن - اسمین اشارات [illegible]
اور خطوات شیطان کے پھندے سے نکالا - اور نیز قید خانہ امتحان و ابتلاء سے محض باحسان [illegible]
و معرفت کے تخت پر بٹھلایا - اور شیخ نے کہا کہ بھائیون کے قید خانہ جُبّ کو ذکر نہ کیا تاکہ وہ خجل نہ ہون [illegible]
کیونکہ تہمت سے طہارت زیادہ اہتمام کے قابل ہو علاوہ اسکے جُبّ مین لطف الٰہی با بجا ر جو متحمل ہو [illegible]
یک گونہ عتاب کی صورت مین انعام ہوا - اقول جو لوگ ازل سے اہل سعادت ہین انپر جو عتاب ہو وہ [illegible]
و انعام ہو جاتا ہو کیونکہ نتیجہ قبولیت ہو اور جو لوگ اہل شقاوت ہین انپر جو بصورت فضل و رحمت ہو وہ [illegible]
کیا تو نہین دیکھتا کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ ہم نے جو ان لوگون کو کثرت سے اموال [illegible]
انکو فضل مت دیکھ بلکہ انما یرید اللہ لیعذبہم بہا فی الحیوۃ الدنیا الآیہ پس نتیجہ طرد و شقاوت ہو نعوذ باللہ من [illegible]
فضل ذکر کیا بقولہ وجاء بکم من البدو - اور اشارات مین سے ہو کہ بادیہ فراق و جفا سے وصال و اتفاق مین [illegible]
تفریق ہو اور محل تمکین یا من بعد تلوین و ابتلاء ہو - پھر کرم سے بھائیون پر سے جرم رفع کیا اور تقدیر الٰہی کے [illegible]
ادب سے حق عز و جل کے مقدورات کو کسی علت سے پاک رکھا اور کہا من بعد ان نزغ الشیطان بینی و بین اخوتی [illegible]
اعداء کی حرکات صادر نہین ہوتے بلکہ طبیعت کے اوپر کوئی چیز بغیر اختیار کے طاری ہو جاتی ہو پس اظہار کیا کہ ایک [illegible]
سے نزغہ شیطان طاری ہوا جس نے چاہا کہ ہم بھی اسکے ساتھ مطرود ہون مگر رب تبارک و تعالےٰ نے اپنے لطف [illegible]
ہمارے و شیطان کے جھگڑے مین ہمکو سرفراز کر کے درجہ بڑھا دیے اور مودت زیادہ و صاف فرما دی اسیلئے کہا کہ ان ربی
لطیف لما یشاء الآیہ - جعفر رح نے کہا کہ منجملہ لطف الٰہی کے ہو کہ بندون کو اپنی مشیت پر رکھا چاہے انکو عذاب دیدے [illegible]
عفو کرے چاہے نزدیکی عطا کرے اور چاہے دور کرے پس تمام مشیت و قدرت اسی کے لیے ہو [illegible]
نہین ہو پھر خالص بندون کے لیے محبت و معرفت سے ایک لطف فرمایا - ابن عطا رح نے کہا کہ جُبّ کی محنت سے [illegible]
ذکر نہین کیا تو حکمت اسمین یہ ہو کہ قید خانہ کی محنت اُنھون نے اپنے اختیار سے لی تھی اور اسکے آفات [illegible]
فتنہ سے نجات ایک نعمت غیر مترقبہ تھی تو اسکا شکر ادا کیا بخلاف جُبّ کے کہ وہ اضطراری تھا [illegible]
جبرئیل علیہ السلام بشارات سے سرفرازی ہوئی - اسی کے قریب واسطی رح سے نقل کیا [illegible]
بکم من البدو - سے اظہار کیا کہ بھائیون سے بعد جفا کے مجھے اب دیدار کی خوشی ہو - جعفر [illegible]
و عدم ذکر اخراج الجب مین ویسی ہی توجیہ نقل فرمائی جیسے سابق تفسیر مین مذکور ہو [illegible]
مع بیٹون کے مصر مین رہنے لگے - شیخ ابن کثیر رح نے تفسیر مین ذکر کیا کہ ابو عثمان النہدی [illegible]
یوسف علیہ السلام کے خواب اسکی تعبیر مین چالیس سال کا وقفہ ہوا [illegible]
ہونے مین انتہائی مدت یہی ہو رواہ ابن جریر - اور نیز حسن رح سے روایت [illegible]
اسی برس کا وقفہ ہوا تھا اس عرصہ بین حضرت یعقوب علیہ السلام سے [illegible]

[illegible] یوسف اللہ تعالےٰ کے نزدیک حضرت یعقوب علیہ السلام سے زیادہ محبوب نہ تھا
[illegible] برس شاید کہ تین سال کسرات کے شمار ہوں۔ اور بروایت مبارک بن فضالہ عن الحسن
[illegible] برس کے تھے اور باپ سے اسی برس غائب رہے اور اُسکے بعد تیئیس برس زندہ رہے
[illegible] وفات پائی۔ میں کہتا ہوں کہ سراج وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ملاقات کے یعقوب تیس برس
[illegible] بعد تئیس برس جیے واللہ اعلم۔ پھر ابن کثیر نے ذکر کیا کہ قتادہ نے کہا کہ دونوں میں فصل پینتیس برس
[illegible] اسحاق نے کہا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اٹھارہ برس غائب رہے اور اہل کتاب گمان کرتے ہیں کہ چالیس
[illegible] رہے اور یعقوب بعد ملاقات کے مصر میں ستر برس جیے۔ اور لکھا کہ ابو اسحاق سبیعی نے بوسطہ ابو عبیدہ
[illegible] مسعود رضی سے روایت کی کہ بنو اسرائیل مصر میں ترسٹھ آدمی داخل ہوئے تھے اور جب موسےٰ علیہ السلام
[illegible] چھ لاکھ ستر ہزار تھے۔ اور مسروق سے روایت ہے کہ تین سو نوے مرد وعورتیں ملا کر داخل ہوئے تھے
[illegible] القرطبی نے عبداللہ بن شداد سے روایت کی کہ اولاد یعقوب چھیاسی مرد وعورت صغیر بچہ ملا کر تھے اور
[illegible] مترجم کہتا ہے کہ ان روایات کے ذکر سے خود یہ مقصود ہے کہ جسقدر کلام الٰہی میں مذکور ہے وہ
[illegible] ہے اور باقی مورخین وغیرہ ہر ایک کے پاس سقدر مختلف اقوال ہیں کہ صحیح بات معلوم ہونا دشوار ہے البتہ اتنی بات
[illegible] معلوم ہوئی کہ جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی سے ارشاد فرمایا ہے یعنی قرآن پاک تو یہ وقائع ضرور واقع ہوئے
[illegible] اہل کتاب کو اسمیں شبہہ نہ تھا کہ یہ سب نزول وحی ہے اور باقی جزئیات کا علم اللہ تعالےٰ علام الغیوب کو ہے کما سیاتی۔
اور واضح ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی مجھے میرے باپ دادا کے پہلو میں دفن
[illegible] یوسف علیہ السلام بذات خود متکفل ہوئے اور شام میں لاکر حضرت خلیل علیہ السلام کے پاس دفن کیا اور
اور پھر واپس چلے گئے پھر اللہ تعالےٰ نے یوسف علیہ السلام کی آخری دعا ذکر فرمائی بقولہ

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
[illegible] مجھے دیا ملک سے اور سکھلایا مجھے خوابوں کی تعبیر سے پیدا کرنے والے آسمانوں
وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝
[illegible] دنیا میں اور آخرت میں مجھے وفات دے مسلمان حالت میں اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ

[illegible] حضرت یوسف علیہ السلام پر اپنی نعمت پوری فرمائی تو انھوں نے ایک وقت ملاقات میں اپنے
[illegible] اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا جو خاص اُنپر اور اُنکے ذریعہ سے ان سب پر فرمائی تھیں بطور شکر
[illegible] کیں اور اُس دعا میں جناب باری تعالےٰ سے دائمی ملک باقی آخرت کے لیے دعا مانگی اور
[illegible] اے میرے پروردگار۔ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ بیشک تو نے
[illegible] کی سلطنت نہ تھی بلکہ ملک مصر پر حاکم تھے اور بعض نے کہا کہ حرف من
[illegible] حشم بادشاہت سے مراد ہو کیونکہ وزیر اعظم تھے اور در حقیقت بادشاہ نہ

Marfat.com

دوسرا تھا ولیکن اسطرح کہ جو یہ کہتے وہی ہوتا بوجہ اسکے کہ علم نبوت سے معزز [illegible]
کہ تونے مجھے ملک سے یعنی زمین سے مصر دیا۔ یا ایک طرح کی بادشاہت دی یعنی [illegible]
ملا اسکی بادشاہت دی وَعَلَّمْتَنِي اور تونے مجھے سکھلائی مِنْ تَأْوِيلِ [illegible]
تاویل سے یعنی خوابون کے تعبیر سے بعض حصہ یا جملہ احادیث مین سے صرف خواب کا [illegible]
خوابون کی تعبیر یا احادیث سے مراد کتب وکلام الٰہی یعنی صحف ابراہیم وغیرہ ہین بعض تاویل [illegible]
تاویل کسی کے امکان مین نہین ہی۔ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ایجاد کرنے والے [illegible]
خالق ہی کوئی اور خالق نہین جو اس نے پیدا کیا اُسی کی مخلوق ہی۔ الحاصل تونے مجھے دنیا مین [illegible]
والا ہی یہ آسمان وزمین تونے ہی قدرت سے پیدا کیے۔ أَنْتَ وَلِيِّي تو ہی میرا ولی ہی یعنی لطیف [illegible]
سے مجھ بندے کے کامون کا متولی ہی۔ فِي الدُّنْيَا دنیا مین جیسا کہ بیان ہوا اور جب تک [illegible]
اور آخرت مین بھی تو ہی متولی ہی تیرے سواے کوئی مجھ بندے کا متولی نہین۔ یعنی اور نہ ہوسکتا ہی [illegible]
شان جمیل کا متولی ہی تو آخرت مین بھی تیرے کرم کی آرزو ہی وہان بھی تو ہی متولی ہی پس تَوَفَّنِي مُسْلِمًا [illegible]
درحالیکہ مین مسلمان ہون۔ وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ اور ملا دے مجھے اپنے صالحین بندون مین [illegible]
علیہ السلام پیغمبر تھے اور معلوم کہ پیغمبر کی وفات اسلام پر ہوتی ہی مگر جناب کبریا و ذوالجلال والاکرام کی عظمت [illegible]
عاجزی و محتاجی کے ساتھ اس آرزو کی تمنا کی کہ تونے مجھے دنیا مین اس لطف سے پالا ہی میرے رب [illegible]
یا آخرت ہو تو ہی ہی تو اب آخرت کی آرزو باقی ہی کہ مجھے اسلام وایمان پر وفات دیدے و صالحین بندون مین [illegible]
تو آسمان وزمین پیدا کرنے والا بڑی قدرت والا ہر چیز پر قادر ہی۔ صالحین سے مراد یا تو عام بندے صالحین [illegible]
وادا مراد لیے ہون واللہ اعلم۔ اور الحاق صالحین کی دعا مین کیا اچھا ادب ہی کہ مین بذات خود صلاحیت کے [illegible]
تو مجھے اپنے فضل سے انمین ملا دے یہ شان نبوت ہی والحمد للہ رب العالمین لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک [illegible]
حی لا یموت وهو ذو الفضل العظیم وهو علی کل شیٔ قدیر۔ اسی کی ذات کو بقا اور اسی کی سلطنت پائدار ہی باقی [illegible]
عبد العزیز رح نے اپنے خطبہ مین اشارہ کیا کہ کوئی آدمی فنا کے لیے مخلوق نہین مگر فنا ہوگا بلکہ باقی [illegible]
ان بندون کا جو اللہ تعالے کے بے انتہا ملک مین اس دار محنت و امتحان کے بعد ابدا [illegible]
مین باقی چلے جاتے ہین کہ کہین اسکی انتہا نہین ہی اور اللہ تعالے سے پناہ مانگتا ہون اُن لوگون [illegible]
سے فنا ہو کر ابد الآباد ہزارون مصیبتون مین عذاب اُٹھائے چلے جاتے ہین کہ جسکے نسبت یہ دنیا [illegible]
رب ہمارے ہم تیرے عذاب سے تجھ سے پناہ مانگتے ہین اور تو غفور رحیم ہی [illegible]
علیہ السلام مصر مین چوبیس برس رہے پھر وفات پائی اور موافق اُنکی وصیت کے [illegible]
حضرت خلیل اللہ علیہم السلام کے دفن کرکے واپس ہوئے اور تیئیس برس [illegible]
موت اسلام کی تمنا کی پس اللہ تعالے نے انکو پاک و طاہر اس دار محنت سے [illegible]

Marfat.com

[illegible] سنگ مرمر کے صندوق مین کرکے بلندی نیل مین دفن کرین اسطرح کہ پانی انکے
[illegible] دونون طرف اس متبرک پانی مین یکسان رہین پھر چارسو برس بعد حضرت موسےٰ علیہ السلام نے
[illegible] کے پاس لاکر دفن کیا اللھم صل علی نبینا و مولانا محمد و آلہ و اخوتہ جمیع الانبیاء و المرسلین وسلم
[illegible] علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک سو ساٹھ سال کی اور
[illegible] ہو کہ عمر ابراہیم علیہ السلام کی ایک سو پچانوے سال کی تھی۔ بیضاوی رح نے کہا کہ راعیل یعنی زلیخا
[illegible] افرائیم و میشا اور ایک لڑکی رحمتہ جو ایوب علیہ السلام کی جورو تھی اور افرائیم سے نون اور اس سے
[illegible] بعد موسےٰ علیہ السلام کے پیدا ہوئے ہین۔ واضح ہو کہ حدیث صحیح مین دعا کا یہی طریقہ ہو جو تم یہان
[illegible] یوسف علیہ السلام نے پہلے اللہ تعالےٰ کی ثنا و صفت و انعامات کا ذکر کیا پھر درخواست کی اور
[illegible] ہو کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ جس کسی کو میری یاد مشغول کرے اسکی درخواست سے تو مین اسکو
[illegible] افضل دیتا ہون۔ دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی درخواست سے بھی ذکر و یاد آلٰہی شروع کیا اور
[illegible] یہی بات ہو کہ جو کوئی ذکر مین ایسا مشغول ہو جاوے کہ درخواست یاد نہ رہے تو بھی علام الغیوب وہ بلکہ اس سے
[illegible] یعنی ہون کہ یاد آلٰہی مین ایسا مشغول ہو کہ دعا و درخواست نہین کرتا ولیکن دعا مخ عبادت ہی فافہم
[illegible] یہ سوال مشہور ہو کہ قولہ توفنی مسلما الخ آیا درخواست موت ہی یا نہین ہی۔ تو رازی رح نے کبیر مین و خطیب وغیرہ نے
[illegible] عقلی خیالات مین اختصار و نقلیات کی تلخیص کے ساتھ ان فوائد کو ذکر کرتا ہون قال ابن کثیر رح فی قولہ
[illegible] محتمل ہو کہ یہ دعا وقت حضور موت کے ہو جیسا کہ سید المرسلین صلعم نے اللھم فی الرفیق الاعلی تین یاد فرمایا کمانے
[illegible] محتمل ہو کہ مراد یہ ہو کہ توفنی مسلما اذا شئت۔ یعنی مجھے اسلام پر وفات دیجیو جب وفات دے۔ اور محتمل ہو کہ ابھی وفات
[illegible] اس وقت تک جائز ہو۔ اور قتادہ نے کہا کہ ہری بھری تر و تازہ دنیا حاصل کرکے اگلے صالحین کے پاس جانے کا
[illegible] ابن عباس کہتے تھے کہ قبل حضرت یوسف علیہ السلام کے کسی نبی نے موت نہین مانگی۔ شیخ رح نے کہا کہ ظاہر
[illegible] اسوقت موت طلب کی اور محتمل ہو کہ پہلے بھل انھین نے اسلام پر موت ہونے کی درخواست کی جیسے نوح اول ہین
[illegible] الدی و لمن دخل بیتی مومنا و للمومنین و المومنات۔ مترجم کہتا ہو کہ میرے نزدیک یہ ہی کہ ہر نبی
[illegible] وفات کو حیات دنیا پر اختیار و پسند کرے اور تجھے معلوم ہو کہ شفقت انبیاء خلق اللہ پر مزید ہو ولیکن
[illegible] تو جانتا ہو کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے طمانچہ مار دیا تھا فرشتہ کو جیسا کہ صحیح مین ہی اور اللہ تعا
[illegible] نے جنت سے اختیار کیا موت کو پس مقبوض ہوئے اور صحیحین مین ام المومنین عائشہ صدیقہؓ
[illegible] کہ کوئی نبی قبض نہین کیا جاتا جب تک اسکو جنت مین سے اسکا ٹھکانہ دکھلایا جاوے
[illegible] جناب آنحضرت صلعم نے خطبہ مرض مین فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک بندہ کو
[illegible] ہو انکو اختیار کرے پس اس نے اللہ تعالےٰ کی نعمت قرب
[illegible] سلطنت و تخت و تاج کی رونق کے ساتھ تو جب صالحین کی سلطنت

آخرت کو دیکھا تو علانیہ اسکو اختیار کیا پس کوئی نبی نہیں ہے جسکو یہ اختیار نہ دیا [illegible]
نہ تھا پس نہ یہان تمنا موت کی اور نہ کوئی سوال وارد ہوتا ہے اور ابن عباس [illegible]
یوسف علیہ السلام ہی اول ہین جنھون نے اعلان کے ساتھ اختیار کیا اور شاید [illegible]
کو عنائے دنیا وسلطنت نہ دی گئی تھی پس حضرت یوسف علیہ السلام نے باوجود [illegible]
صحیح مین ہے کہ فقراے مہاجرین اغنیاء سے پانچسو برس پہلے جنت مین داخل ہونگے [illegible]
کیونکہ حساب نصف یوم آخر ہزار برس کے دن مین اغنیاء پر ہے اور فقراء بلا حساب [illegible]
واللہ تعالے اعلم - بالجملہ میرے نزدیک تو سوال وارد ہی نہین ہے کہ موت کی تمنا کیون [illegible]
نہ تمنائے موت فافہم - اوران لوگون نے لکھا کہ بہت سے مفسرین کا یہ زعم ہے کہ [illegible]
قول قتادہ عن ابن عباس - اور رازی رح نے کہا کہ مرد عاقل کی رغبت موت پر [illegible]
دنیا کا حاصل تین وجہ پر ہے اول بمشقت ایسی چیز حاصل کرنا جو تمام دنیا مع اسکے جواہرات وخزائن [illegible]
زائل ہونے والی اور اسکو خود ہر دم زوال کا خوف پس حصول کی مشقت زائد وخوشی کم اور زوال کا غم [illegible]
دوسرے یہ کہ جو حاصل ہوئی وہ ہر دم فکر وتردد سے ملی ہوئی ہے پس محنت وغم کے ساتھ خالص خوشی کا وجود محال ہے [illegible]
یہ کہ خلق مین سے ارازل وبے علم واحمق کو افاضل عالم عاقل سے بہت کچھ زائد حاصل ہوتا ہے خود دیکھو کہ حضرت [illegible]
علیہ السلام صورت وسیرت وعلم مین سب سے بڑھکر اور انپر ریان بن الولید بادشاہ تھا پس عاقل ان [illegible]
جبکہ خالص لذات حاصل کرنے پر توجہ کریگا اور وہ آخرت کی نعمتین ہین جو اسلام پر موت سے حاصل ہوتی ہین [illegible]
موت چاہی اور صالحین سے لحوق پر اطمینان کرلیا - وجہ دوم یہ کہ دنیوی لذات کھانا پینا ونکاح وریاست مین [illegible]
تمام جانور حتی کہ گوہ کا کیڑا اشتراک وتھوک ورینٹ ودرد اور پھوڑے وغیرہ آثار وہر لذیذ غذا زبان سے اترتے ہی [illegible]
اسکا وہ جو پیخانہ مین نکلا اور جو جسم تیار ہوا وہ مردار دھوپ مین سڑنے کی قیمت رکھتا ہے اور نکاح [illegible]
جنمین خسیس جانور قوی تر ہین قابل بیان نہین وریاسات موجب عیب ومشقت ومحض بچون کا کھیلنا [illegible]
مستقرائے انکی تحصیل سے متنفر ہے پس عیش آخرت کی طلب مستقیم تو اسلام پر موت کی تمنا اسکی آرزو ہوگی [illegible]
بن مہران ایک رات حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس سوئے اس بادشاہ نے رات کو [illegible]
موت کی دعا مانگی اتنے مین میمون نے کہا کہ یہ بدعت ہے اور آپ کی زندگی مین مسلمانون کی آرام [illegible]
حضرت یوسف علیہ السلام کو ہر طرح دولت وعیش وثروت کا استقرار ہوا تو دعا مانگی بھلا [illegible]
سوال ہوا کہ انبیاء کا اسلام پر مرنا متعین ہے تو بیفائدہ دعا ہوگی - رازی وخطیب [illegible]
اس حالت کمال پر وفات چاہی اور یہ بات کفر کے مقابل اسلام سے زائد ہے [illegible]
اور وہی اسلام ہے لیکن اسلام اداے احکام بھی ہے اور ایمان محض یقین ہے [illegible]
یعنی حالت حیات مین [illegible] واجبات وسنن ونوافل ادا کرتا [illegible]

[illegible] وقت قیامت ہی کوئی عمل [illegible] جب یہ معلوم ہوا تو الحج
[illegible] کے ساتھ قائم ہون اس حالت ہر
[illegible] دلالت کرتا ہو کہ باب سے تاویل خواب و ذکر
[illegible] اعلم اور آیت مین دلالت ہو کہ اسلام وایمان مین اصل مین
[illegible] ماہیت نہین ہین یہ لوگون مین ناحق اختلاف ہو
[illegible] وہی ہو جا و پر اشارہ کیا گیا و اللہ تعالے اعلم وعلمہ
[illegible] وفات کی دعا ہو یہی محل تشویش ہو کیونکہ پیغمبر کی وفات جس دلیل سے
[illegible] سے اختیار کے اور رعایت ادب کبریا رالٰہی ومقامات
[illegible] آنکہ موت کی تمنا کرنا منع ہواو تفصیل آتی ہو انشاء اللہ تعالے تو سوال
[illegible] مین [illegible] ہو ولیکن یہان چار احتمال ہین جن سے فی الحال تمنا نہین معلوم ہوتی
[illegible] موت فی الحال ہو تو مین کہتا ہون کہ یہ کسی جزع و فزع و عدم رضا
[illegible] اور شیخ ابن کثیر نے کہا کہ شاید یہ انکی شرع مین روا ہو لیکن ہماری شرع مین
[illegible] حدثنا اسمٰعیل بن ابراہیم حدثنا عبد العزیز بن صہیب عن انس بن مالک قال قال
[illegible] الموت لضر نزل بہ فان کان ولا بد متمنیا فلیقل اللہم احینی ما کانت الحیوۃ خیرا لی
[illegible] حدیث صحیحین بخاری و مسلم مین بھی موجو د ہو مگر کسی قدر زیادت و کمی کے ساتھ جسکو مین
[illegible] ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہ چاہیے کہ تمنا کرے کوئی تم مین موت
[illegible] کیونکہ اگر وہ نیکوکار ہو تو زندہ رہنے سے اسکی نیکیان بڑھینگی اور اگر برے کام کرتا ہو تو شاید
[illegible] کرے) اور اگر خواہ مخواہ وہ تمنا ہی کریگا تو یون کہے کہ ای پرور دگار میرے مجھے زندہ رکھ
[illegible] مجھے موت دیدے جب مرنا میرے حق مین بہتر ہو مترجم کہتا ہو کہ ظاہر حدیث سے
[illegible] مین مخالفت ہو جب کوئی شخص کسی امر مکروہ کے لاحق ہو جانے سے موت مانگنے لگے
[illegible] معرفت کا سبب ہو کیونکہ ایمان والا ضرور خوفناک ہوگا کہ دنیا مین اُس نے
[illegible] ہو کہ اُسکے مواخذہ مین وہان کا عذاب اُٹھانا پڑے جو نہایت سخت ہو
[illegible] مین کھڑے ہوتے گھبرا کر بھاگا اور والان کے تنور مین گھس گیا جسمین
[illegible] عندی وانت غافر الذنوب وارحم
[illegible] سوال نہین ہو سکتا کیونکہ انھون نے بدون
[illegible] نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ
[illegible] ایسی فرمائی کہ

Marfat.com

ہم نہایت رقیق ہوگئے پس سعد بن ابی وقاص رونے لگے اور بہت [illegible]
فرمایا کہ ای سعد بھلا تو میرے پاس موت کی تمنا کرتا ہو اس بات کو میں [illegible]
تو جسقدر تیری عمر دراز ہو اور تیرے کام اچھے ہون تو وہ تیرے لیے بہتر [illegible]
ہر دم و ہر روز و شب عبادت مین قصور ہوتا ہی گھبرا کر موت کی آرزو کی [illegible]
لطف و لطائف سے ارشاد کیا کہ میرے پاس بیٹھکر موت مانگتا ہی یعنی میرے پاس [illegible]
دعا تیرے حق مین تیری تمام عمر و صد ہزار عمر سے تیرے لیے بہتر ہی پھر ایک لطیف [illegible]
پہلے سے مقدر ہین پس اہل جنت کچھ کرین وہ آخری حالت پر جنتی ہین اور اللہ تعالے [illegible]
موت دیتا ہی اور جو شخص دوزخی ہی اسکی آخری حالت خراب دوزخی ہوتی ہی اور اسمین [illegible]
ہوگا بلکہ جو جنتی ہی اُسکے لیے یہ اعمال علو مراتب و بے انتہا افضال حاصل ہونے کے لیے [illegible]
ہونگے جیسے ہر ایک آدمی کی صورت دوسرے سے متفاوت ہی ایک عجیب قدرت آلہیہ سے [illegible]
وانت رنگ رُوپ اور تعداد مین صدہا کرور مگر ہر ایک دوسرے سے ممیز ہی اور اگر یہ بات [illegible]
نیچر اس سے انکار کرتے۔ الغرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اول حدیث مین التصریح [illegible]
مین ہو یا آخرت کے خیال سے ہو۔ اور امام احمد نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے [illegible]
تم مین سے کوئی موت کی تمنا کرے اور نہ دعا کرے موت آنے کی قبل ازینکہ موت خود آوے [illegible]
اعمال پر وثوق کرلیا ہو (یعنی یہ تو ممکن نہین کہ اعمال پر وثوق ہو تو ہرگز موت کی تمنا و دعا [illegible]
تو اسکے عمل منقطع ہو جاتے ہین (یعنی بعد موت کے کوئی عمل نہین کرسکتا ایسا کہ جسپر [illegible]
عمل سے کچھ اور نہین ملتا سوائے بہتری کے۔ قال الشیخ تفرد بہ احمد۔ اسمین بالکل موت [illegible]
طرح اجازت ہی کہ ایسے اعمال کرلیے ہون کہ انپر وثوق و اعتماد ہو۔ تو مین کہتا ہون کہ [illegible]
حق مین اللہ تعالے کی طرف سے کوئی تصریح ہو کہ یہ جنتی ہی اور اسکے اعمال درجہ مقبول [illegible]
قسم دوم والا کس طرح جانے کہ میرے اعمال وثوق کے قابل ہین بلکہ اسپر واجب ہی [illegible]
اوقات و کثرت معاصی و آفات کا خیال رکھے تاکہ اگر درحقیقت جو اعمال ہی [illegible]
ہوا تھا اور اخلاص مین فرق آیا تھا واقعی ایسے ہی اعمال ہین تو اللہ تعالے اپنے کرم [illegible]
بیچارہ خود عاجزی سے اقرار کرتا و خائف رہتا تھا پس بخشدے ورنہ جسکو غرور و اعتماد [illegible]
معلوم ہوا کہ عام ایمان والے اگرچہ ولی ہون کبھی اپنے اعمال پر اعتماد [illegible]
سے ہون کہ عذاب نہو لیکن جسوقت کہ موت آجاوے اسوقت اپنے رب [illegible]
اور نہایت نیک گمان رکھین جیسا کہ صریح حدیث صحیح مین حکم [illegible]
ہو ویسا ہی مین اُسکے ساتھ ہون۔ پس اتنا چاہیے کہ اسی کا [illegible]

[illegible] انبیا اور بعض صحابہ حضرت رسول اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور سابقین
[illegible] یوسف [illegible] السلام کی دعا پر سوال وارد نہین ہوتا کیونکہ انکو وحی آلٰہی ونبوت
[illegible] تفصیل اسطرح لکھی کہ ممانعت کا جو حکم احادیث بالا سے ثبوت ہوا یہ
[illegible] مرض ہو یعنی مثلا بیماری یا تنگی رزق وغیرہ کی کوئی مصیبت فقط اُس شخص پر
[illegible] جیسے مترجم کے زمانہ مین بے انتہا فتنہ اکثر ملکون مین جہان جہان مسلمان
[illegible] مانگنا جائز ہی چنانچہ جب ہوشے والے فرعون نے ساحرون کو قتل وسولی سے
[illegible] دعا مانگی قالوا ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین - اور جیسے حضرت مریم علیہا السلام نے
[illegible] مین بہتان باندھینگے اور ایمان کا ضرر ہی تو کہا - یالیتنی مت قبل ہذا الآیۃ چنانچہ یہی ہوا
[illegible] اخت ہرون ماکان ابوک امرأ سوء وماکانت امک بغیا الآیہ - پس اللہ تعالے نے اپنے
[illegible] کہا کہ مین اللہ تعالے کا بندہ ورسول ہون - اقول اسمین ایک معرفت ہی کہ بندگان صالحین
[illegible] لوگ سب سے افضل ہین چنانچہ مہد مین اپنی رسالت کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے
[illegible] مقدرات ازل ہین اور عجب کہ اسوقت کے نصرانی کچھ نہین سمجھتے اور تقدیر سے
[illegible] - اور شیخ نے لکھا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث جسکو امام احمد وترمذی نے خواب
[illegible] دعا مین یہ ہی اذا اردت بقوم فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون - مترجم کہتا ہی کہ مراد اس حدیث
[illegible] تعالے کو خواب مین دیکھا اور طویل حدیث ہی آخر مین دعا سکھلائی ہی جسکا جزو یہ ہی واذا اردت الخ
[illegible] کیا اور کہا کہ حسن ہی اور بعض نسخون مین حسن صحیح لکھا ہی کہ اور ظاہر اصح نسخہ حسن ہی کیونکہ ابن الجوزی
[illegible] سب مین کلام کیا اور دارقطنی وغیرہ کے اقوال لکھے کہ سب طرق ضعیف ہین اور بعد اُسکے خود
[illegible] سے باسناد روایت کیا اور لکھا کہ یہ اسناد حسن ہی پس ابن الجوزی رحمہ نے جو بڑے متشدد ہین
[illegible] کے درجہ پر ہی بالجملہ یہ حدیث صحیح ہی اور اسمین نہایت نفیس اسرار ومعارف ہین اور ابن الجوزی
[illegible] فاقبضنی الیک غیر مفتون - یعنی جب ای پروردگار تو اپنے بندون کے ساتھ
[illegible] مستقیم چھوڑ کر فتنہ مین پڑین تو مجھے تو وفات دیکر اپنے پاس اُٹھا لیجیو اس
[illegible] فتنہ مین مبتلا ہونے سے پہلے مرجانے کی دعا کرنا جائز ہی اور دیکھو کہ بعد وفات
[illegible] فلان وفلان قبائل عرب کے مرتد ہوکر لڑین پھر مغلوب کیے جاوین پس اپنے رحیم پیغمبر کو
[illegible] توفیق من اللہ عزوجل - اور شیخ نے لکھا کہ امام احمد نے باسناد خود
[illegible] یا کہ دو باتین ہین جنکو آدمی ناگوار رکھتا ہی ایک تو موت حالانکہ
[illegible] مال کم ہونے سے حساب مین کمی ہوتی ہی -
[illegible] آدمی کو اپنی ضروری یا محتاج مین فتنہ مین پڑنے کا

Marfat.com

[illegible] خوف ہو وہان موت ایمان پر مانگنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحسن ہو جبکہ کراہت [illegible]
[illegible] علی بن ابیطالب نے اپنی خلافت کے آخر زمانہ مین جب دیکھا کہ [illegible]
[illegible] کہ اللھم خلفنی الیک فقد سئمتہم وساموالی - ای میرے پروردگار مجھے [illegible]
[illegible] مجھے اکتا دیا ہی اقول یعنی جو کچھ تیری مشیت ان لوگون کے ساتھ ہی اسی پر [illegible]
[illegible] ان لوگون سے ملال آگین ہوتا اور اکتاتا ہون کیونکہ اہل معرفت ہمیشہ [illegible]
[illegible] تو سید العارفین وامیر المومنین تھے اور خبردار کہ تو روافض کو مت دیکھ کہ یہ بالکل [illegible]
[illegible] کہ ہم عیسائی ہین حالانکہ بالکل اُلٹے جیسے توے کی سیاہی کہے کہ مین آفتابی ہون [illegible]
[illegible] ہون بلکہ شیعۂ علی عارفین مومنین متبعین سنت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین [illegible]
[illegible] جامع صحیح کے ساتھ جب ایسا فتنہ واقع ہوا اور حاکم خراسان سے انکے معاملات فتنہ انگیز واقع ہوئے [illegible]
[illegible] روایات سے منضبط ہین تو بخوف فتنۂ دین کے دعا مانگی کہ اللھم توفنی الیک - ای میرے پروردگار [illegible]
[illegible] اقول پس خرتنگ قصبہ مین فوت ہوئے اور بعض عارفین نے خواب مین دیکھا کہ حضرت سید المرسلین [illegible]
[illegible] کے درمیان سر راہ مع ایک جماعت صحابہ رض کے گویا منتظر ہین تو عرض کیا کہ میرے ماں باپ فدا ہون [illegible]
[illegible] محمد بن اسمعیل کا منتظر ہون - رحمہ اللہ تعالے رحمۃ واسعۃ - اور واضح ہو کہ ہمارے اصحاب حنفیہ مین [illegible]
[illegible] اعمال جوارح جانکر اپنی اصطلاح فقہ سے فقیہ ہو کر کسی تعصب کی مداخلت کی انھون نے [illegible]
[illegible] جاہلانہ مسائل کا بہتان باندھا تاکہ لوگ اُسے بدگمان ہو کر حقارت کی نظر سے دیکھین تو بقول [illegible]
[illegible] دین وعلماے مسلمین کے ساتھ عقیدت و نیک خیالات رکھو اور ایسی بدگمانیون سے اپنی عاقبت [illegible]
[illegible] معلوم ہوا کہ بخاری رحمہ اللہ پر یہ الزام لگا تاکہ موت مانگی تو یہ فقیہ نہ تھے یہ بھی [illegible]
[illegible] عارف وجاہل مثل آنکھون والے اور اندھے کے کہین برابر ہوتے ہین پس صواب یہ کہ انکا اجتہاد [illegible]
[illegible] بدلائل احادیث صحیحہ انھون نے فتنۂ دین کے وقت یہ دعا مانگی - اور شیخ نے لکھا کہ [illegible]
[illegible] ودشوار امور ہونگے کہ دین کی سلامتی جیسے انگارے دانتون سے چبانا [illegible]
[illegible] جیسا کہ صحیح حدیث مین ہی کہ یالیتنی مکانک - کاش مین تیری جگہ ہوتا یعنی [illegible]
[illegible] کہتا ہی کہ اب تو وہی زمانہ پھیلا ہوا نظر آتا ہی الٰہی تو قادر قوی وارحم الراحمین [illegible]
[illegible] پھر شیخ نے ختم کیا یہ لکھکر کہ ابن جریر رح نے کہا کہ بیان کیا گیا ہی کہ اولاد [illegible]
[illegible] کے ساتھ جو کیا جو کیا تھا انکے واسطے انکے والد حضرت یعقوب علیہ السلام [illegible]
[illegible] اور عفو کرکے انکی خطیات کو بخشدیا قال المترجم [illegible]
[illegible] ستارون سے انکی تعبیر ایسی جیسے کہ بتایا ہین اور دو [illegible]
[illegible] فاسق وفاجر وکذاب [illegible]

Marfat.com

[illegible] حضرت یوسف علیہ السلام اپنے رب تبارک وتعالےٰ کی طرف رجوع لائے اور
[illegible] نہین کہ بلکہ باشارت سلطنت نبوت وغلبہ وتسلط بقلوب مومنین وصفات ملکوتیہ
[illegible] معانی تو نزول کو مخفی ہو کہ بطون تک رسائی دشوار ورنہ بیان دشوار ورنہ کون ہو جسکے لیے
[illegible] ہا و تاویل الاحادیث مشاہدۂ آیات ومعرفت سب کو شامل ہو پھر ہر چیز کو ہیچ کر کے عظیم قدرت
[illegible] طرف رجوع لائے بقولہ فاطر السموات والارض ۔ پھر اپنی مخلوق ہونے سے جناب باری تعالےٰ کے
[illegible] پھر وسا کیا بقولہ انت ولیی فی الدنیا والآخرہ ۔ پس دنیاوی انعام ومعارف اُخروی سلطنت ودیدار
[illegible] کی اور کہا کہ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین ۔ اقول پس وفات تمام مخلوقات سے گم ہو جانا اور گم ہو کر مسلم نکلنا
[illegible] وجہت وجہی للذی فطر السموات الآیہ ۔ پس خالی گم تو احمق ہو کر جہنم مین جاتا ہو اسی واسطے کافر کو مردہ سے تشبیہ
[illegible] عالم سکے تیات آفاق وانفس سے بھی گم ہو تو معرفت حق تعالےٰ سے جاہل اور وہی کافر ہو کیونکہ تمام عالم مشاہد وآیات
[illegible] خلاق علیم ہو پس محض متوفی وگم شدہ ایک مردہ و دیوانہ ہو اور مسلم متوفی عارف ہو لہذا وہ سب سے زیادہ عاقل
[illegible] ہو اور نظر انکی نور ظہور قدرت ہو اسی واسطے فراست مومن کو ناظر بنور حق فرمایا ہو اور شیخ رح نے کہا کہ وفات سے غیبوبت
[illegible] مخلوقات ہے انوار اُلوہیت وجلال ابدیت مین چاہی کہ مجھ سے مجھکو حق مین فنا کر دے کہ مین تجھ مین نہ رہون اور
[illegible] رہ جاوے پس بقا تجھی کو ہو اور الحقنی صالحین مین داخل کر دے جو ایسے ہین ۔ مترجم کہتا ہو کہ عارف بحر العلوم نے
[illegible] مثنوی مین شیخ ابن العربی ودیگر ائمہ سے نقل کیا کہ مخلوق کوئی ہو فانی ہو کر باقی ہونے سے یہ مطلب نہین ہوتا کہ کوئی ممکن رتبہ
[illegible] کو پہونچے بلکہ مخلوق اپنے حال پر مخلوق ہو مگر بقا اسکو بذات باقی عزوجل ہو اقول یعنی مثال اسکی قطرہ و دریا کی جہالت پر مبنی ہو
[illegible] عوام دھوکا کھاتے ہین اور نوبت اُنکے کفر تک بلکہ بدتر پہونچ جاتی ہو اور یہ بڑا سخت فتنہ پھیل گیا ہو اور حق عزوجل پاک ہو
[illegible] سے ملجاوے جیسے قطرہ دریا مین بلکہ اصل اسکی حدیث صحیح نوافل ہو جو بار ہا گذر چکی اور عوام کو نہین چاہیے کہ ایسی
[illegible] بلکہ اتنا جان سکتے ہین کہ یاد حق مین خصوص تجلی ظہور مین خود فراموش ہوتے ہین پس جو کچھ حرکات انکی ہوتی ہین سب
[illegible] دیکھنا وپکڑنا وچلنا ودیکھنا جیسے بعض نے کہا کہ ؎ تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز ۔ اور
[illegible] تا گم نگردی راہ نیست ۔ یہ معنی فنا کے ہین جہان تک ہمارے خیالات کفر مین نہ جا پڑین اور
[illegible] اپنے آپ کو آراستہ کرو تو جس منزلت پر رب کریم پہونچاوے خود احسان ہو ورنہ ان خیالات سے
[illegible] خوف اسقدر زیادہ کہ کفر تک نوبت پہونچتی ہو تو عوام کو اس سے قطعی پرہیز واجب ہو واللہ تعالیٰ اعلم
[illegible] باتین ہین سوال ضرورت ۔ اظہار فقر ۔ اکتساب فرض ۔ اور کہا کہ مین نے لطیف ورحیم کو
[illegible] سپرد کیا ۔ دینوری رح نے کہا کہ صالحین وہ لوگ جو صلاحیت ولیاقت دیے گئے واسطے حضوری کے
[illegible] ساقط کی گئی ہو ۔ ابو سعید القرشی رح نے کہا کہ قولہ توفنی مسلما ۔ ایسے شخص کا کلام ہو گا
[illegible] والذین تعلق مستا [illegible] رح نے کہا کہ پہلے تعریف آلہی کو دعا پر مقدم کیا اور راہ ایمان کا
[illegible] بیان ہو کہ سرباطنی جملہ مخلوق سے منقطع ہو مترجم کہتا ہو کہ آیت کا

تعلق ماسبق سے ایک لطافت کے ساتھ ہے یعنی اول آیت مین اللہ تعالے نے حضرت [illegible]
شکرانہ یاد دلایا ازانجملہ قید محنت سے رہائی اور سلطنت پر رسائی اور بھائیون و [illegible]
تعلق بسبب کراہت کے ظاہر ہوا اور باقی چیزون سے بسبب پسندیدگی کے قلب کا تعلق [illegible]
کر دنیا و مافیہا کی کسی چیز سے تعلق خاطر نہو پس اس آیت سے حضرت یوسف علیہ السلام کا [illegible]
وہ پیغمبر صدیق بطور انعام الٰہی کے دیکھتا اور شکر کرتا تھا مگر تعلق اُسکو کسی چیز سے نہ تھا سوائے حق [illegible]
اُس نے ان سب کو چھوڑ دینے کے لیے دعا فرمائی اور جنت و جوار رب العالمین مین جانے کی [illegible]
کمال ایمان سے متصف ہوتے ہین وہ ہر فرد بشر کے حقوق نہایت رحمت و شفقت سے ادا کرتے ہین گویا انکو ان چیزون [illegible]
کمال تعلق ہے مگر باطن انکا مرتبط کسی چیز سے نہین ہوتا اور خالص اللہ تعالے کے لیے ہوتا ہے اور قلب کے کمال مین [illegible]
انسانی ایسے دشمن ہو جاتے ہین کہ تن بدن انسان کو قید خانہ تہمت اغیار و شہوات ہو جاتا ہے اور قریب ہے کہ [illegible]
شدت تکلیف صبر کے اور اصل مادہ جدا ہو جاتے ہین واللہ اعلم کہ عقل و روح کی مساعدت مین تزلزل ہوتا ہے ولیکن [illegible]
جب قلب پر تخت سلطنت سے جلوس ہوتا ہے تو یہ سب چیزین بصفت اتحاد و اطمینان اسکے متوافق و مساعد ہوتی ہین حتی کہ ہر [illegible]
عضو اپنے اپنے کار طاعت مین بلا مشقت مصروف ہوتا ہے اور روح اُس شکنجہ سے رہا ہو کر فارغ ہوتی ہے گویا علاحدہ ہو [illegible]
کہا گیا کہ انکی ارواح انکی اجساد ہوتی ہین اور جسم ایک پردہ سے زیادہ نہین ہوتا پس وہ وقت کسی چیز کے تعلق کا نہین ہوتا بلکہ [illegible]
بندہ کا متولی امور رہتا ہے جیسا کہ حدیث النوافل مین ہے جب چاہا انکی روح کو منتقل فرمایا اور وہ ایک بے انتہا ملک قدس مین [illegible]
بے انتہا نعمتون و انعام سے سرفراز ہوتی ہے سبحان من لا انقضاء لملکہ ولا ادراک لصنعہ و ہو العلیم الحکیم ۔ شیخ نے کہا کہ استاد [illegible]
فرمایا کہ آنحضرت علیہ السلام کو دنیا کے حال سے معلوم ہوا کہ ہر کمال کو زوال ہے ۔ اقول جیسے آنحضرت علیہ السلام کے ناقہ کے [illegible]
بچھڑ جانے کے وقت آپ نے فرمایا تھا کہ ہر چیز مرفوع کو اللہ تعالے پست فرماتا ہے پس آنحضرت نے وفات اس [illegible]
طلب فرمائی اور کہا کہ خلوص کے نشانات مین سے بیان کیا جاتا ہے کہ عیش و عافیت کے وقت اشتیاق ہے [illegible]
جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے جب کنوئین مین ڈالے گئے تو موت نہ مانگی اور جب قید خانہ کی مصیبت [illegible]
کبھی وفات نہ چاہی اور جب سلطنت پر قائم ہوئے اور ہر طرح انکے امور نہایت ٹھیک ہو گئے اور بھائیون نے [illegible]
تخت پر ان باپ کے ساتھ خوش بیٹھے تو کہا کہ توفنی مسلما ۔ پس مرجع ہے کہ مشتاق لقائے حضرت [illegible]
یہ نہایت نفیس قصہ جسکی تفسیر دنیا کی ابتداء سے پیدائش انسانی سے درمیانی کمالات ظاہری و اعلیٰ [illegible]
آخرت کی صلاحیت مع احتراز از وساوس نفس و چاہ ضلالت و قید خانہ شہوات و دیگر سوانح یہ تمام [illegible]
یقین کرو کہ اسپر عمل کرنے سے تم سلطان دنیا و آخرت ہو جاؤ گے ای اللہ پاک ہمارے ہمکو سمجھ و توفیق [illegible]
حق تعالے نے بیان فرمایا کہ وہ بندہ پاک جو محض امی ہے جب اُس نے یہ احسن القصص [illegible]
جان سکتا ہے سطرح صاف صاف واقعہ بیان فرمایا گویا آنکھون دیکھا ہے تو بیشک وہ رسول الٰہی [illegible]
سے بیان کیا اور وحی کو پڑھ دیا ولیکن جو لوگ اندھے ہو کر آیات الٰہی [illegible]

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ ہدایت راہ مستقیم فرماتا ہو بقولہ

[illegible] الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیہم اذ اجمعوا امرہم

جب وے کام ٹھیکتے تھے اپنا شورا کرکے اور تو نہین تھا اُنکے قریب [illegible] جانب سے [illegible]

[illegible] یمکرون ۝ وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین ۝ وما

اور نہین ایمان لانے والے اگرچہ تو حرص کیا کرے بہتیرے آدمی اور کبھی نہین ہونگے [illegible]

[illegible] علیہ من اجر ان ہو الا ذکر للعلمین ۝ وکاین من ایۃ فی

نشانیاں ہین اور بہتیری واسطے سب عالم والون کے نصیحت مگر یہ نہین ہو اجرت کچھ [illegible]

[illegible] والارض یمرون علیہا وہم عنہا معرضون ۝ وما یؤمن

اور نہین ایمان لاتے منھ موڑے ہین گروے ان نشانیون سے جنپروے گذرتے جاتے ہین [illegible]

[illegible] باللہ الا وہم مشرکون ۝ افامنوا ان تاتیہم غاشیۃ

اُنپر چھا جانے والا کیا وے نڈر ہولیے اس بات سے کہ آجاوے مگر انکو وے ہو شرک کرتے رہتے ہین اللہ پر [illegible]

[illegible] عذاب اللہ او تاتیہم الساعۃ بغتۃ وہم لا یشعرون ۝

اس حال مین کہ اُنکو کچھ آہٹ نہ معلوم ہو اچانک قیامت یا آجاوے اُنپر [illegible] عذاب مین سے

ع ۱۱

ذالک یہ قصہ جو پیغمبرون کا واقعہ عمدہ طریقۂ زندگی و بنیادی و نفس کی تکمیل و نمونۂ عجائب علوم الٰہیہ کا بیان ہو اور ہزارون برس پہلے [illegible] جنکا لوگون مین تذکرہ بھی باقی نہین رہا صرف خاص خاص تواریخ مین مخصوص ایک قوم بنی اسرائیل کے پاس مخزون ہی [illegible] نے یہ خیال کرکے کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم قصہ موسے و فرعون یا صالح و ہود عوام کی شہرت پر بیان کرتے ہون تو [illegible] قطعی عاجز ہونگے کہ عرب نے کبھی سنا بھی نہین اور نہ انہین علم اور نہ تواریخ کا کبھی نام جانا صرف شاعری و گنوارون کی [illegible] خون کے عادی تھے رات دن انکا یہی کام تھا حتے کہ اپنے دادا حضرت اسمٰعیل و ابراہیم اور اُنکے چال چلن [illegible] تھے جیسے اکثر گانون کے شیخ۔ سید کہ اپنے آپ کو شیخ یا سید بڑے دعوے سے کہینگے مگر یہ بھی نہین جانتے کہ [illegible] ہین اور اگر صدیقی یا فاروقی سن لیا تو اسکے معنی سے بالکل واقف نہین جب یہ حال عرب کا تھا تو یہودیون نے [illegible] کو کہا انہین وہ محمد صلعم سے یہ قصہ دریافت کرین تو ضرور عاجز ہو جاوینگے مگر اللہ تعالےٰ نے انکے کفر کی ناک [illegible] صادق محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحی سے نازل فرمایا اور ایسی حکمت بالغہ کے ساتھ کہ یہودیون و دیگر کافرون [illegible] سے فیضیاب ہونا تو اسکا ایک ادنے فائدہ رہا اور نہایت اعلی علوم و اسرار جو [illegible] مندرج فرمائے وہ اہل ایمان کے نزدیک نہایت بڑا فضل الٰہی ہو جسکا شکریہ ادا نہین ہو سکتا اسی واسطے [illegible] بیان جو اوپر مذکور ہوا من انباء الغیب غیب کے اخبار مین سے ہی [illegible] تیری طرف۔ اور بعض دیگر قصص مین فرمایا۔ ماکنت تعلمہا انت ولا قومک من [illegible] اور نہ تیری قوم۔ اور یہ ایسا قطعی دلیل ہو کہ قوم مین سے کوئی بشر واقف نہ تھا

Marfat.com

کیونکہ برملا اُنسے کہاگیا تھا تو اگر کوئی واقف ہوتا تو جھٹلاتے حالانکہ تمام ملک عرب نے اس [illegible]
اگر کوئی ہم مین سے نہ جانتا تھا پس اس زمانہ مین جو بعضے جاہل ملحد بہتان باندھتے ہین کہ [illegible]
ان ملحدون کی جھوٹ و بیوقوفی کی تقریر ہی کیونکہ قرآن مجید جب سے نازل ہوا ہی تب تک [illegible]
عرب و یہود و نصارے اسکے دشمن تھے تو اگر کوئی بات خلاف واقع اسوقت ہوتی [illegible]
یہان ایک بھی معترض نہین ہوا کہ یہ جھوٹ ہی فلان شخص جانتا تھا یا عرب کہتے کہ فلان سے تونے سُنا ہی [illegible]
خیالات کے موافق کہتے کہ کوئی جن سکھلاتا ہی تو وہ لوگ یہ اعتراض نہ کرتے کہ فلان آدمی جانتا [illegible]
ملحد نے بالکل انصاف میث کے بالکل عقل و نقل کے خلاف بہتان باندھا۔ اور اسکا بہتان ایسا ہی جیسے کوئی کہے کہ حضرت [illegible]
تو کبھی پیدا نہین ہوا محض فرضی بات ہی اور تمام متواتر خبر کو جھٹلاوے تو سوائے اسکے کہ وہ بالکل [illegible]
کیا کہا جاوے پس سچ بات یہ ہی کہ جو خبر متواتر ہو اُسکا ثبوت قطعی ہی اور کوئی انکار نہین کر سکتا اور اسی دلیل سے ہم [illegible]
حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے مدینہ کے یہودی اپنے دشمنون پر آپ کے نام کی برکت سے [illegible]
کرتے تھے. کما قال تعالے وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ الآیہ۔ تو توریت مین صریح [illegible]
فضائل و کمالات و معارف و نشانات سب موجود تھے اور اُنھون نے تحریف کرکے اصل کو ضائع کر دیا۔ کیونکہ [illegible]
کہ جھوٹون پر اللہ تعالے کی لعنت ہی تم لوگ پہلے تو محمد کے نام و برکت سے کافرون پر فتح مانگتے تھے اور اب اُس سے کفر کرتے ہو [illegible]
پس اگر ایسا نہوتا تو وہی لوگ اُلٹا جھٹلاتے اور بڑے زور شور سے نعرہ کرتے کہ ہم پر بہتان جھوٹ باندھا جاتا ہی [illegible]
کیونکر وحی ہوگی۔ حالانکہ اُنھون نے اس بات سے کچھ بھی انکار نہ کیا اور یہ کہا کہ ہان مگر وہ دوسرا ہوگا تمھاری شناخت [illegible]
نہین ملتی پھر کہنے لگے کہ موسے علیہ السلام کے بعد کوئی نہوگا پھر اگر کوئی شخص نا انصافی سے مدعی ہوگا نہین [illegible]
تو وہ بھی کرورون کی زبانی متواتر ثابت کرے جیسے ہم متواتر ثابت کرتے ہین ورنہ اگر چند اوراق مین لکھ دیوے [illegible]
زمانہ کا انکار ہی تو وہ فریبی جھوٹا ہی یہ متواتر کہان ہوا اور کرورون دشمن موجود تھے تو انکار چھپا ہوا نہین [illegible]
کے یہی معنی ہین کہ سب کو اُسکا علم ہوا اور یہان تو انکار کرنے والا ایک بھی معلوم نہین ہوا۔ اسی طرح قصہ [illegible]
عرب مین سے کسی کو معلوم نہ تھا اور کسی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین سُنا [illegible]
جو اللہ تعالے نے فرمایا کہ ذلک من انباء الغیب۔ یہ قصہ اخبار غیب مین سے ہی [illegible]
بیان فرماتا ہی جو تجھ سے غائب تھا۔ نوحیہ الیک۔ ہم اُسکو تجھے وحی کرتے ہین کیونکہ [illegible]
نہ تونے کسی سے سُنا اور نہ تیری قوم مین کوئی واقف تو ضرور ہم تجھے وحی فرماتے ہین [illegible]
کر مین [illegible] الٰہی سے غیب کی خبر بیان کرتا ہون تو کسقدر نصیحت و شرمندگی کی بات [illegible]
وسوسہ سے الگ ہوکر انصاف کریگا کہ اول مدعی نبوت تو وہ ہوتا جس [illegible]
بات مین بکثرت اسرار جو آدمی کی دنیاوی زندگی حالات سے آخرت [illegible]
آتے ہین سب کا اشارہ و اسکے علاج مندرج ہین یہ سوائے عالم الغیب [illegible]

Marfat.com

[illegible] سے نور معرفت کے ایک چلنے والی چیزین جو تمکو مختلف اوقات و حالات مین پیش آتی ہین تم نے
[illegible] یہ عیب اور اسکا علاج کیسے خوبی سے موجود ہی تو تم خوب جانتے ہو کہ کلام الٰہی جو معجز ہی اور نظم و معنے
[illegible] معجزہ ہو یہ علم غیب ہو جس سے وہی واقف ہو سکتا ہی جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و ہدایت سے آنکھین
[illegible] معذورین کو عاجز کرنے کے لیے بلاغت کلام نہایت کافی ہی کہ اگر ازل سے ابد تک کوئی عمر پاوے اور تمام درختون
[illegible] قلم کرے اور دریا کی دوات سے مشق کرے تو قسم اُس ذات پاک کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ کبھی اس
[illegible] بلاغت اگرچہ سب آپس مین مددگار بنجاوین یہ تو انکا حال ہی جو فصیح عرب ہون پھر نصرانی و یہودی جنکو زبان سمجھنے
[illegible] بلاغت نہین وہ بلاغت سے کیونکر اور کس مُنہ سے بحث کرتے ہین اور یہان تو نظم معجزہ حسی اور معانی معجزہ معنوی ایک سے
[illegible] حاصل ہوا اسی واسطے حدیث صحیح مین ہی کہ مجھے امید ہی کہ قیامت کے روز حقیقی ایمان والے میرے ساتھ مین بہت ہونگے
[illegible] نسبت دوسرے انبیاء کے کیونکہ ہر پیغمبر کو ایسا معجزہ دیا گیا کہ اسکے مثل پر بشر ایمان لایا یعنی محسوس با دراک حسی واللہ اعلم
[illegible] مین جو دیا گیا وہ وحی ہی کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے وحی فرمایا ہی۔ حق تعالےٰ نے اسپر منکرون کو تنبیہ کرنے کے لیے فرمایا۔
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ تو نہین تھا ان لوگون کے پاس إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ جب انھون نے اپنے مشورہ پر اتفاق کیا تھا
[illegible] برادران یوسف علیہ السلام کے قتل وغیرہ سے اختلاف کے بعد اتفاق کیا کہ کنوئین مین ڈالین وَهُمْ يَمْكُرُونَ
[illegible] انکی حالت یہ تھی کہ مکر گانٹھتے تھے۔ باپ سے جنگل کے سیر کرانے کے بہانے لاوین اور جُبّ مین ڈالین جو ایسا
[illegible] کنوان ہی کہ اسکی کول مین جگہ بنی ہی کہ جو گرے وہ ڈوب نہ جاوے بلکہ کول مین رہے اگرچہ کچھ چوٹ آوے تو یوسف
جب خود اُتار دیا جاوے تو چوٹ بھی نہ آویگی وہان رہیگا کوئی مسافر نکال لیجائیگا جب تک نہ لیجاوے تب تک کھانا پہنچا
[illegible] تو اُنکے پاس مشورہ مین شریک تھا تو ضرور تو نے ہماری وحی سے بتلایا اور اسمین منکرون پر تعریض ہی کہ کیسے
[illegible] اس امر کو خوب جانتے ہین کہ ٹھیک خبر دینا یا تو مشاہدہ سے ہو یا علم تواریخ وغیرہ سے خوب جانتے ہین کہ
[illegible] کوئی واقف نہ تاریخ اور خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محض اُمی تو پھر کیا یہ سمجھتے ہین کہ تو اُنکے پاس موجود تھا
[illegible] پر ایمان نہین لاتے ہین کیونکہ یہ تو صاف معلوم ہی کہ تو وہان نہ تھا اور اس سے زیادہ اُنکو یہ صریح ثابت کہ نہ تو نے
[illegible] کسی سے سیکھا پھر شیطان اُنکو بہکاتا ہی کہ جن سکھلاتا ہی۔ انپر لازم ہی کہ احسن القصص و اُسکی شان دیکھین اور مانین کہ
[illegible] اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی لاتا ہی۔ آنحضرت صلعم نہایت شفقت سے حرص کرتے کہ لوگ ایمان پر ہو جاوین
[illegible] روشن کی رات مین تو کیڑے پتنگون نے اسمین گرنا شروع کیا وہ ہر چند ہٹاتا اور دفع کرتا ہی
[illegible] جاتے ہین اسی طرح میرا حال ہی کہ مین تمہاری کمرین پکڑ کے تمکو دوزخ مین گرنے سے روکتا ہون
[illegible] اور واضح ہو کہ عرب مین دستور تھا کہ جب قوم پر کوئی دشمن وغیرہ کے ناگاہ ہجوم کا
[illegible] ہو کر چلاتا پس قوم سب آگاہ ہو کر راتی رات بند وبست کر لیتے تھے پس حدیث صحیح مین ہی
[illegible] آگاہ کیا [illegible] لوگ مختلف ہوئے بعض نے اسکو سچ مانا اور اپنے کو بچایا تو عافیت مین رہے اور
[illegible] مین پڑے یون ہی مین تمہارے لیے نذیر عریان ہون اشارہ کیا کہ

مجرد بے تعلق ہون تم سے کچھ نہین چاہتا خالص شفقت سے تمکو نصیحت کرتا ہون ایس مین تمہی [illegible]
عذاب شدید ہی بچو بچو۔ یون ہی بہت احادیث ہین کہ آپ نے نہایت کرم از کمال شفقت سے [illegible]
نیت سے نصیحت فرمائی ہی اور آپ کے اخلاص کا عظیم ثواب آپ کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف [illegible]
اب رہے لوگ تو مبارکباد اُسکو جس نے نصیحت بدل وجان قبول کی اور رہنا پائی اور وہ [illegible]
کی جسکے واسطے یوسف علیہ السلام نے سلطنت ہیچ بلکہ قیدخانہ دیکھکر اسکی آرزو مین دعا مانگی [illegible]
پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا اور منت وخالص نصیحت وشفقت کو نہ سُنا پس [illegible]
انکے خالق عزوجل نے فرمایا۔ وَمَآ اَكۡثَرُ النَّاسِ وَلَوۡ حَرَصۡتَ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ای ما اکثر الناس بمؤمنین [illegible]
علی ایمانہم۔ اور نہین ہونے والے بہتیرے آدمی مومن اگرچہ تو حرص کرے کہ کسی طرح ایمان والے ہوکر عذاب [illegible]
بچین اور رحمت مین داخل ہون۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام اس عذاب کو دیکھتے ہین اور قاعدہ ہی کہ جو شخص کسی مجرم کی سزا [illegible]
دیکھے کہ اسیر بیدمارے جاتے ہین اور وہ بے بس بندھا ہوا اور ہر مار کی چوٹ پر نالہ وفریاد کرتا ہوا [illegible]
کیفیت کو دیکھتے اور روتے ہین اور اسکے ماں باپ نہایت تڑپ رہے ہین اور بید کا خاتمہ نہوا تھا کہ [illegible]
چڑھانے کا حکم ہوا تو کیسا ہی دشمن ہو اسپر ترس کرکے چاہیگا کہ یہ بچ جاوے پھر اگر کوئی دوسرا بھی ایسا مجرم کی حرکتین کرنے [illegible]
جس نے پہلے کی سزا دیکھی ہی وہ کسقدر کوشش کریگا کہ یہ نہ کرے اور ہرچند کہ سمجھانے مین چاہے بید کا زخم جسے پیش آوے
اور حدیث صحیح مین ہی کہ اگلے انبیاء مین سے بعضے ایسے تھے کہ اُنکے سمجھانے پر اُنکی قوم ناہنجار اُنکو پتھرون [illegible]
کہ خون جاری ہوتا پس وہ خون پوچھتے جاتے اور کہتے جاتے کہ ای میرے پروردگار میری قوم کو بخشدے کیونکہ یہ لوگ جانتے
نہین ہین۔ یہ کمال شفقت ہی۔ یہان تک تو انکا۔ امکان تھا پھر اگر اسی طرح انجان مرگئے تو پیغمبر کے قلب [illegible]
حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ جنہون نے میرے ساتھ شرک کیا اُنکو نہین بخشونگا اور فرمایا ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون [illegible]
عذاب سخت اللہ تعالیٰ ایسے لوگون پر [illegible] سمجھ نہین ہی یعنی نورانی عقل سے معرفت نہین ہوا اسی واسطے [illegible]
پیغمبر چاہتے ہین کہ قبل موت کے ایمان لاوین ولیکن بہتیرے اسقدر کفر پر اڑے ہوئے عقل سے دشمنی [illegible]
عناد سے کفر پر مصمم رہتے اور کتنے ہی معجزات دکھلائے جاوین وہ ہرگز نہین مانتے [illegible]
کفر کرنے والے اکثر ہونگے اور اقل مومنین ہونگے وقد قال تعالیٰ وقلیل من عبادی الشکور [illegible]
ایمان والے رہے ہین اور حدیث صحیح مین ہی کہ قیامت مین بعض پیغمبر کے ساتھ ایک [illegible]
تَسۡـَٔلُهُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ اور نہین مانگتا تو ان لوگون سے اس نصیحت پر کچھ مال [illegible]
قرآن وموعظت پر کچھ مال طلب کرتا تو انکو ایک وہم ہوتا کہ اپنی [illegible]
چھوڑی اور جسقدر خزائن واموال آتے ہین سب لوگون پر تقسیم کردیتا ہی [illegible]
درم نہین رکھتے تھے اور کبھی دو دون وقت تہائی پیٹ بھرکے نہین کھایا [illegible]
سونے کا ادنے ہم لوگون کے مثل نہین بنایا پس قطعی ظاہر ہوا [illegible]

[illegible] منت و شائستگی آخرت کے لیے تھا کما قال تعالےٰ ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ نہیں ہی قرآن
[illegible] تمام عالمین کے لیے کسی شخص کی خصوصیت یا کسی قوم کی خصوصیت نہیں ہی اسمین امریکا و ترک و فرنگ و حبش و
[illegible] اسمٰعیل عرب کے ہین سب کا استحقاق برابر ہی بخلاف دیگر کتب سماوی کے انکا پیغمبر ایک قوم کی طرف
[illegible] انجیل بھی فقط اولاد حضرت یعقوبؑ کے لیے تھی ولیکن آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت گورے کالے
[illegible] مسلمان ہو لوگون کو چاہیے کہ دشمن منکر نہین بلکہ انصاف کی نظر سے تمام قرآن مجید کو دیکھین اور اپنے آغاز و انجام اور
[illegible] دنیا کی آرائش و فنا اور آخرت کی نعمت و بقا اور اللہ تعالےٰ کی پاک صفات و اُسکی نشانیان و علامات
[illegible] دیکھین غافل نہون اور پروردگار رب العزۃ ان لوگون کی غفلت سے انکو بیدار فرماتا ہی بقولہ وَكَاَيِّنْ
[illegible] بہتیری نشانیان ہین فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانون و زمین مین ۔ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا
[illegible] گذرتے چلے جاتے ہین کچھ غور و فکر نہین کرتے وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ اور وہ ان نشانیون سے
[illegible] ہوگئے ہین یعنی آسمانون مین کواکب و سیارات و افلاک مدورات و شمس و قمر مسخرات ہین اور زمین مین
[illegible] قطعات کوئی شیرین میوہ اُگانے والی اور بعض کھیتی اُگانے والی اور بعض ریتلی اور بعض شور سنجات ہین بعضے
[illegible] اور کہین جبال راسیات اور تمام زمین کو محیط بحار زاخرات ہین اور حیوانات و نباتات و جمادات عجائب
[illegible] احیاء و اموات ہین پس یہ لوگ اگر انکو دیکھتے ہین تو اپنے ماکل و مشروبات و دیگر ہوسات فلزات و جواہرات کے
[illegible] دیکھتے ہین اور حسن قدرت خالق مخلوقات سے محض غافل حالانکہ ہر ایک چیز و اُسکی عجائبات اپنی واحد حی قیوم باقی دائم
پاک پروردگار کی قدرت و صنعت کے نمونہ جات ہین اُسکی توحید کے آیات ہین پس اگر غور سے دیکھتے تو جانتے کہ خالق
[illegible] وہی واحد قہار ہو اسی کے قبضہ قدرت مین سب مسخرات ہین کوئی چیز اُسکے مثل قادر نہین اور سب چیز فانی ہی کوئی
[illegible] شریک نہین وہ بیٹا و جورو سب سے پاک ہی اسکی مشیت کے سامنے کسی مخلوق کی کچھ مجال نہین سبحان اللہ تعالےٰ وہ
پاک پروردگار ہی کہ جس سے انکار کی کسی کو مجال نہین اور جب وہ موت دے تو کسی سے کچھ نہین ہو سکتا ۔ جب پوچھا جاوے
[illegible] نہین کس نے پیدا کیا اور یہ مختلف رنگ روپ کس نے بنائے اور یہ نظام عالم اس ترتیب و انتظام سے کس نے
[illegible] کہ اللہ تعالےٰ نے جیسا چاہا پیدا کیا پھر کچھ غور نہین کرتے کہ یہان تک تو جیسا اُس نے چاہا وہی ہوا پھر آگے کسی
[illegible] کہان کیدن ہوگا وہی ہوگا جو وہ چاہے تو رزق وہی ملیگا جو وہ چاہے اور اولاد وہی ملیگی جو وہ پیدا
[illegible] وہ علم قدیم ہی تو ہر ایک کے واسطے ہر چیز مقدر رہی اُسکی ذات و صفات مین تغیر نہین اور اسکا علم محیط اس سے
[illegible] نہین کوئی اور کچھ کر نہین سکتا اور کسی کو مجال بولنے کی نہین اور وہی بولیگا جو وہ چاہے
[illegible] تغیر نہو گا پھر کہان بہکے جاتے ہو جو بتون سے مانگتے ہو اور کہان بہکتے ہو جو حضرت عیسےٰ
[illegible] بہکتے ہو جو تمہارا یہ خیال ہو کہ پیغمبر ہماری قسمت بدل دینگے یہ تو بالکل ایمان و اعتقاد
[illegible] یہان الٹا سمجھے کہ اللہ تعالےٰ علیم و خبیر قدیم ہی جو اُس نے چاہا وہ قدیم سے مقدر رہی وہان تغیر و تبدل
[illegible] اور اسی وقت مٹھ سے بدل سکتے ہین جب وہ چاہے تو پھر یہ ایمان کے

خلاف کیون برتاؤ کرتے ہو۔ ایک طرف ایمان کا دعوے زبان سے اور ایک طرف [illegible]
حق عزوجل نے فرمایا۔ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ اور نہین ایمان [illegible]
إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ مگر آنکہ وہ مشرک ہین۔ جو سب یہان لوگ [illegible]
شرک کرنے سے ایمان نہ رہا بلکہ تم مشرک ہو گئے جیسے ایک پیالہ پاک پانی اور ایک قطرہ نجس [illegible]
اب مین یہان عالمانہ خیالات کو ذکر کرتا ہون۔ واضح ہو کہ یہان سوال ہو کہ یؤمن باللہ [illegible]
مشرکون جملہ حالیہ ہو جو یؤمن سے لاحق ہو اور زمانہ حال و ذوالحال کا متحد ہوتا ہو تو حالت ایمان [illegible]
حالانکہ دونون کا مجتمع ہونا محال ہو۔ پس یہ اصل سوال ہو جسکو مفسرین نے مشکل خیال کیا اور مترجم [illegible]
اشکال نہین ہو ولیکن آخر مین انشاء اللہ تعالےٰ ذکر کرونگا۔ اول اقوال اہل تفاسیر کا خلاصہ ذکر کرتا ہون [illegible]
اول قول ابن عباس رضی اللہ عنہ جو بخاری رحمہ اللہ نے صحیح مین تعلیقاً اور رزین رح نے مسنداً روایت [illegible]
نسے پوچھا جاتا ہو کہ کس نے تمکو پیدا کیا اور کس نے آسمانون و زمین کو پیدا کیا تو کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے [illegible]
اور وہ پرستش کرتے ہین غیر کی پس یہ انکا شرک ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ جمہور مفسرین نے کہا کہ نزول اس آیت کا [illegible]
اور معنی یہ ہین کہ خالق اللہ تعالےٰ کے خالق ماننے کو ایمان قرار دیا حالانکہ اسی کے ساتھ یہ اعتقاد بھی تھا کہ جنکی پرستش [illegible]
کہ وہ اللہ تعالےٰ کے یہان ہماری سفارش کرین اور مقصود انکا پتھر نہ تھے بلکہ بزرگ آدمی جو اولیاء و انبیاء سابق مین گذرے
یعنی ان صالح بندون کی سفارش سے اللہ تعالےٰ عزوجل ہمکو ہماری مرادین عطا فرماویگا لقولہ تعالےٰ ما نعبدهم إلا [illegible]
الله زلفى۔ یعنی مشرک کہتے تھے کہ ہم ان بندون کی پرستش فقط اسی غرض سے کرتے ہین کہ اللہ تعالےٰ [illegible] نزدیک
مرتبہ قریب کردین۔ مگر اس قول پر بظاہر یہ اعتراض ہوتا ہو کہ اللہ تعالےٰ کا ایسا اقرار کرنا ایمان نہین ہو کیونکہ [illegible]
کی قدرت وعزت کا انکار ہو جبکہ نیک بندون کے قبضہ مین یہ اختیار ثابت کیا کہ وہ چاہین تو ہمارا مرتبہ اللہ [illegible]
پاس بڑھاوین تو موثر و مشیت و قدرت والا سوائے اللہ تعالےٰ کے اورون کو بھی [illegible]
پھر مین کہتا ہون کہ ابن عباس رض کے کلام سے خالی یہ معنی لینا کہ یہ مشرکین قریش کے حق مین ہو [illegible]
اس زمانہ مین ایسے موجود تھے جو اللہ تعالےٰ کو خالق مانتے تھے مگر کسی غیر کو بھی [illegible]
کہ عزیر کو بیٹا کہتے اور احبار و رہبان کو حاکم جانتے اور جیسے نصرانی کہ باوجود حضرت [illegible]
کہ وہ چاہے تو ہمکو بخشوا دیگا بلکہ ہم سب ہزارون گناہ کرین اُس نے ہمارے گناہ [illegible]
یہ قریش کے مشرکون سے بھی بہت زیادہ ہو کہ نیک بندون کو مجنس اللہ تعالےٰ کا [illegible]
ہونے سے انکار کیا اور اسکی پاکی سے انکار کیا اور مثل قریش کے غیر کو [illegible]
زیادہ نصرانی اعتقاد مین حماقت ہو کیونکہ جو خالق ہو وہ مخلوق سے [illegible]
کر سکتا ہو تو بیٹا کرنے کی کیا ضرورت تھی اور بیٹا باپ کا مثل ہو [illegible]
تو یہ اس سے زیادہ بد اعتقادی ہوا اور جورو کے ذریعہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] بات کہ ضرور شامل ہو تو یہ سب سے بدتر اعتقاد ہو اور سمجھتے جا لیکہ اسمین کتنی باتین ہین کہ اللہ تعالیٰ
[illegible] کہتے ہین اور وہ زبان سے نہین نکال سکتے ہین پھر باوجود ایسی ظاہر باتون کے جب ان
[illegible] ہی کہا فقہ ہو نعوذ باللہ من ذلک۔ اور یہان سے تجھے صاف معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی
[illegible] غیر مین ثابت کیا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہوگیا اور غیر کی عبادت ہوگئی جیسے ثواب کے
[illegible] حکم فقط اللہ تعالیٰ کا ہی لقولہ تعالیٰ ان الحکم الا للہ۔ پس جب عالم یا درویش کا قول اپنے اوپر
[illegible] عبادت ہوئی جیسا کہ قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم۔ مین صریح
[illegible] اس وقت کے لوگ ہو وہ لوگون کا تھا اور قیامت تک جو لوگ اس قسم کے ہون سب اس آیت مین شامل ہین
[illegible] بزرگ زندہ یا میت قبر سے اعتقاد کرے کہ وہ چاہے تو اللہ تعالیٰ ہمکو بیٹا دیگا۔ اعتقاد اسکی مشیت کا اور تقدیر سے
[illegible] درجہ کا کفر ہی بلکہ صحیح اعتقاد یہ ہی کہ جو اللہ تعالیٰ چاہیگا وہی ہوگا اور جب اللہ تعالیٰ چاہیگا تو ولی کو
[illegible] کو بیٹا تو درکنار خالی دعا کرنے کی قوت نہین حاصل ہوسکتی کیونکہ خالق فعل اللہ تعالیٰ ہی ہے یا جیسے
[illegible] سمجھتے ہین کہ جو پیغمبر یا ہند علمائے دین۔ یعنی جو تم فرماؤ ہم اسپر عمل کرین۔ بلکہ یون کہو کہ اللہ تعالیٰ و رسول نے
[illegible] کیا حکم دیا ہی اس مسئلہ کا آپ بیان فرما دین اور اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب جمیل عطا کرے۔ شیخ حافظ ابن کثیرؒ نے
[illegible] اس آیت کے معنی مین حضرت ابن عباسؓ کا قول مذکور نقل کیا اور کہا کہ ایسا ہی قول مجاہد و عکرمہ و عطاء و شعبی و قتادہ
[illegible] عبد الرحمن بن زید بن اسلم کا ہی۔ اور صحیحین مین روایت ہی کہ مشرکین جب طواف کرتے تو اپنی تلبیہ مین کہتے کہ لبیک
[illegible] لبیک لا شریک ہو لک تملکہ و ما ملک۔ یعنی بدل وجان ہم تیری عبادت مین حاضر ہین تیرا کوئی شریک نہین ہی سوائے
[illegible] شریک کے جو خود تیرا ہی تو اسکا مالک ہی وجو اسکی مملوک ہین تو انکا بھی مالک ہی۔ اور صحیح مسلم مین ہی کہ جب یہ لوگ کہتے
[illegible] لا شریک لک۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُنسے کہتے قد قد یعنی بس بس اب نہ بڑھاؤ۔ مترجم کہتا ہی کہ لبیک
[illegible] ایمان ہی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات مین کوئی شریک نہین ہی۔ اگر اسی قدر اعتقاد ہوتا تو یہ ایمان صریح ہی
[illegible] کی ذات مین شریک نہین اور صفات مین شریک نہین ہی لیکن اسی اعتقاد کے ساتھ ہی انکا اعتقاد کچھ بُرا اسنے
[illegible] تھا اور انکو ذات مین تو شریک نہین مانتے تھے بخلاف بعضے نصرانیون کے جو باپ بیٹا روح القدس
[illegible] مانتے ہین بلکہ صفات مین شریک مانتے تھے بلکہ یہ بھی کہتے تھے کہ تو اسکا اور اسکی مملوک سب کا مالک ہی
[illegible] جب یہ شرک بھی ساتھ ہی اعتقاد مین تھا تو ایمان کیونکر ہی پس بعض نے جواب دیا کہ محض تصدیق
[illegible] مومنون کا ہوتا ہی کیونکہ وہ ایمان تو شرک کے ساتھ جمع نہین ہوسکتا اور خالق اللہ تعالیٰ
[illegible] مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نام ہی پاک ذات خالق الکہ جامع جمیع صفات کمالیہ کا جسکی ذات
[illegible] کہ اللہ کی محض ایمان ہی اسکے ساتھ شرک جمع نہین ہوسکتا ایسی ہی خالق کی تصدیق
[illegible] مصداق وہی اللہ تعالیٰ ہی دوسرا ہو نہین سکتا پس میرے نزدیک قولہ تعالیٰ وما یومن
[illegible] کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر حالانکہ وہ مشرک ہین

Marfat.com

پس کوئی اعتراض وکچھ اشکال نہین ہو اور اسی وجہ سے اہل کتاب یہود ونصاریٰ [illegible]
باللہ الآیہ حالانکہ وہ اللہ تعالے پر ایمان کا دعوے کرتے ہین او وجہ اسکی یہ ہو کہ جب [illegible]
جسکا فلان شریک ہو تو حقیقی اللہ تعالے خالق اکے کا اقرار ویقین نہ کیا کیونکہ حقیقی خالق کا [illegible]
نے کہا کہ اللہ وہ ہو جسکا عیسیٰ بیٹا ہو تو اسکا اللہ اُسکی گمان کا ہوا کیونکہ حقیقی اللہ تعالے [illegible]
نے فرمایا وما یتبعون الا الظن وقال تعالے وما یتبع اکثرہم الا ظنا۔ یہین سے ثابت ہوا کہ [illegible]
بھی معتقد نہین کیونکہ وہ ایسے عیسیٰ کا معتقد ہو جو بیٹا ہو اور رسول اللہ عیسیٰ مسیح بن مریم [illegible]
اللہ علی نبینا وعلیہ وعلی جمیع المرسلین۔ اس بیان سے تجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ آیت تمام منافقین واہل [illegible]
سب پر بھی صادق ہو جو کہ جو لوگ مسلمان ہونے کا دعوے کرتے ہین مگر ذات وصفات مین علانیہ [illegible]
بھی صادق ہو چنانچہ شیخ ابن کثیر رہ نے ذکر کیا کہ حسن بصری رہ نے اس آیت مین کہا کہ یہ منافق کا حکم ہو [illegible]
کو عمل کرتا ہو حالانکہ یہ عمل شرک ہو لقولہ تعالے یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الآیہ۔ یہ قول دوم ہوا اور [illegible]
بیان ہو اور مترجم کہتا ہو کہ مین نے وجہ اوپر بیان کر دی کہ وہ ایمان کا دعوے کرتے ہین اور مشرک ہین [illegible]
نے انکے ایمان کی صریح نفی کر دی جیسا کہ آیت کریمہ اوپر مذکور ہوئی۔ اور بعض مفسرین نے انکے مومن ومشرک [illegible]
یہ توجیہ کی کہ جو کتاب موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوئی اسکو مان کر ایمان لانے والے ہوئے اور جب [illegible]
درویشون کی تقلید کی تو مشرک ہوئے کہ مسیح بیٹا ہو اور عزیر بیٹا ہو۔ اقول انبیاء وکتاب پر کہان ایمان لائے [illegible]
سنا مانی بلکہ انپر ایمان لانے کا دعوے کیا اور ہین مشرک۔ قول چہارم یہ کہ شرک خفی سے مشرک کا بیان ہو اور [illegible]
تعمیم اس آیت مین شامل کیا جاوے اور مشرکین واہل کتاب ومنافقین اسمین صریح شامل ہین اور وجہ [illegible]
ایسا ہوتا ہو کہ کرنے والے کو خود معلوم نہین ہوتا تو اسمین عفو الٰہی کی امید ہو پس وہ دائی کا فر محض منکرون [illegible]
کہ اللہ تعالے داخل نہ فرماوے اور اس شرک خفی کی تفصیل دراز ہو وانواع مختلف ہین اور بعض بہ نسبت بعض [illegible]
ولیکن اسقدر سمجھنا ممکن ہو کہ صفات الٰہی جسقدر ہین ہر صفت مین یہ شرک ہوتا ہو اور مثال اسکی اسطرح [illegible]
رازق ہو پس اگر کسی دوسرے کی نسبت یہ اعتقاد کیا کہ یہ رزق دیگا تو کھلا شرک ہو اور جیسے [illegible]
تو بہت مال ملیگا اور رزق مین فراخی ہوگی تو بھی اُسکے قریب ہو اور اگر کسی تاجر نے کچھ کام کیا [illegible]
کام سے مجھے اسقدر رزق ملیگا یا کاشتکار نے کھیتی سے یا نوکر نے نوکری سے تو یہ شرک [illegible]
کھیتی اُگنے کا یقین کیا اسطرح کہ اللہ تعالے کی طرف نظر ہی نہین ہو تو دو حال ہین کہ اگر [illegible]
ہوا کرتی ہو یعنی اللہ تعالے نے بارش کو کھیتی اُگنے کا سبب ظاہر کر دیا ہو [illegible]
کھیتی اُگاتا ہو پس جب پانی پڑا تو اس نے زعم کیا کہ موافق عادت الٰہیہ کے [illegible]
اور اگر پانی کی طرف اگانے پر نظر ہو مگر اسطرح کہ اگر اس سے اسوقت [illegible]
تو غفلت کے وقت شرک خفی تھا اب دور ہوا اور اگر یہ [illegible]

[illegible] دیہ ملے گا س کہیتی اگائی تو یہ شرک جلی ہی - اب مین ان احادیث پر اکتفا کرتا ہون
[illegible] فرمائی ہین - عروہ رحمہ نے کہا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک بیمار کی عیادت کو گئے جب
[illegible] اسکے ہاتھ مین تاگا بندھا ہوا ہی پس اسکو توڑ پھینکا یا علحدہ کر دیا پھر یہ آیت پڑھی وما یومن اکثرہم
[illegible] جس سے معلوم ہوا کہ آیت کریمہ کے معنی مین یہ بھی داخل ہی حالانکہ یہ شخص مسلمان تھا
[illegible] حذیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تھے مگر یہ تسمہ جو باندھا شرک تھا پس اگر شرک جانکر باندھا ہوتا
[illegible] لیے باندھا [illegible] واضح ہو کہ دوا کرنا یہ جانکر کہ اللہ تعالے شافی ہی شرک نہین ہی اور ٹوٹکا باوجود
[illegible] شرک ہوا اور فرق دونون مین یہ ہی کہ ہم لوگون کو عقل وحواس پر کام کرنے کی اجازت دی گئی ہی
[illegible] بلغم بڑھنے سے گرم دوا جو بلغم پکانے مین مستقل ہی دینا اللہ تعالے کے حکم پر کام کرنا ہی بخلاف
[illegible] کوئی دلیل اسپر قائم نہین اور نہ طبابت سے سمجھ مین آتا ہی کہ کیون اس سے فائدہ ہو پس یہ شیطانی
[illegible] علم طبابت کے کوئی چیز ایسی ہو جسمین اللہ تعالے نے خاصہ رکھا ہو تو اسکا باندھنا اس نیت سے
[illegible] اسمین اثر عطا فرماوے اور مجھے صحت دیدے شرک نہو گا جیسے عود صلیب وبعض جواہر کی خاصیت
[illegible] جیسے تانبا کہ سیلان مواد ولعاب کا زہریلا پن جذب کرتا ہی باذن الٰہی عزوجل تو کچھ مضائقہ نہین ہی
[illegible] کے کندہ حروف پر کوئی دلیل قائم نہین ہی اور جو لوگ تجربہ بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہان کوئی طبی
[illegible] نہین ہوسکتی مگر ہمارا تجربہ ہی تو اسکا جواب حدیث عبد اللہ بن مسعود رض مین آگے آتا ہی انشاء اللہ تعالے [illegible]
[illegible] مین ہی کہ جس نے اللہ تعالے کے سوائے دوسرے کی قسم کھائی اُس نے شرک کیا رواہ الترمذی وحسنہ
[illegible] حلف لغوی مین ہی جیسے کہتے ہین کہ تیری جان کی قسم اور تیرے سر کی قسم وغیرہ اور یمین جو فقہا نے لکھی ہی
[illegible] ایک نے غلام سے کہا کہ اگر تو نے یہ کام کر دیا تو تو آزاد ہی تو اسکو یمین کہنا اصطلاح ہی اور یہ درحقیقت شرط ہی
[illegible] حلف مین داخل نہین ہی پھر شیخ نے لکھا کہ امام احمد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
[illegible] فرمایا کہ ان الرقی والتمائم والتولۃ شرک - رواہ ابو داود وغیرہ ایضًا یعنی رقیہ ولٹکانے کی چیزین وتولہ سب شرک
[illegible] حضرت عبد اللہ بن مسعود کی بیوی زینب سے روایت کی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی
[illegible] جاتے اور وہان سے آتے تو دروازہ پر پہونچکر کھنکھارتے یا تھوکتے تا کہ اتفاق سے
[illegible] ہمکو ناگوار معلوم ہو پس ایک روز آپ آئے تو عادت کے موافق کھنکھارے اور گھر مین
[illegible] میرے حمرہ کا جھاڑ پھونک گنڈا سے کر رہی تھی پس مین نے اسکو تخت کے نیچے چھپا دیا پس آپ
[illegible] اور میرے گلے مین ایک گنڈا دیکھکر فرمایا کہ یہ ڈورا کیا ہی مین نے کہا کہ گنڈا ہی میرے حمرہ کا
[illegible] عبد اللہ کے گھروالوں کو ایسے شرک کی ضرورت نہین ہی مین نے آنحضرت صلعم سے
[illegible] نے کہ [illegible] شرک ہین پس مین بولی کہ آپ تو اسطرح کہتے ہین اور مین نے تجربہ کیا
[illegible] جاتی وہ رقیہ کر دیتا پس جب وہ رقیہ کر دیتا تو ٹھہر جاتی پس

جواب دیا کہ ارے یہ فقط شیطان کی حرکت تھی وہ تیری آنکھ مین اپنے ہاتھ سے چوکا [illegible]
یہودی کافر نے رقیہ کیا تو وہ ہٹ جاتا تھا۔ اور تجھے تو یہی کافی تھا کہ تو یون کہتی جیسے [illegible]
الباس رب الناس اشف وانت الشافی لاشفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما یعنی [illegible]
شفا دیدے اور تو ہی شافی ہو شفا وہی ہو جو تو شفا دیوے ایسی شفا دیدے کہ کچھ سقم نہ چھوڑے [illegible]
معلوم ہوا کہ گنڈے تعویذ وغیرہ مین جو لوگ اثر بیان کرتے ہین اور اپنا تجربہ ظاہر کرتے ہین [illegible]
ہین اسطرح کہ ان پر شیطان مسلط کر دیا گیا پس اس نے پکڑا اور یہ جھاڑ پھونک و گنڈے و رقیہ [illegible]
اور شیطان نے چھوڑ دیا پس یہ شخص بسبب شرک کے ایمان سے مردود ہوا اور دوسرے لوگ [illegible]
جو جنتی مومن ہین اُنھون نے اسکو اور اسکے تجربہ کو پھٹکار دیا اور عقل پر ثابت قدم رہے اور اللہ تعالےٰ [illegible]
اسکے فضل وہدایت سے ثابت رہے اور جن لوگون کے حق مین بدبختی لکھی تھی اُنھون نے اسکا کہنا مان [illegible]
آدمی بدبخت اورون کے حق مین شیطان سے زیادہ مضر ہو گیا۔ اور واضح ہو کہ اصلی تو جو شیطان کو [illegible]
جو ایمان رکھتے ہین اور رہے وہ لوگ جو کفر و نصرانیت و یہودیت وغیرہ سے اشد کفر و شرک مین مبتلا ہین [illegible]
والا کر شرک کرانے سے وہ بے پروا ہو مگر اللہ تعالےٰ اپنے بندون کو شیطان سے محفوظ فرماتا ہی یعنی شیطان بھی [illegible]
الٰہیہ جل جلالہ مین مسخر ہو اُسکو خود کوئی طاقت نہین ہو پس ایمان والے بندے اپنے پروردگار سے عاجزی سے [illegible]
کہ اے رب ہمارے ہم تجھی سے تیرے قہر و غضب سے پناہ مانگتے ہین اگرچہ ہمارے اعمال بُرے ہین اور [illegible]
تو غفور رحیم ہی ہمکو بخشدے اور ہم سے درگزر فرمادے پس اللہ سبحانہ تعالےٰ ارحم الراحمین اپنی ہمیشہ رحم [illegible]
ہمارے گناہ بخشتا رہتا ہو پس جب قہر نہین تو قہر کا ظہور بذریعہ شیطان کے تسلط کے اثر نہین ہو سکتا فسبحان من تحرزت [illegible]
لا الٰہ الا ہو العزیز الحکیم۔ شیخ نے لکھا کہ امام احمد نے عیسے بن عبدالرحمن سے روایت کی کہ مین عبداللہ بن عکیم کی خدمت [illegible]
حاضر ہوا آپ بیمار تھے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ کوئی تعویذ لٹکا لیجئے آپ نے فرمایا کہ مین تعویذ لٹکاؤن حالانکہ [illegible]
فرمایا کہ جو کوئی کچھ لٹکا دے اسی کے سپرد کیا جاویگا۔ ورواہ النسائی عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔ اقول جب اس [illegible]
شیطان نے تسلط پایا پس برباد ہوا اور واضح ہو کہ ایک جماعت علماء نے تعویذ مین تفصیل فرمائی ہو اسطرح کہ [illegible]
وہ کہ جنمین کوئی آیت قرآنی لکھی گئی یا حدیث کے دعا لکھی گئی اور دوم وہ کہ کوئی دوسری عبارت [illegible]
وغیرہ یا ہندسے نقش ہین پس دوسری قسم حرام و شرک ہوا اور اول قسم مین دیکھا جاوے کہ [illegible]
لفظ و تکرار کسی مقام کا اور دوسرا کسی دوسری آیت کا یا بے سلسلہ آیات کو ملا دیا گیا جیسے [illegible]
حرام و شرک ہوگئے اور اگر آیات صحیح طریقہ سے ہین اس قسم کی تحریف و تغییر و تبدیل نہین [illegible]
کلام متبرک کی برکت بچے کے ساتھ رہے جو پڑھ نہین سکتا ہو تو مضائقہ نہین ہوا [illegible]
یہان یہ ہوتا ہے کہ لوگون نے دروغ حکایتین بنائی ہین کہ اس سے یہ ہوتا [illegible]
اسکے رسول پاک کے صلے اللہ علیہ وسلم دونون سے شک [illegible]

Marfat.com

[illegible] فرمایا کہ جس نے تیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا۔ تیمہ دراصل پورنے و تمام تندرستی وغیرہ کے خیالات
[illegible] روایت مین ہو کہ جس نے تیمہ لٹکایا تو اللہ تعالے اسکے لیے پورا نہ کرے اور جس نے ودعہ لٹکایا
[illegible] قول [illegible] دعا آنحضرت صلعم کی موجود ہی تو خلاف جواز جس نے تیمہ لٹکایا قطعًا اسکو فائدہ
[illegible] ابوہریرہ [illegible] سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ مین شرکے پاک بے پرواہون جسنے
[illegible] دوسرے کو شریک کیا تو اسکو اسکے شرک کے ساتھ چھوڑتا ہون رواہ مسلم اسمین اصل کلام
[illegible] شریک بنائے جاوین اُن سب سے مین پاک بے پرواہون پس اُس عمل کو مین ہمیشہ
[illegible] شرکت کے [illegible] جائیگا۔ اور امام احمد کی روایت مین ہو کہ قیامت کو منادی ندا کریگا جس نے کسی کام مین
[illegible] ملایا تو وہ اسکا ثواب غیر سے مانگے۔ واضح ہو کہ ریا را ایک سخت شرک ہو اللہ تعالی اُس سے
[illegible] نیت یہ کہ دوسرے کو دکھلاوین تو یہ کام اسی دوسرے کے لیے کیا پس اُسی کی عبادت ہوئی حالانکہ یہ
[illegible] حکم آلہی تعالے کے نہین پہونچا سکتا۔ امام احمد نے محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت
[illegible] جن چیزون سے مین تمپر خوف کرتا ہون انمین سب سے خوف کی چیز تمپر شرک اصغر ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا
[illegible] کیا ہی فرمایا کہ ریا کاری یعنی دوسرے کو دکھلانے کے واسطے کوئی نیک کام کرنا پس قیامت کو حکم ہوگا
[illegible] دکھلاتے تھے دیکھو اُنکے پاس تمکو کچھ ثواب ملتا ہی۔ مترجم کہتا ہو کہ لوگون مین شگون بھی بہت
[illegible] ہمارے ہم پناہ و مغفرت مانگتے ہین چنانچہ چھینک و آنکھ پھڑکنا اور عورت کا راہ کاٹنا اور چھپکلی
[illegible] جیسے گھر کی نحوست اور بدھ کو نئے مکان مین نہ آنا اور یون ہی سیکڑون کی تعداد مختلف شہرون
[illegible] وہ چیزین ہین کہ ایمان کو مفت کھا جاتی ہین اور ہرگز انمین سے کسی چیز کی تاثیر نہین ہی
[illegible] چنانچہ شیخ نے لکھا کہ امام احمد نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
[illegible] کام کو جاتا تھا اور کسی شگون کی وجہ سے واپس ہوا تو اُس نے شرک کیا۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے
[illegible] کفارہ کیا ہو فرمایا کہ یون کہے کہ اللهم لا خیر الا خیرک و لا طیر الا طیرک و لا الہ غیرک یعنی اے پروردگار
[illegible] اور شگون کچھ نہین سوائے تیری قدرت [illegible] تاثیر کے اور الہ کوئی نہین
[illegible] ابو علی کاہلی سے روایت کی کہ ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ نے ہمکو خطبہ سنایا
[illegible] شرک تو چیونٹی کی چال سے زیادہ باریک ہی استے مین عبداللہ بن حرب و قیس
[illegible] گھبراہٹ و خوف سے عرض کرنے لگے کہ واللہ یا تو آپ ہمکو اس شرک سے بچنے کی راہ بتلادین
[illegible] خواہ ہمکو حاضری کی اجازت دیجاوے یا نہ دیجاوے فرمایا کہ ہان
[illegible] روز حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگون کو خطبہ سنایا
[illegible] اسکی چیونٹی کی چال سے زیادہ باریک و پوشیدہ ہی پس جسے
[illegible] سلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کیونکر [illegible]

وہ چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ خفی ہو تو ارشاد فرمایا کہ یون مغفرت مانگا کرو۔ اللھم [illegible]
ونستغفرک لما لا نعلم۔ یعنی اے پروردگار ہمارے ہم تجھسے پناہ چاہتے ہین کہ جان بوجھ کر ہم [illegible]
ایسے شرک خفی سے کہ جو ہم سے صادر ہو جاوے کہ ہم اسکو جان نہ پاوین مترجم کہتا ہو کہ [illegible]
نے اس حدیث کی روایت مین پتہ پایا ہو اور اسکو ابو القاسم بغوی رحمہ اللہ نے بھی روایت [illegible]
نے کہا کہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھلا دیجیے [illegible]
پڑھا کرون آپ نے فرمایا کہ یون دعا مانگا کر۔ اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ [illegible]
لا الہ الا انت اعوذ بک من شر نفسی ومن شر الشیطان وشرکہ۔ یعنی اے میرے رب اللہ پیدا کرنے [illegible]
جاننے والے حاضر و غائب کے پروردگار ہر چیز کے اور مالک سب چیز کے مین یقینی گواہی دیتا ہون [illegible]
نہین سواے تیرے مین تیری پناہ لیتا ہون اپنے نفس کی بدی اور شیطان کی بدی و شرک سے [illegible]
والترمذی وصححہ۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے دوسری روایت مین اسکو ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے [illegible]
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس دعا کے پڑھنے کا حکم دیا ہو پھر یہ دعا ذکر کی اور اسکے آخر [illegible]
(اور اسبات سے کہ مین اپنے نفس کو بدی مین داخل کردون یا بدی کسی دوسرے مسلمان کی [illegible]
مترجم کہتا ہو کہ اس زمانہ مین اکثر مسلمان ایمان کی قدر نہین کرتے جو ایک نعمت انکو ایسی [illegible]
کہین پڑھکر ہو پس انکو لازم ہو بلکہ انکو اپنے عیال و مال و ایمان کی حفاظت کے لیے شرک [illegible]
پرہیزکرین تاکہ آخرت کی بادشاہت ورضاے رب العزہ عزشانہ سے سرفراز ہون۔ بیضاوی [illegible]
تین قول ہین ایک یہ کہ آیت کریمہ مشرکین مکہ کے حق مین ہو دوم یہ کہ منافقین کے حق مین [illegible]
کے حق مین ہو پس اول کی توجیہ یہ کہ قولہ مایؤمن اکثرھم باللہ۔ اسطرح کہ اسکے وجود اور خالق [illegible]
مشرکون غیرون کی عبادت کرکے۔ دوم کی توجیہ یہ کہ زبانی اقرار سے ایمان ظاہر کیا اور [illegible]
کی توجیہ یہ کہ انبیاء پر و کتاب آسمانی بظاہر ایمان لائے مگر احبار و رہبان کو ارباب بنایا [illegible]
بیٹا جورو کی نسبت کی یا بھلائی کی نسبت اللہ تعالے کو خالق سمجھا اور برائیون کا [illegible]
اور تدبیر کو موثر سمجھا۔ یا اپنے آپ کو صنعت و حرفت و جملہ افعال پر قادر و خالق سمجھا [illegible]
حضرت حذیفہؓ کی حدیث اور دیگر احادیث صریحہ دلالت کرتی ہین کہ سبب نزول اگرچہ [illegible]
حتے کہ مسلمان لوگ بھی اپنے اعتقادات و افعال کو دیکھتے ہین کیونکہ وہی تو اہل توحید [illegible]
شرک ظاہر و باطن نہ کرین ورنہ اسی حکم مین شامل ہونگے اور آیت مین اشارہ [illegible]
ایمان کے ساتھ شرک کرتے ہین پھر انکو تہدید فرمائی بقولہ۔ اَفَاَمِنُوا [illegible]
غَاشِیَةٌ آجاوے انپر ڈھانک لینے والا۔ مِّنْ عَذَابِ [illegible]
شریک بتلاتے تھے خواہ نیک لوگون کی صورت بت ہون یا حضرت [illegible]

[illegible] کے عذاب کو نہ روک سکے اور دنیا ہی مین خواری مین مبتلا ہو کر ابد تک عذاب مین پڑے
[illegible] بَغْتَةً یا آجاوے اُنپر ساعت یعنی قیامت یا موت اچانک کہ ہنوز اُنھون نے
[illegible] کوئی نشان اُسکے آنے کی محسوس نہوئی ہو۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ حالانکہ اُنکو
[illegible] کا شبہ بھی نہ ہو۔ [illegible] خواب ہو جاوین۔ یعنی ہر طرح قادر و قوی و غالب اللہ تعالیٰ ہی اُس سے ڈرین اور
[illegible] فی العرائس قولہ ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک۔ اس سے اہل ایمان و توحید آگاہ ہو کر
[illegible] رہتے [illegible] فراق چند روزہ ختم ہو کر عیش دائمی کے امیدوار ہوتے ہین اور انکو طریقہ معلوم
[illegible] سلطنت و نعمت ہی اور بلاے آلہی پر صبر و شکر بہت عمدہ طریقہ رضوان آلہی حاصل ہونے کا ہی۔ قولہ
[illegible] الارض یمرون علیہا الآیہ۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے آگاہ کیا کہ آسمان و زمین کے ہر مخلوقات پر پاک پروردگار
[illegible] لباس پہنایا ہی جس سے اہل بصیرت کو آئینہ سی تجلی ہوتی ہی مگر یہ مخصوص انھین بندون کے لیے ہی جنکو
[illegible] نور بصیرت عطا ہوئی ہی اور ہمکو آگاہ کر دیا کہ جو لوگ جہالت و غفلت مین پڑے ہین وہ
[illegible] ظاہری صورت دیکھتے ہین اور حقائق سے محض اندھے و غافل ہین ناچاران چیزون سے اعراض
[illegible] ہی کہ ہر شخص جا ہے وہ تمام عمر ایک جگہ بیٹھا رہے وہ برابر آخرت کی طرف چلا جاتا ہی اور ہر شب روز
[illegible] قریب کر کے چلی جاتی ہی اگرچہ اُسکو غفلت و انکار آخرت سے شعور نہین ہوتا۔ ابن عطا نے
[illegible] مخلوقات کو آنکھون سے دیکھتے ہین اور دل کی بصیرت سے مطالعہ نہین کرتے لیس انپر اسرار کچھ
[illegible] بعض نے کہا کہ جو طریقہ کرامت کا ہی اس سے انکار کرتے اور طریقہ بتلانے والے سے دشمنی
[illegible] لہٰذا ظلمت مین گھستے چلے جاتے ہین اور انوار سے دور ہو کر آیات علوی و سفلی سے
[illegible] توحید مین کوشش و قدم کو حدوث سے پاک رکھنے مین طاقت بھر سعی کرنے اور شرک سے
[illegible] قولہ تعالیٰ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون۔ اسمین عوام کے سواے خواص کو تنبیہ ہی کہ اپنے مقامات
[illegible] ہین اور یہ ان لوگون مین ہی جو اللہ تعالیٰ کی معرفت مین واسطہ و شواہد پر نظر کرتے ہین اور جو
[illegible] ہین انکی لطافت دیکھتے ہین یہان تک کہ شرک کی انتہا یہ ہوئی کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی
[illegible] قلب کو ذوق ہو وہ حقیقت توحید مین مشرک ہی کیونکہ حقیقت توحید کے واجب حق
[illegible] محبت ہو اور اسکے وجود پاک سے اُسکی محبت ہو اور اُسکے فضل و انعام و احسان سبب انتہا
[illegible] کہ یہ محبت جس واسطے سے ہی وہ غیر ہی پس شرک ہوا۔ قال المترجم اس مقام کی توضیح
[illegible] توحید کے مراتب رکھے ہین ولیکن ادنے درجہ توحید کا یہی ہی کہ کسی نے جنت کی
[illegible] عبادت کی پس ایک واسطہ پر نظر کر کے حضرت خالق عز و جل کی عبادت کی حالانکہ جس نے
[illegible] سے فرض ہوا اور اصل اسمین حدیث صحیح ہی کہ تحت قولہ تعالیٰ و رضوان من اللہ اکبر
[illegible] گروہ ہونگے بعض جنھون نے بخوف جہنم عبادت کی پس بلا کر رب العزۃ فرماویگا

کہ تم نے جہنم کے خوف سے عبادت کی جاؤ ہم نے تمکو اس سے نجات دی اور ہمارے [illegible]
جنت والون سے ارشاد ہوگا کہ ہم نے عطا کی ہمارے فضل سے داخل ہوا ور جنت [illegible]
کی پاک ذات کے لیے اُسکی عبادت کی پس حکم ہوگا کہ مین تمھارا بدلا ہون [illegible]
اُسکا ثواب ہون اور آنحضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح مین ارشاد فرمایا کہ [illegible]
مخلصین لہ الدین مین اسکا اشارہ ہو اور اکا براولیا واللہ تعالےٰ کے پسندیدہ اقوال [illegible]
پھر ہمکو دوزخ مین ڈالدے تو ہمکو عین خوشی ہو اور اگر جنت ملے مگر اسکا رضوان نہو تو کچھ [illegible]
سے ہو کہ عبادت کرنے والا یعنی بندۂ مومن اپنے ہر وقت کے افعال و اعمال کھانے پینے [illegible]
کہ وہ کس نیت سے کرتا ہو اگر لذت و تن آسانی وغیرہ ہو تو یہ شخص عوام مین [illegible] اگر کھانا [illegible]
وکسب معاش برائے اہل و اعیال بہ نیت فریضہ الٰہی ہو یا جہاد کے لیے مزید قوت [illegible]
مین یہ نیت ہو کہ عذاب ہوگا یا جنت ملیگی تو مباح مگر اخلاص و ولایت نہین ہو اور اگر خلاص [illegible]
ور رضائے الٰہی جل شانہ مطلوب ہو تو اخلاص ہو پھر جنکو رضائے خالق ذوالجلال والاکرام [illegible]
دقائق بہت ہین ازانجملہ غلبہ محبت مین کئی دن گذرے کہ کھانا وغیرہ کسی چیز کی خواہش نہین [illegible]
جو حاصل ہوا یہی قلب مین خفیہ فریب نفس کا ہو کہ اس ذوق کی لذت سے وہ یاد مین سرگرم [illegible]
وہی ہو کہ بدون کسی چیز غیر کے محض ذات حضرت حق عزوجل کی بندگی ہو۔ جب یہ معلوم [illegible]
چاہیے کہ فرمایا جس شخص نے دیدار حق عزوجل مین اپنی ذات کی طرف یا عرش سے فرش [illegible]
تو وہ موحد محقق نہین ہو اور یہی تمام عارفین اولیاء الٰہی سبحانہ تعالےٰ کا مذہب ہے۔ اقول [illegible]
اور جو لوگ اس زمانہ مین اپنے آپ کو موحد اور محمدی وغیرہ القاب سے موسوم [illegible]
دور پڑے ہین وہ قرآن پاک کی سمجھ سے غافل اور احادیث شریف سے جاہل ہین [illegible]
صدقوا الزہد فے الدنیا والآخرۃ سوے اللہ تعالےٰ عزوجل اللھم [illegible]
نے کہا کہ قولہ الا وہم مشرکون یعنی ملاحظۂ خواطر و حرکات مین مشرک ہین [illegible]
کہ ارادات و قصد و اپنی حرکات و غیر کی حرکات اور دوستی و دشمنی کو ہر ایک کی جانب [illegible]
شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے خوب کہا ؎ من از حق شناسم نہ از عمرو و زید [illegible]
نہ عارف است کہ از جائے خویش برخیزد۔ کیونکہ دشمنی زید کی بخلق الٰہی ہو [illegible]
محل ظہور سے بد و نیک ہو اور حاشا کہ کوئی جاہل یہ گمان کرے کہ یہ [illegible]
ظلمت و نور کا ہو وہ کفر ہو یہ ایمان ہو اور مسلم الثبوت مین جو بحث حسن و قبح [illegible]
نتیجہ ہو اور صواب کی راہ نہ پائی۔ اور واضح ہو کہ لقاعی رحمہ اللہ [illegible]
یہان وہ خطرات و احوال ہین جو عارض ہوتے ہین۔ اسکو [illegible]

... اگر شرک ہین تو مشرک ہوگا ورنہ نہین ۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ نقل غلط ہو اور صواب
... سے نقل کیا کہ ملاحظہ خطرات و احوال سے مشرک ہوجاتا ہو اور عارض ہونے کا لفظ تحریف کلام ہو اور
... مدارک مین علامہ نسفی رح نے کہا کہ قدریہ ایمان لاتے ہین اللہ تعالے و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
... کے لیے افعال پیدا کرنے کی قدرت ثابت کرتے ہین پس اُنپر صادق ہو کہ ایمان لائے اس حال سے کہ جو بات
... کے واسطے مخصوص ہو وہ غیر کے لیے ثابت کرتے ہوئے پس مشرک ہوئے ۔ اور مترجم کہتا ہو کہ الحمد للہ
... سابق مین لکھی ہو علامہ نسفی رح کی تقریر کا مآل بھی وہی ہو یعنی جب اُنھون نے مخلوق کے لیے قدرت فعل ثابت کی
... تعالے کی صفت تسخیر و قہر مین نقص ڈالا پس ایسے خالق کے قائل ہوئے جسکے سوا بے مخلوق بھی خود مختار ہو اور چونکہ
... تعالے جل جلالہ پر یہ صادق نہین آتا لہذا انھون نے دعوے کیا کہ ہم اللہ تعالے جامع صفات کمالیہ پر ایمان لائے
... مشرک ہین ۔ کیونکہ دراصل انکا ایمان اپنے ظن کے آلہ پر ہوا اور اللہ تعالے پر نہین ہوا اور انکا یہ کہنا کہ تہین مظنون پر نہین
... ہم اللہ تعالے پر ایمان لائے ہین یہ محض دعوے ہو جو واقعی نہین ہو پس دو قسمین نکلین ایک وہ کہ اللہ تعالے پر ایمان کا دعوی
... کرتے ہین اور وہ مومن ہین اور دوم وہ کہ اللہ تعالے پر ایمان کا دعوے کرتے ہین اور وہ مشرکین ہین فافہم واللہ تعالے
اعلم بالصواب ۔ پھر شیخ نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ قولہ الا وہم مشرکون ۔ یعنی اپنے نفس کی طرف سے تقصیر جاننا اور اسپر ملامت
... کرنا شرک ہو ۔ مین کہتا ہون کہ اوپر مذکور ہوا کہ نفس و جملہ مخلوقات مسخر بقدرت الٰہیہ ہو تو نفس کی تقصیر یہی ہو کہ اس نے
... کیا حالانکہ کرنا کسی فعل کا خواہ قصور ہو یا خدمت ہو نفس کی قدرت مین نہین ہو بلکہ خالق عزوجل جو چاہتا ہو پیدا کرتا ہو تو گویا
اس نے اپنے نفس کو قدرت والا خیال کیا اور یہ شرک ہو ۔ پھر مین کہتا ہون کہ تحقیق تو یہی ہو جو بعض مشائخ نے ارشاد فرمایا
لیکن بندہ ... عاجزی کی توفیق پاوے تو یہ سعادت ہو کیونکہ بحالت تقصیر وہ فی الجملہ ظہور قہریات کا مظہر ہو فافہم
واللہ تعالے اعلم ۔ اور شیخ واسطی رح کے کلام مین اسکی تصریح ہو کہ نفس کی جانب یہ دیکھنا کہ اُس نے تقصیر کی یعنی چاہتا
تو تقصیر نکرتا یہ شرک ہو کیونکہ جس نے اپنے نفس سے کچھ خیال کیا اس نے ازلیت و مقدرات سے انکار کیا جو کہ حق تعالے
کی طرف سے محقق ہین اور جس نے اپنے نفس کو اُسکے امور مین سے کسی امر مین ملامت کی اس نے شرک کیا قال المترجم
... علیہ السلام جف القلم بما ہو کائن او نحو ذلک و قولہ علیہ السلام وہم یعملون و قولہ علیہ السلام کل میسر لما خلق لہ
... صریح ہو کہ غیر مقدر کے لیے اسکو تیسیر و توفیق نہوگی پس قدرت اسکو کہان سے ملی جو ... کرتا ۔ شیخ نے اسکے بعد بہت دقیق
... رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ مقال منوط بعلل ہو اور افعال مقرون بشرک اور حق عزوجل ان سب سے مباین ہو بدلیل
... اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون ۔ مترجم کہتا ہو کہ دقائق اس کلام کے اس حد تک ہین کہ عوام کچھ زبان
... اور کیونکر مجال ہو کہ حضرت قدیم ذو العظمۃ والکبریاء کی ثنا زبان ادا کرے اور اسکی شہادت د
... خالق و موجود مگر وہی پاک جل شانہ اور تمام فنا عین بقا رہا اور محض عدم عین موجود رہی
... تعالے ہو المومن المہیمن العلیم الحکیم ۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ حق تعالے کی شان پاک
و شرک سے بیزاری بیان کرے و مخلوق کو ارشاد حق فرمایا بقولہ تعم

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا

تو کہدے کہ یہی ہی میری راہ ہی — مین بلاتا ہون اللہ تعالی کیطرف — سوجھ کے ساتھ دلیل سے مین

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا

اللہ تعالی اور مین نہین ہون — مشرکون مین سے — اور نہین — بھیجے ہمنے — تجھسے پہلے

رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

اہل قرے یعنی بستی کے رہنے والون سے — کیا وے نہین پھرے — زمین مین — تاکہ دیکھے

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

انجام کار اُن لوگون کا — جوانسے پہلے گزرے ہین — اور بیشک دار آخرت — بہتر ہی ان لوگون کے لیے جنھون نے تقوی اختیار کیا

قُلْ کہدے اے افضل المخلصین وسید المومنین وامام المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم مشرکین کو کہ هٰذِهٖ یہی طریقہ ... ایمان کا ہی جسمین الوہیت وقدرت فقط اللہ تعالے کے واسطے ہی کسی غیر کی شرکت کسی حال مین ممکن نہین ہی سَبِيْلِيْٓ ... بلانا توحید کی طرف اور آخرت کے لیے موت سے پہلے سامان جمع کرنا بدون شرک کے میرا طریقہ اور یہی میری سنت ہی ... اسطرح کہ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ مین بلاتا ہون اللہ کی طرف یعنی اسطرح اس ذات پاک جامع صفات کمالیہ پر ایمان لاؤ ... اسی کی شان ہو اور کچھ شرک وکفر کا اعتقاد مت کرو اور قول وفعل سے شرک مت کرو تاکہ اللہ تعالے پر ایمان صحیح ہو ... وباطل اپنے گمان مین اللہ تعالے پر ایمان کا دعوے کرتے ہو حالانکہ مشرک ہو اور مین تمکو اللہ تعالے کی طرف بلاتا ہون عَلٰى بَصِيْرَةٍ بینائی پر اور یہ قلبی نورانی بینائی ہی اور آنکھ کی بینائی کو بصارت کہتے ہین اور مراد یہ کہ اندھے پن سے نہین بلکہ ... دلیل ونورانی حجت پر دعوت اللہ تعالے کی طرف کرتا ہون — اَنَا مین خود وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ اور جو کوئی میرا پیرو ہوا ... یہ کہ تم دروغ طور پر بغیر دلیل وقلبی بصیرت کے اللہ تعالے پر ایمان کا دعوے کرتے ہو حالانکہ مشرک ہو اور مین تمکو بصیرت حجت واضح سے اللہ تعالے کی طرف بلاتا ہون بس اصلی بصیرت پر مجھے کیا گیا پھر جو میرے تابع ہوا وہ بھی بصیرت پر ہوگا ... مین اور میرے تابع جو ہون سب تمکو اللہ تعالے کی طرف نورانی راہ پر بلاتے ہین — مولف فتح البیان ... نے لکھا کہ اس آیت مین دلیل ہی کہ جو کوئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو اسپر واجب ہی کہ کافرون کو راہ مستقیم ... مترجم کہتا ہی کہ اس مسئلہ کے نکالنے مین اُس نے اجمال سے قریب خطا کے رکھا اور صواب وہ ہی جو سراج وغیرہ ... تبعین مومنین مین سے جو بصیرت پر ہو اسپر ہدایت کرنا واجب ہی — چنانچہ لکھا کہ آیت مین دلیل ہی کہ اللہ تعالے کی ... جب ہی بہتر وجائز ہی کہ جب یہ شرط اسمین موجود ہو کہ جسطرح بلاتا ہی اسپر یقین کے ساتھ اُسکو بصیرت حاصل ... اور حدیث نقل کی کہ علما امانت دار ہین رسول کے اللہ تعالے کے بندون پر کہ حفاظت مین ... کی طرف بلاتے ہین — مین کہتا ہون کہ اصل مسئلہ یہ ہی کہ نصیحت کرنا نیک باتون کی ہدایت ... ہی لو فتاوے عالمگیریہ وغیرہ مین اسمین تفصیل مذکور ہی اور حق میرے نزدیک یہ ہی کہ ایمان والے ... سے منع کرتے رہین اور نیک کام بتلاتے رہین اگرچہ عالم نہون لیکن شرط ہی کہ ... عالم سے ...

[illegible] نزدیک نرمی سے بلاوے اور اگر وہ کوئی شبہہ وجھگڑا پیش کرے تو اسکو
[illegible] اور خود اپنی معلومات سے زیادہ بدون بصیرت کے دخل نہ دیوے ولیکن اگر نہ بلاوے
[illegible] نہین ملی واللہ اعلم اور عالم پر البتہ یہ ہدایت واجب ہو جبکہ امید نفع ہوا اور اگر غالب گمان نہو یا فتنہ
[illegible] کہ وہ معذور رکھا جائیگا۔ سوال اس زمانہ مین علمار تو بالکل ساکت ہین - مترجم کہتا ہو کہ یہ اس غم پر بہی
[illegible] کو جواب نہ رہا۔ مگر میرا گمان ہو کہ بشرط وسعت عام مجمع مین نصیحت کرنا چاہیے - افسوس کہ برخلاف
[illegible] ایک دوسرے کو بدعتی و وہابی اور مقلد وغیر مقلد کے جھگڑے مین کافر و مشرک بنا کر جماعت سے جدا
[illegible] رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تو منافقون کو خارج نہ فرماتے تھے اور مفتی پر واجب ہو کہ جہانتک تاویل سے
[illegible] ہو سکی کیا فتنہ کے اور نصیحت کرنا تو واجب ہی - ابن الانباری نے کہا کہ کلام کی ترکیب اسطرح بھی ہو سکتی ہو کہ قل ہذہ سبیلی
ادعوا الی اللہ - کہدے یہ میری راہ ہو یعنی اللہ تعالے کی طرف بلاتا ہون وقولہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی - بصیرت پر ہون
مین اور میرے پیرو - مین کہتا ہون کہ بصیرت وہی رہنے بھی اسکو ذکر کیا ہو ولیکن اولے معنی اول ہو اگرچہ دوم مین خبر مقدم
کرنے سے ایک اشارہ نکلتا ہو وہ یہ کہ بصیرت پر مین اور میرے متبعین ہی ہین تو اشارہ ہو کہ تم لوگ اللہ تعالے پر ایمان کے
دعوے مین خالی گمان پر ہو اور در حقیقت مشرک ہو اور اسی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کی طرف بلانے کی ان اندھون کو
ضرورت تھی کیونکہ وہ شیطان کی طرف جاتے تھے اور جہالت سے سمجھتے تھے کہ ہم اللہ تعالے پر ایمان لائے ہین جیسا کہ
اوپر بیان ہو چکا ہو - پھر ہر شرک سے اللہ تعالے کی تسبیح بیان کی - وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اور پاکی بیان کرتا ہون یا پاکی
کی طرف نسبت کرتا ہون اللہ تعالے کو - یعنی وہ ہر گمان والے کے گمان و شرک و مثل و نظیر سب سے پاک ہو - وَمَآ اَنَا
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اور نہین ہون مین مشرکون مین سے - یعنی مین انمین نہین ہون جو اللہ تعالے پر ایمان لانے کا
دعوے کرتے ہین مگر مشرک ہین شیخ امام حافظ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالے اپنے رسول کو جسکو جن وانس تمام
کی طرف بھیجا حکم فرماتا ہو کہ انکو آگاہ کردے کہ یہ میرا راستہ یعنی طریقہ وسنت ہو یعنی دعوت بکلمہ توحید لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
مین اللہ تعالے کی طرف بصیرت پر بلاتا ہون دلیل ویقین کے ساتھ مین اور میرے متبعین اور مین اسکی عظمت و پاکی ظاہر
کرتا ہون اس بات سے کہ کوئی اسکا شریک یا نظیر ہو یا فرزند و جورو ہو یا مشیر و صلاح کار ہو یا تحت کار پرداز ہو پاک ہو وہ تبارک و تعالیٰ
سب سے وہ پاک ہو خیال و گمان سے - تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیہن وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ الآیہ - اسکی
تسبیح کرتے ہین سب آسمان و زمین اور جو لوگ انمین ہین اور کوئی چیز نہین مگر کہ وہ تسبیح کرتی ہو اسکے حمد سے ولیکن تم انکی تسبیح کو
[illegible] بیشک وہ حلیم غفور ہو - پھر کفار عرب حقیقت انسانیہ سے غافل ہو کر کہتے کہ اگر اللہ تعالے رسول بھیجتا تو ملائکہ بھیجدیتا
[illegible] شرک کی جہالت تھی ورنہ تاثیر الٰہی سبحانہ تعالے مین ہر چیز یکسان ہو سکتی ہو آیا نہین دیکھتے کہ قرب قیامت مین ایک
[illegible] آدمیون سے باتین کریگا کہ لوگ پروردگار کی نشانیون پر یقین نہین لاتے ہین مگر حق تعالے عز و جل کی مشیت ہی
[illegible] کیا اللہ نے انہین سے رسول بھیجے پس مشرکین کا رد فرمایا بقولہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اور
[illegible] تجھ سے پہلے اِلَّا رِجَالًا مگر مرد لوگ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ہم وحی فرماتے تھے انکی طرف - بہ قراءۃ نوحی

Marfat.com

ہون حفص رحمہ اللہ کی تمام قرآن مین ہر اور دوسرون نے یوحی بیائے مضموم وحا[...]
زاوة ہو یعنی ایسے مرد جن پر وحی کیجاتی تھی - مِنْ اَہْلِ الْقُرٰی اور یہ لوگ [...]
شہرون قصبون مین انکو بسایا تھا اور رسول فرمایا جنگل کے بدو اور گنوار نہ تھے کیونکہ اہل شہر مین علم [...]
جہل وسخت دلی کی عادت رکھی ہو دیکھو مولوی روم نے لکھا ہے دہ مرو دہ مرد را احمق کند عقل را بے [...]
یعنی گانون مین مت جا کہ وہان مرد احمق ہو جاتا ہو عقل اُسکی بے نور وبے رونق ہو جاتی ہو - اور اگر کہا [...]
کہ حضرت یعقوب علیہ السلام و انکی اولاد ایک گانون کھیڑے مین سے مصر کو آگے تھے اور خود یوسف علیہ السلام [...]
من البدو - تو یہ کیونکر تھا - جواب یہ ہو کہ اصل سکونت انکی کنعان مین تھی مگر بسبب قحط کے مویشیون کی ہلاکت وغیرہ [...]
جنگل مین چلے گئے تھے - اور اگر کہا جاوے کہ حضرت ابوذر غفاری رحمہ اللہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تنہا [...]
اجازت دی تھی تو جواب یہ ہو کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب کسی کو خلاف سنت کام کرتے دیکھتے تو لاٹھی سے مار[...]
یقین ونہایت اتباع سے ہر شخص کی نسبت اُنکے خیالات استقامت کے تھے ولیکن حق تعالے نے لوگون کو ایک [...]
رکھا ہو پس پیغمبر صادق مصدوق علیہ السلام نے بطور معجزہ کے اسکے حق مین فرمادیا تھا کہ تو تنہا رہیگا اور تنہا مریگا اور [...]
ہوا - اور یہ اجازت خاص تھی جیسا کہ صحاح احادیث مین مصرح ہو اور واضح ہو کہ قریٰ جمع قریہ کی کبھی تو مدینہ کے [...]
تو مدینہ شہر یا بڑا قصبہ ہوتا ہو اور قریہ گانون بلکہ کھیڑا اور کبھی قریہ مقابل بادیہ بولا جاتا ہو تو قریہ سے مراد شہر و قصبہ مانند [...]
رجل من القریتین عظیم - یعنی مکہ و مدینہ - اور بادیہ سے مراد جنگلی آبادی جہان سب کھلا ہوا میدان ہو بادیہ مشتق بدو سے ہو [...]
ہم نے تجھ سے پہلے بھی رسول بھیجے جنکو ہم مثل تیرے وحی بھیجتے تھے وہ شہر کے مرد تھے - ابن عباس رضہ نے کہا ہے [...]
آسمانی فرشتہ نہ تھے جیسے تم کہتے ہو - پس یہ آیت مانند قولہ وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون [...]
الاسواق اور قولہ وما جعلناہم جسدا لایاکلون الطعام وما کانوا خالدین - اور خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان لوگون [...]
کردے کہ سابق انبیاء کے مثل مین ہون کچھ انوکھا نہین ہون چنانچہ کہا قل ماکنت بدعا من الرسل - اور شیخ ابن کثیر رح [...]
کہ قریٰ مین سے مراد مدائن یعنی شہر ہین اور معنی یہ کہ وہ بادیہ کے لوگون مین سے نہ تھے جو جفا و غلظت قلوب مین مشہور [...]
اور اہل شہر کی نسبت معروف ہو کہ الطف واحلم ہوتے ہین اور سواد شہر و قصبات کے لوگ بہ نسبت بادیہ والون [...]
ہوتے ہین - مترجم کہتا ہو کہ اسمین دلالت ہو کہ نوع انسانی مین اتفاق واجتماع سے انکے عقول کا تصفیہ ہوتا ہو لہذا [...]
شہر مین بہت لوگ ہون مگر بسبب قہر الٰہی کے اسمین تفق نہون تو برباد ہونگے - اور اہل بادیہ بوجہ جانورون کی صحبت [...]
سخت دل وبیوقوف ہو جاتے ہین ولہذا قال تعالے الاعراب اشد کفرا ونفاقا الآیۃ - قتادہ رح نے کہا کہ اہل القریٰ [...]
اسواسطے مبعوث فرمائے کہ وہی علم وحلم یعنی عقل ودانائی مین زیادہ ہوتے ہین - مسئلہ آیت سے مستنبط ہوا کہ [...]
جو انبیاء و رسول بھیجے ہین وہ ایک تو مرد تھے اور دوم شہر کے لوگون مین سے تھے - اور معنی یہ ہین کہ اہل [...]
نبوت کے لیے سرفراز کیا اور انکو دنیا مین شہر مین پیدا کرکے بسایا پس یہ توفیق نعمت ہوئی چنانچہ حضرت [...]
اس توفیق ونعمت کا بڑا شکر ادا کیا - شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا یہی [...]

Marfat.com

[illegible] کیا ہے کہ عورتون مین کوئی نبی نہین ہوئی ہان انمین صدیقہ عورتین ہوئی ہین جنھون نے
[illegible] تبارک وتعالے کی اچھی تصدیق کی اور لکھا کہ اشرف النسا مریم بنت عمران کو فرمایا کہ ما المسیح بن مریم
[illegible] الا رسول وامہ صدیقہ - دیکھو مقام تشریف وتعریف مین فقط صدیقہ فرمایا اور اگر وہ نبیہ ہوتین تو ضرور
[illegible] ظاہر کیا جاتا - اور جن لوگون نے زعم کیا کہ بعض عورتین نبیہ ہوئی ہین جیسے سارہ حضرت خلیل اللہ
[illegible] کی اور بی بی اجرہ اور مادر موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام تو انکا زعم اسوجہ سے ہے کہ ملائکہ نے حضرت سارہ کو اسحق کی بشارت
[illegible] کی نسبت فرمایا واوحینا الے ام موسے - اور مریم مادر عیسے علیہ السلام کو ملائکہ نے بشارت دی
[illegible] وقالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک - پس یہی وحی ہے کہ جس سے نبوت ہوتی ہے تو وہ نبیہ ہوئین اور شیخ نے
[illegible] ان اسقدر تو ان عورتون کو بلاشبہہ حاصل تھا پس اگر ان لوگون کی مراد فقط نبیہ ہونے سے یہ ہے کہ ان عورتون
[illegible] ملائکہ نے انکے کچھ کلام کیا یا کوئی حکم پہونچایا تو ضرور اسقدر شرف ان لوگون کو حاصل تھا ولیکن جمہور علما کے نزدیک
[illegible] کے لیے یہ کافی نہین ہے بلکہ وحی تشریع ہونی چاہیے اور وہ بآیات سابقہ فقط مردون مین منحصر رہا ہے - بعض نے ذکر کیا کہ
[illegible] کا مردون مین سے ہونا عرب کے نزدیک امر معروف تھا چنانچہ سجاح عورت نے جب بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ
[illegible] وسلم کے نبوت کا دعوے کیا اور ادھر مسیلمہ کذاب نے دعوے کیا اور انجام کار سجاح مذکورہ کے مسیلمہ سے زنا کا بیٹ رہا
[illegible] ہلاک ہوئے تو قیس بن عاصم نے سجاح مذکورہ کے حق مین یہ اشعار کہے ؎ اضحت نبیتکم انثے نطیف بہا +
[illegible] انبیاء اللہ ذکرانا - فلعنۃ اللہ والاقوام کلہم + علے سجاح ومن باللوم اغرانا - مترجم کہتا ہے کہ اس سے اسقدر ثبوت
[illegible] اسلام کے عرب مین یہ امر زمانۂ صحابہ مین معروف تھا تو اب اختلاف کرنا جہل ہے - اور مترجم کہتا ہے کہ فقط ملائکہ کے
[illegible] مطلق وحی آنے سے نبوت نہین حاصل ہوتی ہے تو نہین دیکھتا کہ اللہ تعالے نے فرمایا واوحی ربک الی النحل ان اتخذی
[illegible] الجبال الآیہ پس اگر مطلق وحی کافی ہو تو شہد کی مکھیون کا نبی ہونا لازم آوے اور تو جانتا ہے کہ حدیث حنظلہ رضی اللہ عنہ مین
[illegible] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ نافق حنظلۃ - اور بیان کیا کہ جب ہم آپ
[illegible] مین ہوتے ہین اور آپ ہمکو وعظ ونصیحت فرماتے ہین تو ہمارا قلب ایک حال پر ہوتا ہے پھر جب بال بچون سے
[illegible] آجاتی ہے پس آپ نے فرمایا کہ اگر تم اسی حال پر رہو تو ملائکہ تم سے تمھارے بچھونون پر مصافحہ کرین اور گلی
[illegible] ولیکن اے حنظلہ اوقات ہین الحدیث پس ظاہر ہے کہ ملائکہ اگر ملتے اور مصافحہ کرتے تو بھی یہ لوگ انبیاء
[illegible] وہی مذہب اہل السنۃ والجماعۃ ہے اور یہان جو آیت مذکور ہے اسمین بھی صریح دلالت ہے اور حسن بصری
[illegible] کوئی نبی بدو سے یعنی بادیہ کے رہنے والون مین سے اور نہ جن مین سے اور نہ عورتون مین سے -
[illegible] جیسے ہم نے تجھے خاتم المرسلین بھیجا ویسے ہی تجھ سے پہلے ہم نے اہل القری مین مردون کو
[illegible] من اہل القری [illegible] پھر ان انبیاء کی امتون کا حال ظاہر ہے کہ بعضے ایمان لائے اور بہتون نے کفر کیا اور
[illegible] نبی ومومنین کو نصرت ہوئی اور منکرین ہلاک ہوئے اور پچھلون کے لیے عبرت ہوگئی افلم یسیروا
[illegible] پس کیا نہین سیر کی ان لوگون نے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے منکر ہوتے ہین زمین مین - یعنی

[illegible]

Marfat.com

جہان جہان کا زمین بسبب کفر کے ہلاک ہوئے ہین - فَیَنظُرُوا [illegible]
مِن قَبلِهِم کیونکر ہوا انجام ان لوگون کا جو انسے پہلے گذرے ہین کہ [illegible]
ہلاک کیا اور دنیا ہی سے انپر عذاب شروع ہوا اور ہمارے سلسلہ ابدالآباد [illegible]
اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے نجات دی ہیں دنیا مین بھی انکا انجام [illegible]
وَلَدَارُ الآخِرَةِ اور بیشک آخرت کا گھر خَیرٌ لِّلَّذِینَ اتَّقَوا [illegible]
تقوی کیا - یعنی دنیاوی ثروت وعیش بلکہ بادشاہت تمام دنیا سے بھی اہل تقوی کے [illegible]
حضرت یوسف علیہ السلام نے باوجود سلطنت کے اور باوجود یقین اس امر کے کہ موت [illegible]
آخرت کے لیے دعا مانگی اور یہ اسی وجہ سے تھا کہ انکو انکا آخرت کا گھر دکھلا دیا گیا تھا [illegible]
تَعقِلُونَ کیا یہ لوگ سمجھتے نہین ہین کہ اسقدر انبیاے سابقین مبعوث ہوئے اور منکرون کو عذاب [illegible]
تو انجام کفر و شرک کا بہت بدتر ہی اور مومنون کو دنیا مین بھی نیکنامی اور آخرت مین بڑے [illegible]
ایسا گھر ہی کہ اسکو چھوڑ دینا چاہیے تو ضرور نجات آخرت و رضاے حق عزوجل بہتر ہی - بعض قرأت مین تعقلون [illegible]
تو بطور سخت ملامت کے منکرون کو مخاطب کرکے فرمایا کہ کیا تم لوگ عقل نہین رکھتے ہو مسئلہ جس شخص کو [illegible]
زمین مین سیر کرے تو مضائقہ نہین ہی اور یہ تضیع اوقات یا اسراف نہوگا مگر اس شرط سے کہ محض خالص نیت [illegible]
دنیا کے آثار کیسے ظاہر ہین اور اگلون کا کیا انجام ہوا غرضکہ عبرت کی نیت ہو اور اس زمانہ مین لوگ فقط [illegible]
لندن و پیرس وغیرہ جاتے ہین اور یہ فریب کفر و شرک ہی - ف فی العرائس قولہ تعالےٰ قل ہذہ سبیلی [illegible]
راہ معرفت الٰہی و اسکی محبت اور اسکی راہ مین روح قربان کرنا اور نفس کو اسکے حکم کا مطیع کرنا اور میری دعوت [illegible]
شخص کو پہونچتا ہی اور وہی میرا تابع ہوتا ہی جسکے حق مین ازل سے عنایت الٰہی نے قبول فرمایا ہی [illegible]
چشم بصیرت سے بینا اور عرفان الٰہی عزوجل سے آگاہ ہوجاتے ہین تو کمال شفقت سے اپنے بھائیون کو [illegible]
ہین اور مین اور میرے تابعین اس راہ پر بلاتے ہین بے بصیرت نہین ہین بلکہ بنور بصیرت و یقین [illegible]
قرآنی جسمین نفس و شیطان کا خطرہ و دھوکا نہین ہی اس راہ پر بلاتے ہین چنانچہ خود انکو کشف [illegible]
ہدایت الٰہیہ حاصل ہوگئی تو کچھ شبہہ و تردد نہین رہا - پھر حق عزوجل نے اپنی تسبیح اپنے پیغمبر [illegible]
اور حکم کیا کہ حق عزوجل کو ہر خیال و علل سے منزہ تسبیح کرے بقولہ وسبحان اللہ [illegible]
و دلائل سے اسکی صفات کا ادراک کرنے مین عاجز ہین انکی معرفت ہدایت الٰہیہ [illegible]
انا من المشرکین - مین مشرکون مین سے نہین جو دعوے کرتے ہین کہ ہم استدلال سے [illegible]
ہی اور کیونکر مخلوق کو دعوے ہوگا کہ جملہ صفات الٰہیہ کو جہان خالق عزوجل [illegible]
اور قدیم کی بارگاہ جلیل تک حادث اسکی مخلوق کو کیا تاب ہے عقل جیسی انکی [illegible]
تو کیونکر اسکو رسائی ہو اسی واسطے بعثت انبیا علیہم السلام فرض ہوئی [illegible]

Marfat.com

[illegible] المقربین۔ اشارت مین داخل ہو کہ غیر کی طرف ملتفت نہین ہون نہ شان محبت مین اور
[illegible] کی مداخلت مین او تعالیٰ ہر خطرہ وگمان سے پاک ہی۔ ابن عطا رحمہ نے کہا کہ مین تمکو اسی
[illegible] ہمیشہ فضل وانعام واحسان کے عادی ہوئے ہو اور جس سے تمھارا وجود ہی وہ اللہ تعالیٰ
[illegible] شیخ ابو سعید القرشی رحمہ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص کہ مخلوق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت
[illegible] بقدرت آلہیہ ہے انکو قبولیت وقبول ہوا اور یہ چیزین اسکی دعوت کرنے مین مندرج ہونگی چنانچہ
[illegible] کی تصریح ہو یعنی جو کوئی اللہ تعالیٰ کی طرف بلا دے اسمین اور جو کوئی راہ الٰہی کی طرف بلا دے اسمین
[illegible] فرق ہو۔ بعض نے کہا کہ جو شخص مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا دے وہ خلق کو اسکی طرف اسی کی قوت سے
بلاتا ہی اسمین اس شخص کے نفس کا کچھ دخل نہین ہوتا اور جو کوئی کہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی راہ کی طرف بلاتا ہی انکو بذات خود
[illegible] بلاتا ہی اسی واسطے اکثر لوگ اسکا کہنا مان لیتے ہین کیونکہ طبیعت مین مشاکلت قائم ہی اور بہت کم لوگ اسکا کہنا
مانتے ہین جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہی کیونکہ اسمین نفس وطبیعت سے مفارقت ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ نہایت لطیف
تحقیق ہی جس سے ہدایت کے معنی حل ہو گئے چنانچہ اختلاف علماے ظواہر مشہور رہی کہ ہدایت کے معنے مطلوب تک پہونچا دینا
یا یہ معنی ہین کہ جادۂ راست دکھلانا وبتلانا۔ اور آیات سے استدلال دونون طرف موجود ہین اور حق یہی ہی جو شیخ قرشی رحمہ نے
کہا کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف تو بقدرت آلہیہ ہی اور یہ وصول بحق ہی اور ہدایت بسبیل الٰہی رہنمائی ہی اور معنی اول اکثر لوگون
کے فہم سے عالی ہین فاللہ تعالیٰ ہو الہادی الی سبیل الرشاد۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ بصیرت عمل قلبی ہی اور لوگ اس سے
غافل ہین اور لوگون کی بصیرت کی حقیقت یہ ہی کہ کسی شی کو مشاہدہ کرین وہو قولہ ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ۔ کیونکہ صحت بصیرت
بقدرت آلہیہ ہی اور وہ نور سے اعلیٰ ہی اور نور مومن کو بھی حاصل ہوتا ہی اور بصیرت ٹھیک نہین ہوتی جب تک کہ تلاطم امواج
نفس وخطرات سے نجات ہو کر خود مالک نفس نہو جاوے اور جب تک نفس کی ملکیت مین ہی اور خطرات وشواہد کا کچھ اثر اسپر
[illegible] اور جب تک اسکی بصیرت واہیہ ہی۔ بعض نے کہا کہ دعوت حق از بصیرت ہوتی ہی اور نفاق پیدا ہوتا ضعف وتاریکی ہی اور
[illegible] بصیرت لباس ارواح ہی اس سے جسم کو کچھ نصیب نہین ہی۔ واسطی رحمہ نے کہا کہ بصیرت اتباع بعد کمال ہی ویقین اس
[illegible] سے کچھ بھی حصہ نہین ہی اور کہا کہ اتباع اسطرح کہ اپنے آپ کو مع سکون وحرکات وافعال واحوال حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد وسونپ دیا۔ قولہ وسبحان اللہ۔ حق عزوجل منزہ ہی کہ کوئی شخص بدون اسکے راہ پاوے اسکی جانب
[illegible] نہین کرتا اپنے نفس کے لیے حق عزوجل کے ساتھ کسی چیز کا بلکہ سب اسی کا ہی جسکا سب ہی۔ ابن
[illegible] شہوات سے تاریکی اندھا کر دیتی ہی لہذا بصیرت بر خلاف ہوتا ہی اور جب بصیرت ہوتی ہی تو معلوم ومشہود سب
[illegible] بصیرت کسی شخص کی نہین ہوتی جب تک کہ وہ رقیت مین رہے اور جب تک کہ شواہد واعراض کا
[illegible] اسکی بصیرت واہی ہی اور جسکی بصیرت ٹھیک ہو جاتی ہی وہ شخص ہر آفت سے سالم رہ جاتا ہی۔ ابن عطا رحمہ
[illegible] بصیرت تو کشوف ہوتی ہی اور سکینت مستور ہوتی ہی اور کہا جاتا ہی کہ بصیرت یہ ہی
[illegible] انوار مندرج ہو جاوین۔ اوّل یعنی عقل کے انوار سے اول معرفت مین قدم تھا اور

Marfat.com

بعد کو معرفت کے آفتاب کے سامنے عقل کے انوار نظر سے غائب ہوگئے اور یہ بھی [illegible]
مین عقل سے بالاتر ہی باوجودیکہ اہل عقل اس سے محجوب ہین اور یہ قول کہ حق تعالےٰ نے اسلئے [illegible]
فرمائی ہی تو مراد عقل سے نورانی جوہر جو مستوجب بذات خود معرفت خالق عزوجل کو ہو [illegible]
کی طرف صعود مین فقہار وحکمار ہین شیخ رہ نے کہا کہ میرے پاس اس مقام پر ایک دقیقہ ہی [illegible]
اور یہ نسبت اول کے دقیق ہی یعنی کہدے ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ یہ طریقہ جو کہ تم مجھ سے دیکھتے ہو [illegible]
میرے لیے پسند فرمایا ہی کہ اول شریعت ہی پھر طریقت ہی پھر حقیقت ہی پھر حقیقۃ الحقیقہ ہی [illegible]
اشراق خیال قدم واسطے چشم روح کے ہی جو مرتبہ اطمینان مین فی اللہ ولِلّٰہ وباللہ ہی جو قفس عدم سے [illegible]
اسکو انوار کبریار مین تا ابد سکون نہین ہی پس موضع بصیرت ادراک نظر روح مذکور ہی اور موضع ادراک چشم [illegible]
بصیرت نور کشف صفات حق ہی جو ابدیت سے متزائد ہوتا جاتا ہی یہانتک کہ یہ مضمحل ہوکر سطوات حق عزوجل غالب [illegible]
کہ یہ آنکھ اس نور مین مطموس ہوجاتی ہی پس وہان صرف نور حق باقی ہوتا ہی اور کیونکر ظہور قدم مین حدوث کو بقا ہی [illegible]
حالانکہ ابتدائے ظہور مین حدوث پاش پاش ہوجاتا ہی یعنی اللہ تعالےٰ کے ساتھ میری یہ حالت ہی اور مین تمھین [illegible]
کی طرف نہین بلاتا ہون کیونکہ یہ بصیرت تو مضمحل بحق از حق ہی بلکہ تمکو اللہ تعالےٰ کی طرف بلاتا ہون تم اسکو نہین [illegible]
اور نہ چشم بصیرت سے دیکھتے ہو کیونکہ وہ بصائر وبصیرت سے ادراک نہین ہوسکتا وہ پاک ہی سبحان اللہ [illegible]
وہ ہر کسی کے ادراک سے منزہ ہی اگرچہ نبی مرسل و فرشتہ مقرب ہوا ور مین مشرک نہین ہون جو شرکون کی [illegible]
باندھون انتہے کلامہ۔ اور پر معلوم ہوا کہ قولہ افلم یسیروا فے الارض الآیہ مین مشرکین کو زمین مین سیر کرنے کی [illegible]
تاکہ سابقین کا انجام وعبرت حاصل کرین پس سابقین مین صرف منکر ومومن دو فریق ہین جنمین سے اہل تقوے کا [illegible]
بیان کردیا اور اہل کفر کی تصریح فرماتا ہی

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ

یہانتک کہ جب مایوس ہوگئے رسول لوگ اور گمان کیا کہ وے جھٹلائے گئے [illegible]

نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ

ہماری مدد تو نجات دیا گیا جسکو ہم نے چاہا اور نہین دور کیا جاتا ہمارا عذاب [illegible]

اللہ تعالےٰ نے اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ ہماری مدد در نصرت انبیار ورسولون پر نازل ہوتی [illegible]
سے انتظار مین جب تنگ حال پہونچ جاتا ہی اور زیادہ ضرورت سے محتاج ہوتے ہین [illegible]
نازل ہوئی جیسے دوسری آیت مین فرمایا وزلزلوا حتے یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ [illegible]
ویسے ہی یہان فرمایا **حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ** حرف حتی غایت کا [illegible]
کرتا ہی یعنی امم سابقہ مین سے فریق مومنین ومتقین کا تو وہ حال کہ دنیا وآخرت [illegible]
یا بعذاب علی الفور حتے اذا استیاس الرسل۔ اور جو لوگ ایمان نہ لاکر [illegible]

Marfat.com

[illegible] ہوگئے ہمارے رسول وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا
[illegible] گئے یعنی ظن کیا کفار نے نہایت بیخوف نڈر ہوکر مخالفت کرنے لگے اور
[illegible] ڈرایا تھا کہ نافرمانی و بدافعالی کروگے جیسے قول میں ملی
[illegible] نے اُنسے جھوٹ کہا تھا چند روز تک تو کچھ کھٹک رہی کہ شاید
[illegible] اور اب دن گذر گئے تو بیخوف ہوکر شرک و کفر کرنے لگے اور ہمکو
[illegible] یعنی یہ لوگ مع مومنین کے کافرون کی ایذاء و لعن طعن اور
[illegible] اسطرح کہ کافرون پر عذاب آیا اور عجیب قدرت آلہیہ کے
[illegible] ہوا جسمین مومن و کافر سب تھے۔ فَنُجِّيَ مَنْ نَشَاءُ پس نجات دیا گیا
[illegible] لوگ جو صدق دل سے اللہ تعالے پر ایمان لائے اور ان صفات کے ساتھ یقین کیا جو
[illegible] اگرچہ غفلت مین انسے گناہ سرزد ہوگئے ہون یا ہونے ہون مگر ایمان یقین والا ہدایت
[illegible] ہوکر توبہ کرتا رہتا ہی۔ الحاصل نجات عذاب دنیا کا مدار ایمان پر ہی اور گناہون سے تقوی ہونا
[illegible] آخرت پر ہی پس قولہ فنجی من نشاء بمنزلہ فنجی من آمن صدقاً ہی اور شاید کہ مبہم اپنی مشیت پر رکھنے
[illegible] عالم الغیب ہی کہ کون حقیقت مین اللہ تعالے پر ایمان لایا اور کون ایسا ہی کہ ظاہر مین اقرار کرتا ہی
[illegible] کے وقت منافق بھی پکڑا گیا اور اگر دنیا مین عذاب نہ آتا تو منافق ظاہری اقرار کی برکت سے
[illegible] ہو جاتا اور قیامت مین سب سے نیچے طبقہ دوزخ مین ڈالا جائیگا اللھم انی اعوذبک من ان
[illegible] النفاق والکفر والشرک۔ اور دوسرا اشارہ یہ کہ اکثر لوگ ایمان کا دعوے کرتے ہین اور اپنے
[illegible] اللہ تعالے پر ایمان رکھتے ہین حالانکہ فی الحقیقت وہ مشرک یا منافق ہوتے ہین اور ربان
[illegible] اپنے علم پر اسکو محول فرمایا کہ جسکو ہم نے چاہا وہ نجات دیا گیا۔ اور ظاہری حالت کے موافق نہین
[illegible] کے روز میرے ساتھیون مین سے ایک گروہ کو بائین جانب یعنی دوزخ کو لے چلینگے
[illegible] یہ تو میرے ادنے درجہ والے صحابیون مین ہین حکم ہوگا کہ تو نہین جانتا کہ انھون نے
[illegible] ہوگئے اور یون ہی واقع ہوا ہی کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت
[illegible] قتال و جدال کے مسلمان ہوئے پس جو لوگ قبل حقیقی ایمان کے مرگئے ہون یا ظاہر
[illegible] صحابہ رضی اللہ عنہم سے بچ جاوین پھر ہنوز تحقیقی ایمان نہوا تھا کہ مرگئے تو یہ لوگ
[illegible] تو مردوا علی النفاق لا تعلمھم اللہ یعلمھم۔ سے یہ بات بخوبی ثابت ہی
[illegible] نہ جانتے تھے صرف اللہ تعالے جانتا تھا۔ اور واضح ہو کہ بعضے
[illegible] النفاق نہین رہا استدلال ظاہر قول حضرت ام المومنین صدیقہ رض کے
[illegible] اور قول صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معنے یہ ہین

Marfat.com

کہ کسی کو منافق کہنا اُسکے باطن کا حال بیان کرنا ہوا اور یہ وحی سے [illegible]
کرسکتا اور یہ مطلب نہین ہی کہ اب کسی کے دل مین نفاق نہوگا کیونکہ [illegible]
زمانہ مین علماء ربانی فقیہ بہت ہی کم ہین اور عوام نے اپنے زعم پر جسکو چاہا عالم [illegible]
نہ ایمان معلوم ہوا اور نہ صفات الٰہیہ سے جس پر اعتقاد کرنا چاہیے [illegible]
فکر ہو ظاہر مین لا الہ الا اللہ کہنے کو ایمان سمجھ لیا اور دل مین تصدیق و معرفت [illegible]
اور رب ہمارے ہمکو ایمان عطا فرما دے اور اس نعمت کی قدر ہمارے دلون مین [illegible]
اور ایمان پر ہمکو اپنی جان صدقہ کردیتا تاکہ تجھ سے شرک نہو اگرچہ ہم مرین یا مارے جاوین [illegible]
فضل سے عافیت کے ساتھ ہمارا خاتمہ ایمان پر بخیر کردے انت ارحم الراحمین وانت [illegible]
ہوا کہ حق تعالے نے بطور ابہام فرمایا کہ عذاب آجانے پر نجات دیا گیا وہ جسکو ہم نے چاہا [illegible]
لہذا فرمایا۔ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا۔ عذابنا۔ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ [illegible]
عذاب ایسی قوم سے جو مجرم ہین۔ مجرم سے مراد بیان ایمان کے علاوہ ہر چیز ہی خواہ کفر ہو [illegible]
منافق بھی مشرک ہوتے ہین اسی واسطے مجرمین کی تفسیر مین علماء نے کہا کہ مراد مشرکین ہین [illegible]
ہر گنہگار کو کہتے ہین تو جواب یہ ہی کہ یہان عذاب آنا ایمان سے انکار و اصرار پر ہوا تو معلوم ہوا کہ [illegible]
اور وہ مشرک ہوتا ہی اور مین پہلے بیان کرچکا ہون کہ اعمال فرائض نماز روزہ وغیرہ یا دیگر گناہ [illegible]
مگر ہرگز وہ شرک و کفر کا کوئی فعل نہ کرے جیسے چیچک مین مالی و دیبی وغیرہ یا کسی کے بھروسے پر [illegible]
وغیرہ یا قبرون و بزرگون سے حاجات مانگنا وغیرہ یا بزرگون مین سے کسی کی نماز مقرر کرنا [illegible]
صلوٰۃ غوثیہ وغیرہ یا جو اقسام اوپر مذکور ہوئے ہین تو ان گناہون سے وہ ایمان سے خارج [illegible]
دیکھے کہ فوراً متنبہ ہوکر توبہ و استغفار کرتا ہی یا نہین پس اگر وہ کبیرہ پر اصرار کرتا ہی یعنی متنبہ ہوکر [illegible]
اور ہٹ کیے ہی تو علماء نے کہا کہ کبیرہ گناہ پر اصرار کرنا کفر و شرک ہی۔ اس زمانہ مین [illegible]
پر اصرار اور دلی محبت ہر کفر کی باتون و آرائش سے اور بکثرت بد اعتقادی امور [illegible]
سابقین و مجتہدین پر لعن طعن و اسپر اصرار ہے حتے کہ فقیرون گداگرون کو ناجائز حرام [illegible]
شدت سے فاحشہ عورتون کے ساتھ ہر مجمع مین حتے کہ بزرگ بندون کے مزارات [illegible]
انکے ساتھ مسلمانون کا برتاؤ کرنے مین پوری موالات و مودت سے اصرار اور [illegible]
علانیہ اصرار سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ یہ دار الکفر ہی اللھم لا الہ الا انت تفعل ما تشاء [illegible]
علی کل شیٔ قدیر اب مین تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون جب کلام پاک [illegible]
دیگر فوائد ذکر ہونا چاہیے۔ پس قولہ حتے اذا استیاس الرسل [illegible]
کہ شرک و کفر کے ساتھ بغیر عذاب مین گرفتار ہونے کے [illegible]

[illegible] ناامید ہونگے کہ شاید ان کافرون پر دنیا مین ہمکو نصرت نہ دیجاوے
[illegible] از جہت وغفلت مین تھے بلکہ اور زیادہ انہماک وعناد کا دروازہ
[illegible] کہ آگے سے عیش وعشرت وعنادی مین کمال رغبت سے منہمک ہیں اور
[illegible] عناد مین ترقی ہی کیسی طرح ایمان نہ لاوینگے ۔ قولہ وظنوا انہم
[illegible] قراءة مین بضم اول وکسر ذال منقوطہ بدون تشدید ہی اور باقیون کی
[illegible] اس مقام پر یا تو بمعنی ایقنوا ہی یعنی یقین کیا رسولون نے ۔ کیونکہ
[illegible] بحث طویل ہی اور اسکی مواقع وتوجیہات کا محل کتب بلاغت ہی نہ تفسیر اگرچہ
[illegible] بمعنی ظن ہی یعنی گمان غالب اور بیضاوی رح کی تفسیر مین معنوی احتمالات مذکور ہین
[illegible] کرتا ہون یعنی قولہ ظنوا انہم قد کذبوا ای کذبتہم انفسہم حین حدثتہم بانہم ینصرون ۔ اقول
[illegible] گمان کیا کہ انکے نفس نے انسے جھوٹ کہا جب انسے بیان کیا کہ تم نصرت ومدد
[illegible] دی کہ تمکو آخر کار کافرون پر نصرت ہوگی تو یہ نفس نے جھوٹ
[illegible] سابق کے بھی زیادہ عیش مین ہین ۔ یہ توجیہ اسوقت ہی کہ اللہ تعالے نے وحی
[illegible] نصرت ہوگی ۔ پھر لکھا کہ یا یہ معنی ہین کہ انھون نے یقین کیا کہ قوم نے انسے جھوٹ وعدہ دیا تھا کہ
[illegible] یقین کر گئے کہ انھون نے ہم سے جھوٹ کہا تھا اور صورت یہ کہ مثلاً قریش کی طرح
[illegible] مرار کر گئے تو رسولون کو وحی سے یقین ہوگیا یا ظن اپنے معنی پر ہو یعنی قرینہ سے غالب
[illegible] بعض کے قول مین دونون کی ضمیر قوم کی طرف ہی یعنی قوم والون نے یقین یا گمان
[illegible] عذاب سے وعید کی تھی وہ جھوٹ بولے تھے کیونکہ اسقدر مدت سے اموال ودولت
[illegible] بعض کے قول مین اول قوم کی طرف اور دوم رسولون کی طرف یعنی قوم نے ظن کیا
[illegible] اور لکھا کہ ابن عباس رضہ سے روایت کیا گیا کہ رسولون نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعا
[illegible] خلاف کیا گیا ۔ اور لکھا کہ اگر روایت صحیح ہو تو گمان کرنے سے مراد وہ خطرات ہین جو
[illegible] وسوسے کے ۔ اقول یعنی فعل اختیاری کے طور پر یہ بات گمان مین نہین
[illegible] یہ خطرہ نفسانی آگیا ۔ جسکو اسی وقت انھون نے دفع کیا ہوگا کیونکہ مومن کی
[illegible] شان اعلے مین ضروری ہوگا ۔ ایک یہ تاویل بیان کی اور دوسری
[illegible] سے یہ مراد ہو کہ کافرون پر نصرت مین تاخیر ومہلت اسقدر ہوئی کہ گویا وعدہ
[illegible] مبالغہ تاخیر کا ہی یعنی تاخیر ایسی زیادہ تھی کہ مبالغہ کے طور پر یہ کہا جاوے
[illegible] گمان کیا ۔ اقول اسمین کلام آگے آویگا ۔ اور یہ سب کوفیون کی قراءة
[illegible] گمان یا یقین کیا کسی دلیل سے کہ قوم کافر نے انکو جھوٹا

سمجھا اس وعید میں جو ہم نے عذاب نازل ہونے کی انکو دی تھی - [illegible]
آیا تو معنی ظاہر ہیں کہ رسولوں نے گمان کیا کہ ہم سے جو کافروں کو عذاب کا [illegible]
اور یہ قراءۃ جسکو ظاہر سمجھا جاوے محل اعتراض ہوا ہے کہ [illegible]
خلاف ہے الا آنکہ یہ کہا جاوے کہ نفس نے خطرہ دیا کہ شاید [illegible]
ذکر کیا کہ یہ قراءۃ مجاہد و حمید رحمہما اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے [illegible]
یقین کیا کہ انکو انکی قوم نے جھٹلایا وہ اسطرح کا جھٹلانا کہ بعد کو ایمان کی [illegible]
بعد اسکے کچھ حاجت نہیں ہے کیونکہ رسولوں کا یقین کرنا [illegible]
تو جب وحی سے انکو معلوم ہوا کہ یہ قوم تمکو جھٹلا دیگی [illegible]
ابن کثیر رح وغیرہ میں ہے کہ عروۃ بن الزبیر نے اپنی خالہ حضرت ام المومنین [illegible]
قولہ تعالیٰ عزوجل وظنوا انہم قد کذبوا - کو پوچھا کہ کذبوا بتشدید ذال [illegible]
ہے میں نے کہا کہ واللہ رسولوں کو تو یقین تھا کہ قوم نے انکی تکذیب کی [illegible]
یقین کیا تھا کہ قوم نے انکو جھٹلایا ہے پھر میں نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
یہ شان نہ تھی کہ اپنے رب کے ساتھ ایسا گمان کرتے تو میں نے پوچھا کہ پھر اس آیت سے [illegible]
کی پیروی کرنے والوں کی طرف سے ہے جو رسولوں پر ایمان لائے اور تصدیق کی [illegible]
انکو نصرت کا وعدہ دیا گیا مگر زمانہ بہت دراز گذرا کہ برابر انپر اذیت رہی اور نصرت [illegible]
استیأس الرسل - یہانتک کہ جب مرسلین نا امید ہو گئے ان لوگوں کی طرف سے جنہوں نے [illegible]
یعنی وا ایمان لاوینگے - وظنوا انہم قد کذبوا - اور گمان کیا رسولوں نے کہ جو لوگ ایمان لائے [illegible]
حاصل ہونے میں جھٹلایا یعنی اتباع کے دل میں یہ خیال ہے کہ ہمارے پیشوا پیغمبر نے ہم سے [illegible]
کی نصرت پہونچیگی اور تم ہی انجام کار بلند رہوگے - جاءہم نصرنا - تو اسوقت میں [illegible]
رواہ البخاری - مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل سب سے بہتر ہے مگر تخفیف قراءۃ کی [illegible]
اور میرے زعم میں تخفیف کی صورت میں بھی یہ تاویل درست ہو سکتی ہے اگر [illegible]
حق تعالیٰ مگر یہ مراد نہ تھی کہ نصرت الٰہی پہونچنے کے وعدہ میں خلاف ہوا [illegible]
تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مکذوب ہونے فافہم - ابن عباس [illegible]
اور کہا کہ رسولوں کے دل میں بشریت کا خیال آگیا کہ وعدہ خلاف [illegible]
استدلال کیا یعنی قولہ تعالیٰ حتے یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ [illegible]
ایمان لائے تھے کہ کب آویگی نصرت اسکی - مترجم کہتا ہے کہ اس آیت [illegible]
وخلاف وعدہ کیا گیا - اور عروہ رح نے ام المومنین سے [illegible]

Marfat.com

[illegible] ین کر کیا کہ یہ میری موت سے پہلے ضرور ہوگا ولیکن رسولون پر برابر بلا رموکل ہوتی ہی یہانتک [illegible] بعض ین انھون نے بھی اُنکو جھٹلایا ہی۔ اقول مواقع امتحان وابتلا رمین سے بیشک عظیم [illegible] عجب خوب ہی کہ آخر وقت تک کفار کو مہلت دی گئی اور جب کفار اعدار کی رعایت سے اولیا اللہ [illegible] ین سے نکل ولایت وایمان سلب ہوجاوے تو اعدار واولیار مین سے اولیار کی رعایت [illegible] سبحان اللہ لا الہ الا اللہ۔ اور حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ انحضرت [illegible] آیت یہ عائشہ رواہ ابن مردویہ من طریق عکرمہ عن عائشۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور ابن ادریس [illegible] ن سے روایت کی کہ انھون نے کذبوا تخفیف پڑھا اور معنے یہ بیان کیے کہ اللہ تعالے کے رسول اپنی قوم [illegible] ن سے کبھی ایمان نہ لاوینگے اور اُنکی قوم کے کفار نے اُنکی نسبت یقین کرلیا کہ رسولون نے جو ہم سے عذاب [illegible] جھوٹ تھے تو فوراً عذاب آلہی کافرون پر واسطے مدد رسولون کے نازل ہوا۔ اور ابن مسعود [illegible] ت سے بھی یہی معنی مروی ہین اور یہ بھی ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ مین نے انحضرت صلعم سے سورہ [illegible] ایسا ہی سنا۔ اقول تخفیف قرارۃ کی صورت مین یہی معنی سب سے بہتر ہین۔ اور واضح ہو کہ جب کوئی قوم [illegible] انبیار واہل توحید کو اذیت دیتی ہی تو اللہ تعالے کی حکمت مین سے دیکھا گیا کہ انپر رزق ومال واولاد کی [illegible] سابق مین مقدمات مین منصوص ہی کہ انکو کفر واصرار پر وسعت زیادہ دیدی گئی اور جس دنیا کے پیچھے [illegible] سے کفر کیا اور نیک بندون کو اذیت دی وہ اُنکو خوب مل گئی پھر وہ اس حد تک پہونچے کہ رسولون کو [illegible] ابتلا سے لگے تب عذاب آگیا پس رحمت آلہیہ عزوجل کو کیا قیاس کرسکتا ہی کہ کافرون نے اس سے کفر کیا از [illegible] بندہ ہوکر چاہا اور رسولون نے رضاے حق تعالے کو طلب کیا تو کافرون کے نام سے اذیت اُٹھائی [illegible] مال ومتاع میں تنگی پائی کیونکہ فراخی دنیا اسی قوم کو دیدی گئی جنکے واسطے دنیا ہی پھر جب کافرون نے [illegible] مال ومتاع دنیا ہی عذاب نہ جانا اور دوسرے سخت عذاب کے واسطے دلیری وجرارت کی جیسے کفار مکہ [illegible] پر تو نقصان ہو تو رحمت آلہی نے اولیار کو نصرت دی اور یہ مستلزم ہی کہ کفار اعدار ہلاک کیے جاوین [illegible] ہلاک ہوئے اور عذاب انپر دائمی ہوگیا۔ اور حدیث سے ثابت ہی کہ جن کافرون پر دنیا مین عذاب آیا [illegible] غضب مین ہین اور فرمایا کہ وہ امت مرحومہ ہی جسکا پیغمبر اُسکے سامنے اُٹھ گیا اور وہ اچھے نہین [illegible] اور حاصل اس آیت کا علاوہ معارف وعلوم کے یہ سخت تہدید کفار عرب کو ہی کہ اگرچہ پر جلد عذاب [illegible] سابق اُمتون مین ایسی مایوسی کے وقت تک تاخیر کی گئی ہی پھر آخر کو ہلاک کیے گئے چنانچہ زمین مین [illegible] بیقدری ہوجانا بھی متحقق ہو۔ قولہ فنجی من نشار۔ سراج مین لایا کہ ابن عامر وعاصم کی [illegible] منقول ہی اور یہی حفص کی قرارت اس دیار مین معروف ہی اور لکھا کہ باقیون کی [illegible] وفتح جیم مشدد مکسور ویاے ساکن اور معنے پس ہم نجات دیتے ہین۔ [illegible] عذاب [illegible] وغیرہ۔ اور یہان مراد عذاب ہی اللھم انی اعوذ بک من [illegible]

Marfat.com

ف — فی العرائس قولہ تعالے حتے اذا استیاس الرسل - ہمین اشارہ [illegible]
و اولیا و محبین کے ساتھ مشیت قدیمہ و سنت مستقیمہ یون جاری ہو کہ قید خانہ امتحان مین [illegible]
منھ کو آجاوے اور کشف جلال و عزت و کبریاء و استغناء کا ظہور یہان تک طاری ہو [illegible]
ہیچ و نابود سمجھین اور خوف سے کشف استغناء کے سامنے اپر مایوسی طاری ہو جاوے [illegible]
اُنکے اوقات انبساط بھی ایسے ہین کہ عوام اگر مرتکب ہون تو ہلاک ہو جاوین پس یہان [illegible]
تمام مخلوقات دو جہان کا عدم و وجود برابر ہو جاوے تو صد ہزار بار ایسے پیدا و فنا کر دے اور [illegible]
کم ہو پس اس کشف و بصیرت سے اُنکے قلوب فنا و اسرار مضمحل ہو کر عقول فنا ہو گئین اور [illegible]
یاس سے تعبیر کیا گیا ہو و قولہ ظنوا انہم قد کذبوا - بتشدید ذال منقوطہ - ظہور کمال عظمت کبریائی و استغنا [illegible]
دغبار و سواس کہ وہان وعدہ وغیرہ کا حجاب کمال قدرت و مشیت کے آگے طاری نہوا [illegible]
قال المترجم یہ معارف واقعیہ ہین اور فرقہ معتزلہ وغیرہ عجب جاہل ہین جو فے الواقع دین تو [illegible]
اور مشرک باطنی ہین حتے کہ زعم کیا کہ حق تعالے عز وجل پر بھی کچھ احکام فرض ہین جیسے بندون کے [illegible]
عجب شنیع ہو اور یہ قوم عجب جاہل مشرک ہو اللھم غفرانک ان نقول فیک مالایلیق بجلال عزتک و کمال [illegible]
تحکم ما ترید لک الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین - شیخ نے لکھا کہ انبیاء و رسل کو غیرون پر خوف [illegible]
نہو جاوین کیونکہ خود تو اسرار سے مشاہدہ قدم بنعت سرمدیت مین تھے اور یہ معنی ہین انتظار [illegible]
اور یہ معنی نہین کہ انکو شک ہوا کہ ولایت و نبوت و رسالت مین سبقت عنایت التباس کے ساتھ [illegible]
معانی حقیقیہ بلا ریب صحیح ہوتے ہین مگر عوام جنکی نظر اجسام سے تجاوز نہین کرتی ہو انہین اہل [illegible]
مشکل و دقت ہوتی ہو کہ کسطرح انکو سمجھا دیا جاوے اور اگر کاش وہ لوگ استقامت سے عبودیت [illegible]
اپنی ناقص عقول کو نہ دوڑاتے بعد اس یقین کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رسول صدوق [illegible]
وہ سب صحیح ہو تو عنقریب فضل آلٰہی اُنکے حال کو رحمت مین غرق فرماتا جس سے تمام معاقد و مشکلات [illegible]
انکو منکشف ہوتے جنکے انکشاف کے لیے ابھی بے وقت اپنے نفس غالب ہوا جو ہوس کے [illegible]
مضمحل سے جاہتے ہین اور نہین سمجھ سکتے ہین - شیخ نے لکھا کہ ایک قراءۃ مین کذبوا بتخفیف [illegible]
وجود و عدم مع اپنے برابر سمجھتے کہ کفر و اسلام مین اسکی مشیت اصلی و ذاتی کی پسندیدگی [illegible]
ازلیت و دوام کبریاء و عظمت ہو کر غائب ہو گئے پس نظر فنا سے مراتب نزول مین اپنے [illegible]
خواص عباد ہو تا کہ آداب مخلوق و خالق اس دار محنت مین متوافی ہون - یہین سے [illegible]
نہین ہوتا مگر اسوقت کہ یہ لوگ مایوس ہو جاوین اور صریح دلیل بطریق اشارہ [illegible]
و ینشر رحمتہ الآیہ ہو پس جیسے نزول باران رحمت طالبان غذاے جسم کی زمین خاکی پر [illegible]
خاصتہ طالبان غذاے روح کی زمین قلبی پر بعد یاس ہوتا ہو اور یہ رحمت [illegible]

[illegible] بلا معارضہ انکا سچ ہونا اور آخر مین مومنین کے لیے رحمت ہونا بیان فرمایا بقولہ۔

[illegible] عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا

[illegible] ہین عبرت ان لوگون کے واسطے جو عقل رکھتے ہین وہ نہین ہی ایسی بات جو

[illegible] تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ

[illegible] سچا بتاتا ہی اس کتاب کا جو اسکے روبرو موجود ہی اور تفصیل ہی ہر ایک بات کی اور

هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ۝ ع ۱۲

سیدھی راہ کی ہدایت ہی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی ایسی قوم کیواسطے جو ایمان لاتے مانتے ہین

[illegible] لام تاکید قسمی ہی جو منکرون پر تشدید کی گئی یعنی ضرور بلا شبہہ موجود ہی فِي قَصَصِهِمْ ان لوگون کے قصہ مین۔ مراد [illegible] حکایات نہین ہین بلکہ واقعات کا بیان جسطرح پر کہ سلسلہ وار واقع ہوا اور عرب بولتے ہین کہ قصصت آثرہ۔ [illegible] بقدم چلا پھر بیان واقعات ترتیب وار کو قصہ کہا گیا اور جھوٹے قصہ جو اس زمانہ مین شائع ہین اگر صریح اظہار [illegible] ہو تو دیکھا جاوے کہ اگر شائستہ الفاظ ہین اور شائستہ طریقہ سے جنمین حرام و مکروہ و مفسدات و فحش وغیرہ [illegible] نصیحت و پند ہو تو جائز ہی اور اگر یہ غرض نہو بلکہ دل بہلانا ہو تو ان قومون کے واسطے ہی جو آخرت سے [illegible] پیروی کرتے ہین اور اہل ایمان و آخرت کے حق مین غفلت و بیکار تضییع اوقات و لہو کے حکم مین ہی اور اگر [illegible] قطعاً حرام ہین۔ اور قرآن پاک مین جہان قصے مذکور ہی اس سے سچے واقعات مراد ہین اور غرض اُس سے نصیحت [illegible] ان لوگون کے قصون مین۔ عِبْرَةٌ عبرت ہی یعنی کسی دوسرے کے واقعات و افعال و حرکات اور انکا انجام [illegible] ذات کے لیے نیک چال چلن کا نتیجہ نکالنا تاکہ خود بد انجام سے محفوظ رہین اور نیک انجام والون کے مانند اپنا [illegible] عبرت ہی ایک جاہل بیوقوف کے لیے نہین کیونکہ وہ موت آنا یقینی دیکھکر بھی کچھ خیال نہین کرتا اور پھر سمجھے [illegible] بات جو اسکی خواہش کے خلاف ہو نہین سنتا بلکہ اسکا دشمن بنجاتا ہی اور جو دوسرا مانتا ہو تو اُسکو بھی بُرا جانکر دشمنی [illegible] نہین دیکھتا کہ میری خواہش خود میری جان کی دشمن ہی کیونکر دیکھے کہ وہ بیچارہ نفس امارہ و شیطان کے قبضہ [illegible] ہو رہا ہی اسکو یہ قدرت نہین کہ اپنے نفس کو دبا کر شیطان کے واہی خیالات دماغ سے دور کرے اور دیکھے [illegible] خوبیان بھری ہین اسی واسطے بچون کو مجبور کرکے انکی نفسانی خواہش سے روکتے ہین اور عقلی بات جو [illegible] نہین آتی ہی اُسکو آہستہ نرم طریقہ سے اُنکو سمجھاتے ہین حالانکہ وہی دنیا کو آنکھون دیکھ رہے ہین تو آخرت کے [illegible] زیادہ بیوقوف ہین مگر بدبخت بچہ وہ ہی جسکو ہر چند کمر رسہ کر سمجھایا جاوے اور سچ سچ سنایا جاوے [illegible] افعال ناکارہ اختیار کیے تھے اور ایسے شہوات ہوا و ہوس مین پڑ گیا تھا آخر مٹ گیا اور بڑی [illegible] لہٰذا اس راہ کو چھوڑ دے اور دیکھ کہ فلان مفلس محتاج ذلیل نے اپنے معلم کی خدمتگزاری کی اور [illegible] عیش و آرام و اقبال سے بسر کرنے لگا اور زندگی بہت عیش سے گزاری لیکن بدبخت [illegible] نصیحت حاصل کرتا ہی اسی طرح جس آدمی نے اگلون کے واقعات نہ سُنے اور نہ اُنپر یقین کیا

Marfat.com

اگرچہ مکرر سہ کر سنائے گئے اُسکو کچھ عبرت نہوئی وہ جاہل واحمق ہی اسکو ان قصون
ہی وہ بدبخت لوگون کے لیے نہین ہی بلکہ ان قصون مین عبرت ہی
یعنی نیک بخت جو شفیق ناصح ومعلم پاکیزہ عالم کی بات مانکر اسپر عمل کرکے اپنے آپ کو آراستہ
عقل کو رونق دیتے ہین تو عقل والے دانشمند وفقیہ وعالم کہلاتے ہین پس انھون
کے لیے ہی جو نفس امارہ کو دباکر عقل والے ہین - واضح ہو کہ مفسرین نے قولہ تعالےٰ
حضرت یوسف علیہ السلام وانکے بھائیون وغیرہ کی طرف ہی اور دوم یہ کہ ضمیر ما القین
مرجع دونون ہوسکتے ہین اور اول کا مرجع اگرچہ دور ہی بہ نسبت دوم کے لیکن یہ سورہ احسن
سے مرجع کے لیے قرینہ معنوی ہی جو لفظی دوری کو کمزور کرتا ہی ولیکن حاصل دونون صورت مین
قادر قیوم مختار ہی جو چاہتا ہی وہی ہوتا ہی پس اسکی توحید ان صفات کے ساتھ کہ سعادت ہی
وگمان سے برخلاف وحی نبوت کے کوئی عقیدہ کرلینا شرک وکفر ہی اور جب توحید آلہی پہ قائم ہوا
دنیا مین حکم شرع پر چلیگا اور اللہ تعالےٰ عزوجل کی محبت مین کسی فعل بد کا مرتکب نہوگا اور اگر غفلت
مرد صالح ہوجائیگا اور بصیرت حاصل ہونے پر آخرت کا خواستگار ہوگا کیونکہ دنیا واسکی خواہشین محض
کی راہ چھوڑیگا اگرچہ انتہا یہ ہو کہ شیطان ایک خوبصورت مالدار عورت کو خود زبردستی مرتکب حرام
لینا چاہیے کہ جو شخص تقوے اختیار کرے اور خطرات شیطان کو راہ نہ دے تو شیطان دوسرے آدمی
کو متقی کے پیچھے بلا لگاتا ہی ولیکن جب اللہ تعالےٰ عزوجل کی توحید پر قائم ہی تو جانیگا کہ شیطان
کسی مخلوق کو ارادہ ومشیت آلہیہ جو ازل سے جاری ہوئی ہی اسکے حق مین بدل دینے کا اختیار نہین
امتحان ومحنت سے ایک بڑا ذخیرہ ثواب لیکر تخت قبولیت آلہیہ پر متمکن ہوتا ہی کسی شخص کو قدرت نہین
اگرچہ جہان ایک طرف ہوجاوے اور حق تعالےٰ عزوجل کی طاعت مین تمام جہان ہیچ ہی
عفو ورحمت کی نظر رحمت حق تعالےٰ عزوجل رکھتا ہی اور واضح ہوگیا کہ دنیا کی دولت
تو اسکی وجہ سے اپنے رب تبارک وتعالےٰ سے کفر وشرک ہرگز نہ کرے اور جس نے شرک کیے
اللہ تعالےٰ عزوجل کے نزدیک مقبول ونیک چال چلن ہون اُس نے سخت
دنیا مین تنگ رزق ومصائب مین مبتلا رہے اور انکے دشمن اور مخالف لوگ بہت
سے مغرور ہوئے پس کفر وشرک وفسق وفجور کی حالت مین جب کسی کو مال دولت اولاد
اللہ تعالےٰ عزوجل کا غضب بہت زیادہ ہوا اور جب کسی متقی پرہیزگار موحد مومن
دیکھو تو یقین کرو اور متقی کو بشارت دو کہ حق سبحانہ تعالےٰ عزوجل کی رحمت
زندگی کے بعد فوراً ظاہر ہوجائیگا اور جو متقی کہ مال ودولت رکھتا ہی ہرگز
وطالب آخرت ہی - بالجملہ ایمان وتوحید واہل ایمان کا امتحان

[illegible] کا دنیا کے ملنے سے مغرور ہونا اور انکا بد انجام سب ان قصص سے معلوم ہوتا ہو مگر اسکو جو
[illegible] واقعات کو نظر عبرت سے دیکھے اور نظر عبرت سے وہی دیکھیگا جسکی عقل ہوا و ہوس کی نجاسات سے
[illegible] فرمایا لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولے الالباب۔ بیشک ان اگلوں کے واقعی حالات میں اہل عقل کے لیے
[illegible] رکھنا چاہیے کہ کھانے پینے و کپڑے و مال و متاع و اسباب و آرائش یہ سب شہوات ہین جو جانورون کے حصہ
[illegible] ہین پس اگر کسی شخص کو ان چیزون شہوات کے حاصل کرنے کی ترکیب و تدبیر مین بہت ہوشیاری ہو تو یہ ہواس کی تیزی ہی
[illegible] اور حواس کی تیزی سے بہایت عمدہ گھونسلا بناتا ہی جسکے مثل بغیر ہاتھ پاؤن کے بنانے مین آدمی عاجز ہوگا
[illegible] یہ ہو کہ آدمی کو معرفت خالق عزوجل و اپنے نفس کی شناخت و عجائب صنعت الٓہیہ کا علم و فقہ حاصل ہو۔ اب جاننا
[illegible] انبیاء کے ساتھ جو واقعہ انکی قوم کا ہوا کہ جنھون نے اُنسے کفر کیا اگرچہ بظاہر چند روز انکو دولت و ثروت زیادہ
[illegible] ولیکن آخر کو عذاب سخت مین دنیا سے فنا اور ہمیشہ کے لیے عذاب مین مبتلا ہوگئے اور جنھون نے اُنکی تصدیق
[illegible] اللہ تعالے عزوجل پر توحید کے ساتھ بدون شرک کے ایمان لائے وہ اگرچہ چند روز تک مبتلائے محنت ہوئے بلکہ کافرون
[illegible] کے ہاتھ سے انکو طرح طرح کی اذیت پہونچی اور عجیب تدبیرون سے کافرون نے چاہا کہ اُنکے رزق وغیرہ کے سلسلہ قطع کرکے
انکو کفر پر مجبور کرین ولیکن کچھ نہوا اور آخر کار بعد چند روزہ تکلیف کے اُنھون نے دائمی عیش پایا والحمد للہ رب العالمین۔
یہ واقعات عبرت کے ایسے ہین کہ لامحالہ اُنسے یہ نتیجہ ظاہر ہو کہ کفر و شرک کرنا نہایت بدتر اور اسکا انجام بُرا ہی اور ایمان نہایت بہتر
و نیک انجام ہو مگر دیکھنا چاہیے کہ یہان اہل شقاوت کے لیے ایک فتنہ مضمر ہی اسطرح کہ شیطان نے اُنکو وسواس دلایا کہ یہ
واقعات حقیقت مین واقع نہین ہوئے صرف فرضی باتین ہین تو اللہ تعالے عزوجل نے ارشاد فرمایا مَا كَانَ حَدِيثًا
يُّفْتَرَىٰ نہین ہو قرآن ایک بنائی ہوئی بات۔ کیونکہ متواتر یہ بات ثابت ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پیغمبر گذرے
[illegible] انکی اولاد حضرت یوسف علیہ السلام و باقی گیارہ بیٹے تھے اور یوسف علیہ السلام مصر مین حکومت پر سرفراز ہوئے اور
[illegible] حاصل ہوئی او تفصیل کے ساتھ توریت کتاب آسمانی مین اُنکا قصہ آیا تو یہ اُلٹا زعم ہوا کہ یہ نئی بات بنائی ہوئی ہی
وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ولیکن یہ قرآن تصدیق ہو اس کتاب [illegible] جو اسکے پہلے نازل ہوئی یعنی
توریت مین یہ قصہ آیا تو قرآن مجید نے اس کتاب آسمانی کو سچا بتلایا۔ پس قصہ سے [illegible] ہوا کہ قرآن مجید وحی آلٓہی ہو کیونکہ
[illegible] عربی پاک پیغمبر نے جسکی قوم مین کوئی عالم یا ذی علم نہ تھا ایک ہزارون برس پہلے کا واقعہ صاف صاف
[illegible] بیان کردیا تو لامحالہ اللہ تعالے عزوجل کی طرف سے وحی کے ساتھ بیان کیا اور اس سے کتاب توریت کی
[illegible] اب غور کرنا چاہیے کہ جن لوگون نے شیطان کا وسوسہ قرآن کی نسبت قبول کیا اُنکی نادانی اس
[illegible] حالانکہ بڑی عبرت یہ ہونی چاہیے تھی کہ قرآن نہایت سچا کلام آلٓہی ہو کہ اسکے معنوی مکارم اخلاق و
[illegible] کتب سماوی عبرانی و سُریانی مین ہو ایسا ہی سب پڑھے عربی فصیح نے بیان کردیا پس یہ قرآن
[illegible] جسطرح [illegible] طریقہ ہو کہ ہر نبی اپنے سے اگلے پیغمبر کی تصدیق کرتا ہو اسی طرح یہ قرآن تصدیق توریت
[illegible] کہ الذی بین یدیہ صیغہ واحد ہی اور تم توریت و انجیل دونون لیتے ہو الذین تثنیہ چاہیے تھا اسکا

جواب یہ ہی کہ الذی کے معنے مین دو چار جسقدر ہون سب داخل ہین جیسے اُردو مین کہو کہ جو کوئی [illegible] تصدیق کرتا ہی تو ظاہر ہی کہ اگر ایک اُتری ہو اُسکی اور دو ہون اُنکی و زیادہ ہون سب کی تصدیق کرتا [illegible] کہ انجیل شامل کرنے کی ضرورت اسوجہ سے یہان نہین ہی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر توریت فرض تھی [illegible] بعض احکام مثل جہاد کے منسوخ ہوئے وہ انجیل مین بیان کیے گئے اور یہ قصہ توریت ہی مین رہا پس تصدیق توریت [illegible] ہو کہ اس زمانہ مین توریت کا و انجیل کا کچھ پتہ نہین ہی اور اصلی توریت و انجیل دونون گم ہین اور جو لوگ یہودی و نصرانی [illegible] مدعی ہین وہ کچھ کتابین دکھلاتے ہین اور دعوے کرتے ہین کہ یہ انھین توریت و انجیل کے ترجمے ہین دوز باہم [illegible] لاکھون بلکہ کرورتک اختلاف کی نوبت پہونچی ہی ولیکن حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہودی اپنے پاس [illegible] کو عرب کے درمیان ایک دفینہ خزانہ سمجھتے تھے اسی وجہ سے قریش کو کہلا بھیجا تھا کہ محمد صلعم سے یہ قصہ پوچھو اور [illegible] ہمارے خزانہ مخفی کے کسی کو اُسکی تفصیل سے کچھ بھی اطلاع نہین ہی تو لامحالہ اگر پیغمبر نہو نگے تو عاجز ہونگے اور یہان آپ [illegible] تھے صلے اللہ علیہ وسلم پس وحی الٰہی سے آپ نے مفصل وحی بیان کی پس اس قصہ مین ایک مقام عبرت کا قرآن مجید [illegible] ہوئی کہ یہ خالص وحی ہی بات بنائی نہین ہی بلکہ توریت کی تصدیق ہی کہ وہ بھی آسمانی کتاب ہی۔ **وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ** قرآن ہر چیز کی تفصیل ہی۔ مفسرین نے لکھا کہ ہر چیز سے یہ مراد ہی کہ دین مین ہر چیز جسکی ضرورت ہی اسمین بیان ہی کیونکہ دین [illegible] باتون مین سے کوئی بات ہو ضرور اسکا استناد خواہ بواسطہ یا بلاواسطہ قرآن پاک سے ہی اور بعض نے کہا قصہ [illegible] یوسف علیہ السلام و اُنکے بھائیون کے واقعات مین سے ہر واقعہ کی تفصیل ہی۔ **واحدی** رحمہ نے کہا کہ یہ صورت [illegible] لفظ عام سے مراد خاص ہی جیسے قولہ تعالےٰ واوتیت من کل شئی۔ یعنی سبا کی شہزادی کا حال جب ہدہد نے سلیمان علیہ السلام [illegible] بیان کیا تو کہا کہ وہ دی گئی ہر ہر چیز مین سے۔ یعنی اُسکے پاس ہر چیز موجود ہی۔ اور مراد یہ ہی کہ جیسے ایک ذی دولت [illegible] کے پاس ہونا چاہیے ہر چیز اُسکے پاس ہی اور یہ غرض نہین کہ تمام مخلوقات آسمانی و زمینی مین جو کچھ چیزین ہین سب اسکو دی گئی [illegible] ہین اسی طرح قرآن پاک ہی کہ بندگان حق عزوجل کے واسطے خواہ وہ عربی ہون یا تمام روے زمین سے کہین کے [illegible] حیات دنیا وی بسر کرکے رضاے حق عزوجل کے ساتھ دوام بقا و ملک آخرت تک پہونچنے مین جن چیزون کی ضرورت [illegible] چاہیے ہر چیز اس قرآن پاک مین موجود ہی۔ اور اہل حق نے کہا کہ قرآن مجید کے واسطے ظہور و بطون ہین [illegible] ظہور اول پر ہی انکو کچھ علوم نظر آتے ہین پھر جو بندے کہ زیادہ بصیرت رکھتے ہین اُنکو ظہور اول کا بطن یعنی [illegible] اُنسے بڑھکر بطن البطن جانتے ہین علےٰ ہذا القیاس۔ مین کہتا ہون کہ یہ بات اکثرون کی سمجھ سے باہر ہی اسی واسطے [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم نے صریح نہین بیان فرمائی تاکہ بے سمجھ لوگ انکار کرکے کافر نہو جاوین البتہ اشارہ سے [illegible] مین ثبوت ہوتا ہی ولیکن عوام کو ایسے مدارک مین انکار کی وجہ نہین اگرچہ لیے شبہہ [illegible] اسقدر بصیرت [illegible] ولیکن یہ تو جانتے ہین کہ عقلی بصیرت مین لوگون کے مراتب مین فرق ہی چنانچہ ایک دقیق فلسفی کتاب [illegible] بھی ہوتے ہین جو گلستان و بوستان و دیگر کتب مین ہین ولیکن گنوار آدمی یا ابتدائی طالب علم ان [illegible] اگر حکمت فلسفی کا مسئلہ نہین سمجھ سکتا فافہم۔ واضح ہو کہ مترجم کے نزدیک اس کلام مین [illegible]

Marfat.com

یون نے ڈالا تھا اور اپنی کتابون کی تحریف کرکے روایات مین صحیح و اپنی طرف سے بنائی ہوئی اور
دوسرے طور پر بنائی ہوئی سب کا مجموعہ ملا کر تاریخ بنائی اور ہر ایک نے مختلف بنائین حتے کہ صحیح واقعات
حاصل کیے جاتے انکے حاصل ہونے کی کوئی راہ نہ رہی اُنکا قرآن مجید مین تفصیل سے فیصلہ کردیا اور جو کچھ
ظاہر کردیا پس قولہ ماکان حدیثا یفتری - مین یہ تعریض یہودیون وغیرہ پر ہو کہ جسطرح ان لوگون نے تحریف کرکے افسانہ
قرآن مجید مین نہین ہو اسمین کوئی بات مخلوط نہین اور نہ افترا ہو - ولکن تصدیق الذی بین یدیہ - ولیکن یا بلکہ تصدیق
و کتب سماوی ہو یعنی اُنکی تحریفات کو ظاہر کردیا اور جو کچھ سچ تھا اُسکی سچائی ظاہر کردی - وتفصیل کل شئی - اور ہر بات جسمین
ڈالا تھا اسکا فیصلہ مفصل کردیا - واضح ہو کہ قرآن مجید کی صفت مین حق تعالے عزوجل نے فرمایا - مہیمنا علے الکتاب
توریت و انجیل پر شاہد ہی چنانچہ جو کچھ اہل کتاب نے تحریف کی اور غرض نفسانی سے بدل ڈالا جب قرآن پاک اللہ تعالی نے
نازل فرمایا تو تحریف بیکار گئی اور کھل گیا کہ سچ اسطرح ہی جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہوا اور روایت صحیح مین ہی کہ اہل کتاب کی
روایات کا حکم اسطرح دیا گیا کہ جو کچھ وہی لوگ قرآن مجید سے موافق بیان کرین وہ صحیح ہو اور جہان قرآن مجید سے مخالف بیان کرین
غلط ہو مثلا جورو والا مرد اگر زنا کرے تو یہودی توریت سے نقل کرتے کہ اسکو کاغذی سیاہ ٹوپی پہنا کر جوتیون کا ہار گلے ڈالکر
پر سوار کرکے شہر مین پھراؤ پھر چھوڑ دو حالانکہ یہ تحریف تھی اور وہی حکم تھا جو قرآن پاک مین ہی مع سختی مزید کے اور تیسری
قسم یہ کہ قرآن مجید مین وہ بات صریح تمکو معلوم نہوتی ہو اور یہودیون نے توریت سے یا نصرانیون نے انجیل سے نقل بیان کی
تو فرمایا کہ تم نہ اُسکو سچ مانو اور نہ جھٹلاؤ - کذا اللہ تعالے اعلم شاید ہو - اور بات یہ تھی کہ اصل کتاب مین تو تحریف کردی تھی اور
پھر تحریف انھین لوگون نے فقط نہین کی بلکہ حالت یہ کہ بنو اسرائیل بارہ فرزند کی اولاد بارہ فرقہ علحدہ علحدہ ہر بیٹے کی اولاد تھے
اور حضرت موسے علیہ السلام کے ساتھ ہر فرقہ اپنی نقیب کے ساتھ تھا پس بعد حضرت موسے علیہ السلام کے ایک مدت دراز گذری
حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ بھی گزر گیا پھر تحریف کرنے کے اسباب پیدا ہوئے اور لوگون مین نور ایمان کے بجائے تاریکی
کی وجہ زناکاری وسود خوری و باہمی نفاق و بوجہ قتل کرنے انبیاء علیہم السلام کے قائم ہوتی گئی اور ہر فرقہ نے اپنے
توریت مین جہان ضرورت ہوئی تحریف کی بخصوص جب حضرت عیسے علیہ السلام کا زمانہ ہوا اور انھون نے انجیل
علیہ السلام بحکم الٰہی منسوخ ہوئے تھے بیان کیے تو اُنپر یہودیون نے نزغہ کیا اور ہرگز نہ مانا یہان تک کہ سوائے بنو اسرائیل
مسلمان ہوئے اور آخر ترقی شروع ہوئی مگر آپ کے اصحاب مین سے ایک نے یہود کو مخبری کی اور آپ کو اللہ تعالی
آسمان پر اٹھالیا اور جس نے مخبری کی تھی اسی کے چہرہ پر اللہ تعالے عزوجل نے ایک ایسا پردہ کردیا کہ لوگون کی نظر مین اُسکی
حضرت عیسے علیہ السلام کی نظر آتی تھی پس یہود نے سر بازار بادشاہ کے حکم سے پھانسی دیدی اور سمجھے کہ ہمنے حضرت عیسے
کو سولی دیدی ہو اور یہی شخص تھا جو سولی پر چڑھائے جانے کے وقت چلایا تھا کہ (ایلی ایلی لما سبختانی) ای میرے
خداوند تونے مجھے کیون چھوڑدیا - اور عیسے علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے قبل آپ نے سب کو مضبوط رہنے
جانے کا حکم دیا پس حواریون پر غنودگی طاری ہوگئی اور کافرون کی آنکھ نہین لگی - پھر اصحاب عیسے علیہ السلام مین
نے کہا کہ وہ خدا تھا ہم مین سے بعض نے اسکو آسمان پر چڑھ جاتے دیکھا تھا دوسرے نے کہا کہ نہین

Marfat.com

یہ تو نہین ہی مگر وہ خدا کا بیٹا تھا ولیکن ان دونون فریق مین دلی دشمنی بڑھی کیونکہ
حقارت نہین کرتے ہین اور تیسرا فریق کہتا کہ اللہ تعالے سے توبہ کرو اور توحید پر قائم رہو
کی طرح اللہ تعالے عزوجل کی قدرت سے بی بی مریم علیہا السلام کے پیٹ سے بدون باپ کے
بدون ماں باپ کے اللہ تعالے عزوجل کی قدرت سے پیدا ہوئے تھے اُس فریق سے
کرلی اور بدنام کیا کہ یہ فریق ان بزرگ کی شان مین حقارت گستاخی کرتا ہی آخرکار دونون نے
کیا بعض نے لکھا کہ یہ فریق بالکل قتل ہوگیا اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ انہین سے بہتیرے مارے گئے
پہاڑون مین بھاگ گئے اور آخر کو یہودیون پر غضب آلہی آیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہودی مغلوب ہوگئے
اور عرصہ تک یہود نے گویا حضرت عیسے علیہ السلام کی برابری کا دعوے کیا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے
بعض احکام کا منسوخ ہونا ظاہر کیا تھا اور یہودیون نے وحی شیطانی سے کتاب مین تحریف کی اور انتہا
خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم تک بہت کچھ پہونچ گئی۔ اور رہے نصرانی تو جب اُنہین بادشاہ نصرانی ہوا
وہ اعتقاد کیا جو سوائے فریق موحد کے باقی دونون فریق کا اعتقاد تھا تو صحیح روایات سے ثابت ہی کہ کئی ہزار
مسلمانون اور کئی سو عالمون کو قتل و قید و مار پیٹ سے اس نے سخت مجبور کیا اور آخر کو ایک اتفاق نامہ لکھا گیا
ہو جو دونون فریق مرتدین کا ہی اور اس محضر پر سب کی دستخط ہوئے باوجود اسکے جو لوگ کہ دل سے اسلام و توحید پر تھے
جنگلون و پہاڑون مین رہے مگر آخر کو خاتمہ ہوگیا اور انجیل مین اور نیز توریت مین بکثرت تحریف ہوئی اور جن
یہ بات ظاہر ہوتی کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بندہ خدا و رسول تھے اُنکو ایسے طور سے تبدیل کیا گیا کہ بات باقی نہ رہے
وغیرہ کتابین تصنیف ہوئین پس یہ حال توریت و انجیل کی تحریفات کا شیخ امام ابن کثیرؒ و علامہ مفسر
وغیرہ کے متفرق افادات سے ملتقط کیا گیا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ یہود و نصارے کی خود تاریخون سے ثابت
واسطے جلسہ و مجمع ہوئے ہین۔ بعضے لوگ زعم کرتے ہین کہ جس کتاب کے بکثرت نسخے پھیلے تھے اسمین ایسا ہونا
کہتا ہون کہ بادشاہ قسطنطین خود اسکا متکفل ہوا تھا اور کس اہتمام سے شرک کے اتفاق پر محضر لکھوایا تو نسخون
نہ ہوا ہوگا کیونکہ اسوقت تک ملک شام و یونان و بعض حصہ ملک مصر سے تجاوز نہوا تھا۔ علاوہ اسکے
اور جسکا عبرانی مین ہونے کا زعم ہی وہ خود پایہ اعتبار سے ساقط ہی اور ترجمہ قریب قریب
کا قول ہی کہ کاتب سے پڑھنے مین غلطی ہوئی اور فرقہ انہین بہتر ہوئے اور کسی کے پاس
کہ ان لوگون نے اپنی رائے سے خوب خوب جی بھر کے تحریف کی۔ اور توریت مین منجملہ
حضرت یوسف علیہ السلام مین سے جس کسی کی نسبت زیادہ الزام ہوا اسکی اولاد
جہالت ہوگا واللہ تعالے اعلم بالصواب۔ اب مین تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون کہ
مشرکون کو وہم کرنے سے روکا بلکہ ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی سچائی خود
باندھی ہوئی بات نہین بلکہ توریت و انجیل کی تصدیق ہی کہ سابق مین اللہ تعالے نے

[illegible] اور یہ تصدیق بھی قرآن پاک سے ہوئی کہ یون ہی توریت مین تھا اگرچہ پیچھے لوگون نے
[illegible] تحریف کردہ وباقی مین تفصیل کرتا ہی۔ پھر قرآن پاک سے عبرت حاصل کرنا انھین لوگون
[illegible] عقل ہین کہ ہوا وہوس نفس سے پاک ہوکر فرمان حق تعالے عزوجل کا مطیع ہوجاوے
[illegible] کرکے اور یہ جب ہی ہوگا کہ ایمان لاوے اللہ تعالے پر بجمیع صفات جسطرح کہ رسول صلے اللہ
[illegible] نے فرمایا۔ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ اور یہ قرآن پاک ہدایت ورحمت ہی
[illegible] جو ایمان لاتے ہین۔ شیخ امام حافظ ابن کثیر رہ نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالے
[illegible] مین ذکر قوم کے واقعات مین کہ کسطرح ہم نے مومنون کو نجات دی اور کافرون کو ہلاک کیا ہی
[illegible] عبرت ونصیحت ہو اور یہ قرآن پاک سواے اللہ تعالے عزوجل کے دوسرے کی طرف سے جھوٹ وبناوٹ
[illegible] تصدیق ہو ان کتابون آسمانی کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہین پس جسقدر انمین موافق تنزیل کے باقی رہا ہی
[illegible] تصدیق کرتا ہی اور جسقدر اسمین تحریف وتبدیل کیا گیا ہو اور کسی غرض سے اہل کتاب نے اسمین تغیر کیا ہی اُسکی نفی فرماتا ہی
[illegible] ظاہر کرتا ہو اور ہر چیز کی تفصیل ہی یعنی حلال وحرام ومکروہ وفرائض وواجبات ومستحبات ودیگر افعال
[illegible] جو آیندہ واقع ہون اور صفات الٰہیہ جنکے ساتھ شرک روا نہین ہی اور تنزیہ تبارک وتعالے مخلوقات
[illegible] مشابہت سے مفصل بیان ہی اسی واسطے ہدیٰ ورحمۃ ہی مومنون کے لیے کیونکہ کفار تو شیطان کے کہنے پر چلتے
[illegible] انسے نہین ملتے ہین اور مومنین عبرت حاصل کرکے گمراہی وعذاب سے بچتے اور پناہ مانگتے ہین اللہ تعالے کی رحمت کے امیدوار
[illegible] ہین ہم اللہ تعالے سے دعا کرتے ہین کہ ہمکو بھی مومنین مین شامل کردے اور اپنے فضل سے کفر وشرک
[illegible] آمین یا ارحم الراحمین۔ ف۔ فی العرائس قولہ لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولے الالباب یعنی عارفین ومحبین
[illegible] صابرین جو صاحبان احوال واہل عقول ہین اُنکے لیے ان قصص مین نصیحت وعبرت ہی کیونکہ اسمین نیکون
[illegible] کا اور جو حالت انکے لائق ہوتی ہی فراق ووصال وبلار وامتحان ومحبت کاملہ وغیرہ سب کا بیان ہی پس اہل سعادت
[illegible] اقتدار کرتے ہین تاکہ فضل ورحمت الٰہیہ سے انکے درجات وکرامات پر فائز ہون۔ جعفر صادق رہ نے کہا کہ اولوالالباب
[illegible] اللہ تعالے عزوجل کے ساتھ ہین۔ ابن عطاء رہ نے کہا کہ اہل عقل کے لیے عبرت ہی کہ نفس واُسکی
[illegible] نہین ہی۔ شیخ استاد رہ نے کہا کہ بادشاہون کے واسطے عبرت سلطنت حضرت یوسف
[illegible] عدل وانصاف پھیلاوین اور لوگون کے ساتھ احسان کرین۔ جیسے یوسف علیہ السلام نے کیا اور
[illegible] تقوے مثل اُنکے تقوے کرین اور نفس کی خواہش پر نہ چلین چنانچہ شدت بلار وموقع اشتہا
[illegible] اللہ تعالے نے انکو دنیا وآخرت مین کس درجہ عالی پر پہونچایا اور عزیز کی جورو نے جب
[illegible] عبرت ونصیحت اُٹھائی۔ اور مملوک عبرت حاصل کرین کہ کیونکر سردار کی فقط حرمت اور
[illegible] انکے ظاہری عبرت بہت ہین اور قولہ وتفصیل کل شئ الآیہ۔ سے جملہ
[illegible] نفس وشیطان وحالات عقل وصفائی قلب ومشاہدۃ الرحمن کا بیان ہی واللہ سبحانہ تعالیٰ

Marfat.com

اعلم تفسیر سورہ یوسف ختم ہوئی اور [illegible]

سورة الرعد مكية وهي ثلث و [illegible]

سورۃ الرعد مکیہ ہے اور وہ تینتالیس آیات

اور بیضاوی میں بینتالیس آیات کا ایک ہی قول مذکور ہی اور سراج میں لکھا کہ اسکے [illegible]
کی تعداد تین ہزار پانچ سو سات ہی اور علماء میں سے بعض نے کہا کہ ہمکو معلوم ہوا کہ یہ سورہ [illegible]
پتہ لگا کہ یہ مدنیہ ہی پس اول قول سعید بن جبیر و حسن بصری و عکرمہ و عطاء و جابر تابعی و عبد الرحمن بن [illegible]
اور دوسرا قول ابن الزبیر رضی اللہ عنہ و کلبی و مقاتل سے مروی ہی شیخ مفسر سیوطی رحمہ نے لکھا کہ [illegible]
قولہ تعالیٰ ولا یزال الذین کفروا الآیہ و قولہ تعالیٰ و یقول الذین کفروا لست مرسلا الآیۃ اور یا سورہ مدنیہ [illegible]
قولہ تعالیٰ ولو ان قرآنا سیرت بہ الجبال الخ دو آیت تک - اور بعض نے مدنیہ سے قولہ تعالیٰ ہو الذی یریکم البرق [illegible]
لہ دعوۃ الحق بھی مستثنیٰ بیان کیا اور معنی استثناء کے یہ ہین کہ مدنیہ ہو تو یہ آیات مکہ میں نازل ہوئی [illegible]
مدینہ میں اکثر نازل ہوئین کیونکہ قرآن مجید حسب حال و ضرورت کے نجم نجم کرکے نازل ہوا اور حضرت جبرئیل
علیہ السلام کے بیان سے ہر سورہ میں حسب ترتیب لوح محفوظ کے رکھا گیا و جابر بن زید سے نقل کیا جاتا ہے کہ آدمی کی موت
حاضر ہونے کے وقت اسکے پاس سورہ رعد پڑھنا بہتر سمجھتے تھے کہ میت پر سختی ہلکی ہوتی اور موت آسان [illegible]
و دنیا سے وفات اسکو گران نہیں ہوتی - اقول ظاہرا انھوں نے کسی صحابی سے سنا ہو یا انھا [illegible]
سمجھتے ہوں واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ [illegible]

یہ آیات ہین کتاب کی اور جو

رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا [illegible]

رب کیطرف سے وہ حق ہی ولیکن بہتیرے لوگ

اس سورہ مبارک میں اللہ تعالیٰ عز و جل نے اپنی توحید [illegible]
الٓمّٓر اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہو کہ اس کلام سے اسکی کیا مراد ہے [illegible]
اس پر سب کا اتفاق ہو کہ اسکی مراد سوائے اللہ تعالیٰ کے [illegible]

Marfat.com

[illegible] معالم [illegible] مین ابن عباس رض سے لایا کہ اسکے معنے مین سے ہو کہ انا اللہ اعلم
[illegible] اس موقع پر یہ معنی لیے کہ قرآن پاک جو نازل فرمایا اسکا نازل ہونا اور پیغمبر کا
[illegible] واکثرون کا کفر کرنا مین جانتا و دیکھتا ہون اور مفصل کلام اسمین اول سورہ بقرہ مین گزر چکا
[illegible] ان حروف مقطعہ سے شروع ہوئی اسمین قرآن مجید کا انحصار رہی اور تحقیق بیان کر اسکا
[illegible] سے حق ہونا فرمایا۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ۔ مفسر شیخ سیوطی رحمہ نے کہا
[illegible] اور مراد یہ کہ سورہ مین جو آیات ہین یہ قرآن مجید کی آیات قدیمہ ہین اور یہی قول جمہور مفسرین کا ہے
[illegible] اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اور جو اُتارا گیا تیری طرف کو تیرے رب کی جانب سے وہ الْحَقُّ
[illegible] من رب العالمین اسمین اللہ تعالےٰ کی طرف کے ہونے مین کچھ شک و شبہہ نہین ہے۔ پس اول تو بیان
[illegible] قرآن مجید ہوا اور اسمین بیان فرمایا کہ جو نازل کیا گیا وہ حق ہے۔ اور ابن جریر رحمہ نے زعم کیا کہ واو زائدہ ہی
[illegible] صفت ہوا اور شیخ ابن کثیر رہ نے ذکر کیا کہ مجاہد و قتادہ نے کہا کہ آیات الکتاب۔ مین کتاب سے مراد
[illegible] انجیل ہو چونکہ کتاب دراصل مصدر ہے تو دونون کو شامل ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر کہا کہ قولہ والذی انزل عطف ہی
[illegible] یہی صحیح اور موافق تفسیر مجاہد و قتادہ ہے اور توضیح اُسکی یہ ہو کہ تلک مبتدا اول ہے اور آیات مضاف
[illegible] معطوف علیہ اور جملہ والذی انزل الیک من ربک۔ مبتدا اور۔ الحق خبر۔ یہ مبتدا و خبر ملکر عطف پس معطوف علیہ
[illegible] مضاف الیہ اور مضاف مع اسکی خبر مبتدا سے اول ہے اور مراد جملہ والذی انزل الیک الخ سے بعض قرآن مجید
[illegible] کہ یہ قرآن پاک یا یہ آیات جو تلاوت کیجاتی ہین آیات ہین کتاب اور اس چیز کی جو تیری طرف نازل
[illegible] اور حاصل یہ ہوا کہ یہ سورہ مجموعہ آیات توریت و انجیل وحی موسےٰ و عیسےٰ علیہم السلام و قرآن وحی محمد صلے اللہ
[illegible] ہے۔ اور سابق مین حضرت حسن بصری وغیرہ سے مذکور ہوا کہ قرآن مجید جامع علوم اولین و آخرین ہے اور
[illegible] سب اسمین مندرج ہین۔ پس یہ تاویل بھی عمدہ ہے جو شیخ ابن الکثیر رہ نے ذکر فرمائی ہے۔ اور جو شیخ ابن جریر رحمہ
[illegible] کے موافق یہ معنی ہوئے کہ یہ آیات جو تلاوت ہوتی ہین آیات ہین قرآن پاک کی جو کہ اُتارا گیا تیری طرف تیرے
[illegible] جو کہ حق ہے اور اظہر وہ ہے جو شیخ سیوطی رہ نے ذکر کیا اور معالم مین اسکو ابن عباس کا قول۔ ذکر کیا ہی
[illegible] بغوی رہ کے نزدیک وہی ہے جو شیخ ابن کثیر رہ نے اختیار کیا ہے اور لکھا کہ مقاتل رہ نے کہا ہو کہ مشرکین مکہ
[illegible] صلعم اسکو اپنی طرف سے کہتے ہین پس اللہ تعالےٰ نے انکو اس کلام سے رد کیا کہ جو قصص انبیا ذکر ہوئے
[illegible] سے تنزل حق ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ولیکن اکثر لوگ یعنی مشرکین مکہ
[illegible] کہ یہ اللہ تعالےٰ عزوجل کی طرف سے ہے اسوجہ سے کہ ذرا بھی توجہ و غور نہین کرتے ہین
[illegible] عزوجل [illegible] نے اپنے فعل خاص سے اپنے فعل عام پر تجلی فرمائی پس دونون
[illegible] اور انکو مصداق اسرار صفات و ذات قرار دیا اور انسے غیب کی اور غیب الغیب
[illegible] کے واسطے سر الوہیت رکھا اور اپنی انانیت توحید کا بھید کر دیا

Marfat.com

اور لام مین اپنی ذات کے سیے سر ازلیت اور سر لطف ظہور پاک بوصف [illegible]
مین سے اہل التباس ہین - اور میم مین سر محبت ہواے ازلیت رکھا [illegible]
آئینہ کر دیا پس اس سے لطائف صفات کا معائنہ اور روح ملکوت کا مشاہدہ کرکے [illegible]
تحیر ہوئین تو انوار ربوبیت مین عجز و الحاح کیا پس آئینہ حرف را سے اسکی رحمت [illegible]
اللہ تعالے سے جدا ہو گئین پس الف صندوق الوہیت ہے جو انھین بندون کے سیے کھلتا [illegible]
صندوق نور ازلیت ہے انھین بندون کے لیے کھلتا ہے جو عشق و محبت مین ہر مخلوق سے کہ اپنی جان [illegible]
ہین اور وہی اداہ وحلیم ہین - میم صندوق محبت ازلیہ ہے جو انھین لوگون کے لیے کھلتا ہے جو اہل ایمان و محبت [illegible]
والے بندون پر کھلتا ہے جنکی نیت و مراد حق تعالے سے صرف ذات باری تعالے ہے - شبلی رحمہ اللہ [illegible]
کوئی حرف ہو یہی اسکی حالت ہے کہ ہر زبان و لغت مین اللہ تعالے عزوجل کی تسبیح کرتا ہے اور ہر [illegible]
اور ہر حرف کے سیے زبان ہے اور یہ اللہ تعالے عزوجل کا ایک بھید اسکی مخلوق مین ہے [illegible]
اذکار کی زیادتی ہے - حارث محاسبی رہ نے کہا کہ جب اللہ تعالے عزوجل نے حروف کو پیدا کیا تو [illegible]
بلایا پس انھون نے قبولیت کا جواب عرض کیا اور اسی کے موافق خطاب مین حلاوت ہے اور حروف [illegible]
ولیکن اللہ تعالے عزوجل نے الف کو اسی صورت پر باقی رکھا اور واضح ہو کہ سنت آلہیہ ہے کہ ہر سورت کے اول مین [illegible]
اسرار اپنے کلام فرمایا اور اہل صلاح کو انکی استعداد کے موافق آگاہی عطا فرمائی - مترجم کہتا ہے کہ انھین [illegible]
و حارث محاسبی کے اقوال محل تامل ہین اور میرے نزدیک اسطرح بیان بھی شریعت مین کسی قدر فتنہ ہے [illegible]
ترک بہتر ہے واللہ اعلم - کفار مکہ نے جو بناوٹ قصص کا الزام لگایا اسکا جواب دینے کے بعد حق عزوجل نے اپنی توحید کی [illegible]
کئی وجہ پر بیان فرمائی - وجہ اول قولہ تعالے پر غور کرنے کو ارشاد فرمایا

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى
اللہ وہ ہے جسنے اونچا اٹھایا آسمانون کو بغیر ستونون کے جنکو تم دیکھو پھر [illegible]

عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ
عرش پر اور قابو مین کر دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک وقت مقرر تک [illegible]

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ
مفصل دیتا ہے نشانیان تاکہ تم اپنے رب کے ملنے پر یقین کرو

اول دلیل توحید کی مشرکون کو بتلائی کہ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ
جس نے بلند کیا آسمانون کو بغیر ستونون کے جنکو تم دیکھو - حاشیہ جمل مین ہے [illegible]
بعض نے اسکو جمع قرار دیا - سراج مین کہا کہ جمع عمود ہے یا جمع عماد ہے اور جمل سے [illegible]
بضمتین پڑھا یعنی عمود کے ستون اور عماد ٹیک - اور ابن کثیر رہ نے کہا کہ آسمان [illegible]

[illegible] سے انکا فاصلہ برابر ہے۔ اقول یعنی زمین گول ہے اور لکھا کہ زمین مع ہوا کے
[illegible] تا ہے اور ہر جانب سے آسمان تک پانچسو برس کی راہ ہے اور خود اس آسمان کا
[illegible] دوسرا آسمان اس سب کو محیط ہے وہ اول آسمان سے پانچسو برس کی راہ پر ہے
[illegible] برس کی راہ ہے اسی طرح تیسرا و چوتھا وغیرہ ہین اور کرسی کی بڑائی اسقدر ہے کہ ساتون آسمان
[illegible] ہے اسی طرح مع کرسی کے اندر ایسے ہین جیسے ایک وسیع میدان مین ایک چھلا پڑا ہوا ور
[illegible] ایسے ہین جیسے وسیع میدان مین ایک چھلا ہو جیساکہ حدیث مین ہے اور ایک روایت ہے کہ عرش
[illegible] اللہ تعالے عزوجل کے کوئی اندازہ نہین کرسکتا اور بعض سلف سے روایت ہے کہ عرش سے زمین تک
[illegible] کی راہ ہے اور اسکا قطر پچاس ہزار برس کی راہ ہے اور وہ سرخ یاقوت کا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ صحاح احادیث
[illegible] و جنت و عرش وغیرہ کی ایسے صریح الفاظ سے نہین ہے کیونکہ اوہام بشری تجاوز نہین کرتے اور اگر متجاوز ہوتے
[illegible] مانتے ہین اور مقصود انکے بیان سے اسوقت یہ ہے کہ محسوس مخلوقات کی بڑائی دیکھکر جو لوگ محسوس کو ماننے کے
[illegible] وہ اللہ تعالے عزوجل پر ایمان لاوین تو مترجم کہتا ہے کہ زمین مین سے ایک چہارم خشکی و باقی پانی ہے اور خشکی مین سے
[illegible] بڑی سلطنت روس کی جو قریب ساتوان حصہ ہے تو زمین کا اٹھائیسوان حصہ ہوئی اور آدمی زمین پر جھنگے سے بھی کم ہے
[illegible] کیا حال ہے کہ روس کی سلطنت انکی آنکھون مین بڑی اور اسکا دبدبہ بڑا ہے حالانکہ وہ زمین کا اٹھائیسوان حصہ ہے اور
زمین سے آفتاب بہت بڑا ہے کہ زمین اسکا سوان حصہ بھی نہین تو روس اسکے تین ہزار حصون مین سے کم ہے پھر دیکھو کہ آسمان
[illegible] میدان مین جسقدر جگہ آفتاب سے خالی ہے اسمین آفتاب کے برابر کتنے مہاسنکھ آفتاب سما سکتے ہین تو تمام آسمان کی وسعت
[illegible] روس بلکہ تمام زمین کا کوئی شمار نہین رہا اور فن حساب جاننے والے کو کسر نکالنے مین بھی سخت حیرانی ہے کیونکہ جب زمین ایک
[illegible] برابر بھی نہین ہے تو اسکے اٹھائیسوین حصہ کا کیا شمار ہے تو اب دیکھو کہ جس خالق عزوجل نے ہمارے سامنے آسمان
[illegible] کی بڑائی اتنی کہ ہم وہان تک نظر ہی نہین آتے بلکہ تمام زمین ہی نظر نہین آتی ہے تو اُس خالق عزوجل کی عظمت ہم پر اسقدر
[illegible] عظمت کے سامنے تمام زمین کے بادشاہون و فوجون اور تمام زمین کے درندون و آدمیون سمیت سب کی قدر ہماری
[illegible] ہوتی جاتی ہے جو نسبت زمین کو تمام آسمان کے بڑائی سے ہے پس دیکھو کہ اللہ تعالے [illegible] عظمت و قدرت والا ہے جسنے
[illegible] نہین بلکہ سات آسمان پیدا کیے اور انکو زمین سے اسقدر اونچا کیا کہ تمہاری نظرین کام نہین کرتی ہین مگر تم پانی کے اندر
[illegible] دیکھتے ہو جیسے سورج و چاند کا عکس دیکھتے ہو اور یہ جھوٹ مت کہو کہ آسمان کچھ چیز ہی نہین صرف تاریکی نگاہ کی ہے
[illegible] نہین آتا ہے تو بالکل غلط ہے کہ یہ تاریکی ہے بلکہ ضرور کوئی جسم ہے جسکا انعکاس مانند سورج چاند ستارون وغیرہ
[illegible] مین بعضے لوگون کا انکار کیا دیدہ و دانستہ انکار ہے کیا آنکھین عقل کی کھوئیں تو یہ آنکھین بھی جاتی رہین
[illegible] یون ہی انکار کرتے ہین اللہ تعالے عزوجل مسلمانون کو انکے شر و فریب سے اسوقت
[illegible] امام رازی رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمین بہت بڑی دلیل ان لوگون کے لیے بھی موجود ہے جو حواس کے
[illegible] معلق ہین بغیر کسی ستون کے اور خود زمین انکے بیچ مین بلاستون معلق ہے حالانکہ

Marfat.com

انسان ایک ذرہ کو یون معلق نہین رکھ سکتا ہی تو ضرور خالق انکا آکہ قادر ہی مختار
جا؛ دہ اسی طرح قائم ہی- اگر کہا جاوے کہ قولہ بغیر عمد ترونہا- مین دلالت پائی جاتی
عمود ہونگے جنکو ہم نہین دیکھتے، جیسا کہ یہود و نصارے وغیرہ اہل کتاب سے روایت کی گئی
آسمان کا ستون ہی- امام رازی رح وغیرہ نے اسپر اعتراض کیا اور چونکہ اہل کتاب سے
چنانچہ معالم مین مجاہد و عکرمہ وغیرہ کا یہ قول ذکر کیا اور ابن کثیر رح نے کہا کہ ابن عباس و مجاہد
سے روایت کی گئی کہ آسمانون کے ایسے عمود ہین جنکو تم نہین دیکھتے ہو لہٰذا امام بغوی وغیرہ نے اسکے
قول کو اصح کہا جو اوپر مذکور ہوا- ابن کثیر رح نے کہا کہ ایاس بن معاویہ نے کہا کہ زمین پر آسمان مثل
تفسیر حضرت قتادہ رح سے مروی ہی اور یہی لائق لسیاق ہی اور خود دوسری آیت مین فرمایا- ویمسک السماء ان
الا باذنہ- پس ظاہر ہی کہ بلا عمود ہی اور قولہ ترونہا- صرف تاکید نفی ہی یعنے آسمان بلا عمود ہین تم خود دیکھتے ہو
معنی نہین کہ اسکی عمود تمھارے دیکھنے کے نہین ہین اور ایسے ہین جنکو تم نہین دیکھتے ہو- مین کہتا ہون کہ قتادہ
روایتین موجود ہین پس ایک تو انھون نے اہل کتاب کے قول کو بیان کیا اور دوسرا صحیح قول بیان فرمایا- اور اگر
صفت قید رکھا جاوے تو زجاج رحمہ اللہ کا قول صحیح ہی کہ بیشک ایسے عمود ہین جنکو ہم نہین دیکھتے اور وہ عمود قدرت
کے ہین پس صواب یہی ہی کہ آسمان محض قدرت و تسخیر الٰہی عز و جل سے مثل قبہ کے قائم ہین جیسے سورج و چاند
جو نظر آتا ہی اسپر اعتماد کر کے حکم کرین یا نہین تو جواب یہ ہی کہ صحیح نظر آتا ہی اور اس سے انکار کرنا قریب کفر ہی
کہ ہم لوگ اسکو دیکھتے ہین اور محسوس سے انکار کرنا جہالت ہی- اور جس نے اس زمانہ مین تاویل کی کہ سما سے بلندی مراد
قول باطل و کفر ہی اسلیے کہ بلندی کے لیے عمود ہونا کچھ نہین اور وہ مرفوع نہین کی جاتی ہی کیونکہ جسم نہین ہی اور اللہ تعالےٰ
فرمایا کہ اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد ترونہا- یعنی اللہ تعالےٰ وہ قادر قاہر قوی مختار ہی جس نے اونچا کیا سموات
عمودون کے کہ انکو تم دیکھتے یعنے مثل قبہ کے بلند چڑھے ہوئے ہین مگر عمود نہین نہ تم دیکھتے ہو ثم استویٰ علی العرش
پھر بیان فرمایا کہ وہ اللہ برابر ہوا عرش پر- علماء نے کہا کہ ثم کا لفظ کبھی تو چیزون کی ترتیب کے لیے
بیان کی ترتیب کے لیے ہوتا ہی تو یہان اول معنے نہین ہین یعنے یہ غرض نہین ہی کہ پہلے آسمانون کو
ہوا اس لیے کہ حق تعالےٰ عز و جل جسطرح اور جس شان سے ہر مخلوق سے خواہ عرش ہو یا کوئی ہو
آسمانون و زمین و عرش وغیرہ پیدا کرنے کے بعد ہی اور ہمیشہ یکسان ہی کوئی مخلوق اسکے مشابہ
اور بعد ہر شئ کے یکسان ہی لیس کمثلہ شئ- اسکے مثل و مشابہ کوئی چیز نہین ہی تو بالیقین ہم جانتے ہین
یہ معنی نہین کہ وہ تخت پر برابر ہو بیٹھا کیونکہ یہ تو جسم کا جسم پر قائم ہونا ہوا اور اللہ تعالےٰ پاک ہی
اور نہ کوئی وضع و ہیات ہی اسلیے کہ طرف اور وضع و ہیات تو عوارض جوہر و جسم کے ہین پس
بالکل گمراہ و ناپاک اعتقاد ہی اور یہ عقیدہ اسگلے اہل کتاب یہود و نصارے کا بھی تھا اور
کہتے ہین نعوذ باللہ تعالےٰ اللہ علوا کبیرا اور یہ قول ایسا ہی جیسے کوئی کہے کہ اللہ تعالےٰ

ہین اذیتو اسنے اپنا قیاس و وہم دوڑا کر اللہ تعالے عزوجل کی نسبت بھی یہی گمان کیا حالانکہ اللہ تعالے کو کوئی مخلوق اسکو قیاس مین نہیں لا سکتی۔ معتزلہ وغیرہ نے کہا کہ استوی کے معنی استیلاء کے بھی ہین جیسے قد استوی بشر علے العراق من غیر سیف او دم مہراق۔ یعنی مستوی ہوگیا بشر ملک عراق پر بغیر تلوار کے اور بغیر خون بہائے کے تو یہان استوی کے معنی مستولی ہو جانے و غالب آجانے کے ہین پس یہان مراد غلبہ الٰہی بحفاظت و تدبیر ہے یعنی اللہ تعالے عزوجل عرش سے تدبیر فرماتا ہو وقال تعالے یدبر الامر من السماء الی الارض۔ یا استوی کے معنی یہ ہین کہ پھر عرش پر متوجہ ہو کر عرش کو مستوی کیا۔ اور اہل السنتہ والجماعتہ نے کہا کہ عرش کا استواء صحیح ہی اللہ تعالے عزوجل کی عظمت و جلال کی ایک صفت ہو اور جس نے یہان اپنے خیال و قیاس مین کوئی صورت باندھی اُسنے غلطی کی کیونکہ جیسی ذات پاک ہو ہر قیاس وگمان سے ویسی ہی اُسکی صفت بھی خیال وگمان سے باہر ہے جیسے وہ ہر چیز کو دیکھتا ہی حالانکہ ہمارا قیاس یہان بیکار ہو کیونکہ مخلوق تو اندھیرے مین اور آڑ سے اور جسم کے اندر اور رتی کی چیز کو نہین دیکھتا مگر اللہ تعالی ہر موجود و معدوم و ماضی و مستقبل سب دیکھتا ہو اسی طرح یہ صفت استواء ہو اور کہا کہ اسکی کیفیت مخلوق کے ادراک سے باہر ہی اور ہمارا ایمان اسکی اس صفت پر ہی۔ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اور مسخر کردیا سورج و چاند کو کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی دونون مین سے ہر ایک چلتا ہی مقدار مقرر پر۔ یعنی حکم الٰہی کی تحت مین یہ چیزین اپنا قابو نہین رکھتی ہین بلکہ جیسا اسنے چاہا اور حکم فرمایا اور ہر ایک کے واسطے جو وقت مقرر کردیا ہی اسی پر چلے جاتے ہین اور باقی ستارے بھی اسی طرح ہین وقد قال تعالے والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین۔ مسئلہ نجومیون سے ایسی بات کا پوچھنا جیسا یہ پوچھنا ہی اب یہ کہ پوچھنا حرام اور اعتقاد کرنا کفر ہو اور عرب کہا کرتے کہ مطرنا بنوء کذا۔ یعنی فلان ستارے سے ہم پر بارش ہوئی سو حدیث صحیح سے ثابت ہی کہ جس نے اللہ تعالے عزوجل کے حکم سے سمجھا وہ مومن ہو اور جس نے ستارے سے سمجھا وہ کافر ہی۔ واضح ہو کہ جب انمین سے ہر ایک ستارہ ہو یا سیارہ ہو اللہ تعالے کی قدرت مین مسخر ہی تو اُسی نے پیدا کیا اور انمین اسی کا حکم جاری ہی پس رب وہی ہو اور عادت الٰہی جاری ہو کہ روز سورج نکلے اور شام کو غروب ہو ولیکن اسکی حقیقت اللہ عزوجل ہی جانتا ہے ہم روز حکم الٰہی دیکھتے ہین کیونکہ جو حکم اُسکا ہوگا وہی ہوگا اور ذوالقرنین کے قصہ مین جو آیا کہ۔ وجدہا تغرب فی عین حمئۃ یعنی ذوالقرنین نے مغرب مین سورج کو پایا کہ وہ کیچڑ کے چشمہ مین ڈوبتا ہے اُسکے معنے بعضے جاہل نہ سمجھے تو اعتراض کیا کہ سورج تو زمین سے بہت بڑا ہی وہ کیچڑ مین کیونکر ڈوبتا ہی جواب یہ ہو کہ سورج آسمان پر اور حدیث مین ہو کہ زمین کے ہر طرف سے آسمان کا فاصلہ پانچسو برس کی راہ ہو اور واضح ہو کہ ذوالقرنین زمین کے مغربی کنارے پہونچا وہان دلدل تھی اور ظاہر ہو کہ سمندر کا کنارہ شروع ہوا تو اسکو یہی معلوم ہوا کہ سورج اسمین ڈوبتا ہو اور حدیث مین ہو کہ سورج ہر روز عرش کے نیچے جاکر غروبی سجدہ کرتا ہو حکم پاتا ہو کہ اُسی رفتار پر طلوع ہو اور یہی حال اُسکا رہیگا یہانتک کہ اسی طرح ہر ستارہ اپنے رب کے حکم کا مطیع ہی تو بندہ کو ہر وقت و ہر حال مین اللہ تعالے کی اطاعت لازم ہے اور اپنا کام جو کل کرنا ہو اسکو یون کہے کہ کل کرونگا انشاء اللہ تعالے یہ کرونگا۔ بلحاظ عادت الٰہیہ کے ہو اسی واسطے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا معروف مین ہو کہ جمعہ کے روز سوائے جن و انسان کے تمام مخلوق ہیبت مین ہوتے ہین کہ آج مغرب سے طلوع ہوکے قیامت کا طوفان شروع ہوتا ہو۔ واضح ہو کہ بعض علماء نے قولہ لاجل مسمی کے معنے

انتہا مدت مقدرہ سے یہ معنی ہے کہ قیام قیامت تک اور ظاہر یہ ہے کہ مطلق مدت مقرر مراد ہے [illegible]
و درجات مراد ہیں جسے کہ کمی بیشی روزانہ ہوتی ہے پس تدبیر الٰہی تعالے سے ہے ہر ایک [illegible]
اللہ تعالے عزوجل ہے کہ تدبیر فرماتا ہے امر کی۔ جو اسکا امر ہے اسی پر حکمت کا انتظام ہے اور [illegible]
چاہتا ہے اور جب وہی تمام مخلوقات عرش سے انتہا تک بذات پاک وحدہ لا شریک تدبیر [illegible]
اور فرشتے و جملہ مخلوق خود کچھ مختار نہیں ہیں بلکہ مسخر ہیں کیونکہ اگر اسنے چاہا کہ زید عمرو کے [illegible]
عداوت نہیں کرسکتا پس شرک کرنا چھوڑ کر توحید اختیار کرو لہذا فرمایا۔ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ
نشانیوں کو۔ یعنی اپنی توحید کی نشانیاں تمکو صاف صاف دکھلاتا ہے و بیان کرتا ہے اور تم خود [illegible]
فنا ہو کر اسی کی طرف رجوع کروگے کیونکہ جس نے ان چیزوں کو مع تمہارے ایجاد کر دیا اور اسکی قدرت [illegible]
تو وہ جب چاہے تمکو فنا کرکے دوبارہ جلاوے پس غور کرکے سمجھو۔ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ
ان آیات کو دیکھکر تم اپنے رب کی ملاقات پر یقین لاؤ۔ یہ شک نہ کرو کہ جب ہم مٹی ہوگئے تو پھر کیا زندہ ہونگے [illegible]
ذرات عرش سے زمین تک سب اسکے حکم پر چلتے ہیں۔ اللہ تعالے عزوجل نے بندوں سے انکی [illegible]
لعل امید کے لیے ہے پس اللہ تعالے عزوجل جو چاہے وہ ہو وہاں امید نہیں ہوسکتی ولیکن بندوں کی [illegible]
دلالی کہ تمہاری طرف سے تمکو امید ہونی چاہیے کہ ان آیات کو دیکھکر ایمان سے مشرف ہو۔ ف۔ [illegible]
رفع السموات الخ عوام کو خطاب کیا کہ ہم نے آسمانوں کو بغیر علت کے بلند کیا اور عمود نہیں ہے اور خاص بندوں کو خطاب [illegible]
بغیر عمد ترونہا یعنے آنکھوں سے دیکھنے کے عمود نہیں ہیں بلکہ تمکو بصیرت سے عمود نظر آتے ہیں اور وہ عمود اسکی قدرت [illegible]
باقیہ کے ہیں جسکی عظمت سے تمام مخلوق قائم ہے اور صفت کا دیدار وقت تجلی کے ممکن ہے جیسے آخرت میں [illegible]
ثم استوی علی العرش۔ سموات ارواح بغیر ظہور عمود کے جو خلق کو نظر آویں مستقیم مسلسل از ازل [illegible]
ظہور عرش قلوب پر ہوا۔ قولہ وسخر الشمس والقمر۔ معرفت و علم کو قلبی عرش سے روح تک جاری فرمایا [illegible]
اسطرح کہ عالم عقل میں بانوار مشاہدات انکا جریان ہے اور اس سے عالم ارواح کی تدبیر [illegible]
از تکمیل بشریت بصفات ملکوتیہ اور تفصیل معارف بانوار الیقین۔ لعلکم بلقاء ربکم توقنون یعنی [illegible]
ملکوتیہ سے حاصل ہوکر موقنین کے مرتبہ کو رسائی ہو کما فعل بابراہیم علیہ السلام کذالک [illegible]
لیکون من الموقنین۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ تدبیر امور موافق تقدیر ازلی ہے اور تفصیل [illegible]
یقین ہو کہ اللہ تعالے عزوجل وہی ان امور کو اور مختلف احوال کو تدبیر جاری فرماتا ہے [illegible]
قال المترجم اللہ تعالے عزوجل نے اس مخلوقات آسمان و زمین میں [illegible]
انسان میں رکھے ہیں ولیکن کفار ان آیتوں سے منہ پھیر کر گذر جاتے ہیں [illegible]
حاصل کرتے ہیں چنانچہ قولہ افلم ینظروا الی ملکوت السموات والارض [illegible]
اور قولہ وکاین من آیۃ فی السموات والارض الآیۃ قولہ سنریہم [illegible]

Marfat.com

[illegible] یقین حاصل ہوئے پر نفس کی تکمیل بدوام بقا ہوتی ہو لہذا اللہ تعالی نے کافرون کو بھی سماوی
[illegible] جلایا تاکہ ذہن خوض و فکر سے شرک وکفر سے باز آوین اور آیات آلہیہ سے لقاء اللہ تبارک و تعالی کا یقین
[illegible] کرین پھر مخلوق ارضی سے انکو دلیل بتلائی بقولہ

[illegible] الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ۚ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا

[illegible] زمین کو اور پیدا کردیے اسمین جمے پہاڑ اور نہرین اور ہر ایک پھلون سے پیدا کردیے اسمین

[illegible] يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

[illegible] ڈھانکتا ہو دن پر رات بیشک اس مذکور مین نشانیان ہین ایسی قوم کے لیے جو فکر کرتے ہین

الَّذِي یعنی وہی اللہ تعالے عزوجل ہو جس نے مَدَّ الْأَرْضَ پھیلایا زمین کو۔ المد کشیدن یعنی [illegible] اہل تفسیر نے کہا یعنی طول و عرض مین اسکو پھیلادیا پس تمام انسان وحیوان اسپر مستقر ہین۔ ابن عطیہ رح نے کہا [illegible] ظاہر ہوتا ہو کہ زمین پھیلی ہوئی ہو مثل پاٹ کے اور گول نہین ہو اور یہی ظاہر شریعت سے پایا جاتا ہو۔ سراج مین ہو کہ [illegible] نے کہین فرمایا کہ مد الارض اور کہین فرمایا کہ دحاہا اسکو پھیلادیا اور کہین بسط سے تعبیر فرمایا اور یہ بھی اسی معنے مین ہو پس [illegible] ہو کہ زمین مثل فرش کے پھیلی ہوئی ہو۔ رازی رح نے کبیر مین کہا کہ اہل ہیأت کے دلائل سے ثابت ہو کہ زمین مثل [illegible] گول ہو اور اللہ تعالے عزوجل کے کلام پاک سے ہیأت والون کا قول مخالفت نہین کرتا اس لیے کہ جب کرہ بہت بڑا ہوا [illegible] ہر ٹکڑے کو مسطح سے مشابہت ہوگی۔ مترجم کہتا ہو کہ ہان یہ صحیح ہو کہ ایسے عظیم کرہ کا ہر ٹکڑا اسکے دیکھنے والے کو پاٹ [illegible] سطح معلوم ہوگا اور شیخ اصم رح نے کہا کہ مد ایسے بچھانے کو کہتے ہین کہ اسکی انتہا نظر مین نہ آوے اور منجملہ دلائل اہل ہیات کے [illegible] زمین اور کرہ معدل النہار کے محاذات اور معلق رہنے کے لیے فلک کا ہر طرف سے انجذاب ہو تو گول ہو کر کشش برابر [illegible] معلق ہوگی اور اسوقت کے بعضے لوگ اسکی کشش آفتاب سے تصور کرتے ہین مگر یہ بالکل بیہودگی ہو کہ اس سے ہر طرف سے [illegible] کشش نہین ہوسکتی جس سے وہ معلق ہو یا گول ہوجاوے یا گھومے اور جسکو ذرا بھی علم ہیات سے وقوف ہو وہ قطعی یقین کریگا کہ ان [illegible] محض بے عقلی و حماقت ہو اور افسوس کہ مترجم کو یہان اسقدر طوالت کی گنجائش نہین ہو۔ پھر مین کہتا ہون کہ قدماء [illegible] ہیات کی دلیل سے زمین کا گول ہونا تو ثابت ہوتا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوتا ہو کہ ہر جانب سے یکسان کشش ہونے [illegible] ممکن ہو لیکن کرہ زمین کی ذاتی حالت یکسان نہین ہو کیونکہ کہین خشکی زیادہ ہو اور کہین پانی زیادہ ہو لہذا اوتاد و قیوم [illegible] اسپر پہاڑ قائم ہوئے تاکہ کشش کی جہات و قوت و ضعف کی راہ سے ہر طرف یکسان ہو اور اسمین [illegible] ہونے کو دخل نہین ہو بلکہ جذب کی قوت و ضعف محاذات کی راہ سے ہو اور یہ مقامات [illegible] کے سلسلے مین کوئی قیاسی انتظام نہین ہو بلکہ اللہ تعالے عزوجل نے اپنے علم پاک سے [illegible] گول ہو اور ظاہری اسباب و دلائل کی راہ سے وہ آسمان کے وسط مین معلق [illegible] کہ آسمان گول ہو اور [illegible] اسکو محیط اور ہر طرف سے کشش کیے ہوئے ہو اور آسمان اسکے گرد متحرک ہو یا نہین [illegible] اور عقلی دلائل [illegible] اعتقاد ہو خواہ عقلاء کے دلائل ایک عاقل متین جو طبعیات و ریاضیات سے

Marfat.com

ماہر ہوا قرب سمجھ سکتا ہے ورنہ اس زمانہ مین جو لوگ زمین کو گول اور آسمان کو ندارد و ابطال آفتاب کے گرد
حماقت کے دلائل لاتے ہین کہ جنکو سواے انھین کے مثل شوریدہ دماغ والے بیوقوفی کے
فذیہ و ریاضیات و طبعیات سے مہارت نہو کوئی شخص تسلیم نہین کرسکتا بلکہ عاقل تو ان اقوال و دلائل کو
اور اسکو معجزہ حضرت خاتم المرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو حدیث صحیح مین آیا ہے
روے زمین پر نصرانی سب لوگون سے زیادہ ہونگے اور وہی سب آدمیون پر غالب ہونگے
دور بہرے گونگے روے زمین کے بادشاہ وحاکم ہونگے - مترجم کہتا ہے کہ اس سے یہ مطلب نہین
منھ سے گونگے ہونگے بلکہ مراد یہ کہ روح وعقل انکی بالکل تاریکی مین ہوگی اور چونکہ انکی کثرت و بادشاہت بیان فرمائی تو
انکا غلبہ تیزی حواس والی چیزون مین ہوگا جس سے وہ لوگون پر غالب ہو کر بادشاہ وحاکم ہو جاوینگے چنانچہ حواس
امور ہین سب مین اسوقت معائنہ ومشاہدہ کرو اور دیکھو کہ یہ پیغمبر صادق کا معجزہ تمھاری آنکھون کے سامنے موجود ہو
اللہم ثبت اقدامنا علے الایمان والاسلام وتوفنا مومنین - سراج وغیرہ مین لکھا کہ جو کچھ اللہ تعالے عزوجل نے خبر
اور صحیح ہے ایماندار کے نزدیک ہیأت والا ہو یا کوئی ہو سب مخلوق سے زیادہ سچ خالق عزوجل کا کلام ہو - مترجم کہتا ہے کہ
ہم ایمان لاے کہ جو واقعی حالت ہے اور جو کچھ اللہ تعالے عزوجل نے فرمایا وہی صحیح ہے اور جہانتک کہ ظاہر مین ہمکو ہیأت والا
یا کسی کا ہو مخالف نہ معلوم ہوگا اور ہماری سمجھ مین آویگا اسپر ہم توجہ کرینگے ولیکن اسی قدر کہ جیسے عقلیات کا حال ہوتا ہو کہ باہم
ایک ہی بات مین متخالف ہوتے ہین پس عقلی نتیجہ درحقیقت ظنی ہوتا ہے اور قول الٰہی بے کھٹکے اور محض صدق خالص ہے اللہم اجعلنا من
عبادک المومنین وتوفنی اذا توفیتنی علے الایمان بک بجاہ ربہ النبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم - اور جان لو کہ عقلی دلائل یا
یا ظنی اختراعات پر نازان ہو کسی کی مجال نہین کہ اس مقام پر انکار کرسکے کہ وہو الذی مد الارض - وہی اللہ پاک خالق ہے کہ
زمین کو یعنی زمین کا پیدا کرنے والا جس صورت پر یہ زمین موجود ہے وہی اللہ وحدہ لاشریک ہے اور فرمایا الذی جعل لکم الارض
جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا کردیا - اور قرآن پاک مین اصلی مقصود یہی ہے کہ تم ذرا غور کرو کہ تمھارا رب وہ ہے جس نے
تمھارے لیے پیدا کردی تم اس زمین سے کسقدر نفع اسکے فضل سے اٹھاتے ہو اور کسطرح اسنے تمپر اپنا فضل تمھارے
پہلے کردیا - وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ اور پیدا کردیے زمین مین رواسی - رواسی کی جمع جسکے معنے ثابت
پہاڑ ہین یعنی زمین مین پہاڑ جمادیے - وَأَنْهَارًا اور نہرین پیدا کردین - جو اکثر پہاڑ سے جاری ہین
خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو - پس زمین و اسکے ساتھ ان چیزون سے کسقدر عظمت قدرت الٰہیہ ظاہر
احسانات ہین - وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ اور ہر قسم پھلون سے - جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ
جوڑا اثْنَيْنِ دو دو جیسے شیرین و ترش اور سیاہ انگور و سپید انگور یا بڑا چھوٹا
کرکے بھوک کی جگہ سیر ہوتے ہو اور بیداری کی تکان سے سوتے ہو - يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ
رات نے دن کو پس تمام روشنی پھیلی تھی تاریکی پھیل گئی اور بیدار آدمی خواب مین چلا گیا
شکر نعمت سے لوزمانی حالت لیے ہوئے خواب غفلت مین گیا - ہر ایک قسم پھلون کے

Marfat.com

اور ہر ایک سب کے مناسب ثمرات ہین کفر سے شرک وتاریکی وعذاب کے اعمال وغضب الٰہی کے
[illegible] ایمان سے توحید ونور وثواب کے اعمال ورحمت الٰہی کے حرکات پیدا ہوتے ہین اور عنقریب اُسکے
[illegible] باوجود اس صفت عجیب سے ہر چیز کی پیدائش کی صورت مین یکسان مگر ایک مثلا میٹھا اور دوسرا
[illegible] ذات مین دن ہونا اور ذات کی اوقات مین رات ہونا کیسی قادر وقیوم کی قدرت اور اُسکی تسخیر سے ہین جس نے
[illegible] اسباب کے مطابق پیدا کر دیا - إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ بیشک
[illegible] اللہ تعالے عزوجل کی توحید کی کہ کسی عقلمند وحاکم وفقیر ومالدار بیوقوف کو کچھ بھی مخالفت کی طاقت نہین ہی
[illegible] سب کچھ کرتا ہی گرچہ نشانیان ایسے قوم کے لیے ہین جو ان چیزون مین فکر کرتے ہین کیونکہ جس نے اُنمین اللہ تعالے
[illegible] دیکھی وہ [illegible] تبارک تعالے کی توحید پر قائم ہوا - واضح ہو کہ آیت مین اشارات لطیفہ ہین چنانچہ انسان جو خاک سے
[illegible] نرم وشیرین وسیاہ وریتلی وپہاڑی کا ہوگا ویسے ہی اُسکے اخلاق وعادات نرم ونافع وبے سود وموذی وسخت
[illegible] ہونگے چنانچہ حدیث صحیح کے مضمون سے یہ ثابت ہی کہ اولاد آدم تمام روے زمین کی ایک مشت خاک سے پیدا ہوئے اسی
سے اُنکی صورتون ورنگ وعادات مین تفاوت ہی - ہمت انسانی خالق عزوجل کے حکم بجالانے مین جسم خاکی کو پہاڑ
[illegible] چاہیے کہ وہ بجا آوری مین متزلزل نہو اور اس سے نیکی جاری ہو جس سے لوگ فائدہ اُٹھاوین اور ہمت اُسکی اگر
[illegible] کی نعمتون ہی پر منحصر رہی کیونکہ آرائش وسامان واسباب ولذت طعام وفواکہ وغیرہ تمام چیزین اسی زمین کی اصل برکات
[illegible] ہین اگر [illegible] اُسکی ہمت مقصور رہی تو شہوات مین کامل ہوا اور اصلی فطرت نورانی پر تاریکی چھا جائیگی اور سونا غافل
ہوا اگر حکم الٰہی ہی تو موت سے جو اعمال منقطع ہوئے اُسکے عوض حکم بجا لانے کا پلہ برابر ہوا اور اگر شہوات وتن آسانی ہی تو
[illegible] وغفلت ہی اور آدمی اگرچہ اصلی فطرت مین نورانی ہی لیکن پیدائش کے بعد جب خواہشون کا زمانہ آتا ہی اگر خواہشین
[illegible] مین تو تاریکی چھا جاویگی پھر اگر اُسکو ازلی نور ملا ہی تو ایمان توحید سے پھر منور ہو کر اصلی کمال کو پہونچیگا ورنہ تاریکی مین
[illegible] یا نصرانی وہندو وغیرہ ہو کر میت ہو جاویگا اور آیات الٰہی مین اہل فکر کو جو علوم نظر آتے ہین اُنکے بیان سے زبان قلم
[illegible] کی انتہا نہین ہی واللہ سبحانہ اعلم - ف - وفی العرائس قولہ وہو الذی مد الارض - قلوب اولیاء کو نور محبت سے
[illegible] معرفت سے [illegible] رکھی کہ متزلزل نہین ہوتا اور علوم حقائق اُسنے جاری ہوئے وقولہ ومن کل الثمرات جعل فیہا زوجین اثنین -
[illegible] ملاقات مین قبض وبسط سے انواع ہین وقولہ ان فی ذلک الآیہ - آیات الٰہی اولیاء ہین جن سے نور توحید کا
[illegible] کہا کہ جنید رحمہ کے جوار مین ایک شخص رہتا تھا جب آپ نے انتقال کیا تو دفن سے واپس ہو کر
[illegible] سے اُٹھ گیا اب ہم تمھارے ساتھ اس کمندل مین نہ جاؤنگا - بعض نے کہا کہ فکر سے مراد
[illegible] مشغول رہے کہ اپنے تن سے بھی علٰحدہ ہو کر حق عزوجل کی صنعت وقدرت کو دیکھے اور اسمین اپنے
[illegible] معرفت کے [illegible] - شیخ ابو عثمان مغربی رحمہ نے فرمایا کہ فکر یہ ہی کہ تدبیر کے وسوسہ سے
[illegible] سراج وغیرہ مین لایا کہ کسی نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے
[illegible] خلق کا حساب فرماویگا - جواب دیا کہ جیسے اب انکو ایک دم سے رزق دیتا ہی

Marfat.com

ایک دم مین اُنکی دعاؤن کو سنتا ہی۔ مترجم کہتا ہو کہ زمین کے گرد سمندر بالی ...
معلق لٹک رہی ہو مگر کوئی قطرہ ٹپک کر آسمان پر نہین جاتا اور نہ نیچے کا قطرہ اچھلا ...
مین ملتا ہی اور نہ مٹی اس پانی مین گلجاتی ہی اور نہ کنارہ اسکا گل ہوجاتا ہی اور سمندر ...
اور اگر انھین بخارات سے مینھ کا پانی برستا ہی تو شور نہین ہوتا۔ اب ان عظیم قدرت الٰہیہ کو ...
و اُسکے رسول کے اخبار سے انکار کرتے ہو اور جب تم سے کہا گیا ہو کہ ڈرو اُس دن جسمین کہ شخص ...
پسینے مین ڈوبا ہوگا کوئی گھٹنے تک اور کوئی کمر تک اور کوئی گلے تک تو تم انکار و بد اعتقادی ...
افسوس کہ تم نے اللہ تعالیٰ عزوجل سے اسقدر کفر اختیار کیا کہ اسکی مخلوقات کی آیات سے بھی غافل ...
اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فکر و غور کرنے کے واسطے قرآن پاک مین بہت جگہ تاکید فرمائی ہو ولیکن ...
صورت قلب مین آوے لہذا حدیث مین ہو کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی نعمتون و مخلوقات مین فکر کرو اور ...
مین فکر مت کرو۔ اور توضیح یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہو کسی مخلوق کی مجال ادراک نہین ...
کہ جو کچھ تو اللہ تعالیٰ مین خیال کرے وہ تیرے وہم کی صورت ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ...
پاک ذات کے وہم و خیال سے بالا تر ہین ہان اسقدر فکر ہو سکتی ہو کہ مثلاً اللہ تعالیٰ عزوجل بصیر ہو ...
کسی مقام پر پوشیدہ نہین ہو تو بندہ آہی کہیگا کہ سبحان اللہ کیا پاک پروردگار ہو کہ اسکا دیکھنا قیاس ...
کہ سمندر کی تہ مین سیپ کے اندر جو موتی ہو اور اس موتی مین ایک خفیف کجی یا میل ہو وہ اُسکو دیکھتا ...
ہڈی کے اندر جو روغن ہو اُسکو دیکھتا ہو اور میرے دل مین جو خیال ہو اُسکو دیکھتا ہو اور ...
اسی نے پیدا کیا ہو پس اسقدر فکر صفات مین مضائقہ نہین و لیکن اس سے زیادہ فکر مین گمراہی ہو ...
وہم و خیال سے اور جو قیاس کرے وہ تیرے قیاس کی بنائی صورت ہو اور اللہ تعالیٰ ...
آلہی عزوجل یعنے مخلوقات مین اسکی صنعت عجیب و قدرت غریب کیونکر ہو پس ...
وحدانیت ہین جس سے اللہ تعالیٰ عزوجل کی معرفت حاصل ہوتی ہو ...

اور کھیتی و میوہ جات مین دلائل قدرت بیان فرمائے ...

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ ...

اور — زمین مین — ٹکڑے ہین پاس پاس ملے ہوئے — اور — باغ ہین ...

صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ ...

ایک ہی جڑ سے نکلے — اور — الگ الگ — اُگے — سینچے جاتے ہین ایک ہی پانی سے ...

بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ ...

بعض پر — کھانے کے مزہ مین — بیشک اس مین نشانیان ہین ...

اس کلام مین ایک ہی جنس زمین مین قدرت تعالیٰ سے عجائب ...

[illegible] بڑی چیزون جیسے چھوٹی چیزون تک سب کی تدبیر وہی فرماتا ہی اور سب مین مفصل
[illegible] باطل ہوا کہ بڑے بادشاہ پر قیاس کرکے سمجھتے کہ ہمارا انتظام چھوٹے اہلکارون
[illegible] اللہ تعالے عزوجل کو آگاہ فرماوین اور ہمارے لیے اس سے دعا کرین اور ہمارا دنیاوی
[illegible] قائل تھے پس جبکہ اللہ تعالے نے آسمان و عرش نہایت اعظم مخلوقات کی پیدائش سے لگی کہین
[illegible] فرش تک وہی تدبیر عالم فرماتا ہی اسی کا امر ہوا اسی کی خلقت مین جاری ہی اور ہر ادنے مخلوق مین اسکی
[illegible] روز ہمارے لیے موجود ہین اور تدبیر اسکی تسخیر قدرت ہی کہ ہر چیز اسکی قدرت کے قبضہ مین اسی طرح مطیع
[illegible] ہے پھر کسی کی پرستش مت کرو سوائے اللہ تعالے عزوجل کے قال تعالے لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا
[illegible] الآیہ یعنے سجدہ مت کرو سورج کا اور نہ چاند کا اور سجدہ کرو اللہ تعالے کا جس نے انکو پیدا کیا۔ اور فرمایا والشمس
[illegible] یعنے سورج اور چاند اور ستارے سب ذلیل مطیع ہین اسکے حکم کے۔ غرضکہ کوئی مخلوق ہو ہر دم اسکے
[illegible] مسخر ہی جو وہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی پھر زمین و پہاڑ و دریا و سمندر مین عجائب قدرت ظاہر فرمائین جنکے دیکھنے سے صاف
[illegible] سوا ہے جسکے کوئی خالق و مالک و مدبر نہین ہی اور کرورون بے انتہا چیونٹیان لاکھون جنگلون مین گھر کیے ہین اور سب
[illegible] سامنے حاضر ہین پھر چوتھی زمین مین سے انکو زمین کے ٹکڑون و چھوٹی چھوٹی چیزون مین قدرت کے دلائل دیے تاکہ
[illegible] ذات مین قدرت الٰہیہ سب سے کامل دکھین پس فرمایا۔ وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ جمع قطعۃ۔ مُّتَجَٰوِرَٰتٌ
[illegible] زمین مین ٹکڑے ہین ایک دوسرے کے مجاور یعنے باہم جوار و پڑوس مین پاس ہی پاس ہین۔ دیکھو کہ انمین کوئی تو زمین
[illegible] پاکیزہ ہی پھر شیرین مین سے بعض مین سے میوہ اگتا ہی اور بعض مین گیہون و بعض مین موٹا اناج اور بعض مقام کا آم دوسری
[illegible] عمدہ ہوتا ہی اور بعض انگور مثلا کابل کا ہی کہین اور ویسا نہین ہوتا۔ اور جو میوہ کابل مین ہوتا ہی وہ یہان نہین پیدا ہوتا
[illegible] اسطرح نہین دیکھتے بلکہ کہتے ہین کہ وہان ایسی ایسی باتین زمین مین چاہیے ہین موجود ہین اور یہان نہین ہین
[illegible] قدرت ہی کہ ریگستان زمین مین وہان یہ اور یہان وہ اور برعکس نے یہ کر دیا کہ ایسی جگہ میوہ ہوا اور ویسی جگہ نہو۔ بالجملہ
[illegible] قطعات مین جو ایک دوسرے سے ملے چلے گئے ہین ایک پاکیزہ شیرین ہی بہت میوہ و اناج اگتا ہی جس سے
[illegible] ہوا دوسرا گویا کھاری ہی کہ نہ گھاس اگے نہ کچھ۔ ابن کثیر نے کہا کہ یہی تفسیر حضرت ابن عباس
[illegible] مجاہد و سعید بن جبیر و ضحاک و بہت لوگون سے روایت کی گئی ہی اور انمین ان ٹکڑون کے رنگ و
[illegible] ہین کہ باوجود ایک سرخ ہی ایک سپید ہی ایک ملتانی مٹی زرد ہی دوسری سیاہ ہی اور
[illegible] ایک سخت چکنی ہی ایک ہلکی ایک بھاری ہی باوجودیکہ سب ملے ہوئے ٹکڑے ہین ایک کا آدھا
[illegible] خراب [illegible] پیدا کرنے والا قادر مختار ہی جسطرح اس نے چاہا پیدا کیا ہی اور اس سے یہ مطلب
[illegible] حکمت و قدرت موجود ہی لیکن حکمت اسکی صفت ہی جیسے علم تقدیر اور صفت پاک
[illegible] انھین مین منافع و خوبیان خیال کرو اور اصلی حکمت کو حضرت خلاق علیم کے سپرد
[illegible] کہ باوجود اختیار قدرت و عظمت کے تم اسکی اصلاح و جوکور و برابر

Marfat.com

وخوبصورت بنانے پر ہمت مت جاؤ بلکہ رزق کی منفعت حاصل کرنے کی غرض سے اسکو بھی کرو [illegible]
کروکہ یہ دار محنت وفنا ہو اور تمھارے لیے جو دار باقی و دائمی ہو اسکی آسائش وخوبصورتی [illegible]
مثل اور انبیاء سے وعیسے صلوات اللہ علیہم واجمعین کے بہت خوب بیان کردی ہو [illegible]
عز سلطانہ کو دیکھا کہ قطعات متجاورات مین یہ صنعت حکمت موجود ہو اور اللہ تعالے جل شانہ نے قطعات [illegible]
کچھ تفصیل نہین فرمائی اس لیے کہ اس سے ہر شخص واقف ہو مگر بحکم قولہ وکاین من آیۃ الآیہ یعنی بہتیرا آیات [illegible]
موجود ہین جن پر گزرتے چلے جاتے ہین اور منھ موڑے ہین تو تنبیہ کردی کہ یہان غور سے قدرت الٰہی عزوجل کو [illegible]
ان لوگون کا عمدًا نہین تھا لیکن چونکہ اس درجہ غافل بن گئے تو غفلت کی نحوست سے یہ گناہ گنا گیا کہ انھین قطعات [illegible]
ہر روز پھرتے اور سنوارتے ہین مگر نہین دیکھتے کہ کیا قدرت کاملہ ظاہر ہو اور ان قطعات کے ہر ذرہ مین عجیبہ قدرت [illegible]
عوام کی عقل کے موافق انکے متجاور پھر اسقدر متفاوت ہونے پر تامل و قدرت دیکھنے کا اشارہ فرمایا پھر ان قطعات [illegible]
دینے کے قابل ہین انکی پیداوار کا اشارہ فرمایا۔ وَجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ اور انگور کے باغ ہین۔ وَزَرْعٌ [illegible]
اور کھیتیان و باغ خرما ہین۔ زرع بوجہ مصدر ہونے کے مفرد بمعنی جمع کافی ہو برفع پڑھنا قرارت حفص ویعقوب و [illegible]
ابن کثیر رحمہم اللہ ہو اور باقیون نے بالجر اسکو اعناب پر عطف سے پڑھا تو معنے یہ کہ اور باغ ہین جنمین اقسام کے [illegible]
انگور و اناج و خرما کے ہین۔ بیضاوی رح کی تفسیر مین ہو کہ دلیل توحید قادر مطلق الاختیار ہو کہ بعض قطع قابل زراعت [illegible]
قابل درخت اور بعض کسی میوہ کے قابل اور بعض کسی دوسرے میوہ کے قابل اور ایک مین دوسرے کی منفعت نہین [illegible]
قادر غالب نے ہر ایک کو قبضۂ قدرت مین اسکی منفعت واثر کے لیے مسخر کردیا ہو کیونکہ یون تو تمام قطعات کی طبیعت [illegible]
اور باران وغیرہ اسباب سماویہ ہر ایک کو یکسان پہونچتے ہین اور باران زمین کے سب قطعات کے ساتھ یکسان تعلق [illegible]
اور سب آپس مین گندھے و ملے ہوئے ہین ولیکن کسی مین انگور ہین اور کسی مین کھیتی ہو اور کسی مین باغ خرما [illegible]
وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ ایک ہی جڑ سے کئی درخت متحد نکلے ہین وہ صنوان ہین اور مختلف جڑون سے علیحدہ علیحدہ غیر صنوان [illegible]
سنہ قولہ علیہ السلام عم الرجل صنو ابیہ۔ یعنی عباس رضی اللہ عنہ اپنے چچا کی نسبت فرمایا کہ ای لوگو آدمی کا چچا اسکے باپ کا [illegible]
یعنی دونون ایک ہی جڑ سے پیدا ہین یُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ سینچے گئے ایک ہی پانی سے وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا
عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ اور ہم فضیلت دیتے ہین بعض کو بعض پر کھانے مین۔ بیضاوی رح نے کہا کہ بعض [illegible]
وخوشبو و مزہ کے بعض سے بعض بہتر ہوتا ہو بس دلیل ہو کہ پیدا کرنے والا ہر پھل تک کو اپنے علم و قدرت [illegible]
پیدا فرماتا ہو اور چونکہ اکثر پھلون مین مثلاً آم یا نارنگی کے اعداد مین اختیار تشخص کی ضرورت نہین [illegible]
ہین بخلاف آدمیون کے جنمین ہر فرد کے دوسرے سے شخصی امتیاز کی ضرورت [illegible]
ہوتا ہے کہ آپس مین امتیاز ہوتا ہو گو کیسے ہی مشابہ ہون پس جب ایک ہی جڑ سے پیدا [illegible]
جڑ سے ہون مگر زمین واحد ہو و پانی ایک ہو تو اسباب و اصول متحد ہونے کے [illegible]
صنعت عجیب و قدرت غریب ہو واضح ہو کہ ابن عامر و عاصم ویعقوب [illegible]

[illegible] فضیل ہیں ان کو حمزہ و کسائی نے یفضل پڑھا ہے یعنے اللہ تعالے عزوجل فضیلت دیتا ہی تاکہ
[illegible] جیسے وہاں تھا کہ اللہ تعالے امر سے تدبیر فرماتا ہی اور ہر ایک کو اپنی مشیت وحکمت کے واسطے پیدا
[illegible] ان تفصیل آیات کی صورت مین ضمیر غائب رکھی۔ کیونکہ یہ ایک تفصیلی نشانی ہی تو جوڑ ملا دیا کہ وہی اللہ تعالیٰ ہی
[illegible] زمین مین ایک ہونے اور پانی ایک ہونے کے بعض پھلون کو بعض پر فضیلت دیتا ہی ولیکن جس شخص کے قلب پر
[illegible] چھائی ہو کہ سوائے کھانے پینے و محسوسات کے اسکی ہمت معرفت الٰہی وملکوت سماوی سے اعراض کرے
[illegible] نشانیان نظر نہ آوینگی۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ بیشک اس سب مین
[illegible] نشانیان توحید وقدرت الٰہی کی ہین لیکن اس قوم کے لیے جو عقل رکھتی ہین یعنے عقل سے فکر کا کام لیتی ہین
[illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ اللہ تعالے عزوجل نے تین قسم کی مخلوقات پیدا فرمائی ایک فرشتہ
[illegible] صرف عقل دی اور خواہش کچھ نہین دی۔ دوم حیوانات جنکو صرف خواہش دی اور عقل نہین دی اور سوم آدمی جسکو
[illegible] شہوت دونون جمع فرمائین اور عقل وشہوت دونون مین جھگڑا ہی پس اگر آدمی نے عقل کی اطاعت کی اور نفس وشہوت کو مغلوب کیا
[illegible] فرشتہ سے افضل ہی کیونکہ فرشتہ نے اگر طاعت الٰہی و نورانیت و نیک اعمال کیے تو کوئی روک نہ تھا اور آدمی نے باوجود اپنی
ان کی خواہش [illegible] کرنے کے طاعات و نیک اعمال کیے اور اگر اُس نے نفس و شہوت کی اطاعت کی تو وہ جانور سے بدتر ہی کیونکہ
[illegible] نے اگر نفس و شہوت کی پیروی کی تو اسمین عقل نہ تھی پھر بھی صحیح ہی کہ وہ اللہ تعالے عزوجل کی تسبیح کرتے ہین باستثناء بعض جہنمی
[illegible] کے اور آدمی نے باوجود عقل کے شہوات کی پیروی کی پس جانورون سے بدتر ہوا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ عقل اللہ تعالے
عزوجل نے ہر آدمی مین رکھی ہی لیکن عقل والے وہی ہین جو اپنی عقل کے تابع ہین اور اس سے اللہ تعالے کی عجائب قدرت مین
معرفت کا کام لیتے اور ثابت قدم رہتے ہین۔ اور یہین سے معلوم ہوا کہ جانورون پر عذاب نہوگا اور موذی جانور جہنم کے لیے مخلوق
ہین [illegible] عذاب پانے کے لیے بلکہ عذاب دینے کے لیے لہذا جو شخص دنیا مین جنتی ہونے کی صلاحیت پر ہو اُسکو شیر و سانپ بچھو کوئی آزار نہین دیتا بلکہ
[illegible] سمجھتے ہین اور کفار اسی سبب سے جانورون سے بدتر ہین چنانچہ حق تعالے عزوجل نے فرمایا اولٰئک کالانعام بل ہم اضل۔
[illegible] عقل ہونے کی دلیل یہ ہو کہ لہم قلوب لا یفقہون بہا۔ یعنی دل وعقل ہی مگر اس سے سمجھتے نہین ہین اے رب ہمارے ہمکو
[illegible] ہدایت سے ایمان پر رکھیو اور ایمان پر وفات دیجیو تو پاک پروردگار سب چیز پر قادر ہی ف واضح ہو کہ شیخ اکبر
[illegible] الدین ابن عربی رحمہ نے اپنی تفسیر مین امثال حدیث وآیات سے تشبیہ قلوب کی زمین سے ثابت کرکے اشارات ان
[illegible] وہدی والحدیث قولہ علیہ السلام ان مثل ما بعثنی اللہ بہ من الہدی والعلم کمثل غیث اصاب ارضاً
[illegible] الکلاء والعشب الکثیر وکانت منہا اجادب امسکت الماء فنفع اللہ بہا الناس فشربوا منہا
[illegible] اخری انما ہی قیعان لا تمسک ماء ولا تنبت کلاء فذلک مثل من فقہ فی دین اللہ ونفعہ
[illegible] وعلم ومثل من لم یرفع بذلک راسا ولم یقبل ہدی اللہ الذی ارسلت بہ رواہ الشیخان وفی الحدیث ایضاً الا انی
[illegible] یعنی حدیث مین ایک بات تو یہ ثابت ہی کہ لوگو آگاہ رہو کہ مجھے قرآن مجید دیا گیا اور اسکے ساتھ اسکے مثل
[illegible] جو احادیث آپ نے فرمائی ہین کیونکہ آپ کا کلام ہوا و ہوس سے اسوجہ سے بالکل خالی تھا کہ صفت تکمیل

آپ پر پوری تھی بلکہ کسی بشر کو یہ کمال نہین دیا گیا اسی واسطے علمائے اہل السنت [illegible]
وکرسی وغیرہ سے بالیقین افضل ہین الغرض حدیث صحیح مین ہی کہ ابو موسے اشعری [illegible]
وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے جو مجھے علم و ہدایت دیکر مبعوث فرمایا تو مثال اسکی [illegible]
باران کا پانی بہت کثرت سے نفع دینے والا برسا پس اس زمین مین سے بعض ٹکڑا [illegible]
سینچ لیا اور سیراب ہو گئی پس اُس نے بہت گھاس و اناج و میوہ اُگایا اور بعض ٹکڑا [illegible]
روک لیا پس اُس سے بھی لوگون نے نفع پایا کہ پیا اور سینچا اور زراعت کی اور ایک [illegible]
ایک چٹیل تھا کہ پانی روک سکتا اور نہ نباتات اُگا سکتا۔ پس یہ مثال ہی کہ جسنے دین آلہی مین [illegible]
عزوجل نے میرے ساتھ بھیجا ہی اس سے نفع پایا پس خود سیکھا اور دوسرون کو سکھلایا اور اُسکی [illegible]
اور جو ہدایت میرے ساتھ بھیجی گئی ہی اسکو قبول نہ کیا۔ رواہ البخاری و مسلم۔ مین کہتا ہون کہ آپ [illegible]
کفار و منافقین و مشرکین کہ جنھون نے کفر کیا اور ایمان نہ لائے اور کچھ سمجھ نہ پائی بلکہ جانور سے بھی بدتر [illegible]
لائے پھر انین دو قسمین ہین ایک تو عالم عامل جس نے سیکھا اور سکھلایا اور خود عمل کیا وہ قطعہ طیبہ ہی [illegible]
اندر فقہ و مسائل جمع کیے اور لوگون نے اُسکے علم سے نفع اُٹھایا۔ پس خلاصہ اسقدر ہی کہ زمین انسانی مین [illegible]
آلہیہ سے سیراب ہو کر انگور وغیرہ اُگاتے ہین اور بعض دوسری طور کے ہین حالانکہ اللہ تعالےٰ عزوجل [illegible]
اُنکو ایک طرح کا پانی پہونچتا ہی اور بعض کے اعمال دوسرے سے صورت مین مشابہ ہین تو لیکن اخلاص [illegible]
ساتھ اعمال کے ثواب مین بہت بڑا فرق ہی اور ایک ہی مان باپ کی اولاد مین اسی طرح تفاوت ہی پس [illegible]
اب مین لکھتا ہون کہ شیخ رہ نے عرائس مین کہا کہ قولہ وفی الارض قطع متجاورات قلب محب متجاور قلب مشتاق [illegible]
اور وہ متجاور قلب والہ اور وہ ہائم اور وہ عارف اور وہ موحدین سے متجاور ہین۔ پھر عارفین [illegible]
ہین پس قطعات نفوس امارہ متجاور بعض بعض ہین اول یعنی شہوات متفاوت ہین کھانے کی شہوت عمدہ [illegible]
شہوت و عمدہ کپڑے کی شہوات سے کہ خواہش کثرت نماز و روزہ کی کیونکہ اخلاص اسمین محض خالق عزوجل [illegible]
کی نیت ہی۔ اور کہا کہ قطعات عقول متجاور بعض بعض ہین و قطعات ارواح متجاورات ہین اور قطعات [illegible]
اقول یہ قطعات باعتبار صفات آلہیہ کے متعدد و متجاور ہین اسی وجہ سے اولیاء ہین ہر ایک [illegible]
ایک شیخ کے مریدین کے واللہ اعلم۔ پھر لکھا کہ قطعات نفوس امارہ تو بالکل لونیا قطعہ ہین [illegible]
جملہ کفار و منافقین و مشرکین مین یہی قطعہ شور ہے۔ اور لکھا کہ قطعات عقول شیرین [illegible]
ہین اور قطعات اسرار لطیفہ بلطف انوار ہین یہ سب باہم متقارب و متجاور ہین۔ پھر [illegible]
حق مین کانٹے اُگاتے ہین اور قطعات عقول مین علوم فقہ و حدیث و تفسیر کے پھل [illegible]
معرفت پھولتے ہین اور قطعات اسرار مین انوار کواشف اُگتے ہین۔ قولہ [illegible]
حاصل ہوتا ہی اور اسمین زروع معرفت سے اناج عقول کو ملتا ہی [illegible]

[illegible] اسرار کی حیات ہی۔ قولہ صنوان وغیر صنوان۔ ایمان مع الیقین عرفان
[illegible] حکمت ہوتے ہین عجائب آیات تجلیات ہین اور یہ سب باران رحمت حق
[illegible] تمام مخلوقات سے پاک منزہ ہی اسکی ذات تغیرات سے پاک ہی نہ وہ ایک
[illegible] ہی اسکی الوہیت سے ہر ایک پر تجلی ہوکر تربیت ہی اور صفات سے افعال ہی
[illegible] صفات کے عالم مثل پر [illegible] صورت سے نوع فعل کا وجود ہوتا ہی پس احوال پیدا ہوتے ہین اگرچہ اصل ایک
[illegible] ہوتے ہین قولہ ونفضل بعضہا علی بعض فی الاکل۔ ثمر معرفت از محبت بالاتر ہی اور محبت از ارادت۔
[illegible] ہی اور یہ اشارات اللہ تعالے کی طرف سے ایسے ہین کہ انکو سواے عالم بندون کے جنکے عقول مثل
[illegible] سمجھتا ہی۔ قولہ ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون۔ عقل مخلوق کے قلوب مین نکیل ہی
[illegible] کی طرف لاتی ہی تاکہ اس باغ سے روح کے لیے قطعات مجاورات سے ثمرات معرفت ومحبت ومشاہدہ
[illegible] حاصل کرین اور جو شخص دیکھے کہ وہ اللہ تعالے عزوجل کی عبودیت مین خلوص چاہتا ہی تو اولیاء کے ساتھ اصل مین متحد ہی
اسکی خواہش ایک فانی چیز دنیا و اُسکی شہوات ہون وہ عقل سے دور اور نفس وحواس کا مطیع ہی اور جابر رضی اللہ عنہ سے
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگ مختلف درختون سے ہین اور مین اور تو ایکدرخت سے
[illegible] وفی الارض قطع متجاورات الآیۃ حسن بصری نے کہا کہ یہ مثل ہی آدمیون کے دلون کے واسطے چنانچہ زمین اللہ
[illegible] قدرت مین ہی اسکی طینت ایک ہی پس اسکو بچھایا و پھیلایا پس بقدرت آلہیہ اُسکے قطعات متجاورات ہوگئے پس
[illegible] آسمان سے نازل ہوا پس ایک قطعہ ہی کہ اپنے گل وشگوفہ ونباتات اُگاتا ہی اور دوسرا قطعہ ہی کہ اپنی شوری
[illegible] نکالتا ہی حالانکہ دونون پہ باران رحمت یکسان برستا ہی اور اگر پانی شور ہوتا تو کہتے کہ یہ پانی کیطرف
[illegible] اصل سے پیدا کی گئی ابر آسمان سے قرآن وذکر نازل ہوا پس بعضے قلوب روشن ومنور ہوکر خشوع وخضوع
[illegible] خلق کو بہت بڑا نفع پہونچا اور بعضے قلوب سخت ونالائق ہوئے کہ سواے اُنکے پڑوس سے اذیت کے
[illegible] اہل حق پر جفا کرنا اُنسے پیدا ہوا۔ جنید رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اللہ تعالے عزوجل نے مخلوق کو
[illegible] قطعات متجاورات سے بلاد مذکورہ بالا ظاہر کیے جس سے صاف ظاہر ہی کہ وہ خالق عزوجل کیسا قادر ہی اور
[illegible] جیسا چاہا ہر ایک سے وہی ظہور ہوتا ہی۔ واسطی رح نے کہا کہ ارادات مین رنگ برنگ تغیر نہین بلکہ
[illegible] پانی ایک ہی [illegible] درخت وپھل مین تفاوت ہی اقول یہان سے سمجھ مین آیا کہ رحمت آلہیہ عام مخلوقات
[illegible] مین ثمرات نیک وسعادت ہین اور کسی مین اس سے اور زیادہ آثار شقاوت ہین ۔ اور
[illegible] ولا یزید الظالمین الا خسارا کافرون کے حق مین خسارت بڑھاتا ہی کیونکہ لونیا زمین مین گل بوٹے
[illegible] واسطی رح نے کہا کہ جس نے کسی امر مقدور مین کہا کہ یہ کیونکر ہوگا تو اُسکے دل مین
[illegible] مخلوق سمجھتا ہی کہ جہان سب اسکے اوہام سے بڑھا ہوا ہوتا ہی
[illegible] سمجھتا ہی حالانکہ اس کمبخت ضعیف کو یہ وسعت کہان سے حاصل ہی

Marfat.com

کہ صفات آلہیہ مین سے کسی صفت کو محیط ہو جاوے اور ربوبیت آلہیہ [illegible]
کسی وہم مین نہ گزرے کہ کوئی بات جہان مین بغیر ارادہ آلہیہ واقع ہوتی ہے [illegible]
ارادہ مین تغیر نہین ہوتا یون ہی جو ارادہ اسکا ایمان و کفر سے متعلق ہی وہ [illegible]
جس نے اللہ تعالےٰ سے اسکا حکم و امر سمجھ لیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اپنی [illegible]
سعادت نہین انکو نفع نہین [illegible]

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ [illegible]

اور اگر تو تعجب کرے تو عجیب ان کافرون کا یہ قول ہی کہ کیا جب ہم خاک ہوگئے تو کیا پھر ہم نئی پیدایش مین ہونگے [illegible]

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ [illegible]

کفر کیا اپنے رب کے ساتھ اور یہی وہ لوگ ہین کہ طوق ہونگے انکی گردنون مین اور یہی وہ لوگ ہین [illegible]

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اسمین رہ پڑے

وَاِنْ تَعْجَبْ اور اگر تو تعجب کرتا ہی یعنے باوجود ایسے ظاہری دلائل قدرت کے توحید کی تعلیم کرنے مین کافر لوگ [illegible]
تکذیب کرنے لگے حالانکہ تو انمین نہایت سچا و امانت دار مشہور تھا پس تو تعجب کرتا ہی کہ کیونکر ایسی صورت مین کذب [illegible]
ہین مجھکو جھٹلاتے ہین۔ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ تو اس سے زیادہ لائق تیرے تعجب کے انکا یہ قول ہے ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا
کیا جب ہم ہوگئے خاک یعنی جب ہم دنیا مین زندگی بسر کر چکے خواہ اسطرح کہ اپنی خواہشین اچھی طرح پوری کر [illegible]
جسکو ہم عزت و ثروت و خوشی کے ساتھ جینا سمجھتے ہین اسطرح زندگی کے دن گزارے یا جسطرح تم کہتے ہو [illegible]
خواہشون سے پرہیزگاری و تقوے اختیار کرو اسطرح نفس امارہ کو مار کر زندگی پوری کی اور مر کر خاک ہوگئے تو کیا [illegible]
ہو جانے کے بعد ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ پھر کیا ہم نئی پیدائش مین ہونگے یعنی [illegible]
موافق ہم زندہ ہونگے کیونکہ مر کر خاک ہو جانے کے بعد کیا کوئی زندہ ہو سکتا ہی۔ پس آنحضرت [illegible]
کو تعجب دلایا کہ یہ جاہل اسقدر نہین جانتے کہ جس نے ان مخلوقات عظام و صغار اور [illegible]
اور اسکی قدرت و صنعت اوہام سے بڑھکر بزرگ ہی تو اسپر دوبارہ مثل سابق کے پیدا کر [illegible]
صریح ہی کہ دوبارہ پیدا کر دینا بہت آسان ہی پھر کسقدر تعجب کے قابل انکی گفتگو ہے [illegible]
دو ہمزہ جمع کر دیے ہین اور قرارت مثل ءَاَنذرتہم کے مع جانب تکرار مین وجوہ [illegible]
پر لو سور تون مین ہی اور چونکہ مکرر ہی تو بائیس ہوگئے اور یہاں ایک اسی سورت مین اور [illegible]
نمل اور ایک عنکبوت و ایک سورہ سجدہ اور دو صافات و ایک واقعہ اور [illegible]
عجب ہی کیونکہ تو کھلی دلائل سے انکی بھلائی کی بات انکو سمجھاتا ہی اور تجھکو صادق امین [illegible]
زیادہ تجھکو تعجب اس امر پر ہونا چاہیے کہ ابتدائی پیدائش کے دلائل قاہرہ دیکھکر [illegible]

Marfat.com

[illegible] أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ یہی لوگ ہین جنھون نے کفر کیا
[illegible] اللہ تعالیٰ عزوجل کی قدرت و بعد موت کے پیدائش وغیرہ سے انکار کرے وہ کافر ہی
[illegible] وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ یہی لوگ ہین جنکی گردنون مین طوق ہونگے یعنی
[illegible] آگ کی زنجیرون سے گردنون مین طوق آگ کے اور پانون مین بیڑیان آگ کی ہونگی۔ یا یہ معنی ہین
[illegible] کی گردنون مین طوق ہین یعنی گمراہی و بدبختی کے طوق انکی گردنون مین ہین یہ لوگ اُنسے رہا نہین ہوسکتے ہین وَأُولَٰئِكَ
أَصْحَابُ النَّارِ یہی لوگ آگ والے ہین یعنی دوزخی ہین۔ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وہ اسی مین ہمیشہ پڑے
[illegible] ہونگے اور ضمیر ہم فصل لانے سے انحصار و تاکید ہی کہ خلود و ہمیشگی انھین کے لیے ہی۔ مسئلہ۔ حدیث
[illegible] دوزخ مین جاوینگے نعوذ باللہ منہ ولیکن بقدر مشیت الٰہی کے عذاب اُٹھا کر جہنم سے رہا کیے
[illegible] نہر حیات مین غوطہ دیکر مثل موتی کے داخل جنت کیے جاوینگے اور درمیان مین شفاعت انبیاء و مومنین وملائکہ
[illegible] جاوینگے۔ مسئلہ۔ اس زمانہ مین جس شخص نے زعم کیا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے
[illegible] اس نے مانند یہود و نصارے کے کفر کی ہوس پھیلائی۔ ف فی العرائس قولہ تعالےٰ وان
تعجب فعجب [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحر توحید مین مستغرق اور عیان توحید دیکھتے تھے تو جو شخص آپ کی رسالت سے
[illegible] اور کلام الٰہی مین جو تعلیم توحید ہی انکار کرتا حالانکہ آپ سے خود آیات قدرت و توحید الٰہی ظاہر تھے تو آپ تعجب کرتے
[illegible] کیون تعجب نہو کہ عقل و نظر والا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین شواہد ملکوت و جبروت مشاہدہ نہ کرے حتے کہ
[illegible] نے آپ کی صدق رسالت کی گواہی دی چنانچہ صحاح احادیث مین نہایت کثرت سے موجود ہی نمونہ
[illegible] سنگریزون نے ابوجہل یا اُسکے بھائی کی مُٹھی مین گواہی دی کہ محمد اللہ تعالےٰ کے رسول ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اور درخت [illegible] قریب حاضر ہوا اور گواہی دیکر اپنے مقام پر چلا گیا اور پہاڑ و پتھر و سنگریزے اور درخت جدھر جاتے
[illegible] شہادت دیتے اور ایک جوان انصاری کے اونٹ نے آپ سے اپنے مالک کی سختی کی شکایت کی اور اونٹ
[illegible] نہایت کثرت ہی پھر عقل والے کیونکر کفر کرتے تھے اس سے آپ کو تعجب ہوا کہ سبحان اللہ تیری کیا
[illegible] مخلوق کو قبضہ تسخیر مین مسخر فرمایا ہی پس اللہ تعالےٰ عزوجل نے آپ کو زیادہ تعجب کی طرف
[illegible] کی آیات موت و حیات دیکھکر پھر ابتدائی آفرینش کے قائل و انتہا مین منکر ہین حالانکہ وہ تو
[illegible] ذات مین ہر لحظہ ہزار بار آیات الٰہی مشاہدہ کرتا۔ مگر چشم بصیرت سے نہین دیکھتا ہی ہر ساعت
[illegible] سانس موت ہی اور اندر اتری حیات ہی مگر نہ موت سے حیات دیکھتا ہی نہ حیات سے موت
[illegible] جسکو چاہتا ہی ہدایت فرماتا ہی اور جسکو چاہتا ہی مردود کرتا ہی۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے
[illegible] قال اللہ تعالےٰ ان تعجب فعجب قولہم۔ پھر ان کافرون کے انکار پر جو سخت ناہنجار تھے
[illegible] عذاب نہ فرمایا لیکن اُنھون نے خود مانگا پس کمال حلم سے درگذر فرمائی حالانکہ
[illegible] مانگتے تھے اور عذاب سے ہلاک ہونے والے خود عاد و ثمود نمونہ تھے [illegible]

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ [illegible]

اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے برائی کو پہلے بھلائی سے [illegible]

وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ

اور بیشک تیرا رب البتہ مغفرت والا ہے لوگوں کے لیے ان کے ظلم پر [illegible]

لَشَدِيدُ الْعِقَابِ

سخت عذاب کرنے والا ہے [illegible]

واضح ہو کہ مشرکین باوجود کمال شفقت سے رہنمائی کرنے اور مکرر سہ کرر وحدانیت کے آیات و [illegible] پر جمے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلعم سے دشمنی کرتے اور سمجھتے کہ ہمیں بتوں کی مدد ہے انکو راضی کرتے [illegible] ائتنا بعذاب الیم۔ اور اپنے اعتقاد پر آخرت و عذاب سب باطل سمجھکر دعا کرتے کہتے کہ اللھم ان کان ہذا ہو الحق [illegible] من السماء او ائتنا بعذاب الیم الآیہ۔ اور قولہ قالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب۔ اور قولہ فاسقط علینا کسفا من السماء [illegible] عذاب مانگتے اس شرط پر کہ دین توحید حق ہو۔ پس اللہ تعالےٰ عزوجل نے آیات توحید انکو تلاوت [illegible] پھر انکے انکار قیامت و حساب پر تعجب دلایا اور اب انکو ارشاد فرمایا کہ مہلت کو غنیمت سمجھیں [illegible] وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ اور کافر لوگ جلدی عذاب آنا تجھ سے طلب کرتے ہیں قَبْلَ الْحَسَنَةِ [illegible] سے پہلے۔ یعنی جب تک عذاب نازل نہیں ہوا ہے یا موت کی مہلت سے عذاب سے بچے ہوئے ہیں تو عذاب کی حالت سے [illegible] حالت میں ہیں تو اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے ہی تجھ سے اپنے لیے بری حالت یعنی عذاب مانگتے ہیں وَقَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ جمع مثلہ بفتح مثلثہ وضم آن مانند صدقہ و صدقات بفتح دال وضم آن یعنی عذاب [illegible] برابر کا ہے پس مثل گناہ کے ہے اسی واسطے قصاص کو مثال کہتے ہیں۔ بیضاوی رح نے کہا کہ مثلات بضم اول [illegible] قرات ہے ابن الانباری رح نے کہا کہ مثلات وہ عقوبات جنکا اثر سزا یافتہ میں پیچھے عیب [illegible] کہا کہ مثلات وہ عقوبات کہ سزا یافتہ کی ایک مثال قائم کر دیں تا کہ پچھلے ایسی حرکت سے باز رہیں [illegible] عقوبات یعنی اگلی امتوں میں جو عذاب آئے تم سے پہلے گذرا اور ایسا ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ [illegible] اور حال یہ کہ ان لوگوں سے پہلے عقوبات گزر چکے ہیں۔ حاصل یہ کہ زمانہ عافیت کو غنیمت نہیں سمجھتے [illegible] تجھ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اپنے نزدیک جہل سے سمجھے بیٹھے ہیں کہ یہ واقع نہ ہوگا [illegible] اگلی امتوں پر عقوبات ہو چکی ہیں جو انکی عبرت حاصل کرنے کو کافی نہیں [illegible] اور کفار مکہ نے طلب کی اور حلم سے درگذر فرمایا تو اس امت پر رحمت [illegible] مقدر تھا اور بہتوں کی پشت میں مومنوں کا نطفہ تھا پس انکی دلیری [illegible] وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ اور بیشک تیرا رب [illegible] کرنے والا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مشرکوں سے [illegible]

Marfat.com

[illegible] جیسا قطعی آیات سے ثابت ہو تو یہان مراد یہ ہو کہ بغیر توبہ انکی مغفرت کرنے والا ہو اور اصح یہ ہو کہ
[illegible] تاخیر عذاب ہو کیونکہ مغفرت در گزر کرنا اور یہ اسطرح بھی ہو سکتا ہو کہ تاخیر دیدی۔ مقاتل رہنے
[illegible] والا ہو مشرکون نے انکی شرک پر اسطرح کہ فی الفور انکو ماخوذ نہین فرماتا جیسے قولہ تعالےٰ لو یؤاخذ
[illegible] ما ترک علیٰ ظہرہا من دابۃ الآیۃ یعنی اگر اللہ تعالےٰ عزوجل گرفتار عذاب کرے لوگون کو بوجہ اُنکے گناہون کے تو نہ
[illegible] زمین پر کوئی چلتا یعنی بالفعل ایک مدت تک انکو مہلت دیتا ہو پھر اگر شرک پر مرے تو عذاب کریگا چنانچہ فرمایا
[illegible] لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ اور بیشک تیرا رب سخت عذاب کرنے والا ہو۔ امید و خوف دونون کو
[illegible] تبارک وتعالےٰ کی شان قرآن پاک مین ہو۔ مسئلہ توبہ سے پہلے بھی اللہ تعالےٰ عفو فرماتا ہو پس ہم گنہگارون
[illegible] کی بشارت ہو بدلیل اس آیت کریمہ کے کہ ظلم پر مغفرت فرمائی کیونکہ ظلم وگناہ کی حالت مین آدمی تائب نہین ہوتا ہو۔
[illegible] وغیرہ معترض کہتا ہو کہ اگر یہ مراد ہو کہ دنیا مین مغفرت فرماتا ہو تو مہلت اسکا انجام ہوا اور آخرت مین محاسبہ
[illegible] مراد ہو یعنی کوئی شخص بغیر توبہ مر گیا تو اللہ تعالےٰ عزوجل چاہے عفو فرما دے تو ظلم شرک کو شامل ہو پس کیا یہ اعتقاد ہو
[illegible] بغیر توبہ مر جاوے تو عفو ہو سکتا ہو۔ جواب یہ ہو کہ ہان آخرت کی مغفرت مراد ہو اور اس آیت سے یہی نکلتا ہو کہ ہر ظلم
[illegible] اور گناہ ہو قبل توبہ کے بخشے جانے کی امید ہو لیکن دوسری آیات سے ثابت ہو کہ شرک پر موت سے
[illegible] بخشا جائیگا پس سوائے شرک کے باقی گناہون کی نسبت امیدواری ہو کہ بغیر توبہ مرجانے والا اللہ تعالےٰ عزوجل کی
[illegible] عفو کیا جاوے جبکہ وہ دل سے یقین وحدانیت الٰہی تعالےٰ کا رکھتا ہو مشرک نہو۔ مسئلہ اہل السنۃ والجماعۃ کا
[illegible] ہو کہ اللہ تعالےٰ عزوجل اپنے مخلوق مملوک بندون مین جسطرح چاہے تصرف کرے۔ احادیث سے وآیات سے یہ بات
[illegible] نکالی ہو کہ دنیا مین جو لوگ اپنے آپ کو آسانی وسختی وہرحال مین اللہ تعالےٰ کا بندہ بنائے رہے قیامت مین جب
[illegible] شرک اُسکے ساتھ کیا و گی جسکو شریک بناتے تھے تو مشرکین مع پیشوا کے جہنم کو بھیجے جاوینگے اور جنکے اعتقاد مین یہان
[illegible] لا الٰہ الا اللہ یعنے قادر رازق شافی جملہ صفات کمالیہ مین سے کوئی صفت کسی مین نہین سوائے اللہ تعالےٰ عزوجل کے
[illegible] تنگی یا آسانی مین کسی مخلوق سے التجا نہ کرتے تھے اگرچہ انسے گناہ سرزد ہو جاتے ہون مگر جو یا تین کہ اللہ تعالیٰ ہی
[illegible] بھی انکو کسی مخلوق مین گمان نہ کرتے تھے تو موت سے یہ اعتقاد نہایت صاف روشن ہو گا پس قیامت مین
[illegible] عزوجل کے بندے رہینگے اور وہ قادر مطلق عزیز قادر کریم ورحیم ہو انکو بخشیگا والحمد للہ رب العالمین۔
[illegible] بالسیئۃ قبل الحسنۃ۔ تفسیر اسکے اوپر مذکور ہوئی اور اشارات سے ثابت ہو کہ اہل جہالت اپنے زعم
[illegible] جلدی کرتے ہین اور انہین زیادہ بد تر وہ ہین جو نیکی کے پیرایہ مین جلدی کرتے ہین مثلاً عالم
[illegible] جاہ وعزت طلب کرتا ہو تو وہ نیکی سے پہلے برائی کو جلدی سے لینا چاہتا ہو یا درویش جو بغیر وصول
[illegible] کے اپنی منزلت لوگون مین چاہتا ہو [illegible] اس فریب کا یہ ہوتا ہو کہ بجائے ارشاد وہدایت کے وہ خود گمراہ ہوکر
[illegible] محبت جاہ ومال مین مبتلا ہو جاتا ہو اور معلوم ہو چکا کہ سابق مین ریاکارون کا درجہ خواری وذلت کو پہونچ چکا ہو
[illegible] [illegible] بسبیل غفلت انسے سرزد ہوئے اور آفات نفس امارہ

Marfat.com

مین مبتلا ہوگئے۔ شیخ ابو عثمان رہ نے کہا کہ مغفرت کا امیدوار وہ ہے جس [illegible]
ہوکر اور ایسا نہو کہ سیلے بےپروائی سے نڈر ہوکر گناہون مین ڈوبا چلا جائے [illegible]
نے فرمایا کہ جو کوئی کبیرہ گناہ پر اصرار کرے وہ کافر ہی اور قمر اسکے یہی معنے [illegible]
وہ مصر نہین ہی جیساکہ حدیث سے ثابت ہی اور خوف زدہ وڈرتے ڈرتے اللہ ہی [illegible]
سے ہر اس ہی پس اصرار نہونا چاہیے اگرچہ اس نے ہنوز توبہ نہین کی اللہ علیہ [illegible]
ارتکاب کیا اس نے اصرار کیا کیونکہ اسکو اسمین کچھ پروا نہین ہی اور ظاہر ہی کہ [illegible]
گناہ نہوگا۔ واضح ہو کہ اہل السنۃ رحمہم اللہ تعالےٰ کے نزدیک صحیح ہی کہ آدمی کسی گناہ پر دلیری [illegible]
کیونکہ صغائر بھی اصرار سے کبیرہ ہو جاتے ہین اور بیضاوی وغیرہ نے لکھا کہ قولہ شدید العقاب۔ [illegible]
خوف کرنا چاہیے کہ شاید صغیرہ کسی حالت مین ایسا واقع ہو کہ اسپر سخت عذاب فرمایا جاوے۔ شیخ [illegible]
ابن ابی حاتم نے باسناد خود سعید بن المسیب رہ سے روایت کی کہ جب یہ آیت اُتری وان ربک [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالےٰ عزوجل کا عفو وتجاوز نہوتا تو کسی کو زندگی گوارا نہوتی [illegible]
نہوتا تو ہر ایک بھروسا کرکے بیٹھ رہتا۔ مترجم کہتا ہی کہ جو اسناد ذکر کی اسمین علی ابن زید [illegible]
پر اعتماد صحیح ہی۔ اور لکھا کہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابوحسان الرمادی حسن بن عثمان کے حال مین [illegible]
کہ مین نے پروردگار عزوجل کو خواب مین دیکھا اسطرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضور [illegible]
کے حق مین مغفرت چاہتے ہین تو حضرت ذوالجلال سے ارشاد ہوا کہ کیا تجھے یہ کافی نہین ہی [illegible]
تجھپر نازل فرمایا کہ وان ربک لذو مغفرۃ للناس علے ظلمہم۔ اتنے مین میری آنکھ کھل گئی۔ مترجم [illegible]
گنہگارون کے واسطے مغفرت کی تقویت ہی اور اللہ تعالےٰ عزوجل غفور رحیم ہی ولیکن خبردار کہ [illegible]
خواب وحکایات صالحین سے شرعی مسئلہ نہ نکالے اور نہ کسی اعتقاد مین تغیر کرے اس لیے کہ [illegible]
ہوسکتا ہی چنانچہ سورۂ یوسف مین گذر چکا کہ جب مصر مین والدین وبھائیون نے سجدہ کیا [illegible]
رویاے الآیہ۔ اور اہل السنۃ والجماعۃ رحمہم اللہ تعالےٰ کا اتفاق ہی اور اصول وفروع [illegible]
کوئی شرعی حکم نہین ثابت ہوتا تو اعتقادی بات کا کیا ذکر ہی اور خود اولیاء اللہ صالحین [illegible]

[illegible] نے کافرون کے شبہہ مٹاکر عظمت وجلال کبریائی کے [illegible]

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ [illegible]

اور کہتے ہین وہ لوگ جنھون نے کفر کیا کہ کیون نہین اتاری گئی اسپر کوئی نشانی اسکے [illegible]

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ [illegible] ع

اور ہر قوم کے لیے ہادی [illegible]

اسقدر توحید کے دلائل وآیات اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ محمد صلے اللہ [illegible]

[illegible] کے بیان میں ایک ضخیم کتاب ہوگی مگر جن مشرکوں پر شرک کی تاریکی ڈھانپ دی
[illegible] یعنی گویا تھی سمجھتے کہ جسطرح ایمان والے ہر روز یقین وکمال پر چڑھتے جاتے اسی طرح مشرکین
[illegible] دنیا وآخرت برباد کرتے اور کہتے کہ لولا یاتینا بآیۃ الآیہ - اور کبھی کہتے کہ کوہ صفا
[illegible] اور مکہ کو کشادہ کردو اور پہاڑ یہاں سے ہٹا دیں اور اسمیں سبزہ زار و نہریں ہو جاویں -
[illegible] علیہ وسلم نے انکے وعدہ پر نظر کرکے چاہا کہ دعا فرماویں اور چونکہ اللہ تعالے کے یہاں کچھ چیز نہ تھا دعا کرتے ہی
[illegible] جبریل علیہ السلام نے نازل ہوکر بعد سلام کے کہا کہ ہدایت و ایمان مقدر ہو نہ اسباب پر منحصر اور اگلی قوموں نے
[illegible] آیات مانگے اور جب تقدیر غالب ہوئی اور ایمان نہ لائے تو پھر عذاب میں تاخیر نہوئی اور یہی سُنت الٰہیہ
[illegible] اصحاب باری تعالے میں دعا کی کہ یہ ہلاک نہ کیے جاویں میں انکو نصیحت کرونگا اور خود اللہ تعالیٰ
[illegible] میں فرمایا وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بہا الاولون وآتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ فظلموا بہا الآیہ - یعنے ہمکو
[illegible] روک نہیں مگر ان مشرکوں سے اگلے وقت والے مشرکین نے ان آیات سے انکار کیا یعنے پہلے تو درخواست
[illegible] سے جادو وغیرہ اوہام لگا کر نہ مانے اور تقدیر غالب آئی اور اللہ تعالےٰ عزوجل نے مثال فرمائی
[illegible] ہم نے ناقہ دیا جسکو آنکھوں دیکھتے وکھلی نشانی تھی مگر نظربندی وغیرہ کے الزام سے نہ مانے بلکہ ظلم کرکے
[illegible] عذاب سے ہلاک ہوکر تا ابد برباد رہینگے - پس یہ پورا رحم ہو کہ اُنکے شفیق پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم
[illegible] انکو عذاب دنیاوی سے نجات دی اور حدیث میں ہو کہ میں نے دعا مانگی کہ میری امت کو دنیا میں عذاب سے
[illegible] قبول فرمائی - بالجملہ یہ ظاہر ہو کہ آیات و دلائل توحید جو قرآن مجید میں مذکور ہیں عقلی روحانی واضح یقینی ہیں
[illegible] اعلےٰ ہو محسوسات آیات مثل عصاے موسےٰ واحیاء عیسےٰ علیہم السلام سے کیونکہ وہ مدرک بحواس اور
[illegible] احتمال پیدا کرسکتے اور یہ مدرک ہیں بصیرت وعقل ہیں جنمیں اشتباہ عقلی کو دخل نہیں اور جادو وغیرہ
[illegible] مجال نہیں تو جب ان آیات پر ایمان نہ لائے تو محسوس آیات پر کیا ایمان لاتے لہذا فرمایا
[illegible] الَّذِيْنَ كَفَرُوْا جو کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے - اشارہ ہو کہ اس ناسمجھی و بےعقلی کا منشا کفر
[illegible] ہو کہ انہیں عقل و بصیرت سے آیات توحید سے غافل ہوکر محسوسات پر اڑتے اور کہتے ہیں کہ
[illegible] عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کیوں نہیں اُتاری گئی اُسپر یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی آیت
[illegible] تعجب ہو کہ اسقدر آیات واضحہ ونشانات توحید باری تعالےٰ اپر نازل کیے گئے مگر ہنوز
[illegible] جہالت ہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر رہنما وپیشوا سے عناد اور عداوت کیونکہ معجزہ
[illegible] اور کہنگے کہ یہ تو جادو ہو - اللہ تعالیٰ نے فرمایا - اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ
[illegible] انکے خالق عزوجل کے غضب سے عذاب شدید کا ڈر سنانے والا ہو - اور یہ
[illegible] علم ایصال حق تجھکو سپرد ہو انکو اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو پہونچاسے اور آیت لانا اور انکو خواہ
[illegible] افعال کا بھی خالق اللہ تعالےٰ عزوجل ہو تو ایمان اُنکے اندر جب ہی

ہو سکتا ہی کہ اللہ تعالے نے پیدا کردے پس یہ اللہ تعالے عزوجل کے اختیار مین ہی
اور ہر قوم کے واسطے ہادی ہی۔ ابن عباس رضہ نے کہا کہ ہر قوم کے لیے ...
نے کہا کہ ہر قوم کے واسطے نبی ہی۔ عوفی ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ انما انت منذر ...
ہر قوم کا ہادی ہون ابن کثیر رح نے کہا کہ ایسا ہی سعید بن جبیر و ضحاک و مجاہد وغیرہم سے مروی ہی ...
ادے ہی اور موافق لقولہ تعالے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ یعنی ہر امت مین ایک ہنمائی کرنے والا گذرا ہی ...
ہر قوم کے لیے ہادی ہی یعنے جو انکو اللہ تعالے کی طرف بلاتا ہی۔ وقال ابن ابی حاتم حدثنا علی بن الحسین حدثنا عثمان بن ابی
حدثنا المطلب بن زیاد عن السدی عن عبد خیر عن علی رضی اللہ عنہ فی قولہ ولکل قوم ہاد قال الہادی رجل من بنی ہاشم
عبد خیر نے علی کرم اللہ وجہہ سے اس کلام کی تفسیر روایت کی کہ ہادی ایک مرد بنی ہاشم مین سے ہی ...
آپ خود حضرت علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ہین اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابن عباس سے جو تفسیر ...
ایک روایت یہ بھی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے زمانہ خلافت مین ہر طرف ...
امام حق کے جو خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی رسد کی اور انکو ہدایت فرمائی ولیکن اکثر لوگ اس ہدایت پر نہین ...
مترجم کہتا ہی کہ یہ جو اشارہ کیا گیا اس بنا پر ہی کہ اول ہادی خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے پس قولہ انما انت منذر ولکل قوم
دونون جملہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مین ہین اسطرح کہ انما انت منذر وہاد لکل قوم۔ یعنی تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
ڈر سنانے والا اور راہ بتلانے والا ہی واسطے ہر قوم کے۔ اور تقدیم ظرف کی مقطع آیت کے لحاظ سے ہی اور مترجم کہتا ہی
کہ یہ تفسیر بھی اچھی ہی اور شیخ حافظ رح نے ذکر کیا کہ عکرمہ و ابو الضحی نے قولہ ولکل قوم ہاد۔ مین کہا کہ ہادی وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
ہین۔ اقول یہ قول اسی بنا پر ہی جو مذکور ہوا واللہ تعالے اعلم۔ بیضاوی مین ہی کہ قولہ لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ۔ ان آیات کو کچھ
شمار مین نہ لائے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر خالص وحی سے نازل فرمائی گئین اور ایسی آیات مانگی جیسے موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام
کو دی گئی تھین۔ انما انت منذر۔ یعنے تو ڈر سنانے کو بھیجا گیا ہی جیسے اور پیغمبر تجھ سے پہلے بھیجے گئے تھے اور تجھ پر واجب نہین ...
معجزات سے کوئی معجزہ دکھلا دے جس سے نبوت صحیح ہوتی ہی اور یہ واجب نہین ہی کہ جو کچھ وہ ... دکھلا ...
کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رغبت کرتے تھے کہ جو چیز یہ لوگ مانگتے ہین وہ دکھلاوے۔ قولہ ولکل قوم ہاد۔ ...
نبی مخصوص ایسے معجزات کے ساتھ مبعوث ہوا جو انپر غالب تھے انکو راہ حق کی ہدایت کرتا ...
عیسے علیہ السلام کے زمانہ مین طبابت غالب تھی تو انکو مردہ زندہ کرنے اور اندھون کو اچھا کرنے ...
کے وقت مین جادو کا زور تھا تو عصا کے سانپ ہو جانے کا معجزہ دیا گیا۔ امام رازی رح نے کہا کہ ...
نے کلام کی تقریر کی ہی وجہ صحیح ہی اور اسپر کلام ترکیب و انتظام پر چلتا ہی ...
نے اسی کو ذکر کیا ہی اور مدار اس تاویل کا یہ ہی کہ آیات و معجزات جو کچھ ...
کوئی معجزہ نہین لاسکتا ہی کما قال عزوجل ماکان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ لکل اجل کتاب ...
کہ لے آوے معجزہ مگر باجازت اللہ تعالے عزوجل کے اور ہر ...

[illegible] محض منذر ہو اور ہادی ہی ہر قوم کے لیے - اور یہین ایک توضیح یہ بھی ثابت ہوتی ہی
کہ آپ [illegible] نہ تھے بلکہ بشارت سنانے والے اور ہر وجہ سے ہادی تھے اور ہر قوم کی طرف آپ کی بعثت
[illegible] ثابت ہوئی کہ کوئی امر جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی مشیت مین نہو کسی رسول کو اسکی قدرت نہین ہوتے
[illegible] المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت مین نہ تھا تو ایمان والے آدمی کو روا نہین ہی کہ رزق یا اولاد یا مانند
[illegible] وغیرہ منظور ہو درخواست کرے یا اعتقاد کرے کہ وہ چاہے تو ضرور ہو جاوے کیونکہ یہ کسی بزرگ کی نسبت ایسا
[illegible] اللہ تعالیٰ عزوجل کی توحید سے انکار ہوا اور جب اللہ تعالیٰ سے مشرک ہوکر کافر ہوگیا تو بزرگ جو اولیاء اللہ تعالیٰ
[illegible] ہو وہ کافر کو جو عدو اللہ مین سے ہی کیونکر اپنا دوست سمجھیگا - **ف** فی العرائس قولہ تعالیٰ انما انت منذر الآیہ
[illegible] ہدایت سے طالب حق ہین انکو خوف و ڈر سنایا گیا کہ کسی معصیت و شرک سے دور و حجاب مین نہ پڑ جاوین اور اہل محبت
[illegible] حجاب ہوا اور عارفین کو خود بینی کے سوء ادب سے جلال و عظمت کا خوف ہی کہ مشاہدات مین آداب شریعت کی پابندی
[illegible] حق تعالیٰ عزوجل نے ہر فریق کے لیے جو درجہ ازل مین رکھا ہی اُسکو ملکیہ جذب سے باتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ
[illegible] اُسکی توفیق عطا فرماتا ہی - اور شیخ رح نے لکھا کہ یعنی تو فقط منذر ہی کہ ہماری قوت سے اُنکو انذار و ارشاد کرتا ہی اور اُنکے
[illegible] کا شفیع ہی اور تو ہمارے ساتھ اُنکی ہدایت کرنے مین شریک نہین ہی بلکہ ہدایت فقط ہمارے اختیار مین ہی - اور اشارہ
[illegible] ہی کہ ہر قوم اپنا مقدار کے لیے انکا ایک پیشوا ہوتا ہی جو اُنکو راہ حق کی ہدایت و رہنمائی کرتا ہی اور درحقیقت یہ بھی فعل الٰہی ہی
[illegible] صفت ہی اور صفت قائم بذات ہی گویا مقام عین الجمع مین ہادی ہر طرح وہی اللہ تعالیٰ عزوجل ہی دیکھو آنحضرت
[illegible] علیہ وسلم کو فرمایا کہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ - یعنی جنگ بدر مین جب کافرون نے نرغہ کیا اور پہلے سے
[illegible] مانگا کرتے تھے اور مومنین کی تعداد بہت کم تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کافرون کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے
[illegible] کا منہ جھکا دینا مقدر فرمایا تھا تو نرغہ کفار کے وقت آپ نے ایک مٹھی خاک اُنپر پھینکی جس سے اُنکی سب کی آنکھون و حلق وغیرہ
[illegible] بھر گئی اور نہایت خوف سے اُنکے سینہ سے دم نکلا جاتا تھا آخر بے بس قتل و قید ہوئے اسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا
[illegible] وقت خاک نہین پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی پس شیخ کا مطلب یہ ہی کہ چونکہ پھینکنے کا فعل اللہ تعالیٰ عزوجل نے پیدا کیا
[illegible] کرنا اُسکی صفت ہی اور صفت ذات ہی جیسا کہ تمام صوفیہ کا مذہب ہی تو عین الجمع کے مرتبہ مین صحیح ہوا کہ اللہ تعالیٰ
[illegible] اسی طرح ہادی و منذر درحقیقت اللہ تعالیٰ عزوجل ہی - پھر اللہ تعالیٰ نے [illegible] وجہ سے کافرون بلکہ
[illegible] کو تعلیم فرمایا کہ آیات معجزات و ہدایت و ایمان ہر چیز مقدر بعلم و حکمت الٰہیہ ہی اسکو اللہ تعالیٰ عزوجل

جانتا ہی تو معجزات و ایمان مقدر ہی قال تعالیٰ

[illegible] يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ

جانتا ہی جو بار اٹھاتی ہی ہر مادہ اور ناقص ہونا بچہ دانی کا اور بڑھنا انکا اور ہر چیز اسکے نزدیک

[illegible] عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ

جانتا ہی غیب کو اور ظاہر کو وہ بزرگ برتر ہی برابر ہی تم مین سے وہ جسنے پوشیدہ بات کہی اور

مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ

جسنے کھلی بات کی اور وہ جو پوشیدگی ڈھونڈھتا ہی رات سے اور دو جو ظاہر ہوتا ہی

بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

سامنے سے اور پیچھے سے جو اُسکو بچائے رہتے ہین اللہ تعالی کے حکم سے تحقیق اللہ

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ

کہ وہی بدلینے ہین جو اُنکی جانون مین ہی اور جب اللہ تعالی چاہتا ہی کسی قوم کے ساتھ بُرائی تو اُسکا پھیرنے والا قوم سے کوئی نہین اور نہین انکے

اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہی کہ ہر چیز اُسکے نزدیک مقدر ہی خواہ معجزات ہون جو پیغمبرون کو دیے جاتے ہین خواہ اور انمین سے ہر ایک کی نسبت کفر یا ایمان جو کچھ مقدر ہی مان کے پیٹ ہی مین ہوتا ہی اور علم اسکا ہر چیز کو محیط ہی اعمال سے وہ علیم وخبیر ہی اور ہر ایک کا فعل اُسکے قبضۂ قدرت مین مسخر و اُسکے نامۂ اعمال مین مقید اور تمام عالم حسن صنعت وحکمت سے جاری واسی کی مشیت پر قائم ہی فقال تعالے اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ جانتا ہی جو حمل اُٹھاتی ہی ہر مادہ - جانور ہو یا آدمی ہو سیوطی رحمہ نے کہا کہ یعنے حمل نرینہ ہی یا مادہ ہی - ابن کثیر رح کہ خوبصورت ہی یا بدصورت ہی جنتی ہی یا دوزخی ہی دراز عمر ہی یا کم عمر ہی اور آیات کثیرہ اسی معنی مین ذکر فرمائین جنمین اندر کے حالات پورا بچہ ہونے تک کے ظاہر ہین اور صحیحین مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے آدمی کی خلق اُسکی مان کے پیٹ مین چالیس روز مین جمع ہوتی ہی پھر وہ تھکا ہوتا ہی مین یعنی چالیس روز مین - پھر اسی قدر مدت مین لوتھڑا ہوتا ہی پھر اللہ تعالے ایک فرشتہ مبعوث فرماتا ہی اُسکو چار باتون کا حکم دیا جاتا ہی کہ لکھے اسکا رزق اُسکی عمر و اسکے اعمال اور وہ جنتی ہی یا دوزخی اور دوسری حدیث مین ہی کہ فرشتہ پوچھتا ہی اے رب میرے نر ہی یا مادہ ہی اور باقی باتین پس اللہ تعالے عزوجل فرماتا ہی اور فرشتہ لکھتا ہی نا قول یہان فوائد ہین انکہ نفخ روح بعد اس مدت کے ہوتی ہی پس بچہ کا اسقاط بعد اس مدت کے بمنزلہ قتل انسان کے ہی اور فتاوے مین کہ قبل اس مدت کے اسقاط کا حیلہ کرنا شوہر کی اجازت سے عورت کو روا ہی یا بلا اجازت بھی دو قول مین بعض نے لکھا کہ اس قرب قیامت کے زمانہ مین بخیال اسکے کہ اولاد رشید نہین ہوتی ہی جائز ہی - مترجم کہتا ہی کہ خلاف اعتماد نہ کیا جاوے اور حدیث مین عزل کی اجازت چاہنے مین فرمایا کہ جو جان کہ اللہ تعالے نے پیدا کرنی چاہی ضرور پیدا کریگا - علے ہذا بخیال مذکور اسقاط کا حیلہ ایذا و مہمل ہی اور ایام اسقاط مین گویا بے وجہ نماز سے محروم دوم ہر شخص کی عمر قبل نفخ روح کے مقدر ہوتی ہی پس بیماری وغیرہ جس طور سے موت کو واقع ہوا یہی خیال کہ اگر ایسا ہوتا تو نہ مرتا شیطانی وسوسہ ہی - ولیکن جو کوئی دوا علاج نہ کرے اُسنے دیدہ و دانستہ اللہ تعالے کی نعمت کو نہ دیوے مگر دوا مین شرط ہی کہ نظر خالق عزوجل کے فضل پر رہے کہ اگر وہ چاہیگا تو شفا ہوگی - سوم رزق مقدر ہوتا ہی ولیکن حیلہ وحرفہ کام مین لانا طاعت ہی اور معاش بوجہ حلال حاصل کرنے کے دینے پر اپنی گذر رکھے کیونکہ انبیا رؤالاگیا مگر ہر حیلہ وحرفہ مین اللہ تعالے عزوجل پر نظر رکھے

عزل یعنی انزال اندر نہ کرنا بلکہ علحدہ ہو کر باہر ہی گرا دینا ۱۲

…ہوا اور اس زمانہ مین جو لوگ گداگری کے عادی ہین اور معروف ہین انکو دینے مین بعض علمائے
…پر اعانت ہی مگر جبکہ وہ کمائی سے عاجز نظر آوے اور یہی صحیح ہی۔ چہارم عمل ہر ایک کے مقدر ہین کیونکہ اللہ تعا
…جانتا ہی تو جیسا اُس نے جانا وہی ہوگا خلاف نہین ہو سکتا مگر تعلیم و تعلم سے بیٹھ رہنا یا نصیحت نہ کرنا گناہ ہی
…دیا کیونکہ علم غذائے روح ہی اور اسی کو تقدیر کہتے ہین بخبسم حدیث مین اعمال کے باوجود جنتی و دوزخی علیحدہ
…دلیل ہی کہ آدمی کے انجام پر جنتی و دوزخی موقوف ہی اور قبل اسکے کسی کو کچھ نہ کہنا چاہیے پھر موت کے بعد نیکی سے یاد کرو
…حکم لگانا جیسا کہ عوام کا دستور ہی گناہ ہی۔ اب یہان سے معلوم ہو گیا کہ جس شخص کے مقدر مین کفر و جہنم ہی اُسکے اعمال شرک
…انکو چاہیے کیسے ہی معجزات و دلائل و آیات دکھلاؤ وہ کبھی ایمان نہ لاویگا چنانچہ کفار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے معجزات
…طلب کیے مگر اللہ تعالے عزوجل نے جو مقدر فرمایا تھا اسی قدر عطا کیے اور جو لوگ کہ شرک و کفر پر مرنے والے تھے جیسے ابوجہل
…ابولہب وغیرہ وہ کبھی ایمان نہ لاتے اور جنکے حق مین ایمان مقدر تھا وہ حواس کے دیکھنے کے معجزات نہین مانگتے تھے جیسے
…موسے و عیسے علیہما السلام کو دیے گئے تھے بلکہ قرآن مجید کے عجیب دلائل جو نورانی بصیرت کے دیکھنے سے صاف نظر آتے
ہین اُنپر نہایت جوش ایمان سے گرویدہ ہوتے تھے پس معلوم ہو گیا کہ کلام سابق سے اسکا ارتباط نہایت دقیق و صاف ہی
…معجزات دیکھکر ایمان لانے کا علم اللہ تعالے عزوجل کو ہی اور اگر اللہ تعالے انہین خیر جانتا تو دیتا اور وہ تو مادہ کے حمل کی
مقدار بھی جانتا ہی۔ **وَمَا تَغِيضُ الْاَرْحَامُ** اور جانتا ہی ناقص ہونا بچہ دان کا۔ یعنے مدت حمل مین جو انتہا درجہ کی ہواس سے
جسقدر کمی ادنے درجہ تک ہوتی ہی وہ ہر فرد کے ہر واقعہ کو جانتا ہی کہ اس مادہ مخلوق کے حمل مین اسقدر مدت کمی کے ساتھ ہوگی۔
وَمَا تَزْدَادُ الارحام۔ اور جانتا ہی بڑھنا ارحام کا یعنے مدت حمل جسقدر زیادتی کی جانب ہوتی ہی اسکو بھی جانتا ہی۔
بیضاوی رح نے کہا کہ تغیض اور تزداد ہر ایک لازمی و متعدی ہوتا ہی پس لازمی رکھو تو ما مصدریہ ہونا متعین ہوگا اوّل
جیسا کہ ترجمہ بیان ہوا اور متعدی کی صورت مین ماتغیض الارحام وماتزداد ای ماتغیضہ و ماتزدادہ یعنے جسکو ارحام
ناقص کرتے اور جسکو بڑھاتے ہین اور لکھا کہ ارحام کی طرف اسکی نسبت مجازی ہی خواہ فعل لازمی ہو یا متعدی ہو کیونکہ اصل
فعل اللہ تعالے عزوجل کی قدرت کا ہی۔ اور لکھا کہ معنے یہ ہین کہ جثہ ولد اور مدت حمل و تعداد جنین کی کمی بیشی کر جانتا ہی اور
…سے نزدیک زیادہ سے زیادہ مدت حمل کی چار برس ہین اور امام **مالک** رحمہ اللہ کے نزدیک پانچ برس ہین اور ابو حنیفہ رح
…نزدیک دو برس ہین رضی اللہ عنہم اور روایت ہی کہ **ضحاک** رح دو برس پر پیدا ہوئے اور ہرم بن حیان چار برس پر ہوئے
…تعداد کی کوئی حد نہین ہی مگر بعض نے کہا کہ استقرار سے معلوم ہوا کہ انتہا چار سے زیادہ نہین ہوتے ہین اور یہی مذہب
…ہی اور امام شافعی نے کہا کہ مجھ سے یمن مین ایک پیر مرد نے حکایت کی کہ اسکی جورو کئی بار ہر حمل مین پانچ بچہ
…دیکھا کہ بعض کے نزدیک اس سے مراد خون حیض کی زیادتی و کمی ہی۔ **مترجم** کہتا ہی کہ اس بیان کا فائدہ یہ ہی کہ
…مرا اور اُس نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑی اور اپنی جورو حاملہ چھوڑی تو تقسیم ترکہ مین حمل کا کیا حصہ رکھا
…فرزند کا حصہ رکھا جاوے اور معروف ہمارے کتب فقہ مین یہ ہی کہ ایک لڑکے کا حصہ میراث رکھا جاوے
…طلب امہال کے ہی اور اسکا تعلق انقضائے عدت وغیرہ بہت سے مسائل سے ہی مسئلہ یہ چیزین فقط اللہ تعا

Marfat.com

اتنا ہی لہذا یہ یقین کرنا کہ فلان شخص جان لیتا ہی کفر ہی اور میرے نزدیک بطور قیاس [illegible]
سننے والا سُن سکتا ہی۔ اگر کہا جاوے کہ آیت مین کوئی خصوصیت اسکے علم کی جانب [illegible]
توجواب یہ ہی کہ اول توکلام مین دلالت سے یہ بات ثابت ہی کیونکہ اگر کوئی مخلوق بھی جانتا ہو [illegible]
بخاری رحمہ اللہ عنہ نے اپنی صحیح مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ آنحضرت [illegible]
غیب کی کنجیان پانچ ہین کوئی اُنکو نہین جانتا سواے اللہ تعالے عزوجل کے اُنکی تفصیل یہ ہی کہ کوئی [illegible]
مگر اللہ تعالے جانتا ہی اور کوئی نہین جانتا جو ارحام گھٹاتے (اور بڑھاتے ہین) مگر اللہ تعالے عزوجل [illegible]
نہین جانتا کہ کب پانی برسیگا مگر اللہ تعالے جانتا ہی اور کوئی نہین جانتا کہ کس زمین پر مریگا اور کوئی نہین جانتا کہ [illegible]
قائم ہوگی مگر اللہ تعالے جانتا ہی۔ اور تیسرے یہ کہ دوسرے مقام پر آیت مین تصریح ہی یعنے قولہ ہو الذی ینزل الغیث [illegible]
واضح ہو کہ ایک قیافہ شناس نے ہذہ الاقدام بعضہا من بعض کہا تھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے خوش [illegible]
صحیح مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موجود ہی اور اسی طرح قیافہ سے پیٹ کا بچہ نر یا مادہ دریافت ہوتا ہی اور جس [illegible]
زمین پر ہیضہ یا مہلک عارضہ ہوا یا کالے سانپ نے کاٹا یا زخم شدید پہونچا جس سے مرگیا تو قیافہ سے اُسکا وہین مرنا [illegible]
ہو جاتا ہی اور اسی طرح موسم برسات یا آثار ابر وغیرہ سے پانی برسنے کا حال دریافت ہوتا ہی اور قیامت کے آثار [illegible]
صحاح احادیث مین آئے ہین اُنسے قرب دریافت ہوتا ہی پس ثابت ہوا کہ مراد ان امور مین بعلم قطعی وتحقیقی جاننا [illegible]
کیونکہ جن لوگون کو انمین سے کوئی بات ادراک ہوتی ہی وہ صاف ظاہر ہی کہ اٹکل ہی اور یقین نہین ہی لہذا جس شخص نے [illegible]
سے پیٹ دکھلا کر اُسکے قول پر یقین کرلیا تو کافر ہی اور اگر صرف قیافہ واٹکل تک رکھا اور قطعی علم اسکا اللہ تعالے عزوجل [illegible]
سپرد کیا کہ اٹکل سے ایسا ظاہر ہوتا ہی دیکھیے علم اسکے مین کیا ہی تو مضائقہ نہین ہی۔ شیخ امام حافظ رح نے لکھا کہ عوفی [illegible]
ابن عباس رض سے روایت کی کہ ماتغیض الارحام یعنے جو حمل ساقط ہو جاوے اور ماتزداد یعنے جو کمی حمل مین ہوئی تھی [illegible]
بڑھا کر رحم نے پورا بچہ اپنے وقت پر دیا۔ اور یہ بات اسطرح ہی کہ بعضی عورتین دس ماہ مین جنتی ہین اور بعضی نو [illegible]
بعضیون کا حمل بڑھتا ہی اور بعضیون کا گھٹتا ہی پس یہی کمی و زیادتی ہی جسکو اللہ تعالے عزوجل نے اپنے علم مین محصور [illegible]
اور ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی کہ یعنے جو نو ماہ سے کم ہو اور جو زیادہ ہو۔ اور ضحاک رح نے کہا کہ [illegible]
نے دو برس تک حمل مین رکھا اور جب جنا تو میرے اگلے دو دانت نکل آئے تھے اور حضرت ام المومنین [illegible]
عنہا سے بواسطہ جمیلہ بنت سعد رض کے ابن جریج نے روایت کی کہ ام المومنین نے فرمایا کہ حمل دو برس [illegible]
نہین ہوتا جتنا مغزل کا سایہ متحرک ہو۔ مجاہد رح نے کہا کہ ماتغیض الارحام وماتزداد یعنے ایام حمل [illegible]
نو مہینہ سے مدت بڑھ جاتی ہی۔ یہی قول عطیہ عوفی و حسن بصری و ضحاک وقتادہ کا ہی۔ اور بھی مجاہد [illegible]
نے نو مہینہ سے کم خون دیکھا تو یہ نقصان ہی اور جسقدر اُسکے دن ہونگے وہ نو مہینہ سے [illegible]
بھی یہی قول ہی اور بھی مجاہد رح نے کہا کہ ماتغیض الارحام اسقدر خون بہا دیا کہ بچہ [illegible]
نہ جاوے تو بچہ پورا و بڑا ہوگا۔ اور مکحول رح نے کہا کہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ مین [illegible]

Marfat.com

حیض کے خون سے آتا ہی اسی وجہ سے ان ایام میں وہ حائضہ نہیں ہوتی ہی پھر جب وضع حمل ہوا تو پیدا ہو کر رونا اپنی جگہ بدل جانے سے نفرت ہی پھر جب اسکی نال کاٹی گئی تو اللہ تعالے اسکا رزق دودھ ماں کی چھاتیان مین کر دی نہ رزق ڈھونڈھتا ہی اور نہ غمگین ہوتا ہو پھر ٹھہرا رہتا ہی یہانتک کہ جب بچہ ہوا پھر بیٹکا منہ مین ڈال لیتا ہو پھر جب بالغ ہوا تو کہا کہ یہ موت یا قتل ہی کہان سے مجھے رزق ملیگا اسکے بعد مکحول نے کہا تیری خرابی جب تو ماں کے پیٹ مین تھا تجھے رزق دیا جب پیدا ہوا طفل تھا تب تجھے رزق دیا جب تو بڑا ہوا اور تجھے عقل آئی ہی تو تو نے کہا کہ یہ موت یا قتل ہی کہان سے مجھے رزق ملیگا پھر مکحول نے یہ آیت پڑھی اللہ یعلم ما تحمل کل انثی بعد مسئلہ بموجب دلائل اقوے قول امام ابو حنیفہ رح کا ہی کہ انتہاے مدت دو برس حمل کے ہین لہذا بعد موت شوہر کے دو برس کے اندر جو بچہ ہوا ور زنا وغیرہ ظاہر نہو تو نسب میت سے صحیح ہوگا اور حاملہ مطلقہ کی مدت دو برس تک ہو سکتی ہی مگر کچھ کم ہو جاوے پس عورت کا قول قبول ہوگا۔ اور تفصیل مسائل کی فتاوی ہندیہ سے تلاش کرو۔ بالجملہ جو کچھ کمی بیشی ارحام مین ہوتی ہی سب اللہ تعالے عزوجل جانتا ہی اور قبل وجود کے آدمی کے اعمال وکفر وایمان وسعید وشقی سب جانتا ہی تو اس سے یہ بھی ثابت ہی کہ کفار مکہ وغیرہ کا دعوے کہ یہ معجزات دکھلا دیے جاوین تو ہمکو شبہہ نہوگا اور ہم اپنے دل مین ایمان پیدا کر لینگے محض غلط ہی بلکہ ہر ایک کا انجام وہی ہوگا جو اللہ تعالے عزوجل نے قبل وجود کے اسکی ماں کے پیٹ مین مقدر کیا ہی۔ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ اور ہر ایک اُسکے نزدیک بمقدار معین ہی۔ اسمین کمی وبیشی نہوگی۔ حتے کہ جس حمل کی نسبت نقصان مقدر ہی وہی ہوگا کسی دوا علاج وغیرہ سے بیشی نہین ہو سکتی ہی اور بیشی مقدر رہی تو کمی نہوگی ولیکن یہ کسی کو معلوم نہین کہ اس نے کیا مقدر فرمایا ہو لہذا جو اس کا شکریہ ادا کرے آدمی ان اسباب کی پابندی کرے اور علاج معالجہ کرے اور کھانے پینے مین احتیاط کرے اور بد پرہیز کھانے و بد پرہیزی وغیرہ سے پرہیز کرے ورنہ سرکش وگنہگار رہوگا ولیکن اسمین توکل اللہ تعالے پر رکھے کہ نتیجہ کا پیدا کرنے والا وہی ہی بلکہ اسباب کا مہیا کر دینے والا وہی ہی اور اسباب مین اثر دینے والا وہی ہی اور ہر چیز اسکے نزدیک مقدر ہی یعنی نتیجہ وہی پیدا ہوگا جو مقدر ہی اور یہی معنے ہین قولہ تعالے انا کل شیٔ خلقناہ بقدر پس ہر چیز سبحانہ تعالے عزوجل کے نزدیک اسی تقدیر سابق کے مقدار پر جاری ہی کوئی جدید نتیجہ غیر معلوم کا انتظار نہین ہی اور غیر معلوم صرف ہمارے علم کی راہ سے ہی اور علم الٰہی مین معلوم ومقدر ہی اور یہی مذہب سلف صالحین کا ہی اور اسمین بندون کے اعمال واحوال وخطرات نیک وبد سب داخل ہین کہ خالق انکا اللہ تعالے عزوجل ہی اور اسکے علم مین ہر ایک کا فعل سابق سے معلوم ہی وہی مقدر ہی کہ اس سے کچھ بھی تجاوز وخلاف نہوگا اور عجب ان جاہلون سے ہی جو اللہ تعالے کی تقدیر سے بالکل غافل ہین اور زیادہ عجیب یہود ونصارے سے ہی جو اللہ تعالے عزوجل کے ماننے کا دعوی کر کے انکو نہین پہچانتے ہین کیونکہ ہم لوگ کسی چیز کو دیکھکر جان لیتے ہین تو اللہ تعالے عزوجل ان چیزون کو نہین پیدا ہونے سے پہلے جانتا ہی جسطرح اُس نے جانا ہی وہی یہان ظاہر ہوگا اسمین کچھ کمی وبیشی نہوگی عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وہ اللہ تعالے عزوجل خوب جانتا ہی غائب وحاضر کو یعنی اللہ تعالے سے پوشیدہ نہین ولا یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ الآیہ تیرے رب سے ذرہ برابر کوئی چیز ادھر نہین ہی بلکہ جو جیسا

تمام جہان کی مخلوقات سے اور ہے ہو اسکو اللہ تعالیٰ عزوجل جانتا ہی [illegible]
ہر چیز کی ماہیت و ذرہ ذرہ دیکھتا و جانتا ہی اور مخلوق کو صرف [illegible]
درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی اور جو اُس نے جانا ہی وہی مقدر ہوا [illegible]
اور اسی کو تقدیر کہتے ہین اور جو کوئی تقدیر سے انکار کرے سو کافر ہو [illegible]
کے یہ معنی بتلائے کہ ہاتھ پانوٗن مت ہلاؤ اور کوشش و تدبیر مت کرو [illegible]
مخلوق کے ہاتھون کے منتظر رہو جو تمکو ملجاوے وہ مقدر ہوا اور تم متوکل ہو حالانکہ یہ بالکل [illegible]
اور حدیث صحیح مین کوشش کرکے کمانے اور مجبور محتاجون کو صدقہ دینے کی فضیلت بیان فرمائی [illegible]
کھانے پینے و ضروری حاجات رفع کرنے مین سوچ سمجھکر تدبیر سے چلتے ہین بلکہ توکل یہ ہی [illegible]
تدبیر سے کرے مگر نتیجہ کا منتظر اللہ تعالیٰ عزوجل پر رہے کہ جو اُسکے علم مین ہوگا وہی نتیجہ ظاہر ہوگا [illegible]
اختیار مین نتیجہ نہین ہی پس بسا اوقات تو نتیجہ وہی نکلتا ہی جو ظاہر اسباب سے سمجھا تھا [illegible]
ہوتی ہی اور نتیجہ خلاف مراد نکلتا ہی اور بسا اوقات باوجود کوشش کے اللہ تعالیٰ ہمارا ان آدمی کو [illegible]
بنا وے تو یہ تقدیر ہی اور جو اس سے منکر ہو کافر ہی اور حدیث صحیح مین ان تؤمن بالقدر خیرہ وشرہ [illegible]
وشر سب مقدر ہی۔ اور صحیح مین ہی کہ ایک نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم ایسے امر پر عامل ہین کہ ہو چکی و گذری [illegible]
ہو چکی و گذری۔ یعنی امر مقدر مین ہی جو جسکے حق مین مقدر ہو چکا وہی اسکا کام ہی۔ اور حدیث مین قصہ [illegible]
یحیی بن یعمر اور حمید بن عبد الرحمن حمیری نے معبد الجہنی کا حال بیان کیا کہ وہ لوگ زعم کرتے ہین کہ [illegible]
افعال پر جدید نتیجہ نکلا کرتا ہی تو فرمایا کہ جب تو ان لوگون سے ملنا تو کہدینا کہ مین ان سے بری ہون [illegible]
اور وے مجھ سے بری ہین اور قسم اسی ذات پاک کی جسکے نام کی عبد اللہ بن عمر قسم کھاتا ہی کہ اگر [illegible]
برابر سونا ہو اسکو خیرات کرے تو اللہ تعالیٰ عزوجل اُس سے قبول نہ فرماویگا جب تک تقدیر [illegible]
اصحاب الصحاح اور وجہ یہ ہی کہ معتقد و ر و لقدیر کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ کے علم سے [illegible]
سے انکار ہی اور اللہ تعالیٰ عزوجل کو بغیر ان صفتون کے سمجھنا پس یہ کفر اور سخت کفر ہی اور جو شخص [illegible]
سے بتلاوے تو اُس نے دعوے کیا کہ مین اُسکو محیط ہون اور یہ کفر ہی اللہ تعالیٰ عزوجل [illegible]
وہ عالم الغیب و الشہادۃ ہی جو ہوا اور جو ہوگا سب جانتا اور دیکھتا ہی الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ [illegible]
مین ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ اسکا فرزند [illegible]
لاوین پس آپ نے کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ ہی کا ہی جو اُس نے لیا اور اسی کا ہی جو [illegible]
تو بیاری بیٹی سے کہدو کہ وہ صبر کرے اور ثواب عظیم کی امید رکھے۔ اور [illegible]
کوئی چیز دور نہین ہی اور متعال یعنی متعالی جو ہر چیز [illegible]
اُسکے شان یہ ہی کہ مخلوق کا اسکی تعریف کرنا اُسکے لائق نہین [illegible]

[illegible] اپنی مخلوق سے نہین چھپ سکتی کیونکہ اسکو ادراک ہی نہین کر سکتی تو تعریف کیونکر کرین اور وہ
[illegible] خود حادث تو ذاتی تعریف بھی ایکے لیے حادث ہی ہیں وہ قدیم کے لائق کہان سے ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے
[illegible] بقولہ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ
[illegible] برابر ہے تم مین سے جو خفیہ بات کرے اور جو آواز سے یہ بات کہے۔ یعنی تم مین سے جس نے خفیہ بات
[illegible] دونون اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہین اسکے سمیع ہوتے ہین آواز و اسرار کو بیچھ
[illegible] بات جانتا ہے اور حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ عزوجل
[illegible] سے متعلق ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ وہ عورت جو اپنے شوہر کے معاملہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
[illegible] آئی تھی [illegible] قصہ پارہ قد سمع اللہ قول التی تجادلک الآیہ مین ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے شوہر کی
[illegible] کوٹھری کے ایک گوشہ مین بیٹھی تھی مگر مجھپر اسکی بعض باتین مخفی رہین اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا
[illegible] قول التی تجادلک الآیہ بالجملہ جو خفیہ بات کہے اور جو ظاہر کرے دونون برابر ہین وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ
[illegible] کسی خفیہ جگہ مین رات مین۔ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ اور جو ظاہر ہے دن مین پس ایک
[illegible] وقت اور دوم اُس نے خفیہ ہونے کی خواہش کی مگر اللہ تعالیٰ عزوجل بصیر ہے اسکو ویسا ہی دیکھتا ہے
[illegible] ظاہر ہونے والے کو دیکھتا ہے یعنی جو کہ دن کی روشنی کے باوجود اپنے ظاہر ہونے کا کہ سب دیکھین قصد کرتا ہے
[illegible] بھی رہنے کہا کہ سارب عطف ہے من پر اور ہوسکتا ہے کہ مستخف پر عطف ہو مگر اس صورت مین
[illegible] مستخف و سارب وہ داخل ہونگے اور جابجا معلوم ہو چکا کہ یہ موصول معنی مین واحد و جمع سب کے لیے صالح ہے
[illegible] مین مستخف و سارب۔ یعنی برابر ہین تم مین سے وہ دونون ایک رات مین مستخفی اور دوم دن کا
[illegible] مین دو فائدے ہین اول آنکہ اللہ تعالیٰ عزوجل سمیع ہے کہ مخفی و مجاہر دونون کا قول سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ
[illegible] ظاہر دونون کو دیکھتا ہے اور اسکا دیکھنا دن کی روشنی مین یا نہ دیکھنا رات کی تاریکی مین نہین بلکہ رات دن اسکے
[illegible] اور جو کوئی اسمین غور کرے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کی عظمت کو جانے وہ [illegible] ایمان سے سیراب ہو۔
[illegible] اسباب کسی چیز کے لیے قرار پائے ہین انکا قیاس دخل اللہ تعالیٰ کی شان مین نہین چنانچہ
[illegible] اسمین شرط ہین اور رنج و جہت شرط ہے مگر اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے لیے کوئی اسباب
[illegible] اللہ تعالیٰ کی شان مین ہیچ ہے چنانچہ تاریک رات مین اسکا دیکھنا مثل
[illegible] آخرت مین دیدار الٰہی عزوجل سے انکار کرتے ہین اور اپنے اوہام و شرائط و قیاسات
[illegible] نے فرمایا [illegible] شان و ما تتلو منہ من قرآن ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شہودا
[illegible] مثقال ذرۃ الآیہ اور اسکی تفسیر مع دیگر آیات صفات کے سابق مین گذرین پس جیسے
[illegible] واسطے اسکو دیکھنے کے لیے جبکہ اپنے فضل و کرم سے ہمکو قوت
[illegible] واسطے جیسے اب یہ ضرورت نہین ویسے تب تو انکار دیدار کا جو وہم تھا

Marfat.com

ساقط ہوا والحمد للہ رب العالمین - پھر آدمیون پر اُنکے احوال کے محافظ ذکر فرمائے [illegible]
[illegible] يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ اسکے لیے معقبات ہین سامنے پیچھے - بیضاوی رحمہ نے [illegible]
یا ظاہر گفتگو کرنے والے اور مستخفی وسارب کے لیے ۔ اور ظاہر یہ صفت عام الشان کے لیے [illegible]
لہذا امام حافظ رحمہ نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ ہر بندہ کے لیے معقبات یعنی ملائکہ ہین کہ متعاقب [illegible]
ہین - اور بعض نے ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ضمیر فقط آنحضرت صلے اللہ علیہ [illegible]
مین کہتا ہون کہ امام فراء رحمہ نے معالم مین جو اسکا سبب نزول لکھا ہی اور عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ آویگا اس [illegible]
تقویت ہوتی ہی اور کہا گیا کہ سبب نزول اگرچہ خاص ہو لیکن حکم عام ہی بیضاوی رحمہ نے کہا کہ معقبات یعنی ملائکہ [illegible]
ایک دوسرے کے آدمی کی حفاظت کرتے ہین یا اُسکے اعمال کے عقب مین نیکی یا بدی لکھتے ہین یا عقبات جماعات [illegible]
حافظ رحمہ اللہ عنہ نے کہا کہ ملائکہ ایک بعد دوسرے کے محافظ ہوتے ہین رات کے الگ ہین اور دن کے [illegible]
ہین جو اسکو عالم کے وقائع مکروہات وحوادث سے بچاتے ہین - مین یہ کہتا ہون کہ مراد یہ کہ اگر ملائکہ محافظ ہون تو آدمی [illegible]
ایسے ایسے وقائع وحوادث پیش آوین جو کبھی کبھی امر مقدر نازل ہونے کے وقت پیش آتے ہین شیخ حافظ رحمہ نے کہا کہ [illegible]
دوسری قسم کے ملائکہ اعمال کے نگہبان ہین وہ بھی دن کے اور ہین اور رات کے اور ہین اور دو فرشتہ داہنے بائین [illegible]
اعمال لکھتے ہین داہنا تو نیکیان لکھتا ہی اور بایان بدیان لکھتا ہی اور دوسرے دو فرشتہ اُسکو آگے پیچھے سے حفاظت کرتے [illegible]
ہین پس آدمی چار فرشتون کے بیچ مین ہی جو رات ودن کے متعاقب ایک دوسرے کے علحدہ علحدہ ہوتے ہین اور صحیح حدیث [illegible]
صحیح مین ہی کہ ہمیشہ یکے بعد دیگرے تم مین ملائکہ آتے ہین ایک گروہ رات کو اور ایک گروہ دن کو اور دونون گروہ نماز صبح [illegible]
نماز عصر کے وقت جمع ہوتے ہین پس جو رات مین تم مین رہے تھے وہ رب تبارک وتعالےٰ کی طرف صعود کرتے ہین [illegible]
بندون کو دریافت فرماتا ہی حالانکہ وہ خوب جانتا ہی کہ تم نے میرے بندون کو کس حال پر چھوڑا - وہ کہتے ہین کہ جسوقت [illegible]
اُنکے پاس پہونچے وہ نماز پڑھتے تھے اور جسوقت ہم نے انکو چھوڑا اسوقت وہ نماز پڑھتے تھے الحدیث - اور ایک [illegible]
حدیث مین ہی کہ تمھارے ساتھ ایسے ملائکہ ہین کہ تم سے جدا نہین ہوتے مگر اُسوقت کہ تم پیخانہ جاؤ اور جب جماع کو [illegible]
ایسی حرکات مین اُنسے شرم کیا کرو اور اُنکی تکریم کرو - مترجم کہتا ہی کہ ملائکہ جو نماز صبح ونماز عصر مین جمع ہوتے [illegible]
یہی محافظین ہون جو ہر فرد کے ساتھ تقسیم ہو جاتے ہون اور شاید کہ دوسرے ہون اور بعض روایات [illegible]
تعداد ہی اور یہ کہ ہمیشہ نئے اُترتے ہین جو ایک مرتبہ آئے ہین وہ پھر نہین آتے ہین سبحان اللہ تعالےٰ [illegible]
انتہا کوئی نہین جانتا کما قال تعالےٰ ولا یعلم جنود ربک الا ھو - پھر مین کہتا ہون کہ سنت نہ استفسار تعداد [illegible]
یہ نہین معلوم ہوتے ہین مگر آنکہ حفظ کثیر کا بعض سے ہو یا کیفیت اُسکی علم آگے مین ہو اور معالم [illegible]
ہین تو انکی جمع معقبات لطریق تانیث اس وجہ سے ہوئی کہ معقب کی جمع معقبہ ملائکہ جیسے [illegible]
ابن کی جمع الجمع ابناوات اور رجل کی جمع الجمع رجالات لاتے ہین اور [illegible]
کثرت کے تانیث کے طور پر جمع لاتے ہین جیسے نسابہ وعلامہ وغیرہ [illegible]

[illegible] انکو حفاظت مین رکھتے ہین یہ معقبات آدمی کو اللہ تعالےٰ کے امر سے - یعنی جسطرح
[illegible] طرح آدمی کی حفاظت رکھتے ہین سوال ہوا کہ اس معنی ہین تو بامر اللہ ہونا چاہیے تو جواب دیا گیا کہ من بمعنی باء ہی
[illegible] یحفظونہ من امر اللہ ای بما امر اللہ بہ - یعنی اسکی حفاظت کرتے ہین اور یہ حفاظت کرنا اللہ تعا
[illegible] کہ تقدیم وتاخیر ہو یعنی لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ من امر اللہ یحفظونہ -
[illegible] اللہ تعالےٰ عزوجل کے حکم سے معقاب ہین جو اسکی نگہبانی رکھتے ہین - مترجم کہتا ہو کہ اسمین تقدیم و
[illegible] کی ضرورت نہین ہو بلکہ یعنی اسی لفظ سے ظاہر ہین کیونکہ کلام گویا یون ہو کہ لہ معقاب من اللہ - چنانچہ ابن عباس رضی
[illegible] من امر اللہ ای الملائکۃ یعنی اللہ تعالےٰ عزوجل کیطرف سے جو معقبات آیت مین بیان ہین وہ ملائکہ ہین یعلی بن
[illegible] عباس سے روایت کی اور شیخ حافظ رح نے ذکر کیا کہ عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ وہ ملائکہ ہین
[illegible] آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہین پھر جب کوئی امر مقدر الٰہی آتا ہو تو اسکو چھوڑ دیتے ہین - اور مجاہد رح نے
[illegible] آدمی کے [illegible] ایک فرشتہ محافظ ہو جو نیند مین اور بیداری مین جن وانس وسانپ بچھو کیڑے مکوڑون سے اسکی
حفاظت کرتا ہو [illegible] جو چیز اسکی طرف انہین سے قصد کرتی ہو فرشتہ اسکو پھیر دیتا ہو باستثناء اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ کی
اجازت سے آوے یعنی مقدر ہو تو وہ اس آدمی تک پہونچ جاتی ہو - سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ دنیا
کے بادشاہ کا حال ہو کہ آگے پیچھے سے محافظ اسکی نگہبانی کرتے ہین اور عوفی نے بھی ابن عباس سے اسی کے قریب روایت
کیا ہو - اور قریب اسکے قول عکرمہ ہو - اور ضحاک نے کہا کہ وہ بادشاہ ہو جو امر الٰہی سے محروس ہو اور وہ اہل شرک مین شیخ حافظ
نے ان روایات کے بعد لکھا کہ شاید ابن عباس وعکرمہ وضحاک کی مراد اس سے یہ ہو کہ ملائکہ معقبات بندے کو جسطرح حفاظت
کرتے ہین اسکی صورت ایسی ہو جیسے بادشاہون وامراء کے گرد محافظ ہوتے ہین اور لکھا کہ ابو جعفر بن جریر رح نے اس مقام پر
[illegible] ایک غریب حدیث روایت کی کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا
یا رسول اللہ مجھے آگاہ فرمائیے کہ ہر بندہ کے ساتھ کتنے فرشتہ ہوتے ہین فرمایا کہ ایک فرشتہ تیرے داہنے پر ہو تیری نیکیان
لکھتا [illegible] دوسرا ہو اسپر جو تیرے بائین پر تیری برائیون کے لیے ہو پس جب تو نے کوئی نیکی کی تو وہ دس گونہ لکھتا ہو
[illegible] کی تو بائین پوچھتا ہو داہنے سے کہ مین اسکو لکھون وہ کہتا ہو کہ نہین شاید وہ توبہ کرلے یا استغفار کرے پھر
[illegible] اجازت مانگتا ہو تو وہ کہتا ہو کہ لکھ لے اللہ تعالےٰ عزوجل ہمکو اس سے راحت دیوے کیونکہ یہ برا ہمنشین ہو کسقدر
[illegible] رکھتا ہو اور کتنا کم اس سے شرماتا ہو اللہ تعالےٰ فرماتا ہو مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید - اور دو فرشتہ
[illegible] اللہ تعالےٰ فرماتا ہو لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ الآیہ - اور ایک فرشتہ تیری پیشانی پر قابض ہو پس
[illegible] تواضع کی تو وہ تجھے اونچا کرتا ہو اور اگر تو نے اللہ تعالےٰ پر سرکشی کی تو تیری تحقیر کرتا ہو اور
[illegible] کہ وہ فقط تیرے درود بھیجنے کے محافظ ہین جو تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر بھیجے اور ایک فرشتہ
[illegible] ہو جو تیرا محافظ ہو کہ تیرے منھ مین سانپ نہ گھس جاوے اور دو فرشتے تیری دونون آنکھون پر ہین پس
[illegible] فرشتے ہین [illegible] رات بھر والے اُترتے ہین کیونکہ رات والے دن والون سے علاوہ ہین

Marfat.com

پس ہر آدمی پر ہین فرشتے ہوئے اور ابلیس دن مین آدمی پر وسوسہ ڈالتا ہو [illegible]
مین بھی اسکو نقل کیا ہو وقال الحافظ غریب جدًا - اور لکھا کہ امام احمد رح نے عبد اللہ [illegible]
فرمایا کہ تم مین کوئی شخص خالی نہین مگر کہ اُسکے ساتھ ایک ہمنشین جن یعنے شیطان ہے [illegible]
عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے ساتھ بھی ہین فرمایا کہ ہان میرے ساتھ بھی ہین لیکن اللہ تعالیٰ [illegible]
مشورہ نہین دیتا مگر بھلائی کا - تفرد بہ مسلم فی صحیحہ - مترجم کہتا ہو کہ دوسری حدیث [illegible]
ایک لمۃ الملک وایک لمۃ الشیطان اور دوسری حدیث مین تفصیل ہے کہ ساتھ شیطان [illegible]
دینا مذکور ہو اور فرشتہ کا بھلائی پر مشورہ دینا مروی ہو ہے کہ جب آدمی ہمزاد شیطانی [illegible]
ہوتا ہو - اور مترجم کہتا ہو کہ یہ بھی حدیث سے ثابت ہو کہ ایمان والا جب مرتا [illegible]
مقید مدفون ہوتا ہو اور کفار کا ہمزاد شیطان چھوٹا پھرتا ہو اور واضح ہو کہ اکثر جن لوگون کو بھوت [illegible]
اور اُسنے اپنا وہ نام ونشان بتلایا جو کسی مشرک مردہ کا تھا تو یہ ظاہر اوہی ہمزاد شیطان ہو جبکی [illegible]
اور وہی کبھی دوسری صورتون مین ظاہر ہوتا ہو حالانکہ وہ آدمی مشرک جسکا یہ نام لیتا ہو وہ [illegible]
کے ساتھ اکثر اس قسم کے شیاطین ہونگے اور واضح ہو کہ جو لوگ صادق الایمان ہین توجہ قوت [illegible]
کام نہین الا ماشاء اللہ اور شیخ عبد الغفور لاری رح نے لکھا کہ بعض اولیاء اللہ نے کہا کہ اہل ایمان [illegible]
ہو جاتے ہین شیخ حافظ رح نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ یحفظونہ من امر اللہ - بعض نے کہا کہ یہ مراد ہو کہ [illegible]
محفوظ رکھتے ہین امر الٰہی سے چنانچہ اسی کو علی بن ابی طلحہ وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کیا [illegible]
بن جبیر وابراہیم نخعی وغیرہم کا ہو اور قتادہ نے یہ بھی کہا کہ بعض قراءۃ مین یحفظونہ بامر اللہ ہو - [illegible]
اگر یہ نہوتا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمپر ملائکہ موکل کیے جو تمھارے کھانے پینے اور پردہ کی چیزون [illegible]
رہتے ہین تو تم اچک لیے جاتے - ابو امامہ رض نے کہا کہ کوئی آدمی نہین مگر آنکہ اُسکے ساتھ فرشتہ ہو [illegible]
کرتا رہتا ہو یہان تک کہ جو مکروہ اُسکے حق مین مقدر ہو اُسکے سپرد کر دیتا ہو - ابو مجلز رح نے کہا کہ [illegible]
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آیا آپ نماز پڑھتے تھے اس نے کہا کہ آپ حراست [illegible]
کیونکہ کچھ لوگ بنی مراد کے آپ کو قتل کرنا چاہتے ہین تو فرمایا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے [illegible]
محفوظ رکھتے ہین جو اُسکے حق مین مقدر نہین ہو پھر جب امر مقدر آجاتا ہو تو اُسکو مقدر کے [illegible]
ایک مضبوط قلعہ ہو - بعض نے کہا کہ یحفظونہ من امر اللہ یعنی یحفظونہ بامر اللہ جیسا کہ حدیث مین [illegible]
آپ روا دیکھتے ہین کہ ہم رقیہ کرین کیا اس سے مقدر کچھ ٹل جائیگا فرمایا کہ یہ بھی [illegible]
پھر حق تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جس عمدہ نظام پر احسان الٰہی آدمیون کے ساتھ ہو [illegible]
و نیک چال چلن کو بدلتے ہین اور ابن ابی حاتم نے بسند جید شیخ ابراہیم [illegible]
انبیاء بنی اسرائیل مین سے ایک نبی کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہدے [illegible]

Marfat.com

... ہوگا کہ اللہ تعالے عزوجل اپنے وہ حالت جسکو محبوب رکھتے تھے بدلکر
... رحمت کہاکہ اسکی تصدیق کتاب آلہی قرآن مجید مین موجود ہی یعنی قولہ تعالیٰ
... عزوجل تبدیل نہین فرماتا اس حال کو جوایک قوم کے ساتھ ہی یعنی
... بانفسہم یہانتک کہ وہی بدلتے ہین وہ بات جو اُنکے نفوس
... حکم ہوا اُسکے ماننے کی نیت کو جب بدلتے ہین تو اللہ تعالے
... ہوئی برعکس اسکے جو کوئی آدمی یا قوم کسی معصیت وشرک مین ہو
... اللہ تعالے عزوجل اُسکی بری حالت کو اچھی حالت کی طرف بدل دیتا ہی
... اپنی کتاب صفۃ العرش مین اپنے اسناد سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
... علیہ وسلم نے رب تبارک وتعالے سے حدیث قدسی بیان فرمائی
... اور اپنی عرش پر فوقیت کی کہ نہین کوئی قریہ و نہ گھرانا جو میری الینی[?] فرمانی پر
... سے بدلکر اپنی سنت اختیار کرین میری فرمانبرداری کی جسکو مین محبوب رکھتا ہون مگر
... حالت سے بدلکر اپنی رحمت کی محبوب حالت پر کرونگا - قال الحافظ غریب وفیہ من لاعرفہ
... ہلاکت آتی ہی وہ جب ہی ہوتی ہی کہ وہ اپنے طریقہ ونیت کو متغیر کرکے عذاب آلہی کی
... آلہیہ جب ہوتی ہی کہ وہ اپنی فطرت کی صلاحیت زائل کردیتے ہین اور بعض نے
... نہین آتا جب تک کہ وہ کوئی گناہ نہ کرے بلکہ کبھی غیرون کے گناہ سے گرفتار مصیبت
... نے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا ہم ہلاک کیے جائینگے حالانکہ ہم مین صالحین موجود
... ہو جائے مترجم کہتا ہی کہ خبث سے بعض نے کہاکہ زنا مراد ہی اور بعض نے کہاکہ فسق وفجور سے فاجرون کی
... چوری و شراب خواری ورشوت وغیرہ سے ہو - پھر مترجم کہتا ہی کہ یہ آیت منجملہ مشکل آیات کے ہی
... بیان ہین کئے اور اچھی حالت وبری حالت کا امتیاز مرد بصیر کا کام ہی اول مین کہتا ہون کہ بغیر
... سے ہلاک ہو جاوین قائل نے عذاب خیال کیا خلاف تحقیق ... اور صحیح یہ ہی کہ قوم مین جب
... بعض منع کرکے مجبور ہوئے اور بعض خاموش رہے تو عذاب وہلاکت ان صالحین
... تھے اور باقیون کے واسطے عذاب ہی پھر قیامت مین نیتون پر مبعوث ہونگے
... الذین ظلموا منکم خاصۃ کی تفسیر مین گذری پھر مہاجرین رضی اللہ عنہم سخت فلاکت
... اولاد و اقارب کے قتل سے بعضے خانہ ویران ہو گئے تھے مگر یہ سب اپنے افضل
... طاعت آلہی سے سرکشی کی اور خراب حالت پر ہوئے تو یہ
... اولاد سے بھرے ہوئے اتراتے ہین اور اللہ تعالے عزوجل وأسکے
... عذاب ہوا اور اسلام مین جب سے فتنہ پھیلا اور آخر اس زمانہ مین

Marfat.com

لوگ نام کے مسلمان رہ گئے صرف زبان سے کلمہ توحید پڑھتے ہین اور دل مین [illegible]
پھیلے تو ظاہر ایہ قوم جنت کی مالک ہونے کی صلاحیت نہین رکھتے ہین اور باوجود اسکے [illegible]
پس یہ انکی حالت انکے لیے عذاب ہے- پھر تحقیق یہ ہے کہ آیت کریمہ مین تغیر باطنی سے [illegible]
کافر قوم جو بادشاہ کر دیے گئے اور اسکی نیت یہ تھی کہ لوگون کو آرام و آسایش دکھاوے [illegible]
کے اموال سمیٹے اور کسی طریقہ سے انکو مجبور کرے تو اس قوم کی حالت بدلجاویگی اور ظلم [illegible]
کہ کافر قومون کو کس وجہ سے حکومت و بادشاہت دی گئی یہ عقل بشری سے باہر ہے اور یہ قصے [illegible]
بندون کے احوال کا دانا تر ہے پس خلاصہ بیان ان آیات کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ عزوجل کی طرف سے [illegible]
خواہ کافر ہون یا مسلمان ہون ملائکہ محافظ عافیت ہوتے ہین اور جس حال پر جو شخص دنیا مین ہے عافیت سے [illegible]
کہ وہ اپنی باطنی نیات و خیالات کو بدلین تب اللہ تعالےٰ عزوجل اُنکی حالت کو بدل دیتا ہے کہ [illegible]
اگر صلاحیت پر ہوجاوین تو اُنکی ایسی حالت کردی جائیگی کہ جسکا نتیجہ خواہ بالفعل یا بعد چند روز کے آخرت مین [illegible]
عزت کا ظاہر ہو پس اہل بصیرت اُنکی دنیاوی مسکنت کو باوجود طاعت کے انپر سعادت و نیک حالت دیکھینگے [illegible]
قوم باوجود کفر و معصیت کے تونگری و دولت و تندرستی و اموال و اولاد سے بھری ہو باوجود معصیت کے انکی یہ حالت [illegible]
کی نظرون مین عذاب و استدراج ہے پھر اگر اُنھون نے اپنی نیت بدلکر کفر و شرک و ظلم و تعدی و بدعت کی طرف [illegible]
تو انکی حالت مذکورہ بھی بدل دیجاویگی- اور ظاہر واقعہ و سبب نزول کے وقت کی حالت بعض قوم مشرکین کی [illegible]
کہ شرک کے باوجود انکو ایک حالت عافیت کی دی گئی تھی مگر انھون نے کفر و انکار و ایذاے رسول اللہ صلے اللہ علیہ [illegible]
سے و مقاتلہ مومنین و انکی اذیت سے اپنی باطنی حالت بدلی پس اللہ تعالےٰ عزوجل نے بھی اُنکی حالت عافیت کو بدلا امام [illegible]
نے معالم مین ذکر کیا کہ قولہ تعالےٰ لہ معقبات الآیہ مین لہ کی ضمیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے [illegible]
عن ابن عباس رض روایت کی کہ معنی یہ ہین کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ تعالےٰ عزوجل کی طرف سے [illegible]
ہین جو اُسکے گرد پیش اسکو امر اللہ سے محفوظ رکھتے ہین اقول یعنی عذاب آلہی سے پس امر اللہ یہان عذاب اللہ [illegible]
یعنی یاتی امر ربک- و قولہ اتاہا امرنا لیلا او نہارا- اور مراد عذاب سے وہ امور جو حوادث و بلیات [illegible]
معالم مین تفسیر فرمائی کہ اسکو امر اللہ سے محفوظ رکھتے ہین یعنی شیاطین و طوارق اللیل والنہار [illegible]
اور لکھا کہ عبد الرحمن بن زید نے کہا کہ یہ آیت عامر بن الطفیل و اربد بن ربیعہ کے حق مین نازل [illegible]
کلبی نے ابوصالح سے اس نے ابن عباس سے اسطرح روایت کیا کہ عامر بن الطفیل و اربد [illegible]
دونون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قصد کرکے چلے اور سامنے آئے اور آنحضرت [illegible]
ساتھ مسجد مین بیٹھے تھے پس دونون مسجد مین داخل ہوئے اور عامر آگے تھا ایک [illegible]
گردن اُٹھا اُٹھا کر عامر کی خوبصورتی کو دیکھنا شروع کیا اور ایک نے کہا کہ یا رسول اللہ [illegible]
آپ نے فرمایا کہ آنے دے اگر اللہ تعالےٰ کے ساتھ اُسکی نیک نیت ہے [illegible]

Marfat.com

[illegible] معاذن تو نے یہ ماسکا ہو فرمایا کہ تیرے لیے وہ ہی جو تمام مسلمانون کے لیے ہی اور تجھ پر وہ ہی [illegible] اپنے بعد میرے لیے خلافت مقرر کردو گے - فرمایا کہ یہ بات میرے اختیار مین نہین ہی بلکہ یہ فقط [illegible] کے قبضہ قدرت مین ہی وہ جسے چاہیگا رکھیگا - بولا کہ اچھا مجھکو وبر پر حاکم کردو اور تم مدر پر حاکم رہو فرمایا کہ نہین [illegible] لیے کیا کروگے فرمایا کہ تیرے لیے گھوڑون کا دستہ کردونگا جسپر سوار ہوکر تو جہاد کرے - بولا کہ یہ کیا اب میرے لیے [illegible] میرے ساتھ اُٹھ کھڑے ہو مین تم سے کچھ باتین کرونگا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے ساتھ کھڑے ہو گئے اور [illegible] نے نصیحت کردی تھی کہ جب مین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو باتون مین لگاؤن تو تو فوراً اُنکی پشت کی طرف آجانا اور تلوار سے [illegible] تمام کردینا پس عامر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باتون مین طول دیا اور جھگڑالو باتین کرنے لگا پس اربد آپ کے پیچھے پہونچا [illegible] اپنی تلوار میان سے کھینچی کہ ایک بالشت نکلکر رہ گئی اور آگے اللہ تعالے نے روک دی کہ ہرگز اس سے نہین کھنچی اور [illegible] عامر اسکو برابر اشارے کیے جاتا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مڑکر دیکھ لیا کہ جو حرکت اربد نے اپنی تلوار سے کی تھی پس [illegible] اللہم اکفنیہما اے رب میرے تو مجھے ان دونون سے کافی ہو جس طرح تو چاہے پس اللہ تعالے عزوجل نے اربد پر [illegible] حالانکہ دن گرم بغیر بادل کے صاف پڑا تھا پس اربد تو صاعقہ سے جلکر مرگیا اور عامر اُلٹے پاؤن بھاگا اور بکتا گیا کہ اے [illegible] محمد تو نے اپنے رب سے دعا مانگی جس سے اربد مرگیا واللہ مین تجپر چڑھا لاؤنگا خیل خیل نوجوان شہسوار جو وادی مین بھرجائینگے پس آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالے تجھکو اس سے باز رکھیگا اور تیرے مقابلہ کو قیلہ کے دونون بیٹے ہونگے یعنی انصار کے دونون گروہ اوس [illegible] خزرج - پھر عامر بھاگ کر ایک سلولیہ عورت کے یہان اُترا پھر صبح کو اُٹھا تو اپنے ہتھیار باندھے اور اُسکا رنگ چہرہ متغیر ہو گیا [illegible] اور جنگل مین گھوڑا دوڑاتا جاتا تھا اور شعر پڑھتا اور کہتا کہ اے ملک الموت ظاہر ہوکر سامنے ہو اور کہتا کہ قسم ہی لات کی کہ اگر محمد اور اُسکا ملک الموت دونون میرے سامنے آوین تو اپنے اس نیزہ سے انکو مار ڈالون پس اللہ تعالے نے اُسپر ایسا ایک فرشتہ بھیجا جس نے اسکو ٹھوکر ماری کہ گھوڑے سے گرکر خاک مین لوٹ گیا اور اسی وقت اُسکے گھٹنے مین ایک بڑا بھاری [illegible] نکل آیا پس اسی بد حالت سے وہ سلولیہ کے گھر مین واپس آیا اور کہتا کہ ہاے یہ غدہ تو اونٹ کے غدہ کی طرح ہی اور سلولیہ [illegible] کے گھر مین میری موت ہی پھر گھبراکر اپنا گھوڑا مانگا اور اُسپر سوار ہوکر ہانکا مگر راہ مین اُسی کے پیٹھ پر مرگیا اور اللہ تعالے نے [illegible] رسول صلعم کی بددعا ان دونون مردودون کے حق مین پوری کردی اور اسی واقعہ مین اللہ تعالے نے نازل فرمایا ہی [illegible] منکم من اسر القول ومن جہر بہ ومن ہو مستخف باللیل وسارب بالنہار لہ معقبات من بین یدیہ الآیہ یعنی آنحضرت صلعم [illegible] جو اسکی حراست کرتے ہین اور انھین دونون عامر و اربد مذکور کے حق مین نازل فرمایا کہ ان اللہ [illegible] ما بانفسہم ایسا ہی امام نے معالم مین ذکر فرمایا ہی و علے ہذا معنے یہ ہین کہ بنو عامر مع اپنے سردار [illegible] کہ یکایک انھون نے سلطنت عرب کی ہوس کی اور چاہا کہ اللہ تعالے عزوجل کے رسول کو [illegible] بسبب جو سردار ہو جاوین پس اللہ تعالے نے انکی عافیت کی حالت کو متغیر نہین کیا یہانتک [illegible] اپنی بھلی حالت کو بدلا - اور علماء کا اتفاق ہی کہ سبب نزول اسکا جو کچھ ہو لیکن حکم عام ہی چنانچہ امام نے [illegible] الذی لا یغیر النعم یعنی کسی قوم کی عافیت و نعمت کو متغیر نہین فرماتا حتی یغیروا ما بانفسہم - یہانتک

ف یعنی جسکو چاہیگا اُسکو خلیفہ کریگا جیسے نبوت کو فرمایا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ ۱۲ م

کہ وہی بدلین وہ جو اُنکے نفوس مین ہے یعنی بہتر حالت کو بدل کر معصیت و ظلم و ناشکری [illegible]
قدرت و تسخیر و کبریائی ظاہر فرمائی بقولہ۔ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا [illegible]
کے ساتھ بُرائی یعنی نعمت زائل ہوکر دنیا و آخرت کی خواری جس بوجہ بدبختی و نافرمانی [illegible]
و ایذاے مومنین کے مبتلا ہون تو۔ فَلَا مَرَدَّ لَهٗ تو اُسکے ارادہ کے [illegible]
کی قدرت کسی کو نہین ہے۔ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ اور سوائے [illegible]
جسکے پاس پناہ پکڑین اور بعض نے کہا کہ والی جامے پناہ۔ ف بعض جاہل بیان [illegible]
پس واضح ہو کہ یہ بیان تقدیر کا ہے اور اس سے معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقون کا قول ہمکو قطعی باطل ثابت ہو گیا [illegible]
تدبیر پر ہے اور یہ کہتے ہین کہ نہین تقدیر ہے اور تدبیر تو حواس و عقل کے موافق کام کرنے کا نام ہے [illegible]
و خواری مین پڑجاتے ہین اُنکے حواس و عقل موجود ہوتے ہین پھر اگر کہو کہ وہ انکو کام مین نہین لاتے ہین [illegible]
کا ہے اور کوئی شخص دنیا مین ایسا نہین ہے جو تدبیر نہ کرتا ہو حتے کہ راہ چلنے مین آنکھون سے دیکھکر چلنا اور [illegible]
کھلے میدان مین نہ سونا اور بدن کو ڈھانکنا وغیرہ سب تدبیر کرتے ہین مگر بعضے لوگ نادانی سے انکو توکل کے خلاف [illegible]
کپڑا حاصل کرنے کی تدبیر خلاف توکل سمجھتے ہین اللّٰهم اهدنا حالانکہ سب مین اللہ تعالےٰ پر توکل چاہیے کہ [illegible]
بیماری جب ہی نہوگی کہ اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرما دے اور یہ جب ہی ہوگا کہ اُسکے علم قدیم مین یہ ہو کہ [illegible]
پس اسی طرح جس قوم کے حق مین جو کچھ علم قدیم مین آیا ہے وہ ارادہ ازلی قدیم ہے پس جو ارادہ علم الٰہی مین واقع [illegible]
سے صادر ہوگا کیونکہ خالق اللہ تعالےٰ ہے اور تدبیر کا فعل نہ کر سکتا ہے نہ اسکا نتیجہ نکلیگا پس یہی معنی اس آیت سے [illegible]
اور ثابت ہو گیا کہ بندون کے فعل بھی اللہ تعالےٰ کے پیدا کیے ہین ف فی العرائس قولہ تعالےٰ وکل شیء عندہ [illegible]
اپنے علم قدیم کا احاطہ بیان کیا کہ ہر چیز کو محیط ہے اور عدم سے وجود مین آنے سے پہلے اللہ تعالےٰ کے علم مین [illegible]
و صورت و تعداد و رنگ و روپ ایمان و کفر و نفع و ضرر اور جسقدر نفع جس جس کو جسوقت پہونچیگا سب [illegible]
جب موجود ہوئی تو حالت ویسی ہی رہی جیسے معدوم ہونے مین تھی کیونکہ عدم و وجود تو ہماری نسبت کرکے ہے [illegible]
کی حضور مین سب حاضر ہے اور معدوم سے موجود مین ایک ذرہ برابر کسی بات مین کمی و زیادتی نہوگی کیونکہ [illegible]
کچھ ذرہ برابر نقص نہین ہے۔ لہذا جو بندے بیان نیک و صالح ہوتے ہین وہ قبل وجود کے علم الٰہی مین [illegible]
نیکی و درجہ و اعمال اُنکے لیے مقدر تھے اسی قدر رہے اسمین کمی بیشی نہوگی۔ اور منکر کا خیال کسطرح [illegible]
کرنے والا اور تدبیرین سوچنے والا کہان سے آیا ہے اسی پاک خالق عزوجل نے اسکو پیدا کیا ہے [illegible]
انتہا ہے اس سے اُسکی ماہیت و حقیقت ایک ذرہ پوشیدہ نہین ہے اور تدبیر و اسکے ہر فعل کی قوت [illegible]
علم الٰہی مین ذرہ ذرہ معلوم تو اُسکے افعال بھی معلوم ہین حسین رح نے کہا کہ [illegible]
مقدار مین تجاوز اور نہ وقت مین تقدیم و تاخیر ہے۔ بعض نے کہا کہ ہر چیز کا اندازہ مقدار [illegible]
سانس کی قدر نہ کی اور ضائع چھوڑ دیا وہ غافل ہے اور اُسکی غفلت کی مقدار یہ ہے کہ ہر سانس [illegible]

...ہی وہ غفلت شدید کی قدر کرنے سے نہایت درجہ کا غافل ہے - قولہ عالم الغیب والشہادۃ
...ہو لیکن جب وہ غیب یعنی معدوم اور شہادت یعنی موجود دونون کا عالم ہے تو عدم مین چیز کی
...کی وجود ہو کر بھی ذہنی ہوگی کیونکہ غیب ہماری نظرون کے اعتبار سے ہے اور عرش سے لیکر تمام مخلوق
...اولیاء کی کسی فرد بشر نے اُسکو دیکھا ہے یا ملائکہ نے دیکھا تو غیب وہ ہے جو معدوم ہے اور جب وہ معدوم کا
...علم ہے خلاف موجود نہوگا - بندون کو خبردار ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کے باطن سے آگاہ نہین ہین کیونکہ
...تعالےٰ نے وہ غیب ہے مگر اللہ تعالےٰ عزوجل اُسکو جانتا ہے تو عارف کو اپنے عرفان پر شرمندگی ہے کہ معلوم نہین
...کیا ہے درجہ ولایت و کرامت والے محبت و طاعت مین متحیر و شرمندہ ہین کہ دعوے زبان سے نہ نکلے - اللہ تعالیٰ
...کے ساتھ باطن بندون کا جانتا ہے حتے کہ جو بندے خائف و ترسان ہین اور جو بندے اُسکی محبت مین آنسو بہاتے
...ہین اُنکے باطن و اسرار اُسکی حضور مین حاضر ہین لا الٰہ الا اللہ وہ پاک ہے کبیر ہے کوئی بصر اُسکو ادراک نہین کرسکتی
...وہ متعال ہے ہر وہم و خیال سے اُسکے کبریاء و عظمت و جلال کے سامنے ہر چیز فنا ہے وہی لم یزل ولایزال ہے - ابن عطاء
...علیہ نے کہا کہ عالم درحقیقت وہ شخص ہے کہ حاضر و غائب اُسکے نزدیک از راہ علم کے یکسان ہو نہ اسطرح کہ استدلال
...کسی چیز پر علم ظاہر ہوا اور درحقیقت عالم تو فقط اللہ تعالےٰ عزوجل ہے اور بندون مین سے جسکو اپنے علم سے قوت دی وہ
...جن کو مکاشفت ہوئی ہے عین الیقین سے دیکھتا ہے - جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کبیر متعال عارفون کے دلون مین کبریائی اُسکی
...ہے یعنی کہ ہر چیز اُنکی آنکھ مین فانی نظر آئی اور وہ متعالی ہے کہ کسی کو اُسکی طرف تقرب ہو سوا اُسکے فضل و کرم کے
...قولہ سواء منکم من اسر القول ومن جہر بہ الآیہ - خطرات فظاہر حالات اُسکے نزدیک یکسان ہین - واضح ہو کہ جو عارف علیہ
...حقائق معرفت و لطائف اسرار مخفی رکھے اور زبان سے کچھ نہ نکلے تو وہ اللہ تعالےٰ عزوجل پر ویسا ہی ظاہر ہے
...جیسے ہیجان بیہوشی سے حالت سکر مین کچھ کلام کرے تو وہ اللہ تعالےٰ پر ظاہر ہے - اور جو بندے صفات و معاملات
...مین کلام کرتے ہین اللہ تعالےٰ اُنکے اسرار سے واقف ہے اور نظر اغیار سے پوشیدہ باتین ہین اور بندون کے حالات
...ہین کہ اپنے درجے کے موافق اُنکے کلمات و حرکات متحمل ہوتے ہین اور انعام و اکرام بڑھایا جاتا ہے قال المترجم
...کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان ہی الا فتنتک - یہ تیرا ہی فتنہ ہے ... انبساط و جلال عزت مین
...غلبہ توحید کبریائی مین بنظر عجز و تفویض قدرت بحجاب باری ہوا ہے یہ کلام ایک پیغمبر اولوالعزم سے
...اللہ مین بہت اس مقام پر تھے اور صرف حضرت یوسف علیہ السلام نے اذکرنی عند ربک کہا تھا
...حق تعالےٰ عزوجل اپنے اولیاء کا حافظ ہے قولہ لہ معقبات من بین یدیہ الآیہ - حفظ اسرار و اقبال
...کی قوت کو عروج ہوتا ہے - نصرآبادی نے کہا کہ قولہ سواء منکم من اسر القول - اسرار و دیعت
...دونون برابر ہین کہ حقیقت مین دونون محل امانت مین ہین - اور اشارت ہے کہ معقبات
...مین جو امتحان کا وقت ہے بندے کی حفاظت کیجاتی ہے تاکہ وہی ٹھیک ہوتا ہے جو علم الٰہی
...ایک اُسکی قدرت و لطف کا جو بندے پر ہو ظہور ہے اور قولہ یحفظونہ من امر اللہ

Marfat.com

... رحمت بغضب سے امر آلہی انکے حفظ کے واسطے جاری ہوتا ہے - اور بعض ...
محفوظ ہے وہ درحقیقت خالق اسباب سے رعایت مین ہے بقولہ یحفظونہ من امر اللہ - اقول ...
ہر فعل جو واقع ہوتا ہے خلق کے ساتھ امر آلہی ہے یعنی یحفظونہ کا حفظ من امر اللہ تعالےٰ ہے پس ...
امر آلہی ہے یون ہی جملہ افعال مخلوقات کے امر آلہی ہین اور یہان سے مجھے معلوم ہوا کہ قولہ تعالےٰ ...
کے امر کے معنی یہ ہین کہ جملہ افعال مخلوقات انکے افعال نہین بلکہ امر آلہی سے ہین اور شیخ نے ...
نظر کر کے حفظ نظام جزا و سزا و قتل و قصاص و طاعت و معصیت قائم کرتے ہین اور وہ من امر اللہ ...
عزوجل پر نظر کر کے بندون کو محل ظہور معصیات یعنی صفت قہریات قرار دیتے اور محل ظہور طاعات ...
دیتے ہین اور یہ من امر اللہ ہے - قولہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم الآیہ - اللہ سبحانہ تعالےٰ کی مشیت سابقہ ...
پس مشیت قائم بارادہ ہے اسمین تغیر نہین ہوتا ہے اور اسکو تعلق اسباب سے نہین ہے اور امر امتحان متعلق باسباب ...
اور بندہ کو قوت بقدرت سابقہ از مشیت سابقہ ہوتی ہے اور ماموربتصرف ہوتا ہے پھر جب اسمین سر مقدر کو تحریک ...
حال متغیر ہو جاتا ہے پس جو قوت اسکو قدرت سے حاصل تھی اسمین بھی تغیر ہو جاتا ہے پس اسکی حالت بدل جاتی ...
کیونکہ وہ قدرت اور دو مشیت کے درمیان کسی چیز پر قادر ہو سکتا ہے - **قال المترجم** شیخ نے اس کلام ...
تحقیق کا اشارہ فرمایا ہے اور اصل سوال یہ ہے کہ ابتدائے حالت مین جس قوم کے افعال مثمر نعمت و برکات تھے ...
آلہیہ تھے اور تغیر بھی بقوت آلہیہ ہے تو توارد قوتین کا کیونکر ہوا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ افعال باختیار قوم تھے حالانکہ باختیار آلہیہ ہوئے تھے ...
بیان توحید سے قطعی معلوم ہے اور دوسرا سوال اس سے ظاہر ہے کہ جب تغیر ہوا تو جو قدرت عطا ہوئی تھی اسکے تغیر ...
ورنہ فاعل مختار کے ساتھ افعال خلاف محال ہین کیونکہ جس حال مین طاعات کے افعال تھے بقوت و ارادت آلہی ...
اور جب تغیر ہوا تو خلاف اسکے قوت و ارادہ ہوا یعنے قوت و ارادہ مین بھی تغیر لازم آیا حالانکہ قطعی معلوم ہے کہ ...
ارادہ قدیم ہے اسمین تغیر نہین ہے پس شیخ رہ نے جواب دیا کہ ارادت قدیمہ و مشیت متعلق باسباب نہین ہے ...
متعلق باسباب عبودیت ہے پس تغیر امر امتحان مین ہے نہ ارادہ قدیمہ مین اور اس سے جو اسکو قوت حاصل تھی ...
اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ارادہ و صفت آلہیہ تمام مخلوق سے مبائن ہے اور قیاس و وہم حلول کا جیسے ہندو ...
سمجھے محض غلط وہم ہے پس جو قوت اسکو بقدرت الہیہ حاصل تھی خواہ طاعات کی ہو یا معاصی کی ...
قدرت اسمین حلول نہ تھی تعالےٰ اللہ عن ذلک علواً کبیرا بلکہ مبائن تھی کیونکہ اللہ تعالےٰ مخلوق ...
کی قوت اسکو دونون حالتون مین یکسان ہے اور ارادہ مین تغیر نہین ہوا بلکہ ارادہ قدیمہ ہے ...
امر امتحان قدیم تھا و لہذا قولہ اذا اراد اللہ بقوم سوءً فلا مرد لہ - ارشاد ہوا کیونکہ ارادہ متعلق باسباب ...
وہم ہو بلکہ قدیم ہے اور تطورات و تغیرات امر امتحان قدیم سے متعلق تھے جنکے ساتھ ارادت قدیمہ ...
اس تغیر سے مانع ہونے کی کوئی طاقت نہین کیونکہ یہ قدیم ہے اور کلام کی ظاہری صورت ...
جنکو عرفان مقدر ہے وہ تحقیق معانی سے فیضیاب ہوتے ہین اور یہ ارادہ ... متعلق ازل ...

[illegible] تھا کہ اور حق سبحانہ تعالےٰ نے ظہور افعال سے اسباب ظاہری تک نازل کر دیا اسی وجہ سے [illegible] اور نظام عبودیت بطریق حکمت رہے۔ اور پھر اشارہ لکھا کہ مرید نے اگر اپنی حالت سے زائد بطریق [illegible] تغیر دیا تو جو نعمت تحقیق اسکو عطا ہوئی تھی اسمین تغیر ہوجاتا ہی اور قرب و منزلت تک واقعی رسائی مین اسیر [illegible] ہوتا ہی اور دوام نقصان و فرق علی پڑ رہتا ہی۔ جعفر الصادق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اہل الصدق کی کیفیت یہ ہی [illegible] عزوجل [illegible] اسرار کو توفیق تغیر نہین دیتا ہی تو انپر نعمت کو بھی متغیر نہین کرتا ہی اور اگر انمین تغیر اسرار کے سامان فرماتا [illegible] کی [illegible] گرفتار ہو کر ذلیل و خوار ہوتے اور نجات کے خواستگار۔ نصر آبادی رہ نے کہا کہ ہر قوم کے لیے [illegible] تبدل ہی لیکن عوام سے اکثر تغیرات و تبدلات مین مناقشہ نہین ہوتا ہی جیسا کہ اہل قرب و منزلت سے مناقشہ ہوتا ہی [illegible] اکثر اوقات عوام کے تغیر عفو فرمائے جاتے ہین قبل اسکے کہ وہ توبہ کرین اور جہالت و ظلم انسانی اصلی انکی سفارش [illegible] قبل توبہ ہوتا ہی آیا تو نہین دیکھتا کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے ذرا سی بات مین لطف آمیز عتاب ہوا [illegible] لوگ عوام الناس اس سے بہت زیادہ تغیرات کرتے ہین اور عفو کیے جاتے ہین مگر نہ بطریق منزلت بلکہ بطریق جہالت و ظلم۔ بعض مشائخ نے کہا کہ زبان کو اُسکی یاد حق سے تغیر دیا تو قلوب لطائف اسرار سے متغیر کیے گئے اور [illegible] معانی عبودیت سے متغیر کیا تو اُنکے قلوب دلائل ربوبیت سے متغیر کیے گئے۔ واسطی رحمہ اللہ عنہ نے [illegible] کو تنبیہ تھا کہ جو بلا انپر نازل ہی اسی وجہ سے کہ انھون نے اللہ تعالےٰ عزوجل کی نعمت کو متغیر کیا اور اپنے [illegible] کی پابندی کی اور یہ انپر اللہ تعالےٰ کا غضب ہی تو تغیر اور زیادہ ہو گیا جیسے فرمایا کہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ مترجم کہتا ہی کہ مراد یہ ہی کہ اُنھون نے جو اللہ تعالےٰ عزوجل کی نعمت کی ناشکری کی یہ غضب الٰہی تھا اور ہنوز انپر حسن نعمت کا نمونہ موجود تھا مگر تغیر سے وہ زائل ہوا تو نتیجہ ایسا نکلا جسکا رخ غضب ہی اسپر تغیر بڑھایا گیا تو مرض پر مرض بڑھ گیا۔ بعض مشائخ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ عزوجل کسی قوم کو اپنی نعمت سے محروم نہین فرماتا مگر جب کہ وہ بجاے شکر نعمت کے وہ افعال کرتے ہین جو کفران نعمت و غفلت ہین۔ شیخ نے کہا کہ مجھے ایک دوسرا اشارہ ظاہر ہوا ہی اور وہ یہ ہی کہ قوم جب امتحان کی گئی اور اسی امتحان مین پڑی [illegible] اللہ تعالےٰ عزوجل سے تضرع و زاری سے الحاح والتجا نہ کی اور اپنی عاجزی و محتاجی پر نہین گڑگڑائے اور رجو [illegible] کو متغیر نہ کیا بلکہ امتحان کی رعونت مین رہے تو اللہ تعالےٰ نے اُنکو چھوڑا اور جس حال خراب مین پڑے تھے [illegible] مین چھوڑ دیا اور اگر الحاح و عاجزی کرتے تو امتحان کی سختی سے نکالکر نجات مین لائے جاتے اور بجاے بلا کے انکو نعمت [illegible] کہ ظاہر مین جو تفسیر فطرت کی مذکور ہوئی اُسکی بنا پر یہ اشارہ ہی اور اُسکی توضیح یہ ہی کہ بعض مفسرین نے [illegible] سے مراد تغیر فطرت ہی اور معنی یہ ہین کہ ہر شخص فطرت اسلام و توحید پر پیدا ہوتا ہی پھر اُسکے [illegible] وغیرہ کر دیتے ہین یعنی توحید سے شرک مین لاتے ہین تو اللہ تعالےٰ عزوجل نعمت توحید [illegible] انکو شرک مین رکھتا ہی۔ پس اللہ تعالےٰ نے اُنکی نعمت متغیر نہ کی یہانتک کہ اُنھون نے [illegible] فطرت بدل ڈالی ہین۔ شیخ نے اُسکے فائدہ مین کہا کہ ابتداے فطرت سے نعمت پر تھے جب بالغ ہوئے تو امتحان مین لائے گئے تو اسی امتحان مین پڑے رہے اسطرح کہ فطرت بدل ڈالی تو وہ نجات و خلاص سے بدنگر

Marfat.com

راہ ضلالت پر تبدیل کیے گئے حالانکہ مشرکین مکہ وغیرہ کو یہ لازم تھا کہ اگر نزول نبوت حضرت [illegible]
اور التباس پیدا ہو گیا تھا تو اللہ تعالے عزوجل سے عاجزی والحاح کرتے اور اپنی [illegible]
کرتے کہ اے رب ہمارے یہ التباس دور کر دے اور ہمکو راہ راست دکھلا دے [illegible]
بلاے امتحان سے کبھی یہ عاجزی نہ کی اور انقطاع کر لیا کہ بت پرستی و شہوات کی پابندی ہی [illegible]
جو نعمت تھی برے اعتقاد و شرک کی طرف جو عذاب و نقمت ہی تغیر ہوا اور چونکہ معاملہ خاص خاتم المرسلین [illegible]
ساتھ عداوت کا تھا لہذا دنیاوی حالت مین بھی خوار و ذلیل ہوئے اگر خود رسول سے [illegible]
اور ایذا کے درپے نہوتے تو ممکن تھا کہ اسی عذاب و بدبختی پر جو کفر کی تھی اکتفا ہوتا جیسے قیامت تک [illegible]
مشرکون و کافرون کے ساتھ شاید برتاؤ ہوگا واللہ سبحانہ تعالے اعلم اور اگر توحید و نبوت کی اتباع [illegible]
کو راہ حق سمجھتے جیسے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہوا ہی تو عذاب سے رحمت کی طرف تغیر ہوتا اور [illegible]
جہنم کے پل سے نجات پاتے اور نعمت مغفرت سے مالامال ہوتے فافہم واللہ سبحانہ تعالے اعلم ۔ شیخ [illegible]
واذا اراد اللہ بقوم الآیہ مین تنبیہ ہی کہ تمام سالکین مین سے کوئی محل امتحان سے علیحدہ نہین کیا جاتا [illegible]
قہر لازم رہتی ہی جیسے انکے ساتھ صفت لطف و رحمت بھی لازم رہتی ہی جب تک عبودیت مین [illegible]
پہلے ظہور صفت قہر سے خوفناک ہین اور ہر حال مین لطف مین منتظر و امیدوار ہین اور ہر ایک [illegible]
اور نعمت قہر و امتحان انسے کبھی جدا نہوگا اگرچہ ولایت کی زبان سے عاجزی والحاح کرین ولیکن عاجزی [illegible]
اسطرح کہ مقدر سختیان و بلیات انپر آسان کر دی جاتی ہین اور ہر ایک مین انکو بجاے قہر و غضب کے [illegible]
حاصل ہوتی ہی پس وہی پاک عزوجل انپر جاری کرتا ہی اور وہی انپر آسان کر دیتا ہی اور یہی معنی ہین قولہ فلا مرد [illegible]
اور سواے حق تعالے عزوجل کے کوئی والی نہین پس فرق مشرکین و مومنین مین یہ ہی کہ مشرکین [illegible]
بتون و اغیار کے ساتھ ملتجی ہوتے ہین پس قضا انپر سے نہین ٹلتی اور پوری ہوتی ہی جسکو سختی سے [illegible]
گریز کے مستحق عذاب ہوتے ہین اور غیرون کی طرف ملتجی ہونے سے غضب علی غضب بڑھ جاتا ہی اور [illegible]
کے قدم جاے رہتے ہین اور یحفظونہ من امر اللہ کا ظہور ہوتا ہی اور اللہ تعالے عزوجل ہی کی [illegible]
پر رحمت بڑھتی جاتی ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ اعوذ بمعافاتک من عقوبتک ۔ یعنی [illegible]
ہونے کی صورت مین اسی والی کی طرف التجا لاے تو اللہ تعالے عزوجل نے [illegible]
اور اپنی طرف ملتجی ہونے سے رحمت مزید کر دی ۔ قاسم رحمہ اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالے [illegible]
چاہتا ہی یعنی ظاہری جسم سے ہلاک ہونا یا باطنی ایمان سے ہلاکت جو نہایت [illegible]
تو انکی آنکھون مین یہی راہ اچھی نظر آتی ہی ہر چند انکو سمجھایا جاوے کچھ نہین [illegible]
کو اچھا دیکھتے ہین حتے کہ اپنے پیرون ان جگہون کو چلے جاتے ہین [illegible]
آخر کو ہلاک ہو جاتے ہین اور اللہ تعالے عزوجل ہی ہر ایک مخلوق کا متولی [illegible]

...مشہور کہ ابوجہل وغیرہ کس طرح سے خواری وہلاک مین گھسے چلے جاتے تھے اور آخر
...ہلاک ہوئے اور باوجودیکہ بعضے لوگون نے بخوبی فہمائش کی مگر نہ مانے اور اسکے اچھے ہونے پر
...دلائل پیش کئے ... چلکر تدبر کر کے موارد ہلاکت مین داخل ہوئے ثم قال اللہ تعالیٰ

...يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۚ وَ

... خوف و طمع کے لئے اور پیدا کر دیتا ہی سحاب بوجھ والے اور

يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

... تعریف کیساتھ اور ملائکہ اسکے خوف سے اور بھیجتا ہی صاعقون کو پس

فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۚ

... جسکو چاہتا ہے اور حال یہ کہ وے جھگڑا کرتے ہین اللہ تعالیٰ مین حالانکہ وہ سخت قوت والا ہی

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ

... اور جو لوگ پکارا کرتے ہین اسکے سوائے دوسرون کو وے کچھ جواب نہین دے سکتے انکو

بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَاۗءُ

... مگر ایسے کہ جیسے ہتھیلی پھیلانے والا ہو پانی کیطرف کہ وہ پہونچ جاوے اسکے منھ مین حالانکہ وہ کبھی اسکے منھ مین پہونچنے والا نہین

الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۚ

اور نہین ہی پکار کافرون کی مگر بھٹک مین

بیضاوی رح نے لکھا کہ ... کی آیات سے ثابت ہو گیا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ عزوجل چاہے اُسکے خلاف محال ہو وہی ہوتا ہی
... اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہی هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ وہی اللہ ہی جو تمکو برق کھلاتا ہی
خَوْفًا وَّطَمَعًا خوف وطمع کے واسطے۔ یعنی برق کے صدمہ سے خوف کرتے ہوا ور مینھ کی طمع کرتے ہو۔
... خوف کرتا ہی جسکو مضر ہو اور طمع کرتا ہی جسکو نفع ہو۔ معالم مین لکھا کہ بعض نے کہا کہ خوف بجلی سے
... بعض نے کہا کہ خوف مسافر کو کہ اس سے مشقت واذیت لاحق ہونے کا خیال کرتا ہی اور طمع مقیم کو جو اس
... کیطرف دیکھتا ہی اقول مسافر ومقیم کی خصوصیت کی ضرورت نہین بلکہ شکستہ مکان وجھونپڑے والا مقیم
... بلکہ عام قول جو بیضاوی رح نے لکھا وہ بہتر ہی۔ اور معالم مین بعض کا قول کہا کہ بعضے
... زراعت ہوتی ہی وفیہ نظر۔ قال الامام الحافظ رح برق وہ نور جو سحاب کے
... ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کہ ابوالجلد کو خط لکھا کہ برق سے کیا مراد ہی
... کہ ... کہتا ہی کہ معنی یہ کہ اس مقام پر برق سے مینھ مراد ہی پس برق کے ذکر سے ایسا
... سمجھتا ہی چنانچہ مشہور ہی کہ بجلی چمکتی پانی برستا ہی۔ قتادہ وزجاج سے خوف مسافر اور طمع مقیم روایت ہوا۔
... نے لکھا کہ ... آگ ہی جو سحاب سے متولد ہوتی ہی فعلے ہذا برق وصاعقہ مین فرق ہوگا

Marfat.com

کہ برق ایک نور ہی اور صاعقہ آگ ہی و قولہ خوفا وطمعا کی جو تفسیر بیضاوی وغیرہ [illegible]
ہوتا ہی اور طمع باران رحمت کی ہوتی ہی فعلے ہذا برق وہی صاعقہ ہی۔ اور اسکی تفسیر [illegible]
سے ڈرتا ہی الخ اسکے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ برق کا نور دیکھکر پانی برسنے کی علامت ظاہر ہوتی [illegible]
جیساکہ ابن عباس کی روایت سے معلوم ہوا تو مسافر برق کی اذیت سے [illegible]
کی اذیت و مشقت سے ڈرتا ہی وعلے ہذا برق و صاعقہ مین فرق ہوگا۔ وَيُنْشِئُ السَّحَابَ [illegible]
پھیلی ہوئی ہو سحاب ہی اور مراد بادل ہی جو ہوا مین پھیلتا ہی۔ معالم مین کہا کہ جمع سحابۃ ہی [illegible]
معنی مین اسم جمع ہی اسی واسطے اسکے وصف مین کہا۔ الثِّقَالَ جمع ثقیلہ۔ یعنی اور پیدا کرتا ہی [illegible]
بادلون کو جو بھاری ہوتے ہین۔ قال الحافظ یعنے بادلون کو نئی پیدائش سے ہمیشہ پیدا کرتا ہی [illegible]
پانی کی کثرت سے بوجھل ہوکر زمین سے قریب ہوتے ہین مجاہد رح نے کہا کہ سحاب ثقال وہ ہین جنمین [illegible]
اکثر واقفان طبعیات نے اٹکل کی دلیلون سے زعم کیا کہ اجسام کے بخارات اُٹھکر سردی سے منجمد ہوکر [illegible]
جن سے مینھ برستا ہی اور یہ اٹکل میرے خیال مین بیہودہ ہی کیونکہ ہر شخص جانتا ہی کہ ایام بارش کا مینھ [illegible]
ہرگز دوسرا مینھ ویسا نہین ہی اور سخت گرمی مین کبھی ان بخارات سے یہ کیفیت نہین ہوتی بخلاف ایام [illegible]
کہ ان دنون اس کثرت سے بخارات ہر روز پیدا و منجمد ہوتے ہین اور غیر دنون مین یہ سلسلہ متواتر نہین [illegible]
پانی بہت برس جاوے پس ممکن نہین ہی کہ یہ اٹکل اس قدرت الٰہیہ کے احاطہ پر قادر ہو اور مرد عاقل ان بیہودہ [illegible]
سوائے مضحکہ کی نگاہ کے نہ دیکھیگا اور اس سے میری یہ مراد نہین ہی کہ عالم اسباب مین حق تعالےٰ عزوجل نے اشیا [illegible]
تکون کو متوسط باسباب نہین فرمایا ہی بلکہ میرا کلام اسمین ہی کہ مینھ و اُسکے برسنے و اسکے ایام کی خصوصیت [illegible]
صرف ایسی اٹکل پر نہین ہی بلکہ اسمین خاص آثار و انوار قدرت الٰہیہ ہین۔ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ [illegible]
پڑھتا ہی رعد بحمد الٰہی یعنے کہتا ہی کہ سبحان اللہ وبحمدہ۔ اور اکثر مفسرین کے نزدیک رعد ایک فرشتہ کا نام [illegible]
موکل ہی اور امام احمد رح نے بنی غفار کے ایک شیخ سے روایت کی جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
سحاب کو پیدا فرماتا ہی پس وہ اچھی گفتگو کرتا ہی اور اچھی ہنسی ہنستا ہی۔ امام حافظ رح [illegible]
کہ رعد اسکی گفتگو ہی اور برق اسکی ہنسی ہی۔ اور سعد بن ابراہیم سے یہ قول مروی ہی [illegible]
یہ آیت ایک اسرار الٰہی عزوجل کا اخبار ہی۔ کیونکہ رعد کی تسبیح ظاہر ہی کہ سب لوگ نہین سمجھتے [illegible]
نظیر اسکی ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندون کی بولی سمجھتے تھے اور باقی لوگ نہین سمجھتے [illegible]
تسبیح کرتی ہی کما قال تعالےٰ وان من شئی الا یسبح بحمدہ۔ اور کوئی چیز نہین مگر [illegible]
اور یہ تحقیق ہی اور خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ولکن لا تفقہون تسبیحھم۔ ولیکن تم انکی تسبیح نہین [illegible]
نے ابن ابی حاتم رح کی روایت باسناد محمد بن مسلم رح سے ذکر کی کہ ہمکو خبر پہنچی کہ برق [illegible]
ایک انسان کا اور ایک بیل کا اور ایک گرگس کا ایک شیر کا پس جب دم مارتا ہی تو برق [illegible]

Marfat.com

ایک مخلوق ہی اللہ تعالے عزوجل کی مخلوقات مین سے جو سحاب پر موکل ہی امام احمد رحمہ نے
روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب سنتے رعد و صواعق کو تو دعا کرتے اللہم لا تقتلنا بغضبک
ولا تہلکنا بعذابک وعافنا قبل ذلک - اے رب ہمارے ہمکو اپنے غضب سے قتل نہ کیجیو اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کیجیو اور قبل
اسکے ہمکو عافیت دے رواہ الترمذی والبخاری والنسائی والحاکم - ابن جریر نے ابوہریرہ سے مرفوع روایت کی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم جب رعد کو سنتے تو کہتے کہ سبحان من یسبح الرعد بحمدہ - اور مروی ہی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی
کہتے تھے اور ابن عباس و طاوس و اسود بن یزید سے مروی ہی کہ وہ بھی ایسا ہی کہتے تھے اور عبداللہ بن الزبیر جب
رعد کو سنتے تو بات چیت ترک کر دیتے اور کہتے سبحان من یسبح الرعد بحمدہ والملائکۃ من خیفتہ - اور کہتے کہ اہل زمین کے واسطے یہ سخت
وعید ہی رواہ مالک فی الموطا والبخاری فی الادب - امام احمد رحہ نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب عزوجل فرماتا ہی کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کرتے تو مین انکو منہ راتا مین
مینہ دیتا اور دن مین سورج طلوع کرتا اور انکو رعد کی آواز نہ سناتا - طبرانی نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رعد سنو تو اللہ تعالے عزوجل کی یاد کرو کہ وہ یاد کرنے والے پر نہین پہونچتا ہی معالم
مین ابن عباس رضہ سے کہا کہ چند یہودی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ ہمکو رعد سے آگاہ کرو تو آپ
نے فرمایا کہ فرشتون مین سے ایک فرشتہ ہی جو سحاب پر موکل ہی اسکے پاس آگ کے مخاریق ہین جن سے سحاب کو ہانکتا ہی -
صاحب لباب نے کہا کہ المخاریق کی تفسیر دوسری حدیث مین آئی ہی کہ وہ نور کا کوڑا ہی جس سے سحاب کو ہانکتا ہی - اگر کہا جاوے
کہ جب رعد فرشتہ ہوا تو پھر کیا معنی ہین قولہ تعالے وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهٖ اور تسبیح کرتے ہین ملائکہ اُسکے
خوف سے - تو جواب یہ ہی کہ یہ عطف رعد پر عطف عام کا خاص پر ہی اور یہ جائز ہی پھر صحیح یہ ہی کہ خیفتہ کی ضمیر اللہ تعالے
کی طرف ہی اسمین دو قول ہین کہ ملائکہ سے کون فرشتے مراد ہین - بعض نے کہا کہ رعد کے ساتھ دیگر ملائکہ ہین بطور
اعوان و انصار کے بحکم الہی عزوجل اُسکے مطیع و محکوم ہین اور بعض نے کہا کہ عام ملائکہ مراد ہین اور بات یہ ہی کہ جب
رعد نے تسبیح پڑھی اور اُسکی آواز گونجی تو بخوف الہی ملائکہ اُسکے ساتھ تسبیح کرتے ہین پس اسوقت مینہ نازل ہوتا ہی
اور اہل زمین پر نکہ عبداللہ بن الزبیر کے قول سے ثابت ہی کہ رعد کی آواز پر کہتے کہ اہل زمین کے لیے یہ وعید شدید ہی
اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مرفوع روایت مین آپ کا خوفناک ہوکر غضب و عذاب سے پناہ مانگنا مروی ہی
پس ملائکہ غضب الہی کے خوف سے ڈرتے ہین اور تسبیح کرتے ہین - واضح ہو کہ بعض مفسرین نے کہا کہ رعد
فرشتہ ہی جیسا یہان ثابت ہوتا ہی اور رعد اُسکی آواز کا بھی نام ہی جیسا قولہ فیہ رعد و برق - شروع سورہ
بقرہ مین آواز کے معنے یہان بھی ہو سکتے ہین یعنے رعد متلبس بحمد الہی ہوتی ہی یعنی یہ آواز
جو رعد کی ہی تسبیح ہی جو موکل ابر سے جسکا نام رعد ہی پیدا ہوتی ہی - بعض نے کہا کہ رعد اُس
فرشتے کی آواز ہی جو سحاب پر موکل ہی لیکن رعد کے واسطے ایک حقیقت ہی اگرچہ ہم اُسکو غیر قائم سمجھین جیسے کہ
حضرت جبرئیل وغیرہ اس عالم مین ہم پر اور ہیات سے ظاہر ہین ولیکن اُنکی صورت اصلی اللہ تعالی کے

حضور مین موجود ہی۔ پس اگر رعد نفس آواز ہو تو تسبیح باعتبار اصل حقیقت کے ہی اور اگر [illegible]
کہتا ہی کہ اس زمانہ مین کثرت سے لوگ اس قسم کے موجود ہین کہ انکا اقرار و تسبیح ماننا فقط [illegible]
محسوس ہون حتے کہ ملائکہ و شیاطین بلکہ جن سب سے انکار کرتے ہین اور شاید اپنی بینائی وغیرہ [illegible]
کرتے ہون مگر روح سے منکر ہونگے اور بہت انھین کے اللہ تعالیٰ سے منکر ہین اور جو نام کا اقرار کرتے [illegible]
کوئی تصویر اپنی رائے سے قرار دیکر اسکے قائل ہین پس فی الحقیقۃ وہ اللہ تعالیٰ عزوجل سے منکر ہین اور [illegible]
جب تک اسطرح اقرار و یقین نہ کرین جسطرح کہ حق تعالیٰ عزوجل پاک ذات و صفات سے موجود ہو اور [illegible]
قیاس و وراء سے اعلیٰ ہی تو ضرور رہا کہ اسکی صفات پاک کا اسطرح اقرار کرین جسطرح اُس نے [illegible]
آگاہ فرمایا ہی اور منجملہ صفات کے یہ کہ خالق ہی جو چاہے جسطرح چاہے پیدا کرے اور ہر چیز ذرہ سے عرش تک
پیدا کرتا ہی اور کسی مخلوق کو کوئی چیز پیدا کرنے کا اختیار نہین ہی حتے کہ جو کام و جو فعل موجود ہوتا ہی اسی کا ایجاد
بندہ صرف اس فعل کا مصدر رہا اور وہ فعل نیک ہو یا بد ہو اس بندہ کے ساتھ ہوا اور جب اُس نے بندہ کو پیدا
اس سے پہلے قدیم سے وہ اُسکی حقیقت و ماہیت و اُسکے افعال جو عمر بھر کریگا جس وقت کریگا سب جانتا تھا اور
اُس نے پیدا کیا ہی اور جسقدر مخلوقات ہی اسکا شمار کسی کو نہین معلوم اور بہت مخلوق اُس نے اپنی قدرت سے ایسی
دکھائی ہی جو ہمکو نظر نہین آتی جیسے ہوا اور بہت وہ جو محسوس نہین ہوتی جیسے روح و ملائکہ و شیاطین۔ اور بہت
عالم مین ایسی ہین جنکو آدمی نہین سمجھتا جیسے نباتات کی خاصیت اور جانورون کی بولیان اور جیسے اللہ تعالیٰ عزوجل
تسبیح۔ اور وہ قادر ہی اُسکی قدرت ہر چیز کو محیط ہی اور کوئی چیز اُسکی قدرت کے سامنے محال نہین ہی جیسے کھاری
سمندر ملا ہوا مگر دونون خلط نہین ہوتے ہین اور زمین کی خشکی پانی کے اندر گلتی نہین اور پانی مٹی کا مجموعہ ہی
پانی سیلان نہین کرتا الغرض جب سب صفات پر ایمان لایا اور کسی چیز کو اُسکی کسی صفت مین شریک نہ جانا تب
مومن مسلمان ہوا اور جب تک اپنے آپ کو قدرت والا اور ہر فعل پیدا کرنے والا اور اسباب کو تاثیر کرنے والا اور الہٰی
الٰہی کو ناقص سمجھنے والا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُسکا بیٹا سمجھنے والا اور مانند اسکے رائے و قیاس کرنے والا
تب تک اپنی خیالی تصویر کو خدا ماننے والا ہوگا اور اللہ تعالیٰ عزوجل پر ایمان لانے والا نہوگا اور آخرت کا
کافر ہی اور خوب جان لو کہ جیسے دنیا مین مختلف ملکون و خشکی و تری کے رہنے والے الگ الگ [illegible]
کیڑے خشکی کے رہنے والے نہین اور خشکی والے پانی کے نہین اور آگ کے کیڑے کے سوا [illegible]
رہ سکتا اسیطرح بعد موت کے جہنم و جنت دو گھر ہین جنت کے رہنے والے علیحدہ ہین اور جہنم [illegible]
ہین اور دنیا مین اُنکی صورتین یکسان اور سیرتین جدا جدا ہین مگر دو ہی قسم مین منحصر ہین [illegible]
صورت ظاہر ہی اور جیسے آخرت پوشیدہ ہی ویسی ہی اُسکی لیاقت باطن مین پوشیدہ [illegible]
ایمان والون کو کچھ مضر نہین ہی اگر جہنم والے اللہ تعالیٰ عزوجل کی قدرت و اُسکے [illegible]
انکار کرین اور اگر نہ انکار کرین تو عجب ہی اس لیے کہ باطن یکسان نہوا ہے حالانکہ

[illegible] جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اور جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین آیا اسپر [illegible] اٹکل والون کی رائے ہیچ یا اللہ تعالےٰ عزوجل و اُسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلام سچا ہی۔ [illegible] و حدیث صحیح ہو اور اُنسے خلاف سب اٹکل و رائے ہی اور دنیا مین بیشمار اٹکل کرنے والے ہر زمانہ مین [illegible] اور سب مین باہم اختلاف رہا تو صاف ظاہر ہی کہ اگر اٹکل صحیح ہوا کرتی تو سب کی ایک ہی رائے ہوتی پھر اٹکل تو حواس [illegible] ہی اور علم الٰہی و مخلوقات کا احاطہ حواس سے کیونکر ممکن ہی بلکہ جس نے یہان اٹکل دوڑائی حماقت ظاہر ہوگی تو ایسے حق پر کیونکر اعتبار ہوگا اور جب اٹکل والا اپنی روح کی ماہیت نہین جان سکتا تو اور مخلوقات [illegible] کا جو ہے کیونکر مسلم ہو اور مخلوقات درکنار رہ تو خالق عزوجل مین اٹکل لگاتا ہی یہ سب سے زیادہ بدتر ہی بس ہم ایمان لائے کہ جو اللہ تعالےٰ عزوجل نے فرمایا کہ ہو الذی یریکم البرق۔ وہی اللہ تعالےٰ ہی کہ تمکو دکھلاتا ہی برق۔ جو [illegible] سے نورانی پیدا ہوتی ہی۔ خوفا وطمعا۔ خوف کے لیے اور طمع کے لیے یا خوف دلانے و طمع دلانے کو کہ عظمت الٰہی مین گناہ کی سزا سے خوف ہی یا مینھ کی آذیت و مشقت سے مسافر کو خوف ہی اور ہر ایک کو مینھ کی منفعت سے امید [illegible] ہی یا ہر ایک کو دو وجہ سے خوف و طمع ملی ہوئی ہی کہ برق و رعد سے عذاب نہ ہو اور کثرت بارش سے طوفان نہ ہو [illegible] سے رزق و فراخی کی امید ہی۔ وینشئ السحاب الثقال۔ اور وہی نئے پیدا کرتا ہی بادل مینھ سے بوجھل۔ اگر اللہ تعالےٰ [illegible] بخارات کے اجتماع سے پیدا فرمایا ہو تو یا بغیر کسی اسباب ظاہری کے ایجاد کر دیا ہو تو بہر حال اسکا اس حالت پر کر دینا اللہ تعالےٰ عزوجل کی ایجاد ہی جس سے ایام بارش مین عجیب طرح کی قوت و نمو نئی سر سے زمین کو ہوتی ہی اور سخت گرمی کے بعد ہی ابرون کا پیدا ہونا شروع ہوتا ہی اور پھر تمام موسم بھر بہت زور شور سے بادل آتے اور برستے رہتے ہین پھر موسم کے بعد بالکل مطلع صاف ہو جاتا ہی تو بخارات کے اجتماع سے سردی پاکر پانی ہو جانے کی اٹکل ہی اٹکل ہی علاوہ اسکے بارش سے ایک مہینہ پہلے کبھی خوب پانی برس جاتا ہی مگر زمین کو وہ نمو نہین ہوتا جو برسات کے مینھ سے اگرچہ ایک دفعہ برس کر کھل جاوے روئیدگی نباتات کی دھوم سے شروع ہو جاتی ہی اور پھر باقی سال بھر بخارات اتنے جمع نہین ہوتے جتنے کہ بارش کے ایک روزہ ہجوم سے نظر آتے ہین بلکہ صواب یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ عزوجل مینھ کے بادلون کو جو کہ برسات مین ہوتے ہین اپنی قدرت سے پیدا فرماتا ہی۔ ان بادلون کے ساتھ اُسکی قدرت کے سماوی انتظام ہین جیسے زمین پر کھیتون کے ساتھ جوتنے بونے والون کا انتظام ہی۔ یہ مخلوق آدمی ہین اور وہ فرشتے ہین۔ بادلون سے گرج کی آواز نکلتی ہی اور برق چمکتی ہی۔ ویسبح الرعد بحمدہ۔ رعد اسکی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتا ہی۔ اگر اسیقدر ہوتا کہ رعد اُسکی تسبیح کرتا ہی تو بعض لوگ کہتے ہین کہ اسکا یہ مطلب ہی کہ رعد جو محسوس ہوتی ہی یعنی گرج کی آواز ان بادلون مین سے اس سے اللہ تعالےٰ کی حقیقت ظاہر ہوئی تو یہی اسکی تسبیح ہوئی۔ کیونکہ تسبیح سے خوبی ظاہر ہوتی ہی اور اس سے خوبی ظاہر ہوئی تو اسطرح بادل و گرج کا [illegible] اللہ تعالےٰ عزوجل کی تسبیح ہوئی جیسے اور مخلوقات کا وجود ظاہر کرتا ہی کہ انکا خالق ہی اور تسبیح ظاہر ہوتی ہی ولیکن [illegible] کہ رعد اسکی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح پڑھتا ہی تو اب صاف معلوم ہوگیا کہ مجازی معنی مراد نہین بلکہ حقیقی تسبیح [illegible] ہم جان سکے کہ یہ آواز گرج کی جو ہماری سمجھ مین خالی آواز معلوم ہوتی ہی یہ درحقیقت سبحان اللہ بحمدہ

Marfat.com

کے معنی رکھتی ہی اور تسبیح پڑھنے والا رعد ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو آگاہ کیا [illegible]
موکل ہی اور شاید فرشتہ کی لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایک ساوی مخلوق ہی یا آسمان و زمین [illegible]
کہ حسن بصری رہ نے سمجھا ہی کیونکہ بعضے صالحین نے اسکی شکل ایسی بیان کی جو ملائکہ کی [illegible]
ایمان پر خاتمہ بخیر ہونے سے مومنین کو یہ امور ظاہر ہو جاوینگے۔ اسوقت تو ہم اسکی تسبیح [illegible]
آواز کی چمک ہی یا وہ بجلی ہی اور بجلی اس رعد کا کوڑا ہی جس سے سحاب کو چلاتا ہی اور حدیث [illegible]
اور مخراق بٹے ہوئے کپڑے کے جھوڑے کو کہتے ہین چونکہ کبھی ہم لوگون نے ایسے مخلوق کو نہین [illegible]
آنا ممکن نہین اور بیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحیح ہی اسکو ہم اپنے قیاس کی قوت [illegible]
کہ اسکی کیفیت یہی ہی جیسے ہم لوگ کوڑا مارتے ہین یا کیونکر تو یہ ہمارے خیالات سے باہر ہو [illegible]
اس سے ہانکتا و چلاتا ہی اور یہ ایک شان خالق عزوجل ہی اور یہ تمام زمین و آسمان بے انتہا [illegible]
جنمین آدمی بھی ایک ذرہ برابر مخلوق ہی چونٹیون و مکھیون کے جھنڈ خود بے انتہا ہین اور یہ تمام مخلوقات [illegible]
و آواز سے اللہ تعالے عزوجل کی تسبیح پڑھتے ہین اور تمام سلطنت الٰہی منور ہی پس رعد موکل [illegible]
حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتا ہی والملائکۃ من خیفتہ۔ اور ملائکہ از خوف الٰہی تعالے تسبیح پڑھتے ہین [illegible]
یہ قہر کی تہدید ہی اور عظمت و جلال الٰہی تعالے کے سامنے ہر بندہ خوفناک ہی تو ملائکہ خوف سے تسبیح [illegible]
تسبیح کرتے ہین اور بادلون مین صواعق ہین یا رعد کے ساتھ ہین۔ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ [illegible]
بھیجتا ہی صواعق کو جمع صاعقہ ایک آگ ہی جو بادلون کے درمیان سے پیدا ہو کر کبھی زمین پر گرتی ہی [illegible]
کہ اسکو اللہ تعالے عزوجل بھیجتا ہی۔ فَيُصِيبُ بِهَا پس مصیبت مین مبتلا فرماتا ہی ان صواعق کے [illegible]
يَّشَآءُ جسکو مبتلا کرنا چاہتا ہی پس اسکو ہلاک کر دیتا ہی۔ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي [illegible]
حال یہ ہی کہ مخلوقات زمین کے آدمی جھگڑا کرتے ہین اللہ تعالے عزوجل کے بارہ مین وَهُوَ [illegible]
حالانکہ او تعالے سخت قوت والا ہی یعنے آدمی اپنی بے انتہا و ہستی کے ساتھ اللہ تعالے عزوجل کی قدرت [illegible]
مین جھگڑا کرتے ہین اور جسطرح اللہ تعالے کا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم انکو اللہ تعالے [illegible]
ہدایت فرماتا ہی اسکے ساتھ اوندھی رائے و اُلٹی باتون سے جھگڑتے و انکار کرتے ہین حالانکہ [illegible]
چیزون پر قادر اور مخلوقات سب اسی کی پیدا کی ہوئی ہی وہ بہت بڑا طاقت و قدرت والا [illegible]
تو ملائکہ و عیسی کوئی مخلوق کچھ نہین کر سکتی اور جب وہ چاہے لوگون کو دو باتین [illegible]
بیضاوی وغیرہ نے لکھا کہ شدید المحال شدید المحالۃ لاعدائہ یعنے سخت حیلہ مین [illegible]
انکو قہر و جلال سے مقہور اسطرح کر دے کہ سب جھگڑا بھول جاوین تو انکو قدرت [illegible]
مقرر کر دیا اور فی الحال انکو ایسے طور پر اپنی قدرت مین مسخر رکھا کہ [illegible] خیالات [illegible]
جو خیالات باندھتے ہین اسنے خود ہلاکت مین پڑتے ہین مگر حق تعالے عزوجل کی قدرت [illegible]

اسی کے لیے ہی دعوت حق یعنی الدعاء الحق کیونکہ وہی سزاوار رہی کہ اس سے دعا اور
پکارا جانا اسی کے لیے ہی یعنی اسی کی بندگی کے لیے لوگون کو ہدایت کیجاوے یا دعا کا
سے یعنی جو لوگ غیرون سے دعا کر کے سمجھتے ہین کہ یہ کام ہو گیا فلان بت یا میت یا سورج
باطل ہی اور حق تعالے عزوجل نے اسکو مقدر کر دیا تھا اور ضرور وقت مقرر پر مراد ملتی مگر
حق میں شدید ہی کہ کافر اسکو اپنے خیالی شرک سے فوز مراد سمجھا حالانکہ جس سے دعا کی تھی اسکی
تھا اور جس نے حق تعالے عزوجل سے دعا مانگی وہ حق ہی وہ سنتا و جانتا اور قدرت والا ہی اپنے
قول فرماتا ہی وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اور جو لوگ پکارتے ہین اللہ تعالے کے سوائے دوسرے
کے طرح دعا مانگتے ہین - لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ تو یہ لوگ ان پکارنے والون
جواب نہین دے سکتے یعنی کسی بات کی بھی قبولیت نہین کر سکتے ہین کیونکہ انکو بذات خود کچھ قدرت
مگر ایسی اجابت کر سکتے ہین - كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ جیسے کوئی پیاسا پھیلائے
پانی کی طرف - لِيَبْلُغَ فَاهُ تاکہ پہونچ جاوے اُسکے مُنھ کو وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ حالانکہ
اسکے مُنھ کو نہین پہونچنے والا ہی تو ایسے ہی جو لوگ غیرون کو پکارتے اور اُنسے دعائین مانگتے ہین ایک
ایسی چیز مانگتے ہین جو نہ اُسکے پاس اور نہ دے سکتا ہی - وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ اور نہین ہی پکار و دعاء کافرون کی مگر بھٹک مین - یعنی ضائع و باطل و بربادی مین پڑی رہتی ہی
پھرتی ہی کہین اُسکا ٹھکانا نہین ہی یا ایسی دعاء گمراہی مین داخل ہی اور اول قول بہتر ہی - واضح ہو
تفسیر مین امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ عنہ نے لکھا کہ قولہ تعالے ویرسل الصواعق فیصیب بہا من یشاء
انتقام کے لیے بھیجتا ہی جس سے چاہتا ہی اُسکی حرکت کا انتقام لیتا ہی - اسی واسطے آخر زمانہ قرب
کثرت ہوگی چنانچہ امام احمد نے اسناد سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے نزدیک ہونے پر صواعق کی کثرت ہوگی یہان تک کہ آدمی
والون پاس آویگا اور پوچھیگا کہ تم سے کون آج صبح صاعقہ سے مبتلا ہوا ہی کہینگے کہ فلان شخص اور
اور آیات کے سبب نزول مین حافظ ابو یعلی موصلی نے اسطرح روایت کی کہ حدثنا اسحق حدثنا
الضبعی حدثنا ثابت عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث یعنی
اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو عرب کے ایک فرعون کے پاس ایک مرتبہ بھیجا اور کہا کہ میری طرف
پاس بلا لا - اُس نے جاکر اس شخص سے کہا کہ تجھکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہی اُس نے
رسول اللہ کون ہی اور اللہ تعالے کیا ہی کیا وہ سونے کا ہی یا چاندی کا ہی یا تانبے کا ہی وہ شخص واپس
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور قصہ بیان کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے آپ سے
کہا تھا کہ وہ بہت سرکش ہی اُس نے مجھ سے یون یون گفتگو کی پس آپ نے فرمایا کہ

(۱) قوم ایک مرد ظاہراً اُسکے ساتھ بھی دو ایک آدمی رہے جیساکہ دوسری روایات سے ظاہر ہوتا ہے ۱۲ م

Marfat.com

دوبارہ اُسکے پاس جاکر کہیں وہ گیا اور ویسا ہی جواب پایا تو واپس ہوکر رسول اللہ [illegible]
اور کہا کہ مین نے عرض کیا تھا کہ وہ اس سے زیادہ بے پرواہ ہے پس فرمایا کہ تیسری بار [illegible]
تیسری بار آیا پس اُس نے تیسری بار اسی کلام کا اعادہ کیا پس اسی درمیان مین کہ [illegible]
ناگاہ حق تعالے نے اس مرد سرکش کے سر کے اوپر سیدھا ایک ٹکڑا ابر کا بھیجا اور بجلی [illegible]
صاعقہ گری اور اسکے سر کا پیالہ اُڑا لیگئی پس اللہ تعالے عزوجل نے نازل فرمایا ویرسل الصواعق الآیۃ
ابن جریر نے بھی علی بن ابی بسار سے روایت کیا اور حافظ امام ابوبکر البزار نے عبدۃ بن عبداللہ [illegible]
عن دیلم بن غزوان عن ثابت عن انس بنحوہ روایت کیا ہے اور کہا کہ حدثنا الحسن بن محمد حدثنا عفان حدثنا
حدثنا عمران الجونی عن ابی عبدالرحمن بن صحار العبدی انہ بلغہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث بنحوہ
روایت ہے اور شیخ حافظ نے لکھا کہ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ایک یہودی نے آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
مجھے اپنے رب سے آگاہ کرو وہ کس چیز کا ہے تانبے کا یا موتی کا یا یاقوت کا پس ایک صاعقہ آئی اور [illegible]
اللہ تعالے عزوجل نے نازل فرمایا ویرسل الصواعق الآیۃ۔ اور قتادہ رح نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ [illegible]
شخص نے توہین کے الفاظ مین قرآن مجید سے انکار کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی پس اللہ [illegible]
عزوجل نے صاعقہ بھیجی جس نے اُسکو ہلاک کردیا اور اللہ تعالے عزوجل نے نازل فرمایا ویرسل الصواعق الآیۃ
شیخ ابن الکثیر رح نے لکھا کہ مفسرین نے اسکے سبب نزول مین قصۂ عامر بن الطفیل اور اربد بن ربیعہ بھی ذکر کیا ہے
کہتا ہے کہ اسانید اسکے صحیح ہین اور ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے یہ وقائع ہوتے رہے ہین اُنمین سے اخیر واقعہ کے پیچھے
نزول ہوا ہے اور من یشاء سے دلالت پائی گئی کہ سب اسمین داخل ہین اور شیخ حافظ رحمہ اللہ علیہ نے ان
عامر واربد کا قصہ اسطرح لکھا کہ دونون نے مدینہ مین حاضر ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چاہا کہ ہمارے
نصف شرکت قبول کرو مگر اس جہالت کی بات کے جواب مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکار کا جواب [illegible]
اسکے سوائے کوئی جواب ہی نہ تھا پس عامر بن الطفیل ملعون نے کہا کہ واللہ مین تیز رو گھوڑون اور [illegible]
ہجوم کرونگا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روکیگا تجھکو اللہ تعالے عزوجل اس سے اور [illegible]
تجھکو دونون فرزند قیلہ کے یعنے اوس و خزرج۔ پھر ان دونون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
قتل کا قصد کیا پس ایک نے تو آپ کو باتون مین لگایا اور دوسرے نے پیچھے کی طرف [illegible]
مگر اللہ تعالے عزوجل نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا اور یہ دونون مدینہ سے [illegible]
مین پھرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائی کے لیے لوگون کو جمع کرتے تھے پس اربد پر [illegible]
بجلی گرائی کہ جلکر ہلاک ہوگیا اور رہا عامر بن الطفیل تو اسپر طاعون آترا [illegible]
یہ غدہ مثل غدہ بکر کے ہے اور موت مبیت سلولیہ مین ہے کہ مرگیا اور اللہ تعالے عزوجل نے [illegible]
ویرسل الصواعق فیصیب بہا من یشاء الآیۃ اور ابوالقاسم الطبرانی نے کہا کہ حدثنا [illegible]

Marfat.com

... عبد العزیز بن عمران حدثنی عبد الرحمن بن زید و عبد اللہ بن زید عن ابیهما زید بن اسلم عن
ابن عباس ان اربد بن قیس بن حزن جلید الی آخر القصہ مترجم کہتا ہو کہ جیسی روایت
... معالم ... ذکر فرمائی ویسی ہی آخر تک مذکور ہی صرف خفیف تفاوت بعض مقام پر ہو چنانچہ جب عامر کے سوالات
... تو عامر اربد کے ساتھ کہتا ہوا کہ واللہ سوارون کے لشکر کو تجھپر چڑھا لاؤنگا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
... اللہ تعالے عزوجل مجھکو اس سے باز رکھیگا اور ہر دو پسران قبیلہ یعنی اوس وخزرج پس جب دونون اربد وعامر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکل گئے تو عامر بولا کہ ای اربد مین تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو تجھسے موڑکر اپنی طرف
... باتون میں مشغول کرون اور تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو تلوار سے قتل کردے اور جب تو مار ڈالیگا تو آخر یہ لوگ دیت پر
راضی ہو جاوینگے اور باہی جنگ وجدال کو مکروہ رکھینگے۔ اربد نے کہا کہ مین ایسا کرونگا پس دونون واپس ہوکر آئے
اور عامر ملعون نے کہا کہ ای محمد میرے ساتھ اٹھو مین تم سے کچھ باتین کرونگا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے ساتھ
علیحدہ ہو گئے اور اُس نے آپ سے جھگڑالو باتین کرنی شروع کین اور اربد نے فوراً اپنی تلوار پر ہاتھ مار کر کھینچنا چاہا
کہ قبضہ پر اُسکا ہاتھ خشک ہو گیا اور وہ تلوار نہ کھینچ سکا اور عامر کو ظاہر ہوا کہ اربد بہت دیر کر رہا ہی اور عامر مضطرب ہوا
کہ ... رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مڑکر دیکھا تو اربد کا یہ فعل آپ کو ظاہر ہو گیا پس آپ دونون سے ہٹ گئے
اور یہ دونون وہان سے چلدیے حتے کہ جب لنگلی زمین جسکو حرہ راقم کہتے ہین پہونچے تھے کہ حضرت سعد بن معاذ
اور اسید بن حضیر دونون سردار اوس وخزرج کے ان دونون کی طرف پہونچے اور آواز دی کہ او دشمنان خدا
انکھین پھاڑکے دیکھو اللہ تعالے عزوجل تم دونون پر لعنت کرے پس عامر نے سعد سے کہا کہ یہ کون ہی اُنھون نے
فرمایا کہ یہ سردار اسید بن حضیر ہی تیری عقب کاٹنے والا پس یہ دونون وہان سے چلدیے یہان تک کہ جب رقم تک
پہونچے تو اللہ تعالے عزوجل نے اربد پر صاعقہ بھیجی جس نے اُسکو قتل کر دیا اور عامر بھاگا یہان تک کہ جریم تک پہونچا ہوگا
پھر اللہ تعالے عزوجل نے اُسپر طاعون نازل فرمایا کہ غدہ پڑکر قرحہ ہو گیا اور رات ہو گئی وہان بنی سلول مین سے ایک
عورت کے مکان مین اُترا اور اپنے قرحہ کو مس کرتا اپنے حلق مین اور کہتا کہ غدة کغدة الجمل وموت فی بیت سلولیہ۔
... تھا کہ سلولیہ کے گھر مین مرے پھر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور اسی کی پیٹھ پر مرا۔ پس اللہ تعالے عزوجل
نے نازل فرمایا اللہ یعلم ما تحمل کل انثی الی الآیات پس قولہ تعالے لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من
امر اللہ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ملائکہ حافظین ہین اور قولہ تعالے ویرسل الصواعق الآیہ ہین اربد ملعون کے قتل کو
بیان فرمایا اور قولہ وہم یجادلون فے اللہ الآیہ کے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالے کی عظمت وکبریائی مین بداعتقادی جھگڑا
کرتے تھے حالانکہ وہ شدید المحال ہی۔ قال المترجم ہکذا ذکرہ الحافظ بطولہ اور مین کہتا ہون کہ معالم کی روایت
... مذکور ... اپنا نیزہ گھماتا جاتا اور لات وعزی سے دعا کرتا اور کہتا کہ محمد و اُسکا دوست ملک الموت
... تو دونون کو اپنے نیزہ سے بمدد لات وعزی ہلاک کر ڈالون۔ اور مذکور ہی کہ آنحضرت صلعم نے
... میرے رب تو مجھے کفایت فرماوے ان دونون سے جسطرح تو چاہے پس قولہ تعالے لہ دعوة

Marfat.com

الحق الآیہ مین یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے عزوجل سمیع وبصیر ومجیب ہی اور کافرون کا [illegible]
ہین انکو کچھ قدرت نہین ہی- اب مین کہتا ہون کہ اسباب نزول جید سو آیات سے جال [illegible]
ہین کہ متعدد وقائع کے بعد نازل ہوئی ہین- اور انمین معجزات وآیات عظمت وجلال [illegible]
رسالت حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وعلی وآلہ واصحابہ وسلم ظاہر ہین اور حضرت انس رضی اللہ [illegible]
ابو یعلی الموصلی کو معالم مین بھی ذکر فرمایا اور اسقدر زیادہ ہی کہ جب وہ سرکش کافر صاعقہ سے [illegible]
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہان سے آنحضرت صلعم کی طرف تیر چلے کہ آپ کو آگاہ کرین [illegible]
اپنی طرف آتے دیکھا اُنھون نے بعد سلام کے کہا کہ کیا وہ کافر صاعقہ سے ہلاک ہوا اُنھون نے [illegible]
جانا کہنے لگے کہ اللہ تعالے عزوجل نے آیات نازل فرمائی ہین پس سب نے تسبیح پڑھی اور [illegible]
ابن الاعرابی نے کہا کہ محال بمعنی مکر ہی اور اللہ تعالے عزوجل کی طرف سے مکر یہ کہ حق تدبیر [illegible]
کے قول مین اسی کی توضیح ہی کہ اللہ تعالے عزوجل کی طرف سے مکر یہ ہی کہ جو شخص سختی وعذاب [illegible]
عذاب پہونچاوے کہ اسکو شعور نہو- ابو عبیدہ رہ نے کہا کہ محال بمعنی عقوبت ومکر- زجاج [illegible]
شدت- قاموس مین ہی کہ محال مکر وکید وکسی امر کا حیلہ وتدبیر سے قصد کرنا اور قدرت وغلبہ [illegible]
عداوت وقوت وشدت- اور ابن عباس نے کہا کہ شدید المحال ای شدید الاخذ یعنی [illegible]
اصلی مراد کا بیان ہی- قولہ تعالے لہ دعوۃ الحق- ابن کثیر رہ نے ذکر کیا کہ حضرت علی کرم اللہ [illegible]
رواہ ابن جریر- ابن عباس اور قتادہ ومحمد بن المنکدر نے کہا یعنے لا الہ الا اللہ مین کہتا ہون [illegible]
مراد یہ کہ اللہ تعالے توحید کی طرف بلاتا ہی اور شاید یہ معنی ہون کہ جو دعا توحید سے کیجاوے [illegible]
درگاہ کے لائق ہی اور حاصل یہ کہ جو شخص دین توحید پر ہو اُسکی دعا بھٹکتی نہین بلکہ اللہ تعالے [illegible]
سرفراز ہوتی ہی چنانچہ آگے کافرون کی دعا بتون وغیرہ سے بیکار بھٹکی قرار دی اور [illegible]
الی الماء- حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ جیسے کوئی کنوئین کے کنارے ہاتھ سے پانی لیوے [illegible]
نہ پہونچیگا تو مُنھ مین کیسے آویگا- مجاہد رحمہ اللہ عنہ نے کہا کہ مثل بیان فرمائی کہ پیاسا [illegible]
اور ہاتھ اُسکے آگے پھیلاوے کہ اُسکے مُنھ مین آجاوے وہ کبھی نہ آویگا ایسے ہی سوائے اللہ تعالے [illegible]
پکارنے والے محروم اور جنکو پکارین جواب نہین دیسکتے- ف- عرائس کے اشارات [illegible]
ہو الذی یریکم البرق- بیان مقامات مریدین کہ برق خوف وطمع کا ذکر فرمایا ورنہ عارف [illegible]
نکرت سے مایوس اور معرفت سے مامون ہین اور بجاے خوف کے جلال مین [illegible]
مقام انبساط مین اور بجاے برق کے آفتاب مشاہدہ مین ہین [illegible]
وقت برق تجلی اور سحاب عظمت سے جمال عزت مین سیراب فرمایا [illegible]
سے خائف وباقی رہنے کا طامع ہوتا ہی- قولہ ویسبح الرعد بحمدہ- اہل الصدق کے [illegible]

[illegible] ان تسبیح مثل رعد کے تقدیس کرتے ہین اور ملائکہ ارواح فانیہ ظہور انوار جلال واشراق بقائے سے
[illegible] تسبیح کرتے ہین کیونکہ محل بندۂ واحد ہے اور عرفا دیگر اس مرتبہ عظمت مین خوف بعد سے ہراسان
[illegible] برابر کا ورود دلیل تجرید و تفرید کو مکدر تعلقات سے فنا کرکے ظاہر و مظہر محل تسبیح مین بقا ردیتا ہے - ابو علی الثقفی رح
[illegible] نے کہا کیونکہ محبت نے طمع و خوف ہے اور ورود ایک لمحہ اور خوف اعتراض کدورات و طمع اخلاص معاملات
کما قال ابو بکر بن طاہر خوف انقطاع و طمع قرب کما قال ابو یعقوب - شیخ استاد نے کہا کہ جیسے ظاہر معاملات مین
برق [illegible] کر خوف قحط و تردد مسافر اور طمع ارزانی و آسائش مقیم ہے ویسے ہی اسرار باطن مین ظہور لائح بھر لامع
بجلی [illegible] ہے یہ انوار محاضرہ ہین بھر انوار مکاشفہ مین خوف قطع و عدم بقا، اور طمع دوام و حصول رضا، پس
[illegible] مکاشفہ مین پہونچا بھر مشاہدہ بھر وجود بھر خمود مین کامل ہوا - کہا جاتا ہے کہ برق برہان بھر قمر عیان بھر آفتاب
عرفان جو غروب ہو محجوب کما قیل ۵ ہے الشمس الا ان للشمس غیبۃ ✣ وہذا الذی الفیت لیس بغیب - کہا گیا کہ طمع
وصال سے زائد خوف فراق ہے - استاد رح نے کہا کہ سحاب ثقال سے تاریکی چھا جاتی ہے جس نے برداشت کی تو قطرات
[illegible] گلشن بھر اہیولا بھلا ورنہ بے تفرع وگریہ خشکی مین کیا نظر آئیگا پس استدعاے فضل و رحمت سے برداشت
انقطاع تعلق بے طلب غذاے قلب مگر تردد کے بعد تلویح تحقیق پس خندہ سے شادمانی روح و حصول قرب - کہا گیا کہ اہل
ارادت کو صواعق قہریات سے فترات ہین جن سے ملائکہ خائف ہوتے ہین - قولہ لہ دعوۃ الحق - دعوت حق نداے الست
بربکم جسکا جواب ارواح طیبہ نے بزبان شوق دیا - بھر دعوت حق بزبان انبیاء و صدیقین بجانب مومنین طاہرین
جنہون نے خوشی سے فدا ہونا قبول کیا - یہ دعوت سچی ہے ہلاک سے محفوظ اور ماسواے اسکے دعوت نفس و جہالت
و بدعت مودی ہلاکت و ضلالت ہے - اور قال تعالے وما دعاء الکافرین الا فی ضلال - دعاے ریاکاران باتباع
نفس و ہوے طریق اخلاص و صدق سے خارج ہزارون راستون پر بھٹکتی ہے - ابن عطاء رح نے کہا کہ ہر خواہش جب
بدعوت حق ہو صحیح ہے ماننے والا حق کو پہونچا اور جس نے دعوت نفس قبول کی اُس نے ہلاکت مین جھونکا - بعض نے کہا کہ
حق کلمہ داعی الیٰ حق بحق ہے - جعفر رح نے کہا کہ داعی بنفس خود بجانب کفر و ضلالت ہے کہ امانت سے خارج ہوا اور ایک داعی
بحق [illegible] دوم داعی بجانب حق و سوم داعی براہ حق یہ سب دعوۃ الحق ہین کہ اپنے نفس سے دعوت نہین کرتے اور جو کوئی
[illegible] خلق کو دعوت کرتا ہے ضلال ہے - استاد رحمہ اللہ عنہ نے کہا کہ دعوۃ الحق ببرہان آیات بینات بچشم اسرار
[illegible] اور [illegible] عالم ہوا اور مقابلہ مین دعوت شیطان ہے وہ بزینت چشم ظاہر و انکار چشم باطن ہے مگر جو زینت
[illegible] گمراہی قبول کی اور ساتھ ہی دواعی نفس ہین کہ خواہشون کی مہار دیکر آدمی کو کھینچتے ہین جو سطر
[illegible] ایک قسم دعوت بلا واسطۂ ملک ہے اقول یہی احادیث قدسی ہین - کہا کہ وہان فرشتہ و عقل کی دلیل و
[illegible] نہین بلکہ سماعت از حق بحق اور اجابت بحق برلے حق تعالے عز و جل ہے - قولہ وما دعاء الکافرین
[illegible] نفس و خواہش لذات و شہوات اسی مین داخل ہین اقول ہر خواہش کے قبول کرنے مین نتیجہ
[illegible] نے کہا کہ مجھے اوائل عمر مین تفحص سے دواعی کی تفصیل اسطرح معلوم ہوئی کہ ہر دعوت بظہور لطف

۵ یہ آفتاب ہر پھر اسکا آفتاب ڈوب جاتا ہے اور رات میں سے پایا کبھی چھپتا نہیں ہے ۱۲ م

Marfat.com

یا تھر ہی اسکی سات قسمین ہین اول دعوت حق بلا واسطہ دوم دعوت لمۂ الملک سوم …
پنجم دعوت قلب ششم دعوت نفس ۔ ہفتم دعوت شیطان ۔ اور اس عمر مین مجھے …
دعوت سر باطن نہم دعوت سر السر ۔ اور دہم دعوت طبیعت ۔ مترجم کہتا ہے داعی …
یا برائی کی طرف آمادہ ہونے کی مقتضے ۔ اور منجملہ دس اقسام کے سات وہ چیزین داعی ہین جو بھلائی کی طرف …
تین وہ ہین جو برائی کی طرف داعی ہین اور ظاہر یہ ہے کہ بھلائی کی طرف بلانے والی دس ہین اور برائی کی طرف
پھر دس بلانے کی ایک بات سنی تو دس گونہ لکھی جاوے اور ایک کی ایک کو ایک لکھا جاوے پس انسان کا
ٹھکانا نہین ہے اسکے باوجود ایک کی دس گونہ زائد ہونگی اور دس کی دس گونہ کم اللہم غفرانک ۔ اور لمۂ الملک …
یہ ہے کہ انسان مین لمۂ الملک اور لمۂ الشیطان کی ترکیب ہے اور ہر ایک اپنے اثر کو مقتضے ہے ۔ پھر شیخ نے کہا کہ …
سے جو دو داعی ہین انمین سے اول شیطان ہے اور اسکی دعوت کی پہچان یہ ہے کہ قلب مین ہجوم افکار شرارت ہو …
ہیجان ہو طبیعت جوش مین ہو اور بدن توانا ہو اور اسکی توانائی مین توجہ مبذول ہو اور سینہ مین اضطراب ہو …
قلب پر ابر چھایا ہوا اور روح کی آنکھون پر غبار ہو اور نفس مین خفت ہو اور طبیعت کو ہر دم اپنی خواہشات …
کرنے پر میلان ہو ۔ اور اکثر یہ وسواس اُس شخص کو جو انکی پیروی کرے کفر یا کبیرہ گناہ مین ڈالتے ہین وہ زندیق ہو جاتا …
اور اللہ تعالے عزوجل کی پاک ذات کو ناپاک حواس سے یا تو تشبیہ دینے لگتا ہے جیسے فرقہ مجسمہ و مشبہہ ہے یا اسکو
معطل قرار دیتا ہے جیسے یونانی حکما رتھے یا دیگر اقسام بیشمار سے اسکی پاک الوہیت مین شرک و کفر کرتا ہے ۔ دوم داعی
شر ہین سے نفس امارہ ہے کہ جو شخص اپنے نفس امارہ کی اطاعت کرتا ہے اسکو طرح طرح کی شہوات و حظوظ نفسانی کی جانب
بلاتا ہے اور جملہ اخلاق مذمومہ کی جانب داعی ہوتا ہے اور کبھی نفس و شیطان ملکر آدمی کو علم کی زبان سے دنیا کی
طرف بلاسکتے ہین اور بہت کم ایسے لوگ ہین جو اس مکر و خدع کو پہچانتے ہین اور جس نے مان لیا تو وہ باطل …
و قساوت مین گرفتار ہو جاتا ہے اور حسن ارادہ و صحت نیت سے محروم ہو جاتا ہے سوم داعی طبیعت …
عجیب بھید ہے اور یہ جنبش فطرت ہے جو شہوات خفیہ قبول کرنے کی استعداد سے خمیر کی گئی ہے اور وہ خبیث …
ہوتی ہے اور یہ اسطرح ہوتا ہے کہ قہر کا بھید اسکو اُبھارتا ہے کہ جس لذت کے لیے اسکی پیدائش ہے اسکی جانب …
اور صفات الجبریہ کی تقویت کرے اور یہ ایسی خفی خواہش ہے جو فطرت طبیعت مین مضمر ہے اور …
پناہ مانگنے کی دعائین آئی ہین اور جس نے مان لیا وہ روح ذکر و انوار فکر سے محجوب ہو …
جو داعی الی الخیر ہین اول داعی قلب جو آدمی کو حکم کرتا ہے کہ اعمال کے تزکیہ کو چھوڑ دے اور …
اس سے اُسکو اطمینان و لذت یقین حاصل ہوتی ہے کما قال تعالے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب …
دعوت قبول کی اسطرح کہ مراقب ہوا اور خطرات پاک کرنے مین مشغول ہوا تو اسکو …
ملکوت و جبروت کی خوشبو پاتا ہے ۔ دوم داعی عقل اور وہ آدمی کو تزکیہ نفس و مجاہدہ …
و خلوت کی طرف بلاتی ہے جس نے مان لیا وہ مراقبات و مجاہدات تک …

[illegible] ملکوت واسماع آواز جبروت کی طرف بلاتی ہی جس سے ہلال مشاہدہ طلوع ہوتا ہی اور بندہ
[illegible] سے مخمور ہوکر ہر چیز سے منقطع ہوجاتا ہی اور یہ لذائذ وہ ہین کہ لذت نفس وشیطان اُسکے سامنے زہر ہلاہل
[illegible] ہین اسوقت نفس وشیطان کا قابو نہین رہتا ہی الا ماشاء اللہ تعالے پس جس نے اسکی دعوت مانی
[illegible] پاک اور اوصاف روحانیہ سے آراستہ ہوکر نور تجلی کو آئینۂ یقین سے دیکھتا ہی۔ چہارم داعی
[illegible] الہام الٰہی بامر اللہ سبحانہ تعالے عزوجل ہی جو اسکو ایسا علم الہام فرماتا ہی کہ خطرات لطف وقہر کے درمیان
[illegible] فرق کرکے راہ مستقیم پر قائم ہوتا ہی اور انجام کار اتباع کتاب وسنت پر عود کرتا ہی اور دریاے حکمت سے
[illegible] علوم الٰہیہ استخراج کرتا ہی۔ پنجم دعوت سر باطن۔ جسکی خواہش ہی کہ ہمت کو تمام دنیا وآخرت سے اُٹھاکر رضوان
حق عزوجل پر قائم کرے اور ماننے والا کشف مشاہدہ اور عجائب اسرار معرفت سے سرفراز ہوتا ہی۔ ششم دعوت
سر السر اور وہ آواز نور ہی کہ غیب الغیب سے اُسکو لا الٰہ الا اللہ سکھلاتی ہی یعنی قدیم کو ہر طرح حدوث سے علحدہ
کرے اور خود وجود سے علحدہ ہو اور عبودیت کے امتحانات سے خارج ہوکر صفات ربوبیت سے متصف ہو پس
جس نے مان لیا وہ انوار تجلی ذات وصفات سے منور ہوتا ہی۔ ہفتم داعی حق بلا واسطہ اور اُسکے تین مرتبے ہین
اول دعوت حق تعالے عزوجل بافعال خاصہ اور یہ مشاہدۂ انوار صفات در فعل ہی اور یہ مقام مشاہدہ التباس ہی
جس نے دعوت قبول کی وہ دریاے عشق مین امواج لطف کے ساتھ مستغرق ہوتا ہی کیونکہ اُسکو لطف کے ساتھ
دعوت فرمائی اور اسمین باقی نہین رکھتا بلکہ التباس سے صرف مشاہدہ کی طرف لیجاتا ہی اور دوم دعوت صفات
اور اس سے ذات پاک سے ظہور صفات کا طلوع نظر آتا ہی اور ہر صفت سے اُسکو ایک ذوق ہی تاکہ موارد ذات
کو متحمل ہو اور جس نے مانا وہ نور اسماء ونعوت کے منازل سے انوار ذات تک رسائی پاتا ہی پس عارف بصفت
قدم ہوتا ہی۔ مرتبہ سوم دعوت ذات اور یہ کلام صرف مقرون بکشف حقیقت از عین ذات ہی کہ کُنہ قدم وازلیت
ذات مین فانی کرتا ہی اور انسان پر آفتاب قدیم وازل وابد کا طلوع ہوتا ہی اور اُسکے انکشاف مین عین اور
عین العین اور عجب العجب اور غیب الغیب کے انوار ہین پس صفات وذات [illegible] ہوکر متصف بصفات و
ذات ہوتا ہی لعد یہی مقام ہی کہ جو قرب نوافل معروف ہی اور یہ نعمت معرفت خود عطا فرمائی پس بندہ کو
[illegible] نفس کی شناخت دیتا ہی پس حق کو بحق اور نفس کو بحق پہچانتا ہی حالانکہ پہلے اپنے نفس کو فی الحق بھول
[illegible] یہی معنے ہین قول من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ مترجم کہتا ہی کہ اس کلام سے صاف ظاہر
[illegible] بندہ ہی عرفان کمال ہی۔ آنکہ مخلوق بدلکر خالق ہوگیا نعوذ باللہ منہ۔ ولیکن بندہ
[illegible] حقیقت میں بندہ عارف ہی۔ پھر حق تعالے عزوجل نے اپنی کبریائی وعظمت مین ہر مخلوق کو مسخر

وذلیل وعاجز ونا چار مطیع بیان فرمایا

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ

[illegible] سجدہ کرتا ہی۔ ہر وہ جو آسمانون مین ہی اور زمین مین ہی خوشی تابعداری سے اور مجبوری کراہیت سے اور ان سب کے ساتھ

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۞
اول روز اور آخر دن مین

واضح ہو کہ سجود نعت انسانی ہو زمین پر پیشانی رکھنا ولیکن سواے انسان کے دوسری چیزون مین [illegible]
ہو کہ آفتاب سجدہ کرتا ہو جیسے تسبیح ہر چیز کی اُسکے طور پر ہو اور مراد سجود سے انقیاد بھی ہو سکتا ہو جیسے [illegible]
کے پانون پر سر ٹیکتے ہو یعنی بالکل اُسی کے مطیع و تابع فرمان ہو پس اگر سر ٹیک کر سجدہ مراد ہو تو معنی [illegible]
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سر ٹیک کر سجدہ کرتا [illegible]
مین ہی بعض نے کہا ہو کہ ملائکہ کا سجدہ کرنا معلوم ہو اور زمین والون مین سے فقط مسلمین مراد ہین پس طوعا [illegible]
و باطن ایمان رکھتے ہین اور کرہا جو ظاہر مین اسلام و باطن مین کفر یعنی منافق ہین۔ اور بعض نے کہا کہ مومنین مراد ہین لیکن بعض [illegible]
سجدہ کرتے ہین اُنپر گران نہین اور بعضے بسبب مشقت کے گرانی سے سجدہ کرتے ہین اور مشقت کو بسبب [illegible]
ہین مترجم کہتا ہو کہ تکلف کے باوجود ملائکہ کی نسبت سجدہ کے یہ معنی کیونکر معلوم ہوئے جو آدمی مین سر ٹیک کر [illegible]
ہین اسلیے کہ جسم مثل آدمی کے نہین ہین۔ اور اگر سجدہ کے معنے وہ ہون جو ہر ایک چیز کے لائق سجدہ ہو تو انسان [illegible]
نہین ہو بلکہ لفظ من اہل عقل کی تغلیب ہو اور معنی یہ ہین کہ جو چیز آسمانون و زمین مین ہو اللہ تعالےٰ ہی کے لیے سجدہ [illegible]
بطوع و رغبت اور بعض باکراہ۔ ولیکن اس تاویل پر یہ تامل ہو کہ کفار اکثر چیزون وبتون کے لیے سجدہ کرتے [illegible]
یہ انحصار کہ اللہ تعالےٰ ہی کے لیے سجدہ کرتے ہین کس معنی مین ہو۔ اور بعض نے کہا کہ یہ بیان عظمت و قہر الٰہی کا ہو [illegible]
وہو الواحد القہار۔ یعنی ہر چیز جسکو دیکھا جاوے کہ وہ اللہ تعالےٰ عزوجل سے منکر ہو وہ اضلال الٰہی کی مطیع ہو [illegible]
لیے مخلوق ہو اور ویسے ہی افعال کرتی ہو جو اُسکے لیے مقدر فرمائی ہین تو وہ خلق و تقدیر الٰہی کی مطیع ہو [illegible]
ہو اور اُسکی تعبیر سجدہ سے فرمائی اس بیان کے لیے کہ سجدہ کمال انقیاد و نہایت عاجزی کا اقرار ہو [illegible]
کے لیے بالکل مطیع و منقاد ہو جو چیز آسمانون و زمین مین ہو۔ اگر کہا جاوے کہ یہ تو قہراً انقیاد ہوا [illegible]
کیونکر ہو تو جواب یہ ہو کہ مرض و سختی و بلا وغیرہ امور الٰہی جو جاری ہین اُنہین مومنین اطاعت کے ساتھ [illegible]
اللہ تعالےٰ عزوجل کی طرف سے جانتے ہین ع وگر تلخ بینند دم درکشند۔ ولیکن [illegible]
واہل شرک کا یہ حال ہو کہ ان چیزون کو کیا مانتے ہین حالانکہ کرہ کا کچھ اثر نہین ہو۔ مترجم [illegible]
اصل ہو جو وحدت شہودی کے قائل ہین فافہم۔ وَظِلٰلُهُمْ اور سایہ ان لوگون [illegible]
دن کے اوقات مین۔ وَالْاٰصَالِ اور ڈھلتے دن کے اوقات مین [illegible]
وغدوہ و غداۃ اول نہار و قیل اسے نصف النہار اور آصال جمع اصیل عصر سے مغرب تک [illegible]
اوقات مراد ہوتا ظاہر ہوتا ہو پس غدو سے چڑھتے دن کے اوقات مراد ہین اور کہا گیا کہ غدو [illegible]
دونون اطراف جنمین سایہ کا پڑنا زیادہ ظاہر ہو اور اُنکے ظلال سے [illegible]
اُنکے سایہ کا سجدہ اُنکے سجدہ کے ساتھ ہو کذا قیل ولیکن مترجم کہتا ہو کہ ان اوقات [illegible]

Marfat.com

... سجدہ کرتا ہی اور اسکا سایہ اللہ تعالیٰ عزوجل کو سجدہ کرتا ہی - ابن الانباری رحمہ اللہ نے کہا
... کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے سایہ میں ایسی سمجھ پیدا کی ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے لیے سجدہ
کرتا ہی ... ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے - مین کہتا ہون کہ یہ آیت کی تفسیر ہی دوسری
... تعالیٰ اولم یروا الی ما خلق اللہ من شئ یتفیؤ ظلالہ عن الیمین والشمائل سجدا للہ وھم داخرون - اور عنقریب اسکی تفسیر
... تعالیٰ آویگی - بعض نے کہا کہ سایہ کا سجدہ زمین پر کم وبیش پڑنا اور ایک جانب سے دوسری جانب پھر جانا جیسا
جیسا آفتاب چڑھتا اُترتا ہی - اور علماے ربانیہ وعارفین حکماء ان آیات پر سربسجدہ ہوتے ہین اور اُنکے قلوب پانی پانی ہوجاتے
ہین اور عظمت وجلال الٰہی مین پگھلتے ہین اور سب سچ وصدق دیکھتے ہین ولیکن عوام کے افہام وعقول سے بیان باہر ہی
اور حدیث مین فجر کی سنتون کے بیان مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اولم یروا الی ما خلق اللہ تعالیٰ الآیۃ پڑھی
مسئلہ نماز مین قیام افضل ہی یا سجود افضل ہی دو قول ہین بعضے اول وبعضے دوم کے قائل ہین وارجح یہ کہ سجود افضل ہی
مسئلہ اس آیت پر سجدہ علماء حنفیہ کے قول پر واجب ہی - ف — فی العرائس قولہ تعالیٰ وللہ یسجد من فی السموات
الآیۃ اہل ملکوت بمشاہدۂ عظمت بطریق اجلال اور آدمی وجن بعد مشاہدۂ ربوبیت سجدہ کرتے ہین بعضے بعد کشف انوار
بہجت وشوق وبعضے درمیان مجاہدہ وریاضت کے نفس کو مجبور کرکے ویون ہی اہل محبت وعشق بطوع ورغبت اور
اہل عرفان بکرہ کیونکہ عبودیت مخلوق کہان لائق ربوبیت قدیم ہی اور واضح ہو کہ انسان بصورت عالم صغیر ہی اور بالمعنی
عالم کبیر ہی لیس از جانب اعلیٰ سموات واز اسفل ارض ہی اور سموات مین روح وعقل وقلب ونفس مع جنود مجندہ ہین لیس
سجدۂ روح بکشف جمال وسجدۂ قلب بکشف جمال وجلال وسجدۂ عقل بکشف افعال بطوع ورغبت ہی اور سجدۂ نفس بکشف انوار جبروت
وقہر کرہاً ہی اور ظلال ارواح وعقل وقلب یعنی اسرار ممکنہ جنکو اللہ تعالیٰ عزوجل نے آئینہ حقائق عرفان بنایا ہی وقت کشف
وظہور کے طوعا سجدہ کرتے ہین اور ظلال نفوس یعنے اضمحلال وقت کشف قہریات کرہا بطریق انقیاد سجدہ کرتے ہین -
جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عارف بطوع ومُعرض بکرہ سجدہ کرتا ہی اور کہا کہ جب اسیر مصائب آئے تو ذلیل ہوا اور
جب راحت وآرام پہونچا سرکش ہوا - مترجم کہتا ہی کہ یہ کلام صحیح ہی ولیکن تفسیر آیت سے اسکو کم تعلق ہی وقال المترجم
ولا یخفے علے المتامل صدق ما قیل من ان الظاہر فی المظاہر حق ولیس فے الوجود الا الحی القیوم ووسہ ظلال لا وجود لہا ولا
فرق بین الانسان وظلہ الا من حیث المظہریۃ فالقاہر القادر علے المخلوق وما خلق منہ ... عزوجل فحیث سجد سجد لہ ولیس
ہٰذا علے ما یرونہ من الجبر فے شئ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب - اور شیخ محقق محی الدین بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی
تفسیر مین لکھا کہ قولہ وللہ یسجد - ینقاد - اور اللہ تعالیٰ عزوجل ہی کی منقاد ہی - من فے السموات والارض - جو آسمانون
اور زمین مین ہی یعنے حقائق روحانیات مانند اعیان جواہر وملکوت اشیاء کے - طوعا وکرہا - یعنے چاہین یا نہ چاہین اور
معنی یہ کہ طوعا وکرہا انپر انقیاد لازم ہی ولیکن بعضے انقیاد مین خوش ہین اور بعضے ناخوش ہین - وظلالہم - یعنے انکی
... الجسم وبدن جوانکے روحانیات وملکوتیات کی نسبت تصویر وظلال ہین اسی واسطے اس سجدہ مین پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھا سجدلک وجہی وسوادی وخیالی - سجدہ کیا تیرا میرے چہرہ نے یعنے حقیقت ذات نے اور

Marfat.com

میرے سواد نے یعنے شخص نے اور میرے خیال یعنے نفس نے اور حاصل اسکا وجود ...
مترجم کہتا ہی کہ یہ تفسیر تحقیق اور لائق قبول ہی اور الحمد للہ کہ جو کچھ دلی زبان سے ...
بہت موافق پایا اور اللہ تعالی کے انعام کا شکر ہی پھر ...

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ

کہہ کون ہی رب آسمانون کا اور زمین کا کہدے کہ اللہ ہی کہہ کیا پھر پکڑے ہیں تم نے اس کے سوا

اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

اپنا متولی جو اختیار نہین رکھتے ہین اپنی جانون کے نفع لینے کا اور نہ ضرر دور کرنے کا کہدے کیا برابر ہوتے ہین

الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا

اندھا اور دیکھنے والا کیا بھلا یکسان ہوئین ہین اندھیریان اور اجالا کیا ٹھہرائے ہین

لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ

اللہ تعالے کے ساجھی جنھون نے پیدا کی ہو اللہ تعالے کی سی مخلوق سو مشتبہ ہو گئی خلقت انپر کہدے اللہ

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

پیدا کرنے والا ہی ہر چیز کا وہ اکیلا نرالا بڑا قہر والا ہی

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ یعنی پوچھ ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم مشرکون سے کہ کون رب ہی یعنے خالق و ... قائم رکھنے والا ہی آسمانون کا وَالْاَرْضِ اور زمین کا یہ سوال تقریر ہی یعنے اپنے اقرار ... کیونکہ مشرکین اس بات کے قائل تھے اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خود جواب دیدینے کا حکم دیا بقولہ قُلِ اللّٰهُ کہ اللہ تعالے رب ہی۔ کیونکہ اگر مشرکین جواب نہ دیتے تو اسکے سوائے اور جواب نہین ہی اور یہ ... کہ مشرکین بھی اللہ نام لیتے کما فی قولہ لیقولن اللہ۔ ولیکن معنے کی راہ سے بڑا فرق ہی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ کہا تو سچ کہا کیونکہ جملہ صفات توحید کے ساتھ اللہ تعالے عزوجل کا پاک نام لیا بخلاف مشرکین کے کہ ... سمجھے تھے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مثل انکے نام لیا ولیکن اللہ تعالے عزوجل رب ہی یعنے بندون کے افعال کا خالق اور ہر چیز کا مربی و متولی وہی ہی کسی چیز مین کسی نفع و ضرر کا دوسرے کو اختیار نہین ہی ... ولی مخلوق ہی جس نے مانا وہ مومن ہی اور جس نے نہ مانا اسکو سمجھایا بقولہ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ پھر کیا بنالیے تم نے مِّنْ دُوْنِهٖٓ وغیرہ۔ اللہ تعالے عزوجل کے سوائے دوسرے ... اللہ تعالے کے سوائے جو ہی مخلوق ہی تو معنے یہ کہ اللہ تعالے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کو اَوْلِيَاۗءَ ... اللہ تعالے تمکو رزق و اولاد اور سب چیز دیتا ہی اور تم سمجھتے ہو کہ تمہارے ... مخلوق اور قبضۂ قدرت الٰہیہ مین مسخر ہین۔ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا ... رکھتے اپنی جانون کے لیے کسی نفع کا کہ بغیر اللہ تعالے عزوجل کے دیے حاصل کر لین ...

[illegible] ذات کے لیے مختار نہین ہین تو غیرون کے لیے کب نفع پہونچاتے یا ضرر دور کرنے
[illegible] تحقیق یہان یہ ہی کہ اگر کوئی بندہ ولی ہو تو وہ اپنے افعال کا خالق خود نہین ہو سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ
[illegible] افعال کا خالق ہی بلکہ حدیث النوافل جو اکابر صوفیہ مشائخ مین معروف ہی کہ نوافل سے قرب یہانتک
[illegible] اللہ تعالیٰ عزوجل ہی کی قوت سے بولتا و سُنتا و دیکھتا ہی پس کسی شخص کے لیے وہ جب ہی بولیگا کہ جب اللہ تعالیٰ
[illegible] جاہل جو اُنکو خود مختار و مؤثر سمجھتے ہین یہ بالکل غباوت و بے عقلی ہی پس جب اللہ تعالیٰ عزوجل چاہے
تو نفع و ضرر ہو نچیگا لہذا ہر طرح اللہ تعالیٰ کے فضل پر مدار ہی اور اُسکے سوائے کوئی مخلوق ہو وہ اپنے نفس کے
لیے عزوجل نفع و دفع ضرر کے مختار نہین تو غیر کے لیے کب ہو سکتے ہین بلکہ سب کے سب قبضۂ قدرت الٰہیہ مین مسخر
ہین اور قہار کے یہی معنے ہین کہ سب کچھ اُسی کے قبضہ مین مقہور ہی کوئی اُسکی مشیت و ارادہ کے خلاف جنبش نہین
کر سکتا ہی پس جو شخص اسطرح ایمان لایا اُس نے اللہ تعالیٰ عزوجل کو مانا ورنہ جو کوئی غیرون کو خود مختار بلکہ اپنے
آپ کو خود مختار سمجھا اور جانا کہ ہم سب طرح کے افعال آپ پیدا کر سکتے ہین اُس نے اللہ تعالیٰ کے علم و تقدیر و قدرت
سے انکار کیا اور وہ بہت سے معبودون و بہت سے خالقون کا قائل ہوا اور یہ غلط ہی بلکہ اللہ تعالیٰ عزوجل
خالق واحد قہار ہی پس مشرکون کو سمجھایا کہ غیرون مین تو نفع و ضرر کی کچھ قدرت نہین پھر قادر خالق کو چھوڑ کر اُنکو
اولیا کیون بناتے ہو یہ تو دیدہ و دانستہ دل کی تاریکی و اندھاپن ہی لہذا فرمایا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ
تو کہدے کہ کیا برابر ہوا اندھا یعنے کافر مشرک و منافق ساتھ دیکھنے والے کے یعنے موحد تو آنکھون والا ہوتا ہی اور
کافر مشرک منافق اندھا ہی یہ دونون کہین برابر ہو سکتے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اعمی سے مراد
مشرک اور بصیر سے مراد مومن ہی۔ اور بات یہ ہی کہ تمام مخلوقات اپنے خالق عزوجل کی الوہیت و صفات کاملہ پر دلیل
ہین اور اُسکی قدرت کمال کے آیات ہین اگر صرف انھین کو دیکھے تو اللہ تعالیٰ عزوجل کی وحدانیت صاف نظر آوے
لیکن تمام آدمی ان آیات کو دیکھتے ہین و لیکن کافرون کو کچھ آیات نظر نہین آتی ہین کما قال تعالیٰ وکاین من آیۃ
فی السموات والارض الآیہ اور مومن کو نظر آتی ہین تو کافر اندھا و مومن بینا ہوا۔ اسکے علاوہ خاص طور پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا وہ کافرون کو نظر نہ آیا کما قال تعالیٰ تراہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون۔ اور مومن ایمان
لایا علاوہ ازین قرآن نازل فرمایا اور معجزات ظاہر فرمائے یہ انواع دلائل و بینات [illegible] کافرون کی نظر مین نہ آئے
پس وہ اندھے ہین اور مومنون کو ایمان کے ساتھ ہی وہ نور عطا ہوا کہ ظاہری آنکھون کی بینائی اسکے مقابل مین
کچھ نہین [illegible] حدیث مین ہی کہ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ مومن کی بینائی سے پرہیز رکھو اور
[illegible] اللہ تعالیٰ عزوجل کے نور سے دیکھتا ہی۔ اس زمانہ کے علما اپنے کو اندازہ کرین کہ فراست رکھتے
[illegible] ہین یا نہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو نور الٰہی حاصل ہی اور اُسکے خلاف کافر کو تاریکی ہی اور حدیث
[illegible] کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مخلوق کو تاریکی مین پیدا کیا پھر انپر نور چھڑکا تو جسکو اُسکے نور سے نصیب ہوا وہ
[illegible] دیکھیگا اور جسکو نہین ملا وہ گمراہ ہوا۔ اور حدیث صحیح مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا مین تمام

اعضاے شریف کی نسبت نور کی دعا مانگی جیسے اے رب میرے کردے میرے دل مین نور
وگوشت و پوست اور دائین بائین سامنے پیچھے زیر و بالا سب نور مانگا ہے کہ
بہت بڑا ہوا اور ادنے مرتبہ یہ ہو کہ مومن دل کے نور بصیرت سے خالی نہین ہوتا
وہی بینا و بصیر ہو اور کافر اسکے برخلاف ہو لہذا دوسری مثال مین فرمایا۔ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي
الانواع الکثیرۃ - وَالنُّوْرُ النوع الواحد - کیا کبھی برابر ہوتی ہین اندھیریان اور نور
قسم کی ہون کبھی نور سے برابر نہین ہوسکتی ہین - نور کو مفرد فرمایا کیونکہ راہ حق مستقیم اور ایک ہی
جو دو نقطون کے درمیان سب سے چھوٹا ہو پس لامحالہ وہ ایک ہی ہوگا چاہے اسپر چلنے والے اپنے
سازوسامان وچال ڈھال مین متفاوت ہون ولیکن سب اسی ایک راہ کے مسافر ہین - اور
ٹیڑھے خطوط تو بے انتہا نکل سکتے ہین جیسے گمراہی وکفر کے اقسام دنیا مین بہت کثرت سے ہین اور لوگ
اور قیامت تک نہین معلوم کسقدر نکلتے آوین چنانچہ نیچر طریقہ اسوقت مین پیدا ہوا جو یہود و نصاریٰ
اور اسلام مین سخت فتنہ و بلاے عظیم ہو ہم اللہ تعالےٰ عزوجل سے اس فتنہ سے پناہ مانگتے ہین - پس ایمان کی
نور سے اور کفر و شرک و نفاق و نیچر وغیرہ کی تمثیل تاریکیون سے بیان فرمائی اور تجھے تحقیق معلوم ہو چکا کہ یہ مثال
بلکہ واقعی ہو - حرف اَم منقطعہ بتقدیر بل یا بقول جمہور ہمزہ اور حرف ہل بمعنے قد اور کہا گیا کہ استفہام بطور ملامت
پھر اندھیریون کے اندھون کو ارشاد کیا کہ ذرا غور سے دیکھین - اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ کیا بنا لیے ان اندھون
نے اللہ تعالےٰ عزوجل کے ساتھ ساجھی ایسے کہ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ جنھون نے
پیدا کی ہو خلق مثل اللہ تعالےٰ کی خلق کے سو مشتبہ ہوگئی انپر خدمت - یعنی ان اندھون کو ملامت کی کہ کیا تمکو ایسے
لوگ ملے ہین جنھون نے اللہ تعالےٰ کی طرح آسمان و زمین و جن و انسان پیدا کیے ہون کہ تم پر مشتبہ ہو گیا کہ
اللہ تعالےٰ عزوجل کی یا مخلوق ان لوگون کی ہو پس تم نے انکو اللہ تعالےٰ کا شریک وساجھی بنا لیا - حاصل یہ کہ جب
نہین ہو بلکہ خالق فقط اللہ عزوجل ہو تو ہر چیز اُسکی مخلوق ہو اور جو افعال و اشیاء کہ آدمیون کے بنائے ہوئے سمجھے
ہو و مخلوق کی مخلوق سمجھے ہو اور مخلوق کبھی خالق نہین ہوسکتی تو سب خالق کی مخلوق ہو اور جب آدمی تمام مخلوق سے
اشرف ہو تو باقی چیزین آفتاب و ستارے وآگ و بت و درخت و جانور وغیرہ آدمی سے کم رتبہ ہین
ان چیزون کو اپنے برابر کرتا تو گویا اسنے اپنے تاج کو جو اللہ تعالےٰ نے دیا تھا ان چیزون کی
یہان تو حیف ہو کہ آدمی نے ان چیزون کے آگے سجدہ کیا اور اُنکا بندہ بن گیا - اور آدمی
آدمیت مین برابر ہو اگرچہ اللہ تعالےٰ عزوجل کے یہان قبولیت مین دونون کے درمیان
راہ کا فرق ہو لیکن آدمی کوئی ہو خالق کبھی نہین ہوسکتا تو جس نے کسی آدمی کو مختار سمجھا کہ
چاہے دوزخ اور چاہے ہمارے گناہ اپنے اوپر لادلے اور چاہے اللہ تعالےٰ عزوجل
پیری کرکے ہمپر کچھ الزام نہ آنے دے اور چاہے مہربان ہو کر بیٹا و دولت

[illegible] کے اختیار نہین ہو تو اس بیوقوف آدمی نے جو دوسرے آدمی کی نسبت یہ گمان کیا
[illegible] نے اپنے مانند مخلوق مین ثابت کی حالانکہ ایمان لانا واجب ہو کہ اللہ تعالےٰ نے ہر مخلوق کا
[illegible] کا خالق بھی وہی ہو خالق اسکے سواے کوئی دوسرا نہین ہو تو کسی کو اختیار ہی نہین کہ
[illegible] کے گناہ اپنے [illegible] جاوے یا یہ کرے یا وہ کرے کیونکہ یہ تو جب ہوگا کہ اللہ تعالےٰ عزوجل
[illegible] تعالےٰ عزوجل چاہتا ہو [illegible] آدمی پر دوسرا آدمی شفقت کرتا ہو ورنہ ممکن نہین ہو لہذا خوب ہوش و
[illegible] خالق بجز [illegible] کوئی نہین سواے اللہ تعالےٰ کے ولہذا فرمایا۔ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ
[illegible] نے ایمان [illegible] اللہ علیہ وسلم کہ اللہ تعالےٰ عزوجل ہر چیز کا خالق ہو۔ اب بہت سے بدحواس یہ گمان
[illegible] اختیار مین سے [illegible] پیدا کرتے ہین اور یہ کفر و باطل ہو ولیکن اللہ تعالےٰ نے عالم اسباب مین جسطرح
[illegible] پانی برسا اور زمین سے درخت اُگائیں اللہ تعالےٰ عزوجل نے اس شان سے پیدا کیا
[illegible] انسان نے بہت سی چیزین پیدا فرماتا ہو اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کا عصا درحقیقت منقلب ہوکر اژدہا ہوجاتا
[illegible] حضرت موسےٰ علیہ السلام نے نہین پیدا کیا۔ پس جو اسباب اللہ تعالےٰ عزوجل نے پیدا فرمائے ہین
[illegible] کی قدرت سے ہو اور یہ ظاہر ہو کہ نعوذ باللہ اب وہ مجبور نہین ہوا تو وہ چیز ہر دم اُسکے قبضۂ قدرت
[illegible] آگ [illegible] جلانے کا سبب پیدا فرمائی لیکن جب وہ چاہے نہ جلاوے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلا ما
[illegible] لہذا ضرور ہوا کہ آدمی بتوفیق الٰہی ان اسباب کو کام مین لاوے اور یہ اسکا یقین رہے
[illegible] اللہ تعالےٰ عزوجل نے چاہا تو ان اسباب کا یہ نتیجہ ہوگا ورنہ نہین اور آدمیون سے نیک و بد مین فرق یہ ہو
[illegible] آدمی نیک نیت سے نیک اسباب کسی نیک نتیجہ کے لیے نیکی پر کام مین لاتا ہو اور بد آدمی بدنیت سے برُے
[illegible] خواہش نفس کے لیے بدانجام مین کام مین لاتا ہو اور اللہ تعالےٰ عزوجل ہر چیز کا خالق ہو پس
[illegible] نیک و بد مین سے ہر ایک نے اپنا اپنا فعل کمایا اور ہر ایک کی کوشش پر اللہ تعالےٰ عزوجل نے پیدا فرمایا
[illegible] قبضۂ قدرت مین محکوم و مطیع ہو بلکہ آدمی کی نظر و زبان وغیرہ اسقدر اُسکی مطیع و محکوم نہین جسقدر ہر چیز
[illegible] قدرت مین مجبور و مقہور ہو لہذا فرمایا۔ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ یعنی وہی خالق عزوجل اکیلا ایسا ہو
[illegible] سب مین کوئی مخلوق اُسکے اختیار سے باہر کچھ اختیار نہین رکھتی ہو۔ وفی تفسیر الامام الحافظ رح
[illegible] سے اقرار لیا جیساکہ وہ مقر تھے کہ آسمانون و زمین کا خالق اللہ تعالےٰ عزوجل ہی
[illegible] عبادت کیون کرتے ہو جو اپنے واسطے نفع و ضرر کی قدرت نہین رکھتے تو تم کیا امید
[illegible] عبادت کرتے اُسکے ساتھ ان مشرکون کی برابری نہین ہوسکتی اور یہ مشرکین کہتے کہ
[illegible] ملائکہ و ملک۔ اور کہتے جیساکہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے خبر فرمائی کہ ما نعبدہم
[illegible] کی کہ کوئی خالق نہین جسکی مخلوق تم پر مشتبہ ہوگئی کہ یہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے
[illegible] کیونکہ [illegible] کیونکہ تمکو ثابت ہوئی جس سے تم اُسکی

Marfat.com

عبادت کرنے لگے اور یہ زعم کیا کہ عبادت کریں تاکہ اس سے تقرب [illegible]
وہ خالق نہیں اور خود اپنی ذات سے مضرت دور نہیں کرسکتا اور نفع [illegible]
صرف اللہ تعالےٰ عزوجل کی شان ہوا اور وہی واحد قہار ہو تو اختیار غیر [illegible]
مخلوق کی عبادت کرنا محض رائے وگمان ہوا اور یہی ضلالت ہے پس [illegible]
انتفاع نہیں پاتے بلکہ اپنی رائے وگمان کو دل میں جگہ دیتے ہیں [illegible]
گمان باطل کے باطل ووا ہی ہیں جو آخرت کے لیے باقی نہیں رہ سکتے چنانچہ [illegible]

آب رحمت سے بقدر وسعت انتفاع پھر حق باقی و باطل جاتا ہے

اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّ[illegible]

اللہ واحد قہار نے اتارا آسمان سے پانی پس بہے وادی بقدر اپنی وسعت کے پس اٹھایا [illegible]

[illegible]رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ فِى النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ

چڑھا ہوا اور اس چیز میں سے بھی جسے تم تاؤ دیتے ہو آگ میں بخواہش زیور بنانے یا کوئی متاع بنانے کے جھاگ

كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَـقَّ وَالۡبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُ[illegible]

یوں ہی مثل بیان کرتا ہے اللہ تعالےٰ حق اور باطل کی پھر وہ جھاگ تو جاتا رہتا ہے پھینکا ہوا

وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ

اور رہا وہ جو نفع دیتا ہے لوگوں کو سو ٹھہرتا ہے زمین میں یوں ہی بیان فرماتا ہے اللہ تعالےٰ مثلیں

حق وباطل کی دو مثلیں یکسان مگر ایک پانی کی اور ایک آگ کی بیان فرمائی پس اول قولہ اَنۡزَلَ اتارا واحد قہار نے جو ہر ایک چیز کا خالق اور خود مختار ہے۔ مِنَ السَّمَآءِ سماء سے۔ بعض نے کہا یعنے سحاب سے اور بعض نے کہا کہ درحقیقت آسمان سے جو بصورت سحاب اترتا ہے اتارا۔ مَآءً پانی یعنے مینھ برسایا۔ اور اس کلام کے [illegible] مین دقائق اشارات ہیں ازانجملہ یہ کہ رحمت الٰہیہ یکسان آسمان سے نازل ہوئی بدون دخل کسی شریک کے۔ فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا پس بہ نکلے وادی یعنے وادیوں کا پانی بقدر انکی وسعت کے اور وادی [illegible] دو پہاڑوں کے درمیان یا زمین نشیب جسمین پانی کا سیلان ہوا اور وہ کوئی صغیر ہوتا ہے کوئی کبیر ہوتا [illegible] قطعات بھی باہم ملے ہوئے مگر زمین شور و شیرین وغیرہ اقسام زمین کی راہ سے متفاوت ہوئے [illegible] چھوٹائی و بڑائی کی قدر مراد ہے یعنے جس سرزمین پر پانی برسایا گیا وہان کی وادی جسقدر تھیں [illegible] ہر ایک مین بقدر انکی وسعت کے سمایا اور ان وادیوں سے سیل جاری ہوئی۔ فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ پس سیل نے برداشت کیا پھین اوپر چڑھا ہوا یعنے سیل مین دو چیزیں ایک پانی خالص [illegible] گرد پھین اوپر چڑھا ہوا بہتا ہے اور خالص پانی بیچارہ انکی تحت مین دبا ہوا ہے یہ مثال [illegible] نافع جوہر نیچے دبا ہوا اور ناکارہ میل کچیل اوپر چڑھا ہوا تھا اور دوسری مثل انکی [illegible]

Marfat.com

... النّار ابتغاء آگ روشن کرنا پکانے و پگھلانے کے لیے یا اور کسی غرض سے -
... قراءۃ حمزہ وکسائی وحفص رحمہم اللہ تعالےٰ ہی اور باقیون نے اسکو تا و توقدون پڑھا اور
... کی طرف ... بدون خصوصیت کسی مخاطب کے ہی - اور قولہ - اِبْتِغَاءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ مفعول لہ
... بیان ... خبر ہو اور قولہ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ مبتدا ہی - اور معنے یہ ہین کہ پیدا ہوتا ہی اُس چیز سے
... متاع کی غرض سے آگ مین پگھلاتے ہو ایسا ہی جھین یعنی اونچا چڑھا ہوا اور جو چیز جوہر ہی مثلاً
... صورت مین سونا چاندی اور متاع کی صورت مین تانبا لوہا پیتل رانگ وغیرہ تو اصلی دھات نیچے اور میل
... بیان جھین سے وہی میل کچیل مراد ہو جو تاؤ دینے سے اوپر آجاتا ہی - كَذٰلِكَ يَضْرِبُ
اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ یون ہی مثل بیان فرماتا ہی اللہ تعالےٰ حق و باطل کو - یعنی اللہ تعالےٰ عزوجل نے
... آیہ سے ... جو امر مین خواہ ظاہری محسوسات مین ہو یا باطنی سیرت روح ونفس مین ہو حق کی اور باطل کی
مثال ... اور اس کلام سے تنبیہ کردی کہ عالم الغیب کی تمثیل کو بہت غور وفکر سے دیکھو اور جیسے کوئی مخلوق آدمی
مثالین لگاتا ہی اسی قدر پر اکتفا مت کرو پس اصلی پانی صاف تو حق کی مثال ہی اور جھین چڑھا ہوا باطل ہی جیسے آتشی
... مین اصلی دھات صاف تو حق کی مثال ہی اور میل کچیل باطل ہی - فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً
یعنی زبد کا انجام یہ ہوتا ہی کہ وہ ناپید ہوجاتا ہی بیکار پھینک دیا گیا - یعنی پانی کی سیل اُسکو کنارے پھینک دیتی ہی
اور ... گھریا سے نکال پھینکا جاتا ہی وہ کسی کام کا نہین ہی حالانکہ تھوڑی دیر ہوئی کہ وہ صاف پانی اور اصلی دھات پر
چڑھا ہوا تھا - وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ اور رہا وہ جوہر جو لوگون کو نفع دیتا ہی فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ
تو وہ زمین مین ٹھہرتا ہی اس سے کھیتیان اُگتی ہین اور لوگ پانی سے سیراب ہوتے اور جانور وکیڑے زندہ
ہوتے ہین اور لوہا و تانبا و چاندی و سونا وغیرہ لوگون کو نافع ہوتے مین ظاہر ہین - پس ایسا ہی انجام حق اور
باطل کا ہی کہ ظاہر مین کسی زمانہ مین اگر باطل اونچا اور غالب معلوم ہو تو آخر وہ تھوڑے زمانہ مین برباد ہو جاتا ہی
اور حق قائم و نافع رہتا ہی زجاج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مومن و اُسکے اعتقاد صحیح و نفع ایمان کی مثل جیسے پانی
... سے زمین کے نباتات تروتازہ پھل پھول میوہ وہر چیز کی حیات ہی اور جیسے یہ جوہر چاندی وسونا وغیرہ کہ باقی
رہتے اور طرح طرح کے نفع پہونچاتے ہین اور کافر و اُسکے اعتقاد باطل و بربادی کفر کی مثل جیسے وہ جھین جو سیلاب
پر ... اور جیسے وہ میل کچیل جو گھریا مین چاندی سونے پر چھایا ہو کہ ظاہر مین اصلی جوہر سے اونچا نظر آتا ہی مگر بہت
جلد ناپید ہو ... پھینک دیا جاتا ہی - ابن الانباری رحمہ نے اس آیت پاک کو قرآن کے نازل ہونے اور اس سے
... کی مثل پر محمول کیا - وقال الامام الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیرہ با حاصلہ آنکہ حق تعالےٰ عزوجل نے
... مین حق کے ثبات و بقائی و نافع ہونے کی دو مثالین اور باطل کی فانی و ناکارہ اور بظاہر غالب و مرتفع
... مثالین بیان فرمائین و قولہ فسالت اودیۃ بقدرھا - یعنی ہر وادی نے اپنی وسعت کے موافق کیرنے
... لیا - اور اس مین اشارہ قلوب کی طرف ہی کہ بعضے وسیع ہوتے ہین جنمین بہت علوم کی گنجائش

Marfat.com

ہوتی ہے اور بعضے تنگ وصغیر ہوتے ہین - بالجملہ وادی کے سیولی پر [illegible]
ومما یوقدون علیہ فے النار ابتغاء حلیۃ الخ دوسری مثل ہی کہ جو دھاتین آگ مین [illegible]
بغرض تیار کرنے زیورات کے یا جیسے لوہا تانبا ورانگا بغرض تیار کرنے [illegible]
یعنی میل چڑھا ہوا اُبلا ہوتا ہی - قولہ فاما الزبد فیذہب جفاء - یہ انجام ہی کہ [illegible]
برباد ہوتا اور پھینک دیا جاتا ہی اور باقی فقط پانی یا صاف دھات رہتی ہی کما قال [illegible]
فی الارض کذٰلک جیسے یہ مثل نہایت لطیف و دقیق مگر واضح بیان فرمائی یون ہی [illegible]
الامثال بیان فرماتا ہی اللہ تعالےٰ عزوجل مثلون کو - یہ تاکید ہی کیونکہ اسی آیت [illegible]
اللہ الحق والباطل - پھر یہان تک مکرر متنبہ کیا کہ اہل عقل اُسکے صدق کو آیات سماوی [illegible]
مین غور کرین اور اللہ تعالےٰ عزوجل نے جو نظام امتحان اس دنیا سے تا بہ مدار مین مقرر [illegible]
ملک دائمی کے اختیار آیات واحادیث مین بیان فرمایا ہی اسپر مطابق کرین اور سمجھ لین [illegible]
واُسکے حبیب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کسطرح صاف صاف صریح آگاہ [illegible]
اپنے انجام کے ابھی آغاز سے فکر کرین اور مثل زبد کے باطل کا بظاہر فروغ دیکھکر نفس کی [illegible]
وقد قال تعالےٰ تلک الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون - یعنی یہ مثلین ہین جنکو ہم بیان کرتے [illegible]
شاید وے اپنے انجام کی فکر کرین - اور فرمایا وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون [illegible]
بیان کرتے ہین لوگون کے واسطے اور انکو نہین سمجھتا کوئی سوائے عالمون کے اقوال مبارک انکو [illegible]
ہین - اسی وجہ سے بعض سلف نے فرمایا کہ جب مین قرآن پاک مین کوئی مثل نہین سمجھتا تو اپنے او [illegible]
نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ فسالت اودیۃ بقدرہا مثل ہی [illegible]
کی کہ بقدر یقین و شک کے لیتے ہین پس شک سے کوئی عبادت کارآمد نہین ہی اور یقین کے سا [illegible]
نفع دیتا ہی پس منافق کا عمل مثل زبد کے زائل ہوتا ہی اور یقین کو اللہ تعالےٰ قبول فرماکر باقی رکھتا ہی [illegible]
وکافر و منافق جو اعمال اپنے زعم مین کرتے ہین اگر مشیت الٰہی مین ہی تو دنیا مین انکو اسکا نفع تا [illegible]
ملجاتا ہی اور آخرت مین بحکم قولہ فجعلناہ ہباءً منثورا - محض ضائع وبیکار پھینک دیے جاتے ہین [illegible]
مین انکو بقدر مشیت الٰہی نفع دیا جاتا ہی اور اس سے بھی بہت بڑا ذخیرہ عاقبت کے [illegible]
دراز ہوجاتا ہی اور اصل عمل سے آخرت مین باقی رہتا ہی بحکم قولہ والباقیات الصالحات [illegible]
عوفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن عباس رض سے اسکی تفسیر مین مثل مذکور بالا [illegible]
قتادہ وعطا، و بہت سے سلف و خلف سے اسکی ایسی تفسیر مروی ہی - [illegible]
اعمال صالحہ کے نفس یقین و شک وغیرہ کی مثال ہی کیونکہ یقین وقت [illegible]
- اور باطل اسوقت آدمی کو ظاہر ہوجاتا ہی کہ یہ محض باطل تھا کیونکہ حق کھل جاتا ہی [illegible]

[illegible] بجز بجلی جدا بنیادی نسبت مین نظرون مین بمقابلہ ستان مسجد کے جہان بوسیدہ
[illegible] کے ساتھ تو مساق اور اونچی معلوم ہوتی ہو ولیکن باطن مین مسجد منور واعلے ہوا ور سجے ہوئے
[illegible] لوچند روز بعد وقت موت کے ظاہر ہوجاتا ہی اور مترجم کہتا ہو کہ یہان ایک لطیف دقیقہ
[illegible] ایمان ہو کہ اس دنیا مین اللہ تعالے عزوجل نے انکو دو فرقہ کردیا ایک وہ جو توحید وایان پر ہین اور
[illegible] ہین اور دوسرے منافق [illegible] کہ بسا اوقات اہل ایمان پر تنگی وتکلیف وعوارض قہریات جو دراصل رحمت ہین
[illegible] خلاف انکے کفر کے کہ وہ اکثر احوال مین تندرست وفارغ البال ہوتے ہین پس امتحان کی آزمائش
[illegible] کے وقت حق وباطل جدا ہوجاتا ہی کبھی بظاہر باطل کو بلندی وعروج ہوتا ہی لیکن وہ درواقع برباد
[illegible] ہوا ور شیخ امام رحمہ نے اشارہ کیا کہ حق تعالے عزوجل نے اہل باطل ونفاق کے لیے شروع سورہ بقرہ مین دو مثلین
[illegible] ایک آبی اور دوسری آتشی پس آتشی قولہ تعالے مثلہم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذہب اللہ
بنورہم الآیہ اور مثل آبی قولہ او کصیب من السماء فیہ ظلمات ورعد وبرق الآیہ۔ اور یونہی سورہ نور مین کافرون کی دو
[illegible] فرمائین کما قال والذین کفروا اعمالہم کسراب بقیعۃ الآیہ اور سراب کا وجود شدت گرمی وحرارت مین ہوتا ہی اسیواسطے
[illegible] مین ہو کہ قیامت کے روز یہود سے کہا جائیگا کہ پھر تم کیا چاہتے ہو کہینگے کہ اے رب ہم بہت پیاسے ہین تو کہا جائیگا
[illegible] جاتے نہین جہان تم پانی کا گمان کرتے ہو پس سراب دیکھکر جا پہونچینگے ناگاہ دوزخ مین داخل ہونگے
[illegible] سراب کی طرح موجین مارتی ہوگی۔ پس یہ مثل تو آتشی ہی اور دوسری آبی قولہ تعہ کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج الآیہ
[illegible] اور یہی حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم مین ہو ابو موسے اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہدایت وعلم جسکے ساتھ اللہ تعالے عزوجل نے مجھے بھیجا اُسکی مثال جیسے کثیر باران رحمت
[illegible] زمین کو پہونچا پس اسمین ایک ٹکڑا تھا جس نے پانی جذب کیا اور بہت گھاس وبکثرت اناج اُگایا (جس سے جانداروں
[illegible] نے بہت نفع اُٹھایا) اور اسمین ایک ٹکڑا خالی جوف تھا اُس نے اپنے اندر پانی بھر لیا پس اس سے بھی
اللہ تعالے عزوجل نے لوگون کو نفع دیا کہ خود پیا اور جانورون کو پلایا اور سینچا اور کھیتی کو پانی دیا اور رہین ایک
[illegible] میدان ٹیکرا تھا کہ نہ پانی روکا اور نہ نباتات اُگائی پس یہ مثال ہو اس شخص کی جس نے دین الٰہی مین فقہ
[illegible] کی اور جس چیز کے ساتھ مین بھیجا گیا ہون اس سے نفع پایا پس علم حاصل کیا اور سکھلایا اور مثال ہو اُس شخص کی جسنے
[illegible] اللہ کی ہدایت کو قبول نہ کیا۔ رواہ فی الصحیحین۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثل اور تم لوگون کی مثل ایسی ہو جیسے ایک شخص نے آگ جلائی جب اُسکا گرد نواح روشن ہوا
[illegible] اُس آگ مین گرنا شروع کیا اور اُس نے روکنا شروع کیا اور وہ اسپر چڑھے آتے اور مُنہ کرکے گرتے
[illegible] یہی میری وتمہاری مثال ہو کہ مین تمہاری کمرون کو پکڑے آگ سے مانع ہون اور کہتا ہون کہ اس سے
[illegible] آگ مین گھسے پڑتے ہو۔ رواہ احمد والبخاری ومسلم۔ ف فی العرائس قولہ تعالے وللہ
[illegible] السموات الآیہ بعض نے کہا کہ سجود دو قسم ہو ایک اپنے وجود سے اور دوم قلب سے پس سجود نفس وہ

انقیاد و آگہی ہے کہ ہر نفس کو جسواسطے پیدا کیا ہے وہ اسی راہ پہ چلتا ہے [illegible]
ساجد ہے پھر حق تعالے عزوجل نے بندون کو معرض امتحان مین حق و باطل کے [illegible]
یستوے الاعمی والبصیر الآیہ اور اسمین اشارہ مراتب حق کے درمیان بھی [illegible]
بصیرت و دیدار قدم و مشاہدہ انوار ازل سے محروم ہے وہ کیونکر برابر ہوگا ایسے شخص [illegible]
بدون غاشیہ طبیعت و معارضۂ خلقت مشاہدہ کرتا ہے اور نفس کے وہ تاریک [illegible]
جو مجلس انس مین مشرق قدس سے تابان ہے حالانکہ دونون مندان عبودیت مین [illegible]
یقین مین ہے اسکے ساتھ گفتگوے زبانی واستدلالی کا مدعی کیونکر مساوی ہوگا و [illegible]
مین قہریات مین ڈوبے مدعین کو کچھ برابری نہین ہے اور حسن صنعت صانع عجیب ہے [illegible]
شیخ ابوعثمان رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ جسکو توفیق عطا ہوئی اور خدمت سے سرفراز ہوا اسکے ساتھ [illegible]
شیخ ابوحفص رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ درحقیقت اندھا وہ ہے جو مخلوقات سے خالق کو پہچاننے کا مدعی [illegible]
خالق عزوجل سے مخلوق کو پہچانے شیخ استاد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ منجملہ تاریکیون کے [illegible]
توفیق کے شہود تقدیر کی روشنی مین جانا۔ اقول یعنے تدبیر کو عین تقدیر خیال کرنا چنانچہ حدیث [illegible]
کہ بعض نے تدبیر کا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ بھی تقدیر ہے۔ قولہ تعالے انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ الآیہ [illegible]
یہ ہے کہ باران رحمت سے تفہیم ہے نزول تجلیات صفات واسماء وافعال برزمین قلوب اولیا و اصفیا [illegible]
اپنی وسعت کے موافق باران رحمت اٹھاتے ہین انکے قلوب بھی باران رحمت تجلیات بقدر اپنی [illegible]
محبت و معرفت و توحید و کمال مین متفاوت مقامات پر ہوتے ہین اور جیسے سیول وادی مین [illegible]
مراتب صفات بشریت غلبہ کرتے ہین اور دیدار غیب سے روکتے ہین ولیکن جنکو یہ رحمت درحقیقت نصیب [illegible]
انپر متواتر باران رحمت و متواتر و نسیم صبا سے یہ اوصاف طبیعت مثل بھین کے [illegible]
کی آگ مین جلکر یا خشک ہوکر اڑجاتے ہین اور انکی ہمت عالیہ جاری ہوکر قلوب کو جواہرات [illegible]
لبریز کر دیتی ہے پس ریا و سمعت و شرک و شک و نفاق جتنے کہ خطرات مذمومہ ہے پاک [illegible]
ظاہر ہوجاتے ہین اور یہ سب اس رحمت آلہیہ کی برکت ہے جو بلا واسطہ و بلا سبب [illegible]
اور جیسے باران رحمت آسمان سے بدون سبب کے جو بندون کی طرف سے ہو [illegible]
قدیم ازلی ہے یون ہی فیوض باطنہ بلا علت و سبب ہین کیونکہ نزول رحمت [illegible]
و طاعات سرزد ہوتے ہین پس یہ محض فیض قدیم ازلی ہے جسکی حکمت کا وہی [illegible]
باران سے آب رحمت ان قلوب مین بقدر وسعت جاری ہوتا ہے چنانچہ بعض مین [illegible]
صفات اور بعض مین اسماء و صفات و نعوت و افعال سے پس [illegible]
منفردین و متجردین کے قلوب مین جاری ہے اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] الا اللہ ہو اور جو بحر الصفات سے ہو وہ قلوب عاشقین محبین ومشتاقین
[illegible] سے اعمال نفس وسیل بخل طبیعت کا دور کر دیتا ہو اسی وجہ سے بے اختیار جذب مین
[illegible] قلوب مومنین [illegible] شفقین مین جاری ہو جس سے خیار خطرات وہواجس زائل
[illegible] ہو وہ قلوب مخلصین ومتعبدین پر جاری ہو جس سے وسواس
[illegible] رحمت وشفقت پیدا ہوتی ہو اور جو بحر افعال سے ہو وہ مریدین کے
[illegible] حسن معاملات ومراقبات پیدا ہوتے ہین سبحان اللہ تعالے شانہ کہ
[illegible] اسطرح کہ ہر قسم رحمت کے واسطے ایک خاص قسم کا قلب متعین فرمایا ہو
[illegible] کہ اللہ تعالے عزوجل نے ایک صاف موتی پیدا کر کے بعین الجمال ملاحظہ فرمایا وہ
[illegible] قلب کو اپنے نصیبہ ملائمی کی صفا ہوا اور ہر قلب اس سے بقدر وسعت مستفیض
[illegible] یہان تک کہ وحی الٰہی عزوجل سے اسکا نشان ثابت ہو کیونکہ یہ حال غیب ہو فافہم
[illegible] نے کہا کہ اسکے اشارہ مین بندے کی حالت کا بیان ہو کہ وادی مین جب سیل روان ہوتی ہو
[illegible] ہو اسی طرح جب وہ نور بندہ مین سیلان کرتا ہو جو حق تعالے عزوجل نے اس
[illegible] مین مقدر فرمایا ہو تو نجاسات باطنہ مانند غفلت وتاریکی وغیرہ کے سب دور ہو جاتی ہین اور
[illegible] جو باقی رہا اسکے حق مین نافع ہو پس قلب منور ہو جاتا ہو اور شہوات ناکارہ وخیالات فاسدہ و
[illegible] زائل ہوکر اعتقادات حقہ وحقائق ثابتہ روح کے ساتھ باقی رہ جاتے ہین - قال المترجم اگر
[illegible] نہین بلکہ تفسیر ہی تو جواب دیا جاوے کہ نہین کیونکہ عام تفسیر تو کافرون کے اعتقادات واعمال
[illegible] اور مومنون کے اعتقادات واعمال کا قیام ہو اور شیخ نے مومنون مین پھر اسطرح تفصیل بطریق
اشارہ [illegible] کیونکہ کفر وشرک کی نجاسات انتہا درجہ کی ہین کہ انکے جلانے کے لیے آتش جہنم لائق ہو اور
[illegible] اعتقاد مین توحید الٰہی آگئی ہو مگر غفلت وغیرہ سے نجاسات فسق ہون وہ بھی صاف
[illegible] سے کسی مدت تک آگ سے پاک کیے جاوینگے - اور اصل اسمین قولہ علیہ السلام فرش علیہم
[illegible] مخلوق کو خالق عزوجل نے تاریکی مین پیدا کیا پھر ان پر اپنے نور سے چھڑکا پس جسکو اس نور سے
[illegible] پہنچ گیا اور جو محروم رہا ہو وہ گمراہ ہوا پس اہل ایمان کم وبیش اس نور سے حصہ پائے ہوئے
[illegible] اللہ تعالے عزوجل نے انواع رحمت نازل فرمائین اور ہر قلب نے اپنا حصہ
[illegible] تھا اسمین چراغ توحید روشن ہوا اور جو مؤید بنور توحید تھا اسمین چراغ معرفت روشن ہوا
[illegible] چراغ علم وحکمت روشن ہوا اور جو منور بمحبت تھا شائق ہوا اور جو منور بشوق تھا مقرب
[illegible] کہ اللہ ومشاہدہ کے لیے ایک حالت سے دوسری حالت پر بدلتے رہتے
[illegible] فی الغیب الآیہ - اعمال ظاہری وباطنی وانسے حصول معارف غیب کو

زمین کے سونا وچاندی وغیرہ فلزات اور گداختہ کر کے زیور و متاع بنا [illegible]
مین گلانے سے میل دور اور اصل صاف باقی رہتی ہی جو کارآمد ہی اسی طرح اعمال ظاہری [illegible]
اخلاص کے ساتھ گداختہ ہو کر خواہش و شہوات فانیہ کا میل زائل ہوتا ہی اور شرک [illegible]
متعلق ہی زائل ہو کر جو خالص اللہ تعالےٰ عزوجل کے لیے ہو نافع رہجاتا ہی کہ اگر [illegible]
محض ریاکاری ہون تو اُسکے پاس کچھ بھی نہ رہیگا اور اگر باطنی ہے کہ ایمان بھی [illegible]
دوسری چیز کی وجہ سے ہو تو ایمان بھی نہو گا یعنے یہ محض نفاق ہی آیا نہیں دیکھتے کہ منافقون [illegible]
صورت مین مومنون کے مانند تھے مگر اُنکی نسبت جہنم کی درک اسفل مین ٹھکانا بیان [illegible]
یا باطنی کوئی عمل اُنکا اللہ تعالےٰ عزوجل کے لیے نہیں رہا اور مسلمانون کو فریب دینا اور حظوظ دنیاوی [illegible]
ذریعہ سے حاصل کرنا جو غور نظر مین بکثرت بد حرکات کو شامل ہین اُنکے پاس رہے بخلاف کافرون کے [illegible]
نے کوئی فریب نہیں دیا ہی۔ پھر لکھا کہ ایسا ہی حال خطرات کا ہی چنانچہ جو الہام از جانب حق عزوجل ہو [illegible]
باقی رہتا ہی اور وسواس نفس و شیطان کو زوال ہی خصوص جبکہ بندہ نے اپنے رب تبارک و تعالےٰ عزوجل [illegible]
ہر باطل خطرہ سے پناہ مانگی ہو پس یہ بے اصل خطرات واہیات بسبب غلبہ معرفت و محبت کے فوراً زائل [illegible]
ہین۔ ابن عطا رحمہ اللہ عنہ نے کہا کہ جو احوال صادقہ ہوتے ہین اُنکی برکت قلب مین ثابت ہوتی ہی اور جو [illegible]
سواے ہو وہ زائل اور اسکی کچھ بھی بھلائی دل مین نہیں رہتی ہی۔ بعض نے کہا کہ قلوب بمنزلہ ظروف ہین [illegible]
محدود ہوتا ہی بخلاف قلوب کے کہ اُنکی وسعت سے اللہ تعالےٰ عزوجل آگاہ ہی پس مثل وادیہا سے زمین [illegible]
جو حقیر چیز ہی ان قلوب کے وادی ہین پس بعض قلب مین سیل توبہ و استغفار جاری ہی اور بعض مین [illegible]
ترحم و بعض مین سیل خوف اور کسی مین سیل امید اور کسی مین سیل معرفت اور کسی مین سیل اُنس رواں [illegible]
ہر ایک ان سیول جاریہ مین سے قلب کے اندر اللہ تعالےٰ عزوجل سے قرب پیدا کرتی ہی پس یہ قلوب وہ [illegible]
جنمین سیول قربت جاری ہین اور علاوہ انکے دوسری قسم کے قلوب اُنکے خلاف ہین جنمین سیول [illegible]
اور توفیق سے محروم اور شقاق و نفاق کے غار مین گرتے ہین یہان تک کہ مقام اشقیا جہنم [illegible]
بعض نے اسکے اشارہ مین کہا کہ دنیا مین جو امور مرغوب و نعمات الٰہیہ ہین انہین اصفیا کو تحمل [illegible]
عموماً خلق کو نفع پہونچانا خواہ مومن ہو یا کافر ہو اور حیات فانیہ مین محبت و حلم و آہ و گریہ یاد حق عزوجل [illegible]
لیے زینت ہی اور بغیر اسکے جوہر مصفا نہو گا اور مومن کو ہمیشہ مکروہات پہونچینگے [illegible]
جاودانی مین عیش کرے واللہ تعالےٰ اعلم۔ اور کہا جاتا ہی کہ جب دل مین انوار چمکتے [illegible]
پس یقین سے شک دور ہو جاتا ہی اور علم سے جہالت اور معرفت سے [illegible]
بشریت زائل اور انوار جمع سے آثار تفرقہ زائل ہوتے ہین اور [illegible]
جب آفتاب معرفت طلوع کرتا ہی تو دل سے یہ تاریکی کہ کسی چیز کی [illegible]

Marfat.com

نے پایا اور جو لوگ ہیں انکا انجام بیان فرمایا

لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؔ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ

اپنے رب کے لیے بہت بھلائی ہی اور جن لوگون نے نہ مانا اگر

اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ سُوْۗءُ

انکے پاس ہوتا جو کچھ زمین مین ہی اور اتنا ہی اور اسکے ساتھ ہوتی تو اسکو عذاب سے اپنی جان بچانے کا فدیہ دیدیتے یہی لوگ ہین جنکے لیے بُرا

الْحِسَابِ ڏ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ

حساب اور ٹھکانا انکا جہنم ہے اور برا پالنا ہی یہ جہنم

جب اہل حق وسعادت کی اور اہل باطل وشقاوت کی دو مثالین بیان ہوئین بدین معنی کہ اہل سعادت نے ہدایت کا حصہ پایا انکے اعمال ظاہر وباطن انکے لیے نافع وباقی رہے اور اہل شقاوت نے ہدایت سے کچھ حصہ نہ پایا اور انکے اعمال باطل ہوگئے کیونکہ غرض انکی دنیاے فانیہ کے کچھ حظوظ وشہوات تھے جو مرتے ہی زائل ہوگئے اب ان دونون کا انجام آخرت کا بیان فرمایا کہ ہر ایک فریق نے اپنے لیے کیا کمایا ہی فقال عزوجل ۔ لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ جن لوگون نے اپنے رب کی ہدایت یعنی حکم وفرمان کو جو بزبان حضرت رسول رب العالمین محمد صلے اللہ علیہ وسلم آیا اسکو مانا وقبول کیا اور استجابت کے ساتھ تعبیر فرمانے مین شوق کا اشارہ ہی کیونکہ جیسے استغفار بمعنے طلب مغفرت مین بندے کی طرف سے رغبت ہی ویسے ہی یہان ہدایت قبول کرنا برغبت چاہیے گویا یہ بندے پہلے سے منتظر تھے کہ پکارہوا اور دوڑین ۔ پھر خبر کو مبتدا پر مقدم کیا تاکہ شوق سے دل کی نگاہ رکھو کہ جن لوگون نے رغبت سے قبول کیا اپنے رب کی ہدایت کو اور یہ قبول کرنا خالص رب عزوجل کے واسطے ہوا بدون کسی اور خواہش کے تو انکے لیے کیا نعمت ہی وہ نعمت ۔ الْحُسْنٰى ہی ۔ جمہور مفسرین مثل ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنت ہی اور اہل معانی نے کہا کہ الحسنی نہایت خوب منفعت عظمی جسکے ساتھ عزت کا لگاؤ ہوا اور کبھی اسکے زائل ہونے کا گمان بھی نہوا اور اکرام وعزت کے ساتھ ملے ۔ بالجملہ اس نعمت کو الحسنی کے ساتھ تعبیر فرمانے مین سننے والے متنبہ ہوگئے کہ ہمارا خالق عزوجل دینے والا جو ہمکو پیدا کرنے والا ہی وہ اسکو حسنی فرماتا ہی تو اسکی شان اسقدر بڑی وایسی خوب وعالی ہی کہ ہمارے خیال وقیاس وگمان ووہم سے باہر ہی ۔ سراج منیر مین لکھا کہ یہان حسنی کے ساتھ زیادہ ۔ نہین فرمایا اسوجہ سے کہ دوسری آیت مین فرمادیا ہی اقول یعنی قولہ تعالی لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ۔ اور شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے وہان ذکر کیا کہ زیادہ کی تفسیر دیدار باری تعالے ہی اور یہ تفسیر ابوبکر الصدیق وحذیفہ بن الیمان وعبداللہ بن عباس وجماعہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنکی تعداد ستر سے زیادہ ہی اور سعید بن المسیب وعبدالرحمن بن ابی لیلے وعبدالرحمن بن سابط ومجاہد وعکرمہ وضحاک وعامر بن سعد وعطاء وحسن وقتادہ ومحمد بن اسحاق وہم غیر سلف وخلف سے مروی ہی اور بہت احادیث کثیرہ صحیحہ اس تفسیر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین اور مترجم نے وہان تحقیق وتوضیح کے ساتھ کلام ذکر کردیا ہی اور جس شخص نے اپنے اوہام کی وجہ سے دیدار باری تعالے کو محال سمجھا اور انکار کیا اس نے دنیا ہی مین اپنے

اور برکا ظہور ہونے کی گواہی قرآن پاک سے لی کیونکہ حق تعالےٰ عزوجل نے
یعنی کفار اُس روز اپنے پروردگار سے پردہ مین رکھے جاوینگے یعنی ...
معنے بدلنا گویا انکار کرنا ہوا۔ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ ...
کے فرمان کو یعنے اللہ تعالےٰ عزوجل نے اپنا رسول بھیجا اور قرآن پاک ...
رسول کو نہ مانا اور قرآن پاک سے انکار کیا اور اپنی رائے مین آخرت کو صحیح نہ جانا اور ...
کے سوائے کسی بھیکر و پاکیزہ زندگی کو نہ مانا اور جملہ علوم حقیقیہ و اخلاق حسنہ ...
دولت کے لیے مانا اور خالص اللہ تعالےٰ عزوجل اپنے رب کے لیے نہ مانا تو اُنکے انجام کار کی تین
ایک تو یہ کہ۔ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا اگر آخرت کے عذاب ...
مین ہوتا وہ سب جو زمین مین ہی پورا پورا حالانکہ دنیا مین کبھی اُنکو حاصل نہوا تھا بلکہ نہایت ہی ...
کرنے لگے تھے اور آخرت کے عذاب کے سامنے اگر تمام جو کچھ دنیا مین ہو سب انکو ملتا وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ
اور اُسکے ساتھ اتنا ہی اور ملجاتا۔ لَافْتَدَوْا بِهٖ تو اس دوچند کو دیکر اپنی جان چھڑا لیتے حالانکہ ...
کچھ بھی نہ ملیگا اور اگر دونا ملجاتا جب بھی کچھ قبول نہوتا۔ پس یہ بیان ہو کہ جب تک حیات دنیا ...
نفس نہین چھوڑتے اور حقیر متاع دنیا سے مُنھ نہین موڑتے حالانکہ یہ سب انکی ملک سے چھین نہین جاتی ...
کے ساتھ اسمین تصرف کرنے کو کہا جاتا ہو اور آخرت مین حقیر کیا بلکہ سب کا مال بلکہ اُس سے بھی دوچند ...
رضامند ہونگے ولیکن حق تعالےٰ عزوجل نے بندگی و عبودیت کی حد اس حیات دنیا تک رکھی ہو پھر ...
اور دوسری حالت یہ کہ۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ای الحساب ...
کے حق مین برا حساب ہو۔ بعض نے کہا کہ بُرا حساب یہ کہ سب گناہون پر مواخذہ ہو کچھ بخشا نجاوے ...
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انکے کفر نے سب انکے اعمال ردی و ناکارہ و باطل کردیے۔ یعنی اب ...
کے نیک کچھ نہین رہا۔ بعض نے کہا کہ سوء الحساب مناقشہ ہو یعنی محاسبہ پورا لیا جاوے ... قال ...
رحمۃ اللہ علیہ یعنے ہر صغیرہ وکبیرہ پر اسنے حساب لیا جاوے اور حدیث صحیح مین ہو کہ جس کسی سے جانچ ...
ہوگا وہ ہلاک ہوجائیگا۔ اور تیسری حالت وہ درحقیقت اُنکا انجام ہو یعنے وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ
اور ٹھکانا ان لوگون کا جہنم ہو۔ علماء نے کہا کہ جیسے خلقت مین نجاست ...
ویسے ہی یہ لوگ اپنے لائق جگہ پر جاوینگے وَبِئْسَ الْمِهَادُ اور جہنم بہت ...
الٰہی ہو کہ جنکا یہ ٹھکانا ہو اُنکو خوف وعلم نہین اور جنکا نہین ہو وہ جانتے ہین ...
مگر وہ دوزخ کو جانتے اور اُس سے پناہ مانگتے ہین برخلاف کافرون ...

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ ...
بھلا کیا جو شخص یہ جانتا ہو کہ جو اُتارا گیا تجھپر تیرے رب سے وہ حق ہو ...

Marfat.com

...بَابِ ۝ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۝

...وہ لوگ ہین کہ پورا کرتے ہین اللہ کا عہد اور نہین توڑتے مضبوط قرار کو

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ

اور جو ملاتے ہین جسکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جوڑا جاوے اور ڈرتے ہین اپنے رب سے اور

يَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا

اندیشہ رکھتے ہین برے حساب سے اور ایسے لوگ ہین جنھون نے صبر کیا آرزو مین اپنے رب کے دیدار کے اور قائم رکھی

الصَّلٰوةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ

نماز اور خرچ کیا [illegible] مین سے جو ہمنے انکو رزق دیا تھا چھپا کر اور کھلے اور دور کرتے رہے نیک کام سے

السَّيِّئَةَ أُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ

برائی کو ایسے لوگون کے لیے آخرت کا گھر ہے باغ تر و تازہ ہین ہمیشہ قیام کے جنمین داخل ہونگے وہ خود اور جو لائق

صَلَحَ مِنْ اٰبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ

ہوئے انکے باپ دادون مین سے اور انکی بیویان اور بال بچے اور انکے پاس آوینگے فرشتے

مِنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

ہر دروازہ سے سلام علیکم یعنی تمپر سلامتی ہو عوض اسکا جو تمنے صبر و محنت اُٹھائی سو یہ آخرت کا گھر کیسا اچھا ہی

[illegible] آیت مین برا انجام کفر کا بیان فرمایا ولیکن کافر بسبب جہل کے نہین جانتا اور آیات و دلائل سے عبرت نہین
[illegible] کیونکہ وہ چشم بصیرت سے اندھا ہی ولیکن بینا کو یقین منور کرتا ہی لہذا فرمایا۔ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ کیا جو شخص
[illegible] بات کو اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ جو اُتارا گیا تجھپر تیرے رب کی طرف
[illegible] کچھ شک و شبہہ نہین ہی پس وہ سب نصیحتون پر ایمان لا کر نیک اعمال کرتا ہی۔ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى
[illegible] کے ہو جو بصیرت سے اندھا ہی یعنی ہرگز نہین۔ روایت ہی کہ نزول اسکا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
[illegible] عبد المطلب اور ملعون ابوجہل کے حق مین ہوا یعنی حمزہؓ اہل علم و یقین و معرفت سے ہین اُنکے ساتھ ابوجہل جاہل
[illegible] نہین۔ اور خازن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آیت کے معنے عام ہین اگرچہ سبب خاص ہو۔ حاصل
[illegible] اتباع کرتا ہی وہ برابر نہین اُس شخص کے جسکو حق نظر نہین آتا اور بدراہ چلتا ہی۔
[illegible] اُولُوا الْاَلْبَابِ انھین کو نصیحت نفع دیتی ہی جو اصحاب عقول ہین کیونکہ جاہل بے عقل
[illegible] گمراہی کو راہ سمجھتا ہی اور اہل عقل معنی کو سمجھتے اور سہر صورت سے معانی کو اور رہر پوست سے
[illegible] انکا مرتبہ بیان فرمایا۔ اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ایسے
[illegible] اللہ تعالیٰ عز و جل کا عہد۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار اپنے اوپر کیا اور
[illegible] کتابین نازل فرمائین اور انمین عہد طاعات بجا لانے و نافرمانی سے

Marfat.com

باز رہنے کے لیے ہین سب عہد الٰہی تعالے پورا کرتے ہین وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ [illegible]
اللہ تعالے عزوجل کے ساتھ ہو یا بندون کے ساتھ ہو خواہ نذر ہو یا قسم ہو حق تعالیٰ [illegible]
عزوجل نے عہد و میثاق کی پابندی کو قرآن پاک مین کچھ اوپر بیس جگہ ذکر فرمایا وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا [illegible]
أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ اور وہ لوگ ہین جو ملاتے ہین وہ چیز جسکے ملانے کا اللہ [illegible]
حکم دیا ہی۔ اکثر مفسرین نے کہا کہ مراد صلۃ الرحم ہی یعنے بیٹے سے پیدا ہونے کا ناتا جس [illegible]
اسکو ملانا ثواب ہی اور بعض احادیث مین قطع رحم کبیرہ گناہ ہی و فے الحدیث صلوا الارحام و افشوا السلام [illegible]
یعنی لوگون کو مدینہ مین جو نصیحت شروع فرمائی از انجملہ فرمایا کہ ناتون کو ملاؤ اور آپس مین [illegible]
سب کو سلام کہو یعنی تم پر اللہ تعالے عزوجل کی سلامتی و رحمت رہے۔ اور حدیث مکارم اخلاق مین [illegible]
قطعک الحدیث یعنی تیرا ناتے والا اگر ناتا کاٹنا چاہے تو اُس سے مل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا [illegible]
مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا کہ رحم لگا ہوا ہی عرش الرحمن سے دعا مانگتا ہی کہ جو مجھے ملاوے [illegible]
اللہ تعالے عزوجل اُسکو ملاوے اور جو مجھے قطع کرے اللہ تعالے عزوجل اُسکو کاٹ دے۔ واضح ہو کہ الرحمن [illegible]
کے اعظم اسماء صفات سے ہی اور الرحم اس سے مشتق ہی اور عبدالرحمن بن عوف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ [illegible]
کی حدیث قدسی مین روایت کی کہ حق تعالے عزوجل فرماتا ہی کہ جس نے رحم کو ملایا مین اُسکو ملا دونگا اور جس نے کاٹا مین
اُسکو کاٹ دونگا۔ اقول ایسے احادیث مین فضیلت زبان عربی کی ظاہر ہی اور عرب کی نسل جہان جہان ہی اُنکی صحت نسب
کی دلیل یہ ہی کہ باہم کنبہ و ناتے والے میل جول سے ہون اور اگر پھوٹ ہوئی تو نقص کی دلیل ہی۔ و عن ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے مرفوع روایت کی جسکو اچھا معلوم ہو کہ اللہ تعالے عزوجل اُسکے رزق مین فراخی [illegible]
اثر مین تاخیر فرمادے تو اُسکو چاہیے کہ ناتا ملاوے۔ علماء نے کہا کہ اثر مین تاخیر سے مراد اُسکی عمر مین [illegible]
اگر صلہ رحم کرے تو اسکی عمر اسقدر دراز ہو۔ سراج مین لکھا کہ یہی مشہور ہی کہ فی الحقیقۃ عمر مین [illegible]
اور بعض نے کہا کہ متبرک طریقہ سے عمر گویا زیادتی ہی اور مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ مراد ہو کہ اُسکے [illegible]
رہینگے گویا وہ زندہ ہی اور شاید اسکے نسل دیر تک قائم رہنی مراد ہو۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے [illegible]
کہ مکافی واصل نہین بلکہ واصل وہ ہی کہ اُس سے ناتا کاٹا جاوے اور وہ ملاوے اور [illegible]
کریگا کہ ای میرے رب مین قطع کیا گیا اور امانت کہیگی کہ ای رب مین چھوڑی گئی اور نعمت کہیگی کہ [illegible]
کی گئی۔ فضیل بن عیاض کے پاس ایک جماعت حاضر ہوئی آپ نے پوچھا کہ تم کہان [illegible]
لوگو اپنے رب سے تقوے اختیار کرو جا ہے جہان سکے ہو اور آگاہ رہو کہ اگر [illegible]
مرغی تھی اُسکے ساتھ بُری طرح پیش آتا تھا یعنے اچھی طرح پرداخت نہ کرتا [illegible]
کا فرناتے دارون سے صلہ رحم مین ثواب ہی اگرچہ وہ لوگ اسلام سے [illegible]
کو نہ دیوے جو اسلام سے قتال کرتے ہون۔ و قیقہ جنگ بدر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] جادین تا ظہر کی بلکہ ان لوگون سے قرابت رحم تھی اول اُنھون نے آپ سے کفر کیا پھر نکالا بجبر
[illegible] پھر [illegible] بسبب اس صورت مین ہی کہ ما امر اللہ بہ ان یوصل۔ سے مراد خاص صلۃ الرحم ہو۔ اور
[illegible] اللہ علیہ نے عام اختیار کیا یعنی اہل قرابت سے میل رکھے اور اُنپر احسان کرے اور فقیرون و محتاجون سے
[illegible] سلوک کرے اور امر معروف حسب سکے ساتھ پھیلا وے۔ اور یہی اصح ہی کہ ہر چیز جسکے میل کا اللہ تعالے نے
[illegible] مراد ہین اور رحم کا ملانا تو صریح ہی اور از انجملہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت ملانا اور تمام مومنون سے
[illegible] رکھنا اور حسب مقدرت اُنسے احسان کرنا اور اُنکی مددگاری کرنا اور اُنسے بُرائی دور رکھنا اور اُنپر شفقت کرنا
[illegible] کا افشا کرنا جسے ہر مسلمان اجنبی ہو یا جان پہچان ہو اسپر دعا دینے کے طور پر سلام کرنا اور مریضون کی عیادت
[illegible] دوستون و نوکرون و پڑوسیون اور سفر کے ساتھیون سے مراعات رکھنا اور مانند اسکے جسطرح شرع نے
[illegible] ہین تو واجب و سنت و مستحب سب داخل ہین ولیکن امر وصل جو آیت مین ہی اگر حقوق واجبہ پر محمول ہو تو وجوب
[illegible] موکد ہونگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ نیکی کرنا احسان سے اور رحم ملانا
[illegible] قیامت مین حساب مین تخفیف ہوتی ہی۔ رواہ الخطیب وابن عساکر۔ بالجملہ اہل عقول وہ ہین کہ عہد الٰہی ایمان و
[illegible] عہد گان پورا کرتے ہین اور منجملہ عہد کے صلہ رحم ہی کہ اسکو جوڑتے ہین توڑتے نہین وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
[illegible] اپنے [illegible] سے ڈرتے ہین اور یہ خوف اول تو یہ کہ عہد شکنی وغیرہ کا گناہ سرزد نہو اور جب اسوقت تک
[illegible] موت تک لغزش کا خوف اور جیون جیون عہد پورا ہوتا جاتا ہی یہ خوف کہ جسکو پورا سمجھا ہین کہان تک نقصان
[illegible] سمجھے ہون پھر اس پورے ہونے کا شکریہ ادا نہونے کا خوف کیونکہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے توفیق
[illegible] ان اعمال حسنہ کا کمانے والا بنا دیا پس حمد و ثنا اُسی کے لیے ہی پھر حق تعالےٰ عزوجل کے استغناء کا
[illegible] ات اُسکی پاک شان کے آگے ذرہ سے حقیر ہین اور قلوب اُسکے قبضہ قدرت مین ہین اور مالک خالق
[illegible] اس فنا گاہ سے فانی کرکے زندگی جاوید عطا کرنے تک اپنی مرضیات پر ثابت رکھے اور رجو نقص ہوئے
[illegible] دے۔ وَيَخَافُونَ سُوْءَ الْحِسَابِ اور ڈرتے ہین حساب کی بُرائی سے یعنے اُنکے
[illegible] بے ادبی ہو جس سے ان اعمال ناکارہ کی وجہ سے مواخذہ سخت ہو تو ضرور ہلاکت اسکا انجام ہو
[illegible] عجب کی [illegible] کیونکہ یہ سب تو اللہ تعالے عزوجل کی توفیق و رحمت سے ہوا تھا جسکا شکریہ
[illegible] قدرت [illegible] نہین پائی تو بجاے اسکے اپنی شان کا خیال ایک کفران نعمت ہی پس محاسبہ سخت ہوا
[illegible] پائی اور اللہ تعالےٰ عزوجل کی نعمت کا شکریہ ادا کرنے سے عاجز یقین کرکے مغفرت
[illegible] اور مین حساب سے خوف کرتا ہون۔ کیونکہ حساب مین سرا سر میرا
کیونکہ [illegible] ہی فضل تھا پس مین حساب کے مناقشہ سے پناہ مانگتا ہون اور امید دار ہون
[illegible] ان [illegible] باتون مین نفس امارہ سرکشی کرتا اور ان باتون کو گران سمجھتا ہی کہ سب کچھ کیا
[illegible] اور اب بھی فضل کا امیدوار ہون تو نفس دلگیر ہوتا ہی یہانتک کہ عقل نورانی

اپنا جلوہ دکھلائے اور بندہ اپنے مولےٰ عزوجل کی صفات پاک کی معرفت بفضل الٰہی [illegible]
اور ہر محنت پر صبر کرکے رضوان الٰہی کا امیدوار ہوتا ہے کما قال عزوجل۔ وَالَّذِیْنَ [illegible]
نے صبر کیا یعنے مشقت و پابندی شرائع عبودیت برداشت کرانے مین بوجہ مخالفت نفس کے [illegible]
رَبِّھِمْ بامید دیدار اپنے رب جل شانہ کے یعنی نفس پر گرانی موافق احکام عبودیت [illegible]
غرض اُنکی رضوان پروردگار ہو وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اور ٹھیک وقت و ٹھیک آداب سے نماز ادا کی
یعنی اعتقادات صحیحہ حقہ کے ساتھ طاعات ٹھیک ادا کی اور نماز مین بندہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہوا اور اُسکی [illegible] جلال
کے سامنے خوف اور اُسکی رحمت کے سامنے امید مع رعایت آداب سنت کے ٹھیک رکھتا ہے اور کسی چیز کی محبت
اُسکے سواے نہین رکھتا۔ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ اور خرچ کرتے ہین اُس چیز سے جو ہم نے انکو
نصیب کیا۔ سِرًّا خفیہ پوشیدہ وَّعَلَانِیَۃً اور علانیہ ظاہر مین۔ مسئلہ۔ زکوۃ کے بارہ مین فقہاء نے کہا کہ
علانیہ دیوے تاکہ متہم نہو اور جو کوئی نہ دیتا ہو اُسکو نصیحت و رغبت حاصل ہو۔ مسئلہ صدقات سوائے زکوۃ کے کہا گیا
کہ اس زمانہ مین اولےٰ یہ ہے کہ علانیہ دیوے تاکہ دوسرون کو رغبت ہو بشرطیکہ ریاکاری سے بےخوف ہو۔ اور صواب
یہ ہے کہ خفیہ دیوے کیونکہ حدیث مین اُسکی بہت فضیلت وارد ہے کہ صدقہ اسطرح دے کہ بائین ہاتھ کو خبر نہو جو دائین نے
دیا۔ اور واضح ہو کہ بعض حدیث سے ثابت ہے کہ آدمی کا عمل نیک ہو یا بد ہو ظاہر ہوجاتا ہے اور قولہ تعالےٰ عزوجل
قل اعملوا فسیری اللہ عملکم و رسولہ الآیہ مین تفسیر گذری پس صواب وہی ہے کہ صدقہ خفیہ کی نص پر اسی طرح عمل کرے
لہٰذا بعض نے کہا کہ خفیہ سے صدقات نفل مراد ہین اور علانیہ سے زکوۃ فریضہ مراد ہے۔ وَیَدْرَءُوْنَ۔ دفع کرتے ہین
بِالْحَسَنَۃِ اور دفع کرتے ہین حسنہ کے ساتھ۔ السَّیِّئَۃَ بدی کو۔ مثلاً کسی نے انپر جہل سے سختی کی تو اُسکے
وحلم سے نیکی کے ساتھ دفع کرتے ہین اور اذیت پر صبر کرتے ہین چنانچہ حدیث ہے کہ جس نے تیرے [illegible]
اس سے نیکی کر۔ اور حدیث مین ہے کہ جو مسلمان کہ لوگون سے میل جول رکھتا اور اُنکی ایذا پر صبر کرتا ہے [illegible]
اسکے جو لوگون سے نہین ملتا اور نہ اُنکی ایذا پر صبر کرتا ہے جس شخص نے خالق عزوجل کے معنے سمجھ لیے حضرت [illegible]
کی صفت خالق ہونے کو سمجھا و یقین کرلیا وہ ایمان پر ہوگیا۔ ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ لوگون کیطرف سے اُسکے حق مین [illegible]
جواب اُسکی طرف سے نیک کلام سے ہو حسن بصری رحمہ سے روایت ہے کہ اُسکی شان یہ ہو کہ لوگون نے اسکے محروم [illegible]
دیا اور لوگون نے اُس پر ظلم کیا اور اُسنے عفو کیا اور لوگون نے اس سے رحم و مودت قطع کی [illegible]
شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالےٰ گئے عبداللہ بن المبارک کے پاس اور اپنے آپ کو ظاہر نہین کیا [illegible]
رہنے والے ہو جواب دیا کہ بلخ کا ہون چونکہ آپ شقیق بلخی سے واقف [illegible]
کہ ہان آپ نے پوچھا کہ اُسکے لوگون کا کیا طریقہ ہے جواب دیا کہ اگر اللہ تعالےٰ [illegible]
اور جب دیا تو شکر ادا کیا تو ابن المبارک رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ [illegible]
یا حضرت پھر کیونکر طریقہ ہونا چاہیے فرمایا کہ کامل وہ لوگ ہین کہ جب اللہ تعالےٰ [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور - اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ایسے ہی لوگون کے لیے ہی عقبی کا گھر
[illegible] بندگی لیس کیا انھین کا حق ہی جنھون سنے دنیا کا گھر چھوڑا اور انھین نفس کے حظوظ سے مُنھ موڑا و
[illegible] اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ - ای رب میرے عیش نہین مگر وہی آخرت کا عیش پس
بخشدے ان بندون کو جنھون سنے تیری رضا کے لیے ایمان لاکر تیرے رسول و اُسکے ساتھ والون کو ٹھکانا دیا
اور مدد کی اور بخشدے ان بندون کو جو گھر بار چھوڑ کر تیرے رسول کے ساتھ ہوئے - ایک جماعۃ علما رنے بہت وضاحت
سے عقل کی بات عاقلون کو سمجھائی کہ دنیا مین ہر عیش مکدر ہی کم سے کم ہر شخص کے سامنے یہ در پیش ہی کہ آخر فنا رہا اور
عیش وہی جسمین روز بروز ترقی کی خوشی اور کسی طرح زوال وغیرہ کا خیال و ملال نہو پس اولو الالباب یعنی عاقلون نے
[illegible]ین دار محنت و فنا یعنی دنیا کو اس قابل نہین پایا تو دار آخرت کو اپنے رب کریم سے چاہا پس اُس نے اپنے فضل سے
انکو عقبی الدار عطا کیا بخلاف کافرون کے کہ وہ بھی ضرور عقبی مین جاوینگے لیکن انھون نے دنیا کا گھر اختیار کر لیا تھا تو
انکو عقبی مین جہنم ہی پس معلوم ہوا کہ عقبی الدار سے یہان مراد عیش کا گھر ہی جسکا بیان فرمایا بقولہ تعالی - جَنّٰتُ عَدْنٍ
باغ ہین اقامت کے - اسقدر آدمی سمجھ سکتا ہی کہ اس عیش کے جہان مین ایسے مکانات ہین جنپر جنات صادق آتا ہی اور
قیاس اس دنیا کے کھنڈل پر نہین ہوسکتا اور جس سنے یہ زعم کیا وہان باغ وغیرہ نہین بلکہ روحانی خوشی ہی اُسنے
[illegible] کیا بلکہ وہ باغ ہین جنکی خوبی وعمدگی قیاس سے باہر ہی کیونکہ قیاس وحواس تو دنیا و اُسکی چیزون سے تجاوز نہین
سکتے ہین ولیکن عقل جانتی ہی کہ قدرت الٰہی تعالے نہایت اکمل وغیر متناہی سے بڑھ کر ہی پس جیسے اُسکو دار آخرت پر
[illegible]ن ہی ویسے ہی اُسکی نعمتون پر یقین ہی کہ بلاشبہہ صحیح ہی جو حق تعالے عزوجل نے فرمایا کہ وہان اُنکی اقامت کے لیے
[illegible]ت ہین - يَدْخُلُونَهَا جنمین داخل ہونگے یہ لوگ عاقل نیکو کار جنکے اعمال و افعال کا اوپر بیان فرمایا ہی اور
[illegible]لے کے یہی اعمال ہین اور یہ نہین کہ ایک گوشہ مین بیٹھ جاوے اور نہ کھاوے نہ کماوے بلکہ جو افعال ان عقلا ء
بیان فرمائے ہین کہ جنکا خلاصہ ٹھیک شرع وسنت پر چلنا پس یہی دنیا کو چھوڑ کر آخرت اختیار کرنا قرار دیا گیا ہی
ساتھ فضل الٰہی سے جنت مین داخل ہونگے اور اُنکے طفیل مین اللہ تعالے اُنکے عزیز و اقارب پر بھی فضل کریگا
منصوص آگاہ فرمایا کہ یہ خود داخل ہونگے - وَمَنْ صَلَحَ اور اُنکے ساتھ ہر وہ شخص جو صالح ہوا - مِنْ
اٰبَآئِهِمْ اُنکے باپ دادون مین سے جنکی پشت سے یہ پیدا ہوئے ہین اور مراد اس سے مان و باپ و دادی
[illegible] سب اونچے درجہ کے ہین پس وہ لوگ بہت خوش نصیب ہین جنکی اولاد پوتے پر پوتون مین سے کوئی شخص
متقی پرہیزگار پیدا ہووے جسکے طفیل مین اللہ تعالے عزوجل انکو بھی سب کو جنت مین داخل کرے -
وَاَزْوَاجِهِمْ اور اُنکے ساتھ داخل ہونگی اُنکے ازواج - یعنے جورو ئین پس وہ عورتین خوش نصیب ہین جنکو
[illegible]ے - وَذُرِّيّٰتِهِمْ اور اُنکی ذریات یعنی جو اُنکی پشت سے پیدا ہوئے ہون اولاد پوتے
[illegible]ان تک ہون - پس وہ لوگ بھی خوش نصیب ہین جنکے باپ دادون و چچاؤن مین سے کوئی عالم متقی
[illegible] جیسے اس گنہگار کے عم مکرم حضرت مولانا سید عبد الرحمن نادھلی قدس سرہ عالم عامل حاجی

حافظ مجاہد نے سبیل اللہ رحمہ اللہ تعالے المتوفی بجدوہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری [illegible]
متقی بندون کے بزرگ اونچے درجے اور خرد اولاد جہان تک بعض نیچے درجہ کی [illegible]
جاوینگی اگرچہ اُنکے اعمال ویسے نہون پس یہ اُنکے واسطے کرامت ہوگی اور جنت مین [illegible]
اپنے حالات دنیا کا تذکرہ کرینگے اور عقاب و عذاب سے خلاص پانے اور نعمت جنت عطا [illegible]
شکر ادا کرینگے۔ اور آیت مین دلیل ہو کہ شفاعت سے اور بطفیل دوسرے کے آدمی کا [illegible]
ناتے دار کام آتے ہین۔ ولیکن واضح رہے کہ بزرگ متقی کے ساتھ جو لوگ لاحق کیے جاوینگے وہ [illegible]
صلاحیت رکھتا ہو بدلیل قولہ من صلح من آبائہم۔ اور اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ خالی نسب و ناتا کافی نہین [illegible]
صلاحیت بھی ہونی چاہیے اور صلاحیت سے مراد اصطلاحی معنے نہین ہین کیونکہ جو کوئی خود صالح ہو وہ بطفیل آنکے
جنت مین داخل ہوگا اگرچہ بلند درجہ کسی اپنے اباؤاجداد یا اولاد کے طفیل مین پاوے بلکہ ابن عباس رضی اللہ [illegible]
اسکی تفسیر مین کہا کہ من صلح یعنی جس نے تصدیق کی اس سب کی جسکی اولوالالباب نے تصدیق کی ہو [illegible]
شاید مراد یہ ہو کہ ایمان ولیقین ٹھیک ہو اگرچہ اعمال ویسے نہون۔ اور اسکا حاصل یہ ہو کہ اہل کرامت کے ناتے [illegible]
والون مین سے جو کوئی ظاہر و باطن مین مشرک نہو اور اُسکے مجموعی اعمال ایسے ہون کہ اللہ تعالے عفو فرماوے اور
لائق جنت کے قرار دیا جاوے تو وہ ساتھ کر دیا جائیگا لہذا جو لوگ کہ اپنے بزرگون کی بزرگی کا فخر کرتے ہین اور خود منافق
ومشرکون مین شامل ہین وہ محض احمق ہین اور انکا قلب جب اس درجہ حماقت مین پڑا ہو جسکو ہر دشمنے عقل والا [illegible]
تو وہ اولوالالباب کے ساتھ کیے جانے کے لائق ہونے کا دعوے کیون کرتا ہو اور جو لوگ منافق ومشرک نہین مگر [illegible]
اعمال مین مخلوط ہین اور بوجہ یقین آخرت کے ہر حال مین ہراسان اور اللہ تعالے سے استغفار کرتے [illegible]
کہ اللہ تعالے عزوجل انکو بخشدے اور وہ اولوالالباب کے ساتھ کیے جانے کے لائق ہون۔ [illegible]
ارحم الراحمین ہمکو اپنے فضل سے اس لائق کر دے انت مولانا نعم المولے ونعم المجیب۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ [illegible]
ذکر کیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے انکا قول مروی ہو کہ جنت مین ایک قصر کو عدن کہتے ہین جسکے گرد [illegible]
ہین اسمین فقط نبی یا صدیق یا شہید داخل ہوگا۔ اور ضحاک نے کہا کہ عدن مدینہ جنت ہے جسمین فقط انبیا و صدیقین
و بادشاہ و عالم عادل جاوینگے اور باقی جنتی لوگ اُسکے گرد ہونگے۔ رواہما ابن جریر [illegible]
داخل کیے جانے کے لائق ہو۔ اور معالم وغیرہ مین کعب احبار کا قول قریب اسکے مذکور ہو [illegible]
[illegible] جنات عدن وسط جنت ہو جسپر عرش لگے ہو یعنے جیسے زمین کی چھت آسمان ہو اور اسی طرح جنت عدن [illegible]
[illegible] ظاہر ہوتا ہو کہ وہ سب سے اعلے طبقہ ہو ولیکن صحیح بخاری مین حدیث روایت ہو کہ جب [illegible]
عزوجل [illegible] مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ وہ جنات کے وسط مین اعلے ہو [illegible]
نہرین جاری [illegible] اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جنات عدن [illegible]
و سب سے اعلے [illegible] اُسکے زیرین طبقات جنات عدن مین [illegible]

[...] بین اور یہاں کرامت یہ ہوگی کہ انکی طفیل بین جو انکی قرابت و رشتہ والے جنتی ہونگے
[...] بین انکے ساتھ ملاینگے اگرچہ خود اُنکے اعمال اس لائق نہون ۔ اور واضح ہو کہ جس مومن کا
[...] کسی بزرگ سے محبت رکھتا ہو اُسکے ساتھ ہوگا اگرچہ اُسکے اعمال ایسے نہون ولیکن یہ شرط ایمان
[...] ظاہر بین بزرگ کو منافق نہو بلکہ اسکا یقین سب باتون پر پورا ہو اور جنتی ہونے کے لائق ہونے سے
[...] بین داخل کیا جاویگا ۔ اور واضح ہو کہ اشارات آیات سے ظاہر ہو کہ ایمان و یقین کے آثار بین سے ہی
[...] آخرت مرغوب و مختار ہو اور دنیا کو فقط طاعات و عبادات و علم وغیرہ حاصل کرنے کے لیے مرغوب رکھتا ہو
[...] المؤمنین وانت ارحم الراحمین مسئلہ بیبیان بھی اپنے نیک خاوندون کے ساتھ بلند درجہ پاوینگی اگرچہ جنتی ہون مسئلہ
[...] کئی خاوندون سے یکے بعد دیگرے نکاح کیا ۔ تو جواب دیا گیا کہ صریح اسکا حکم مذکور نہین ہو ولیکن استنباط کیا گیا کہ جسکے نکاح مین
[...] سے آخری نکاح تھا اُسکے ساتھ ہوگی اور اگر خود عورت اُس سے بڑھکر ہو تو کہا گیا کہ مرد جنتی اُسکے طفیل بین ہوگا ورنہ اللہ تعالے
[...] کا حکم حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ کے قصہ سے مستنبط ہوتا ہو کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
[...] طلاق دینی چاہی تو اُنھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے رہنے دیجیے کہ مین بھی آپ کی
[...] بین حشر کیجاؤن ۔ اور واضح ہو کہ اس قصہ کے واقعہ سے فقط حضرت ام المومنین سودہ رض کو ثواب عظیم مل گیا
[...] کا وقوع نہوتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیان تمام مومنین کی مائین اور دنیا و آخرت مین آنحضرت
[...] علیہ وسلم کی بیبیان ہین ۔ اور اس سے یہ بھی نکلا کہ آخرت کے لیے آخری نکاح و حالت کا اعتبار ہو کیونکہ حضرت
[...] ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اکابر مہاجرین مین سے ہین باوجود انشاء اللہ
[...] جنتی ہونے کے حکم زوجیت کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ۔ جاننا چاہیے کہ بعض روایات مین
[...] بین ابواب کثیرہ بین اور دلالت کرتا ہو اسپر قولہ تعالے وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ
مِّنْ كُلِّ بَابٍ اور ملائکہ اُنکے پاس ہر دروازہ سے داخل ہونگے ۔ یہ کہتے ہوئے ۔ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ
[...] تم نے آفات نفس و شیطان و جملہ قہریات سے سلامتی پائی اور دنیا پر بھروسا نہین کیا اور یہ بڑا افضل ہی
[...] سلامتی ہی ۔ بِمَا صَبَرْتُمْ بسبب تمھارے صبر کرنے کے دنیا [...] طریقہ پر جو نفس کو بہت
[...] اللہ تعالے عزوجل کو محبوب تھا یا بدلے مین اپنے صبر کے ۔ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ پس کیا اچھا ہی
[...] دنیا سے [...] عقبے کو دیکھو نعم المولے و نعم الدار ۔ مولے عزوجل راضی کہ کبھی خشمناک و ناراض نہوگا
[...] کبھی دنیا مین خیال بین نہ آتا تھا صرف عقل سے یقین کیا گیا تھا ۔ یا اللہ تعالے عزوجل نے دنیا کے عقب
[...] ف اول ملائکہ داخل ہونا دلیل ہی کہ جو حالت جسمانی تاریکی اور پردہ مین اسوقت ہی
[...] ہوگی جس سے ملائکہ کو خوب دیکھینگے ۔ دوم ملائکہ انکے پاس مبارکبادی اور اُنس و خوشی کے لیے
[...] رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ ابتدا مین داخل ہونے کے وقت ملائکہ ہر طرف سے مبارکباد کو
[...] بین کہ یہ قید مین نے کسی اور مفسر کے کلام مین نہین پائی بلکہ اُنکا کلام دلالت کرتا ہی کہ

Marfat.com

اول بار کی قید نہو دے - مترجم کہتا ہو کہ میرے نزدیک ارجح یہی ہو جو شیخ سیوطی [illegible]
ہوتا ہو اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ سوائے اول بار کے ملائکہ نہ آوینگے پس صاف کلام [illegible]
اُس سے مراد یہ ہو کہ جب یہ لوگ اپنے جنتی اہل وعیال سمیت جنت مین داخل ہونگے تو ملائکہ ہر طرف سے [illegible]
اول ہی مرتبہ معقول ہو پھر اکثر اوقات آیا کرینگے اور یہ آنا اللہ تعالیٰ کیطرف سے نعمتون کو لانا ہوگا جیسا کہ بعض مفسرین [illegible]
آوینگے اور ارجح وہ ہو جو بعض محققین کے کلام سے ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتون کا شمار نہین ہو تو ملائکہ کے آنے [illegible]
نہین ہو اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ قال الامام احمد حدثنا ابو عبدالرحمٰن حدثنی سعید بن ابی ایوب حدثنا معروف بن [illegible]
عشانۃ الغافری عن عبداللہ بن عمرو بن العاص عن رسول اللہ صلعم انہ قال ہل تدرون اول من یدخل الجنۃ [illegible]
جانتے ہو کہ جنت مین پہلے کون داخل ہوگا اللہ تعالیٰ عزوجل کی مخلوق مین سے - صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ [illegible]
رسول بہتر جانتا ہو فرمایا کہ اول فقراء مہاجرین داخل ہونگے جنسے ثغور مسدود کیے جاتے اور جنکے ذریعہ
مکروہات سے بچاؤ کیا جاتا اور انمین کا آدمی مرجاتا اور اسکی حاجت اُسکے دل ہی مین رہ جاتی اُسکو پورا [illegible]
اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے ملائکہ مین سے جنکو چاہیگا فرماویگا کہ انکے پاس حاضر ہو کر تحیہ وسلام دو تو ملائکہ عرض [illegible]
کہ اے رب ہم تیرے مخلوق وہ ہین کہ آسمان مین بسائے گئے اور مخلوقات سے چھانٹے گئے تو ہمین کو حکم ہوتا ہو کہ
ان لوگون کو سلام کرین (یعنے ہم یہان ممتاز مخلوق تھے اور یہ لوگ اب وارد ہوئے تو یہ آکر ہمکو سلام کرتے پس
کیا حکمت ہو کہ یہان اصلی ساکن قدیم کو یہ حکم ہوتا ہو) پس اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ یہ میرے ایسے بندے تھے کہ میری
کرتے اور میری ذات وصفات مین ظاہر و باطن کسی کو شریک نہ لاتے اور انسے ثغور مسدود کیے جاتے اور [illegible]
بچاؤ لیا جاتا اور انمین کا آدمی مرجاتا اور اُسکی حاجت دل ہی مین رہ جاتی اُسکو پورا نہ کرنے پاتا - پس ملائکہ خوشی خوشی
سے اُنکے پاس داخل ہو کر مبارکباد دینگے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبیٰ الدار - اس حدیث کو ابو القاسم طبرانی
وجہ اسناد سے روایت کیا اور اسمین یون ہو کہ تین گروہ مین سے اول فقرائے مہاجرین جنت مین [illegible]
حساب وعذاب کے - اور اسمین ہو کہ ملائکہ عرض کرینگے کہ ہم شب و روز تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہین [illegible]
دیا گیا - اقول وقد رواہ الحاکم وصححہ والبزار وابن جریر وابن ابی حاتم وابن حبان وابو الشیخ وابن مردویہ
فی الحلیہ والبیہقی فی شعب الایمان اور اسمین دلیل ہو کہ یہ گروہ ملائکہ کا ایک خاص گروہ ہوگا جو ان [illegible]
واقف نہوگا - شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن المبارک کی روایت اُنکی اسناد سے [illegible]
جسکا حاصل یہ ہو کہ مومن ایسی عزت و احترام سے ہوگا کہ ہر دروازہ صدر سے [illegible]
اور فرشتہ حاضر ہو کر اجازت چاہیگا تو صدر دروازہ کا خادم اپنے پاس [illegible]
یہان تک کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے جس بندہ متقی کو اکرم فرمایا اور بادشاہ [illegible]
حاضر ہونا چاہتا ہو پس اجازت دیگا تو وہ خوش و خرم داخل ہوگا اور سلام [illegible]
رواہ ابن جریر وقد ر[illegible] ابی حاتم من حدیث اسمٰعیل بن عیاش [illegible] ابن المبارک [illegible]

ہر سال کے شروع مین شہداء کی قبور کی زیارت فرماتے اور انسے کہتے سلام علیکم بما صبرتم
ابوبکر الصدیق وعمر فاروق وحضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کا تھا اور مین کہتا ہون
کا یہہ تھا مگر آپ نے کوفہ مین اقامت اختیار فرمائی تھی۔ واضح ہو کہ صرف افعال شرعیہ مین
آلہیہ سے وہ نفس پر نہایت شاق ہوتی ہو حالانکہ اپنی خواہشون سے اس سے کہین زیادہ
ہو اور ظاہر ہو کہ کوئی کھانا اور کوئی کپڑا کافرون سے نہین روکا جاتا جسکو ایمان والا نہین کھا سکتا
ہے وہ ایک جنس و زنانہ لباس کے اور جو کافر اپنے نفس کے حکم و اسکے مجبور کرنے والی خواہش سے
ہی مومن اسکو اللہ تعالے عزوجل کے حکم و ضرورت سے لیتا ہو مگر حسن صنعت الٰہیہ دیکھو کہ دونون
ظاہر ہو کہ ایک نے دنیا کو دنیا کی طرح لیا اور دوسرے نے اسکو ضرورت پر بغیر پابندی خواہش کے
اپنے اعتقاد کی وجہ سے ہو کیونکہ کافر و منافق و نیچر تو دنیا ہی کے قائل ہین اور مومن آخرت کا قطعی یقین
دنیا کو آخرت کے بدلے نہین لے سکتا ہو واللہ تعالے ہو الہادی الے سبیل الرشاد۔ قرطبی رحمہ
زین العابدینؒ وعبداللہ بن سلامؓ سے روایت کی کہ قیامت کے روز منادی پکاریگا کہ اہل الصبر کھڑے ہون
ہونگے انسے حکم ہوگا کہ جنت کو چلے جاؤ راہ مین انکو ملائکہ ملینگے کہ کہان جاتے ہو کہینگے کہ جنت مین کہینگے کہ حساب سے
بفضل اللہ سبحانہ۔ پوچھینگے کہ تم کون گروہ ہو۔ کہینگے کہ اہل الصبر۔ پوچھینگے کہ صبر کیا تھا۔ کہینگے کہ ہمنے اللہ تعالی کی
نفس کو صابر رکھا اور معاصی کی خواہشون سے نفس کو روکا و صبر کیا اور دنیا کی محنت و بلاؤن پر نفس کو
کہ انسے کہینگے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ فائدہ سوم یہ کہ جو قدرتین اللہ تعالے عزوجل کی
ہین جنکی کنہ سمجھنے مین بالکل حیرت ہو اور خوب ظاہر ہو کہ وہ پاک پروردگار خالق کبیر متعال ہو اسکی
نے جو کچھ مخلوقات ہمکو نظر آتی ہو سب بہت حقیر و خفیف ہو کیونکہ ہم کئی مرتبہ بیان کرچکے کہ اسوقت مین بھی
کرتے ہین کہ زمین کا تمام کرہ بمقابلہ آفتاب کے گویا ایک رائی کا دانہ بمقابلہ ایک مٹکے کے ہو اور ظاہر ہو
کرورون بلکہ بے انتہا اس میدان وسیع مین سما سکتے ہین پس جسکی ملکت و مخلوقات مین خالی میدان کی
ان تمھاری سمجھ مین نہین آتا کہ کرہ زمین ایک رائی کے مثل ہزارون عالم آفتاب سے بڑے بلکہ آسمان
ان جہان مخلوقات اور سامان عیش بے انتہا و قدرت کے نمونہ ہون لہذا جو شخص ذرہ برابر بھی عقل
اسکی نعمتون سے کبھی منکر نہوگا اور جب خالق عزوجل نے انکو اول مرتبہ پیدا کردیا وہ بے شبہہ و بے تردد
کرنے پر قادر ہو ولکن اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ ف ــ فی العرائس قولہ افمن یعلم
اسکے اشارات سے علم ہوا کہ حق تعالے عزوجل کے بندون مین سے ایسے اولیاء ہین کہ
اسرار سے کلام حق عزوجل بلا واسطہ سنتے ہین اور وہ رسول یا نبی نہین ہین بلکہ رسول اللہ
اتباع سنت مین حق عزوجل انکو خاص قدرت کے کان عطا فرماتا ہو تو وہ اس پاک کلام کے مقام
خاتم الانبیاء والمتقین محمد صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین ہین [illegible] جانتے و پہچانتے ہین اور

Marfat.com

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت پر یقین شہودی و عیانی رکھتے ہین [illegible]
کے مقلد نہین ہین کیونکہ ایمان ہین تقلید کام عوام کا ہی جو بالکل اندھے ہوتے ہین [illegible]
ساوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس نے رسالت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق [illegible]
سے پہچانا وہ عارف کامل کیونکر ویسا جاہل ہو سکتا ہی جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے [illegible]
تعالےٰ کو پہچانا اور جس نے کلام آلہی کی تصدیق از جانب متکلم حق تعالےٰ عزوجل پائی وہ ویسا [illegible]
جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانکر کلام پر یقین کیا اور جس نے ازل مین اشیاء کا جاری ہونا پہچانا وہ [illegible]
کیونکر ہو سکتا ہی جس نے ان چیزون کے دنیاوی ظہور کے وقت دیکھا استاد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جسکو اللہ [illegible]
چشم بصیرت سے بینا کیا وہ کیونکر ویسا ہوگا جسکو اندھا رکھا گیا ہی اور جسکو اللہ تعالےٰ نے وصال سے مقبول کیا [illegible]
مردود سے کیونکر ہوگی۔ اور کیونکر برابر ہو جو ثواب و کرامت کے لیے پیدا کیا گیا ایسے شخص سے جو عذاب و ذلت [illegible]
پیدا کیا گیا۔ پھر حق تعالےٰ عزوجل نے علماء ربانی کا وصف بیان فرمایا بقولہ الذین یوفون بعھد اللہ الآیہ۔ اسمین [illegible]
کہ عہد ازلی کے پابند ہوتے ہین۔ اور واضح ہو کہ صدیقین سے عہد آلہی وہ ہی جو اُنکی ارواح سے مشاہدۂ ازلی مین [illegible]
تفرید کا لیا چنانچہ اپنے جمال پر اُنکو عاشق کر دیا پس اُنھون نے پاک قدیم جل شانہ کے سوا کسی حادث پر التفات [illegible]
اور عاشق کی روح عشق ہی وہ اسکو کیونکر توڑ سکتا ہی پس وفاے عہد اُنکا یہی ہی کہ عبودیت مین فناء ہو گئے [illegible]
کہا کہ وفاے عہد یہ ہی کہ اُسی کی بندگی مین جو حکم دیے ہین اُنکو کرتے ہین کچھ تجاوز نہین کرتے اور استغفار کرتے ہین [illegible]
جن باتون سے منع کیا ہی اُنکے پاس نہین پھٹکتے۔ ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ازل مین اُسکی ربوبیت کا اقرار کیا [illegible]
تو کسی دوسرے سے خوف و امید کچھ نہین رکھتے اور اُسکے سواے غیر سے دل نہین لگاتے۔ چونکہ اُسکی حکمت [illegible]
اس عالم مین سخت بھید امتحان سے باہم تعلقات عجیب پیدا کر دیے ہین جس نے یہان اس نظام عالم [illegible]
عمل کیا ولیکن ہر عمل خالص اُسی کے واسطے کیا مثلاً شیخ و استاد کی فرمانبرداری نہ اپنی خوشی خاطر کے لیے [illegible]
ذات کے لیے بلکہ خالص اللہ تعالےٰ عزوجل کی رضا کے لیے کیونکہ شیخ و اُستاد کی خدمت کرنے مین [illegible]
ہوگا کیونکہ اُس نے خود تعلقات پیدا فرمائے اور اُنکی پابندی کا حکم دیا پس اِسی [illegible]
تو درحقیقت تعلقات ویسے ہی قائم رکھے جیسے اس عالم کے نظام مین ہین مگر اللہ تعالےٰ [illegible]
ساتھ حمد کرتا رہا اور اسکو منفرد جانا اسی واسطے حدیث مین یہ مضمون آیا ہی کہ جس نے کسی کو دیا [illegible]
اور نہ دیا تو اسی کے واسطے اور دوستی یا دشمنی کی تو اُسی کے واسطے اُسنے ایمان پورا کر لیا [illegible]
نہ کسی سے امید رکھتے ہین یہی ہین جو ند کور ہوئے اور یہی مفہوم ہی قولہ تعالےٰ والذین یصلون [illegible]
اور دراصل اسمین نیت قلب ہی نہ وجود فعل حتے کہ جو کوئی محتاج فقیر کہ [illegible]
ثواب پاویگا اور خشیت و خوف اصل مین اسرار قلب سے ہی پس ہر ایک [illegible]
بجا لاتے ہین اور [illegible] تعلق قلب بحق عزوجل ہی پھر خوف و خشیت [illegible]

[illegible] ہے ہین کہ ایسا ہتو اُنکے قلوب کو غیر کیجانب ملتفت فرما وے - ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا [illegible] رکھتے ہین خوف کے ساتھ کہ معرفت منقطع نہ ہو جاوے بعض نے کہا کہ یہ لوگ باہم لسد فی اللہ محبت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خشیۃ تو فقط رب تبارک و تعالے سے ہے بقولہ تعالے یخشون ربہم - اور خوف [illegible] دوسری چیز سے ہے بقولہ ویخافون سوء الحساب - مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالے عزوجل نے انکار فرمایا [illegible] بقولہ تعالے اتخشونہم فاللہ احق ان تخشوہ الآیہ - اور غیر کے خوف سے بھی منع کیا بقولہ فلا تخافوہم وخافون ان [illegible] مومنین - پس درحقیقت خوف فقط اللہ تعالے عزوجل ہی سے ہے کیونکہ سوء الحساب قہر آلہی ہے - بعض نے کہا [illegible] قلب کی گداخت ہے کہ کسی حال مین سوائے حق تعالے عزوجل کے غیر پر نظر نہ رکھے جسکا یہ نتیجہ ہو کہ اللہ تعالی عزوجل کا [illegible] عتاب اسپر طاری ہو - ابن عطار رح نے کہا کہ خشیۃ قلب کا چراغ ہے اور خوف نفس کا ادب ہے اقول نفیس قول ہے [illegible] قلب کے احوال محمودہ مین سے ہے اور نفس کو اُسکے مناسبات سے خوف دلایا جاتا ہے - شیخ ابن عطار رح سے [illegible] کیا گیا کہ خشیۃ و خوف مین کیا فرق ہے فرمایا کہ خشیۃ تو تقرب کے درجات سے گرجانے مین ہوتا ہے اور خوف ہوتا ہے عذاب و قہر مین گرنے سے - مترجم کہتا ہے کہ نفیس کلام ہے - بعض نے کہا کہ خشیۃ زیادہ رقیق ہے اور خوف زیادہ سخت ہوتا ہے - اقول اس صورت مین ضرور سوء الحساب سے خوف کرنا قلب پر فقط غیر کا نہو بلکہ فقط حق تعا کی صفت قہر کا ہو - استاد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وفاے عہد انکا دائمی عرفان بشرائط احسان و تقوی از ارتکاب معاصی ہے - مترجم کہتا ہے کہ عرفان پر استدامت انکا فعل نہین ہو سکتا ولیکن جیسے وفاے عہد بہدایت ہے ویسے ہی یہ بھی ہے - شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ مجھے ایک معنی ظاہر ہوئے ہین کہ خشیۃ و خوف مین یہ فرق ہے کہ خشیۃ کا محل علم و معرفت حق تعالے عزوجل ہے بصفت اجلال تعالے جل شانہ اور ثمرہ اسکا حیاء و خوف مع محبت مقرون بعبودیت ہے [illegible] کے آداب پورے کرنے مین ساعی رہتا ہے اور فراق سے خوف کرتا ہے - پھر اللہ تعالے عزوجل نے [illegible] کا وصف دیگر بیان فرمایا کہ اُسکے لقاء کی امید پر اُسکی بلاء پر صبر کرتے ہین بقولہ والذین صبروا ابتغاء وجہ [illegible] اللہ تعالے عزوجل ہی کے واسطے اُسی کی قوت سے اُسکے سوائے تمام مخلوقات سے مُنھ موڑا اور صبر اختیار کیا [illegible] پاجاوے اور دیدار پاک حاصل ہو جو قیاس و مشابہت مخلوقات [illegible] پاک اور چون و چرا سے [illegible] علوا کبیرا - اور اشارت ہے کہ معرفت آلہی تعالے مین اُنکے اسرار پر تجلیات پاکیزہ کے ورود کو پوشیدہ [illegible] بدن گھل جاوے مگر انوار ازلیت کو دل مین جگہہ دیتے ہین اس طمع سے کہ کل الکل مین [illegible] نعمتین اُس نعمت کے مقابلہ مین بالیقین گویا عذاب ہین - شیخ ابو عثمان رح نے کہا [illegible] روکا اور پہلو کنا بخوف جہنم نہین بلکہ بسبب منع فرمانے اللہ تعالے عزوجل کے اور [illegible] بعض نے کہا کہ اسمین اشارت ہے کہ مرید کو لازم ہے کہ اپنے ارادہ پر صبر رکھے اور جو [illegible] صفت اُس سے اُسپر طاری ہو اُسکو صبر و مضبوطی سے اُٹھاوے اور رفاہیت [illegible] اس سبب سے اسکی نیت اور اُسکی حقیقت بصحیح ارادت ہو وے [illegible] جم کہتا ہے کہ مضبوطی

وصبر کا ارادہ وعزم اپنے نفس کی طرف سے نہو بلکہ یہ مضبوطی بقوت حضرت خالق قوی عزوجل [illegible]
تو امتحانات کی مشقت سخت ہو جائیگی کیا نہین دیکھتے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر [illegible]
گذرے تھے پھر سات برس آسان ہوئے جو بقوت الٰہی جل شانہ ہوئے پس لازم ہی کہ اپنے
ہدایت وسلامتی وعافیت کی درخواست رکھے کیونکہ بہت خفیف مشقت نفس پہ معرض امتحان مین [illegible]
معلوم ہوتی ہے حتے کہ عہد شکنی کی نوبت پہونچتی ہی اور بعد اسکے وہی حالت اسکو بہت خفیف [illegible]
حتی کہ پھر اگر نہ سمجھا اور اپنے اوپہ بھروسا کیا تو شرک کا مرتکب ہوا اور آخر وہی نتیجہ نکلا۔ پھر شیخ نے لکھا کہ اللہ تعالےٰ
تیسرا وصف بیان کیا بقولہ تعالےٰ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا الآیہ۔ اُنھون نے پاکیزگی کے ساتھ اللہ تعالےٰ [illegible]
مشاہدہ کیا پس اپنے وجود کو ظاہر وباطن قربان کیا۔ پھر اللہ تعالےٰ عزوجل نے چوتھا وصف بیان کیا بقولہ تعالےٰ
ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ۔ اسمین اشارت ہی کہ خواہش نفس وشہوات شیطانی کے سیآت کو حسنات طاعات و [illegible]
ولذید محبت وتجلیات سے دور کرتے ہین مترجم کہتا ہی کہ ان تجلیات معارف سے کوئی چیز تمام مخلوقات مین [illegible]
کہان ذات باری عز اسمہ قدیم وپاک اور کہان مخلوقات وممکنات واللہ تعالےٰ اعلم۔ استاد رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
ل تقوے ہین جو عمدہ اخلاق شرعی کے ساتھ لوگون سے معاملہ کرتے ہین اور خود انصاف وعدل کا برتاؤ کرتے ہین
اگر کسی نے انپر ظلم وجفا کیا تو اس سے اپنے واسطے انصاف نہین چاہتے ہین اور اگر کسی قوم نے انپر ظلم کیا تو [illegible]
قبول کرتے ہین اور معذور رکھتے ہین اور جب بیمار ہوتے ہین غیرون کی عیادت کو جاتے ہین کما قیل
اذا مرضنا اتیناکم نعودکم + وتذنبون فناتیکم ونعتذر۔ پھر اللہ تعالےٰ عزوجل نے اپنا احسان وامتنان انپر ظاہر [illegible]
بقولہ اولئک لہم عقبی الدار جنات عدن یدخلونہا الآیہ۔ جنات مقامات عیش دائمی ہین اور مراتب متفاوت ہین
کی جنتین تو باغہاے عالم ملکوت ہین اور خواص کی جنتین دیدار باری تعالےٰ عزوجل ہین کہ شان بکثرت [illegible]
پھر جب عالم ملکوت کی جنت مین تخت پر بیٹھے تو اُنکے بھائی ملائکہ اُنکی مبارکباد دی کو آوینگے کما قال تعالےٰ والملائکۃ
علیہم من کل باب۔ جن ابواب سے دنیا مین اُنکو ملائکہ سے معرفت ومحبت تھی یعنے طہارت وخشوع وخضوع [illegible]
طاعات کے ابواب مین سے ہر باب کے ملائکہ خاص ہین پس جنت مخفوف بمکارہ ہی جو اُسوقت مکروہ [illegible]
ظاہری سے اصلی صورت خوشمنظر بے نظیر پر ہونگے ان ابواب سے ہر ایک باب کے ملائکہ [illegible]
دینگے کہ وہ وعدہ جو تمکو اس قسم کی طاعت پر دیا گیا تھا دیکھو وہی سچ ہے۔ سلام علیکم بما صبرتم
یعنی سلامت دوام وصال وبرکت انوار جمال تمھارے لیے ابد تک بلا انقطاع ہے [illegible]
یہ بدلا اُسکا ہی جو تم نے طول حیات مین شوق جمال مین بلاء وشقتون کو برداشت کیا ہی [illegible]
اور لیا تو اہل جنت کے اوصاف واُنکی کرامت کے بعد اعداء ودوزخیون کی [illegible]

وَالَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ
اور جو لوگ جو توڑتے اللہ تعالیٰ کا عہد بعد اُسکو مضبوط کرنے کے [illegible]

لے ہم اپنی بیماری مین تمہاری عیادت کو آتے ہین اور جب تم گناہ کرتے ہو تو ہم تمہارے پاس آکر عذر کرتے ہین

[illegible]ـسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

[illegible] ... زمین میں ... ایسے ہی لوگون کے لیے ہی لعنت پھٹکار اور انھین کے لیے ہی عذاب کا گھر

[illegible] الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَ

[illegible] ... جسکے لیے چاہے ... اور وہی تنگی کرتا ہی اور یہ لوگ توخوش ہورہے زندگانی دنیا پر اور

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝

[illegible] زندگانی دنیا کی آخرت کے سامنے مگر متاع ناکارہ

ع ۳

[illegible] جو [illegible] ہوگا تو یہی اگرچہ ملتون مین مختلف ہون بعضے نصرانی وبعضے یہودی اور بعضے بت پرست وبعضے آتش پرست [illegible] مسلمانون کی صورت مگر دل مین یقین نہین یا ڈھونڈھتا ہی تو یہ سب درواقع ایک ملت کفر پر ہین پس [illegible] تو مسلمانون کے اوضاع واطوار واعتقادات وانکے بلند درجات بیان فرمائے اور اب انکے مقابل [illegible] کا حال بیان کیا بقولہ۔ وَالَّذِيْنَ اور جو لوگ کہ۔ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ توڑتے ہین [illegible] تعالے عزوجل کا عہد مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ پیچھے اسکی مضبوطی کے۔ یعنی اقرار وحدانیت اسکے و [illegible] عبادت کا قول کرکے مضبوط کیا پھر اب توڑتے ہین۔ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ [illegible] جسکے جوڑنے کا اللہ تعالے عزوجل نے حکم کیا۔ یعنی قرابت رحم ومودت ایمانی وغیرہ حقوق کو ثابت [illegible] یعنی مومنون سے مخالف انکا برتاؤ ہی وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اور فساد [illegible] زمین مین سبھلا سب سے بڑا فساد تو اللہ تعالے عزوجل سے شرک وکفر ہی کیونکہ جو عدل وانصاف سے خلاف ہی وہ فساد ہی اور اس سے زیادہ کون ظلم ہوگا کہ خالق عزوجل سے منھ موڑکر مخلوقات کو اپنا خالق بناتے [illegible] عزوجل کا نام لیتے ہین تو اپنی رائے وقیاس سے جو درحقیقت اللہ تعالے جل شانہ کی [illegible] کے لائق نہین مثلاً انکا بیٹا وجورو بتلاتے ہین تعالے اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ بلکہ واجب انپر یہ تھا کہ [illegible] تعالے عزوجل کے کامل وپاک ہین انھین پر ایمان لاتے مگر جب وحی آلہی سے انکار کیا تو شیطان کے وساوس [illegible] اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ انھین کے لیے ہی لعنت وپھٹکار یعنی اللہ [illegible] عزوجل کی رحمت سے دور [illegible] الدَّارِ اور انھین کے لیے ہی بڑا ٹھکانا یعنی جہنم کہ جسکے مقابلہ مین یہ دنیا انکے حق مین بہشت ہی [illegible] ہی اور بعد اسکے جو ٹھکانا ہی وہ دائمی ہی پس انپر صد ہزار افسوس ہی کہ کیسے بہکے ہوئے بڑے [illegible] انھون نے دنیاوی دولت پر فریب کھایا ہی حالانکہ دنیا خود حقیر اور محل امتحان ہی قال اللہ تعا [illegible] الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالے عزوجل وسعت کے ساتھ دیتا ہی رزق جسکو [illegible] تنگ کردیتا ہی یعنی جسکو چاہتا ہی تنگی سے رزق دیتا ہی۔ یعنے وسعت وتنگی رزق مین [illegible] ایسے ہی قیاس دوڑانا کہ ہم اچھے ہین الٹا خیال ہی کما قال تعالے ایحسبون انما نمدہم بہ من [illegible] نسارع لہم فی الخیرات بل لا یشعرون۔ یعنی کیا وہ قیاس دوڑاتے ہین کہ یہ جو ہم انکو مال واولاد کشادہ دیتے

Marfat.com

ہین تو انکے حق مین ہم بھلائیان جلد جلد پہونچاتے ہین یعنے یہ قیاس باطل ہے بلکہ [illegible]
معصیت کے ساتھ دنیاوی دولت و ثروت ایک استدراج ہے کہ درجہ بدرجہ زیادہ کفر [illegible]
ہین اور زیادہ تر بُرے ٹھکانے کی طرف چلے جاتے ہین **وَفَرِحُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّ[illegible]**
دنیا پر۔ حالانکہ حماقت اس انتہا کو پہونچی کہ دنیا چند روزہ پر اترانا کچھ بھی عقل کے لائق نہین [illegible]
دائمی حیات بے انتہا ہے تو ان چند روز کا اُسکے مقابلہ مین کچھ شمار نہین اور اِس دنیا و مافیہا کا آخرت کے [illegible]
وجود نہین بلکہ جیسے گھوراجسمین مردار و نجاسات سڑتی ہون ۔ **وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا**
اور نہین ہے حیات دنیا بمقابلۂ آخرت کی مگر متاع ۔ یعنی متاع قلیل بازادراہ مستورد رضی اللہ [illegible]
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبردار فرمایا کہ دنیا بمقابلۂ آخرت کے کچھ نہین مگر جیسے تم مین سے [illegible]
ایک سمندر مین ڈبو کر اُٹھاوے تو دیکھے کہ وہ کیا لائی ہے ۔ رواہ الامام احمد والامام مسلم ۔ اور دوسری حدیث
راہ مین ایک بزغالہ سکڑے کانون والا مردار پڑا تھا اسطرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گذرے [illegible]
اللہ تعالےٰ عز وجل کی قسم کھاتا ہون کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کے نزدیک دنیا اس بزغالہ مردار سے بھی [illegible]
جبکہ اس بزغالہ والون نے اُسکو پھینکدیا ۔ مسئلہ ۔ پورا ایمان یہ ہے کہ آدمی کے نزدیک دنیا و اُسکے تمام [illegible]
کے برابر حقیر ہون ۔ مسئلہ ۔ کفر ظاہر ہے اور شرک مخفی ہوتا ہے اور قولہ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشر[illegible]
تفسیر مین کچھ تفصیل گذری ۔ اور نفاق بھی باریک ہے کہ آدمی دعوے کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے حالانکہ یقین [illegible]
پاس نام ہی نام ہوتا ہے اور شیخ ابو العالیہ رحمہ اللہ جلیل القدر تابعی فرماتے ہین کہ جب منافق [illegible]
چھ باتین ظاہر کرتا ہے باتین کرے تو جھوٹ بولے اور جھگڑے تو فجور کرے اور وعدہ کرے تو خلاف کرے
امانت رکھوائی جاوے تو خیانت کرے اور عہد الٰہی کو بعد مضبوطی کے توڑے اور جسکے ملانے کا اللہ [illegible]
حکم کیا اُسکو قطع کرے اور زمین مین بد افعالیون سے فساد پھیلاوے ۔ اور جب منافق کو کچھ [illegible]
باتین ظاہر کرتا ہے جو اول مذکور ہوئین ۔ مترجم کہتا ہے کہ اس زمانہ مین جو شخص سچے یقین و اعتقاد کے [illegible]
عمل کرے اسکو سَو شہید کا ثواب ہے جیساکہ حدیث صحیح مین آیا ہے ۔ اور ابن مسعود رضی اللہ [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم خرما کی چھال کے بوریے پر لیٹے جب اُٹھے تو آپ کے پہلو مین نشان [illegible]
عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے لیے کوئی نہالی تیار کرتے فرمایا [illegible]
مین تو دنیا مین فقط ایک مسافر کے مانند ہون جو دھوپ مین کسی درخت کے سایہ مین [illegible]
رواہ الترمذی وقال صحیح ۔ اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا [illegible]
نے اُنسے فرمایا کہ اگر تجھے مجھ سے ملنے کی خوشی ہے تو تجھکو دنیا سے اسی قدر کافی ہونا چاہیے [illegible]
اور خبردار کہ تو مالدارون کی مجلس مین بیٹھے اور کسی کپڑے کو پُرانا کرکے نہ اُتارنا یہان [illegible]
عروہ بن الزبیر یعنے آپ کی بہن کے بیٹے نے بیان کیا کہ ایکبار آپ انکے پاس [illegible]

Marfat.com

سے درم اپنے پاس نہ رکھا پس آپ کی باندی نے کہا کہ ہمارے لیے ...
دیا تو فرمایا کہ اگر تو مجھے یاد دلاتی تو مین خرید دیتی ۔ حدیث ابو ہریرہ مین ہی کہ آنحضرت
... اللہم اجعل رزق آل محمد کفافا ۔ یعنی اے رب میرے کر دے آل محمد کا رزق کفاف یعنی اسقدر کہ
... ہو وے ۔ رواہ الشیخان وغیرہما ۔ اور ایک حدیث مین ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک
... اسوقت تمھارا کیا حال ہوگا جب چند روز کے بعد تم مین کا آدمی صبح کو ایک سواری پر جاویگا اور
... دوسری سواری پر اور ایک دستر خوان پر ایک پیالہ لایا جائیگا اور دوسرا اُٹھایا جائیگا اور
... مین پردے لٹکاؤ گے جیسے خانہ کعبہ کی پوشش کی جاتی ہی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم اسوقت
... بہت اسوقت اچھے ہونگے کہ فراغت سے عبادت مین مشغول ہونگے فرمایا کہ نہین بلکہ تم اب اس سے بہت
اچھے ہو ۔ رواہ الترمذی ۔ اور امام بخاری کی صحیح مین کتاب الزہد دیکھو اور ایک حدیث کافی ہی کہ کن فی الدنیا کانک
... یعنی دنیا مین ایسا رہ جیسے تو پردیسی ہی یا راہ گیر ہی ۔ ف ۔ فی العرائس قولہ تعالے والذین ینقضون
... ان لوگون کا عہد اللہ تعالے عزوجل کے ساتھ بطوع نہ تھا بلکہ باکراہ تھا پس دنیا مین بھی کراہت سے
... عہد کرتے ہین اور اُسکے سوائے اور کچھ نہین کرسکتے ہین پس یہ عہد بشرط توفیق نہ تھا کیونکہ اگر عہد اول مین انکو
توفیق کی مساعدت ہوتی تو عہد توڑنے پر قدرت نہ پاتے کیونکہ جسکو توفیق دی گئی وہ نگہداشت آلٰہیہ کے ساتھ
محفوظ ہوتا ہو ۔ شیخ ابو القاسم حکیم نے کہا کہ عہد توڑنا ایسی چیز کے ساتھ سکون و دل لگاؤ ہی جس سے کچھ بھی سکون نہو
اور فرحت ایسی چیز کے ساتھ جس سے کچھ فرح نہو ۔ چنانچہ ان لوگون کا حال بیان فرمایا کہ عہد توڑا اور وہ اسطرح ہوا
کہ دنیا کی محبت مین فرحت سمجھے بقولہ تعالے و فرحوا بالحیوۃ الدنیا الآیہ ۔ واضح ہو کہ جو کوئی مشاہدۂ آیات آلہی عزوجل سے
متعجب ہو اسی کو دنیا کے ساتھ فرحت ہوگی کیونکہ شہود کی فرحت کے سامنے کسی چیز کی فرحت کچھ نہین ہی اور جسکو
اپنے رب سبحانہ تعالے کے ساتھ فرحت نصیب ہوئی وہ تعجب ہی کہ کسی مخلوق کے ساتھ کیونکر فرحت پاویگا اگرچہ
جنت کیون نہو پس جب جنت کے مانند نعمت پر اسکو فرحت نہوئی تو بھلا دنیا مردار کیا چیز ہی کہ جس سے اُسکو فرحت ہو
... کہا کہ دنیا ایک ڈھیلا مٹی ہی اور تجھکو اسمین سے فقط ایک غبار کا ذرہ ہی اور جو کوئی اس ذرہ پر فرحت
... وہ اس ذرہ سے بھی حقیر ہی اور جسکو تمام دنیا ملجاوے اُسکو مچھر کا ایک پر یا اس سے بھی کم ملا اور جب
... فرحت دی تو اسکی قدر تم خود دیکھلو ۔ مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ اگر دنیا کی قدر اللہ تعالی
... ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کافر کو اسمین سے ایک گھونٹ پانی نہ ملتا ۔ واسطی رحمہ اللہ تعالیٰ
... چھوڑ دو کہ وہ تمکو اپنے عذاب کے سمندر مین غرق کردے بلکہ تم اُسکی گردن پکڑ کے اللہ تعالی عزوجل
... کے سمندر مین غرق کردو کہ تمکو اُسمین سے کچھ نظر نہ آوے ۔ شیخ ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے
... نقض عہد پر آمادہ ہوسکے پس دنیا کی حقیر حالت انکو بتلادی تاکہ انکی آنکھون مین خوار
... ہو ... پھر حق تعالے عزوجل نے کافرون کے آیات و معجزات طلب کرنے اور یاد

Marfat.com

حق تعالیٰ اور قرآن سے مطمئن ہوتے ہیں

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن

اور کہتے ہیں جو لوگ منکر ہوئے کہ کیوں نہیں اُتاری گئی اسپر آیت اسکے رب کی

مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا

جسکو چاہے اور راہ دیدیتا ہے اپنی طرف اُسکو جو اُسکی طرف رجوع لاوے جو لوگ ایمان لائے

بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝ الَّذِينَ

ذکر سے اللہ تعالیٰ کے خبردار رہو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلون کو اطمینان ہوتا ہے

الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ۝

اچھے نیک کام انکے لیے طوبےٰ ہے اور لوٹ جانے کا اچھا ٹھکانا ہے

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا کہتے ہین اہل مکہ وغیرہ اور جو اُنکے مانند قیامت تک ہو
أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ کیون نہین نازل کی گئی اسپر کوئی نشانی اسکے رب کی طرف سے
خواہش کی چیز مانگتا ہے۔ اہل مکہ کہتے کہ مکہ چوڑا ہوجاوے اور بجائے پہاڑی رتیلے ملک کے شاداب سرسبز
کہتے کہ کوہ صفا سونے کا ہوجاوے اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی طرح مردے زندہ کرے
موسے علیہ السلام کی طرح عصا سے اژدہا کا معجزہ کیون نہ دیا گیا اور بعضے کہتے کہ فرشتہ اُتارا جاتا اور
رسولؐ کے لیے عمدہ دارالسلطنت وطلائی محل جواہرات کا جڑاؤ اور فرشتے خادم ہوتے اور یہ
کہ رب تبارک وتعالےٰ سے منکر اور اُسکی صفات سے غافل اور دار آخرت سے بالکل انکار کرتے ہین
ہزارون دلائل کے محسوسات سے تجاوز نہین کرتے اور تمام جہالت یہ کہ ہر چیز کی علت سے واقف ہونے
مدعی ہین پس ضرور ایسے لوگون کا یہی وتیرہ ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہوا اور
کے طالب ہوئے جو آخرت کے انکار پر مبنی ہین اور اللہ تعالےٰ عزوجل کی قدرت مین یہ امر خود
کہتے تھے وہ پورا ہوجاتا ولیکن حق تعالےٰ عزوجل کے علم کی انتہا نہین ہے وہ ہر مخلوق کے ایمان
آگاہ ہے اور کوئی مخلوق جیسے پیدا کیے جانے سے پہلے تھی ویسے ہی پیچھے اُسکے قبضۂ قدرت سے
شیخ امام حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ حدیث مین آیا ہے کہ جب کفار مکہ نے
اور صفا سونے کا ہوجاوے اور گرد کے پہاڑ دور ہوکر نہرین وچشمہ جاری ہوجاوین
وحی فرمائی کہ اے محمد اگر تو چاہے تو اُنکی درخواست دیدون ولیکن اگر اُنھون نے پھر بھی
ہلاک کرونگا اور اگر تو چاہے تو انپر توبہ ورحمت کا دروازہ کھول دون رسول اللہ صلے اللہ
اے رب توانپر توبہ ورحمت کا دروازہ کھولدے۔ علماء نے کہا کہ یہ لوگ جھوٹے کہ
ایمان لاوینگے ولیکن درحقیقت اسکا نتیجہ یہ کہ اُسوقت ہم جنتی ہوجاوینگے حالانکہ

Marfat.com

حکم الٰہی ہی ہو ... وہی ہوگا اور اسکے خلاف خواہ دعا
... اللہ عزوجل نے فرمایا ولو اننا نزلنا الیہم الملائکۃ - اور اگر اُتار دیتے انپر ملائکہ
... باتین کرتے وحشرنا علیہم کل شیٔ - اور حشر کردیتے اُنپر ہر چیز - قبلا - روبرو - ماکانوا
ولکن اکثرہم یجہلون - تو اُنکی قدرت نہ تھی کہ ایمان لاتے مگر آنکہ اللہ تعالے عزوجل چاہتا
... جاہل ہین - اور اللہ تعالے نے فرمایا - ان الذین حقت علیہم کلمۃ ربک لایؤمنون ولو
... پروردگار کا کلمہ ثابت ہوگیا وہ ایمان نہین لاوینگے اگرچہ اُنکے پاس کل نشانیان و
... بیان ... حکمت الٰہیہ مین برابر جاری ہوا ہو کہ جب کسی قوم نے اپنی ہٹ سے معجزہ مانگا اور دیا یا
... کیا ... عذاب سے تباہ کیے گئے لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے توبہ و رحمت قبول کی اور البتہ
... کی اولاد مسلمان جنتی ہونے والے تھے اور آیات توحید جسقدر قرآن مجید مین مذکور ہین وہ انواع
... نے انھون آیات خود اپنے نفوس مین ظاہر ہوتے ہین اور بکثرت وہ دیکھ چکے پس اگر آیات پر ایمان
... کافی تھا حق تعالے وما تغنی الآیات والنذر عن قوم لایؤمنون - یعنی جس قوم کے حق مین ایمان نہین ہے
... آیات و منذرات کچھ بھی کفایت نہین کرتی ہین اور جو جنتی ہین اُنکو ایک آیت بہت زیادہ کافی ہو تو آیات مانگنے پر
... مت کرو بلکہ اللہ تعالے عزوجل سے ہدایت مانگو اور اُسکی طرف رجوع کرو چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
قل کہدے اے محمد کہ ان اللہ یضل من یشاء اللہ تعالے راہ نہین دیتا جسکو
... اللہ تعالے اپنی مخلوق کا خالق و اُنکی ماہیت و آغاز و انجام کا علیم ہے اُس نے جسکو ہدایت کے لیے
... کیا وہ گمراہ ہوگا اور قبضۂ قدرت الٰہی کا ذلیل ہے جو وہ چاہے وہی ہوگا - ویہدی الیہ
من اناب اور راہ دیتا ہو اُسکو جو اُسکی طرف رجوع لاوے - پس ہدایت دینا اور گمراہی دینا اللہ تعالی
... قدرت مین ہے جو اُس سے سرکش ہوا گمراہ ہے اور جو رجوع لایا وہ راہ پر ہے جیسے حضرت ابوبکر الصدیق
... بدون معجزہ کے بیچے ایمان سے سرفراز ہوگئے اور مرتبۂ صدیق کو پہونچے جو نبی کے بعد ہے - پھر شہید
... تضرع باش تا شادان شوے + گریہ کن تا بے دہان خندان شوے - آدمی سخت غافل ہے
دوست شیطان و شہوات اور پیچھے موت چلی آتی ہے راہ دشوار اور شب و روز چلا جاتا ہے نہین
... جنت نصیب ہوگی - عاجزی کے ساتھ نماز مین دعا مانگ کہ اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین
... الیہ ہدایت کی راہ ہے جو اللہ تعالے عزوجل کی طرف رجوع لایا راہ پائی اُسکو معجزہ
... ہی ہے چنانچہ اُنکا حال بیان فرمایا بقولہ الذین امنوا رجوع لانے والے راہ پانے
... ایمان لائے - وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ اور ٹھہرتے ہین اُنکے
... یاد کے ساتھ یعنی خوش و پاکیزہ ہوکر اللہ تعالے جل شانہ کی طرف رجوع لاتے ہین
الا بذکر اللہ تطمئن القلوب خبردار ہو کہ اللہ تعالے ہی کی یاد سے دل مطمئن

ہوتے ہین۔خوب جانتے ہین کہ وہی ایک معبود ہمارا [illegible]
رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی جب قرآن پاک سنتے ہین تو اُنکے قلوب [illegible]
کہ ذکر سے قرآن مراد لیا اور اللہ تعالے عزوجل نے قرآن مجید مین جا بجا [illegible]
ہذا ذکر مبارک انزلناہ۔ اور قولہ انا نحن نزلنا الذکر الآیہ۔ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
کرتا ہو کہ بعد ایمان کے وقتاً فوقتاً طمانیت بڑھتی جاتی ہو۔ اور کرخی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
کسی زمانہ معین کا لحاظ نہین کیا جاتا جیسے اس آیت مین ہو لیس اسوقت مضارع [illegible]
دیتا ہو۔ جمل رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیۂ جلالین مین کہا کہ یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ بہت سے [illegible]
اور زجاج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالے عزوجل کے ذکر سے یہ مراد ہو کہ جب اللہ تعالے [illegible]
ذکر کیا جاتا ہو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے تو اُنکے دل مطمئن ہوئے اور ایمان لاتے ہین [illegible]
بقولہ تعالے واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یومنون بالآخرۃ۔ یعنی کافرون کا یہ حال ہو [illegible]
جاوے اللہ تعالے وحدہ لاشریک لہ تو بھڑکتے ہین نفرت کرتے ہین دل اُن لوگون کے جو آخرت پر ایمان [illegible]
لاتے ہین۔ بعض نے کہا کہ طاعت الٰہی سے بعض نے کہا وعدہ الٰہی سے بعض نے کہا اُسکی رحمت سے [illegible]
بعض نے کہا اُسکے دلائل توحید سے۔ بعض نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم و اُنکے اصحاب سے مومنون [illegible]
مطمئن ہوتے ہین۔ ظاہر یہ ہو کہ قرآن کی تلاوت اور تسبیح یعنی سبحان اللہ و بحمدہ اور تکبیر و تہلیل یعنی [illegible]
الا اللہ وحدہ لاشریک لہ۔ اور مانند اُسکے یاد حق تعالے سے قلوب مطمئن ہوتے ہین مسئلہ۔ ذکر و تلاوت
زبان سے خواہ آہستہ ہو یا آواز سے ہو ثواب ہو ولیکن اُسکے معنی جان لینا چاہیے اور قرآن مجید [illegible]
چاہیے۔ اور مترجم کے نزدیک اسقدر تو ہر شخص پر واجب ہو کہ جس سے نماز ادا ہو جاوے اور باقی [illegible]
تلاوت مین بھی ثواب عظیم ہو اگرچہ اُسکے معنے نہ جانتا ہو۔ یاد حق جو دل سے ہو وہ بھی مترجم کے نزدیک [illegible]
اولیاء اللہ کے ذکر اور بہتر ہو اور جو ذکر زبان سے ہو اگر دل حاضر نہو تو وہ کچھ نہین ہو۔ مسئلہ۔ [illegible]
شریف مین آئے ہین وہ ہر حال مین اعلی و افضل ہین اور اُنکے بعد جو ذکر اللہ تعالے عزوجل کی توحید [illegible]
جبکہ اسمین کوئی بات خلاف شرع نہو۔ واضح ہو کہ جب بندے نے اللہ تعالے عزوجل کی [illegible]
زبان سے دل کی حاضری و ہوشیاری کے ساتھ معنی سمجھکر ذکر کیا تو قلب بے شبہہ مطمئن ہوا [illegible]
نے فرمایا ہو اور بعضے لوگ زبان اور انگلیون سے ذکر کرتے ہین اور کچھ معنے کا خیال نہین اور دل [illegible]
فکرون مین لگا ہوا ہو تو یہ کچھ بھی نہین بلکہ ایک بے ادبی و گناہ ہو۔ حدیث صحیح مین ہو کہ افضل [illegible]
سب سے افضل ذکر کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہو۔ معنی اُسکے یہ ہین کہ کوئی معبود نہین سوائے اللہ [illegible]
جب ایمان لایا تو اس نے اللہ تعالے عزوجل کی معرفت حاصل کرلی کہ [illegible]
اُسکی مشابہت نہین اور کسی قیاس و وہم کو وہان مجال نہین وہی خالق ہر چیز و ہر [illegible]

Marfat.com

[illegible] چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور جسطرح چاہتا ہے مخلوق کو رزق دیتا ہے چنانچہ اُسی کی قدرت سے
[illegible] اور کھلی ہو اسی طرح ہر ایک کو وہی رزق دیتا ہے کسی وقت کسی حال مین کوئی چیز و کوئی مخلوق ہو
[illegible] نہین اور اُسکے قبضۂ قدرت سے باہر نہین اور جو اُس نے مقدر کیا وہی جاری کیا وہی علیم و خبیر و حکیم ہے
[illegible] صفات [illegible] ساتھ جسطرح قرآن پاک و احادیث صحیحہ مین آئے ہین. اپنے دل مین یقین کے نقش سے جادے
[illegible] لا الٰہ الا اللہ کہے تو اُسی یقین کو زبان سے بار بار دُہراوے اور دل برابر عظمت و پاکی و صفات پاک الٰہی عزوجل
[illegible] یہ ذکر ہے اور جو کوئی خالی زبان سے یہ حروف نکالے اور نہ معنے سمجھے اور نہ دل مین ان صفات پاک کا
[illegible] شخص نہیں وہ [illegible] اور اگر صفات سے آگاہ نہو یا یقین نہو تو وہ ابھی تک ایمان ہی نہین لایا ہے مسئلہ ایمان کی
[illegible] کہ اللہ تعالےٰ عزوجل کی یاد سے قلب مطمئن ہو - امام غزالی وغیرہ علماء نے لکھدیا ہے کہ قلب کی غذا یاد الٰہی
[illegible] تاریک مردہ ہو جاتا ہے سو اگر کہا جاوے کہ مخلوقات مین عجائب صنعت الٰہی عزوجل دیکھکر بھی قلب مطمئن ہوتا ہے
[illegible] معجزات رسول دیکھنے سے تو جواب یہ ہے کہ مخلوقات پر نظر اگر مخلوق پر جمی تو خراب اور اگر خالق عزوجل کی صنعت
[illegible] ایک [illegible] عالم کا کام ہے تو یہ درحقیقت اللہ تعالےٰ کی یاد ہے کیونکہ خالق کی یاد ہے پس جو کوئی اللہ تعالےٰ
سے منکر ہو وہ خالق سے بھی منکر ہے اس لیے کہ جب مثلاً نصرانی نے بیٹا بتلایا تو خالق عزوجل سے منکر ہوا کیونکہ
[illegible] تو وہ پاک ہے بیٹا وغیرہ سے عیسےٰ و اُسکی ماں وغیرہ سب اُسکے بندے مخلوق ہین ایسے ہی کفار مکہ سے جب
[illegible] کہا آسمان و زمین کس نے پیدا کیا تو کہتے اللہ تعالےٰ عزوجل نے ولیکن درحقیقت وہ اللہ تعالےٰ عزوجل پر
[illegible] نہین لائے تھے کیونکہ جہالت سے وہ جانتے کہ بتون کے ذریعہ سے وہان سفارش پہونچیگی جیسے بادشاہ کے وزیرون
[illegible] ہوتا ہے ولیکن یہ مخلوق کی تشبیہ مثل بادشاہ کے سمجھتے تھے اور یہ کفر ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ عزوجل خالق قیوم ہے علیم
[illegible] قبضۂ قدرت سے کسی دم کسی لحظہ کوئی چیز باہر نہین ہو سکتی اور کوئی چیز ذرہ برابر اُسکی مشیت و تقدیر کے
[illegible] باہر نہین ہو سکتی ہے غرضکہ جو مومن ہے اور بائس نے اللہ تعالیٰ کی صفات پر یقین کیا وہ خوب جانتا ہے کہ توحید
[illegible] تجاوز ہو تو اللہ تعالےٰ سے منکر ہو جائیگا - اب سمجھ لینا چاہیے کہ قرآن ہو یا تسبیح ہو یا اور طرح
[illegible] کی یاد ہو سب ذکر الٰہی ہے جس سے قلب مطمئن ہوتے ہین حتے کہ معجزات جنکو مشرکین مکہ مانگتے تھے انکو
[illegible] جانتے [illegible] کیسا خالق قادر قوی ہے کہ جو چاہے وہ کرے ہر ایک چیز اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے تو یہ
[illegible] اور معجزہ ہو سب نافع ہین اور اگر یون نہ دیکھتے تو خالی مخلوق پر نظر ہوتی جسمین اول کفر
[illegible] ہوتا سبب شیطانی ہوتا اسی وجہ سے صحیح معجزات کو سحر وغیرہ کہتے تھے اور قرآن پاک کو جادو
[illegible] ایسے قلوب مطمئن ہوتے ہین اور حدیث صحیح مین ایک مرتبہ ایک صحابی رات کو قرآن مجید
[illegible] بیٹھے [illegible] باندھے ہوئے نزدیک ہوتی اور انکا گھوڑا اچھلتا اور جب اُنھون نے
[illegible] کوئی [illegible] مگر صبح کو انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حال عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ
[illegible] تلاوت [illegible] نازل ہوئی تھی - اور قولہ تعالےٰ انزل اللہ سکینتہ علے رسولہ الآیہ کی تفسیر مین

سکینت کی تفسیر گذری اور یہ طمانینت قلب کو شامل ہی اور سراج وغیرہ مین [illegible]
کہ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم الآیہ ۔ پس اسمین تو ذکر الٰہی سے قلوب [illegible]
ذکر الٰہی تعالیٰ سے طمانینت فرمائی پس معنی یہ ہین کہ وجل یعنی خوف خدو تو اسوقت [illegible]
قہر الٰہی یاد کرین اور مطمئن اُسوقت ہوتے ہین کہ اُسکی رحمت یاد کرین [illegible]
نہین ہوتا اور وجل وطمانینت مین کچھ منافات نہین ہی اور تحقیق یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ [illegible]
طاری ہوتی ہی اور اُسی کو اپنا خالق وقادر ورب جاننے پر راضی ومطمئن ہوتے ہین [illegible]
سب اُسکی قدرت کی مخلوقات جانتے ہین پھر اس اطمینان کو برابر ایمان کے ساتھ ساتھ بقا ہی [illegible]
غفلت یا نفاق یا شرک خفی طاری ہو پھر اللہ تعالیٰ عزوجل پر ایمان خود اُسکی رحمت کی امیدواری اور [illegible]
عظمت وجلال وقہر کا خوف ہی پس جو اطمینان تھا اُسکو اس خوف سے کچھ منافات نہین جیسے رحمت کی امید [illegible]
خوف سے کچھ زوال نہین تم یہ نہین دیکھتے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی وعظمت [illegible]
غافل ہی تو اُس نے اللہ تعالیٰ کو یاد ہی نہین کیا کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ عزوجل کے صفات ہین [illegible]
چاہیے اور تعجب ہی کہ بزرگ مفسرین کو اسمین تردد ہی کیون ہوا واللہ تعالیٰ ہو الہادی الیٰ سبیل الرشاد [illegible]
کریمہ کے بعض اشارات کا بیان حدیث مین اسطرح آیا ہی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم جانتے ہو اس آیت کے معنے اُنھون نے عرض کیا کہ اللہ [illegible]
و رسول اُسکا دانا تر ہی فرمایا کہ جس نے محبوب رکھا اللہ تعالیٰ کو اُسکے رسول کو اور رسول کے اصحاب [illegible]
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ شخص کہ محبوب رکھے اللہ تعالیٰ [illegible]
اُسکے رسول و اُسکے اہل بیت کو صدق کے ساتھ بدون بناوٹ کے اور دوست رکھے مومن کو [illegible]
خبردار رہو کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی یاد سے باہم الفت کرتے ہین ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا [illegible]
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور کیے کام نیک طُوْبٰی لَهُمْ طوبیٰ ہی اُنکے لیے وَحُسْنُ [illegible]
اور واپس جانے کا اچھا ٹھکانا ہی ۔ ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ طوبیٰ باہم عرب [illegible]
اور فصیح زبان طوبیٰ لہم ہی ۔ زجاج وابو عبیدۃ واہل اللغۃ نے کہا کہ طوبیٰ بر وزن فعلیٰ [illegible]
طیب ہی پس صفت جنت ہی اور یہ اُسوقت بولتے ہین کہ کسی کے لیے نہایت درجہ کے شادمانی [illegible]
عیش ونعمت کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے طوبیٰ فرمایا اُسکی مقدار بشر کے خیال سے باہر [illegible]
مین آیا کہ یقول اللہ تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحین مالاعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر [illegible]
فرماتا ہی کہ مین نے مہیا فرمایا ہی اپنے صالحین بندون کے لیے [illegible]
جس نے سُنا ہو اور کوئی قلب ہی جسکے خیال مین آوے [illegible]
پاک والےعلیٰ ہی کہ ہرگز وہم مین نہین آسکتی خصوص جبکہ تمام کرہ زمین [illegible]

[illegible] اور دنیا ایک خرابہ کھنڈل ہو جسکو وہ مخلوق آراستہ کرتی ہو جسکو دنیا کی ہوس ہو
[illegible] کے قیاس مین نہین آتی ہو اور خوب سمجھو کہ جنت و باغ کا کوئی نمونہ دنیا مین نہین ہو جسپر تم
[illegible] ایران یہان جانتے کہ بہت سے بیوقوف اسکی قدر صرف اپنے قیاس سے سمجھتے ہین بلکہ مراد اسقدر
[illegible] مین وارد ہو یہ ہو کہ اس جہان آراستہ و عیش و راحت پر یقین کرو اور یہ مت سمجھو کہ
[illegible] میوہ و دیگر [illegible] اس جہان مین نہین مل سکتے بلکہ یہ یقین کرو کہ یہان اگر خاک و کھاد پانس وغیرہ کے اختلاط
[illegible] پیدا ہوتے ہین تو وہان یہی میوہ نہایت پاکیزہ اختلاط و پیدائش سے زندہ موجود ہین جیسے مثلاً کوئی شخص
[illegible] پھول کاغذ کا [illegible] اور اسکے مقابلہ مین باغ مین جاوے تو اصلی پھول زندہ خوشبودار نہایت نفیس پاوے اسی پر
[illegible] یہ جہان گویا نقلی ہو اور وہ اصلی ہو اور جب حضرت خلاق علیم جل شانہ نے اپنی مخلوقات کی خبر دی تو ہمکو عقل سے
[illegible] اعتقاد رکھنا فرض ہو اور عقل کسی حال مین اسکو مشکل نہین سمجھتی پس جو بیوقوف اس سے منکر و محال جانتے ہین اُنکی
[illegible] کی عقل ملکوتی سے بے بہرہ ہین اور حواس بہیمی سے ادراک نہین کر سکتے پس انکار کرتے ہین و لیکن جن
[illegible] حق تعالیٰ عزوجل نے ان آیات مین بیان فرمایا وے ہر حال مین قدرت حق عزوجل کو ایسا عظیم لا انتہا
[illegible] جنت کو جس حد تک سمجھ سکو اس سے لاکھون درجہ بلکہ بحید بہتر اسکے قبضۂ قدرت مین ادنےٰ مخلوق ہو فتبارک
[illegible] الخالقین پھر واضح ہو کہ آیت کریمہ مین طوبےٰ کی تفسیر مین اقوال ہین اور شیخ مفسر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے
[illegible] مطلب ہو یعنی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور لکھا کہ یا طوبےٰ ایک درخت ہو جنت مین کہ اگر سو برس تک سوار
[illegible] مین جاوے تو اُسکو طے نہ کرپاوے۔ مترجم کہتا ہو کہ شیخ نے التزام کیا تھا کہ جو قول سب سے زیادہ راجح ہوگا وہی ذکر
[illegible] یہان ان دونون قول کو مساوی درجہ پر پاکر دونون کو ذکر کیا اور شاید کہ ان دونون کے ذکر مین جسکو مقدم کیا
[illegible] لکھا ہو اور میرے نزدیک بھی یہی بات ہو اور سیاق اسی کو مقتضی ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ
[illegible] وقرۃ اعین یعنی اُنکے واسطے فرحت اور آنکھون کی ٹھنڈک ہو یعنی ایسی نعمت کہ انکے قیاس سے باہر ہو
[illegible] کو اُنکا خیال کہا بدلیل حدیث عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ کہ ایک اعرابی نے آکر آنحضرت صلعم سے عرض کیا
[illegible] جنت مین غاکو پھر فرمایا کہ ہان اسمین ایک درخت ہو اُسکو طوبےٰ کہتے ہین الیٰ آخر الحدیث الذی رواہ احمد
[illegible] ابی حاتم والطبرانی والبیہقی و ابن مردویہ۔ اور حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہ ایک شخص نے کہا
[illegible] لمن راک و آمن بک۔ یعنی طوبےٰ اس شخص کے لیے جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لایا تو
[illegible] وسلم نے فرمایا کہ طوبےٰ لمن آمن بی ورآنی ثم طوبےٰ ثم طوبےٰ ثم طوبےٰ لمن آمن بی ولم یرنی یعنی فرمایا
[illegible] پر ایمان لایا اور مجھے دیکھا پھر تین مرتبہ یعنی سہ چند طوبےٰ اُسکے لیے جو مجھپر ایمان لایا مگر مجھے نہ دیکھا۔ پس
[illegible] یا رسول اللہ فرمایا کہ جنت مین ایک درخت صد سالہ راہ ہو اُسکے اکمام سے جنتیون کے
[illegible] احمد و ابن حبان و ابو یعلی و ابن جریر و ابن ابی حاتم والخطیب فی التاریخ۔ اگر کوئی کہے کہ اول شخص نے
[illegible] پھر دوسرے پوچھنے والے نے کیون دریافت کیا تو جواب یہ ہو کہ آپ نے عیش و راحت کے

لہ جوب بادر سرما اور برفانی موسم مین مجھے پھلون کی بوٹیان ۱۲ ۱۲ ۱۲

اسباب مین نا دیدہ ایمان لانے والون کا ستہ گونہ ثواب فرمایا حالانکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ [illegible]
استفسار کرلیا کہ یہ باعتبار قبولیت و درجات قرب کے ہی یا باعتبار ثواب و [illegible]
مردہ نہین ہی بلکہ جاندار ہی کما فی قولہ وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان - لہذا درخت [illegible]
شکل پر جو دنیا مین ہی قیاس نہ کرنا چاہیے - اور طوبےٰ کے بارہ مین سلف صالحین سے [illegible]
صحیحین وغیرہ مین حدیث انس رضی اللہ عنہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت [illegible]
کہ سوار اُسکے سایہ مین سو برس تک چلا جاوے طی نہو اور تمہارا جی چاہے پڑھو قولہ تعالےٰ وظل [illegible]
روایات مین ہی کہ وہی شجرۃ الخلد ہی اور بعض سلف نے کہا کہ یہ درخت جنت عدن مین ہی اور تمام [illegible]
ہوئے ہی - پھر مترجم کہتا ہی کہ ان احادیث مین یہ دلیل نہین ہی کہ آیت مین طوبےٰ لھم کی تفسیر [illegible]
طوبےٰ درخت کا بیان ہی بلکہ صحیحین کی روایت مین آپ نے قولہ ظل ممدود - آیت کی یہ تفسیر قرار [illegible]
اور معالم وغیرہ مین معاویہ بن قرہ سے باپ کے ذریعہ سے مرفوع روایت ہی کہ طوبےٰ درخت [illegible]
خصوصیت کے ساتھ دست قدرت سے اُگایا اور اُسمین روح پھونکی پس اس سے نہایت خوبصورت [illegible]
ہوتے ہین اور اُسکی شاخین دیوار جنت کے باہر سے نظر آتی ہین - اور ایک روایت مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ [illegible]
روایت ہی کہ اللہ تعالےٰ اُس سے فرماویگا کہ میرا بندہ جو کچھ چاہے وہ تیرے پھلون سے پیدا ہو حتے کہ گھوڑا [illegible]
جسطرح کا جس خوبصورتی کے ساتھ چاہیگا اُس سے کھلکر نکل آویگا - مترجم کہتا ہی کہ دار آخرت کے جسقدر حالات [illegible]
مختصر وارد ہوئے ہین حتے کہ دوزخ تک کو زندہ و جاندار بیان فرمایا گیا ہی اور اسی واسطے امام غزالی [illegible]
وہ عالم ایک ظہور وجود روحانی ہی اور جسمانیت وہان تابع ہی - جیسے یہان جسمانیت ظاہر و جان مخفی ہی [illegible]
خوبصورتی سے آراستہ ہی کہ جسکے مقابلہ مین عالم دنیا خرابہ کھنڈل اونچا نیچا پریشان ہی ولیکن نمونہ کے لیے [illegible]
بہت سے درخت و گل بوٹے ایسے پیدا کردیے ہین کہ جس خوبصورتی و تراش و خراش و عمدگی [illegible]
ہین آدمی کو حیرت و عجیب قدرت الٰہی نظر آتی ہی پس قیاس کرو کہ اس ویران کھنڈل مین تو [illegible]
و پیراستہ خوبصورت جہان مین کس خوبصورتی سے ظہور ہوگا اور خبردار ہو کہ اس زمانہ مین بہت [illegible]
ہین جو عقل سے بے نصیب مگر حواس و اٹکل کے پابند ہو کر جو کچھ حقیقت بیان جنت وغیرہ کا [illegible]
پر محمول کرتے ہین اور اسوقت انکو نظر آویگا جب ملائکہ عذاب اُنکی روح کھینچینگے اور النار [illegible]
تطلع علے الافئدۃ الآیہ - اُنکے سیاہ دلون کو جھانک کر گرفتار کریگی اور اسوقت تو مہلت [illegible]
مین ہین ولیکن اہل ایمان کہ وہی اہل عقل ہین ایمان لاتے ہین اور اُنکی عقل اُن ہدایت و [illegible]
ادا کرتی ہی اور کیون نہو کہ مسافر کو اپنے مبارک وطن کے ذکر سے فرحت ہوتی ہی اور [illegible]
اس مقام کو توضیح سے بیان کیا اور مضائقہ نہین کہ جہان تک مذکور ہوا اُسکو اختصار [illegible]
شیخ نے لکھا کہ قولہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات طوبےٰ لھم وحسن مآب - علی بن ابی طلحہ [illegible]

[illegible] الرحیم - قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کلمہ عربیہ ہی کہ طوبے لہم ای حسنی لہم - یہ سب
[illegible] - ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالے عزوجل نے جنت کو پیدا کرکے مومنون
[illegible] نے کہا کہ طوبے درخت جنت جسکے ہر قصر جنت مین شاخ ہی اور جنت کے باہر سے
[illegible] اور ایسا ہی ابوہریرہ وابن عباس ومغیث بن سلیمان وابواسحٰق سبیعی اور بہتیرے سلف سے
[illegible] تبارک وتعالے نے اُسکو ایک دانہ موتی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ پھیل جاوے پس پھیلا
[illegible] عزوجل نے چاہا اور اُسکی جڑ سے جنت کی نہرین شہد وشراب وپانی ودودھ کی جاری ہین پھر
[illegible] کی حدیث ابی سعید خدری اور بخاری ومسلم کی حدیث سہل بن سعد اور بخاری کی حدیث انس اور مثل
[illegible] کی حدیث ابی ہریرہ جو اوپر مذکور ہوئی ہین باسانید ذکر فرمائی ہین اور لکھا کہ محمد بن اسحاق نے اپنے اسناد
[illegible] اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ
[illegible] ذکر کیا او فرمایا کہ اُسکی شاخ کے سایہ مین سو برس چلے یا کہا تھا کہ اُسکی شاخ کے سایہ مین سو سوار چلین اور فرش
[illegible] اور جل اُسکے قلال ہین - رواہ الترمذی - اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر وہب بن منبہ رح
[illegible] عجیب وغریب روایت کیا چنانچہ ابن منبہ نے کہا کہ جنت مین ایک درخت ہی اُسکو طوبے کہتے ہین سوار اُسکے
[illegible] برس تیز روان ہو اور اُسکو طی نہ کرسکے - اُسکے شگوفہ ریاض ہین اور پتے بڑ دہین اور شاخین عنبر اور بطحاء
[illegible] یاقوت کا اور خاک اُسکی کافور اور وحل اُسکا مشک اُسکی جڑ سے انہار خمر وعسل وشیر جاری ہین وہ مجلس اہل جنت ہی
[illegible] کے واقعات مین سے ہی کہ ایک بار ملائکہ اُنکے پاس پروردگار تبارک وتعالے کی جانب سے آوینگے وسونے
[illegible] زنجیرون سے آراستہ نجیب بختی لاوینگے جنکے چہرے مثل چراغ کے خوبصورت اور رانکی وبر مثل مرعزی ریشم
[illegible] ہونگے جنکے الواح یاقوت کے اور دقوف سونے کے اور آراُنکی جامہ سندس واستبرق کی
[illegible] کہینگے کہ رب الرحمن عزوجل نے ہمکو تمہارے پاس بھیجا کہ تم اسکے لقاء وسلام سے مشرف ہو پس اپر سوار ہونگے
[illegible] زیادہ تیز روان اور بستر سے زیادہ نرم بلا کلفت کے پس آدمی اپنے [illegible] کے آدمی سے [illegible] کریگا اور
[illegible] سے نہ ملیگا اور نہ سواری کا کان دوسری سواری سے اور راہ مین درختان خوشنما اُنکے سامنے سے
[illegible] ایکطرف ہو جاینگی تاکہ انمین کسی کے نہ لگے اور جدا انہون پس وہ ایک مقام پر پہونچینگے جو کرامت
[illegible] کیا گیا ہو پس حق تعالے عزوجل اُنکے واسطے پردہ اُنکی آنکھون سے مرتفع فرماویگا اور یہ لوگ دیدار کے
[illegible] سے بکرامت معاف رکھے جاوینگے پس کہینگے کہ اللھم انت السلام والیک السلام وحق لک الجلال
[illegible] عزوجل فرماویگا انا السلام ومنی السلام اور تم پر میری رحمت ومحبت ثابت ومستحکم ہو چکی مرحبا میرے بندو
[illegible] میری اطاعت کی اور میرا حکم مانا - پھر عرض کرینگے کہ ای رب ہمارے ہم نے تیری عبادت جیسی چاہیے
[illegible] ہمکو اجازت فرما کہ ہم تیرے واسطے سجدہ کرین - حق عزوجل فرماویگا کہ یہ گھر محنت وعبادت
[illegible] گھر بادشاہت ونعمت کا ہی اور مین نے تم سے محنت وعبادت بطرف کردی تو مانگو مجھ سے

جو کچھ اور چاہو تم مین سے ہر ایک کو اُسکی مراد عطا ہو گی پس ہر ایک اپنی اپنی مراد [illegible]
مانگنے والا یہ کہیگا کہ اے رب میرے دنیا والون نے اپنی دنیا مین جھگڑے اور اختلاف [illegible]
جب سے تو نے اُسکو پیدا کیا اور جب تک ختم کیا جو کچھ تو نے پیدا کیا ہر ایک چیز کے مثل مجھے [illegible]
کہ تیری مراد بہت حقیر نکلی اور تو نے اپنے درجہ سے کم مانگا اچھا تیرے لیے یہ تیری مراد ہو [illegible]
بخشش مین نہ تنگدستی اور نہ بخل و کمی ہے پھر فرماویگا کہ میرے بندون پر وہ نعمتین پیش کرو جو اُنکے خیال مین [illegible]
ہونے سے اُنکو اپنے نفس کی خواہشین حقیر نظر آنے لگینگی اور منجملہ ان نعمتون کے ایک دانہ یاقوت کا تخت [illegible]
بے قیاس اور حور العین نوجوان لڑکیان جنکو یہ اعتقاد ہو گا کہ ہمارے بادشاہ کو پھر ایسی فضیلت ہے جیسے [illegible]
پتھرون پر ہوتی ہے یا اس سے بھی زیادہ حالانکہ بندہ مومن جنتی کو ان حور العین کی فضیلت نظر آویگی پس یہ حوریں [illegible]
نہایت سچے پیار سے لینگی اور کہینگی کہ واللہ ہم نہ جانتے تھے کہ اللہ تعالےٰ تیرے مثل پیدا کریگا پھر ملائکہ [illegible]
ہر ایک کو اُسکی جنت کے گھر مین لیجاوینگے۔ مترجم کہتا ہے کہ حدیث صحیح مین آیا کہ تم سے ہر شخص جنت [illegible]
زیادہ جانتا ہے جیسا کہ دنیا مین نماز سے واپس ہو کر اپنا گھر پہچانتا ہے اور شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکے بعد [illegible]
اس اثر کو ابن ابی حاتم نے بھی اپنی اسناد کے ساتھ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور اسمین [illegible]
زائد ہے کہ اُسکے بعد وہب نے کہا کہ پھر ملائکہ انکو پروردگار کی نعمتین دکھلا دینگے کہ دیکھو تمکو تمہارے پروردگار نے کیا کیا نعمتین
عطا فرمائی ہین پس بندہ مومن رفیق اعلیٰ مین قبہائے گوہر و زبرجد وغیرہ مین داخل ہو گا جنمین سونے کے [illegible]
کے تخت جنپر سندس و استبرق کا فرش اور اُنمین نور کے ممبر ہونگے ان قبون کے دروازون [illegible]
جوش مارتا ہو گا جسکے سامنے سورج کی روشنی ایسی ہے جیسے دن مین تارہ کی چمک ہوتی ہے اور اعلیٰ علیین مین [illegible]
کہ یاقوت کے بلند بلند مکانات ہین جنکا نور تمام محیط ہو رہا ہے اور اگر اسوقت اللہ تعالےٰ نے ان چیزون کو [illegible]
مومن کے لیے مسخر نہ فرمایا ہوتا تو آنکھون کی بینائی جاتی رہتی یعنی دنیا کی آنکھ ان چیزون کے دیکھنے کی [illegible]
حتی کہ اسوقت دنیاوی زندگی مین آدمی کی بینائی جاتی رہے بلکہ مرجاوے اور وہان حق تعالےٰ عزوجل [illegible]
کرنے مین ایک ظہور قدرت کاملہ ہو گا کہ ہر طرح کے نورانیات کو متحمل ہو گا بدلیل قولہ تعالےٰ فجعلناهن [illegible]
ابکارًا۔ جو بوڑھی عورتون کے وہان نوجوان ہونے کے بارہ مین منصوص ہے فافہم پھر [illegible]
کہ ان قصرہائے رفیع و بلند مین سے جو قصر یاقوت سرخ کا ہو گا اسمین سندس سبز کا فرش ہو گا اور [illegible]
اسمین ارغوانی فرش ہو گا مستر بزمرد سبز و طلائے سرخ و سیم سپید اور اُسکے قوائم و ارکان [illegible]
مکانون کے شرف پر موتی کے قبہ اور مرجان کے غرفہ ہونگے پس عطای الٰہی سے [illegible]
تو اُنکی سواری کے لیے گھوڑے پیش کیے جاوینگے اُنکی صفت بیان و قیاس سے [illegible]
اللہ تعالےٰ عزوجل کی قدرت سے روح ہو گی اور غلمان اُنکے خادم ہونگے اور اُن [illegible]
چاندی کی جواہرات سے جڑاؤ ہو گی اور زینین تختہائے [illegible]

Marfat.com

[illegible] مکانون پر جاوینگے پس جب اپنی منازل تک پہونچینگے تو دیکھینگے کہ نور کے منبرون پر
[illegible] کھڑے ہین تاکہ سلام کرین اور انکو مبارکباد دیوین پس جب اپنے مکانون مین داخل
[illegible] جب آرزو مین و مرادین موجود پاوینگے اور ہر ایک قصر کے دروازہ پر چار جنت یعنی باغ ہونگے
[illegible] ذواتا افنان دو باغ باافنان۔ وجنتان مدہامتان وفیہما عینان نضاختان وفیہما من کل فاکہۃ زوجان
[illegible] مقصورات فی الخیام۔ پس جب اپنے اپنے منازل مین جنکو وہ خوب پہچانتے تھے قرار پکڑینگے تو پروردگار عزوجل
[illegible] وہ سب پایا جسکا مین نے تمکو وعدہ دیا تھا عرض کرینگے کہ ہان ای رب ہمارے تیری ذات پاک ہے
[illegible] اپنے رب کے ثواب پر راضی ہو عرض کرینگے کہ ای رب ہمارے ہم راضی ہین تیری رضا چاہتے ہین فرماویگا
[illegible] رضا تمھارے لیے دائمی ہے تم اس مبارک ملک مین رکھے گئے اور تمکو میرا دیدار نصیب کیا گیا اور میرے
[illegible] سے مصافحہ کیا مبارک مبارک تمھارے لیے یہ نعمت غیر منقطع ہے نہ اسمین کبھی اُکتاؤگے اور نہ کبھی کمی ہوگی
[illegible] کرینگے الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن وادخلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیہا نصب ولا یمسنا فیہا لغوب
[illegible] مذکور۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ سیاق غریب واثر عجیب ہے اور اسکے بعض مضامین
[illegible] کی شاہد ہر دو صحیحین یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم مین موجود ہین چنانچہ صحیحین مین ہے کہ جو شخص سب سے آخر
[illegible] داخل ہوگا اس سے اللہ تعالے عزوجل فرماویگا کہ اپنی آرزو بیان کرین وہ آرزوئین بیان کریگا یہانتک
[illegible] مانگ چکیگا تو اللہ تعالے عزوجل فرماویگا کہ یہ مانگ اور وہ مانگ یعنی خود اُسکو تعلیم فرماویگا پھر فرماویگا
[illegible] سب اور اس سے دس گونہ زیادہ ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ مین نے اثر مذکور مین کسی مقام پر اسکو بڑھا دیا ہے
[illegible] فضل الٰہی سے صحیحین کی یہ روایت محفوظ تھی فلیعلم واللہ اعلم اور صحیح مسلم مین ہے کہ حضرت ابوذر غفاری
[illegible] اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث قدسی روایت کی کہ اللہ تعالے عزوجل فرماتا ہے کہ ای میرے
[illegible] ابتدا سے انتہا تک جسقدر پیدا ہوئے ہو خواہ آدمی ہو یا جن ہو سب کے سب ایک میدان مین کھڑے
[illegible] مراد (جو کچھ ہووے) مجھسے دعا کرکے مانگو اور مین تم مین سے ہر شخص کی مراد دیدون تو اس سے میرے
[illegible] مین کچھ کمی نہوگی مگر جیسے کوئی شخص سمندر مین سوئی ڈبوکے اور اُٹھاوے دیکھے کہ اسمین سمندر سے کیا
[illegible] اور خالد بن معدان رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ جنت مین ایک درخت ہے جسکو طوبے کہتے ہین
[illegible] پستان ہین جنسے اہل جنت کے بچہ دودھ پیتے ہین اور عورت کا گرا ہوا پیٹ جنت کی نہر دن
[illegible] قیامت تک آرام سے کروٹین بدلتا ہے اور قیامت کے روز چالیس برس کا اُٹھایا جائیگا۔ رواہ
[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم کے حق مین فرمایا کہ جنت مین اسکی
[illegible] البخاری۔ مترجم کہتا ہے کہ طوبے خواہ درخت ہو یا جنت ہو دار آخرت زندہ جاندار ہے پس
[illegible] اہل [illegible] باہر ہے ولیکن اللہ تعالے عزوجل کی قدرت ہر شخص پر ظاہر ہے تو جو باتین نعمتین
[illegible] اللہ تعالے عزوجل [illegible] ہین اور اعلے قدرت کی نعمتین بسبب ہم لوگون کی

Marfat.com

کم ظرفی کے بیان نہین ہوئین بلکہ بیان فرمایا کہ وہ ایسے نعمتین ہین کہ نہ کسی آنکھ نے [illegible]
بشر کے دل پر انکا خطرہ آیا ہی اسی واسطے حق تعالے نے عزوجل [illegible] فرمایا طوبے لہم وحسن [illegible]
فرماوے وہ کس درجہ بلند قدر ہوگی مسئلہ۔ عہد توڑنا۔ نماز مین بیقدری [illegible]
امانت مین خیانت کرنا۔ جھوٹ باتین کرنا۔ یہ سب جمع ہون تو افعال مین منافق ہوگا اگرچہ [illegible]
ہدایت دنیا وگمراہی دنیا اللہ تعالے کی قدرت ہی پیدا کرنے سے پہلے جو کچھ اللہ تعالے عزوجل [illegible]
تھا وہی واقع ہوگا مسئلہ۔ جو قلب گمراہ ہو اسکو آیات ومعجزات سے نفع نہین ہوتا اگرچہ [illegible]
قلوب مطمئن ہو جاتے ہین پس جسکا قلب مطمئن نہو وہ اپنے نفس مین غور کرے اور عالم وفقیہ سے دریافت کرے
دنیا مین عزت وآبرو اور مالداری واولاد سے آدمی کی خوبی پر کچھ بھی دلیل نہین ہی بلکہ اکثر ایسے لوگ اللہ
نزدیک بدتر حقیر وخوار ہوتے ہین اور بہت سے محتاج وفقیر جنکو لوگ حقیر جانتے ہین اور مصائب مین گرفتار [illegible]
وہ اللہ تعالے عزوجل کے نزدیک معظم ومکرم وآبرو والے ہوتے ہین پس اصلی پہچان تقوے وعلم [illegible]
ف۔ فی العرائس قولہ تعالے ان اللہ یضل من یشاء الآیہ۔ گمراہون کے بھٹکنے کے جو سبب سمجھے جاتے ہین [illegible]
کاٹ دیا اور اصل اسکی اللہ تعالے عزوجل کی قدرت ہی اور ہدایت انھین مین منحصر تھی جو اسکی طرف رجوع لاتے
پس بعض نے علامات بیان کیے کہ جو اپنے نفس پر اعتماد کرتا ہی راہ سے بھٹکتا ہی اور جو تمام امور مین اپنے رب کی طرف
رجوع لاتا ہی اور اپنی طاقت وقوت سے بناہ اپنے رب کی طرف لاتا ہی وہ راہ پاتا ہی۔ جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible]
کیا کہ جو کوئی اپنی قوت سے اسکی معرفت چاہے گمراہ ہوگا اور جو اُسی سے اسکو چاہے وہ حقائق کو پہونچتا [illegible]
ہو کہ کافرون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ پایا تو آیات طلب کین حالانکہ خود آنحضرت صلے [illegible]
سے بڑھ کر کون آیت ہوسکتی ہی اور جنھون نے آپ کو دیکھ پایا وہ رسالت پر یقین لائے وقد قال الذین آمنوا [illegible]
بذکر اللہ الآیہ۔ اسمین بیان ہی کہ جنکو ہدایت ہوئی انکا یاد کرنا ایمان کے ساتھ ہی اول غیب پر ایمان لائے
پھر یاد سے اُنکے قلوب مطمئن ہوئے۔ اللہ تعالے عزوجل پر ایمان سے بسبب غیب کے انکو [illegible]
سے اطمینان ہوا اور اگر مشاہدہ کشف ہوتا تو ذکر کی حاجت واسطے اطمینان کے نہوتی۔ اور [illegible]
پر ہی ایک ذکر ظاہر اور دوم ذکر باطن۔ ذکر ظاہر کی دو قسمین ہین ایک ذکر زبان کہ اپنا تھا اور [illegible]
کسی دوسرے سے سُنکر پس زبان وگوش سے جو ذکر ہو اس سے طمانینت براہ تربیت و [illegible]
کی بھی دو قسمین ہین ایک یہ کہ دل مین عظمت وجلال الٰہی سماوے اور یہ اسطرح ہوتا ہی کہ [illegible]
والنعامات کو دیکھے اور اسکی مخلوقات ونشانیون مین فکر کرے اور یہ قلب کا فعل ہی [illegible]
ذکر اُسکے پاک بندون کے قلب مین آوے اور یہ اسطرح ہوتا ہی کہ [illegible]
پیدا ہون اور یہ ذکر خالص الٰہی بدون سبب وعلت کے ہوتا ہی اور [illegible]
جو ذکر ہین وہ معلول ہین اور یہ اسطرح بھی [illegible]

Marfat.com

... ذکرنی فی نفسہ ... وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر من ملائہ پھر واضح ہو کہ ذکر
... سے خوف وقلق ورجاء وحسن الظن باللہ پیدا ہوتا ہے اور حب فی کر ایمان
... مشاہدہ ... الٰہی کا الیقین کیا ہے پس وہ نور ایقان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والے
... زیادہ ... جیسے صبح کاذب وصبح صادق کا فرق ہے پس اہل الیقین ذکر کی طمانینت مین بقدر انوار و
... تجلیات ... مین اور وضوح زیادہ ہے اسی قدر ذکر مذکور زائد ہے پس اُنکے ذکر سے صدق واخلاص وتسلیم ورضا
... پیدا ہوتا ہے اور حب معنی امنوا باللہ کے مشاہدۂ الٰہیہ ہوں تو یہان طمانینت بکشف وجود ہے جیسے طلوع آفتاب
... اول ... ایمان سے علم الیقین ہے اور دوم ایقان سے عین الیقین ہے اور سوم مشاہدہ الٰہی سے حق الیقین ہے
مقام ... مین بسبب استیلاء انوار عظمت الٰہی کے ذکر زائل ہو جاتا ہے اور یہ مقام طمانیت کا نہین ہے بلکہ مقام
... مین قلب وروح وعقل وعلم وفکر وذکر سب فنا ہو جاتے ہین اور اس سے محبت وشوق وعشق ومعرفت
... وفنا وبقا پیدا ہوتے ہین اور معنی قولہ تطمئن القلوب یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد سے ارواح مطمئن ہوتی ہین اور ذکر
... ایک قلب ... آیات کے دیکھنے سے ہوتا ہے اول اہل کفر ونفاق وعوام جو آیات کو نہین دیکھتے غافل ہین
... مخلوقات ومصنوعات مین افعال الٰہیہ کے دیکھنے سے ہوتا ہے۔ سوم ارواح اور وہ دیدار انوار صفات سے اگر
... سبحات الذات ہے اور یہان ذکر متصور ہے کیونکہ ذکر غیر متناہی ہے پس جب عارف نے صرف ذات پاک کا
... اسکے وجود کی مقدار ہے اور حاشا اللہ کہ وہ محیط بدیومیت وازلیت ہو جاوے کیونکہ پاک ہے وہ فسبحان اللہ
... لا تدرکہ الابصار اگرچہ ادراک بصار نہین مگر بصیرت اسرار کو بھی مجال نہین پس جسقدر عنایت نے اسکو نصیب کیا
... دیکھے ہے اور محیط ہونا اسکی مجال نہین ہے پس جو غیر مکشوف ہے وہی اسکا مذکور ٹھہرا اور یہ اسی کا ذاکر ہے اور اگر اسکے
... مذکور مین ذکر ہے اور یہ ذکر عجیب ہے مین نے معرفت مین کوئی طریقہ اس سے زیادہ باریک نہین پہچانا اور
... نے اس مقام کا اشارہ کیا ہے سوائے چند اکابر اولیاء اللہ کے جو مقدم گزرے ہین اور بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
... اسکو دیکھا اور کشف ذات وصفات مین زیادتی چاہی اور یہان گئے کہ ہمنے اسکو اسکی قدر کے
... اسکی قدر کے لائق پہچانتے تو اسمین فنا ہو جاتے تو جہانتک نہین پہچانا اسمین قلوب مطمئن ہوتے ہین اس امید پر
... زیادتی معرفت کی بیشبہہ متصور ہے اگرچہ احاطہ متصور نہین ہے۔ قال المترجم یعنی جیسا سابق مین ذکر فرمایا کہ یہان
... متصور ہے اور احاطہ ہر حال مین محال ہے فافہم۔ اور بھی قولہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کے یہ معنی ہین کہ
... معرفت کے ... پسند فرمایا پس یہ طمانینت اسکے لیے ابدالآباد تک باقی ہے۔ بعض مشائخ نے فرمایا
... عافیت وسلامتی دیکھکر حمد وثنا وتسبیح سے مطمئن ہو جاتے
... الٰہی سے ... ہین۔ سوم قلوب علماء کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ...
... ہدہ سے ہے کم زمانہ مین ان صفات کے سبب سے
... مین سکون نہین ہوتا ہے اور کیونکہ اسکے ذکر سے

Marfat.com

مطمئن ہون جس سے جاہل ہین اور کیونکر اُسکے ذکر سے مطمئن ہون [illegible]
یہ ہے کہ جو طمانینت اوپر کی تینون اقسام کو حاصل تھی اس سے ہزار ہا گنہ زائد طمانینت انکو اس قسم کی [illegible]
جیسے استسقاء کے مرض والا پانی پیتا چلا جاتا ہے اور کبھی سیراب نہین ہوتا اسی طرح انکا حال ہے ولیکن اصل [illegible]
واللہ تعالیٰ اعلم۔ شیخ حسین رحمہ اللہ نے کہا کہ جو ازل مین یاد الٰہی مین آیا اور متحیر ہوا وہ ابد تک اُسکے ساتھ مطمئن ہے [illegible]
مواضع مطالع ہین جنکو کبھی حرکت و اضطراب و گھبراہٹ کسی واقعہ و سانحہ سے نہین ہوتی ہے بلکہ مطمئن [illegible]
اُسکو بے ادبی کے داغ سے مرسوم پاوے۔ بعض نے کہا کہ کمال مشغولی سے شہود فقط اسی کا پاتے ہین [illegible]
ہوتی ہے۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ اسکی چار قسمین ہین۔ اول قلوب عامہ کہ جب اسکو یاد کر کے دعا مانگی تو مطمئن ہوئے پس انکو
یہی نصیب ہے کہ دعائین قبول ہون۔ دوم قلوب ہین جنھون نے اُسکی طاعت کی اور کامل تصدیق کی اور اس سے راضی [illegible]
ایسے قلوب مقام زیادات مین بندھے ہوئے ہین پس انکا ملاحظہ کچھ تو شواہد مین ٹھیک ہین اور کچھ اپنی طاعات پر نظر کر کے [illegible]
وہ قلوب ہین جو ایسے مرتبہ کے عارفون کے ہین جنھون نے اسماء و صفات کو پہچانا اور خطاب الٰہی تعالیٰ کو سمجھا پس انکو اطمینان
انکو یاد کرنے سے ہے نہ اُنکی اُسکو یاد کرنے سے اور انکو اطمینان اُسکی اُنسے راضی ہونے پر ہے نہ اُنکی اُس سے راضی ہونے پر
کہتا ہے کہ خطاب عام ہے اور مرجع وہی لوگ ہین جنکو فہم خطاب نصیب ہوئی پس وہی خطاب سے مراد ٹھہرے پس گویا [illegible]
اور یہ نشان رضامندی ہے پس جس بندہ کو ایمان صحیح و یقین واثق نصیب ہوا اُسکو کمال درجہ شکر کا مقام ہے کہ دونون [illegible]
مقابلہ مین ہیچ ہین والحمد للہ علیٰ ذلک۔ چہارم قلوب خاص الخاص جنکو کشف ذات و علم صفات عطا فرمایا پس [illegible]
مین درج کر دیا اور آگاہی بحق الیقین دیدی کہ مخلوقات جس درجہ تک اپنی اپنی ہستی کی مقدار پر اسکی معرفت [illegible]
اور اللہ تعالیٰ شانہ ذوالجلال والاکرام ایسی معرفت سے پاک برتر ہے پس وہ جانتے ہین کہ اُنکے اسرار کو قدرت نہین [illegible]
اور جس شخص کا یہ حال ہو کہ جو انکا حال ہے وہ کس سے سکون پاوے اور کہان مطمئن ہو جاوے جہان اور جب [illegible]
اُسنے اسکو حجاب دیکھا کہ استطاعت نکوئی نعمت نہین پایا کیونکہ حجاب مستور ہے پس اگر تو اس مقام مین آنا چاہے
پر روک دے اللہ تعالیٰ تجھکو جزائے عظیم عطا فرماوے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ نہایت نفیس اشارہ ہے جس سے بہت سے مقامات
کو فیض پہونچتا ہے از انجملہ ایک مشکل مقام ولایت احمدی کا ہے اور توضیح یہ ہے کہ جملہ اقسام ولایت مین سے ولایت احمدیہ [illegible]
صحابہ رضی اللہ عنہم کو حاصل تھی حالانکہ کرامات وغیرہ کی اُنکو کچھ تلاش نہ تھی اور کشف کے طالب نہ تھے بلکہ اُنکی راہ فقط [illegible]
حالانکہ اُنسے کرورون درجہ نیچے ولی کو کشف و کرامت حاصل ہوتی ہے تو وجہ اسکی یہی ہے جو اس اشارہ سے [illegible]
اور کشف زیادت یقین یا حصول یقین کیواسطے ہے اور یہ خود مشعر ہے کہ درجہ یقین مین قصور [illegible]
اور تقویٰ بدرجہ اعتدال تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔ شیخ استاد رحمہ اللہ نے کہا کہ ایک [illegible]
ذکر سے صفائی ہے اور ایک قوم ہین کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible]
کہا جاتا ہے [illegible] بندے کو یاد کیا [illegible]
اہل معرفت کے [illegible]

Marfat.com

[illegible] ارس بیضے شیخ [illegible] ری رح نے کہا کہ اللہ تعا سے مطمئن ہوگئے جسنے انکو منور و مسرور کردیا
[illegible] ایمان [illegible] ذکر کا وصف فرمایا انہین صرف اسی وصف پر قصر نہین رکھا بلکہ اُنکے ایمان کے ساتھ
[illegible] الذین آمنوا وعملوا الصالحات طوبیٰ لہم الآیہ - ان بندون نے چشم اسرار سے انوار ازل و ابد دیکھے اور نور سے
[illegible] وصول [illegible] ہوا اُنکے وصال پر حق الیقین کیا پس جو کچھ انہین ہی اُسکو ادا کر کے اسکو اختیار کیا یعنی فنا ہوکر
[illegible] نے بقولہ طوبیٰ لہم وحسن مآب - بیان فرمائی - اصل ذات مرجع و مآب صفات ہی پس قول آلٰہی عین
[illegible] اللہ طوبیٰ لاعین قوم انت عینہم + فمن فی نغمۃ من وجھک الحسن - جریری رح نے کہا اسکو طوبیٰ جسکا دل عمر بھر
[illegible] پاکیزہ ہوا اور کبھی کسی وقت دل سے اپنے رب کیطرف رجوع لایا - شیخ جنید رح نے کہا کہ اوقات عارفین
[illegible] مبارک عمر کے ساتھ طیب ہین - ابن عطار رح نے کہا کہ جبتک شرک و ریا و عجب سے پاک ہوکر عمل صالح پر خوش ہوا اور
[illegible] کی ضمانت فرمائی ہی اسپر بھروسا کیا تو اسکے لیے طوبیٰ و مبارکباد ہی شیخ استاد رح نے کہا کہ طیب اوقات مین انکے انفاس
[illegible] نے خوب کہا کہ جن بندون کے لیے حق تعالیٰ نے طوبیٰ لہم فرمایا ہی انکو طوبیٰ مبارکباد ہو - طوبیٰ انکے لیے فی الحال
[illegible] المآل ہو واللہ تعالیٰ اعلم پھر حق تعالیٰ نے عادت سابقہ پر رسالت اور عظمت قرآن آلٰہی بیان فرمائی بقولہ تعالیٰ

[illegible] سَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

ایک امت مین کہ ہو چکی ہین اُس سے پہلے امتین تا سناوے تو اُنکو جو کچھ بھیجا ہمنے تیری طرف

[illegible] بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ

[illegible] رحمٰن سے تو کہہ وہی رب میرا ہی کسی کی بندگی نہین اُسکے سوائے اُسی پر مین نے بھروسا کیا ہی اور اُسی کیطرف آتا ہون لوٹ کر

[illegible] قرآن نازل فرمایا اور اہل ہدایت نے جنکا وصف اوپر بیان ہوا اسکو حق جانا اور وہی اہل بصیرت اور نور قلبی
[illegible] کرنے والے اپنے رب کی ازلی ہدایت و قبل وجود کے مان کے پیٹ سے ایمان کی فضیلت پائے ہوئے
[illegible] ساتھ انکو کسی معجزہ کی ضرورت نہوئی بخلاف کافرون کے جو دنیا کے سیے اور یہان سے جہنم کے لیے مخلوق
[illegible] اندھے ہے اور عبرت کا مقام ہی کہ انھون نے ایسے معجزات پر ہٹ کی جنسے دنیاوی آرام و آسائش سے
[illegible] دے اور سرسبز شاداب نہرین جاری ہون اور پہاڑ سونے کا ہو جاوے غرضکہ دنیاوی زندگی کے
[illegible] معجزات سے اُنکی یہ غرض نہ تھی کہ انپر حق ظاہر ہو جاوے اور جنکی مراد حق تھی اُنکو قرآن مجید سے جو کچھ
[illegible] تمام معجزات ابتدا سے انتہا تک جو کسی پیغمبر کو عطا ہوئے یا خیال ہین آوین سب قدرت آلٰہیہ کا ادنیٰ
[illegible] کی معرفت حاصل ہوئی اور دونون کتنا بڑا فرق عظیم ہی پس جو اس صفت
[illegible] وہی رب تبارک تعالیٰ ہر مخلوق کا خالق ہی اور آنحضرت صلعم
[illegible] [illegible] کو صاف ظاہر فرما دیا تھا کہ [illegible]
[illegible] اِلَيْكَ اَنْ اَرْسَلْنٰكَ [illegible] قبل [illegible] الارسال
[illegible] کے بھیجنے مین

Marfat.com

ہو چکا ہی ہمنے تجھکو بھیجا۔ اقول یہی بیضاوی وسراج ومعا[illegible] وغیرہ سے [illegible]
کذلک ای الامر کذلک یعنی بات یون ہی ہی۔ اقول وجیہ نہین [illegible]۔ اور بعض نے کہا کہ یہ ارسال [illegible]
اظہار عظمت وکبریاء آلہیہ ہی کہ مخلوق مین دو قسم کرکے ایک صالحین اہل جنت موصوف بصفات [illegible]
کردیئے اور دوم اُنکے خلاف یعنی اہل جہنم یعنی خاص اپنی قدرت سے بحسب مشیت کردیئے [illegible]
اور جن حرکات پر مرتے دم تک قائم رہے ہین اُنکا خالق تبارک وتعالیٰ اُنکے پیدا کرنے سے پہلے جا[illegible]
خلاف نہین ہو سکتا تھا پس دیگر اقوال کہ تشبیہ بمضمون قولہ افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق الا[illegible]
ہی یا بانعام سابقین ہی یا بقول ابن عطیہ اجراے عادت یا ثابت ہی نہ بمعجزات مقترحہ وغیر ذلک سب [illegible]
ایسی ہی عظیم الشان قدرت کی ارسال کے ساتھ ہمنے تجھکو اے محمد بھیجا۔ فِيٓ اُمَّةٍ ایک ایسی امت [illegible]
عجم ہین اور قیامت تک ہونگے جنکی یہ صورت ہی کہ۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ گزرچکی ہین [illegible]
اُمتین یعنی آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک جنکے پاس انکے رسول بھیجے گئے تھے جنھون نے انکو انکے رب کی صفات ومعارف [illegible]
کوشش کی پس تیرے بھیجنے کے لیے یہ سب مقدمہ ممہد ہوچکا اور اُنکے واقعات عبرتناک نیز گزرچکے تاکہ آئندہ آخری [illegible]
واقعات سے جہل مین مبتلا نہون اور قدرت کاملہ وصفات الٰہیہ سے آگاہ رہین اور تیری رسالت خاتمۂ فاضلہ کو بامعاملہ [illegible]
سننے کے لیے اور بکمال علم وتصدیق کے لیے تیار رہین وحی خالص پاکیزہ کے ساتھ جسمین علوم اولین وآخرین مجموعہ ہین لِتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ
الَّذِيٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ تاکہ تو پڑھ سُناوے اُنکو وہ قرآن جو ہمنے تجھپر وحی فرمایا یعنی جسمین آدمی کی [illegible]
جہالت سے بچاؤ اور تکمیل نفس کے طریقہ اور انجام کی سعادت اور اپنے رب کی معرفت سب کچھ توحید موجود ہی [illegible]
معرفت الٰہی کی سبنے ایک توحید لا الٰہ الا اللہ سے آگاہ کردیا اور ہر امت کو اُنکی تکمیل نفوس کے اعمال وافعال موافق خلقت [illegible]
مختلف تعلیم فرمائی۔ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ مگر اس آخری امت کی حالت یہ ہی کہ [illegible]
ان لوگون کی جہالت عجب ہی کہ اللہ تعالیٰ کی صفت سے آگاہ نہوئے جسنے انپر اس سامان عظیم سے کیسی [illegible]
کے مقابلہ مین ناشکری کی حالانکہ تیرا آنا وقرآن نازل ہونا جس سے آدمی درواقع ناپاک علاقات سے [illegible]
ہوکر دنیا اور دین مین کامل مکرم ہوجاتا ہی مگر وہ لوگ ایسی جہالت مین تھے کہ الرحمن سے منکر تھے [illegible]
[illegible] سنا کہ محمد رسول اللہ صلعم دعا کرتے یا اللہ یا رحمن پس دوسرے مشرکون کے پاس جاکر بولا کہ محمد [illegible]
معبود کو بھی جسکا الرحمن نام لیتا ہی اور ہمین [illegible] اس نام کا معلوم نہین سواے رحمن الیمامہ کے [illegible]
رحمن الیمامہ کہتے تھے) یعنی یمامہ والے کا نام اگرچہ رحمن الیمامہ ہمکو معلوم ہی ولیکن وہ [illegible]
ابن عباسؓ سے ضحاک نے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلعم نے قریش [illegible]
الرحمن سے انکار ونفرت کرنے لگے کمانی قو[illegible]
نہایت [illegible] آخری [illegible] اللہ تعالیٰ کا بندہ کہا [illegible]
نے فرمایا [illegible]

[illegible] صلح قرار پائی پس آنحضرت صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حکم کیا کہ صلحنامہ لکھنا شروع کرے بسم اللہ
[illegible] کہا کہ ہم تو سوائے یمامہ والے کے اور رحمن نہین جانتے ہین تم ویسے ہی لکھو جیسے ہم لکھتے ہین کہ باسمک اللھم۔ اور
[illegible] موجود ہو اور بعض علماء مانند حضرت [illegible] نے اسکو شان نزول قرار دیا اور میرے نزدیک یہ اس معنی
[illegible] ہین لکھے دیتا ہون واللہ اعلم۔ بالجملہ یہ عجب تھا کہ ابو جہل اسقدر شرک مین ڈوبا تھا کہ جہالت سے الرحمن دوسرا
[illegible] اللہ کو پہچانا تو الرحمن کو نہ جانا حالانکہ اللہ تعا فرماتا ہی قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی۔ یعنی
[illegible] ان جاہلون کو کہ خواہ اللہ پکارو یا الرحمن پکارو جو نام پکارو ٹھیک وہی خالق وحدہ لاشریک ہی کہ اُسکے پاک نام بہت ہین۔ چنانچہ
اس آیت مین بھی فرمایا کہ **قُلْ ھُوَ رَبِّیْ** تو کہدے کہ الرحمن میرا رب ہی یعنی اللہ تعا بڑا رحم والا ہی کہ کافرون ومشرکون وجورو بیٹا
بنانے والون اور اسکو چھوڑکر غیرون کی پرستش کرنے والون اور سخت نافرمانی کرنے والون سب کو فراخی کے ساتھ رزق دیتا ہی یہ کتنی بڑی اُسکی
رحمت ہی چاہیے تو ایک آن مین سب کو نیست ونابود یا سخت تکلیف ومصیبت مین گرفتار کرے مگر وہ رب پرورش کرنے والا ہیشک الرحمن الرحیم ہی
[illegible] تم اس سے انکار کرتے ہو مگر مین اقرار کرتا ہون یعنی تمکو سمجھانے وتعلیم کرنے کو زبان سے کہتا ہون ورنہ مین تو کمال یقین وحق الیقین سے
[illegible] ہون کہ وہ میرا رب ہی **لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ** اُسکے سوائے کوئی معبود نہین ہی۔ **عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ** اسی پر مین نے بھروسا کیا
یعنی اپنے تمام کامون مین میرا بھروسا اسی پر ہی اگرچہ تمھارا نہو کیونکہ تم منکر ہو۔ **وَاِلَیْہِ مَتَابِ** اور اسی کی طرف مرجع ہی یعنی جسکی طرف
رجوع لائی جاویگی وہ وہی ہی اسکے سوائے کوئی نہین ہی خواہ مین ہون یا تم ہو سب کا وہی مرجع ہی اور متاب اسم ظرف از توبہ ہی یا مصدر میمی
بمعنی ظرف ہی اور متاب خاص اپنے لیے مانند توکلت کے نہین فرمایا کیونکہ متاب سب کا اسی کی طرف ہی اور اسمین عمدگی سے انکو توبہ کیطرف
[illegible] بلائی کہ جب تم مقہور ہو کر اسی کیطرف موت سے بلا اختیار کے رجوع کروگے تو ڈرو کہ کفر کا طوق لعنت گردن مین ہوا ور قبل موت کے
اسی کیطرف رجوع لاؤ کہ تاج رحمت سر پر زیب دیے حضرت الرحمن مین حاضر ہو۔ **ف** فقہاء نے کہا کہ بندہ کو چاہیے کہ اپنا توکل ہر کام مین
الرحمن الرحیم اپنے رب پر رکھے اور تو خیال کرتا ہی کہ جب تو نے الرحمن پر بھروسا کیا تو وہ تجھکو عذاب مین ڈالے لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم۔ ولیکن
بندہ کو چاہیے کہ جب تک زندہ ہی اُسکے خوف سے بھرا ہوا اور یہ خیال رکھے کہ وہ پاک بے پرواہی چاہے تمام مخلوقات فنا کردے اور چاہے سب کو
[illegible] مین ڈالے اور اگلی امتون مین سے جن قومون کو دم کے دم مین عذاب وقہر سے ہلاک کر دیا اُنسے تجھکو کون امتیاز ہی یہین کہ تم اسباب دنی
[illegible] عزہ وچوک جاتے ہوئے قوم صالح پر گزرسے صحابہؓ کو یون ہی منع فرمایا اور غور سے دیکھو کہ بندگان حق اتقیا مانند رسولون
[illegible] عباد الرحمن الآیہ وقولہ وہم من خشیۃ ربہم مشفقون۔ اپنے رب کی صمدیت وپاک بے پروائی سے لرزتے رہتے ہین پس زندگی
[illegible] اپنے رب کی خشم وناراضی سے ڈرا ہوا ہے اور جب آخری وقت آجاوے یعنی موت کا تو اسوقت اپنے آپ کو اپنے
[illegible] پاک الرحمن الرحیم کے سپرد کردے وہ ارحم الراحمین ہی جسنے اسپر بھروسا کیا اس بھروسے کی قدر مجال عقل سے باہر
[illegible] خاص تاکیدی حکم ہی کہ موت کیوقت اپنے رب تبارک وتعا سے نیک گمان رکھے اور واضح ہو کہ جہانتک ظاہر مولا الٰہ
[illegible] فعلی اجتناب ہی ورنہ الرحمن پر توکل ناتمام ہوگا اللھم انی اعوذبک من ان اشرک بک فیما اعلم واستغفرک لما
[illegible] سورۃ الملک [illegible] ارحم الراحمین۔ **ف** فی العرائس قولہ تعا قل ہو ربی لا الہ الا ہو الآیہ۔ حق تعا کی درگاہ مین
[illegible] توحید [illegible] برسالت ہی جسکو حکم دیا کہ بزبان حقیقت اُسکی تنزیہ

وذر شان نزول واضح ہو کہ شان نزول کے دو معنی ہین ایک یہ کہ اسی معاملہ مین یہ آیت بطور تعلیم یا حکم کے نازل ہوئی جیسا کہ مشہور ہی اور دوم کہ ایسے واقعات مین یعنی آیت ہی اگرچہ نزول اسکا اس واقعہ پر نہوا ہو کیونکہ قرآن پاک تمہیم ہی جملہ واقعات اسکے ساتھ ملحق ہین اور اکثر علماء سلف سے شان نزول کا اطلاق اسی معنی مین آیا ہی جیسی کہ اشتغال نہین ہی اور بتحقیق اللہ تعا سے ترجمہ کو اسما فہمانی مولا المحقق الاعلی والاخرۃ اور ایسکو خود بحفاظت خود ذکر کیا جا ہی کہ بہت مقامات مین نفع ہی ۱۲ م

بیان کرے قل ہو ربی لا الہ الا ہو۔ ربوبیت کا اقرار کیا کہ ہنوز ذات وصفات تربیت [illegible]
وجود ممکن ہی نہین تو لا آلہ سے دریاے عدم مین غوطہ لگایا اور سواے ھو کے کچھ نہ پایا [illegible]
وجود سے مضمحل ہوئے پس اصل کی طلب مین سری حرکت ہو [illegible] ان کے ساتھ کہ نابود کو [illegible]
مین اسی پر بھروسا کیا۔ علیہ توکلت۔ اور جملہ مخلوق جب اس معانی کے تحمل سے عاجز ہوئے [illegible]
رب کی اصطفائیت سے اسکو اٹھایا تو عالم مین کُل کی غرض ہو گئے واسطہ مروی ہو کہ لولاک لما خلقت الخلق۔ اور [illegible]
تو حضرت خلاق الکل نے کل کی کچھ پروا نہین فرمائی کہ بجاے کل کے اس فرد مفرد کو پیدا کردیا و نعم ما قیل [illegible]
فکان الوقت وقتک والسلام + وکنت طالب لدنیا لحر + فانت الحر وانقطع الکلام۔ اور پھر ہوش سے امتحان مین آؤ اور دیکھو کہ [illegible]
عالی مکان کے کہ عرش کم پایہ ہو مقام امتحان کا ظہور اس شان سے ہو کہ اہل بصیرت وذوی الالباب کے سواے گروہ عمیان [illegible]
نہ دیکھا پھر کیونکر پہچانتے اور دیکھتے کیونکر کہ نور بصیرت قرآن سے محروم ہے کیونکہ بصیرت پاتے تو اس نور اور روحانی معجزہ کو چھوڑ کر عالم [illegible]
معجزات دنیاوی ہرگز نہ مانگتے حالانکہ انھون نے معارضہ کیا کہ اگر رسول اللہ ہو تو مکہ کی سرزمین سے پہاڑ اڑا دو کہ زمین صاف ہو جاوے [illegible]
انکے نہرین بہا دو کہ بیٹھ کے لیے آدمی کھیتی کرے اور میوہ دار درخت لگا دے اور کہتے ہو کہ آدمی مرکر دوسری زندگی پاویگے تو [illegible]
لوگون مین سے بعض کو جو زمانہ جاہلیت مین مرچکے ہین جلا دو کہ ہم انسے پوچھ لین کہ تم نبی ہو چنانچہ مروی ہو کہ علوم آلہیہ مین سے آیات کا نزول [illegible]

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل

اور اگر ہوتا قرآن کہ ہٹا دیے جاتے اسکے سبب پہاڑ یا شق کیجاتی اسکے سبب سے زمین یا باتین کرائے جاتے اسکے سبب سے مُردے بلکہ

لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ

اللہ کا ہی سب کام سب سو کیا مایوس نہین ہوے جو لوگ ایمان لائے ہین کافرون سے اگر اللہ چاہتا تو ضرور ہدایت دیدیتا لوگون کو سب کو

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن

اور جو لوگ کافر ہوتے ہین برابر پہونچیگی انکو بعوض اسکے جو انھون نے کیا ہی کوئی دھمکی یا اتریگی انکے دیار کے

دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ

قریب مین یہانتک کہ پہونچ جاوے وعدہ اللہ تعالی کا بیشک اللہ تعالی خلاف نہین کرتا ہی میعاد مقرر کو

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ یعنی اگر اگلی کتابون مین سے کوئی کتاب ایسی ہوتی کہ جسکے [illegible]
پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیے جاتے أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ یا اسکے ذریعہ سے زمین شق کیجاتی [illegible]
ہون۔ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ یا اسکے سبب سے مُردون سے باتین کرائی جاتین کہ وہ اپنی قبرون مین سے [illegible]
قبر سے باہر آتے اور لوگون سے باتین کرتے تو یہی قرآن اس وصف سے موصوف ہوتا بہ نسبت اگلی کتابون کے [illegible]
بدرجہ اولی یہ وصف رکھا جاتا کیونکہ ایک تو یہ قرآن تمام قرآنہاے سابقہ کا جامع ہی اور دوم اسمین وہ اعجاز [illegible]
عالم کی حکمت اور اس عجایب خانہ دنیا کا تعلق آخرت سے جسطرح ہو اور اسمین فرشتے [illegible]
عدم و ہلاکت کی راہ چلتے ہین اس قرآن سے [illegible] آیتین [illegible] زندگان جاودانی کی راہ [illegible]

[illegible] عن اور عجائب قدرت پر متحیر رہتا ہی اور بعد مدت کے واصل بانعام و رضوان آلہی ہوتا ہی کہ انکی [illegible] کمال ہی اور جو کوئی انکے علوم سے آنکھین نہین روشن کرتا اور اپنی خلقت مین جانورون سے بدتر پاک رہتا ہی [illegible] باوہ لائق اور بعد موت کے وہ پردہ عجیب مین سرگردان و سخت غمناک ہوگا اور کوئی تکمیل اسوقت نہین کر سکتا پس اس [illegible] عجب عجاز ظاہری و باطنی ہی کہ آدمی ہی ابتدا سے انتہا تک مجتمع ہون اور تمام کوشش کرین تو اسکے مثل ہرگز نہین لا سکتے ہین اور ماقل سمجھ جائیگا کہ کیونکر لا سکین کہ جو علم و حکمت الٰہی سبحانہ تعالیٰ ہی اسکے مثل خواہ سب جمع ہون یا اسنے ہزار گونہ جمع ہون ہرگز نہ لا سکینگے تو قرآن پاک کے مثل بھی ہرگز نہ لاوینگے ولیکن تاریکی و ضلالات نفس کی گرفتاری کے سبب کافر لوگون کو کچھ سوجھتا نہین تو وہ [illegible] عظمت شان کے اندھے ہوکر دوسرے معجزات ڈھونڈھتے ہین جو اس سے بدرجہا کمتر ہونگے اور اس سے ظاہر ہی کہ جب [illegible] انکو نصیب نہوا تو دوسرے معجزات سے کیا فیض پاوینگے۔ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا بلکہ امر تو سب کا سب اللہ ہی کو ہی [illegible] تمام مخلوقات اُسنے پیدا کی اور ہر مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے وہ اسکا علیم و خبیر تھا پس جو اُسنے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہین ہوگا پس جسکو ہدایت دیدی اور قرآن سے انکی آنکھین روشن کردین وہ اُسکے بعد کسی ادنیٰ معجزہ کا مثل مردہ زندہ کرنے و عصا کے اژدہا بنجانے و پہاڑ سے اونٹنی پیدا ہونے وغیرہ کسی کا طالب نہین کیونکہ جس صفت آلٰہیہ سے یہ باتین ہون اسکا عارف ہوگیا تو ان باتون سے ہزار گونہ بے انتہا زائد انکی بصیرت کے سامنے ہی اور جسکو اُسنے اندھیرے مین ڈالدیا اور کفر و ضلالت اور بد افعال کرنا اُسکے لائق کردیا تو وہ اُسی مین خوش ہی اور کوئی دوسرا خالق نہین جو اس خلقت کو بدلدے فانہ لا الٰہ الا ہو تبارک اللہ رب العالمین۔ وہ چاہتا تو سب مخلوق کو ہدایت فرماتا جیسے اگر وہ چاہتا تو تمام زمین ہموار اور سب قابل زراعت و سب ہر قسم کے میوہ اُگانے والی پیدا کرتا اور سب مخلوقات کو اپنی اپنی ضرورت بدون محتاجی وغیرہ کے دیدیتا پس ضرور معلوم ہوا کہ یہان انکی حکمت بالغہ ہی اور اس حکمت پر مطلع ہونا ایک مخلوق واہی کا کام نہین ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ امام حافظ ابن کثیر رحمہ نے اسی طرح اس کلام کی تفسیر لکھی جسکو مین نے توضیح سے بیان کردیا اور لکھا کہ قرآن کا اطلاق کبھی اگلی کتابون پر آتا ہی کیونکہ مشتق از جمع ہی و امام احمد نے بسند صحیح ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہلکا کردیا گیا تھا داؤد پر قرآن پس حکم دیتے کہ انکی سواری کا جانور زین کسا جاوے پس قرآن پڑھ لیتے قبل اسکے کہ جانور تیار ہوجاوے اور کھانا نہ کھاتے مگر اپنے ہاتھ کے کام سے رواہ البخاری اور مراد یہان قرآن سے زبور ہی۔ اور حاصل یہ کہ نفس کی تاریکی دور ہونے اور عقل کی آنکھین روشن ہوجانے اور روح کی اعلیٰ معرفت کیواسطے کوئی معجزہ خواہ پہلے انکی نظیر گذری ہو یا جاہل کفار [illegible] کرین اس قرآن سے بڑھکر نہین [illegible] اگر پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو خشیۃ اللہ کے سبب شق و پارہ ہوجاتے پس جب اسنے کافرون مین اثر نہ کیا تو انکو کسی معجزہ سے کچھ نفع نہوگا بلکہ ضلالت و ہدایت اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہی تمام مخلوقات کا اختیار اور جسوجہ پر انکو پیدا کیا اور جن کامون و انجام کے لیے انکو خلق کیا اسی کے علم و حکمت مین ہی لہذا فرمایا۔ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا پس کیا مایوس و ناامید نہین ہوئے وہ بندہ جو ایمان لائے ہین تمام مخلوقات کے ایمان لانے سے۔ کیونکہ اہل ایمان کو تو معرفت اور عقل حاصل ہو چکا اگرچہ نہایت شفقت و کمال ترحم سے انکو یہی تمنا ہی کہ یہ قوم کافر بھی اس [illegible] پر آجاوین مگر چاہیے کہ وہ جان جاوین اور خلاف حکمت آلٰہیہ سے منھ موڑ کر کھلا ہوا یقین کرلین کہ أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو راہ دیتا لوگون کو سب کو۔ بلکہ یہ عجیب قدرت دیکھین کہ ایسے اعلیٰ معجزہ قرآن مجید سے کیونکر یہ کفار منکر ہوتے ہین اور اگر [illegible] آفتاب کو دیکھکر روشنی سے انکار کرے تو کتنا بڑا تعجب ہوگا حالانکہ عارف کی نگاہ مین قرآن سے انکار اس سے کہین زیادہ

[illegible] صدیقی [illegible]

تعجب کا مقام ہی بس صاف کھل گیا کہ یہ عجیب قدرت وحکمت الٰہیہ ہی اُسنے نہین چاہا کہ [illegible]
ہوتا ہی جیسے تھوہڑ سے انگور نہین ہوتے اور کھاری پانی سے باران رحمت وآب شیرین کی [illegible]
باران رحمت کے زمین شورہ سے کچھ بھی گل بوٹے نہین اُگتے [illegible] پاکیزہ شیرین کا لطف بے [illegible]
یہی حال ہی اور صحیح مین آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا کہ آپ نے فرمایا کہ نہین کوئی پیغمبر مگر آنکہ اسکو دیا گیا ایسا معجزہ کہ [illegible]
مجھے دیدیا گیا وہ تو خالص وحی ہی جو اللہ تعالیٰ نے مجھپر وحی فرمایا پس مجھے امید ہی کہ قیامت کے روز میرے تابعین [illegible]
امام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اُسکے معنی یہ ہین کہ ہر نبی کا معجزہ ایسا تھا کہ جب تک وہ رہا لوگ دیکھکر ایمان لائے پھر اُسکی موت [illegible]
جاتا رہا اور مجھے خالص وحی کا معجزہ یہ قرآن عطا ہوا جو ابدالآباد تک باقی ہی اُسکے عجائب کبھی کم نہین ہوتے اور متواتر [illegible]
نہین ہوتا اور علماء کو کبھی اس سے سیری نہین ہوتی یہ فصل الخطاب ہی ہزل نہین اور جس کسی جابر نے اسکو متروک کرنا چاہا [illegible]
توڑ دیگا اور جس کسی نے اُسکے سوا دوسری چیز سے ہدایت ڈھونڈھی اُسکو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیگا شیخ حافظ رحمہ نے بعد اسکے [illegible]
تخریج سے ابو سعید رضہ سے سبب نزول آیات کا مشرکین کے وہ سوالات جو سابق مین ذکر ہوئے اور آیت مین مذکور ہین [illegible]
اور لکھا کہ ایسا ہی ابن عباس وشعبی وقتادہ وثوری اور بہتون سے سبب نزول مروی ہی اور قتادہ رحمہ نے کہا کہ اگر [illegible]
قرآن کے دوسرے قرآن سے ایسا کیا گیا ہوتا تو تمہارے اس قرآن سے بھی کیا جاتا اور قولہ بل للہ الامر جمیعا یعنی اسمین سے [illegible]
کرے اور جو اُسکی حکمت ومشیت مین نہو اس سے تمہارا دعوے کہ ہم ضرور ایمان لاوینگے آئندہ حالت کا دعوے ہی جس سے تم آگاہ نہین
وہ نہین کریگا کذا قال ابن عباس پھر اللہ تعالیٰ نے اس قوم کفار کے ساتھ جو اس عظیم معجزہ سے ناشکری کرتے تھے یہ چاہا جو بیان فرمایا
وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ یعنی جو کافر ہوئے ہین اور [illegible]
کے رسول وقرآن سے ناشکری کرتے ہین اُنکے فعل بد اُنکو برابر پہونچیگی قارعہ یعنی ایسی مصیبت جو اُنکو دھکا دیوے اور کوفتہ کرے
اور انکی بنیاد کو ہلا دے کہ گر جاوے أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ یا قارعہ اتریگی اُنکے دیار سے قریب۔ یعنی اُنکے گرد [illegible]
والون پر ایسی مصیبت آویگی تاکہ عبرت ونصیحت پاوین مانند قولہ تعالیٰ ولقد اهلكنا ما حولكم من القرى وصرفنا الايات لعلهم يرجعون۔ قتادہ
نے حسن بصری رحمہ سے روایت کی تحل قریبا یعنی القارعہ۔ اور یہی ظاہر سیاق ہی اور ابو داؤد طیالسی نے اپنی اسناد کے ساتھ [illegible]
روایت سعید بن جبیر سے اسنے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ تصیبہم بما صنعوا قارعہ۔ یعنی چھوٹے چھوٹے لشکر بسرداری بعض [illegible]
انپر جہاد کرینگے اور تحل قریبا من دارہم۔ یعنی اے محمد صلعم تو اتریگا اُنکے دیار کے قریب۔ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ یہانتک کہ [illegible]
وعدہ آجاوے یعنی فتح مکہ کا وعدہ ووقت آجاوے۔ ایسا ہی عکرمہ وسعید ومجاہد سے مروی ہی اور عوفی نے ابن عباس [illegible]
کہ قارعہ یعنی آسمان سے عذاب نازل ہوا اور تحل قریبا یعنی رسول اللہ صلعم مع لشکر کے انپر جہاد کیلیے اُتر [illegible]
وقتادہ وغیرہ سے مروی ہی اور سب نے کہا کہ وعد اللہ یعنی فتح مکہ اور ابن عباس نے کہا کہ قارعہ یعنی نکبت۔ اور حسن [illegible]
کہ وعد اللہ یعنی قیامت۔ مترجم کہتا ہی کہ حاصل کلام یہ ہی کہ آیت کریمہ مین حکم عام کافرون کے لیے ہی خاص [illegible]
معجزات کی ہٹ کرتے تھے پس بعض نے کہا کہ واقعی یہ حکم عموماً کافرون کے ساتھ ہی تو یعنی [illegible]
دنیاوی تن پروری مین بھی ہمیشہ قلق واضطراب مین بسبب بلائے آسمانی کے گرفتار رہینگے یا نزول بلا [illegible]

Marfat.com

...دنیا مین انکو بے آرامی ہوگی اور آخرت سے منکر ہین اور وہان انکے لیے اس سے بدتر تکلیف ہو یعنی
...برباد کر لیے - قال البیضاوی اور بعض نے کہا کہ آیت درحق کفار مکہ ہو کہ جو انھون نے رسول اللہ صلعم کے
...برابر مصیبت مین گرفتار رہینگے چنانچہ آنحضرت صلعم برابر انپر یکے بعد دیگرے لشکر بھیجتے تھے جو انکے دیار و حوالی کو غارت
...گرفتار کر لیتے تھے وقال ایضاً وعلی ہذا جائز ہو کہ قولہ تحل قریباً بصیغہ خطاب ہوا ور مخاطب رسول اللہ صلعم ہین یعنی اے رسول
...انکے دیار سے قریب نزول کرے چنانچہ سال حدیبیہ مین آنحضرت صلعم مع لشکر کے اپر اترے اور آخر انھون نے اضطراب کے ساتھ آپ سے
صلح کر لی - مترجم کہتا ہو کہ یہان اللہ تعالیٰ نے مشرکون کے معجزات طلب کرنے کے جواب مین انکو فہمائش کی اور قرآن مجید کے فضائل سے انکو متنبہ
کیا کہ یہ مجموعہ معارف الٰہیہ ہو اور ہوشیار کر دیا کہ جو معجزات مانگتے ہین اس سے انکو کچھ نفع نہو گا جب تک کہ مشیت الٰہی مین انکا ایمان نہو اور
جنکے واسطے ایمان مقدر فرمایا ہو انکو ان معجزات کی حاجت نہین ہو ولیکن بجاے ان معجزات کے انکو علوم غیب مین سے انکے دعویٰ کے برخلاف
بطور معجزہ کے انکا انجام ظاہر کر دیا کہ اہل کفر کے حق مین بعوض ناشکری کے یہ ہوگا کہ انکو قارعہ مضطرب کرنے والی برابر پہونچتی رہے یا انکے
نزدیک مین حلول کرے اور مراد اس سے شک نہین ہو بلکہ غرض یہ ہو کہ ان دونون باتون مین کبھی کوئی اور کبھی کوئی ہوتی رہیگی چنانچہ آخر مین بنو بکر
کے واقعہ مین قریش کی شرکت سے عہد ٹوٹ گیا اور نہایت اضطراب کے ساتھ انھون نے آنحضرت صلعم سے مکرر منت سماجت سے صلح کی
درخواست کی ولیکن نامنظور ہوئی پس بیچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انکا انجام کہ برابر قارعہ انکو پہونچیگی یا انکے قریب حلول کریگی حتیٰ کہ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے
مقدر فرمایا ہو وہ آجاوے یعنی مکہ فتح ہو جاوے اور کفر کی جڑ کٹ جاوے چنانچہ سال حدیبیہ مین صلح کے بعد سورۂ انا فتحنا نازل ہوئی حالانکہ سوقت
صلح اسطرح ہوئی تھی کہ جو شخص مشرکین کیطرف سے بھاگ کر بغرض ایمان کے مدینہ آوے اسکو آنحضرت صلعم جگہ نہ دین اور جو شخص اسلام سے مرتد ہوکر
مشرکون مین ملجاوے اسکو مشرکین واپس دینگے چنانچہ حضرت عمر بن الخطابؓ کو یہ شرط ناگوار گذری تھی ولیکن حق تعالیٰ نے اسکے بعد سورۂ فتح نازل فرمائی
پس عجب قدرت الٰہی کا ظہور ہوا کہ جب صلح کیوجہ سے مشرکین پر قارعہ کا حلول نہوا تو انکے دیار کے قریب حلول ہوا جسکے شرارہ مین قریش بھی
گرفتار ہوئے اور یہی فتح مکہ کا باعث ہوا - اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ بیشک اللہ تعالیٰ خلاف نہین کرتا میعاد کو
اسکے کلام مین دروغ ہونا محال ہو پس جب قریش نے ایک قوم پر چڑھائی کی جو آنحضرت صلعم کے معاہدہ مین تھی اور قریش نے بدعہدی کی تو
حکم الٰہی آنحضرت صلعم نے اپنے معاہدہ کی قوم کے ساتھ عہد پورا کیا اور مکہ فتح ہو گیا اور لوگ ہر طرف سے گروہا گروہ آکر اسلام مین داخل ہوتے گئے
اور کافرون کی ہٹ دھرمی و سرکشی ختم ہو گئی اور جو حالت اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمائی تھی اور جس سے اس آیت مین آگاہ فرما دیا تھا وہ سب پورا ہو گیا
واللہ علی ذلک - ف قرآن پاک مین علوم عجیبہ اور قیامت تک کے واقعات ہین لیکن اس قرآن پاک کے بطون ہین اور قلب پر حجاب ہین
پس طاعت و معرفت سے جسقدر تاریک حجاب مرتفع ہون اسی قدر بطون کا ظہور ہوتا جاوے اسی واسطے علماء و حکماء اسکے علوم سے کبھی سیر نہین
ہوتے ہین اور اسرار تقدیر و علوم الٰہیہ اسمین کس اعجاز کے ساتھ حضرت خلاق علیم جل شانہ نے مجموعہ فرمائے ہین کہ علماء متحیر ہین اور باواز بلند لا الٰہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ کہتے ہوے اسکی حمد و ثناء کرتے ہین کہ یہ اسی کی قدرت کاملہ ہو کسی مخلوق کی طاقت نہین کہ اسمین سے ایک آیت کے مثل لاوے
...وحدہ اللہم اجعلنی ممن جعلت القران ربیع قلوبہم وانت علی کل شئ قدیر - ف فی العرائس قولہ افلم ییئس الذین آمنوا ان
لو یشاء اللہ لہدی الناس جمیعا - اس کلام پاک سے مومنین کو اخلاص ہمراد الٰہی تعالیٰ عز و جل سے تنبیہ کی کہ حضرت
حق تعالیٰ جل شانہ نے اپنے معاون ارواح پر نظر کر کے پہچانین کہ برگزیدہ کون ہین اور مطرود کون ہین

Marfat.com

پس جو مردود ہین وہ حجاب مین ڈالے گئے ہین اس خلقت مین وہ ایمان لانے پر

ولقد قال تعالے وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤمنین۔ پس تقدیر کا بھید کافرون کیا ایمان نے

مطالعہ سے محروم۔ واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بنا بر تقدیر ہے کہ جو اسکے حکم کی تصحیح

سبحانہ تعالے عزوجل کے نزدیک قول مین تبدیلی نہین ہوتی ہو پھر واقعہ تقدیر مین مہلت اور

وا ولیاء و اعداء کا انجام بیان فرمایا

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ

اور یقین بانو کہ ٹھٹھا کیا گیا تھا تجھ سے اگلے رسولون سے سو ڈھیل دیدی مینے انکو جو کافر ہوئے پھر

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوا لِلَّهِ

سو کیسا ہوا عذاب بھلا جو کوئی کہ وہ ہر ایک جان پر رقیب ہو جو اسنے کمایا اور ٹھہراتے ہین اللہ کے

شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ ۚ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَم بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ۗ بَلْ

شریک کہہ تو انکے نام تو بتلاؤ تم اسکو خبر دار کرتے ہو جسکو وہ نہین جانتا زمین مین یا یہ ظاہر ہی باتین ہین

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ

کافرون پر انکا مکر اور وے روک رہے گئے راہ سے اور جسکو گمراہ کرے اللہ تو اسکا کوئی

هَادٍ ۝ لَّهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ ۖ وَمَا لَهُم

ہادی نہین ان کافر منکرون کے لیے عذاب رکھا ہی دنیاوی زندگی مین اور یقین جانو کہ آخرت کا عذاب بڑا سخت ہی اور انکو

مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ۝ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

بچانے والا نہین عذاب الٰہی سے صفت اس جنت کی جسکا متقی بندون کو وعدہ دیا گیا ہی جاری ہین اسکے نیچے بہت

أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا ۖ وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ

اسکے میوہ ہمیشہ ہین اور ہمیشہ اسکا سایہ آخرت کا گھر ان بندون کا ہی جنھون نے تقوی کیا اور کافرون کا

ولقد استهزئ برسل من قبلك اور بیشک ٹھٹھا کیا گیا بہت رسولون سے جو تجھ سے پہلے گذرے

یعنی انکی باتون کو یقین نہ کیا گیا اور انکو مضحکہ مین اڑایا گیا اور انکی اطاعت نہ کی گئی۔ پس جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے فرمان کو غور سے نہ سنے اور نہ مانے یا اسکو حقیر جانے وہ مستہزی کا عذاب پاویگا۔ اور یہ تسلی کی

کثرت کی ہو جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تقدیر کے بھید سے آگاہی اور تسلی فرمائی

یہ لوگ منکر ہوتے اور نہین مانتے ہین ویسے ہی سابق بہت انبیاء سے بھی استہزاء ہو چکا ہو

مین دنیا و آخرت دونون مین خراب ہوا مگر اسکا وقت مقدر ہو چنانچہ فرمایا فاملیت للذین کفروا

پس مدت تک ہم نے انکو مہلت دی جو منکر ہوئے اور جن کافرون پر بظاہر عذاب

و استہزاء مین زیادتی کرتے گئے اسی قدر زیادہ امن و عافیت دی ثم اخذتہم

Marfat.com

[illegible] من قریة املیت لها وهی ظالمة الآیہ - فکیف کان عقاب پھر کیسے
[illegible] عذاب مین پڑ گئے صحیحین مین ہی کہ اللہ تعالےٰ عزوجل ظالم کو مہلت مین چھوڑ دیتا ہی یہانتک
[illegible] نہین چھوڑتا اور پڑھی یہ آیت وکذلک اخذ ربک اذا اخذ القرے وہی ظالمة ان اخذہ الیم شدید-
[illegible] استدراج اس طور پر ہوتا ہی کہ اللہ تعالےٰ عزوجل انکی عقول کو مضمحل اور غلاف مین کر دیتا ہی اور خالی
حواس رہ جاتے ہین یہ لوگ جانتے ہین کہ فہم فقط اسی قدر حواس پر ہی اور امر آخرت وغیب کا ادراک عقل سے تھا جو بس
[illegible] ہو جاتے ہین اور چونکہ افعال الٓہی اس خلقت مین اسطرح ظاہر ہین کہ حواس اس سے منکر نہین ہو سکتے ہین تو اللہ تعالیٰ کے قایل
[illegible] دنیاوی بادشاہ یعنے مخلوق پر خالق کا قیاس کرکے گمراہ ہوتے ہین اور جو اسباب ظاہری ہین
انکو موثر [illegible] کے قرار دیتے ہین اور حق تعالےٰ عزوجل نے قرآن پاک مین پوری معرفت عطا
فرمائی ہی [illegible] اور جس نے انکار کیا وہ گمراہ ہوا چنانچہ اس مقام پر فرمایا- افمن ہو قائم
علی کل نفس بما کسبت بھلا کیا وہ پاک خالق جو ہر نفس کے کسب پر قائم ہی وہ تمہاری خیالی
معبودون کے مانند [illegible] بتون و شرکاء کے مانند ہی یعنی اللہ تعالےٰ عزوجل خالق اور ہر نفس پر حافظ و رقیب ہی
جو مخلوق جو کچھ کرتی ہے اسکے علم و تقدیر سے ہی ایک ذرہ اسپر پوشیدہ نہین ہی کما قال تعالےٰ وما تکون فی شان وما تتلو منہ من
قرآن ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شہودا اذ تفیضون فیہ ولا یعزب عن ربک من مثقال ذرة الآیہ- وقال تعالےٰ ومامن دابة
فی الارض الا علی اللہ رزقہا ویعلم مستقرہا ومستودعہا الآیہ - قال تعالےٰ سواء منکم من اسر القول ومن جہر بہ الآیہ- وقال
تعالےٰ وہو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر- وقال تعالےٰ وما تسقط من ورقة الا یعلمہا- پس جو پاک خالق کہ اپنی تمام
[illegible] مخلوق جاندار و بے جان مین ہر ذرہ ذرہ سے ہر وقت رات و دن مین آگاہ اور کوئی ذرہ بغیر اسکی قدرت
کے [illegible] نہین رکھتا اور کوئی چیز بغیر اسکی مشیت کے کچھ حرکت نہین کر سکتی ہی تو اپنے خالق عزوجل کو تم کیا خیال کرتے ہو کیا
تمہارے عقول مین آگیا کہ جسطرح تم اسکو خیال کرو اسی طرح ہی یا وہ رب تبارک و تعالےٰ تمہارے بتون یا شرکاء عیسے
[illegible] کی طرح ہی کہ نہ انکو نفع پہونچانے کی قدرت اور نہ ضرر دینے کی طاقت حتی کہ جو انکی عبادت کرتے ہین ان عابدون
[illegible] سے انکو خبر بھی نہین ہی اور حق تعالےٰ عزوجل تمہارے ہر فعل سے آگاہ اور وہی درحقیقت تمکو رزق دیتا ہی اور
[illegible] مخلوقات [illegible] مین سے کسی سے اسکو کچھ غرض نہین مگر تم دیکھو کہ تم نے رب تبارک و تعالےٰ کو چھوڑ کر کس جہنم
[illegible] وجعلوا للہ شرکاء اور بنائے ہین ان کافرون نے اللہ تعالےٰ کے
[illegible] جو علم و قدرت و صفات پاک اسکی ذات کبیر متعال کے ہین وہ تو کسی مخلوق وغیرہ مین اسکے سوائے نہین ہین
[illegible] قدرت نہین بلکہ جو کوئی قہر مین گرفتار ہوا اسپر شیطان مسلط کیا جاوے تو کسی صفت الٓہیہ کو کسی
[illegible] کو شریک [illegible] ان کافرون نے کھلم کھلا بتون و آفتاب و مہادیو اور عیسی و چاند اور مردون و اولیاء
[illegible] کی [illegible] جو کوئی مراد انکو حاصل ہوئی اسکو ان لوگون کی طرف سے سمجھی یا دنیاوی بادشاہ مخلوق پر
[illegible] لوگون کو حضرت [illegible] القیوم مین سفارشی سمجھے جو کہ منسکر دوسرے کا کام کرا دیتا ہی حالانکہ سفارش

Marfat.com

وشفاعت ظہور رحمت آلہیہ ہی لہذا باجازت آلہی عزوجل ہوتی ہی اور قیامت
علیہ وسلم کے لیے یقینی ہی اور وہ مخصوص ان بندون کے لیے ہی جو شرک سے
خجالت و انکی بیعقلی ظاہر فرماویگا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کرامت و فضیلت
مشرکین خوار ہونگے جنکو بتون وغیرہ سے سفارش کا اعتقاد تھا اور انکو اللہ تعالے عزوجل کی
بناتے تھے جیسا کہ یہان فرمایا کہ ان کافرون نے اللہ تعالے کے شرکا ربنائے ہین اور یہ نہایت
تو اللہ تعالے عزوجل کو نہ پہچاننا دوم اپنے نفس کی خوشی پر کسی کو سفارشی اور کسی کو اپنے گناہون
بغیر حکم اسکے کہ یہ علم نہین ہوسکتا تو علم غیب کا دعوے اور اپنے گمان کی تابعداری اور کسی چیز کو جو چاہتا
بنانے والا وہی خالق تبارک وتعالے ہی ورنہ اگر کوئی ذرہ کو آفتاب بنادے تو وہ بن نہ جاویگا بلکہ بنانے
سوم جو صفت قدرت وغیرہ اللہ تعالے مین ہی وہ اللہ تعالے عزوجل کی مخلوقات مین سے کسی کے لیے ثابت
ثابت نہوجائیگی مگر اعتقاد کرنے والا احمق ہی۔ چہارم اللہ تعالے عزوجل ذرہ ذرہ مخلوق کا علیم خبیر ہی اور جو وہ چاہتا
وہی ہوتا ہی اس سے انکار کرنا اور جہالت سے نہ جاننا۔ پنجم مخلوق مین یہ اعتقاد کرنا کہ اس نے جو چاہا ہمارے
ہوجائیگا مثلاً ہمارے گناہون کا کفارہ بننا چاہا تو وہ مختار ہی بنگیا اور بتون نے ہمارے اوپر مہربانی چاہی تو سفارش
کرکے ہماری مراد پوری کردی اور بیٹا دینا چاہا دیدیا اور نوکری دینی چاہی دیدی حالانکہ یہ جہالت سخت ہی۔ ششم خالق عزوجل کو
غافل جاننا اور دوسرون کی آڑ سے اسکا آگاہ ہونا خیال کیا اور یہ خیال دوڑایا کہ دوسرے آڑے آجاوین اور کفارہ ہوجاوین
تو اللہ تعالے کا عذاب ہمکو نہ پہونچ سکیگا۔ ہشتم آدمی تمام مخلوق مین اشرف ہی اسکے لیے پتھر بلکہ چاند سورج کا نفع ہی اس
اپنے آپ کو ان سب کے سامنے انکا بندہ بنایا اور حقیقی خالق عزوجل سے منھ موڑا یا شرک کرلیا۔ اب ان باتون کو غور کر
کس درجہ جہالت اور اپنے خالق عزوجل کی نافرمانی اور بالکل اسکو نہ پہچاننا اور نہایت درجہ کی خواری اپنے اوپر خوشی
قبول کرنا اور انتہا درجہ کی حماقت جانورون سے بدتر ہی بس اگر خالی ساتوین وجہ ہوتی تو ظاہر تھا کہ یہ جانورون
بدتر اور بے انتہا احمق اور اپنے آپ کو خوار کرنے والے ہین جو کسی طرح جنت کے لائق نہین کیونکہ جنت تو بانی خالق عزوجل
مکرم ومعظم بندگان خالق عزوجل کے اکرام ومنزلت کا مقام ہی اور ایسے احمق لوگون کی جگہ نہین جو حماقت سے مخلوق کو خالق
جانین اور جو مخلوق کے بندے بنکر خوار ہون اور جو ایسے احمق کہ پتھرون کو اپنا معبود قادر قوی خیال کرین اور اپنے آپ
انکے قبضۂ قدرت مین مقہور وانھین سے زندگی موت نفع وضرر سمجھین لہذا حق سبحانہ تعالے شانہ نے فرمایا قل سموھم
تو کہدے کہ تم انکے نام لو۔ اصلی نام لینے سے معلوم ہوگا کہ یا تو یہ مورتین پتھر ہین جنکی حالت انسانی سے بھی بدتر
انکی جو کھٹ وموندھے بناتا ہی اور یا آدمی وغیرہ کے نام ہین جو اللہ تعالے عزوجل کی مخلوقات مین سے ہین
ایسی صفت حاصل نہین جس سے خالق عزوجل کے ساتھ شریک کیا جاوے پس تم اپنی جہالت
شرک سے منھ موڑو اور اللہ تعالے کی توحید پر اقرار کروگے پس آیا تم نے نام لیکر اللہ تعالے
عبودیت کا اعتقاد کیا اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ

[illegible] یعنی جانتا ہی اللہ تعالے عزوجل تو عالم الغیب والشہادۃ ہی اوسکے علم سے ذرہ پوشیدہ
[illegible] مین اسکا علم محیط ہی تو کیا تم ان شرکا کے وجود سے اسکو آگاہ کرتے ہو اور ظاہر ہی کہ ایسی
[illegible] ہوگا کیونکہ یہ نقص اسکے مقابلہ کی صفت ہی (نعوذ باللہ من ذلک) پس تم آگاہ
[illegible] کی مخلوق [illegible] شرکا موجود ہین اور یہ باطل ہی ۔ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ
[illegible] کوئی بات جو اوپر مذکور ہوئی وہ تو نہین ہی پھر کیا خالی منھ سے انکو آلہ وقدرت والا اور تمھاری
[illegible] والا اور [illegible] تمھاری مراد پوری کرانے والا اور مانند اسکے کہتے ہو مگر دل مین ایسا اعتقاد نہین کرتے
[illegible] بات [illegible] جانے یعنی وجود مین آجانے کے واسطے تو فقط قدرت الٰہی کا انحصار ہی یعنی کوئی قول اور کوئی فعل
[illegible] کسی دوسرے کی خلق وایجاد سے نہین ہوتا بلکہ خالق عزوجل کے پیدا کرنے سے ہوتا ہی اور ہوتا وہی ہی
جو اللہ تعالے عزوجل نے چاہا پس جو اس نے نہ چاہا وہ نہ ہوگا اور جو اسکا ارادہ ومشیت ہی اسکو کوئی روک نہین سکتا اور
[illegible] گناہ مین سزا دینا چاہیے دوسرا کوئی نہین جو اسکے عوض مین کفارہ بنے تو معلوم ہوا کہ جن لوگون وبتون وغیرہ کی
نسبت [illegible] باطل ہی اعتقاد مین بیچ ماننے کے لائق نہین کیونکہ عقل اسکو تسلیم نہین کرسکتی پس کیا تم ظاہر مین
[illegible] ہو سکتا ۔ خلاصہ یہ کہ ان لوگون نے اللہ تعالے عزوجل کے ساتھ صفات مین
شریک بنائے ہین یعنی اپنے اعتقاد مین ان لوگون سے شرکا کی نسبت ایسے باطل اعتقادات کیے جنکو اپنی حماقت سے
ان شرکا کی [illegible] قبولیت وقدرت سمجھتے ہین اور ظاہر وباطن مین اللہ تعالے جل جلالہ کی صفت ان
لوگون مین ثابت کرتے ہین حالانکہ انکے اعتقاد سے یہ تو ممکن نہین کہ خالق تعالے شانہ کی صفت کسی مخلوق مین ہوجاوے
مگر ایسا اعتقاد کرنے والے مشرک وجاہل مردود ہوجاتے ہین پس اللہ تعالے عزوجل نے اپنے رسول صلعم کو حکم دیا
کہ [illegible] کہ تم ان شرکا کے نام لو یعنی سمجھے کہ یہ تو اللہ تعالے جل شانہ کی مخلوقات ہین پس کیا اب تم اس
[illegible] اعتقاد سے پھر کر اپنے رب کی طرف رجوع لائے یا نہین ابھی انکو شرکا رہنے دو گے تو کیا تم عالم الغیب
[illegible] کوئی ذرہ کسی حال مین پوشیدہ نہین ہی آگاہ کرتے ہو کہ زمین مین کوئی اسکا شریک موجود ہی
[illegible] بتلاتے ہو یا تمھاری یہ غرض ہی کہ تم زبانی یہ لفظ بکتے ہو اسکے معنی کا کچھ خیال نہین ہی کیونکہ
[illegible] جہالت وحماقت ہین ۔ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ کلام پاک اسقدر مختصر مگر نہایت مرتبۂ اعجاز
[illegible] عقل کو [illegible] کیا اور کافرون مشرکون کی جڑ کاٹ دی ۔ رازی وخطیب وجماعۂ علماء بیان نے بھی
[illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بلاغت وبیان سے بھی معجزہ ہی چنانچہ اول قولہ افمن ہو قائم علی کل
نفس [illegible] اللہ تعالے عزوجل کی شان مین دنیاوی بادشاہ یعنے مخلوق کا قیاس کیا حالانکہ
[illegible] مین [illegible] جہالت ہی ۔ دوم جعلوا اللہ ۔ بجائے جعلوا لہ ۔ کے تشنیع وتہدید ہی
[illegible] عالم الغیب [illegible] وصفات کبریا [illegible] مین یہ وہم بالکل باطل ہی ۔ سوم قل سموہم ۔ وجود شرکا
[illegible] مراد [illegible] ہی یعنے مخصوص نام بتلاؤ کیونکہ موجود ہی تو نام مخصوص ہوگا اور

جب نذارد تو وجود بھی ندارد اور یہ عموماً معروف ہی کہ اگر مثلاً زبان کوئی [illegible]
بما لا یعلم - یہ کنایہ سے وجود شرکاء کی نفی ہو یعنی جو پاک خالق علیم وخبیر کہ اسپر کوئی ذرہ پوشیدہ [illegible]
وجود نہین ہی - پنجم ام بظاہر من القول - بطریق استدراج باطل کیا یعنی بغیر غور کے [illegible]
تو صاف معلوم کرلو کہ اللہ تعالےٰ اجل شانہ کی جناب مین شریک ممکن ہی نہین [illegible]
لطیف وجہ سے کہ اس سے بڑھکر ممکن نہین ہی چنانچہ جو شخص علوم عقلیہ سے واقف [illegible]
پس اس اختصار کے ساتھ ایسے بدیع اسلوب سے احتجاج نہایت صریح ہی کہ یہ بشر کا کلام نہین [illegible]
مترجم کہتا ہی کہ اگر ہر استدلال کے واسطے طویل توضیح سے مجھے سمجھانا پڑے تو تفصیل [illegible]
بیان کردیا کہ علوم عقلیہ اسکے سامنے مکتب کے اطفال ہین ولیکن نور بصیرت کافی ہی واللہ تعالےٰ [illegible]
وہو العلیم الخبیر - الحاصل حق سبحانہ تعالےٰ عزوجل نے ہرطرح کافرون کے دعوے شرکاء کو رد کردیا اور [illegible]
انکے نام جانتے ہین جو الوہیت کے ہون بلکہ مخلوق کو خالق بتاتے ہین اور نہ اللہ تعالےٰ عزوجل علیم [illegible]
انکا وجود ہی تو ضرور باطل ہین اور رہا یہ کہ کافر لوگ ظاہری قول سے شرکاء رکھتے ہین اور واقعی کچھ وجود [illegible]
ہوسکتا تو یہ جہالت ہوگی پھر اس سے بھی اضراب فرمایا لقولہ - بَلْ یعنے یہ بھی کچھ نہین بلکہ کافرون کی خلقت [illegible]
اور وہ مقہور تحت قبضۂ قدرت خالق عزوجل ہین - زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ
کافرون کے لیے انکا مکر یعنے جانورون سے زیادہ بدتر حماقت انکو عقل سے زیادہ مزین نظر آئی [illegible]
خالق عزوجل کا ہی جس نے شیطان کو انپر مسلط فرمایا وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ [illegible]
اور شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض سلف سے نقل کیا کہ انھون نے زین اور صدوا [illegible]
خالق عزوجل نے معروف حکمت کے ساتھ مزین فرمایا اسطرح کہ شیطان کو انپر مسلط کردیا اور [illegible]
جھوٹا پس شیطان نے باطل کو مکر کے ساتھ اُنکے نفس پر مزین پیش کیا جس نے قبول کیا [illegible]
انکو مردود کیا - وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ اور جس شخص کو اللہ تعالےٰ عزوجل گمراہ [illegible]
تو اسکا کوئی ہادی نہین ہی - مترجم کہتا ہی کہ سابق آیت مین بیان فرمایا تھا کہ ان اللہ یضل [illegible]
من اناب یعنی اللہ تم خالق عزوجل ہی ہر چیز و ہر فعل کا خالق ہی جیسے اس نے مخلوق کی ذات کو پیدا کیا [illegible]
افعال وصفات کو وہی پیدا کرتا ہی اور بقولہ اللہ یعلم ما تحمل کل انثٰی - بیان فرمادیا تھا کہ [illegible]
مین تھا اور پیدا بھی نہوا تھا اس سے پہلے حضرت خالق عزوجل ہر مخلوق کے افعال کو جانتا تھا [illegible]
آیات مین اہل ایمان واہل عقل کو ایک عجیب دلیل معائنہ کرادی اکہ دیکھو اسطرح اللہ [illegible]
وافعال کا خالق ہی کہ جو کافر شرک کرتا ہی اسکے پاس کوئی دلیل شرک کی نہین [illegible]
الٰہی ظاہر ہی پھر حضرت حق تعالےٰ عزوجل کی مشیت وقدرت کیونکر [illegible]
شرک ہی کو مزین ومقبول جانتا ہی پس اہل عقل و ایمان ان آیات سے [illegible]

Marfat.com

[illegible] شفاء ورحمة للمومنین ہی اور فرمایا کہ زادتھم ایمانا ہی اور فرمایا وھدے ورحمۃ لقوم یومنون۔ ای
[illegible] ان پر رکھیو اور ہم تجھسے کفر و شرک ونفاق سے پناہ مانگتے ہین یا ارحم الراحمین۔
[illegible] مین ایک ہاء بدون یاء اور یہی فصیح بکثرت مستعمل ہی اور دوم ہا دی بیاء اور یہ
[illegible] اہل ایمان کو آگاہ فرمایا کہ جیسے پیدا کرتے مین اُنکی مشیت وحکمت کاملہ ہی ویسے ہی بعض کو
[illegible] کی ہی وحکمت ہی کیونکہ نعوذ باللہ تعالے وہ خالق عزوجل کسی مخلوق سے جاہل نہین ہی
[illegible] مین معہود ہی پس جیسے اسکا علم وحکمت بالغہ کافرون ومومنون کی تقسیم مین ہی حتے کہ
[illegible] اپنے کفر وشرک کو اچھا سمجھتا ہی اور راہ پر نہین آتا جس ہے مومن متعجب ہو کر اپنے
[illegible] وقدرت پر تسبیح پڑھتا ہی ویسے ہی خالق جل شانہ نے کافرون کا ٹھکانا وانجام دنیا
[illegible] لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کافرون کے لیے عذاب ہی دنیاوی
[illegible] دنیاوی زندگی مین عجیب امتحان ہی کہ آدمی یہان حواس سے عذاب وثواب کا ادراک بخوبی نہین
[illegible] جسم کو تکلیف ہو اُسکو عذاب سمجھتا ہی پس کافرون کے لیے دنیا مین عذاب دو طرح پر ہی اول یہ
[illegible] وخانہ بربادی وغیرہ ایسی وجہ پر ہو جو حواس سے ظاہر ہی تو آیت کریمہ مین وقت نزول کے جو کافر
[illegible] موجود تھے اُنکے لیے یہی ظاہر عذاب بطور اخبار غیب کے بیان فرمایا پس مشرکین عرب بت پرست
[illegible] سب اس عذاب مین مبتلا کیے گئے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور انکین ہوا اور انھون نے
[illegible] دوم عذاب جو محسوس نہو جیسے قولہ تعالے انما یاکلون فی بطونھم نارا۔ اور قولہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا
[illegible] اموال واولاد کو کافرون کے حق مین عذاب فرمایا کیونکہ اللہ تعالے سے انکار کفر وشرک کے ساتھ جو تصرف ہو
[illegible] اگرچہ ظاہر مین تن پروری وآرام ہو بخلاف اسکے مومنون کو اگر فقر وفاقہ پہونچے تو عین ثواب ہی اور یہ بات
[illegible] والاخرۃ سمجھتا ہو ولیکن عام سمجھ کے لیے یون کہا جاتا ہی کہ آیت کریمہ مین اللہ تعالے عزوجل نے
[illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت کے کافرون ومشرکون کو آگاہ فرمادیا کہ تمکو دنیا مین بھی عذاب پہونچیگا ولیکن قولہم
[illegible] کے یہ معنی کہ اُنکے لیے دنیا مین کسی قسم کا عذاب ہوگا خواہ قتل وقید وخانہ بربادی کا ہو یا مرض
[illegible] اسکے جمع کرنے کی مصیبت اور پھر چھوڑ جانے کا قلق ہو کیونکہ دنیا درحقیقت دار محنت ہی نہ ملک
[illegible] حال مین کوئی نہ کوئی عذاب ہی وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ اور یقین کرو
[illegible] شاق ہی۔ کیونکہ دنیا مین تو ظہور جسمانی ہی اور قوی وعقل وروح مخفی ہی اور وہان ظہور روحانی
[illegible] اور جہنم کے بیان مین اُسکے جاندار اوصاف مذکور ہوئے ہین وقال تعالے
[illegible] یعنی وہ آگ اللہ تعالے عزوجل کی پیدا کی ہوئی دہکتی ہوئی جو دلون کو جھانک
[illegible] عذاب دنیا بنسبت آخرت کے ہیچ اور خفیف ہی اور عذاب آخرت دائمی اور سخت ہی
[illegible] وقال تعالے زدناھم عذابا فوق العذاب یعنی عذاب پر عذاب بڑھتا جائیگا

آتشی سانپ وبچھو اور آتشی نہرین ہین - یہ بد انجام ان لوگون کا ہی جو اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو نہ
پہچانتے بلکہ اُسکے لیے جورو اور بیٹا بتلاتے اور شرک کرتے ہین ۰ اور عقل کو خواہشات
نفسانی سے پرورش کرتے ہین پس وہی جسم ونفس امارہ انکو اس عذاب مین مبتلا کرینگے
اور اللہ تعالےٰ عزوجل کے عذاب سے انکا کوئی بچانے والا نہین ہی چاہیے وہ اپنی دانست مین
یا حضرت عیسے علیہ السلام کو بچانے والا سمجھین مگر جب عاقل سے بیان کرین تو وہ اُنکی حماقت پر تعجب
والا تو ممکن ہی نہین ہوسکتا ہی - پھر واضح ہو کہ یہ عذاب تو ان بیوقوفون کے لیے ہی اور جو لوگ عقل
اللہ تعالےٰ عزوجل کی فرمانبرداری کی اور اپنے رب تبارک وتعالےٰ کی معرفت موافق تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے پائی اور اللہ تعالےٰ عزوجل کے سب انبیاء ورسولون علیہم السلام پر ایمان لائے اور روز آخرت کو
نیک اعمال کیے جیساکہ اللہ تعالےٰ جل شانہ نے سابق آیات مین بیان فرمایا ہی تو وہ لائق انعام کے ہین
منزلت جنت ہی چنانچہ اسکا حال بیان فرمایا - مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ یعنی
جنھون نے شرک سے اپنے آپ کو بچایا اُنکے لیے جس جنت کا وعدہ دیا گیا ہی اُسکی صفت یہ ہی تَجْرِي مِن
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ جاری ہین اُسکے قصر وعالیشان مکانات کے نیچے نہرین - ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے
سے لکھا کہ اہل جنت جہان چاہینگے نہر وہین پھر جائیگی اور جس جگہ چاہینگے جاری ہوجائیگی - مترجم کہتا ہی
اس مکدر دنیا کی خاک وکیچڑ وبیجان چیزون واونچے نیچے نالہ غارون وغیرہ مین ظاہر ہو وہان اس سے
اور اللہ تعالےٰ عزوجل نے باوجود کمال عزت وقدرت کے اس دنیا کو ایسا ہی خرابہ کھنڈل پیدا کردیا
سمجھ گئے کہ یہ جہان اکرام ومنزلت وآباد کرنے کو نہین ہی اور جو خالق جل شانہ کمال قدرت والا ہی
پس سوائے احمق آدمی کے جو اپنی خلقت بھول گیا اور اپنے خالق عزوجل سے منکر ہوا کوئی عاقل
پس جنت مین نہرین ودریا ہین بعضے خالص شیرین پاک صاف پانی سے خوبصورت مثل موتی
چیز پر بالکل نہین ہوسکتا اور بعضے سپید دودھ کے مانند جو ہر وقت نہایت لطیف پاکیزہ ہین اور بعضی نہرین
اور بعضی پاکیزہ شہد کی اور وہان ہر قسم کے میوہ جات جو کچھ چاہین اور سوائے زیادتی کے کبھی کمی نہین
دَائِمٌ وَظِلُّهَا ہمیشہ ہی اُسکے پھل اور اسکا سایہ یعنے اسکے ثمرات کبھی منقطع نہین ہوتے
باران وبہار وآفتاب وماہتاب پر نہین ہی کیونکہ جنت مین آفتاب وچاند واندھیرا وغیرہ
وجہ سے اُسکے سایہ مین کمی بیشی نہین اور کبھی خزان نہین ہی اور ہمیشہ انواع اکرام سے نہایت
اس آیت مین فرقہ جہمیہ کے خیالات مردود ہوتے ہین جنکا قول ہی کہ جنت کی نعمتین فنا ہونگی
اکلہا دائم سے معلوم ہوتا ہی کہ اہل جنت کی حرکات کبھی دائمی سکون کیجانب منتقل نہونگی
عجیب ہی اور مین کہتا ہون کہ ابو الہذیل معتزلی کا یہ مذہب جو اسکا قائل ہی
کہ نعمتہائے الٰہی مثل اسکی قدرت کے غیر متناہی ہین تو ہمیشہ نعمتون

[illegible] یہ آخرت کا گھر ہی - الَّذِیْنَ اتَّقَوْا ان بندون کا جنھون نے شرک سے تقوے کیا -
[illegible] اور کافرون کا آخرت کا گھر جنھون نے اللہ تعالے عزوجل سے انکار اور اُسکے ساتھ شرک
[illegible] ہی - یہان سے معلوم ہوا کہ آخرت کے فقط مقام دو ہین - ایک جنت وایک دوزخ اور
[illegible] ہی دو قسم [illegible] ہین ایک اللہ تعالے عزوجل پر ایمان لانے والے جو اللہ تعالے جل شانہ کو انھین صفات و
[illegible] سے موصوف اعتقاد رکھتے ہین جو اسکی شان عالی متعالی ہے اور دوم وہ جو اللہ تعالے عزوجل پر اسطرح ایمان
[illegible] خواہ بالکل اس سے منکر ہون جیسے دہریہ وغیرہ خواہ مشرک ہون جیسے بت پرست وآفتاب پرست و
[illegible] خواہ نام سے اللہ تعالے کا اقرار کرتے ہون مگر صفات ایسے گمان کرتے ہین جن سے اللہ تعالے پاک ہی
جیسے جورو بیٹا وغیرہ تو یہ سب کافرون مین داخل ہین کیونکہ نصرانی ویہودی اگرچہ نام کو اللہ تعالے عزوجل کا قائل ہی لیکن
[illegible] وہ اپنی خیالی تصویر کو مانتا ہی کیونکہ وہ اپنا معبود اور خالق اسکو مانتا ہی جسکا بیٹا حضرت عیسے علیہ السلام ہی
یا جسکا بیٹا عزیر ہی اور خوب معلوم کہ حضرت خالق عزوجل اللہ تعالے جل شانہ اس سے پاک ہی تو معلوم ہوگیا کہ وہ
اللہ تعالے پر ایمان نہین لایا اور ایسے ہی نصرانی اس عیسے کا قائل ہوا جو اللہ تعالے کا بیٹا ہی یا یہودی اس عزیر کا جو
اللہ تعالے کا بیٹا ہی حالانکہ حضرت عیسی وحضرت عزیر علیہما السلام جو رسول تھے وہ اللہ تعالے عزوجل کے بندے ومعزز پیغمبر تھے
پس وہ ایسے معزز پیغمبرون کا بھی قائل نہین رہا پس معلوم ہوگیا کہ یہودی یا نصرانی درحقیقت نہ اللہ تعالے جل شانہ کا
قائل ہوا اور نہ عزیر وعیسے علیہما السلام کا قائل ہی اسی واسطے اللہ تعالے عزوجل نے اہل کتاب کی نسبت قرآن مجید مین
صریح حکم دیا - قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ الے قولہ وہم صاغرون الآیہ -
فی الحرائس قولہ افمن ہو قائم علے کل نفس الآیہ - اللہ تعالے عزوجل قیوم ہی پس قیام تمام جہان کا اُسی کی پاک
[illegible] سے ہی لیکن سوائے انسان کے باقی مخلوقات امانت عظمی کی برداشت سے محروم ہین پس انکا کسب اُسکے سوائے ہی
[illegible] ایک ترکیب خاص اور صنعت الٰہیہ عجیب ہی اور اُسکے کسب مین قیوم تعالے شانہ نے امانت عظمی کا حصہ
[illegible] مترجم کہتا ہی کہ نفوس انسانی مین دو قسمین ہین ایک وہ جنکا اکتساب قہر ہی اور قیوم عزوجل ان نفوس کا
[illegible] انکا حصول ہی اور مراتب ظہور قہریات سے ہر ایک کا اکتساب متفاوت ہی اور شیخ رحمہ
[illegible] کہ ہر نفس بقدر قوت کے ربوبیت کی عظمت اُٹھاتی ہی پس بعض نفس پر قیوم تعالے شانہ
[illegible] بعض پر بحسب کشف صفت قائم ہی اور بعض پر بحسب کشف سبحات الذات قائم ہی پس اگر نفس نے
[illegible] جمال الٰہی تعالے کے نور سے اسکو مشاہدہ ہی اور اگر اسکی محبت کسب کی تو انوار صفات سے
[illegible] کمالی تو سبحات الذات تعالے جل شانہ سے دیدار ہی اور اگر قسم اول یعنے نفس کا سبب
[illegible] کی مثال [illegible] اپنے حظوظ کی طرف التفات کیا تو اللہ تعالے اسکو مجاہدہ کے عذاب مین
[illegible] اگر قسم دوم [illegible] مین تقصیر کی مثلاً اپنے ذوق وشوق مین طلب سے باز رہا تو اللہ تعالے
[illegible] چھوڑ دیتا ہی اور اگر قسم سوم نے قصور کیا تو اللہ تعالے اسکو دریائے نکرت مین

غوطہ دیتا ہی اور اسکا قصور یہ ہوتا ہی کہ وہ گمان کرجاوے کہ مین عین حقیقت تک پہونچ گیا ہون
مین جو مواخذہ ہی وہ عقوبت نہین بلکہ معرفت بڑھانے کے لیے ہی کیونکہ حق سبحانہ تعالے
ہی بس اللہ تعالے عزوجل ان نفوس کا قیوم اسطرح ہی کہ صراط مستقیم پر رکھتا ہی اور انکے افعال
فرماتا ہی۔ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالے جل شانہ ہی کے ساتھ اشیاء کا قیام ہی
اور اسی کی تجلی سے نیک کی خوبی ہی اور اُسی کی بزرگی سے بد کی زشتی ہی۔ شیخ محمد بن الفضل رحمۃ
نصیحت کی کہ اس آیت کو پڑھ اور مت غافل ہو اُس پاک خالق قیوم سے جو تجھ سے غافل نہین ہوتا اور اسی
رکھو اور ہوشیار رہ۔ شیخ نے کہا کہ جس نفس نے خالق قیوم محیط بکل شئی کو نہ پہچانا تو یہ اسی کے قہر سے ہی
مین زینت دیدی کما قال تعالے بل زین للذین کفروا مکرہم۔ اللہ تعالے عزوجل نے کافرون کی نظر مین
مزین کیا اسطرح کہ ازل مین اپنے علم محیط کے ساتھ جو کچھ نظام حکمت سے چاہا وہی اُنکے حق مین مقدر فرمایا پس کوئی
اور کوئی آیت اگرچہ سورج کی طرح روشن ہو انکو نفع نہین دیتی بلکہ خالق جلشانہ سے مُنھ موڑکر شرک کی طرف جھکتے
جو چیز بد تر سے بد تر ہی اُسکو اچھا سمجھتے ہین حالانکہ یہی اُنکے مرگ ذلیل خوار کا مقام ہی یہی خیال و اعتقاد جسکو بہت اچھا
نہایت قبیح اور اُنکی گردن مین زنجیر جہنم ہی اُسی کی وجہ سے معرفت حق سبحانہ تعالے سے جاہل اور اُسکے حسن مشاہدہ
غافل ہین اور کیونکر مکر لیے سے اُنکو نجات ہوگی حالانکہ اپنے مکر کو معرفت و حسن عقیدت خیال کرتے ہین اور کیونکر
زنجیر سے رہا ہون جسکو وہ جنت کا زیور سمجھے ہین یہ فقط تزئین الٰہی عزشانہ ہی جو چاہتا ہی وہی ہوتا ہی اور جسکو وہ گمراہ
اُسکا کوئی ہادی نہین ہی و نعوذ باللہ من الضلال و سوء المآل۔ مترجم کہتا ہی کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بلیغ خطبہ سے
نصیحت فرمائی ہی اور ہمارے زمانہ کے جاہل جو اسلام کا دعوے کرتے ہین ہوشیار رہون اور اپنی پسندیدگی سے اپنے
حسن عقیدت پر نہ جاوین جس سے توحید و معرفت چھوڑکر گمراہ بنجاوین۔ شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ
لکھا کہ حدیث مین ہی کہ کافر کی پیدائش مومن کے گناہ سے ہی۔ واضح ہو کہ یہی جہالت ہی جو جہنم کے لائق ہی اور
کہ ہم سب جہالت و حماقت مین پڑے ہین ای رب ہمارے اپنے فضل عمیم سے ہمکو اہل عقل مین سے کر
شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ قولہ تعالے مثل الجنۃ التی وعد المتقون الآیہ۔ چونکہ جنت کی مثال دنیا
ماویات مین تو کیا بلکہ آئینہ خیال مین بھی نہین ہی لہذا مثل الجنۃ سے مراد صفت جنت ہی
ہی کہ گویا حواس اسکو ایک تعجب کی چیز کے مانند بطور مثل کے سمجھین پس متقین کے مساکن یہی جنت
اشارات مین سے ہی کہ جو کوئی سوائے حق تعالے کے جملہ اشیائے دوجہان سے تقوے کرے
تبارک تعالے کے کسی چیز کی طرف التفات نہ کرے تو وہ ایسی جنت پاوے کہ جنت اعلی
چیز ہی یعنے مشاہدہ جنت ذات کہ اس سے انہار صفات جاری ہین اور اسکے آثار
و ذات کے پھل ہین اور حاشا کہ یہان وہم و قیاس کچھ بھی کار آمد ہو بلکہ
فنا ہو جاوے تو پاوے جو کچھ پاوے مگر وہ پاویگا جو تمام تجلوات

Marfat.com

...زندگانی سایہ تجلی مین بلا فترت ہوگی۔ یہ مقامات و منازل عالیہ ان بندون کے لیے ہین جو شرف ... مشتاق دیدار حضرت علیم خلاق جل شانہ ہین۔ مترجم کہتا ہو کہ اولیاء کے مدارج و مراتب عالی ہین ... تعالیٰ عزوجل نے فرمایا کہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ چنانچہ حضرت ابن عباس و ابن مسعود اور بہت سے سلف رضی اللہ عنہم سے مروی ہو کہ اولیاء اللہ وہ ہین کہ جب اُنکو دیکھا جاوے تو اللہ تعالیٰ یاد آوے۔ و امام حافظ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدثنا علی بن حرب الرازی حدثنا محمد بن سعید بن سابق حدثنا یعقوب بن عبد اللہ الاشعری القمی عن جعفر بن ابی المغیرۃ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اولیاء اللہ قال الذین اذا راؤا ذکر اللہ۔ یعنی اولیاء اللہ وہ لوگ ہین جب دیکھے جاوین تو اُنکی صورت دیکھکر اللہ تعالیٰ عزوجل یاد آوے۔ قال الامام البزار رحمۃ اللہ علیہ قد روے عن سعید مرسلا۔ یہ روایت سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل بھی مروی ہو اور قال ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ حدثنا ابو ہشام الرفاعی حدثنا ابو فضیل حدثنا ابی عن عمارۃ بن القعقاع عن ابی زرعۃ بن عمرو بن جریر البجلی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من عباد اللہ عبادا یغبطہم الانبیاء والشہداء قیل من ہم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلنا نحبہم قال ہم قوم تحابوا فی اللہ من غیر اموال ولا انساب وجوہہم نور علی منابر من نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس ثم قرء الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے بندون مین سے بعضے ایسے بندے ہین کہ انپر انبیاء و شہداء رشک کرینگے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہین شاید ہم انسے محبت کرین فرمایا کہ وہ ایک قوم ہین کہ انھون نے باہم اللہ تعالیٰ عزوجل کی شان مین محبت کی اپنی اموال و نسب کا لگاؤ نہ تھا انکے چہرے نور ہین وہ نور کے منبرون پر ہونگے جب لوگون کو خوف گھیرے ہوگا اسوقت انکو خوف نہوگا اور جب لوگ محزون ہون انکو کچھ حزن نہوگا پھر یہ آیت پڑھی الا ان اولیاء اللہ الآیۃ۔ اس حدیث کو ابو داؤد رح نے بھی روایت کیا اور اسناد مین ابو زرعہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی اور امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ اسناد بھی جید ہو ولیکن ابو زرعہ و عمر بن الخطاب کے درمیان واسطہ کا راوی مذکور نہین ہو اور امام احمد کی اسناد سے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع یہی معنے روایت کیے اور لکھا کہ حدیث طویل ہو اور اسمین تفسیر موجود ہو کہ یہ لوگ متفرق قبائل سے ہونگے جنمین ناتے رشتے کا تعلق نہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہی کے واسطے محبت ہوگی اور واضح ہو کہ شیخ امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ولی کی تفسیر خود اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمائی کہ وہ متقی ہوتا ہو پس جو شخص متقی ہو وہی ولی ہوگا اور اسکی شناخت اور اسکے مراتب عالیہ ان روایات مین مذکور ہین فافہم واللہ تعالیٰ اعلم باولیائہ اللہم اجعلنی ممن احبہم و انت ... پھر اللہ تعالیٰ نے جو کتاب سابقہ مین طریق ہدایت و معرفت بیان فرمایا اسکی شہادت اگلے پیغمبرون کے حالات سے دی بقولہ

وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ

اور جنکو ہم نے دی کتاب (یہود و نصاریٰ جو توریت و انجیل) خوش ہوتے ہین اُس سے جو اُتارا گیا تجھ پر اور احزاب مین سے

مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَاۤ [illegible]

بعض وہ ہی جو بعض بات کا انکار کرتا ہی   تو کہہ دے کہ مجھے تو یہی حکم دیا گیا کہ   عبادت کرون اللہ کی اور [illegible]

اَدْعُوْا وَاِلَیْهِ مَاٰبِ ۝

بلاتا ہون   اور اُسی کی طرف مرجع ہی

وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ   اور جن لوگون کو ہم نے کتاب دی یعنی عالم [illegible]
یہود اور نصارے کا تھا جس نے کتاب آسمانی سے عقل پائی اور باقیون کی یہ کیفیت تھی کہ کتاب انکو دی گئی [illegible]
کچھ نفع نہ پایا جیسے اسلام مین قرآن مجید سب کے پاس ہوتا ہی ولیکن وہ دنیا کے واسطے عالم ہوتے ہین [illegible]
نہین پاتے ہین پس جہان قرآن مجید مین الذین اوتوا الکتاب آیا ہی وہان عموماً یہود و نصارے مراد ہین [illegible]
نفع ہوا ہو یا نہوا ہوا اور بعض مقامات پر اتیناہم الکتاب سے وہی مراد ہین جنکو کتاب دی گئی اور [illegible]
اس سے ہدایت پائی جیسے اس مقام پر ہی پس معنی یہ ہونگے کہ توریت و انجیل سے جنھون نے نفع پایا [illegible]
بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ   وہ خوش ہوتے ہین قرآن پاک سے جو تجھپر اُتارا گیا بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ [illegible]
کہ یعنی اہل کتاب مین سے جو لوگ اسلام لائے مانند حضرت عبداللہ بن سلام و انکے ساتھیون کے اور جو لوگ [illegible]
مین سے ایمان لائے اور وہ اسی آدمی تھے ازانجملہ چالیس تو نجران مین سے اور آٹھ یمن سے اور [illegible]
بتیس حبشہ کے مع بادشاہ کے پس انکو قرآن پاک سے فرحت سی ہوتی ہی یا عام اہل کتاب مراد ہون کیونکہ [illegible]
انکی کتابون سے موافق ہوتی اس سے خوش ہوتے اور مترجم کہتا ہی کہ ظاہر الراجح قول اول ہی اور یہی شیخ [illegible]
نے اختیار کیا کیونکہ اصل فرحت بسبب معرفت شان آلہی و توحید کے ہی اور یہ فہم انھین کو حاصل تھی جنکو کتاب [illegible]
و انجیل درحقیقت دی گئی تھی کیونکہ جنکو کتاب سے یہ فہم نصیب ہوئی انپر قرآن حجت ہی نہ انکے [illegible]
حدیث صحیح مین ہی کہ القرآن حجۃ لک او علیک یعنی اگر قرآن سے ہدایت و نفع لیا تو قرآن پاک تیرے [illegible]
و منزلت ہی اور اگر دنیا کے لیے اسکو لیا تو یہ تیرے اوپر عذاب و خواری کی حجت ہی اور قولہ تعالیٰ و من [illegible]
مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ کے معنے یہ ہین کہ آحزاب مین سے بعض شخص وہ ہی جو قرآن پاک مین کچھ [illegible]
پس حاصل کلام یہ ہی کہ اللہ تعالے عزوجل نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت اور قرآن پاک [illegible]
کے واسطے عرب کو سمجھایا کہ ہم نے ابتدائے آدم سے اسی طرح رسول بھیجے اور کتابین نازل [illegible]
روبرو یہود و نصارے موجود ہین جنکو توریت و انجیل دی گئی مگر انکی یہ حالت ہوئی کہ انکو دنیا کے [illegible]
بنایا ولیکن بعضے انمین سے منتفع ہوئے پس جنکو انتفاع ہوا وہ توحید پر قائم ہوتے ہین اور قرآن [illegible]
فرحت پاتے ہین اور جنکو انتفاع نہوا بلکہ کتاب اپنے اوپر لادے ہین انکی بھی یہ کیفیت [illegible]
سے کچھ انکار نہین کرتے بلکہ بعض بات کا انکار کرتے ہین۔ احزاب جمع حزب یعنی گروہ [illegible]
محمد صلے اللہ علیہ وسلم و قرآن پاک سے کفر کیا اور دنیا کے لالچ مین آپکی حد [illegible]

Marfat.com

...ساقیون کے اور سید مع اپنی جماعت کے اور عاقب مع اپنے گروہ کے پس یہ لوگ پرانی ...اسلام کی صفت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت کو کتاب مین محرف کرتے تاکہ دنیا حاصل کرین اور ... حضرت عیسے علیہ السلام کی نسبت بیٹا ہونے کا قول نکالا تو انھون نے اُنکے مقابلہ مین عزیر علیہ السلام ... نسبت یہ قول نکالا اور عموماً دونون فریق نے یہ اصل بنائی کہ عالم کا قول ماننا فرض ہو اور اُسکو اختیار رہو کہ مثلاً روزہ ... جاہے معاف کردے اور جاہے وقت بدل دے اور یہ سب شرک ہی لہذا توحید کا حکم دیا بقولہ۔ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ أُشْرِكَ بِهٖ تو کہدے کہ مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرون اور اُسکے ساتھ کچھ شرک نہ کرون۔ پس ثابت کردیا کہ حکم فقط اللہ تعالے عزوجل ہی کا ہی اور پیغمبر کو بھی تحریف وتبدیل کا اختیار نہین بلکہ حکم اُسکے تعالے بیان کردے اور بیٹا وجورو بنانا اور شریعت بنانا شرک ہی إِلَيْهِ أَدْعُوا اللہ تعالے عزوجل ہی کی طرف مین بلاتا ہون نہ کسی غیر کی جانب وَإِلَيْهِ مَآبِ اور اسی کی طرف مرجع ہی یعنی ہر حکم و ہر ثواب و عذاب کا مرجع اسی کے اختیار مین ہو۔ اسی قدر توحید کا اعتقاد ہی جسپر تمام انبیاء متفق ہین اور رہے اعمال وافعال عبادت تو وہ شرائع مین مختلف ہوتے آئے ہین اُنکی وجہ سے انکار نہین ہوسکتا چنانچہ توریت مین بعض چربی وشراب وغیرہ حرام تھی اور انجیل مین حلال ہوئی اور توریت مین جہاد فرض تھا چنانچہ حضرت موسے ویوشع وسلیمان وداود وغیرہم انبیاء علیہم السلام نے خوب خوب جہاد کیے جس سے انکار ممکن نہین ہی حالانکہ انجیل مین جہاد ممنوع ہوگیا پس یہ حکم اللہ تعالے عزوجل کے اختیار مین ہی کہ اعمال شریعت جسطرح جس امت پر چاہے مقرر کرے اور توحید ومعرفت بالکل یکسان ہی اسمین اختلاف ممکن نہین ہی ف فی العرائس قولہ تعالے قل انما امرت ان اعبد اللہ الآیہ۔ کمال استقامت ہی کہ ظہور انوار ربوبیت مین بدیدار حال عبودیت مستقیم رہے کیونکہ یہ ظہور در حقیقت مکر حقیقت ہی چنانچہ جس نے اپنے نفس مین عبودیت سے بجانب ربوبیت دیکھا وہ مشرک ہو کیونکہ دھوکے مین پڑگیا۔ شیخ ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت دریافت کی گئی تو فرمایا کہ جو ... واسطے اُسکو بالکل چھوڑدے اور جو تجھکو حکم دیا گیا اُسکو لازم پکڑ۔ شیخ ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عبودیت ... حکم دہندہ کے مشاہدہ کے ساتھ حکم کی تعمیل کرے۔ شیخ ابن عطاء اور جنید رحمہما اللہ تعالے نے کہا کہ ... شخص توحید کے درجات مین سے کسی درجہ پر نہین پہونچتا جب تک کہ ابتداے حال مین حکم الٰہی عزوجل کا بندہ ہو ... احکام فرض وواجبات وسنن ومستحبات کی بجاآوری ہو اور ہر حال مین فضل پر بھروسا کرے اور ... درجات اجازت سے اعلے درجات عزم پر ہمت کرے پس جب ابتدا مین اسطرح رہا تو آگے اللہ تعالیٰ اُسپر فضل کرتا ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ اجازت سے عزم پر ہمت کرنے کی یہ مثال ہو کہ مثلاً موزے پر مسح کرنا رخصت ... ولیکن پاؤن دھونا عزم واعلے ہو پس لازم ہو کہ پاؤن دھووے کیونکہ یہ طہارت اتم واکمل ہو واللہ ... وامر قومک یاخذوا باحسنہا ساریکم دار الفاسقین۔ اب اللہ تعالے عزوجل نے منکرین اہل کتاب ومشرکین کو سمجھایا بقولہ

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ [illegible]

اور یون ہی ہم نے اُسکو نازل فرمایا حکم عربی اور اگر [illegible]

ع ۶

جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ [illegible]

آچکا ہو تیرے پاس علم الٰہی سے تو نہوگا تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے کوئی ولی اور نہ بچانے والا [illegible]

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا [illegible]

رسولونکو تجھسے پہلے اور کیے تھے اُنکے لیے جوڑے اور اولاد [illegible]

اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝ يَمْحُوا اللّٰهُ [illegible]

کہ لاوے کوئی آیت مگر اللہ کی اجازت وحکم سے ہر ایک مدت کیلیے تحریر ہو [illegible]

وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝

اور ثابت رکھتا ہو جو چاہے اور اُسی کے پاس ام الکتاب ہو

اور یہ بیان فرمایا کہ اگلی کتابین اسی قرآن مجید کے موافق ہین توحید و معرفت مین جو اصل ہو اور اہل عقل جنکو اگلی کتاب ملی ہو قرآن پاک کے نزول سے مسرور وخوش ہوتے ہین اور بعضے جہالت سے بسبب شریعت کے اختلاف کے کسی کسی بات کے منکر ہو جاتے ہین حالانکہ یہ افعال کا اختلاف ہر رسول کی رسالت مین پہلے بھی مطابق حکمت الٰہی کے کسی قدر مخالف ہوا ہی ولیکن اصل توحید و رسالت و وحی مین وہی طریقہ سابق ہو چنانچہ فرمایا وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا یعنی جیسے سابق احکام سریانی و عبرانی مین اُتارے تھے اسی طرح ہم نے اس حکم یعنی قرآن پاک کو عربی خالص اُتارا پس اہل کتاب پر اسکا اتباع فرض ہو جبکہ اُنکو ہم نے اگلی کتاب بھی دیدی ہو اسی واسطے حدیث صحیح مین آیا کہ تین آدمیون کے لیے دونا ثواب ہو ایک اہل کتاب جو اگلی کتاب و پیغمبر پر ایمان لائے پھر سب کتابون کا سچا بتانے والا اللہ تعالیٰ [illegible] کرنے والا قرآن مجید اُترا اُسپر اور خاتم المرسلین پر ایمان لائے اور دوم مملوک جس نے اپنے آقا کی خدمت کی اور اللہ کے احکام بجالایا اسکو دونا ثواب ہو اور سوم کسی مرد آزاد کے پاس لونڈی تھی اُس نے اُسکو اچھی طرح تعلیم [illegible] اللہ تعالیٰ عزوجل کے واسطے اُسکو آزاد کردیا پھر اُس سے نکاح کرلیا تو اُسکے لیے دونا ثواب ہو [illegible] اسمین اہل کتاب کو فہمایش اور مشرکون کو ہدایت ہو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن پاک [illegible] نہین ہو چنانچہ یہود اور نصارے کیسی خوشی کے ساتھ ایمان لاتے ہین مگر جو لوگ [illegible] بہرے بنتے ہین وہ عداوت باندھتے ہین۔ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ [illegible] اُنکی نفسانی خواہشون کا پیرو ہو جاوے۔ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ [illegible] پاس علم الٰہی آچکا ہو اور تو حق و باطل پہچان چکا ہو تو۔ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ [illegible] تیرا کوئی متولی و بچانے والا اللہ تعالیٰ عزوجل کے عذاب سے نہین [illegible] مشرکون کا گمان تو ڑدیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حاجتین انسانی [illegible]

Marfat.com

اور کب اللہ نے غور سے تمکو معلوم ہو گیا کہ دین توحید حق ہو تو اُسکی مخالفت اگر بالغرض رسول کرتا
... ہوتا تو تمکو بچانے والا کون ہو سکتا ہی۔ بس یہود کا زعم توڑ دیا کہ حضرت موسے علیہ السلام و دیگر
... علیہم السلام اپنے اللہ تعالے کی رضامندی اور اُسکی فرمانبرداری و محبت کرینگے اور اُسکے محبوب
... اللہ علیہ وسلم کی محبت کرینگے اور تم فاسق لوگون کے وہ بھی دشمن ہین اور تمام قدرت و طاقت اللہ تعالے
... ہی اور نصارے کا گمان میٹ دیا کہ تم اپنے رب تبارک و تعالے کی صفات پاک و توحید سے جاہل اور شرک
... ہو اور اُسکے محبوب رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم و اُسکے کلام پاک قرآن مجید سے منکر و دشمنی کرتے ہو تو رسول اللہ
... علیہ السلام اپنے رب جل جلالہ و اپنے بھائی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت مین تمھارا دشمن ہوگا اور جو خیالات باندھتے ہو
بعض جاہل ہم نے ... جانا کہ جو اللہ تعالے چاہتا ہی وہی ہوتا ہی مسئلہ۔ جو شخص جان بوجھکر خواہش باطل کی پیروی
کرے اُسکو زیادہ عذاب ہی اسی واسطے حدیث مین اول جن لوگون سے جہنم بھڑکیگی تین فریق ہین از انجملہ ایک عالم
جس نے دنیا کے لیے علم سیکھا الحدیث۔ مسئلہ۔ علم وہ نعمت ہی جس سے رسول علیہ السلام پر منت رکھی گئی مسئلہ
جو کوئی اللہ تعالے عزوجل کی فرمانبرداری چھوڑکر ہوا و ہوس کے اعتقاد و افعال اختیار کرے اور زعم کرے کہ
فلان بزرگ مجھکو بچا لیونگے جیسے نصرانی سمجھے کہ حضرت عیسے علیہ السلام یا رافضی سمجھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا کوئی
سنی کسی پیر کو یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یا دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو تو یہ جہالت ہی بلکہ شرک و بداعتقادی سے بچے اور
ایسے اعمال پر نیت رکھے جس سے اللہ تعالے عزوجل اپنے فضل سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا دوسرے نیک بندون کی
شفاعت اُسکو نصیب ہو۔ الحاصل سمجھا دیا کہ رسالت محمدی و نزول قرآن مجید و تعلیم توحید و اختلاف شریعت مثل سابق ہی
اس سے انکار کرکے جاہل مت ہو اور جان بوجھکر کفر و شرک کرکے عذاب الٰہی سے کسی طرح نہ بچوگے۔ اب اہل کتاب
نے یہ الزام لگایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیان بہت ہین چنانچہ تمام تعلیم توحید و معرفت صفات و علوم
و معجزات سب بھول گئے اور اس الزام پر جم گئے اور مشرکین عرب کہتے کہ رسول ہوتا تو فرشتہ ہوتا پس حق تعالیٰ نے
... وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ اور بیشک ہم نے تجھ سے پہلے بہت رسول بھیجے
... سب آدمی تھے عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ کھا... بازارون وغیرہ مین چلتے پھرتے
... فرشتہ نہ تھا اور اگر ہوتا تو آدمی کی شکل مین اُسی لباس مین ہوتا اور ہر طرح کھانے پینے وغیرہ کے اعمال
... تعلیم دیتا اور استنجا کرنا و طہارت و تجارت وغیرہ سب قسم کے مسائل سکھلاتا لہذا قدرت الٰہیہ ہی کہ فرشتون
... رسول کیا اور آدمیون مین انھین مین سے آدمی رسول بھیجے۔ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا اور
... جوڑے ... مثل آدمیون کے اُنکے جوڑے عورتین کردین اور جیسے یہ مرد پاک تھے اُسی طرح
... زنانہ ... سے پاک بنائین۔ چنانچہ حضرت موسے علیہ السلام کی ایک بی بی اور حضرت یوسف
... ایک بی بی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی چار بیبیان یا چھ تھین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
... کی ننانوے اور زیادہ تھین۔ وَذُرِّيَّةً اور اولادین کردین چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام

Marfat.com

کے بیٹے بارہ اور اُنسے تمام بنواسرائیل کروڑون ہوئے۔ اور قولہ جعلنا لہم مین صریح دلیل [illegible]
فعل پاک سے ہوا اور وہی بندون کے افعال کا خالق ہو جیسے اُس نے ان رسولون کو پیدا [illegible]
اور ویسے ہی اُنکے جوڑے کردیے اور ویسی ہی اُنکی اولادین پیدا کردین پس خالق بزلاوہی ہی [illegible]
نہین ہی پس فرشتہ نہین بھیجے کہ وے سب آدمیون سے الگ تھلگ نہ نکاح کرین اور نہ اولاد [illegible]
مشقت اور نہ نکاح کے احکام اور نہ اولاد کی پرورش ہتے کہ کہنے والے کہتے کہ ہمکو یہ سب باتین مشکل [illegible]
پڑتی تو معلوم ہوتا اور آدمیون کے رسول مین سب امت کو یقین واثق ہو کہ ان شہوات وخرخشون مین [illegible]
موافق حکم الٰہی بجالانے مین عجائب علوم ومعارف حاصل ہوتے ہین ۔ بالجملہ سلیمان علیہ السلام کے تین سو بیبیان [illegible]
سات سو چھوکریان تحت مین تھین پھر آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت مین چند پاک بیبیون سے
کیون الزام لگاکر عقل سے جاہل بنتے ہو حالانکہ رات مین بیدار واللہ تعالے عزوجل کی عبادت کرتے ہین کمال [illegible]
اور دن مین روزہ دار رہنا اور نمازون کو نہایت خوبی سے قائم کرنا اور شریعت الٰہیہ جسکو نہایت شاق سمجھتے ہو [illegible]
قائم رہنا اور صدق واخلاق حسنہ وتعلیم قرآن پاک اور مانند اُسکے جو باتین اللہ تعالے عزوجل کے محبوب اور نفس [illegible]
شہوت انسانی پر شاق ہین سب پر بتمام خوبی قائم تھے اور دنیاوی عیش ولذات سے بالکل کنارہ فرمایا تھا اور اموال
وخزائن بیشمار سب تقسیم فرما دیتے تھے پھر کس درجہ حد سے بڑھی جہالت تم لوگون مین ہو کہ عقل سے بالکل اندھے
ہوکر اپنے آپ کو جانورون سے بدتر خوار کرتے ہو اور نصرانیون سے تعجب ہو کہ تمام جہان کے فسق وفجور زنا وبدکاری
وغیرہ کرین اور اپنے خیال سے عقیدہ بنالیا کہ عیسےٰ مسیح ہم لوگون کے لیے کفارہ ہوگیا ہو حالانکہ اللہ تعالے سب کا خالق
اور سب کے افعال کا خالق ہو جب اسکا غضب ہو تو کسی کے اختیار مین کوئی فعل نہین جو بچاوے ۔ اور آخر یہی
کیون نہوا کہ وہ تم کو گناہ سے بچا لیتا کہ کفارہ ہونے کی ضرورت نہوتی مگر یہ لوگ عقل سے بے بہرہ اور اللہ تعالے کو
بالکل نہین پہچانتے اور ہوا وہوس کے پابند ہین مگر حواس بہت تیز دیے گیے ہین جیسے اکثر جانورون کو دیے جاتے
ہین اسی واسطے غیر محسوسات سے بالکل انکار کرتے ہین اور حواس سے عجیب عجیب کام کرتے ہین اور عقل والی باتون
سے بالکل مبہوت ہو جاتے ہین ۔ الحاصل اللہ تعالے عزوجل نے سمجھایا کہ ہم نے تجھ سے پہلے بہت رسول بھیجے جو فرشتے
نہ تھے بلکہ آدمی تھے اور انکے لیے ہم نے جوروین واولاد کردی تھین پس رسول کی جورو اور اولاد ہونے سے [illegible]
مین فرق نہین آتا اور حق تو یہ ہو کہ اس سے کمال رسالت ہوتا ہو مگر بے عقل لوگ نہین سمجھتے ہین [illegible]
نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تبتل سے منع فرمایا ۔ رواہ [illegible]
وابن المنذر وابن ابی حاتم والوالشیخ وابن مردویہ ۔ تبتل کے معنے انقطاع یعنی [illegible]
الگ ہو جاوے اور جنگل وغیرہ مین تنہا بیٹھ رہے جیسا اگلے زمانہ مین راہب ہوتے [illegible]
منقطع ہو جاتے تھے اور یہ منع ہو اور خصی وہیجڑا ہونے کو بھی کبھی تبتل کہتے [illegible] اور یہ [illegible]
اور آخرت کی طرف میلان کو بھی تبتل کہتے ہین اور اسمین مضائقہ نہین بلکہ محبوب ہی [illegible]

Marfat.com

... لفظ تبتلہ مستعمل ہو وہ بھی انقطاع کے معنے مین ہی اور واضح ہو کہ ہندوستان مین اگر ... کے تو اس سے طلاق بدون نیت کے نہو گی اگرچہ عرب کی زبان مین وہ معروف ہو گیا تھا ... الیہ تبتیلا مین مراد اللہ تعالے عزوجل کی طرف رجوع اور ما سوائے اسکے دنیا سے انقطاع ہی ... محبوب ہو لیکن اسلام مین جو ترک دنیا کا لفظ بولتے ہین وہ بھی طریقہ سنت ہی کہ سب کام کرے مگر ... سوائے اللہ تعالے عزوجل کے کسی سے تعلق نہو فافہم۔ سعد بن ہشام نے کہا کہ مین حضرت ام المومنین ... رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر ہوا اور مین نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ تبتل اختیار کرون فرمایا کہ ... ایسا مت کر کیا تو نے نہ سنا کہ اللہ تعالے عزوجل فرماتا ہی ولقد ارسلنا رسلا من قبلک الآیہ۔ رواہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ۔ اور کثرت سے احادیث نکاح کی ترغیب اور تبتل سے ممانعت مین وارد ہوئی ہین مسئلہ۔ علماے حنفیہ کے نزدیک جب آدمی کو جوش اشتیاق ہو تو اسپر نکاح کر لینا واجب ہو جاتا ہی اور جسکو مہر وغیرہ کی طاقت نہو اسکو روزے رکھنا چاہیے۔ واضح ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سات اولاد ہوئین تین لڑکے اور چار لڑکیان اس ترتیب سے کہ حضرت ام المومنین خدیجہ بنت خویلد اول بی بی سے اول قاسم پیدا ہوا جس سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہی پھر زینب پیدا ہوئی پھر رقیہ پیدا ہوئی اور یہی دونون حضرت عثمان ذی النورین کے نکاح مین رہی ہین پھر سیدۃ النساء فاطمہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح مین بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چھ مہینے زندہ رہ کر مری ہین پھر ام کلثوم پیدا ہوئی پھر عبداللہ طیب پھر طاہر اور مصری ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ابراہیم پیدا ہوئے اور سوائے سیدۃ النساء کے سب نے آپ کی حیات مین انتقال فرمایا۔ پھر اللہ تعالے عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ و مشیت پر ایمان لانے کی تعلیم فرمائی بقولہ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی کسی رسول کو یہ قدرت نہین کہ کوئی معجزہ لاوے الا اس صورت مین کہ اللہ تعالے عزوجل کا حکم ہو بس جب اسنے چاہا اسی وقت رسول کے ہاتھون وہ معجزہ ظاہر ہو گیا اور یہ فضیلت رسول کو عطا ہوئی اور یہی حال اولیاء کی کرامت بھی ہی کہ انمین سے کوئی کچھ نہین کر سکتا حتی کہ خواہش بھی نہین کر سکتا مگر جب اللہ تعالے جل شانہ چاہتا ہی تو یہ بندے بھی دعا کرتے ہین اور انکے ہاتھون کرامت کا ظہور ہوتا ہی۔ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ یعنی ہر امر جسکو اللہ تعالی نے مقدر فرمایا ہی اسکے جاری ہونے کا وقت لکھا ہوا ہی یا ہر وقت جسمین کوئی بات ہونے والی ہی وہ مقدر وقت ہی پس اس حکمت بالغہ سے انکو آگاہ کیا تاکہ عقل کی راہ پر آوین اور اپنے نفس کو پاک کر کے جنت کے لائق بناوین اور رسول سے ... معرفت رب تبارک و تعالے حاصل کرین اور رسول اس لیے نہین ہی کہ اس سے کھیل کرین اور معجزات مانگین کہ ... ہو جاوے ... کیونکہ انکے چاہنے پر نہو گا بلکہ اللہ تعالے عزوجل کی حکمت بالغہ مین ہر چیز مقدر رہی حتی کہ ... کرنا بھی جہالت ہی کہ یہ معجزہ لاؤ تو ہم ایمان والے ہو جاوین کیونکہ اگر اللہ تعالے جل شانہ نے مقدر نہین ... نہونگے اگرچہ کل آیات لاوے اور اگر ایمان مقدر ہی تو بلا معجزہ ہو جاوینگے اور اسی وقت ہونگے جو ... اور یہ بھی سمجھا دیا کہ تمہارے اعمال جو تم کفر کر کے عذاب مانگتے ہو یہ بھی وقت مقدر پر ہو گا لیکن انتہا کے وقت

Marfat.com

اسکا تمھاری موت ہی اور اسکو دور مت سمجھو اور ڈرو کہ اسوقت ایسے عذاب مین [illegible]
کلون کا ایجاد کرنا سب خاک مین ملجاویگا اور اسوقت تم مہلت مین ہو اور غرور سے [illegible]
و نیک خلاق کی کوئی بڑی بات نہین سکھلائی - اِتی ہی پس خوبی کو چھوڑکر ایسے عذاب [illegible]
اجل سے مراد موجود کا زمانہ یا خود موجود ہی یعنی زمانہ مقدر مکتوب ہی یا موجود مقدر ہی جس [illegible]
اسمین کمی بیشی نہوگی اور کتاب ایک امر اسرار آلہیہ مین سے ہی اور وہ لوح محفوظ سے تعبیر کی [illegible]
مین آسکتا ہی کہ اسمین صفت کتابت و تحریر ہی اور اس سے زیادہ کتابت کی کیفیت وہان [illegible]
جب آدمی کے اندر روح کی کیفیت مخفی ہی اور مسمریزم کی کیفیت خیال مین نہین سماتی ہی تو جہان خیال [illegible]
پہونچا اُسکی کیفیت اپنے حواس سے دریافت کرنا یا کوئی صورت سمجھ لینا جہالت ہی - یَمْحُوا اللّٰهُ مَا [illegible]
وَيُثْبِتُ - مایشاء - یعنی اللہ تعالے عزوجل قادر مختار ہی اور مخلوق اگرچہ اپنی عقل سے اتنا جانتا ہی کہ [illegible]
عادل کریم رحیم و قاہر شدید العذاب ہی پس اُسکی پاک صفات مین کوئی عیب ممکن نہین ہی و لیکن کسی واقعہ کی [illegible]
یہ نہین کہ سکتا کہ اسمین کیا حکمت ہی کیونکہ اللہ تعالے عزوجل کا علم محیط و حکمت غیر متناہی اور کامل ہی اسکا ادراک [illegible]
مجال سے باہر ہی اور چونکہ یہ آیت خاص اسرار صفات سے متعلق ہی اور بشر کسی حال مین اُسکی ماہیت نہین سمجھ سکتا [illegible]
جسقدر نفس پاک و روح کا انکشاف اور عقل کی تجلی ہو اسی قدر اسپر یقین و اُسکے انوار صدق سے اطمینان ہو [illegible]
اسی واسطے علماے سلف صالحین کو اُسکے سمجھانے مین دقت ہوئی اور مختلف اقوال اُنسے مروی ہین پس اول مترجم
ایک بات بطور تمہید کے ذکر کرتا ہی وہ یہ ہی کہ علم آلہی سبحانہ تعالے قدیم و پاک ہی وہ کسی وقت کسی حال مین نعوذ باللہ
جاہل نہ تھا اسی واسطے رافضی فرقہ کا گمان مردود ہی جو کہتے ہین کہ اللہ تعالے عزوجل کو کبھی کوئی بات ظاہر ہوئی پھر
دوسری بات ظاہر ہوئی تو دوسری کے موافق ہوا پھر تیسری و چوتھی حتے کہ بعضے لوگ انمین سے زعم کرتے ہین کہ [illegible]
نبوت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے ظاہر ہوئی اور یہ سب کفر و جہالت ہی بلکہ حق صریح و عقل صحیح یہ ہی کہ اللہ تعالے [illegible]
علیم حکیم قدیم ہی جو اسکا علم ہی سب صحیح اور وہ کبھی جاہل نہ تھا - اور جو اُس نے مقدر فرمایا وہ حق ہی اور پھر ایک چیز [illegible]
وقائع ہین پس کبھی کوئی آدمی یہودی یا نصرانی یا بت پرست ہوتا ہی اور اسی اعتقاد کے موافق کام کرتا ہی پھر اسکو [illegible]
توحید و راہ عقل نصیب ہوتی ہی پس جو افعال گناہ و معصیت کے پہلے سرزد ہوئے تھے اللہ تعالے عزوجل انکو محو فرماتا ہی
اور بجاے اُنکے نیکیان کردیتا ہی اور یہ سب مقدر تھا اور اس سے ظاہر ہوا کہ درحقیقت اس شخص [illegible]
تھی اور ظاہر مین شقاوت تھی پس شقاوت اللہ تعالے جل شانہ نے محو فرمائی اور سعادت [illegible]
اور اعمال کفر و جہالت کے اللہ تعالے عزوجل نے محو فرمائے اور بجاے انکے نیک اعمال بدل [illegible]
دس سال پہلے کسی مہینہ کے کسی روز کسی وقت مین اس نے حضرت عیسے علیہ السلام کو [illegible]
سجدہ کیا تھا یا اور کوئی فعل گناہ کا کیا تھا اور اب دس برس بعد اللہ تعالے عزوجل نے [illegible]
اسکی برائیان بدلکر نیکیان کردین تو اسی وقت پر تبدیلی واقع ہوئی [illegible] مقدر [illegible]

Marfat.com

... دآیات کو لکھتا ہون حضرت مجاہد رح سے مروی ہی کہ نزول اسکا قریش کی تہدید کے ... ہین اور کہا کہ اللہ تعالے عزوجل ہر رمضان مین دوسرے رمضان تک جو چاہتا ہی حکم فرماتا ہی ... محو کرتا ہی اور جو چاہتا ہی ثابت فرماتا ہی بندون کے رزق و مصائب و انعامات اور مقسومات سے ... ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ضحاک بن مزاحم نے فرمایا کہ قولہ لکل اجل کتاب - یعنی لکل کتاب اجل - اور مین کہتا ہون کہ لکل اجل کتاب سے بھی یہی معنی حاصل ہین اور توضیح یہ ہی کہ اللہ تعالے عزوجل نے دنیا کے لیے زمانہ مقرر فرمایا اور ہر زمانہ کے لیے ایک کتاب مقرر فرمائی پس وہ کتاب آسمان سے نازل فرمائی اور اُسکی مدت وہی ہی جو اللہ تعا نے رکھی ہی پس جب دوسرا زمانہ آیا جو علم الٰہی مین دوسری کتاب کے لیے مقدر ہی تو پہلی کتاب مین سے جو چاہا وہ محو فرمایا اور جو چاہا ثابت رکھا یہان تک کہ جب قرآن پاک کا زمانہ آیا تو اگلے کتب توریت و انجیل کو منسوخ فرمایا اور قرآن مجید کو مستقل نازل فرمایا پس جو کچھ اہل کتاب واخراب اُسکے نزدل مین پاتے ہین وہی قیامت تک رہیگا اور اگلی کتابون مین جہان تک اُسکے موافق پاوین وہ ثابت رکھا گیا اور جہان انمین مخالف ہی وہ منسوخ و محو کردیا گیا یمحو اللہ ما یشاء و یثبت - اللہ تعالے جل شانہ جو چاہتا ہی محو کرتا ہی اور جو چاہتا ہی ثابت رکھتا ہی - **وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ** اور اسکے پاس ام الکتاب ہی جسمین اگلی کتابین سب موجود ہین اور قرآن پاک بھی موجود ہی وہان کچھ نسخ و تغیر و تبدیل نہین ہی اور اسمین ہر زمانہ کے لیے ایک کتاب ہی پس جسقدر زمانہ گذرے جہان تک محدود زمانہ کے لیے جو کتاب اللہ تعالے عزوجل نے ام الکتاب مین مقرر فرمائی تھی وہ اس زمانہ مین نازل اور ثابت رہی پھر ام الکتاب مین دوسرے محدود زمانہ کے لیے دوسری کتاب نازل ہوئی جیسے زمانہ حضرت موسے علیہ السلام سے زمانہ بعثت حضرت عیسے علیہ السلام تک توریت رہی پھر زمانہ حضرت عیسے علیہ السلام آیا تو توریت مین سے کچھ محو فرمایا اور کچھ ثابت رکھا اور انجیل مین جو احکام چاہے وہ ثابت فرمائے لہذا حضرت عیسے علیہ السلام سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک وہی رہا پھر زمانہ خاتم المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم آیا تو اگلی اُمتون کی نحوست و بدنیتی سے اگلی کتابین جو اُنھون نے اپنی بداعمالیون سے تحریف کردی تھین منسوخ فرمائین اور نہایت اعلے معارف و کمال تقوے کے علوم اس قرآن پاک مین نازل فرمائے - پس نسخ کے یہی معنے ہین کہ اللہ تعالے عزوجل نے ام الکتاب مین جو احکام ... حکم ایک زمانہ کے لیے محدود فرمایا وہ اس وقت تک رکھا پھر دوسرے زمانہ کے لیے دوسرا حکم جو ام الکتاب مین تھا نازل فرمایا چنانچہ توریت مین شراب حرام و بعض چربی و اونٹ کا گوشت حرام تھا اور جب کپڑے پر نجاست لگجاوے تو اُسکا کترڈالنا فرض تھا اور جہاد کافرون پر اسطرح فرض تھا کہ بعد فتح کے ان سب کو قتل کرڈالو اگرچہ ... کا اقرار کرین اور اموال غنیمت کو دفن کردو اور مانند اسکے سنیچر کے روز کوئی کام نہ کرو خالی عبادت کرو ... مین سب حلال ہوگئے اور جہاد منسوخ ہوا اور نمازون کی اوقات مین کمی ہوگئی صرف صبح و شام کے ... ولیکن ان اُمتون یعنی یہودیون و نصرانیون نے اپنی کتابون کو تحریف کرڈالا اور انمین عجیب عجیب ... حالت نہایت [illegible] ہوگئی کیونکہ گناہ کرنا اور کتاب پر نہ چلنا بڑا گناہ تھا اور یہ بے انتہا ہو گیا کہ

Marfat.com

کتاب ہی کو اپنی خواہش کے موافق تبدیل بدل کرلیا پس اصلی حکم ہی نہ رہا لہذا اللہ تعالے ...
علیہم و ضالین کردیا اور نبوت خاتمہ بنو اسمعیل مین عطا فرمائی اور تمام معارف الٰہیہ و ...
کچھ نہین جان سکتی بدون اسکے کہ اللہ تعالے جل شانہ آگاہ فرماوے انکو ایسے طور پر ...
ذرا بھی شک نہین ہوسکتا کہ یہ شخص جس پر نازل فرمایا اللہ تعالے کا رسول ہو کیونکہ وہ شخص ان ...
جاہل جسمین کبھی کوئی رسول نہین گزرا اور بنو اسرائیل کے اہل کتاب برابر تصدیق کرتے ہین کہ ان ...
ہوا ہو اور یہی معرفت وصفات الٰہی واحوال آخرت توریت وغیرہ مین بیان ہوئے ہین جنکی زبان عبرانی ...
انکار عجب حماقت تھی اور اہل کتاب مین سے بعضے احزاب جملہ معارف وصفات واحوال آخرت مین تصدیق ...
اور یہی اُنکی تصدیق کے لیے کافی تھا ولیکن دنیاوی لالچ سے صرف یہ بہانہ نکالا کہ اعمال ہاتھ پاؤن کے ادا ...
نماز روزہ وغیرہ مین فرق ہی پس اللہ تعالے عزوجل نے سمجھایا کہ جو امور تم شرک کرتے ہو اُس سے بیزار ...
ہر کتاب ایک معین زمانہ کے لیے تھی اللہ تعالے جل شانہ ہر زمانہ کے لیے جو چاہتا ہی احکام حلال وحرام سے ...
اور جو چاہتا ہی ثابت فرماتا ہی اور ام الکتاب جسمین آخر زمانہ تک کے واسطے سب لکھا ہوا ہی وہ اسی کے پاس ہی ...
کہتا ہی کہ یہ معنی اظہر واوضح ہین اور شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر ابن عباس کی اقوے طرق یعنی علی بن ابی طلحہ سے
روایت کی کہ ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ یمحو اللہ ما یشاء یعنے جو چاہتا ہی اپنے علم سے تبدیل فرماکر منسوخ فرما ...
ویثبت - اور جو چاہتا ہی نہین تبدیل فرماتا ہی - وعندہ ام الکتاب یعنی ناسخ ومنسوخ دونون اُسکے علم ام الکتاب مین ہین قتادہ ...
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قولہ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت - بمانند قولہ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا الآیہ ہو یعنی مانند قول ضحاک کہ اللہ تعالے ...
عزوجل نے جو کتاب آسمان سے اُتاری اسکی ایک مدت اللہ تعالی کے نزدیک مقرر تھی کہ یہ احکام علی اس مدت تک جاری
رہین پھر دوسری کتاب اُتاری اور اپنی مشیت وحکمت بالغہ سے اس زمانہ کے لیے جو احکام چاہے تبدیل فرمائے ا ...
جو چاہے باقی رکھے یہان تک کہ کل کتابین سابقہ اس قرآن مجید سے منسوخ فرمائین اور ختم کردیا کہ اب آیندہ قیامت ...
مترجم کہتا ہی کہ یہ تفسیر مطابق ومناسب سیاق وصریح کلام ہی اور اس سے مشرکین عرب وکفار اہل کتاب دونو ...
تفہیم فرمائی کہ امر آخرت کی راہ مستقیم عقل پر مشکل ہی پس اپنے فضل سے انبیا بھیجے اور یہ آدم سے لیکر شروع ہوا ...
شرائع نازل فرمائے اور توحید وصفات مین سب انبیاء علیہم السلام کی ایک تعلیم تھی اسمین کچھ بھی فرق نہین ہی اور علاوہ ...
وشرائع ہر زمانہ کے لوگون کے مناسب کچھ مختلف فرمائے پس کوئی شخص تم مین سے احمق وجاہل نہ بنے اور نہ ...
چاہیے کہ اللہ تعالے عزوجل نے کبھی ایک امر کا حکم دیا پھر اسمین کچھ نقص کی وجہ سے دوسرا حکم دیا بلکہ اللہ تعالے ...
ہر ایک چیز کے آغاز وانجام وماہیت کو بعلم قدیم جانتا ہی اور جو پہلا حکم تھا وہ حکمت کاملہ سے ایک زمانہ ...
دوسرا حکم دوسرے زمانہ کے لیے پہلے سے مقرر تھا اور وہ سب ام الکتاب مین مذکور ہین یعنی ...
ہو گیا جب انجیل نازل فرمائی اور انجیل کا زمانہ اسوقت ختم ہو گیا جب قرآن مجید نازل ...
سے قرآن پاک وخاتم المرسلین سے انکار کرنا محض جہل ونادانی ہی - اب مترجم ...

...لے جسم سے متعلق ہین اور یہ تمام انواع مکلفین کے لیے عام ہین اور رہا یہ بیان کہ خاص خاص
...مین بھی محو و اثبات ہوتا ہی یا نہین تو یہ ایک قسم کا استنباط بطریق اشارہ ہی اور بعض علماے سلف سے
...دیتی ہین لیکن غالبًا راوی کو فہم مراد مین اشکال ہوا اور مقصود کو ادا کرتے مین تکلف ہوا مگر مین چند اقوال
...ابن کثیر وغیرہ نے لکھے ہین ذکر کرتا ہون قال البیضاوی قولہ تعالے لکل اجل کتاب۔ ہر ایک وقت و زمانہ مین
لیے ایک کتاب مین بندون کے لیے احکام لکھے گئے جو بندون کی بہتری کی اقتضا پر رہے۔ ایسا ہی معالم و
...وغیرہ مین ذکر کیا اور مترجم کہتا ہی کہ بمقتضاے استصلاح عباد کا لفظ جو بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا
...کشاف کے تبعیت مین واقع ہوا اور مترجم کہتا ہی کہ اکابر علماے حق و فقہاے ربانی کے کلمات کے موافق تحقیق
...یہ ہی کہ ہر ایک امت کے لیے جو کتاب نازل فرمائی وہ مشیت کے موافق تھی اور یہ ضرور نہین ہی کہ ہر ایک سے منزلت
...معرفت یکسان ہو اور اس سے میری مراد یہ ہی کہ اللہ تعالے عزوجل علیم وحکیم قادر مختار ہی پس اگر توریت کے
...مین بحکم قولہ فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم کل ذی ظفر الآیہ تشدید فرمائی اور انجیل والون پر آسانی کی پس اکثر
...توریت نافرمانی مین ناقص رہے اور اہل انجیل باوجود آسانی کے گمراہ ہوئے اور رہا وجود اس سب کے انتہاے
...اور ثواب کم رکھا تو یہ مشیت و اختیار مطلق اپنی مخلوقات پر ہی اور دلیل اسپر حدیث صحاح ہی جسمین یہ مضمون ہی کہ
...نصارے نے عصر تک کام کیا اور مزدوری کم پائی اور اہل توحید نے عصر سے غروب تک کام کیا اور مزدوری بہت
...پس اول نے شکایت کی تو جواب پایا کہ تمھاری مزدوری مقرر مین کچھ ظلم کیا گیا تو کہنے لگے کہ نہین تو حکم ہوا کہ پھر مالک
...اختیار ہی کہ اس نے عصر سے غروب تک والون کو جو چاہا دیا پس جس امت پر جو احکام مقرر فرمائے وہ اس مشیت
کے موافق تھے جو اس امت کی نوع بلکہ ہر ایک فرد کے انجام سے چاہا گیا حتی کہ مثلاً زید نے یہودیت ماننے سے انکار کیا
صرف اس جوش خواہش سے جو اسکے نفس مین دربارہ دائمی اختلاط عورتون ڈیٹھ کے گوشت و شراب کے تھے
سے یہودیت پر قیام ممکن نہ تھا یا نصرانیت سے انکار بوجہ عدم اتباع سنت حضرت عیسے علیہ السلام کے یا مثلاً
موحد توحید سے نیچرا سوجہ سے انکار کرتے ہین کہ شراب کا شوق و دنیاوی زندگی مین ہوا و ہوس کی آزادی و آرایش
نفس مین ایسے جوش کے ساتھ ہی کہ ترک اسلام انکو کچھ ناگوار نہین بلکہ نہایت مرغوب ... اور چونکہ قدرت
...کے بعد اس جسم و روح و عقل مین عجیب ہی کہ جب تک جسم کی پرورش اپنی خواہش سے ہو روح و عقل پر تاریکی
...ہو جاتا ہوگا جیسے کہ بحکم قولہ ختم اللہ علے قلوبہم وعلے سمعہم الآیہ اور قولہ صم بکم عمی الآیہ۔ اور قولہ لہم قلوب لا یفقہون بہا
...عقل و دل کے علوم سے بلید اور کند ذہن ہوکر حواس کے قوی و تیز دستکار و صناع ہو جاتے ہین چنانچہ
...معقولات سامنے موجود ہین جسطرح چاہو بڑے بڑے مشہور نیچریا بڑے مشہور یورپی دانشمند کا امتحان کرلو اور اگر وہی
...موافق اتباع شریعت کے ترو تازہ کرتے تو کچھ مضر نہوتا اور عقل سے بے بہرہ نہوتے۔ اور اہل یقین کے لیے
...خبر بطور معجزہ کے احادیث مین حضرت مخبر صادق علیہ السلام نے اول سے دیدی تھی چنانچہ صحاح کی حدیث
...زمانہ مین نصرانی بروے زمین پر سب سے زیادہ ہونگے اور انکو مال و اولاد اور کثرت مین سب پر

غلبه ہوگا۔ اور دوسری حدیث مین موجود ہی کہ اسوقت روے زمین کے بادشاہ [illegible]
سواے عقل و اُسکی نور سے بالکل غافل ہونگے اور اُسکی تاویل اسطرح ظاہر ہوئی جیسے [illegible]
کو تردد ہوتا ہوگا کہ گونگے بہرے لوگ کیونکر سب پر غالب ہو سکتے ہین اب ظاہر ہوا کہ حواس کی [illegible]
وغیرہ پیدا ہوئین باوجودیکہ عقل کی یہ کیفیت ہی۔ اور حدیث صحیح مین آخر زمانہ کے حال مین مذکور ہی کہ لوگ [illegible]
ہر طرح کھینچنے اور لے لینے مین حریص اور نفس کی خواہشون کی آرائش و پورا کرنے مین مطیع ہونگے اور [illegible]
نازان ہوگا یعنی اللہ تعالے عزوجل و اُسکے رسولون کی نصیحت و اخبار و آیات سے اور عقلاء و حکماء سے [illegible]
سے بے پروائی و اپنی نکتہ چینی ہوگی اور اپنی راے پر ناز ہوگا۔ مترجم اپنے رب تبارک و تعالے عزوجل [illegible]
و مومنون کے لیے ان فتنون سے پناہ مانگتا ہی۔ اور یہ مضامین درمیان مین جمل معترضہ واقع ہوے [illegible]
کے اقوال جو اس آیت کے اشارات مین ہین نقل کرتا ہون۔ سعید بن جبیر نے ابن عباس رضہ سے روایت کی [illegible]
اپنے علم غیب سے ایک سال کی تدبیر فرشتون کو رمضان سے رمضان تک دیتا ہی پس جو چاہتا ہی محو کرتا ہی اور
جو چاہتا ہی اثبات کرتا ہی سواے شقاوت و سعادت و موت و حیات کے کہ انسے یک قلم فراغت ہو چکی ہی مترجم
کہتا ہی کہ قولہ تعالے اللہ یعلم ما تحمل کل انثی و ما تغیض الارحام الآیہ کی تفسیر مین گزر چکا کہ پیٹ کے اندر روح پھونکتے
وقت فرشتہ کو آگاہ فرما دیتا ہی۔ ایسا ہی قول مجاہد سے مروی ہی اور مجاہد رح نے کہا کہ یہ باتین متغیر نہین ہوتی ہین مترجم
کہتا ہی کہ اکثر لوگون مین مشہور ہی کہ شعبان کی رات پندرہ تاریخ یعنی شب برات کو ہر بندہ کے سال بھر کے اعمال
و ارزاق و موت و حیات لکھی جاتی ہین اور امام ترمذی کی حدیث سے جسکی اسناد ضعیف ہی استشہاد کیا جاتا ہی اور واضح
اسمین رمضان کی شب قدر معلوم ہوتی ہی واللہ اعلم و علے ہذا ہر رمضان مین شب قدر ضرور ہوتی ہی اور یہی جمہور
علماء کا قول ہی اور شاذ قول اُسکے خلاف ہی فافہم اور منصور نے کہا کہ مین نے مجاہد رح سے دریافت کیا کہ اگر ہم مین سے
کوئی دعا کرے کہ ای رب ہمارے اگر میرا نام تو نے اہل سعادت مین لکھا تو مثبت فرما دے اور اگر تو نے اہل شقاوت
مین لکھا تو محو فرما کر اہل سعادت مین لکھدی تو فرمایا کہ ہان ایسی دعا اچھی ہی پھر مین ایک سال یا اس سے زیادہ کے
بعد اُنسے ملا اور مین نے یہی مسئلہ اُنسے دریافت کیا تو آپ نے دو آیتین قولہ تعالے انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ الآیہ
پڑھین اور کہا کہ اللہ تعالے عزوجل شب قدر مین ایک سال کی تدبیر کا جو ہر ایک کے رزق یا مصیبت کے متعلق ہی حکم فرماتا
پس جو چاہتا ہی تقدیم و تاخیر کرتا ہی ولیکن سعادت و شقاوت تو وہ ثابت ہی اسمین تغیر نہین ہوتا ہی مترجم کہتا
کہ شاید اول مرتبہ منصور نے اُنسے صرف دعا کرنا پوچھا تو آپ نے جائز فرمایا اور صحیح ہی کیونکہ بندہ کو اپنے [illegible]
عاجزی و اللہ تعالے عزوجل کی ہر طرح قدرت و اُسکے غضب سے پناہ و اُسکی رضا کی درخواست [illegible]
بہت ثواب پاویگا انشاء اللہ تعالے اگرچہ مقدر اللہ تعالے جو اُسکے حق مین ہی وہ [illegible]
ثابت ہی اور دوسری مرتبہ شاید یہ پوچھا کہ کیا اس دعاء سے سعادت و شقاوت بدل جاتی ہی [illegible]
کہا کہ اسمین تغیر نہین ہوتا ہی اور واضح ہو کہ یہ دعا بھی انابت بجناب باری تعالے ہی [illegible]

[illegible] اہل سعادت سے ہوگا وقد قال تعالےٰ ویہدی الیہ من اناب - اور جسکے حق مین شقاوت ہو وہ [illegible] کریگا - اور اہل السنۃ کا اجماع ہی کہ آدمی خود مختار و موحد وخالق افعال نہین ہی پس ہوشیاری و [illegible] چاہیے اور صفات الٰہی عزوجل مین عقل کی مجال تنگ ہی فافہم - اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے شقیق بن سلمہ [illegible] اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ بہت کثرت سے اسطرح دعا کرتے کہ اللہم ان کنت کتبتنا اشقیاء فامحہ واکتبنا سعداء وان کنت کتبتنا سعداء فاثبتنا فانک تمحو ما تشاء وتثبت وعندک ام الکتاب یعنی ای رب ہمارے اگر تو نے ہمکو اشقیاء لکھا ہی تو ای رب اسکو محو فرما دے اور ہم بندون کو سعید لکھدے اور اگر تو نے ہمکو سعداء لکھا ہی تو اسکو برقرار و ثابت رکھیو ای رب ہمارے تو جو چاہے محو فرماتا ہی اور جو چاہے ثابت فرماتا ہی اور تیری قدرت مین ام الکتاب ہی رواہ ابن جریر اور ابو عثمان النہدی رح نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ معظمہ کا طواف کرتے اور روتے جاتے اور زور زور و گریہ کہتے جاتے اللہم ان کنت کتبت علی شقوۃ او ذنبا فامحہ فانک تمحو ما تشاء وتثبت وعندک ام الکتاب واجعلہ سعادۃ ومغفرۃ - ای رب میرے اگر تو نے کوئی شقاوت یا کوئی گناہ مجھپر لکھا ہی تو اُسکو محو فرما دے کہ تو جو چاہے محو فرماتا ہی اور جو چاہے ثابت رکھتا ہی اور تیری ہی قدرت مین ام الکتاب ہی پس اسکو سعادت اور مغفرت کردے - رواہ ابن جریر - اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی دعا کرنا صحیح ہوا ہی - اور ابن جریر رح نے کہا کہ حدثنی المحاج حدثنا خصاف عن ابی حمزۃ عن ابراہیم ان کعبا قال لعمر بن الخطاب یا امیر المومنین لولا آیۃ فی کتاب اللہ لانبأتک بما ہو کائن الی یوم القیامۃ قال وما ہی قال قول اللہ تعالےٰ یمحو اللہ ما یشاء الآیۃ - یعنی کعب احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر کتاب الٰہی مین یہ آیت یعنی قولہ یمحو اللہ ما یشاء الآیۃ نہوتی تو مین آپ کو قیامت تک کے واقعات سے آگاہ کرتا - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ان اقوال کے معنے یہ ہین کہ مقدرات مین سے اللہ تعالےٰ عزوجل جو چاہتا ہی منسوخ فرماتا ہی اور جو چاہتا ہی ثابت رکھتا ہی - اور لکھا کہ اس قول کی تقویت کبھی اس حدیث سے لیجاتی ہی جو امام احمد وغیرہ نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی آدمی بسبب گناہ کے جو اُسکو پہونچ جاتا ہی رزق سے محروم رہتا ہی اور مقدر کو کوئی چیز نہین پھیرتی سوائے دعاء کے اور عمر مین کوئی چیز نہین بڑھاتی سوائے نیکوکاری کے - رواہ النسائی وابن ماجہ ایضا - اور صحیح مین ثابت ہوا کہ صلۃ الرحم عمر کو بڑھاتا ہی اور دوسری حدیث مین ہی کہ دعاء وقضاء دونون آسمان وزمین کے درمیان معتلج رہتی ہین - مترجم کہتا ہی کہ یہ اصل مسئلہ تقدیر کا ہی اور مین نے بارہا حدیث کا حکم نقل کردیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے اندر خوض کرکے [illegible] امر اپنی عقل مین فیصلہ کرلینے سے سخت زجر کے ساتھ منع فرمایا اور مین نے اسپر عقلی دلیل بھی ذکر کر کہ تقدیر جب علم وحکمت الٰہیہ ہی اور وہ عین صفت جناب باری تعالےٰ لاانتہا وبلکہ انتہاء ولاانتہاء دونون سے بلند تر ہی تو مخلوق کی عقل مخلوق مین یہ کہان تاب وطاقت ومجال ہی کہ صفات باری تعالےٰ کو محیط ہو جاوے اور اُسکی کُنہ دریافت کرے [illegible] اگر کسی ہمجنس آدمی کے سامنے جو قصبہ کا رہنے والا ہو گھڑی کے پرزے علٰحدہ کرکے ڈال دیے جاوین تو وہ [illegible] ترکیب وترتیب سے جاہل ہوگا حالانکہ یہ اسی کے جنس کے آدمی نے بنائے ہین اور بہت کثرت سے احادیث

وآیات صحیحہ مین صریح بیان ہی کہ انجام مقدر مین تغیر نہین ہی اور رہا یہ سوال کہ جب یہان [illegible]
تو جواب یہ ہی کہ انمین جو حکم تمکو دیا گیا کہ مثلاً گناہ نہ کرو اور اللہ تعالےٰ عزوجل سے دعا [illegible]
انکو بجالاؤ اور دوم یہ کہ ان احادیث مین یہ بیان نہین ہی کہ قضا و قدر ٹل جانے کے لیے [illegible]
یا نہین کیونکہ جب وہی مقدر ہو گا تو دعا کا وجود ہی نہو گا اور جب دعا کا وجود ہوگا تو یہ آخری [illegible]
قوم یونس پر دنیا مین عذاب الخزی کا وقوع مقدر نہ تھا اور گناہ سے رزق مین کمی [illegible] مقدر [illegible]
صدور ہوا اور بیان کا فائدہ فقط معرفت ہی اور وہ اعلےٰ کمال ہی جسکی قدر بعد موت کے ظاہر ہوگی اگر [illegible]
نہوئی۔ اور رہا بیان معرفت تو یہ ہی کہ مثلاً کوئی برائی پہونچنا مقدر ہو تو کثرت نماز و روزہ سے ایسی شخص
ملیگا کہ اگر مصیبت پر صبر کیا تو ثواب اور زیاد ہو جائیگا مگر کوئی ایسی بات نہین ہوئی کہ برائی نہ پہونچے [illegible]
دعا مین ہوتا ہی کہ الٰہی مجھکو ہر فتنہ و مصیبت و برائی سے محفوظ فرما دے پس دعا ایسی چیز ہی کہ اُسکا مقابلہ قدر سے
ہوتا ہی اور دوسری عبادات چاہیے اُنمین کسی قدر ثواب مزید ہو مگر وہ محض طاعات ہین انمین قدر کا مقابلہ [illegible]
اور مثلاً ایک شخص ہی کہ اُسکی موت دس برس کے بعد مقدر ہی تو درمیان مین کسی بیماری سے وہ نہ مریگا لیکن ممکن ہی
درمیان مین اسکو بیماریان پہونچین جن سے تکلیف اُٹھاوے پس اگر مقدر ہی تو دعا کریگا کہ بیماری نہ پہونچے اور نہین
دعا نہ کریگا باوجودیکہ طاعات بہت کرے۔ اب مین کہتا ہون کہ کعب احبار کی روایت اگر صحیح ہو تو مراد اختیار تاقیامت
سے یہی ہی اور مین نے بعض اکابر سے سُنا کہ بعض اولیاء اللہ تعالےٰ عزوجل کا کشف بعض وقائع مین اسی وجہ سے غلط
ہو جاتا ہی کہ درمیان مین جو محو و اثبات واقع ہوا اسوقت نہ تھا تو عارف نے اسی وقت کا علم بیان کیا پس غلط ہوگیا
وقد قال تعالےٰ کل یوم ہو فی شان۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو دعا فرمائی اُسکو مین سابق مین بیان کرچکا کہ دعا [illegible]
فضائل مین سے ہی کہ اگر ایسی دعا ہو جو خلاف تقدیر ہی تو اللہ تعالےٰ عزوجل اُسکے مثل اُسکو مقدر سے عطا فرماتا ہی اور [illegible]
مقام پر تعادل ہی عین مقصود ہی پس اگر جہنم مین ڈالا گیا اور مثل آتش ابراہیم کے جنت کا آرام پایا کیونکہ مقام یقین اگر
نہین یا مثل تمام مخلوقات کے بحکم قولہ وان منکم الا واردہا الآیہ داخل ہوا اور تعادل ہو گیا تو بھی مرابعہا [illegible]
برین دعا کے خاص رکن صدق یقین و انابت ہی اور یہ اُسی کو حاصل ہوگا جو ہدایت پایا ہی لقولہ تعالےٰ ان اللہ
من یشاء و یہدی الیہ من اناب۔ پس اُسکے واسطے سعادت ہی بمنزلہ قولہ اہدنا الصراط المستقیم۔ علاوہ [illegible]
ختم کا بیان نہین ہی اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ و ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہم سے جن سے ایسی دعا [illegible]
پایا جاتا ہی مثلاً کہا کہ شقاوۃ او ذنبا۔ یعنی بحرف نکرہ بیان کیا اور ممکن ہی کہ آدمی اپنی عمر [illegible]
اقسام کے شرک و کفر مین مبتلا ہو پھر آخر انجام مین سعادت مقدر ہو جاوے پس ان حضرات [illegible]
بھی پناہ مانگی کیونکہ اول تو اس سے تمام نیکیان مٹ جاوینگی اور دوم جسقدر زمانہ ایسی حالت مین گزریگا [illegible]
ہو گا کہ کرورون سانس جو اُسکے واسطے نیکیان ہوتی رائگان گئی بلکہ کافر و مشرک کی ہر سانس [illegible]
کرورون برائیان نامۂ اعمال مین درج ہوئین علاوہ بریں غلبۂ عظمت و کبریائے الٰہی [illegible]

[illegible] ہوتے ہین اور بیشک اللہ تعالے عزوجل پاک بے پرواہ ہو وقد قال تعالے ان اللہ
[illegible] مین پس انکو صرف خوف کا غلبہ نہ تھا بلکہ واقعی ظہور صفت استغنار وعظمت وکبریائی کا تھا اور یہ سب بے انتہا
[illegible] مقام ہو اور خود مروی ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے جاتے تھے۔ اور حدیث صحیح مین یہ مضمون صریح ہو کہ
[illegible] مخلوق جن وانس مثل شیطان کے ہوجاوین تو اللہ تعالے عزوجل کے ملک وبادشاہت مین سے ذرہ برابر کم نہو
[illegible] سب کے سب ایسے ہوجاوین جیسا اللہ تعالے کا ایک بندہ سب سے زیادہ متقی ہو تو اسکی بادشاہت مین کچھ
نہ [illegible] جاوے پس جسکی شان عظمت وکبریائی کا یہ ادنے بیان ہو اور بیان کو طاقت کیا کیونکہ ایک ادنے مخلوق سے
[illegible] مخلوق ہوا ہو تو وہ پاک خالق کی عظمت کیا بیان کرسکتا ہو پس اُسکی عظمت وکبریائی بے قیاس بلکہ جیسا وہ پاک ہی
[illegible] کے سامنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مثل بندہ جب اپنی یہ حالت پہچانے اور پھر کہے کہ مین نے تیری عظمت نہ پہچانی اور
[illegible] حقارت نہ جانی تو بھلا کون دوسرا ہو کہ اپنی نسبت کچھ خیال کرسکتا ہو۔ علاوہ اسکے یہ امر بخوبی ظاہر ہو کہ حق سبحانہ تعالی
[illegible] مختار ہو جو چاہتا ہو کرتا ہو سب مخلوق اسی کی بنائی ہوئی ہو کوئی نہین جو اُس سے سوال کرے تو سوائے گمراہ فرقون
[illegible] کوئی عارف اہل السنۃ مین سے یہ اعتقاد نہین کرتا کہ اللہ تعالے اب مجبور و پابند ہو نعوذ باللہ تعالے عزوجل پس
[illegible] ایسی بات نہین جسپر اُسکو قدرت نہو اور اگر وہ چاہے تو ہزارون شقی کو جنت دیدے اور ہزارون جنتی کو دوزخ
[illegible] ڈالدے کیونکہ اُسکے سوائے کوئی خالق نہین اور اُسکے سوائے کسی کی مخلوق نہین ہو اور چاہے جس شخص کو موت
[illegible] دیدے اگرچہ اُسکی عمر باقی ہو اور چاہے جسکی حیات بڑھاوے اگرچہ زمانہ آگیا ہو۔ ع۔ اوست سلطان ہرچہ خواہد
[illegible] کند۔ اور حدیث صحیح مین دو بادشاہون کا قصہ آیا ہو دونون سگے بھائی مگر ایک ظالم تبہ کار اور دوسرا عادل نیکوکردار
تھا اور عادل کی عمر کا زمانہ منقضی ہوا مگر حق تعالے عزوجل نے ظالم کو موت دیدی اور یہ عادل زندہ رہا فافہم واللہ سبحانہ
تعالے اعلم۔ شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ کلبی رح نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ بندہ کے سب اقوال لکھے
[illegible] جاتے ہین یہان تک کہ جب جمعرات کا روز ہوتا ہو تو نامہ اعمال مین سے ہر ایسی چیز جسمین کچھ ثواب وعذاب نہین ہو طرح
[illegible] جاتی ہو جیسے تو نے سچ کہا کہ مین نے کھایا اور مین نے پیا اور مانند اسکے دیگر اقوال جو سچ ہون اور رہے وہ اقوال
[illegible] مین ثواب یا عذاب ہو وہ ثابت رکھے جاتے ہین۔ **مترجم** کہتا ہو کہ اس اشارہ سے یہ فائدہ معلوم ہوا کہ مباحات
اعمال سے مطروح ہونگے ولیکن اسکو تفسیر آیت سے تعبیر نہ کرنا چاہیے پھر اگر یہ بات ثبوت قطعی کو پہونچے تو اعتقاد
[illegible] وے ورنہ یہی اعتقاد ہو کہ ہر فعل وقول نامہ اعمال مین ثبت ہوتا ہو اور آیا اسمین سے کچھ طرح دیا جاتا ہو یا نہین
[illegible] اسکے لیے قطعی ثبوت چاہیے اور واضح ہو کہ یہ قول بنا برآنکہ مباحات مین ثواب نہین ہو اور یہی ظاہر حدیث ہو اور
[illegible] اسیلئے کامل الایمان آدمی مباحات سے احتراز کرتے ہین اور زیادہ تحقیق اسکی مترجم نے مقدمۂ فتاوی ہندیہ مین
[illegible] ہو واللہ تعالے اعلم۔ اور عوفی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رح سے روایت کی کہ اس سے بیان ہو ایسے آدمی کا کہ
[illegible] زمانہ تک اُس نے طاعت الٰہی پر عمل کرنے کے بعد معصیات شروع کین پھر گمراہی پر مرگیا تو وہی محو فرمایا جاتا ہو
[illegible] پھر آدمی ایک زمانہ تک معصیات کرتا رہا اور آخر مین چونکہ اسکے لیے نیکی مقدر تھی تو اللہ تعالے عزوجل کی طاعت

مرالیس وہ ثابت رکھا جاتا ہی - مترجم کہتا ہو کہ اشارہ لطیف ہو [illegible]
مین نیک کام کیے پھر اسلام لایا اور نیک کام کیے تو فضل الٰہی سے اگلی نیکیوں [illegible]
جاہلیت مین بہت معصیات کرچکا ہی وہ اگلی و پچھلی سبب پر ماخوذ ہوگا [illegible]
اُسکے اگلے گناہ چاہے جسقدر کبیرہ ہون معاف ہو جاتے ہین - سعید بن جبیر نے [illegible]
یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء و اللہ علی کل شئ قدیر یعنی جسکے لیے مغفرت [illegible]
مواخذہ ہونا چاہا اُسکے نامہ اعمال سیاہ رکھے اور اسکو سب قدرت ہی اور مترجم کہتا [illegible]
بندۂ مومن کو نزدیک فرما کر اُسکے گناہ ایک ایک اُسکو یاد دلاویگا حتے کہ وہ بہت خوف [illegible]
تیرے لیے میٹ دونگا یعنی بجاے اُنکے ثواب پاویگا - حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس شخص کی [illegible]
گیا و محو ہوا اور زندہ ثابت ہوا یہان تک کہ اُسکے مقدر موت کا وقت آوے - شیخ حافظ نے کہا کہ [illegible]
اسی قول کو اختیار کیا - مترجم کہتا ہو کہ یہ بھی اشارہ ظاہر ہوتا ہی اور حدیث صحیح مین ہو کہ [illegible]
اُسکے رزق کا دروازہ بند ہوتا ہی اور آسمان روتا ہی اور تمام حدیث انشاء اللہ تعالے تحت قولہ [illegible]
الآیۃ آویگی - اور لکھا کہ قولہ وعندہ ام الکتاب - کہا کہ یعنی حلال و حرام - اور قتادہ رح نے کہا کہ یعنی جملہ الکتاب [illegible]
اصل - اور ضحاک رح نے کہا کہ رب العالمین کے پاس کتاب ہی - اور مترجم کہتا ہو کہ حسن بصری و قتادہ رح [illegible]
کی تفسیر حلال و حرام کی بطور اصل تفسیر کے ہی اور معنی یہ ہین کہ اہل کتاب جو بعض احکام حلال و حرام مین بسبب مخالفت
توریت کے یا نصرانی بسبب مخالفت انجیل کے قرآن پاک سے منکر ہوتے تھے یا کفار قریش کہتے کہ کبھی ایک حکم آتا ہی
کبھی دوسرا تو معلوم ہوتا ہی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کہتا ہی پس یہ شبہہ دور کر دیا کہ اگلی کتابون مین [illegible]
یہ اختلاف موجود ہی اور انبیاء سابقین کے شرائع عملی ہمیشہ مختلف رہے اصل معرفت و توحید مین [illegible]
اور اہل کتاب اس قرآن پاک کے نزول سے فرحت پاتے ہین کیونکہ محض اُمی شخص [illegible]
صاف حالات و واقعات انبیاے سابقین تلاوت فرماتا ہی تو قطعی یہ احکام و معارف [illegible]
پس جب یقین ہو گیا کہ قرآن وحی آسمانی اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے صادق رسول ہین [illegible]
کہ ہر زمانہ کے لیے ایک کتاب مخصوص تھی - لکل اجل کتاب - پس ایک کتاب [illegible]
مین اللہ تعالے جو چاہتا محو اور جو چاہتا ثابت فرماتا ہی - بلکہ ایک ہی وقت مین [illegible]
دیا گیا اور اُسکے گزرنے پر دوسرا حکم مقرر دیا گیا - یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت - اور مترجم کہتا ہی [illegible]
مین مجموعہ ہین - وعندہ ام الکتاب اور اللہ تعالے علیم حکیم تمام بندون و اُنکی اہلیت کا خالق [illegible]
اسکی حکمت سے آگاہ ہی اُسی کو ہی پس اُس نے ہر ایک حکم ہر زمانہ مین [illegible]
نہین ہی کہ آج کچھ اور کل کچھ ہو بلکہ اسکے علم قدیم مین ہر ایک حکم ایک زمانہ معین [illegible]
ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ و قال سنید بن داؤد حدثنی معتمر عن ابیہ [illegible]

... سے پوچھا کہ ام الکتاب کی تفسیر فرمایئے تو کعب احبار رنے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے علم مین تھا جو وہ
... اور جو اسکی مخلوق عمل کرنے والی ہو پس اُسنے اپنے اس علم کو فرمایا کہ تو کتاب ہو جا پس وہ کتاب ہو گیا۔ ابن
... ابن عباس رض سے روایت کی کہ ام الکتاب وہ ذکر ہو شیخ سیوطی رح نے ذکر کیا کہ ابوالدردار رض سے روایت ہو کہ آنحضرت صلعم
... فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب رات کی تین ساعات باقی رہتی ہین نزول فرماتا ہو پس ساعت اولی مین ذکر کی حضوری ہو
... مین سوائے اُسکے کوئی نہین دیکھ سکتا پس جو چاہتا ہو محو فرماتا ہو اور جو چاہتا ہو ثابت فرماتا ہو الی آخر الحدیث۔ رواہ الطبرانی و
ابن ابی حاتم وغیرہما۔ واضح ہو کہ روافض نے اس آیت کو پیش کیا کہ اس سے بدا کا مسئلہ ثابت ہوتا ہو یعنی روافض کا اعتقاد ہو
کہ اللہ تعالیٰ کو کبھی ایک بات اچھی معلوم ہوئی وہ حکم ہوا پھر دوسری بات اچھی معلوم ہوئی تو پہلا حکم محو اور دوسرا ثابت کیا اور جواب
یہ ہو کہ یہ محض جہالت ہو کیونکہ علم تو اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ازلیہ ہو اسمین تغیر و تبدیل بالکل محال ہو وہ تو اپنی مخلوقات کو پیدا کرنے
سے پہلے جانتا تھا کہ او تعالیٰ جل جلالہ یہ قسم مخلوق پیدا کریگا اور ہر ہر فرد فلان فلان وقت اس اس طرح پیدا کریگا اور ہر فرد اپنی تمام عمر
مین ایسے ایسے یہ یہ کام کریگا پس نعوذ باللہ تعالیٰ وہ کبھی جاہل نہ تھا بلکہ علیم حکیم ہو ہر مخلوق کی ماہیت سے وہی آگاہ اور وہی تو اُسکا پیدا
کرنے والا ہو پس بدا کا اعتقاد بالکل کفر ہو اور آیت مین جو محو اور اثبات ہو وہ موافق علم قدیم کے اور یہ بھی مقدر و معلوم الٰہی تعالیٰ ہو
عالم الغیب والشہادۃ الکبیر المتعال۔ ف فی العرائس قولہ وکذلک انزلناہ حکما عربیا۔ جیسے سابق کتابین سریانی و عبرانی
وغیرہ مین بطریق وحی و رسالت نازل ہوئین کہ توحید و معرفت یکسان تھی اور اعمال ہر امت پر بحسب مشیت و علم الٰہی مختلف تھے
جہانتک جس امت کو ثواب و کشف دینا چاہا پس اسی طرح یہ قرآن عظیم حکم عربی نازل فرمایا۔ اور شیخ نے اشارات مین لکھا
کہ یہ حکم وہ ہو جو ہم نے ازل مین دیا یعنی قدیم ہو کہ تو ای رسول عربی صلعم تمام خلق سے اشرف اور قرآن عربی تمام کتب سے اعلی ہو
اور ہم نے تجھکو استعداد دی کہ متصف بخلق عظیم ہوا یعنی بقرآن عظیم اور بحکم قولہ مازاغ البصر وما طغی۔ تو نے سوائے دیدار قدم کے
کسی طرف التفات نہ کیا پس یہ توحید عربی ہو ہم نے نازل فرمایا کہ تیری امت تیرے خلق سے متصف ہو۔ بعض نے کہا کہ احکام
عرب کے سخاوت و شجاعت ہو۔ حسین بن الفضل نے کہا کہ عرب قیافہ مین منفرد ہین پس حکم قیافہ کی تصحیح ہوتی ہو قال المترجم
یہ حکم شاید بر بنائے شافعیت ہو ورنہ حنفیہ کے نزدیک شرعی احکام مین قیافہ کا اعتبار نہین ہو لیکن اطمینان خاطر کے لیے
موافق ظاہر کے ہو تو مضائقہ نہین چنانچہ مدلجی قائف نے جب اسامہ رض وغیرہ کے خالی قدم ... دیکھکر کہا تھا کہ ہذہ الاقدام
بعضہا من بعض تو آنحضرت صلعم خوش ہوئے اور حضرت ام المومنین صدیقہ رض ... سے بیان کیا پس یہان ظاہری حال بھی
نسب کا یہی تھا اور قائف نے بھی یہی کہا اور طعن کرنا خلاف ظاہر ہو اور شاید کہ آنحضرت صلعم اس بات پر خوش ہوئے ہون
کہ ... مین ایسے لوگ ہین جنکو باطنی ادراک ایسا دیا گیا ہو پس معرفت الٰہی مین انکو نافع ہوگا واللہ اعلم کیونکہ اہلی حالت
... کو علم انکشاف و معرفت سے حاصل ہو سکتی تھی اور جب لوگ آپ سے سوالات کرتے تو ایک نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
میرا باپ کون ہو آپ نے فرمایا کہ حذیفہ حالانکہ لوگ طعن کرتے تھے اور بہتان لگاتے تھے پس انھون نے جا کر اپنی مان سے
کہا انھون نے کہا کہ ... لڑکا ہو اگر خدا نخواستہ کوئی اور بات ہوتی تو مجھے فضیحت ہونا پڑتا کیونکہ زمانہ جاہلیت
مین عورتون کی کیفیت مثل ... کے تھی لیکن انھون نے کہا کہ ای مان اگر آنحضرت صلعم مجھے کسی حبشی غلام سے لاحق

Marfat.com

کرتے تو مین اُسکے ساتھ لاحق ہوجاتا۔ مترجم کہتا ہی کہ سبحان اللہ کیا سچا یقین اور کسقدر اپنے نفس [illegible]
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ قولہ تعالی ولقد ارسلنا رسلا من قبلک الآیہ۔ اسمین آنحضرت صلعم کی تسکین [illegible]
قرب مین اولاد وازواج مانع نتھے بلکہ معین تھے اور اگر تو یہ بیان نہوتین تو کیشتی ہواے ازل [illegible]
سے معلوم نہوتا اور دیکھتا نہین کہ کیونکر یا حمیرا یعنی صدیقہ عائشہ رضہ کو مخاطب کیا اور انکی بات یہ تھی کہ حق [illegible]
حبیب رسول صلعم کو مخلوقات کے درمیان باقی رکھے تاکہ مخلوق پر رحم فرماوے اور اُنکے گناہون سے [illegible]
برکت سے انکو عذاب نہ کرے لقولہ تعالی ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم۔ واضح ہو کہ اس آیت سے جاہلون [illegible]
فرمایا کہ جب اللہ تعالے عزوجل کسی بندے کو ولی وصدیق بناتا ہی تو بشری احکام بجالانے وازدواج واولاد [illegible]
کچھ مضر نہین ہوتا اگرچہ تمام دنیا اسکو دیجاوے۔ محمد بن الفضل رح نے کہا کہ اسمین مدح ہی کہ ہم نے انکو ازواج واولاد عطا
فرمائین مگر یہ شغل اُنکو اداے رسالت وقیام بنصیحت واظہار شریعت سے مانع نہوا۔ کہا جاتا ہی کہ جو شخص اللہ تعالی عزوجل
کے ساتھ مشغول ہوا اُسکو کثرت عیال وتراکم اشغال کسی حال مین مضر نہین ہوتا۔ پھر حق تعالے عزوجل نے بیان فرمایا کہ انبیا
کے معجزات واولیا کی کرامات اُنکی تاثیر واختیار سے خارج ہین اور اسمین مخلوق کا کچھ دخل نہین ہوتا لقولہ ماکان لرسول ان
یاتی بآیۃ الا باذن اللہ الایہ۔ مریدون کے خیالات اس سے میٹ دیے کہ مجاہدہ وریاضت بغرض کشف وکرامت کیا کرین اور یہ
بیان کردیا کہ یہ سب امور بوقت مقدر وبوجہ مقدر معلوم ہین لقولہ لکل اجل کتاب۔ اسمین اشارہ ہی کہ جو شخص ازل مین برگزیدہ ہو وہ
اپنے مراتب ومقامات کو وقت سے پہلے نہین پاتا اور مقام اپنے وقت مقدر پر ملتا ہی پس استقامت چاہیے وقد قال تعالے ولما
بلغ اشدہ آتیناہ حکما وعلما الآیہ۔ اور ہر کشف صفت کے لیے مراد الہی کے موافق یہ صفت ہونا چاہیے کہ قلب سے محو صفات بشریت ہو
اور اثبات صفات عبودیت ہو اور نور ربوبیت سے عرفان ہو۔ اور نیز اشارہ ہی کہ معرفت ربوبیت وظہور عبودیت اور نعمت
وہلیت کے لیے علم الٰہی مین موافق حکم ازل کے ایک مقرر وقت ہی اور یہ بات اُسی وقت پر ہوتی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ دیکھو شیخ رح نے
اس معنی کو آیت کے اشارات مین داخل کیا اور یہ تائید صریح اس بیان کی ہی جو مترجم نے تفسیر مین ذکر کیا ہی والحمد للہ علی ذلک۔
حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے اشارہ مین کہا کہ دیدار کا ایک وقت ہی۔ شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ ہر علم کے واسطے بیان ہوا اور
ہر زبان کی عبارت اور ہر عبارت کا طریقہ اور ہر طریقہ کا آدمی پس جو آدمی کہ ان احوال مین تمیز نہ رکھتا ہو اُسکو معارف وحقائق مین
گفتگو نہ کرنا چاہیے اور واضح ہو کہ اشارہ کا مفہوم یہ ہی کہ حق تعالے جل شانہ نے ازلی دو صفات سے آگاہ فرمایا ہی اور وہ دونون
صفت ارادہ اور علم ہی یعنی ہر ارادہ کے لیے قضاء وقدر نافذ کرنے مین ذات باری تعالے مین علم ہی کہ امور [illegible]
جس امر کے وقوع کا ارادہ فرمایا وہ کس کیفیت سے واقع ہوگا پس کتاب تو علم ذات ہی ارادہ اُسکے علم مین جو چاہتا [illegible]
اور جو چاہتا ہی قضاء وقدر سے محو فرماتا ہی پس کتاب جیسی تھی ویسی باقی رہتی ہی اور ارادہ جیسا تھا ویسا باقی رہتا [illegible]
حق مین قضاء وقدر بعلم وارادہ متغیر ہوتے ہین کما قال تعالے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت۔ اور واضح ہو کہ بندگان حق تعالی [illegible]
کہ اپنے ارادات علم سے خارج ہون پس او تعالے بارادہ قدیمہ نفس سے صفات بشریہ محو اور صفات [illegible]
اور اہل محبت سے معارضۂ امتحان محو اور نور ایقان کی حقیقت مثبت فرماتا ہی اور اہل عرفان کے [illegible]

Marfat.com

...اشارہ ہو کہ لوح عقل سے انکار دور اور اذکار ثابت فرماتا ہو اور قلوب سے علم حادث... فرماتا ہو اور جاننا چاہئے کہ اشارات ہین کہ ایمان با یات وخطرات کو محو اور انوار صفات واستقامت کو مثبت کرتا ہو... فنا کو بقا پر غلبہ اور حق ابد سے بقا کو فنا پر غالبہ بظہور نور ذات وانوار صفات سے مقام تحیر بتوحید ہو... صفات کی کتاب مقدر ذات کی ام الکتاب افعال وصفات مین اور صفات کی ذات مین اور سب کا مبدء ومرجع... ذات وصفات محو واثبات سے پاک ہو واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بعض بندون کو حق تعالے عزوجل نے انکے نفوس... کیا یا تو انکی ذات کیا بلکہ ربوبیت سے بھی فنا ہوئے اور بعض کے قلوب پر مشاہد حق سبحانہ تعالے عزوجل کا... جل شانہ کے کچھ نہ دیکھے اور بعض پر ظلمات مشاہد کا تراکم ہو کہ ہمیشہ اپنے رب سے غائب ہین۔ ذوالنون... خواص عباد کے حق مین اور متوسط درجہ والون کے حق مین آیا اور ایک تیسرا درجہ عوام کا بیان فرمایا جو قبضہ عبودیت... ہین اور ہمیشہ غائب ہونے والے ہین وہ سوا ے مومنین کے ہین۔ شیخ سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قضاے مبرم... کتاب ہے جس مین کمی بیشی نہین اور اسباب مین محو واثبات ہو شیخ استاد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مشیت کا تعلق صرف حدوث سے ہوتا ہو اور ایسی حدوث کے اوصاف سے محو واثبات ہو اور کلام آلہی وعلم وارادہ جو اُسکی صفات قدیمہ متعالیہ ہین انین کچھ محو و اثبات کو دخل نہین ہو بلکہ صفات فعل مین محو واثبات ہوتا ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ کلام لطیف ہو آیا نہین دیکھتے کہ ہر مخلوق طفل وشباب وجوانی وپیری وموت سے متغیر ہوتا ہو حالانکہ ہر حال مین تعلق بقا بصفت فعل آلہی ہو کیونکہ خود اسکو کسی حال مین بقا نہین ہو حالانکہ صفت کو کچھ تغیر نہین اور نہ ممکن ہو ایسے ہی محو واثبات مین کوئی اشکال نہین فافہم پھر باعجاز قرآنی زوال کفر اور ازدیاد اسلام سے آگاہ فرمایا

وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ

اور اگر ہم تجھے دکھلاوینگے بعضی بات جسکا ہم انکو وعدہ دیتے ہین یا ہم تجھے وفات دیدینگے پس تجھ پر تو یہی ہو کہ تو انکو حکم پہونچاوے

وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا

اور ہمارے ذمہ ہو انکا حساب ہو کیا اُنھون نے نہ دیکھا کہ ہمارا حکم آتا ہو زمین پر اُسکو ہم کم کرتے ہین اُسکے اطراف سے

وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ

اور اللہ حکم دیتا ہو کوئی توڑنے والا نہین اُسکے حکم کا اور وہ جلد حساب کرنے والا ہو اور ضرور مکر کیا تھا اُن لوگون نے

مِن قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ

جو اُن سے پہلے تھے سو اللہ ہی کے لیے ہو کر سب کا سب وہ جانتا ہو جو کماتا ہو ہر نفس اور عنقریب جانینگے

الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ

کافر کہ کسکے لیے ہو آخرت کا گھر اور کہتے ہین وہ جو کافر ہوئے کہ تو نہین ہو بھیجا ہوا کہدے

كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝ ع ۶

کافی ہو اللہ گواہ میرے اور تمھارے درمیان اور وہ جسکے پاس ہو علم کتاب کا

Marfat.com

ہول مین کافرون کے حق مین وعدہ دیا کہ لہم عذاب فی الحیوۃ الدنیا- اور فرمایا و لانزال [illegible]
یہان اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور کافرون کو تہدید فرمائی یا بن طور کہ [illegible]
جو خلق پیدا فرمائی اور جو کچھ اُنکے اعمال ہونگے سب وہ جانتا ہے- وَإِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ [illegible]
تجھکو دکھلا دیا- بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ بعض وہ واقعہ جو ہم کافرون کو وعید [illegible]
اور اہل الکفر خوار ہونگے- أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ یا ہم تجھے وفات دینگے قبل دکھلانے کے [illegible]
عَلَيْكَ الْبَلَاغُ کیونکہ تجھپر تو یہی واجب تھا کہ تو ہماری توحید و احکام انکو پہونچا دے بس تو نے [illegible]
الْحِسَابُ اور محاسبہ لینا انکا کہ جنھون نے نہ مانا و کفر کیا وہ ہمپر ہے اور حاصل یہ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
تیرا فرض منصب یہی ہے کہ تو انکو ہماری رسالت پہونچا دے اور باقی تجھپر یہ نہین کہ جو کوئی ہمارے ساتھ شرک [illegible]
انکو تو عذاب دیوے بلکہ یہ ہمین پر مخصوص ہے اور جیسا ہم نے حکم دیا وہ ضرور ہوگا اور اسکا وقت دنیا و آخرت مین [illegible]
و معلوم ہے بس جو کوئی عذاب ایسے وقت انپر ہوا کہ تو اسوقت زندہ ہے تو دیکھ لیگا اور جو اسکے بعد ہوا تو اپنے وقت [illegible]
واضح ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رحمت الٰہی تھے حتے کہ ظاہری عذاب استیصال سے آپ کی برکت سے کفار بھی [illegible]
گئے اور یہ بھی واضح رہے کہ کفار عرب و قریش مین سے سوائے چند بدبختون کے جو دنیا مین طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کیے گئے
باقیون کے حق مین ایمان و سعادت مقدر تھی بس بدبخت اشقیاء جو عذاب مانگتے تھے وہ کیونکر نازل ہوتا جبکہ انمین بہت
سے اہل سعادت موجود بلکہ اشقیاء کے اصلاب مین نطفۂ اہل سعادت موجود تھے لہذا اللہ تعالے عز و جل نے معجزات عقلی
و آیات سے سمجھایا اور فرمایا- أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ کیا وہ نہین دیکھتے کہ ہم آتے ہین زمین پر یعنی ہمارا
حکم جاری ہوتا ہے کافرون کی زمین پر اسطرح کہ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ہم اسکو کم کرتے ہین اُسکے اطراف و
جوانب سے- یعنی کسطرح ہم نے اوقات پر مقدر فرمایا ہے کہ آہستہ آہستہ کفر کی زمین فتح ہو کر حوزہ مسلمین مین داخل ہوتی جاتی ہے
اسمین اول تو کافرون کی مقہوری و مجبوری بیان فرمائی کہ ہم نے اسلام کے اقبال و ظہور توحید کا حکم دیدیا ہے کسی طرح نہین
مٹ سکتا- وَاللَّهُ يَحْكُمُ اللہ تعالے عز و جل حکم دیتا ہے جو چاہتا ہے- لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ کوئی بھی ایسا نہین
جو قصد کرکے اُسکے حکم کو پھیر دے یا میٹ دے بس کافر لوگ نہین دیکھتے کہ برابر یہ حکم بڑھتا چلا جاتا ہے جسطرح [illegible]
و شرک کی مجال نہین کہ اسمین کچھ کرسکے- دوم اسمین اہل ایمان کے صدق اور منافقون کے کذب کا امتحان تھا سوم [illegible]
تقوے و فناے دنیا سے آہستہ آہستہ کمل ہو کر داخل دار القرار و قرب مزید و نعمت لازوال ہوتے جاتے [illegible]
اصلاب سے نطفہ ہاے سعادت پیدا ہوتے جاتے اور پھر راس الکفر خواری و ذلت و عذاب و تباہی [illegible]
اور پنجم تمام زمین دوسرون کے فتوحات مین یکبارگی نہین دی کہ قریش کی ریاست بحکم الائمۃ من قریش- [illegible]
توحید و معارف جو اصل مقصود تھا اُس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کامل و مکمل ہوتے جاتے اور عرب [illegible]
حاصل کرتے جاتے تھے حتے کہ یدخلون فی دین اللہ افواجا- کا وقت آگیا- [illegible]
تمام زمین عرب یہ بتون کو لیے ہوئے دشمنی پر آمادہ اور ہر طرح تخریب کے درپے ہو [illegible]

[illegible] جاوے اور حوزۂ اسلام مین داخل ہوتی جاوے پس برابر یہی ہوتا جاتا ہو تو کیا یہ کافر لوگ [illegible] وعدہ دیا اپنے رسول و مومنون کو کہ اسلام ظاہر ہوگا ولو کرہ المشرکون اگرچہ مشرک بڑے بُرا [illegible] جبیر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا کہ [illegible] ایک جماعت مفسرین سے مروی ہو اور بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے [illegible] کیا اور یہی واحدی و رازی وطبری نے اختیار کیا اور دیگر اقوال کو بطور اشارہ قرار دینا ممکن ہو پس اشارہ اسمین [illegible] زمین کو اشراف بندون اور نیکون سے خالی اور خراب فرما کر اپنے وقت پر قیامت سے نہ وبالا فرماویگا چنانچہ ابن عباس رض [illegible] من اطرافہا زمین کو اُسکے اطراف سے ناقص کرنا علماء وفقہاء و نیک بندون کی موت دینے سے ہو۔ مجاہد رح سے [illegible] مانند مروی ہو قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اطراف یعنی اشراف ہوا اور لغت عرب مین مرد کریم کو الطرف بولتے ہین جیسا کہ ابن الاعرابی نے نقل فرمایا ہو۔ اور قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ قول تفسیر ہونا بعید ہو کیونکہ آیت کریمہ سے تو یہ مقصود ہو کہ ہم کافرون کو اُنکے امر مین نقصان دکھلاتے جاتے ہین اور کچھ اُنکے بتون سے نہین ہوسکتا تاکہ انکو شرک کے باطل ہونے کا یقین ہو اور جان جاوین کہ فی الفور عذاب نہ آنا اور اسمین تاخیر ہونا کسی عاجزی کی وجہ سے نہین ہو۔ اور ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و شعبی و عطاء و ایک جماعت سے مروی ہو کہ یعنی ہم زمین کو خراب و اُسکے لوگون کو ہلاک کرتے ہین پس خوف نہین کرتے کہ اُنکے ساتھ یہی کیا جاوے۔ اور یہ بمانند قولہ تعالے ولقد اہلکنا ما حولکم من القرے الآیہ ہو اور یہی ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا کذا قال ابن کثیر اور کہا کہ اول قول بہتر ہو یعنی مراد اس آیت سے مسلمین کا غالب ہونا مشرکین پر رفتہ رفتہ گانوٗن گانوٗن لے کے۔ اور دیگر معانی مانند علماء کے موت دینے اور پیداوار کی کمی و برکات زائل کرنے وغیرہ کے تو آیت کی دلالت و اشارت ہو اور مسلمین کا مشرکون پر غالب ہونا جس سے انہین کے سرغنہ ہلاک ہون اور رومی لوگ ذلت مین رہین یہ بھی ایک قسم کا دنیاوی عذاب ہو ولہذا قال تعالے۔ **وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ** اور اللہ تعالے عزوجل سریع الحساب ہو یعنی ای محمد صلعم تجھپر رسالت پہونچانا فرض تھا اور انکا حساب ہمپر ہو اور ہم نے جو انکو بحالت کفر عذاب کا وعدہ دیا پورا کرینگے اور تاخیر تو کفار لوگ خیال کرتے ہین حالانکہ اللہ تعالے عزوجل سریع الحساب ہو اور یہ انکی نفوس کا ایک مکر ہو جسمین وہ بسبب قہر آلہی کے مبتلا اور اپنے نفوس کے مکر سے غافل ہین۔ **وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ** اور البتہ مکر کیا تھا انسے پہلے والون نے یعنی رسولون کی رسالت سے انکار کیا اور عذاب آلہی پر خوف نہ لائے اور اپنے خیالات مین بتون وغیرہ کو سفارشی اور حق تعالے کو غافل جانا اور رسولون کو جھٹلایا اور انکو اپنے ارادون سے ایذا پہونچانی اور نکالنا چاہا جیسے نمرود نے حضرت ابراہیم سے اور فرعون نے حضرت موسے علیہ السلام سے اور یہودیون نے حضرت عیسے علیہ السلام سے **فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا** یعنے اُنکے نفوس کے مکر کی کچھ تاثیر نہین ہو بلکہ اُنکے افعال مکر کا نتیجہ وہ ہوتا ہو جو اللہ تعالے عزوجل چاہے اور حق تعالے عزوجل آخر کار اہل تقوے کو فتح و نصرت دیتا ہو اور کافرون کو ہلاک و عذاب مین گرفتار کرتا ہو پس کافرون نے کیا چاہا اور اسکا کیا نتیجہ [illegible] واسطے فرمایا کہ مکر سب کا سب اللہ تعالے عزوجل کے اختیار مین ہو یعنی تاثیر کسی فعل کی ہو اُسی کے قبضہ مین ہو تو اُنکے [illegible] نہین ہو حالانکہ انکو شعور نہوا اور مکر کے یہی معنی ہین کہ ایسے طریقہ سے بُرائی پہونچانا کہ خبر نہو پس اللہ تعالے نے [illegible] کافرون کو جو رسولون کی نیک نصیحت کا بدلا اُنکے ساتھ بُرائی چاہتے تھے اپنی تاثیر سے انھین کے حق مین کردیا کیونکہ وہ

علیم خبیر ہو۔ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ہر نفس جو کچھ کماتا ہو اُسکو وہ جانتا ہو ...
نیکی کے عوض اُنکے ساتھ بدی چاہی پس خالق علام الغیوب نے اُنکے فعل کا بدلہ ...
مکر مین ہلاک ہو گئے۔ اور واضح ہو کہ جس شخص نے رسول و کتاب الٰہی سے انکار کیا ...
زندہ ہو یا نہو اگر زندہ ہوا اور اُسکے ساتھ جسمانی آزار دینا چاہا تو وہ جسمانی عذاب مین پڑا ...
آوے اور یہ عنقریب ہو وقال تعالے۔ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ اور ...
جاوینگے کہ عقبے کا گھر دائی راحت بے قیاس کس کے لیے ہو۔ حدیث صحیح مین ہو کہ جب مشرکین ...
اور قلیب مین اُنکے مردے ڈالے گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو خطاب کیا کہ ہم سے جو ہمارے ...
ہم نے پایا اور تمکو جو عذاب کا وعدہ دیا تھا وہ تم نے پا لیا۔ کما فی البخاری اور افسوس ہو کہ یہ اسوقت ...
وہ عذاب برابر باقی رہیگا نعوذ باللہ من عذاب القبر و عذاب الآخرہ۔ حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ...
کی تعلیم پر آدمی ذرا غور کرے تو یقین جانے کہ عین فائدہ کے سوا کچھ لگاؤ خود غرضی کا نہین ہو ولیکن محض انکار کر ...
اور یہ عذاب اُٹھاتے ہین۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا اور کہتے ہین وہ لوگ جنہون ...
کیا کہ تو بھیجا ہوا رسول نہین ہو حالانکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم جس شان و حال و تعلیم توحید و عجائب آیات و دلائل صفات ...
ساتھ مع معجزات و آیات مبینات مبعوث ہوئے تھے اسمین کچھ بھی انکار کی مجال نہ تھی۔ قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا کہدے ...
کافی ہو اللہ تعالے عزوجل شاہد۔ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ میرے اور تمھارے درمیان وَمَنْ عِنْدَهُ
عِلْمُ الْكِتَابِ اور وہ شخص جسکے پاس علم الکتاب ہو۔ پس جو کوئی سابق کتب آسمانی مثل توریت و انجیل کا عالم ہو
وہ صاف گواہی دیگا کہ بیشک اللہ تعالے کی توحید تمام پیغمبر لائے اور وہ یہی ہو جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم تعلیم فرماتے ہین اور ...
وحی و ظہور رسالت یون ہی ہوتا ہو جیسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا اور انکا ذکر مع حلیہ و صفت کے اگلی کتابون مین ...
اور جندب رضی اللہ عنہ سے واقعہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ مین مروی ہو کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور قوم ...
سے کہا کہ مین تمکو اللہ تعالے عزوجل کی قسم دلاتا ہون کہ تم جانتے ہو کہ میرے حق مین یہ آیت اُتری ومن عندہ علم الکتاب۔ بولے
کہ ہان قسم ہو اللہ تعالے جل شانہ کی الی آخر القصہ۔ اور اسمین تامل کیا گیا کہ سورت مکیہ ہی اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ...
مین اسلام لائے ہین اور مترجم کہتا ہو کہ اسکے دو جواب ہو سکتے ہین اول آنکہ اللہ تعالے جل شانہ نے مشرکین ...
کہ علماے توریت و انجیل سے نبوت سابقین اور صفات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت لے تو جسکو انکار ...
ہوسکتا اور انہین عبد اللہ بن سلام اصل ہین۔ دوم یہ کہ یہ آیت مدنیہ ہی اور تیسرا جواب شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ...
ولیکن مین اُنکی پوری تفسیر و آخرین جواب نقل کرتا ہون۔ قال الحافظ۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ آیت عبد اللہ بن سلام
رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئی۔ اور یہ قول غریب ہی کیونکہ آیت مکیہ ہی اور اسلام عبد اللہ اول قدوم ...
وہ ہو جو عوفی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ یہ لوگ ...
لفظ من عندہ۔ باعتبار لفظ کے مفرد ہو اور باعتبار معنی کے جمع ہو۔ ...

Marfat.com

...بن جبیر پس تاویل کو حرف من سے پڑھتے اور عندہ کو مجرور یعنی اور اسی کے پاس سے ہے علم الکتاب
...کیونکہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے اپنی شہادت پر کفایہ کیا اور بیان فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ شاہد ہو کہ
...رسول ... الکتاب یعنی لوح محفوظ سے علم قرآن اُسی کے پاس سے ہے۔ یہی قراءت مجاہد و حسن بصری کی ہے اور لکھا کہ
...یہ یعنی کلام علمائے توریت وانجیل کو شامل ہے جنکے پاس پرانی کتابون مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اگلے
...کی بشارات سے موجود تھی کما فی قولہ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوراۃ والانجیل الآیہ وفی قولہ
...لم یکن لہم آیۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل الآیہ۔ یعنی کفار عرب کے لیے یہ نشانی کافی نہوئی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو علمای بنی اسرائیل
یقین جانتے ہین۔ اور لکھا کہ حدیث الاحبار مین عبد اللہ بن سلام سے روایت آئی ہو کہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ قبل ہجرت کے مکہ مین
ایمان لاچکے تھے چنانچہ دلائل النبوۃ مین جو جلیل الشان کتاب ہے امام حافظ ابو نعیم اصبہانی نے فرمایا ہے کہ حدثنا سلیمان بن احمد الطبرانی
حدثنا عبدان بن احمد حدثنا محمد بن مصفی حدثنا الولید بن مسلم عن محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ
قال للاحبار الیہود انی اردت ان احدث بمسجد ابینا ابراہیم واسمعیل عیدا الے آخرہ یعنے محمد بن حمزہ نے اپنے باپ کے
واسطہ سے اپنے دادا یوسف سے جو عبد اللہ بن سلام کے بیٹے ہین روایت کی کہ عبد اللہ بن سلام نے احبار یہود سے کہا کہ
مین چاہتا ہون کہ اپنے دادا حضرت ابراہیم واسمعیل علیہما السلام کی مسجد یعنی خانہ کعبہ کی مسجد الحرام مین عید کرون پس مدینہ سے
روانہ ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ مین آئے دیکھا کہ لوگ حج سے واپس ہوئے ہین اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو پایا کہ لوگ گھیرے ہوئے ہین پس جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکو دیکھا تو فرمایا کہ تو عبد اللہ بن سلام ہے
کہا کہ مین نے عرض کیا کہ ہان پس فرمایا کہ میرے قریب ہو پس قسم دلائی کہ اے عبد اللہ سچ کہہ کہ کیا تو مجھے توریت مین رسول اللہ نہین
پاتا ہے مین نے عرض کیا کہ آپ ہمارے رب تبارک تعالے کی صفت فرمائیے تو کہنا چاہتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
آکر کہا کہ سورۂ اخلاص پڑھ دے پس آپ نے قل ہو اللہ احد اللہ الصمد آخر تک پڑھی پس عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ مین شہادت
ادا کرتا ہون کہ لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ پھر عبد اللہ بن سلام مدینہ واپس آئے اور لوگون سے اپنا اسلام مخفی رکھا
پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کو ہجرت کر کے تشریف لائے تو اسوقت مین اپنے ایک خرما کے درخت پر چڑھا ہوا تھا
پس خوشی مین کود پڑا تو میری مان بولی کہ اگر موسے بن عمران ہوتا تو درخت پر سے تجھ سے نہ کودا جاتا مین نے کہا کہ ہان واللہ مجھکو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے مین موسے بن عمران سے زیادہ خوشی ہے۔ قال الحافظ ہذا غریب جدا **ف**
...قولہ اولم یروا انا ناتی الارض الآیہ۔ ظاہری تفسیر اس آیت کی معروف ہے کہ بلاد کفر کو اسلام کے لیے فتح فرمایا اور
...ہے کہ جب اللہ تعالے عزوجل اپنے جلال سے کسی عارف بندہ کی زیارت چاہتا ہے تو ذات وصفات سے
...تجلی فرماتا ہے اور آثار اس تجلی کی عظمت وکبریائی کی صفت سے زمین پر واقع ہوتے ہین پس اُسکی ہیبت وجلال سے
...مین سمٹ جاتی ہے یہان تک کہ رائی کے مثل ہوجاتی ہے اور یہ امر خلق سے پوشیدہ ہوتا ہے وقد قال تعالے واشرقت الارض
...اسکو دیکھتے تو فرحت سے اڑ جاتے۔ اور اسمین اشارہ ہے کہ اولیا کی موت سے کم کرتے ہین کیونکہ اولیاء
...مین ہوتے ہین جب کوئی مرا تو طرف مین نقص ہوا اور تو نہین دیکھتا کہ حدیث مین آیا ہے کہ آخر زمانہ مین

صاحب موافق نہو گا مگر اطراف زمین مین اور ہر ایک کے لیے ہر روز سو شہید کا ثواب ہوگا [illegible] کہ زمین خراب کرے تو اولیا کو اپنے پاس جگہ دیگا تاکہ پیچھے سب زمین والے ہلاک ہون [illegible] عافیت مین رہتے ہین اور یہ بسبب غیرت الٰہی تعالےٰ عزوجل کے ہی جسکا کوئی دفعیہ نہین ہی [illegible] علی رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اہل ولایت کے جانے سے زمین خراب ہو گی پس متواتر انپر مصیبتین طاری [illegible] فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جو اللہ تعالےٰ کے بندون کو نصیحت کرتے اور انکو اللہ تعالےٰ عزوجل کی بندگی [illegible] مرینگے تو لوگ بھی مردہ ہوجاوینگے شیخ ابوبکر شاشی رح نے کہا کہ اللہ تعالےٰ آخر زمانہ مین مذاق بہت [illegible] دور کردیگا۔ ابن عطا رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ احکام الٰہی اسکی مخلوقات پہ جاری ہین خواہ کوئی خواہش ہو یا [illegible] کے ہون یا ضرر کے ہون۔ جو اس نے حکم دیدیا اسکا کوئی توڑنے والا نہین ہی اور جسکو اس نے گمراہ کیا اسکا کوئی [illegible] اور استاد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اہل اشارہ و اولیاء اس سے اہل معرفت کی موت سمجھتے ہین حتے کہ مسترشد آویگا اور کوئی نہ پاویگا جو اسکو راہ بتلادے۔ قولہ تعالےٰ فللہ المکر جمیعا۔ ہر ایک مکر اپنی حد تک منتہی بلا اثر ہی اور اوتعالےٰ ہر نفس کی [illegible] ہی پس وہی ہوتا ہی جو وہ چاہے باقی سب ساقط ہی اور ہر قوم کا مکر ہی پس مریدین کے لیے اعمال طاعات کو مزین کیا [illegible] انکو مسرور ہی اور یہ مکر ہی اور محبین اپنی وجد مین مسرور اور مکور ہین کہ آگے نہین بڑھتے اور عارفین کے ساتھ مکر یہ ہی کہ [illegible] اسیر قانع ہوئے اور گمان کیا کہ آگے نہین ہی ہم واصل ہوگئے اور موحدین کا مکر یہ ہی کہ انکو دریاے بقا مین غرق کرد[illegible] اور ابدی مشاہدہ مین کبھی انپر فنا نہین جو نکرت ہو اور جو کوئی دریاے نکرت مین غرق ہوا تو رجوع بقا سے پاس ہوا [illegible] سب اسکے مکر مین ہین حیلہ جوئی کرتے ہین کہ اس سے نکل جاوین مگر بغیر اسکے مکر کے نہین نکل سکتے ہین۔ شیخ حسین رح نے کہا کہ حق تعالےٰ عزوجل کے مکر سے واضح تر کوئی مکر نہین ہی کیونکہ بندے وہم مین ڈالے گئے کہ ہمکو کسی حال مین اسکی طرف [illegible] اور حدوث کو قدیم کے ساتھ اقتران ہی حالانکہ حق تعالےٰ عزوجل تمام مخلوق سے بائن ہی اور اسکی صفات بالکل پاک ہین اگر مخلوق نے یاد کیا تو اپنی ذات کے لیے اور اگر شکر کیا تو اپنی ذات کے لیے اور اگر اطاعت کی تو اپنی نجات کے لیے اس سے حق عزوجل پاک ہی کیونکہ وہ غنی قہار ہی۔ ابن عطا رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ حقیقی مکر وہ ہی جو حق تعالےٰ عزوجل چاہتا ہی وہی ہوتا ہی قولہ تعالےٰ قل کفے باللہ شہیدا بینی وبینکم الآیہ۔ اسمین ایک عجیب اشارہ ہی کہ اگر کوئی شاہد طلب کرتے ہو تو دیکھو کہ مین مظہر جمال حق عزوجل ہون پس عین حقیقت سے نظر کرو تو جمال و جلال حق سبحانہ تعالےٰ دیکھو اور نیز اسکے شاہد اولیاء و صدیقین ہین جنکو علم ذات و صفات مکشوف ہوا اور تصدیق اسکی اشارہ قولہ علیہ السلام من رآنی فقد رأی الحق ومن عرفنی عرف الحق جس نے مجھے دیکھا حق دیکھا اور جس نے مجھے پہچانا حق پہچانا۔ نیز کلام کتاب مین اشارات اور رموز [illegible] انکا علم پایا اس نے دقائق اسرار ملکوت و جبروت کو پایا اور جس نے فہم خطاب کو بلا واسطہ [illegible] محقق ہوا اور رسول سفیر حق بخلق ہی اسکی زبان عموم عجائب علوم الٰہیہ ہی اور زبان خصوص [illegible] کی زبان صفات و غیب الغیب کا بیان ہی اور اولیاء اسکی آیت ہین وقال علیہ السلام [illegible] اور اسکی زبان عموم علم مقامات مین صدق و اخلاص و فرق الہام و وسواس [illegible]

Marfat.com

[illegible] علم اُسی سے ہی اور سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ علم الکتاب عزیز اور اسپر عمل زیادہ عزیز ہی اخلاص
عزیز اور اسپر عمل [illegible] مشاہدہ عزیز اور اُسپر موافقت اعز ہی اور انس عزیز اور آداب انس اعز ہین فافہم - مترجم کہتا ہی کہ
[illegible] اس سورہ رعد کا مدار یہ ہی کہ کتاب مجید حق ہی اور اسمین جو کچھ نصائح و مکارم اخلاق و علوم صفات کا بیان ہی
اُس سے آدمی کو دنیا و آخرت کی زندگی بھلائی کے ساتھ حاصل ہی اور سعید وہ ہی جس نے اُسی کو مضبوط پکڑا اور شقی وہ ہی جس نے
اُس سے اعراض کیا اور استقامت زعمل ہی اور موت تک حد ہی اور دنیا ایک محل امتحان درمیان زندگانی بقا کے ہی جس نے
یہان جہل کیا وہ مردہ عذاب مین گمراہ ہی اور جس نے یہان زندگی پائی وہ زندہ جاوید ہی خفاجی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ
الٰہی ہمکو بھی ایسا کر دے کہ ہم تیری ہی کتاب سے تمسک کرین اور اسی کی ہدایت پر چلین کہ گمراہ نہون - مترجم کہتا ہی کہ
اس سورہ مین ہر مقام پر بے انتہا علوم خزانہ غیب سے عجائب زبان عربی مین مذکور ہین اور جو کچھ بیان ہو وہ سمندر مین سے ایک
قطرہ ہی اور اولیاء الٰہی و مفسرین صالحین کیونکر زبان سے ادا کرین جبکہ ہم عوام لوگ ظاہری علوم کے فہم سے عاری ہین اللھم
اجعلنا من عبادک المؤمنین وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین

سورۃ ابراھیم مکیۃ وھی اثنتان وخمسون آیۃ

شیخ مفسر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مکیہ ہی باستثناء قولہ الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا دو آیت تک - اور اسکی
آیات کا شمار پچاس پر ایک یا دو یا چار یا پانچ زائد ہی - اور بیضاوی رح نے صرف اکاون ذکر فرمائی ہین اور مکیہ ہونا بیضاوی
و سراج و ابن کثیر وغیرہ سب مین مذکور ہی اور یہی ابن عباس و زبیر و جابر بن زید و قتادہ و عکرمہ و حسن وغیرہم سے مروی ہی اور
بعض نے بجاے دو آیت کے تین آیات کو مستثنےٰ لکھا ہی جو مشرکین قتال کرنے والون کے حق مین ہین اور صحیح یہ ہی کہ یہ شمار
آیات مین فرق ہی ورنہ الم تر الی الذین سے فان مصیرکم الی النار تک استثناء ہی اور ابن عباس رض سے یہ بھی روایت ہی
کہ سورۃ مکیہ ہی سوائے دو آیت کے جو مشرکین کے مقتولین بدر کے حق مین نازل ہوئین اور مین کہتا ہون کہ اسمین کچھ اختلاف
نہین ہوا بلکہ وہی آیات ہین جو اول مستثنےٰ ہوئین اور سراج مین کہا کہ باون آیات ہین اور کلمات آٹھ سو اکتیس ہین اور
حروف تین ہزار چار سو چونتیس ہین - اور مترجم نے بارہا لکھدیا کہ آیات اگرچہ توقیفی ہین لیکن مقصود بالذات
نہین کما تقدم فی اول البقرۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

الٓرٰ ۚ کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ اِلَیۡکَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ۙ

۱ یہ کتاب ہم نے اتاری تیری طرف تاکہ تو باہر لاوے لوگون کو گمراہیون سے طرف نور کے

بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ۙ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا

بحکم [illegible] رب کے اُن [illegible] راہ پر جو راہ ہی سب پر غالب قابو والے تعریف والے کی وہ اللہ ہی جسکا ہی وہ سب جو

Marfat.com

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ
آسمانون مین ہی اور جو زمین مین ہی اور خرابی ہی کافرونکو

عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى
سخت عذاب سے جو لوگ کہ دل سے چاہتے ہین زندگانی دنیا کو

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ
اور روکتے ہین اللہ تعالےٰ کی راہ سے اور ڈھونڈھتے ہین اُسکو ٹیڑھا

ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ۝
دور کی گمراہی ہین

الٓرٰ سابق مین سورۂ بقرہ وغیرہ مین ان حروف مقطعات متشابہات مین مفصل کلام ہوچکا اور یہان بھی شیخ مفسر نے فرمایا کہ اسکی مراد سے اللہ تعالےٰ عزوجل ہی واقف ہے۔ اور مترجم کہتا ہی کہ شیخ مفسر کا مقصود یہ ہی کہ انجام کو جو ظہور ہوگا وہ علم آلٰہی مین منحصر ہی جیسے قبر کا عذاب معلوم مگر تحقیق اسکی اس کافر پر ہی جو مرکر اس عذاب مین مبتلا ہوا اعوذ باللہ من عذاب القبر وعذاب النار پس جن علماء نے مانند شیخ ولی اللہ دہلوی اور متقدمین کے بیان کیا کہ علمائے راسخین کیا اسکا علم ہوتا ہی یہ صحیح ہی ولیکن حقیقت ما یئول الیہ الامر فقط علم الٰہی مین ہی اور حاصل یہ ہی کہ اسکے معنے دو طرح ہین اول ما یئول الیہ الامر پس بالاجماع سب کے نزدیک یہ متشابہ ہی اور دوم اسکا علم تو یہ علماء راسخین کو حاصل ہوتا ہی اور دوسرون کے فہم مین نہین آسکتا ہی فافہم۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس جسم مین روح کے ساتھ تاریک پردون کے حسن صنعت وکمال قدرت سے پیدا کردیا اور یہی مردہ اندھے کی طرح ہین اور انپر رسول بھیجے اور کتاب نازل فرمائی جنھون نے راہ بتلائی پس جو اس راہ معرفت پر چلے اور کجی نہ اختیار کی ان سے تاریکیان دور ہو کر راہ کشادہ ہوئی اور آخرت نہایت عیش وراحت ونعمت مین گئے اور جنھون نے نہ مانا انھون نے اپنے حق مین اور زیادہ وبال اُٹھایا اور عذاب شدید مین پڑے پس اب کلام آلٰہی پر دل سے متوجہ ہو فرمایا۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ یہ قرآن پاک ایک عظیم الشان کتاب ہی جو ہم نے اے محمد تجھپر نازل فرمائی۔ لِتُخْرِجَ النَّاسَ تاکہ تو باہر لاوے لوگون کو۔ مِنَ الظُّلُمٰتِ تاریکیون سے ہر طرح کی جہالت وطرح طرح کے کفر وشرک وبدعات سے۔ اِلَى النُّوْرِ طرف ایک راہ نور کے وہ صراط مستقیم ہی بِاِذْنِ رَبِّهِمْ یہ باہر لانا انکے رب کے اذن وحکم سے ہوگا حتےٰ کہ جن لوگون کے بدنصیب مین نور نہین ہی وہ پروردگار کی طرف رجوع نہ لاوینگے ہرچند کہ تو انکو سب طرح کوشش سے بلاوے۔ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ یا وہ راہ نور وصراط مستقیم یہ راہ رب عزیز کی ہی جو سب مخلوق پر قاہر وغالب ہی جسکی ہدایت کے بغیر کچھ نہین ہوسکتا۔ الْحَمِيْدِ وہ رب حمید ہی کہ ہر طرح اسی کی تعریف ہی جو وہ کرتا ہی اور جسطرح اُس نے مخلوق کو پیدا کیا سب اُسی کی تعریف ہی کوئی چیز اُسکے قبضۂ قدرت سے باہر نہین ہی۔ علوم وفوائد ہین اول آنکہ تمام مخلوقات تاریکیون کے پردہ مین ہی اور حق تعالےٰ عزوجل کا ... مخلوق سے یہ حجاب دور کیے تو وہ نور کے پردے مین ہوتے ہین اور وہ صراط مستقیم ہی اور بعض ... گمان کرتے ...

[illegible] ین ہی اور یہ کفر جہالت ہی کیونکہ نور وغیرہ کوئی مخلوق اسکو نہین پردہ کر سکتی ہی بلکہ پردہ مخلوق پر ہی
[illegible] ین آیا کہ حجابہ النور الحدیث تو اسکے یہی معنے ہین کہ مخلوق پر نور کے حجاب ہین اور یہ خالص مومنون پر ہی
[illegible] ت تاریکی کے پردے ہین اور امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالے نے حدیث دیدار مین ذکر فرمایا کہ فیکشف الحجاب
[illegible] یعنے ہین کہ انکی نظرون سے حجاب دور فرماویگا ورنہ حق سبحانہ تعالے ظاہر ہی وقد قال تعالے اللہ نور السموات
[illegible] والارض۔ اور طبرانی کی حدیث مین ہی کہ اللہ تعالے عزوجل کے ستر ہزار حجاب نور کے ہین۔ رازی رحمہ اللہ تعالے نے
[illegible] ین کہا کہ النور فقط راہ مستقیم واحد ہی اور الظلمات باطل راہین ہین اور دلیل صریح ہی کہ سوائے راہ مستقیم کے کفر کی راہین
بہت کثرت سے ہین۔ اور بعض علمار نے اس عجیب صنعت آلہیہ مین کہا کہ صراط مستقیم کی انتہا جنت مین ہی اور وہ محل نور
ورضوان الٰہی ہی اور ظلمات راہین سب کی انتہا دوزخ مین ہی اور دنیا مین دونون کے آثار ہین پس راہ نور کے آثار ہین
صدق یقین وایمان برب تعالے عزوجل واتباع طریقہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دنیا سے بے رغبتی اور
آخرت کی خوشی اور نیک چال چلن جسکو حق سبحانہ تعالے عزوجل نے پسند فرمایا ہی اور جہنمیون کے آثار مین سے ہی کہ اللہ
عزوجل ورسول صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار یا شک اور دنیا کی رغبت واپنی خواہش اور اپنی رائے کی پیروی اور آخرت سے
بے رغبتی وبداعمالیان نعوذ باللہ من ذلک اور آیت مین بیان ہی کہ قرآن مجید ہدایت اس راہ نور کی ہی جو کوئی قرآن مجید پر عمل کرے
یہ راہ پاوے جو صراط العزیز الحمید ہی **اَللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ** یعنی عزیز حمید جسکی عزت وقہاری کی
عظمت اور حمید جسکی محبت ورحمت کے جوش سے راہ ایمان نور درمیان خوف وامید کے ہی یہ عزیز حمید وہی اللہ ہی کہ اسی کا
ہی سب جو کچھ آسمانون مین ہی۔ تمام مخلوقات سماوی سب اسی کے خلق وملک وعبید ہین۔ **وَمَا فِي الْاَرْضِ** اور یون ہی
سب جو کچھ زمین مین ہی اسی کی مخلوق ومملوک وعبید ہین۔ انمین جسطرح چاہے تصرف کرے کسی کو یہ مجال نہین کہ اس سے
سوال کرے وہی قادر مختار ہی اور صراط کو اپنی جانب اضافت فرمانے ہین بقول بیضاوی رحمہ اللہ تعالے تنبیہ ہی کہ اس راہ سے
مقصود ومطلوب وہی رب تبارک وتعالے ہی جسکی عزت وعظمت سے بندہ ڈرتا رہے اور اسکے وصف جمیل سے فضل کے ساتھ
محبت مین رہے اور تنبیہ ہی کہ اس راہ کو وہی پاک پروردگار بندہ پر ظاہر فرماتا ہی اور عزیز کے وصف سے اشارہ ہی کہ جو بندہ
اس راہ پر ہوا اسکو اللہ تعالے عزوجل ذلیل نہین فرماتا اور حمید سے اشارہ ہی کہ جو بندہ اسے رب تعالے سے اس راہ کی درخواست
کرے اسکو وہ حمید مجید محروم نہین فرماتا۔ **وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ** اور بربادی ہی ان
مخلوقات کی جنھون نے انکار کیا سخت عذاب کے ساتھ یعنی آدمی اور جن مین سے جنھون نے اس کتاب سے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے انکار کیا اور تاریکیون سے بجانب راہ نور کے نہ نکلے انکی سخت عذاب سے بربادی ہی۔ حدیث ترمذی مین ہی
ویل ایک وادی ہی جہنم مین جسکے غار کے اندر کافر ستر خریف تک چلا جاویگا۔ **مترجم** کہتا ہی ایک خریف کی تعداد بعض نے
[illegible] اور بعض نے کم وبیش والعلم عند اللہ تعالے۔ اور سنن وفضائل القرآن کے آثار وبعض احادیث مین ہی کہ الویل کل
[illegible] منہ۔ یہ بربادی پوری خواری عذاب کی اس شخص کے حق مین ہی جس نے قرآن پاک سے منہ موڑا اور یہان معنی اول
[illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ویل دراصل مصدر اور یہان مفعول مطلق کے مقام پر ہی جس سے نصب ہوتا ولیکن

Marfat.com

بلاغت سے اسکو رفع ہوا تا کہ ہمیشگی سمجھی جاوے یعنی جملہ اسمیہ کردیا گیا تو سمجھا گیا کہ یہ ویل ان کافرون [illegible]
کہ ویل اس مقام پر بمنزلہ بددعا کے ہی جیسے مومنون کے حق مین سلام علیکم بما صبرتم الآیۃ
اللہ الذی - یہان قراءۃ اللہ مین نافع وابن عامر کی قراءۃ پیش کے ساتھ ہی یعنے اللہ ہو الخالق الذی [illegible]
العزیز الحمید کا عطف بیان ہی کیونکہ اللہ بمنزلہ علم کے ہی یعنے معبود برحق کا گویا خاص نام ہی کذا قال البیضاوی [illegible]
کی ایک جماعت کا یہی قول ہی اور ایک قوم کے نزدیک الہ یا الہ سے مشتق ہی - رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible]
قول اول صحیح ہی کیونکہ امت کا اجماع ہی کہ لا الہ الا اللہ سے توحید ہی تو معلوم ہوگیا کہ اللہ بمعنے معبود نہین بلکہ [illegible]
اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا ہل تعلم لہ سمیا یعنی کیا تو اُسکے نام کا کوئی اور جانتا ہی یعنے اللہ کسی اور کا نام نہین ہی - [illegible]
کہ پھر دوسری قراءۃ کیونکر عمدہ ہوگی کیونکہ پہلے صفات پھر علم آیا تو جواب یہ کہ اسمین خوبی وہی ہی جو تفسیر کے اشارہ مین [illegible]
دوم فائدہ یہ کہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس آیت سے معلوم ہوگیا کہ بندون کے افعال پیدا کرنے والا بھی اللہ [illegible]
دلیل یہ کہ لہ ما فی السموات وما فی الارض - سے اسی کا سب معلوم ہوا اور یہ حصر ہی کہ وہی مالک اور وہی حاکم اور [illegible]
اور زمین کی جو چیزین ہین انمین بندون کے اعمال بھی ہین تو وہ بھی اُسی کے ہوئے اور معنے یہ کہ اُسی کے مقدور [illegible]
تو اُسی کی قدرت سے پیدا ہوئے ورنہ لازم آویگا کہ اُسکی مقدور کو بندہ نے پیدا کیا اور یہ کفر ومحال ہی - واضح ہو کہ جو کوئی [illegible]
سے نور کی طرف آیا اُسکو اللہ تعالیٰ جل شانہ بحکم قولہ فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ - پاکیزہ زندگی سے زندہ رکھتا ہی یعنے برزق حلال [illegible]
صالحہ - کما روے عن ابن عباس وجماعۃ وبقناعت کذا روے عنہ رضی اللہ عنہ والحسن وجماعۃ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ [illegible]
کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قد افلح من اسلم الحدیث یعنے بیشک فلاح پائی اُس نے جو اسلام لایا اور [illegible]
کفاف رزق دیا گیا اور جو دیا اُسپر اُسکو قناعت عطا فرمائی - رواہ احمد ومسلم والترمذی وابن ماجہ اور اسی کے [illegible]
رضی اللہ عنہ سے ترمذی ونسائی نے روایت کی - اور واضح ہو کہ تاریکیون سے نور مین نکل آنا یہی ہدایت وایمان [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سنت اور قرآن مجید پر آپ کی تعلیم کے موافق عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہی [illegible]
جسکے ساتھ کچھ شک نہو اور ولی جو کمتر درجہ کا ہو یہی ہی جو ابتدائی پردۂ نور پر ہو اور انتہائی پردۂ نور قیامت مین رفع ہوگا [illegible]
علم اور کفار یا مشرکین ان تاریکیون سے باہر نہین ہوتے ولیکن بعضے قسم کے منافق ایسے تھے کہ کبھی اُنکو یقین آیا [illegible]
اور کہا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہی جانے کہ کیا معاملہ ہی تو انھین کا حال قیامت کا حدیث صحیح مین آیا کہ کبھی نور [illegible]
چلینگے پھر اندھیرا ہو جائیگا اور چونکہ وہ نور کی طرف نہ نکلا تو وہ کافر ہی رہا وہ ایمان سے خارج ہی اور [illegible]
ساتھ تاریکی جہنم مین گرینگے اور وہان عذاب شدید ہی اور یہ لوگ واویلاہ اور وامصیبتاہ کہینگے [illegible]
کی تفسیر مین بعض نے ویل کے بھی نالہ واویلاہ کے معنے بیان کیے - پھر اللہ تعالیٰ نے [illegible]

الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ [illegible]

دنیا کو آخرت پر یستحبون بمعنے یحبون ہی ولیکن استحباب کے معنے مین طلب محبت [illegible]
بندہ اپنے رب تبارک تعالیٰ کے قرب جنت کی محبت پیدا ہونے کی جستجو [illegible]

[illegible] اور دنیا کی برائیان سنتا ہو تاکہ اس سے دل بھر تا جاوے اور آخرت کی محبت آتی جاوے اسی طرح کافر
[illegible] کوشش کرتے ہین اور اپنے ایسے سامان ڈھونڈھتے اور ایسے لوگون کی ملاقات و باتین سننے مین کوشش کرتے ہین
[illegible] دنیاوی زینت و عیش خوار کے آخرت سے منکر و جاہل ہین - اور جس شخص کے دل مین نفاق ہوتا ہی اگرچہ بظاہر مسلمان
[illegible] بھی یہی حال ہوتا ہو کہ جب دنیا اور آخرت کا کام جمع ہوا تو وہ دنیا کو مقدم کرتا ہی - اور مقدم کرنے سے یہ مراد ہی کہ مثلاً
[illegible] روزہ رکھنے کا حکم دیا تو وہ تعظیم آخرت و رضاے حق عزوجل کو ترک کرتا ہی اور دنیا کی غذائین کھاتا اور روزہ نہین رکھتا ہی پس سب
[illegible] کافرون کی بدخصلتون مین سے اول یہ کہ آخرت پر دنیا کو مقدم کرتے ہین حتے کہ بعضے آخرت سے بالکل منکر ہی ہوتے ہین
اور بعضے اپنی راے کے موافق کچھ سمجھ لیتے ہین جو باطل ہی اور بعضے شک مین ہوتے ہین تو آنکھون والا ان اندھون کی نسبت بالیقین
یہ کہتا ہی کہ افسوس یہ مردود لوگ ہین کہ آخرت کو نہین لیتے ہین بلکہ دنیا پر شیفتہ و فریفتہ ہین - اور دوسری بدخصلت بیان فرمائی
بقولہ - وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ اور روکتے ہین اللہ تعالےٰ عزوجل کی راہ سے پس بعضے تو کفر و شرک کے
خیالات و اپنی رائین عام طور پر بیان کرتے ہین جس سے عوام جو بدبخت ہی اُنکے ساتھ ہو جاتا ہی اور بعضے قارون کے مثل اور
فرعون کی وضع بناکر لوگون کو دنیا کا بندہ بناتے ہین اور بعضے دوسرون سے اپنی پیروی لیتے ہین اور بہت ایسے ہین کہ جھوٹی
راہ و باطل اعتقاد کی طرف بلاتے اور دنیاوی لالچ دیتے ہین جیسے نصرانی پادری وغیرہ اور بعضے کچھ شیطانی کرشمہ دکھلا کر
عوام کو اپنے اعتقاد مین لاتے ہین اور کرامت والے پیر مشہور ہو کر خلق کو راہ راست و طریقہ شریعت و سنت سے روکتے خود گمراہ اور
دوسرون کو گمراہ کرتے ہین - حدیث مین ہی کہ آخر زمانہ مین لوگ ہونگے کہ ایسی حدیثین و باتین لاوینگے جنکو نہ تم نے سُنا اور نہ تمھارے
باپ دادون نے سُنا یعنے یہ لوگ جھوٹے و جال گمراہ کرنے والے ہونگے - اور تیسری بدخصلت کافرون کی یہ ہی - وَيَبْغُونَهَا
عِوَجًا اور چاہینگے راہ کو ٹیڑھا یعنے راہ حق کو اپنی خواہشون و خراب مرادون اور غرضون کے موافق چاہینگے - یہ خصلت نہایت
درجہ کی گمراہی و خبث ہی - پس بعضے تو اپنی خوشی و خواہش نفس کے فریب مین اپنی راے کے موافق بت پرستی اور ہزارون قسم کے
شرک جیسے تیسری تاریخ کے چاند سے رنج پہونچتا ہی اور چھینک دینا کھونٹ ہی اور بلی کا راستہ کاٹنا اور مانند اُنکے بکثرت باطل خیالات کو
راہ بنانا چاہتے ہین اور بعضے تمام قدرت الٰہیہ و مخلوقات کی صنعت کو اپنے حواس مین محصور جانتے ہین اور انبیاء کے معجزات و شیطان
کے وجود اور آسمان وغیرہ سے انکار کرتے ہین اور جسقدر اُنکے حواس مین آوے اور جو اُنکی راے قائم ہو اُسی کو راہ بناتے اور ٹیڑھی
کو چاہتے ہین کہ یہی راہ مستقیم ٹھہراوین اور بعضے حضرت عیسےٰ علیہ السلام و حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان مین اپنے خیالات
[illegible] کے راہ مستقیم کو ان خیالات پر مطابق یعنی بالکل کج و بیراہ چاہتے ہین اور بعضے اپنی خود غرضیون و دنیاوی خواہشون کے لیے
[illegible] بدعت و تقلید و غیر مقلدی و جدال و قتال و کفر و طعن و لعن کو راہ اسلام بناتے ہین - ایسی صورتین راہ حق کو ٹیڑھا خواہش
مین داخل ہین اور خلاصہ اسکا یہ نکلا کہ نفس کے ظاہر فریب یا خفیہ مکر و راے تاریک کا اتباع کر کے راہ مستقیم اُسی کو چاہتے
[illegible] اسلام پر ہوتے تو راہ الٰہی جو قرآن پاک کے موافق حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی اسکا اپنے
[illegible] بناتے اور حدیث صحیح مین ہی لا یؤمن احدکم حتے یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ - رواہ البخاری وغیرہ احد یعنے
[illegible] والا ہوگا یہان تک کہ اُسکی خواہش تابع ہو جاوے اُسکے جو مین لایا ہون - پس مومن کی تو یہ پاکیزہ شان ہی

تمام تاریکیون کے ہرطرف ہجوم وتراکم سے جہان مثل اندھے کے وہ ہرطرف جہنم کے بکثرت ...
پڑا اور وہ جہنم مین گرا تو عین فضل وہدایت الہی جل شانہ سے اُس نے حضرت ہادی رسول اللہ صلے اللہ ...
ہو کر آپ کے پیچھے پیچھے سیدھی راہ سے وہ مقام نور مین آگیا جہان آفتاب ایک ذرہ ہی اور اب روز بروز ...
عروج ہوا اور نورانی حجاب مین سیر کرتا چلا جاتا ہی اور وہ اپنے نفس کو پہچان گیا کہ تاریکی مین کسطرح بندھا ہوا ...
زیادہ بدتر جگہہ جانے کی تھی اور کچھ اسکو نہ سوجھتا تھا پس بالکل اُس نے اپنے نفس سے منھ موڑا اور مردانہ ہمت سے ...
بلاحجت وبغیر اجازت گفتگو کے ایک آواز سے کہدیا کہ کتاب الہی تعالے وسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلع ...
کافر لوگ جنکی ہزارون قسمین ہین وہ سب اُسکے برعکس ہین کہ انھون نے شیطان کو پیشوا بنایا اور بے تکلف کودتے واچھلتے ہرطرف ...
گرتے ہین اور جسقدر نفس وشیطان کی پیروی اور قرآن پاک کا انکار زیادہ اسی قدر تاریکی زیادہ ہوتی جاتی ہی اور نور سے بہت ...
پڑتے جاتے ہین چنانچہ حق تعالے عزوجل نے فرمایا۔ **أُولَٰئِكَ فِي ضَلَٰلٍۭ بَعِيدٍ** یعنی ایسے لوگ کافر ...
خصلتین ہین بعید گمراہی مین ہین یعنے حق ونور سے بہت دور ہین۔ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ بعض کافر جنمین اصل اصول ...
جمع نہون تو قریب اول طبقۂ دوزخ مین ہون ایسا ہی بعض مفسرین نے کہا ہی اور حق یہ ہی کہ کلام مین یہ دلالت نہین ہی بلکہ مقصود ...
کہ جس آدمی مین یہ صفت ہو کہ حیات دنیا کا مستحب ہو یعنی نفس سے چاہے کہ تجھے تمام چیزون سے یہی زیادہ محبوب رہے اور ...
سے باز رہے اور باز رکھے اور اپنی خواہش کے موافق اسکو ٹیڑھا چاہے جیسے اس زمانہ مین نیچر فرقہ دشمن اسلام ہی تو ایسا شخص حق ...
بہت دور پڑا اس سے یہ امید مت کرو کہ ایسی حالت پر قائم ہوکر کبھی نور کی رونق وجھلکی پاویگا اور یہ قدرت قاہرہ الہیہ ہی ...

ف فی العرائس قولہ تعالے الٓر۔ الف لام را۔ الف مین تین حرف ال ف پس اول اشارہ الفت الہی بقلوب اولیار ...
خود ہی اور لام ولایت ہی گویا وہ الیف برائے اولیار خود ہی اور را اشارہ برحمت سابقہ ازلیہ ہی جس سے انکو برگزیدہ فرمایا ...
آر سے اشارہ فرمایا کہ مین نے ازلی رحمت سے اپنے اولیار کو مختار فرما کر تجھے انھین کا سردار بنایا ہی انھین کو تیری محبت اور ...
سے مقصود ہین قولہ کتاب انزلناہ الیک۔ اس سے تیری فضیلت اور تجھپر فدا ہونے والے میرے اولیار کی فضیلت ہی جو مقصود ...
قولہ لتخرج الناس من الظلمات الی النور۔ یہ اخراج باذن ربھم ہی پس قلوب مین تروتازگی وپیداوار فہم وعقل اسی اخراج ...
ظہور ہی اقول حدیث صحیح کی دعار مین ہی کہ ای رب قرآن کو میرے قلب کی ربیع فرماوے۔ اور امثال ونصوص واشارات جو ...
سابق مین مذکور ہوئے ہین قال الشیخ یعنی طبیعت کی تاریکیون سے تبعیت کے انوار مین لاوے اور حاصل یہ کہ سودا ...
حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دیگر نفوس ایک خاص صنعت الٰہیہ سے برعکس میل کرتے ہین پس اتباع حق سے ...
نفس وطبیعت ہوتا ہی اور وہی راہ نور ہی اسی واسطے جو لوگ نفس وطبیعت کی پیروی کرتے ہین وہ برعکس راہ چلتے ہین اور ...
دوری زیادہ ہوتی جاتی ہی نعوذ باللہ من الضلال اور لکھا کہ یہ اخراج بہت سی حالات کو شامل ہی مثلاً نفس کی ... سے ...
کے نور مین لاوے اور گمان ووہم کی پابندی سے نور یقین مین اور حالت مُردگی سے بحالت زندگی۔ اور تاریکی ...
بنور مشاہدہ اور تاریکی جہد سے بنور مکاشفہ اور دیدار اغیار سے بدیدار نور تو جہاں وسے ... امام جعفر ...
علیہ وسلم کو اس نور کتاب سے مخصوص فرمایا اور تمام مخلوق کے واسطے عہد کیا کہ ... اہتدا کا ...

…ن پراوین اور استاد رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ جہالت سے نور علم مین لاوے اور
…بیان فرمایا کہ یہ فعل متوسط اسباب نہین ہی بلکہ فقط قدرت و اختیار الٰہی عزوجل ہی و قولہ الے صراط العزیز الحمید
…ہی کہ ہرایک بندہ برگزیدہ کے لیے اسکی مقدار کے موافق ربوبیت کی معرفت کے لیے ازلی مشیت مین جاری
…مین بندو کی مقدار خود حق عزوجل کیونکہ او تعالےٰ پاک برتر ہی کہ حقایق قدم کو حوادث مخلوق مطالعہ کرے وہ عزیز
…افعال و صفات مین محمود ہی اسی سے ابتدا اور اُسی کی طرف مرجع ہر ماضی و مستقبل و حاضر کا ہی تمام ملک و ملکوت اُسی کے
…مین ہی قال تعالےٰ اللہ الذی لہ ما فی السموات الآیہ۔ اولیاء صادق الایمان کے واسطے اشارت ہی کہ سب آسمان و
…میرا ہی جو کچھ چاہو مجھی سے طلب کرو نہ دوسرے سے اور جو مجھے چاہے وہ دوسری چیز طلب نہ کریگا۔ واسطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
…تمام خلق عالم جو کچھ ہی اُسی کا ہی جسنے خلق مین سے کچھ چاہا تو اپنی کرامت سے کمتر خلق کی جستجو مین ہی اور جسنے وحدہ لا الہ الا اللہ خالق
…کو طلب کیا تو وہ تمام خلق اُسکے واسطے مسخر فرماتا ہی۔ پھر حق تعالےٰ عزوجل نے کافرون کا حال بیان فرمایا یعنی رحمت اور قہر
…یک کا ظہور دو قسم مین ہی اول اولیاء مومنین طالب فناء و آخرت پس انکا حال بیان فرمادیا اور دوم اعداء مقہورین کافرین
…کو بیان فرمایا بقولہ الذین یستحبون الحیوۃ الدنیا علے الآخرہ۔ اسمین اشارات ہی کہ ریاکار مشرکین جو بظاہر لباس ایمان کے پردہ
…دنیا کی دولت و عزت و حرمت چاہتے ہین وہی خود گمراہ اور اسنے مرید ہونے والون کمبختون کو گمراہ کرتے ہین۔ اولئک فی ضلال
…یعنی قہر کی تاریکی مین گرفتار رہین اس سے کبھی نہین نکل سکتے ہین اور شیخ ابو علی جوزجانی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ جسنے
…کو محبوب کرلیا اسپر راہ آخرت مسدود اور وہ اسکی راہ سے محروم کیا جاتا ہی اور جس نے آخرت ہی طلب کی اور اُسی کو اپنا
…مقصود ٹھہرایا تو وہ اپنی نجات کی طلب سے محروم کیا جاتا ہی اور جس نے راہ نجات کو طلب کیا تو وہ فضل تک پہونچنے سے محروم
…کیا جاتا ہی مترجم کہتا ہی کہ یہ دقیق اشارہ نہایت قدر کے قابل ہی اللہم اہدنی وانفعنی بہا وانت المطلوب انت ارحم الراحمین
…چونکہ عرب والے رسول کو کوئی فرشتہ اور کتاب کوئی غیر معروف زبان اور رسول کے لیے دنیا بھر کا مال و عیش اور ہدایت و

معجزات رسول کے اختیار مین جانتے تو فرمایا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

نہین بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اسکی قوم کے زبان کے ساتھ تاکہ اُنکے لیے بیان کرے

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

پھر گمراہ کرتا ہی اللہ تعالےٰ جس شخص کو چاہے اور ہدایت فرماتا ہی جسکو چاہے اور وہی سب قوت و قدرت والا اور

الْحَكِيْمُ ۝

سب حکمت والا ہے

…یعنی اللہ تعالیٰ رسول کی قوم کی زبان مین سنت الٰہی جاری رہی اور رسول فقط حکم بیان کرنے والا ہوتا ہی
…مین ہدایت پیدا کرنا یعنی تاریکیون سے نور کی طرف نکل آنا یا منکر ہوکر اور زیادہ تاریکیون کی طرف جانا اور کتاب جو
…میں سے فیض دیا تو یہ ایجاد و پیدا کرنا صرف اللہ تعالےٰ عزوجل کی قدرت مین ہی اور اُسکی مشیت پر ہی اور یہ مشیت

Marfat.com

سراسر حکمت ہی جس سے مخلوق عالم نہین ہو سکتا چنانچہ فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ [illegible]
کے لیے - رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ یعنی ہمنے کسی زمانہ مین کوئی رسول [illegible]
یہ ظاہر کردیا کہ کبھی اللہ تعالے عزوجل نے آدمیون کے لیے کوئی جن یا فرشتہ رسول نہین [illegible]
اور یہ کہ رسول بھیجنا برابر ہمیشہ سے جاری ہی اور جو آدمی کہ رسول بنایا اور احکام الٰہی کو اپنی قوم کی زبان [illegible]
عزوجل کا کلام صفاتی حروف وغیرہ سے پاک ہی لیکن جو وحی و کلام نزولی کہ رسول لایا وہ اللہ تعالے ہی [illegible]
اسکا منکر کافر مردود ہی - مسئلہ قرآن مجید کی نسبت اگر کوئی شخص کہے کہ یہ آدمی کا کلام ہی تو کیا حکم ہی [illegible]
اور یہی حکم اس توریت کا جو حضرت موسے علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی اور انجیل کا ہی جو حضرت عیسے علیہ السلام [illegible]
ولیکن جو ترجمہ و تحریف شدہ اسوقت یہودیون و نصرانیون کے پاس ہی - اسکا یہ حکم نہین ہی اول تو یہ اشتباہ اسکی [illegible]
ہوئی اور دوم اپنی راے کے ساتھ اسکا ترجمہ کرکے قطعی محرف کردیا - اب رہا یہ فائدہ کہ اسکی قوم کی زبان مین [illegible]
لِيُبَيِّنَ لَهُمْ تاکہ قوم والون کے لیے صاف واضح بیان کرے - یعنی قوم اس سے اچھی طرح نصیحت حاصل کرے [illegible]
کہتا ہی کہ اکثر مفسرین کو اس مقام پر اشکال نظر آیا اسطرح کہ قرآن پاک جب زبان عرب ہی بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ [illegible]
روایت مین بلغت قریش ہی تو آپ کی بعثت فقط قریش یا عرب کے واسطے ہوئی حالانکہ بالیقین آپ تمام مخلوقات آدمی [illegible]
مبعوث تھے پس اول مین یہ ثابت کرتا ہون کہ آپ کی بعثت عام تھی پھر مفسرین کے جوابات اور تحقیق ذکر کرونگا انشاء اللہ تعالے
بیان اول یہ ہی کہ اللہ تعالے عزوجل نے فرمایا قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا - کہدے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کہ اے لوگو بیشک مین اللہ تعالے جل شانہ کا بھیجا ہوا ہون تمھاری طرف سب کی طرف پس جمیعًا سے قطعی تاکید کرکے یہ احتمال
دور کردیا کہ شاید الناس سے مراد فقط عرب ہون کیونکہ یہ معنی مجازی ہین اور تاکید سے حقیقی معنی لینا قطعی ہوجاتا ہی جیسا کہ بلاغت
عرب مین بیان ہوا اور اس قاعدہ پر اجماع ہی - قولہ تعالے وما ارسلناک الا کافۃ للناس - یعنی نہین بھیجا ہم نے تجھکو مگر تمام [illegible]
کے واسطے - دیکھو اسمین کافۃ سے نہایت سخت تاکید فرمائی کہ کوئی فرد بشر اس سے نہین چھوٹا اور کلام کو بطریق حصر کے فرمایا
کہ یون ہی تیری رسالت ہی اور کسی طرح احتمال نہین ہی اور آیات دیگر قطعیہ موجود ہین جنمین ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک تمام عالمین
کے لیے ذکر ہی کقولہ تعالے ان ہو الا ذکر للعالمین - اور مانند اسکے شواہد و آیات بہت ہین اور تحدی بقرآن جیسے آدمیون کے
ساتھ ہی ویسے ہی جن کے ساتھ ہی لقولہ تعالے قل لئن اجتمعت الانس والجن علے ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم
لبعض ظہیرا - اور کثرت سے جنون کو عدم ایمان پر ملامت فرمائی اور نصیبین کے جنون کا ایمان منصوص ہی اور حدیث صحیح مین
ہی کہ بعثت الے الاسود والاحمر - مین کالون و گورون سب کی طرف بھیجا گیا ہون - اور جابر رضی اللہ عنہ سے صحیحین مین روایت ہی
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزین عطا ہوئین جو اگلے کسی نبی کو نہین عطا ہوئی تھین ایک مہینہ کی راہ تک
مین رعب سے فتح دیا گیا اور تمام زمین میرے لیے مسجد اور طہارت کی چیز کردی گئی اور غنائم جہاد میرے لیے حلال کردیے گئے
اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ کیے گئے تھے اور مجھے شفاعت عطا کی گئی اور پہلے نبی فقط اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مین
تمام لوگون کی طرف بھیجا گیا - مترجم کہتا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل بادشاہ روم کو اللہ [illegible]

...بادشاہ نجاشی صدق کے ساتھ ایمان لایا اور ہرقل نے تعظیم کے ساتھ کہلا بھیجا کہ حاضری
...بوسی مین قدم بوس کر بیٹا اور بادشاہ فارس نے خط چاک کر دیا اور قاصد کو جھڑکا چنانچہ جب قاصد
...نے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی اسی طرح پارہ پارہ کیے جاوینگے جیسے میرے خط کو چاک کیا چنانچہ اسی زمانہ مین
...پارہ پارہ ہو گئے یہان تک کہ اہل اسلام نے ایک عرصہ کے بعد ملک پر جہاد کرکے فتح کیا اور لوگون کو
...تمام صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین وغیرہم اس بات پر متفق تھے انمین کچھ بھی دوسرا قول نہ تھا کہ آنحضرت
...تمام مخلوق کی طرف رسول ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالے عزوجل نے محمد صلی اللہ
...علیہ وسلم کو تمام آسمان والون اور انبیا رسب پر فضیلت دی تو لوگون نے پوچھا پس فرمایا کہ آسمان والون کے حق مین کہا ہے ومن یقل
...منہم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ پس آپ کے لیے
...براءت لکہدی۔ پھر لوگون نے پوچھا کہ انبیا پر فضیلت بھی اپنی زبان سے بیان کر دیجیے تو کہا کہ اللہ تعالے عزوجل فرماتا ہے وما
ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ ہر ایک پیغمبر کو اُسی کی قوم پر مخصوص رکھا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا۔ وما ارسلناک الا
کافۃ للناس۔ پس آپ کو تمام آدمیون وجنون کی طرف رسول بھیجا۔ بالجملہ یہ امر قطعی اجماعی ہے کہ آپ کی بعثت عام ورحمت تمام ہے
...بعض کو جو اشکال نظر آیا کہ قرآن پاک بزبان عربی ہونے سے آپ کی بعثت خاص لازم آتی ہے اور انھون نے جوابات ذکر
...کیے ... قوم سے مراد وہ لوگ ہین جنکو اُس نے راہ حق کی دعوت کی۔ اور اسی جواب کو رازی وسراج وغیرہ مین اختیار
...اور بیضاوی نے لکھا کہ قولہ الا بلسان قومہ۔ یعنی اپنی قوم کی زبان مین جنمین سے وہ خود تھا اور انمین مبعوث ہوا تھا لیبین لہم
...دیا گیا اسکو انسے صاف بیان کر دے تاکہ آسانی وجلدی سے اُسکو سمجھکر سیکھ لیوین پھر اسکو نقل وترجمہ کرکے دوسرون کو
...سمجھاوین کیونکہ قوم والے بہ نسبت غیرون کے رسول سے اولے واقرب ہین کہ پہلے انھین کو دعوت کرے اور پہلے انھین کو
...راہ راست پر لاوے اور رب تبارک وتعالے کی معرفت سکھلاوے اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بحکم قولہ وانذر
عشیرتک الاقربین۔ سب سے پہلے حکم ہوا کہ اپنے قرابتیون کو انذار فرماوے اور اگر ایسا منظور ہوتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
...جو مختلف اُمتون وتمام عالمون کی طرف بھیجے گئے تھے انپر مختلف زبانون کی کتابین نازل کیجاوین کچھ مشکل نہ تھی بلکہ ایک طرح کے
...واسطے بہت سہل کام تھا ولیکن اس سے کلمات مین اختلاف ہوتا اور الفاظ ومعانیہا کے حاصل کرنے اور اصول وفروع سیکھنے
...کے لیے اجتہاد کی قوت مین نفس کو تعب ورنج دینے کا موقع ضائع ہوجاتا۔ مترجم کہتا ہے کہ بیضاوی رحمۃ اللہ تعالی
...نے ذکر نہین کیا۔ اور جمل حاشیہ جلالین مین کہا کہ اولے یہ ہے کہ قوم کے معنی یہ لیے جاوین کہ رسول جن لوگون کی طرف
...بھیجا گیا ... انبیا علیہم السلام کے حق مین یہ قوم اُسکی قرابتی ہونگی اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت تمام عرب وعجم
...لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر قوم سے اُسکی زبان مین خطاب کرتے اگرچہ یہ ثابت نہین ہوا کہ آپ نے ترکی زبان
...کسی ترکی سے بات کرنے کا اتفاق نہین ہوا اور اگر ہوتا تو آپ اُس سے ترکی مین کلام کرتے اس جواب کو غور سے
...مترجم کہتا ہے کہ یہ جواب بچند وجہ مخدوش ہے اول یہ کہ حضرت موسے علیہ السلام فرعون کی جانب
...قرابت مین سے نہ تھا اور نہ اُسکی زبان مین کتاب نازل ہوئی اور اگر کہا جاوے کہ فقط اسواسطے بھیجے گئے تھے

Marfat.com

بحکم قولہ ان ارسل معنا بنی اسرائیل الآیہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے فرعون کو حکم ہی اور ارسال بنو اسرائیل ایک ضمنی یا عطفی حکم تھا۔ دوم یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم والکتاب کالخطاب خط کا حکم مثل کلام کرنے کے ہی۔ سوم یہ کہ اہل حبشہ سے کلام کیا مگر یہودی نہین اجماع بلکہ تمام کفار یہود و نصارے کا اجماع ہی کہ آپ محض اُمّی تھے اور صریح دلیل وحی قرآن کی ہی و وقائع انبیاء روحی صریح سے بیان فرمائے وقال تعالے لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وہذا لسان عربی زبانون سے واقف نہ تھے اگرچہ شان نبوت اور قدرت معجزات الٰہیہ مین یہ کچھ بھی چیز نہین کہ آپ تمام جہان کی کرتے جیسے اللہ تعالے عزوجل چاہتا تو تمام جہان کو راہ راست دیدیتا ولیکن ایسا نہین فرمایا ہی۔ اب صریح اور حق صحیح میرے نزدیک یہ ہی کہ یہان کوئی اشکال ہی وارد نہین ہوتا کیونکہ سیاق آیت کریمہ کا اصل مقصود یہ ہی حق تعالے اسواسطے بھیجتا ہی کہ قوم کو صاف بیان سے سُنا دے پھر ہدایت دینا اور نہ دینا اُسکے قبضہ مین نہین بلکہ فقط اللہ کی مشیت مین ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عام بعثت اسطرح مقدر ہوئی تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی تعلیم ہو کر خلق کو ہدایت فرماوین جیسے قوم موسے علیہ السلام مین بحکم قولہ ومن قوم موسے امۃ یہدون بالحق الآیہ اور ایسا ہی صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین فرمایا ہی اور اُنکی صفت مین تامرون بالمعروف الے آخر الآیہ فرمایا اور اسی واسطے جہاد مین انپر فرض تھا کہ جاوین اُنکو راہ حق کی طرف بلاوین اور سُننے و سمجھنے و ہر طرح اطمینان کرنے کی طرف توجہ دلاوین اور بلاوین پھر اُنسے جرح کرین پھر جب کسی طرح نہ مانین تو تلوار نکالین اور فتا وے فقہ مین تعلیل بیان کی کہ اس زمانہ مین یہ دعوت اسوجہ سے واجب نہ رہی کہ اسلام و توحید سے سب لوگ خبردار ہو چکے ہین اور ظاہر ہی کہ بیان یہی ہی اور معجزہ خواہ قرآنی ہو یا اور کوئی ہو ہدایت کے لیے لازم نہین بمعنی آنکہ ملازمت نہین ہی چنانچہ بکثرت کافرون نے امم ماضیہ و حال مین سے معجزات دیکھے اور انکو ہدایت نہ دی گئی اور کروڑ مخلوق نے رسول کو نہ دیکھا اور ایمان سے مشرف ہوئے اور بکثرت علماء عرب نہ تھے جنھون نے قرآن مجید کے معجزہ کو صریح بیان کتابین تصنیف فرمائین اور مشرکین کی ماتحتی مین اسلام چھوڑ کر دنیا و جہنم نہ اختیار کی پس حاصل یہ ہی کہ آیت مین قصر از جانب لسان یعنی ارسال مقصود بزبان قوم تھا اور دونون طرف سے قصر نہین ہی تاکہ قوم مقصود بزبان ارسال ہوتے کہ جو زبان رسول کی ہو اُس زبان والے امت رسول ہون پس کچھ اشکال نہوا کہ زبان عربی ہی اور جنکے اوپر ایمان لانا فرض ہی وہ عرب و عجم و جن تمام اصناف خلق ہین جیسے حضرت موسے علیہ السلام کی رسالت مین ظاہر ہوا۔ البتہ آیت کریمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ ہر رسول اپنی قوم قرابتی کی طرف مبعوث ہوا تھا اور امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے مجاہد کے طریق سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین بھیجا اللہ تعالے نے کسی نبی کو مگر اُسکی قوم کی زبان کے ساتھ یعنی ہر نبی اپنی قوم کی لغت پر مبعوث ہوا ہی اور اسی طرف بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا بقولہ الذی ہو منہم یعنی اس قوم کی زبان جو اُس رسول کی نسبی قرابت ہی۔ اور یہ اسواسطے کہ اول انذار انھین کو فرض ہو جیسا کہ بیضاوی سے نقل ہوا اور اسی وجہ سے حدیث مین جہاد کی تفریع مین ہی کہ عرب کا جہاد سب سے اول روم پھر فارس پھر آگے ہی قال تعالے قاتلوا الذین یلونکم من الکفار یعنی اُن کافرون پر جہاد شروع کرو جو تم سے متصل ہین ولہذا عرب و فتح مکہ سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

[illegible] گئے یعنی اللہ تعالےٰ عزوجل نے کوئی رسول نہین بھیجا مگر اسی کی قوم قرابتی کی زبان و بول چال
[illegible] احکام کو بیان کر دے۔ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ یعنی پھر انذار و بیان کے
[illegible] جسکو اللہ تعالےٰ عزاسمہ چاہے گمراہ کرتا ہی یعنی ہدایت وسمجھ اور دل کی تاریکی نہین کھولتا پس بحکم
[illegible] ہلاک ہوا وہ واضح بیان وحجت کے انکار سے ہلاک ہوا وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اور جسکو
[illegible] یعنی ہدایت بہین پیدا کرتا ہی وقولہ یحییٰ من حی عن بینة. کا مصداق کر دیتا ہی پس رسول نے اپنا کام ابلاغ کا پورا
[illegible] عزوجل قائم ہی جسکو چاہا وہ حق وباطل سے تمیز کرکے راہ نور پر آیا اور جسکو چاہا مردود فرمایا ونعوذ باللہ من الضلال
[illegible] فرا دینے کیا کہ زبان عربی مین جب ایک فعل کے بعد دوسرا فعل ذکر کیا گیا پس اگر سیاق یکسان نہو یعنی دوسرے کا ہمشکل
[illegible] ہو جبار استیناف ہو گا یعنی دوسرے فعل سے جدید جملہ شروع ہو گا اور یہی ایک صورت متعین ہو گی
مترجم کہتا ہی کہ مراد یہ کہ اول پر دوم کا عطف روا نہین ہی کیونکہ معطوف بحکم معطوف علیہ ہوتا ہی اور فرض یہ کیا کہ نسق واحد نہین
[illegible] مین ہی کیونکہ ارسلنا ولیبین۔ کے بعد فیضل دوسرا فعل ہی جو اول پر عطف نہین ہو سکتا کیونکہ رسول کا بھیجنا واسطے
بیان کے ہی نہ واسطے گمراہ کرنے کے۔ مترجم کہتا ہی کہ اسی واسطے ارسلنا بصیغہ تکلم ہی اور فیضل بصیغہ غائب چنانچہ ظاہری
[illegible] التفات از تکلم بغیبت کے ساتھ معنوی بلاغت اعجاز یہ کہ فعل اول عین رحمت ہی بدلیل قولہ تعالےٰ وما ارسلناک الا رحمة
للعالمین اور اسکو بشان تکلم بیان فرمایا اور دوم یعنی فقط فیضل۔ شان قہر ہی تو اُسکو بصیغہ غائب کر دیا اور اسم اللہ علم الذات فاعل
مختار فرمایا اور یہ اسم اعظم جامع رحمت وغضب اور لطف وقہر ہی اور یہین سے بعضے اکابر نے کہا کہ آدمی دعا مین اوصاف الرحمٰن الرحیم
الغفور الشکور وامثال انکے ذکر کرے صرف یا اللہ پر اکتفا نہ کرے کہ ذات باری تعالےٰ عزوجل پاک عالی متعالی بے پروا اور تمام
مخلوقات سے متباین ہی۔ زجاج رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اس مقام پر نصب فیضل بھی جائز ہی اور لیبین کا لام بمعنے انجام کار لیا جاوے
یعنی ارسلنا رسول کا انجام بیان راہ نور اور راہ ہائے ظلمت ہی اسی لغت وزبان مین جو قوم سمجھتی ہی حتے کہ اُنھون نے رسول کا
بیان سمجھ لیا اور با وجود اسکے مضل وہادی وہی اللہ تعالےٰ سب مخلوق کا خالق ہی اور بیان کو ہدایت لازم نہین ہی لیکن جب ہادی
[illegible] اسکو سبب کر دے۔ مترجم کہتا ہی کہ تفسیر لغت وبیان کے یہی معنی ہین اور اس سے ایک لطیف بات معلوم ہوئی کہ
[illegible] فہم مین بڑا فرق ہی چنانچہ ہو اللہ احد کی تفسیر لغت بالکل ظاہر ہی اسکے سمجھنے سے کوئی [illegible] اور ترجمہ اسکا کہ وہ اللہ
[illegible] بالکل ظاہر ہی لیکن کفار کی فہم مین نہ آیا بدین معنی کہ حق تعالےٰ عزوجل جو خالق افعال ہی اُس نے کافر کی عقل پر یہ فعل فہم کا پیدا
[illegible] مین سمجھ گیا کہ رب تبارک تعالےٰ نے اُسکے فہم کو اس کلمہ کے ساتھ پیدا فرمایا۔ یہین سے ظاہر ہو گیا کہ فیضل کو بیدی پر مقدم کیا
[illegible] رسول کا بیان ایسے آدمی کے واسطے ہوتا ہی جو گمراہ و کج فہم ہو گیا پس جب عالم قدیم سبحانہ تعالےٰ نے اس مبہوت کو
[illegible] بیان کیا اور جسکے لیے چاہا اُسکے اندر فہم وہدایت پیدا کر دی۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ اور وہی عزیز ہی یعنے
[illegible] کہ ممکن نہیں ہی کوئی دوسرا اُسکے ملک مین تصرف کر سکے جو اُس نے چاہا وہی ہو گا۔ من یضلل اللہ فلا
[illegible] کی نسبت اُس نے چاہا کہ تاریکی مین اوندھا بھٹکے اسکو نور کی طرف لانے والا کوئی نہین ومن یہدہ اللہ فلا مضل لہ
[illegible] عزاسمہ نے [illegible] چاہا اُسکو بھٹکانے والی کوئی چیز نہین ہی پس وہی ہی عزیز۔ الْحَكِيْمُ بڑا حکمت والا

پس یہ عین حکمت ہے جو وہ فرماتا ہے ولیکن مخلوق کی عقل ادنے مخلوق انکو کیا مجال ہے کہ خالق عزوجل
کافرون کی نادانی ہے جو اسمین ہاتھ پانون مارتے ہین کیونکہ آسمان چھو لینا آسان اور یہان
فی العرائس قولہ وما ارسلنا من رسول الابلسان قومہ لیبین لہم۔ اسمین اشارہ ہے کہ اولیاء کے
بیان ہین کہ اہل محبت کو اُنکے فہم کے موافق بیان سے معرفت مین لاتے ہین اور اگر اُنسے ابتدا مین
تو وہ بالکل نہ سمجھین پس ہلاک ہو جاوین پھر حقائق جس مرید کا نصیب اچھا ہے اُسپر کشادہ ہو
غیرت کے نہین کھلتے ہین۔ تم کلامہ پھر بعثت وبیان اور بعد اقرار کے اخراج ہونا از ظلمت
کو آیندہ آیات مین بیان فرمایا

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ
اور بیشک ہم نے بھیجا تھا موسیٰ کو اپنی نشانیون کے ساتھ کہ نکال اپنی قوم کو تاریکیون سے
اِلَى النُّوْرِ ۵ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ
نور کے اور یاد دلا انکو ایام اللہ تعالیٰ کے بیشک اس مین نشانیان ہین ہر صبر کرنے والے شکر

یہ طریقہ رسول بھیجنے کا اور معجزات کے ساتھ راہ ظلمات سے نور کی طرف لانے کا اور باوجود بیان کے اکثرون کا منکر ہونا
مین سے باہر آنے سے انکار کرنا موافق مشیت الٰہی تعالےٰ کے واقع ہوا چنانچہ جامع واقعات عجیبہ قصہ حضرت موسیٰ
مین غور کرنے کا اشارہ فرمایا بقولہ تعالےٰ۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اور بیشک ہم نے بھیجا جیسے تجھکو بفضل ارسال کرکے بھیجا ہے
پہلے مُوْسٰی موسیٰ بن عمران کو بطور اصل کے اور ساتھ ہارون کو بطور وزیر کے۔ بِاٰیٰتِنَآ اپنی آیات کے ساتھ
وانواع معجزات وواقعات کے ساتھ جنکا بیان اول مین مفصل ہو چکا ہے اور بیان ارسال یہ کہ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ
باہر لا اپنی قوم کو۔ یعنی طریقہ وآداب واعتقادات وشب وروز کا برتاؤ اور قلب کی حفاظت و دنیا مین آسانی و پاکیزگی
بسر کرنے کے باوجود رجوع باآخرت سب انکو بتلا دے تاکہ اللہ تعالےٰ عزوجل کی طرف رجوع لاوین مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى
النُّوْرِ تاریکی سے نور مین ف۔ یعنی سب تاریک پردے حسب مشیت رفتہ رفتہ دور فرما دے اور نور کی طرف
لوگ آجاوین۔ واضح ہو کہ حق تعالےٰ عزوجل نور وظلمت سب سے پاک ہے ولیکن مخلوقات سے جب سیاہ پردے دور ہوتے
تب نور کے پردے نظر آتے ہین اور یہ قبولیت وقرب حق تعالےٰ ہے جہان تک نور کے پردے اُٹھتے جاوین
نیک بندون سے نور کے پردے قیامت کو اُٹھاویگا وسبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ۔ حاصل یہ کہ جیسے حضرت
آیات کتاب کے ساتھ اپنی قوم کی زبان مین بھیجا کہ اس سے اول قریش پھر عرب پھر تمام مخلوقات عالم تاریکیون سے باہر
ایسے ہی متواتر ثابت ہے کہ ہم نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو آیات توریت ومعجزات حسی کے ساتھ اُسکی قوم کی زبان
کہ اپنی قوم کو ظلمات سے نکالکر نور کی طرف لا۔ ف۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام جن لوگون کی طرف بھیجے گئے
بنو اسرائیل تھے اور چونکہ حضرت موسےٰ علیہ السلام بنو اسرائیل مین سے تھے تو زبان اور توریت آپکو
سواکہ ہر رسول کو زبان اُسکی قرابتی قوم کی ملی اگرچہ جن لوگون کی طرف بھیجا گیا وہ مختلف اقوام ومختلف

[illegible] خصوص بقوم قرابت نہین ہوتا چنانچہ ارسال حضرت موسے علیہ السلام بجانب فرعون بھی تھا
[illegible] ن ہوچلی ہو فافہم پھر چونکہ انسان پر غفلت آجاتی ہو لہذا حضرت موسے علیہ السلام کو یہ بھی حکم دیا کہ۔ وَ
ذَکِّرْهُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ اور یاد دلا انکو ایام اللہ یعنے جن ایام مین حق تعالے عزوجل نے وقتًا فوقتًا انپر متعدد
[illegible] اور طرح طرح کے معجزات قاہرات سے دشمنون کو زیر کیا جیسے عصائے موسے سے فرعون کا مغلوب ہونا ساحرون کا
ایمان لانا اور طوفان وجراد وقمل وخون وسرطان وغیرہ سے فرعونیون کا مقہور ہونا اور آخر بحیرۂ قلزم مین عجیب قدرت و انعام
وکمال سے انکو نجات دیکر فرعون کو غرق کردیا پھر تظلیل غمام وانزال من وسلوے وغیرہ سے انعامات فرمائے غرضکہ انکو انعامات
سے بجانب محبت خالق عزوجل وتفکر پاک شان حق تعالے عزوجل کی طرف نکالا اور حضرت مجاہد وقتادہ وغیرہم نے کہا کہ ایام اللہ
یعنی ایام انعام آلہی سبحانہ وابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایام اللہ یعنی اللہ تعالے عزاسمہ کی نعمتین اور ابن کثیر رح نے کہا
کہ مرفوع حدیث مین بھی یہ تفسیر آئی ہو کما رواہ ابن جریر وغیرہ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ بیشک اس معاملہ مین یعنی جو نیک بندون
بنی اسرائیل کے ساتھ نجات وفضیلت دینے کا کیا اور بدکارون فرعونیون کے ساتھ ہلاک کرنے کا کیا ہو لَاٰیٰتٍ نشانیان ہین یا عبرت
ہین لِّكُلِّ صَبَّارٍ ہر بندہ صبر کرنے والے کے لیے جو سختی ومصیبت مین ایمان توحید پر ثابت رہے جیسے بنو اسرائیل باوجود قتل اولاد
اور تنگی رزق وطرح طرح کے مصائب کے صابر رہے۔ شَكُوْرٍ بندہ شکر گزار کے لیے جو راحت ونعمت مین حق تعالے کا شکر
ادا کرے صحیح مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان مروی ہو کہ مومن کا معاملہ سب کا سب عجیب عمدہ ہو کہ اللہ تعالے عزوجل اُسکے لیے
جو کچھ جاری فرماتا ہو وہ اُسکے حق مین بہتر ہی ہوجاتا ہو اگر اسکو کوئی مضرت پہونچی اُس نے صبر کیا تو اُسکے لیے بہتر ہوگئی اور اُسکو بھلائی
پہونچی اُس نے شکر کیا تو اُسکے لیے بہتر ہوگئی قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بہت اچھا وہ بندہ ہو کہ جب مبتلا ہوا تو صبر کیا اور
جب انعام پایا تو شکر کیا۔ شیخ ابن جریر وغیرہ نے کہا کہ قولہ تعالے وذکرہم بایام اللہ۔ تمام گذشتہ امتون سے تا زمان حضرت
موسے علیہ السلام جو وقائع گذرے تھے سب مراد ہین کیونکہ جب اُنکو کافرون کا ہلاک کرنا اور نیکون کا نجات دینا سُنایا جاوے تو
خوف وعبرت سخت ہوگی۔ اور صبار وشکور کو خاص کرنا اسواسطے کہ اسی کو انتفاع ہوگا اور شاید کہ بندہ مومن کی ابتدائی دونون
صفات کو ذکر فرمایا واللہ تعالے اعلم۔ ف۔ فی العرائس قولہ وذکرہم بایام اللہ۔ منجملہ اشارات کے شیخ نے ذکر کیا کہ اس سے
ایام القدم اور ایام البقاء کا اشارہ ہو پس ایام القدم اولیت اولیہ ہو جو زمانہ وآثار سے پاک ہو [illegible] وجود قبل وجود تھا اور ویسا ہی
[illegible] ہو پس خود بخود عاشق ہوا اور وجود مین جز وجود کچھ نہ تھا پس ایام قدم اسپر گذر گئے کہ بلا عشق ملہوف وبغیر محب معروف
[illegible] حیران شکران وعارف مکاشف ومونس مستانس تھا۔ ؎ مضت فرص الوصال وما شعرنا + الا تعسا لایام الفراق ؎
[illegible] وهم اصالحا + فلیت مخوفا فہاجت حزنی۔ اور رہے ایام البقاء تو آخریت آخریہ بلا مرور حدوث وعلت اکوان ہین
[illegible] سرمدی ہو وہ جمال احدی ووصال ابدی ہو کہ عشاق کے مشہود واہل شوق کے مطالعہ کا بقاء ہو۔ گویا اشارہ ہو کہ انکو ایام
[illegible] سے کہ دائمی وجود سے فرح وسرور پاوین۔ نیز اشارہ ہو کہ انکو ایام قدم یاد دلاوے کہ حسرت مافات انکو جو شمس ہین
[illegible] وصال عالم ارواح بخطاب ازلی یاد کرین۔ نیز انکو یاد دلاوے فرحت وصال اور خوف ہجران ولعن کیونکہ [illegible]
[illegible] ہو پھر حق سبحانہ تعالے عزاسمہ نے ایام قدم کے فراق کی قدر اُن بندون کے ساتھ مخصوص فرمائی جو

صابر وشاکر ہین کہ فراق مین ہر مصیبت پر صبر کرتے ہین اور لطف وفراق مین امید وصال [illegible]
بقولہ تعالے ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور ۔ بعض مشائخ نے کہا کہ الہام اللہ [illegible]
ارواح صافی اور توحید مین فرحت کے ساتھ باقی تھین ۔ اور بعض مشائخ نے کہا کہ شکر بندہ ہے [illegible]
الٰہی ہو تو ہر شکر کے لیے شکر ہی پس مین اپنے رب تبارک وتعالے کے شکر کو عاجزی سے [illegible]
طاعت وایمان جس سے فضل وصال ونعمت کمال کی امید ہو اور بندہ براہ مستقیم پر قائم [illegible]
کہتا ہو کہ حدیث صحیح افلا اکون عبدا شکورا ۔ مین صریح اشارہ ہو کہ باوجود تمام گناہ [illegible]
فرمائے کہ بندہ شکر گزار بنتا ہون ۔ پس یہ معنے شکر کے ہین اور ہر حمد پر مزید نعمت ہوتی جاتی ہی اور [illegible]
اللہ تعالے عزوجل معصوم فرماوے کہ وہ عاجزی بڑھاتا جاتا ہو اسلام پر ایمان واسیر احسان واسیر معرفت [illegible]
کافرون کی سمجھ سے یہ سب بعید ہو واللہ ہو العزیز الحمید ۔ پھر استغنار وعظمت بیان فرمایا بقولہ

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ

اور یاد دلا کہ جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو نعمتین اللہ تعالے کی اپنے اوپر کہ تمکو چھٹکارا دیا [illegible]

يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي

کہ پہنچاتے تھے تمکو سخت عذاب اور ذبح کر ڈالتے تھے تمھارے بیٹون کو اور جیتی رکھتے تھے تمھاری بیٹیون کو [illegible]

ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۞ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ع

تمھارے رب کی طرف سے انعام عظیم ہی اور جب صاف حکم دیدیا تمھارے رب نے کہ جب تم شکر کروگے تو تمکو [illegible] زیادہ دونگا

وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۞ وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن

اگر تم کفر کروگے تو بیشک میرا سخت عذاب ہی اور کہا موسیٰ نے کہ اگر کفر کروگے تم اور جو [illegible]

فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۞

زمین مین ہین سب کے سب تو اللہ تعالے بیشک غنی ہے ستودہ [illegible]

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ یعنی اور جب حضرت موسے علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا [illegible]
مقصود تھا اور وہ بنو اسرائیل تھے اور یہ اسوقت کہا کہ جب فرعون وقبطیون کے ہلاک ہو جانے کے بعد [illegible]
مالک ہوگئے تھے کہ ۔ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ یاد کرو اپنے اوپر اللہ تعالے کی نعمت [illegible]
أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ جب تمکو آل فرعون یعنے قوم فرعون سے نجات دی [illegible]
سُوءَ الْعَذَابِ تلاش کرتے تھے وخواہش کرتے تھے تمھارے لیے [illegible]
بیان ہو چکا کہ بالکل قتل کر دینا نہ چاہتے تھے بلکہ طرح طرح کے برے کام لیتے وخراب کرتے تھے اور [illegible]
کے بیان فرمایا کہ ۔ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ اور جو لڑکا تمھارے [illegible]
فرعون سے کہدیا تھا کہ بنو اسرائیل مین ایک لڑکا ہوگا جو فرعون کی بادشاہت [illegible]

Marfat.com

[illegible]ے علیہ السلام کی رسالت کے بعد بھی فرعون نے انمین یہ قاعدہ جاری رکھا کہ لڑکے کو قتل کرتے
[illegible]ے گئے اور لڑکیون کو زندہ چھوڑتے بلکہ چاہتے کہ لڑکیان زندہ رہین۔ کرخی رحمہ اللہ تعالے نے
[illegible] سے لیتے اور شوہرون سے جدا رکھتے۔ باوجود اسکے بنو اسرائیل کو توفیق عطا ہوئی تھی کہ ایمان پر قائم
[illegible] تعالے عزوجل نے انکو دنیا مین بھی تمام اسوقت کے اہل عالم پر فضیلت دی کہ کوئی انپر غالب نہو سکتا تھا۔ وَ
فِي ذٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ اور اس معاملہ مین تمہارے رب کی طرف سے بلائے عظیم ہے۔ یعنی انعام
[illegible] مین بلا بمعنی انعام مستعمل ہے یعنی بنظر انجام کار بعض علماء نے انعام سے تفسیر فرمائی ہے یعنی یہ نجات دینا اور اس
[illegible] پر پہونچانا بڑا انعام ہے اور بعض نے بنظر ابتدائی حالت جسکا بیان ہوا بلا بمعنی ابتلاء لیا یعنے اس مصیبت کے تمکو پہونچنے
مین تمہارے رب کی طرف سے بڑا امتحان تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ بہر صورت اللہ تعالے عز اسمہ کا فضل و انعام ظاہر تھا کہ فرعونیون
کی سختی مین انپر صبر و تسکین دی اور ثواب آخرت مہیا کر دیا اور بعد نجات کے سلطنت مین عدل و استقامت و شکر گزاری و طاعت
پر [illegible] انعام پر بنو اسرائیل کے حق مین فرمایا۔ وبلوناہم بالحسنات والسیات لعلہم یرجعون۔ یعنی ہم نے انکو بھلائیون کے
ساتھ اور برائیون کے ساتھ دونون طرح امتحان مین مبتلا کیا کہ وہ رب تعالے کی طرف رجوع لاوین۔ اسی واسطے حضرت موسی
علیہ السلام کا قول بیان فرمایا۔ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ اور جب اعلان دیدیا صاف صاف تمہارے رب تعالے نے
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ یعنے بقسم اگر تم شکر کروگے ای بنو اسرائیل تو مین تمہارے لیے بڑھاؤنگا۔
وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اور اگر تم ناشکری کروگے۔ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ تو میرا عذاب سخت ہے اُسکے لیے
جو ناشکری کرے۔ انجام کار جو معاملہ بنو اسرائیل مین واقع ہوا وہ یہ تھا کہ ایک مدت تک صلاحیت و پرہیزگاری پر رہے اُنکے
علماء و فقراء و بادشاہ نیک نہاد صالح عادل رہے پھر یہ لوگ بگڑتے گئے اور شہوات و فتنہ پھیلتے گئے اور پہلا فتنہ انمین عورتون سے
پھیلا کہ زناکاری و فجور و نافرمانی و ترک نماز و بداعتقادی بڑھتی گئی اور اسوقت سخت عذاب مین کئی بار مبتلا ہوئے اور آخر مین
ہمیشہ کے لیے خوار کر دیے گئے۔ ربیع بن انس رض نے فرمایا کہ حضرت موسے علیہ السلام نے اُنکو آگاہ کیا کہ اگر تم اپنے رب کا
شکر مانوگے تو تمہارے لیے اپنا فضل بڑھاویگا اور رزق مین برکت و وسعت دیگا اور عالم پر تمکو غالب کریگا اور سفیان ثوری
رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تمہارے نفس اس آیت مین تمکو دنیا کے مال و متاع پر نہ لے جاوین یعنی رب تبارک و تعالے نے
دنیاوی مال و متاع و عیش و راحت کی اسقدر قدر نہین کی کیونکہ دنیا اللہ تعالے عزوجل کے نزدیک اس سے کہین زیادہ حقیر ہے
کیے ہین کہ اگر تم طاعت و حسن معرفت کا شکر کروگے تو مین زیادہ معرفت دونگا۔ شیخ عرائس نے کئی ایک مشائخ سے یہ معنے بیان
[illegible] اور دنیا ظاہر ہے کہ دنیا کی وسعت و سلامتی مرد آخرت کو اسی وجہ سے زیادہ مرغوب ہے کہ وہ طاعت مین فارغ البال
رہتا ہو اور جس نے ایمان و معرفت کی قدر نہ جانی وہ دنیا کی قدر کرنے مین جاہل ہے۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ معنی یہ ہین
کہ اگر میری نعمت کا شکر کروگے تو مین بڑھاونگا اور اگر کفر کروگے اسطرح کہ نعمت چھپاؤ اور انکار کرو تو عذاب دنیا اسطرح ہوگا کہ وہ
نعمتین چھین لیجاوے اور عذاب دیا جاوے اور لکھا کہ حدیث مین آیا ہے کہ بندہ کبھی گناہ کے سبب سے جو اُس نے کمایا رزق
سے محروم ہوجاتا ہے۔ قال الامام احمد حدثنا [illegible] حدثنا عمارۃ بن زاذان الصیدلانی عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ روایت کی کہ

Marfat.com

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سائل گذرا آپ نے اُسکے لیے ایک چھوہارے کا حکم دیا [illegible]
لیے آپ نے چھوہارے کا حکم دیا اُس نے عزت سے لیکر کہا کہ سبحان اللہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
کہ ام سلمہ کے پاس جاکر چالیس درم جو اُنکے پاس ہین لاکر اُسکو دیدے - قال الحافظ تفرد به احمد و عمارة بن [illegible]
احمد و یعقوب بن عثمان و قال ابن معین صالح و قال ابو زرعة الرازی لاباس به - و قال ابو حاتم یکتب حدیثه ولا [illegible]
ربما یضطرب فی حدیثه - و روی عن احمد ایضا انه قال روی عنه احادیث منکرة و قال ابو داؤد لیس بذلک [illegible]
ابن عدی لاباس به انه ممن یکتب حدیثه - اور تفسیر قوله لئن کفرتم ان عذابی لشدید - ای لئن کفرتم لاعذبنکم [illegible]
لشدید - پس ادب سکھلایا کہ کفران و نافرمانی پر فوراً عذاب مت کرو چنانچہ یہ نہین فرمایا کہ اگر کفران کروگے تو تمکو عذاب [illegible]
فرمانبرداری و شکر کی صورت مین اظہار فرمایا ہو بلکہ یون فرمایا کہ خوف کرو کہ میرا عذاب سخت ہی - پھر حضرت موسے [illegible]
تصریح کردی کہ یہ شکر یا عدم شکر تمھارے حق مین ہو اور اللہ تعالے عزوجل تمھاری طاعت و معصیت سے پاک ہی [illegible]
وَقَالَ مُوسَى إِنْ تَكْفُرُوا اور کہا حضرت موسے علیہ السلام نے کہ اگر تم کفر کرو - بلکہ - أَنْتُمْ وَمَنْ [illegible]
تم اور زمین پر جو رہتا ہی یعنے تم اور تمام عالم جَمِيعًا یعنی سب کے سب ناشکرے و کافر ہوجاؤ تو تم اپنا ہی [illegible]
تمھارے شکر و ناشکری سب سے پاک ہو - فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ اللہ تعالے عزوجل بے شبہ مستغنی [illegible]
اور صحیح مسلم مین حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رب تبارک و تعالے [illegible]
سنایا اور اسمین ہو کہ ای میرے بندو اگر تمھارے اگلے و پچھلے و آدمی و جن سب کے سب تم مین سے سب سے [illegible] ایک [illegible]
قلب پر ہوجاوین تو اس سے میری بادشاہت مین کچھ نہین بڑھیگا - ای میرے بندو اگر تمھارے اگلے و پچھلے و انسان و جن
سب ایک وسیع میدان مین کھڑے ہون اور ہر ایک آدمی اپنی اپنی آرزو مین مانگے کہ مین ہر ایک کو اُسکی مراد دیدوں تو [illegible]
خزانہ غیب مین اس سے کچھ کمی نہوگی مگر جیسے سمندر مین سوئی ڈبونے سے پانی مین کمی ہو یعنی کچھ بھی نہین الحدیث پس [illegible] پاک
غنی حمید اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالے نے تاریخ مین اور ضیاء نے مختارہ مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جو کوئی پانچ باتون کی توفیق دیا گیا وہ اُنکے مقابلہ مین پانچ نعمتون سے محروم نہوگا [illegible]
ایک یہ کہ جو کوئی شکر کی توفیق دیا گیا وہ زیادت سے محروم نہوگا اور حکیم ترمذی نے نوادر مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی کہ جسکو شکر کی توفیق ہوئی وہ زیادتی سے محروم نہوگا - اور واضح ہو کہ مرد آخرت اول اپنے انفاس [illegible]
و معارف و طاعات کو مقدم کرکے شکر کرتا ہی پھر دنیاوی صحت و فراغت و جملہ نعمتون کا شکر کرتا ہو لیکن [illegible]
مین زیادتی فرماتا ہی ف فی العرائس قوله ان تکفروا انتم الآیہ - بیان فرمایا کہ ذوالجلال والاکرام [illegible]
کے شکر و کافرون کے کفر و لوازم سے اور شیخ نے لکھا کہ اسمین اشارت ہو کہ جب کہ اللہ تعالے [illegible]
کہ انکو بخشدے اور سب کو دریاے رحمت مین غرق کردے کہ محمد و قبل وجود خلق کے [illegible] پاک [illegible]
معلوم ہو - شیخ ابو صالح رحمہ نے کہا کہ غنی وہ ہو جو ہمیشہ تھا اور ہمیشہ ہی اور مخلوق سے اسکا غنا [illegible]
کردیا اور وہ بذات پاک غنی حمید ہو - شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ بیطلان مین تاشیر [illegible]

Marfat.com

...جو ہو چکا سعادت وشقاوت سے ازل مین پس ظاہری کفر وایمان کی صورت ہی نہ حقیقت اور
...احکام ان جہان سے پہلے جاری ہو چکے پھر حق سبحانہ تعالے نے مشہور متواتر علم کے موافق شاکر
و کافر کے اعتبار کرنے کو فرمایا

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ
...سے جو تمہین خبرین ان لوگون کی جو تم سے پہلے تھے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور وے جو

مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللّٰهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوا
انکے پیچھے ہوئے کوئی انکو جانتا نہین سوائے اللہ کے لائے تھے انکے پاس انکے رسول کھلی نشانیان پس پھیر لیے انھون نے

أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ
اپنے ہاتھ اپنے مونہون مین اور بولے کہ ہم منکر ہین اس چیز سے کہ تم بھیجے گئے ساتھ اسکے اور بالضرور ہمکو تو شک مین

مِمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ
اس سے جسکی طرف تم ہمکو بلاتے ہو ایسا شک کہ دل کو دھوکا ہو انکے رسولون نے انسے کہا کہ کیا اللہ تعالے مین تمکو شک ہی وہ پیدا کرنے والا آسمانون

وَالْأَرْضِ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى
اور زمین کا وہ تمکو بلاتا ہی تاکہ تمہارے گناہون کو بخش دے اور تمکو باقی رکھے مقرری میعاد تک

قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ
بولے کہ تم نہین ہو مگر بشر ہمارے مثل کہ چاہتے ہو کہ ہمکو روک دو ان چیزون سے جنکو پوجتے رہے

آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطٰنٍ مُبِينٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ
ہمارے باپ دادے پس لے آؤ کوئی کھلا غلبہ ہمارے پاس جواب دیا انکو انکے رسولون نے کہ بیشک نہین ہین ہم مگر بشر مثل تمہارے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ
لیکن اللہ تعالی احسان کرتا ہی جسپر اپنے بندون مین سے چاہتا ہی اور ہم کو یہ کہان پہونچتا ہی کہ ہم تمہارے پاس لادین کوئی سلطان

إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ
مگر اللہ تعالی کے حکم سے اور اللہ تعالے ہی پر چاہیے کہ ایمان والے بھروسا کرین اور ہمکو کیا ہی کہ ہم توکل نہ کرین

عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا ۚ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ مَا آذَيْتُمُونَا ۚ وَ
اللہ تعالی پر اور حال یہ کہ اسنے ہم کو ہماری راہ دکھلائی اور قسم اللہ تعالے کی کہ ہم صبر کرینگے اسپر جو تمنے ہمکو اذیت دی اور

عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝
اللہ تعالی ہی پر چاہیے کہ بھروسا کرین بھروسا کرنے والے

شیخ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مین فرمایا کہ حضرت موسے علیہ السلام نے جو کچھ اپنی قوم سے کہا تھا اسی کا تتمہ
ہے اور مترجم کہتا ہی کہ شیخ نے قولہ وذکرہم بایام اللہ کی تفسیر انتقام اللہ اختیار کی تھی اور یہ بھی عرب کی بول چال مین

مستعمل ہو بس جو حکم تھا کہ بنو اسرائیل کو ایام اللہ یاد دلاوے یعنی اللہ تعالے عزوجل نے جو انپر
صحت و نعمت وغیرہ کے اور رسولون کے بھیجنے کے احسان کیے مگر انھون نے اللہ تعالے کے
پس اللہ تعالے عزوجل نے جو عزیز منتقم ہی انکو کس طرح ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو یہ اخبار متواتر ہو
عبرت ہو گی چنانچہ حضرت موسے علیہ السلام نے یہ قصص بیان کیے - شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ
اور مجاہد وغیرہم سے ایام اللہ کی تفسیر انعام الٰہی مروی ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہان سے اللہ تعالے نے
فرمائی ہی اور مؤید اسکا یہ ہی کہ کہا گیا کہ توریت مین عاد و ثمود کا قصہ نہین ہی اور مترجم کہتا ہی کہ
رسول نے انکو آگاہ کیا اور وہ ایک امر انمین متواتر معروف تھا ولیکن اظہر یہی ہی کہ یہان سے کلام مستانف
سامنے موجود رسالت حضرت موسی علیہ السلام و انکا غائت مقصود کہ قوم کو ظلمات سے نور کی طرف لاوے بیان
و رسالت خاتمہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہی اور کفران نعمت مستوجب خسران ہونا اور اللہ تعالے
غنی حمید ہونا ظاہر فرما کر عرب کو انکے اوہام پر ملامت فرمائی بقولہ - أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ
تمکو خبر ان لوگون کی جو تم سے پہلے تھے - یعنے خوب ظاہر متواتر خبر تمکو معلوم ہی اور انکا آغاز و انجام و انکا واقعہ عبرت ناک
بیان کیا کہ اگلی قَوْمِ نُوحٍ ایک قوم نوح تھی - وَعَادٍ اور دوسری عاد جنمین حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے
وَثَمُودَ اور تیسری ثمود قوم جنمین حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور یہ عرب ہی مین تھے اور انکے
کے نشان پائے جاتے تھے چنانچہ تبوک جاتے ہوئے قوم ثمود کی ویران بستی صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھی اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے انکو ارشاد فرمایا کہ اس قوم پر جانے مین دلیری مت کرو روتے ہوئے وہان جاؤ اللہ تعالے غنی حمید ہی اور
قوم کے کنوئین سے پانی بھر کر آٹا گوندھا اور ہانڈیان چڑھائی تھین جب پیچھے سے آپ مع اکابر صحابہ تشریف لائے تو ہانڈیون کی
نسبت حکم دیا وہ لوٹ دی گئین اور آٹا جانورون نے کھایا اور لشکر کو حکم دیا چنانچہ روانہ ہو کر ایک کوس کے فاصلہ پر ایک کنوئین پر
اُترے اور فرمایا کہ یہ کنوان وہ ہی جس سے حضرت صالح و انکے ساتھی پانی پیتے تھے اور تالاب مین ناقہ کی
نالہ سے لوٹ جانے کی لوگون کو دکھلائی پس عرب ان آثار سے خوب آگاہ تھے اور واقعہ عاد اور ثمود انمین معروف تھا
صرف جہالت یہ تھی کہ انکو وجہ ہلاکت وغیرہ سے علم نہ تھا اور یہ بسبب کمال جہالت اہل عرب کے تھا جو جاہلیت
مین کم نہ تھے سوائے اسکے کہ سخاوت و شجاعت اور صدق و امانت انمین ذاتی جواہر بیش قیمت تھے - ابو مجلز
نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ مین انساب عرب خوب جانتا ہون فرمایا کہ تو نہین بتا سکتا اُسنے کہا کہ
فرمایا کہ اچھا عاد و ثمود اور اصحاب الرس اور درمیان کی بہت پشتین جانتا ہی اُسنے کہا کہ مین ان سب کے انساب
پس آپ نے پڑھا قولہ تعالے - وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ اور وہ لوگ
اقوام نوح و عاد و ثمود کے بعد ہوئے جنکو کوئی نہین جانتا سوائے اللہ تعالے عزوجل کے - جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
اسکو پڑھا تو وہ شخص چپ ہو گیا - اور یہ بات بالکل یقینی ہی کہ کرورون آدمیون کے ہزارون جنکو
اللہ تعالے عزاسمہ کے ولیکن اصول و معروفین کا حال البتہ خاص خاص واقعات کا جو عام مشتہر ہون

Marfat.com

[illegible] اللہ عنہ نے کہا کہ علم نسب کا دعوے کرنے والے جھوٹے ہین۔ عروہ بن الزبیر نے کہا کہ مین نے کسی کو
[illegible] کے اوپر نسب کے اجداد پہچانتا ہو یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اوپر قریب آٹھ پشت کے بعد جہانتک
[illegible] روایت کیا ہو اس سے اوپر نسب معروف نہین ہوا اور ابن عباس نے کہا کہ عدنان سے اوپر حضرت اسمعیل
[illegible] تیس اجداد ہین کہ نسب انکا معروف نہین ہوتا۔ اگر کہا جاوے کہ پھر قوم نوح و عاد و ثمود کی خبر سے کیونکر انکو عبرت دلائی
[illegible] جواب یہ ہو کہ عاد و ثمود کے رؤساء اور انکی نسبی قرابت نہ معلوم ہونے سے یہ نہین لازم آتا کہ عاد یا ثمود کا حال نہ معلوم ہو جیسے
[illegible] ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم معلوم ہین اور ہر ایک کے انساب کی تفصیل ٹھیک نہین معلوم ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور
آپ کے خلفاء وغیرہم بوجہ خبر متواتر کے قطعی معلوم مگر اولاد ہر ایک کی جو اسوقت تک ہوئی فقط علم الٰہی عزوجل مین ہین کوئی نہین جانتا ہی
بالجملہ عاد و ثمود کا واقعہ ایسا ہولناک تھا کہ برابر مثل طوفان نوح کے متواتر مشہور رہا اور بعد کے درمیانی قرون مین بھی شاید
رسول آئے جنکا علم اللہ تعالے عزوجل کو ہی ہی۔ پس اللہ تعالے عز اسمہ نے ان سب کا عبرتناک حال اسطرح بیان فرمایا کہ۔
جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُم بِالۡبَيِّنٰتِ۔ اُنکے پاس اُنکے رسول مع بینات کے آئے یا بینات لائے جس سے
صاف صاف حق راہ نور اور باطل راہ ظلمات ظاہر کردی اور معجزات قاہرہ دکھلائے۔ پس اُنھون نے رسالت صاف بیان کردی
فَرَدُّوۡۤا اَيۡدِيَهُمۡ فِىۡۤ اَفۡوَاهِهِمۡ پس ان قومون نے اپنے اپنے رسول کو جھٹلایا۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ
جبکہ کوئی شخص نہین مانتا اور جواب نہین دیتا تو کہتے ہین کہ ردید ہ فے فیہ۔ اپنے منھ پر ہاتھ رکھ لیا پس ضرب المثل ہوگیا اور معنے
یہ کہ قوم ایمان نہ لائی اور رسول کی بات نہ مانی۔ اخفش نے بھی ایسا ہی کہا ہو۔ قتیبی نے اس محاورہ مین کلام کیا اور کہا کہ مراد یہ ہو کہ
قوم نے دانتون سے اپنے ہاتھ دبائے اور یہ بسبب غیظ و غضب کے ہوا کیونکہ رسول نے شرک کو بُرا کہا اور اُنکے بتون کو باطل
بتلایا اور اُنکے افعال کو مذموم و قبیح کہا اور یہ بمنزلہ قولہ تعالے عضوا علیکم الانامل من الغیظ۔ اور یہان بجائے انگلیون کے ہاتھ
فرمایا جسمین دلالت ہو کہ سخت غصہ مین ہاتھ چباتے تھے اور باطل خیالات و اعتقادات پر ایسے جمے تھے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالی
نے یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بروایت ابو الاحوص و ابو ہبیرہ نقل کی اور کہا کہ اسی کو عبدالرحمن بن زید
بن اسلم نے اختیار کیا۔ اور لکھا کہ مجاہد و محمد بن کعب و قتادہ نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ قوم نے رسول کو جھٹلایا اور اپنے منھ سے اُنکے
[illegible] کو رد کردیا۔ ابن جریر نے کہا کہ فے افواہہم اس صورت مین معنی بافواہہم ہی اور [illegible] شعر عرب سے شاہد نقل کردیا۔
[illegible] کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس قول کی تائید آخر آیت سے ظاہر ہو کہ خاتمہ کلام پر فرمایا۔ قالوا انا کفرنا بما ارسلتم بہ وانا لفی شک الآیۃ
[illegible] فردوا ایدیہم فے افواہہم کی یہ تفسیر ہو۔ عوفی رحمۃ اللہ تعالی نے ابن عباس سے روایت کی کہ جب قوم نے اللہ تعالی کا
[illegible] سنا تو اس سے مضحکہ و تعجب کیا اور اپنے ہاتھ اپنے مُنھون پر رکھ لیے اور جواب دیا۔ وَقَالُوۡۤا اِنَّا كَفَرۡنَا
بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ وَاِنَّا لَفِىۡ شَكٍّ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَنَاۤ اِلَيۡهِ مُرِيۡبٍ یعنی جو تم لائے ہم اُسکی تصدیق نہین
[illegible] کوئی شک ہو۔ بعض نے کہا کہ قوم نے اپنے ہاتھ اپنے مُنھ پر رکھکر رسولون کو اشارہ کیا کہ خاموش رہو بعض نے
[illegible] رسولون کے مُنھ پر رکھے کہ مت کہو۔ مترجم کہتا ہو کہ قول اول یا دوم اقرب ہو۔ پھر اگر کہا جاوے کہ اُنھون نے
[illegible] شک قوی [illegible] جواب یہ کہ انکار کیا اور آخری مرتبہ یہ کہ قوی شک سے خالی نہین ہوا اور مترجم کے

...کے ساتھ تھا اور شک اللہ تعالے کے ساتھ تھا اور یہ جو...
نزدیک انکار و کفر تو انکو رسول کے ساتھ تھا اور شک اللہ تعالے کے ساتھ تھا اور یہ جو
آیت سے ظاہر ہو کہ ان اقوام مین ویسی ہی جہالت تھی جیسے اسوقت نیچر کے خیالات والے ہین جو اللہ...
عاقل اس مقام پر قطعی یقین کے ساتھ اللہ تعالے کی قدرت کا تماشا دیکھتا ہو کہ بیشک ہدایت اسی کی جانب...
سے یہ لوگ منکر ہین۔ لہذا جواب مین رسولون نے بیان فرمایا۔ قَالَتْ رُسُلُهُمْ انکے رسولون...
شَكٌّ کیا تمکو اللہ تعالے مین شک ہی۔ نہایت تعجب و ملامت سے فرمایا۔ اسی واسطے...
ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہو کہ توحید پر ایمان نہ لانے مین کوئی معذور نہین ہو سکتا۔ کیونکہ وہ نہایت...
ساتھ دلالات محسوسات سے تعریف فرمائی بقولہ۔ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عدم...
لانے والا آسمانون و زمین کا۔ یعنی سب چیز محسوس کا جوان دونون کے درمیان مین ہو پس اپنے خالق ذو الجلال...
کرتے ہو جس نے تمکو عدم سے پیدا کیا اور ہوش گوش مال و اولاد سے تمپر احسان کیا۔ يَدْعُوكُمْ وہ تمکو بلاتا ہو اپنی...
لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ تاکہ بخشدے تمہارے ہی لیے تمہارے گناہون کو۔ یعنی ہم تمکو نہین...
رسالت سے وہی تمکو ایمان توحید کی طرف بلاتا ہو۔ اور حرف مِنْ بقول ابو عبیدہ صلہ زائدہ ہو پس اگلی امتون کے...
سے سب گناہ معاف ہوجاتے تھے جیسے اس امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو بقولہ تعالے اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ...
یہی اخفش رحمۃ اللہ تعالے کا قول ہو۔ سیبویہ و جمہور بصریین نے جملہ مثبت مین مِن زائد نہین جانا تو تبعیضیہ ہو پس...
یا تو بعض کے ذکر سے سب گناہ کی بخشش مراد ہو یعنی تم سے جو اسوقت تک شرک ہوا اسکو بخشدے تو باقی گناہ بدرجہ اولے...
جاوینگے اور یا یہ ہو کہ تمام گناہون کی بخشش مخصوص اس امت سے ہو اور اگلون کے بعض معاف ہوتے ہون اور بعض...
کہ مِن نہ زائدہ ہو نہ تبعیضیہ ہو بلکہ بدل کے معنے مین ہو یعنے تمکو بخشدے بعوض تمہارے گناہون کے یعنے عذاب کے عوض تمپر رحمت...
فرماوے پس سب گناہ معاف ہونا لازم ہوگا اور امت محمدیہ کے لیے صریح آیات و احادیث مین منصوص ہو کہ کافر نے جو...
کوئی گناہ کیے ہون اسلام سے معاف ہوجاتے ہین ولیکن قرضہ ادا کردے اور اگر وسعت نہ پائے تو امید ہو کہ اللہ تعالے قیامت...
مین اس سے بھی اسکو نجات دیوے جیسا کہ احادیث مین دلیل موجود ہو بالجملہ رسولون نے قوم سے کہا کہ تمکو اللہ تعالے مین...
کی گنجایش نہین اور ہمارے رسول ہونے مین بھی شک مت کرو ہم اپنی طرف سے نہین کہتے ہین بلکہ وہی ہماری زبان سے...
راہ کی طرف بلاتا ہو تاکہ گناہون کے عذاب کے بدل تمپر رحمت و مغفرت فرماوے وَيُؤَخِّرَكُمْ اور تاخیر دے تمکو...
دنیاوی کے۔ اِلٰٓى اَجَلٍ۔ ایک مدت تک مُّسَمًّى جو علم الٰہی مین تمہارے لیے...
فرمائی ہو۔ یعنی اگر نہ مانوگے تو اس مدت سے پہلے ہی تمپر دنیاوی عذاب کا خوف ہو پھر کبھی عذاب...
قوم نے یہ شبہہ کیا کہ اللہ تعالے اگر رسول بھیجتا تو ملائکہ وغیرہ کو بھیجتا اور اسکے لیے سلطنت و دولت...
غلبہ و شوکت و سلطنت ہوتی چنانچہ انکا جواب یہ ہو۔ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا...
ہمارے مثل۔ اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو ملائکہ بھیجتا۔ تمکو ہمپر کچھ فضیلت نہین بلکہ تم تو ہم سے...
قرآن اُتارتا تو مکہ یا مدینہ مین سے کسی بڑے رئیس مالدار سلطان پر اُتارتا۔ اور یہ نہین دیکھا کہ رسول...

[illegible] واعمال بھلا تا ہی بلکہ یہ وہم کیا کہ ہم جو طرح طرح کی بداعمالیون سے خوب روپیہ کماتے ہین اور رہتون کی
[illegible] ہین اس سے ہمکو روکین چنانچہ صاف کہا کہ۔ تُرِيدُونَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ
[illegible] یعنی تم چاہتے ہو کہ ہمکو روکو۔ یعنے جن دیوتاؤن کے ہمارے باپ دادا معتقد تھے اور پوجا کرتے تھے اس سے ہمکو بازرکھو
[illegible] ہم تمھاری بات کبھی نہ مانینگے۔ فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ یعنی اگر تم سچے ہو تو ہمپر کوئی
[illegible] معجزہ ظاہر [illegible] ہر ایک نے اپنی اپنی ہوسات کے موافق مانگا جیسے مثلاً قوم ثمود نے اونٹنی پہاڑ سے اور مانند اسکے حالانکہ
[illegible] معجزات لاچکے تھے مگر عناد سے انپر التفات نہ کیا۔ اور اگر عقل ہوتی اور قسمت مین سعادت ہوتی تو انکی راہ سمجھکر عظیم قدر سے
[illegible] جیسے پیر کہ اونٹنی وغیرہ جن معجزات پر ہٹ کی تھی اسپر بھی ایمان نہین لائے تب عذاب سے ہلاک کیے گئے کیونکہ حق تعالیٰ نے
[illegible] حکم کردیا کہ جو قوم اپنی ہٹ مانگے پھر دیے جانے پر ایمان نہ لاوے تو عذاب کیجاوے بالجملہ رسولون کا جواب نقل فرمایا قَالَتْ
لَهُمْ رُسُلُهُمْ انکے رسولون نے انکو جواب دیا کہ۔ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ہم نہین ہین
مگر تمھارے مثل آدمی۔ یعنی صورت وہیأت مین بلاشبہہ ہم بھی تمھاری طرح ہین اس سے ہم انکار نہین کرتے ہین۔ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ولیکن اللہ تعالیٰ عزاسمہ احسان کرتا ہی جسپر چاہتا ہی اپنے بندون مین سے۔
یعنی اسکو اپنی قدرت سے جسطرح چاہتا ہی نبوت ورسالت دیدیتا ہی اسمین رسول کی عبادت وغیرہ کو کچھ دخل نہین بلکہ محض اللہ تعالیٰ کا
فضل واحسان ہی۔ اس کلام سے صریح معلوم ہوا کہ جن بیوقون نے زعم کیا کہ آدمی کی نیکوکاری و فرمانبرداری سے اسکو نبوت ملجاتی ہی
محض کفروحماقت ہی بلکہ نبوت ورسالت کا درجہ فقط اللہ تعالیٰ کا فضل وامتنان ورحمت واحسان ہی کیونکہ نبوت کا حکم قدیم تھا جیسے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو نبوت کس وقت پر ہوئی آپ نے فرمایا کہ مین نبی تھا اسوقت کہ ہنوز آدم درمیان
پانی ومٹی کے تھے پس ظاہر ہو کہ اسوقت اعمال وطاعات کہان تھین اور اہل السنۃ رحمھم اللہ تعالیٰ کا اسپر اجماع ہی اور صریح
آیات اسپر دلیل ہین حتےکہ جو کوئی سمجھے کہ نبوت اپنی کوشش سے حاصل ہوسکتی ہی وہ کافر ہی۔ واضح ہو کہ جاہلون نے انبیاء کو صورت
وشکل دیکھکر اپنے مثل خیال کیا حالانکہ یہان زمین وآسمان سے بھی زیادہ فرق ہی مولوی روم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خوب کہا ؎
همسری با انبیاء برداشتند + اولیاء را همچو خود پنداشتند۔ اور یہ ایک عجیب صنعت آلہیہ ہی جہان عارف وعاقل کی عقل حیران ہی اور
[illegible] کہ پانی اور دودھ مین صورت چاہے یکسان ہو مگر بڑا فرق ہی اس سے کہین زیادہ فرق کفر وایمان مین ہی اور وہ بغیر عقل ہدایت
[illegible] کے ظاہر نہین ہوتا لہذا انبیاء علیہم السلام نے کافرون کو سمجھایا کہ ہان صورت مین ہم تم یکسان ہین ولیکن معنی کو بھی غور کرو اور وہ اللہ تعالیٰ
[illegible] جو اپنے بندہ رسول پر فرمایا پھر معجزات کا جواب دیا کہ وَمَا كَانَ لَنَآ اور ہمکو یہ نہین پہونچ سکتا کہ
اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ ہم تمھارے پاس کوئی سلطان یعنی معجزہ لاوین۔ یا جو آیات واحکام ومعجزات ہم لائے
[illegible] ہمارے بس مین نہین اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ مگر باجازت وحکم آلہی۔ یعنی خالق قادر مختار وہی ہی جو وہ چاہتا ہی وہ
[illegible] معرفت وتوحید سکھلائی کہ بندہ خالق ومختار نہین ہی بلکہ وہی ہوتا ہی جو اللہ تعالیٰ عزوجل چاہتا ہی۔
[illegible] اور فقط اللہ تعالیٰ ہی پر۔ فَلْيَتَوَكَّلِ چاہیے کہ توکل کرین۔ الْمُؤْمِنُوْنَ وہ بندے جو
مومنون کو اس سے تعلیم توحید مقصود ہی اور خود انبیاء علیہم السلام نے اپنی ذات کو بھی انھین مین داخل کیا

چنانچہ فرمایا - وَمَا لَنَا اور ہمکو کیا ہو کہ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ [illegible]
وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا حالانکہ اُس نے ہمکو ہماری راہ کی ہدایت کی - یعنی راہ مستقیم [illegible]
رحمت کو پاوین یس جیسے اُس نے ہمکو اس راہ کی ہدایت فرمائی ویسے ہی ہم اسی پر بھروسا کرتے ہین کہ وہ ہم [illegible]
فتنہ و فساد سے بچاویگا کیونکہ تمھارا مکر خود تمھارے حق مین وبال ہوگا اور ہونا وہی ہو جو وہ چاہتا ہو لہذا فرمایا [illegible]
قسم ہو کہ ہم ضرور صبر کرینگے - عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا اس اذیت پر جو تم سے ہمکو پہنچتی ہو - جیسے جھٹلانا [illegible]
کی دشمنی اور ٹھٹھول و زبان و ہاتھ سے ہر طرح کی تکلیف دہی وغیرہ پس تمھارے نفوس ان بداعمال کے کاسب ہین جنکا [illegible]
اور مومنون کے حق مین یہ امتحان ہو جسپر صبر کرنے سے انکو رضوان و رحمت ہو پس مضبوط عزم بیان کیا کہ ہم تمھاری اذیت [illegible]
وَعَلَى اللّٰهِ اور اللہ تعالٰے ہی پر فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ چاہیے کہ بھروسا کرنے والے بھروسا کرین - پس [illegible]
توکل کے یہ ہین کہ نتیجہ و انجام کی اللہ تعالٰے کی طرف سے دلجمعی ہونا - اور ظاہری بول چال مین یہ گفتگو روا ہو کہ تم نے ہمکو ایذا [illegible]
ولیکن یہ یقین رہے کہ خالق اللہ تعالٰے ہو اور موذی کا نفس کاسب فعل ایذا اور ہی ہو - بعض نے کہا کہ مومنون کے توکل [illegible]
یہ مراد کہ اپنے دل مین یقین لاوین اور دوسرے مقام پر متوکلین کے توکل سے یہ مراد کہ پھر کسی آزار و ایذا و پہونچنے سے [illegible]
اضطراب نہو بلکہ خالق عزوجل پر بھروسا برقرار رکھین - ف — فی العرائس قوله تعالٰے فاطر السموات والارض الآیہ - علم [illegible]
محیط ہو کہ حوادث مخلوقات مین کوئی آنکھ نہین جو قدم کو دیکھ سکے پس اپنی قدرت سے نشانیان ہر طرح کی پیدا فرمائین تاکہ قدرت کے [illegible]
واسطے سے چشم مخلوق اُسکو پردہ التباس سے دیکھے چنانچہ اس قدرت کی طرف ارشاد فرمایا بقوله فاطر السموات الآیہ - پس انکو اپنی قدرت [illegible]
سے بصنعت عجیب پیدا کیا اور آثار عزت سے انکو چشم انسان مین اتنا بڑا عظیم کردیا اور جب ایمان باللہ عزوجل سے قلب کی آنکھ کھلی اور [illegible]
دیکھا تو کہتا ہو ربنا ما خلقت ہذا باطلا - بلکہ عجائب انوار قدرت اس سے ظاہر ہوتے ہین - و قوله یدعوکم لیغفر لکم - تمھارے نفوس [illegible]
تمکو اپنے آثار قدرت دیکھنے کو بلاتا ہو پس بندۂ مومن اپنے نفس کو مطیع کرتا ہو اور کافر اپنے آپ کو نفس کا مطیع رکھتا ہو پس دعوت حق [illegible]
عزوجل اُسنے قبول کی جس نے نفس کی پیروی چھوڑ کر قدرت کاملہ مین نظر کی اور قلب حاضر کے ساتھ یقین بڑھا اور حق عزوجل سے [illegible]
عارف کو درجات صفات سے ترقی دیکر مشاہدہ آیات قرب کو پہونچایا پس قوله یدعوکم لیغفر لکم کے یہ معنی ہین - اتنی بات پر مغفرت فرمائی [illegible]
کہ ان آیات کے واسطہ سے اسکو انھون نے دیکھا حالانکہ بنظر فکر دیکھو تو کون گناہ اس سے بڑھکر ہو کہ او سبحانہ ذو العظمۃ والکبریاء بلا [illegible]
کسی واسطے سے طلب کیا جاوے سبحان اللہ وبحمدہ تمام وجود اسکے جود مین حیران ہو اور اسکی بخشش جود تمام وجود مین غالب ہو اور [illegible]
بالاتر رہا کہ جو وجود مین پیدا فرمایا ہو - پھر غور کرو کہ یہ اشارہ ہو کہ تمکو بلاتا ہو اس لیے کہ اُسکو پہچانو اسطرح کہ اپنے نفس [illegible]
وہ سراسر گناہ ہو اور جب تمنے اپنے نفوس کو پہچانا تو تمھاری تقصیرات اُسکے فضل مغفرت سے بڑھکر طاعات ہوجاوینگی [illegible]
کہا کہ خلق کو بذات خود اپنی ذات کی طرف بلایا اور اپنے ناموں پاک مین سے فاطر ذکر فرمایا کہ مفطورات و مخلوقات [illegible]
تعلق پیدا نہ کرین اور اشارہ فرمایا کہ فاطر آسمانون و زمین کا مین ہون انمین کی چیز چاہو تو میرے پاس ہو اور [illegible]
طرف التفات مت کرو اور انسے پھر کر میری طرف آؤ - بعض نے اس دعوت مین جتنا ثواب مغفرت [illegible]
کسی کو اپنی طرف نہین بلایا ورنہ انبیاء نے اُسکی طرف دعوت فرمائی اور جو کوئی بلایا گیا وہ اپنے [illegible]

Marfat.com

...ورت گرفتاران نفس کے حظ نفس ہی کے لیے ہوتی ہو پھر جب کسی قدر اُنکی آنکھین روشن ہوئین تو اُنکے
...ل ... واسطے خلوص ہوتا ہو کہ خود اُسکی درگاہ مین یعنی اپنی فناگاہ کی تمنا مین حاضر ہوتے ہین واللہ تعالے اعلم
... قالت لهم رسلهم ان نحن الآیہ۔ سواد غیضی وامر مخیل مین برابری صنعت علیمہ الٰہیہ کی طرف سے واقع ہوئی ہو ولیکن
... نے اپنی رسالت و نبوت و ولایت کے لیے بندون مین سے جسکو چاہتا ہو مخصوص کرتا ہو اور یہ اختیار وہی ہو جو ازل مین واقع
... ازلی کا ظہور ہوتا ہو اور اسوقت کسی کا یہ وجود طاعت و معصیت موجود نہ تھا پس اس نے اپنے علم قدیم سے جسکو چاہا خلعت
... ولایت سے سرفراز کیا ہو وہی استعداد معرفت رکھتے ہین اور وہی عبودیت قبول کرنے کے لائق ہین اور وہی دیدار مشاہدہ کے لیے
... ہین اول تو تشریف تواضع ہو اور دوم خلعت حقائق ہو۔ شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنے خواص بندون
پر ... کثرت سے احسانات فرمائے ہین وہ شمار سے باہر ہین اور وہی اُنکی شکرگزاری سے عاجزانہ شاکر ہوتے ہین ازانجملہ چند یہ ہین کہ اول
اُنکو توحید سے مشرف کیا پھر معرفت دی پھر انپر رسول بھیجے پھر اُنکا اپنا بندہ نام رکھا پھر ہر سانس مین اُنکے اوپر ایک نعمت ہی پہچانین یا نہ
پہچانین۔ سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تلاوت قرآن مجید و اُنکی ... بندے پر ایک بڑا احسان ہو۔ استاد رحمۃ اللہ تعالے نے
خلاصہ تفسیر فرمائی کہ ہم تمھاری صورت کے ... ولیکن ہم مین اس نے ناک کان دل دیا اور معرفت اور تمکو نہین دیا اور ہمکو اپنی
رحمت کے واسطے خالص کیا اور تمکو قہر ... دکیا۔ قولہ تعالے ومالنا ان لا نتوکل علی اللہ الآیہ۔ اول آیت مین حق سبحانہ تعالے
نے اپنے رسولون سے خبر دی ... انھون نے ... ہمکو رب تبارک و تعالے کی مملکت مین تصرف کا اختیار نہین اور ہم کوئی معجزہ
... لاسکتے ہین مگر جب ہی کہ وہی ہم مین تصرف فرماوے اور اسمین آگاہ فرمایا کہ انھون نے قوم کی ایذاء و آثار کے تحمل سے بھی عاجزی کا
اعتراف کیا اور اُسی کی طرف رجوع لائے کہ اسی نے ہمکو معرفت نفس و اُسکی ہستی کو راہ نور مین ظاہر کیا اور وہی ہادی اولیاء و ناصر
اصفیاء و معین احبار ہو یہی ہمارا توکل ہو جو اُس نے پیدا کر دیا اور تمھاری ایذاء سے تحمل ایک ظہور قہریات ہو کیونکہ تم مظاہر قہر ہو پس ہم
اسی کی طرف رجوع لاتے ہین کہ تحمل ہون پس ہمارا توکل نہ ہمارے ساتھ ہو بلکہ اُسی کے ساتھ ہو اور قولہ سبلنا مین نسبت سبیل اُنکی
جانب ہو حالانکہ صراط العزیز الحمید وہی راہ مستقیم واحدہ ہو اسمین اشارت ہو کہ ہر ایک کے نفس کا مرجع بقدر وسعت وہی ہو قول شیخ جنید
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالے عزوجل کی طرف راہین بعدد انفاس خلائق ہین اور سب بند ہین صرف اسی نفس کی راہ کھل جاتی ہو
جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلنے کو اختیار کیا۔ پس شیخ نے اسی معنی کو اشارۃً قرار دیا ہو اور لکھا کہ جن لوگون نے
راہون کو اختیار کیا ... تبارک و تعالے کو ورا اس راہ کے پایا اقول یہ مقام مشکل ہو اور واللہ اعلم معنی یہ ہین کہ راہین
... عبودیت ہین اور اللہ ... راہ و راہی دونون سے پاک ہو ولیکن کشف حجاب بندہ کی اسی راہ پر مخصوص ہو اور تو نے نہ جانا
... عبادات دل کے فرائض و واجبات ادا کرنا سرچ کے واسطے کسقدر دور دراز سفر طے کرنا ہوتا ہو اور یہی راہ وہی مسافر ہو فافہم اسی واسطے
... کہا کہ جب اس راہ پر چلے اور ہم نے صفات و ذات کی معرفت پائی تو ہم اُسی پر توکل کرتے ہین اور نہ اپنے نفس پر۔ قاسم
... رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک توکل کیا ہو فرمایا کہ موارد قضاء الٰہی کی تحت مین بالکل خاموش ہو۔ حاتم اصم
... نے فرمایا کہ اس کلام پاک کی تفسیر یہ ہو کہ ہم اللہ تعالے عزوجل پر کیونکر بھروسا نہ کرین کہ اس نے ہمکو اسلام و ہدایت
... شیخ ابو العباس ابن عطاء رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ تجربہ پر بھروسا کرنا مکر و فریب ہو اور عادات کے ظہور پر تصدیق

Marfat.com

ایک التباس ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ قولہ لیصبرن علے ما اوذیتمونا یعنی
کفار جو قہر یاتے کماتے ہیں انکے باقی رہنے پر بیاہ حضرت قہار عزوجل کے
کفار اکتفا کرتے اور چاہتے کہ مظاہر رحمت کو میٹ دین ولیکن جو وہ چاہتا ہی ہوتا ہی
تو خفا ہو بیج جاتے ولیکن انبیاء کو تو قتل پر آمادہ ہوئے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي

اور کہا ان لوگون نے جنھون نے کفر کیا تھا اپنے رسولون سے کہ ہم ضرور تم کو نکال باہر کرینگے اپنے ملک سے

مِلَّتِنَا فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ

ملت میں پس رسولون کی طرف وحی فرمائی انکے رب نے کہ ہم ظالمین کو ہلاک کرینگے اور تم کو بسا دینگے

مِنْ بَعْدِهِمْ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ وَاسْتَفْتَحُوا

بعد ظالمون کے یہ فضل اسکے لیے ہے جو ڈرا میرے سامنے کھڑے ہونے سے اور ڈرا وعدہ عذاب سے اور فتح چاہی

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ مَاءٍ

اور خوار ہوگیا ہر ظالم سرکش اسکے ورے دوزخ ہی اور پلایا جائیگا پانی

صَدِيدٍ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ

پیپ لہو یعنی کچ لہو جسکو گھونٹ گھونٹ لیتا ہی اور نہیں لگتا کہ نگلے اور آتی ہی اسپر موت ہر جگہ سے

وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ

اور نہیں ہی وہ مرنے والا اور اسکے ورے عذاب بہت سخت گہران ہی

اس سورہ میں حق تعالے نے اگلون رسولون کے ساتھ کافرون کا برتاؤ اپنے ملک سے نکالنے کا یا کافر ہونے کا بیان
جیسے مفصل دیگر آیات میں مانند قولہ لنخرجنک یا شعیب والذین آمنوا معک من قریتنا الآیہ۔ وقولہ اخرجوا آل لوط من قریتکم انہم اناس
نے قریش کے مشرکون سے آگاہ فرمایا وان کادوا لیستفزونک من الارض لیخرجوک منہا واذا لا یلبثون خلافک الا قلیلا سنۃ من قد ارسلنا
قبلک من رسلنا الآیہ وقال تعالے واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک الآیہ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ
خبر غیب سے آگاہ فرمادیا تاکہ اسکے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جسطرح انکی اقوام کا فر نے کیا
یہ سنت اگلے انبیاء کی ہی اور قولہ تعالے تشابہت قلوبہم سے مشرکین عرب کے دلون کی
بالجملہ بیان فرمایا کہ جب رسولون نے جو اپنی قوم کے لیے رحمت تھے غایت شفقت سے یہ عزم کرلیا
بہت نے اسپر استغنا کیا کہ ایک تو انکو جھٹلایا اور خالص نصیحت کے عوض انکو بھی طمع
بلکہ زیادہ جرات کرکے انکو میٹ دینا چاہا۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
لِرُسُلِهِمْ اپنے اپنے رسول سے کہا کہ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا
أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا یا تم ہماری ملت میں عود کرو۔

[illegible] اپنی ملت پر بجتمع ہونگے اسی وجہ سے قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صابی بد دین [illegible]
[illegible] یہ تہدید موحدون کو ہوا اور پیشوا سے مؤمنین کو اصل قرار دیا۔ بالجملہ قوم ملعون نے رسول کو کہا کہ یا تو
[illegible] کرینگے سب عود کرو کہ حصول اسی زمین کے واسطے مخصوص تھا کہ بفرض الٰہی تعالی اہ ایے رسالت [illegible]
[illegible] قوم کے لیے عین رحمت تھا اور کافرون کی ملت عین قہر پس کافرون نے اپنے حق مین دونون طرح
[illegible] قہر مین [illegible] اور یہی عین عذاب ہوتے کہ اگر ایسا نہ کرتے تو دنیاوی عذاب سے بچتے اور [illegible] کیا کہ ہم
[illegible] سے الگ کرینگے پس قہر نازل ہوا۔ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ پس وحی بھیجی رسولون کیطرف
[illegible] لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ہم ہلاک کرینگے ظالمون یعنی کافرون کو۔ یہ جواب کافرون کا ہی کہ تمھارا کہنا
[illegible] زمین سے تمکو نکالینگے اور یہ نکالنا ظالمون کے حق مین بہت ہی خراب ہوا اور ظالم کا ظلم اسکی جان کے اوپر ہو گیا
[illegible] جل شانہٗ نے کافرون کا الٹا کیا کہ۔ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ
[illegible] کافرون کے نکال دینے کے بعد۔ بیشک زمین اسی کی ہی بندے مخلوق اسی کے ہین وہ جو چاہے کرے۔ وقال تعا
[illegible] فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون۔ وقال تعالے ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم
المنصورون الآیہ وقال تعالے کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی الآیہ۔ یہ سب آیات کفار قریش کو معجزات تھین حتے کہ انھون نے
[illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکالا اور آخر چند روز مین اللہ تعالے نے قریش کو بالکل مغلوب کر دیا۔
[illegible] دیگر انبیاء کو انکی قوم نکالنے نہ پائی اور ہلاک کی گئی اور کیا نکتہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قریش نکالنے پائے تو اسمین
[illegible] اور انبیاء فقط اسی قوم و زمین کے لیے مخصوص ہوتے تھے اور آنحضرت صلعم کی بعثت تمام جہان کے لیے عام تھی پس
تمام جہان آپ کے قدم سے سایۂ رحمت مین تھا اور اگر قریش کے واسطے ازل مین رحمت مقدر نہوتی تو ہلاک ہو جاتے پس رسولون و مومنین
کے لیے اللہ تعالے عز و جل نے مفروض فرما دیا ہی کہ غالب رہین اسی واسطے حدیث مین آیا کہ میری امت مین سے ایک گروہ ہمیشہ
غالب رہیگا یہان تک کہ اللہ تعالے کا وعدہ آجاوے۔ پھر یہ نصرت دنیا مین کن بندون کے لیے ہوتی ہی تو حق تعالے نے فرمایا۔
ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ یہ فضل اس شخص کے لیے ہی جو ڈرا میرے مقام سے۔ قتادہ رحمہ اللہ تعالی نے
[illegible] کہ اللہ تعالے جل شانہٗ کے واسطے مقام ہی چنانچہ فرمایا ولمن خاف مقام ربہ جنتان جس نے مقام [illegible] خوف کیا اسکے لیے دو جنت
[illegible] مقام سے حد الٰہی ہی یعنی جو حد اللہ تعالے نے مقرر کر دی ہی وہین مقام کرے آگے نہ بڑھے پس جس نے خوف کیا اس
[illegible] وَخَافَ وَعِيْدِ اور ڈرا اس وعدۂ عذاب سے جو اس مقام سے تجاوز کرنے پر مقرر فرمایا ہی تو وہ دنیا و
[illegible] مفسرین نے کہا کہ قولہ ذلک لمن خاف الآیہ کلام معترض ہی جس سے اللہ تعالے نے آگاہ فرما دیا
[illegible] مومنین کو ملیگا جنکے اعمال ظاہری و باطنی حدود شرع پر مستقیم ہون۔ پھر واقعہ انبیاء بیان فرمایا۔
[illegible] عز و جل یہ وعدۂ نصرت [illegible] کے بعد رسولون نے کافرون کے درمیان فیصلہ چاہا کما فی قولہ
[illegible] پہنچنے کے بعد کچھ دنون تاخیر کی گئی اور کافرون نے نڈر ہو کر بے ادبیان کین آخر
[illegible] وعدہ پورا فرمایا۔ وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ اور خراب ہو گیا

هر سرکش عناد کرنے والا یعنی حق سے ایک طرف ہو کر چلنے والا اور وہ قوم کافر تھی جنھون نے رسول ...
کی خواری اور ان کافرون کے حق مین یہ خبیث نہایت سخت تھی جسکی انتہا نہین چنانچہ دنیا مین ...
مین کفر کیا اس سب سے محروم ہو کر بری طرح ہلاک کیے گئے اور اس سے بڑھکر یہ کہ ...
جہنم ہی - یعنی ہلاکت دنیاوی کے بعد ہی جہنم مین پڑا اور یہ جہنم عذاب قبر سے جسمین قیامت تک ...
اپنی کی بات نہ مانی اور اپنے نفس کی پیروی کی جسکا یہ انجام ہوا کہ نفس نے جن خواہشون کے لیے اسکو ...
وہ خواہشین برباد ہوئین اور بجاے اُنکے ہلاکت وخواری ہمیشہ کے لیے نصیب ہوئی یعنی اچانک عذاب ...
وہ قبر کے آتش خانہ مین پڑا اور وہین سے عذاب جہنم نظر آتا ہی جسکے خوف سے دعائین مانگیگا کہ قیامت ...
پھر سامنے عذاب جہنم ہی - **وَيُسْقَىٰ مِن مَّاءٍ صَدِيدٍ** اور پلایا جائیگا کچ لہو سے یہ کافرون کی ...
بہکر جمع ہوگا - محمد بن کعب رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ زانیہ عورت ومرد کی فرج سے کچ لہو بہیگا وہی پینے کو ...
سے پیاپ ہوگا **يَتَجَرَّعُهُ** اُسکو گھونٹ گھونٹ لیگا - **وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ** اور لگتا نہین کہ حلق سے آسانی ...
یعنی ناچار بسبب شدت پیاس کے اُتاریگا ولیکن بڑی مشکل سے - حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ...
علیہ وسلم سے روایت کی کہ ماء صدید کافر کے مُنھ سے قریب کیا جاویگا پس اُسکی بدبو اور حرارت سے مبتلا ہوگا اور زیادہ ...
...گا تو اسکا چہرہ جھلس جائیگا اور سر کی کھال گر پڑیگی اور جب پی جائیگا تو اُسکی آنتین کٹکر پاخانہ کی راہ نکل جاوینگی اور ...
وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمہل یشوی الوجوہ بئس الشراب وساءت مرتفقا رواہ احمد والنسائی والترمذی وابن ابی ...
وابو یعلی وابن مردویہ والبیہقی وابو نعیم فی الحلیہ وصححہ یہ سب ان خواہشون کا نتیجہ ہوا جسکے مزہ مین اپنے خالق تبارک و...
سے کفر کیا تھا اور یہان کی زندگی وموت کو وہان پر قیاس کرنا جہالت ہی کیونکہ خالق جل شانہ نے وہان موت نہین رکھی ...
وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ اور آویگی اسپر موت ہر جگہ سے - **وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ** حالانکہ ...
مرنے والا نہین ہی - یعنی آنتین کٹ گرنا اور کھال سڑکر گر جانا اور ٹکڑے ٹکڑے ہونا ان سب حالتون مین شدت کی تکلیف ...
ولیکن بدستور کھال وآنتین ہوتی جاوینگی اور مکرر وہی عذاب ہوگا وہ ہرگز مریگا نہین بلکہ ایک سے ایک عذاب جس...
مین منکر تھا اُسپر طاری ہوگا چنانچہ فرمایا - **وَمِن وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ** اور اسکے ورے عذاب سخت ہی یعنی ہر ...
عذاب منتہی نہین ہوا بلکہ دوبارہ درست ہو کر بھاری عذاب پاویگا اور جس جسم کے لیے دنیا مین کفر کیا تھا اُسکے ...
اُٹھاویگا اور یہ جسم دنیا مین صرف اللہ تعالے عزوجل کے احکام بجا لانے پر پاک ہو جاتا اُسکو یہان ...
اور اس تکلیف کو شاق سمجھا آخر اپنے نفس کو اس عذاب مین مبتلا کیا - ف - فی العرائس ...
وعید - جب اہل کرامت بندون کے موافق حکم دیا تو انپر یہ احسان رکھا پھر اُنسے ... اسطرح کہ ...
معصیان سے باز رہین اور انکو اپنے قرب سے دور ہونے اور اپنے عظم مقام سے ...
انفس ہو قائم علے کل نفس الآیہ - یعنی ہر نفس وہر وجود کو محیط اور ہر ایک کے اسرار ونیات ...
سب اسکے علم مین ہی اور ہر غافل کی غفلت اُسکے علم مین ہی وہ متفاوت شان سے ...

Marfat.com

...دیسان مجید ہو چنانچہ ابتدائی اہل ارادت پر اسکا مقام بزجر و تشدید ہو اور اہل محبت پر بہیبت و تعظیم
...ر اور اہل توحید پر بغلبہ سطوات کبریا اور اہل انس و شوق و عشق پر بکشف مشاہدہ جمال و جلال ہو اور
...ہی سے خوف اور اسکی طرف سے لعنت و فراق کا ڈر صرف اہل انس کا منظر ہو کہ کشف مشاہدہ سے خالی ہین
...اشارہ بیان یہ ہو کہ مقام الٰہی القدم فی القدم اور بقا فی البقا ہو اور یہ مقام معدن الوہیت و منبع سربیت
...بہت خوف وہ ہیبت و اجلال ہو اور یہ مقام ربوبیت فی الربوبیۃ ہو کیونکہ حادث تو اول سطوات عظمت مین متلاشی
...پارہ ہو جاتا ہو - واضح ہو کہ خالق عزوجل نے مخلوق کو پیدا کیا اور مخلوق کے خیال مین کسی چیز کی کوئی عظمت نہین آسکتی جو
انکو اپنے خالق عزوجل کی ادا کرنی چاہیے جب غور کرے کہ ہمکو اُس نے پیدا کیا ہو اور یہی طریقہ ادب و تعظیم عبودیت ہو بس غور کرو کہ
کتنا بڑا جرم عظیم ہو کہ ادب مین قصور ہوا اور کتنا بڑا گناہ ہو کہ عبادت مین قصور ہو پھر کیسا بے انتہا گناہ کہ خالق عزوجل سے
انکار ہو تو جتنے افعال منکر کے ہونگے سب بدکاری جبکہ اصل انکار سے بڑھکر کوئی بدکاری نہین اگرچہ بعض کافر کے فعل سے دوسری
مخلوق کو راحت پہونچے لہذا حق تعالیٰ نے کافرون کے اعمال کا باطل ہونا بیان فرمایا

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ

مثل ان لوگون کے جنھون نے کفر کیا اپنے رب سے اُنکے اعمال جیسے راکھ کہ اسکو ہوا جھکورے سے اُڑا لیگی ایسے روز

عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ

...جو سخت چل رہی تھی نہین قابو پاوینگے اپنے کمائے ہوئے مین سے کسی چیز پر یہ جو حال ہی یہی

الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝

گمراہی بہت دور کی ہی

اکثر کفار مانند کفار قریش کے اپنی رائے و عام رواج سے نیک کام ادا کرکے اہل توحید سے اپنے آپ کو افضل جانتے ہین حالانکہ
جس نے خالق سے کفر کیا اسکے اعمال اُسکے نفس کے پسندیدہ ہین اور ثواب انھین اعمال مین ہو جنکو خالق عزوجل نے پسند فرمایا ہو
لہذا بطور مثل کے بیان فرمایا اور مثل عرب مین ایسی بات کو کہتے ہین جسمین کوئی غرابت و عجب ہو فقال تعالیٰ مَثَلُ الَّذِيْنَ
یعنی مثل اعمال الذین - كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ جن لوگون نے اپنے رب سے کفر کیا اَعْمَالُهُمْ اُنکے کامون کی مثل عجیب یہ ہی - كَرَمَادِ
اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ جیسے راکھ کہ اسپر ہوا کا سخت جھونکا آیا - فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ایسے دن مین کہ وہ دن
...ہوا چل رہا تھا - پس ظاہر ہو کہ راکھ کا کہین نشان بھی نظر نہ آویگا - یون ہی کافرون نے جو کام کیے مانند صدقہ و صلہ رحم و والدین
...خدمات و قیدیون کا چھڑانا اور مہمانی کرنا وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر بجا لانے مین ثواب جمیل کے کام ہین بسبب اللہ تعالیٰ
کفر و شرک کے ساتھ بیکار جاتے ہین جیسے اندھڑ کے دن ہوا کا جھونکا راکھ اُڑا دے - لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
عَلٰى شَيْءٍ جو کچھ کمایا تھا اسمین سے کسی چیز پر قابو نہ پاوینگے - یہ نہایت درجہ کا ٹوٹا ہو کہ ان اعمال کا بھی وجود نہوگا حالانکہ
...وقت فائدہ تھا کہ جب قادر مطلق عزوجل کی قبولیت سے ثواب ملتا اسی واسطے فرمایا ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ
الْبَعِيْدُ ... صحیح مین ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ جو مخلوق میرے ساتھ غیر کو شریک کرتی ہو تو مین سب

Marfat.com

شرکون سے پاک بے پروا ہون پس جس نے میرے ساتھ شرک کرکے کوئی کام کیا تو اسکا ثواب [illegible]
بنایا ہی واضح ہو کہ اللہ تعالے عزوجل کی ذات وصفات پر ٹھیک اسطرح ایمان لانا جسطرح [illegible]
اور قرآن پاک مین آیا ہی توحید ہی اور دل سے اسکو یقین رکھے اور یہ ایک کلمہ لا الٰہ الا اللہ مین جمع [illegible]
عزوجل کے کسی کو نہین ہی اور الوہیت مین سب صفات الٰہی تعالے داخل مین مثلاً وہی خالق [illegible]
وہ چاہتا ہی وہی ہوتا ہی اور دنیا مین جو اسباب ہین انمین جب وہی تاثیر فرماتا ہی تو فعل ہوتا ہی پس اگر [illegible]
جانے یا اسکی طرف سے رزق ملنا گمان کرے یا مانند اسکے تو وہ مشرک ہی اور کثر یہ ہی کہ جو اسکا جی کہے وہ کرے [illegible]
کی نافرمانی ہو تو جو لوگ اللہ تعالے سے منکر ہین حالانکہ اُسی نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تھا یا اسکے ساتھ شریک بنا [illegible]
دوسرا بناکر اسکے واسطے کام کرتے ہین تو انکا یہ کام گمراہی بعید ہوا اور جیسے اُنکے بنانے سے وہ خدا نہ بنا اسی طرح انکا
یہ کام بھی ثواب کا کام نہوا بلکہ بیکار گیا۔ واضح ہو کہ بعض علماء نے کہا کہ مشرکون کے وہ اعمال جو نیک صورت مین ہین دنیا
مین برباد ہوتے ہین اور انکا کچھ ثواب نہین ہی اور مترجم کہتا ہی کہ ہان ولیکن یہ بیان مجمل ہی اور تفصیل اسکی یہ ہی کہ کافرون
کے اعمال کسی حال مین اعمال حسنہ نہین ہین یعنی ویسے اعمال نہین ہین جو اللہ تعالے کی رضا کے لیے ہوتے ہین اور یہ تو
شرک وبدنیتی کے ظاہر ہی پس انکا ثواب کچھ نہین ہوتا اب رہا یہ کہ دونون جہان مین سے کسی جہان مین کچھ فائدہ ہوتا ہی یا نہین
تو جواب یہ ہی کہ اعمال دو طرح کے ہین ایک تو وہ جنکو وہ لوگ اعمال عبادت خیال کرتے ہین جیسے بتون کے سامنے سجدہ کرنا یا
رات بھر انکا نام لینا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تسبیح وتعریف پڑھنا باعتقاد شرک اور مانند اسکے تو یہ اعمال بالکل برباد ہین
کچھ فائدہ نہین ہی بلکہ اُسکی شامت وعذاب مین دنیا بھی برباد ہوتی ہی اور دوسری قسم وہ اعمال ہین جنسے دوسری مخلوقات کو کچھ
فائدہ پہونچتا ہی جیسے صدقات دینا اور قرابتیون کی خبرگیری کرنا اور شفاخانہ جاری کرنا اور مانند اسکے دیگر افعال تو انکا صحیح حکم [illegible]
آیات واحادیث یہ معلوم ہوتا ہی کہ دنیا مین اسکا فائدہ انکو پہونچ جاتا ہی اور فنا ہو کر آخرت مین اسکی نیت شرک کا وبال [illegible]
رہتا ہی۔ اور فتاوے مین ہی کہ اگر کسی ذمی نے اپنی قرابت پر وقف کیا تو باقی رکھا جاوے اور اگر بتخانہ کی زیارت [illegible]
واسطے وقف کیا تو باطل کرکے اُسکی قوم کے فقیرون پر وقف قرار دیا جاوے فافہم پھر کفار کو [illegible] قدرت [illegible]
کے لیے مستعد یقین دلایا بقولہ

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنْ يَشَأْ [illegible]

آیا تو نہین دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو حق کے ساتھ اگر چاہے [illegible]

جَدِيدٍ ۝ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝

نئی اور نہین ہی یہ بات اللہ تعالیٰ پر کچھ [illegible]

أَلَمْ تَرَ کیا تو نہین دیکھتا۔ یہ خطاب بعض نے کہا کہ ہر ایک کافر کو ہی بقرینہ [illegible]
وسلم کیطرف خطاب کرکے امت کو فہمائش ہی اور بعض محققین نے کہا کہ اصل مقصود [illegible]
رسول یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا اور اندھے کافرون کو [illegible]

... ان اللہ خلق السموات والارض بیشک اللہ تعالے عزوجل نے پیدا کیا ... حق کے ساتھ یعنی یہ نظر بندی و باطل نہین ہو جیسا کہ نیک بندون نے کہا کہ ربنا ما خلقت ہذا باطلا ... جس سے اہل کفر اندھے واقف نہین ہین اور وہ دنیا کی زندگی لہو ولعب پر غرہ ہو کر آغاز و انجام کے خالق عزوجل سے شرک کرتے ہین حالانکہ اسکے سواے کوئی خالق نہین بھلا کسی نے کچھ پیدا کیا ایک تنکا بھی نہین ... خالق عزوجل ہی کو ہو اور باقی سب اُسکے حکم و قیومی پر ہین جب چاہے فنا کر دے۔ ان یشأ یذہبکم ... وہ چاہے تو تمکو لیجاوے ای کافرو۔ پس ڈرو اس سے جس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا اور اسی کی عبادت کرو اور دنیای ... اور گناہ مت کرو کہ وہ جب چاہے تمکو مٹا دے ویأت بخلق جدید اور لاوے نئی مخلوق ... کے ساتھ شرک نہ کرین اور اسی کی عبادت کرین کیونکہ جس نے بغیر کسی نمونہ کی ابتدا مین ایسے بڑے بڑے اجسام عجیب صنعت کے ... کہ وہان عقل حیران ہو کام نہین کرتی ہو پیدا کر دیے تو دوبارہ پیدا کرنا اسپر کچھ مشکل نہین اور ایسے ہی دیگر مخلوق پیدا کرنا اُسپر بہت آسان ہو کہ تعالے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز اور یہ بات تو اللہ تعالے پر کچھ بھی مشکل نہین ہو۔ پس غور کرو کہ رسول پاک دیکھتا ہو کہ یہ سب اللہ تعالے کی خلقت ہو پھر تم مانو اور دنیاوی حیات کو جو جانتے ہو کہ فانی ہو ثواب ... ت مین صرف کرو کہ بعد موت کے زندگی جاودانی مین ایسے ارحم الراحمین رب تعالے کے لیے بے انتہا نعمتون مین رہو اور خالق رب سبحانہ سے چند روزہ زندگانی مین کفر کیا تو جسکی قدرت مین یہ سب ہو اسکا عذاب بہت سخت ہو اور جسکی سلطنت یہ ہو ... تمھارے بزرگ جنکو شریک لاتے ہو سب اُسی نے پیدا کیے تو کسی کی مجال نہین کہ اُسکی رضا کے خلاف کسی سے اُسکا عذاب ... ک لے پس دنیا مین جن سرکشون کی پیروی کرتے ہو اور انکے مطیع ہو جب وہ خود ہی گرفتار ہونگے اور اپنے اوپر سے عذاب دور کر سکین تو تم سے کیا دور کرینگے چنانچہ حضرت علیم خبیر سبحانہ تعالے نے جو عالم الغیب والشہادہ ہو جسکے سامنے گذشتہ و آیندہ ... یکسان حاضر ہو مشرکون و انکے سردارون کا حال آیندہ بیان فرماتا ہو ف وفی العرائس قولہ الم تر ان اللہ خلق السموات والارض الآیہ خلق کو بحق ارادہ قدیمہ و مشیت ازلیہ پیدا فرمایا اور یہ ارادت و علم صفت قدیمہ ہو اور وہ حق ہو پس اظہار ... حق ہو پس اظہار حق حقیقت حقوق ربوبیت ہو جس سے اہل عبودیت کو معرفت دی اور کلام پاک مین اس سب کا اشارہ فرمایا ... کہ اول اس صفت کی رویت دی پھر اس سے ذات پاک کی معرفت دی بقولہ الم تر ان اللہ یعنی دیدار صفت خلق سے ... کو پہچانو پھر ذات سے صفات کو عظمت کے ساتھ دیکھو۔ پھر صفت کاملہ کے انوار افعال عظیمہ مشاہدہ کرو یعنی خلق السموات والارض۔ مترجم کہتا ہو کہ مخلوق آلہی مین فکر کرنے کا حکم جو حدیث مین ہو اسکا یہی طریقہ ہو کہ مخلوق سے صفت خلق دیکھو ... فعل کا دیکھنا عقل کی آنکھون کے لیے ہو اور فعل جس صفت پاک سے ظہور ہو اسکا دیکھنا قلب کی آنکھون سے ہو ... ذات تک مشاہدہ ارواح کے لیے ہو اور انوار مین حقیقت نصیب اسرار ہو۔ شیخ سہل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ... نے پیدا کیا اور اپنے علم سے زینت دی اور اپنی حکمت سے محکم فرمایا پس جو نیک بخت سعید بندہ کہ خلق سے ... دیکھتا ہو اسکو خلق مین عجائب ظاہر ہوتے ہین اور جب اللہ تعالے عزوجل نے اسکو منور فرمایا اور بکمال توحید کے ... جل پاک سبحانہ تعالے سے خلق کو دیکھا تو اسکو آثار قدرت و احکام حکمت و بدایع صنعت ظاہر ہوتے ہین

Marfat.com

بعض مشائخ نے کہا کہ سموات کو زمین سے مرتفع پیدا کیا اور زمین کی رونق و آبادی کو ... زمین کو پہونچتا ہو زمین اس سے لہلہاتی ہو اور تنبیہ ہو کہ جسم و نفوس کو پیدا کرکے قلوب کو ... وراحت برکات قلب پر رکھی ہیں جبکا قلب پاک ہوا اور مشاہدہ و یقین کے لائق ہوا تو اسکو ... حق جل وعلا پہونچتے ہیں اور بغیر آتش جہنم و لعنت دائمی کے وہ جسم و نفس پاک ہوکر دنیا و ... آخرت میں مسرور ہوتا ہو پس جس عارف نے دنیا میں نفس کو اسکی خواہشوں و لذات سے ... خالص رسول اللہ صلعم کی اتباع اور نفس کی طفلانہ مزاجی سے اختلاف کرتے میں ہو ورنہ دنیاوی مالدار ... کے غلام ہیں اور انکی پیروی کرنے والے خوار بقولہ تعالیٰ

وَبَرَزُوا لِلّٰهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُّغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ أَجَزِعْنَآ أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيصٍ ۞

اور سامنے کھڑے ہونگے اللہ کے سارے پھر کہینگے کمزور بڑائی والوں کو ہم تھے تمہارے ... سو کیا تم بچاؤگے ہم سے اللہ کے عذاب سے کچھ وہ بولے اگر راہ دیتا اللہ البتہ ہم تم کو راہ پر لاتے اب برابر ہو ہمارے حق میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہمکو نہیں خلاصی

ع ۴

وَبَرَزُوا لِلّٰهِ اور ظاہر ہوئے اللہ تعالےٰ کی حضوری کے لیے۔ یہ واقعہ روز قیامت کا بیان حق تعالےٰ علا... نے بندوں کو ابھی سے ظاہر کردیا اور ہم لوگوں کے علم میں زمانہ ہوتا ہو اور ہم لوگ اپنے علم نظر میں ظاہر و پوشیدہ کی تفصیل ... میں مگر علم الٰہی مقید بزمانہ نہیں بلکہ زمانہ منجملہ مخلوقات کے ہو پس اُسکے علم میں سب موجود ہو کیونکہ وہ بے ابتدا ازل کو ... بے انتہاء ابد کو محیط ہو لہذا یہاں برزو بصیغۂ ماضی بیان فرمانے میں دو باتوں کی آگاہی عطا فرمائی اول یہ کہ علم الٰہی محیط ہو ... بنسبت ابھی ہوئی نہیں وہ علم الٰہی میں ہوئی موجود وہی پس اسکا علم سب گذشتہ و آیندہ کو محیط ہو اور جس شخص نے ... آیندہ کل کے روز واقع ہوگا وہ باین خصوصیت ابھی موجود نہیں تو علم قبل وجود کے ہوا اور کل کا روز آنے ... بڑھی وہ اسی وقت کا مخصوص علم ہو پس مستقبل واقعات کا مخصوص علم اپنے وقت پر ہوگا اور اُس نے ... لیعلم اللہ المجاہدین منکم ولیعلم الصابرین۔ و مانند اسکے تو اس شخص نے وہم کیا اور علم الٰہی کے ساتھ ... ایک باریک قریب نفس کا ہو کہ باوجود اس اقرار کے کہ علم الٰہی منجملہ صفات قدسیہ ہے ... ادراک کی بندہ ... نفس نے علم الٰہی میں آثار و لوازم لگائے کہ بخصوصیت وقت معینہ کا علم قبل از وقت ... احاطہ کے قبل وجود کسی چیز کے کیا ہونگے پس ایسے اوہام سے پرہیز ضروری ہو اور جو اللہ تعالےٰ ... دعا کرنا چاہیے اور جس کلام سے استشہاد لاتا ہو وہ اظہار مقصد ہو جیسے اُس مقام پر دوسرے ...

... از وجود جان لیا توہمکو قطعی معلوم ہو گیا کہ یہ قضا متغیر نہین ہے اور یہی معنی ہین جو مفسرین
... مین اختیار ہو کہ یہ امر یقینی واقع ہونے والا ہے یعنی بیرزون نہین فرمایا بلکہ برزوا فرمایا تو ظاہر
... ہوا اور چونکہ تحقیق وقوع علم الٰہی مین ہو لہذا اپنے نام پاک کے ساتھ اس برزوا کو مخصوص کیا اور فرمایا
... طور پوشیدگی ہو اور اللہ تعالےٰ کے علم مین یہ لوگ کبھی پوشیدہ نہ تھے ولیکن ہم لوگون کی نسبت برور
... خواہ قبر مین مدفون ہوئے یا جلائے گئے یا بہائے گئے ہماری نظرون سے پوشیدہ ہوئے تو ہمکو آگاہ فرمایا کہ تم
... بھی لقا بحالہا ہوئے اور شیخ امام حافظ و محققین نے برزوا از برازلیا جو کھلا میدان ہو یعنی وسیع کھلے میدان مین للہ
... جمیعا ۔ کے سب یعنی سرغنہ بھی اور اُنکی پیروی کرنے والے بھی دونون فریق اپنے اپنے مدفن سے حساب
... کی حضوری مین آئے اور مالدار رئیس سردارون کی پیروی عوام بدبختون نے یہ سمجھکر اختیار کی تھی کہ جیسے
... مین سرفراز کیے گئے ہین اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی معزز ہین کیونکہ جہالت سے انکو دنیا ملعون ہونے کا علم نہ تھا اور
... قسم کے گمراہ داخل ہین جیسے کہ یہودیون کے عالم اور نصرانیون کے راہب و پادری یہان تک کہ نام کے اور صورت کے مسلمان
... جو شیاطین کی خوبصورت جھلکیون وغیرہ سے یہ سمجھے کہ ہم مقرب الٰہی ہو گئے حالانکہ وہ بالکل شیطان کے پنجہ مین گرفتار ہو گئے
... انکی شناخت یہ ہو کہ احکام شریعت وصوم وصلوٰۃ کے اتباع کی توفیق انکو نہوگی پس عوام نے اُنکی پیروی کرکے اپنا دین و ایمان
... دیا ۔ بالجملہ جو لوگ گمراہی مین سرغنہ ہوئے اور جو گروہ ان گمراہون کے پیرو ہوئے دونون اللہ تعالےٰ کے لیے یعنے اُسکی حضوری
حساب کے لیے حاضر ہوئے ۔ اور واضح ہو کہ وہ وقت اور عالم بعث و حشر بھی عجیب ظہور قدرت الٰہیہ ہو کہ ہوسات جسمانی و کدورات
... مثل دنیا کے نہوگی اور مفسرین علما نے کہا کہ حالات وقت سے کافرون کو اپنے کفر و شرک پر سخت پشیمانی اور اپنی قطعی گمراہی
ظاہر ہو جائیگی اور یہی کہ لامحالہ ہم لوگ آج کے روز قہر الٰہی مین گرفتار ہونگے پس بدبخت اتباع اپنے اپنے متبوعین سے وسیلہ ڈھونڈھینگے
فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا پس کہینگے ضعفا یعنے اتباع جو دنیا کو اصل سمجھکر اپنے سردارون کے سامنے خوار و کمتر رہتے تھے ۔
لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا ان لوگون سے جنہون نے استکبار کیا تھا یعنی اپنے آپ کو کبیر سمجھتے تھے اور ضعفا عقل و مال و منال کو اپنا کمزور حقیر مطیع بناکر
... اپنی کبر چاہتے تھے اور انکو راہ حق سے روک کر اپنا تبع بنایا تھا اور یہان تک تکبر بڑھا تھا کہ رسولون کو حقیر سمجھا اور کہا کہ ہماری راہ چلو ورنہ ہم تمکو
... لینگے بلکہ یہانتک خبیث مغرور تھے کہ اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی عبادت سے استکبار کیا پس آج یہ بدبخت جو نہایت حماقت سے دنیا ہی کو
... سمجھکر ان سرکشون کے مطیع بنے تھے اُنسے کہینگے ۔ اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا ۔ ہم تو تمھارے تابع تھے تم نے جو کہا اُسکو
... مانا اور جس سے منع کیا اُس سے باز رہے جتے کہ تمھاری ہی پیروی مین ہم نے رسول سے انکار کیا اور اللہ تعالےٰ سے کفر کیا ۔
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا پس کیا تم ہم سے روک دو گے ۔ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ اللہ تعالےٰ عزوجل کے
... مِنْ شَیْءٍ کچھ تھوڑا یعنی ان جانورون کی اسوقت بھی لا یعقل کیفیت ہوگی کہ ہوس کرینگے کہ دنیا کی کیفیت
... سردارون کی ... تھی ہم انکے تابع تھے شاید یہان بھی بچاوین تو درخواست کرینگے کہ ہم نے سب طرح تمھاری پیروی
... کی تھی تو آج تم کچھ ہماری مدد کرو گے جتے کہ یہ آرزو کرینگے کہ اللہ تعالےٰ کے انواع عذاب و عقوبات مین سے کسی عذاب
... ٹل جاوے اور وہان سرکش منکر جو عذاب مین گھرا ہوا ہے نہ اسکو دنیا مین کچھ قدرت تھی تو اپنے واسطے بہتری

Marfat.com

حاصل کرتا بلکہ رسولون سے سرکشی کرنے مین سراسر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتا [illegible]
جواب دیگا - قَالُوا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ اگر اللہ تعالے عزوجل ہمکو ہدایت دیتا تو لَهَدَيْنٰكُمْ
البتہ - یعنے تم نے ہماری پیروی اس راہ مین کی جسپر ہم تھے اور ہم خود گمراہ تھے ولیکن ہم نے [illegible]
اللہ تعالے ہمکو راہ راست کی ہدایت کرتا تو ہم تمکو راہ پر لے چلتے - بعضے مفسرین نے کافرون کے [illegible]
قرار دی ہے اور یہ قول عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے مروی ہے - اور اظہر وہ ہے جو شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ [illegible]
جانے کے بعد ہوگی جیسا کہ دوسری آیات مین مصرح ہے حیث قال تعالے واذ یتحاجون فی النار فیقول الضعفاء
انا کنا لکم تبعا فہل انتم مغنون عنا نصیبا من النار قال الذین استکبروا انا کل فیہا ان اللہ قد حکم بین العباد - و [illegible]
ادارکوا فیہا جمیعا قالت اخراہم لاولاہم الآیہ - اور جو جھگڑا باہم محشر مین کرینگے وہ یہ ہے جو اللہ تعالے نے بیان [illegible]
اذ الظالمون موقوفون عند ربہم یرجع بعضہم الی بعض القول یقول الذین استضعفوا للذین استکبروا لولا انتم لکنا مؤمنین
اور ظاہر کلام بھی اسپر شاہد ہے کہ ضعفاء نے عذاب طاریہ کے کسی حصہ کو دفع کرنے کے واسطے انسے سوال کیا اور ظاہر [illegible]
ملامت کے تھا کہ تم ہی لوگون کی وجہ سے ہم اس عذاب مین مبتلا ہوئے اور اب تم سے کچھ نہین نفع ملتا ہے پس وہ [illegible]
ہمکو خود ہی ہدایت نہ تھی اور آخر انکو اسطرح خاموش کرینگے کہ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ برابر ہے ہمپر أَجَزِعْنَآ أَمْ صَبَرْنَا
جزع کرین یا صبر کرین - مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ ہمارے لیے کسی طرح چھٹکارا نہین ہے - پھر ان لوگون کا مخاصمہ شیطان [illegible]
بیان فرمایا بقولہ تعالی

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ
اور کہا شیطان نے جب حکم پورا کر دیا گیا کہ بیشک اللہ تم نے تم کو وعدہ دیا تھا سچا وعدہ اور مین نے تمکو وعدہ دیا سو مین نے [illegible]
وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ إِلَّآ أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي
اور نہ تھا مجھے تم پر کوئی غلبہ زبردستی کا ولیکن مین نے تم کو بلایا پس تم نے مان لیا میرا کہنا پس تم مجھے [illegible]
وَلُومُوٓا أَنْفُسَكُمْ مَآ أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَآ
اور ملامت کرو اپنے جیون کو مین تمہاری فریادرسی کرنے والا نہین اور نہ تم میرے فریادرس ہونے والے ہو مین نے انکار کیا تمہارے
أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ إِنَّ الظّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ
شرک کرنے سے میرے ساتھ اس سے پہلے بیشک ظالمون کے لیے عذاب دردناک ہے اور داخل کیے گئے
اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا
ایمان لائے اور کام کیے اچھے جنتون مین جاری ہین انکے نیچے نہرین [illegible]
بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ۝
یہ انکے پروردگار کے حکم سے ہوگا انکا تحیہ ان جنتون مین سلام ہوگا
وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ یعنی یقینی یہ واقع ہوگا کہ جب موحدین [illegible]

Marfat.com

...ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جب کفار دوزخ مین داخل کردیے جاوینگے اور شیطان کو ملامت کرینگے
...بولا اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمۡ وَعۡدَ الۡحَقِّ بیشک اللہ تعالے نے تم سے
...حیات دنیا صحیح ہو اور بعد موت کے عذاب بدکاری اور ثواب نیکوکاری ہو اور اللہ تعالے وحدہ لاشریک کے
...ساتھ اور منکر و شرک کرنے والے جہنم مین جاوینگے جہان عذاب سخت ہو پس اس نے سچ وعدہ دیا
وَوَعَدۡتُّکُمۡ فَاَخۡلَفۡتُکُمۡ اور مین نے تمکو وعدہ دیا سو مین نے آسمین خلاف کیا یعنے مین نے باطل وجھوٹ
...دنیاوی کے بعد کچھ حیات وحساب کتاب نہین اور دنیا حاصل ہونے کے لیے شرک وکفر کرو۔ وَمَا
کَانَ لِیَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ یعنی مجھے تمپر غلبہ حاصل نہ تھا اور نہ مین نے تمکو کوئی حجت وبرہان شرک وکفر
...اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُکُمۡ ولیکن صرف مین نے تمکو بلایا بطریق وسوسہ اور دنیاوی زینت کے بغیر کسی قہر وغلبہ وبغیر کسی
دلیل کے۔ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ پس تم نے میرا کہنا مان لیا اور اللہ تعالے نے رسولون کو بھیجا اور حجت و
...ہر طرح کی آیات تمکو دکھلائین مگر تم نے انکا کہنا نہ مانا پس آخر تمھارا یہ انجام ہوا۔ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِیۡ پس تم مجھے
...وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ اور اپنے نفوس کو ملامت کرو۔ کیونکہ گناہ تمھارا ہو کہ تم نے حجت وبرہان الٰہی کو چھوڑا
...وعدہ باطل پر راہ ضلالت اختیار کی اور دشمن کو اتنی بات پر ملامت کرنا زیبا نہین ہو مَاۤ اَنَا بِمُصۡرِخِکُمۡ مین
...نہین ہون یعنے تم جس حال مین ہو اس سے مین تمکو نہین چھڑا سکتا ہون۔ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُصۡرِخِیَّ اور
...فریادرس ہو اِنِّیۡ کَفَرۡتُ بِمَاۤ اَشۡرَکۡتُمُوۡنِ مِنۡ قَبۡلُ مین اس سے انکار کرتا ہون
...کا شریک ہون جیسا کہ تم مجھے دنیا مین بناتے تھے یعنی مشرکین جنکو شریک بناتے ہین سب قیامت مین اُلٹے
...اور اُنکے شرک سے انکار کرینگے کما قال تعالے ویوم القیامہ یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ
لَهُمۡ ...کے یے۔ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ عذاب دُکھ دینے والا ہو۔ شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ظاہر سیاق
خطبہ کافرون سے ان سب کے ساتھ جہنم مین داخل ہونے کے بعد ہوگا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہو ولیکن ابن ابی حاتم
...حدیث روایت کی اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ فیصلہ وحکم ہوجانے کے بعد قبل مومنون کے جنت مین جانے اور کافرون کے
...واقع ہوگا (یہ حدیث معالم مین بھی موجود ہی) وہ یہ ہو کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
...اللہ تعالے اگلون وپچھلون کو جمع فرماکر انمین فیصلہ کردیگا تو مومنین کہینگے کہ رب تبارک وتعالے نے ہم مین فیصلہ
...شفاعت کرے کہینگے کہ آدم علیہ السلام کے پاس چلو پس نوح وابراہیم وموسے وعیسے تک ہر ایک کا اپنی
...بھیجنا بیان فرمایا اور حضرت عیسے علیہ السلام انکو بتلاوینگے کہ تم محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم نبی اُمی کے پاس
...جاؤ ہو اللہ تعالے نے اُنکے اگلے پچھلے سب گناہ دنیا ہی مین عفو فرمائے ہین) مین تمکو اچھی راہ بتلاتا ہون
...جب میرے پاس آوینگے پس اللہ تعالے مجھے اجازت فرماویگا کہ مین اُسکے حضور مین کھڑا ہون پس میری
...کبھی کسی نے نہین سونگھی حتے کہ مقام محمود مین حاضر ہوکر قیام کرونگا پس رب تبارک وتعالے میری شفاعت
...ایک نور سے ناخن قدم تک لباس عطا فرماویگا۔ یہ دیکھکر کافرین کہینگے کہ ان لوگون نے تو ایک شخص کو پایا جو

Marfat.com

اُنکے لیے جناب باری تعالے مین شافع ہوا اب ہمارے لیے کوئی سفارشی ہوجاتا پس
(کیونکہ اسوقت التباس نہوگا اور ہر ایک اپنی حالت سے اور اپنے پیشوا سے واقف ہوگا) پس
مومنون نے شفیع پاکر رحمت حاصل کی۔ تم ہمارے واسطے اُٹھو کیونکہ تمھین نے ہمکو یہ راہ بتلائی
مجلس سے ایسی بد بو اُڑیگی کہ کبھی کسی ناک مین نہین پہونچی پھر دوزخ کی لپیٹ بہت سخت ہوجائیگی تو شیطان
نے فرمایا وقال الشیطان لما قضے الامر ان اللہ وعدکم الآیۃ۔ اور لکھا کہ اس حدیث کو عبد اللہ بن المبارک نے
عقبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہی۔ اور **محمد بن کعب القرظی** رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جب دوزخی
چاہے صبر کرین ہمارا کوئی چھٹکارا نہین ہی تو ابلیس اُنسے کہیگا کہ اللہ تعالے عزوجل نے تم سے سچا وعدہ فرمایا
مین ہی پس جب اُنکی گفتگو سُنکر کفار اپنے نفس سے دشمنی کرینگے کہ ہم نے اپنے جی کی خواہش سے کیون ایسا
انکو ندا دیجاویگی لمقت اللہ اکبر من مقتکم انفسکم اذ تدعون الی الایمان فتکفرون ۔ **ف** سابق مین یہ امر توضیح سمجھایا
واحادیث مین جو واقعہ بیان ہوا وہ ہم کامل عقل ایمانی سے جانتے ہین کہ ایسا واقع ہوگا ولیکن چونکہ ہماری عقلین اسوقت
ہین لہذا امر آخرت و اُسکی کیفیات پر تفصیل و ترتیب کے ساتھ قادر نہین ہی لہذا کبھی یہ وسواس شیطانی نہ آنے پاوے
کیونکہ کوئی تناقض نہین نہ ایسی کوئی بات جو قدرت کاملہ آلھیہ سے بعید ہو بلکہ علیم خبیر عزوجل نے ان واقعات سے ہمکو آگاہ فرمایا
والحمد للہ رب العالمین ۔ اور یہان وقیق فوائد بیشمار ہین ازانجملہ جو ہماری سمجھ سے قریب ہین بتوفیق آلہی بیان ہوتے ہین اول آنکہ
آیت مین دلیل ہی کہ عرصہ قیامت مین باوجود اشراق نور رب تبارک وتعالے کے کفار پر حجاب ہوگا اور وہی واحد القہار کے سامنے
حاضر ہونگے۔ اور اہل ایمان مین سے ایک سو چالیس ہزار فقط امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بلاحساب داخل جنت ہونگے
اور ایک جماعت بلا حجاب ہونگے۔ دوم منکر آلہی تکبر مین گرفتار ہوتا ہی اور عالم کو احتراز چاہیے کہ تکبر سے کوئی شمہ نہ آنے پاوے کیونکہ
اس مقام مین شیطان کا دخل خاص اس وسواس سے عظیم ہی اور حدیث مین ہی جسنے آپ کو سید کہا تھا اس سے فرمایا کہ سید وہی
اللہ تعالے ہی پھر اس نے کہا کہ آپ ہم مین سے بہتر و سردار ہین آپ نے فرمایا کہو یا تھوڑا کہو اور شیطان تمکو نہ بہکاوے سوم عالم کو
چاہیے کہ خلق کی ہدایت مین اسوقت قدم رکھے کہ خود ہدایت آلہی سے سرفراز ہوا اور یہ اسوقت ہوگا کہ خالص طریقہ سنت سے تجاوز
نہ کرے پھر اگر اسکو یہ مرتبہ نصیب نہو تو لوگون کو فقط شریعت و وعظ قرآنی سے سمجھاوے اور اپنی طرف سے خیالات نہ بڑھاوے جس سے
اُنکے اعتقادات مین فتور ہو۔ چہارم عوام لوگ جو بغیر کوشش و توجہ کے اپنے جی کے بھلے معلوم ہونے سے پیروی کرتے ہین انکو
چاہیے کہ صرف اللہ تعالے عزوجل کی توحید سیکھین اور حدیث سے اخلاص حاصل کرین ورنہ معذور نہونگے
کسی کو ولی سمجھنا ٹھیک نہین ہی بلکہ توحید سیکھین اور جو ولی ہوگا وہ اللہ تعالے عز اسمہ کی رحمت ہی
پہونچیگی جسطرح مقدر ہوا اور جو شخص کہ شریعت سنت پر قائم نہو وہ اگر ہوش مین ہی تو راہ شیطان پر ہی
اسطرح مانتے ہین کہ انکی محبت کا دعوے کرکے اللہ تعالے کے ساتھ شرک کرتے ہین وہی بزرگ قیامت کے
جیسے کہ اللہ تعالے عزوجل نے آگاہ فرمایا اور بھلا اللہ تعالے عز اسمہ علیم خبیر
علیہ السلام ان لوگون کے دشمن ہونگے جنھون نے اُنکے ساتھ شرک کیا ہی۔

Marfat.com

[illegible] کا بھلا ہو یہی تھا رسے نفس نے یہان تک قبول کیا کہ انکی محبت مین انکی راہ چھوڑ کر انھین پر بھروسا کر لیا
[illegible] ہی پر بھروسا فرض تھا۔ ششم آنکہ وجود آخرت مین لوگ شیاطین سے ہمکلام ہونگے۔ جیسے ملائکہ سے اور
[illegible] عرض شمار کیا جاتا ہی وہ حقائق ہین اور فلاسفہ کا اعتراض کہ عرض کا جوہر ہونا اور انقلاب ماہیت لازم آتا ہی بالکل
[illegible] الدعلم بالماہیۃ مین قیام جوہر فی الذہن لازم ہیں جو جواب وہان ہی وہی یہان ہی اور حل سوائے اسکے نہین کہ جوہر وجود
خارجی مین قائم بذات ہی اور وجود ذہنی مین جائز ہی کہ قائم بذہن ہو تو بدرجہ اولے عالم صورت مین جو عرض ہی غیر مشعور وہ عالم آخرت مین
جوہر ہو اور اسی اصل پر بہت سے اوہام ملحدون کے دفع ہو جاتے ہین مثلاً موافق اعمال کے عرصہ محشر مین کوئی گھٹنے تک کوئی کمر تک کوئی
[illegible] تک پسینے مین ڈوبا ہوگا تو حق تعالے عز وجل کی تاثیر سے پانی مین وہان یہ خاصیت ہوگی کیونکہ عالم دوسرا ہی علاوہ اسکے خود دنیا
مین بحر شور اور بحر شیرین اسمین خلط نہین ہوتے حالانکہ دونون ملے ہوئے ہین اور بحکم قولہ تعالے وبینہما برزخ لا یبغیان۔ دونون مین
حکم الٰہی کا ایک پردہ ہی کہ ایک دوسرے پر تجاوز نہین کرتے ہین ہفتم شیطان کو بذات خود کوئی اختیار نہین جیسے زید وعمرو کو کسی آدمی بکر و
خالد کے قتل کر ڈالنے کا اختیار نہین کیونکہ موت مقدر اور قضاے الٰہی نافذ ہی اور خالق اعمال وافعال کا بھی وہی خالق جل سلطانہ
اعیان وجواہر کا ہی اور قاتل نفس نے قتل کو پایا اور یہی فعل قبیح اس نے کمایا۔ لیکن جبر نہین ہی کیونکہ آدمی اپنے اور پتھر مین فرق ظاہر
مشاہدہ کرتا ہی اسی طرح شیطان تحت قدرت الٰہیہ مقہور ہی خود اسکو سلطنت وغلبہ قہری حاصل نہین مگر جبھی کہ اللہ تعالے کی طرف سے
کسی نفس کی گمراہی یا کسب معصیت مقدر ہوا اور فرق یہ ہی کہ شیطان کی خلقت ہوا سے بھی زیادہ عجیب ہی اور جیسے ہوا ہر خالی مکان مین سمائی
رہتی ہی اس سے زیادہ شیطان ہر قلب مین جو یاد الٰہی وایمان سے خالی ہو سمایا رہتا ہی اور برخلاف ہوا کے وہ ایک قسم کی خلقت متشکل ہی
اور جو ملحد کہ اسکے وجود سے انکار کرے اور یہ ہٹ کرے کہ اسکو محسوس دکھلا دیا جاوے تو اسکو اپنے قلب کا حس پیدا کرنا چاہیے
اور فوراً اسکو محسوس ہوگا کہ اکثر اوقات اندرونی جوش سے وہ ایسے اعمال کرنے پر آمادہ ہوگا بلکہ کر گذریگا کہ دوسرے وقت بواہ عقل
انکو محض ناکارہ وقبیح ومعیوب جانیگا حالانکہ ان افعال مین نفس کو کچھ لذت نہ تھی پھر اگر وہ ان آنکھون سے محسوس دیکھنا چاہتا ہی تو گویا
یہ کہتا ہی کہ مجھے مرکر عذاب قبر دکھلا دو یا قیامت برپا کر کے جنت ودوزخ دکھلا دو یا آسمان پر چڑھا کر مجھے دروازہ کھلوا دو تو ایسی صورت
مین ایسے احمق کی عقل پر نفرین کرو اور اسکے ایمان کی کم امید ہی اور عالم صنعت الٰہیہ مین عجائب آثار وغرائب اسرار بہت ہین جو تھوڑے
قلب کے حفاظت سے اللہ تعالے منکشف فرماتا ہی اور قلب کی حفاظت اسی قدر کہ سوائے توحید کے اسمین باطل کا دخل نہو اور ظاہر
نور پر طریق سنت کی پیروی کرے اسی واسطے تو دیکھتا ہی کہ انبیاء علیہم السلام نے معجزات سے لوگون کو اس راہ پر مستقیم کیا پھر خود انکو دیدۂ بینا
قلب عاقل ملگیا ورنہ بہت مشکل ہی کہ اندھے مادرزاد کو رنگ برنگ پھولون اور غرائب اشیاء دلائل سے کیونکر کوئی مسلم کرا سکتا ہی اور
عنین [illegible] کو کیونکر کوئی تماس اعضاء سے عجیب لذت حاصل ہونا بدلائل تسلیم کرائے **ف** قولہ ما انتم بمصرخی۔ سوائے شیخ حمزہ
رحمۃ اللہ علیہ کے باقیون نے بفتح یاء مع التشدید پڑھا اور شیخ حمزہ نے بکسر یاء مع التشدید پڑھا۔ کشاف وبیضاوی نے کہا کہ یہ بقاعدہ
[illegible] اور جماعہ علماء رحمہم اللہ تعالے نے کشاف وبیضاوی کا یہ قول مردود قرار دیا اور کہا کہ اگر یہ مراد ہی کہ نحویون مین یہ قاعدہ
[illegible] ہوا کرے ورنہ قراءۃ متواترہ ثابت ہی اور شیخ فراء رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ شاید قاری کا وہم ہوا ہو کیونکہ قاریون مین سے
[illegible] دیہ ائمہ علماء نے فراء رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو بھی وہم قرار دیا اور شیخ ابو حیان النحوی رحمہ اللہ تعالی

نے کہا یہ منوا ہو فزارہ ہی جسکو صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم نے تنزیل رسول رب العالمین
اپنے گڑھے ہوئے قواعد پر اسکو خطا قرار دیا جاوے حالانکہ جماعت ائمہ لغات نے اس لغت
اور اس سے کچھ قباحت نہین اور قطرب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ بنو یربوع کی لغت ہے اور
سے جب پوچھا گیا تو انھون نے زبان عرب مین اسکو صحیح وٹھیک بیان کیا اور شیخ قاسم بن حسن رحمۃ اللہ علیہ
اسکو لغت عرب سے صحیح وصواب بیان کیا۔ ف حدیث مین جو ابلیس کا اپنے اتباع کے لیے
واقعی نہین بلکہ خوشی وتضحیک کے لیے ہی جیسے ذاتی عداوت کے دشمن سے التجا کرنے کا نتیجہ ہوتا ہی اور اہل جہنم
جو راہ صواب کی ہوتی کرینگے اور آخر اپنے پیشوا ابلیس کو ملامت کر کے اسی سے خواستگار ہونگے۔
اپنی ذات پر ویل وثبور کہکر زار زار چلائینگے۔ ف فی العرائس قولہ فلا تلوموني ولوموا انفسکم حق تعالے نے
ابلیس سے آگاہ فرمایا کہ مواخذہ کے مقام مین وہ اللہ تعالے عزوجل کو بھولا کہ سوائے اسکی قدرت کے کسی کی قدرت
اس نے کہا کہ فلا تلوموني ولوموا انفسکم۔ کیونکہ اپنے نفس سے نظر ساقط کر کے درمیان مین غیر کو دیکھنا شرک ہی اور
مقام تحقیق توحید مین ہوتا ہی تو وہ کسی کو ملامت نہین کرتا اور نہ اپنے نفس کو اور نہ درمیان مین سوائے حق تعالے عزوجل کے کسی
دیکھتا ہی تو نہین دیکھتا کہ شیخ محقق واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جس نے اپنے نفس کو ملامت کی اس نے شرک کیا۔ اور مقام
مقام مریدین ہی کہ اپنے نفوس کو خواہش نفسانی کی طرف کرنے سے اسکو ملامت کرتے ہین کہ وہ اپنے خالق عزوجل کی طاعت کی طرف رجوع
نہین لاتا ہی اور یہ ملامت براہ ایمان ہی اور ارادت بجانب حق اسکو مقتضی ہی تاکہ نفس کو بجانب مجاہدہ وریاضت رغبت ہو اور ربتبارک
وتعالے کی عبادت مین جو اس سے تقصیر ہوگئی ہی اسپر اسکو ندامت حاصل ہو اور یہ ملامت براہ توحید ومعرفت نہین ہی کیونکہ جس نے
قدم کو حدوث سے فرد و احد پہچانا وہ کسی دوسرے کو درمیان مین نہین لاتا ہی کیونکہ مقام تفرید وتوحید مین وسائط ساقط ہو کر
ہین اور رسوم مندرس ہو جاتے ہین اور اسباب کی راہین مٹ جاتی ہین۔ شیخ محمد بن حامد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نفس خود ملامت
محل ہی پس جس نے نفس کو ہمیشہ ملامت نہ کی اور کسی حال مین اس سے راضی ہوا تو اس نے اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالا۔ پھر حق تعالے
کافرون کی محرومی وخواری اور انپر شیطان کی سرداری وعذاب دائمی مین گرفتاری بیان فرما کر اہل توحید وایمان کی منزلت ونعمت اور
جنت کو بیان فرمایا بقولہ تعالے۔ وَاُدْخِلَ اور داخل کیے جاوینگے یعنی تعظیم واکرام کے ساتھ۔ الَّذِیْنَ
وہ لوگ جو ایمان لائے یعنے اللہ تعالے عزوجل کی توحید کی اور شرک سے بالکل توبہ کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر
ارشاد کو یقین جانکر قبول کیا۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور نیک کام کیے اور نیک کام وہی ہین جو قرآن
آثار سے اللہ تعالے عزوجل نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اولا تعلیم فرمائے اور آپ نے اولاً صحابہ رضی اللہ عنہم کو
کر دیا اور صحابہ لاکھون تھے جنھون نے تمام عالم مین پھیلایا پس جو طریقہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اسی
اور اپنے نفس وخواہش واپنی ناقص رائے کو دخل نہین دیا۔ بالجملہ جو لوگ کہ اللہ تعالے عزاسمہ کی توحید
کے ایمان لائے اور سنت رسول اللہ صلعم کی پیروی کی خصوص ان اعمال کے بجالانے مین جنکے ترک کرنے سے دوزخ مین جاویگا یعنی
ترک مین جنکے کرنے سے دوزخ مین جاویگا یعنی حرام ومکروہ تحریمی تو ایسے لوگون کے لیے حضرت

Marfat.com

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جنتون مین جنکے نیچے جاری ہین
بِاِذْنِ رَبِّهِمْ انکی پروردگار کی اجازت سے یعنی داخل کرنا اللہ تعالے کے فرمان رحمت و
فرمان الٰہی اسطرح ہوگا کہ ہمیشہ انمین رہین اور حدیث صحیح مین ہی کہ نہ کبھی اُنکے کپڑے پُرانے ہونگے اور نہ کبھی انکا
...بیات مین صریح ہی کہ نہ اُنکو کبھی غم ہوا اور جو کچھ خواہش کرینگے اُنکے واسطے وہان موجود ہوگا۔ اور مترجم کہتا ہی کہ جسم
...رت و پاکیزگی انمین موجود ہی تو ظاہر ہی کہ وہ دنیاوی نجاسات خواہشون کی خواہش نہ کرینگے سوائے لذیذ و پاکیزہ
شراب وہان طہور ہی اور ازواج وہان حورین اور پاک بیبیان وہ کہ حورین جنکی خدمتگار ہون اور میوہ جات و غذا مین
...حجاب مین نظر نہ امین تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ انکا تحیہ جنت مین سلام ہوگا۔ یہ دو طرح سے کہ اول داخل
...تعالے الملک السلام کی طرف سے انکو سلام پہونچیگا لقولہ تعالے سلام قولا من رب رحیم۔ اور دوم یہ کہ احباب بلکہ با ادب
...رب تبارک تعالے کی طرف سے ملائکہ ہمیشہ سلام کو آوینگے۔ واضح ہو کہ جسطرح دوزخیون کے لیے ہر دم عذاب پر
...یا جاویگا اور صفت قہر الٰہی کا جسکی انتہا نہین ہی ظہور ہوگا اسی طرح مومنون کے لیے صفت رحمت غیر متناہی کا ہر دم
ظہور ہوگا والحمد للہ رب العٰلمین۔ ف ۔ فی العرائس قولہ تعالی تحیتہم فیہا سلام۔ السلام اللہ تعالے کے الطف اسماء پاک
...کیونکہ وہ محل تنزیہ ہی پس عارفین اہل جنت اسکو اسی نام پاک سے یاد کرینگے کیونکہ وہی لوگ اسکو پاوینگے کہ اسنے حجاب سے
...عطا فرمائی ہی پس جب آپس مین ایک دوسرے کو سلام کرینگے تو اسی نام پاک کی رعایت سے یعنی یہ مشاہدۂ سلام ذوالجلال
...وہ دیدار مشاہدہ مین مسرور ہونگے پس ہر ایک اُسکے جمال و جلال کا اشارہ فرماوینگے۔ اور جب اس اسم پاک سے تحیت کرینگے
...انکو احسن تحیت سے بخطاب و کلام سرفراز فرماویگا اور قولہ تعالے سلام قولا من رب رحیم ۔ سے پہلے بداہۃً عیاناً انپر
اور یہ تجدید اس عہد اول کی ہوگی جب اسکو ارواح سے دیکھا اور اسکا کلام پاک سنا تھا۔ سبحان اللہ یہ سلام کس درجہ کا
بعض مشائخ نے کہا کہ اہل جنت کے مراتب ہونگے پس اعلے وہ ہین کہ سلام انکو اُنکے رب عزوجل سے ہوگا اور بعض کے واسطے
قولہ تعالے والملائکہ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبے الدار۔ اور قولہ تعالے یلقون فیہا تحیۃ و سلاما۔
...واہم فیہا سبحانک اللہم تحیتہم فیہا سلام واخر دعواہم ان الحمد للہ رب العالمین۔ پھر حق تعالے نے
...اعمال کا ثمرہ نیک اور کفر و اُسکے اعمال کا بطلان متعلق بقولہ تعالے مثل الذین کفروا اعمالہم کرماد اشتدت
بہ الریح الآیہ بیان فرمایا بقولہ

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ
...اللہ تعالی نے مثل کہ پاک کلمہ جیسے درخت پاکیزہ کہ اُسکی جڑ ثابت ہی اور
...تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ
...دیتا ہی اپنا پھل ہر حین مین اپنے رب کے حکم سے اور بیان فرماتا ہی اللہ تعالے مثلین
...يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِۨ اجْتُثَّتْ
...نصیحت حاصل کرین اور مثل اس کلمہ کی جو خبیث ہی جیسے درخت خبیث کہ اسکی جڑ

مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ

اکھڑا ہوا پڑا ہی زمین کے اوپر نہین ہی اسکے لیے قرار

اَلَمْ تَرَ تونے نہ دیکھا ای آدمی اپنے دل کی آنکھون سے کہ تجھے یقین حاصل ہوتا اور محتمل ہی کہ خطاب [illegible]
اور مقصود یہ کہ تو دیکھ یا تو خوب سمجھتا ہی کہ اللہ تعالےٰ نے ایمان وکفر کی کیسی مثال عجیب فرمائی ہی اور الم [illegible]
اشارہ ہوتا ہی جیسے قولہ تعالےٰ الم ترالے ربک کیف مد الظل - یعنی بہ لطافت اپنے رب کی صنعت کی دیکھو [illegible]
ویسے ہی اس مقام پر مثل کی لطافت دیکھنے وغور کرنے کی تنبیہ فرمائی اور مثل ایسے ہی قول مین مستعمل ہوتا ہی جسمین [illegible]
فرمایا - كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کیسی لطیف بیان فرمائی اللہ تعالےٰ نے مثل - كَلِمَةً
كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ کلمہ پاکیزہ مانند ہی درخت پاکیزہ کے یعنے جسکا پھل پاکیزہ لذیذ ہی اَصْلُهَا ثَابِتٌ
جمی ہوئی ہی زمین مین - اکھڑنے اور دور ہونے کے لائق نہین ہی وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ اور اسکی شاخ [illegible]
ہین - یا تو یہ محاورہ مجازی حسن کلام مین سے ہی جیسے اُردو زبان مین ترجمہ شاہد ہی اور مفہوم اسکا بلندی و ابھرا ہونا [illegible]
یعنی آسمان کی طرف اسکی شاخین بلند ہین کیونکہ عربی زبان مین شجر اسی قسم نباتات کو کہتے ہین جو سا قدار قائم ہو ورنہ حشیش [illegible]
یا سما از سمو بمعنی علو ہی یعنے شاخین اسکی بلندی مین ہین اور گھاس کی نوین اگرچہ اونچان کی طرف ہوتی ہین لیکن شجر نہین ہی [illegible]
الطف اور دوم اقوےٰ اور سوم توجیہ ہی - تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ دیتا ہی یا لاتا ہی اپنا پھل ہر حین مین یعنی [illegible]
یا موسم مین بِاِذْنِ رَبِّهَا اپنے رب کے حکم یا ارادہ ومشیت سے - یہ تو زبان کی تفسیر تھی اب معنوی تفسیر یہ ہی کہ [illegible]
نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ کلمہ طیبہ شہادت لا الہ الا اللہ ہی یعنی دلی یقین اسکے معانی کا یعنی بندہ یقینی دل سے گواہی [illegible]
کہ کوئی معبود اکہ نہین مگر اللہ عزوجل - اور شجرہ طیبہ بندۂ مومن ہی کہ اس کلمہ طیبہ ایمانی سے اسکی جڑ مضبوط قائم ہی اور زمین اسکا دل [illegible]
فرعہا فی السماء - فرماتا ہی کہ اس کلمہ کی شاخین اعمال حسنہ ہین پس مومن کے اعمال کو آسمان پر لیجاتے ہین - اقول یعنی بدلیل قولہ
الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ - اور بدلیل احادیث صحیحہ شیخ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایسا ہی ضحاک
بن جبیر وعکرمہ ومجاہد وبہتون کا قول ہی کہ مومن کے قول وفعل طیب وصالح کو برابر ہر وقت وحین مین صبح وشام آسمان کو لیجا [illegible]
اقول مگر حدیث صحیح گزر چکی کہ فرشتے ستر ہزار نماز عصر کو اُترتے ہین اور نماز فجر کے بعد جب آسمان کو اعمال لیجانا چاہتے ہین [illegible]
ستر ہزار اُترتے ہین اور دونون نماز فجر مین مجتمع ہین پھر اول گروہ جاتے ہین اور دوم نماز عصر تک رہتے ہین پھر عصر کے وقت [illegible]
ستر ہزار سوائے کل والون کے آتے ہین یعنی ہر روز جدید آتے ہین - اور مترجم کہتا ہی کہ ظاہر مین ابن عباس [illegible]
کے معنے بندۂ مومن فرمائے حالانکہ مراد یہ ہی کہ شجرہ طیبہ کی مثال بندۂ مومن ہی چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ [illegible]
مرہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کیا کہ شجرہ طیبہ وہ نخلہ یعنی درخت خرما ہی اور یہی قول شعبہ نے بواسطہ [illegible]
سے روایت کیا اور حضرت انس نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گدر کھجورون کی [illegible]
قولہ تعالےٰ مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اور فرمایا کہ وہ درخت خرما ہی اور یہی صریح قول مسروق ومجاہد [illegible]
وغیرہم کا ہی اور بخاری رحمۃ اللہ تعالےٰ نے نافع از حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی [illegible]

Marfat.com

...ون درخت ہی جو مشابہ یا مانند مرد مومن کے ہی جسکے پتّے کسی موسم جاڑے و گرمی مین گرائے
... ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے دل مین آیا کہ وہ درخت خرما ہی مگر مین نے ابو بکر و عمر رضی اللہ
... مین تو مجھے بولنا خلاف ادب معلوم ہوا پس جب لوگون نے کچھ عرض نہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ درخت
... سے ... مین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ای ابا میرے دل مین آیا تھا کہ وہ درخت خرما ہی فرمایا کہ پھر
... روکا تھا مین نے کہا کہ مین نے آپ لوگون کو خاموش دیکھکر بولنا خلاف ادب سمجھا۔ فرمایا کہ اگر تو کہدیتا تو مجھے دنیا و ما فیہا
... امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے اسی حدیث کو مجاہد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مختصر روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
... مین جیسے درخت ہی جسکی مثال مرد مسلمان سے ہی۔ میرے جی مین آیا کہ کہدون وہ نخلہ ہی پھر مین نے اپنی طرف دیکھا تو جماعت
... سب سے چھوٹا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نخلہ ہی۔ رواہ الشیخان ایضاً اور مالک رحمہ اللہ تعالے نے بھی اسکو
... اللہ بن دینار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اصحاب سے فرمایا کہ درختون مین سے درخت ہی
... اسکے پتے مطروح نہین کیے جاتے اسکی مثال مرد مومن سے ہی لوگون کے خیال جنگلی درختون مین پڑگئی اور میرے دل مین آیا کہ وہ نخلہ ہی
... الشیخان ایضاً سبحان اللہ کہ ان بزرگون کے خیالات ہر چیز سے امر آخرت باقی کا انتفاع حاصل کرلینے مین ایسے سدید تھے اور مترجم
... کہتا ہی کہ ظاہر امراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ نہین تھی کہ قرآن مجید مین شجرہ طیبہ سے مخصوص درخت خرما مراد ہی بلکہ یہ درخت بھی اس
... شان و مثال مین مومن کے مشابہ ہی کہ اسکے فروع ضائع نہین کیے جاتے ہین۔ اور اسکی دلیل وہ ہی جو ابن ابی حاتم نے اپنی اسناد سے
... رحمہ اللہ تعالے سے روایت کی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو لوگ صاحبان ثروت ہین
... وہی سب ثواب لیگئے تو فرمایا کہ بھلا مجھے بتلادے کہ اگر کوئی شخص تمام دنیا کی متاع لیکر تلے اوپر لگادے تو کیا آسمان تک پہونچ جاوے گی پس مین
... تجھے ایسا نیک کام بتلائے دیتا ہون کہ اسکی اصل یعنی جڑ تو زمین مین ہی اور شاخین آسمان مین مین اُس نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ۔ فرمایا
... ہر نماز کے بعد دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اور دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ الحمد للہ پڑھا کر پس اسکی اصل زمین مین اور فرع
... آسمان مین ہی۔ قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت صحاح مین اول چونتیس ۳۴ مرتبہ اور باقی دونون تینتیس ۳۳ مرتبہ ہین اور بعض روایت مین سب
... پچیس مرتبہ ہین اور آخر مین جامع کلمہ توحید و تحمید و تمجید ہی۔ اور اسکے انوار و برکات عجیب مجرب ہین ولیکن لازم ہی کہ ایمان والا اُسکے معانی کو
... یقین کے ساتھ دل سے پڑھے حتے کہ کلمہ اول کے وقت دل سے وہ توحید کہ سب عالم سوائے اللہ تعالے کی نظر سے غائب ہو دے
... دوم کے وقت اُسکی عجائب شان پاک و قدرت پر نظر ہو اور سوم پر اپنے اوپر و تمام مخلوق پر حسن احسان و ہدایت ایمان و انواع انعام
... اللہ تعالے ... یہ کلام درمیان مین آگیا۔ غرضکہ اس آیت سے ان اعمال صالحہ سے مشابہ درخت کو تمثیل کے لیے متعین فرمایا
... ہر موسم مین پھل نہین دیتا ہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قولہ کشجرۃ طیبۃ وہ ایک درخت جنت مین ہی۔ بلکہ
... اسکی شان بہتر ہی ولیکن یہ فہم فقط اہل ایمان کے لیے ہی اور ضرور ہی کہ عوام کے لیے زمین کے درختون مین سے تفہیم
... قال الامام ... لفظ رحمۃ اللہ علیہ و قولہ توتی اکلہا کل حین باذن ربہا۔ یعنی ہر صبح و شام کے جملہ اوقات مین پھل دیتا ہی اور
... ایک مہینہ یعنی ہر مہینہ اور بعض نے دو ماہ اور بعض نے چھ ماہ یا سات ماہ اور بعض نے ہر سال کہا اور
... ہر موسم ... اور بعض نے توجیہ کی کہ خرما چونکہ سال مین ایک مرتبہ پھلتا ہی لہذا ہر سال مراد ہی در شیخ امام

رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سیاق کلام سے ظاہر یہ ہی کہ مومن کی مثال ایسے درخت [illegible]
ہر موسم جاڑے گرمی برسات مین پھل ملتا ہو جیسے مومن کے اعمال نیک ہر ابر [illegible]
ہین - اور مترجم کہتا ہی کہ شیخ کی مراد شاید یہ ہی کہ کلمہ طیبہ پاچکے قلب مین کلمہ طیبہ [illegible]
وہ آسمان کو جاتے ہین اور اگر اُسکی مثال کسی درخت سے دیکھا ہے تو ایسے درخت [illegible]
ہردم میوہ دیتا ہی - **مسئلہ** - ایک نے قسم کھائی کہ تا حین تجھ سے کلام نہ کرونگا یا [illegible]
حکم ہی اور یہ مسئلہ فتاوے ہندیہ کی کتاب الطلاق سے تلاش کرو - اور مقصود یہان اہل لغت کا بیان [illegible]
لفظ تمام اہل لغت کے نزدیک سوا ے شاذ اقوال کے بمعنے وقت آتا ہی اور قلیل و کثیر زمانہ پر واقع ہوتا [illegible]
ہوتا ہی جیسے قولہ تعالے ہل اتی علے الانسان حین من الدھر - زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ حین [illegible]
کہتا ہی کہ حین امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول مین چھ مہینہ ہین الا آنکہ اُسکی کچھ نیت ہو [illegible]
سے ہی کہ نخلہ کا اگر سر کاٹ دو تو خشک ہو جاتا ہی اور دیگر اشجار ادھر اُدھر سے پھوٹتے ہین اور دیگر [illegible]
کہا گیا کہ فضلہ خمیر آدم سے مخلوق ہوا ہی - اور بعض نے کہا کہ ایمان کی مثال درخت سے اسوجہ سے [illegible]
جڑ قائم اور فرع بلند ہو یون ہی ایمان تین چیزون سے تمام ہوتا ہی تصدیق بقلب اور قول بزبان اور عمل بجوارح [illegible]
ضعیف ہی اور اصل مقصود بیان کا یہ ہی کہ اگر ایک درخت ایسا ہو کہ جڑ اُسکی مضبوط اور شاخین آسمان مین [illegible]
میوہ ہر وقت دیتا ہو اور نظیر اُسکے وجود کی نخلہ ہی تو وہ مشابہ ہی مرد مومن کے ایمان کلمہ طیبہ سے جسکی بدولت مومن کے اعمال [illegible]
خوشگوار آسمان کو جاتے ہین **وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ** اور مثلین بیان فرماتا ہی [illegible]
لوگون کے لیے ایسے حسن کلام سے کہ ہر درجہ کا آدمی بخوبی سمجھتا ہی اگر غور کرے - **لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ** [illegible]
نصیحت پکڑین - اپنے آغاز سے ہوشیار اور دنیاوی زندگی کو آخرت کے لیے غنیمت جانین اور آخرت پر یقین [illegible]
نجاسات سے نکلکر پاکیزگی و طہارات مین ہمیشہ کے لیے راحت مین رہین - پھر اللہ تعالے نے اہل سعادت [illegible]
کا حال بیان کردیا اور اسلوب بیان کے بدلی دینے مین یعنی یون نہ فرمایا کیف ضرب اللہ مثلا [illegible]
اہتمام نہین ہی بلکہ بطور غیر مقصود انکا حال ظاہر فرمایا بقولہ - **وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ** [illegible]
کے ہی یعنے دل مین توحید اصل کے سواے جو کچھ اعتقاد ہو وہ کلمہ خبیثہ ہی اور جیسے کلمہ طیبہ کا اعتقاد [illegible]
حدیث مین ظاہری احکام وجاع سے جس نے اپنے کو نجس کہا تھا اسکو متنبہ کیا اور کہا کہ مومن [illegible]
اعتقاد رکھنے والا خبیث و نجس ہی اسی واسطے قولہ تعالے ان المشرکین نجس الآیہ مین صریح فرمایا [illegible]
کلمہ طیبہ نہین بلکہ وہ اسکو اکھاڑے ہوئے دور کرتے ہین اور جس نے بادشاہ عدل کا [illegible]
ہوا ہو مگر اس سے وہ زیادہ بدتر ہی جس نے بادشاہ عدل کی خوبیان دیکھین اور اُسکو نکالنے [illegible]
اپنے یہان مضبوط کرنے والا ہی پس اس سے دوسرے بھی محروم ہوتے ہین اسی واسطے [illegible]
والون کے باقی جو لوگ ہین سب کلمہ خبیثہ والے ہین اُنکے مثل **كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ** [illegible]

Marfat.com

[illegible] تک مشہور ہی اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ علیہ کی تفسیر مین ہو کہ امام حافظ ابو بکر البزار
[illegible] مرفوع روایت کی کہ شجرہ خبیثہ شریان ہی اور دوسری اسناد سے اسکو حضرت انس رضی اللہ عنہ
[illegible] اپنی اسناد سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور راوی نے کہا کہ مین نے اسکو ابو العالیہ سے
[illegible] کہا ان یون ہی سنتے آئے ہین اور اسکو ابن جریر و ابو یعلی نے بھی روایت کیا ہو۔ مترجم
[illegible] جیسے درخت کی نظیر درخت حنظل ہی اور مراد یہ ہی کہ کلمہ خبیثہ جسمین متمکن ہو یعنی کافر تو یہ متمکن بغیر زمین ہی کہ انکے
[illegible] الآیہ یعنی اُنکے قلوب خالی ہین اور یہین سے ظاہر ہوا کہ حکمت آلہیہ عجیب ہی اور مثال عجیب ہی کہ کافرون مشرکون
[illegible] ہوا ہی۔ اجتثت من فوق الارض اسکا جثہ اکھڑا ہوا ہی زمین کے اوپر سے یعنے
[illegible] نہین ہو ما لها من قرار اسکے لیے قرار نہین ہی۔ پس ایسے ہی کافر اور اُسکے کلمہ کا حال ہی کہ اسکے واسطے
[illegible] اور نہ اُس سے کوئی نیکی حاصل ہوتی ہی اور نہ اسکا کوئی قول و عمل چڑھایا جاتا ہی۔ اور اسمین فرع کا کچھ حال
[illegible] فرمایا کہ کلمہ خبیثہ کی اصل ہی نہین ہی تو فرع کیونکر ہو اور یہان سے معلوم ہوا کہ عوام الناس جو اکثر گمان کرتے ہین کہ بعضے کافر بہت سی
عبادات و طاعات بجالاتے ہین تو یہ محض نادانی ہی اور حق یہ ہی کہ یہ فروع و اعمال سب بغیر اصل ہین اور ظاہر ہی کہ جب اصل باطل ہی تو جسقدر فروع
ہون سب باطل ہین اور یہین سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان باہم فروع پر مخالفت نہ کرین بلکہ سب متفق ہو کر اصل ایمان کو دل مین قائم کرین اور
[illegible] کی بنیاد کچھ باقی نہ رہے پھر اعمال انہین اپنی اپنی قسمت سے ملینگے اور ادنے عمل انکا نافع ہوگا اور جب تک کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا
اعتقاد دل مین راسخ نہین ہی اسوقت تک اعمال برباد ہین اور واضح رہے کہ اپنے نفس کے کہنے پر یہ غرہ نہو کہ ہمارے دل مین یہ اعتقاد
راسخ ہوا [illegible] حدیث صحیح مین ہی کہ من فاتته صلوٰۃ العصر فکانما وتر اہلہ ومالہ۔ یعنی جسکی عصر کی نماز قضا ہو گئی گویا اُسکے گھر بار آل و اولاد اور
مال چھین لیے گئے اور ظاہر ہی کہ سب نہین بلکہ ایک فرزند کے چھوٹنے سے آدمی کو جسقدر گریہ و زاری و بیقراری ہوتی ہی قیاس کرے کہ نماز عصر
چھوٹنے سے اسکا ہزاروان حصہ ہوا ہی پس خوف کرو کہ آج ایمان ہاتھ سے گم نہو ورنہ کل کے روز قبر مین ہیبتناک سامنا ہی نعوذ باللہ من
عذاب القبر وعذاب النار۔ اور جس نے لا الہ الا اللہ کے معنے سمجھ لیے اُس نے تمام ایمان و علم و دین حاصل کرلیا اسی واسطے حدیث صحیح
مین وارد ہی من قال لا الہ الا اللہ صادقا من قلبہ دخل الجنۃ رواہ البخاری وغیرہ۔ یعنی جس نے لا الہ الا اللہ سچائی کے ساتھ اپنے دل سے کہا
وہ جنت مین داخل ہوا کیونکہ یہی اصل ہی کہ اُسکے ساتھ شرک جمع نہین ہوتا خالق و مالک و رازق و قادر مختار وہی اللہ جل جلالہ ہی وہی جو چاہتا ہی
[illegible] باطل نہین ہی اور حواس کے موافق تدبیر کرنا و ہر طرح کی کوشش اُسی سے پیدا کیے ہوئے حواس و جسم کو
[illegible] توکل و بھروسا ہی اور جس نے دنیا مین تھوڑی سعی کی اور کم کمایا اور تمام وقت آخرت کے کام مین صرف کیا
[illegible] جانے کا گھر یہی ہی۔ خلاصہ بیان تفسیر کا یہ ہی کہ کلمہ طیبہ جسکے دل مین راسخ اور پکا اعتقاد لا الہ الا اللہ کا دل مین ہی
[illegible] اعتقاد پر مین مقبول اور آسمان کو فرشتہ لیجاتے ہین ہر دم رحمت جزیل و ثواب جمیل اتا ہی گویا ایک پاکیزہ
[illegible] قائم ہی جیسے درخت خرما ہوتا ہی اور اُسکی شاخین آسمان کو پھیلی ہوئی ہین ہر دم اور ہر وقت اپنے
[illegible] ایمان و یقین کے ساتھ زبان سے افضل الذکر لا الہ الا اللہ۔ کا وظیفہ کیا یا تسبیح و تہلیل و تمجید کا
[illegible] کہ دو مسلمانون کے درمیان رنجش دور کرنے کو گفتگو کی یا وضو کیا

یا نماز ادا کی یا نفل ادا کیے یا مسجد کی طرف چلا یا حج ادا کیا یا جہاد کیا جسے کہ اہل و عیال و [illegible]
و توفیق پروردگار اسکو حاصل ہین اور رہا وہ کہ جو مومن نہین ہی تو اسکا اعتقاد شرک یا کفر یا نفاق ہے کچھ [illegible]
ساتھ ہی کہ نہ اُسکی جڑ مستحکم ہی کیونکہ جڑ تو وہ مستحکم ہی جو بآیات بینات و حجت اکمہ ہوا ور کا فر اگر [illegible]
کچھ فائدہ نہین ہی پس جب جڑ ہی ندارد ہی محض واہی تباہی خیالات کو اعتقاد بنا یا ہی تو اُسکی شاخین کہان [illegible]
حنظل کے باطل و ندارد ہوگا - واضح ہو کہ بعض مفسرین نے شجرۂ خبیثہ کی تفسیر مین پیاز اور بعض نے کشوث اور بعض [illegible]
ان چیزون کو شجر نہین بولتے ہین اور بعض نے کہا کہ وہ ایک بون ہوتی ہی جو بغیر جڑ کے بڑے درختون پر پھیلی [illegible]
اور مترجم کہتا ہی کہ وہ تو بالکل شجر کی اطلاق سے خارج ہی اور ظاہر ان بزرگون نے اجتثت من فوق الارض [illegible]
سے ایسا کہا ہی حالانکہ مراد اسکی جڑ کے ندارد یا اُکھڑے ہوئے ہونے سے یہ نہین ہی کہ جڑ اسکی بالکل ہو ہی نہین [illegible]
جما ہوا ہوتا ہی لیکن بے اصل ہی اُسکی جڑ باطل ہی تو اُسکے موافق جو اعمال و اقوال وہ کرتا اور کہتا ہی سب فروع و شاخین [illegible]
درخت خبیث کا حال ہی اور صحیح تفسیر اُسکی حنظل ہی - پھر واضح ہو کہ کلمہ طیبہ کی مثال درخت خرما سے ایک تفہیم کی راہ سے [illegible]
مومن کی تشبیہ خرما کے درخت سے ہر طرح سے ہی اور یہ دوسری طرح سے منافق کی تشبیہ درخت صنوبر سے حدیث صحیح مین [illegible]
مصائب و بلیات کے جھونکے کھاتا ہی جیسے دھان کا درخت کہ ہوا و جھکوڑے سے لوٹ پڑتا ہی پھر کھڑا ہو جاتا ہی اسی طرح مومن [illegible]
مبتلا ہو کر گناہون سے پاک کیا جاتا ہی یہانتک کہ موت کے وقت پاکیزہ صاف اس دنیا سے جاتا ہی اور رہا منافق تو اُسکی مثال درخت [illegible]
کہ بلیات کے جھونکے ہواؤن کے اُسکو کچھ صدمہ نہین پہونچاتے ہین یہانتک کہ جب اللہ تعالیٰ ایکبار اُسکو گرفتار کرتا ہی تو جڑ سے [illegible]
کے اُکھاڑ دیتا ہی - کما فی الصحاح - اور اسی بیان سے مفہوم ہوا کہ پیاز ہو یا حنظل اُسکو درخت خبیث بنظر تمثیل فرمایا ہی اور خالق عزوجل [illegible]
علیم ہی اور یہ مراد نہین ہی کہ حکم اس درخت کا نجس ہی حتے کہ پیاز حرام و حنظل حرام ہو جاوے فافہم - ہان یہان یہ اشارہ ہی کہ جسقدر آدمی [illegible]
کو پاکیزہ نفع پہونچے وہ اچھا ہی اور حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ لوگون مین سے بہتر وہ ہی جو لوگون کو نفع پہونچاوے فافہم - ف [illegible]
قولہ تعالیٰ الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمة طیبة الآیہ - اس کلام پاک کے اشارات لطیفہ مین سے بیان کلمہ قدیمہ ازلیہ ہی جس [illegible]
بندون کو اپنی معرفت کے لیے مختار فرمایا تھا اور وہ کلمہ سب پاکیزہ سے پاکیزہ ہی اور یہ کلمہ قدیمہ درخت صفات [illegible]
مین ہی اور یہ درخت ایسے تغیرات و تبدلات سے جو حوادث مین قہریات سے ہوتے ہین محفوظ ہی اقول [illegible]
کچھ معنی ہی نہین ہین تو محفوظ و غیر محفوظ کا بھی کوئی موقع نہین ہی جبکہ اُسکے سوائے کچھ ممکن نہین ہی ولیکن [illegible]
دور کرنے کے طور پر مانند قولہ تعالیٰ لا تبدیل لکلمات اللہ - اسکو بیان کر دیا - اور واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے [illegible]
مراتب عالیہ پاکیزہ کو جو پاکیزگی و ثمرات پاکیزہ کا نتیجہ دہندہ بیان فرمایا اور ظاہر کفر و نفاق و شرک کے [illegible]
اظہار فرمایا جس سے خوب یقین ہو گیا کہ کفر و اسکے اعتقاد پر اقوال و اعمال سب نابود اور باطل ہین [illegible]
شاخ باطل کچھ نہین دیتا ہی پس بحکم قولہ مثل الذین کفروا اعمالہم کرماد اشتدت بہ الریح فی یوم عاصف [illegible]
مین بالکل خوار ہونگے اور شیطان اُنکا پیشوا ہوگا - اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اسکے اشارے [illegible]
کہ اسمین اشارہ ایسا ہی کہ جو شخص قلبی صفات سے ہدایت یافتہ مومن ہوا اور [illegible]

Marfat.com

[illegible] معرفت یہ سمجھو وہ بھی مثالی طور پر سمجھے کہ اصل قدم پاک ہو لا الہ الا اللہ درخت ہو اور صفات گویا
[illegible] ہیں وہ کیا چیز ہو جب کہ انسان نیست و نابود ہو ولیکن یہ یقین رکھو کہ فوراً درخت وغیرہ خیالات سے
[illegible] پاک الٰہیہ ہر تغیر و تبدل سے پاک ایک ذات قدیم کی صفات ہین مانند توحید و تفرید و لقار وغیرہ کے کہ انسے
[illegible] ثمرات تجلیات ہر ایک مقام و وقت کے مخصوص بصفت پاک حاصل ہوئے ہین ۔ شیخ ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ نے
[illegible] الا اللہ ہو جبکہ مقام حقیقت مین عین الیقین کے مرتبہ پر ہو اور شجرہ طیبہ وہ ہو جو اہل توحید کے اسرار کو طمع سے پاک کرتا ہی
[illegible] ہو اور اسکے اسواے ہر چیز سے منقطع کرتا ہی ۔ مترجم کہتا ہو کہ مین یہان حضرت مولانا الشہید امام الاولیار کا کلام نقل
[illegible] جو نقل حدیث صحیح کہ یا غلام احفظ اللہ یحفظک ۔ اور تسمہ جوتی کا مانگے تو اللہ تعالے سے مانگ ۔ کے تو طیہ ذکر کیا بقولہ رحمۃ اللہ کل آفۃ
وحلت علی اہل البدایات لموقع نظرہم الی الخلق ۔ یعنی ابتدائی لوگون پر ہر ایک آفت جو وارد ہوتی ہو وہ اسی وجہ سے ہوتی ہو کہ انکی نظر مخلوق پر
[illegible] ہو الی آخرہا قال رضی اللہ عنہ ۔ شیخ ابو سعید الخراز رح نے کہا کہ خزائن الٰہی آسمان غیب مین مخفی ہین یعنی ہم لوگون پر حجاب ہو ورنہ خزائن
[illegible] الٰہی ظاہر و روشن ہین اور زمین مین اُسکے خزائن قلوب اولیار ہین اور اس اشارہ کو اسی آیت سے نکالا ہی اور کہا کہ پھر اللہ تعالے ایک
ہوا ے نسیم صبا بھیجتا ہی جو اُسکے قلب کو کفر و شرک و نفاق سے پاک کر دیتی ہو اقول الاصل فیہ قولہ علیہ السلام ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الحدیث ۔
اور کہا کہ پھر ایک ابر رحمت پیدا فرماتا ہو جسکی بارش سے درختان ترو تازہ بارآور پیدا ہوتے ہین جنکا ثمر اسکی محبت و رضا و شکر و صفار و اخلاص و
طاعات ہین ۔ قولہ تعالے ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ الآیہ ۔ اسکے اشارات حکمت مین سے ہو کہ قہر قدیم نے جب زبان نفس امارہ سے جو درخت
خبیث ہو کلام کیا تو زبان نفس امارہ کی گفتگو ہوا جس نفسانیہ ہین جن سے وساوس شیطانیہ کا ثمرہ پیدا ہوتا ہو اور یہی کلمات تمام اُن مختلف
[illegible] شون کی جڑ ہین جنکا انجام تاریکی سخت و دوری از رحمت اور فتنہ شہوات و اوہام و خیالات مین تباہی و سرگردانی ہوتا ہو اس درخت کو
دست قہریات نے قعر طبیعت مین جمایا ہو اور آب ضلالات سے اسکو پانی دیا گیا ہو اور اُسکی جڑین اصول نفاق ہین اور ٹہنیان اُسکی اصل الکفر
اور شاخین خواہشہاے مختلفہ اور اُسکے پتے بیہودہ باطل اوہام و ظنون ہین اور اُسکے پھل شک و شرک و کسل و بخل و اترانا و نشاط دنیا و تخیلات
حیلہ بازی و کذب و فریب و بہتان و غیبت و چغلی و حرص و حسد و شہوت و بغض و غضب و جملہ بد خصلتین جو نفس و شیطان کی جانب منسوب ہین
[illegible] وقت و ہر دم اس سے یہی پھل حاصل ہوتے ہین ۔ اب دیکھنا چاہیے کہ محب صادق و بندہ موافق برابر قصد کرتا ہو کہ انکو جڑ سے قطع کر دے
[illegible] توحید کی آرہ سے اور معرفت و محبت کی کلہاڑی سے اُنکو جڑ سے کھود ڈالے پس اگر یہ بندہ مؤید بتائید ربانی و مکرم بالطاف ازلیہ ہو تو اللہ تعا
[illegible] آسان فرما دیتا ہو وہ انکو جڑ سے کاٹ دیتا ہو اور کوئی ضرر نہین پہونچتا اسلیے کہ یہ سب عارضی بغرض امتحان قلب ہین اور یہ قلب محل و منظر
[illegible] حق عز و جل ہو پس قلع و قطع آسان ہو جاتا ہو کیونکہ یہ درخت خبیث جما ہوا ثابت نہین ہوتا ہو بلکہ بحکم قولہ اجتثت من فوق الارض ۔ ہو بخلاف
[illegible] بحکم اصلہا ثابت وفرعہا فی السمار ۔ وہ ثابت ہو ۔ اقول یہ تحقیق صریح معقول لطیف ہو واللہ تعالے اعلم ۔ محمد بن علی الترمذی
[illegible] زبان ہو جبتک مومن اسکو نہ روکے اس سے کلمات خبیثہ پیدا ہونگے ۔ اقول زبان بھی شجرہ خبیثہ نفس کی پیروی مین ثمرات
[illegible] مین ذکر الٰہی احسن ہو فافہم ۔ بعض نے کہا کہ شجرہ خبیثہ نفاق ہو اور اسکو کہین قرار نہین یہانتک کہ منافق کو نار مین لیجاتا ہی ۔ جہنم ۱۲
[illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ غیبت و بہتان ہو دونون سے کذب و فجور کا دروازہ کھل جاتا ہو ۔ جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا شجرہ خبیثہ
[illegible] کی نفوس ہین اور پانی اُسکا امید ہو اور پتے اُسکے کسل ہو اور پھل اُسکے معاصی ہین اور انجام انکا آگ ہو ۔ ف

[illegible] سیرنا الامام ... [illegible] ۱۲ ... من کلام ... [illegible] وبعد اجادہ ... [illegible] ... القرآن ... [illegible] ... والصواب ۱۲ م ... نفاق ... [illegible] ... ۱۲ ۱۲ ۱۲ م

Marfat.com

شجرہ خبیثہ کی صفت بقولہ اجتثت من فوق الارض مالها من قرار- بیان فرمائی حالانکہ درخت اسی کو کہتے [illegible]
شاخین و پتے ہون - جواب دیا گیا کہ شجرہ طیبہ کے مقابلہ مین اس گھاس کو درخت فرمایا [illegible]
اور حضرت ابن عباس و ایک جماعت علماء تابعین سے مروی ہی کہ کلمہ خبیثہ وہ شرک ہی اور درخت خبیث [illegible]
مستند کرے اور نہ کوئی دلیل و برہان ہی اور اس جڑ سے جو اعمال پیدا ہوتے ہین سب خراب ہین [illegible]
احادیث مین صحیح ہوا کہ شرک کے ساتھ کوئی عمل مقبول نہین ہوتا- پھر اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ والون پر اپنا انعام [illegible]

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا [illegible]

ثابت رکھتا ہی اللہ تعالےٰ ان بندون کو جو ایمان لائے ہین قول ثابت کے ساتھ دنیاوی زندگی [illegible]

وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ

اور گمراہی دیتا ہی اللہ تعالیٰ ظالمون کو اور کرتا ہی اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ چاہتا ہی

ع ۴

تثبیت - ثابت و قائم کر دینا اسطرح کہ کچھ لغزش و تردد نہو- قول ثابت وہی کلمہ طیبہ کہ اصلها ثابت و فرعها فی السماء ہی [illegible]
یعنی زندگی دنیاوی - فی الآخرۃ بعض نے کہا کہ قیامت اور بعض نے کہا کہ قبر اور یہی اصح و ارجح ہی- قولہ تعالےٰ - يُثَبِّتُ [illegible]
اللہ تعالےٰ جو قادر مختار فاعل حقیقی ہی ثابت و برقرار رکھتا ہی الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ان بندون کو جو ایمان لائے [illegible]
دل مین جم گیا- بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ متعلق بآمنوا- یعنے قول ثابت پر ایمان لائے اور وہ کلمہ طیبہ ہی پس جسطرح [illegible]
ثابتہ پر ایمان لائے ہین انکا رب رحیم انکو ثابت قدم رکھتا ہی اور محتمل ہی کہ یثبت کے متعلق ہو یعنے تثبیت بقول ثابت فرماتا ہی [illegible]
بالعام و فضل آلہی ثابت قدم رہتے ہین - فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا زندگانی دنیاوی مین جب فتنہ و مصائب [illegible]
پیش آتے ہین جیسے اصحاب اُخدود کو کافرون نے آگ مین ڈالا اور جیسے حضرت سیدنا بلال مولاے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible]
و تکلیف سخت دی گئی مگر ایمان پر ثابت قدم رہے تو اللہ تعالےٰ جل شانہ کا شکر ہی کہ وہی ثابت قدم فرماتا ہی دنیاوی [illegible]
سختیون مین وَفِي الْاٰخِرَةِ اور آخرت مین بھی بعض نے کہا کہ قیامت کے حساب و سوال جواب مین ولیکن [illegible]
اس لیے کہ حدیث صحیح مین آیا کہ قیامت مین جس شخص سے حساب مین مواخذہ کیا جائیگا وہ ہلاک ہو جائیگا اللهم [illegible]
اور بعض نے کہا کہ یعنے قبر کے سوال منکر و نکیر مین - اور یہی اصح ہی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ قولہ فی الآخرۃ [illegible]
ابن مردویہ نے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible]
تعالےٰ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ [illegible]
میرا کیا حال ہوگا کہ مین بہت کمزور عورت ہون تو آپ نے پڑھا قولہ تعالےٰ يثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت [illegible]
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے [illegible]
کہتے کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اُسکے لیے تثبیت مانگو کہ اُس سے اسوقت سوال کیا جائیگا [illegible]
قبر کے بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین حتےٰ کہ جو کوئی ثواب و عذاب قبر پر ایمان نلاوے وہ کافر [illegible]
لیکن آنکی صورتین بہت ہیبتناک ہوتی ہین اور یہ فقط امتحان تثبیت ہی کیونکہ جو چیز دل مین جمی ہوئی ہو [illegible]

Marfat.com

...مومنین نے کہا کہ مین ایک کمزور عورت ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسکین دی کہ جو کوئی دنیا
... اللہ تعالے دنیا کی سخت آزمایش اور قبر کے ہیبتناک منظر مین ثابت قدم رکھتا ہی آسمین طاقتور و کمزور اور مرد و عورت کا
... رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت برا بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
... سے ... سوال کیا جاتا ہو تو وہ شہادت دیتا ہو کہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پس یہی فرمایا یثبت اللہ الذین آمنوا الآیہ - امام مسلم و بقیہ
جماعت ائمہ نے بھی اسکو روایت کیا ہی اور اسی کو امام احمد نے بسط کے ساتھ حضرت برا رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک مرد انصاری کے جنازہ
کے ساتھ ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت مین چلے جب قبر تک پہونچے تو ہنوز لحد تیار نہوئی تھی پس آپ بیٹھ گئے اور ہم سب آپ کے گرد
... بیٹھ گئے اور آپ کے ہاتھ مین ایک چھڑی تھی اس سے زمین مین کریدتے تھے پس آپ نے سر مبارک اُٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالے سے
قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ پھر کہا کہ بندہ مومن جب دنیا سے انقطاع و آخرت کے سامنے جانے کو ہوتا ہی تو آسمان سے
کچھ فرشتے اُترتے ہین جنکے چہرہ مثل سورج کے روشن ہوتے ہین اُنکے ساتھ جنت کے لباس سے کفن اور خوشبوے حنوط ہوتی ہی پس اُتر کر
اُسکی نظر کے دور سے پرے بیٹھتے ہین پھر ملک الموت آکر اُسکے سرہانے بیٹھتا ہی اور کہتا ہی کہ اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی مغفرت و رضوان کی طرف
چل ... جیسے سقاوہ کے دہانہ سے قطرۂ آب روان ہو کر نکل آتا ہی وہ روح روان ہو کر باہر آجاتی ہی پس ملک الموت اسکو لے لیتا ہی مگر دیگر ملائکہ نے
تک اسکو ملک الموت کے پاس نہین چھوڑتے بلکہ لیکر اسی کفن و حنوط سے آراستہ معطر کر کے لے چلتے ہین اُس سے نہایت اعلی خوشبو نکلتی ہی جو
روے زمین پر ہو سکتی ہو پس اسکو آسمان کی طرف چڑھا لیجاتے ہین راہ مین جس گروہ ملائکہ پر گزر ہوتا ہی وہ کہتے ہین کہ کیسی خوشبودار روح ہی کہتے
ہین کہ یہ فلان بن فلان ہی اسکے دنیاوی نامون مین سے سب سے اچھا نام لیتے ہین یہانتک کہ آسمان دنیا تک پہونچتے ہین اور دروازہ کھلواتے
ہین پس دروازہ کھولدیا جاتا ہی اور مبارکباد کے بعد اس آسمان کے مقربین مشایعت کرتے ہین یہان تک کہ دوسرے آسمان تک پہونچتے
ہین اسی طرح ساتوین آسمان پر اللہ تعالے جل شانہ کا حکم ہوتا ہی کہ میرے بندے کا نوشتہ علیین مین لکھو اور اسکو زمین پر واپس کراؤ کیونکہ
مین نے انکو اُسی سے پیدا کیا اور اُسی مین اعادہ کرونگا اور اُسی سے دوبارہ نکالونگا - فرمایا کہ پھر اسکی روح اسکے جسم مین دوہرائی جاتی ہی تب
اُسکے پاس دو فرشتے آتے ہین اور اسکو بٹھلا کر اس سے کہتے ہین کہ کون تیرا پروردگار ہی وہ کہتا ہی کہ میرا رب اللہ ہی پھر اس سے کہتے ہین کہ تیرا کیا
دین ہی کہتا ہی کہ میرا دین اسلام ہی کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہی جو تم مین مبعوث کیا گیا وہ کہتا ہی کہ وہ رسول اللہ ہی کہتے ہین کہ تیرا علم کیا ہی وہ کہتا ہی
مین نے کتاب الٰہی پڑھی پس اسپر ایمان لایا اور تصدیق کی پس آسمان سے ایک پکارنے والا اندار دیتا ہی کہ میرے بندے نے سچ کہا پس اُسکے لیے
جنت سے فرش بچھا دو اور جنت سے لباس دو اور جنت کی طرف دروازہ کھولدو - فرمایا کہ پس جنت کی راحت و خوشبو اسکو آتی رہتی ہی اور اسکی
... اسکے لیے قبر مین فراخی دیجاتی ہی اور اسکے پاس ایک شخص خوبصورت خوش پوشاک خوشبو معطر آتا ہی اور کہتا ہی کہ بشارت تجھے
... تجھے مسرور کرنے ... یہ وہی تیرا دن ہی جسکا تجھے وعدہ دیا جاتا تھا اس سے پوچھیگا کہ تو کون ہی کہ تیرے چہرہ سے خوشی کی بشارت آتی ہی
... تیرا اعمال ہون تب کہتا ہی کہ اے رب قیامت قائم فرما دے کہ مین اپنے اہل و عیال کی طرف واپس جاؤن - اور فرمایا کہ بندہ
... دنیا سے ... اور آخرت کی طرف جانے کو ہوتا ہی تو آسمان سے ہیبتناک ملائکہ اترتے ہین جنکے چہرہ سیاہ ہوتے ہین اور انکے ساتھ موٹے
... منتہاے نظر پر بیٹھتے ہین پھر ملک الموت آکر اُسکے سرہانے بیٹھتا ہی اور کہتا ہی کہ اے نفس خبیثہ نکل بجانب خشم و غضب الٰہی کے
... مین جھپتی ہی پس ملک الموت اُسکو کھینچتا ہی ایسی سختی سے جیسے بھیگی اُون مین سے گرم سیخچہ کھینچا جاوے پس اسکو ماخوذ کر لیتا ہی

پھر وہ ملائکہ ایک دم اسکے پاس نہین چھوڑتے بلکہ لیکر اُسی ٹاٹ کمل مین کرکے [illegible]
پر پائی جاوے نکلتی ہو پس اسکو اوپر لیجاتے ہین اور ملائکہ کے گروہ مین سے جس گروہ پر گذرتے ہین وہ [illegible]
فلان دنیا مین جن نامون سے بولا جاتا انہین سے سب سے قبیح نام لیتے ہین یہانتک کہ اسکو آسمان دنیا [illegible]
نہین جاتا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لا تفتح لہم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتے یلج الجمل فی سم الخیاط [illegible]
لکھو اسکا نوشتہ سجین مین سب سے نیچے طبقہ زمین مین پس اُسکی روح بری طرح مطروح پھینکدی جاتی ہو پھر یہ آیت پڑھی [illegible]
الطیر او تہوی بہ الریح فی مکان سحیق۔ پھر اُسکی روح اُسکے جسم مین اعادہ کیجاتی ہو اور اُسکے پاس دو فرشتے آتے ہین اور اسکو بٹھلاتے [illegible]
کون ہو وہ کہتا ہو ہاہ ہاہ مجھے نہین معلوم پھر کہتے ہین کہ تیرا کیا دین ہو کہتا ہو کہ ہاہ ہاہ مجھے معلوم نہین۔ پوچھتے ہین کہ یہ شخص کون ہو جو تم مین [illegible]
ہاہ ہاہ مجھے ادراک نہین ہو پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہو کہ میرے بندے نے جھوٹ کہا پس اسکے لیے آگ سے فرش کردو [illegible]
دروازہ کھولدو پس اسکو دوزخ کی حرارت وسموم آتی ہو اور اُسکی قبر مین اسپر تنگی کیجاتی ہو یہانتک کہ اسکی پسلیان ایک دوسری طرف [illegible]
اسکے پاس ایک بدصورت آدمی آتا ہو جس سے بدبو نکلتی ہو وہ کہتا ہو کہ بشارت ہو تجھکو ایسی چیز سے جو تجھکو غمگین کرے یہ تیرا وہ دن ہو جس سے تجھکو [illegible]
اس سے کہیگا کہ کون ہو کہ تیری صورت سے میرے حق مین نشان بدی ظاہر ہوتی ہو۔ کہیگا کہ مین تیرا خبیث کلمہ وعمل ہون تب دعا مانگنے لگیگا کہ [illegible]
قیامت نہ قائم کیجیو۔ وقد رواہ اصحاب الصحاح والسنن اور امام احمد رحمہ اللہ تعالے کی ایک روایت مین بعض علوم زیادہ ہین ازانجملہ یہ کہ مومن کے [illegible]
نکلنے پر تمام فرشتہ درمیان آسمان وزمین کے اور تمام فرشتہ آسمان کے اسپر صلوۃ پڑھتے ہین اور تمام دروازے آسمان کے کھلتے ہین اور ہر دروازہ [illegible]
مانگتا ہو کہ اسکا گذر اس دروازہ سے ہو۔ ازانجملہ یہ کہ کافر پر بعد سوال منکر ونکیر کے ایک فرشتہ اس صفت کے ساتھ کہ نہ دیکھتا ہو اور نہ سُنتا ہو اور [illegible]
ہاتھ مین ایک گرز ہو اسپر مسلط کیا جاتا ہو گرز آتشی ایسا ہو کہ اگر پہاڑ پر مارے تو راکھ ہوجاوے پس وہ اس کافر کو ایک ضرب مارتا ہو کہ وہ راکھ ہوجاتا ہو [illegible]
اللہ تعالے عزوجل اسکو جیسا تھا ویسا کردیتا ہو کہ وہ دوسری ضرب مارتا ہو اور وہ اس ضرب سے ناگوار چیخ سے چلاتا ہو جسکو سوائے جن وانس کے [illegible]
سنتی ہو۔ اقول جن وانس کا نہ سننا محل امتحان الٰہی ہو اور شاید کہ ضرب کا عذاب مخصوص بکافر موذی ظالم پتہ کار ہو اور عموماً کفار اسی فرش [illegible]
وسموم مین مبتلا کیے جاتے ہون اور شاید کہ سب اسی عذاب مین مبتلا ہون اور فرشتہ اندھا گونگا بہرا جو عذاب کرنے کو مسلط ہوتا ہو وہ اسکی خلقت [illegible]
نہین ہو بلکہ وہ ایک پاکیزہ مخلوق ہو مگر جسوقت تک اللہ تعالے کو منظور ہو اسکو قوت بینائی وشنوائی وگویائی بالکل عطا ہی نہین ہوئی تاکہ [illegible]
دینے والے منظر کو نہ دیکھے۔ اور اکثر دیکھا گیا کہ بعض جدید قبور کے پاس سے جانور وحشت کرتے اور بھڑکتے ہین اور ممکن ہو کہ شاید کہ بعد [illegible]
وہ آواز منقطع ہوجاتی ہو۔ واضح ہو کہ بعض ایسے لوگون نے جنکے قلوب پر شیطان حاوی ہوکر اُنکو شک ونفاق مین ڈالتا تھا امام مالک [illegible]
پوچھا کہ قبر کا عذاب کیونکر ہوگا تو دیر تک سر جھکائے رہے پھر سر اُٹھا کر فرمایا کہ عذاب ہونا یقینی معلوم ہو اور اُسکی کیفیت اللہ تعالے [illegible]
اسپر ایمان لانا واجب ہو پھر حکم دیا کہ وہ نکالدیا گیا۔ مترجم کہتا ہو کہ اللہ تعالے کی عجائب قدرت [illegible]
کے درمیان بے انتہا ہو اور اگر ایمان بالغیب نہوتا تو بطریق کشف عیان کہا جاتا ولیکن اللہ تعالے جسکو چاہتا ہو [illegible]
مترجم کہتا ہو کہ اس زمانہ مین لوگ پیدا ہونے والے نظر آتے ہین کہ سوائے زندگانی دنیا و محسوسات [illegible]
اور یہ لوگ کافر ہین اور جو انکا مشابہ ہو وہ کافر ہو اگرچہ صورت ونام مسلمانون کا رکھے اور بہت [illegible]
وہ ان امور پر سچا اعتقاد رکھتے ہین اللہ تعالے انہین برکت دے اور انہین مومنون کے ساتھ حشر [illegible]

Marfat.com

[illegible] بچاوے و مستون کو بچاوے ان ربی علی کل شئ قدیر - پھر مین بقیہ فوائد حدیث شریف کی طرف رجوع کرتا ہون [illegible] بعض روایات مین ہی کہ یہ امت قبور مین امتحان کیجاویگی اور مومن کے صحیح جواب کے بعد فرشتہ کہیگا کہ یہ دیکھے اپنا [illegible] کہ تیرے لیے اس نعمت جنت سے بدلدیا اور مومن دونون کو دیکھکر کہیگا کہ مجھے مہلت دو کہ مین اپنے [illegible] دون کہا جائیگا کہ آرام کیجیے اور منافق و کافر کے ناپاک جواب کے بعد کہا جائیگا کہ تیرا برا ہو ہمیشہ نادان رہے یہ دیکھ تیرا ٹھکانا جنت [illegible] یہ ٹھکانا جہنم کا اختیار کیا پھر جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ ہر آدمی اپنی قبر مین اُس [illegible] ہو کا جسپر مرا ہو مومن اپنے ایمان پر اور منافق اپنے نفاق پر قال الامام الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے اسنادہ صحیح علے شرط مسلم ولم [illegible] اور امام احمد رحمہ اللہ علیہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی جسکے آخر مین ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جسکے سر پر فرشتہ ہیبتناک ایک گرز آتشی لیکر کھڑا ہوگا تو کوئی حواس قائم نہین رکھ سکتا بلکہ ہول سما جاویگا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الآیہ - ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد مین کچھ مضائقہ نہین ہی وفیہ عباد بن راشد التیمی وقد روی لہ البخاری مقرونا ولکن ضعفہ بعضہم - **مترجم** کہتا ہی کہ حاصل یہ کہ اس ہولناک مقام پر صادق الیقین و صحیح الایمان اپنے نور پر ہوگا اور دنیاوی ہوش و جسمانی تغیرات کا اثر نہوگا تو وہ بنور الٰہی اپنے سچے حال پر ثابت ہوگا اور یہ فضل الٰہی ہی اللہم ثبتنا وانت ارحم الراحمین اور دیگر روایات امام احمد و مسلم وغیرہ مین ہی کہ روح مومن کو بشارات و خوشخبریان دیتے ہوئے آسمان کو لیجاتے ہین اور حکم الٰہی عز وجل ہوتا ہی کہ اسکو لیجاؤ آخر مدت تک کے لیے اور کافر کی روح بدبودار کو غضبناک خبرین دیتے ہین اور حکم ہوتا ہی کہ آخر مدت کے لیے لیجاؤ - اور ابن حبان کی صحیح مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت مین ہی کہ مومن کو جب آسمان سے مومنون کے پاس لاتے ہین تو وی بہت خوش ہوتے ہین اور پوچھتے ہین کہ فلان کیا ہوا کہتا ہی وہ مرگیا کہتے ہین کہ وہ اپنی مان جہنم کی گود مین گیا اور کافر کو بدبوداری کے ساتھ زمین کے دروازے پر ڈالتے ہین اور خازنان زمین کہتے ہین کہ ہم نے ایسی بدبودار چیز نہین دیکھی لیس انکو سب سے نیچی زمین مین ڈالتے ہین - اور واضح ہو کہ قتادہ رحمہ اللہ تعالے نے عبداللہ بن عمرو سے ایک اثر روایت کیا جسمین ہی کہ مومنون کی ارواح کو جابیئین مین جمع کرتے ہین اور کافرون کی ارواح کو برہوت مین جو ایک شورہ ریگستان حضرموت مین ہی - **مترجم** کہتا ہی کہ یہ اسرار ہین فہم کی رسائی وہان تک ہوتی ہی اور اصلی معانی پر یہ حق ہین - اور ابن جریر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی جسمین ہی کہ مومن کے دائین بائین حسب حرمت سے صلوۃ و صوم و زکوۃ و نیکیان و عبادات اچھی صورتون سے گھیرتی ہین اور اسکو نظر آتا ہی کہ آفتاب غروب ہونے کے قریب ہی پس منکر و نکیر سوال چاہتے ہین تو وہ کہتا ہی کہ اچھا ذرا ٹھہر جاؤ مین نماز پڑھ لون کہتے ہین کہ اچھا پڑھنا ذرا ہم سے بتلادو کہ یہ کون شخص تم مین مبعوث ہوا تھا یعنی کیا تم محمد کو پہچانتے ہو کہتے ہین کہ ہان تو کہتا ہی کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب یقینی گواہی دیتا ہی اور اسکے لیے دروازہ جنت کا کھولدیا جاتا ہی جسکو دیکھکر نہایت خوش و مسرور ہوتا ہی پھر اُسکے نسمہ کو پاکیزہ نسمہ مین کرتے ہین اور وہ سبز پرند ہی کہ جنت کے درختون مین معلق ہوتا ہی اور اُسکا [illegible] بدن کی طرف جسکا ذکر کیا جاتا ہی اور یہی ہی قول اللہ عز وجل یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الآیہ - وقد رواہ ابن حبان فی صحیحہ [illegible] ابن رحمہ اللہ تعالے کی حدیث مین ہی کہ مومن بروقت موت کے ایسی چیزین معائنہ کرتا ہی کہ وہ چاہتا ہی کہ کسی طرح نکلے یعنی اسکی روح [illegible] کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہی اور اسمین مذکور ہی کہ ارواح مومنین اس سے اپنے جان پہچان والون کو پوچھتے ہین اگر کہتا ہی کہ فلان کو [illegible] اچھا معلوم ہوتا ہی اگر کہتا ہی کہ فلان مرگیا تو کہتے ہین کہ اسکو ہمارے یہان نہین لائے - اور کافر بروقت موت معائنہ عذاب و [illegible] یعنی وہ جہنم کو گیا [illegible] اسکے لیے کھولا جاتا ہی اور اسکو ضرب ماری جاتی ہی

Marfat.com

جس سے چیختا ہی کہ سواے جن وانس کے سب اسکو سنتے ہین پھر اسکو کہا جاتا ہی کہ منہوش کی طرح سو [illegible]
کہتے ہین جسکو درندون وسانپ وبچھو وغیرہ نے کاٹا اور اسکی قبر مین تنگی کردیجاتی ہی اور امام احمد رضی اللہ عنہ [illegible]
مرفوع روایت کی اسمین مذکور ہی کہ مومن کو سب طرف سے اسکے نیک اعمال گھیرے ہوئے ہوتے ہین کہ فرشتہ کو [illegible]
نہین ہوتی اور کہا کہ فرشتہ عذاب جسکی خلقت مین بینائی وشنوائی نہین ہو مارتا ہی جسقدر اللہ تعالے چاہے [illegible]
کذا فی تفسیر الحافظ رحمہ اللہ تعالے اور اس روایت مین لفظ دابۃ واقع ہوا ہی حیث قال ویسلط علیہ دابۃ فی قبرہ معہا [illegible]
ماشاء اللہ صمار لاتسمع صوتہ فترحمہ یعنی ایک جاندار اسپر مسلط کیا جاتا ہی جسکے ساتھ کوڑا ہوتا ہی اسکا سر و انگارا [illegible]
گرز کی شکل کا آتشی ہوتا ہی اسکو مارتا ہی جسقدر اللہ تعالے چاہے بالکل بہرا ہوتا ہی کہ اسکی چیخ نہین سنتا کہ اسپر ترس [illegible]
از قسم ملائکہ ہی اور اول سورہ بقرہ مین گزرا کہ ملائکہ نام جن مخلوقات کا ہی انمین اقسام ہین اور ایک بات یہی معلوم [illegible]
مختلف طور پر اقسام کفار کے ساتھ واقع ہوتا ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے اسی مقام پر [illegible]
متعلق ایسی احادیث ایراد فرمائین جو مجھے بہت خوش آئین اور بنظر افادہ عام مومنین جو آخرت مین نجات کے امیدوار [illegible]
خوفناک ہین تبرکًا انکو ترجمہ کرتا ہون ـ مع اسانید کے تا بعض اہل غفلت کو مجال تکلم بے معنی نہو فقال الحافظ وقال ابو عبد اللہ [illegible]
نوادر الاصول حدثنا ابی حدثنا عبد اللہ بن نافع عن ابن ابی فدیک عن عبد الرحمن بن عبد اللہ عن سعید بن المسیب عن عبد الرحمن [illegible]
قال خرج علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث یعنی ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگون پاس باہر تشریف لائے [illegible]
مدینہ کی مسجد مین جمع تھے پس فرمایا کہ مین نے رات عجیب بات دیکھی مین نے دیکھا کہ میری امت مین سے ایک مرد پر عذاب قبر پھیلایا گیا [illegible]
اسکا وضوء اور اس حالت سخت سے اسکو چھڑالیا اور اپنی امت کا ایک مرد دیکھا جسکو شیاطین نے گھیرا لیا تھا پس اسکا ذکر الٰہی آگیا اور اسکو [illegible]
مین سے جدا کر لیا اور اپنی امت کا ایک مرد دیکھا جسکو ملائکہ عذاب نے گھیر لیا تھا پس اسکی نماز نے آکر اسکو ملائکہ عذاب کے ہاتھون سے چھڑا لیا اور مین [illegible]
اپنی امت کا ایک مرد دیکھا کہ پیاس سے زبان نکالے تھا جب کسی حوض پر آتا اُس سے روکا جاتا پس اسکا روزہ آیا اور اسکو پانی پلایا اور [illegible]
اور اپنی امت کا ایک مرد دیکھا اور انبیاء حلقہ حلقہ بیٹھے ہوئے تھے جب وہ کسی حلقہ سے نزدیک ہوتا تو اُسکو ہانک دیتے پس غسل جنابت [illegible]
آیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکو میرے پہلو مین بٹھلا دیا اور مین نے اپنی امت کا ایک مرد دیکھا اسکے سامنے اندھیرا اسکے پیچھے اندھیرا اسکے داہنے [illegible]
بائین اندھیرا اوپر اندھیرا نیچے اندھیرا وہ اسمین متحیر تھا پس اسکا حج وعمرہ آیا اور دونون نے اسکو اندھیرے سے نکالکر نور مین داخل کر دیا [illegible]
ایک مرد اپنی امت کا دیکھا کہ مومنون سے باتین کرتا ہی اور اس سے نہین بولتے تھے پس اسکا صلہ رحم آیا اور کہا کہ [illegible]
کرو پس اُنھون نے اس سے باتین شروع کردین اور مین نے اپنی امت کا ایک مرد دیکھا جو اپنے چہرہ پر سے اپنے ہاتھون [illegible]
لپٹ اور چنگاریان روکتا تھا پس اسکا صدقہ آگیا اور اسکے چہرہ کا پردہ اور سر پر سایہ ہوگیا اور اپنی امت کا ایک [illegible]
گھیر لیا تھا پس اسکا یہ کام کہ نیک باتون کا حکم کرتا اور برائیون سے منع کرتا تھا آگے اور دونون نے اسکو زبانیہ کے ہاتھ [illegible]
ساتھ داخل کر دیا اور مین نے اپنی امت کا ایک مرد دیکھا جو گھٹنون کے بل پڑا ہی اسکے اور اللہ تعالے کے درمیان [illegible]
اور اسکا ہاتھ پکڑ کر حضور الٰہی جل شانہ مین پیش کر دیا اور اپنی امت کا ایک مرد دیکھا جسکا صحیفہ اسکے بائین [illegible]
اللہ تعالے سے آگیا اور اسکے داہنے طرف کر دیا اور اپنی امت کا ایک مرد دیکھا جو جہنم کے کنارہ [illegible]

...ال لیا اور وہ روانہ ہوگیا اور مین نے ایک مرد اپنی امت کا دیکھا جو جھکا جہنم مین کہ اُسکے آنسو آئے جو وہ
... پس انکو آگ سے نکال لیا اور مین نے اپنی امت کا ایک مرد دیکھا پل صراط پر کہ کبھی گھٹنون چلتا ہی اور کبھی
... آیا اسکا درود جو اُسنے مجھپر بھیجا تھا پس اسکو کھڑا کردیا اور وہ صراط پر روانہ ہوگیا اور مین نے ایک مرد اپنی امت کا دیکھا کہ وہ جنت کے
... بند کیے گئے پس آگئی اُسکی گواہی جو اُس نے یقین کے ساتھ ادا کی تھی کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ پس اسکے لیے جنت کے دروازے (یعنی کل دروازہ یا سب دروازے)
کھولدیے گئے اور اسکو جنت مین داخل کردیا۔ یہانتک ترجمہ ختم ہوا اور امام قرطبی نے اسکو کتاب تذکرہ مین ذکر کرکے کہا کہ یہ حدیث بہت بزرگ ہی اسمین
خاص اعمال ذکر فرمائے ہین جو خاص ہولناک حالات سے نجات دیتے ہین پھر امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ امام حافظ ابو یعلی موصلی نے
اس باب مین ایک حدیث غریب مطول روایت کی فقال حدثنا ابو عبد الرحمن احمد بن ابراہیم یعنی الکریزی ثنا محمد بن بکر البرسانی ابو عثمان حدثنا ابو عاصم الحبطی
وکان من خیار اہل البصرة وکان من اصحاب حزم وسلام بن ابی مطیع حدثنا بکر بن خنیس عن ضرار بن عمرو عن یزید الرقاشی عن انس بن مالک رض عن تمیم الداری رض
عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یقول اللہ عزوجل الحدیث بطولہ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی ملک الموت سے
کہ تو میرے دوست کے پاس جاکر اُسکو میرے پاس لا کہ مین نے اسکو تکلیف و بیماریون و راحت و آرام مین ڈالکر آزمایا پس اسکو پایا کہ جس سے محبت کرتا ہی
اسکو میرے پاس لاکر مین اُسکو آرام دونگا پس ملک الموت چلتا ہی اُسکے ساتھ پانچ سو فرشتے ہوتے ہین جو کفن اور خوشبو جنت کے لیے ہوتے ہین اور اُنکے
ساتھ ضبائر الریحان ہوتے ہین اور ریحانہ جڑ سے ایک ہوتی ہی اور سرے پر بیس رنگ اور ہر رنگ سے نئی طرح کی خوشبو نکلتی ہی اور اُنکے ساتھ حریر سفید
جسمین مشک اذفر ہوتا ہی پس ملک الموت اسکے سرہانے بیٹھ جاتا ہی اور ملائکہ گھیر لیتے ہین اور ہر فرشتہ کے پاس جو کچھ ہوتا ہی اسکے ایک ایک عضو پر
رکھتے ہین اور یہ حریر سفید و مشک اذفر اُسکی ٹھوڑی کے نیچے بچھاتے ہین اور اسکے لیے جنت کی طرف دروازہ کھولدیا جاتا ہی پس اسوقت اسکا نفس
تعلل مین ہوتا ہی جنت کی طرف نگاہ ڈالتا ہی کبھی اُسمین اپنی ازواج کو دیکھتا ہی اور کبھی اُسکے لباس کو اور کبھی پھلون کو جیسے بچہ کو جب روتا ہی تو اُسکے لوگ
بہلاتے ہین اور بیان فرمایا کہ اُسکے ازواج ایسے وقت مین خوشی سے پھولے نہین سماتے ہین آراستہ و پیراستہ ۔ اور روح اُسوقت ظہور کرتی ہی (الاذی)
حدیث برسانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یعنے چاہتی ہی کہ جسم کے ٹوٹھڑے سے اپنی محبوب چیز کی طرف نکل جاوے اور ملک الموت کہتا ہی
کہ اے نفس پاکیزہ بجانب سدر مخضود و طلح منضود و ظل ممدود و ماء مسکوب ۔ اور فرمایا کہ ملک الموت اُسکے ساتھ اس سے زیادہ پیار و شفقت کرتا ہی جو ماں
بچہ سے کرتی ہی وہ جانتا ہی کہ یہ روح اسکے پروردگار کو محبوب ہی پس وہ اپنی مہربانی سے اُسکے ساتھ محبت چاہتا ہی کہ پروردگار کی رضا اسی مین ہی
پس اُسکی روح جسم مین سے آسان صاف نکل آتی ہی جیسے خمیر آٹے مین سے بال نکل آتا ہی اور حق عزوجل نے فرمایا ہی کہ فاما ان کان من المقربین فروح
وریحان وجنت نعیم کہا کہ روح ان جانب ملک الموت وریحان وقت ملاقات اور جنت نعیم مقابلہ ہی جب ملک الموت نے روح کو قبض کیا تو روح
... کہتی ہی کہ اللہ تعالے تجھکو میری طرف سے جزاے خیر دیوے کہ تو میرے ساتھ اللہ تعالے کی طاعت مین جلدی کرتا تھا اور گناہ کرنے مین
... تھا پس تو نے ہی نجات پائی اور مجھے بھی چھڑایا اور جسم بھی روح سے ایسا ہی کہتا ہی اور کہا کہ اسپر وہ پارہ زمین روتا ہی جسپر وہ طاعت کرتا تھا
اور آسمان کا ... جس سے اسکے اعمال چڑھائے جاتے تھے اور جس سے اسکا رزق اُترتا تھا یہ چالیس روز تک روتے ہین ۔ پس جب ملک الموت نے
... تو پانچ سو ملائکہ کھڑے ہوتے ہین اُسکے جسم کے پاس پس آدمی مین سے کوئی اُسکو کروٹ نہین لوتا مگر آنکہ فرشتے انسے پہلے اُسکو کروٹ لاتے
... اور کفن پہناتے ہین آدمیون کے کفن سے پہلے اور خوشبو لگاتے ہین آدمیون کی خوشبو سے پہلے ۔ اور اسکے دروازے سے
... کھڑے ہوتے ہین کہ استغفار سے اسکا استقبال کرتے ہین پس یہ حال دیکھکر ابلیس ایسا سخت جلتا ہی کہ اسکے صدمہ سے خود اسکی

Marfat.com

ہڈیان ٹوٹ جاتی ہین اور اپنے گروہ سے کہتا ہو کہ خرابی ہیر کرہ بندہ کیسے تم سے چھوٹ گیا کہتے ہین کہ [illegible]
تھا پس جب ملک الموت اسکی روح کو لیکر چڑھتا ہو تو ستر ہزار فرشتہ کے ساتھ جبرئیل [illegible] کرتے ہین [illegible]
دوسرے کی بشارت کے علاوہ بشارت لاتا ہو پس جب ملک الموت اسکی روح کو عرش تک پہونچایا [illegible]
ملک الموت سے فرماتا ہو کہ میرے بندے کی روح لیجاکر سدر مخضود و طلح منضود و ظل ممدود و ماء مسکوب [illegible]
نماز اگر اسکے داہنی ہوتی ہو اور روزہ اگر اسکے بائین ہوتا ہو اور قرآن اگر اسکے سرہانے ہوتا ہو اور نماز [illegible]
اور صبر اگر اسکی جانب قبر مین ہوتا ہو پھر اللہ تعالے ایک عنق عذاب کو اٹھاتا ہو وہ اسکے داہنی جانب سے آتا ہو [illegible]
وہ برابر اپنی عمر مین دین پر تھا اور ابھی اس نے راحت پائی ہو جب قبر مین رکھا گیا ہو پھر اسکی بائین طرف سے [illegible]
دیتا ہو پھر سرہانے کی طرف سے قرآن و ذکر اور قدمون کی طرف سے نماز کی طرف جانا ایسا ہی جواب دیتا ہو لیکن کسی طرف سے [illegible]
مگر آنکہ پاتا ہو کہ ولی اللہ نے اسکی راہ نے لی پس عذاب دور ہو جاتا ہو پھر صبر ان اعمال سے کہتا ہو کہ مین یہی دیکھتا تھا کہ [illegible]
اگر تم عاجز ہوتے تو مین اسکا ساتھی اور عذاب کا مقابل ہو جاتا اور جب تم نے دور کر دیا تو اب پل صراط اور میزان پر اسکا یار ہو [illegible]
اور کہا کہ دو فرشتہ بھی مبعوث ہونگے دونون کی نظر مثل برق خاطف کے انکی آوازین مثل رعد کے اور دانت مثل صیاصی [illegible]
آگ کے اپنی لمبے بالون مین قدم رکھتے ہوئے اور دونون مونڈھون کے بیچ مین اتنا اتنا فاصلہ ہوگا یعنے کئی روز راہ کے برابر [illegible]
رافت و رحمت نکال لی گئی انکو منکر و نکیر کہا جاتا ہو ہر ایک کے ہاتھ مین گرز ہوگا اگر اسکو اٹھانے کو یہ دونون قبیلہ ربیعہ و مضر [illegible]
ہون تو اسکو تھوڑا نہ سمجھین دونون اس سے کہینگے کہ بیٹھ پس وہ برابر چار زانو بیٹھ جائیگا اور اسکے کفن اسکے کمر پر گر پڑینگے [illegible]
تیرا رب و کیا تیرا دین اور کون تیرا نبی ہو اسدم صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ایسی حالت مین کسکو بات بولنے کی مجال [illegible]
فرشتون کی یہ صفت بیان کرتے ہین پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الآیۃ [illegible]
میرا رب اللہ وحدہ لا شریک لہ ہو اور میرا دین اسلام ہو وہی جو ملائکہ نے پایا ہو اور میرا نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین [illegible]
کہ تو نے سچ فرمایا پس قبر کو وسعت دینگے پس اسکے سامنے چالیس گز وسیع کر دینگے اور ایسے ہی داہنی و بائین و سرہانے و پائنتی سے [illegible]
وسعت دینگے پس دو سو گز وسعت ہوگی پھر اس سے کہینگے کہ اوپر دیکھ تو ایک دروازہ جنت کیطرف کھلا ہوا ہوگا پس کہینگے کہ اے ولی اللہ یہ تیرا [illegible]
کی اطاعت کی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس پاک ذات کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہو کہ اس حالت مین [illegible]
اپنے قلب مین پادیگا کہ وہ کبھی اس سے دور ہوگی پھر اس سے کہینگے کہ اپنے نیچے دیکھ تو ایک دروازہ کھلا ہوا دوزخ کی طرف ہوگا [illegible]
تو نے اس سے نجات پائی پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے بھی ایک فرحت اسکے قلب کو پہونچیگی جو کبھی [illegible]
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اسکے لیے ستر دروازے کھول دیے جاوینگے کہ جنت سے اسکی خوشبو [illegible]
تعالے عز و جل اسکو اٹھاوے اور شیخ امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے لکھا کہ اسی اسناد سے جو اوپر مذکور ہوئی ہو آنحضرت [illegible]
فرمایا کہ اللہ تعالے ملک الموت سے فرماتا ہو کہ تو میرے دشمن پاس جاکر اسکو میرے پاس لا کہ مین نے اسکو [illegible]
آسان کر دی پس اس نے سوائے مجھ سے نافرمانی کے سب طرح انکار کیا تو اسکو میرے پاس لا کہ مین اس سے انتقام [illegible]
ایک مکروہ صورت مین جو کسی آدمی نے دیکھی ہو جا دیگا اسکے بارہ آنکھین اور اسکے ساتھ آتشی [illegible]

… لوڑون کی طرح نرم اور آگ جوشندہ پس ملک الموت اسکو اس سفود سے اس زور سے ماریگا کہ سب … ون و بالون کی جڑون مین دھنس جاوینگے پھر اسکو زور سے مروڑدیگا پس اسکی روح اسکے قدم کے ناخنون سے … لگا دیگا پھر اس حال مین دشمن خدا سخت بیہوشی سے بیہوش ہوگا پس ملک الموت اس سے یہ عذاب اٹھالیگا اور ساتھ ہی … پھر دونون پر کوڑے مارینگے پھر ملک الموت اسکو نچوڑیگا نہایت شدید سے پس اسکی ایڑی سے روح نکالیگا پھر اسکو لگا دیگا اسکے دونون گھٹنون … پھر اسکی کمر مین اور دشمن خدا اسی حالت مین شدید بیہوشی سے بیہوش ہوجائیگا پس ملک الموت اس سے یہ عذاب اٹھالیگا اور ملائکہ ان کوڑون سے اسکے … ساتھ و پشت پر مارینگے۔ راوی نے کہا کہ فرمایا کہ پھر یون ہی سینہ تک پھر حلق تک واقع ہوگا پھر ملائکہ یہ تانبا و انگارے اسکی ٹھوری کے … بچھائینگے اور ملک الموت فرماویگا کہ نکل اے روح لعین ملعونہ بجانب سموم[ع] و حمیم و ظل من یحموم لا بارد و لا کریم پھر جب ملک الموت نے روح کو … قبض کرلیا تو روح جسم سے کہیگی خدا تجھکو بُری سزا دیوے کہ تو میرے ساتھ اللہ تعالے کی نافرمانی مین تیز اور اللہ تعالے کی طاعت مین سُست تھا تو بھی ڈوبا اور مجھے بھی برباد کیا اور اسکا جسم بھی روح سے یون ہی کہیگا اور زمین کے وہ ٹکڑے جنپر اللہ تعالے کی نافرمانی کرتا تھا اسکو لعنت کرینگے اور ابلیس کے لشکر ابلیس کی طرف بشارت دینے جاوینگے کہ آدم کی اولاد مین سے ہم نے ایک کو جہنم مین گرایا۔ پھر جب وہ اپنی مدفن مین رکھا جاتا ہی اسکی قبر اسپر تنگ کردیجاتی ہی یہانتک کہ اسکی پسلیان دائین بائین سے اور بائین دائین سے نکل آتی ہین اور اللہ تعالے اسکی طرف عذاب بھیجتا ہی سیاہ سانپ مثل اونٹ دراز کے کہ اسکے دونون کان اور قدم کے انگوٹھے پکڑتے ہین اور کاٹتے ہین یہانتک کہ کمر تک پہونچتے ہین وہان دونون لجاتے ہین اور اللہ تعالے دو فرشتے مبعوث فرماتا ہی انکی نظر مثل برق خاطف کے[نظر و نکی اچک لینے والی ۱۲] اور آوازین مثل رعد غران کے اور دانت مثل صیاصی کے اور سانس مثل لپٹ آگ کے ہوگی دونون اپنے بالون کو روندتے چلینگے ہر ایک کے دونون کندھے کے درمیان اتنی اتنی دوری ہوگی انسے رافت و رحمت نکال لیگئی ہوگی انکو منکر نکیر کہتے ہین ہر ایک کے ہاتھ مین گرز آتشی ہوگا اگر ربیعہ و مضر اسپر مجتمع ہون تو اسکو ہلا نہ جانینگے پس اس سے کہینگے کہ بیٹھ پس چارزانو بیٹھ جائیگا اور اسکے کفن اسکی کمر تک سرک گرینگے پس اس سے کہینگے کہ کون تیرا رب اور کیا تیرا دین اور کون تیرا نبی ہی یہ کہیگا کہ مین تو نہین جانتا کہینگے بدبخت ایسا ہی بے ایمان جاہل رہ پس اسکو ایک ضرب مارینگے کہ چنگاریان اسکی قبر مین اڑینگی پھر ویسا ہی ہوجائیگا اس سے کہینگے کہ اوپر دیکھ تو دروازہ جنت کی طرف کھلا ہوا ہوگا کہینگے کہ اگر تو اللہ تعالے کا مطیع ہوتا تو یہ تیرا ٹھکانا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس پاک پروردگار کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اس حالت مین اسکے دل پر ایک حسرت طاری ہوگی کبھی یہ غم اس سے دور نہوگا اور پھر اس سے کہینگے کہ نیچے دیکھ تو ایک دروازہ جہنم کی طرف کھلا ہوا ہوگا کہینگے کہ او دشمن خدا تیرا ٹھکانا یہ ہی جبکہ تونے اللہ تعالے کی نافرمانی کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ اس حالت پر اسکے دل مین ایک حسرت و غم چھا جائیگا کہ کبھی دور نہوگا۔ راوی نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جہنم کی طرف ستر دروازے … کھولدئے جاوینگے کہ انکی حرارت و لوون اسپر آتی رہیگی یہانتک کہ اللہ تعالے اسکو مبعوث فرماوے۔ شیخ امام حافظ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ہذا حدیث غریب جدا و سیاق عجیب و یزید الرقاشی راویۃ عن انس لہ غرائب و منکرات و ہو ضعیف الروایۃ عند الائمۃ واللہ اعلم۔ اور کہا … ابن مردویہ نے بھی کئی طرق سے بطریق ضحاک عن ابن عباس مرفوعاً تحت قولہ و لو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ … ایک مطول حدیث غریب روایت کی ہی۔ اور قوی روایت صحاح و سنن مین موجود ہی اور ابو داؤد نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے … آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تھے تو فرماتے تھے کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اللہ تعالے سے

[حاشیہ] لے از تنور ا ضراحیز کو بچھونا جسپر یتا ب سے آرام و کو قطرہ کے خیال سے بچھونا دین ۱۲ م

ع سموم ہوا سے گرم جسکو کہتے ہین۔ حمیم کھولتا پانی۔ ظل یحموم دخت دھویے ۱۲

اسکے لیے ثابت قدم رہنے کی درخواست کرو کہ اس سے ابھی سوال کیا جائیگا - قال الحافظ تفرد بہ ابوداود ولا [illegible]
بالحدیث فانہ صحیح عند غیرہ من الائمۃ الحاصل اس مقام کی تفسیر یہی ہی جو آیات و احادیث سے ثابت ہوئی کہ [illegible]
فرماتا ہی جسے کہ ہرطرح کی محنت و مشقت اور تکلیف و راحت مین ایمان توحید پر ثابت قدم رکھتا ہی اور ویسا ہی [illegible]
مرتے ہین تو سوال قبر منکر و نکیر کی حالت مین بھی انکو ثابت قدم فرماتا ہی کیونکہ جس حال پر مرے تھے اس سے تغیر نہین [illegible]
مومن کے حال پر نہین ہو سکتا چنانچہ فرمایا - **وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ** قف لا - اور گمراہ کرتا ہی اللہ [illegible]
یعنی جنھون نے شرک و شک کرکے اپنی جانون پر ظلم کیا یعنی کافر مشرک و منافق - پس یہ لوگ اپنی حجت سے جو کلمہ توحید [illegible]
ہین اسکو زبان سے نہین ادا کر سکتے جیسے دنیا مین اس سے منھ موڑتے تھے اور بعض نے کہا کہ ظالم سے ہر وہ شخص مراد ہی جس [illegible]
ظلم کیا خواہ اعتقاد باطل ہو یا کبیرہ گناہ ہون اور مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ معتزلہ کا قول ہو ورنہ اہل سنت اسکے قائل نہین ہین [illegible]
اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اور اللہ تعالےٰ جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر مخلوق کا دانا ہی وہ جو چاہتا ہی کرتا ہی اسپر کچھ اعتراض نہین [illegible]
کیون ثابت قدم رکھا اور ظالمون کو کیون بھٹکایا - اس سے کچھ سوال ممکن نہین ہی کیونکہ وہی خالق ہی اور وہی خوب جانتا ہی - [illegible]
بجائے ضمیر کے اسم پاک اللہ فرمایا کہ ہیبت سے جگر لرز جاوین - **ف** قال فی العرائس پھر اللہ تعالےٰ نے اہل توحید پر اپنا احسان [illegible]
کہ انکی توحید کو ثابت و انکی معرفت کو محقق فرماتا ہی دنیا مین اور آخرت مین بقولہ یثبت اللہ الذین آمنوا الآیہ - اور ازل مین اپنی توحید [illegible]
ہدایت عطا فرمائی تھی پس چونکہ اسمین تغیر بالکل نہین ہی دنیا مین اور جانب ابد مین انکو ہر حال مین ثابت فرمایا اور بشریت کے عوارض [illegible]
کے غلبہ سے انکو کچھ ضرر نہین ہوا کیونکہ قول حق قائم بذات و صفات ہی اور اسمین تغیر محال تو یہ لوگ سایہ عنایت مین مصئون ہوسکے خواہ [illegible]
یا آخرت ہو کسی زمان و مکان و امتحان سے اسمین تغیر نہوگا - واضح ہو کہ مومن عارف کے لیے ثبات یہ ہی کہ اسکو اپنی مراد کے [illegible]
فرماتا ہی اسطرح کہ سبحات جمال و جلال اسکے دل پر ہجوم کرتے ہین جس سے کشف مزید ہوتا ہی اور اسمین لطیف اشارہ ہی کہ ظہور ربوبیت [illegible]
ہر وقت ہزار طور سے ہوتا ہی حتے کہ جب اس نے زعم کیا کہ مین عارف ہون تو اسکو بحر نکرت مین ڈالدیا ہی اور وہ متحیر ہو کر اس درجہ [illegible]
جاتا ہی کہ عنقریب بحر قہر مین ڈوب جاوے تو شفقت خاصہ اسکو بصد رحمت ایک جمال کی تجلی سے طبعی کدورت و بشری نجاست سے [illegible]
امتحان سے نکال لیتی ہی اور یہی حال ہر موقف امتحان کا ہی خواہ قبر ہو یا قیامت ہو یہانتک کہ جب متصف بصفات حق ہو جاتا [illegible]
امتحان سے نجات پاتا ہی اور یہ خالص بندون کو دنیا ہی مین حاصل ہو جاتا ہی - **شیخ واسطی** رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ [illegible]
معرفت کے خوف ہوتا ہی اور کسی سے خوف نہ دور کیا جاتا ہی اور نہ وہ خوف سے چھوٹتا ہی مگر وہی کہ بقولہ تعالےٰ لا یخاف عقباها [illegible]
زعم مین امن کے ساتھ ہو بیٹھتا ہی اور یہ بھی کہا کہ ایمان دو ہین ایک تو ایمان درحقیقت ہی اور وہ روح کی روشنی ہی اور [illegible]
لبسا یہ روح ہی اور یہین سے تجھے معلوم ہوگا کہ ائمہ علما مین سے جس شخص نے انا مومن انشاء اللہ کہنا جائز قرار دیا ہی [illegible]
نہ بوجہ شک کے - **مترجم** کہتا ہی کہ اصل مسئلہ یہ ہی کہ اگر زید سے پوچھا جاوے کہ تو مومن ہی اور اس نے کہا کہ مین مومن ہون [illegible]
تو علماء حنفیہ رحمہم اللہ عنہ نے کہا کہ یہ مومن نہین ہی کیونکہ اس نے انشاء اللہ ملا دیا اور اسکے ملانے سے تحقیق نہین [illegible]
اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالےٰ تو طلاق نہوگی یا قسم کھائی بانشاء اللہ تعالےٰ تو قسم نہوگی [illegible]
شافعیہ نے کہا کہ نہین بلکہ یہ جواب صحیح ہی - یہ اختلاف مشہور ہی اور دونون طرف کے محققین نے فرمایا کہ [illegible]

Marfat.com

...ن نے شک کے طور پر کہا تو وہ منافق ہوا ایمان نہین ہوا اور اگر اس نے یہ مراد لی کہ جیسے جہانتک اپنا اعتقاد
...ن ایمان ایک نور ہو کہ سینہ مین داخل ہوتا ہو کمافی قولہ علیہ السلام الایمان اذا دخل الفتح لہ الصدر او کما قال
... من شرح اللہ صدرہ للاسلام الایہ اور آدمی کبھی اسکو نہین پہچانتا۔ جیسے قولہ تعالے قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما
... قلوبکم یعنی اعراب نے نہ پہچانا ولیکن اللہ تعالے عالم الغیب نے انکو بتلا دیا۔ پس اس شخص نے ادب کے ساتھ کہا کہ اللہ تعالے
... ہو کہ حقیقی نور بھی ... ین ہوا خاتمہ میرا ایمان پر ہو تو یہ امر صحیح ہو اور علماے حنفیہ بلکہ کوئی شخص اس سے منکر نہین ہو اب مترجم کہتا ہی
کہ شیخ واسطی رحمہ اللہ تعالے نے تحقیق بیان کردی کہ ایمان دو ہین ایک تو محبت کا ایمان بسایہ روح اور اسکو ہر شخص پہچانتا ہی اور ہر شخص جو ایمان
... ہو بغیر انشاء اللہ تعالی کے کہے کہ مین مومن ہون حتے کہ اگر اسمین بھی شک ہو تو وہ درحقیقت منافق ہو اور شاید اسی قدر بلعم باعورار کو ملا تھا
کہ آخر وہ کرامت سے کفر پر مرا اور دوم ایمان حقیقی بنور روح ہو اور وہ حضرت خلاق علیم ذوالجلال والاکرام کے علم غیب مین ہو وہی جانتا ہی کہ کس کے
پردہ دل مین ایمان داخل ہوا تو انشاء اللہ تعالے اسکے علم پاک پر تسلیم و تفویض و آرزو ہو اور اُسکی رحمت پر آسرا ہو یہ شک نہین ہو پس نفاق
بھی نہین ہو فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب۔ اور مترجم کہتا ہو کہ صحیح بخاری مین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے تعلیقاً جو روایت
ہو کہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی ذات پر نفاق کا خوف کرتے تھے۔ تو اسکے یہی معنی ہین کہ انکو خوف تھا کہ ایسا نہو کہ حقیقی ایمان اُنمین نہو
اللہ اللہ مترجم کو اپنی ذات پر صد ہزار بار یہ خوف ہو الٰہی مجھکو اپنے فضل سے ایمان پر وفات دیجیو۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ پھر واسطی رحمہ نے
کہا کہ بندہ کیونکر امن مین نہو جاوے کہ وہ پاک ارحم الراحمین اپنے وعدہ مین خلاف نہین فرماتا ہو پھر اللہ تعالے نے ظالمون کو بیان کیا کہ اپنی
مشیت و ارادہ ازلی سے انکو گمراہ فرماتا ہو بقولہ ویضل اللہ الظلمین ویفعل اللہ ما یشاء۔ اہل عنایت کو معرفت کے لیے مقرب کیا اور اہل ضلالت کو
لطف سے دور کردیا جو چاہا حکم فرمایا کسی کو دم مارنے کی مجال نہین اور وہ حکیم و علیم قادر قیوم خالق مختار ہو اسکا حکم بدل نہین سکتا اور تمام خلق اُسکے
قبضۂ قدرت کے نیچے مقہور و مجبور ہو کسی کو اپنی ذات کے ایک ذرہ پر بھی اختیار نہین ہو۔ دیکھو انپر وہ پیش آتا ہو جسکو بُرا جانتے ہین تو اختیار اُسی کو ہو جسنے مخلوق
و اُنکے افعال کو پیدا فرمایا ہو پس اُسنے اپنے ارادہ و مشیت پر ایجاد کیا اور کسی کو اُسکے توڑنے کی مجال نہوئی پس جملہ افعال درحقیقت اسی کے افعال ہین اور اُسکے
فعل کی کوئی علت نہین اور نہ اُسکی صنعت کے لیے کوئی غایت حالانکہ یہ تمام خلقت ایک صنعت محکم ہو جسکے عجائبات عین حکمت ہین شیخ شبلی
رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جن بندون کو اللہ تعالے عزوجل تثبت کی کرامت عطا فرماتا ہو انکو کمال معرفت و کشف و صدق مقال و توکل و اخلاص
و یقین دیتا ہو اور مقامات ولایت مین سے جو بے انتہا ہین بقدر وسعت اُنکے کشف فرماتا ہی۔ حضرت صادق رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ
جنکو حیات دنیاوی مین ایمان پر ثابت رکھا ہو انکو آخرت مین منکر و نکیر کے جواب پر ثابت قدم فرمایا۔ مترجم کہتا ہو کہ حکمت یہی ہو کہ جس
حالت پر دنیا سے اسنے انتقال کیا اسمین کسی ہیبتناک منظر وغیرہ سے تغیر نہین ہوسکتا اور نہ کسی خیال کی وجہ سے وہ اچھی حالت پر عود
کرسکتا ہو اسی وجہ سے حدیث مین ہو کہ ہر ایک اس حالت پر مبعوث ہوگا جس پر وہ دنیا سے انتقال کرگیا ہی۔ چونکہ یہ علوم آگہی
آخرو یہ عقل بشری سے بالاتر ہین و ارسال رسل سے حق تعالے عزوجل نے اعلام فرمایا لہذا کافرون کی مذمت

فرمائی بقولہ تعالے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِۙ جَهَنَّمَ

یعنی کیا تُو نے نہ دیکھا ان لوگون کو جنھون نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو کفر سے اور جھونکا اپنی قوم کو دارالبوار جہنم مین

يَصْلَوْنَهَا ۗ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلُّوا عَن سَبِيلِهِ

جہان وہ جاوینگے اور برا ٹھکانا ہی اور بنائے انھون نے اللہ کے شریک تاکہ بہکاوین

فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ ۝ قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلٰوةَ

انجام کو تمھین جہنم جانا ہی کہدے میرے بندون سے جو ایمان لائے ٹھیک

وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ

خرچ کرو امین سے جو ہم نے تمکو روزی کیا چھپے اور کھلے پہلے اس سے کہ آوے وہ دن کہ نہ بیچ ہی اسمین

اَلَمْ تَرَ - بمعنی الم تعلم - کیا تونے نہین دیکھا یعنی کیا تونے نہ جانا جیسے قولہ الم ترکیف فعل - اور - الم تر الے الذین خرجوا - لیے جو جاننا ہوتا ہی اور بوار بمعنے ہلاک از بار یبور بورا - جیسے قولہ تعالے قوما بورا یعنے ہالکین - کذا قال البخاری رحمہ اللہ اور احلوا حلول پس احلال وارد کرنا اور جہنم دار البوار کی تفسیر ہی اور یصلونہا از صلے یصلے اور سابق مین توضیح ہو چکی - مصیر محل صیرورت یعنی جہان انجام مین جانا ہو - لیضلوا مین متواترہ دو قرارت ہین ایک بضم الیار اور یہی ہمارے یہان معروف ہی پس اضلال لوگون کو گیا ان جانون کو گمراہی مین ڈالا اور دوسری بفتح الیار تو ضلال خود اُنکی جانون کا ہی اور لام عاقبت کا ہی یعنے انجام اسکا یہ ہوا - واضح ہو کہ یہ آیت خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یا ہر ایسے شخص کو جو لایق خطاب کے ہو اور نفع اسکا تعجب دلانا اور استفہام اقراری ہی پس معنے قولہ تعالے

اَلَمْ تَرَ کیا تونے جانا یعنے تعجب سے دیکھ - **اِلَى الَّذِيْنَ** - ان لوگون کو جنھون نے - **بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ** - بدل اللہ تعالے کی نعمت یعنی رسول کے ساتھ قرآن پاک کی ہدایت کو - **كُفْرًا** کفر سے پس نعمت کا کفران کیا اور نہ مانا بلکہ بجائے اعزاز ساتھ لینے اور شکر کرنے کے قرآن سے انکار کیا اور رسول کے ساتھ لڑے تاکہ قتل کرین - بخاری رحمہ اللہ تعالے نے ابن عباس رضی اللہ سے روایت کی کہ ہم کفار اہل مکہ - یہ لوگ مکہ والون مین سے کافر لوگ ہین - ایسا ہی نسائی رحمہ اللہ تعالے نے بھی روایت کیا - اور عوفی رح ابن عباس سے روایت کی کہ یہ لوگ جبلہ بن ایہم غسانی و اُسکے اتباع عرب ہین کہ بھاگ کر روم مین چلے گئے اور نصرانی ہو گئے - بعض کے میرا عتراض کہ جبلہ مردود اور اُسکی قوم تو خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین مسلمان ہو کر مرتد ہو کر روم مین ملگئے تھے اور مترجم کہتا ہی کہ قرآن پاک تا نزول ہونے کے اسکا کفر کافی ہی کہ علم الٰہی مین وہ بھی ایسے لوگون مین تھا - البتہ اس سے زیادہ لائق توجہ کفار قریش ہین اور شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مشہور صحیح روایت وہی قول اول ہی جو بخاری رحمہ اللہ تعالے نے روایت کیا اگرچہ آیت کے معنی عام ہین اور کفار کو شامل ہین جنھون نے قرآن و رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا اور نعمت کے بدلے عذاب و کفر اختیار کیا - مترجم کہتا ہی کہ درحقیقت تمام وقت و زمانہ کے واسطے عام ہین الا بعض مستثنیات خاص ولیکن جسوقت نزول ہوا اگر اُسوقت مصداق جو موجود تھا تو اسکو ثابت کر دیا جاتا ہی اور اکثر آیات ایسی بھی ہین کہ وقت نزول کے تاویل موجود نہ تھی اور آیندہ اُسکی تاویل ظاہر ہوئی یا ہوگی اور علمائے ربانی رحمہم اللہ نے قرآن پاک کے معانی عجیب اعجاز کے ساتھ اس زمانہ کے واقعات پر منطبق پاتے ہین حالانکہ وقت نزول کے انکا وجود بلکہ شایبہ گمان بھی نہ تھا معلوم ہوا کہ بحسب المعنی تو جبلہ بن ایہم وغیرہ جملہ کفار اسمین شامل ہین اور باعتبار موقع نزول کے اول اسی مذمت کے لائق کفار قریش ہین ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اول قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مانند حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی اور یہی قول جمہور مفسرین علمائے سلف کا ہی - اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالے نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ یہ لوگ قریش ہین

Marfat.com

...وہ ہیں اور دوسری روایت میں فرمایا کہ قریش کے منافق ہیں - مراد منافق سے یہان مجادل یعنی قتال
...بروز احد لڑے ہون اور تیسری روایت میں ہو کہ آپ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کیا کوئی نہیں ہے
...کرے اور میں تو قسم ہو اللہ تعالے کی کہ اگر کسی کو جانوں جانوں کہ وہ مجھ سے زیادہ اسکو جانتا ہو اور وہ درمیانی سمندرون کے
...تو میں اسکے پاس حاضر ہوں پس عبد اللہ بن الکوا نے کھڑے ہو کر قولہ تعالے الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا الآیۃ
...کیا آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ مشرکین قریش ہیں کہ انکے پاس اللہ تعالے کی نعمت ایمان آیا تھا اسکو انھون نے کفر سے بدل لیا اور اپنی قوم کو
...ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں اتارا - سدی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ مسلم مستوفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ الذین
...بدلوا نعمۃ اللہ کفرا الآیۃ قریش سے سب سے بڑھکر نافرمان دو گروہ بنو المغیرہ و بنو امیہ ہیں پس بنو مغیرہ نے تو بدر کے روز اپنی قوم کو دار البوار جہنم میں اُتارا
...اور بنو امیہ نے احد کے روز داخل کیا اور بدر کے روز ابوجہل تھا اور احد کے روز ابوسفیان تھا اور ابن ابی حاتم نے بسند جید عن ابی اسحق عن عمرو بن
...مرہ روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قولہ واحلوا قومہم دار البوار الآیۃ پڑھی اور فرمایا کہ یہ قریش کے دو زیادہ فاجر گروہ ہیں بنو مغیرہ و
...بنو امیہ پس بنو مغیرہ تو بدر کے روز ہلاک کیے گئے اور رہے بنو امیہ تو انکو ایک ہی وقت تک زندگانی دی گئی ہو و قد روے نحو ہذا من غیر وجہ عنہ
رضی اللہ عنہ - اور ایک روایت میں ہو کہ یہ قریش کے فاجر ہیں کہ میں بدر کے روز انکے ہلاک کرنے کو کافی ہو گیا - اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے
سفیان الثوری کی اسناد سے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ذکر کی کہ یہ قریش کے دو افجر گروہ ہیں ایک بنو مغیرہ اور دوم بنو امیہ پس بنو مغیرہ
کو تو میں بدر کے دن کافی ہوا اور رہے بنو امیہ وہ چند روز زندگانی دیے گئے - قال المترجم و فے اسنادہ علی بن زید یعنے ابن جدعان وہو
ضعیف قال الامام وکذا رواہ حمزہ الزیات عن عمرو بن مرۃ قال قال ابن عباس لعمر بن الخطاب یا امیر المومنین ہذہ الآیۃ الم تر الی آخرہ یعنے
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس آیت کی تفسیر ارشاد فرمایئے تو فرمایا کہ یہ قریش کے دو افجر گروہ ہیں ایک میرے
ماموں اور دوسرے تیرے چچا پس میرے ماموں کو اللہ تعالے نے بدر کے روز جڑ سے کاٹ دیا اور رہے تیرے چچا انکو اللہ تعالے نے انکی
زندگی تک مہلت دی ہو - **ف** اس روایت کے فوائد میں سے ایک یہ ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضہ دونون سے بالکل موافق
روایت ہو اور دوم یہ کہ دونون نے فرمایا کہ بدر کے روز ہم انکے نابود کرنے کو کافی ہوئے حالانکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قتال معروف ہو اور سوم
مترجم کہتا ہو کہ یہ حدیث صحیح یاد کرو کہ اشتد غضب اللہ علے من قتل نبیا او قتلہ نبی - یعنی اللہ تعالے کا سخت غضب اسپر ہوتا ہو جس نے کسی نبی کو
قتل کیا ہو یا نبی نے اسکو قتل کیا ہو اور تو جانتا ہو کہ امیہ بن خلف فاجر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ... حربہ سے خفیف جرکہ دیا تھا کہ اسکی اذیت
صحاح میں روایت ہو اور ہر دو امام اول کا قتل کرنا کسی کو معروف نہیں مگر شاذ پس یہان اسرار ہیں کہ ... سے سمجھنا چاہیے - پھر میں تفسیر کی طرف
رجوع کرتا ہوں کہ مراد الذین بدلوا نعمۃ اللہ واحلوا قومہم دار البوار سے مراد قریش کے دونون فاجر گروہ ہیں اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی
نے کہا کہ مجاہد و سعید ابن جبیر و قتادہ و ضحاک و ابن زید وغیرہم نے کہا کہ یہ لوگ کفار قریش ہیں جو بدر کے روز قتل ہوئے - اور ایسا ہی امام
بخاری نے بروایت نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی اور یہ اسناد جید ہو - پھر واضح ہو کہ نزول آیت کے وقت اسکے مصداق یہ دونون
گروہ قریش کے تھے اور معنے آیت میں تمام کفار قیامت تک کے شامل ہیں جنھون نے قرآن مجید سے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
کفر کیا - **وَاَحَلُّوۡا قَوۡمَهُمۡ دَارَ الۡبَوَارِ** اور ڈالا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر - **جَهَنَّمَ** جہنم میں - یعنی لوگ
جو انکے تابع تھے انکے ساتھ ہوئے اور جہنم میں گئے - واضح ہو کہ بنو مغیرہ و بنو امیہ کے سردارون نے اپنی ایسی قوم کو ہلاکت میں ڈالا

۱۵ نقال یعنی دوری اسناد جید ہے نہ ذکر کی ۱۲ م

جو اُنکے رشتہ دار نسبی تھے اور پیروی بھی کرتے تھے اور قیامت تک جو کفار اپنی قوم کو ہلاک کرنے والی قوم ہین جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل بادشاہ روم کو لکھا تھا کہ **فعلیک اثم** ... گناہ ہوگا اور اگر کہا جاوے کہ کلام بصیغۂ ماضی ہی جو گذشتہ پر دلالت کرتا ہی تو تم قیامت تک والون کو کیونکر ... عزوجل محیط ہی وہان مستقبل و ماضی سب برابر ہین اور ممکن ہی کہ باعتبار قطعی وقوع کے بصیغۂ ماضی تعبیر ہو حالانکہ ... اور فی الحال عذاب برزخ مین ہین مگر انکو جہنم مین داخل قرار دیا بطور مجاز کے بدلیل قولہ تعالے۔ **يَصْلَوْنَهَا** یعنی ایسے کافرون و منکرون کا جہنم مین داخل ہونا قطعی حکم ہی۔ **وَبِئْسَ الْقَرَارُ**۔ اور بہت برا ٹھکانا ہی ... اشارات مین سے ایک یہ کہ رسولون کا بھیجنا اللہ تعالے کی طرف سے بڑی نعمت ہی کیونکہ عقل بشری عالم آخرت کی راہ ... حالانکہ کسی کو اس سے چارہ نہین اور اپنے خالق عزوجل کی طاعت جسطرح کہ اسکی رضا حاصل ہو ہر مخلوق پر فرض محکم ہی پس ... اعلیٰ نعمت ہی اور دوم یہ کہ جاہل لوگ جسکی پیروی کرتے ہین جہان وہ جاوے یہ بھی جاوینگے پس جو لوگ کہ راہ حق مین کسی عالم ... پیروی کرین انکو بشارت ہی کہ وہ بھی جنت مین جاوینگے اور اگر اپنی جانچ اور خوشنودی کے موافق ایسے شخص کو عالم بزرگ ... جو حقیقت مین خلاف راہ حق تعالے کے مسائل و اعتقاد بتلاتا ہی تو یہ لوگ معذور ہونگے بلکہ اسکے ساتھ جہنم و عذاب مین گرفتار ... واجب ہی کہ لوگ جہانتک کوشش ممکن ہی اسی بات پر منحصر کرین کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جس حال و اعتقاد پر تھے اسی پر اکتفا کرین ... لوگ اول مین تو قبور کی زیارت سے منع کر دیے گئے تھے پھر انکو اجازت دی کہ زیارت کرو کہ اس سے آخرت و انجام یاد آتا ہی و میت ... فائدہ ہوتا ہی پس اس سے زیادہ یہ امر کہ قبر سے مدد مانگنا و چادر چڑھانا اور مانند اسکے جو امور ہین انہین عالمانہ بحث کہ جائز ہی یا نہین ... کچھ نہ کرین کیونکہ حضرت سرور عالم سید البشر صلے اللہ علیہ وسلم نے امت مرحومہ کے منافع حتے کہ پیخانہ پیشاب کے طریقہ سب تعلیم ... اپنی امت کا بڑا بھاری خیال رکھتے تھے تو اگر اسمین کچھ نفع مضمر ہوتا تو آپ تعلیم فرما دیتے لہذا تم وسواس چھوڑ دو اور شرع شریف ... ثابت قدم رہو اور اولیاء اللہ کے طریقہ پر چلو اور انکی جانب تعظیم و تکریم کا خیال رکھو۔ خلاصہ یہ کہ جب اس زمانہ مین نہایت ہی کثرت ... اقوال و اختلاف پیدا ہو گئے ہین تو جاہل آدمی کے لیے نجات کا یہ طریقہ بہت آسان ہی کہ وہ تمام مختلف مسائل مین کسی ... بلکہ صاف سیدھا راستہ وہ اختیار کرے جسپر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم گئے ہین تاکہ بے کھٹکے نجات پاوے۔ پھر واضح ہو کہ ... کافرون کا بد انجام جہنم بیان فرما کر انکے خیالی مسائل جن سے گمراہ بنے تھے ظاہر فرمائے بقولہ۔ **وَجَعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا** اور بنائے اُنھون نے اللہ تعالے کے لیے ہمسر۔ یعنی اللہ تعالے کی ربوبیت مین اپنے بزرگون کے نام کے بت رکھے اور ... بزرگ کے نام کا یہ نشان ہی اسکی قربانی کرنے سے یا چڑھاوا چڑھانے سے وہ ہم سے خوش ہونگے اور ہماری مراد برلاوینگے ... اعتقاد جو اُنکے اگلے لوگون کے ساتھ تھے سابق بعض آیات مین صریح بیان فرمائے ہین۔ اور یہ مت سمجھو کہ وہ لوگ لات و منات و عزیٰ ... سواع وغیرہ کو اللہ تعالے کا ہمسر کہتے تھے نہین نہین بلکہ کہتے تھے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کے بندے مخلوق ہین مگر ایسے مقرب ہین ... و دعا کر کے ہماری مراد برلاوینگے پس جب انکے لیے یہ قدرت بھی تو شرک ہوگیا اور جو شان خالص اللہ تعالے کی ... مین اعتقاد کرنے سے شرک ہوگیا لہذا جو کوئی اپنی جہالت سے اللہ تعالے کی صفات پاک مین سے کوئی ... مشرک ہوا اور اُس نے ہمسر بنایا۔ جیسے یہان کافران قریش کی نسبت فرمایا کہ اُنھون نے اللہ تعالے کے ...

[illegible] لِیُضِلَّ اس انجام کے لیے کہ بہکین اُسکی راہ سے یعنی ایسے اعتقاد کا اُنکے حق مین یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ تعالے کی راہ [illegible] لیضلوا بضم الیاء یعنی کہ گمراہ کرین لوگون کو اللہ تعالے کی راہ سے یعنی جاہلون کو پیروی کرنے والون کو یہ مسئلہ بتلایا کہ یہ بزرگ [illegible] رب ہین اینکے تقرب ڈھونڈھو تو تمھاری نجات ہو اور جو کوئی انسے پھرا وہ بزرگون کا منکر اور اُسکا کہین ٹھکانا نہین ہو سکتے کہ [illegible] اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی اور قتال کرنے مین سرگرم ہوئے اور بدر کے روز ہلاک ہوئے اور اپنی قوم بدبخت کو بھی جہنم مین ڈالا اور [illegible] قرآن پاک [illegible] اللہ تعالے کی توحید سکھلاتا ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو شرک کو مٹاتے تھے کفر کیا اور ہر چند آپ نے سمجھایا کہ اللہ تعا[لے] کے ساتھ [illegible] نہ کرو کچھ [illegible] اور بہتیرے انمین سے ہلاکت سے بچے اور کچھ مدت تک زندہ رہے پس اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا [illegible] دید فرماوے قُلْ تو کہدے ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم تَمَتَّعُوا چندر روز تک دنیا مین تمتع اُٹھاؤ۔ اسکو بصیغہ امر بیان فرمایا گویا اسی طور سے حکم اُکے سبحانہ تعالے مقدر ہوا ہو کہ نعمت اُکھے سے کفر کرین و جو کچھ جی چاہے وہ اعتقاد کرین و اپنی خواہشون کو پورا کرین۔ فَإِنَّ مَصِيرَكُمْ إِلَى النَّارِ پس آخر تمھارا مرجع دوزخ ہو۔ کیونکہ حدیث صحیح مین ہو کہ دوزخ گھری ہوئی ہو خواہش کی مرغوب چیزون سے پس جو کوئی نفس کی پیروی کرجاوے وہ پار ہوکر جہنم مین جاویگا پس جبکہ انکا مرجع و انجام جہنم تھا تو لامحالہ اُسکے سامان و اسباب ضرور ہونگے پس بیان فرمادیا کہ اپنی رائے و فاسد عقیدہ سے شرک کرو اور خواہشون پر زندگی بسر کرو۔ اسمین نہایت خوفناک تہدید ہو۔ اور یہین سے اکابر اولیاء نے کہا ہو کہ نفس کی خواہشون سے پرہیز کرو کیونکہ یہ شہوات و خواہشین جہنم کے گرد ہین جو کوئی انکو طے کرجاوے وہ لامحالہ جہنم مین گریگا۔ پھر حق تعالے عزوجل نے ان بندون کو نصیحت فرمائی جو اپنے نفس کی خواہشون کو چھوڑکر نصیحت قبول کرتے ہین اور اپنی رائے کو چھوڑکر فرمان آلہے و حکم حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتے ہین بقولہ تعالے۔ قُلْ لِعِبَادِيَ تو کہدے میرے بندون سے۔ اگر کہا جاوے کہ سب ہی اللہ تعالے کے بندے ہین تو جواب یہ ہو کہ اگر تمھاری یہ غرض ہو کہ سب ہی اُسکی مخلوق ہین تو کچھ شک نہین ہو کہ سوائے اُسکے کوئی خالق ہو نہین سکتا اور سب ہی اُسکی مخلوقات ہین ولیکن اللہ تعالے نے اپنی مشیت کاملہ سے مخلوقات مین تفصیل کردی اسطرح پر کہ جو کوئی اپنی خواہش کی پیروی کرے اس نے اسکو اپنا معبود بنایا کما قال تعالے افرأیت من اتخذ الٰہہ ہواہ۔ بھلا تو نے اسکو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا ہو۔ حدیث مین ہو تعس عبد الدینار و عبد الدرہم۔ ہلاک ہوا اشرفی کا بندہ اور روپیہ کا بندہ۔ اور اسی طرح کفار فاجر کو شیطان کے ساتھ مردود کردیا اور کمال تکریم سے مومنون کو اپنا بندہ قرار دیا بقولہ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنی جو میرے بندے ہین انپر تجھے کچھ قابو نہوگا۔ اور اسی معنی مین اس مقام پر فرمایا کہ تو میرے بندون سے فرماوے اور اُنکی صفت بیان فرمائی۔ الَّذِينَ آمَنُوا وہ لوگ جو ایمان لائے ہین پس اس کرامت سے سرفرازی فقط ان بندون کو ہو جو یقین جانتے اور خالص اعتقاد رکھتے ہین کہ اللہ تعالے وہی وحدہ لاشریک ہو جو پاک صفات اُسکی ہین انمین کسی کی کچھ بھی شرکت نہین ہو۔ اگر کہا جاوے کہ یہ مقام بہت مشکل ہو کہ جاہل وہی مان لیگا جسکو ایسے شخص نے بتلایا جسکو وہ عالم جانتا ہو تو مترجم کہتا ہو کہ پہلے معلوم کرو کہ بالاجماع تقلید اعتقاد و ایمان مین جائز نہین ہو بلکہ ایمان تو جبھی ہوگا کہ اپنے رب تبارک و تعالے پر ایمان لاوے پس جب وہ مثلاً جان گیا کہ خالق فقط اللہ تعالے ہو اور جب وہی چاہتا ہو تو ایک مالدار کے [illegible] فعل پیدا [illegible] ہو کہ فقیر کو [illegible] دیدے یعنے افعال کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہو اب اگر کسی شخص کی نسبت اسکو عالم ہونے کا گمان ہو [illegible] اپنے بتلایا [illegible] سدو کا بکرا کرنا اور بیٹا ہونے کی منت مانگنا جائز ہو تو اسکو صریح معلوم ہوگا کہ یہ تو اللہ تعالے کی پاک صفت کے جو مجھے اعتقاد ہو [illegible] مخالف ہو [illegible] یہ شرک ہو لہذا ممکن نہین ہو کہ شرک واضح وہ پہچانے پس قولہ تعالے اتخذوا احبارہم و رہبانہم اربابا یعنی اہل کتاب

یہود اور نصاریٰ نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنے رب بنا لیے ہیں۔ اس سے وہ محفوظ [illegible]
جو کچھ کسے وہی سیرا اعتقاد وعمل ہے پس کافروں سے انہیں صاف فرق ہو گیا جنکی یہ حالت تھی کہ جعلوا اللہ انداداً
اور یہ کرامت پائی کہ تو میرے بندوں سے جو مومن ہیں فرما دے کہ۔ یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ [illegible]
عبودیت ہے اور شیخ معین الدین چشتی قدس سرہ نے بعض اکابر سے نقل فرمایا کہ وہ بہت نحیف و نزار ہو رہے تھے اور
سے روتے تھے حضرت شیخ نے پوچھا تو بیان فرمایا کہ میں اسی خوف سے روتا ہوں کہ کسی وقت کی نماز مجھ سے ٹھیک ادا ہوئی ہیں
رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ جس نے نماز کو کھویا وہ دوسری عبادات کو اور زیادہ ضائع کریگا۔ اور مشکوۃ میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم
کرنے کو کفر نہیں جانتے تھے سوائے نماز کے۔ پس جو کوئی اسکو عمداً ترک کرے اسپر خوف کفر کا ہے اور ٹھیک قائم کرنا یہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ کی حضوری میں ادا کرے۔ اور روایت صحیح ہے کہ سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی اور نماز ستون دین ہے اور فرق [illegible]
نماز ہے اور اکابر اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کی کہ تقرب الٰہی اسی نماز میں ہے اور فضائل اسکے بیشمار ہیں اور اللہ تعالیٰ
نماز کے ساتھ زکوۃ کو جو خرچ طیبات مالی ہے مقرون فرمایا چنانچہ یہاں فرمایا۔ وَیُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ [illegible]
اس چیز سے جو ہم نے انکو روزی کیا۔ ظاہر آیت عام ہے تمام صدقات کو خواہ واجب ہوں جیسے زکوۃ یا نفل ہوں۔ اور یہی قول اولیٰ ہے
بعض نے کہا کہ مراد زکوۃ ہے کیونکہ مروی ہے کہ زکوۃ نے اپنے پہلے صدقات کو منسوخ کر دیا ولیکن یہ حجت موجہ نہیں اسلئے کہ اس سے
کہ دیگر صدقات جو زکوۃ سے پہلے واجب تھے مثلاً حکم تھا کہ روزانہ خرچ سے زائد صدقہ کر دیں تو انکا وجوب نہیں رہا مگر بطور نفل انہیں
کرنے سے ثواب جمیل باقی ہے اور یہاں کلام وجوب میں نہیں ہے بلکہ خرچ میں ہے۔ ہاں یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ قولہ ینفقوا الصیغہ خبر بمعنی
امر وجوب کے لیے ہے پس صرف زکوۃ مفروضہ پر ہوگا اور اگر عموم لیا جاوے تو بطریق عموم مجاز یہی لینا چاہیے کہ خرچ کرو مال کو [illegible]
ہر ایک کو اُسکے طریقہ پر یعنی زکوۃ کو بطور وجوب کے اور نوافل صدقات کو بطریق نفل کے۔ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً۔ پوشیدہ
وظاہر پس بعض نے کہا کہ پوشیدہ صدقہ نفل ہے اور علانیہ صدقہ فرض ہے اور مراد یہ ہے کہ ہر ایک پوشیدہ وظاہر ہوتا ہے ولیکن علماء حنفیہ کے
نزدیک زکوۃ علانیہ بہتر ہے تاکہ لوگوں کو نصیحت ہو اور واضح ہو کہ خفیہ دینے کا جواز صرف زکوۃ نقدین میں ہے اور عشر کو سلطان کو ادا کرنا چاہیے
ولیکن اصح یہ ہے کہ زکوۃ السوائم بھی خفیہ دینے سے عند اللہ ادا ہو جائیگی اور علماء رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو شخص اپنی ذات پر ریاء کا خوف کرے
وہ پوشیدہ ادا کرے اور جو کوئی یقین پر مضبوط اور مستقیم ہو اسکو علانیہ دینا بہتر ہے کہ ایک صدقہ کا اور دوسرا لوگوں کی ہدایت کا دو ثواب ملیں
ہوں اور بعضے علماء نے کہا کہ خفیہ میں بھی دوسرا ثواب یہ ہے کہ فقیر علانیہ زیر دست نہیں ہوا اور حدیث صحیح میں ایسے صدقہ دینے [illegible]
دائیں ہاتھ کی خبر نہ ہو بہت فضیلت وارد ہے لہذا محققین نے کہا کہ ہر ایک مذموم ریاء وغیرہ کا لحاظ کرکے نیت کو خالص کرنے [illegible]
برابر ہیں اور یہ امر محقق ہے کہ اخلاص کے ساتھ خفیہ یا علانیہ خرچ کرو۔ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ [illegible]
دن آوے کہ۔ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ۔ اسمیں نہ بیع ہے اور نہ خلت ہے۔ علماء نے کہا کہ مراد اس سے [illegible]
کہ وہاں بیع نہ ہوگی۔ ابو عبیدہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یعنے فدیہ نہ ہوگا اور اسکو بیع اسوجہ سے کہا کہ [illegible]
فدیہ دیکر عذاب سے رہا کرے پس دنیا میں یہ نافع ہوگا جبکہ ایمان ہو اور آخرت میں کچھ فدیہ قبول نہ ہوگا حالانکہ [illegible]
اور خلال مصدر بمعنی مخالت ہے یعنے باہم ولی دوستی۔ واحدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ تمام اہل اللغۃ [illegible]

Marfat.com

... وبرام وبرمہ - حاصل آنکہ قیامت کے روز نہ بیع کا وجود ہوگا کہ گناہگار قصوروار کچھ فدیہ دیکر اپنے نفس کو
عذاب سے ... ان جسمانی خواہشون سے جو دلی دوستی باہم ہوتی ہی اسکا وجود ہوگا کہ ایک دوست سے دوسرے دوست کو امید ہو
... انتفاعت - مترجم کہتا ہی کہ کلام کی بلاغت مطالعہ کرو کہ مقصود یہ ہی کہ ایمان والے نماز قائم کرین اور صدقات خالص نیت سے
... اسکے کہ ان اعمال کا وقت باقی نہ رہے اور وہ وقت ابھی موجود ہی یہانتک کہ وہ دن آجاوے کہ جسمین بیع وخلال کچھ نہین ہی لیکن غور کرو
ظاہر ہوتا ہی کہ وہ وقت تو آدمی کے مرتے ہی جاتا رہتا ہی قیامت کا انتظار ضرور نہین ہی لہذا حدیث صحیح مین ہی کہ جو مرا اسکی قیامت قائم ہوگئی پس مین
اشارت ہی کہ قبل قیامت کے آدمی کو اسکے لوگون کی ملاقات ودعا سے بھی انتفاع پہونچتا رہتا ہی اور آخری حد قیامت ہی اور نصیحت ہوگئی کہ اسلام
سے گناہ سابق سب معاف ہوجاتے ہین اور دوزخ مین ہمیشہ مردود نہ رہیگا لیکن اعمال کے قصور پر مواخذہ ہوگا اور جب اسلام کے ساتھ مواخذہ
موجود ہی تو کافر لوگ ہوش مین آوین کہ جہان بیع وخلت کچھ نہین ہی وہان انکا ٹھکانا سوائے جہنم کے کہین نہوگا اب معلوم ہوگیا کہ قولہ یوم کی صفت
مین قولہ لا بیع فیہ ولا خلال - اصل مین بعض عارفانہ مدارک کی تعلیم اور عموماً کفار کو نصیحت ہی کہ وہان فدیہ نہین اور خلت ندارد ہی - پھر قولہ من قبل الخ
کا تعلق بعض نے کہا کہ انفاق مال کے ساتھ ہی بقرینۂ بیع کے یعنے مال اس زندگی مین خرچ کرو اور نفس کو عذاب سے بچاؤ کہ قیامت مین نہ مال نہ بیع و
فدیہ - اور بعض نے کہا کہ اقامت نماز وانفاق دونون کے ساتھ اوسے ہی اور مقصود یہ ہی کہ بیع کے شغل اور دوستی کے رسوم مین اوقات وعہود
ضائع مت کرو بلکہ نماز وطاعات کو مقدم رکھو اور بیع وغیرہ فانیات ہین کہ وہان انکا وجود نہین ہی - اگر کہا جاوے کہ مومنون مین وہان باہم دوستی
ہونا بہت کثرت سے نصوص صریحہ نے ثابت فرمایا ہی اور یہان وہم ہوتا ہی کہ نہوگی تو جواب یہ ہی کہ صاف تقریر کردی گئی کہ یہ بیع وخلت بمقتضائے
قوائے جسمانی ہی اور اصل اسکی شہوت نفس ہی اور جو شخص دنیا مین تبہ کار فاسق رہا وہ اسی حال پر موت کے بعد رہیگا گویا پتھر ہی کہ اسمین تغیر نہین ہی
اسی وجہ سے سوال منکر ونکیر کی حالت مین اگرچہ اسکو بے ایمانی ظاہر ہوجاوے کچھ تبدیل نہین کرسکتا ہی اور چونکہ اصل اسکی ایک فانی چیز کے ساتھ ہی
تو مرتے ہی فنا ہوگئی جیسے عشق شہوت کا حال ہی کہ بڑھاپے مین یا یکایک معشوق کے بدصورت ہوجانے سے زائل ہوجاتا ہی تو اس دوستی کا کچھ بھی
اثر وہان نہوگا بخلاف مومنین کے کہ وہان محل خلت الحب فے اللہ وللہ تھی اور نورانی قلوب سلیم باقی ہین تو انکی خلت بھی باقی ہی مگر یہ ایسے لوگ
ہین کہ انھون نے فدیہ بیع کی مجال نہین رکھی بلکہ موافق حکم کے کمال محبت سے نماز قائم کی اور انفاق کیا اور پھر بھی شرمندہ رہے کہ کچھ نہین کیا بلکہ جو
کچھ ہوا وہ رب ذو الجلال کے فضل رحمت سے ہوا اسی واسطے حق تعالے نے فرمایا - الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین - یعنی باہم گاڑھے
دوست اس روز ایک دوسرے کے ساتھ دشمن ہونگے سوائے متقین کے - کیونکہ خلت تقوے امر باقی کے ساتھ والی ہی اور خلت کفار وفساق
ایک امر فانی سے متعلق فانی ہی اور اسی سے تجکو ثابت ہوگا کہ آخری کلام کا مفاد اہل ایمان کے لیے نصیحت وازدیاد نور ہی اور کافرون کے لیے تہدید تنبیہ کا
تفسیر - فی العرائس قولہ تعالی الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ الآیہ اسمین اشارت ہی کہ نعمت الٰہیہ عقل وعلم واستعداد ان سب کو جنھون نے
تبدیل کیا چنانچہ عقل کے بجائے غباوت اور بجائے علم کے جہل اور بجائے استعداد حصول نور ایمان کے تاریکی اندھا دھند شرک وکفر کو رکھا اور
جانورون مین محل عقل وعلم خلقی نہونے سے یہ لوگ اپنے نفس وشیطان کی پیروی مین جانورون سے بلکہ خوک وسگ سے بھی بدتر حالت مین ہوکے
حتی کہ ... کے درجے سے ساقط ہوکر پتھرون وکنکرون ودرختون کے بندے بنگئے چونکہ انمین فاسد استعداد شرک وکفر سے موت سے زیادہ
بدتر حالت ... پتھرون وغیرہ مین استعداد اپنی سے اسقدر بالاتر دیکھتے تھے کہ انکے سامنے سر جھکانے اور بندگی کرنے مین انکو کچھ بھی تکلف نہ تھا
... ... رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ جاہل وہ ہی جس نے نعمت الٰہی سے طرح طرح کے گناہون کا کام لیا - پھر اللہ تعالے نے

ماذونون کو متنبہ فرمایا کہ تم مین تمام مخلوقات سے زیادہ اعلیٰ استعداد ظہور قدرت ہو جس سے پایہ عالی حضرت تعالیٰ

فقال الله تعالیٰ عزوجل

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَ

الله وہ ہو جسنے پیدا کیا آسمانون اور زمین کو اور اُتارا آسمان سے پانی

مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ

پھلون مین سے تمہارے رزق کے لیے اور تابعدار کردیا تمہارے کشتی کو کہ دوان ہو سمندر مین اسکے حکم سے

لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْـ

تمہارے لیے دریاؤن کو اور مطیع کردیا تمہارے لیے سورج کو اور چاند کو ایک عادت پر چلتے ہین اور مسخر کردیا تمہارے لیے

النَّهَارَ ۚ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْـ

دن کو اور دیا تم کو ہر ایک اس چیز سے جو تم نے مانگی اور اگر تم شمار کرو اللہ تعالےٰ کی نعمتین تو انکو گن نہ سکو

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ ع ۱۵ ۱۷

بے شک آدمی تو بڑا ظالم ناشکرا ہو

اللہ تعالےٰ بندون پر اپنی نعمتین اظہار فرماتا ہو اور چونکہ بحکم حدیث صحیح کے آدمی اُسکی طرف جھکتا ہو جو اسکے ساتھ احسان کرے تو اس راہ سے انکو اپنی جانب بلاتا ہو اگرچہ اولیاء اللہ کہتے ہین کہ معرفت کے بعد آدمی بہت شرمندہ ہوجاتا ہو کہ اس نے اللہ تعالےٰ کی نعمتون کی وجہ سے اللہ تعالےٰ سے محبت کی پھر اسکو پایا حالانکہ یہ حیاء و شرم کی بات ہو بلکہ اللہ تعالےٰ حق عزوجل کے واسطے ہر ایک چیز سے التفات کرنا چاہیے تھا اسی واسطے حدیث مین ہو کہ جس نے اللہ تعالےٰ ہی کے لیے دوسرے سے محبت کی اور اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے دوسرے سے عداوت کی اور اسی کے لیے دیا اور اسی کے واسطے نہ دیا تو اس نے اپنا ایمان پورا کرلیا۔ پس نعمت بتلاکر نعمت دینے والے کی طرف بلایا ایسے جاہلون کے لیے طریقہ مقرر کیا گیا جو انھین محسوسات و فانی چیزون پر مرتے ہین اور جب ان چیزون سے بہت محبت کرتے ہین تو جب سمجھ جاوین کہ انکا دینے والا کون ہو تو ضرور اس سے محبت کرنے لگینگے اور جب اسکی طرف دل لگاوین تو آخر اسکو پہچان جاوینگے اور اسوقت انکو معلوم ہوگا کہ ہم کس خیال مین پڑے تھے لہذا فرمایا کہ اَللّٰهُ وہ پاک ہو کہ تم سب اُسکی مخلوق ہو وہی ہم سب کا خالق مالک ہو تم سب فانی ہو وہی باقی دائمی ہو جس نے اپنی رضا کے ساتھ زندگی پائی وہ بھی ہمیشہ باقی ہو اور ابتداء یا انتہا یا زندگی یا موت یا راحت یا عذاب جو کچھ بات تم خیال کرو سب اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں جو اسکی ذات کو کوئی خیالی بات کوئی نقص عیب ہو سب سے وہ پاک ہو ابتدا انتہا کوئی اُسکی ذات سے متعلق نہین کیونکہ عقل انسانی مخلوق ہو اور جو کچھ اسمین خیال پیدا ہو وہ ادنےٰ مخلوق پس حضرت خالق عزوجل کی شان مین ابتدا یا انتہا یا جو اوہام تمہاری عقل و قیاس مین پیدا ہوتے ہین ان سب سے خالق عزوجل پاک ہو پس لازم و فرض ہو کہ ہم اُسکی معرفت اسی کی وحی فرمانے سے حاصل کرین اور خالق عزوجل نے جسکی سزا بہت سخت ہو پس اس نے دوسرا فضل عظیم فرمایا کہ رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا کہ حق نازل فرمایا اور حضرت رسول الله - الَّذِيْ اللہ وہ پاک ہو جس نے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

تمہارے دیار کی چھت بنائی اور چھت سے ارزاق و آثار بقدرت عجیبہ ظاہر فرمائے ۔ ۔ ۔

Marfat.com

[illegible] وانزل من السماء ماء اور اُتارا اسمان سے پانی ۔ واضح ہو کہ عجائب قدرت مین سے ایک یہ ہی
[illegible] سے پانی اُتارا ۔ یہان دو مقام ہین اول یہ کہ جو لوگ علم طبعیات سے بحث کرتے ہین وہ پانی کی پیدائش اسطرح بیان
[illegible] سے ابخرات ہمیشہ اُڑا کرتے اور جاڑون مین بسبب سردی کے دھنوین کی طرح محسوس ہوتے ہین اور اوپر چڑھکر جمع ہو کر
[illegible] زیادہ سردی کے اولا یا جم ہو جاتے ہین اور بعضے مقامات پر بادل زمین کے قریب اُڑکر مکانون مین کپڑے وغیرہ بھگو دیتے ہین پس ان
[illegible] چاہیے کہ کلام حق مین جو وارد ہی کہ آسمان سے پانی اُتارا اسکے کیا معنے ہین ۔ واضح ہو کہ اللہ تعالے نے دوسرے مقام پر فرمایا بقولہ عز وجل
الم تر ان اللہ یزجی سحابا ثم یولف بینہ ثم یجعلہ رکاما فترے الودق یخرج من خلالہ وینزل من السماء من جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ
عن من یشاء یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار یقلب اللہ اللیل والنہار ان فے ذلک لعبرۃ لاولے الابصار یعنے اللہ تعالے سحاب کو اُٹھا کر اسمین
میل کرکے تہ بر تہ کر دیا ہی اسکے درمیان مین سے ودق نکلتی ہی الے آخرہ پس بعض مفسرین متکلمین نے کہا کہ ممکن ہی کہ سحاب کا ظہور ان ابخرات سے ہو
جو اجسام تر سے پیدا ہوتے ہین اور اسکی بحث پوری بیان کردی اور مترجم کہتا ہی کہ کلام اسکے عز وجل کی تفسیر مین رعایت خیالات عوام کے
جسطرح لائق ہی اسی طرح بیان آہستہ تقریر سے عالم خلق و امر یعنے عجائب صنعت الٰہیہ سے بھی بحث چاہیے ہی کیونکہ عوام کی نظر عالم اسباب پر
زیادہ ہوتی ہی پس مین کہتا ہون کہ یہ آیت کریمہ کامل معجزہ صدق نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کیونکہ جن لوگون نے اپنی تمام
عمر کو اسباب مین غور و فکر کرنے اور تمام حواس و عقلی قوت کو اسمین صرف کرنے مین ضائع کیا انکو اسپر بڑا فخر تھا کہ تمام روے زمین کے لوگ جاہل
اور ہم طبعیات کے عالم حکیم ہین اور تمام دنیا سے زیادہ عرب کو جاہل جانتے تھے جنہین لکھنا پڑھنا گویا عجوبہ چیز تھی پھر دیکھو کسطرح پوری تحقیقات
کو آیت بلکہ آدھی آیت مین ختم فرما دیا کہ بڑا حکیم فلسفی منہ دیکھتا ہی پھر فلسفی پر وارد ہوتا تھا کہ ہوا ہمیشہ عادت کے موافق ایک رخ پر جاتی ہی تو اجتماع
ابخرات ضرور انتہاے مہب الریح پر ہونا چاہیے اور سردی و گرمی کے تغیر کے سبب سے منہ ہو جانے مین بھی تغیر چاہیے حالانکہ اسکا مسبب
اپنے سبب کے خلاف ہی اور بڑا سخت اعتراض یہ ہی کہ اجتماع ابخرات سے جو پانی برستا ہی اپنی خاصیت مین ایک نوع پر ہی پس برسات کے
دو موسم لازم تھے ایک بعد جاڑے کے اور ایک بعد گرمی کے بلکہ کوئی وجہ نہ تھی کہ اجتماع ابخرات سے منہ بطور ایک موسم کے پیدا ہوتا اور
محض بلا دلیل ہی کہ ایام برسات سے پہلے جو حالت اجتماع کی موجود ہوتی ہی اسکو ماہ بارش مثلاً ساون سے کوئی نسبت نہین ہی کہ ایک
بے شعور چیز جسکو فلسفی کہتا ہی اس موسم مین اس شعور پر ہو جاوے کہ وہ ماہ بارش ہی یا کسی حال مین قحط پر ہو جاوے کہ ایک قطرہ نہین برستا
اور نیز کوئی وجہ نہین ہی کہ یہی ابخرات کا پانی خلاف موسم بلکہ موسم سے دو ہفتہ پہلے کچھ بھی مفید نہین ہوتا بخلاف موسم کے یکایک قواے نامیہ
نباتات جوش کے ساتھ اُبلتے ہین اور وہ پانی اُنکے لیے حیات ہو جاتا ہی ۔ غرضکہ دلیل اس مقام پر قطعی ہونی چاہیے اور فلسفی جو دلائل لاتا ہی
وہ گمانی ہین اور جو وجوہ بیان کیے گئے انمین مختلف آثار سیارات کا اجتماع اور مختلف اسباب ارضی یا کرہ ارض و آفتاب کے دورین مقابلہ سے
موسمی اثر کا اختلاف وغیرہ سب تخمینہ ہی کوئی دلیل میسر نہین آئی اور اگر آخری سوال اس ترتیب مین واقع ہو کہ یہ کیون ہوتا ہی اور اگر اسوجہ سے ہی
تو اسکا وجود کیون ہی آخر سلسلہ پر فلسفی کو اقرار سکوت کرنا ہوگا اور یہین سے ظاہر ہوا کہ حق عز وجل نے صحیح فرمایا ہی کہ آدمیون مین سے
بہت زیادہ ایسے وہ ہین جو گمان و تخمینہ کی پیروی کرتے ہین ۔ اب تحقیق حق یہ ہی کہ اللہ تعالے عز وجل نے عالم اسباب مین پیدا کرنا ہر جاندار
و بیجان چیز کے [illegible] کا فقط اپنی قدرت مین رکھا ہی اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ جو اسباب مقرر فرمائے ہین انسے تجاوز کیا جاوے بلکہ ہر ایک
[illegible] موثر اس قدرت کاملہ کی قوت سے برابر اپنی رفتار پر ہین پس جس نے یہ کہا کہ اسباب درمیانی بذات خود موثر ہین وہ گمراہ نادان ہی

Marfat.com

درجس نے یہ زعم کیا کہ اسباب سے کوئی اثر نہین اور نہ انکا علم کچھ مفید ہو واسطے کسی چیز کے جاننے کے [illegible]
وترقی اسلام کے وسائل بدرجۂ کامل محمود ہین اور اس سے تقدیر سے منافات نہین ہو اور نہ کلام اولیا رے [illegible]
کیونکہ انکی مراد یہ ہو کہ اسباب کو موثر خیال کرنا شرک ہو اور یہ صحیح ہو کیونکہ اصلی قدرت اسباب مین نہین ہو لیکن جب [illegible]
کیا جاوے کہ ہوا مین برودت ہو اور پانی برسنے کی علامت ہو تو بار بار یہ امر صحیح ہوگا لیکن ضروری ہو کہ اسکو [illegible]
یہ معلوم ہوا تو مین کہتا ہون کہ انجرات و ہوا و سردی زمہریری سب اسباب ہین اور ان اسباب کا پیدا ہونا [illegible]
ہونا اور تمام اسباب کا ایک خاص فصل چار ماہ کے لیے مہیا ہو کر رات دن برستا اور اس پانی مین ایک خلقی قوت کہ [illegible]
زندگی ہو اور زمین کے لیے بعد تھوڑے دنون تک تپ لینے کے اس سے جوش جدید اور نمو ہونا یہ سب امور اس قدرت حقیقی [illegible]
جب کبھی اسکی مشیت اسکے خلاف ہوئی ہو کچھ نہین ہو سکتا اب غور سے دیکھو کہ اللہ تعالےٰ نے قولہ الم تران اللہ یزجی سحابا الآیۃ مین [illegible]
فرمایا اور نسبت پیدا کرنے کی اپنے ہی ساتھ مخصوص فرمائی اور قولہ انزل من السماء ماء مین بھی اپنے ہی طرف نسبت فرمانا اسی مانند [illegible]
جو اوپر مذکور ہوئین اسی واسطے حدیث صحیح مین ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اسمان سے پانی برسایا تو دو فریق ہوئے ایک گروہ بندون کا کہنے [illegible]
ستارہ اور تحویل سے ہم پر پانی برسا تو یہ اللہ تعالےٰ سے کافر اور ستارہ کا مومن ہو اور دوسرا گروہ بولا کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے [illegible]
تو یہ اللہ تعالےٰ کا مومن اور ستارون سے منکر ہو یعنے اللہ تعالےٰ نے اسباب پیدا فرمائے ہین اور ان اسباب کا جاننا مذموم نہین [illegible]
بقول امام غزالی علیہ الرحمہ کے مرد عاقل کو انکے جاننے سے اللہ تعالےٰ کی معرفت مین اچھا قدم راسخ حاصل ہوتا ہو لیکن جو کوئی [illegible]
اسباب تک جا کر ٹھہر گیا وہ نادان خام رہا کہ اصل سے اسکو ہنوز وقوف نہین ہوا اور اس بیان سے معلوم ہوا کہ راہ مستقیم اس درمیان [illegible]
قویم عقل کے ساتھ ہو اور دونون طرف افراط و تفریط ہو۔ اب مین تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون کہ قولہ تعالےٰ انزل من السماء ماء اتارا آسمان [illegible]
مینھ۔ سماء کے اگر معنے سحاب لو تو صحیح ہو اور مراد یہ کہ سحاب سے اس نے مینھ برسایا کیونکہ تجھے معلوم ہو گیا کہ اسکی قدرت ہردم ہر لحظہ ایسی [illegible]
کہ جیسے قوت باصرہ آنکھ کی ہر نظر کے لیے اصل ہو پس اصلی پیدائش ابتدا سے سحاب تک اسی نے فرمائی پھر سحاب سے تمہارا مقصود پیدا کر [illegible]
اگر سماء بمعنے آسمان لیا جاوے تو بھی صحیح ہو کہ آسمان سے مینھ اُتارا کیونکہ ہم بیان کر چکے کہ اصلی علت اسکی قدرت ہو جس سے مینھ کا پانی [illegible]
جدا بلکہ موسمی مینھ دائمی مینھ سے جدا ہوتا ہو اور یہ قوت اسی کی طرف سے پیدا ہوتی ہو اور اس نے فرمایا ہو کہ یدبر الامر من السماء [illegible]
تدبیر فرماتا ہو امر کی آسمان سے طرف زمین کے یعنے یہ حکم معلوم کہ اسکی تکوین کا امر آسمان سے ہو اور اسمین گفتگو کو مجال ختم ہو جاتی ہو جیسے کوئی [illegible]
کہ سورج وہ کیون نہوئے یا چاند دو نہوئے یا ہر زمین پر ہر طرح کا میوہ کیون نہوا یا قطعات یکسان کیون نہوئے غرضکہ جہان علل اسباب [illegible]
درجہ بدرجہ ترقی ہو کر گزرتے گزرتے انتہا اسکی ذات و صفات کی طرف آجاتی ہو وہان اختتام ہو جاتا ہو ورنہ دنیا مین کوئی [illegible]
کسی مذہب و اعتقاد پر ان سوالات کا جواب دیوے پس باعتبار اصلی علت تکوین کے جو امر آتے ہو جس سے اس مینھ مین قوت [illegible]
وہ آسمان سے بجانب زمین ہو پس آسمان سے اس نے پانی اُتارا۔ فَاَخْرَجَ بِهٖ۔ پس نکالا اسکے ذریعے سے [illegible]
الثَّمَرَاتِ پھلون مین سے۔ اگر من بیانیہ ہو تو معنے یہ کہ طرح طرح کے پھل و اقسام غلہ کے [illegible]
کہ بحکم جعلنا من الماء کل شیٔ حی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز کو زندہ بنایا ہو [illegible]
کیا ہو تو جواب یہ کہ یہان آدمیون پر احسان مقصود ہو بقولہ تعالےٰ۔ رِزْقًا لَّكُمْ۔ یعنے تمہارے رزق [illegible]

Marfat.com

[illegible] ی منفعت کے لیے ثمرات کے انواع و اقسام پیدا کیے۔ اس سے بہت سے مسائل و فوائد حاصل ہوتے ہین اول [illegible] لات اور زمین کے لیے تردداتِ ضمناً مباح ہین کیونکہ بغیر انکے پیداوار نہین ہوتی ہی اور جو چیز کہ بغیر دوسرے کے [illegible] ن ثابت ہو حاصل ہوتے کہ اگر اصل واجب ہو تو واجب اور مباح ہو تو مباح ہوتی ہی۔ دوم یہ کہ ثمرات سے انتفاع حاصل کرنا مباح ہی [illegible] من الطیبات واعملوا صالحا۔ اور کلوا من طیبات مارزقناکم۔ اور اعمال صالحہ کے افراد تو بے شمار ہین ولیکن انواع اسکے چار ہین [illegible] جمہوری سلطنت کا عدل و انصاف و کافرون ظالمون کا رفع کرنا و اسکے اسباب حتی کہ تمام مسلمانون مین سے ہر فرد پر اسمین کوشش کرنا اعمال صالحہ مین [illegible] ہر شہر و محلہ اور ہر قوم و جوار کے حقوق اور اسمین مشترک عدل و تعلیم و رعایات حقوق و اصلاحات ہین اور سوم تدبیر منزل ہے کہ اپنے اہل و عیال و خدام کے ساتھ نیک برتاؤ چنانچہ فرمایا خیارکم خیارکم لاہلہ۔ بہت نیک تم مین سے وہ ہین جو اپنے لوگون کے لیے بہتر ہون۔ اور چہارم تدبیر شخصی اور یہ سب پر مقدم ہی یعنی اپنی ذات کو علم و عدل سے اور فرائض و واجبات حقوق الٰہیہ سے اور تمام حقوق اہل و عیال و محلہ و قوم و سلطان و تمام مسلمانون اور حقوق تمام مخلوقات سے کہ جو لوگ مسلمان نہون اُنکی بہتری کہ عدل و علم سیکھین و عذاب سے بچین جیسے کوئی اپنی اولاد کو نہین چاہتا کہ جہنم مین جلے اور سے کہ جانورون سے کہ کوئی ایذا نہ پاوین یہ سب اعمال صالحہ و حقوق ہین اور یہ شکریہ ہین ثمرات کے اباحت وانتفاع کا۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ۔ اور مطیع ارادہ کردیا تمھارے لیے کشتی کو تاکہ روان ہو سمندر مین یعنی جن اسباب سے تمھاری خواہش جہاز چلنے مین پوری ہوتی وہ اسباب تمکو دیے اور جہاز ایسی شکل سے کردیا کہ جسطرح تم چاہو تمھاری خواہش کے موافق روان ہو۔ اس سے پھلون و اناج وغیرہ کی تجارات اور جہاز چلانا اور اسکی ترکیبین وغیرہ مباح اور موجب ثواب عظیم ہوئین کیونکہ بندگان خدا کے آرام و آسایش کے لیے جو مباح ذریعہ ہو سے کہ اسی ذیل مین توپ و بندوق وغیرہ اسباب حرب و حفاظت بھی ہین اسمین ثواب و صلاح ہی اور علم طب وغیرہ اسی مین شامل ہی بلکہ بعض صورتون مین عالمون کے لیے سوائے فرض و واجب کے یہ کام اگر عبادات پر افضل ہو۔ اگر کہا جاوے کہ جب محیط قدرت الٰہیہ ہر شخص و ہر چیز کے ساتھ ہی تو یہان کشتی جاری ہونا ہماری تسخیر مین کردیا جواب یہ کہ ہماری تسخیر مین اسی طرح کردیا کہ آخری احاطہ کہ جس سے وجود فعل ہوتا ہی اپنی ہی قدرت مین رکھا بقولہ تعالے بِأَمْرِهِ اپنے حکم سے یعنی جریان کشتی اپنے حکم پر رکھی اور معلوم ہوچکا کہ یہ امر وہی آسمانی ہی جس سے وجود فعل ہوتا ہی۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ۔ اور مسخر کردیے تمھارے لیے دریا مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اس سے مراد یہ کہ ہر طرح کے فوائد حاصل کرنے کے لیے۔ اقول یہ اسوقت ہی کہ بحر اور انہار باہم ایک دوسرے پر بولے جاتے ہین تو اول خصوصیت کشتی کی پھر عموماً ہر فائدہ کے لیے تسخیر بیان فرمائی اور ظاہرا انہار دریا ہین کہ اُنسے جہاز یا کشتی وغیرہ اور نہرین کاٹنا اور پانی سینچنا وغیرہ فوائد حاصل ہوتے ہین۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ اور مسخر کیا تمھارے لیے سورج اور چاند کو درحالیکہ دونون ایک طریقہ پر برابر چلتے ہین اور ہزارون فوائد جو دونون سے حاصل ہوتے ہین ذرا [illegible] سے معلوم ہوتے [illegible] ہین انمنجملہ پھلون کا پختہ ہونا دونون کے اثر سے ہی اور موسم کا ظہور فقط سورج سے اور حساب کا تعلق قمر سے ہی [illegible] المترجم اس زمانہ مین لوگ اعتراض کرتے ہین کہ اس زمانہ مین تحقیق کیا گیا کہ آسمان تو دوربین سے نظر ہی نہین آتا اسکا تو وجود ہی [illegible] سورج اپنے مقام پر ساکن ہی اور زمین آفتاب کے گرد متحرک ہی پس اسکا اپنے محور پر دورہ تو رات و دن ہی اور اسمین زیادتی [illegible] بیضاوی دور کی وجہ سے ہی اور اسکا اپنے بیضاوی محور پر دورہ وہی شمسی مہینہ و خاتمہ سال ہی اور جسقدر لوگ اسوقت [illegible] سب اسکے معتقد اور قرآن مجید کو خلاف حق سمجھتے ہین حالانکہ مقصود آیات کا تو اسی قدر تھا کہ عام لوگ جسطرح جانین

Marfat.com

یقین کریں کہ یہ سب نعمتین جس نے دین اور جس نے پیدا کین اسپر ایمان فرض ہوا اور اس سے کفر ایک سخت بے شکرا

بھی تاہم مین ان لوگون کے نادانی پر افسوس کرتا ہون اور ثابت کرتا ہون کہ حق وہی ہی جسین سے

آسمان کا ذکر آگیا اور یہان اسکے ثابت کرنے کی ضرورت نہین ہی لہذا مین اس طول دلیل کو ترک کرتا ہون صرف

یہ دلیل کہ دوربین سے نظر نہین آتا اسوجہ سے نہین ہی اسوقت یقین کے قابل ہو کہ قوائے روحانی وقوت با صرہ وغیرہ

کہ ہوا بھی نظر آتی ہو لہذا انکو نظر نہ آنے سے کیونکر یہ یقین ہو جاوے کہ نہین ہی (یعنی وجود آسمان ۱۲) اور جیسے ہمالیہ کوہ کی چوٹی کا برف نظر آنے

نہین ہی اور دوم یہ کہ عکس نیلگون دریا وغیرہ ہر جگہ پانی مین نظر آتا ہی یہ آسمان نہین تو کس چیز کا عکس ہی ثابت کرو ہم دلیل

کرینگے - اب رہا جواب بیان اس امر کا دیا جاتا ہی کہ تم کہتے ہو کہ زمین گرد آفتاب کے متحرک ہی - مین کہتا ہون کہ اس صورت مین

دائرہ کا جسپر زمین اسکے گرد متحرک ہی اور آفتاب زمین کی بہ نسبت بہت بڑا ہی حتے کہ وہ مثلاً تو زمین ایک مثر ہی اور نصف قطر

آفتاب سے زمین دور ہی اور وہ نو کرور پچاس لاکھ میل یا جیسا کچھ لکھا گیا اور پورا قطر دائرہ کا دو چند ہوا یعنے انیس کرور اور قطر اور

سات و بائیس کی نسبت ہی تو محیط اس سے سہ چند زائد ہوا یعنے ستاون کرور میل اور زمین کا محیط ظاہر ہی کہ بہت کم ہی صرف

قریب ہوا اور تم صرف تین سو ساٹھ دن مین دورہ پورا بتلاتے ہو حالانکہ اسقدر دنون مین صرف چودہ لاکھ سے کچھ زائد میل

جو ایک کرور بھی نہوا اس سے صاف ظاہر ہوا کہ یہ محض غلط اور مجھے سخت تعجب ہی کہ ایسے بدیہی غلط امر پر اسقدر اصرار کس عقل کا

کس تحقیق کی وجہ سے یہ دعوے ہی فاعتبروا یا اولی الابصار - اب مین کہتا ہون کہ اے لوگو ذرا غور سے سمجھ سے باتین کرو کیا تمھاری دنیا

اسی طور سے حاصل ہو سکتی ہی کہ تم حق وتحقیق باتون سے منکر ہو جاؤ نہین نہین گناہ ایک چیز ہی اور انکار وکفر نہایت بدتر لیکن حق یہی ہی

متحرک ہی اپنے محور پر اور زمین ساکن ہی اور اسمین کچھ شک نہین ہی اور دلائل عقلیہ سے ثابت ہی کہ آفتاب کا تحرک اپنے آسمان کے تحرک کے

اور ہم کسی مقام پر انشاء اللہ تعالے عقلاً وجود آسمان کے دلائل ذکر کرینگے - یہان اللہ تعالے نے اسی قدر حکم دیا کہ اس نے تمھارے نفع کے

آفتاب وچاند کو اپنے حکم سے ایک معمولی رفتار پر کر دیا ہی کہ اس سے تجاوز نہین کرتے ہین - وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

تمھارے لیے رات اور دن کو مسخر کر دیا یعنے اُس نے اپنے حکم سے رات ودن کو ایک ایسی پیدائش پر قائم فرمایا کہ تمکو اسنے نہایت

اپنی جسمانی حیات مین حاصل ہی - وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ - اور دیا تمکو ہر اس چیز سے

اور علماء نے کہا یعنے جو نہین مانگی وہ دین اور جو مانگی وہ عطا کین - وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

تم شمار کرو نعمتین اللہ کی تو ہرگز انکو نہ گھیر سکو گے - کیونکہ ہر ایک انسان سے اوپر کمال نعمت اول اسکی پیدائش ہی کہ محض عدم سے

پیدا کیا اور ابتداے خلقت رحم مادر ہی وہان رزق وقیام دیا پھر تاریکی اور بند ہوا کی قبر سے جسمین تپش وگرمی وغیرہ

مستقیم وحواس وقوے معتدل وعیوب سے پاک بنائے اور ہر ایک مسام ورگ وپٹھے وجوڑ وجوڑ مین ہزارون حکمتین

باہر ہی اور مابعد کے حفظ ورعایت ورزق وعلم وعنایت جہان تک آدمی غور کرے کبھی شمار مین نہین لا سکتا ہی

باریک حکمتین وعجائب قدرت وغرائب اسرار آگئے ہین ہر ایک کو قطعی وہ یقین دیتے ہین جو اسکے صفات

آدم علیہ السلام سے لیکر تمام انبیاء ومومنین صالحین تا زمانہ حضرت خاتم المرسلین وآپ کی تصریحات سے

عزوجل کو پہچانتے ہین - (م) حاصل آیت یہ کہ اگر اللہ تعالے کی نعمتوں کو جو تم پر فرمائی ہین مجمل شمار کرنا چاہو

عہ چنانچہ [illegible] تفسیر [illegible] مفصل دلائل ذکر کر دیے ہیں وہان رجوع کرنا چاہیے ۱۲ م

[illegible] اپنے ایک عضو یا ایک حواس کی پیدائش مین جو منافع ہین شمار کرے اور تمام عمر بلکہ بالفرض تمام زمانہ شمار [illegible] تمام نعمتون کا کیا ذکر ہی اور جب یہ بات ہی تو ہر نعمت کا شکر در حقیقت ادا کرنے کی کون راہ ہی ہان اللہ تعالے نے [illegible] سے شکر قبول فرمایا اور جیسے حدیث مین ہی کہ الحمد للہ حمدا یوافی نعمہ ویکافی مزیدہ - چنانچہ فقہاء نے کہا کہ یہ تمام نعمتون کا شکر ہی [illegible] نعمت عظمی [illegible] کا شکر کس زبان سے ادا ہو لہذا امام شافعی رحمہ اللہ تعالے سے منقول ہی کہ شکر اسی اللہ تعالے کا جس نے شکر کی [illegible] اس توفیق کی نعمت کا شکر مزید ہی اور ہر مزید نعمت کے لیے شکر ہی پس ہر نعمت و شکر اسی کا انعام ہی سلیمان التیمی رحمۃ اللہ تعالے [illegible] اللہ تعالے نے بندون پر اپنی شان کے لائق انعام کیا اور اُنکی ہستی کے اندازہ پر اُنسے شکر قبول فرمایا - ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا [illegible] نعمت خالی اسکے کھانے پینے وغیرہ مین ہی وہ نہایت قلیل علم ہوا اور اسکا عذاب اسکے روبرو ہی - ابو ایوب قرشی نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے التجا کی کہ اے رب اپنی ادنے نعمت مجھے بتلا دے فرمایا کہ داؤد سانس روک لے فرمایا کہ یہ ادنے نعمت ہی (مل) روایت ہی کہ قیامت کو آدمی کے تین نامہ اعمال ہونگے ایک مین اعمال صالحہ دوم مین گناہ اور سوم مین اللہ تعالے کی نعمتین پس فرماویگا کہ اس ادنے نعمت کو حساب کرو پس اس نعمت سے فرماویگا کہ اپنی قیمت اسکے اعمال صالحہ سے لے پس وہ شخص سیجے اندازہ پر اپنا پورا نامہ اعمال صالحہ برابر کریگا وہ بھی ناقص رہیگا تو ہٹکر وہ بندہ روتا ہوا عرض کریگا کہ قسم ہی تیری عزت کی کہ یہ نعمت کہتی ہی کہ مین نے اپنا ثمن نہین پایا اور اب گناہ مین اور باقی نعمتین سب ہین پھر جب اللہ تعالے اسپر رحم فرماویگا تو حکم ہوگا کہ اے بندہ مین نے تجھے تیری نیکیان کئی گونہ کردین اور تیرے گناہون سے درگذر فرمائی اور اپنی نعمتین تجھے بخشدین - اور اثر مین آیا ہی کہ داؤد علے نبینا وعلیہ السلام نے کہا کہ اے رب میرے کیونکر مین تیرا شکر ادا کرون کہ میرا شکر کرنا بھی تو تیری ایک عظیم نعمت مجھپر ہی پس ارشاد ہوا کہ اب اے داؤد تو شاکر ہوا جب تو نے ادائے شکر سے اپنے کو عاجز و قصوروار جانا (ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے) اِنَّ الْاِنْسَانَ - بیشک آدمی - لَظَلُوْمٌ بڑا ظالم - كَفَّارٌ بڑا ناشکرا ہی ظالم تو اس لیے کہ اول تو نعمت دینے والے کو پہچانتا نہین اور دوسرے غافل اور تیسرے منعم حقیقی کو چھوڑ کر غیر کی طرف سے نعمت خیال کرتا ہی بلکہ اسی کا شکرگزار ہوتا ہی اور چاہیے تھا کہ خالص اللہ تعالے کی طرف سے نعمت دیکھتا اور چونکہ اللہ تعالے نے درمیانی کسی آدمی کے واسطہ سے یہ نعمت دی تو اس آدمی کا بھی شکریہ ادا کرتا کیونکہ حدیث مین ہی کہ لایشکر اللہ من لایشکر الناس - جو آدمیون کا شکرگزار نہو وہ اللہ تعالے کا شکرگزار نہوگا - زجاج رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہان آدمی سے خصوص کافر مراد ہی اور بعض نے کہا کہ خاص کر ابو جہل مراد ہی اور صحیح یہ ہی کہ کل آدمی مراد ہین جو مطیع اپنی جانون پر وبال لاوین اور ظلم کرین - کفار اس لیے کہ ہر نعمت کا شکر کرنا درکنار [illegible] بلکہ دشمنی کرتے ہین چنانچہ نہایت بڑی [illegible] جنکی نعمت حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین دیکھو کسطرح اس نعمت کی قدر کرتے ہو - اور کفران نعمت یہی کفر کہلاتا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تھے کہ اللھم اغفرلی ظلمی وکفری اے رب مجھے میرا ظلم کرنا اپنی جان پر اور کفر کرنا بخشدے - کسی نے کہا کہ یا حضرت یہ ظلم تو ظلم پھر یہ کفر کیا [illegible] کہ ان الانسان لظلوم کفار یعنے اللہ تعالے نے انسان کو بڑا ظالم و بڑا کافر فرمایا ہی لہذا مین ظلم و کفر دونون سے مغفرت چاہتا ہون [illegible] اللھم [illegible]

ف - فی العرائس قولہ تعالے الم تر الے الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا - نعمۃ الٰہی یہان عقل و علم و استعداد [illegible] کا فرون نے عقل کو غباوت سے اور علم کو جہالت سے اور ایمان قبول کرنے کی استعداد کو شرک اور نفس و شیطان [illegible] قبول کرنے سے اور جمال صورت کو گناہون کی بدصورتی سے بدل ڈالا - **مترجم** کہتا ہی کہ اہل الحق کے نزدیک نظر سے [illegible] انسان [illegible] کی [illegible] بوجہ معاصی کے قبیح ہوجاتی ہی چنانچہ حرامخوار و سودخوار و شہوت پرست بے ایمان کی صورت

سور رے مانند اور شریر موذی مین سے بعض کی بندر کی اور بعض کی بھیڑیے کی اور اسی طریقہ سے [illegible]
و احیاء العلوم مین زیادہ تفصیل ہی۔ شیخ نے کہا کہ کاش اس نعمت کے ساتھ عنایت ازلیہ بھی مساعد ہو [illegible]
ہزار بار کفر و معاصی کے سمندرون مین ڈوب جاوے۔ شیخ ابو عثمان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق مین سب سے [illegible]
نعمتہاے الٰہیہ کو اسکی نافرمانیون مین صرف کیا اور کبھی اسکی طاعت سے کام نہ لیا اور اسکا شکریہ ادا نہ کیا کیونکہ انکا شکریہ [illegible]
مین صرف کرے قولہ اللہ الذی خلق السموات والارض۔ ارواح کے آسمانون و قلوب کی زمینون کو پیدا کرکے آسمانون [illegible]
اور زمین کو انوار ملکوت سے آراستہ کیا۔ ان آسمانون کی بلندی انوار ذات سے ہی اور ان زمینون کا پھیلاو انوار صفات سے [illegible]
اللہ تعالیٰ نے آدمیون کے مختلف دلون کو باوجودیکہ ایک ہی جسم سے متعلق ہوتے ہین مختلف قطعات زمین سے تشبیہ دی ہی [illegible]
مگر کوئی زمین کا قطعہ شور ہی کوئی شیرین ہی کوئی اور طرح کا ہی کسی مین میوہ ہوتا ہی کہ دوسرے مین نہین ہوتا غرضکہ زمین کی تشبیہ دلون سے [illegible]
و حدیث مین صاف ظاہر ہی خصوص قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ الآیہ قولہ وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم۔ اللہ [illegible]
نے اپنی قیومیت کی آسمانون سے ارواح کی آسمانون پر انوار تجلی کی امطار نازل فرمائے اور آسمانہاے ارواح سے زمین قلوب پر معرفت [illegible]
کی بارش فرمائی پس اس زمین عجیب سے وہ درخت پھلدار آگے جنکا میوہ محبت و شوق و الفت و عشق و ادب ہی تاکہ بشر کو جسکا نام نفس [illegible]
و عقل و سر باطن ہی غذا دیجاوے قولہ و سخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ۔ ارواح کے لیے مسخر کر دیا کہ قلوب کی کشتی مین سوار ہو کر بحر معرفت مین
ازلیت و ابدیت کی سیر کرے اور نسیم شمال جسکا نام وجد ہی اس سے موافق ہو کہ بحر ذات و صفات سے اسرار و انوار حاصل کرے پس حق عز و جل
تائید فرماتا ہی کہ اسی سے اسکی طرف وصول ہو قولہ و سخر لکم الانہار۔ عقول کے واسطے مسخر کر دیا کہ افکار و اذکار کے انہار مین ملک ناپیدا کنار کی سیاحی سے
انوار و اسرار حاصل کرے اور حق تعالیٰ نے سرزمین قلوب مین چشمہاے معرفت و محبت جاری فرمائے ہین اور حکمت و شوق و صدق و اخلاص کی
تازگی سے عجائب شگفتگی ہی قولہ و سخر لکم الشمس والقمر دائبین۔ نور ایمان و نور معرفت و نور یقین و نور توحید اور نور محبت و شوق اور نور ہدایت و توفیق ایسے
آفتاب و ماہتاب ہین جنکا شکر واجب اور انکی اصل وہ شروق مشاہدہ ذات و صفات ہی جو مشارق ارواح و عقول و قلوب سے نکلتے ہین کبھی انکو غروب
نہین ہی جنکی روشنی مین معارف و اسرار نظر آتے ہین قولہ و سخر لکم اللیل والنہار۔ نفس کا اندھیرا محل امتحان ہی اور قلب کی روشنی [illegible]
عرفان ہی اور شب قہر پردہ نکرت ہی اور روز لطف ظہور معرفت ہی شب عتاب پردہ حجاب ہی اور کشف نقاب سرور آ[illegible]
قلوب و عقول و نفوس و اشباح جو رہنے والے ہین انکو اسرار و فہم و علم و حکم و فطانت و حقیقت و معرفت و محبت و صدق و اخلاص [illegible]
و رضا سے تربیت فرمایا کہ کبھی اطمینان شب و محل خلوات مین کشف جلال صفات سے اور کبھی تجلیات ذات کی [illegible]
کرم و کمال حکمت سے تاکہ اپنی نعمت تمام فرما دے اور ولایت و کرامت کا درجہ بے نہایت و غایت عطا فرما دے [illegible]
و اتاکم من کل ما سالتموہ و ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا۔ پس کشف ازل مین جو کچھ تم نے جمال با کمال و کشف وصال سے [illegible]
کوئی نہایت نہین ہی تو عدو زمان و مکان سے اسکا حساب ہو یہ کیا امکان ہی پھر وہ شخص نہایت نادان [illegible]
کفران کرے لہذا فرمایا قولہ ان الانسان لظلوم کفار۔ محل توحید مین اسکو بحر دائم مین غرق کیا [illegible]
کہ قدم سے حدوث کو نسبت دیتا ہی مگر قدم کو نہ پایا تو ظالم نے جہل سے یہ کر دیا ورنہ کیا امکان [illegible]
ہوگا کہ محل عبودیت مین دعوے ربوبیت کرتا ہی۔ پھر سراب حیرت مین العطش سے اسکا [illegible]

Marifat.com

[illegible] وقیت کہاں اور مطالبہ ازلیت کہاں وہ پاک منزہ ہے مگر وہ جاہل کبھی کمال استغراق سے کبھی دعوی انانیت
[illegible] اور کبھی ابانی اصلی بھول کر جو بات سوائے پاک عزوجل کے ہے اور اس سے متعالی ہے اسکے تنزیہ کے انکار سے کافر
[illegible] ان اتصالی تفوق سے ربوبیت کے اور اکثر ابن العطش کی پیاس ہے اور اصل کل الاصل کے خوض میں علو ہمت ہے تو نہیں دیکھتا
[illegible] حضرت آدم علیہ السلام اس طلب کا کیونکر باعث ہوا کہ کل کو کل اور آخر کو اول و اول کو آخر و ذات کو بذات اور صفات کو بصفات
[illegible] کیا [illegible] کہ وہ انسان ہے کہ وہ اٹھایا جو حدثان سے اُٹھایا نہ گیا کیا تو نہیں پڑھتا ہے کہ حق عزوجل نے فرمایا۔ انا عرضنا الامانۃ علی
[illegible] رض والجبال الآیۃ پس درحقیقت تحمل عظیم بذات ہو ہو بذات خودی لیس ظلم وجہل ہے کہ اس نے جراوت کرکے خود اُٹھایا جس سے
[illegible] سے سر جھکایا اسی سبب سے سیاہ اسکے سامنے لپیٹ ہیں ع پر تو روے ترا در خلوتم دید آفتاب + می رود چون سایہ ہر دم
بر [illegible] جب ہی اسکے حق میں ظلوم وجہول فرمایا اور سب ہی اُسکے بے مسخر مجہول فرمایا واللہ المستعان۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
نے [illegible] فرمایا تیرے لیے آسمان کو کہ پانی برساتے ہیں اور قطعات زمین کو کہ میوے اور اناج اُگاتے ہیں اور سمندر کہ اسمین تاجر لوگ کشتیاں
چلاتے ہیں اور تیرے لیے سورج وچاند مسخر کردیے کہ ہر روز دموقع موقع سے تیرے گرد پھرتے ہیں تیرے لیے میوے واناج کی فصول پختہ
کرتے ہیں اسی نے مومن کے دل کو اپنی محبت و معرفت کے لیے مسخر کیا اور بندوں سے اپنا حصہ انھیں قلوب کو مقرر کیا یہی موضع نظر ومحل امانت ہے
یہی مرکز اسرار [illegible] معرفت ہے شیخ یحیے بن معاذ رازی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اللہ تعالے نے تجھے بے مانگے سب سے بڑی چیز جو اُسکے
خزانہ علم وخاص میں ہے دیدی وہ توحید ہے تو پھر جو اس سے کم درجہ ہے وہ کب تجھ سے دریغ فرماویگا یعنے ثواب جنت ومحل عافیت تو پھر تجھے
لازم ہے کہ جب درخواست کرے تو اس سے اسی کو مانگے جب رغبت کرے تو اسی میں قربان ہو جب رجوع کرے تو اسی کی طرف پھرے
کیونکہ سب مخلوقات تو اسی کی ہے پس جو کوئی اُسکے سوائے دوسری چیز میں مشغول ہوا تو راہ حقیقت اسپر مسدود ہے اور جو اسمین مشغول ہوکر
اسکے سوائے سب سے باز رہا تو سب کچھ اسی کی طرف پھیرا جاتا ہے اور بندہ اسی کی طرف ہے تو جہاں وہ چاہے وہاں سب ہے یہ ایک مقام ہے
عارفین [illegible] مقامات میں سے ہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ ایک ہی نعمت کا احاطہ محال ہے تو بے در بے نعمتوں کا شمار کرنا بھلا کیا مجال ہے بعض نے
کہا کہ بڑی نعمت انسان کی ہوستی خلقت والہام معرفت وذکر ہے اسکے شکر پر کوئی قائم نہیں ہو سکتا۔ بعض نے کہا کہ آدمی خود بڑا ظالم اسوجہ
سے ہے [illegible] کتا ہے کہ [illegible] شکر انکی نعمتوں کا مقابل ہے اور بڑا ناشکرا یوں ہے کہ ابتدا وانتہا کا فضل اپنے اوپر نہیں دیکھتا ہے سہل رحمہ اللہ تعا
نے کہا کہ سب سے بڑی نعمت ایک ہے پھر شمار کون کرسکے کہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو [illegible] کیا۔ ابن عطاء رحمہ اللہ تعا
نے کہا کہ نعمتوں میں بڑی نعمت یہ ہے کہ نعمتوں کو دیکھے اور جانے کہ مجھ سے اسکے ادائے شکر میں بالکل قصور ہے اور بھی کہا کہ نعمت تو ازلی ہے
پس شکر [illegible] ازلی ہونا چاہیے حالانکہ تو خود حادث ہے پھر شکر بالکل ندارد اور سراسر تقصیر ہے پس اسی تقصیر کو یقین کرنا کچھ شکر ہو جاوے۔ واضح ہو کہ
[illegible] قلب ہے پس شکر نفس تو طاعت ہے اور شکر روح اسکا خوف اور شکر قلب یقین ہے پھر نعمت روح حکمت ہے اور نعمت محبت کی
معرفت [illegible] نفس تو دریائے طاعت میں پر نعمت ہے اور قلب ومعرفت دریائے قرب ومنزلت میں عیش کرتے ہیں اور بھی
[illegible] شب وروز کو مسخر کیا تو ان دونوں کو تیرے لیے عبادت کا ظرف بنادیا اور شمس وقمر کو مسخر کیا کہ
[illegible] بتلاتے ہیں۔ تیرے قلب کو اپنی معرفت ومحبت کے واسطے مسخر کیا پس یہی محل نظر الحق عزوجل ہے شیخ حسین رحمہ نے کہا
[illegible] احسان [illegible] وہ بے انتہا ہے تو اسکا شکر یہ بھلا محدود وقت کے اندر معدود شکر سے کون کرسکتا ہے

Marfat.com

بلکہ بے انتہا کے ساتھ محدود چیز کی کوئی نسبت بھی نہین ہو سکتی ہو کیونکہ جو سب سے بڑی گنتی تم خیال …
پھر اللہ تعالے عالم الغیب نے جو تم سے شکر چاہا ہی یہ مراد ہی کہ جہالت چھوڑ کر غور کر کے یقینی اقرار کرو …
رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ قلوب کے آسمانون کو چراغ عقل سے روشنائی دی اور آفتاب توحید کا مطلع بنا …
اور زمین قلوب مین خوف و امید کو جاری فرمایا دونون کے بیچ مین برزخ کا پردہ ڈالا کہ کوئی دوسرے کو سبب نہین …
دوسرے کی ضد ہین پھر تجھے کشتی توفیق و عصمت مین بٹھایا اور حفظ و رعایت سے سرفراز کیا اسی طرح راتین تو مریدین کی …
اُنس و خلوت کے لیے اور توبہ کرنے والون کے مطلب ہین اور دن تو عارفین کے لیے خلوت ہین کہ انکو نور یقین سے …
واللہ سبحانہ وتعالے اعلم۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ فرمایا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام …
نہ مانگی کیونکہ محل امتحان تھا مقام خلت مین عدم ایقان کا مظان تھا اور اس مقام پر دعا مانگی کیونکہ محل امتنان تھا اور اللہ نے دعا …
و عرب کو عطا فرمائین اور دعاؤن مین سب سے بڑی نعمت یہی کہ جو میری اولاد ہو اسکو بت پرستی سے بچائیو چنانچہ بچایا وہ ناخلف ہوا اور …
خاتم المرسلین پیغمبر پیدا فرمائیو یہ بڑی عظیم نعمت ہو شکر گزاران نعمتون کا قال تعالیٰ

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ
اور جب کہا ابراہیم نے اے رب کر دے اس مکہ کو محل امن اور دور رکھ مجھے اور میرے بیٹون کو اس سے کہ ہم بتون کی عبادت کرین
رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ ۖ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي
اے رب ان بتون نے گمراہ کیا بہت لوگون کو سو جو میرے تابع ہو وہ مجھ سے ہی اور جسنے میری نافرمانی کی
فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ
تو بیشک غفور رحیم ہی اے رب مین نے بسائی اپنی بعض اولاد اپنے وادی مین جو کھیتی کے قابل نہین ہی تیرے
بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ
گھر پاس جو بزرگ کیا گیا ہی اے رب تاکہ یہ لوگ قائم کرین نماز سو تو کر دے دل بعض لوگون کے کہ جھکین انکی طرف
وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ
اور انکو رزق دے پھلون سے امید ہی کہ یہ لوگ شکر کرین اے ہمارے رب تو جانتا ہی جو ہم چھپاتے ہین اور جو ظاہر کرتے ہین
وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي
اور اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہی زمین مین اور نہ آسمان مین سب شکر اللہ تعالے کو جسنے بخشے مجھکو
عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ
مجھے بڑھاپے مین اسمعیل و اسحق کو بے شک میرا رب دعا سننے والا ہی اے میرے رب مجھکو کر دے نماز قائم کرنے والا اور
ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ع ۷ ١٦
میری اولاد مین سے بھی کر دے اے رب اور دعا قبول کر لے ہمارے رب بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور مومنون کو جس دن حساب قائم ہو
ان آیات مین اللہ تعالے نے عرب کے شہرون پر علم غیب سے ظاہر کر دیا کہ تم لوگ خانہ کعبہ کے …

Marfat.com

[illegible] کی عبادت کے واسطے تھا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام نے جب بنایا تو
[illegible] شرک کرنے بت پرستی کی اور اسکو اپنا نہیں کیا پس فرمایا۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ اور بیان کر
[illegible] ابراہیم نے دعا کی اور یہ دعا اسوقت کی جب خانہ کعبہ کو اپنے فرزند اسمعیل کی شرکت و مدد سے بنایا تھا در حالیکہ طوفان
[illegible] سے اسکی عمارت [illegible] تھی ولیکن خانہ کعبہ کا وجود تو بہت اول سے بلکہ اول بیت ہے لقولہ تعالے ان اول بیت وضع للناس للذی
ببکۃ مبارکا [illegible] کی تفسیر میں بیان ہو چکا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بحکم الٰہی اپنے فرزند اسمعیل کو مع اُنکی ماں کے یہان لائے اور چھوڑ گئے
[illegible] سنسان تھا اور عمارت [illegible] تھی اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اسوقت بھی یہ دعا کی تھی کہ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا
[illegible] اس شہر کو مقام امن یا محفوظ مقام کہ اسپر کسی متمرد کو یہ قدرت نہیں کہ اسکو ڈھاوے اور قیامت تک ایسا ہی رہیگا پھر یہی دعا بعد
[illegible] کے بھی اس مقام پر فرمائی پس جو کوئی خانۂ کعبہ میں داخل ہو جاوے وہ بھی بوجہ حرمت خانہ کعبہ کے مامون ہو ولیکن قدرتی حفظ اس
[illegible] کو ابرہہ وغیرہ کو ہلاک کر دیا جس نے ڈھانا چاہا اور جو شخص وہان پناہ پکڑے اسکے لیے حکمی حفاظت ہے حتے کہ جو کوئی اس حکم کو نہ مانے وہ
[illegible] کا مستحق ہوا اور اس دعا میں اشارہ کیا کہ اس بیت کے رب کی عبادت کریں اور بتون کی عبادت نہ کریں لہذا کہا۔ وَاجْنُبْنِيْ
وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اور دور رکھیو مجھکو اور میرے بیٹون کو اس سے کہ ہم لوگ بتون کو پوجین پس پہلے تو حفاظت شہر کی دعا کی تو بحکم اللہ تعالے
وہ ہر حال میں خراب و ویران ہونے یا ویران کیے جانے سے محفوظ رہا پھر چاہیے کہ اپنی اولاد کو دعا میں شامل کرے جیسے حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے شامل کیا اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالے تمام اپنی مخلوق پر قاہر قادر ہے پس دعا کی کہ اپنے لطف سے مجھے اور بیٹون کو بتون کی عبادت سے
دور رکھیو۔ مجاہد رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ دعا قبول ہوئی کہ بعد اسکے انکی اولاد میں سے کسی نے بت نہیں پوجا۔ بعض نے کہا کہ بیٹے دی
مراد ہیں جو خاص اُنکی پشت سے آٹھ تھے اور ظاہر یہ ہے کہ صرف اسمعیل و اسحاق تھے اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ تمام بیٹے پوتوں پروتوں کے لیے دعا کی
ولیکن مقصود وہ ہیں جو اُنکی ملت توحید پر مومن ہوئے کیونکہ انھیں کو اپنا فرمایا ہے اور باقی اگرچہ اولاد نسل ہیں مگر فرزند دعوت نہیں ہیں لہذا اگر
قریش کی نسبت [illegible] اُنکے فرزند نسل میں سے بعض نے پوجے جنکو انھوں نے اپنا نہیں کہا پھر قریش کی اولاد میں سے جو مسلمان موحد ہوئے وہ
انکے فرزند دعوت ہوئے پس خلاصہ یہ ہے کہ بیٹون سے مراد وہ بیٹے جو اُنکے رہے ورنہ کافر بت پرست تو جہنم کا بیٹا ہو جاتا ہے جیسے نوح علیہ السلام کے
بیٹے کو اللہ تعالے نے فرمایا یا نوح انہ لیس من اہلک اے نوح وہ ہرگز تیرا بیٹا نہیں ہے حالانکہ نسل کی راہ سے ضرور انکا بیٹا تھا اور انکی جورو وا بسرہ
[illegible] اسکی یہ ہے کہ تمام آدمی اللہ تعالے کے مخلوق بندے ہیں مگر اللہ تعالے نے [illegible] عبادت و توحید کرنے والون کو اپنا
بندہ کہا [illegible] تعالے نے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان یعنی شیطان کو کہا کہ جو میرے بندے ہیں انپر تجھے کچھ قابو نہیں ہے پس ایسے ہی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی کہ اُنکے بیٹے جو کہ نسل و دین دونون طرح اُنکے بیٹے رہے اُنکو اللہ تعالے نے بت پرستی سے بچایا جیسے خود اُنکو
بچایا [illegible] معصوم مگر اللہ تعالے کی عظمت و کبریائی کے آگے خوف سے دعا کی کہ مجھے بھی بت پرستی سے بچائیو۔ رَبِّ اِنَّهُنَّ
اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ اے رب ان بتون نے گمراہ کیا بہتون کو آدمیون سے۔ بت پتھر کے بیجان ہیں مگر اللہ تعالے
[illegible] صورت آدمی جاندار [illegible] ہوش و حواس والے ایسے احمق کر دیے گئے کہ اپنے آپ کو ان بتون کا بندہ بناتے ہیں جب انکے معبود کی
[illegible] جو چاہے اٹھا کے پھینکدے یا بے حرمتی کرے تو قیاس کرو کہ ایسے معبود کے بندے کس درجہ بدتر در بدتر ہونگے جب پتھر سے
[illegible] شاید کہ [illegible] پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب باری تعالے میں تضرع کیا کہ ایسے فتنہ سے

چونکہ بت ان لوگون کی گمراہی کا ظاہری سبب وفتنہ تھے تو کہا کہ انھین نے گمراہ کیا جیسے تو [illegible]
نے انکو فریب دیا۔ وقولہ غرتہم الامانی یعنے بنائی امیدون نے انکو دھوکا دیا۔ اسی قسم سے مجازاً بیان [illegible]
معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی مشیت ہو کہ بہت سے بت پرست ہوگئے تو کہا۔ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ
مسلمان موحد ہوا تو وہ مجھ سے ہی یعنے میرے دین والون سے ہی یا وہ حقیقت مین میرا بیٹا و نسل ہی کیونکہ جو کافر ہوا [illegible]
وجود برابر ہی البتہ دنیا مین نسل ہی مگر اس سے کچھ فائدہ نہین کیونکہ اصل زندگی آخرت کی ہی اور روایت ہی کہ حضرت آدم [illegible]
سپید روحین دیکھکر ہنستے اور سیاہ روحین کافرون کی دیکھکر روتے ہین یعنے اسی وجہ سے کہ انسے کچھ فائدہ نہین [illegible]
خلیل علیہ السلام نے کہا۔ وَمَنْ عَصَانِیْ اور جس نے میری نافرمانی کی یعنے دین توحید سے پھر گیا۔ فَاِنَّكَ [illegible]
تو مجھ سے نہ رہا اور تو بے شک بڑا بخشنے والا مہربان ہی چاہے انکو بخشدے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہی کہ اللہ تعالےٰ کو [illegible]
چاہے کافرون کو بخشدے لیکن اس نے فرمادیا ہی کہ مین مشرک وکافر ومنافق کو نہ بخشونگا تو ہم جانتے ہین کہ وہ نہین بخشیگا مگر انکی قدرت [illegible]
ویسا ہی ہی حضرت خلیل علیہ السلام بڑے رحم دل تھے کافرون کی نسبت کچھ نہین کہا صرف اللہ تعالےٰ کی تعریف کردی کہ تو بڑا غفور [illegible]
بیشک آدمی کے بدن پر بال درویین لاکھون ہین جب کوئی بال توڑو تو دکھ ہوتا ہی چاہے وہ کیسا ہی بال ہو اسی واسطے [illegible]
شخص کسی کافر سے اسکے کفر پر خوش ہو تو یہ بھی کافر ہی۔ پھر حضرت خلیل علیہ السلام نے کہا۔ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ
ای ہمارے رب یعنے تو ہم سب کا رب ہی بیشک مین نے بسایا ہی اپنی بعضی اولاد کو یعنے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو انکی ماں [illegible]
بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ ایسے وادی مین جو زراعت والا نہین ہی یعنے مکہ مین جہان زمین قابل زراعت کے نہین [illegible]
بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ تیرے بزرگ بیت کے پاس جو بزرگی کے واسطے اللہ تعالےٰ کے نام پاک کی طرف منسوب کرکے بیت اللہ کہلاتا [illegible]
مراد یہ کہ مین نے انکو یہان زراعت وغیرہ کے لیے نہین بسایا ہی بلکہ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ اے رب ہمارے مین نے انکو [illegible]
کہ تیری نماز کو ٹھیک ادا کرین۔ خانہ کعبہ کو بیت عتیق اسواسطے کہتے ہین کہ سب سے پرانا گھر عبادتخانہ ہی یا طوفان سے آزاد رہا [illegible]
یہ حرام ہی یا کہ حدیث مین آیا کہ وہان ظلم وتعدی حرام ہی اسکا جانور نہ چھیڑا جاوے کانٹا نہ کاٹا جاوے درخت نہ نوچا جاوے۔ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً
مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ سو تو کردے دل تھوڑے آدمیون کے جو انکی طرف جھکین۔ ابن عباس ومجاہد وسعید [illegible]
کہ اگر تھوڑے آدمیون کو نہ کہتے تو فارس وروم ویہود ونصارے وتمام مشرق ومغرب کے لوگ انکی طرف جھکتے ولیکن تھوڑے [illegible]
خاص کردیے گئے۔ (ابن کثیر) قال السیوطی رواہ البیہقی بسند حسن یعنی تھوڑون سے مسلمان مراد ہین۔ مسئلہ [illegible]
وہ سچا مسلمان ہی۔ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ اور رزق دے انکو اقسام پھلون سے۔ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ
نعمتون کا شکر کرین۔ قال تعالےٰ یجبی الیہ ثمرات کل شئ۔ اس مقام پر لائے جاتے ہین پھل ہر قسم کے۔ یعنی بطور [illegible]
محمد بن مسلم رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے شام کے گانون سے ایک گانون منتقل کرکے طائف کو [illegible]
نے عامر بن سعد سے اس نے اپنے باپ سے روایت فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام کی بی بی سارہ سے مدت تک [illegible]
ہاجرہ اپنی قبطیہ باندی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ کردی اس سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے [illegible]
رشک پیدا ہوا ایک روز غصہ مین قسم کھائی کہ تیرے اطراف جسم سے تین عضو سے خون بہاؤنگی حضرت ابراہیم [illegible]

Marfat.com

[illegible] دونون کانون مین سوراخ کردو اور ختنہ کردو یہی کیا پھر ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کانون مین بالی
[illegible] لی ہو گئی تو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اور بھی غصہ آیا پس اللہ تعالے نے سارہ رض کی خاطر گوارا کی اور حضرت
[illegible] ہاجرہ اور انکے بیٹے کو عرب کے فلان وادی مین بساوے جب لائے تو مکہ کو بالکل وادی بے آب و گیاہ دیکھا [illegible]
[illegible] براق پر سوار ہو کر دیکھ جاتے تھے کیونکہ دل مین جوش محبت پنہان تھا-(ل)-مترجم کہتا ہو کہ یہ
[illegible] لی گئی ہو کیونکہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام وہی ہین جنکو سواے حق تعالے کے کسی سے خلت نہ تھی اور
[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بعض ازواج و اولاد سے تھی ولیکن صحاح کی حدیث مین ہو کہ جب ہاجر کو مع اسمعیل کے
[illegible] اس جنگل مین چھوڑ چلے تو حضرت ہاجرہ نے کہا کہ تم مجھے چھوڑ کر کہان جاتے ہو کیا تم اپنی رائے سے مجھے چھوڑتے ہو تو
[illegible] اور اگر اللہ تعالے کے حکم سے چھوڑتے ہو یعنے اس نے تمکو حکم دیا ہو کہ مجھے یہان ریگستان مین چھوڑ جاؤ آنحضرت علیہ السلام
[illegible] کے حکم سے ہو تو کہا کہ جاؤ مین نے اللہ تعالے پر بھروسا کیا وہ مجھے ضائع نہین فرماویگا پھر جب تک مشک مین پانی رہا تو
پیا اور جب [illegible] پیاس سے بیتابی ہوئی اور اسمعیل علیہ السلام نے سختی مین گردن ڈالنی شروع کی تو ہاجرہ اُٹھکر مضطرب وار کوہ صفا پر
چڑھین وہان سے کوئی نظر نہ آیا اُترکر وادی مین روان ہوئین اور بار بار بچہ کو دیکھتی تھین کہ کس حال مین ہو روان ہو کر کوہ مروہ پر چڑھین
کوئی نہ دیکھا اسی طرح سات بار مضطرب دوڑین کہ رحمت الٰہیہ نے جوش کیا اور حضرت اسمعیل علیہ السلام جہان پانون رگڑتے تھے اُس سے چشمہ
جاری ہوا [illegible] حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پر سے نکال دیا حضرت ہاجرہ نے اُسکو حوض کرکے پانی کو روانی سے روکا-آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
[illegible] ایک بڑا نہر [illegible] اگر چھوڑتی تو چشمہ روان ہو جاتا (صحیح) اقول یہی چشمہ ما زمزم ہو جو شیرینی و لطافت مین ایسے ریگستان مین
عجائبات سے ہو اور واضح ہو کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا پاس الکا آنا اسطرح ہوا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وطن چھوڑنے کا حکم ہوا
تو چلتے چلتے مصر پہونچے وہان مشہور ہوا کہ ایک مسافر کے پاس بڑی خوبصورت عورت ہو وہان کا ظالم بادشاہ کا آمادہ ہوا اور اُنکے پاس
آدمی بھیجا انھون نے کہا کہ اے سارہ اگر مین کہتا ہون کہ مین تیرا شوہر ہون تو یہ لوگ مجھے مار ڈالینگے اور میرے تیرے سوائے اس ملک مین کوئی
مسلمان نہین پس کہا کہ یہ میری بہن ہو یعنے ایمان والے باہم دینی بھائی بہن ہین پس بادشاہ ظالم نے سارہ کو زبردستی پکڑوا لیا-آنحضرت علیہ السلام
نے بیان کیا کہ حضرت [illegible] نماز مین کھڑے ہوئے وہان اس ظالم نے جب حضرت پاک بی بی سارہ کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا تو یکایک جیسے سختی سے کسی نے
گلا گھونٹ دیا اور ہاتھ پانون شل ہو گئے اس نے گھبرا کر اشارہ کیا کہ میرے لیے دعا کرو اور جاؤ پس اچھا ہو گیا مگر دوبارہ اس نے ہاتھ بڑھانا چاہا
[illegible] بعد بحال ہو گیا اور جان کندنی کی سختی کا مزہ چکھنے کو تھا کہ اس نے مصمم عہد کیا پس حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی دعا سے
[illegible] نے اپنے دربان سے کہا کہ یہ عورت آدمی نہین بلکہ جنیہ ہو اس کو ہاجرہ بھی دیدو اور زاد راہ دیدو اور حکم دو کہ اپنے بھائی سمیت
[illegible] ملک سے [illegible] آنحضرت علیہ السلام پاس پہونچین اور بیان کیا کہ اللہ تعالے نے کافر کا مکر رد کر دیا اور یہ ہاجر مجھے ملی (صحیح بخاری)
[illegible] نے ظلم سے گرفتار کیا تھا لیکن ہمیشہ اُنکے سامنے وہ نامرد ہوتا تھا اسی وجہ سے اسنے بھی متوحش ہوکر
[illegible] اگر یہ وہم ہو کہ ہاجر اس صورت مین غصب کی ہوئی تھین تو سارہ کو بھی ملک حاصل نہو گی تو جواب یہ ہے
[illegible] یہ حال معلوم نہو بلکہ احکام جاری ہون تو حکم ثابت ہوتا ہو جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
[illegible] ہوسکے لہذا آنحضرت علیہ السلام نے انکو بطور بیع خرید کر آزاد کیا اور یہ بیان

نقہ مین مفصل مذکور ہو **ف** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کا فرذریات کے لیے کہا کہ [illegible]
نہین ہو تو جواب کا اشارہ ایک تو اول ہوا اور دوم یہ کہ قبل علم کے تھا ولیکن شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے [illegible]
حال باری تعالے کی مشیت پر چھوڑا ہی یہ نہین کہا کہ تو بخشدے مانند قول حضرت عیسی علیہ السلام کہ ان تعذبہم فانہم [illegible]
قال الحافظ قال عبد اللہ بن وہب حدثنا عمرو بن الحرث ان بکر بن سوادہ حدثہ عن عبد الرحمن بن جبیر عن عبد اللہ [illegible]
علیہ وسلم تلا قول ابراہیم الحدیث یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
رب انہن اضللن کثیرا من الناس الآیۃ تک اور قول حضرت عیسے علیہ السلام کا ان تعذبہم فانہم عبادک الآیۃ تک پھر روئے [illegible]
امتی اللہم امتی پس اللہ تعالے نے جبرئیل کو بھیجا کہ محمد سے پوچھ کہ کیون روتا ہی حالانکہ رب تبارک وتعالے دانا تر ہی پس جبرئیل نے آکر [illegible]
پوچھا تو آپ نے کہا کہ مین نے یہ عرض کیا ہی پس جبرئیل سے اللہ تعالے نے کہا کہ جا کر محمد سے بشارت دیدے کہ ہم تجھکو [illegible]
کے معاملہ مین خوش کرینگے اور کچھ ملال نہ دینگے ۔ ہکذا ذکرہ الحافظ اور بعض روایات مین اسقدر زیادہ ہو کہ اسکے بعد حضرت صلے [illegible]
نے کہا کہ مین اپنے رب کے فضل پر بھروسا کر کے راضی نہونگا جب تک میری امت کا کوئی آدمی دوزخ مین جاوے یعنی سب کو اللہ [illegible]
دوزخ سے نجات دے تب راضی ہونگا ۔ مترجم کہتا ہو کہ آلہی ہم سب کو امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر موت دیجیو اور تو ہر [illegible]
قادر ہی ۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ۔ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ اے رب ہمارے تو جانتا [illegible]
جو ہم دل مین رکھین اور جو ہم زبان سے ظاہر کرین یعنے مقصود بندون کا تو جانتا ہی چاہے سب انکی زبان سے ادا ہو سکے یا [illegible]
حدیث مین ہو کہ اعمال تو نیتون پر ہین ۔ معلوم ہوا کہ دل مین جو مقصود اور جیسی کیفیت دعا ر مین ہو اسکا اعتبار ہی ظاہری الفاظ [illegible]
اعتبار نہین ہی ولیکن جان بوجھکر ظاہر مین بیہودہ لفظ نہ کہے ۔ اللہ تعالے جل شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق فرمائی
بقولہ وَمَا يَخْفَى عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۔ اور کچھ بھی نہین پوشیدہ ہی اللہ تعالے سے
نہ زمین مین اور نہ آسمان مین یعنے اللہ تعالے کی مخلوقات مین کہین ہو سب اسپر ظاہر ہی ۔ گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس
نیت کی التجا کی کہ انہین ایک پیغمبر پیدا فرمائیو چونکہ وہ پیغمبر عظیم الشان رفیع المکان خاتم المرسلین حبیب رب العالمین تھا تو حضرت ابراہیم
اللہ تعالے سے حیا کر کے صریح یہ نہ کہا کہ وہ سرور عالم میری ذریت مین سے ہو حالانکہ اللہ تعالے نے یہ فخر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے واسطے مقدر فرمایا تھا چنانچہ بعض مقام پر کسی قدر اسکو ظاہر بھی فرمایا ہو پس اللہ تعالے نے تصدیق فرمائی کہ اللہ [illegible]
جانتا ہی کچھ بھی اسپر پوشیدہ نہین ہی ۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بڑی نعمت کے لیے پہلی نعمتون کا شکر [illegible]
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ مین سب تعریف وشکر کرتا ہون [illegible]
مجھے بڑھاپے مین بخشا اسمعیل اور اسحاق کو ۔ بعض علماء کو جنہین کرخی رحمہ اللہ تعالے بھی ہین یہ وہم ہوا کہ پہلی دعا [illegible]
کیونکہ ننانوے برس کے سن مین اسمعیل پیدا ہوئے وہ ہنوز دودھ پیتے تھے کہ انکی ماں [illegible] بحکم [illegible]
سے تیرہ برس بعد اسحاق پیدا ہوئے ہین تو اسحاق اسوقت موجود نہ تھے اور جواب یہ ہو کہ یہ دعا اسوقت [illegible]
بنایا تھا اگرچہ چھوڑتے وقت بھی ایسی ہی دعا کی تھی اور یہ تحقیق شیخ ابن کثیر نے [illegible]
ساتھ شامل ہی ۔ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ بیشک میرا رب خوب دعا کا سننے والا [illegible]

Marfat.com

رب اجعلني مقيم الصلوة اے رب کردے مجھکو مقیم الصلوۃ یعنے نماز کو ٹھیک ارکان و آداب
ادا کرنے والا یعنی نماز اعلے عمل ہے جسکی دعا ایسے متبرک مقام مین مانگی باوجودیکہ خود خلیل اللہ تھے پس وہ بڑی
لیے اور کیا ومن ذریتي ـ اور بعض میری ذریات کو۔ پس اگر بعض سے اہل اسلام مراد ہین تو بعض مقیم نماز
ن نماز کے ... اور اگر جملہ ذریات نسبی مراد ہین تو معنے یہ کہ بعض بالکل نماز والے نہونگے اور بعض ہونگے اگرچہ نماز کو
پڑھنے والے بھی ہونگے پھر تضرع و ابتہال کیا کہ ربنا وتقبل دعاء اے رب ہمارے اور میری دعا
فرمائی اگرچہ اللہ تعالے کی مغفرت سے دور نہین مگر بعض انین سے حسب مشیت سابقہ قابل قبول نہ تھی اور شاید
حضرت انھون نے اجتہاد سے بھی ہو جیسا کہ بعض کا زعم ہے حالانکہ یہ ٹھیک نہین ہے مگر یہ کہ انپر کوئی حکم اتارا نہ گیا ہو یا مراد ہو
ربنا اغفر لي ولوالدي اے رب ہمارے مجھے بخشدے اور میرے والدین کو۔ بعض نے کہا کہ جب تک
علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا تھا کہ انکے والدین موافق علم الٰہی کے دشمنان حق مین سے کافر ہین اسی زمانہ مین دعا کی تھی اور بعض نے
والدہ مسلمان تھین اور بعض نے والدین سے آدم و حوا مراد لیے ہین اور بعض محققین نے فرمایا کہ یہ مراد ہے کہ انکو ایسا کردے کہ
تیری مغفرت کے لائق ہون اور یہ اسطرح ہے کہ وہ مسلمان ہوجاوین اور واضح ہو کہ اللہ تعالے نے دوسرے مقام پر بھی حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا اپنے والد کے لیے دعاے مغفرت کرنا ذکر فرمایا ہے ولیکن وہ قبل اسکے تھا کہ اُنکے باپ کا ازلی کافر ہونا معلوم ہو کیونکہ اللہ تعالے
وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدة وعدہا ایاہ فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرا منہ۔ یعنے نہ تھا استغفار کرنا ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے
وعدہ سے جو وعدہ دیا تھا اسکو پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھلا کہ وہ دشمن ہے اللہ کا تو باپ سے بالکل بیزاری کی۔ پس صریح ہے
کہ جب بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے واسطے مغفرت مانگی ہو خواہ باپ کی زندگی مین خواہ مرنے کے بعد وہ اسی وجہ سے تھا
کہ اللہ تعالے نے انکو یہ ظاہر نہین ہونے دیا کہ وہ ازلی کافر ہے اور نیز ایک وعدہ کا پورا کرنا تھا جو باپ سے کردیا تھا یعنے ایک مقام پر قرآن پاک
مین مذکور ہے کہ ابراہیم نے اپنے باپ کو بت پرستی چھوڑنے اور توحید کرنے کی نصیحت کی تو آزر نے اُنسے کہا کہ مجھے چھوڑ دے بہت مدت تک
یا مجھسے قطع تعلق کر مگر ابراہیم علیہ السلام نے حقوق پدری کے ادا کرنے کے لیے پھر شفقت سے کہا کہ میرا رب مجھپر بڑا مہربان ہے
مین تیرے لیے استغفار کرونگا اور شاید یہ اسوقت ہوا ہو کہ جب نمرود کی آگ سے صحیح سالم رہے اور اُسنے انکو نکلوایا تو انھون نے اپنے
باپ سے ایمان بیٹے کو کہا ہو مگر اُس نے نہ مانا اور اسنے کہا کہ واہجرني مليا ـ جیسا کہ قرآن پاک مین فرمایا ہے پھر اس وعدہ کے موافق حضرت
ابراہیم علیہ السلام جب تک مین ملک شام مین یا جہان رہے اُسکے لیے استغفار کیا اور تمام لوگون و باپ مان وغیرہ کی محبت ترک کرنے سے
استغفار کا مرتبہ دیا لیکن جب اللہ تعالے نے انکو آگاہ فرمایا کہ تیرا باپ عدو اللہ مرا ہے تو پھر اس سے بیزار ہو کر استغفار نہین کیا
بالکل واضح و صاف ہے اور عوام اہل تفسیر کے تکلفات کی کچھ ضرورت نہین ہے پھر بیان ایک وہم بعضے لوگون کو اور
مصنف کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت مین اپنے باپ آزر کو دیکھینگے کہ منہ کالا اور تمام صورت بدشکل جیسے کافرون کی
مین دیکھیگا کہ اے ابراہیم فرمانبرداری سے کچھ بھی منحرف نہین ہون تو آنحضرت اپنے رب کی حضور مین دعا کرینگے کہ اے
فرمایا تھا کہ مجھے روز حساب کے شرم و خواری نہ دونگا اور یہ بڑی خواری ہے کہ میرا باپ اس مجمع عظیم کے روبرو ایسا خوار ہے
ابراہیم دیکھینگے تو اُنکے ورے ایک ساہی نجاست مین لتھڑی ہوئی نظر آویگی اس سے بیناہ

Marfat.com

کہینگے کہ آپ اسکو مجھ سے دور کردے پس ملائکہ عذاب اسکو ٹانگیں پکڑ کے جہنم میں پھینک دینگے
ظاہر ہوا کہ وہ قیامت میں بھی استغفار کرینگے۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ بالکل وہم ہو اس سے
حساب ختم اور لوگ اپنے اپنے ٹھکانے لگائے جاوینگے اور مومنوں پر اللہ تعالے کی تمام رحمت کا وقت ہوگا
رب تبارک و تعالے انکی دعائیں و سفارشیں قبول فرماویگا تو آزر اسوقت اس امید سے حضرت ابراہیم علیہ
رحمت کے وقت آنحضرت علیہ السلام صرف یہ موقع پاوینگے کہ وعدہ آلہیہ سبحانہ و تعالے کو عرض کریں
تونے عدم خزی کا وعدہ دیا اور یہ بھی ایک خزی ہو تاکہ شاید مشیت آلہی میں جو ہر طرح قادر مختار ہو
نہین کرینگے پس اللہ تعالے ابو آزر کی وہ صورت جسپر وہ شامت اعمال سے مسخ ہو گیا تھا
کے لائق نہین اور نہ اس سے ایسا اعلے درجہ کا پیغمبر خلیل اللہ اپنا تعلق رکھتا شاید سمجھ سکتا ہو چنانچہ اس سے
پناہ دیدیجاوی گی کہ اسکو ملائکہ جہنم مین پھینکدینگے۔ اس سے یہ فائدہ سمجھ مین آگیا کہ آدمی کی صورت گناہون اور کفر یا اعتقادات
جانورون کی ہوجاتی ہو اور یہ بات صریح دلائل سے بھی ثابت کیجاتی ہو۔ حاصل مقام یہ ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسوقت
نہ تھا کہ انکا باپ حالت کفر و گمراہی پر وطن میں مرگیا ہو پس دعا مین کہا کہ اے رب بخشدے مجھے اور میرے والدین کو وَلِلْمُؤْمِنِينَ
مومنون کو۔ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ جس دن قائم ہووے حساب۔ مومنین سے شاید آنحضرت علیہ السلام کی مراد
مین سے مومن ہون یا تمام مومنین خواہ ذریت ہون یا نہون اور اسمین بڑی بشارت ہو اللہ تعالی اپنے فضل سے ایمان عطا فرماوے
اور ایمان پر خاتمہ بخیر کردے تو اسمین شک نہین کہ اللہ تعالے نے اپنے خلیل علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی دعا قبول فرمائی
مترجم و تمام مسلمانون کا خاتمہ ایمان پر بخیر کردے آمین یا ارحم الراحمین ف فی العرائس قولہ تعالے واذ قال ابراہیم رب اجعل
ہذا البلد آمنا۔ حقیقت تفسیر تو ظاہر ہو یعنے جو مذکور ہوئی اور اشارت سے یہ بھی واضح ہوا کہ بلد قلب اور وہ بلد ہو عقل
بلد عقل اور سر بلد روح ہو اور معرفت و محبت بلد سر ہو اور وہان مشاہدہ معروف بلد معرفت و محبت ہو اور رہنے والے یہان
و تجلیات صفات مین ازلی و ابدی ہین۔ نفس بلد شہوات اور رہنے والے لشکر قہریات پس یہان کے بلاد مین
پناہ مانگے کہ اپنے لطف کے ساتھ روح و قلب کو اپنے قہر سے نفس واسکی ہوا جس و شہوات سے پناہ دے
فرمایا اعوذ بک منک یعنی تجھ سے تیرے ہی ساتھ پناہ چاہتا ہون قولہ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام۔ بتون سے
بت ظاہری معبود بنائے جاتے ہین ویسے ہوا جس نفس کے بت باطنی ہین وقال تعالے افرایت من اتخذ الہہ ہواہ یعنے
اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالیا ہو پس ضرور ایسے بتون سے پناہ مانگنا چاہیے کیونکہ جس نے ظاہری بت
بنالیا تو وہ بھی شرک ہو ایسے ہی سوائے اللہ تعالے کے غیر پر نظر رکھنا یہ بھی شرک خفی ہو اور مراتب معرفت
سے مانع ہو وہ اسکا بت ہو اور عارف تو جبتک اپنے رب کی طرف سے ایسی مشاہدہ کرے جسمین حق عزوجل
بت ہو۔ قولہ رب انہن اضللن کثیرا من الناس۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہو کہ کثرت سے لوگ شرک خفی
مین تفسیر قولہ وما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون۔ مین گزرا ہو کہ حدیث مین آیا کہ شرک میری امت
چال کی نظر آنے سے زیادہ مخفی ہو آئی مترجم کا شرک خفی و جلی اسکی تمام عمر و دنیا کا بخشدے

[illegible] الله [illegible] شیخ نے کہا یعنی سوائے الله تعالی کے غیر پر نظر اور ان شہوات کی پیروی نے بہتون کو تباہ کیا
[illegible] حضرت نے اپنے نفس کو بطور اظہار نعمت کے امامت سے سرفراز بیان کیا یعنی قولہ فمن تبعنی فانہ منی - اتباع چاہیے
[illegible] خلت مین پس میرے حضور مین اپنی جان قربان کرے وہ مجھ سے ہی یعنے میری طینت سے اور اسکا قلب میرے قلب سے
[illegible] ہے اور [illegible] میرے سر سے ہی اسکا مشرب محبت و معرفت و خلت مین وہی گھاٹ ہی جو میرا مشرب ہی قولہ ومن عصانی فانک غفور
[illegible] جو مجاہدہ [illegible] وہ مجھ سے نہین ہین ولیکن تو غفور رحیم ہی کہ اُنکے عصیان کو معاف کردے کہ وہ تیرے طالب ہین اور
[illegible] کہا [illegible] ہین - اس کلام مین اشارت ہی کہ گنہگارون کا گناہ اور ناشکری اُسکے بحر رحمت مین غرق ہی اسکو کچھ پروا نہین کہ
[illegible] اپنی جنا [illegible] مین داخل کردے اور پھر اہل طاعت کے لیے رضوان من الله اکبر جسکی تفسیر نہین ہوسکتی ہی باقی ہی - یہان ایک نکتہ ہی کہ حضرت نے
[illegible] عصانی مین فرمایا کہ جو میری نافرمانی کرے - اور یہ نہ کہا کہ جو تیری نافرمانی کرے - ایک تو اپنی طرف انکی نافرمانی کا نسبت کرنا مقتضائے خلت ہی
[illegible] خلت سے محبت اتم مودت کے شوق سے عشق پیدا ہوتا ہی اور عشق مقام عین الجمع و جمع الجمع ہی پس جسنے میری نافرمانی کی تیری
[illegible] جسنے میری اطاعت کی اُسنے تیری اطاعت کی - علاوہ اسکے اول من تبعنی کہا اسکی موافقت سے من عصانی فرمایا گویا اشارہ ہی کہ طاعت و
[illegible] در حقیقت خود مخلوق ہی اور وہ بیشک سب سے پاک منزہ ہی پس وہ میرے جنس سے اور مین انکے جنس سے ہون انکے افعال و صفات میرے لائق ہین
[illegible] کسی [illegible] عرفان سے سرفراز ہوا ہو وہ سمجھے کہ مخلوق کا اپنے خالق کی نافرمانی کرنا بالکل ناممکن ہی انکے جسقدر افعال و حرکات ہین سب تحت قدرت قاہر جل و علا
[illegible] ارادہ و مشیت قدیم و ازلی ہی وہ فی الحقیقت عین اطاعت ہی اگرچہ بسبب تکلیف الشرع اسکی صورت اتباع ملت حنیفیہ حضرت خلیل نہو شیخ عبد العزیز
[illegible] السلام نے دعا مین اپنے رب عز و جل کی تعظیم کر ادب سے ملحوظ رکھا ایسا کہا کہ تیرا عصیان کیا کیونکہ کسی کو مجال نہین کہ تیرا عصیان کرسکے اور کوئی
ایسا نہین ہی کہ جو عبادت اُسکی بارگاہ قدیم کے لائق ہی ادا کرسکے کیونکہ قدیم کے لائق قدم ہی اور حادث خود حادث تو اسکے افعال بدتر حادث ہین
پس درحقیقت تمام مخلوق اسکی طاعت و عصیان سب سے عاجز ہی الله الله کیا مین اس طاعت و عصیان کا ذکر کرتا ہون جن سے بارگاہ عظمت
و کبریا [illegible] قدم پاک ہی اب تو جو طاعت و معصیت ہی سب تیرے سوائے تیرے کرم و معظم بندے کی طرف رجوع ہی سبحان الله و بحمدہ و ہو الغنی عن العالمین
[illegible] فراق و حجاب سے یہ خواہش ابن عطا کی ہی اور جعفر بن محمد نے کہا کہ قلوب عارفین مامون اسرار الدین ہین - ساری نے کہا کہ اصنام
[illegible] کہا کہ خلت و نبوت کو دیکھنا یا ولایت وغیرہ پر نظر یہی عبادت اصنام ہی جنید نے کہا کہ الله تعالے کیطرف وسیلہ سوائے اپنی
محتاجی [illegible] قرار دینا بت پرستی ہی قال المترجم جو کوئی اپنے اوپر غرہ ہو کہ لائق بارگاہ نبوت خاتم المرسلین ہو وہ منافق ہی اور جو عاجزی سے وہین
[illegible] اپنے کو لائق نہ دیکھے الله تعالی رحمت فرماوے اسی واسطے شیخ جنید نے کہا جو کہا سمجھو - بعض نے اس سے منع نکالا کہ سوائے حق تعالے کے حق
[illegible] کیطرف [illegible] چیز سے تقرب چاہے - بعض نے کہا کہ حضرت خلیل نے کمال ادب سے اہل عصیان پر کوئی حکم نہ لگایا جیسے اہل طاعت پر یہی
[illegible] تیری بارگاہ مین جس قابل ہون تو جانے ایسے ہی اہل عصیان تو نادان ہوئے مگر تیری شان غفور رحیم ہی تو جانے اور تیرے
[illegible] حضرت علی بن موسی الرضا عن ابیہ عن الامام جعفر صادق نے کہا کہ خلت مین بت خطرات ہین یعنی حضرت یوسف کے قصہ سے
[illegible] بت پرستی سے بفضل الٰہی خلیل ہونے کے بعد محفوظ تھے جبکہ بچپن مین انکو توڑ توڑ ڈالا مگر جانتے تھے کہ
[illegible] حضرت خلیل نے نافرمانی والون کی نسبت اشارہ سے کہا کہ انک غفور رحیم اور تم ہمارے پیغمبر صلے الله علیہ
[illegible] وسلم [illegible] جب اپنی قوم قریش کی حکایات نا ملائم [illegible] کے بعد فرمایا اللہم اغفر لقومی فانہم لا یعلمون - یعنی اے رب میری

قوم کو بخشدے کہ وہ جانتے نہین ہین - مترجم کہتا ہی کہ ظاہر بخشیناء بس خطا کا مراد ہی جو آنحضرت [illegible]
فافہم بما فیہ من الاشارۃ وتامل - قولہ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم [illegible]
کرکے امتحان فرمایا تاکہ تمام دنیا کی مخلوقات سے بلکہ اپنے نفس سے جدا ہوکر خالص ہون اور [illegible]
اور بڑھاپے مین ایک لڑکا دیا بہت پیارا ہنوز اُسنے دودھ نہ چھوڑا تھا کہ حکم دیا کہ اسکو لیجا کر جلدی حرم مین [illegible]
کا توکل واعتماد اپنے رب تبارک وتعالی پر صاف ہوجاوے پس اپنے رب تبارک وتعالی کو رب [illegible]
ظہور ہوا اور باقی ہی کہ کمال لطف سے اہل وعیال کی تربیت بدرجہ کمال پہونچائی جاوے اور وادی [illegible]
و یانی کسی پر اعتماد نہ کیا اور بیت محرم جہان بارگاہ کبریائی کی حضوری کے سوائے سب حرام ہی کسی سے [illegible]
کے ساتھ تربیت ہو یون ہی سوائے عزوجل کے کسی بندے کو املاک وزر وسیم پر اعتماد نہونا چاہیے وکمال تربیت وحصول بدرجہ [illegible]
او ربعد استقامت کے ائمہ ہادی مہدی ہون کہ لوگ اُنسے رجوع لادین - قولہ فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم [illegible]
الثمرات لعلہم یشکرون ثمرات ظاہری اعضاء وجوارح کے جو دنیاے عاجل مین کام آوین معروف ہین وہی [illegible]
اور وہان شہود انوار صفات وتوحید ہو اور نیز ثمرات مین وہ اولاد ہین جو انبیاء واولیاء وصدیقین وشہداء ہون [illegible]
فرمائی وقد قال ربنا وابعث فیہم رسولا الآیہ - اسی واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ثمرہ دعاے پدر بزرگوار خلیل اللہ [illegible]
بہتر ہوگا اصفی الاصفیاء واتقی الاتقیاء وافضل الانبیاء وسید المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ الصدیق والشہداء والصالحین اجمعین [illegible]
اکتساب رسالت والحمد للہ رب العالمین اور قولہ لعلہم یشکرون سے اشارہ ہی کہ نعمت الہیہ سے شاکرون کا شکر جو فی کرنا ہی [illegible]
ابن عطاء رحمہ نے کہا کہ ایسے وادی مین بسایا جہان اپنا یا انکا تعلق سوائے حق عزوجل کے کسی کے ساتھ باقی نہ تھا بعض نے [illegible]
جہان عالم اسباب ورسومات سے نکلکر بارگاہ حضوری کا سامنا ہی - بعض نے کہا کہ بیت المحرم کے پاس جہان عالم اسباب [illegible]
حضوری سے مانع نہین ہی - بعض نے کہا کہ ایسے مقام پر بسانے سے انکو تعلیم فرمایا کہ اللہ تعالے پر توکل کرین اور اسباب [illegible]
جعفر رحمہ نے کہا کہ قلوب العباد اپنے رب کے حکم مین ہین بعض کو اپنی طرف رجوع کیا اور وہ طرف سے پاک ہو تو بیت الحرام [illegible]
کیطرف رجوع کرینگے یعنی مومنین - ابن عطاء رحمہ نے کہا کہ جسنے خلق سے بالکلیہ انقطاع کیا تو اللہ تعالی اسکی طرف خلق کے [illegible]
محبت سے بھرتے ہین اور قلوب اسکی الفت سے تازہ ہوتے ہین چنانچہ دعاے خلیل ہی فاجعل افئدۃ من الناس الآیہ [illegible]
ثمرات سے عمدہ رزق یہ ہی کہ مخالفت چھوڑکر موافقت اختیار کرین - واسطی رحمہ نے کہا کہ ثمرات قلوب مین [illegible]
تو شکر لازمی ہے عاجز ہونا چاہیے پس شکرگزاری کی امید اسی واسطے فرمائی کہ ہر ایک کو یہ دانائی حاصل نہین [illegible]
اقرار کرنا لازم ہی اول قولہ تعالی ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا کے ساتھ ان آیات کا تعلق بھی ظاہر ہوگیا [illegible]
امراض قلوب زائل ہوجاتے ہین جیسے ثمر اشجار سے امراض بدنی زائل ہوتے ہین [illegible]
حضور مین جو ذرہ ذرہ جاتا دیکھتا ہی پس حضور آلہی مین اسکا اقرار کیا کہ یہ تیری [illegible]
ما نخفی وما نعلن وما یخفی علی اللہ من شیٔ فی الارض ولا فی السماء - اسمین [illegible]
عبادات اور اسرار علم مجہول و اظہار صورت علم حروف اور اسرار شوق [illegible]

... اظہار بعض کرامات سانفس جسمین شائبہ شکوی ومنازعت بقدر ہی حضرت خواص رہنے کہا
... شیخ حسین کا قول ہی اور ابن عطاء رحمہ نے اخفاء احوال واظہار آداب کو بھی شامل کیا اقول انعامات
... قدرت حق تعالیٰ وانکار ما سوائے حیات آخرت وغیرہ کا باوجود عظائم دلائل وبینات کے حالانکہ اللہ تعالیٰ خاذ علیم ہی لقد قال تعالیٰ

... اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۥ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۙ

... اللہ کو غافل ... جو ظلم کرتے ہیں انکو تو وہ تاخیر دیتا ہی ایسے دن کے لیے جسمین پتھرا دینگی آنکھیں

مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۥ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ

... اونچے کیے ہوئے انکی طرف نہ اپنی پلک پھیر لوٹیگی اور انکے دل اڑے ہوئے خالی ہونگے اور ڈر سناوے لوگون کو جس دن

يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ

عذاب ... پھر کہینگے وہ لوگ جنھون نے اپنے اوپر ظلم کیا کہ ای ہمارے رب ہمکو بہت نزدیک مدت کی تاخیر دیدے کہ ہم تیری دعوت قبول کرلین اور پیغمبرے

الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۥ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ

... کیا تم ... تم قسم کہاتے تھے اس سے پہلے کہ تم کو تو کبھی نہین کچھ زوال ہوگا حالانکہ تم بستے تھے گھرون مین ایسے لوگون کے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۥ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ

... اور تمکو کھل گیا تھا کہ ہم نے انکے ساتھ کیا کیا اور تمہارے لیے مثالین بنا دین اور بیشک انھون نے اپنا مکر کیا

وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۥ

اور اللہ کے یہان تھا انکا مکر اور انکا مکر ایسا تھا جس سے پہاڑ اپنی جگہہ سے اور رہو جاوین

... خطاب ... رسول صلعم کو کیا اور وہ تو ازل سے اسرار وعلوم کے واسطے سب خلق سے زیادہ برگزیدہ تھا مگر حسن خطاب یہ ہی کہ جنکے حق مین
... جاری ہوا ہی وہ سنکر ہوشیار ہوجاوین اور ہیبت کلام حق تعو سے انکے رونگٹے کھڑے ہون اور قریب ہی کہ دل پھٹ جاوین پس
... وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اور کبھی مت خیال کیجیو کہ ظالمون کا فریندے جو کچھ کرتے ہین اس سے
... اور وجہ گمان کی ایک امتحانی پردہ ہی کہ آدمی کو دنیا واسکی نعمتون کے سوائے آخرت کی کوئی چیز ظاہر نہین فرمائی جیسکے سامنے
... آدمی نے بچشم خود دیکھا بلکہ کمال قدرت یہ کہ نیکون وخالص بندون کے ساتھ بھی اسکی ضرورت لاحق فرمائی پس جب یہ دنیاے حقیر
... اس طرح وسعت سے دیدی تو منافق وبے ایمان لوگ تو سمجھنے لگے کہ یہ لوگ جنکو کافر کہا جاتا ہی بڑے ہوتے تو یہ نعمتین کیون پاتے
... حکومت کی عقلین انھین ہین پس خود بھی کافر ہوگئے اور جنکو نور کا حصہ ملا ہی وہ تمام دنیا اور اسکے حاصل کرنے کی عقل جو
... سب کو خدا سمجھتے ہین مگر ابتر شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہی کہ پھر کیا اللہ تعالیٰ انکے ساتھ برتاؤ فرماتا ہی جیسے آدمی کسی دوسرے
... کے واسطے تاکید سے فرمایا کہ اسی نے اپنی خوشی واختیار سے سب مخلوق کو پیدا کیا پس ایمان والو تم شکر کرو
... بعض ... دنیا ... اور ... کافرون نے یہی دار فانی وخوار اختیار کیا تو انکو یہ نجس مردار لینے دو اور ہرگز
... وَاِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ اور
... یعنی ... سے انکو عذاب کی شدت وہولناک حالت دیکھکر آنکھین اسی طرف لگی

Marfat.com

لگا کر ایسے ہو جاوینگی جیسے پتھرا گئی ہین کھلی کی کھلی رہ جاوینگی۔ مُهْطِعِيْنَ پکارنے والے کی طرف [illegible]
تعالیٰ مہطعین الی الداع اور کہا گیا کہ اسرافیل صور قیامت پھونکینگے اور جبرئیل پکارینگے اسوقت [illegible]
پتھرا وینگی جلدی سے نظر ڈالے دوڑے جاوینگے۔ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ اپنے سر اُٹھائے ہوئے [illegible]
صورت بنائے ہوئے مگر پہلی تفسیر حضرت ابن عباسؓ و مجاہدؒ وغیرہم نے بیان کی ہو لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ [illegible]
یعنی شدت خوف و دہشت سے ایسی ٹکٹکی ہوگی کہ پلک نہ جھپکیگی برابر نظر اسی طرف لگی رہیگی۔ الٰہی ہم تیری پاک درگاہ مین [illegible]
عذاب قبر و قیامت سے نجات مانگتے ہین ہمکو کافرون و ظالمون مین شامل نہ فرمائیو آمین۔ کافرون پر یہ بڑا سخت وقت ہوگا [illegible]
وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ اور اُنکے دل اُڑے ہوئے خالی ہونگے یعنے گویا اُنکے سینون مین دل ہی نہین ہو بلکہ کلیجے منہ کو آجاوینگے [illegible]
القلوب لدی الحناجر کاظمین اُنکے دل گھٹے ہوئے منہ کو آجاوینگے پس خالی ہونے کے معنے حضرت قتادہ و دیگر علماء نے یہی بیان [illegible]
ہونگے تو دلون کی جگہین خالی ہونگی۔ بعض نے کہا کہ ہوا یعنی برباد ہونگے کیونکہ ہر چیز سوائے نام اللہ تعالیٰ کے اس دن برباد ہوگی [illegible]
کے دلون مین نام اللہ نہین ہو وہ سب برباد ہونگے پس معلوم ہوا کہ کافر مخلوق نے اس دنیائے فانیہ کو لیا تو آخرت کے دن عذاب [illegible]
یہی مخلوق ہی جسکو آج ہر چند سمجھائیے اور کہیے کہ اگلے پچھلون کا آغاز و انجام دیکھکر سمجھو اس دنیا کی ناپائداری دیکھو اور خالق عز و جل کی قدرت [illegible]
جسپر ہزارہا دلائل ہین دیکھکر یقین مانو مگر نہین مانتے ہین۔ آنحضرت صلعم کو حکم دیا۔ وَاَنْذِرِ النَّاسَ اور ڈر سنادے لوگون کو [illegible]
يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ جس دن اُنپر عذاب آویگا اور وہ دن قیامت ہو حالانکہ عذاب اُنپر اُنکی روح نکلنے کے وقت سے شروع ہو [illegible]
فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا تب کہینگے کافر لوگ جنھون نے اپنی جانون پر ظلم کیا کیونکہ کافرون کی بدکاری ظلم کا وبال حقیقت انھین پر ہو رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اے رب [illegible]
ہمکو مہلت دیدے اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ تھوڑی دیر کے لیے کیونکہ اُسدن تو رب کو پہچان جاوینگے اور جو رسولون نے کہا تھا سب معائنہ
ہو جاویگا تو رب کا اقرار کرکے تھوڑی سی دیر کی مہلت مانگینگے کہ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ تیری دعوت قبول کرین یعنی رسولون کی زبانی جو
تو نے ہمکو اپنی طاعت کے واسطے بلایا تو ہم بہت جلدی قبول کرین۔ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اور ہم رسولون کی پیروی کرلین جیسے قوله تعالیٰ
حتی اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون الآیہ یعنی جب اُنمین کسی کی موت پہونچی تو بولا کہ اے رب ہمارے ہمکو پھیر دے آخر آیت تک۔ مسئلہ
معلوم ہوا کہ بعد موت کے بھی علم ہوتا ہو یہی شیخ اکبر ابن العربی رح و اکثر علماء کا بلکہ جمہور کا قول ہو سوائے شیخ علاء الدولہ سمنانی کے اور مترجم کہتا ہو کہ
صحیح یہ ہو کہ آدمی جس حال پر مرا اسی قدر اسمین ثابت رہا پس اگر یہ مراد ہو کہ اُسکے اندر علم قائم ہوگا جیسے لوح پر نقوش مرتسم ہوتے ہین تو یہ نہین
ہو سکتا کیونکہ قبر مین کافر باوجود سب دیکھنے و جاننے کے وہی جواب دیویگا جسپر وہ مرا ہوا اور اگر یہ مراد ہو کہ اسکو معائنہ سے سب حق [illegible]
ہو جاویگی تو ٹھیک ہو مگر اسکو کچھ نفع نہوگا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہان ایمان لانا البتہ نفع دیتا ہو کہ گویا وہ نور اُسکی روح کے ساتھ [illegible]
اور موت کے وقت معائنہ سے دیکھنا اسکو کچھ فائدہ نہ دیگا پس ایمان وہی ہو جو غیب پر ہو لقوله تعالیٰ یؤمنون بالغیب [illegible]
ہوا کہ اگر کسی نے خالی جان لیا مگر روح و قلب مین اسکو قبول نہ کیا و داخل نہوا تو کچھ فائدہ نہین جیسے بہت سے کافر یہود [illegible]
سچا پیغمبر جانتے تھے لقوله یعرفونه کما یعرفون ابناءہم۔ مگر دنیاوی ہوس وغیرہ سے قبول نکیا [illegible]
یعنی ہنوز تمھارے دل مین ایمان داخل نہین ہوا اور صریح ہو کہ دنیا مین خالص رسول اللہ صلعم کی ہدایت [illegible]
اور دل سے تصدیق و قبول کرے تو نفع ہو ورنہ آخرت مین تو خود ظاہر ہو جاویگا اسوقت اُسکو کچھ نفع نہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] من قبل مالکم من زوال اور کیا تم نہین قسم کھاتے رہے اس سے پہلے کہ تمکو زوال
[illegible] قسم کھاتے تھے کہ جو حال تمہارا موجودہ ہی اس سے تمکو زوال نہین ہی نہ کوئی آخرت ہی اور
[illegible] حال سے برعکس تم مین تھا قائم رہیگا دوبارہ لوٹنا یا نہین جاتا ہی اور حضرت مجاہدؒ نے کہا کہ زوال نہین یعنے
[illegible] آخرت پر یقین ہی نہ تھا چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا واقسموا باللہ جہد ایمانہم لایبعث اللہ من یموت الآیہ
[illegible] قسمون سے کہ جو مرے اسکو اللہ تعالے دوبارہ زندہ نہین کرتا ہی آخر آیت تک۔ پھر اللہ تعالے نے
[illegible] وسکنتم فی مسٰکن الذین ظلموا انفسہم اور بسے تم بستیون مین ان لوگون کی جنھون نے
[illegible] بستیان جن مین تم رہتے ہو آخر نہین کون لوگ تھے اور کہان گئے اور اس دار فانی کو چھوڑ گئے تم انکی جگہ آئے ہو تمہارا ابھی یہی
[illegible] جانتے ہو کہ وہ سب خاک ہوگئے اور تمکو نہین معلوم کہ انکا انجام کیا ہوا ہی۔ وتبین لکم کیف فعلنا بہم اور تمکو
[illegible] انکے ساتھ کیسے برتاؤ کیا یعنی بالیقین تم سب کو یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ عاد و ثمود کی بستیان ہین جنکو اللہ تعالے نے بسبب نافرمانی پیغمبرون کے
[illegible] نسل منقطع ہوجانے [illegible] کے وضربنا لکم الامثال۔ اور تمہارے لیے ضرب المثل کردیا۔ یعنی پھر بھی تمکو ہوش نہین
[illegible] عبرت [illegible] حاصل کرتے ہو۔ ف آیت مین دلیل ہی کہ جو خبر متواتر پہونچے اور صدق کی دلیل اسکے ساتھ ہو تو اس سے ظہور
[illegible] آنحضرت صلعم کے معجزات و قرآن کی بلاغت معجز کا تمام عرب کا تسلیم کرنا اور یہودیون و نصرانیون کا آنحضرت صلعم کی بشارت توریت و
[illegible] مین موجود ہونے کا اقرار سب متواتر ہی اور تمام کافرون پر یہی حجت قطعی ہی یاد رکھنا چاہیے۔ الحاصل کفار قریش و تمام کافرون کو قیامت تک
[illegible] کسطرح ہلاک ہوئین تم عبرت پکڑو اور اپنے بد افعال و شرک اور دنیاوی چیزون پر مت غفلت کرو کہ انھون نے بھی یہی کہا تھا۔
[illegible] مکروا مکرھم اور بیشک ان لوگون نے مکر کیا تھا یعنی انھون نے امر حق کے رد کرنے اور شرک و کفر کے غالب کرنے مین
[illegible] نہین اٹھا رکھا بلکہ ظاہر و باطن اسیر اڑے رہے۔ بعض نے کہا کہ یہ کفار قریش کا بیان ہی کہ انھون نے مکر کیا لیکن حکم عام
[illegible] ارشاد ہی کہ ہر زمانہ مین جو گروہ عظیم انسانون کا مشرک و کافر ہوتا ہی وہ اپنا اعتماد ایسے امور پر کرتا ہی جو ظاہر بین لوگون کو مانند مکر کے
[illegible] جنکو خدا بھی نور عقل ہی جب وہ دیکھتا ہی تو اسکو محض اوہام و خیالات سمجھتا ہی اور برخلاف اسکے اہل الکفر کا طریقہ ہی کہ اوہام و ظنون پر
[illegible] سمجھتے ہین کہ یہ مضبوط ہی اور باقی امور جو اہل الحق کہتے ہین وہ سب اوہام ہین مگر جب مرگ نے انکو ذبح کیا تو سارا مکر برباد ہوا
[illegible] انکے ساتھ اسطرح جاری ہوئی تھی کہ ایسے طریقہ سے انکو یہ غضبناک نتیجہ نظر آیا گویا کسی نے مکر سے انکو اس ورطہ مین ڈالدیا
[illegible] وعند اللہ مکرھم اور انکا مکر اللہ تعالے کے یہان ہی یعنی کوئی فعل انسے سرزد نہین ہوا سوائے اسکے جو اللہ تعالے نے
[illegible] وہی ہوگا جو اللہ تعالے نے چاہے۔ وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال اگرچہ تھا
[illegible] یعنی انکا مکر جو بالکل شرک تھا کہ مثلا اللہ تعالے کے واسطے جورو بیٹا بتلاتے تھے یہ ایسا سخت کلمہ تھا کہ اس سے
[illegible] تخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمن ولدا۔ یعنی اللہ تعالی کے لیے بیٹا کہنے سے قریب ہی کہ پہاڑ گر پڑین۔ اسلیے کہ تمام مخلوقات آسمان
[illegible] تعالی کی [illegible] سے ہلکی ہلتا ہی اور آدمی اگر اپنے ماں باپ کے حق مین ایسی گالی سنے جو آدمی بعضے کرتے بھی ہین تو غیظ کے سبب سے
[illegible] حضرت باری تعالی جل عظمتہ و الکبریاء کی شان مین ایسی بات کہ بالکل اسکی شان سے لگاؤ نہین رکھتی ہی اور نہایت
[illegible] ابن عباس سے روایت کی ہی ایسا ہی ضحاک و قتادہ نے تفسیر بیان کی ہی اور حسن بصری نے کہا

ان کان بمعنی ماکان ہو یعنی انکا مکر کچھ نہ تھا کہ اس سے جبال کو زوال ہو سکتی [illegible]
سر اٹھاتے ہو کیا پہاڑ جھانک سکو گے جیسے آیت سورہ بنی اسرائیل میں نظیر آئی ہو [illegible]
زائل ہو جاتے یعنی خود ان کا فرون کو کچھ قدرت نہ تھی وہ سب قہر الٰہی کے تحت قدرت میں [illegible]
کچھ کیا اور سمجھا تھا اور نتیجہ کچھ ہوا جیسے مکر کا نتیجہ نکلتا ہی۔ اور حضرت علی و عمر و ابن مسعود و ابی بن کعب [illegible]
قریب تھا کہ اس سے پہاڑ گر جاوین۔ اور اس مقام پر بعض کفار کا قصہ مروی ہی کہ اسنے جہالت سے [illegible]
دریافت کرے اور لوگون سے کہے کہ وہان کچھ نہین ہی تاکہ ہر ایک اس مکر سے کافر ہو جاوے اور فرعون [illegible]
مینار بناوے کہ اسباب سموات پر مطلع ہو کر موسیٰ کے رب کو دیکھون اور دوسرا قصہ نمرود وغیرہ کا [illegible]
بعض لوگون نے اس قصہ کو بعید اس وجہ سے جانا کہ اسمین جان کا خطرہ ہی اور تکذیب پیغمبر کے لیے اسقدر خطرہ [illegible]
کہتا ہون کہ روایات تمام واقعات و تفصیل کے ساتھ نہین ہین اور جو شخص عقل سلیم رکھتا ہی وہ جانتا ہی کہ اکثر [illegible]
حصول نہین کرسکتا تو اسکو بعید معلوم ہوتی ہی پس مین کہتا ہون کہ بخت نصر یا نمرود کے ایام مین دنیاوی آبادی [illegible]
لشکر کی کثرت و تجارت و زراعت و صنعت و حرفت اور فنون ریاضی و طبعی وغیرہ کا بہت زور تھا اسی زمانہ مین حضرت خلیل [illegible]
پیغمبر کے بھی کہہ سکتے ہین کہ توحید حق کا اعلام دیا گیا مگر جب دنیا کی ثروت و حکومت و خیالات کی یہ حالت تھی تو پیغمبر [illegible]
اسپر یقین نہوا لیکن ریاضی کی تحقیقات کے لیے رصدگاہ بلند اور آسمان کیطرف چڑھنے کے لیے جیسے اس زمانہ مین اہل فرنگ [illegible]
کرتے ہین قصد کیا اور آسمانی تحقیقات کی غرض سے بادشاہی دعوی یہ ہوا کہ اگر واقعی آبادی ہی تو کیا صورت [illegible]
جہان وہ قصد تھا کہ خالق موسی کو دیکھون کیونکہ معجزات پیغمبری نے ان احمقون کو مبہوت متحیر کر دیا تھا پس حضرت باری تعالیٰ [illegible]
اور بھی وہان رصدگاہ عظیم کا قصد تھا حالانکہ اس نے کمال ٹھوس موٹے دماغ سے حضرت موسیٰ کے بیان سے رب تبارک و تعالیٰ [illegible]
بلکہ جیسے آجکل مشاہدہ ہی صرف حسی باتون پر مدار رکھا یون ہی نمرود و بخت نصر کا حال تھا چنانچہ شیخ ابن کثیر [illegible]
ابی اسحق عن عبد الرحمن بن رباب عن علی کرم اللہ وجہہ یعنی اس اسناد سے حضرت علی کی روایت سے ہی کہ آپ نے فرمایا کہ جس [illegible]
رب تبارک و تعالیٰ کی جناب مین حجت کی تھی اُسنے دو بچہ نسر طائر کے پالے جب بڑے ہو گئے تو ایک تابوت مین [illegible]
ایک نیزہ دراز پر گوشت رکھکر تابوت سے باندھا اور وہ مع ایک شخص کے تابوت مین بیٹھا تا پس گوشت کیطرف [illegible]
پہاڑون سے اونچے ہوئے حتی کہ اُسکے ساتھی نے کہا کہ تمام زمین ایک مکھی نظر آتی ہی پھر نیزہ کا سر نیچا کر دیا تو [illegible]
علی نے فرمایا کہ قولہ تعالیٰ وان کان مکرہم لتزول منہ الجبال۔ ایسے معاملہ مین ہی اور یون ہی سفیان الثوری [illegible]
روایت کیا اور عکرمہ سے بھی مذکور ہو کہ سیاق دربارہ نمرود مردود ہی کہ اس حیلہ و مکر سے اُسنے [illegible]
قصہ بخت نصر کے بارہ مین مروی ہی۔ واضح ہو کہ بخت کھلا ہوا اسوجہ سے نہ تھا کہ زمین کی [illegible]
کرتے ہین اُسنے اسی تابوت مین کسی دواسے جالا ہو گیا خصوص جبکہ مصر وغیرہ کے ملک [illegible]
دی ہوئی لیکن جو اس زمانہ مین کسی کو معلوم نہین ہی اور تاویل ہو تفسیر آیت اس قصہ پر موقوف نہین [illegible]
کہ باوجود دیکہ دنیاوی امور و ثروت و حکومت مین اسقدر ہوشیاری تھی [illegible]

Marfat.com

اور یہ کہا کہ اول وحاشیہ شیخ ابن جریر نے کہا کہ مختار ... ان نافیہ وان مخففہ ہی ... ہوتو زجاج نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ انکے ... اللہ تعالی اپنے رسول کو فتح دیگا اور بعض نے کہا آیات الٰہیہ و شرائع دین کو رسوخ مین پہاڑ سے مشابہ فرمایا ... اس سے مناسب ہی ف فی العرائس قولہ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون ... لوگ ایمان و مغفرت کے لائق بھی باعتبار کمال تقوی نہونے کے ظالم ہوتے ہین چنانچہ قولہ ... سابق بالخیرات باذن اللہ الآیہ کی تفسیر مین صحیح ہوا کہ کل منہم علی خیر یعنی یہ سب بہتری پر ہین پس ظلم کا یہان یہ درجہ نہین ہی ... انسان کو کبھی امانت پر ظالم وجاہل فرمایا ہی پس ایسے ظالم کے حق مین اللہ تعالی کیطرف سے تاکید ہی کہ ادب و ... مستغرق نہو جیسا کہ بعض مجذوبون کو واقع ہوا اور شخوص ابصار انکے حق مین یہ ہی کہ ظہور اکبر ... مستغرق ہونگے کہ انکی نظرین بالکل خودی سے فانی ہو جاوینگی کسی طرف التفات کی قدرت نہوگی اور ہوا القلوب انکا خالی ... بلکہ عقول و ارواح سے بھی کہ عزت و جلال قدم سے انکو کچھ ادراک نہوگا۔ کہا گیا کہ شہود بندہ محل حضور ہی اور شہود الحق ... احمد بن خضرویہ نے کہا کہ اگر مجھے شفاعت دیجاوے تو پہلے اپنے ظالم سے شروع کرون جس سے مجھے اللہ تعالی کی ... یعنی قولہ ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون میمون بن مہران نے کہا کہ یہ آیت کافی وعید ہی ظالم کو اور تسکین ہی مظلوم کو ... کہا کہ اہل الحق کے قلوب سوائے حق عزوجل کے کسی سے آرام نہین پاتے ہین اسی کی مشیت پر قائم ہین۔ قولہ وسکنتم فی مساکن الذین ... ظلموا ... وطن مین سکونت یہ ہی کہ جسم پر نفس امارہ و شہوات کا قابو زیادہ ہی جو ظہور قہریات کے مظاہر ہین اور آدمی جب تک خلوص ارادت ... سے باہر نہو تو اسکا نفس باطل دعوے اور ظلم کا عادی ہو جاتا ہی۔ شیخ ابو عثمان رح نے فرمایا کہ جو شخص بلا ضرورت فاسقون ... والون کے ساتھ میل کرے اور انکی مصاحبت وپڑوس اختیار کرے تو یقین جانے کہ اسکے دل مین فسق و معصیت پوشیدہ ہی جسکو ظہور ... ہوا ہی حیلہ ڈھونڈھتی ہی کیونکہ اللہ تعالے نے ظالمون کے پڑوس مین رہنے والون کی مذمت فرمائی اور وہان مقام کرنے والے کو ... کہتا ہو کہ تعالے الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا۔ کہا جاتا ہی کہ فاسقون و فاجرون کے ساتھ رہنے والے انہین ... مین جو دنیا مین وہی یہ پاوین اور حق شرع ادا کرنا انہین آسان نہین ہی بہ نسبت انسے دوری اختیار کرنے کے واللہ تعالی اعلم قال اللہ تعالے

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۭ يَوْمَ تُبَدَّلُ

... اللہ کو خلاف کرنے والا اپنے وعدہ کا اپنے رسولون سے اللہ بیشک سب قدرت والا اور بدلا لینے والا ہی جس دن بدلی جائیگی

الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ

... زمین ... اور سب آسمان اور سب لوگ نکل آوینگے واسطے اللہ واحد قہار کے اور تو دیکھیگا نافرمانون کو

... سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ

... انکے پیراہن ہونگے قطران کے اور ڈھانکے ہوگی انکے چہرون کو آگ تاکہ بدلا دیوے اللہ

Marfat.com

كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ

ہر نفس کو جو کچھ اسنے کمایا ہی بے شک اللہ تعالے جلد حساب کرنے والا ہی

وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو ... ع ۱۱

اور تاکہ جان لیوین کہ وہ تو اکیلا ہی اللہ ہی اور تاکہ نصیحت ... ۱۹

منجملہ انذار کے یہ آیات بھی ہین اور قدرت حق عزوجل ہی کہ آنحضرت صلعم کے خلیفہ جنکے قبضہ مین ...
اور اصحاب جنکے پیچھے دولت دنیا و خزانہاے قیصر و کسری ہاتھ باندھے تھے مگر وہی لوگ دنیا سے ...
نمک و روٹی پر کفایت کرنے والے تھے انکو یہ آیات نافع ہوتی تھین کہ بیہوش ہوجاتے تھے اور انکے ...
نفع نہین ہوتا ہی اور سچ ہی کہ ہمکو اللہ تعالی نے قرآن مین صریح آیات سے یہ خبر دیدی ہی اور کافرون کو کچھ نفع نہین ہوتا ...
اسقدر ضعیف و کمزور مین کہان سے ملک کسری و قیصر فتح کرینگے وقال تعالیٰ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ
اللہ تعالی کو خلاف کرنے والا اپنے وعدہ مین اپنے رسولون سے اسمین تمام امت کو طمانیت ہی کہ اللہ تعالی اپنے رسول کو غلبہ دیگا ...
ایسی خوبصورت پیرایہ مین ہی کہ مومنون کو اپنے فضل و ہدایت سے مستقیم رکھتا ہی ورنہ کافر لوگ تو ہرگز نہین سمجھتے ... گھر مین گھستا ...
حالانکہ پھر تو کچھ شک نہین رہا کہ اللہ تعالی نے سلطنت کسری و قیصر کو انھین فقیرون پر فتح کردیا۔ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ بیشک اللہ تعالی غالب ...
اُسکے قبضہ مین مقہور ہی۔ ذُو انْتِقَامٍ بدلا لینے والا ہی یعنی نیک بندون کے لیے ظالمون سے بدلا لیتا ہی۔ قتادہ رحمہ نے کہا کہ ...
اپنے حکم مین بالکل غالب ہی اسکا برتاؤ ایسا محکم اور غالب ہی کہ کفار کے حق مین ایسا ہی جیسے کوئی گھر مین ہلاک ہو جاوے ... بہت ... سست
يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ بیان کردے جسدن بدلی جاویگی یہ زمین یعنی جو تم مشاہدہ کرتے ہو غَيْرَ الْأَرْضِ دوسری زمین سے ...
بنے آپ کو اور سب کو مثل گھاس کے خودرو اور خوار بیفائدہ اور بے انجام جانتا ہی وہ بالکل بیوقوف ہی اُسکے آگے وقائع ہو ...
آثار مین۔ واضح ہو کہ دہریہ و نیچریہ وغیرہ جو ایسا خیال کرتے ہین اُنسے پوچھو کہ پھر تم لوگون کے واسطے زمین و اُسکی چیزین نہین ...
کیطرح پیدا ہو کر اسکو درست کرو عمارتین شرکین بناؤ پھر مرجاؤ دوسرے آوین اور مزدوری کرین تمھاری عقل خواہی ...
گھر و ندا گر جاوے۔ زمین و آسمان باقی و دائمی کہتے ہو یون ہی رہینگے مگر تم محض بیقدر خودرو گھاس ہو۔ زمین وغیرہ مین عقل نہین ...
عقل محض ہیچ ہی۔ ٹھوہڑ کا درخت کئی سو برس باقی رہا مگر تم اس قابل بھی نہ تھے تو تم سے وہ بیشک اچھا ہی اللہ تعالی ...
جہالات سے صحیح یہی ہی کہ انسان افضل اور اُسکے واسطے آغاز و انجام ہی اور اپنی عقل سے استدلال کرنا ہی کہ نظام عالم ایک خالق عزوجل کی مخلوقات ...
وہ اسکو ہر طرح بدلکر پیدا کرسکتا ہی پس ذرا بھی شبہہ نہین جو اُسنے فرمایا کہ یاد کرو وہ دن کہ زمین بدلیجاویگی سوا اسکے ...
کبھی ذات مین ہوتی ہی اور کبھی صفات مین ہوتی ہی اور زمین کی تبدیل جیسا کہ نصوص سے ظاہر ہوتا ہی ... طرح بدلی جاویگی
آسمان بھی اسی طرح بدلے جاوینگے۔ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ جو کچھ اوپر مذکور ہوا وہ اسدن ہوجاویگا جیسے ...
ابن سعد رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حشر کیے جاوینگے لوگ قیامت کے روز زمین صاف ... جیسے میدہ کی ...
تو دہ وغیرہ کچھ نہوگا اور حضرت ام المومنین صدیقہ رضہ نے پوچھا کہ اُسدن آدمی کہان ہونگے فرمایا پل صراط پر ہونگے ...
حسن صحیح و احمد اور دوسری روایت مین قولہ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ آیت کی تفسیر مین پوچھا ...

[illegible] حضرت کے پاس کھڑا تھا کہ ایک یہودی عالم آیا اور کہا السلام علیک یا محمد تو مین نے اسکو [illegible] بولا کہ تو نے مجھے کیون ڈھکیلا مین نے کہا کہ تو نام لیتا ہی رسول اللہ نہین کہتا بولا کہ جو نام انکا انکے گھر والون نے [illegible] حضرت نے فرمایا کہ میرا نام محمد ہی جو میرے گھر والون نے رکھا ہی پھر یہودی نے کہا کہ مین آپ سے پوچھنے آیا ہون آپ نے فرمایا [illegible] کہ [illegible] مین بیان کرونگا بولا مین اپنے کانون سے سنونگا پس آنحضرت نے ایک تنکے سے جو آپ کے ہاتھ مین تھی زمین کو چونکا پھر فرمایا کہ پوچھ [illegible] جسدن زمین و آسمان تبدیل ہونگے لوگ کہان ہونگے آپ نے فرمایا کہ تاریکی مین جہنم کے پل سے ادھر ہونگے بولا کہ پھر اول کسکو اجازت [illegible] فرمایا کہ [illegible] مین [illegible] فقرا ہونگے بولا کہ پہلا تحفہ انکا کیا ہوگا جب جنت مین پہونچینگے فرمایا کہ مچھلی کے جگر کا زائدہ پھر بولا کہ اسکے بعد ہی کیا ملیگا فرمایا [illegible] جنت کے اطراف سے چرتا ہو ضیافت ہوگا پوچھا کہ کیا پینے کو ملیگا فرمایا کہ چشمہ سلسبیل کا پانی۔ کہنے لگا کہ آپ نے سچ فرمایا پھر بولا کہ ایک اور بھی بات امتحان [illegible] کہ [illegible] سوائے نبی یا ایک یا دو آدمیون کے کوئی نہین جانتا فرمایا کہ تجھے کچھ نفع ہوگا میرے بیان سے بولا کہ اپنے کانون سنونگا پوچھا کہ مین فرزند کو [illegible] فرمایا کہ مرد کا پانی سپید ہی اور عورت کا زرد ہی جب دونون مجتمع ہوئے پھر عورت کی منی مرد کی منی چڑھ آئی تو اللہ تعالی کے ارادہ پر لڑکا [illegible] اور عورت کی منی اسپر چڑھ آئی تو اللہ تعالی کے ارادہ پر لڑکی ہوتی ہی یہودی بولا کہ بیشک آپ نے سچ فرمایا اور بیشک آپ نبی ہین پھر رخصت ہو گیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اُسنے جو کچھ مجھسے پوچھا مجھے اسکا علم نہ تھا مگر اللہ تعالی نے مجھے علم دیدیا۔ رواہ الامام مسلم فی صحیحہ اور ابن جریر کی روایت مین ہی کہ لوگ اسدن اللہ تعالے کے مہمان ہونگے اور اللہ تعالی کے یہان جو کچھ ہی وہ لوگون کو عاجز نہین کریگی۔ و رواہ ابن ابی حاتم اور شعبہ نے عمرو بن میمون سے روایت کی کہ زمین کے بدلے زمین ہوگی جیسے سفید چاندی خالص نہ اسپین کوئی خون بہایا گیا اور نہ اسپر کوئی گناہ کیا گیا نظر اُسکے پار ہوگی اور آواز پکارنے والے کی سُنائی دیگی لوگ ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ جیسے پیدا کیے گئے اور مجھے یاد پڑتا ہی کہ کہا کہ کھڑے ہونگے یہانتک کہ پسینا اُنکو گھیر لیگا عمرو بن میمون نے اور زر بن حبیش نے اسکو عبداللہ بن مسعود رض سے روایت کیا ہی رواہ ابن جریر اور زید رض سے روایت ہی کہ آنحضرت نے صحابہ کو تبدیل الارض مین فرمایا کہ صاف سفید مثل چاندی کے ہوگی پھر مدینہ کے گرد یہودی عالمون کو بلانے بھیجا اور بعض اصحاب سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کیون مین نے بلوایا ہی اسلیے بلوایا کہ وہ لوگ توریت سے بیان کرین جب آ گئے تو اُنسے فرمایا کہ تبدیل الارض بیان کرو انھون نے کہا کہ زمین سفید مثل میدے کی روٹی کے ہوگی۔ رواہ ابن جریر ایسی ہی تفسیر حضرت علی و ابن عباس و انس بن مالک و مجاہد سے مروی ہی کہ زمین اُسدن چاندی کی ہوگی [illegible] حضرت علی رض سے مروی ہی کہ آسمان سونے کے ہونگے اور واضح ہو کہ حضرت ابن مسعود و دیگر صحابہ و تابعین سے زمین کا میدے کی روٹی ہونا اور آسمانون کا [illegible] ہونا بھی مروی ہی اور یہ بھی مروی ہی کہ زمین تانبے کی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے مروی ہی کہ زمین و سمندر سب آگ کے ہونگے اور صحیحین مین ابو سعید کی حدیث مرفوع ہی کہ زمین اُسدن ایک روٹی ہوگی کہ حضرت جبار جل جلالہ اپنے دست قدرت سے اُسکو [illegible] نزل اہل جنت کے لیے یعنی ہنوز وہ لوگ جنت مین نہین پہونچے ہونگے۔ امام قرطبی وغیرہ نے اسکی تحقیق کر دی ہی اور صحیح یہ ہی کہ زمین کی [illegible] بعد ازان طرح کئی بار واقع ہوگی۔ پس نفخ صور و قیام محشر مین زمین صاف سفید ہوگی کہ نہ اُسپر علامت اور نہ خون و گناہ کا اثر ہوگا [illegible] جب [illegible] ہونگے تو کفار کے لیے آتشی و تانبے وغیرہ کی ہوگی و تاریکی ہوگی اور اس بار مومنون کے لیے مثل روٹی کے پھر [illegible] ہوگی اور حق یہ ہی کہ یہ سب امور جسطرح اللہ تعالی چاہے واقع ہونگے انمین کوئی تفصیل اسوقت ممکن نہین ہی کیونکہ [illegible] و حالات مختلف ہین اور امر آخرت کی کیفیات بالکل مخفی ہین پس اہل ایمان و عقل ان سب امور کو صحیح و قدرت حق تعالی مین ادنی [illegible] ہی کہ لوگ اس خاکی زمین کو خرابہ اونچا نیچا دیکھتے ہین باوجود یکہ جو رس مربع یا مدور جسمانہا سے اور کوشش کرکے ہلاک

ہوتے ہین قادر قیوم جل شانہ کی قدرت مین آسان تھا مگر نمونہ اسکی خواہی کا دنیا [illegible]
بھول ایسے نمونہ پر دیا کہ ہم اسکے مثل کسی طرح نہین بنا سکتے ہین پس اللہ تعالی جل شانہ کی صفات پاک ہین [illegible]
جو اُسنے فرمایا و مراد لیا ہو پس ایمان لائے ہم کہ بدلی جاویگی زمین سوائے اس زمین کے اور بدلے جاوینگے [illegible]
تمام لوگ اپنی قبرون سے یا مراد فقط ظالم لوگ ہون اگرچہ سب ظاہر ہونگے کیونکہ سیاق ظالمون کا ہو یعنی قبرون سے [illegible]
بدلے اُٹھاوین - لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ واسطے حکم اللہ واحد قہار کے - وہ قاہر ہو سب [illegible]
آواز دیجاویگی کہ سب کے سب اس زمین تبدیل شدہ پر قائم ہونگے - وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ [illegible]
نہ ماننے والے کافرون مشرکون وغیرہ کو اسدن - مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ زنجیرون سے ملا کر جکڑے ہوئے [illegible]
جبیر یا بندآن بقول ابن عباس یا بیڑیان وطوق بقول قتادہ - اور باہم مجرمون کا مقرون ہونا اپنے اپنے خراب عقائد و اعمال [illegible]
مانند قولہ واذا النفوس زوجت - یا اپنے اپنے شیطان کے ساتھ جو دنیا مین باطنی نزدیکی پر ہین وہان یوم ظہور مین ظاہری [illegible]
مانند قولہ نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین - اور ظاہر یہ ہو کہ آدمیون مین سے ہر قسم کے گمراہ لوگ مع اپنے ظاہری پیشوا آدمی کے اور مع باطنی [illegible]
یکجا جکڑے ہونگے اور سب شیاطین کا پیشوا شیطان ابلیس بھی سب کے آگے ہوگا واللہ تعالی اعلم پھر انکی ہیئات قبیح بیان فرمائی مع [illegible]
سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ قمیصین یا پائجامہ انکے قطران سے ہونگے یعنی انکے جسمون پر قطران بدبودار ملا ہوا [illegible]
اور قطران ایک چیز مٹی کے تیل کے مانند زمین سے اُبلتی ہو اسکا چشمہ ہوتا ہو سیاہ رنگ بہت بدبودار قتادہ رح نے کہا کہ اسمین آگ بہت [illegible]
کہتے تھے کہ قطران گلا ہوا تانبا جسکی حرارت انتہا کو پہونچ گئی اور ایسا ہی مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن و قتادہ سے مروی ہو اور معنی [illegible]
معنی تانبا اور آن بمعنی شدید الحرارۃ پس قطران پگھلایا ہوا تانبا جسکی حرارت حد کو پہونچی ہو اور حدیث مین ابو مالک اشعری رض سے روایت ہو [illegible]
فرمایا چار باتین میری امت مین امور جاہلیت سے ہونگی انکو نہین چھوڑینگی ایک تو حسب پر فخر کرنا اور دوم نسب مین طعن کرنا اور سوم نجوم پر [illegible]
مانگنا یعنی فلان ستارہ سے پانی برسیگا اور چہارم میت پر بین کر کے پیٹنا اور مردے پر پیٹنے والی روتے والی عورت نے اگر موت سے پہلے [illegible]
تو قیامت کے روز کھڑی کیجائیگی اس حال سے کہ اسپر قطران کی سربال ہوگی اور جرب کی کرتی ہوگی - کما رواہ مسلم واحمد - وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ
اور چھائی ہوگی اُنکے چہرون پر آگ جیسے دوسری آیت مین فرمایا و تلفح وجوہہم النار اور آگ کا گھیرنا اگرچہ عام بدن کو ہوگا مگر چہرہ اشرف [illegible]
صورت کے لیے کافی تو اسکو بیان فرمادیا اور سنن کی روایت مین پیٹنے والی عورت کے حق مین ہو کہ اگر بے توبہ مرگئی تو دوزخ و جنت کے درمیان [illegible]
کھڑی کیجائیگی اسپر قطران کی سربال ہوگی اور اُسکے چہرہ کو آگ چھائی ہوگی - لِيَجْزِيَ اللَّهُ یہ فعل ان لوگون کے ساتھ اسلیے ہونگے [illegible]
بدلا دیوے كُلَّ نَفْسٍ ہر نفس کو مرد ہو یا عورت ہو - مَّا كَسَبَتْ وہ جو اُسنے کمایا یعنی اسکی کمائی کے [illegible]
کہ اللہ تعالی ہر نفس کی بدکاری و گناہ سے پاک بے پروا ہو جیسے ہر ایک کی طاعت سے مستغنی ہو ہر نفس جو کمایا ہو [illegible]
جہان کے اعمال و افعال دوسرے جہان مین اپنی اپنی جزا کے ساتھ ہونگے - إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ [illegible]
اُسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہو کہ دریافت کرنے مین دیر ہو اور تمام خلق اُسکے نزدیک بمنزلہ ایک نفس کے ہو [illegible]
کے آدھے دن کی مقدار پر حساب فرماویگا جیسا کہ حدیث مین آیا ہو کما ذکر ذلک السیوطی رح اور اہل ایمان [illegible]
جاوینگے اور یہ چھپا نہ جاویگا بلکہ اللہ تعالے تجاوز فرمادیگا اور جس سے پرسش ہوگی وہ ضرور ہوا [illegible]

Marfat.com

للناس پہونچادیاگیاہی لوگون کو یعنی اللہ تم کا حکم لوگون کو پہونچایا گیاکہ اپنی نیکی بدی پہچان کر سعادت کے مراتب
بھی فرمایا تھا کہ کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور۔ بس ختم بھی کردیاکہ ان دلائل توحید سے
لیا ہر ایک اپنے لیے راہ راست ڈھونڈھے اور فرمایا لانذرکم بہ ومن بلغ۔ یعنی اے عرب تمکو مین ڈراؤن اور جسکو پہونچے
پہونچا جب اتباع فرض ہوگئی اور آنحضرت صلعم نے سوائے عرب کے باقیون کو بذریعہ صحابہؓ کے پہونچایا پس صحابہ آپ کے
رسول کا رسول ہی لہٰذا جو انپر طعن کرے وہ رسول پر طعن کرکے کافر ہوگا۔ پھر یہ قرآن کسطور سے پہچانا جاوے کہ اللہ تعالے کا کلام ہی
کہتا ہون کہ اللہ تعالے نے دو باتون پر صریح کردیا کہ در ابھی شک نہین ہوسکتا اول تو محمد رسول اللہ پیغمبر صادق مصدوق تھے کہ قریش
آپ کی سچائی پر حق تھے تو صریح ہی کہ کوئی آپس مین جھوٹ نہ بولے پھر اللہ تعالے پر جھوٹھ باندھے پھر کیونکر جھوٹا شخص اتنے معجزات دکھلا
معجزات لاکھون آدمی ہر زمانہ مین بیان کرین وہ خبر بالکل سچ ہوتی ہی اور قرآن سب جہان کے نزدیک متواتر چلا آتا ہی لاکھون آدمیون
اسکو حفظ کیا اور پڑھا پڑھایا ہی اب مین کہتا ہون کہ اس قرآن مین جابجا تمام عرب کو کہا گیا کہ تم اسکے چھوٹے سورہ کے مثل لاؤ اگر تم
کا کلام سمجھتے ہو ولیکن ان سے ہرگز ممکن نہوا اور تلوار سے جان دینا و لڑنا قبول کیا اگر لاسکتے تو کیون ایسا کرتے اور سب نے اسکو معجز بے مثل
اور جیسے جادو کو عجیب سمجھتے ہین اسکو جادو قرار دیا اور جب تمام عرب اول سے آخر تک اسکے اعجاز بلیغ ہونے کا اقرار کرچکے تو سوائے عرب کے
زباندان عربی کا ہو جو مقابلہ کا دعوے کرے اور جو دعوے کرے وہ محض جھوٹا اور بالکل بیوقوف ہی تب ثابت ہوگیا کہ یہ قرآن بیشک آدمی کا کلام
بلکہ اللہ تعالے کا پیغام بندون کے لیے ہی تاکہ اسپر ایمان لاوین۔ وَلِيُنْذَرُوا بِهٖ۔ اور تاکہ اس سے اُنکو ڈر سُنایا جاوے
و گمراہی مین نہ پڑین اور اپنے رب سبحانہ وتعالے سے شرک نہ کرین اور ایسے فعل نہ کماوین جو دوسرے جہان مین اُنکے ساتھ آگ
کیونکہ جو کچھ اپنے ساتھ لے ظاہر و باطن پر لباس چڑھاوینگے وہی دوسرے جہان مین اُنپر ظاہر ہوگا۔ وَلِيَعْلَمُوْا۔ اور تاکہ یقین
ان کی صریح صاف صاف سچی دلیلون سے کہ۔ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وہ تو اکیلا اللہ ہی کسی صفت مین اسکا کوئی شریک
وَلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ اور تاکہ نصیحت پاوین عقل والے لوگ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس نے قرآن سے نصیحت
بے عقل ہی۔ کیونکہ قرآن مجید مین مخلوقات کی وجود و صفات سے اور آدمی کی خود ذات و صفات و حالات سے ایسے صریح دلائل
کیے ہرگز وہم و وسواس کو مجال شبہہ نہین رہتی سوائے اس شخص پر جسکو بالکل عقل نہین ہی ف سفی العرائس قولہ
غیر الارض والسموات وبرزوا للہ الواحد القہار۔ تفسیر اسکی سابق مین مفصل مذکور ہوئی اور اشارات ان سے ہی کہ اللہ تعالے واحد
ظہور اسوقت ظاہر ہوجاتا ہی جب آدمی کی وہ زمین قلب بدلے جسپر ظلم و فسق و فجور و حرام کاری و حرامخوری و کبر و رعونت و
اخلاق ذمیمہ و افعال قبیحہ بھرے ہولے تھے پس جب اُسنے اس زمین کو بدیون سے پاک کردیا اور وہ بدلی کہ اسمین سے صفات بشری خطرات
اور روحانیہ خصال بواسطے نور شہود جمال احدیت کے پیدا ہوئے تو آسمان ہائے ارواح بھی مبدل ہوتے ہین بدین معنی کہ
وحدت سے خارج کرتی ہی کہ انوار عظمت کو برداشت کرین پس صفات لطائف آلہیہ کا ظہور رہتا ہی بالجملہ ارواح و قلوب
بسط مین آتے ہین اور خوف سے امید مین اور رسوم عبودیت سے مشاہدہ ربوبیت مین ظاہر ہوتے ہین پس بروز ظہور ان
سے بیہوش و حیران بسبب غلبہ شوق و عشق کے جمال دائم وحق پر ہوتا ہی اگر تو انکو دیکھے تو رداء کبریاء و درد ازعظمت
شانہ سے اپنے فراق سے فریاد کرتے ہین اور ظاہر ارض و سما رتاریکی خلقت و ظلمت سے بدلکر استیلاء انوار قدم کی تحت میں

Marfat.com

مین منور ہونگے اور بحکم کل شئی ہالک الا وجہہ تمام وجود کل مقام مین
لا شئی ولا وجود سے کمتر تھے۔ واسطی رہنے کہا کہ جب ایمان پر
ولینذروا بہ اسکے قولہ اولوا الالباب۔ یہ آیت اصل مین مقام عبرت عارفین ہی
اور انکا خوف از فراق بڑھیگا خوب جانو کہ اسکی معرفت سے تا دوام الاعلیٰ ہو لیکن عوام
ہین مگر معرفت حق سبحانہ تعالے مین تو درحقیقت ظنون ہین یا رسوم ہین جب بفضل و رحمت
جہالت بھی جانینگے اور جو کچھ اسکی معرفت و عبادت مین سراسر قصور ہوا ہی جب بجز توحید
یہ شان تو اہل عرفان کی ہی پس کافرون و بے ایمانون کا حجاب خیال کرو کہ فرمایا۔ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون
جو اہل عقل و علماے حقیقت و صاحبان معرفت ہین وہی عاشقان مشاہدہ ہین جنھون نے بحکم قولہ جاہدون
جان و مال کو اسپر قربان کرتے ہین اور شرمندہ ہین اور اسمین انذار ہی کہ اہل سعادت ہمیشہ بد صحبت و بدون سے
کرین اور صحبت دور رہین کہ جب قلب اسکا عادی ہوا تو اندھا ہو جاتا ہی اور صحیح حدیث سے صحبت نیک و
واضح ہو کہ ایک آیت اس پارہ سے سورہ حجر تکمیل کے لیے پارہ۔۱۴۔ مین ہو

تم الثالث عشر ویتلوہ الرابع عشر من سورۃ الحجر

صدیقی کتب خانہ
شیخ احسان الحق صدیقی ○ تاجر کتب
راولپنڈی

Marfat.com

فتح القدیر از امام کمال الدین ابن الہمام [illegible] مستند و باعظمت شرح مشہور و معروف اور آخر مین تکملہ از زین الدین آفندی کامل چار مجلد ضخیم جدید الطبع۔

ہدایہ - حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بہ تحشی مولانا محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چار جلد کامل دو مجلدات مین بشرح ذیل۔

۱- جلدین اولین عبادات -

۲- جلدین آخرین معاملات -

فتاواے عالمگیری - ہر چہار جلد کامل در [illegible]

ہدایہ مع شرح الکفایہ - از سید جلال الدین کرلانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد مین اس شرح ہدایہ پر حاشیے بہت مستند لکھے گئے ہین بہ تفصیل ذیل -

ایضاً جلد اول و ثانی تا آخر کتاب النکاح -

ایضاً جلد سوم و چہارم تا آخر کتاب -

فتاوی قاضیخان مع سراجیہ - از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معتمد معروف متداول دو مجلد کامل -

شرح وقایہ - از امام صدر الشریعہ جلی قلم مع کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبی یوسف ابن جنید چلپی داخل درس تقطیع کلان خوشخط و صحیح -

شرح وقایہ مترجم - مع دائرہ ہندیہ متوسط قلم -

ذخیرۃ العقبی - حاشیہ شرح وقایہ از یوسف بن جنید چلپی متداول معروف -

اشباہ والنظائر - مع شرح حموی معروف مستند متداول -

عینی شرح [illegible]

جلد مستند معروف متداول [illegible]

(۱) جلدین اولین عبادات [illegible]

(۲) جلدین آخرین معاملات [illegible]

مختصر وقایہ محشی - از امام [illegible]

درسی متداول -

عمدۃ البضاعۃ - فی مسائل الرضاعۃ از مولوی تراب علی مرحوم -

قدوری محشی - تالیف امام ابو الحسن درسی متداول -

اخلاق و تصوف اردو

جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی -

تہذیب النفوس - از سید فخر الدین حسین -

باب دانش - مؤلفہ مولوی محمد کریم بخش -

اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان -

ترجمہ عوارف المعارف - کامل دو جلد مین مترجمہ مولانا ابو الحسن فرید آبادی -

خرشید دانش - ہوشمندی کی تعلیم [illegible] محمد کریم بخش -

بستان تہذیب - جامع اخلاق [illegible]

ترجمہ آداب حاجی [illegible]

بحر الحقیقت [illegible]

الہیات - [illegible]

Marfat.com